



مہوش علی

ذرا سا حوصلہ پیدا ہوا۔۔۔

پی برہان علوی سے بولا۔۔۔۔

"کوئی"۔۔۔ الجھن سے دیکھتے برہان نے آئی بڑا چکائے۔۔۔

علاوہ کوئی دوسرا استاباہر جانے کا نہیں، پراسل میں "۔۔۔۔۔

"کیا اصل میں"۔۔۔۔۔ برہان پریشان سا اٹھ کر چیخ پڑا انسپکٹر ارمان نے لبوں پر زبان پھیر لی۔۔۔۔۔

"سروہ اصل میں وقار بلوچ کے اپنے بیڈ روم میں ہی ڈریسنگ مرر کے پیچھے باہر جانے کا تیسرا راستہ تھا جسکا  
اسنے ہمیں نہیں بتایا اور"----- وہ ایس پی کے بگڑتے تیور دیکھ کر پھر سے چپ ہو گیا۔۔۔۔۔

"کیا قسطوں پر بات کر رہے ہو پوری بات بتاؤ کیا ہوا ہے تم لوگوں کو پہلے کیوں معلوم نہیں ہوا اور اب کیسے  
معلوم ہو گیا بکوسب"----- برہان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔۔۔۔۔

"اور سہرا ب وہ اپنے روم میں نہیں ہے، اور جو تیسرا راستہ تھا وہ اسکے روم سے جاتا ساتھ والے خالی گھر سے نکلتا  
ہے جسکا اسنے ایسے ہی کہہ کر بات گول کر دی تھی"----- انسپکٹر ارمان کہہ کر برہان کا چہرہ دیکھنے لگا جو  
سرخ پڑنے لگا تھا۔۔۔۔۔

"مزید اسکی بیوی کا بیان ہے کہ اچانک روم میں لائٹ آف ہو گئی اور وہ کچھ سمجھتی اس سے پہلے کمر روشن ہو گیا  
پرو قار روم میں نہیں تھا البتہ ڈریسنگ مرر دروازے کے پٹ کی طرح دیوار سے الگ تھا، مطلب وہاں سے  
جانے کا۔۔۔۔۔ راستا"-----

"س۔ سہرا اس میں ہماری تو غلطی نہیں اس وقار بلوچ کو ہی ہم پر یقین نہیں تھا، اگر وہ بتا دیتا تو ایسا ہوتا۔۔۔؟"  
----- ارمان خان کی صفائی پر برہان نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

"کیوں اسے ہم پر یقین نا ہوا نو نسینس۔۔۔!! ہماری ہی غلطی ہے جو اسکے گھر کے اندر ہو کر بھی نا جان سکے  
اور وہ باہر ہو کر بھی کامیاب ہو گیا"----- ٹیبیل پر ہاتھ مار کر وہ دھاڑا۔۔۔۔۔

"اب یہاں میرا منہ کیوں تک رہے ہو گیٹ لاسٹ"-----

"سر آپ چلیں گے نہیں وہاں" کچھ ڈرتے ارمان نے چند لفظ ادا کئے-----  
برہان کا بس نہیں چل رہا تھا سب کچھ تھس تھس کر دے۔۔۔

"کیا اب وہاں مجھ پر مارنے چلیں ایک انسان کی زندگی تو بچا نہیں پائے کیا اسکی بیوی کو حوصلہ دینے چلیں  
سٹوپڈ"----- سرخ آنکھوں سے وہ غرایا۔۔۔۔۔  
"لگتا ہے پاگل ہو گیا ہے" انسپکٹر اسکی جنونی حالت کو دیکھ کر منہ میں بڑبڑاتا سیلوٹ کرتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔  
"اف اف سیر"-----!! "ابھی وقت تیرا ہے کر لے کمال"----- چیئر پر گر کر چھت کو دیکھتا  
خود کلامی کرنے لگا کہ اسکا موبائل بج اٹھا ایک گہرا سانس بھر کر سیدھا ہوا اور داد کا نام دیکھ کر موبائل کان سے  
لگایا۔۔۔۔۔

"بول داد"----- داد برہان علوی کا چھوٹا بھائی تھا۔۔۔

"بھائی آپ کو کچھ یاد بھی ہے گیارہ بج گئے ہیں بارہ میں صرف ایک گھنٹہ باقی ہے"-----

"اوہ یاد دماغ خراب ہو گیا ہے میرا"----- بالوں میں انگلیاں پھنسائے آنکھیں میچیں۔۔۔۔۔



"اوہ تو پھر ہر بار کی طرح"۔۔۔۔۔ داد کو ہنسی آگئی۔۔۔۔۔

"جی ہاں ہر بار کی طرح۔۔۔۔۔! اور ویسے یہ تو پوچھ رہا ہے یا مزاق اڑا رہا ہے"۔۔۔۔۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ بھائی میں کیوں مزاق بنائوں گا۔۔۔ یہ تو بس ایسے ہی پوچھا ہے"۔۔۔۔۔

"اچھا بتاؤ موسم کیسا ہے وہاں کا"۔۔۔۔۔؟ مسکراتے لہجے میں کسی کی من موہنی صورت کو یاد کرتے کھویا سا بولا۔۔۔۔۔

"جی موسم تو ویسا ہے ہر سال کی طرح"۔۔۔۔۔ صوفی کی بیک پر سر لٹکائے وہ بولا تو لب بھینچ کر برہان چیز سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

"اچھا تم نور العین کو جگانے کی کوشش کرو میں تب تک کچھ اسپنل خریداری کر کے آتا ہوں"۔۔۔۔۔

"ارے یار بھائی پھر اتنا ٹائم ویسٹ ہو گا اس بونی پر"۔۔۔۔۔ "اسکا کل کر لیں گے کچھ" سر کو کھجاتے اسنے ٹالنا چاہ پر آگے بھی اسکا بڑا بھائی تھا۔۔۔۔۔

"داد"۔۔۔۔۔ آفس سے نکلتے روب دار آواز میں تنبہ کی۔۔۔۔۔

"جار ہا ہوں بلکہ روم کے دروازے پر ہوں پکارنے کی ضرورت نہیں"۔۔۔۔۔ منہ بنا کر کہتا وہ آہستہ سا روم سے باہر نکلا۔۔۔۔۔

"شاباش میرا شیر"۔۔۔۔۔ ہنس کر کہتے موبائل آف کیا گاڑی میں بیٹھ کر ڈرائیور کو شاپنگ مال کی طرف

جانے کا کہا۔۔۔۔۔

مال کے باہر گاڑی میں شاپنگ بیگز رکھتے ایک بار پھر اسکا موبائل بجنے لگا اور اب وہ جانتا تھا کس کی کال ہے

مہوش علی

توقع کے مطابق اسکرین پر ڈی آئی جی فرقان ملک جگمگا رہا تھا۔۔۔۔۔

"سنیں ذرا آپ جا کر آگے دیکھیں کوئی فلاورز شاپ اوپن ہے گوفاسٹ"۔۔۔۔۔

"اوکے سر"۔۔۔۔۔ ڈرائیور کہتا آگے نکل گیا اور اسنے کال اوکے کرتے موبائل کان سے لگائی۔۔۔۔۔

"السلام علیکم سر"۔۔۔۔۔

"ایس پی برہان علوی مجھے وقار بلوچ زندہ چاہیے مطلب سمجھے کہ ایک بھی خراش نا آئے اسے، کسی بھی صرت

حال میں تمہارے پاس دس گھنٹوں کا وقت ہے"۔۔۔۔۔ "ایک ابھرتے سیاستدان کو کوئی پولیس کی سخت

سیکورٹی میں بھی کڈنیپ کر گیا شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے"۔۔۔۔۔ ڈی آئی جی کی باتیں سنتے برہان کا

دل کیا موبائل دیوار پر دے مارے۔۔۔۔۔

"سرپر وقار بلوچ نے۔۔۔۔"

"نوائیکسیوز ایس پی برہان علوی ہمیں بھی جواب دینا پڑتا ہے ابھی میڈیا کو نہیں معلوم کل کو معلوم ہوا پولیس کی یونیفارم پر دھبہ لگ جائے گا چٹ پٹی باتوں سے۔۔۔۔۔ غصے کہتے موبائل تو بند ہو گئی پر برہان کا پارا ہائے ہو گیا۔۔۔۔۔"

"سوری سرپر یہاں کوئی فلاورز شاپ نہیں ہے۔۔۔ ایک ہے وہ بھی آٹھ کے بعد بند ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ ڈرائیور مودب ہو کر کہنا لگا۔۔۔۔۔"

"میرے ساتھ چلو کہاں ہے وہ شاپ۔۔۔۔۔ آدھا گھنٹہ تو یہاں ہی بیت گیا تھا اسے داد کی تیس مس کالز آچکی تھیں۔۔۔۔۔"

"جی سر آئیے۔۔۔۔۔"

\*\*\*\*\*

تیس سالہ داد اپنے ماں باپ کے روم پر نظر رکھتے آہستہ سے آگے بڑھا۔۔۔۔۔  
"اللہ کیا بلا ہم معصوموں کے گھر نازل کی ہے۔۔۔۔۔ ٹھٹک ٹھٹک کر پائوں نور العین کے روم کی طرف اٹھاتے ساتھ میں ورد بھی جاری تھا۔۔۔۔۔"

اب سب سے بڑی مصیبت روم لاک ناہو۔۔ اگر ناک کرتا تو تیس جوتے کھاتا اپنے باپ کے اگر ناک کرتا تو  
بڑے بھائی کے۔۔۔ چھوٹا تھا تو سب کیلئے تحفہ تھا جو جیسے آئے استعمال کرے۔۔۔۔۔

"ب۔۔۔ بونی"۔۔۔۔۔ دیوار میں منہ چھپا کر آہستہ سے پکارا کہ کوئی سن نالے کے چکر میں خود ہی سن نا  
سکا۔۔۔۔۔

"بونبی"۔۔۔ ایک بار پھر یہاں وہاں دیکھتے بڑ بڑایا۔۔۔۔۔

"اف ایسے کیسے چلے گا داد علوی۔۔۔" تھوک نگل کر گردن اکڑائی۔۔۔

"اللہ پہنا ان لڑکیوں سے سلپنگ کوئین ہونے کے چکر میں ہم معصوم لڑکوں کو زو مبیز بنادیں گی"

۔۔۔۔۔ بند دروازے کو تکتے دیوار پر آہستہ سے سر مارنے لگا۔۔۔۔۔

"تمہیں مینے نور العین کو جگانے کا کہا تھا بے وقوف کی طرح دیوار سے باتیں کرنے کو نہیں"۔۔۔۔۔

"آہ۔۔۔۔۔" اچانک پیچھے سے آتی بھاری آواز اور کندھے پر رکھے ہاتھ کو محسوس کرتے داد کی چیخ نکلتے

نکلتے رکی کیونکہ برہان نے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔

"کیا لڑکیوں کی طرح چیخیں مار رہے ہو"۔۔۔۔۔ منہ سے ہاتھ ہٹا کر ڈپٹا۔۔۔۔۔



"بب۔۔۔ بھائی وہ نہیں اٹھ رہی کب سے چیخ رہا ہوں اب تو گلا خشک ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ سانس بحال کرتے اسنے بمشکل کہا۔۔۔۔۔

"اتنی انرجی اگر دروازہ کھولنے پر لگائی ہوتی تو گلا خشک نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ آہستہ سے دروازہ وا کرتے

اسنے ملامت کرتی نظروں سے دیکھا داد صرف سر کھجا کر رہ گیا۔۔۔۔۔

"ٹرائے کر تو رہا تھا"۔۔۔۔۔

"میں جا رہا ہوں چیخ کرنے تب تک تیسری جنگ جیت نے کی کوشش کرو"۔۔۔۔۔ کندھے سے پکڑ کر

اسے دروازے کے سامنے کرتے خود اپنے روم کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

"تھو تھو ایسی زندگی پر داد علوی ایک لڑکی کے روم کا دروازہ نہیں کھول سکتے"۔۔۔۔۔

پنک کلر کے سنگل بیڈ پر پنک چادر میں لپٹے وجود کو دیکھ کر دانت پیسے۔۔۔۔۔

"ویسے اس میں میری ہمت کا قصور نہیں میسر زنام کی بھی کوئی چیز ہے ایسے ہی کسی کے روم میں نہیں گھس

جاتے بے وقوف لوگ"۔۔۔۔۔

"اے بونی اٹھ منحوس جینا حرام کر دیا ہے میرا"۔۔۔۔۔ خود کو حوصلہ دلاتے تکیے پر کالی چوٹی کو دیکھ کر

آنکھیں پھیلائیں۔۔۔۔۔

"کہیں چڑیل تو نہیں"۔۔۔۔۔ "یا اللہ اپنی پنہا میں رکھ"۔۔۔۔۔



"نور آرہی ہو یا سوتی ہی رہنا ہے"۔۔۔۔۔" ہمیشہ کی طرح ہر چیز میں لیٹ تم سے تو داد ٹھیک ہے کم از کم وقت پر تیار تو ہوتا ہے"۔۔۔۔۔ اسے بت بنا دیکھ کر برہان نے دبی ہوئی آواز میں غصے سے کہا جس پر اسکی نظریں تو جھک گئی پر ان میں سمندر لہریں مارنے لگا۔۔۔۔۔

"کھڑی رہو یہاں۔۔۔ مجھے سخت نفرت ہے ایسے سست انسانوں سے"۔۔۔۔۔ دروازے کے پٹ بند کرتے وہ تو چلا گیا پر اندر کھڑے وجود کے دل پر اداسی سی چھا گئی۔۔۔۔۔

"آپ کو پسند ہی کیا مجھے میں برہان"۔۔۔۔۔ ہر چیز تو آپکے لیے حورالعین سے شروع اور اس پر ختم نظر آتی ہے"۔۔۔۔۔ اپنے بھرے بھرے گلابی گالوں سے چمکتے موتی ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے بڑبڑائی

"ارے ہماری بونی رو رہی ہے کیا"۔۔۔۔۔ دروازے سے منہ نکال کر داد نے اسے روتے دیکھ کر معصومیت سے پوچھا۔۔۔۔۔ نور نے آواز پر جھٹ سے نظریں اٹھائی تو سامنے ہی دو کالی شرارتی آنکھیں اس پر ٹکی تھیں۔۔۔۔۔

"شکل دفع کرو کمینے سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے"۔۔۔۔۔ پائوں سے سلیپر اتار کر دروازے پر نشانہ لگایا۔۔۔۔۔

کتنا کچھ سوچا تھا کہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکی موجودگی میں وہاں جائے گی اور کم وقت میں ریڈی ہو کر کچھ تو بھتر بنے اسکی نظروں میں پر۔۔۔۔۔

"ہی ہی ہی یار مینے کیا کیا"۔۔۔؟ "بھلائی کا تو کوئی زمانہ نہیں"۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ سے سیلیپر پکڑا اور دوسرے سے منہ میں ببل ڈال کر اسکے بھیگی گالوں کو دیکھا۔۔۔۔۔

"پگلی اتنی بات پر کوئی روتا ہے یہ لو پکڑو اپنا سیلیپر اور بیڈ کے نیچے پڑا ہے تمہارا فراک جلد آ جائو"۔۔۔۔۔ سیلیپر

کو واپس پھینکتے پچکارا۔۔۔۔۔

"اور یہ لو فریش اپ کھاؤ فریش ہو کر آؤ شاہباش میری بونی"۔۔۔۔۔ جاتے ہوئے منہ میں پڑا ببل گم اسکی طرف پھینکتے مزید کسی کاروائی کو کو موقعہ دئے بغیر دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔۔

"اللہ تجھے دیکھے داد پتا نہیں کہاں سے ہم لوگوں کے بیچ بزدل ٹپک پڑا ہے"۔۔۔۔۔ وہ اسے کوس تو رہی تھی پردکھ اسے داد کی مزاق پر نہیں ہو رہا تھا، دکھ تو اسے اپنے آپ پر تھا کہ کہاں دل نے دغا دیا ہے۔۔۔۔۔

"کیا ہوا بونی تم تیار نہیں ہوئی، تمنے تو بہت کچھ یونی میں کہا تھا اپنی برتھ دے پر یہ کروں گی وہ کروں گی"

؟۔۔۔۔۔ سمپل سے وائٹ سوٹ اور گرین دوپٹے میں اداس نور العین کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے داد نے

مدہم آواز اور ہمدردی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"جن کے گھر میں تم جیسا بزدل کمینہ کزن ہو وہاں ایسا ہی سوگ ہوتا ہے"۔۔۔۔۔ داد کی توقع کے مطابق وہ

چنچ پڑی۔۔۔۔۔ جس پر اسکے منہ سے مسکراہٹ کو چھپانا مشکل ترین کام بن گیا۔۔۔۔۔



"مجھے سمجھ نہیں آتا نور تم خود سے بڑے اپنے کزن سے کس لینگویج میں بات کر رہی ہو اور ذرا سی تمیز نہیں بات کرتے وقت تم میں"۔۔۔؟

"سوری"۔۔۔ اور نور العین اسکی تو یہ حالت تھی کہ نار و سستی تھی اور نہ چیخ۔۔۔۔۔  
 "رہنے دیں بھائی بچی ہے ابھی" داد نے مصالحو ڈالنا ضروری سمجھا۔۔۔۔۔

"تم دونوں چلو میں اسے لیکر آتا ہوں"۔۔۔۔۔ برہان کے کہنے پر داد اور نور العین دونوں لاؤنج میں آگئیں۔۔۔۔۔ پر جاتے ہوئے پلٹ کر برہان کے ہاتھ میں شاہد دیکھنا نہیں بھولی۔۔۔

لائونج میں کمال علوی اور آسیہ بیگم کی موجودگی کو دیکھ کر دونوں وہیں رک گئے۔۔۔۔۔

"ابو امی آپ"۔۔۔۔۔ داد کی پکار پر دونوں مسکرا پڑے۔۔۔۔۔

"ہمنے سوچا کہ اس حسین محفل کا حصہ بن جائیں اور تم لوگوں کو سر پرانزدیں کیوں جی"۔۔۔۔۔؟ آسیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"پر یہاں تو ہم خود سر پرانز ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔ اور مزید نور العین کو دیکھ کر خوشی سے بولی۔۔۔۔۔

"بتائی ماں"۔۔۔۔۔ نور العین آگے بڑھ کر آسیہ بیگم کے ساتھ لگ گئی۔۔۔۔۔  
"ارے کیا ہوا اس خوشی کے موقع پر ہماری گڑیا کی آنکھوں میں آنسو کیوں"۔۔۔۔۔ اسکا سر سہلاتے پوچھا۔۔۔۔۔

"بتائی ماں آپکو کو کیوں لگتا ہے یہ خوشی کا موقع ہے"۔۔۔۔۔؟  
"کیوں ان لوگوں کی خوشی منائی جاتی ہے جو خوشی کو سمجھ نہیں سکتے"۔۔۔۔۔؟ نور کی لفظوں پر داد کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی اور کمال صاحب آسیہ بیگم بھی خاموش رہ گئے۔۔۔۔۔  
"جو ہماری خوشیوں کو ہڑپ جاتے ہیں ہم لوگ پھر انہیں ہی کیوں خوش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تایا ابو"۔۔۔۔۔ وہ سینے سے لگی سسک رہی تھی۔۔۔۔۔

"بس کر دو نور، اگر خوشی میں شریک ہوئی ہو تو خوش نہیں کر سکتی بد مزگی بھی مت پھیلاؤ"۔۔۔۔۔ داد کی بات پر نور العین نے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"میں یہاں خوش میں شریک ہونے نہیں یہ دیکھنے آئی ہوں کہ دوسروں کی خوشیوں کو نگل کر خود کتنا خوش رہ سکتے ہیں"----- کہنے کے ساتھ ہی وہ دوپٹے سے آنکھیں پونچھ کر آگے بڑھ کر ایک چیئر پر بیٹھ گئی اور داد افسوس سے اسے دیکھنے لگا۔-----

"ڈیکوریشن تو بہت اچھی کی ہے اتنے کم وقت میں" آسیہ بیگم نے بات کو بدلنے کیلئے لائونج کی کی گئی سجاوٹ کو

دیکھتے سراہیا۔۔۔۔۔

"ہاں بھئی اس کام کو تو میں بھی سراہئے بغیر نہیں رہ سکتا"۔۔۔۔۔ کمال صاحب نے بھی تائید کی

"بس فادر صاحب ہمارا ہنرا چھے اچھوں کو منہ کھولنے پر مجبور کر دیتا ہے"۔۔ سینے پر ہاتھ رکھتے گردن اکڑائی

"ویسے کیا فائدہ اس سجاوٹ کا کیوں"۔۔۔۔۔؟۔۔۔۔۔ طنزیہ ہنستے نور نے داد کو دیکھ کر برا چکا کیا۔۔۔۔۔

"نور العین اب بس کرو"۔۔۔ آس یہ بیگم نے جھڑکتے کہا یہ بات سب پر شدید ناگوار گزری کہ جھڑکے بنا نہیں رہ سکے۔۔۔۔۔

"آپ بیٹھیں نا ابوامی"۔۔۔۔۔ داد کے کہنے پر وہ دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔۔۔۔۔

"ام بھی آگیا داد بیٹا"----- شیر خان علوی ہائوس میں خانساں تھا۔۔۔۔۔

"ویکلم ویکلم شیر صاحب ام کو آپکائی انتظار تا"----- داد نے بانہیں پھیلا کر چیخ کی جانب اشارہ کیا پر وہ کمال صاحب کو دیکھ کر وہیں رک گیا۔۔۔۔۔

"ارے آجاؤ شیر صاحب امارے ہی مہمان ہیں"----- داد کی بات پر سب مسکرا دئے سواء نور العین کے جسے برہان کی غیر موجودگی کھل رہی تھی۔۔۔۔۔

"پتا نہیں اس اندھی میں ایسا کیا ہے"لب کچل کر منہ سے زہرا گلنے لگی۔۔۔۔۔

"میرا بس چلے تو اس ڈائن کو کسی گہری کھائی میں پھینک آؤں ہم سب کی زندگی سے دور خاص کر کے برہان اور میرے بچے سے"-----

"میری خوشیوں کی ناگن"-----

"حور العین"-----؟؟ دروازہ ناک کرتے برہان نے نام میں اپنی محبت سمائے پکارا پر جواب نہ دیا۔۔۔۔۔

ایک بار پھر اسنے کوشش کی۔۔۔

"تکے میں منہ دے کر سسکتی حور العین نے اپنے ہونٹوں پر مضبوطی سے ہاتھ رکھ لیا اور درد سے آنکھیں سختی سے میچلیں وہ جانتی تھی برہان کیوں آیا ہے۔۔۔۔۔



"حورالعین مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے نور کے بابت"۔۔۔۔۔ مسکراہٹ سی تھی برہان کے لبوں  
پے صرف اسکا نام لیتے۔۔۔۔۔

نور کا نام سن کر حور العین کا دل دھڑک اٹھا۔۔۔۔۔

"نن۔ نور۔۔ آجاؤ برہان"۔۔۔ ایک آس سی پیدا ہوئی دل میں۔۔۔

اٹھ کر بیٹھتی وہ خود پر دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی اور اپنا بھگیا چہرہ صاف کیا۔۔۔۔۔

اسکی اجازت ملے برہان نے دروازہ کھولا اور پہلا قدم اندر رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نظریں سامنے ہی بیڈ پر بیٹھی اس حور پر پڑیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو اسکے قدموں کی آہٹ پر سماعتیں بچھائے بیٹھی تھی

حورا لعین اور نوراء لعین دونوں جڑوا بہنیں تھیں اور ہر عام جڑوا بچوں کی طرح ان دونوں کی شکلیں بھی ایک جیسی تھیں۔۔۔

یہاں تک کہ وہی لمبے بال وہی کالی آنکھیں ایک سی گلابی رنگت اور گالوں میں پڑنے والے ڈمپل۔۔۔۔۔  
 دونوں ایک دوسرے کا آئینہ تھیں پر الگ الگ دل کی مالک۔۔۔۔۔  
 فرق اتنا تھا کہ حور العین قد میں لمبی تھی اور نور العین چھوٹی۔۔۔۔۔ اور اسی وجہ کو بنیاد بنا کر داد نور العین کا  
 مزاق بنانا تھا جس پر وہ کافی غصہ بھی ہوتی تھی۔۔۔۔۔

"برہان تمہیں نور کے بابت کچھ کہنا تھا"۔۔۔۔۔ پلکیں جھپکا کر اسکی موجودگی کو پاس محسوس کرتی وہ مسکرائی

اسکی بھیگی مسکراہٹ کو دیکھتے برہان بھی مسکرانے لگا۔۔۔۔۔

"ہاں ایک زبردست نیوز ہے پر اس سے پہلے تمہیں ایک کام کرنا پڑیگا"۔۔۔۔۔ کہنے کے ساتھ برہان نے  
شاپنگ بیگ سے ایک ریڈ کلر کا ڈریس نکالا۔۔۔۔۔

"میں کیا کام کر سکتی ہوں برہان"۔۔۔۔۔ طنزیہ ہنس کر کرب سے بولتی اپنے حقیقت سامنے رکھنے لگی

اسکے لفظوں پر برہان نے اسکے طرف دیکھا جہاں خوبصورت آنکھوں سے اشک رواں تھا۔۔۔۔۔

"رونا نہیں حور"۔۔۔۔۔ "میں نے بہت کوشش کی ہے پر انے زخموں کو بھرنے کی تم واپس ان پر چھریاں مت

چلاؤ"۔۔۔۔۔ "ٹشو سے اسکے آنسو صاف کرتے منت کی۔۔۔۔۔

حور العین چہرہ موڑ کر پھیکی ہنسی ہنس دی۔۔۔۔۔

"برہان کیوں چاہتے ہو میں بھول جائوں"۔۔۔۔۔ ضبط سے اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔۔۔۔

"کیوں کہ میں بھی بھولنا چاہتا ہوں"----- توقع کے مطابق اسکے لفظ پتا نہیں کیوں برے لگے جس پر وہ  
پھکی ہنسی ہنس دی-----

"اب چلو جلد سے یہ ڈریس چینج کر کے آؤ"--- اسکے ہاتھوں میں اپنا لایا گیارڈ کلر کا ڈریس تھا کراسے  
کھڑا کیا-----

"کک----- کیا نور العین بھی ب۔ بھولنا چاہتی ہے"----- ڈرتے ڈرتے لفظ ادا کیے اور سماعتوں اسکے منتظر  
ہوئی کان "ہاں" سننے کو ترسنے لگے-----  
نور العین کے کام پر برہان نے اپنے لب بھیج لیے----- اور اسکے معصوم چہرے کو دیکھا جس کا کوئی قصور  
تھا پھر بھی یہوں تڑپتی رہی تھی-----  
"اب تمہارے اتنے فورس کرنے پر بتا رہا ہوں سر پر انز گیا بھاڑ میں"----- برہان کے لفظوں پر  
حور العین کے دل میں جگنو مہکنے لگے-----

"بھولنے کا نہیں پتا پر انشا اللہ وہ بھی بھول جائے گی"-----

"تو پھر اس سے بڑا سر پر انز کیا ہے برہان"----- امید کے ٹوٹنے پر اسکی خوبصورت آنکھوں سے موتی  
ٹوٹنے لگے-----

"حور پلینز"۔۔۔ گالوں پر لڑکھتے آنسوؤں اپنی انگلی کی پور پر چنتے منت کی۔۔۔۔۔ "سن تو لو"۔۔۔۔۔

"نور العین تمہارے ساتھ ہی اپنا برتھڈے سلبریٹ کرنا چاہتی ہے کیا یہ بڑی وجہ نہیں تمہارے خوشی کی  
۔۔۔" یا تمہاری امید کی نئے سر سے بندھنے کی"۔۔۔۔۔ "ہوں"۔۔۔۔۔  
برہان کی بات پر حور کو یقین نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔۔۔

"کیا یہ سچ ہے برہان" خوشی سے اپنی انگلیاں مروڑتے پوچھا۔۔۔۔۔

"یس مائے ہارٹ یہ سچ ہے۔۔۔ اب جلدی ریڈی ہو جاؤ کہیں اسکا موڈ نابل جائے"۔۔۔۔۔ برہان کی بات پر  
ہنستی وہ سٹیک کے سہارے ہاتھ روم میں بند ہو گئی۔۔۔۔۔  
اسکے جاتے ہی آنکھیں میچ کر ایک گہرا سانس خارج کیا۔۔۔۔۔  
"ایسے ہی مجھے تم سے نفرت نہیں نور العین"۔۔۔۔۔ "ہماری خوشیوں کی دشمن ہو تم"۔۔۔۔۔ آئینے میں  
دیکھتے اسنے نفرت سے سوچا۔۔۔۔۔

چیز پر بندھا وہ پسینے سے نم تھا۔۔۔۔۔ کپکپاہٹ سے دل سکڑ کر ایسا درد ہوتا جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو

۔۔۔۔۔



"خود پر اتنا اندھا اعتماد نہیں کرتے وقار بلوچ"۔۔۔۔۔ وائٹ شرٹ بلیک پینٹ میں کوئی لمبا چوڑا وجود  
دروازے سے اندر داخل ہوا، پر اسکا چہرہ اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے دیکھنا سکا۔۔۔۔۔

"میں تو سنا تھا اگر انسان کو اپنی موت کی خبر پہلے پڑ جائے تو وہ خود کو بچانے کی ہر ناممکن تک کوشش کرتا ہے پر  
تم"۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ جاندار قہقہہ مارتے وہ سامنے کھڑا ہو کر تھوڑا جھکا۔۔۔۔۔

"ب۔۔۔ بیسٹ مجھے کچھ معلوم نہیں مجھے جانے دو"۔۔۔۔۔  
"دومنٹ ویٹ کر سب معلوم ہو جائے گا" اس بار آواز سامنے نہیں بلکہ پیچھے سے کسی لڑکی کی تھی۔۔۔۔۔  
خوف سے اسکی رنگت پیلی پڑنے لگی۔۔۔۔۔ اور چیخیں تب بلند ہوئی جب بیسٹ کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ  
کی انگلی کے پور پور کو کٹر سے زمین پر گرتے دیکھا۔۔۔۔۔  
"آہہ۔۔۔۔۔ مجھے چھوڑ دو اللہ کے واسطے بیسٹ"۔۔۔۔۔ انگلی سے نکلتے خون کی دھاڑ پر وائٹ شرٹ پر  
بننے عجیب و غریب نقش نے اسکے چودہ طبق روشن کر دئے۔۔۔۔۔

"چھوڑیں گے تب جب تم کچھ منہ سے پھوٹو گے" بالوں سے پکڑ کر پیچھے کھینچتے اسنے ہنستے کہا۔۔۔۔۔ پر  
وقار بلوچ کی نظر جب خود کو تکتی دو بھوری آنکھوں پر پڑی تو اسکے منہ سے دلخراش چیخ نکل گئی۔۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔۔۔ بی۔۔۔۔۔ بیسٹ"۔۔۔۔۔

\_\_\_\_\_

سے کاٹ کر خوبصورت مورتی کو بد صورت بیسٹ میں بدل ڈالا ہو۔۔۔۔۔

بب۔۔۔پچی۔۔۔"



ویا

زہریلی مسکراہٹ پیدا کر دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Page 22 | 3631

اس روح فرسا منظر سے وہ تڑپتا بیہوش ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ اور منہ سے نکلتا خون کچھ اندر اور کچھ باہر نکلنے لگا

-----

پھر کچھ ہی دیر میں اسکے اعضاء کو زمین پر پھینکا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسکان مزے سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"آلف سے کہنا پارسل ایس پی برہان علوی تک پہنچائے"۔۔۔۔۔ "اور ساتھ یہ بھی لکھ دینا سیاست میں گھسنے سے بیسٹ کی نظروں سے سیاہی نہیں چھپ سکتی"۔۔۔۔۔ انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے خنجر سے ٹپکا خون صاف کر کے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"چلیں جی پارسل بنائیں برہان صاحب کیلئے"۔۔۔۔۔ ہاتھوں پر گلووز پہن کر وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پڑے اعضاء کو ایک بیگ میں ڈالنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلیک سوٹ میں برہان کے سنگ ریڈ لانگ میکسی میں حورالعین کوئی آسمان کی حور لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ماشاء اللہ نظر بد سے بچائے"۔۔۔۔۔ آسیہ بیگم سالوں بعد اسکے چہرے پر کھلتی مسکراہٹ پر واری ہو گئی

-----

پراسکی آنکھوں کی گھبراہٹ اور ہیر پھیر پر نورالعین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سی آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اگر آج اس ماسی کے سوٹ میں آنے کے بجائے کسی اچھے ڈریس میں آتی تو دوسرا صدقہ ہمارے سر سے اتارہ جاتا"۔۔۔۔۔ ضبط کی شدت سے ہوتے سرخ چہرے کو دیکھتے داد نے نور العین سے کہا۔۔۔۔۔

"شکل دیکھی ہے اپنی"۔۔ وہ جھٹک کر بولی۔۔۔

"خوش فہم مت ہو میں تو صرف تمہارے دل کی بھید پھوڑ رہا تھا"۔۔۔ ہو نہ۔۔۔ کہنے کے ساتھ بغیر  
رکے آگے بڑھ گیا۔۔۔ اور نور العین کا دل کیا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے روم میں بند ہو جائے پر مجبوری  
تھی یہاں رکنے کی۔۔۔۔۔

سب سے دعاؤں اور تعریفوں کے بعد وہ برہان کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

"یہاں آؤ نور العین"۔۔۔ برہان نے اسے الگ سب سے دور کھڑا دیکھ کر پکاڑا حورا لعین بھی اسکی موجودگی کو محسوس کرنے کیلئے بے چین ہوئی۔۔۔۔۔

"میں یہاں ٹھیک ہوں برہان"۔۔۔۔۔ روکھے لہجے میں اس نے انکار کیا۔۔۔۔۔ اس قدر سخت دلی پر برہان نے سختی سے مٹھی بھینچ لی۔



"نور بیٹا آج تمہارا بھی جنم دن ہے"-----"آؤ یہاں بہن کے پاس"-----آسیہ بیگم نے  
کوشش کی جس پر لہو لہاں ہوتی اپنی آنکھوں میں دنیا جہاں کی نفرت سمائے نور العین نے اپنی سگی بہن  
حور العین کی طرف دیکھا-----

"معاف کر دینا تائی ماں میں نے بہت کوشش کی پر اب نہیں"-----

"میں نہیں معاف کر سکتی اس قاتل کو اس ڈائن کو جو میری خوشیوں کو نگل گئی میرے ماں باپ کو نگل گئی  
"-----"  
"مجرم ہو تم قاتل ہو ہماری خوشیوں کی میرے ماں باپ کی مجھے یتیم بنانے کی"-----چنچ چنچ کر کہتی وہ  
پھوٹ کر رو پڑی-----  
"اور سامنے کھڑی حور العین دعا کر رہی تھی کاش اندھی کے ساتھ وہ بہری بھی ہوتی یا نور العین کی دعائیں لگ  
جاتیں کہیں مر کھپ جاتی"-----

"مجھے میرے روم میں چھوڑ آؤ برہان"-----سسکتی حور العین کی آواز پر برہان ہوش میں آیا  
-----

سب ہی حیران پریشان کھڑے تھے-----

پہلے نہیں آتی تھی تو سکون ہوتا تھا پر آج آکر یہ تماشا کرنے کی کیا وجہ تھی-----برہان کا دماغ پھٹ رہا تھا  
-----

"داد حور کو لے جائو"۔۔۔۔۔ خاموش کھڑے داد کو برہان نے آواز دی تو وہ سر ہلاتا حور العین کو لیکر جانے لگا اس ہنگامے کو دیکھ کر شیر خان بھی چلا گیا۔۔۔۔۔

انکے جاتے ہی آنسو صاف کرتی نور کے سامنے برہان جا کر کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

"وجہ اس سب کی"۔۔۔۔۔؟ کرخت آواز پر نور نے نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔

"برہان"۔۔۔۔۔ کمال صاحب نے اسکے تیوروں پر ٹوکہ۔۔۔

"نہیں پاپا جاننے دیں کہ آخر اسنے کیوں کہا کہ وہ اس سر پرانز میں شامل ہونا چاہتی ہے"۔۔۔۔۔ "کیوں ہر روز اسے نئے زخم دیتی ہے"۔۔۔۔۔ "کیا صرف اسکے ماں باپ تھے حور کے کچھ نہیں تھے"۔۔۔۔۔ شیر کی طرح غراتے وہ نور کو مارنے کے در پر ہو گیا۔۔۔۔۔

"کیا سمجھتی ہے خود کو اکیلی بے بس یتیم بے سہارا"۔۔۔۔۔ "تو اسکے ساتھ کون سے اسکے دوسرے ماں

باپ ہیں"۔۔۔۔۔

ہمیشہ سے سہتی نور العین آج اسکی خوشیوں کو یوں بکھر کر خوش باش ہو گئی تھی دل پر جیسی ٹھنڈک پڑ گئی تھی جو آگ اسے ریڈ کلر کے سوٹ میں حور العین کو دیکھ کر لگی تھی۔۔۔۔۔ اس سکون پر خاموش سی بے خوف ہو کر برہان کا چیخنا چلانا سن رہی تھی۔۔۔۔۔

ہمیشہ سے چاہنے والا خواب کے ہر موقعہ جس پر وہ حورالعین کے ساتھ ہوتا ہے اپنے ساتھ ہونے کے سپنے جو ہمیشہ ادھورے رہتے آج انکی پہلی کامیابی دیکھ کر وہ اندر ہی اندر جھوم رہی تھی۔۔۔۔۔۔

بارہ بج گئے تھے اور وہ اسکے پاس اسکے سامنے کھڑا تھا چاہے کسی بھی روپ میں اسکے سامنے اور حور وہ ان سے دور بہت دور تھی اسکی نظروں سے۔۔۔۔۔۔

"تھینکس اس خوبصورت تحفہ کیلئے"۔۔۔۔۔ بغیر اسکی چیخ غراہٹ کو دیکھے سنے اپنی کہہ کر بھاگ گئی

موش علی

اور پیچھے کمال صاحب آسیہ بیگم برہان تینوں سکتے میں تھے۔۔۔۔۔

"مجھے سونا ہے داد اب تم جاؤ"۔۔۔ ٹوٹے بکھرے لہجے میں کہہ کر وہ بیڈ کے قریب رکھی اپنی سٹیک کو اٹھانے لگی۔۔۔۔۔

”پر حور“

"میں نے کہا نا مجھے سونا ہے داد پلیر"۔۔۔۔۔ وہ منت پر اتر آئی۔۔۔

اور دادا اسکے چہرے پر تھکن کو دیکھتے چپ چاپ سر ہلا کر جانے لگا۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی وہ دروازہ لاک کر کے اسکے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

"میں کیا کروں نور کہ تمہارے درد کم ہو جائیں"۔۔۔ "ایسا کیا کروں میں"۔۔۔ گھٹنوں میں سر دیکر وہ  
بے بسی سے بڑبڑائی۔۔۔۔۔

"داد حور"۔۔۔۔۔ داد کو واپس آتے دیکھ کر برہان نے بے چینی سے پوچھا۔۔۔۔۔

"بھتر ہے بھائی کہ ہم اسے اکیلا چھوڑ دیں پہلے ہی بہت درد دے چکے ہیں"۔۔۔۔۔ اس کے کندھے پر ہاتھ  
رکھ کر بولا۔۔۔۔۔

مہوش علی

"نور نور اچھا نہیں کیا اسنے" دیوار پر ہاتھ مار کر غصے کی ضبط سے بولا۔۔۔۔۔

"عام انسان کی نہیں مضبوط پہاڑ جیسے سہارے کی ضرورت ہے اسے"۔۔۔۔۔ داد کہہ کر رکا نہیں

اور برہان نے اس کے لفظوں کو سمجھتے ہوئے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔۔۔

"آئی پراس حور میں تمہیں ہر برے سائے سے محفوظ کر لوں گا"۔۔۔۔۔ بند دروازے کو دیکھتے اسنے عہد  
کیا۔۔۔۔۔



"سرسامنے کتوں کا بھیڑ ہے کیسے آگے نکلیں"۔۔۔۔۔ سنسان گلی میں ہیڈلائٹ کی روشنی پر ڈرائیور نے پاس بیٹھے ارمان سے کہا۔۔۔۔۔

"چلائو کچھ نہیں ہوتا خود ہی گاڑی قریب دیکھ کر بھاگ جائیں گے"۔۔۔۔۔ لاپرواہی سے کہتے اسنے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

ڈرائیور نے بھی کندھے اچکا کر گاڑی آگے بڑھائی پر تھوڑا قریب آنے پر ہی ایک بار پھر زوردار جھٹکے سے بریک ماری۔۔۔۔۔

"کیا اس بار بلیوں کی بھیڑ دیکھ لی جو ایسے اچانک بریک لگائی ہے"۔۔۔۔۔ اپنا ماتھا سہلاتے ارمان نے ڈرائیور پر طنز کیا۔۔۔۔۔

"سرسامنے دیکھیں"۔۔۔۔۔ سامنے ہی جس پر کتوں کی بھیڑ تھی اس بیگ سے نکلتے زمین پر خون کو دیکھ کر ڈرائیور نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ارمان کو متوجہ کیا۔۔۔۔۔

"جمال تم جا کر دیکھو تو ہے کیا"۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے پیچھے بیٹھے کانٹیل جمال سے کہا۔۔۔۔۔

"نہیں جمال کسی کی سازش ہو سکتی ہے"۔۔۔۔۔ "ہمیں ایس پی برہان کو اس صورتحال سے خبردار کرنا چاہیے"۔۔۔۔۔ ارمان کی بات پر دونوں نے دونوں نے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

ارمان کے بتانے پر کچھ ہی دیر میں ایس پی برہان اپنی پولیس گاڑی سمیت وہاں پہنچ۔۔۔۔۔

"سر کیا ہو سکتا ہے" پاس کھڑا ارمان برہان کے ساتھ ہاتھوں پر گلووز چڑھاتے بولا۔۔۔۔۔

"وہ تو دیکھ کر ہی پتا چلے گا انسپٹر"۔۔۔ مختصر جواب دیکر وہ آگے بڑھا۔۔۔

"سر مجھے لگتا ہے کسی کی سازش ہے ہمیں مارنے کی، ہم تو نہیں بیگ میں"۔۔۔۔۔ برہان کو آگے بڑھتے دیکھ کر خوف پریشانی سے پھر بولا۔۔۔۔۔

"چلو آؤ اور کھولو زپ کو"۔۔۔۔۔ پاس پنچوں کے بل بیٹھ کر اسنے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"پر سر ہم"۔۔۔۔۔ ارمان برہان کے تیور دیکھ کر پریشان ہو گیا۔۔۔۔۔

"میں نے کہا کھولو اگر مرے تو ساتھ ہیں" اس بار کچھ روب سے کہا کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی بیٹھ گیا اور کانپتے

ہاتھوں سے زپ کو کھولنے لگا۔۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔۔۔ آہہ۔۔۔۔۔ بھوت بھوت"۔۔۔۔۔ پاس کھڑا انسٹیبل جمال چیخ اٹھا بیگ کے اندر کا منظر دیکھ کر

۔۔۔۔۔

جہاں وقار بلوچ کے اعضاء کے ساتھ اوپر سر رکھا تھا۔۔۔۔۔

"اوہ مائے گاڈ"۔۔۔۔۔ حیرت سے برہان کے منہ سے نکلا۔۔۔۔۔

"سریہ تو پہلے بھی ہوتا رہا ہے"۔۔۔۔۔ ارمان ہنس کر پیچھے ہٹ گیا برہان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"سر جن لوگوں کو ہم نہیں پکڑ سکتے وہ کام بیسٹ کر دیتا ہے جو کرائم کی دنیا کا بیسٹ ہے"۔۔۔۔۔ "جہاں صرف

اس کا بنایہ قانون چلتا ہے اور اگر کسی نے اس قانون کو توڑنے کی کوشش کی ان کا یہ ہی حال ہوتا ہے"

لاپرواہی سے کہتے وہ برہان کے بگڑے تیوروں سے بے خبر تھا۔۔۔۔۔

"واٹ ریش کس کے بنائے قانون کا ذکر کر رہے ہو ایک درندے کے"۔۔۔۔۔ برہان کی دھاڑ پر ارمان

چپ سا ہو گیا۔۔۔۔۔

"سوری سر جو سنا تھا صرف وہ بتایا"۔۔۔۔۔ وہ سر جھکائے شرمندہ سا بولا۔۔۔۔۔

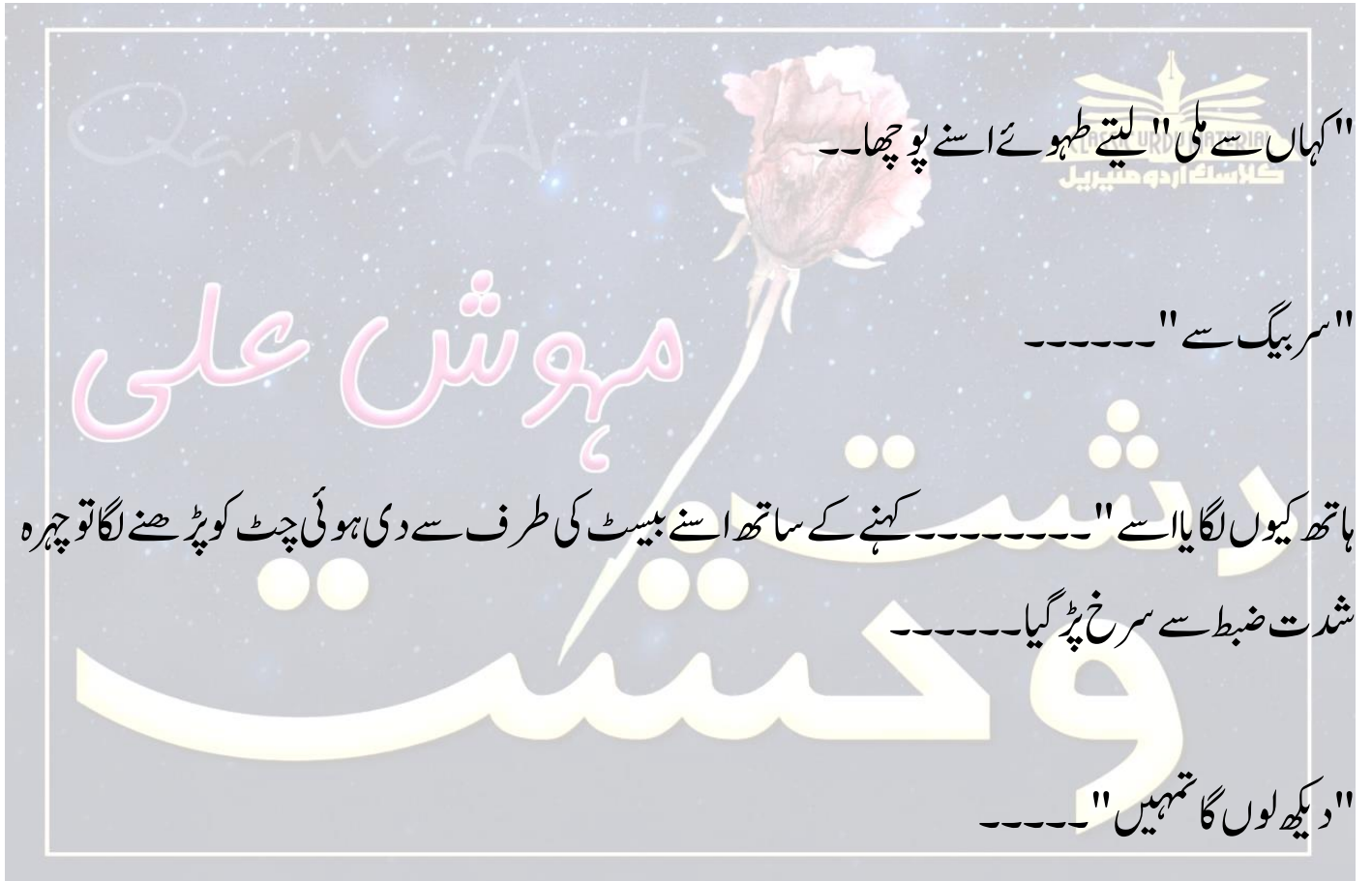
"اپنی سنی سنائی اپنے پاس رکھو اور میرے سامنے ایسے درندوں کے اس طرح کے ذکر سے پرہیز کرو"

۔۔۔۔۔ انگلی اٹھا کر اسنے وارن کیا تو ارمان نے جلد سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

"میں ڈی آئی جی کو انفارم کرتا ہوں اس صورتحال سے"۔۔۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر سائیڈ پر چلا گیا۔۔۔۔۔

"جب پڑے گی اسے تب پتا چلے گا"-----  
"دنیا جانتی ہے بیسٹ کو اور یہ مجھے منع کر رہا ہے خود ہی پتا  
لگے گا کل ڈی آئی جی کی نیوز سے"-----  
جلتے کڑتے اسنے کانسیٹیل جمال سے کہا جو خاموش ہو کر سن  
رہا تھا۔۔۔

"سریہ چٹ"-----  
ڈرائیور نے برہان کو پکارا تو سب قریب آگئے۔۔۔۔



.....  
"ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ ملک کے ابھرتے سیاستدان وقار بلوچ کو کل رات ڈرائیونگ کے دوران  
کڈنیپ کر لیا گیا تھا"-----



"جی ہاں ملک کے ابھرتے سیاستدان و قار بلوچ کڈنیپ"۔۔۔" وجہ ان کے ماضی میں مافیہ گینگ سے تعلقات

"۔۔۔۔"

"انکی بیوی کا کہنا ہے کہ وقار بلوچ ایک اچھے انسان نہیں تھے اور جو ماضی میں کرتے تھے یہ سب انکا نتیجہ ہے

"کیا بکواس سن رہے ہو"۔۔۔۔۔ داد جو حیرت سے آنکھیں پھیلا کر نیوز سن رہا تھا اچانک ٹی وی بند کرنے پڑا

"کیا بھائی کتنی زبردست نیوز چل رہی تھی" منہ بنا کر کہتے اسنے ریموٹ لینا چاہا۔۔۔۔۔

"چپ ہو کر بیٹھ میرے سر میں درد ہے"۔۔۔۔۔

"چپ ہو کر بیٹھ میرے سر میں درد ہے"۔۔۔۔

"کیوں سر میں درد ہے ایسے لوگوں کا تو انجام ایسا ہی ہونا چاہیے میں تو بہت خوش ہوا پر رات کو ٹھیک سے نیند آئے گی بھی کہ نہیں" -----

"بے رحم درندہ ہے انسان نہیں جانور ہے سالا"۔۔۔۔۔ دانت پیس کر برہان نے مٹھیا بھینچی۔۔۔۔۔

"ایک بار بھی اسکے بیوی بچوں کے بارے میں نہیں سوچا"۔۔۔۔۔

"ارے پر بیوی نے خود تو کہا ہے کہ اچھا ہوا نتیجہ"۔۔۔۔۔ داد نے الجھ کر برہان کو دیکھا۔۔۔۔۔

"شاید وہ اسلیے کہ اسکی دوسری شادیاں منظر عام پر آگئی تھی"۔۔۔۔۔ پر سوچ ساوہ بولا۔۔۔۔۔

"نو میں مان ہی نہیں سکتا کہ دوسری شادیاں سامنے آنے پر بیوی اپنے شوہر کے موت کا یوں کہے گی ضرور

کوئی برائی دیکھی ہوگی"۔۔۔۔۔ داد نے اپنی سمجھ کے حساب سے نظریہ پیش کیا۔۔۔۔۔

"اب چپ کر زیادہ سگانا بن اس کا"۔۔۔۔۔ برہان نے جھڑک کر اسکے سارے موڈ کا بیڑا غرق کر دیا

مہوش علی

"ابو کا بتا" ٹیبل پر رکھی پلیٹ سے چپس اٹھا کر منہ میں ڈالتے اسنے کچن کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔

"ابو اسلام آباد گئے ہیں بزنس کے سلسلے میں اور نوریونی میں ہے جسے مینے لینے جانا ہے امی جنہیں تم کچن میں دیکھنے کی کوشش کر رہے ہو وہ حور کے پاس ہیں"۔۔۔۔۔ ایک ہی سانس میں کہتا وہ صوفے پر گر گیا

"حور کے پاس کیوں خیریت"۔۔۔۔۔ پریشان ساوہ اٹھ کر بیٹھ گیا

"جی انہیں کل سے بخار ہے اور ہاسپٹل چل نہیں رہی تو مومی انکے پاس ہیں"۔۔۔۔۔

"یہ تم مجھے ابھی بتا رہے ہو بے وقوف"۔۔۔۔۔

"برہان۔۔۔ داد۔۔۔"۔۔۔ برہان ابھی بول ہی رہا تھا کہ حور العین کے روم سے آسیہ بیگم کے پکارنے کی آواز آنے لگی۔۔۔۔۔

"کیا ہو امی"۔۔۔۔۔ دونوں پہنچ کر ایک زبان میں بولے۔۔۔۔۔

"برہان دیکھو نا صبح سے بخار تھا میں کہہ کہہ کر تھک گئی پر جو ضد پراڑی نہیں چلی ہاسپٹل اور اب اسے ہوش نہیں آرہا"۔۔۔۔۔ بیہوشی میں دیکھ کر آسیہ بیگم نے روتے کہا۔۔۔۔۔

"اوہ مائے گاڈ امی اسے تو کتنا تیز بخار ہے، آپنے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا"۔۔۔۔۔ بانہوں میں اٹھا کر بخار کی تیز تپش کو محسوس کرتے برہان نے اپنی ماں سے کہا اور بغیر کچھ سنے آگے نکل گیا۔۔۔۔۔

"آئیے امی میرے ساتھ" دادا انہیں لیکر برہان کے پیچھے چلا گیا۔۔۔۔۔

"تم ابھی تک یہاں بیٹھی ہو" ویٹنگ روم میں نور العین کو اکیلے بیٹھے دیکھ بیہ پاس آکر بولی۔۔۔۔۔

"ہاں دادا کا انتظار کر رہی ہوں، پتا نہیں کیوں لیٹ ہو گیا ہے اور نمبر بھی مصروف جا رہا ہے"۔۔۔۔۔ ایک بار پھر کال کرتے مصروفیت سے کہا۔۔۔۔۔

"میرے ساتھ آجاؤ چھوڑ دوں گی تمہیں"۔۔۔۔۔چیز پر بیٹھ کر بیہ نے آفر دی۔۔۔

"نہیں یار شکریہ پر برہان کو یہ سب نہیں پسند"۔۔۔۔۔مسکرا کر منا کر دیا

"چلو تو پھر میں بیٹھ جاتی ہوں تمہارے ساتھ"۔۔۔۔۔بل منہ میں ڈالتے وہ بولی۔

"بہت شکریہ اس نوازش کا پر مجھے اسکی ضرورت نہیں"۔۔۔۔۔مصنوعی مسکراہٹ سے کہتے ان سے انکار کیا

مہوش علی

"تمہیں نہیں مجھے ہے ہا ہا ہا"۔۔۔۔۔آنکھ مار کر کہتی ہنسنے لگی۔۔۔۔۔

"کمینی ہوا ایک نمبر کی داد کو تمہاری یک طرفہ محبت کا معلوم ہوا نا تو اس یونی سے دو گز دور بھاگے گا

"بتائے گا کون ہم تو چھپ چھپ کر محبت کرتے ہیں"۔۔۔۔۔کہتے ایک بار پھر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔۔۔۔۔

"مس نور العین آپکی گاڑی آگئی ہے"۔۔۔۔۔پکار پر دونوں کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔





"خیال کرنا نور اپنی نفرت خود غرضی میں اتنی اندھی ناہو جانا کہ وقت آنے پر رونا نا پڑے"۔۔۔۔۔ داد  
اسکی پشت کو دیکھ کر بولتا سامنے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

"کہاں چلنا ہے"۔۔۔؟

"وہی جہاں ہر روز جاتی ہوں"۔۔۔۔۔ اسنے گھر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔" اسنے سمجھ کر سر ہلایا۔۔۔۔

داد کے جانے کے بعد وہ سیدھے اپنے روم میں آئی۔۔۔ آنسوؤں لڑیوں کی صورت میں بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ بیگ رکھ کر اسنے دروازہ بند کیا اور آہستہ سے چل کر الماری کے پاس آئی۔۔۔۔۔

اور وہاں کپڑوں کے نیچے سے ایک تصویر نکال کر نیچے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"کیوں ماما پاپا ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے"۔۔۔ تصویر میں ایک خوبصورت سی عورت اور مرد کے پاس دو جڑوا بچوں کو دیکھتے وہ سسکی۔۔۔

"مما آپکو تو یاد ہے ناکہ حور کہتی تھی میں بہت حساس اور ڈرپوک ہوں، میں جلد ڈر جاتی ہوں، ذرا سی بات پر رو پڑتی ہوں، تو ممما کیسے وہ مجھے اتنی تکلیف دیتی ہے کیوں مجھے آپ لوگوں سے الگ کر دیا، کیوں اکیلا کر دیا میری بہن چھین لی اسنے"۔۔۔۔۔ گھٹنوں میں سر دے کر وہ گڑ گڑانے لگی۔۔۔۔۔

پتا نہیں کیسا درد تھا جو اسے تڑپنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔۔۔

"میں کیوں رو رہی ہوں ہاں، مجھے کیوں رونا چاہیے، رولائوں گی تو میں تمہیں حور"۔۔۔۔۔ جس طرح مجھے اکیلا کر کے سب کی نظروں میں برا کیا ہے ویسے ہی تمہیں اکیلا کر دوں گی۔۔۔۔۔ کافی دیر رونے کے بعد جب اسکے اندر نفرت نے کروٹ لی تو وہ ایک عزم سے بولی۔۔۔۔۔

"نفرت کرتی ہوں میں حور تم سے اپنی سگی بہن سے، کیونکہ تم لائق ہی اسکی ہو، تمنے میرے ماں باپ کو مجھ سے چھینا ہے میری بچپن کی چاہت کو چھینا ہے، بہت بہادر ہونا تم بچپن سے ہیٹاپنی بہادری کے جوہر سب پر آشکار کیے ہیں اب پتا گلے گا تمہیں تمہاری بہادری کا انجام"۔۔۔۔۔

ہاتھ کی پشت سے آنسوؤں پونچھتی تصویر میں دونوں جڑوا لڑکیوں کو دیکھ ہنسی۔۔۔۔۔

"بہت دور ہیں ہم حور بہت دور اور مجھے نہیں لگتا کبھے پاس آئیں گے"۔۔۔۔۔ تصویر میں موجود ایک بچی کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر وہ بڑبڑائی۔۔۔۔۔

"ڈونٹ وری کچھ ویکنیس کی وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی بٹ ناؤشی از فائن"۔۔۔۔۔ پریشان سے کھڑے  
برہان داد آسیہ بیگم سے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔

"تھینکس گاڈ"۔۔۔۔۔ برہان نے سکون کا سانس خارج کیا تو آسیہ بیگم نے اس کے چہرے کو دیکھا  
۔۔۔۔۔

"میں ابو کو بتاؤں وہ پریشان ہو رہے ہوں گے"۔۔۔۔۔ داد کہہ کر سائیڈ پر چلا گیا اور آسیہ بیگم اندر چلی گئی  
روم میں۔۔۔۔۔

"نور کو معلوم ہے حور العین کی طبیعت کا"۔۔۔۔۔ پاس جا کر برہان نے سر سری ساداد سے پوچھا۔۔۔۔۔  
"جی۔۔۔۔۔" وہ صرف یہ ہی جواب دے سکا۔

"تو پھر کیا کہا اس نے آئی نہیں"۔۔۔۔۔ جا بختی نظروں سے داد کو دیکھنے لگا۔۔۔

"بھائی آپ کو معلوم ہے اتنا آسان نہیں دونوں کا ملنا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ داد کہہ کر رکا نہیں۔۔۔۔۔

"تو پھر مجھ ہی کچھ کرنا پڑیگا داد"۔۔۔۔۔ مسکرا کر سوچتے وہ روم میں حور کے پاس چلا گیا۔۔۔۔۔



سورج کی سنہری دھوپ جسم کو بہت بھلی لگ رہی تھی اور ایسے میں کافی نوجوان جاگنگ ٹریک پر ڈور رہے تھے تو کوئی بیخیر بیٹھ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اور ان سب میں وہ بھی تھا "سعیر عالم"۔۔۔۔۔ کانوں میں ہینڈ فری لگائے، جاگنگ سوٹ میں ملبوس، کسرتی

لمبا چوڑا بدن چھ فٹ سے نکلتا قد بھورے رنگ بال بھوری پر اسرار آنکھیں سرخ سپید رنگت، مغرور ناک  
ہلکی ہلکی شیواور گھنی مونچھیں، وہ ایک سحر انگیز اسرار سی شخصیت تھی،

کہ وہاں سے گذر تاہر کوئی اسے مڑ مڑ کر دیکھے بنا نہیں رہ سکے، لڑکیاں اسکی شخصیت میں کھوسی جاتی

"مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں کہ وہ اب کیا کہتا ہے، وہ شاید سعیر عالم کو نہیں جانتا،

بہر حال اب جو ہونا ہے اسکے لیے ریڈی ہونے کا پیغام پہنچا دو۔۔۔۔۔ برہمی سے کہتے کال بند کر دی اور

کانوں سے ہینڈ فری نکال کر ایک بیخیر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

"ہائے"۔۔۔۔۔ وہاں سے گذرتی ایک لڑکی ہمت کر کے اسکے ساتھ آ بیٹھی اور مخاطب کیا پر دوسری

طرف کوئی رسیانس ناملا۔۔۔۔۔

"ایکسیوزمی ہینڈ سم مین"۔۔۔۔۔ اسنے پھر سے ہمت کی جیسے وہ آج جیت پا کر ہی رہے گی۔۔۔۔۔

سعیر نے لڑکی کی آواز پر ذرا سی نظریں اسکی جانب پھیریں۔۔۔۔۔

"ہائے میرا نام رمشا اور آپکا"۔۔۔۔۔ اسکے دیکھنے پر آنکھیں جھپکاتے کہا

"سعیر"۔۔۔۔۔ ہاتھ کو نظر انداز کرتے اسنے اپنا نام ادا کیا۔۔۔۔۔

اور وہ مایوسی سے ہاتھ نیچے کر کے دوسری بات سوچنے لگی۔۔۔۔۔

"کیا ہم فرینڈز بن سکتے ہیں"۔۔۔۔۔ اسکے خوبصورت سے چہرے پر بنے اس پر اسرار سے نشان کو دیکھ کر وہ بے تابی سے بولنے لگی دل تو کر رہا تھا ابھی ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے پر بنے ان نشانوں کو چھو لے پر سامنے والے کی شخصیت اسکی ہمت توڑ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسکے لفظوں پر سعیر نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے سارے فاصلے توڑنے کی چمک سی نظر آئی۔۔۔۔۔

جس پر وہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔

"ہاں اگر تم اپنی آنکھیں نکال دو"۔۔۔۔۔ سعیر کے لفظوں پر رمشا کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔۔

"واٹ"۔۔۔۔۔ اور وہ گھبرا کر ایک دم کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

"یس"۔۔۔۔۔ کہہ کر وہ مزید رکا نہیں بلکہ اٹھ کر اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔۔۔۔۔

اور پیچھے کھڑی ر مشا حیرت سے اس کی چوڑی پشت کو دیکھنے لگی اور جب اسکی آنکھوں کی سنجیدگی کو محسوس کیا تو لبوں پر زبان پھیری اور پانی کی بوتل منہ سے لگائی۔۔۔۔۔

"تمہیں پتا ہے آلف ایس پی برہان ایک بلا سنڈلڑکی سے محبت کرتا ہے جو اسکی کزن ہے"۔۔۔۔۔ مسکان

نیل پینٹ لگاتے ڈرائنگ روم میں بیٹھے آلف اور سعیر سے کہا۔۔۔۔۔

اسکی بات پر آلف نے مسکراہٹ روکی۔۔۔۔۔

"اور تمہیں جاننے کی کونسی ضرورت پڑ گئی"۔۔۔۔۔ آنکھیں سکیر کر پوچھا۔۔۔۔۔

"بھئی دشمن کی کمزوری جاننا ضروری ہے"۔۔۔۔۔ کن اکھیوں سے سعیر کو دیکھتے جو ٹیبل پر پڑے میپ میں

مار کر سے کچھ لکھ رہا تھا، کہا۔۔۔۔۔

"مسکان تمہارا یہاں آنے کا مقصد"۔۔۔۔۔ اس بار سعیر نے پوچھا۔۔۔۔۔

"بس میں بور ہو گئی تھی ہاسٹل میں تو آ گئی۔۔۔۔۔" اسنے معصوم صورت بنائی۔۔۔۔۔

"پر اب جائو"----- مصروف سے انداز میں گیٹ آؤٹ کہا گیا۔۔۔

"سعیر پر اب میں یہاں رہنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔"----- وہ منمنائی۔۔۔

"آلف اسے باہر کا راستہ دیکھائو"----- سعیر کے کہنے اور مسکان کے سرخ چہرے کو دیکھتے آلف اٹھ کھڑا

ہوا۔۔۔۔۔

"ضرورت نہیں میں خود جا رہی ہوں"----- بیگ میں نیل پینٹ ڈالکر وہ بالوں کو جھٹکتی اٹھ کھڑی ہوئی

مہوش علی

اور ایک گھوری مسکراتے آلف پر ڈالکر وہاں سے جانے لگی۔۔۔۔۔

"اتنی جلد جا رہی ہو مسی"-----؟ ایک پیپر ہاتھ میں اٹھائے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے عارب نے

اسکے سرخ چھوٹی سی ناک کو دیکھتے پوچھا۔۔۔۔۔

"جی ہاں کافی دیر ہو گئی ہے یہاں"----- مڑ بگڑے تیوروں سے لا پر وہ بیٹھے سعیر کو دیکھتے وہ بولی اور وہاں

سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔۔

"اسے کیا ہوا"-----؟ عارب نے برواچکا کر آلف سے مسکان کے موڈ کے بابت پوچھا۔۔۔۔۔



"موڈی لڑکی ہے"۔۔۔۔۔

"یہ لو سعیر فلائٹ ٹائم اور میٹنگ لوکیشن۔۔۔۔۔ عارب نے پیپر سعیر کے سامنے رکھا۔۔۔۔۔"

سعیر نے میپ فولڈ کرتے وہ پیپر اٹھالیا۔۔۔۔۔

"اب کیسا فیل کر رہی ہو"۔۔۔؟ آسیہ بیگم نے اسے اٹھتے دیکھ کر سوال پوچھا۔۔۔۔۔

"جی اچھا فیل کر رہی ہوں۔۔۔۔۔"

"دیکھا اپنے ضد کا نتیجہ"۔۔۔۔۔ الماری سے ڈریس نکالا اور اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔

ہاسپٹل سے واپس آ کر حور العین واپس سو گئی تھی تبھی اب اسے اٹھتے دیکھ کر فریش ہونے کیلئے ڈریس نکال لائی۔۔۔۔۔

"اچھا اب چینج کر لو پھر میں کھانا بھیجتی ہوں"۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ اسنے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

"بتائی امی نور کہاں ہے"۔۔۔۔۔؟ ہاتھ مروڑتے پوچھا۔۔۔۔۔



"تم کیوں شرمندہ ہو رہے ہو برہان اس میں تمہاری تو غلطی نہیں"۔۔۔۔۔ اسے شرمندگی سے نکالنے کیلئے  
حور جلدی سے بولی تو برہان مسکرا دیا۔۔۔۔۔

"تمہارے لیے کل ایک گڈ نیوز ہوگی اور انشاء اللہ تمہاری زندگی بھی بدل جائے گی"۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ پر

اپنا ہاتھ رکھتے برہان نے کہا تو مسکرا کر سر ہلاتے اس نے اپنا ہاتھ اس کی ملائم گرفت سے آزاد کروالیا۔۔۔۔۔

"انشاء اللہ"۔۔۔۔۔ وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔۔۔

"اچھا تم فریش ہو جائو امی کھانا بھیجنے ہی والی ہوگی"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر روم سے باہر نکل گیا تو حور پھینکی  
سی ہنسی ہنس دی۔۔۔۔۔

"کاش ایسا ہو جاتا"۔۔۔۔۔ ایک ہوک سی نکلی دل سے۔۔۔۔۔

"برہان بیٹا کچھ کام ہے"۔۔۔۔۔ آسیہ بیگم برہان کو رات کے بارہ بجے اپنے روم میں دیکھ کر کچھ حیران ہوئی

"نہیں۔۔۔! آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں امی۔۔۔" روم میں موجود صوفے پر بیٹھ کر کہا۔۔۔

"ہاں بس جب تمہارے ابو نہیں ہوتے تو یو نہی مطالبہ کرتے وقت گذرتا ہے"----- کتاب سائیڈ ٹیبل  
پر رکھ کر وہ چشمہ اتار کر بولی-----

برہان بھی مسکرا دیا۔۔۔ "محبت احساس ہی ایسا ہوتا ہے کیوں ٹھیک کہانا"۔۔۔؟ کہی تو اسنے اپنے دل کی  
بات تھی پر چہرے پر تاثر شرارتی تھے-----

"ہاں شاید"----- آسیہ بیگم ہنس پڑی----- "اچھا تم بتاؤ اس وقت یہاں کوئی کام ہے"-----  
اسکی اس وقت موجودگی پر سنجیدہ ہوئی-----

"جی امی کام تو آپ اور ابو دونوں سے تھا پر چونکہ ابو یہاں نہیں اور مجھ سے صبر نہیں ہو رہا تو آپ کی رائے  
چاہتا ہوں"----- صوفی سے اٹھ کر آسیہ بیگم کے پاس آیا اور اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر سنجیدہ سا  
بولا-----

"ایسی کون سی بات ہے کہ میرے صابر بیٹے سے صبر نا ہوا"----- آسیہ بیگم بھی اسکے بالوں پر ہاتھ  
پھیر کر مسکرائی۔۔

ساتھ والے روم سے پانی کیلئے نکلتی حور العین کے کانوں میں بھی یہ الفاظ پڑے اور متجسس ہو کر وہیں رک گئی

-----



"حوریہ بہت بری بات ہے کسی کی چھپ کر باتیں سننا"----- پریشانی سے لب کچل کر وہ خود کو سمجھانے لگی۔۔۔۔۔

"میں تھوڑی سن رہی ہوں وہ الفاظ خود میرے کانوں میں آرہے ہیں"----- ناک چڑھا کر اسنے اپنی پوزیشن صاف کی اور سننے کیلئے وہیں رک گئی۔۔۔۔۔

"امی وہ میں حورالعین سے شادی کرنا چاہتا ہوں"----- بنا جھجک کے اسنے سیدھا کہہ دیا اور آسیہ بیگم کا سپاٹ چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

باہر کھڑی حور ٹوٹ ہوئے وجود کو سنبھال کر آگے جانے لگی کہ آسیہ بیگم کے لفظوں نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔

برہان کی محبت کی وہ بہت قدر کرتی تھی پر وہ نہیں چاہتی تھی ابھی شادی ہو۔۔۔۔۔

"برہان ابھی جسے تم محبت کہہ رہے ہو وہ بس ایک ہمدردی ہے اور کچھ نہیں"----- آسیہ بیگم نے اسکے ہاتھوں سے ہاتھ نکال کر کہا۔۔۔۔۔ برہان نے کچھ نا سمجھتے اسے دیکھا۔۔۔

"ممایہ آپ کیا کہہ رہی ہیں میں ہمدردی میں نہیں سچ میں حور سے محبت کرتا ہوں"۔۔۔۔۔ حیرت اور ناپسندگی سے وضاحت کی۔۔۔۔۔

"سوری برہان یہ ناممکن ہے، ہر ماں اپنے بچے کو خوش دیکھنا چاہتی ہے اور میں یا تمہارا باپ جان بوجھ کر تمہیں اس آگ میں نہیں دھکیل سکتے، اگر تمہیں محبت ہی ہو گئی ہے تو نور بھی تو حور جیسی ہے اس سے کیوں نہیں ہوئی اگر اس سے ہوتی تو شاید میں تمہاری محبت سمجھ کر قبول بھی کر لیتی"۔۔۔۔۔

"تمہارے باپ نے پہلے ہی انکار کر دیا ہے اور حور کا رشتہ کسی اور جگہ کرنا چاہتا ہے، جو شاید ہو بھی یا نا، وہ اندھی ہے سہاروں کی محتاج ہے شادی کے بعد وہ تمہاری خوشیاں دیکھے گی یا خود کو سنبھالے گی، ہمیں معاف کر دو بیٹا، ہم سے اس رشتے کی امید مت کرو"۔۔۔۔۔۔۔ آسید بیگم صاف سیدھا کہہ کر برہان کو سکتے میں چھوڑ کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔۔۔

"امی آپ ایسا کیسے سوچ سکتی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ "اور ابوائے تو بھائی کی بیٹی ہے حور دوسروں میں جا کر وہ کیسی زندگی گزارے گی جانتی ہیں آپ"۔۔۔۔۔۔۔ برہان غصے سے بگڑے انداز میں بولا۔۔۔۔۔۔۔

"اگر رشتہ آیا تو۔۔۔۔۔۔۔"

"بیٹے صاف بتاؤں ایسی ادھوری لڑکیاں شادی کیلئے نہیں صرف زندگی کے عذاب جھیلنے کیلئے ہوتی ہیں"۔۔۔۔۔

"اور ویسے کون کرے گا اس سے شادی دیکھا ہے یا سنا ہے کہ کبھی کوئی حورالعین کیلئے رشتہ لیکر ہمارے در پر آیا ہو نور کے رشتوں کو دیکھا تھا لائے لگی تھی"-----آسیہ بیگم کڑوی زبان میں بولتی زہرا گلنے لگی

"امی بیشک کوئی لائے نہیں لگی حور کیلئے پر میں تو پیار کرتا ہوں اس سے، میں تو چاہتا ہوں اسے، میں تو شادی

کرنا چاہتا ہوں نا پھر کیا پر اہلم ہے"-----

"پر اہلم یہ ہے برہان کہ میں تمہیں ساری زندگی جو روکا غلام نہیں دیکھ سکتی اور نا ہی سماج میں یہ کہہ کر ملو سکتی ہوں کہ میری بہو اندھی ہے، تو میری طرف سے تم نا ہی سمجھو"-----آسیہ بیگم اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے حقیقت بتانے لگی-----

"ہاں اگر ہوتی امیر کبیر باپ کی بیٹی بینک بیلنس چوڑی پر اپرٹی کی مالک تو اسکے ماتھے پر لگا دھبا اور عیب چھپ بھی سکتا تھا پر وہ کس باپ کی بیٹی ہے یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو،

اور دوسری بات ان سے محبت کی وجہ ایک تو خاندان ہے دوسرا انکا وہ ریسٹورنٹ ہے جس کو حاصل کرنے کی

تمہارے ابو پوری کوشش کر رہے ہیں"-----

"امی میں نہیں-----"

"برہان جاتے ہوئے لائٹ بند کر جانا"-----حیرت صدمے سے جو الفاظ برہان کے منہ سے نکلنے والے

تھے انہیں بیچ میں ہی ٹوک کر بولی-----

"امی بہت برا کر رہے ہیں آپ لوگ میں ابو سے بات کروں گا"-----"اور میں صرف حور سے ہی شادی کروں گا ورنہ کسی سے بھی نہیں سمجھیں آپ" غصے سے کہہ کر برہان بغیر لائٹ بند کیے چلا گیا

-----

\*-----\*

CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"تو کیا یہ ہے میری حقیقت"----- سوچتے برہان کے نکلنے سے پہلے ہی وہ آگے بڑھ گئی-----  
دماغ جیسے سن پڑ رہا تھا اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے-----

"میرے اپنوں نے ہی میری حقیقت اتنی کڑوی بیان کی ہے مینے تو کبھی اسے عیب نہ سمجھا"----- منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ سسکیوں کا گلا گھونٹتی مین گھٹ سے باہر نکل گئی کہ اسے معلوم نہ ہوا-----

"کیا میں اس سے بات کروں کہ دل کو سکون مل جائے"----- اسنے حور العین کے روم کی لائٹ آن دیکھ کر کہا-----

"نہیں ایسے وہ سمجھ جائے گی ضرور کچھ پریشانی ہے مجھے"----- اسنے سوچتے خود انکار کیا اور جا کر نیچے لان میں آگیا کھلی فضا میں سکون لینے کیلئے-----  
سخت پریشانی میں چہل قدمی کرتے اسکی نظر کھلے گیٹ پر پڑ گئی-----



"گارڈ۔۔۔۔۔" وہ غصے میں سرونٹ کو ارٹڑ کے قریب آ کر دھاڑا۔۔۔۔۔  
"جج۔۔۔۔۔ جی سر"۔۔۔۔۔ کچھ ہی دیر میں گارڈ گھبرا کر کو ارٹڑ سے باہر نکلا۔۔۔۔۔

"یہ گیٹ کس رشتیدار کی آمد میں کھلا چھوڑا ہے۔۔۔؟ وہ غصے سے کھلے گیٹ کا اشارہ کرتے بولا

"اوہ معاف کر دیں سر میں کچھ کام کی وجہ سے اندر آیا تھا اور سمجھا مینے بند کر دیا ہے معاف  
کر دیں"۔۔۔۔۔ گارڈ بوکھلا کر التجا کرتے بولا۔۔۔۔۔

"جائو اور بند کرو آئندہ ایسی غلطی ہوئی تو دیکھنا جسم پے یہ یونیفارم نہیں رہے گا"۔۔۔۔۔ اپنی ماں سے  
ہوئی تلخ کلامی کی وجہ سے وہ روڈ ہو گیا۔۔۔۔۔

"نوںو سر آئندہ نہیں ہوگا شکریہ"۔۔۔۔۔ وہ جلد سے کہہ کر شکریہ کرتا گیٹ بند کرنے چلا گیا اور برہان  
سرد سانس فضا میں خارج کرتے اندر جانے لگا۔۔۔۔۔

\*-----\*

گہری ہوتی رات میں سنسان راستے پر وہ خود سے اور ماحول سے لاپروہ ہو کر چل رہی تھی۔۔۔۔۔

صدے کی حالت میں وہ صرف اپنی زندگی کی کڑوی حقیقت کے بارے میں سوچتے انجان راستوں پر رواں  
دواں تھی۔۔۔۔۔

آنسوؤں تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے پار ہے تھے۔۔۔۔۔

"مینے تو کبھی نہیں سوچا تھا اتنی بری اصلیت ہے میری"۔۔۔۔۔ بے خودی میں بڑبڑاتی دوپٹہ پائوں میں  
الچھنے سے گرتے گرتے بچی تو کسی نے پیچھے سے نامحسوس انداز میں سڑک پر پڑے اسکے دوپٹے کو اٹھا کر

کندھوں پر ڈالا۔۔۔۔۔

"صحیح کہتی ہے نور میں صرف ایک مصیبت ہوں ایک بد سایہ ہوں مجھے جینے کا کوئی حق نہیں"۔۔۔۔۔ اور  
جی کر کروں بھی کیا جب کوئی اپنا رہا ہی نہیں۔۔۔۔۔

"سب کے پاس خواب ہیں، اپنے ہیں جینے کی وجہ ہے، میرے پاس کیا کچھ نہیں نا جینے کی وجہ ناراستہ دیکھانے  
کا سہارا، نا اپنا نا پرایہ۔۔۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں حورالعین تمہارے پاس خالی ہاتھ خالی دامن ہوا کیلی ہو اس دنیا میں،  
۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ ہذیاتی انداز میں قہقہہ لگاتی اپنی بے بسی کا مذاق اڑانے لگی۔۔۔۔۔

"نہیں میری بہن ہے میں کیوں اکیلی ہوں نور تم ہونا، جانتی ہوں نفرت کرتی ہو پر مجھے پتا ہے مجھے کچھ ہوا تو تم  
میرے بنا رہے نہیں پاؤ گی"۔۔۔۔۔ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ کر وہ خوشی سے بولی۔۔۔۔۔  
"کوئی نہیں ہے کیا یہاں"۔۔۔۔۔؟

"اندھے ہو گئے ہو سب کے سب نہیں دیکھ رہی میں تم لوگوں کو، مار کیوں نہیں رہے مجھے، جو مرنا چاہتا ہے  
اسے مارتے نہیں جو جینا چاہتا ہے انہیں مار دیتے ہو یہ کیسا انصاف ہے تم لوگوں کا"۔۔۔۔۔؟

"کہاں ہے وہ بیسٹ جو سب کو مارتا رہتا ہے ہر جگہ پہنچ جاتا ہے مارنے کو وہ بھی اندھا ہو گیا ہے کیا میری طرح"  
----- چیخ چیخ کر کہتی آخر میں وہ سعیر کو بلانے لگی جانتی تھی وہ مارتے وہ وجہ نہیں پوچھے گا۔۔۔۔۔

"آؤ درندو جیسے میرے ماں باپ کو مار دیا ویسے ہی مجھے مار دو، کہاں گیا وہ آدم خور"۔۔۔؟

"کیا اسے اب میں نہیں یاد، نہیں چاہیے"۔۔۔۔۔  
"آؤ میں بیٹھی ہوں کراچی میں آ جاؤ مار دو مجھے بھی میری ماں کی طرح ختم کر دو مجھے"۔۔۔۔۔ گھٹنوں  
میں منہ چھپا کر وہ دھاڑ رہی تھی کہ گلا خشک ہونے پر کھانسنے لگی۔۔۔۔۔  
"نور میں تمہیں ان لالچی انسانوں کے بچا کیلے نہیں چھوڑ کر جاؤں گی میں تمہیں اپنا ریسٹورنٹ دے کر  
جاؤں گی پھر میں نہیں جیو گی مجھے نہیں جینا اندھی ہوں نا کیسے جی سکتی ہوں۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ کچھ دیر بعد جب  
اسے اپنی بہن کی یاد آئی تو خود سے کہنے لگی۔۔۔۔۔

سعیر عالم پاس کھڑا خاموشی سے سن رہا دفعۂ پینٹ کی جیب میں موبائل واٹر ریٹ کرنے لگا تو حور العین نے  
چونک کر قریب دیکھا۔۔۔۔۔ پر وہ دیکھتی کیا۔۔۔۔۔

سعیر نے اسکی پیلی پڑتی رنگت کو دیکھ کر موبائل جیب سے نکالا دیکھا تو آلف کی کال تھی اسنے اوکے کر کے کان  
سے لگائی۔۔۔۔۔

"ہیلو سعیر کہاں ہو یا سب آگئے ہیں"۔۔۔؟؟ پریشانی سے پوچھا۔۔۔  
"آ رہا ہوں دس منٹ میں"۔۔۔۔۔ اسنے کہہ کر بغیر دوسری طرف کی سنے موبائل آف کر دی اور واپس  
جیب میں رکھ لی۔۔۔۔۔

"دیکھو تم کوئی بھی ہو مجھے اس سے کوئی کام نہیں نا ہی میں پوچھوں گی پر تم بہت اچھے وقت پر آئے ہو"  
۔۔۔۔۔ حور العین کے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا تو ایک دم اٹھ کر بولی۔۔۔۔۔  
"میں سمجھا نہیں کیا چاہتی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ "اور اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو"۔۔۔۔۔ اسکی بات پر سعیر کے  
لبوں پر تبسم سا پھیل گیا۔۔۔۔۔  
"ہاں ان سوالوں سے تم اچھے انسان لگتے ہو، کیا میرا ایک کام کرو گے، میں تمہیں بہت سے پیسے دوں  
گی۔۔۔۔۔" ایک ہی سانس میں بولتی وہ جواب کے منتظر ہوئی۔۔۔۔۔  
سعیر نے اسکے ننگے پاؤں کو دیکھا۔۔۔۔۔

"کتنے دو گی"۔۔۔۔۔؟؟  
اس بار سپاٹ آواز پر حور تھوڑا سا گھبرا گئی۔۔۔۔۔



"مجھے نہیں پتا کتنے پر اتنے دوں گی کہ تمہارا منہ بند ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ اسکی بات پر اسنے برواچکائے۔۔۔۔۔

"اور اتنے پیسے تم لائو گی کہاں سے"۔۔۔ سوال کے ساتھ اس نے اس بے وقوف سی لڑکی کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔۔۔

گلابی رنگت پر اور بیخ کلر کے سوٹ میں دوپٹے سے لاپروہ خود اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

"وہ کہاں سے بھی لائوں تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے، تم صرف بتاؤ میرا کام کرو گے کہ نہیں

\_\_\_\_\_؟

"کام کیا ہے"۔۔۔۔؟ تھوڑا سا قریب ہو کر اس نے سرگوشی میں پوچھا۔۔۔۔

اور حورالعین اس اچانک حملے سے بدک کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔

"تم بھی یہ خوبصورتی دیکھ کر عام مردوں کی طرح پگھل رہے ہو تو کچھ نہیں اس مردہ جسم میں"۔۔۔۔۔  
وہ نفرت سے چیخ پڑی۔۔۔۔۔

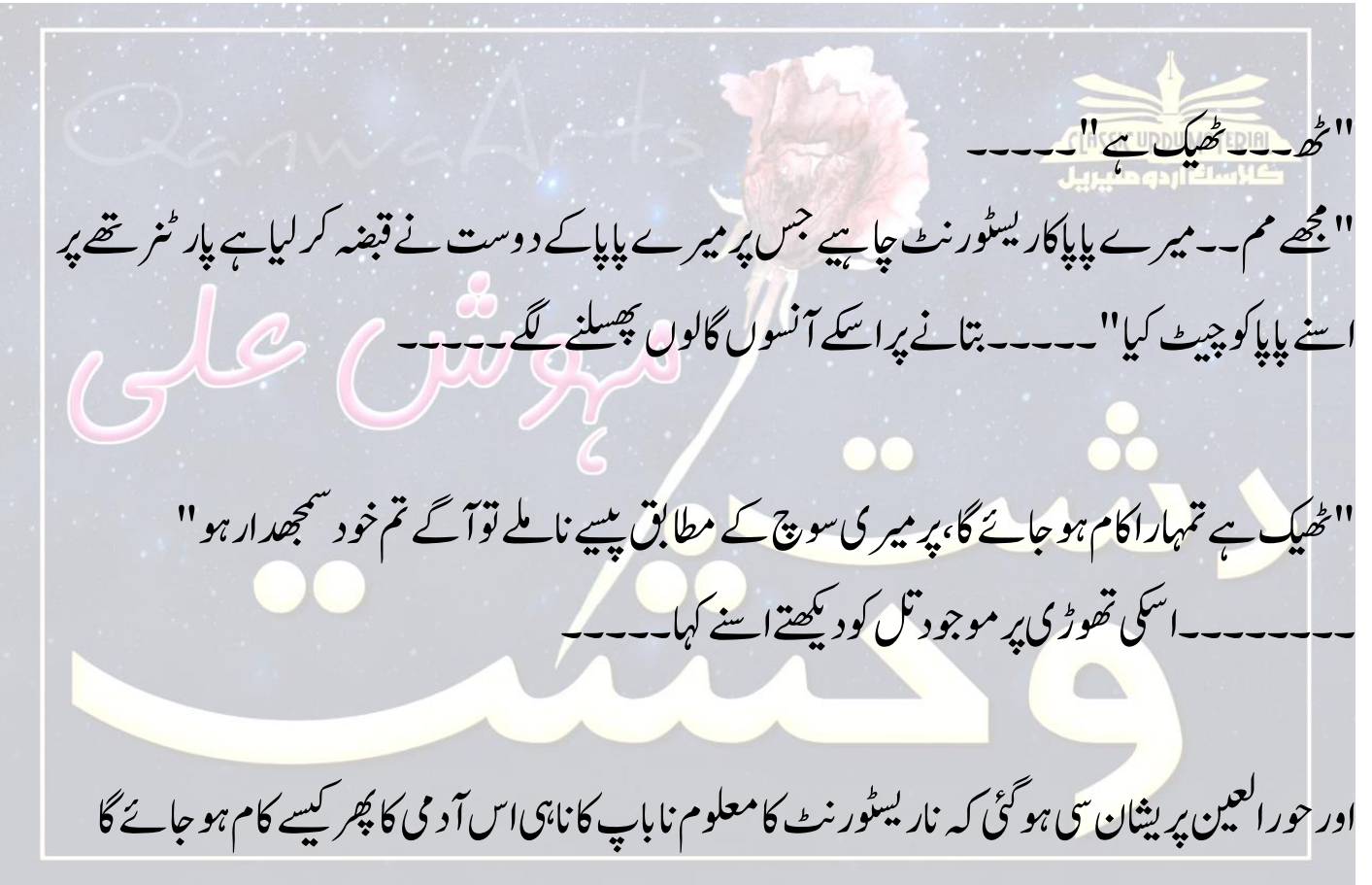
سعیر عالم کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔

"کام بتاؤ"۔۔۔۔۔؟ دونوں اطراف میں سنسان راستوں کو دیکھتے اسنے پوچھا۔

"کچھ نہیں ہے تم جاؤ میں کسی اور سے کروالوں گی"۔۔۔۔۔ وہ خوفزدہ ای ہونے لگی۔۔۔

"میں ادھورے کام اور ادھورے باتیں پسند نہیں کرتا، اب یا تو مجھے پیسے دیا کام"۔۔۔۔۔ اس کے لفظوں پر حور العین کا سانس رک گیا۔۔

"پ۔۔۔۔۔ پیسے۔۔۔۔۔"؟ اچانک وہ وحشزدہ سی ہو گئی اس انسان سے۔۔۔۔۔  
"اور کام بھی"۔۔۔۔۔ سیر نے اسکی پیل رنگت کو دیکھتے بات مکمل کی۔۔۔۔۔



"س۔ سنو کون ہو تم"۔۔۔۔۔؟؟۔۔۔۔۔ خوفزدہ سی ہوتی اپنے دل کی ابتر حالت پر ہاتھ رکھتی وہ بولی البتہ  
ایک قدم ضرور پیچھے لے گئی۔۔۔۔۔

جانے کیلئے مڑتے سیر نے اسکی ٹانگوں کی کپکپاہٹ کو دیکھا جیسے گرنے ہی والی ہو۔۔۔۔۔

"عالم"۔۔۔۔۔ متبسم ہو کر بولا۔۔۔۔۔ اور حور العین کو لگا موت اسکے سر پر آگئی ہو، جسم سے جیسے کسی نے روح کھینچ لی ہو، ہاتھ پاؤں جیسے ٹھنڈے پڑ گئے۔۔۔۔۔

"وو۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ بیسٹ"۔۔۔۔۔ بڑبڑاتی وہ لہرا کر زمین پر گرتی اس سے پہلے ہی سیر نے اسے بازو سے پکڑ لیا کہ وہ جھول گئی۔۔۔۔۔  
مسکراتے اسے اپنے مضبوط بازو میں اٹھالیا۔۔۔۔۔ اور کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے دور کھڑی اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔۔۔۔۔

حور العین کے بیہوش وجود کو بانہوں میں اٹھا کر وہ ایک روم میں داخل ہوا۔۔۔۔۔  
پورے گھر میں اندھیرا تھا اور روم بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔

آہستہ سے اسنے حور کو بیڈ پر لیٹایا اور لائٹ آن کی۔۔۔۔۔ چل کر وہ بیڈ کے قریب آیا اور پاس بیٹھ گیا۔۔۔

سیر بغور اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔  
"مرنا اتنا آسان ہوتا تو پہلے ہی مر جاتی حور العین"۔۔۔۔۔ انگلی سے ٹھوڑی پر موجود تل کو ذرا سے فاصلے پر محسوس کرتے بولا،

\*-----\*

العين ابھی ناشتہ کر  
گلاسگاردوہنیریل

اور آپ گئی بھی نہیں امی اسے دیکھنے۔۔۔۔۔ اسنے کچھ سنجیدگی سے کہا کہ داد نے برہان کو دیکھا

## چلی گئی

سب کچھ سنتی نور اپنے لبوں کو کاٹنے لگی۔۔۔۔۔۔ وہ بھی اسکی کمی کو محسوس کر رہی تھی پر کچھ کہہ ناسکی



"برہان۔۔۔۔۔ داد حور العین تو اپنے روم میں نہیں ہے"۔۔۔۔۔ پریشان سی آسیہ بیگم کچھ دیر میں پکارتی  
ڈاننگ روم میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔

نوالہ نگلتی نور العین سنتے ہی گلے میں پھنس گیا کہ وہ بری طرح کھانسنے لگی۔۔۔۔۔

"بونی کیا ہوا"۔۔۔۔۔؟ اس صورتحال میں بھی داد کے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ مچنے لگی۔۔۔۔۔

"یہ لو پیو"۔۔۔۔۔ جلد سے اپنے جوس کا گلاس اسکے سامنے رکھا۔۔۔۔۔

نور العین نے دبدباتی آنکھوں سے جوس کا گلاس لبوں سے لگالیا۔۔۔۔۔  
کیا مطلب کہاں نہیں ہے امی۔۔۔۔۔ وہ کہاں جاسکتی ہے"۔۔۔۔۔؟ ایک نظر نور پر ڈال کر وہ اٹھ کھڑا ہوا

داد بھی پریشان سا کبھی آسیہ بیگم برہان کو دیکھتا تو کبھی نور العین کو۔۔۔۔۔

"مجھے نہیں معلوم پیٹارات تو کمرے میں ہی تھی"۔۔۔۔۔ اسکے کہنے پر جھکے سر بیٹھی نور العین کے

آنکھوں میں سے آنسو پھسل کر آدھے جوس کے گلاس میں گرا۔۔۔۔۔

"میں لان اور سرونٹ کو اسٹریٹ میں دیکھتا ہوں آپ لوگ پورے گھر میں دیکھیے"۔۔۔۔۔ برہان ہدایت دے

کر ڈاننگ روم سے نکل گیا آسیہ بیگم بھی ساتھ تھی۔۔۔۔۔

"تم نہیں چلو گی" نور العین کے سامنے رکھا جو س کا گلاس لبوں سے لگاتے پوچھا۔۔۔۔۔

"میں چل کر کیا کروں اتنے تو ہیں اسکے خیر خواہ"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی تو دادا پر لپ پر زبان پھیرتے وہاں سے نکلا۔۔۔۔۔

"لڑکی پوری پاگل ہے"۔۔۔ بڑ بڑاتے اسنے ڈرائنگ روم ہر جگہ دیکھا پر وہاں کوئی ہوتا تو ملتا۔۔۔۔۔

\*۔۔۔۔۔\*  
مہوش علی

کھڑکی سے آتی سورج کے کرنوں کی مدہم تپش اسکے چہرے پر پڑی تو وہ کروٹ بدل کر پاس پڑے تکیے کو منہ پر رکھ کر پھر سے سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔

دفعۃً دماغ نے خطرے کا سائر ن دیا اور مضبوط آواز میں ایک لفظ گونجا۔۔۔۔۔ "عالم"۔۔۔

"نور۔۔۔۔۔" وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی ہوئی اور بے ساختہ منہ سے خوف میں نور کا لفظ نکلا۔۔۔۔۔

لبے لبے سانس لیتی وہ اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔۔۔۔۔ کہ آہستہ آہستہ برہان اور آسیہ بیگم کی باتیں یاد آئیں تو منہ جیسے تالوں سے چپک گیا۔۔۔۔۔

"دیکھ رہی ہیں ممّا پاپا کوئی نہیں ہوتا ماں باپ کے سواء کوئی اپنا"۔۔۔۔۔ "سب لالچی لوگ ہیں، مجھے کیسے بھی کر کے ریسٹورنٹ نور کو۔۔۔۔۔" وہ ابھی کہہ ہی رہی تھی کہ جب دماغ ریسٹورنٹ لفظ پر پوری طرح بیدار ہوا تو ہر چیز اسکے سامنے صاف ہونے لگی۔۔۔۔۔

گھر سے باہر جانارونا چیخا اور کسی انجان آدمی سے مدد مانگنا اور پیسے دینے کا وعدہ۔۔۔۔۔ حورا لعین کا دماغ

## گھوم گیا۔۔۔۔۔

"اللہ یہ مینے کیا کر دیا کس مصیبت میں ہاتھ ڈال لیا۔۔۔۔۔" سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑے وہ بڑ بڑائی

"میں کہاں سے لائوں گی اتنے پیسے۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں تو پاگل ہو جاؤں گی اس زندگی سے۔۔۔ وہ عالم تھا

۔۔۔۔۔ یا اللہ یہ ایک خواب ہو صرف ایک برا خواب ہو اور کچھ نہیں۔۔۔۔۔ اور دیکھنا میں اپنے روم میں ہوں

گی۔۔۔۔۔ منہ صاف کرتے وہ جلدی سے بولی۔۔۔۔۔

"نور۔۔۔۔۔ تائی امی۔۔۔۔۔!! خوف سے آنسوؤں رکنے کام نہیں لے رہے تھے اور وہ زور زور سے  
پکارنے لگی۔۔۔۔۔"

"کیا ہوا حور بی بی"۔۔۔۔؟ نرگھس بی جلدی سے روم میں آکر بیڈ پر بیٹھی پکارتی حور العین کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

"نن۔۔۔ زگھس بی آپ۔۔۔ میں کہاں ہوں۔۔۔" ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو مسلتے وہ بولی۔۔۔۔۔

"بیٹا گھبراؤ نہیں تم اپنے روم میں ہو۔۔۔ لگتا ہے کوئی برا خواب دیکھ لیا ہے ریلیکس ہو جاؤ کچھ نہیں ہے  
-----" نرگھس بی اس کے ہاتھ پاؤں مسل رہی تھی اور حور اس کا تو جیسے دماغ سن پڑ گیا تھا۔۔۔۔۔

اور غیر ارادہ طور پر اسکا ہاتھ بازو پر گیا جہاں آخری لمس اسنے محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔

"آپ کب سے ہیں یہاں نرگھس بی"۔۔۔؟ خشک لبوں پر زبان پھیرتے اسنے پوچھا۔۔۔۔۔

"بیٹا میں آمنہ (نرگھس بی کی بیٹی) کے پاس گئی تھی صبح آئی ہوں تو دروازہ اندر سے بند تھا میں سمجھی نور بیٹی آئی ہوگی جب دروازہ ایک بچے کو اندر بھیج کر کھلوا یا تو تم سوئی ہوئی تھی پھر میں ناشتہ بنانے چلی گئی تو تم نے شاید کوئی برا خواب دیکھ لیا تھا۔"

"تم ٹھیک تو ہو حور بیٹا"۔۔۔۔۔ نرگھس بی حورا العین کو پسینے میں دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔

"جج۔۔۔ جی میں ٹھیک ہوں، آپ پریشان ناہوں اور پلیز بی علوی ہائوس میں کسی کو فون کر کے بتادیں میں یہاں ہوں صبح ہی آئی ہوں"۔۔۔۔۔۔ گھر میں خود کو ناپاکر صورتحال کو سمجھتی وہ بولی تو نرگھس بی سر ہلا کر ناشتہ کرنے کا کہتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔

نرگھس بی کے جانے کے بعد حور نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرا لیا۔۔۔۔۔



"اسے ہمارے گھر کا کیسے پتا"۔۔۔۔۔ "اور میں۔۔۔ میں تو شاید عالم سنتے ہی اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔۔۔  
نہیں۔۔۔ نہیں اسنے مجھے بازو سے پکڑا اور گرنے سے بچایا اور پھر۔۔۔۔۔ "وہ مجھے یہاں لیکر آیا۔۔۔۔۔"

"کیا وہ میرے بارے میں جانتا ہے"۔۔۔۔۔؟ وہ خود سے سوال کرنے لگی۔۔۔۔۔

"ہاں شاید میں برہان کی کزن ہوں اسلیے سب جانتا ہوگا۔۔۔۔"

"اور اسنے کہا اگر میں نے اسے اسکی مانگ کے مطابق میسے نادے تو آگے میں خود سمجھدار ہوں،۔۔۔۔۔ کیا

مطلب تھا اسکا"۔۔۔۔۔؟ آنکھیں میچ کر وہ جیسے کہیں غائب ہونا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

"کم ڈائون حور ایسا کچھ نہیں ہوگا شاید اسنے مجھے روتے دیکھ کر دلاسا دیا ہو۔۔۔۔۔ ہاں بس ایسا ہی ہے مجھے

[illegible]

اور الماری سے ایک ڈریس نکال کر ہاتھ روم میں بند ہو گئی۔۔۔۔۔



"اس لڑکی نے تو ہمیں ڈرا ہی دیا تھا اکیلی صبح صبح اتنی دور چلی گئی۔۔۔۔۔ شریف گھر کے لڑکیوں کے ایسے

لچھن تو نہیں ہوتے"۔۔۔۔۔ آسپہ بیگم نے ناپسندگی سے کہا۔۔۔۔۔

پچھے آتی نور نے برو سکڑے۔۔۔۔۔

"اتائی امی لچھن اسکے برے نہیں ہیں شاید بیمار ہونے کی وجہ سے سکون لینے وہاں چلی گئی ہو"-----  
ناچاہتے ہوئے بھی وہ کہہ اٹھی۔۔۔

کچھ چونک کر برہان آسیہ بیگم اور داد نے اسے دیکھا۔۔۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو میری بچی پر اسے کچھ ہو جاتا تو ہمارا کیا ہوتا"----- صوفی آسیہ بیگم اٹھ کر اسکے  
ماتھے پر پیار کرتی بولی جس پر نور العین کچھ نابولی۔۔۔۔

"نور تم چلو میں کیز لیکر آتا ہوں"----- داد کے کہنے پر وہ سر ہلاتی باہر نکل گئی برہان نے بے یقینی سے  
اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔۔

"میں بھی جانے کی تیاری کرتا ہوں"----- "اور مہربانی کر کے حور کے خلاف ایسے لفظ استعمال نہ کریں،  
آپ کے کچھ بھی کہنے سے میرے دل سے اسکی محبت ختم نہیں ہو جائے گی میں پاپا سے بات کرنے والا ہوں  
اور حور العین آپکی مستقبل کی بہو ہے"----- سنجیدگی سے کہہ کر وہ رکانے نہیں۔۔۔۔۔

\*-----\*

"جی بیٹا پوچھئیے۔۔۔۔۔ چیئر سے اٹھ کر گارڈنورالعین کے پاس آگیا۔۔۔۔۔"

---

"جی بیٹا ہم صبح سے یہیں ہیں کہیں نہیں گئے کوئی کام ہے بیٹا"۔۔۔۔۔؟ پوری سچائی سے کہتا گارڈ اس بات کو نا سمجھتے بولا۔۔۔۔۔

"تو کیا اپنے میری بہن حورا العین کو یہاں سے جاتے نہیں دیکھا صبح"۔۔۔۔۔ کچھ حیرت سے وہ بولی

"نہیں بیٹا صبح سے ابھی تک کوئی نہیں آیا نا ہی گیا ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔ انکار کرتے گارڈ نور کا چہرہ دیکھنے لگا

"آپکا بہت شکریہ پر ایک بات اگر برہان آپ سے پوچھے تو پلینز بولے گا کہ ہاں حورالعین صبح یہاں سے گئی ہے اور اسنے آپکو نابتائے کا کہا تھا"-----آگے کا سوچتے نور بولی

"پر بیٹا ہم جھوٹ کیوں بولیں صاحب ہمیں نوکری سے نکال سکتا ہے"-----گھبرا کر گارڈ نے انکار کر دیا۔۔۔

"اگر آپ ایسا نہیں بولیں گے کہ آپ نے حور کو جاتے نہیں دیکھا تب آپکی نوکری جائے گی کیونکہ برہان صاحب جانتے ہیں حور جھوٹ نہیں بولتی مطلب آپ جھوٹ بول رہے ہیں کہ حور کو آپنے نہیں دیکھا اور حور میڈم کا کہنا ہے وہ صبح یہاں سے گئی ہے، تو کیا سمجھے، گئی نا آپکی نوکری"-----بہت ہی ہوشیاری سے دماغ لڑاتے گارڈ کو ڈرایہ کہ وہ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا"-----گارڈ برہان کی رات کی وارننگ یاد کرتے راضی ہو گیا تو مسکرا کر اللہ حافظ کہتی نور پارکنگ ایریا میں چلی گئی اور داد کے ساتھ بیٹھ کر وہاں سے یونی کیلئے روانہ ہو گئی

پچھے ڈیوٹی کیلئے جاتے برہان نے گارڈ سے حور کا پوچھا تو گارڈ نے وہی کہا جو نور نے اسے بولا۔۔۔۔۔  
پراسکے باوجود برہان اسے پہلے نابتائے پڑ جھڑک دیا۔۔۔۔۔  
پر وہ نور کا شکر کر رہا تھا کہ نوکری تو بچ گئی۔۔۔



"سنو عارب مجھے جمال علوی کے ریستورنٹ کی معلومات چاہیے کہ کس کے ساتھ اس نے پارٹرشپ کی تھی  
-----" لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے وہ اس وقت اپنے بنگلے میں موجود آفس روم میں تھا۔-----

عارب اور آلف جو صوفے پر بیٹھے کسی بات کو ڈسکس کر رہے تھے سعیر کے مخاطب کرنے پر دونوں چونکے  
-----"جمال علوی وہی مرحوم"-----؟ آلف نے پوچھا۔-----  
"مجھے نہیں لگتا آلف یہاں دوسرا مرحوم جمال علوی ہے اگر ہو گا تو بھی میں اسکے بارے میں نہیں بول رہا  
-----" وہ سنجیدگی سے آلف کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے بولا۔-----  
"ٹھیک ہے مرے ہوئے کی معلومات اکھاڑنے کیلئے کچھ وقت لگے گا"----- فائلز اٹھائے عارب کہہ  
کروہاں سے نکل گیا۔-----

"سعیر مجھے نہیں لگتا ہمیں ایس پی کی فیملی کو اکھاڑنا چاہیے جو ہو گا وہ خود ہینڈل کر لے گا"----- آلف  
نے گھمبیر پن سے کہا۔-----

"اور مجھے لگتا ہے یہ سودا میرے لیے کروڑوں کا ہے"----- بات کرتے سعیر کی آنکھیں  
بھی۔ مسکرا نے لگی اور آلف کو خطرے کی گھنٹی بجتی سنائی دی۔-----

نور العین اور داد اس وقت بلیک ڈائمنڈ ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔-----

جو کسی وقت النور ریسٹورنٹ ہوا کرتا تھا۔-----

نور اکثر یہاں آتی رہتی تھی۔۔۔ پر آج داد بھی ساتھ آگیا تھا اسکے۔-----

"ایک آفردوں تمہیں"----- خاموشی سے لپچ کرتی نور سے مخاطب ہوا۔-----

"کونسی آفر"----- وہ برواچکا کر بولی۔-----

"یہ کہ مجھ سے شادی کر لو تمہیں یہ ریسٹورنٹ گفٹ کروں گا"----- بالوں میں انگلیاں پھیر کر وہ  
ایک سٹائل سے بولا۔-----

"ہیں س۔۔۔۔۔ شکل دیکھی ہے بزدل انسان مجھ سے شادی کرو گے ہو نہ۔۔۔۔۔"----- چیچ کو  
پلیٹ میں پٹخ کر وہ تمسخرے بھرے انداز میں کہتی وہ ہنسنے لگی۔-----

"رہنے دو اب اتنا بھی ڈر پوک نہیں۔۔۔۔۔ یاد نہیں اس دن کیسے کتوں سے بچا یا تھا۔۔۔۔۔۔۔ بغیر  
شرمندہ ہوئے اسنے کالر جھڑکتے یاد دلایا۔۔۔۔۔"

نور نے وہ واقعہ یاد کر کے لب کاٹ کر آنکھیں سکڑی۔۔۔۔۔"ہاں یاد ہے نا گاڑی میں بیٹھ کر شش شش کر رہے تھے تمہیں تو پتا ہے نا وہاں آ نہیں سکتے تھے"۔۔۔۔۔

"ارے یار چھوڑو تم کہاں مانو گی احسان فراموش لڑکی"-----مزید باتوں سے بچنے کیلئے اس نے شارٹ کٹ لیا۔-----

"دادا نے پیچھے دیکھو"۔۔۔۔۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد نور العین حیرت سے دیکھتی بولی۔۔۔۔۔

انٹرنس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حور العین بولی تو داد نے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔

جہاں اپنی پوری جاہ جلال کے ساتھ سعیر اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

اور ایک نظر سب پر دوڑا کر کانٹونٹر کے پاس کھڑے طاہر کی جانب بڑھا جو اس ریسٹورنٹ کا مالک تھا

"سعیر صاحب آپ یہاں"-----طاہر سعیر کو دیکھ کے آگے بڑھاپراسنے ہاتھ کی مدد سے اسے وہیں  
رکنے کا کہا۔-----

"سعیر صاحب آپ نے مجھے بلا لیا ہوتا آپ نے تکلیف کیوں کی۔۔۔۔۔"-----بناوٹی انداز میں کہتے وہ منہ سے  
شہد اگلنے لگا۔۔۔۔۔

"یہ ریسٹورنٹ کس کا ہے طاہر"-----؟ وہ سیدھا بات پر آیا جس پر طاہر کے منہ سے مسکراہٹ مرجھا  
گئی۔-----

"چلو نکلو یہاں سے"-----داد کے دماغ نے خطرے کی گھنٹی بجائی۔-----

"بکو اس بند کرو بیٹھو ضرور کوئی ایکشن مووی چلنے والی ہے"-----"میں تو کہتی ہوں اتنا مارے اسے کہ  
کمینہ توبہ کرے کسی کا حق ہڑپتے ہوئے"-----نور نے جھڑکتے ہوئے کہا۔-----

"مرو تم یہاں میں جا رہا ہوں اگر بچ جائو تو گاڑی میں بیٹھا ہوں آجانا"-----داد کہہ کر وہاں سے  
نکل گیا اور پیچھے نور نے زوردار قہقہہ مارا۔۔۔۔۔

"قریب جا کر دیکھتی ہوں ماجرہ کیا ہے"-----اپنا بیگ اٹھا کر وہ کائونٹر اور سعیر والوں کے کچھ فاصلے پر  
کھڑی ہو گئی جہاں سے وہ انکی باتیں اچھی طرح سن سکتی تھی۔-----





"جمال نے اپنی بیوی کی خواہش پر ریسٹورنٹ کا سوچا تھا اور اس نے پیسے پورے ناہونے پر مجھ سے پارٹنرشپ کا کہا میں اسکا اچھا دوست تھا"----- وہ اچھا بولا تو کندھے پر سعیر کے بچے کی پکڑ مضبوط ہو گئی کہ وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔-----

"وہ ایسا سے لگتا تھا مجھے یہ آئیڈیا اچھا لگا تو ہم دونوں نے یہ کام شروع کر دیا کہ بیچ میں جمال کی کچھ فیملی برو بلنز ہو گئی تو اسنے مجھے پیسے دے کر سارا کام مجھ پر ڈال دیا کافی ٹائم تک نادیکھا"۔۔۔۔۔

"اور مینے اسکے نا آنے کے بعد کچھ لالچی ہو کر سارا ریسٹورنٹ اپنے نام پر بنالیا۔۔۔۔۔ پر نام النور رکھا جو اسکی بیٹی کا نام تھا جب جمال آیا تو دیکھ کر بہت خوش ہوا پر جب اسنے مجھ سے ریسٹورنٹ کے بارے میں بات کرنا چاہی تو میں بولا کون سا ریسٹورنٹ کس کار ریسٹورنٹ یہ میرا ہے، اسنے کہا مینے اپنا گھر بھیج کر تمہیں پیسے دئے ہیں میرے ساتھ ایسا نہ کرو، پر میں پیسے کی لالچ میں بہت اندھا ہو چکا تھا اسکی ایک التجاناسنی اور دھکے دے کر وہاں سے نکال دیا وہ کافی وقت اتار ہانتیں کرتا رہا پر میں نانا نایہاں بتک کہ اسکی حالت اتنی بری ہو چکی تھی کہ کھانا بھی بہت مشکل سے وقت کا کھاتا تھا بھائی بھی ساتھ چھوڑ چکا تھا"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر چپ ہو گیا سعیر خاموشی سے سن رہا تھا کیونکہ عارب نے اسے ساری انفارمیشن پہلے ہی دے دی تھی۔۔۔۔۔

پر پیچھے کھڑی نور سے اپنی سسکیاں دبانا مشکل ہو گئیں۔۔۔

~~~~~ " ♪ " ~~~~~

"پھر وہ پتا نہیں کہاں چلا گیا کہ واپس نا آیا"۔۔۔۔۔ وہ آہستہ سے دور کھڑا ہو کر بولا۔۔۔۔۔

سعیر نے واپس ہاتھ بڑھا کر اسکے کندھے پر رکھا اور تھوڑا قریب کیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔۔۔۔۔

نور العین ان دونوں سے چیخ کر کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ سعیر کے لفظوں نے اسکا منہ بند کر لیا۔۔۔۔۔

"مجھے شام تک اس ریسٹورنٹ کے پیپر حورا لعین جمال علوی کے نام پر چاہیے۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔؟ وہ جو بلا تو طاہر نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔

"آپ فکر نا کریں ہو جائے گا بلکہ میں خود آپکو آ کر دوں گا"۔۔۔۔۔ کوٹ کو درست کرتے وہ جی جی کہنے لگا

"اچھا چلتا ہوں"۔۔۔۔۔ کندھا تھپتھپا کر وہ جانے لگا۔۔۔۔۔

اور نور العین کو تو اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"حو۔۔۔۔۔ حورا لعین مطلب میری بہن یہ۔۔۔۔۔ یہ کیوں اسکا کام کر رہا ہے مجھے برہان کو بتانا پڑے گا ورنہ وہ کسی

کھائی میں گر جائے گی کہ اسے نکالنا بھی مشکل ہو جائے گا"۔۔۔۔۔۔۔ بڑبڑاتے وہ وہاں سے بھاگی

۔۔۔۔۔۔۔

"پر۔۔۔۔۔ پر پہلے مجھے حورا لعین سے پوچھنا پڑیگا کہ کیا ہے سب کچھ۔۔۔۔۔"

گاڑی میں بیٹھے اسنے داد کو جمال ہائوس جانے کا کہا وہ سر ہلا کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔۔۔

"ویسے اندر سے کوئی آواز نہیں آئی اور تم بھی زندہ سلامت لوٹ آئی وہ بھلا کیوں۔۔۔۔۔" "گاڑی ڈرائیو کرتے داد نے حیرت سے کہا۔۔۔۔۔"

"مر رہے تھے بھاگنے کو کچھ نہیں ہوا وہ اپنے کام سے آیا تھا"۔۔۔۔۔ طنزیہ کہتے وہ باہر دیکھنے لگی

"سنو داد سب جانتے ہیں یہ بیسٹ ہے پر کوئی کچھ کرتا کیوں نہیں"۔۔۔۔۔؟ ماٹھا مسلتے نور العین نے پوچھا۔۔۔۔۔

"یار کہاں کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس یا کسی کے پاس بھی بہت تیز ہے سالار۔۔۔۔۔" "پر کوئی نہیں برہان بھائی کا اب مشن ہی بیسٹ کاروپ سامنے لانا اور اسے میٹھی نیند سلانے کا ہے"۔۔۔۔۔ داد کے کہنے پر نور نے سر ہلایا۔۔۔۔۔

"ویسے تم کچھ مت کرنا بیٹھے رہنا باپ بھائی کے پیسے پر"۔۔۔۔۔۔۔

"کیا یار کر تو رہاں ہوں اتنا کام یہ کم ہے"۔۔۔۔۔۔۔؟



"کونسا"۔۔۔۔۔؟ اسنے برواچکائے

"یہی ایک خوبصورت لڑکی کو"۔۔۔۔۔ وہ کچھ بولتا کہ وہ بیچ میں چیخی "بکو اس مت کر نامیرا سر پہلے ہی درد کر رہا ہے"۔۔۔۔۔

"جیسے آپکا حکم ملکہ داد۔۔۔۔۔" اسکے بھونگے ڈائیلاگ پر وہ انف کر کے رہ گئی۔۔۔۔۔

وہ جانتی تھی داد کی عادت ہے مزاق کرنے کی۔۔۔۔۔

\*۔۔۔۔۔\*۔۔۔۔۔\*

"تم جانو میں شام کو آجانوں گی"۔۔۔۔۔ نور العین نے گاڑی سے اتر کر داد سے کہا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے کال کر دینا"۔۔۔۔۔ داد کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ اچانک نور کو کیا ہو گیا ہے جو کل تک اپنی بہن کا چہرہ دیکھنے کو گوارہ نہیں کرتی آج اسکے آس پاس گھومنے لگی ہے۔۔۔۔۔

نور کے سر ہلانے پر وہ چلا گیا تو وہ گلی میں اندر داخل ہو گئی جو انکے چھوٹے سے گھر تک جاتی تھی۔۔۔۔۔

بیل بجانے کے تھوڑی دیر بعد نر گھس بی نے دروازہ کھولا تو نور تھی۔۔۔۔۔

"آؤ بیٹا"۔۔۔۔۔ نر گھس بی انکی ملازمہ تھی جو ماں باپ کے بعد بھی انکا بہت خیال رکھتی تھی اور اب وہ یہاں ہی رہتی تھی انکے چھوٹے سے گھر میں۔۔۔۔۔

"حور العین ہے بی"۔۔۔۔۔؟ اندر آکر اسنے دروازہ بند کرتے پوچھا۔۔۔۔۔

"ہاں بیٹا اپنے روم میں ہے برہان بیٹا آیا تھا اسنے کہا شام میں ریڈی رہنا لینے آؤں گا"۔۔۔۔۔

"آپ کیلئے کھانا لائوں بیٹا"۔۔۔۔۔؟ اسے یونی سے سیدھا یہاں آتے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

"نہیں بی آپ جا کر آرام کریں میں کھا کر آئی ہوں ریسٹورنٹ سے"۔۔۔۔۔ اسکے کہنے پر نر گھس بی کا منہ بن گیا۔۔۔۔۔

"کیا بیٹا ان موئے ریسٹورنٹ والے کے کھانے کھا کر بیمار پڑ جائو گی"۔۔۔۔۔

"میں تو ترس گئی ہوں تم دونوں کے ساتھ کھانا کھانے کو"۔۔۔۔۔ دکھ بھرے آواز میں کہتی بغیر اسکی

اسنے وہ چلی گئی۔۔۔۔۔

پیچھے کچھ کہنے کو منہ کھولتی نور العین وہیں رہ گئی۔۔۔۔۔

اور بیگ ٹیبل پر رکھ کر وہ حور العین کے روم آئی جہاں وہ بیڈ پر پڑی تھی۔۔۔۔۔

"تم یہاں کیسے آئی"۔۔۔۔۔؟ اسنے روکھے انداز میں دروازہ بند کر کے اسکے سر پر کھڑی ہو کر پوچھا

۔۔۔۔۔

حورالعین جو سوچ میں پڑی تھی کہ وہاں جائے یا نہیں نور کی آواز پر بے یقینی سے آنکھیں کھولی۔۔۔۔۔

"کچھ پوچھ رہی ہوں میں حورالعین تم یہاں کیسے آئی"۔۔۔۔۔؟؟ کچھ دیر بعد بھی اسکے جواب نادینے پر وہ چیخ

پڑی۔۔۔۔۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"میں نے بتا دیا ہے جو سچ تھا اور تمہیں کیا فرق پڑتا ہے"۔۔۔۔۔ کچھ خائف سی ہوتی حور بولی۔۔۔۔۔

"کیوں مجھے فرق نہیں پڑتا بہن ہومی۔۔۔۔۔، میری نفرت الگ جگہ پر میں کسی کو الٹا سیدھا بولتے نہیں سن سکتی سمجھی، اب بتاؤ مجھے سچ کیا ہے"۔۔۔۔۔؟

"کوئی سچ نہیں ہے نورال۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"نام مت لو میرا"۔۔۔۔۔ وہ نفرت سے پھنکاری

"تو پھر یہاں کیوں آئی ہو جائو یہاں سے مرنے دو مجھے تمہارا کیا جاتا ہے، تمہاری تو خواہش پوری ہو جائے گی  
پھر کس بات کی تکلیف ہو رہی ہے تمہیں جو دوڑی چلی آئی ہو"----- دکھ سے روتی وہ بولی تو  
آنسوؤں ٹوٹ کر نور العین کی آنکھوں سے گرا۔-----

"تو کیا کرتی ہاں پھر سے تمہاری وجہ سے تایا والوں کو موت کے منہ میں پھینک دیں"----- وہ چلائی

-----  
"نہیں مر رہا کوئی میری وجہ سے سمجھی جائو اب میرے روم سے"----- ہاتھ سے پکڑ کر اسنے پرے کیا  
اسے-----

نور العین نے اسکے ہاتھ کی کپکپاہٹ اور سرخ چہرہ دیکھا۔-----

"کیا کر رہی ہو حور سچ سچ بتاؤ ورنہ میں جا کر برہان کو بتاؤں گی کہ سیر وہ ریستورنٹ تمہارے نام کر رہا کوئی  
وجہ تو ہو گی اسکی"----- نور العین کے لفظوں نے حور کے جسم سے بچی کچی جان بھی نکال دی ہاتھ  
پھسل کر نیچے گرا اور وہ خاموش ہو گئی۔-----

"کچھ ہوا ہے حور کچھ چھپا رہی ہو مجھ سے"-----؟ اس بار اسکی پیلی پڑتی رنگت کو دیکھ کر وہ نرم پڑ گئی



"نن۔۔ نہیں کچھ نہیں چھپا رہی تم جاؤ بس۔۔۔۔۔" وہ ہڈیا تکی انداز میں بولی نور حیران رہ گئی اسکی حالت پر

-----

"تو ٹھیک ہے اب جب مرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو مرو پر کفن دفن کیلئے ہمیں بھی مت بلانا۔۔۔۔۔ غصے سے کہتی وہ جانے لگی تبھی پیچھے وہ بولی

"ہاں اور تم ہی چاہتی تھی کہ مروں تو اب خوش رہنا۔۔۔۔۔" وہ کہہ کر تکیے میں منہ دے کر لیٹ گئی



مہوش علی

نور العین اسکی پیٹھ کو دیکھتی رہی جب دروازہ ناک ہوا۔۔۔۔۔

"جی بی۔۔۔۔۔" دروازے پر موجود نرگھس بی کو دیکھ کر نور نے آنسو صاف کرتے بولی۔۔۔

"بیٹا لاؤنج میں کچھ لوگ بیٹھے ہیں جو حور العین کو بلارہے ہیں۔۔۔۔۔" پریشان سی نرگھس بی بولی۔۔۔

نور اور حور دونوں چونک گئی۔۔۔۔۔

"کون ہیں بی۔۔۔۔۔؟ حور العین تو کچھ بول ناپائی التبہ بغیر ڈرے نور نے ہمت پیدا کرتے پوچھا۔۔۔

"بیٹا ایک تو وکیل ہے جس کے ہاتھ میں کچھ پیپرز بھی ہیں باقی دوپٹا نہیں کون ہیں"۔۔۔۔؟ اسکے بتانے پر نور نے سر ہلایا۔۔۔۔

"چلو میڈم آگیا موت کا بلاوا"۔۔۔۔۔! نور نے غصے سے لفظ چبا کر کہا

تو حور العین آہستہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

"السلام علیکم" ڈرائنگ روم میں داخل ہو کر بولیں تو ان لوگوں نے سلام کا جواب دیا۔۔۔۔

"جی کہیے کیا کام ہے حور العین جمال سے"۔۔۔۔۔نور نے حور کے کہنے سے پہلے پوچھا۔۔۔۔

"یہ کچھ پیپرز ہیں جن پر مس حور العین کے سائن چاہیے"۔۔۔۔۔وکیل نے ایک فائل سامنے کی جس پر حور العین کے سائن چاہیے تھے۔۔۔۔

"کیا ہے اس میں اور میری بہن کیوں سائن کرے"۔۔۔۔۔فائل اٹھاتے نور نے کہا۔۔۔

"مس اس پیپرز میں لکھا ہے کہ مس حور العین نے سعیر عالم سے جو ریسٹورنٹ لیا ہے اسکے انہیں تین کروڑ دینے پڑیں گے ابھی اور اگر پیسے نہیں دے سکتی تو ان میرج پیپرز پر سائن کرنے ہونگے اور یہ تب تک ان کے ساتھ رہیں گی جب تک تین کروڑ دے نہیں سکتی"۔۔۔۔۔

[illegible]

"چپ کر کے بیٹھو ورنہ کال کرنے کیلئے ہاتھ نہیں رہیں گے"۔۔۔۔۔

"گھٹیا انسان میں اپنی بہن کو اس حیوان کے حوالے نہیں کرنے دوں گی ماردوں گے سب کو سمجھے  
 "-----وہ چیخ کر اس پر جھپٹی کہ اس آدمی نے اسے صوفے پر دھکا دیا۔-----"

"نور"۔۔۔۔۔ حورا لعین گھبرا سکی جانب لپکی۔۔۔۔۔

"چپ کر کے بیٹھو لڑکیوں ورنہ یہاں پر کوئی زندہ نہیں رہے گا" گن منہ پر رکھ کر اسنے چپ ہونے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔

"دیکھا میں نے تمہیں کہا تھا بتاؤ بتاؤ اب دیکھو"۔۔۔۔۔ اس کے آنسو صاف کرتی نور نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔

حورا تِنے سالوں بعد اپنی بہن کے ساتھ لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔۔۔

اس صورتحال سے وکیل بھی گھبرا یا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"دیکھو بھائی معاف کر دو کوئی ریستورنٹ نہیں چاہیے ہمیں معاف کر دو بچیوں کو کیا گاڑا ہے انہوں نے آپ سب کا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روتی ہوئی دونوں ہاتھ جوڑ کر نرگھس نی بولی۔۔۔۔

"چپ کر کے بیٹھ بوڑھیا کچھ نہیں ہو رہا تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ اسنے حورالعین کے اندھے ہونے کی طرف اشارہ کرتے۔۔۔۔۔ دوسرے آدمی نے غصے سے کہا۔۔۔۔۔"

"اے بکواس بند کر آنے دے اس سعیر عالم کو دیکھتی ہوں کیسے میری بہن سے شادی کرتا ہے۔۔۔۔۔"

ہمیشہ سے روتی نفرت نفرت کی یکار کرتی نور العین کا دل پھٹ رہا تھا جب اپنی بہن کا سوچتی۔۔۔۔۔

نور کے لفظوں پر وہ آدمی غصے سے آنکھیں لال لیے اسکی جانب لپکتا کہ دروازے پر بیل بجی تو ان میں سے ایک نکل کر وہاں سے چلا گیا اور دوسرے نے گن کے اشارے سے۔ چپ رہنے کا کہا۔۔۔۔۔



"مجھے لگتا ہے دادیا برہان آیا ہو گا"۔۔۔۔۔ خاموش بیٹھی حورالعین کو دلاسہ دینے کیلئے وہ بولی۔۔۔۔۔

"نوریہ ریسٹورنٹ ہمیں لینا ہی ہو گا تم آگے لوگوں کو نہیں جانتی جو آستینوں کے سانپ ہیں"۔۔۔۔۔ کافی دیر بعد حورالعین نے لب کشائی کی تو نور صرف دیکھتے رہ گئی۔۔۔۔۔

"اور تم اندھی ہو کر آستینوں کے سانپ دیکھ گئی"۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ جھٹکتی وہ چلائی۔۔۔۔۔

"مولوی آگیا ہے اور ساتھ سیر عالم بھی"۔۔۔۔۔ وہ آدمی جو دروازہ کھولنے گیا تھا اسنے آکر اطلاع دی۔۔۔۔۔

اور نور نے حورالعین کے سپاٹ چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

"بتایا ابو آپ"۔۔۔۔۔ مولوی کے ساتھ اندر داخل ہوتے کمال صاحب کو دیکھ کر نورالعین نے بے یقینی سے پکارا پر اسنے کوئی جواب نہ دیا۔۔۔۔۔

"چلیے مس حورالعین آپ اس ریسٹورنٹ کے پیپرز پرسیئن کریں"۔۔۔۔۔ وکیل نے اپنی جان بچانے کے واسطے یہاں سے جلدی نکلنے کیلئے پیپرز سامنے کیے۔۔۔۔۔

"دفع ہو جاؤ نہیں کرے گی یہ پیپر ز سائن سمجھے رکھیں یہ ریسٹورنٹ آپ"----- پیپر ز کو ٹیبل سے اٹھا کر اسنے زمین پر پھینکے وہ ایک زخمی شیرنی لگ رہی تھی۔۔۔۔

نرگھس بی بے بسی سے منہ پر دوپٹہ رکھ کر رو رہی تھی۔۔۔۔ اسکے اتنے لمبے ہاتھ نہیں تھے کہ وہ تین کروڑ دے کر اسے بچائے وہ تو خود انکے در پر پڑی۔ تھی۔۔۔۔

نور کے پھینکے گئے پیپر ز اندر داخل ہونے والے شخص کے پاؤں پر گرے۔۔۔۔۔

اسے دیکھ کر سب خاموش ہو گئے البتہ حور العین سسکتی آنسوؤں صاف کر رہی تھی۔۔۔۔۔

سعیر نے جھک کر ان پیپر ز کو اٹھایا اور ان پر نظریں گھمائی۔۔۔۔۔

"نور تم چپ ہو جاؤ آگے ایک لفظ بولا تو گلابادوں گا"----- سعیر سے پہلے کمال صاحب سرخ

آنکھوں سے غرائے نور کی بے یقینی سے پھیل گئی۔۔۔۔۔

"تایا ابو یہ کیا کہہ رہے ہیں یہ حور سے زبردستی شادی کر رہا ہے آپکے بھائی کی بیٹی سے"----- وہ

حیرانی سے بولی۔۔۔

"ارے بھی مر گیا ہے میرا بھائی ختم کرو اس کا قصہ"----- غصے سے دونوں ہاتھ جوڑ کر وہ دھاڑا

"پر-----" وہ ابھی کچھ بولتی کہ کمال صاحب نے کھینچ کر اسے تھپڑ مارا-----

"بند کر لو اپنی بکواس اور جو ریسٹورنٹ دے رہا ہے لو اسے"----- اسنے غصے سے انگلی اٹھا کر وارننگ

دیتے کہا۔۔

"تایا بوبلیز"----- حور نے تھپڑ کی آواز پر گرتی نور کو سہارا دیا۔۔۔۔۔

"دیکھو لڑکی تمہاری بہن نے سودا کیا ہے اور سودے کا مطلب ہے یا مال دو یا جان"----- سعیر نے  
پیرز لیکر حور العین کے پاس بیٹھا اور ریلیکس انداز میں بولا حور آہستہ سے کھسک کر دور ہوئی۔۔۔۔۔

مولوی اور وکیل دونوں اس صورتحال سے خوف سے چپ کھڑے تھے انہیں کیا پتا تھا ایسا ہوگا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے ہم آپکو پیسے دے دیں گے، میری بہن کا پیچھا چھوڑ دو"----- نور نے بولا تو سب نے حیرت  
سے نور کو دیکھا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے"----- ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر اسنے سگریٹ سلگایا۔۔۔۔۔

"تایا ابو آپ دے دینا ہم آپکو سارے پیسے لوٹا دیں گے پلیرز چاہیے اسکے بدلے آپ یہ گھر بھی لیجیے گا"  
نورا العین نے منتیں کر کے کمال صاحب کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔

"مم۔۔۔ میں کہاں سے لائوں پیسے لڑکی پاگل ہو گئی ہو"۔۔۔۔۔؟ وہ ایک دم بھڑک اٹھا۔۔۔۔۔

"بس کر دو نور ختم کرو یہ سب"،۔۔۔۔۔ "یہ سب مینے کیا ہے تو میں ختم بھی کروں گی، مجھے منظور ہے آپ سے نکاح کرنا"۔۔۔۔۔ کب سے سب کچھ سنتی حورا العین چیخ اٹھی۔۔۔۔۔

سعیر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔۔۔  
بدلے میں نورا العین کچھ کہتی کہ سعیر نے غصے سے اسے دیکھا وہ منہ کھولتے کھولتے چپ ہو گئی۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سرخ دوپٹے میں موجود حورا العین نے پہلے وکیل کے دئے گئے پیپرز پر سائن کیے۔۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔

"کیا آپکو سعیر عالم کے ساتھ نکاح قبول ہے"۔۔۔۔۔؟ دوسری بار پوچھا گیا۔۔۔۔۔



مولوی صاحب کے دوبار پوچھنے پر حوصلے کیلئے حور نے نور اور نر گھس بی کی موجودگی کو محسوس کرنا چاہا پر وہ کسی کو ناپا کر وہ دل شکستہ ہو کر بولی۔۔۔۔

"قبول ہے"۔۔۔۔

مولوی صاحب کے تین بار پوچھنے پر بھی اسنے یہی کہا جب سائن کیلئے پیپر سامنے رکھے تو سعیر نے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر نکاح نامے پر سائن کروائے بے بسی سے حور کچھ کر بھی ناسکی۔۔۔۔

سائن ہونے کے بعد خاموشی کے عالم میں سب نے انہیں مبارکباد دی۔۔۔۔۔  
روتی پھڑپھڑاتی نور العین اور نر گھس بی کے دونوں ہاتھ منہ بندھے ہوئے تھے کہ وہ چوں بھی کر نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔

"کیا میں جائوں"۔۔۔۔۔ کمال صاحب نے جلدی سے پوچھا۔۔۔۔۔

نور نے آنکھیں میچلیں اور نر گھس بی کا دل چاہا اسکا منہ نوچ لے۔۔۔۔۔

"جائو عارب کمال صاحب کو استاد یکھادو"۔۔۔۔۔ وکیل سے بات کرتے سعیر نے کمال کے پوچھنے پر پاس کھڑے اپنے آدمی کو اشارہ دیا۔۔۔۔۔

"چلو"-----عرب نے اسکے گلے میں بازو ڈال کر باہر کھینچا۔-----

"دیکھو کمال صاحب ہم بات اور کام صاف کرتے ہیں اور اب تمہیں بتا رہا ہوں یہ بات آپکے منہ سے باہر نکلی تو اس سے پہلے اپنے جوان بیٹے کا سوچ لینا کہیں اسکی گردن نا آپکو ہاتھوں میں ہو"-----کندھا  
تھپتھپاتے کہا۔-----

"آپ لوگ فکر نا کریں یہ شادی تو سب کی رضامندی سے ہوئی ہے کوئی کچھ نہیں کہے گا بے فکر رہیں سعیر  
صاحب"-----کمال صاحب کو یہ اسلام آباد سے کراچی آتے ہی کڈنیپ کر کے یہاں لائے تھے اور  
اچھی سمجھا بھی دیا تھا۔-----

"وہ کسی چیز کی فکر کرتا تو ابھی یہ سب نا ہو رہا ہوتا"-----عرب نے ہنس کر کہا۔-----

ٹھیک ہے چلیے آپکو اجازت ہے "دروازے کی طرف دھکا دیتے بولا تو کمال صاحب وہاں سے کلمہ پڑھ کر نکل  
آیا۔-----بغیر پیچھے انکی سوچے۔-----

"اب تم لوگ جائو میں کچھ دیر بعد آ جائوں گا"-----اسنے عرب اور اسکے آدمی کو کہا تو وہ سر ہلا کر  
نرگھس بی اور نور العین کے ہاتھ منہ کھول کر وہاں سے چلے گے۔-----

"اچھا نہیں کیا تم نے سعیر عالم اسکا تمہیں حساب دینا پڑیگا"----- نور چیمختی بولی اور وہاں سے نکل کر  
اپنے روم میں بند ہو گئی۔۔۔۔۔

صوفے پر سعیر کے تھوڑے فاصلے پر بیٹھی حور العین گھٹنوں میں منہ دیکر رو رہی تھی۔۔۔۔۔

"میرے ساتھ آؤ بیٹی"----- نرگھس بی جلد سے حور کے پاس آئی۔۔۔۔۔

"آپ جائیں میں اسے لیکر جاتا ہوں روم میں"----- سعیر نے نرگھس بی سے کہا تو وہ اسکا منہ دیکھنے لگی یہ  
سنتی حور بھی گھبرا گئی۔۔۔۔۔

"نن۔۔ نہیں بی م۔۔ مجھے اس کے ساتھ نہیں جانا۔۔۔۔۔"----- وہ خوف سے کہتی نرگھس بی کے ہاتھ پکڑ کر  
منت کرتے بولی۔۔۔۔۔

"میں نے کہا نا آپ جائیں"----- سعیر نے اس بار روم سے کہا۔۔۔۔۔

"اللہ تمہیں خوش رکھے میری بچی"----- ہاتھ چھڑوا کر نرگھس بی روتی اس کے سر پر بوسہ دیکر چلی  
۔۔۔۔۔ اور پیچھے روتی عالم کی وحشت سے وہ نور اور نرگھس بی کو بلانے لگی۔۔۔۔۔

"اٹھو"----- صوفے سے اٹھ کر سعیر نے اسے اٹھنے کیلئے کہا۔۔۔۔۔

"مم۔۔ میں نہیں آؤں گی تمہارے ساتھ، پلیز مجھے معاف کر دو" اسکی مضبوط پکڑ سے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ صوفے پر دوڑ کھسک گئی۔۔۔۔۔

"دیکھو مینے اچھی طریقے سے تم سے نکاح کیا ہے تمہارے اپنوں کی موجودگی میں، اگر اسکے بدلے میں تمہیں

اٹھوا لیتا تو کیا تمہیں اچھا لگتا"۔۔۔۔۔

چہرے پر چپکے بالوں کو انگلی کی مدد سے پیچھے کرتے نرمی سے سمجھایا اسکے ایسا کرنے پر حورالعین چہرا جھٹکنے لگی

مہوش علی

"مم۔۔ مینے رات۔۔۔۔۔"

"شش۔۔۔ آنوروم میں بات کرتے ہیں"۔۔۔۔۔ اسکے ہلتے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ کراتے کہا

"مم۔۔ مجھے نہیں جانا نا تمہارے ساتھ"۔۔۔۔۔ اسکا ہاتھ جھٹکتی وہ چلائی۔۔۔

اسکے ڈرنے پر سعیر مسکرا دیا۔۔۔۔۔



اور آہستہ سے اسکے چہرے پر جھک آیا۔۔۔ خوف سے مسلسل روتی حور العین اپنے چہرے پر سانسوں کی تپش سے گھبرا گئی۔۔۔۔۔

"چھ۔۔ چھوڑ دو مجھے پلیز"۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑائی۔۔

"بے شک تین کڑو دے کر خود کو چھڑوا لینا"۔۔۔۔۔ اسکی پھڑکتی آنکھوں پر انگلی رکھ کر اسنے مدہم۔۔۔۔۔ لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

CLASIC UPDUMATED IRIAL  
کلاسیک اردو حثیریل

حورا العین نے سختی سے اپنی آنکھیں میچلیں۔۔۔۔۔

"دور رہو میری بہن سے حیوان کہیں کے، کہیں نہیں جائی گی میری بہن"----- صوفی کی بیک پر رکھے سعیر کے ہاتھ کو وہاں سے ہٹاتی نور العین دھاڑی-----

سعیر بیچ میں اسکی مداخلت اور جرات پر غصے سے مڑا۔۔۔۔۔

اور گلے سے پکڑ کر اسے صوفی سے لگایا کہ نور کی وحشت سے آنکھیں ابل پڑیں۔۔۔۔۔

"اتنی ہمت کسی میں نہیں کہ کوئی سعیر عالم کے فیصلے سے انکار کرے، اور جو یہ اتنی دیر سے زبان چلا رہی ہو اگر اسکے بدلے دماغ چلاتی تو اچھا برا سامنے آجاتا"۔۔۔۔۔ اس نے کہہ کر ہاتھ پاؤں مارتی نور العین کے گلے کو آزاد کیا۔۔۔۔۔

تو وہ اپنا گلا مسلتی لمبے لمبے سانس لیتی کھانسنے لگی۔۔۔۔۔

"ابھی میں جا رہا ہوں پر رات کو جب آنٹوں گا تو مجھے اپنی بیوی رخصتی کیلئے تیار چاہیے۔۔۔۔۔ انگلی سے وارن کرتے ٹیبیل پر پڑے نکاح کے سپر اور ایگریمینٹ اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔"

تو نور العین پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔۔۔

"مر جاؤ تم کہیں سعیر عالم" کھانتے وہ پیچھے سے چنچنی....

"اسنے تمہیں کچھ کہا تو نہیں نا حور"۔۔۔۔۔ اپنی سانس بحال کرنے کے بعد صوفے پر پڑی حور کو سے پوچھا

پر جواب ندارد۔۔۔۔۔

"حور۔۔۔۔۔ گھبرا کر وہ اسکے پاس آئی "حور العین"۔۔۔۔۔ اور بار بار پکارنے پر بھی اسنے آنکھیں نہیں کھولیں۔۔۔۔۔"

"بی۔۔۔۔بی۔۔۔۔ دیکھیے نا حور کو کیا ہو گیا ہے، وہ آنکھیں نہیں کھول رہی"۔۔۔۔ خوف سے نور کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور وہ چیخ چیخ کر زگھس بی کو بلانے لگی۔۔۔۔۔

\_\_\_\_\_

\* \* \*

اور کچھ ہی دیر میں وہ ڈاکٹر کے ساتھ وہاں پہنچا تو نرگھس بی اور نور کی بکھری حالت دیکھ کر دنگ رہ گیا

-----

اسکے سوال کرنے پر نور کہا کہ بعد میں بتائے گی تو اس وقت تینوں حور العین کے روم میں تھے۔۔۔۔۔

"میں نے آپ لوگوں کو پہلے ہی کہا تھا کہ انہیں اسٹریس فری رکھیں، کسی حادثے یا بات کا ان کے دماغ پر کافی برا اثر پڑا ہے جس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئی ہیں"۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کے کہنے پر نور نے اپنے لب کاٹے۔۔۔۔۔

مہوش علی

"اب یہ ذہنی دباؤ ہمیشہ ہی سہنا پڑیگا۔۔۔۔۔ نور کے کہنے پر داد نے الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"مطلب کیوں سہنا پڑیگا نور اور یہ ہو کیا رہا ہے"۔۔۔۔۔؟

"داد تم پہلے ڈاکٹر کو روانہ کر کے آؤ پھر تمہیں سب بتاتی ہوں۔۔۔۔۔" حور کے پاس بیٹھ کر نور العین بولی  
تو داد ایک نظر سب پر ڈال کر باہر چلا گیا۔۔۔۔۔

"یہ سب ہو کیا رہا ہے کوئی مجھے کچھ بتائے گا"۔۔۔۔۔ واپس آ کر اسنے غصے سے پوچھا۔۔۔۔۔

"مت پوچھو بیٹا کونسی قیامت اس بچی پر سے گذر چکی ہے"۔۔۔۔۔ حور کے سر پر ہاتھ پھیرتے نرگھس بی  
بولی۔۔۔۔۔



"مطلب"۔۔۔۔۔ وہ پاس آکر بولا۔۔۔۔۔ تو نور نے اسے ساری حقیقت بتائی کہ کیسے سعیر نے ریسٹورنٹ حاصل کیا اور پھر کیسے حور کو بلیک میل کر کے اس سے نکاح کر لیا۔۔۔۔۔

"یہاں تک تایا بونے بھی ہمارا ساتھ نہیں دیا اور نکاح میں گواہ بن گئے پھر ہمیں یہاں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے

"۔۔۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں منہ چھپا کر روتی نور العین داد کو سب بتانے لگی اور داد سکتے میں آگیا تھا۔۔۔۔۔

"اتنا کچھ ہو گیا اور ہمیں کسی نے بتایا تک نہیں"۔۔۔۔۔ بیڈ پر پڑی حور کو دیکھتے داد نے کہا۔۔۔۔۔

"بیٹا کیا بتاتے وہ لوگ ہم پر بند و قیں تان کر کھڑے ہو گئے اور نکاح کے وقت ہمیں باندھ لیا"۔۔۔۔۔

دوپٹے سے آنکھیں صاف کرتی نرگھس بی بولی۔۔۔

"وہ پیپرز کہاں ہیں"۔۔۔۔۔ داد کا بس نہیں چل رہا تھا جا کر اس سعیر عالم کا کیا کر دے۔۔۔۔۔

"نکاح کے وہ سعیر لے گیا اور ریسٹورنٹ کے باہر پڑے ہیں میں لیکر آتی ہوں"۔۔۔۔۔ نور بتاتی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد فائل میں موجود پیپرز لیکر واپس آئی اور داد کے سامنے رکھے۔۔۔۔۔

اسنے ایک نظر نور کو دیکھ کر پڑھنے شروع کیے۔۔۔۔۔

"یہ تو حورالعین کے نام پر ہے ریستورنٹ اور یہ ایگریمنٹ اس میں لکھا ہے کہ تین کروڑ دینے کے بعد پھر حور  
اس نکاح سے آزاد ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔۔۔۔۔ دادشاک کی حالت میں پڑھتے بولا۔۔۔۔۔"

"ہاں داد پلینز کچھ کرو تم تا یا ابو کو کہو نادے دیں یہ پیسے ہم آہستہ آہستہ لوٹا دیں گے"۔۔۔۔۔ نور نے

اسے منتیں کی۔۔۔۔۔

"تم جان گئی ہو ابو کو پھر مجھ سے کیا مدد مانگ رہی ہو نور جب وہ تم لوگوں کو موت کے منہ میں چھوڑ کر چلا گیا تو اب کیا خاک مدد کرے گا جب نکاح بھی ہو گیا۔"۔۔۔۔۔ پیپر میز پر پھینکتے وہ غصے سے غرایا کہ پہلی بار نور اسے غصے میں دیکھتی حیران رہ گئی۔۔۔۔۔

کیونکہ اسکی کالی شیشے جیسی آنکھوں میں لالی چھاسی گئی تھی اور سپید رنگت میں سرخیاں۔۔۔۔۔

"میں بھائی کو کال کرتا ہوں ہو سکتا ہے وہ کچھ کرے"۔۔۔۔۔ موبائل جیب سے نکال کر داد نے کال کی پر دوسری طرف کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔

کافی بار ٹرائے کرنے کے بعد بھی کوئی ریسپانس ناملا۔۔۔۔۔

"تمنے کہا تھا ابھی ایگریمنٹ پر حور نے سائن کیے ہیں تو پھر یہ ایگریمنٹ کی کاپی کیوں"۔۔۔۔۔؟ داد نے پیپرز کی کاپی دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

"سائن کے بعد اسکے ساتھ آئے دو آدمیوں سے ایک کاپی کروا کے لایا اور وہ ہمیں دیکر اصلی خود لے گیا  
-----"

نور کے بتانے پر داد نے ماتھا مسلہ -----

رات کے سائے گہرے ہونے لگے تھے ناحور کو ہوش آرہا تھا نا ہی برہان کال اٹھا رہا تھا۔۔۔۔۔  
داد نے اپنے باپ سے بات کی تو اسنے سختی سے اسے وہاں رہنے سے منا کیا اور واپس آنے کا کہا پر پھر بھی داد  
وہاں موجود تھا۔۔۔۔۔

مہوش علی  
\*-----\*  
برہان اس وقت جنگل کے قریب ایک گھر کے باہر موجود تھا اور یہ گھر آبادی سے دور تقریباً جنگل کے پاس ہی  
تھا۔۔۔۔۔

کل ہی اسنے آئی جی سے میٹنگ کے دوران یہ کیس لیا تھا کہ کراچی سے بیسٹ کی وحشت ختم کر کے اسے دنیا  
کے سامنے لا کر سخت سزا دلوائے گا اور وہ کامیاب بھی گیا تھا آئی جی کی طرف اسے پر میشن مل گئی تھی  
-----

اور اس سلسلے میں وہ آفس میں جب بیٹھا تھا تو کال آئی کہ یہاں اسے بیسٹ کے خلاف کچھ ثبوت ملیں گے  
-----

— — — — —

"ہاں بولوداد"۔۔۔۔؟ گاڑی اسٹارٹ کرتے پوچھا۔۔۔۔

"کیوں کیا ہوا خیریت"۔۔۔۔؟

"کچھ ٹھیک نہیں ہے آپ بس آجائیں"۔۔۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے آ رہا ہوں کچھ دیر ہو جائے گی میں شہر سے دور ہوں"۔۔۔۔۔ برہان نے کہہ کر کال

## ڈسکنیکٹ کی اور گاڑی کی سپیڈ بڑھالی۔۔۔۔۔

وہ ڈر رہا تھا کہیں حورالعین کی طبیعت بگڑ تو نہیں گئی۔۔۔۔۔

پہلے بھی کئی بار وہ موت کے منہ سے واپس لوٹی تھی۔۔۔۔

\*-----\*



رات کے اندھیرے میں سعیر کی گاڑی گلی کے باہر رکی اور اس میں سے خود نکل کر گرے تھری پیس سوٹ  
میں لمبا چوڑا وہ گلی میں داخل ہوا۔۔۔۔۔

کلائی میں بندھی واپچ میں ٹائم دیکھتے اسنے بیل بجائی۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں داد نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی سعیر موجود تھا۔۔۔۔۔

"تم"-----"یہاں کس لیے آئے ہو"-----غصے سے اس نے پوچھا۔۔۔۔۔

"ہاں میں اور اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں اب تم اسے بلاؤ گے یا میں خود اندر آ کر لے جاؤں"۔۔۔۔۔؟ نارمل سے انداز میں کہتے اسنے پوچھا۔۔۔۔۔

"بکواس بند کرو یہاں کوئی تمہاری بیوی نہیں"۔۔۔۔۔ داد نے کہ کردروازہ بند کرنا چاہا تو سعیر نے بیچ میں ہاتھ ڈال کر روک لیا اور داد کو دھکادے کر اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔

"میں یہاں کوئی شور ہنگامہ کرنے نہیں آیا داد علوی اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں تو لیجانے دو ورنہ لیجانا مجھے آتا ہے

-----" ٹھنڈے ٹھمار لہجے میں کہتے اسنے آگے جانا چاہا تو داد نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آگے

جانے سے روک لیا۔-----

"یہ تمہاری بھول ہے سعیر عالم"-----اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتے وہ طنزیہ ہنسا۔۔۔۔۔

سعیر نے اپنی نظریں اسکے ہاتھ پر ڈالیں۔۔۔۔۔اور اگلے ہی لمحے ہاتھ مروڑ کے پیچھے سے لگایا کہ داد کی چیخ  
نکل گئی۔۔۔۔۔

"سعیر عالم اپنی رکاوٹ کو پاؤں تلے کچل دیتا ہے تم لوگ اسلئے زندہ ہو کیونکہ میں چاہتا ہوں زندہ رہو  
"۔۔۔۔۔قہر برساتی نظروں سے بند دروازہ کیے نہ گھس بی اور نور کو دیکھتے اسنے کہا اور داد کو زور سے زمین پر  
پڑکا تو وہ منہ بل گرا جس سے انکے ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا۔۔۔۔۔

"داد۔۔۔۔۔"نور کو ناک منہ سے خون آتے دیکھ کر بھاگ کر پاس آئی۔۔۔۔۔  
"داد تم ٹھیک ہو"۔۔۔۔۔روتے اسنے پوچھا۔۔۔۔۔ان دونوں کے سین دیکھ کر مسکراتا سعیر حور کے روم کی  
طرف بڑھا۔۔۔۔۔

نر گھس بی روتے ہوئے دور ہٹ گئی۔۔۔۔۔

"خوش رہے گی یقین رکھیں"۔۔۔۔۔ایک نظر نہ گھس بی پر ڈال کر وہ بولا اور اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔

نیچے بیٹھی نور صرف روتی دیکھتی رہی۔۔۔۔۔  
پر پل کلر کے سوٹ میں وہ نیند کی گہرا یوں میں پڑی تھی۔۔۔۔۔



اسکے پوچھنے پر نور العین مسکرا دی تو برہان نے نا سمجھی سے دیکھا انکے روئے چہرے بکھری حالت کچھ برا ہونے کا بتا رہی تھی۔۔۔

"نور العین حور کہاں ہے۔۔۔۔۔"؟ وہ خاموش کھڑی نور کے پاس آیا اور یہاں وہاں دیکھا۔۔۔۔۔

"ہم سے کیوں پوچھ رہے ہو جا کر اپنے باپ سے پوچھو جس نے بتایا ہونے کا حق ادا کیا ہے۔۔۔۔۔ تلخ لہجے میں کہتی وہ بغیر ایک منٹ کے جا کر اپنے روم میں چپ چاپ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

برہان نے حیرت سے داد کی طرف دیکھا جس نے اپنا چہرہ اچھا کیا۔۔۔۔۔

"یہ کہنا کیا چاہتی ہے اور کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔۔"؟ کچھ بھی نا سمجھتے وہ غصے سے بولتا حور العین کے روم کی طرف چلا گیا۔۔۔۔۔

"حور۔۔۔۔۔ حور العین۔۔۔۔۔؟ روم میں حور کو ناپا کر وہ اسے پکارنے لگا پر جواب نہ ادا۔۔۔۔۔

البتہ میز پر رکھے پیپر ز کو جا کر اٹھا اور پڑھنے لگا۔۔۔۔۔ اور وہ جیسے جیسے پڑھتا گیا اس کا چہرہ اور آنکھیں لہورنگ ہو گئی۔۔۔۔۔

"یہ کیا بکواس ہے اب کوئی بتائے گا مجھے۔۔۔۔۔"؟ وہ جا کر داد کے سر پر کھڑا ہوا دھاڑا۔۔۔۔۔



داد نے اسکی لہورنگ ہوتی رنگت کو دیکھا اور آنکھوں میں ابلتے سوال کو۔۔۔

"یہ سچ ہے اور سعیر نے سچ میں حورالعین سے نکاح کر لیا"۔۔۔۔۔ داد کی تصدیق نے برہان کے جسم کو شعلوں کے نذر کر دیا۔۔۔۔۔

شاک میں ایگریمینٹ پیرز برہان کے ہاتھ سے نیچے گرے۔۔۔۔۔

"اور تم نے کیا کیا ہاں۔۔۔ مار کھا کر نیچے پڑے تھے۔۔۔۔۔ اپنے گھومتے دماغ سے اس نے داد کو گلے سے پکڑ کر منہ پر زوردار تھپڑ مارا اور دھاڑ کر پوچھا۔۔۔۔۔"

"میں کیا کرتا جب وہ نکاح کر چکا تھا میں کیسے روکتا اسے جب ابو نے خود اسکا نکاح سعیر عالم سے کروالیا ایک اندھی لڑکی کا بوجھ جو اتارنا تھا سر سے"-----اپنے کالر کو جھرک کر اسکے ہاتھوں سے آزاد کراتے وہ غصے سے تیز آواز میں بولا کہ برہان حیرت سے دیکھ رہا تھا۔-----

"اور آپ۔۔۔!! آپ تو شام کو آنے والے تھے نا سے لینے تو پھر کیا ہوا۔۔۔ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی آپ اسے یہیں چھوڑ کر اپنے کام کو اہمیت دیتے چلے گئے پھر مجھ سے کیا امید رکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ داد نے کبھی اسکے سامنے اونچی آواز میں بات نہیں کی پر آج اسنے سارے لحاظ بھول کر کہا۔۔۔۔۔"

برہان اپنے باپ ماں اتنا لالچی دیکھ کر شک میں تھا اور اپنی غلطی نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

اسکی خاموشی دیکھ کر داد کو احساس ہوا وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا ہے۔۔۔۔۔ اسنے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا کہ نور العین کی آواز پر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔

"بہت ہو گیا تماشا نکلوا اب یہاں سے"۔۔۔۔۔ برہان کے پائوں میں پڑے پیپر ز کو اٹھائے وہ ایک الگ ہی نور العین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

"کیا کہہ رہی ہو نور کو نسا تماشا"۔۔۔۔۔؟ داد حیرت سے اسے دیکھ کر بولا۔۔۔

"بند کر سب اپنی اپنی بجو اس سمجھے جانتی ہوں ہمارے کتنے خیر خواہ ہیں ایک آیا ہمیں مرنے کو اکیلا چھوڑ کر چلا گیا دوسرے آکر اپنے سوگ میں کھڑے ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ داد اور برہان کو نفرت سے دیکھتی دھاڑی۔۔۔۔۔

"میں کہتی ہوں نکلو یہاں سے ورنہ اس رات کے اندھیرے میں چیخ چیخ کر سب کو اکٹھا کر لوں گی"۔۔۔۔۔ کوئی نہیں ہے ہمارا مر گئے سب۔۔۔۔۔ جی لیں گے ہم بہنیں جیسے بھی حالت ہیں گزار لیں گے، پر یاد رکھنا یہاں کبھی تم لوگوں میں سے اپنا بد صورت چہرہ لے نا آئے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انگلی سے داد اور برہان کو وارن کرتے انہیں وہاں سے دھکے دے کر نکالنے لگی۔۔۔۔۔

"پاگل ہو گئی ہو نور کیسے رہو گی یہاں اکیلی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ داد نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔۔۔۔

"بابا بابا بہت اچھی بات کہی داد علوی کیسے رہوں گی میں یہاں اکیلی"۔۔۔۔۔ اس کے سینے پر ہاتھ مارتے وہ قہقہہ لگاتی بولی۔۔۔۔۔

"تو کیا ملاپنوں کے ساتھ سے کیا دیا انہوں نے۔۔۔۔! مار دیا ہم بہنوں کو خود پکڑ کر آگ کے نذر کر دیا

انہوں نے۔۔۔۔۔ کس سے کہوں میں کس کو بتائوں کہ کوئی نہیں ہمارا کس سے مدد مانگوں اپنی بہن کی۔۔۔۔۔

سب یہاں مطلبی ہیں سب کو اپنے مطلب سے ہے انسان نہیں رہے اس دنیا میں مر گئے جو تھے

"۔۔۔۔۔ پھوٹ کر روتی چیختی وہ داد کو باہر کی طرف دھکا دینے لگی اور وہ مسلسل اسے سنبھالنے کی

کوشش کر رہا تھا جو ہڈیاں ہو کر اسے نوچنے کے در پر تھی۔۔۔۔۔"

"دفع ہو یہاں سے ورنہ میں خود کو ہی ختم کر لوں گی"----- داد کو باہر دھکادیکر وہ فروٹ میں لگی  
چھری کو اٹھا کر برہان کے سامنے آئی-----

برہان نے ناپسندگی سے اسکے پاگلپن کو دیکھا۔۔۔۔۔

"سنا نہیں نکلو یہاں سے جا کر بتا دینا اپنے اس لالچی باپ کو کہ مر گئے ہم، کوئی نا آئے ہمارے در پر  
 "----- بکھرے بال سرخ سوجی آنکھیں دوپٹے سے لاپروہ اکیلے پن کے خوف غصے کی شدت سے وہ  
 کانپ رہی تھی-----"

برہان بغیر کچھ کہے وہاں سے نکلتا چلا گیا اسکا خود دماغ سن ہو رہا تھا اپنے باپ کے کیے پر۔۔۔۔





"بی پہلے مہا پاپا اور اب حور العین۔۔۔۔۔ میں کیوں زندہ ہوں بی۔۔۔۔۔" روتے ہوئے اسنے پوچھا  
کہ بی کوئی جواب نادے سکی، اسکے آنکھوں سے خود آنسوؤں رواں ہو گئے۔۔۔۔۔

\*-----\*

گاڑی سعیر عالم کے بنگلے کے سامنے روک کر وہ غصے سے باہر نکل آیا اور گیٹ سے اندر جانے لگا کہ گارڈ نے  
اسے روک لیا۔۔۔۔۔

"کہاں جا رہے ہیں صاحب، سعیر صاحب کی پرمیشن کے بغیر کوئی اندر نہیں آ سکتا"۔۔۔۔۔

برہان نے راستاروکنے پر غصے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ اور گلے سے پکڑ کر دور پھینکا۔۔۔۔۔

"سعیر کے اجازت کی ان کتوں کو ضرورت ہوگی جو اسکے آگے دم مارتے ہوں گے سمجھے"۔۔۔۔۔ اسے

دھکادے کر وہ اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔۔

"سعیر۔۔ سعیر عالم باہر نکلو"۔۔۔۔۔ لاؤنج میں داخل ہو کر وہ دھاڑا پیچھے گارڈ نے سعیر کو انفار کیا کہ ایس  
پی برہان کیسے اندر آیا ہے۔۔۔۔۔

بیڈ پر پڑی حورالعین پر کمبل ٹھیک کر کے وہ ایک مسکراتی نظر ڈال کر روم سے باہر نکلا۔۔۔۔۔

"ایس پی اس وقت یہاں آنے کا مقصد"۔۔۔۔۔ سیڑھیوں پر قدم بے قدم رکھتے اسنے سامنے پھرے کھڑے برہان سے پوچھا۔۔۔۔۔

"میری کزن کہاں ہے عالم"۔۔۔۔۔؟ غراتے برہان نے پوچھا تو سعیر اسکی حالت پر ہنس پڑا۔۔۔۔۔

"جہاں ہر لڑکی شادی کے بعد ہوتی ہے" اسکے مقابلے آکر کر سرد لہجے میں بولا۔۔۔

"بکو اس بند کرو حورالعین کو بلاؤ نیچے میں اسے لینے آیا ہوں"۔۔۔۔۔ سعیر کی بات نے اسکے تن بدن میں آگ لگادی۔۔۔۔۔

"آواز نیچے ایس پی یہ تمہارا پولیس سٹیشن نہیں عالم کا گھر ہے اور تمہارے لیے ایگریمنٹ کی کاپی چھوڑ دی ہے جا کر اسے پڑھو یا اپنے باپ سے پوچھو اب نکلو بہت ہوا"۔۔۔۔۔ ٹھنڈے لہجے میں کہتے اسے باہر کا راستہ

دیکھا یا۔۔۔۔۔

"بہت بری گیم کھیلی ہے تمنے عالم۔۔۔ دیکھتا ہوں کب تک یہ درندگی چلے گی تمہاری"۔۔۔۔۔ اسکی بھوری آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھ کر وہ بولا تو سعیر ایسے ہنسا جیسے کسی نے بچکانہ بات کر دی ہو۔۔۔۔۔

"تم جا کر پہلے ثبوت ڈھونڈو ایس پی"-----

"ثبوت تو آجائیں گے عالم پر یاد رکھنا میری کزن کو زیادہ دیر تم اپنے پاس رکھ نہیں پاؤ گے اور نا ہی مزید یہ کاغذ  
ٹکے گے"----- اسکی باتوں پر بغیر دھیان دئے سعیر سگریٹ سلگانے لگا-----

برہان ایک نظر اوپر روم پر ڈال کر اسے واپس لے جانے کا عہد کرتے وہاں سے چلا گیا تو پیچھے وہ اسکی پشت کو  
دیکھتا رہا اور کچھ گہرے کش سگریٹ کے لیکر واپس اوپر چلا آیا-----

کپڑے چینج کرنے کے بعد وہ دوسری طرف بیڈ پر آکر لیٹ گیا کچھ دیر تو پڑی ہوش حواس سے دور حور کو دیکھتا  
رہا پھر نظریں جب اسکے سرخ لبوں سے ہوتی نیچے تل پر آئیں تو آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسکی ٹھوڑی پر موجود  
تل کو چھوا-----

وہ ویسی ہی پڑی رہی----- پر سعیر اسکے چہرے پر معصومیت دیکھ کر اس چھوٹی سی جان پر کیے گئے ظلم کو  
سوچتے اسکے جسم کا خون آنکھوں میں جمع ہو گیا-----

"عین"----- سرد سانس خارج کرتے اسنے پکارا پر وہ ہوش میں ہوتی تو جواب دیتی-----

آہستہ سے اسکا سر اٹھا کر اپنے سینے پر رکھ دیا اور لائٹ آف کر دی-----

کمرے میں موجود دونوں کی سانسوں کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔۔

\*-----\*

برہان گھر میں داخل ہوا تو سامنے ہی لائونج میں کمال صاحب اور آسیہ بیگم بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔

"کہاں تھے اتنی دیر سے برہان ہم کتنے پریشان ہو گئے تھے"۔۔۔۔۔ اسے دیکھتے ہی آسیہ بیگم اٹھ کر اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔ تو برہان نے اپنی لہو لہان آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"اگر آج میں مرجاتا تو کیا کرتے آپ لوگ"۔۔۔۔۔ سپاٹ چہرے سے سرد آواز میں پوچھا۔۔۔۔۔

"یہ کیسے بات کر رہے ہو برہان کون سا صدمہ لگا ہے تمہیں"۔۔۔۔۔ اسکی حالت کا اندازہ لگاتے کمال صاحب نے غصے سے کہا۔

"صدمہ۔۔۔۔۔! واہ مجھے کیوں لگے گا کمال صاحب صدمہ وہ تو آپ کو لگے گا جب جانے گے کہ جس ریسٹورنٹ کو حاصل کرنے کیلئے اتنا کچھ کیا وہ تو واپس اس کے پاس ہی چلا گیا"۔۔۔۔۔ اسکی بات نے کمال صاحب اور آسیہ بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔۔



"کک۔۔ کون ساریسٹورنٹ برہان اور یہ کیسے بات کر رہے ہو اپنے باپ سے"۔۔۔۔۔۔ وہ غصے سے دھاڑ پڑا۔۔۔۔۔

"بس کر دیں اس نائک کو بہت ہو گیا جو کرنا تھا کر لیا آپ دونوں نے اب مجھ سے کوئی سوال یا جواب کے حق دار نہیں ہیں آپ دونوں میں مروں یا زندہ رہوں اگر آج کے بعد آپ دونوں میں سے کسی نے پوچھا تو میں بھول جانوں گا کہ آپ لوگ میرے ماں باپ ہیں"۔۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر رکا نہیں۔۔۔۔۔

"اگر تم بھول گئے ہو کہ ہم کون ہیں تو یہاں کیا لینے آئے ہو یہ کمال علوی کا گھر ہے ایس پی برہان کا نہیں اور اگر تین کروڑ چاہتے ہو تو یہ تمہاری بھول ہے کہ یہاں سے کچھ ملے گا"۔۔۔۔۔ طنزیہ لہجے میں پیچھے سے کمال صاحب نے وار کیا۔۔۔۔۔

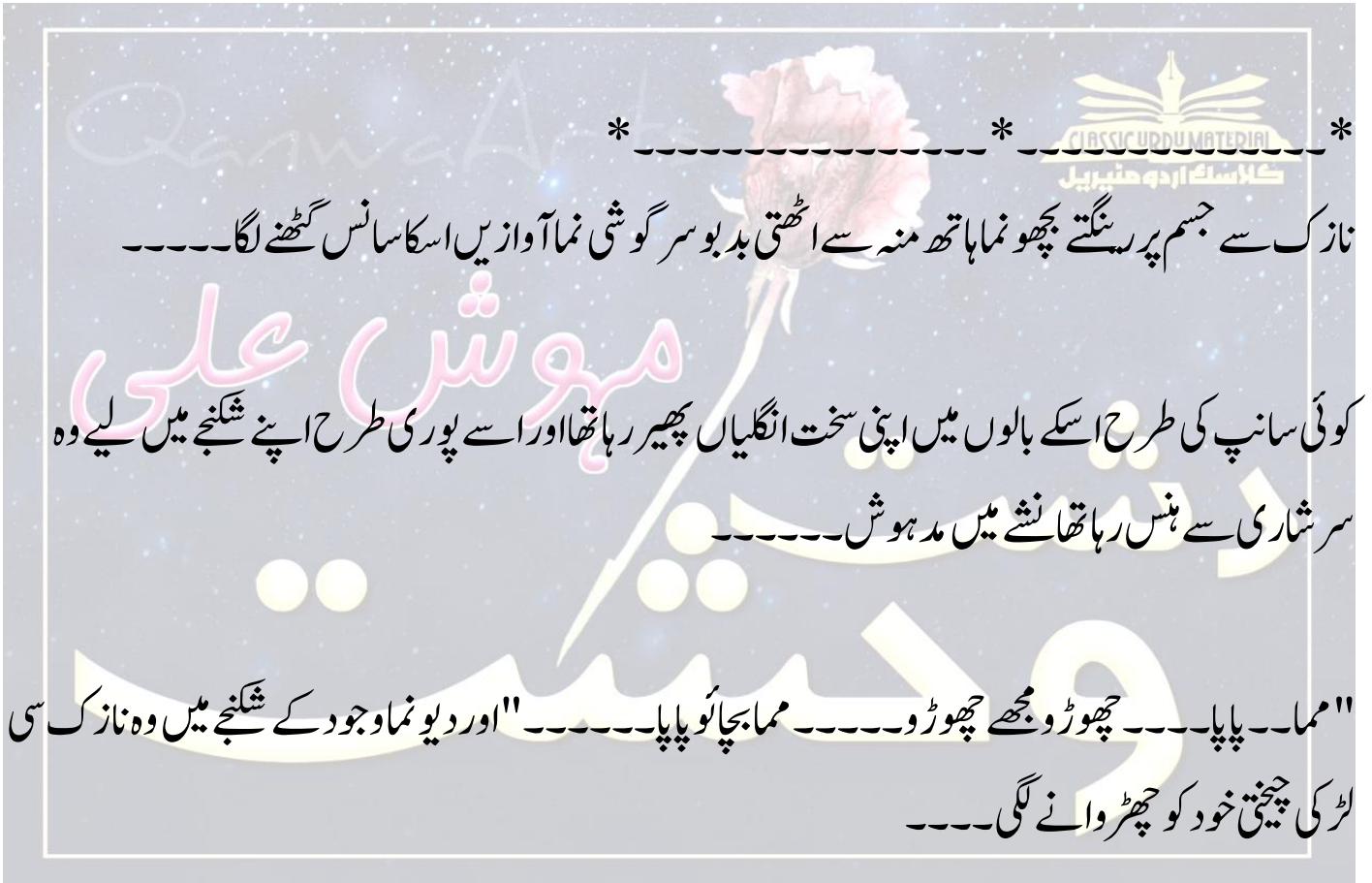
"یہ کیا کہہ رہے ہیں کمال ہمارا بیٹا ہے ہمارے پاس نہیں آئے گا تو کہاں جائے گا"۔۔۔۔۔ حیرت سے دیکھتے آسید بیگم بولی۔۔۔۔۔

"فکرنا کریں میں یہاں رہنے نہیں آیا انشاء اللہ کل صبح آپ میری صورت نہیں دیکھیں گے اس گھر میں، کیا پتا آج پیسے کی لالچ میں بھائی کی بیٹی کو موت کے منہ میں دیکر آئے کل کو کچھ پیسو پر مجھے بھی مروانے سے گریز نہیں کریں گے آخر کو بہت سارا پیسہ جو ملے گا"۔۔۔۔۔ تلخ لہجے میں کہتے وہ اپنے روم۔ میں چلا گیا۔۔۔۔۔

"یہ کیا کہہ دیا آپ نے کہیں وہ سچ میں چلا گیا تو"-----روتے آسید بیگم بولی۔۔۔۔

"کہیں نہیں جائے گا کچھ دنوں کیلئے عشق کا بھوت رہے گا سر پر پھر خود ہی ٹھیک ہو جائے گا"-----  
ناپسندگی سے کہتے وہ اپنے روم کی طرف روانہ ہو گئے پیچھے روتی آسید بیگم فکر مندی سے صوفے پر بیٹھ گئی

-----



"پاپا م۔۔۔۔۔ مجھے بچالو ماما۔۔۔۔۔" اسکی چیخوں پر خوفناک قہقہہ اسکے کانوں میں گونجنے لگا تو وہ ہاتھ پیرماری خود کو بچانے کی کوشش کرتی اس دیو سے آزادی پانے کیلئے پاگل ہوتی گلا پھاڑ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

پر جیسے جیسے وہ روتی چیختی ویسے ویسے قہقہے مزید بلند ہوتے جاتے۔۔۔۔۔

"پاپا۔۔۔ ماما۔۔۔ مجھے بچاؤ پاپا"۔۔۔۔۔ مسلسل مضبوط ہوتے شکنجے میں پھڑپھڑاتے اپنے بند ہوتے سانسوں کے ساتھ وہ تڑپنے لگی۔۔۔۔۔

جاگنگ سے آئے اپنے لئے جو بناتے سعیر کے کانوں میں اپنے روم سے آتی چیخیں پڑیں تو اسنے گردن موڑ کر دیکھا اور جو وہیں چھوڑ کر وہ اوپر بھاگا۔۔۔۔۔

روم میں قدم رکھتے اسکی نظر سامنے بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپتی ہاتھ پاؤں اپنے بچاؤں کیلئے مارتی حورا لعین پر گئی۔۔۔۔۔

مہوش علی

وہ جلدی سے اسکی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

"عین ہوش میں آؤ"۔۔۔۔۔ "دیکھو سب ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھوں کو پکڑا سے جھنجھوڑا پر وہ ہوش میں ہوتی تو جواب دیتی۔۔۔۔۔

وہ تو خود کو اس دیو کے قید میں پا کر چیخ رہی تھی چلا رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے پوری طرح سے بے قابو ہوتے دیکھ کر سعیر نے اسکے نرم سے گال پر زوردار تھپڑ دے مارا کہ وہ ایک دم خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔

"نو۔۔۔" ہوش میں آتے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تو سعیر کچھ فاصلے پر ہو گیا۔۔۔۔۔

"نور نہیں سیر تمہارا شوہر"۔۔۔۔۔ اس کے بھگے گال پر ہاتھ کی پشت پھیرتے وہ مسکرایا، وہ جو پہلے سے ہی کانپ رہی تھی ایک دم کھسک کر دور ہوئی۔۔۔۔۔

"س۔ سیر۔۔۔۔۔" خوف سے اس کے منہ سے نکلا۔۔۔۔۔

"ہاں سیر عالم۔۔۔۔۔" سر ہلا کر اسے محبت سے دیکھتے تصدیق کی۔۔۔۔۔

حور خشک لبوں پر زبان پھیرتی دوسری طرف سے کھسکتی اتر گئی۔۔۔۔۔

"اب اگر تعارف ہو گیا ہو تو ناشتہ کریں میں جانتا ہوں تم بھوکے ہو"۔۔۔۔۔؟ وہ بھی بیڈ سے کھڑا ہو کر اسے دیکھتا بولا۔۔۔۔۔

"مم۔۔۔۔۔ مجھے جانے دو پلیز۔۔۔۔۔" آنسوؤں صاف کرتی وہ پیچھے ہونے لگی۔۔۔۔۔

"اب کہاں جاؤ گی عین میرے پاس آ کر"۔۔۔۔۔ وہ قدم اسکی طرف بڑھاتا بولا۔۔۔۔۔

"دیکھو مجھے ریسٹورنٹ نہیں چاہیے مجھے چھوڑ دو میں یہاں نہیں رہنا چاہتی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قدموں کی آہٹ پر وہ جیسے جیسے پیچھے ہو رہی تھی ویسے ہی لرز رہی تھی۔۔۔۔۔



"یہ تمہیں پہلے سوچنا چاہیے تھا اب نہیں اور آئندہ جانے کو مت بولنا ورنہ۔۔۔۔۔! ڈرتی ہونا بیسٹ سے  
"۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ دیوار پر رکھ کر اسکی نظروں کی ہیر پھیر کو دیکھتے پوچھا انداز ایسا تھا جیسے بچے سے  
بات کر رہا ہو۔۔۔۔۔"

"مم۔۔۔ مجھے سچی میں یہاں نہیں۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ وہ روتی نفی میں سر ہلاتی بولی جب اسکے کانپتے لبوں  
پر اسنے انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا دیا۔۔۔۔۔

"پر تمہیں اب سچ میں میرے ساتھ رہنا پڑے گا میری عین"۔۔۔۔۔ وہ بولتا اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا چکا  
تھا۔۔۔۔۔

"چلو اب ناشتہ کریں جانتا ہوں تمہیں ہماری شادی کی وجہ سے کچھ نہیں کھایا ہو گا"۔۔۔۔۔ روم سے باہر  
نکلتے وہ بولا تو حور العین کا منہ بند ہو گیا۔۔۔۔۔

ڈائینگ ٹیبل پر آکر وہ اسے ایک چیئر پر بیٹھائے خود اوپن کچن میں آ گیا۔۔۔۔۔  
حور العین اپنی زندگی کی اس تلخ حقیقت پر خاموش آنسوؤں بہانے لگی اور کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔۔۔

سعیر فریش ہونے کا بعد پر چھوڑ کر حور العین کیلئے خود ناشتہ بنانے لگا۔۔۔۔۔

جب آلف کی کال آئی۔۔۔۔۔ اسنے موبائل جیب سے نکال کر کان سے لگائی۔۔۔۔۔

"سیر ایس پی برہان طاہر کے پاس جا رہا ہے اور مجھے لگتا ہے طاہر ذرا سی سختی پر کچھ بھی بول سکتا ہے  
"-----آلف کی بات پر اسکے پیشانی پر تیوریں آگئی۔۔۔۔۔"

"تم عارب کو یہاں بھیجو میں عین کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا"-----چائے کپ میں ڈالتے اسنے کہا اور

موبائل واپس جیب میں ڈالکر ٹرے لیے وہ حور العین کے پاس آیا۔۔۔۔۔

ٹرے رکھ کر خود بھی ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

"ناشتے کے بعد تم روم میں جاؤ کچھ دیر میں تمہیں ڈریسز مل جائیں گے"-----شدید بھوک سے نوالہ  
منہ میں ڈالتی بغیر دوپٹے کے بیٹھی حور کو دیکھتے وہ بولا تو اسکا منہ کی طرف جاتا تھا رک گیا۔۔۔۔۔  
وہ کچھ بھی نہیں سمجھ پارہی تھی اسے احساس ہی نہیں ہو پارہا تھا کہ اسکی شادی ہوگئی ہے کیسے کیوں یہ سب بھی  
جیسے بھول گئی تھی دماغ نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا وہ خاموش ہو چکی تھی بالکل خاموش ہر احساس سے عاری  
-----

وہ نہیں جانتی تھی کس مقصد کیلئے اسنے اس سے شادی کی ہے پر یہ ضرور جانتی بغیر کسی مفاد کے وہ ایسا بڑا اپنا  
کیوں نقصان کرے گا ایک اندھی لڑکی سے شادی کر لی جو خود ہی پہلے زندگی سے بیزار تھی۔۔۔  
اسے فلحال تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا نا ہی کوئی واویلا کر رہی تھی وہ تب بھی خاموش ہوگئی تھی جب سیر نے  
اسے بانہوں میں اٹھایا یا خود کے بے حد قریب آیا۔۔۔۔۔

"کہاں ہے روم۔۔۔۔۔" کرب بھرے لہجے میں بھاری آواز میں پوچھتے اسنے اپنی طرف توجہ دلائی

-----

سعیر دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔

"میں دیکھا دیتا ہوں۔۔۔۔۔" اسکی گال کو چھوتے وہ ایسے لہجے میں بولا کہ وہ گلاتر کرتی رہ گئی۔۔۔۔۔

رات کو ہی وہ علوی ہائوس سے گورمنٹ کی طرف سے دئے گئے گھر میں شفٹ ہو گیا تھا داد اور آسیہ بیگم نے کافی روکنے کی کوشش کی پر وہ نارکار کتا بھی کیوں جب اسکا باپ پیسے کی لالچ میں بالکل اندھا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اس وقت وہ طاہر کے بنگلے میں تھے جہاں ان کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ کہیں نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

اسے پورا یقین تھا اسے طاہر سے کچھ ناکچھ انفارمیشن ضرور ملے گی بیسٹ کی، تبھی وہ صبح ہی اپنی گاڑی میں طاہر ضیا، جس کی کتنے ہی ریسٹورنٹ تھے، وہ ایک کروڑ پتی انسان تھا تو کیوں سعیر کو ایک ہی دن کے اندر اپنا

ریسٹورنٹ دے دیگا۔۔۔۔۔

"سر طاہر کا ایک کلب بھی ہے یہیں شہر سے کچھ دور مجھے لگتا ہے ہمیں وہیں چلنا چاہیے"۔۔۔۔۔ انسپکٹر

ارمان نے برہان سے کہا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے چلو"۔۔۔۔۔ وہ کہتا وہاں سے نکلے اور گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے یہ تو طے تھا طاہر کو  
چھوڑنے والا نہیں برہان۔۔۔۔۔

\*-----\*

فریش ہو کر سیر نے ڈریس چینج کیا۔۔۔۔۔

اور ڈریسنگ روم سے نکل کر باہر آیا تو اسکی نظر سیدھا داس سی حورالعیین بیڈ پر بیٹھی سوچوں میں گم پر گئی۔

"کیا سوچ رہی ہو عین"۔۔۔۔۔ تیار ہو کر وہ اسکے پاس آیا تو آنسو صاف کرتی حور نے اپنا چہرہ موڑ لیا

سیر اسکی حرکت پر مسکرایا۔۔۔۔۔

"مجھے لگتا ہے مجھے تم سے پیار کرنا چاہیے"۔۔۔۔۔ بھوری آنکھوں میں شرارت لیے وہ اسکے کان میں

سرگوشی سے بولا تو اسکی وحشت سے آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔۔

ایسے ہی لفظ اسکے کان میں دوسری آواز میں گونجے جسم میں سنسنی پھیل گئی اور خوف و ہراس سے ہاتھ پاؤں  
کانپنے لگے۔۔۔۔۔



"پپ۔۔۔۔۔ پلینزن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔" گھٹن سے بند ہوتے سانس کو کھینچتی وہ دور کھسک گئی۔۔۔۔۔

سعیر اسکی اچانک بگڑتی حالت کو دیکھنے لگا جسکے ماتھے پر پسینے کی ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے وہ بڑبڑاتی اس سے دور ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

سعیر کو اسکی جگہ کچھ سال پہلے کا بے جان وجود یاد آیا۔۔۔۔۔

"عین ریلیکس"۔۔۔۔۔ جلدی سے گرنے سے بچانے کیلئے وہ دوسری طرف سے اسکے پاس آکر اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں کر بولا۔۔۔۔۔

ماضی کے افیت ناک لمحات میں موجود حورالعین کچھ نا سمجھتے صرف اچانک خود پر ہوتے حملے کے انتظار میں تھی۔۔۔۔۔

جوروز ہی وحشی جانور اسے نوچ کر کھاتا تھا۔۔۔۔۔

"عین دیکھو کوئی نہیں۔۔۔ تم وہاں نہیں ہو"۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں سے بہتے گرم سیال اپنے انگلوں سے صاف کرتے سعیر اسکے لرزتے وجود کو سنبھالنے لگا۔۔۔۔۔

اور حورالعین مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔

اسکی حالت پر سعیر کی آنکھوں میں سے ایک قطرہ نکل کر اسکے بالوں میں گرا۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہے عین کوئی نہیں تمہارے پاس، نکل آؤ اس کالی رات سے"۔۔۔۔۔ اسے اپنے ساتھ لگا کر اسکے آنسوؤں پر اپنے لب رکھ لیے۔۔۔۔۔

"دو۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ آ رہا ہے مم۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں۔۔۔۔۔ مجھے چھپاؤ۔۔۔۔۔ چھپالو پاپا۔۔۔۔۔ مجھے ماردو ختم کر دو۔۔۔۔۔" اسکے سینے میں چھپی وہ بڑبڑانے لگی۔۔۔۔۔

"کوئی تمہیں چھو بھی نہیں سکتا عین، اب تم میری ہو سعیر عالم کی عین"۔۔۔۔۔ اسکی پیٹھ سہلاتے وہ بولا تو حورالعین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

"تم مجھے نہیں چھپا سکتے وہ مجھے ماردے گا میں جانتی ہوں میں مرجائوں گی کوئی نہیں بچا سکتا مجھے"۔۔۔۔۔ سعیر کو شرٹ کو مضبوطی سے پکڑے وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

"مجھے وہاں سے نہیں آنا چاہیے تھا مجھے چھوڑ آؤ وہاں میرے ماما پاپا ہیں مجھے لے جاؤ"۔۔۔۔۔ وہ کچھ سمجھنے کیلئے تیار نہ تھی۔۔۔۔۔

"اب مجھے وہ مارے گا مجھے جانے دو"۔۔۔۔۔

سیر کچھ بھی نہیں کر پار ہاتھا اگر سختی سے چپ کرتا تو وہ اپنے اندر غم خوف چھپالیتی اگر چھوڑ کر جاتا تو ضرور پیچھے ڈر ڈر کر خوف سے کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔

"تم اب کہیں نہیں جاسکتی تم میری بیوی ہو اب صرف میری ہو اور اگر عالم کی عین کی طرف کسنے نظر اٹھا تو میں اسکی آنکھیں نوچ لوں گا"۔۔۔۔۔ اسکے چہرے کو اوپر کر کے سرد آواز میں بولا کہ بیوی لفظ پر

حورا لعین خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔

"بیوی نہیں ہو سکتی میں"۔۔۔۔۔ سیر سے دور ہو کر وہ چیخی "رکھیل ہوں میں، بلا سنڈ بیوٹی ہوں میں، بلیک کنگ کا نشہ ہوں میں سمجھے کوئی بیوی نہیں میں، میں بیوی ہو ہی نہیں سکتی، می"۔۔۔۔۔ ابھی وہ چیخ چلا کر کچھ مزید کہتی جب سیر نے ہاتھ رکھ کر اسکا منہ بند کر لیا۔۔۔۔۔

"ماضی میں تم کچھ بھی تھی پر اب تم میری بیوی ہو عین اور اسکو تب تک کہتی رہو جب تک میں واپس نہیں آجاتا"۔۔۔۔۔ کان پر لب رکھتے وہ گھمبیر لہجے میں کہنے لگا۔۔۔۔۔

حورا لعین اچانک اسکی سانسوں اور مونچھوں کی چبن کو کان کی لوپر محسوس کرتی وحشت سے خاموش ہو گئی

تب جا کر سیر نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔۔۔

"کہو جو مینے کہا ہے"۔۔۔۔۔!! اسکے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اونچا کرتے سرد آواز میں بولا۔۔۔

حورا لعین اسکی وحشت سے خشک لب تر کرنے لگی۔۔۔

"کک۔۔۔ کیا۔۔۔؟" آنکھیں جھپکتی وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔۔۔

"تم سیر عالم کی بیوی ہو"۔۔۔۔۔ اس کے ترکیے لبوں پر انگوٹھا پھیر کر مسکراتے کہا۔۔۔۔

"پ۔۔۔ پر"۔۔۔۔ وہ آنکھیں میچ کر آنسوؤں بہاتی بڑبڑائی کہ ٹھوڑی پر اسکی پکڑ سخت ہو گئی درد سے اسنے

لب کاٹ لیا۔۔۔۔



"م۔۔۔ میں سیر ع۔۔۔ عالم کی بیوی ہوں"۔۔۔۔۔ ڈرتے ڈرتے اسنے جملا مکمل کیا اور حیرت سے آنکھیں کھول دی جب لبوں پر آتی گرم سانسیں اور ٹھوڑی پر موجود نرم گرم لمس نے اسکی سانسیں روک دی۔۔۔۔

"کہتی رہو جب تک میں واپس نہیں آجاتا"۔۔۔۔۔ چہرے پر موجود اسکے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے وہ بولا پر حور العین سن کہاں رہی تھی۔۔۔۔۔

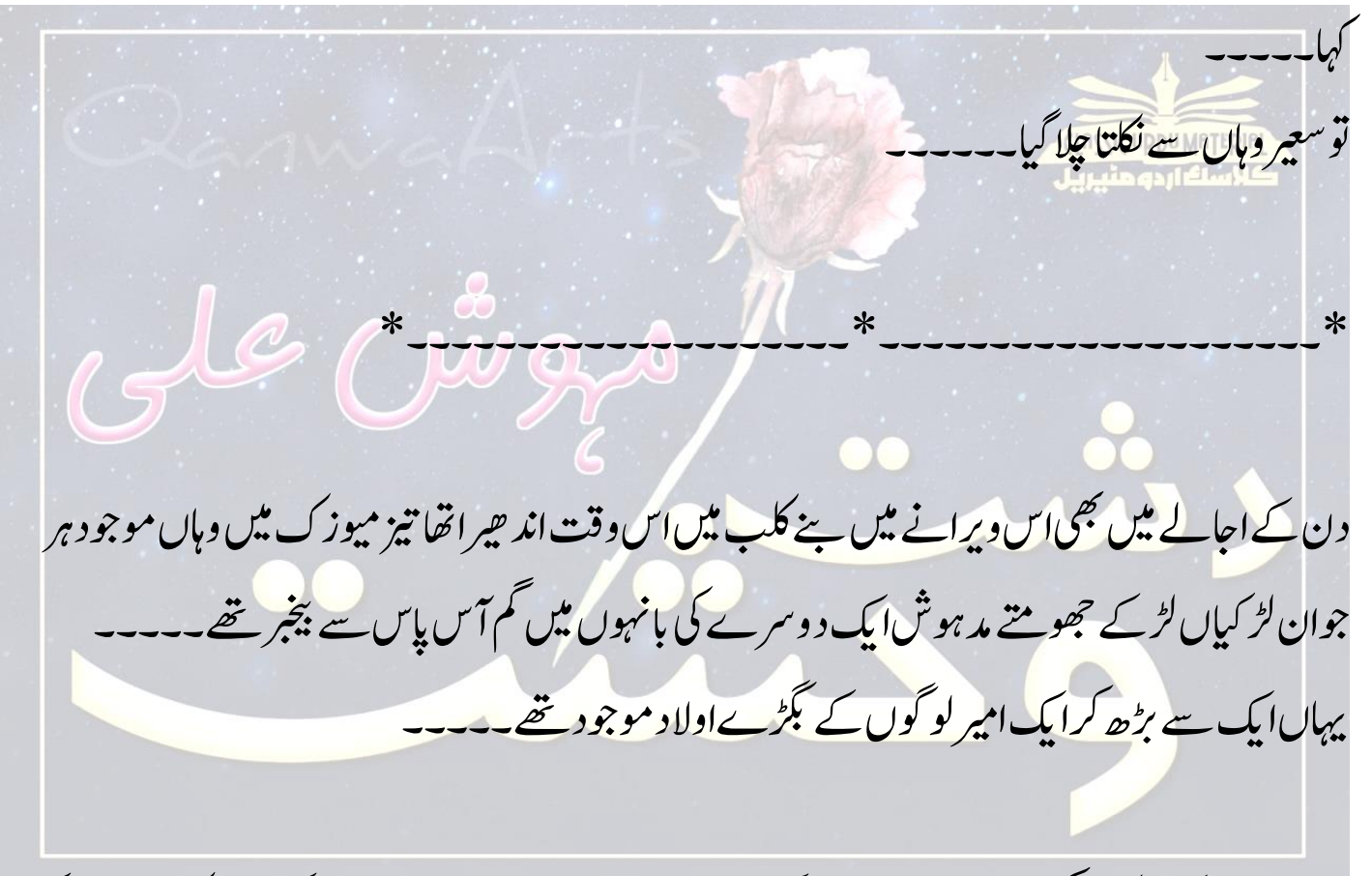
سیر اسکو خاموش بت بنا دیکھ کر مسکراتے اٹھا اور روم کا ڈور لاک کرتے نیچے آیا۔۔۔۔۔

عرب سیر کو نیچے آتے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔



"میں کچھ کام سے جا رہا ہوں تب تک یہیں رہو اور ہاں ایک میڈ کا انتظام کرو جو کام کرنے کے لائق ہوتا کہ میرے پیچھے وہ عین کا خیال رکھ سکے میں اسے روم میں لاک کر کے نہیں رکھ سکتا اور آج سے تم یہیں رہو گے عین کی سیفٹی کیلئے"۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میں ایک دو دن میں میڈ کا بندوبست کرتا ہوں"۔۔۔۔۔ سعیر کی بات سنتے آخر میں اسنے سر ہلا کر



اصل میں لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے یہ جگہ انسان اپنی پریشانیوں سے بچنے کیلئے پرسکون ہونے کیلئے آتے تھے یہ تو تھا ایک بہانا اسے بنانے کیلئے پر، اصل میں یہ ایک امیر زادوں کا فحاشی اڈا تھا جسے ماڈرن لفظوں میں کلب کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

برہان اور انسپکٹر ارمان شراب کی بدبو سے منہ پر رومال رکھ کر اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔

یہ انہیں یقین تھا کہ طاہر یہیں موجود ہے پر اتنے لوگوں کے بیچ اسے کیسے پہچانا جائے یہ مشکل تھا۔۔۔۔۔

"ارمان تم الگ سے جاؤ اور دھیان رہے کہ وہ بھاگ ناپائے پر اس سے پہلے تم کچھ پولیس نفری بلاؤ احتیاط سے"۔۔۔۔۔ برہان نے کچھ جھک کر ارمان سے کہا کہ وہ سر ہلا کر الگ ہو گیا۔۔۔۔۔

وہ دونوں تھڑکتی لڑکیوں اور لڑکوں کے بیچ سے ہوتے الگ الگ ہو کر طاہر کو ڈھونڈنے لگے۔۔۔۔۔

طاہر نے جب سے سنا تھا پولیس کو شک ہو گیا ہے کہ وہ بیسٹ کو جانتا ہے تب سے یہاں موجود تھا۔۔۔۔۔ اس اندھیری جگہ تیز میوزک میں وہ چہرے پر ماسک لگائے دوسرے لوگوں کی طرح تھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

اس اب یہاں سے نکلنا ہی تھا اگر پکڑا گیا تو پولیس نہیں چھوڑے گی اور اگر بیچ گیا تو بیسٹ۔۔۔۔۔

وہ ابھی قدم بڑھاتا کہ ایک لڑکی جھولتی اسکے ساتھ لگی۔۔۔۔۔

"کیا مصیبت ہے"۔۔۔۔۔ غصے سے کہتے اسنے اسے خود سے دور پھینکا کہ اسکا ماسک بھی ساتھ اتر گیا۔۔۔۔۔

وہ گھبرا گیا اور یہاں وہاں دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ پر شکر اندھیرا تھا۔۔۔۔۔

اسنے جیسے آگے کو قدم بڑھائے کہ کسی کو دیوار کی طرح پایا۔۔۔۔۔

"ب۔ب۔بیٹ"۔۔۔۔۔ اس کے لفظوں کا منہ سے نکلنا تھا کہ بیٹ نے ہاتھ بڑھا کر سفید چمکتا خنجر اس کے سمجھنے سے پہلے ہی گلے پر گھمایا اور کچھ بھی کہے بغیر سامنے سے ہٹ گیا۔۔۔۔۔

طاہر بت بنا کھڑا رہ گیا اندھیرے میں اس کا خون گلے سے پھواروں کی صورت میں نکلنے لگا اور وہ لہرا کر نیچے گرا

۔۔۔۔۔

اور اپنی ہی بنائی ہوئی اس پر سکون جگہ پر مدہوش لڑکیوں کی ہیل تلے کچلنے لگا کہ کسی کو معلوم ناہو سکا

۔۔۔۔۔

"سر مجھے لگتا ہے یہاں سے بھی بھاگ گیا ہوگا"۔۔۔۔۔ کافی ڈھونڈنے کے بعد ارمان واپس برہان کے پاس آیا۔۔۔۔۔

"ہم۔۔۔ تمہیں جو کہا تھا وہ کیا"۔۔۔۔۔ اس نے پولیس نفری کا پوچھا۔۔۔۔۔

"جی سر چاروں طرف سے پولیس ہے کوئی نہیں بھاگ سکتا"۔۔۔۔۔

"گڈ۔۔۔"۔۔۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں المون کلب میں ہر طرف افرا تفری مچ گئی۔۔۔۔۔

کلب میں لائٹس روشن کر دئے گئے اور وہاں موجود رومز میں سے کچھ انتہائی شرمناک حالات میں لوگوں کو نکالا گیا۔۔۔۔۔

سب بڑے پیمانے کے امیر لوگ تھے ان کی چیخ پکار کو ان سنا کرتے انہیں اسی حالات میں گاڑیوں میں دھکے دے کر ڈالا گیا۔۔۔۔۔

کوئی دھمکی دے رہا تھا تو کوئی کچھ وہاں باہر میڈیا کو دیکھ کر کوئی اپنا چہرہ اچھپانے لگا۔۔۔

"میڈیا کو کس نے بلایا"۔۔۔۔۔ برہان نے ارمان سے پوچھا۔۔۔۔۔

"سرا نہیں بلایا تھوڑی جاتا ہے یہ تو گند کی بوسو نکھتے ہی پہنچ جاتے ہیں"۔۔۔۔۔ ارمان دانتوں کی نمائش کرتے بولا تو برہان سر جھٹک کر اندر سے پکار پر چلا گیا۔۔۔۔۔

"سریہ لاش"۔۔۔۔۔ پائوں سے کچلی ہوئی طاہر کی لاش کی طرف کچھ اہکاروں نے اشارہ کرتے برہان کو کہا۔۔۔۔۔

"اوہ مائے گاڈ یہ تو طاہر ضیا ہے"۔۔۔۔۔ سارا ڈانسنگ فلور خون سے لت پت تھا۔۔۔۔۔

طاہر کی ایسی دردناک موت پر سب نے افسوس سے ای دوسرے کو دیکھا اور امبولنس کو کال کر کے منگوایا گیا۔۔۔۔۔



"ڈیم اٹ"-----برہان نے غصے سے دانت پیسے-----

"سر مجھے لگتا ہے یہ بیسٹ کا کام ہے"-----ارمان نے پرسوج سا کہا-----

"شٹ اپ"-----مسلسل ناکامیوں پر اسکا برا حال ہو گیا تھا-----

"سریہ میڈم چل نہیں رہی"-----ایک لیڈی کانسٹیبل نے نشے میں مدہوش مسکان کو لا کر برہان کے سامنے کیا-----

برہان نے بگڑے موڈ کے ساتھ غصے سے اسے دیکھا جس پر گولڈن شولڈر کٹ بال سفید رنگت معصوم سے چہرے پر بڑی آنکھوں اور لمبی سی پلکوں والی مسکان نے سیریس ہو کر نشے کی حالت میں سلیوٹ مارا-----  
اتنی سیریس حالت میں بھی پاس کھڑے پولیس والوں کے چہرے پر مسکان کی حرکت پر مسکراہٹ آگئی

"ہینڈ سم ایس پی کے سر کی قسم مینے نہیں پی مجھے جانے دیں سر، وہ بوڑھیا ہاسٹل میں گھسنے نہیں دے گی"-----  
گھٹنوں تک آتی سرخ شرٹ اور بلیک پینٹ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی-----

آنکھیں جھپکتے وہ کانٹیل کی گرفت سے اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی بولی کہ سب قہقہہ لگا اٹھے

----

"شٹ اپ۔۔۔!! جسٹ شٹ اپ۔۔۔ لے جائو اسے" برہان دھاڑ کر بولا تو سب ایک دم چپ ہوئے اور لیڈی کانٹیل مسکان کو گھسیٹتی لے جانے لگی۔۔۔۔

"چیک کرو یہاں کیمرہ لگی ہیں"۔۔۔۔! اسنے حکم دیتے خود آگے بڑھ گیا۔۔۔۔



\*-----\*

مہوش علی

"خیریت تمنے اتنی جلدی بلایا"۔۔۔۔۔ کے فے میں بیٹھی نورالعین کے ٹیبل پر بیہ اپنا بیگ رکھ کر چیئر پر بیٹھتی بولی۔۔۔۔۔

"کچھ کام تھا"۔۔۔۔۔ نورالعین نے سر ہلا کر کہا۔۔۔

"ہم۔۔۔ کچھ آرڈر کیا"۔۔۔۔۔؟ بیہ نے اسکا سپاٹ چہرہ دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

"ہاں آرڈر دیا ہے"۔۔۔۔۔



نور العین نے مایوسی سے دیکھا۔۔۔۔۔

"مطلب نہیں مل سکتی۔۔۔؟ مجھے پیسوں کی سخت ضرورت ہے"۔۔۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں بولی

۔۔۔۔۔

"بالکل یار کیسے کون دے گا"۔۔۔۔۔ کپ سے سپ لیتے کہا۔۔۔۔۔ پھر اسکا پڑ مردہ چہرہ دیکھ کر کچھ سوچتی بولی۔۔۔۔۔

مہوش علی

"اچھا بتاؤ کیوں ضرورت ہے"۔۔۔۔۔؟

"وہ میں نہیں بتا سکتی"۔۔۔۔۔ نفی میں سر ہلاتے اسنے انکار کیا اور کپ کے کنارے پر انگلی پھیرنے لگی

۔۔۔۔۔

پاس کی ٹیبل پر بیٹھا کوئی بہت گہری نظروں سے اسکے ایک ایک نقوش کو دیکھ رہا تھا اور انکی باتیں سنتے بہت کچھ سوچ بھی رہا تھا۔۔۔۔۔

"ہم کتنے پیسے چاہیے تمہیں"۔۔۔۔۔؟؟ پر سوچ سے پوچھا۔۔۔



"تین کروڑ"-----!! طنزیہ مسکراتے اسنے بتایہ کہ کافی پتی بیہ کو اچھولگ گیا سننے-----

"کیا پاگل ہو گئی ہو پتا بھی ہے کتنے پیسے مانگ رہی ہو"-----؟؟ بیہ نے پھر چیخ کر کہا-----

"کیا پالکپن ہے بیہ"-----؟

"مجھے یقین ہے پاگل تم ہو گئی ہو کون دے گا تمہیں تین کروڑ کام کے جاؤ کسی اور کو بیوقوف بناؤ میں چلتی ہوں"----- ہاتھ جوڑ کر کہتی وہ اٹھ کر چلی گئی اور پیچھے نورالعیین اسے روکنے کی کوشش کرتی رہ گئی

مہوش علی

"ہائے"----- پاس والی ٹیبل پر بیٹھا وہ آدمی اٹھ کر نورالعیین کے اسکی بیٹل پر بیٹھا اور بولا-----  
نور نے حیرت سے دیکھا-----

"سوری آپ مجھے نہیں جانتی اور میں بھی، یہ بس ابھی آپکی پیسوں کیلئے ضرورت دیکھ کر مجھ سے رہانا گیا تو چلا آیا، میرے پاس ایک کام ہیں اگر آپ کرنا چاہیں تو بہت پیسے مل سکتے ہیں"----- نورالعیین کی نا سمجھ نظروں کو دیکھتے وہ آہستگی سے بولا-----

"کتنے پیسے"-----؟ نورالعیین نے برواچکا کر پوچھا----- پاس بیٹھا آدمی اسکے سرخ لبوں کو دیکھنے لگا

"آپکو کتنے چاہیے"۔۔۔۔؟ وہ مکر وہ انداز میں مسکرایا۔۔۔۔

"تین کروڑ"۔۔۔۔۔ نور العین نظریں پھیر کر لا پرواہی سے بولی جانتی تھی پیسے سن کر ابھی بھاگنے والا ہے

۔۔۔۔۔

"ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔" وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔۔ نور نے ناگوار نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ اسے یوں گلا پھاڑ کر ہنسنے والے انسان زہر لگتے تھے جیسے داد قہقہے لگاتا اور وہ چڑ جاتی۔۔۔۔۔

"کروڑ تک آپکو اپنی پہنچ بنانی پڑی گی، حسین ہیں جوان ہیں کس چیز کی کمی ہے آپ میں"۔۔۔۔۔ اسکی لمبی پلکوں کالی گہری رات جیسی آنکھوں گلابی لبوں کو دیکھ کر جیسے اس پر نشہ سا چڑھنے لگا تھا۔۔۔۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔۔۔؟ کیا کہنا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔۔۔ وہ آس پاس کا لحاظ چھوڑ کر دھاڑی۔۔۔۔۔ وہ آدمی گھبرا گیا۔۔۔۔۔

"اوہ میڈم آپ تو ناراض ہو گئی لڑکیاں تو خوش ہوتی ہیں اپنی تعریف پر، آئی ایم سوری اگر برا لگا میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا"۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایک دم سنبھل کر آس پاس کا خیال کرتا بولا تو نور نے موڈ سہی کیا

۔۔۔۔۔

"میرا مطلب تھا کہ آپ اگر محنت کریں گی تو پیسے بھی اتنے ملیں گے"۔۔۔۔۔

"کام کیا ہے"۔۔۔۔۔؟ کچھ پر سوچ سے انداز میں کہتے اسنے کہا۔۔۔۔۔

"یہ رہا کارڈ"۔ اسنے کارڈ نکال کر سامنے ٹیبل پر رکھا۔۔۔

"ہماری ہوٹل میں آئوٹ آف کنٹری سے گیسٹز آتے ہیں اور آپ کو وہاں ویٹر کا کام انجام دینا ہوگا سیلری ایک دن کی تیس ہزار روپے"۔۔۔۔۔ آنکھوں میں شیطانیت چھپائے وہ بولا۔۔۔۔۔

"دوسری لیڈیز ہیں وہاں"۔۔۔۔۔ "اور صرف ویٹر کو آپ ایک دن کے تیس ہزار کیسے دیتے ہیں"۔۔۔۔۔؟ تفتیشی انداز میں اسنے پوچھا۔۔۔۔۔

"جی بالکل ہیں آپ کبھی بھی آکر وہاں چکر لگا سکتی ہیں، اور دوسری بات سیلری ایک دن کی اتنی یہ تو آپ کو نہیں پوچھنا چاہیے کیونکہ یہ ایسے سمجھے جیسے مشکل وقت میں لاٹری نکل آتی ہے لوگوں کی۔۔۔۔۔" پر یقین سے کہتے

اسنے اپنا کارڈ مزید اسکے سامنے کیا۔۔۔۔۔

"دیکھیے ابھی سے جواب دینے کی ضرورت نہیں آپ سوچ کر دیں یہ رہا میرا کارڈ اور آخر میں یہ کہوں گا اگر عقل مند ہوں گی تو اس قسمت کی دستک کو نہیں ٹھکرائیں گی"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر کوٹ کے بٹن بند کرتا چلا گیا اور نور العین پر سوچ سی اس کارڈ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

پھر اٹھا کر بیگ میں رکھ لیا۔۔۔۔۔

\*-----\*

شاہنگ بیگ اٹھائے وہ اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

موبائل یوز کرتے جب عارب کی نظر اس پر پڑی تو اپنی مسکراہٹ چھپانے لگا۔۔۔۔۔

"میرے لئے کچھ لائے ہو کیا"۔۔۔۔۔ وہ خوش ہو کر آگے ہاتھ کرتے بولا سعیر نے غصے سے دیکھا۔۔۔۔۔

"اوہ حور العین کیلئے ہے، سوری"۔۔۔۔۔ سر کھجا کر ہاتھ نیچے کر لیا۔۔۔۔۔

"آلف نہیں آرہا خیریت"۔۔۔۔۔ بیگ رکھتے اسنے پوچھا۔۔۔۔۔

"ہاں وہ اسے کچھ کام ہیں"۔۔۔۔۔ موبائل وائبریٹ ہونے پر نکالتے اسنے دیکھا جہاں مسکان کی لوکیشن شو ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

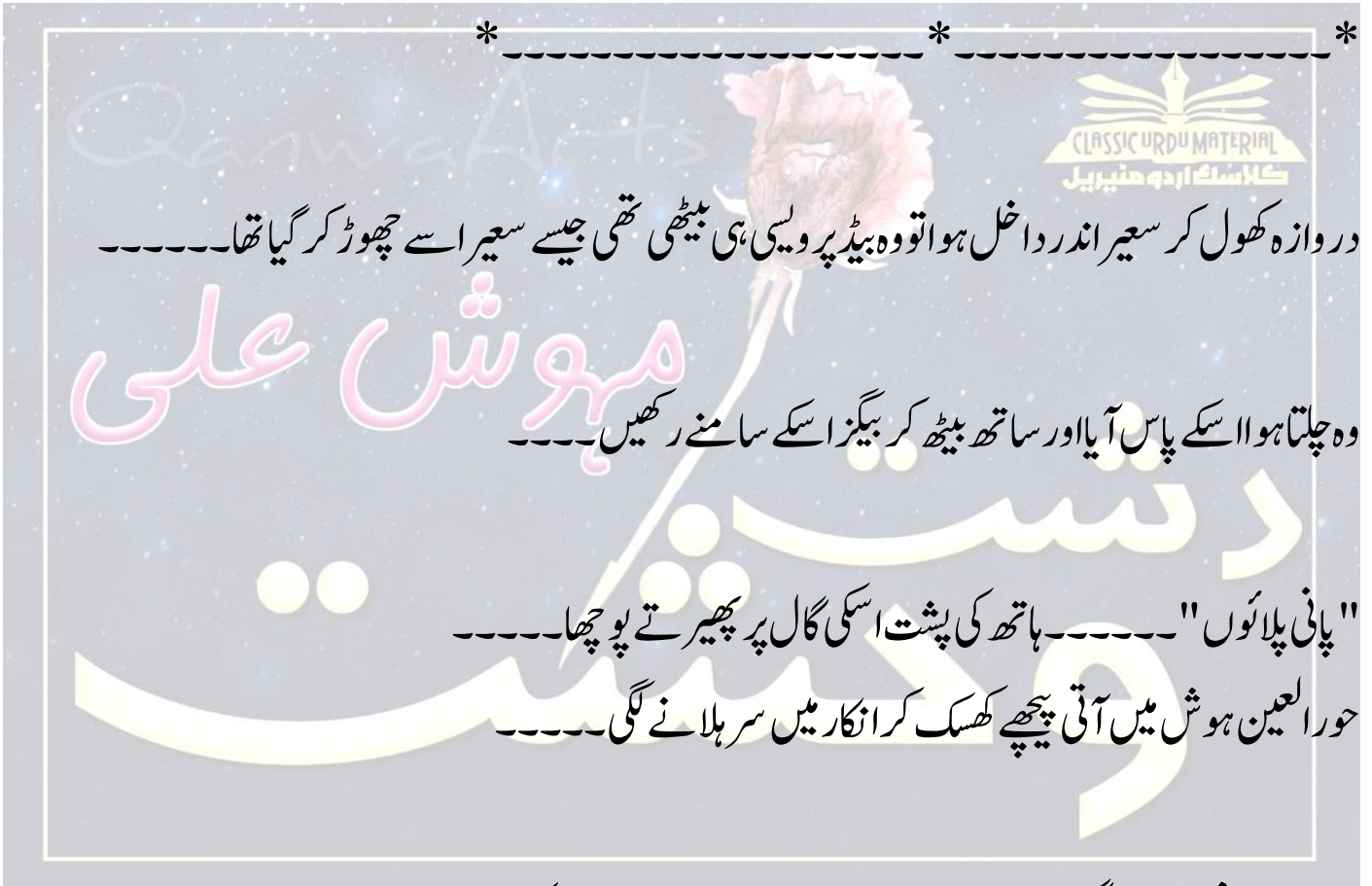
"یہ مسکان پولیس اسٹیشن میں کیا کر رہی ہے"۔۔۔۔۔ عارب پریشان سا سعیر کو دیکھتے بولا۔۔۔۔۔

"اپنی بہن پر نظر رکھو تمہیں اسکی ضرورت ہے"۔۔۔۔۔ سعیر کہہ کر سگریٹ لبوں میں دبائے اوپر جانے لگا۔۔۔۔۔



پیچھے عارب دانت پیس کر سعیر کو جانے کا کہتے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

"واقعی اس لڑکی کو کوئی نہیں سنبھال سکتا۔۔۔۔۔"



"مم۔۔۔ مجھے الگ روم چاہیے"۔۔۔۔۔ ڈرتے ڈرتے اسنے کہا۔۔۔۔۔

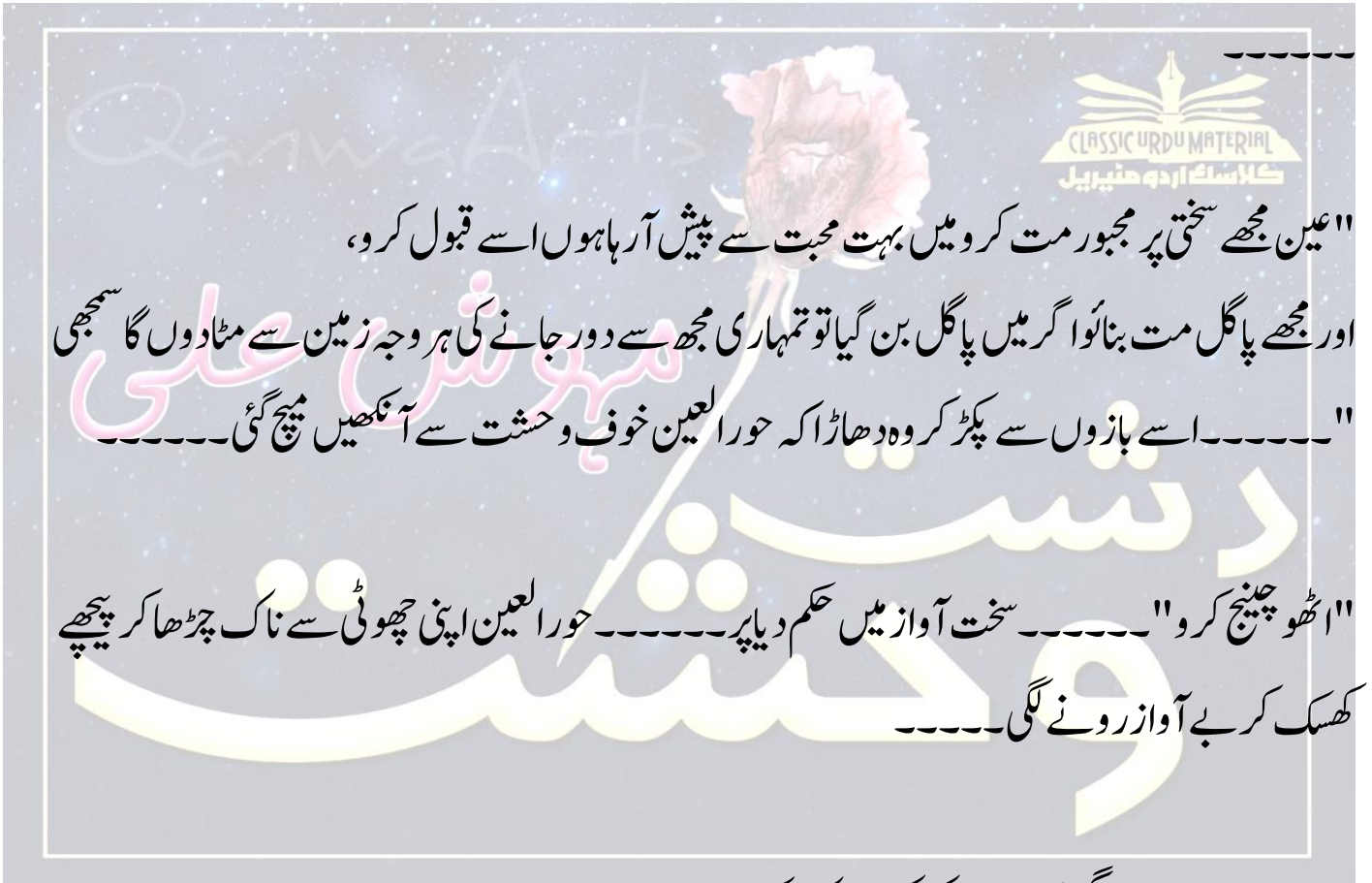
"کیوں میرے ساتھ نہیں رہ سکتی ایک روم میں"۔۔۔۔۔؟ اسکے کھلے لمبے کالے بالوں کو دیکھتے پوچھا

۔۔۔۔۔

"نن۔۔ نہیں مجھے الگ رہنا ہے"۔۔۔۔۔۔ وہ ٹھوس لہجے میں بولی۔۔۔

سعیر نے سر ہلا کر لب بھینچیں۔۔۔۔۔۔ "کیوں وجہ"۔۔۔۔۔۔؟؟ سنجیدہ آواز میں پوچھا۔۔۔۔۔۔

"کیونکہ میں نہیں رہنا چاہتی تمہارے ساتھ مجھے اپنی بہن کے پاس چھوڑ آؤ"۔۔۔۔۔۔ وہ پوچھنے پر چیخ پڑی



سعیر نے حیرت سے گم صم سی لڑکی کی ضد کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

"ڈونٹ وری ڈارلنگ جب میں لایا ہوں تو پہنا بھی سکتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ اسکی سنجیدہ بات سن کر حورا لعین کے کان کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔۔

اوپر سے دروازے کے بند ہونے کی آواز اسکا دل حلق میں آگیا۔۔۔۔۔

"مم۔۔۔ میں پہنتی ہوں۔۔۔ میں پہن لوں گی"۔۔۔۔۔ گھبرا کر اسنے بیگز کو سختی سے پکڑ کر سینے سے لگایا  
۔۔۔۔۔ سعیر اسکی سرخ رنگت پر مسکرا دیا۔۔۔۔۔

"گڈ گرل۔۔۔"۔۔۔ اسکے کو چھوتے شباہش دی۔۔۔۔۔

"آؤ"۔۔۔۔۔ ایک سوٹ نکال کر اسے تھما کر اٹھایا۔۔۔۔۔

حور العین اپنا کان پتا ہاتھ اسکے چوڑے ہاتھ میں رکھتی اٹھی۔۔۔۔۔

"میں انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔ اسکے گھنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر اسے کہا۔۔۔۔۔

حور العین جلدی سے اس سے دور ہو کر ہاتھ روم میں بند ہو گئی۔۔۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ کیسا ہے کیوں اسے اس طرح ٹریٹ کر رہا ہے کیا چاہتا ہے پر وہ جانتی تھی بہت جلد وہ اسے

اپنی اوقات دیکھا دے گا۔۔۔۔۔

آخر کون بے وقوف اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے اور پیار بھی دے اسکی نظر میں ناممکن تھا۔۔۔۔۔

[illegible]

"نہیں۔۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا جلد ہی اسکی بھی اصلیت سامنے آجائے گی"۔۔۔۔۔ چہرہ اداش کر کے اسنے خود سے کہا اور مسکرا دی۔۔۔۔۔

"جلد ہی میں تمہارے پاس ہوں گی نور العین اور یہاں سے کہیں دور چلے جائے گے ہم بہت دور  
"----- ریڈ شارٹ شرٹ بلیک کیپری، کھلے گھنے لمبے بالوں میں وہ بہت دلکش لگ رہی تھی۔۔۔۔۔  
جب وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر باہر آئی تو سگریٹ کے گہرے کش لیتے روم میں چکر کاٹتے سعیر کی نظر اس  
پر گئی اور پلٹنا بھول گئی۔۔۔۔۔

انہی اٹھتی گرتی پلکوں کو دیکھا اور چلتا پاس آیا۔۔۔۔۔

"کھانا بنانا آتا ہے"۔۔۔۔۔ اس کے قریب سے آتی آواز پر وہ حیرت سے سوال پر اوپر آواز کی سمیت دیکھنے لگی



"مما کے ساتھ پکاتی تھی"-----کہنے کے ساتھ اسکا آنسوؤں لڑکھ کر گھنی۔ پلکوں سے نکلا اور گلابی گال پر پھنسل کر گرا۔-----

"میرے ساتھ پکاؤ گی"۔۔۔۔۔ اس کے آنسوؤں کو انگلی پر لیکر پوچھا اور اس موتی کو لبوں سے لگا لیا۔۔۔۔۔

"نہیں مجھے کچھ بھی نہیں کرنا تمہارے ساتھ مجھے یہیں چھوڑ دو"۔۔۔۔۔ وہ بدک کے پیچھتے ہوئی تلخ لہجے

سعی کرنے برواچکے۔۔۔۔۔

"کھانا بھی نہیں کھاؤ گی"۔۔۔۔۔۔ وہ حیرت سے لب دبا کر بولا۔۔۔۔۔

"نہیں"۔۔۔۔۔ وہ سختی سے کہتی منہ پھیر گئی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی میں فورس نہیں کروں گا۔۔۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا پر

بھوری آنکھیں مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

"مجھے یہاں گھٹن ہو رہی ہے باہر جانا ہے"۔۔۔۔۔!! گلے میں دوپٹے کو ٹھیک کرتے وہ بولی۔۔۔

"ہممم۔۔۔۔۔!! آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔۔ اسکی نازک کمر میں بازو ڈالکر اسے اپنے ساتھ لگائے اسکی سخت مزاحمت کو نظر انداز کرتے اسلئے بنگلے کی بیک سائیڈ پر جانے لگا جہاں بہت خوبصورت جگہ تھی

پر حور العین اسے محسوس کرنے کے بجائے خود کو سعیر کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی اور سعیر اسے وہاں موجود پھول اور پودوں کی بارے میں ہر معلومات دے رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا

رہا ہو۔۔۔۔۔ CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

\*۔۔۔۔۔\*۔۔۔۔۔\*  
"مجھے جانے دو پلینز۔۔۔ میں وہاں صرف اپنے فرینڈ کے بلانے پر گئی تھی اور مینے ڈرنک نہیں کی تھی یہ پتا نہیں کیسے میری سوفٹ ڈرنک میں ملا دی تھی میں سچ میں نہیں جانتی"۔۔۔۔۔ مسکان کا جب نشہ اتر ا تو سب کو منتیں کرتی بول رہی تھی پر وہاں کوئی اسکا سن نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔

اسے یہاں کافی دیر ہو گئی تھی اور عارب کو معلوم ہوا تو وہ بہت ناراض ہو گا یہ سوچ کر وہ بہت پریشان تھی

"سب جانتے ہیں ہم، ہمیں مت سیکھاؤ سب لڑکیاں پکڑے جانے کے بعد یہیں کہتی ہیں مطلب یہ بہانہ تو مشہور ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ لیڈی کانسٹیبل نے اسکی بات سن کر طنزیہ کہا۔۔۔۔۔

"تو تیرا کیا جاتا ہے موٹی بوڑھیا اگر مینے پی تو، پی تو اپنے پیسوں کی ہے"۔۔۔۔۔ اتنی منت سماجت کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تو وہ چیخ کر بولی وہاں موجود سب لیڈی کا نسٹیل کی اس عزت پر قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔۔۔

"بکو اس بند کردو لگاؤں گی ناسارا نشہ اتر جائے گا"۔۔۔۔۔ غصے سے کہتی لیڈی کا نسٹیل بولی۔۔۔۔۔

"پر میں نشے میں نہیں ہوں"۔۔۔۔۔ منہ بنا کر کہا تو پھر سے سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔۔۔

"تجھے میں نشہ دیکھاتی ہوں"۔۔۔۔۔ لیڈی کا نسٹیل نے مسکان کی کمر پر اسٹک مارتی بولی۔۔۔۔۔

"آہہ بوڑھیا آہستہ"۔۔۔۔۔ وہ اتنے تیز اسٹک کھانے کے بعد بھی باز نہ آئی۔۔۔۔۔

"کیا ہو رہا ہے یہ"۔۔۔۔۔ برہان اندر ان لڑکے لڑکوں کے پیرنٹس سے نبٹ کر باہر آیا اور وہاں سب کو مسکراتے دیکھ کر غصے سے تیز آواز میں بولا۔۔۔۔۔

"سر یہ لڑکی کب سے بد تمیزی کر رہی ہے"۔۔۔۔۔ اس لیڈی کا نسٹیل نے مسکان کو دیکھ کر دانت پیس کر بتایا۔۔۔۔۔

"سر جھوٹ بھول رہی ہے میں ایک معصوم لڑکی کیا بد تمیز کروں گی میں تو وہاں اس کلب میں فرینڈ کے بلانے پر گئی تھی پر اسنے مجھے دوکھے سے پلا دی"۔۔۔۔۔

"شٹ اپ اپنے پیرنٹس کا نمبر دو تا کہ انہیں بلا کر تم لوگوں کے رنگ ڈھنگ دیکھائیں"۔۔۔۔۔۔ وہ لیڈی کا نسیبل کب سے لینے کی کوشش کر رہی تھی اور برہان اس محترمہ کے خمرے اندر آفس میں سن رہا تھا

۔۔۔۔۔

"اوہ پھر تو صاحب آپ کو سیدھا اوپر جانے کا کیونکہ میرے ماں باپ وہیں رہتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ مسکرا کر کہتی وہ وہاں موجود ہنستے لوگوں سے داد وصول کرنے لگی۔۔۔۔۔

"چٹاخ"۔۔۔۔۔۔ برہان کے اشارے پر پاس کھڑی لیڈی کا نسیبل نے کھینچ کر زوردار تھپڑ مارا کہ مسکان کا دماغ گھوم کہ رکھ دیا۔۔۔۔۔۔

"اوہ صاحب سارے دماغ کے پرزے دھیلے کر دئے اب اگر ان میں کسی کا نمبر ہوگا بھی تو وہ اب تک ڈیلیٹ ہو گیا ہوگا"۔۔۔۔۔۔ ہونٹ سے نکلے خون کی بوند صاف کرتی وہ بغیر تھپڑ کا اثر لیے بولی۔۔۔۔۔۔

سب حیرت سے اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔۔

"جائو لے جائو اور اسکی میموری میں سے اچھی طرح کسی کا نمبر نکالو"۔۔۔۔۔۔ معنی خیز سے کہتے اسنے مسکان کو لیڈی کا نسیبل کے حوالے کیا۔۔۔۔۔۔



"ارے چھوڑ موٹی کہاں لے جا رہی ہے"۔۔۔۔۔ گھسیٹتی لے جاتی لیڈی کا نسیبیل پر وہ چیخی اور اسے اپنے لمبے ناخنوں سے نوچنے لگی۔۔۔۔۔

برہان ایک ناپسندگی نظر اس پر ڈالکر ارمان کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔۔  
"سر صرف وہاں موجود پانچ روم تھے اور ان پانچ ہی رومز میں کیمرہ لگا ہوا تھا یہاں تک کہ وہاں کے ہاتھرومز

میں بھی"۔۔۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔۔ طاہر کی رپورٹس آئیں"۔۔۔۔۔

"نہیں سروہ کل تک آجائیں گی"۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے آتے ہی مجھے انفارم کرنا"۔۔۔۔۔ سر ہلاتے اسنے کہا

اسکے زیادہ وحشرہ ہونے اور بگڑنے پر سعیر مجبور اسے واپس اندر لے آیا اور لائونج میں صوفے پر بیٹھا دیا

"میں خود چل بیٹھ سکتی ہوں مجھ سے دور رہ کر بات کیا کرو سمجھے"۔۔۔۔۔ اپنے بازو کمر پر اسکے لمس سے  
بری طرح بھڑک اٹھی وہ۔۔۔۔۔

سعیر نے مسکراہٹ دبا کر اسکی سرخ ناک کو دیکھا جو غصے سے پھول گئی تھی اور آنکھوں میں اندھیکھی نفرت سی تھی۔۔۔۔

"پاس رہ کر بات کرنے سے کیا پرالئم ہے"۔۔۔۔۔؟ سعیر سامنے والے صوفے پر بیٹھ کر موبائل نکالتے بولا۔۔۔۔۔

"مجھے وحشت ہوتی ہے تم مردوں سے"۔۔۔۔۔ وہ ترخ کر بولی۔۔۔

سعیر نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا اور لب بھیج لیے۔۔۔۔۔

اسکے جواب نادینے پر وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگی۔۔۔

"کتنا پڑھی ہو"۔۔۔۔۔؟؟ بات بدلنے کیلئے وہ بولا تاکہ اسکا غصہ کم ہو۔۔۔۔۔

"انگوٹھا چھاپ ہوں کیوں نوکری دینی ہے"۔۔۔۔۔؟؟ طنزیہ بولی۔۔۔

سعیر کی آنکھوں میں اسکا عکس بنا۔۔۔۔۔

"ہاں دینی ہے اگر تم ہاں کرو"۔۔۔۔۔ وہ گھمبیر آواز میں کہتا اسکے پاس بیٹھا حورالعیین کچھ خوف سے پیچھے ہوئی پر اسکے دماغ میں ایک خیال آیا۔۔۔۔۔۔۔

"پیسے دو گے"۔۔۔۔ وہ سیریس ہوتی اسکی طرف اپنا رخ کر کے بولی۔۔۔۔۔  
"ہاں دوں گا"۔۔۔۔ اسکی گھبراہٹ کو دیکھتے جواب دیا۔۔۔۔۔  
"کتنے"۔۔۔۔؟ حور العین کی آنکھوں میں چمک ابھری اور دل میں ایک آس پیدا ہوئی۔۔۔۔۔

"جتنے تم چاہو گی"۔۔۔۔! اسکی لٹ کو انگلی پر گھماتے وہ بولا۔۔۔۔۔ حور کا سانس رک گیا۔۔۔۔ کیا وہ پاگل ہو گیا تھا جانتا نہیں تھا کیا میری طلب کتنی ہو گی۔۔۔۔۔ اسنے سوچا۔۔۔۔۔  
"ک۔۔۔۔ کام ک۔۔۔۔ کیا ہو گا۔۔۔۔"۔۔۔۔ وہ جانتی تھی اسکے گھر میں کوئی نہیں صرف وہ دونوں تھے اور تنہائی۔۔۔۔۔  
اسکا سانس بند ہونے لگا تھا وہ اسکے بالکل قریب آ کر بیٹھ گیا تھا اور آفر بھی پیسوں کی کر رہا تھا۔۔۔۔۔  
"تمہیں میرے ساتھ ہر روز رات کاڈز بنانا پڑے گا" اسکی بات پر حور العین نے حیرت سے منہ کھولا وہ کیا ایکسپکٹ کر رہی تھی اور وہ کیا بول رہا تھا۔۔۔۔۔

سعیر اسکی سرخ رنگت کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔  
وہ اسکے چہرے سے ہی جان چکا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے اسکی آفر کے بارے میں۔۔۔۔۔  
کافی دیر وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں ہوئی۔۔۔۔۔

اسنے سوچا تھا وہ جو وہ سوچ رہی تھی کہے گا تو وہ اسے مردوں کی حقیقت سامنے لا کر اسکے ہی چہرے میں دیکھائے گی اور تھو کے گی ذلیل کرے گی پر ایسا کچھ ناہوا بلکہ اس سے الٹ ہو گیا۔۔۔۔۔

"اسے کیوں شوق پڑ گیا ہے مجھ سے کھانے پکوانے کا"۔۔۔۔۔  
"کیا اپنے ہاتھ کا بد ذائقہ کھا کر تھک چکا تھا۔۔۔" ایسی کئی سوچیں اسکے دماغ میں آئیں۔۔۔

"جواب نہیں دیا"۔۔۔۔۔ تھوڑا فاصلہ قائم کرتے سعیر نے اسکے بدلتے چہرے کے رنگوں کو دیکھ کر پوچھا

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے"۔۔۔۔۔ وہ جلد بولی ویسے کرنا کیا تھا جانتا تھا اندھی ہے پھر کیا پکا سکتی ہے اسے بہت ایزی لگا تبھی جھٹ سے بولی۔۔۔۔۔  
اسکا ارادہ ایک رات کے کھانا پکانے کا ایک کروڑ لینے کا تھا۔۔۔ اور وہ تین کروڑ کر کے جلدی سے جان چھڑوا کر چلی جائے گی۔۔۔۔۔ سوچتے ہوئے وہ پہلی بار سعیر کے سامنے مسکرائی اپنے ہی خیالوں میں۔۔۔۔۔  
سعیر جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکے مسکرانے پر اسکی گال میں پڑتے ڈمپل کو دیکھ کر اسکے دل نے اسے چھونے کے لیے اکسایا پر۔۔۔۔۔

"کتنے پیسے"۔۔۔۔۔؟؟



سیر کے پوچھنے پر پہلی بار حور العین کا دل دھڑکا وہ بھی خوف سے۔۔۔ "ایک کروڑ ایک رات کے کھانے کے  
"۔۔۔۔۔ کہہ کر اسنے اپنے لبوں پر زبان پھیری اور گلے میں موجود دوپٹے کو ایسے ہی ٹھیک کرنے لگی  
اسے لگ رہا تھا وہ ابھی کہے گا کینسل آفر پر ایسا نا ہو بلکہ اسکے برعکس ہو۔۔۔۔۔

"پر میری ایک شرط ہے"۔۔۔۔۔؟ جیب سے سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دباتے اسے سلگایا اور گہرا کش  
لیکر فضا میں دھواں چھوڑتے مسکراتی آنکھوں کے ساتھ بولا۔۔۔۔۔

اسکی شرط پر حور کارنگ پھیکا پڑ گیا۔۔۔۔۔

اور وہ پریشان سی ہو کر لب کچلنے لگی۔۔۔۔۔

"کیسی"۔۔۔۔۔؟؟ کچھ دیر بعد سوچ کر اسنے پوچھا۔۔۔۔۔

"یہی کہ جس رات تم پرفیکٹ ڈش بناؤ گی اس کے تمہیں یہ پیسے ملیں گے"۔۔۔۔۔

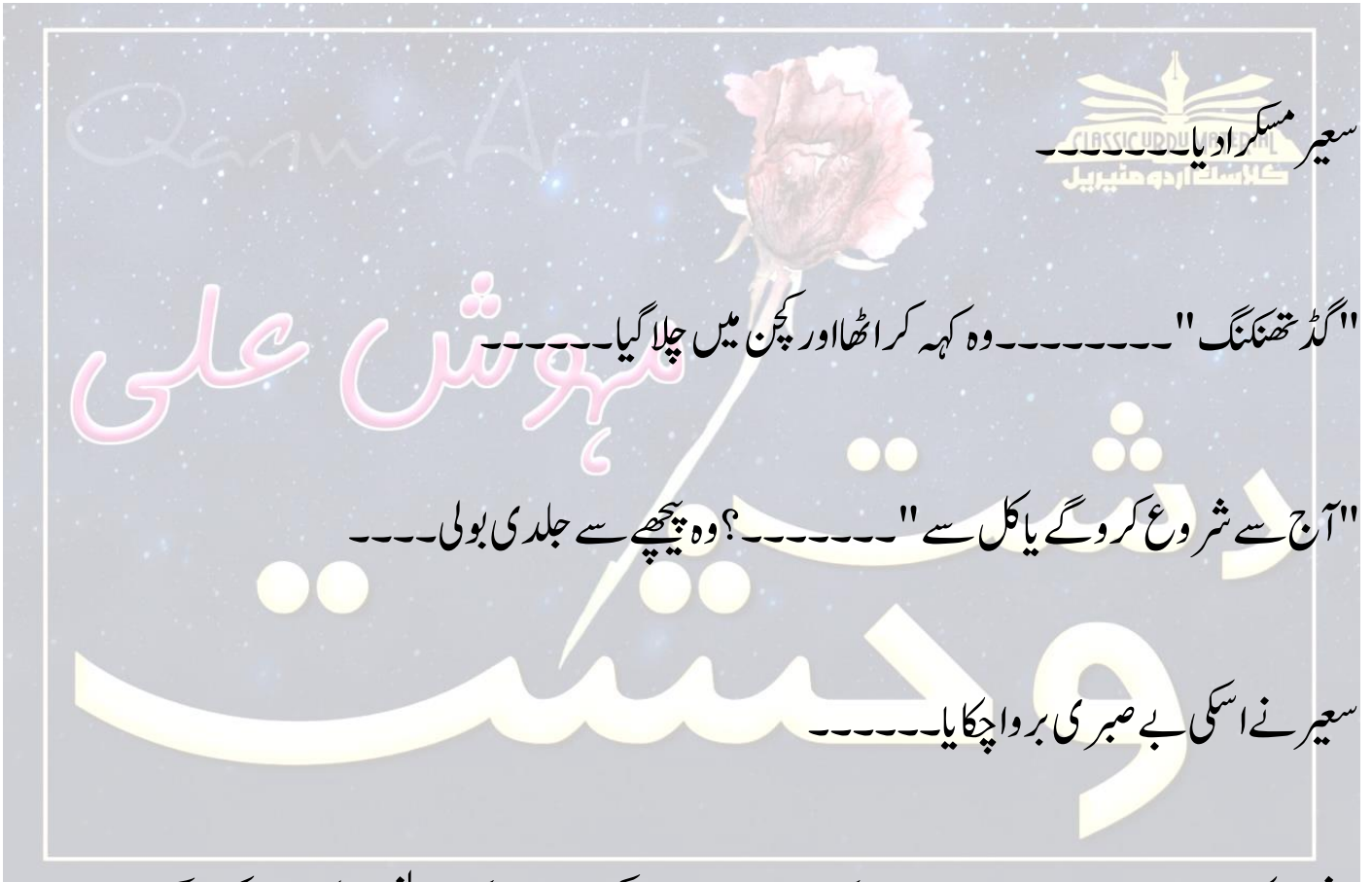
حور العین نے آنکھیں جھپکی۔۔۔۔۔

"مطلب جس رات اچھا کھانا بناؤ"۔۔۔۔۔؟ اسنے معصومیت سے سوال کیا جیسے نہیں جانتی ہو

۔۔۔۔۔

"تو اسکے پیسے نہیں ملیں گے سہیل"۔۔۔۔۔ ایش ٹرے میں سگریٹ مسلتے اسنے کہا۔۔۔۔۔ تو حور سوچ  
میں پڑ گئی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے"۔۔۔۔۔ ایسے ہی وقت پر چھوڑنے سے بہتر ہے وہ کچھ ہاتھ پیر ہی مار لے  
کہیں کوئی روشنی نکل آئے تبھی سوچ کر وہ بولی۔۔۔۔۔



"نہیں کل سے تب تک تم اپنا ماسٹر ریڈی کر لو"۔۔۔۔۔ مسکراتے کہہ کر وہ لنچ کے کھانے کیلئے کچھ سوچنے  
لگا۔۔۔۔۔

\*-----\*

"مجھے اب لگتا ہے تمہیں پاؤں میں زنجیریں ڈالنی چاہیے"۔۔۔۔۔ غصے سے کہتے عارب نے اسے گاڑی میں بیٹھایا۔۔۔۔۔

"شرم نہیں آتی بہن ایسی حالت دیکھنے کے باوجود پولیس اسٹیشن میں سوری بول کر لے آئے کچھ ہیر و کی طرح ایس پی سے لڑتے مارتے تاکہ وہ بدلے میں مجھے کڈنیپ کر لیتا بیوقوف انسان"۔۔۔۔۔ لیڈی کانسٹیبل کے بری طرح سیٹنے پر وہ اپنے کندھے مسلتی بولی۔۔۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے عارب نے غصے بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

"بس کردو مسکان یار تمہاری اس نادانی سے میں پھنس بھی سکتا تھا اور سعیر میرا کیا حال کرتا جانتی ہونا، پلیز سمجھنے کی کوشش کرو ہماری اور انکی زندگی میں زمین آسمان کا فرق ہے"۔۔۔۔۔ گاڑی راستے پر لاتے عارب نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو مسکان نے منہ بنایا۔۔۔۔۔

"اب کہاں رہو گی تمہاری صورت ٹی وی پر تشریف لا چکی ہے"۔۔۔۔۔ وہ دونوں بھائی بہن ایک

دوسرے کیلئے کل کائنات تھے۔۔۔۔۔

دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے پر چھپائے رکھتے ایک دوسرے سے اپنے جذبات۔۔۔۔۔

"تمہارے ساتھ بوائز ہاسٹل میں"۔۔۔۔۔! وہ لاپرواہی سے جواب دیکر باہر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

"ہا۔۔۔۔۔ہا۔۔۔۔۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا مسکان نے سرخ چہرے کے ساتھ گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"تمہیں بتاتا چلوں میں اب ہاسٹل میں نہیں رہنے والا کیونکہ مجھے سعیر نے اپنے بنگلے پر رہنے کا کہا ہے اور میں اپنا سامان شفٹ کر رہا ہوں وہاں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے ویران تاثرات کا انجوائے کرتے وہ بولا۔۔۔۔۔

"تو کیا ہوا۔۔۔۔۔! بات تو ایسے کر رہے ہو جیسے آؤٹ آف ورلڈ جا کر رہنے والے ہو۔۔۔۔۔! میں بھی وہیں آکر رہوں گی تمہارے ساتھ آخر کار تمہاری سگی بہن ہوں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سگی پر زور دیکر بولی

"اوہ سوری تمہاری غلطی درست کر دوں میں تمہارا سوتیلا بھائی ہوں۔۔۔۔۔! ہمارے باپ دو تھے۔۔۔۔۔" وہ آنکھیں گھما کر بولا۔۔۔۔۔

"باپ دو تھے تو کیا ماں تو ایک تھی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسکان نے کندھے جھٹکتے کہا۔۔۔۔۔

پر گاڑی سیدھا آکر گرلز ہاسٹل کے سامنے رکی بغیر اسکی معصوم صورت کی طرف دھیان دئے عارب نے اسکی طرف جھک کر دروازہ کھولا۔۔۔۔۔

"نکلو مجھے کام سے جانا ہے اور ویسے بھی تم تو یتیم ہو بے سہارا ہو، بہت بڑے بڑے ڈائلاگ مار رہی تھی نا وہاں ایس پی کے سامنے نکلو شاہاش آؤٹ"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف آکر اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکالتے بولا اور اسکی میسنی شکل کی طرف دھیان دئے بغیر گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔۔



"مس مسکان یہ آپکے بیگن"-----ہاسٹل کے گارڈ نے اسکے آگے بیگ رکھتے کہا اور واپس چلا گیا۔۔۔۔۔

عرب نے یہ دیکھ کر بلند قمقمہ مارا۔۔۔۔۔

"اللہ تجھے دیکھے تربوز کی شکل کے مر جا کہیں تاکہ پوری طرح مسکان سے مسکین بن جائوں"-----گاڑی کو  
لات ماتی وہ چیخی پر نتیجاً اپنا پاؤں ہی پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"اس سے سبق حاصل کرو اور آئندہ ایسی غلطی کرنے سے پرہیز کرو"-----وہ اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور  
وہ پیچھے اسے گالیاں دینے لگی۔۔۔۔۔

"میڈم ذرا دور جا کر مانگیں"-----زمین پر بیٹھے اسے دیکھ کر وہی گارڈ بولا۔۔۔۔۔

"نکل بوڑھے بھیک مانگے گی تمہاری بیوی"-----وہ دھاڑی اور اٹھ کر بیگ اٹھانے لگی گارڈ غصے سے دیکھتے

وہاں سے واپس چلا گیا۔۔۔۔۔

"کہاں جائوں اللہ کوئی تو سہارا دے"-----بیگن گھسیٹتے وہ خود سے مخاطب ہوئی۔۔۔

\*-----\*

سعیرا بھی کچن میں تھا کہ ٹیبل پر رکھا اسکا موبائل بجا۔۔۔۔۔

اسنے واپس آکر دیکھا تو عارب کی کال تھی۔۔۔۔۔ ایک نظر خاموش بیٹھی حورا لعین کو دیکھ کر اسنے موبائل کان سے لگائی۔۔۔۔۔

"بولو عارب"۔۔۔۔۔ اسکے کہنے پر دوسری طرف سے کچھ کہا گیا جسے وہ خاموش سن رہا تھا۔۔۔۔۔  
حورا لعین کا بھی اس کی باتوں پر دھیان تھا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے لاؤ اسے پر یاد رکھنا زمیداری تمہاری ہوگی اگر حورا لعین کو کچھ ہوا اسکی وجہ سے تو۔۔۔۔۔ آگے مجھے لگتا ہے سمجھانے کی ضرورت نہیں"۔۔۔۔۔؟ وہ حورا لعین کا خیال کرتا بولا پر عارب سمجھ گیا تھا اور کچھ پریشان بھی ہو گیا۔۔۔

پراسنے ناچاہتے ہوئے بھی ذمیداری لے لی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے لے آؤ"۔۔۔۔۔ اسے اجازت دے کر سعیر نے کال ڈسکنیکٹ کی اور حورا لعین کو دیکھا جس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ لانے والی بات میں الجھی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

وہ اسے انہیں سوچوں میں چھوڑ کر واپس کچن کی طرف چلا گیا چاہتا تھا وہ خود پوچھے پر ایسا ہوگا نہیں جانتا تھا

۔۔۔۔۔

اس لانے والی بات کو کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ اسے وہیں روک کر صوفے پر لیٹ گئی اور وہ دماغی طور اتنی تھکی ہوئی تھی کہ اسے معلوم ناہوا کب اسکی آنکھیں بند ہوئی اور کب نیند کی گہرائیوں میں اتری معلوم ہی ناہوا

-----

کچھ دیر بعد سعیر جب وہاں آیا تو اسے وہیں سویا پا کر کچھ دیر سوچتے پھر اسے اٹھا کر روم میں لے جانے لگا



\*-----\*

وہ بس اسٹاپ پر وہاں موجود بیچ پر اداس سی بیٹھی تھی بیگنز بھی پاس ہی پڑے تھے۔۔۔۔۔  
بس آتی لوگ بیٹھتے اور چلی جاتی پر وہ وہیں کی وہیں بیٹھی تھی۔۔۔  
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کہاں جائے۔۔۔۔  
پر وہ بیٹھی رہی ضد میں اپنے بھائی عارب کے انتظار میں جانتی تھی ضرور آئے گا۔۔۔۔  
جسکا انتظار کرتے کرتے شام سے رات ہونے کو آئی تھی۔۔۔۔  
اب اسے پریشانی ہونے لگی۔۔۔۔

اور دوسری طرف عارب بار بار اسکی لوکیشن چیک کرتے تھک گیا اور ہار کر وہاں پہنچا۔۔۔۔۔

"آؤ"۔۔۔۔۔ دروازہ کھول کر اسنے روکھے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"شکریہ پر میں کسی اجنبی کے ساتھ کہیں نہیں جاسکتی"-----مسکان نے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔

عرب نے آنکھیں سکیر کر دیکھا۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے پر اس پر ڈٹی رہنا"-----وہ کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا کہ مسکان کی آنکھیں پھیل گئی

"ارے رکو میں مزاق کر رہی تھی اپنی بہن کے مزاق کو بھی نہیں سمجھتے"-----وہ مسکرا کر جلدی سے  
بیگ اندر رکھ کر ساتھ بیٹھی۔۔۔۔۔

اس کی اداکاری پر آنکھیں گھمائیں اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔۔۔۔۔

"ویسے ہم جا کہاں رہے ہیں"-----؟ جیب سے بیل گم نکال کر منہ میں ڈالتے پوچھا گیا۔۔۔۔۔

"صرف چپ کر کے بیٹھو اور یاد رہے کوئی گڑ بڑنا ہواب کی بارور نہ میں تمہیں گھر سے نہیں دنیا سے اڑا دوں گا  
"-----سرد لہجے میں کہتے وہ راستے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

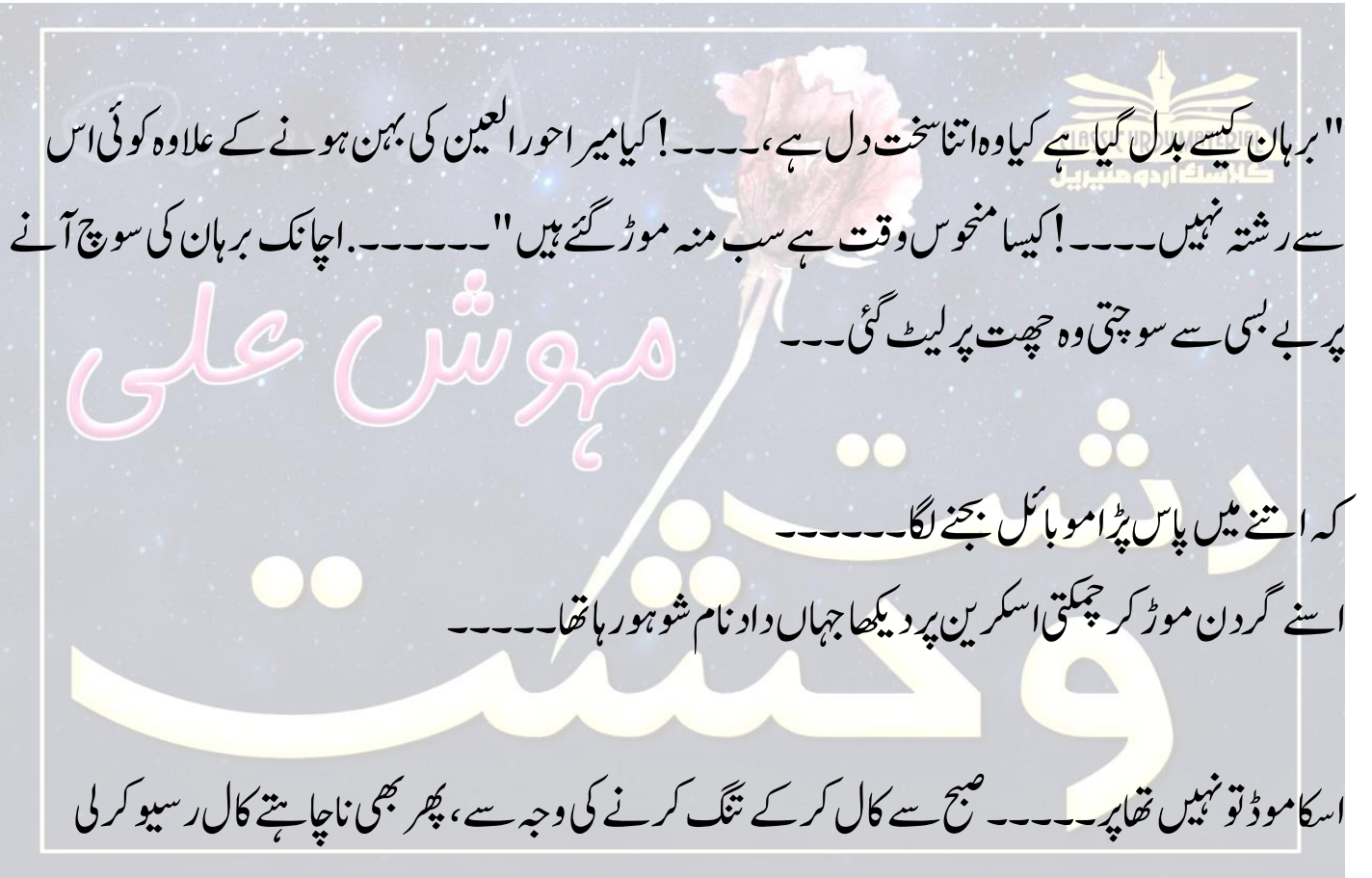
مسکان نے مسکرا کر ہلایا۔۔۔۔۔



\*-----\*

چھت پر بیٹھی وہ چاند کو دیکھتی بیگ میں پڑھے کارڈ کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کال کرے یا نا۔۔۔۔۔

"پر مجھے حور کو واپس لا کر بھی تو یہاں سے جانے کیلئے پیسے چاہیے،...! وہ میں کہاں سے لائوں گی"۔۔۔۔  
آنکھیں میچ کر وہ خود سے مخاطب ہوئی۔۔۔



"ہیلو کہاں تھی سارا دن۔۔۔؟ میں کتنے چکر لگا چکا ہوں گھر کے اور یہ تمنے میرا گھر میں آنا کیوں بند کر دیا ہے  
بی مجھے اندر آنے نہیں دے رہی"۔۔۔۔۔ اسکا ہیلو سننے سے پہلے داد اپنے سارے دن کا غصہ نکالنے لگا

"مر نہیں گئی تھی زندہ ہوں"۔۔۔۔۔ وہ بے تاثر آواز میں بولی "اور جب مینے کہہ دیا ہے میرا میری بہن کا تم لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں تو کیوں تنگ کیا ہوا ہے سارا دن کال پر کال کیے جا رہے ہو، سب لوگ تمہاری طرح بے کام نہیں ہزار کام ہیں ہماری زندگی میں"۔۔۔۔۔ وہ بیٹھتی بھڑک اٹھی۔۔۔۔۔

"نور یار پلیز میرے ساتھ تو ایسا نا کرو مینے کیا کیا ہے"۔۔۔۔۔ بالوں کو نوچتے رات کے اس وقت اکیلا لان میں بھیٹھا وہ بے بسی سے بولا۔۔۔۔۔

"داد مجھے کسی سے بات ہی نہیں کرنی آئی سمجھ، اب مجھے کال مت کرنا بس"۔۔۔۔۔!! سنجیدہ لہجے میں کہہ کر آنسو صاف کرتی کاٹنے ہی والی تھی کہ داد جلد سے بولا۔۔۔۔۔

"میرا قصور نور العین"۔۔۔۔۔؟ دوسری طرف بغیر التجا کے سنجیدگی سے پوچھا

نور نے اس کے پوچھنے پر اپنے لب کچلنے لگی۔۔۔۔۔ "میرے دوست ہو داد بیسٹ والے"۔۔۔۔۔؟؟

سکی دبا کر اسنے پوچھا۔۔۔۔۔

دوسری طرف داد اس کے لفظوں میں غم کو محسوس کرتے سختی سے آنکھیں میچ گیا۔۔۔۔۔ "کوئی شک"۔۔۔۔۔

"کیا کر سکتے ہو میرے لئے"-----؟؟چاند کو دیکھتے وہ طنزیہ مسکرائی۔۔

"جان نہیں دوں گا کیونکہ-----تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں"-----وہ کچھ ٹھہر کر بولا تو دوسری طرف نور سکتے میں آگئی۔۔۔۔۔ایسا کیا تھا اسکے لفظوں میں کہ نور کو جو بولنا تھا وہ بھول گئی۔۔۔۔۔

کافی دیر دونوں کی بیچ خاموشی چھائی رہی صرف ایک دوسرے کی سانسیں سن رہے تھے۔۔۔۔۔

اسکی خاموشی داد کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی کہ ہاتھ میں موجود کانچ کا گلاس ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا

اور اس گلاس کے ٹوٹنے کی آواز پر نور ہوش میں آئی داد کا ہاتھ خون سے لال ہو گیا اور کچھ ذرے اسکے ہتھیلی میں چھب گئے پر جتنا درد اسے ہتھیلی میں نہیں ہو رہا تھا جتنا نور کی خاموشی پر ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"مزاق اچھا ہے"-----وہ مصنوعی ہنسی ہنسی۔۔۔۔۔"یہ کیوں نہیں کہتے اتنی ہمت نہیں ہا ہا ہا

"-----مردہ پن سے قہقہہ لگا کر وہ اسکا مزاق بنانے لگی۔۔۔۔۔

داد اسکی ہنسی پر مسکرا دیا۔۔۔۔۔

"پھر تم ہنستی کیسے"-----؟؟اسنے بھی اپنی بزدلی کا جیسے مزاق اڑایا۔۔۔۔۔

"تمہیں خوش کرنے کیلئے جو کر بھی بن سکتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ وہ اسکے موڈ کو ٹھیک کرنے اور جو کہنا چاہتی تھی اس سے ہٹانے کیلئے بولا۔۔۔۔۔۔

"مجھے تم جو کر نہیں چاہیے داد صرف میرے لیا اتنا کرنا کہ میرے راستے میں کبھی مت آنا کبھی بھی نہیں اور مجھے م۔۔۔۔۔ معاف کر دینا بھول جانا کسی بھی بونی کو جسے تم اپنا اچھا دوست مانتے تھے، سمجھنا مر گئی وہ

-----!"

"اپنے اس مطلبی دوست کی خاطر میرے راستے میں مت آنا مجھے اپنے پاؤں پر کھڑے رہنے کی ہمت دینا نا کہ

-----" مسلسل روتی وہ بھرائی آواز میں کہتی موبائل آف کر گئی بغیر دوسری طرف کی

ایک بھی سنے۔۔۔۔۔۔

داد نے اسکی روئی ہوئی آواز سن کر موبائل غصے سے نیچے دے مارا۔۔۔۔۔

"اگر اس میں ہی تمہاری خوشی ہے تو سمجھ لو مر گیا تمہارا داد نہیں ہے میری کوئی دوست" ----- غصے سے موبائل کو دیکھ کر دھاڑتے اسنے کہا اور بغیر رکے سرخ لہور نگ آنکھیں لیے وہاں سے اندر گھر میں چلا گیا

"داد سنو بیٹا"۔۔۔۔!! کچن سے نکلتی آسیہ بیگم جلدی سے بولی تو داد ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں میچ کر رک گیا۔۔۔۔۔



"داد بیٹا برہان کیسا ہے وہ واپس کیوں نہیں آ رہا اپنی ماں کے بارے میں بھی نہیں سوچ رہا کیوں تڑپا رہا میری ممتا کو"----- روتے ہوئے اسنے داد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔

"امی آپ روتیں تو نہیں ورنہ مجھے بھی رونا آ رہا ہے۔۔" آسیہ بیگم کا سر اپنے سینے سے لگا کر وہ بولا۔۔۔۔۔  
"ٹھیک ہیں بھائی، ایک دم پر فٹ ہیں، ایک دن میں کیا ہو جانا ہے اسے میری کچھ دیر پہلے ہی بات ہوئی ہے ان

سے"-----

"تو وہ آ کیوں نہیں رہا"-----؟

"یہ آپ ابو سے پوچھ کر انہیں یہاں لانے کی بات کریں دیکھا کیسے بے عزت کر کے نکالا انہیں"-----

"پر بیٹا تب تمہارے ابو غصے میں تھے"----- آسیہ بیگم نے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"امی غصے میں انسان اپنے ہی سگے بھائی کی بیٹی کو کسی اجنبی کے حوالے نہیں کر دیتا اور کتنا پیسہ ہے ابو کے پاس جانتی تو ہوں گی ایسی کتنے ہی ریسٹورنٹ خرید سکتا تھا پر انہوں نے کیا کیا۔۔۔۔۔؟ مجھے لگتا ہے اس سعیر نے بھی

حورا لعین اور نور کے سامنے ہمارے بد صورت چہرے لانے کیلئے ہی یہ رقم رکھی تھی"-----

"اگر ابو چاہتا حورا لعین کو اپنی بیٹی سمجھتا تو اسکے ساتھ ایسے ناکرتا۔۔۔۔۔ بھائی جو کر رہا ہے ٹھیک ہے امی آپ بھی سمجھیں"----- اسکے ماتھے پر بوسہ دیکر داد بولا اور وہاں آسیہ بیگم کو سوچوں میں چھوڑ کر چلا گیا

-----

"تم دونوں پتا نہیں کیوں ان دونوں کے پیچھے پاگل بن رہے ہو تمہارے ابو یہ پیسہ کما بھی تو تم لوگوں کیلئے ہے  
"---- پیچھے آئیہ بیگم بڑ بڑائی

\*-----\*

پورے آسمان نے کالی چادر چڑھائی ہوئی تھی۔۔۔۔ اور اس ہر جگہ کرتے ستارے اور چاند دنیا کے حسین  
طریں منظر میں سے ایک لگ رہے تھے۔۔۔۔۔  
ایسے میں آلف اس وقت سیون سٹار پارک میں ایک بیچ پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔  
آس پاس دوسرے کپل بھی تھے جو اس موسم اور جگہ سے خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔  
کالے لمبے گردن تک آتے بال گھنی داڑھی مونچھے گرے کلر کی سرداسکی آنکھیں سفید رنگ کا مالک آلف  
جو بیسٹ کارائٹ ہینڈ اس وقت ایک کپل پر تر چھی نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

اور اس آدمی کے ساتھ بیٹھی عورت مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

آلف کو لگ رہا تھا بس کچھ ہی دیر میں اسکا کام ہونے والا ہے۔۔۔۔۔  
پراسکی سوچ کونا کام کرتے اس آدمی نے اپنے ساتھ لائی لڑکی کے کمر میں بازو ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

وہ لڑکی شاید کچھ دیر مزید بیٹھنے کا کہہ رہی تھی پر وہ آدمی اسکا موڈ شاید خراب ہو چکا تھا تبھی اسکی ایک بھی سنے بغیر اسے لئے اندر ہوٹل میں چلا گیا پر جاتے ہوئے وہ لڑکی آلف میں دیکھ کر مسکرا نا نہیں بھولی۔۔۔۔۔

آلف نے سختی سے مٹھی بھینچی۔۔۔۔۔

وہ چاہتا تو اسے ابھی کے ابھی اڑا سکتا تھا پر یہ بہت ضروری تھا آدمی عالم کیلئے تبھی صبر سے کام لے رہا تھا

انکے جانے کے بعد کچھ دیر خود بھی بیٹھا رہا تا کہ کسی کو شک نہ پڑے اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

اس ہوٹل میں لگ بھگ سو کے قریب رومز تھے یہ ایک بڑی بلڈنگ نما ہوٹل تھی اور کراچی کی مشہور

اس ہوٹل کو مزید خاص اسکی قریب بیچ بناتی تھی جہاں صبح ہوتے ہی لوگ جمع ہو جاتے اس خوبصورت  
نظارے کو دیکھنے کیلئے۔۔۔۔۔

یہ ایک مہنگی ہوٹل تھی جہاں پر ملک کے بڑے بڑے لوگ آتے تھے اپنی فیملی گر لفرینڈز اور دوسری عورتوں  
کے ساتھ۔۔۔۔۔

یہاں تک کہ کراچی گھومنے کیلئے آئے باہر کے ملک کے لوگ بھی یہیں اسٹے کرتے تھے۔۔۔۔۔

اسکا مقصد اسکے گھر میں انٹر ہو کر اسے شک دینا تھا۔ پر جب نظر سائیڈ والے صوفے پر پڑی تو خود شک میں آگئی۔۔۔۔

اسکی آواز اتنی آہستہ تھی کہ صرف پاس آکر کھڑا عارب ہی سن سکا۔۔۔

"سیر کی بیوی ہے حور العین بس اس کے علاوہ تمہیں کچھ یاد نہیں رکھنا"۔۔۔۔۔ عارب کے نیچے آواز میں سرگوشی کی۔۔۔۔۔

تو مسکان کچھ دیر کیلئے سمجھتی چٹکی بجا کر بولی۔۔۔۔

"اوہ سمجھ گئی سعیر نے بلیک کنگ کو پکڑنے کیلئے اسکی رکھیل کو بیوی بنا دیا تاکہ وہ ڈھونڈتے سامنے آئے اور  
 ----" عارب نے ایک دم غصے سے اسکے منہ پر سختی سے ہاتھ جمایا یہ تو شکر تھا سعیر سے وہ کچھ دور تھے یا  
 سعیر نے مسکان کی باتیں سن کر بھی ان سنی کر دیں تھیں۔۔۔۔"



عرب کے منہ پر ہاتھ رکھنے سے مسکان نے آنکھیں پھیلانی۔۔۔۔۔

"تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں جاہل عورت"۔۔۔۔۔ اسے وہاں سے کھینچ کر سائیڈ کرتے پوچھا۔۔۔

مسکان نے آنکھیں پٹیٹائی "کام کیلئے، سعیر کو کام والی کی ضرورت ہے اور مجھے ماشاء اللہ سے چھت کی تو اسلئے میں یہاں ہوں"۔۔۔۔۔ وہ بولی تو عرب نے گہری سانس خارج کی۔۔۔۔۔

وہ رات کو ہی یہاں آئے تھے اور آتے ہی اپنے اپنے روم میں چلے گئے تھے جہاں وہ کبھی کھبار رہتے تھے۔۔۔۔۔

اور اب صبح ہوتے ہی اس مصیبت کو نا سمجھانے کی سزا مل رہی تھی۔۔۔۔۔

"کچھ بھی ہو مسو تمہیں صرف جو کام سعیر بولے تو وہ کرنا ہے اور پاسٹ کو ذرا بھی حور العین کے سامنے نہیں دہرانا، اگر اسے کچھ ہوا تو اسکی زمیندار تم ہوگی اور سزا کی حق دار بھی پھر مجھے مت کہنا"۔۔۔۔۔ اسنے انگلی سے وارن کرتے کہا اور آنکھیں گھمائی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے سمجھ گئی اب جانے تو دو مبارک باد تو دو انہیں انکی شادی کی، نکاح کے چھوہارے بھی نہیں کھلائے"۔۔۔۔۔ اسے سامنے سے دھکادیتی وہ شکاوہ کرتی بولی اور جانے لگی کہ عرب نے اسکی کلائی پکڑ کر واپس کھینچا۔۔۔۔۔

"نوکرانی بن کر جا رہی ہونا کہ مالکن اور چھوہارے تو ایسے مانگ رہی جیسے تیرے بھائی کی شادی ہو  
----- وہ منہ بنا کر بولا۔-----"

"شکرمانے تو صحیح میرے بھائی ہو"----- وہ کلائی چھڑوا کر آگے بڑھی۔۔۔

"اور فکرنا کرو ایس پی سے شادی ہونے دو مالکن بھی بنکر دیکھاؤں گی"----- ایک ادا سے بال جھٹکتی وہ  
لائونج میں انکے پاس آئی۔۔۔۔۔

"یہ منہ اور مسور کی دال"----- عارب بڑبڑا کر انکے پاس آیا اور سلام کیا جسکا دونوں نے جواب دیا

حورالعین کی ساری توجہ ہیل کی ٹک ٹک اور لڑکی کی آواز پر تھی۔۔۔۔۔

"تمنے مجھے یاد فرمایہ سعیر"----- مغروریت سے کہتے وہ حورالعین کا جائزہ لینے لگی۔۔۔

جو کالے لمبے نم بالوں کے ساتھ بلوگھٹنوں تک آتے فروک جینز میں کندھوں کے گرد دوپٹہ پھیلائے باربی  
ڈول لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسکی سرخ سرخ پھولے گال مسکان کے دل میں ہلچل مچا گئے کہ جا کر اسکے گال پر ایک چٹکی کاٹے پر سعیر کی  
موجودگی کو دیکھتے وہ خود کی کلانی میں ہی چٹکی کاٹنے لگی کہ بے ساختہ منہ سے آہ نکلی۔۔۔۔۔

دونوں نے اسکی جانب دیکھا اور حورالعین کے لب بھی پھڑپھڑائے کہ کیا ہوا۔۔۔۔۔

عرب اسکی حرکتیں سمجھ کر مسکراہٹ روکنے لگا۔۔۔۔۔

"کام تمہیں سمجھا چکا ہے عرب یہاں آنے کا"۔۔۔۔۔ اسنے اسکی آہ کو نظر انداز کرتے پوچھا۔۔۔۔۔

"نہیں اسنے مجھے کچھ نہیں سمجھایا کام کے بارے میں"۔۔۔۔۔ اپنے مطابق اسنے عرب کی بے عزتی کے  
خاطر کہا پر مزا نا آیا۔۔۔۔۔

سعیر نے عرب کی طرف سوالیاں بطوروں سے دیکھا۔۔۔۔۔ "سعیر میں چاہتا تھا تم سمجھا دو"۔۔۔۔۔ اسنے  
مسکان کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔

سعیر صوفے پر اٹھا اور ساتھ مسکان کو بھی اٹھنے کا کہا وہ نا سمجھتے اٹھی اور اسکے پیچھے جانے لگی پر ایک نظر عرب  
کو دیکھنا نہیں بھولی۔۔۔۔۔

"کیسی ہیں حورالعین"۔۔۔۔۔ اسے ہاتھ مروڑتے دیکھ کر عرب نے مخاطب کیا۔۔۔۔۔

حورالعين نے آواز پر سراٹھایا۔۔۔۔۔ "ٹھیک" وہ منہ بنا کر بولی کیونکہ وہ یہ آواز پہچان گئی تھی جو اسکے نکاح میں بھی شامل تھا ڈاکو کی طرح۔۔۔۔۔

عرب مختصر جواب پر مسکرایا۔۔۔۔۔

"میں بھی ٹھیک ہوں اور آج سے یہیں رہوں گا آپکا گارڈ بن کر"۔۔۔۔۔ عرب کے کہنے پر وہ شرمندہ سی ہوئی صرف دو منٹ کیلئے پھر ناک چڑھا کر منہ موڑ گئی۔۔۔۔۔

"میری بھلا سے بارڈر پر جائو مجھے کیا"۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑائی تو عرب سن کر ہنس دیا۔۔۔۔۔

"میں سعیر کا وفادار آدمی ہوں تو نہیں جاسکتا"۔۔۔۔۔ حورالعين آنکھیں گھما کر رہ گئی۔۔۔۔۔ اور سوچ رہی تھی کہ سعیر اس لڑکی کے ساتھ کہاں گیا ہے۔۔۔۔۔

سعیر نے مسکان کو سمجھا دیا تھا کہ غلطی کی کوئی گنجائش نہیں اسے حورالعين کے ساتھ ہی رہنا پڑیگا اور وہ جہاں کہے گی وہاں لیکر جائے گی پر صرف گھر کے حد تک اور شام میں جب وہ آئے تو اپنا ڈنر پہلے ہی لیکر وہاں سے روم میں چلی جائے۔۔۔۔۔

دوپہر کے کھانے کیلئے اسنے کک کو کہا تھا جو آج کچھ ہی دیر میں آجائے گی اسنے بتایا تو مسکان نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔۔



سعیر واپس لائونج میں آیا تو حور العین کو سختی سے ہاتھ مروڑتے پایا۔۔۔۔۔  
اسکی چھوٹی سی ناک سرخ ہو رہی تھی غصے سے۔۔۔۔۔

"عین مینے تمہیں بتایا تھا نا کہ میرے پیچھے تمہارے ساتھ ایک میڈ ہوگی تو اس سے ملو مسکان سے یہ عارب کی بہن ہے اور آج سے یہاں تمہارے ساتھ ہوگی"۔۔۔۔۔ سعیر اسکے ساتھ بیٹھ کر بولا پراسکی بات کی جانب حور العین نے توجہ نہیں دیا۔۔۔۔۔

ایک پل کیلئے سعیر کی آنکھوں میں سرد تاثرات لہرائے پراگلے پل وہ نارمل تاثرات کے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

مسکان یہ سب دیکھتے غش پر غش کھا رہی تھی۔۔۔۔۔ "کوئی بیسٹ کو انور کر رہا تھا اور وہ خاموش تھا کیا بات ہے اس لڑکی کی تو داد دینے پڑے گی" اسنے دل میں سوچا۔۔۔۔۔

"اپنا خیال رکھنا شام کو ملتے ہیں"۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ پر اپنی گرفت کرتے وہ آہستہ سے بولا کہ درد سے حور العین آنسوؤں پی گئی۔۔۔۔۔

"ٹھ۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ اسکے سر ہلانے پر سعیر نے ہاتھ سے اپنی گرفت چھوڑ کر گال تھپتھپایہ اور اٹھ کر وہاں سے چلا گیا اسکے پیچھے عارب بھی تھا کیونکہ اسے گیٹ پر رہنا تھا پچھلے گارڈ کو سعیر نے فارغ کر دیا تھا اور اسکی جگہ عارب نے لے لی تھی۔۔۔۔۔

"وحشی جنگلی"۔۔۔۔۔اپنے ہاتھ کو سہلاتے حورالعین بڑبڑائی۔۔۔۔۔

"ہاں تو حورالعین کیسی ہیں"۔۔۔۔۔وہ دھپ سے اسکے ساتھ بیٹھتی بولی۔۔۔۔۔

"تمہارے پاس موبائل ہے"۔۔۔۔۔اسکے سوال کو درگزر کرتے حور نے پوچھا۔۔۔۔۔

مسکان نے پہلے آنکھیں سکڑیں پھر مسکرائی۔۔۔۔۔

"شکرا الحمد للہ"۔۔۔۔۔

"مجھے کال کرنی ہے اپنی بہن کو نمبر ملاؤ"۔۔۔۔۔وہ اسکا جملہ سنے بنا ہی جلدی سے بولی۔۔۔۔۔

"شکرا الحمد للہ میرے پاس موبائل نہیں ہے"۔۔۔۔۔اسنے مسکرا کر اپنا جملہ مکمل کیا اور حورالعین شرمندگی اور جلد بازی سے بلش ہو گئی۔۔۔۔۔

مسکان نے بڑی دلچسپی سے اسکے سرخ گال دیکھے۔۔۔۔۔

"بہت خوبصورت ہو میرے پاس لفظ نہیں تعریف کے لئے" اسکی گال پر چٹکی کاٹے وہ بولی تو حورالعین آہ کرتی رہ گئی۔۔۔۔۔

اسکے سفید رخسار پر سرخ نشان پڑ گیا اسکی چٹکی سے جسے وہ سہلانے لگی۔۔۔۔۔

"تمہارے بال بھی خوبصورت ہیں اور اتنے لمبے کیسے ہیں چڑ نہیں ہوتی ان سے"۔۔۔۔۔ اس کے بکھرے بالوں کو دیکھتی وہ مزید بولی حور العین حیرت سے اس لڑکی کو سوچنے لگی کہ ابھی آئی ہے اور باتیں ایسے کر رہی ہے جیسے پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔۔۔۔۔

"مجھے تعریف پسند نہیں"۔۔۔۔۔ اس نے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔۔ ابھی اتنی انسلٹ فیل ہوئی موبائل مانگنے سے کہ جسکا شوہر اسے نوکرانی گارڈ دے سکتا ہے تو ایک موبائل کیوں نہیں۔۔۔۔۔

"اوہ پر میں خوبصورت چیزوں اور انسانوں کو سراہے بغیر نہ رہ سکتی"۔۔۔۔۔ اس نے بغیر ناشتے کے منہ میں بیل ڈالتے کہا۔۔۔۔۔

"پر میں خوبصورت نہیں ہوں"۔۔۔۔۔ وہ چڑ کر بولی۔۔۔۔۔

"یہ تو مجھے معلوم ہے"۔۔۔۔۔ مسکان نے مسکرا کر کہا پھر اسکی چپ رہنے پر احساس ہوا کہ کیا بول گئی ہے

۔۔۔۔۔

"بیل کھاؤ گی"۔۔۔۔۔ اس نے جیب سے دوسرا نکال کر حور العین کے سامنے کیا جس پر اس نے خاموشی سے انکار میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

"سوری پر کھانا پڑیگا"۔۔۔۔۔ اسنے کہہ کر زبردستی حور کے منہ میں ببل ڈال دیا وہ گھبرائی اور التجا بھی نا کر سکی اس اچانک حملے سے۔۔۔۔۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ"۔۔۔۔۔ وہ چلائی۔۔۔۔۔

"سوری آئی تو تمہارے لپس کو ٹچ کرنے کا حق صرف سعیر کو ہے پر مینے تمہیں ببل کھلانا تھا کیونکہ مجھے فرینڈ شپ کرنی ہے تمہارے سے"۔۔۔۔۔ وہ لا پرواہی سے بولی اور اس پتا ہی نا تھا کہ حور العین کی اندری حالت کیا تھی اسکی بات پر اگر یہاں وہاں دیکھنے کے بجائے اسکے چہرے کو دیکھ لیتی تو قہقہہ لگائے بغیر نا رہ سکتی۔۔۔۔۔

"سب جنگلی وحشی ملکر ساتھ ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔ وہ دل میں سوچتی ببل چبانے لگی۔۔۔۔۔

"تمنے جواب نہیں دیا دوستی کا"۔۔۔۔۔ "پر اس سے پہلے میرے اصول یاد رکھنا میری دوستی میں ہیلپ کا قانون نہیں"۔۔۔۔۔

حور العین نے دانت پیسے "تو ایسی دوستی کا میں اچار ڈالوں"۔۔۔۔۔ وہ طنزیہ بولی۔۔۔۔۔

"نہیں ہمارا ٹائم پاس ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ حور العین کے خانوں چیک کرتی بولی۔۔۔۔۔



"شکریہ پر میرا اچھا نام پاس ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ چھڑوا کر غصے سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

"تم بہت کیوٹ ہو"۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ آتے اس کی خفگی دیکھ کر کہا تو ناچاہتے ہوئے بھی اس کی حور نے مسکراہٹ روکی۔۔۔۔۔

"ہنسی تو پھنسی"۔۔۔۔۔ مسکان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے کہا تو اسے لیکر لان میں موجود جھولے پر آگئی



حورالعین بھی کوئی جواب دئے بغیر ساتھ ہوئی۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد ہوا میں اڑتی حورالعین کی خوفناک چیخیں تھی اور پیچھے جھولاتی مسکان کے قہقہے۔۔۔۔۔

عرب لان سے حورالعین کی چیخیں سنکر بھاگا آیا اور وہاں کا منظر دیکھ کر دل کیا اپنی بہن کا گلابا دے

اور جلدی سے کانپتی حورالعین کے پاس پہنچا۔۔۔

\*-----\*

وہ کچھ کچن کی چیزوں کی خریداری کر کے اپنے ہی خیالوں میں راستا کر اس کرنے لگی کہ اچانک سامنے سے آتی گاڑی اسکے پاؤں کے قریب آ کر رکی اور آہ کرتی پیچھے ہونے کی کوشش میں نیچے گری نتیجاً اسکا سارا سامان راستے پر پھیل گیا۔۔۔۔۔

"اف"۔۔۔ وہ برہان کی گاڑی پر نظر ڈالتے کراہ کر اپنی ہتھیلیاں دیکھنے لگی جو سرخ پڑ گئی تھی یہ تو شکر تھا

چوٹ نہیں آئی۔۔۔۔۔

"نور العین تم ٹھیک ہو"۔۔۔۔۔ برہان جلدی سے باہر آیا اور نیچے بیٹھی نور کو دیکھتے پریشانی سے پوچھا

مہوش علی

"ہہ۔۔۔ ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ سوری"۔۔۔۔۔ وہ اپنے کپڑے جھاڑ کر اٹھی اور پھر سامان کو نیچے دیکھ کر جلدی سے اٹھا کر بیگ میں ڈالنے لگی۔۔۔۔۔

تب تک لوگ اسے پتا نہیں کیا کیا کہہ رہے تھے پر اسے فکر نہیں تھی ایک تو پیسے نہیں تھے دوسرے ان نوابزدے نے اچانک ہی آ کر سارا نقصان کر دیا۔۔۔۔۔

"آؤ میرے ساتھ کہاں جا رہی تھی"۔۔۔۔۔ برہان کہہ کر گاڑی فرنٹ ڈور اسکے لیے کھولا۔۔۔۔۔

نور نے پہلے اسے دیکھا اور پھر گاڑی کو۔۔۔۔۔

"معاف کرنا ہماری اتنی اوقات نہیں"۔۔۔۔۔ وہ تڑخ کر کہتی وہاں سے جانے لگی برہان کے ماتھے پر  
تیوریں پڑ گئیں اور آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح غصہ ابلنے لگا۔۔۔۔۔

"کچھ زیادہ ہی بولنے لگی ہو"۔۔۔۔۔ اسکے تم کون میں کون والے انداز پر اسے آگ لگی اور اسے بازو سے  
پکڑ کر زبردستی گاڑی میں بیٹھایا اور دروازہ بند کر کے خود دوسری طرف آ گیا۔۔۔۔۔

نور العین مزید تماشا اسلئے نہیں کر سکی کیوں کہ یہ مین روڈ تھا۔۔۔۔۔

"اب بتاؤ چوٹ تو نہیں آئی کہیں اور جا کہاں رہی تھی"۔۔۔۔۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے اسنے مصروفیت  
سے پوچھا۔۔۔۔۔

برہان کی بات پر نور نے کوئی جواب نادیا اور خاموشی سے باہر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔ برہان نے اسکی ہٹ دھرمی پر  
دانت پیسے۔۔۔۔۔

"میں تم سے بات کر رہا ہوں نور"۔ غصے سے وہ بولا پھر بھی ایسا لگا جیسے اپنے آپ سے سوال کیا ہو۔۔۔۔۔

"تم جواب کیوں نہیں دے رہی نخرے دیکھا رہی ہو"۔۔۔۔۔ گاڑی ایک سائیڈ روکتے اسنے نور کے بازو  
سے پکڑ کر اپنے طرف رخ کیا اور دھاڑتے پوچھا۔۔۔۔۔

"بچ گئی میں یہ کافی نہیں تمہارے جواب کیلئے"۔۔۔۔۔ اسکی دھاڑ پر وہ بھی چیخی برہان نے حیرت سے اس ذرا سے غصے پر سہم جانے والی لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔

اپنے بازو پر اسکے لمس سے دھڑکنوں میں شور سا مچ گیا اور ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے

۔۔۔۔۔

اسنے گھبرا کر اپنا بازو اسکے گرفت سے چھڑوایا اور بغیر ایک سیکنڈ بھی بیٹھے وہ گروسری بیگ اٹھائے گاڑی سے نکلی

"نور واپس آؤ"۔۔۔۔۔ وہ پیچھے سے غرایا پر نور ایک بھی سنے بغیر وہاں سے تقریباً بھاگتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔۔۔۔

"ڈیم فول"۔۔۔۔۔ اسنے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔۔۔۔۔

\*-----\*

وہ منہ کھولے اس سیون اسٹار ہوٹل کے سامنے کھڑی تھی جو پوری جیسے کانچ کی بنی تھی۔۔۔۔۔ وہاں آتے جاتے امیر کبیر لوگوں کو دیکھتے اسکی ٹانگیں کانپنے لگی تھی۔۔۔۔۔

اپنی ٹوٹی ہمت کو باندھتے "اللہ" کا نام لیکر خشک لبوں پر زبان پھیرتی وہ قدم اٹھائے آگے بڑھی دل تو کر رہا تھا یہاں سے ہی دوڑ لگائے اور گھر میں جا کر دم لے۔۔۔۔۔

وہ آہستہ سے گلاس ڈور کو دھکیلتی اندر داخل ہوئی اور وہاں اسکا منہ مچھلی کی کھل اور بند ہو رہا تھا۔۔۔۔۔



اسے لگا وہ کسی دوسری ہی دنیا میں آگئی ہو۔۔۔ بہت خوبصورت تھی سیون اسٹار ہوٹل پر اس میں رہنے والے لوگ پتا نہیں کیسے تھے وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ اسنے صبح ہی اس آدمی کو کال کر کے ہاں کہا تھا اور ایک بار دیکھنے آنے کا کہا تھا تو اسنے اسے بے فکر رہنے کی تسلی دیتے ایڈریس سینڈ کیا۔۔۔۔۔

برہان سے ہوئی ملاقات کے بعد اسنے اور بھی ارادہ پکا کر لیا تھا اور کچھ دیر بعد ڈریس چینج کر کے یہاں پر تھی

اس شکیل نامی آدمی نے اسے کہا تھا کہ اسکی جب تسلی ہو جائے تو ر سیشن پر موجود لڑکی اسکی وہاں موجود آفس۔ کا پوچھے اور وہ اسے جہاں جانے کو کہے گی وہیں آئے تاکہ وہ اس ہوٹل کے باس سے ملو اسکے اور نور العین نے چار اطراف نظریں گھما کر اپنی تسلی لی۔۔۔

"اب اتنے لوگوں میں مجھے کوئی کیا تکلیف دے سکتا ہے"۔۔۔۔۔ وہ خود سے بولی اور خوش ہو کر سامنے ر سیشن پر موجود لڑکی کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔

وہاں پہنچ کر اسنے شکیل نامی آدمی کا دیا ہوا کارڈ دیکھا یا تو اسنے نور العین کے چہرے کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔

"یہاں سے رائٹ جائیں اور نور تھ فلور پر روم نمبر 113" وہ کہہ کر دوسرے وہاں موجود لوگوں کو جواب دینے اور نور العین کچھ جھجھکتی آگے بڑھی۔۔۔۔

لفٹ سے نکل کر وہ نور تھ فلور پر آئی۔۔۔۔۔

وہاں بھی جدید ماڈرن قسم کی لڑکیاں اور لڑکے تھے شاید کیپلز تھے۔۔۔۔۔

وہ ۱۱۳ تیرانامی روم نمبر کا ورد کرتے دھڑکتے دل کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی کہ سامنے سے ایک روم سے نکلتے کمال صاحب پر گئی۔۔۔۔۔

نور العین کا تو سانس بند پڑ گیا اور ہاتھ پیر کا پنے لگ گئے۔۔۔۔۔  
"اگر آج تایا ابو کی نظر پڑ گئی تو انہیں ایک اور موقع مل جائے گا ہمیں خاندان میں بدنام کرنے کا"۔۔۔۔۔ وہ کانپتے ہاتھ پیروں کے ساتھ پیچھے کو کھسکی۔۔۔۔۔

اور کمال صاحب نے جیسے ہی نظریں اٹھائی نور العین جھپاک کے ساتھ اپنے بائیں طرف موجود روم میں گھس گئی اور دروازہ بند کر دیا یہ تو شکر تھا کہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"نور العین"۔۔۔۔۔ کمال صاحب کو لگا وہ اچانک اندر گھسنے والی لڑکی نور العین ہے تو اسنے اسکی طرف حیرت سے قدم اٹھائے وہ یہاں اپنے ایک دوست سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔۔

اور اندر موجود دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی نور العین کی وحشت سے آنکھیں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں پھاڑ، منہ کھولے سامنے کے منظر کو دیکھ رہی تھی جہاں بغیر شرٹ کے کالے لمبے بال اور گھنی داڑھی مونچھوں والا کوئی پچیس سال کا لڑکی ایک ماڈرن لڑکی کے کمر میں ہاتھ ڈالے روم کے بچوں بیچ کھڑا تھا

---

آلف اور اس ٹینا نامی لڑکی نے اچانک اندر داخل ہوتی نورالعین کو حیرت سے دیکھا۔



کتنی مشکل سے اسے موقع ملا تھا آلف کے پاس آنے کا وہ بھی ندیم کے سونے کے بعد پر اس لڑکی نے اچانک آکر اس کا موڈ کڑکڑا کر دیا۔۔

نورالعین کو اپنی پوزیشن کا احساس ہوتے اس نے شر مندہ ہو کر سر جھکایا۔۔

آلف کا غصے سے برا حال تھا۔ دل کر رہا تھا ابھی کھینچ کر اسے تھپڑ مارے کہ تین دن ہوش میں نا آئے۔

"آؤٹ"۔۔۔ وہ دھاڑا۔ نورالعین سہم کہ رہ گئی۔۔

"نورالعین"۔۔۔ کمال صاحب نے دروازہ ناک کرتے روم سے نور کو پکارا۔۔

"سس۔۔ سوری۔ وہ۔ وہ۔۔ پلیز۔۔۔۔۔ دبدباتی آنکھوں سے اسنے التجا کی۔۔

"یونچ سنا نہیں۔۔ ٹینا ہر گزیہ چانس نہیں مس کر سکتی تھی تبھی آلف سے الگ ہو کر غرائی۔۔

بے بسی سے نور العین کے آنسوں رخسار پر پھسل آئے۔۔ اور اسنے دروازے کو دیکھا۔۔

"پپ۔۔ پلیز صرف دو منٹ۔۔ اسنے ڈرتے آلف کو دیکھ کر کہا۔۔

آلف خاموش ہو گیا اور اسے دیکھنے لگا جسکی ٹانگے بری طرح کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔  
"سنو وہاں جاؤ۔۔۔۔۔ بھاری گھمبیر آواز پر نور نے سر اٹھایا تو سرخ گرے آنکھوں اسکا ٹکرائو ہوا، بدن میں سنسی سے دوڑ گئی۔

وہ اسے باتھ روم کی طرف جانے کا کہہ رہا تھا۔۔ نور نے کچھ خوفزدہ ہو کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"نور العین میں جانتا ہوں اندر تم ہو باہر آؤ۔۔۔۔۔ کمال صاحب کسی کے جواب نادینے پر غصے سے بولا۔۔۔  
اسے پورا یقین تھا وہ نور ہی تھی۔۔

آج تو اسے پکڑ کر ہی رہے گا اور اپنے بیٹوں کے سامنے پیش کرے گا اسنے سوچ لیا تھا۔

غصے سے بھری کمال صاحب کی آواز پر نور العین نے قدم پیچھے لیے۔۔۔



آلف اور ٹینا اسے دیکھ رہے تھے جو دروازے کے پیچھے کھڑے آدمی سے چھپ رہی تھی۔

اور نور العین سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے آگے کنواں تو پیچھے کھائی۔۔

"یا اللہ میری مدد فرما" اسکے لب پھڑپھڑائے اور وہ دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگی کہ اچانک پیچھے سے آلف نے اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔ وحشت سے پھیلی آنکھوں کے ساتھ وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی۔۔۔

مہوش علی

"ٹینا اسکا دوپٹہ اٹھاؤ اور باہر جو بھی ہو اسے سے پوچھو کیا کام ہے"۔ اسنے نور العین کو دروازے کی سائیڈ کرتے اسکا دوپٹہ ٹینا کی طرف پھینکا۔۔۔

اور نور العین اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کرتی ناکام ہو رہی تھی۔۔ اسکی پشت آلف کے چوڑے سینے سے لگی تھی۔۔ قد میں چھوٹی ہونے کی وجہ سے وہ اسکے لمبے قد اور مضبوط بازوؤں میں چھپ سی گئی تھی۔

ٹینا نے ایک کھا جانے والی نظر نور پر ڈال کر اسکا دوپٹہ اوڑھا اور دروازہ کھولا۔۔

"کیا ہے"۔۔؟ وہ غصے سے کمال صاحب سے بولی۔

کمال صاحب نے اسکے دوپٹے کو دیکھا اور پھر اسے۔۔

"کیا بھی اس روم میں آپ داخل ہوئی تھی"۔۔؟ انہوں نے پوچھا۔

"ہاں کیوں کوئی کام ہے آپکو"۔۔؟ اسنے برواچکا کر جواب دیا

"نہیں سوری بیٹا میں سمجھا میری بیٹی ہے اسکی شکل آپ سے ملتی ہے بہت تو غلط فہمی ہو گئی"۔۔ معذرت کرتے کمال صاحب نے ایک نظر اسکے پیچھے روم میں کے سامنے دیکھتے حصے پر ڈالکر وہاں سے چلا گیا تو ٹینا نے غصے سے دروازہ بند کیا۔۔

"شاید غلط فہمی ہو گئی تھی"۔۔ کمال صاحب بڑبڑائے اور اپنی آج کی نئی ڈیل کو سوچتے مسکرا کر لفٹ میں داخل ہو گئے۔

ٹینا نے دروازہ بند کرتے پہلے دوپٹہ آلف کی جانب نورالعیین پر پھینکا پر وہ اپنے حواس کھو چکی تھی اور آلف کے بازوؤں میں جھول رہی تھی۔۔

"لو شروع ہو گیا ان مڈل کلاس لڑکیوں کے ڈرامے"۔۔ ٹینا نے آلف کی بازوؤں میں اس دلکش سی چھوٹی لڑکی کو بے ہوش دیکھ کر بیزاریت سے کہا اور جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔

آلف اس پر ایک نظر ڈال کر نور العین کو بیڈ پر ڈالا اور اسکے اوپر کمفرٹر ڈالا۔

"تم اسے باہر پھینکو اب"۔ ٹینا اسے بیڈ پر دیکھ کر خود اٹھ کھڑی اور تلخ لہجے میں بولی۔

"اسے ہوش آنے دو"۔ آلف نے نور العین کے معصوم چہرے کو دیکھتے کہا۔

"واٹ! اگر اسے رات تک ہوش نہ آیا تو کیا اپنے پاس رکھو گے۔ کہیں اسکے حسن کو دیکھ کر نیت تو نہیں خراب ہو گئی"۔ وہ جل کر بولی

"نہیں۔۔! اسکے پاس بیگ ہے وہاں سے اسکے گھر کا ایڈریس لے لیں گے"۔ ٹینا کی بات پر اسکا جبر اتن گیا

اور دوسری طرف بیڈ پر پڑی اپنی شرٹ کو اٹھا کر پہنتے بولا۔ جو وہ سونے سے پہلے ہمیشہ اتار کر سوتا تھا اب بھی سو رہا تھا کہ اچانک ٹینا آگئی اور وہ اسکے گلے میں پڑ گئی۔  
ویسے وہ چاہتا بھی یہی تھا۔

اسکا کام آسان کر دے۔

ٹینا نے آگے بڑھ کر بٹن بند کرتے اسکے ہاتھ نیچے میں ہی روک لیے۔۔ تو آلف نے اسکے چہرے کو دیکھا جہاں آنکھیں بہت کچھ بول رہی تھیں۔

پھر اس نے نور العین کو دیکھا جو بیڈ پر بیہوش پڑی ہوئی تھی۔ ٹینا واپس اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی پر آلف نے گردن گھما کر بیچ میں ہی اسکے ہاتھ روک دئے۔

"وہ بیہوش ہے ڈارلنگ"۔۔ سرگوشی میں کہتی اسکے ہاتھ تھام لیے کہ اچانک دھاڑ سے روم کا دروازہ کھلا اور ندیم اندر داخل ہوا۔۔

ٹینا ایک دم گھبرا کر آلف سے دور ہوئی اور حیرت سے ندیم کو دیکھنے لگی جو اسکا بوائے فرینڈ تھا جسکے ساتھ وہ پاک آئی تھی۔

مہوش علی

آلف نے اپنی شرٹ جھٹک کر بٹن بند کیے۔

"مجھے تم پر پہلے ہی شک ہو گیا تھا دو کھے باز"۔۔ ندیم نے آگے بڑھ کر ٹینا کے شولڈر کٹ بالوں کو مٹھی میں جکڑا اور غصے سے دھاڑا وہ کراہ کر رہ گئی۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو ندیم ایسا کچھ نہیں ہے"۔۔ اپنے بالوں کو چھڑوانے کی کوشش کرتے وہ درد سے بولنے کی کوشش کرنے لگی۔

"غلط تو میں پہلے تھا روم میں چلو صحیح تمہیں میں سمجھا دوں گا"۔۔ اسے دروازے کی طرف دھکیلتے وہ غرایا اور خاموش کھڑے آلف کی جانب بڑا۔۔



"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے ٹچ کرنے کی"۔۔۔ آلف کی کالر کی جانب ہاتھ بڑھاتے وہ دھاڑا جب بیچ میں ہی آلف نے اسکے ہاتھ پکڑ لیے۔۔

"یہ میرا روم ہے میں تمہارے کمرے میں نہیں گھسا، اور دوسری بات میں سو رہا تھا"۔۔۔ اسکے ہاتھ کو جھٹکتے وہ بولا تو ندیم نے بیڈ کی جانب دیکھا اور وہیں ساکت ہو گیا۔

"بلا سنڈ بیوٹی" وہ بڑبڑایا اور پھر آلف کو دیکھنے لگا جو نا سمجھتے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ۔۔ یہ"۔۔ وہ بغیر کچھ کہے روم سے نکلا۔ ٹینا بھی اسکی پاگلوں والی حالت کو دیکھتے اسکے پیچھے ہوئی۔

انکے جاتے ہی آلف نے روم لاک کیا اور ایک نظر نور العین پر ڈالی۔۔  
پھر ٹیبل کے قریب رکھی موبائل اٹھائی۔۔

"ہاں سعیر کام ہو گیا، مجھے یقین ہے ندیم سے بات بلیک کنگ تک ضرور پہنچ جائے گی کہ بلا سنڈ بیوٹی کراچی میں ہے"۔۔ آہستہ سے بات کرتا وہ نور العین کے قریب آیا اور پاس بیٹھا۔۔

موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسنے مسکرا کر نور کے چہرے پر بکھریں لٹے ہٹائیں اور اسکی گھنی پلکوں کو دیکھا۔۔

"تھینکس آنے کیلئے"۔۔ کہہ کر اس نے پانی کا گلاس اٹھایا اور اسکے چہرے پر چھینٹیں ماریں۔

"اٹھو لڑکی"۔۔ اسکی پلکوں میں حرکت دیکھ کر اس نے اسکی گال تھپکائی۔۔

بھاری آواز پر کچھ نا سمجھتی نور العین آنکھیں کھولنے لگی۔۔

پر خود پر جھکے اس اجنبی کو دیکھ کر اسکے منہ سے چیخ نکلی کہ اس سے پہلے ہی آلف نے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی۔۔

"شش۔۔ اٹھو اور اپنے گھر جاؤ آئندہ میں تمہیں یہاں نادیکھوں ورنہ ابھی تو چھوڑ دیا پر دوبارہ"۔۔!! اس پر جھکے ہی وہ کہنے لگا اور نور العین خوف سے اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھنے لگی۔۔

"آئندہ کبھی کسی کے روم میں گھسنے سے پہلے ہزار بار سوچنا"۔۔ اسکے پھولے گال پر انگلی رکھ کر کہا اور اسکے پاس سے اٹھ کر باتھ روم میں بند ہو گیا تاکہ وہ بغیر خوفزدہ ہوئے وہاں سے نکل جائے۔۔

سانسیں بند کیے پڑی نور العین اسے جاتے ہی ایک دم اٹھی اور اپنے اوپر سے کمفر ٹرہٹا کر اپنے گرد دوپٹہ ٹھیک کرتی بیڈ سے جلدی اٹھی پاس پڑے جوتے پہن کر ایک ہی سانس میں اسکے روم سے باہر بھاگی اور ہوٹل سے باہر آ کر ہی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔

"یا اللہ یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا۔۔ اور۔۔ اور یہ آدمی وہ لڑکی۔۔۔۔ اسکا آنسو پھسل کر گال پر گرا۔۔

کہ اسے اپنا پرس یاد آیا۔۔

"اف اسے تو میں اس آدمی کے روم میں ہی چھوڑ آئی"۔۔ اسنے مڑ کر اس بلڈنگ کو دیکھا۔۔ اور نفی میں سر ہلاتے وہاں سے بھاگ نکلی۔۔

آلف کے حکم کے مطابق شکیل نور العین کے پیچھے ہی تھا اسے صحیح سلامت گھر چھوڑ کر واپس آئے۔۔

آلف جب روم سے باہر نکلا تو کمرے میں اسکے ناپا کر مسکرا دیا۔۔  
وہ چلتا بیڈ کے قریب آیا کہ اچانک اسکے نور العین کی پرس کی یاد آئی تو اسنے دروازے کی سائیڈ پر دیکھا جہاں اسکا بلیک کلر کا پرس پڑا تھا۔۔

اسنے چل کر وہاں سے پرس اٹھایا اور دیکھتے ٹیبل پر رکھ دیا۔۔

\*-----\*

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے"۔۔ سیر لائونج میں داخل ہوتے سر پکڑے بیٹھی حور العین کو دیکھتے پوچھا۔۔

حور العین نے جلدی سے سیر آواز پر دبائی آنکھیں اٹھائی۔۔

"کیا ہوا ہے عین"۔۔۔؟ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر فکر مندی سے پوچھا۔۔

حور العین نے منہ کھولا ہی تھا کہ پیچھے کچن سے آتی مسکان بولی "حور العین کو سر میں درد ہے تو میں یہ کافی بنا کر لائی ہوں سوچا درد کم ہو جائے"۔۔ اسنے کہتے کافی کا کپ سامنے ٹیبل پر رکھا۔۔



"سیر مینے کچھ نہیں کیا وہ اچانک اسے درد ہونے لگا"۔۔ خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیر کر اسنے صفائی دی، اب کیا بتاتی کہ وہ اتنی نازک مزاج تھی کہ ایک دن اس سے بات کرنے سے یہ حال تھا۔۔



سعیر نے اسکے جھوٹ پر لب بھینچ کر اسے وارن کیا۔۔

"تمہارا صرف کام اسکے ساتھ رہنا تو اس پر پورا دھیان دو"۔۔ مسکان نے جلد سے سر ہلایا اور اسکے "جاؤ یہاں سے" کہنے پر چلی گئی۔۔

"کھانا کھایا تم نے عین"۔۔؟ بازو سے پکڑ کر اسے اٹھاتے پوچھا۔

وہ جو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی زور شور سے سر ہلانے لگی۔۔۔ سعیر اسکی حرکت کو دیکھ کر مسکرایا اور ساتھ لیکر روم میں آگیا۔۔۔

"تمہیں ہماری ڈیل یاد ہے نا"۔۔ روم میں آکر اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے خود کے قریب کر پوچھا۔

"ہہ۔۔۔ہاں۔۔۔یاد ہے۔۔۔" حور اسکے اچانک قریب آنے پر سینے پر ہاتھ رکھ کر چہرہ دوسری طرف موڑ گئی

پراسکی تیز سانسیں گردن پر محسوس کرتی وہ سہم گئی۔

سعر اپنے بازوؤں میں اسکی کپکپاہٹ محسوس کر کے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جو زرد پڑ گیا تھا۔

"آؤ تمہیں سردرد کی دوائی دوں پھر آرام کرنا جب تک میں فریش ہو جاؤں"۔۔۔ اس سے الگ ہو کر وہ بولا تو حور نے اپنا رکاسانس بحال کیا۔۔۔

وہ ہر اس سال اسکے بیٹھانے پر بیٹھ گئی۔۔۔ پر ہاتھ ابھی بھی کانپ رہے تھے۔۔۔

"صحیح ہے حور اس طرح سے جلد آزادی ملے گی"۔۔ اسنے دل میں سوچا اور ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لیں۔

سعیر نے اسے دوائی کھلا کر تکیے پر اسکا سر رکھ کر اسکے اوپر کمر ٹرڈالا۔۔

حور العین جلدی سے اسکی طرف سے کروٹ بدل گئی۔۔

سعیر اسکی پشت پر بکھرے بال دیکھ کر مسکرایا اور وارڈروب سے اپنا ڈریس نکالنے لگا۔۔

کیونکہ کوٹ کے اندر پہنی شرٹ پر کہیں کہیں خون کی نشان لگے ہوئے تھے۔۔

\*-----\*

وہ دونوں کچن میں آگئے تھے اور حور العین کو ڈر لگ رہا تھا پتا نہیں کیسا بنے گا اور وہ کر بھی پائے گی کہ نہیں۔۔

"شروع کریں"۔۔۔ شرٹ کی آستینیں فولڈ کرتے اسنے پوچھا۔۔

حور العین نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

اور اپنے کھلے بالوں کا جوڑا بنانے لگی۔۔

"رہنے دو انہیں"۔۔۔ سعیر نے اس کے باندھتے دیکھ کر ہاتھ روک لیے۔۔

اور حور العین آہستہ سے پیچھے ہوئی۔۔

"کیا بناؤ گی آج"۔۔۔ ایپر ن اٹھالتے پوچھا اور ایک خود باندھنے لگا دوسرے حور العین کا رخ اپنی طرف

کرتے باندھنے لگا۔۔ اور حور العین وہ پوری اس کے حصار میں آگئی تھی۔۔

بس سانس روکے کھڑی رہی، اسکی پلکیں لرز رہی تھیں۔۔۔

"تم نے بتایا نہیں کیا بناؤ گی عین"؟ ایپر ن باندھ کر اسے اپنی سحر انگیز حصار سے آزاد کیا اور ایک بار پھر پوچھا

"مم۔۔۔ مجھے پتا نہیں۔۔۔" سانسوں میں اسکی پرفیوم کی خوشبو پر وہ اپنا سانس بحال کرتے بولی اور ہاتھ مروڑنے لگی۔۔۔

سعیر نے اس کے جواب پر براچکائے۔۔

"تو پا کرو! اگر آزادی چاہے"۔۔۔ وہ کہہ کر خود رات کیلئے ڈنر بنانے لگا۔۔

حور پریشان کا نوٹر سے پیٹھ لگا کر سوچنے لگی کہ کیا کرے اسے تو کچھ آتا نہیں تھا وہ تو صرف اپنی ماں کے ساتھ ہلکا پھلکا کام کر لیا کرتی جیسے کوئی چیز پکائی اور وہ ساتھ کھڑی رہتی تو ٹیسٹ کر کے انہیں ذائقہ بتاتی۔۔۔ اور اسے نام آتے تھے کچھ کچھ، اب کیا کرے۔۔۔ وہ اپنا نچلے لب دانتوں میں دبائے عجیب عجیب ریسپی سوچنے لگی۔۔۔

"سبزی والا چاٹ کیسا رہے گا، جیسے ملائی چاٹ فروٹ چاٹ اور سبز چاٹ"۔ اسنے چٹکی بجائی پاس ہی کھڑا سحیر اسکی مسکراہٹ اور چٹکی کو دیکھنے لگا۔۔۔

"پتا ہو گیا"۔۔۔؟ بیسن اسکی ناک پر لگاتے پوچھا۔۔۔

"ہاں پر میری طرف سے ہے"۔۔۔ حور سیدھی ہو کر کھڑی ہوئی۔۔۔

"تمہاری طرف سے مطلب"۔۔۔ وہ نا سمجھی سے بولا۔

"مطلب یہ کہ کھانا مجھے بنانا ہے، آپنے صرف ٹیسٹ کرنا ہے، تو آپ صرف ٹیسٹ کر کے بتائیں گے باقی کوئی

آواز یا روک ٹوک نہیں، منظور۔۔۔!!"۔۔۔ اسنے ہاتھ آگے کیا ملانے ڈیل کیلئے۔۔۔

"منظور ہے"۔۔۔ سحیر نے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر کھینچا اور گھما کر اپنے آگے کھڑا کیا۔۔۔



حورالعین اسکے کھینچنے پر اچانک سے گرتے گرتے بچی ایسا سے لگا۔ اور اسکی سینے سے اپنی پشت کو دور کرنے کی کوشش کرتی نروس ہو گئی تھی۔

"یہ۔۔ یہ کیا ہے سع۔۔ سعیر"۔۔۔ وہ کانٹو نظر پر ہاتھ رکھ کر آگے کو کھسکی پروہ بالکل اسکے حصار میں تھی

۔۔۔

"یہ تمہاری ہیلپ ہے، ظاہر ہے تمہاری ہیلپ مجھے کرنی ہے نا"۔۔ اسکے آگے رکھے کچھ بالوں کو انگلی کی مدد سے پیچھے کرتے آہستہ سے بولا۔۔۔

حورالعین کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہو گئی اور اسکے لب کانپنے لگے پر دوسری طرف کیسے فرق پڑتا تھا۔

"اچھا تو بتاؤ کیا سوچا ہے پہلے دن اپنے شوہر کو کھلانے کیلئے؟"۔۔ سامنے سے اپنے بنانے کیلئے کاٹی گئی سبزیاں ہٹا کر اس سے پوچھا۔

"اپنی ہتھیلیاں آپس میں رگڑتے وہ جھجھکتے بولی "سبز چاٹ"۔۔۔!!

سعیر نے حیرت سے اسکے سر کو دیکھا۔

"یہ کون سی ڈش ہے عین۔۔!!

حورالعین شرمندگی سے لب کاٹنے لگی۔۔ جو سرخ ہو گیا تھا۔

"میںے کہا تھا مجھے بنانا ہے"۔۔۔ اسنے اپنی ڈیل یاد دلائی۔۔

"او کے پر بتاؤ کیا ڈالنا ہے اس سبز چاٹ میں"۔۔۔ اسکی بات سے اگیری کرتے بولا۔۔

حورالعین مسکراہٹ دبا کر بولی "سبزی، کریم، اور چاٹ مصالحہ"۔۔۔

اسکی بات سن کر سعیر کا دل کیا قہقہہ لگا دے پر ایسا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسکی ہمت ٹوٹ جاتی۔۔

"اوہ فروٹ چاٹ کا بھائی سبز چاٹ رائٹ"۔۔۔ اسنے اسکے بتائی گئی اشیاء نکال کر دیں اور غیر سنجیدہ سے بولا۔۔  
حور سر ہلا کر رہ گئی۔۔

وہ تو سعیر کے اتنے قریب ہونے پر گھبراہٹ کا شکار تھی۔۔

"ہممم۔۔۔ یہ رہیں سبزیاں"۔۔۔ سعیر فرنیج سے سبزیاں نکال کر کاؤنٹر پر رکھیں۔۔۔ اسکے دور ہوتے ہی  
حورالعین سائیڈ ہو گئی۔۔

سعیر نے اسے جگہ سے دور کھڑا دیکھ کر مسکرایا اور اپنی بھوری آنکھوں میں سر دپن پر ایک پل کو موندیں اور  
پھر کھول کر اسے دیکھا۔۔

"تم مجھ سے دور نہیں جاسکتی عین"۔۔۔۔۔ اسکے بازو سے پکر کر واپس اپنے برابر کیا اور اسے گھما کر چھڑی ہاتھ  
میں دی۔۔۔۔

اور حورالعین نے ابھی پلکیں بھی نہیں جھپکی تھی واپس اسکے حصار میں آکر سانس روکتی رہ گئی۔۔۔

"تو پھر۔۔ پھر میں یہ ڈش کیوں بنا رہی ہوں"۔۔۔ اسکے سخت ہاتھ کی مضبوط گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی مری ہوئی آواز میں بولی۔۔۔

اسکے سوال پر سعیر اسکے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھی اور اسکی کمر کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار مضبوطی سے ڈال لیا۔۔۔

"تمہیں اپنے قریب کرنے کیلئے"۔۔۔ اسکے کان میں سرگوشی سے بولا کہ حورالعین کو فریز کر دیا۔۔۔

"مم۔۔ میں ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی، مجھے جانا ہے"۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں بولی

"جانا ہے تو اپنی قسمت آزمائو کو کنگ پر"۔۔۔ چھڑی کی نوک سے اسکے آنسوؤں گال سے صاف کرتے حور کی سانس روک گیا۔۔۔

"پپ۔۔۔ پر آپ کہہ رہے تھے کہ میں۔۔۔"۔۔۔ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی اور اس پر سعیر کی گرفت سے اپنے نچلے لب پر چھڑی کی نوک کو رکھ کر وہ مزید کچھ بول ہی ناپائی۔۔۔

"کاٹیں"۔۔۔؟؟ بھاری سرگوشی پر اسکی روح کانپ کر رہ گئی اور آنکھیں وحشت سے پھیل گئی۔۔۔

"کک۔۔ کیا"۔۔؟؟ اسکی آواز حلق میں دب گئی۔۔

"سبزی"۔۔۔ اس کے گال پر اس نے لب رکھ رکھ وہ بولا اور کمر سے ہاتھ ہٹا کر کانوں پر رکھے۔۔۔

حورالعین کی دماغ میں کچھ یادیں تازہ ہوئی جن پر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔  
اسے اس بات کا یقین کرنا چاہیے کہ وہ اسے تکلیف نہیں دے سکتا، ناب ناپہلے۔۔۔۔۔

"اگری۔ یہ برابنا تو"۔۔۔ سعیر کی ہاتھوں کی گرفت میں اپنے ہاتھوں سے سبزی کاٹتے ہوئے اسنے سوچا

پھر جواب جو اندر سے آیا اس پر ناک چڑھا کر رہ گئی۔۔۔  
وہ سوچوں میں گم کام کر رہی تھی کہ سعیر نے اچانک اسکے منہ میں کھیرے کا ٹکڑا ڈالا وہ گھبرا گئی۔۔۔۔

"انہیں مکس تم کرو گی یا میں کروں"۔۔۔ سبزی کاٹ کر اسنے پوچھا۔۔

حورالعین کی توجیسے دل کی مراد بن آئی۔۔۔"آپ کر لیں"۔۔۔ وہ جلد سے بولی اور وہاں سے سائیڈ ہونے لگی جب پھر اسکا بازو اسکے گرد آگیا۔۔۔



"ٹھیک ہے"۔۔۔ وہ مصروف سا بولا اور حور العین دانت پیس کر رہ گئی۔۔۔

کاٹی گئی سبزیاں اور کریم چٹچ سے حور کا ہاتھ واپس سے پکڑ کر ملاتے وہ ایک بازو اسکے گرد ہی رہنے دیا۔۔

"مصالحہ تم ڈالو گی یا میں"۔۔۔؟ پھر سے پوچھا گیا۔۔ اور حور العین کا دل کیا اپنا سر پھاڑ دے پر آہستہ سے بولی

"آپ"۔۔۔ اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر مصالحہ ڈالا۔۔۔۔

"ہو گیا اب"۔۔۔ اسے وہیں کھڑا دیکھ کر حور العین بولی۔۔۔

"ہممم"۔۔۔ وہ سر ہلا کر اس سے دور ہوا اور اسے پکڑ کر اسکے اور اپنے ہاتھ واش کیے۔۔۔

"تم سیدھا ڈائننگ ٹیبل پر جاؤ میں آتا ہوں"۔۔۔ اس کا اپرن کھولتے اسکے گال تھپتھا کر اسے سامنے کیا۔۔۔

اور حور العین سر ہلا کر کچھ دوری پر موجود ڈائننگ ٹیبل پر آئی۔۔

اور ایک چیئر کو ہاتھ کی مدد سے پیچھے کھسکا کر اس پر بیٹھ گئی۔۔۔ تب تک سعیر کی نظریں اس پر ٹکی رہیں۔۔

وہ صرف دو بار ڈائننگ ٹیبل پر آئی تھی۔۔ اور اسے یاد ہو گیا کہ وہ کہاں ہے۔۔

اسنے سیدھا کہا تھا پر وہ سائیڈ پر تھی۔۔

-----

اسے سبز کی اس چاٹ کا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اور نا ہی وہ کسی دوسرے کے ہاتھ کا کھانا کھاتا تھا پر پتا نہیں کیوں حور العین کو کہہ دیا کھانا بنانے کا۔۔

کلاسیک اردو فیلیریل

وہ سوچتا سنجیدگی سے اپنے اور اسکے لئے کچھ اور بنانے لگا تھا۔۔۔  
کیونکہ اسکے چاٹ کو ٹیسٹ کرنے کے بعد کھانے کی سخت ضرورت پڑنے والی تھی۔۔

\*-----\*

"نور کیا ہوا ہے بیٹا تم۔ جب سے آئی ہو پریشان ہو۔۔۔" نرگھس بی نور کے مرجھائے چہرے کو دیکھتے بولی۔۔  
دونوں اس وقت ڈنر کر رہی تھیں۔۔۔

"آں۔۔۔ کچھ نہیں بی صرف سر میں درد ہے۔" نور بی کی آواز پر ہوش میں آتی نفی میں سر ہلا کر کر پھیکی سے مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔۔۔

"بیٹا تو پھر مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔۔" نرگھس بی پریشان سی اسکے سرخ چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔

"نہیں بی اتنا زیادہ نہیں ہے اور ابھی تو بہت زیادہ کم ہو گیا ہے میں آرام کروں گی ٹھیک ہو جاؤں گی"۔۔۔  
نیکین سے ہاتھ منہ صاف کرتی چیخ کر اٹھی۔۔

"نور کچھ کھا تو لو بیٹا دن بے دن کھانا کم کھانے لگی ہو بیمار پڑ جاؤ گی"۔۔۔ بی فکر مندی سے بولی۔۔

"نہیں بی سچ میں اب پیٹ میں جگہ نہیں"۔۔۔ وہ انکار کرتی بولی کہ بیل بجی۔۔۔

"میں دیکھتی ہوں کون ہے"۔۔۔ وہ کہہ کر دروازے کی طرف چلی گئی۔۔۔

دروازہ کھولا تو سامنے ہی داد کو تھکی حالت میں پایا۔۔۔

"داد"۔۔۔ وہ بڑبڑائی اور داد بھی اسے دیکھنے لگا اور دیکھتا رہا۔۔۔

"تم یہاں، اس وقت"۔۔۔؟ دوپٹہ ٹھیک کرتے وہ بولی۔۔

"بس رہا نا گیا"۔۔۔ وہ اندر داخل ہو گیا جانتا تھا وہ آنے نہیں دے گی۔۔۔

"تم اندر کہاں جا رہے ہو"۔۔۔ اسے جاتے دیکھ کر وہ پیچھے سے مصنوعی غصے سے بولی۔۔

"مجھے بھوک لگی ہے ظالم"۔۔۔ اسنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے معصوم صورت بنائی اور نور نے دانت پیسے

"تو کیا گھر میں کھانا نہیں ملتا جو یہاں آگئے ہو بھیک مانگنے"۔۔۔ دروازہ بند کر کے وہ پیچھے آتے بولی۔۔

"یہی سمجھ لو"۔۔۔ وہ اسکی چھوڑی ہوئی چیز پر بیٹھ کر پلیٹ میں بچے ہوئے چاول کھانے لگا۔۔۔

اور یہ دیکھ کر نور کو سچ میں غصہ آگیا، نرگھس بی مسکرا کر اٹھی اور نور کیلئے چائے بنانے چلی گئی۔۔

"تم ہمیشہ میرا جھوٹا کیوں کھاتے ہو"۔۔۔؟ وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر خشمگین نظروں سے گھورتے بولی۔۔

داد نے پہلے اسے اور پھر پکن کی طرف دیکھا۔۔

"عادت ہو گئی ہے تیرا جھوٹا کھانے کی میری بونی"۔۔۔ وہ آہستہ سے کہہ کر پھر پلیٹ میں چاول ڈالنے لگا

"بس کرو پھٹ جائو گے"۔۔۔ وہ پلیٹ سامنے سے ہٹا کر طنزیہ بولی۔۔

داد نے بیچارگی سے دیکھا۔۔



ستم ہے تیری خوئے خشمگیں پر ٹک بھی دلجوئی  
دل آزاری کی باتیں کر تو دلداری کو کیا جانے

وہ دل پر ہاتھ رکھ کر بولا تو۔۔۔ نور جھک کر جوتا اٹھانے لگی۔۔۔ اور داد قہقہہ لگا کر وہاں سے چھت کی طرف

بھاگا۔۔۔

"داد کینے باہر نکلو مینے کہا تھا نا کہ ہمارے گھر میں نا آؤ"۔۔۔ وہ پیچھے پیچھے بھاگتی چیخ رہی تھی اور داد چھت پر  
آ کر دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔۔۔

"داد جاؤ یہاں سے"۔۔۔ پائوں میں جوتی پہن کر وہ اسکے سامنے آئی۔۔۔

"تم برہان بھائی سے کیا بات کر رہی تھی روڈ پر"۔۔۔؟ داد نے اسکے چہرے کو دیکھتے پوچھا۔۔۔

نور نے اسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے برواچکائے "تم سے مطلب"۔۔۔

"تم جب اسکی گاڑی میں جاسکتی ہو تو میں کیوں نہیں گھر میں آسکتا نور"۔۔۔ وہ سیدھا ہو کر اسکے سامنے آیا  
"جاسوسی کر رہے ہو میری"؟ نور غصے سے بولی۔۔۔

"نہیں دوستوں کے ساتھ جارہا تھا تو دیکھ لیا"۔۔۔۔۔ اسنے کہہ کر کندھے اچکائے۔۔۔ وہاں دوسرے گھروں کی چھتوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

"ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا چھوٹا سا تو اسنے زبردستی بیٹھایا گاڑی میں"۔۔۔۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی صفائی دینے لگی

۔۔۔

"تمہارا منہ کیوں سرخ ہے"۔۔۔؟؟ داد اسکے سرخ منہ کو دیکھ کر پریشانی سے بولا۔۔۔

نور اسکے اچانک سوال پر اپنے منہ پر اس آدمی کا مضبوط ہاتھ محسوس کرتی گھبرا گئی۔۔۔ پورے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں سر میں درد تھا بس"۔۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے ہٹ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔۔۔

"پر تمہارا منہ۔۔۔۔۔" وہ کچھ کہتا

جب نرگھس بیچائے لیکر آئی تو موضوع بھی بدل دیا، نور نے ٹرے لیکر وہاں موجود ٹیبل پر رکھی۔۔۔

"شکریہ بی"۔۔۔۔۔ داد کپ اٹھاتا بولا۔۔۔ تو وہ مسکرا کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔

"داد ہیلپ کرو گے ایک"۔۔۔۔۔ وہ چیئر پر بیٹھتی بولی۔۔۔۔۔

داد نے نا سمجھی سے دیکھا "کونسی"۔۔؟؟

"مجھے ایک بار حور العین سے ملنا ہے"۔۔ وہ گہرا سانس لیکر بولی۔۔۔

اور داد کو حیرت ہوئی "پاگل ہو گئی ہو جانتی ہو وہ کس کے گھر ہے"۔۔؟؟ اسے اسکی دماغی حالت پر شک

ہوا۔۔۔

"داد ایک تو تم ڈرا چھوڑ دو بزدل انسان، مجھے سخت نفرت ہوتی ہے جب تم اسے ڈرتے ہو"۔۔۔ وہ اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے بولی اور اسکے لفظوں پر داد کا چہرہ اتار یک ہو گیا۔۔۔

اور وہ سر جھکا گیا "پر کچھ بھی ہو میں تمہیں یہ رکس اٹھانے نہیں دوں گا گز بھی نہیں"۔۔۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ قطعی بولا۔۔۔

"داد وہاں میری بہن ہے"۔۔؟؟ کپ ٹیبل پر پٹخ کر چڑ سے بولی۔۔

"پر وہاں تمہیں اپنا جیجو نہیں ملے گا"۔۔۔ "اور ویسے بھی میں پاپا کے ساتھ ایک میٹنگ میں لاہور جا رہا ہوں"۔۔ اسنے اپنے ہاتھ اٹھائے۔۔

نور گہرا سانس لیکر خاموش ہو گئی۔۔

"ٹھیک ہے تم لوگ کرو اپنے کام"۔۔۔ اور بول کر وہاں سے نیچے جانے لگی۔۔۔

"کہاں میں ابھی یہاں بیٹھا ہوں"۔۔۔ داد کھڑا ہو کر بولا۔۔۔

"بیٹھے رہو، میرے سر میں درد ہے اور میں سونے جا رہی ہوں"۔۔۔ وہ کہہ کر سیڑھیاں اترتی اپنے روم

میں بند ہو گئی۔۔۔۔۔  
کلاسیک اردو منیریل

پیچھے داد مایوسی سے بیٹھ گیا۔۔۔

"کاش میں خود کو بدل سکتا"۔۔۔ ایک آہ سے وہ آسمان کو دیکھتے بولا۔۔۔ اور مسکرا کر نور العین کے آدھے چائے کے کپ کو دیکھا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔۔۔

اندر روم میں بیڈ پر لیٹی نور العین سعیر کے گھر کا سوچنے لگی کہ جائے یا نا۔۔۔

اور اسے کام بھی ڈھونڈنا تھا۔۔۔ وہاں ہوٹل میں تو وہ بھول کر بھی قدم نہیں رکھ سکتی تھی اس آدمی نے اسے دوبارہ آنے پر وارننگ دی تھی۔۔۔۔۔

"حور دعا کرو میں کچھ کرو سکوں"۔۔۔ وہ کہتی آنکھیں موند گئی۔۔۔



\*-----\*

وہ چیخ سے اپنا بنایا سبز چاٹ منہ میں ڈالتے ہوئے برے برے منہ بنا رہی تھی۔۔۔۔

"کھینسی۔۔۔ مجھے نہیں کھانا یہ"۔۔۔ حور کی برداشت کی حد جب پار ہوئی تو اس چاٹ کو آگے سے کھسکا کر وہ بولی۔۔۔

"میں خود بھی نہیں کھاسکا"۔۔۔ سعیر نے ڈرم اسٹک منہ میں ڈالتے کہا تو حور کا چہرہ اسر خ پڑ گیا۔۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ میں سمجھی اچھا بنے گا"۔۔۔ شرمندگی سے گھٹی آواز میں بولی چہرے پر مایوسی تھی۔۔۔

"اب کیا کھائے"۔۔۔ بھوک اسکے پیٹ کو نچوڑنے لگی تھی۔۔۔

"یہ لو" سعیر نے اسکے سامنے کھانا رکھا تو حور صرف دیکھانے کیلئے منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔

"جب آپنے کھانا نہیں تھا تو مجھ سے بنایا کیوں"۔۔۔۔۔ وہ چڑ کر بولی۔۔۔

"کھانا کھائیں"۔۔۔ ہاتھ روک کر اسنے سنجیدہ سے پوچھا حور شرمندہ سی ہو گئی۔۔۔۔

اسکے کھانے پر سعیر بھی کھانے لگا۔۔۔۔

ٹائٹ سوٹ پہنے وہ بیڈ کے کنارے پر پڑی تھی۔۔۔ اسکا ٹائٹ ڈریس سلک کے ٹرائوز اور شرٹ کی ڈیزائن پر تھا۔۔۔

رات کے تقریباً دو بج رہے تھے پر حورالعیین کی آنکھوں سے نیند کو سودور تھی۔۔

کروٹ پر کروٹ بدلتی وہ تھک گئی تو اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

سونے سے پہلے سعیر نے اسے پانی کا بتایا تھا کہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا ہے۔۔۔ حور نے ہاتھ بڑھایا تو اسے گلاس مل گیا اور احتیاط سے اٹھا کر پانی پینے کے بعد واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا۔۔۔  
کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ لیٹ گئی تو پاس پڑے وجود کا خیال آیا اور اسکے ساتھ ہی اپنے نچلے لب پر چھڑی کی نوک۔۔۔ وہ جھرجھری لیکر رہ گئی۔۔۔

پھر کافی دیر ایسے ہی پڑی رہی۔۔۔ نور اور بی کا سوچتے۔۔۔ اسکے ساتھ برہان داد کی بھی یاد آنے لگی۔۔۔ سب کتنے ساتھ خوش تھے کچھ بھی تھا پر ایک فیملی کی طرح تھے۔۔۔

"کاش میں نور سے مل سکتی اب تو مجھ چاہتی ہے کیسے لاسٹ ٹائم مجھ پر اسکی محبت آشکار ہو گئی تھی"۔۔۔۔  
سوچتے ہوئے اسنے کروٹ بدلی تو ہاتھ سیدھا تکیے کے بجائے پاس پڑے سعیر کے چہرے پر گیا۔۔۔۔۔

حور اپنے ہاتھ کو تکیے کے بجائے اچانک سعیر کی شیو پر دیکھ کر ڈر گئی اور جلد سے کھینچ لیا۔۔۔۔

اسکی دل کی دھڑکنے دھول کی طرح بجنے لگی تھیں۔۔۔۔۔ اور سانس بھی پھول گیا جب اپنے ہاتھ پر تیز گرم  
سانس محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں میچ کر وہی ہاتھ دل پر رکھے پڑی رہی اسے لگا وہ جاگ گیا ہوگا۔۔۔۔۔ پر پھر کافی دیر کے بعد بھی کوئی  
آواز یا حرکت نہیں ہوئی تو اسنے گہر سانس خارج کیا اور آنکھیں کھولی۔۔۔۔۔

سعیر کی دو بھوری آنکھیں دلچسپی سے اس کی ایک ایک حرکت پر تھی۔۔۔۔۔  
گھنی مونچھو تلے عنابی لبوں پر مدہم سی مسکراہٹ۔۔۔۔۔

حور کا دل پھر سے شور مچانے لگا اسکے چہرے کو دیکھنے کیلئے اور وہ مسلسل نفی کر رہی تھی۔۔۔۔۔ دل چاہتا ہاتھ  
بڑھا کر اسکے ایک ایک نقش کو چھوئے اور محسوس کرے کہ وہ کیسا دیکھتا ہے اسکی آنکھوں میں اسکا عکس نئے  
سر سے اترے پر دماغ کہہ رہا تھا نہیں۔۔۔۔۔

ایسا مت کرو تمہیں یہاں سے جانا ہے اپنی بہن کے پاس وہی تمہارے لئے سب کچھ ہے اور دل کر رہا تھا نہیں  
تم اسکی ہو یہی تمہیں انصاف دلا سکتا ہے۔۔۔۔۔

ان دونوں کی نا اور ہاں کی جنگ میں وہ چڑ گئی اور ایک گہر سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔۔۔  
پر دھڑکنے کہہ رہی تھی ہاتھ بڑھائو اور اسے دیکھو۔۔۔۔۔ دماغ نہیں نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اسنے تھک کر ایک دم سے ہاتھ بڑھایا اور سیدھا سعیر کی گردن پر گیا۔۔۔۔۔

کچھ پل کو تو وہ سن رہ گئی اپنی ہمت پر۔۔ اور ہاتھوں کی انگلیوں میں کپکپاہٹ سی ہونے لگی۔۔۔۔۔ "اگر وہ جاگ گیا تو"۔۔۔۔۔ دماغ نے سمجھایا پر دل نے کہا "اگر جاگنا ہوتا تو پہلے ہی جاگ چکا ہوتا اور ضرورت کروٹ پر کروٹ بدلنے سے ٹوکتا"۔۔۔۔۔ دل کے آواز پر اسنے تائید کرتے سر ہلایا۔۔۔۔۔ اور اپنے کانپتے انگلیوں سے سعیر کی شیو تک لائی۔۔۔۔۔

سعیر خاموشی سے کبھی اسکے پھڑ پھڑاتے لبوں کو دیکھتا تو کبھی مونڈیں آنکھوں کو۔۔۔۔۔

وہ مسکراتی آنکھیں بند کیے اسکی شیو کو انگلیوں سے آہستہ سے چھونے لگی اور پھر مونچھوں پر آئی۔۔۔۔۔ اسکے دل میں گدگدی سی ہونے لگی۔۔۔۔۔ "اتنا برا نہیں ہے"۔۔۔۔۔ اسکی مغرور ناک کو چھوتے وہ بڑبڑائی تو سعیر نے رائے پر برواچکائے مطلب وہ پہلے اسکی سوچ میں برا تھا۔۔۔۔۔

حور کا ہاتھ آہستہ سے اسکی آنکھوں پر آیا تو سعیر نے جلدیں آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ وہ تھوڑا قریب کھسک کر اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔ اور وہ خاموش پڑا رہا۔۔۔۔۔

اور حور آنکھیں بند کیے اسکے ایک ایک نقش کو چھو رہی تھی ویسے ہی اسکی دھڑکنے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔

ابھی اسکا ہاتھ گال پر بنے ان نشانوں پر پڑتا جب اچانک سے سعیر نے اسکا ہاتھ ہوا میں ہی تھام لیا۔۔۔۔۔ حور العین کی آنکھیں وحشت سے پھیل گئی۔۔۔۔۔



"نومور ڈارلنگ"۔۔۔ اسنے کہہ کراسکا ہاتھ اسکے پیچھے کی جانب موڑ دیا۔۔۔  
حورالین خوف سے جوچپ ہوگئی تھی اسکی اتنی بے دردی سے بازو موڑنے پر آہ کرتی رہ گئی اور سیدھا اسکے  
سینے سے لگی۔۔۔۔۔

"سعیر۔۔۔۔۔" کچھ ہلنے کی کوشش کرتے اسنے پکارتو سعیر نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔ اور اسے اپنے  
قریب کرتے بازو چھوڑ دیا۔۔۔۔۔

"سو نہیں رہی"۔۔۔۔۔؟؟ آنکھوں سے نکلتے آنسو چن کر اسنے نرمی سے پوچھا۔۔۔۔۔

"نہیں نہیں آرہی"۔۔۔۔۔ اپنی سسکی دباتے اسنے کہا۔۔۔۔۔ تو سعیر نے اسکا سر اپنے بازو پر رکھ دیا۔۔۔۔۔  
حورالین نے کافی دور ہونے کی کوشش کی پر سعیر نے اپنا بازو اسکے گرد ڈال لیا۔۔۔۔۔

"سو جاؤ اب"۔۔۔۔۔ وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی سے بولا اور اسکی بالوں کی مہک کو اپنی سانسوں میں  
اترنے لگا۔۔۔۔۔

اور حورالین اسکی تیز جھلسا دینے والی سانسیں اپنے کان پر محسوس کرتی سمٹ گئی، ناچار اسے آنکھیں موندنی ہی  
پڑی۔۔۔۔۔۔۔

اور سعیر کافی دیر اسکے چہرے کو دیکھتے جب یقین ہوا وہ سو گئی تو خود بھی آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔۔۔

\*-----\*

داد کے صاف انکار کے بعد اسنے خود اعیر عالم کے گھر کا پتا کیا اور دو تین دن بعد اسے پتال بھی گیا۔۔۔۔۔  
اسنے کسی کو نہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔

برہان آیا تھا اور اسکے کچھ کھانے پینے کا سامان زبردستی کچن میں رکھوا گیا اور کچھ پیسے بھی نر گھس بی کو دئے

۔۔۔۔۔

نور العین نے احتجاج کرنا چاہا پر اسنے سختی سے اسکا منہ بند کروا دیا۔۔۔۔۔

اور کہا کہ "میں پوری کوشش کر رہا ہوں سعیر عالم کا نقاب اتارنے کی اگر وہ پکڑا گیا تو حور العین بھی آزاد ہو جائے گی تم فکر مت کرو"۔۔۔۔۔ وہ اسے باور کروا گیا کہ ایسے نہیں بیٹھا۔۔۔۔۔

نور العین مطمئن تو نہیں ہوئی البتہ خاموش ضرور ہو گئی۔۔۔۔۔  
اور اسنے سوچ لیا تھا وہ حور سے ضرور ملنے جائے گی اور ٹھیک کچھ دن بعد اسے پتال ہی گیا۔۔۔۔۔

ابھی وہ سلور کلر کے شلوار قمیض میں دوپٹہ اچھے سے اوڑھے ایک نظر آئینے پر ڈال کر باہر آئی۔۔۔۔۔

"بی میں ذرا اپنی فرینڈ کے پاس جا رہی ہوں آتے ہوئے لیٹ ہو گئی تو پریشان مت ہوئی گا"۔۔۔۔۔ کچن میں  
کھڑی بی کے گلے میں بازو ڈال کر وہ بولی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے بیٹا خیال سے جانا اور جلد لوٹنے کی کوشش کرنا"۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھوں پر ممتا کی محبت سے بوسہ دیکر وہ بولی تو نور سر ہلا کر رہ گئی۔۔۔۔۔

بی نے اس کی نظر اتاری تو وہ ہنس پڑی۔۔۔۔۔  
"بی ایسا ناکیا کریں مجھے عجیب سا لگتا ہے"۔۔۔ وہ منہ پھولا کر بولتی دروازے سے باہر نکلی۔۔۔۔۔

"بیٹا ضروری ہے کسی کی بھی نظر لگ سکتی ہے ماشا اللہ سے میری دونوں بیٹیاں لگتی بھی تو چاند جیسی ہیں"۔۔۔۔۔  
وہ محبت پاش نظروں سے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتی بولی تو نور اپنی تعریف پر بلش ہو گئی۔۔۔۔۔

مہوش علی

اور جلدی سے اللہ حافظ کہتے وہاں سے نکلی۔۔۔۔۔  
پیچھے کچھ پڑھ کر پھونکتی نرگس بی نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔۔

بڑے سے گیٹ سے اندر داخل ہوتی اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی اور ہاتھوں کو سختی سے دوپٹے میں الجھائے آگے بڑھی پر سامنے سے ہی آتا لڑکا اسے دیکھ کر رگ گیا۔۔۔۔۔

اور نور العین کی آنکھیں اس دیکھ کر پھیل گئی، یہ تو وہی تھا جس نے ان پر بندوق تان کر رکھی تھی۔۔۔۔۔

عرب بھی اچانک سامنے نور کو دیکھ کر حیران رہ گیا کچھ پل۔۔۔۔

"آپ یہاں اس وقت۔۔۔۔ ابھی صبح کے دس بجے تھے اور نور کو سعیر کے گھر میں دیکھ کر وہ حیران تھا

۔۔۔۔

"مجھے حورالعین سے ملنا ہے"۔۔۔۔ وہ ناگواری سے بولی۔۔۔۔

"اوہ آلف آپکو لینے آنے ہی والا تھا سعیر نے بھی کہا تھا حور سے آپکو ملانے کیلئے"۔۔۔۔ وہ مدہم سا مسکرا کر بولا اور اسے اپنے پیچھے آنے کا کہا۔۔۔۔

نور نے ذرا سی نظریں دور دور تک پھیلی لان کو دیکھا اور سامنے ہی خوبصورت سفید بنگلے کو۔۔۔۔ وہ دل ہی دل میں تعریف کیے بنانا رہ سکی گھر واقع ہی بہت خوبصورت تھا۔۔۔۔

کچھ ہی فاصلے پر پھولوں کے بیچ ایک خوبصورت گلابی پھولوں کی ٹیل سے سجایا جھولا تھا۔۔۔۔ نور کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔۔۔۔

گھر واقعی فرصت سے دیکھنے لائق تھا۔۔۔۔ پر اس وقت اسے حور سے ملنے کی جلدی تھی وہ اندر گھر منہ کھولے بنا نظریں جھکائے عرب کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔



"آپ یہاں بیٹھیں شاید حورالعین ابھی سو رہی ہوگی، میں سعیر یا آلف کو انفارم کر دیتا ہوں۔"۔۔۔۔۔

عرب نے اسے ڈرائنگ روم میں ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے بولا تو نور سر ہلا کر شکریہ کہتی وہاں بیٹھ گئی۔۔۔ اور عرب اس پر ایک مسکراتی نظر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

عرب کے جاتے ہی نور نے نظریں اٹھائی اور وہاں دیواروں پر لگی خوبصورت پینٹنگ دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

"جب ڈرائنگ روم ایسا ہے تو روز کیسے ہوں گے"۔۔۔۔۔ اسنے ایک نظر وہاں دوڑھاتے کہا۔۔۔۔۔

جب اسکی نظر دوسری طرف دروازے کی طرف گئی جہاں سے سیدھا وہ جھولا نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔

نور کو وہ پریوں کی کہانیوں کا ہی ایک حصہ لگا۔۔۔۔۔

"کیا حور اس پر بیٹھی ہوگی"۔۔۔۔۔ حور کے نسبت نور کو پھولوں تتلیوں سے عشق تھا۔۔۔۔۔ اور سامنے کا منظر اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ لب بھیچ کر خود پر ضبط کرنے لگی۔۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے دیکھا تو تھا کیسا عجیب آدمی تھا"۔۔۔۔۔ اسنے نفی میں سر ہلاتے سوچا۔۔۔۔۔

اور انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔ پر کافی دیر گزر گئی کوئی نہیں آیا۔۔۔ وہ بیٹھ بیٹھ کے تھک گئی۔۔۔۔۔



"زمان میرے پاس ایسی نیوز ہے کہ جس سے بلیک کنگ کا دل خوش ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ ندیم اسکی بات اگنور کرتے بولادوسری طرف میٹنگ میں بیٹھے زمان کچھ چونکا۔۔

"کونسی ندیم"۔۔۔؟؟

"بلیک کنگ کی بلا سنڈ بیوٹی کراچی میں ہے"۔۔۔؟؟ اے جیسے اسکے سر پر بم بلاسٹ کیا۔۔۔

"کیا"۔۔۔۔۔"کیسے کب کہاں دیکھا تم نے اسے"۔۔۔۔۔وہ اٹھ کر مینٹگ روم سے باہر نکلا پیچھے سب اس کی پشت کو دیکھا....

"تمہیں پتا ہے کنگ پاگل ہو رہا ہے بلا سنڈ بیوٹی کیلئے"۔۔۔۔۔ اسنے بلیک کنگ کی موجودہ حالت سے آگاہ کیا

"اتنا ہمیں پتا ہوتا تو تمہاری جگہ پر میں ہوتا" ندیم نے جتایا۔۔

"تم بکواس چھوڑ واس لڑکی کا بتائو"۔۔۔ وہ دھاڑا۔۔۔

"بتایا تو ہے کراچی میں ہے ابھی تین دن پہلے ہی ٹینا" گالی"۔۔۔ کے ساتھ ایک لڑکے کو پکڑا تھا اسکے روم میں تھی اب وہ وہاں نہیں ہیں مینے کافی ڈھونڈہ پر ناہوٹل سے ایڈریس نام پتا ملانا ہی کوئی بھی راستا پر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں وہ لڑکی بلیک کنگ کی رکھیل ہی تھی"۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے ہمیں تم پر یقین ہے میں یہ بات کنگ تک پہنچاتا ہوں پر یاد رکھنا جھوٹی نکلی تو انجام سے واقف ہو تم  
----- اسنے کہنے کے ساتھ ڈرانا نہیں بھولا۔-----"

"اور ہاں خیال کرنا بیسٹ بھی وہیں ہے اگر اسنے تمہاری بوسونگ لی تو یہاں سے کنگ نہیں چھوڑے گا وہاں

بیسٹ"----- زمان کی بات پر پریشانی سے ندیم نے سر ہلایا۔-----

"تم ابھی کہاں ہو"-----؟؟ ندیم نے پریشانی سے پوچھا۔-----

"میں اس وقت ایک میٹنگ میں ہوں ایس پی برہان نے کاشف سومرو کو کلب سے پکڑا لیا ہے اور بات میڈیا  
تک پہنچ گئی ہے اس ہی میٹنگ میں ہیں"-----

"پیسے دے کر کیس رفع دفع کر دو پیسوں کے لیے ہی منہ مار رہا ہو گا ایس پی"----- اسنے ہکارت سے کہا  
-----

"دے کر دیکھے پر کوئی ایمانداری چولا پہن کر چل رہا ہے سالادیکھتے ہیں کیا کرنا ہے اسکار کاوٹ بن گیا ہے  
"----- زمان نے کہہ موبائل آف کر دی اور کچھ سوچتے واپس میٹنگ روم کی طرف بڑھا۔۔۔۔ اسکے  
چہرے پر مسکراہٹ تھی۔-----



"تو ندیم کا کیا کرنا ہے اب سعیر ہمارا کام تو ہو گیا اب یہ بھونج ہے زمین پر"۔۔۔۔۔ ندیم اور زمان کی بات ختم ہونے پر آلف نے سامنے بیٹھے سعیر سے کہا۔۔۔۔۔

تینوں اس وقت آفس روم میں موجود تھے۔۔۔۔۔

"ابھی کچھ نہیں کرنا آلف ایسے کتا آتے آتے خطرہ دیکھ کر مڑ جائے گا"۔۔۔۔۔ اس نے مسکراتے کہا تو عارب نے تائید کی۔۔۔

"ہاں یہ بات ٹھی ہے ابھی طاہر اور وقار کا مسئلہ بھی ٹھنڈا نہیں ہوا"۔۔۔۔۔ عارب نے لیٹ ٹاپ آف کرتے انکی جانب مڑا۔۔۔۔۔

"ہم اسے سنبھالنے کیلئے ایس پی ہے نا"۔۔۔۔۔ سعیر کی بات پر آلف نے گھورا اور عارب نے قہقہہ لگایا

"اسے اپنے ہی بہت کام ہیں"۔۔۔۔۔ آلف بھی کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"اوہ میں ایک بات بتانا تو بھول ہی گیا"۔۔۔۔۔ عارب کی بات پر سعیر اور آلف نے اسے دیکھا۔۔۔



"نور"۔۔۔ نور کے کانوں میں اپنے کام کی پکار پڑی جیسے اسے حورالعین نے پکارا ہو۔۔۔  
وہ ایک دم جھولے سے اتری اور آگے بڑھی پر سامنے ہی دروازے پر کھڑے آلف کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی

۔۔۔۔

"یہ تو وہی شخص ہے"۔۔۔ اسے ہوٹل والا آدمی یاد آیا۔۔۔۔  
نور نے اپنے لبوں پر زبان پھیری، یہ تو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسکی ہمت ناہوئی آگے بڑھنے کی۔۔۔  
سعیر جو حورالعین کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر گیا تھا کہ اسکی بہن ملنے آئی ہے تو حور کو یقین نا آیا وہ جلد سے  
فریش ہو کر سعیر کے ساتھ یہاں آئی تو سعیر آلف کو دروازے پر دیکھ کر مسکراتا اسے وہیں بیٹھا کر چلا گیا  
۔۔۔۔  
اور حور اب صوفے پر بیٹھی نور کو پکار رہی تھی پر کوئی رسپانس ہی نا تھا۔۔۔۔

"نورالعین کیا تم آئی ہو"۔۔۔ حور کو لگا اسکے کے ساتھ مزاق کیا گیا ہے تبھی غصے سے پوچھنے لگی۔۔۔۔

آلف کے لبوں پر مسکراہٹ سی آگئی۔۔۔۔  
ناچار اسنے قدم بڑھائے دروازے کی طرف۔۔۔۔ اسکے قدم بھاری ہو رہے تھے پر سامنے والا ذرا سا بھی  
نہیں حرکت کر رہا تھا۔۔۔۔

ایک تو نور کو اسکے جنگلی حلیے سے وحشت ہو رہی تھی دوسرا اسکا یوں راستہ روک کر کھڑے رہنا مصیبت میں ڈال گیا۔۔۔۔

وہ کچھ اور قریب آئی۔۔۔۔ پر آلف ذرا سا بھی نہیں ہلا۔۔۔۔

"نور"۔۔۔۔۔ حورا لعین نے تھک کر آخری بار پکارا۔۔۔۔

"ہہ۔۔۔۔۔ ہاں حورا لعین"۔۔۔۔۔ اسنے کپکپاتی آواز میں آلف کو دیکھتے جواب دی۔۔۔۔۔  
اسے یوں گھور کر بت بنے دیکھنے پر نور لعین کی پلکیں لرز رہی تھیں۔۔۔۔۔

"کہاں ہو نور یہاں آؤنا"۔۔۔۔۔ حور نے اسکی آواز سن کر خوشی سے کہا۔۔۔۔۔

"یہاں کیوں آئی ہو"۔۔۔۔۔؟ آلف سیدھا ہو کر اس سے سوال کرنے لگا۔۔۔۔۔

نور نے اپنی لرزتی پلکیں اٹھائیں اور اسکی گرے آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں سرد تاثرات تھے۔۔۔۔۔

"اپنی بہن سے ملنے"۔۔۔۔۔ نور نے اندر بیٹھی حورا لعین کو دیکھنے کی کوشش کرتے جواب دیا۔۔۔۔۔ پروہ

دیوار جیسا انسان اسکے راستے میں حائل تھا کہ وہ کتنی بھی کوشش کرتی نادیکھ سکتی۔۔۔۔۔



وہ سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بھی اسکے سینے تک آتی تھی۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح یہاں بھی اسے اپنے قد پر  
شرمندگی ہونے لگی۔۔۔۔۔

"میں تمہیں کیا کہا تھا دوبارہ دیکھی تو"۔۔۔۔۔؟؟ اسکی بات پر نور نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔  
"پپ۔۔ پر آپ نے تو ہوٹل کے بارے میں کہا تھا"۔۔۔۔۔ انگلیاں مروڑتے وہ بولی۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا

تھا کیسے وہ اس بلڈوزر ہٹائے۔۔۔۔۔

آلف اسے دیکھنے لگا جو اپنے جوتوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"ہمم تو پھر یہاں آؤ گی"۔۔۔۔۔؟ جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ سائیڈ ہوا۔۔۔۔۔

نور العین اللہ کا شکر کرتی، اسکے سوال پر سر اثبات میں ہلا کر سائیڈ سے گزرنے لگی کہ اچانک آلف قریب ہو گیا  
وہ ڈر کر دروازے سے لگی۔۔۔۔۔ اور آنکھیں پھارے کبھی اسے دیکھتی تو کبھی سامنے بیٹھی پریشان سی  
حور العین کو۔۔۔۔۔

"ہہ۔۔۔۔۔ ہٹے"۔۔۔۔۔ وہ دروازے سے چپک گئی۔۔۔۔۔

"پھر مت آنا یہاں ورنہ میں تمہارے پیچھے آجاؤں گا سائے کی طرح"۔۔۔۔۔ وہ جھک کر سرگوشی میں بولا تو  
نور العین خوف سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔۔

وہ بہت حساس اور معصوم تھی اور یہ دیو جیسا شخص اسے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

"کچھ بھی غلط بات مت کرنا حور العین کے ساتھ سامنے لگی کیمرہ سے سیر کی نظریں تم پر ہوں گی  
۔۔۔۔۔ اسے دروازے کے ساتھ لگی کانپتا چھوڑ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔"

تب جا کر نور العین نے آنکھیں کھولی اور اپنا بند سانس بحال کیا۔۔۔۔  
خوف سے اسکی دھڑکنے بے ربط چل رہی تھیں۔۔۔۔

"نور میں جانوں"۔۔۔۔۔ رونے جیسے آواز میں کہا تو اسے ہوش آیا وہ جلدی سے اسکے پاس آئی۔۔

اور حور کہتی اسکے گلے سے لگ کر خود بھی رونے لگی۔۔۔۔۔  
"میں تمہیں بہت مس کر رہی ہوں حور، میں بالکل اکیلی ہو گئی ہوں"۔۔۔۔۔ وہ اسکے گلے سے لگی روتی بول  
رہی تھی۔۔۔۔۔

"اوہ مائے گاڈ یہ کونسا عجوبہ ہے"۔۔۔۔۔ مسکان ناشتے کے بعد حور کے ڈھونڈتے جب عارب سے پوچھنے پر  
ڈرائنگ روم میں آئی تو دونوں ایک جیسی بہنوں کو روتے دیکھ کر چیخی۔۔۔۔۔

حور اور نور نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

نور کو اسکی شک والی حالت پر ہنسی آگئی۔۔۔۔۔

"مطلب کے ایک ہی شکل کی دو لڑکیاں" کیا مزاق ہے مارو مجھے مارو۔۔۔۔۔ وہ کہتی اندر آئی اور دونوں کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے کہا۔۔۔۔۔

ابکی بار حور بھی ہنس پڑی۔۔۔۔۔

"جاسوسی پر آئی ہو"۔۔۔۔۔ حور نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔

"آنا پڑا اوپر سے حکم ہیں"۔۔۔۔۔ آپکے شوہر صاحب کو جانا ہے آفس تو انہوں نے حکم دئے ہیں کہ میں آپکو ساتھ رہوں اور چاہے تو سات بجے تک نورالین بھی یہاں رہ سکتی ہے"۔۔۔۔۔ مسکان کے بات ہر حور اور نور دونوں مسکرا دیں۔۔۔۔۔

"ضرور"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر حور کے گلے میں بازو ڈال گئی۔۔۔۔۔  
حور نے بھی دبدباتی آنکھوں سے اسکے بازو پر کس کیا۔۔۔۔۔

"کیا اب بھی نہیں بتاؤ گی"۔۔۔۔۔؟ اسکے چہرہ ہاتھوں میں اٹھائے نور نے پوچھا۔۔۔۔۔

تو حور آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔۔ "بتاؤں گی وقت آنے پر"۔۔۔۔۔ اسکے آنسو صاف کرتے بولی تو مسکان مسکرا دی۔۔۔۔۔

"آہ کاش میرے پاس جڑوا بہن ہوتی اور میں بھی اسکے آنسو صاف کرتی"۔۔۔۔۔ اسنے دل کے درد سے کہتے گلاس میں پانی ڈالنے لگی۔۔۔۔۔

جس میں نور کچھ دیر پہلے ہی پانی چھوڑ کر گئی تھی جو ابھی خالی تھا۔۔۔۔۔ نور سمجھی شاید حورا لعین نے پیا ہوگا

۔۔۔۔۔ تبھی وہ مسکرا دی۔۔۔۔۔

"ہم جھولے پر چلیں"۔۔۔۔۔؟؟ حور کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے بولی تو وہ سر ہلا کر مسکرا دی۔۔۔۔۔

"چلو میں جھلاتی ہوں"۔۔۔۔۔ مسکان کھڑی ہو کر بولی تو حورا لعین چونک گئی۔۔۔۔۔

"خبردار تم ہمارے قریب بھی آئی"۔۔۔۔۔ انگلی اٹھا کر حور نے وارن کیا۔۔۔۔۔

اسے ابھی پچھلا حادثہ بھی نہیں بھول پارہا تھا۔۔۔۔۔ جب خدا خدا کر کے عارب نے اسے بچایا تھا مسکان کا

ارادہ اسے اوپر پہچانے کا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ روئی بھی بہت تھی جس پر عارب نے منتیں کر کے اسے چپ کر دیا تھا اور ریکویسٹ کی تھی کہ سعیر کو مت بتائے۔۔۔۔۔



اسکے وارن کرنے پر نور نے نا سمجھی سے دیکھا اور مسکان قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔۔

"چلو جھلاتی نہیں تینوں ساتھ بیٹھتے ہیں"۔۔۔۔ اسنے جیسے چپک جانا تھا انکے ساتھ اور حور دانت پیس کر رہ گئی مطلب ایک پل بھی اسے اکیلے اپنی بہن کے ساتھ نہیں چھوڑے گی۔۔۔۔۔

"چلو"۔۔۔۔ حور نے کہا تو وہ دونوں مسکرا کر اسکے ساتھ ہوئی۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں نور اور مسکان کے قہقہے تھی اور بیچ میں بیٹھی حور کی دل دہلا دینے والی چنجیں۔۔۔۔۔

کیونکہ سعیر جو نکل گیا تھا گھر سے اب کس سے ڈر تھا مسکان کو۔۔۔۔۔

دش  
مہوش علی  
وخت  
\* ماضی \*

"میری ماں اور آپی کہاں ہیں"۔۔۔۔؟؟ ایک بندرہ سال کا لڑکا سارے گھر میں اپنے ماں اور ستر اسال کی بہن کو ڈھونڈتے جب وہ اپنے باپ کے روم میں آیا تو وہاں نشے میں دھت پا کر اسکے گلے سے پکر کے جھنجھر کر پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

رشید عالم نے اپنے پندرہ سال کے خوبصورت بیٹے کو ادھ کھلی ادھ بند آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔۔

"تمہاری ماں اور بہن بھاگ گئی، ہا ہا ہا"۔۔۔۔۔ وہ اس کے ہاتھ سے گلا چھڑوا کر بولتا تھتھہ لگانے لگا۔۔۔۔۔

سعیر کی بھوری آنکھوں میں غصہ ابلنے لگا۔۔۔۔۔

"مجھے بتاؤ ورنہ میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ"۔۔۔۔۔ وہ ٹیبل پر لات مار کر غرایا۔۔۔۔۔

کتنی دفعہ وہ اپنی بیٹی کو جوے میں ہار کر آیا تھا نشے کے خاطر اور سعیر دن رات کی محنت کرتے اپنی ماں بہن کی عزت بچانے کیلئے غیر قانونی کام کر کے ڈبل پیسے دے کر انہیں آزاد کرواتا تھا۔۔۔۔۔  
پر کچھ دن پہلے اسے دوسرے شہر میں اپنے باس کے ساتھ جانا پڑا تھا اور اب جب آیا تھا تو سارا گھر دیکھنے کے بعد بھی اسے ناملیں تو وہ خونخوار پاگلوں کی طرح اپنے باپ کے سر پر پہنچا۔۔۔۔۔

"کر لو جو کرنا ہے بھاگ کمینی دونوں، مجھے نشے میں دیکھ کر"۔۔۔۔۔ وہ بیڈ کو پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کرتے غصے

سے بولا۔۔۔۔۔

سعیر کو بہت بھوک لگی تھی، وہ بھاگتا اپنی ماں کے ہاتھ کے کھانے کیلئے صبح سے بھوکا تھا پر یہاں آکر گھر اسکا کھالی منہ چڑھانے لگا۔۔۔۔۔

صرف باپ نشے میں دھت ملا بیڈ کے پاس پڑا۔۔۔۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا سب تہس نہس کر دے۔۔۔۔۔

"بتاؤ باپ پیسے بھی دوں گا کہاں ہے آپ کی اماں"۔۔۔۔۔ اپنی معصوم سی بہن اور ماں کو یاد کرتے اسکی آنکھیں

بھر آئی اور مٹھی پیسوں کی بھر کر جیب سے نکالی۔۔۔۔۔

رشید کی آنکھیں چمکی اتنے پیسے دیکھ کر۔۔۔۔۔

موش علی

"یہ۔۔۔ یہ پیسے مم۔۔ مجھے دو اور جا کر رضوان کے گھر دیکھو"۔۔۔۔۔ وہ گلی میں موجود دکان والے کے بارے میں کہتا اسکے ہاتھ کے جانب جھپکا کہ سعیر نے ہاتھ پیچھے کر لیا وہ منہ کے بل نیچے گرا۔۔۔۔۔

"میں جا کر پوچھتا ہوں اگر میری ماں بہن کو کچھ ہوا تو مجھ اپنا بیٹا مت سمجھنا، وہ حال کروں گا کہ سانس لینے کیلئے ترسو گے"۔۔۔۔۔ سعیر کو نفرت تھی اپنے باپ سے۔۔۔۔۔

وہ ایک نشائی آدمی تھا اور جب نشہ کم ہوتا تو وہ بے وجہ ہی اپنی بیٹی اور بیوی کو بیٹتا تھا۔۔۔۔۔

پہلے تو سعیر کو بھی مارتا تھا پر جب عمر کے ساتھ اسکا قد اور وجود لمبا اور مضبوط ہوا وہ اس سے کترانے لگا۔۔۔۔۔

البتہ اسکی غیر موجودگی میں اپنی بیوی اور بیٹی پر سارا غصہ نکال لیتا۔۔۔۔۔

وہ غصے سے کہہ کر پیسے جیب میں ڈالتا باہر کی جانب بھاگا۔۔۔۔۔  
اسے یقین تھا کہ روز کی طرح آج بھی رضوان انکل نے اسکی بہن اور ماں کو بچا لیا ہوگا اور وہ انکے گھر بیٹھی ہوں گی۔۔۔۔۔

سعیر کی غیر موجودگی میں رضوان ہی انہیں بچاتا تھا اور سعیر سے اسکے ڈبل پیسے مانگا تھا جس پر وہ بغیر چوں چراں کے دے دیتا تھا اور اپنی ماں بہن کو واپس گھر لے آتا۔۔۔۔۔

اسکی بہن بہت معصوم تھی نازک پھول جیسی۔۔۔ اور سعیر کو بہت پیاری بھی تھی جان سے زیادہ۔۔۔۔۔۔۔  
پر وہ کیا کرتا کماتا نہیں تو بھوکے مر جاتے دوسری تعلیم میٹرک پاس لڑکے کو کون دے سکتا تھا نوکری۔۔۔۔۔  
اسی وجہ سے ہی اسنے اس غیر قانونی کام میں ہاتھ ڈالا تھا اور اب اچھا خاصا کمالیتا کہ باپ کے نشے اور گھر کے کھانے کا ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔

"رضوان چچا ماں آپنی"۔۔۔۔۔ دکان میں داخل ہو کر سعیر نے ایک ہی سابس میں کہتے ٹیبل پر مٹھی پیسوں کی رکھی۔۔۔۔۔

رضوان نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔۔۔

"پر سعیر"۔۔۔۔۔ وہ کچھ بولتا کہ سعیر بیچ میں ہی بولا۔۔۔۔۔۔۔



"آج بہت ہیں پیسے جتنے چاہیں لے لیں پر جلدی اماں آپنی کو بلائیں۔۔۔۔" مسکراتے اسنے دوسری جیب سے بھی پیسے نکالے۔۔۔۔

رضوان چچا پریشان ہو گیا اور سعیر کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

"پر سعیر تمہاری اماں اور بہن دونوں میرے گھر نہیں ہیں، رشید نے جو اکیلا ہی نہیں کل سے اور دوسری بات صبح سے سہی سامان لینے بھی نہیں آئی، یہ دیکھو"۔۔۔۔ رضوان نے کہنے اسکے سامنے شاپر میں کھانے کا سامان رکھا۔۔۔۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب نہیں ہیں، پ۔۔۔ پر اباتو کہہ رہا آپکو معلوم ہے"۔۔۔۔ کچھ خوف سے اسنے کہا۔۔۔۔

"جھوٹ بول رہا ہے مجھے کیسے معلوم ہوگا، تم جا کر جو خانے میں کسی سے پوچھ لو رشید آج یا کل کھینے ہی نہیں آیا"۔۔۔۔ "اگر پھر بھی یقین نا آئے تو میرے گھر جا کر رضیادی سے پوچھ لو"۔۔۔۔۔۔۔۔ رضوان کی بات سن کر سعیر کی ایسی حالت تھی جیسے کاٹو بدن میں لہونا ہو۔۔۔۔

"سعیر جب شہر سے آنا تو میرے لیے وہاں سے ہری والی چوریاں ضرور لانا میرے پیارے بھائی ہونا

"۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک پیاری سی منت بھری آواز کانوں میں گونجی اسکے ساتھ ہی آنسوؤں گالوں پر پھسل آئے

۔۔۔۔۔۔۔۔

"کہاں جا رہا ہے سعیر"۔۔۔۔۔ اسے غصے میں دکان سے جاتے دیکھ کر رضوان پیچھے سے بولا۔۔۔۔۔

"ابا سے اماں اور سہمی کا پوچھنے"۔۔۔۔۔ وہ پیچھے بغیر مڑے غصے سے دھاڑا۔۔۔۔۔

"سعیر کچھ غلط مت کرنا ورنہ جیل ہو جائے گی"۔۔۔۔۔ اس کے خطرناک تیور دیکھ کر اس نے ٹوک وہ ان سنا

کرتے بھاگا۔۔۔۔۔

"سعیر میرے بیٹے میرا دل نہیں کر رہا تمہیں جانے دینے کو"۔۔۔۔۔ ایک اور آواز اس کے کان میں گونجی اور وہ دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

"رشید عالم"۔۔۔۔۔ وہ غراتا اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

سارا دن حور کے ساتھ گزارنے کے بعد اب وقت آیا تھا کہ اسے جانا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ جانے کیلئے اٹھ بھی کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

"میں چلتی ہوں حور! عین بہت دیر ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔ نور کی آواز پر حور نے سر اونچا کیا۔۔۔۔۔

ابھی وہ مسکان اور نور کے ساتھ اپنے بچپن کی باتیں کر رہی تھی اور اتنی جلدی وہ جا رہی ہے۔۔۔۔۔

"ذرا رک جا"۔۔۔۔۔؟؟ اس نے آنکھیں جھپکی۔۔۔۔۔

"رک جاتی اگر بی کی فکر نا ہوتی"۔۔۔ "وہ انتظار کر رہی ہوں گی"۔۔۔ اسنے اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لیکر کہا۔۔۔۔۔ تو حور سمجھتی سر ہلا گئی۔۔۔

"پھر کب آئے گی"۔۔۔۔۔؟؟ اسنے امید سے پوچھا۔۔۔

نور العین کو آلف کی بات یاد آئی تو بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔۔۔۔

"ہہ۔۔۔۔۔ ہاں جلد"۔۔۔۔۔ اسنے ہاتھ تھپتھپاتے کہا اور دوپٹہ ٹھیک کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

وہ تینوں اس وقت حور العین کے روم میں موجود تھیں۔۔۔

مسکان ان بہنوں کے اموشنل سین سے بور ہو کر اپنا پسندیدہ کام، نیل پیٹ کرنے لگی۔۔۔۔۔

"ہاں تمہیں اب جانا چاہیے اور مجھے بھی"۔۔۔۔۔ وہ کہتی خود بھی اٹھی۔۔۔۔۔

اور حور کو دونوں اکیلا روم میں چھوڑ کر چلیں گئی۔۔۔۔۔

حور واپس اپنی تنہائی اندھیرے میں آکر اپنا نچلا لب انتازور سے کاٹا کہ منہ میں خون کا ذائقہ پھیل گیا۔۔۔۔۔

درد سے وہ آہ کرتی رہ گئی۔۔۔۔

اور اٹھ کر کھلی فضا میں سانس لینے کیلئے کھڑکی کی طرف آگئی۔۔۔۔

وہاں کھڑی ہو کر وہ گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔ کہ ساری اندر میں پھیلی گھٹن ختم ہو جائے۔۔۔۔

سعیر جو اندر داخل ہوا تھا کھڑکی کے پٹ پر سر رکھے کھڑی حورالعیین پر اسکی نظر پڑی۔۔۔۔

وہ مسکراتا دروازہ بند کر کے کوٹ ہنگ کرتا اسکے پیچھے آیا کہ وہ اسکے قدموں کی آواز بھی ناسن سکی۔۔۔۔

سعیر کی سانسوں میں ابھی تک اسکے بالوں کی مہک تھی جسے وہ چاہ کر بھی اپنی سانسوں سے الگ نہیں کر سکا تھا۔۔۔۔

"اداس ہو"۔۔۔۔؟؟ اسکے گرد بازوؤں ڈالکر اسے اپنے حصار میں لیکر وہ کان میں سرگوشی سے پوچھا

اسکے اچانک سرگوشی اور مضبوط حصار پر حور کی چیخ نکلتے نکلتے رکی۔۔۔۔

"آ۔آ۔آ۔ سع۔ سعیر"۔۔۔۔ وہ اپنا سانس بحال کرتی بولی۔۔۔۔



جیسے کسی نے اسے اندھیرے میں کھینچتے کھینچتے واپس اجالے میں پھینکا ہو۔۔۔

"ہاں میں، سعیر"۔۔۔ اس کے بالوں پر لب رکھ کر اس نے کہا تو گہرا سانس لیکر رہ گئی۔۔۔

البتہ خود کو آزاد کروانے کی کوشش کی پر ناممکن ثابت ہوئی۔۔۔

"اداس ہو"۔۔۔؟؟ ایک بار پھر سعیر نے پوچھا پر ابکی بار آواز میں نرمی نہیں سردین تھا۔۔۔

"ہاں تھوڑی تھوڑی۔۔۔"۔۔۔ اس نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔۔۔

"وہ کیوں اب تو تمہاری بہن بھی آگئی تھی تم سے ملنے"۔۔۔؟ کھڑکی کے پٹ بند کرتے اسے اسکی پشت کھڑکی سے لگائی اور دونوں طرف بازو رکھ کر پوچھا۔۔۔

حورا اسکی جھلسا دینے والی گرم سانسوں پر چہرہ موڑ گئی۔۔۔۔

"تم ایک ہی بار میں میرا سوال کا جواب دے دیا کرو ڈار لنگ"۔۔۔۔۔ اسکی سفید گردن کی شہ رگ پر لب رکھتے وہ بولا تو حورا لعین سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔۔

ایک بار پھر اسنے اپنے کچلے ہوئے لب پر دانتوں کا دباؤ ڈالا۔۔۔۔۔  
"س۔ سعیر"۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے کانپتی آواز میں بولی تو سعیر نے گردن اٹھا کر اسکے زرد پڑتے  
چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

اسکی حالت دیکھ کر سعیر کی بھوری آنکھوں میں سرخی پھیل گئی۔۔۔۔۔

"شش"۔۔۔۔۔ اسنے سرگوشی کرتے اسکے کانپتے وجود کو اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔۔

اور کافی دیر آنکھیں بند کیے کھڑا رہا۔۔۔۔۔ حورالعین کے پھڑپھڑاتے لب اسکے سینے پر رکھے تھے اور آنسوؤں  
اسکی شرٹ میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

"اسے سکون مل رہا تھا بہت سکون کہ اس سے الگ ہونے کی خواہش ہی نہیں ہو رہی تھی، پر جب اچانک اسکے  
دماغ میں قہقہہ گونجا تو وہ سکون کہیں دب گیا تھا اسکی جگہ وحشت نے لے لی تھی۔۔۔۔۔

"مم۔۔۔۔۔ مجھے موبائل چاہیے"۔۔۔۔۔ اسنے آہستہ سے لبوں کو حرکت دی۔۔۔۔۔

سعیر اسکی فرمائش پر بند آنکھوں سے مسکرا دیا۔۔۔۔۔

"کل مل جائے گی"۔۔۔۔۔ الگ ہو کر اسنے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اونچا کیا۔۔۔۔۔

حور کی نظریں جھکی ہوئی تھی۔۔۔ جن میں وحشت ناچ رہی تھی، بس دل کر رہا تھا بھاگ جائے سب سے دور  
سعیر کی پہنچ سے بھی دور۔۔۔۔

"ابھی کیوں نہیں؟"۔۔۔۔ اسنے ضدی لہجے میں کہا۔۔۔

سعیر نے گھور سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔ جہاں سرخی کے بجائے زردی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔  
اسکا نچلا لب بھی کچلا ہوا تھا۔۔۔۔

یہ دیکھ کر سعیر کی آنکھوں میں غصہ اتر۔۔۔۔  
مہوش علی

"یہ کیوں کیا تمنے عین؟؟؟" چہرے پر اسکی پکڑ کچھ سخت ہوئی۔۔۔۔

اسکا انگوٹھا اسکے نچلے لب پر تھا۔۔۔ حور اسکا اشارہ سمجھ گئی تھی بے ساختہ اسنے آنکھیں میچیں۔۔۔۔

"کک۔۔ کیا"۔۔۔۔؟؟ وہ انجان بن گئی۔۔۔

"تم جان گئی ہو میں کس کے بارے میں بات کر رہا ہوں"۔۔۔۔ "تکلیف کیوں دی خود کو"۔۔۔۔؟؟  
انگوٹھے کا دبائو ڈالتے اسنے سرد آواز میں کہا۔۔۔





اور بھاگتے کمرے میں پہنچا پر طوہاں خالی کمر اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔

"رشید عالم کہاں ہو باہر نکل آج میں تمہارا نام مٹا کر ہی رہوں گا اپنے نام سے"۔۔۔ وہ دھاڑتا باقی کے دو رومز میں دیکھنے لگا وہاں بھی نہیں تھا۔۔۔

وہ پاگلوں والی حالت میں پورا گھر دیکھنے لگا پر وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔

بھاگ بھاگ کر اسکا سانس پھولنے لگا اور آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہنے لگے۔۔۔

"اماں ماں س۔۔۔۔۔" چھت پر آکر وہ درد سے چیخا پر دوپہر کے وقت ہونے پر سورج کی شدت بھری تپش پے سب اپنے گھروں میں دبکے پڑے تھے۔۔۔۔۔

اور وہ تپتی چھت پر ننگے پاؤں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دھاڑے مارنے لگا کہ کس سے پوچھے کہاں جائے۔۔۔

اپنی ماں اور بہن کے سواء تھا ہی کون اسکا۔۔۔

وہ رورہا تھا چیخ رہا تھا کہ کانوں میں اچانک نیچے سے قہقہوں کی آواز گونجی۔۔۔

کوئی زور زور سے اسکی حالت پر قہقہہ مار رہا تھا۔ ہنس رہا تھا پاگلوں کی طرح۔۔۔ اور سعیر جانتا تھا یہ کون ہے

۔۔۔۔

اسنے آستین سے اپنے آنسو صاف کیے پرسسکیاں ابھی بھی جاری تھیں۔۔۔۔

"اباااا"۔۔۔۔ وہ پھرے شیر کی طرح غراتا گرتا پڑتا نیچے کیلئے لپکا۔۔۔۔

اسنے سوچ لیا تھا مزید اسکو ایک سانس بھی لینے نہیں دے گا۔۔۔۔

وہ گرتا ٹھٹھرتا نیچے آیا پرسحن میں کوئی بھی نا تھا۔۔۔۔

گھر خالی پڑا تھا۔۔۔۔ اسکے دماغ میں خیال آیا شاید اپنے کمرے میں ہوگا مجھے اچھی طرح دیکھنا چاہیے۔۔۔۔

وہ پہلے کچن سے چھڑی اٹھا کر پیچھے چھپاتا آہستہ آہستہ قدم اٹھانے لگا۔۔۔۔

کمر اپھر سے خالی تھا۔۔۔۔ کوئی بھی موجود نہیں تھا اسنے گھبرا کر بیڈ کے نیچے دیکھا وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

وہ کھڑا ہوا اور چھڑی کو آگے کرتا مڑتا جب اس سے پہلے ہی کسی نے اسکے سر پر بھاری شے سے وار کیا۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔۔۔" اسکے منہ سے چیخ نکل گئی۔۔۔۔ چھڑی ہاتھ سے نیچے گری اور اسنے سن دماغ کو دونوں

ہاتھوں سے پکڑا۔۔۔۔۔

"باپ کو مارے گا" گالی"۔۔۔۔۔ رشید نے دوسری بار سر پر وار کرتے کہا۔۔۔۔۔  
ابکی بار سعیر لہرا کر نیچے گرا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔۔  
وہ اپنے باپ کو دیکھنا چاہتا تھا پر۔۔۔  
پیچھے سے کئے گئے وار پر اسکے دماغ نے اسے اتنی مہلت ہی نادی۔۔۔

"اماں"۔۔۔ ایک آخری سسکی اسکے منہ سے نکلی۔۔۔۔۔

\*-----\*

مہوش علی

"سعیر پیسے دے کر گیا دو"۔۔۔۔۔ رشید رضوان کے دکان پر ٹیبل پر ہاتھ رکھتا بولا۔۔۔۔۔  
"سعیر کہاں ہے"۔۔۔؟ رضوان نے مشکوک نظروں سے دیکھتے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔  
رشید نے گھور کر غصے سے دیکھا۔۔۔۔۔

"کھانا کھا رہا ہے اپنی ماں کے ساتھ تم جانو گے"۔۔۔۔۔ وہ پھر کے بولا۔۔۔۔۔

رضوان اس طرح کے ری ایکشن پر غصے سے دیکھتا پاس پڑے سعیر کے پیسے دینے لگا۔۔۔۔۔

رشید جھپٹ کر اپنی جیب میں ڈالا اسکی آنکھیں چمک گئی تھی۔۔۔۔۔

"سمی بیٹی سامان لینے نہیں آئی"۔۔۔۔۔ رضوان نے پھر پوچھا۔۔۔ اور رشید کا دل چاہا پتھر اٹھا کر اسکے چہرے پر مارے۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھنے لگا جیسے ابھی ایسا کر دے گا۔۔۔۔۔

"تم کیوں میری بیٹی کے پیچھے پڑے ہو کوئی چکر و کر تو نہیں"۔۔۔۔۔ اب کی بار اسنے غصے سے پوچھا۔۔۔

رضوان کا دل کیا اسکا منہ تھپروں سے سرخ کر دے۔۔۔

"کیسے بے غیرت باپ ہو میری بیٹی جیسی ہے سمی، نکلو یہاں سے"۔۔۔۔۔ غصے نفرت سے کہتے اسنے اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا۔۔۔

رشید ایک غصیلی نظر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

"پتا نہیں کیسے ادی رہ لیتی ہے ایسے جانور کے ساتھ جسکو رشتہ کی معنی معلوم نہیں"۔۔۔۔۔ شرمندگی سے رضوان بڑبڑاتا چیخ پر بیٹھا۔۔۔۔۔



وہ بیل گم چباتی جب سعیر کے آفس کے سامنے سے گذرتی اپنے روم کی۔ طرف جارہی تھی کہ آفس کے ڈور ان لاک ہونے کی وجہ سے آتی اندر کی آواز پر رک گئی۔۔۔

اسے آفس کے آس پاس بھٹکنے سے منا کر دیا گیا تھا کیونکہ وہاں سعیر کے امپورٹنٹ فائلز اور بہت کچھ ایسا موجود تھا جن کو دیکھنے کا عارب اور آلف کے علاوہ کسے بھی حکم نہ تھا۔۔۔۔

وہ تینوں جب کچھ اہم ڈسکس کرنا ہوتا تو یہیں ہوتے تھے۔۔۔

کبھی کبھی تو رات کے وقت بھی انکی میٹنگز ہوتی رہتی تھی جب کسی بڑے مگر مچھ کا شکار کرنا ہوتا۔۔۔۔

اندر بیٹھے آلف اور عارب دونوں دوسرے آدمی کی آواز لپٹاپ میں سن رہے تھے۔۔۔ اور یہ کارنامہ یقیناً اسکے بھائی کا تھا۔۔۔۔

یہ دو آدمیوں کی آواز تھی جو کہہ رہے کہ "ایس پی برہان کل انکے راستے میں نہیں ہونا چاہیے"۔۔۔۔  
دوسری طرف سے دوسرا آدمی اسے پوری طرح یقین دلارہا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔۔۔۔

مسکان جانتی تھی یہ کیوں کر رہے تھے برہان کو راستے سے ہٹانے کا۔ تاکہ جیسے پہلے انکا غیر قانونی کام چل رہا تھا اب بھی ویسے چلے جس پر برہان نے سختی کر دی تھی اور ہر طرح سے چینگ جاری تھی۔۔۔۔۔

برہان کے لئے ایسی سازش سنکر اسکی دل کی دھڑکنے بے ترتیب ہو گئی تھی۔۔۔۔

آلف کے باہر آنے سے پہلے ہی وہ غصے میں وہاں سے بھاگی۔۔۔

اور روم میں آکر ضبط سے مٹھیاں بھیج کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

"کوئی میرے ایس پی کو ہاتھ تولگائے، ہاتھ کیا آنکھیں نوچ لوں گی"۔۔۔ اسکی آنکھوں میں غصے سے پانی نکل آیا تھا۔۔۔۔

اور اسے دکھ آلف اور عارب پر بھی تھا کیسے چپ کر کے سن رہے تھے۔۔۔۔

"کمینے ایک سے بڑھ کر ایک بے رحم ہیں سواء میرے ایس پی کے"۔۔۔۔۔ دانت پیس کر کہتی آخر میں

برہان کے رعبدار چہرے کو نظروں میں لاتی مسکرا دی۔۔۔۔۔

\*-----\*

"السلام علیکم"۔۔۔ بی کے دروازہ کھولنے پر وہ سلام کرتی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

"بس بی دل ہی نہیں کر رہا تھا آنے کو"۔۔۔ وہ کہتی اندر آئی جب لائونج میں بیٹھے کم لیٹے زیادہ داد پر اسکی نظر پڑی۔۔۔

تو اسنے کوفت سے آنکھیں گھمائی۔۔۔

وہ کتنا بھی ایکٹ کرتی پر اسکا دل خوش ہو رہا تھا اسے وہاں دیکھ کر کیونکہ وہ ہزار باتیں اس سے شیر کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

"ہاں آگیا تو؟ اور تم اس وقت کہاں سے آرہی ہو، کوئی پوچھنے والا نہیں تو اپنی منمنائی کرو گی"۔۔۔۔۔ میں

کہتا ہوں بونی سدھر جاؤ ورنہ مجھے سدھار نہ پڑے گا"۔۔۔۔۔ ریموٹ سے ٹی وی بند کر کے وہ برہم لگ رہا تھا

۔۔۔۔۔

"ایکسیوزمی۔۔۔!! یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو مت بھولو صرف تین سال کا فرق ہے۔۔۔ چٹکی بجاتے اسے کہا۔۔۔"

تو داد نے آنکھیں سکڑیں۔۔۔۔۔

"اچھا پر مجھ تو پانچ چھ کافرق لگتا ہے"۔۔۔۔۔ اسنے اپنے قد اور لمبے چوڑے جسم کی طرح اشارہ کرتے اسکے قد کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔۔

نور کا شر مندگی سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔۔۔۔

"میںے تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے مجھے اپنے قد کے طعنے مت دیا کرو پر تم"۔۔۔۔۔ وہ غصے خفت سے کشن اٹھا کر اسکی طرف آئی اور اسے کشن سے بیٹنے لگی۔۔۔۔۔

"یار کیا کر رہی ہو ظالم بچی"۔۔۔۔۔ وہ پھر بچی کہنے سے باز نا آیا۔۔۔۔۔

"داد میں تمہارا آج خون کر دوں گی"۔۔۔۔۔ وہ چیختی دونوں ہاتھوں میں کشن بلند کیے اسکے چہرے پر مارنے لگی کہ اچانک اسکا پاؤں پھسلا اور اگلے ہی پل وہ آہ کرتی داد کے اوپر آئی۔۔۔۔۔

داد خود اس سانچے پر گھبرا گیا۔۔۔۔۔ اور اسکا منہ پر پڑنے والا تکیہ ہٹا یا خود سے۔۔۔۔۔

اسکی نظریں سیدھا گھبرائی سرخ چہرے والی بے انتہا خوبصورت کالی آنکھوں پر پڑیں۔۔۔۔۔

"سس۔۔ سوری"۔۔۔۔۔ نور کو سمجھ نا آیا یہ کیا ہوا ہے اچانک۔۔۔۔۔





"جائو تم یہاں سے"۔۔۔۔۔ برہان نے سر جھکائے کھڑی نور العین کو کہا وہ لب دباتی اپنی سسکی روکتی وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔۔۔

"یہ کیا ہو گیا تھا، برہان تو انہیں غلط سمجھ رہا ہوگا، اسکی نظر میں میں اور بری ہو گئی ہوں گی اب کے بعد

"---- روم میں آ کر دروازہ لاک کرتے وہ روتے ہوئے خود سے کہنے لگی ----

"غلطی میری تھی مجھے اتنا قریب نہیں جانا چاہیے تھا، کیوں کیسے ہوا یہ سب"۔۔۔۔ وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو پڑی۔۔۔۔

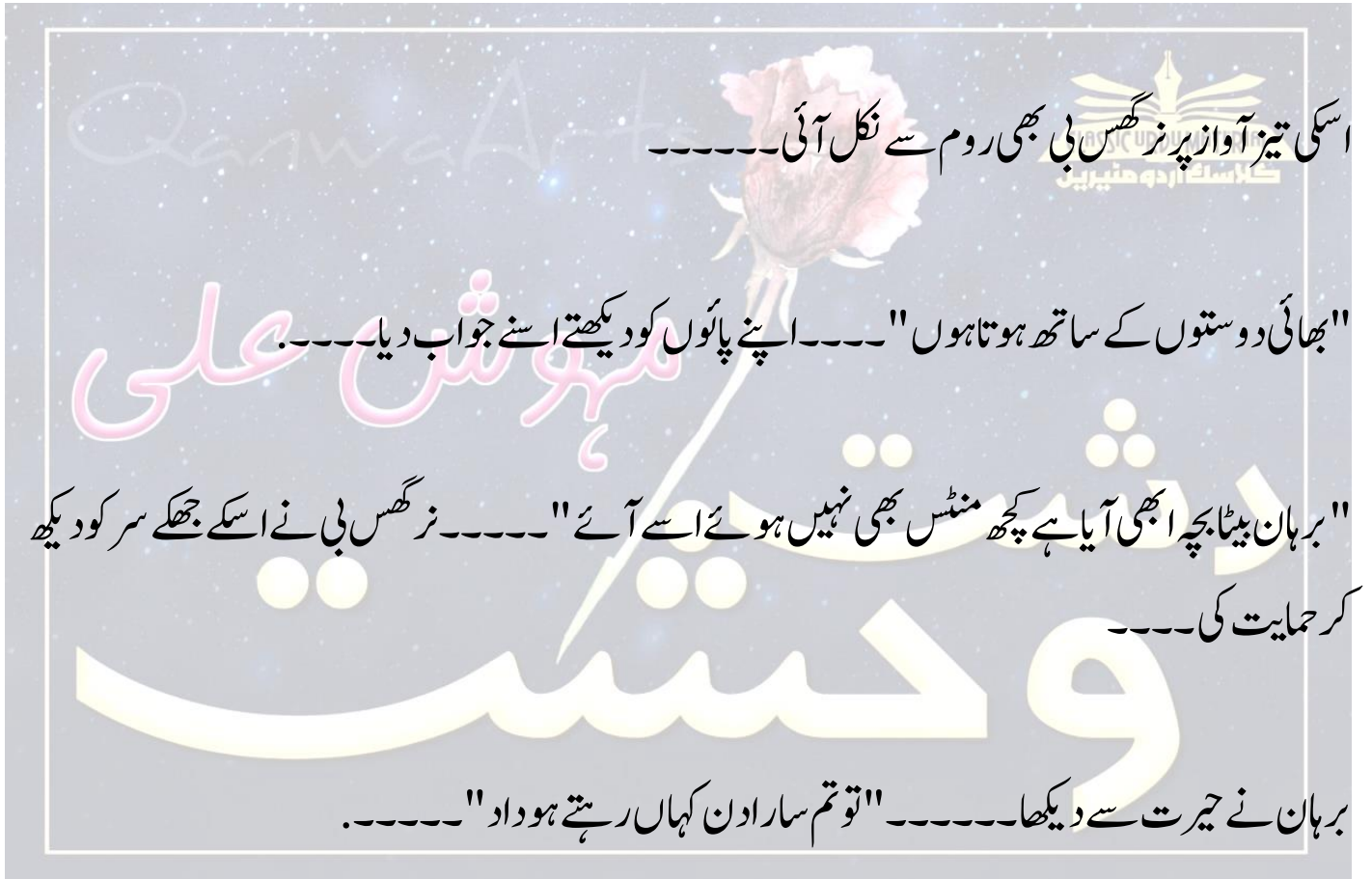
اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ روکس بات پر رہی ہے، برہان کے دیکھ کر غلط سمجھنے پر یا۔۔۔۔۔  
اپنے سینے میں داد کی دل کی دھڑکنوں کی آواز محسوس کرنے پر۔۔۔۔۔

جب کوئی جواب ناملا تو وہ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

"کہاں رہتے ہو سارا دن"۔۔۔۔؟؟ برہان داد کے سامنے آتے غصے سے بولا۔۔۔۔۔

داد نے نا سمجھی سے سراٹھایا۔۔۔۔۔ "مطلب اسے یقین تھا کہ یہ جو اس نے دیکھا تھا محض حادثہ تھا پر  
دلکش"۔۔۔۔۔ وہ جبراً اپنی مسکراہٹ روکنے لگا۔۔۔۔۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں گدھے اور تم مسکرا رہے ہو"۔۔۔۔۔؟ اسے مسکراہٹ روکتے دیکھ کر برہان کا  
غصے سے دل چاہا تھپڑ دے مارے۔۔۔۔۔



وہ سخت گیر بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"بھائی دوستوں کے ساتھ ہوتا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ چھوٹے بچے کی طرح منمایا۔۔۔۔۔

"ایسے کونسے تمہارے دوست ہیں کہ جنکے پاس جانے کے بعد تمہیں اپنی ماں باپ کا خیال نہیں رہتا یونی جانا بند کر دیا ہے تم دونوں نے یہ چل کیا رہا ہے"۔۔۔۔۔۔ وہ غصے سے دھاڑنے لگا۔۔۔

بی نے وہاں سے جانے میں ہی بھلائی جانی۔۔۔۔۔

"اف"۔۔۔۔۔ داد کو افسوس ہوا۔۔۔ اپنی لاپرواہی پر۔۔۔۔۔۔

"ایم سوری بھائی"۔۔۔۔۔ اسنے سر جھکائے غلطی تسلیم کی۔۔۔۔۔

برہان نے اسکی معافی پر گہرا سانس خارج کیا۔۔۔۔۔

"تمہیں پتا ہے امی رو رہی تھی صبح کال پر کہ ہم دونوں نے انہیں اکیلا کر دیا ہے"۔۔۔۔۔

"اور میں رو رہا تھا پیسے نے میرے باپ کو خرید لیا ہے"۔۔۔۔۔ برہان کی بات پر وہ تلخ بولا۔۔۔۔۔

"داد یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے، تمہیں تو ابو امی ایسا نہیں کہا"۔۔۔۔۔ برہان نے اسے ساتھ لے جا کر صوفے پر

بیٹھایا۔۔۔۔۔

اور سمجھانے لگا داد اسکی بات پر تمسخرے سے ہنسا۔۔۔۔۔



"کیا فرق پڑتا ہے بھائی، ہم دونوں کی رگوں میں ایک ہی خون ہے، آج آپکے ساتھ ایسا ہوا کل میرے ساتھ ہوگا"۔۔۔۔۔

"اور میں چاہتا ہوں، ابوامی آپکو واپس لے آئیں اور پیسے کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دیں"۔۔۔۔۔ سنجیدہ سے کہہ کر وہ اٹھنے لگا جب برہان نے اسے واپس بیٹھایا۔۔۔۔۔

"تمہارے ساتھ ایسا کیوں ہو گا داد؟ تم جانتے ہو حورالعین کے ڈارک پاسٹ کی وجہ سے امی ابوا سے ایکسیپٹ نہیں کر رہے تھے، اور نور کو تو وہ پسند بھی کرتے ہیں، پھر کیا پر اہلم ہے"۔۔۔؟؟ برہان کے اتنی آسانی سے زار فاش کرنے پر داد کو حیرت کا جھٹکا لگا اور وہ برہان کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

"مم۔۔ مطلب"۔؟ وہ ہڑبڑا گیا۔۔۔۔۔

دشمن

"ہاہاہاہا"۔۔۔۔۔ برہان اسکی حالت پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔۔

"میں تمہارا بھائی ہوں داد تم مجھے سے کچھ نہیں چھپا سکتے"۔۔۔۔۔ اسکے گلے میں بازو ڈال کر خود سے بھینچا۔۔۔۔۔

داد جھینپ گیا۔۔۔۔۔ "بھائی ایسا کچھ نہیں"۔۔۔۔۔ وہ منمنایا۔۔۔۔۔

"یار لڑکی مت بنو، اور میں جانتا ہوں تمہارے لیے نور العین بیٹ رہے گی، بہت اچھے لگو گے تم دونوں ایک ساتھ"۔۔۔ ایک طرف پھول تھے جو آلف کے دل پر گرے تھے اور دوسری طرف خنجر تھا جو پیچھے کھڑی نور العین کے سینے میں گھونپا گیا تھا۔۔۔

وہ بالکل ساکت ہو گئی تھی۔۔ پتھر کی طرح۔۔۔

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا داد اس کا اپنا دوست۔۔۔۔۔  
اور برہان اس کے منہ سے خوشی بھرے لفظ، وہ مریکوں نہیں گئی۔۔ ابھی تک زندہ تھی۔۔۔  
"کیا حور العین کے سعیر کے پاس جانے کے بعد بھی برہان کے دل میں ابھی تک اس کی فیلنگز تھی؟ کیا وہ ابھی تک اس کے آس میں تھا کہ وہ اسے واپس پالے گا"۔۔۔۔؟  
جس طرح وہ روم سے باہر آئی تھی اپنی صفائی میں کچھ کہنے کیلئے اسی طرح خاموشی سے لوٹ گئی۔۔۔۔۔  
اسے داد سے نفرت سی ہونے لگی تھی کہ اس کی دوستی کا اس نے بھی عام مردوں کی طرح دوسرا مطلب نکالا۔۔۔

پر جانے کیوں اسے بہت دکھ ہو رہا تھا۔۔۔ جانتی بھی تھی دنیا مطلبی ہے پھر بھی وہ معصوم بچے کی طرح آنکھیں بند کیے چل رہی تھی اور اب ٹھوکر کھانے پر منہ کے بل گری تب جا کر ہوش آیا تھا۔۔۔۔

اور وہ بیڈ پر منہ کے بل گر کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔۔۔

\*-----\*

"آپ کب آرہے ہیں واپس"۔۔۔۔۔ داد نے بات بدلنے کیلئے پوچھا۔۔۔  
جانتا تھا نور اسکی محبت کو ٹھکرا دے گی کیونکہ اسے داد کی محبت نہیں برہان علوی کی محبت چاہیے تھی....

"جب حور کو واپس لے آؤں گا"۔۔۔۔۔ اسنے مسکرا کر کہا۔۔۔  
داد نے مصنوعی حیرت سے دیکھا۔۔۔

"آپ ابھی بھی حور کو واپس لے آنا چاہتے ہیں جبکہ نامی کو یہ منظور ہے نا ابو کو، اور پھر جب اسکی زندگی اچھے  
سے گذر رہی ہے، وہ اب کسی کی بیوی ہے تو آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔

"تم بھول رہے ہو داد کہ یہ شادی تب تک ہے جب تک ہم اسے پیسے نہیں دے دیتے اور تم یہ کیسے کہہ سکتے  
ہو کہ وہ خوش ہوگی سعیر کے پاس، تم جانتے ہو وہ بیہوش ہو گئی تھی نکاح کے بعد، خوش سے رخصت نہیں  
ہوئی سعیر عالم زبردستی لے کر گیا اسے"۔۔۔۔۔ برہان نے کڑوے ضبط کا مظاہرہ کرتے گویا ہوا۔۔۔۔۔

"آپ جانتے ہیں حور العین زبردستی کسی کے پاس رہنے والی نہیں، اور اسنے آپکے پرپوزل کالیں بھی نہیں کہا  
تھا یاد ہے کتنا اوویلا کیا تھا اسنے"۔۔۔۔۔۔۔ اسنے حقیقت سامنے رکھی برہان نے سرخ آنکھیں موندیں

----

"وہ پہلے کی باتیں تھی داداب کی نہیں، وہ بدل چکی ہے بہت، کبھی کبھی مجھے گمان ہوتا ہے کہ یہ ہماری غصے والی ضدی حورالعین ہی نہیں، جسکے مزاج کے خلاف کوئی لفظ بھی نہیں بول سکتا تھا"۔۔۔۔۔ گھمبیر آواز میں وہ

بولا

داد نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

"آپ کو جو ٹھیک لگے کریں"۔۔۔ تسلی دیتے وہ مسکرایا....

"تم میرے ساتھ نہیں ہو"۔۔۔۔۔ برہان نے آگے کے لفظوں کا پوچھا داد ہنس پڑا۔۔۔

"میں آپ کا ساتھ دوں گا تو یہ نا انصافی ہوگی، جیسا کہ آپ کہتے ہیں حور کا پاسٹ ڈارک ہے تو میں اسکی خوشی میں ہاں کروں گا چاہے وہ آپ کے ساتھ ہو یا سعیر عالم کے ساتھ"۔۔۔۔۔ برہان مسکرا دیا۔۔۔

"گڈ بوائے، اب جانو گھرامی ویٹ کر رہیں ہوں گی"۔۔۔۔۔ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے برہان نے ساتھ لگاتے کہا تو وہ مسکرا کر سر ہلانے لگا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

"نورالعین۔۔۔"۔۔۔ نور کے روم کا دروازہ ناک کرتے برہان نے پکارا۔۔۔  
پر کوئی رسپانس نہ آیا۔۔۔



"نور دروازہ کھولو، میں جانتا تم جاگ رہی ہو"۔۔۔۔۔ نیچے آواز میں وہ غصے سے بولا۔۔۔۔۔

نور نے سر اٹھا کر دروازہ کو دیکھا۔۔۔

ایک پل کو سوچتی پھر منہ صاف کر کے دوپٹہ ٹھیک کرتی دروازہ ان لاک کیا....

"جی"۔۔۔۔۔ وہ اسکے بوٹ کو دیکھتی بولی۔۔۔

برہان نے ناک کرنے کیلئے اٹھایا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا جب نظر اسکی چھوٹی سی سرخ ناک پر پڑی۔۔۔۔۔

"رو کیوں رہی ہو"۔۔۔۔۔ اسے ترس آگیا اس چھوٹی سی لڑکی پر تبھی غصے کے بجائے نرمی سے پوچھا۔۔۔۔۔

اسکے ترس کھانے پر نور کا دل کیا دروازہ اسکے منہ پر بند کرے پر وہ ایسا کر نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔

"نہیں تو، زکام ہے بس"۔۔۔۔۔ وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ روکھے لہجے میں بولی۔۔۔

برہان نے گھور سے دیکھا، اور پھر نتیجے پر پہنچ کر گہرا سانس خارج کیا۔۔۔۔۔

"جو نصیب میں ناہو، اسکے پیچھے ماتم نہیں کیا جاتا"۔۔۔۔۔ اسنے ٹھنڈے لہجے میں کہا تو نور نے لب بھینچ لیے

البتہ نظریں نیچے ہی رکھی۔۔۔۔۔

"کام بتائیں"۔۔۔۔؟ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ کہہ دے اپنا فلسفہ اپنے پاس رکھو۔۔۔

"تم سعیر کے گھر کیوں گئی تھی"۔۔۔۔؟؟ اب اسکے لہجے میں نرمی کی جگہ سختی نے لے لی تھی۔۔۔

نور نے آنکھیں پھیلا کر دیکھا۔۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ میری بہن سے ملنے"۔۔۔۔

اس بار حیران ہونے کی باری برہان کی تھی۔۔۔۔۔

"کیا انہوں نے تمہیں اندر جانے آنے دیا"۔۔۔۔؟؟ وہ کچھ حیرت سے بولا۔۔۔

کیونکہ سعیر کے گھر میں کسی کو بھی داخل ہونے اجازت نہیں تھی اور اگر کوئی ہوتا بھی تو دروازے پر ہی ایسے سٹم لگے ہوئے تھے کہ انہیں پہلے ہی الرٹ کرتے اگر آنے والے کے پاس ہتھیار ہوں۔۔۔۔۔

"وہاں میری دوست رہتی ہے اسنے مجھے بلایا تھا"۔۔۔۔۔ پتا نہیں کیوں اسنے جھوٹ بول دیا۔۔۔

یہ نہیں بتا سکی کہ سعیر نے اسے خود اندر آنے دیا تھا۔۔۔۔

"کون سی دوست ہے جو سعیر کے گھر میں رہتی ہے"۔۔۔۔؟؟ اسنے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔

"مسکان۔۔۔ سعیر کے دوست عارب کی بہن ہے سوتیلی"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حور سے حاصل کی گئی معلومات اسے

یہاں کام آگئی۔۔۔۔۔

ایک پل کو برہان نے سوچا یہ دونوں نام اسکے سنے ہوئے تھے۔۔۔

اور پھر اسے یاد آیا پولیس اسٹیشن میں وہ نازک لاپروہ سی لڑکی۔۔۔

جو آخر میں بھائی کے ساتھ جاتے ہوئے لیڈی کانسٹیبل کو بددعائیں دے رہی تھی اور ساتھ بھائی معذرت کر رہا

تھا۔۔۔

برہان کو معلوم ہی نہ ہوا اسکے لب مسکرا رہے تھے۔۔۔

نور نے خاموشی پر سراٹھایا تو اسکے لبوں پر مسکراہٹ دیکھ کر وجہ سوچنے لگی کہ ایسا کیا کہہ دیا اسنے یوں مسکرا رہا

ہے۔۔۔

"ہممم۔۔۔ اس بار گئی ہو آئندہ مت جانا"۔۔۔۔۔ اسکا سر تھپتھپا کر وہ چلا گیا اور نور نے غصے سے دروازہ بند کیا

۔۔۔

"جیسے دیکھو منا کر رہا ہے، کسے ہمارے احساسات جذباتوں کی قدر نہیں"۔۔۔۔۔ دروازے سے پیٹھ لگا کر

وہ غصے سے بڑبڑائی۔۔۔

\*-----\*

اسے جب ہوش آیا تو خود کو چیئر پر اندھیرے میں بندہ ہوا پایا۔۔۔۔۔  
اسکا سر بہت درد کر رہا تھا کہ اسکے منہ سے کراہ نکلتی جب احساس ہوا منہ پر ٹیپ لگی ہوئی ہے۔۔۔۔۔  
اسنے گھبرا کر ہاتھ ہلائے تو چیئر سے بندھے ہوئے تھے اور پائوں بھی۔۔۔۔۔

وہ بری طرح خوفزدہ ہو گیا۔۔۔۔۔ اور یہاں وہاں دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

دروازہ بند ہونے پر اسے کچھ دیکھ نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔ پر وہاں کی سمیل پر احساس ہو گیا وہ اپنے گھر کے اسٹور روم میں ہے۔۔۔۔۔

جہاں انکے پرانے کپڑے اور برتن دیگر سامان پڑے تھے۔۔۔۔۔

"کیا اسکی ماں اور بہن کے ساتھ بھی یہی ہوا ہوگا"۔۔۔۔۔ اس سوچ نے اسکے بدن میں سنسنی پھیلا دی

وہ خود کو کھولنے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگا پر ناکام رہا۔۔۔۔۔

آنسو لڑکھ کر اسکے گالوں پر گرے۔۔۔۔۔ ایسا کون باپ اپنی اولاد کے ساتھ کرتا ہے۔۔۔۔۔

پر یہ کیسے بھول گیا کہ وہ ایک نفسیاتی مریض تھا۔۔۔۔۔

جو کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔۔۔



کتنی دفعہ اس نے اپنی بیوی جس سے وہ پسند کی شادی کر کے لایا تھا اسے کاٹنے کی کوشش کرتا چکا تھا، پر ہر بار ناکام گیا۔۔۔۔۔

اسکے پاس جب نشہ نہ ہوتا تو یا خود کو مارتا تو چتا یا جو سامنے ہوتا اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا۔۔۔۔۔

اور اب سعیر کو ڈر لگ رہا تھا کہ اسکا انجام بہت برا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔

پروہ مرنے سے پہلے ایک بار اپنی ماں بہن کو سہمی سلامت ضرور دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

“””””””””””””””””

بہر قدموں کی آواز آنے لگی تو اسکی روح کانپ کر رہ گئی۔۔۔۔

کیا وہ مر جائے گا؟ وہ مرنے والا تھا، اپنے باپ کے ہاتھوں مرنے والا تھا۔۔۔۔۔

وہ تیز تیز کرسی کو زمین پر بٹکنے لگا۔۔۔ کہ شاید اس حیوان کے قریب آنے سے پہلے خود کو آزاد کروالے

پرایسا نا ہو سکا۔۔۔ نتیجاً وہ خود چیئر کے ساتھ پیچھے گرا۔۔۔۔۔

در دے اسنے آنکھیں میچلیں اور موت کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔۔

جب دروازہ کھلا اور اسکا باپ اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

"ہا ہا ہا ہا۔۔۔ بہت خوب سعیر عالم"۔۔۔ آواز پر وہ پھوٹ پھوٹ کے چیخ چیخ کر رونا چاہتا تھا کہ یہ اسکا باپ نہیں ہے۔۔۔

یہ کوئی شیطان ہے۔۔۔ درندہ ہے جو اسکے ماں بہن اور اسے نگلنے والا تھا۔۔۔

سفاکیت کی حد تک رشید نے اسکے بالوں سے پکڑ کر کرسی کو اوپر کھینچا۔۔۔

سعیر کی درد سے بری حالت ہو گئی اور اسے رحم نہ آیا کہ اسے اس درندگی پر صرف رونے ہی دے۔۔۔

"تم پتا ہے، نفرت ہے مجھ تم لوگوں سے، جب تم سب کہتے ہو میں نشائی ہوں، حرام کھاتا ہوں تم لوگوں کیلئے کچھ نہیں کرتا"۔۔۔۔۔ وہ اسکا چہرہ اوپر کر کے اسکے منہ پر غرایا۔۔۔۔۔

"بد صورت سب کہتے تھے مجھے، تمہاری ماں کے لائق نہیں تھا نا، تو دیکھو آج میں نے اسے جینے لائق نہیں بنایا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ اسکے بالوں کو جھٹکے سے چھوڑتے اسنے لائٹ جلائی۔۔۔

سعیر نے ماں کے لفظ پر اپنی تکلیف بھول کر اسٹور روم کو دیکھا۔۔۔ اور وہیں ساکت ہو گیا۔۔۔

اسکا دل دھک دھک کرنے لگا خوف سے۔۔۔

سامنے ہی اسکی طرح دوسری چیئر پر بندھی اسکی ماں تھی۔۔۔ جسکا سر چیئر پر لٹک رہا تھا۔۔۔ اور خون ٹپک ٹپک کر نیچے گر رہا تھا گردن سے۔۔۔۔۔

جہاں اسکی ماں شاید اس درندے سے لڑتے چیختے منتیں کرتے زندگی کی بازی ہار گئی تھی۔۔۔

خوش سے کہتے قہقہہ لگانے لگا۔۔

اسے سکون مل رہا تھا۔۔۔ اب۔۔۔

سب اسے اسکی بیوی کے لائق نہیں سمجھتے تھے۔۔

ہر کوئی کہتا تھا اسکی اولاد خوبصورتی میں اسکی بیوی پر گئی ہے۔۔ اور اس بد صورت کو پتا کیسے پسند کر گئی۔۔۔

یہ سب باتیں اسے اندر ہی اندر مارتی تھیں۔۔۔

اسکے اندر زہر پھیل جاتا جب اسکی بیوی پر اسکی نظر پڑتی۔۔۔

اور ان سب سے بچنے کیلئے اس نے ڈرگزیلنا شروع کیا۔۔۔ پر لوگوں نے پھر بھی اس کا پیچھانا چھوڑا۔

ہونے کے طعنے ملنے لگے۔۔۔

اور ایسا چلتے چلتے اس اب اپنے بچوں اور بیوی سے اتنی نفرت ہو گئی تھی کہ دل کرتا کسی بھی وقت انکا گلا دبا دے

----

پر یہ سعیر، اپنی ماں اور بہن کے سامنے دیوار بنا کھڑا تھا۔۔۔  
پر کتنی دیر کھڑا رہتا۔۔۔ شیطان کو ایک موقع مل ہی گیا۔۔۔۔

"تمہیں دیکھنا ہے اپنی ماں کا خوبصورت چہرہ، دیکھو گے ہاں"۔۔۔؟؟ وہ سعیر کی طرف دیکھتے بولا۔۔۔۔۔

اور ہنستے اسکے سامنے اپنی بیوی کا چہرہ کیا۔۔۔۔۔

جواب خوبصورت کے بجائے شدید ترین بد صورت ہو گیا تھا۔۔۔۔  
سعیر کا حال ایسا ہو گیا کا ٹو بدن میں لہو نہیں۔۔۔ وہ دشت و حشت سے سفید پڑ گیا۔۔۔۔

دل کر رہا تھا اس چیخے چلائے۔۔۔۔ پر آواز جیسے گلے میں دب گئی اور وہ ساکت پڑا اپنے ماں کو دیکھتا رہا۔۔۔۔

"سمی"۔۔۔۔ اسکے دماغ نے ہوش میں آتے اپنی معصوم بہن کے لئے خطرے کا سائرن دیا۔۔۔۔۔

اور وہ گلے سے گولو کی آوازیں نکالتے اپنی بہن کا پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

"باہا با۔۔۔۔ خوف ہو رہا ہے، ڈر رہے ہو، ڈرنا بھی چاہیے کیونکہ اسکے بعد تمہاری باری ہے، اور وہ آگئی

"۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسکی گولو پر ہنستا اسکو ڈر سمجھ کر اپنی شرٹ کے نیچے لگے خنجر کو نکالنے سامنے کیا۔۔۔۔۔۔۔۔



سیر نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔ آنسوؤں تر اتر گالوں کو بھگور رہے تھے۔۔۔  
وہ کبھی سامنے پڑی اپنی ماں کو دیکھتا تو کبھی اپنے اس وحشی باپ کو۔۔۔

"بابا۔۔۔ نہیں۔۔۔ اس کے دل سے آوازیں آنے لگی جو اس وحشی درندے تک نا پہنچی۔۔۔

وہ لوگوں کی باتوں اور کمتری میں اندھا ہو چکا تھا۔۔۔ ایک شیطان کا روپ دھاڑ چکا تھا۔۔۔

جسے اپنے خون اپنے معصوم بچے پر بھی رحم نہ آیا۔۔۔  
مہوش علی

اور اپنی بھوری آنکھوں میں چمک لیے اس کے بالوں سے پکڑ کر چہرہ اوپر کھینچا۔۔۔

سیر کے چہرے پر جب خنجر کی نوک آئی تو دل سے دھاڑیں نکلی۔۔۔ وہ بری طرح کانپ رہا تھا۔۔۔

پر اس کا ہاتھ نار کا۔۔۔

سرخ خون اسکی آنکھوں میں چلا گیا۔۔۔

کچھ نیچے گرنے لگا۔۔۔ اور وہ کچھ ہی دیر میں پھر سے اپنے حواس کھو بیٹھا۔۔۔

اسکا چہرے پر گہرے کٹ پڑ چکے تھے جن سے سرخ لہو ابل کر اسکے پورے چہرے کو سرخ کر گیا۔۔۔۔۔

اسکے بے ہوش ہوتے ہی رشید عالم نے جھٹکے سے چہرا چھوڑا۔۔۔۔۔

"میں تمہیں مار نہیں سکتا پر، تمہاری زندگی ضرور عذاب بنائوں گا"۔۔۔۔۔

"مجھ سے نفرت ہے تم لوگوں کو، اب دنیا تم سے نفرت کرے گی سعیر عالم"۔۔۔۔۔ اسکی رسیاں کھولتے وہ

بڑبڑاتا تھا۔۔۔۔۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

اور ایک نظر اپنی بیوی پر ہکارت سے ڈال کر سعیر کو بازوؤں میں اٹھاتا رات کے اندھیرے میں اسٹور روم سے  
نکلا۔۔۔۔۔

"یہ نشان تمہارے چہرے پر تمہیں ہر وقت میری یاد دلائیں گے کہ تمہارا باپ کون تھا ہا ہا ہا ہا"۔۔۔۔۔

دشت  
وخت  
\*-----\*

"یہ لو تمہارا موبائل"۔۔۔۔۔ عارب کے آکر موبائل دینے پر سعیر نے حور کے ہاتھ پر موبائل رکھا۔۔۔۔۔

"سچ میرا ہے"۔۔۔۔۔ وہ موبائل لیتی خوشی سے بولی۔۔۔۔۔

"ہاں تمہارا ہے، پردھیان رہے عین میرے علاوہ کسی کو تمہاری کال نہیں جانی چاہیے"۔۔۔۔۔ وہ چیئر سے اٹھ کر اسکے پاس بیڈ پر بیٹھا۔۔۔۔۔

حور نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ ایسے ہی موبائل پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔۔۔

اسے نور کا نمبر یاد تھا۔۔۔ اور موبائل کے بٹن ابھرے ہوئے تھے جن سے وہ اچھی طرح اندازہ لگا سکتی تھی کون سا ورڈ کہاں ہے۔۔۔۔۔

وہ خوش ہو گئی۔۔۔ اور آگے کی پلاننگ سوچنے لگی کہ کیسے نور کو کال کر کے اسکے ساتھ یہاں سے نکل کر دونوں کو یہ شہر ہی چھوڑ کے چلے جانا ہے۔۔۔۔۔

"کیا سوچ رہی ہو"۔۔۔۔۔ اسکے گال پر ہاتھ کی پشت پھیرتے اسے ہوش کی دنیا میں لایا۔۔۔

"ک۔۔۔ کچھ نہیں"۔۔۔۔۔ اسکا ہاتھ آہستے سے پیچھے کرتے حور مسکرائی۔۔۔۔۔

"سچ میں کچھ نہیں"۔۔۔۔۔ اسکے تاثرات کو جانچتے اسنے پھر پوچھا۔۔۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔"۔۔۔۔۔ حور تھوڑا سا گھبرائی۔۔۔۔۔

"گڈ ہونا بھی کچھ نہیں چاہیے"۔۔۔۔ اس کے کہنے پر حور سر ہلانے لگی۔۔۔۔

"آ۔۔ آ۔۔ پ آج۔۔ نہیں جارہے"۔۔۔؟ پلکیں جھپکتے اسنے پوچھا اور موبائل پر پکڑ کچھ سخت کی جیسے چھین جائے گی۔۔۔۔

سعیر اس کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھتے مسکرایا۔۔۔۔

"نہیں آج میں تمہارے ساتھ ہوں پورا دن"۔۔۔۔ بیڈ پر لیٹ کر اسنے کہا۔۔۔

اور حور کے دل پر اوس پڑ گئی۔۔۔

مطلب آج کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔

"موبائل کیوں لی ہے"۔۔۔۔ اس کے بالوں کو اپنے ہاتھ میں لپیٹتے وہ سرد آواز میں پوچھنے لگا۔۔۔۔

حور نے اس سوال پر گلا تر کیا۔۔۔۔ اسے پتا تھا یہ سوال ضرور ہوگا۔۔۔۔

"مم۔۔ میں بور ہوتی رہتی ہوں"۔۔۔۔ وہ نظریں جھکا کر جیسے گناہ کا اعتراف کرنے لگی۔۔۔۔



”مہمم۔۔۔ سیر نے جیسے سمجھتے سر ہلایا۔۔۔۔

اور اسکے ریشم جیسے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

حور بت بنی بیٹھی تھی اسکی جانب پشت کیے کہ اب ہوگا حملہ کہ۔۔۔۔

”برہان کا نمبر یاد ہے۔۔۔۔؟؟ اسنے لپیٹے ہاتھ پر اسکے بالوں کو کھینچا کہ وہ سیدھا اسکے سینے پر گری۔۔۔۔

”برہان کا نمبر یاد ہے ڈار لنگ۔۔۔۔؟؟ اسکے چہرے کو اونچا کرتے اسنے اپنی بات دہرائی۔۔۔۔  
جو وہ کسی کو دوسری بار دہرانے پر سننے کا موقع نہیں دیتا تھا۔۔۔۔  
پر حور کو خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

”نن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ حور نے جھوٹ بولا حالانکہ اسے یاد تھا داد کا بھی۔۔۔۔

”مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے عین۔۔۔۔ اسکے گرد بازو ڈال کر اس سے سرگوشی میں کہہ مطلب سے  
اسے سمجھانا تھا۔۔۔۔

پر حور خاموش ہو گئی اسکی وار ننگ کو کوئی اہمیت ہی نادی۔۔۔۔

سعیر خاموشی سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ جسکے چہرے پر سرخی اور پلکیں لرز رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ مسکرا دیا پر اسرار سا۔۔۔۔۔

"کیا نور یہاں آسکتی ہے م۔م۔ میرے پاس"۔۔؟؟ خاموشی سے گھبرا کر اسنے پوچھا۔۔ اور اٹھ کر بیٹھنے

کی کوشش کرنے لگی پر ناکام ہوئی سعیر کی گرفت میں آزاد ہونے سے۔۔۔۔۔

اسکے سوال پر موندیں آنکھیں کھول کر سعیر نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔!! اگر تم بور ہوتی ہو تو مسکان سے باتیں کیا کرو، اس سے دوستی کر لو"۔۔۔ اسکے مشورے پر

حور نے ناک چڑھائی۔۔۔۔۔

مسکان سے باتیں کرے۔۔۔۔۔

جو کسی کو بولنے کا موقع ہی نادے۔۔۔۔۔

اور دوستی بھی زبردستی کی۔۔۔۔۔

جس میں مدد کی کوئی گنجائش نہیں پھر چاہے انسان مر سڑ رہا ہو۔۔۔۔۔

مزید کچھ بھی کہنے سے پرہیز کرتے اسنے بھی آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

جانتی تھی اب نا اکیلا چھوڑے گا نا ہی اسکی کوئی بات مانے گا۔۔۔

\*-----\*

"کہاں جا رہی ہو"۔۔۔ عارب مسکان کو عجلت میں سعیر کے گھر سے نکلتے دیکھ کر بولا۔۔۔

"تم سے مطلب"۔۔۔؟؟ اسنے کڑے تیوروں سے برواچکائے۔۔۔

عارب اسے غصے میں دیکھ کر مسکراہٹ روکنے لگا۔۔۔

"خیر اب مطلب جیسی بھی کوئی بات نہیں، وہ بس اسلئے پوچھا کہ لاش تو دفنانے کیلئے مل جائے تمہاری تاکہ میں سوتیلے بھائی ہونے کا فرض ادا کر سکوں"۔۔۔ سر کو کھجاتے اسنے کہا۔۔۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ وہ مصنوعی ہنسی۔۔۔" ویری فنی"۔۔۔۔۔ "کتنا بڑا جوک تھا میری ہنسی نہیں رک رہی"۔۔۔ ہنسنے کی اداکاری کرتے وہ بولی۔۔۔

عارب نے اسکی ہنسی پر آنکھیں پھیریں۔۔۔

"اب ہٹو راستے سے مجھے جانا ہے"۔۔۔ وہ اسے سامنے سے ہٹانے لگی۔۔۔

"دیکھیے مس نو کرانی یہاں سے آنے اور جانے کا آپکو بتا کر ہی جانا پڑے گا کیونکہ میں سعیر عالم کا گارڈ ہوں"۔۔۔ اسنے سیناتان کر فخر یہ بتایا۔۔۔

"اور میں سعیر عالم کی بیوی کی باڈی گارڈ ہوں"۔۔۔ اسنے کہنے کے ساتھ اچانک ہی جھک کر اسکی ٹانگوں پر

وار کیا۔۔۔

پروہ بھی عارب تھا۔۔۔ جس کی وہ شاگرد تھی۔۔۔

عارب نے ایک دم گھوم۔ کر اسکا وار ناکام کیا۔۔۔

"سوتیلے نہیں لڑتے بے وقوف عورت"۔۔۔ اسکے بازو کو پیچھے موڑ کر کہا تو درد سے مسکان مسکرا کر اپنی ٹانگ اسکی لائگ میں ڈال کر کھینچا کہ عارب پیچھے جا کر اجان بھونج کر۔۔۔۔۔

"آہہ"۔۔۔ سوتیلے ہی لڑتے ہیں بے وقوف بھائی"۔۔۔ وہاں جھاڑی وہاں سے بھاگ گئی۔۔۔

اور عارب پیچھے ایک کمر کو جھٹکا دیا اور کھڑے ہو کر مسکرا نے لگا۔۔۔۔

یہی تو خوشیاں تھیں۔۔۔۔۔



آج سیر یہیں تھا تو وہ کہیں بھی جاسکتا تھا۔۔۔

بلیک برقہ پہنے وہ حاملہ عورت کب سے ایس پی کی آفس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔  
اور گارڈ اسے کب سے مشکوک نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"جا کر پوچھ تو بیچاری کو کوئی کام ناہو"۔۔۔۔۔ عبداللہ کانسیٹیل نے ساتھ کھڑے کاشف سے کہا۔۔۔

"یار کیا پوچھو اگر ہو گا کام تو آجائے گی"۔۔۔ اسنے بیزاری سے کہا۔۔۔

"تم جارہے ہو یا میں جائوں"۔۔۔۔۔؟ اسنے رانفل دوسرے کندھے پر منتقل کرتے پوچھا۔۔۔

کاشف ہنس پڑا۔۔۔ "اگر گئے بھی تو کیا فائدہ پولیس ویسے بھی بدنام ہے"۔۔۔۔۔ وہ چڑا ہوا تھا تبھی اپنے سینئر  
کی بھی بات نہیں سن رہا تھا۔۔۔

"کاشف جانو اور ابھی اس سے پوچھ کر آؤ کیا تکلیف ہے، کچھ شرم ہی کر لو بیچاری حاملہ ہے"۔۔۔۔۔۔۔ کچھ  
فاصلے پر کھڑی اس برقہ والی عورت کو دیکھتے احساس دلایا۔۔۔

ناچار کاشف کو منہ بنا کر کر جانا پڑا۔۔۔

"کسی کے انتظار میں کھڑی ہیں آپ"۔۔۔؟؟ کاشف سامنے آکر اس سے بولا۔۔۔

اس عورت نے نظریں اس کی طرف اٹھائیں۔۔۔

"جی صاحب ہم اپنے مرد کے انتظار میں کھڑی ہیں، وہ پتا نہیں کہاں رہ گیا ہم کو ایس پی صاحب سے ملنا تھا

"۔۔۔۔ اس عورت نے سر ہلاتے کہا۔۔۔۔

سامنے بلیک پردہ تھا جس سے اسکا چہرہ دھکا ہوا تھا۔۔۔

"اگر آپ چاہیں تو وہاں آکر بیٹھ کے انتظار کر سکتی ہیں"۔۔۔ کاشف نے سامنے چیئر کی جانب اشارہ کرتے کہا

تو اس عورت نے اسکے اشارے سمیت دیکھا۔۔۔

"آپ کا بہت شکریہ صاحب ہم یہیں ٹھیک ہیں اگر چاہیں تو ایک طرح سے مدد کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ اس عورت نے کہا۔۔۔

کاشف نے ہیڈ کانسٹیبل عبداللہ کی جانب دیکھا۔۔۔

اور پھر بولا "جی بتائیں کر سکتے تو ضرور کریں گے باقی اگر نا کر سکے تو پولیس آجکل زمانے میں ویسے ہی بدنام ہے"۔۔۔۔

"صاحب موبائل دے دیں ہم اپنے مرد سے بات کر لیں کہ وہ آرہا ہے کہ نہیں ہم واپس جائیں گھر"۔۔۔۔۔

"معاف کیجیے گا اس سلسلے میں میں کوئی مدد نہیں کر سکتا"۔۔۔ وہ کہہ کر واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔۔۔

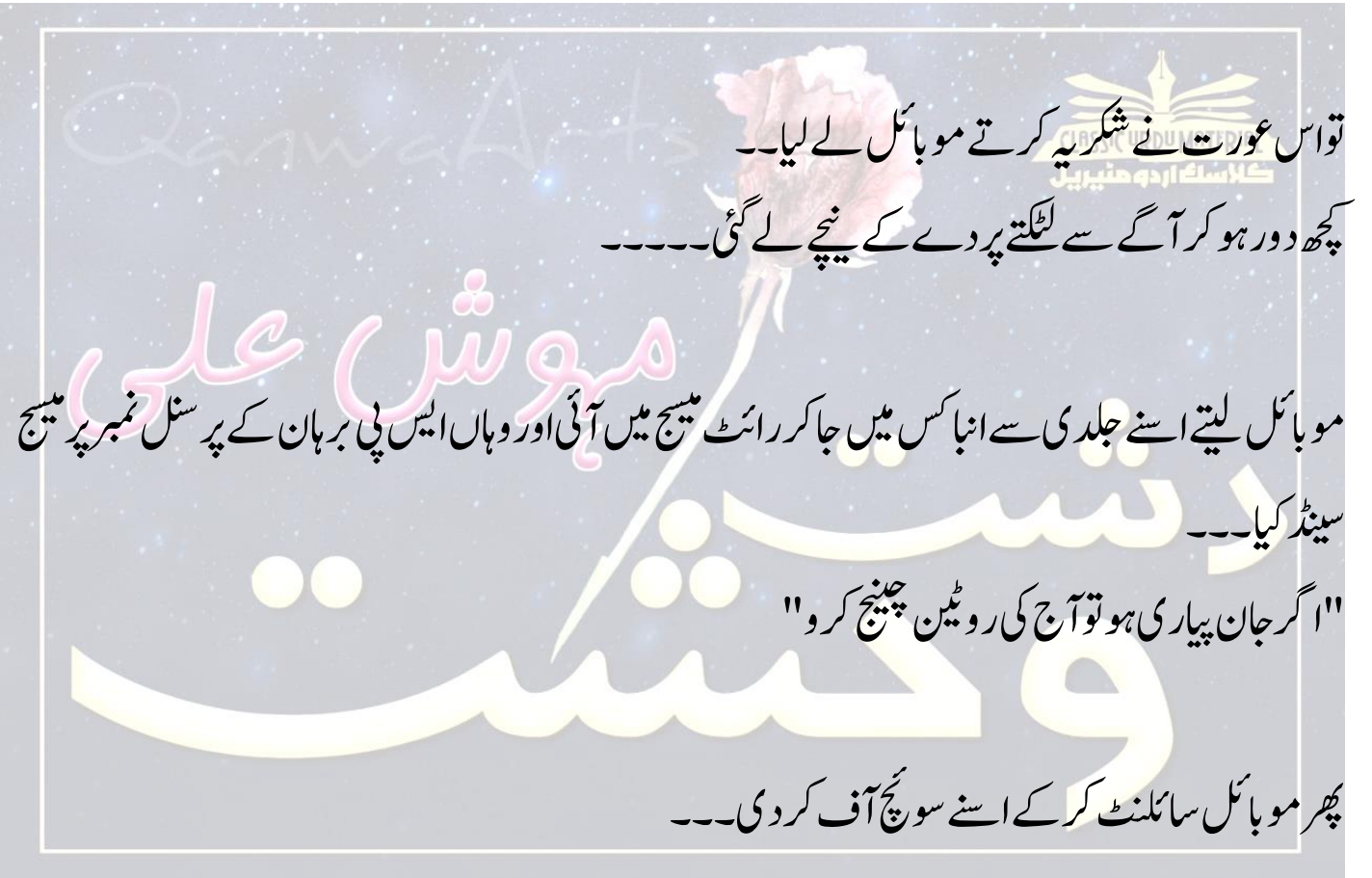
"کیا ہوا وہ آئی نہیں"۔۔۔۔۔ ایچ سی عبد اللہ نے واپس آکر اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے کاشف سے پوچھا

"ایس پی صاحب سے ملنے آئی ہے اور اپنے شوہر کا انتظار کر رہی ہے جو کمینہ اپنی بیوی کی اس کنڈریشن میں بھی لاپتا ہے، اور موبائل مانگنے لگی پر میں نے انکار کر دیا ایک تو پتا نہیں کون ہے دوسرا میں نے ابھی بیلنس لوڈ کروایا ہے ایسے ہی ختم ہو جاتا ان کے پتا نہیں کتنے لمبے مسئلے ہوں"۔۔۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولا۔۔۔۔۔

"بڑا کمینہ تو تو ہے جو اسکی کنڈیشن کو نظر انداز کرتے اسے مزید انتظار کی سولی پر لٹکنے کیلئے چھوڑ آئے ہو، جانو ابھی اور موبائل دے کر آؤ"۔۔۔۔۔ اسنے رعبدالراز میں حکم دیا۔۔۔۔۔

"کیا یاد تم بڑے لوگ اپنے جیب گرم کرو اور ہم بیچارے فالتو میں لٹتے رہیں۔۔ ایک تو سیلری کم اوپر سے خدمت خلق بھی ہمارے کندھوں پر"۔۔۔۔۔ وہ دونوں ساتھ ڈیوٹی کرتے آپس میں گہرے دوست تھے اور ایسی باتیں کہتے سنتے رہتے تھے۔۔۔۔۔

"یہ لیس بہن اور مہربانی کر کے جلدی قصہ ختم کیجئے گا"۔۔ موبائل آگے کرتے کاشف نے کہا۔۔۔



اسکے بعد جلدی سے کان سے لگائی۔۔۔

"ہیلو کہاں ہیں جی، ہم کب سے آپکا انتظار کر رہے ہیں ایس پی صاحب کی آفس کے سامنے"۔۔۔۔۔



کاشف نے بیزاری سے دیکھا۔۔۔ "بہن ذرا جلدی کریں"۔۔۔

"ہیں نہیں آرہے، کیوں ہم تمہارے اماں کی نوکر تھی جو اتنی دیر تمہارا انتظار کر رہی تھی، ذرا سا خیال نہیں تم کو ہماری حالت کا"۔۔۔ وہ مزید بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی اور کاشف آنکھیں پھیلانے اس معصوم حاملہ بہن کو دیکھنے لگا جو سخت غصے میں تھی۔۔۔

"بہن اب تک وہ ڈر گیا ہو گا موبائل واپس کریں"۔۔۔ اپنے بیلنس کا سوچتے اس نے طنزیہ میٹھے لہجے میں کہا

مسکان نے لب دبا کر موبائل دی۔۔۔  
"یہ لیں کوئی بڑا تیر نہیں مار لیا ذرا سی مدد کیا کر دی ذاتیات میں گھسنے لگتے ہیں"۔۔۔ موبائل اس کے رکھتے وہ غصے سے بولی۔۔۔

"لو جی بھلائی کا زمانہ نہیں" اسنے کہتے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

اور مسکان جلدی سے وہاں سے نکلی۔۔۔

"دیکھ لیا بھلائی کا انجام ہم پو لیس والے تو ایسے ہی بد نام ہیں"۔۔۔ وہ اپنا بار بار کہنے والا جملہ کہتا بولا۔۔۔

"کچھ نہیں یاد دنیا کو صرف پولیس کی برائیاں ہی دیکھتی ہیں، اور آجکل اچھائی ہم سے زیادہ تو چوروں میں پائی جاتی ہے انکے لئے"۔۔۔ ایچ سی عبداللہ نے اسکا کاندھا تھپتھا کر کہا۔۔۔

\*-----\*

کافی دیر سوچنے کے بعد جائے یا ناجائے یا نا کے کشمکش میں آخر کار اس کا نسیبیل نے اسکی حالت پر رحم کھاتے پوچھ ہی لیا۔۔۔

پہلے اسے ڈر تھا کہ سعیر کو معلوم ہوا کہ میں ایس پی کے مسئلے میں ٹانگ اڑا رہی ہوں تو کیاری ایکٹ کرے گا

وہ سعیر کے قانون کو بھی جانتی تھی اور اسکی پنشنٹ کو بھی۔۔۔

پراس دل کا کیا کرتی۔۔۔  
جسنے ادھم مچا رکھی تھی۔۔۔

وہ اس حاملہ عورت کے حلیے میں وہاں جا کر کسی بھی اپنے لفظ سے اسے مسج دے دیتی پر اس میں رسک تھا۔۔  
آگے وہ ایس پی پکڑ لیتا تو۔۔ پھر اسکا انجام۔۔۔

وہ سوچ کر جھجھری لے اٹھی تھی اور وہیں کھڑی تھی کہ اس کا نسیبیل کو شاید اسکی حالت پر رحم آگیا تھا اور اسے  
آمنڈیا مل گیا تھا۔۔۔

ابھی وہ ایس پی کی آفس کے حدود سے نکلتی ایک گلی میں آگئی تھی۔۔۔

جہاں غریب عوام بسی ہوئی تھی۔۔۔

اسنے ایک سائیڈ ہو کر کر تھوڑا سا سر نکال کر دیکھا کہ کہیں کوئی پیچھا تو نہیں کر رہا، اور یہ دیکھ کر سکھ کا سانس لیا  
کوئی نہیں تھا۔۔۔

اسنے آس پاس کے گھروں کے بند دروازوں کو دیکھ کر اپنی شرٹ میں لگا پکڑا نکالا اور پھر آہستہ سے چہرہ موڑ کر  
برقہ اتارہ۔۔۔

ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر خود آگے بڑھ گئی۔۔۔

بس اسٹاپ پر پہنچ کر وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح بس کے آنے کا انتظار کرنے لگی کہ پینٹ کی جیب میں  
موجود موبائل کی مخصوص بیپ ہوئی۔۔۔

موبائل نکال کر اسنے انباکس چیک کیا جہاں عارب کا میسج تھا۔۔۔

میٹنگ کا ٹائم تھا میسج میں اور اسے واپس آنے کی ہدایت۔۔۔

وہ مسکرا کر موبائل واپس جیب میں ڈالنے لگی ساتھ بیل نکال کر منہ میں ڈالا۔۔۔

اسکے لڑکوں جیسے حلیے اور لاپروہ انداز پر سب کی نظریں اس پر تھیں۔۔۔

گولڈن بالوں کو پونی میں باندھے پینٹ شرٹ اور گلے میں بندھے اسکارف میں وہ خوبصورت سی لڑکی سب کی آنکھوں میں تھی۔۔۔

کوئی نفرت سے دیکھ رہا تھا اسکی لاپروہائی کو تو کوئی پر شوق سے۔۔۔

مسکان نے خود پر نظروں کی تپش محسوس کی تو گردن گھما کر تیکھے انداز میں اپنا برواچا کر کیا ہے پوچھا۔۔۔

اسکے اس طرح کہنے پر سب آگے تو کوئی اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔۔۔

وہ بھی سر جھٹک کر سامنے دیکھنے لگی۔۔۔

اسنے ان کڑوے تماشائی لوگوں کی کب کی پروہ کرنا چھوڑ دی تھی۔۔۔

تبھی ابھی کافیوں کی آنکھ میں کھٹ رہی تھی۔۔۔

\*-----\*

گھر میں بیٹھ بیٹھ کر وہ بور ہو گئی تھی۔۔۔



تبھی آج بی کو کچن سے چھٹی دے کر خود ان کی جگہ پر آگئی تھی اور اب لچ میں چکن پلاؤ بنانے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔۔

"نور بیٹا یہ تمہارا موبائل کب سے چنچ رہا ہے، موے کو ذرا سا چین نہیں، کوئی دو منٹ کیلئے رکھے تو بچے کی طرح چیخنا شروع ہو جائے"۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اپنے نایاب خیالوں کا اظہار کرتے بی نور کو موبائل کچن

میں لے آئی۔۔۔۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ بی!! ہاں تو یہ میلا بچا ہی تو ہے"۔۔۔ نور ہنستی بولی اور موبائل لی بی کے ہاتھ سے دیکھا تو بیہ کی کال تھی۔۔۔۔

"اچھا اچھا۔۔ دیکھ کس کی بھینس بھاگ گئی ہے"۔۔۔۔ بی کہتی اسے سائیڈ کرتے خود اسکی جگہ پر آگئی

"اوہ بی یہ بیہ ہے میری دوست اسکے پاس کہاں سے بھینس آئے گی، وہ خود بھینس ہے ہا ہا ہا۔۔۔"۔ موبائل اوکے کرتے اسنے کہا دوسری طرف بیہ نے بھی سن لیا تو منہ بنا گئی۔۔۔۔

"ایک نمبر کی کمینی ہے تو میں تیرے دکھ میں یہاں سوکھ کر کاٹا ہوئی جا رہی ہوں اور تو مجھے بھینس کہہ رہی ہے جابات نہیں کرنی مجھے۔۔۔۔ اسنے ناراضگی دیکھائی۔۔۔۔

"چل اب نخرے چھوڑ بات پر آکال کیوں کی ہے"۔۔۔ نور نے بی کے ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑتے اسے آنکھیں دیکھائی۔۔۔

"بیٹا مجھ سے ایسے نہیں بیٹھا جاتا، جب تک میں یہ کرتی ہوں تب تک تم بات ختم کر لو"۔۔۔ اسکا ہاتھ پیچھے کرتے بی بولی تو نور منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔۔

"ایک تو میں کب سے کال کر رہی تھی اوپر سے میری اتنی محبت پر یہ عزت"۔۔۔ اسنے دکھ سے کہا تو نے مسکراہٹ روکی۔۔۔۔

"او میری بہن بہت عزت ہے تیری کام کی بات پر آور نہ میرا کام بی کر لے گی"۔۔۔ انے بیچارگی اے کہا تو بیہ ہنس پڑی۔۔۔

"ٹھیک ہے احسان کیا تم پر۔۔۔ اور کام کی بات سن، تیرے اس دن کے حالات پر ترس کھاتے مینے تیرے لیے ایک جاب ڈھونڈ لی ہے"۔۔۔ اکی بات پر نور نے آنکھیں پھیلانیں۔۔۔

"سچی قسم کھا"۔۔۔۔۔؟؟ وہ چیخ کر بولی۔۔۔

"ہاہاہا۔۔۔۔۔ مچی تیری قسم اور جاب کا تو سن لے کونسی ہے۔۔۔۔؟ اسے خوشی سے چیختے دیکھ کر وہ بولی۔۔۔

"ہاں جلدی بتا"۔۔۔ وہ مسکراتے بی کو دیکھتی بولی۔۔۔۔  
"گرین اسٹارٹ پرائیوٹ اسکول دیکھی ہے"۔۔۔؟  
"ہاں کیوں"۔۔۔؟ نور کے لب سکڑے اور اسنے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔

"وہیں یار تیری بات کی ہے۔۔ وہاں کی پرنسپل امی کی فرینڈ ہے اور امی کے ذرے بات چلائی ہے انہوں نے  
جب تیری ڈگریوں کا سنا پہلے تو سوچ میں پڑ گئی پھر کہا ٹھیک ہے بیجھ دیں اور اب تمہاری جاب پکی ہے جانا  
ضرور اگر پیسوں کی ضرورت ہو تو میں تمہیں امی کا نمبر دیتی ہوں ضرورت ہڑے تو کال کر لینا"۔۔۔۔۔ بیہ  
کی پوری بات سن کر اسکے لبوں سے مسکراہٹ دب گئی اور چہرے پر مایوسی پھیل گئی۔۔۔۔

"سیلری کتنی ہوگی؟ دوسرا یہ تو مجھے بہت دور پڑے گا"۔۔۔؟

"یار اب تیری ڈگریوں پر یہ ہی مل گئی شکر کرورنہ تو کوئی نہیں دیتا تجھے نوکری اور اب مایوس ہونا چھوڑ ایک بار  
ٹرائے کر پھر پارٹ ٹائم اکیڈمی جوائن کر لے کوئی اچھی سی، اس اسکول کی سیلری تجھے آٹھ ہزار ملیں گے  
"۔۔۔۔ وہ سمجھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے کوشش کرتی ہوں پر ہے بہت دور"۔۔۔۔ وہ سر ہلا کر بولی۔۔۔

بی وقفے وقفے سے اسکے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"ہاں یہ تو ہے آگے تجھے جو ٹھیک لگے میرے ہاتھ میں جو تھا وہ کیا اب تیرا نصیب، اور سناتیرا وہ ہینڈ سم کزن تو آیا تھا آج یونی تو نہیں آرہی"۔۔۔۔۔؟

بیہ کے پوچھنے پر نور کو یاد آیا جب صبح دادا سے لینے آیا تھا یونی کیلئے اور نور نے ناگواری سے اسکی آمد کو دیکھتے منا کیا جانے سے اور منہ پر دروازہ بند کر دیا کہ وہ اسکی طرف سے دل کڑوا کر لے۔۔۔

جیسے وہ ساری رات رو رو کر اپنا دل سنبھال رہی تھی۔۔۔۔

"نہیں یار بس نہیں آرہی تو مجھے اسائنمنٹ جمع کروانے کی ڈیٹ سینڈ کر دے، اچھا چل پھر بات کرتے ہیں"۔۔۔ اسکے ٹھیک ہے کہنے پر نور نے کہا اور کال ڈسکنیکٹ کی۔۔۔

"بیٹا کیا ضرورت ہے نوکری کرنے کی"۔۔۔ بی نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے پوچھا۔۔۔ وہ دیکھ رہی تھی کتنی پریشان رہنے لگی ہے۔۔۔۔

"بس بی مجھ سے کسی کے ٹکڑوں پر نہیں پلا جاتا، جب اللہ پاک نے ہاتھ پاؤں دئے ہیں تو کیوں نا انکا استعمال

کر کے اپنی محنت سے اپنا پیٹ پالوں، کل کو تیا کو یہ تو کہنے کا موقع نہیں ملے گا کہ گھر چھوڑنے کا فائدہ جب پیل ہمارے ہی ٹکڑوں پر رہی ہو"۔۔۔۔۔ وہ شیلف کے سامنے آکر بھاری دل کے ساتھ بولی۔۔۔

بی خاموشی سے اسکی پیٹھ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔



"اللہ تمہارے ماں باپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے بہت نیک اولاد پیدا کی ہے بس اپنوں کو قدر نہیں"۔۔۔ اسکا سر اپنے سینے سے لگاتے وہ بولی تو نور اپنے آنسوؤں صاف کرنے لگی۔۔۔

"اب آپ جا کر آرام کریں میں کھانا بنا کر آپ کو بلاتی ہوں، اور ہاں میرے بچے کے منہ میں واپس انرجی بوتل ڈال دیں تاکہ وہ پھر ناروئے"۔۔۔ بی کو کچن سے باہر کرتے اسے موبائل دیکر وہ بولی تو بی ہنس کر لے گئی

"جان پیاری ہو تو آج کی روٹین چینیج کرو"۔۔۔!!

برہان فائل بند کرتے جب موبائل کی بیپ پر اسے اٹھا کر میسج پڑھا تو برواچکائے۔۔۔

اسنے میسج بھیجنے والے کی آئی ڈی دیکھی جہاں ان ناؤن شو ہو رہا تھا۔۔۔

اسنے جلدی سے اسی نمبر پر کال کی پر دوسری طرف موبائل آف تھا۔۔۔

برہان نے لب بھیج کر نمبر دیکھتے لیپ ٹاپ آگے کیا۔۔۔

اور کچھ ہی دیر میں کانسٹیبل کاشف کی آئی ڈی اسکے سامنے تھی۔۔۔

اسنے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔

اور جلدی سے اپنے پی اے کو بلا یا۔۔۔

"مے آئی کم ان سر"۔۔۔؟ پی اے گلاس ڈور پر ناک کرتا اجازت مانگنے لگا۔۔۔

"جانو باہر کانسٹیبل کاشف کو بھیجو یہاں"۔۔۔ اسنے اسکی اجازت کو نظر انداز کرتے کہا۔۔۔  
اور وہ سر ہلا کر کر چلا گیا، کچھ ہی دیر میں ڈور پر ناک ہوا اور اندر آنے کی اجازت مانگنے لگا کاشف۔۔۔  
"یس کم ان"۔۔۔ اسکے اجازت پر کاشف اندر داخل ہوا اور سیلوٹ کر کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

"اس میسج کا میں کیا مطلب سمجھوں کانسٹیبل کاشف۔۔۔؟ اسنے غصے کو ضبط کرتے اپنا موبائل سامنے کیا۔۔۔  
کاشف جو بلانے کی وجہ کیلئے منہ کھولنے لگا تھا آنکھیں پھیلا کر ایس پی کے ہاتھ میں موجود موبائل کو دیکھنے لگا  
ایم سوری سر پر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، میں کچھ بھی نہیں سمجھ پارہا، اور اس میسج کو بھی"۔۔۔ کانسٹیبل نے  
نظریں نیچے کر کے کہا۔۔۔

تو برہان کو مزید غصہ آ گیا کہ اب وہ انکے مزاق برداشت کرے گا۔۔۔  
مطلب انکے اور اپنے بیچ کوئی فرق نہیں یا وہ انکا دوست ہے۔۔۔  
ایک لحاظ سے اسنے میسج کر بھی لیا تو اعتراف تو کرے، پر نہیں یہاں سفید جھوٹ وہ بھی منہ پر۔۔۔  
وہ بھی اس شخصیت سے جنگے سر پر پہلے ہی ہزار ذمہ داریاں ہوں۔۔۔!

"تم جانتے ہو اس سے تمہاری نوکری پر بھی اثر پڑ سکتا ہے"۔۔۔۔ وہ اٹھ کر اسکے سامنے آیا۔۔  
کاشف نے لبوں پر زبان پھیری اور الرٹ کھڑا رہا۔۔۔۔

"سر ہم سچ کہہ رہے ہیں ہماری کیا جراعت آپ سے مزاق کرنے کی، آپ چاہیں تو باہر کھڑے ایچ سی عبداللہ سے بھی پوچھ لیں"۔۔۔۔ اسکے لفظوں میں سچائی تھی جو برہان جیسے زیرک نگاہیں رکھنے والے سے چھپی نارہ

سکی۔۔۔۔

"موبائل"۔۔۔۔!! برہان نے موبائل مانگا تو اس نے جلدی اپنی جیب سے موبائل نکال کر دیا۔۔۔۔

مپوش علی

برہان نے آف موبائل آن کی اور انباکس میں جا کر دیکھا۔۔۔۔

تو اسکی آنکھوں میں غصے سے سرخی پھیل گئی۔۔۔۔

دل تو کر رہا تھا ایک تھپڑ رکھ دے گال پر، پر وہ اسکے منہ سے سچ سننا چاہتا تھا۔۔۔۔

"ویلڈن کانسٹیبل اب ہمارے سامنے بھی جھوٹ بولو گے، تو یہ کیا ہے"۔۔۔۔؟؟ اسنے غرا کر سامنے اسکا

موبائل کیا۔۔۔۔

کانسٹیبل کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

"پپ۔۔۔۔ پر سر یقین مانے مجھے آپکا پرسنل نمبر نہیں معلوم یہ شاید اس عورت نے کیا ہے۔۔۔۔"۔۔۔۔

اسنے ڈرتے اپنی صفائی پیش کی برہان ٹھٹھک گیا عورت لفظ پر۔۔۔۔

"کنے؟ کونسی عورت"۔۔۔؟ اسنے جلدی پوچھا تو کاشف نے الف سے ی تک اسے ساری بات بتائی

-----

"ڈیم اٹ۔۔ اسنے تم سے موبائل مانگا تو تمنے دے دیا اور مجھے انفارم نہیں کر سکتے تھے۔ کیا تمنے اسکا چہرہ یا کوئی بھی ایسا جس سے اسے پہچانا جائے"۔۔؟ ماٹھا مسلتے اسنے پوچھا۔۔۔



آخر یہ ہو کون سکتی تھی جو اتنی گہرائی سے جانتی تھی کہ اسکی جان کو خطرہ ہے، یقیناً وہ کوئی عام نہیں تھی۔۔۔

"نہیں سروہ برقع میں تھی اور ہمیں اسکی کنڈیشن دیکھ کر موبائل دینا پڑا، اور اسکے شوہر نے آنے سے انکار کیا تو وہ غصے میں موبائل دے کر چلی گئی، ہمنے کچھ خاص غور نہیں کیا"۔۔۔ اسنے سر جھکا کر اپنی کاہلی کا اعتراف کیا۔۔۔

برہان نے ایک۔ بار پھر اسکی موبائل کی کال ہسٹوری چیک کی پر جس وقت اسے میسج بھیجا گیا تھا اسکے وقت کے اندر نا کوئی کال آئی تھی نا ہی گئی۔۔۔

اس سے صاف ظاہر تھا وہ بے وقوف بنا کر گئی تھی۔۔ تو ظاہر تھا اسکا حلیہ بھی دھوکا تھا۔۔۔۔



"موبائل لو اور پھر کبھی اس عورت کو یہاں آس پاس دیکھا تو مجھے انفارم کرنا"۔۔۔۔۔ اسے جانے کا اشارہ کرتے وہ بولا اور خود جا کر اپنی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

"یہ تھی کون عورت؟ جو اتنی انفارمیشن رکھتی تھی۔۔۔ اور میری روٹین آج کی"۔۔۔!!

وہ سوچتا اپنی روٹین کو دہرانے لگا۔۔۔۔۔

اور سر ہلاتے اسنے پہلے اپنی ڈرائیور کو کال کی کہ وہ آج گاڑی نالے آئے۔۔۔۔۔

اور مزید کچھ سوچ و بیچار کے بعد وہ چیئر سے اٹھا اپنا موبائل اٹھا کر کیپ پہنتے۔۔۔۔۔

ایک بار سوتے ہوئے حور نے اپنے ماتھے پر نرم گرم سالمس محسوس کیا تھا اور پھر وہ کروت بدل کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

اور اب تقریباً آدھی رات گزرنے کے بعد اسکی آنکھیں بے سکونی سے کھلی تھی۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں کھولے ایسے ہی پڑی رہی۔۔۔۔۔

اس ڈر تھا پچھلی بار کی طرح ابھی بھی سحیر اسے دیکھ نارہا ہو۔۔۔۔۔

"سحیر مم۔۔۔ مجھے پانی چاہیے۔۔۔" اسکی سماعتوں نے جب مکمل خاموشی کو محسوس کیا تو بے ساختہ بول اٹھی  
حالانکہ سحیر روز اسکے قریب پانی کا گلاس رکھ دیتا تھا۔۔۔۔۔

جواب ناپا کر اسنے کچھ دیر انتظار کیا اور پھر ہاتھ اسکی جگہ پر پھیلا یا جہاں جگہ کھالی تھی۔۔۔۔۔

وہ اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔ س۔۔۔۔۔ سحیر۔۔۔!! پکارتے اسنے بیڈ سے پاؤں نیچے رکھے۔۔۔۔۔

اتنے دن ساتھ رہ کر وہ اسکی موجودگی اور غیر موجودگی کو اچھی طرح محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔۔  
اور ابھی اسکا دل۔۔۔۔۔! ہاں اسکا دل چیخ چیخ کر اسکی غیر موجودگی کا بتا رہا تھا۔۔۔۔۔

"س۔۔۔ سحیر آ۔۔۔ آپ یہاں نہیں۔۔۔۔۔" اسکے ہاتھ باتھ روم کے دروازے پر آئے جو کھلا ہوا تھا  
۔۔۔۔۔

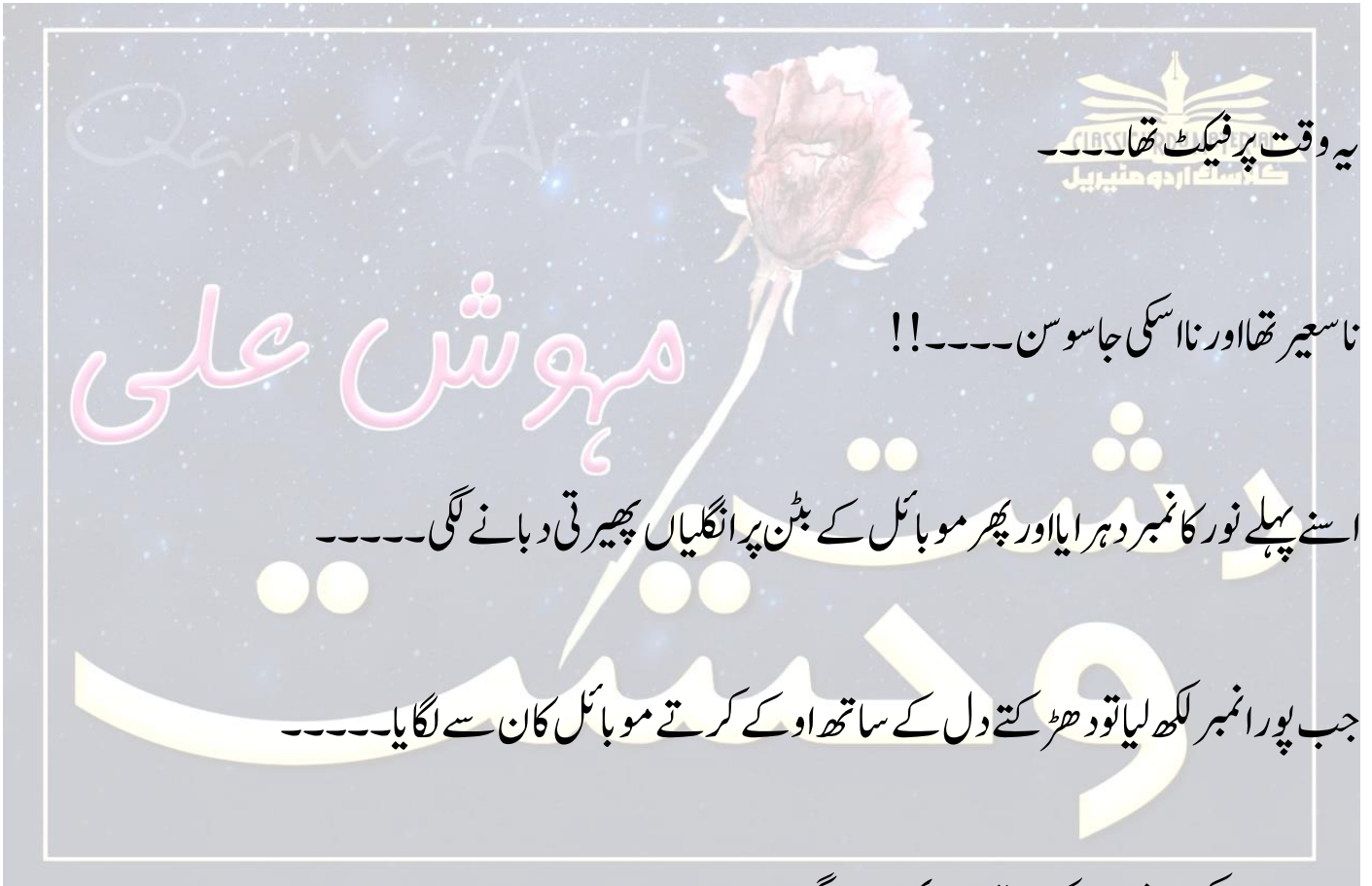
"تو کیا وہ رات کو کہیں گیا ہوا ہے"۔۔۔ اسنے لود سے سرگوشی میں پوچھا۔۔۔۔۔

اور سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتی دروازے تک آئی جو باہر سے لاک تھا۔۔۔۔۔

مطلب وہ سچ میں یہاں نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ واپس بیڈ کی طرف قدم اٹھاتی اپنی جگہ پر بیٹھی۔۔۔۔۔

اور کچھ دیر کے بعد اپنے تکیے کے نیچے سے رکھا موبائل نکالا۔۔۔۔۔



اور یہاں اسکی سانسوں کی رفتار اور بھی بڑھ گئی۔۔۔۔۔

جانے کیوں اسے اے سی میں بھی ٹھنڈے ٹھنڈے پسینے آرہے تھے۔۔۔۔۔

"موبائل اٹھاؤ نور۔۔۔!!" تکیہ اٹھا کر اسنے اپنے دھڑکتے دل کی جگہ سینے سے بھینچا۔۔۔۔۔

اسے اپنے گرد سیر کے پرفیوم کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ کافی دیر ٹرائے کرتی رہی پر دوسری طرف نور شاید گہری نیند میں تھی۔۔۔۔۔

اسنے تھک ہار کر موبائل بیڈ پر پھینکا اور خود لیٹ گئی۔۔۔۔۔

"مجھے دن کو کرنی چاہیے کال شاید"۔۔۔۔۔ نچلا لب دبا کر سوچنے لگی۔۔۔۔۔

اسکی خالی آنکھیں سامنے سیر کی جگہ پر تھی۔۔۔۔۔

جہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔۔۔۔۔

حور نے بیزار ہو کر کروٹ بدلی۔۔۔۔۔

نیند بھی روٹھ گئی، اور نور کال بھی نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ گہرے سانس لیتی خود کو ریلیکس کرنے لگی۔۔۔۔۔

\*-----\*

وہ ہوش میں آیا تو کراہ اٹھا۔۔۔۔۔



سر اور چہرے سے درد کی ٹیسس اٹھ رہی تھی۔۔۔۔  
اسکی جگہ کوئی دوسرا لڑکا ہوتا تو اب تک ایسی دردناک حالت سے جان دے چکا ہوتا۔۔۔

پراسکے لئے یہ سب کچھ نہیں تھا۔ ابھی تو اسنے اذیتوں کا ذائقہ چکھنا تھا۔۔۔  
ابھی تو اسے زندگی بتانے والی تھی کہ اس دنیا میں اسکا کردار کیا ہے۔۔۔

اسے کیا کچھ سہنا برداشت کرنا ہے۔۔۔۔

وہ خوفزدہ تھا اور اسنے اپنی سوجی آنکھیں کھولی تو ایک بار خود کو پھر اندھیرے میں پایا۔۔۔۔  
پر یہاں اس پر کئی آنکھیں جھکی ہوئی تھی۔۔۔

اور غور سے اسکے خوفناک سوجے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔  
سب خوف و حشت سے پھیلی معصوم آنکھیں تھی۔۔۔۔

سعیر نے گردن گھمائی تو حیرت سے شاک میں آگیا۔۔۔۔۔

وہ کہاں تھا۔۔۔؟ اسکا وہ حیوان باپ اور ماں۔۔؟ بہن؟ سوالوں نے اسکے دماغ میں ہلچل مچائی اور وہ بمشکل اٹھ  
بیٹھا۔۔۔۔

اس پر جھکے لڑکے اس سے دور ہو کر بیٹھے۔۔۔۔

"بب۔۔ بھوت۔۔۔ سسکیوں کے ساتھ ایک کونے سے آواز آئی۔۔۔ اور سب اسے دیکھنے لگے کوئی دوسری مخلوق سمجھ کر۔۔۔ اور سچ بھی تھا وہ لگ ہی اتنا ڈراؤنا تھا۔۔۔۔۔"

مم۔۔ میں کہاں ہوں؟۔۔۔ بھاری آواز بمشکل اسکے گلے سے نکلی۔۔۔۔۔  
اور اسنے اپنی سوچی آنکھوں سے وہاں موجود تمام بچوں کو دیکھا جیسے وہ اسے پاگل سمجھ رہے ہیں اس سوال پر۔۔۔۔۔  
درد سے آنکھوں سے آنسو پھسلنے لگے اور اس پر جمع خون بھی ان آنسوؤں کے ساتھ اسکے سوچے منہ میں کچھ گالوں پر آئے۔۔۔۔۔  
اسنے منہ یا گال صاف نہیں کیے۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اسکا حال کیسا ہے۔۔۔۔۔  
دوسرا پیٹ سے بھوک کی اٹھتی ٹیس اور پیاس سے خشک حلق اسے اپنے خون بھرے آنسوؤں پینے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔

ہم کڈنیپ ہو گئے ہیں۔۔ ایک لڑکے نے روتے ہوئے بتایا۔۔۔۔۔

اور سعیر کا دل چاہا تہقہہ لگا اٹھے کہ وہ تو کڈنیپ نہیں ہوا۔۔۔۔  
وہ اتنا تو سمجھ گیا اسکا باپ اسے کہاں چھوڑ کر گیا ہے۔۔۔۔

ہاتھ بڑھا کر اسنے اپنی آنکھوں پر چھائی بھیگی پلکوں سے دھند کو صاف کیا۔۔۔۔

یہ لوگ ہمارے ساتھ کیا کرنے والے ہیں۔۔۔۔

بیس یا پچیس کے لگ بھگ وہاں کم عمر لڑکے موجود تھے اور خود میں ہی سرگوشی سے باتیں کر رہے تھے تو کوئی  
رورہا تو کوئی سک۔۔۔۔

سعیر کا بھی دل کیا روئے چیخے چلائے۔۔۔ دھاڑے مارے۔۔۔ اسکے باپ نے اسکی ماں کو مار ڈالا اسے یہاں  
چھوڑ دیا اور اسکی بہن کو غائب کر دیا۔۔۔

کس قدر برباد ہو گیا تھا۔۔۔ اپنے ہی باپ کے ہاتھوں۔۔۔۔  
وہ زمین پر گر کر واپس آنکھیں موند گیا۔۔۔۔ آنسوؤں اسکے بالوں میں جذب ہونے لگے۔۔۔۔

اپنی بہن اور ماں کا سوچتے کہ کہاں ہو گی وہ۔۔۔۔

اٹھ "گالی"۔۔۔۔ اچانک اسکے پیٹ میں لات ماری گئی۔۔۔۔  
سعیر کے منہ سے چیخ نکل گئی۔۔۔۔

سالے حرام کے پیسے نہیں دئے تیرے باپ کو۔۔۔۔ اس کے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کرتے وہ آدمی دھاڑے اور پورے تہ خانے میں خاموشی چھا گئی موت جیسی۔۔۔۔

سالے حرامی کی اولاد بال چھوڑ میرے۔۔۔۔ سعیر کو دیکھنے میں کچھ نہیں آ رہا تھا پھر بھی اپنے بالوں میں موجود

اس کے ہاتھوں پر جھپٹے بھاری آواز میں دھاڑا۔۔۔۔

وہاں موجود آدمیوں کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔۔ اور وہ گالیوں بکتے اسے زمین پر پھینک کر اپنے بوٹ کی نوک سے وار کرنے لگے۔۔۔۔

اور سعیر چیختا چہرہ اپنے بازوؤں میں چھپا گیا۔۔۔۔۔

آہ۔۔۔۔ ایک زوردار لات جب اسکی کمر پر پڑی ہو لٹا کر چیخ پورے تہ خانے میں گونج اٹھی۔۔۔۔

اور وہ اس ظلم کو برداشت نہ کرتے اپنے حواس ایک بار پھر کھو بیٹھا۔۔۔۔

نکالو سب کو باہر۔۔۔۔ دوسرے آدمی خونخوار جانور بنادوسرے بچوں کو بالوں بازوؤں سر سے پکڑ کے آگے دروازے کی طرف دھکیلنے لگے۔۔۔۔



اس کا کیا کرنا ہے پھر۔۔۔ ایک آدمی نے سعیر کے وجود کو دیکھتے پوچھا۔۔  
پورا تہ خانہ خالی ہو چکا تھا صرف سعیر کے بیہوش وجود اور باقی دو آدمیوں کے۔۔۔

کرنا کیا ہے ہوش آئے تو لے آنا ورنہ بلیک کنگ کے کتوں کیلئے لٹچ بنا کر بھیج دینا۔۔  
اور ہاں ساتھ والے روم سے بھی دو ڈیڈ باڈی اٹھالینا۔۔۔



\*-----\*

""اس تیرہ سال کی بچی کا کیا ہوا؟ پولیس کو مجرم ملا۔۔؟ سگریٹ منہ میں ڈالتے سعیر نے کامران سے پوچھا

----

"نہیں اسکے ماں باپ روز آرہے ہیں پر کوئی فائدہ نہیں اور مختلف جگہوں سے بچے کڈنیپ ہو رہے ہیں جن کا کسی کو نہیں معلوم ہو رہا کہ یہ کڈنیپر ہیں کون، یہاں تک کہ پولیس بھی ناکام رہی ہے"۔۔۔؟ کامران نے سنجیدگی سے اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔۔۔

وہ اس وقت سعیر عالم کے فارم ہائوس میں بیٹھے تھے۔۔ ساتھ آلف بھی تھا۔۔۔  
مسکان اور عارب سعیر کے گھر میں موجود تھے کیونکہ وہاں حور العین سو رہی تھی۔۔۔

"ہوں"۔۔۔ سعیر نے سر ہلایا۔۔

"آپکے کیا پلائن ہیں آگے، بلا سنڈ بیوٹی ملی"۔۔؟۔۔ کامران نے سعیر کو دیکھتے پوچھا جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا اور دھواں اسکے منہ سے نکل کر فضا میں بادلوں کی شکل اختیار کرنے لگتا۔۔۔

آلف پاس دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔ بلا سنڈ بیوٹی کے ذکر پر اسکے چہرے پر مخصوص مسکراہٹ آئی۔۔۔

سعیر نے نظریں کامران کے چہرے پر ڈالی اور وہ کامران کو اندر تک اترتی محسوس ہوئی۔۔۔  
اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی۔۔۔

بیسٹ جب حور العین کی سیفٹی کیلئے خود پر یقین نہیں کر سکتا تھا تو اسے کیا بتاتا، یہ آلف اچھی طرح سے جانتا تھا

----

"پلائن ہے پہلے تم زمان کو فولو کرو اس پر نظر رکھو، بلا سنڈ بیوٹی کا بعد میں سوچیں گے"۔۔۔۔۔ اسنے سرد لہجے میں کہا کامران نے اسے دیکھا۔۔۔

"بیسٹ میرا مشورہ لو اگر بلیک کنگ تک پہنچانا ہے تو بلا سنڈ بیوٹی کو مہرہ بناؤ وہ بھاگتے آئے گا"۔۔۔۔۔ اسنے شیریں لہجے میں مخلص مشورہ دیا۔۔۔

مہوش علی

پر یہ دیکھ کر اسکا حلق کڑوا ہو گیا جب بیسٹ کی آنکھوں میں غصے سے سرخ ڈورے نمایا ہوئے۔۔۔۔۔

اچانک ہی سعیر نے گن نکالی اور کامران کو سوچنے کو موقعہ دئے بغیر گولی کی آواز اور سرسراہٹ اسکے کان کے قریب سے گذرتے پیچھے ایک خوبصورت مورتی کے دل والی جگہ پر لگی اور پورے فارم ہائوس میں ٹھٹھااا کی آواز گونجی۔۔۔۔۔

کامران سن سا بیٹھا رہا۔۔۔۔۔

"چیک کر رہا تھا رکھنے سے زنگ تو نہیں لگ گیا، ہاں تم کچھ کہہ رہے تھے؟"۔۔۔۔۔ اسکی پہلی رنگت پر ایک نظر ڈال کر سعیر نے گن کو دیکھتے پوچھا تو منہ سے پانی کا گلاس لگاتا کامران نے سر ہلایا۔۔۔۔۔

"مم۔۔ میں بس کہہ رہا تھا آپ بہتر جانتے ہیں، میرا پورا گینگ آپکے ساتھ ہے"۔۔۔ رومال سے منہ صاف کرتے وہ زبردستی منہ پر مسکان سجاتے بولا۔۔

آلف نے اپنی مسکراہٹ روکی۔۔۔ اور گھنٹی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا۔۔

"ہمم۔۔" سعیر نے سر ہلایا۔۔۔  
اور منہ سے سگریٹ لگایا۔۔۔

"یہ کچھ تصویریں ہیں میسٹ قریب پر بھی نظر رکھنا چاہیے"۔۔۔ اسنے فائل میں موجود تصویریں ٹیبل پر سعیر کے سامنے رکھتے طنز کیا۔۔۔

آلف اور سعیر کی نظر تصویروں پر گئی۔۔۔ جہاں مسکان کی آج کے کارکردگی تھی۔۔۔

سعیر نے دیکھ کر سرد سانس خارج کی جیسے غصہ کنٹرول کر رہا ہو۔۔۔

وہ اسے صرف عارب کی وجہ سے برداشت کر رہا تھا ورنہ وہ کب سے اسکے راستے سے پیچھے ہٹ چکی ہوتی

۔۔۔۔

آلف کو ہنسی آنے لگی پر وہ سعیر اور کامران کا خیال کرتے سیریس بیٹھا تھا۔۔۔



"یہ میرے آدمی نے لی ہیں تصویریں، آپ انڈر ورلڈ کے شہنشاہ ہیں اور آپ کے خاص بندوں کو سب جانتے ہیں اور یہ بھی کہ ایس پی برہان علوی بیسٹ کا کیس سولو کر رہا ہے آگے آپ سمجھدار ہیں"-----

"اجازت دیں"----- وہ اٹھ کر کوٹ کا بٹن بند کرتے وہاں سے باہر کھڑے اپنے آدمیوں کے ساتھ گاڑی

میں بیٹھ کر چلا گیا۔-----

آلف نے ایک نظر سعیر کے سپاٹ چہرے پر ڈالی۔-----

"سعیر وہ۔۔۔" آلف نے مسکان کے فیور میں کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا جب سعیر کے ہاتھ اٹھا کر اس کا منہ بند کر دیا۔-----

"لے آؤ یہ"۔۔۔ ایش ٹرے میں سگریٹ مسل کر وہ اسکی بات کاٹ کر بولا اور اٹھ کر کوٹ کے بٹن بند کرتا وہاں سے نکلا۔-----

میٹنگ تو کب کی ختم ہو گئی تھی پر کامران کچھ باتوں کی وجہ سے وہیں رک گیا۔-----

اور سعیر کو اب ٹھیک لگا وہ رکا۔-----

اسکے گاڑی میں بیٹھنے پر آلف جلدی سے ڈروائیونگ سیٹ پر آیا۔-----

"کیا سوچ کر اسنے یہ قدم اٹھایا"۔۔۔؟ سحیر نے آلف کو دیکھتے بولا۔۔۔۔

"سحیر میں سمجھائوں گا اسے"۔۔۔ اسنے بمشکل سے کہا۔۔۔  
سحیر نے غصے سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

"آخری بار سحیر"۔۔۔!! اسنے جیسے منت کی۔۔۔

اور وہ گہرا سانس بھر کر باہر دیکھنے لگا۔۔۔  
"وہ سمجھنے والی نہیں آلف!! اسکی ایک بے وقوفی سے میری عین کو نقصان پہنچ سکتا ہے!!۔۔۔ وہ شدید ضبط سے بول رہا تھا۔۔۔

"میں پر امس کرتا ہوں سحیر آگے وہ ایسے نہیں کرے گی"۔۔۔۔۔ آلف نے اسٹیرنگ ویل پر سخت گرفت کرتے کہا۔۔۔۔

اسے مسکان پر سخت غصہ تھا۔۔۔ آخر ہر بار اس سے ہی کیوں بے وقوفی ہوتی ہیں۔۔۔  
اگر وہ پکڑی جاتی تو کیا ہوتا۔۔۔ آگے سوچ کر اسنے لب بھینچے۔۔۔۔

"آلف ہماری دنیا میں قسمیں عہد و پیمان نہیں مت بھولو"۔۔۔ وہ سخت لہجے میں بولا۔۔۔۔

آلف نے سمجھتے سر ہلایا۔۔۔۔

"پر سعیر میں اس بار عارب کو ٹھیک طریقے سے سمجھائوں گا اور یہ تصویریں بھی دیکھائوں گا"۔۔۔۔۔  
سامنے سنسان راستے کو دیکھتے اسنے کہا تو سعیر خاموش ہو گیا۔۔۔

شاید آخری وار ننگ دے کر!۔۔

گاڑی کی فضا میں پھیلی گھمبیر خاموشی کو سعیر کی موبائل کے رنگ ٹون نے توڑا۔۔۔۔

اسنے موبائل دیکھا تو اسکرین پر چمکتے نام کو دیکھ کر گھنی مونچھوں تلے عنابی لب مسکرانے لگے۔۔۔۔۔

اور موبائل کو پکڑے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔

"کس کی کال ہے"۔۔۔؟ آلف نے اسے موبائل پکڑے دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

سعیر نے بھوری مسکراتی آنکھیں اسکی طرف گھمائی۔۔۔۔۔

"دیکھ لو"۔۔۔۔ کہتے اسکرین اسکی جانب کی۔۔۔۔

ایک پل کو آلف نے آنکھیں سکڑی۔۔۔۔

اور پھر دوسرے پل سب سمجھتے قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔۔

"اب سارا دن سر پہ سوار رہو گے تو یہی ٹائم ہو گا ان کاموں کا"۔۔۔۔۔ آلف نے شرارت سے کہا تو وہ کھل کر ہنسا۔۔

پہلی بار اسے کھل کر ہنستے دیکھ آلف دیکھتا رہ گیا۔۔۔۔۔

"رائٹ لو"۔۔۔ اسے عالم ولا کے راستے کی جانب دیکھتے سعیر بولا تو آلف ایک نظر دیکھ کر گاڑی کا رخ رائٹ موڑ لیا۔۔۔

سعیر نے وقفے وقفے سے بجتی موبائل کو ڈش بورڈ پر رکھ دیا۔۔۔

آلف نے دیکھا اسکے چہرے پر جو کچھ دیر پہلے مسکراہٹ تھی اب اسکی جگہ سنجیدگی نے لے لی تھی۔۔۔

رات کے اندھیرے میں عالم اور آلف کی گاڑی ایک پرانی فیکٹری کے کچھ فاصلے پر روکی۔۔۔

گاڑی سے اتر کر دونوں نے قدم زمین پر رکھے۔۔۔

اور آگے بڑھتے دائیں بائیں ہو گئے۔۔۔



سامنے قدیم طرز کی بنی فیکٹری کے جانب بڑھے۔۔۔۔  
جسکا گیٹ بند تھا جن پر زنگ لگ کر جالے بھی آگئے تھے۔۔۔  
سعیر نے قدم اسکے بائیں جانب اٹھائے۔۔۔۔  
اور وہاں سے اسے ایک کھڑی نمادروازہ مل گیا جس سے وہ اندر داخل ہوا۔۔۔۔

فیکٹری کی اندر ایک روم کی طرح جگا تھا جسکے کونے پر سپائیڈر نے اپنے گھر بنائے ہوئے تھے اور یہیں حال  
وہاں ٹیبل کے اوپر جلتے بلب کا بھی تھا۔۔۔۔  
جسکے نیچے ایک موٹے کالے رنگ کی شکل کا آدمی ہاتھ میں شراب کا گلاس پکڑے بیٹھا تھا۔۔۔  
"دیکھ اسکی جیب میں"۔۔۔۔ چیئر پر بیٹھے اس آدمی نے ایک بچے کو صرف کٹورے سے پیسے بیٹل پر رکھتے دیکھ  
کر پاس کھڑے آدمی کو کہا۔۔۔۔  
"مم۔۔۔ میرے پاس اور کچھ نہیں"۔۔۔۔ اس چھوٹے بچے نے مضبوطی سے ایک ہاتھ سے اپنی جیب کو  
پکڑا اور سہم کر بولا۔۔۔

وہاں موجود دوسرے لائن میں کھڑے بچے ڈر سے کانپنے لگے،، جانتے تھے اب اسکا کیا انجام ہوگا۔۔۔

اور جو دوسرے طرف سارے دن کے پیسے جمع کروا کر نیچے بیٹھے تھے اس لڑکے کو سہمی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔۔۔۔

پرانی پینٹ اور بدرنگ پھٹی شرٹ میں وہ بچا ایک کٹے بازو اور دوسرے ہاتھ سے جیب پکڑے رو رہا تھا۔۔۔۔

"چٹاخ"۔۔۔۔۔  
اسکے آدمی نے حکم پر آگے بڑھا آیا اور اس سانولے رنگ کے چھوٹے معصوم بچے کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا  
وہ بچہ اس درندے کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ برداشت نہ کرتے آہ کرتے نیچے گرا۔۔۔۔۔  
"ہاتھ ہٹاؤرنہ دوسرے بازو سے بھی محروم ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ زمین پر اسکے بالوں سے پکڑتے اسکا سراونچا  
کیا۔۔۔۔۔

اس بچے کی سہمی وحشزدہ آنکھیں بھیگی تھی اور منہ سے خون کی سیدھی لکیر نکل آئی تھی۔۔۔۔۔

"ص۔۔۔ صاحب۔۔۔ بھوک۔۔۔ کیلئے ہیں۔۔۔ صرف۔۔۔ دس روپے۔۔۔ دن کو بھوک ل۔۔۔ لگتی ہے  
"۔۔۔۔۔ اسنے گڑ گڑاتے روتے کہا۔۔۔۔۔

"بھوک لگتی ہے؟ یہاں سے کھا کر نہیں جاتا۔۔۔ اور یہ تیرے باپ کے پیسے ہیں!!

آج تو لے گا کل کوئی دوسرا اس سے پہلے ہی تم چوزوں کو سبق سیکھا دینا چاہیے۔۔۔ اسنے آدمی نے خو نثار  
نظروں سے سب کو دیکھتے کہا اور ٹیبل پر رکھے خنجر کو اٹھایا۔۔۔

دوسرا گھینڈے جیسا آدمی گلاس سے گھونٹ گھونٹ کر پی رہا تھا۔۔۔

"نن۔۔ ننیں۔ نہیں۔۔ مجھے نہیں چاہیے پیسے۔۔۔ وہ بچاروتا خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتا جلدی  
سے جیب سے پیسے نکال کر اسکے آگے کیے۔۔۔

"بابا بابا۔۔" وہاں موجود سب کے قہقہے پڑے اور دوسرے بچے منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے۔۔۔

"نہیں رکھ لے بھوک لگی ہے نا کھانہ کھانا شاہاش ڈال واپس جیب میں۔۔۔۔ اسکے کندھے سے پکڑ کر وہ  
پچکارتا بولا۔۔۔

وہ بچا کبھی اس خنجر کو دیکھا تو کبھی اپنے دوسرے کندھے کو اور نفی میں سر ہلانے لگتا۔۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ غلطی ہو گئی۔۔ مم۔۔ مجھے معاف ک۔۔ کر دیں۔۔ مجھے۔۔ بھوک۔ نہیں لگتی۔۔۔

وہ ہلکاتے روتے کہتا پیچھے کو گھسکنے کی کوشش کرنا لگا۔۔۔۔

"دیکھو یہاں اور سبق حاصل کرو۔۔۔۔

وہاں موجود بچوں نے آنکھیں میچنی چاہیں تو اس چیئر پر بیٹھے گھنڈے نما شخص نے دھاڑ کر دیکھنے کو کہا۔۔۔

یہ وہ بچے تھے جو کھیلتے، اسکولوں سے آتے مدرسے جاتے اچانک ان حیوانوں کے ہاتھ لگ جاتے تھے۔۔۔  
اور انکے ماں باپ بھاگ دوڑ کر روپیٹ کر خاموش ہو جائے تھے۔۔۔  
کیونکہ جب انکی سنی نہیں جاتی تھی تو یہی کچھ ہوتا تھا۔۔۔  
کتنے دن غم منایا جاتا آخر ایک دن آنسو سوکھ جاتے اور واہیلابند ہو جاتا،

اور پھر تب یہ بچے مختلف جگہوں سے اگواہ ہوئے کہیں دوسرے شہر میں آکر ان ظالموں کے پیٹ بھرتے  
تھے سارا دن سڑکوں پر بھیک مانگنے کے بعد انہیں صبح اور رات کو کھانا دیا جاتا بس۔۔۔۔۔  
اور آج اس دن کی بھوک سے نہ حال ہوتے اس بچے نے دس روپے چھپا لیے تھے جس کی سزا اسے دی جا رہی  
تھی۔۔۔۔۔

دشتِ وحشت

اس آدمی کا ہاتھ جب اسکی جانب اٹھا تو اچانک کمرے نما جگہ پر اندھیر چھا گیا۔۔۔۔۔  
"یہ لائٹ کیوں چلی گئی"۔۔؟ اس گھینڈے نما آدمی نے بھاری آواز میں کہا۔۔۔۔۔

"میں دیکھتا ہوں"۔۔۔۔۔ دوسرا آدمی کہتا اندھیرے میں باہر جانے کی جگہ کی طرف مڑا پر سامنے ہی  
اندھیرے میں دیوار نما کھڑا وجود سے ٹکرا گیا۔۔۔۔۔۔۔



"اندھے ہو سائیڈ پر ہو، یا جا کر دیکھو مین سوئچ میں کوئی گڑبڑ تو نہیں"۔۔۔ خود سے اس لمبے وجود پر گھوری ڈال کر بولا اور اندر کی جانب قدم اٹھانے ہی لگا تھا کہ سعیر نے منہ پر ہاتھ رکھ کر باہر کھنچا۔۔۔۔

"سوئچ تو اب میں تیرا بند کروں گا"۔۔ سعیر نے خنجر اسکے گلے پر گھما کر کہا۔۔۔  
اور اس اندھیرے میں خون کے پھوارے نکلے۔۔۔۔

سعیر نے دوسرا اور اسکے پیٹ پر کیا دو تین دفعہ۔۔۔ اور پھر نیچے پھینک دیا۔۔۔۔  
اسکا ہاتھ پوری طرح گیلا ہو چکا تھا۔۔۔۔

دھب۔۔ کی آواز پر سب نے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔۔  
"گر گیا سالہ"۔۔۔۔ وہ آدمی جو اس بچے کے پاس بیٹھا تھا اٹھ کر بولا۔۔۔۔

"بیٹھ جائو وہ چلا گیا"۔۔۔۔ سعیر کے لبوں میں دبا سگریٹ کا لال شعلہ اندھیرے میں جل رہا تھا۔۔۔۔

سعیر کے پیچھے آلف بھی اندھر داخل ہوا۔۔۔

"کک۔۔۔ کون ہو تم"۔۔۔؟ وہاں موجود سب الرٹ ہوئے۔۔۔۔  
"یہ لائٹ کیوں چلی گئی"۔۔۔۔؟ اور پاس کے کوٹھی نما روم سے ایک آدمی باہر نکلا شرٹ کے بٹن بند کرتے

۔۔۔

آلف نے ٹارچ کا بٹن پیش کیا اور انکے منہ کی طرف ٹارچ کا منہ کیا۔۔۔۔

"تمہارا باپ ہوں میں۔۔ جسے تم لوگ بیسٹ نام سے پکارتے ہو"۔۔۔۔ وہ کہتا اندر داخل ہوا۔۔

اور وہاں موجود سب پر سکتا چھا گیا۔۔۔۔

"ب۔۔۔ بیسٹ۔۔۔ یہاں"۔۔۔۔ وہ شرٹ بند کرتا آدمی لڑکھرا کر بولا۔۔۔۔

آلف نے ٹارچ بچوں پر ڈالی تو وہ جو بچا نیچے پڑا تھا دوڑ کر دوسرے بچوں کے بیچ میں چھپ گیا۔۔۔۔۔

"ہاں آنا پڑا سلیم"۔۔۔۔!! وہ چلتا ٹیبل پر رکھے اس گھینڈے نما شخص کے سامنے چیخا اٹھا کر بیٹھا۔۔

وہ خوف سے کپکپا کر رہ گیا۔۔۔۔

ٹارچ سے اتنی روشنی ہو گئی تھی کہ وہ ایک دوسرے کے وجود کو دیکھ سکتے تھے۔۔۔۔

سعیر نے وہاں ٹیبل پر پڑے چھٹے پیسوں کو دیکھا۔۔۔۔

اسکی بھوری آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔۔

"بہت کم پڑیں گے کیوں آلف"۔۔۔۔؟ پیسے مٹھی میں لیتے کہا وہاں سب نا سمجھی سے دیکھنے لگے پر اتنا تو پکا تھا

۔۔۔

بیسٹ کی موجودگی مطلب سانسوں کی غیر موجودگی۔۔۔۔

"ہاں مجھے بھی لگ رہا ہے"۔۔۔۔ٹارچ کی روشنی چیئر پر بیٹھے گھینڈے نما آدمی کے پیٹ پر ڈالتے تائید کی



"پر اب تو ان سے ہی کام چلا لے"۔۔۔۔آلف نے مسکراتے کہا تو سعیر سگریٹ لبوں میں دبایا اور اپنے آستینیں فولڈ کرنے لگا۔۔۔۔

اسکا خنجر بیلٹ میں لگا ہوا تھا۔۔۔۔

اور وہ ذرا سا اٹھا اور اگلے لمحے اس گھینڈے نما آدمی کے منہ کو پکڑ کر سارے چھٹے پیسے اسکے منہ میں ٹھونسنے لگا

۔۔۔۔۔

وہ چیختا رہا۔۔۔۔پر سعیر نے ہاتھ نہیں روکا۔۔۔۔

"نگو۔۔۔!! اسکے منہ کو بھرتے دیکھ کر وہ دھاڑا۔۔۔۔

وہ آدمی گر گر گر کرنے لگا۔۔۔

اور گلا چیرتے وہ سکے اسکے اندر پیٹ میں اترنے لگے کہ منہ سے خون کی الٹی منہ سے نکلی۔۔۔

اسکی حالت دیکھ کر دوسرے لوگ بھاگنے لگے۔۔۔ اور بچوں کی طرف سے اندھیرا کر دیا گیا۔۔۔۔۔

"آں ہاں سلیم بھائی اتنی جلدی کیا ہے"۔۔۔۔۔ آلف نے دروازے کے آگے آکر کہا۔۔۔۔۔

اسنے پیچھے کی طرف قدم اٹھائے جب آلف نے اسکی کمر پر گن رکھی۔۔۔۔۔

"ہلنا مت اپنی باری کا انتظار کرو، ورنہ یہ جو حیوانگی تم اس معصوم بچی پر اتار آئے ہو تمہیں لاش میں تبدیل کر دے گی"۔۔۔۔۔

اسنے اسکے گردن پر گن سے وار کرتے اسے نیچے گرایا۔۔۔۔۔

"آلف ٹرک آگیا"۔۔۔۔۔ پیچھے شکیل کی آواز آئی۔۔۔۔۔

"چل بچوں کو نکال"۔۔۔!!

اور کچھ ہی دیر میں وہاں سے بچوں کو نکالا اور ٹرک میں بیٹھا کر وہاں سے لے جایا گیا۔۔۔۔۔



پیچھے جو تین دن سے لاپتا تھی بچی مردہ حالت میں پڑی تھی۔۔۔۔

اس گھینڈے جیسے آدمی کی سانس کی نالی بند ہو گئی تبھی سعیر نے سارے سکے اسکے منہ میں ڈال کر سر کو اونچا کر کے گلے پر سیدھا خنجر چلاتے سینے تک آیا۔۔۔۔

وہ آدمی ہاتھ پیر مارتے وہیں دم توڑ گیا۔۔۔۔

اور خون کے ساتھ سکے اور دوسرے اعضاء بھی اسکے ٹیبل پر رکھے۔۔۔۔

دوسرے آدمی بھاگنے میں ناکام ہوتے سعیر کے ہاتھ آگے اور کچھ ہی دیر میں انکی بازو الگ الگ پڑے تھے نیچے

زمین پر اور کہیں انکی آنکھیں۔۔۔۔

تو کہیں پاؤں۔۔۔۔

خونخوار شیر کی طرح انہیں ٹکروں میں تقسیم کر دیا تھا۔۔۔۔

اور خود بھی خون سے لال تھا۔۔۔۔

اب صرف وہاں ایک سلیم بھائی نامی بیہوش تھا ایک آلف اور سعیر جسکے ہاتھ میں موجود خنجر سے خون ٹپک رہا تھا۔۔۔۔

"اسکا کیا کرنا ہے"۔۔۔؟ آلف نے ایک لات سلیم کو مارتے سعیر سے پوچھا۔۔۔

"بتاتا ہوں"۔۔۔ اسنے سر ہلا کر شراب کی بوتل ٹیبل سے اٹھائی۔۔۔

اور سلیم کے منہ پر ڈالنے لگا۔۔۔۔

"جانو لائٹ جلاؤ"۔۔۔!! سعیر کے حکم پر وہ سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

"بب۔۔ بیسٹ۔۔"۔۔!! سلیم ہوش میں آتے ہڑبڑا کر اٹھا جب تک پورا روم روشن ہو گیا۔۔۔

چیز پر بیٹھے اس آدمی کے پیٹ سے نکلے اعضاء کو ٹیبل پر دیکھا اور نظریں نیچے ڈالی جہاں اسکے آدمیوں کے کہیں سر تو کہیں بازو پیر اور آنکھیں پڑی تھیں۔۔۔۔

وہ جگہ ایک ہارر مووی کا سین لگ رہا تھا۔۔۔

"مم۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔ بیسٹ"!! وہ ہاتھ جوڑ کر پیچھے کھسکتے سعیر کے چہرے کو دیکھتے روتے بولا

۔۔۔۔

"خیر اب اس میں رونے والی بات نہیں سلیم، تم صرف اتنا سوچو تمہارے پاس بھی اولاد ہے،، کیا سمجھے  
؟"۔۔۔۔۔ خنجر اسکی شرٹ پر صاف کرتے وہ بولا۔۔۔۔۔  
سلیم نے خوفزدہ آنکھوں سے سہمے بچے کی طرح دیکھا۔۔۔  
آلف کی آنکھوں میں خون اتر اہوا تھا۔۔۔۔۔

اور یہی سعیر کی حالت تھی۔۔۔۔۔

"پولیس کڈ نیپر کے پیچھے تھی پھر کیسے بچ گئے"۔۔۔۔۔؟ اسکی کالر پر لکیر دیتے ہوئے وہ بولا۔۔۔۔۔

مہوش علی

سلیم نے تھوک نگلی۔۔۔۔۔

"پ۔۔۔۔۔ پیسے،، پ۔۔۔۔۔ پیسا سارے عیب چھپا دیتا ہے، اوپر پیسے پہنچائے تو کیس بند کروادیا گیا"۔۔۔۔۔  
سلیم کی نظریں خنجر پر تھیں۔۔۔۔۔

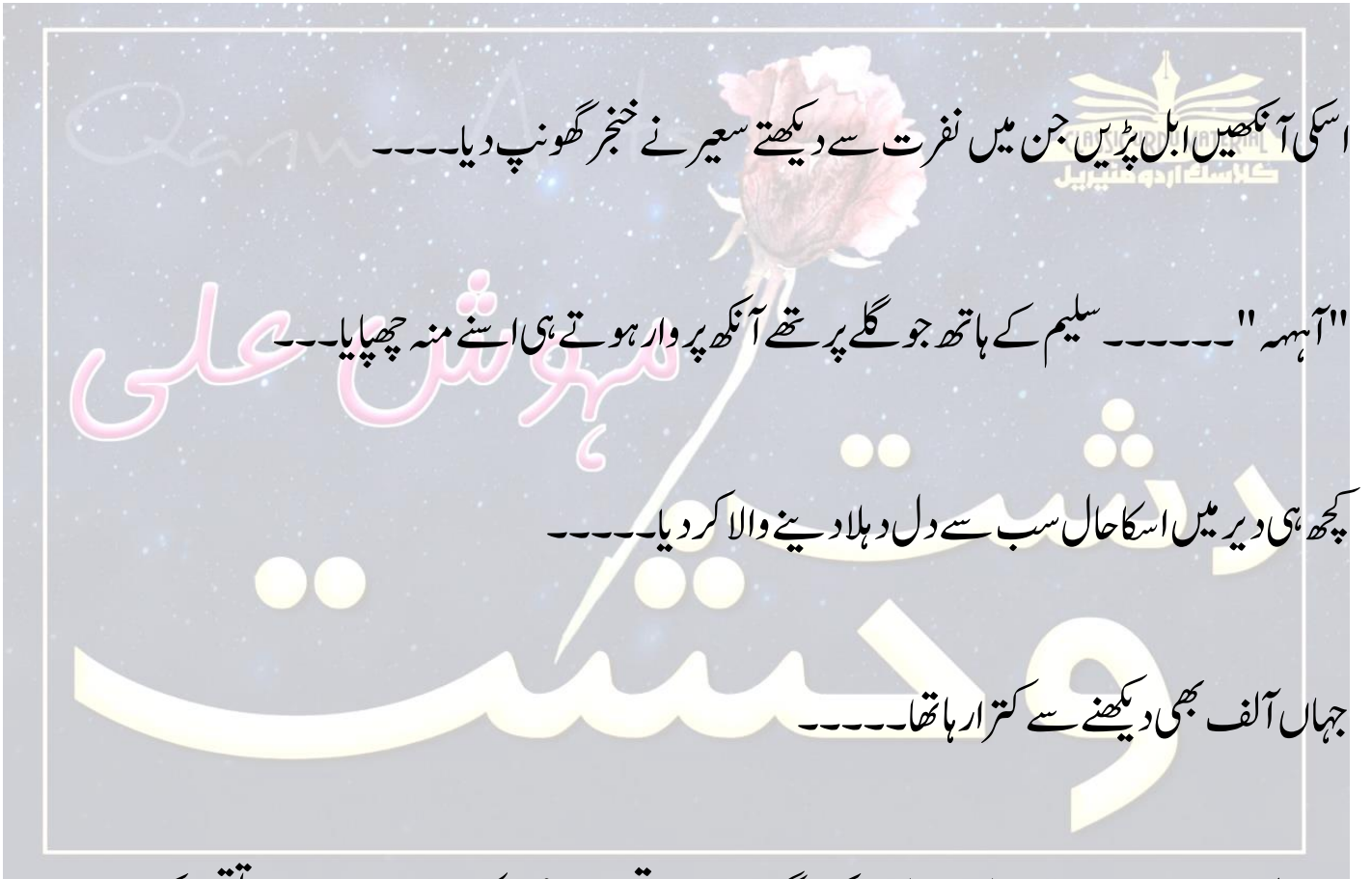
"ایس پی نے کچھ نہیں کیا اس کیس پر،، یہ تو جانتے ہو گے نا"۔۔۔۔۔؟

"نن۔۔۔۔۔ نہیں وہ پولیس اسٹیشن تک آتے ہی انکے ماں باپ کے منہ بند کروادیا اور ایس پی تک یہ کیس پہنچا  
نہیں"۔۔۔۔۔ اسکی بات پر سعیر کے لبوں پر تمسخرہ پھیلا۔۔۔۔۔

"مم۔۔۔ مجھے معاف کک۔۔۔ کردوب۔۔۔ بیسٹ آگے ایسا نہیں ہوگا"۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا

--

"آگے کرنے تک تجھے مہلت کو دے رہا ہے"۔۔۔۔۔ سعیر کا کہنا تھا کہ آلف نے اسکے گردن میں رسی ڈالی اور زور دیا۔۔۔۔۔



سعیر کے ہاتھ میں موجود وہ دھک دھک کرتا گوشت کالا تو تھڑا تھا جس کو اسنے چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔۔۔ اور دوسرے پل زمین پر پھینک کر اپنے بلیک کلر کے بوٹ سے کچل ڈالا۔۔۔

یہ سعیر کا قانون تھا۔۔۔

جہاں موت موت کو دیکھتے گھبراتی تھی۔۔۔



اور جہاں کرائم ہوتا تھا وہاں بیسٹ کا قانون ہوتا تھا۔۔۔۔  
جس کی سزا سنائی نہیں عمل میں لائی جاتی تھی۔۔۔۔

"سعیر"۔۔۔۔!! آلف نے اسے وہاں سے جاتے دیکھ کر اس کو ٹھی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

"ایس پی کو اطلاع کر دو"۔۔۔۔

سعیر کے کہنے پر آلف نے ایس پی بریان کے نمبر پر کال کی۔۔۔

"ایس ایس پی برہان سپیکنگ"!! برہان نے نیند سے بوجھل آنکھیں کھول کر ان ناٹون نمبر دیکھ کر موبائل  
کان سے لگایا۔۔۔

"ایس پی تمہارے لیے گفٹ ہے سلیم بھائی کی فیکٹری میں آجانا دیکھنے کیلئے"۔۔۔ آلف نے کہہ کر بغیر  
دوسری طرف کی سنے کال کاٹ دی اور سم کو دو ٹکروں میں تقسیم کر دیا۔۔۔

وہ جیسے مڑا تو سعیر کو خود تکتا پایا۔۔۔۔

"بابا بابا"۔۔۔۔ آنکھ مارتے قہقہہ لگا کر وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تو سعیر ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔۔۔۔

وہ لائونج میں داخل ہوا تو عرب کو ایل ای ڈی پر پراگرام کو دیکھتا پایا۔۔۔۔۔

"عارب مینے تمہیں کہا تھا اپنی بہن پر نظر رکھو تم سمجھے نہیں"۔۔۔۔۔ سعیر سامنے رکتے بولا تو عارب نے پریشان نظریں اٹھائیں۔۔۔۔۔

"کیا ہوا سعیر کیا کیا مسکان نے پھر"۔۔۔ ایل ای ڈی آف کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پریشانی سے پوچھنے لگا

سعی نے ایک سپاٹ نظر اس پر ڈال کر فائل کچھ فاصلے پر ٹیبل پر پھینکی۔۔۔

"کاش عارب وہ تمہاری بہن نہ ہوتی یا آلف نے مجھ سے لاسٹ وارنگ ناما نگی ہوتی"۔۔۔!! وہ کہہ کر رکا نہیں سیڑھیوں کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

اور پیچھے عارب نے گہرا سانس خارج کیا۔۔۔۔

اسنے جب فائل میں موجود تصویریں دیکھی تو خود پر ترس آیا کہ یہ اسکی بہن ہے۔۔۔۔

"انتہائی کی بیوقوف عورت ہو تم مسی"۔۔۔۔۔ تصویریں وہاں سے اٹھا کر اس نے صبح طبعیت صاف کرنے کا سوچ ہی لیا تھا۔۔۔۔۔

اور اپنے کمرے میں سونے کیلئے چلا گیا۔۔۔

\*-----\*

روم کا ڈور آہستہ سے ان لاک کرتے وہ اندر داخل ہوا اور پھر بند کر دیا۔۔۔

اسکی نظر سب سے پہلے بیڈ پر گئی۔۔۔

جہاں وہ موبائل سینے سے لگائے سوچوں میں گم تھی اور اسکی آنکھیں چھت کو تک رہی تھیں۔۔۔

مہوش علی

سعیر نے اپنے کپڑوں کو دیکھا۔۔۔

اور پھر وارڈروب سے اپنے کپڑے نکال کر واش روم میں گھس گیا۔۔۔

حور نے آواز پرپٹ سے آنکھیں موندیں۔۔۔

"تم مجھے کال کر رہی تھی وہ بھی رات کو یاد آرہی تھی میری"۔۔۔ وہ چلنچ کر کے اسکے پاس لیٹ کر بولا

۔۔۔

حور نے اس بارپٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں کک۔۔۔ کب۔۔۔؟ وہ اسکی جانب کروٹ لیکر بولی۔۔۔

"شاید تم نے نمبر غلط ڈال کر دیا ہوگا۔۔۔۔۔ اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا حور نے اپنی سانسیں رو کلیں۔۔۔۔۔

"ڈرو نہیں مینے منع نہیں کیا۔۔۔!! اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے اپنے قریب کرتے وہ بولا تو حور نے

گرفت سخت محسوس کر کے آنکھیں میچلیں۔۔۔۔۔

"آ۔۔۔ آپ رات کو کہاں تھے۔۔۔۔۔ وہ ہکلاتی ٹاپک چینج کر گئی۔۔۔۔۔

"میں۔۔۔؟ سعیر نے تھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ اونچا کیا۔۔۔۔۔

حور اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور کرنے لگی۔۔۔۔۔

اسکے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی جب سعیر نے اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے گرد ڈال لیا۔۔۔۔۔

"میں اب کہاں جاسکتا ہوں تمہیں چھوڑ کر عین۔۔۔۔۔؟ اسکے تل پر لب رکھتے وہ گھمبیر آواز میں بولا تو

حور لعین کی آنکھوں سے آنسوؤں نکل آئے جنہیں سعیر اپنے لبوں سے چنے لگا۔۔۔۔۔

"س۔۔۔ سعیر۔۔۔!! وہ ڈر سے اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔۔



یہی ایک بچنے کا راستہ تھا۔۔۔۔

"ریلیکس عین"۔۔۔۔ اسنے اسکی کپکپاہٹ اپنے بازوؤں میں محسوس کرتے اسکی پیٹھ سہلائی۔۔۔۔۔

"مم۔۔ مجھے جانا ہے یہاں سے"۔۔۔۔ وہ آہستہ سے بڑبڑانے لگی۔۔۔۔

"پر تم کہیں نہیں جاسکتی اب تمہارے سارے راستے مجھ تک ختم ہوتے ہیں ڈارلنگ"۔۔۔!! مسکراتے ہوئے وہ بولا۔۔۔۔

اسکے ریشم جیسے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے آرام دینے لگا جو اکثر راتوں کو جاگ کر گزارتی تھی۔۔۔۔۔

اسکے شیمپوں کی خوشبو سعیر کے نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ اپنا چہرہ اسکے بالوں میں چھپانے لگا۔۔۔۔۔

وہ جان بوجھ کر اسکے کہاں والے سوال کو گھما گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ معصوم ہے جیسے ماں کی کوکھ سے جنم لینے والا ایک چھوٹا سا بچا جسنے نادنیادیکھی تھی نا انسان۔۔۔

جو اپنے ہی آپ سے انجان تھی۔۔۔۔

کہ وہ کیا چاہتی ہے کیا نہیں۔۔۔۔۔ بس اسنے ضد کر لی تھی سعیر سے دور جانے کی تو اب اس ضد پر اٹکی تھی

۔۔۔۔

وہ سمجھ رہی تھی اسکی بہن سے محبت کا رشتا قائم ہونے پر وہ اسے ہر خوشیاں دیں گی جو ایک ماں اپنے پیدا ہونے والے بچے کی بن کہے ضرورتیں پوری کرتی ہے۔۔۔۔۔  
ایسا ناممکن تھا۔۔۔۔۔

ماں باپ کے سواء کوئی اپنا نہیں ہوتے یہاں تک کے بھائی بہن بھی نہیں۔۔۔۔۔

"چٹاخ"۔۔۔ عارب کا بھاری ہاتھ مسکان کے نازک گال پر اپنا سرخ نشان چھوڑ گیا۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں پھیلانے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

"صبح صبح اس ناشتے کا مقصد"۔۔۔؟ وہ گال پر ہاتھ رکھتی غصے سے بولی۔۔۔۔۔

ابھی دروازہ ناک ہونے پر اسنے کھولا تو سامنے عارب غصے سے بھرا کھڑا تھا۔۔۔۔۔

اسکے پوچھنے یا کچھ کہنے سے پہلے وہ اندر آ گیا۔۔۔ اور مسکان اپنی نیند خراب ہونے پر منہ بنا کر مڑی تھی کہ

عارب کا تھپڑ اسکے منہ پر چھاپ چھوڑ گیا۔۔۔۔۔

ایک پل کو تو وہ شاک رہ گئی، پر دوسرے ہی لمحے ہوش میں آتی خود پر خول چھڑا گئی۔۔۔۔۔

"یہ کیا ہیں"۔۔۔؟ اسکے بالوں سے پکڑ کر عارب نے تصویریں سامنے کی۔۔۔۔۔

اور مسکان کراہ کر در دہیتی دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

جہاں وہ ایک جگہ پر پولیس والے سے ع بات کر رہی تھی اور دو تین تصویروں میں برقع اتارتی اور نیچھے رکھتی  
نظر آرہی تھی جس سے اسکا فیس صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر درد کے تاثرات کی جگہ مسکراہٹ نے لے لی۔۔۔۔۔

"واقعی ماننا پڑے گا سیر کے چمچے ہیں بڑے تیز،، قسم سے مینے ہر طرف دیکھا تھا کوئی نہیں تھا پر یہ تصویریں  
لینے والا کمینہ پتا نہیں کہاں چھپا ہوا تھا!! چھوڑو اس بکو اس اور بحث کو یہ دیکھو میں کتنی پیاری لگ رہی ہوں  
تمہاری کیا رائے ہے"۔۔۔؟ وہ آنکھیں جھپکا کر معصومیت سے اسکے سرخ چہرے کو دیکھتی رائے لینے لگی

مہوش علی

عرب کا دل کیا، ایک بار ہی اسکا گلاب کا کام تمام کر دے۔۔۔۔۔

"ڈھیٹ عورت اگر اسکی کی جگہ کوئی برہان کا آدمی ہوتا تو آج تمہارا کیا حشر ہوتا سوچا ہے"۔۔۔۔۔

"کیا ہوتا ایس پی مجھے پکڑ لیتا اور شادی کر لیتا سزا کے طور پر"۔۔۔۔۔ وہ ہستے اپنے بال چھڑوانے کی کوشش  
کرتی ڈھٹائی کی ساری حدیں پھلانگ گئی۔۔۔۔۔

اسکے سوال پر عرب کے دل پر گھونسا پڑا۔۔۔۔۔

اور آنکھوں گلاب اتر آیا۔۔۔۔۔

"مسکان تم میری بہن اپنی جگہ پر سیریا سکی عین پر تمہاری بیوقوفی کی آنچ پڑی تو میں اپنے ہاتھوں کو روک نہیں پاؤں گا تمہارے گلے تک آنے سے"۔۔۔۔۔ اس کے بالوں کو جھٹکے سے چھوڑ کر وہ سرد آواز میں گویا ہوا

---

اب کی بار مسکان کے ہونٹ بھیجنے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ لبوں اور مسکان کا اس سے جیسے کوئی تعلق نہیں تھا

"سیر میرے لیے میرے ماں باپ کے مقام پر ہے اسکے لئے جان دے سکتا ہوں اور لے بھی!! تو پھر چاہے وہ میری بہن کی جان کیوں نا ہو"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر مڑا۔۔۔۔۔

مسکان خاموشی سے اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

جب وہ دہلیز پر رکا اور بغیر مڑے بولا۔۔۔۔۔

"مت بھولو مسکان ہم ایک طوائف کی کوکھ سے جنم لینے والی اولاد ہیں جن کی اس عزتدار لوگوں میں کوئی

عزت نہیں اور مہربانی کر کے تم جس تپتی صحرا میں ننگے پاؤں بھاگ رہی ہو چھائوں کے پیچھے!!

وہ صرف وقتی ہے ایک کالے بادل کا سایہ جو تم پر ہی گرج برس کر واپس اسی صحرا میں چھوڑ جائے گا تو ابھی

بھی وقت ہے حقیقت میں آجائو"۔۔۔۔۔۔۔ عارب کے لفظ نہیں تھے ایک تلوار کی تیز دھار تھی جو اسکے

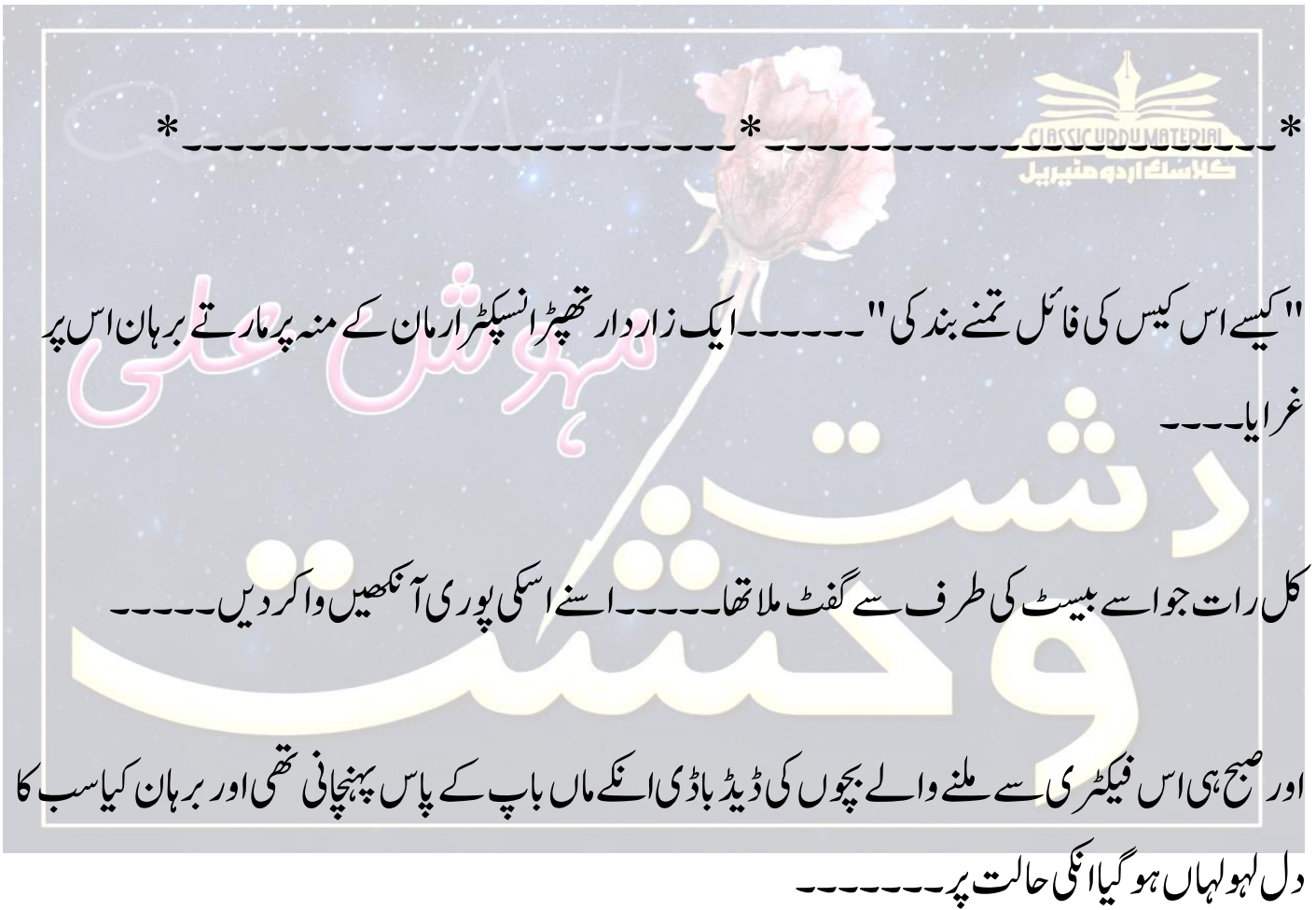
دل میں پیوست ہو گئی۔۔۔



اور وہ بلبلا کر رہ گئی۔۔۔۔۔

وہ چلا گیا اسے حقیقت کا بد صورت آئینہ دیکھا کر اور مسکان !!! خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

آنسوؤں ٹپ ٹپ کر اسکی گود میں رکھے موم جیسے خوبصورت ہاتھوں کی پشت پر گرنے لگے۔۔۔۔۔



ایک پل کو اسکے دل سے آواز آئی کہ کچھ کام وہ بھی ہوتے ہیں جو بیسٹ کے ہاتھ سے کیے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ پر  
دوسرے ہی پل اسنے اس آواز کو خاموش کر دیا۔۔۔۔۔

اسنے قانون کو توڑا تھا۔۔۔۔

سزا دینا کا حق صرف قانون ہے اور یہ سزا وہ بھی دے سکتا تھا اگر اس کا ڈیپارٹمنٹ اسکے ساتھ فیئر ہوتا۔۔۔۔

"سر مجھے کمشنر کی طرف سے حکم تھا اس فائل کو بند کرنے کا"۔۔۔۔ ارمان نے اپنی گال پر ہاتھ رکھ کر بتایا

۔۔۔۔

"تمہیں حکم کی پڑی تھی یہ نہیں سوچا تمہارے فائل بند کرنے سے اسکی معصومیت روند کر سانسیں بند ہو گئی، ہزوروں کی زندگیاں تباہ ہو گئی، کئی اپنے دماغ حالت کھو بیٹھے، ان کا کیا؟؟ تمہیں اپنی وردی اترنے کا ڈر تھا؟"

مہوش علی

"تو سر آپ بتائیں ہم کھ پتلے کیا کر سکتے ہیں؟ جنکے ہاتھ میں ہماری دور ہے وہ جیسے ہمیں نچاتے ہیں ہم ناچتے ہیں،"

ہم کیا کر سکتے ہیں کچھ نہیں یہ وردی تو اب کچھ نہیں رہی اصل میں اب اسکی معنی اب گناہ ہو گیا ہے۔ وہ گناہ جو ہم اپنے بچوں کو ایسی دردناک زندگی سے بچانے کیلئے، انکا پیٹ بھرنے اچھی تعلیم دلوانے کیلئے چار پیسوں پر

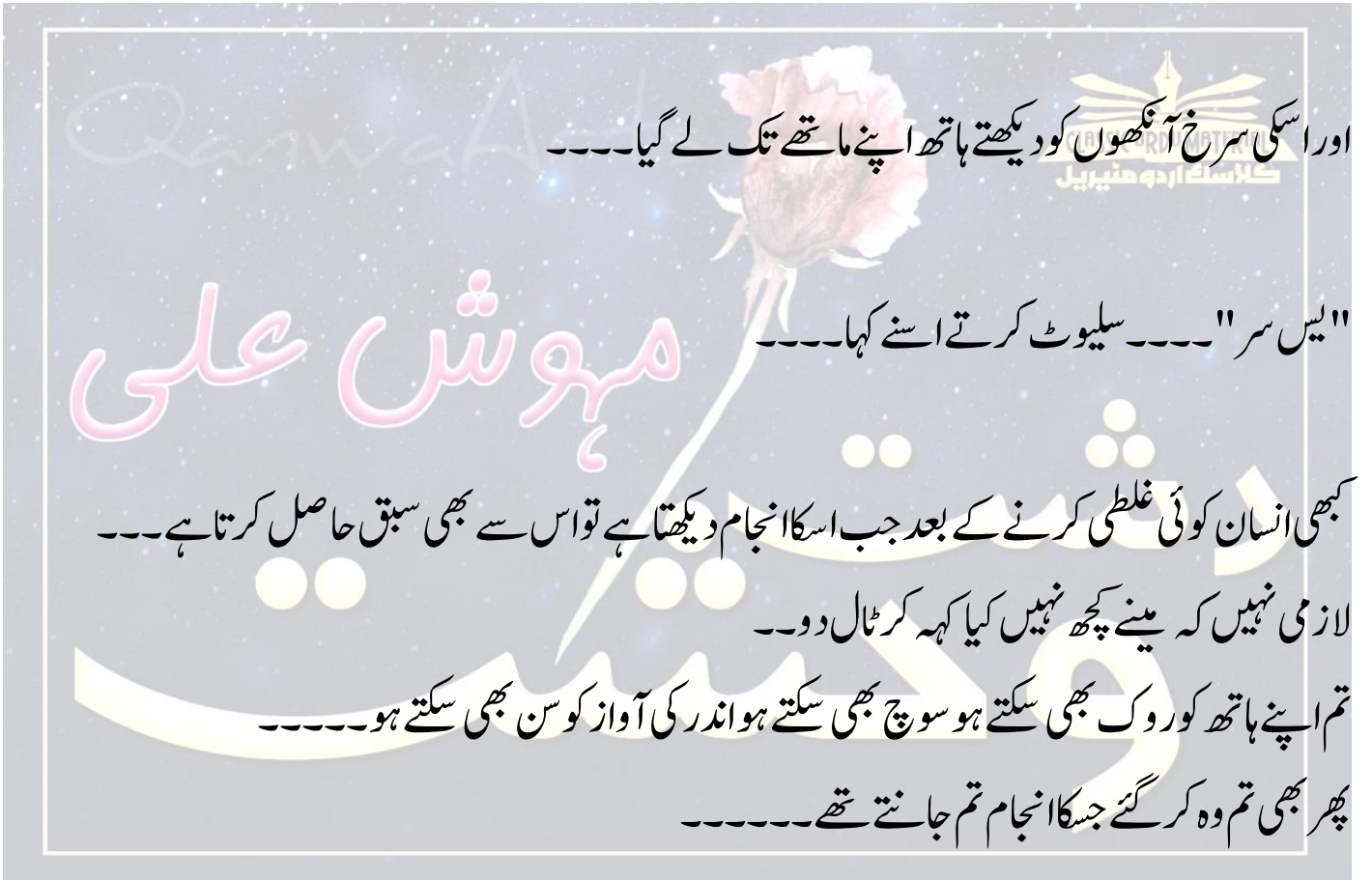
کرتے ہیں چاہے پھر وہ کسی کی زندگی کا فیصلہ ہو یا موت کا بس!!

بس کرنا وہی ہے جو اوپر سے حکم آتا ہے، اس کیس کی چھان بین کرو، اس کو چھوڑ دو، اس آدمی کو پکڑو، اسے چھوڑ دو، وہ فلاں فلاں کا وہ ہے، یہ وہ ہے، اس کی حکومت وہاں چلتی ہے یہاں چلتی ہے، یہ میرا خاص بندہ ہے!!

تو کیا کریں ہم سر آپ بتائیں کس کی سنے؟؟ وہ کہتے برہان سے پوچھنے لگا جو غور سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا

-----

"سننا سب کی اب سے کرنا وہ جو میں کہتا ہوں انڈر سٹنڈ آفیسر"۔۔۔؟؟ اسکے سپاٹ لہجے پر ارمان نے سر اٹھایا۔۔۔



"اب مجھے کیا کرنا ہے سر"۔۔؟ ارمان نے پوچھا۔۔

"سب سے پہلے تم پتا کرو انوکہ باقی کے بچے کہاں ہیں اور ان ڈیڈ باڈیز کو انکے ماں باپ تک پہنچاؤ تم! خود جا کر"۔۔۔۔۔ اسنے کہا تو ایک پل کیلئے ارمان کا چہرہ اچھیکا پڑ گیا۔۔۔۔

"او کے سر"۔۔۔!! پھر دوسرے پل اسنے اقرار کیا۔۔۔۔۔  
کیونکہ خود بھی تو دیکھ جو وہ کر چکا ہے۔۔۔۔۔  
اس پر ان ماں کی آہیں بدعائیں تو سنے جسکا وہ حقدار ہے۔۔۔۔۔

کچھ دیر دیگر پوائنٹس ڈسکس کرنے کے بعد برہان وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

کیونکہ ایک بار پھر اسے چیختی چلاتی میڈیا کو منہ دینا تھا۔۔۔۔۔

مہوش علی

اسے اسکول جوائن کیے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ساتھ پارٹ ٹائم اکیڈمی بھی جوائن کر لی تھی۔۔۔

جس سے اتنے پیسوں کی امید تھی کہ گزار اچھے سے ہو گا۔۔۔۔۔ اور بچوں کے ساتھ اسکا وقت بھی بہت اچھا

گذر جاتا تھا۔۔۔۔۔

اسے چھوٹے معصوم بچے بہت پسند تھے اور وہ انکے پھولے پھولے رخسار کھینچی جس سے بہت مزہ آتا تھا

اسے۔۔۔۔۔

اور اللہ کی قدر دیکھو اسکے بھی ایسے ہی گال تھے پھولے پھولے دونوں بہنوں کے کہ اسکی دوستیں انکے ساتھ

ایسا کرتی تھی۔۔۔۔۔



اسے یاد تھا اسکی ماں کہتی تھی کہ یہ اللہ کا تم سے بدلا ہے معصوم بچوں کی طرف سے! تم انکے ساتھ ایسا کرتی ہو  
اور تمہاری ٹیچرز دوستیں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔  
اور حور نور دونوں ہنس دیتی۔۔۔۔۔  
"کہ اللہ نے ان سے بہت خوبصورت بدلا لیا ہے"۔۔۔۔۔

دوپہر کا وقت تھا، کچھ سٹوڈنٹ تو کچھ ٹیچریں بھی بس کے انتظار میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔  
وہ بھی ان کے ساتھ تھی انتظار میں سوچوں میں ڈوبی۔۔۔۔۔

نور کو یقین تھا ابھی علوی ہائوس میں اسکی جاب کا کسی کو بھی علم نہیں تھا تبھی کوئی ایکشن نہیں تھا انکی طرف  
سے۔۔۔۔۔

پھر سوچوں کو جھٹک کر چادر کو ٹھیک کرتی بائیں طرف دیکھنے لگی جہاں سے انکی روز کی بس آتی تھی۔۔۔۔۔

"آج کچھ لیٹ نہیں ہو گئی بس"۔۔۔؟ اسکی کو لیگ ٹیچر اسے دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔

"ہاں پتا نہیں کیوں"۔۔۔ نور نے سر ہلایا۔۔۔۔۔

اور بیگ میں بجتے موبائل کو۔ نکال کر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

جہاں نرگھس بی کی کال آرہی تھی۔۔ شاید پریشان ہو گئی تھی لیٹ ہونے پر۔۔۔۔۔

"ہاں بی بس کچھ دیر میں پہنچ۔۔۔۔" وہ کہہ ہی رہی تھی کہ اسکے سامنے ہی بلیک مرسڈیز نے بریک لگایا

وہ اچھل کر پیچھے ہوئی اور غصے سے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"اللہ خیر کیا ہو انور تم ٹھیک ہو۔۔۔؟ بی گاڑی کے ٹائروں کی چڑچڑسن کر دل پر ہاتھ رکھتی بولی۔۔۔۔۔

"جی جی میں ٹھیک ہوں آرہی ہوں، بس آگئی ہے۔۔۔۔۔ نور نے اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا اور موبائل بند کر کے بیگ میں ڈالا۔۔۔۔۔

"اندھے ہو دیکھ نہیں س۔۔۔۔۔"!! وہ بند ڈور کو دیکھ کر غصے سے بولتی کہ اندر بیٹھے آلف کو دروازہ کھولتے دیکھا۔۔۔۔۔

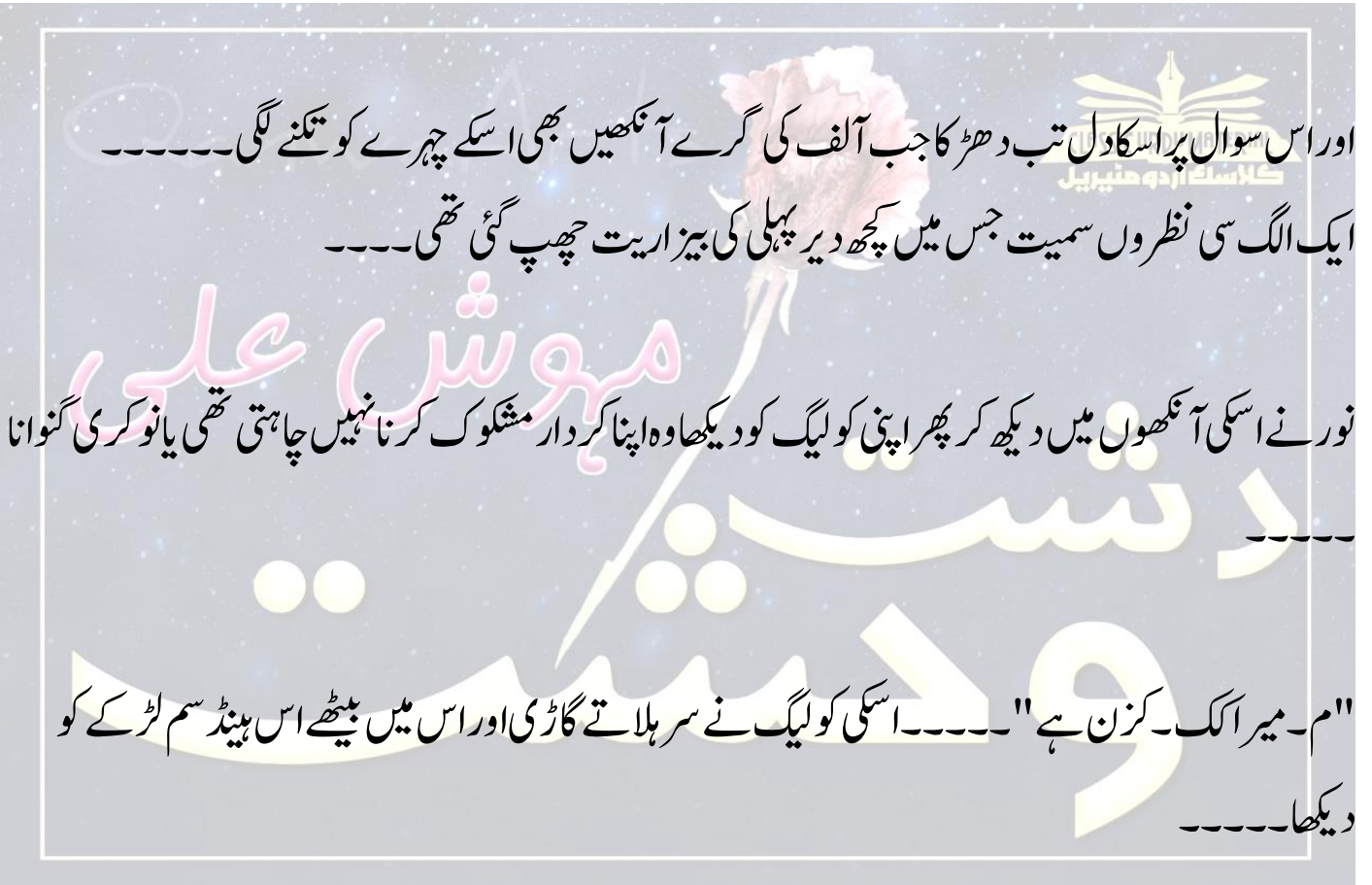
نور کی آواز گلے میں ہی دب گئی اور وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

"آؤ۔۔۔۔۔ آلف نے ایک نظر اسکی پھٹی آنکھوں بے یقین نظروں کو دیکھ کر کہا اور پھر سامنے دیکھنے لگا جیسے وہ اسکے حکم سے انکار نہیں کرے گی۔۔۔۔۔

"نن۔۔۔۔۔ نہیں وہ ہماری بس آنے والی ہے۔۔۔۔۔ پاس کھڑی ٹیچرز کی مشکوک نظروں کو خود اور اس گاڑی پر محسوس کرتے وہ مشکل سے خود کو سنبھال کر بولی۔۔۔۔۔

"آجائو نور العین بس لیٹ آئے گی آج"۔۔۔۔۔ اسنے بیزاری سے کہا اسے وہیں کا وہیں کھڑا دیکھ کر

"کون ہے نور العین"۔۔۔؟؟ اسکی کولیگ نے پوچھا۔۔۔ دوسری بھی اسکے جواب کے منتظر ہوئی۔۔۔



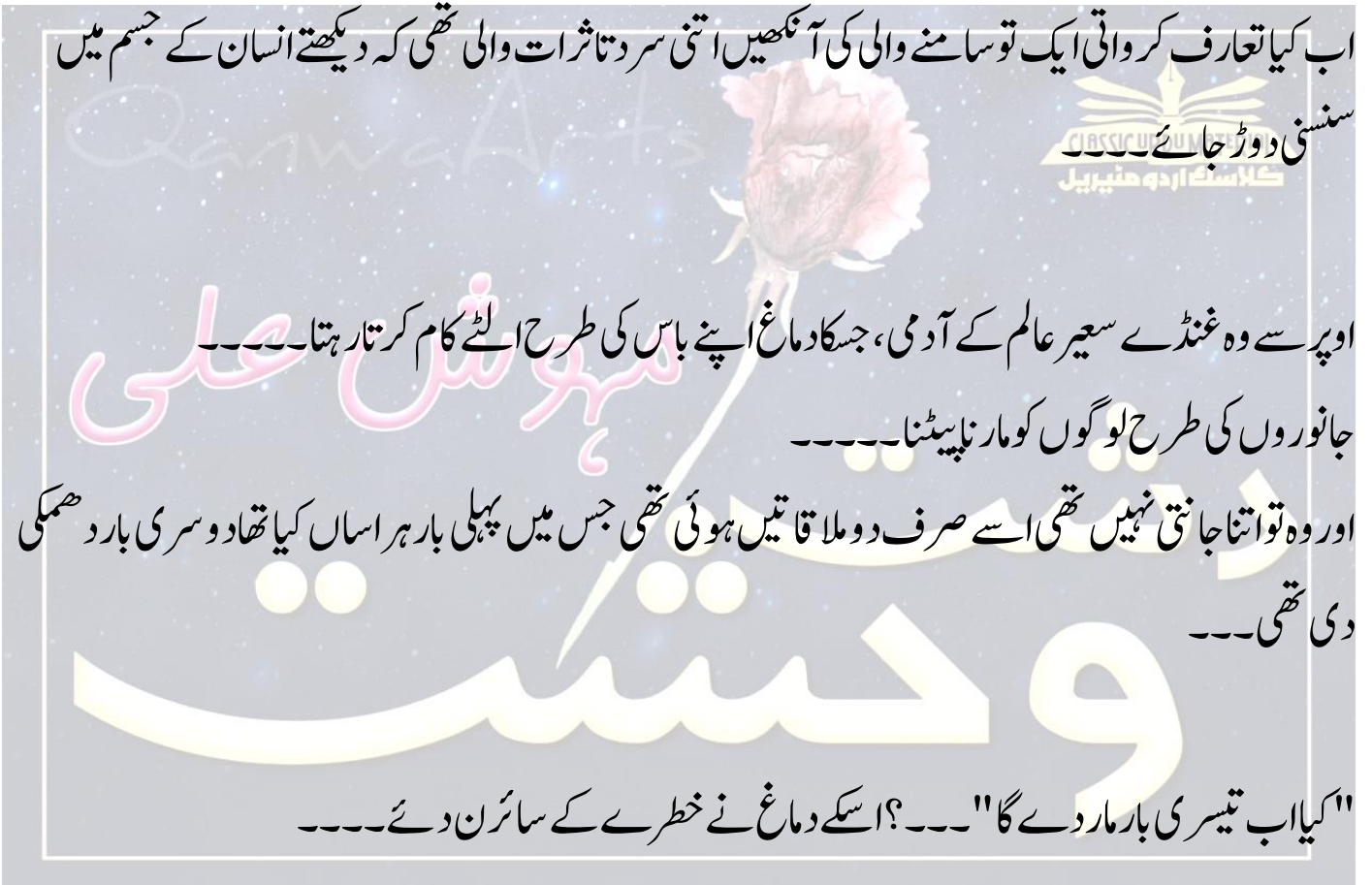
نور نے اپنی پوری ہمت کے ساتھ جواب دیکر سامنے والے کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے لگا اسکی آنکھوں میں تمسخرہ ہو اور جبراً اتنا ہوا ضبط سے۔۔۔۔۔

وہ شرمندہ ہو گئی ایک اجنبی کو اپنا کزن تعارف کرواتے۔۔۔۔۔

"ہمارا تعارف نہیں کرواؤ گی نور العین اپنے کزن سے"۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک نور کے پاس آکر بولی

-----

نور بے بسی سے گلاتر کر کے رہ گئی۔۔۔۔۔



"نور العین"۔۔۔۔۔ اسے بت بنا کھڑا دیکھ کر آلف نے رو عبدا ر آواز میں پکارا کہ وہ ہوش میں آتی بنا سمجھے

سوچتے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

اسکی کو لیگ اسکے اس طرح نظر اندازی پر منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔۔۔



اور اندر نور کانپتے ہاتھوں سے مسلسل سیٹ سیٹ باندھنے کی کوشش میں تھی۔۔۔۔

وہ بیٹھ تو گئی تھی صرف اپنی کو لینگز کی وجہ سے پر اب بہت خوفزدہ تھی اپنے انجام سے۔۔۔۔۔

اسکی کانپتی مومی انگلیاں سیٹ سیٹ سے جیسے لڑ رہی تھی۔۔۔۔

اور ہتھیلیوں، ماتھے پر سپینے نمودار ہونے لگے اے سی کی کو لینگ میں بھی۔۔۔۔

اچانک اسے لگا وہ خود ہی خوف سے مر جائے گی بغیر اسکے کچھ کرنے سے۔۔۔۔۔  
تب جا کر خود کو ریلیکس کرتی، سیٹ سیٹ کی جان چھوڑ کر گہرے سانس لینے لگی۔۔۔۔

کہ اسے خود پر وقفے وقفے سے ساتھ بیٹھے وجود کی نظروں کی تپش محسوس ہونے لگی وہ دروازے سے بالکل  
چپک کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

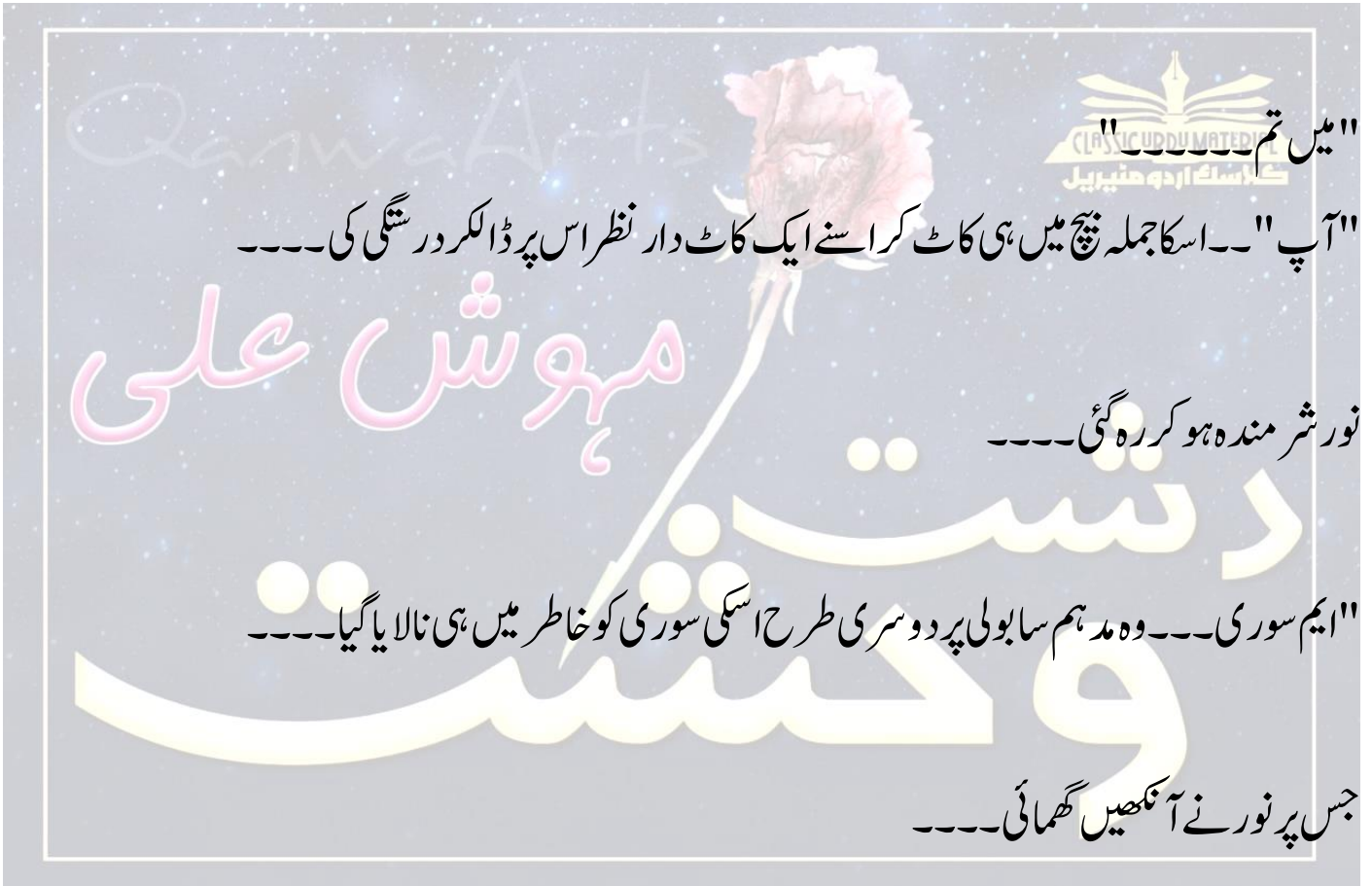
جیسے ہی وہ اسکی طرف ہاتھ بڑھائے گا اور وہ چھلانگ لگا کر باہر گرے گی۔۔۔۔۔

"تت۔۔ تم میرا پیچھا کر رہے ہو"۔۔؟؟ نور نے ونڈو سے باہر دیکھتے ہمت کر کے مری ہوئی آواز میں  
پوچھا۔۔۔

جو آلف تک پہنچی بھی تھی کہ نہیں۔۔۔۔

جواب ناپا کر اسنے گردن موڑی۔۔۔۔

جو سامنے دیکھتے مصروف ساڈرا یونگ کر رہا تھا۔۔۔۔۔



"آپ۔۔۔ میرا پیچھا کر رہے ہیں؟۔۔۔ اس بار وہ پورے اعتماد سے بولی۔۔۔

اور جواب کیلئے باقاعدہ گردن موڑ کر اسکو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"اگر میں کہوں ہاں تو؟"۔۔۔ کچھ دیر بعد خاموشی کے آلف کی گھمبیر آواز گاڑی کے فضا میں گونجی۔۔۔

نور جو جواب کی توقع چھوڑ چکی تھی پر اچانک اسکی گھمبیر آواز اور جواب پر سن سی ہو گئی۔۔۔

اسے لگا اسکا حال اپنی بہن جیسا ہونے والا ہے۔۔۔۔

اسکی پہلی پڑتی رنگت کو دیکھتے آلف نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔  
جیسے کہہ رہا ہو "ہاں کر رہا ہوں کیا کرو گی"۔۔۔

"مم۔۔۔ میں پولیس میں کمپلینٹ کر دوں گی،، تم۔۔۔!! اسکے پھر تم کہنے پر آلف نے گھوری ڈالی وہ گڑ بڑا  
گئی۔۔۔

"مم۔۔۔ میرا مطلب ہے آپ جانتے ہیں میرا فرسٹ کزن ایس پی ہے اور دوسرا کزن اسکو آپ جانتے نہیں وہ  
آپ سے بھی بڑا غنڈہ ہے"۔۔۔ وہ لبوں پے زبان پھیرتی بولی۔۔۔

"اچھا"۔۔۔ آلف نے اچھا کو طنزیہ کھینچ کر کہا۔۔۔

نور اس ڈھیٹ انسان کو دیکھنے لگی جسے ایس پی سے بھی ڈر نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

"کردینار پورٹ آج ہی،، بلکہ ابھی ہی"۔۔۔۔ وہ لاپرواہی سے بولا۔۔۔۔

نور کا خون رگوں میں جم کر رہ گیا۔۔۔

"آپ۔پ یہ سب مجھے ڈرانے کیلئے کر رہے ہیں تاکہ میں اسکول ناجاسکوں"۔۔۔۔؟؟ ایک آس سے وہ

ڈرتے ڈرتے بولی۔۔۔

پر آلف نے کوئی جواب نادیا اور گاڑی سیدھا گلی کے سامنے روکی۔۔۔۔

پر نور کو لگا اس خاموشی کا مطلب یہی ہے "میں ایسا کیوں کروں گا"۔۔۔

وہ مزید ایک منٹ بھی ر کے بغیر دوڑ کھول کر نکلتی وہاں سے گلی میں بھاگ گئی۔۔۔۔

اور آلف کی مسکراتی نظریں نیچے پڑی اور پھر جھک کر رنگ کو اٹھایا جو سیٹ بیلٹ باندھنے کی کوشش میں گر گئی

تھی اسکی انگلی سے۔۔۔۔۔

اسنے جھک کر اسے اٹھایا اور قریب کر کے دیکھتے اپنی جیب میں ڈال دی۔۔۔۔

\*-----\*



وہ دن بے دن اسکی عادی ہو رہی تھی۔۔۔ اور وہ اسے خود میں گم کر دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

پہلے وہ ہمیشہ راتوں کو جاگ کر گزارتی تھی۔۔۔۔  
کیا ہو رہا ہے، کیا ہونے والا ہے وہ سب سے بے خبر رہتی تھی۔۔۔  
صرف وہ ہوتی تھی اور اسکا دردناک ماضی۔۔۔

جسکو یاد کرتے سکی آنکھوں سے نیند تو رخصت ہوتی تھی پر ڈر اور خوف سے بیڈ پر چیختی چلاتی خود کے بال نوچتی  
پاگلوں کی طرح رہتی تھی۔۔۔۔

کبھی اسے ایک جھلسا دینا والا لمس و حشاک و حشی کا لمس اپنے گردن پر محسوس ہوتا تو کبھی چہرے پر اور وہ بن  
پانی کی مچھلی کی طرح خود کو بچانے کی کوشش میں تڑپتی رہتی تھی۔۔۔۔

کوئی جاگ گیا تو جلدی اسے آرام کی گولیاں دے دیتا تھا اگر نہیں تو وہ آدھی آدھی رات سے لیکر صبح تک روتی  
تڑپتی رہتی۔۔۔۔

اور آخر میں سفید جاگ منہ سے نکلتا اور وہ بیہوش ہو جاتی۔۔۔۔۔

پر اب۔۔۔!!

اب اگر اسکی رات کو آنکھ کھلتی تو ایک نرم گرم سا حصار اسے خود میں چھپا لیتا۔۔۔

اسکے بالوں میں انگلیاں چلا کر اسے سکون دیتا بغیر نیند کی گولیاں دے۔۔۔۔

اسکی پیٹھ سہلا کر اسے خود کے ہونے کا یقین دلاتا۔۔۔

اور وہ اس پر یقین کر کے اسکی شرٹ کو مضبوطی سے مٹھیوں میں جکڑ کر سو جاتی۔۔۔۔۔

جیسے وہ جانتی تھی اسکے حصار میں وہ محفوظ رہے گی۔۔۔۔ اس تک کوئی نہیں پہنچ پائے گا۔۔۔۔۔

وہ چھپی ہوئی ہے اسکے حصار میں ایک زخمی خرگوش کی طرح۔۔۔۔۔

وہ آنکھیں موندتی تو اسے اپنی آنکھوں میں اندھیرے کی جگہ اجالے محسوس ہوتے۔۔۔۔

اسکے ہوش اڑا دینے والے پر فیوم کی خوشبو اسکے حواس خود میں جکڑ لیتے۔۔۔۔۔

اور وہ بغیر تڑپے ایک بار پھر نیند کی وادیوں میں اتر جاتی۔۔۔۔۔

بغیر میڈیسن کے۔۔۔۔

اور اگر کبھی تڑپتی یا چیختی تو وہ اسے مضبوطی سے اپنے حصار میں قید کر لیتا۔۔۔۔۔

اور اسکے منہ سے نکلے جاگ کو آہستہ سے اپنی انگلیوں کی پوروں پر صاف کرتا۔۔۔

اور صبح جب وہ بیدار ہوتی تو اسکے شدت بھرے لمس کو اپنی آنکھوں پر محسوس کرتی۔۔۔۔

اسے لگ رہا تھا اگر کچھ ماہ یا مزید ہفتے وہ اسکے ساتھ رہی تو یہ چالاک انسان اسے خود میں قید کر لے گا اور وہ خوشی خوشی اس قید کو ایک نئی زندگی سمجھ کر کو قبول کر لے گی۔۔۔۔۔

اور سب کچھ بھول جائے گی ہر غم ہر تکلیف افیت۔۔۔۔۔

پر وہ نہیں بھول۔ سکتی تھی کیسے بھول جاتی؟؟

"جب آپ میری ڈشز پسند نہیں کرتے اور نا ہی ٹیسٹ کرتے ہیں پھر مجھے سے کیوں فالتو کی محنت کروا رہے ہیں۔۔۔؟"

روز کی طرح اسکا کیا گیا سوال آج پھر دہرایا گیا۔۔۔

وہ آج فش فرائی کر رہی تھی۔۔۔ اور اسے پتا تھا روز کی طرح وہ ایسی ہی پڑی ہوگی یا مسکان ٹیسٹ کر کے

اسے پاس فیل کا بتائے گی تبھی چڑ کر کچھ غصے سے بولی۔۔۔

"مجھے کنفرم نہیں کہ میرے بچوں کو میرے ہاتھ کا کھانا پسند آئے گا کہ نہیں،، تبھی میں چاہتا ہوں انکی ماں

کے ہاتھ کا کھانا بھی ہو شاید وہ پسند آجائے"۔۔۔۔۔

کیا جواب تھا حور العین کیلئے وہ منہ کھولے سرخ چہرے سے ساکت کھڑی رہ گئی۔۔۔۔۔

اسکی ہمت ہی ناہوئی کہ یہ پوچھ سکے کس کے، کون سے بچے، کہاں کے بچے؟۔۔۔۔۔

اس اپنے گالوں کی تپش سے محسوس ہو رہا تھا کہ اسکے گال تپ گئے ہیں اور ہاتھ بھی کانپنے لگے ہوں۔۔۔۔۔  
وہ بے شرم تھا جانتی تھی، کبھی بھی کوئی بھی جسارت کر دیتا پر اتنا بے باک ہو گا یہ اسے اندازہ ہی نہیں تھا

۔۔۔۔

اس انوکھے جواب کے بعد۔۔۔۔۔

حور نے پھر جیسے منہ پر ٹیپ لگالیا۔۔۔۔۔

اور سعیر کی نظریں بھٹک بھٹک کر اسکے پھولے نرم گلاب جیسے رخساروں پر جاتی۔۔۔۔۔

اسکا دل کر رہا تھا اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھو لے پر اسے سوچ میں دیکھ کر وہ کوئی جسارت نا کر پایا۔۔۔۔۔

کھانا بنانے کے بعد دونوں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ساتھ مسکان اور عارب بھی تھے۔۔۔۔۔

اور ماخوش ماحول میں ڈنر کیا گیا۔۔۔۔۔

اسکے بعد عارب تو باہر نکل گیا، مسکان ڈائننگ ٹیبل سے برتن اٹھانے لگی اور سعیر حور العین کو لیکر بیک سائیڈ

میں آگیا۔۔۔۔۔

"ہم کہاں آئیں ہیں؟" سعیر کے رکنے پر اسنے سوال کیا۔۔۔۔۔



"گھر کے بیک سائیڈ پر"۔۔۔ سامنے چاند کو دیکھتے پیچھے کھڑے سعیر نے جواب دیا اور پھر اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔۔۔

"ہہ۔۔ ہم یہاں کیوں آئے ہیں"۔۔۔۔؟ حور اسکی سانسیں اپنے گردن پر محسوس کرتی بولی۔۔۔۔

"تازی ہوا کیلئے"۔۔۔۔ حور کو لگا اسنے جیسے اسکی گردن سے سانس کھینچی ہو۔۔۔۔۔

وہ سہم کر رہ گئی۔۔۔۔۔  
کلاسیک اردو منیریل

"مجھے سردی فیل ہو رہی ہے"۔۔۔۔!! وہ اندر روم میں جانے کیلئے گھٹی آواز میں بہانہ بنانے لگی۔۔۔۔۔

پر تب وہ سن سی ہو گئی جب سعیر کا ہاتھ سرکتا اسکی نازک کمر کے گرد آیا اور اسے اپنے مضبوط گرم حصار میں لے گیا۔۔۔۔۔

وہ خاموش سی رہ گئی۔۔۔۔۔

اور پھڑ پھڑا بھی ناسکی۔۔۔۔۔

"کک۔۔ کوئی دیکھ۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ وہ کہنے لگی پر کہہ ناسکی۔۔۔۔۔  
جب اسکے کانپتے لبوں پر اسنے انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا دیا۔۔۔۔۔

Page 338 | 3631

"کیا بات کرنا چاہتی ہو"۔۔۔؟ حور کو لگا اسکا سوال کچھ چھبنتا ہوا ہے۔۔۔۔

"مم۔۔ مجھے یاد آرہی ہے اسکی، میرے پاس صرف ایک ہی بہن ہے"۔۔۔۔۔۔ وہ کہتی اسکے سینے میں منہ چھپا کر رونے لگی۔۔۔۔

سعیر کی دی گئی موبائل سے وہ ٹرائے کر کے تھک گئی تھی پر ہر بار سعیر کے پاس ہی کال جاتی جس سے وہ چڑ گئی تھی اور اب اس سے کہنے کا سوچ لیا تھا جواب کہہ تو لیا تھا پر ضبط ٹوٹنے پر وہ رونے لگی۔۔۔۔۔

"شش۔۔۔ عین رونا نہیں میرا بچہ"۔۔۔۔۔ وہ اسکا چہرہ صاف کر کے بولا۔۔۔۔۔

حور روتے روتے اسکے بچہ کہنے پر روتے روتے مسکرا دی۔۔۔۔۔

"تو کیا م۔۔ میں آپکا بچہ ہوں"۔۔؟ ناک اسکی شرٹ پر صاف کرتی وہ بے خودی میں ہنستی بولی۔۔۔

جیسے وہ بھول گئی تھی کہ سامنے والی شخصیت کون ہے۔۔۔۔

اسے یاد تھا تو اتنا کہ اسنے اسے بچہ کہا۔۔۔۔۔

سعیر نے اپنی شرٹ کو دیکھا۔۔۔۔

"تم میرا بچہ ہو اور جو ہوں گے وہ ہمارے بچے ہوں گے"۔۔۔۔ اسکی خوش فہمی دور کرتے وہ بولا۔۔۔۔  
تو حور کے لب سکڑ گئے۔۔۔۔

"مم۔ میں نور سے بات کر سکتی ہوں نا؟" وہ بات بدل گئی اور چہرہ موڑ گئی۔۔۔۔

"کل کر لینا، میں عارب سے کہہ دوں گا وہ تمہیں بات کروائے گا نور سے"۔۔۔۔ پینٹ کی جیب سے  
سگریٹ نکال کر اسنے ہونٹوں میں دبایا اور اسے لائٹر سے سلگانے لگا۔۔۔۔

"اس طرف کیا ہے"۔۔۔؟ حور قدم بائیں طرف اٹھاتی رات کی رانی کی خوشبو سونگھتی ہاتھ سے اشارہ کرتی  
بولی۔۔۔۔

"یہاں ایک خوبصورت گلاب ہے"۔۔۔۔ سیر اسے دیکھتا بولا حور نے سر ہلایا پر سمجھنا سکی اتنی خوشبو ایک  
گلاب کی کیسے۔۔۔۔

"آپ ش۔ شراب پیتے ہیں"۔۔۔؟ وہ قریب سے فضا میں پھولوں کی خوشبو کے ساتھ سگریٹ کی بو  
سونگھتی منہ بنا کر پوچھنے لگی۔۔۔۔

"نہیں"۔۔۔۔ وہ جواب دیکر اسکے چہرے کے تاثر دیکھتے سگریٹ کو بوٹ تلے مسل دیا۔۔۔۔



"تو سگریٹ تو پیٹے ہیں نا اور کیا صرف لوگوں کو مارتے ہیں کوئی کام نہیں کرتے"۔۔۔۔؟؟ اسکا دل پتا نہیں کیوں اسے جاننے کیلئے چاہ کرنے لگے تھا اور وہ مجبور ہو کر پوچھنے لگی تھی۔۔۔۔

"مارتا صرف انہیں ہوں جنکے کام اچھے نہیں ہوتے"۔۔ اسکے دوسرے دونوں سوالوں کو نظر انداز کرتے وہ بولا۔۔۔۔۔

"تو آ۔ آپ کیوں سزا دیتے ہیں قانون۔۔۔۔۔"۔۔!! وہ مزید کچھ کہتی اس سے پہلے ہی سعیر نے اسے کھینچ کر اپنے قریب کیا اور منہ پر انگلی رکھ دی۔۔۔۔۔

"یہاں صرف سعیر عالم کا قانون ہوتا ہے میرا بچہ، تم بہت معصوم ہو میں نہیں چاہتا تم کچھ بھی بات کرو اسکے بارے میں،، تم صرف ہم دونوں کے بارے میں بات کرو بس" اسکے رخسار کی نرم مٹ کو اپنی انگلیوں کی پوروں پر محسوس کرتے وہ سرد لہجے میں ایسے بول رہا تھا جیسے وار ننگ دے رہا ہو۔۔۔۔۔

حور کی اس اچانک حملے سے چیخ نکلتے نکلتے رکی۔۔۔۔۔

اور وہ پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

سعیر اسکے کانپتے لبوں کو دیکھتے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

اور کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔۔

"میں تمہیں وقت دے رہا ہوں عین ہمارے رشتے کو حقیقت میں تسلیم کر لو"۔۔۔۔ گھمبیر آواز حور العین کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ اپنے خشک لبوں پر زبان پھیر گئی۔۔

دفعۃً سعیر نے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا اور واپس اندر کی جانب چل پڑا۔۔۔۔۔

اسکی لمبے لمبے قدم اپنے روم کی طرف تھے۔۔۔۔۔

"ماضی"۔۔

وہ کھلی آنکھوں سے چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔

اسے جسم کے ہر حصے میں درد کی شدت سے ٹیسس اٹھ رہی تھی۔۔۔

اور وہ ساکت پڑا تھا۔۔۔۔۔ جیسے ایک مردہ وجود ہو۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اسکے گلے میں شدید پیاس کی وجہ سے چیونٹیاں کاٹنے لگی تھی۔۔۔

اسنے اپنے دکھتے جسم کو حرکت دے کر ذرا سا سر موڑا، اور پورے اس تہ خانے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

کہیں سے بھی کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں تھی۔۔۔

اوپر بنی دیوار میں چھوٹی سی کھڑکی سے سورج کی روشنی جالی سے آرہی تھی جس سے وہ یہاں وہاں دیکھ رہا تھا

-----

اور اسے یاد آیا کہ یہاں اسکے علاوہ دوسرے بھی تو بچے تھے وہ نہیں تھے ابھی۔۔۔

سوچتے ہوئے اسکی نظر ایک کونے میں رکھے پانی کے مٹکے پر پڑی اور اسکے اوپر گلاس رکھا تھا۔۔۔

سعیر نے شکر خدا کا کرتے اٹھنے کی کوشش کی پر اسکے جسم نے جیسے جواب دے دیا۔۔۔

اسنی پیاسی نظروں سے اس پانی کو دیکھتے سوکھے بنجر جیسے لبوں پر زبان پھیری اور ناچار اپنی کمنیوں اور پائوں کی مدد سے خود کے مردہ جسم کو گھسیٹتے اس کونے کی طرف گیا۔۔۔

اور آہستہ آہستہ دیوار کو سہارا لیکر اسکے ساتھ اپنی دکھتی کمر ٹکا کر بیٹھ گیا۔۔۔

اتنے میں ہی اسکی پوری قوت اسکا ساتھ چھوڑ چکی تھی اور وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا۔۔۔ پر وہ مرنا نہیں

چاہتا تھا۔۔۔

وہ جینا چاہتا تھا۔۔۔

بہت لمبی زندگی۔۔۔

سیر نے اپنے کانپتے ہاتھ اٹھا کر گلاس کو چھوا اور اسے چھوتے جیسے جسم میں جان آگئی۔۔۔

اسکی ٹھنڈ، بخار میں تپتے وجود پر ایک سرد لہر کی طرح محسوس ہوئی۔۔۔۔

اور آہستہ سے پانی کا گلاس بھرا، کانپتے ہاتھوں سے چھلکتے پانی کو اپنے منہ سے لگا لیا۔۔۔۔۔

پانی کے ایک قطرے کو اپنے گلے میں اترتے ہوئے اسے آج پانی کی اہمیت معلوم ہوئی تو لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔

آج اگر اس سے کوئی پانی کی اہمیت کا پوچھتا تو وہ کتابیں بھر لیتا پر اسکی اہمیت ختم نہ ہو پاتی۔۔۔۔

وہ ایک گلاس پانی پی کر دوسرے گلاس بھرتا اپنے بخار سے تپتے وجود پر ڈالنے لگا۔۔۔۔

سر سے لیکر وہ پائوں تک بھیگ گیا۔۔۔۔

تو اسے کپکپی ہونے لگی۔۔۔۔

"دیکھو تو میرا شہزادہ کیسے کانپ رہا ہے اے سہمی کہاں ہے تو لیا لیکر آ جلدی"۔۔۔؟؟ کرب بھری بھوری آنکھیں زمین پر اس کے جسم سے نکلتے سرخ پانی کو دیکھ رہی تھیں تو ایک پریشان فکر میں ڈوبی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔

اور اگلے پل وہ چیخ چیخ دھاڑیں مارنے لگا کہ پورا تہ خانہ گونج اٹھا اسکی چیخوں سے۔۔۔۔۔



"سہمی کہاں ہو"۔۔۔؟" سہمی!! اپنے بھائی کو جواب دو سہمی"۔۔۔!! وہ گھٹوں کے بل سامنے کھڑکی کی طرف بیٹھ کر بلند آواز میں یکارتے شدت سے رورہا تھا۔۔۔۔۔ کہ اسکی چیخیں اس تک پہنچ جائیں گی اور وہ دوڑ کر

اسکی چیخوں یکاروں پر باہر پہرہ دیتے آدمی گن کے ساتھ اندر داخل ہوا اور اسے ہوش میں دیکھ کر واپس چلا گیا

وہ دیکھ رہا تھا جب دو آدمی اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔

تو سعیر چیتا گرتا پڑتا اسکے ساتھ ہوا۔۔۔

اسے جاتے ہی تہ خانہ بند ہو گیا۔۔۔۔

اور اسے ایک ٹرک میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ پھینک دیا گیا۔۔۔۔  
باہر سے دروازہ لاک کر دیا گیا کچھ ہی دیر میں ٹرک اسٹارٹ ہوا اور چلنے لگا۔۔۔۔

وہ سب اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کرنے لگے تو کوئی سمجھنے کی۔۔۔۔

اور یہ جو گھپ اندھیرا گاڑی میں پھیلا تھا اس تہ خانے سے نکلنے کے بعد انکی زندگی میں پھیل گیا۔۔۔۔۔

گاڑی چلتی رہی اور اسکی زندگی تاریک ہوتی گئی۔۔۔۔  
وہ اپنی ماں اپنی بہن اپنے گھر اپنی گلی سے بہت دور نکل گیا۔۔۔۔  
اور وہ ایک نہیں بہت سے ایسے لڑکے تھے اسکے ساتھ جنگی زندگی ایسے ہی ویران وحشت بھری، اذیتناک  
ہو گئی تھی۔۔۔۔

کافی لمبے سفر کے بعد ٹرک ایک جگہ رکا اور اسکا دروازہ کھلا۔۔۔  
سب سہم کر دور ہوئے۔۔۔۔

جب دروازہ کھولنے والا آدمی رائفل کندھے پر ڈالنے اندر داخل ہوا اور انہیں بالوں سے پکڑ کر نیچے کسی  
بے زبان جانور کی طرح نیچے پھینکنے لگے۔۔۔۔

انکے پاؤں میں ناجوتی تھی ناجسم میں ہمت۔۔۔۔  
سب اس کی طرح بری حالت میں تھے۔۔۔۔

"چلو آگے بڑھو"۔۔۔ انہیں پشت سے دھکا دیتے سامنے بڑے سے گیٹ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

آس پاس گھنا جنگل تھا۔۔۔

اور سامنے سفید دیواروں کے بیچ بلیک گیٹ جسکے پاس دو لمبے ترنگے کالی شکل والے آدمی گن پکڑے کھڑے تھے۔۔۔

سعیر والوں کے ساتھ بھی چار پانچ آدمی رائفل کے ساتھ تھے۔۔۔  
اور وہ ان کے مسلسل دھکے دینے پر آگے بڑھے۔۔۔۔

"کیا ہے۔۔ ہم مرنے والے ہیں"۔۔۔؟؟ خاموش بے حس بن کر چلتے سعیر کے پیچھے لائن میں آتے لڑکے کی سرگوشی ہوئی۔۔۔۔

"ہم کب کے مر چکے ہیں"۔۔۔ سعیر نے تلخ حقیقت میں کہا۔۔۔  
اس لڑکے کے آنسوؤں نکل پڑا۔۔۔۔

"مم۔۔ میری ماں"۔۔۔ پیچھے سے سرگوشی ہوئی ہی تھی کہ پاس چلتے آدمی نے اسکے بالوں سے پکڑ کر سر اونچا کیا۔۔۔

"خاموش آواز نہیں"۔۔۔ غراتے سیر کو آگے دروازے کے ندر دھکا دیا اور وہ گرتے گرتے بچا۔۔۔

گیٹ کے اندر داخل ہوتے انہیں دائیں بائیں جانب بنی چھوٹی سے شیشے کی کین کے سامنے لائن میں کھڑا کر دیا گیا۔۔۔۔۔

اور ایک کے بعد ایک کو اندر بیٹھنے لگے۔۔۔۔۔

اور انگوٹھے پر کٹ دیکر کرانکے خون کی بوند ایک تخت نما جگہ پر رکھتے۔۔۔

اور جس کی سامنے بڑے سے لگے کمپیوٹر میں گرین چیک کا نشان آتا اسے ایک طرف کیا جاتا اور جن کی خون رکھ کر کمپیوٹر پر ریڈ نشان آتا انہیں دوسری طرف کیا جاتا۔۔۔۔۔

اور سیر سمجھ گیا کہ یہ چیک کر رہے ہیں کہ انہیں کوئی بیماری تو نہیں۔۔۔۔۔

اور یہ بھی سمجھ آ گیا کہ یہ ایک چھوٹی شارخ کے منہ میں نہیں بڑی سی ندی میں مگر مجھ کے دانتوں میں آگیا ہے۔۔۔۔۔

اسکی باری آئی تو اسکا انگوٹھا آگے کر کے اس پر کٹ دیا گیا جب اس میں سے سرخ لہو نکلا تو اس اسکی بوند اسی بلیڈ چیکنگ مشین پر رکھا۔۔۔۔۔



سعیر کے دل میں شدت سے دعا نکلی کہ اسے بھی کوئی بیماری ہو اور اسکرین پر سرخ بڑا نشان آجائے کہ انہیں دیکھنے اور سمجھنے میں غلطی ناہو۔۔۔۔

پر ایسا ناہو اور وہ ساکت اسے دیکھتا رہا جہاں گریں نشان آگیا تھا۔۔۔

"سو گیا کیا" گالی"۔۔۔۔" اسے کندھے سے پکڑ کر دوسری طرف کرتے وہ آدمی خونخوار نظروں سے دیکھ کر بولا۔۔۔۔

ان بیس لڑکوں میں سے چار لڑکے وہ تھے جو وہیں رک گئے اور باقی سولہ لڑکوں کو وہاں سے نکال کر آگے لے گئے۔۔۔۔

ایک جیل نما کمرے میں انہیں ڈال کر انکے سامنے کھانا رکھا گیا۔۔۔

یہ شکر تھا انہیں یاد تھا وہ بھوکے ہیں۔۔۔۔

کھانے کو دیکھ کر ان سب کی بھوک چمک اٹھی اور خوف ڈر کو کچھ دیر بھولائے وہ سوکھی روٹی اور پانی نما دال کو چکن قورمہ سمجھ کر جانوروں کی طرح ٹوٹ پڑے۔۔۔۔

سعیر بھی کوئی فلمی ہیرو نہ تھا نا ہی خیالی کردار جو خود کو طاقتور مضبوط دیکھانے کیلئے اپنی بھوک پیاس کو مار دیتا

---

وہ بھی ان عام لڑکوں جیسا تھا ایک کم عمر پندرہ سال کا لڑکا۔۔۔

وہ بھی انکے ساتھ کھانے پر ٹوٹ پڑا۔۔۔

"یہاں سے بھاگنے کی کوشش یا کوئی یہ سوچ بھی نالائے ورنہ انکا انجام وہ ہوگا جسکا تم لوگ سوچ بھی نہیں سکتے  
"۔۔۔ کھانے کے بعد انہیں بہت ساری باتوں سے ڈرایا گیا کہ کوئی بھاگنے کی کوشش نہ کرے اگر بھاگ بھی  
گیا تو آگے جنگل میں ایسے جانور جو تم لوگوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیں گے۔۔۔۔

"کیا یہ انسان کے روپ میں حیوان کم تھے جو انہیں ان بے زبان جانوروں سے ڈرایا جا رہا تھا"۔۔۔۔

سعیر نے سوچا اور ہنس پڑا۔۔۔

آج کی رات وہ سب ٹھکے ہوئے تھے اور خوف و حشت، کل کیا ہوگا؟ سب سوچوں کو اپنی مٹھی میں پور کر وہ

ان پر سر رکھ کر سو گئے۔۔۔

اسکے چہرے سے تکلیف کی ٹیسیں اٹھ رہی تھی اور اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔

وہ خاموش سا آنکھیں کھولے پڑا تھا۔۔۔

صبح کے اجالے کے ساتھ انکے بصیب کا اندھیرا بھی بیدار ہو گیا۔۔۔۔

چینیں تھی کہ آسمان کو چھو رہی تھی ظلم کی انتہا تھی۔۔۔۔

اذیت پسند حیوان تھے انکے سامنے اور باری باری لائن میں کھڑے ایک کے بعد کانپتے آگے بڑھ رہے تھے اور  
سعیر قد میں بڑا ہونے سے سب کے پیچھے تھا۔۔۔۔

انکی کلائی کے آگے کی طرف جلتا سرخ لوہے کے وہ "BK" انگریزی حروف رکھ دئے جاتے اور انکی کھال  
کے جلتے روح کانپ جاتی اور چینیں منہ سے نکل دوسروں کے دل دہلا جاتی۔۔۔۔

آخر اسکی بھی باری آئی اور اسکی کلائی کو آگے کرتے وہاں بھی "BK" حروف چھپ گئے۔۔۔۔

چینیں اسکی بھی نکلی تھی پر اسنے دوسرا ہاتھ منہ پر سختی سے جمع دیا۔۔۔۔

کہ اسکے چہرے سے خون نکلنے لگا۔۔۔۔

"لے جاؤ انہیں میں"۔۔۔۔ اسکے چہرے سے نکلتے خون کو نظر انداز کرتے انہیں ایک طرف دھکیلا۔۔۔۔

اور وہ سب روتے اپنی کلائی پکڑے گھسیٹتے جارہے تھے۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سب فاصلے پر پتی زمین پر وہ ننگے پیر بھاگ رہے تھے۔۔۔۔

اپنی اپنی زندگی کو مٹھی میں ڈبو چے۔۔۔۔

اور بھائو و بھائو و کرتے بلیک ڈاگزانے پیچھے تھے۔۔۔۔

یہ تھا انکی تیاری کا پہلا سٹیپ بھاگنا موت کو پیچھے چھوڑ کر۔۔۔  
پیچھے موت ہے اور آگے بڑھنا ہے خود کو بچانا ہے جان لگا کر بغیر حالت کی تر وہ کیے۔۔۔

اچانک انکے پیچھے چینیں گونجی اور سب نے بھاگتے گردن مڑ کر دیکھا تو ایک بلیک ڈوگ کے نیچے لڑکا تھا جو شاید  
گر گیا تھا۔۔۔۔

جواب خود کو بچانے کی ناممکن کوشش کرتے ہاتھ پیر چلا رہا تھا۔۔۔۔  
پر جو خون کی سرخ لکیر زمین پر آئی تھی اس نے ان سب کی ٹانگوں میں برقی بھر دی۔۔۔

انہیں نہیں معلوم تھا کتنا بھاگنا ہے پر صرف بھاگتے رہنا ہے موت کو پیچھے چھوڑ کر ہانپتے کانپتے بھاگو ورنہ موت  
اپنے پر پھیلائے آرہی ہے۔۔۔۔

وہ بھاگ رہے تھے اور پیچھے اس نیچے پڑے لڑکے کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا گیا۔۔۔۔

اور وہ کتاب انکے پیچھے بھاگنے لگا۔۔۔۔  
جیسے اسے بھی ٹریننگ دی گئی ہو ڈرانے کی۔۔۔۔



\*-----\*

برہان اور انسپکٹر ارمان ہاتھ میں گن لیے تشکیل نامی آدمی کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔۔۔۔

"رک جاؤ تشکیل ورنہ میں گولی چلا دوں گا"۔۔۔۔ برہان غرا کر بولا۔۔۔۔۔ پر تشکیل نے اپنے پیروں میں اور تیزی لائی۔۔۔۔

کلاسیک اردو مٹیریل CLASSIC URDU MATERIAL

مہوش علی

اسے بھاگنا تھا کیسے بھی کر کے۔۔۔

ایس پی کی پہنچ سے دور۔۔۔

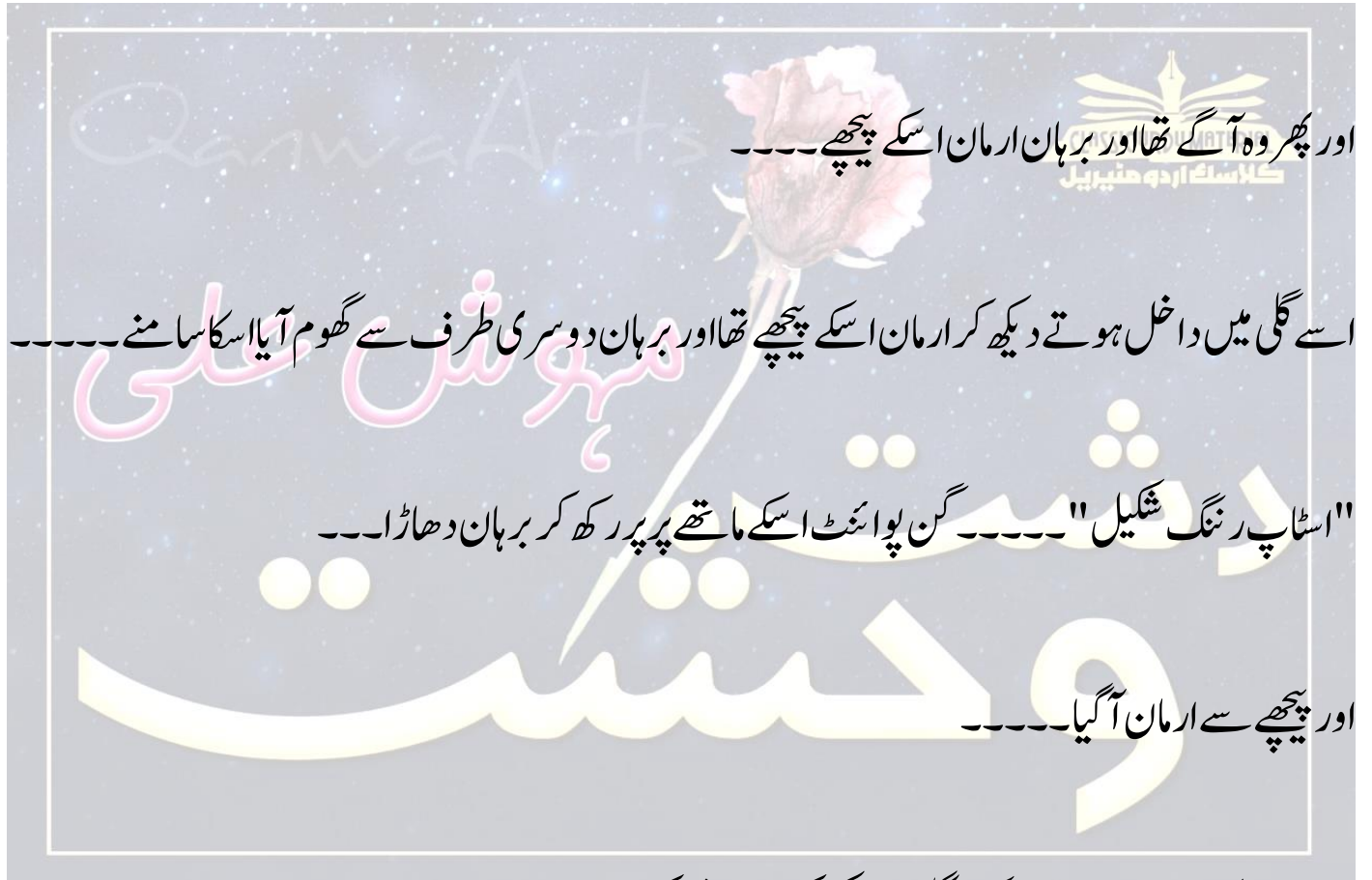
برہان کو جب دوسرے بچوں کا معلوم ہوا کہ وہ زیر علاج ہیں وہ اور ارمان جلدی سے سٹی ہاسپٹل پہنچے اور وہاں سے انہیں لانے والے کا پوچھا پر نام پتا ناملا۔۔۔

نام کی جگہ کمپیوٹر میں نام معلوم شو ہو رہا تھا۔۔۔

اور پھر انہیں وہاں سے ثبوت ملا جہاں تشکیل نامی آدمی نے غلطی کی تھی۔۔۔۔

سی سی ٹی وی فوٹیج میں گرے بچے کو اٹھاتے تشکیل کی شکل سامنے آگئی تھی۔۔۔۔

اور برہان اسے ڈھونڈتے اسکے گھر تک پہنچ گیا۔۔۔۔۔  
گھر میں اسکی ماں بیوی اور دو بیٹیاں موجود تھیں۔۔۔  
برہان اور ارمان کو اپنے دروازے پر دیکھ کر شکیل نے سامنے سے آتے رک گیا اور پھر سمجھتے قدم پیچھے کی  
جانب اٹھائے پر انکی نظروں سے بچ ناسکا۔۔۔



"بیسٹ کے آدمی ہو؟؟؟ اسکے گلے سے پکڑ کر اسنے غرا کر پوچھا۔۔۔

شکیل بے خوف آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

البتہ بھاگنے سے اسکا سانس پھول گیا تھا۔۔۔۔۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں"۔۔۔؟ برہان نے اسے خاموش دیکھ کر اس کے چہرے پر وار کیا۔۔۔

"نہیں بتائوں گا"۔۔۔۔!!

کہتے شکیل نے اچانک سے اسے دھکا دیکر بھاگا۔۔۔۔

برہان نے گرنے سے خود کو بچا کر ایک دم پلٹ کر اس کی ٹانگ کا نشانہ لیا۔۔۔۔

فضا میں ٹھاا کی آواز کے ساتھ شکیل ٹانگ پکڑتے آہ کرتا نیچے گرا۔۔۔۔

اور برہان ارمان بھاگ کر اس تک پہنچے۔۔۔۔

پولیس کی گاڑی کو سامنے آتے دیکھ کر شکیل نے اپنی کوشش ترک کر دیں۔۔۔۔

اور خود پر تان کر کھڑے ارمان کی گن کو اچانک سے اپنے دماغ پر رکھا۔۔۔

اس سے پہلے برہان کچھ کرتا۔۔۔۔

اس کی اس حرکت کو بھاگنے کی کوشش سمجھتے ارمان ایک دم ٹریگر کو دبایا۔۔۔۔

اور پھر دور دور تک سڑک پر خون اور دماغ کے سرخ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پھیل گئے۔۔۔۔

"ڈیم فول کیا کیا تمنے"۔۔۔۔ برہان نے ساکت کھڑے ارمان کو دھکا دیتے شکیل کو دیکھا۔۔۔۔

جونیچے ساکت وجود ہو کر گر گیا تھا۔۔۔

"س۔۔۔ سر میں سمجھا بھاگ رہا ہے"۔۔۔۔ ارمان نے ہکلاتے کہا۔۔۔۔

اور پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگا اس چالاک انسان کو۔۔۔۔۔

"اوشٹ"۔۔۔۔ شکیل کی پھٹی آنکھیں آسمان کو تکتی پا کر کر اور سڑک پر خون کو دیکھ کر اسنے اپنے ہاتھ پر پنج

مارا۔۔۔۔

"اب کھڑے تک کیا رہے ہو امبولنس کو کال کرو"۔۔۔۔۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسنے بے بسی سے کہا۔۔۔۔

تو ارمان جلدی سے موبائل نکالنے لگا۔۔۔۔۔

"کہاں آکر بیچ گئے بیسٹ موت سے دو قدم پر"۔۔۔۔۔!! اپنی گاڑی میں بیٹھتے اسنے اسٹیرنگ ویل پر ہاتھ

مارا۔۔۔۔



\*

\*

\*

"کیا کرتا پھر رہا ہے یہ لڑکا"۔۔۔۔؟ ریموٹ ٹیبل پر پھینکتے کمال صاحب ایل ای ڈی پر چلتی آج کی نیوز میں

برہان کا بیان بیسٹ کے آدمی شکیل کی موت کو سنتے دھاڑے۔۔۔۔

پاس بیٹھے خاموشی سے دیکھتے داد نے انہیں دیکھا۔۔۔۔

"کیا ضرورت ہے اسے بیسٹ کے کاموں میں ٹانگ اڑانے کی جب دوسرے ڈیپارٹمنٹ کوئی ایکشن نہیں اٹھا رہے تو وہ کیوں پاگلوں والی حرکتیں کر رہا ہے"۔۔۔۔۔ پاس بیٹھی آسیہ کو کہتے اسنے داد پر گھوری ڈالی

"میں کہتی ہوں شادی کروادیں جب بیوی بچوں کی ذمیداری سر پر آئے گی تو ایسے اقدامات اٹھانے سے پہلے سو بار سوچے گا"۔۔۔۔ آسیہ بیگم نے بولی۔۔۔۔

کمال صاحب سوچ میں پڑ گئے۔۔۔۔

"وہ ہاتھ آئے تو نا، پتا نہیں کیا سمجھنے لگا ہے خود کو باپ کو آنکھیں دیکھانے لگا ہے اب"۔۔۔۔۔ وہ برہمی سے

بولے۔۔۔۔

"اور تم کیا ٹی وی اسکرین کو گھور رہے ہو کب ختم ہو رہی تمہاری پڑھائی"۔۔۔۔۔ اب کی بار اسکا رخ داد کی طرف تھا۔۔۔۔۔

جسنے مسکراتے ہوئے کان کھجایا۔۔۔۔۔

"جلد!! کیوں میری بھی شادی کروا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولا۔۔۔۔۔  
"میں چاہتا ہوں تم اب میرا بزنس میں ہاتھ بٹاؤ کب تک میں یوں آلسی گدھے کی طرح پڑے رہو گے باپ کے پیسے پر"۔۔۔۔۔ اپنے سوال کے بدلے کمال صاحب کے جواب پر اسکا منہ بن گیا۔۔۔۔۔  
"نیکسٹ منٹہ فائنل ہیں"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر لبوں سے کپ لگا گیا۔۔۔۔۔  
"تمہاری آنکھیں کیوں سرخ ہیں داد؟ کیا سر میں درد ہے تمہیں"۔۔۔۔۔ پاس بیٹھی آسیہ بیگم نے اس کے گھنے بالوں کو پیچھے کرتے اس کے پیشانی کو چھوا۔۔۔۔۔

"ہاں بس تھوڑا بہت"۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں پل کو موند کر بولا۔۔۔۔۔

"تم نے بتایا نہیں پہلے مجھے اتنی دیر سے خاموش بیٹھے ہو!!"۔۔۔۔۔ چلو یہاں سے میں سر میں مساج کر دیتی ہوں شاید کم ہو جائے پھر سونے سے پہلے دوائی کھا لینا"۔۔۔۔۔ آسیہ بیگم پریشانی سے بولی۔۔۔۔۔

تو داد مسکرا دیا اور اٹھ کھڑا ہوا البتہ کپ منہ سے ہی لگا تھا جس سے چسکیاں لے رہا تھا۔۔۔

"قد کاٹھ نکال لیا پر عقل ابھی بھی گھٹنوں میں ہے اس گدھے کی"۔۔۔۔ کمال صاحب نے اسکی حرکت پر ناگواری ظاہر کی۔۔۔

"ماشاء اللہ میرے دونوں بیٹے خوبصورت اور عقل مند ہیں آپ تو بس کوئی موقعہ جانے نادیں ہاتھ سے، یہی تو عمر ہے ان کی"۔۔۔ آسیہ بیگم نے محبت پاش نظروں سے داد کے لمبی چوڑی پشت کو دیکھتے کمال صاحب کی بات کا برامان کر کہا۔۔۔

"ہاں یہی عمر ہے تو دونوں کے منہ میں دودھ والی بوتل ڈال دو پیتے رہیں گے"۔۔ کمال صاحب برہان کی حرکت پر سخت پریشان تھا تبھی آسیہ بیگم کی بات پر غصے سے بولا۔۔۔۔۔

سیرٹھیاں چڑھتے داد کا بلند بانگ فہقہہ گونجا۔۔۔۔۔

"امی آجائیں آج ابا صاحب کا موڈ کچھ اچھا نہیں"۔۔۔ اسنے مڑ کر کہا تو آسیہ بیگم منہ موڑ کر چلی گئی۔۔۔

\*

\*

\*--

"گذر رہا تھا تو سوچا تمہارے پاس بیٹھ جاؤں"۔۔۔۔ ساحل سمندر کے کنارے پر رکھے بیچ پر بیٹھی مسکان نے جب پاس بیٹھے وجود کو دیکھا تو عارب نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔

"تم سیر کے آتے ہیں نکل آئی کیوں"۔۔۔۔۔ دور دور تک نیلے پانی کی لہروں کو دیکھتے اسنے کہا۔۔۔۔

رات کے آٹھ بج رہے تھے اور وہ اس وقت اکیلی یہاں بیٹھی تھی کہ عارب نے پوچھا۔۔۔۔۔

"تم شرمندہ ہو"۔۔۔۔؟ مسکان نے آنکھیں سکڑ کر پوچھا۔۔۔۔۔

"اوہ وہ بھلا کیوں"۔۔۔۔؟ عارب نے طنزیہ ہنس کر پوچھا۔۔۔۔۔

"تو پھر دفع ہو یہاں سے"۔۔۔۔۔ اسنے غصے سے اسے کندھے پر زور دیکر پیچھے کی جانب دھکا دیتے کہا۔۔۔۔۔

"مینے غلط تو نہیں کیا تھا سو تیلوں میں یہ ہوتا رہتا ہے"۔۔۔۔۔ عارب نے اسکے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔

مسکان نے گھور دیکھا تو وہ ہنس پڑا۔۔۔۔۔



"مجھے عزت اور پہچان چاہیے"۔۔۔ مسکان نے اسکے کندھے پر سر رکھتے کہا۔۔۔

"عزت تو میں تمہاری کرتا ہوں سعیر کرتا ہے آلف کرتا ہے حور نور سب کرتی ہیں، اور پہچان وہ تو ظاہر ہے پلیٹ میں تمہیں نہیں ملے گی اسکے لیے محنت کرنی پڑے گی"۔۔۔۔۔ اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے وہ بولا تو مسکان نے اسے دیکھا۔۔۔

"کیسی محنت کروں عارب؟؟ ماما اور بائی نے پڑھنے تو دیا نہیں"۔۔۔ وہ کرب سے بولی۔۔۔

"کیسی باتیں کرتی ہو تمہارے بھائی کیلئے تمہارے نام کی ڈگریاں حاصل کرنا بڑی بات ہے کیا"۔۔۔ اسنے سر پر چیپٹ مار کر کہا تو مسکان منہ بنا گئی۔۔۔۔

"پھر وہی غنڈہ گردی اور کیا میں صرف انگوٹھا مارتی رہوں گی ڈگریوں پر"۔۔۔۔؟

"ہاں تو کیا جو آتا ہے وہ فخر سے کروا اگر کوئی ٹوکے تو منہ توڑ کر رکھ دو"۔۔۔۔ عارب نے تیج دیکھاتے کہا

۔۔۔۔

مسکان ناک سکیر کر رہ گئی۔۔۔۔

"بھلا ایسے پہچان ملتی ہے یہ تو وہی ہوئی مسکان"۔۔۔ اسنے برا مان کر کہا۔۔۔

"اچھا تو ایک اور راستہ ہے"۔۔۔ عارب پر سوچ سا بولا

"کیا"۔۔۔؟؟ مسکان جلدی سے پوچھنے لگی۔۔۔

"کوئی اچھا سا معصوم خدا کی گائے جیسا لڑکا دیکھ کر تمہاری اس سے شادی کروادیتا ہوں بہت سمیل"۔۔۔۔  
اسنے کہا تو مسکان قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔۔

"خدا کی گائے جیسا کیوں"؟؟ وہ مسکراتی بولی۔۔۔

"وہ اسلئے تاکہ میری غنڈی بہن کے سامنے منہ نا کھول سکے اور ہر وہ کام بغیر چوں چراں کے کرے جو تم حکم کرو"۔۔۔۔۔ وہ ہنستے بولا۔۔۔

تو مسکان آنکھیں گھما گئی۔۔۔۔

ہوا کی لہر پر اس کے گولڈن بال اڑ کر اس کے خوبصورت چہرے پر آرہے تھے۔۔۔ جنہیں وہ اگلی کی مدد سے کان کے پیچھے کر رہی تھی۔۔۔۔

پاس دوسرے بیچ کر بیٹھے وجود انکی باتیں سنتا مسکان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ شارٹ شرٹ اور پینٹ میں، گلے میں بلیک ہمیشہ کی طرح اسکارف پہنے عارب کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی۔۔۔۔

"چلیں"۔۔۔!! کچھ دیر خاموشی کے بعد عارب کھڑا ہوتے بولا۔۔۔۔

"نہیں مجھے یہاں بہت سکون محسوس ہو رہا ہے، کچھ دیر بعد آجائوں گی"۔۔۔۔ اسنے نفی میں سر ہلا کر انکار کیا

مہوش علی

عارب نے آس پاس موجود لڑکوں کو دیکھا۔۔۔۔

"نہیں پھر کل آجانا بھی چلو مجھے کچھ کام سے جانا ہے"۔۔۔۔ عارب سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔۔

"ڈونٹ وری میرے پاس گن ہے"۔۔۔۔ اسکے چہرے کے تاثرات نوٹ کرتے وہ بیزاریت سے بیلٹ میں

لگی گن پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔۔

"پھر بھی مسی"۔۔۔۔ وہ کچھ پریشان سا ہوا۔۔۔۔

"جائیں ورنہ یہیں گن میں اپنے دماغ پر رکھ کر ٹریگر نہیں دبائوں گی"۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بولی تو عارب اسکے ڈائلاگ پر ہنس پڑا۔۔۔۔۔

"اچھایہ لوگاڑی کی چابی جلدی لوٹ جانا، میں کچھ دیر میں پہنچ جائوں گا"۔۔۔ کی اسکی ہتھیلی پر رکھتے وہ بولا تو مسکان نے سر ہلا دیا اور دیکھنے لگی کہ کب دفع ہو گے۔۔۔

عارب گھور کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

اور مسکان بیچ کی پشت سے سرٹکا کر آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

اسے محسوس ہوا کوئی اسکے پاس بیٹھا ہے اور ہوا کے جھونکے کے ساتھ ایک مخصوص پرفیوم کی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تو وہ بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔۔۔

"بھلا وہ یہاں کیسے ہو گا"۔۔۔۔۔ وہ مدہم سا بڑبڑائی اور آنکھیں موندے پڑی رہی۔۔۔۔۔

"اگر پہچان میں تمہیں دوں تو تم بدلے میں مجھے کیا دو گی"۔۔۔۔۔؟؟ گھمبیر آواز پر مسکان نے اچھل کر آنکھیں کھولی اور سامنے قریب بیٹھی اس ہستی کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

ایک بار پلکیں جھپکی دوسری پھر تیسری۔۔۔۔۔



وہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی۔۔۔۔

اور اسکے سامنے موجود تھا۔۔۔

ایک انوکھی منفرد آفر کے ساتھ۔۔۔۔

اسکے سینے میں موجود محبت کا پنچھی دھک دھک کرتے پنجرے کو توڑ کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔۔۔۔

اور وہ پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی سحر زدہ سی۔۔۔۔

برہان کی روشن آنکھیں اسکے تاثرات نوٹ کر رہی تھیں۔۔۔۔

"کیا دینا پڑیگا"۔۔۔؟ مسکان نے پوری طرح خود کو سنبھالتے برواچکا کر پوچھا۔۔

اور وہ اس ادا میں اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ بے ساختہ برہان نے نظریں پھیریں البتہ اسکے چہرے پر ایک مخصوص مسکراہٹ آگئی تھی۔

"گواہی بیسٹ کے خلاف"۔ اسکی بات پر مسکان جو اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہی تھی قہقہہ لگا اٹھی

---

برہان نے اسکے قہقہہ لگانے پر ناگوار نظروں سے دیکھا۔۔  
"میں نے کوئی مزاق نہیں کیا مسکان۔۔۔ وہ اپنی آواز میں کر خنگی چھپا نہیں پایا۔۔۔"

مسکان نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکتے سنجیدہ ہونے کی پوری کوشش کی۔۔

"پر مجھے تو ایس پی صاحب مزاق ہی لگا۔" وہ پھر کھلکھلا پڑی۔

"خیر جو بھی تھا میرا موڈ اچھا کر گیا، اور۔۔" اٹھ کر کھڑی ہوئی، برہان بھی آنکھوں میں غصہ لیے اٹھ کھڑا  
اسکے برابر آیا کہ ہوا کے دوش پر اڑتے مسکان کے بال اسکے کندھوں سے مس ہو رہے تھے۔

"اور۔۔؟" برہان نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسا کر استفسار کرنے لگا۔۔

"اور یہ کہ ہم کو غداری کی پہچان نہیں چاہیے صاحب،، ہم نمک حراموں سے نہیں نمک حلالوں میں سے ہیں  
۔۔۔ وہ اعتماد سے اپنی زبان میں کہتی بال جھٹک کر انگلی میں کی رنگ گھماتی آگے بڑھی۔ اسکے منہ میں موجود  
بیل اسکے ایڈیٹیوڈ اور الگ بنا گیا تھا پر برہان کو اس کے ایڈیٹیوڈ پر مزید تیش آیا۔

اس کا اس نازک سی لڑکی کے رنگ دنگ پر غصے سے چہرہ لال ہو گیا۔  
کیا تھی وہ اسکے سامنے چیونٹی نما سی کہ چٹکی میں مسل کر رکھ دیتا۔

وہ غصے سے آگے بڑھا اور ایک جھٹکے سے مسکان کے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔۔

اور وہ اس اچانک افادات پر حیران سی گرتے گرتے پلٹی اور خود کو سنبھالنے کیلئے سیدھے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا

--

پراسکے باوجود فاصلہ تھا دونوں کے بیچ اور وہ فاصلہ رکھنے والی چیز مسکان کے ہاتھ میں موجود گن تھی جو دونوں کے بیچ دب کر برہان کے سینے پر رکھی تھی یہ عمل اسے برقی سی تیزی سے کیا تھا۔

مہوش علی

مسکان نے غصے سے اپنے بازو پر اسکی گرفت دیکھی۔

"یہ کیا بے ہودہ حرکت ہے ایس پی"۔؟ وہ غرا کر بولی پر برہان کی گرفت مزید سخت ہو گئی۔

اور اسکی سخت پکڑ پر مسکان نے بھی گن پر گرفت سخت کرتے اسے برہان کے سینے پر زور دیا۔

برہان اسکی حرکت پر محظوظ ہوتے مسکرایا۔

اور اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنی گن نکال کر پیچھے سے اسکی کمر پر رکھ دی۔

مسکان کی آنکھیں پھیل گئی۔

"پاگل ہو گئے ہیں؟؟؟ وہ چیختی خود کو چھڑوانے لگی پر ناکام۔

"ہلانت ورنہ یہیں پڑی ہوگی"۔ گن کا کچھ دباؤ ڈالتے وہ بولا

تو مسکان نے طنزیہ مسکرائی۔

"میں نے بھی کھلونہ نہیں پکڑا تھا میں ایس پی"۔

آس پاس جو چند لوگ موجود تھے انہیں ایسا لگ رہا تھا وہ کوئی نیوکپل ہے۔  
پراسل میں دونوں ایک دوسرے کو مارنے کی فل کوشش میں تھے۔

"میں ناسننے کا عادی نہیں!! مجھے تمہارا جواب ہاں میں ہی چاہیے پھر چاہے پہچان کے بدلے کچھ اور مانگ لو  
میں کافی سخی طبیعت کا مالک ہوں"۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ بولا۔

مسکان ہنسی۔

"اچھا مزاق کر لیتے ہیں لگتا ہے آپ نے میرے سیڈ موڈ کو کافی سیریس ہی لے لیا ہے پر آپ کو اب بتادوں  
میرا اب کوئی موڈ نہیں آپ کے سڑو جو کس کو سننے کا"۔ وہ آنکھیں گھماتی بولی



برہان نے ضبط سے دانت پیسے۔

"تم خود کو کافی ٹوپ چیز سمجھتی ہو جو اتنی اکڑ دیکھا رہی ہو۔" وہ اسے جھنجھور کر نیچے آواز میں بولا۔

"کوئی شک اور آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے ہم دشمنوں سے سودا نہیں کرتے۔" وہ بالکل اپنے دل سے انجان بن گئی تھی۔

اور اسکی آنکھوں میں اعتماد سے دیکھتی بے خوف ہو کر بول رہی تھی۔

"زیادہ ہی اترانے لگی ہو اس سیر عالم کے بل بوتے پر یاد رکھو کچھ وقت صرف کچھ وقت کی بات ہے پھر اس سیر عالم کی جڑ، سر سے ہی کاٹ دوں گا۔" وہ اسکے چہرے پر دھاڑنے لگا تھا۔

اور مسکان اسکے اتنے قریب چہرے سرخ نقوش کو دیکھتی سوچ رہی تھی کہ کیا خوش فہمیاں ہیں میرے ایس پی صاحب کی۔

"خواب دیکھو ایس پی ضرور دیکھو، حق ہے تمہارا بلکہ سب کا، پر کھلی آنکھوں سے مت دیکھو کیونکہ منہ کے بل گرو گے۔" وہ ایک جھٹکے سے بغیر اپنی جان کی پروہ کیے اسے خود سے دور دھکا دیتی اور الگ ہوتی طنزیہ بولی

اسکے لفظوں نے برہان کا چہرہ سرخ کر دیا۔

اور وہ کچھ فاصلے پر کھڑی اس نازک سی لڑکی کو دیکھتے مٹھیاں بھینچ گیا جو صرف دیکھنے میں ہی نازک تھی۔۔  
 اسکی آنکھیں بہت بڑے زار چھپائیں بیٹھیں تھی۔ جن سے وہ ناواقف تھا اور اسے کوئی انٹرسٹ بھی نہ تھا اس  
 میں وہ تو بس اسے جذباتی سمجھ کر آفریدی تھی پر کئی بار جو دیکھنے میں آتے ہیں ویسے ہوتے نہیں جیسے یہ لڑکی  
 ایک پہلی سی۔

"چلتی ہوں اور یقیناً اگلی بار ہماری ملاقات اچھی جگہ ہوگی اچھے ٹاپک پر"۔ دو انگلیوں سے سلام پاس کرتی وہ  
 کہہ کر مڑی۔

مہوش علی

اور کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی گاڑی میں جا بیٹھی۔

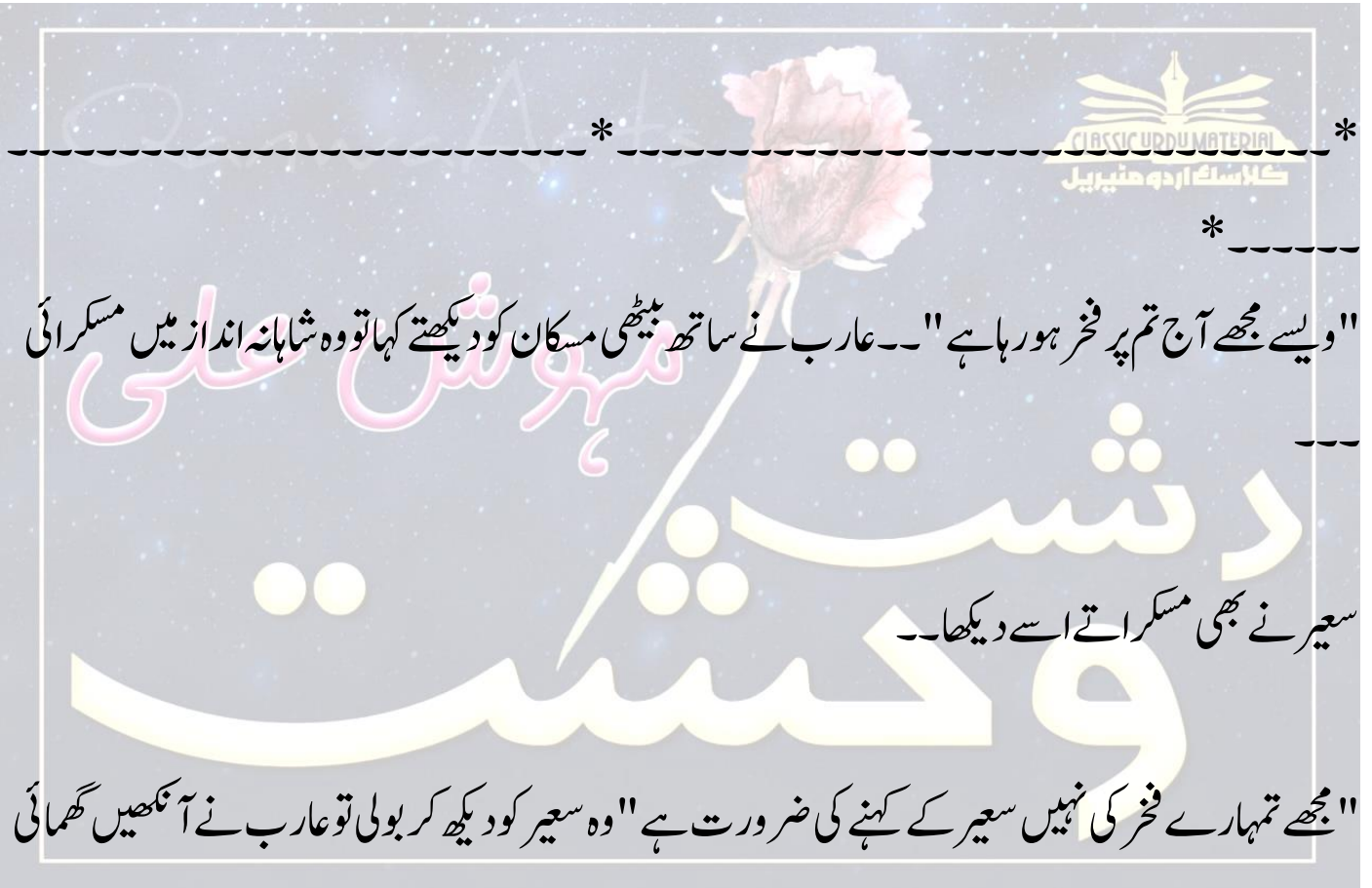
گاڑی اسٹارٹ کرتے اسنے ایک مسکراتی نظر بالوں میں انگلیاں پھنسائے برہان پر ڈالی اور وہاں سے تیزی سے  
 نکل گئی۔

اسے ابھی بھی خود پر اسکی گرم سانسیں محسوس ہو رہی تھیں جو اسکے کسی بھی جملے کے ادا کرنے پر آنکھوں میں  
 لہو اور ناک سے گرم آگ جیسی سانسیں نکلتی اس سے ٹکڑا تیں۔۔

"خواب دیکھو ایس پی ضرور دیکھو، حق ہے تمہارا بلکہ سب کا، پر کھلی آنکھوں سے مت دیکھو کیونکہ منہ کے  
 بل گرو گے"۔ کانوں میں گونجتے اسکے لفظوں نے جیسے برہان کے منہ پر زور دار تھپڑ رسید کیا ہو۔۔

"اس دشمن سے سودانا کرنے پڑیہ دشمنی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی مسکان میڈم"۔۔۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے وہ بڑبڑایا۔۔

"بہت اچھے سے کھیلے ہو سعیر اب میری باری دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔۔۔!!" طنزیہ مسکراتے اسنے سوچا اور گاڑی سڑک پر ڈال دی۔۔۔



"خوش فہمیاں تو دیکھو میڈم کی"۔ وہ طنزیہ بولا تو مسکان نے غصے سے اسے گھورا۔

"اس میں عورتوں کی طرح طنز کرنے کی کیا ضرورت ہے یہ حقیقت ہے سعیر کو مجھ پر فخر ہونا چاہیے،، میں اسکی جانباز ساتھی ہوں"۔۔ اسنے گردن اکڑا کر کہا

تو سعیر کے ساتھ بیٹھی حور منہ کر رہ گئی مطلب ایسا بھی کیا کارنامہ سرانجام دے دیا میڈم مسکان نے کہ اسے سعیر کی داد کی ضرورت تھی۔۔

اسکا دل کیا اس وقت اسکی آنکھوں میں نور ہوتا تو وہ سامنے والی کی شکل دیکھتی کہ وہ کیسی ہے کہیں بہت خوبصورت تو نہیں۔۔

اسکے خزرے بات کرنے کا انداز شرارتی لہجہ وہ غصے سے اپنے ہاتھ مروڑنے لگی۔۔

کاش سعیر اور عارب موجود نہ ہوتے تو وہ اسکا منہ نوچ لیتی۔۔

"اف میں یہ کیا سوچ رہی ہوں"۔ اچانک وہ خود کی ہی سوچ پر شر مندہ ہوئی۔۔

"کیا وہ سعیر کو پسند کرتی ہے؟" اسکے دل سے جلن بھری آواز نکلی تو اسنے ناخون ضبط سے ہتھیلی میں گاڑھ دئے۔۔

اور منہ سے سسکاری آنے پر لب بھینچ گئی۔۔



پتا نہیں وہ کس بات کی داد چاہتی تھی سعیر سے جو شاید بہت بڑی بات تھی جس پر سعیر بھی خاموش تھا۔  
اور حور کا دل کر رہا تھا سعیر اس کے فری ہونے پر منہ پر تھپڑ مار دے۔

اتنے دن ساتھ رہتے اس نے سعیر کو صرف خود تک ہی محدود دیکھا تھا۔ اگر کوئی بات کرتا بھی تو اس کی غیر  
موجودگی میں کرتا ہو گا۔

اور آج صبح ناشتے سے لیکر اب تک وہ چڑیا کی طرح چپک رہی تھی اور اسے لگا وہ جان بوجھ کر سعیر کی توجہ  
حاصل کرنے کیلئے کر رہی ہے۔۔

اسے محسوس ہوا اس کا چہرہ اس رخ ہو رہا ہے اور دل کی دھڑکنے بھی بڑھ رہی تھیں۔

"یہ مجھے کیا ہو رہا ہے"۔۔ اس کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہونے لگی اور گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی۔۔

جیسے سانس بند ہو رہا تھا۔۔

اور ایک تیش کا عالم تھا کہ باہر آنے کو چل رہا تھا۔۔

وہ کیا کر رہی ہے اور کیا کرنے والی ہے کی سوچ سے آزاد ہو رہی تھی۔۔

"سیر آپ بتا نہیں رہ۔۔۔۔!! مسکان ابھی بول ہی رہی تھی جب حور نے پاس پڑا کشن اپنی مٹھی میں بھیںچا اور کھینچ کر اپنے سامنے مارا۔

"سیر مجھے جانا ہے۔۔ کشن پھینکتے وہ چیخی اور وہاں موجود سیر عالم عارب مسکان سب اسکے اچانک رد عمل کو دیکھتے اسے دیکھنے لگے۔۔

کشن سیدھا مسکان کے منہ پر لگا تھا اور اسکے لفظ گلے میں ہی دب گئے۔۔  
کوئی اور موقع ہوتا تو عارب مسکان کے چہرے کے تاثرات کو خوب انجوائے کرتا پر اس وقت سیر کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔۔

"کہاں جانا ہے؟؟؟ خطرناک حد تک سنجیدہ آواز میں سیر نے پوچھا۔

عارب اور مسکان آہستہ سے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مسکان روم کی طرف تو عارب گیٹ کی جانب اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔۔

حور العین نے سیر کی اتنی سنجیدہ آواز پر تھوک نکل کر رہ گئی۔

"گگ۔۔ گھر۔۔۔!! وہ سمجھ نہیں پار ہی تھی اسنے ایسا کیوں کیا اور وہ کشن اسکی بے خودی میں پتا نہیں کس کو لگا ہو گا۔۔

"اٹھو"۔۔!! سحیر کھڑا ہوتا سرد آواز میں حکمیہ لہجے میں بولا۔۔

"کک۔۔ کہاں"۔۔ حور اسکی حکم پر سہم سی گئی اور اپنی موٹی موٹی آنکھوں میں آنسو لیے اوپر دیکھنے لگی۔

اس بار سحیر نے اسکے کوئی جواب دئے بغیر اسے جھک کر بازو میں اٹھالیا۔۔

اور لمبے لمبے دنگ بھرتا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔

حور اسکی رفتار پر خوفزدہ ہوتی اسکے کوٹ میں منہ چھپا گئی۔۔

سحیر نے لات مار کر دروازے کو کھولا اور اندر داخل ہوا۔۔

حور کے جسم سے جیسے جان نکل گئی دروازے پر ٹھاا کی آواز پر وہ کانپ کر اس سے چمٹ گئی۔

"اترو نیچے"۔۔ اسے خود میں بری طرح لپٹے دیکھ کر وہ بولا پر حور نے کوئی جواب نادیا اور مزید اپنی پکڑ پر

مضبوطی کر دی۔

اسے بنادیکھے لگ رہا تھا آج اسکی موت پکی ہے وہ کتنی بار اسے وارن کر چکا تھا کہ وہ اب جانے کا نہیں بولے گی

پر پتا نہیں اسے کیا ہو گیا۔۔

"عین"۔۔۔!! سیر دھاڑا۔۔ اور اسکی دھاڑے پورے ہال نما روم میں دحشت سے گونجی۔۔

"نن"۔۔۔ نہیں چھوڑوں گی"۔۔ وہ خوف ضد سے کہتے اسکے گلے میں چمٹ گئی۔

جیسے زمین پر اترے گی تو سیدھا اس میں دفنائی جائے گی۔۔

آہستہ اس پر کپکپی طاری ہو رہی تھی اور پھر بھی وہ لیٹی رہی۔۔

اسکی حالت دیکھ کر سیر نے گہرا سانس خارج کر کے خود کو کمپوز کیا اور اپنی سرخ آنکھیں ایک پل کو میچی۔۔

اور اگلے پل اسکی بھوری آنکھیں واپس پہلے کی حالت میں آگئی تھی، خاموش مسکرائی ہوئی۔

"اس حرکت کی وجہ پوچھ سکتا ہوں"۔۔؟ اسے سیدھا بیڈ پر لیٹاتے ہوئے وہ پاس بیٹھ کر محبت سے پوچھنے لگا

حور جو پہلے خوف سے آنکھیں میچ گئی تھی آواز پر مزید سختی کر لی۔۔



"عین"۔۔۔!! سیر نے محبت پاش نظروں سے دیکھتے آہستہ سے پکارا تو میچی آنکھ سے ایک آنسو پھسل کر بالوں میں جذب ہوا۔۔

سیر نے روتے ہوئے اسے دیکھ کر ضبط سے لب بھیچے اور اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر لیا۔۔

"ایم سوری میرا بچہ،، مجھے غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا"۔۔ اسکی بند آنکھوں پر لب رکھتے وہ بولا تو حورا اسکی محبت پا کر چہرہ ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

"آپ بہت برے انسان ہیں مجھے آپکے ساتھ نہیں رہنا"۔۔ روتے روتے وہ بولی۔۔

"جانور کی طرح بیہیو کر رہے تھے!!"

"مجھے یہاں نہیں رہنا ریسٹورنٹ بھی آپ رکھیں مجھے صرف جانے دیں پلیز، مجھے یہاں پتا نہیں کیا ہو جائے گا، مجھے جانا ہے یہاں سے"۔۔ وہ مزید بہت کچھ بولنے لگی۔۔

سیر اچانک سے اسکے پاس سے اٹھ کر بیڈ سے دور کھڑا ہو گیا۔۔

اور اسکے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھتے سگریٹ سلگانے لگا اسکی بھوری آنکھیں ایسی ہو گئی تھیں جیسے ابھی ان میں سے خون نکل پڑے گا۔۔

اسے کسی چھوٹے بچے کی طرح خود سے ڈر لگ رہا تھا ضبط کرتے کرتے وہ کچھ غلط نہ کر دے۔۔ تبھی اس سے بہت دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔

جیسے اس تک پہنچ نہیں پائے گا۔۔

حور بہت کچھ کہہ رہی تھی رو رہی تھی اور سعیر اسکی طرف بنا دیکھے یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا۔۔

جیسے اپنے اندر سر اٹھاتے حیوان کو کنٹرول کر رہا ہو۔۔

وہ واش روم میں گیا اور منہ پر پانی کی چھینٹیں مارنے لگا۔۔

ایک گہرا سانس بھر کر وہ واپس باہر نکلا تو اسکی نظر سامنے بیڈ پر پڑی جہاں روتے روتے حور کے منہ سے سفید جاگ نکل کر اسکی ٹھوڑی گال پر پھیل گئی تھی اور وہ ساکت پڑی تھی۔۔

"عین"۔۔۔ سعیر بھاگ کر اسکے پاس آیا اور جلدی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرا۔۔

وہ جانتا تھا اسے دورے پڑ رہے ہیں۔۔۔

جسکا علاج بھی چل رہا تھا۔۔ اور وہ علاج میڈیسن سے نہیں انسانی رویوں سے تھا۔۔

سعیر نے کرب سے دیکھتے ہوئے اسکے چہرے پر بوسے لینے لگا اور اسکا چہرہ صاف کرنے لگا۔۔

وہ خاموش سی اسکے بازوؤں میں پڑی تھی۔۔ اسکی دل کی دھڑکنے سست تھی اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے۔۔۔۔۔

سعیر اسے تکیے پر لیٹا کر دروازہ بند کیا اول تو کسی میں ہمت نہیں تھی اسکے روم میں آنے کی پراگر کوئی آ بھی گیا تو اس سے شاید بہت کچھ غلط ہو جاتا۔۔۔

وہ اس وقت صرف اپنی عین کے پاس رہنا چاہتا تھا اور اسے چھپنا چاہتا تھا۔۔۔

سعیر نے اپنا کوٹ اتار کر پھینکا اور حور العین کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

اور آہستہ سے اسکے سر ہاتھ پاؤں پر اپنے مضبوط ہاتھ رگڑتے اسے تو انائی پہچانے لگا۔۔۔

کہ اسکی نظر ہاتھ پر موجود ناخنوں کے سرخ نشان پر پڑی۔۔۔

اسکے ماتھے پر بل نمودار ہوئے اور وہ اسکے سپید مومی انگلیوں کو دیکھنے لگا۔۔

جہاں حور کے چھوٹے چھوٹے ناخن اتنے تیز ضرور تھے کہ وہ چمڑی کھڑوچ لے۔۔۔

سعیر نے اسکے ناخنوں پر اپنی انگلی پھیری۔۔۔۔۔

اور ان پر اپنے لب رکھ دئے۔۔۔

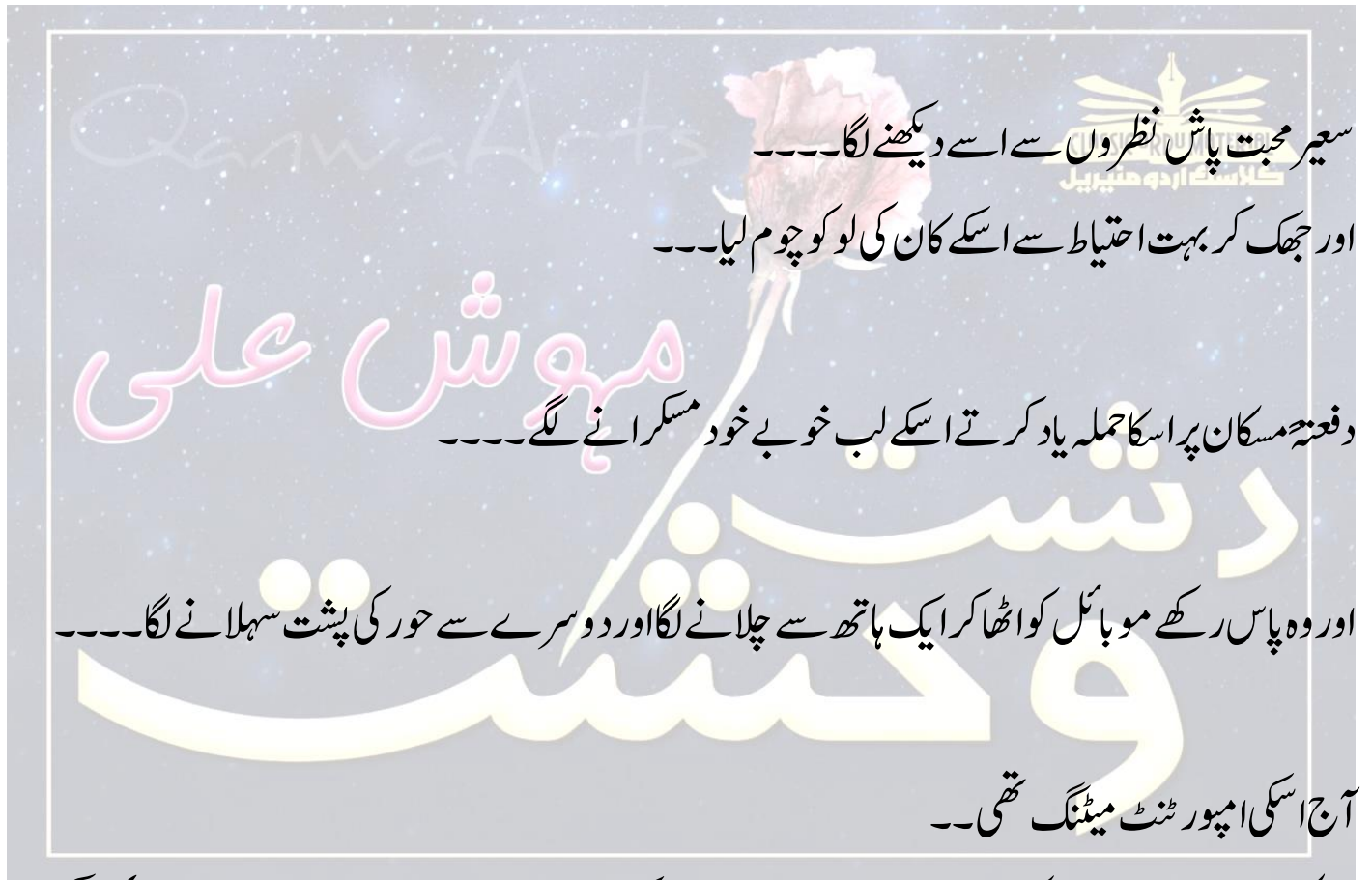
پھر واپس اسکے ہاتھ پاؤں رگڑنے لگا۔۔

کچھ دیر کے اس عمل کے بعد اسکی انگلوں میں حرکت آئی تو سعیر ہاتھوں کو آہستہ سے بیڈ پر رکھ کر اسکے بالوں

میں انگلیاں چلانے لگا۔۔۔۔۔

حور پلکیں جھپکتی گہرے سانس لینے لگی۔۔

اور اپنے بالوں میں پر سکون لمس کو محسوس کرتے اسکی گھنی پلکیں بھاری ہونے لگی تو وہ آہستہ سے سعیر کے قریب ہو کر آنکھ موند گئی۔۔۔۔



وہ نکلنے ہی والا تھا اپنی عین کو عارب اور مسکان کے حوالے کرتے پر اسنے جواچانک کیا تھا اس سے خود بھی کچھ حیران رہ گیا تھا۔۔

موبائل پر کچھ ٹیکسٹ کرنے کے بعد اسنے موبائل واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اپنی بلیک شرٹ پر لگی حور کے منہ سے نکلی جاگ کو صاف کرنے لگا۔۔۔



"سعیر"۔۔۔؟؟ سعیر جو اسکے پاس بیڈ کرائون سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا حورالعین کے پکاڑنے پر پورا اسکی جانب گھوما۔۔۔

"یس سعیر کی جان"۔ وہ اسے بازوؤں سے پکڑ کر اسکا سر اپنے سینے پر رکھتے اسکے گرد حصار ڈال کر کر بولا۔۔۔

"ایم سوری"۔۔۔ وہ بڑبڑائی اور اسکے لب سعیر کے سینے پر مس ہو رہے تھے۔

"کیا میں سہمی کی طرح مرجائوں گی سعیر؟"۔ وہ بو جھل آواز میں بڑبڑا رہی تھی جیسے نیند میں بات کر رہی ہو

اور سعیر اسکے اندر حیوان انگڑائی لیکر بیدار ہوا۔۔۔۔۔  
اسکی آنکھوں کی پتلیاں سرخ ہو گئی اور جبرأتن گیا۔۔۔۔۔  
اسکے اندر بیٹھا حیوان اسکے خاموش ہو جانے پر سعیر کا سینا چیرنے لگا۔۔۔

اسکی بھوری سرخ آنکھیں اپنے سینے پر پھیلے اس کالے آبشار کو دیکھا اور ایک معصوم چہرے کو جو پلکوں کا باڑ گرائے اسکے سینے میں خنجر گھونپ کر اب سکون سے پڑی تھی۔۔۔

سعیر نے بغیر کچھ کہے اسے بیڈ پر ڈال دیا۔۔۔

پراٹھنے سے پہلے اسکے لمبے آبشار جیسے کالے بال اسکی شرٹ کے بٹن میں الجھ کر رہ گئے اور وہ اٹھتے اٹھتے بیٹھ گیا

---

وہ شاید خوف سے بڑبڑا کر سو گئی تھی۔۔۔

اور سعیر سرخ بھوری آنکھوں سے اسکے پرسکون خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔ جہاں کچھ دیر پہلے

وحشت تاری تھی۔۔۔۔

اسکا ہاتھ خود بے خود اسکی ٹھوڑی پر آیا اور اسکی پلکوں کو دیکھتے وہ تل پر انگلی پھیرنے لگا، وہاں سے ہوتے اسکے  
نچلے سرخ لب پر آیا،

حور کی گھنی لمبی پلکیں لرزنے لگی۔۔۔ اور سعیر انگلیاں اسکے رخسار پر آئی۔۔۔  
وہ اس لمس پر سانس روکتی گردن موڑ گئی اور سعیر کی انگلیاں سرکتی اسکی شہ رگ پر آئیں۔۔۔

"خاموش رہا کرو میرا بچہ ورنہ بہت برا ہو جائے گا"۔۔۔ اسکی ہلکی بھوری شیوا اسکے رخسار پر رگڑتے وہ سرگوشی

میں بولا۔۔۔۔

وہ سمٹ سی گئی خود میں ہی۔۔۔

اور سعیر کی بھوری آنکھیں اسکے گلاب ہوتے رخسار کو دیکھتے اپنے لب بے ساختہ ان پر رکھ گیا۔۔۔۔

اور اسکی ہوش اڑا دینے والی خوشبو میں گہرا سانس بھر کر بال شرٹ سے نکال کر بیڈ کے پاس اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔  
وہ کمفرٹ اس پر ڈال کر اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیر کر دور ہٹا اور وارڈروب سے دوسری شرٹ نکال کر اسنے چنچ کی  
اور پھر کوٹ پہن کر دروازہ لاک کرتے باہر آگیا۔۔۔

وہ تیز تیز سیڑھیاں اترتا نیچے آیا۔۔

آفس میں آکر اسنے موبائل نکالا اور کال ملائی۔۔

"خیریت بیٹ"۔۔ اسکے کال کرنے پر کمران جلدی سے بولا۔  
مہوش علی

ایسا کیا ہو گیا کہ بیٹ نے اسے کال کی۔۔

"میں تمہیں زمان پر نظر رکھنے کا کہا تھا کمران کیا پتا لگا اسکے بارے میں"۔۔۔ اسکے لفظ اتنے سرد تھے کہ کمران  
کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔۔

"بب۔ بیٹ میری نظر اس پر ہی ہے"۔۔۔ وہ کہتا ایک دم صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

اور ہلکلا کی بولا۔۔

بیسٹ کے سامنے اچھے اچھوں کی حالت غیر ہو جاتی تھی پھر یہ تو تھا کامران جس کا گینگ چل ہی سیر کی سپورٹ پر تھا۔۔

اگر وہ ناراض ہو ا مطلب دنیا سے اس کا کام نشان مٹنا اور ایسی غلطی تو وہ کیا انڈر گرائونڈ میں کوئی نہیں کر سکتا تھا

--

وہ پاکستان کیا دوسرے ملکوں کے بڑے بڑے مگر مچھوں کا بھی باپ تھا۔۔

جس کے اشارے پر وہ کروڑوں کو قتل کرنے کیلئے تیار رہتے تھے۔۔  
اگر سیر انڈر گرائونڈ کا شہنشاہ، اگر ایک اشارہ بھی کسی کو کرتا تو زمان تو چیونٹی تھا وہ کیا بلیک کنگ اسکے پاؤں میں ہوتے پر یہاں لڑائی اسکی اپنی تھی اور یہ لڑائی وہ خود لڑنا چاہتا تھا۔۔

اسنے کامران کو اسلئے کہا تھا کہ اسکی زیادہ توجہ حور العین پر ہوتی تھی اور وہ زیادہ دیر باہر نہیں گزار سکتا تھا۔۔

وہ اسے احساس دلانا چاہتا تھا کہ وہ محفوظ ہے اسکے پاس، اپنے شوہر کے تحفظ میں ہے۔۔

"اور وہ یہیں کراچی میں ہی ہے اسکا ایسی کوئی میٹنگ یا فلائٹ بک نہیں ہوئی جس سے ہم اسکا پیچھا کر سکیں وہ گھر ہوتا یا زیادہ تر اپنے آفس"۔۔۔۔ ایک ہی سانس میں اسنے ساری تفصیل اسے سنا دی۔۔



"آ-آ آپ پھر بھی ٹینشن نالیں میں جلد ہی خوشخبری کے ساتھ آپ کے پاس ہوں گا"۔۔۔ کوئی دوسرا موقعہ ہوتا تو اسکے ٹینشن والی بات پر اسکا قہقہہ پڑتا پر اس وقت وہ بیسٹ والے موڈ میں تھا۔۔۔  
کچھ نادیکھو سوائے سرخ رنگ کے!!

سعیر نے کال ڈسکنیکٹ کی مطلب یہی تھا جلد سننا پسند کروں گا یہ گڈ نیوز ورنہ تم سنو گے بیڈ نیوز۔۔!!

موبائل جیب میں ڈال کر اسنے قدم باہر نکالے اور لائونج میں آیا۔۔۔

وہاں سامنے ایل ای ڈی پر مسکان بیٹھی تھی۔۔ قدموں کی آہٹ پر اسنے گرد موڑی اور سامنے سعیر کو پایا۔۔

"آپ کی بیگم صاحبہ لگتا ہے مجھ سے جلنے لگی ہے"۔۔۔ وہ عورت تھی اور دوسری عورت کے جذبات کو اچھے سے جانتی تھی۔۔

یہی تو ایک رشتہ، ایک عورت کا دوسری عورت سے ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے جذباتوں کو پلوں میں

جان جاتی ہیں۔۔

اور پھر کہیں دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں تو کہیں دوسرے جذبات کے رشتے جنم لیتے ہیں۔۔

"تو پھر تمہیں پرہیز کرنا چاہیے وہ سعیر کی عین ہے"۔۔!! سگریٹ کو منہ میں دبا کر وہ بولا تھا۔۔

"اور پھر اسے پر۔۔۔۔۔" اسکا جملہ منہ میں ہی دب گیا سعیر کی وارن کرتی نظروں کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

"تمہیں بولنے سے پہلے سوچ کر منہ کھولنا چاہیے"۔۔۔ اسنے جیسے ہدایت دی۔۔۔

مسکان مسکرائی۔۔۔

"سوچتے وہ ہیں جو لفظوں کے قیدی ہوتے ہیں ہم تو آزاد پرندیں ہیں"۔۔۔ وہ بال جھٹک کر ایک ادا سے بولی

مہوش علی

"اور آزادی کا دوسرا نام موت ہے"۔۔۔ اسے اچھا لگا اسکا یوں جواب دینا۔۔۔

"اور یہ موت اوپر والے کا کھیل ہے، جس سے اپنے کو تو ڈر نہیں لگتا"۔۔۔ وہ ایل ای ڈی بند کر کے اسکی طرف مڑی۔۔۔

پر "اپنے کو" کہنے پر سعیر کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر وہ گڑبڑہ گئی۔۔۔۔۔

"میرا مطلب مجھے"۔۔۔ وہ مسکراتی جملہ درست کرتی آنکھیں جھپکنے لگی۔۔۔

اندر ہی اندر خود کو کوسنے لگی کہ اسکی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر گڑ بڑانے والی کو اس خدا کے کھیل سے ڈر نہیں لگتا وہ کیا مزاق کیا تھا۔۔

"لگتا ہے مجھے بھی ایس پی والی بیماری ہو گئی ہے"۔۔۔ وہ کان کھجا کر سر جھکائے بڑ بڑائی۔۔

"آج میرے روم کی صفائی مت کروانا اور ہاں وقفے وقفے سے عین کو دیکھتی رہنا اگر ذرا سی لاپرواہی دیکھائی تو یہ جو تمہیں ایس پی والی بیماری ہے یہی تمہیں اوپر لے جائے گی"۔۔ وہ اس پر ایک نظر ڈال کر کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔

تو پیچھے مسکان منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔

دشتِ مہوشِ علی

دشتِ مہوشِ علی

"نور کو میں آخری بار کہہ رہا ہوں" داد غصے سے کہتا تیز رفتاری سے چلتی نور کے پیچھے سے بولا۔

وہ آج اسائنمنٹ جمع کروانے آئی تھی اور جمع کروا کر وہ جانے لگی تھی کہ داد کی نظر اس پر پڑ گئی۔۔

اسے دیکھتے اپنی دوستوں کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر کے وہ تیز قدموں سے جانے لگی۔۔

پر براہواس سینڈل کا جس نے اسکا پائوں موڑ کر اسے گرا دیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑے داد کی نظر اس پر پڑی تو نور درد کو بھلا کر اٹھی اور لب بھینچے جانے لگی بغیر ہنستی لڑکیوں کی پر وہ کیے۔۔

"کیوں بھاگ رہی ہو نور؟؟" اسکا بازو پکڑ کر جھٹکے سے روک کر وہ غصے سے بولا۔۔

درد کی شدت سے نور کے منہ سے آہ نکلی۔۔

"کیا پاگل پن ہے نور کیوں ایسے بیہو کر رہی ہو"۔۔۔ جھٹکے سے اسے کلائی چھڑواتے دیکھ کر وہ بولا۔

تو نور نے غصے سے اسے دیکھا۔۔

"تو کیا کروں ہاں۔۔! پوچھا کروں تمہاری یا پائوں میں گرجائوں؟"۔۔ وہ غصے سے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔

"اس روپے کا مطلب سمجھا سکتی ہو"۔۔ دونوں بازو اپنے سینے پر باندھ کر داد نے براہچکا کر اسکے اکھڑے بد تمیز لہجے کی وجہ پوچھی۔

نور العین نے سر اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھ۔۔



داد کے قد جسامت دیکھتے اسکی نظروں میں گرے سر آ نکھوں والا وہ غنڈہ گھوم گیا۔۔

کیا فرق تھا دونوں کی جسامت قدم میں کوئی نہیں۔۔

فرق صرف اتنا تھا وہ ایک غنڈہ اور داد انتہائی کا بزدل انسان۔ اسکے لمبے بال گھنی مونچھے شیو اور داد کی ہلکی۔

اسکی گرے آنکھیں اور داد کی بلیک اپنی آنکھوں کے رنگ جیسی۔۔

وہ لائٹ پرفیوم یوز کرتا تھا اور وہ غنڈہ تیز حواس جھنجھول کر رکھنے والا۔۔

"میں کیوں دونوں کو سوچ رہی ہوں جائیں بھاڑ میں"۔۔ وہ خود کو سرزش کرتی داد کے چہرے سے نظریں موڑی۔۔

"مطلب یہی ہے کہ میرا پیچھا چھوڑ دو، اللہ کے واسطے میں دوسری بار تمہیں ہاتھ جوڑ کر منت کرتی ہوں جان چھوڑو میری اور اپنے بھائی کے سامنے مجھے بدنام کرنا بھی!! میں نے صرف تمہیں دوست سمجھا تھا پر مجھے کیا معلوم تھا تم بھی عام مردوں کی طرح میرے ذرا سے ہنسنے مزاق کرنے کو یوں غلط انداز میں لے لو گے"۔۔

"ہم لڑکیوں کی عزت بہت نازک ہوتی ہے بالکل آگینے کی طرح اور تم جیسے لڑکے اپنے دوستوں بھائیوں کے سامنے اترانے کیلئے ہمیں بدنام مت کرو"

وہ انتہائی نفرت سے کہتی اسے ساکت چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

پیچھے داد ساکت کھڑے کا کھڑا رہ گیا بالکل بت !!

"کیا ہوا تم نے اسکی مدد نہیں کی بیچاری گر گئی تھی"۔۔۔ اسکا دوست داد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہوش کی دنیا میں لایا۔۔

"وہ میری مدد سے بہت آگے نکل گئی ہے"۔۔۔ وہ بڑبڑا کر مڑ گیا واپس۔۔  
پیچھے اسکا دوست کچھ نا سمجھتے کندھے اچکا کر رہ گیا۔۔

\* مہوش علی \*  
دشمن  
"مجھے امید ہے تم نے اپنی بکواس کیلئے کال نہیں کی ہو گی"؟ بلیک کنگ کی کرخت آواز پر زمان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔۔

"نہیں کنگ میں نے صرف یہ بتانے کیلئے کال کی ہے کہ سلیم بھائی مارا گیا"۔!! سلیم زمان کا بھائی تھا جو انہیں لڑکیاں سپلائے کرتا تھا۔

"تو"؟۔۔ کہتے ہوئے بلیک کنگ نے مشروبات کا گلاس منہ سے لگایا۔۔

سامنے جہازی سائیز بیڈ پر دو انتہائی خوبصورت امریکہ کی فینس ایکٹریس برہنہ لباس میں نشے سے مدہوش اسکے منتظر تھی۔۔

اور صوفے پر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے انتہائی بد صورت چہرے والا بلیک کنگ موبائل کان سے لگائے ایک ہاتھ میں وائن کا گلاس پکڑے بولا۔

اسکا لمبا چوڑا انتہائی پھیلا کالا جسم مہنگے ترین نائیٹ ڈریس میں ملبوس تھا۔

اور چہرے پے زمان کی مداخلت پر سخت ناگواریت۔۔

"میں کہہ رہا"۔۔۔۔۔! وہ ابھی بول ہی رہا تھا جب بلیک کنگ نیچ میں دھاڑا۔۔

"تم کراچی میں کیوں ہو زمان"۔۔؟؟ اسکی۔ دھاڑ پر بیڈ پر لیٹی لڑکیاں بھی سہم کراٹھ بیٹھی اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگی۔

"بلا سنڈ بیوٹی کیلئے"۔۔!! زمان نے جلدی سے جواب دیا البتہ اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی فتح کی۔۔

"تو پھر کیا معلوم ہو امیری بیوٹی کے بارے میں"۔۔ اسکے لہجے میں شدت خمار شامل ہو گیا اور نظروں میں ایک حسین معصوم چہرا گھوم گیا۔۔

اسنے اسکی خوشبو ابھی بھی خود میں محسوس کرتے گہرا سانس بھرا اور آنکھیں بند کر لی۔۔

بند آنکھوں میں کچھ بیتے پل گھومنے لگے تو اسکے کالے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ سی آگئی۔  
اور مسکراتے ہی اسنے لبوں سے گلاس لگایا۔۔

سامنے بیٹھی لڑکیاں اسکی حرکات پر حیران پریشان بیٹھی تھیں۔  
وہ امریکن تھیں اور کنگ اردو میں بات کر رہا تھا جوانکی سمجھ سے باہر تھا۔۔

پراسکی نفسیاتی حرکات پر وہ خوفزدہ ضرور ہو گئی تھیں۔۔

"مجھے نہیں لگتا بلا سنڈ بیوٹی یہاں ہے میرے آدمیوں نے کراچی کا ہر گوشہ چھان مارا پر وہ نہیں ملی۔" زمان  
کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور کنگ نے اپنی آنکھیں پٹ سے کھولیں۔

اسکی چھوٹی سی کالی آنکھوں میں غصے سے شعلے نکلنے لگے تھے۔۔

"تو پھر کہاں ہے وہ۔۔" وہ غرایا اور غصے سے ہاتھ میں موجود گلاس دیوار پر لگی برہنہ لباس میں موجود لڑکیوں  
کی پینٹنگ پر مارا۔



اسکے اس عمل سے بیڈ پر بیٹھی دونوں لڑکیاں چیختی کانپ کر رہ گئی۔

"میں ڈھونڈنے کی پوری کوشش کر رہا ہوں کنگ"۔۔ اپنے کوٹ کا بٹن کھولتے وہ بولا اور آئینے کے سامنے آیا

--

"کوشش نہیں زمان بیوٹی میری ہے اور مجھے وہ ہر قیمت پر چاہیے ویسی کی ویسی بلیک کنگ کی بلا سنڈ بیوٹی"۔ وہ

بولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔  
کلاسک اردو منیریل

"کنگ بیسٹ کراچی میں ہے"۔ زمان کی بات پر کنگ کے قدم تھے اور اس نے موبائل کو دیکھا۔

"میرا پالتو، ہا ہا ہا ہا" کہتے ہوئے اس نے چھپ پھاڑ تہقہہ لگایا۔

"چھوڑو اسے تم بلا سنڈ بیوٹی کو ڈھونڈو اور اسے ڈھونڈنے دو مجھے"۔۔ کہتے ہوئے اس نے موبائل آف کیا اور بیڈ پر بیٹھی ان سہمی حسین لڑکیوں کو دیکھنے لگا۔

"یہ سہنا کا پننا تم بولڈ ایکٹریس پر نہیں اچھا لگتا یہ تو صرف میری بیوٹی پر جبتا ہے"۔ بھاری گھمبیر آواز میں کہتے وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔

اسکی پکڑ میں اتنی وحشت تھی کہ وہ بلبلا کر رہ گئیں۔

پر وہ شیطان ان دونوں کے بیچ ہو کر بھی ان کے پاس نہیں تھا۔  
وہ تو ہمیشہ کی طرح تصور میں بلا سنڈ بیوٹی کو سمائے حیوان بنا ہوا تھا۔

"ابکی بار تمہاری غلط فہمی ہے کنگ کہ بلا سنڈ بیوٹی تمہیں ملے گی۔"

"ایک بار حاصل کرنے دوا سے، نا تمہیں یہاں زمان ملے گا نا ہی بیوٹی۔"  
"کنگ، بیسٹ دیکھتے ہیں جیت کس کی ہوتی ہے، تم دونوں کی یا میری۔"

مہوش علی

مسکرا کر بڑبڑاتے زمان کسی کا نمبر ڈائیل کرنے لگا۔

دشت  
وخت

"ماضی"

انکے پاؤں سو جے ہوئے تھے اور وہ آئی سی روم میں ہاف پینٹ میں ٹیبل پر پیٹ کے بل بندھے ہوئے تھے

انکے ہاتھ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور پاؤں پر اچانک ہی وار ہوتا وہ غش حالت میں وہ بلبلا کر چیخ اٹھتے

--

آہسہ۔۔۔۔۔ پورے اندھیرے کے سرد خانے میں لڑکوں کی چیخیں تھیں۔۔۔

انہیں یہاں آئے کتنے ہی ماہ گزر گئے تھے اور اب انہوں نے دن ہفتے مہینوں کو گناہی چھوڑ دیا تھا۔۔۔

وہاں پر اتنی سخت پہرداری ہوتی تھی کہ ہاتھ روم میں جانے کیلئے بھی گن کے ساتھ آدمی انکے پیچھے ہوتا

مہوش علی

اور ہاتھ روم کا دروازہ کھلا رکھا جاتا کہ کہیں خود کو نقصان نہ پہنچائیں۔۔۔

وہ اب انکے تھے انکی زندگی انکی مٹھی میں آچکی تھی۔۔۔

انہیں پتا نہیں کیسی کیسی اذیتیں دیں جاتی کبھی میلو بھاگتا تو کبھی گھنٹوں پانی میں رہنا۔۔۔

کبھی کندھوں پر برف کی پتی اٹھا کر بھاگتا تو کبھی وہاں موجود دوسرے بڑے بڑے لڑکوں سے مار کھانا۔۔۔

اور پیٹھ پر کٹ لگا کر مرچیں ڈال کر باندھ دینا۔۔۔

یہ ظلم کی دنیا تھی اور ظلم خود پر ہنسنے لگا تھا کہ لوگ اسکے نام سے کیوں ڈرتے ہیں؟۔۔  
اصل میں تو ڈرنے انہیں اپنے آس پاس چاہیے تھا۔۔ جہاں اسکے نام کو بدنام کرنے والے حیوان موجود ہوتے  
ہیں۔۔۔ وہ حیوانیت کو پیدا کرتے ہیں۔۔۔  
اور بدنام ظلم ہوتا ہے۔۔

یہ دشت وحشت کا عالم تھا اور اس سے کون انجان تھا۔۔۔  
بچوں کے لبوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموشی کی موت مروایا جارہا تھا۔۔۔  
انکی عمر کو پاؤں تلے کچلا جارہا تھا انکی معصومیت کو روندہ جارہا تھا پر زبان کس کے منہ میں نہیں تھی۔۔  
وہ خوفزدہ تھے اور اپنوں کی آس میں تھے کہ کوئی آئے انہیں یہاں سے آزاد کروا کر لے جائے پر ہر رات  
مانگنے والی دعا صبح سورج کی روشنی کے ساتھ اندھیرا لے آتی اور وہ مایوسی کی گہرائی میں اتر جاتے۔۔۔  
"مارو اسے"۔۔۔۔ ہاتھ میں خنجر تھا کر سامنے موجود خوبصورت سی بلی کی طرف کرتے دھاڑے۔۔۔۔

سعیر نے اس سفید لمبے بالوں والی خوبصورت بلی کی سنہری معصومیت سے بھری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔  
جانے کیوں اسکی معصومیت دیکھ کر اسکا دل دھک دھک کرنے لگا اور آنکھوں میں خوف پیدا ہو گیا۔۔۔۔



"گالی"۔۔۔ اسے بلی کو گھورتے دیکھ کر پیچھے اسکی پیٹھ پر چمڑے سے وار کیا اور وہ بلبلا کر منہ کے بل بلی کے سامنے گرا۔۔۔

"کیا ہوا؟؟ غصے سے بھری آواز اس آدمی نے مڑ کر دیکھا اور سائیڈ ہو گیا۔۔۔

"اس لڑکے پر ساری محنت فضول جا رہی ہے کوئی اثر نہیں ہو رہا اس پر" وہ مودب انداز میں بولا۔۔۔۔۔

زمان نے اس آدمی کو ہٹا کر خود سامنے آیا اور اس زمین پر پڑے کمزور لڑکے کو دیکھا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں کچھ ماہ پہلی کی اسکی جسامت گھومی تو ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔۔۔

"کیوں نہیں مار رہے"۔۔۔ گھٹبوں کے بل بیٹھ کر اسکے سامنے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اسکے سر کو اونچا کیا۔۔۔

"سعیر نے آواز پر بو جھل آنکھیں کھولیں اور سامنے اس آدمی کو دیکھا۔۔۔

وہ جیسے بہرا ہو گیا۔۔۔ سامنے والے کا صرف ہلتا منہ تک رہا تھا۔۔۔۔۔

"کیوں منا کیا"۔۔۔ ایک تھپڑ کھینچ کر مارتے زمان نے اسے جھنجھوڑا تو وہ کراہ اٹھا۔۔۔

اسکے جسم پر کٹ ابھی تازے تھے جسکی تکلیف سے شاید وہ نڈھال ہو گیا تھا۔۔۔

"وہ بے بہت معصوم ہے"۔۔۔ تھپڑ کے اثر پر اسکے منہ سے چند الفاظ نکلے۔۔۔

زمان نے اسکے چہرے کو دیکھا اور قہقہہ لگایا۔۔۔

"پھر تمہاری معصومیت؟؟ اسکے پوچھنے پر دوسری طرف جواب نا آیا۔۔۔

"کون سے گروپ کا ہے"۔۔۔؟؟ اسنے پاس کھڑے آدمی سے پوچھا۔۔۔

"گروپ "C5" کا"۔۔۔ اس آدمی نے سعیر کو خونخوار نظروں سے دیکھتے بولا۔۔۔

زمان نے سلگار کا گہرا کش لگایا اور سر ہلایا۔۔۔

"اسکے ہوش میں آنے پر گروپ "B1" کا ایک لڑکا میرے سامنے پیش کرنا"۔۔۔ اسکے کہنے پر اس آدمی

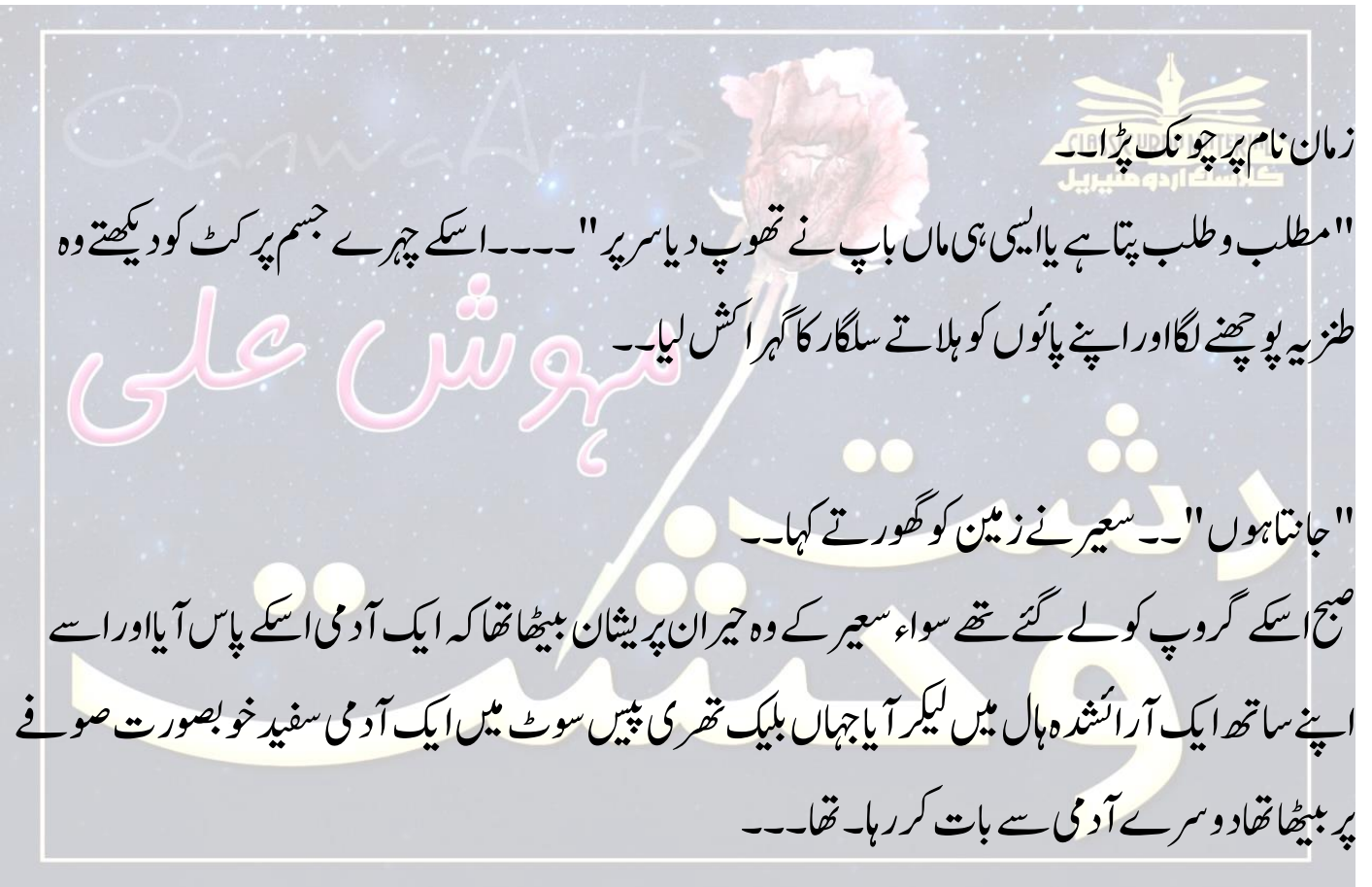
نے اثبات میں سر ہلایا چہرے پر البتہ معنی خیز مسکراہٹ تھی۔۔۔

زمان ایک نظر سعیر کے بے ہوش وجود پر ڈال کر آگے دوسرے لڑکیوں کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

جواب تک بلیوں سے لڑ کر اپنے ہاتھ رنگے بیٹھے تھے۔۔۔ یہاں تک کہ کسی کا منہ بھی لال تھا۔۔۔

"نام کیا ہے تمہارا"۔۔؟ صوفے پر بیٹھے زمان کے سامنے قدموں میں بیٹھے سعیر سے پوچھا۔۔

"سعیر"۔۔!! سعیر نے غصے سے دیکھتے کہا۔۔



اسے آتادیکھ کر اسنے ہاتھ کے اشارے سے پاس بیٹھے آدمی کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ ہاتھ ملا کر اپنا بیگ اٹھائے مایوس ہو کر ایک نظر سعیر پر ڈالتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔ اور پیچھے سے سعیر کو کندھے سے پکڑ کر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا گیا۔۔۔

"واہ مجھے بھی بتائو بھئی"۔۔؟

"دوزخ کے چوتھے دروازے کا نام ہے "سعیر"، دوزخ، کا بھڑکتا ہوا طبقہ، بھڑکی ہوئی آگ، شعلہ۔ "وہ سر جھکائے زمین کو دیکھتا بولا۔۔

"تو پھر تمہارے ماں باپ نے یہ نام تم پر کیوں رکھا"۔۔؟ اسے حیرت ہوئی جیسے وہ بالکل چھپا گیا۔۔

سعیر نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے زمین کو تکتے رہا۔ اسکی خاموشی پر زمان اسے دیکھتا رہا اور پیچھے کھڑے آدمی نے اپنے باس کی نافرمانی پر اسکی پیٹھ میں اپنے بوٹ کی۔ نوک ماری، سعیر ہوش میں آتے بلبلا کر رہ گیا۔۔

"جواب دوسرے کچھ پوچھ رہے ہیں"۔۔ وہ جھک کر نیچے آواز میں بولا اور اسکے بالوں کو جھٹکا دیا۔۔

سعیر نے سر اٹھایا اور سرخ آنکھوں سے سامنے والے کی کالی آنکھوں میں دیکھا۔۔

"میرے باپ کو یہ نام پسند تھا، وہ چاہتا تھا لوگ اسے سعیر بلائیں، پر ایسا نہ ہوا تو اسنے میرے پیدہ ہونے پر یہ نام مجھ پر رکھ دیا" وہ مختصر کہ کر دوسرے سوال کے انتظار میں بیٹھ گیا۔۔

اسے وہاں سے سمجھا کر لایا گیا تھا کہ انکا باس اس سے جو بھی سوال پوچھے اسکا فٹ جواب دینا ہے ورنہ انجام کیلئے تیار رہنا۔۔



"کیا کرتا تھا تمہارا باپ"۔۔ زمان کو معلوم تھا یہاں بہت بچے چند پیسوں کے عوض بھیجے گئے ہیں تو کیا یہ لڑکا بھی ان میں سے تھا۔۔۔

"کچھ نہیں"۔۔!!

"تو کیا بغیر کمائے کھائے اتنے بڑے ہو گئے"۔۔؟

"پہلے اماں سلائی کرتی تھی اور لوگوں کے کپڑے دھوتی تھی پھر میں بڑا ہو کر سمجھ بوجھ رکھتے۔۔!!"

"پیٹ پالنے کے واسطے ڈر گز سپلائے کرنے لگا اور وہاں سے اچھے خاصے پیسے مل جاتے تھے پیٹ بھرنے کیلئے اور اب لگتا ہے جنہیں موت کے منہ میں ڈال کر اپنا پیٹ بھرا تھا آج وہ سب وصولہ جارہا ہے"۔۔ وہ زخمی انداز میں ہنستے بولا۔۔

"کتنا پڑھے ہو"۔۔؟؟ وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"دسویں جماعت پاس ہوں"۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر بولا۔

زمان نے سر ہلایا۔۔

"جانتے ہو جو ابھی یہاں سے آدمی گیا تھا وہ تمہارا ایک کروڑ دینے کیلئے تیار ہے، اتنے لڑکوں کو چھوڑ کر صرف تمہیں چنا ہے پتا ہے کیوں"۔۔۔؟ مسکراتی نظر اسکی حیران نظروں میں دیکھتے وہ بولا۔۔

"کیونکہ تمہیں نہیں پتا تم کیا ہو، بلیک کنگ نے تمہیں بیسٹ کیلئے چنا ہے اور تمہارے لیے آتی ہر آفر کو ٹھکرا رہا ہے بہت لکی ہو تم سعیر عالم"۔۔۔ انکی ہر ایک ٹیڑھی نظر رکھا جا رہا تھا یہ سعیر جانتا تھا پر خاص اس پر نظر رکھی جا رہی تھی وہ سمجھ نہیں پایا۔۔۔

"تمہارے باپ نے تمہیں صرف تیس ہزار میں بھیجا ہے اور اب تم کروڑوں کے ہو اپنی اہمیت کو جانو اور ڈرنا چھوڑو، یہاں پر ڈر کا نام موت ہے!!

پر تمہیں کل اسلئے موت نہیں دی گئی کیونکہ ابھی تمہاری زندگی لمبی ہے مستقبل کا بیسٹ تمہارے انتظار میں ہے سعیر"۔۔۔ سعیر پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ مسکراتے مزید بھی بہت کچھ بول رہا۔۔۔

"سر" "B1 کا لڑکا آپکے حکم پر حاضر ہے لے آؤں"۔۔ ایک آدمی آکر بولا تو زمان نے مسکراتے اسے لے آنے کا حکم دیا۔۔

سعیر کے سب کچھ دماغ سے اوپر گزر رہا تھا۔۔

وہ کبھی زمان کو دیکھتا تو کبھی اندر آتے اس آدمی کے ساتھ بارہ یا تیرہ سال کے لڑکے کو، جسکے ہاتھ میں گن اور چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔

"جانتے ہو یہ لڑکا تم سے پانچ اسٹیپ پیچھے ہے پر اسکے ہاتھ اور چہرے کو دیکھوں"۔۔۔ زمان نے سعیر کے چہرے کو دیکھتے اسکے ہتھیار کی جانب توجہ دلائی۔۔

سعیر واقعی شاک تھا۔۔

وہ ایک خنجر اٹھانے سے ڈرتا تھا اور یہاں یہ چھوٹا سا لڑکا گن پکڑے کھڑا تھا۔۔

زمان نے اسکے چہرے کے تاثرات نوٹ کرتے سامنے موجود ٹیبل پر سفید چمکتا خنجر رکھا جس پر "sa'eer" "Aalam لکھا تھا۔۔

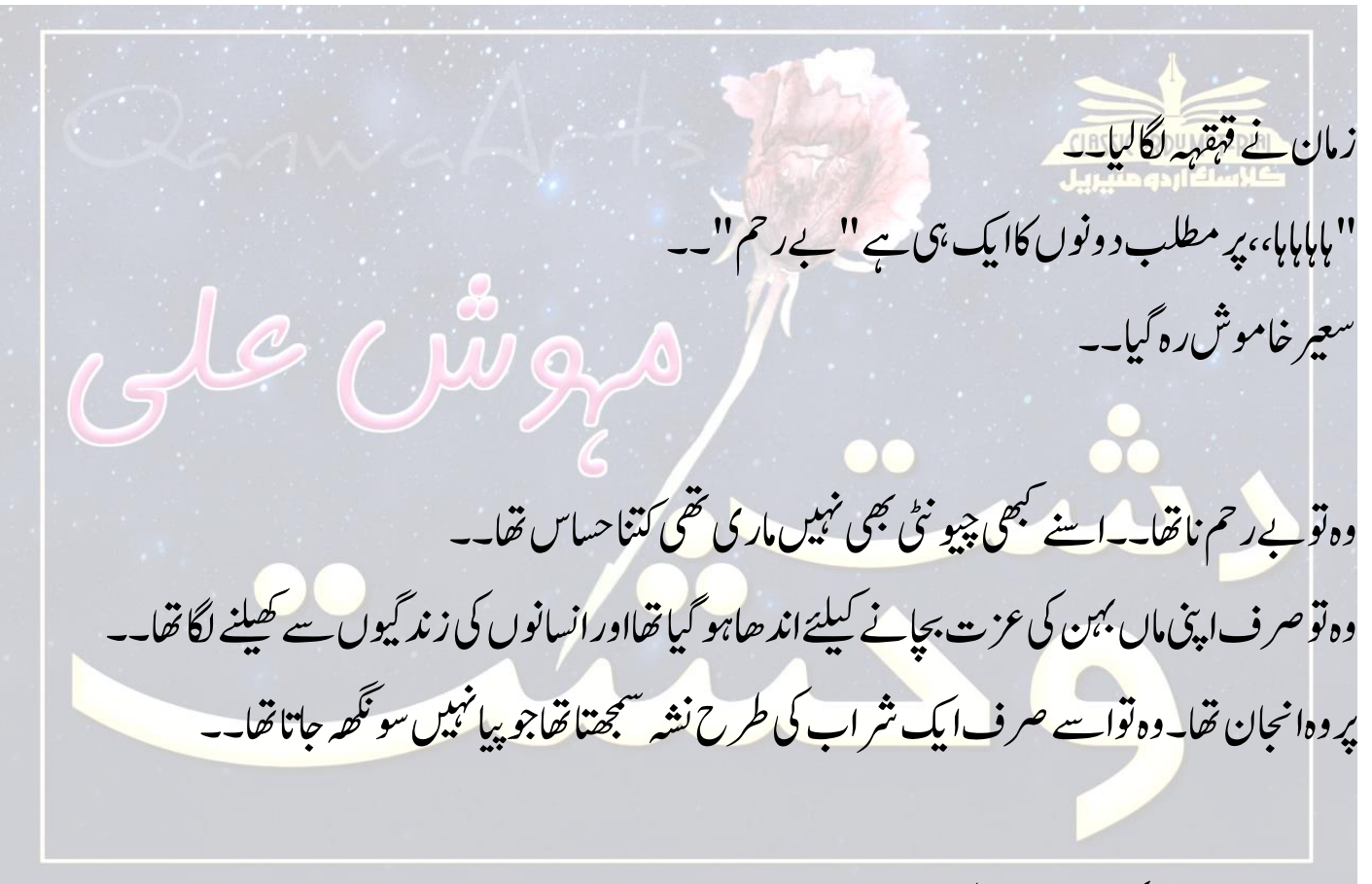
یہ تمہارا ہتھیار ہے مستقبل کا۔۔۔

"تم لوگ یہ سب کیوں کر رہے ہو؟؟ کیا قصور ہے ہم معصوم بچوں کا؟ کونسا گناہ کیا ہے ہم نے جس کی اتنی دردناک سزائیں دی جا رہی ہیں"۔۔۔ وہ اٹھ کھڑا ہوتا چیخ پڑا۔۔

اسکی آواز پر پیچھے سے آدمی نے وار کرنا چاہا تو زمان نے ہاتھ اٹھا کر روک لیا۔۔

"بہت خوب بیسٹ، اتنی جراعت صرف بیسٹ ہی کر سکتا ہے قہر زمان کے سامنے، مجھے خوشی ہوئی کہ میری باتوں نے بہت نہیں تو تھوڑا اثر کیا ہے"۔۔۔ زمان نے خوشی کا اظہار کیا اور سعیر اپنے سوالوں کے بدلے جواب پر تلملا کے رہ گیا۔۔

"میں بیسٹ نہیں ہوں میں سعیر ہوں"۔۔۔ وہ چیخ کر غصے سے دھاڑا۔۔



زمان نے قہقہہ لگا لیا۔۔  
"ہا ہا ہا،، پر مطلب دونوں کا ایک ہی ہے" بے رحم"۔۔  
سعیر خاموش رہ گیا۔۔  
وہ تو بے رحم نہ تھا۔۔ اسنے کبھی چیونٹی بھی نہیں ماری تھی کتنا حساس تھا۔۔  
وہ تو صرف اپنی ماں بہن کی عزت بچانے کیلئے اندھا ہو گیا تھا اور انسانوں کی زندگیوں سے کھیلنے لگا تھا۔۔  
پر وہ انجان تھا۔ وہ تو اسے صرف ایک شراب کی طرح نشہ سمجھتا تھا جو پیا نہیں سونگھ جاتا تھا۔۔

پر اب تو اسے اور بھی احساس ہو گیا تھا اپنے گناہوں کا جس پر وہ راتوں رات روتا رہتا تھا "کہ بیشک میرے مالک عزت اور ذلت دینے والا تو ہی ہے جسے چاہیے عزت دے جسے چاہے ذلت، تو پھر میں کون تھا جو تیری نافرمانی کرتے معصوم انسانوں کے ساتھ کھیل رہا تھا"۔۔

میں تو انکی زندگی میں لکھی دردناک موت سے بچانا پایا تو کیوں گمراہ ہو گیا۔۔



کیوں یہ بھول گیا کہ تو چاہے تو آگ سے بھی زندہ سلامت نکال دے اور جسے چاہے دلدل کے نذر کر دے

---

ایک آنسوؤں ٹوٹ کر سعیر کے آنکھوں سے گرا۔

"میں بے رحم نہیں سمجھے، میں عالم ہوں" وہ غرا کر چیخا اس بار زمان کے چہرے پر غصہ چھا گیا۔

"یہ تمہارا ہے اٹھاؤ اسے"۔۔۔ زمان نے کرخت لہجے میں کہا تو سعیر نے غصے سے دیکھا جیسے نہیں اٹھائوں گا کیا کرو گے۔۔

مہوش علی

وہ ابھی بولا نہیں تھا۔۔۔ پر اس کے تاثرات کو جانچتے پاس کھڑے لڑکے نے اچانک اس کے بازو پر گولی ماری۔ وہ کراہ کے نیچے بیٹھا اور ٹھٹھا کی آواز پورے ہال میں گونجی۔

سعیر نے بھیگی خونخوار نظروں سے سامنے لڑکے کو دیکھا اور پھر اپنے بازو کو۔

جہاں گولی اس کے بازو کو چھو کر گذر گئی تھی اور سرخ خون اس کی شرٹ کو بھگونے لگا تھا۔

سعیر کو لگا اس کا دماغ اس کے ہاتھ سے نکل چکا ہے اور وہ غصے زیادتی سے پاگل ہو رہا ہے۔۔

"کتنے خون کیے ہیں اب تک اسنے"۔۔؟ زمان نے ایک نظر سعیر کی پیلی رنگت کو دیکھتے پیچھے کھڑے آدمی  
اے بولا۔۔

"دو!! وہ بھی اپنے ساتھیوں کو مارا ہے"۔۔ اسنے آدمی نے کہا تو سعیر جو غور سے اپنا درد بھلائے سن رہا تھا  
خونخوار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اور ایک جست میں اپنے درد زخم بھلائے ہوا کی تیزی سے اٹھا اور پلٹ کر خنجر اٹھاتے ہوئے اسنے اپنی لات ہوا  
میں بلند کی اور اس ہنستے لڑکے کے منہ پر ماری۔۔

گلے ہی پل سب شک تھے اور سعیر کے ہاتھ میں موجود خنجر اس لڑکے کے گلے کے آر پار تھا۔۔۔

وہ اسکے سینے پر لات رکھے بیٹھا تھا اور لڑکے کی پھٹی آنکھیں ابل پڑیں تھی اور گردن سے نکلتا خون اسکے منہ پر  
تھا۔۔۔

زمان مسکراتے اسکی پیٹھ کو دیکھا۔۔

"اسے انسانوں کو جینے کا کوئی حق نہیں"۔۔ اسنے دھاڑتے ہوئے خنجر نکال کر اسکی ابلی ہوئی آنکھوں میں  
گھونپ دیا۔۔

وہ جیسے نفسیاتی ہو گیا تھا اسے سمجھ نہیں آیا اسنے کیا کر دیا ہے "قاتل بن گیا وہ"۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو اس لڑکے نے سچ میں دو کو مارا تھا"۔۔؟ پیچھے سے سعیر کے آواز آئی حیریت بھری۔۔  
اس بات کو پوچھنے کا مطلب کیا تھا۔۔

"مجھے معاف کر دیجیے گا سر! مینے صرف مزاق کیا تھا اسے تو گن پکڑا بھی ٹھیک سے نہیں آتی"۔۔۔۔۔ وہ لفظ نہیں بزم دھماکہ تھا جو سعیر کے سر پر پھوڑا گیا تھا۔۔

وہ ساکت سا مڑا۔۔

کیا یہ سچ تھا اسنے بے گناہ کو مار دیا خود اپنے ہاتھوں سے معصومیت کو کچل دیا؟؟؟

وہ ساکت تھا بت کی طرح نا اسکے دل سے آواز آئی نادماغ سے دونوں جیسے روٹھ کر اپنا منہ موڑ گئے۔۔۔۔

اسے لگا اسکے اندر سے کسی نے قہقہہ لگایا ہو۔۔۔

اسنے خوف سے گھوم کر اس لڑکے کو دیکھا جو سانس چھوڑ چکا تھا۔۔۔

سعیر کے ہاتھ پیر کا پنے لگے۔۔۔

اسنے تو بلی کو مارنے سے انکار کیا تھا پھر ایک انسان کو کیسے مار گیا۔۔

کیا اسکے ساتھ گیم کھیلا گیا تھا۔۔

"چہ چہ سعیر عالم نے ایک بے گناہ کو موت دے دی،، یہ تو ایک بیسٹ کا کام ہے مطلب بے رحم !!! وہ اسے

دماغ طور ٹارچر کرنے لگا۔۔

زمان کی بات پر وہاں دونوں آدمیوں کے قہقہے لگے۔۔۔۔

سعیر کبھی اسے دیکھتا تو کبھی اس لڑکے کو۔۔۔

اسکے کانوں میں بھاری آواز میں زمان کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔۔ اور وہ بے حس بنا بیٹھا تھا۔۔۔۔

"یہ تم نے نہیں کیا سعیر یہ اس آدمی نے کروایا تمہیں اسے مارنا چاہیے وہ ہے اس قاتل تم بے قصور ہو !!! کوئی

اسکے کانوں میں سرگوشی کرنے لگا اور سعیر نے گردن موڑ کر اس ہنستے آدمی کو دیکھا۔۔۔۔

دیکھو وہ ہنس رہا ہے تم پر اسے ہنسنے کا موقع ہی نادواٹھو سعیر۔۔۔ پھر ایک سرگوشی ہوئی اور سعیر نے اپنا ہاتھ

آگے کر کے۔۔

اسے حیرت ہو رہی تھی اسکا دل کیوں خاموش ہے جو اسے برے سے برے وقت میں بھی ساتھ دیتا تھا۔۔

منٹوں کا کھیل تھا اور اسکا دل خاموشی کا لبادہ اوڑھ کر گہری نیند سو گیا تھا۔۔



البتہ اب دل کی آواز کی جگہ کانوں میں سرگوشیاں ہونے لگی تھیں۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے کھینچ کر خنجر نکال کر اٹھا اور آہستہ آہستہ چل کر اپنی جگہ پر آگیا۔۔۔  
اسے حیرت کا شدید شاک تھا کہ کچھ دیر پہلے اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ چل سکے اور اب اچانک اتنی  
توانائی اس میں کہاں سے آگئی تھی کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہے۔۔۔

"تو کیا خیال ہے تمہارا اس بے رحمی پر سعیر عالم"۔۔۔؟؟؟ زمان نے سگار کا کش لیتے طنزیہ نظروں سے دیکھتے  
پوچھا۔۔۔

اسکے خنجر ہے ٹپک ٹپک کر سرخ خون کی بوند گر رہی تھی۔۔۔

"میرا خیال؟؟ سعیر بڑ بڑایا۔۔۔

اور اچانک پلٹا پیچھے کھڑے اس آدمی کے پیٹ میں ایک بار نہیں بار بار وار کرنے لگا۔۔۔

"یہ ہے میرا خیال۔۔۔!! ہا ہا ہا!! وہ قہقہہ لگا کر زمین پر حیرت سے دیکھتے اپنے پیٹ کو پکڑ کر گرتے آدمی  
کو دیکھتے قہقہہ مارنے لگا۔۔۔

"دیکھا اور سنا میرا خیال"۔۔۔ زمین پر پڑے اس آدمی کو دیکھ کر اسنے طنزیہ برواچکائے اور وہ بے خبر تھا کہ یہ سب اسکے ساتھ ایک کھیل تھا جس میں وہ ہار گیا تھا۔۔۔

اور عالم کی جگہ ایک بیسٹ نے لے لی تھی۔۔۔

زمان اپنے آدمی کی موت پر سعیر کو گھورنے لگا۔۔۔ صرف دیکھا وے کیلئے ورنہ وہ بہت خوش ہوا تھا۔۔۔  
انکی نظر سعیر عالم پر پہلے دن سے پڑ گئی تھی اور پھر اپنی اس طرح کی برے حالت میں بھی زندہ رہا ہر افیت سہتا رہا ایک پندرہ سال کا لڑکا ہو کر جو اسکے چہرے پر ظلم کیا گیا تھا۔۔۔  
اس سے ہی عام انسان کی موت ہو جائے پر وہ اسکی پروہ کیے ہر حیوانیت سہتا آ رہا تھا۔۔۔  
تڑپتا رہتا اور صبح پھر ویسے کا ویسا ہوتے۔۔۔  
ان کچھ ماہ میں اسکے ساتھ آئے پتا نہیں کتنوں کی یہاں سے لاشیں اٹھائیں گئی تھی پر وہ ویسے کا ویسا جی رہا تھا اور ہر ظلم برداشت کر رہا تھا۔۔۔

دوسرے آدمی بھی دیکھ کر حیران ہوئے تھے اور بلیک کنگ سے اسکے مطالبہ کیا تھا پر کنگ نے انکار کر دیا تھا۔۔۔

جانتا تھا آگے یہ بیسٹ اسکے راستے بہت آسان کرنے والا ہے اور اسے کوئی دوسرے کی مدد کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔

وہ جان گیا تھا کچھ ہی سالوں میں اسکی حکمرانی آنے والی ہے دنیا میں۔۔

اور اسنے جو درندے پالے ہیں ان سب پر یہ بھاری رہے گا۔۔۔

اب صرف اسے مار چر کرنا تھا کہ اسکا جو ذرا بھی احساس بچا ہوا اسکی بھی جڑ کاٹ دی جائے۔۔ اور وہ دنیا کیلئے بلیک کنگ کا بیسٹ بن کر پیدا ہو۔۔۔۔

ہر انسان اسکے صرف نام سے ہی کانپ جائے۔۔

"اسے لے جاؤ"۔۔ اچانک ہی سعیر کے ہاتھوں میں زنجیریں ڈال دیں گئی اور وہ کچھ کر بھی ناسکا کہ اسے زمان کے حکم پر گھسیٹا گیا وہاں سے۔۔۔

-----\*

-----\*

"عین کھانا کھاؤ"۔۔ سعیر کی آواز پر مسکان اور عارب نے حورالعین کی طرف دیکھا۔۔  
جو جو پلیٹ میں چنچ چلا رہی تھی۔۔ سعیر کے کہنے پر اسنے منہ بنایا۔۔

"مجھ نہیں پسند یہ"۔۔۔!! اسکی کہنے پر مسکان نے آنکھیں جھپکتے اسے دیکھا اور پلاؤ کو۔۔

وہ تو دیوانی تھی سعیر کے ہاتھ کے بنے کھانے کی اور اس میڈم کے نخرے نہیں ختم ہو رہے تھے۔۔

وہ جانتی تھی ابھی سعیر اسے حکم دے گا کہ کھاؤ پسند آئے یا نا اسے امید تھی وہ اپنے کو کنگ کی یوں بے عزتی برداشت نہیں کرے گا۔۔۔

پراسے جھٹکاتے لگا جب سعیر اسے چہرے کو دیکھ کر خاموش رہ گیا۔۔۔  
مسکان کبھی منہ کھولے سعیر کو دیکھتی تو کبھی اس نخریلی لڑکی کو۔۔

"منہ بند کرو ورنہ مکھی اندر اپنا ٹھکانہ بنالے گی"۔۔ اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کے عارب نے منہ بند کیا تو وہ گھور کر رہ گئی۔۔۔

"مجھ پر تو اتنی سختی ہوتی تھی اور اس میڈم کو دیکھو"۔۔ وہ منہ بنا کر کر عارب سے سرگوشی میں بولی تو وہ گھورنے لگا۔۔

"وہ اسکی بیوی ہے، حق ہے حور کو نخرے کرنے کا" نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے وہ آہستہ سے بولا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔



اسکے جاتے مسکان نے چور نظروں سے سعیر کو دیکھا جس کے ماتھے پر بل صاف بتا رہے تھے کہ وہ اسکی بکواس سن چکا ہے۔۔

وہ زبردستی مسکراتی وہاں سے اٹھی اور برتن صاف اٹھانے لگی۔۔

"ابھی رہنے دو بعد میں آجانا"۔۔ ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے سعیر بولا تو مسکان سر ہلا کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

"کیا کھانا ہے پھر میرے بچے کو"۔۔ ان دونوں کے جاتے سعیر نے اپنے پاس بیٹھی حور العین سے بولا۔۔

وہ میرے بچے پر آتی مسکراہٹ دبانے لگی۔۔

"کچھ ایسا جو کھٹا اور تیکھا ہو بالکل املی اور چلی کی طرح، پر نمک بھی ہو اس میں"۔۔ پلیٹ کو آگے کھسکا کر وہ اپنی گال پر انگلی رکھ کر بتانے لگی۔۔

سعیر اسکی فرمائش پر سوچنے لگا کہ کونسی ڈش ایسی ہوگی۔۔

"چلو تینوں کو ملا کر کچھ بناتے ہیں"۔۔! چیئر کھسکا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اسے بھی اٹھانے لگا۔۔۔۔

"میرا چلنا لازمی ہے یہیں لے آئیں"۔۔۔ وہ اسکے ساتھ چلتی منہ بنا کر بولی۔۔

"ضروری ہے!! کیونکہ مجھے نہیں پتا ان سے کیا بنے گا اور تمہیں ٹیسٹ بھی تو کرنا ہے پھر نام بھی رکھنا ہے"۔۔ وہ اسے لیکر کچن میں آیا اور اسے کمر سے پکڑ کر کانٹونٹر پر بیٹھایا۔۔

حور کی آنکھیں پھٹ گئی اسکے اتنے قریب آنے پر، پر جب اسے بیٹھایا تو وہ اپنا راکا سانس بحال کرنے لگی۔۔

"تمہاری فیورٹ ڈش کونسی ہے؟"۔۔ سعیر نے اپنا باندھتے پوچھا۔۔

"کوئی نہیں،، مجھے کچھ نہیں پسند!! صرف ایک رنگ پسند ہے وہ کالا!! کیونکہ اسکے سوا میں کسی کو نہیں پہچانتی"۔۔ اپنے چہرے پر آئی بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے وہ مسکرائی۔۔

سعیر کے ہاتھ رک گئے۔۔۔۔ اور وہ چلتا اسکے پاس اسکے سامنے آیا۔۔

"تمہیں میں ہر رنگ سے ملوانوں گا میرا بچہ"۔۔ اسکی رخسار سہلاتے وہ اس سے بولا تو حور العین نے دبدبائی نظریں اٹھائیں۔۔۔

وہ سعیر کی سانسیں اپنی پیشانی پر محسوس کر رہی تھی اسکی دلفریب پرفیوم کی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکڑاتی سانسوں میں پھیل رہی تھی۔۔۔۔

"سع۔۔۔ سعیر"۔۔۔!! اسکی مضبوط انگلیوں کو اپنے پیچھے گردن پر اور سانسوں کو اپنے لبوں پر محسوس کرتی وہ اسے پکارا اٹھی۔۔۔

"شش"۔۔۔ سعیر اسکے سرخ ہوتے گال انگوٹھے سے سہلاتے مزید اس پر جھکنے لگا کہ دونوں کی سانسیں الجھنے لگی تھیں۔۔۔

"س۔۔۔ سعیر مجھے ب۔۔۔ بھوک لگی ہے"۔۔۔ وہ پھر سے کوشش کرنے لگی۔۔۔ اسکی دھڑکن جیسے کانوں میں بجنے لگی تھی۔۔۔

وہ اس ذرا سے فاصلے کو بھی مٹا دیتا جب وہ اچانک بولی تو سعیر اسکی میچی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

"میں بنانے لگا ہوں"۔۔۔ اسکا گال تھپتھا کر وہ دور ہوا تو حور اپنا سانس بحال کرنے لگی اور بھیگی ہتھیلیوں کو آپس میں بھینچا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں سعیر نے اپنی ڈش اسکے سامنے پیش کی اور چمچ سے ٹیسٹ کروائی۔۔۔

خود بے صبری سے اسکے تاثرات نوٹ کرنے لگا۔۔۔

"کیسی بنی ہے؟ کیا تمہارے ٹیسٹ کے مطابق ہے؟۔۔۔ وہ بے صبری سے پوچھنے لگا۔

"کچھ نہیں کہہ سکتی دوسری بار ٹیسٹ کرواؤ"۔۔۔ وہ لبوں پر زبان پھیرتی بولی تو سعیر نے سر ہلایا اور دوسری بار ٹیسٹ کروایا۔۔۔

"اب"۔۔۔؟ اسنے پھر پوچھا۔۔۔

حور کو ہنسی آنے لگی یہ جو ڈان بنا ہوا تھا ملک کا اسکے سامنے کیسے بے تاب سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"کلر کیسا ہے؟" بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے وہ بے نیاز سے بولی۔۔۔

وہ خود کو اسکی کوکنگ ٹیچر سمجھنے لگی تھی، اور اسے مزا بھی بہت آرہا تھا۔۔۔

سعیر نے ایک نظر اس پر ڈال کر پھر اپنی ڈش کے کلر کو دیکھا۔۔۔

"برائون"!!! وہ بولا تو حور سوچنے کی ایکٹنگ کرتے سر ہلانے لگی۔۔۔

"کیا تمہیں پسند آئی عین؟؟؟" اسے صرف یہی فکر تھی۔۔۔

"کچھ خاص نہیں، بلکہ میرا تو منہ جل رہا ہے تیکھی اتنی تھی اور املی بھی زیادہ تھی، نمک تو بالکل بھی ناہونے کے برابر، پتا نہیں کیسے کوکنگ کرتے ہیں ہاتھ میں کوئی ٹیسٹ ہی نہیں"۔۔۔ وہ ہاتھ جھاڑتے رزلٹ بتانے لگی جس پر سعیر کے دماغ میں صرف یہ ہی چپک کر رہ گیا کہ "میرا تو منہ جل رہا ہے"۔۔۔



"تمہارا منہ جل رہا تھا عین!!۔۔۔ پھر تم نے کھائی کیوں؟"۔۔۔ سرد آواز میں کہتے اس نے وہ ڈش وہیں پٹنی اور جلدی سے فریج میں سے پانی کی بوتل نکالی اور گلاس میں انڈیلنے لگا۔۔

اسکی اچانک غصے بھری آواز پر حور کے دماغ سے شرارت اڑ گئی تھی اور وہ اپنے پاس پٹنی ہوئی پلیٹ کی طرف دیکھنے لگی۔۔

اسکے فریج کھولنے کی آواز پر وہ جلدی سے پلیٹ اٹھا کر اس میں سے چچ سے جلدی جلدی کھانے لگی۔۔۔ وہ کنجوس تو صرف اسے ٹیسٹ کروا رہا تھا، اب وہ کیا بتاتی کہ کیا بنائی تھی اسنے اسکا دل جیت گئی تھی وہ ڈش۔۔۔

پہلی بار اسے لگ رہا تھا کہ اسے بھی کچھ پسند آیا ہے کچھ۔۔۔۔۔  
"یہ تم کیا کر رہی ہو؟؟؟" سعیر اسکے پاس پہنچ کر اسے ہاتھ سے وہ پلیٹ چھینی تب تک حور العین بہت کھا چکی تھی اور اب لبوں پر زبان پھیر کر اسے مس کر رہی تھی۔۔۔

"اتنی بری نہیں سعیر، کھانے لائق تھی اور آپ ایسی روز کو شش کریں گے تو ان شاء اللہ سکسفل ہو جائیں گے"۔۔۔ اسکا مطلب روز ٹیسٹ کرنے کا تھا۔۔۔

"چھوڑو اسے پانی پیو"۔۔۔ سعیر کے ماتھے ہر بل پڑے تھے اور اسکے لہجے میں بھی سختی تھی، اسنے اسکے منہ سے گلاس لگایا اور حور گھونٹ گھونٹ بھر کر پینی لگی۔۔

"تمہاری طبیعت خراب ہو سکتی تھی زیادہ کھانے سے"۔۔۔ وہ غصے میں لگ رہا تھا۔۔

"تو کیا دوبارہ ٹرائے نہیں کریں گے؟" امید اے وہ پوچھنے لگی۔۔۔

"نہیں۔۔!! یہ تمہیں ہرٹ کر سکتی ہے جسے میں کوئی سزا نہیں دے سکتا، اور مجھے قطعی منظور نہیں کوئی تمہیں ہرٹ کرے اور اسے میں کچھ ناکر سکوں"۔۔۔ اس کے چہرے اپنے ہاتھوں میں لیکر وہ بولا تو حور نے اپنی چھوٹی سی ناک سکڑی۔۔۔

"وہ مجھے پسند آئی۔۔ مطلب کہ تھوڑی تھوڑی"۔۔۔ اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر وہ جلدی سے بولی۔۔

"پر میں یہ رسک نہیں لے سکتا"۔۔۔ سعیر نے اس کے لہجے میں ضد دیکھ کر صاف انکار کیا۔۔۔

"یہ رسک نہیں۔۔ مجھے پہلی بار کچھ پسند آیا ہے اور آپ اس سے بھی انکاری ہیں۔ پھر مجھے جانے دیں یہاں کیوں رکھا ہوا ہے"۔۔۔ اس دن سے اس یقین ہو گیا تھا کہ یہ شخص اسے کوئی تکلیف نہیں دے سکتا۔۔۔

"تمہیں پسند آئی؟؟؟ اسے برواچکا کر تسلی چاہی۔۔۔" اس نے تمہیں ہرٹ نہیں کیا۔۔۔؟

"نہیں بالکل بھی نہیں!!۔۔۔ بلکہ اچھی لگی ایک الگ مزیدار ٹیسٹ تھا"۔۔۔ حور کو اسے یاد کرتے منہ میں پانی آگیا۔۔۔

"پر میں اسے روز نہیں بنا سکتا!!۔۔۔ مجھے ڈاکٹر سے پوچھنا ہوگا۔۔۔!! اسکی بات پر حور کا منہ کھل گیا۔

"کیا!۔۔۔ وہ چیخی سعیر نے ناپسندگی سے اسکی چیخ کو دیکھا۔۔۔

"آپ مجھے کچھ پسندیدہ ڈش کھلانے پر ڈاکٹر سے پوچھیں گے سعیر"۔۔۔ اسے یقین نا آیا۔۔۔

"میرا بچہ اس میں تمہاری پسند کی بات نہیں اس ڈش میں موجود اشیاء کی ہے یہ سب تمہاری طبیعت کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہیں،، اسلئے ڈاکٹر سے پوچھنا ضروری ہے"۔۔۔ وہ بولا تو حور جل بھن کر رہ گئی۔۔۔

"تو پھر اس پانی کا بھی ڈاکٹر سے پوچھا ہوگا"۔۔۔ جل کر ہاتھ میں موجود گلاس کی طرف اشارہ دیا۔۔۔

"ضروری تھا"۔۔۔ اور اسکے جواب پر حور العین کا دل ڈوب کر رہ گیا۔۔۔

"سعیر۔۔۔۔۔"۔۔۔ وہ تلملائی پر سعیر نے پہلے ہی اسکے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا دیا۔۔۔

"کہا ہے ناضروری ہے ڈار لنگ"۔۔۔ اسکے بال سنوارتے وہ بولا تو حور العین لب بھینچ کر رہ گئی۔۔۔

"دوسرے دن"۔۔؟ چھوڑنے والی وہ بھی نہیں تھی۔

"پہلے ڈاکٹر!!"

"تیسرے دن"۔۔؟

"پہلے ڈاکٹر!!"

"چوتھے دن"۔۔؟

"ڈاکٹر"۔۔۔ اسکی بھوری آنکھیں اسکے چہرے پر ٹکی تھی جہاں ضبط سے چہرہ سرخ ٹماٹر ہو رہا تھا۔۔۔

"بھاڑ میں گیا ڈاکٹر مجھے بس کھانی ہے"۔۔۔ پہلے کی طرح غصے سے وہ چیخ اٹھی۔۔۔

"غلط بات ایسے نہیں کہتے میرا بچہ وہ بڑے ہیں تم سے"۔۔۔ وہ اسے بازوؤں میں اٹھا کر سر زش کرتے بولا۔۔۔  
حور کو جیسے آگ لگ گئی۔۔۔

"مطلب آپ میری نہیں سننے والے"۔۔۔؟ وہ غصہ دبا کر پوچھنے لگی۔۔۔

"تمہاری ہی تو سننا چاہتا ہوں بٹ یہ ضروری ہے"۔۔۔ وہ تخیل سے سمجھانے لگا۔۔۔

"میں اب روم میں نہیں جائوں گی مجھے نیچے اتاریں"۔۔۔ اسکے سیڑھیاں چڑھنے پر وہ ضدی لہجے میں  
بولی۔۔۔



"پھر تم کہاں جانا چاہو گی"۔۔۔؟ اپنے قدم روک کر اسنے پوچھا۔۔۔

حور العین نے ایک پل کو سوچا۔۔۔

"لانگ ڈرائیو ہے"۔۔۔ پائوں جھلا کر وہ بولی تو سعیر نے اسے دیکھا۔۔۔

"نوتہیں سردی لگ جائے گی اور اب تمہیں سونا ہے"۔۔۔ وہ کہتا پھر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔

حور کا دل کیا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔

"تو مجھے سونا نہیں ہے نیند مجھے ہرٹ کرتی ہے"۔۔۔!! وہ بھرائی آواز میں بیڈ پر بیٹھتی بولی۔۔۔

سعیر نے اسے دیکھا۔۔۔ ہاں نیند تو واقعی اسے ہرٹ کرتی تھی پر وہ تو اس کے لئے ضروری تھی۔۔۔

"سعیر کیا ہم چل رہے ہیں"۔۔۔؟؟ وہ آس سے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

شرٹ چینج کرتے سعیر نے اسے دیکھا۔۔۔

پنک کرتے پر اوزر میں شانوں پر دوپٹا پھیلائے انگلیاں پٹختی پلکیں جھپکاتی کھڑی تھی۔۔۔

سعیر کا دل ہی ناکیا کہ وہ اسے انکار کرے۔۔۔۔۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔" اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا اور وہ مسکرا دیا۔۔

"ہو ووو"۔۔۔ حور چیخ اٹھی۔۔۔

شکر یہاں تو وہ ڈاکٹر نہیں تھا۔۔۔

"چلیں"۔۔۔؟ وہ خوشی سے تلملاتے چہرے کے ساتھ آگے بڑھی۔

"کتنا اچھا لگ رہا ہے نا؟" حور ہوا میں ایک گہرا سانس لیتی بولی۔۔

سعیر نے اسکے معصوم چہرے کو دیکھا۔۔

"بہت"۔۔۔!! وہ صرف دل میں ہی کہہ سکا۔۔

"ونڈو بند کر دو"۔۔۔!! پنک بالو والی ٹوپی پہنے بیٹھی حور سے بولا۔۔

جو ونڈو پر سر رکھے آنکھیں موند کرتا زی ہوا سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔

"نو"۔۔۔!! اسنے منہ بنا کر جواب دیا۔۔۔

"پھر لانگ ڈرائیو پر آنے کا مزہ کیا"۔۔!! وہ دونوں شہر سے کافی دور نکل آئے تھے اور اب سنسان راستے پر  
سعیر گاڑی ڈرائیو کے ساتھ اس پر بھی نظر رکھے ہوا تھا۔۔

"سنو پلینز کیا مجھے" اچل نمکی "بنا کر کھلائو گے پلینز"۔۔ وہ اچانک پلٹ کر اسکے بازو کو ہگ کرتے منت کرنے

لگی۔۔۔

"یہ کیا ہے"۔۔۔؟؟ سعیر نا سمجھتے بولا۔۔

"وہی جو آپ نے ڈنر پر بنا کر کھلائی تھی"۔۔ حور کے منہ میں پھر سے پانی آہ گیا۔۔

سعیر کے دل نے چاہ قہقہہ لگا اٹھے۔۔

"اوہ۔۔!! اچل نمکی نام رکھا ہے"؟ وہ سنجیدہ ہونے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔

"کیوں اچھا نہیں"۔۔ حور سیدھی ہو کر بیٹھی اور آئی برواچکا کر پوچھا جیسے ابھی جھگڑا کرے گی۔۔

"بہت اچھا ہے میرا بچہ۔۔!! یونیک بھی"۔۔ اسکے منہ پر آتے بال پیچھے کرتے وہ بولا تو حور نے سر ہلایا۔۔

"اب واپس چل رہے ہیں"۔۔۔ وہ اسے بتاتے گاڑی ریورس کرنے لگا۔۔۔

"نو سیررر"۔۔۔! وہ ایک دم چیخ پڑی اور اسکے بازو کو پکڑا۔۔۔

اسکے حملے پر سیر کا بے ساختہ پاؤں بریک پر لگا اور دوسرے ہاتھ سے حور کو پکڑ لیا گرنے سے بچانے کیلئے۔۔۔

"یہ کیا کر رہی تھی تمہیں چوٹ آجاتی تو"۔۔۔ اسکے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کیا۔۔۔

حور خود اپنی اس حرکت پر خوفزدہ ہو گئی تھی اوپر سے سیر کی غصے بھری آواز۔۔۔! اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔۔۔

"سس۔۔۔ سوری مم۔ مجھے نہیں پتا تھا۔ یہ ہو گا"۔۔۔ وہ گاڑی کو اچانک لگا جھٹکا محسوس کرتے وحشر زدہ تھی کہ اگر آج ایکسیڈنٹ ہو جاتا تو۔۔۔۔۔

اسکی انگلیاں کانپ رہی تھی جو اسنے منہ کے قریب کی ہوئی تھی خوف سے۔۔۔

"شش کچھ نہیں ہوا"۔۔۔ سیر نے آہستہ سے اسے قریب کرتے اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔

اور حور العین اسکے آغوش میں آکر رو پڑی۔۔۔



"آ۔ آج ہم مر جاتے سیر"۔۔۔؟ اسکا دماغ گھوما ہوا تھا۔۔۔

"کچھ نہیں ہوگا تمہیں میرا بچہ"۔۔۔ وہ اس کے سر پر لب رکھتے بولا اور اس کے خود میں بھینچ لیا۔۔۔  
حور العین اسکی شرٹ کو جکڑے اس سے اپنا بھیگا چہرہ صاف کر رہی تھی۔۔۔

سیر مسکراتے وندو بند کرنے لگا۔۔۔

اسنے ابھی بند کیا ہی تھا کہ فضا میں ٹھانڈا کے ساتھ اسکی گاڑی پر فائر ہوا۔۔۔  
یہ تو شکر تھا گاڑی بلٹ پروف تھی۔۔۔

"بی۔ یہ کیا تھا سع۔۔۔ سیر"۔۔۔ حور العین ابھی ایک حادثے سے سنبھلی نہیں تھی کہ اس آواز پر کانپ کر گئی۔۔۔

"کچھ نہیں شاید پاس کسی گاڑی کا ٹائر بلاسٹ ہوا ہے"۔۔۔ وہ اسکی پیٹھ سہلا کر باہر دیکھنے لگا جہاں اسکی گاڑی  
کو نشانے میں لے لیا گیا تھا۔۔۔۔۔

"س۔ سچی نا"۔۔؟ اسے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

سعیر نے اسکی پیلی پڑتی رنگت کو دیکھا۔۔۔

"یس میرا بچہ"۔۔۔ اسکا چہرہ اونچا کرتے وہ محبت سے بولا تو حور نے یقین کرتے سر ہلایا۔۔۔

اسنے جلدی گاڑی سے ہینڈ فری نکالے اور اپنی موبائل سے کنیکٹ کیے۔۔۔

"تم جب تک یہ سنو میں اس بیچارے آدمی کی ہیلپ کر کے آتا ہوں"۔۔۔ ہینڈ فری اسکے کانوں میں لگا کر وہ بولا تو حور مسکرا کر سر ہلا گئی۔۔۔

یہ تو خوشی کی بات تھی کہ وہ کسی کی مدد کر رہا ہے،، وہ کہنا چاہتی تھی کہ مجھے اکیلے مت چھوڑ کر جانو پر وہ جس کام کیلئے جارہا تھا اس سے وہ اسے روک نہیں سکتی تھی۔۔۔

آخر کسی کی مدد کرنا ثواب کا کام تھا اور وہ کیوں اسے اس سے روکتی۔۔۔

"سعیر یہ تو سب انگلش سونگ ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا"۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

سعیر جو گن میں بلٹس چیک کر رہا تھا اسے دیکھنے لگا۔۔۔

ڈیش بورڈ سے موبائل اٹھا کر اسنے اسکی انگلی پکڑ کر ایک بٹن رکھی اور دوسرے ہاتھ میں موبائل تھامی۔۔۔

"یہاں پر کلک کرتی جانا اور جوا چھالگے وہ سننا"۔۔۔ اسے سمجھا کر اسکی گال تھپتھپائی۔۔  
تو حور مسکرا کر سر ہلا گئی۔۔

اس پر ایک مسکراتی نظر ڈالکر وہ گن لیکر باہر نکلا اور گاڑی کو لاک کر دیا۔۔  
باہر قدم رکھتے اس پر فائر ہونا شروع ہو گئے۔۔ وہ ایک دم نیچے جھک گیا۔۔

اور اپنے ہاتھ میں موجود گن سے ان پر فائر کرنا شروع کر دیا۔۔

وہ جانتا تھا یہ زمان کے آدمی ہیں اور وہ اس سے اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔۔

پر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ سیر سے بدلہ لینا آسان نہیں۔۔

اچانک ایک گولی اسکے بازو میں لگی اور وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

البتہ اسکی آنکھیں لہورنگ کی ہو گئی۔۔ اور وہ اپنے بیسٹ کے روپ میں آ گیا۔۔

اپنے درد کرتے ناز کو بھول کر اسنے اپنے خنجر کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور ایک نظر مسکراتی آنکھیں موندیں بیٹھی  
حور العین پر نظر ڈال کر گاڑی کی بیک پر ہو گیا۔۔

اور زمان کے آدمیوں سے نظر بچا کر کچے میں اتر آیا۔۔

اپنی گاڑی اور سامنے موجود آدمیوں پر نظر رکھتے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے گیا۔۔

اندھیرے میں صرف حلیے ہی دیکھ رہے تھے ایک دوسرے کے۔۔۔

وہ چلتا جب کافی ان سے آگے نکل آیا تو واپس روڈ پر آیا اور قدم انکی طرف اٹھانے لگا جنکی اسکی طرف پیٹھ تھی

---

"کہاں گیا بیٹ"۔۔۔؟ دوسری طرف سے خاموشی دیکھ کر ان آدمیوں میں سے ایک بولا۔۔۔



"وہیں ہوگا چھپ گیا ہوگا کوئی ہلے نہیں یہاں سے"۔۔۔!! ان دوسرے آدمیوں کا لباس پریشان ہو کر کہنے لگا

مہوش علی

دشت  
وخت

"یس باس"۔۔۔!!

سعیر نے گن اپنی بیلٹ میں لگا کر خنجر ہاتھ میں نکالا جو اندھیرے میں چمک رہا تھا۔۔۔

اسنے اچانک ان میں سے ایک کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کیا اور بہت آسانی سے اسکے گلے پر زور سے خنجر گھومیا کہ پانی کے بلبے کی طرح اسکے گلے سے خون نکلنے لگا اور سعیر تب تک اسے پکڑے رکھا جب تک اسکے ہاتھ پاؤں نے حرکت بند نہ کر دی ہو۔۔۔۔



اور پھر جب وہ وجود ساکت ہو گیا اسکے شکنجے میں، تو اسنے آہستہ سے اسے زمین پر لیٹایا۔۔ اور آگے آکر انکے پیچ کھڑا ہو گیا۔۔

"جاؤ ایک جا کر دیکھے"۔۔ اندھیرے میں چاروں طرف نظر گھماتے انکے پاس نے حکم دیا تو سب نے ایک دوسرے کو جانے کیلئے دیکھا۔۔

"میں نے کہا جاؤ"۔۔ ایک کو بازو سے پکڑ کر آگے دھکادیتے وہ ڈھاڑا۔۔  
جب تک سیر دوسرے کو بھی نیچے گرا چکا تھا۔۔ اب صرف تین تھے۔۔

سیر نے خونخوار نظر اس آدمی پر ڈالی جو اسکی گاڑی کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔۔۔  
سامنے ہی اندر اسکی زندگی سانسیں لے رہی تھی اسکی عین بیٹھی تھی اگر وہ ڈر جاتی تو۔۔۔

اسکا دماغ گھوم کر رہ گیا اور گن نکال کر اسنے ایک دم اس آدمی کے سر کا نشانہ لیا۔۔۔  
دوسرے ہی پل ٹھااا کے ساتھ فضا میں اس آدمی کے دماغ کے ٹکڑے بلند ہوئے تھے اور ایک آہ بھی نکالنے کی مہلت بغیر زمین پر لہرا کر گرا۔۔۔

وہ سب ساکت کھڑے رہ گئے۔۔۔۔

خون جیسے رگوں میں جم کر رہ گیا۔۔۔

کیا بیسٹ انکے پیچھے ہے مطلب موت کے سائے میں ہیں۔۔۔

اسنے تو سوچا تھا جو گولی لگی تھی شاید اس سے وہ ہلاک ہو گیا تھا تبھی خوش کچھ خوف سے اسنے اپنے آدمی کو بھیجا تھا۔۔۔

"سنو کیا تمنے"۔۔۔ وہ آدمی کہتا ایدم مڑا پر جو اسکے ساتھ آدمی آئے تھے ان میں ایک بھی پیچھے نا تھا صرف

ایک لمبے سائے کے علاوہ۔۔۔

"بب۔ بیسٹ"۔۔۔؟؟ تھوک نگتے اسنے اپنے سن ہاتھوں میں پکڑی گن اوپر کی اس سائے کی طرف۔۔۔

سعر نے اسے دیکھتے ہاتھ بڑھا کر اسکے ہاتھ سے گن لے لی۔۔۔ جس پر اسنے گاڑی سے نکلنے سے پہلے گلووز پہنے تھے۔۔۔

گن لیکر اسنے نیچے پھینکی۔۔۔

"کس نے اتنی ہمت دی تمہیں"؟ وہ سرد آواز میں اسکی حالت نظر انداز کرتے بولا۔۔۔

سامنے موجود اس آدمی کی جیسے روح فنا ہو گئی۔۔۔

وہ لہرا کر نیچے گرا بغیر کچھ کیے۔۔۔

سیر نے تمسخرے سے اسکے ساکت نیچے پڑے وجود کو دیکھا۔۔۔  
جو صرف موت کے ڈر سے ہی سانسیں چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔  
اسنے اپنا پاؤں اسکی گردن پر رکھا اور آگے بڑھ گیا اپنی گاڑی کی طرف۔۔۔۔  
پیچھے کانوں آنکھ منہ ناک سے بہتے خون کے ساتھ ایک آخری سسکی نکلی۔۔۔۔

جھاڑیوں کی اوٹ میں کھڑے زمان نے ایک مکہ بنا کر اپنے ہاتھ پر ماڑا اور اپنی گن نکال کر نشانہ لینے لگا۔۔۔۔  
سیر کے گاڑی کی طرف بڑھتے قدموں کے ساتھ اسکی گن بھی نشانے پر تھی۔۔۔  
ابھی وہ ٹریگر دبانے ہی والا تھا کہ ایک ٹھنڈا ہوا کا جھونکا اسے سے ٹکرایا۔۔۔  
اس ہوا میں پھیلی خوشبو جیسے اسکی سانسوں میں اترنے لگی جب اسکی کالی بھیڑیے جیسی آنکھیں ونڈو سے سر  
نکالتی حورالعین پر پڑی۔۔۔  
ٹریگر پر رکھی انگلی ساکت ہو گئی اور اسکی دل کی دھڑکن بھی۔۔۔

"بیوٹی"۔۔۔!! وہ بڑبڑایا

اسکے دل نے کہا جا کر اسے چھو لے اسے محسوس کرے وہ اسکے سامنے تھی چند قدموں کی دوری پر وہ خواب  
نہیں حقیقت تھی۔۔۔

ہوا میں لہراتے اسکے کالے بال اسکی گلابی چہرے پر کسی ناگ کی طرح لہرا رہے تھے۔۔۔  
زمان کو لگا وہ اسکے ضبط کو آزما رہے ہیں۔۔۔

اسے پاس بلا رہے ہیں۔۔۔

وہ معصوم کلی سے گلاب بنکر اور بھی خوبصورت ہو گئی تھی بالکل چاند کی طرح۔۔۔

"تم مل گئی مجھے بیوٹی"۔۔۔ اسنے گن واپس رکھی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا کہ نظر سامنے پڑی جہاں ایک ہاتھ میں

سفید بوتل تھامے دوسرے میں اس آدمی کا بازو پکڑ کر وہ گھسیٹا دوسری لاشوں کی۔ طرف لے جا رہا تھا۔۔۔  
اور اس اندھیرے میں یہ منظر اتنا خوفناک تھا کہ زمان کے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔۔۔

"بیٹ"۔۔۔!!

بیوٹی!! وہ ایک درخت کا آڑ میں آکر حورالعین کو دیکھنے لگا۔۔۔  
جو اس پاس سے بے پروہ آنکھیں موندیں ونڈو پر سر ٹکائے بیٹھی تھی اوپر چاند کی سنہری روشنی اسکے چہرے پر  
آ رہی تھی۔۔۔

زمان کا دل کیا ابھی اڑ کر وہاں پہنچے اور اسے لیکر کہیں بہت دور چلا جائے جہاں صرف وہ ہو اور بیوٹی۔۔۔

سعیر نے ان پر پیٹرول چھڑک کر اپنا سگریٹ سلگایا اور لائٹران لاشوں پر پھینک دیا۔۔۔

اچانک ہی آگ بھڑکی اور اسکے چہرے سے کچھ انچ کے فاصلے پر رہ گئی۔۔۔



"آگ کو کیا آگ جلائے گی"۔۔۔ تمسخرے سے کہتے بوتل اٹھا کر پیچھے رکھتا خود گاڑی میں آ بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

"کیا ہوا ٹائر ٹھیک ہو گیا؟" حور سیدھی ہو کر بولی۔۔

"مممم"۔۔!!

موبائل لیکر اسنے ڈیش بورڈ پر رکھا اور اسکے کانوں سے ہینڈ فری نکالے۔۔

"سس۔۔ سعیر کتنی سمیل ہے"۔۔ خون اور جلنے کی سمیل پر حور کا دل خراب ہونے لگا۔۔

سعیر نے گولی لگے اپنے بازو کو دیکھا جہاں سے خون نکل کر اسکی شرٹ کو بھگا رہا تھا۔۔

"اس آدمی کو چوٹ آگئی تھی اور مدد کرتے مجھے بھی اسکا خون لگ گیا تم ٹینشن نا لو جلد ہی گھر پہنچ کر فریش ہو جائیں گے"۔۔ اسکے کہنے پر حور نے سر ہلایا اور سر اسکے کندھے پر رکھا۔۔

اسکے بازو سے نکلتے خون نے حور کے رخسار بھگا دیا اور سعیر نے لب بھیج لیے۔۔

"یہاں سے سمیل آرہی ہے"۔۔ وہ ایک دم دور ہو کر کر خون کی سمیل پر بولی اور ہاتھ رکھنے ہی والی تھی کہ سعیر نے اسکا ہوا پکڑ لیا۔۔

"کہانا میرا بچہ آدمی کو چوٹ آگئی تھی"۔۔۔ اس کے خون میں رنگے گال کو دیکھتے وہ بولا۔۔۔ اور گاڑی کی اسپید تیز کرتے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اسی ہاتھ سے اس کے گال صاف کرنے لگا۔۔

حور سر ہلا کر رہ گئی۔۔

"زیادہ چوٹ تو نہیں آئی اسے"؟ کچھ دیر سوچتے وہ بولی۔۔

"نہیں بس تھوڑی سی"۔۔۔ سعیر مسکرا کر بولا اس کے بعد گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔۔

زمان جھاڑیوں سے نکل کر دور جاتی گاڑی کو دیکھنے لگا۔۔۔

\*-----\*

"یہ کیا ہوا سعیر"۔۔۔؟ عارب اس کے بازو سے نکلتے خون اور حور کی گال اور گردن پر لگے مٹے مٹے سے سرخ رنگ پر پریشان سا اٹھا۔۔۔

اس کے بے ساختہ سوال پر سعیر نے سرد نظروں سے گھورا تو وہ حور العین کا خیال کرتے خاموش ہو گیا۔۔۔

"سعیر نے ایک آدمی کی مدد کی تھی تو اسے بھی انکا خون لگ گیا پریشانی کی کوئی بات نہیں"۔۔۔۔۔ سعیر کے جواب نادینے پر حور العین اسکی شرمندگی محسوس کرتی مسکرا کر بولی۔۔۔

تو عارب نے اسے مسکرا کر دیکھا۔۔۔

"What happened sa'eer?"

عارب نے انگلش سے ناواقف حور العین کو دیکھتے پوچھا۔۔۔

"There was a small attack .. Nothing more"

وہ کہہ کر روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

عارب سر ہلا کر سمجھ گیا تھا ضرور زمان کے لوگ ہوں گے۔۔۔ اور کہ یہ کون سی بڑی بات تھی اسکے لئے۔۔۔

"آپ کو انگلش آتی ہے سعیر"۔۔۔؟ حور بے یقینی سے آنکھیں جھپکا کر بولی۔۔۔

"ہوں۔۔۔" وہ کہتا لب سختی سے بھیج کر خنجر سے بازو میں لگی گولی نکالنے لگا۔۔۔

اسکا چہرہ درد کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔ اور وہ حور العین کو دیکھنے لگا جو کچھ کہنے کیلئے اپنے لبوں کو حرکت دیتی پھر چپ ہو جاتی۔۔۔۔۔

سعیر کی نظریں اسکے سرخ ہونٹوں پر گئی اور وہاں سے ہوتی ٹھوڑی پر موجود تل پر۔۔۔  
وہ مسکراتا اور جھٹکے سے بازو سے بلٹ نکال کر گہرا سانس لینے لگا۔۔۔

جب تک آہستہ سے عارب بھی دبے پاؤں اندر آگیا۔۔۔

"تو کیا مجھے سیکھائیں گے،، وہ نا آہکی موبائل میں سونگ اتنے زبردست تھے مجھے سمجھنا ہے انہیں"۔۔۔ اسکی بات پر بازو پر ڈریسنگ کرتے عارب نے حیرت سے سعیر کو دیکھا اور پھر اسکے تاثرات دیکھ کر مسکراہٹ روکی

"عین بعد میں بات کریں گے"۔۔۔ وہ اس عارب پر گھوری ڈال کر اس سے بولا۔۔۔

اپنے سوال کے جواب پر حور العین نے منہ بنایا۔۔۔

"آپ تو کوئی بات نہیں مانتے پہلے انچل نمکی کا کہا تو وہ بھی جواب نہیں دیا اور اب یہ مطلب حد ہی ہو گئی"۔۔۔

وہ غصے سے بڑبڑاتی بیڈ پر بیٹھی اور اب جب عارب کا دل کر رہا تھا بلند قہقہہ لگائے تب وہ انتہائی سنجیدہ انداز میں بیٹھا اپنا کام کر رہا تھا۔۔۔

"پانی سے دور رکھنا"۔۔۔ وہ تمام چیزیں میڈیکل باکس میں رکھتے آہستہ سے بولا کہ صرف سعیر ہی سن سکا اور جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔۔۔



"کیا سنا تھا اس سونگ میں"۔۔۔ سیر اٹھ کر اسکے پاس آیا اور ایک ہاتھ سے بال سنوارتے پوچھنے لگا۔۔۔

حور العین نے خفگی سے منہ موڑا "کچھ نہیں"۔۔

"عین میرا بچہ غصہ نہیں ہوتے، تم مجھے بتاؤ تو میں تمہیں سیکھائوں گا"۔۔۔ اسکا چہرہ اپنی طرف کرتے وہ محبت سے بولا تو حور مسکرا دی اور وہ لفظ سوچنے لگی جو اسنے بار بار سنے تھے۔۔۔

I'm thinking of you in my sleepless solitude tonight ,  
If it's wrong to love you then my heart just won't let me be  
right.

وہ رٹا ہوا گانا سنانے لگی۔۔۔  
سیر اسکی ٹوٹی پھوٹی انگلش پر مسکرا دیا۔۔۔

"اب بتاؤ وہ عورت کیا کہہ رہی تھی"۔۔۔ وہ مسکرا کر آنکھیں پٹیٹانے لگی۔۔۔

"کوئی عورت"؟ سیر نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

"ارے وہی گانے والی کیا منحوس انگلش میں بڑ بڑا رہی تھی، پر آواز بہت پیاری تھی"۔۔۔ وہ بولی تو سیر ہنس پڑا۔۔

"وہ یہ کہہ رہی تھی کہ تم میرے بارے میں سوچنا اور پیار کرنا شروع کر دو"۔۔ وہ مسکراہٹ دبا کر بولا اور حور العین کی آنکھیں پھٹ گئی۔۔۔

"ہیں اس یہ کہہ رہی تھی"۔۔ اسے یقین نا آیا۔۔

"ہم"۔۔ وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ سیر بے ساختہ اسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔

"اسے چھوڑو یہ بتاؤ تمہارا دل کیا کہتا ہے؟"۔۔ اس کے سر سے ٹوپی اتار کر اس نے بیڈ پر رکھی اور اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسا دیں۔۔۔

حور العین اس کے اچانک حملے سے کچھ سمجھ ہی نا پا رہی تھی کہ اپنے بالوں میں اس کی چلتی انگلیاں اور چہرے پر گرم سانس محسوس کرتی آنکھیں جھپکنے لگی۔۔۔

"ک۔۔ کیا۔۔ کس ب۔۔ بارے میں"۔۔ وہ لبوں پر زبان پھیرتی نا سمجھی سے بولی۔۔۔

"مجھ سے پیار کرنے کے بارے میں !!۔۔۔ ہمارے رشتے کے بارے میں"۔۔۔ اس کے گال پر اپنی ناک رگڑتے وہ بولا تو حورالعیین سانس روک گئی۔۔۔

اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھیگ گئی تھی اور اس کی ٹانگیں کانپنے لگی تھی۔۔۔

"س۔۔۔ سعیرنو"۔۔۔ اس کا آنسو لڑکھ کر اس کے گال پر گرا اور وہ بند ہوتی سانس پر تڑپ گئی۔۔۔

"عین"۔۔۔!! سعیر نے جلدی سے دور ہو کر اسے اپنے سینے سے لگایا اور پیٹھ سہلانے لگا۔۔۔

"ریلیکس کچھ نہیں بس کچھ نہیں میرا بچہ"۔۔۔ وہ سرگوشی میں کہنے لگا تو حور لمبے لمبے سانس لیتی سر ہلانے لگی

سعیر کو خود پر غصہ آیا وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔۔۔۔

اس نے سختی سے اپنے بازو کو پکڑا جہاں اسے گولی لگی تھی۔۔۔۔۔

خون ڈریسنگ سے نکل کر اس کے ہاتھوں میں آگیا تب جا کر اس نے ہاتھ ہٹایا۔۔۔۔۔

"آؤ فریش ہو جاؤ"۔۔۔ اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لیکر الماری سے ایک ڈریس نکال کر تھمایا۔۔۔

حور چہرہ صاف کرتی ڈریس تھام کر باتھ روم کی طرف مڑ گئی۔۔۔۔۔

پیچھے سعیر نے سرد سانس خارج کی۔۔۔

"سعیر یہ عارب نے دی ہیں"۔۔۔ مسکان ناک کرت اندر داخل ہوئی پر جب نظریں سعیر کے بازو اور آنکھوں پر پڑی اسکا منہ بند ہو گیا۔۔۔

"س۔۔۔ سوری"۔۔۔ وہ سر جھکا کر بولی اور دوائی ٹیبل پر رکھ کر چلی گئی۔۔۔

اسکے جاتے سعیر نے دروازہ لاک کیا اور اپنا ڈریس نکالنے لگا۔۔۔

پہلی سیلری ملنے پر وہ گھر کے سامان کے ساتھ اپنے کچھ سوٹ لینے آگئی تھی۔۔۔

پر یہاں اسے کوئی پسند نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کونسے رنگ لے۔۔۔

وہ ایسے ہی بے دلی سے کپڑے چیک کرنے لگی۔۔۔

شاپنگ مال میں کافی رش تھی۔۔۔



اور وہ سائیڈ پر ہو کر چل رہی تھی۔۔۔

ایسے ہی نظریں گھماتے اچانک اسکی نظر ایک شرٹ پر پڑی۔۔۔  
"واؤ"۔۔۔ اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا اور چل کر اس بوتیک کے پاس آئی۔۔۔

وہ شیشے میں تھا اور نور العین اسے اپنے ہاتھ میں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

"ایکسیوزمی"۔۔۔ اسنے سیلر مین کو بلایا تو وہ سر ہلا کر اسکے پاس آیا۔۔۔

"ایس میم"۔۔۔؟

"بھائی مجھے"۔۔۔!! باقی کے لفظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے ہمیشہ کی طرح جب شیشے سے نظر آتی دو گرے  
آنکھوں کو دیکھا۔۔۔

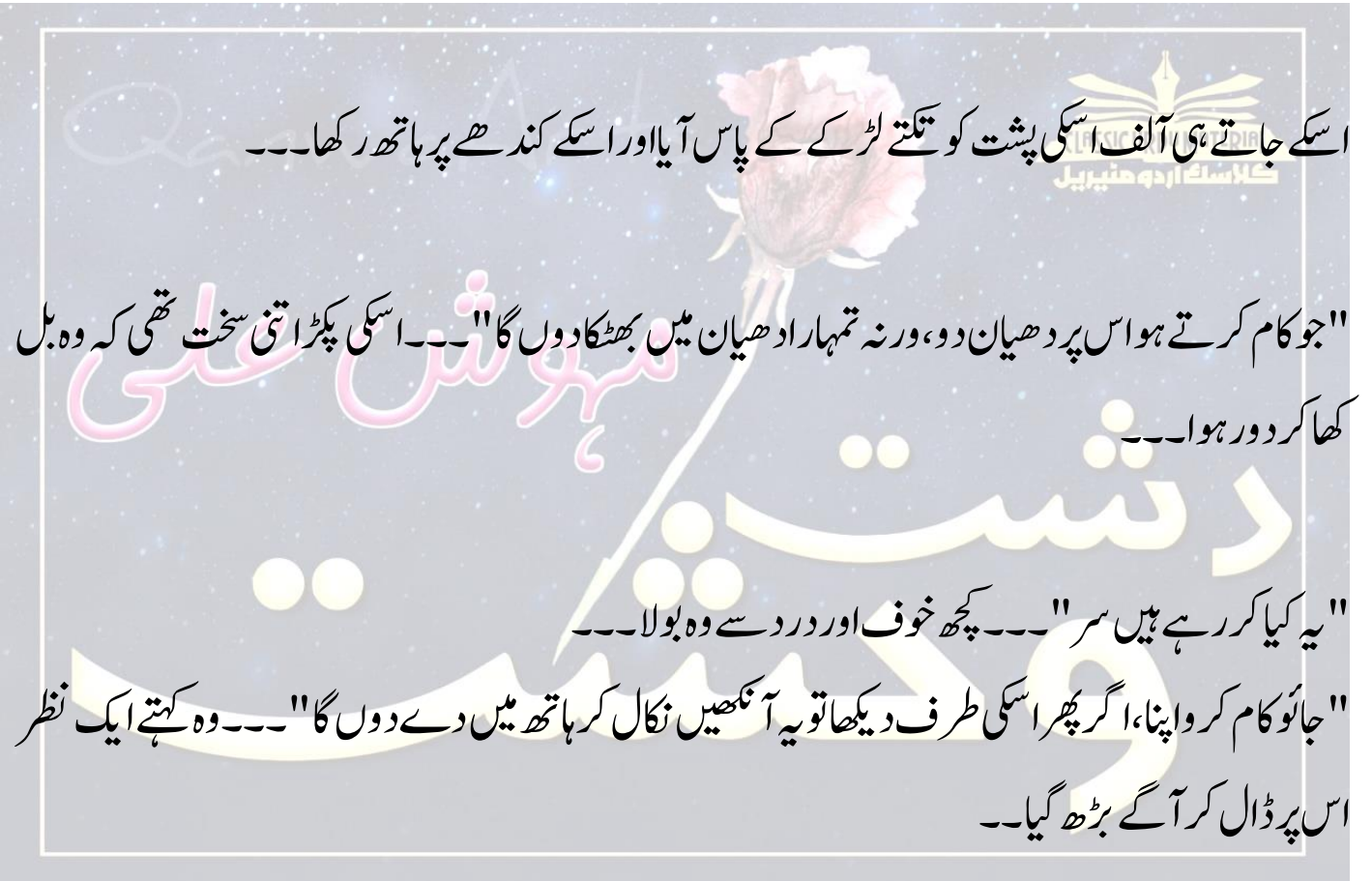
وہ سرد پین لئے اس پر ہی تکی ہوئی تھی۔۔۔

نور کو جو کہنا تھا وہ تو وہ بول ہی گئی تھی البتہ شیشے میں دیکھتی اس کی شکل کو دیکھنے لگی۔۔۔ اور سیلر مین اسے۔۔۔  
اسکے خوبصورت نقوش رنگت کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں ہوس اتری آئی تھی۔۔۔

اور نور کو پچھلی بار کی ملاقات پر اس بار اسے یقین ہو گیا کہ یہ غنڈہ اسکا پیچھا ہی کر رہا ہے۔۔۔۔

"ہیلو کہاں کھو گئی"۔۔۔ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس لڑکے نے نور نے کہا۔۔۔  
اور نور اسکے لہجے مخاطب پر حیران ہوئی۔۔۔

"کس طرح بات کر رہے ہیں؟؟؟ غصے سے وہ بولی اور آگے بڑھ گئی بھاڑ میں گیا سوٹ بھاڑ میں گئے وہ۔۔۔۔



اور پیچھے لڑکا اپنا پائوں پکڑ کر کراہ اٹھا۔۔۔۔

"تم۔۔۔ آپ مسلسل مجھے ڈرا رہے ہیں"۔۔۔ نور اپنے پیچھے کھڑے اس سے دبے دبے غصے میں بولی۔۔۔

پر آلف نے کوئی جواب نادیا اور وہاں سوٹ دیکھنے لگا۔۔۔  
"میں آپ سے مخاطب ہوں"۔۔۔ وہ ایک دم پلٹ کر غصے سے چیخی پر ہکا بکارہ گئی کہ اسکے پیچھے تو کوئی نہیں تھا

وہاں موجود کافی لوگ اسے دیکھنے لگے، نور شر مندہ سی ہو گئی۔۔۔

"وہ میرے قریب تھا میں نے ابھی اسکی سانسیں محسوس کی تھیں"۔۔۔ وہ شر مندہ ہو کر خود کو صفائی دینے لگی

"پر وہ گیا کہاں اچانک"۔۔۔ وہ پلٹ کر ہال میں دیکھنے لگی۔۔۔

سامنے ہی وہ اسے لفٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھائی دیا۔۔۔

نور کے قدم خود بے خود اسکے پیچھے ہوئے۔۔۔

"آخر یہ انسان یہاں کرنے کیا آیا ہے"۔۔۔ وہ سوچتی قدم تیز اٹھانے لگی۔۔۔

پر وہ لفٹ میں داخل ہو گیا تو نور مایوس ہو کر لوٹ آئی۔۔۔  
اتنا تو رسک وہ نہیں لے سکتی تھی کہ اسکے ساتھ لفٹ میں جائے۔۔۔

سب کچھ بھول بھلا کر وہ اپنی شاپنگ کرنے لگی اور ایک دو سوٹ بی کیلئے بھی لینے لگی۔۔۔

حور العین تو تھی نہیں وہ وہاں اس سے بھی مہنگے سوٹ پہن رہی تھی جسکا نور صرف سوچ ہی سکتی تھی پہننا بہت دور۔۔۔

وہ مسکراتی سیڑھیاں چڑھتی اوپر جا رہی تھی کہ اسکے پہننے سے پہلے بھاگ دوڑ مچ گئی۔۔۔

"بھاگو مال میں بم ہے"۔۔۔!! ہر طرف چیخ پکار مچ گئی اور بورا العین بدحواس سی ریلینگ کو پکڑے ہو کھلائی کھڑی رہ گئی۔۔۔

"کیا یہ سب اس غنڈے نے کیا ہے"۔۔۔؟ اسنے خود سے پوچھا اور بھاگتے دوڑتے لوگوں کو دیکھنے لگی۔۔۔ اسکے ہاتھوں سے شاپنگ بیگز چھین چھپ کر لوگوں کے پاؤں تلے آ گئے تھے اور وہ خاموش سے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

"ہاں یقیناً اس بیسٹ کے چمچے نے کیا ہوگا"۔۔۔ وہ کہتی آگے بڑھی اور لوگ بچ بچا کر اوپر بھاگی۔۔۔

کچھ ہی آگے بڑھ کر وہ آلف کو دیکھ کر ایک بوتیک کے آڑ میں ہو گئی۔۔۔



وہاں سے سب چلے گئے تھے سواء اسکے اور ایک آدمی کے جو ڈر اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔

نور کافی دور ہونے کی وجہ سے سن نہیں پار ہی تھی۔۔۔۔۔  
پر وہ انکے لبوں کو دیکھتی سمجھنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اسے لگا وہ آدمی اس کسی بات کا یقین دلاتے اب منتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ ساکت تب رہ گئی جب اسنے آگے بڑھ کر اچانک اس آدمی کی شہ رگ پر بلیٹ گھمایا۔۔۔۔۔

وہ تڑپتا نیچے گر گیا اور نور العین اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ کر سن ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

"خ۔۔ خون"۔۔۔!! وہ بڑبڑائی اور آلف کے خوف سے بوتیک کے اوٹ میں ہو گئی۔۔۔

اسنے ایک قدم بڑھایا اور پھر دوسرا۔۔۔۔۔

اسکے بعد نا آؤد دیکھنا ناؤ سیدھی دوڑ لگا دی۔۔۔۔۔

آواز پر آلف نے ایک دم مڑ کر دیکھا اور نور العین کی پشت کو دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔۔۔

مال میں لگے سارے کیمرہ وہ ہیک کر چکا تھا اور لوگوں کو بھی بھگا چکا پھر یہ کیسے اوپر آگئی تھی۔۔۔

کیا ہم دھماکے سے بھی نہیں ڈر رہی تھی۔۔۔

اسکی چادر نیچے گر گئی اور وہ سب سے لاپرواہ اپنی آنکھوں سے تڑپتے اس آدمی کی لاش کو دیکھتے حواس باختہ بھاگ رہی تھی کہ سامنے ہی دروازے پر کھڑے وجود کے سینے سے ٹکرائی۔۔۔

آنکھوں میں آنسوؤں اور دماغ پر چھائے خوف سے وہ کچھ دیکھ نہیں پائی اور سامنے موجود اس آدمی کے سینے میں چھپنے لگی۔۔۔

"خ۔۔۔ خون وہ۔۔۔ خون اوپر آ۔۔۔ آدمی۔۔۔ وہ مر گیا۔۔۔ اسنے مار دیا"۔۔۔ وہ اسے جھنجھورتے کہنے لگی اور پیچھے دیکھتی کہیں وہ اسکے پیچھے تو نہیں آ رہا۔۔۔۔

مسلل خاموشی پر نور نے اپنے سامنے کھڑے آدمی کو دیکھا۔۔۔  
اور اگلے ہی پل لہرا کر نیچے گرتی کہ آلف نے اسے بانہوں میں تھام لیا۔۔۔

"میری بونی"۔۔۔ اسے گاڑی میں بیٹھا کر دوسری طرف سے خود آگیا اور مسکرا کر کہتا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔

اسکے جاتے ہی پیچھے پولیس کی گاڑی کے سائرن بجنے لگے۔۔۔

کمرے میں اس وقت داد اور نرگھس بی موجود تھی اور نور العین بیڈ پر بیہوش پڑی تھی۔۔۔  
وہ دونوں پریشانی سے پاس بیٹھے تھے۔۔۔

"میں سالن دیکھ کر آتی جل ناگیا ہو"۔۔۔ نرگھس بی نور پر کچھ سورتیں پڑھ کر پھونک مارتی اٹھی۔۔۔

داد نے سر ہلایا۔۔۔

"یہ تو اللہ کالا کھلا کھ شکر تھا کہ وہ عورت بیہوش دیکھ کر اسے یہیں چھوڑ گئی تھی ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا"۔۔۔  
ایک عورت کے ساتھ جب گھر میں نور العین کو بیہوش لاتے دیکھ کر نرگھس بی کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے

اور وہ بدحواس سی نور العین کا پوچھنے لگی کہ اس عورت نے کہا کہ ہمیں یہ شاپنگ مال کے باہر بیہوش ملی تھی

اور ساتھ میں داد بھی اندر داخل ہو گیا تو گھر میں نور العین کو بیہوش دیکھ کر وہ بھی پریشان ہونے لگا۔۔۔

"جی پریشان ناہوں میں بیٹھا ہوں یہاں"۔۔۔ وہ مسکرا کر بولا تو بی اللہ کی طرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر چلی گئی۔۔۔  
داد اپنی جگہ شرمندہ سا رہ گیا۔۔۔

وہ چاہتا تھا نور اسے وہاں دیکھ کر بھاگ جائے اور اسلئے وہ اسکے پیچھے بھی گیا تھا پر وہ الٹا تماشا بنانے پر تلی تھی تبھی  
داد اسے وہی چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔

"خُخ۔۔۔خون۔۔۔" اچانک ہی نور گہرا کراٹھی اور بدحواس سی کہنے لگی پر جب داد پر نظر پڑی تو وہ اسے دیکھنے لگی کہیں وہ سب خواب تو نہیں تھا۔۔۔

پر نہیں وہ خواب کیسے ہو سکتا ہے اسنے خود اپنی آنکھوں سے اس آدمی کو مارتے دیکھا تھا۔۔۔

"داد تم۔۔۔ تم یہاں۔۔۔ مم۔۔۔ میں کہاں ہوں؟" وہ داد کا ہاتھ پکڑتے خوف سے بولی۔۔۔

"ہاں آنا پڑا۔۔۔ اور تم اس وقت اپنے روم میں ہو کیا ہوا تمہیں ڈری ہوئی کیوں ہو؟"۔۔۔ داد اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر بولا۔۔۔

"داد وہاں۔۔۔ وہاں خون۔۔۔" وہ ایک دم داد کا ہاتھ پکڑ کر بولی تو داد نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔۔۔

"کیا ہو نور کہاں خون؟" داد کو پوچھنا تھا کہ نور ڈر کر اسکے ساتھ لگ کر رونے لگی۔۔۔

"کیا ہوا ہے نور مجھے پریشان کر رہی ہو بتاؤ پلیز کیا دیکھا ہے تمنے"۔۔۔ داد اسے چپ کروانے کی کوشش کرتا پوچھنے لگا۔۔۔

"داد وہاں۔۔۔ شاپنگ مال میں کچھ شاپنگ کرنے گئی تھی اور۔۔۔ اور اسکے بعد مینے دیکھا وہاں وہ آدمی تھا"۔۔۔!! اسکی شرٹ کو سختی سے پکڑتے وہ بتانے لگی۔۔۔



"کون نور مجھے ٹھیک سے بتاؤ سب کچھ"۔۔۔ اسکا چہرہ اوپر کرتے داد بولا۔۔

نور نے اسکی بھور کالی آنکھوں میں دیکھا اچانک اسکی آنکھوں کے سامنے وہ گرے آنکھیں گھوم گئی بے ساختہ اسکی پکڑ داد پر مضبوط ہوئی۔۔

"داد تو وہاں اچانک ہم کی افواہ پھیلی تھی۔۔ تب میں اوپر جا رہی تھی اور بھاگتے لوگوں کو دیکھنے لگی۔۔ او۔۔ اور جب سب لوگ چلے گئے تو میں اوپر گئی تو دیکھا کہ۔۔۔۔" وہ کہتی پھر سے رو پڑی۔

"میں نے دیکھا کہ وہاں وہ آدمی جو دوسرے آدمی سے پتا نہیں کیا کہہ رہا تھا اور وہ آدمی نفی میں سر ہلاتے اسے منتیں کرنے لگا۔۔۔۔ پر اس بڑے بالوں والے آدمی نے اسکی شہ رگ پر بلیٹ سے وار کیا اور وہ آ۔۔ آدمی مر گیا اور میں وہاں سے خوف سے بھاگ گئی پردر وازے پر اسنے مجھے پکڑ لیا اور پھر مجھے کچھ معلوم ہیں نہیں کیا ہوا۔۔۔!! نور کہہ کر رونے لگی بالکل ایک ڈری سہمی بچی کی طرح اور وہ تھی بھی تو بچی جیسی معصوم سی کبھی غصے والی تو کبھی سمجھدار سی۔۔

داد جو غور سے اسے دیکھ رہا تھا اسکے آدمی لفظ پر بیچ میں بولا۔۔

"کون تھا وہ نور کیا تم اسے جانتی ہو"۔۔ اسکے پوچھنے پر نور نے لبوں پر زبان پھیر کر سر اثبات میں ہلایا۔۔

"وہ۔۔۔ وہ داد وہ سعیر عالم کا دوست تھا وہ۔۔۔ وہ ایک غنڈے ہے لمبے بالوں والا مینے اسے عالم کے گھر میں دیکھا تھا جب میں حور العین سے ملنے گئی تھی۔۔۔"۔۔۔

"داد میری بہن کیسے درندے لوگوں کے بیچ رہ رہی ہے داد، میں۔۔۔ میں برہان کو بتا رہی ہوں وہ انہیں پکڑ لے گا مینے اسے خون کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے"۔۔۔۔۔ وہ داد کے سپاٹ چہرے کو دیکھتی بولی۔۔۔

"تمہارے شاپنگ بیگز"۔۔۔؟؟ داد نے اسکے بال سنوارتے پوچھا تو نور نے آنکھیں جھپکی کاش وہ سب وہ نا دیکھتی یا ابھی جا کر برہان کو اڑ کر بتا دیتی۔۔۔

"وہ وہیں گر گئے"۔۔۔۔۔ نور بولی

"گر گئے پر اور تمہیں اسنے پکڑ لیا تھا پر تم تو ایک عورت کے ساتھ آئی تھی اسنے کہا تم انہیں شاپنگ مال کے باہر بیہوش ملی تھی اور یہ دیکھو تمہارے بیگز"۔۔۔۔۔ وہ کہتا سائیڈ پر رکھے بیگز اٹھا کر لایا۔۔۔

نور کی آنکھیں پھیل گئی ان بیگز کو دیکھ کر۔۔۔ یہ تو اسکے ہاتھ سے گر گئے تھے پھر یہاں اور وہ عورت کون تھی

۔۔۔۔

داد نے وہ بیگز بیڈ پر الٹ دئے جن میں سے وہ ہی سوٹ تھا جسے نور چھوڑ کر آئی تھی آلف کو دیکھ کر اور باقی کے اسکے لئے ہوئے۔۔۔۔۔

"یہ کیا ہے نور"۔۔۔ داد نے ایک سفید چٹ نور کے سامنے کی نور کا خوف سے رنگ مزید پیلا پڑ گیا۔۔۔

"کک۔۔۔ کیا لکھا ہے داد" وہ ڈرتے بولی۔۔۔

داد نے ایک نظر اس پر ڈال کر چٹ پڑھی "منہ کھولنے سے پہلے اپنی بہن کا سوچ لینا"۔۔۔ نور کے دونوں ہاتھ منہ پر گئے۔۔۔

"د۔۔۔ دیکھا داد دیکھا وہ۔۔۔ وہ تھا اسنے نے ہی مجھے پکڑا تھا"۔۔۔ نور کہتی رو پڑی تب داد وہ چٹ پھاڑ کر اسکے پاس آیا اور اسکا سر اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

"نورا اگر تم نے برہان سے اس کا ذکر کر دیا تو حور العین کا کیا ہو گا وہ ان کے پاس ہے"۔۔۔ اسے چپ کروانے کے بعد داد ماتھا مسلتے بولا۔۔۔

"تم کچھ کرو ناداد مم۔۔۔ میری بہن کیلئے، میرے لئے"۔۔۔ نور اسکے مضبوط ہاتھ پکڑتی منت کرنے لگی تو داد نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو نہایت ہی سرخ۔ ہو گئی تھی۔۔۔

"میں کرتا ہوں کچھ پر پلینز تم اس حادثے کا ذکر کسی سے مت کرنا ورنہ وہ حور العین کو نقصان پہنچائیں گے"۔۔۔ اسکے آنسو صاف کرتے اسکے بال سنوارتے وہ بولا تو نور اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"دادا۔۔۔ اور وہ آدمی جو بے گناہ مارا گیا۔۔۔ زیادہ رونے سے اسکی بچی بندھ گئی تھی۔۔۔"

"نور اسکا برہان بھائی خود معلوم کروالیں گے پلیز تم حورالعین کا سوچو اس بیچاری کی زندگی مت مشکل کرو جو پہلے ہی ان کے شکنجے میں پھنسی ہوئی ہے۔۔۔"

داد کی بات پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔۔۔

"داد میں۔۔۔ میں اتنی جلدی نہیں بھول سکتی۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ مجھے مارنے آگیا تو۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ سختی سے پکڑ کر شاپنگ کو دیکھنے لگی۔

"کچھ نہیں کرے گا تم نے سنا نہیں اسنے کہا تھا منہ مت کھولنا، اگر تم کسی سے نہیں ذکر کرو گی تو وہ کچھ نہیں کرے گا اب ریلیکس ہو کر آرام کرو" اسے پانی پلا کر بیڈ پر لیٹا دیا تکیے سیدھا کرتے۔۔۔۔

"دادا سے باہر پھینک دو پلیز۔۔۔ نور نے اسکا ہاتھ پکڑ کر شاپنگ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

داد نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔



"نہیں نور یہ ہمیں کام آسکتے ہیں"۔۔۔ اسنے کہتے بیگز میں ڈریسز ڈالکر ایک سائیڈر کھدے اور اس پر کمفرٹر اوڑھا کر دروازے کی جانب مڑا تب تک بی بھی آگئی۔۔۔

نور کہنا چاہتی تھی کہ داد پلیر رک جائو، پر وہ کہہ ناسکی اور کروٹ لیکر آنکھیں سختی سے موند گئی۔۔۔

دروازے پر پہنچ کر داد نے گردن موڑ کر اسکی کمفرٹر میں دھکی پشت کو دیکھا اور مسکرا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔  
یہ شکر تھا اسکے دماغ میں بروقت آئیڈیا آیا۔۔۔

"کیا ہوا ہے میری بچی"۔۔۔ بی اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی بولی تو نور نفی میں سر ہلا کر اسکے گود میں منہ چھپا گئی۔۔۔

"بی کاش میرے پاس تین کروڑ آجاتے"۔۔۔ وہ بڑبڑاتی تو بی اسکے سر کو دیکھنی لگی۔۔۔

"بس کیا کر سکتے ہیں بیٹا پتا کس بد نظر کی نظر لگ گئی ہمارے ہنستے بستے گھر کو"۔۔۔ بی کہتی پلو سے آنکھیں صاف کرنے لگی۔

اور نور نے اپنی آنکھوں سے نکلتے ان گرم سیال کو بہنے دیا۔۔۔  
شاید بھوج کم ہو جو وہ خود پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"ماضی"

"لگتا ہے بہت ظلمات برداشت کیے ہیں تم نے میری جان"۔۔۔ صبح کے وقت تھا اور سب سو رہے تھے۔۔۔

اور زور کی طرح بیسٹ اس وقت جم میں موجود اکسر سائز کر رہا تھا۔۔۔

اسکا جسم کسی فولاد کی طرح تھا پھیلا چوڑا مضبوط۔۔۔

جب بھی اس پر کسی کی نظر پڑتی تھی اسے کسی پہاڑ کے ماند لگتا۔۔۔

اور بلیک کنگ کے اس محل میں اسکی رکھی گئی کئی لڑکیاں اس کی ایک نگاہ کیلئے آہیں بھرتی تھی پر اسکے پاس دل

یا جذبات ہوتے تو وہ جانتا ان کی بے چینی تڑپ کے بارے میں۔۔۔

وہ تو ایک پہاڑ تھا بے جان ساکت۔۔۔

اگر اس سے کوئی سر پھوڑے تو زخم اسے ہی آتے ناکہ پہاڑ کو۔۔۔

ویسا ہی یہاں تھا۔۔۔

اگر وہ اچانک کسی کے سامنے آتا تو سانسیں روک دیتا صرف اپنی شخصیت سے اور اگر کوئی اس پر پل بھر کو

نظریں ٹکائے رکھتا تو ایسا سحر ہوتا تھا کہ انہیں جکڑ لیتا تھا۔۔۔

اسکے شہد رنگ بال بھوری آنکھیں بھوری داڑھی مونچھیں مغرور کھڑی ناک اور آنکھوں میں بروقت رہنے

والا سرد تاثر۔۔۔

اس سے بھی خطرناک جان لیوا سحر انگیز اسکے چہرے پر موجود نشان تھے جو کسی کی سانسیں روک بھی سکتے تھے اور قید بھی۔۔۔۔

باقیوں کی طرح سحر بھی پاگل تھی اسکے لئے۔۔۔

سحر پیرس کی ماڈل تھی اور ایک انتہائی خوبصورت لڑکی تھی جب اس نے پہلی نظر میں بیسٹ کو دیکھا تھا تب ہی وہ اسکی چاہ میں پاگل ہو گئی تھی پر جب اس پتھر کے بت کے بابت اسے معلوم ہوا تو وہ ساکت رہ گئی۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا بلیک کنگ کا خاص آدمی اسکا بیسٹ جو صرف انسانوں کو مارنے کے علاوہ کچھ نہیں جانتا تھا دنیا کے بابت۔۔۔

سب نے اسے باز رہنے کی ہدایت کی تھی پر وہ سب کچھ بھلائے بلیک کنگ کے محل آگئی اسکے راتیں حسین کرنے پر اسکا مقصد صرف بیسٹ کو تسخیر کرنا تھا۔۔۔

سورج کی پہلی کرنیں آسمان پر پھلی تھی اور سعیر صبح ہی جاگنگ سے آکر اپنے جم میں اکسر سائز کر رہا تھا جب اسکے پسینے سے نم پشت پر موم سی انگلیاں رینگتی محسوس ہوئی اور پھر سماعتوں سے سرگوشی ٹکرائی۔۔۔۔

وہ خاموش سا اکسر سائز کرنے لگا۔۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا وہ بھی سر پٹک پٹک کر دفع ہو جائے گی۔۔۔

"میں تمہارے ان سارے زخموں پر مرہم رکھنا چاہتی ہوں اگر تم مجھے ایک موقع دو بیسٹ"۔۔۔ وہ اس کے سینے پر بھورے بالوں میں انگلیاں گھماتی اسکے سامنے آگئی۔۔

سیلو لیس سلک کی نائی میں سحر اس وقت قیامت لگ رہی تھی۔۔  
اور یہ قیامت بن کر سعیر پر چھا جانا چاہتی تھی پر سامنے موجود انسان نہیں شاید پتھر تھا جبھی اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔  
اسکی بھوری آنکھیں جو سامنے ٹکی تھی ایسا لگ رہا تھا قیامت بھی آجائے پر وہ نظریں نہیں پھیرنے والا تھا۔۔۔  
پر سحر ہار نہیں ماننے والی تھی۔۔۔  
وہ اسکے گردن میں ایک بازو ڈال کر دوسرا اسکے پسینے سے بھگے جسم سے پھیرنے لگی۔۔

اب کی بار سعیر کے جسم نے حرکت بند کر دی جب سحر کا لمبے ناخنوں والے سفید مومی ہاتھ رینگتا اسکی گردن سے اوپر بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔  
وہ مسکرائی۔۔۔



اور اب وی اسکی آنکھوں میں تاثرات دیکھنا چاہتی جزبات دیکھنا چاہتی پر سرد آنکھوں میں ایک ہی تاثر دیکھ کر وہ چڑ گئی۔۔۔

اور اگلے پل ہاتھ اسنے بڑھایا اور اسکے چہرے پر موجود نشانوں سے ایک انچ پر تھا کہ پلک جھپکتے ٹھک کی آواز کے ساتھ دل دہلا دینے والی چیخیں پورے جم میں گونجی۔۔۔

سحر کا بازو کندھے سے ہی مڑ کر پیچھے تھا اسکے اور وہ نیچے پڑی تھی منہ کے بل چیخ رہی تھی۔۔۔۔۔

ایک قہر آلودہ نظر اس پر ڈال کر سعیر پیچھے ہٹا۔۔۔۔۔  
پروہیں رک گیا جب دروازے پر بلیک کنگ کونائٹی میں کھڑا دیکھا وہ سلگار کے گہرے کش لیتا سعیر کو دیکھتے پیچھے پڑی سحر کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

بلیک کنگ کو معلوم تھا یہ اسکا بیسٹ ہے اسکا اپنا پالتو جانور یہ اسکی چیز پر ایک بری نظر ڈالنا تو دور کسی کو برداشت بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

"کک۔۔ کنگ اسنے مجھے یہاں بلا کر مجھ پر یہ ظلم کیا یہ ایک جانور ہے درندہ ہے"۔۔۔ سحر گرتی پڑتی اٹھی اسکے ہاتھ کے ساتھ اسکا بازو ہی اسنے توڑ دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ ایک نظر بلیک کنگ کو دیکھتا مڑا اور سحر اچانک اس کا رخ اپنی طرف دیکھ کر خوف سے چیختی قدم پیچھے ہٹانے لگی

---

"کک--- کنگ مم--- مجھے بچاؤ یہ--- مم--- مجھے مار د"--- اسکا بھی جملہ بھی مکمل نا ہوا تھا کہ بہت قریب اسے بھوری آنکھیں دیکھائی دیں پھر اسکے چہرے پر خون---

سحر ساکت کھڑی رہی اور پھر لہرا کر نیچے گری اسکے ساتھ ہی گلے سے خون پانی کی طرح نیچے بہنے لگا اور اسکی نظریں سعیر کے چہرے پر ٹکی تھی---

"تیار ہو جاؤ تمہیں زمان کے ساتھ کراچی جانا ہے ٹرک لانے کیلئے"--- وہ بغیر سحر کی طرف دیکھے سعیر سے مخاطب ہوا---

"جو حکم"--- سعیر نے اپنے سر کو ہلکی سی جنبش دی---  
اور اسے وہیں چھوڑ کر خود وہاں سے نکل گیا---

بلیک کنگ نے ایک مسکراتی نظر اسکی پشت پر ڈالی---

"بیوقوف عورت کو انسان اور جانور میں پہچان نہیں کر سکتی"--- کنگ بڑبڑا کر وہاں سے چلا گیا---

"سر اچھا ہوا سا لا مر گیا"۔۔۔ انسپکٹر ارمان نے لاش کو دیکھ کر غصے سے کہا۔۔۔  
ایس پی برہان کے شاپنگ مال میں چیکنگ دوران انہیں ہزاروں کے تعداد میں ایسی فوٹیج ملیں تھی جہاں  
ڈریس چینج کرتی لڑکیوں اور عورتوں کی ویڈیوز بنائی گئی تھی۔۔۔

لاش کے پاس سے ہی انہیں وہ چپ ملی تھی جس میں ساری ویڈیوز موجود تھی۔۔۔  
شاید وہ انہیں فروخت کرنے والا تھا۔۔۔

اسکے ساتھ ہی تمام واش رومز سے بھی انہیں دیواروں میں لگی کیمرہ ملیں تھی۔۔۔

مہوش علی

اور جسکی لاش تھی وہ اس شاپنگ مال کا مالک تھا۔۔۔

"ایک گھنٹے سے کیمرہ ہیک تھے اور کسی کو معلوم ناہو سکا۔۔۔

"ہر جگہ تو کیمرہ لگائے سوائے انٹرنس پر ہیو قوف انسان"۔۔۔۔۔ غصے سے برہان کا خون جل رہا تھا۔۔۔

ایک اور لاش ایک اور قتل۔۔۔

"سر بیسٹ اچھا ہی تو کر رہا ہے ہم خواہ مخواہ اسکے پیچھے پڑے ہیں جو کام قانون نہیں کر سکتا وہ بیسٹ کر دیتا ہے پھر  
اس میں غلط کیا ہے"۔۔۔ ارمان نے کہتے برہان کو دیکھا۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔ ایک زوردار تھپڑ ارمان کے منہ پر پڑا۔۔۔  
"میں تمہیں کہا ہے جب میں غصے میں ہوتا ہوں تو اس قاتل کی تعریف مت کیا کرو میرے سامنے"۔۔۔  
ارمان سر جھکا کر کھڑا رہ گیا۔۔

"سوری سر"۔۔ اسنے معذرت کی تو برہان مٹھی بھیج کر رہ گیا۔۔

"بیسٹ بیسٹ بیسٹ آخر سمجھتا کیا ہے خود کو وہ کون ہوتا ہے سزا دینے والا اگر اتنا شوق ہے مجرموں کو پکڑنے کا تو پولیس کا ساتھ دے، ثبوت کے ساتھ وہ مجرم زندہ پیش کرے، پر نہیں وہ جانور جب تک اپنے ہاتھ نارنگ لے خاموش نہیں بیٹھتا"۔۔۔ برہان کے غصے پر آس پاس موجود پولیس والے خاموش کھڑے تھے۔۔۔

"تمہاری نظر ہے شکیل کے گھر پر"۔۔؟ اسنے ارمان سے پوچھا۔۔

"یس سر آپ بے فکر رہیں شکیل کے گھر پر ہمیں اچھی طرح نظر رکھی ہوئی ہے"۔۔۔ انسپکٹر ارمان نے جلدی اے کہا۔۔

"لاش کو پوسٹ مارٹم کیلئے بھیج دو"۔۔۔ وہ کہہ کر کیپ پہنتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔

اور پیچھے اسکے حکم پر سر کو خم دیتے ارمان اس پر عمل کرنے لگا۔۔۔



"سیر ایک بات مانے گئیں"۔۔۔ نائیٹ سوٹ میں وہ کھڑی بالوں کو برش کرتی بولی۔۔  
کھڑکیوں کے پردے برابر کرتے سیر آواز پر مڑا۔۔

"بولو"۔۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر اسے دیکھتا بولا۔۔۔

"مجھے انگلش سیکھا دیں پلیز"۔۔۔ وہ بالوں کا جڑا بنا کر برش رکھتی بیڈ کی طرف آنے لگی۔۔۔

سیر نے خود سے لا پر وہ اسے گہری نظروں سے سر سے پیر تک دیکھا۔

سفید دودھیاں گردن سے بال ہٹانے کی وجہ سے شہ رگ سیر کی گہری نظروں میں تھی اور اسکے چہرے پر  
لہراتی کچھ شریر لٹیں۔۔۔

وہ خود سے اپنے آپ سے بے خبر تھی کای جانتی تھی کہ اسے کون دیکھ رہا ہے کون نہیں اور وہ کیسی لگ رہی ہے  
کیسی نہیں!!

"ہمم"۔۔۔ وہ اٹھ کر اسکے سامنے آیا اور ہاتھ بڑھا کر اسکے بال کے جڑے کو کھول دیا۔۔۔

جو کسی آبشار کی طرح بکھر گئے اسکے کندھے اور پیٹھ پر۔۔۔

حور بے ساختہ جھجک کر قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

"ہم کامطلب ہاں سمجھوں"۔۔۔ وہ انگلیاں پٹختی بولی۔۔ اس کے چہرے پر سرخی آگئی تھی اور وہ کچھ زروس لگ رہی تھی۔۔

"تم ہاں ہی سمجھو میرا بچہ"۔۔۔ سعیر کہتے پھر فاصلہ مٹانے لگا۔۔

اور حور فاصلہ قائم کرتی پیچھے ہونے لگی کہ دیوار سے اسکی پیٹھ ٹکرا گئی۔۔  
اور وہ ہاتھ لگا کر دیوار کو چیک لگی کہیں دروازہ تو نہیں وہ بھاگ جائے۔۔۔

پر براہو اس وقت کا وہ دیوار ہی تھی اور سعیر آگے بڑھ کر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا۔۔

"بھاگ کیوں رہی ہو"۔۔۔؟ اس کے کندھے سے بال ہٹا کر پیچھے کرتے وہ بولا۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں تو"۔۔۔ وہ ایسے ہی یہاں وہاں نظریں گھماتی کانپتے لبوں پر زبان پھیرتے بولی۔۔۔

"تم بھاگ رہی ہو میرا بچہ"۔۔۔ سعیر کے مسکرا کر کہنے پر وہ زور شور سے نفی کرنے لگی۔۔

"نہیں بھاگ رہی"؟ اس نے تل پر انگوٹھا پھیرتے اسکی گال کو سہلاتے پوچھنے لگا تو حور العین کا دل حلق میں آگیا

--

"نن۔۔۔ نہیں۔" پھر بھی وہ ڈٹی رہی اپنی بات پر۔۔

"ممم۔۔۔" سعیر نے سر ہلاتے ایک بازو اسکی نازک کمر میں ڈالا اور دوسرے سے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر اونچا کیا۔۔

اور اب کی بار حور العین کو لگا وہ بیہوش ہو جائے گی یا فنا ہو جائے گی اسکی گرم سانسوں سے۔۔۔

اسکے بچاؤ کا کوئی راستا نہیں بچا تھا اور وہ پوری طرح اسکے شکنجے میں آگئی تھی۔۔

مہوش علی

اسکی اور سعیر کی دھڑکنے ایک ساتھ دھڑک اٹھی تھیں۔۔۔

وہ جھکنے لگا اسکے چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لیکر۔۔

حور بالکل بے بس ہو گئی اور اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر کھڑی رہ گئی۔۔۔

"سس۔۔۔" اسکی داڑھی کی چھبنا اپنے رخسار پر محسوس کرتی وہ کانپ کر رہ گئی۔۔۔

"بھاگ رہی ہو۔۔۔؟ اپنے سینے پر اسکے ہاتھوں کے دبائو کو دیکھتے سعیر سرگوشی میں بولا۔۔

حور نفی میں سر ہلانے لگی اسے لگا اگر وہ بولی تو اسکے لب اسکے چہرے کو چھولیں گے تبھی وہ محض سر کو ہلکی سی نفی میں جنبش دی۔۔

"گریٹ"۔۔۔ سحیر کی مسکراتی بھوری آنکھیں اسکے لال ٹماڑ ہوتے چہرے کو دیکھنے لگا۔  
اسکے ماتھے سے ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے اب کی بار سحیر کے لبوں میں بھی مسکراہٹ مچلی۔۔

"اب۔۔۔۔؟" اسکی چھوٹی سی ناک پر اپنی ناک کو رگڑتے پوچھا حور العین سہم کر رہ گئی اس بار جواب نہیں دیا  
سحیر کھل کر مسکرایا۔۔

"ڈر لگ رہا ہے"۔۔۔؟ اسکی گردن پر جھک کر اسکی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے کان میں سرگوشی کی۔۔  
حور کیا جواب دیتی وہ سن سی اسکے حصار میں کھڑی تھی۔  
اسکا سانس پھول رہا تھا اور ٹانگوں میں کپکپاہٹ۔۔

"نن۔۔ نہیں"۔۔۔!! پتا نہیں کیوں وہ بول گئی حالانکہ اسکا حال ایسا ہو گیا تھا جیسے سمندر کی تہہ میں رہنے والی  
مچھلی کو اچانک باہر پانی سے دور پھینکا گیا ہو۔

سحیر نے جواب پر اسکی غیر ہوتی حالت کو دیکھا اور اسے مزید خود میں چھپا لیا۔۔۔

وہ اسکی شہ رگ پر بوسہ لیتے اسکے تل پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرنے لگا۔۔۔  
حور کی اسے پر پکڑ مزید سخت پڑ گئی۔۔۔۔

جیسے وہ ہار کر اپنا آپ اسے سونپ رہی تھی۔۔



اسکی محبت کی گہرائیوں کو محسوس کر کہ اسے اسکے نصیب پر لگے داغ سے جب کوئی فرق نہیں پڑتا تو وہ کیوں ایسی ہو رہی ہے۔۔۔

وہ اسے ایک ایسی زندگی دے رہا ہے جسکی وہ حقدار نہیں۔۔  
وہ اسے ایسا رشتہ دے رہا ہے جو کوئی بھی مرد اس جیسی داغدار لڑکی کو نادیوتا۔

سیر نے اپنے شدت بھرے لمس کے ساتھ اسکی آنکھوں کو چومتے اسکی ناک پر لب رکھ دئے۔۔

اسے وہ ایک پاک اور معصوم لگتی تھی جس پر کوئی داغ نہیں بالکل دودھ کی طرح صاف شفاف۔۔۔

داغ تو اس میں تھے۔۔۔

گناہگار تو وہ تھا۔۔ حیوان تو وہ خود تھا۔۔ جسنے پتا نہیں کتنوں کا خون بہایا تھا۔۔

جسکا وہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔۔

کیا وہ اس معصوم حور کے قابل تھا۔۔۔

نہیں بالکل نہیں وہ اسکے سائے کے قابل نہیں تھا۔۔۔

کہاں حیوان اور کہاں حور۔۔!!

دونوں کا کوئی جوڑنا تھا پر وہ کیا کرتا خود کا۔۔

جو اسے دنیا سے چھپا کر ہر بری نظر سے چھپا کر اپنے دل میں چھپا دینا چاہتا تھا۔۔۔

اسکے سرخ نازک پاک لبوں پر اپنے نام کو سننا چاہتا تھا تاکہ اس سے آگ کی معنی مٹ کر محبت آجائے۔۔۔  
کبھی کبھی اسے خود پر بے انتہا غصہ آتا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔۔۔؟

کیوں اسکا دل پھر بولنے لگا کیوں اسنے خاموشی کی چادر اتار دی۔۔۔؟  
کیوں نہیں سمجھ رہا تھا اسکا دل کہ وہ حیوان کا دل ہے انسان کا نہیں۔۔۔  
وہ حور ہے حور العین پاک معصوم بے خبر اندھیرے میں پلننے والی حور۔۔۔

جسنے حیوان تو سنے تھے پر انہیں دیکھا نہیں تھا جسنے بیسٹ نام تو سنا تھا پر اسے دیکھا نہیں تھا۔ اسکی سزا اسکا  
قانون تو سنا تھا پر نہیں جانتی تھی نا ہی دیکھ سکتی تھی کہ اسکا قانون کیا کہتا ہے اسکی سزا کیسی ہوتی ہے۔۔۔

پر اسکا دل کہتا "میں تو شریک نہیں تھا تمہاری حیوانیت میں"۔۔۔  
"میں تم سے الگ ہوں!! میرا وجود الگ ہے بیسٹ اور میری خواہشیں میری محبتیں میرا قانون سب الگ ہے  
تم سے بیسٹ تم مجھے عین سے دور نہیں کر سکتے، میں تو وہ سعیر عالم ہوں جو آگ ہو کر سب کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا  
، میں وہ سعیر عالم ہوں جو دوسروں تکلیفوں پر خود تڑپ جایا کرتا تھا، خود کو بھوکا رکھ کر کسی دوسرے کا پیٹ  
بھرتا تھا، جو اتنی ظلمات سہہ کر ایک بلی کو بھی نہیں مار سکتا تھا میں وہ سعیر عالم ہوں،  
میرا تمہارا ایک وجود نہیں ہم دونوں الگ الگ ہیں ہمارا کوئی میچ نہیں،

میں تمہارے راستے میں نہیں آ رہا تم میرے راستے میں مت آؤ اور مجھے میری منزل میری عین کی دل میں  
جانے سے مت روکو، ورنہ جہاں میرا ٹھکانہ ہے اور جو میرا کام ہے میں دو منٹ کے لئے خاموشی اپنالوں تو تم  
یہیں رہ جاؤ گے اور میں اپنا وجود لیکر یہاں سے اس دنیا سے ہی چلا جاؤں گا۔۔۔ اور پیچھے تم خالی ہاتھ رہ جاؤ گے  
۔۔۔ ویران، تنہا!!!

حور کو لگا وہ اسکی گرم سانسوں میں سانس لے رہی ہو، جو اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔۔ اسکی دھڑکن اتنی تیز ہو گئی تھی کہ اسے کیا پورے روم میں کسی دھول کی آواز کی طرح گونج رہی تھی۔۔۔

وہ بغیر حرکت حواس کے اسکی بانہوں میں تھی۔۔۔ اور اپنے چہرے ہر نقوش پر اسکا نرم گرم لمس محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

اسکے لب آپس میں پیوست تھے اور پکڑ میں سختی کہ اگر ذرا بھی چھوڑا تو وہ لہرا کر اسکی بانہوں میں گر جائے گی ہوش و حواس سے بیگانی ہو کر۔۔۔۔

سعیر دیوانہ وار اسکے چہرے پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑ رہا تھا اور اب وہ اسکے کانپتے لبوں پر جھکنے ہی والا تھا کہ اچانک ان پر چھائے سحر کو کسی دشمن کی طرح دروازے پر ہوتے ناک نے توڑا۔۔۔۔

حور ایک دم ہوش میں آتے مچل کر اس سے دور ہوئی۔۔۔

اور دیوار سے لگ کر اپنی سانسیں بحال کرنے لگی۔۔۔۔

"سس۔۔ سعیر کک۔۔ کون۔۔ ہے"۔۔ اسکی رنگت پیلی پڑ گئی اور ہاتھ پاؤں بالکل ساکت رہ گئے۔۔۔

اسے لگا آج وہ پھر مر جائے گی۔۔۔

اور اسکی دل نے جو دھڑکنا شروع کیا تھا پھر ساکت پڑ جائے گی۔۔۔

اور وہ اس دشمن جان سے چھین لی جائے گی۔۔۔

"تم صرف میری ہو بلا سنت بیوٹی بلیک کنگ کی بیوٹی"۔۔۔ اس کے کانوں میں آواز گونجنے لگی اور سعیر اسکی بگڑتی حالت کو دیکھتے دروازے کو غصے سے دیکھنے لگا۔۔۔۔

آج اسے لگا وہ اپنے ہی آدمیوں کا خون کر دے گا۔۔۔۔۔

اسنے جلدی سے وارڈروب سے شرٹ نکال کر پہنی اور بٹن بند کرتے دروازے کی طرف آیا۔۔۔

اسنے دروازہ کھولا تو سامنے ہی مسکان اپنے دانتوں کی زبردستی نمائش کرتی ہاتھ میں ہاتھ میں ٹرے لیے کھڑی تھی۔۔۔



سعیر نے دل چاہا بھی ہاتھ بڑھا کر اس لڑکی کا قصہ ہی اپنی زندگی سے ختم کر دے۔۔۔

"کیا ہے یہ؟"۔۔۔ اسکی آواز میں اس قدر سر دین تھا کہ اس کے مسکراتے لب ایک دم سکڑ گئے۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ یہ۔۔۔ وہ ج۔۔۔ حور العین نے ک۔۔۔ کہا تھا اس۔۔۔ اسے اچل۔۔۔ نن۔۔۔ نمکی کھ۔۔۔ کھانی ہے تو مم۔۔۔ مجھے

تھوڑی بہت کو کنگ آتی ہے۔۔۔ تت۔۔۔ تو میں بنالائی"۔۔۔۔۔ ایک قدم پیچھے لیتے اسنے بمشکل سعیر کے چہرے

کے تاثرات دیکھتے اپنی بات مکمل کی اور ٹرے بالکل بلند کر کے اسکی آنکھوں کے سامنے کر دی۔۔۔۔۔

سعیر نے ایک ہاتھ پیچھے کرتے دروازہ لاک کیا۔۔۔ اور دوسرا ہاتھ ہوا میں بلند کیا کہ دور دور تک ٹھاکا کی آواز پھیلتی چلی گئی۔۔۔



اور وہ ٹرے اس ڈش کے ساتھ کئی دور فاصلے پر پڑی تھی۔۔۔۔

مسکان کا سانس رک گیا اور وہ منہ کھولے اپنی ڈش کی بے قدری کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔ سع۔۔۔ سعیر۔۔۔" اچانک ہی سعیر نے اسکے گلے سے پکڑ دیا اور سے لگایا کہ اسکی آنکھیں ابل پڑیں

اور وہ کراہ کے رہ گئی۔۔۔۔

"تمہیں مینے کتنی دفعہ کہا ہے کہ جو کہا جائے اس پر دھیان دو، تم صرف اسکی سیفٹی کیلئے ہونا کہ کوک۔۔۔  
اسکی ہر خوشی ہر خواہش کو پوری کرنے کیلئے ابھی سعیر عالم زندہ ہے، پر تمہیں سمجھ نہیں آئی میری بات  
۔۔۔۔ ہاتھ پیر مارتی مسکان کی آنکھوں سے پانی نکل آیا اور وہ حیوان بنا اس پر غرار ہاتھا۔۔۔۔

"سعیر۔۔۔ سعیر پلینز۔۔۔۔ برتن گرنے کی آواز پر عارب جو اندر آیا تھا سعیر کے ہاتھ کو مسکان کی گردن پر  
دیکھ اسے منت کرنے لگا۔۔۔۔  
اور ہاتھ کو ہٹانے لگا۔۔۔۔

"سمجھاؤ اسے عارب اپنی حد میں رہے"۔۔۔۔ ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ کر اپنی سرخ آنکھوں سے عارب کو  
گھورنے لگا۔۔۔۔

جسنے بری طرح کھانستی مسکان کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

اور سعیر ایک بھی غلط نظر اس پر ڈالے بنا واپس روم میں چلا گیا اور دروازہ لاک کر دیا۔۔۔۔۔

"تم ٹھیک ہو پانی لائوں"۔۔۔۔۔ اسے سانس لیتے دیکھ کر عارب بولا تو مسکان نے غصے اور پانی سے بھری آنکھوں سے اسے گھورا وہ جبراً اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹنے لگا۔۔۔

"صرف اپنی صورت دفع کرو"۔۔۔۔۔ وہ غصے سے کہہ کر ٹک ٹک کرتی سیڑھیاں اترنے لگی اور کچن میں آکر پانی کی بوتل منہ سے لگالی۔۔۔۔۔

"جب اسنے کہا ہے ڈنر کے بعد اپنے روم میں چلی جانا یا باہر کہیں تمہارا دل چاہے پھر کیوں اسکے روم کے آس پاس یا اسکی بیوی کے پاس بھٹکتی رہتی ہو"۔۔۔۔۔ عارب پیچھے آکر سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

"بس بات ختم"۔۔۔۔۔ وہ پانی پی کر اپنا حواس بحال کرتی بولی۔۔۔

"بات ختم کی نہیں بات احتیاط کی ہے"۔۔۔۔۔ عارب اسکے سامنے آیا۔۔۔

"ہاں میں سمجھ گئی ہوں کہ وہ اپنے اور اپنی بیوی کے بیچ ذرا سی کسی دوسرے کی شرکت برداشت نہیں کر سکتا اور اسے اپنی بیوی کی ہر خواہش عزیز ہے میں سب سمجھ گئی ہوں"۔۔۔۔۔ اپنا غصہ دباتے وہ معنی خیزی سے بولی

--

"تم پھر کوئی کارنامہ انجام دینے والی ہو تو مجھے بتادو میں اپنا ٹھکانہ کہیں اور کر لوں کیونکہ میری ابھی شادی تک نہیں ہوئی ہے اور میں کنوارہ نہیں مرنے چاہتا نا ہی اپنے بچوں کو یتیم کر سکتا ہوں"۔۔۔۔۔ وہ اسکے چہرے کو جانچتی نظروں سے دیکھتے بولا۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں اور اگر ہو بھی گئی تو فکر مت کرو تمہارے بچوں کی پھپھو ابھی زندہ ہے انہیں یتیم بے سہارہ نہیں چھوڑے گی۔۔۔ وہ آنکھیں جھپکا کر کہتی وہاں سے چلی گئی بہت کچھ سوچتے

اور عارب سوچتا رہ گیا کہ اب کیا کرنے والی ہے یہ سوتیلی ناگن۔۔۔

مہوش علی

.....❤️.....

اسنے روم کا دروازہ لاک کرتے مڑا تو وہ روم کے بچہ بیچ کھڑی تھی۔۔۔

سعیر ایک گہرا سانس چھوڑ کر اسکے قریب آ گیا۔۔۔

"اک۔۔۔ کون تھا سس۔۔۔ سعیر"۔۔۔ حور سعیر کی موجودگی واپس روم میں محسوس کرتی ہلکا کر خوف سے بولی۔۔

"مسکان تھی"۔۔۔ سعیر نے کہتے اسکا مومی ہاتھ پکڑا۔۔۔

اور حور العین مسکان کے نام پر سر ہلاتی خود کو ریلیکس کرنے لگی۔۔۔

اور اپنے خوف کو پیچھے دھکیلا۔۔۔

"اور۔۔۔ وہ آواز۔۔۔ وہ برتن کی آواز سن کر ہی توروم کے بچوں بیچ آئی تھی۔۔

"اسکے ہاتھ سے گر گئے تھے برتن۔۔۔ اسنے پھر سر ہلایا اور اپنی کمر پر اسکا ہاتھ محسوس کرتے ایکدم پیچھے

ہوئی سعیر نے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ مجھے نا۔۔۔ ب۔۔۔ بہت پیاس لگ رہی ہے۔۔۔" سعیر کچھ بھی ری ایکشن سے پہلے وہ بولی اور پاؤں کا

رخ جلدی سے دائیں جانب موڑ کر اپنی سائیڈ کی طرف بیڈ پر آگئی۔۔۔

"پیاس۔۔۔؟ سعیر مسکرا دیا اسکے بہانے پر۔۔۔

"ہہ۔۔۔ ہاں پ۔۔۔ پیاس۔۔۔" حور جو بیڈھ کر اپنی سانسیں بحال کر رہی تھی زور شور سے سر اثبات

میں ہلا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے پانی کے گلاس کو اٹھا کر منہ سے لگا لیا اور ایک ہی سانس میں اپنے خشک حلق میں

اتارنے لگی۔۔۔

سعیر خاموشی سے اسکے گردن سے اترتے پانی کو دیکھنے لگا اور اب اسے جو گلاس رکھ کر بیڈ پر کمر ٹراپنے اوپر

ڈال کر تکیے میں منہ چھپا کر گہری نیند میں چلی گئی تھی۔۔۔



“How long will you run away from me Ain ?”

وہ دوسری طرف اپنی جگہ پر آکر اسکے کان سے بال پیچھے کرتے سرگوشی میں بولا حور کی میچیں آنکھیں پھٹ  
سے کھلی لفظوں پر نہیں انگلش پر۔۔

"آپنے پھر انگلش میں بات کی سعیر"۔۔ وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھی اور اس سے بولی

سعیر نے اسکی حرکت پر مسکراہٹ روکی۔۔۔

"ہاں"۔۔۔!! اسنے اعتراف کیا۔

"یہ جانتے ہوئے کہ مجھے انگلش نہیں آتی اور ناہی آپ مجھ سیکھا رہے ہیں"۔۔ بات کرتے اسکی ناک کی  
نتھنے پھول رہیں تھیں۔۔۔

"تو پھر"۔۔۔ سعیر لا پرواہی سے بولا۔

حور نے منہ بسورا

"مجھے سیکھائیں نا پلیز سعیر"۔۔ اسکی شرٹ کو پکڑ کر وہ جھنجھورنے لگی

"مجھے نیند آرہی ہے عین سو ناچا ہتا ہوں"۔۔۔ وہ اس سے بدلا لینے لگا اور حور کا منہ کھل گیا

"میں تو ابھی جاگ رہی ہوں تو پھر آپ کیسے سو سکتے ہیں"۔۔۔؟؟ وہ غصے سے بولی

"جیسے میں تم سے پیار کرتا ہوں اور تم نہیں"۔۔۔!! اسکے جواب نے اسکا منہ بند کر دیا۔

کچھ نادیکھتے حور ایک دم ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی اور سعیر اسکی حرکت پر حیران پریشان ہو گیا۔۔

اسے یاد نا پڑتا تھا کہ وہ کبھی حیران یا پریشان ہوا ہو پر یہ لڑکی اسے ہر جذبے دے رہی تھی زبردستی ہی۔۔۔

"کیا ہوا میرا بچہ رو کیوں رہی ہو"۔۔؟ وہ اٹھ کر بیٹھا اور اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر ٹشو سے آنسو صاف کرنے لگا۔۔

حور العین کی سوسوسوں جاری تھی۔۔

"میں کچھ نہیں کر سکتی صرف آپکو منت کرنے کے علاوہ پر آپ۔ بھی میری نہیں سن رہے، آپکو پتا ہے جب نور اسکول سے پڑھ کر آتی تھی اور میں نرگھس بی کے ساتھ گھر میں رہتی تھی تو کبھی کبھی نور مجھ سے انگلش میں بات کرتی تھی اور میں صرف سر ہلا کر رہ جاتی تھی کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آتی تھی اسکی بات اور مجھے بہت شرمندگی فیل ہوتی تھی،،

مجھے پڑھنا کا بہت شوق تھا نور کے ساتھ اسکول جانے کا پر میں نہیں جاسکتی تھی کیونکہ میں اندھی تھی اور جہاں اندھی لڑکیوں لڑکوں کو پڑھایا جاتا تھا وہاں کی فیس بہت تھی جو پاپادے نہیں سکتے تھے اور میں کہہ دیتی مجھے نہیں پڑھنا مجھ نفرت ہے پڑھائی سے تاکہ انکا دکھ کم ہو سکے،۔۔۔!!

اور چھپ چھپ کر میں نور کی کوپیز پنسل بکس کو ہاتھ لگا کر محسوس کرتی تھی اور اپنے دل کی خواہش کو ایسے پورا کرتی تھی۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں اپنا آپ کھول کر اسکے سامنے بیٹھ گئی اور ہچکیوں سے رونے لگی۔۔۔

سعیر کی آنکھیں سفیدی کی جگہ سرخی سما گئی اور لب بھینچے ہوئے تھے۔۔۔

"بس روتے نہیں میں سیکھا رہا ہوں تمہیں"۔۔۔ اسکا بازو پکڑ کر اسے اپنے سینے سے لگا دیا اور واپس لیٹ گیا

"سچی نا"۔۔۔ وہ بہتی ناک اسکے کالر سے صاف کرتی بولی

"ہم۔۔۔ پر ایک شرط پر"۔۔۔ اسکی پیٹھ سہلاتے وہ بولا اور حور جو اسکے سینے پر سر رکھے پڑی تھی شرط پر ایک

دم سراٹھا کر ایسے ہوئی جیسے اسکے چہرے کو دیکھ رہی ہو۔۔۔

سعیر کو اسکی حرکت پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

"کیسی"۔۔۔؟؟ مطلب اتنی درد بھری اسکی کہانی پر بھی اسے احساس نا ہوا جو شرط رکھ رہا تھا۔۔۔

"میں جوا نگلش تمہیں سیکھائوں گا وہ تمہارے اور میرے درمیان ہوگی، اور میرے علاوہ تم کسی سے انگلش میں بات نہیں کرو گی منظور ہے۔"۔۔؟ اسکا سر واپس اپنے سے سینے پر رکھ کر وہ بولا تو حور منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔

پر چلو کسی اور سے نہیں اس چپکلی مسکان سے تو کرے گی وہ بھی سعیر کی غیر موجودگی میں۔۔۔

"ٹھیک ہے منظور ہے۔۔۔ وہ سر ہلا کر بولی۔۔۔

"ٹھیک ہے پھر کل رات سے اسٹارٹ کریں گے تمہاری پہلی کلاس۔۔۔ اسے اپنے بازو پر ڈال کر وہ بولا۔۔۔

"ابھی کیوں نہیں سعیر۔۔۔؟

"اسلئے کیونکہ بہت رات ہو گئی ہے اور تمہیں سونا ہے۔۔۔ دونوں پر کمر ٹڑٹھیک کرتے اسکے گرد اپنا بازو ڈال کر وہ بولا تو حور نے صبر کا دامن پکرتے سر ہلا۔ کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ تسبیح ہاتھ میں تھامے لائونج میں بیٹھی اللہ کے نام کا ذکر کر رہی تھی کہ بیل بجی۔

نور نے حیرت سے کلائی میں بندھی لیڈ بڑ گھڑی میں وقت دیکھا۔



"اتنی صبح کون ہے؟" وہ اٹھ گیٹ پر آئی۔  
اور کھولنے پر سامنے سرخ آنکھوں سے کھڑے داد کو دیکھ کر وہ پریشان ہوئی۔

آج اتنی صبح وہ کس حالت میں کھڑا تھا تھا کا ہا سا۔

"کیا ہوا داد سب ٹھیک ہے؟ تم اس وقت یہاں؟" نور العین خود ہی سائیڈ ہو کر اسے اندر آنے کی جگہ دی۔  
وہ سب کچھ بھولنا چاہتی تھی۔  
اسلئے سادہ لہجے میں مگر پریشانی سے بولی۔

"تم چادر لے آؤ ہا سپٹل چلنا ہے ابو کو ہارٹ اٹیک آیا ہے اور وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں"۔۔ داد کے لفظ تھے یا  
کوئی بم جو نور العین کے سر پر پھٹا تھا۔

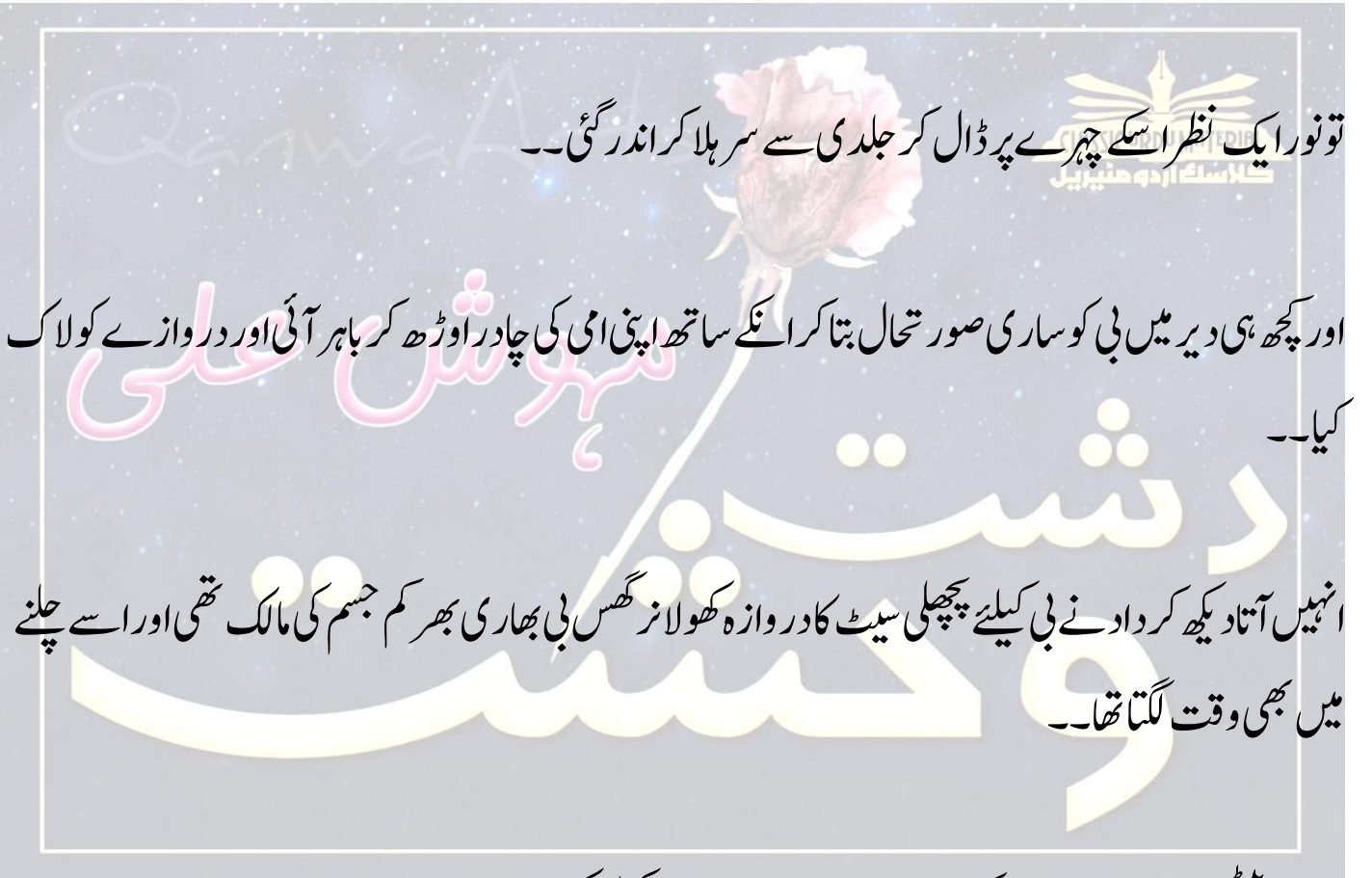
"کب داد اور کسی ہمیں بتایا کیوں نہیں؟ اب انکی تایا ابو کی طبیعت کیسی ہے؟" پوچھتے اسکے آنسوؤں گال پر پھسل  
آئے اور ایک پھر لگا جیسے وہ بالکل تنہا ہونے والی ہے۔

دل خوف سے سکڑ گیا تھا۔

کچھ بھی تھا وہ کیسا بھی تھا پھر بھی انکا تایا تھا۔

کیا ہوا اگر کوئی درخت چھائوں نہیں دیتا پھر بھی کہلایا تو وہ درخت ہی جائے گانا، جیسے انکے تایا کا ہاتھ انکے سر پر نہیں تھا پھر بھی دل میں ایک کرن تو تھی کہ انکا تایا ابھی ہے انکے سر پر۔۔

"ڈاکٹر کچھ نہیں بتا رہے تم جلدی سے آ جاؤ اور بی کو بھی ساتھ لے آؤ"۔۔ داد اسکے آنسوؤں دیکھ کر تکلیف سے بلبلا تا دل سنبھال کر بولا



وہ اندر بیٹھی تو داد نے ڈور بند کرتے فرنٹ سیٹ کا ڈور نور کیلئے کھولا۔۔

ایک پل کو نور نے اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھا اور پھر لب بھینچ کر بیٹھ گئی۔۔

داد اسکا چہرہ دیکھنے سے کتر ہا تھا۔۔

وہ اسکے چہرے پر تکلیف نہیں دیکھ سکتا تھا یا خود اپنی سرخ آنکھیں اس پر نہیں اٹھا سکتا تھا۔

گاڑی زن سے آگے بڑھی اور مین روڈ پر بھاگنے لگی۔۔۔

نور اور بی دل میں ہی دل میں کمال صاحب کی خیر سلامتی کیلئے دعائیں کرتی جا رہی تھی۔۔

نور کمال صاحب کی چیئر کے پاس بالکل ساکت بیٹھی تھی اور انکی آس بھری نظروں میں دیکھ رہی تھی۔۔

وہ سارا دن انکی خیریت کی دعائیں مانگ رہی تھی اور اسکے ساتھ آسیہ بیگم برہان داد موجود تھے۔۔

آسیہ بیگم کار و رو کر برا حال ہو گیا تھا۔۔

اور وہ ہاتھ جوڑ کر بار بار نور العین سے معافی مانگ رہی تھی کہ شاید انکی بد دعائیں لگ گئی تھی۔۔ اور نور اسے تو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ انکی تائی ماں انکے بارے میں یہ سوچ رکھتی ہیں۔۔

پر اس وقت جو صورتحال تھی اس میں اسنے مزید کچھ نہیں صرف اتنا کہا تھا کہ تائی امی ہمنے ابو کے بعد ہمیشہ تایا ابو کو اپنا سب کچھ مانا ہے اور ہم کیسے اپنے باپ کیلئے برا سوچ سکتے ہیں ہاں وقتی دکھ تھا انکے عمل پر، پر وہ بھی آج انکی حالت دیکھ کر ختم ہو گیا ہے۔۔

ہمنے صرف آپ سب لوگوں کو دعائوں میں یاد کیا ہے ناکہ بد دعائوں میں۔۔

داد انکے پاس ہی کھڑا آسیہ بیگم کو چپ کر وار ہاتھ اور برہان کبھی ڈاکٹرز کے پیچھے تو کبھی کسی بھاگ دوڑ میں

---

شام کے چھ بجے کے قریب انہیں ملنے کی اجازت ملی کہ اب خطری کی بات نہیں مانٹرائٹیک تھا۔۔۔

پراس نے بھی سب کو نچوڑ کر رکھ دیا۔۔۔

کمال صاحب نے سب سے پہلے حور اور نور کو بلایا۔۔۔

حور تو تھی نہیں یہاں تو نور اندر آگئی اور روتے ہوئے انکے سینے سے لگ گئی۔۔۔

کمال صاحب کی آنکھوں میں بھی آنسوں تھے اور انہوں نے ہاتھ جوڑتے نور العین سے معافی مانگی تھی اور تو انکے ایسا کرنے پر جیسے تڑپ گئی فوراً انکے ہاتھ کھولے اور ان پر اپنے لب رکھ دئے۔۔۔

"تایا ابو پلیز ایسا نا کریں آپ میرے باپ جیسے ہی نہیں بلکہ ہمارے بابا ہیں ہمیں کیوں گناہگار کر رہے ہیں۔۔۔" اسکی بات پر کمال صاحب کے آنسوں نکل کر بالوں میں جذب ہو گئے اور انہوں نے سوچا کہ اگر انہیں اپنے تایا ابو کی اصلیت معلوم ہو جائے تو وہ انکی طرف دیکھنا بھی گوارہ نا کریں۔۔۔

کچھ ہی دیر کے بعد آسیہ بیگم داد اور برہان کی موجودگی میں کمال صاحب نے جو لفظ بولے آسیہ بیگم کے علاوہ تینوں پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔۔۔۔

"نور العین بیٹا میرے بیٹے برہان سے نکاح کیلئے ہاں کر دو"۔۔۔!! یہ لفظ بار بار اسکے کان میں گونج رہے تھے اور اسکی نظریں بے ساختہ داد کی طرف اٹھی وہ کانپ کر رہ گئی۔۔۔



اسکی کالی آنکھوں میں انتہائی کی سرخی تھی اور وہ اس پر ٹکی ہوئی تھی۔۔۔

نور کو بے ساختہ وہ گرے آنکھیں یاد آئیں۔۔۔

اس وقت کیا فرق تھا دونوں کی آنکھوں میں موجود سرد پن میں۔۔۔

اسنے پھر نظریں برہان کی طرف اٹھائی جو سرخ چہرے سے داد کو دیکھ رہا تھا اور داد اسے۔۔

"مجھے اب اپنی سانسوں پر یقین نہیں رہا نور بیٹا اور میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے تمہیں ایک مضبوط سہارہ دے کر جانا چاہتا ہوں میری بیٹی انکار مت کرنا ہاں سوچنے کیلئے تمہیں میں کل تک کا وقت دیتا ہوں پر شام کو میں مولوی کے ساتھ آؤں گا اپنی بیٹی کو لینے نہ گھس بی۔۔۔ انہوں نے کہتے آخر میں نہ گھس بی کو مخاطب کیا

اور وہ کیا کہتی خاموشی سے نور کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں کمال بھائی آپکی بیٹی ہے اور نور بیٹی کی مرضی پوچھیے میں تو انکی خوشی میں خوش ہوں

۔۔۔ وہ نور کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر بولی تو نور نے آنکھیں میچلی۔۔۔

"ابو۔۔۔۔۔" برہان نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا تھا کہ کمال صاحب نے جھڑک کر رکھ دیا۔۔۔۔

"کیا میری موت کا انتظام کرنا چاہتے ہو برہان اپنی زبان کھول کر"۔۔۔۔۔ برہان کا دل کر رہا تھا یہاں سے کہیں دور بھاگ جائے۔۔۔

یہ کیا ہونے والا تھا۔۔۔ اسکا چھوٹا بھائی؟ وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا داد کے ساتھ۔۔۔۔۔  
پر اپنے باپ کو کیا کہتا جو ابھی موت کی منہ سے لوٹا تھا۔۔۔۔۔

"جاؤ داد نور العین اور نر گھس بی کو گھر چھوڑ آؤ صبح سے یہاں بھوک پیاسی کھڑی ہیں"۔۔۔ آسہ بیگم نے نور کا ماتھا چومتے خاموش کھڑے داد سے کہا۔۔۔

وہ کسی پر بھی غلط نظر ڈالے بغیر سر ہلاتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔  
وہ ابھی کسی سے کچھ بولنے کیلئے قابل ہی نہیں تھا۔۔۔ اور اگر بولتا تو بہت کچھ غلط ہو جاتا شاید۔۔۔۔۔

نور کا دماغ الجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہے کیا نہیں۔۔۔

برہان اسکی اول چاہت، جو اسکا نہیں تھا!!

داد کی وہ اول چاہت، جو اسے صرف اچھا دوست سمجھتی تھی!!

اسکا دماغ سن ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

کیا وہ ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار سکے گی جسکی سوچوں میں اسکی بہن بستی ہو،، جو اسے حور العین کی بہن

کے علاوہ کچھ بھی نہیں سمجھتا تھا،،

جسکی نظر میں وہ ایک سست ضدی بد تمیز لڑکی ہو اپنی بہن کی خوشیوں کی ناگن ہو"۔۔۔

اور داد۔۔۔!! داد جو اسکا اچھا دوست تھا سب خامیوں کے باوجود ہمیشہ اسکے ساتھ رہتا تھا، بزدل ہی تھا پر اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتا رہتا تھا، اسنے کبھی پلٹ کر اسے اف تک نہ کہا تھا اتنی بد تمیزی کے بعد بھی اس سے کہا تو نہیں تھا کہ وہ اس سے پیار کرتا ہے پر اسکی آنکھیں سب صاف بتاتی تھی اور جو زار بغیر کہے برہان جان گیا تھا اور وہ بھی پہلے ہی جان گئی تھی۔۔۔۔۔ اور ہمیشہ نظر انداز کرتی رہتی تھی۔۔۔

نور کو لگا اسکا دماغ پھٹ جائے گا وہ پاگل ہو جائے گی آخر وہ داد کو کیوں سوچ رہی ہے وہ تو ہمیشہ برہان کو چاہتی رہی ہے۔۔۔

کیا اسکی محبت سے بھی زور آور داد کی خاموش محبت تھی۔۔۔

وہ بھی تو برہان سے خاموش محبت کرتی آئی تھی پر اسکی محبت میں اتنی طاقت کیوں نہیں تھی کہ وہ داد کو حوصلہ دینے کے بجائے میری آنکھوں میں دیکھتا؟؟

اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور وہ خاموشی سے کمال صاحب کا پیار لے کر بغیر برہان کی طرف دیکھے بھاری قدموں سے باہر آگئی۔۔۔

"تو کیا اسکے پاس صرف چوبیس گھنٹے تھے اپنی زندگی کے اہم فیصلے کیلئے"۔۔۔ وہ خاموشی سے چلتی گئی پیچھے نہ گھس بی بھی پریشان سی اسے پاؤں گھسیٹتے دیکھتی آرہی تھی۔۔۔

پارکنگ ایریامیں داد خاموش سا کھڑا تھا انہیں آتے دیکھ کر اسنے بغیر نور کی طرف دیکھے بی کیلئے دروازہ کھولا اور  
ان کے اندر بیٹھنے پر فرنٹ سیٹ کا ڈور نور کیلئے کھولا۔۔  
پر نور اسکے چہرے کو دیکھتے پیچھے بی کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔  
داد نے اسکی پشت کو دیکھا اور دروازہ بند کر کے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔

نور نے تھکے تھکے انداز میں بی کے کندھے پر سر رکھ دیا۔۔

اور آنکھ موندیں۔۔۔  
پر وہاں جو کالی سرخ آنکھیں لہرائی اسنے پٹ سے آنکھیں کھولی اور سامنے دیکھا۔۔

ایک پل کو دونوں کی نظریں ملیں فرنٹ مرر میں دوسرے ہی پل نور نے نظریں پھیر لی۔۔

اور داد کو دل کر رہا تھا ابھی اگر بی نا ہوتی تو وہ گاڑی کو خود اور نور سمیت کسی کھائی میں گرا دیتا۔۔۔  
یا اپنے ہاتھوں سے اسے اور خود زہر دے کر قصہ ہی ختم کر دیتا پر اسے کسی اور کا نا ہونے دیتا۔۔۔

وہ کیسے جئے گا اسے کسی کو ہوتے دیکھ کر۔۔۔

وہ تو اسکی تھی۔۔۔!!

اسکی نور العین۔۔۔!!

اسکی بونی!!



تو پھر کیوں ایسا ہو رہا ہے کیوں قسمت انہیں الگ کر رہی ہے۔۔

اسکی نظریں بار بار اس پر جا رہی تھی۔۔

اور نور کی نظریں ایک بار اسے دیکھ کر اپنا راستہ الگ کر گئی تھی۔۔

اس کنڈیشن میں ناوہ اپنے باپ کے خلاف جاسکتا تھا نا برہان۔۔

تو کیا وہ ہار دے گا اپنی بونی کو۔۔؟؟

گلی کے سامنے گاڑی روکتے داد نے بی کی طرف کا ڈور کھولا اور انہیں ہاتھ پکڑ کر باہر آنے میں مدد دی۔۔۔۔  
دوسری طرف سے نور العین نکلی۔۔

بی کے گلی میں داخل ہوتے وہ بھی گاڑی سے گھوم کر جانے لگی کہ داد کے ہاتھ پکڑ لینے پر رک گئی۔۔

اور حیرت غصے سے مڑی۔۔

تو ساکت رہ گئی۔۔

کچھ دیر پہلے جو آنکھیں لہو برسا رہی تھی اب وہی آنکھیں اسے دیکھ کر نرمی سے مسکرا رہی تھی۔۔۔

"یہ کیا بد تمیز گی ہے داد ہاتھ چھوڑو"۔۔۔ وہ مروڑ کر اپنا ہاتھ اسکی گرفت میں آزاد کروانے لگی۔۔

کہ داد ایک قدم بڑھ کر اسکے سامنے آیا۔  
اور اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

پتا نہیں کیوں کیسے کس احساس کے تحت نور کا آنسو پھسل کر گال پر گرا اور وہ نظریں جھکا گئی۔

"ڈرو نہیں ناہی پریشان ہو کر سوچوں اور جو دل کہے اس پر بسم اللہ کرتے عمل کرنا"۔۔ ایک انگلی سے اسکا آنسو صاف کرتے ہوئے وہ نرمی اور محبت سے بولا۔

نور بے ساختہ سر ہلا کر رہ گئی۔۔ اور اسکے ہاتھ چھوڑنے پر وہاں سے بھاگ گئی۔۔  
بغیر داد کو دیکھے۔۔

"ابو پلینز ایسا مت کریں میں نور کے ساتھ ایڈ جسٹ نہیں کر پائوں گا۔ ہمارا کوئی میچ ہی نہیں آپ پلیز داد اور نور کا نکاح کروادیں"۔۔ پاس چیئر پر بیٹھے برہان نے کمال صاحب کے ہاتھوں کو پکڑ کر منتیں کرنے لگا۔۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں برہان اپنے باپ کی طبیعت تمہیں نہیں دیکھ رہی اتنے خود غرض تو تم نہیں تھے"۔ آسیہ بیگم غصے سے بولی۔

وہ اپنے بیٹے کی اس ضد کے پیچھے وجہ جانتی تھی بلکہ کمال صاحب بھی۔۔۔

"امی آپ غلط"۔۔۔۔۔ اس کے ابھی لفظ منہ میں ہی تھے کہ آسیہ بیگم بیچ میں ہی بولی۔۔

"بس کر دو برہان بہت ہو گیا، اگر تمہاری وجہ سے میرے سہاگ کو کچھ ہوا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی"۔۔۔۔۔ کہتے ہوئے وہ رو پڑی۔۔

تو کمال صاحب نے اپنی آنکھیں کھولی۔

"کچھ نہیں ہوتا مجھ جیسے ڈھیٹ انسان کو اتنی آسانی سے نہیں مرے گا، پڑا رہے گا اپنے بیٹوں کے سر پر بھوج بن کر"۔۔۔ غصے سے کہتے کمال صاحب کا سانس پھول گیا اور برہان گھبرا یا پریشان اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا کمال صاحب کی جانب مڑا۔۔۔

"کیسی باتیں کر رہے ہیں ابو آپ کیوں ہم پر بھوج بننے لگے، میں بس اس لئے کہہ رہا تھا کہ داد۔۔۔۔۔"

"بس کر دو برہان اب داد کو بیچ میں مت گھسیٹو، تم حورالعین کیلئے یہ سب کر رہے ہو میں جانتی ہوں"۔۔۔  
ایک بار پھر آسیہ بیگم بیچ میں غصے سے بولی۔۔

"اسکی بددعائوں کی وجہ سے ہی کمال اس جگہ پڑا ہے منحوس ہے وہ،، اپنے ماں باپ کو کھا گئی ذلیل۔۔ اب یہاں ناہوتے ہوئے بھی تمہارے سر پر سوار ہے، جیسی بیچ ماں تھی فاحشہ ویسی بیٹی نکلی"۔۔۔۔ وہ منہ سے زہر اگلنے لگی اور برہان ساکت بیٹھا اپنی ماں کو چہرہ تک رہا تھا۔۔۔۔

"یہ کیسے بات کر رہی ہیں امی،، آپ چچی جان کے بارے میں ایسا کیسے بول سکتی ہیں وہ مر گئی ہیں"۔۔۔۔

برہان کو غصہ تو بہت آیا پر صوت حال دیکھ کر پی گیا۔۔

"ہو نہہ مر گئی ہے"۔۔۔۔!! انہوں نے منہ موڑا

برہان اور باہر کھڑا داد خاموشی سے سنتے رہ گئے۔۔

"مت بھولیں نور بھی انہیں کی بیٹی اور بہن"۔۔۔ مٹھیاں بھیج کر اس نے اصلیت دیکھائی۔۔

"جانتی ہوں پر وہ ان دونوں جیسی نہیں، ایک اندھی ہو کر باہر گھومتی رہتی تھی دوسری اپنے حسن کی نمائش

کروا کر لوگوں سے پیسے لوٹتی"۔۔۔۔

"خدا رہ امی بس کر دیں آپکے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں، نہیں سن سکتا میں اپنی ماں کے منہ سے ایسی باتیں

"۔۔۔۔ وہ دکھ کی انتہائی سے بول رہا تھا۔

اور داد نے اپنی مٹھیاں بھیج لیں تھی۔۔۔



"برہاں اگر تین کروڑ چاہیے تو کل خاموشی سے نکاح نامے پر سائن کر دینا"۔۔۔ کتنی دیر بعد کمال صاحب بولے تھے اور وہ بھی کیا۔۔

داد نے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں پکڑ لیا اور دیوار کے ساتھ لگ کر حقیقت کو تسلیم کرنے کی کوشش کر رہا تھا

اور برہان اس کے منہ سے لفظ چھین گئے تھے۔۔

وہ خاموش کبھی آسیہ بیگم کو دیکھتا تو کبھی آنکھیں موندے پڑے کمال صاحب کو۔۔

"کیا کوئی دوسرا راستہ نہیں"۔۔۔ تھک کر اس نے آخری بار پوچھا۔۔

"فیصلہ تمہارا ہے"۔۔۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے"۔۔۔ وہ بغیر وقت لیے بولا اور داد لمبے لمبے دنگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

\*-----\*

سارا دن اس کے وقفے وقفے سے مسکان سے وقت پوچھتے گزارہ تھا۔۔۔

اب تو مسکان بھی چڑ گئی تھی۔۔

"کیارات کیلئے کچھ اسپیشل پلان کیا ہے جو اتنی اتاولی ہو رہی ہو"۔۔ مسکان نے اسے جھولتے دیکھ کر ببل منہ میں ڈالتے پوچھا۔

"بہت کچھ"۔۔ وہ کھوئی مسکراتی بولی

"دال میں بہت کچھ کالا پیلا نظر آرہا ہے"۔۔ وہ چلتی اس کے ساتھ بیٹھی اور دوسرا ببل گم اس کے منہ میں ڈالا حور العین نے بغیر چوں چراں کے لے لیا۔۔

"میں تمہیں رات کو اچل نمکی لانے کو کہا تھا"۔؟۔ حور کو یاد آتے ہی اس نے پوچھا۔

"مہربانی کر بہن اپنے شوہر سے بول لیا کر"۔۔ اس نے ہاتھ جوڑتے منہ بنا کر کہا۔۔

اسے ابھی تک گلا کا درد نے جارہا تھا۔

اوپر سے اس نے یاد دلا کر موڈ کا ہی بیڑا غرق کر دیا۔۔

"کیوں کیا ہوا؟" اس کے لفظوں میں بیزاریت محسوس کرتے حور پوچھنے لگی۔

"کچھ نہیں!!۔۔ ویسے کونسی سیکرٹ باتیں ہو رہی تھی اور میں نے دروازہ ناک کرتے ان میں خلل ڈالا تھا

"۔۔ اس نے حور العین کا چہرہ اچانکتے پوچھا۔۔

جو اسکے پوچھنے پر رات کا اپنے اور سعیر کے بیتے پل یاد کرتے لال گلابی ہو گئی۔

"اوہ ہوو"۔۔۔ مسکان نے اسکے چہرے کے رنگ دیکھتے لبوں کو سیٹی کی انداز میں گول کرتے معنی خیزی سے اوہ ہو کہا۔۔

"بکومت ٹائم بتاؤ"۔۔ وہ اپنی جھینپ مٹانے کیلئے مصنوعی غصے سے جھڑکتی بولی۔

"اب مجھے اس بار بار وقت پوچھنے کا اصل مقصد بھی معلوم ہو گیا ہے میرا بچہ"۔۔ مسکان نے اتفاق سے سعیر کا یہ لفظ سن لیا تھا۔۔

پہلے تو وہ شاک رہ گئی اور پھر اس کا دل چاہا چھت پھاڑ قہقہے لگائے۔۔  
اور لوٹ پوٹ ہو جائے پر کمبخت ڈرنام کی بھی کوئی چیز ہے۔۔۔

پروہاں سے اپنے روم میں آکر وہ خوب ہنسی تھی۔۔۔

"اُک۔۔ کیا مطلب کیسا میرا ب۔۔ بچہ"۔۔ حورا لعین شرمندگی سے ہلکلا گئی۔

اور بے ساختہ پاس بیٹھی مسکان کے بازو پر چپٹی کاٹی۔۔

"آہ۔۔۔ لڑکی بات مت گھوماؤ پیار کرنے لگی ہونا سحیر سے سچ سچ بتاؤ؟" اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر وہ پوچھنے لگی  
تو حور العین کی پلکیں لرز گئیں۔۔۔

"چھوڑو۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑوانے لگی۔۔۔

"ہوشیاری نہیں میرا بچہ سچ بتاؤ پھر جانے دوں گی ورنہ یہاں سے نیچے پھینک دوں گی"۔۔۔ وہ ہاتھوں پر سختی  
کرتے اسکا رخ اپنی طرف پورا موڑ گئی

"تم ایک لڑکی ہو مسکان اور تم بہتر جانتی ہو کہ سحیر نے مجھ سے کیسے شادی کی ہے اور اس کا مجھ پر میری فیملی پر  
کیا اثر پڑا ہے، مجھ پر کیا بیتی جب وہ مجھے بیہوش ہی میرے گھر سے اٹھا کر لایا تھا، مجھے بلیک میل کیا، اور میرا  
سب سے رابطہ بند کر دیا۔۔۔

اگر کبھی میں چاہوں تو کال زور زبردستی کروالیتی ہوں ورنہ وہ سوچتا نہیں کہ مجھے بھی اپنی بہن کی یاد آتی ہے  
اپنے گھر کی یاد آتی ہے۔۔۔

میں چاہ کر بھی کچھ سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔۔۔ کبھی کبھی لگتا ہے میرا دماغ پھٹ جائے گا، اور کبھی تو مجھے اس سے  
ڈر لگتا ہے"۔۔۔ وہ ایک گہرا سانس بھر کر اس سے بولی

اور مسکان اسے سننے کے ساتھ سامنے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کھڑے سحیر کو دیکھنے لگی۔۔۔  
جو آنکھوں سے ہی پوچھ رہا تھا "بندوق کی ایک گولی سے مرنا چاہو گی یا میرے خنجر سے؟"



"مم۔۔۔ مجھے لگتا ہے تمہیں۔۔۔۔۔"۔۔۔ ابھی وہ جملہ مکمل بھی نا کر پائی تھی کہ سعیر سے پہلے عارب اسے بازو سے پکڑ کر وہاں سے لے گیا۔۔۔

اور سعیر مٹھیاں بھینچ کر اسے وہاں سے زندہ جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

"مسکان۔۔۔۔۔ حور اسے اٹھتے دیکھ کر خود بھی اٹھنے لگی تھی کہ سعیر نے بازو سے پکڑ کر واپس بیٹھا دیا اور خود بھی ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

"س۔۔۔ سعیر آ۔ آپ کب آئے اور اتنے لیٹ کیوں۔۔۔؟ حور سعیر کی پرفیوم کی خوشبو محسوس کرتی بولی

کچھ دیر پہلے جو مسکان سے بتاتے وقت اسکے چہرے پر دکھ اور مایوسی تھی اسکی جگہ سرخی اور مسکراہٹ نے لے لی تھی۔۔۔

"ابھی آیا ہوں۔۔۔۔۔ سعیر نے کہتے اسکے گلابی گالوں میں موجود ڈمپل پر اپنے لب رکھے۔

"ک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں سس۔۔۔ سعیر ہم۔۔۔ ہم۔۔۔ روم میں نہیں ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے اچانک لمس پر گھبرا گئی۔

"تو چلیں روم میں"۔۔۔ سیر نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔  
اب تو اسکی شکل دیکھنے لائق تھی۔۔۔

"نن۔۔ نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا"۔۔ وہ ہاتھ کھینچ کر جلدی بولی

"تو کیا تھا تمہارا مطلب"۔۔؟ اسکی زلفوں کو اپنے ہاتھ پر لپیٹتے اسنے استفسار کیا۔

اور حور سمجھ گئی تھی جب اسے کچھ پسند نہیں آتا تھا تو وہ ایسے ہی اسکے بالوں سے کرتا تھا۔۔۔

"وہ۔۔ وہ میرا مطلب یہ تھا کہ۔۔۔ کہ کوئی دیکھ نالے"۔۔۔۔ سیر جو اسکے بالوں کو پورا اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر  
اسکا چہرہ بلند کر چکا تھا کہ حور کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے۔۔۔  
وہ اسکی بات پر مسکرا دیا۔۔۔

"ہمم یہ ٹھیک بات تھی پر"۔۔۔!! اسنے سر ہلا کر کہا پر پے حور بھرائی آنکھوں جھپکنے لگی۔۔

"پر۔۔؟" وہ صرف بڑبڑائی

"پر یہ کہ تم اس پر عمل نہیں کر رہی"۔۔۔ وہ بولا تو حور نے آنکھیں پھیلانیں

"ک۔ کب سعیر؟ مینے۔ لکلیا کیا؟۔۔۔ اسکا سر ٹھکنے لگا تھا بلند رہ کر پر پھر بھی وہ خود پر الزام برداشت نا کر پائی

"میرا بچہ تمہاری زندگی میری اور میری زندگی تمہاری ہے،، تو تم کیوں سب کے سامنے کچھ بھی بول دیتی ہو  
اب تم جانتی ہو تم نے جو کہا ہے وہ اس کے دماغ میں چلتا رہے گا اور اسے ہمارے رشتے پر شق ہو گا کہ ہم ایک روم

میں رہ کر بھی ایک دوسرے سے دور ہیں"۔۔۔۔

"تمہیں معلوم نہیں وہ لڑکی کیسی ہے؟ ایک مینٹل پیس ہے جس کے بارے میں اسکا بھائی بھی نہیں جانتا کب  
کیا کر دے"۔۔۔ سعیر نے اس کے چہرے کو اپنے قریب کرتے بتانے لگا اور حور شرمندگی سے آنکھیں میچ گئی

"ہاں یہ تو اس نے غلط کیا تھا اب وہ کیا سوچے گی"۔۔۔۔ حور خفت سے سرخ پڑ گئی

"س۔۔۔ سوری"۔۔۔ وہ آنکھیں کھول کر سامنے دیکھتی بولی۔

"گڈ کہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا"۔۔۔ اس نے آہستہ سے بالوں کی مٹھی کھولی تو کسی ریشم کی طرح اس کے  
ہاتھ سے پھسل گئے۔۔۔

"چلیں پہلے آپ کھانا بنائیں اور پھر میری پہلی کلاس"۔۔۔ وہ آزاد ہوتی جلدی سے کھڑی ہو کر بولی۔۔۔۔

رات کے سائے ہر طرف پھیل گئے تھے اور آس پاس کے خوبصورت منظر میں وہ دونوں اس وقت پھولوں کے بیچ بنے اس جھولے میں تھے۔۔

"چلو"۔۔ اچانک ہی اسکی گردن پر لب رکھتے وہ بالکل اسکے قریب ہو گیا تھا کہ حور پیچھے ہو بھی ناسکی۔۔

اور اسے سنبھلنے کا موقعہ دئے بغیر اپنے ساتھ اندر لے آیا۔۔

وہ فریش ہو کر آیا تو ڈنر ریڈی کرنے لگا اور اسکے بعد مسکان عارب نے ملکر ٹیبل پر لگایا اور پھر ساتھ ملکر کھایا۔۔

مسکان سعیر کی طرف دیکھنے سے کترار ہی تھی البتہ دل میں اسے سبق سیکھانے کا پورا انتظام کر لیا تھا۔۔۔

"میرا پیٹ بھر گیا میں اور نہیں کھا سکتی"۔۔۔ حور بے صبر بے پن سے دونوں لے لیکر آہستہ سے جھک کر

بولی

"عین خاموشی سے فنف کرو"۔۔ سعیر نے اسکے ہاتھ واپس کھانے پر رکھے۔۔

اور وہ منہ بسور کر کھانے لگی۔۔

ایک تو اللہ اللہ کر کے سارے دن کا وقت گذرا تھا اوپر سے یہاں پابندیاں ختم نہیں ہو رہی تھی



سعی اپنی گھڑی اور موبائیل سائیڈ ٹیبل پر رکھتا ہے دیکھ کر مسکرایا اور خود بھی ساتھ آکر بیٹھا۔۔۔۔۔

اور ہاتھ بڑھا کر اسے کھینچ کر اپنے حصار میں لیا اور پشت اپنے سینے سے لگا کر بیٹھایا۔

حور گھبرا کر کسمپائی اسکے حصار میں۔۔۔

"میرا بچہ فی تو لگے گی انگلش سیکھانے کی"۔۔۔ اس کے کندھے سے بال پیچھے کرتے وہ بولا تو حور بے بس سی ہو گئی۔۔

"تو پہلے سیکھیں گے سلام جو تم مجھے روزِ روم میں آنے کے بعد کرو گی ٹھیک"۔۔۔ اس کے ہاتھوں میں اپنی مضبوط انگلیاں پھنسا کر وہ بولا تو حور لبوں پر زبان پھیرتے سر ہلانے لگی۔۔۔

"شرط یاد ہے نامیرے بچے کو"۔۔۔ اس کے کندھے پر اپنے لب رکھتے وہ بولا تو حور خود میں سمٹ کر رہ گئی۔۔۔

"حج۔ جی یاد ہے" !!!

"پڑھو..." I وہ بولا تو حور مسکرا کر بولی

"I"

"اب پڑھو" Love

"Love"

حور کی بتیسی باہر تھی کہ وہ سیکھ رہی ہے وہ بھی انگلش میں سلام کرنا



"ہائے یہ تو بہت آسان ہے سلام کرنا" i love u sa'eer

"I Love you too"

سعیر نے مسکراتے اسکے کان میں سرگوشی سے کہا۔۔ حور مسکرا دی کہ اسنے جواب دیا

"تو کیا سیراب مجھے کوئی i love you کہے تو میں اسے i love you too کہوں آپکی طرح؟"  
اسکے انتہائی عقلمند سوال پر سیر نے گھور کر اسکے چہرے کو دیکھا جو اسے خوش ہو رہی تھی جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔۔

"میں اسکی زبان گدی سے کاٹ دوں اگر تمہیں کوئی ایسا بولے!!" جھٹکے سے اسے اپنی جانب موڑ کر وہ غصے

سے اسکے منہ پر دھاڑا۔۔

حور گھبرائی سی سہم گئی اسکی دھاڑ پر۔۔۔

"اور تمہیں صرف مجھ سے میری سیکھائی گئی انگلش میں بات کرنی ہے اگر کسی اور سے ایک لفظ بھی کہا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔" اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیکر سرد آواز میں وارن کر رہا تھا اور حور خاموش سے سن رہی تھی۔

"آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔۔۔" اسکی بات ختم ہوتے حور نے اسکے ہاتھ جھٹکے اور دور ہو کر بیٹھتے بولی

"ایسے کوئی بات کرتا ہے اپنی بیوی سے اور یہ کس طرح بے رحم ہو کر کسی کی زبان کاٹنے کا کہہ رہے ہیں سلام کرنے میں کیا حرج ہے،، ہم مسلمان ہیں ہمارا فرض ہے سلام کرنا اور جواب دینا۔۔" وہ اپنے نادیکھنے کا پورا فائدہ اٹھا رہی تھی اور بغیر ہلکلائے اپنے اندر کا غصہ نکالنے لگی۔۔

ابکی بار سیر خاموشی سے اسنے دیکھنے لگا۔۔

"کیا یہ پہلی کلاس کا ہی اثر ہے؟" اس نے برواچکا کر پوچھا تو وہ بے ساختہ نفی میں سر ہلانے لگی۔  
یہ کیا کر دیا اپنے پائوں پر ہی کلہاڑی مار دی دی۔۔

"سوری آپ میرے ٹیچر ہیں مجھے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے۔۔" اسے معلوم تھا اپنی غلطی جلدی تسلیم کرتے ہوئے وہ سعیر کو اچھی لگتی ہے جس کا اس نے کئی بار اظہار بھی کیا تھا۔  
تبھی وہ پورا فائدہ اٹھانے لگی۔۔

"نہیں ایک برا انسان ٹیچر نہیں بن سکتا!!" یہ بات تو اسکے دل کو لگی تھی پر وہ اس وقت اسے حور کے برا کہنے پر طنز کر رہا تھا۔

"اور فرض تمہارے اسکے علاوہ بہت سے ہیں ان پر بحث نہیں کر رہی؟"۔۔۔ سعیر نے اسکے گود سے کشن اٹھا کر بیڈ سے نیچے پھینکا اور اسکے بازو سے پکڑ کر اچانک کھنچا کہ وہ سیدھا اسکے سینے سے لگی۔۔۔

اور اسکے بہانے سے بنائے گئے فاصلے کو پھر سے مٹا لیا۔۔

"یہ سچ ہے ڈارلنگ اگر تمہاری طرف کسی نے دیکھا یا تم سے بات بھی کی تو اس کا اس سے بھی برا حال کروں گا کہ تم جس کا سوچ بھی نہیں سکتی میرا بچہ"۔۔۔۔۔ اسے اپنے حصار میں لیکر کے وہ شدت جنونیت سے بول رہا تھا اور حور العین اسکے کندھے پر سر رکھے خاموشی سے سن رہی تھی۔۔۔



"س۔۔۔ سیر آپ کیسی س۔۔۔ سزا دیتے ہیں؟" اسکی شیوپر ہاتھ رکھتے حور بھرائی آواز میں پوچھنے لگی۔  
کچھ دیر پہلے کا لفظ اسکے دل میں خنجر کی طرح گھونپ گیا تھا۔۔  
سیر نے اسکے چہرے کو دیکھا جو خوف سے پیلا تھا اور آنکھوں میں کچھ اچھا سننے کی امید۔۔!!

"ہاتھ سے مارتا ہوں"۔۔۔ وہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتا تھا۔۔

تبھی صاف کہہ دیا کہ وہ ہاتھ سے ہی تو مارتا تھا کاٹ کر۔۔

حور کے چہرے پر واپس اپنا گلابی رنگ چھا گیا اور اسنے گہرا سانس خارج کیا۔

"تیخ مارتے ہیں"۔۔۔؟ سیر سمجھ گیا وہ ہاتھ سے مار پیٹ کا کہہ رہی تھی۔۔

"کبھی کبھی"۔۔۔ ہاں وہ کبھی کبھی موڈ ہوتا تو تیخ بھی مار دیتا تھا۔

حور ہنس پڑی۔۔

"ایسے"۔۔۔؟ اسنے تیخ بنا کر سیر کے گال پر رکھا۔

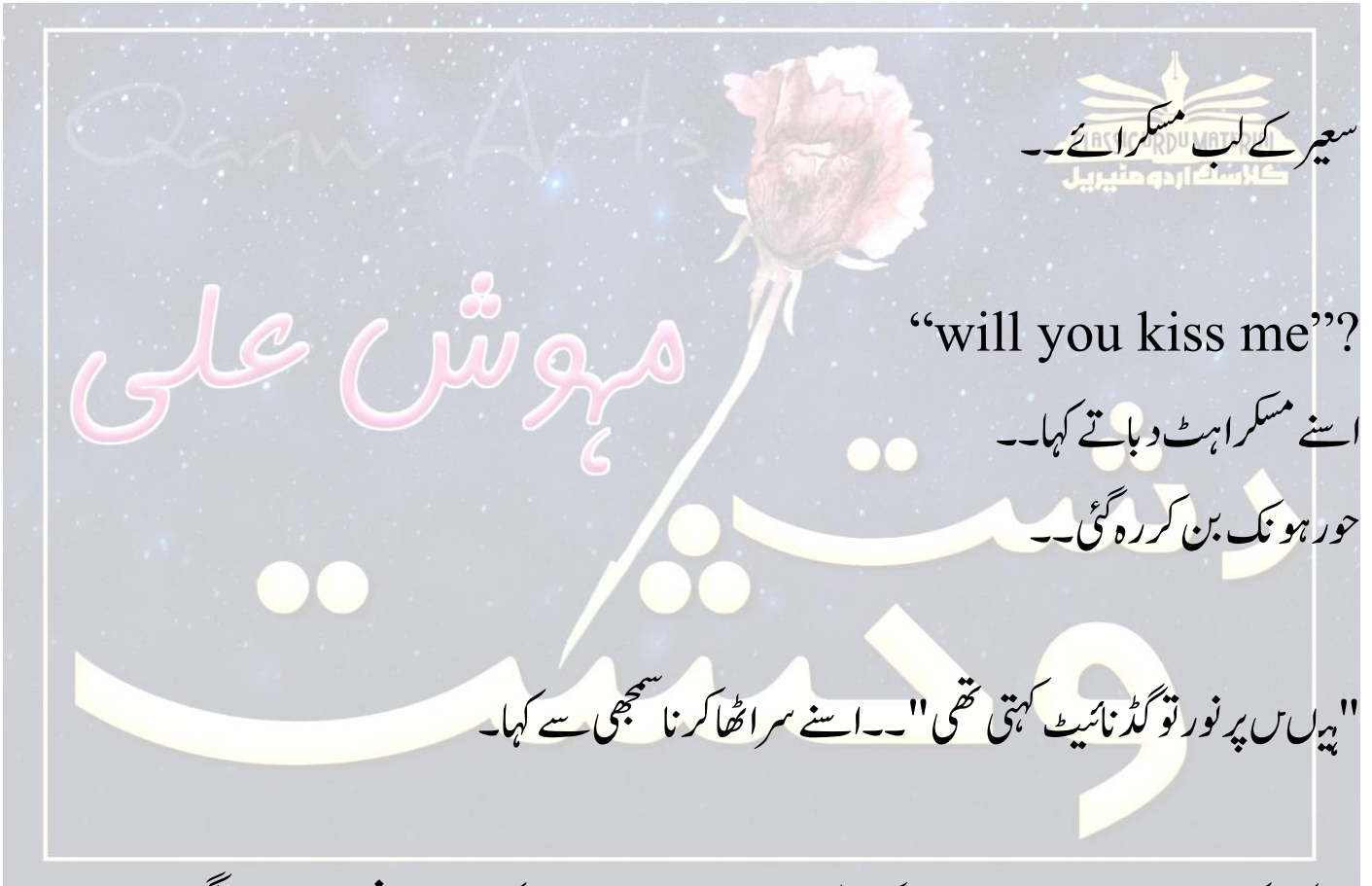
سیر مسکرا دیا اسکے بچکانہ حرکت پر۔۔۔

کیا اسکا تیخ ایسے ہوتا ہو گا جو ناک منہ سے خون نکال دیتا تھا ایک وار پر۔۔۔

"ہممم بس ایسا ہی کچھ ہے"۔۔۔ وہ اسے اپنے حصار میں لیکر بیڈ کرائون سے ٹیک لگا گیا۔

حور مسکرا دی۔۔

"سعیر شب بخیر کا کیا کہتے ہیں انگلش میں؟" وہ اسکی شرٹ کے بٹنوں پر انگلی پھیرتے بولی



"will you kiss me?"

اسنے مسکراہٹ دباتے کہا۔

حور ہونک بن کر رہ گئی۔

"ہیں س پر نور تو گڈنائیٹ کہتی تھی"۔۔۔ اسنے سراٹھا کر نا سمجھی سے کہا۔

"ٹھیک کہا اسنے میرا بچہ،، سعیر نے اسکے بال چہرے سے ہٹاتے مزید کہا اور حور غور سے سننے لگی۔

"جس طرح تم اپنے بابا کو بابا کہتی تھی اور داد کو بھائی اسی طرح انگلش کے بھی کچھ رولز ہیں!!

"میں تمہارا شوہر ہوں تو میرا مقام الگ ہے تم مجھے سونے سے پہلے یہی کہو گی جو مینے بتایا ہے اور اگر تمہیں

کسی بھی میرے علاوہ فرد کو کہنا ہے تو اسے تم گڈنائیٹ کہو گی"۔۔۔ اب کی بار سعیر کو خود پر ہنسی آرہی تھی۔

اگر کوئی اسے سن لیتا تو یقین کرتا اسکے اس روپ پر۔

"اچھا تو یہ انگلش گرامر ہے؟ نور پہلے بہت پریشان ہوتی تھی اور پاپا اسے سمجھاتے تھے انگلش گرامر"۔۔۔  
اسے یاد تھا کہ نور کہتی تھی کسے کیا بولوں ہر کسی کا الگ لفظ ہے کون سا یاد کروں۔۔۔

"یس میرا بچہ یہ تمہارے سعیر مطلب کہ انگلش کی گرامر ہے"۔۔۔ وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولا تو حور

نے سمجھتے سر ہلایا۔۔۔

"اور"۔۔۔؟؟ اسنے دوسرا لفظ پوچھا۔

"بس آج کی کلاس کیلئے یہی ٹھیک ہیں دوسری پھر پرسوں"۔۔۔

"کیوں پرسوں کیوں؟ کل رات کو کیوں نہیں؟"۔۔۔ اپنے چہرے سے بال کان کے پیچھے کرتے وہ ناک  
چڑھا کر ایک رات کے گیپ پر بولی

"مجھے کسی ضروری کام سے جانا ہے پھر لیٹ رات کو واپسی ہوگی اسلئے پرسوں ٹھیک رہے گا۔!!

انگوٹھا اسکے نچلے لب پر پھیرتے وہ گھمبیر آواز میں بولا تو حور کو اسکی حرکت پر خطرے کی گھنٹیاں کانوں میں  
بجتی سنائیں دی۔۔۔ وہ ایک دم اسکے حصار سے نکل کر اپنی جگہ پر آئی اور ہاتھوں سے تکیہ درست کرتے اس پر  
لیٹ گئی۔۔۔

سعیر تو صرف اچانک اسکے رد عمل کو دیکھتا رہا۔۔۔۔  
"میں انتظار کروں گی رات کو!!" وہ کروٹ بدل کر بولی۔۔  
سعیر نے اسکی پشت کو دیکھا۔۔

"نہیں سو جانا میں کافی لیٹ ہو جائوں گا"۔۔۔ اسکی کمر میں بازو ڈالتے وہ بولا اور اسے آہستہ سے کھینچ کر اپنے

حصار میں واپس لے لیا۔۔۔۔

حور اپنی گردن پر اسکی سانسیں محسوس کرتی خود میں سمٹ گئی۔۔۔

"will you kiss me"

اپنے تحت اسنے شب بخیر بولا تھا اور آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔

سعیر کا دل چاہا قہقہہ لگائے۔۔

"Sure"

سعیر نے بھاری لہجے میں کہتے اسکا رخ اپنی طرف کیا اور حور نے آنکھیں کھولی کہ اسکا جواب یہ ہے۔۔۔۔

"اسکا جواب۔۔۔۔۔" اسکے الفاظ اسکے حلق میں دب گئے جب وہ اس پر جھک آیا اور حور اپنے لبوں پر اسکے  
نرم گرم لب محسوس کرتے سانسیں لینا بھول گئی۔۔



سعیر نے اپنا شدت بھر لمس اسکے لبوں پر چھوڑتے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا اور دوسرا بازو اسکی نازک کمر میں ڈال دیا۔۔۔

"ہاں اسکا جواب یہی ہے"۔۔!! آہستگی سے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت سے آزاد کرتے وہ اسکے کان میں سرگوشی سے بولا لبوں سے اسکی کان کی لو کو چوم لیا۔۔۔

اور حور سر ہلاتے لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔۔۔

سعیر اسکی بگڑی حالت کو دیکھتے ہوئے اسے اپنے سینے سے چھپا لیا۔۔۔۔۔

اور حور کسی قسم کی مزاحمت کیے بغیر اسکے سینے میں اپنا پتا چہرہ اچھپا گئی۔۔۔۔۔

کمرے میں فسوں خیز خاموشی میں حور کی دل کی دھڑکنے بلند تھی۔۔۔۔۔

اور سعیر اپنی جسارت پر اسکا نارمل ری ایکشن دیکھتے مسکرا رہا تھا  
لائٹ آف کرتے دونوں پر کمر ٹڑال کر اسنے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔

البتہ حور کے بالوں میں اسکی گردش کرتی انگلیاں ابھی بھی جاری تھی۔۔۔۔۔

اور حور پہلی بار سب کچھ بھلائے اسکے سینے میں منہ چھائے اسکی خوشبو اپنے اندر اتار رہی تھی۔۔۔۔۔

"سیرا۔۔ اگر میں اس شب بخیر کے بجائے وہ والا شب بخیر بولوں تو گناہ تو نہیں ملے گا نہ۔۔ نا؟"۔۔۔ کچھ  
دیر بعد خاموشی میں حور کی آواز گونجی۔۔۔

سیر نے آواز پر اپنی موندیں آنکھیں کھولی۔۔۔

"گناہ تو ملے گا میرا بچہ میں تمہارا شوہر ہوں اور تمہیں مینے بتایا کہ شوہر کو صرف یہ والا شب بخیر کہتے ہیں  
"۔۔۔ اور حور ناچار سمجھتے ہوئے سر ہلا گئی۔۔۔  
یہ جملہ اسے کافی بھاری لگ رہا تھا۔۔۔  
پر کیا کرتی انگلش بھی تو سیکھنی تھی۔۔۔

کاش وہ آج کی کلاس کا کہتی ہی نیا شب بخیر کا ہی ناپو چھتی۔۔۔  
تو اتنی بڑی واردات تو ناہوتی۔۔۔

\*-----\*

سورج جب انگڑائی لیکر کر بیدار ہوا تو اندھیرے کو لپیٹ کر ہر سو اپنی سنہری صبح کی روشنی پھیل دی۔۔۔  
اور ہوا کے ساتھ ملکر کر شرارت کرتے روم کی کھڑکیوں سے سفید پردوں کے ہوا میں لہراتے ہی وہ اپنی روشنی  
ان دونوں سوئے ہوئے وجود کے پرسکون چہرے پر ڈالنے لگا۔۔۔

اور پھر سعیر کو اپنی آنکھیں جھپکتے دیکھ کر چھپ جاتا سفید پردوں کی اوٹ میں۔۔۔

جیسے اسکا مقصد ہی سعیر کو بیدار کرنا تھا اور وہ مقصد پورا ہو گیا تھا۔۔۔

سعیر نے اپنی پوری آنکھیں کھولی اور اپنے ماتھے پر بکھرے شہد رنگ بالوں کو ایک ہاتھ کی مدد سے پیچھے کرنے

لگا۔

اور اپنے منہ اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

پھر اسکی نظریں اپنے سینے پر سر رکھے پڑی اپنی عین پر پڑی تو وہ مسکرا دیا۔۔۔

اسکے ایک ہاتھ نے اسکا کالر دبوچا ہوا تھا اور دوسرا اسکے گرد تھا۔۔۔

یہ کچھ دن سے اسکی سونے کے طریقے ایجاد ہوئے تھے جیسے رات کو سونے کے بعد اسکی خبر لیتی تھی کالر پکڑ کر یا شرٹ دبوچ کے بھاگ جانے کے ڈر سے اسے پکڑے رکھتی تھی۔۔۔

سعیر نے آہستہ سے اسکے بکھرے بالوں کو سمیٹا اور ایک طرف کیا کہ سورج کی کرنوں نے حور کو سوتے دیکھ کر پھر سے شرارت کی سعیر نے گھور کھڑکی کو غصے سے دیکھا۔۔۔

جیسے اس کرنوں سے بھی لڑ پڑے گا۔۔۔

وہ حور کو آہستہ سے تکیے پر ڈال کر اٹھا اور کھڑکیاں بند کرتے انکا قصہ ہی ختم کرتے پردے برابر کر دئے۔۔۔

اور واپس مڑ کے اپنے جہازی سائیز بیڈ پر آیا جہاں سفید بیڈ اور کمفرٹ میں سفید تکیے پر سر رکھے وہ معصومیت چہرے پر سجائے سو رہی تھی۔۔۔

اسکے گلابی گالوں پر گھسنی نوکدار پلکیں سایہ فگن تھیں۔۔۔  
اور کالے بال آبخار کی طرح بکھرے پڑے تھے۔۔۔

سعیر نے جھک کر اسکی آنکھوں پر پھونک ماری تو وہ مسکرا دی۔۔۔  
اسے مسکراتے دیکھ کر سعیر بھی مسکرا دیا۔

"صبح ہو گئی میرا بچہ"۔۔۔۔۔ اسکے رخسار کی نرم مہٹ کو انگلوں کے پوروں پر محسوس کرتے وہ بولا تو حور کسمائی۔۔۔

"پرا بھی مجھے سونا ہے سعیر پلینز"۔۔۔ اسکا ہاتھ دور کرتے وہ اور پھر آنکھیں موند گئی

سعیر نے جھک کر اسکی شفاف گردن پر لب رکھے حور سانس کھینچ کر رہ گئی۔۔۔



"اگر تم سو گئی تو مجھے سے گلامت کرنا"۔۔۔ اسکی ٹھوڑی پر موجود تل پر لب رکھتے کہا تو وہ ایک دم آنکھیں کھول گئی۔۔

"پر میں تو جاگ گئی ہوں"۔۔۔ وہ اٹھ کر بیٹھی اور سعیر مسکراتا دور ہوا۔۔۔

"گڈ میرا بچہ اب اترو جلدی نیچے"۔۔۔ ہاتھ سے پکڑ کر اسے نیچے اتارا تو وہ منہ بنا کر کرپاؤں پٹختی اسکے ساتھ ہاتھ روم میں آئی۔۔۔

اور سعیر نے اسکی حرکت پر مسکراہٹ روکتے ہوئے برش اسکے ہاتھ میں پکڑا یا۔۔۔

حور برش نیچے پھینک کر اسکے بازو پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

"مجھے بہت نیند آرہی ہے سعیر پلیز سونے دیں"۔۔۔ وہ لاڈ سے بولی۔۔

تو سعیر نے پہلے نیچے پڑے برش اور پھر اسے دیکھا۔۔۔

جو کسی ضدی بچی کی طرح اسکے ساتھ لگی سو رہی تھی کھڑے کھڑے۔۔۔

"اس کا بھی علاج ہے تمہارے شوہر کے پاس ڈارلنگ"۔۔۔ سعیر نے کہتے ہی شاور چالو کر دیا اور اگلے پل سوئی ہوئی حور کی چیخیں تھی اور سعیر کا قہقہہ۔۔۔

وہ اسکی کمر کے پیچھے اسکے دونوں ہاتھ باندھ کر شاور کے نیچے کھڑا تھا اور حور صبح صبح ٹھنڈے پانی سے بچنے کیلئے کوئی اور راستہ ناکھ کر اپنا چہرہ اسکی شرٹ میں چھپا گئی۔۔۔

"اب سونا ہے میرے بچے کو"۔۔۔ وہ جھک کر بولا تو حور نے جلدی سے نفی کی۔۔۔

"پلیز سعیر"۔۔۔ اسکے کپکپاہٹ بھری آواز پر شاور واپس بند کر دیا۔ اور مسکراتے اسکے گرد تولیہ ڈال دیا

حور اپنے ہاتھوں کو آزاد ہوتے دیکھ کر جلدی سے اپنا چہرہ صاف کرنے لگی اور دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی

"چلو پکڑو اسے"۔۔۔ سعیر نے دوسرا برش اس کے سامنے کیا تو حور منہ پھولا کر ایک ہاتھ سے تولیے کو پکڑے دوسرے سے برش کرنے لگی وہ بھی غصے میں۔۔۔

"تم سیدھے طریقے سے چلنے والی ہی نہیں ہو میرا بچہ"۔۔۔ پیسٹ کا قطرہ اسکی ناک سے لگا کر وہ مسکرا کر بولا تو حور نے غصے سے منہ پھیرا۔۔۔

"مت کریں سعیر"۔۔۔ وہ اسے باز رہنے کا کہنے لگی۔۔۔

اور سعیر اسکے غصے کی پروہ کیے بغیر اسے بازو سے پکڑ کر مرر کے سامنے کیا اور اسکا منہ واش کروانے لگا۔۔۔

حور ہر کام غصے سے کر رہی تھی۔۔۔

"ویٹ میں ڈریس لیکر آتا ہوں"۔۔۔

وہ اسے کھڑا کر کے خود باہر چلا گیا اور پھر واپس آکر اسے ڈریس تنھا کر باتھ روم کا دروازہ بند کر کے خود باہر آکر اپنا ڈریس نکالنے لگا۔۔۔

اسے جگانے کے چکر میں وہ خود بری طرح بھیگ چکا تھا۔۔۔

کچھ دیر میں وہ پھولے پھولے منہ کے ساتھ باہر نکلی۔۔۔

سعیر شرٹ کے بٹن بند کرتا مسکرایا۔۔۔

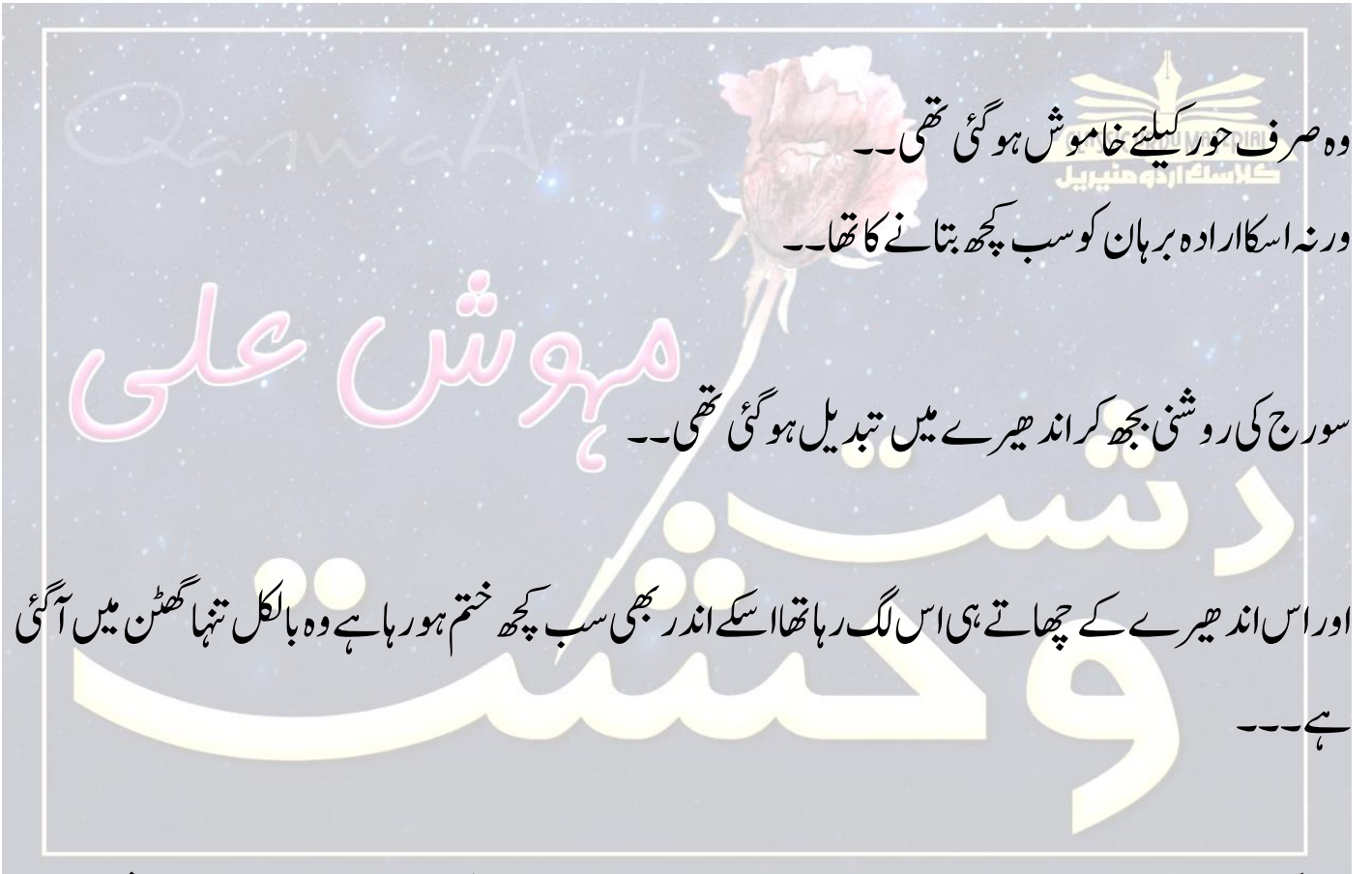
\*-----\*

سارا دن اسنے روتے سوچتے گزارا کہ کیا کرے اگر ہاں کرتی تو داد کا چہرہ اسامنے آجاتا اگرنا کرتی تو کمال صاحب کا۔۔۔

وہ ایک دن میں تھک ہار بیمار بن کر رہ گئی تھی۔۔۔

اسکا دل کر رہا تھا یہاں سے چپ چاپ بھاگ جائے کہیں دور بہت دور سب سے۔۔  
یا حور کے پاس جائے اسکے ساتھ لگ کر اپنا حال کہہ دے۔۔  
روئے چیخے اپنا دل۔ ہلکا کرے۔۔

پروہاں جانے کا سوچتی تو نظروں کے سامنے گرے آنکھوں والا وہ لڑکا گھوم جاتا اور وہ کانپ کر رہ جاتی۔۔



"بیٹا کچھ کھالے نور ورنہ تمہاری اس حالت سے مجھ جیسی بوڑھی بی کو ڈر لگ رہا ہے"۔۔ بی اندر داخل ہوتے  
ٹرے اسکے سامنے رکھتے بولی۔۔

نور نے دوپٹے سے آنسوؤں پونچھ کر انہیں دیکھا۔۔





"بی حور خوش ہے میں گئی تھی اور اس دن ہم نے بات بھی کی تھی اس نے کہا پریشان ناہوں سیر عالم اسے بہت خوش رکھ رہا ہے کوئی تکلیف نہیں دیتا"۔۔۔ نور اٹھ بیٹھی اور بی کو بتانے لگی تو بی نے اللہ تعالیٰ کے لاکھ لاکھ شکر ادا کیے۔۔۔

"بس میرا بچی اللہ نے اس بچے کا دل بہت نیک بنایا ہو گا، اسے عام مردوں جیسا نہیں بنایا تبھی وہ اسے خوش رکھ رہا ہے اللہ دونوں کو دھیر ساری خوشیاں نصیب کرے"

"چل اٹھ اور فریش ہو جا"۔۔۔ بی نے اسے اٹھایا اور نور مرے مرے قدم اٹھاتی باتھ روم میں بند ہو گئی۔۔۔

اور کچھ دیر بعد فریش ہو کر آئی تو بی وہاں موجود سنگل صوفے اور ٹیبل پر اس کے لئے کھانا لگا چکی تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی اور چند نوالے زہر سمجھ کر نگلنے لگی۔۔۔

اچانک دروازے پر بیل ہوئی تو بی اسے کھانے کا اشارہ دیتی خود دوپٹہ ٹھیک کر کے داخلی دروازے پر آئی اور کھولا تو سامنے ہی داد اور ایک ملازم نکاح کا سرخ جوڑا اور زیورات لیے کھڑے تھے۔۔۔

"آؤ داد بچے اندر آؤ"۔۔۔ وہ ان کیلئے پورا دروازہ وا کرتی مسکرا کر شفقت سے بولی تو داد مسکراتا اندر آ گیا اور پیچھے وہ ملازم بھی اندر آئے۔۔۔

"یہ دلہن کا جوڑا اور جیولری کچھ سامان ہے،، داد نے وہ سب لائونج میں ٹیبل پر رکھتے کہا۔۔

"امی نے کہا ہے کہ نور تیار ہو جائے تو آپ کے ساتھ علوی ولا چلے نکاح وہاں ہوگا،، آپ پلیز نور سے بولے گا جلد کرے"۔۔۔۔ داد نے سب کچھ قسمت پر چھوڑ دیا تھا وہ زور زبردستی نہیں کر سکتا تھا وہ بھی اپنے باپ بھائی ماں سے۔۔

اپنی محبت کے خاطر مطلبی ہو کر سب کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا تبھی سب کچھ اپنی محبت پر چھوڑ دیا تھا کہ اگر نور

سے اسکی محبت سچی ہوگی تو وہ اسکی بنے گی نہیں تو زمین آسمان ایک کر دے کیا ہوگا!! ہوگا تو وہی جو اس رب کو

منظور ہوگا!!  
CLASSIC URDU  
کلاسیک اردو منیریل

"ہاں ہاں بیٹے تم بیٹھو میں یہ لے جاتی ہوں"۔۔ بی وہاں سے جوڑا اور جیولری اٹھا کر لے جاتے بولی تو داد سر ہلا کر بیٹھ گیا۔۔

"شیر خان تم جاؤ میں نور اور بی کو لیکر آ جاؤں گا"۔۔۔ شیر خان سر ہلا کر جو حکم کہتے چلا گیا۔۔

شیر نے محسوس کیا تھا اسکا چلبلا دوست کافی اداس تھا مر جھپایا ہوا تھا ورنہ اس موقع پر وہ خاموش رہتا یہ ہو سکتا تھا۔۔

علوی ہائوس کی رونق تھا وہ، اسکے ہوتے ہوئے لگتا کہ جیسے گھر ہے ورنہ شیر خان کا خود دل چاہتا وہ یہاں سے چلا جائے یہ تو داد کی یاری تھی جو اسے قید کیے بیٹھی تھی۔۔۔

اسے محسوس ہوا تھا بہت بار کہ داد نور العین سے محبت کرتا ہے اور نور برہان کا رشتہ نہیں ہونا چاہیے پر وہ نوکر  
تھا کیا کر سکتا تھا خاموش تھا تماشا شائی دیکھ رہا تھا اپنے یار کا تماشا۔۔۔

پتا نہیں کس احساس کے تحت داد نے مڑ کر نور العین کے روم کی طرف دیکھا اور اسکے اچانک دیکھنے پر گلابی  
آنچل لہرا کر اندر چھپ گیا۔۔۔

اسکے لبوں پر خود بے خود مسکراہٹ آگئی۔۔۔

"مان لو اب محبت اپنا آپ منوا کر ہی رہتی ہے بونی"۔۔۔ وہ صرف بڑبڑا کر فروٹس کی ٹوکریوں کو دیکھنے لگا

آج صرف نکاح تھا اور رخصتی اور ولیمہ کمال صاحب بڑے پیمانے پر رکھنا چاہتا تھا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے  
بزنس ٹائیکون کمال علوی کے بیٹے ایس پی برہان کی شادی ہے۔۔۔

"مجھ سے کہتے داد میں بنا لیتی ہوں چاہے بیٹا"۔۔۔ کچن میں داخل ہوتی بی داد کو چائے کیلئے پانی رکھتے دیکھ کر  
بولی۔۔۔

"جی بنادیں بہت طلب ہو رہی ہے"۔۔۔ وہ مسکرا کر پیچھے ہوا  
بی کاٹن کے سوٹ میں ملبوس تھی جو انہوں نے ابھی زیب تن کیا تھا۔۔۔



دادا نہیں مسکرا کر دیکھتا باہر آگیا۔۔

اور بی مسکراتی چائے کا پانی رکھنے لگی۔۔

کچھ دیر میں بی اسے چائے ٹیبل پر رکھ کر نور کی پکار پر اندر روم میں چلی گئی۔۔

"داد بیٹا ذرا اندر آؤ اور اوپر الماری پر رکھے اس بیگ کو تواتار کر دو"۔۔ بی باہر نکل کر داد کو بلانے لگی تو الماری کے پاس سرخ لہنگے میں زیوروں سے سجی کھڑی نور گھبرا کر بی کی پشت کو دیکھنے لگی۔۔

کتنی مشکل سے سب کچھ بھلا کر وہ تیار ہوئی تھی اپنی زندگی کی طرف قدم بڑھانے لگی تھی کہ پھر وہ سامنے آنے والا تھا۔۔

"ب۔ بی مجھے ضرورت نہیں"۔۔ وہ کافی ہمت جمع کر کے بولی کہ دروازے سے بلیک پیٹ اور وائٹ شرٹ میں اپنے لمبے چوڑے جسم کے ساتھ داد اندر داخل ہوا اور جب نظریں سامنے اٹھی تو وہ بھی کچھ دیر ساکت پڑ گیا۔۔۔

ڈیپ سرخ رنگ کے لہنگے میں بھاری دوپٹہ سر پر سجائے مانگ ٹیکا اور نتھ میں وہ داد کی دھڑکنیں ساکت کر گئی تھی۔۔۔

اسکی نظریں گھبرا کر اسکے سرخ کانپتے لبوں سے ٹکڑاتی رخ موڑ گئی۔۔۔

اور وہ آگے بڑھ کر اسکے کچھ فاصلے پر الماری اے وہ سوٹ کیس اتارنے لگا۔۔۔

نور کچھ جھجھک کر دور ہوئی تو اسکی چوڑیوں کی کھنک پر دونوں کی دھڑکنیں میں شور مچ گیا۔۔۔

"مم۔۔ میں کر لوں گی"۔۔۔ اسے سوٹ کیس بیڈ پر رکھتے دیکھ کر نور آگے بڑھی اور بولی مطلب صرف اسے یہاں سے نکالنے کا تھا۔۔۔

"میں جانتا ہوں تم سب کر سکتی ہو"۔۔۔ داد پلٹ کر سرخ۔ آنکھوں سے غصے سے بولا اور بغیر بی کی طرف دیکھے باہر نکل گیا۔۔۔

"اے اسے کیا ہوا تم دوپٹہ نکالو میں دیکھتی ہوں"۔ بی نور کو کہہ کر باہر نکلی۔۔۔

"کیا ہوا داد بیٹا طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری"۔۔۔۔؟ اسے لائونج میں کھڑا دیکھ کر بی پریشان سی پوچھنے لگی۔۔۔

"جی بی آپ پریشان ناہو میں ٹھیک ہو یہ صرف اسلئے کہا کیوں کہ یہ میری بونی نہیں لگ رہی یہ بالکل بدل گئی ہے دلہن بن کر میں سوچا تھوڑا سا غصہ ہی دلا دوں اسے"۔۔۔ بالوں میں ہاتھ پھیر کر وہ مسکرایا تو بی بھی ہنس پڑی۔۔۔

"بدل تو گئی ہے بالکل چاند جسی لگ رہی ہے"۔۔۔ بی محبت پاش نظروں سے روم کے دروازے کو دیکھتے بولی

"شاید چاند سے بھی خوبصورت" داد کے دل سے آواز آئی تو وہ خود کو جھڑک کر رہ گیا۔۔۔

"بی چلیں امی کی کالز آرہی ہیں"۔۔۔ اپنے بختے موبائل پر امی دیکھ کر وہ بولا تو نرگس بی سر ہلا کر چلی گئی۔۔۔

اور داد اس سے پہلے ہی باہر کی طرف نکل گیا۔۔۔

سہارے اپنوں کی محبت کو محسوس کرنے کیلئے نور نے اپنے گرد اپنی ماں کا دوپٹہ اوڑھ لیا تھا اور بی کے ساتھ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی باہر آنے لگی۔۔۔

آنسوؤں اسکی آنکھوں سے تیز بارش کی بوندوں کی طرح گالوں پر گر رہے تھے۔۔۔  
اور وہ آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔

دادا اسکی جانب دیکھے بغیر دوازہ کھولے کھڑا تھا۔۔۔  
اور وہ اپنا لہنگا سمیٹ کر اندر بیٹھ گئی ساتھ بی بی بیٹھی۔۔  
داد نے ایک گہرا سانس بھر کر خود کو ریلیکس کیا اور ڈور لاک کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔۔۔

پر براہواس فرنٹ مرر کا جس پر دیکھتی چاند سی صورت پر اسکی نظریں بھٹک بھٹک کر جا رہی تھی۔۔۔

اور وہ انتہائی ضبط سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا کہ خدا نخواستہ اسکی حالت ایسی تھی ایکسیڈنٹ نا ہو جائے۔۔۔  
اور نور اسکی دلی حالت سے بے خبر نا تھی پر پھر بھی ضبط کرتے وہ اپنے اوپر نظروں کی تپش محسوس کرتے اپنے  
ہاتھوں کی لکیروں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

گاڑی سے نکلتی سچی سنوری نور کو آسیہ بیگم اور باقی کی عورتوں کے بیچ چلتی اپنے روم میں آکر بیڈ پر بیٹھی۔۔  
"ماشاء اللہ چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے"۔۔ ایک عورت نے اسکی ٹھوڑی سے سراونچا کرتے ایک خاندان کی  
عورت نے کہا تو وہاں موجود دوسری عورتوں نے بھی تائید کی۔۔

"ماں پر گئی ہیں سنا تھا بہت خوبصورت تھی"۔۔ یہ فوسرافقرہ تھا جس پر آسیہ بیگم کے ماتھے پر تیور آگئے۔

"ہٹو ذرا نظر اتارنے دو مجھے"۔۔ سامنے بیٹھی عورت سے کہتی آسیہ بیگم نور کی نظر اتارنے لگی اور نور خاموشی  
سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔



"دوسری طرف برہان نے کمال صاحب کی غصے والی آواز پر اپنا ماتھا مسلہ۔

مپوش علی

رکرنے لگے برہان کا وہ انتظار ہی رہا۔۔

کافی دیر ہو گئی اب تو لوگ اکتا کر کچھ چٹ پٹے سننے کیلئے کمال صاحب کو کھر و چنے لگے تھے۔۔۔

اور دل کر رہا تھا وہ ابھی آئے تو کھینچ کر دو لگائے اسے۔۔۔

"کمال صاحب کس کا نکاح کروانا ہے بھی جلدی کرو مجھے دوسری جگہ بھی جانا ہے"۔۔ قاضی صاحب آخر کار بولے۔۔

"بس قاضی صاحب پہنچنے ہی والا ہو گا ضرور کسی پر اہلم میں پھنس گیا ہو گا ورنہ وہ آفس سے کب کا نکل چکا ہے"۔۔ انہوں نے تسلی دیکر کال ملائی پر دیکھ تو انہیں تب لگا جب اسکا موبائل سوئچ آف بتا رہا تھا۔۔

داد نے کچھ گھبرا کر اپنے باپ کی پھیکی پڑتی رنگت کو دیکھا جو اسکیوز کرتے وہاں سے بھر باہر نکل گئے تھے۔۔ پیچھے وہ بھی آیا۔

"کیا ہوا اب سب ٹھیک ہے" انہیں بار بار موبائل کان سے لگائے دیکھ کر وہ بولا تو کمال صاحب نے اسے دیکھا۔

"موبائل آف کر دیا ہے اسنے اچھا بدلہ لیا ہے برہان نے مجھے بے عزت کر کے"۔۔ وہ غصے سے موبائل سامنے کرتے بولے تو داد نے حیرت سے سنا۔

"بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں"۔۔ وہ بڑبڑایا۔

"جاؤ تم گاڑی نکالو اور اسکے بنگلے اور آفس میں دیکھ آؤ اور اگر ملے تو کہنا اگر آج تم نہیں آئے تو اپنے باپ کا مرا ہوا منہ دیکھو گے جلدی جاؤ جب تک میں یہاں سنبھالتا ہوں"۔۔ انکے کہنے پر داد نے سر ہلا کر باہر کی طرف دوڑ لگائی۔

تو وہ ایک بار پھر انہیں چہ میگوئیاں کرتے چھوڑ کر باہر آئے اور داد کے آس پاس برہان کو دیکھنے لگے جس پر داد نے سر نفی میں ہلا کر شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

“,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,

"کیا ہوا ہے آسیہ ابھی تک نکاح نہیں ہو رہا کافی دیر ہو گئی ہے بھئی بچی کو بھی آئے ہوئے؟" آسیہ بیگم کے روم میں داخل ہوتے خاندان کی ایک عورت بولی اور باقی کچھ نے بھی ایک دوسرے سے کان میں کچھ کہتے ہاں میں ہاں ملائی۔۔

انہوں نے نکاح میں کچھ اپنوں کو بھی انوائسٹ کیا تھا جو کافی سویر پہنچ گئی تھی جو کب سے دلہن کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی یر دلے کی کوئی خبر نہیں تھی۔۔

نور کا دل بے ساختہ دھڑکا تو اس نے پاس بیٹھی ہوئی زرگھس بی کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

بی پریشان سی اسکے ٹھنڈے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے آسید بیگم کا چہرہ دیکھنے لگی جو نظریں ملانے سے کترار ہی تھی

--

"ہو جائے گا بھی تم لوگوں کو اتنی جلد بازی کس کی ہے برہان کچھ مسائل کی وجہ سے لیٹ ہو گیا ہے بس اسکے ابو نے کال کی ہے پہنچنے والا ہے" -- آسید بیگم نخوت سے کہہ کر نور کے پاس بیٹھی اور اسکے ماتھے پر بوسہ دیا

--

"سدا خوش رہو میری جان تم نے ہاں کر کے ہمارے سرمان سے اٹھا دیا ہے، دیکھنا برہان تمہیں دنیا کی ہر خوشی دے گا یہ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں وہ تمہاری ہاں پر اتنا خوش ہوا تھا کہ بتا نہیں سکتی مسکراہٹ تو اسکے چہرے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی" -- وہ وہاں موجود خاندان کی عورتوں کو سنانے کیلئے بلند آواز میں بولی --

نور کی آنکھوں سے آنسوؤں لڑکھ کر اسکی گال پر پھنسلے وہ جانتی تھی کہ اسکی ہاں سننے وہ کتنا خوش ہوا ہوگا --

اور یہ بھی ایک بہانا تھا مسائل کا --

اصل میں تو وہ اس سے شادی کرنے کا تو خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتا تھا --

"امی ذرہ باہر آئیں" -- دروازہ ناک کرتے داد نے باہر کھڑے ہو کر ہی بلایا --

سب کے ساتھ ہی نور کی نظریں بھی دروازے کی جانب اٹھی پر وہ باہر کھڑا تھا --

اسنے واپس پلکیں گرا لیں --



اور اپنے سپید ہاتھوں کو دیکھنے لگی کہ کیا ہونے والا ہے اسکے ساتھ اسکے نصیب میں اور کیا ہو رہا ہے؟

آسیہ بیگم سب سے مسکراتی اٹھی اور باہر آئی۔

"کیا ہو پریشان کیوں ہو داد"۔۔ آسیہ بیگم دوپٹہ درست کرتے داد کے پریشان چہرے کو دیکھ کر بولی۔

"ابو روم میں بلا رہے ہیں"۔۔ وہ کہتا آگے بڑھ گیا پیچھے پیچھے آسیہ بیگم بھی اسکی پشت کو دیکھتی آرہی تھی۔

"کیا ہوا ہے ابھی تک برہان نہیں آیا کیا؟" آسیہ بیگم غصے سے روم میں بیٹھے کمال صاحب سے مخاطب ہوئی۔

"نہیں آیا وہ گدھا نمبر بند کر کے بیٹھ گیا ہے باہر سارے لوگوں کے بیچ بے عزتی کروادی اس گدھے نے" وہ آسیہ بیگم پر غصے سے دھاڑے۔

"ریلیکس رہیں ابو آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے"۔۔ داد نے آگے بڑھ کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو کمال

صاحب دونوں ہاتھوں میں سر گرا کر رہ گئے۔

آسیہ بیگم جیسے سکتے میں آگئی تھی۔

"پر بہان ایسا کیسے کر سکتا ہے باہر اتنے مہمان موجود ہیں وہ ہماری ایسے کیسے بے عزتی کر سکتا ہے،، اسنے تو ہمیں کہیں منہ دیکھانے کے قابل نا چھوڑا اور۔۔۔ اور نور نور العین کا کیا ہو گا وہ بچی تو وہاں بیٹھی ہے انتظار میں کب سے"۔۔۔۔ آسیتہ بیگم کا جب سکتا ٹوٹا تو وہ کرب غم سے کہنے لگی۔۔

"نام مت لو اسکا جان بوجھ کر کرتا ہے وہ مجھے بے عزت، پہلے کہا تھا بزنس پڑھ تو وہ میرے منہ میں تھپڑ مار کر سی ایس ایس کر لیا اور اس پولیس فورس میں آگیا۔

اور پھر بھی میں خاموش رہا کہ بچا ہے اسکی اپنی زندگی ہے۔۔ پر نہیں اس بچے نے تو باپ کے منہ پر اچھی طرح تھوکنا سیکھ لیا تھا، کہا اس بیسٹ سے دور رہو پر اسنے کیس بھی اسکا لیا اور پھر اب جب شادی کا کہا تو ہاں کر کے نکاح کے اہم موقع پر موبائل بند کر کے چھپ گیا ہے۔۔ مریکوں نہیں گیا میں ایسی اولاد کے ہوتے"۔ وہ بری طرح شدید غصے میں دھاڑ رہے تھے کہ انہیں کھانسی کا شدید دور اپڑا۔

"آپ کو اتنی جلدی ہاسپٹل سے ڈسچارج نہیں ہو چاہیے تھا ابو"۔۔ دادا انہیں ریلیکس کرتے بولے تو انہونے گھور کر اسے دیکھا۔

"ہاں صحیح کہتے ہو وہیں مر جانا چاہیے تھا مجھے پتا نہیں کیوں زندہ رہ گیا۔۔ شاید یہ دن دیکھنے کیلئے۔۔ اب کیا منہ دیکھو انوں باہر سب انتظار میں ہیں سب پوچھے گے تو کیا کہوں گا میرا بیٹا چھپ گیا ہے کہیں"۔۔۔ دادا کے ہاتھ جھڑکتے ہوئے بولے۔۔

انکے لفظوں میں شدت غم تھا جس پر دادا نے ضبط سے لب بھینچ لیے۔۔

آسیہ بیگم بھی منہ پر دوپٹہ رکھ کر رونے لگی۔۔  
اور داد کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کسے سنبھالے آخر برہان گیا تو کہاں۔

"بند کرو اپنا یہ نالٹک سارا کیا دھرا تمہارا ہے۔۔ تم نے اسے اتنا خود غرض بنایا ہے کہ آج اسے ہماری عزت کی کوئی پروہ نہیں۔۔۔ کمال صاحب نے غرا کر آسیہ بیگم کو جھڑکا وہ منہ کھولے انہیں دیکھنے لگی۔۔  
"مینے۔۔۔"۔۔۔!! ابھی وہ کچھ کہتی کہ کمال صاحب کا موبائل بجنے لگا۔۔  
اسے باہر موجود ڈرائنگ روم سے کال آرہی تھی۔۔

انہوں نے ایک نظر داد اور آسیہ بیگم کو دیکھتے کھڑے ہوئے۔۔

"چلو، اور تم جاؤ منہ صاف کر کے دلہن کے پاس بیٹھو کچھ دیر ہم قاضی صاحب کے ساتھ آرہے ہیں  
"۔۔۔۔۔ انہوں نے داد کو اٹھنے کیلئے کہا اور آسیہ بیگم سے بولے۔۔

"کہاں ابو؟۔۔ داد نا سمجھی سے پوچھا۔

"مینے کہا نا چلو سب سمجھ آ جائے گا۔۔ انہوں نے غصے سے اس قدر سخت آواز میں کہا کہ داد ایک خاموش نظر  
آسیہ بیگم پر ڈال کر انکے پیچھے ڈرائنگ روم میں آ گئے۔۔

جہاں قاضی صاحب کے ساتھ کچھ کمال صاحب کے دوست اور کچھ خاندان کے لوگ موجود تھے۔۔۔

"قاضی صاحب میں اپنے چھوٹے بیٹے دائود آلف علوی کے ساتھ اپنی بھینچی کا نکاح کروانہ چاہتا ہوں کیا یہاں کسی کو اعتراض ہے۔۔۔ انہوں نے صوفے پر بیٹھے قاضی صاحب کو مخاطب کرتے پھر اپنے خاندان کے موجود لوگوں سے کہا۔۔۔

سب میں کھسر پھسر پھیل گئی۔۔۔ اور داد ساکت سا اپنے نام پر اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔۔۔

"پر کمال صاحب برہان کا نکاح ہونے والا تھا پھر یہ دائود آلف سے کیوں اسنے تو شاید ابھی پڑھائی بھی مکمل نہیں کی ہے۔۔۔ ایک نے آواز اٹھائی تو داد ہوش میں آکر اس آدمی کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔ اور وہ آدمی داد کی غصے بھری آنکھوں میں دیکھ کر سٹپٹا گیا۔۔۔

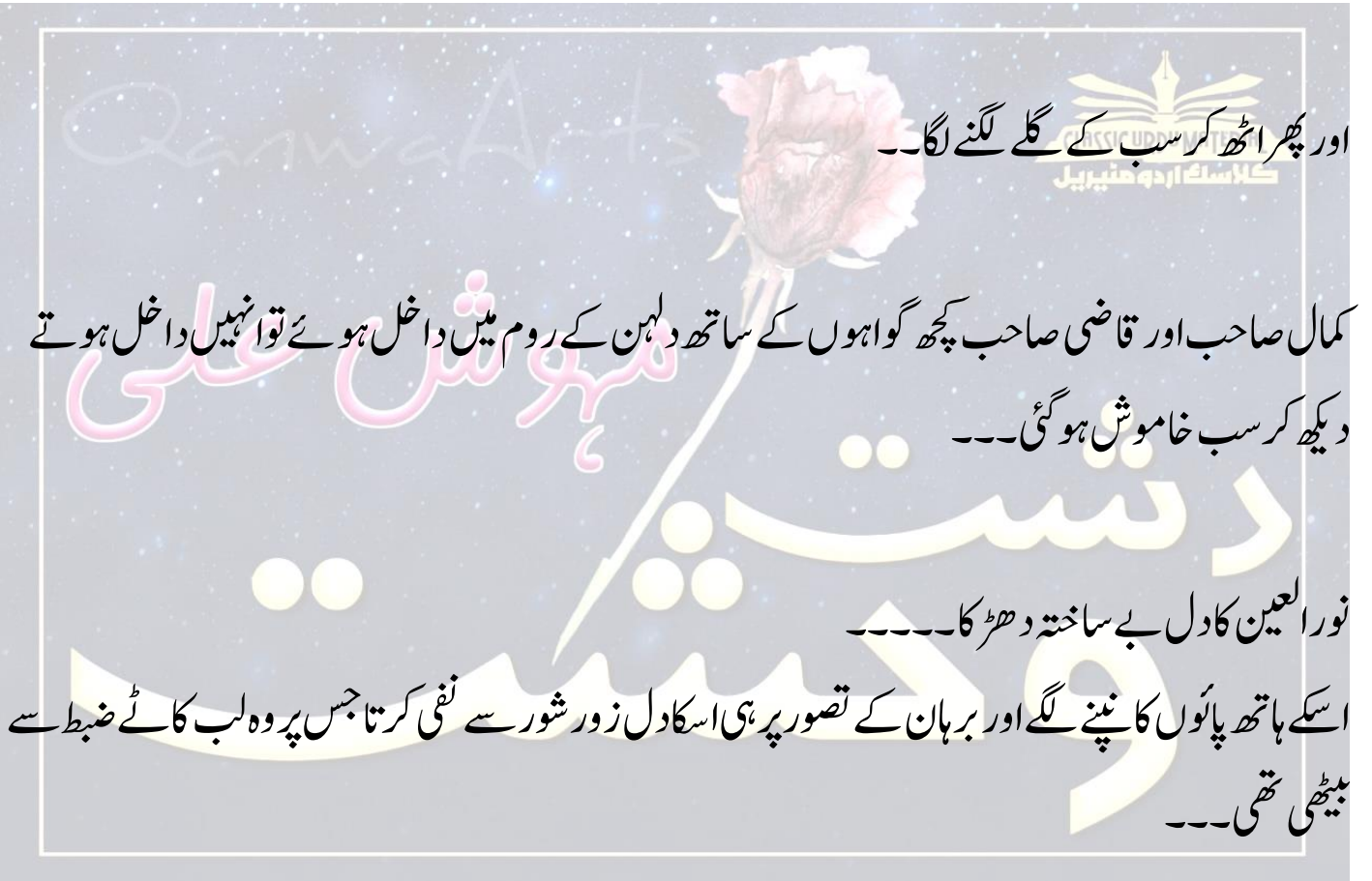
"نہیں جاوید صاحب میرا بیٹا اپنی تعلیم مکمل کر چکا ہے اور کچھ ہی دنوں میں میرے بزنس کو بھی یہی سنبھالنے والا ہے۔۔۔ کمال صاحب فخریہ داد کو دیکھتے بولے تو پھر کسی کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔

"بسم اللہ کریں۔۔۔ ایک آدمی نے کہا تو وہ مسکرا کر داد کو اپنے ساتھ لیکر ایک صوفے پر بیٹھے۔۔۔

"مجھے معلوم ہے تم مجھے خود غرض سمجھ رہے ہو گے پر اس بچی کی زندگی کو دیکھتے مجھے یہ کرنا پڑا دائود۔۔۔ انہوں نے آہستہ پاس بیٹھے داد سے کہا تو داد نفی میں سر ہلا کر مسکرائے۔۔۔



"یہ ہونا ہی تھا ابو میری محبت جو سچی تھی"۔۔ وہ صرف دل میں کہہ سکا۔۔  
اور پھر اسکے قبول ہے کہنے کے بعد نکاح نامے پر سائن کرنے کے بعد ہر طرف مبارک باد کا شور مچ گیا۔۔۔  
"مبارک ہو میرے شہزادے"۔۔ کمال صاحب نے داد کو گلے سے بھینچتے کہا تو ہنس پڑا۔۔



یہ کیا ہو رہا تھا اور کیوں وہ تو ہمیشہ برہان کو چاہتی تھی۔۔  
اسے ہی اپنے جیون ساتھی کے روپ میں دیکھنا چاہتی تھی پھر کیوں اب یہ سب؟۔۔  
اس کا دل دوب رہا تھا اور وہ سختی سے مٹھیاں بھینچے سرخ گھونگٹ میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

"نور العین جمال ولد جمال علوی آپکو داندو آلف ولد کمال علوی سے حق مہر تیس لاکھ سکھ رانج الوقت نکاح قبول ہے"؟ لفظ تھے کیا۔۔۔

ہر طرف خاموشی چھا گئی اور برہان علوی کی جگہ داندو آلف کا نام سن کر سب حیران ششدر کھڑی تھی۔۔۔

نرگس بی اور آسیہ بیگم کا بھی وہی حال تھا۔۔۔  
انہوں نے بیک وقت کمال صاحب کو دیکھا جنہوں نے انہیں آنکھوں سے نور العین کی جانب اشارہ دلا یا جو جالیدار گھونگٹ سے ہی آنکھیں پھاڑے نکاح خواں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

شاہک نہیں دھماکہ تھا اسکے سر پر داندو آلف مطلب داد۔۔۔۔۔  
اسے لگا کہ اس سے سننے میں غلطی ہو گئی ہوگی پر نہیں جب دوسری بار بھی وہی لفظ سماعتوں سے ٹکرائے۔۔۔

"آہ۔۔۔ تو مطلب برہان نے نکاح سے انکار کر دیا وہ بھی اتنے نازک وقت میں اور دوسرے بھائی نے موقعہ دیکھ کر فائدہ اٹھالیا"۔۔۔ اسکی عجیب کیفیت تھی نادکھ غم کی ناخوشی کی نارونے کی۔۔۔

"نور العین جمال ولد جمال علوی آپکو داندو آلف ولد کمال علوی سے حق مہر تیس لاکھ سکھ رانج الوقت نکاح قبول ہے" اسکی مسلسل خاموشی پر اب نکاح خواں کو شک ہونے لگا کہ شاید لڑکی سے زبردستی کی جا رہی ہے

"نور بیٹا جواب دو"۔۔۔ آسہ بیگم کی آواز اسکے سماعتوں سے ٹکرا کر اسے ہوش کی دنیا میں لائی۔۔۔ اور پھر اسنے ایک شکوہ نکا نظروں سے کمال صاحب کو دیکھا کہ تایا ابو اپنے تو مجھے کھلو نانا بنا دیا پہلے ایک بھائی کے نام کر کے پھر اچانک دوسرے سے نکاح کروا کر۔۔۔  
 پر اسکا شکوہ تو اپنی جگہ رہ گیا جب کمال صاحب کی آنکھوں میں التجا اور اپنے کندھے پر آسہ بیگم کا ہاتھ کا دباؤ محسوس کیا۔۔۔

"قبول ہے"۔۔۔ وہ آنکھیں میچ کر سر جھکائے کہہ گئی۔۔۔  
 "نور العین جمال ولد جمال علوی آپکو داندو آلف ولد کمال علوی سے حق مہر تیس لاکھ سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے"

"قبول ہے" دوسری بار پھر تیسری بار جب کہہ کر اسنے اپنے کانپتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر سائن کیا تو ہر طرف مبارک باد ملنے لگی پر وہ توبت بنی اپنے نصیب کے کھیل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کمال صاحب اسے دعائیں دیکر قاضی صاحب اور دیگر لوگوں کے ساتھ باہر نکل گئے اور پیچھے وہاں موجود سب عورتیں بھی نور کے اچھے مستقبل کی دعائیں دیکر باہر نکل آئی لائونج میں۔

"آسہ بہن نور العین کا نکاح تو برہان"۔۔۔! نرگھس بی کے لفظ ابھی منہ میں تھے کہ وہ بیچ میں بولی۔۔۔

"نرگھس مہربانی کر کے کمال صاحب کے سامنے مت کہیے گا وہ اور غصہ ہوں گے برہان پر،، پتا نہیں کہاں رہ گیا میرا بچا کہیں کسی مصیبت میں تو نہیں ورنہ اسنے خود ہاں کی تھی شادی کیلئے"۔۔ آسہ بیگم کہہ کر نور کا ماتھا چومتی وہاں سے چلی گئی۔۔

اور بی خاموشی سے انہیں دیکھتی رہ گئی۔۔

"نور میری بچی شاید تمہارا نصیب ہی داد کے ساتھ جڑا تھا"۔۔ بی اسے خاموش ویسے ہی بت بنے بیٹھے دیکھ کر پاس بیٹھتی بولی۔۔

مہوش علی

نور آواز پر تلخی سے مسکراتی اپنا گھونگٹ اٹھانے لگی۔۔

"بی ہم انسان تو کتنے بے وقوف ہے ناکہ سب کچھ آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہوئے بھی سب کچھ جانتے کہ کئی انسان کتنے دوکھے باز ہوتے ہیں پھر بھی ان سے دوکھا کھا کر کہتے ہیں سب نصیب کی بات ہا ہا ہا"۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتے ہوئے کرب تلخ لہجے میں بولی اور اپنا لہنگا اٹھا کر ڈریسنگ مرر کے سامنے آکر اپنے زیور نوچ کر اتارتی ٹیبل پر بٹکنے لگی۔۔

اور دوپٹے میں لگی پنوں سمیت نوچ کر نیچے پھینکا اور خود بغیر پریشان کھڑی بی کی جانب دیکھتے بیڈ پر لیٹ گئی اور خود پر کمفرٹ ڈال کر منہ پر سختی سے ہاتھ جمائے گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگی۔۔۔



"نور العین۔۔۔!! بی بی بس سی پکارنے لگی۔

"مجھے سونا ہے بی کوئی ڈسٹرب نا کرے۔۔۔ وہ گہرا سانس بھر کر اپنی بھاری ہوتی آواز بمشکل نرم کرتے وہ بولی تو بی افسوس سے اسکے وجود کو دیکھتے وہاں سے چلی گئی۔۔۔

"ماضی۔۔

"آپ پریشان ہیں جمال؟" مشعل سوچوں میں گم جمال صاحب کو دیکھ کر پاس بیٹھتی بولی۔۔

جمال صاحب نے بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سجا کر چہرہ اٹھایا۔

"نہیں میں پریشان نہیں ہوں سوچ رہا ہوں کچھ پیسے بچے ہیں ان سے کوئی چھوٹا سا گھر خریدوں یا حور العین کی آنکھوں کا علاج کروائوں وہ بڑی ہو رہی ہے آگے اسکا مستقبل ہے ہم ساری زندگی تو زندہ نہیں رہیں گے نا زندگی کا کیا بھروسہ اتنا تو کریں کہ وہ ہمارے جانے کے بعد بغیر سہارے کے چل تو سکے۔۔۔ بیڈ پر رکھے پیسوں کو دیکھتے انہوں نے کہا تو مشعل نے دکھ سے انکے کندھے پر سر رکھا۔۔

"کاش جمال میں آپکی زندگی میں نا آئی ہوتی تو یہ سب تو آپکو نادیکھنا پڑتا"۔۔ اس کے آنسوؤں پھسل کر خوبصورت گالوں پر گرے۔۔

مشعل ایک غریب گھر میں پیدا ہونے والی انتہائی خوبصورت لڑکی تھی۔۔

اور وقت کے ساتھ بڑھتی مہنگائی اور غربت سے پریشان ہو کر اور اپنی بلڈ کینسر کی مریض ماں کا علاج کروانے

کیلئے اس نے دوستوں کی صلاح مشورے پر کچھ اپنی غربت سے پریشان ہو کر اس نے ماڈلنگ کی دنیا میں قدم رکھا۔۔ وہ اپنی خوبصورت شکل اور سلم باڈی کی وجہ سے قبول ہو گئی پر جو دنیا اسے باہر سے رنگین انتہائی خوبصورت لگتی تھی اس میں قدم رکھتے ہی اسے معلوم ہوا وہ ایک دلدل میں دھنس گئی ہے جہاں اسے بچانے والا کوئی نہیں تھا۔۔۔

وہاں اسے سب کچھ ملا دولت نفرت گالیاں سب کچھ ملا سوء عزت کے۔۔

جوان جیسی بد کردار کو دینے کیلئے کوئی تیار نہ تھا۔۔

وہ جہاں رہتی سمجھا جاتا وہ ایک داغ ہے محلے میں۔۔

اسکا یہاں رہنا ان پر گالی ہے۔۔۔

اور اس بات پر سوچ و بچار کے بعد محلے والوں نے اسے دھکا دے کر وہاں سے نکالا۔۔۔

کس کے پاس جاتی کس سے مدد مانگتی جس کے پاس مدد کے لیے ہاتھ بڑھاتی تو اسکی آنکھوں میں ہوس ہوتی

جس پر وہ تھوک کر بھاگ جاتی۔۔

اسکی ماں زیر علاج تھی اور ماڈلنگ سے جو چند پیسے ملتے تھے وہ انکی دوائی اور علاج پر چلے جاتے۔۔  
تو کہاں اے لاتی کہیں رہنے کا خرچ کرایا۔۔

اور پھر ان حالت میں رات کے وقت ہاسپٹل سے لوٹے اسکا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ بھی جمال علوی کی گاڑی سے۔۔

مشعل نے بہت کہا کہ وہ ٹھیک ہے پر جمال نے اسکی ایک بھی سنے بغیر اسے ہاسپٹل لیکر آیا۔۔  
مشعل کافی ڈر رہی تھی کہ غلط انسان نا ہوئی پر اسے جانتے اسکی حقیقت کو پہچانتے ہوئے بھی جو عزت اسنے  
اسکی آنکھوں میں دیکھی تھی اس پر ششدر رہ گئی۔۔۔

ہاسپٹل سے واپس وہ اسی راستے پر اتر گئی جہاں اسکا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔۔  
اور وہ ان آنکھوں کو بہت بھلانے کی کوشش کے باوجود بھی نہیں بھلا پائی تھی۔  
اور رات کو اپنے ہی گھر میں چھپ کر آتی اور صبح سویر وہاں سے چلی جاتی۔۔

وہ اسے بھولنا چاہتی تھی پر نہیں بھلا پائی اور یہ اتفاق تھا کہ انکی ملاقات اسی وقت اسی راستے پر روز ہوتی رہی اور  
صرف ایک جھلک ایک دوسرے کی دیکھنے کے بعد وہ سارہ دن خوشگوار گزار لیتے تھے۔۔

ابھی مشعل اپنے جذباتوں کو دبائے بیٹھی تھی کہ جمال نے ہمت کر کے پہل کی اور ڈائریکٹ مشعل کے سامنے  
اپنا پوزل پیش کیا اسی راستے پر اسی وقت۔۔۔

ایک پل کو مشعل ساکت رہ گئی پر اپنی حقیقت پہچان دیکھ کر کہ کوئی اسے نہیں اپنائے گا اور یہ صرف اسکا وقتی جذبا ہے تو وہ جھڑک کر اسے بولی کہ تمہارا میرا کوئی میچ نہیں اور کافی بے عزتی بھی کہ وہ اسکے راستے سے ہٹ جائے پر یہ اسکی غلط فہمی تھی۔۔

رات روز ہاسپٹل سے لوٹنے کے بعد جمال کو اپنے منظر ہی پاتی۔۔

اور اس دن بھی جب وہ سب کچھ ہار کر آئی تھی ہاسپٹل میں جب اسکی ماں نے ہمیشہ کیلئے آنکھیں موندیں تھی

وہ بالکل اکیلی ہو گئی تھی کہ اسکا کوئی سہارا نہ رہا تھا باپ تو بچپن میں ہی وفات پا گیا تھا تھی ایک ماں وہ بھی اب اکیلا چھوڑ کر چلی گئی تھی پر یہ اسکی بھول تھی کہ وہ اکیلی رہ گئی ہے۔۔۔

نہیں وہ اکیلی نہیں تھی وہ روز کی طرح اسکے راستے میں انتظار میں کھڑا تھا صرف اسکی ایک جھلک کیلئے اور اس بار اسکی حالت دیکھ کر وہ کار سے نکل آیا اور مشعل کو تو اسکی عادت ہو گئی تھی جو اسے روز گھر تک باحفاظت چھوڑ کر جاتا تھا بغیر اسے احساس ہونے دئے۔۔

پر وہ بچی تو نا تھی جو نا سمجھتی۔۔

وہ روز دیکھتی تھی اور زخمی سا مسکرا دیتی کہ آج نہیں تو کل وہ تھک ہار کر اپنا راستہ الگ کر لیا پر نہیں یہ اسکی غلط فہمی تھی۔۔



اور اس اسنے ضبط کے سارے بندھن توڑ کر اسکے سینے سے لگ کر بے تاحشہ روئی اور اسنے رونے دیا بغیر اسے ہاتھ بھی لگائے وہ کھڑا رہا۔۔

"مجھ سے شادی کر لو" جمال کے بھاری لفظ اسکے سماعتوں میں گونجنے

اور پھر وہ اسے دھکا دیکر کر زور سے چیخی "ہوس پورا کرنا چاہتے ہو اس طرح نہیں پاسکتے تو شادی کا راستہ اپنانا چاہ رہے ہوتا کہ اپنا مطلب پورا ہونے پر بد کرداری کا دھبا لگا کر باہر پھینک دو"۔۔۔ اور پہلی بار۔۔۔! ایک سال ہونے کو آیا تھا اسکی اس طرح کی ملاقاتوں کو اور اس سال میں پہلی بار اسنے اسے چھوا تھا اور وہ بھی اسکے نازک رخسار پر تھپڑ مار کر۔۔۔

مہوش علی

"میری محبت کو گالی مت دو مشعل نوید،، اگر مجھے ہوس ہی پورا کرنا ہوتا تو میں میرے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی آپکو حاصل کرنا ایک نہیں ہر رات آپ میرے پاس ہو سکتی تھی پر میں ایسا گرا انسان نہیں ہوں جتنا آپ نے مجھے سمجھ لیا ہے، میں محبت کرتا ہوں آپ سے بے انتہا اتنی کہ میں ختم ہو جاؤں گا پر میری محبت ختم نہیں ہو سکتی آپکے لئے پاگل ہوں میں آپکے لئے ہاں پاگل جو تین سال پہلے آپ کو ماڈلنگ میں دیکھ کر میں پاگل بنا تھا اور اب تک میں پاگل ہوں صرف تمہارے،، ناکہ تمہارے جسم کیلئے"۔۔ وہ اس پر غصے اور دکھ سے دھاڑ رہا تھا۔۔

اور مشعل بت بنی کھڑی تھی۔۔

"تو بھیجو رشتہ اپنے ماں باپ ذریعے"۔۔ مشعل نے تلخ لہجے میں کہا تو جمال کا سر جھک گیا۔

"وہ نہیں آئیں گے"۔۔ اسنے صاف بتایا تو مشعل اسکے جھکے سر کو کچھ پل دیکھتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔

"مجھے پتا تھا"۔۔ وہ کہہ کر آگے بڑھی کہ جمال پھر سے سامنے آگیا۔

"اب کیا ہے"؟ وہ غصے سے بولی۔

"مجھ سے شادی کر لو"۔۔ جمال نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

کلاسک اردو منیریل

"تو پھر اپنے ماں باپ کو بھیجو"۔ اسنے بھی تلخی سے کہا۔

"وہ نہیں آئیں گے کیونکہ میں وہ گھر چھوڑ چکا ہوں سال پہلے جب انکے سامنے مینے اپنی پسند رکھی تھی اور اپنی بھابھی کی بہن سے شادی سے انکار کیا تھا"۔۔ مشعل نے کے بڑھتے قدم ٹھٹھک کر تھمے۔

"تم پاگل ہو وقتی جذبوں کیلئے اپنے ماں باپ کو چھوڑ دیا، کل انہیں چھوڑ دیا تھا پر سوں مجھ سے شادی کرنے کے بعد دوسری پسند آئے گی تو مجھے بھی چھوڑ دیں گے"۔۔ وہ غصے اور دکھ سے بولی۔

"میرے جذبے وقتی نہیں ہیں مشعل۔ میرے ماں باپ کو سمجھنا چاہیے تھا کہ میں تمہارے ساتھ خوش رہ سکتا ہوں پر وہ نہیں مانے اور مجھے گھر سے بے دخل کر دیا تو میں کیا کرتا جو انہیں بیٹے سے بڑھ کر اپنی عزت ساکھ پیاری تھی"۔۔ وہ جنونی انداز میں چیخا تو مشعل بے ساختہ قدم پیچھے لے گئی۔۔

اور جو قدم اسنے پیچھے ہٹائے تھے وہ کچھ مزید آگے بڑھے اور اسکی محبت کچھ اکیلے سماں میں رہ جانے کے خوف سے اسنے خدا پر اپنا مستقبل چھوڑے مشعل نوید سے چند گناہوں اور جمال کے دوستوں کی موجودگی میں مشعل جمال علوی بن گئی۔

اور یہ جو بات علوی ہائوس پہنچی تو آغا صاحب نے جمال کو ایک بدکردار ماڈل سے شادی کرنے کے جرم پر اپنی زندگی اور جائیداد سے بے دخل کر دیا۔

جمال ابھی مشعل سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا وہ کچھ بن کر پھر اس سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا پر اسکے حالات نے جمال کو مجبور کر دیا اور اسنے اسکے سامنے اپنا پرپوزل رکھ دیا۔

وقت گذرتا گیا جمال ڈرائیونگ کرتا تھا اور جو کچھ پیسے ملتے تھے ان سے اچھا برا وقت گزار رہے تھے ایک دوسرے کی سنگت میں۔

اتنی غربت کے باوجود وہ دونوں پر سکون اور بہت خوش تھے۔

، مشعل نے شادی کے بعد ماڈلنگ کی دنیا کو خیر باد کہہ دیا تھا اور اب اچھی عورت کی طرح اپنا گھر سنبھال رہی تھی

علوی ہائوس میں موجود ماں باپ بھائی اور بھابھی کی اسکے بہت یاد آتی تھی اور اس محبت سے مجبور ہو کر وہ گیا بھی تھا ملنے پر آغا صاحب نے دھکے دیکر نکال دیا کہ جب اس فحاشہ کو چھوڑو گے تو آنا یہاں۔۔۔

اور یہ بات جمال پر قیامت بن کر گزری تھی اپنی عزت کے بارے میں اپنے باپ سے ایسے لفظ سن کر۔

اور پھر اسنے بھی ایک بار معافی مانگ کر وہاں سے نکلا تو کبھی مڑ کر نادیکھا اور اس گھر میں  
جہاں ناب اسکا بھائی اسکا رہا تھا ناماں باپ بھابھی تو پہلے ہی بہن سے شادی کے انکار پر اس سے نفرت کرنے لگی  
تھی۔

وقت کا کام تھا گزرا اور وہ گزرتا گیا۔  
مشعل نے دو جڑوا بچیوں کو جنم دیا تو جمال صاحب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔  
جب اسنے بے بی کاٹ میں اپنی پریوں جیسی بچیوں کو دیکھا۔  
اور اس کی نظر آنکھیں جھپکتی اس بچی پر پڑی جس کی بڑی بڑی آنکھوں پر کالی پلکیں اور ٹھوڑی پر تل تھا۔  
رنگت دونوں کی گلاب جیسی تھی۔  
ایک کی آنکھوں میں نور تھا تو دوسری حور جیسی تھی۔  
"حور العین"۔ ٹھوڑی پر موجود اس بچی کے تل پر انگلی رکھتے جمال صاحب بولے تو مسکراتی مشعل دوسری بچی  
کو دیکھ کر بولی۔

"نور العین"۔ اور پھر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑے۔

"اس تل کے ذریعے اس مالک نے دونوں میں فرق رکھا ہے"۔ دونوں بچیوں کو اپنے سینے سے لگاتے جمال  
صاحب بولا۔



"اور ایک جو بہت روتی ہے اس سے بھی فرق پاسکتے ہیں"۔۔ مشعل نے مسلسل روتی حورال عین کو دیکھتے کہا۔

تو جمال صاحب اسے دیکھ کر پریشان ہوئے۔

"لگتا ہے اسے کوئی تکلیف ہے ورنہ نورال عین نہیں رو رہی"۔ انہوں نے خاموش نورال عین کو دیکھتے کہا تو مشعل نے سر ہلایا۔

اور پھر جلدی ہی انہیں معلوم ہوا کہ انکی ایک پری قوت بینائی سے محروم ہے۔

اور یہ اطلاع نہیں تھی صدمہ تھا کہ جمال صاحب ساکت بیٹھ گئے اور مشعل بھی اپنی حور کو دیکھتی بے تہاشہ رونے لگتی۔۔

پر وہ کچھ نا کر سکے صرف آنسوؤں بہانے کے علاوہ کیونکہ سب بات تھی قسمت کی۔

جمال صاحب نے اپنے باپ سے مدد مانگی تو انہوں نے یہ کہہ کر دھتکار دیا کہ "یہ سب تمہارے اور تمہاری بیوی

کے کرتوت کا نتیجہ ہے اس فحاشہ نے ہم سے ہمارا بیٹا چھینا خدا نے اسکی بیٹی کا آنکھوں کا نور چھین لیا" یہ لفظ

نہیں چابک تھے جس پر جمال صاحب بلبلا اٹھے اور ہمیشہ کیلئے جمال کو جو رات کو چھپ چھپ ماں باپ کو یاد

کرتا تھا اسے وہیں مار کر صرف اپنی بیوی کا شوہر اور بیٹیوں کا باپ لوٹ آیا۔

"مجھے نہیں کروانا پاپا علاج آپ گھر خریدیں مجھے یہاں نہیں رہنا ہمیں اپنا گھر چاہیے۔" حور دروازے کے باہر سنتی غصے سے اندر داخل ہو کر بولی تو مشعل اور جمال صاحب نے اپنی سولہ سال کی معصوم بیٹی کو دیکھا۔

جونادیکھ کر بھی ہر پریشانی اپنے باپ کی محسوس کرتی تھی۔

جمال صاحب کے یہ پیسے اپنی ماں نے مرنے سے پہلے اپنا قسم دیکر اپنا ذاتی گھر اسکے نام کر دیا تھا جس پر کمال صاحب نے تو بہت واویلا مچایا تھا پراسکی کسی نے نہیں سنی اور وہ گھر جمال صاحب کے نام کر دیا۔

اپنی ماں باپ کی موت کا اسے بہت دکھ ہوا تھا اور وہ بہت روئے بھی تھے۔

نور اور حور تو جانتی نہیں تھی صرف برہان اور داد کے علاوہ کسی کو۔

انہوں نے سنا تو تھا کہ انکے دادا دی تایا اور تائی ہیں پر کچھ پرابلمز کی وجہ سے وہ ان سے نہیں ملتے جلتے تھے۔

ہمیشہ کی طرح اس مشکل وقت میں مشعل نے اپنے شوہر کا پورا ساتھ دیا تھا اور انہیں سنبھالا تھا۔

کچھ وقت بعد جمال صاحب نے وہ گھر بھیجا اور ان سے کچھ پیسے ایک ریسٹورنٹ کھولنے کیلئے اپنے دوست کو دئے اور کچھ رکھے تھے کہ گھر خریدیں یا حور العین کی آنکھوں کا علاج کروائے۔

"حور جانو سو جانو بہت ٹائم ہو گیا ہے آپکے پاپا اچھے سے جانتے ہیں انہیں کیا کرنا ہے"۔۔ اس کے لہجے میں غصہ دیکھ کر مشعل بیگم نے کچھ سخت لہجے سے کہا تو مسکراتے ہوئے جمال صاحب نے اسے چپ رہنا کا کہتے حور العین کے پاس آئے تو حور نے ان کے سینے لگ کر رونے لگی۔

"پاپا آپ ماما سے کہیں مجھے نہیں کروانا علاج آپ ہمارا اپنا گھر خریدیں ہم یہاں مزید نہیں رہنا چاہتے"۔۔ وہ سر اونچا کرتے جمال صاحب سے بولی۔

"بہت بری بات مشعل تنے میری حور کو رلا دیا ہے ہم دونوں تم سے کٹی ہیں، میں وہ ہی کروں گا جو میری بیٹی کہے گی، اور تم جانو تمہاری بیٹی"۔ جمال صاحب نے مشعل بیگم سے مسکراہٹ روکتے بولے تو حور سر ہلانے لگی۔

"سچی میں کٹی پاپا ماما سے اور نور سے یہ دونوں چاہتی ہیں ہم گھرنا خریدیں" حور منہ بنا کر بولی تو دروازے پر ٹیک لگائے کھڑی کٹی لفظ پر نور اپنے باپ کو گھورنے لگی۔۔

جو اسے دیکھ کر معصوم صورت بنانے لگے۔ نور کو ہنسی آگئی۔

"حور بہت اچھی ہاں اتنا پیار کرتی ہوں پھر بھی موقع ملتے کٹی ہو جاتی ہو جانو میں نہیں کرنے والی بات اب تم سے"۔ اچانک نور کی آواز پر حور سٹیٹا گئی۔

"تمہارے بارے کون ہے نور میں مہاسے کٹی ہوں ہم نے تمہاری بات بھی نہیں کی پوچھلو پاپا سے" وہ ایک دم بات سنبھال گئی پر نور ہنستی اپنی ماں کے پاس آئی۔

"اوہ سوری بے بی پرا گر تم میری مہاسے کٹی ہو تو میں تم دونوں سے کٹی ہوں"۔ نور اپنی ماں کے پاس آ کر اپنے باپ کو زبان دیکھاتی مشعل بیگم کے گلے میں بازو ڈال کر بولی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ "میں تم سے پہلے کٹی ہوں کیوں پاپا"۔ حورا اپنے باپ کے گرد بازو لپیٹ کر اپنی بے عزتی محسوس کرتے قہقہہ لگا کر نور کو نیچا دیکھاتی بولی۔

"یس یہ بھی پوچھنے والی بات ہے ہم دونوں پہلے ہی ان سے کٹی ہیں چلو ہم باہر آؤ سکریم کھانے چلتے ہیں جائو بھاگ کر چادر اٹھا لاؤ" ان دونوں کو نیچا دیکھا کر جمال صاحب اپنی بیٹی سے محبت کرتے بولے تو آؤ سکریم پر نور نے منی بسور کر اپنی ماں کو دیکھا۔

"ہم بھی جارہے ہیں" وہ اپنی ماں کو اٹھا کر بولی۔

"نہیں مشعل تم باہر نہیں نکل رہی" جمال صاحب اپنے فائدے دیکھتے گویا ہوئے۔

نور رونے جیسی ہو گئی اور حورا اسکی حالت محسوس کرتی ہنستی وہاں سے چلی گئی۔



"ناٹ فیئر پاپا میں بھی آپکی بیٹی ہوں"۔۔ مشعل بیگم کو ہمیشہ کی طرح انکے حکم کی تاب دیکھ کر وہ بولی

"آہاں پر یہاں ہم سے کوئی کٹی تھا"۔ بالوں میں کنگھا پھیرتے ہوئے وہ آئینے میں اسکی معصوم بچے جیسی شکل دیکھ کر ہنس پڑے۔

سولہ سال کی ہونے کے باوجود وہ ابھی بچی لگتی تھی کیونکہ وہ قد کی چھوٹی تھی اور جس پر داد اسے بونی کہتا تھا۔

"میںے تو چنہ منہ مزاق کیا تھا کیوں ممما؟" وہ اپنی ماں کا بازو ہلا کر بولی۔

جسنے ہنستے ہاں میں سر ہلایا۔

"جمال میری بیٹی مزاق کر رہی تھی ہم بھی چل رہے ہیں"۔ مشعل اپنی بیٹی کی صورت دیکھ کر ہنستی بولی

"چلو بھی جب صلح ہے تو ہمیں کیا تکلیف ہو سکتی ہے"۔ معنی خیز نظروں سے مشعل بیگم کو دیکھتے وہ بولے تو مشعل بیگم شرما گئی۔

"یا ہووو" نور نعرہ لگا کر اپنے باپ کے ساتھ لگ گئی تو وہ مسکراتے اسکے ماتھے پر بوسہ دینے لگے۔

"دل پر مت لیا کرو میری نور وہ صرف بہن کو خوش رہنے کیلئے کرتے ہیں ورنہ تم دونوں میرے لئے برابر ہو

"۔ اسکا گال تھپتھا کر بولتے جمال صاحب اسے اپنے ساتھ لگا گئے۔

اور تب تک مشعل بیگم اور حور تیار ہو کر آگئی تو چاروساتھ گھر کو لاک لگا کر گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکلے۔

\*-----\*

محبت تو ایک احساس ہے، جذبوں، سوچوں، خیالوں اور ان کہی باتوں کا۔  
محبت کبھی لفظوں کی محتاج نہیں رہی ہے وہ تو اپنا آپ منواتی ہے آنکھوں کے رستے اپنے محبوب کے دل میں  
اتر کر اسے اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہے۔

انسانوں نے محبت کو فتح نہیں کیا، محبت نے انسانوں کو فتح کیا ہے، جیسے سعیر عالم کی محبت نے حور العین کو اور  
داؤد آلف کی خاموش محبت نے نور العین کو،

محبت ایک احساس بنکر داد کے دل میں ہمیشہ سے پلتا آ رہا تھا جب جب وہ نور کو روتے، غصہ کرتے، مسکراتے،  
گالیاں دیتے دیکھتا آیا تھا۔

اسکے دل میں عجیب سی خواہش نکلتی کہ وہ اس سے چڑے، اور وہ اسے تنگ کر اسکی سوچوں میں محبت بن کرنا  
سہی چڑ بنکر چھایا رہے۔

اسے دیکھے تو مسکرائے منہ کڑوا کر کے اسے بڑبڑا کر برا بھلا کہے۔

اسے بہت خوشی ملتی تھی اور وہ اسے کرتا بھی تھا۔

اسکا مقصد بھی کامیاب رہا تھا پراسکی نظر آلف پر آگئی۔

اور ہوٹل میں بھی اسکا دوسرا پلائن تھا نور کو حورالعین بنا کر ندیم کے سامنے لانے کا اور اسکی نظروں سے خود کو اوجھل رکھنے کا پر انسان کتنا بھی شاطر کیوں ناہوں کبھی کبھی قسمت کے سامنے ہار جاتا ہے۔  
 اور اسکا بھی پلائن ہار گیا اور وہ اسکے سامنے اسکی نظروں میں دوسری لڑکی انتہائی قریب کھڑا تھا۔  
 اسے غصہ تو بہت آیا جب اسکی آنکھوں میں کچھ نفرت تو کچھ خوف دیکھا۔  
 اسکا دل کیا اسے جھنجھور کر کہے وہ اسکا داد ہے جو تمہارے علاوہ کسی کو نہیں دیکھتا پر وہ نا کر سکا۔

کیونکہ اس سے پہلے اسکو جو عزیز تھا وہ تھا سعیر عالم۔  
 اسکا حکم اسکی آنکھوں پر ہوتا تھا۔

اور بیشک آنکھوں اور محبت کا بیچ میں گہرا تعلق ہے جس طرح سعیر سے اور نورالعین دونوں سے اسکا۔

دوسری بار نور کا سعیر عالم کے گھر آنا اور پھر اسے آلف کیلئے آنکھوں میں خوف دیکھا تھا تب بھی اسے اچھانا لگے جس وجہ سے اسنے اسے منع کیا وہاں آنے سے۔  
 کیونکہ دائود آلف کا تو ٹھکانہ ہی وہی تھا۔

اگر اچانک ہی وہ اسے داد کی حالت میں دیکھ لیتی تو کیا ہوتا وہ تو سیدھا برہان سے رابطہ کرتی یا پھر آلف کو اسے کڈنیپ کرنا پڑتا جو وہ ہر گز نہیں کر سکتا تھا۔

کیونکہ اسکی نظر میں محبت کی معنی ہی محبوب کی عزت کرنا ہے تو وہ کیسے اسے ہرٹ کرتا۔

وہ تو اپنے سچے اور کھڑے جذبوں سے اسے پانا چاہتا تھا نا کہ زبردستی۔

پھر اسے انتظار کرتے بس اسٹاپ پر دیکھ کر تبھی بھی اس سے نارہا گیا تو وہ اسے لیکر آگیا کیونکہ اسکی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا وہ حورالعین جیسی تھی۔

سواء ایک تل اور قد کے جوان دونوں میں فرق رکھتا تھا۔

اور پھر آخر کار اسے قتل کرتے بھی دیکھ لیا۔

اور تب اسکی جو حالت تھی داد کو رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا پر اسکا کام ضروری تھا۔

کیونکہ اگر وہ وقت پر اپنا کام سرانجام نہ دیتا تو پتا نہیں کتنی عورتیں اور بہنیں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی خود کشی کر کے۔

تب بھی وہ ہچکچایا نہیں اور اسے سیڑھیاں چڑھتا دیکھ کر بھی وہ انجان بن گیا اور اپنا کام کرنے لگا۔ اور پھر آخر کار داد نے جیت لیا اسے جب برہان کے ساتھ نکاح کا سنا تھا تو اسکی شک نگاہ اپنے طرف اٹھتی پائیں تھی۔

تبھی اسکے اندر بیٹھے محبت کے پرندے نے نور العین کے دل میں چھپے داد نام کے اس پرندے کو ڈھونڈ لیا تھا۔ اور جب وہ اسکے سامنے آئی اور اسکی آنکھوں سے جدا ہونے کا ڈر آنسوؤں کے راستے نکل کر گال پر پھنسل۔

تب داد کو دلی سکون ملا آخر کار اسکی خاموش محبت بھی اپنا رنگ دیکھا گئی۔

اور اسنے سب کچھ اپنے رب پر چھوڑ دیا کہ اگر اسکی محبت اپنا رنگ دیکھا گئی ہے تو وہ اسے پا کر ہی رہے گا اور اسے اپنے نام کرے گا بغیر کسی زور زبردستی سے۔

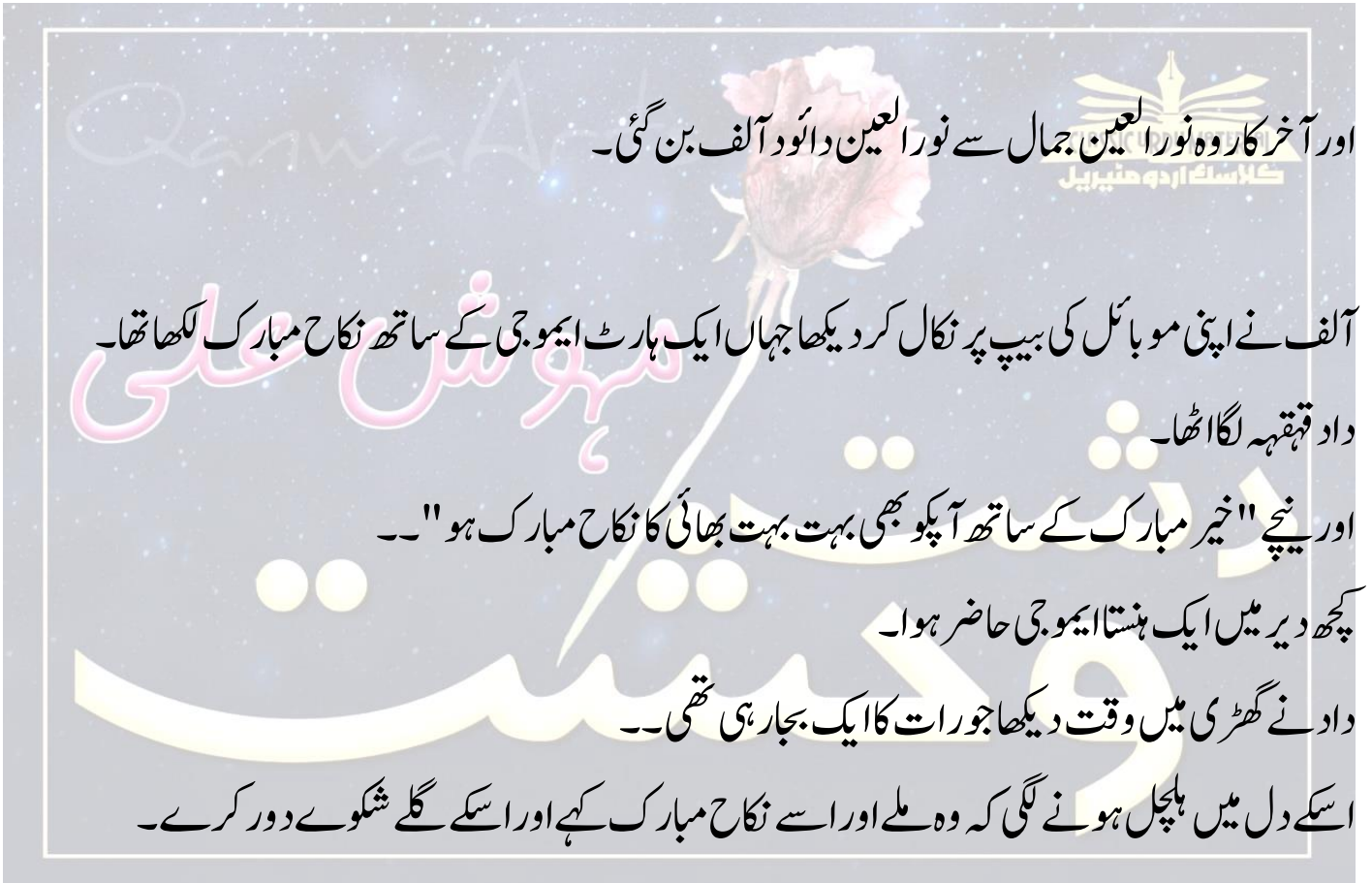
سعیر نے کہا تھا کہ وہ یہ نکاح رکوا کر رہے گا پر داد ڈٹ گیا اسکے سامنے اور جو ہر ہاتھ اسے ہونے دیا۔



آخر جب قاضی کے قدم گھر میں پڑے تو داد کے قدم ڈمگائے پر وہ پھر بھی خود ضبط کرتا ڈنار ہا اور آخر جیت گیا صبر سے۔

عزت سے۔

اپنی محبت کو پالیا بغیر کسی زور زبردستی سے۔



اور اپنی سچی سنوری دلہن بونی کو جی بھر کر دیکھے۔

اسنے موبائل ٹیبل پر رکھا اور خود آئینے کے سامنے آیا۔

بلیک پینٹ پر اسکائے بلو شرٹ میں گھنے بالوں کا پف بنائے وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

Page 550 | 3631

داد کی نظریں بھٹک کر اسکی ٹانگوں سے سر کے لہنگے سے نمایا ہوتی سفید پنڈلیوں پر گئی۔  
اسکے اندر جذباتوں کے طوفان نے شور مچا دیا اور اسے کچھتاوا ہونے لگا کہ شاید اسے اس وقت نہیں آنا چاہیے تھا

وہ صبح دیکھ لیتا اسے پر اس نادان دل کو کون سمجھاتا۔

اسکا بے ساختہ پاؤں کا انگوٹھا اسکی پنڈلی پر پھیرا اور اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا جسکی آنکھوں میں شاید  
اسکے لمس کو محسوس کرتے لرزش سی ہو رہی تھی۔

داد نے دیکھا اسنے سارے زیور اتار دئے تھے جو ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے اپنی ناقدری پر رو رہے تھے اور دوپٹہ  
اسکا نیچے پڑا تھا زمین پر۔۔

"نکاح مبارک مسز داؤد آلف"۔ اسنے ذرا سا جھک کر نور کے کان میں سرگوشی کی۔

نور جو اپنے بیڈ پر پاس پڑے وجود کو اپنا وہم تسلیم کر رہی تھی اور اپنی پنڈلی پر گدگدی نما اس لمس پر بے سکون  
ہوئی تھی آواز پر اپنی آنکھیں پھٹ سے کھولی اور کچھ دیر چھت میں لگے فانوس کو تکتے کے بعد نظروں کا رخ  
پھیرا تو دو کالی جذبوں سے چوڑا آنکھوں کو اپنا آپ تکتے پا کر وہ سانس لینا بھول گئی۔۔

"داؤد"۔ اسکے لبوں میں جنبش ہوئی

"ایس مسز داؤد"۔ داد کی بھاری سرگوشی نما آواز پھر سے اسکے سماعتوں سے ٹکرائی اور دماغ میں ساری آج کی صورت حال کسی فلم کی طرح چلنے لگی۔

"آہہ"۔۔۔ دماغ کے پوری طرح بیدار ہوتے وہ زوردار چیخ مارنے والی تھی کہ داد نے بروقت اسکے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھا۔

"کیا کر رہی ہو یا ابھی رخصتی نہیں ہوئی جو مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر بخش دیں گے"۔۔ وہ اس پر پوری طرح جھک آیا تھا اور نور داد کے اس روپ پے حیران شک تھی۔

"اب اس طرح دیکھ کر امتحان مت لو تم اچھی طرح سے جانتی ہو میں کتنا کمزور دل کا مالک ہوں"۔ وہ آنکھ دبا کر چھچھورے پن سے بولا تو اسکی سانس تھم گئی اور وہ خود کو اسکے شکنجے میں چھڑوانے لگی۔

دفعۃً نور کو اپنے پاؤں پر اسکا لمس محسوس ہوا تو اسکا دل دھڑکنا بھول گیا۔۔۔ اور وہ جلدی سے اپنی ٹانگیں سمیٹ گئی اور دوسرے ہاتھ سے انہیں دھکنے لگی۔

داد اسکی ساری کاروائی خاموشی سے دیکھ رہا تھا جسکے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔

"ایک بات بتائوں"۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ شرارت سے بولا تو نور نے اسکے ہاتھ پر اپنے ناخون گاڑ دئے پر اسکا ہاتھ ناہلا منہ سے۔



"پوچھنا کیا اب شوہر ہوں تمہارا بتا دیتا ہوں"

"تم بہت خوبصورت ہو، چاند جیسی خوبصورت اور چاندنی جیسی پاک معصوم"!! محبت سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ بولا تو نور کی مزاحمت تھم سی گئی۔

اور اسکے دل نے ایک ہارٹ بیٹ مس کی۔

وہ بے ساختہ اسکی لودیتی نظروں سے نگاہیں چراگئی اور وہی لمحہ تھا جب دادا اسکے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرنے کیلئے جھکا کہ نور نے ایک دم اسے پیچھے دھکا دے کر پلک جھپکتے بیڈ سے نیچے کھڑی ہوئی۔

دادا اسکی حرکت پر اپنی مسکراہٹ صاف چھپا گیا اور حیران ہوتے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے اسے دیکھنے لگا۔

"تت۔۔۔ تم گھٹیا کمینے انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے روم میں آنے کی" وہ چیخنی اور اپنے بالوں کو اپنے آگے پھیلا لیا۔

"یار پلیز یہ چیخنے کا کام بعد پر چھوڑ کر اپنا منہ دھو لو اور کالے بال پیچھے کر لو ورنہ قسم سے شادی کے جوڑے میں بھوتی لگ رہی ہو، اور تم تو جانتی ہو تمہارا سرتاج کتنا نازک دل کا مالک ہے ایک ڈرپوک بزدل انسان ہے کہیں اسکا دل نا پھٹ جائے"۔ اسکی چیخ گالی کو سیریس نالیتے دادا نے اسکے حلیے کی جانب اشارہ دلوایا اور ایک پل کو تو نور بھی ٹھٹھک کر رک گئی۔

آخر ایک لڑکی تھی خود پر بھوتنی لفظ کیسے برداشت کر سکتی تھی۔

اسنے ایک خونخوار نظر اسکے وجود پر ڈالکر ذرا سا پیچھے ہٹ کر آئینے میں دیکھنے لگی۔  
اسی لمحے داد نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آن کی اور نور اپنا خوفناک حلیہ مرر میں دیکھ کر چیخ پڑی۔

داد نے گھبرا کر لائٹ آف کی۔

"کیا کر رہی ہو پاگل بونی"۔۔ وہ بیڈ سے اتر کر نیچے آیا اسکی طرف اور نور اسکی بات کو نظر انداز کرتے جلدی سے گھبرائی ڈری بال پیچھے سمیٹ کر جوڑے کی شکل میں بناتی ٹشو سے اپنی آنکھیں اور لپسٹک صاف کرنے لگی جسنے اسے بھوتنی بنایا ہوا تھا۔

جب وہ دیکھنے کے لائق ہوئی تو گھراسانس لیکر رہ گئی۔۔ اسنے کتنی خوفناک اسٹوریز ریڈ کی تھیں جن میں چڑیل ایسی ہی دیکھائی جاتی تھی۔

آج خود کو دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ ناول میں موجود لوگ کیسے ڈرتے ہوں گے جنکا پہلے وہ اندازہ نہیں لگا پاتی تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں داد کو تو فراموش کر گئی تھی۔۔ اور اس کی اسی بے خودی کا فائدہ اٹھاتے داد بالکل اسکے پاس آگیا تھا۔

"اب ٹھیک لگ رہی ہو بالکل میری بونی"۔۔ ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کو قید سے آزاد کرواتے وہ بولا تو نور جھجک کر کچھ غصے سے پیچھے ہوئی۔۔

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے تم سمجھے ورنہ جوتے مار کر یہاں سے بھگائوں گی"۔۔ وہ دیوار سے لگی اس پر غرائی البتہ اسکی نظروں کی تپش سے وہ گھبرا رہی تھی۔۔  
یہ کونسا داد تھا۔

اسکا دوست تو ایسا نہیں تھا۔  
اس میں سے تو ڈر شرم ہی ختم ہو گئے تھے۔

"میں نے ہاتھ کب لگایا تمہیں؟" ایک ہاتھ دیوار پر رکھ کر محبت سے اسکے غصے کے پیچھے گھبرائے روپ کو دیکھتے وہ بولا۔

"ت۔ تم مجھے ڈر رہے ہو داد"۔۔ وہ اپنے گرد دیوار پر رکھے اسکے دونوں ہاتھوں کو ہٹانے کی کوشش کرتی غصے سے گویا ہوئی۔

"مت بھولو اب صرف نکاح ہوا ہے ہمارا اور وہ بھی زبردستی میں تمہاری بیوی نہیں منکوحہ ہوں"۔۔ وہ اسکی نظروں سے گھبراتی اپنے آپ کو مضبوط کرتی ٹھوس لہجے میں بولی۔

"کیا بکو اس بنایا ہوا ہے، پہلے نکاح سے بیوی ہو جاتی تھی اب منکوحہ اس طرح سے ترسانے سے بھتر تھا نام کر کے سات پردوں کے پیچھے چھپا دیتے کم از کم تڑپتے تو نا"۔۔ اسکے دیوار پر ہاتھ مار کر غصے سے کہنے پر نور کی آنکھیں پھٹی تھیں۔۔

یہ داد تھا بزدل ساداد، اگر اپنی آنکھوں سے نا دیکھ رہی ہوتی تو بالکل بھی کسی کی زبان سے سنتے یقین نا کرتی کہ یہ داد ہے۔۔۔

اسکا چہرہ شرم غصے سے تپ گیا۔۔

"نور العین بیٹا تم ٹھیک ہو"۔؟ وہ کچھ تلخ کہنے کیلئے منہ کھول ہی رہی تھی کہ نر گھس بی کی بند دروازے کے گھبرائی آواز آئی۔

نور نے ایک دم دروازے کے طرف خوشی سے دیکھا اور پھر داد کو جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔



"ایک یہ بھولی عوام ذرا بھی نہیں سمجھتی کہ نئی شادی ہے شاید دلہا مبارک دینے آیا ہو پر نہیں انہیں تو پریشان ہو کر خود گھبرا نا اور دلہن کو بھی چیخ چلانے کا موقع دینا ہے"۔۔ داد نے آنکھیں گھما کر کہا تو نور نے اپنا پاؤں اسکے پاؤں پر مارا جو داد کو کسی روئی کی طرح لگا۔

"ب۔بی میں آرہی ہوں"۔۔ وہ ہلکا کر کہتی داد کے دور ہونے پر بولی

اور آگے بڑھی کہ پیچھے داد نے اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے روک دیا۔

"ضرور جائو اور نتیجہ جو کچھ دن بعد جو رخصتی رکھی گئی ہے وہ صبح تمہیں میرے روم میں پہنچا کر ملے گا"۔۔ وہ جھک کر سرگوشی میں اسکے کان میں بولا تو نور ساکت سی رک گئی۔

اسکے اتنے قریب ہونے پر کہ اسکا سرا اسکے سینے سے لگا ہوا تھا اور مضبوط ہاتھ اسکی کمر میں۔۔

"بب۔۔بی میں سو رہی ہوں آپ جائیں میں ٹھیک ہوں"۔۔ وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ صبح اسکے

کمرے میں پہنچ جائے تبھی ایک دم بولی۔

"اچھا اپنا خیال رکھو بیٹا اگر کچھ چاہیے تو بتاؤ"۔۔ بی اسکے دروازہ نا کھولنے پر سمجھ گئی تھی شاید سونے لگی ہے پھر سے تبھی بولی۔

"ہاں کہو تنہائی"۔۔ داد نے جھک کر پھر سے سرگوش میں کہانور کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک سرد لہر دوڑ گئی۔۔

وہ بے ساختہ نفی کرنے لگی۔

"نہیں"۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے کوئی آیت پڑھ کر سو جائو میں جاگ رہی ہوں"۔ بی اسکے جواب پر کہہ کر چلی گئی۔

اور نور پھر اسکے ساتھ اکیلی رہ جانے پر اپنے لبوں پر زبان پھیرنے لگی۔

"ڈرو نہیں میں منکوحہ والے سسٹم کی عزت کرتا ہوں"۔ اسکارخ اپنی طرف کرتے اسکے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرتے وہ بولا تو نور آنکھیں موند گئی۔

اور داد اس پر ایک نظر ڈال کر مڑا

"میرے ساتھ بہت غلط کیا ہے تم لوگوں نے داد"۔۔ داد کے پیچھے سے بھرائی آواز آئی۔

"جانتا ہوں"۔۔ وہ کہہ کر رکا نہیں آہستہ سے دروازہ کھول کر بغیر کسی کی پروہ کئے وہاں سے نکلا تو پیچھے نور نے اپنا چہرہ صاف کرتے دروازہ لاک کیا۔

اور ایک ڈریس نکال کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔

اپنے باپ کو جلد پہنچنے کا کہتے اسنے موبائل آف کر دیا اور آفس سے باہر نکل آیا۔  
ڈرائیور کو اسنے منع کر کے خود گاڑی ڈرائیور کرتے آفس کے حدود سے دور نکل آیا اور اسے ہی راستوں پر اپنی  
گاڑی چلانے لگا۔

یہ تو تہہ تھا کہ اسے نکاح میں نہیں جانا۔

کیونکہ وہ اپنی خوشی کیلئے اپنے بھائی کی خوشی ہڑپ نہیں سکتا تھا۔ اگر اسے معلوم نا ہوتا کہ داد نور العین سے  
محبت کرتا ہے تو شاید وہ حور کو واپس لانے کیلئے یہ کر جاتا پر جانتے بھوجتے وہ ایسا قدم ہر گز نہیں اٹھا سکتا تھا۔

وہ اپنے بنگلے پر آیا اور چینیج کر کے۔

جب کلک نے ڈنر ریڈی ہونے کی اطلاع دی تو وہ ڈنر کرنے کے بعد پستول بیلٹ میں لگا کر گاڑی کی کینز اٹھائے  
وہاں سے اپنی ذاتی گاڑی میں نکل آیا۔

اسکارخ ساحل سمندر کی طرف تھا موبائل آف کر کے وہ اپنے روم میں ہی چھوڑ کر آیا تھا۔

جانتا بھی تھا اپنے باپ کا اسکے اس عمل سے کیاری ایکشن ہوگا۔

پر جب اسے معلوم ہوا کہ ہارٹ اٹیک کا سبب ناٹک ہے تو وہ بہت شرمندہ ہوا کہ یہ کیا کرنے چلا ہے اسکا باپ  
ایک ریسٹورنٹ کیلئے وہ کسی کی زندگی سے کیسے کھیل سکتا ہے۔

اسے لگا اگر وہ نور سے نکاح کر لے گا تو اسے وہ حق کبھی نہیں دلوایا پائے گا جو اسے داد دے سکتا ہے۔

کیونکہ وہ جانتا تھا اگر اسکا نکاح نور سے ہوتا تو وہ بالکل بے حس بن جاتا اور وہ بیچاری معصوم لڑکی لالچیوں کے بیچ گم ہو جاتی۔۔

تبھی اسنے اپنے قدم پیچھے کر لیے تھے اور حور کو لانے کا کوئی دوسرا ہی راستہ اپنانا تھا۔

گاڑی ساحل سمندر کے کچھ فاصلے پر روک کر وہ آکر وہاں موجود سنگل بیچ پر بیٹھا۔

اور اس حسین نظارے کو دیکھتے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائوں میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگا اور جو بھونج تھا سر پر وہ بھی سرک گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں اسکا موڈ ہشاش بشاش ہو گیا اور مسکراتے وہاں سے اٹھا۔

گاڑی کو وہیں رہنے دے کر وہ قدم اٹھاتا پیدل چلنے لگا اور سوچوں میں کافی دور نکل آیا۔

"اگر بیسٹ تک پہنچنا ہے تو پہلے سعیر عالم کو جاننا پڑے گا"۔ وہ بڑبڑایا اور سر سری سی نظرات کے اس پہر ایک چھوٹی سی بچی کی کلائی سے پکڑے دوسرے ہاتھ میں بیگ اٹھائے جاتے آدمی کو دیکھا

وہ سمجھا شاید کوئی باپ بیٹی ہوں سفر سے آرہے ہوں۔

تبھی نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا۔۔



"چھوڑ مجھے"۔ ایک سرگوشی نما آواز برہان کے کانوں میں پڑی وہ ٹھٹھک گیا پر رکائیں اور آگے موڑ  
مڑتے کچے میں اتر کر درختوں کی آڑ میں دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

اسے لگا اسکا وہم ہے بھلا کیا ہو سکتا ہے۔

"نہیں وہ بچی اور آدمی برہان وقت دیکھو"۔ وہ ٹھٹھک گیا دل سے آتی آواز پر اور جلدی سے باہر واپس روڈ پر  
آیا پر وہاں کوئی نہیں تھا۔

اسنے اپنی گن نکالی اور اس پر پکڑ مضبوط کرتے آگے بڑھا راستہ سنسان تھا وہ آدمی اور چھوٹی بچی پتا نہیں کہاں  
چلے گئے۔

برہان چلتا گیا کہ پاؤں سے کچھ ٹکرایا اسنے جھک کر دیکھا تو وہ ایک جوتی تھی چھوٹے سے پاؤں کی۔

"مطلب وہ آواز سچ میں تھی اوہ نو"۔ وہ بھاگا پر دور دور تک راستے پر کوئی نہیں تھا۔

وہ ماتھا مسلتا واپس پلٹا اور اللہ کا نام لیتے اس بچی کی سلامتی کی دعا مانگتے وہ اندھیرے میں جنگل میں اتر آیا۔

اسے افسوس ہونے لگا کہ وہ موبائل کیوں نہیں لایا۔ اسنے سنبھل کر قدم رکھتے ہر آہٹ پر اپنی سماعتیں  
بچھا دیں۔

رات کے گھور اندھیرے میں گھنے جنگل میں اس وقت بھیڑیوں کے رونے کی آوازیں تھیں ایسے میں وہ کیسے  
ڈھونڈتا اس بچی اور آدمی کو۔

"مجھے جانے دو برے انکل"۔ ایک دم وہ۔ الرٹ ہوا کیونکہ وہی روتی ہوئی آواز بہت قریب سے آئی تھی۔

"بکو اس بند کرو ورنہ ابھی کاٹ دوں گا"۔ ایک مردانہ آواز آئی برہان گن بلند کرتا اس آواز کے تعاقب میں آیا  
تو ٹھٹھک گیا اور جلد ہی درخت کے آڑ میں ہو گیا۔

سامنے ہی مدہم ٹارچ کی روشنی میں زمین پر وہ آدمی بیٹھا اس بچی کے ہاتھ منہ باندھ کر اب شراب نکال کر پینے  
لگا تھا

برہان کی آنکھوں میں خون اتر آیا جب وہ آدمی گھونٹ بھر کر بوتل رکھتے اس معصوم کو زمین پر دھکا دیکر اس  
معصوم کو اپنی درندگی کا نشانہ بنانے والا تھا۔

برہان کا چہرہ اضطراب سے سرخ ہو گیا اور اس نے ایک دم باہر نکل کر اس بچی پر جھکتے اس آدمی کی گردن کا نشانہ لیا۔

ٹھااا۔۔ کی آواز پورے جنگل میں دھماکہ بن کر گونج اٹھی اور ساتھ آہہ بھی بلند ہوئی۔

اس بچی کا چہرہ اسپید پڑ گیا اور آنکھیں پھٹ پڑی۔ وہ زمین پر ہاتھ پاؤں بندھی پڑی اس اچانک سامنے آنے  
والے وجود کو دیکھنے لگی

برہان اس آدمی پر ایک کے بعد ایک فائر کرتا سے بھاگنے کا موقعہ دئے بغیر اسے ہلاک کر چکا تھا اور پھر اس بچی کے پاس آیا سے زمین سے گود میں اٹھایا۔

وہ کوئی دس سال کی کمزور جسم کی مالک تھی۔۔ اور بغیر مزاحمت کے اسکی گود میں تھی شاید ابھی تک خوف کے حصار میں تھی۔

وہ جنگل سے اسی راستے باہر نکلا اور سڑک پر آیا۔

اور اسے بانہوں میں اٹھائے واپس ساحل سمندر پر اس بچہ پر بیٹھا کر اسکے ہاتھ منہ پاؤں کھولے اور جلدی سے اپنی گاڑی سے ٹارچ پانی کی بوتل لیکر آیا۔

"آآ۔۔ آپ بیٹ ہیں؟" منہ کھولنے کے بعد اس چھوٹی سی بچی نے گہرے سانس بھر کر نیچے اسکے سامنے بیٹھے برہان سے معصومیت سے پوچھا۔

"کیوں؟" برہان نے اسکے پاؤں دیکھتے ہوئے الٹا سوال کیا۔

"کیونکہ بچوں کو تو وہی بچاتا ہے ورنہ آج وہ برے انکل مجھے کھا جاتے" وہ کہتی ہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

برہان کے ہاتھ ساکت ہو گئے اور اسنے ٹارچ بچہ پر رکھ کر اسے دیکھنے لگا جو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔

کتنی معصوم تھی نہیں جانتی تھی اس پر کونسی قیامت ٹوٹنے والی تھی۔

وہ اٹھ کر اسکے پاس برابر بیٹھا اور اسے سینے سے لگا لیا۔

پتا نہیں ایسی کتنی معصوم پریوں کو درندے اپنی ہوس کا نشانہ بنا چکے ہوں گے اور انکی تو کسی نے نہیں آہ پکار سنی ہوگی انکے لئے تو کوئی بیسٹ یا انسان آیا ہوگا بچانے۔

"نام۔ کیا ہے پری کا"۔ اسکا چہرہ اپنے مضبوط ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر پوچھا تو پری لفظ پر وہ سوس سوس کرتی برہان کو دیکھنے لگی۔

"مسکان"۔ اپنی میٹھی آواز میں وہ بولی اور چھوٹے کمزور ہاتھوں سے آنکھیں صاف کرنے لگی  
برہان نے اسے دیکھا کیا ہر مسکان نام والی لڑکی کا مسکان سے کوئی رشتہ نہیں تھا۔

"کہاں رہتی ہو اور اس برے آدمی کے پاس کیسے آئی"۔ اسے پانی کی بوتل تھما کر وہ بولا اور اسکی پیٹھ اور بالوں سے مٹی صاف کرنے لگا

"اسلام آباد میں رہتی ہوں اپنے ماموں کے گھر میں اور اپنے ماں باپ کے پاس جا رہی تھی کہ اس برے انکل نے پوچھا اور مینے بتایا تو انکل نے کہا میں بھی انہیں کے پاس جا رہا ہوں وہ مجھے چھوڑ دیں گے تو میں انکے ساتھ آگئی پر انکل پتا نہیں کہاں کہاں گھمارہے تھے اور پھر دو دن کے بعد یہاں لیکر آگئے ابھی وہ مجھے کھانے والے تھے کہ آپ آگئے اور اسے مار ڈالا"۔ وہ سر جھکائے بتانے لگی اور برہان اسے سر کو تنکنے لگا



"تمہارے ماں باپ کہاں ہیں اور تم ماموں کے گھر سے کیوں نکلی۔۔۔ وہ جانتا تھا اسکے سوال ٹھیک نہیں اس وقت پر جاننا ضروری تھا۔

"مامی مارتی ہے کام ناکر نے پر اور رضو والے میرے ساتھ گندی گندی گیم کھیلتے ہیں مجھے نہیں پسند وہ گیمز، وہ سرنفی میں ہلاتے بولی اور برہان نے سمجھتے ضبط سے لب بھینچ لیے۔

"اور اس دن مامی نے مجھے برتن نادھونے پر بہت مارا اور کھانا بھی نہیں دیا مجھے بہت بھوک لگی تھی اور کوئی کھانا بھی نہیں دے رہا تھا میں نے رضو سے کہا کھانا دو تو وہ بولا پہلے میرے ساتھ گیم کھیلو میں نے انکار کر دیا اور پھر اسنے مجھے مارا بہت اس لئے میں وہاں سے بھاگ آئی۔"

"سب کہتے ہیں میری ماں اور بابا اللہ کے پاس رہتے ہیں اور مجھے بھی وہیں جانا ہے کہ انکل نہیں لے گئے انہوں نے جھوٹ بولا اور یہاں لیکر آئے گئے۔۔۔ برہان نے ایک گہرا سانس خارج کیا

"رضو کون ہے اور کتنا بڑا ہے تم سے؟" اسے اپنے ساتھ لگاتے اسنے پوچھا۔

"رضو ماموں کا بیٹا ہے اصل میں اسکا نام رضوان ہے پر مامی اور سب اسے رضو کہتے ہیں، وہ بہت بڑا ہے اور اسکول بھی جاتا ہے کبھی کبھی مجھے بھی پڑھاتا ہے اور کھانا بھی دیتا ہے۔۔۔ چھوٹی سی مسکان اس انجان آدمی کو دیکھتی بولی جو بیسٹ تو نہیں تھا پر اسے اس برے انسان سے بچالایا تھا۔

"کیا آپ مجھے میری اماں بابا کے پاس پہنچا دیں گے مجھے انکے ساتھ رہنا ہے اماں مارتی نہیں تھی اور بابا پیسے بھی دیتے تھے گڑیا لینے کیلئے اب کوئی نہیں دیتا" وہ رونے لگی۔

برہان کا دل بھی بوجھل ہو گیا وقت زیادہ دیکھ کر وہ اٹھا اور اسے بھی اٹھایا گود میں ٹارچ ہاتھ میں لیکر وہ اپنی گاڑی کی طرف آیا اور فرنٹ سیٹ کا ڈور کھول کر اسے معصوم پری کو اندر بیٹھایا اور دوسری طرف سے خود آگیا۔



"یہ آپ کی ہے؟" چھوٹی سی مسکان کی حیرت بھری آواز گاڑی کی فضا میں گونجی برہان نے نرمی سے مسکراتے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"اوہ تو آپ بڑے صاحب ہیں" وہ بولی تو برہان ہنس دیا۔

"نہیں میں تو چھوٹا صاحب ہوں ابھی" اسنے ایک نظر اسکے معصوم چہرے پر ڈال کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں میرے ماں باپ کے پاس"۔؟ وہ آس اور خوشی سے پوچھنے لگی برہان خاموش ہو گیا کیا کہتا جہاں اسکے ماں باپ ہیں وہاں جانا اسکے بس کی بات نہیں تھی اور اسے سمجھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

جواب ناملنے پر وہ خاموش ہو گئی۔ اور شاید تھکی ہوئی تھی تبھی بیٹھے بیٹھی ہی سو گئی۔

برہان آہستہ آہستہ گاڑی ڈرائیو کرنے لگا اور جب اپنے بنگلے کے سامنے پہنچا تو گاڑی نے اس کے لئے گیٹ واکیا وہ اندر داخل ہوا اور پارکنگ میں گاڑی پارک کرتے باہر نکل کر دوسری طرف آیا اور آہستہ سے اس بچی کو نکالا۔

گاڑی کی نظر اپنے صاحب کے پاس موجود بچی پر گئی تو سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"سر آپ کے بھائی آئے تھے دائود آلف آپسے ملنے پر آپ نہیں تھے تو چلے گئے" ایک گاڑی نے آگے بڑھ کر سلیوٹ کرتے برہان کو بتایا تو برہان سر ہلا کر اندر بڑھ گیا۔

روم میں آکر برہان نے اسے آہستہ سے بیڈ پر ڈالا اور پھر لائٹ آن کی۔ اس کی نظریں بے ساختہ اس کے چہرے کی۔ جانب اٹھی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ شاید اس کی معصومیت نے ہی اسے درندے کی آنکھوں میں نمایا کیا تھا۔

دو چوٹیاں بندھی ہوئی اور گندمی رنگت والی وہ کمزور جسم کی مالک معصوم مسکان برہان کو بہت پیاری لگی۔

برہان نے اپنی شرٹ کی جانب دیکھا جہاں اس کے پاؤں سے نکلتے خون کے دھبے پڑ گئے تھے۔

اس نے جلدی ٹیبل کے دراز سے میڈیکل باکس نکالا اور اس کے پاؤں کے قریب بیٹھا۔

زخموں سے شاید اس کے پاؤں سن ہو گئے تھے یا اسے درد سہنے کی عادت پڑ گئی تھی کہ پاؤں میں لگے کاٹنوں پر

اف بھی نہیں کی پورے راستے البتہ سکون سے سوئی ہوئی۔

جیسے ایسے درد سمہ کر سونے کی عادت ہو چکی ہو۔

برہان نے افسوس کرتے اسکے ایک پائوں آہستہ اٹھایا اور لگے ایک دو کانٹے نکال کر کاٹن پر ڈٹول لگا کر اسکے پائوں صاف کرنے لگا تو درد سے وہ آہ کرتی اٹھ بیٹھی۔

"آآ۔ آپ صاحب کیا کر رہے ہیں۔" درد سے آنکھوں میں آتے آنسوؤں جھپک کر بولی

برہان اسکے صاحب کہنے پر مسکرا دیا۔

"کچھ نہیں، کھانا کھاؤ گی۔" دونوں پائوں پر ڈریسنگ کرتے اسکے ہاتھ چپک کرتے وہ بولا۔

"آپ کھیلانیں گے؟" وہ الٹا ڈر کر پوچھنے لگی "اور چوٹیں نہیں لگی بس پائوں میں جوتی اتر جانے سے کانٹے لگے تھے، مینے کہا تھا انکل سے میرے جوتی گر گئی پر انہوں نے اٹھانے نہیں دی اب میں کیا پہنوں گی۔" وہ ناک سکورٹ کر بولی

"ضرور اگر تم کھانا چاہو گی غریب کا کھانا تو کھیلانوں گا۔" وہ میڈیکل باکس دراز میں رکھتے بولا  
تو اسکی آنکھیں پھیل گئی۔

"آپ اور غریب ہیں ہا ہا ہا ہا" وہ اسکے روم کو دیکھتی ہنسی "ایسے تو گھر ہم مامی کی ٹی وی میں دیکھتے تھے اور آپ کی گاڑی کتنی بڑی ہے، اور یہ چار پائی بھی دیکھو کتنی بڑی اور نرم ہے مینے پہلے کبھی نہیں بیٹھی اس پر اور دیکھو کتنا خوبصورت گھر ہے میں تو وہاں زمین پر سوتی تھی" کہتی کہتی وہ پھر مایوس ہو گئی۔



"اچھا رومت میں کھانے کیلئے کچھ لاتا ہوں" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہاں سے موبائل اٹھا کر وہاں سے نکل گیا۔

اور مسکان اسکی چوڑی پشت کو دیکھ کر روم کو ستائش بھری آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

کچھ چیزیں تو اسے سمجھ نہیں آئیں پر کچھ کو دیکھ کر وہ آنکھیں پھیلا گئی جیسے الماری دوسرا فرنیچر۔۔

برہان نے کچن میں آکر موبائل آن کیا اور مسکراتے داد کے نمبر پر نکاح مبارک کا میسج بھیجا پھر موبائل شلف پر رکھ کر وہ فروٹ نکال کر اس کے لئے فروٹ چاٹ بنانے لگا کہ داد کا سپلائے آگیا وہ مسکرا دیا جب خیر مبارک دیکھا۔

مطلب وہ کامیاب گیا تھا۔

پھر ایک دو میسج کے ساتھ اپنے باپ کے نمبر پر سوری کا میسج سینڈ کرتے موبائل جیب میں ڈالتے ٹرے اٹھائے اپنے روم میں آیا۔

"یہ کیا ہے اتنے فروٹ کتنے کے ہیں" چھوٹی سی مسکان فروٹ چاٹ میں کریم اور فروٹ دیکھ کر حیرت سے مختلف فروٹس کو دیکھ کر بولی جو اس کے ہینڈ واش کروا رہا تھا۔

"یہ دس روپے کے ہیں" منہ میں ڈالتے ڈالتے مسکان کا ہاتھ رکا۔

"دس روپے میں سب"؟ وہ حیرت زدہ ہوئی

"ہاں سب"۔۔ نائیٹ ڈریس نکالتے وہ ہنسا

"ارے یہاں اتنے سستے ہیں پھر مینے بیس روپے جمع کیے ہیں مجھے لا کر دیں گے تاکہ اماں کے پاس خالی ہاتھ نہ جاؤں"۔۔ وہ کہتی جلدی سے اپنے دامن میں بندھی گڑھ کھولنے لگی۔

جس سے سکے بیڈ پر گرے برہان الماری سے ٹیک لگائے اسکی کاروائی کو دیکھنے لگا۔

"آپ کو پتا ہے یہ مینے رضو اور دوسرے بچوں کے ہوم ورک کر کے کمائے ہیں دو دور پیسے میں،، مینے سوچا تھا اماں کو دو گنی پر اب یہ آپ مجھے ان سے فروٹ لا کر دیجیے گا تاکہ اماں کو دوں وہ خوش ہو جائیں گی اللہ کو بھی دوں گی،، بابا نے تو میرے لیے گڑیا بھی لے کر رکھی ہوگی مینے انہیں کہا تھا"۔۔ وہ خوشی سے اپنی رو میں بولتی برہان کو دیکھنے لگی۔

"ابھی رکھو صبح لیکر دوں گا"۔ وہ مسکرا کر کہتا ہاتھ روم میں بند ہو گیا۔

اگر وہ مضبوط اعصاب مالک نہ ہوتا تو شاید اس کا دل پھٹ جاتا۔

وہ فریش ہو کر آیا تو وہ پلیٹ کو انگلی گھما کر پھر اسے منہ میں ڈال کر چاٹ رہی تھی۔

برہان کو ہنسی آگئی۔

جسے وہ خوبصورتی سے چھپاتا ٹرے اسکے سامنے سے اٹھانے لگا تو وہ مسکرا دی

"آپکے کھانے تو بہت اچھے ہیں،، اور بہت آسان بھی صرف فروٹ ڈال کر اس میں آٹا ڈالا ہے، ہے نا؟" اسکی پشت کو دیکھتے وہ بولی تو اس بار برہان قہقہہ لگا اٹھا۔

"ہاں آٹا زیادہ ہو گیا تھا تو ڈال دیا کیسا گاتمہیں" بمشکل مسکرا ہٹ روک کر وہ مڑا اور شرارت سے پوچھا

اسکے قہقہہ پر وہ جھینپ گئی۔

"وہ صاحب مجھے زیادہ نہیں معلوم کبھی کھانا بنایا نہیں"۔۔ وہ اپنی صفائی دینے لگی تو برہان سر ہلا کر ٹرے ٹیبل پر رکھ کر خود صوفے پر آکر لیٹ گیا۔ عمر دیکھو اور کھانا بنانے کا سوچ رہی تھی۔

"آپ یہاں کیوں سو رہے ہیں صاحب یہ آپکی چارپائی ہے آپ یہاں آجائیں میں نیچے سو جاؤں گی"۔۔ وہ پائوں نیچے رکھنے والی تھی کہ برہان نے جلدی سے کہا۔

"نہیں آج تم میری چارپائی پر سو کر دیکھو میں بیزار ہو گیا ہوں یہاں سوتے سوتے"۔۔۔ برہان کے کہنے پر مسکان نے اسے دیکھا کہ امیر لوگوں کے اپنے ہی خزرے ہیں کہاں اتنی زبردست چارپائی اور کہاں ایک چھوٹا سا صوفہ۔

وہ کندھے اچکا کر واپس لیٹ گئی اور آنکھیں موند گئی۔

"صاحب آپ کل مجھے میرے ماں باپ کے پاس چھوڑ کر آئیں گے نا؟" کچھ دیر بعد اسکی نیند میں ڈوبی آواز برہان کے سماعتوں سے ٹکرائی وہ لب بھینچ گیا اور کوئی جواب نہ دیا

کچھ دیر بعد جب کمرے میں اسکی سانسوں کی آواز گونجنے لگی تو وہ اٹھ کر لائٹ آف کرنے لگا کہ بے ساختہ نظر اسکے معصوم چہرے پر پڑی تو اسکے ماتھے پر بوسہ دئے بغیر نارہ سکا اور کمفرٹ اور ڈھا کر واپس اپنی جگہ پر آکر لیٹ گیا اب اسکی سوچوں کا رخ اپنی فیملی کی طرف تھا۔

\*-----\*

"تمہیں جانوروں میں کونسا جانور پسند ہے؟" مسکان پاس بیٹھی حور سے پوچھنے لگی۔

حور نے سوال پر نا سمجھی سے نظریں اٹھائی "مجھے کیا پتا میں نے کونسا نہیں دیکھا ہے" وہ کندھے اچکا گئی

"پھر بھی بلی ہے کتا ہے گدھا گھوڑا شیر مور کوئی بھی؟" وہ کچن میں لنچ ریڈی کرتی کک کو دیکھتے بولی



"مجھے نہیں پتا!! کیا پتا یہ کیسے ہوتے ہیں مینے کونسا انہیں چھو کر محسوس کیا ہے" وہ منہ بنا گئی

"سوال کا اصلی مقصد"۔۔؟

"تمہیں پتا ہے کتے کا ایک نسل ہے جو چھوٹے اور بہت خوبصورت ہوتے ہیں انکے لمبے سفید بال ہوتے ہیں اور انتہائی کے پیار ہوتے ہیں اور وہ پیار بھی بہت کرتے ہیں"۔۔ وہ ببل منہ میں ڈالتے بولی

"تو میں کیا کروں"۔۔؟

"تم لو اسے اور تمہاری جو تنہائی کا گلا ہے وہ ختم ہو جائے گا پر تمہیں اسے بہت محبت دینی پڑے گی اور اپنے ساتھ ہی رکھنا پڑے گا" مشورے کے ساتھ وہ معلومات بھی فراہم کرنے لگی

"میں خود کو نہیں سنبھال سکتی کتا کیا پالوں گی" حور العین تلخ سے ہنسی

مسکان نے گھبرا کر اس پاس دیکھا کہیں اسے ہرٹ کرتے کسی نے دیکھ تو نہیں لیا اور پھر اسکا جائزہ لینے لگی پر ایسی کوئی مشکوک چیز سامنے نہیں آئی تو سکون کا سانس لے گئی۔

"تم کر سکتی ہو وہ بہت معصوم اور پیارا ہو گا، اگر اسے تم سے محبت ہو گئی تو جہاں تم جاؤ گی وہیں وہیں آئے گا اور تمہیں بھی اپنی محبت دے گا سوچ لو"۔ مسکان اٹھ کر اسکے پاس آئی اور سرگوشی میں بتانے لگی

"کتنے کا ہے؟" حور نے سوچاڑائے کرنے سے کیا جاتا ہے اور مسکان کی بانجھیں پھیل گئی

"پیسوں کی پروہ مت کرو تم صرف ہاں اور نا میں جواب دو۔"

"کاٹے گا تو نہیں۔۔۔ حور کو ڈر لگنے لگا اتنا بڑا فیصلہ لینے سے

"نہیں پاگل بالکل بھی نہیں البتہ وہ تو بہت سوئیٹ ہوتے ہیں صرف پیار دینا جانتے ہیں" اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بولی

پھر کیا کہتی ہوں لا دوں کل؟

"ٹھیک ہے اگر اتنا پیارا ہے تو لا دو" حور العین اثبات میں سر ہلانے لگی اور مسکان کے دل پر پھوارے پر گئے اسنے بے ساختہ اپنی گردن پر انگلیاں پھیریں

"اب آئے گا مزہ سیر صاحب، بڑی ناگوار گذرتی ہے نا آپکو مدخلت۔۔۔ وہ اپنی سوچ پر مسکراتی حور کو دیکھنے لگی۔"

"حور العین بی بی لنچ ریڈی ہے ٹیبل پر لگا دوں۔۔۔ مودب سی کک بولی

"ہاں لگا دو ہم آتے ہیں"۔۔ وہ صوفے پر ہاتھ رکھ کر اٹھی ساتھ مسکان بھی تھی۔

وہ چلتی ڈائننگ ٹیبل پر آئی اور ایک چیئر گھسیٹ کر بیٹھی۔  
مسکان اس کے پیچھے ہی تھی۔۔ اس کے بیٹھنے کے بعد خود بھی بیٹھ گئی۔

لک حور العین کے سامنے اپنا بنایا گیا لُنج پیش کرنے لگی۔

"بس"۔۔ مسکان نے دیکھتے پھر اسے روکا اور حور کو چیچ پکڑا یا وہ مسکراتی کھانے لگی۔

اور مسکان بھی اپنی پلیٹ میں کھانا نکال کر کھانے لگی۔  
مہوش علی

"اب میں جاتی ہوں حور العین بی بی"۔۔ ٹیبل صاف کرنے اور برتن دھو کے کچن کی صفائی تک کا کام مسکان پر تھا۔

اس کے اجازت لینے پر حور نے سوچا کہ اللہ حافظ کو تو پوچھا نہیں سیر سے۔

"ٹھیک ہے" وہ اتنی کم انگلش پر مایوس ہو گئی۔

"کیا ہوا تمہارا منہ کیوں اتر گیا" مسکان نے اس کے تاثرات دیکھتے پوچھا تو حور العین نفی میں سر ہلا گئی

“I love you “

برتن اٹھاتی مسکان کے ہاتھ ٹھٹھک گئے اس لفظ پر۔  
اسنے حورالعین کو دیکھا جو گردن اکڑا کر کہتی اب اٹھتی اسے دیکھا۔

"کیوں بھی کس سے کہہ رہی ہو؟ بہن دماغ پر تو بخار نہیں چڑھ گیا؟"۔۔ وہ برتن رکھ کر بولی

"ایک تم لوگوں سے ذرا سی انگلش میں بات کیا کی جائے پتا نہیں خود کو کیا سمجھنے لگتے ہو،، بندے کافر ض ہے جواب ہی دیدے پر نہیں یہاں تو الٹا سامنے والے کو بخار کا کہا جا رہا ہے مطلب حد ہے مسلمان تو نام کی رہ گئی ہو" حور غصے سے کہتی وہاں سے جانے لگا اور مسکان ہو نقوں کی طرح اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔

"واہ بھی مسلمانوں نے کب سے آئی لویو کا جواب دینا فرض کر لیا ہے" وہ حیرت سے بڑبڑاتی واپس برتن اٹھانے لگی



وہ روم میں اکیلی بیڈ پر پڑی تھی۔۔

سعیر کی ناموجودگی میں اسے بالکل بھی سکون نہیں آ رہا تھا دل کر رہا تھا وہ کہیں بھی ہو اسے کھینچ کر لے آئے اور اپنے برابر سولادے عادت جو ہونے لگی تھی اسکی۔



ڈنر وہ صبح والی کک ہی تیار کر کے دے گئی تھی جو حور نے بمشکل چند لقمے لیے تھے اور اپنے روم میں بند ہو گئی تھی۔

وہ پتا نہیں کہاں تھا، کیا کر رہا تھا، کچھ بھی تو معلوم نہ تھا اس کے بارے میں۔

"کیسا عجیب شخص ہے" وہ بڑبڑا کر کڑوا لے گئی۔

"میری ذرا برابر پر وہ نہیں صبح سے نکلا ہے ابھی تک نہیں آیا"۔۔۔ مسلسل بے چینی سے وہ اٹھ بیٹھی اور بیڈ سے نیچے اتری۔

بالوں کو سمیٹ کر اس نے دو بل ڈال دئے اور پیچھے کر لیے۔

آہستہ سے روم کا ڈور کھول کر باہر آئی۔

پورے گھر میں پھیلی مکمل خاموشی نے اس کا استقبال کیا۔

ایک پل کو وہ ڈر گئی۔

"اگر گر گئی تو یا چوٹ لگی تو سعیر ناراض ہوں گے" وہ آگے بڑھ کر ریلینگ پر ہاتھ رکھتی چلنے لگی۔

"اسے میری کون سی پروہ ہے"۔۔۔ وہ منہ بنا کر سیڑھیاں سنبھل سنبھل کر اترنے لگی۔

اور جب نیچے قدم رکھا تو گرتے گرتے پئی۔۔  
اسکا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔

"یا اللہ آپکا لاکھ لاکھ شکر"۔۔ وہ گہرا سانس بھر کر بائیں جانب مڑی

اور پھر سیدھا چلتی گئی کیونکہ اسکے قدم گئے ہوئے تھے۔

سلائیڈ گلاس ڈور سے وہ بیک سائیڈ پر آئی۔

تازی ہوا کا جھونکا جب اسکے جسم اور چہرے ٹکرا تو وہ گہرا سانس بھر کر مسکرا دی۔

"میں کچھ بھی کر سکتی ہوں" وہ سرگوشی میں خود سے مخاطب ہوئی اور ہنس پڑی۔

وہ کچھ قدم مزید آگے بڑھی اور پھر نیچے بیٹھ گئی۔

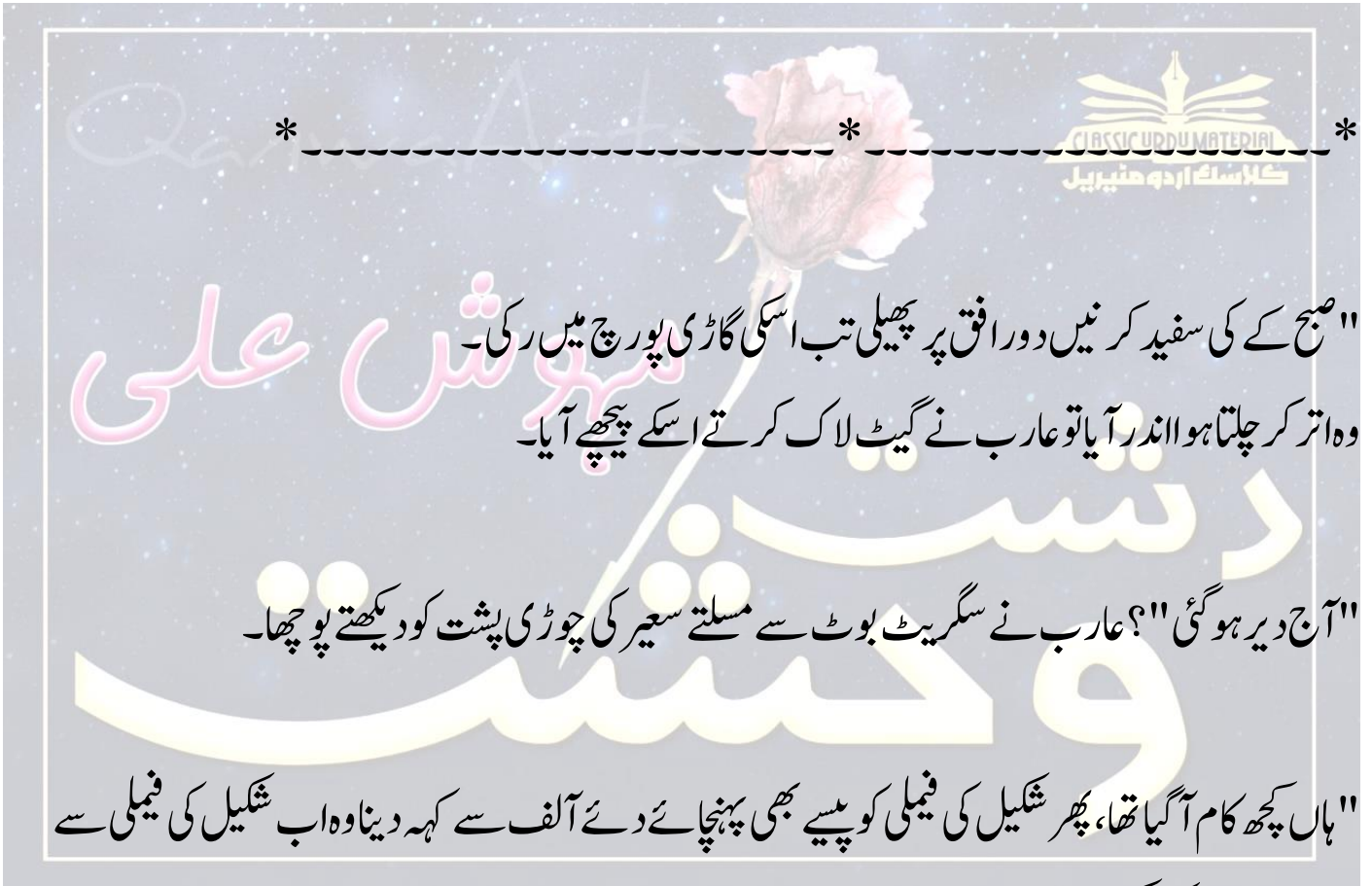
ٹھنڈے ٹھنڈے فرش کو ہاتھوں پر محسوس کرتے وہ مسکرائی اور لیٹ گئی۔

اسے معلوم نہیں تھا وہ کہاں ہے کیوں آئی ہے، صرف یہ جانتی تھی بغیر سعیر کے وہ روم اسے بے چین اور  
گھٹن میں مبتلا کر رہا تھا۔

"آپ کہاں ہیں سعیر؟"

"گھوسر و شاگرد تو سنے تھے پر گھوسر و استاد پہلی بار دیکھا ہے"۔۔۔ وہ ناک چڑھا کر کہتی آنکھیں موند گئی

اور اسے معلوم نا ہوا کہ اسے جانا بھی ہے واپس روم میں وہیں سو گئی گہری نیند میں۔۔۔



دور رہے" اسکے کہنے پر عارب نے سر ہلایا۔

"آلف کا نکاح ہو گیا" عارب اسکے سامنے والے صوفے پر بیٹھ جربولا۔

"جانتا ہوں،، عین کو معلوم ہوا"؟ اسکا اشارہ مسکان کی طرف کیونکہ وہ ایک بات پیٹ میں نہیان رکھتی تھی۔

"منے نہیں بتایا نا ہی آلف نے اسے"۔۔ سعیر سر ہلا گیا۔

"کیا چھپانا صحیح رہے گا سعیر اسکی بہن ہے"۔۔ عارب نے اسکے چہرے کو دیکھتے کہا

"ابھی نہیں عارب"۔۔!! دو ٹوک لہجے میں منع کیا

"تمہارا بازو کیسا ہے"۔۔؟ عارب نے ٹاپک چنچ کر دیا

"ٹھیک ہے اب"۔۔ سعیر کہتے اٹھا اور سیڑھیاں چڑھتا روم میں آیا۔

"عین کہاں ہو"؟ مسکراتے لہجے میں بیڈ کو خالی دیکھ کر وہ بولا پر جلد محسوس ہو اور روم میں کوئی نہیں۔

"عین میرا بچہ جواب دو"۔۔!! وہ ہال نما اس روم کو پورا دیکھنے لگا کہ شاید وہ مل جائے۔

پروہاں کوئی ہوتا تو جواب دیتا۔

"عارب"!! باہر نکل کر وہ دھاڑا۔۔ جو پورے گھر میں دھماکے کی طرح گونج اٹھی



کافی بنانا عارب جلدی سے باہر نکلا

"کیا ہوا سیر حور العین ٹھیک ہے؟" وہ اسکے قہر برساتی نظروں میں دیکھتا فکر مندی سے پوچھا

جب تک مسکان بھی باہر آگئی۔

"عین کہاں ہے؟؟" وہ مارنے کے انداز میں نیچے آیا عارب نے بے ساختہ قدم پیچھے لیا

"وہ اپنے روم۔ میں تھی سیر"۔۔ مسکان جلدی اے بولی سیر کو اپنے بھائی کی طرف بڑھتے دیکھ کر

اسکی آواز پر سیر نے غصے سے اپنی بھوری آنکھیں گھمائی  
مسکان کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔

"میں پوچھ رہا ہوں عین کہاں ہے تم دونوں کے حوالے چھوڑ کر گیا تھا تو کہاں ہے میری عین"۔ عارب کے

گلے سے پکڑ کر وہ غرایا

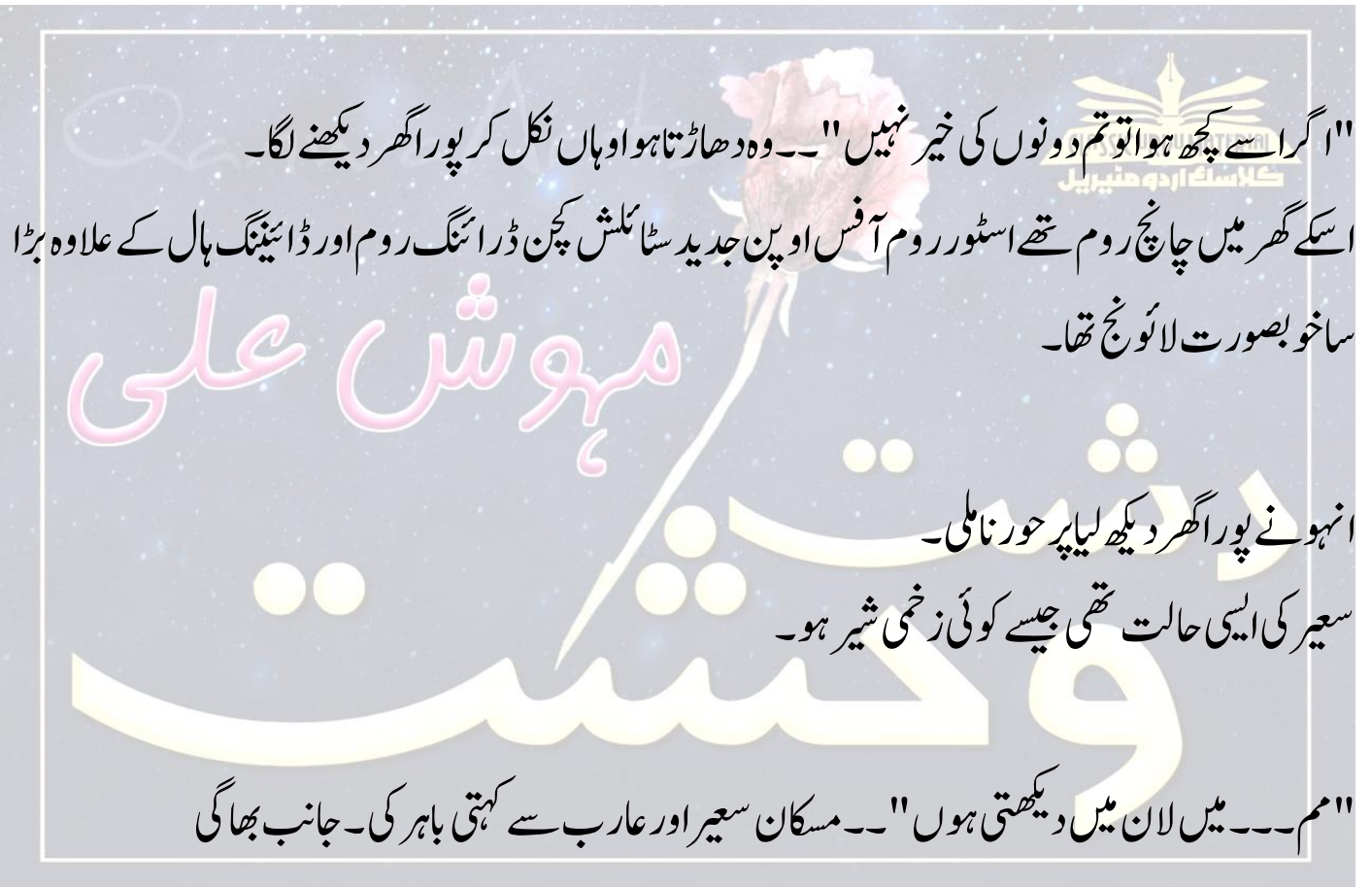
مسکان کے اوسان خطہ ہو گئے۔

"سیر میری بات سنو۔۔!! یہیں کہیں ہوگی ہم ڈھونڈتے ہیں"۔۔ عارب نے اسکی حالت سمجھتے تحمل سے

سمجھا یا مسکان بھی زور شور سے سر ہلانے لگی۔

"ہاں سعیر میں سونے سے پہلے چیک کر کے سوئی تھی وہ روم میں ہی تھی"۔۔ مسکان آگے بڑھ آئی۔

"اگر کہیں چلتے گر گئی یا چوٹ آئی ہو اسے تو" سعیر کے دماغ میں خطرے کا سائرن بجاتا وہ دونوں پر غصے بھری نظر ڈالتے جھٹکے سے عارب کے کالر کو چھوڑا



دفعۃً سعیر کے دماغ میں خیال آیا بیک سائیڈ کا۔۔

وہ بھاگا۔۔

"کیا ہوا سعیر ملی"۔۔؟ سعیر کو بیک سائیڈ پر گلاس ڈور کے اس پار بت بنا دیکھ کر عارب بولا

"ہم۔۔! تم دونوں جائو یہاں سے۔۔" اسنے مڑ کر عارب کے آنے سے پہلے کہا تو عارب اسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر سر ہلا گیا اور واپس مڑ گیا۔

اسکے لئے یہی شکر کی بات تھی کہ وہ مل گئی تھی۔

"باہر بھی نہیں عارب" ہانپتی کانپتی مسکان اندر اندر آئی۔  
"کہاں چلی گئی یہ پاگل لڑکی"۔۔ وہ ماتھا مسلتی بولی

"مل گئی ہے۔۔! سعیر ہے اسکے پاس" عارب نے کہتے اپنے روم کا رخ کیا کیونکہ ساری رات جاگنے سے اسے اب بہت نیند آرہی تھی۔

"مل گئی پر تھی کہاں"؟ وہ اسے جاتے دیکھ کر حیرت سے بولی

"یار کیا ہے! عارب بیزاریت سے مڑا" بیک سائیڈ پر ہے، اور ہاں اگر کافی پینی ہے تو مینے کچن میں بنا کر رکھی

ہے میرا تو اب موڈ نہیں تم چاہو تو میرا صدقہ سمجھ کر پی سکتی ہو"۔۔ وہ کہہ کر چلا گیا۔

اور مسکان جو حورالعین کی حرکت پر تیش میں تھی عارب کے صدقہ کہنے پر منہ میں ہی کچھ بڑبڑانے لگی۔

اور پائوں پٹخ کر کچن میں آئی۔

“””””””””” ””””””””””



اسکا ایک بازو پول کے نیلے پانی میں لٹک رہا تھا اور دوسرا پیٹ پر رکھا تھا۔  
وہ اتنے ٹھنڈے فرش پر بغیر کیسی سوٹر یا شال کے سو رہی تھی۔  
اسے غصہ آنے لگا۔

سعیر نے نظریں اسکی کمر سے چرا کر چہرے کو دیکھا۔  
جہاں معصومیت کا جہان آباد تھا۔



اسے سمجھ نا آیا وہ کیوں یہاں سو رہی ہے۔ اور کب سے۔

وہ مسکراتا اپنے پائوں کو بوٹ کے قید سے آزاد کروانے لگا اور دور رکھے،  
پھر کوٹ اتار کر شرٹ کے بٹن کھولتے ٹائی کے ساتھ بیلٹ موبائل کچھ دور ٹیبل پر رکھ دئے۔

اب وہ تھا اور اسکی عین جو میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی سب کو پریشان کر کے۔

اسکا مضبوط چوڑا جسم کسی باڈی بلڈر کی طرح لگ رہا تھا۔  
اور چھ فٹ سے نکلتا قد، ایک پراسرار سحر انگیز شخصیت کا مالک تھا۔  
وہ آہستہ سے مسکراتا پول میں اتر اور تیرتا حورالعین کے بالکل پاس آکر رکا اور کنارے پر اپنے مضبوط بازو ٹکا کر  
ایک ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتے بالوں کو پیچھے کر گیا۔

"عین" اسنے سرگوشی میں پکارا اور کچھ ٹھنڈے پانی کی چھینٹیں ماری۔

حورالعین پانی کی چھینٹوں پر کسمسا کر دوسری طرف کروٹ بدل گئی۔

اب سعیر کی طرف اسکی پیٹھ تھی۔

وہ بے بی پنک کلر کے اپنی سکن جیسے سلک کے نائیٹ سوٹ میں ملبوس تھی اور کالے بال فرش پر پھیلے ہوئے  
تھے

سعیر مسکراتے واپس پانی میں سوئمنگ کرنے لگا اور کچھ دیر بعد نکل کر پول میں سیدھا کھڑا ہوا تو اسکے بھیگے جسم پر چھوٹی چھوٹی پانی کی بوندیں چپکی ہوئی تھی۔

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو پیچھے کرتے حور کی طرف آیا جو ابھی بھی سو رہی تھی۔  
سعیر نے اپنا ہاتھ اسکی کمر میں ڈالا اور اسے اپنی طرف کھنچا جب وہ پول کے قریب ہوئی تو سعیر نے اسے اپنے

بازوں میں اٹھالیا۔

"ک۔۔۔ کون ہے"۔۔ حور نے ایک دم گھبرا کر آنکھیں کھولی۔

نیند تو جیسے بھاگ گئی اور وہ وحشتزدہ سی بولی

"تمہارا شوہر"۔۔ سعیر پانی میں کنارے سے پیچھے ہوتے بولا تو اسکی آنکھوں میں سکون اتر آیا۔

"آپ بھیگے ہوئے کیوں ہیں سعیر"۔۔ اسکے سینے پر اپنا ہاتھ رکھتے وہاں بھیگا پن محسوس کرتے وہ نا سمجھی سے بولی

"نہا کر آئے ہیں؟"۔۔ وہ سعیر کے بلند بازوں میں تھی تبھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کہاں ہے۔

"نہیں"۔۔ سعیر نے مسکراتے اسکے گلابی چہرے کو دیکھتے کہا اور اسے تھوڑا نیچے کیا کہ اسکی پشت اور آگے پانی گھوم گیا وہ بل کھا کر اوپر ہوئی

"سس۔۔۔ سعیر۔۔۔ روم میں سیلاب آگیا سعیر"۔۔۔ اسکا دل دھک دھک کرنے لگا اور وہ چیخ کر بولی

سعیر نے بمشکل اپنا قہقہہ دبایا۔

اور پھر اسے تھوڑا سا نیچے کیا۔۔۔ وہ ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کو صبح سویر اپنے جسم پر محسوس کرتی بے تحاشہ چیخنے

لگی

"سیلاب۔۔۔ سیلاب۔۔۔ سعیر بچاؤ وو"۔۔۔ وہ یا تھ پیر مارتی مسلسل چلارنے لگی۔

"بابا بابا بابا۔۔۔۔۔ اب کی بار سعیر اپنا قہقہہ دبانا سکا اور اسے سیدھا کھڑا کرتے اپنے مقابل کیا

"یہ سیلاب رات کو ہی آچکا ہوتا سعیر کی جان"۔۔۔ وہ مسکراتا بولا اور اسے دیکھنے لگا جو حیران شک سی ایک بازو اسکے گرد ڈالے دوسرے ہاتھ سے پانی کی کوچیک کر رہی تھی۔

"ہہہ۔۔۔ ہم کہاں ہیں۔ سعیر" اسے لگا اسکا کوئی خواب ہے۔

پراسکے پاؤں نیچے پانی میں تھے اور وہ سعیر کے سہارے پانی میں کھڑی تھی جو اسکی کمر سے اوپر آچکا تھا۔

"ہم سوئمنگ پول میں ہیں ڈارلنگ" وہ اسکی کمر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھڑا تھا اور حور نے سنتے ہی خوف سے دوسرا ہاتھ بھی اسکے گرد کیا اور اسے مضبوطی سے جکڑ لیا۔

"ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟" وہ کچھ ڈوبنے کے خوف تو کچھ اتنی ٹھنڈ میں پانی میں ہونے کی وجہ سے غصے سے بولی

"اور ٹائم کیا ہوا ہے۔۔۔ غصے ضبط سے اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا جو سعیر کو انتہائی پیارا لگ رہا تھا۔

"میرا بچہ ہم پول میں ہیں اور میری گھڑی شرٹ موبائل سب کچھ باہر ہے اندر صرف ہم دونوں کو ہی آنے کی اجازت ملی ہے تو پھر وقت کیسے بتائوں، اور یہاں میں نہیں تم مجھے لائی ہو اپنے قریب کرنے کیلئے۔۔۔ سعیر کہتے ہوئے اپنے بھیگے لب حور العین کی گردن پر رکھ دئے۔

وہ کانپ کر رہ گئی۔ اور اسے یاد آیا کہ یہاں تو وہ خود ہی آئی تھی اور بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تو کیا وہ ساری رات ادھر ہی سوئی ہوئی تھی۔

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ سعیر اسکے ساتھ ہی ایک ڈبکی لگائی۔

حور کی آنکھیں پھٹ گئی۔

"س۔۔۔ سعیر۔۔۔ اپنے ناک میں پانی جانے سے وہ خوفزدہ ہوتی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

"آئی لو یو سعیر کی جان۔۔۔ اسکے کان پر اپنے لب رکھ کر اسنے کہا تو اس حالت میں بھی حور سر ہلانے لگی۔



"آ۔ آئی لل۔۔ لو یو ٹو"۔۔۔ سعیر جو کہنے کیلئے جھکا تھا حور نے ایک دم اسکے گلے میں بانہیں ڈالی اور وہ جیسے اوپر ہوا تو وہ بھی بلند ہو گئی۔

اپنے تحت اسنے سلام کا جواب دیا تھا جو ہر مسلمان پر فرض تھا،

سعی کرنے اسکے جواب پر نظریں گھمائی مطلب وہ اسکی محبت کا نہیں سلام کا جواب دے رہی تھی۔۔

"چلیں پلیز"۔۔۔ اسکے ہونٹوں کے لمس کو اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ سمٹ گئی

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی لہر دونوں کے جسم سے ٹکراتی حور کو کپکپانے پر مجبور کر رہی تھی اسکے بھگے لمبے بال اسکی گردن اور پشت پر چپک گئے تھے۔

"تم یہاں کیوں آئی عین؟؟" اسکی گرم سانسیں حور اپنے چہرے پر محسوس کرتے آواز پر لب دبا گئی۔

"مم۔۔ مجھے روم میں نیند نہیں آرہی تھی"، وہ اس سے یہ نہیں کہہ سکی کہ آپکو کون سی میری پروہ ہے جو پوچھ رہے ہیں،

یہ بھی ناکہ سکی کہ آپکی غیر موجودگی میں وہ روم اسکی سانسیں گٹھنے پر تیار تھا اسے مار دینا چاہتا تھا اکیلی دیکھ کر

"ڈر لگ رہا تھا"۔۔ اسکا چہرہ ادوانگلیوں سے اوپر کرتے محبت سے پوچھا۔

حور کہنا چاہتی تھی کہ آپکی پنہائوں میں آکر ڈرتو کہیں دور بھاگ گیا ہے، ایک سکون ہے جو مجھے اپنی ماں باپ کی موجودگی میں ملتا تھا، ایک احساس ہے جو اسکا دل دھڑکانے پر مجبور کرتا ہے، پر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی یہ سب کہنے یا اس سے بھی بہت کچھ کہنے کی تبھی بے ساختہ سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"پھر تمہیں روم سے باہر نہیں آنا چاہیے تھا ڈار لنگ"۔۔ اسے بازوؤں میں اٹھا کر سوئمنگ پول سے باہر آیا اور زمین پر کھڑا کیا

مہوش علی

حور نے کوئی جواب نہیں دیا  
البتہ اپنے بھگے لباس کی وجہ سے اس سے الگ نہیں ہو رہی تھی۔

سعیر اسکے حیا سے گلنار چہرے کو دیکھتے مسکرایا اور اسے ساتھ لیکر ٹیبل کے قریب پہنچ کر اپنا کوٹ اور شرٹ اٹھا کر، شرٹ خود پہنی اور کوٹ اسے پہنا دیا۔

ایک پل کو اسکی نظروں نے بغاوت کی پراسنے سختی سے اپنی نظروں پر پہرے بیٹھادئے اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔

"تمہیں چوٹ آسکتی تھی"۔۔ سڑھیاں چڑھتے وہ بولا پر حور خاموش ہی رہی۔۔

ہاں یہ تو سچ تھا اسے چوٹ بھی آسکتی تھی پر کیا کرتی جب دل اسکے بغیر روم میں رہنا نہیں چاہتا تھا۔

روم میں آکر اسے نیچے اتار دیا تو حور دونوں ہاتھوں سے کوٹ کو پکڑ گئی۔  
جو کافی کھلا اور لمبا تھا کہ گھٹنوں تک آ رہا تھا۔

سعیر نے آگے بڑھ کر وارڈروب سے اسکا ڈریس نکالا اور اسکے ہاتھ میں تھمایا۔

"تم چیخ کر وہیں موبائل بوٹ لیکر آتا ہوں"۔ اسکی گال تھپتھا کر کہتے وہ واپس باہر جانے لگا۔۔۔۔

اسکی غیر موجودگی محسوس کرتے حور نے گہرا سانس بھر کر کوٹ اتار دیا اور نیچے رکھا۔

اپنے بال سمیٹ کر وہ آگے رکھتی پیچھے پہنی ہوئی شرٹ کی زپ کو بند کرنے لگی جو کافی مشکل تھی۔  
کہ دفعتاً پیچھے سے انگلیوں کے لمس محسوس کرتی اسکی آنکھیں پھٹ گئی اور منہ پر ہاتھ جمائے۔

"س۔۔۔ سعیر آ۔۔۔ آپ۔۔۔" اس سے بولا نا گیا اور چہرہ اتپ کر سرخ انگارہ ہو گیا۔۔

وہ گھبرا کر دور ہوئی اس سے کہ پائوں میں اپنے نیچے پڑے کپڑوں سے الجھ کر گرنے ہی والی تھی کہ ایک دم سعیر  
نے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔





"کچھ کام سے گیا تھا شہر سے باہر"۔۔۔ اسے اپنے ساتھ لیکر وہ بیڈ پر بیٹھا۔

"تم بتاؤ کیا کیا سارا دن؟" موبائل ٹیبل پر رکھتے مسکرا کر بولا تو وہ منہ بنا گئی

"کیا کر سکتی ہوں بور ہوتی رہتی ہوں"۔۔۔ اسکا منہ پھول گیا۔۔

سعیر کی نظر اسکے ناخون پر گئی جہاں بلیک نیل پینٹ لگائی تھی۔۔

"یہ کیوں لگائی ہے؟" غصے سے اسکے دونوں ہاتھ کی انگلیاں اوپر کی

"یہ اچھے لگ رہیں میرے ہاتھ"؟ وہ خوش ہوتی بغیر اسکے غصے بھری آواز پر دھیان دے اپنے رو میں بولی۔

سعیر نے لب بھیج کر اپنے ناخون سے اسے کھرچنے لگا جو بہت مشکل تھی اترنا۔۔

"یہ اترے گا نہیں کلر"۔۔۔ وہ پانی لیکر آیا اور اسکی انگلیاں ڈبو کر اسے اتارنے لگا جو ناممکن تھا۔

حور خاموشی سے بیٹھی تھی۔

"کیسے اترے گا؟" اب وہ سرد آواز میں بولا اسے نفرت تھی بناوٹ سے۔

اسے اپنی عین ویسی ہی اچھی لگتی تھی جیسی تھی ناکہ یہ رنگ شنگ لگا کر۔۔

معصوم کے بجائے سفید گلابی ہاتھ پر بلیک پینٹ باہر کی لڑکیوں سے مشابہت کھا رہے تھے۔

"مجھے نہیں معلوم نور اور مسکان کو پتا ہوگا"۔۔

"شاید نیل پالش ریموور سے"۔۔ ایک نیل دانتوں کے بیچ رکھتے اسنے بتایا تو اسکی حرکت پر سعیر نے گھورا

"کیا کر رہی ہو"۔۔ اسکا ہاتھ ایک دم پکڑا اور اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

"منہ میں مت ڈالنا میں ریموور لیکر آتا ہوں" وہ کہتا اٹھا اور جلدی کپڑے چیلنج کرتے باہر نکلا سڑھیاں اترتا وہ چل کر مسکان کے روم کے سامنے آتے ناک کرنے لگا۔

"لڑکی باہر نکلو"۔۔

مسکان جو بیڈ پر بیٹھی لیپ ٹاپ چلا رہی تھی جو اسے عارب نے چلانا سیکھا یا تھا ناک ہونے پر اسے سائیڈ رکھتی اٹھی۔

"ریموور دو؟ غصے سے گھورتے سعیر نے کہا

"کیسا ریموور؟" مسکان حیرت سے برواچکائے

"عین کے ناخون پر لگے پینٹ کاریموور" وہ کہتا اندر گھس آیا اور مسکان سمجھتی اپنی مسکراہٹ روکنے لگی۔

ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے مختلف میک اپ کی اشیاء کو دیکھتے وہ ان میں ریموور ڈھونڈنے لگا کہ اسکی نظر بلیک نیل پالش پر گئی غصے سے دانت پیس کر اسنے ایک نظر دیکھتے مسکان کی جانب مڑا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی

"کہاں ہے وہ؟" وہ غصے سے غرایا

"دے رہی ہوں" منہ بنا کر کہتی وہ دراز سے نکال کر اسکے سامنے کرنے لگی تو جھپٹ کر غصے سے سعیرنے اسکے ہاتھ سے لیا۔

اور دوسرا ہاتھ پھیر کر ٹیبل سے سب کچھ نیچے گرا دیا۔

"خبردار آئندہ ایسی کوئی چیز اسے لگائی"۔ انگلی سے وارن کرتا وہ دھب دھب کرتا وہ سے نکلا پیچھے مسکان جو سکتے میں کھڑی تھی مٹھیاں بھیجنے لگی

"مینٹل انسان ایکسرے کرتے دیکھتا ہے بیوی کو"۔۔۔ وہ پیچھے سے نیچے آواز میں چیختی اپنی ٹوٹے پھوٹے میک اپ کے سامان کو اٹھانے لگی۔



"سیر اچھے نہیں لگ رہے"۔۔۔ انگلیوں سے نیل پالش اتارتے ہوئے وہ سیر سے بولی

"تم جیسی ہو ویسی اچھی لگتی ہو یہ گند مت لگایا کرو"۔۔۔ نیلز صاف کرنے کے بعد وہ نیل کٹر سے نیلز کاٹنے لگا

حور کا چہرہ اگلا بی پڑ گیا۔۔۔

"ایسی ہی"۔۔۔؟؟ اسے جیسے یقین نا آیا تبھی سرگوشی میں بولی

"کیوں شک ہے کوئی؟" انگلیاں پانی میں ڈبو کر صاف کرتے اسنے برواچکا یا حور نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا  
تو اسکے لبوں پر تبسم پھیلا۔

"گڈ ہونا بھی نہیں چاہیے میرا بچہ"۔۔۔ وہ اٹھا اور ریموور باقی کچھ ڈسٹن میں ڈالے۔

پھر اسکا چینج کیا ڈریس اٹھا کر باقی کے ڈریس کے ساتھ رکھے ساتھ اپنا بھی۔

ناشتہ کرنے کے بعد وہ واپس روم میں آیا اور اسے اپنے ساتھ لیکر بیڈ پر لیٹ گیا۔

حور اسکے بازوؤں میں پڑی تھی اور سیر آنکھیں موندے سونے لگا تھا۔



وہ مسکراتی اپنی انگلی اسکے ناک کے قریب رکھتی اسکی سانسوں کو انگلی پر محسوس کرنے لگی کہ مونچھوں کی چھبہن پر اسنے انہیں چھوا اور پھر بے ساختہ ہی انگلی سعیر کے لبوں پر رکھی۔۔

اسکے لمس پر سعیر نے آنکھیں کھولی اور اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھا

اسکے ڈمپل مزید نمایا ہو رہے تھے جب وہ اسکی مونچھوں کو چھو رہی تھی۔

سعیر نے آہستہ سے منہ کھولا تو حور کی انگلی اسکے منہ میں چلی گئی وہ چونکی

پر تب تک سعیر اس پر اپنے دانتوں کا دباؤ دے چکا تھا۔۔

"آہہ"۔۔ اسکے منہ سے سسکی نکلی۔۔

"سو نے دو پھر"۔۔۔ گال پر لب رکھتے وہ پیچھے ہٹا تو حور اپنی آنکھیں مسلنے لگی۔۔

"بہت برے ہیں آپ"۔۔۔ وہ منہ بنا کر کہتی اٹھنے لگی کہ سعیر نے گرفت مضبوط کر دی اور وہ بے بس ہو کر

اسکی گرفت میں رہ گئی۔۔

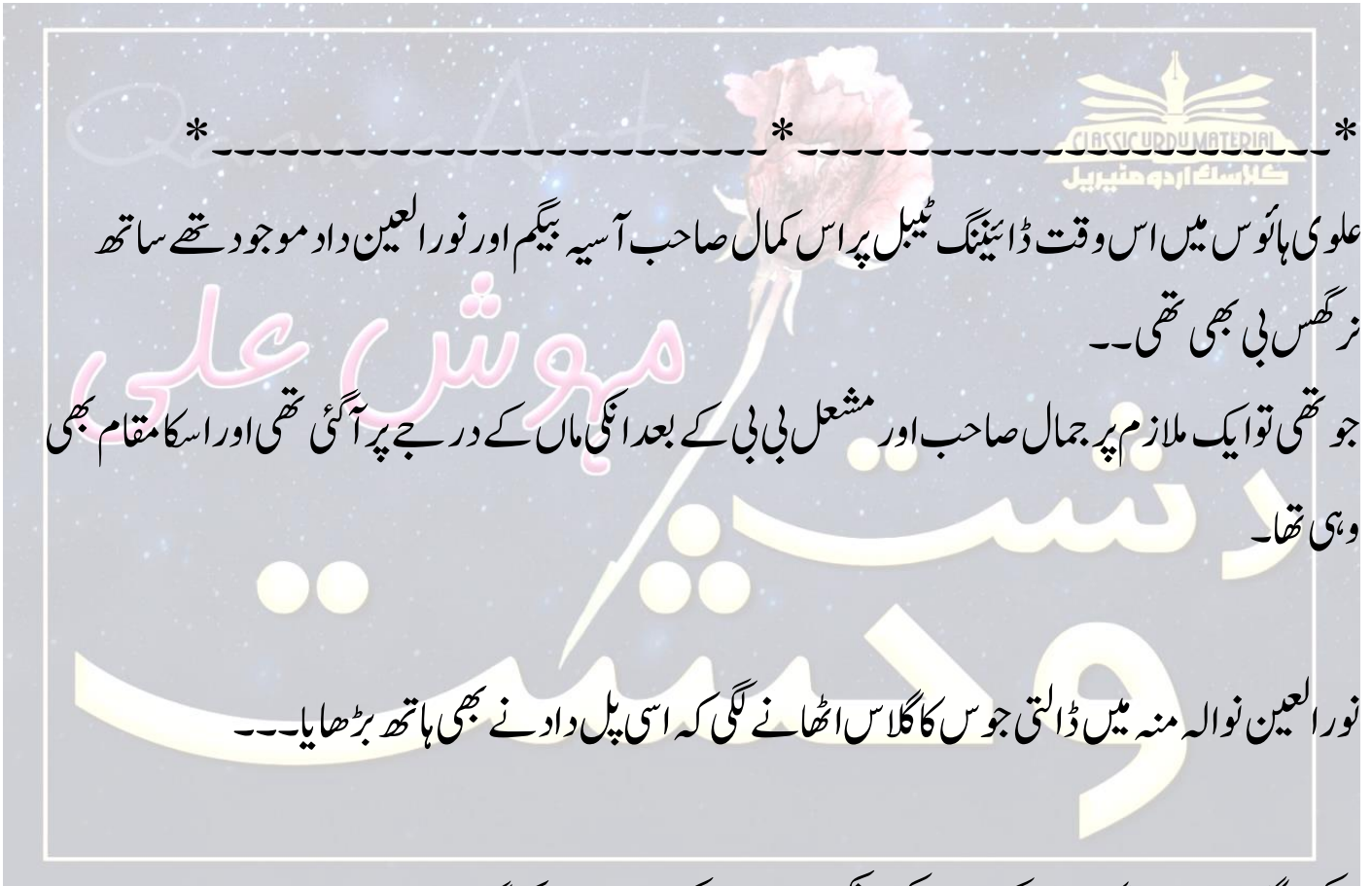
"آپکی موبائل دیں مجھے سونگ سننے ہیں"۔۔۔ اسکے مانگنے پر سعیر نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اپنی موبائل اٹھائی

اور ساتھ ہینڈ فری بھی۔

اور موبائل سے کنیکٹ کرتے اسکے کان میں لگائے اور خود واپس لیٹ گیا۔۔

حور مسکراتی اسکے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی ایک ہاتھ میں موبائل تھا دوسرا سیر کے بالوں میں۔۔۔۔

وہ اسکے بالوں سے کھیلتی گانے سننے لگی تو سیر مسکرا کر اپنی پیاری اور چھوٹی سی دنیا کو دیکھتا آنکھیں موند گیا۔



اسکی انگلیوں پر اپنا انگلیاں رکھتے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہاتھ پیچھے کر گیا۔۔

دوسری طرف نور نے بھی ایک دم ہاتھ پیچھے کیا جیسے کرنٹ لگا ہو۔

"یہ داد کو کیا ہوا ہے بالکل بدلا ہوا ہے"۔۔۔ اسنے غصہ پیتے سوچا اور بی کا دیا ہوا گلاس منہ سے لگا لیا۔۔

"ناشتے کے بعد سیدھے آفس پہنچو خبردار کسی دوست کے پاس گئے ہو"۔۔۔ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے کمال صاحب داد سے بولے اور وہ فرمانبرداری کی مثال قائم کرتا سر ہلانے لگا۔۔

کمال صاحب کاموڈ صبح سے ہی خراب تھا جب اس نے برہان کا سوری والا میسج پڑھا تھا۔  
اب سے کئی بار وہ آسیہ بیگم کو بھی جھڑک چکے تھے۔۔

اور بہانے بہانے سے سب پر غصہ نکال رہے تھے۔۔

"تایا ابو میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں"۔۔۔ نور العین نے کمال صاحب کو دیکھا جنہیں مائٹ ہارٹ اٹیک آچکا تھا جس میں۔ مریض کم از کم پانچ یا چھ دن بیڈ پر ہوتے تھے اور کمال صاحب تیسرے دن ان کے بیچ صحیح سلامت بیٹھے تھے جیسے ان کے ساتھ کچھ ہوا ہی نا ہو۔

"کوئی ضرورت نہیں تم اب یہیں رہو گی"۔ وہ اپنا غصہ دباتے بولے تو نور آنکھیں پھیلائے دیکھنے لگی۔

"نور بیٹا یہ اب تمہارا گھر ہے، کچھ دنوں میں تمہیں یہیں آنا ہے پھر یہاں سے جانا کیوں!! یہی کہنا چاہتے ہیں تمہارے تایا ابو"۔۔۔ آسیہ بیگم اسے حیرت میں دیکھ کر جلدی سے بات سنبھال گئی اور اٹھ کر داد کو ریڈی ہونے کا کہتے کمال صاحب کے پیچھے گئی۔

نور دبدباتی آنکھوں سے سر جھکا گئی۔

"کمال بھائی صحیح کہہ رہے ہیں نور بیٹا"۔۔۔ بی نے اسے حوصلہ دینے کیلئے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اٹھ کر وہاں سے جانے لگی اب صرف وہاں داد اور وہ۔ ہی تھے۔۔

"کیا گھور رہے ہو"۔۔۔ وہ غصے سے بریڈ داد کے منہ پر پھینکتی چلا کر کہتی وہاں سے بھاگی۔۔۔

داد نے بریڈ ٹیبل پر رکھتے اسکا جوس کا گلاس اٹھایا اور اپنے لبوں سے لگایا مسکراتے۔۔۔



مہوش علی

"رو کیوں رہی ہو امی ابو نے غلط تو نہیں کہا"۔۔۔ ناک کرتے وہ روم میں داخل ہوتا بولا۔۔

نور نے آواز پر اپنا چہرہ صاف کرتے غصہ سے دیکھا۔

"میرا کوئی موڈ نہیں تمہاری بکواس سننے کا پلیر دفع ہو یہاں سے"۔۔۔ ناگواری سے کہتی وہ منہ موڑ گئی

"اوہ سو سیڈ کچھ دن کی بات ہے پھر تو تمہیں میری ہی بکواس سننی پڑے گی میری بونی"۔۔۔ وہ اسکے سامنے

کھڑا ہوتا مسکراہٹ چھپا کر چڑانے والے انداز میں بولا

"ہاں اب جتناؤ مجھ پر کہ اکیلی لڑکی پر کتنا بھی حاوی ہے" داد جو مسکرا رہا تھا کتے لفظ پر گھورا اسے۔



"لڑکی کتا کسے کہہ رہی ہو میں تمہارا مزاجی خدا ہوں"۔۔ اسنے گردن اکڑا کر کہا

"ہو نہہ عقلمند انسان کیلئے اشارہ ہی کافی ہے بزدل کہیں کے"۔۔۔ وہ بڑبڑائی

"اگر میں نے بہادری اور عقلمندی دیکھائی تو تم خود کو دیکھتے شرمناؤ گی" وہ معنی خیز سا بولا نور نے غصے سے دانت

پیسے۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"اب اس بکو اس کرنے کے علاوہ تمہارے پاس بچا ہی کیا ہے"۔۔ وہ کہتی اسکے سامنے کھڑی ہوئی پر اپنا قد دیکھ کر خود ہی شرمندہ ہو گئی

دادنے دلچسپی سے اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا

"یہ۔۔۔" کہتے ہوئے جھک کر اسکے گال پر اپنے لب رکھ دئے اور وہ مزاحمت بھی نا کر سکی کہ پلک جھپکتے وہ

دور ہوا فاصلے پر۔۔

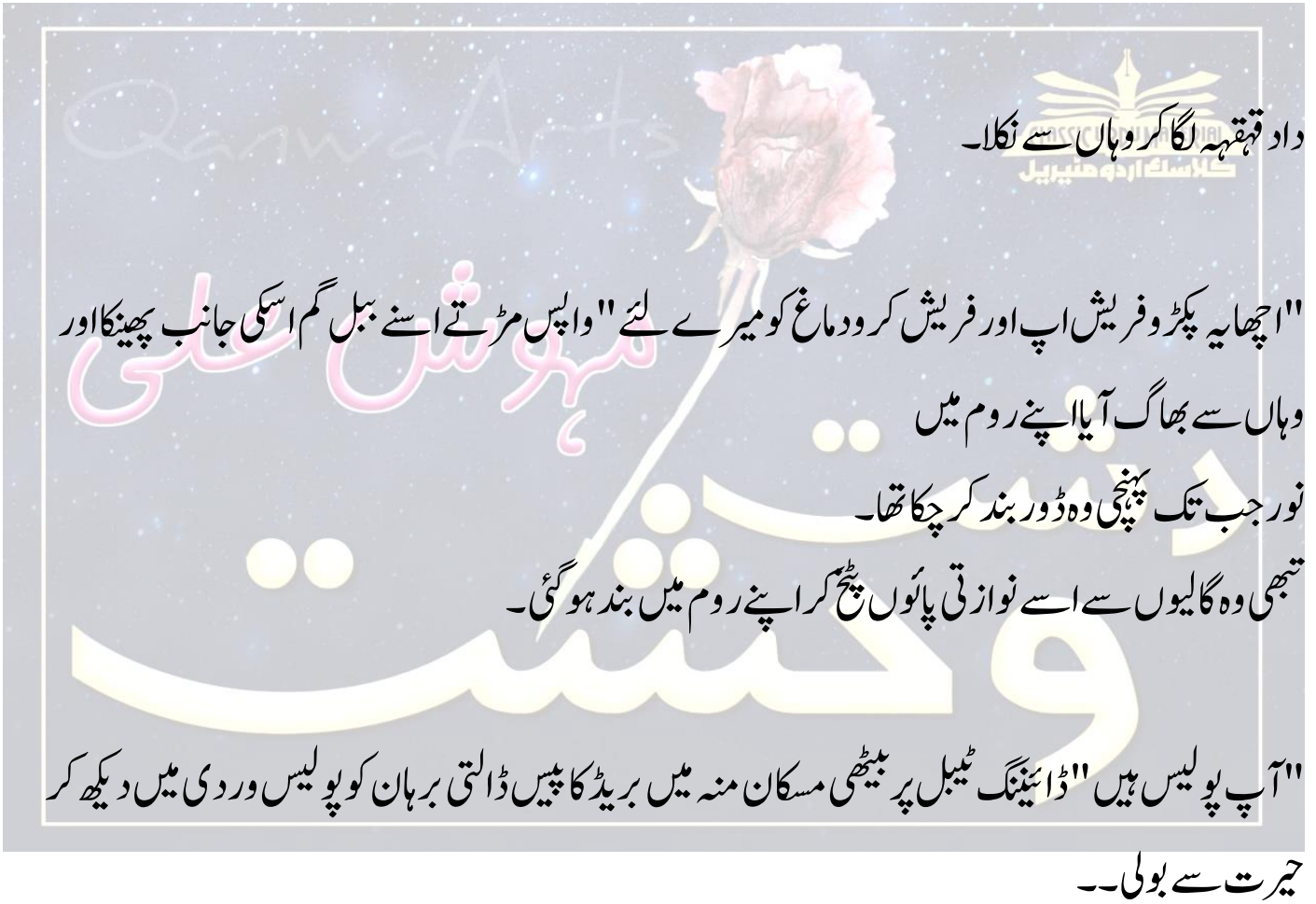
نور کو وہ ہوا کا جھونکا ہی لگا۔۔

اسے اپنا وہم لگا شاید وہ قریب ہی نا آیا ہو یا کوئی وہم ہو۔۔

پر نہیں اسکا نرم گرم لمس اپنے گال پر محسوس کرتے اسکے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔۔

"دعا کرنا پہلا دن ہے آفس میں تمہارا نیا نویدلا شوہر کامیابی کے جھنڈے گاڑ کر لوٹے بولو آمین"۔۔۔ آنکھ دبا کر کہتے وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا اور پیچھے کچھ ناسوجتے نور نے چیختے کشن پھینکا

"کمینے ذلیل انسان واپس آؤ پھر بتاتی ہوں"۔۔۔ وہ اپنی جوتی بھی پھینکنے لگی جو ڈور سے ٹکرا کر واپس آئی۔



"ہوں میں پولیس والا ہوں"۔۔۔ اسکی گال تھپتھپا کر جواب دیا اور ناشتہ کرنے لگا۔

"فیری میں واپس آتے تمہارے ڈریس اور بکس لیکر آؤں گا تب تک تم یہیں رہنا اور باہر مت نکلنا" جو س کا گلاس اسکے منہ سے لگاتے برہان نے محبت سے کہا جس پر مسکان سوچتی سر ہلا گئی۔۔

"آپ کب تک آئیں گے صاحب"۔؟ منہ صاف کرتے برہان کو اٹھتے دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔

"صاحب نہیں دوست کہہ سکتی ہو" وہ گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا

مسکان کی آنکھوں میں پانی آگیا۔

"آپ پہلے کہاں تھے"؟ اسے اپنی روتی ہوئی راتیں یاد آئیں تو برہان کے گلے لگ کر رونے لگی۔

برہان کے پاس کوئی جواب نا تھا دینے کیلئے۔

"چلو شہناش رونا بند کرو اور مجھے اللہ حافظ کہو" اسکا چہرہ صاف کرتے وہ مسکراتے لگا

وہ شرمائی جس پر برہان قہقہہ لگا اٹھا۔

"فیری شرماتی بھی ہے بھئی"۔۔!! شرارت سے بولا تو وہ ہنس پڑی

"صاحب ایسے ناکہیں مجھ سچ میں شرم آتی ہے" وہ کھلکھلائی

تو برہان کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

"بابا بابا۔۔ ارے پر مینے تو کچھ کہا ہی نہیں ہے"۔۔ برہان ہنستے ہوئے انجان ہوا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

"صاحب اماں کیلئے فروٹس لادیں گے"۔۔؟؟ وہ سکے سامنے کرتی معصومیت سے بولی

"بیٹا جہاں آپکی ماما پاپا ہیں وہاں۔۔۔!!"۔۔۔ "اچھا انہیں اپنے پاس سنبھال کر رکھ لو جب ہم واپس جائیں گے تو لیکر چلیں گے" اسنے اسکی معصوم شکل دیکھ کر کہہ ناسکا کہ تمہارے ماں باپ جہاں ہیں وہاں ہم نہیں جا سکتے۔۔

"اور ہاں یہ آخری بار تھا صاحب اب صرف دوست کہو گی کیونکہ میرے پاس کوئی فرینڈ نہیں بالکل اکیلا ہوں"۔۔ وہ مایوس ہوا جس پر مسکان کو ہنسی آگئی۔

"اتنے لوگ موجود ہیں آپ اکیلے کیسے ہوئے" اسکے ساتھ روم کی طرف جاتی وہ منہ بنا کر بولی۔

"یہ میرے دوست تھوڑی ہیں یہ تو اپنی ڈیوٹی کر رہے ہیں مجھے ایک دوست چاہیے جو میرے ساتھ رہے"۔۔ اسے صوفے پر بیٹھا کر وہ ساتھ بیٹھا تو مسکان اسکی شکل دیکھنے لگی



"پر مجھے تو جانا ہے اپنے ماں بابا کے پاس"۔۔۔ وہ اس کے مضبوط ہاتھ میں اپنا چھوٹا سا نولا ہاتھ رکھ کر بولی

برہان نے ایک گہرا سانس بھرا۔۔

"دیکھو فیری جہاں تمہارے ماں بابا گئے ہیں وہاں ہم لوگ نہیں جاسکتے اور جو لوگ جاتے ہیں وہ واپس نہیں

آتے کیونکہ وہ اللہ کے پاس ہیں جہاں ہمیں جانے کی اجازت نہیں اور جب اجازت ملتی ہے تو ہم جاتے ہیں ایسے نہیں جاتے کیونکہ وہ اپنی مرضی سے بلاتا ہے سب کو"۔۔۔ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر وہ محبت سے دھیرے دھیرے بتانے لگا مسکان کی آنکھوں میں آنسو آگے۔

"کیا مجھے اجازت نہیں دے سکتا اللہ، مجھے اپنے ماں باپ کے ساتھ رہنا ہے جیسے رضو عرفان صبار ہتی ہیں مجھے بھی عید پر کپڑے عیدی چاہیے بابا سے، میرے پاس گڑیا نہیں کتابیں نہیں کچھ بھی نہیں ماما مارتی ہے کھانا نہیں دیتی پھر بھی اللہ مجھے اجازت نہیں دیں گے وہ تو سب کچھ دیکھتے ہیں مجھے بھی دیکھ رہیں ہوں گے پھر بھی اجازت نہیں دیں گے"۔۔۔۔۔ وہ کہہ رہی تھی اور برہان ضبط سے سن رہا تھا۔

"مجھے ماموں ماما کے پاس نہیں جانا صاحب وہ ماریں گے پھر گھر سے بھاگنے پر آپ اللہ سے اجازت مانگ لیں آپ بڑے ہیں آپ کی ضرورت سنیں گے"۔۔۔ اس کی بات پوری ہوئی کہ برہان نے اسے اپنے سینے سے لگایا جیسے اس کا اپنا جگر کا ٹکڑا ہو۔۔۔

"کیا اپنے دوست کے پاس رہ سکتی ہو فیری، کیونکہ اللہ نے تمہیں میرے لئے بھیجا ہے میں اکیلا ہوں اسلئے  
 --- مسکان اسے دیکھنے لگی کہ اب کیا کہے۔۔"

"اللہ پاک نے بھیجا ہے مجھے"؟؟ اسے یقین ہی نا آیا۔

"اور تمہارے ماں باپ بھی خوش ہوں گے تمہیں میرے پاس دیکھ کر"۔۔۔ اس کے سر پر بوسہ دیکر برہان بولا

تو وہ سر ہلا گئی۔۔

"اللہ تعالیٰ اور اماں بابا کو خوش کرنے کیلئے میں سب کچھ کروں کیونکہ پہلے میں اماں کو بہت تنگ کرتی تھی اب نہیں کروں گی تاکہ وہ مجھے جلدی سے اجا"۔۔۔۔۔ باقی کے لفظ برہان نے اسکے منہ پر انگلی رکھ کر خاموش کر وادیا۔۔۔

"اگھر میں ہی رہنا اور چاہے تو پورا اگھر دیکھنا ایک ملازمہ موجود ہے وہ تمہیں دیکھا دے گی اپنا خیال رکھنا اپنے دوست کیلئے،، میں جلدی ہی واپس آؤں گا۔۔۔ اس کے رخسار تھپتھپا کر وہ کھڑا ہوا تو مسکان مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"صاحب دوسرے صاحب تو بہت کڑک ہوتے ہیں آپ اتنے نرم کیسے ہیں، میرا مطلب دوسرے پولیس والے بہت تیز ہوتے ہیں پر آپ نے اب تک تیز آواز میں بات بھی نہیں کی کیوں"۔۔۔ دونوں پاؤں صوفے پر رکھتے وہ برہان کی پشت کو دیکھتے بولی۔

"بیٹا اپنی انگلیاں دیکھو"۔۔۔!! اسکے کہنے پر مسکان نے اپنی پتلی سی انگلیاں دیکھیں۔۔۔

"کیا سب برابر ہیں؟" بالوں میں برش گھماتے اسنے پوچھا تو مسکان نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"اسی طرح سب پولیس والے ایک جیسے نہیں ہوتے ہر کسی کا مزاج الگ ہوتا ہے، کوئی انسان تیز طبیعت کا

مالک ہوتا ہے تو کوئی نرم"۔۔۔۔ وہ مسکراتا ریڈی ہو کر بولا تو وہ سمجھتی سر ہلا گئی۔۔۔۔

"آج ایسے ہی بور ہوتے دن گزار و شام۔ کو شاپنگ پر چلیں گے"۔۔۔۔ وہ مسکراتے بولا تو مسکان ہنس پڑی

مہوش علی

"فی امان اللہ"۔۔۔ ڈور پر آکر پیچھے سے وہ بولی تو برہان نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

کس نیکی کے بدلے اسے رب پاک نے پیاری سی اینجل بھیجی ہے وہ سمجھ ناسکا اور مسکراہٹ پاس کرتے  
سیڑھیاں اترتے سیدھا کچن میں آیا اور وہاں موجود ملازمہ کو چند ہدایات دیتے اور مسکان کا خیال رکھتے کی تاکید

کرتے وہاں سے نکلا اور گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

گارڈز کو بھی سخت پہریداری کا کہا کہ کہیں وہ چلی نا جائے نا سمجھ تھی ابھی۔۔۔

ایک درندے سے بچ کر دوسرے کے منہ میں نا آجائے کیونکہ دنیا بھرے پڑی ہے ایسے حیوانوں سے جو تاک

میں ہوتے ہیں کہ کہیں سے کوئی معصوم انکا شکار بن جائے۔۔۔

ایس پی کی گاڑی کے نکتے پیچھے گیٹ بند کر دیا گیا۔۔

\*-----\*

"ماضی"

"تم کون سا فلیور لوگی حور"۔۔؟ نور نے پاس کھڑی حور سے پوچھا۔۔  
جمال صاحب مشعل بیگم نور اور حور چار ورات کے اس حسین وقت میں آنسکریم پارلر میں تھے۔۔

"چاکلیٹ"۔۔ وہ مسکراتی بولی تو جمال صاحب سر ہلا کر کانٹونٹر کی طرف گئے۔۔

"پاپاواک کریں پھر کھاتے ہیں"۔۔ حور نے آنسکریم پکڑتے کہا  
جس کا آئیڈیاسب کو پسند آیا۔

"ٹھیک کہہ رہی پاپا چلتے ہوئے کھاتے کتنا مزہ آئے گا" نور نے بھی تائید کی۔

"چلو جب میری دونوں پریاں خوش ہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے اٹھو بھئی"۔۔ وہ حور کو اٹھاتے ہوئے  
بولے۔

تو مشعل بیگم اور نور بھی ساتھ اٹھی۔۔



ابھی وہ ڈور تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ اچانک وہاں چیخ پکار مچ گئی۔۔۔

"کک۔۔ کیا ہوا پاپا لوگ کیوں چیخ رہے ہیں"۔۔۔ حور نے آواز پر اپنے باپ کا سختی سے ہاتھ پکڑا کہ اچانک  
آئسکریم پارلر سے بھاگتے لوگوں کی چھین پٹ پر وہ دور جا گری۔۔۔

"حور"۔۔۔ نور کے منہ سے چیخ نکلی۔۔۔

جمال صاحب کی نظریں کاؤنٹر پر موجود بلیک ہڈی میں اس آدمی کے ہاتھ میں موجود سفید چمکتے خنجر کو کاؤنٹر  
والے آدمی کے گلے پر تھا اور وہ اس پر جھکا کچھ کہہ رہا تھا، اس منظر پر ساکت ہو گئی۔۔۔

"تم دونوں نکلو باہر"۔۔۔ جمال صاحب نے مشعل اور نور کو باہر جانے کا کہا

"پر جمال"۔۔۔ خوفزدہ سی آواز مشعل کے گلے سے نکلی وہ بھی کاؤنٹر والا منظر دیکھ چکی تھی۔

"جاؤ"۔۔۔ وہ دھاڑا تو مشعل ناچار نور کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکلی۔۔۔

یہ وہ عوام تھی جو مل کر مقابلہ کرنے کے بجائے خوف و ہراس سے ایک دوسرے کو کچل کر بھاگتی تھی۔۔۔

"حور العین"۔۔۔۔۔ سب وہاں سے نکل چکے تھے اور اب صرف وہاں کچھ لوگوں کے ساتھ وہ آدمی اور  
آئسکریم پارلر کے ویٹرز کی لاشیں پڑیں تھی۔۔۔

حور گرنے سے وحشر زدہ ہو کر اٹھی اور سنبھل کر کھڑی ہوئی۔۔۔  
اپنے باپ کی آواز پر اسکا سانس بحال ہوا اور نہ وہ سمجھ نہیں پار ہی تھی کہ کیا ہو گیا ہے اچانک۔

"بلیک کنگ کو انکار کرنے کا انجام اب دیکھو تم"۔۔۔ زمان نے کہتے سیر کو اشارہ کیا جس نے اس آدمی کے گلے پر خنجر گھونپ دیا ایک بلند چیخ اس آدمی کے منہ سے نکلی اور خون پھواروں کی صورت میں بلند ہوا۔۔۔

اس نے چہرہ اسیدھا کر کے منہ کھولتے اس میں خنجر ڈالا اور سیدھا چیرتا گیا اسکے سینے تک۔۔۔

مہوش علی

اسکی طاقت سو مردوں کے برابر تھی۔۔۔

اور وار ہزاروں کے۔۔۔

اسے جو ٹریننگ دی گئی تھی جس میں اسکے عضوے کو چیر کر جیسے جوڑا تھا۔۔۔ پھر بھی وہ زندہ تھا  
بیسٹ بن کر۔۔۔

رات میں اس پر ظلم ہوتے تو دن میں وہ سب پر ظلم کرتا۔۔۔

اس طرح سے چلتے اس میں جو ذرا سار حم تھا وہ بھی نوچ کر نکال دیا گیا تھا کہ اب وہ صرف ایک پتھر کا بت اور  
حیوان تھا جسے صرف مارنا خون بہانہ ہی آتا تھا۔۔۔

خوف دحشت اسکی تھی نام اسکا تھا پر حکومت بلیک کنگ کی تھی جسکا وہ پالتو درندہ تھا۔۔۔

"پاپا"۔۔۔ حور نے ڈرتے ڈرتے پکارا۔۔

جمال صاحب جو ساکت کھڑے تھے آواز پر مڑے اور اسکے ساتھ زمان کی بھی نظریں۔۔

اسکی چادر کہیں گر گئی تھی اور اب وہ بغیر چادر کے کانپتی کھڑی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔

"چلو"۔۔۔ بیسٹ نے اس کے ٹکڑوں کو کانٹر پر چھوڑ کر زمان سے کہا کہ اسکی ساکت نظریں دیکھ کر وہ آگے بڑھ گیا۔

"رکو بیسٹ"۔۔۔!! اسکی آواز پر جاتے ہوئے سعیر کے قدم تھمے اسکے سامنے ہی وہ کانپتی گھبرائی لڑکی کھڑی تھی۔۔

"اسے اٹھاؤ اسنے دیکھ لیا ہے تمہیں"۔۔ وہ پیچھے سے بولا تو سعیر نے اپنی بھوری آنکھیں اس بے رنگ آنکھوں ہر ٹکائی جو ہر جذبے سے خالی تھیں۔۔

جمال صاحب نے اٹھاؤ لفظ پر آگے بڑھ کر اپنی بیٹی کو خود میں چھپایا

"نن۔۔۔ نہیں بیسٹ ہمہ۔۔۔ ہم نے کچھ نہیں دیکھا"۔۔ باقی لوگوں کی طرح وہ بھی خود غرض ہو گیا تھا اور اپنی فیملی پر جان دیتا تھا تبھی گھبرا کر بولا اور حور کو لیکر وہاں سے بھاگا۔۔

"تمنے پکڑا کیوں نہیں اسے وہ تمہارے سامنے کھڑی تھی اسنے تمہیں دیکھ لیا تھا"۔۔۔ زمان اس آدمی کے  
لے جانے پر سعیر پر دھاڑا۔۔۔

"وہ اندھی تھی"۔۔۔!! سرد آواز میں کہتا وہ وہاں سے نکلا

اور زمان کی نظروں میں وہ حسن کا پیکر گھوما۔۔۔

"اندھی نہیں وہ اندھا کرنے والی تھی بے وقوف"۔۔۔ وہ بڑبڑاتا سعیر کے پیچھے آیا۔۔۔

پر جاتے ہوئے اس گاڑی کا نمبر نوٹ کرنا نہیں بھولا۔۔۔

"تم نہیں چل رہے"۔۔۔ سگریٹ کا گہرا کش لگاتے اسنے ٹرک کو روانہ کرتے زمان سے پوچھا۔۔۔

"نہیں مجھے یہاں ابھی کچھ کام ہے تم جانو اور بلیک کنگ سے کہنا شپ کچھ دن بعد روانہ ہوگی ہمیں کچھ مزید  
لڑکیاں درکار ہیں"۔۔۔۔۔ زمان کے کہنے پر سعیر نے سر ہلایا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

گاڑی کے ورانہ ہوتے اسنے بجتے اپنے موبائل کو دیکھا۔۔۔



"ہاں بولو سلیم"۔۔۔!!

"جس گاڑی کا نمبر تم نے دیا تھا وہ جمال علوی کی ہے کرائے پر رہتا ہے یہیں کراچی میں ہی دو بیٹیاں ہیں ایک نور العین اور دوسری حور العین، ماڈل سے شادی کرنے کی وجہ سے خاندان نے رشتہ توڑ دیا ہے اب ڈرائیور ہے اور بھائی بزنس مائیکون"۔۔۔ سلیم نے فل باؤڈیٹا زمان کے سامنے رکھی۔۔۔

"بہت خوب میرے شیر"۔۔۔۔۔ اس نے خوش ہوتے کہا۔۔۔

"ویسے کیوں پوچھا ہے کہیں اڑانے کا تو ارادہ نہیں"۔۔۔۔۔ سلیم نے پوچھا

"ہا ہا ہا اڑا نہیں رہا تیرا بھائی زمان شادی کر رہا ہے"۔۔۔۔۔ قہقہہ لگاتے اس نے بتایا تو دوسری طرف بھی قہقہہ لگا۔

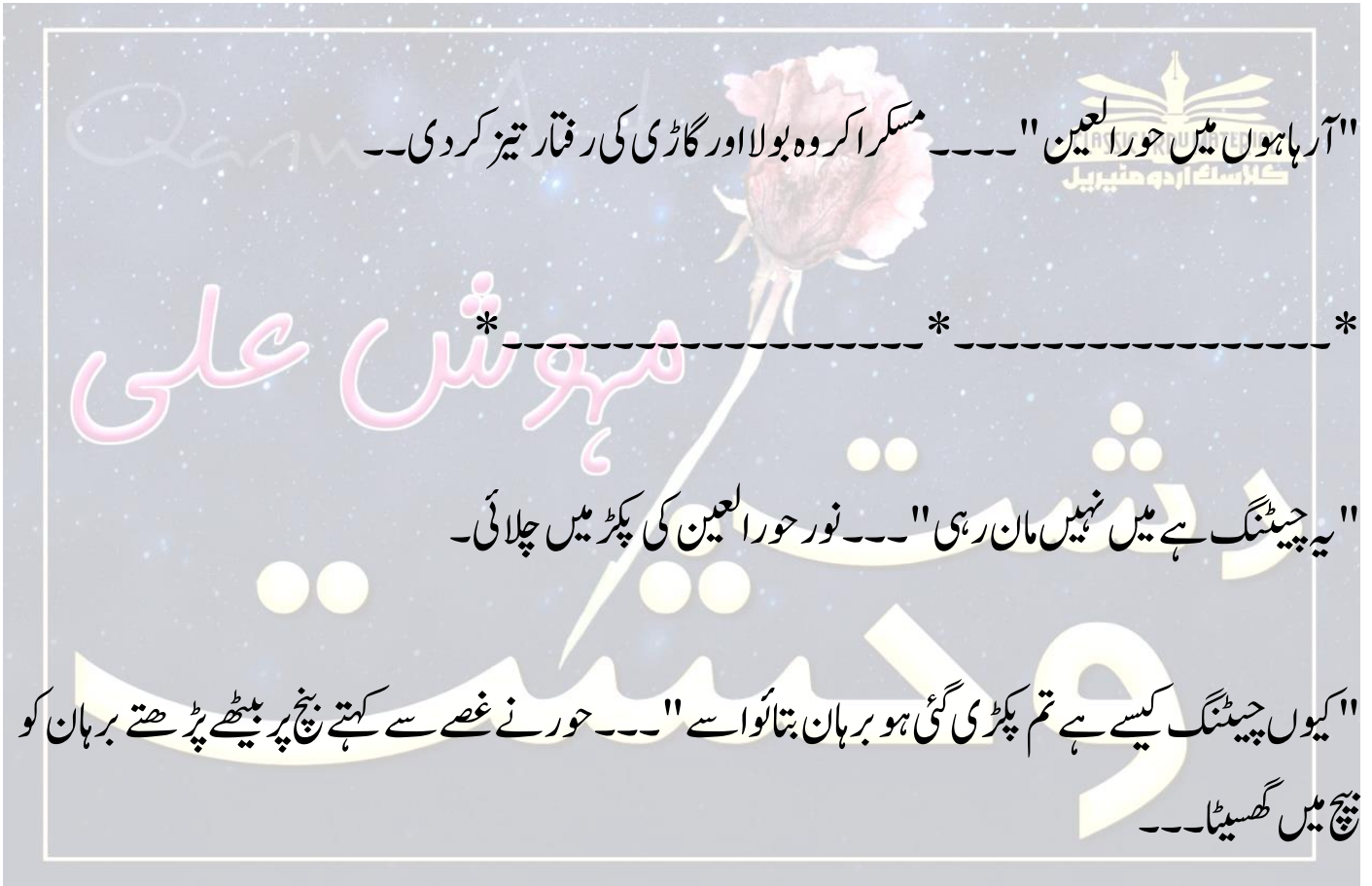
"میری تو بھابیوں کو گنا مشکل ہو گیا ہے زمان صاحب"۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا

"رکھتا ہوں"۔۔۔ مسکراتے ہوئے اس نے موبائل جیب میں رکھا اور اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

اس رات کو کئی دن گزر گئے تھے پر وہ حور اسکی نظروں میں سما گئی تھی۔۔۔

کہ جب بھی آنکھیں موندتا وہ کسی سحر کی طرح اس پر چھا کر اسکی تشنگی بڑھا جاتی۔۔۔۔۔  
اب تو اسے دوسری لڑکیوں میں بھی اسکا چہرہ دیکھنا لگا تھا۔۔

اس کے لئے مشکل نا تھا اس رات اسے حاصل کرنا پر بیسٹ کی موجودگی میں ایسا کرتے اپنی ہی جان سے ہاتھ  
دھو بیٹھتا۔۔۔



برہان نے مسکرا کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔

"نور مان جائو"۔۔۔!! وہ ان سب سے بڑا تھا تبھی تینوں پر اسکا رعب تھا جسکا حور پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں  
پڑھتا تھا۔۔۔

"برہان داد نے مجھے دھکا دیا میں کیسے مان جاؤں اسنے مجھ پکڑ کر حور کو دیا"۔۔۔ نور نے منہ بناتے کہا۔۔

"اوہیلو بونی مینے کب تمہیں دھکا دیا" داد نے اپنے نام پر گھور اسے دیکھتے کہا۔

وہ دونوں دوستوں کے ساتھ کمبائن سٹری کا کہتے اپنے چچا اور چچی کے پاس آتے تھے اور پھر آدھا دن کبھی کبھی حور اور نور کے ساتھ اس پارک میں گزارتے تھے۔۔۔۔

وہ تینوں تو گیم کھیل رہے تھے البتہ برہان کبھی کبھی ان پر نظر ڈال کر اپنی پڑھائی میں مصروف تھا۔۔۔

"میں نہیں کھیل رہی"۔۔۔ نور منہ پھولا کر بیچ پر بیٹھ گئی تو داد اور برہان مسکرا دئے۔۔

"چیسر چیٹنگ کے بعد ایسے ہی میدان چھوڑ کر بھاگتے ہیں"۔۔۔ داد نے کہتے حور کے ساتھ پھر سے گیم اسٹارٹ کر دی۔۔

"پکڑ لیا مینے پکڑ لیا"۔۔۔۔ حور العین چیختی سامنے موجود آدمی کے بازو سے پکڑ کر خوش کا اظہار کیا۔۔

"حور میں یہاں ہو"۔۔۔ داد نے پیچھے سے کہا تو حور نے ایک دم گھبرا کر اس آدمی۔ کا بازو چھوڑا۔۔

"سوری سر ہم گیم کھیل رہے تھے"۔۔۔ داد نے کہتے حور العین کے بازو کو۔ پکڑا تو زمان نے گہری نظروں سے حور کو دیکھا۔۔

"کیا ہوا"۔۔۔؟ برہان بھی انجان آدمی کو دیکھ کر اٹھ کر آیا۔۔

"کچھ نہیں حور نے مجھے سمجھ کر اس آدمی کا بازو پکڑ لیا تھا"۔۔۔ نور نر گھس بی کے بلانے پر وہاں سے چلی گئی تھی۔۔



داد کے کہنے پر برہان نے گردن موڑ کر زمان کو دیکھا جو مسکرائے حور العین کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

اسکے حور العین کو دیکھنے پر برہان نے غصے سے گھورتے برواچکا یا کہ کیا دیکھ رہے ہو۔۔

"چلو چچی بلار ہی ہیں"۔۔۔ اسے حور کو آگے کرتے کہا تو وہ سر ہلا کر داد کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔۔

"کوئی کام ہے"۔۔۔ بکس اٹھاتے اسنے مسلسل ایک ہی جگہ پر کھڑے اس آدمی کو مشکوک نظروں سے دیکھتے پوچھا۔

"نہیں"۔۔۔ زمان جو دیکھنے آیا تھا وہ دیکھ چکا تھا۔۔۔ تبھی نفی میں سر ہلاتے وہاں سے چلا گیا۔۔۔



برہان الجھ کر اس مشکوک آدمی کی پشت دیکھنے لگا جو کافی عمر کو ہونے کے بعد بھی ینگ تھا۔۔۔۔۔

اور کندھے اچکا کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

\*-----\*

"تم جا رہی ہو؟" حور روم میں داخل ہوتی پکینگ کرتی نور سے بولی۔

"ہاں بہت مشکل سے اجازت دی ہے پاپا نے"۔۔۔ نور نے اسے بیڈ پر بیٹھاتے کہا۔۔۔

"پھر میں کیا کروں گی اتنے دن"۔۔۔ وہ رونے جیسی ہو گئی۔۔۔

"ارے پاگل اس میں رونے والی کیا بات ہے میں تھوڑی پوری زندگی کیلئے جا رہی ہوں پانچ دن کی۔ تو بات ہے"۔۔۔ نور العین کالج ٹرپ پر مری جا رہی تھی جسکی اسے بہت محنت اور منتیں کرنے کے بعد اجازت ملی تھی۔۔۔

پر اب حور کو دیکھ کر اسکا دل دکھ رہا تھا۔۔۔

"پر میرا دل نہیں لگے گا یہاں اکیلے"۔۔۔ وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر بولی تو نور ہنس پڑی۔۔۔

"کچھ ماما کو تنگ کرنا اور کچھ بی سے فرمائشیں کرنا تو دل لگ جائے گا، پلیز رونا نہیں میرا بہت دل کر رہا ہے جانے کو پلیز حور"۔۔۔ اسکی آنسوؤں سے بھری آنکھیں دیکھ کر وہ منتیں کرنے لگی تو حور ہنس پڑی۔۔

"تو پھر یہاں میں پایا کے ساتھ جائوں گی گھومنے"۔۔۔ وہ خوشی سے بولی

"سنو پایا کو زیادہ پریشان مت کرنا وہ پہلے ہی اس دن آسکریم پارلر والے واقعے بعد بہت پریشان رہنے لگے ہیں"۔۔۔ اسکے سمجھانے پر حور سر ہلا گئی۔۔

"ویسے بیسٹ کون ہے"۔۔۔؟

"کچھ نہیں جانتی یا صرف اتنا معلوم ہے انسانوں کو مارتا ہے بے رحمی سے، آج تک کوئی دیکھ نہیں پایا اسے صرف نام جنگل میں آگ کی طرح پھیلا ہوا ہے"۔۔ نور اپنے گرم کپڑے رکھتی بولی تو حور نے سمجھتے سر ہلایا

"تمہیں پتا ہے اس دن آسکریم پارلر میں بیسٹ تھا اور مینے محسوس کیا وہ بالکل پاس کھڑا تھا میرے"۔۔۔

حور نے سرگوشی سے بتایا کیونکہ اسے منع کر دیا تھا اس بات کو کہنے سے۔۔

"کیا ایچ"۔۔ نور کی آنکھیں پھٹ گئی اور وہ حیرت سے چلاتی پاس آئی۔۔

"پھر کیا ہوا تم اور پاپا کیسے آئے وہاں سے"۔۔۔؟ اس کے لئے حیرت ہی حیرت تھی کیونکہ جو نیوز میں آنسکر میم پارلر کا منظر دیکھا یا جا رہا اس سے ہر کسی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے اور اسے تو دیکھتے کئی دن نیند نہیں آئی تھی۔۔۔ اور اسکی بہن اس حیوان کے سامنے سے آگئی تھی اگر اسکی جگہ خود ہوتی تو شاید وہیں فنا ہو جاتی۔۔۔

"ایک آدمی نے اسے کہا کہ اسے اٹھائو اسے تمہیں دیکھ لیا ہے پر اسے مجھے کچھ نہیں کیا اور پاپا نے بھی کہا ہم نے کچھ نہیں دیکھا اور پھر ہم وہاں سے بھاگ نکلے"۔۔۔ نور منہ پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی۔۔۔۔

"اوہ شاید پاپا اسی وجہ سے پریشان ہیں"۔۔۔ اسے سر ہلایا تو حور نے بھی تاکید کی۔۔۔

"سنو اب کس سے مت کہنا اپنی فرینڈز سے بھی نہیں ورنہ پاپا کو پولیس پکڑ کر لے جائے گی"۔۔۔ نور العین نے اسے خبردار کیا جس پر اسے اسے یقین دلایا کہ کسی سے نہیں کہے گی۔۔۔

"نور ہو گئی پیکنگ بیٹا تمہارے پاپا انتظار کر رہے ہیں تمہارا"۔۔۔ مشعل بیگم انکے روم میں داخل ہوتی بولی

"مما بس ہو گئی"۔۔۔ اس نے جلدی سے بیگ پیک کرتے کہا اور مسکرا کر سینڈلز پہننے لگی۔۔۔

"خیال رکھنا اپنا اور ہمیں کال کرتی رہنا"۔۔۔ اس نے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا۔۔۔

"اور ہاں گرنا جانا کہیں"۔۔۔ داد روم میں آتے بولا تو اسنے گھورا

"تم کیوں آج صبح ہی ٹپک پڑے ہو"۔۔ وہ منہ بنا کر کہتی حور کو کس کر کے بیگ اسے پکڑا گئی۔

"سوچا تم وہاں جا کر مجھے یاد دنا کروا سلئے تمہیں اپنی حسین صورت دیکھانے آگیا"۔۔ آگے چلتے ہوئے وہ بولا

"شکل دیکھی ہے میں تمہیں یاد کروں گی اللہ اللہ کر کے تو کچھ دن یہ بندر جیسی شکل دیکھنے سے چھٹکارا مل رہا ہے"۔۔۔ وہ کہتی باہر نکلی تو داد نے آنکھیں گھمائیں۔۔

"یہی میری بھی رائے ہے تمہارے بارے میں"۔۔ اسنے کہتے بیگ رکھا نیچے اور جا کر حور کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"تمہارا مطلب کیا ہے میں بندر جیسی شکل والی ہوں"۔۔ وہ چیخی تو داد نے کانوں میں انگلیاں ڈالیں۔۔۔

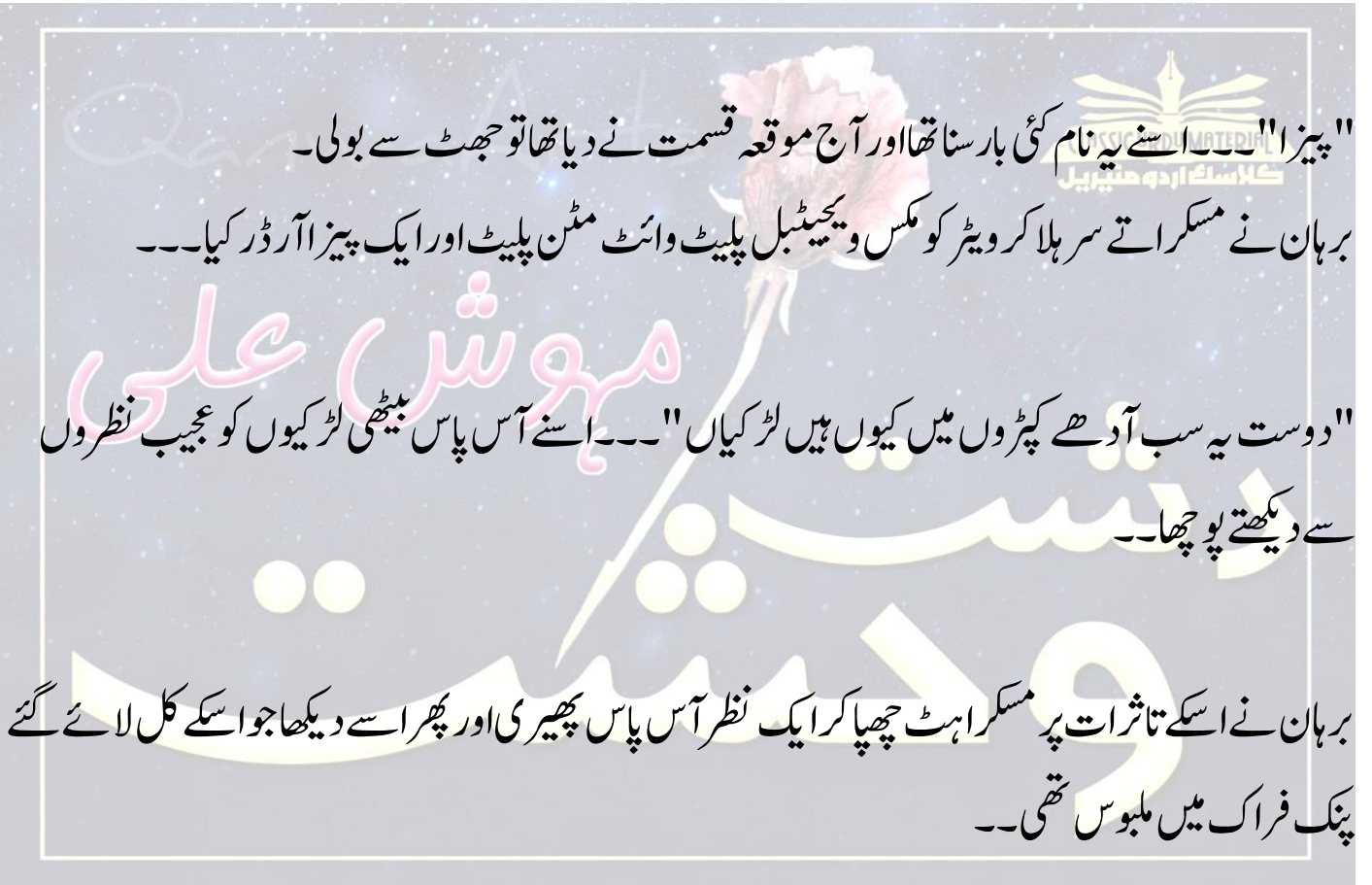
"شکل نہیں قد والی"۔۔ قہقہہ لگا کر بولا اور نور جو اپنا سینڈل اتارنے والی اپنے باپ۔ کو آتے دیکھ کر خاموش ہو گئی۔۔۔

"میں یہ لے لوں دوست"۔۔؟ مسکان نے ایک گڑیا کی طرف اشارہ کرتے برہان سے پوچھا۔۔



"ضرور"۔۔ مسکراتے کہتے ہوئے اسنے وہ گڑیا سے ڈلائی اور باقی کی شاپنگ کر کے وہ ڈنر کرنے کیلئے ایک ریسٹورنٹ میں آئے۔۔

"کیا کھاؤ گی"۔۔؟ مینیو کارڈ دیکھتے اسنے سامنے بیٹھی دونوں کمنیاں ٹیبل پر ٹکائے اپنی فیری سے پوچھا جو آس پاس کے ماحول کو آنکھیں پھیلانے دیکھ کر رہی تھی۔۔



"بیٹا آپ ان پر دھیان نادیں"۔۔ آرڈر آنے پر اسنے اسے ڈنر کی طرف متوجہ دلائی۔۔

"سلام ایس پی صاحب کیسے ہیں؟" مسکان اچانک انکی ٹیبل پر چیئر کھسکا کر بیٹھی اور مسکراتے برہان سے بولی۔

"تم۔۔۔!" برہان نے آواز پر سراٹھایا تو مسکان کو دیکھتے غصہ ضبط کرتے کہا۔۔

"ہاں میں"۔۔؟ اسنے سوالیہ برواچکائے۔۔

پاس بیٹھی چھوٹی مسکان اس بڑی آفت کو دیکھنے لگی جسنے اسکے دوست کے چہرے پر سرخی پھیلا دی تھی غصے سے۔

"نکلو یہاں سے!!" دبے دبے غصے میں اسنے اسکے آگے سے پلیٹ کھینچی اور انگلی سے اسے کھڑا ہونے کا کہا۔

"ایسے مت کرو ایس پی میں تو صرف ڈنر کرنے آئی ہوں"۔۔۔ وہ واپس پلیٹ اسکے ہاتھ سے چھین کر اس میں اپنے لئے کھانا نکالنے لگی۔۔

"کون ہے دوست یہ؟" برہان کے کچھ کہنے سے پہلے چھوٹی سی مسکان بولی۔۔

آواز پر مسکان نے گردن گھمائی اور اس کمزور بچی کو سر سے پیر تک دیکھا۔۔

"ہماری تو ابھی شادی نہیں ہوئی پھر یہ چھوٹا پیس کہاں سے آیا؟" حیرت سے منہ میں سپون ڈالتے اسنے برہان سے پوچھا۔۔

اور اسکے شادی اور چھوٹا پیس کہنے پر برہان کے دماغ کی رگیں تن گئی۔۔

"آکوٹ"۔۔۔!! ٹیل پر زور سے ہاتھ مارتے وہ دھاڑا۔

ایک پل کو مسکان کا دل سہا اور چھوٹی مسکان تو بالکل کانپ کر رہ گئی۔۔

"دوست"۔۔۔!! وہ ڈر کر برہان کو پکار بیٹھی کہ اچانک کیا ہوا اپنے نرم دوست کو۔

برہان نے سرخ نظریں مسکان سے ہٹا کر اپنی فیری کو دیکھا۔۔

"کچھ نہیں ہوا تم کھانا کھاؤ انکل آتا ہے کہیں مت جانا شاہاش"۔۔۔ اسکی گال تھپتھپا کر سامنے کھڑے  
کانسٹبل کو اس کا دھیان رکھنے کا کہتے اسنے پاس بیٹھی مسکان کا بازو پکڑا اور اسے جھٹکے سے کھینچ کر اٹھاتے وہاں  
سے لے جاتا ہوا ریستورنٹ سے بار آیا۔۔

"کیا بکواس کر رہی تھی تم اب بولو" پارکنگ ایریا میں آیا جہاں صرف ایک دکان لوگ موجود اپنی گاڑیوں میں سوار

ہو رہے تھے۔۔

"کونسی بکواس مینے تو ابھی کوئی بکواس کی ہی نہیں آپکو پتا نہیں کس بات کا غصہ چڑھ گیا ہے"۔۔۔ مسکان  
اسکی غصے بڑھی نظروں میں دیکھتی انجان بن گئی۔۔۔





اس دن ناچار اسنے اس ایس ایم ایس پر عمل کرتے اپنی گاڑی میں گیا تھا اور جب وہ پولیس اسٹیشن میں تھا کہ پیچھے اسکی پولیس گاڑی بلاسٹ ہو گئی تھی جس میں دو کانسیٹیل بھی موجود تھے۔۔۔

اسے لگا اگر وہ لڑکی مل گئی تو اس کی گاڑی بلاسٹ کرنے والوں تک بھی پہنچا جاسکتا ہے۔۔

"جودل میں ہوتے ہیں انکی جاسوسی نہیں کی جاتی"۔۔ ناچار وہ اپنا پول کھول گئی اسکے سامنے اور برہان حیران کھڑا تھا۔۔۔

"کیا بکواس کر رہی ہو دماغ ٹھکانے پر ہے لڑکی"۔۔ وہ غرا کر بولا تو مسکان کندھے اچکا گئی۔۔

"دماغ تو ٹھکانے پر ہے پردل نہیں"۔۔ آس پاس کو دیکھتی وہ سرگوشی میں بولی

"یہ فالٹو کے خواب دیکھنا چھوڑ دو کیونکہ میں جانتا ہوں تم بھی اس بیسٹ کے گناہوں میں ملوث ہو جو جلد ہی اپنی اصلی جگہ پر آئیں گے ساتھ تم اور تمہارا بھائی بھی جسٹ ویٹ اینڈ وایچ"۔۔ دو انگلیوں سے چٹکی بجاتے

اسنے مسکان پر باور کروایا جو غصہ ضبط کیے کھڑی تھی۔۔

"خواب ہی رہ جائے گا تمہارا ایس پی بیسٹ کو پکڑنے کا"۔۔ تمسخرے سے ہنس کر کہتی وہ ٹک ٹک کرتی وہاں سے نکلی کہ کچھ یاد آتے ہی رکی اور مڑی۔

"اچھا لگا دیکھ کر کسی بے سہارا کو سہارا دیتے اس سے مجھے یہ اندازہ ہو رہا ہے جو شخص کسی اور کی اولاد کو اتنی محبت دے سکتا ہے وہ اپنی اولاد کو کتنی دے گا، میں اب مطمئن ہوں"۔۔۔ پر عتماد سے کہتی وہ پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی میں جا بیٹھی۔۔۔  
اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔

"اب میں بھی مطمئن ہوں"۔۔۔ معنی خیزی سے کہتے اسنے اندر کی جانب قدم اٹھائے۔۔۔

"وہ کون تھی دوست؟" برہان کو سامنے بیٹھتے دیکھ کر مسکان کچھ دیر پہلے لڑکی کو غصے کے ساتھ لے جاتے یاد کرتی بولی۔۔۔

"ایک مجرم تھی بیٹا"۔۔۔ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا

"مجرم مطلب دوست؟" وہ نا سمجھی سے بولی

برہان دیکھ کر مسکرایا

"مجرم وہ ہیں بیٹا جو اللہ کے احکام کے خلاف جا کر غلط کام کرتے ہیں انہیں دنیا میں ہم مجرم اور آخرت میں گناہگار کہتے ہیں"۔۔۔

"تو کیا یہ آپنی مجرم اور گناہگار ہے"۔۔۔ اسنے اتنی پیاری لڑکی کو یاد کرتے بے یقینی سے پوچھا۔

"کہہ سکتی ہو"۔۔ اسنے کہتے ہوئے ڈنر کرنے لگا اور چھوٹی سی مسکان مایوس ہو کر سر ہلا گئی

اسے دکھ ہوا اتنی پیاری لڑکی کو گناہگار تصور کرتے۔۔

"پروہ مجرم کیوں بنی دوست"؟ دماغ میں آتے سوال پر اسنے لبوں کو حرکت دی جس پر برہان نے ہاتھ روک کر اسکے معصوم چہرے کو دیکھا

"بیٹا عزت مجبور کر دیتی ہے کسی عورت کو مجرم بنانے پر"۔۔ یہ بات چھوٹی سی فیری کے سر سے اوپر گزری پر وہ سر ہلا گئی۔۔

"آج سے یہ میری فیری کا روم ہے" برہان اسے ہاتھ پکڑ کر ایک روم میں لاتا بولا جوانکی غیر موجودگی میں مسکان کیلئے سجایا گیا تھا۔۔

"بہت خوبصورت ہے یہ تو"۔۔ بلو پر دے اور پنک کلر کے ڈیکوریٹ، دیواروں پر لگے باربی ڈولز کی پکچرز اور خوبصورت فرنیچر والے اس روم کو گھوم۔ کر دیکھتی وہ اس خوبصورت پنک چھوٹے سے بیڈ کے قریب آئی۔۔

اسکے چہرے پر مسکان اور آنکھوں میں ہر ایک چیز کو دیکھتے ستائش تھی۔

"یہ گڑیا کا گھر ہے اور یہ پڑھائی کیلئے ٹیبل جو رضو کیلئے تھی، پر میری زیادہ خوبصورت ہے"۔۔۔ وہ ڈول ہائوس اور سٹیڈی ٹیبل کو دیکھتے خوشی سے کہا۔۔

"یہ سب میرے لئے ہی ہیں نا، خواب تو نہیں نا"۔؟؟ وہ مسکراتے برہان کے ہاتھ کو اپنے چھوٹے سے ہاتھ میں لیتی بولی

"یہ حقیقت ہے فیری اللہ نے تمہیں دیا ہے سب کچھ، تمہارے ماں باپ نے یہ دیا ہے کہ تم خوش رہو اور ان کے لئے دعا کرو"۔ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولا۔

تو مسکان نے بھرائی آنکھوں سے مسکراتی سر ہلانے لگی۔

"یہ سب تمہارے بکس ہیں"۔ وہ دیوار پر بنی چھوٹی سی شلف کے طرف اسے لاتے بولا تو مسکان ہنستی بکس دیکھنے لگی۔۔

"آپ مجھے پڑھائیں گے دوست؟ اور یہ سٹوریز ہیں"۔۔۔ وہ پوچھنے لگی تو برہان مسکراتا سر ہلا کر اسکے لائے گئے ڈریسز ہینگ کرنے لگا اور باقی کی ضرورت کی چیزیں سیٹ کرنے لگا اور چھوٹی سی فیری ہنستی مسکراتی اسکے ساتھ کام میں پیش پیش تھی۔۔



وہ خوش تھا بہت۔۔ ایک انجانی خوشی مل رہی تھی اسکے ساتھ کام کرتے۔

\*-----\*

"سنو نور سونے سے پہلے یہ برتن صاف کر دینا اور داد آئے تو اسے کھانا بھی دے دینا مجھے سر میں درد ہے میں آرام کرنے جا رہی ہوں۔۔۔" اپنے لئے کافی بناتی نور العین سے آسیہ بیگم بولی تو اس نے حیرت سے پہلے سینک میں پڑے برتن پھرا نہیں دیکھا۔۔۔

صبح ہی بی کچھ دن کیلئے اپنی بیٹی کے پاس گئی تھی جو وہ ہر ماہ میں چکر لگاتی تھی اسکی طرف۔۔۔ اب وہ یہاں خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی۔

"بتائی امی ملازمہ تو ہر زور کرتی ہے برتن صاف اب میں کیوں۔۔۔؟ اسنے نا سمجھی سے انکے رویے کو دیکھتے کہا

"بیٹا ملازمہ کی طبیعت ٹھیک نہیں کیا ہم انسان دوسرے انسان کیلئے اتنا نہیں کر سکتے کہ بیماری میں ہی کسی کی مدد کر دیں وہ بھی اپنے گھر کا ذرا سا کام کر کے۔۔۔ انکے تلخ کچھ ٹھنڈے لہجے میں کہنے پر نور گڑ بڑا گئی۔۔۔

"نہیں نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا بتائی امی میں تو بس ایسے ہی پوچھ گئی۔۔۔! وہ شرمندہ سی نظریں جھکا کر بولی تو آسیہ بیگم ایک نظر اسکے سر پر ڈال کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

کیونکہ وہ جب بھی نور یا حور کو دیکھتی تھی اسے اپنی بہن کی خوشیاں نوچنے والی اس ڈان کا چہرہ نظر آتا ان میں، جس نے اسے بھولے بھالے دیور کو اپنی ادائوں کے جال میں پھنسا یا تھا اور ہمیشہ کیلئے ان سے چھین لیا تھا کہ آغا جان نے اسے واپس آنے کا کہا تھا کہ اس ماڈل کو چھوڑ کر آئے پر وہ نا آیا اور آخر کار اسکی بہن دوسرے خاندان کے شخص سے شادی کرنی پڑی جمال علوی کے خواب توڑ کر وہ زیادہ دن زندہ بھی نارہ پائی اس دنیا، اور اب تک یہ غم کرب آسیہ بیگم کے دل پر چھایا تھا جب جب اسے وہ رات یاد آتی جب اسکی بہن نے اپنی جان دے دی تھی زندگی سے تنگ آکر اپنے پیٹ میں پلتے اس تین ماہ کی جان سمیت اس دنیا سے چلی گئی تھی جسکی وجہ صرف اور صرف مشعل تھی حور العین اور نور العین کی ماں۔۔

"تایا بوداد نہیں آیا بھی تک"؟ اس کے نکاح کو کافی دن گزر گئے تھے اور داد کو آفس جاتے ہوئے بھی۔۔ وہ پوری ایمانداری اور لگن سے کام کر رہا تھا کہ کمال صاحب بہت خوش نظر آرہے تھے اسکی محنت سے۔۔ نور العین کے پوچھنے پر کمال صاحب نے جن نظروں سے اسے دیکھا وہ بے ساختہ نظریں چرا گئی۔۔ اب کیا بتاتی کہ اسے تو تائی امی نے کہا تھا داد کو کھانا دینے کیلئے۔۔ ورنہ وہ کیوں رات کے گیارہ تک جاگتی رہے

بہر حال کمال صاحب نے جس طرح اسے غصے سے دیکھا تھا اسکی زبان تالوں سے چپک گئی اور نظریں جھک گئی

ظاہر ہے کوئی لڑکی اپنے منکوح کے بارے میں رات کے اس پہریوں پریشانی سے پوچھے گی تو سخت نظریں تو جھیلیں پڑیں گی۔

"وہ تائی امی نے کہا تھا انہیں (کمینہ) کھانا دینے کیلئے تائی امی کو سر میں درد ہے اسلئے وہ آرام کر رہی ہیں"۔۔  
کھانا کھاتے کمال صاحب کے ہاتھ ٹھٹھکے۔۔

نور ڈر گئی کہیں انہوں نے اسکے دل میں کمینہ کہنے پر سن تو نہیں لیا۔۔۔

"تمنے دوائی دی اپنی تائی کو یا ایسے ہی بیٹھی ہو سارا دن"۔۔ وہ کڑک لہجے میں گویا ہوئے جو نور کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایسے بات کریں گے۔۔۔

مہوش علی

"جج۔۔ جی تائی نے کہا وہ آرام کریں گی"۔۔ وہ ہڑبڑا گئی  
اسکے جواب پر کمال صاحب کے ماتھے کے بل کچھ کم ہوئے تو نور نے اپنا رکاوٹ سا سانس بحال کیا۔۔

"یہ ہو کیا گیا ہے یہاں"۔۔ وہ اس ساری صورت حال کو اپنا خواب سمجھ رہی تھی تبھی بازو میں چٹکی کاٹ کر  
کمال صاحب کو دیکھنے لگی جو ویسے ہی کھانا کھا رہے تھے۔۔

"یہ تو حقیقت ہے نور" خود کو ہی مخاطب کرتے ہوئے بڑبڑائی

"میں بھی کیا توقع رکھ رہی ہوں بے وقوف"۔۔ اسے اپنا گذرا ہوا کل یاد آیا جب حور العین کے نکاح میں  
کمال صاحب نے اپنا کردار ادا کیا تھا تو خود پر ہنس پڑی۔۔

"آجائے گا کچھ دیر میں، اور اچھی بات ہے کہ تم اپنی زمینداریاں پہلے ہی سمجھ لو نا کہ فضول سوچوں میں بیٹھ کر وقت گزارو۔"۔۔ نور کے سر پر ہاتھ رکھ کر وہ بولتے ہوئے وہاں سے چلے گئے

اور نور خاموش کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی۔۔۔

"حوصلہ رکھو نور جب تمہاری بہن اتنا کچھ جھیل سکتی ہے تو میں تو پھر بھی حوصلہ مند ہوں خود کو سنبھال سکتی ہوں۔"۔۔ وہ اپنے آپ کو حوصلہ دیتی اٹھی اور ڈائینگ ٹیبل سے برتن اٹھانے لگی کہ باہر پورچ میں اسے داد کی گاڑی کی آواز آئی۔۔۔

موش علی

گہرا سانس بھر کر اسنے خود کو کمپوز کیا اور آنکھیں سے پتلی پانی کی بوندیں انگلی سے صاف کی۔۔۔

تھکا ٹوٹا وہ ٹائی کی ناٹ دھیلی کرتا آ کر آفس بیگ صوفے پر چھینک کر وہ ایک صوفے پر اونڈھے منہ گر پڑا۔۔۔

"اف اماں۔۔۔!! ابا نے تو ساری جوانی کا بیڑا غرق کر دیا۔"۔۔ "کاش یہ منکوحہ والا سسٹم نا ہوتا بونی تو یہ

ساری تھکن میں تجھ پر اتارتا۔"۔۔ سارا دن ایک ہی جگہ پر بیٹھ بیٹھ کر اسکی کمر اکڑ گئی تھی اور اب صوفے پر پڑا

کشن میں منہ چھپائے اپنے خیالات کو اظہار کر رہا تھا کہ پانی لاتی نور العین ٹھٹھک کر رکی۔۔۔

اور اسکی اتنی بے باکی پر اسکے جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا۔۔۔



"جاہل انسان کیسی بے ہودہ باتیں کر رہے ہو"۔۔۔ نیچی آواز میں غراتی لایا گیا پانی کا گلاس اسکے اوپر ڈال دیا کہ وہ اس اچانک حملے پر گڑ بڑا کر اٹھا۔۔

"کیا ہوا"۔۔۔ اسنے اپنے اوپر ٹھنڈے پانی پر حیرت سے نور کو دیکھا جو ایک خواب ہی لگا۔۔

"تم۔۔ تم کیا کر رہی ہو اتنی رات میں یہاں"۔۔۔ کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے وہ حیرت سے پوچھنے لگا۔

"تمہیں کھانا دینے کیلئے بیٹھی ہوں کمینے انسان"۔۔۔ اسے بھول کر بھی اسکے الفاظ نہیں بھولے جارہے تھے۔۔۔ اور غصے شرم سے اسکی ناک کی نتھنے پھول رہی تھیں۔۔۔

"تو ایسے کھانا دیتے ہیں نکمی عورت"۔۔۔ اسنے اپنی گیلی شرٹ کی طرف اشارہ کرتے پوچھا

"تو تم بھی سوچ سمجھ کر بکواس کیا کرو بے ہودہ انسان"۔۔۔ وہ غصہ بمشکل دبا کر آہستہ سے بولی کہیں تائی اسکا کارنامہ نا دیکھ لے

اور اپنے تھکے بیٹے کی درگت پر اسکی زبردست کلاس لیتی جیسے آجکل آسپہ بیگم کے تیور تھے۔۔۔

"اچھا تو تم نے سن لیا میری بونی"۔۔۔ اچانک ہی اسکے دوپٹے کو کھینچ کر اپنی بھیگی گردن اور چہرہ صاف کرتے وہ شرارت سے بولا۔۔

اور نور وہ اس کی اس طرح کی دیدہ دلیری پر ساکت تھی۔۔

"تم کچھ زیادہ ہی کمینی پائی نہیں دیکھا ہے"۔۔ جھٹکے سے اپنا دوپٹہ کھینچ کر وہ بولی تو داد ہنس پڑا

"میری بونی ابھی تم نے مجھے دیکھا ہی کہاں ہے، میں اتنا کمینہ ثابت ہو سکتا ہوں جتنا تم نے آسپیٹ نہیں کیا ہوگا" وہ صوفے سے اٹھتا بولا تو نور منہ بنا کر قدم پیچھے لے گئی۔۔

"میں کھانا لگا رہی ہوں آکر کھا لو تمہاری نوکر نہیں ساری ساری رات جاگتی رہوں" وہ واپس کچن میں جاتی ہوئی بولی تو داد اس کے انداز پر نثار ہوتا کوٹ بیگ اٹھا کر فریش ہونے روم میں چلا گیا۔۔

"ویسے کافی خوبصورت لگ رہی ہو"۔۔ نوالہ منہ میں ڈالتے اس پر ایک گہری نظر ڈال کر بولا کہ وہ جھجک گئی

"داد بکو اس مت کرو کھا لو تاکہ میں برتن دھولوں مجھے بہت نیند آرہی ہے"۔۔ وہ سالن اسکی پلیٹ میں ڈالتی بیزاریت سے بولی

"آئندہ مت جاگنا اگر امی کہے بھی تو کہہ دینا میں نے منع کیا ہے"۔۔ اسکے موڈ کو دیکھتے وہ بھی سیریس ہو کر بولا

"شکریہ اس کرم نوازی کا"۔۔۔ نور طنزیہ بولی تو داد مسکرا دیا

"وہ مینے ابھی کی کہاں ہے"۔۔۔ معنی خیزی سے کہتے اسنے بلوسوٹ میں سرپردوپٹہ ٹکائے اپنی محبوب منکوحہ کو دیکھا جو تپتی تپتی سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔

نور کے کوئی جواب نادیاکيونکہ جانتی تھی وہ جیسے جواب دے گی ویسے ہی بکتا رہے گا تبھی وہ ٹیبل پر سرٹکائے بیٹھ گئی اسکے کھانا کھانے تک۔۔۔۔

آلف نے بھی باقی کا کھانا شرافت کو چولا پہن کر کھایا اور نور برتن اٹھا کر کچن میں آئی۔

"ہیلپ چاہیے"۔۔۔ کچن میں داخل ہوتے وہ اسے دیکھتا بولا جو تیزی سے ہاتھ چلاتی برتن دھورہی تھی۔۔۔

"نہیں"۔۔۔۔!! نور بے ساختہ اپنا دوپٹہ سر پر آگے کھسکایا۔۔۔

اسے الجھن ہونے لگی داد کو یوں کچن میں آنے سے۔۔۔

"تم تھک گئے ہو آرام کرو کل سنڈے نہیں"۔۔۔ کام میں مصروف سی وہ بولی داد نے مسکرا کر سر ہلایا

"پراس تھکن سے زیادہ تمہاری خوشی عزیز ہے بونی مجھے اور آئندہ خبردار جو اس وقت روم سے باہر نکلی"۔۔۔  
داد کو رہ کر اپنی امی پر تاسف ہو رہا تھا کہ کیسے وہ جوان لڑکی کو ملازموں کی موجودگی میں انتظار میں دیر رات  
تک بیٹھا سکتی ہے۔۔۔

"داد کیا تیا اتنی مہلت نہیں دے سکتے کہ جا کر استغفیٰ ہی دے آؤں"۔۔۔ دوپٹے سے ہاتھ پونچھتی وہ مڑی

Qaswa Arts  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"کس چیز استغفیٰ؟" داد نے بالکل انجان بن کر آنکھیں سکیریں

نور گڑ بڑا گئی۔۔۔

"وہ۔۔۔ وہ میں پہلے جاب کرتی تھی اکیڈمی تو چھوڑ دی پراسکول میں ٹیچر کی چھوٹی موٹی نوکری کرتی تھی اور اب  
بغیر انفارم کیے اتنے دن بیٹھ گئی ہوں یہاں پلیز"۔۔۔ دوپٹہ انگلی میں گھماتی وہ منت کرنے لگی۔

"تمنے اتنا بڑا قدم لیا نور اور ہمیں بتایا بھی نہیں تمہیں پتا ہے کتنی بدنامی ہوگی ابو کی جب خاندان والوں کو معلوم  
ہوگا"۔۔۔ داد نے ناراض ہوتے کہا تو نور جو اسے آس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی نظریں جھکا گئی۔

"سوری مجھے پیسوں کی ضرورت تھی"۔۔۔!! نثر مندہ سی وہ بولی



"تو تم کسی اور سے نہیں کم از کم مجھ سے مانگتی میں تو تمہارا دوست ہوں نور ہم اپنے راز ایک دوسرے سے  
شیئر کرتے ہیں پھر تمہیں کیا ہوا ہے" اسے دکھ ہوا تھا پہلے بھی اور اب یاد کرتے ہوئے بھی تبھی اسے اس گھر  
میں جانے سے منع کرتے وقت اپنے باپ سے کچھ نہیں کہا تھا

"وہ سب کچھ پہلے تھا ادا اب ہمارے بیچ کوئی دوستی کا رشتہ نہیں رہا تم نے خود اس رشتے کو توڑا تھا یاد کرو"۔۔۔ وہ  
تلخ سے کہتی ہوئی جانے لگی کہ داد نے بازو پکڑ کر اسے اپنے برابر کھڑا کیا۔

"کیسے توڑا بتانا پسند کرو گی" غصہ ضبط کرتے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھنے لگا  
نور کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی اس پکڑ پر۔

"تت۔۔۔ تم نے دوستی کے رشتے کو غلط مطلب میں لیا داؤد"۔۔۔ بمشکل اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ بولی تو داد نے  
ضبط سے گہرا سانس بھرا

"کس غلط مطلب میں لیا مینے نور۔۔۔؟ پیار ہی کیا ہے نا اور کچھ تو نہیں کیا جو تم نے اس رشتے کو ہی توڑ دیا"۔۔۔  
اسکی پکڑ میں خود بے خود سختی آئی کہ وہ کراہ اٹھی

"کیا کر رہے ہو جنگلی چھوڑو میرا بازو"۔۔۔ وہ جھٹکے سے خود کو چھڑوا کر دور ہوئی کہ داد نے آگے بڑھ کر اسے  
کاؤنٹر سے لگاتے دائیں بائیں اپنے ہاتھ رکھ دئے  
نور سانس روک کر رہ گئی۔۔۔

"دیکھو نور ایسے مت کہا کرو کہ تمہارا داد اپنا دماغ ہی کھو بیٹھے" کچھ دیر اسکی سہمی آنکھوں میں دیکھتے وہ اسکی گال تھپتھپا کر بولا تو نور صرف دیکھتی رہ گئی۔

"تم مجھے بہت الگ لگ رہے ہونشہ کرتے ہونا"۔۔۔؟ اسکے سرد آواز پر وہ ڈرتے ڈرتے بولی تو داد مسکرا دیا

"ہاں تمہارا"۔۔۔!! جھک کر اسکے کان میں سرگوشی میں بولا کہ وہ بل کھا کر دور ہوئی اور حیرت بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں تمہاری شکایت برہان سے لگائوں گی داد تم بہت بدلے بدلے لگ رہے ہو"۔۔۔ کچن سے ڈرتے ڈرتے باہر نکلتی دہلیز پر آکر وہ بھرائی آواز میں بولی اور وہاں سے بھاگ گئی

وہ ہنس پڑا اسکی بچکانہ بات پر۔۔۔

پر سوچ لیا تھا اپنی ماں سے ضرور بات کرے گا وہ بہو تھی گھر کی ملازم نہیں جو ساری ساری رات جاگے۔۔۔

\*-----\*

"لو سنبھالو اسے" گارڈن میں بیٹھی حور العین کے گود میں اچانک ہی مسکان نے سفید چھوٹا سا پی ڈالا کہ اسکے منہ سے چیخ نکل گئی۔۔

"کک۔۔ کیا ہے"۔۔۔ اسنے ہاتھ اپنے گود میں بیٹھے پی کے چہرے اور پیٹھ پر پھیرا۔۔

"آہہ۔۔۔ پی۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔! وہ اسکی نرماہٹ کو انگلیوں پر محسوس کرتی چیختی اسے دور پھینک گئی کہ اس پی کے منہ سے بھائو و بھائو و نکلا۔۔۔  
مسکان کا الگ قہقہہ تھا اسکے ری ایکشن پر۔۔۔

"بے وقوف اس دن بتایا تھا نہ پی کا وہ ہے"۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ ہنستے ہوئے وہ پھولوں کے بیچ پڑے پی کو اٹھانے لگی۔

"کیا کتا آگیا"۔۔۔ وہ خوش ہوتی ایک دم کھڑی ہوئی۔

"کتا کہہ کر اسکی انسلٹ مت کرو یا یہ کتنا پیارا ہے"۔۔۔ مسکان منہ بنا کر کہتی اسکے پاس آئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر پی پر پھیرنے لگی۔۔

"واہ اسکے بال کتنے نرم اور خوبصورت ہیں" حور اسکے کانوں کو پکڑ مسکراتی خوشی سے بولی





"ہاں تو میں بیوی ہوں اسکی مجھ سے عزیز نہیں ہوں گے"۔۔۔ حور گردن اکڑا کر پی پی کو لیکر وہاں سے جس راستے آئی تھی اسی پر جانے لگی۔

"جاؤ مرو سعیر تمہیں خود یہ عزیز گری دیکھائے گا"۔۔۔ مسکان اس افسوس بھری نظر پھولوں پر ڈالتی وہاں سے اسکے پیچھے آئی۔

"یہ جو گند تم پھیلا رہی ہو ملازمہ کے بعد مجھے ہی صفائی کرنا پڑے گا"۔۔۔ مسکان پاؤں پٹختی اسکے پیچھے آتی مٹی کے نشان پر چڑھ کر بولی۔

"ہاں تو کرو فٹنس برقرار رہے گی"۔۔۔ وہ صوفے پر بیٹھتی بولی تو مسکان نے دانت کچکچائے۔

"سنو ابھی میں یہ تمہیں رات کو نہیں دوں گی دو دن بعد دوں گی کہ یہ ٹھیک طرح سے تم سے مانوس ہو جائے"۔۔۔ پی پی کے ساتھ کھیلنے اسے دیکھ کر مسکان بولی اگر وہ اس سے الگ ہوا تو ضرور سعیر کے ہاتھ لگ جانا تھا تبھی وہ پہلے اسے اسکے ساتھ اٹیچ کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"ہم دن میں تو دوں گی نا"۔۔۔؟ حور العین کو اسکی بات ٹھیک لگی۔

"ہاں ضرور پر تمہیں اسکا بہت خیال رکھنا پڑے گا اور دل سے محبت دینی پڑی گی کہ ایک پل بھی دور ہو تو تمہیں اسکی غیر موجودگی کا پتا لگے، نہیں تو اسے میں واپس۔ کردوں گی جہاں سے لائی ہوں"۔۔۔ مسکان اسے سمجھانے لگی جو حور غور سے سن رہی تھی۔

"تم فکر مت کرو یہ اتنا پیارا ہے کہ میں اسے ساری محبت دوں گی"۔۔۔ وہ مسکراتی پی کے سر پر ہاتھ پھیرتی بولی تو مسکان فتح مندی سے مسکرائی۔

"زبردست میرا بچہ"۔۔۔ وہ بولی تو حور نے پاس رکھ کشن اٹھا کر اسکی طرف پھینکا اور مسکان نے ہنستے ہوئے کیچ کر لیا۔۔۔

"مجھے لگتا ہے سعیر کی گاڑی کی آواز ہے"۔۔۔ مسکان نے اتنی جلدی سعیر کی واپسی پر حور کی طرف چونک کر دیکھا جو لا پر وہ بیٹھی تھی۔۔۔

"اچھا ہے ناسعیر سے بھی ملو انوں کی نئے مہمان کو"۔۔۔ وہ پی کے پائوں پکڑتی خوشی سے بولی تو مسکان نے تھوک نکلا

"بے وقوفی مت کرو ابھی کسی کو مت بتانا سر پرانزدینا سعیر کو ہاں"۔۔۔ وہ کہتی ہوئی حور سے پی چھین کر وہاں سے اپنے روم میں بھاگی۔

پیچھے حور ارے ارے کہتی رہ گئی۔۔

اندر داخل ہوتے سعیر نے مسکرا کر اسکی ارے ارے والی آواز سنی۔۔  
اور پاس ایش ٹرے میں سگریٹ مسل کر لاؤنج میں داخل ہوا۔۔

"کیا ہوا ارے ارے کہا جا رہا ہے میرا بچہ" اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتے وہ بولا تو نظریں اسکے کپڑوں سے ہوتی  
سفید پائوں پر لگی مٹی پر گئی

"یہ کیا حال بنایا ہوا ہے عین اپنا"۔۔ اسکے گال سے سفید بال اٹھا کر وہ دیکھتے ہو چھنے لگا۔۔  
"وہ میں آپکے پھول دیکھ رہی تھی گارڈن میں" کپڑے جھاڑتی وہ مسکرائی۔۔

سعیر نے اسکے گال سہلایا۔۔  
"کسی جانور کو اٹھایا تھا میرے بچے نے؟؟" اسکے گردن سے کچھ سفید بال رومال سے صاف کرتے وہ محبت  
سے پوچھنے لگا

اور اسکے سوال پر واپس آتی مسکان کی سانس اٹک گئی۔۔  
"وہ۔۔ وہ سعیر اسنے میرا مفکر لیا تھا نا جس میں ایسے۔۔ ایسے بال لگے تھے سفید ش۔۔ شاید اسکے ہیں یہ"۔۔  
حور کے سر ہلانے سے پہلے مسکان بچ میں کودی۔۔

تو سعیر نے حور کے چہرے کو دیکھا۔۔

"سچ کہہ رہی ہے عین"۔؟ سعیر کو اس لڑکی پر ذرا برابر بھی یقین نہیں تھا تبھی حور العین سے پوچھا

"ہاں۔۔ حور کو سمجھ نا آیا ہاں کرے یا نا

پر پھر سہرا زیاد کرتی سر ہلانے لگی۔

مسکان اپنا اٹکا ہوا سانس بحال کرتی وہاں سے نکلی۔۔  
اسکارخ اپنی دوست کی طرف تھا جو ہاسٹل میں رہتی تھی۔۔

"جلد واپس آنا" اسکی گاڑی کو نکلتے دیکھ کر عارب نے کہا جس پر وہ گھور کر رہ گئی۔

"میری ماں بننے کی کوشش مت کرو سوتیلے صاحب"۔۔ انگلی سے وارن کرتے وہ بولی

"میں تمہارا باپ بھی بننے کی کوشش کر سکتا ہوں سوتیلی ناگن اگر تم جلد واپس نہیں آئی"۔۔ کہتے ہوئے

بغیر اسکی سنہ وہ وہاں سے اندر بڑھ گیا اور پیچھے مسکان مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی

"تم ابھی تک زندہ کیوں ہو" وہ گاڑی سے سر نکال کر چیخی۔۔



عرب نے ذرا سا مڑ کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا

"میں گے میرے سوتیلے" وہ چلاتی وہاں سے نکلی۔

“”””””””””❤️””””””””””

جو وہاں اکھڑے اپنے پھولوں کو دکھ رہا تھا جو اسکی سہمی کے پسند کے تھے اور اسکی موجودگی ہمیشہ دل کے قریب محسوس کرواتے تھے۔۔

"تم یہاں کیسے آئی؟" اپنی سرد آواز کو ضبط کرنے کے بعد بھی وہ نا کرپا یا اور حور کے بالوں کو پکڑ کر پوچھنے لگا۔

"کیا ہوا سیر غلط کر دیا مینے؟؟؟ سب کچھ اکھاڑ کر پوچھ رہی تھی غلط کر دیا مینے وہ اسکے چہرے کو دیکھنے لگا

حور نے کانپتے ہاتھ اپنے بالوں سے پکڑے سیر کے ہاتھ پر رکھا جو چاہ کر بھی اسے تکلیف نہیں دے پارہا تھا۔۔

"بہت بہت"۔۔ اسکے بالوں کو چھوڑ کر وہ نیچے بیٹھ گیا اور پھولوں کی اکھڑی جڑوں پر مٹی ڈالنے لگا۔۔

پر نظریں کچھ دور اکھڑے سرخ گلابوں پر گئی جہاں، جیسے ان پر کچھ گرا کر توڑا گیا ہو۔۔ وہ حور العین کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

"میں مدد کروائوں اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو"۔۔ وہ کہتی آہستہ سے اسکے پاس بیٹھی۔۔

"یہاں سے جائو عین"۔۔۔!! منہ موڑ کر اسنے اسے جانے کیلئے کہا کیونکہ اسے خود پر ضبط نہیں ہو پارہا تھا

"کیوں۔۔!! میں آپکے ساتھ رہوں گی"۔۔ ضدی لہجے میں وہ بولتی اسکے بازو پر سر ٹکا گئی

بھوری سرخ آنکھ سے ایک کرب بھرا آنسو نکل کر سیر کی شیو میں جذب ہو گیا

اور ضبط سے مٹھیاں بھیچلیں کہ اسکا پورا چہرہ سرخ انگارہ ہو گیا

"مینے کہانا جائو یہاں سے"۔۔!! وہ اس قدر تیز دھاڑا کہ حورالعین کے منہ سے چیخ نکل گئی

"آہہ۔۔س۔۔سعیر"۔۔۔۔!! وہ ڈر اور وحشت کے مارے چیختی سعیر سے دور ہوئی،  
اور وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے ایک بار پھر اسکی سمی کو چھین لیا ہو اس سے۔۔

حور منہ پر ہاتھ رکھتی سسکتی پیچھے کی جانب کھسک رہی تھی اسے کیا معلوم تھا اسنے کیا حال کیا ہے پھولوں کا کہ  
مسکان بھی اسے وارن کر رہی تھی اور اب سعیر۔۔۔۔

اسکا خوف سے برا حال ہو رہا تھا کہ ابھی وہ آگے بڑھ کر اسکا گلاب دے گا اور وہ اسکی کوشش کو ناکام کرتی پیچھے  
کھسک رہی تھی۔۔

عرب بھی سعیر کی دھاڑ لاؤنج میں سنتا بھاگ آیا اور وہاں پر منظر دیکھ کر اسے افسوس ہونے لگا حورالعین پر  
۔۔

"مجھے نہیں رہنا یہاں"۔۔ وہ روتی ہوئی چیخ کر گھٹنوں میں منہ چھپا گئی۔۔

اسکے لفظوں پر سعیر نے لب بھینچے۔۔

اور خاموشی سے پھولوں کو دیکھنے لگا۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو سیر وہ تمہاری عین ہے"۔۔!! اسکے دل سے آواز نکلی

"اسنے تمہاری سہمی کو نوچنے کی کوشش کی ہے" ایک آواز اسکے کان میں گونجی۔۔

"اسکا کیا قصور ہے، تم خود اسے ابھی تک اندھیرے میں بیٹھائے بیٹھے ہو"۔۔ اسکے دل نے غصہ کرتے ناراض ہو کر شکوہ کیا۔

"میں چاہتا ہوں وہ جب دنیا دیکھے تو ہر طرف اسکے لئے خوشیاں ہوں کوئی غم خوف نار ہے، وہ جینا سیکھے اور جب دنیا دیکھے تو گھٹ کر نہیں آزادی سے سب رنگ سمیٹے اپنی زندگی میں" اسکے دماغ نے دل کو سمجھایا جو ناراض ہو گیا تھا اسکی حرکت پر۔۔۔

اور دونوں نے کان میں آتی آوازوں کو پیچھے دھکیل دیا تھا۔۔

عرب اسکی آنکھوں میں افسوس کے رنگ دیکھ کر گہرا سانس فضا میں خارج کرتا واپس لوٹ گیا۔۔

"عین"۔۔!! سیر نے اسکے کانپتے وجود کو دیکھ کر پکارا

"نام مت لومیر آپ بہت برے ہیں بیسٹ ہیں آپ۔۔!! مجھے نہیں رہنا سمجھے"۔۔۔

گھاس کو نوچتی اسکی جانب پھینکتی وہ لرزتی چلا رہی تھی اسکی ناک بہہ رہی تھی جس پر سیر کے لب مسکرا اٹھے

--



وہ اٹھا اور ایک نظر پھولوں پر ڈال کر اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اور جیب سے رومال نکال کر اسکی ناک صاف کی کہ حور نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

"کہانا دور رہیں۔۔ نہیں ہوں میں آپکی بیوی"۔۔۔ وہ کہتی پیچھے کھسکی

سعیر نے دیکھا اسکی ہچکیاں بلند ہو رہی تھی شاید وہ زیادہ ہی خوفزدہ ہو گئی تھی اسکی آواز پر۔

"تو کیا ہو"۔۔؟؟ اسنے مسکرا کر پوچھتے آگے بڑھ کر اسے زبردستی اپنی بانہوں میں اٹھالیا

حور اسکی حرکت پر آتش فشاں ہو گئی اور زبردست مزاحمت کرنے لگی کہ سعیر نے اسکی نوچنے کی کوشش پر اپنا چہرہ اوپر کرتے اسے اپنے کندھے پر ڈال لیا اور وہاں سے نکل کر اپنے روم میں جانے لگا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔ چھوڑو"۔۔ وہ آگے اسکے پیٹ میں لائیں اور پیچھے مکے برساتی چیخ چلا رہی تھی۔۔

سعیر مسکراتا اپنے روم میں داخل ہوا اور دروازہ بند کرتے پلٹ کر اسے بیڈ ڈال دیا۔

حور روتی ہوئی بیڈ شیٹ کو نوچتی کشن پھینکنے لگی۔۔۔

سعیر کو رہ رہ کر اپنے اوپر غصہ آ رہا تھا کیا ضرورت تھی غصے کی وہ خود پر ضبط کر سکتا تھا۔۔۔

"ششش میرا بچہ"۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا وہ اس قدر حساس ہو گئی تھی۔۔

"نہیں ہوں میں آپکا بچہ"۔۔۔ وہ چلائی

اور سعیر نے اسکے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں پھنسا کر بیڈ سے لگا دئے،  
پھر اسکے مسلسل نفی میں ہلتے سر کو دیکھا اور وہاں سے نظریں سرکتی اسکے کانپتے نازک ہونٹوں پر آئیں اور وہ  
آہستہ سے جھک آیا اسکے چہرے پر، اسکے سارے غصے خوف و حسرت کو قطرہ قطرہ کر کے پینے لگا۔۔۔۔۔

غصے خوف سے چلاتی لرزتی حورا العین ساکت رہ گئی۔۔۔

جب وہ اسکے چہرے پر جھکا اسکی پھولی سانسوں کو رفتہ رفتہ پینے لگا اور حورا اسکی انگلیوں پر اپنی پکڑ مضبوط کرتی  
آنکھیں میچے پڑی تھی

"تو پھر بتاؤ کیا ہو تم میری"۔۔۔؟؟ اسکے کان میں سرگوشی کرتے وہ اسکی گردن پر اپنے ہونٹوں سے مہر ثبت  
کرنے لگا۔۔۔

"بب۔۔۔ بیوی۔۔۔"۔۔۔ وہ اسکے مضبوط ہوتے حصار میں ہلکاتی ہوئی بولی

سعیر نے مسکراتے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔

"دور جانا چاہتی ہو مجھ سے"۔۔۔؟؟ اسکے تل پر اپنے نرم۔ گرم لب رکھ کر پھر سے پوچھا جسکی وہ بار بار رٹ لگائے بیٹھی تھی

حور نے اپنی آنکھیں کھولی اسے ایسا لگا جیسے اسکے آس پاس رنگین تتلیاں گھومنے لگی ہوں اسکی دھڑکنیں اتنی بلند تھیں کہ وہ دونوں باآسانی سے سن سکتے تھے۔۔۔

"نن۔۔ نہیں"۔۔۔!! وہ کہہ کر آنکھیں بند کر گئی

"تم وہاں کیوں جاتی ہو"۔۔ وہ اسے گارڈن کے بارے میں پوچھنے لگا اور حور سمجھتی اسکی گرم جھلسا دینے والی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی مسکرائی

"مجھے وہاں سکون ملتا ہے سعیر مجھے نہیں پتا مینے کیا کیا ہے پر م۔۔ میں صرف وہاں اپنا وقت گزارنے گئی تھی اور مجھے معلوم نہیں ہوا کہ کیا کر دیا جس سے آپکو اتنی تکلیف پہنچی۔۔۔!!"۔۔۔ وہ سرگوشی میں بول رہی تھی اور سعیر اسکے بالوں میں منہ چھپائے سن رہا تھا

کیا کہتا۔۔۔ جانتا تھا وہاں اسکی سہمی رہتی ہے تو سکون کیسے نہیں ملے گا۔۔۔

"کیا میں وہاں نہیں جاسکتی"۔۔۔؟؟ ڈرتے ڈرتے ہوئے وہ کچھ دیر بعد بولی

"اکیلی نہیں جب ہم دونوں ساتھ ہوں گے تبھی ساتھ چلیں گے وہ ہمیں دیکھ کر خوش ہوتی ہے"۔۔۔ اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے اسکے معصوم چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا تو حور نے نا سمجھی سے دیکھا

"کون سیر۔۔۔؟"

"تمنے بہت برا حال بنایا ہوا ہے کہ میرے منہ بھی مٹی آگئی ہے"۔۔۔ ناگواریت سے اسکے حلیے کو دیکھ کر کہتے اسے اٹھا کر بیٹھا اور اسکے سوال کو نظر انداز کر گیا

حور کا شرم سے چہرہ سرخ پڑ گیا اور وہ جھجک کر اٹھی بیڈ سے ابھی ایک قدم بھی نہیں لیا تھا کہ اس سے پہلے ہی سیر نے اس کا نرم۔ نازک ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ رکی پر مڑی نہیں۔۔

"سوری"۔۔۔ اسکے لمبے بالوں کو آگے رکھتے پشت سے اسے اپنے حصار میں لیکر وہ اسکے کان میں جھک کر کچھ

اس طرح سے بولا کہ اس کا دل دھڑکنا بھول گیا اور وہ ساکت سی کھڑی رہی ایک ناقابل یقین لفظ پر۔۔

"آ۔آ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں سس۔۔ سیر"؟۔۔۔ وہ روپڑی اپنے ہاتھوں میں چہرہ اچھپا کر کتنی بیانک حقیقت تھی اسکے لئے کہ جو شخص اس کا شوہر ہے اس سے محبت کرتا ہے اسے وہ کچھ نہیں دے سکتی۔۔



وہ اس طرح تھی جیسے ایک گلاب کو بھیڑ میں لوگوں کے پاؤں تلے پھنک دیا گیا ہو اور اسکے بعد اس گلاب کا جو حشر ہوتا ہے وہ تھی اسکی حقیقت پھر کیوں یہ شخص پاگل ہو رہا تھا اسکے پیچھے۔۔۔

سعیر نے گھما کر اسکے سسکتے وجود کو اپنے سینے میں چھپا دیا۔۔۔

"تم مجھے سب کچھ دے سکتی ہو عین۔۔!! اور وہ ہے"۔۔۔!!

"بس کر دیں سعیر پلینز"۔۔ وہ تڑپ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گئی

"پاگل ہیں آپ اور کچھ نہیں"۔۔ وہ اس سے دور ہو کر چلائی

سعیر مسکرا دیا۔۔۔

"ہاں تو"۔۔؟ وہ جو اسے وہیں چھوڑ کر وارڈ روم سے ہاتھ لگا کر اپنے کپڑوں کو نکالنے کی کوشش کر رہی تھی

سعیر پیچھے آ کر بولا جس پر حور العین لب بھیج گئی

"تو کچھ نن۔۔ نہیں"۔۔ وہ ناک چڑھا کر بولی

"تو کیا تم پیار نہیں کرتی مجھ سے"۔۔؟؟ اپنے سوٹ پر رکھے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھا کہ حور العین کا

دل دھڑک اٹھا جیسے کہہ رہا ہو ہاں کرتی ہوں بہت بہت پر کہہ نہیں سکتی۔

"مجھے فریش ہونا ہے"۔۔ وہ آنکھیں موند کر بولی

"ضرور پر یاد رکھو اب تم خود کہو گی کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو اتنا جتنا ابھی تمہاری دھڑکنے شور مچا کر بتا رہی ہیں  
"۔۔۔ ایک ہاتھ سے اسکی کمر جکڑ کر دوسرے سے اسکے لئے ہینگ کیے ڈریس نکالتے وہ مسکرا کر بول رہا تھا

اور حور تلخی سے مسکرا رہی تھی جانتی تھی وہ ایسا کبھی نہیں کرے گی۔۔۔

"ہٹیں پیچھے مجھے نہانا ہے"۔۔۔ اسے مسلسل اپنے پیچھے کھڑے محسوس کر کے وہ پھر اپنے لفظوں پر زور دیکر  
بولی

"میری مدد چاہیے"۔۔۔؟ اسکی بے باکی پر وہ کانپ کر رہ گئی

"کک۔۔۔ کس مم۔۔۔ میں"۔۔۔ اپنی لرزتی ٹانگوں پر بمشکل خود کو کھڑا رکھتے وہ ہلکائی

"پیار کرنے میں"۔۔۔ سعیر نے مسکراہٹ روک کر اسکا چہرہ اپنے سامنے کرتے اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھتے ہوئے  
کہا

تو جیسے حور کی سانس میں سانس آئی

"نہیں"۔۔۔!! اسکے سینے پر زور دے کر پیچھے کرنے کی کوشش کرتی غصے سے بولی

تو وہ ہنستا پیچھے ہوا اور حور العین اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ باتھ روم میں آئی ابھی وہ دروازہ بند کرنے والی تھی کہ سعیر نے ڈور پر ہاتھ رکھتے اسکی کوشش ناکام کر دی۔۔۔

"کک۔۔۔ کیا ہے"۔۔۔؟ حور اندر ہی اندر ڈرتی بولی

"ڈریس تو لے لو"۔۔۔ سعیر مسلسل مسکرا رہا تھا اسکی حالت پر اور اندر داخل ہو کر ڈریس ہینگ کرتے اسکی گال تھپتھا کر باہر نکل آیا کہ پیچھے نے ایک دم ہی حور نے دروازہ بند کیا اسکی پیٹھ پر۔۔۔۔

سعیر نے پلٹ کر دیکھا اور اسکی کنڈیشن سمجھتے ہوئے قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

شرٹ کے بٹن کھولتے وہ ڈریسنگ روم میں آیا۔۔۔

اسنے سوچ لیا تھا کہ رات کو اسکے سونے کے بعد وہ اپنی سہمی کے پھولوں کو واپس سے لگائے گا۔۔

\*-----\*

"ماضی"

"اگر آپ کا دوست نہیں مان رہا تو آپ پولیس میں کمپلینٹ کریں جمال"۔۔ حور العین کے بالوں میں تیل لگانے کے بعد اسے سونے کی ہدایت کرتی جب وہ اپنے روم میں آئی تو جمال صاحب بیڈ کرائون سے ٹیک لگائے پریشان سے آنکھیں موندے دیکھ کر وہ پاس بیٹھتی بولیں۔۔

"ہمم۔۔ میں بھی سوچ رہا تھا آخری بار کہوں گا مان گیا تو ٹھیک ہے ورنہ پولیس سے مدد لیں گے ہم، کم از کم

کچھ پیسے تو لوٹا دے کہ اپنا گھر ہی خرید سکیں، مجھے نہیں معلوم تھا پیسہ انسان کو اندھا کر دیتا ہے، میں کافی بار اسے منتیں کر چکا ہوں پر لگتا ہی نہیں وہ میرا دوست ہے ایسا لگتا ہے جیسے دولت اور لالچ نے اسے اندھا کر دیا ہو جسے میری پوزیشن نہیں دیکھ رہی کہ کس حال میں ہم جی رہے ہیں، بچپن کا دوست تھا بچپن سے ساتھ رہے ہیں ساتھ کھیلیں ہیں پر پتا نہیں کب اس پر دولت کی ہوس اسے اندھا کر گئی کہ مجھے پہچانے سے انکاری ہے"۔۔ جمال صاحب کرب سے چھت کو دیکھ کر بول رہے تھے اور مشعل بیگم خاموشی سے پاس بیٹھی سن رہی تھی۔

"حوصلہ کریں برا وقت ہے گذر جائے گا"۔۔ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ ہمیشہ کی طرح مشکل وقت میں اپنے ساتھ کا احساس دلانے لگی۔۔

"میرا حوصلہ اب ٹوٹ رہا ہے مشعل، مجھے لگتا ہے ہمارا بہت برا وقت آنے والا میرا دل خوف سے پہلے ہی سہم رہا ہے، دل کرتا ہے تم تینوں کو کہیں چھپا دوں کہیں ایسی جگہ جہاں تم تینوں پر کسی برے وقت کا سایہ بھی نا پڑے اور جو طوفان آنے والا ہے وہ مجھ سے ٹکڑائے، اور میری پریاں محفوظ رہیں،



"میں چاہتا ہوں کہ میری موجودگی میں ہی میں کسی اچھے ہمسفر کے ساتھ اپنی پریوں کو رخصت کر دوں، کوئی اچھا سا تھی جو انکی ہر وہ خواہش پوری کرے جو میں ایک غریب باپ نہیں کر سکا، تم دوگی میرا ساتھ مشعل۔۔؟ وہ سیدھے ہو کر بیٹھے اور مشعل بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر بولے۔۔"

"کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں جمال اللہ ہمارے ساتھ ہے کیوں مایوسی والی باتیں کر رہے ہیں، اور ابھی میری بیٹیوں کی عمر ہی کیا ہے میں ہر گز ایسا آپکو نہیں کرنے دوں گی۔۔" مشعل بیگم ناراض ہو کر بولی۔

"اف۔۔۔ تم نہیں سمجھ رہی مشعل مجھے اب ڈر لگنے لگا ہے مجھے خوف محسوس ہوتا ہے جب اپنی پریوں کو دیکھتا ہوں ایک انجانہ خوف جکڑ رہا ہے مجھے، ہم کل ہی نور کو واپس بلوارہے ہیں "جمال صاحب کی باتوں پر مشعل پریشان ہو گئی

"کیا ہوا ہے جمال کیوں ڈر لگ رہا ہے اللہ کے فضل الرحمن سے اپنا کما تے ہیں حلال کھاتے ہیں اپنی زندگی میں خوش ہیں ناکسی سے لین دین ہے نا جھگڑا پھر کس بات سے ڈر لگا رہا؟ کوئی برا خواب دیکھ لیا ہے کیا۔۔؟" مشعل بیگم کے سوالات پر جمال صاحب گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔۔

"گناہ۔۔۔!! گناہ ہو گیا ہے مجھ سے مشعل۔۔۔ وہ جب بولے تو مشعل حیرت سے دیکھنے لگی۔

"کیسا گناہ جمال۔۔۔؟؟"

"اس دن جب ہم آئسکریم پارلر میں تھے تو وہاں بیسٹ موجود تھا اور تنے دیکھا تھا وہ کیسے اس پارلر کے مالک کے گردن پر خنجر رکھ کر اس سے باتیں کر رہا تھا تم دونوں کو تو وہاں سے بھاگ دیا پر جب میں حور العین کیلئے وہاں رکا تو اسے قتل کرتے دیکھ کر بھی اپنی عزت کے واسطے بھاگ نکلا اور کہہ دیا میں نے کچھ نہیں دیکھا میں اندھا ہوں۔۔۔"

"گناہ دیکھ کر خاموش رہنے والا بھی تو اس گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے، اور میں اس قتل کو دیکھ کر پولیس کے پاس جانے کے بجائے دب کر گھر میں بیٹھ گیا، کیا اس کی سزا مجھے نہیں ملے گی مشعل۔۔"

"اور اس ڈر خوف کے حصار میں آکر میں بھائی صاحب کے آفس گیا اور ان سے اپنی بیٹیوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کا کہا تو انہوں نے مجھے دھکے دے کر وہاں سے نکلا وادیا یہ اور بھکاری کہہ کر منہ پر کچھ نوٹ پھینک دئے۔۔ جمال صاحب کہتے ہوئے رو رہے تھے اور مشعل بیگم ساکت بیٹھی تھی۔۔"

"آپ کیوں جمال میری بیٹیوں کی عزت نفس کو کچل رہے ہیں انکے پاؤں تلے، وہ میری بیٹیاں ہیں جمال میری پریاں اگر کمال بھائی خود بھی چل کر آئیں انکے رشتے کے لئے تب بھی میں انکار کر دوں اور آپ خود چل کر گئے ان بے حس انسانوں کے پاس جنکے سینے میں تو اللہ نے دل دیا تھا پر دولت اور غرور نے انہیں پتھر میں بدل دیا" مشعل بیگم دکھ تاسف سے اپنے ہاتھ انکے ہاتھوں سے نکال کر بولی تو جمال صاحب خاموش سے انکے چہرے کو دیکھنے لگے۔

"میں ڈر گیا تھا مشعل ورنہ میں کیوں جاتا انکے پاس جنہوں نے میری عزت۔۔۔۔ وہ کہتے کہتے لب بھینچ گئے اور مشعل بیگم انکی حالت کا اندازہ لگاتی انہیں دیکھنے لگی۔۔"

اتنے سال ساتھ گزارنے پر انہیں یہ تو معلوم ہو گیا تھا انکا شوہر ایک رحمدل اور حساس طبیعت کا مالک تھا پر اس  
آسکریم پارلر والے واقعے نے انہیں خوفزدہ کر دیا تھا۔

"جمال وہ جو اوپر بیٹھا ہے نا۔۔۔ وہ سب دیکھتا اور جانتا ہے تمہاری نیت اور سوچ کو بھی"۔۔  
"تم اپنی معصوم بیٹی کے ڈر سے بھاگ آئے اگر تمہاری جگہ کوئی دوسرا باپ بھی ہوتا تو وہ یہی کرتا، اگر تمہیں

اتنا ہی ڈر لگ رہا ہے تو اللہ سے معافی مانگو،

اسکے سامنے سجدے میں گر کر سچے دل سے معافی مانگو اسنے تو اپنے بندے کیلئے اپنی رحمت کے دروازے  
کھول رکھے ہیں اور کہتا ہے بندہ ایک بار تم آؤ تو سہی ایک بار مانگ کر تو دیکھو، اپنی غلطی پر معافی مانگو تو سہی خالی  
ہاتھ نہیں لوٹو گے"۔۔ مشعل بیگم جمال صاحب کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر بول رہی تھی اور وہ سر جھکائے  
آنسو بہاتے سن رہا تھا۔

"مینے گھر خریدا ہے جو پیسے حور العین کے علاج کیلئے رکھے تھے ان سے"۔۔۔ کچھ دیر دونوں کے بیچ خاموشی  
چھائی رہی اور اسکے بعد جمال صاحب بولے تو مشعل انکے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"میں جانتی ہوں آپنے جو فیصلہ لیا ہو گا وہ صحیح ہی ہو گا آپ فکر مت کریں ہوٹل میں لگے پیسے ملیں گے تو ہم ان  
سے حور العین کی آنکھوں کا علاج کروالیں گے"۔۔۔ مشعل بیگم مسکرا کر بولیں تو جمال انکا چہرہ دیکھنے لگے جو  
انکے ہر فیصلے میں انکی ہامی اور ساتھ ہوتی تھی۔

دنیا سے بد کردار ماڈل سمجھتی تھی پر یہ تو جمال سے کوئی پوچھتا کہ وہ کیسی تھی۔

جوشادی کے بعد اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر پاؤں بھی باہر نہیں رکھتی تھی اور سر پر ہمیشہ دوپٹہ ٹکائے پانچ وقت نمازی تھی۔۔

جمال صاحب مسکرا کر اپنے تکیے کے نیچے رکھے پیر زنگال کرانکے سامنے کیے۔۔

"یہ تو بہت اچھا کیا حورالعین کے نام پر گھر کر کے"۔۔ مشعل بیگم مسکرا کر بولی تو جمال صاحب بھی مسکرا دئے

"کبھی یہ مت سوچیں جمال کہ آپنے ہمیں کچھ نہیں دیا، آپنے ہمیں سب کچھ دیا ہے ان محلوں میں رہنے والی زندگی سے بھی حسین زندگی دی ہے، کیا کوئی دوسرا انسان محبت کیلئے اتنا کر سکتا تھا جمال کہ اپنی عیش عشرت والی زندگی چھوڑ کر سولہ گھنٹے ڈرائیونگ کر کے خود کو ایک ہی جگہ پر بیٹھا کر اپنے بدن کو سکا کر ہمارے پیٹ بھرنے کیلئے کھاتے ہیں، شاید آپکی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو ابھی تک مجھے میری بیٹیوں کو ٹھوکر مار کر جاچکا ہوتا"۔۔ مشعل بیگم محبت سے کہتی نم آنکھوں کے ساتھ جمال صاحب کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی

اس سے شادی کے بعد کتنی باتیں سننی پڑی تھی اسے سماج سے، پروہ ڈٹا رہا اور اسکے اوپر درخت کا گھنسا یہ بنا اسے چھائوں دیتا رہا سورج کی تیز پتی کر نیں اپنی اوپر برداشت کر کے۔۔۔!!

جمال صاحب نے مسکرا کر انہیں دیکھا تو دونوں آسودگی سے مسکرا دئے۔۔



\*-----\*

مسلسل آتی چیخ وہ آہوں پر اسنے ناگواری سے باہر کی طرف دیکھا۔  
اور غصے سے اٹھ کر شرٹ پہنتے روم سے باہر نکلا۔  
آوازیں محل کے باہر اڈے سے آرہی تھی۔

اور وہ بھی کسی لڑکی اور لڑکے کی تھیں۔۔۔ سعیر تیز تیز قدم لیتا اڈے کے سامنے آیا اور لوہے کا گیٹ کھول کر اندر داخل ہوا تو چڑچڑاہٹ کی آواز پر ہر سو خاموشی چھا گئی۔

"کیا ہو رہا ہے"۔۔؟ اندر داخل ہوتے اسنے زمین پر پڑی جگہ جگہ سے پھٹے لباس میں لڑکی کو دیکھتے دھاڑا اور پھر اس پر جھکے اس آدمی کو دیکھا جو بلیک کنگ کا ملازم تھا۔۔۔  
اسکی دھاڑ پر اس لڑکی پر جھکا آدمی بدک کر پیچھے ہوا اور سامنے موجود سعیر عالم کو دیکھنے لگا۔  
ایک لڑکا اوپر لٹکا ہوا تھا اور دوسرے تماشا سے لطف اٹھا رہے تھے۔۔۔

"ب۔۔ بیٹ"۔۔۔!! اسکے منہ سے گڑ بڑاہٹ میں ٹوٹے پھوٹے لفظ نکلے اور سامنے بے یقینی سے دیکھنے لگا جس پر اس کے ساتھ باقی سب کو بھی حیرت کا جھٹکا لگا بیٹ کی اڈے میں موجودگی پر۔۔۔

"ب۔۔۔ بھائی۔۔۔ بھائی میرے بھائی کو بچالیں بھائی"۔۔۔۔۔ نیچے پڑی کم سن سی مسکان اس لمبے چوڑے وجود کو دیکھتی روتی ہوئی اوپر لٹکے عارب کی جانب اشارہ کرتی التجائیں کرنے لگی۔۔۔

سیر نے اس پر سے نظریں چرا کر اوپر لٹکے بائیس سالہ لڑکے کو دیکھا جسکے ناک منہ سے خون بوند بوند نیچے زمین پر ٹپک رہا تھا۔۔ وہ اسے پہچان گیا یہیں کا ملازم تھا اور ان سب کے روم کی صفائی کرتا تھا۔۔

"کیوں لٹکایا ہوا ہے اسے"۔۔ اسکی بھوری آنکھوں میں نفرت پھیل گئی اور اسنے آگے بڑھ کر اپنی شرٹ مسکان کے اوپر ڈالی جسے وہ سسکتی ایک دم خود پر لپیٹ گئی۔۔

وہ درشتگی سے پوچھتا مسکان کو اٹھانے لگا جو لرز رہی تھی اور اسکے چہرے پر جگہ جگہ زخم تھے شاید اسے مارا گیا تھا بے رحمی سے۔۔۔

قیامت کی دعائیں مانگتا عارب، جو اپنی بہن کو اپنے سامنے بے آبرو ہوتے کچھ نہیں کر پارہا تھا سواء اللہ سے دعا مانگنے کے،

دھاڑ کی آواز پر اسنے بے یقینی سے سوجی آنکھیں کھولی تو سامنے بیسٹ کو پایا۔۔۔

ایک بے نام آنسوؤں اسکا نکل کر نیچے خون کی بوندوں میں گرا۔۔۔

اور محبت سے اپنی بہن کو دیکھنے لگا جو وہاں آگئی تھی، جہاں براسا یہ اسکی پر چھائی کو چھوتے ہوئے بھی سو بار

سوچیں۔۔

"بلیک کنگ کے خلاف گیا ہے، جس پر اسے ختم کرنے کا حکم ہے کنگ کی۔ طرف سے"۔۔ اس آدمی نے بیسٹ کو دیکھتے بتایا۔۔۔



پر آج اس ہی بیسٹ کو دیکھ کر سوچ رہی تھی شاید یہ ناہوتا تو وہ آج کہیں کی نہیں رہتی، اور یہ درندے اس نوچ لیتے۔۔۔

"بیسٹ آآ۔۔ آپ بیچ میں مت آئیں یہ کنگ کا حکم ہے۔۔ اور ہمیں کسی بھی حال میں ماننا ہے جانتے ہیں اسکے حکم کے خلاف جانے والے کا کیا حال کرتا ہے کنگ" بیسٹ کے تیور دیکھ کر وہ آدمی ہلکاتا اپنی بات پوری کرنے لگا پر اسکی نظریں بار بار بھٹک کر کم سن سی مسکان کے وجود پر جا رہی تھی۔

"کھولو اسے"۔۔۔!! سحیر نے کلائی پر بندھے گھڑی میں دیکھتے سر د آواز میں کہا سب حیرت سے دیکھنے لگے۔

"کک۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔ کیوں بیچ میں آرہے ہو بیسٹ یہ ہمارا معاملہ ہے آپ جائیں یہاں سے"۔۔۔ اسکے لفظوں پر سحیر نے کلائی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

اور وہ لمحہ تھا جب اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے جب اسکی سر د بھوری آنکھوں میں غصہ دیکھا۔

"کھ۔۔ کھول دیا"۔۔۔ ایک نے جلدی سے دیوار میں ریڈ بٹن کو دبایا تو عارب نیچے گرا

وہ جانتے تھے وہ انسان نہیں جانور ہے اور اس سے ضد کرنا مطلب موت کو دعوت دینا۔۔

مسکان دوڑ کر اپنے بھائی کے پاس پہنچی۔۔



"مسی"۔۔۔ عارب نے سکتے اسکے وجود کو خود میں چھپا لیا۔۔۔ اور دونوں بے تحاشہ رونے لگے۔۔

کوٹھے میں وہ دونوں بہت چھوٹے اور اپنے ماحول سے نا سمجھ تھے۔۔

اور وہاں اس گھٹن زدہ ماحول سے بھاگ کر زور عارب کے اسکول سے آنے کے بعد ایک روم میں بند ہو جاتے تھے اور عارب جو پڑھ کر آتا تھا اسے پڑھاتا تھا۔۔

ایک زور ایسا ہی دن تھا اسکا بھائی تیار ہو کر اسکول تو گیا پر پھر لوٹ کر واپس نا آیا۔۔

وہ روز کی طرح انتظار کرتی رہ گئی پر عارب کو نہیں آتا تھا وہ نہیں آیا۔۔

وہ روتی ہوئی بائی "اپنی ماں" کے پاس پہنچی اور ان سے عارب کے رات تک نا آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بہت سکون سے کہا وہ بھاگ گیا ہے۔۔

پر وہ نہیں مانی کہ اسکا عارب اسے اکیلے چھوڑ کر جاسکتا ہے۔۔

اسکی مسلسل چیخ پکار سے بائی بیزار ہو کر آخر کار اسے بتایا کہ اسے بھیج دیا گیا ہے اسکے اصلی مقام پر، اور تم بھی اپنا مائنڈ سیٹ اپ کر لو تمہیں بھی جانا ہو گا یہاں سے کسی رئیس کی راتوں کی زینت بنکر۔۔

اسکے بعد اسے چپ لگ گئی ایسی خاموشی جو اسے ستر سال کی عمر میں زمان ایک رئیس آدمی سے بھینجنے پر بھی ناٹوٹی۔۔

کیا کرتی ایک طوائف کی اولاد تھی، جسکے سماج میں ہزار دشمن تھے اگر بھاگ جاتی تو اسے باہر کے نام نہاد غیرت مند اپنے پاؤں تلے کچل دیتے جسکے واقعے وہ سنتی رہتی تھی کوٹھے میں،

اور التجا مزاحمت کرتی تو یہاں پر ہر کسی آنے والے کی راتوں کو رنگین بناتی اور آگے چل کر اس کو ٹھے کی مالکن بن جاتی جو اسے ہر گز گوارہ نہیں تھا۔  
تبھی اسنے اپنے لبوں پر قفل لگا دیا۔

اور پھر آٹھ سال بعد وہ سامنے تھی اپنے بھائی کے جو بچپن میں ہی اس سے بچھڑ گیا تھا اسے سرد ہوائوں کے نذر کر کے۔

عرب جو ہر دن رات اپنی بہن کی سلامتی کی دعائیں کرتا آیا تھا پر اسے واپس اسی دلدل میں دیکھ کر وہ کراہ اٹھا اور ہر ممکن کوشش کرتے اسے وہاں سے بھگانے کی پر اسے کنگ کے ظلم سے تو بچا گیا پر اس کے جانوروں سے نہیں بچا سکا۔

کچھ دیر پہلے جو اسکے سامنے قیامت کا دن تھا جہاں اسکی بہن اسکی آنکھوں کے سامنے بے آبرو ہو رہی تھی تب وہ کثرت سے اپنے رب کو یاد کر رہا تھا کہ اسکی بہن پر وہ داغ نا آئے جو ہر بھائی کیلئے دردناک موت ہوتی ہے۔

مسلل اپنے اوپر ظلمات برداشت کرتے وہ چیخ چلا رہا تھا کہ اچانک ہی دروازہ کھلا اور جو وجود اندر داخل ہوا اس سے اسے صرف اپنی ہی موت کی امید ہو سکتی تھی پر جب اسے اپنی عزت اپنی بہن پر شرٹ ڈالتے دیکھا تو رو پڑا۔

کیسے بھول سکتا تھا کہ وہ عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔

یابہ کہا جائے کہ اپنی سرد مہری کے پردے تلے چھپے ہوئے بھی وہ عورت کی عزت کرتا تھا۔۔

اس عورت کی جو عورت کہلوانے کے لائق ہو۔

اسکی نہیں جو عورت کے نام پر دھبا ہو۔۔

سعیر نے آگے بڑھ کر عارب کے زخمی وجود کو سہارہ دیتے اٹھایا اور وہاں سے جانے لگا دونوں کو لیکر۔

"بیسٹ تم غلط کر رہے ہوں تم اس لڑکی کو نہیں لے جاسکتے"۔۔ اس آدمی نے مسکان کی کلائی پکڑتے غصے سے کہا۔

کہ سعیر کے آگے بڑھتے قدم ٹھٹھک کر ر کے اور اسنے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں خوف سے مسکان اپنے بھائی کا مضبوطی سے ہاتھ پکڑے رو رہی تھی۔۔

"مسی"۔۔ عارب نے اسے اپنی طرف کھینچا جسے وہ آدمی گھیسٹ کر لے جانے کی کوشش کر رہا تھا

"سمی"۔۔۔ سعیر کے دل سے آہ نکلی۔۔۔

اور پلک جھپکتے وہ عارب کو چھوڑ کر آگے بڑھا اور اس آدمی کے گردن سے اتنی زور سے پکڑا کہ وہ اسکی پکڑ میں پھر پھرتا چلا اٹھا۔

"بب۔۔۔ بیسٹ"۔۔۔!! ابھی اسکا جملہ مکمل ہی نا ہو پایا تھا کہ سعیر نے گھما کر اسکے منہ کو دیوار پر دے مارا پوری طاقت سے کہ وہاں موجود ہر کسی کی روح کانپ اٹھی اس منظر کو دیکھتے۔۔۔ جو بار بار اسکے منہ کو دیوار پر مار رہا تھا یہاں تک کہ اس وجود نے حرکت کرنا ہی بند کر دی اور ساکت ہو گیا اسکی پکڑ میں۔۔۔

مسکان آنکھیں پھیلائے پہلی بار اسے دیکھ رہی تھی اور لرز رہی تھی کہ اسکے واپس قدم انکی طرف لینے پر وہ ڈر کر عارب میں چھپی۔۔۔

"چلو"۔۔۔ دونوں بہن بھائی کو بت بنا دیکھ کر وہ غصے سے بولا تو ہوش میں آتے اسکے پیچھے آئے اور جا کر اسکی گاڑی میں بیٹھے۔۔۔

پیچھے منہ پر قفل لگائے سب اس آدمی کے لاش کو گھور رہے تھے جسکا چہرہ اپچاٹنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

"یہ پکڑو لڑکی"۔۔۔ اس کے گھر میں موجود ایک روم میں بیٹھے عارب اور مسکان دونوں کو میڈیکل باکس دینے کے بعد اسنے مسکان کی طرف دو ڈریس بڑھائے جسے وہ مسکرا کر تھام گئی۔۔۔

"شکریہ آپکا بیسٹ"۔۔۔ نم آنکھوں کہتے وہ روم سے جاتے ہوئے اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔ اور پھر اپنے بھائی کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔



سعیر انہیں اسلئے یہاں لیکر آیا تھا کہ جانتا تھا اگر کنگ کو معلوم ہوا تو ضرور انہیں مارنے کی کوشش کرے گا جو سعیر کبھی ہونے نہیں دے گا۔

\*-----\*

"السلام علیکم جمال علوی"-- جمال صاحب تیار ہو کر نور کو وہاں سے لینے کیلئے جارہے تھے کیونکہ وہ اپنے نئے گھر میں شفٹ ہو رہے تھے اور چاہتے تھے کہ اپنی پوری فیملی کے ساتھ پہلا قدم رکھیں۔۔۔  
ابھی انہوں نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس زمان سلگار کاش لیتے ہوئے اندر قدم رکھتے کہا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے اندر کہاں جارہے ہو"-- جمال صاحب اس آدمی کو پہچانتے ہوئے ایکدم سامنے آتے دھاڑے۔۔۔

"گھر دیکھ رہاں ہوں سسر صاحب"-- اسنے پورے گھر پر نظریں دوڑاتے پھر سامنے حیرت میں کھڑی مشعل بیگم کو دیکھا۔۔۔

"واہ جب بیوی ایسی قیامت خیز ہو تو بیٹی تو ایسی ہونی ہی تھی"۔۔۔ انہوں نے مشعل بیگم کے سراپے کو دیکھتے سوچا اور حور العین کو دیکھنے کیلئے اپنی بے تاب نظریں پھیریں آس پاس، جو کتنے دنوں سے پارک نہیں آرہی تھی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو نکلو میرے گھر سے ورنہ پولیس کو بلوا کر وہ حشر کروائوں گا کہ ساری زندگی یاد رکھو گے"

۔۔۔ سامنے آتے جمال صاحب نے غصے سے کہا اور اسے پیچھے دھکا دیا کہ زمان لڑکھڑا کر خود کو سنبھال گیا۔۔۔

"غصہ نہیں سسر، داماد پر غصہ نہیں کرتے ورنہ اس کا دماغ بگڑ گیا تو دونوں بیٹیاں غائب ہو جائیں گی"۔۔۔

پسٹل نکال کر جمال صاحب کے ماتھے پر رکھتے وہ سمجھاتے ہوئے دھمکی دینے لگے  
اور مشعل بیگم کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اپنے شوہر کے سر پر گن دیکھ کر۔۔۔

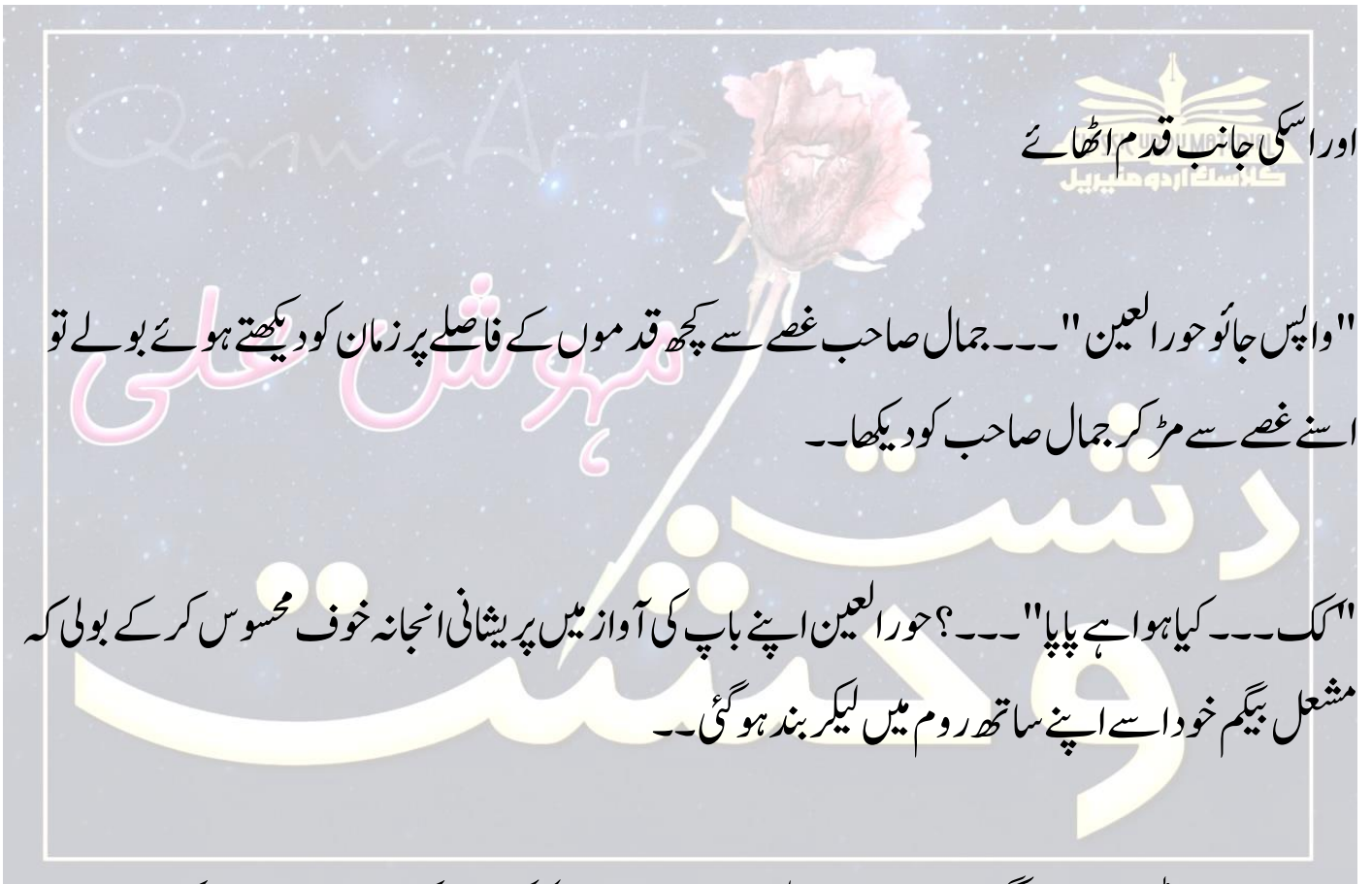
"جمال"۔۔۔ خوف سے چیختی وہ آگے بڑھی اور اپنے شوہر کے ساتھ کھڑی ہوئی۔۔۔

"کیا ہوا ماما پاپا کو"۔۔۔؟ ساتھ والے روم سے اپنی ماں کی چیخ سنتی حور العین گھبرائی سی باہر نکلی

اور اسکی خوبصورت آواز پر زمان نے اپنی نظریں دونوں میاں بیوی سے ہٹا کر انکے پیچھے دیکھا تو آنکھوں میں  
صرف اسے دیکھتے ہی نشہ چھانے لگا۔۔۔

جو سرخ گٹھنے تک آتے فراک، جینز میں دوپٹہ شانے پر پھیلا کر بھیکو بالوں کو کچھ آگے اور کچھ پیچھے پھیلا کر باہر  
آتی اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

"شش"۔۔۔ زمان نے پسٹل کا رخ اسکی طرف کر کے جمال صاحب اور مشعل بیگم کو چپ رہنے کا اشارہ کیا  
۔۔۔



"میں تمہاری بیٹی کا رشتہ مانگنے آیا ہوں اپنے لئے"۔۔۔ اپنے غصے کو کنٹرول کرتے زمان نے مڑ کر جمال  
صاحب سے کہا۔۔۔

"دفع ہو جائو یہاں سے" جمال صاحب دھاڑ کر اسے باہر کی جانب دھکا دیتے ہوئے بولے

ایک پل کو زمان کی آنکھوں میں لہو اتر آیا پر مسلسل اسکی دھاڑ پر باہر جمع ہوئے لوگوں کو دیکھ کر وہ ضبط کر گیا اور آہستہ سے گن واپس چھپا دی۔

"دیکھو میں اسے خوش رکھوں گا یقین کرو میرا"۔۔ شریفوں کا لبادہ اوڑھے وہ نرم لہجے میں بولے پر جمال صاحب کہاں بھول سکتے تھے اس آدمی کو جس نے آنسکریم پارلر میں اسکی بیٹی کو اٹھوانے کا کہا تھا بیسٹ سے۔

"میں نے کہا نادفع ہو ورنہ وہ حشر کروں گا کہ زندگی بھر یاد رکھو گے"۔۔ ایک دھکے سے اسے گھر کے باہر نکالتے ہوئے وہ غرائے اور زمان غصے سے مٹھیاں بھیجنے کر ایک نظر اس پر ڈال کر وہاں لوگوں کی بھیڑ کو دیکھتے چلا گیا

مہوش علی

مطلب ایسے نہیں ملنے والی تھی اسکی بلا سنڈ بیوٹی۔۔

"باہر آؤ مشعل"۔۔!! داخلی دروازہ بند کرتے جمال صاحب روم کے دروازے پر ناک کرتے ہوئے بولے

اور مشعل بیگم اپنے ساتھ لگی حورا لعین کو لیکر باہر نکلی۔۔

"کون تھا جمال"۔۔؟ وہ حورا لعین کے ماتھے پر لب رکھتے پوچھنے لگی تو جمال صاحب نے نفی میں سر ہلادیا۔۔



"مجھے لگتا ہے ہمیں آج رات کو یہاں سے شفٹ ہو جانا چاہیے اپنے گھر"۔۔۔ حورالعین کو اپنے سینے سے لگاتے انہوں نے سوچ و چار کے بعد کہا

"تو پھر نور"۔۔۔؟ مشعل بیگم پریشان ہوئی

"اسے میں کل جا کر لے آؤں گا تم ابھی سے سامان پیک کر دو"۔۔۔ صوفیہ پر بیٹھتے انہوں نے حکم دیا۔

تو مشعل بیگم سر ہلاتی ہوئی واپس روم میں چلی گئی۔۔۔  
جانتی تھی یہی ٹھیک تھا۔۔۔

"ڈرو نہیں بیٹا تمہارا باپ ابھی زندہ ہے" کانپتی حور کے سر پر بوسہ دیکر بولے تو وہ مسکراتی سر ہلا کر اپنے آنسو صاف کرنے لگی انکے سینے سے سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

\*-----\*

وہ اب مطمئن تھی۔۔۔

اور تھوڑی بہت خوش بھی کہ وہ خود جا کر استغفیٰ دے کر آئی ہے آسیہ بیگم کو ایک دوست سے ملنے کا کہتے۔۔۔  
وہاں اتنے دن ساتھ رہنے پر اچانک استغفیٰ دینے پر کافی کو لیکز نے وجہ پوچھی تھی۔

اور نور العین پر نسیل کو بتا چکی تھی حقیقت کہ اسکا نکاح ہو گیا ہے۔۔ اور آگے کا وہ خود سمجھتی سر ہلا گئی باقی کو لیگز کے سامنے اسنے بہانہ بنالیا تھا اگر انہیں حقیقت بتاتی تو وہ کہتی ہمیں انوائیٹ نہیں کیا وغیرہ وغیرہ۔۔ اب نور کیا بتاتی کہ اسکا نکاح کیسے ہوا ہے۔

اگر شاید اسکی کو لیگز شامل ہوتی نکاح کی تقریب میں ضرور اسکی قسمت پر افسوس کرتی کہ جس سے نکاح ہونے والا تھا وہ تو چھپ گیا البتہ چھوٹے بھائی سے کروادیا۔۔



"نور بی بی بڑی بیگم آپکو بلارہی ہیں اپنے روم میں"۔۔ ملازمہ دروازہ ناک کرتی بولی اور نور جو سوچوں میں گم تھی سر ہلا کر چادر اتار کر تہہ کرتی دوپٹہ شانوں پر پھیلا کر اسکے پیچھے آئی۔

"جی تائی امی آپنے بلایا؟" نور روم میں داخل ہوتی مسکرا کر آسیہ بیگم کی پشت کو دیکھتی بولی تو انہونے سر ہلاتے اسے بیٹھنے کا کہا۔

وہ بیڈ کے کونے پر ٹک گئی۔

"نور العین ہمارے خاندان میں یہ سالوں سے عورت کیلئے اصول ہے کہ وہ نکاح یا شادی کے بعد نا اپنی کلائیاں سونی چھوڑتی ہے نا ہی پھیکے رنگ پہنتی ہے"۔۔ آسیہ بیگم نور العین کی سونی کلائیوں اور سی گریں قمیض پر وائیٹ شلوار وائیٹ دوپٹہ اوڑھے دیکھ کر ناگواری سے کہتی بیڈ پر کچھ ڈارک رنگ کے ڈریسز اور چوڑیاں رکھنے لگی۔

"کیوں تائی امی کپڑوں اور چوڑیوں کا نکاح سے کیا تعلق"۔۔؟ وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھتی اپنے آپ کو دیکھ کر کچھ حیرت سے پوچھنے لگی۔

"تیز رنگ کپڑیں اسکی خوشحال زندگی کو بیان کرتے ہیں اور چوڑیوں کی کھنک اپنے شوہر کو متوجہ کرنے کیلئے ہوتی ہیں" آسیہ بیگم کی باتوں پر نور کا سر جھک گیا اور اسکا چہرہ سرخ ہو کر تپنے لگا۔

"تو کیا اب وہ داد کو اپنی طرف متوجہ کرے"۔۔!!!

"ایک تو کمال نے بغیر میرے بیٹے کی مرضی پوچھے اسکا نکاح کر دیا اوپر سے تمہاری رہن سہن پہناوے سے میرا بیٹا مزید دلبرشتہ نا ہو، یہ لو اور ناشتہ کے ٹیبل پر صبح ان میں سے کوئی ایک سوٹ اور چوڑیاں پہن کر آنا تاکہ اسکا دل تمہاری طرف مائل ہو ورنہ بیٹھی رہنا ساری زندگی اگر ایسا ہی چلتا رہا"۔۔ تلخ لہجے میں کہتی آسیہ بیگم نے نور العین کو شاک کر دیا۔

"اب جائو مجھے کچھ کام ہے"۔۔ اسے خاموش خود کو تکتے پا کر آسیہ بیگم ناگواری سے گویا ہوئی تو نور ہوش میں آتی سر ہلا کر اٹھی اور بیڈ پر رکھی چوڑیاں کچھ ڈریس اٹھا کر وہاں سے نکلی۔

"کیا ہے میرے رہن سہن اور پہناوے میں اچھی بھلی تو لگ رہی ہوں، اور تو کیا میری طرح داد سے بھی اسکی مرضی نہیں پوچھی تایا ابونے، وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں"۔۔ یہاں آکر اسے صرف شاک پر شاک مل رہے تھے

کپڑوں کو بیڈ پر پھینک کر وہ دکھ سے سوچنے لگی۔

"ہو نہہ۔۔۔ تمہیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہے میری جوتی۔۔۔" اسے تو ابھی اسے رات والا واقعہ نہیں بھول  
پارہا تھا۔۔

وہ کھڑی ہوئی، ڈریس اور چوڑیاں اپنی الماری میں رکھتی ہاتھ جھاڑنے لگی۔

کیا وہ پہلے کم متوجہ تھا اسکی جانب جو اس بناؤ سنگار سے اپنے لئے ہی مشکل پیدا کر دے۔  
دیکھ نہیں رہی تھی داد کتنا بدل گیا تھا۔

"دوست آپ آگئے۔۔۔!! لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی مسکان برہان کو دیکھ کر خوشی سے چلائی۔

"یس مائے فیری دوست آگیا۔۔۔ اسنے اسکے سر پر لب رکھتے کہا تو وہ اسکی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔۔

برہان اسلام آباد گیا تھا۔۔



اسکے ماما می کو سبق سیکھانے کہ کسی یتیم کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔

پر وہاں تو مسکان کو پہچاننے سے ہی انکاری تھے وہ دونوں میاں بیوی۔۔

اور پھر وہاں کی پولیس اسٹیشن میں اچھی سی خاطر داری پر اس عورت نے سب اگل دیا کہ وہ کس طرح اس بچی کو مار چر کرتی تھی۔

ساتھ محلے والوں نے بھی گواہی دی کہ وہ اس کی چیخیں منتیں کرتی آوازیں سنتے تھے۔۔۔

پر اگر کچھ کہتے تو دونوں میاں بیوی کاٹ کھانے کو دوڑ آتے۔۔۔

کہ اگر اتنی ہی تکلیف ہو رہی ہے تو لے جاؤ اسے اور اس مہنگائی میں ایک وقت کا کھانا بھی دیکر دیکھو تو پتا چلے

اور اسی بات پر سب خاموش ہو جاتے۔

برہان کا دل کیا کہ ایک ایک کو ایسی سزا دے کہ کسی معصوم کے ساتھ ظلم کرتے انکی روح کانپ اٹھے۔۔

اسنے اس رضوان نامی لڑکے کو بھی دیکھا جو چودہ پندرہ سال کا تھا اور انتہائی کالی شکل والا۔۔۔۔

برہان نے اسکی درگت اپنے ہاتھ سے بنائی اور انہیں وہاں کے انچارج کے حوالے کرتے آرڈر زدے کہ انہیں

سخت سے سخت سزا دی جائے۔۔

انسپکٹر نے کہا کہ اس کے لئے بچی کی گواہی کی ضرورت پڑے گی پر برہان نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کر دیا کہ وہ اب انکا چہرا نہیں دیکھے گی۔۔

گواہی محلے والوں سے لے لینا۔۔ وہ ہدایت دیتے ہوئے وہاں سے نکلا اور پہلی فلائٹ سے کراچی آیا۔۔

اور اب گھر آتے ہی اپنی فیری کو اپنے منتظر پایا۔۔

"آج کیا کیا سارا دن میری فیری نے"۔۔ اسکی انگلی سے پکڑ کر کیپ اسکے سر پر پہناتے وہ سیڑھیاں چڑھتا روم میں جانے لگا۔۔

"ڈرائنگ کی ہے بہت پیاری سی" وہ خوش ہوتے بولی  
"اوہ وائو گریٹ، کس کی ڈرائنگ کی ہے میری فیری نے"۔۔؟ وہ حقیقت میں خوش ہوتے پوچھنے لگا۔

"برہان"۔۔!! لاؤنج سے آتی کمال صاحب کی آواز پر اسکا اگلا قدم ہوا میں ہی رہ گیا۔۔

مسکان نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا تو کمال صاحب کو دیکھ کر اپنے دوست کو دیکھنے لگی جواب مڑ چکا تھا۔۔

"جی بتائیں کیسے آنا ہوا"۔۔؟ اسنے طنزیہ لہجہ اپناتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھا  
پرانگی یہاں موجود گی پر حیران ضرور ہوا تھا۔۔

"نکاح میں کیوں نہیں آئے تم"۔۔؟؟؟ وہ غصے سے برہان کو دیکھ کر بولے

"بیٹا آپ جا کر ڈرائنگ نکال کر رکھیں دوست آ کر دیکھیں گے"۔۔۔ حیران پریشان لائونج میں کھڑے آدمی کو اپنے دوست پر غصہ کرتے دیکھتی مسکان سے برہان بولے تو وہ اثبات میں سر ہلا کر بھاگتی سیڑھیاں چڑھ گئی اور اپنے روم میں داخل ہو کر دروازہ بند کر گئی۔۔۔

"کیونکہ مجھے نکاح ہی نہیں کرنا تھا"۔۔۔ وہ ریلیکس سا کہتا واپس سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا

"جانتا ہوں تم جیسا نافرمان اولاد ایسے ہی اپنے ماں پاپ کو ذلیل کر سکتا ہے بس"۔۔۔ کمال صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کھینچ کر اسے تھپڑ مارے۔

"اور ایسے ماں باپ کے بارے میں کیا رائے ہے جو ایک بھتیجی کو اس حیوان کے حوالے کر دیا اور دوسری کو ہارٹ اٹیک کے بہانے قربانی کی گائے سمجھ کر اپنے نافرمان بیٹے سے باندھا جا رہا تھا صرف دو ٹکے کے ریستورنٹ کیلئے"۔۔۔ تلخ لہجے میں کمال صاحب کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"بس"۔۔۔ کمال صاحب آپے سے باہر ہو کر دھاڑے تو برہان ہنس پڑا۔

"بس کہاں کی ہے آپ نے عرض کریں پھر کس کو لوٹنے کا پلائن بنایا ہے ایک سے تو آپکے چھوٹے بیٹے نے نکاح کر دیا دوسرا بھی ہے تو بتائیں پھر کسے بیوقوف بنانا ہے آپ حکم کریں"۔۔۔ انکی سرخ رنگت کو دیکھتے ہوئے برہان نے مسکراتے زہریلا تیر پھینکا

"تم حد سے بڑھ رہے ہو ایس پی برہان"۔۔۔ اپنی پھولی سانسوں کو بحال کرتے وہ مزید غصہ کر ہی ناسکے اور  
صوفے پر بیٹھ کر بولے

"ابو"۔۔۔! برہان گھبرایا اور پانی کا گلاس بھر کر انکے پاس آیا

"دور کرو اسے نہیں چاہیے دکھاوے کی فکر مندی"۔۔ ہاتھ مار کر گلاس کو پھینکتے انہوں نے غصے سے برہان کے  
فکر مند چہرے کو دیکھا۔

"ہاں ہے دکھاؤ آپ پانی لیں"۔۔ برہان نے انکی مزاحمت کو نظر انداز کرتے کمال صاحب کے لبوں سے پانی کا  
گلاس لگایا  
تو ناچار انہیں پینا پڑا۔۔

"کیسے آنا ہوا آپکا اپنے مرے بیٹے کے در پر" وہ چاہ کر بھی گلا کیے بنانا رہ پایا۔۔

"بکواس بند کرو"۔۔ کمال صاحب کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔

"سنا ہے ایس پی نے یتیم خانہ کھولا ہوا ہے"۔۔ کمال صاحب کے طنز پر اسنے تاسف سے دیکھا۔



"سنا ہے تو ٹھیک ہے سنا ہوگا" اسنے لاپرواہی سے کندھے اچکا کر کہا۔

"واپس بھیجوا سے اپنے خاندان میں اور واپس آؤ گھر"۔۔۔ حمکیہ لہجے میں وہ بولے تو برہان نے مسکرا کر دیکھا

"اسکا گھر وہاں ہوگا جہاں میرا ہوگا" برہان نے سکون سے کہا۔

"پر ایسا بھوج تم اپنے سر پر کیسے ڈال سکتے ہو برہان بیو تو فی مت کرو ابھی بھی وقت ہے اسے واپس بھیج دو کل کلاں تمہاری بیوی آئے گی تمہاری اولاد ہوگی تو کیا کرو گے، وہ کیا برداشت کرے گی اسے، کیا تمہاری اولاد برداشت کرے گی، سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو"۔۔۔! اکمال صاحب کو سخت غصہ آیا اس نالائق اولاد پر

"پہلی بات تو سب سے زیادہ حق اس کا ہوگا مجھ پر اور دوسری بات میری بیوی کوئی معمولی دل کی مالک نہیں ہوگی اسکا دل بڑا ہوگا اور رحم والا، تیسری بات پہلی اولاد ہی میری یہ ہے جو مجھے اللہ کی طرف سے، میرے اکیلے ویران پلوں میں رحمت بنکر ملی ہے تو وہ کیسے برداشت نہیں کریں گے اپنی بڑی بہن کو"۔۔۔ برہان مسکراتا روم کے بند دروازے کو دیکھ کر بولا تو اکمال صاحب لب بھینچ کر رہ گئے۔

"یہ تمہیں وقت بتائے گا جب پچھتاوے ہوں گے، تب میری باتیں یاد آئیں گی بہر حال یہ تین کروڑ ہیں رکھو اور گھر واپس آؤ میری باتوں پر غور کر کے"۔۔۔ برہان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتے اٹھے اور وہاں سے جیسے آئے تھے ویسے چلے گئے برہان کو شاک چھوڑ کر۔۔۔

اسکی نظریں سامنے رکھے بڑے سے بلیک رنگ کے بیگ پر تھی جہاں حورالعین کی آزادی چابی موجود تھی

وہ چاہتا تو تین کروڑ حاصل کرنا اسکے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔۔۔

پر وہ حرام سے ڈرتا تھا اور اپنے چچا کی ہدایات پر عمل کرتے آج تک اپنی سیلری پیکیج کے علاوہ کسی سے بھی پھوٹی کوری نہیں لی تھی نہ ہی اس نے کسی کو لینے دی تھی۔۔۔

وہ اٹھا اور بیگ کو اٹھاتے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔  
اسے روم میں سائیڈ پر رکھتے وہ اپنی فیری کو دیکھنے کیلئے جانے لگا کہ ایس ایچ اور حمان علی کی کال آنے لگی۔۔۔

"بولور حمان"۔۔۔؟ ایس ایچ او سے اسکے اچھے تعلقات تھے، دونوں کلاس فیلو تھے رہ چکے تھے۔

"سر رئیس زمان آپ سے ملنا چاہتا ہے صبح سے تیسری بار انکی کال آچکی ہے"۔۔۔!!

"کیوں خیریت"۔۔۔؟ برہان جانتا تھا اسے وہ کئی ملکوں میں مشہور بزنس مین تھا۔۔۔

"ایسی کوئی مشکوک بات سامنے نہیں آئی جس میں رئیس زمان کا ذکر ہو پھر پتا نہیں کیوں ملنے کی خواہش ظاہر کی ہے"۔۔۔ ایس ایچ او خود الجھا ہوا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے دیکھتے ہیں اس ریمیں سے ملکر بھی"۔۔۔ اسنے ہامی بھرتے کہا اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

اور چینج کر کے مسکان کے روم کی طرف آئے

"فیری"۔۔۔؟ برہان مسکراتا ناک کر کے روم میں داخل ہوا اور اسکی تلاش میں نظریں گھمائیں پر وہ۔ کہیں نہیں ملی۔

البتہ مدہم سسکیوں کی۔ آوازیں آرہی تھی۔۔۔

وہ چلاتا ہوا بیڈ کے قریب آیا اور پھر اسکی سائیڈ پر دیکھا تو ایک کونے میں وہ دبکی گھٹنوں میں منہ چھپا کر رو رہی تھی کہ اسکا کمزور جسم ہچکیوں کے زد میں تھا۔۔۔

"فیری"۔۔۔ وہ پریشان سا ایک دم بھاگ کر اسکے سامنے بیٹھا

"کیا ہوا فیری کو چوٹ لگی ہے کہیں"؟۔۔۔ اسکے ہاتھ پائوں دیکھتے ہوئے وہ پریشان سا اسکا آنسوؤں سے بھیگا ہوا

چہرہ دیکھنا لگا کہ وہ سو سو کرتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"تو ڈر لگ رہا ہے"۔۔۔؟ اسکا چہرہ صاف کرتے وہ محبت سے پوچھنے لگے تو مسکان اثبات میں سر ہلا کر اس سے

لیٹ گئی۔۔۔





"بہت زیادہ خوبصورت، پر یہ رویوں رہی ہے۔۔۔؟ اسنے بچی کی جانب اشارہ کرتے پوچھا۔

"رو نہیں رہی دوست اللہ کا شکر یہ ادا کر رہی ہے کہ انہونے اسے اتنا پیارا دوست دیا ہے، بالکل اپنے بابا جیسے پیار کرنے والا۔۔۔ وہ مسکراتی اس تصویر میں آدمی کے اوپر ہاتھ پھیرتی برہان کو دیکھنے لگی۔

"پھر تو اس دوست کو بھی رونا چاہیے کہ اس اللہ نے اتنی پیاری فیری دی ہے۔۔۔ برہان نے کہتے ہوئے اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیا تو وہ مسکرا دی

"بہت خوبصورت ڈرائنگ کی ہے اور اس پہلی ڈرائنگ پر گفت تو بنتا ہے دوست کی طرف سے۔۔۔ برہان نے مسکراتے جیب سے چاکلیٹ نکالا اور اس کے سامنے کیا۔

مسکان کھلکھلاتی اس کے ہاتھ سے اچک گئی۔

"ہاں ضرور دینا چاہیے۔۔۔ اسنے شرارت سے آنکھیں گھمائیں۔۔۔

فریش ہو کر وہ آئینے کے سامنے کھڑی بالوں میں برش کرنے کے بعد اب چوٹی بنا رہی تھی کہ دروازہ ناک ہوا

اسے لگا ملازمہ ناشتے کا کہنے آئی ہے پر اندر داخل ہوتی آسیہ بیگم کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر مڑی۔۔۔

"تائی امی کوئی کام تھا۔۔۔ صبح صبح انہیں اپنے روم میں دیکھ کر نور حیران ہوئی اور شک بھی کہ وہ پہلی بار اسکے روم میں آئی تھی سواء نکاح والے دن کے۔۔۔"

"مینے تمہیں جو سوٹ اور چوڑیاں دیں تھی وہ کہاں ہیں نور العین؟ تم نے پہنے نہیں!! انہوں نے نور العین کے سادہ کپڑوں کو دیکھ کر کچھ سختی سے پوچھا کہ وہ گڑ بڑا گئی۔۔۔"

"تت۔۔۔ تائی امی وہ میں کہہ رہی تھی ابھی کیا ضرورت ہے انکی یہ سب تو شادی کے بعد پہنتے ہیں۔۔۔ وہ جھجک کر نظریں جھکا کر منمنائی۔"

"دیکھو نور ابھی پہنو گی تبھی ہی عادت پڑے گی اور شادی تو ہو گئی ہے اب صرف رخصتی ہونی ہے اور وہ تب ہو گی ناجب تم میں داد اپنا اچھا ہمسفر دیکھے گا شاباش نکالو صرف چوڑیاں ہی پہن لو۔۔۔ وہ کچھ اس طرح نرمی سے بولی کہ نور ناچاہتے ہوئے بھی مزید بحث سے بچ کر الماری سے وہ سب نکالنے لگی اور اپنے کپڑوں کے میچ کچھ اسکائے بلو چوڑیاں اپنی دودھیا کلائی میں پہننے لگی۔۔۔"

"مجھے معلوم تھا تم ایسے ہی منہ اٹھا کر آنے والی تھی تبھی دیکھنے آ گئی اب جلدی آؤ سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ ایک نظر ڈالکر اس پر کمال صاحب کی ہدایات کو نظر انداز کرتی کہ نور العین سے نرمی بر تو پر وہ چاہ کر بھی اپنے لہجے میں ناگواری ضبط ناکر پائی تھی۔۔۔"

آسیہ بیگم چلی گئی اور نور خاموش سی آئینے میں دیکھنے لگی۔۔

"ظاہر ہے جن کے ماں باپ نہیں ہوں گے ان پر تو ایسے ہی حکم چلایا جائے گا جیسے کوئی غلام ہوں انکی"۔۔۔ وہ سوچتی آسیہ بیگم کے پیچھے ہی روم سے نکلی۔۔

سوچوں میں گم وہ جا رہی تھی کہ پیچھے سے دروازہ کھولنے کی آواز میں ذرا سا پلٹی اور داد کے روم سے اسے وائٹ شرٹ بلیک پینٹ پرٹائی کی ناٹ ٹھیک کرتے ایک ہاتھ میں آفس بیگ تھامے اور دوسرے ہاتھ کے بازو پر بلیک کوٹ ڈالتے بالو کو خوبصورتی سے سیٹ کیے وہ نور العین کے دھڑکنوں کی رفتار تیز کر گیا۔۔

وہ جو پلٹ کر اسے دیکھ رہی تھی وہیں ساکت کھڑی رہ گئی کہ داد اپنی گہری کالی آنکھوں سمیت مسکراتا بالکل اسکے سامنے کھڑا ہو گیا کہ نور العین کو سراٹھا کر اسے دیکھنا پڑا۔۔

"نظر لگانے کا ارادہ ہے"۔۔ سکائے بلوسوٹ میں اسکے دکتے چہرے کو دیکھ کر وہ آگے پیچھے دیکھتا بولا۔۔۔

"بکواس بند کرو شکل دیکھی ہے کہ نظر لگے"۔۔ اسکی آواز پر ہوش میں آتے ہی اپنی جھینپ مٹانے کیلئے جھڑک کر مڑی۔۔

پراگلے پل ہی اسکے قدم تھمے جب پیچھے سے داد نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ گھبراہٹ کو چھپاتی مصنوعی غصا چہرے پر سجاتی مڑی۔۔

"کیا بد تمیزی ہے صبح صبح"۔۔ ہاتھ کو چھڑوانے کی کوشش کرتے وہ نیچے آواز میں بولی

"میں تمہارے پاس آنے ہی والا تھا"۔۔ نور کی آنکھیں پھیل گئی

"کیوں"۔۔ بے ساختہ ہی منہ سے نکلا

"مائی ٹھیک سے باندھ دو مجھ سے نہیں ٹھیک ہو رہی"۔۔ آفس بیگ نیچے رکھتے ایک نظر ریلنگ سے نیچے جھانکا۔

شاید آسیہ بیگم کچن میں اور کمال صاحب ابھی باہر ہی نہیں نکلے تھے۔۔

"کیا بکواس ہے پہلے کون باندھتا تھا، جواب نہیں بندھ رہی"۔۔ نور اسکے ارادے سمجھ چکی تھی تنگ کرنے کے تبھی ہاتھ چھڑوا کر بولی۔

"تم باندھ رہی ہو یا میں نیچے سب کے سامنے کہوں"۔۔!! وہ دھمکی دینے لگا کہ کچھ فاصلے پر نور کے پاؤں ٹھٹھک کر ر کے اور داد ریلنگ سے دور ہو کر روم کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا۔۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے"۔۔ وہ جیسے بتانے لگی کہ تم مجھے شرمندہ نہیں کر سکتے۔



"میں کچھ بھی کر سکتا ہوں میری بونی"۔۔۔ گلے میں پھانسی کی طرح پھنسی ٹائی ناٹ کو بار بار ٹھیک کرتے وہ بولا تو نور کو اپنے حال پر رحم آگیا۔۔۔

وہ پاؤں پٹختی اسکے پاس آئی۔۔

"تم بڑے کمینے انسان ہو داد"۔۔۔ وہ اسکے سامنے آتی بھرائی آواز میں بولی تو اسنے سر کو خم دیا

"تعریف کیلئے شکریہ"۔۔۔ وہ ڈھیٹ تھا وہ جانتی تھی پر اتنا بڑا کمینہ ہو گا وہ نہیں جانتی تھی۔

"میں پہنچ پارہی ہوں تمہارے گلے تک"۔۔۔!! اسکا سر سینے تک پہنچ پارہا تھا تبھی کچھ غصے اور کچھ شرم سے بولی دانت پیس کر۔۔

"کوشش کرو۔۔۔! پاؤں اوپر کرو اور ہاتھ بلند"۔۔۔ شرارتی نظروں سے دیکھتے کہا مطلب باز نہیں آنے والا

تھا۔۔

نور نے اسکے سینے پر مکہ مارتے ٹائی کو پکڑ کر نیچے کھینچا

"آہ ظالم۔۔۔۔" داد کراہ اٹھا۔

اور نور العین جھکی نظروں سے اسکی ٹائی ٹھیک سے باندھنے لگی۔۔  
البتہ اسکی پلکیں لرز رہی تھی اور چوڑیوں کی کھنک نے داد کی سوچوں کو اس سے جکڑا۔۔

اسنے اپنی ایک انگلی اسکی دودھیا کلائی میں پہنی چوڑیوں پر پھیری نور کانپ کر رہ گئی۔۔

"کیا ارادہ ہے رخصتی کے بارے میں سوچیں"۔۔ اسکی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے قریب ذرا سا کرتے  
سرگوشی میں پوچھا کہ نور کے سارے جسم میں سنسنی پھیل گئی اور اسنے اپنی نظریں اٹھائی تو سامنے کالی بھور  
آنکھوں سے ٹکرائی۔۔

"ہہ۔۔۔ ہو گیا۔۔۔!! وہ اس جھٹکے سے دور ہوتی ہلکلا کر بولی اور بغیر اسکی طرف دیکھے وہاں سے بھاگ گئی

داد نے مسکراتی نظروں سے اسکا آخر تک پیچھا کیا جب تک وہ سیڑھیاں اترتی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔۔

"تیار کر لے بچے"۔۔ ہنس کر کہتے اسنے اپنی ٹائی کو دیکھا تو آنکھیں پھیل گئی۔۔

پوری ٹائی کو اسکے گلے میں لپیٹ کر باندھ دی تھی اور اسے معلوم ہی نہ ہوا۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ ایک نسوانی کھنکدار قہقہے پر اسنے دیکھا تو وہ ذرا سا سر نکال کر اسے دیکھ کر اسکی حالت پر ہنس رہی تھی۔۔۔

"بچ کر کہاں جاؤ گی بونی"۔۔۔ اسے زبان چڑھاتے دیکھ کر وہ بولتا ساتھ والے روم میں گھس گیا۔۔۔

نور العین ہنستی وہاں سے چلی گئی۔۔۔



\*-----\*

موش علی

لیپ ٹاپ پر چلتی اسکی تیز تیز انگلیاں بار بار پاس رکھے موبائل پر آتی رنگ پر تھم جاتی۔۔۔  
اور پھر ایک نظر ڈال کر وہ واپس لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں جمادیتا۔۔۔

"مے آئی کم ان سر"۔۔۔؟ میخبر نے دروازہ ناک کرتے داد سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو اسنے لیپ ٹاپ کو بند کرتے فائل سامنے کھولی۔

"یس کم ان"۔۔۔!! داد اپنے اس باپ کے چمچے کو جانتا تھا۔۔۔

"سر سائن چاہیے کچھ فائلز پر"۔ اسنے اپنے بتیس کے بتیس دانت دیکھاتے فائلز داد کے سامنے رکھیں۔

داد نے ایک مسکراہٹ پھینک کر پین اٹھا اپنے سگنچر کیے اور واپس فائلز بند کرتے اسکے سامنے رکھے کہ  
اچانک اسکا موبائل پھر سے بجنے لگا۔

داد کے ساتھ مینجر نے بھی جھک کر غور سے دیکھا۔

"کوئی رانگ نمبر ہے شاید"۔۔ کمال صاحب نے اس پر نظر رکھنے کا کہا تھا کہ کام کے دوران اسکے دوست نانچ  
میں ٹانگ اڑائیں یا وہ موبائل فون پر بزی ناہو تبھی مینجر بار بار اس پر نظر رکھ رہا تھا۔

"ہاں آپ کریں گے بات"۔۔! کچھ دانت پیستے اسنے موبائل مینجر کی جانب بڑھائی تو وہ گڑ بڑا گیا۔

"نو نہیں۔۔۔! وہ جلدی سے فائلز اٹھا کر بولے تو داد نے ہاتھ سے دروازے کی جانب اشارہ کیا یہ پیغام دیتے  
ہوئے کہ تو آؤٹ ہو جائیں۔۔

"ہیلو"۔۔۔ روکھے کڑک لہجے میں وہ بولا تو دوسری طرف وہی کھنکھانے والی ہنسی، داد کو کوفت ہو گئی۔

"کیا تکلیف ہے آپکو میڈم کیوں تنگ کیا ہوا ہے، ویلا نہیں بیٹھا ہوا ہزار کام ہیں مجھے، آئندہ کال کی تو اچھا نہیں  
ہوگا"۔۔۔ غصے سے کہتے اسنے بغیر دوسری طرف کی سنے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔



کہ ابھی کچھ ہی سیکنڈ گزرے تھے پھر موبائل بجنے لگا داد نے گہرا سانس لیتے سر چیئر کی پشت سے ٹکا کر خود کو ریلیکس کیا اور موبائل کان سے لگایا۔۔۔

کل دوپہر سے اسے انجان سے نمبر مسلسل کالز میسجز آنے لگی اس نمبر کو اسنے بلاک کیا تو صبح سے پھر دوسرا نمبر۔۔۔

وہ تنگ آ گیا تھا۔۔۔

"بتائیں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی"۔۔۔؟ چیئر کو دائیں بائیں گھماتے وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

"پہچان لیا جناب"۔۔۔۔۔ ایک ادا سے آواز آئی داد نے دانت پیسے۔۔۔

"نہیں پہچاننے کی منزلیں طے کر رہا ہوں آپ مدد کر دیں منزل پر پہچانے میں"۔۔۔!!

"کیوں نہیں"۔۔۔ وہ ہنسی

"میں نازیہ ہوں آپ کی کزن نور العین کی کو لیگ، اس دن بس کے انتظار میں کھڑی نور العین کو آپ اسے لینے آئے تھے ناتواں دن آپسے خود تعارف کروانے کی بہت کوشش کی پر لگتا تھا آپکا موڈ اچھا نہیں تھا تبھی بغیر ہماری طرف دیکھے چلے گئے تھے، پر ہم آپکو بھول نہیں پائے اور خدا کو بھی یہی منظور تھا کہ ہم ملیں اور ایک دوسرے کو جانے پہچانے"۔۔۔ وہ اپنی رو میں مسکراتی کہہ رہی تھی اور داد آنکھوں میں غصہ لیے سن رہا تھا۔۔۔

"نمبر کیسے ملا آپکو میرا"۔۔۔!! اسنے بمشکل اپنے غصے کو کنٹرول کرتے پوچھا

"کل نور العین آئی تھی ریزائن لیٹر دینے اس سے آپکا ذکر کیا تو اسنے کہا آپ اسکے کزن ہیں اور آجکل کچھ مصروف ہیں۔۔۔ منے نمبر مانگا تو اسنے دے دیا آپکو برا تو نہیں لگا"۔۔۔ وہ بول رہی تھی اور داد سن کر مسکرا دیا۔

"واہ محبت تو یہ ہے جو بغیر جانے اپنے داد کو پہچان لیا میری بونی نے"۔۔۔ وہ مسکرا کر سوچنے لگا۔

"آپ کو یہ نہیں بتایا کہ میں اسکا شوہر ہوں اور ہماری ایک بیٹی بھی ہے، اور ریزائن اسنے میرے کہنے پر کیا ہے کہ بچنگ کے شوق میں میری بیٹی کو ٹائم نہیں دیتی"۔۔۔ گھنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے وہ بولا تو دوسری طرف چار سو وولٹ کا جھٹکا لگا شوہر بیٹی پر۔۔۔

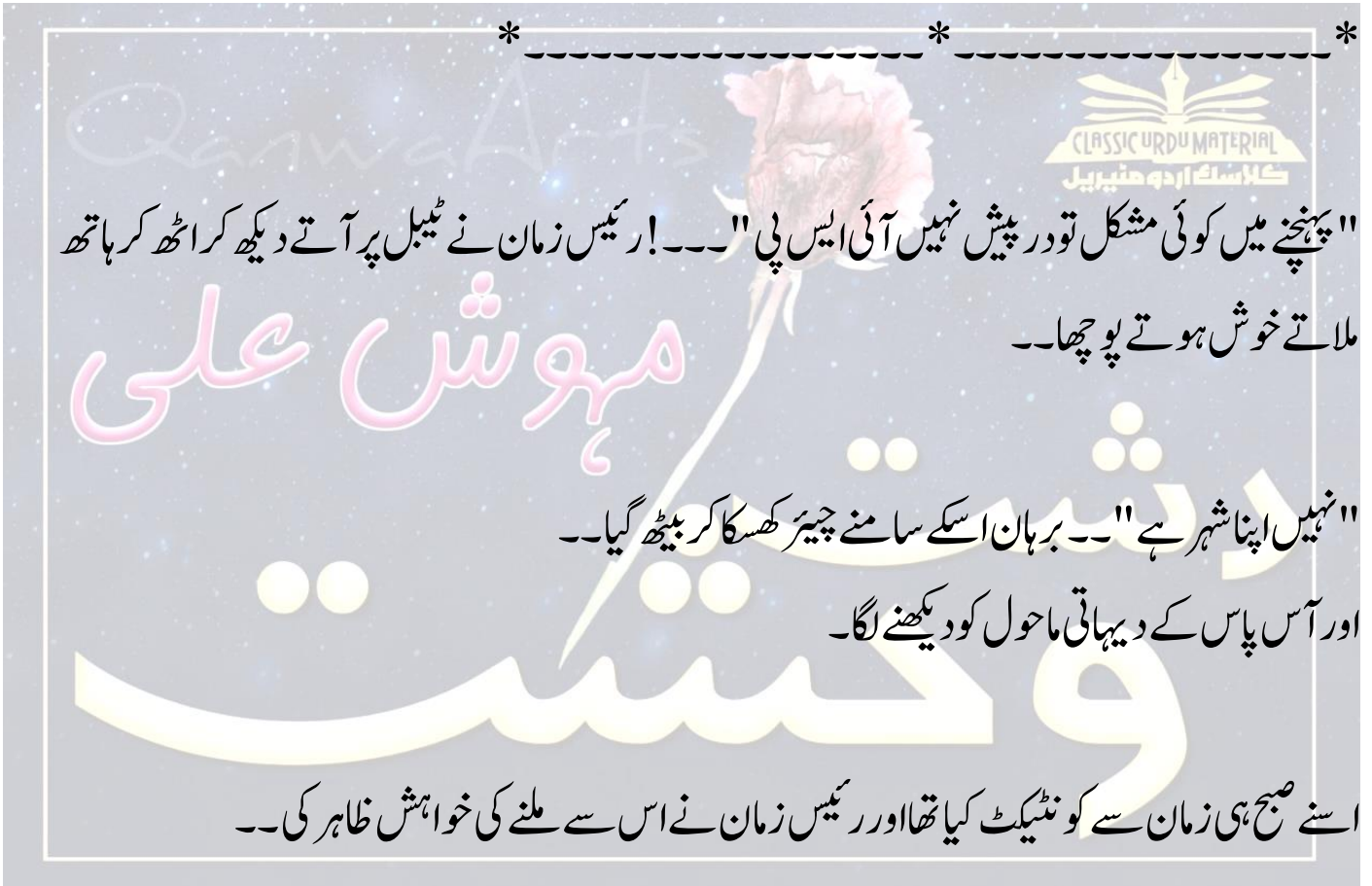
"شوہر۔۔۔! بیٹی۔۔۔! نور العین شادی شدہ ہے اور آپ دونوں کی بیٹی بھی ہے"؟۔۔۔ صدمے سے بھری آواز داد کے کانوں سے ٹکرائی۔

"جی الحمد للہ اب تو نیکسٹ بے بی کی پلاننگ کر رہے ہیں بس آپکی دعائیں چاہیے اس مشن میں، اور آپ کو کچھ کہنا تھا مجھ سے بہن"۔۔۔ نازیہ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر زمین پر گرا اور یہاں داد کا چھت پھاڑ قہقہہ تھا

--

اسنے سوچا نہیں تھا کہ اسے یہ دن بھی دیکھنے پڑیں گے۔۔۔

"تمہاری تو خیر نہیں میری بونی"۔۔۔ موبائل ٹیبل پر رکھتے وہ واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا پر اسے سبق سیکھانے کا ارادہ ضرور کر لیا تھا۔۔



برہان کے ہامی بھرتے ہی زمان نے اسے ایڈریس سینڈ کیا کہ یہاں آئے وہ پرائیوس میٹنگ چاہتا ہے۔۔ جس پر برہان کا مزید تجسس بڑھا۔۔

وہ صبح ہی مسکان کا ایک اسکول میں ایڈ مشن کروا کر اسے واپس گھر چھوڑ کر اپنا خیال رکھنے کی ہدایت کرتا یہاں پہنچ گیا۔

یہ ایک گاؤں کی طرف جاتی سڑک کے کنارے چھوٹی سی لوکل چائے پینے کی جگہ تھی یا چھوٹا سا ہوٹل کہہ دو۔۔ جہاں کونے والی ٹیبل پر زمان اسے بیٹھا انتظار کرتا ملا۔۔

"سنا ہے بیسٹ کا کیس پھر سے کھلا ہے، پہلے کئی آفیسر زنا کام ہو کر اسے بند کر چکے تھے پر آپ نے اس کا ایک بندہ بھی مارا ہے اور اسے آپ پر کوئی ایکشن بھی نہیں لیا حیرت کی بات ہے۔۔ زمان نے برہان کے چہرے کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔

"حیرت تو مجھے بھی ہوئی تھی اسکی خاموشی پر، بہر حال بھڑکے گا جلد ہی، یہاں بلانے کا مقصد، کیوں خواہش مند تھے اس میٹنگ کے۔؟ بات گھماتے ہوئے برہان نے وجہ پوچھی

زمان نے گہرا سانس لیا اور ایک سرسری نظر آس پاس ڈالی۔۔

"میں تمہیں بیسٹ کے خلاف ثبوت دوں گا اور بدلے میں تم۔۔۔۔۔!! وہ کہتے کہتے رکا

"بدلے میں کیا دینا پڑے گا۔۔۔؟ برہان اس کا چہرہ دیکھتے جملہ مکمل کیا اور زمان کی آنکھوں میں چمک ابھرنے لگی۔



"مجھے اسکے پاس سے بلا سنڈ بیوٹی چاہے جس سے وہ شادی کیے بیٹھا ہے"۔۔۔ زمان کو نہیں معلوم تھا کہ حورالعین برہان کی کزن ہے۔۔۔

اسنے بات مکمل کر کے مسکراتے برہان کو دیکھا جس کے ماتھے پر لاتعداد بل نمودار ہو گئے تھے اور جبر اتن گیا

تھا۔

"بلا سنڈ بیوٹی"۔۔۔!! وہ بڑ بڑایا

"حورالعین"۔۔۔!! زمان کے لفظ تھے یا آگ کے شعلے برہان کی رگ رگ میں شرارے بھراٹھے۔۔۔

"وہ مجھے چاہیے"۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسکا نام لینے کی"۔۔۔ بیچ میں رکھی ٹیبل کو دھکا دیتے اسنے زمان کے کالر کو پکڑا اور

دھاڑ کر اس کے منہ پر مکے مارا۔۔۔

"حورالعین چاہیے تمہیں"۔۔۔ وہ غرایا اور پوری طاقت سے اسے دوسری ٹیبلوں کے اوپر پھینکا۔۔۔

"آہ۔۔۔ زمان بری طرح چلایا اور لڑکھڑا کر اٹھ کر برہان پر جھپٹا اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔۔۔

آس پاس کے لوگ دونوں کو بری طرح مار پھٹ کرتے دیکھ کر دور ہو گئے

"ٹھااا۔۔۔ ٹھااا۔۔۔ اچانک اس جگہ میں چیخ پکار مچ گئی اور لوگ فائر کی آواز پر وہاں سے بھاگے۔۔"

"ماروا سے" زمان برہان کو چھوڑ کر دور ہوا اور چلا کر بولا۔۔

اصل میں تو اسے ایس پی برہان ایک رکاوٹ لگا تھا جس نے ٹریفک پولیس اسٹاف کو سخت آرڈر زدے ہوئے تھے خاص سے عام ٹرانسپورٹ چیکنگ کے۔۔

اور ہر طرف سختی سے پولیس آفیسرز کو باور کروادیا تھا کہ اگر کسی نے رشوت لی یا کسی مجرم کو واسطے رشتداری میں بھی چھوڑا تو اس کا مستقبل اچھا نہیں ہوگا۔۔

اب رئیس زمان کے جو لوگ تھے پولیس میں سپورٹ کرنے والے وہ بھی گھبرا کر کوئی مدد نہیں کر پارہے تھے، انہیں اپنی نوکری جانے کا ڈر ہو گیا تھا اور اب ان کا ٹرک کافی لڑکیوں سمیت ابھی بھی پاکستان میں ہی

موجود تھا خفیہ جگہ پر۔۔

اور نا ہی بحری راستے جا پارہے تھے۔۔

برہان کے سنبھلنے سے پہلے ہی زمان وہاں سے بھاگ گیا تھا پر اس پر سامنے سے گولیوں کی بارش ہونے لگی۔۔

"شش"۔۔۔ گن پکڑے برہان فائز کرتے بالکل انکے چنگل میں پھنس گیا تھا کہ کہیں سے راستہ ناپچا تھا

۔۔۔

پر شش کی آواز پر اسنے دیکھا تو دوسری دیوار کے ساتھ لگی ہاتھ میں گن پکڑے مسکان کھڑی اسے اپنے طرف آنے کے لئے اشارہ کر رہی تھی۔۔

اسے دیکھ کر برہان کا دماغ گھوم گیا۔۔

اسنے سنا تھا لڑکے لڑکیوں کا پیچھا کرتے ہیں پر اس لڑکی کو دیکھ کر وہ سب غلط ثابت ہو رہا ہے۔۔

اسنے دانت پیس کر زمان کے بھاگنے پر افسوس کرتے فائز کے بند ہونے پر۔۔۔ مسکان کے سامنے دیکھا جہاں سے نکلنے کا راستا صاف تھا۔۔

کچھ جنگل جیسا تھا پر بچ سکتے تھے دونوں۔۔

نیچے بیٹھ کر اسنے ایک دو گنتے بال کی طرح جسم کو حرکت دیتے اگلے ہی پل ٹھاا کی آواز اپنے کان کے قریب سنتے ہی وہ مسکان کی قریب پہنچا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر نیچے اترا کچے راستے پر۔۔

دونوں الگ الگ درخت کے آڑ میں بیٹھ گئے گن سامنے پکڑے۔۔

"یہیں کہیں ہو گا زندہ نہیں بچنا چاہیے آج وہ ایس پی"۔۔ ایک بھاری آواز انہیں اپنے قریب سنائی دی۔۔

مسکان نے مسکراتے اسے دیکھا۔۔

برہان بھی اسے دیکھ رہا تھا کہ قدموں کی چاپ بالکل قریب سنائی دینے لگی۔۔۔

ٹریگر پر رکھی انگلیوں پر مضبوطی کرتے اس نے برہان کو دیکھا اور اس نے سامنے پتھر کی جانب اشارہ کیا۔۔

وہ سمجھتی سر ہلا گئی تھی۔۔

اسے کیسے بھی کر کے زمان کے آدمیوں کو مارنا تھا کہ وہ برہان کے ہاتھ ناچڑھ جائیں۔۔

اگر وہ اس کے ہاتھ آگئے تو زمان پکڑ جانا تھا اور بلیک کنگ ہمیشہ کیلئے چھپ جاتا۔۔

پراسے ایسا نہیں ہونے دینا تھا۔۔

آہستہ سے اٹھایا اور اپنے بائیں جانب پھینکا۔۔

"وہ رہا۔۔ پتھر پھینکنے پر انہیں لگا کہ وہاں برہان ہے۔۔



انکا دھیان جیسے ہی بھٹکتا دیکھ کر دونوں اپنی پسٹل پر انگلیاں مضبوط کرتے سامنے آئے اور وہ جو بائیں جانب دیکھ رہے تھے۔۔

برہان نے انکے ٹانگ بازو کندھے کا نشان لیا، پر مسکان نے اسکے الٹ ہو کر انکے سر اور سینے کو نشانہ بنایا۔۔

"یہ کیا کر دیا تم نے مارنا نہیں ہے انہیں"۔۔۔ برہان غصے میں انہیں زمین پر دیکھ کر مسکان کی جانب لپکا کہ اس نے سامنے گن کر دی۔۔

"خبردار آگے بڑھے مینے وہ کیا ہے جو صحیح تھا اگر ہم انہیں نہیں مارتے تو انکے ہاتھ میں گن تھی وہ ہم پر اٹیک کر سکتے تھے"۔۔۔ گن واپس بیلٹ میں لگا کر اس نے مسکراتے کہا۔

برہان نے غصے سے پہلے لاشوں کو پھر اسے دیکھا۔۔

"لڑکی ہو ڈر نہیں لگا اتنی بے رحمی دیکھاتے"۔۔۔؟ وہ سامنے آ کر اسکے چہرے کو دیکھتے پوچھنے لگا۔

"ڈرنا چھوڑ دیا جب ڈرتے تھے تو لوگ ڈراتے تھے، اب ڈراتے ہیں تبھی لوگ ڈرتے ہیں ورنہ سانسوں تک پہنچ جاتے ہیں"۔۔۔ مسکراتے وہ آگے بڑھی واپس جانے کیلئے۔۔

"یہاں کیسے پہنچی تمہیں کیسے معلوم ہوا میں یہاں آ رہا ہوں"۔۔۔ اسکا ہاتھ پکڑ کر واپس اپنی طرف کھینچتے پوچھا تو مسکان نے مسکراتے اسے دیکھا۔

"جیسے میرے دل کو پہلے دن تمہیں دیکھ کر معلوم ہوا یہ میرا ہیرو ہے"۔۔۔ اسنے شرارت سے آنکھیں گھمائی

برہان جو اسکے نقوش کو دیکھ رہا جواب پر اسے گھورا۔

"بہت بکواس کرتی ہو اور یہ گن کیوں رکھی ہے اپنے پاس"۔۔۔؟ اسے چھوڑتے اب وہ اسکے پاس موجود گن کا پوچھنے لگا۔

"لائسنس موجود ہیں صاحب، ورنہ معلوم ہے بغیر لائسنس کے ہماری زندگی کا ہی لائسنس کینسل ہو جاتا"۔۔۔ جیب سے لائسنس نکال کر اسکے سامنے کرتے وہ مسکرا کر بولی اور ساتھ منہ میں ببل ڈالا۔۔۔

برہان ایک نظر لائسنس پر ڈال کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

اور پھر اسکے ہلتے سرخ لبوں کو۔

"چلتی ہوں"۔۔۔!! دو انگلیاں ماتھے تک لاتے وہ مسکرا کر مڑی کہ برہان نے پیچھے سے اسکی جیکٹ کے کالر کو پکڑے واپس اپنے سامنے کھڑا کیا کہ وہ گرتے گرتے بچی۔۔۔

"کیا حرکت ہے لڑکی کے ساتھ ایسے پیش آتے ہیں"۔۔۔ وہ غرا کر خود کو آزاد کروانے لگی پر ناکام۔

"کہاں سے لڑکی لگتی ہو، تمہارا دوپٹہ کہاں ہے"۔۔۔ بلیک بوٹ، جینز پر یلوٹی شرٹ، بلیک لیڈر کی جیکٹ پہنے بالوں کی اوچی پونی باندھے منہ میں موجود بیل کی وجہ سے مسلسل ہلتے سرخ لبوں کی حرکت سے وہ ایک لوفر لڑکا تو لگ رہی پر لڑکی نہیں۔۔

"تم سے مطلب۔۔۔!!" سخت مزاحمت کرتی وہ خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی۔

"اس کا برپایا کرتی جائو"۔۔۔ برہان نے اسے سامنے پڑے لوگوں کی جانب اشارہ ڈلوایا۔۔

"مم۔۔۔ میں کیسے کروں مینے تو تمہاری جان بچائی ہے اوپر سے مجھ پر ہی الٹ رہے ہو، بھلائی کا تو زمانہ نہیں"۔۔۔ گھبراتی وہ بولی تو برہان نے اسے گھبرانے پر مسکراہٹ چھپائی

"تمہیں کس نے کہا تھا بیچ میں کودنے کیلئے"۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولا۔۔

"میرے دل نے"۔۔۔ وہ اعتماد سے بولی۔۔

"اور کیا کہتا ہے تمہارا دل"۔۔۔!! اسکا چہرہ اپنے قریب کرتے پوچھنے لگا تو مسکان نے گھبراہٹ سے اپنی پلکیں جھپکی۔۔

وہ اور تیزی سے منہ میں پڑے بل کو چبانے لگی اور اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔۔۔

"تمہارا ساتھ"۔۔۔ کالر پر پکڑ سخت دیکھ کر وہ بول اٹھی اور پھر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"اگر میں یہ تمہارا خواب توڑ دوں تو"۔۔۔!! اسکے منہ کی حرکت کو دیکھتے برواچکا کر پوچھا۔۔۔

ایک پل کو برہان کو لگا اسکی آنکھوں میں ویرانی چھائی ہو۔۔۔ پردوسرے پل ہی اسے اپنا وہم لگا۔۔۔

"کوئی فرق نہیں پڑے گا، مجھے یقین ہو جائے گا میں بنی ہی ٹوٹنے کیلئے ہوں"۔۔۔ وہ بولی تو بے ساختہ برہان کی پکڑ نرم پڑ گئی۔۔۔ اور پھر اس سے آزاد ہو گئی۔۔۔

"ایک بات کا جواب دو گے"۔۔۔؟ جاتے ہوئے وہ پلٹی

"بولو"۔۔۔ اسکے بے تاثر چہرے کو دیکھتے برہان بولا۔۔۔

"تم خواب توڑنا جانتے ہو ایس پی"۔۔۔؟ اسکے سوال پر برہان کے دل نے نفی کی۔۔۔

"ہاں بہت اچھی طرح"۔۔۔ وہ تمسخرے سے مسکرا کر بولا تو مسکان سر ہلا گئی۔



"میں تمہاری فیری کو دیکھ کر سمجھ چکی ہوں"۔۔۔ وہ ہنس کر کہتی اسے ساکت چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔

برہان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔۔۔

"آخر کیوں یہ لڑکی گلے پڑنے لگی تھی۔۔۔"

"اور میں کیوں اس سے نرمی برت رہا ہوں۔۔۔"

"ابھی تو میرے سامنے اسکے ثبوت پڑے ہیں۔۔۔ اسنے لاشوں کو دیکھ کر سوچا۔۔۔"

"پر اسنے تمہیں بچایا تھا۔۔۔ دماغ نے کہا۔"

"پھر تو وہ معصوم لوگوں کو بچاتی ہے۔۔۔ دل نے کہا۔"

"پر غلط طریقے سے بچاتی ہے غلط انسان کا ساتھ دیکر۔۔۔ پھر آواز آئی

"کیا تم خود کو روک پائے فیری کو اس درندے کے پاس دیکھ کر، تمنے بھی تو اس مارڈالا بے دردی سے، کیا وردی پہن کر مارا ناگناہ نہیں اور بغیر وردی کے مارنا گناہ ہے"۔۔۔ برہان نے ضبط سے دونوں ہاتھوں سے بال جکڑے۔۔۔

"کچھ نہیں ہے برہان اپنے کام پر توجہ دو"۔۔۔ وہ خود کو جھڑک کر باہر آیا۔۔۔

اور اس ہوٹل میں جانے لگا جہاں ویرانہ بن گیا تھا۔۔۔

اسے افسوس ہونے لگا۔۔۔

مپوش علی

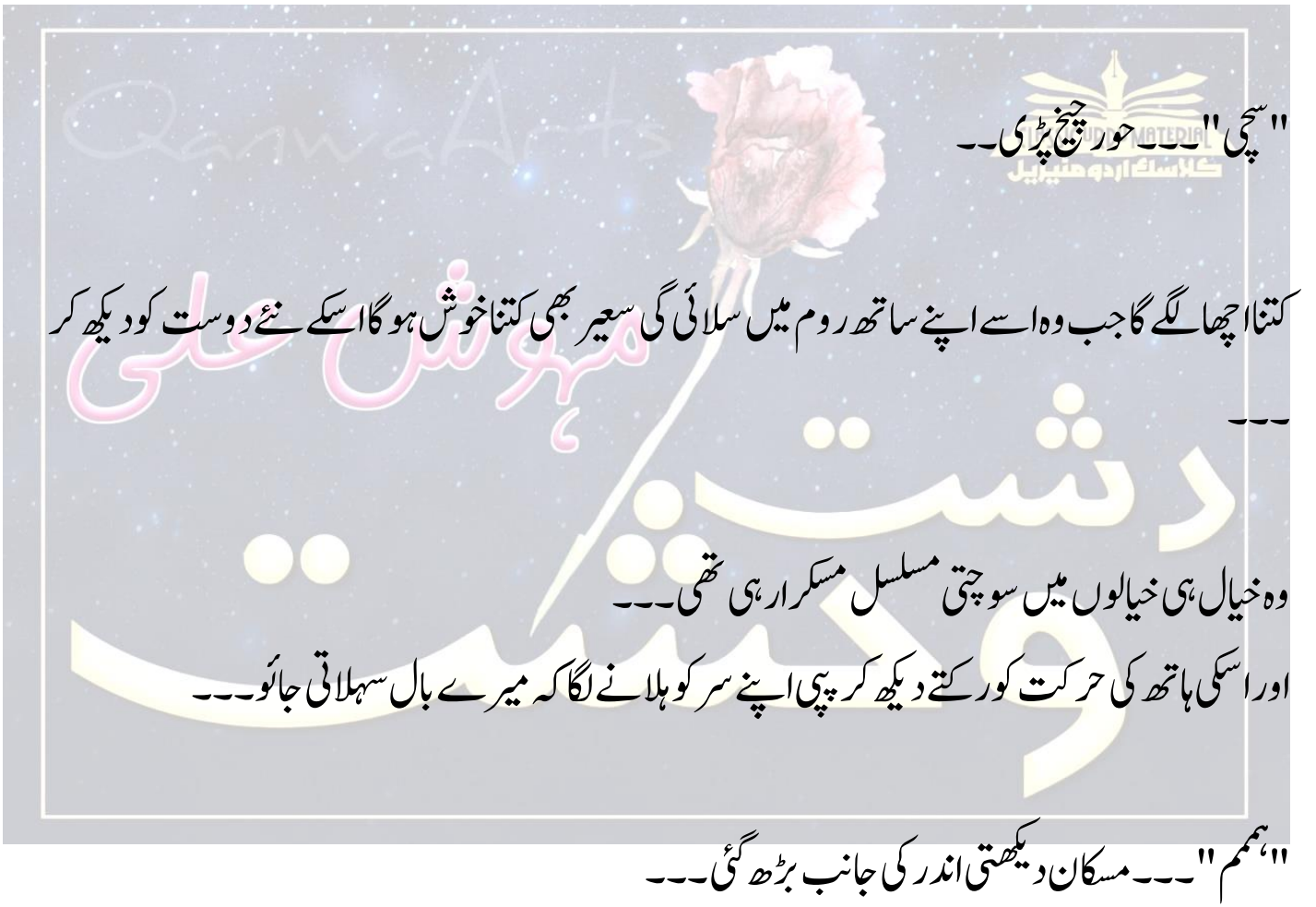
"کیسا رہا ساتھ میری غیر موجودگی میں"۔۔۔؟؟ مسکان جھولے کے قریب آتی حورال عین کے گود میں بیٹھے پی پی کو دیکھ کر مسکراتی پوچھنے لگی۔۔۔

"بہت خوبصورت"۔۔۔ حور نے مسکراتے کہا اور آنکھیں موندے آرام سے پڑے پی کے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔

"بھئی واہ یہ تو تم سے بہت اٹیچ ہو گیا ہے دو دن میں ہی"۔۔۔۔۔ دونوں کو دیکھ کر وہ پاس آ کر بیٹھی۔۔۔

"بس یہ تھا ہی اتنا پیار اور تمنے کہا اسے فل پیار دو تو مینے دیا اب یہ ایک پل بھی مجھ سے دور نہیں جا رہا"۔۔۔  
حور خوشی سے اپنا کارنامہ بتانے لگی۔ اور مسکان فتح مندی سے مسکرا دی۔۔۔

"اوہ تو پھر تمہیں اجازت ہے کہ تم اسے اپنے ساتھ اپنے روم میں رات کو بھی لے جاسکتی ہو"۔۔۔ اسے جیسے اپنا حکم سنایا۔



"رات کو مجھے تنگ مت کرنا چھ بچے کی طرح سو جانا ہاں میرا بے بی"۔۔۔ اسے کسی چھوٹے بچے کی طرح گلے سے لگاتے وہ اس سے کہنے لگی۔۔۔۔

تو پی بھائو بھائو کرنے لگا۔۔

"شباباش میرا شو نابیٹا"۔۔۔ حور نے کہتے پائوں نیچے رکھے۔۔

"مسنی او مسنی کہاں مر گئی ہو"۔۔۔ سنبھال سنبھال کر قدم آگے بڑھاتی وہ چلائی۔۔۔

"کیا ہوا چیخ کیوں رہی ہو"۔۔۔ بھاگتی مسکان باہر آئی اور اسے سیدھے راستے پر چلتے اندر آتے دیکھ کر وہ سامنے ہی کھڑی ہو کر بولی۔

"مجھے اسکے کپڑے چاہیے، مجھے لگتا ہے یہ ننگا ہے، اور اسے شرم آرہی ہے جلدی سے اسکے کپڑے منگوائو یا سعیر کو کال کرو اور اس سے کہو آتے ہوئے بے بی کے کپڑے ساتھ لیتے آئے"۔۔۔ وہ کہتی ہوئی پاس سے گزر گئی اندر لاؤنج میں آئی

سعیر نے اسکی آسانی کیلئے جہاں جہاں وہ جاتی تھی وہاں راستہ صاف کر دیا تھا کہ اسے چلنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو

حیرت سے مسکان نے مڑ کر اسکی پشت کو دیکھا۔۔

"کیا اندھی ہونے کے ساتھ یہ لڑکی پاگل تھی"۔۔۔!!



"آریو میڈ کیا کہہ رہی ہو جانتی ہو"۔۔۔ کمر پر ہاتھ رکھے نیچے محمل کے قالین ہر بیٹھی اس سے بولی۔

"دیکھو لڑکی انگلش میں گالی مت دو جو کہنا ہے اردو میں کہو، ورنہ سعیر کو بتائوں گی کہ تم مجھے گالیاں دیتی ہو انگلش میں"۔۔۔ انگلی سے اسے وارن کرتی دھمکی دینے لگی۔

"ہیں مینے کب گالی دی"۔۔۔ سعیر کی دھمکی پر اسنے دانت پیسے مطلب میری بلی مجھ سے میاؤں

"ابھی تمنے کیا کہا پھر ہاں۔۔۔ اور تمہیں جو کام دیا ہے وہ کرو نکلو اب"۔۔۔ وہ کچھ گردن اکڑا کر بولی۔۔۔

مہوش علی

اور مسکان کو وہ سچ میں سعیر کی بیوی لگی۔

ظاہر ہے صحبت کا اثر تو ہونا تھا۔۔۔

"اسے شرم نہیں آئے گی یہ تمہاری طرح بے شرم ہے"۔۔۔ لا پرواہی سے کہتی وہ صوفے پر بیٹھی اور ایل ای

ڈی آن کی۔

"تمہارا کیا مطلب ہے میں بے شرم ہوں مسنی"۔۔۔!! وہ چیخی کہ پی بھی بل کھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"اتنا صاف کہا ہے پھر بھی مطلب بتائوں، اوہ اسکا مطلب تم کوڑا مغز ہو"۔۔ اسنے افسوس کرتے کہا اور سامنے چلتی مووی پر نظریں ٹکادی۔۔

کمینی مسنی کہیں کی"۔۔ اسکے جواب پر وہ بڑبڑاتی رہ گئی۔

"الے میلا بے بی پاپا آئیں گے تو کپڑے منگوائوں گی"۔۔ پی کو پکڑ کر واپس گود میں بیٹھاتی وہ اس سے کہتی ارادہ باندھ گئی تھی کہ پہلے تو اس مسنی کی شکایت لگائے گی پھر اپنے بے بی کے کپڑے منگوائے گی۔۔

مہوش علی

"آواز آہستہ کروٹی وی کا"۔۔ غصے سے وہ بولی مسکان نے اسے دیکھا۔۔

"ایک کیا سا تلو کم تھا جو یہ سانگی عورت بھی آگئی"۔۔ اسنے بڑبڑاتے ہوئے اسکے حکم پر عمل کیا۔۔ ہر سواند ہیرے پھیلا ہوا تھا آسمان پر۔۔

اور وہ چھت پر کھڑی چھوٹی سے دیوار پر کہنیاں ٹکائے ہاتھ میں سٹوری بک پکڑے کبھی سیاہ آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھتی تو کبھی ایک دو سطریں پڑھ کر لبوں سے کپ لگاتی۔۔

پاس ہی کافی کا مگ رکھا تھا اور پیچھے چیر ر کھی تھی بیٹھنے کیلئے پر کھڑے ہو کر سیاہ آسمان اور اس ہر چمکتے چاند اور ستاروں کو فء کھنے کا کچھ الگ ہی سحر تھا۔۔

آس پاس کے گھر روشن تھے اور دور سے راستے صاف نظر آرہے تھے جہاں سے گاڑیاں گذر رہی تھی۔۔

نیچے علوی ہائوس کا خوبصورت لان بھی صاف نظر آرہا تھا۔۔

وہ مسکراتی پھر سے بک میں چند لائینیں پڑھنے لگی۔۔۔

داد نے اسے رات کو اپنے روم سے باہر آنے سے منع کیا تھا پر وہ کیوں مانتی اسکی بات۔۔

اپنے ہی گھر میں قیدی بن کر رہے یہ بھی کوئی زندگی تھی۔

دن کو آسیہ بیگم کی روک ٹوک رات کو داد کی اس سے بھتر تو وہ اپنے گھر میں تھی کم از کم جہاں جانا چاہتی تھی

چلی تو جاتی تھی۔۔



مہوش علی

اسنے ناک چڑھا کر لبوں سے کپ لگایا۔۔

کہ نظریں گیٹ سے اندر داخل ہوتی کمال صاحب کی گاڑی کے پیچھے داد کی گاڑی پر پڑی۔۔

وہ گھبرا کر ایک دم جھکی اور تب تک جھکی رہی جب تک اسے اندازہ نہ ہو گیا کہ وہ دونوں اب اندر جا چکے ہوں گے

۔۔۔

اور پھر وہ کچھ دیر بعد اٹھی گھر اسانس لیکر واپس اپنی پہلی والی پوزیشن میں آگئی۔۔

اور پھر چسکیاں لیکر بک ریڈ کرنے لگی کہ داد سے اسے یاد آیا کہ کل کیسے اسنے اس غنڈے کے نام پر نازیہ کو داد

کا نمبر دے دیا تھا۔۔

اور صبح اسکی مسلسل آتی کا لزدیکھ کر وہ بمشکل خود کو قہقہہ لگانے سے روک پائی تھی اسکی پریشان صورت پر، اور

جب کمال صاحب اسے ناگوار نظروں سے گھورتے تو اسے اور بھی مزہ آتا۔

کافی دیر گزرنے کے بعد اسے لگا اب اسے جانے چاہیے۔۔ اور نیند بھی آنکھوں میں بھر آئی تھی۔۔

اب اسے یقین ہو گیا تھا جب سارے گھر کی بتیاں گل دیکھیں کہ سب سونے چلے گئے ہیں مطلب کوئی نہیں ہوگا باہر وہ آرام سے اپنے روم میں جاسکتی تھی۔۔

ایک سرد ہوا کا جھونکا اسکے بدن سے ٹکرایا۔۔  
وہ مسکراتی انگرائی لینے لگی۔۔

مسکراتا داد آ کر اسکے پیچھے کھڑا ہوا۔۔  
اور اسکی کمر پر لٹکی کالے بالوں کی چوٹی کو دیکھتے بالکل قریب کھڑا ہو گیا۔۔

"میں تمہاری دوست سے وعدہ کیا تھا کہ گھر آتے اسے اپنی بیوی سے بات کروائوں گا"۔۔ ایک ہاتھ اسکے منہ پر رکھتے دوسرا اسکے گرد حصار ڈالے اسنے جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

نور العین تو سکتے میں آگئی۔۔

اپنے منہ پر رکھے اسکے مردانہ مضبوط ہاتھ کو پھٹی آنکھوں سے دیکھتی وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی۔۔۔



"ہونہہ۔۔۔۔!! اپنے کمبیاں اسکے پیٹ میں مارتی وہ چہرا جھٹکنے لگی منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکالتی

--

"کیا ہوا ڈر گئی۔۔۔۔؟؟ جھٹکے سے اسکا رخ اپنے طرف کرتے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے لگا۔  
جو غصے بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے داد۔۔۔!! نورالعیین کو سچ مچ اسکی حرکت پر غصہ آیا۔۔

"اور وہ کونسی بے ہودگی تھی جب تم اپنی اس دوست کو میرا نمبر دیکر آئی تھی۔۔۔ اسکے جھٹکنے پر داد نے  
اسے بازوؤں سے جکڑا۔۔

"ک۔۔۔ کونسی دوست کیسی دوست مینے کسی کو نمبر نہیں دیا تمہارا ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے تمہیں"  
۔۔۔ وہ اسے غصے میں دیکھ کر گھبرائی کہنے لگی۔

"ویٹ۔۔۔!! داد نے ایک نظر اسکے بکھلائے چہرے کو دیکھتے جیب سے موبائل نکالا اور اس میں نازیہ کا  
نمبر ڈھونڈنے لگا۔۔

اسے دور ہوتے موبائل میں دیکھتے ہی نور موقعہ دیکھ کر وہاں سے بھاگی۔۔

"بھاگتی کہاں ہو میری بونی"۔۔۔ موبائل کان سے لگاتے ہی داد نے مڑ کر اسکی کلائی پکڑی اور جھٹکے سے قریب کرتے اسکی پشت اپنے سینے سے لگائی اور ایک ہاتھ اسکی کمر کو جکڑتے اسے قید کر لیا۔۔

"داد چھوڑو کمینے ورنہ میں چیخنے لگ جاؤں گی"۔۔۔ بھرائی آواز میں کہتی اسکے ہاتھ کو ہٹانے لگی پر ناکام۔۔  
البتہ سخت ہوتی پکڑ پر وہ کراہ ضرور اٹھی۔

"السلام علیکم سسٹر آپنے کہا تھا نا کہ آپکو نور العین سے بات کرنی ہے تو لیجئے بات کریں اس سے"۔۔۔ داد نے مسکرا کر کہتے موبائل نور کے کان سے لگایا۔۔

"پکڑو میری بونی جانم"۔۔۔ اسنے زبردستی نور کے ہاتھ میں موبائل تھمایا اور نور کو اندازہ نہیں تھا یہ سب ہوگا وہ رونے جیسی ہو گئی اس صورتحال سے۔۔

کیسے کرے بات۔۔۔ وہ کیا کہے گی کہ مینے جھوٹ بولا جاتے ہوئے۔۔۔ لوگ جاتے ہوئے اچھی یادیں چھوڑ کر جاتے ہیں اور مینے کیا کیا۔۔

"ا۔۔۔ السلام علیکم ننن۔۔۔ نازیہ۔۔۔۔۔"۔۔۔ شرمندہ سی دونوں ہاتھوں میں موبائل تھا مے اسنے کان سے لگایا اور ہلکلاتے ہوئے ہمت کی

داد نے دوسرا بازو بھی اسکے گرد ڈال کر اسکے شانے پر اپنی ٹھوڑی ٹکائی۔

"تمہیں شرم نہیں آئی نور العین مجھے اپنے شوہر کا نمبر دیتے ہوئے۔۔۔ تم دونوں شادی شدہ ہو اور تمہاری ایک بیٹی بھی ہے پھر بھی ایسی گھٹیاں حرکت کی وہ بھی اپنی کو لیگ سے حیرت ہے تم پر مجھے اتنی سیدھی لگتی تھی تم،

ایک لڑکی ہو کر دوسری لڑکی کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو آئی کانٹ بلیواٹ نور آئی ہیٹ یو"۔۔۔ روتی نور کو ساکت چھوڑ کر وہ کال کاٹ گئی۔۔۔

داد ساری بات سن رہا تھا اسکی روتے کال کاٹنے پر مسکراتے موبائل واپس جیب میں رکھا۔۔۔

"مم۔۔۔ میری بیٹی"۔۔۔!! "تم دونوں شادی شدہ ہو اور تمہاری ایک بیٹی بھی ہے" بڑبڑاتے اسکے کانوں میں نازیہ کے الفاظ گونجنے۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ "ہماری بیٹی"۔۔۔ داد نے قہقہہ لگاتے کہا تو نور العین شاک میں اسکی جانب مڑی۔

"تمنے یہ بکواس کی ہے داد"۔۔۔ وہ چیخی تو داد نے ایک دم اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"شش"۔۔۔!! لبوں پر انگلی رکھتے اسکی آنکھوں میں دیکھا تو نور کا بے ساختہ دل دھڑک اٹھا۔

"مم۔ میں تم سے صبح حساب لوں گی کمینے چھوڑوں گی نہیں تمہیں"۔۔۔ گھبرا کر وہ دور ہوئی اور کہتی وہاں سے بھاگنے لگی کہ ایکبار پھر پلک جھپکتے ہی وہ اسکے مضبوط حصار میں تھی۔۔۔

"یہیں ہوگا سارا حساب میری بونی، نازیہ باجی کی سزا تو سن لی اب میری بھی دیکھ لو"۔۔۔ وہ کہنے کے ساتھ بغیر اسے سمجھنے کا موقع دئے اسکا منہ اوپر کر کے اسکے سرخ لبوں کو اپنے فوکس میں لیکر ان پر جھک آیا اور اسکے دونوں ہاتھوں کو اسکی کمر پر پیچھے باندھ دیا۔۔۔

نور پھڑپھڑا کر رہ گئی۔۔۔ پر وہ جھکارہا۔۔۔

یہاں تک کہ اسکا دم گٹھنے سے سانسیں پھول گئی۔۔۔

"کون ہے اوپر"۔۔۔ آسیہ بیگم کی آواز پر جھٹکے سے داد نے اسے الگ کیا اور نور کھانستی لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔۔۔

"یہ چوڑیاں پہننے کا تو یہ مطلب ہے کہ میں رخصتی کا شور مچاؤں ہے نا"۔۔۔ اسکی کلائیوں میں پہنی چوڑیوں پر انگلیاں پھیرتے وہ بولا۔۔۔

"نور تم ہو۔۔۔۔۔!! سیڑھیاں چڑھتی کھانسی کی آواز پر آسیہ بیگم نے حیرت سے پوچھا۔

تو داد نے اسکے چہرے کو دیکھا جو سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔



"اب اگر اپنے داد کا نمبر کسی کو دو گی تو اس سے بھی بری سزا ملے گی، کیونکہ داد صرف تمہارا ہے صرف میری بونی کا"۔۔۔ وہ اسکے کان میں جھکا کہہ رہا تھا بغیر آسیہ بیگم کی پروہ کئے۔  
اور نور اپنی آنسوؤں بھری آنکھیں جھپکتی کھڑی تھی خاموش سی۔۔

"اس سسٹم میں اتنا تو چلتا ہے باقی کی سزار خستی کے بعد،، اور ہاں ہماری بیٹی کے بارے میں ضرور سوچنا"

۔۔۔ اسکے بھیکے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے وہ سرگوشی میں بولا اور وہاں سے چلا گیا۔۔

آسیہ بیگم نے حیرت سے پاس سے گذرتے داد کو دیکھا جو مسکراتی ایک نظر آسیہ بیگم پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا

مہوش علی

"تم دونوں یہاں اس وقت کیا کر رہے ہو"۔۔۔ وہ نور العین کو دیکھتی ناگواری سے پوچھنے لگی اور نور العین سانس روک گئی۔۔

"وو۔۔ وہ تائی بلکہ۔۔ مطلب کہ داد کے دوست کی کال آرہی تھی تو داد اس۔۔ اس سے بات کرنے کیلئے

یہاں آگیا او۔۔ اور میں یہاں بیٹھی کہانی پڑ رہی تھی"۔۔۔ وہ اپنی نظریں نیچے کرتے بولی اور اپنا بک اٹھا کر وہاں سے نیچے چلی گئی۔

آسیہ بیگم نے حیرت سے اسکی پشت کو دیکھا۔۔

"جیسی ماں ویسی بیٹیاں ہونہ"۔۔۔ وہ زہر خند لہجے میں گویا ہوئی اور اسکے پیچھے آگئی۔۔

اسے اپنے روم میں بند ہوتے دیکھ کر خود بھی گہرا سانس لیتی ایک نظر داد کے روم کے بند دروازے پر ڈال کر اپنے روم میں آگئی۔۔

"میں کہہ رہی تھی اب رخصتی کا سوچنا چاہیے"۔۔۔!! اپنے ہاتھوں پر روشن لگاتی نائی میں ملبوس آسیہ بیگم کمال صاحب کے پاس بیٹھتی بولی۔۔

"ہم میں بھی سوچ رہا تھا۔۔ ان شاء اللہ کل کوئی تاریخ رکھتے ہیں"۔۔ کمال صاحب نے فائل سے نظریں ہٹا کر انکے چہرے کو دیکھتے بولے تو آسیہ بیگم سر ہلا کر تکیہ درست کرتی لیٹ گئی۔۔

"میں شاپنگ شروع کر دوں دلہن کی"۔۔۔ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"ہم احتیاط سے پیسے خرچ کرنا اور فضول خرچی سے پرہیز کرنا کیونکہ میں پہلے ہی لیٹ ہوں اس وقت پیسوں میں، تین کروڑ برہان کو دے چکا ہوں، اب بس وہ اس لڑکی کو لے آئے پھر اس ریسٹورنٹ سے پیسے ہی پیسے ہوں گے پھر چاہے جتنی بھی فضول خرچی کرنا کوئی نہیں روکے گا تمہیں"۔۔ بہت دور کی سوچتے کمال صاحب مسکراتے اپنی بیوی کو دیکھتے بولے۔۔

"کمال میرے بیٹے کو تکلیف نا پہنچے اس بیسٹ کے ہاتھوں"۔۔۔ ماں کی ممتا جاگی تو وہ تڑپ کر بولیں۔

"کچھ نہیں ہوگا، تم فکر مت کرو آگے وہ بھی ایس پی ہے دیکھنا اس لڑکی کو پانے کیلئے ضرور اسے لائے گا واپس اور پھر ریسٹورنٹ کے پیپر بھی حور العین کے نام پر ہوں گے جسے میں بہت آسانی سے اپنے نام کروالوں گا"۔۔ فائل بند کرتے گلاس اتار کر وہ آسیہ بیگم کے چہرے کو دیکھنے لگے۔۔

"آپنے کہا تھا پھر دونوں کا طلاق کروادیں گے کہیں ایسا تو نہیں بھتیجی پر ترس آکر اپنے بیٹے کی زندگی تباہ کر دیں جانتے ہیں کیسی حالت میں آئی تھی لوٹ کر"۔۔۔۔۔ غصے سے آسیہ بیگم اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔

"یاد ہے کیوں غصہ کر رہی ہو، پہلے اسے آنے تو دو نکاح کے بعد طلاق بھی کروادیں گے"۔۔۔۔۔ کمال صاحب نے اپنی بیوی کو غصے میں دیکھتے ہوئے انہیں واپس تکیے پر لٹاتے ہوئے بولے تو سکھ کا سانس لیکر آسیہ بیگم آنکھیں موند گئی۔۔

کمال صاحب واپس اپنی فائل کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

\*-----\*

بیڈ پر بیٹھی وہ اپنی کلاںیاں دیکھنے لگی۔۔

جہاں داد کی سخت پکڑ کی وجہ سے چوڑیاں ٹوٹ کر گری تھی وہاں۔۔۔

اور اسکی دودھیا کلائیوں پر سرخ نشان پڑ گئے تھے۔۔۔۔

"بہت برے ہو تم داد، آئی ہیٹ یو"۔۔۔ وہ تکیے میں منہ چھپا کر رو پڑی۔۔۔

کتنی شدت دیکھائی تھی اسنے کہ یاد کرتے اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔

"میں اب تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔۔۔ بھاڑ میں گیا ہمارا رشتہ، مجھے نہیں چاہیے تمہارا ساتھ۔۔۔۔۔"

چوڑیاں اتار کر پھینکتی وہ سسکتی ہوئی بولی۔۔۔

اور جوتی ہوا میں پھینک کر بیڈ پر اوندھے منہ گر گئی۔۔۔

مہوش علی

اور پتا نہیں کب اسکی آنکھ لگی اسے معلوم نا ہوا۔۔۔۔۔

\*-----\*

"آج جلدی سو گئی ڈار لنگ"۔۔۔!! روم کا دروازہ لاک کرتے وہ اندر آ کر اسے بیڈ پر کمفرٹ میں لپٹے دیکھ کر

سعیر ٹیبل پر موبائل گھڑی رکھتا پھر اپنا خنجر دراز میں رکھنے لگا۔۔۔

"آپ ڈریس لائے سعیر ہمارے بے بی کیلئے؟"۔۔۔ سعیر آواز پر حور ایک دم کمفرٹ دور کرتی اٹھ کر بولی۔

سعیر جو شرٹ اتار کر اپنا نائیٹ ڈریس نکال رہا تھا "ہماری بے بی" کے لفظ پر نا سمجھتے مڑا۔۔۔



بھلا انکا بچہ کہاں سے آیا۔۔

پر جھٹکا سے تب لگا جب اپنی معصوم عین کے سینے سے لگے اس کتے کے بچے کو دیکھا۔۔

"عین یہ کیا ہے میرا بچہ کہاں سے آیا" وہ بھاگ کر اسکے پاس آیا اور کتے کے کھینچ کر نیچے پھینکا کہ وہ حور سے الگ ہونے اور اچانک نیچے پھینکنے پر بھانؤ و بھانؤ کرنے لگا۔۔۔

اور سعیر اس کتے پر قہر برساتی نظریں ڈال کر اپنی عین کے ہاتھ پاؤں گردن چیک کرنے لگا کہیں اسنے چوٹ تو نہیں پہنچائی اسے۔۔۔

"سعیر میرا بچہ کیا کیا اپنے اسکے ساتھ"۔۔۔ حور چیخ کر سعیر کے ہاتھ جھٹکتی تڑپ کر بولی۔۔۔

"کیا کہہ رہی ہو یہ تمہارا بچہ ہے میں مارنا دوں اسے تم کتے کو ہمارا بچہ کہہ رہی ہو"۔۔۔ اسے نیچے اترتے دیکھ کر سعیر اسکے دونوں ہاتھ پکڑتا غصے سے بولا۔۔۔

"وہ میرا بچہ ہے آپ ہاتھ تو لگائیں، میں آپکے ہاتھ توڑ دوں گی"۔۔۔ وہ چلائی سعیر پر، اور وہ حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

اتنی ضدی کیوں ہو گئی تھی، کہ اسکے ہاتھ توڑنے پر اتر آئی تھی۔۔۔

سیر نے غصے سے حور کے قریب آنے کیلئے مچلتے اس کتے کولات سے دور رکھا۔۔۔

"اب اگر تم نے اسے اپنا بچہ کہا تو میں اسکو اپنے ہاتھوں سے مار دوں گا"۔۔۔ سیر غصے بھری آنکھوں سے دھاڑا  
ایک پل کو حور العین سہم گئی۔۔۔

"او۔۔۔ اور اگر آپ نے مجھے میرا پی واپس نہ دیا تو میں۔۔۔۔ میں کہیں چلی جاؤں گی، آپ کے ساتھ نہیں رہوں  
گی، باہر جھولے میں سو جاؤں گی، پھر بھلے ہی بھوت مجھے کھا جائیں"۔۔۔ وہ کہتی ہاتھوں میں چہرہ اچھا کر  
رونے لگی۔۔۔

"دیکھو۔۔۔ دیکھو رو رہا ہے میرا بچہ دو مجھے واپس سیر ر"۔۔۔ اس کے سینے پر ہاتھ مارتی روتے ہوئے ضد  
کرنے لگی

"وہ تمہارے بچہ نہیں ہے کس نے تمہیں یہ لاکر دیا ہے بتاؤ مجھے" اس کے بالوں سے پکڑ کر کہتے وہ غرایا۔۔۔

"مار دیں مجھے۔۔۔ ماریں۔۔۔!!! نہیں رہنا مجھے زندہ، کوئی نہیں پیار کرتا مجھے۔۔۔ ہر کوئی صرف غصہ کرتا ہے۔۔۔  
اس مسنی سے کہا بے بی کے کپڑے لادو تو وہ بھی انگلش میں گالیاں دینے لگی آپ سے کہا تو آپ بھی مار رہے  
ہیں میرا تو کوئی نہیں ہے، سب صرف مارنے آتے ہیں"۔۔۔

"ایک بار انگلش سیکھا کر پھر پڑھاتے نہیں ہیں، اور جو دو لفظ سیکھائیں ہیں وہ بھی کسی سے ناکہوں،۔۔۔۔!!  
جلتے ہیں سب مجھ سے کہ کہیں میں بھی تم لوگوں کو انگلش میں جواب نادے دوں، وہ سوں سوں کرتی روتی  
گھٹنوں میں منہ چھپا گئی اور سسکتی اپنے پی کی بھائو بھائو سننے لگی۔۔۔

سعیر خود اس صورتحال سے پریشان ہو گیا تھا۔۔۔

"میرے بچہ تم سے کسی کو پیار کرنے کی ضرورت ہی نہیں میں ہوں نا تمہارے لیے میں کرتا ہوں پیار"۔۔۔  
وہ اسے اپنے حصار میں لیکر ماتھے پر لب رکھنے لگا۔۔۔

اور حور سر ہلاتی اسکے سینے کے بالوں پر بہتی ناک رگڑنے لگی۔۔۔

"جھوٹ مت بولیں نہیں کرتے پیار ورنہ میرے پی کو مارنے کی بات نہیں کرتے آپ"۔۔۔ وہ روٹھی آواز  
میں بولی تو سعیر نے قالین پر پڑے اس چھوٹے سے فتنے کو دیکھا دل کر رہا تھا ابھی اسے گولی مار دے جسے آتے  
ہی اتنا فساد پھیلا دیا تھا۔۔۔

"کرتا ہوں عین بہت کرتا ہوں چھوڑو اس کتے کو ہم اپنی باتیں کرتے ہیں انگلش کی نیکسٹ کلاس کی بات  
کرتے ہیں کیا پڑھنا ہے میرے بچے کو"۔۔۔۔ اس کے گال صاف کرتے وہ لالچ دینے لگا۔۔۔

"ہاں اسکی بعد میں کرتے ہیں پہلے میلا بے بی لادو جلدی"۔۔۔ اسکی شیو پر ہاتھ پھیرتے وہ مسکرا کر بولی تو سعیر بے بس ہو کر گہرا سانس لیتا رہ گیا۔۔۔

"مت کہو اسے عین بے بی ورنہ اس کا کچھ کردوں گا کہ وہ آئندہ کسی کی بیوی کے قریب جاتے ہوئے سو بار سوچے گا"۔۔۔ اسکے گال پر لب رکھتے وہ جیسے منت کرنے لگا۔۔۔

ورنہ اسکے دماغ کی رگیں تن کر اسکے ضبط کی گواہی دے رہی تھی۔۔۔

"شعیر پلج"۔۔۔ لاڈ لے پن سے کہتی وہ اسکے سینے پر بے ساختہ اپنے لب رکھ گئی۔۔۔  
اور پھر اسے جیسے ہی اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا تو چہرہ اسرخ پڑ گیا۔۔۔

"تم مجھے پاگل کر دو گی عین"۔۔۔ سعیر لب بھیج گیا۔۔۔

"پاگل کو بھی بھلا پاگل بنا سکتے ہیں"۔۔۔ وہ کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

"دوناب سعیر کہاں ہے پی"۔۔۔!! وہ ضدی لہجے میں بولی تو سعیر نے اسے دیکھ کر پھرکتے کو دیکھا۔۔۔

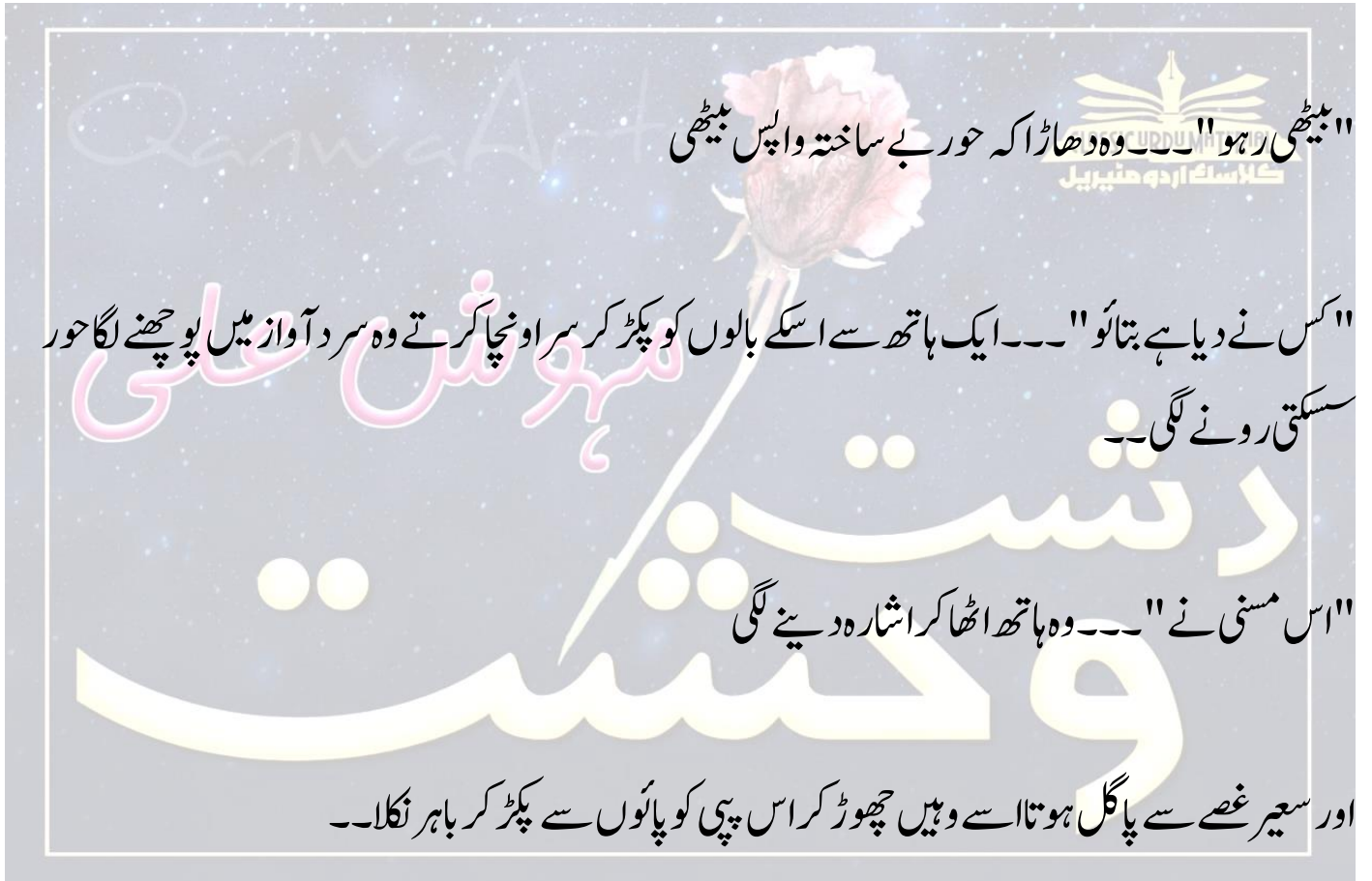
"تم اسے بوسہ دیتی ہو"۔۔۔؟؟ اسکا چہرہ اوپر کرتے سختی سے پوچھا تو حور نے اثبات میں سر ہلایا۔



"تو پھر دفع کرو اسے"۔۔۔۔

"نام مت لینا آئندہ اسکا۔۔!! اور بتائو کس نے دیا ہے تمہیں"۔۔۔ وہ اسے دور کرتے چار ہی پائوں سے پی کو پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"سعیر"۔۔۔ پی کے بھائو بھائو پر وہ تڑپ کر بیڈ سے اٹھی۔۔



حور ا لعین روتی اسکے اتنے سخت ہونے پر افسوس کرتی کمفرٹر میں گھس گئی۔۔

اسنے طے کر لیا تھا کہ اب وہ اس سے بات نہیں کرے گی جس طرح وہ نہیں مانا اور اسکے بے بی کو لے گیا وہ بھی نہیں مانے گی اور اس سے دور رہے گی۔۔۔

"مسکان۔۔۔۔!! وہ دھاڑتا تیز تیز سیڑھیاں اترتا ایک ہاتھ سے شرٹ پہنتا نیچے آیا اور پی کو نیچے پھینکا۔۔

وہ بھاؤ بھاؤ کرتا دوڑ ہوا، یہ تو شکر تھا اسکا پھینکا بے رحم نہیں تھا۔۔

اسنے احتیاط کیا تھا اسے پھینکنے میں۔۔

"مسکان۔۔۔۔ شرٹ کے بٹن بند کرتے وہ پھر دھاڑا۔۔۔۔

کہ حورالعین سختی سے مٹھیوں میں کمفرٹ کو جکڑتی رہ گئی۔  
مہوش علی

"کیا ہوا سعیر۔۔۔ رات کے اس وقت سعیر کو لائونج میں دھاڑتے دیکھ کر عارب روم سے نکل آیا۔۔

"تمہاری بہن کہاں ہے، اسکی کون سی دشمنی ہے مجھ سے یا مرنے کی خواہش مند ہے۔۔۔ سعیر نے غصے سے  
عارب سے پوچھا وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔۔

"کیوں کیا کیا پھر اسنے۔۔۔؟ عارب پریشان ہوا

"یہ دیکھو کیا ہے۔۔۔ اور کیا کیا ہے اسنے۔۔۔ اسنے عارب کو اس کتے کی جانب متوجہ کرنے لگا۔۔

عرب نے حیرت سے دیکھا تو سامنے ہی پیاراسا سفید بالوں والا کتا اپنے ہاتھ پاؤں کو سرخ چھوٹی سی زبان سے چاٹ رہا تھا۔۔

"کتا ہے خوبصورت بھی ہے کیا کیا اسنے"۔۔؟؟ عرب دیکھ کر تعریف کیے بنانا رہ سکا۔۔  
جس پر مزید سعیر کو تیش آیا۔

"تمہاری وہ بہن لائی ہے اسے اور میری بیوی کو دیا ہے کہ تمہارا بچہ ہے اب وہ ضد کر رہی ہے کہ اسے یہ کتا چاہے اور یہ کمینہ مزے سے اسکے ساتھ چپکا ہوا ہے"۔۔ ضبط جیلس، غصے سے وہ دانت پیس کر بتانے لگا

مہوش علی

"بابا بابا سعیر"۔۔۔۔ عرب اسکی حالت پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

"یار کتا ہے دیکھو تو کتنا پیارا ہے دے دو حورالین کو اگر وہ ضد کر رہی ہے، شاید مسکان اسکے بوریت کیلئے لائی ہوگی۔ دیکھا نہیں اس دن پھولوں کا کیا حال کیا تھا اب کم از کم مصروف تو رہے گی"۔۔ عرب کہتے ہوئے اس پی پی کو اٹھا کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔

"تم نہیں جانتے تمہاری بہن نے صرف مجھے تنگ کرنے کیلئے دیا ہے اگر یقین نہیں آتا تو بلاؤ اسے"۔۔۔۔ وہ صرف اسے باہر نکالنا چاہتا تھا کہ باہر آئے تو اس حرکت کی وہ اسے ایسی سزا دے کہ ساری زندگی یاد رکھے سعیر سے پنکالینا کیا ہوتا ہے۔۔

"اپنی مسکراہٹ روکتے مزید اسرار کرنے سے پرہیز کرتے وہ مسکان کے روم کی طرف آیا اور دور ناک کرنے لگا۔۔۔

پر جواب ندارد۔۔۔

سیر بھی مٹھیاں بھیج کر پیچھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

"شاید سو گئی ہے"۔۔۔ عارب مڑ کر اسے دیکھا

"تم ہٹو پیچھے"۔۔۔ اسنے سامنے سے اسے ہٹا کر لاک دروازے پر دو تین لائیں ماریں تو عارب کو یقین ہو گیا اب اسکی بہن نہیں بچے گی۔۔۔

پر شکر تھا کہ وہ روم میں نہیں تھی البتہ کھلی کھڑی پرچٹ لگی تھی۔۔۔

"کیسا لگا میرا سر پر انز بیسٹ بھائی"۔۔۔ سطر کے ساتھ نیچے دانتوں کی نمائش کرتا ایموجی بنا تھا

سیر نے غصے سے مسل دی چٹ۔۔۔

عارب اسکی سرخ رنگت دیکھ کر سر کھجانے لگا۔۔۔



"میں ذرا اسے کچھ کھلاتا ہوں شاید بھوک لگ رہی ہے اسے"۔۔۔ وہ کہتا وہاں سے نکلا۔۔۔

اور سعیر خاموش ساا سکی پشت کو دیکھنے لگا۔

کوئی موقعہ نہیں چھوڑتی تھی زچ کرنے کا یہاں نہیں کیا ملتا تھا اسے ایسا کر کے۔۔

"بہت غلط کر گئی ہو بھاگ کر"۔۔۔!! مٹھیاں بھیج کر اس نے سوچا۔۔  
 "سنو لٹ کے اس باہر پھینک دو چلا جائے گا کہیں پر میرے گھر میں مجھے یہ نادیکھے"۔۔!! روم سے باہر نکل کر  
 کچن میں کھڑے عارب سے بولا۔۔

اور عارب کو معلوم ہو گیا کہ وہ بہت غصے میں ہے تبھی خاموشی سے سر ہلادیا۔۔  
سعیق قہر بھری نظر اس پیپر ڈال کر وہاں سے نکلا۔۔۔

اسے ابھی بھی نہیں بھول پارہا تھا کہ کیسے اسکی عین کے سینے سے لگا ہوا تھا اور اسکے بو سے بھی لیتا تھا، اسکی ہمت دیکھو سعیر کی عین سے بو سے لیتا تھا۔۔۔

غصے سے اسنے دروازے کے قریب رکھے ڈیکوریشن پیس کو ہاتھ مار کر نیچے پھینکا۔۔۔  
ٹھااکی آواز کے ساتھ شیشے کے ذرے دور دور تک پھیل گئے۔۔۔

"ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔عالم حد ہے یار"۔۔۔عارب کا ناجیا ہتے ہوئے بھی قہقہہ فضا میں گونجا۔۔

اور سعیر غصے سے دیکھ کر اندر روم میں بند ہو گیا۔۔

اسکے جاتے ہی عارب نے پی کو ٹیبل بیٹھایا اور اپنا موبائل نکالا۔۔

"کہاں ہو تم اور یہ کیا حرکت کی ہے مسی اندازہ ہے وہ کتنا غصے میں ہے، کیا ملتا ہے تمہیں ایسا کر کے"۔۔۔!!  
مسکان کے کال اوکے کرنے پر ہی عارب غصے سے شروع ہو گیا۔۔

"مزا آتا ہے، جو انسان دنیا کو ڈراتا ہے اسے تنگ کرنے چڑانے میں بہت مزا آتا ہے،۔ ہا ہا ہا"۔۔ عارب کے خاموش ہونے پر وہ ڈھیٹوں کی طرح بغیر اسکے غصے کی پروہ کیے قہقہہ لگاتی بولی

"تم تو مرو گی ساتھ مجھے بھی مارو گی۔۔ کہاں ہو اس وقت میں انتظار کر رہا ہوں آ جاؤ وہ روم میں چلا گیا ہے"۔۔ گھڑی میں وقت دیکھتے وہ پریشانی سے بولا۔۔

"آج نہیں آرہی ہاسٹل میں ہوں دوست کے ساتھ کل سعیر کے جانے کے بعد آؤں گی تم بے فکر رہو"۔۔۔  
اسنے اپنا پروگرام بتاتے کال ڈسکنیکٹ کی بغیر عارب کی سنے۔۔

"مرو سوتیلی ناگن"۔۔۔ وہ بڑبڑا کر موبائل میں ایک نمبر ڈھونڈنے لگا۔۔۔

"سنو غفور مسکان گرلز ہاسٹل میں ہے خیال کرنا اسکا"۔۔۔ اسنے اپنے آدمی کو کال کر کے بتایا جو ہمیشہ مسکان کو احساس کرائے بغیر اسکے ساتھ ہوتا تھا مختلف حلیے میں۔۔

"ٹھیک ہے میں بھی قریب ہوں باس آپ بے فکر رہیں"۔۔۔ غفور نے اسے مطمئن کیا۔۔

عرب نے موبائل واپس جیب میں رکھتے پی کو اٹھایا اور اسے ساتھ لیکر روم میں چلا گیا کہ کل سعیر کے جانے کے بعد حور العین کو دے گا اور سعیر کے لوٹنے سے پہلے لے لے گا۔۔۔!

\*-----\*  
مہوش علی

وہ روم میں داخل ہو کر دروازہ لاک کرتے مڑا۔۔  
تو نظریں سامنے کمفرٹ میں دبکی حور العین پر گئی۔۔  
وہ چلتا ہوا دروازہ کے قریب آیا اور نائٹ ڈریس نکال کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔۔  
یہ اسکی عادت تھی بچپن سے ہی کہ سونے سے پہلے نہا کر سوتا تھا چاہے گرمی ہو یا سردی۔۔

سردی میں سہمی اور اسکی ماں بہت منتیں کرتی تھی کہ نالے باتھ مگر اسکی عادت تھی کہاں رہنے والا تھا۔۔  
ماں کا غصہ سہمی کی منتیں ایک طرف رکھ کر وہ نہانے چلا جاتا۔۔۔  
کبھی کبھی تو اسکی ماں رو پڑتی کہ میرے ایک بیٹے ہو تمہیں اگر کچھ ہو گیا تو ہمارا کیا ہو گا عالم۔۔۔  
اور وہ انہیں یقین دلاتا کہ اماں میں ساری زندگی آپ کے اور سہمی کے ساتھ رہوں گا۔۔۔

پُر شاید قسمت کو یہ منظور نہ تھا۔  
اسنے زندگی تو گذاری پراکیلے سسکتے تڑپتے۔

سمی کہتی تھی کہ بیوی آئے گی ہمیں بھول جائو گے جانتی ہوں۔۔۔  
کہاں یاد رہے گا کہ سمی کون اماں کون۔۔۔

پراب وہ انہیں کیسے بتاتا کہ دیکھو بیوی ہے پر تم اور اماں نہیں ہو، کہتی مجھے تھی پراکیلے خود کر گئیں۔۔۔  
وہ اس سے کہہ رہا تھا دیکھو سمی تمہارا کہا غلط ہوا میرے پاس بیوی ہے پر تم دونوں ابھی بھی دل میں بستی ہو۔۔۔  
.....

باہر کی ٹھاکی آواز پر حورالعین نے سختی سے کمفرٹر کو جکڑ لیا اور قدموں کی چاپ پر وہ سانس روک گئی جیسے  
گہری نیند میں ہو۔۔۔

"میں آپ سے ذرا بھی بات نہیں کروں گی سعیر"۔۔۔ آنکھیں میچ کر سونے کی کوشش کرتی وہ خود سے عہد  
کرنے لگی۔۔۔

"سچ میں بہت ہی برے ہیں آپ"۔۔۔ پی کی یاد آنے پر وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔۔

کہ ہاتھ روم کے دروازہ کھلنے پر وہ آنکھیں موند گئی۔۔۔

سعیر باہر نکل کر بالوں کو تولیے سے رگڑتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔



جوبار بار آگے کو کھسک رہی تھی۔۔۔

تولیہ ہینگ کرتے وہ اپنی سفید شرٹ کے بازو فولڈ کرتے بیڈ پر بیٹھا۔۔

وہ شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا کہ پیچھے دھرام کی آواز پر ایک دم پلٹا تو بیڈ سے حور العین کو غائب دیکھا۔۔

حور العین جو اسکے بیٹھنے پر مزید آگے کھسکی تھی کمفرٹر سمیت دھرام سے بیڈ سے نیچے گری کہ اسکے منہ سے آہ نکلی۔۔۔



"عین میری جان"۔۔۔!! وہ تڑپ کر اسکی طرف بھاگا

"تم ٹھیک ہو میرا بچہ"۔۔۔ روتی ہوئی حور العین کے منہ سے کمفرٹر ہٹا کر وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر فکر مندی سے بولا۔۔

"نہیں دیکھ رہے اتنا زور سے گری ہوں ابھی بھی پوچھ رہے ہیں ٹھیک ہوں"۔۔۔ اپنا چہرہ جھٹکتی وہ چیخی

"بس بس۔۔۔!" پچکارا اسے واپس بیڈ پر بیٹھایا۔۔

اور حور اپنا سر سہلاتی کمر پر لگی چوٹ پر رونے لگی۔۔۔

"تمہیں کس نے کہا تھا سوتے ہوئے یوں بھاگتی جاؤ"۔۔۔ وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے کچھ ہوا ہی نا ہو۔۔۔ حور العین کو مزید غصہ آیا۔۔۔

"کہاں لگی ہے چوٹ دیکھاؤ"۔۔۔ اس کے بالوں کو الگ کرتے سر کو دیکھنے لگا۔۔۔

جہاں ہلکا سا سرخ نشان پڑ گیا تھا۔۔۔

سعیر نے محبت سے اس پر اپنے لب رکھ لئے اور اسے اپنے سینے سے لگالیا۔۔۔

"روتے نہیں ڈار لنگ"۔۔۔ اسکی کمر سہلاتے بولا حور نے روتے ہوئے منہ بنایا۔۔۔

"تو کیا کرتے ہیں چوٹ لگنے پر بتادیں وہ میں کروں اب اپنی زندگی تو میں جینے سے رہی"۔۔۔ وہ تلخ لہجے میں ناگواری سے بولی۔۔۔

سعیر نے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔۔

"تمہیں بے بی چاہیے"۔۔۔ وہ اسکا چہرہ اوپر کرتے سنجیدگی سے پوچھنے لگا کہ حور سر ہلانے لگی۔۔۔

سعیر مسکرا دیا۔۔۔

"ہم گڈ مجھے بھی چاہیے"۔۔۔!! وہ کہتا ہوا اسکے قریب آیا۔۔۔

"نہیں سیر"۔۔۔!! وہ ڈر سے ایک دم پیچھے ہوئی۔۔۔

"کیا نہیں میرا بچہ"۔۔۔ اسے بیڈ پر لیٹا کر بال سنوارتے پوچھنے لگا کہ حور کی ٹانگیں کانپنے لگی۔۔۔

"مم۔۔۔ مجھے نہیں چاہیے۔۔۔!! وہ اسکے منہ پر دونوں ہاتھ رکھتی اسے دور کرنے لگی۔

مہوش علی

اور سیر اسکی پیلی پڑتی رنگت دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

"کیوں میری جان ابھی تو تم کہہ رہی تھی ہاں"۔۔۔ سیر نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر تکیے سے لگائے۔۔۔  
حور العین کی حالت بری ہو گئی۔۔۔

"مم۔۔۔ میں نہیں کہوں گی۔۔۔ پلپلپ۔۔۔ اسکی سانسیں خود پر محسوس کرتی وہ بھرائی آواز میں بولی

۔۔۔

"پر میں تو کہہ رہا ہوں"۔۔۔ اسکی ناک سے اپنی ناک رگڑتے وہ مسکرایا۔۔۔

"مجھے کمر میں درد ہو رہا ہے"۔۔۔ وہ کہتی ہوئی رو پڑی۔۔۔۔۔  
سعیر مزاق چھوڑ کر سنجیدہ ہوا اسکے چہرے پر اذیت کے سائے دیکھ کر۔۔۔

"شش۔۔ عین میں مزاق کر رہا تھا۔۔ بتاؤ کہاں درد ہو رہا ہے"۔۔۔ اسکے چہرے کو صاف کرتے وہ محبت سے کہنے لگا اور اسکے نفی کرنے کے باوجود اسے منہ کے بل ڈال کر اسکی شرٹ پیچھے سے کھسکائی تو لب بھیج کر رہ گیا۔۔۔

اسکی پیٹھ پر جگہ جگہ سگریٹ سے جلانے نشان تھے، اور پیٹھ ہی نہیں وہ جانتا تھا وہ پوری زخموں سے چوڑ ہے

مہوش علی

سفید اسکن پر کالے گہرے کٹ کے ساتھ ہنٹر سے مارنے کے نشان تھے اسکے پور پور پر۔۔۔  
کرب اذیت سے سعیر نے اپنی انگلیاں اسکی پیٹھ پر نشانوں پر رکھی تو وہ چیخ اٹھی۔۔۔

"ممااااا"۔۔۔ اسنے مٹھیوں میں بیڈ کو جکڑ لیا۔۔۔ حالانکہ زخم اب نشان رہ گئے تھے۔۔۔

کیا فرق تھا دونوں میں ایک۔۔

ایک حیوان بن گیا تو وہ بکھر گئی ٹوٹ پھوٹ گئی۔۔۔

ایک ہی کشتی کے سوار تھے دونوں۔۔



سیر نے کھینچ کر اسکے روتے بلکتے وجود کو سینے میں چھپایا۔۔۔

اسکے جسم ہر بھی تو ایسے ہی نشان تھے۔۔۔ پر اسے حیوان بنانے کیلئے اور اس معصوم کو اپنی ہوس کا شکار بنانے کیلئے۔۔۔

"پاپا۔۔۔۔۔ وہ اسکی بانہوں میں مچل رہی تھی۔۔

اسکے جسم سے آگ نکل رہی تھی۔۔۔

اور اسے سیر اسے خود سے لگائے ہوش کی دنیا میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"عین"۔۔۔۔۔!! اسنے جھنجھور کر اسے ہوش کی دنیا میں لایا اور دھاڑا کہ وہ سہم کر خاموش ہو گئی۔۔۔

"تم میرے پاس ہو عین۔۔۔ عالم کے پاس"۔۔۔ اسکے بھیگی گال صاف کرتے چپکے بالوں کو پیچھے کر رہا تھا۔۔۔

اور وہ آنکھیں جھپکتی اپنے حواس بحال کر رہی تھی۔۔۔

"س۔۔۔۔۔ سیر"۔۔۔۔۔ ڈرتے ڈرتے اسنے پکاڑا کہیں وہ خواب تو نہیں۔۔۔

کہیں وہ سچ میں اس جہنم میں تو نہیں۔۔۔

"ہو نہہ"۔۔۔! سرخ لہو لہان ہوتی آنکھیں موند کر اسکے گال سے اپنے نشانوں والے گال کو لگایا۔۔۔

جیسے بتا رہا ہوں دیکھو میں بھی پورا لہو لہان ہوں۔۔۔  
پر حور اپنے حواسوں میں کہاں تھی پوری طرح جو اسکے اشارے کو محسوس کرتی۔۔۔

وہ خاموشی سے اسکے سینے میں چھپی ہوئی تھی۔۔۔  
ایک ڈری سہمی بچی کی طرح۔۔۔

کہاں گیا پی کہاں گئی ضد۔۔۔  
سب کچھ اپنی اذیتوں کے تلے دب گئے تھے۔۔۔

سعیر آہستہ سے اسکے لرزتے وجود کو بانہوں میں بھر کر بیڈ پر لیٹا۔۔۔

"مم۔۔۔ میں چھپی ہوئی ہوں سس۔ سعیر عالم"۔۔۔!! اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں پکڑے اس میں منہ

چھپائے وہ پوچھنے لگی۔۔۔

سعیر مسکرا دیا اسکے پورا نام لینے پر۔۔۔

"تم سب کے سامنے ہو عین، سب جانتے ہیں عین عالم کے پاس ہے،، پر کس میں ہمت نہیں ہوگی تمہیں  
صرف سوچنے کی"۔۔۔ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔

"س۔۔۔ سب جانتے ہیں"۔۔۔!! وہ ڈر گئی۔۔۔ اور کچھ مزید چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

سعیر نے اسکی جانب کروٹ لی اور اسکا بھیگا چہرہ اوپر کیا۔۔۔

"تمہیں گڈ نیوز دوں"۔۔۔ اس کے ماتھے پر لب رکھتے وہ بولا تو حور سر ہلانے لگی۔

"تمہاری بہن کا نکاح ہو گیا ہے دائود کے ساتھ"۔۔۔ اسکی اتنی بڑی بات سننے کے بعد بھی وہ سر ہلانے لگی  
جیسے وہ کچھ سمجھی ہی نا ہو۔۔۔

اور سعیر جانتا تھا صبح جب ریلیکس ہوگی تو اس بات کو سوچ کر اسکاری ایکشن دیکھنے کے لائق ہوگا۔۔۔

"اٹک۔۔۔ کہاں"۔۔۔!! اسے اٹھتے محسوس کرتی حور العین بھی گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

"کمفرٹراٹھالوں میرا بچہ"۔۔۔ وہ کہتا گھوم کر دوسری طرف کمفرٹراٹھانے لگا اور اسے بیڈ پر رکھ کر واپس  
اس کے پاس آکر اسے اپنے آغوش میں لیکر لیٹ گیا۔۔۔

اپنے اور اسکے اوپر کمفرٹ ٹھیک کرتے۔۔۔

\*-----\*

وہ اے ایس پی نعیم سے بات کر رہا تھا کہ اسکے لاک ڈور پر معصوم دستک ہوئی۔۔

اسنے تعجب سے دیکھا۔۔

رات کا بارہ بج رہے تھے اور اس وقت کیوں جاگ رہی ہے۔۔۔

بات مختصر کرتے ہوئے اسنے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور شرٹ ٹھیک کرتا دروازے پر آیا۔۔

"فیری کیا بات ہے"۔۔۔؟ وہ سامنے چھوٹی سی مسکان کو کھڑا دیکھ کر پریشان سا پوچھنے لگا۔

"دوست مجھے نیند نہیں آرہی اکیلی آپ کے ساتھ سو جائوں"۔۔۔! برہان کا ہاتھ پکڑ کر وہ التجا کرنے لگی۔۔

پر برہان کی نظریں اسکے گال پر ٹکی تھیں جہاں مٹے مٹے آنسوؤں کے نسان تھے۔۔

"کیا ہوا بیٹا طبیعت ٹھیک ہے"۔۔۔؟ اسے اندر آنے کی اجازت دیتے ہوئے وہ دروازہ بند کرتے گویا ہوا

"اماں بابا کی یاد آرہی ہے"۔۔۔ اسکے آنسوؤں بہہ نکلے۔۔۔



"آؤں دوست تمہیں ایک فیری کی کہانی سنائے گا"۔۔۔ اسے اٹھا کر بیڈ پر لیٹاتے دوسری طرف خود آیا

۔۔۔

اور کہنی کے بل لیٹ کر مسکراتے بولا۔

"سچ۔۔!! بابا بھی سناتے تھے کہانیاں جب میں رات کو ڈر کر اٹھ جاتی تھی تو بابا مجھے کہانی سناتے تھے اور میں

جلدی سو جاتی تھی"۔۔۔ دونوں ہاتھوں پر سر رکھتے وہ مسکرائی سی بولی تو برہان نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا

اور پھر اسے اپنی ٹوٹی پھوٹی بنی بنائی کہانی سنانے لگا۔۔۔

کہ فیری بیزاری سے سنٹی آخر کار تھک کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

کیا کرتی کتنا سنٹی کہ اسکول جاتی گھر آتی، اسکول جاتی گھر آتی، گھر سے پھر اسکول جاتی، اسکول سے گھر آتی"

"دوست بس کریں مجھے نہیں سننی"۔۔۔ وہ چھوٹے ہاتھ جوڑ کر برہان سے منت کرتی بولی تو وہ آنکھیں سکڑ کر دیکھنے لگا۔۔۔

"کیا ہوا اچھی نہیں لگی کہانی"۔۔۔۔۔ برہان اسکے بیزار چہرے کو دیکھتے پوچھنے لگا۔۔۔

"نہیں بس فیری آتے جاتے تھک گئی"۔۔۔ وہ اپنی چھوٹی سی ناک چڑھا کر طنزیہ انداز میں بولی کہ بے ساختہ  
برہان کا قہقہہ پڑا۔۔۔

"بابا بابا میری جان"۔۔۔!! اسنے ہنستے جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھے تو مسکان بھی ہنسنے لگی۔۔۔

اور پھر کچھ ہی دیر میں ہنستی مسکراتی وہ سو گئی۔۔۔

برہان نے مسکراتے ہوئے خود بھی آنکھیں موند لیں۔۔۔

"تمنے اپنے آدمی کو مارا بیسٹ"۔۔۔؟؟ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے ٹانگ ٹانگ چڑھائے سلکار کے گہرے کش  
لیتے بلیک کنگ نے سامنے بیٹھے سعیر عالم سے غصے سے پوچھا۔۔۔

"ہاں"۔۔۔!! وہ لا پر وہ سا بولا۔۔۔

"کیوں اس طوائف کیلئے، اگر تم کہتے میں تمہارے سامنے لڑکیوں کی لائن لگا دیتا، اپنے آدمی کو مارنے کی کیا  
ضرورت تھی"۔۔۔!! کنگ کو اسکی بے رحمی اپنے ہی آدمیوں پر پسند نہیں آئی۔۔۔

کل اسکے سامنے اپنے آدمی کی لاش کو لایا گیا تھا تو اسکے چہرے کو دیکھ کر وہ بھی منہ پھیر گیا۔۔۔  
بالکل دیوار میں مار کر کچل ڈالا تھا۔۔۔

کیا اسکے ایک وار کافی نہیں تھا کسی کی جان لینے کیلئے جو اتنی بے رحمی دیکھاتے اسنے اتنے وار کئے تھے اس پر

۔۔۔

"مجھے عورتوں کی ضرورت نہیں کنگ میں نفس کا غلام نہیں ہوں، مجھے اسنے بھائی کہا تھا"۔۔۔!! سحیر  
ناگواری سے کہتے وجہ بتانے لگا۔۔

اور ایک پل کو تو بھائی لفظ اسکے منہ سے سنتے کنگ حیران ہوا اور پھر دوسرے ہی پل ایک زوردار قہقہہ مارا۔۔

"تمہیں بھائی کہا۔۔۔!! کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔؟؟" اچانک ہی کنگ دھاڑا کہ درد یوار ہل اٹھے۔۔

وہ تھی کون جسنے اس حیوان میں جذبات کا بیج ڈالا اسکی برسوں کی محنت کو ایک لفظ سے پانی میں ملا دیا۔۔۔

"میرے پاس ہیں دونوں"۔۔۔!! "سحیر ناگواری سے اسکی دھاڑ کو سنتے آخر میں بولا۔۔

"مجھے دونوں کی لاش چاہیے بیسٹ ٹکڑوں میں بٹی ہوئی"۔۔۔ کنگ خونخوار ہو کر اٹھا۔۔

"نا ممکن ہے کسی دوسرے کی بولو"۔۔۔ سحیر پہلی بار انکار کرتا کھڑا ہوا کنگ کو ششدر چھوڑ کر۔۔۔

"بیسٹ"۔۔۔۔!! بلیک کنگ دھاڑے پر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔۔

یہ سب تو اسکی سیکھائی بے حس تھی پر وہ لڑکی۔۔

اسنے تو اسے جذبات دئے تھے۔۔

"تم مجھے انکار کر رہے ہو"۔۔۔!! بلیک کنگ نے اپنے طرف انگلی کر کے اسکی بھوری سرخ آنکھوں میں اپنی کالی آنکھیں گاڑیں۔۔۔

"میں نے انکار نہیں کیا"۔۔۔!! "کسی دوسرے کی لاش کا بولو"۔۔۔ سعیر کو اب غصہ آنے لگا اور اسکی بھوری آنکھیں سرخ ہونے لگی۔۔۔

"ٹکڑوں میں نہیں ذروں میں لا کر دوں گا، پر وہ دونوں نہیں۔۔۔! بھول جائیں انہیں"۔۔۔۔۔ درشتگی سے کہتے سعیر نے کنگ کو گھورا جیسے اب ضد کی تو مجھ پر بھروسہ مت کرنا کچھ بھی کر دوں گا۔۔۔

بلیک کنگ غصے ضبط سے سلگار کے گہرے کش لیتے سعیر کے چہرے کو دیکھنے لگے۔۔۔  
لوگوں کو عشق پاگل بناتا ہے اسے بھائی لفظ ہوش میں لا رہا ہے۔۔۔  
چھوڑنے والا نہیں تھا وہ اس لڑکی لڑکے کو جس نے اسکے بیسٹ میں جزبات ڈالے تھے۔۔۔

"بیٹھ جاؤ"۔۔۔! خود بیٹھتے اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

سعیر ابھی بیٹھا ہی تھا کہ پیچھے سے اچانک ہی بلیک کنگ کے اشارے پر اسکے سر پر وار ہوا ایک کے بعد دوسرا تیسرا۔۔۔۔

وہ دھاڑ کے کسی جنگلی جانور کی طرح اٹھا اور پیچھے مڑا۔۔۔۔



پر اس سے پہلے کے ابھی اس آدمی تک پہنچتا کہ لہرا کر نیچے گرا۔۔۔

"لے جاؤ اسے"۔۔۔ غصے سے اسکے چوڑے وجود کو زمین پر دیکھتے وہ اپنے آدمیوں سے بولا۔۔

جو ڈرتے ڈرتے اسکے قریب آرہے تھے ایک دوسرے کو دیکھتے۔۔

"اٹھائو۔۔۔۔۔!! تھوک نکلتے ہوئے ایک آدمی دوسرے سے بولا تو جھک کر اسے اٹھانے کیلئے چارہی  
ساتھ جھکے۔۔۔

مہوش علی

بلیک کنگ دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔۔

اپنے بنائے جانور کو۔۔۔

ہاں اسنے انسان میں اسے جانور بنا دیا تھا۔۔

بے رحم، بے حس، حیوان، جزباتوں سے عاری جانور۔۔۔۔

جو صرف اتنا جانتا تھا بلیک کنگ کی رکاوٹ کو ختم کرنا، اسکا راستہ صاف کرنا لوگوں میں اپنی حیوانیت سے خوف  
وحشت پھیلانا۔۔

پر آج۔۔۔۔! آج وہ بھائی لفظ سنتے اسے آنکھیں دیکھانے لگا تھا۔۔۔

اپنی اصلیت بھول رہا تھا جو یاد دلائی ضروری تھی۔۔

ان چاروں کا اسے اٹھانے تھا کہ اسنے اپنی بھوری لہو آنکھیں کھولی  
تو تینوں کی سہمی خوفزدہ آنکھوں سے ٹکرائی۔۔۔

"ب۔۔۔ بیٹ۔۔۔!! سب تھوک نکل کر اسکے ہاتھ پاؤں چھوڑ گئے۔۔۔

پرانہونے بڑی غلطی کر لی تھی اس پر وار کرنے کی۔۔۔  
کیا وہ بچوں جیسے وار کرنے سے مر سکتا تھا یا بے ہوش ہونا۔۔۔

لیٹے لیٹے ہی اسنے اپنا پاؤں اور ہاتھ کا استعمال کرتے دو کو نیچے گرایا  
اور انکی دل دہلا دینے والی چیخوں کو نظر انداز کرتے انکے گلے پر خنجر کی نوک رکھی۔۔۔  
اور ذرا ساد باؤ دیتے خون کی پچکاری سیدھا اسکے منہ میں لگی۔۔۔  
وہ آدمی مچھلی کی طرح اسکی گرفت میں تڑپتا ساکت ہو گیا۔۔۔

پراسکا ہاتھ نار کا۔۔۔

اور دیکھتے دیکھتے بلیک کنگ کے سامنے وہ فرش ان چاروں کے ٹکڑوں اور خون سے بھر گیا ساتھ وہ بھی لت  
پت خون میں بیٹھا تھا۔۔۔

"بس۔۔۔۔۔ منہ آستیں سے صاف کرتے وہ بلیک کنگ کے سامنے کھڑا ہوتا پوچھنے لگا۔۔۔

"اپنی پہچان مت بھولو بیسٹ ہو انسان بننے کی کوشش مت کرو"۔۔۔۔  
"انسان کو تمہارے باپ نے مار دیا یہ میرا بیسٹ ہے۔۔۔۔ میں نے بنایا ہے تمہیں"۔۔۔۔ وہ غرایا سیر خاموشی  
سے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"ہاں اسکے باپ نے تو انسان کو مار دیا تھا، حیوان کو تو اس نے جنم دیا تھا"۔۔۔۔  
"جائواب"۔۔۔۔!! بلیک کنگ نے کہتے اسے جانے کا اشارہ کیا وہ سر جھکا کر لمبے لمبے قدم بھرتا وہاں سے چلا  
گیا۔۔۔۔  
"یہاں آؤ کریم"۔۔۔۔ سامنے کھڑے اپنے خاص آدمی کو پکارتے وہ پرسوچ سا سیر کی پشت کو دیکھنے لگا۔۔  
"زمان کہاں ہے"۔۔۔۔؟ سامنے مودب کھڑے کریم سے پوچھا۔۔  
جو ملازموں کو فرش صاف کرنے کا حکم دیتے اب اسکی جانب مودب کھڑا تھا حکم کیلئے۔۔

"زمان کراچی میں ہے اڑی اڑی خبر ملی ہے کہ کوئی لڑکی ہے "بلا سنڈ بیوٹی" اسکے پیچھے ہے آجکل شادی کرنا  
چاہتا ہے اس سے"۔۔۔۔ وہ جھک کر اسے بتانے لگا۔۔

"بلا سنڈ بیوٹی"۔۔۔۔!! بلیک کنگ بڑبڑایا

"نام تو یونیک ہے!! کیا وہ بیوٹی بھی یونیک ہے"۔۔۔؟ مکر وہ مسکراہٹ سے اسنے کریم کو دیکھا

"عرض کریں اس سے پہلے آپ تک پہنچائیں گے"۔۔۔ کریم مسکراتے سر ہلا کر بولا

"نہیں رہنے دو زمان کے پاس پر اس سے کہو اگر مال کو کچھ ہوا تو یہ شادی کے خواب بربادی میں تبدیل

ہو جائیں گے"۔۔۔ وہ سوچتے ہوئے بولا

"اور کوئی حکم"۔۔۔؟ اثبات میں سر ہلاتے کہا

"بیسٹ کے پاس سے اس طوائف اور اسکے بھائی کو لاؤ میرے پاس"۔۔۔ وہ کہتے اٹھ کھڑے ہوئے اور جانے لگے تو کریم حکم آقا سمجھتے سر ہلایا۔۔۔

\*-----\*

"بیسٹ"۔۔۔؟؟ عارب دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوا اور اپنے ہتھیار کو صاف کرتے سیر کو دیکھے پکارا

"بولو۔۔۔" سیر نے سر دلچے میں کہا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔۔

مسکان کپڑے واش کر رہی تھی۔



"مم۔۔۔ مجھے آ۔۔۔ آپ کے جیسا بننا ہے کہ مم۔۔۔ میری بہن کی طرف جو بری نظر اٹھائے اس سے  
میں لڑ سکوں۔۔۔ نظریں ان ہتھیار پر ٹکائے وہ ہمت کر کے بولا

سعیر نے نظریں اسکے گھبرائے چہرے پر ڈالیں۔۔۔

"یہ لو اپنا دل نکال دو۔۔۔!! سرد بر فیلے لہجے میں کہتے اسکے سینے پر دل کی جگہ پر خنجر پھینکا کہ اسکی نوک  
لگنے سے خون کی ننھی بوند نکلی۔۔۔

عارب آہ کرتے خوف سے پیچھے بھاگا۔۔۔

وہ جو ہمت باندھ کر آیا تھا اسے اپنی ہمت ٹوٹی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"جائو۔۔۔!! اسے قدم پیچھے لیتے دیکھ کر وہ غصے سے بولا کہ عارب اسکے چہرے کو دیکھتے اپنی پھولی  
سانسیں درست کرتے وہاں سے نکلا۔۔۔

بھلا وہ کیسے اپنا دل نکال دے پھر زندہ کیسے رہے گا۔۔۔

سعیر نے خاموش نگاہ اسکی پیٹھ پر ڈالی جانتا تھا واپس ضرور آئے گا۔۔۔

وہ اسکے لفظوں کو سمجھا نہیں تھا۔۔۔

معصوم جو تھا۔۔

وہ مسکراتے اپنا خنجر اٹھانے لگا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہوا۔۔

"آپنے میرے بھائی کو مارا بیسٹ"۔۔!! مسکان اپنے بھائی کی شرٹ پر خون کی لکیریں دیکھ کر غصے سے سعیر

کے روم تک آئی۔

سعیر نے ناگوار نظر اس پر ڈالی۔۔

اور بیڈ سے اٹھا۔۔

اسے اٹھتے دیکھ کر مسکان بے ساختہ پیچھے قدم لے گئی۔۔

سعیر نے خاموشی سے دروازہ دھاڑ کی آواز کے ساتھ اسکے منہ پر مارا کہ مسکان کی چیخ نکل گئی اور وہ بے ساختہ

پیچھے کھڑے عارب کے سینے میں چھپی۔۔

"اس سے اونچی آواز میں بات مت کیا کرو مسی"۔۔ اسے چہرہ اوپر کرتے عارب سمجھانے لگا۔

"اور تمہیں جو تکلیف دی ہے اس کا کیا"۔۔۔ بند دروازے کو دیکھتے وہ واپس غصے میں آئی۔

"میں گیا تھا اسکے پاس بیسٹ بننے پر ایک چھوٹی چوٹ بھی برداشت نا کر پایا"۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے اپنا مزاق بناتے بولا تو مسکان نے اسے گھورا

"تم ایسے ٹھیک ہو خبردار اس جیسے بنے تو،، مینے رات کو چھپ کر دیکھا تو وہ خون میں لت پت آیا تھا گھر میں جیسے جانور بن کر"۔۔۔ مسکان اسے اپنے ساتھ لیتی روم میں آئی اور غصے سے گویا ہوئی۔۔

عرب خاموش نظر اپنی معصوم بہن کو دیکھتے بیٹھ گیا۔۔۔

اور اپنی شرٹ کو دیکھا جہاں سے چھوٹی سی لکیر پھیلتی جا رہی تھی۔۔۔

"میں تمہیں دوائی لگاتی ہوں"۔۔۔ مسکان میڈیکل باکس لیکر پاس آئی تو عرب نے اس کے ہاتھ تھام لئے۔۔۔

"رہنے دو اس چھوٹے سے درد کو بھی برداشت کرنے دو" وہ مسکراتا ہوا بولا تو مسکان نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔۔

"ابھی اللہ اللہ کر کے تو زخم بھرے ہیں پھر سے کیوں اس جانور کے کہنے پر تکلیف دے رہے ہو خود کو عرب"۔۔۔ بھرائی آواز میں وہ بولی تو عرب خاموشی سے دیکھتا اٹھ کر روم سے چلا گیا۔۔۔

\*-----\*

"نور نہیں آرہی"۔۔۔ مشعل بیگم کال پے بات کرتی نور کی بتائی گئی باتیں کہ مری میں اچانک موسم کے تیور بدلنے پر راستے بلاک ہو گئے ہیں وہ ایک دن مزید وہاں ٹھہر رہے ہیں پاپا اور آپ پریشان ناہوں،۔۔۔ حور العین نے سنتے واویلا مچاتے پوچھا۔۔۔

جمال صاحب اسکی صدمے بھری آواز پر ہنس پڑے۔۔۔۔

"نہیں بیٹا کل آئے گی"۔۔۔ جمال صاحب نے اسے اپنے ساتھ لگاتے محبت سے کہا۔

نور بھی اسکی آواز پر ہنس رہی تھی۔۔۔

"مجھے بھی گھومنے جانا ہے ابھی کے ابھی، یہاں آ کر تو ہم قید ہو کر رہ گئے ہیں"۔۔۔ وہ نئے گھر میں شفٹ ہو گئے تھے اور داد برہان بھی ان کے گھر تک ڈھونڈتے پہنچ گئے اور کافی شکوے بھی کیے اپنے چچا چچی سے

پر وہ دونوں مسکرا کر سن رہے تھے۔۔۔

نرگھس بی بھی یہیں آگئی تھی۔۔۔

وہ ایک بیوہ تھی جسکا کوئی نہیں تھا۔۔۔



جمال صاحب نے اسے اپنی بہن بنا کر گھر میں رکھا تھا اور اسکی بیٹی کی شادی بھی خود کروائی تھی اچھے گھر میں

---

"نو بیٹا بھی بہت دھوپ ہے شام کو چلیں گے کہیں"۔۔۔ وہ مسکرائے اور اسکے گال تھکتے بولے۔۔

"نہیں مجھے ابھی جانا ہے اسی وقت کسی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے"۔۔۔ وہ ضدی لہجے میں غصے سے بولی۔

"حور مینے کہا تھا نا کہ پاپا ماما کو تنگ مت کرنا"۔۔۔ مشعل بیگم کے موبائل حور العین کے کان پر رکھنے پر دوسری طرف نور بولی۔

"تم چپ کرو تمہیں کیا ہے خود تو مزے سے وہاں رہ رہی ہوں میں قیدی بن کر رہ گئی ہوں"۔۔۔ حور العین غصے سے چیخی کہ مشعل بیگم اور جمال صاحب حیران ہوئے۔

نور کو بھی اسکی بیجا ضد پسند نہیں آئی۔۔۔

"حور کبھی اپنے ماں باپ کی بھی سن لیا کرو ہمیشہ اپنی مت چلایا کرو"۔۔۔ اس بار نور غصے سے بولی تو حور العین کو مزید ضد آگئی۔

"میں جانوں گی جانوں گی۔۔۔! یہ صرف تمہارے ماں باپ نہیں میرے بھی ہیں"۔۔۔ وہ چلا کر بولتی  
موبائل ہاتھ میں لیتے نیچے پھٹک دیا۔۔

"چلو بھی چلیں ورنہ میری پری پاپا سے بھی ناراض ہو جائے گی"۔۔۔ وہ کہتے ہوئے اٹھے۔۔

تو مشعل بیگم حور پر ایک نظر ڈال کر خود بھی اپنے شوہر کی پیروی کرتی اٹھی۔۔

"آجائو چادر لے لو"۔۔ خاموش بیٹھی حور سے مشعل بیگم مخاطب ہوئی۔۔

"مجھے نہیں جانا"۔۔ حور نے منہ پھیرا۔۔

تو دونوں ہنس پڑے۔۔

"آجائو ہم سچ میں چل رہے ہیں تمہاری زبردستی پر نہیں بلکہ آج مجھ سے کھانا نہیں پکایا جا رہا چلو اٹھو"۔۔

مشعل بیگم اپنی پیاری سی بیٹی کے پھول منہ کو پیار سے دیکھتی اٹھانے لگی۔۔

اور جمال صاحب مسکراتے ہوئے باہر نکلے۔۔

مشعل بیگم اسے ساتھ لیتی ہوئی نرگھس بی کے پاس آئی اور اسے بھی چلنے کا کہا پر بی نے انکار کر لیا کہ وہ یہیں کچھ  
پکا کر کھالے گی اسے باہر کے کھانے نہیں پسند تھے۔۔۔

گاڑی میں پچھلی سیٹ پر اسے بیٹھا کر مشعل بیگم فرنٹ سیٹ پر آئی۔۔

اور پھر جمال صاحب نے ایک مسکراتی نظر اپنی بیوی پر ڈال کر گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

پر راستے میں ہی اچانک انہیں بریک لگانی پڑی۔۔۔

"کیا ہوا پاپا"۔۔۔؟ حور نے گاڑی رکتے محسوس کر کے اپنے باپ سے پوچھا۔۔

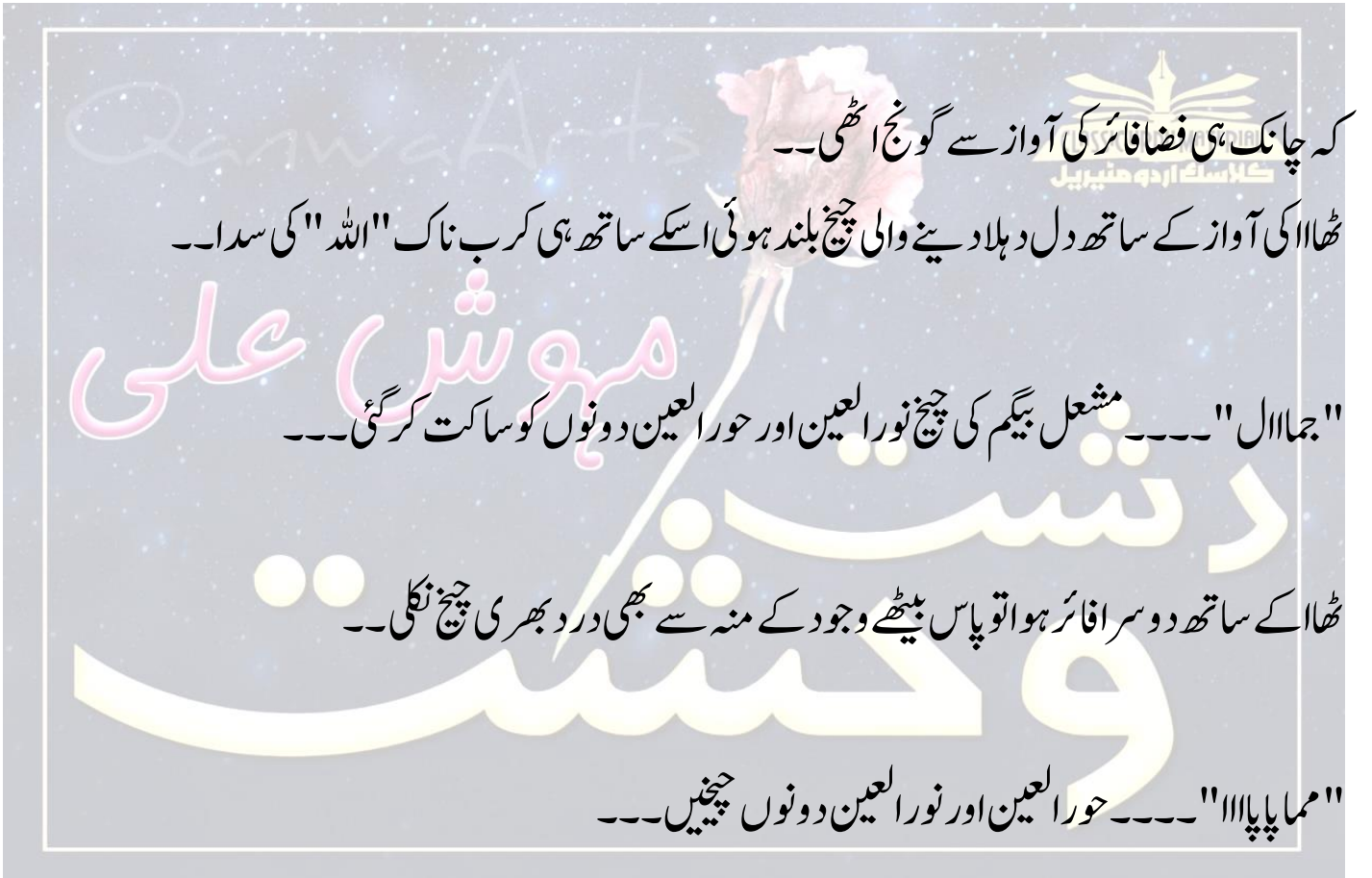
"بیٹا نور العین کی کال آرہی ہے اسے بتادوں کہ تم اب مسکرائی بیٹھی ہو غصہ تھوک کرورنہ وہ پریشان ہوتی  
رہے گی۔۔

جمال صاحب مسکراتے بولے کیونکہ وہ اپنی حساس دل بیٹی نور العین سے واقف تھے۔۔

"ہاں بیٹا ہم جارہے ہیں آپکی بہن کو لنچ کروانے کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں"۔۔ جمال صاحب نے  
مسکراتے مر میں دیکھتے اسے پریشان چہرے کو نور العین سے بولے مشعل بیگم مسکرا کر دیکھ رہی تھی کہ اللہ

پاک نے اسے کتنا حسین اور پیار کرنے والا انسان دیا ہے ہمسفر کے روپ میں جو ہر رشتے کی عزت کرنا جانتے تھے۔۔۔

بے ساختہ ہی انہوں نے اپنا ہاتھ جمال صاحب کے ہاتھ پر رکھا تو جمال صاحب موبائل دوسرے ہاتھ میں پکڑتے اپنی بیوی کے ہاتھ کو تھاما اور مسکراتے اسکی خوشی سے نم آنکھوں میں دیکھا۔۔



"ممااا"۔۔۔۔ حورا العین خوف و ہراس سے بلند آواز میں چیخنے لگی۔۔  
ساتھ میں نور کی بھی چیخیں شامل تھی۔۔



کہ اچانک حورالعین کے منہ پر رومال رکھ کہ اسکی آواز کو حلق میں ہی دبا دیا گیا اور پھر گاڑی میں دونوں محبت کرنے والوں کے ساکت وجود اور موبائل سے آتی نورالعین کی دھاڑیں رہ گئی۔۔۔

"میں اس سے کہا تھا حورضد مت کرو ماما پاپا کی مان لو پر وہ نہیں مانی اور میرے ماں باپ کو کھا گئی چڑیل  
"۔۔۔ سفید کفن میں لپٹے دو وجود کو علوی ہائوس کے بچوں بچہ رکھا ہوا تھا۔۔۔

اور انکی اس بے رحمی سے موت پر ہر آنکھ اشک بار تھی۔  
نورالعین روتی سسکتی چیختی آسید بیگم کے آغوش میں اپنے ماں باپ کو گہری نیند میں سوئے دیکھ کر چیخ رہی تھی  
اور ساتھ حورالعین کو بھی کوس رہی تھی۔۔۔

"ماما پاپا ٹھہریے نا، دیکھے کون ہے ہمارا جو ایسے چھوڑ کر چلے گئے ہیں واپس آئیے ورنہ میں جیتے جی مر جائوں گی"  
۔۔۔ وہ باری باری دونوں کو جھنجھورتی چلا رہی تھی۔۔۔

"یا اللہ میرے ماں باپ کو لوٹا دو یا اللہ"۔۔۔ وہ اپنی دامن اٹھا کر چیخ رہی تھی سسک رہی تھی اللہ کے سامنے پر  
جانے والے کبھی لوٹ آئے ہیں جو یہ آجاتے۔۔۔

البتہ دونوں کی روح تڑپ رہی تھی اپنی معصوم بیٹی کو سسکتے دیکھ کر  
اور دوسری بیٹی۔۔۔!!

اسے حیوان لے گئے ان سے چھین کر۔۔۔!!

نورالعین کی سدا میں سب کا دل دہلا رہی تھیں۔۔ جیسے دل پھٹنے کے قریب تھا۔۔

اور وہ آپے سے باہر ہو کر سب سے بس سے باہر ہو کر بلند آواز میں دھاڑیں مار رہی تھی اور ساتھ میں  
حورالعین کو کوسنا بھی نہیں بھولتی

جسکی ایک ضد نے اسکی دنیا جاڑ دی۔۔

کمال صاحب برہان داد نے پورا شہر پولیس اسٹیشن ہر جگہ چھان ماری پر حورالعین تھی کہ جیسے زمین پر ہی نہیں  
تھی۔۔

برہان کا دل سسک رہا تھا۔۔

وہ یک طرفہ محبت کی آگ میں ساری زندگی تڑپنے والا تھا۔۔

اسکے دل نے کتنی بار اسے کہا تھا اظہار کر دے پر اسنے ہمیشہ یہ کہہ کر خود کو ٹال دیا کہ ابھی مجھے اسکے قابل بننا  
ہے۔۔

اس قابل کہ وہ جب ہاتھ بڑھائے تو تھام لے پر وہ کیا جانتا تھا کہ حیوان تو پہلے ہی منہ کھولے بیٹھے تھے آہٹ  
میں تھے اور اسکی محبت کی بوسو نگھ کر ہڑپ گئے۔۔

اور اب وہ تھا دل کی سدا میں پکاڑیں تھیں اور سسکیاں تھی۔۔۔

"میں نہیں چھوڑوں گا انہیں جس نے اس ہنستے بستے گھر کو ویرانے میں بدل دیا ہے، بے رحمی سے چپا چچی کا قتل کیا ہے، حورالعین کو غائب کرنے والوں آج جس آگ میں میں جل رہا ہوں کل اسی آگ میں میں تم لوگوں کو جلاؤں گا"۔۔۔ دائود آلف گھٹنوں کے بل جمال اور مشعل کی قبروں کے سامنے رات کے اس اندھیرے میں ویران قبرستان میں وہ بیٹھا دھاڑ رہا تھا۔۔۔

چنچ رہا تھا حلق کے بل۔۔۔

"آلف بڑھے ہو جاؤ کب سدھرو گے" متنا بڑھی جھڑک اسکے کانوں سے ٹکڑائی تو وہ اور چلانے لگا کہ منہ میں خون کا ذائقہ گھل مل گیا۔۔۔

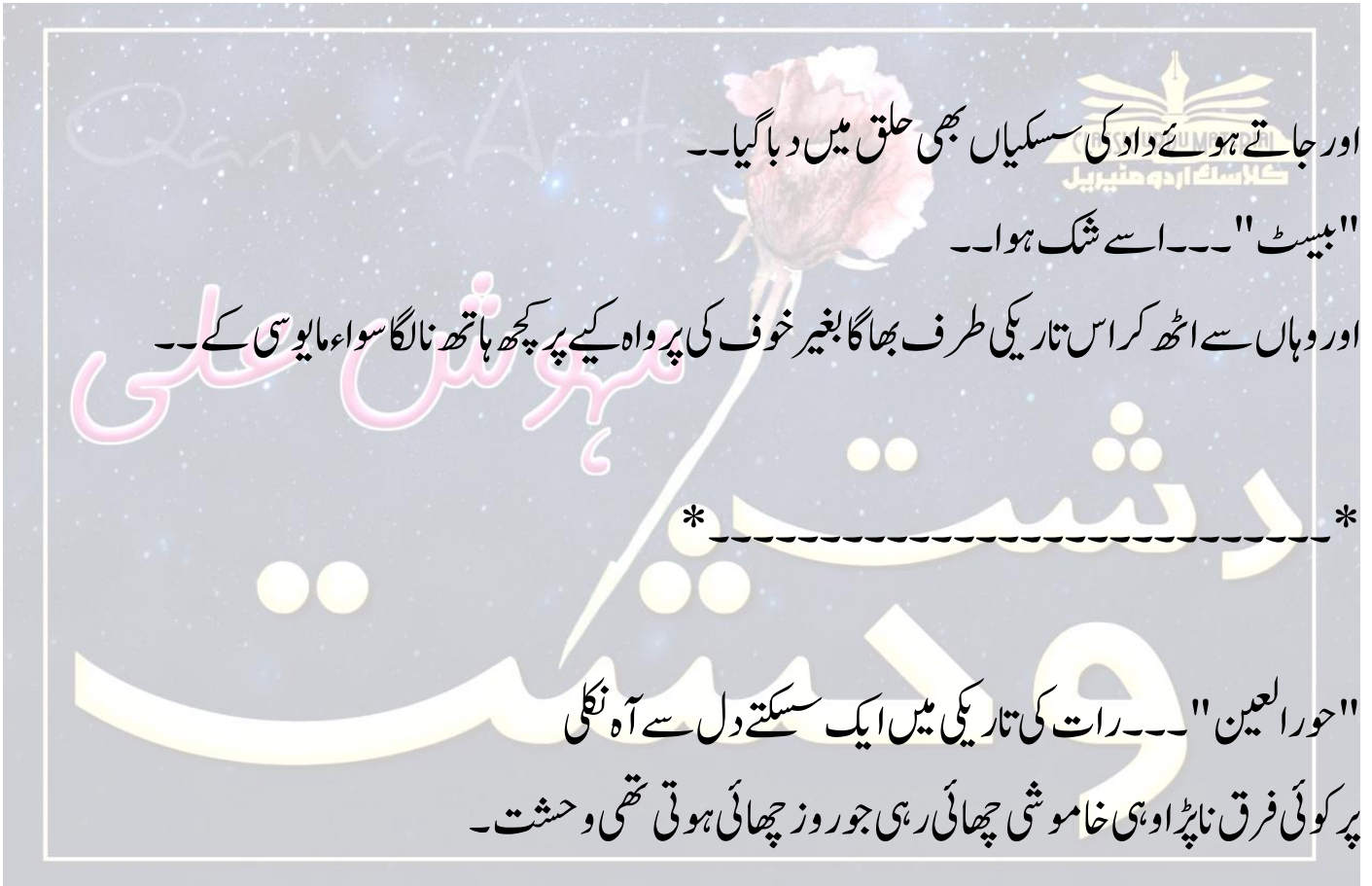
"چھوڑو بھی یہ میرا ڈلا بھتیجا ہے آلف جس کی معنی ہے محبت کرنے والا، یہ بڑھا ہو گیا تو ہم سے محبت کون کرے گا برہان کو تو پڑھائی سے فرصت نہیں"۔۔۔ شفقت بھری آواز آس پاس ویرانے میں گونجی اور وہ قبروں پر ماتھار کھ کر سسکنے لگا۔۔۔

"تم انہیں تکلیف دے رہے ہو"۔۔۔!! بھاری مردانہ آواز پر اس نے سر اٹھایا تو سامنے اس اندھیرے میں کھڑے لمبے چوڑے وجود کو دیکھ کر رہ گیا۔

اور واپس سر جھکا دیا۔۔۔

سعیر جو اپنے ماں کی قبر پر آیا تھا اس چھوٹے سے لڑکے کو یوں قبروں پر سر رکھتے سسکتے دیکھ کر ٹوکے بنانا رہ سکا

"آگ کو جلانا ہے تو آواز مت نکالو"!!! وہ کہہ کر رکنا نہیں اور داد اس انجان انسان کی پشت کو دیکھنے لگا جو آگے بڑھتا تاریکی کا حصہ بن گیا تھا۔



دو پرندے کیا اپنی آخری اڑان کو اڑے۔۔!!

دو پیار کرنے والوں کی سرگوشیاں، ممتا کی مٹھاس، شفقت کی بھری پکاڑیں۔۔!

کسی کے دل میں یک طرفاں محبت کے جگنو، کسی کا روعب، کسی کی ضد لاڈ۔۔!

"کسی کے طنز میں چھپے محبت کے تیر، لڑنا، منانا، الجھنا، کسی کی آنکھیں کی پیاس بھجانا۔۔!"



سب دشت و حشت تلے دب گئے۔۔

بچ گیا تو ایک وجود وہ تھا سسکیوں کا۔۔

جو ہر کسی کے دل میں پل رہا تھا۔۔!

اور چھایا رہا وحشت کا زمانہ۔۔

کوئی کھوئی محبت کے اندھیرے میں سسکتا رہا تو کوئی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی محبت کو تڑپتا دیکھ کر سسکنے لگا

مہوش علی

عالم عالم جوش و جنوں ہے، دنیا دنیا تہمت ہے  
دریاد دریادوتاہوں، صحرا صحرا وحشت ہے

"کون ہے بھئی"۔۔؟ بوڑھا رضوان گردن کی کپکپاہٹ سے کانپتا ہاتھ میں لاٹھی تھا مے دروازے سے باہر نکلا۔۔

"السلام علیکم رضوان انکل" بہت مشکل سے سعیر کے گلے سے لفظ نکلے تھے۔۔

"وعلیکم السلام کون ہو جو ان کیا کام ہے مجھ سے"؟ رضوان انکل نے بغور چشمے سے سعیر کے چہرے کو دیکھتے  
بولا

"کک۔۔۔ کہیں ت۔۔۔ تم سعیر تو نہیں ہو" بے یقینی سے لفظ منہ سے نکلے پر یقین نہیں تھا یہ سعیر ہو گا وہ تو  
کافی وقت پہلے ہی مر گیا تھا۔۔

سعیر جو بے ساختہ ہی یہاں نکل آیا تھا اب اسکے پوچھنے پر خاموشی سے دیکھ رہا تھا کہ کون سی پہچان کروائے اس  
عالم کی جسے اسکی ماں بلاتی تھی!! اس سعیر کی جسے اسکا باپ بلاتا تھا!، اس بیسٹ کی جسے دنیا بلاتی تھی؟

مہوش علی

پراسکی مشکل آسان کرنے پر اسنے سر ہلادیا۔۔

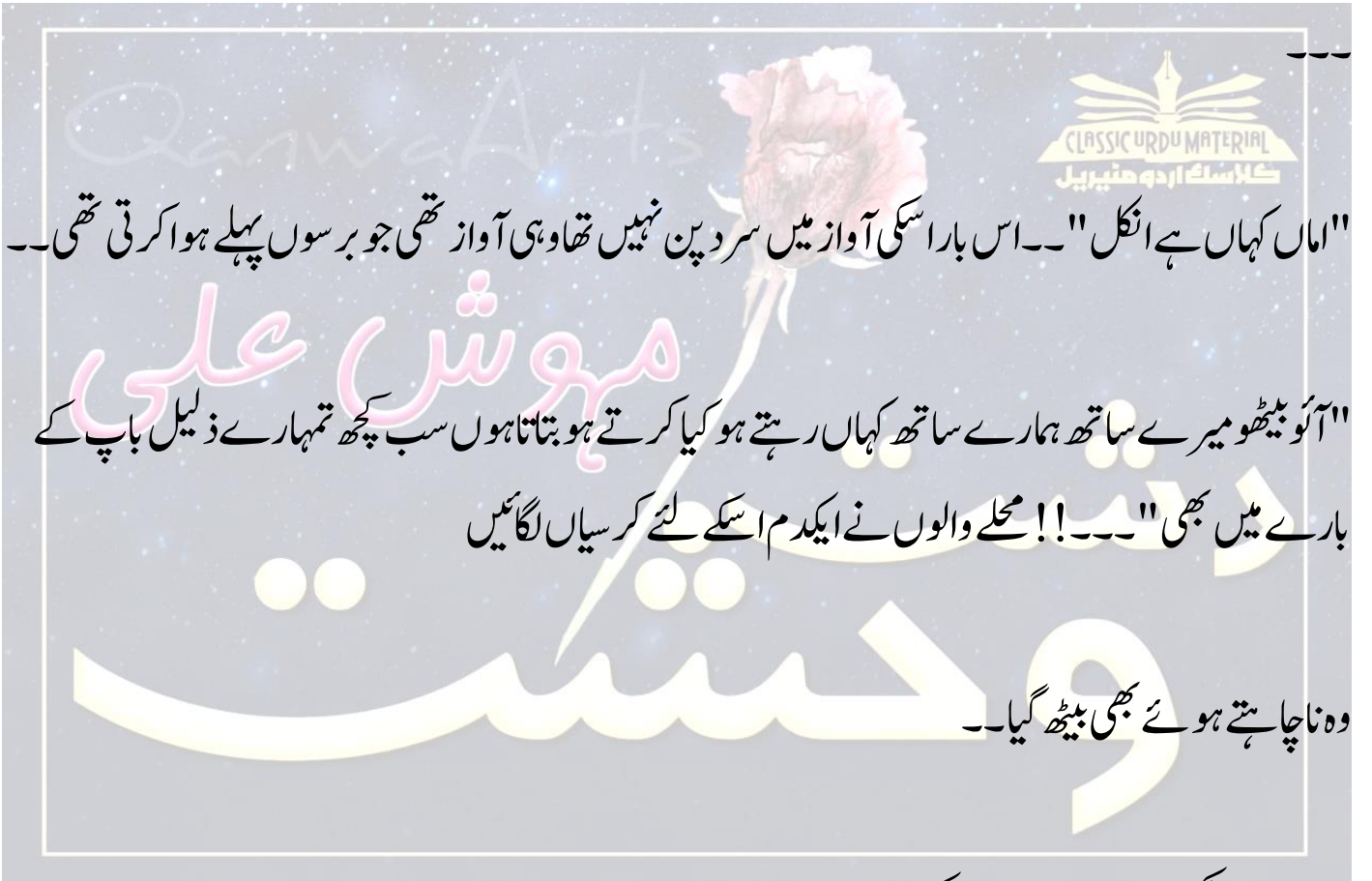
"آہ میرا بچا۔۔۔!! میرا سعیر۔۔۔!! رضوان صاحب روتے ہوئے اسکے ساتھ لگے تو سعیر الجھن سے دیکھنے  
لگا۔۔

"میری ماں کہاں رہتی ہے؟" اسنے سرد آواز میں پوچھا بغیر اسکی تڑپ کی طرف دھیان دئے

آس پاس محلے والے اسے دیکھ رہے تھے اسکے چوڑے وجود کو آنکھیں پھاڑے۔۔  
اس انتہائی خوبصورت مرد کی ایک گال پر قدرت کے نا انصافی پر وہ حیران تھے  
وہ کیا انکے سوال کا جواب دیتا کہ یہ قدرت کا نہیں حیوان کا کرم ہے۔

"سیر کہاں چلے گئے تھے میرے بچے ہم نے کتنا ڈھونڈا سارے محلے والوں نے کتنا ڈھونڈا کوئی پولیس اسٹیشن نہیں چھوڑا کہاں چلے گئے تھے بچے" رضوان کا بوڑھا جسم سسک رہا تھا پر اس نے ضبط سے لب بھیج لئے۔۔

اور کیسے۔۔؟ بے ساختہ ہی اس کا ہاتھ رضوان صاحب کی کپکپاتی گردن اور ضعیف وجود کے گرد بازو گھوم گیا



سب منہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

اور وہ بچوں بوڑھوں میں گھیرا بیٹھا تھا خاموش اپنی سرخ آنکھیں جھکائے۔۔

اسے بتایا جا رہا تھا کہ کیسے گھر سے نکلتی بو پر جب وہ اندر گئے تو وہاں انہیں اسکی ماں کی لاش ملی اسٹور روم سے کہ سارے محلے میں کھرام مچ گیا۔۔۔

ناسمی تھی ناتم تھے ناتمہارا وہ باپ تھا۔۔۔  
صرف تمہاری ماں کی لاش تھی وہاں جسے بے رحمی سے مارا گیا تھا کہ کئی دن ہر کسی کی آنکھوں سے ڈر خوف  
سے نیندر خست ہو گئی تھی۔۔۔

اور پھر کافی عرصے بعد ہولناک اس رب نے فیصلہ کیا اور اس درندے کی لاش ٹکڑوں میں کچرے کے ڈھیر پر  
ملی۔۔۔

اس بات پر سعیر کے لب پر پراسرار سی مسکراہٹ آئی۔۔۔

"سمی کہاں ہے عالم؟" سوال تھا کہ خنجر جو سعیر کے پیٹ میں گھونپ دیا گیا تھا کہ وہ بلبلا کر چیخنا چاہتا تھا پر ان  
سادہ لوگوں کے دلوں کا خیال کرتے ضبط کی آخری حدود کو چھونے لگا۔۔۔

"اماں کہاں ہے"۔۔۔؟ اس بار اسنے غصے سے پوچھا تو ہر طرف جو سرگوشیاں تھی سکوت میں بدل گئیں  
۔۔۔

اور پھر ہمت کرتے رضوان صاحب نے اسے بتایا کہ اس کی ماں کہاں ہے۔۔۔  
قبرستان کا معلوم ہوتے ہی سعیر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

اسکے رگوں میں خون کی گردش اس قدر تیز ہو گئی تھی کہ اسے لگا ابھی اسکا جسم پھٹ جائے گا۔۔۔



وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا محلے کے سادہ لوگ مڑ مڑ کر اس حیرت انگیز وجود کو دیکھنے لگے جس کا قد لمبا اور جسم انتہائی مضبوط چوڑا تھا کہ اسے دیکھ کر منہ کھل جاتا اور گردنیں مڑ۔۔۔۔۔

سب سے تو حسین اسکے بال تھے جو شہد رنگ کے اسے ماتھے پر جمے ہوئے تھے اور اسکی بھوری داڑھی مونچھیں اسکی شخصیت کو مزید نمایا کر رہی تھی۔۔۔

اسنے جب قدم رکھا تھا محلے میں تو اسے گمان ہوا کہ یہ تو اسکا محلہ نہیں جہاں وہ پل کر بڑھا ہوا ہے یہ تو کوئی دوسرا محلہ ہے پر رضوان صاحب کی دکان کو اپنی ہی جگہ پر دیکھ کر وہ خاموش رہ گیا۔۔۔

اور جب اسکی بھوری کرب بھری نظریں اپنے گھر کی جانب اٹھی تھیں تو اسے آباد دیکھ کر وہ خاموش رہ گیا۔۔۔

جہاں اسکی ماں کی جھڑکے بہن کی چہکار پازیب کی چھنکار گونجتی تھی اب وہی گھر دوسروں کی ملکیت میں دیکھ کر اسکی رگیں تن گئی پر کر کچھ بھی نا کر سکا۔۔۔

شاید وہ بھی اسے آباد دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

کہ وہ نہیں تو کوئی اور سن سکے چوڑیوں کی کھنک اور کرب ناک چیخیں۔۔۔۔۔

\*-----\*

وہ بلیک کنگ یا کسی کو بھی بتائے بغیر کراچی آیا تھا۔۔۔  
 اور اس وقت رات کی تاریکی میں خاموش ایک قبر کے پاس بت بنا بیٹھا تھا۔۔۔  
 کیونکہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ بات کیسے کرے۔۔۔  
 یا اسکی ماں اس سے بات ہی نہیں کرنا چاہتی تھی جس وجہ سے اسکے منہ سے لفظ نہیں نکلے رہے تھے۔۔۔  
 یا اس سے بھی برا حال ہو گیا تھا کہ لفظ تو دل ادا کرتا ہے جب اسکے پاس دل رہا ہی نہ تھا تو کیسے وہ بات کرتا۔۔۔

وہ خاموش سا بیٹھا کچھ فاصلے میں موجود لڑکے کو تازی بنی قبروں پر روتے دیکھ رہا تھا کہ وہ کیسے رو رہا ہے بھلا  
 اسے آنسو کیوں نہیں آرہے۔۔۔

"کیا درد پر رو یا جاتا ہے؟؟" وہ اپنی ماں کی قبر کو دیکھتے پوچھنے لگا۔  
 پر جواب نہ دارد۔۔۔

"ہاں وہ بھی درد پر رو رہا ہے" سر ہلاتے اسنے اپنے پیچھے سے چمکتا اپنا خنجر نکالا اور اپنے سینے اور بازوؤں پر کٹ  
 دینے لگا۔۔۔

جگہ جگہ بری طرح گہرے کٹ دینے لگا۔  
 پر ایک بھی آنسو نہ نکلا تو تھک کر واپس رکھ دیا۔۔۔  
 اور واپس اس لڑکے کو چیختے دیکھتا رہا۔۔۔

"رولانا سیکھا دے اماں"۔۔۔!! اسنے تھک کر کہتے اپنا سر قبر سے لگایا تو بے ساختہ ہی بھوری آنکھ سے آنسوں نکل کر قبر کی پاک مٹی میں جذب ہو گیا۔۔۔

"زخموں سے چوڑے ہوں اماں درد کا احساس دلادے"!!

"سمی کو لوٹا دے اماں اکیلا ہو گیا ہوں،، بیسٹ بن گیا ہوں ابا کے خواب کو بھی پورا کر دیا۔۔۔! آگ تھا

کتنوں کو جلا چکا ہوں اب تو جینا سیکھا دے اماں"۔۔۔ آنسوں در آنسوں نکلتے مٹی میں جذب ہو کر ممٹا کی پیاس کو بجھا رہے تھے اور وہ سر رکھے بڑبڑا رہا تھا کہ اسے ہوش نہیں تھا اسکی آنکھیں بھیگی ہیں  
پر یہ سفر اتنا طویل نہیں تھا کہ اچانک سکوت چھائے ماحول میں اسکی موبائل بج کر اسے حیوان کی دنیا میں کھینچ لائی۔۔۔

کہیں اسکا دل نادھڑک اٹھے کہیں اسے اپنی بھیگی آنکھوں کا احساس نا ہو جائے۔۔۔

بلیک کنگ کی غصے بھری آواز اسے کھینچ کر لے گئی۔۔۔  
کہ اسکے ہاتھوں پاؤں خود بے خود حرکت کرتے اسے اٹھانے لگے۔۔۔  
کہ نکلویہاں سے بھاگو۔۔۔

\*-----\*

"یہ لو اپنے دل کو نکال دو"۔۔ لفظ تھے پر اتنے بھاری تھے کہ عارب کے کان انکا وزن نہیں جھیل پارہے تھے

۔۔  
کھلی آنکھوں سے چھت کو تکتے وہ گھٹن میں کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا۔۔  
اور پھر تھک ہار کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

کھڑکی کے پٹ پر ہاتھ ٹکائے کھڑے عارب کی نظریں نیچے تاریکی میں اس سائے پر گئی تو دل خوف سے سکڑ گیا

"کیا اسے خوف نہیں آتا تھا؟" اپنے سوال پر خود ہی ہنس پڑا۔  
مہوش علی

اسنے سنا تھا کہ کریم اس سے کہہ رہا تھا وہ لڑکی لڑکا میرے حوالے کر دو جس پر وہ بڑک اٹھا۔

پر کب تک وہ انہیں بچائے گا اگر اسکا حال ایسا رہا تو وہ ساری زندگی اپنی بہن کی حفاظت کیلئے اسکا محتاج بنارہے گا

"کہاں سے آئی ہے اسکے اندر اتنی طاقت؟ کیا کھاتا ہے؟ کیا اسکی فیملی نہیں؟

وہ خود سے سوال کرنے لگا پر دل و دماغ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

دیتے بھی کیوں جب ان دونوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

پر عارب معصوم کیا سمجھتا۔۔



"کیا میں اسکے جیسا بن سکتا ہوں؟" وہ خود سے سرگوشی کرنے لگا کہ اچانک ہی اسکے دل سے ٹیس اٹھی اور وہ آہ کرتا دل تھام کر پسینے میں نم کانپتے جسم کے ساتھ بیڈ پر گرا۔

اسکا سارا جسم سن پڑ گیا تھا درد سے۔

اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو کر کانپ رہے تھے۔۔

"پپ۔۔ پانی"۔۔ وہ تڑپتا پانی سے فل جگ کو منہ سے لگا گیا۔۔

اور جب وہ خالی ہوا تو لمبے لمبے سانس بھرنے لگا۔۔۔

"کلک۔۔ کیا وہ اا۔۔ اس دل کو مارنے کی بات کر رہا تھا"۔۔ خوف و ہراس سے وہ بڑبڑایا

اور پھر اٹھ کر کھڑکی کے پاس آیا۔

وہ سایہ ابھی تک وہیں تاریکی میں بیٹھا تھا۔

عرب نے آہستہ سے روم سے قدم باہر نکالے اور اپنے پاس والے روم جس میں اسکی زندگی اسکی بہن سکون کی نیند سو رہی تھی۔۔

دیکھا اور پھر گہرا سانس بھر کر سعیر کے روم کی جانب قدم اٹھائے۔۔

دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر داخل ہوا۔۔

صاف ستھرے روم میں  
اسکی نظریں اس خنجر کو ڈھونڈنے لگی  
جو اسے جلد ہی مل گیا سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

اسکی چمک عارب کی آنکھوں میں چھب رہی تھی۔۔۔ بے ساختہ اسنے آنکھیں جھپکتے پھر دیکھا تو غور کیا اس پر  
کچھ حرف لکھے تھے۔۔۔

وہ آگے بڑھ آیا اور دیکھا تو ان چند حرفوں سے جڑا نام "سعیر عالم" کا تھا۔۔۔

اسنے ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا روم خالی تھا تو اسنے ہاتھ بڑھا کر اس خنجر کو اٹھایا ہی تھا کہ اسکا دل  
بری طرح دھڑکنے شروع ہو گیا خوف وہ گھبراہٹ سے اسکے پسینے چھوٹ گئے۔۔۔

وہ ایک خنجر تھا پر اسے اتنا بھاری لگا جسے اٹھانے کیلئے اسے اپنی پوری طاقت جمع کرنی پڑی۔

اسکے جسم پور پور پسینے سے نم تھا اور سانس پھولی ہوئی۔

پر اسنے ہمت نہیں ہاری۔۔۔

اور پھر سست دھڑکنوں سے وہ خنجر اٹھا کر دیکھنے لگا۔۔۔

کہ پیچھے قدموں کی چاپ پر خوفزدہ مڑا تو سعیر کو کھڑا پایا بالکل اسکے سامنے سائے کی طرح پھیلا کہ وہ اسکی  
جسامت کے سامنے چھپ گیا۔

"میں بے بیٹ نہیں پ۔ پراتنا ضرور بننا چاہوں گا کہ اپنی بہن کی حفاظت بغیر کسی سہارے کے کروں"

۔۔ عارب سر جھکائے لڑکھڑاتی زبان میں گویا ہوا تو سعیر بغور اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

"تم اچھے انسان ہو اور میں نہیں چاہتا تم میرے جیسے برے انسان بنو!! پر اپنی بہن یا کسی کی بھی بہن کی حفاظت کرنے کے ضرور قابل بنو" سعیر نے بے تاثر لہجے میں کہتے ہوئے اسکے کانپتے ہاتھ سے خنجر لیکر ان

ہاتھوں میں پستول پکڑا دی۔۔

عارب نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"اسکی ضرورت ہے تمہیں"۔۔!! سعیر نے اسکی الجھی نظروں میں دیکھ کر کہا اور اسے پیچھے آنے کا اشارہ کیا

اور پھر کچھ ہی دیر میں فضا میں فائر کی آواز گونجی کہ گہری نیند میں سوئی مسکان خوف گہرا ہٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

اور دماغ کے پوری طرح بیدار ہونے پر وہ کھڑکی کے پاس آئی تو وہیں کھڑی رہ گئی بت بنی۔۔

وہ جانتی تھی اسکا بھائی کیوں پستول سے کھیل رہا ہے صرف اسکے خاطر اسکی حفاظت کے خاطر۔۔!!

پر وہ اسکی قسم کو توڑ گیا جو اسنے اسے دی تھی کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے اسکے ہاتھ خون سے رنگ جائیں۔۔۔۔

مسکان نے غصے سے کھڑکی کے پٹ زور سے بند کیے۔۔۔

\*-----\*

"بلا سنڈ بیوٹی"۔۔۔!! وہ بیڈ پر گھٹنوں میں منہ دئے سسک رہی تھی کہ زمان نے پاس آکر پکاڑا۔۔

پتا نہیں کتنے دن وہ یہاں قید تھی اور اسکے ماں باپ کا سوچتی وہ سسک اٹھی۔  
سب اسکی وجہ سے ہوا اگر وہ ضدنا کرتی تو آج اسکے ماں باپ زندہ ہوتے۔۔

"ہاتھ مت لگاؤ مجھے"۔۔ اپنے بازو پر انگلیاں محسوس کرتے وہ دھاڑی۔

"بابا ہامیری جان میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ شادی سے پہلے ہاتھ نا لگاؤں پر کم بخت یہ دل نہیں مان رہا  
"۔۔۔ اسکے بالوں سے پکڑ کر چہرہ اونچا کرتے وہ ہوس بھری نظروں سے دیکھتے مکر وہ قہقہہ لگاتے غلیظ لہجے میں  
بولا کہ حور العین کی روح کانپ کر رہ گئی۔۔

"تمہیں پتا نہیں تم کتنی خوبصورت ہو کہ ایک نظر دیکھنے سے میری راتوں کی نیندیں چرائیں تمنے، تمہارا چہرہ  
تمہارا سراپا قیامت ہے"۔۔۔ اسے بیڈ پر دھکا دیتے وہ اس پر جھکتے اسکی چیخوں دھاڑوں کو نظر انداز کرتے اپنی  
ہانک رہا تھا۔۔



"چھوڑو مجھے اللہ کے واسطے جانے دو پا پا۔۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کے مکے اس حیوان پر مارتی التجا منتیں چنیں کر رہی تھی جس پر زمان کو اور بھی اچھا لگ رہا تھا۔۔

ظاہر ہے شیطان کا ایک روپ تو نہیں تھا۔۔

اور حور العین اس اذیت ناک لمحات سے اپنے جسم و روح کو نوچتے، اپنے پور پور پر ظالم کی وحشت درندگی سے ہوش و حواس گواں بیٹھی۔۔

موش علی

زمان جھکا اس پر اپنی درندگی کا منہ بولتا ثبوت دے رہا تھا کہ اچانک اسکا موبائل بجھا۔۔

"کون ہے حرام خور گالی"۔۔۔!! بد مزہ ہوتے اسنے ایک نظر حور العین کے دلکش وجود پر ڈال کر سائیڈ ٹیبیل سے موبائل اٹھایا

اور سلیم کا نام دیکھ کر غصے سے موبائل کان سے لگایا۔۔

"کیا ہے کیوں ڈسٹرب کر رہے ہو؟؟" وہ دھاڑا اور اسکی نظریں حور العین ہوش و حواس سے بیگانہ چہرے پر تھی اسکی نقوش سے الجھی ہوئی۔۔

"زز۔۔ زمان پولیس نے ہمارے ٹرک پر چھاپا مارا ہے اور ساری لڑکیوں کو بازیاب کروالیا ہے"۔۔۔ خبر تھی کہ دھماکہ زمان کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

"کک۔۔ کیا کہہ رہے ہو سلیم کیسے ہمارے آدمی وہ۔۔ وہ کہاں ہیں"۔۔۔؟؟ وہ ایک دم بیڈ سے اٹھا اور یہاں وہاں چکر لگاتے بلیک کنگ کے خوف سے بولا

"کچھ بھاگ گئے اور جو دو پولیس کے ہاتھ لگے انہوں نے بروقت جان دیکر بچا یہ ہے خود کو"۔۔۔ یہاں تو زمان کو سانس بحال ہوا پر بلیک کنگ کے ری ایکشن کا سوچتے اسکا سانس واپس اٹک گیا۔۔

اسنے اپنی شرٹ پہنی اور حور العین دیکھا جسکے کپڑے درندگی سے جگہ جگہ پھٹ گئے تھے۔۔

"بیوٹی جلد ہی ہمارا ملن ہو گا شاید تم لکی تھی اور اوپر والا بھی یہی چاہتا ہے ہم شادی کے بعد ایک ہوں تبھی آج بچ گئی"۔۔۔ وہ اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر بولا رہا تھا جیسے وہ سن رہی ہو۔

اور پھر روم لاک کرتا وہاں سے نکلا اسکا رخ کنگ کے محل کی طرف تھا۔۔

اب یا تو زندہ واپس آئے یا کوئی بڑا نقصان اٹھائے۔۔

وہ رومال سے ماتھے کا پسینہ صاف کرتا محل کی پارکنگ ایریا میں گاڑی پارک کرتے نیچے اتر۔۔

اسے بلیک کنگ سے ڈر نہیں لگ رہا تھا خوف بھی نہیں محسوس ہو رہا تھا کیونکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔  
دونوں ایک مقام رکھتے تھے اور اس منزل تک پہنچنے میں دونوں کی محنت شامل تھی۔  
اسے تو صرف اسکے بیسٹ سے ڈر لگتا تھا۔۔

جاوید جواب بلیک کنگ کے نام سے انڈر گرائونڈ میں مشہور تھا، اور زمان جو قہر نام سے جانا جاتا تھا یہ دونوں  
بھول گئے تھے سب سے بڑا واحد القہار تو اوپر بیٹھا ہے جس کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے اور جب پڑتی ہے تو  
بڑے بڑوں کی روح بلبلا اٹھتی ہے کانپ جاتی ہے۔۔

وہ دونوں دہشتگرد تھے معصوموں کے دشمن، شیطان کے بھائی، پیسوں کیلئے انسانوں کا خون چوسنے والے۔  
انکا بڑا گروہ تھا جو خوف دہشت پھیلا کر جگہ جگہ بلاسٹ کرتے تھے اور معصوموں کے خون کوندیوں کی طرح  
بہاتے تھے مسلمانوں کے دشمنوں کی صلاح اور دولت کی ہوس میں۔  
پراس گروہ کی زندگی اتنی لمبی نہیں تھی  
اور ایک دن ان پر پاکستان کے جانباز مجاہدوں کا حملہ ہوا باقی سب تو پکڑے گئے پر جاوید اور زمان دونوں بچ کر  
بھاگ گئے۔۔

اور پھر کچھ عرصے بعد دونوں نے ملکر اپنی تنظیم بنائی۔۔  
اپنے ہی مسلمان معصوم بچوں کو مختلف شہروں سے پکڑ کر،  
پھر جوان پر ظلم ستم کیا جاتا اس سے موت تک کانپ جاتی۔۔





اسکے بعد جب اسنے اپنے ہاتھ خون سے رنگے تو اسکے دماغ میں الیکٹرک شاک دے گئے اور اسکے جسم کو کاٹ کر اس میں مرچیں شیشے کا چور اڈال دیا جاتا کہ اسکی کر بناک چیخوں سے پورا تہہ خانہ گونج اٹھتا۔۔۔

کئی کئی گھنٹے برف پر لیٹا کر اسکے جسم پر تشدد کیا جاتا اور بڑے بڑے باکسرز جنہیں دوسرے ممالک سے بلوایا جاتا تھا خاص کر کے اسکے لئے ان سے پٹوایا جاتا کہ وہ اسے موت کے نزدیک چھوڑ کر چلے جاتے اور پھر اسکے زخم بھرنے پر واپس آتے۔۔۔۔

اسے سخت اپنی نگرانی میں ورزش کروائی جاتی کہ اسکا جسم پھول گیا کسی حیوان کی طرح۔۔۔

اتنا تشدد دماغ پر کیا جاتا کہ کتنے کتنے دن اسے کچھ دیکھائی نہ دیتا اور اس میں بھی اسے لڑوایا جاتا۔۔۔

اور پھر مشہور دنیا کے جانے مانے ڈاکٹرز سے اسکا علاج کروایا گیا۔۔

اسکے بعد پوری طرح اس عالم کو مار کر حیوان کو وجود میں لائے۔۔۔

جسے زمان اس اپنی نگرانی سے گئے سولہ سال کے لڑکے کی جگہ اس ستائیس سال کے حیوان کو دیکھ کر ایک پل کیلئے خود کانپ کر رہ گیا۔۔۔

جو اسکے سامنے کھڑا ہوتا تو وہ اسکے سائے تل دبتا نظر آتا۔۔

اسکا لمبا قد چوڑا سینہ مضبوط بازو اور اسکے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ کر زمان کو لگا کہ اگر یہ ایک کو اپنے ہاتھ کا تھپیر ہی رسید کرے تو کئی دن ہوش میں نہ آئے۔

کئی دن وہ جب باہری دنیا میں زمان کے ساتھ نکلا تو پاگل پاگل سا تھا عجیب عجیب نظروں سے لوگوں کو دیکھ رہا تھا کہ زمان کو خود اس سے خوف ہوتا۔۔

اسنے اسکا ذکر بلیک کنگ سے کیا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لیکر نہیں چل سکتا۔۔۔

وہ خود اسے گھمائے جس طرح قید کیے رکھا تھا۔۔۔

بلیک کنگ نے اس پر اہلم کو ڈاکٹروں کے سامنے رکھا تو انہوں نے کہا کہ اسے لوگوں سے مانوس ہونے میں کچھ وقت لگے گا فکر کی کوئی بات نہیں۔۔

وہ تمہارے لوگوں کو نقصان نہیں پہچائے گا۔۔

تب جا کر وہ مطمئن ہوئے اور اسے لوگوں میں موو کروانے لگے۔۔۔

اور ایک بار پھر وہ واپس انسانوں میں آتو گیا پر عالم نہیں بلکہ حیوان بنکر۔۔۔

انسان کے بیس میں چھپا ایک پالتو جانور جسے اشارہ ملتے ہی کسی پر بھی ٹوٹ پڑھتا تھا۔۔۔

اور اس پر ایک ہی چھاپ چھوڑ جاتا

"دابیٹ"۔۔۔!!

\*-----\*

کنگ دوسرے ممالک سے آئے گیسیٹس سے انگش میں انہیں تسلیاں دے رہا تھا کہ اسے کچھ عرصے میں انہیں واپس انکے مطالبے کے مطابق لڑکیاں پینچائیں جائیں گی ابھی انہیں بہت نقصان ہوا ہے۔۔

اور وہ بھی کنگ کے چہرے پر پھیلے غصے کو دیکھتے سر ہلا کر سمجھ گئے اور اسکے دئے گئے وقت پر آنے کا کہا۔۔

زمان چلتا ہوا سائیڈ کھڑا ہوا۔۔

اور اسکی نظریں بے ساختہ ہی کچھ فاصلے پر بیٹھے سعیر پر گئی جو اپنے آپ میں گم اپنی چوڑی کلائی پر بنے "BK" کے نشان کو گھور رہا تھا۔۔

اسکا خنجر پاس ہی رکھا تھا۔۔

اور اسے دیکھ کر زمان نے تھوک نگلی۔۔

بھلا وہ کیوں موجود تھا آج اتنی پرائیوٹ میٹنگ میں۔۔۔

سعیر کو دیکھ کر اسے اپنی موت سامنے نظر آرہی تھی۔۔

اسی سعیر کو جسے خنجر پکڑوانا بھی اسی نے سیکھا یا تھا۔۔

گیسٹس سے فارغ ہو کر انکے جانے کے بعد کنگ نے اپنا رخ زمان کی جانب کیا۔۔

اور غصے سے دیکھتے گہرے سلگار کے کش لینے لگا۔۔۔

"جانتے ہو سامنے بیٹھے وجود کو قہر زمان؟" سعیر کی طرف اشارہ کرتے اسنے درشتگی سے پوچھا۔۔

"ہاں جانتا ہوں جسے خنجر پکڑوانا بھی مینے سیکھا یا ہے"۔۔!! زمان سمجھ گیا تھا کہ وہ اسے بیسٹ سے ڈرا رہا

ہے۔۔

تبھی اعتماد سے بولا۔۔

"پر اب یہی خنجر انہیں ہاتھوں سے تمہاری گردن پر آسکتا ہے"۔۔ وہ دھاڑے اتنا بڑا نقصان جو ہوا تھا۔

"کہاں تھے تم؟؟ تمہارے پاس رات کو موقع تھا ٹرک نکالنے کا پھر کہاں غائب ہو گئے تھے بتاؤ مجھے"؟؟؟

غرا کروہ زمان کے سامنے آیا۔

سعیر خاموش سے دیکھنے لگا دونوں کو۔۔۔

"کچھ کام تھا مجھے جو اس ٹرک سے ضروری تھا"؟؟؟ زمان اسکی آنکھوں میں دیکھ بولا

پروہ اسے بلا سنڈ بیوٹی کا بتانے والا نہیں تھا، جانتا تھا اگر دیکھ لیا تو یہ گھنڈے جیسا کالا انسان ایک دن میں ہی اسکی بیوٹی کو مار دے گا اپنی درد نگاہ سے۔۔۔

"جانتا ہوں اس لڑکی کیلئے تم نے اتنا بڑا نقصان کروایا ہے۔۔!! کہاں ہے وہ بتاؤ مجھے"؟ کنگ نے اسکے گلے سے

پکڑ کر دھاڑا۔۔

زمان کی آنکھوں میں بھی غصہ اتر آیا تنے ملازمین کے بچہ اپنی بے عزتی پر۔



"جاوید بھولومت برابر کے حصے دار ہیں اس کاروبار میں،، جتنا تمہارا نقصان ہوا ہے اتنا ہی میرا بھی ہوا ہے"

-- زمان نے جھٹکے سے اپنا کالر چھڑوا کر کہا

"پر تم اب اپنا حصہ ہار چکے ہو زمان اب تم برابر کے نہیں نچلے درجے کے ہو"-- کنگ نے بڑی چالاکی سے اسے مکھی کی طرح نکال کے باہر پھینکا کہ زمان صرف دیکھتا رہ گیا۔

پر اسے کوئی پروہ نہیں تھی ویسے بھی اس نے بلا سنڈ بیوٹی کو لیکر یہاں سے چلے ہی جانا تھا بہت دور کہ جہاں صرف وہ ہو اور اسکی بیوٹی کے ساتھ اسکی راتیں۔۔۔

پیسے تو اسکے پاس اتنے آگئے تھے کہ اسکی سات نسلیں بھی بیٹھ کر کھائیں تب بھی ناکم پڑیں۔۔۔

اور بلا سنڈ بیوٹی کے ساتھ اسکی ایک زندگی تو آرام سے گزرنے والی تھی دن رات اسکی سنگت میں مدہوش

"ٹھیک ہے۔۔۔!!! مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا"-- وہ کہہ کر جانے لگا

اور بلیک کنگ اسکے اتنے آسانی سے پیچھے ہٹنے پر شاک میں تھا۔

بھلا برسوں کی محنت چٹکیوں میں ہار کر جا رہا تھا اور اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

ایسا کون سا خزانہ ہاتھ لگ گیا تھا اسے۔۔۔

"ٹھہرو"--!! جاتے ہوئے زمان کے قدم ٹھٹھکے۔۔۔

اور وہ خوف سے مڑا کہیں وہ تو نہیں ہونے والا تھا جسکے ڈر سے پہلے ہی خوفزدہ تھا کہ اسکی بیوٹی۔۔۔!!

"وہ لڑکی چاہیے آج رات کیلئے"۔۔۔!! کنگ کہتا ہوا اپنے شاندار سرخ ڈائمنڈ کے جڑے صوفے پر بیٹھا اور سلگار کے کش لیتا بغور سپید پڑتے زمان کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

ایسا بھی کیا تھا اس لڑکی میں کہ اسکی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔

اب تو اسے ہر حال میں چاہیے تھی وہ لڑکی۔۔۔

"کون لڑکی"۔۔۔؟ زمان خود کو سنبھالتے ہوئے انجان بنا۔۔۔

سعیر اب بیزاریت سے دیکھتے اٹھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اسکے جاتے زمان نے سکون کا سانس خارج کیا۔۔۔

"وہی جسکے لئے تم نے میرا تناقصان کیا ہے۔۔۔! وہی جسکی وجہ سے برسوں کی اپنی پوزیشن چھوڑ کر جا رہے ہو بغیر اف کیے"۔۔۔ کنگ نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔

"ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا جاوید۔۔۔!! وہ تمہیں نہیں دوں گا، اور رہی بات نقصان کی تو میں بھرچکا ہوں اپنی

ساری پوزیشن چھوڑ کر تمہیں سونپ کر جا رہا ہوں۔۔۔ ابھی کس برپائے کیلئے وہ لڑکی چاہیے"۔۔۔ زمان دھاڑ

کر اسکے سامنے آیا۔۔۔

"میرے وہ دو آدمی زمان جنہیں انسان سے بے رحم بناتے سال بیت گئے اور تم نے دو منٹ میں انہیں ہمیشہ کی نیند سلا دیا اسکا برپایا چاہیے"۔۔۔۔۔

"لڑکیوں والا نقصان تو تمہارا حصہ لیکر پورا ہو گیا ہے اب مجھے دو میرے آدمی چاہیے جو مر گئے ہیں تمہاری غفلت کی وجہ سے"۔۔۔۔۔ زمان زلزلوں کے زد میں آ گیا اور حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے جاوید وہ میری محبت ہے، میری بیوی بننے والی ہے تمہاری ایک رات کی بے دردی اسے ہمیشہ کی نیند سلا سکتی ہے میں وہ تمہیں نہیں دوں گا۔۔۔۔۔ ہاں البتہ اسکے بدلے پیسے لے لو مجھ سے مانگو کتنے چاہے دو آدمیوں کے"۔۔۔۔۔ وہ پھر کر بولا

ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ کنگ نے زوردار قہقہہ لگایا اسکی حالت پر۔۔۔۔۔

"پیسے نہیں وہ دو آدمی چاہیے یا لڑکی"۔۔۔۔۔ اس نے کہتے شراب کا گلاس منہ سے لگایا۔

"اور فکر نہ کر نہیں مرے گی، تیرے حصے کی محبت لٹائوں گا کہ وہ بار بار میرے پاس آنے کی خواہش کرے گی"۔۔۔۔۔ غلیظ لہجے میں کہتے وہ ہنسنے لگا۔۔۔۔۔

"جاوید وہ میری محبت ہے"۔۔۔۔۔!! زمان اسکا مکروہ چہرہ دیکھ کر منت پر اتر آیا۔

"اور میری ضد"۔۔!!

"تم جانتے ہو کتنا وقت لگتا ہے انہیں بے رحم بنانے میں کیا تب تک میں اسے تمہارے پاس چھوڑ دوں ہر گز نہیں"۔۔!! اتنے سالوں کا سوچتے زمان نے جھڑ جھڑی لی

"ایک راستہ ہے"۔۔!! گھونٹ بھر کر اسکی حالت پر رحم کھاتے کنگ بولا

"کیا"۔۔!! زمان بے چینی سے پوچھنے لگا۔

"تب تک وہ تہ خانے میں رہے گی جب تک تم مجھے وہ دو آدمی نہیں لوٹا دیتے"!!  
"اور اسکے بعد تم اسے لے کر جاسکتے ہو"۔۔!! وہ بولا تو زمان کے سر پر ساتوں آسمان گرے۔

"یہ ہر گز نہیں ہو سکتا کنگ تم جانتے ہو وہاں کیا حال ہوتا ہے نئی لڑکیوں کے ساتھ"۔۔۔۔ وہ دھاڑا تو کنگ ہنسنے لگا۔

"ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے۔۔!! تمہیں خوش ہونا چاہیے وہاں تمہاری ضرورت تو محفوظ رہے گی، میں تمہارا دوست تمہاری محبت کو دیکھتے تم پر یہ احسان کرتا ہوں"۔۔!! وہ گردن اکڑا کر بولا۔۔



اسکا مقصد صرف زمان کو اپنے پار ٹنر کی حیثیت سے ہٹا کر ملازم کی حیثیت پر لانا چاہتا تھا پر یہاں تو الٹا اسے  
چھوڑ کر جا رہا تھا اتنا بڑا نقصان کر کے۔۔۔۔

"تم ایسا نہیں کرو گے"۔۔!! وہ غرایا

"ٹھیک ہے پھر اسے میرے حوالے کر دو!! یا تہ خانے میں فیصلہ تمہارا ہوگا"۔۔؟ اسے سنائوں کے زد میں  
چھوڑ کر اب وہ منتظر نظروں اسے اسے ویران چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اتنا انتظار اسے پانے کیلئے جسکے بنا دو دن بھی بڑی مشکل سے کاٹے تھے۔۔  
رات آنکھوں میں کاٹ کر اسکے سپنے دیکھے تھے زندگی گزارنے کیلئے پر اب کیا ہو رہا تھا۔

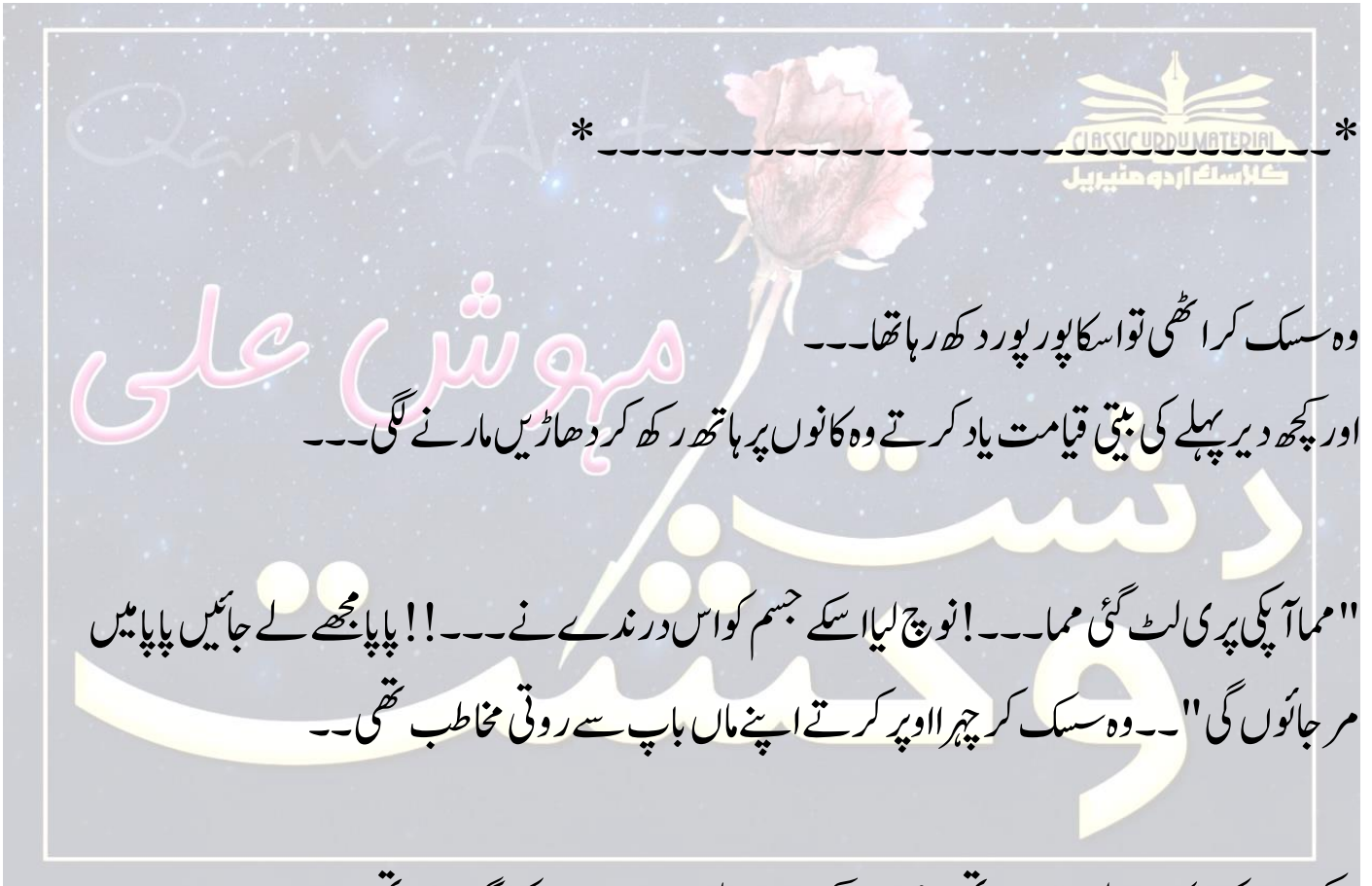
"ٹھیک ہے اسے تہ خانے بھیج دو پر یاد رکھنا اسے کسی نے ہاتھ بھی لگایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا"۔۔ ہارتے  
ہوئے وہ بولا پر آخر میں دھمکی دینا نہیں بھولا۔۔

"کریم"۔۔۔! اسکی دھمکی کو نظر انداز کرتے وہ کچھ فاصلے پر مودب کھڑے کریم کو بلانے لگا۔

"حکم آقا"۔۔!! وہ چلتا اسکے پاس آیا۔

"جانو زمان کے گھر سے اس لڑکی کو لیکر تہ خانے میں چھوڑ آؤ"۔۔۔ وہ بولا تو کریم سر کو خم دیتے چلا گیا زمان  
صرف اسکی پشت کو دیکھتے رہ گیا اور پھر غصے سے ایک نظر گھونٹ پر گھونٹ پیتے کنگ کو گھورتا چلا گیا۔

اب اسے جلدی سے کچھ بچے جمع کرنے تھے اور ان میں سے دو کو چن کر مرے ہوئے دو کی جگہ کیلئے تیار کرنا  
تھا اور وہ جانتا تھا بہت عرصہ لگے گا پر وہ ہارنے والا نہیں تھا۔



اسکی ہاتھ کی انگلیاں ٹوٹ رہی تھی جس پر کچھ دیر پہلے اس درندے کی گرفت تھی۔۔

اسکی روح گھائل ہو گئی تھی اور آنکھوں سے ٹوٹ کر گرم سیال بہہ کر نکل رہا تھا۔۔

وہ نہیں جانتی تھی اسکی عزت محفوظ ہے اسکے رب نے اسے بچا لیا ہے۔۔

اسکی ماں باپ کی کی گئی دعائوں نے اسے بچا لیا ہے۔۔

پر وہ معصوم کیا جانتی۔۔

جسنے دنیا ہی نہیں دیکھی تھی صرف کچھ لوگوں کے علاوہ جن میں اسکے ماں باپ بہن، بی، داد، اور برہان اسکا اپنا دوست پیارا دوست جو اسکی ذرا سی تکلف پر تڑپ اٹھتا تھا جیسے چوٹ اسے نہیں اسے خود کو آئی ہو۔۔

"برہان کہاں ہو مجھے بچا لو اپنی دوست کو بچا لو داد، نور اپنی بہن کو بچاؤ مجھے یہ ماریں گے مجھے جینا ہے تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔! یہ بہت برے لوگ ہیں مجھے انکے پاس نہیں رہنا نور مجھے بچاؤ"۔۔ گھٹنوں میں سکڑی سمیٹی منہ چھپا کر وہ سسک رہی تھی کہ اچانک دروازہ دھاڑ کی آواز سے کھلا اور اسکی چیخ نکل گئی واپس اس درندے کی واپسی پر۔۔۔

"ننن۔۔ نہیں مجھے مت مارو۔۔۔ مجھے ہاتھ۔۔۔ مت لگاؤ ماما۔۔۔ پاپا۔۔۔ وہ چیختی پیچھے کو کھسکی۔۔۔

اور کریم جو دو آدمیوں کے ساتھ اسے تہ خانے کیلئے اٹھانے آیا تھا زمان کے گھر سے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر کئی لمحے تینوں مبہوت رہ گئے۔۔۔

میدے جیسی سفید رنگت اس پر بڑی بڑی سی بھیگی آنکھوں پر کالی گھنی لمبی پلکیں چھوٹی سی ناک کپکپاتے ہوئے سرخ پنکھڑیوں جیسے لب اور بکھڑے کالے بال جو اسکے پھٹے کپڑوں کی وجہ سے اسے اپنے آبشار میں چھپا گئے تھے پردہ بن کر۔۔۔

کریم کی ہمت نہیں ہوئی اسے تک پہنچنے کی۔۔۔

پراسے اپنے آقا کا حکم ماننا تھا۔۔۔

وہ ہوش میں آتے آگے بڑھا۔۔۔

اس بے رحم کو بھی اس وقت اس چھوٹی سی پری پر رحم آگیا۔۔۔

دل کیا کہیں چھپا دے اسے۔۔۔

یہ تو پریوں کی شہزادی ہونی چاہیے تھی جو یہاں بھٹک کر حیوان میں آگئی تھی۔۔۔

تو کیا اس شہزادی کو بنا کر اللہ نے اسکا شہزادہ نہیں بنایا۔۔۔

اسنے تو سنا تھا اللہ نے ہر کسی کیلئے کوئی ناکوئی جوڑ بنایا ہے تو کیوں یہ یہاں تھی۔۔۔

اس چھوٹی سی معصوم شہزادی کا راجکمار کہاں تھا۔۔۔

سوچوں کو بری طرح جھٹک کر وہ آگے بڑھا پراسکی نظروں کی ہیر پھیر پراسے زوردار جھٹکا لگا اسکی نابینا آنکھوں کو دیکھ کر۔۔۔

اسنے غور کیا اور ذرا سا ہاتھ آگے بڑھایا پر وہ یہاں وہاں کانپتی روتی دیکھ رہی تھی۔۔۔



"مما۔۔۔۔۔" حورالعین مسلسل خاموشی پر خوف سے سسکا اٹھی اسے زندگی میں پہلی بار اپنی آنکھوں پر غصہ آ رہا تھا کہ دل کر رہا تھا نوچ کر پھینک دے کس کام کی ہیں جب اس قیامت میں بھی اسکا ساتھ نہیں دے رہیں۔۔

کریم نے اپنے پھٹے دل کے ساتھ ہمت کر کے اس بد نصیب شہزادی کے بازو میں ہاتھ ڈالا۔۔

"آہہ۔۔۔۔۔" حورالعین اچانک بازو پر انگلیاں محسوس کرتی چیخ کر دوسری طرف بیڈ کے منہ کے بل گری۔

"مم۔۔۔۔۔ مجھے جانے دو مم۔۔۔۔۔ مجھے پاپا کے ساتھ لگ۔۔۔۔۔ کھانا کھانہ ہے۔۔۔۔۔ مم! امیر! انتظار کر رہی ہو گی اللہ کے واسطے جانے دو۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے بب۔۔۔۔۔ بہت درد ہو رہا ہے ی۔۔۔۔۔ یہاں۔۔۔۔۔ یہاں۔۔۔۔۔"!! وہ اپنے ہاتھ بازو دیکھاتی پیچھے کی طرف ہوتی روتی منتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

دوسرے آدمیوں نے بیزاری سے دیکھا۔۔۔۔۔  
کریم اپنے قدم پیچھے لے گیا۔۔۔۔۔

"لے آؤ اسے۔۔۔۔۔!! باہر نکلتے اسنے پیچھے حکم دیا۔۔۔۔۔

اور ان دونوں نے اس کے بالوں سے پکڑ کر باہر کی طرف لے جانے لگے بغیر اسکی چیخ و پکار کی پروہ کیے اسے گاڑی میں پچھلی سیٹ پر پھینکا۔۔۔۔۔

"ہہ۔۔۔ ہم پپ۔۔ پاپا کے پپ۔۔ پاس جارہے ہیں۔۔۔"!! گاڑی میں آکر اسنے امید سے پوچھا کہ دونوں نے مڑ کر اسے گھورا بھی وہ کچھ کہتے کہ کریم بول پڑا۔۔

"ہاں۔۔۔۔ اسکی ہاں پر دونوں ہنس پڑے لڑکی کی کے چہرے پر خوشی بھرے رنگ دیکھ کر۔۔

"مم۔۔ میں ان سے معافی۔ مم۔ مانگو گی مم۔ مجھے نہیں جانا باہر"۔۔ وہ بڑبڑائی

اور گاڑی زن سے قید خانے کی طرف بڑھی۔۔۔

مہوش علی

\*

\*

"داد مجھے نہیں کھانا کچھ میرا دل نہیں کر رہا"۔۔ اپنی کلائی داد کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ بھرائی آواز میں کہہ رہی تھی۔۔  
پر وہ اسکی سنے بغیر اسے زبردستی کھینچ کر لے جا رہا تھا ڈائینگ ٹیبل پر۔۔

"پلیز داد چھوڑو"۔۔ اسے چیئر پر بیٹھاتے دیکھ کر نور العین نے مزاحمت کی پر داد نے ایک نہیں سنی۔

"چپ کر کے کھاؤ۔۔! جب کھاؤ گی تب ہی بھوک لگے گی"۔۔ اسے بھاگنے کیلئے پر تو لتے دیکھ کر وہ اسکی کلائی تھامے ایک ہاتھ سے اسکے لئے کھانا نکالنے لگا پلیٹ میں۔۔

"کھاؤ بیٹا"۔۔ آسہ بیگم نے اسکی پیلی پڑتی رنگت مر جھائی صورت دیکھ کر کہا۔  
اور پھر کمال صاحب کے کہنے پر ناچاہتے ہوئے بھی اسنے دو لقمے منہ میں ڈالے۔۔  
داد کے دل میں جیسے ٹھنڈک اتر آئی اسے کھاتے دیکھ کر اسنے بھی نوالہ اپنے منہ میں ڈالا۔۔  
ورنہ اتنے دنوں سے اسنے حلق سے پانی کی بوند بھی نہیں اتاری تھی۔۔

"حورالعین کا کیا ہوا کمال اسکی کوئی خیر خبر"۔۔۔؟ آسیہ بیگم کے پوچھنے پر خاموش بیٹھے سنجیدگی کے بت میں چھنک سے کچھ ٹوٹا کہ کر چیاں اسکے دل میں چبنے لگی تو برہان نے ضبط سے اپنے برسنے کیلئے بے تاب پانی کو بمشکل آنکھوں میں ضبط سے روکا اور لب سختی سے بھیج لئے کہ اسکا پورا چہرہ اسرخ پڑ گیا۔۔۔

"نام مت لیس تائی امی اس چڑیل کامر گئی ہے وہ ڈائن کھا گئی میرے ماں باپ کو اللہ کرے کبھی لوٹ کے نا آئے ورنہ میں اسے اپنے ہاتھوں سے مار دوں گی"۔۔۔ نور ایک دم سسکتی چیخی۔۔۔ کہ سب ساکت رہ گئے اسکے لہجے میں نفرت کی انتہا دیکھ کر ششدر تھے۔

"نور بیٹا اس میں حور العین کی کیا غلطی تھی"۔۔؟ آسیہ بیگم صدمے سے کہا

[illegible]

"بس۔۔۔! ایک لفظ کہا حور العین کے خلاف تو یہیں گلا گھونٹ کر دفنادوں گا"۔۔۔ ہاتھ میں پکڑا گلاس  
ضبط سے چھنک کی آواز سے ٹوٹا اور وہ کھڑا ہو کر اس قدر دھاڑا کہ نور العین سہم کر داد میں چھپی۔

"خبردار۔۔۔!! خبردار جو لفظ غلط کہا"۔۔۔ انگلی سے وارن کرتے سب کو ششدر چھوڑا کہ وہ ایک قہر برساتی  
نظر داد میں چھپی نور العین پر ڈال کر وہاں سے دب دب کرتا گھر سے ہی نکلتا چلا گیا۔

اسے معلوم نہیں ناپڑا کب سے اسکی آنکھوں سے آنسوؤں نکل کر گالوں پر پھسل رہے تھے۔

اور وہ تیز سپیڈ میں گاڑی ڈرائیو کرتا علوی ہائوس سے نکلا۔

"نور"۔۔۔!! داد ڈائینگ ٹیبل سے روتی ہوئی بھاگتی نور العین کو پیچھے تڑپ کر پکارا۔

کتنی منتوں کے بعد وہ اسے باہر لیکر آیا تھا۔

پرسارے کیے کرائے پر پانی پھر گیا۔

"جانے دوا سے اکیلی رہنا چاہتی ہو گی اس وقت"۔۔۔ کمال صاحب نے داد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے  
روک دیا اور وہ کبھی بے بسی سے ماں باپ کو دیکھتا تو کبھی سیڑھیاں چڑھتی اسکی پشت کو۔



\*-----\*

آہہ۔۔۔۔ اس کے لمبے بالوں سے پکڑ کر وہ گھسیٹتے تے خانے کی جانب لے جا رہے تھے۔۔۔  
اور وہ روتی چختی اپنے جڑوں سے اکھڑتے بالوں کو پکڑتی چھڑوانے کی کوشش میں نڈھال گھسیٹتی جا رہی تھی

--

"جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس"۔۔۔!! تہ خانے میں داخل ہو کر اسے فرش پر دھکا دیتے چھوڑ کر وہ تمسخرے  
سے ہنستے بولے۔۔۔

مپوش علی

اسے اندھیرے میں فرش پر پھینک کر وہ واپس دروازہ بند کر کے چلے گئے۔۔۔

"مماا۔۔۔ حور سسکتی اپنے گھٹنوں بالوں کہنیوں مسلنے لگی۔۔۔

اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے کس حال میں ہے کون سی جگہ پر ہے۔۔۔

اسے صرف یہ معلوم تھا کہ وہ جھوٹ سے اسے وہاں سے لیکر یہاں پھینک کر چلے گئے تھے۔۔۔

"ہی ہی ہی سمی دیکھو کون آئی ہے"۔۔۔!! اندھیرے میں کونے سے ایک آواز نکلی حور خوف سے آواز کی  
سمیت مڑی۔

"کک۔۔۔ کون ہے"۔۔۔؟ اسے لگا کوئی چیز کھسکتی اسکے طرف بڑھ رہی ہے۔۔۔  
حور کے ہاتھ پاؤں پھول گئے وہ کانپتی پیچھے ہوئی۔۔۔  
"کک۔۔۔ کون ہو"۔۔۔ اسکے چاروں طرف گھسیٹ کر بڑھنے کی آواز آنے لگی اور ساتھ ہی ہی بھی۔۔۔

"آپ نے اچھا نہیں کیا میری قسم توڑ کر عارب"۔۔۔ مسکان نے دکھ سے عارب کو دیکھا

"میں جانتا ہوں میں نے جو کیا اچھا ہی کیا ہے" اس نے نظریں چراتے کہا

"کیا اچھا کیا اس حیوان کے ساتھ ملکر خود بھی حیوان بن رہے ہو"۔۔۔ وہ چیخ اٹھی تو عارب نے گھور کر غصے سے دیکھا

"تم اتنی احسان فراموش کب سے بن گئی مسی"۔۔۔؟ دکھ سے عارب نے اسکے سرخ چہرے کو دیکھا

"جب سے اس حیوان نے میرے بھائی کے ہاتھ خون سے رنگے ہیں زبردستی۔۔۔!! اس سے تو اچھا تھا ہمیں  
بچاتا ہی نہیں قاتل ہونے سے تو بچ جاتے"۔۔۔ وہ روتی ہوئی چلائی۔۔۔

"ہوش میں آ کر بات کرو اس نے مجھے قاتل نہیں بنایا میں خود اسکے پاس گیا تھا بار بار"۔۔۔ ابکی بار وہ بھی غصے سے

بولا۔

"اور اگر وہ ہمیں ناسچا تا تو یہ جو عزت سے ایک چھت تلے بیٹھے ہیں اگر وہاں ہوتے تو ایسے ہزار بار ہم اپنے ہاتھ خون سے رنگنے چاہتے۔۔۔ وہ کہتے جانے لگا۔

"اچھا تو یہاں بھی کونسا ہاتھ صاف کیے بیٹھے ہیں، میں تو ہوں ہی سوتیلی بائی سچ کہتی تھی کہ تمہارا پیار صرف ایک دیکھا واپس ہے اور وہ آج ثابت ہو گیا۔۔۔ اس لفظوں نے عارب کو منہ کے بل زمین پر گرایا اور اس نے صدمے کی کیفیت میں مڑ کر دیکھا۔

"میرا پیار دیکھا واپس تمہارے لئے ہاں!!۔۔۔ وہ چلتا اسکے پاس آیا اور اسے بازو سے پکڑ کر دھاڑا کہ مسکان سہم گئی اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھ کر۔۔۔

"ہاں ہے۔۔۔! ہے تمہارا پیار دیکھا واپس مجھے سے کبھی پیار کیا ہی نہیں صرف کوٹھے پر سب کے دیکھا واپس کیلئے میرا خیال رکھتے تھے۔۔۔! اگر سچ میں مجھ سے پیار ہوتا تو میری قسم نا توڑتے۔۔۔ وہ اسکی سخت پکڑ میں روتی ہوئی چلائی تو کئی لمحوں تک عارب کچھ کہہ ہی ناسکا صرف اسکی بھیگی صورت تکنے کے علاوہ۔۔۔

"ہاں ہوں میں سوتیلا۔۔۔! تھا میرا پیار میری ہی بہن کیلئے دیکھا واپس۔۔۔!! سن لیا یا ابھی کچھ باقی ہے"۔۔۔ جھٹکے سے اسے چھوڑ کر وہ غرایا تو ابکی بار صدمے میں آنے کی باری مسکان کی تھی۔۔۔

عارب غصے اور تاسف بھری نظر ڈال کر روم سے چلا گیا۔۔۔

"یہ سب اس بیسٹ نے کیا ہے میں چھوڑوں گی نہیں اسے۔۔! اسنے مجھ سے میرا بھائی چھین لیا"۔۔۔ وہ  
بپھری چیختی اٹھی باہر آئی۔۔

سامنے ہی کھڑے اس دیوار نما وجود کو دیکھتے اوپر کا سانس اوپر رہ گیا اور نیچے نیچے کا نیچے۔۔

سعیر اسکی ساری باتیں سنتے عارب کو روتے ہوئے باہر نکلتے دیکھ کر سامنے کھڑا غصے سے اس چیونٹی نما لڑکی کو  
دیکھنے لگا جو ابھی اسے مارنے کیلئے باہر نکلی تھی۔۔۔

مسکان کچھ خوف سے جو قدم آگے لے آئی تھی پیچھے اٹھانے لگی۔۔

"آآ۔۔ اپنے اچھا نہیں کیا بیسٹ"۔۔ اپنے آنسو صاف کرتے وہ روتی بولی

سعیر نے ناگواری سے دیکھا

"کیا اچھا نہیں کیا مینے"۔۔؟ وہ غصے سے ایک دم اسکی طرف لینے لگا

"میں اپنی سیفٹی خود کر سکتی ہوں میں جارہی ہوں"۔۔ وہ بھرائی آواز میں اسے سامنے دیکھ کر بولی اور سانس  
روک کر اس پہاڑ جیسے وجود سے خوفزدہ ہو جر آہستہ سے سائیڈ سے ہوتی گذر گئی



سعیر صرف اس ضدی لڑکی کو دیکھتے رہ گیا۔۔

جس میں اسکے تھپڑ سہنے کی ہمت نظر نہیں آرہی تھی۔۔  
سعیر نے خاموشی سے جاتی اس لڑکی کی پشت کو دیکھا۔

"خبردار مسی جو ایک قدم باہر نکالا تو"۔۔ عارب ایک دم روم سے نکل کر روئی ہوئی سرخ آنکھوں سے دھاڑا  
کہ مسکان کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔

"تو۔۔!! تو کیا ہاں ماریں گے مجھے بھی مار دیں پر میں جا رہی ہوں"۔۔ اسنے غم و غصے سے چیختے دروازہ کھولا  
تو سامنے ہی دروازہ پر کھڑے بلیک کنگ کے آدمیوں کو دیکھتے کانپ کر پیچھے ہوئی۔۔

"بیسٹ کنگ نے کہا ہے دونوں کو ہمارے حوالے کر دو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ دونوں کو کچھ نہیں ہوگا  
وہ سہی سلامت محل میں رہیں گے"۔۔ کریم اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہونے مسکان پر نظر

ڈالتے ہوئے بولا۔

سعیر نے ایک تمسخرے بھری نظر سپید پڑتی رنگت والی مسکان کو دیکھا اور پھر عارب کو۔۔

"ایک باہر نہیں نکلنا چاہیے"۔۔۔ وہ عارب سے کہتے اپنے روم میں چلا گیا اور پھر کچھ ہی دیر میں روم سے باہر نکل کر دروازے کی جانب بڑھا تو خوف سے سائیڈ ہو گئے تو وہ ایک نظر واپس عارب پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

مسکان کی جان کانپ کر رہ گئی اسنے خوف سے بھائی کو دیکھا۔۔

"چلو دونوں"۔۔۔ مسکان کو دروازے سے دور جاتے دیکھ کر کریم بولا



"ایک منٹ"۔۔۔ اسنے مسکان کو پاس بلاتے کریم سے کہا۔

"اب کیا کہتی ہو جانابے"۔۔۔ اسکا چہرہ ہاتھ کے پیالے میں بھر کر پوچھا تو مسکان نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"شباباش میری جان"۔۔۔ اسکے پر لب رکھے اور وہاں موجود آدمی کریم سمیت ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے

"چلو بہت کر لیا بہن بھائی کا نالک اب یہ وہاں چل کر کرنا"۔۔۔ غصے کو فت سے کریم دھاڑا تو عارب نے مسکرا کر اسے دیکھا

"چل رہے ہیں"۔۔۔ عارب نے کہتے مسکان کو عوم میں اندر بھیجا اور دوسرے ہاتھ سے اچانک گن نکال کر ان پر فائر کرنا شروع کر دیا۔۔۔

ٹھااٹھاا کی آواز سے پورا گھر گونج اٹھا۔۔

"تمہاری تو"۔۔۔!! اپنے تینوں آدمیوں کو زمین ہر تڑپتا دیکھ کر کریم دھاڑ کر اسکی جانب لپکا اور عارب جو اس پر بھی فائر کرنے والا تھا پر اس سے پہلے ہی وہ دونوں گتھم گتھا ہو گئے اور عارب کے ہاتھ سے پستول دور جا کر۔

کریم نے ایک کے بعد دوسرا مکہ اسکے پیٹ میں مارنا شروع کر دیا جس پر درد سے عارب کی دھاڑ گونجی۔۔۔  
آہ۔۔۔

"عارب"۔۔۔ اور اسکی آواز پر مسکان گھبرا کر باہر نکلی پر اپنے بھائی سے الجھتے کریم کو دیکھ کر وہ چیخ اٹھی۔

"چھوڑو میرے بھائی کو کمینے انسان"۔۔۔۔۔ وہ چلاتی کریم کی پیٹھ پر مکے مارنے لگی۔

کریم نے مڑ کر اسے دیکھا اور ایک دھکا دیکر پیچھے پھیکا کہ مسکان منہ کے بل نیچے گری۔۔۔

"مسکان" درد سے اٹھنے کی کوشش کرتے عارب نے اپنی بہن کو نیچے گرتے دیکھا درد سے پکاڑا

اور مسکان کریم کو پستول نکالتے دیکھ کر سپید پڑ گئی۔۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ چلائی پر جب اپنے ہاتھ کے نیچے عارب کی پستول آئی تو اسنے اٹھا کر دیکھا اسے اور پھر کریم کی پیٹھ کو۔۔

پھر اسکی آنسوؤں سے بھری نظریں نیچے پڑے بھائی پر گئی۔۔

اگلے ہی پل ٹھاا کی آواز کے ساتھ مسکان کا وجود ساکت ہو گیا۔۔  
اور عارب نے صدمے سے اپنی بہن کے ہاتھوں میں پستول کے ساتھ اپنے سامنے کھڑے کریم کو دیکھا جسکے ماتھے پر بنے سوراخ سے خون نکل کر منہ پر آ رہا تھا۔۔

"مسی۔۔۔!! وہ تڑپ کر آگے اٹھا اور اپنی ساکت بیٹھی بہن کی جانب بڑھا۔

پیچھے ڈھرام سے کریم منہ کے بل گرا اور عارب نے صدمے میں بیٹھی اپنی بہن کو خود میں بھیج لیا۔۔۔

"مسکان میری جان۔۔۔!! اسکے پھسلنے آنسوؤں کو دیکھتے وہ پڑت کر اسکا چہرہ صاف کرتے ماتھے پر لب رکھے کہ مسکان کے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔۔



"مم۔۔۔ مینے ٹھ۔۔۔ ٹھیک کیا ناع۔۔۔ عارب؟؟؟ وہ خالی نظروں سے عارب کو دیکھتی بولی

"ہاں۔۔۔ ہاں میری جان تم نے کچھ غلط نہیں کیا اب بس چھوڑ دو اسے اور بھول جائو سب کچھ"۔۔۔ وہ محبت سے کہتا اسکے ہاتھوں سے پستول چھیننے لگا پر مسکان نے پکڑ سخت کر لی۔۔۔

"تو پھر کیوں چھوڑ دوں۔۔۔؟؟ اگر تم چلا سکتے ہو تو میں بھی چلا سکتی ہوں سمجھے"۔۔۔ اچانک وہ چیختی اٹھی اور دھاڑ کی آواز کے ساتھ روم کا دروازہ بند کرتے اس سے ٹیک لگا کر گھٹنوں میں منہ دیکر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔

دروازے پر کھڑے سعیر نے سارا منظر دیکھا تھا۔۔۔  
اور آگے بڑھ کر ان لاشوں کے پاس آیا۔۔۔

"اٹھو اور انہیں اٹھا کر گاڑی میں ڈالو باہر" سعیر کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ اس پر کیا بتی ہے۔۔۔

اسکی نظر میں یہ عام تھا کہ اگر کسی بھی بھائی یا بہن پر براسا یہ آئے گا تو کوئی بہن بھائی خاموش ہو کر اس برے سائے کو اسے نگلتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ کچھ ناپکچھ تو ضرور کرتا یا اپنی جان دیتا یا جان لیتا۔۔۔

سو عارب کا یوں رونا اور مسکان کا سکتے میں جانادونوں ہی فضول تھا وقت کا برباد کرنا۔۔۔

عرب نے اٹھتے اس بے حس انسان کو دیکھا اور اپنے آنسوؤں صاف کرتے کریم کو گھسیٹ کر لے جانے لگا۔۔۔

"اپنی بہن کو بولوا اگر خون خرابہ کیا ہے تو گھر صاف کر لے"۔۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے اس نے عرب سے کہا اور عرب نے سر ہلایا تو وہ اس کے اداس چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

"تم دونوں ایک دوسرے کا سہارا ہو۔۔۔ دونوں میں کوئی ایک دوسرے کو مصیبت میں نہیں دیکھ سکتا تبھی یہ عمل فطری تھا"۔۔۔ اسکا کندھا تھپتھپاتے وہ کریم کی گاڑی کو لیکر بلیک کنگ کے محل کی طرف روانہ ہو گیا اس کے بھیجے گئے آدمیوں کی لاش لیکر۔۔۔

مہوش علی

اور بلیک کنگ کریم کی لاش سعیر کے کندھے پر دیکھ کر شاک کی کیفیت میں اٹھ کھڑا ہو گیا۔۔۔

"میں انکار کر چکا ہوں وہ نہیں ملیں گے۔۔۔!! مت بھولو وہ بیسٹ کے سائے تلے ہیں تو کیسے ہوں گے"۔۔۔ سرد لہجے میں کہتے بلیک کنگ کو ششدر چھوڑ کر اس کے چار آدمی مار کر وہ چلا گیا۔۔۔

اور بلیک کنگ گرنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

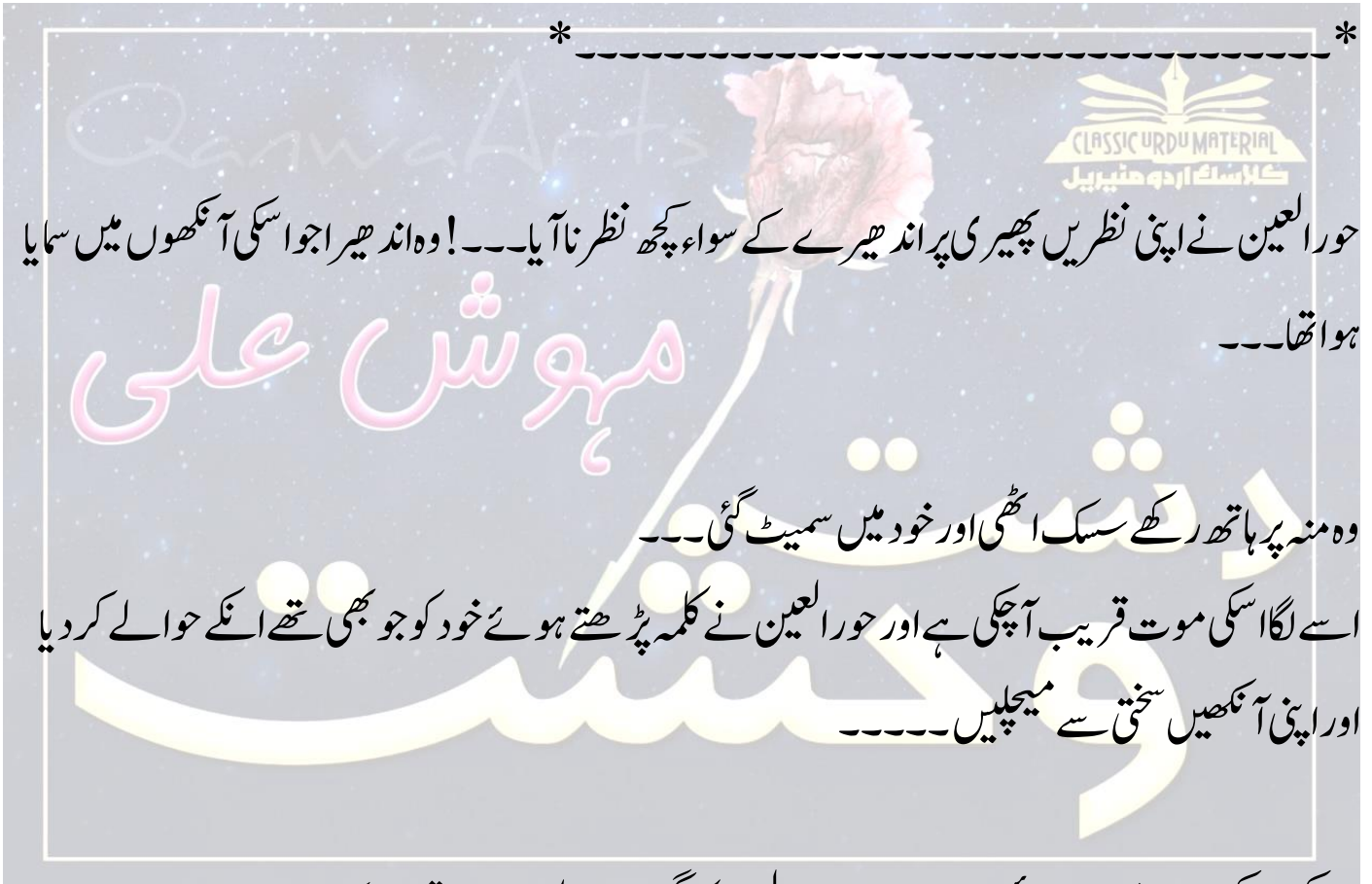
اس نے جیسے لب سی لئے کیونکہ اسکا بیسٹ ضد کرنا سیکھ گیا تھا تبھی اسے اپنا منہ بند کرنا پڑا۔۔۔۔۔

اس کے اتنے خاص آدمی کی لاش اسکا اپنا بیسٹ کندھے پر اٹھا کر لایا تھا۔۔۔

پر وہ کچھ بھی کرنا سکا۔۔

"آہہ"۔۔۔۔۔!! دھاڑتے اسنے ٹیبل پر رکھی شراب کی بوتل نیچھے پھینکی جو ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی

---



"دیکھو دیکھو سہی شہزادی آئی ہے"۔۔۔۔۔ حورالعمین کو گھیرے لیتے وہ عورتیں اسکے بالوں چہرے بازوؤں پر اپنے لمبے ناخنوں پھیرتی کونے میں دہکی سہی کو کہنے لگی۔۔

جو چھت سے آتی سورج کی روشنی میں حورالعمین کو دیکھتی دیوار سے سرٹکائے بیٹھی تھی۔۔

"ہی ہی ہی سہی اندھی شہزادی ہے"۔۔۔ اس عورت کے بات پر سب ہنسنے لگی  
اور سہی نے چونک کر اس چھوٹی سی سولہ سال کی لڑکی کی بڑی بڑی بھیگی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

تو تلخ سے ہنس پڑی۔۔

"خوبصورت ہے ناں"۔۔۔؟ وہ کھسکتی ان کے پاس آئی اور بغور حور العین کے ایک ایک نقوش کو دیکھنے لگی



"بہت ہے یہ تو گئی ہی ہی ہی"۔۔۔!! دوسری عورت تالیاں بجاتی ہنستی آخر میں رو پڑی۔۔۔

وہاں بیس تیس کے لگ بھگ عورتیں موجود تھیں جو اس دہشت گردوں کی تنظیم کے ظلم برداشت کرتے  
کرتے اب اپنا دماغی توازن کھو چکی تھیں۔۔۔  
اور کافی ان میں مر بھی گئی تھیں جنہیں کہیں دور پھینکا جاتا تھا۔۔۔

وہاں سب کڈنیپ یا کوٹھے کی لڑکیاں تھیں پر سہی ان بد نصیب لڑکی میں تھی جو اپنے باپ کے ہاتھوں اس تنظیم  
میں بھیجی گئی تھی چند پیسوں کے عوض۔۔۔

اور اپنی بے انتہا خوبصورتی کی وجہ سے بلیک کنگ کی بربریت کا نشانہ بنی۔۔



اور پھر اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی کہ اب زخم زخم ہو کر اس تہ خانے میں پڑی تھی کہ جسے جو آتا مار پیٹ کر چلا جاتا  
اپنا غصہ ان پر نکال کر۔۔۔

"اس مار دیں"۔۔۔ "ہاں اسے مار دیتے ہیں"۔۔۔ ایک عورت اسکے حسین کو دیکھ کر خوفزدہ ہوتی قریب  
آئی۔۔

حورا لعین سسکتی انکی باتیں سنتی ٹھٹھڑکانپ رہی تھی کہ اچانک اسکے اسے پیچھے دھکا دیتے اسکے اوپر اوپر چڑھ  
کر وہ عورت اسکا گلا گھونٹنے لگی۔۔

"آہ۔۔۔ م۔۔۔ ما۔۔۔ پ۔۔۔ پا۔۔۔" وہ سانسیں گھونٹنے پر ہاتھ پاؤں مرتی چیخنے لگی کہ سہمی نے غصے  
سے اس عورت کو حورا لعین سے پیچھے دھکا دیا۔۔

"دور ہٹو یہ میری شہزادی ہے میرے شہزادے کی ہے"۔۔۔ سہمی چیختی اس عورت کو مارنے لگی اور حورا لعین  
روتی نیچے پڑی کھانسنے لگی۔۔

"مما۔۔۔ وہ اٹھ بیٹھی تو سہمی نے پھر سے بغور اسے دیکھا۔۔۔

"مجھے جانا ہے پاپا کے پاس مجھے جانے دو"۔۔۔ وہ ہاتھ جوڑتی بولی تو سہمی نے اسکے خوبصورت ہاتھوں کو دیکھا

--

اور پھر اپنا سر کھجانے لگی۔۔

"ہاں۔۔۔ ہاں سحیر آئے گا تو وہ ہمیں لے جائے گا وہ کمانے گیا ہے وہ جلدی واپس آئے گا۔۔۔ وہ میرا شہزادہ ہے تم اسکی شہزادی بنو گی ناں"۔۔؟ وہ اپنے گندھے ناخونوں کو دیکھتی پھر ہاتھ کی پشت سے اسکے آنسوں صاف کرتی بول رہی تھی وہ حور العین خوف سے ہچکیاں لیتی ان پاگلوں کے بیچ خود کو پا کر کانپنے لگی تھی۔۔

دوسری عورتیں منہ بنا کر وہاں سے دور ہوئی۔۔

"بنو گی ناں بولو شہزادی۔۔۔؟" وہ اسکے بال درست کرتے بول رہی تھی

حور نے کوئی جواب نہ دیا تو سہمی مایوس ہو گئی۔۔

"سحیر بہت اچھا ہے وہ میرے لئے ہری چوڑیاں لینے گیا ہے اگر تم اسکی شہزادی بنو گی تو وہ تمہیں بھی دے گا"۔۔۔ مایوسی سے سر کھجاتے ہوئے وہ لالچ دینے لگی تو حور خود میں سمٹ گئی۔۔

"مار دیں سہمی بہت خوبصورت ہے"۔۔۔ وہ عورت واپس کھسک کر پاس آئی اور سہمی کا کندھا ہلا کر کہنے لگی تو سہمی نے غصے سے دیکھا۔

اسکی سنہری ویران آنکھوں میں غصہ امد آیا۔۔

"نہیں میرے شہزادے کی شہزادی ہے کوئی نہیں مارے گا سیر آرہا ہے ہم جائے گے تو میں اماں اسکی شادی سیر سے کرائیں گے تمہیں نہیں بلاؤں گی میں"۔۔۔ وہ اسے پیچھے کی جانب دھکادیتی بولی تو وہ منہ بسور گئی۔

"مجھے ساتھ لے چلنا میں شادی کروں گی اور اچھا اچھا کھانہ بھی کھاؤں گی"۔۔۔ وہ سہمی کے ہاتھ پکڑے خوشی سے بولی تو سہمی اپنے ہاتھ چھڑواتی حور کے زبردستی ہاتھ پکڑے بولی

"میں صرف اپنے شہزادے کی شادی اس سے کرائوں گی بس۔۔۔! چلو وہاں بیٹھیں تمہیں پانی پلاؤں"۔۔۔ وہ حور کو کھینچتی لے گئی اور وہ پانی کا سنتی خود بے خود اسے پیچھے گھسیٹتی چلی گئی۔۔

اور جیسے ہی حور نے پانی منہ سے لگایا تو ایک بدبو اسکے ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی کہ وہ ابکائی لیتی سار اپانی منہ سے نکال گئی۔۔۔

"بی۔۔۔ یہ تو بہت گندہ ہے"۔۔۔ قمیض سے منہ صاف کرتی وہ بھاری آواز میں پیاس سے تڑپتی بولی۔۔۔

"ہیں گندہ ہے ہی ہی گندہ تو نہیں میں پی رہی ہوں"۔۔۔ سہمی ہنستی ہوئی پانی منہ سے لگاتی گھٹ گھٹ کر پینے لگی

"لو پیو" اسنے کہتے اسکے منہ سے گلاس لگایا تو حور روتی ہوئی ناک بند کر کے پینے لگی۔۔

وہاں جو بھی آتی تھی سب ملکر اسے بہت پیٹتی تھی کہ کنگ کے پاس جانے سے پہلے مر جائے۔۔۔ پر حور العین کو دیکھتے سہمی کو بہت پسند آگئی اپنے بھائی کیلئے جو اسکی چوڑیاں لینے گیا تھا کہ اسکے لوٹنے سے پہلے ہی اسکے باپ جو احساس کمتری سے نفسیاتی ہو گیا تھا لوگوں کی تمسخرے بھری نظریں اسے اور اسکی بیوی اولاد کو دیکھ کر جو اس پر پڑتی تھی کہ اس اپنی ہی اولاد سے نفرت ہونے لگی۔۔

اور ایک دن ایسی قیامت ٹوٹی کہ اسکے بھائی کی غیر موجودگی میں اسکی ماں کو زبردستی اسٹور روم میں بند کرتے اور اسے بیہوش کر کے یہاں بھیج دیا کہ اسکے لئے رات قیامت اور ہر دن ظلم اور تشدد کی انتہائی سے گذرتا تھا

## مہوش علی

اسنے کافی انتظار کیا اپنے شہزادے کہ اب آئے گا اب اسے یہاں سے لے جائے پروہ نہیں آیا اور انتظار۔۔! انتظار ہی رہ گیا البتہ یہ ضرور اللہ نے اس پر کرم کر دیا کہ اسے اس سوچ سے چھٹکارا دیتے "کہیں اسکا بھائی اسے بھول تو نہیں گیا" دماغی توازن چھین لیا اور اب وہ خوشی سے اسکے انتظار میں تھی کہ اسکا شہزادہ ضرور آئے گا اور اسے اماں کے پاس لے جائے گا۔۔۔

اور اب تو اسنے اپنے شہزادے کیلئے اسکی شہزادی بھی ڈھونڈ لی تھی اب تو اسے آجانا چاہئے تھا وقت کتنا گذر گیا تھا کہ اب اسکے سر میں سفیدی پھیلنے لگی اور انتظار طویل ہوتا جان لیوا بن گیا تھا۔۔۔

سہمی نے اسے وہاں بیٹھی پاگلوں سے تو بچا لیا تھا جو اسے آگے کی درندگی سے بچانے کیلئے ہمیشہ کی طرح اسے بھی مارنا چاہتی تھی پر سہمی بچ میں آکر اسے اپنی شہزادی کہہ کر بچا گئی تھی۔۔۔



زمان کو انتظار تھا کہ جب وقت گزرے گا یا اسے موقع ملے گا تو وہ بیوٹی کو لیکر یہاں سے کہیں غائب ہو جائے گا

---

پر اب تک تو اسے کوئی کرن نظر نہیں آرہی تھی اسنے کافی بار تہ خانے کا رخ کیا تھا پر وہاں پہرہ سخت دیکھ کر مایوس ہو کر لوٹ آیا۔۔۔

اور اب اسکے ساتھ گزرے ان لمحوں میں جتنا اپنی مشن میں مصروف تھا۔۔۔

سہمی حور العین کو تو اس عورتوں سے بچا گئی تھی پر وہاں آتے درندوں سے نہیں بچا پائی اور انہیں جب معلوم ہوتا کہ یہ قہر زمان کی امانت ہے یہاں کوئی دیکھے بھی نا اسکی طرف تو وہ غصے میں اس پر ہنٹر سے اپنی ساری بھرا اس نکال کر چلے جاتے اور وہ معصوم پھول سسکتی سہمی کے آغوش میں چھپ جاتی۔۔۔

اب تو اسے سب کچھ بھول گیا تھا۔۔۔

کچھ بھی یاد نہ رہا تھا سوا اسکے کہ وہ ایک قیدی ہے ان دوسری پاگل عورتوں کی طرح وہ بھی ایک دن پاگل ہو جائے اور پھر یہیں مر جائے گی جیسے ہر دن کوئی نا کوئی آتی تھی اور کوئی آنکھیں موند کر اس اذیت سے چھٹکارا حاصل کر کے چلی جاتی تھی۔۔۔

اسے صرف سہمی عزیز تھی جس طرح وقت کی ماری سہمی کو اپنی شہزادی۔۔۔  
دونوں ایک دوسرے کے درد زخموں پر مرہم کرتے جی رہی تھی۔۔۔

سمی اپنے شیزادے کی راہ میں اور حورالعین بے مقصد۔۔۔  
اسے معلوم تھا اب اسکا کوئی شیزادہ نہیں آئے گا کوئی اسے نہیں اپنائے گا۔۔  
اچانک ہی کوئی حیوان اسے نوچ کر کھا جائے گا اور وہ اپنی آنکھیں بند کر جائے گی ہمیشہ کیلئے۔۔۔

سمی کو وہ بہت عزیز تھی کیونکہ وہ اسکی شہزادی تھی اسکے شہزادے کی دلہن۔۔۔  
وہ اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتی پانی پلاتی بال بناتی اور جب کوئی اسکے جسم کو زخم زخم کر جاتا تو وہ اس پر اپنی  
آنسوؤں سے مرہم رکھتی۔۔۔

اور حورالعین سسکتی اسے میں سما جاتی تو کبھی سمی زخم زخم ہو کر پھر بھی اسے چھپائے رکھتی خود میں۔۔۔  
کسی نہیں معلوم تھا کیا ہو رہا ہے کون سادن ہے کون سامہینہ ہے کون سا سال ہے۔۔۔  
کتنے دن ماہ سال گزر گئے ہیں۔۔۔  
بس ایک ہی روٹین تھی۔۔۔

زخم کھانا اور سسک کر سمی میں چھپ جانا۔۔۔  
پر آج تک کسی میں ہمت نہیں ہوئی تھی اسکی عزت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے کیونکہ وہ انکے قہر زمان کی امانت  
تھی جو دن رات ایک کر کے ان لڑکوں کو ٹریننگ دے رہا تھا۔۔۔  
دہشتگردوں کی۔۔۔  
صرف اپنی بیوٹی کو پانے کیلئے۔۔۔

اور حورالعین قطرہ قطرہ موت کی طرف رواں تھی سہمی کے ساتھ۔۔  
اور وہ جوانجانے میں ہی اس شہزادے کا انتظار کرنے لگی تھی قطرہ در قطرہ بہہ کر ان آنکھوں سے نکل رہا تھا جو  
سہمی کے شہزادے کے ذکر پر آنکھیں چمکتی تھی۔۔



"کہیں اس افسردگی کے پیچھے محبت تو نہیں؟ شرارت آنکھوں میں سجائے وہ بولا۔

"ہمیشہ بکواس ہی کرتے رہنا!! میں اسلئے افسردہ ہوں کیونکہ یہاں تمہارے علاوہ بات ہی کس سے کرتی ہوں  
برہان تو دیکھ کر مارنے کو دوڑتا ہے۔۔۔ بھرائی آواز میں وہ نظریں اپنے ہاتھوں پر جمائے سیدھا داد کے دل میں  
اتر رہی تھی۔۔۔

"ابو اور امی سے کرنا برہان سے اگر حور العین کو کوسنے کے بجائے بات کرو گی تو وہ ضرور تم سے باتیں کریں  
گے۔۔۔ وہ چلتا ہوا اسکے سامنے آیا تو نور العین نے منہ بنایا۔۔۔

"ہو نہہ۔۔۔ اسے تو میں ہر حال میں بری لگتی ہوں۔۔۔ وہ بڑ بڑائی تو داد ہنس پڑا۔

"جاؤ مرو تمہیں مجھ سے زیادہ تمہارے وہ دوست عزیز ہیں جو سرحدوں کے اس پار بیٹھے تمہیں صرف اشارہ  
کر رہے ہیں کہ آؤ ہمیں تمہاری یاد آرہی ہے ملنا ہے کچھ وقت گزارنا ہے اور تمہیں دوڑھے چلے جارہے ہو  
بے وقوف ناہو تو!! میں تو جیسے تمہاری دوست نہیں!"۔۔۔ نور غصے غم سے کہتی مڑی کہ داد نے اسکا ہاتھ  
پکڑ لیا۔۔۔

"میری بھی تو سنو بونی،، یا صرف اپنی ہی سنانے آئی تھی۔۔۔ نور نے منہ پھولا کر دیکھا تو داد

"کیا سنو"۔۔۔!! پھاڑ کھانے والے انداز میں پوچھا تو داد نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی۔۔۔

اب وہ اسے کیسے بتاتا کہ کتنی محنت سے اس مقام پر پہنچا ہے جس کے لئے ہزاروں میں ایک چنا جاتا ہے۔۔۔



وہ کیا بتاتا اسے کہ وہ پاک آرمی میں سیکرٹ ایجنٹ کی ٹرنگ پر جا رہا ہے۔۔

دوسرے ملک دوستوں سے ملنے جانے کا تو صرف بہانا تھا اصل میں تو اپنا خواب پورا کرنے جا رہا تھا جو اس نے اپنے چچا چچی کی قبر پر سر رکھ کر دیکھا تھا۔۔

جو اس نے معصوم حور العین کے غائب ہو جانے پر دیکھا تھا۔۔

وہ خواب جو نور العین کی ماں باپ بہن سے بچھڑنے پر آنسوؤں میں دیکھا تھا۔۔

اس خواب کو پورا کرنا چاہتا جو خواب اس نے اپنے بھائی کوراتوں میں سجدوں میں سسکتے دیکھا تھا۔۔  
تو کیسے وہ خواب پورا کرنا کرتا۔۔

"جانا ضروری ہے پھر کچھ ہی تو وقت کی بات ہے لوٹ آؤں گا"۔۔ اسکا ہاتھ چھوڑ کر وہ واپس وارڈروب کی طرف مڑ گیا اور نور العین جو آس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ ابھی کہے گا تمہارے سواء کوئی بیسٹ فرینڈ نہیں! میں نہیں جا رہا تمہیں چھوڑ کر،، پر اسکے بدلے اتنے عام لفظوں میں اپنی بات کہہ کر مڑ جانا نور کو غصے سرخ کر دیا۔۔

"جانو مینے کب روکا ہے مر جاؤ وہیں! میں تو پیدا ہی اسلئے ہوئی ہوں کہ سب مجھے چھوڑ کر جائیں"۔۔ وہ روتی ہوئی بولتی مڑی تو دروازے پر کھڑے برہان کی غصے بھری نظروں میں دیکھ کر خاموش ہو گئی اور نظریں جھکا لیں۔

"تمہیں ذرا سی عقل ہے وہ سفر پر جا رہا ہے اور تم اسے بددعائیں رہی ہو پاگل ہو"۔۔۔!! غصے سے درشتگی سے کہتے وہ اندر داخل ہوا تو نور سہم گئی۔۔

"بھائی کیا کر رہے ہیں مزاق کر رہی تھی"۔۔ داد برہان کو نور پر غصہ کرتے دیکھ کر ایک دم مڑا اور برہان سے بولا

"اس لڑکی کو بددعائیں دینے کے علاوہ اور آتا ہی کیا ہے جو تم مزاق کی بات کر رہے ہو"۔۔ نفرت سے دیکھتے برہان بولا تو نور کا آنسو نیچے فرش پر گرا داد تڑپ اٹھا۔۔

"نہیں بھائی ایسی بات نہیں نور تو مزاق کر رہی تھی سچی"۔۔۔ وہ غصے سے دیکھتی نور کو جانا کا اشارہ کرتے برہان سے بولا۔۔

"میں مزاق نہیں کر رہی تھی"۔۔ نور دانت پیس کر کہتی روم سے بھاگ گئی تو داد نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی۔

"دیکھا کتنی بد اخلاق ہے،، ذرا جو تمیز ہو اس لڑکی میں"۔۔ وہ ضبط سے مٹھیاں بھیجنے لگا۔۔

داد نے گہرا سانس لیتے اپنا بیگ پیک کیا اور نیچے رکھا۔

"چلو فلائٹ کو ٹائم ہو گیا ہے امی ابو سے مل لو"۔۔۔ برہان اسے ساتھ لگاتے پیٹھ تھپک کر بولا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

داد نے مسکراتے ایک نظر اس آنسوؤں پر ڈالا جو نیچے پڑا تھا اور اسکی اسی پر نظریں ٹکی تھی۔۔

مسکراتے آگے بڑھا اور اس موتی کو انگلی پر اٹھا کر اپنی کالی چمکتی آنکھوں کے سامنے کیا۔۔

"جہاں اتنی تکلیفات سہی ہیں وہاں ذرا سی یہ بھی برداشت کر لو اسکے بعد تمہارا داد صرف تمہارے پاس ہوگا" اس موتی کو لبوں سے لگاتے وہ دلکش انداز میں مسکرایا اور بیگ اٹھا کر کمال صاحب اور ناراض سی آسیہ بیگم سے معافی مانگنے کے ساتھ پیار لیتا ایک نظر نور العین کے بندروم پر ڈال کر وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا برہان کے ساتھ ایئر پورٹ کی طرف۔۔

"اپنا خیال رکھنا اور پہنچتے ہی کال کرنا"۔۔۔ برہان اسے گلے لگاتے بولا۔

"آپ بھی اور میں جب آؤں تو خوش خبری کی طور پر آپکو ایس پی کے عہدے پر دیکھوں"۔۔۔ داد اسے خود میں بھینچتے بولا جس نے حور العین کے بعد مسکرا کر نا ہی چھوڑ دیا تھا جیسے مسکراہٹ کا اس سے کوئی تعلق ہی نا ہو۔۔

"ان شاء اللہ۔۔!! اور تم فالتو میں ہی اپنی تعلیم کا نقصان کرتے دوست کے پاس جا رہے ہو یہ تو بعد میں بھی چلتا رہے گا بھی تو اپنی تعلیم مکمل کر لو"۔۔۔ وہ مسکراتے بولا تو داد اسکی خوبصورت مدہم مسکراہٹ کو دیکھتا رہا۔

"یہی تولائف ہے انجوائے کرنے کی پھر تو ابوکازنس سنبھال کر وقت کہاں ملنے والا ہے۔" اسنے سرکھجاتے کہا تو برہان نے اسکا کندھا تھپتھپایا۔۔

"اللہ تمہیں خوش رکھے"!! اناؤسمنٹ ہونے پر وہ مسکراتا ہاتھ ہلا کر اندر کی جانب بڑھ گیا اور برہان محبت سے اسکی پشت کو دیکھتا اسکے جانے کے بعد وہاں سے نکلا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر واپس چلا آیا۔۔

امریکہ کی فلائٹ ٹکٹ کینسل کروا کر وہ اسلام آباد کی فلائٹ سے شام کے وقت وہاں پہنچا اور ایک آدمی کے ہاتھ میں اپنے نام کا بورڈ دیکھ کر اسکے سامنے کھڑا ہوا۔۔

"السلام علیکم آئی ایم دائود آلف علوی"۔۔ اسنے کہتے اپنا کارڈ آگے کیا

"وعلیکم السلام"۔۔ اس آدمی کے پیچھے چلا آیا اور ایک گاڑی میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

اپنی موبائل سے سم کارڈ نکال کر اسنے موبائل آف کیا اور مسکراتے موبائل جیب میں رکھتے گھر اسانس لیتے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا۔۔

\*-----\*



"قہر زمان"۔۔۔ تمسخرے بھری نظر بلیک کنگ نے سامنے کھڑے غصے سے بھرے زمان پر ڈالی جو آج چار سالوں بعد ہارا کھڑا تھا۔۔۔

اسنے جو الگ سے پانچ لڑکے لئے تھے ان دو آدمیوں کی جگہ کیلئے ایک ایک کر کے سب اپنی سانسوں سے رشتہ توڑ کر آنکھیں موند گئے تھے۔۔

"مجھے ایک اور موقع چاہئے کنگ اور تمہیں دینا ہوگا"۔۔۔ زمان غیض و غضب سے دھاڑا

"بابا بابا جتنے چائے لے لینا پر جو جشن میں اپنے محل میں رکھ رہا ہوں بلیک کنگ کی بڑھتی تنظیم اور دوسرے دنیا کی خطرناک مافیا گینگ سے تعلقات بڑھنے پر اسکے بعد تمہیں موقعہ دوں گا جتنی دفعہ چاہو"۔۔۔!! اسنے مکروہ قہقہہ لگاتے کہا

تو زمان نا سمجھی سے دیکھنے لگا کہ اگر وہ اسے موقعہ دے رہا ہے تو ہنس کیوں رہا ہے۔۔۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے کنگ۔۔۔! اصل بات بتائو"۔۔۔ پھر کر بولا

"اور تمہیں پتا ہے اس گینگ کا انٹرسٹ میرے بیسٹ میں ہے جسکا خوف اب دنیا پر چھایا ہوا ہے اور اس آنے والے جشن میں وہ اس سے مل رہے ہیں تو سوچو کنگ کہاں تک پہنچ جائے گا تو اس کی رکھیل بھی تو حسین ہونی

چائے اس جشن میں جس سے وہ سب کا تعارف کروائے گا اور تم سے بھی۔۔۔ وہ کہتا زمان کو ساکت چھوڑ کر  
دوسری تنظیموں سے آج کی میٹنگ میں چلا گیا۔۔

"بلا سنڈ بیوٹی"۔۔۔!!

"مستند اطلاع کے مطابق جاوید راٹھور ہی بلیک کنگ ہے اور زمان چوہان اسکا ساتھی، یہ دہشتگردوں کی تنظیم  
پاکستان سمیت دوسرے ممالک پر اپنی دہشت کے پنچے گاڑنا چاہتی ہے۔۔  
جو کسی حد تک کامیاب بھی رہی ہے بیسٹ کے وسیلے۔

جسکا خوف اب صرف پاکستان میں ہی نہیں دوسرے ممالک پر بھی چھایا ہوا ہے۔۔  
آئی ایس آئی کے آفس میں اس وقت خفیہ میٹنگ میں کرنل وجاہت کی آواز گونجی۔  
اور اس خفیہ میٹنگ میں میجر شہریار "کوڈ نیم شیر" کیپٹن فہد، ایجنٹ مہک اور ایجنٹ آلف بھی موجود تھے۔

"یہ اب دنیا بھر میں پھیلی دہشتگردوں کی تنظیم ہے جو پاکستان سمیت مختلف ممالک سے نوجوان لڑکوں کو اغوا  
کرتے ہیں اور انہیں ٹریننگ دیتے ہیں جسکا ثبوت ہمارے سامنے ہے "بیسٹ" کا کرنل کے کہنے پر میجر شہریار  
نے ریڈ کور فائل ٹیبیل پر رکھی اور بریگیڈیئر کے بعد ڈپٹی ڈائریکٹر نے اٹھا کر فائل میں موجود بیسٹ کے باؤڈیٹا  
پر اپنی نظریں پھیرنے لگے۔۔

شہریار کی نظریں انکی آنکھوں پر ٹکی تھی جہاں غصے اور افسوس کے تاثرات نمایاں تھے۔۔

"پر اب انکی تنظیم صرف لڑکوں تک محدود نہیں بلکہ نوجوان لڑکیوں کو بھی کڈنیپ کر کے مختلف ممالک میں فروخت کرتے ہیں، مزید انفارمیشن کے مطابق کچھ ہی دنوں میں جاوید راٹھور کے محل میں جشن رکھا جا رہا ہے جہاں دنیا بھر کے دہشتگردوں کی تنظیم کے ساتھ معافیا گینگ بھی شامل ہو رہا ہے جسکا ارادہ بیسٹ کو دیکھنا اور اسکے جیسے دوسرے حیوانوں کو وجود میں لانا ہے، اور اسکے بعد بلیک کنگ اور معافیا گینگ ملکر پوری دنیا پر اپنی دہشت سے حکومت کریں اس سے پہلے کہ یہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوں ہمیں انکے ناپاک

عزائم کو مٹی میں ملانا ہے انڈر اسٹنڈ"۔!!

"یس سر"۔!! میجر شہریار کی آواز کے ساتھ باقیوں کی آواز ساتھ گونجی۔۔

میٹنگ ختم ہو گئی تھی انہیں کل اپنے ہتھیاروں کو لینے کا کہتے۔۔  
اور میجر شہریار سیکرٹ ایجنٹ آلف کے ساتھ کل اپنی اس مشن پر تفصیل ڈسکس کا اپنے خفیہ فلیٹ کا کہتے وہاں سے چلا گیا۔۔  
انکے پاس زیادہ وقت نہیں تھا کیسے بھی کر کے معافیا گینگ اور بلیک کنگ کے ساتھ ان کے ناپاک عزائم کو مٹی میں ملانا تھا۔۔

آلف اپنی سائنٹ مو بائل پر برہان کی کالزدیکھ کر باہر نکل آیا۔۔

"جی بھائی"۔۔ مو بائل کان سے لگاتے ہوئے وہ بولا

"کہاں ہو تم پہلے دو سال غائب رہ بیٹا بھرا جو پھر مری جانے کا پیغام چھوڑا ہے"

برہان جو ابھی آفس سے آکر بیٹھا تھا کمال صاحب کی داد کے نئے مطالبے پر دھاڑے سن کر اسے کال کرنے لگا اور کچھ دیر بعد اسنے کال پک کی تو غصے سے بولا

"بھائی پلیز ہیلپ"۔۔ وہ چھوٹے بچے کی طرح منمنایا تو اسکی آواز پر برہان نے اپنی مسکراہٹ روکی

"نوداد اس بار میری ہیلپ نہیں ملے گی تم نے پچھلی بار جتنا ہمیں تڑپایا تھا اس بار میں ذرا بھی ہیلپ نہیں کروں گا سائنڈاٹ"۔۔ وہ مصنوعی سختی سے بولا

"پکا"۔۔۔!! اسنے یقین دہانی چاہی

"ہم"۔۔ برہان نے سر ہلایا

"ٹھیک ہے جب وہاں میری خوشی کسے عزیز نہیں تو میرا آنا کس کام کا، اب جب تک آپ ابو کو منا نہیں لیتے مجھے کوئی آنے کا نا کہے"۔۔ داد نے کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی بغیر برہان کی ارے ارے سننے۔۔

اسکے بعد بھی برہان نے کالز کی پر داد نے رسیو نہیں کی اور پھر تھک ہار کر برہان نے اوکے ٹھیک ہے آؤ گدھے کرتا ہوں کچھ۔۔۔۔



داد پڑھ کر قہقہہ لگا اٹھا جانتا تھا اسکا بھائی کتنا پیار کرتا ہے اس سے۔  
اور داد نے برہان کے میسج پر جذبات میں کس کرتے ہوئے موبائل جیب میں رکھی اور اپنے گھر کی راہ لی۔۔

\*-----\*

شہر یار نے جب گھر میں پاؤں رکھا تو رات کے ڈنر کا وقت ہو رہا تھا اور ہمیشہ کی طرح ڈائننگ ٹیبل سے احمد صاحب کی اسکی غیر موجودگی میں بڑبڑاہٹ زور و شور سے جاری تھی۔۔

اسنے مسکراہٹ روکتے اپنے روم کے جانب قدم لئے اور جلدی سے فریش ہو کر بلیک ٹرائوز اور گرے شرٹ جو اسکے چوڑے سینے سے چپکی ہوئی تھی۔

بالوں میں برش پھیر کر وہ مسکراتی بھوری آنکھوں میں اپنی ڈارلنگ کے عکس کو سمائے روم سے باہر نکلا۔۔

"پاپا بھائی آگئے"۔۔! حور یہ نے شیریں کو دیکھ کر چمکتے کہا تو دراب نے احمد صاحب کی ناگوار نظریں شیریں پر دیکھ کر مسکراہٹ چھپائی۔

مشال نے اسے اپنے بھائی کی بے عزتی پر مسکراتے دیکھ کر ناک سکوڑا۔۔

البتہ پری جو حماد صاحب کے ساتھ بیٹھی تھی حوریہ کی آواز پر بے ساختہ ہی نظریں اٹھائی اور اتنے سب لوگوں کی موجودگی میں اسکی مسکراتی بھوری آنکھیں خود پر مرکوز دیکھ کر وہ اندر تک کانپ کر رہ گئی۔

ناچاہتے ہوئے بھی اسنے عائشہ بیگم کے دوپٹے کو جکڑا۔

"السلام علیکم"۔۔ پری کے نظریں جھکانے پر وہ ناپسندگی سے اسے دیکھ کر سلام کرتا اسکے سامنے ہی بیٹھا۔

سب نے اسکے سلام کا جواب دیا سوا پری کے۔۔۔

"کہاں تھے صبح سے"۔۔؟ احمد صاحب تو ویسے کھانے کی ٹیبل پر بولنے کے سخت خلاف تھے پر اپنی یہ نالائق اولاد اسے اسی وقت کبھی کبھی ہاتھ آتی تھی۔

"بعد میں بات کرنا احمد ابھی بچے کو کھانا کھانے دو"۔۔ حماد صاحب نے منہ کی طرف جاتے شیریں کے رکے ہاتھ کو دیکھ کر بولے۔

"نہیں بھائی پوچھنے دیں میں تنگ آ گیا ہوں اسکی گھر سے مسلسل غیر حاضری پر کتنے کتنے دن گھر سے غائب رہتا ہے کوئی پوچھتا ہی نہیں"۔۔ وہ بمشکل غصہ دبا کر بولے

سب خاموشی سے دونوں باپ بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔

"احمد"۔۔۔!! حماد صاحب پری کی سپید رنگت دیکھ کر کچھ دبے ہوئے لہجے میں سرزش کرتے ہوئے بولے کہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنی معصوم بچی کو دیکھ کر احمد صاحب خاموش ہوئے۔۔

"آپ کھانا کھاؤ پیٹا"۔۔۔!! حماد صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ دبائی آنکھوں سے سر ہلا گئی۔

شیری نے دلچسپی سے منہ سے پانی کا گلاس لگاتے اسے دیکھا جو بمشکل کانپتے ہاتھوں سے نوالہ منہ میں ڈال رہی تھی۔۔۔

"دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اسکے پاس ہاسپٹل میں تھا"۔۔۔ جان بوجھ کر نیچے گرائے سپون کو اٹھاتے اس نے اپنی آنکھیں نیچیں کی تو سامنے ہی اس کے سپید پاؤں تھے شیری نے مسکراہٹ روکی اور سر اوپر اٹھایا۔

اسکی غیر حاضری کی وجہ سنتے عائمہ بیگم نہال ہو گئی اپنے سپوت پر۔۔۔

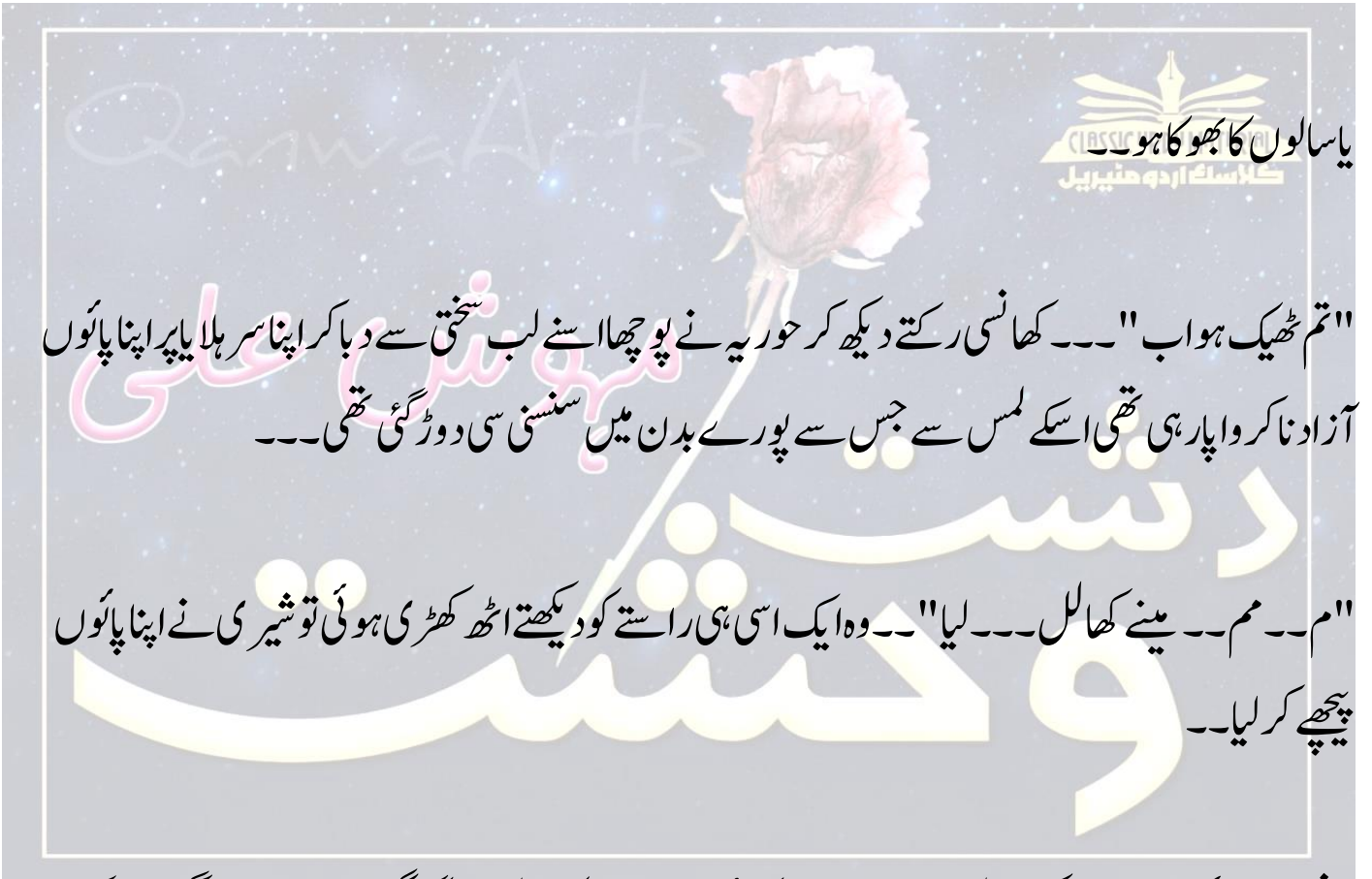
حماد صاحب بھی مسکرائے سواء احمد صاحب کے جسے اسکا بہانہ جھوٹا ہی لگا۔۔

خود کو بچانے کیلئے ہمیشہ ہی سب کو مار دیتا تھا۔۔۔

"ابھی کیسی طبیعت ہے تمہارے دوست کی"۔۔۔؟ حماد صاحب نے پوچھا

"ٹھیک ہے"۔۔۔ منہ میں نوالہ ڈالتے ہوئے بولا اور سیلپر سے اپنا پائوں آزاد کراتے اسنے سیدھا پری کے نرم و نازک پائوں پر انگلیاں پھیری کہ پری کی اس لمس سے سانسیں اکھڑ گئی بے ساختہ اسے کھانسی کا دورا پڑا۔۔

"بسم اللہ"۔۔۔ عائمہ بیگم نے فکر مندی کہتے اسکی پیٹھ تھپتھپائی جو بھیگی آنکھوں سے کانپتے ہونٹوں سے شیریں کے لمس خوفزدہ ہو رہی تھی پروہ ایسے کھارہا تھا جسے کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔



"تم ٹھیک ہو اب"۔۔۔ کھانسی رکتے دیکھ کر حوریہ نے پوچھا اسنے لب سختی سے دبا کر اپنا سر ہلایا پراپنا پائوں آزادنا کر واپار ہی تھی اسکے لمس سے جس سے پورے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

"م۔۔۔ مم۔۔۔ مینے کھال۔۔۔ لیا"۔۔۔ وہ ایک اسی ہی راستے کو دیکھتے اٹھ کھڑی ہوئی تو شیریں نے اپنا پائوں پیچھے کر لیا۔۔۔

"نہیں بیٹا ابھی نوالہ ہی کتنے لئے ہیں ٹھیک سے کھاؤ ورنہ رات کو بھوک لگے گی"۔۔۔ عائمہ بیگم کے کہنے پر پری نے بے ساختہ ہی نفی میں سر ہلایا تو سب کا سر شیریں کی جانب گھوما۔۔

وہ خاموشی سے ایسے کھانا کھارہا تھا جیسے بہرا ہو۔۔



"اچھا بیٹا جاؤ حور یہ کھانہ لیکر آتی ہے"۔۔۔۔۔ حماد صاحب نے اسکا ڈر سمجھتے ہوئے جانے کی اجازت دی تو ایک پل کیلئے بھی ر کے بغیر وہاں سے بھاگ گئی۔۔

شیری کے لبوں پر تبسم پھیلا جسے وہ بڑی مہارت سے چھپا گیا۔۔

\*-----\*

Qaswa Arts

CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

شہر یار کا پلاٹن تیار تھا۔۔

وہ سب تیار تھے اپنے ہتھیار لئے۔۔

میپ میں بلوچستان میں جاوید راٹھور کے محل کے نقش پر بلیک مار کر سے گول کرتے۔۔

بلوچستان کے نواحی گاؤں کے قریب ایک گھر میں موجود تہ خانے اور اس سے کچھ کلو میٹر دور بچوں کو ٹرنگ دینے والی خفیہ جگہ پر مارک کرتے اسنے میپ فولڈ کیا اور چیئر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"پلاٹن کے مطابق ہم الگ الگ جائیں گے اور یاد رہے اگر کوئی بھی پکڑا گیا تو وہ ہمیں نہیں جانتا اوکے"

۔۔ میجر شہر یار نے ایجنٹ آلف ایجنٹ مہک کیپٹن فہد کو مخاطب کیا۔۔

جوالرٹ سنتے یک زبان بولے "یس سر"۔۔

"انکا جشن کا دن پر سو ہے تو جاوید راٹھور نے پوری طرح سے اپنے آدمی پھیلا لئے ہوں گے ہمیں کافی الرٹ رہنا پڑے گا اور ہاں الگ وقت تینوں فلائے کرو گے انڈر سٹنڈ"

"یس سر"---

او پھر ان سے کسی پلائن کے بابت کسی طرح کے سوال کا پوچھا پرا نہونے نفی کی تو شہر یار نے سر ہلادیا۔

"گڈ لک"۔ شہر یار کہتے اپنے فلیٹ سے نکلتا چلا گیا اور پیچھے آلف اپنے دونوں ساتھیوں سے ہاتھ ملاتا آل دے بیسٹ کہتے وہاں سے نکلا۔

"زمان چوہان"۔۔۔!! اسنے نام لیتے ہوئے اپنی مٹھیاں بھینچی۔۔۔

\*-----\*

محل سے نکلتے وہ اپنی بڑی سی گاڑی میں بیٹھا۔۔۔  
توڈر ایور نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

کچھ دیر کے بعد وہ شہر سے نکل کر گائوں کے کچے راستوں پر گاڑی اتری۔۔۔

وہ سلگار کے گہرے کش لیتا آرام سے بیٹھا تھا۔۔۔  
کچھ ہی دیر بعد گاڑی ایک گھر کے سامنے رکی۔۔۔

کنگ گاڑی سے نکل کر باہر آیا اور کوٹ کے بٹن بند کرتا اپنے سیاہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسنے قدم آگے بڑھایا۔۔

اس تہ خانے کا کسی کو نہیں معلوم تھا۔۔  
صرف زمان اور لڑکوں کو ٹریننگ دینے والوں کے علاوہ کیونکہ یہ اندر ایک تہ خانہ نہیں تھا۔۔

یہاں پر دوسرے بھی تھے جیسے اس چھوٹے سے گھر کے اندر دنیا بستی ہو۔۔

کنگ کو دیکھتے وہاں موجود عورت اور مرد جو اس رہائش بنا کر رہ رہے تھے لوگوں کے دیکھاوے کیلئے۔۔  
ایک دم سر جھکائے سائیڈ ہوئے اور اسے اندر آنے کی جگہ دی۔۔

اندر آ کر کنگ نے ایک روم کا دروازہ کھولا اور روم کی دیوار پر لگی بڑی سی تصویر کو ہٹائے اسنے وہاں پر موجود دیوار پر اپنا ہاتھ رکھا تو روم کے فرش تقسیم ہو کر اندر سیڑھیاں نمودار ہوئی۔۔

کنگ مسکراتا نیچے اتر اسے دیکھ کر اسکے آدمی مودب ہو کر سلام کرنے لگے جسے وہ نظر انداز کرتا سر سری سی نظر باقی کے تہ خانوں پر ڈالتے ایک کے سامنے رک گیا۔۔

اسے رکتے دیکھ کر اسکے آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو بلیک کنگ نے منہ پر رومال رکھتے اپنا قدم اندر رکھا۔۔۔

"ملکہ"۔۔۔!! مختلف پاگل عورتوں پر نظر ڈالتے جب اسکی نظر ایک پرٹکی تو سرسراتی آواز میں بولا کہ سہی کی روح فنا ہو گئی۔۔۔

وہ جو حورالعین کے سگریٹ سے جلانے پر پیٹھ پر روتی انگلیاں پھیر رہی تھی جانی پہچانی آواز پر ساکت رہ گئی

"میری طرف دیکھو ملکہ دیکھو کون آیا ہے تمہارا کنگ"۔۔۔ وہ ہنستا بولا

اور ٹھٹھڑ کا نپتی سہی نے بیہوش حورالعین کو دیکھا جس پر کچھ دیر پہلے ہی وہ حیوان اپنی کئی سگریٹ سے اسکا جسم جلا چکا تھا۔۔۔

"ننن۔۔۔ نہیں میں نہیں دوں گی میری شہزادی ہے"۔۔۔ اسے روتے ہوئے حورالعین کو خود میں بھینچ لیا

کیونکہ اس پاگل کو خطرے کی بو آگئی تھی کہ اسکی شہزادی چھیننے والا ہے یہ حیوان۔۔۔

"بھول گئی مجھے ملکہ"۔۔۔ کنگ آگے بڑھ آیا اور سہی بیہوش حورالعین کو خود میں چھپائے پیچھے کھسکی۔

"مم۔۔۔ میں نہیں دوں گی یہ میرے شہزادے کی ہے"۔۔۔ وہ روتی ہوئی حور کو خود میں بھینچنے لگی۔۔۔



"ہاہاہاہاہا۔۔ ہمیشہ کی طرح سمجھدار! پاگل ہو کر بھی مجھے میرے اردوں کو پہچانا نہیں بھولی اسے کہتے ہیں ملکہ جو اپنے کنگ سوچ سے واقف ہے۔۔۔۔۔ قہقہہ لگاتے اس نے پھٹے کپڑوں میں ملبوس حورا العین کو دیکھا جسکے بکھرے الجھے بال گھونسلے کی طرح بن گئے تھے۔۔

کنگ آگے بڑھا اور روتی ہوئی سہمی کے سامنے بیٹھا۔۔۔  
اسے دیکھ کر باقی ساری عورتیں کونے میں دب کر چھپ گئی تھیں۔۔۔

"اے معاف کرد و ک۔ کنگ۔۔۔ وہ ہاتھ جوڑنے لگی

چٹاخ۔۔۔۔۔ زوردار تھپڑ کنگ نے اسکی چپکی گال پر مارا تو وہ پیچھے جا گری۔۔

اسنے غصے سے حورالعین کا چہرہ اپنی طرف کیا اور پھر ساکت دیکھتا رہا۔۔۔  
میدے جیسی رنگت پر جگہ جگہ مٹی کے داغ۔۔۔

بھگی پلکیں چھوٹی سی سرخ ناک سوکھے لب پھولے رخسار۔۔۔

مطلب اتنی افیت کے بعد بھی اسکے اتنا حسن برقرار تھا تو پہلے وہ کیسی تھی کہ زمان اس کے لئے جان دینے لینے کیلئے تیار تھا۔۔۔

"بلا سنڈ بیوٹی"۔۔۔ اسنے اپنے سیاہ سخت انگلیاں اسکے چہرے پر گھمائی

"ہاتھ مت لگاؤ یہ میرے سیر کی ہے"۔۔۔ وہ چیختی بپھر گئی اور کنگ پر جھپٹنے لگی کہ کنگ نے اسے بالوں سے جکڑا

"مر گیا تمہارا سیر سمجھ نہیں آتا کتنی بار کہا ہے وہ نہیں آئے گا مار دیا ہے مینے سیر کو"۔۔۔ سہی روتی ہوئی

اس حیوان کو دیکھنے لگی



اور اپنے بھائی مارنے والے لفظ پر تھوک بلیک کنگ کے منہ پر ماری

"وہ نہیں مرے گا ایسے! اسے اپنی شہزادی کو لیکر جانا ہی ہوگا"۔۔۔ اسنے چیختے ناخون کنگ کے منہ پر مارے کے کنگ نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔۔

ایک دل دہلا دینے والی چیخ پورے تہ خانے میں گونجی

"اماں۔۔۔۔۔ سیر۔۔۔۔۔"۔۔۔ اپنے دونوں ٹوٹے ہاتھ پکڑ کر وہ دھاڑے مارنے لگی

قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھتے کنگ نے اپنے منہ سے اسکی تھوک صاف کی۔۔

اور اٹھ کر حورالعین کو بانہوں میں اٹھایا۔۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ اسے چھ۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔ مم۔۔۔ میری شہزادی کو چھ۔۔۔ چھوڑ دو تمہیں اس ذات کا واسطہ۔۔۔" وہ اپنے ٹوٹے ہاتھوں کا درد بھلائے کھسکتی اسکے پیچھے آئی پر اسے چنختاروتا چھوڑ کر دروازہ اسکے منہ پر بند کرتے وہ چلا گیا۔۔۔۔۔

"سیر۔۔۔۔۔" درد سے تڑپتے ایسی چیخ ماری کہ پورا تہ خانہ گونج اٹھا۔۔۔

اور آخر میں آنکھیں موند تیں نیچے گر پڑی درد کی تاب نہ لاتے۔۔۔

"ہی ہی ہی مینے کہا تھا اسے مار دیتے ہیں ہی چلی گئی وہ چلی گئی پھر آئے گی پھر آئی یہیں آئے گی۔۔۔" وہ عورت کنگ کے جانے کے بعد بے ہوش سہمی کے پاس آئی جو آج چار سال بعد چھپا چھپا کر بیٹھی اپنی شہزادی کو کھو بیٹھی تھی نہیں بچا سکی اسے۔۔۔

البتہ اپنے ہاتھ ضرور تڑوا چکی تھی۔۔۔

\*-----\*

محل میں داخل ہوتے اسنے ایک روم کی راہ لی جہاں پہلے ہی ڈاکٹر ز موجود تھی۔۔۔





"دماغ خراب مت کرو جانو ٹیبل پر کھانا لگاؤ"۔۔ اسنے ٹی وی سے سامنے اسے ہٹاتے کہا تو مسکان کندھے اچکا گئی

جانا تو تھا ہی اسے۔۔

وہ بغیر سعیر کی آنکھوں میں غصے کی پروہ کئے اپنا کام کر رہی تھی۔۔

اتنے سال تینوں ساتھ رہے تھے۔۔

پر سعیر اور اسکے بیچ ایک سرد جنگ جاری تھی۔۔

دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے تھے۔۔

سعیر اسکے ضدی ہونے کی وجہ سے تو مسکان اسے اپنے بھائی کے ہاتھوں میں پستول تھامانے سے

جواب خود بھی چلاتی تھی اپنے بھائی کی ضد میں۔۔۔

اسے ہوش آیا تو مختلف آوازیں اپنے آس پاس سنتی خود کو اس کبھی ٹھنڈے کبھی گرم فرش کے بجائے نرم

گداز بسترے پر پا کر وہ گھبرا گئی۔۔

پر کچھ ہی دیر میں وہ جو خواب سمجھ رہی تھی اسکے تاثرات دیکھتے اسے بتایا گیا کہ وہ کل کے جشن کیلئے تیار ہونے

والی ہے۔

اور خود کو دماغی طور تیار کر لے۔۔

اور ابھی وہ بلیک کنگ کے محل میں ہے۔۔

حورالعین نہیں جانتی تھی یہ بلیک کنگ کون ہے کیا چاہتا ہے اس سے اور کون سے جشن کی بابت اسے سمجھایا جا رہا تھا پرا بھی خود کو سہی سے الگ پا کر وہ روتی چیخنے لگی کہ اچانک اسکے بازو میں ایک انجکشن لگایا گیا اور وہ واپس غش کی حالت میں چلی گئی۔۔

بغیر اپنے مرے ہوئے جسم سے التجا کئے۔۔

"کیا ہوا ہوش آیا اسے"۔۔؟ بلیک کنگ اندر داخل ہوتے بولا۔

"یس ہوش تو آ گیا ہے پر ہوش میں آتے کسی سہی کیلئے چیخ رہی ہے" ڈاکٹر حورالعین کے اوپر کبیل ڈالتے مودب سی کنگ سے بولی

"تو تم تینوں کس لئے ہو سمجھاؤ بھیلانوا سے مجھے کل رات کوئی مسئلہ درپیش نہیں آنا چاہئے ورنہ تم تینوں کو

اس دنیا سے رخصت کر دوں گا" غصے سے بولتا وہ ایک نظر حورالعین کے خوبصورت چہرے پر ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا تو ڈاکٹر نے اپنے رکاسانس بحال کیا۔۔

"کیسے سمجھائیں اگر رکھیل ہی بنانا تھا تو اتنی اذیتیں دینے کی کیا ضرورت تھی اور اب تو اس کم سن لڑکی کے دماغ کی کیا حالات ہوں گے وائے ہی ڈونٹ انڈر سٹینڈ"۔۔!! ڈاکٹر سر تھام کر بیٹھ گئی۔۔

"ڈونٹ وری ہم کوئی دوسرا راستہ اپناتے ہیں اسے بھلاتے ہیں"۔۔ ایک ڈاکٹر بیس سالہ حورالعین کے معصوم صورت کو دیکھتی بولی تو دوسری نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

"کیسے بھلائیں گے"۔۔ وہ سوالیہ دیکھنے لگی

"یہ سہمی وہی ہے نا جسکا ہم نے علاج کیا ہے کئی بار" ایک ڈاکٹرانی چلتی اس کے پاس بیٹھی

"ہم تو کیوں نا کہیں اس سے کہ جشن میں جا کر کسی سے چھپ کر مدد مانگے سہمی کو تہ خانے سے نکالنے کیلئے"۔۔ بوڑھی ڈاکٹرانی نے بھرائی آواز میں کہا

"آریو کریزی۔۔!! تمہیں پتا ہے اسکے بعد ہمارا انجام کیا ہوگا" دوسری ڈاکٹر تقریباً چیخنی۔۔

تیسری نے بھی حیرت سے پہلی والی ڈاکٹرانی کو دیکھا۔

"ایس آئی ایم کریزی۔۔!"

"بیکاز مجھے وہ معصوم نہیں بھولتی آج بھی جب آنکھیں موندتی ہوں تو اسکا روتا تڑپتا چہرہ سامنے آ جاتا ہے پتا نہیں کس حال میں ہوگی کتنے سال گذر گئے اسے دیکھے ہوئے، کتنی منتیں کرتی تھی اپنی جیولری اتار کر دیتی

تھی کہ اسکے بھائی کو بلا کر لائیں۔۔۔۔۔ وہ ڈاکٹر کہتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تو دوسری نے گھبرا کر دروازہ بند کیا۔۔۔

"مجھے بھی۔۔۔۔۔! وہ امریکن ڈاکٹر ز تھیں جو بلیک کنگ کی لڑکیوں کا علاج کرتی تھی۔۔۔۔۔ سہمی سے پہلے بھی اور سہمی کا بھی انہوں نے علاج کیا پر آخر میں اسکا دماغی توازن کھو دینا ان کیلئے کس نعمت سے کم نہیں تھا۔۔۔

اور انہیں دونوں کو نہیں معلوم تھا کہ اسنے خود اپنے ہاتھوں سے اس معصوم سہمی کو غلط انجکشن لگا کر پاگل بنایا تھا صرف بلیک کنگ کی درندگی سے بچانے کیلئے اور وہ کامیاب بھی ہوئی تھی۔۔۔

"او کے ٹرائے کرتے ہیں باقی رہی زندگی تو جئے گی ورنہ اوپر ملیں گے۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک رضا مند ہو گئی تو تیسری بھی دونوں کو دیکھ کر ناچاہتے ہوئے بھی راضی ہوئی۔۔۔

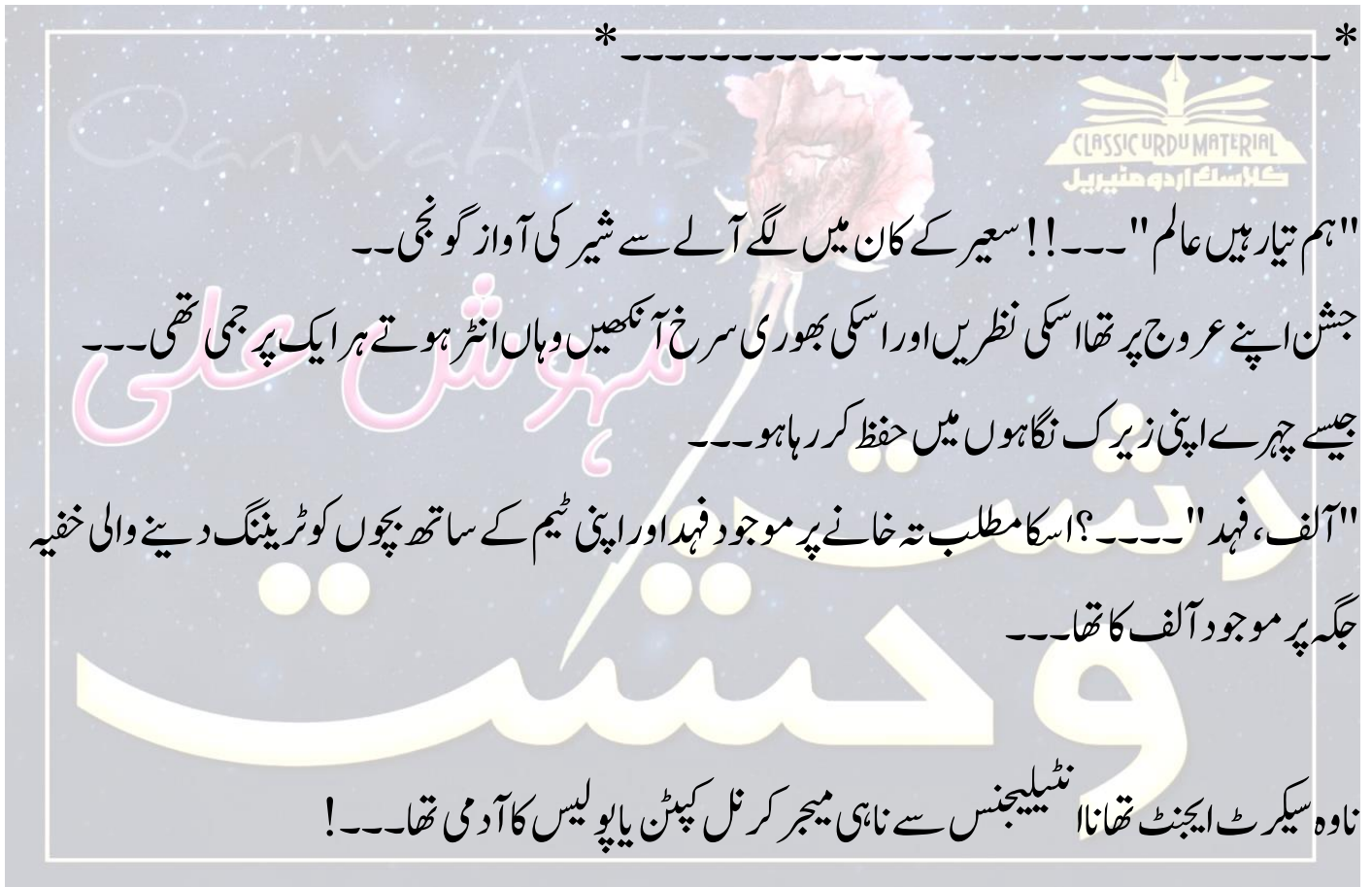
"بیسٹ۔۔۔۔۔! بیسٹ کیسا رہے گا سنا ہے اسنے بلیک کنگ کے آدمی کو مارا ہے اور ایک لڑکی لڑکے کو بھی بچایا ہے۔۔۔۔۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ عورت بولی تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

"سنا تو ہمنے بھی ہے پر وہ بیسٹ ہے کافی رسک ہو سکتا ہے کہیں اس معصوم پر آنچ نا آئے ہماری بے وقوفی کی۔۔۔ ایک ڈر گئی



"نہیں آئے گی ضرور بچائے گی وہ سہمی کو آئی ایم ہنڈریڈ پر سنٹ شیور"۔۔۔ اس کے اعتماد پر وہ کچھ ڈرتے ڈرتے سر ہلانے لگی۔۔۔

اور پھر حور العین کے اٹھنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔



"وہ بیٹ تھا"۔۔

پاکستان کا بیٹ۔۔۔

جسکے وجود میں آتے ہیں بلیک کنگ کو خوش فہمی ہو گئی کہ اسکا بیسٹ وجود میں آیا ہے پر وہ بے وقوف بھول گیا کہ وہ اسکا بنایا نہیں اللہ کا بنایا گیا بندہ ہے۔۔۔

اپنے وطن کا اپنی قوم کا بیٹا۔۔۔

جس طرح وہ بچوں پر ظلم کر رہے تھے انہیں کیا لگا شاید وہ سب کچھ بھول گیا ہو گا اور اب انکے اشاروں پر چلے گا۔۔۔

بے وقوف تھے جو اسے نہیں جان سکے۔۔۔

وہ ان کے ہی ناک کے نیچے کھیلتا رہا اور وہ اندھے ہو کر اس پر اعتبار کے دعوے بھرتے رہے۔۔۔  
اپنا نام خوف و دہشت پھیلانا انکا پلان نہیں تھا یہ اسکا پلان تھا کہ مزید چھپے اپنے وطن کے دشمن اس سے ہاتھ ملانے کیلئے سامنے آئیں۔۔۔

اس اکیلے کارادہ تھا پاکستان کے دشمنوں کو دھول چٹانے کا پر جب وہ کراچی میں تھا تب اسے پوری طرح سے آرمی کے لوگوں نے گھیر لیا اور اسے لیکر ایک تہ خانے میں خفیہ جگہ پر آئے۔۔۔

اور وہاں اسے سے اسکی بتائی گئی زندگی اور اس پر کئے گئے تشدد کے بابت پوچھا گیا۔۔۔

وہ خاموشی سے کر نل وجاہت کو بتاتا گیا تب اسے انکا ساتھ ملا اور وہ خاموشی سے واپس بلیک کنگ کے محل آ گیا۔۔۔

اسے سمجھایا گیا تھا کہ وہ ایک بیسٹ ہے اور بیسٹ ہی رہے گا پر پاکستان کی معصوم قوم کیلئے نہیں اسکی طرف ناپاک نظریں اٹھانے والوں کیلئے۔۔۔۔

اسنے کتنے ہی ٹرک پکڑوائے تھے کتنے ہی آدمی بمب بلاسٹ یا ایکسیڈنٹ میں مروائے پر بلیک کنگ کو اس قدر اپنے بنائے گئے بیسٹ پر اندھا اعتماد تھا کہ اسنے اسکی طرف دیکھنا تو دور سوچنا بھی بے وقوفی سمجھی۔۔۔۔

"ہمم میرے اشارے کا انتظار کرنا"۔۔۔ وہ جھک کر سرگوشی میں بولا کہ صرف اسکے کندھوں پر بیٹھے ملائک

ہی سن سکے اور شیر۔۔

اچانک ہی اسکی نگاہیں وہاں سے داخل ہوتی مسکان پر پڑی اسکی رگوں میں خون لاوا بنکر کھول اٹھا۔۔

"یہ اندر کیسے آئی"۔۔؟ غصہ دبانے کی ناممکن کوشش کرتے بلیک پینٹ وائٹ شرٹ گلے میں اسکارف لپٹے مسکان پر پڑی۔۔

"کون"۔۔؟ شیر سمجھا نہیں اور اسنے اپنے ساتھ کھڑے آفیسرز کو دیکھا۔

یہاں تو سب موجود تھے حتہ کہ عارب بھی۔

"عارب کی بے وقوف بہن"۔۔ چلتا ایک چیئر گھسیٹ کر بیٹھا۔۔

مہمانوں کی آمد رفت ابھی جاری تھی اور عالم چاہتا تھا سب جمع ہوں پھر ان پرائٹیک کیا جائے۔۔

پورا محل رنگ بے رنگین روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔  
"اوہ"۔۔۔!! شیر نے افسوس اور غصے سے عارب کو دیکھا

"تمہاری بہن کہاں ہے"۔۔؟ وہ عارب کے سامنے آیا تو اس نے سمجھتے ہوئے غصے سے دانت پیسے۔

"میں دیکھتا ہوں"۔۔۔!! وہ اپنی بہن کے لئے ڈر و خوف سے اندر جانے کیلئے اٹھا۔

"نہیں"۔۔۔!! عالم نے غصے سے کہا۔

تو شیر نے عارب کو اندر جانے سے روک لیا۔۔

"بلیک کنگ کے آنے پر میں تم لوگوں کو اشارہ دوں گا آہستہ آہستہ محل کے چاروں طرف صفایا کر لینا اور پھر معافیا گینگ کے آتے اٹیک کر لینا ہے"۔۔۔ وہ انہیں ہدایات دیتے خاموش ہو گیا اور کچھ ہی دیر میں قہر زمان کے ساتھ اس سے بھی مختلف تنظیم کے سربراہ ملنے لگے اور بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ کر سراہ رہے تھے بلیک کنگ کے دماغ کو۔۔

سعیر خاموش چہرے پر سرد تاثرات لئے کھڑا تھا۔۔

اچانک ہی اندھیرا چھا گیا سارے محل کی تمام لائٹس آف ہو گئی اور پھر ایک سپوٹ لائٹ سیڑھیوں سے اترتے قدموں پر پڑی۔۔۔



"ریڈی"۔۔۔!! اسکی نظریں ذرا سی اٹھی اور ٹانگوں پر آئیں۔۔

اسکا ڈیپ ریڈ فرائیڈ پیچھے سیڑھیوں سے ملازمین اٹھا کر لارہی تھی اور اسکے صرف نازک سپید پائوں نظریں آ رہے تھے۔۔

"یس"۔۔۔!! شیر کی آواز اسکے کانوں میں پڑی

"گیم اسٹارٹ"۔۔۔ وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولا تو شیر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اسنے باقیوں کو اشارہ دیا آلف اور فہد کی ٹیم کو بھی۔۔

سعیر کی سیدھی نظریں اوپر اٹھی لائٹ کے ساتھ اور ایک معصوم چہرے پر ساکت رہ گئی۔

"وہ اسے چاہتا نہیں تھا۔۔۔!"

کیا اس آسکریم پارلر کے بعد وہاں سے نکلنے کے بعد وہ اسے بھول پایا تھا"۔۔۔۔۔

اسکے اندر سے کوئی جواب نہیں آیا

اور اس بلا سنڈلڑکی کو دیکھنے لگا جو آہستہ آہستہ کنگ کے ساتھ قدم اٹھاتی کسی شہزادی کی طرح اتر رہی تھی۔

"وہ یہاں کیسے آئی"۔۔۔!! سعیر بڑبڑایا

اور اسکے قدم نیچے رکھنے پر جہاں باقیوں کا سکتہ ٹوٹا وہیں اسنے مٹھیاں بھینچی۔۔

نا اسکا دل دھڑک رہا تھا نادماغ باتیں کر رہا تھا۔۔

پراسکی آنکھیں اسے یہاں ہر گز نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔

کنگ کی مسکراتی نظریں سعیر پر آئیں اپنے بیسٹ پر اور ساکت کھڑے زمان پر۔۔

"واؤ واٹ آبیوٹی"۔۔ مسکان کے منہ سے بے ساختہ نکلا سعیر نے گھور کر اسے دیکھا وہ ہڑا کر ایک آدمی کے پیچھے چھپ گئی۔۔

"کم ہیئر مائے بیسٹ"۔۔!! کنگ نے سعیر کو اپنے پاس بلایا تو سفید لائٹ اس پر چھا گئی اسکے ساتھ ہی حور العین نے آہٹ پر اپنی سماعتیں بچھائیں۔۔

سعیر نے آنکھوں سے مسکان کو وارن کیا کہ یہاں سے ہلی یا کسی سے بات کی تو تمہاری خیر نہیں۔

وہ گہرا سانس بھرتا اپنے مضبوط قدم اٹھاتا کنگ کے مقابلے آیا جسکا ایک بازو حور العین کی نازک کمر کا جکڑے ہوئے تھا۔۔

سعیر نے وہاں سے نظریں ہٹا کر اسکی ویران خالی آنکھوں میں دیکھا جہاں زندگی اپنی آخری سانسیں لے رہی تھی۔۔

وہاں موجود بڑی تعداد میں دہشتگردوں کی تنظیم کے سربراہوں کی ہوس بھری نظریں حورالعین سپید میدے جیسی سکن والی نازک کمر پر تھی۔۔

جس پر کنگ کی کالی انگلیاں صاف دیکھ رہی تھی جیسے دیونے پری کو جکڑا ہوا ہو اور وہ پر بھی ناما رسکے۔

"اس سے ملو یہ ہے مائے سٹون مین۔۔! دابیسٹ" جو ایک انسان ہو کر ہزاروں پر بھاری ہے جسکی طاقت ہزاروں مردوں کے برابر ہے۔۔

"میں نے ایک سولہ سال کے لڑکے سے سٹون مین بنایا ہے اسے، بیسٹ کو وجود میں لایا ہے اس میں کسی حیوان کا ڈی این اے نہیں ہے یہ میرا بنایا گیا بیسٹ ہے جو رحم لفظ سے ناواقف ہے جسکی زندگی کا مقصد کنگ کی رکاوٹ کو مسلمانا ہے۔۔۔۔۔" بلیک کنگ سعیر کو وہاں دہشتگردوں کے سامنے کرتے فخریہ بول رہا تھا۔۔

اور سب اسکے الفاظوں کے ساتھ خطرناک سے خطرناک تنظیم کے سربراہوں کی آنکھوں میں جلیں ستائش دیکھ کر اسکا گھینڈے جیسا وجود اور پھیل گا۔۔

"اس کی قیمت لگاؤ گے بلیک کنگ"۔۔؟ ایک آدمی لڑکی کی کمر میں بازو ڈالے سعیر کو آگے پیچھے سے حیرت بھری نظروں سے دیکھتا بولا جیسے وہ کوئی دوسری مخلوق ہو۔۔

اور عالم کی آنکھیں کمیرہ کا کام سرانجام دیتی ہر چہرہ قید کر رہی تھی۔۔۔۔

"ہاہاہاہا براق ڈیول تمہارے بس کا نہیں۔!! بھڑکتی آگ ہے جلا کر بھسم کر دے گی بالکل جزبات سے پاک ہے۔۔۔" کنگ قہقہہ لگاتا بولا اور حورالعین خاموشی سے سنتی گئی بیسٹ کے بابت۔۔۔

"اگر انسان نہیں تو وہ میری سہمی کو کیسے بچائے گا۔۔۔" آنسوؤں پھنسل کر گالوں پر گرا پران حیوانوں میں کسی کو کوئی فرق نا پڑا۔۔۔

"آئی لائیک سٹون مین۔۔۔!! براق ڈیول کے ساتھ کھڑی بلیک فام گرل سعیر کے سینے پر شرٹ کے اوپر ہاتھ پھیرتی بولی۔

شیر نے اپنا منہ والاقبہ بمشکل حلق میں دبایا۔۔۔۔

"بٹ ایم بیسٹ۔۔۔!!"

حقیقت کا چہرہ دیکھتے سعیر نے غصے سے اسے دیکھا تو وہ ہڑبڑا کر آہستہ سے ہاتھ ہٹا گئی۔۔

"بیسٹ کیوں۔۔؟ سٹون کیوں نہیں؟"۔۔ براق ڈیول نے دلچسپی سے پوچھا تو دوسرے بھی اسے دیکھنے لگے۔



"پتھر ٹوٹنے کیلئے جنم لیتا ہے بیسٹ غداروں کو کچلنے کیلئے"۔۔۔ اسکی چھوٹی آنکھوں میں اپنی سرخ ضبط کئے لہو رنگ آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ بولا تو براک ڈیول اپنی آنکھیں جھپکنے لگا اسکی آنکھوں میں آگ کی تپش سے

"فرصت میں ملاقات کریں گے"۔۔۔ وہ کنگ سے ہاتھ ملاتے ایک نظر بیسٹ پر ڈالکر باقیوں کے طرف

چلا گیا۔۔۔

"معصوم قوم کو نوچ کر ڈیول بننے والے کبھی ہم جیسی قوم سے ٹکڑاؤ ہو تو عقل ٹھکانے آئے" وہ تمسخرے سے مسکرایا اسکی پشت کو دیکھتے جو صرف اسکی وطن کی محبت سے چوڑ آنکھوں میں ایک پل کو دیکھ ناسکا۔

پاکستان کے بیسٹ کو کیا پالے گا۔۔۔

"واہ دل خوش کر دیا"۔۔۔۔۔ کنگ ہنستے ہوئے بولا۔

تو سعیر نے سر جھٹکا۔۔۔

اسکی نظریں بھٹک بھٹک کر مسکان پر جا رہی تھی جو عجیب و غریب لوگوں کو دیکھتی آنکھیں پھیلائے بیٹھی تھی

اسکا دل کیا اس طرح معصومیت دیکھانے سے اسکی آنکھیں نوچ لئے۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کتنوں کی نظر میں آچکی ہے۔۔۔۔

ان حیوانوں کو معصومیت ہی کھینچتی جسکی مثال اسکی ساتھ کھڑی لڑکی دے رہی تھی۔۔

یہ جشن ایک خفیہ تھا۔۔

جو صرف کنگ کے آدمیوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

اور اس خفیہ جشن میں اسکا یوں آجانا موت سے بھی بدتر سلوک کروا سکتا تھا جو یہ ضدی عورت نہیں جانتی تھی۔۔۔

"اے سنبھالو بیسٹ"۔۔۔ کنگ کی نظریں جب ٹیبل پر کمنیاں ٹکائے بیٹھی مسکان کے تیکھے نقوش کے ساتھ آنکھوں میں پھیلی معصومیت پر پڑی تو وہ حورالعین کو بیسٹ کے حوالے کرتا وہاں سے جانے لگا۔۔۔

کنگ کے اتنی جلدی اسکی طرف دھکیلنے پر وہ ابھی کچھ کرتا کہ حورالعین کسی مردہ وجود کی طرح لڑکھ کرا سکے سینے سے لگی۔۔۔۔

عالم بس سانس روک کر کھڑا رہ گیا۔۔۔۔

یہاں تک کہ خود کو سنبھالنے کیلئے حورالعین کا کانپتا ہاتھ سرکتا اسکے سینے تک آیا اور آنسوؤں لڑکھ کرا سکی شرٹ میں جذب ہوئے۔۔۔

"میں سوچتی تھی زندگی حسین ہے"

"ہم سوچتے ہیں موت دردناک ہے"

"پر اب معلوم ہوا زندگی دردناک اور موت حسین ہے" اسکے لب سیر کے سینے پر ہل رہے تھے سرگوشی میں وہ سانسیں روکے سن رہا تھا اسکی سرگوشیاں اتنے میوزک میں بھی۔۔۔

"تمہیں غداروں کو مارنے کا اتنا شوق ہے تو مجھے مار دو میں اس رب سے رو کر دعا مانگتی ہوں کہ کنگ کو اتنی بدتر سزا دے جتنی معصومیت اسنے نوچتی ہے ان سب کی بددعائیں ملکر اس ایسی سزا ملے کہ وہ دوسری سہمی کو نوچنے سے پہلے ہزاروں مرتبہ سوچے گا۔۔۔"

"مجھے نہیں معلوم میرا تم کیا حشر کرو گے اس غداری پر۔۔۔! وہ روتی ہوئی نیچے بیٹھی بغیر محفل کا خیال کئے اور سیر کے بوٹ پر ہاتھ رکھتے پھوٹ پھوٹ کر روتے بولی۔۔۔"

"سہمی کو بچا لو وہ تہ خانے میں ہے اسے بچا لو بیسٹ تمہیں تمہارے رب کا واسطہ میری سہمی کو بچا لو"۔۔۔ وہ روتی ہوئی بول رہی تھی اور اسکے منہ سے 'انجکشن اپنا کام آہستہ آہستہ دیکھاتی سفید جاگ نکلنے لگی۔۔۔

اور دماغ کی رگیں سن پڑنے لگی۔۔۔

"جب اسے بچا لو تو کہنا تمہارا شہزادہ کھو گیا شاید اور اب شہزادی نے آس چھوڑ دی اسے اب نہیں چاہیے  
شہزادہ"۔۔۔

"مم۔۔۔ میری سہمی۔۔۔"۔۔۔ سعیر نیچی پڑی حور العین پر نظریں ڈالتا پیچھے قدم اٹھاتے بڑبڑایا۔۔۔

"کون سہمی"۔۔۔ شیر کی آواز کان میں گونجی سعیر مائوف دماغ سے محل سے بھاگا۔۔۔

"بلا سنڈ بیوٹی"۔۔۔!! مسکان کے بھاگنے پر جب کنگ واپس آیا تو وہاں بیسٹ کو ناپا کر نیچے پڑی حور العین کو  
دیکھتا اسے بانہوں میں اٹھا کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔

حور العین بو جھل آنکھوں سے بیسٹ کی مکمل خاموشی اور خود کو موت کی طرف بڑھتے دیکھ کر مسکرا دی اور  
ہاتھ کی پشت سے منہ سے جاگ صاف کی۔۔۔

اسنے خود ہاتھ جوڑ کر ڈاکٹرز کو کہا تھا کہ اسے کوئی ایسا انجکشن لگا دیں کہ وہ سہمی کو بچانے کا کہہ کر آنکھ موند جائے  
۔۔۔۔۔

اب بجاہی کیا تھا جینے کیلئے۔۔۔

"ناماں تھی ناباپ۔۔۔

ناعزت تھی ناروح۔۔۔

ناخواہش تھی نا آرزو نا تمنا۔۔۔



پھر جی کر کیا کریں۔۔

جب زندگی نے چند حسین پل پہلے ہی دیکھا دئے تھے اب تو درد باقی تھے جو سہنے تھے اور وہ اندھی لڑکی ان کی کیا تاب لاتی جس کی سانسیں، سماعتیں آہٹ کو موت کا فرشتہ تصور کرتی تھی۔۔

کنگ نے آہستہ سے اسے بیڈ پر ڈالا اور اسے چہرے کو دیکھا۔۔

اسنے ابھی صرف اپنے آدمیوں کے علاوہ کسی سے اسکا تعارف نہیں کروایا تھا کہ وہ اسکی رکھیل ہے۔۔

اور اب جب وہ اسکے دسترس میں تھی تو معافیا گینگ کے آنے سے پہلے وہ اس کی خوبصورتی کو پوری طرح محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔

اسنے جیسے اپنے بچے اسکے جسم پر گاڑے حورالعین کی دل دہلا دینے والی چیخیں گونجی۔۔۔۔ اور وہ قہقہہ لگاتا اسکی گردن پر جھکا۔

"تم صرف میری ہو بلا سنڈ بیوٹی کنگ کی ہو صرف میری رکھیل"۔۔۔۔ اسکے جسم پر اپنے ناخون گاڑتے وہ

بولا اور وہ مسلسل منہ سے جاگ نکالتے تڑپنے لگی۔۔۔۔

تو کیا موت بھی اسے درد دے گی۔۔۔۔

ابھی وہ اسکے پر جھکا اسکے بالوں کی خوشبو کو اپنے اندر اتار رہا تھا کہ ٹھاٹھا کی آوازیں اور چیخیں اسے کھینچ کر ہوش کی دنیا میں لائیں۔۔۔۔۔



پر دور دور تک اسے عالم دیکھائی نہیں دیا۔۔

"ایسا کیا ہو گیا"۔۔۔۔؟ عارب پریشان سا بولا شیر نے کندھے اچکائے۔۔۔

تہ خانے کے سامنے پہنچتے فائزر پر اسنے دھاڑ مار کر ایک آدمی کی گردن کو دبوچا۔۔

اور اپنی انگلیاں اسکی آنکھوں میں گاڑھ دی۔۔۔

"عالم۔۔۔۔۔ فہد اسے وہاں دیکھ کر بولا تو شیر اور آلف بھی متوجہ ہوا۔۔۔"

مہوش علی

پروہ پاگل حیوان بنا کسی پردھیان دے بُنا جو بھی رکاوٹ آتی گئی انہیں کچل تا آگے بڑھتا گیا۔۔

اسکے کپڑوں کے ساتھ اسکے ہاتھ بھی خون سے سرخ تھے۔۔

جس میں چمکتا خنجر ہر ایک کے سینے سے آر پار ہو رہا۔ تھا۔۔۔

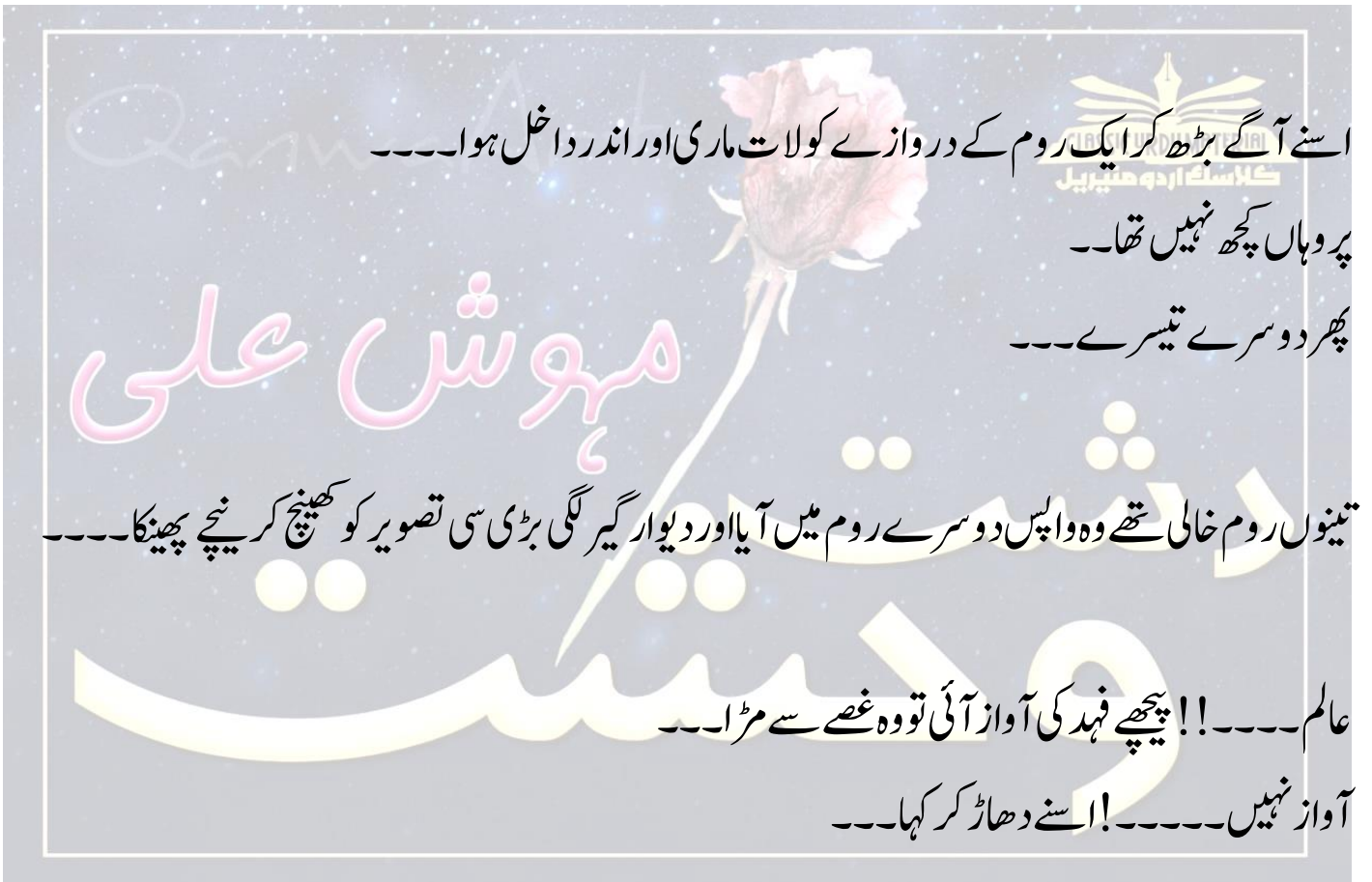
"میری بہن سمعیہ"۔۔۔۔۔!! زوردار لات سامنے آتے آدمی کو ماری اور اس کے منہ پر بوٹ رکھ کر کچل دیا

"سمعیہ۔۔۔"۔۔۔! چاروں کے کانوں میں نام گونجا۔۔۔

اور دل دھڑکنا بھول گیا جس بہن کو ڈھونڈتے اسنے پورا پاکستان چھان مارا تھا وہ اسکے اتنے قریب تھی۔۔۔

کیسا مزاق تھا قسمت کا۔۔۔!!

کیوں دونوں بہن بھائی کو ایسی زندگی دی جس سے ظلم بھی پنہا مانگے۔۔۔



دیوار پر ہاتھ مارتے زمین پر چلنے لگا۔۔۔

اسے تہ خانے کا معلوم تھا اور یہ بھی کہ وہ ایک روم میں کنگ کی انگلیوں پر کھلتا ہے۔۔۔



پراسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اسکی سہی وہاں ہے۔۔۔۔۔  
سعیر نے مڑ کر پھر دیوار پر ہاتھ مارا تو اس بار ایک جگہ پر لگنے سے اسے زبردست لاسٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔  
کہ وہ ہل کر رہ گیا۔۔۔۔۔

"اٹیک۔۔۔۔۔ وہ دھاڑ کر بولا تو سب الرٹ ہوئے شیر اپنی ٹیم کے ساتھ محل کے چاروں دروازوں سے

اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

آلف اور اسکی ٹیم ایک ایک کر کے سب کو گراتے گئے۔۔۔۔۔  
اور انکے ناپاک عزائم پر اپنے مضبوط قدم رکھتے گئے۔۔۔۔۔  
فہد مہک باہر سب کا صفایا کرتے ہر طرف دہشتگردوں کا خون بہانے لگے جن کے ناپاک نظریں انکے وطن کی  
معصوم بچوں پر اٹھی تھیں۔۔۔۔۔

سعیر نے یہاں وہاں دیکھ کر جب کچھ ناملا تو اسنے اپنے خنجر کی نوک سے دیوار پر وار کرنے لگا۔۔۔۔۔  
ایک دو تین کہ وہاں لگی ہینڈ چیکنک مشین سائر ن دینے لگی۔۔۔۔۔

اور اسکے زوردار وار پر وہ حصہ اکھڑ کر باہر نکلا سعیر نے بغیر اپنی جان کی پروا کئے کھینچ کر تاریں باہر چھینی۔۔۔۔۔

لاسٹ کا زاردار جھٹکا لگا کہ اس جگہ اسنے جلدی سے پوری طاقت سے ہاتھ کھینچا۔۔۔۔۔  
اور اپنے ہاتھوں میں رنگین تاروں کو دیکھا۔۔۔۔۔

اور تڑپ کر پیچھے مڑا۔۔۔۔

تو اللہ شاید راضی ہو گیا تھا تبھی فرش دو حصوں میں تقسیم ہوا اور وہ بھاگ کر اندر داخل ہوا اسکے پیچھے فہد عارب  
مہک بھی آئے۔۔۔۔

ٹھاٹھا کی آواز کے ساتھ انہوں نے اچانک ہی وہاں موجود پہرہ داروں پر حملہ کیا کہ چیخ پکاریں مچ گئی۔۔۔۔

پورے پانچ روم تھے۔۔۔۔

جن میں لڑکیاں بچیاں اور پاگل عورتیں قید تھیں۔۔۔۔

"سہمی۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ سعیر پاگلوں کی طرح ہر روم میں جاتا ایک ایک کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔۔

اور عارب فہد مہک انہیں باہر نکالتے اپنی لائی گئی گاڑیوں میں بیٹھانے لگے۔۔۔۔

وہاں موجود کئی عورتیں حاملہ تھیں جنہیں باہر کھڑی کچے راستے پر فوج کی طرف سے آئی گئی امبولنس میں  
احتیات سے بیٹھا رہے تھے۔۔۔۔

کہ وہ روتی اللہ سے دعائیں کر رہیں تھی انہیں اس قید سے نکالادہا من اٹھا کر رب سے دعائیں مانگ رہی تھی

---

"سمی اور مت ستاب بتادے کہاں ہے"۔۔۔؟ سعیر کسی بچے کی طرح روتا سے ڈھونڈنے لگا۔۔۔

کہ جب وہ آخری روم کے طرف آیا تو دروازے پر ہاتھ رکھتے اسکا دل زور سے دھڑکا۔۔۔

"سمی"۔۔۔!! وہ پاگل بنا غرایا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

"میں شہزادے کو بتائوں گی اسنے میرے ہاتھ توڑ دئے"۔۔۔ سعیر نے جب قدم اندر رکھے تو ایک  
سسکتی آواز اسکی سانسیں روک گئی۔۔۔

رات کا وقت تھا اسلئے ہر طرف اندھیرا ہی پھیلا ہوا تھا۔۔۔

اسے کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

ہی ہی ہی نہیں آئے گا تیرا شہزادہ۔۔۔ وہ تمہاری شہزادی کو بھی لے گیا"۔۔۔ اس پاگل عورت نے درد سے  
شدید بخار میں تپتی سمی کو کہا۔۔۔

"بکو اس مت کرو"

وہ اٹھ نہیں پار ہی تھی ورنہ اسکا وہ حال کرتی کہ یاد رکھتی۔۔۔

"وہ آئے گا ضرور آئے گا سنے اپنی سہی سے وعدہ کیا تھا کہ وہ جب لوٹے گا تو "سعیر" پر نہیں رے کے گا وہ اسے ساتھ پورا قرآن پڑھے گا"۔۔۔ بھرائی آواز میں وہ۔ یاد کرتی سسکی

"اور میں آگیا تمہارے ساتھ کئے وعدے کو پورا کرنے"۔۔۔ سعیر کہتے گھٹنوں کے بل اسے سامنے بیٹھا۔۔

کہ ہر طرف خاموشی چھا گئی موت جیسی صرف سعیر کی سسکیوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔

معصوم تھے تب بچھڑے تھے آج سالو بعد دنیا کے پائوں تلے کچل کر ملے تھے وہ بھی زخم زخم چوڑ چوڑ

"سہی"۔۔۔!! وہ چیختا نیچے پڑی سہی کو کھینچ کر سینے میں چھپا گیا اور پھوٹ پھوٹ کر دھاڑے مارنے لگا کہ سب پاگل عورتیں خوف سے دب کر کونے میں چلی گئی۔۔۔

"میری جان۔۔۔! میری زندگی۔۔۔! میری بہن اپنے اندھے بھائی کو کیوں دیکھائی نہیں دی۔۔۔

کیوں میرے ساتھ فلموں والا سین نہیں ہوا کیوں یہاں سے گذرتے تمہاری آہیں تمہاری پکاڑیں میرے کانوں میں نہیں پڑی کیوں میں بہرے ہو گیا"۔۔۔ وہ اسے سفید بالوں ماتھے پر بو سے دینے لگا پاگلوں کی طرح ہنستے رونے لگا۔۔۔



"تم مجھے مل گئی عالم کو سہمی مل گئی اسکی بہن مل گئی"۔۔۔ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر وہ پاگلوں کی طرح ہنستا بولا۔۔۔

"شش۔۔۔ شہزادے"۔۔۔ سہمی جو ہوش میں آتے ہاتھوں کے درد سے بخار میں تپ رہی تھی اور ڈر رہی تھی وہ مر جائے گی اپنے شہزادے سے نہیں مل پائے گی پر اللہ کی نعمت دیکھو اسے خوش ساکت کر دیا۔۔۔

"ہہ۔۔۔۔۔ ہاں تیرا بد نصیب شہزادہ سہمی تیرا شہزادہ جو تمہیں بچا نہیں سکا حیوانوں سے وہی بد نصیب شہزادہ آیا ہے۔۔۔"

"تم آئے گئے پر میرے تو ہاتھ توڑ دئے ہیں اب میں کیسے تمہیں تمہارے چہرے کو محسوس کروں۔۔۔؟ تم اتنے بڑے ہو گئے"۔۔۔ اسنے اپنے ٹوٹے ہاتھ سامنے کئے تو سعیر کے سینے میں خنجر گھونپ دیا کسی نے۔۔۔ ناوہ رو رہی تھی نا ہی چلا۔۔۔

بس اس ذات کا شکریہ ادا کر رہی تھی جسنے اسے اسکا بھائی لوٹا دیا۔۔۔

"میں شکرانے کے نوافل کیسے ادا کروں گی۔۔۔۔۔ میری تو ٹانگیں بھی کام نہیں کر رہی۔۔۔ سعیر کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا اسنے سختی سے اسے خود میں بھیج لیا اور دونوں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔۔۔۔۔"

"مم۔۔ میری شہزادی کو لیکر آؤ جاؤ میں یہیں انتظار کر رہی ہوں"۔۔۔ وہ الگ ہو کر بولی تو سعیر نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"میں تمہیں ایک پل بھی نہیں چھوڑوں گا یہاں"۔۔ وہ کسی۔ ضدی بچے کی طرح کہتے اسے بازو میں۔ لیکر اٹھا اسکے اٹھتے فہد عارب اندر آئے۔۔۔۔

"یہاں سب پاگل ہیں خیال رکھنا"۔۔ وہ ان دونوں سے کہتا کسی چھوٹی بچی کی طرح سہمی کو اٹھائے وہاں سے نکلا۔۔۔

"جاؤ شہزادے کہیں وہ آخری سانسیں نالے رہی ہو"۔۔۔ اسکی خوفزدہ آواز پر سعیر کے قدم ٹھٹھک کر رکے۔۔۔

"جاؤ عالم جلدی جاؤ تمہاری وہ شہزادی جس نے تمہیں زندگی دی ہے"۔۔۔ سالوں بعد اسکا دل گنگنایا۔۔۔

اور سعیر عالم کے قدموں میں تیزی آگئی۔۔۔

اس نے احتیاط سے سہمی کو پچھلی نشست پر ڈالا اور مہک کو اسکے پاس بیٹھا کر عارب کو گاڑی کو لے جانے کا حکم دیا۔۔۔

اور خود مڑا۔۔۔

اسی ہی تیزی سے جس تیزی سے صدیوں بعد اپنے بہن سے ملنے کیلئے بھاگا تھا۔۔۔  
وہ ابھی فائرنگ کی آوازیں سن رہا تھا حیران تھا کہ کس نے جشن کے بابت پولیس کو بتایا۔۔۔

"اوہ وہ لڑکی"۔۔۔ غصے سے وہ اٹھ کھڑا ہوا اسے مسکان یاد آئی تو چیخا۔۔۔

اچانک ہی ٹھاٹھ کی آواز سے دروازہ ناک ہونے لگا۔۔۔

"کنگ دروازہ کھولو"۔۔۔!! زمان کی آواز سنتے وہ بھاگ کر دروازے پر آیا اور اسے اندر کر کے دروازہ واپس بند کر دیا۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے نیچے گولیوں کی آوازیں کیوں ہیں"۔۔۔؟؟ کنگ زمان پر چیخا۔۔۔

"پولیس کو کیسے معلوم ہوا جشن کا، تم نے غداری کی ہے مجھے سے زمان"۔۔۔ کنگ نے زمان کے منہ پر اپنے

بھاری ہاتھ کا مکہ مارا کہ وہ جا کر سائیڈ ٹیبل سے لگا۔۔۔

"بلا سنڈ بیوٹی چھیننے کا بدلہ لیا ہے مجھ سے حرام خور"۔۔۔ اس نے جھک کر زمان کو اٹھایا اور سامنے کرتے دھاڑا

"پاگل مت بنو کنگ نکلو یہاں سے پاک فوج کے لوگ آگئے ہیں"۔۔۔ زمان نے خود کو چھڑواتے چیخ کر کہا۔۔۔

کہ جاوید ساکت رہ گیا۔۔

"ب۔۔۔ بیسٹ کہاں ہے میرا بیسٹ"۔۔۔ اپنی موت سامنے دیکھتے وہ بولا۔۔

"نکلو بتانا ہوں جلدی اسکی بہن اسے مل گئی ہے نکلو جلدی" سیڑھیوں اے دب دب کی آوازیں سنتے زمان نے

کھینچ کر اسے آگے کیا اور کنگ کے حواس کام کرنا چھوڑ گئے اسکا بیسٹ اسے اسکی بہن مل گئی۔۔۔

تو کیا فرق پڑتا ہے اسنے تو سارے جزبات اس میں مار دئے تھے پھر کیسے وہ بہن کے پاس پہنچا کیسے اسے پہچانا

کلاشک اردو منیریل

مہوش علی

حورا لعین کے بیہوش وجود پر کنگ ایک نظر ڈالتا موت کے خوف سے سرنگ والے راستے سے اندر داخل ہو گیا اور اندھیرے میں آگے بھاگتے ہوئے دونوں بحری جہاز میں بیٹھے اور ایک نظر اس سرنگ پر ڈال کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔۔

"تمہیں مجھے وہ لڑکی واپس دینی ہو گی زمان کیسے بھی کر کے"۔۔ کافی دور نکلنے کے بعد سمندر کے نیلے پانی کو

دیکھتے جاوید بولا۔۔

"موت ہمارے پیچھے ہے اور تمہیں لڑکی کی لگی ہے"۔۔ زمان نے غصے سے کہا



"ہاہاہاہاموت مجھ تک نہیں پہنچ سکتی زمان، مجھ تک پہنچنے سے پہلے موت خود ڈر جائے گی"۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتے بولا۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں کنگ تمہارا بیسٹ گیا ہاتھ سے اب تم خانی ہو خالی ہاتھ۔۔۔!! صرف میں ہوں بس جسے تم نے دو کھادیا تھا ایک لڑکی کیلئے"۔۔۔ زمان ضبط غصے سے بولا

"یہی تو غم ہے کہ کہاں مجھ سے غلطی ہو گئی وہ اپنی بہن کی محبت میں اندھا ہوا، مجھے مشکل وقت میں نہیں پہچانا۔۔۔ زوردار تیج دوسرے ہاتھ میں مارتے وہ بولا

مہوش علی

"کہاں چلنا ہے"۔۔۔؟؟ زمان نے پوچھا

"قطر چلو ہاں پر ایک تنظیم نے مجھے انوائٹ کیا ہے"۔۔۔ پر سوچ سا بولا

"واپس اپنے پہلے والے ٹھکانے پر"۔۔۔؟؟ زمان نے تمسخرے سے دیکھتے کہا

"ہاں کچھ وقت کیلئے چھپنا بھتر ہے پھر آؤں گا اپنے بیسٹ اور بلا سنڈیوٹی کیلئے خالی ہاتھ نہیں"۔۔۔ کنگ مکر وہ لہجے میں کہتا حورالعین کے وجود کا گداز پن اپنی انگلیوں پر محسوس کرتے پاگل ہو رہا تھا

اور جا کر روم میں بیٹھا سوچوں میں ڈوبا منہ سے شراب گلاس لگایا۔۔۔

اسے معلوم تھا کہ کبھی نا کبھی فوج اس پر ضرور اٹیک کرے گی اسلئے اسنے ہر جگہ سے سرنگیں بنا رکھی تھیں خفیہ راستے جو کسی کو معلوم نہیں تھے۔۔

اور ہر راستے سمندر تک رکتا تھا اور وہاں اسکا جہاز تیار رہتا تھا۔۔

پر جب اسنے بیسٹ کو وجود میں لایا تھا اسے پکڑنے کا ڈر ختم ہو گیا تھا اسنے سوچ لیا تھا کہ کچھ ہی سالوں میں وہ پورے پاکستان پر اپنے پنجے گاڑ چکا ہوگا۔۔

اسکے بیسٹ کے وسیلی پر کیسی شکست کھانی پڑی کہ خالی ہاتھ لوٹ رہا تھا یہاں تک کہ کتنے گینگ تنظیموں کو پکروادیا تھا۔

اب قطر کی تنظیم اسے سہے گی کہ نہیں۔۔۔

پر اسے یقین تھا وہ ضرور اسے اپنائیں گے آخر کار ان کی تنظیم کا حصہ رہ چکا تھا بچپن سے۔۔۔

"بلائنڈ بیوٹی میں ضرور لوٹوں گا تمہارے لئے تمہیں پانے کیلئے تمہاری دو منٹ کی قربت نے اس کنگ کو پاگل کر دیا ہے،، یہ کنگ اب صرف تمہارا ہے اور تم اسکی۔۔۔!! ہم ملیں گے پھر ایک ہونے کیلئے"۔۔۔

وہ عزم سے کہتا اسکے غیر معمولی حسن کو اپنے آنکھوں میں بسائے گھونٹ پر گھونٹ بھر رہا تھا کہ آنکھوں میں نشہ چڑھنے لگا۔۔

رات کا اندھیرے تھا اور اس اندھیرے میں اسنے لوٹ آنے کا وعدہ کیا تھا۔۔

ہاتھ میں ریموٹ لیکر اسنے سرخ بٹن کو پریس کیا اور ساتھ قہقہے لگائے بے بانگ۔۔۔

\*-----\*

گاڑیاں گاڑیاں ہر طرف آوازیں فائرنگ تھی۔۔۔

خود کو بچانے کی ناممکن کوشش کرتے وہ مختلف ممالک کے دہشتگرد پاک آرمی کے پاؤں تلے کچلے جا رہے تھے۔۔

ایک ایک کو گھسیٹ کر گاڑیوں میں پھینک رہے تھے اور لڑکیوں کو لیڈرز آفیسرز گاڑیوں میں ڈالنے لگی۔۔

انکی مزاحمت دہشتگردی کی کوشش پر ہتھیار کندھے پر مارتے کہ چیخ اٹھتے اور انہیں گھسیٹ کر گاڑیوں میں پھینکتے سخت سیکورٹی میں وہاں سے نکلے کہ انکے قید میں چڑیا بھی پرنا مار سکے۔۔

پر افسوس شیر والوں کے اوپر پہنچنے سے پہلے کنگ اور اسکا آدمی نکل چکا تھا۔۔

"کیا ہوا پکڑے گئے"۔۔۔؟؟ عالم وہاں پہنچتا پر نشان کھڑے شیر سے پوچھنے لگا

"ہاں سب صرف بلیک کنگ اور قہر زمان کے"۔۔!! وہ بولا تو عالم جو کنگ کو چیرنے کیلئے پہنچا تھا مٹھیاں بھینچ گیا۔۔

"جاؤ سنبھالو انہیں"۔۔ وہ اسے معافیا گینگ کی طرف اشارہ کرتے بولا جسے راستے میں ہی پکڑ لیا گیا تھا۔۔

شیر سر ہلاتا وہاں سے بھاگا۔۔

عالم سیڑھیاں تین ساتھ پھلانتا بھاگتا اوپر آیا اور کنگ کے روم کے ٹوٹے دروازے سے اندر داخل ہوا نظریں چاروں طرف گھومتی بیڈ پر ٹک گئی جس کے اوپر کمبل ڈالا گیا تھا۔۔

"حور العین"۔۔ اس کے کانوں میں سالوں پہلے کی آواز آئی اور ساتھ ہی آنکھوں کے سامنے معصوم سی پری

وہ تڑپ کر آگے بڑھا۔۔

"عین"۔۔!! اس کے وہ نین جسکی ویرانی اسے راتوں کو یاد آتی تھی اندھیرے میں۔۔

اندھیرے کی طرح۔۔



اور اسکے کانوں میں ایک باپ کی تڑپ زدہ پکار جو سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کہہ گیا تھا کہ اسنے کچھ نہیں دیکھا

--

اسکے اسی ہی ڈرنے سے سیر کے ہاتھ قید کر لئے اور اسنے دونوں کو جانے دیا بغیر اپنی نظروں تڑپ کو دیکھتے۔۔۔

جوان اندھیرے میں ڈوبی آنکھوں میں دیکھتے رہنا چاہتی تھی۔۔۔

پراسنے دو باپ بیٹی کو الگ نہیں کیا اپنے مطلب کیلئے کیونکہ وہ جانتا تھا تڑپ کیا ہے۔۔۔

چھیننا کیا ہے کسی کے دل سے نوچ کر کیسی افیت ہوتی ہے اس ذائقے سے وہ واقف تھا تبھی ایک پل بھی بغیر  
رکے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

پراسے کیا معلوم تھا پہلی بار جس کیلئے اسکے دل سے سرگوشی نکلی تھی "عین" لفظ کی اسکے جانے کے بعد وہ اس  
ظلم میں آجائے گی۔۔۔

اگر معلوم ہوتا تو وہ خود اسے چھپا لیتا۔۔۔

اسکے سارے خاندان کو کہیں چھپا لیتا اس افیت سے بچانے کیلئے۔۔۔

"شہزادی آنکھیں کھولو دیکھو تمہارا شہزادہ آگیا عین"۔۔۔!! وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیکر جھک کر  
بولا اور اسکی دمکتی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔۔۔

پراس میں ذراسی جنبش نہیں ہوئی نا آنکھوں میں ناہی جسم میں۔۔۔

البتہ سعیر کے ہاتھوں میں سفید جاگ لگی جس کے بھیگے پن سے اسنے اسکے پیلے لب دیکھے اور اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔۔۔

"نہیں عین تم نہیں جاسکتی یہ عالم تمہیں نہیں جانے دے گا سمجھی"۔۔۔۔۔ وہ دھاڑ کر بولا اور اسکے کمر میں لپٹے وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر وہاں سے بھاگا۔۔۔

"آنکھیں کھولو ورنہ ایسی سزا دوں گا جس موت کو حسین کہا ہے وہ بدتر لگے گی آنکھیں کھولو"۔۔۔!! بھاگتا وہ چلا یا۔۔۔

آس پاس موجود آفیسر زاسے دیکھنے لگے۔۔۔  
پروہ سب کی پروہ کئے بغیر بھاگ رہا تھا تیز سے تیز کہ سانسیں پھولنے لگی۔۔۔

"اسے ہمیں دو عالم"۔۔۔!! بریگیڈیئر نے آگے آکر لیڈیز ڈاکٹر کو اشارہ کیا تو انہوں نے حورالعین کو عالم کی بانہوں میں لے لیا اور امبولنس میں لے گئی۔۔۔

وہ صرف دیکھتا ہی رہا سرخ بتی کو دور جاتے ہوئے۔۔۔۔۔  
اور پھر آنکھوں میں لہو ٹپکا کر پلٹا۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں سعیر عالم کا خنجر تھا۔۔۔

اور "اللہ ہوا کبر" کا نعرہ لگاتے ان پر ٹوٹ پڑا۔۔۔

اور خود کو بھگاتا گیا خون میں

جیسے معصوموں کے جسم سے لہو نکالے تھے۔۔۔

انکے عضوے بھیجتے تھے۔۔۔

وہ کاٹا انکے عضاء کو نیچے پھینکتا گیا۔۔۔

سب چہرے پر ماسک پہنے پاک آرمی کی یونیفارم میں تھے ہاتھوں پر گلووز چڑھے تھے۔۔۔

انکے بوٹ پر دہشتگردوں خون سے لت پت تھے۔۔۔

جیسے انکی گردن پر لات رکھی ہو۔۔۔

گلووز میں مقید انگلیاں خون سے سرخ۔۔۔!

جیسے انکی میلی آنکھیں نوچیں ہوں۔۔۔

"اللہ ہوا کبر" کا نعرہ لگاتے وہ ان پر ٹوٹے تھے اور پھر ہر میلی آنکھیں نوچتے چلے گئے۔۔۔

ہر طرف شعلے آگ بھڑک اٹھی تھی کنگ کے بارود کے تہ خانے میں جو آگ بھڑکی ہر طرف شعلے بھڑکتے  
آسمان کو چھونے لگے۔۔۔

اور ان میں کتنے ہی اپنی آخری سانسیں "لا الہ الا اللہ" پاکستان زندہ آباد کا نعرہ بلند کرتے آنکھیں موند گئے۔۔



پراس رب کا لاکھ لاکھ شکر تھا وہ وقت پر سب کو نکال چکے تھے۔۔۔

آلف کی گاڑیاں زخمی بچوں، نوجوان لڑکوں سے نکلی۔۔۔



اور آگے وہ تھا۔۔۔

فہد اپنی نگرانی میں معصوم لڑکیوں اور عورتوں کو لیکر آگے بڑھا۔۔۔

مہک اور عارب سمی کو لیکر جارہے تھے اور مسکان حور العین کے ساتھ امبولنس میں بیٹھی تھی۔۔۔

حور العین کی کلائی تھامے۔۔۔

اس خوبصورت لڑکی کو سہارا دئے جسکی وہ پہلی نظر میں اسیر ہو گئی تھی۔۔۔  
"وقت بہت کم ہے ہمیں آپریشن کی تیاری کرنی ہوگی"۔۔۔ ڈاکٹر نے نرس سے کہا تو وہ سر ہلاتی اپنا کام کرنے لگی۔۔۔

"کیا ہوا ہے ڈاکٹر یہ ٹھیک ہے"۔۔۔؟؟ مسکان نے خوف سے پوچھا۔۔۔

"نہیں اسکی باڈی میں زہر کے اثرات پائے گئے ہیں ہمیں جلد ہی آپریشن کرنا پڑیگا"۔۔۔

ڈاکٹر کہہ کر اپنا کام کرنے لگی اور مسکان نے روتے دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھاتے آنکھیں بھیںچلیں۔۔۔

گورنمنٹ ہاسپٹل میں اس وقت وہ سب بچے عورتیں لڑکیاں لڑکے زیر علاج تھے۔۔  
ہر طرف بھاگ دوڑ تھی۔۔  
ڈاکٹر زرنر سز کمپوڈر زاس افراتفری میں بکھلائے ہوئے تھے۔۔

اور پاک فوج بھاری بوٹوں کی دب دب سے زمین پر اپنی چھاپ چھوڑتی انکے ساتھ تھی۔۔

لوگ حیران پریشان تھے اتنے سارے فوجی نوجوانوں کو دیکھ کر اور ایک کے بعد ایک مریض کو بری حالت  
میں اندر آتے دیکھتے ششدر تھے انکے حالات پر۔۔۔

"حورالعین"۔۔۔!! آلف کی جب نظر ڈاکٹر سے ہوتی ایک روم میں لے جاتے ہوئے حورالعین پر پڑی تو  
صدے سے اسکے منہ سے نکلا۔۔

"حورالعین"۔۔۔!! وہ بھاگتا وہاں روم میں اندر آیا۔۔

"سر آپ باہر جائیں مریض کا آپریشن ہو رہا ہے"۔۔۔!! ڈاکٹر آلف کو آپریشن روم میں دیکھ کر بولے

"ہٹو پیچھے"۔۔۔ آلف دھاڑا کہ ڈاکٹر ایک دم گھبرا کر سائیڈ ہو ا وہ بھاگ کر حورالعین کے پاس پہنچا۔۔۔

"سراسر طرح سے یہ انکی جان کو خطرہ ہوگا آپ سمجھنے کی کوشش کریں پہلے ہی مرضہ کو بہت دیر ہوگئی ہے  
انکے جسم میں پوائزن ہے جسے ہمیں جلدی نکالنا ہوگا"۔۔۔ ڈاکٹر پریشان سے آلف کے پاس آیا جو ساکت  
حورالعین کے پیلے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"پوائزن"۔۔۔۔!! وہ بڑبڑایا اسکا آنسو پھسل کر حورالعین کے چہرے پر گرا۔۔

"یس پوائزن اور مرضہ پر بہت تشدد کیا گیا ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اگر یہ بچ گئی تو شاید اپنا دماغی  
توازن کھودے یا کچھ اس سے بھی برا"۔۔۔ ڈاکٹر کے لفظ اسکے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے

مہوش علی

"لڑکے باہر نکلواندھے ہو کیا"۔۔۔ مسکان چیختی اندر آئی اور آلف کو بازو سے پکڑ کر باہر کھینچا۔۔۔ وہ کسی  
مردہ جسم کے ساتھ لڑکھ آیا باہر پر اسکی ساکت آنکھیں ابھی تک حورالعین پر تھی۔۔۔

وہ اپنے بھائی سے ملنے گئی تھی۔۔

اور جب واپس آئی تو اس لڑکے کو آپریشن روکتے دیکھ کر بھڑک اٹھی۔۔

وہ کتنی دعائیں مانگ چکی تھی جتنی اسنے اپنے لئے بھی نہیں مانگی تھی جب بائی نے اسکا۔ سودار نیس زمان سے کیا  
تھا۔۔

تب بھی وہ روئی تھی گر گڑائی تھی پر اتنا نہیں جتنا اس معصوم پھول کو دیکھ کر گر گڑائی سجدے میں گری تھی  
چلتی گاڑی میں۔۔۔

آلف نے اپنے چچا کی ڈائری پڑھی تھی جس میں اسکے بچپن سے لیکر جوانی اور جوانی سے محبت، محبت سے عشق  
کی راہ اور ماں باپ سے دوری تڑپ۔۔۔

ڈائری پر گرے اسکے آنسو۔۔۔

اپنی پریوں کی پیدائش پر خوشی۔

اور برے سائے کا گھر پر منڈلانے کا سفر تک اسنے خوف سے بیان کیا تھا۔۔

اور نام بھی لکھ دیا تھا "زمان"۔۔۔۔

وہ پڑھ کر کتنا رویا تھا اسے اپنے باپ پر انتہائی افسوس ہوا کہ دولت کے نشے میں اسنے ہیرے جیسا بھائی کھو دیا

ماں پر افسوس ہوا جسنے اپنے شوہر کے کانوں میں زہرا گل کر اسے اپنی مٹھی میں کرتے دولت کی ہوس میں گمراہ

کر دیا۔۔۔

پر وہ کیا کرتا۔۔۔۔!

وہ ماں تھی اسکی جنت کی کنجی۔۔

وہ باپ تھا اسکا تپتی دھوپ میں درخت کا سایہ۔۔۔



اسنے اپنے اندر کا درد اندر ہی چھپا لیا۔۔۔

پر آج۔۔۔! آج اسی پری کو یوں آپریشن روم میں دیکھ کر موت کے منہ میں دیکھ کر تڑپ ہی تو اٹھاتھا۔۔۔

سب کچھ ختم کر آئے پر ان حیوانوں کو نہیں۔۔۔

پتا نہیں کیوں اللہ انہیں ابھی بھی سانسیں دے رہا۔۔۔؟

"تم سے ہوں کیوں اسے روک رہے تھے مارنا چاہتے ہو"۔۔۔؟ مسکان اسے آنسوؤں بہاتے دیکھ کر بھی غصے سے بولی

"کزن ہے میری"۔۔۔!! آلف نے عارب کی بہن کو دیکھتے ہوئے آنکھیں صاف کرتے کہا تو مسکان کا منہ کھل گیا۔

پیچھے کھڑا عالم بھی دیکھنے لگا اسے۔۔۔

اور قدم اٹھاتا وہاں سے آگے بڑھ گیا اپنی بہن کے پاس۔۔۔۔

"کہاں لے جا رہے ہو اسے"۔۔۔ سعیر حور العین کو لے جاتے ہوئے دیکھ کر آلف سے بولا تو آلف نے سعیر کو دیکھا۔

"یہ میری کزن ہے عالم۔ اور اسے میں اپنے گھر لے جا رہا ہوں جیسے سب اپنوں کو لیکر جا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ وہ بانہوں میں موجود حور العین کو دیکھتے آس پاس لوگوں کی طرف اشارہ دلاتے بولا

"تمہاری کزن تھی اب یہ میری ہے عالم کی عین یہ میرے ساتھ جائے گی اپنی سہمی کے پاس"۔۔۔۔۔ وہ غصے سے اپنے لمبے چوڑے وجود کے ساتھ اس پر سایہ بن کر بولا۔

آلف حیران ہوا۔۔۔

"یہ میرے بھائی کی محبت ہے عالم یہ تمہاری نہیں ہو سکتی اور اسے میں لے جائوں گا روکنا ہے تو روک لو"

۔۔۔۔۔ وہ غصے سے کہتا جانے لگا

یہ کتنی شک کی بات تھی اسکے لئے بیسٹ کہہ رہا تھا یہ اسکی ہے۔۔۔! یہ لڑکی جبکہ وہ عورتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔۔

"اگر یہ تمہارے بھائی کی محبت ہوتی تو شہزادے کی آس میں ناہوتی"۔۔۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسکے دوسرے قدم کو مٹھی میں جکڑ گیا۔۔۔۔۔

آلف نے غصے سے گہرا سانس بھرا۔۔۔

"کیا چاہتے ہو وہاں اسکی بہن تڑپ رہی ہے عالم بغیر ماں باپ بہن کے وہ ساری ساری راتیں روتی رہتی ہے اور تم کہتے ہو میں یہ تمہیں دے دوں کیونکہ اسنے شہزادے کی آس لگائی پاگل سمجھا ہے مجھے۔۔۔ وہ پلٹ کر دھاڑا اس پاگل انسان کو دیکھتے

مہوش علی

سعیر کا ہاتھ لڑکھ گیا۔۔۔

"لے جاؤ اور جو ذرا سی زندگی بچی ہے اب بد صورت رشتوں سے مارنا، پر یاد رکھنا ایک آنسوں میرے سامنے گرا تو میرے پیچ میں کوئی آیا کاٹ دوں گا اسے"۔۔۔ وہ غرا کر بولا اور ایک نظر سوئی ہوئی حورالعین کے چہرے پر ڈال کر لمبے لمبے قدم اٹھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

وہ ناجاتا اگر اس بہن کا ناستنا جو ساری راتیں یاد کر کے روتی ہے اسکے لئے۔۔۔

کون کہتا تھا وہ جزبات سے پاک تھا۔۔۔

جزبات سے پاک ہوتا تو عالم ناہوتا۔۔۔۔۔

"داد کہاں ہے حورالعین"۔۔۔۔۔ برہان ڈیوٹی سے بھاگتا آیا جب اسنے سنا کہ حورالعین اسے ہاسپٹل سے ملی ہے

۔۔۔۔۔

داد نے خود کو کمپوز کرتے سوئی ہوئی کمزور سی حورالعین کو برہان کے سامنے کیا



اور وہ جو اسکی پشت کو دیکھتے یہاں وہاں ڈھونڈ رہا تھا اچانک اسکے مڑنے اور بازوؤں میں کمزور سی میدے جیسی رنگت کی جگہ پیلی رنگت کی مالک آنکھوں کے گرد حلقے سوکھے بنجر ہونٹ چپکے گالوں والی لڑکی کو دیکھ کر سن رہ گیا۔۔۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ مم۔۔۔ میری حور ہے"۔۔۔۔۔ اسکے گلے سے آواز نہیں نکلی۔

"ہاں"۔۔۔۔۔ برہان کو روتے دیکھ کر آلف کے بھی آنسو بہہ نکلے

"کس نے کیا ہے اسکا یہ حال"۔۔۔۔۔؟ وہ دھاڑا کہ پورا ہاسپٹل جیسے گونج اٹھا۔۔

سب نے مڑ کر حیرت سے اس روتے ہوئے ایس پی کو دیکھا جو لہورنگ آنکھوں سے ایک لڑکے کو گھور رہا تھا

۔۔۔۔۔



"مجھے نہیں معلوم میں تو اپنے دوست کو دیکھنے آیا تھا جس کا ایکسڈنٹ ہوا تھا کل رات اور ابھی میں نکل رہا تھا کہ مجھے ملی۔۔۔"

"ڈاکٹر زکا کہنا ہے کہ انہیں یہ ہاسپٹل کے سامنے زمین پر پڑی ہوئی ملی کوئی چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔۔ داد کے لفظوں نے برہان کے پاؤں تلے زمین کھینچ لی۔۔۔۔"

"حور العین۔۔۔۔۔ اسے کھینچ کر آلف کے بازو سے اسے لیا اور اپنے سینے سے چھپا لیا۔۔۔۔"

برہان کے آنسوؤں حور العین کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے اور وہ انجکشن کے زیر اثر گہری نیند میں تھی۔۔۔۔۔

وہ اسے لیکر گھر پہنچے اور وہاں جیسے قیامت مچ گئی۔۔۔۔۔

آسیہ بیگم نے اسے سالوں بعد اس حال میں دیکھ کر سارا گھر سر پر اٹھالیا اور نور العین وہ ساکت سی بیٹھی تھی نا ہمت ہو رہی تھی دیکھنے کی نادل چاہ رہا تھا قریب جانے کیلئے۔۔۔۔۔

کوئی اندھا بھی اسکی حالت کو دیکھتا تو سمجھ جاتا اس کے ساتھ کون سا سلوک ہوا ہے۔۔۔۔۔

اور یہ وجہ بنا کر آسیہ بیگم نے واویلا مچایا کہ سارہ خاندان جمع کر دیا۔۔۔۔۔

اور پھر کمال صاحب کے ریٹورنٹ والے اشارے پر وہ چپ ہو گئی اور چیخ چلاہٹ شہد میں تبدیل ہو گئی۔۔۔

برہان ڈیوٹی سے آکر ایک منٹ بھی دور نہ ہوتا اس سے اور راتوں کو اپنی سماعتیں بچھائے رکھتا اسکے دروازے پر

--

کیونکہ اسے دورے پڑتے تھے۔۔۔



وہ چیختی تھی خود پر ڈینگتے بچھو جیسے ہاتھ محسوس کرتی اپنے جسم و روح پر حیوان کے پنخے محسوس کرتی وہ سارا گھر چلا کر سر پر اٹھالیتی کہ نور العین سہم کر روم میں چھپ جاتی اور گھٹ گھٹ کر اسکی حالت پر روتی جسکے لئے ایک ڈاکٹر آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا ہوتا۔۔۔

کمال صاحب آسیہ بیگم برہان آلف نرگھس بی اسے پوری محبت دے کر سنبھال رہے تھے اور وہ سنبھل رہی تھی کئی کئی دن خاموش رہتی تو کبھی سہمی کی چیخیں مارنے لگتی۔۔۔

نور سسک اٹھتی کہ اسکی بہن کو وہ یاد نہیں۔۔۔

پر وہ کیا جانتی اس پر تو ظلم کے پہاڑ توڑ کر اس سے سب کچھ چھین لیا تھا یہاں تک کہ یادیں بھی۔۔۔۔۔  
اسے سنبھلتے سنبھلتے وقت گزرنے لگا۔۔۔

اور اسکے دماغ میں پرانی یادیں تازا ہوئی تو وہ نور العین کو سسک کر بلانے لگی پر اب اسنے دل پر پتھر رکھ کیا تھا

---

\*-----\*

"ہمیں افسوس ہے کہ بلیک کنگ وہاں سے بھاگ گیا"۔۔۔ ڈپٹی ڈائریکٹر نے کہا



عالم نے نظریں اٹھائیں۔

"بہر حال ہمیں تم پر پورا یقین ہے بیسٹ اس بار ہم کامیاب ہوں گے"۔۔۔!! عالم مسکرایا

"یہ تمہارا رائٹ ہینڈ بیسٹ"۔۔۔ بریگیڈیئر نے آلف کو آگے کیا

"مجھے اچھا لگا اپنا رائٹ ہینڈ"۔۔۔ عالم نے مسکراتے اپنا ہاتھ آلف کے کندھے پر رکھا۔۔۔

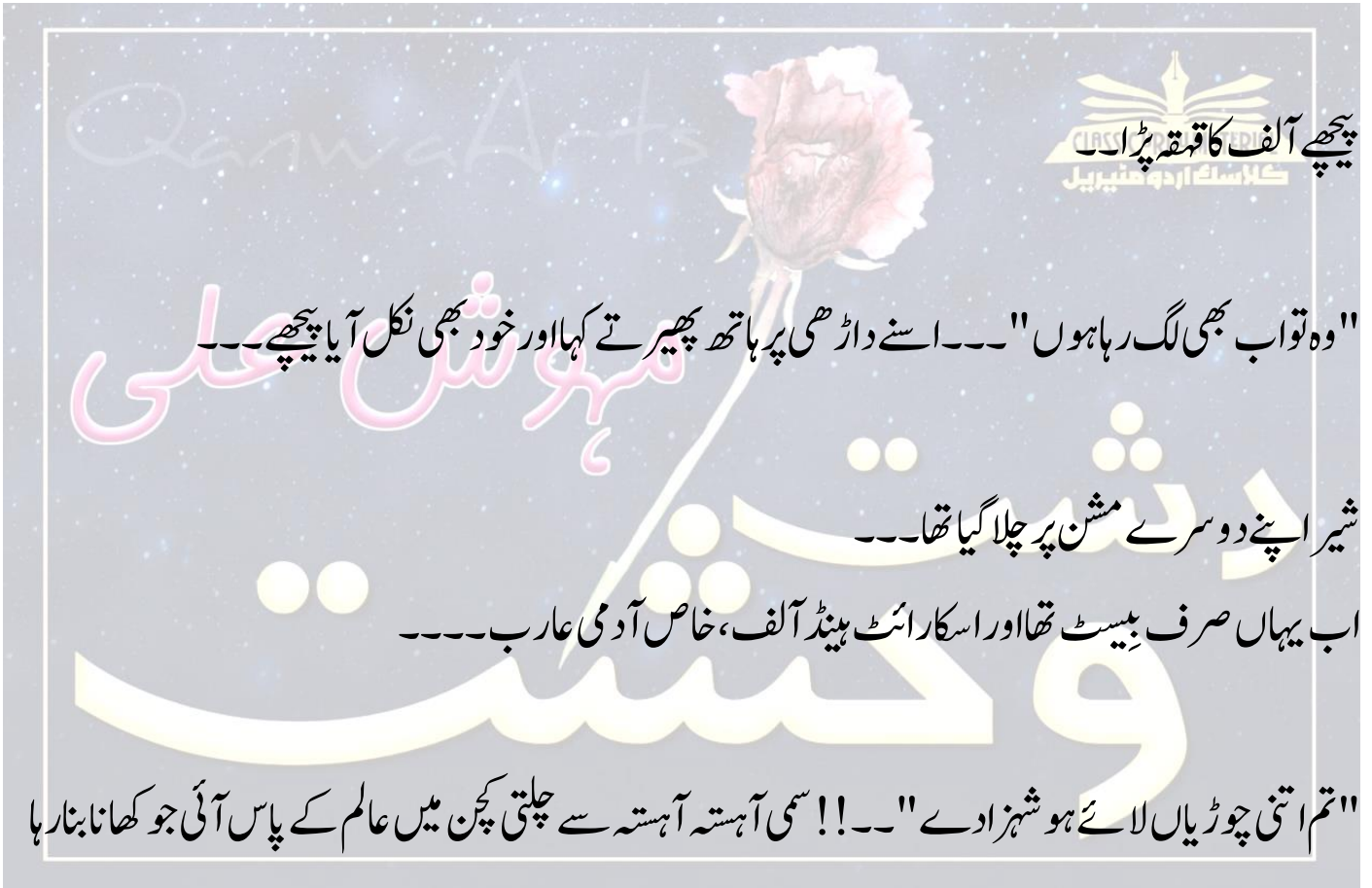
"تو پھر تم تیار ہو بیسٹ"؟ بریگیڈیئر ڈپٹی ڈائریکٹر نے اسے دیکھا جو مسکرا کر اپنی رضامندی دے چکا تھا۔۔

"گڈ لک فار آئیو گیم"۔۔۔!! دونوں نے اس سے ہاتھ ملایا اور وہاں سے نکلتے چلے گئے۔۔

آلف نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔

"اپنے کراچی میں ہوں گے حلیے بابت کیا کہنا ہے"۔۔۔ آلف نے مسکراتے پوچھا

"جنگلی بن کر آؤ"۔۔۔!! وہ کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا



وہ اپنی کلائیوں سامنے کرتی بولی ایک ہری دوسری میں سرخ چوڑیاں پہنی تھی جسنے اسکی دودھ جیسی کلائیوں کی چمک مزید بڑھا دی تھی۔

لائونج میں بیٹھے عارب نے بھی چھنکار پر نظریں اٹھائی اور اسے دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔



عالم محبت سے اسے دیکھا۔۔

رائل بلوسوٹ میں سر پر دوپٹہ ٹکائے بالوں میں سفید کی چمک نے اسکے چہرے پر نور مزید بڑھا دیا تھا۔۔  
خود اس سے دو سال چھوٹا تھا۔ اور وہ پینتیس برس کی تھی اسکی معصوم شہزادیوں جیسی بہن۔۔

کیا حال کر دیادونوں کو ایک احساس کمتری میں گرے شخص نے۔۔

ایک نشانی انسان نے۔۔

انکی معصومیت چھین لی۔۔

انکے کھیلنے کودنے کی عمر نوچ لی۔۔

انکی ماں کو بے دردی سے مار دیا صرف اس سے حسین ہونے کی وجہ سے۔۔

کیا احساس کمتری انسان کو اس قدر اندھا کر دیتی ہے۔۔

کہ اس میں سے رحم نام کا جذبہ ہی نکل جاتا ہے وہ درندہ بن جاتا ہے۔۔

شاید نہیں وہ ایسا ناہوتا اگر وہ نشہ ناکرتا ہوتا۔۔۔

"ہاں کیوں کم ہیں"۔۔؟؟ عالم نے مسکراتے اسکے چہرے کو دیکھا جو ہنس پڑی

"نہیں اب اپنی شہزادی کیلئے لینا"۔۔۔ اسکے بازو پر سر ٹکائے بولی۔

سعیر گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"کب آئے گی وہ شہزادے میں تھک گئی ہوں انتظار کرتے"۔۔۔ عالم نے اسکے لہجے میں تڑپ دیکھ کر خود تڑپ اٹھا۔

"ایسا نہیں کہتے میری جان صرف کچھ وقت وہ بہت بری حالت میں ہے اسے ٹھیک ہونے دو پھر وہ ہمارے پاس ہوگی ابھی اسے اسکی فیملی کی ضرورت ہے جیسے مجھے تمہاری تمہیں میری"۔۔۔ وہ کچن سے لیکر باہر آیا

سمی نے بو جھل آنکھوں سے سر ہلایا۔۔۔

صبح سے اسکی حالت بہت بری تھی۔۔۔ اسنے دوائی نہیں کھائی تھی اسلئے یا اپنی ماں کو یاد کرتے اسکی وجہ سے

"یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے پھولوں کی"۔۔۔؟؟ ناک کی نتھنوں سے ٹکراتی خوشبو سونگھ کر وہ بولی

"تمنے کل کہا تھا کہ پھول چاہئے تو یہ انکی ہی خوشبو ہے"۔۔۔۔ عالم مسکرا کر کہتے اسے اپنے ساتھ لیکر بیک سائیڈ پر آیا۔۔۔

رات خوبصورت اندھیرے میں لائٹ کی مدہم روشنی میں سرخ گلاب جھومتے اپنی مہک فضا میں پھیلاتے  
اسے مسرور کر گئے۔۔

"میرے لئے"۔۔۔ وہ خوش ہوئی تھی پر پتا نہیں کیوں ایک اداسی سی لہجے میں۔۔

ہاسپٹل سے گھر آتے اپنے بھائی کے ساتھ رہتے اسے دن ہی کتنے ہوئے تھے گنتی کے۔۔۔  
وہ تو ساری زندگی اپنے شہزادے شہزادی اور انکے بچوں کے ساتھ رہنا چاہتی تھی پر دماغ پتا نہیں کیوں بوجھل  
ہو رہا تھا اور آنکھیں دھندلی۔۔۔

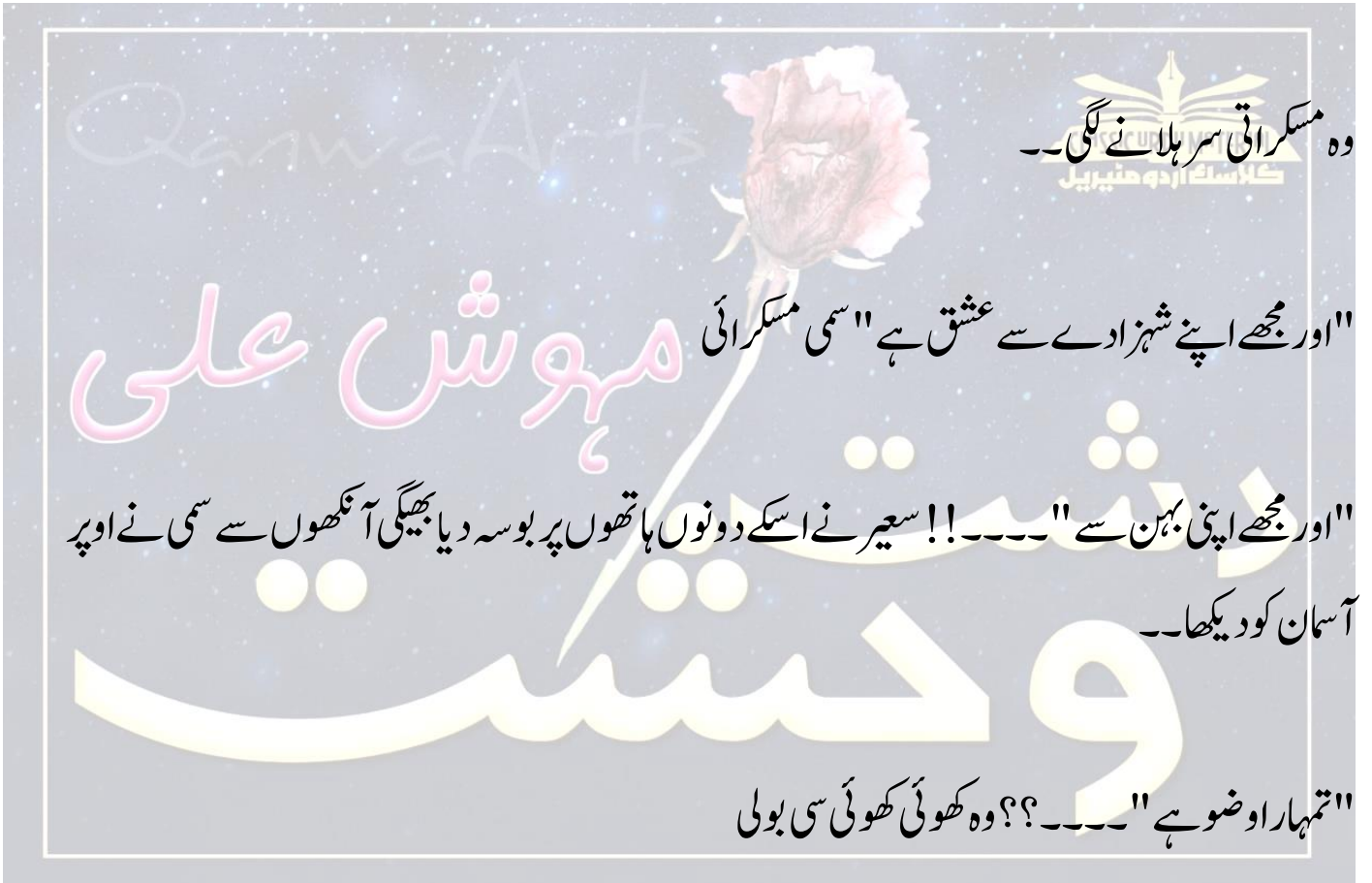
"تم ٹھیک ہو سہی"۔۔۔!! نیچے گاس پر بیٹھی پھول پر اپنی انگلیاں پھیرتی سہی کے پاس آکر بیٹھا اور اسکا چہرا  
ہاتھوں کے پیالے میں لیکر بولا۔۔۔

"جسکے پاس تم جیسا شہزادہ بھائی ہو وہ ٹھیک کیسے نہیں رہ سکتی، میں ٹھیک ہوں اور بہت خوش بھی"۔۔۔ اسکے  
ماتھے پر لب رکھ کر وہ محبت سے چوڑ لہجے میں گویا ہوئی اور آنسو پھسل کر اسکے گالوں پر گرے

"تور کیوں رہی ہو مارنا چاہتی ہوں ان آنسوؤں سے میں بہت کمزور دل کا مالک ہوں سہی، مجھ پر رحم کھاؤ اب  
میری محبت کو مزید مت تڑپاؤ بتاؤ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔ اسکی سفید مانگ پر اپنے لب رکھتے وہ بولا تو سہی مسکرا کر  
اسکے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی

"کچھ نہیں ہو رہا پگے تیری بہن تمہیں اکیلا نہیں کرے گی اور ٹھیک کہا تم نے کمزور دل کے تھے تبھی زندہ رہے مضبوط دل کے مالک ہوتے کب کا دل پھٹ چکا ہوتا ہمارا"۔۔۔ وہ اس کے مضبوط ہاتھ پر اپنے کمزور ہاتھ دیتی بولی تو عالم نے عقیدت سے اسے اپنے لبوں سے لگایا۔۔۔

"تمہیں پتا ہے نا عشق صرف محبوب سے نہیں ہوتا"۔۔؟ عالم نے مسکرا کر اس سے پوچھا



"ہاں"۔۔۔!! سیر نے سر ہلایا

"مجھے سورۃ یس پڑھ کر سناؤ گے" اسکی فرمائش پر سیر مسکرایا۔۔۔

دونوں بھائی بہن حفظ قرآن تھے۔۔۔

وہ مسکراتا اپنی خوبصورت آواز میں پڑھنے لگا۔۔۔



اور اسکی آنکھیں مزید بو جھل ہوئی۔۔۔۔  
روح میں سکون اترنے لگا۔۔۔

(”حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”ہر چیز کے لئے قلب ہے اور قرآن کا قلب سورہ یس ہے اور جس نے سورہ یس پڑھی تو اللہ تعالیٰ

اس کے لئے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔۔۔“

”جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سورہ یس پڑھے گا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے لہذا اسے مرنے والے کے پاس پڑھا کرو۔“)

مہوش علی

”سنو۔۔۔!!“

اسنے جب پڑھ کر اسکے پرسکون چہرے کو دیکھا تو سہمی نے پکاڑا

”مجھے بہت نیند آرہی ہے شہزادے“ وہ بو جھل آواز میں بولی

”تو سو جاؤ میری جان میرے کندھے کس لئے ہیں۔۔۔ وہ محبت سے گویا ہوا

سہمی مسکرائی ”اماں کے پاس سلاؤ گے۔۔۔؟؟ عالم نے آنکھیں بھیچی ضبط سے

”تم لوگوں کو مجھ پر رحم کیوں نہیں آتا۔۔۔!!“

"مجھے بھی تم لوگوں جیسا ہی بنایا ہے اللہ نے"۔۔!! آنکھیں اسکے سر پر ٹکا کر وہ بھاری آواز میں بولا تو سہمی مسکرائی

"شہزادی کو لائو گے نا یہاں میں تم دونوں کو دیکھوں گی"۔۔!! وہ پوچھنے لگی

"نہیں لائو گا اگر مجھے اکیلا کیا تو کبھی نہیں لائو گا"۔۔ ضدی بچے کی طرح وہ غصے سے بولا

"ایسا مت کہو مجھے اماں کی بہت یاد آرہی ہے"۔۔ سہمی تڑپ کر بولی

"تو میرا کیا ہاں میں انسان نہیں ہوں۔۔؟ میرے پاس دل نہیں۔۔؟ مجھے اماں تمہاری یاد نہیں آتی تھی سہمی!! کیوں مجھے اتنا تڑپاتی ہو تم دونوں مجھ پر رحم کھاؤ میں انسان ہوں حالانکہ جانور بھی اپنی ماں کے سواء نہیں رہ سکتا تو میں تو پھر بھی ایک انسان ہوں مجھ پر تم دونوں کو کیوں رحم نہیں آتا، اماں چلی گئی بغیر کھانا کھلائے بھوکا چھوڑ گئی۔۔!!

تم کھو گئی بغیر مجھ سے ہری چوڑیاں لئے بغیر پانی پلائے پیاسا چھوڑ گئی صحرا میں۔۔!! دھکے کھاتا رہا ہر گلی گھر میں تمہیں ڈھونڈتا رہا اور اب جب ملی ہو تو ابھی ذرا سی بھائی کی تڑپتی محبت کی پیاس بجھائے بغیر جانے کی ضد کر رہے ہو تو میں کیا کروں یہاں رہ کر بتاؤ مجھے"۔۔!!؟؟ وہ غصے سے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیکر روتا غصے سے پوچھ رہا تھا۔۔

اور اس منظر کو گلاس ڈور سے دیکھتے مسکان عارب کے سینے میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔۔

لہو آنکھیں تو عارب کی بھی ضبط سے چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

"تم بہت ضدی ہو شہزادے"۔۔۔!! اسکا چہرہ اپنی کانپتی انگلیوں سے صاف کرتی وہ محبت سے بولی اور اس کے سینے پر سر رکھ کر رو پڑی

"اماں نے تیرے واسطے کھانا بنا کر رکھا تھا مینے پانی بھی بھر کر رکھا تھا کہ توجہ تھک کر آئے تو تجھے مانگنا پڑے۔۔۔۔!!  
سیر جانتا تھا اس پر کے آگے کیا تھا۔۔۔۔

"پر اللہ نے اتنی مہلت نہیں دی کہ وہ ہمارے منہ میں پہلا نوالہ ڈال سکے وہ خود تمہاری راہ تکتی بھوک چلی گئی شہزادے۔۔۔!! اماں بھی بھوک چلی گئی بغیر ایک بوند حلق سے اتارے چلی گئی ہم دونوں کو چھوڑ کر"  
۔۔۔!! وہ منہ اپنا عالم کے سینے میں چھپا کر روتی بول رہی تھی۔۔۔

مسکان کی ہچکیاں بلند ہوئی تو عارب اسے وہاں سے لیکر چلا گیا۔۔۔

سیر ساکت بیٹھا تھا۔۔۔۔

کاش وہ جلدی پہنچ جاتا تو اپنی ماں کو ہمیشہ کی طرح پہلا نوالہ کھلاتا۔۔۔

پر کیا ہو گیا وہ اسکی راہ تکتی بھو کی پیاسی چلی گئی۔۔۔۔

عالم بے آواز روتا سہی کو خود میں بھینچ گیا۔۔۔

اور وہ آہستہ۔۔!! چپکے سے آنکھ بچا کر۔۔۔

سو گئی۔۔۔!!  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"سہی۔۔۔!! وہ اسکے گال تھکنے لگا

"سہی دو کھامت دو دیکھو تمنے کہا تھا تم میرے ساتھ رہو گی آنکھوں کھولو آج ہم دونوں کھانا کھائیں گے مینے تمہارے لئے کھانا بنایا ہے آنکھیں کھولو تمہیں تمہارے شہزادے کی قسم آنکھیں کھولو سہی۔۔۔!! وہ اسکے گہری نیند میں سوئے ہوئے وجود کو بانہوں میں اٹھا کر بھاگا

پر وہ اسکی محبت کا مزید امتحان لینے کیلئے سوئی رہی۔۔۔

یہاں تک کہ وہ عارب کے ساتھ ہاسپٹل پہنچے۔۔۔!!

"آئی ایم سوری۔۔۔۔!! ڈاکٹر باہر نکل کر چہرے پر مایوسی سجائے بولا

اور اسکے مزید لفظ سن کر عارب کی رنگت سپید پڑ گئی۔۔



"اسے ستانے کی عادت ہے ہا ہا ہا۔۔۔!!

جب تک وہ مجھے تنگ نہ کرے اسے چین نہیں آتا بہت ظالم ہے ترس نہیں آتا اسے بہت ظالم ہو سہی  
"۔۔۔!! وہ ہنستہ ہوا بولا تو عارب اور مسکان اور آلف جو ابھی پہنچا تھا خوف سے اسے دیو جیسے انسان کی  
کرب بھری حالت دیکھ کر حیران ہوئے۔۔۔

"عالم سنبھالو خود کو"۔۔۔!! آلف نے سنبھالنا چاہا اسے  
پر وہ نہیں جانتا تھا سہارے کی ضرورت اسے کبھی نہیں پڑی

"وہی رہو آلف"۔۔۔!! اسکی دھاڑنے آلف کے قدم زمین نے جکڑ لئے

"میں نے کہا ہے نا مجھے ستاتی رہے گی اسکی عادت ہے مجھے ستانا اور یہ میری سہی پر جبتا ہے میری محبت کو آزمانا  
۔۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا اور گلاس ونڈو سے اسکے پرسکون مسکرائے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

"کیا دنیا پسند نہیں آئی یا بھائی"۔۔۔؟؟

"میں وہی شہزادہ ہوں سہی غور سے دیکھو مجھے اور جلدی لوٹ آؤ میں وہیں تمہاری شہزادی کو لائوں گا  
!!----"

\*

\*

"بب---- بیسٹ لک---- کیا ہوا"----؟؟ کامران اپنی آفس میں سعیر کو دیکھ کر گھبراتا کھڑا ہوا۔۔۔

"کام کیسا چل رہا ہے"----؟ وہ اسکی بوکھلاہٹ نظر انداز کرتا مغرور انداز میں سامنے چیئر پر بیٹھا۔۔

کامران اسکے اتنے ریلیکس انداز پر حیران پریشان سا خوفزدہ دیکھنے لگا۔۔۔

"بب---- بہت اچھا آآ۔۔ آپکی دعائیں ہیں۔۔"!! وہ ہڑبڑاہٹ میں رومال سے پسینہ صاف کرتا بولا

ہاہاہاہا۔۔۔ سعیر کا محفوظ قہقہہ لگا۔۔

"میں دعائیں دیتا ہوں کامران انٹر سٹنگ"----!! تمسخرے سے گویا ہوا تو کامران کو اپنے لفظوں پر

شرمندگی ہوئی

"مم۔۔ میں آنے والا تھا آپکے پاس بیسٹ"۔۔۔ وہ خود کو سنبھال کر اس اکیلے آفس میں کچھ وحشتزدہ سا بیٹھ کر بولا

"ہمم۔۔۔! عالم نے سر ہلایا۔۔  
"دیر کر دی تمنے"۔۔۔!!

"ک۔۔۔ کیا مطلب ک۔۔۔ کیسی دیر"۔۔۔؟؟ وہ بوکھلا کر پیچھے دروازے کو دیکھتا بولا

"آنے میں"۔۔۔!! سعیر نے ریلیکس انداز میں کہا تو وہ شکر کا سانس لیتا کسی خوفزدہ خرگوش کی طرح بیٹھ گیا

"آپ جانتے ہیں پورا ٹرک پکڑ لیا اس ایس پی برہان نے۔۔۔!! وہ مٹھیاں بھیج کر بولا

"یہ اسکا کام ہے"۔۔۔ سعیر نے اپنا ریو اور نکال ٹیبل پر رکھا تو کامران نے لبوں پر زبان پھیرتے گلاس پانی کا

منہ سے لگایا اور ایک ہی سانس میں پی گیا۔۔۔

"وہ ہر کسی کے راستے میں رکاوٹ بنتا جا رہا ہے بیسٹ کل کو وہ آپکے راستے میں آئے گا سے ختم کر دو اس سے پہلے کہ وہ مزید آگے بڑھے"۔۔۔ کامران اسے خود کو تکتا پا کر بدحواس ہوا

"زمان کا کیا بنا"۔۔۔؟؟ اسنے آفس پر پوری نظر گھمائی کہیں کوئی کیمرہ نہیں لگا تھا

ناہی اسکی موبائل سسٹم پر شوہور ہا تھا۔۔۔

"وہ ابھی یہیں ہی ہے میں ابھی پوری طرح الجھ گیا کروڑوں کا نقصان ہوا ہے بیسٹ"۔۔۔ اداسی سے کامران

گو یا ہوا۔



"اب جا کر اوپر سلجھاتے رہنا الجھنیں"۔۔۔ بیسٹ نے کہتے اسکے ماتھے پر نشان لیا اور ٹریگر دباتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا بغیر سنبھلنے کا موقع دئے کامران کو۔۔۔

ٹھاکی آواز کے ساتھ کامران کا سر چیڑ کی پشت سے لگا اور ماتھے سے خون کی لکیریں نکلتی آنکھوں اور ناک پر بہنے لگی۔۔۔

اسکی پھیلی آنکھیں بیسٹ پر ٹکی تھی۔۔۔

عالم نے ایک ناگوار نظر اسکی کھلی آنکھوں پر ڈال کر اپنے کوٹ کا بٹن بند کیا اور قدم اٹھاتا اسکے آفس سے نکلا اور جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔۔۔۔

\*-----❤️-----\*



“I Love You”

عالم نے جیسے قدم بیڈروم میں رکھے بیڈ پر بیٹھی حورالعین نے آہٹ پر ایک دم سلام کیا۔۔

“I Love You Too”

اس نے سلام کا جواب دیتے حورالعین کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلا دی

وہ ریو اور الماری میں رکھتے کوٹ ہینگ کرتا ٹائی نکال کر اسکے پاس آیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کھڑا کیا۔۔

"دن کیسا گذرا میری ڈارلنگ کا"۔۔۔ اسکے چہرے پر سے بال ہٹا کر وہ پوچھنے لگا۔۔

حورالعین نے مسکراہٹ روکی۔۔

اب اسے کیا بتاتی اے ون دن گذرا اسکے بے بی کے ساتھ جسے عارب نے اسکے جاتے ہی دیا تھا اسکے آنے سے پہلے لے لیا تھا پراس لیتے کہ وہ عالم سے اس کا ذکر نہیں کرے گی۔۔

"اچھا۔۔ اچھے دن کو کیا کہتے ہیں انگلش میں"۔۔۔؟

"رات کو بتائوں گا ابھی چلیں ڈنر بنانے"۔۔۔! عالم نے اسکی نازک کمر میں اپنا بازو ڈال کر کہا تو حورالعین منہ بنا گئی۔۔

"نہیں نا۔۔۔ شاعر مجھے ابھی بتائیں مینے آپکو جواب دینا ہے"۔۔۔ وہ ضد کر کے وہیں رک گئی تو سعیر نے اسے دیکھا

"بورنگ دے کہتے ہیں اور جب میں ساتھ رہوں گا تو اسے رومانٹک دے کہتے ہیں"۔۔۔ اسکی گردن سے بال ہٹا کر وہاں پر اپنے لب رکھتے مسکرا کر بولا

حورالعین کسمسا کر رہ گئی اسکے حصار میں۔۔۔

"تو اب بتاؤ کیسا دن گذرا تمہارا میرے بغیر"۔۔۔ اسکی ٹھوڑی پر موجود تل پر لب رکھتے اسکی سانسیں قید کر گیا۔۔۔

"ر۔۔۔ رومانٹک دے"۔۔۔!! اسکے جواب پر سعیر نے آنکھیں سکیر کر اسے دیکھا

"کیسے میں تو ساتھ نہیں تھا۔۔۔؟؟ بورنگ دے کہو جلدی سے ورنہ ایک کھاؤ گی" عالم کے کہنے پر حور نے غصہ اپنے چہرے پر سجایا

"مجھے معلوم ہے آپ بورنگ کو برا اور رمانٹک کو اچھا کہتے ہیں اسلئے بورنگ کہہ رہے ہیں ناکہ آپکے بغیر میرا دن بورنگ گذرا۔۔۔!! پر نہیں جی میرا دن بہت رمانٹک گذرا"۔۔۔ وہ چھوٹی سی ناک سکڑ کر بولی

سعیر نے لب بھینچے

"مجھے کیوں لگ رہا ہے میری سیکھائی گئی انگلش مجھ پر بھاری پڑ رہی ہے"۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولا چہرے پر غصے کے آثار تھے

CLASSIC ARDU HANIRIL

مہوش علی

بھلا اسکے بغیر کیسے اسکا دن رومانٹک گذرا۔۔۔؟؟

"ہا ہا ایسے نہیں کہتے آپکو تو خوش ہونا چاہئے آپکے بتانے سے پہلے میں انکی معنی آپکو سنا دیتی ہوں" وہ اسکے بٹن سے کھیلاتی ہوئی بولی تو سعیر نے دانت پیسے

"پہلے معنی نہیں سناتی خون جلاتی ہو میرا"۔۔۔ وہ غصے سے بولا تو حور نے آنکھیں گھمائیں

"آپکو صرف موقع چاہیے مجھ پر غصہ کرنے کا، کبھی اچھے سے بات نہیں کرتے"۔۔۔ وہ برا مان کر کہتی اس سے دور ہوئی

سعیر نے اسکی سرخ رنگت دیکھ کر اپنے آپ کو کنٹرول کیا

"تو تم بھی جو میں کہتا ہوں اس پر عمل کیا کرو اپنی کیوں کرتی ہو"۔۔۔ اسکا ہاتھ پکڑ کر بولا تو حور نے منہ بنایا

"ہاں اب غصہ کر کے پیار کریں اسکے علاوہ آپکو آتا کیا ہے"۔۔۔ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتی وہ بولی۔

"بہت کچھ اگر تم اجازت دو تو"۔۔۔ کھینچ کر اسکے ہاتھ پیچھے باندھتے سرگوشی میں بولا کہ حور گھبرا گئی۔۔۔

"اور تمہیں سمجھا دوں گا رومانٹک دے اینڈ نائٹ کسے کہتے ہیں"۔۔۔ اسکے کانوں پر لب رکھتے بولا کہ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی

"ہمیں نہیں سمجھنا آپ چھوڑیں بھوک لگی ہے اور آپ جیسے ہمیں کھا رہے ہیں"۔۔۔!! وہ سرخ چہرے سے اسکے لمس پر کانپتی بولی سیر اسکے سرخ نقوش کو دیکھ کر ہنس پڑا۔۔۔

"اتنی جلدی ابھی تو وقت کو آنے دو جب تم اقرار کرو گی تو میں تمہیں پورا کھا جائوں گا"۔۔۔ اسکی چھوٹی سی ناک کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے بولا تو حور سسکا اٹھی

"آپنے مجھے ڈرا ہی دیا"۔۔۔ وہ غصے سے ناک سہلاتی بولی تو اسنے محبت سے اسکے گھبرائے شرمائے حالت کو دیکھا جو بہت چھپانے کی کوشش کی بعد بھی اپنے جذبات نہیں چھپا پار ہی تھی اس سے۔۔۔



"چلو تمہارے کھانے کا انتظام کرتے ہیں"۔۔۔ وہ اسے بانہوں میں اٹھا کر بولا تو حور شرم سے پانی پانی ہو گئی

"س۔۔۔ سیر کیا کر رہے ہیں ع۔۔۔ عارب مسنی باہر ہیں"۔۔۔ وہ اترنے کی زبردست کوشش کرتی چیختی

"کوئی نہیں گھر میں ڈارلنگ صرف تم، میں اور ہمارا بچن"۔۔۔ وہ مسکراتا شرارت سے اسکی پھیلی آنکھوں میں

دیکھتا بولا تو حور نے چیخ ماری

"نن۔۔۔ نہیں مجھے بھوک نہیں ہے مجھے آج کچھ نہیں کھانا پلیز عالم"۔۔۔ وہ اسکے چوڑے سینے پر ہاتھ

مارتی بولی پر وہ ان سنی کرتے سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔  
مہوش علی

"خبردار جو تم نے کھانا کھانے سے انکار کیا"۔۔۔ وہ غصے سے وارن کرتا بولا کہ حورالعین کا منہ بند ہو گیا

اسکی پوری نظر تھی اپنی عین پر کہ وہ کیا کرتی ہے کیسی حالت ہے۔۔۔

وہ ان دو سالوں میں بہت سے چھوٹے موٹے گینگز کا صفایا کر چکا تھا اور بیسٹ کراچی میں ہے یہ بھی ہر جگہ شور

وگلا مچ گیا تھا پر کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اسکے مطلق سوچے کہ وہ ہے کون۔۔۔

علوی ہائوس میں موجود اسکی بھیجی گئی ملازمہ اسے ہر ہر بات کی انفارمیشن دیتی تھی حورالعین کے بابت۔۔۔

آلف کو تو کافی ناگوار گذری عالم کا یوں اپنے گھر میں جاسوسی کیلئے ملازمہ بھیجنا پر وہ خاموش ہو گیا کیونکہ منہ

کھولتا تو خود ہی پھنسا۔۔۔

کیونکہ وہ اپنی رکاوٹ پر سامنے والے کو نہیں دیکھتا تھا کہ وہ کیا ہے کون ہے۔  
آلف کو ڈر تو نہیں لگتا تھا پر اسکا پاگل پن دیکھ کر خاموش رہ گیا کہ وہ کس طرح اپنی شہزادی کے پیچھے پیچھے پاگل  
ہو رہا تھا۔۔۔

اور پھر جب اسنے اپنے ماں باپ کا رویہ دیکھا تو خود ہی خاموش پڑ گیا کیونکہ اسکا بھائی اسکے لئے لڑ نہیں سکتا تھا



محبت تو سب ہی کرتے ہیں پر اپنی محبت کیلئے سب سے لڑ جانے والے کم ہی ہوتے ہیں جسکی مثال اسکا چچا دے  
کر گیا تھا آخر دم تک بھی اپنی بیوی کے ساتھ سانسیں چھوڑتے ہوئے۔۔۔

وہ جب ہنگامے پر وہاں پہنچے تھے نور کے اطلاع دینے پر توجہ دونوں کو دیکھا تو ہاتھوں میں ہاتھ دے اپنی  
منزل کیلئے ساتھ رخصت ہوئے تھے اور اتنے حسین لگ رہے تھے خون میں لت پت ہو کر کہ دونوں کے  
چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھی۔۔۔

اور داد نے اپنے بھائی کی خاموشی دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ حور العین کسی ایسے ہمسفر کی لئے تھی جو اسکے سامنے  
زبان کھولے تو اسکا منہ بند کروانے کی طاقت رکھتا ہو۔۔۔

اپنے بھائی سے صرف یہ چاہتا تھا کہ وہ کم از کم اپنی ماں سے بات تو کر سکتا تھا کہ وہ انہیں کو سے نا انہیں منحوس  
برا بھلانا کہے پر وہ خاموش سر جھکائے سنتا اور ناراض ہو کر چلا جاتا۔۔

اس سب نے آلف کا دل توڑ دیا اور اس نے طے کیا وہ عالم کے راستے میں نہیں آئے گا۔۔۔۔

اور پھر جب وہ اپنے ہوش حواس میں آئی تو نور العین کی زہریلی باتیں وہ خود پریشان ہو گیا تھا اسے ڈر تھا کہ

اس کا دماغ پھٹ جائے۔۔۔

پاگل نابینا جائے ڈاکٹر نے پہلے ہی وارن کیا تھا کہ وہ بہت حساس ہو گئی ہے اس کا بہت خیال رکھنا پڑیگا۔۔۔

پر سب نے سن کر بھی ان سنا کر دیا تھا۔۔۔

اور پھر وہ بھی دن آ گیا جب وہ روتی ہوئی باہر نکلی تو عالم کو آلف نے کال کی وہ سنتے ہی غصے سے بھاگا چلا آیا۔۔۔

اور جب اپنی شہزادی کو ہچکیوں سے روتے دیکھا اس کا دل کیا علوی ہائوس کو آگ لگا دے۔۔۔۔

اور خاص کر کے اسکی بہن کو مار دے اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ دے جس نے اسکی عین کو یوں رلا یا تھا۔۔۔

وہ جانے ہی والا تھا اپنے ہاتھوں سے انکا گلا کاٹنے پر اسکی عین نے اسے روک لیا ایک معصوم سی ڈیل کر کے۔۔

اسے بہت پیاری لگی اتنی کہ اس کا دل کیا خود میں بھینچ لے اسے۔۔۔

اپنی سہمی سے کہے واقعے تمنے اپنے شہزادے کیلئے شہزادی چنی ہے معصوم سی۔۔۔

اور پھر وہ اسے لے آیا نکاح کر کے۔۔۔

پراسکی مستقبل کی شکایت کو دور کرنے کیلئے وہ اسکے تایا کو بھی لایا جو انتہائی لالچی انسان تھا۔۔۔

جسنے دولت میں حصے کے خوف سے کبھی اپنے بھائی کو باپ سے ناملنے دیا ناہی گھر میں پیر رکھنے دیا۔۔۔

اسے لوگوں کو اتنی زہریلی موت دینا چاہتا تھا کہ وہ جب جب اپنی موت کا سوچے کانپ اٹھے پر آلف کے باپ کو دیکھ کر ضبط کر گیا۔۔۔

اسے اس لڑکی پر بھی غصہ آیا تھا جو زہریلی ناگن ہو کر اچانک سگی بہن بن بیٹھی تھی نکاح والے دن۔۔۔

اور وہاں وہ بے حس بیٹ بنکر آیا تھا آنسوؤں سے پھگنے والا نا آنسوؤں کو سمجھنے والا۔۔۔

تبھی ہی تو وہ اسکے نام ہوئی تھی ورنہ کیسے ہوتی وہ خود ڈر رہی تھی اسکے نام سے۔۔۔

اور وہ کسی کی بھی پروہ کئے بغیر اسے لے آیا اپنی زندگی میں۔۔۔۔۔

بیٹ کی زندگی حور نے قدم رکھا اور شہزادے کو اپنی شہزادی مل گئی تو اسے اسکی زندگی مکمل لگنے لگی۔۔۔

وہ گیا اپنی ماں کے پاس اور اس سے اپنی عین کی باتیں کی۔۔۔



پھر اپنی سہمی کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ میں تمہاری شہزادی کو لے آیا ہوں اب تو آ جاؤ۔۔۔

پر مسلسل خاموشی پر وہ مایوس ہو کر واپس لوٹ آیا۔۔۔

اپنی حورالعین کے پاس۔۔۔

بیسٹ کی بیوٹی کے پاس۔۔

عالم کی عین کے پاس۔۔

شہزادے کی شہزادی کے پاس۔۔۔

\*-----❤️-----\*

مہوش علی

"ایک تو آپکی موبائل کو بھی ابھی چیخنا ہوتا ہے ساری نیند کا بیڑا غرق کر دیتی ہے"۔۔۔ باتھ روم کا دروازے کھلنے اور سائیڈ ٹیبل پر رکھی موبائل کی آواز پر وہ غصے سے بولی اور سر تک کمفر ٹرڈال دیا۔۔

یہ غصے کا اظہار تھا جو اسکے نانا کرنے کے بعد بھی کھانا پکوا یا اور زبردستی کھلوا یا۔۔

عالم نے تو لیے سے کندھے اور سینے پونچھتے اسے ہینگ کیا اور ایک نظر اسکی پشت پر ڈال کر موبائل اٹھایا۔۔

آلف کا نمبر دیکھ کر ٹیرس کی طرف آگیا۔۔

"ہاں عالم آپنے کال کی تھی میں کچھ بزی تھا اور موبائل سائلنٹ پر تھا معلوم نہیں ہوا کوئی کام ہے"۔۔۔؟؟  
آلف ابھی آفس ورک سے فارغ ہوا تھا اور اپنی موبائل پر عالم کی کال دیکھ کر جلدی سے کال بیک کی۔۔۔

"کچھ خاص نہیں کل اپنی بیوی کو لے آتا کہ وہ عین کو اپنے منہ سے نکاح کا سنائے"۔۔۔!! آسمان پر دیکھتے ہوئے وہ بولا تو آلف نے ٹھیک ہے کہا اور مزید چند باتوں کے بعد عالم نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

اسکی نظر لان پر بیٹھنے پر عارب پر تھی جسکے منہ سے دھنواں نکل رہا تھا۔۔۔  
عالم کی جبرے کی رگیں تن گئی۔

مہوش علی

وہ کب سے سگریٹ پینے لگا۔۔۔

اور ایسی کیا اضطرابی تھی کہ یوں اندھیرے میں بیٹھا تھا۔۔۔

اسنے دونوں کو باپ کی طرح پالا تھا انکی ہر خواہش پوری کرتے ہوئے وہ دونوں اسے بہت عزیز تھے۔۔۔

پراسکی ضدی بہن تھوڑی سی پاگل لگتی تھی اور وہ غصہ بھی کرتا تھا پر اپنی حد میں رہ کر اور وہ جانتی تھی کہ وہ

اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا تبھی الٹی سیدھی حرکتیں کرتی تھی جن پر وہ کمال کا ضبط کا مظاہرہ کرتا تھا۔۔۔

عالم نے اپنے موبائل سے اسے کال کی اور نظریں اس پر ہی ٹکی تھی۔۔۔

عارب نے سرخ آنکھوں سے سگریٹ پر سگریٹ پھونکتے اپنی سوچوں میں کھویا تھا اچانک جیب میں موبائل رینگ ہونے پر ہوش میں آیا اور ناچاہتے ہوئے بھی اس مداخلت پر بد مزہ ہوا اور موبائل نکال کر نمبر دیکھتے

ہڑ بڑا گیا اور جلدی سے گھاس پر آدھا سگریٹ پھینک کوشوز سے مسلا اور گہرا سانس لیکر اپنے آپ کو کنٹرول میں کرتے شرمندگی سے موبائل کان سے لگایا۔۔

"کیا کر رہے ہوں"۔۔۔؟؟ عالم نے غصہ ضبط کرتے پوچھا۔۔

"سگریٹ پی رہا تھا"۔۔۔!! اسنے ذرا سی گردن موڑ کر ٹیس پر دیکھا اور شرمندہ ہو کر بولا



"وجہ"۔۔۔؟؟

"طبیعت ٹھیک نہیں تھی"۔۔!!

"تو ڈاکٹر کے پاس جائو، سگریٹ کون پیتا ہے طبیعت خرابی میں"۔۔۔؟؟ اسنے گہری نظروں سے دیکھ کر کہا

عرب ہنس پڑا شرمندہ سا۔۔

"ہر بیماری کا علاج ڈاکٹر کے پاس نہیں ہوتا"۔۔!! وہ تلخ لہجے میں بولا

"کون سی بیماری لگی ہے مجھے بتاؤ ہر بیماری کا علاج ہے میرے پاس"۔۔ عالم نے غصے سے کہا اسکے فلسفے پر

"ہاں یہ تو ٹھیک کہا" وہ نظریں چراتا مسکرایا

"پی ہے"۔۔۔؟؟ برواچکا کروہ سرد لہجے میں گویا ہوا کہ عارب نے بے ساختہ نفی کی

"نہیں۔۔۔!! یہ تو بس زیادہ ضرورت پڑ گئی تو سگریٹ کو ہاتھ لگایا"۔۔۔ اسنے یقین دلانے والے انداز میں کہا  
تو عالم نے گہرا سانس خارج کیا

"جانوروم میں صبح کریں گے"۔۔۔ اسکے حکم پر وہ سر ہلا گیا۔۔۔

پر دل تو نہیں کر رہا تھا جانے کو کیونکہ وہ ابھی بہت کچھ سوچنے چاہتا تھا اس ایک لمحے کو۔۔۔۔۔  
خوب سارا اثر مندہ ہونا چاہتا تھا خود پر۔۔۔ اپنی سوچ پر۔۔۔  
پر عالم کا حکم بھی سر آنکھوں پر تھا۔۔۔  
تبھی سر ہلاتا ایک نظر وہاں پڑی دھیر ساری سگریٹوں پر ڈال کر چلا گیا۔۔۔۔۔  
اسکے اندر جاتے وہ بھی واپس آ گیا۔۔۔

"ناراض ہے کوئی مجھ سے"۔۔۔؟؟ سائیڈ پر لیٹ کر وہ بولا تو حور نے منہ بنایا۔

ابھی یہ بھی نہیں معلوم کہ میں ناراض ہوں ناکہ کوئی۔۔۔



"ہاں میں ہوں تو"۔۔۔؟؟ ناچاہتے ہوئے بھی وہ جواب دینے لگی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی اسے نامعلوم ہو کہ کون ناراض ہے اس سے۔۔۔

"تو میں منانے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں اجازت ہے"۔۔۔؟؟ وہ مسکرا کر کہتا اسکے اوپر سے کمفرٹر کھینچ چکا تھا اور حورالعین اس اچانک حملے سے گھبرا گئی۔۔۔



"مم۔۔۔ مجھے سے بات نا کریں ع۔۔۔ عالم"۔۔۔ اپنے گرد اسکے ہاتھ کو جھٹکتی وہ گھبرائی سی بولی۔

"تو پھر کس سے کروں بتائو"۔۔۔؟؟ اسکا رخ اپنی طرف کرتے اسکی میچی آنکھوں میں دیکھتے وہ کچھ سختی سے پوچھنے لگا۔۔۔

حورا لعین اپنے چہرے پر اسکی گرم جھلسا دینے والی سانسیں محسوس کرتی کپکپانے لگی۔۔۔

"اک۔۔۔ کسی سے بھی"۔۔۔ وہ ذرا سی اپنی آنکھیں کھول کر بولی پر اپنی آنکھوں میں اسکی تیز گرم سانسوں کی تاب نالائے میچ گئی۔۔۔

عالم اسکی آنکھوں لرزتے سرخ لبوں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

اسنے انگلی سے اسکے لبوں کو چھوا وہ لرزا اٹھی۔۔۔

"تت۔۔۔ تنگ نن۔۔۔ نا کریں۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے سونا ہے"۔۔۔۔۔ وہ ذرا سی ہمت کرتی بیچارگی سے بولی کے اسکے گھنی بھوری مونچھوں تلے عنابی لب مسکرا اٹھے۔۔۔

"اور میں ناسونے دوں تو"۔۔۔۔!! اسکے کان کی لو پر انگلی پھیرتے بولا نظریں اسکی لرزتی پلکوں پر ٹکی تھی

۔۔۔

حور کے چہرے پر سارے بدن کا خون سمٹ آیا۔۔۔۔۔

"مم۔ میں رو دوں گی س۔۔ س۔۔ عالم۔۔۔!! اسکے خشک حلق سے لفظ ہی نہیں نکل رہے تھے وہ جیسے اسکی جان لینے کے در پر آگیا تھا کہ حورالعین کی ٹانگیں سن پڑ گئی۔۔۔

"عالم کیوں کہتی ہو۔۔۔؟؟ وہ عالم لفظ سن کر اسکا چہرہ اونچا کرتے پوچھنے لگا۔

"و۔۔۔ وہ ا۔۔۔ اچھا لگتا ہے۔۔۔!! سیر مم۔۔ مجھے نہیں پسند۔۔۔۔ وہ اپنے سینے میں دبے بھاری سانسوں کو فضا کے سپرد کرتی بولی

مہوش علی

تو عالم نے مسکراتے اسکے اب پر سکون چہرے کو دیکھا

اسنے اپنی پکڑا سکی نازک کمر پر مضبوط کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا اور اسے کچھ سمجھنے کا موقع دئے بغیر اسکے لبوں کو فوکس میں لیکر ان پر جھک آیا، پوری طرح اسے اپنی قید میں لیکر۔۔۔۔

"تم ناراض رہو، غصہ، پیار کچھ بھی کرو پر اپنے ان جزبات کو مجھ تک محدود رکھو جیسے میں نے سب تمہارے لئے رکھیں ہیں

اور جلد ہی میں تم سے سارے جزبات وصول کروں گا اور اپنے جزبات کو قطرہ قطرہ تمہاری سانسوں میں انڈیل دوں گا، تم پر اپنی محبت کی مہر لگا کر۔۔۔ اسکے لبوں کو آزاد کرتے وہ اسکے کانوں میں سرگوشیاں کرنے لگا اور حور گہرے گہرے سانس بھرتی سن رہی تھی خاموشی سے۔۔۔

عالم نے اسکے موندیں آنکھوں کو دیکھ کر اسکی شہ رگ پر اپنے لب رکھے تو وہ مونچھوں کی چبن محسوس کرتی سمٹ گئی اسکے سینے میں۔۔۔۔

"ڈر گئی"۔۔۔؟؟ بالوں میں اپنی مضبوط انگلیاں پھنسائے وہ بولا تو حور العین نے اثبات میں سر ہلایا

"آ۔۔آپ نے ڈر ادیا"۔۔۔ بھرائی آواز میں کہتی اسکی گردن میں اپنا منہ چھپا گئی

"ابھی کہاں ڈر ایا ہے ڈار لنگ"۔۔۔!! اسکے گرد حصار باندھ کر وہ مسکرایا

"آپ ب۔ب۔ب۔ بہت برے ہیں ع۔ع۔۔ عالم۔۔" اسکے بولنے پر سعیر نے اپنی گردن پر اسکے لب محسوس کئے اور مسکرا دیا آنکھیں موند کر۔۔۔۔

"بہت برا ہوں تمہاری سوچ سے بھی زیادہ"۔۔۔!! اسکے کہنے پر حور نے تائید میں سر ہلایا اور اسے مسکرا نے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔

"ناراض ہوا بھی تک"؟؟ وہ کروٹ بدل کر دوسری طرف ہوا تو حور العین اسکے قید میں خوفزدہ ہو گئی۔۔۔۔

اور وہ جانتی تھی اگر ناکہا تو پھر اپنے گلے میں ہی پڑے گا انکار۔۔۔



"نہیں میں پیپی نہیں ہوں"۔۔!! وہ جلدی سے نفی کرتی بولی کہ سیر نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا۔۔۔

"اوہ یہ غلط بات ہے"۔۔!! وہ شرارت سے کہتا اسکے چہرے پر بوسہ دینے لگا کہ حورا لعین حواس باختہ ہو گئی

--

"اب۔۔۔؟؟" اسکی مزاحمت پر رکتے وہ پوچھنے لگا

"ایک تو خود پتا نہیں کسی پھڑ پھڑ انگلش بولتے ہیں عارب سے۔۔! اور مجھے پتا کیسی مری ہوئی انگلش پڑھا رہے ہیں جس کی ناپونچھ ہے نامنہ"۔۔۔ وہ غصے سے کہتی اسکے کندھے پر مکے مارنے لگی۔۔

"ہاہاہاہا۔۔۔ عالم نے بھرپور قہقہہ مارا۔۔۔

"میری جان وہ لوکل انگلش تھی اور ہماری والی اسپیشل ہے" "H.W.Special English ہنستے ہوئے اسکے چہرے سے بال پیچھے کرتے وہ بتانے لگا حور نے حیرت سے سنا

"ہیں یہ کون سی انگلش ہے"۔۔؟؟ وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی

"یہ بڑی والی انگلش جس کی پہنچ کیلئے ایک میرج سرٹیفکیٹ کی ضرورت پڑھتی ہے"۔۔۔ عالم کو اپنا آپ عجیب لگ رہا تھا

کیا اسنے سوچا تھا اسکی زندگی ایسی ہوگی۔۔۔

اس قدر حسین۔۔۔!!

ہز گز نہیں وہ تو سوچتا تھا اسکی زندگی صرف مارتے مارتے گزر جائے گی پر اس شہزادی نے آکر ساری سوچیں غلط ثابت کر دیں تھی۔۔

پہلی بار کسی نے اسے غلط ثابت کیا تھا وہ بھی اسکی ذاتی زندگی پر۔۔۔

"کیا اس بڑی والی انگلش کیلئے میرے پاس مرج سر ٹھٹ ہے"۔۔۔ حور نے ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر حیرت سے پوچھا

"یس مائے ڈار لنگ تبھی تو ہماری انگلش جاری ہے اور دیکھنا اس کے اختتام پر بہت سارے پھول کھلنے والے ہیں"۔۔۔ ذو معنی لہجے میں شرارت سے بولا تو حور کو حیرت کا جھٹکا لگا

"اچھا پودے نہیں سیدھے پھول۔۔!! اور وہ آپ جو کہتے ہیں عارب سے واٹ شاٹ ناٹ اس پر کھلتے ہیں

پھول"۔۔۔؟

سعیر لب دبائے قہقہہ جو اس سیریس حالت میں امدنے والا تھا

"اوہ نہیں ڈار لنگ اس پر جو پھول کھلتے ہیں وہ بھی مرجھا جاتے ہیں"۔۔۔

"اچھا تو پھر۔۔۔۔۔"

"بس بس ڈار لنگ تمہارا دماغ بہت تیز ہے اسے ہمارے تک ہی محدود رکھو ورنہ بہت سے پودے کھل اٹھیں گے" اسکے لبوں پر انگلی رکھتے اسکے اگلے سوال کو گلے میں دبا گیا حور منہ بنا کر رہ گئی۔۔۔

"آپ جلتے ہیں کہ میں کچھ سیکھ نا جائوں"۔۔۔ وہ ناک سکیڑ کر کروٹ بدل گئی تو عالم نے اسکی پشت کو دیکھتے ہنسا اور اسے اپنے گھیرے میں لیکر خود میں بھینچ لیا۔۔۔

مہوش علی

حور نے غصے سے اسکے سینے میں کہنی ماری۔۔۔  
پر دوسری طرف کوئی اثر نا ہوتے دیکھ کر مجبور آنکھیں موند گئی۔۔۔

\*-----❤️-----\*

وہ آستینیں فالڈ کرتا کھانے کی ٹرے اٹھا کچن سے باہر نکلا۔۔۔

آسیہ بیگم کو اسنے خود روم میں آرام کرنے کیلئے کہا تھا کہ وہ جب لوٹے گا خود کھانا گرم کر کے کھالے گا۔۔۔

آسیہ بیگم نے اسکے کہنے کے بعد بھی روز بیٹھی رہتی تھی پر داد نے اپنی قسم دے کر اسے روک دیا تھا انتظار سے کہ میں پتا نہیں کتنا لیٹ آؤں کیا تب تک ایسے ہی انتظار میں بیٹھی رہیں گی اگر میں آؤں ہی نا تو۔۔۔۔۔

اور پھر ناچار آسیہ بیگم نے اسکا انتظار کرنا چھوڑ دیا پر ملازمہ کو سخت ہدایات دیں تھی کہ اسکا بیٹا آئے تو اسے کھانا گرم کر کے ٹیبل پر لگا دے اور تب تک وہیں رہے جب تک وہ چلانا جائے۔۔۔

پر داد نے ملازمہ کو بھی بھیج دیا اور پھر خود کھانا گرم کر کے کھاتا تھا۔۔۔  
اسکی نظر میں انسان سب برابر تھے۔۔

وہ مجبوری کیلئے لوگوں کے گھر میں کام کرتی تھی اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ انسان نہیں تھی وہ تھکتی نہیں یا  
انہیں نیند نہیں لگتی۔۔۔

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور ٹرے دوسرے ہاتھ میں پکڑ کر دروازہ بند کیا۔۔۔  
نور العین نے اپنی سرخ آنکھیں اٹھائیں اور داد کے ٹیبل پر کھانے کی ٹرے رکھتے دیکھ کر اسکا پارہ مزید ہائے  
ہو گیا۔۔۔

اور سرخ سوچی آنکھوں میں چنگاریاں نکلنے لگی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے روم میں آنے کی نکلوا بھی اسی وقت"۔۔ دوپٹہ گلے میں ڈالتے وہ بیڈ سے  
اتری۔۔

داد مسکرا کر اسکی بھاری آواز پر مڑا۔۔



"مینے سنا ہے تمنے دوپہر سے کچھ نہیں کھایا پیا اور خود کوروم میں بند رکھا ہوا ہے، تو سوچا کیوں نا آج ہم دونوں ساتھ کھانا کھائیں مینے بھی دوپہر سے کچھ نہیں کھایا میٹنگز کی وجہ سے" وہ اس کے سرخ چہرے بکھرے بال سوچی آنکھوں میں دیکھتے مسکرا کر بولا۔۔۔

"داد میرا کوئی تمہاری بکواس سننے کا موڈ نہیں پلیز جاؤ مجھے نہیں کھانا کچھ بھی جاؤ"۔۔۔ وہ آگے بھر کر اس کے سینے پر ہاتھوں کے زور دیتی اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش میں مسلسل ناکام تھی۔۔۔

"کیوں غصہ ہے میری بونی اپنے داد کو بتاؤ کیا ہوا ہے"۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے قید میں لیتے وہ بولا تو نور کے آنسو پھسل کر چہرے پر گرے۔۔۔

"شادی کی تاریخ رکھ دی۔۔۔!! نا حور العین کو بلایا نا ہی بی کو صرف برہان آیا اور تایا ابو اور تائی امی نے"۔۔۔ وہ بھاری آواز میں روتی ہوئی بولی۔۔۔

داد نے افسوس سے اسکی بکھری حالت دیکھی۔۔۔

"آؤ میرے ساتھ تمہیں کچھ سمجھانا ہے"۔۔۔ وہ اسکی سخت مزاحمت کو نظر انداز کرتا اسے لیکر صوفے پر بیٹھایا

"مجھے کچھ نہیں سننا مجھے شادی ہی نہیں کرنی جائو یہاں سے داد کمینے"۔۔۔۔ وہ اٹھنے کی کوشش کرتے غصے سے بولی پر داد نے اسکی کوشش کو ناکام کرتے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسے بیٹھا دیا۔۔۔

"نور خاموش"۔۔۔!! سرد آواز میں غصے سے جھڑکا کہ روتی ہوئی نور ایک دم سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"تم مم۔۔۔ مجھ پر غصہ کر رہے ہو کمینے کلمے بزدل انسان"۔۔۔!! وہ اس پر جنگلی بلی کی طرح جھپٹی اور داد اسکے خوفزدہ چہرے کے تاثر دیکھ کر شرمندہ ہوا تھا۔۔۔

"نہیں کر رہا میری بونی غصہ صرف بات سنو"۔۔۔ اسکے ہاتھ پکڑ کر وہ منت کرنے لگا اور نور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

اصل میں تو وہ اسکے اس طرح چپ کروانے سے خوفزدہ ہو گئی تھی اسے ابھی وہ غنڈہ نہیں بھول پار ہاتھ جسنے اسکے سامنے آدمی کو مارا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں سننا تم دفع ہو۔۔۔ کوئی نہیں ہمارا یتیم ہیں نا سلئے ہر کوئی حاوی ہو رہا ہے"۔۔۔ وہ سسکنے لگی داد جیسے تڑپ اٹھا

"نور العین یار بس کرو کون حاوی ہو رہا ہے۔۔۔؟؟ حور العین کو اسلئے بلانا اچھا نہیں کیونکہ وہ بمشکل اپنی زندگی گزارنے لگی ہے اور ہم اسے یہاں پورے خاندان کے بیچ بلا کر پھر سے اسے لوگوں باتوں کا نشانہ بنائیں

--!! اسکی کیا حالت ہوگی سوچو وہ پھر زخم زخم ہو جائے گی پھر سے دورے پڑنے لگے کیا ٹھیک رہے گا"

---

"اور رہی حور کو بتانے کی تو کل چلنا ہم دونوں چلیں گے اسکے پاس اور بی تو آنے والی ہے پرسوں ہی" -- نور  
خاموشی سے سننے لگی

ہاں یہ تو تھا اگر وہ آتی تو لوگ اسے پھر سے باتوں اپنی کھسر پھسر کا نشانہ بناتے اور بہانے بہانے اسے اسکے ماضی کو کریدنے کی کوشش کرتے ---

موش علی

"تو کیا اسکی اپنی بہن کی شادی میں لوگ اسکی غیر موجودگی کا نہیں پوچھیں گے" -- نور نے غصے اور  
تمسخرے سے پوچھا

"پوچھیں گے پر یہ اچھا نہیں کہ اسے باتوں کا نشانہ بنانے سے اچھا ہے ہم کوئی بہانا بنالیں" -- اسنے اسکے طنز  
کو سمجھتے نرمی سے کہا تو نور خاموش ہو گئی

"تمہیں بھوک نہیں لگ رہی؟ میرا تو برا حال ہے بھی میں زیادہ دیر تک بھوکا نہیں رہ سکتا اور شادی کے بعد  
ایسی کوئی کھانے والی ناراضگی مت دیکھنا ورنہ ہماری لڑائی ہو جاگی" --- داد نے کھانا ٹیبل پر لگاتے ہوئے  
شرارت سے بولا تو نور نے منہ بناتے اٹھی --

"مجھے کوئی شوق نہیں تم سے ناراضگی وارا ضغی کے اظہار کرنے کا"۔۔۔ وہ ناگواریت سے کہتی جانے لگی تو داد نے اسکی پشت کو دیکھا

"اتنی بے حس کیوں ہو"۔۔۔؟؟ وہ بھی اٹھ آیا

نور مڑ کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

"تم لوگوں سے سیکھا ہے اپنے مطلب کیلئے دنیا لوٹنا اور کسی بے سہارا کے اکیلے ہونے کا ہر طرح سے احساس دلانا"۔۔۔ وہ طنزیہ لہجے میں چٹخ کر بولی

"پر تم نے تو ابھی مجھے لوٹا نہیں ہے پھر کیا سیکھا ہے بے حسی۔۔۔!! تو ابھی دیکھ لو بے حس کون ہے تم یا میں۔۔۔؟؟ اور دوسری بات"۔۔۔!! کہتے ہوئے اسے ایک دم کھینچ کر اپنے ساتھ لگایا کہ نور ہڑبڑا گئی

"بے سہارا نہیں ہو میں ابھی زندہ ہوں جب مر جائوں گا تب بھی بے سہارا نہیں رہو گی کیونکہ میں مرنے سے پہلے بہت سی نشانیاں دے جائوں گا تمہیں"۔۔۔ نور اسکی مرنے والی بات سننے اندر ہی اندر تڑپ اٹھی۔۔۔

"ہمیشہ بکواس ہی کرتے رہنا دور رہو مجھ سے اور اب نکلو"۔۔۔!! اسے پیچھے دھکا دے کر وہ اس سے الگ ہوئی



"تم کھانا نہیں کھا رہی؟؟ ٹھنڈہ ہو رہا ہے بونی"۔۔۔!!

داد نے اسکی پشت کو دیکھ کر پوچھا

"نہیں کھا رہی نا جادو داد"۔۔۔؟؟ اسے مسلسل وہیں دیکھ کر وہ اکتا گئی

داد نے ایک گہرا سانس بھرا اور اپنی ٹائی نکالی گلے سے۔۔۔۔

اور اچانک ہی اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر پیچھے باندھے کہ نور خوفرہ ہو گئی۔۔۔

"ک۔۔۔ کیا کر رہے ہو"۔۔۔؟؟ وہ شدید غصے سے آسیہ بیگم اور کمال صاحب کا خیال کرتی دھیمی لہجے میں غرائی جس کا داد پر رتی برابر اثر نہ ہوا

وہ اسکے ہاتھ باندھ کر اب اسکے رخ اپنی طرف کرتے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تم بونی ہو تو میں تمہارا بونا ہوں ایسے ہی تمہیں بھوکا چھوڑ دوںوں جانا"۔۔۔ کہتے ہوئے اسکی سخت مزاحمت کو نظر انداز کرتے صوفے پر بیٹھایا اور نوالہ بنا کر اسکے منہ کی طرف کیا تو نور نے سختی سے لب بھینچائے اور اسے چیلنج کرتے دیکھنے لگی

"اوہ اوور سمارٹ مائے بونی"۔۔۔۔؟؟ داد نے آئی برواچکایا اور طنزیہ منہ

"چلو مت کھاؤ مجھے بھی اب بھوک نہیں لگ رہی تو کیا خیال ہے"۔۔۔ نوالہ پلیٹ میں رکھتے اسنے اسکے بکھرے بالوں کو کیچر کے قید سے آزاد کروایا تو اسکے ہاتھ پر ریشم کی طرح بکھر گئے داد نے اسکی خوفزدہ پھیلی آنکھوں میں دیکھتے اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسائی

"یہ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہوں چھوڑو داد۔۔۔ مم۔۔۔ میں کھا رہی ہوں کھانا" آنکھیں جھپکتے ہوئے وہ ہر اسماں ہو کر بولی تو داد نے اپنی مسکراہٹ روکی

"ایک تو تم ذرا المبا نہیں کر سکتی تھی چیخ"۔۔۔ منہ بنا کر کہتے اسنے واپس نوالہ اٹھایا تو نور نے پہلے سے ہی بڑا سامنہ کھولا

"چھوٹا منہ کھولو مجھے ہڑپ نے کارادہ ہے کیا"۔۔۔ نوالہ منہ رکھتے وہ شرارت سے گویا ہوا تو نور نے اپنی پائوں اسکے پائوں پر مارا

"کوئی فائدہ نہیں میری بونی"۔۔۔ اس کے گال پر انگلی پھیرتے وہ گردن اکڑا گیا نور کا بے بسی سے آنسوؤں نکل کر گال پر پھسلا

"مجھ پر ان مگر مجھ کے آنسوؤں کا کوئی اثر نہیں ہونے والا تو زیادہ سمندر مت بہاؤ کیونکہ تمہاری نازک مزاجی دیکھ کر مجھے لگتا ہے تمہیں انکی گولڈن نائٹ میں بہت ضرورت پڑنے والی ہے۔۔۔ وہ بے باک ہو کر گویا

ہوا تو نور کا چہرہ غصے شرم سے سرخ پڑ گیا وہ بہت سی گالیاں اسے دینا چاہتی تھی جو ابھی ایجاد بھی نہیں ہوئی تھی  
پر داد اس کے ارادے سمجھ کر اس کے منہ میں نوالے پر نوالہ ڈالتے اسکے ارادوں کو ناکام کر گیا

"بہت ہی کوئی کمینے انسان ہو دنیا کی۔۔۔ جب اسکے موقع ملا تو بولنے لگی پر اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی داد  
نے پانی کا گلاس منہ سے لگا دیا۔۔۔"

اور آدھا بچا گلاس اپنے لبوں سے لگا یا مزید اسے شرم سے پانی کرتے۔۔۔

"بزدل انسان تم جان بوجھ کر میرا جھوٹا کھاتے ہو نا میں تمہارا خون پی جائوں گی آج صرف ہاتھ کھولو۔۔۔"

وہ غرا کر بولی تو داد نے ناک سے مکھی اڑائی

"پینا تمہیں ہی تو ہے میرا خون پر صبر شادی ہو جائے ورنہ لوگ کیا کہیں گے ہمیں۔۔۔ داد نے شرم دلانی  
چاہی اور برتن ٹرے میں رکھنے لگا

نور دانت پیستے مسلسل پیچھے ہاتھ کھولنے کی کوشش میں تھی۔۔۔

جب داد اٹھ کھڑا ہوا اور اسے دیکھا

نور اس کی نظروں سے گھبراتی پائوں اوپر کر گئی

"ایک تو تم ڈرتی بہت تو مجھ سے"۔۔۔ اسے جھک کر اٹھاتے ہوئے وہ منہ بنا کر کر بولا اسکی پھیلی آنکھیں اور کانپتے جسم کو نظر انداز کرتا بیڈ پر ڈالا اسے۔۔۔

"زندگی میں پہلی بار لگ رہا ہے پیٹ بھر کر کھایا ہے"۔۔۔ اس پر جھک کر وہ بولا تو نور اسکے دائیں بائیں ہاتھ دیکھ کر خوف سے اسکی مسکراتی کالی گہری آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

"ا۔ اب جاؤ تم۔۔۔! مینے کھا تو لیا کھانا"۔۔۔ وہ اپنی بڑھتی دھڑکنوں سے گھبراتی ہوئی بولی

"آخری نوالہ تو کھانے دو"۔۔۔ وہ کہتے ہوئے آہستہ اسے اسکی لبوں کو نرمی سے چھوا اور اسکی لرزتی گرتی پلکوں کو دیکھتے پیچھے سے ہاتھ کھولنے لگا

"اب بس جلدی سے آجاؤ میں جی بھر کر تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں تمہیں محسوس کرنا چاہتا ہوں اپنی بانہوں میں بغیر کسی روک ٹوک کے"۔۔۔ وہ سرگوشی کرتا اسے وہیں شرم و حیا میں چھوڑ کر اسکی گالیاں سننے سے پہلے

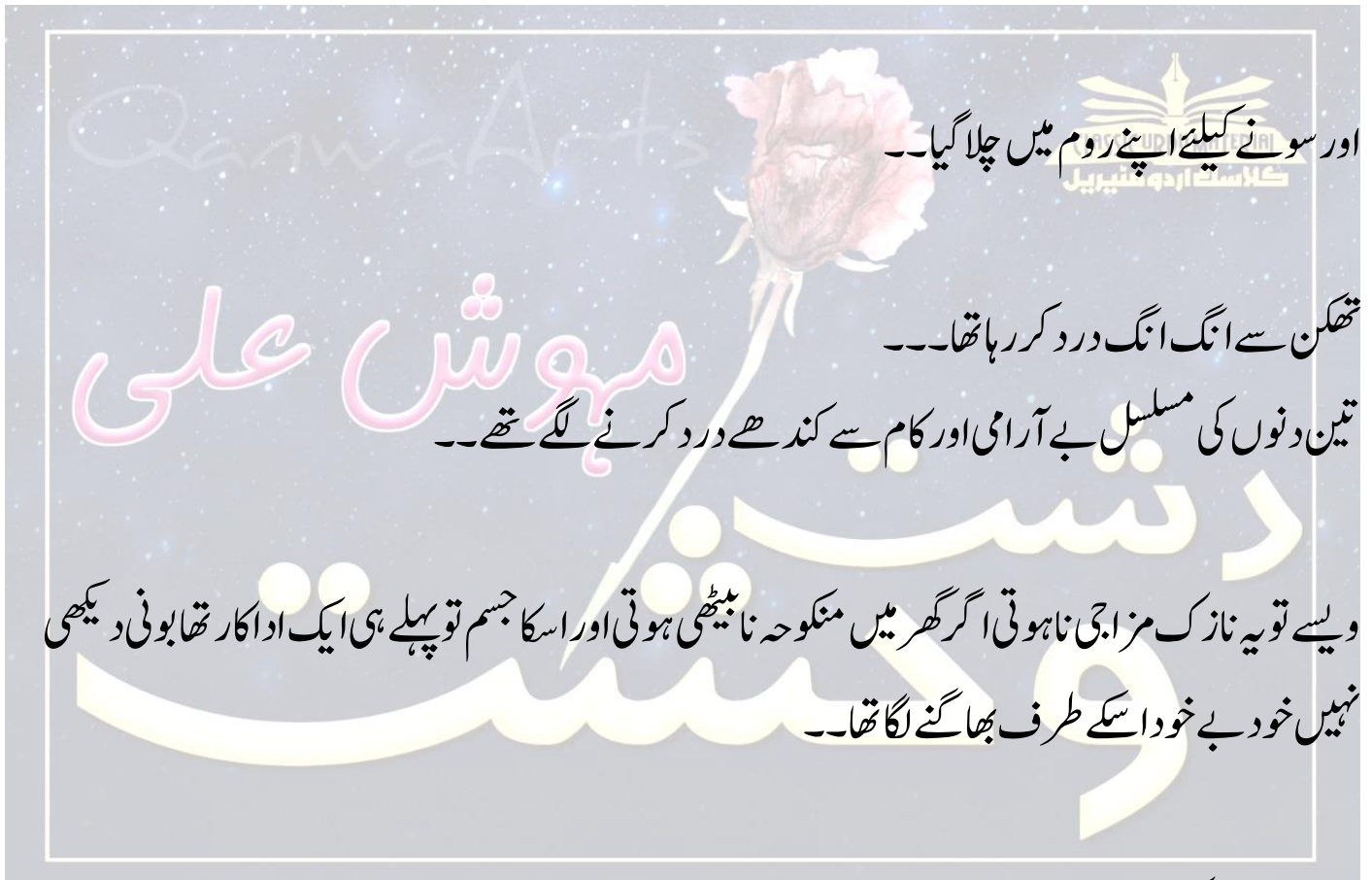
ہی برتن اٹھا کر نکلا

"آج کچھ نہیں کہا کہیں لڑکی مر تو نہیں مٹی مجھ پر" باہر آ کر سوچتے اسنے پھر سے منہ دروازے میں دیتے اسے دیکھا اور جو ہوا میں اڑتا جہاز آ رہا تھا گھبرا کر دروازہ بند کیا



"اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ورنہ یہ لڑکی میری عزت دو کوڑی کی بھی نہیں چھوڑے گی" اسکے دروازے پر جوتی کا نقش دیکھ کر بے ساختہ کہا اور گالیاں سنتا معصوم۔ صورت بنا کر جانے لگا۔

"کیا کیا ہے یا راتنی سی بات پر کوئی بھڑکتا ہے پاگل ہے پوری کی پوری ہو نہ" برتن کچن میں رکھتے وہ معصومیت کی حدیں پار کر گیا



"سر سید ہار کھو فیری"۔۔!! برہان پریشان سا اسکے بالوں میں لٹے سیدھے بل ڈالتا اسکے سر موڑنے پر بولا

---

"اور کتنا سید ہار کھوں۔۔؟؟ نکال کر آپکے ہاتھ میں دے دوں اور جب آپ چوٹیاں بنالیں تو مجھے دے دیجئے گا"۔۔ فیری بار بار اسکے چوٹیاں کرنے اور پھر بال کھول کر برش کرتے سے چڑگئی تبھی غصے سے بولی

"نہیں ایسے نہیں ہوتی یار"۔۔۔ برہان پھر سے بالوں اچھی چوٹی کو بل سے آزاد کرواتا برش کرنے لگا۔۔

"آپ دوست ایسا کریں سارے بال سر سے اٹھالیں اور پھر اچھی سی چوٹی بنا کر میرے سر پر چپکادیں"۔۔ وہ  
سراونچا کرتی برہان کی بیچارگی والی صورت کو دیکھنے لگی

برہان نے اسکی بات پر قہقہہ لگایا۔۔

"ہا ہا ہا نہیں میری جان ایسے نہیں۔۔۔!! کل پتا نہیں کیسے ہو گئی تھی اتنی اچھی چوٹیاں مجھے خود پسند آرہی  
تھی ویسی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں"۔۔ وہ ہنس کر کہتا اسکے سر کو پھر سے بائیں بائیں ٹھیک سائیڈ پر کرنے  
کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے شیو بنا رہا تھا کہ دروازہ ناک کرتے مسکان اندر آئی اور ضد کرنے لگی کہ پہلے اسکی چوٹیاں  
بنائے پھر جا کر شیو بنائی اپنی۔۔۔۔

اور برہان کیلئے اسکی فرمائش آنکھوں پر ہوتی تھی تبھی شیو نگ ریزر رکھ کر وہ اسکے پاس آگیا بغیر منہ دھوئے۔۔  
اسکے منہ پر لگی شیو نگ کریم سے مسکان نے انگلی لگا کر اسکے ناک پر لگائی برہان آنکھیں دیکھتا اسکی چوٹیاں  
بنانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

"ہونہہ کل والی چوٹیاں تھیں۔۔۔ ایک کان پر رکھی تھی تو دوسری کندھے پر میم بھی پوچھ رہی تھی کہ ماما کو چوٹیاں بنانا نہیں آتی کیا اور سب چوزے مجھ پر ہنسنے لگے"۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولی تو برہان نے مصنوعی غصہ کیا

"ان چوزوں کی ہمت کیسے ہوئی ایس پی کی فیری پر ہنسنے کی میں کل ہی آکر خبر لوں گا سب کی"۔۔۔ وہ کہتا چوٹیاں بنانے لگا پہلے کی طرح

"خبر لینا چھوڑیں اور اپنی اماں سے کچھ سیکھ کر آئیں اگلے گھر جا کر کیا کہیں گے اپنے بچوں سے"۔۔۔ اس کے ناک سکڑ کر دادی کی طرح بات کرنے سے برہان کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا

"پر بیٹا اگلے گھر تو لڑکیاں جاتی ہیں اور میں تو اگلے گھر سے لیکر آؤں گا اپنی فیری کے لئے ماما"۔۔۔ وہ مسکراتے کہنے لگا

"سچی میرے لئے ماما"۔۔۔؟؟ وہ خوشی سے چہکتی مڑی۔  
"مچی"۔۔۔! اسنے محبت سے گال پر چٹکی کاٹی مسکان کھلکھلا اٹھی

"واؤ دوست اس مجرم والی کو ماما بنائیں نامیری کتنی پیاری ہیں، آپ انہیں معاف کر دیں نامیری ماما بنا کر" چوٹیاں بن گئی تو وہ اس کے گلے میں بازو ڈال کر لاڈ سے بولی

برہان نے اپنی فیری کی زبان سے لفظوں پر حیران تھا۔۔۔

"آپ چلو ڈاننگ ٹیبل پر دوست تیار ہو کر آتا ہے پھر اسکول چلیں شاباش"۔۔۔ برہان اسکی بات کو نظر انداز کر گیا۔۔

اور اس بے شرم بے باک لڑکی کو یاد کرتے اسکا خون کھول اٹھا۔

"اوکے"۔۔۔!! برہان کے بات بدلنے پر وہ منہ بناتی چلی گئی اور ایک نظر اپنی بنائی گئی چھوٹی بڑی چوٹیوں پر ڈال کر مسکراہٹ دباتا شیو بنانے چلا گیا۔۔۔

مہوش علی

"یہ اتنا بڑا بیگ کس کا ہے دوست"۔۔۔؟؟ گاڑی میں بیگ رکھتے برہان سے مسکان بولی

"بیٹا کسی کو دینا ہے اور کسی اپنے کو واپس لانا ہے"۔۔۔ اسکے لئے ڈور کھولتے محبت سے بولا تو وہ سر ہلا کر اندر بیٹھ گئی

اور پھر اسکی چھوٹی چھوٹی بچگانہ باتوں کا جواب دیتے اسے اسکول ڈراپ کیا اور تب تک کھڑا راجب تک وہ ہاتھ ہلاتی اندر چلی نہیں گئی۔۔

وہ اپنی فیری کے معاملے میں بہت پوزیسو تھا۔۔



سعیر عالم کے بنگلے کے سامنے اپنی گاڑی روکتے وہ نکلا اور پیسوں کا بیگ اٹھاتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔۔

عرب نے حیرت سے ایس پی برہان کو بیگ کے ساتھ اندر داخل ہوتے دیکھا لائونج میں۔۔۔

"سعیر عالم کہاں ہے"۔۔۔؟؟ بیگ نیچے رکھتے برہان نے سامنے صوفے پر بیٹھی مسکان سے پوچھا جو آنکھیں اس پر ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔

"اپنی بیوی کے ساتھ روم میں ہوتا ہے اس وقت"۔۔۔! لا پرواہی سے کہتے وہ اپنے خوب رو سے ایس پی کو دیکھنے لگی

پراسکی بات نے برہان کی رگوں میں شعلے بھڑکادے۔۔۔

"بلاؤ اسے اور کہو لے آیا ہوں تمہارے تین کروڑ اب حور العین کو آزاد کرو"۔۔۔ وہ غصے سے دھاڑا

"ایس پی آواز نیچے رکھو یہ تمہارا پولیس اسٹیشن نہیں عالم کا گھر ہے"۔۔۔ عرب نے غصے سے کہا تو برہان تمسخرے سے ہنسا

"سو واٹ۔۔۔! عالم کا گھر نہیں ہو گیا کسی بادشاہ کی سلطنت ہو گئی" ہاہاہا وہ قہقہہ لگا اٹھا

ابکی بار مسکان کو بھی غصہ آیا۔۔

"کسی سلطنت سے کم نہیں ایس پی۔۔! یہاں بڑے بڑے اسکے سامنے گڑ گڑاتے ہیں"۔۔ وہ منہ میں بیل ڈال کر کہتی برہان کو آگ لگا گئی

"اب تک تو میں نے صرف اسے عورتوں کو مجبور کرتے دیکھا ہے کیا اسکی سلطنت عورتوں پر چلتی ہے"۔۔۔۔۔  
اسنے طنز کیا تو عارب مسکان کو سلگا گیا

"اسکی سلطنت وہاں تک چلتی ہے جہاں تمہارے خواب بھی نہیں پہنچے ہونگے"۔۔۔ عارب کی بات پر مسکان نے اسے مزید سلگانے کیلئے تہقہ لگایا اور بالوں کو جڑا بنا کرا ٹھی۔

"عالممم"۔۔۔۔۔ وہ دونوں بہن بھائی کو نظر انداز کرتا دھاڑا۔۔۔۔۔

اور اسکی دھاڑا اتنی اونچی تھی کہ عالم کے روم تک پہنچی کہ اپنے بال بناتی حور بے ساختہ برہان کی آواز پر خوشی سے مڑی

"برہان۔۔۔۔۔ اسکے لب پھڑ پھڑائے کتنے دن ہو گئے تھے ان سب سے ملے ہوئے۔۔۔

"یس برہان۔۔۔۔۔ پیچھے سے عالم نے اسے اپنے حصار میں لیکر کان میں کہا کہ وہ سانس روک گئی

وہ۔ تو بھول گئی کہ وہ کس کے پاس ہے کون اسکی رگ رگ میں بسا ہی کہ اسکی سرگوشی بھی سن سکتا ہے۔۔۔

"وو۔ وہ آپکو بلارہے ہیں۔۔۔۔۔ نظریں جھکا کر وہ بولتی اسکے دل میں اتر رہی تھی عالم نے محبت سے آئینے

میں اسکے خوبصورت پرپل کلر کے فرائک میں قیامت خیز سراپے کو دیکھا

"وہ تمہاری آزادی کی رقم لیکر آیا ہے بیوقوف نہیں جانتا کہ میں تمہاری روح کو قید کیا ہے۔۔۔۔۔ اسکے کہتے

ہوئے حورالعین کے کندھے پر اپنے لب رکھے کہ وہ جھجک کر شرم سے آنکھیں میچ گئی

"میں ذرا سی بات کر لوں اس سے۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھ مروڑتی وہ بولی

"کیا بات کرنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔!! سعیر نے اسکے گلے میں پہنے برہان کا گفٹ کیا ہوا نیپلس اتارا اور اسکے ہاتھ

میں دیا

حور نا سمجھی سے اپنے ہاتھ میں موجود نیپلس کو محسوس کرنے لگی جو برہان نے بڑتھ دے پر گفٹ کیا تھا

"یہی کہ نور بی، تایا بوتائی امی داد کیسے ہیں۔۔۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں بولی

ایک اندھا سائقین کر کے اسکی طرف قدم اٹھانا چاہتی تھی، ایک موم سی خواہش پہ کہ اسے بھی ایک خوبصورت زندگی ملے گی

وہ ہوگی اسکا عالم ہوگا اور چھوٹے چھوٹے دو بے بی، اور وہ خوشحال زندگی گذاریں گے اور دور دور تک ناکنگ ہوگا نا ہی اسکا ماضی۔۔۔۔

اب اللہ سے رو کر دعا مانگنا چاہتی تھی کہ میں تھک گئی ہوں اب مجھے عالم کے ساتھ حسین زندگی عطا کر دے اور وہ اسکے ماضی کے بابت کوئی سوال نا اٹھائے اسکی عزت آبرو پر۔۔۔

سوچتی آمین کہتی پلٹ کر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی اور بے آواز رونے لگی۔۔۔

"آپ مم۔۔۔ مجھے خود سے جدا تو نن۔۔۔ نہیں کریں گے نا عالم۔۔۔ میں آپ سے ب۔۔۔ بہت محبت کرنے لگی ہوں اور سہمی کا شہزادہ یقیناً آپ ہی ہیں پلیز مجھ خود سے جدا مت کیجیے گا، میں نہیں جانا چاہتی برے لوگوں میں میں صرف آپکے پاس رہنا چاہتی ہوں آپکی بنکر۔۔۔" اسکے گرد اپنی بانہیں ڈال کر وہ روتی ہوئی بول رہی تھی۔

ڈر تو اسے تب لگا تھا جب اسکے منہ سے سنا کہ اسکی آزادی رقم لایا ہے اسکا معصوم دل سنتے ہی تڑپ اٹھا وہ تو اپنے عالم سے جدا نہیں ہونا چاہتی تھی کبھی نہیں۔۔۔



"روکیوں رہی ہو میری جان کون تمہیں جدا کر رہا ہے کسی میں ہمت نہیں عالم کی عین کو جدا کرنے کی" سعیر  
نے اسکی کمر سے پکڑ محبت کے اظہار پر خوشی سے مدہوش ہوتے اسے اوپر اٹھایا

حورالعین نے شرماتے اپنی بے ساختگی پر چہرہ اچھپا دیا۔۔۔۔

"میں چاہتا ہوں تم اس محبت کا اظہار آج رات کرو میرے کانوں میں"۔۔۔ عالم نے مسکراتے کہا تو حورالعین  
کان کی لو تک سرخ پڑ گئی

"چلو اب ذرا سالے صاحب سے نمٹ آئیں"۔۔۔ اسے نیچے اتار کر اسکے ہاتھ سے نیکلس لیتے ہوئے بولا اور  
دوپٹہ اسے اوڑھا کر اپنے ساتھ لیکر روم سے نکلا۔۔۔۔

حور اسکے مضبوط بازو کو تھام گئی کیونکہ وہ بہت شرمندہ تھی برہان نے اس سے اپنی محبت کا اظہار بھی کیا تھا پر  
تائی امی کی باتیں بھی اسے یاد تھیں وہ کبھی نہیں بھول سکتی تھی۔۔۔۔

اور اب تو اسکی زندگی میں اللہ تعالیٰ شہزادہ بھیج دیا تھا تو اب وہ کیوں جاتی اس جہنم میں جس میں بار بار اسکی زخم  
ملتے اسکے زخم کو چھری سے کاٹا جاتا ان میں سے مزید خون بہانے کیلئے۔۔۔ کیا اسکا زندگی خوشیوں پر حق نہیں  
ہے۔۔۔؟ وہ اور برداشت نہیں کر سکتی تھی اس میں ہمت ہی نہیں تھی عالم سے دور جا کر دو قدم چلنے کی۔۔۔

"حور العین"۔۔۔!! سحیر کے ساتھ سیڑھیاں اترتی حور العین کو دیکھ کر برہان نے تڑپ کر پکاڑا جس پر اسنے اپنی نظریں اٹھائی جہاں خالی پن کے بجائے ہزار تتلیاں اڑ رہی تھیں۔۔۔

عالم اپنی عین کو لیکر سیڑھیاں اترتا تھری پیس سوٹ میں اپنے چوڑے مضبوط وجود کے ساتھ بیوٹی کو ساتھ لئے اسکے سامنے رکا۔۔۔

"خیریت ایس پی اتنی صبح آنا پڑا کوئی ثبوت مل گیا کیا میرے خلاف کیا۔۔۔؟ عالم نے اپنا بازو حور العین کے گرد ڈالتے ہوئے پوچھا

اور برہان ساکت سا حور کو دیکھنے لگا جو اسکے ساتھ لگی کھڑی تھی محبت سے بغیر ڈرے سہمے

"حور میں تمہیں لینے آیا ہوں چلو میرے ساتھ۔۔۔ اب یہ تمہیں کسی بہانے نہیں روک سکے گا آؤ میرے پاس۔۔۔" عالم کی بات کو نظر انداز کرتے برہان نے اسکے چہرے کو دیکھتے کہا ایک امید کہ تحت کہ کہیں دھمکا کر تو نہیں لایا

"تت۔۔ تم کیسے ہو برہان"۔۔؟ حور لینے لفظ پر عالم پر مزید اپنی پکڑ سخت کر گئی جیسے وہ چھین جائے گا۔۔۔ اور اسکی ادا پر سحیر عالم کے لبوں پر تبسم پھیلا جو برہان کی نظروں سے چھپا نا رہ سکا

"میں ٹھیک ہوں آنسو چلیں حور میں پیسے بھی لایا ہوں اس کو دینے جس نے تم سے زبردستی نکاح کیا تھا"۔۔۔ عالم دلچسپی سے دیکھتے ایک ہاتھ حور العین کے گرد ڈالے اور دوسرے پینٹ کی جیب میں پھنسائے کھڑا تھا اسکے بھوری مونچھوں تلے عنابی لب مسلسل مسکرا رہے تھے۔۔۔

اور برہان کو آگ لگ رہی تھی دل کر رہا تھا اس حیوان کے سینے میں اپنے ریوالور کی ساری گولیاں اتار دے۔۔

"نن۔ نہیں برہان میں یہاں ٹھیک ہوں آپ تایا ابو کو وہ ریستورنٹ کے پیپر دے دیں اور مم۔ میری نور کا خیال رکھیں پلیز"۔۔۔ وہ ذرا سی نظریں اٹھا کر بولی اور برہان کو لگا ریستورنٹ کے پیپر ز پر حور العین نے اسے کھینچ کر تھپڑ مارا ہو

"تم پاگل ہو اس حیوان کے ساتھ رہنا چاہتی ہو جو کل ہی ایک آدمی کو مار آیا ہے"۔۔۔ غصے سے پاگل ہوتے برہان نے دھاڑ کر اسے بازو سے پکڑنا چاہا تو عالم نے غصے سے اپنا ہاتھ آگے کر دیا

"ہمت مت کرنا چھونے کی ایس پی اب یہ تمہاری کزن نہیں میری عزت ہے اس سے بلند آواز میں بات کرنے والے کا میں گلانوچ لیتا ہوں"۔۔۔ سہمی حور کو اپنے سینے سے لگائے وہ دھاڑا کہ برہان نے دانت پیسے

---

"تم بھول رہے ہو دو غلے انسان کہ تم نے کہا تھا تین کروڑ دے کر اسے لے جانا اور اب کیوں اپنی زبان سے پھر  
رہے ہو مردکی زبان ایک ہوتی ہے۔۔۔۔ برہان نے غرا کر کہا جس پر عالم کی آنکھوں میں غصے کی آگ  
بھڑک اٹھی

"عالم کی زبان ایک ہے اور بات بھی لے جاؤ اگر یہ چلنا چاہئے تو"۔۔۔۔۔ اسنے حور العین کے گرد اپنا بازو

ہٹا یاد و سراہا تھ بھی جیب میں پھنسا دیا

عرب غصے سے برہان کی طرف لپکا کہ مسکان نے اسکا بازو پکڑ لیا۔۔

"اس کشتی کو پار لگنے دو آج"۔۔۔!! اسنے سرگوشی میں کہا تو وہ لب بھینچ رہ گیا ورنہ عالم سے اس طرح بات کرنے والے کا وہ حشر کرتا جو اس قبر میں جانے تک یاد رہتا۔

"چلو حور"۔۔۔ وہ کچھ روعب اور سختی سے بولا حور سے جو عالم کے سینے سے کانپتی کھڑی تھی اسکے کوٹ کو مٹھیوں میں جکڑے اسے تن من میں آگ لگا کر۔۔۔

"مم۔ مجھے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ہے برہان۔۔ تم لوگ لے لو ریسٹورنٹ کے پیپرز مجھے نہیں آنا پلایز ہم تو دوست ہیں نا"۔۔۔۔۔ حور روتی ہوئی نفی کرتی بولی



"سن لیا اب نگو"۔۔۔!! اپنا بازو واپس حورالعین کے گرد ڈالتے وہ اسکے آنسوؤں دیکھ کر برہان پر دھاڑا جو  
ششدر کھڑا تھا

"تم بہت بڑی بیوقوفی کر رہی ہو حور جانتی نہیں ہو اس حیوان کو کل ہی خون کر کے آیا ہے اور پتا نہیں دن میں کتنے خون کرتا ہے تم اسے اپنا شوہر کہہ رہی ہو"۔۔۔۔۔ برہان کی باتوں پر حور العین نے نفی کی

"اگر ایسا ہے تو آپ تو پولیس والے ہیں پکڑتے کیوں نہیں انہیں۔۔ مجھے پتا ہے یہ سب الزام ہیں عالم پر،، یہ مارتا نہیں ہے بلکہ سب کی مدد کرتا ہے"۔۔۔۔۔ حور عالم کے حصار میں میں خود میں ہمت پاتی سر اٹھا کر بولنے لگی

سعی بیزاریت سے برہان کو دیکھنے لگا اور کتنی دیر چلنے والا تھا یہ ناطک اس نے سوچتے اپنی کلائی میں وقت دیکھا

[illegible]

اس کا دل کر رہا تھا ساری دنیا کو آگ لگا دے ایک حیوان سے شکست پر۔۔

اور یہ سب اسکے باپ کی وجہ سے ہوا تھا جس نے جان بوجھ کر اسے پیسے اپنے مطلب کے وقت دئے جب وہ اسکی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔۔

گاڑی اسٹارٹ کرتے برہان کی سرخ لہورنگ آنکھوں سے چپکے سے آنسوؤں پھنسلانے کی کلین شیو پر

"سنو ایس پی یہ پیپر لیتے جاؤ حورالعیین نے دے ہیں تمہارے باپ کیلئے"۔۔۔ عارب نے کہتے وندو سے  
پیپر زاندر پھینکے اور ایک تمسخرے بھری نظر اس پر ڈالتا واپس اندر چلا گیا۔

اور اسے ایک نظر پیپر زپر ڈال کر غصے سے گاڑی اسٹارٹ کی اسکارخ اپنے گھر کی طرف تھا۔۔۔

"آپنے مارا عالم آدمی کو"۔۔۔۔۔ برہان کے جانے کے بعد حورالعیین آنسوؤں صاف کرتی سراٹھا کر اس سے  
پوچھنے لگی۔

"ڈارلنگ مینے ہاتھ بھی نہیں لگایا اس آدمی کو" عالم اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیکر یقین دلاتے ہوئے  
بولا تو حور نے مسکراتے سر ہلایا

"مجھے آپ پر یقین ہے"۔۔۔ وہ اسکے سینے پر سر رکھ گئی کہ اس سین کو دیکھتے مسکان نے کھانسناس شروع کر دیا

حور کے ہڑبڑا کر دور ہونے پر عالم نے خونخوار نظروں سے مسکان کو گھورا

وہ عارب کے معافی مانگنے پر اسکے گھر میں تھی اور ابھی ایک کاغضہ نہیں گیا تھا کہ وہ پھر سے شروع ہو گئی تھی

"ناشتہ لگاؤ چلو"۔۔۔ عارب سعیر کی قہر بھری نظریں مسکان پر دیکھ کر اپنی سوتیلی ناگن کا بازو پکڑ کر کچن کی طرف رخ کیا۔۔۔

"رات کو تیار رہنا میں تمہیں سچ میں کھا جائوں گا آج" ناشتہ کرنے کے بعد مسکان کے کچن میں جانے اور

عارب کے گیٹ پر، تب وہ حور العین کے کان میں جھک کر سرگوشی سے بولا تو وہ گھبرا کر لرزا اٹھی

اور عالم۔ اسکے رخسار پر لب رکھ کر اسے سرخ چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔

"چمک رہی ہو"۔۔۔ صوفے پر بیٹھی حور العین کو بلش کرتے دیکھ کر پیپی اسکے گود میں دیتے ہوئے وہ بولی

"تم سے مطلب مسنی"۔۔۔ وہ اپنی لاتعداد سوچوں کو جھٹکتی غصے سے بولی اور پیپی کو پیار کرنے لگی

"میرا بے بی پاپا بہت گندے ہیں نا"۔۔۔ وہ پیپی کے کان میں سرگوشی کرنے لگی جس پر وہ اپنے غم کو یاد کرتا

بھائو و بھائو کرنے لگا اور حور العین اسکی تائید پر کھلکھلا اٹھی

"ہاں میلا بے بی وہ بہت بد تمیز ہیں" وہ سرگوشی میں باتیں کرنے لگی مسکان بہت کان لگانے کے بعد بھی کچھ سن نہیں پارہی تھی۔

"السلام علیکم میم آپنے بلایا"۔۔۔ ملازمہ لائونج میں داخل ہوتی دونوں کو سلام کرنے کے بعد مسکان سے بولی

"وعلیکم السلام ہاں وہ۔۔۔۔۔ ابھی اسکے لفظ منہ میں تھے کہ وہ جھٹکا کھا کر حورالعین کی۔ جانب پلٹی جو کہہ رہی تھی

"I Love You too"

"کس سے ہو میرا بچہ"۔۔۔۔۔؟ مسکان نے شک سے پوچھا کیونکہ اسکے رخ ملازمہ کی طرف تھا اور ملازمہ بھی اس محبت کے اظہار پر حیران پریشان کھڑی تھی

"سلام کا جواب دے رہی ہوں مسنی اور کیا جاہل سمجھا ہے مجھے کہ مجھے انگلش نہیں آتی پر تم لوگوں سے بہتر آتی ہے"۔۔۔ وہ انکے تاثرات سے انجان غصے اور گردن اکڑا کر بولی اور پھر اپنے پی کی جانب متوجہ ہوئی

"تم جائو کچن میں میں آتی ہوں" مسکان نے قہقہہ ضبط کرتے مسکراتی ملازمہ سے کہا اور اس کے جاتے ہی

حورالعین کی جانب مڑی

"ویسے کس نے سکھائی ہے اتنی اعلیٰ انگلش"۔۔۔ مسکان کے پوچھنے پر حورالعین کے چہرے پر چاند کھل اٹھا



"تمہیں سیکھنی ہے مجھے عالم سیکھاتے ہیں روزرات کو"۔۔۔۔۔ حور کے پر جوش سے کہنے پر مسکان کا چھت  
پھاڑ قہقہہ پڑا

"اوہ بہن مجھے معاف رکھو میں تو یہ اپنے شوہر سے سیکھوں گی"۔۔۔۔۔ اسنے ہاتھ جوڑتے کہا تو حور غصہ ہوئی

"تو دفع ہو"۔۔۔!! وہ جھڑک کر بولی

"معصوم بیوی کو بیوقوف بنا رہے ہو بیسٹ بچو پر مسنی ابھی زندہ ہے"۔۔۔۔۔ اسنے آنکھیں جھپکتے سوچا

"ویسے معلوم ہے اس کی معنی کیا ہے" "I love you کی"۔۔۔؟" اسنے شرارت سے پوچھا

"ہاں" السلام علیکم "اب اتنی بھی جاہل نہیں میرا شوہر پڑھا لکھا ہے" ناک سکڑ کر کہتی وہ مسکان کو۔ گد گدی  
کر گئی

"اے میرا معصوم بچا تمہیں تمہارے پڑھے لکھے شوہر نے بے وقوف بنا دیا ہے چہ چہ" وہ افسوس کرتی بولی

"کیا مطلب کیسے بے وقوف بنایا ہے مجھے عالم نے"۔۔۔؟ وہ غصے سے پوچھنے لگی

"I love you"

کا مطلب ہے انگلش میں "میں تم سے پیار کرتی ہوں" السلام علیکم کو تو انگلش میں بھی السلام علیکم کہتے ہیں "وہ بلاسٹ کر کے اب اسکے شاک تاثرات سے مزے لوٹنے لگی بل منہ میں چباتے۔۔۔

"کک۔۔ کیا مطلب تم جھوٹ بول رہی ہو"۔۔ وہ صدمے سے اپنے اتنے دفعہ اظہار پر سرخ نیلی پیلی ہوتی بولی

"سچی یار یہ سنو اب"۔۔ وہ کہتی پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر اس میں ایک اپ میں i love you" کہا اور اسکا جواب وہی سنتے حور ششدر رہ گئی

"ع۔۔ عالم نے جھوٹ کہا مجھ سے"۔۔ وہ روتی ہوئی بڑبڑاتی

"پھر پیپی کو کیا کہتے ہیں انگلش میں"۔۔؟ وہ بولی

"خوش" مسکان نے افسوس سے کہا پر کہنا ضروری تھا ورنہ اسکا کھانا کیسے ہضم ہوتا

اور وہ آہستہ آہستہ سب پوچھنے لگی غصے سے شرم سے لال ہو گئی تھی اپنے عالم کے بیوقوف بنانے پر جس سے کچھ دیر پہلے ہی محبت کا اظہار کر آئی تھی پر اصلیت میں تو وہ روز کرتی تھی بیوقوف۔۔۔

مسکان ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی

“Will you kiss me “...?”

"اوہ مائے گاڈ سیر عالم دا بیٹ"۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتی خود سے گویا ہوئی

"بولو مسنی"۔۔۔؟؟ حور بھاری آواز میں دھاڑی

"یار مجھے شرم آرہی ہے پھر بھی بتا رہی ہوں اگر تم کہتی ہو اس سے تو یہ کہتی ہو" کیا تم مجھے بوسہ دو گے "ہا ہا ہا

اللہ معافی"۔۔۔ وہ اسے سرخ۔ ٹماٹر چھوڑ کر کچن کی طرف چلی گئی

"اتنا بڑا دو کھا عالم۔۔۔!! آپ بہت برے ہیں میرا مزاق بنایا"۔۔۔ وہ روتی ہوئی پی پی کو نیچے چھوڑ کر خود

صوفے میں منہ دیکر رونے لگی

اسکے رونے پر پی پی زور شور سے بھائو بھائو کرنے لگا اور بھاگتا یہاں وہاں سے ہو کر اسکے پاس آکر بھونکتا کہ

کیوں رو رہی ہے اسکی پری

"حور"۔۔۔!! پی پی کی آواز پر عارب اور مسکان بھاگ آئے اور اسے روتا دیکھ کر دونوں پریشان ہوئے

"مجھے کسی سے بات نہیں کرنی جائو سب جھوٹے ہیں"۔۔۔ عارب کے پکارنے پر وہ چلائی

"تمنے رلایا ہے چڑیل اسے"۔۔۔ عارب شرمندگی کے تاثر مسکان کے چہرے پر دیکھ کر غصے سے پوچھنے لگا

"نومینے کیا کیا پوچھ لو اس سے"۔۔۔! وہ کہتی کندھے اچکا کر سوری والی نظر ڈالتی وہاں سے نکلی

"کہاں"۔۔۔؟ پیچھے سے عارب پوچھنے لگا

"کام ہے آتی ہوں تب تک ملازمہ ہے حورالعمین کے پاس" وہ کہہ کر ٹک ٹک کرتی چلی گئی

"حور کیا ہوا بہنا"۔۔۔؟؟ عارب گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ہو چھنے لگا

اور حور اتنے پیار سے پوچھنے پر تڑپ کر اٹھی

"وہ۔۔۔ وہ مع۔۔۔ عالم نے مجھ۔۔۔۔۔!" وہ کہتی کہتی شرمندہ ہو کر رک گئی اور نفی میں سر ہلانے لگی

"اچھا ٹھیک ہے مت بتاؤ پر اس مسنی کی کسی بات پر یقین مت کرنا وہ ایک نمبر کی لڑا کو عورت ہے صرف لوگ لڑاتی رہتی ہے"۔۔۔۔۔ رومال سے اسکے آنسو صاف کرتے وہ محبت سے گویا ہوا کہ حور سوچتی رہ گئی اگر وہ اپنے کانوں سے ناسنتی تو ضرور اس مسنی کی باتوں پر یقین ناکرتی پر ایک تو موبائل پر سننے اوپر سے انکے جواب کے مطابق عالم کے رد عمل یاد کرتی وہ خود سے ہی نظریں چرا گئی تھی



"اپنا خیال رکھو اور اپنے پی کو سنبھالو دیکھو کیسے رو رہا ہے تمہارے بغیر"۔۔ عارب نے سر تھپکاتے ہوئے  
پی اسے دیا اور حور سر ہلا کر لینے لگی

"آپ سے تورات کو بات کروں گی عالم وہ بھی میری انگلش میں"۔۔ وہ دانت پیس کر سوچتی مسکراتے لگی

اور عارب سر ہلا کر چلا گیا۔۔۔

مہوش علی

"میرادل کر رہا ہے حور کے بجائے سیدھا بھاگ چلیں تمہارا دل کیا کہہ رہا ہے"۔۔؟؟ داد نے ایک نظر نور  
کے چہرے پر ڈالتے پوچھا

"میرادل کر رہا ہے یہ جو نئی جوتی پہنی ہے اس سے تمہارے لوفردل کی مرمت کروں"۔۔ وہ دانت پیس کر  
بولی دونوں اس وقت حور العین سے ملنے جا رہے تھے

کہ سپیڈ سے آتی برہان کی گاڑی کو علوی ہائوس کی طرف جاتے دیکھا

"یہ بھائی تھے نا"۔۔۔؟ اسنے سرونڈو سے انکال کر گاڑی کی بیک دیکھتے پوچھا

"ہاں یہ آپکے محترم بھائی تھے"۔۔۔ نور نامنہ بنا کر کہا

"واپس چل کر دیکھیں"۔۔۔ داد نے اسکے چہرے کو دیکھا جہاں بات سنتے غصہ ٹپک آیا تھا کہ وہ سر کھجانے لگا

"تمہارا دماغ خراب ہے سیدھے چلو ورنہ ہاتھ پاؤں توڑ کر روانہ کروں گی" وہ غرائی تو داد نے آنکھیں جھپکی

"بڑی پٹاخہ ہو یار"۔۔۔ وی بیچارگی سے کہتے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا اور نور نے منہ بنایا

"سنو تم اس غنڈے کو دیکھ کر مجھے چھوڑ کر بھاگ تو نہیں جاؤ گے"۔۔۔؟ وہ آلف کا سوچتی کپکپی لیکر بولی

"ارے نہیں یار چھوڑ کر نہیں اڑ کر بھاگ جاؤں گا" معصومیت سے کہتے وہ نور کو آگ لگا گیا

"بی سیریس"۔۔۔!! وہ چلائی

"اوکے بابا تمہیں بھی ساتھ اڑا کر بھاگوں گا اب ٹھیک" آنکھیں۔ گھماتے وہ سخاوت دیکھانے لگا کہ نور کو کچھ

نادیکھا تو اسکے بازو پر اپنے دانت گاڑ دئے

"اف ظالم کیا اندازِ محبت ہے"۔۔۔۔۔ وہ بازو دیکھتا کراہ کر بولا جہاں سرخ سرخ نشان تھے

"بہت نیک اندازِ نفرت ہے"۔۔۔ نور مزہ لیتے بولی

"کہاں جاؤ گی بونی میرے پاس ہی آنا ہے اتنا کرو جتنا سہہ سکتی ہو ورنہ"۔۔۔ معنی خیزی سے کہتے وہ اسکے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار کر گیا

"اور پھر میں بھی جوتی کے بجائے ہیل پہننا شروع کر دوں گی"۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولی

"شوق سے۔۔۔! اور میں بھی ان دانتوں کو نکال کر ویسپائر والے دانت لگوا لوں گا پھر تو تم ہو گی میں اور ہمارا روم"۔۔۔ وہ اپنی شرارت سے باز نا آیا کہ نور چیخ اٹھی

"کمینے میں تمہارا خون پی جاؤں گی"۔۔۔ وہ مکے مارتے چلائی

"بابا بابا اچھا تم بھی ویسپائر نی بننا چاہتی ہو بونی شوق سے بنو مل کر مزے کریں گے۔۔۔ مسلسل اسکے مکے

پنجوں کی بارش کو نظر انداز کرتا وہ قہقہہ لگا کر بولا

"مرو جا کر"۔۔۔!!

\*-----\*

لہو آنکھیں ضبط سے سرخ چہرے کے ساتھ مٹھی میں نیکلس کے ساتھ پیپر ز اور دوسرے میں بیگ تھامے وہ  
علوی ہائوس میں داخل ہوا۔۔۔

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا حور العین بیٹا کہاں ہے"۔۔۔؟؟ لاؤنج میں بیٹھے کمال صاحب نے برہان کو  
دیکھتے کہا پر جب اسکے چہرے اور ہاتھ میں بیگ کو دیکھا تو خاموش اسکے سرخ چہرے کو دیکھنے لگے۔۔

"وہ نہیں آئی۔۔۔۔۔!" پیپر اسنے پہلے ہی جیب میں ڈال دئے تھے اور اب کمال صاحب کا چہرہ دیکھنے لگا جو  
نہیں آئی سنتے غصہ سے سرخ ہو گیا تھا

"کیسے نہیں آئی تم نے کہا نہیں وہ کس انسان کے ساتھ رہ رہی ہے حیوان ہے وہ تم نے ہی تو بتایا تھا پھر کیسے وہ اسکے  
ساتھ رہ سکتی ہے جائو لے آؤ اسے اور پیسے منہ پر مار کر ریسٹورنٹ کے پیپر ز بھی لے آنا کیونکہ وہ میرے بھائی  
کا ہے میں ایسے کسی کو ہڑپنے نہیں دوں گا"۔۔۔ کمال صاحب دھاڑ کر بولے آسید بیگم نے اندر ہی اندر سکھ کا  
سانس خارج کیا کہ وہ نہیں آئی ورنہ کتنی باتیں سننی پڑتی کہ چار سال سے غائب اندھی لڑکی کو بہو بنایا ہے

"بس کر دیں ابو اور کتنا دولت کے نشو میں گرے گے"۔۔۔ ساری احترام تمیز ایک طرف رکھ کر وہ حلق کے  
بل دھاڑا اور دویو ار ہلا کر رکھ دئے

"برہان۔۔۔۔۔ آسید بیگم نے گھبرا کر سینے پر ہاتھ رکھا



"اندھا کر دیا ہے آپکو دولت نے کمال علوی بھائی جب زندہ تھا تب نہیں یاد آیا جب وہ دود و دن بھوک ہوتے تھے سوکھی روٹی کھاتے تھے تب آپکو بھائی یاد نہیں آیا آج ایک ریسٹورنٹ نے آپکو بھائی یاد دلادیا ہا ہا ہا

۔۔۔۔ وہ غرا کر بیگ سامنے پھینکتے بولا

## کمال علوی کو ساکت چھوڑ کر

"کیا برہان ہاں۔۔۔۔۔ اسنے آسیہ بیگم کی جانب رخ کیا" مر گیا آپکا برہان جو اندھا تھا اپنے ماں باپ کی عزت میں ہر نا انصافی خاموشی سے دیکھتا تھا مار دیا آپ دونوں نے اس برہان کو جو دو معصوم بہنوں کے ساتھ خاموشی سے نا انصافی ہوتے دیکھتا تھا

دادا نے تو حورا لعین اور نورالعین کے نام بھی اپنی پراپرٹی کی تھی ابو اور آپنے کیا دونوں معصوموں سے انجانے میں ہی ساری پراپرٹی چھین لی اور اپنے بیٹوں کے نام کر دی۔۔۔۔۔ وہ گستاخی کی حدیں پار کر گیا

"برہان بس کر دو"۔۔۔ آئیہ بیگم اپنے شوہر کی سپید رنگت دیکھ کر چلائی

"بس آپ کر دیں امی وہ آپ ہی تھی نا جس سے مینے کہا تھا امی حور بھوک سے رو رہی تھی چچا کی گاڑی خراب

ہو گئی ہے اور پیسے نہیں انکے پاس کھانا کھانے یا گاڑی کی مرمت کروانے کیلئے۔۔۔ وہ روتا ہوا چیخا

"تب آپ نے کیا کہا چپ کر و تمہارے ابو ناسن لیں کہیں انہیں بھائی کی محبت کھینچ نالے۔۔۔۔۔ وہ دھاڑے مار کر رویا کہ آسہ بیگم اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھی

"آپ ہی وہ عورت ہیں امی جس نے اپنے شوہر کو دولت کی دلدل میں پھینکا۔ آپ امی آپ چاہتی تو دونوں بھائیوں کو ملوا سکتی تھی پر نہیں آپ کو تو اپنی مری بہن کا بدلہ لینا تھا جو پسند کا شوہر نہ ملنے پر خود کشی کر گئی اور آپ بدلہ لیتے لیتے کس راستے کے راہی بن گئے کبھی غور نہ کیا۔۔۔"

"آج چچا زندہ ہوتے اگر انکی پشت پر انکے بھائی کا سایہ ہوتا کسی کی مجال نہیں ہوتی انکی پریوں پر بری نظر ڈالنے کی پر کیا ہوا کوئی نہیں تھا انکا اور مار گئے حیوان بے دردی سے انہیں چھین گئے میری معصوم حور کو کہ اب وہ میری طرف دیکھ بھی نہیں رہی صحیح کر رہی ہے میں لائق ہی اس کے ہوں میں جب انکے حق میں آواز نہیں اٹھا سکتا تو میں کس منہ سے اسے لائوں اپنی زندگی اور وہ حیوان کیسا بھی ہے پر اسکی طرف کوئی آنکھ اٹھانے کی کوشش کرے نوچ لیتا ہے اس لحاظ سے وہ مجھ سے سو گنا بڑھ کر بھتر ہے میں شکر کرتا ہوں کہ وہ نہیں آئی اور میں مزید اسکی زندگی جہنم نہیں بنائی۔۔۔"

"اور آپ کو جب اپنی جان کی پڑی تو زبردستی اس لڑکی کی شادی اس حیوان سے کروادی اور جب لالچ پڑی تو اب اسے واپس لانا چاہتے ہوتا کہ ساری زندگی پاؤں تلے رکھ کر اسکے زخموں کو نوچتے رہیں۔۔۔ آستینوں سے آنکھیں صاف کرتے وہ بولادونوں خاموش صوفے پر بیٹھے سن رہے تھے

سالوں بعد اپنا بد صورت چہرہ جو آئینے میں نظر آیا تھا روح کپکپا اٹھی تھی۔

"یہ دیکھیں یہ دیئے ہیں آپکے بھائی کی بیٹی نے پیپر ز جا کر میرے تایا ابو کو دے دو جسے دولت کی بھوک نے اندھا کر دیا ہے اب اسکا گھر توڑنا چاہتا ہے جب سربراہ ہو کر اس کے ساتھ نکاح کروایا تھا کیا تب تین کروڑ نہیں تھے دینے کیلئے جب وہ اس سے ڈر رہی تھی رو رہی تھی کیا تب پیسے نہیں تھے آپکے پاس اور آج جب

اس ہی حیوان سے محبت کرنے لگی ہے اپنا شوہر تسلیم کر گئی ہے نصیب کا لکھا مان چکی ہے تو تائیا کو اپنی بھتیجی یاد آگئی وہ ریسٹورنٹ یاد آگیا۔۔۔ آنسوؤں لڑکھ کر کمال صاحب کے گال پر پھنسلے بے آواز رو رہا تھا جب نظر پیپر ز پر پڑی تو روح میں جیسے کسی نے خنجر گھونپ دیا۔۔

"مجھے معلوم ہے دل تو کر رہا ہو گا پیپر ز چھیننے کو پر میں دوں گا نہیں کیونکہ یہ آپ لوگوں کا حق نہیں چچا جان کا حق ہے جس نے اپنی پریوں کی زندگی سنوارنے کیلئے ایک قدم اٹھایا تھا میں کبھی بھی آپ کو ان کا حق ہڑپنے نہیں دوں گا اب ابو صاحب اور۔۔۔۔۔ وہ کہتے گھر اسانس لینے لگا

دونوں میاں بیوی نے تڑپ کر اور لفظ پر اسکی جانب دیکھا کہ کون سی سزا دینے والا ہے کیا ضمیر کی سزا کم تھی جو وہ دونوں جھیل رہے تھے اب۔۔۔ کوئی ان سے پوچھتا کہ کیا حال ہے انکا منہ دیکھنے کے لائق نہیں بچے تھے نظریں چرا رہے تھے کیونکہ دونوں برابر کے گناہگار تھے ان معصوموں کے۔۔۔۔۔ آسیہ بیگم نے اپنے سر کو دھمکی دی تھی کہ وہ اگر ملے اپنے بیٹے سے تو وہ خود کشی کر لے گی اور پھر اس بات پر کمال صاحب کو موقع ملا تو انہوں نے بھی اپنے ماں باپ پر سخت پابندی لگا دی۔۔

اور اب زمین پر پیپر رکھنے سے گھبرا رہے تھے کہ قبر کے سانپ بچھو نکل کر انہیں کاٹ نادیں۔۔

"اور آپ کو ایک امیر مشہور حسین بہو چاہیے تھی نا ابوامی تواب میں لائوں گا آپ دونوں کی بہو میرا کمر اسجا کر رکھئے گا آپکا بیٹا آپکی بہو لائے گا آپکی پسند کو کے مطابق اللہ حافظ"۔۔۔۔۔ وہ کہتا ہوا دونوں کو ساکت چھوڑ کر وہاں سے نکلا

کمال صاحب نے ایک نظربگ پر ڈاکر جھکے کندھے اور جھکی نظروں سے ڈرتے ہوئے زمین پر پاؤں رکھے اور آنسو بہاتا ہوا اپنے روم میں جانے لگے

"کمال۔۔۔ آسہ بیگم تڑپ کر انکی حالت پر اٹھی

"بس کر دو آسہ بیگم اب میرے پاس کچھ نہیں خالی ہاتھ ہوں تمہاری ایک بہن کے دکھ کو بھرنے کیلئے مینے ماں باپ بھائی بھابھی بھتیجی گنوا دی کیا ابھی بھی کوئی رہ گیا ہے"۔۔۔!! وہ روتے ہوئے بولے تو آسہ بیگم سسکا اٹھی "کمال مجھے معاف کر دو"۔۔۔ وہ ہاتھ جوڑنے لگی

"تمہاری غلطی نہیں میرا گناہ ہے مجھے جھیلنے دو" وہ کہہ کر ر کے نہیں چلے گئے اور آسہ بیگم انکی بکھری حالت پر سسکیوں سے رونے لگی

"مینے کیا کر دیا اللہ مجھے معاف کر دو جمال مشعل"۔۔۔ وہ باری باری سب کو بلاتی روتے ہوئے معافیاں مانگنے لگی پر کوئی جواب نہ ملا کیونکہ اس رب نے رسی جو کھینچ لی تھی



پر کہتے ہیں نا وہ رب بڑا رحمن رحیم ہے شاید انہیں وقت سے پہلے آئینہ دیکھا کر توبہ کا موقعہ دینا چاہتا ہو۔۔۔  
اور جب دل بے سکون ہو تب کہتے ہیں روح کی مرمت کرنے کا وقت ہے اور کہا جاتا ہے روح کی مرمت توبہ سے ہوتی ہے

تو شاید انہیں بھی موقعہ مل گیا ہو

وہ اور والا بڑا ہی رحمن ہے کیا پتا کونسی نیکی پسند آگئی ہو انکی تبھی وقت سے پہلے ہی احساس دلا دیا۔۔۔

اور کیا انکے کئے کی یہ سزا کم۔ تھی کہ انہیں احساس ہو گیا تھا اور اب اس احساس نے انہیں ساری زندگی تڑپانا تھا

"یا اللہ اے میرے مالک ہم گناہگاروں کو معاف فرما میرے مولا۔۔۔ وہ زمین پر بیٹھی دو ہاتھ بلند کرتی  
سکی۔۔۔"

"کیا ااا تم دونوں کا نکاح ہو گیا۔۔۔؟؟ حور کو جب داد نے بتایا تو وہ بے یقینی سے چیخی

"ہاں۔۔۔!! نور العین نے نظریں جھکا کر تائید کی

"او۔۔۔ اور مجھے بتایا بھی نہیں نور۔۔۔ وہ ہاتھوں میں چہرہ اچھپا کر رونے لگی

نور نے خونخوار نظروں سے داد کو گھورا، جیسے کہہ رہی ہو اب دیکھو اپنے کئے کا انجام رلا دیا میری بہن کو۔۔

"نور میری سالی صاحبہ بہت ارجنٹ میں ہوا تھا ابو کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اسلئے انہوں نے ہمارا نکاح کروادیا"۔۔ داد اسکا سراپنے کندھے سے لگا کر چپ کرواتے بولا اور اسنے نا سمجھی سے سراٹھایا

"مطلب"۔۔۔؟؟ اسنے بھیگی آواز میں پوچھا

"دل کا دورہ پڑا تھا"۔۔!! وہ بولا تو حور تڑپ اٹھی

"اللہ مجھے بتایا ہی نہیں اب کیسے ہیں تایا ابوائکی طبیعت کی کیسی ہے تم لوگوں تو مجھے پرایا ہے کر دیا"۔۔۔۔ وہ روتی شکوہ کرنے لگی۔۔۔

اور پھر بہت مشکل سے دونوں نے اسے سنبھالا اور کچھ دیر باتیں کی سب نے۔۔

نور دل ہی دل میں دعائیں مانگتی رہی کہ وہ غنڈہ سامنے نا آئے ورنہ اسے دیکھتے ہی بیہوش ہو جانا تھا ڈر سے

صرف سوچتے ہی کپکپی ہو رہی تھی۔۔۔

وہ حور العین سے چپکی بیٹھی تھی۔۔

"برہان صبح آیا تھا مجھے لینے"۔۔۔؟؟ نور کے سر پر اسنے بم بلاسٹ کیا

"کیا پ۔۔۔ پیسے لیکر"۔۔۔؟؟ وہ ہلکائی بولی

"ہاں"۔۔۔ نور نے سر ہلایا اور داد کو دیکھا جو اسے دیکھ کر ایک دم اپنے چہرے پر حیرت کے تاثرات سجا چکا تھا

"پھر تم آئی کیوں نہیں بھائی کے ساتھ حور"۔۔۔؟ داد نے پوچھا تو نور نے حیرت صدمے سے اپنی بے وقوف بہن کو دیکھا

"مم۔۔۔ میں یہاں خوش ہوں داد ع۔۔۔ عالم میری بہت عزت کرتے ہیں"۔۔۔ وہ انگلیاں پٹختی بولی داد کے لبوں پر تبسم کھلا

"اور تم میری بہن کا خیال رکھنا اسے بہت محبت دینا"۔۔۔ وہ داد کو مسکراتے پر مجبور کر گئی

نور نے ایک غصے بھری نظر داد پر ڈالی جس پر اسنے برواچکایا

"تم پا۔۔۔۔ ابھی اسکا جملہ مکمل بھی نا ہوا کہ داد نے سختی سے منہ پر ہاتھ جمایا اسکے کہ وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی

"اگر کچھ بھی غلط کہا تو تمہارے لئے اچھا نہیں ہوگا"۔۔۔ چہرے قریب کرتے اسنے کان میں سرد آواز میں سرگوشی کرتے وہ نور العین ششدر کر گیا۔۔۔

اسنے داد کے چہرے کو حیرت سے دیکھا یہ کون تھا۔۔۔؟

"اسکی خوشی کو دیکھو اپنے مطلب کو نہیں"۔۔۔!! ایک بار پھر سرگوشی کرتے وہ اپنی جگہ پر آیا اور صوفی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا

کلاسک اردو منیریل

"میں نے ٹھیک کک۔۔۔ کیا نانور"۔۔۔؟؟ حور کی آواز اسے ہوش میں لائی

"ہہ۔۔۔ ہاں حور تم نے ٹھیک کیا"۔۔۔! خشک حلق سے کہتی وہ نم پلکیں صاف کرنے لگی

داد نے اسکے رونے پر ماتھا مسلہ

اور پھر کچھ دیر بعد ملازمہ کو اسکا خیال رکھنے کا کہتے وہ واپس گھر کیلئے روانہ ہوئے

نور پورے راستے خاموش تھی ناداد کی جانب دیکھ رہی تھی ناہی اسکی شرارتوں پر چیخ چلا رہی تھی بس کھڑی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔



"یار تم اسکی خوشی کا بھی تو سوچو دیکھا نہیں کتنی خوش تھی عالم کا نام لیتے ہوئے"۔۔۔

"مینے کچھ کہا داد۔۔!! مجھے سمجھنے دو کہ یہ ہماری زندگی ہے"۔۔!! وہ تلخ ہو کر بولی اور چہرہ موڑ گئی داد نے گہرا سانس گاڑی کی فضا میں خارج کیا

اور اسے علوی ہائوس کے گیٹ پر اتار کر خود آفس کیلئے نکل گیا۔۔

نور سیدھی چلتی بغیر کسی کی طرف دھیان دئے اپنے روم میں بند ہو گئی۔۔

مہوش علی

"مجھے تو تُو بچا چور لگتی ہے"۔۔!! بریک ٹائم وہ چھوٹی سی مسکان کی نگلی پکڑ کر اسکول سے لے جا رہی تھی کہ گارڈ نے مسکان سے کہا

وہ تو پرٹھٹھک کر رکی اور غصے سے گارڈ کو دیکھا چھوٹی سی مسکان نے بھی اپنی ممالکیئے بچا چور لفظ سن کر منہ بنایا غصے سے۔۔۔

"تیرے بچوں کو چرایا ہے جو ایسا بولا ہے ماں ہوں میں اسکی پوچھ پنچی سے اور یہ تو جو کہا ہے اس پر اگر عمر میں بڑا ناہوتا تو زبان گدی سے کھینچ لیتی سمجھے کہ سمجھائوں"۔۔۔ وہ آنکھیں نکال کر غصے سے گویا ہوئی کہ گارڈ ہڑ بڑا گیا

"گارڈ انکل یہ میری ہونے والی ماما ہیں میم بھی جانتی ہیں آپ ایسے بات نا کریں میری ماما سے"۔۔۔ چھوٹی مسکان نے بڑی مسکان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے کہا۔۔

"سناپن کے ایس پی کی فیری کو"۔۔۔ وہ برواچکا کر بیل چباتی پوچھنے لگی تو گارڈ لڑکی کے ایسے تیور دیکھ کر سر ہلا گیا

"گڈ"۔۔۔۔۔ وہ کہتی مڑی

"جلدی واپس لانا پنچی کو"۔۔۔ وہ پیچھے سے بولا تو مسکان نے دانت پیس کر دیکھا

"تیرے کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں اپنا پیکٹ جانتا ہے کہ کتنے بجے واپس لانا ہے انڈر سٹنڈ"۔۔۔!! اسکی زبان پر فیری کھلکھلا کر ہنسی

اور گارڈ اس لڑکی کو حیرت سے دیکھنا لگا مسکان سر جھٹک کر اپنی گاڑی میں اسے بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔۔

"کیسی بد تمیز ماں تھی اپنی بچی کو پیکٹ بول رہی تھی"۔۔۔ گارڈ نے نفرت سے سوچا

"ٹھیک ایس پی صاحب نے اس بد تمیز عورت سے رشتہ توڑ کر"۔۔۔!!

مسکان جب سے ریسٹورنٹ میں اس بچی سے ملی تھی اور پھر اسکول میں ایڈمیشن ہوتے ہی وہ روز اسے لے

جاتی تھی خود کو برہان کی بیوی کہہ کر کہ ان دونوں کا جھگڑا ہو گیا ہے اور اس کا شوہر صاحب اسے اسکی بیٹی سے ملنے نہیں دیتا اور اسکی درد بھری مزید داستان کو دیکھتے پر نسیل کو بھی رحم آ گیا اسکی ممتا پر اور زور اسے بریک ٹائم میں مسکان کے ساتھ جانے دیتی تھی۔۔۔

اور چھوٹی سی مسکان نے بھی سر ہلا کر تصدیق کر دی کہ وہ اسکی ماما ہیں اور پاپا نے جان بوجھ کر ایڈمیشن فارم میں اسکی ماما کا نام نہیں لکھا۔۔۔

یہ ایک دکھی داستان تھی اور پولیس تو تھی ہی سخت دل بے رحم مشہور تو ایک منٹ ناگاہ نہیں یقین کرنے میں

اور پھر وہ اسے لے جاتی گھما پھرا کر آئی سکریم چاکلیٹ دلو اور واپس لے آتی۔۔۔

"میں آج دوست سے کہا کہ مجھے آپ ماما چاہیے"۔۔۔ چھوٹی سی مسکان نے کہتے خوشی سے مسکان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا

"اچھا پھر کیا بولا اپنا ایس پی۔۔۔؟؟ وہ مسکراتی نظر اس پر ڈال کر پوچھنے لگی تو فیری کے چہرے ہر مایوسی چھا گئی جو مسکان کی نظروں سے چھپی نہیں رہ سکی۔۔

"کچھ نہیں کہا ڈائینگ ٹیبل پر انکا انتظار کروں جواب نہیں دیا۔۔۔۔ وہ منہ بنا گئی

"کوئی بات نہیں جان دیکھنا مما تو تیری میں ہی بنوں گی اور اگر نہیں بنی تو تیرے دوست کو بھی ساری زندگی کنوارہ ہی رکھوں گی ڈونٹ وری بہت دور کی سوچتی ہوں ایس پی کی میں نہیں تو کوئی نہیں۔۔۔۔ گردن اکڑا کر کہتے ہوئے اسنے گاڑی آئی سکریم پارلر کے سامنے روکی۔۔

"آجائو موجیں کریں۔۔۔۔!! وہ اسے اٹھا کر گاڑی سے باہر نکلی اور گاڑی لاک کرتی

"بس دوست آپکو معاف کر دے پھر بہت مزے کریں گے ملکر جیسے اماں بابا اور میں کرتی تھی۔۔۔ وہ ہنستی مسکان کے گلے میں بازو ڈال کر کہتی بولی

"ارے ایسی کی تیسری ایس پی کی معافی کی ہم عاشق مزاج لوگ معافی نہیں مانگتے سیدھا دل پر اٹیک کرتے ہیں۔۔۔ وہ گردن اکڑا کر کہتی آئی سکریم پارلر میں داخل ہوئی اور آرڈر دے کر ایک ٹیبل پر بیٹھی۔۔۔

اور پھر چھوٹی چھوٹی اسکی باتوں پر مسکان ہنستی اسے بھی گد گد آنے لگی بغیر اس پاس کی پروہ کئے۔۔۔



\*-----\*

وہ ہاسپٹل کے سے نکل کر اپنی گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔  
اسکا آج کوئی ارادہ نہیں تھا اپنے ہاتھ رنگنے کا۔۔۔

وہ آج صرف عالم بنکر اپنی عین کے پاس جانا چاہتا تھا اسے خود میں سمیٹنا چاہتا تھا اس پر اپنے سارے جزبات آشکار کرنا چاہتا تھا کہ کس پاگلوں کی حد تک وہ اسے چاہتا ہے۔۔۔

اور آج اس اپنا پاگل پن دیکھنا چاہتا تھا جانتا تھا وہ بہت حساس ہے اس کے جزبات کی شدت سے ڈر جائے گی پر اسے یقین تھا خود پر کہ وہ اسے سمیٹ لے گا اسے سنبھال لے گا۔۔۔

جب اس نے محبت کا اظہار کر دیا تھا تو اب اسے خود سے الگ رکھنا ایک بے وقوفی تھی

اور عالم کی ڈکشنری میں بے وقوفی نامی کوئی لفظ نہیں تھا۔۔۔

انہیں سوچوں میں اسکی گھنی مونچھوں تلے عنابی لب مسکرا رہے تھے کھل کر اور وہ گاڑی پارک کر کے آگیا

--

"آج جلد ہی آگئے۔۔۔؟" عارب نے اسے اندر جاتے دیکھ کر پیچھے سے پوچھا

"تم ذرا ادھر آؤ"۔۔۔؟ وہ رکا اور مڑا پھر عارب کو پاس بلایا۔۔۔

عارب مسکراہٹ چھپاتا اسکے پاس آیا۔۔۔  
تو سیر نے اسکے کندھے پر ہاتھ دھرا کہ وہ کراہ اٹھا۔

"یار آہستہ اپنا ہاتھ دیکھا ہے غریب کا بچہ ہوں"۔۔۔ اپنے کندھے کو آزاد کروانے کی کوشش کرتے سدا لگائی

"رات کو کونسی بیماری لگی تھی"۔۔۔؟؟ اسکی کوشش کو ناکام کرتے وہ پوچھنے لگا  
"کوئی نہیں صرف آپکو دیکھ کر سگریٹ پینے کا شوق چڑھ گیا تھا تو بس اسے پورا کر رہا تھا۔" اسکے بہانے پر عالم نے آنکھیں سکڑیں

"اب جھوٹ بولو گے مجھ سے۔۔۔" اسنے زور دیا تو وہ تڑپ اٹھا

"کیا ہو گیا ہے یار سچ کہہ رہا ہوں سر درد کر رہا تھا تو دوست نے کہا سگریٹ پیو ٹھیک ہو جائے گا تو پی لی"۔۔۔  
ابکی بار وہ پر یقین لہجے میں گویا ہوا

"مت بتاؤ پر یاد رکھنا مجھ سے کچھ چھپ نہیں سکتا تم دونوں بہن بھائی کے گل اور اپنی اس بہن پر نظر رکھو  
آجکل زیادہ ہی ایس پی کے ارد گرد گھوم رہی ہے"۔۔۔۔۔ کچھ غصے سے کہہ کر وہ اندر چلا گیا تو لاونج میں کوئی  
نہیں تھا

اسنے مسکراتے کچن کی طرف اپنا رخ کیا اور کوٹ وہاں ہینگ کرتے ایپرن باندھ کر بازو فولڈ کرتے جلدی سے

ڈنر ریڈی کرنے لگا۔۔۔۔۔

وہ جانتا تھا اسکی عین روم میں ہوگی ہمیشہ کی طرح اسے سلام کرتی ملے گی۔۔

عرب آج اسے اتنی جلدی ڈنر تیار کرتے دیکھ کر کندھا سہلاتا نا سمجھی سے ایک نظر ڈالکر اپنے روم میں چلا گیا

اور ڈنر ریڈی کر کے باہر آتی مسکان کو اپنی عین کو لانے کا کہا وہ سر ہلاتی چلی گئی تب تک عالم اور عرب نے ملکر  
ٹیبل پر کھانا لگایا۔۔۔۔۔

"تم مجھے سیدھا اپنے ساتھ چیئر پر بیٹھاؤ گی مسنی سمجھی"۔۔۔۔۔؟ حورالعین بھیگے بالوں کو برش کرتی مسکان  
سے بولی جو اسے لینے آئی تھی ڈنر کیلئے اور وہ اتنی جلد ڈنر کا سنتی حیران ہوئی تھی پر جب عالم کے لفظ کانوں میں  
گوئے تو کانوں کی لو تک سرخ ہوتی لرزا اٹھی۔۔۔

اور اب وہ اس سے کہہ رہی تھی جس پر مسکان نے زور شور سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

اسے تو ایک اور موقع مل گیا تھا سیر عالم کو جلانے کا۔۔

شانوں پر دوپٹا پھیلا کر بالوں کو کیچر میں قید کر کے سلیپر پہن کر وہ مسکان کے ہاتھ میں اپنا نازک ہاتھ دیکر چلی

---

بے تابی سے کھڑے سیر عالم کی نظر سیڑھیاں اترتی اس حور پر گئی۔۔

جو پا جامے اور پنک گھٹنوں تک آتے فراک میں شانوں پر ہم رنگ دوپٹا پھلے فریش چہرے کے ساتھ نیچے اترتی اسکے دل پر قدم رکھ رہی تھی۔۔

اسکا دل کر رہا تھا بھاڑ میں جائے ڈنر اور اسے بانہوں میں لیکر چھپا دے سینے میں۔۔

پر اتنی شدت بھی اچھی نہیں تھی وہ سہم سکتی تھی۔۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ آگے کیا لینے کیلئے۔۔۔

پر مسکان اسکی طرف جلانے والی مسکان پاس کرتی اسے اپنے پاس بیٹھانے لگی اور وہ بھی خاموش بیٹھ گئی سیر کو حیرت میں چھوڑ کر وہ اب اسے کھانا کھلا رہی تھی۔۔



"عین"۔۔۔!! اسنے غصے سے دب لہجے میں پکارا

"مسنی کھانا کھانے کے بعد مجھے تمہارے روم میں لے جانا مجھے تمہارے روم میں آج سونا ہے" اسکی بات پر جہاں عالم نے مٹھیاں بھینچیں تھی وہیں عارب نے اپنی امدنے والی کھانسی حلق میں بمشکل دبائی

"تمہارا حکم سر آنکھوں پر، یہ مسنی تم پر جان قربان کرتی ہے یہ تو پھر بھی ایک روم ہے"۔۔ منہ میں سپون سے پلاؤ ڈالتے وہ گردن اکڑا کر بولی

اور سعیر کو آگ لگ گئی۔۔۔

عارب نے مسکان کے پاؤں پر پاؤں مارا کہ یہ کیا نیا ڈرامہ ہے سوتیلی ناگن کیوں مرنا چاہتی ہو تمہیں بچاتے بچاتے کہیں میں نامر جائوں کسی دن۔۔۔۔۔

پراس پر ذرا اثر نہا ہوا اور وہ بغیر کسی کی طرف دیکھے کھارہی تھی۔۔۔۔

سعیر عالم سر ہلاتا سب سمجھتا اپنی پلیٹ میں کھانا ڈالنے لگا۔۔۔

کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کھانے کے وقت کوئی بد مزگی ہو اور وہ جو آج اپنے پسند کا کھانا زور شور سے کھا رہی تھی رک جائے۔۔۔

"واؤاچل نمکی"۔۔۔ سیر نے خاص کر کے اسے خوش کرنے کیلئے بنایا تھا اور اسے ایک سپون منہ میں ڈالتے دیکھ کر خوشی سے چلائی جس پر اتنے غصے میں ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

"کھینچی کس نے بنایا ہے کتنا بد ذائقہ ہے سارے منہ کا ذائقہ گندہ کر دیا"۔۔۔ وہ پلیٹ پھینچے کھسکاتی دو تین چمچ منہ میں ڈالتی غصے سے بولی

وہ نہ دل تو نہیں کر رہا تھا اتنے دنوں بعد ملنے پر چھوڑنے کو پر اسے سبق سیکھانا تھا اپنے عالم کو۔۔۔

"چلو مسنی"۔۔۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر عالم بھی کھانا چھوڑ کر کھڑا ہوا پر اسکی سرخ آگ دہکاتی نظریں مسکان پر ٹکی تھی جس کے صرف دیکھنے سے ہی سنسنی دوڑا اٹھی بدن میں۔۔۔

"ہاں چلو"۔۔۔ وہ منہ سے گلاس لگاتی اٹھی اور واپس ٹیبل پر رکھ کر بولی

عرب نے عالم کو دیکھتے دونوں ہاتھ بلند کئے کہ اب آپ جانے یہ سوتیلی ناگن میں بیچ میں نہیں آئوں گا۔۔۔

وہ ہاتھ نیکپن سے صاف کرتا اپنے روم میں گیا اور وہاں سے گاڑی کی کیزاٹھا کر گھر سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

مسکان نے عرب کی کاروائی پر تھوک نگلا۔۔۔

"مرگئی کیا مسنی"۔۔۔ اس کے وہیں کھڑا رہنے پر حورالعین غصے سے بولی جانتی تھی اس نے ایسا کر کے سعیر کی کیا حالت کی ہوگی غصے سے جو اس کی موجودگی کسی سے بات کرنے نہیں دیتا تھا کجا کہ اسے سب کے سامنے نظر انداز کرنا۔۔

"بس کچھ دیر میں" وہ سامنے کھڑے اس دیو جیسے انسان کو پلک جھپکاتی دیکھتی بولی

"ہا ہا سچی"۔۔۔؟ حورالعین قہقہہ لگاتی سامنے کے منظر سے انجان بولی

مسکان نے ایک حیرت بھری نظر اس پر ڈالی جو اس کی موت پر اتنے قہقہے لگا رہی تھی۔۔۔

"یہ تو ہونا ہی تھا بھلائی کا زمانہ نہیں"۔۔۔ وہ خود کو کوسنے لگی

"مم۔۔ میں اسے روم میں چھوڑ آتی ہوں"۔۔۔؟ وہ سعیر کی بھوری غصے والی آنکھوں میں دیکھتی منمنائی

"بیوی کس کی ہے"۔۔۔؟؟ اس نے سوالیاں برواچکایا اور اس کی کپکپاہٹ پر لبوں پر تمسخرہ پھیل گیا

"مم۔۔ میری۔۔ اوہ سس۔۔ سوری سوری آپ کی"۔۔۔ وہ بوکھلا گئی اور سر پر ہاتھ مارتی بولی

"گڈ معافی مانگنے والے مجھے پسند ہیں پر"۔۔۔۔۔!! اسنے مسکان کی پتلی گردن کو اپنی مٹھی میں دبوچہ اور اپنے سامنے کیا اسکی آنکھیں پھیل گئی

"یہ تمہارے ابھی کی غلط لفظ کی معافی تھی جو مینے معاف کر دیا پر میری عین کو مجھے نظر انداز کرنا اسکی معافی کا کوئی لفظ ڈکشنری میں نہیں"۔۔۔۔۔ اسنے ذرا سی سختی دیکھائی تو مسکان کی آنکھوں میں زار و قطار آنسو بہنے

لگے

"پ۔۔۔۔۔ پلیر"۔۔۔۔۔ وہ اپنا گلا چھڑوانے کی کوشش کرتی روتی ہوئی بولی

"کیوں کرتی ہو ایسی بیوقوفیاں"۔۔۔؟ وہ غرایا تو عین نے جھڑ جھڑی لی

"ع۔۔۔۔۔ عالم"۔۔۔۔۔ وہ یہاں وہاں دیکھتی اسے پکارنے لگی

مسکان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جب حورالعین کے بلانے پر اسکی پکڑ کمزور پڑی

وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی

"جس طرح بچی کو بے وقوف بنایا ہے اس لحاظ سے یہی ہونا چاہیے بیسٹ بھائی"۔۔۔۔۔ وہ کہتی بغیر کھانسی کی پرواہ کئے وہاں سے بھاگ گئی باہر اور پارکنگ سے اپنے گاڑی نکالتی وہاں سے نکلی۔۔۔۔۔



"کیسا گامز آیا سوتیلی ناگن"۔۔۔۔۔ باہر نکلتے ہی عارب نے گاڑی سے سر نکال کر اسکی سرخ آنکھوں سرخ چہرے کو دیکھا

"تم اپنی خیر منائو جلد ہی تیرا حال میرے سامنے ہو گا جیسے تیرے کارنامے ہیں تیرا مجھ سے بھی برا حال ہو گا سوتیلے بچھو"۔۔۔۔۔ وہ کہہ کر زن سے گاڑی بھگالے گئی عارب کو قہقہہ لگانے پر مجبور کرتے

اسنے بھی گاڑی اپنے مقصد کی طرف راستے پر ڈالی اور مسکراتا مدہم میوزک میں جانے لگا۔۔۔

اسے معلوم تھا وہ عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا اور مسکان کو شدید مارنے کی خواہش کے باوجود بھی مار نہیں سکتا کیونکہ اسکی چھپی محبت چاہے آنکھوں میں چھپی ہو پر یہ عارب اور مسکان جانتے تھے کہ کتنی محبت تھی اسکے اندر دونوں کیلئے۔۔۔۔۔

اور اسی ہی وجہ سے تو اسکی بہن کی ہمت اتنی بڑھی تھی ورنہ سعیر عالم کو پیل بھی نا لگتا مسکان کو مسلتے۔۔۔۔۔

\*-----\*

"مم۔۔۔۔۔ مسنی"۔۔۔!! حور خاموشی پر گھبراتی ہوئی مسکان کو پکارنے لگی پر جواب نہ دارد۔۔۔۔۔

سیر نے آگے بڑھ کر اسے غصے سے اپنے کندھے پر ڈالا کہ حور کی چیخ اچانک اس حملے سے نکل گئی پر وہ دھیان دے بغیر لمبے لمبے قدم لیتا جانے لگا۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے جھوٹے انسان آپنے مجھے جھوٹی انگلش سیکھائی مجھ سے جھوٹ بولا آئی لو یو سلام ہے رومانٹک اچھا اور بورنگ برا ہے۔۔

پپی غصہ ہے۔۔۔ آئی ول کل یو سیر عالم"۔۔۔

"آئی ہیٹ یو"۔۔۔!! وہ چیختی اسکی چوڑی پشت پر مکے مارتی بول رہی تھی جو مسکان نے اسے سیکھایا تھا

مہوش علی

سیر نے غصے کی شدت سے اپنے لب بھیج لئے۔۔۔

اور روم کے دروازے کو شوز کی مدد سے دھاڑ کی آواز سے کھول کر اندر داخل ہو کر اسے بیڈ پر پھینکا اور واپس جا کر دروازہ بند کرتے مڑا۔۔۔

"آہہ۔۔۔۔ حور العین خوف سے کراہ اٹھی اور ڈرتے ڈرتے اٹھ بیٹھی

"تم سے مینے کہا تھا نا کہ ان لفظوں کو ہم تک محدود رکھنا عین"۔۔۔ وہ کوٹ ہینگ کرتا ٹائی گلے سے نکال کر شوز اتارنے لگا اور سرد آواز میں بولا کہ حور کی رگ رگ کانپ اٹھی

"ہہ۔۔۔ہاں۔۔۔وہ۔وہ سلام۔ کرنا تو سب پر فرض ہے نا۔۔۔!! وہ آنکھیں صاف کرتی بولی

"اور میں نے تمہیں کہا تھا نا یہ سلام صرف تمہیں اپنے شوہر کو کرنا ہے۔۔۔!! وہ وارڈروب سے ڈریس نکال کر  
بولا حورالعین نے معصومیت سے سر ہلایا

"پر میں تو انہیں دیکھنا چاہتی تھی مجھ بھی انگلش آتی ہے پر آپ مجھے شرمندہ کر دیا وہ مسنی مجھ پر اس طرح  
ہنس رہی تھی جیسے میں کوئی پاگل ہوں۔۔۔ وہ گھٹنوں میں دے کر رونے لگی

"پر میں نے تمہیں انگلش کے رولز بھی سیکھائے تھے نا کہ یہ صرف شوہر سے کہنا ہے۔۔۔!!

"یہ جھوٹ ہے آپ نے مجھ سے جھوٹ کہا کوئی انگلش و انگلش کے رول نہیں ہوتے یہ سب آپ کے رولز ہیں۔۔۔  
وہ چیخی تو سعیر نے مسکراہٹ دبائی

"عین بچہ اتنا ہوشیار ہو گیا۔۔۔!! اسکی گال تھپتھپاتے وہ باتھ روم میں بند ہو گیا اور حور اسکے اس قدر ریلیکس  
انداز پر ششدر تھی

"یہ مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے مینے نہیں رہنا انکے ساتھ۔۔۔۔۔!" کچھ دیر بعد وہ سوچتی ہوئی بیڈ سے اتری اور سنبھل سنبھل کر قدم اٹھاتی دروازے کی طرف جانے لگی کہ اچانک ہی ہاتھروم کا دروازہ کھلا اسکی سانسیں رک گئی۔۔۔۔۔

اور وہ جلد کے چکر میں اپنے دوپٹے سے الجھتی گھٹنوں کے بل آہ کرتی گری

پر یہ تو شکر تھا قالین گداز مخمل کا تھا جس پر گرنے سے اسے چوٹ نہیں آئی۔۔۔

عالم تو لیے سے بال خشک کرتا دلچسپی سے اسکی حرکات دیکھنے لگا۔۔۔

اور حور العین اس خاموشی سے گھبراتی یہاں وہاں اسکی موجودگی کو محسوس کرنے لگی پر ناکام۔۔۔

آج گرنے پر اسے نہیں بچایا سے۔۔۔

"کیا میرے منہ سے اقرار سن کر ہی انکا دل بھر گیا مجھ سے"۔۔۔۔۔؟ وہ بڑبڑا کر اٹھنے کی کوشش کرتی آگے

بڑھی آنسوؤں لڑکھ کر گال پر پھسلا کہ اچانک پیچھے سے سعیر نے اپنا مبضوط بازو اسکی کمر میں ڈال کر اسکے قدم جکڑ لئے اور اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا۔

"کہاں جا رہی ہو بے بی"۔۔۔!! پیچھے سے مسکراتی آواز میں سرگوشی کی کہ حور جل کر خاک ہو گئی گئی۔۔۔



"میں آپکا سر پھاڑ دوں گی جھوٹے انسان"۔۔۔ وہ پلٹ کر دونوں ہاتھوں کے پنچے بنا کر اس پر جھپٹی کہ  
سعیر کا فلک شکاف قہقہہ گونجا اور اسکے دونوں کلائیوں میں اپنی مٹھی میں جکڑا۔۔۔

"تمہاری ہزار خطائیں بھی سر آنکھوں پر ڈار لنگ"۔۔۔ اسکی کلائی کو ہاتھ میں پکڑتے وہ اسے گول گول  
گھمانے لگا۔۔۔

"بی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں"۔۔۔ حورا لعین گول گول گھومتی ہوئی ڈر کر بولی

"ڈانس و تمہمائے بی"۔۔۔!! اسے اپنے بازو پر گراتے وہ اس پر جھک آیا اور حورا لعین ڈانس سنتی خوش  
سے چیخی

"سچی۔۔۔۔۔!! ڈانس ایسے ہوتا ہے"۔۔۔ وہ غصہ بھول کر ابھی خوش سے پوچھ رہی تھی

"ہم اور ایسے بھی ہوتا ہے"۔۔۔ اسے کھینچ کر سینے سے لگاتے اسکے لبوں کو اپنے قید میں لے گیا اور سیدھا

ہوا حورا لعین اسکے سینے پر دونوں ہاتھ ٹکائے سانس روکے کھڑی تھی اسکے حصار میں۔۔۔

"کیسا لگایہ ڈانس"۔۔۔!! اسے آزاد کرتے پوچھا

"بہت بد تمیز ہے آپ عالم اب تو میں بالکل بھی آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی"۔۔۔

اپنی ابتر سانسیں بحال کرتی غصے سے کہتی وہ آگے بڑھی اور لاک کو گھمانے لگی پر اسکے لاک پر رکھے ہاتھ پر عالم نے اپنا بھاری مضبوط ہاتھ ٹکا کراسکی کوشش کو ناکام کر دیا۔۔۔۔۔

"تو کہاں رہنا ہے بے بی کو"۔۔۔۔۔؟؟ لاک سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے دوسرے سے اسکے بھیگے بالوں کو کیچر کے قید سے آزاد کیا تو وہ سیدھے اسکے چوڑے سینے پر بکھر گئے۔۔۔۔۔

سعیر نے جھک کر ان میں اپنا چہرہ اچھپایا اور گہرا سانس لیتے اسکے بالوں کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا کہ حور العین سن پڑ گئی اسکی پکڑ میں۔۔۔۔۔

"چھوڑیے مجھے نہیں رہنا یہاں"۔۔۔ وہ چھڑوانے کی کوشش کرتی ہلکا کر گویا ہوئی ورنہ تو اسکے لمس پر سارے جسم سے جان نکلنے لگی تھی اور وہ سن ٹانگوں کے ساتھ اسکی پکڑ کے سہارے کھڑی تھی اسکے حصار میں۔۔۔۔۔

"تمہیں اس لڑکی کے کہے پر یقین ہے اپنے شوہر کی پڑھائی انگلش پر نہیں۔۔۔! بس اتنا یقین ہے تمہیں اپنے عالم پر"۔۔۔۔۔!! اسکا رخ جھٹکے سے اپنی طرف کرتے اسکا چہرہ اوپر کرتے پوچھنے لگا

حور اسکے لہجے میں آگ جیسی تپش کو محسوس کرتی سہم گئی

"آ۔۔ آپ پر یقین ہے عالم۔۔ پر وہ موبائل بھی کہہ رہا تھا جیسا اس مسنی نے بتایا تھا۔۔۔ وہ اس کے بھیگے سینے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بھرائی آواز میں بولی

"ہمارے بیچ پر کہاں سے آیا ڈارلنگ۔۔۔! اور موبائل نے کہا تم نے مان لیا ابھی تم مجھے کہہ رہی تھی میں آپ کو ماردوں کی، میں آپ سے نفرت کرتی ہوں۔۔۔ وہ اسے بانہوں میں اٹھا کر بیڈ کی۔ جانب لے جاتا ہوا بولا

"ہائے اللہ میں تو ایسا نہیں کہا اس مسنی نے کہا تھا اس کا مطلب ہے آپ نے مجھے سے جھوٹ بولا، میں آپ سے بات نہیں کروں گی اب۔۔۔ وہ سعیر کی گال پر ہاتھ رکھتی تڑپ کر بولی تو عالم مسکرا دیا۔۔۔

"پر اب تم ضرور کہوں گی۔۔۔!! اسے بیڈ پر ڈالتے اس کے کان میں سرگوشی کرتے وہ بھی پاس لیٹا گیا۔

حورالعین اس کی گھمبیر آواز پر شرم سے جھجک کر دور ہوئی پر اپنی کمر پر اس کی مضبوط پکڑ نے اس کے سارے راستے بند کر دئے اور وہ بے بس رہ گئی آنکھیں میچ کر۔۔۔

"بہت بھاگ لیا ڈارلنگ۔۔۔۔ اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

اور آنکھیں مینچے پر مسکرا دیا اس کے کانپتے وجود کو اپنے قریب کرتے

حورالعین کی سانسیں پھولنے لگی اور وہ لب دبا کر اپنے آپ کو ریلیکس کرنے لگی۔۔۔

"آں ہاں بے بی"۔۔۔!! اسکے بھینگے سرخ لبوں کو دانتوں سے آزاد کروا کر خود اس پر جھک آیا اور اسکی نازک کمر کو دونوں بازوؤں سے جکڑتا اسکے نازک لبوں کو اپنے لبوں کی سخت پکڑ میں قید کر لیا کہ وہ پھڑپھڑا کر رہ گئی۔۔۔

"ان پر یہ ظلم برداشت نہیں کروں گا ڈارلنگ"۔۔۔ وہ اسکے لبوں کو آزاد کرتے ان پر اپنا انگوٹھا پھیرتے کان میں گویا ہوا اور حورا لعین سنتی اپنی پھولیں سانسیں بحال کرنے لگی

"نن۔۔ نہیں ع۔۔ عالم"۔۔۔ وہ آنکھیں جھپکتی اپنی پشت پر ڈوریوں پر اسکی انگلیوں کا جان لیوا لمس محسوس کرتی ٹرپ کر گویا ہوئی۔۔۔

آنسوؤں خوف سے گالوں کو بھینگونے لگے اور وہ سختی سے تکیے کو مٹھیوں میں بھیج گئی

ڈر خوف سے اسکی سانسیں پھولے جا رہی تھیں۔۔۔

سعیر نے افسوس سے اسکی حالت کو دیکھا۔۔۔

"کچھ نہیں ہے میں تمہارا عالم ہوں عین۔۔۔!! تمہارا محرم ہوں تمہارا شوہر۔۔۔!!"۔۔۔ وہ اسکے گال پر اپنے لب رکھتے بولا تو حورا لعین نے آواز پر سر ہلاتے آنسوؤں صاف کئے



"آپ۔۔ آپ مجھ سے پہلے وعدہ کریں آپ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے نا"۔۔۔ وہ آنکھیں موندے  
سعیر کے چہرے کو انگلیوں پر محسوس کرتی پوچھنے لگی

اور جو چہرہ اسکے آنکھوں میں اتر اٹھا اس پر وہ مسکرائی۔۔

"تمہیں چھوڑ کر میں کہاں جاؤں گاشہزادی عالم صرف تمہارا ہے اور تمہارا بن کر رہے گا ساری عمر، میرے  
سارے وعدے تم سے ہیں جو نکاح کے وقت مینے کئے تھے"۔۔۔ وہ اسکی شہ رگ پر اپنے دہکتے لب رکھتا  
بولا حور سکون سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

مہوش علی

اور اسکی شدتوں پر سہمی سی اسکے سینے سے لگی تھی۔۔۔

"آئی لویو نہیں کہو گی"۔۔۔؟؟ وہ اپنی سرخ بھوری آنکھیں اسکے خوبصورت چہرے پر ٹکائے بولا تو حور العین  
شرم سے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی

"روز تو کہتی ہوں"۔۔۔!! منمننا کر بولی۔۔

"پر آج جب تمہیں معلوم ہو گیا ہے تو اب تم میرے کان میں سرگوشی سے کہو گی آئی لویو عالم"۔۔۔ کہنی کے  
بل لیٹے وہ انگلی سے اسکے چہرے سے بال پیچھے کرتے فرمائشی انداز میں بولا

"اگر میں نابولوں تو"۔۔۔۔اپنے بال کان کے پیچھے کرتی وہ شرارت سے گویا ہوئی تو عالم بھی مسکرایا

"تو میں تمہیں کھا جائوں گا"۔۔۔اسکی گردن پر لب رکھتے وہ بولا تو حور سمٹ گئی سارے جسم کا خون سمٹ کر چہرے پر جمع ہو گیا

"میں کک۔۔۔ کہتی ہوں"۔۔اسکی جسامتوں پر گھبراتی ہوئی بولی

"شبابش بولو پھر"عالم نے کہتے اسکے لبوں پر اپنا کان رکھا تو حور نے آنکھیں میچ کر کانپتی آواز میں سرگوشی سے کہا

مہوش علی

“I Love You Aalam”

اور آہستہ سے اسکے کان کو لبوں سے چھو کر کروٹ بدل گئی شرم سے

"اب مجھے تنگ نا کریں ورنہ مینے چڑیل بن جانا ہے"۔۔۔وہ تکیے میں منہ چھپاتی ہوئی بڑبڑائی عالم کا اسکے انداز

پر جاندار قہقہہ گونجا۔۔۔

"اچھا پھر آؤ چڑیل بیسٹ کا مقابلہ کرتے ہیں"۔۔۔پیچھے اسے اپنے حصار میں لیکر جھک کر کان میں بولا اور اسکے لو کو اپنے دانتوں میں دبایا۔۔۔

حورالعین اسکے گدگانے والے لمس پر کھلکھلا اٹھی۔۔۔

اور عالم اسے خود میں سمیٹ کر اسکے زخموں پر اپنے ہونٹوں سے چھو کر مرہم لگانے لگا۔۔۔

حورالعین اس پاک ذات کا شکریہ ادا کر رہی تھی جس نے اسے اتنا چاہنے والا شوہر نصیب میں لکھا جو اسکے ماتھے پر لگے داغ کا جانتے ہوئے بھی اسے اتنی محبت دے رہا تھا جو شاید ہی کسی کو اتنا چاہنے والا ملا ہو جتنا اسے ملا تھا

وہ سکون سے آنکھیں موند کر اسکے سینے پر سر رکھتی سونے لگی اور عالم نے محبت سے اسکے وجود کو خود میں سمیٹا

مہوش علی

"نئی زندگی میں خوش آمدید جانِ عالم"۔۔۔ اسکے ماتھے پر مہر ثبت کرتے وہ سرگوشی میں بولا تو حورالعین خمار زدہ آنکھوں سے مسکرائی۔

"عالم کی عین"۔۔۔ وہ اسکے نشانوں پر اپنا ہاتھ رکھتی سرگوشی میں بولی۔۔

تو دونوں ساتھ مسکرائے اور زندگی ان کو دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

\*-----\*

اپنی گاڑی کی ونڈ پر سر ٹکائے وہ پر جوش سی مسکراتی آنکھوں سے کوٹھے پر پولیس کے اٹیک کو دیکھ رہی تھی

---

جہاں پولیس اور اسکی ماں کے دلال بھرپور مقابلہ کر رہے تھے۔۔۔

وہ ان کی نظروں سے کافی دور تھی اور بیل چباتی برہان پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی جو آج کچھ زیادہ ہی غصے میں

لگ رہا تھا۔۔۔

اسنے ہی سارے کوٹھے کا نقشہ بنا کر اسے بھیجا تھا کہ کہاں لڑکیاں ہیں کہاں تہ خانہ۔۔۔

وہ جانتی تھی ایس پی اسے پہچان گیا ہو گا اور بہت کچھ نہیں اتنا تو جان گیا تھا کہ وہ اس کوٹھے والی کی بیٹی ہے جو بھیجی گئی تھی کسی رئیس کے ساتھ پر یہ بیسٹ کے پاس کیسے آئی یہ وہ نہیں جان سکا۔۔۔

باہر سے سب کو گرا کر وہ اندر گھس گئے اور سب امیر زادوں کو گلے سے پکڑ کر بغیر شرٹ کے اپنی گاڑیوں میں دھکیلنے لگے۔۔۔

"کیا بات ہے بھئی"۔۔۔ انہیں کچھ ہی دیر میں باہر آتے دیکھ کر وہ دادیہ انداز میں برواچکا گئی۔

"ایس پی کس کا ہے اپن کا پھر ایسا تو ہونا ہی تھا"۔۔۔ وہ مسکرا کر گردن اکڑا گئی



اسنے برہان کو ہاسپٹل میں دیکھا تھا جب وہ حورالعین کو سینے سے لگائے کھڑا تھا۔۔۔

اور وہ وہیں ساکت رہ گئی جب تک وہاں سے چلانا گیا۔۔۔۔

پھر یہ اسکی خوش قسمتی تھی کہ جہاں وہ سیٹل ہوئے تھے وہیں اسی شہر میں اسکی پوسٹ تھی۔۔

اسکے کھانے پینے تک کی معلومات حاصل کرنے پر اسے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ وہ حورالعین سے محبت کرتا ہے

مہوش علی

ایک پل کو اسکا دل سہم گیا اور رویا بھی۔۔۔

پھر حقیقت اپنی پشت دیکھ کر وہ کافی قدم پیچھے لے گئی پر دل میں بڑھتی دن بے دن اس محبت کو ختم ناکر سکی  
کافی کوشش کے بعد بھی۔۔۔

کبھی ساحل سمندر کے کنارے بیٹھ کر کافی روتی کہ اسے ایک طوائف کی اولاد ہی ہو کر کیوں پیدا ہونا تھا اسنے  
کون سی دنیا بد لینی تھی۔۔

ہر کوئی تو حقارت سے دیکھتا تھا۔۔۔

وہ بھی جس کے لئے وہ دعائیں کرتی تھی کہ کاش وہ اسکا مقدر ہوتا۔۔۔

کاش وہ اسکی کزن ہوتی اور اسکے نصیب میں لکھی جاتی۔۔

کاش کبھی وہ محبت بھری نظر اس پر ڈالتا۔۔۔

کاش کبھی ایک پل کو حقارت کے بجائے عزت کی نگاہ اٹھاتا اسکی طرف۔۔۔

پر کاش تھے کاش ہی رہ گئے۔۔۔

وہ اسے آسمان کی طرح خود سے دور سمجھتی تھی جسے وہ دیکھ کر خوش تو ہوتی تھی اپنے دل کو سکون تو دیتی تھی پر  
چھو کر اپنا نہیں بنا سکتی تھی۔۔۔

وہ اندر سے بالکل ٹوٹ چکی تھی ذرا ذرا تھی ٹکڑوں میں تقسیم تھی پر ظاہری طور پر وہ اتنی مضبوط تھی جیسے دیوار

اسنے اپنی بھائی کے سواء کسی پر بھی خود کو آشکار نہیں کیا۔۔۔

بھائی اسلئے جانتا تھا کیونکہ وہ بھی ایک خون تھا۔۔۔

اسکی رگ رگ سے واقف۔۔۔

اور اب جو دیکھ رہی تھی کہ کیا کیا اسنے پیدا ہو کر تو کیا جانتی اپنے بارے میں کہ وہ کیا ہے۔۔۔

اسے نہیں اندازہ تھا اپنا کہ وہ کیا۔۔۔

وہ ایک ایسی ہستی تھی جس نے بغیر جزبات کے پتھر جیسے وجود میں درار ڈالیں۔۔

صرف ایک لفظ بھائی سے اس بیسٹ کے دل میں مرجھائے پودے کو پانی کی چھینٹیں ماریں جس سے وہ سانس لینے لگا۔۔۔

اس نے بھی تو کتنوں کا صفایا کروایا تھا۔۔۔

اور سب سے بڑھ کر اس کو ٹھے کو آج مٹا دیا تھا جس نے کتنی ہی سسکیاں کتنی ہیں آپہیں اپنے اندر دبا رکھیں تھی معصوموں کی۔۔۔۔

اگر وہ بائی کی کوکھ نہ ہوتی تو کیسے تہ خانے تک جاسکتی جو زمین کے اندر دبا ہوا تھا۔۔۔۔  
کیسے وہ ہر جگہ کا نقشہ بناتی جہاں جہاں معصوموں کو مجبور کیا جاتا تھا اس ذلالت پر۔۔۔

شاید اس کا پیدہ ہونا بھی بہت اہمیت رکھتا تھا جس سے وہ ناواقف تھی۔۔۔

ساری سوچوں کو جھٹکتی وہ اپنی ماں کو لیڈیز پولیس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر اپنی گاڑی کو ریورس کیا

اور اس اندھیری سیاہ رات میں ان حدود سے نکلتی چلی گئی جہاں اس نے آنکھیں کھولتے جوانی کے کچھ دن گزارے تھے اور پھر زندگی نے رخ موڑا تو ساری قسمت چینج ہو گئی۔۔۔

انکی معصوم زندگی میں ایک بیسٹ آیا جس نے انہیں مارنے کے بجائے اپنی حفاظت کے لئے لڑنا سکھایا۔۔۔۔

اپنے قدموں پر چلنا سیکھایا  
دونوں کو ایک چھت تلے اپنے محبت بھرے باپ جیسی شفقت کے چھائوں تلے رکھا ہر غم دکھ سے چھپا کر

---

اور انکے منہ میں دانہ دانہ ڈال کر سرد گرم ہوائوں سے لڑنا سیکھایا۔۔۔

جب حیوان انہیں نوچنے کیلئے بے قابو ہوئے تو انکا در تن سے الگ کر دیا۔۔۔

وہ مسکراتی ساحل کنارے اپنی گاڑی روک کر اس وقت جب ساری دنیا میٹھی نیند کے مزے لوٹ رہی تھی وہ  
اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ کر اپنے گرد بازو لپیٹ گئی۔۔۔

یہ بگولہ تو نہیں دشتِ وحشت میں سے  
جمع ہو خاک اڑی کتنی وحشتوں کی

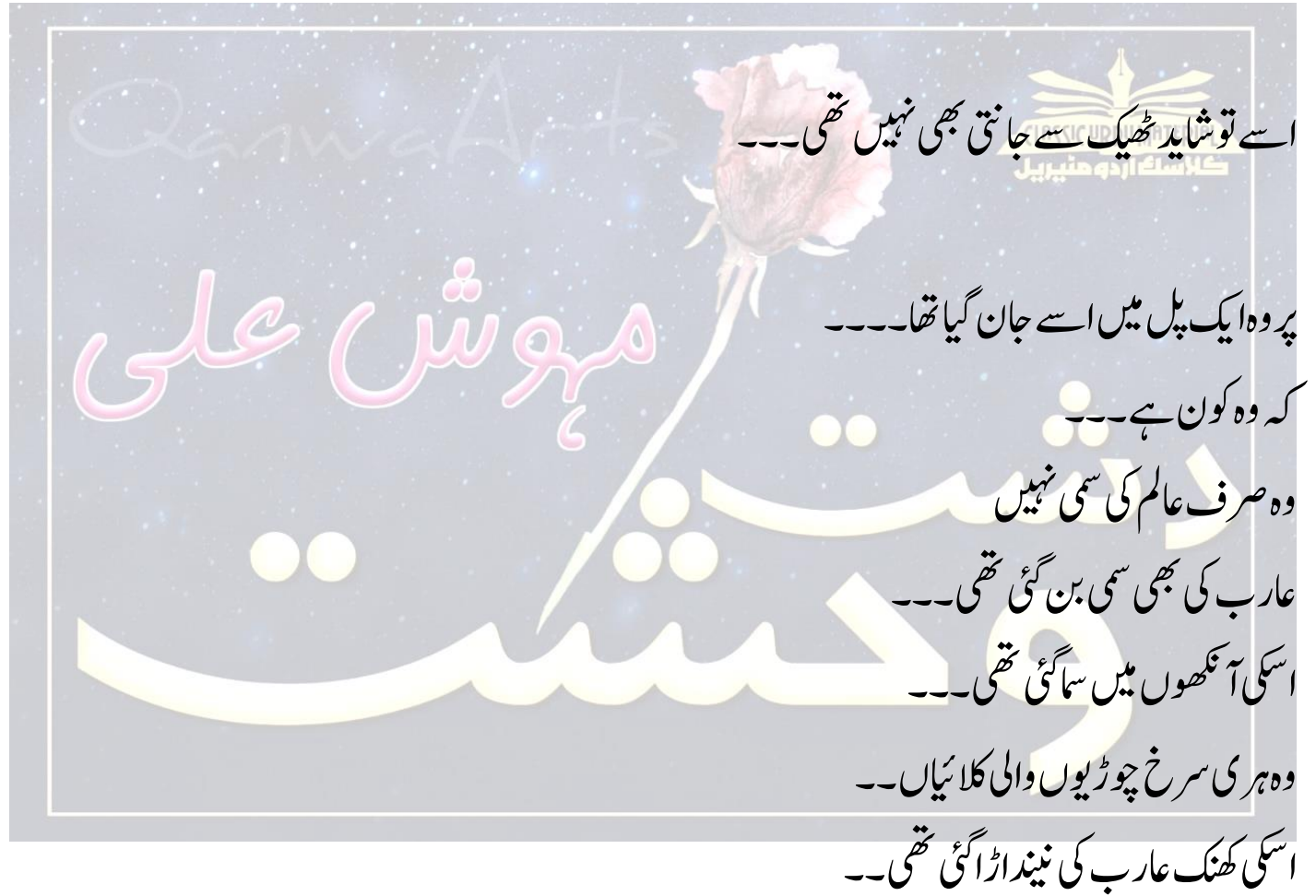
\*-----\*

ایک نظر سامنے لگے دیوار میں کیمرہ پر ڈال کر وہ خاموش پڑے اس وجود کو دیکھنے لگا اور آہستہ سے چیخ کھسکا کر  
اسکے پاس بیٹھا۔۔۔



"عالم ٹھیک کہتا ہے آپ بہت ظالم ہیں"۔۔۔ وہ سہمی کے سفید رنگت والے چہرے کو دیکھتے بولا  
جہاں خاموشی نے اپنا بسیرہ بنایا ہوا تھا۔۔۔

پرا نہیں امید تھی وہ لوٹ آئے گی انکے پاس انکے لئے نہیں اپنے عالم کیلئے یا شہزادی کیلئے۔۔۔



اور وہ کبھی کبھی آکر اپنے آپ کو شرمندہ کرتا اسے دیکھ جاتا تھا کہ جس نے سر پر ہاتھ رکھا تھا اسکی عزت پر ہی نظر  
پڑی تھی۔۔۔

پر عارب جانتا تھا یہ نظر میلی نہیں عزت والی نظر تھی۔۔۔  
اگر میلی نظر ہوتی تو وہ خود اپنی آنکھیں نوچ لیتا۔۔۔۔  
اور اس ظلمات کی ماری کو کیا مزید ظلم دیتا۔۔۔۔

"اٹھ جائیں سہمی اور کتنا سوئیں گی"۔۔۔ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیکر وہ بولا تو اسے لگا جیسے اس کے چہرے غصہ

عود آیا ہوا اس کے چھونے سے۔۔۔

عرب نے مسکراتے اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں تک لے گیا۔۔۔۔

اور پشت پر اپنے لب رکھتے وہ اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جہاں موندیں آنکھوں سے آنسو پھسل کر بالوں میں  
جذب ہو گیا۔۔۔

وہ جیسے ضبط سے پڑی تھی۔۔۔

اور اس کی گہری نیند میں حواسوں کی بیداری پر عارب کھل کر مسکرایا

"مجھے انتظار ہے جب آپ اپنی آنکھیں کھولیں گی اور ہمارے بیچ واپس آئیں ایک جھونکے کی طرح نہیں ہمیشہ  
کیلئے۔۔۔!!" اس کا ہاتھ احتیاط سے بیڈ پر رکھتے وہ بولا

اور ہمیشہ کی طرح اس کے ہر نقش کو پڑھنے لگا کتاب کی طرح۔۔۔۔

وقت کی سوئیاں دونوں کی خاموشی سے کھیلتی آگے بڑھ رہی تھی اور عارب انہیں لمحوں میں جی رہا تھا۔۔۔۔

اسے کوئی شرمندگی نہیں تھی کہ وہ اس سے کتنی بڑی ہے لوگ اسکے بارے میں کیا سوچیں گے۔۔

اگر وہ سوچتا تو یہ عشق ناہوتا رسوائی ہوتی۔۔

"مجھے کبھی سمجھ نا آیا یہ سمندر کا پانی نمکین کیوں ہے"۔۔۔ برہان اسے کوٹھے سے نکلتے دیکھ چکا تھا اور اپنا کام نمٹا کر اسکی مخصوص جگہ پر پہنچا جہاں وہ کبھی کبھار سیاہ راتوں میں پائی جاتی تھی۔۔

تب اسے اس سے نفرت ہوتی تھی کہ عورت ہو کر یوں راتوں کے اندھیرے میں تنہا بغیر اپنی عزت کی پروہ کئے کیوں بیٹھی رہتی ہے۔۔

پر اب حقیقت معلوم ہوتے اسکے سارے جواب پتالگ گئے تھے۔۔

"کیونکہ اس میں حوا کی بیٹیوں کی آنکھوں کے موتی شامل ہیں"۔۔۔ وہ ایک نظر اس پر ڈال کر بولی۔۔

"نماز کیوں نہیں پڑھتی اتنی بے سکونی ہے"۔۔۔ وہ اسکے خوبصورت آنکھوں میں دیکھتا بولا

"ہم طوائفیں نماز پڑھنے لگی تو لوگوں کو تاریخ لکھنے کا موقع مل جائے گا"۔۔۔ وہ تلخ ہوئی

برہان نے ایک نظر خاموش اسکے چہرے پر ڈالی۔۔۔  
"اگر لوگوں کا سوچتی ہو تو جی کیوں رہی ہو"۔۔۔؟؟

"تمہارے لئے"۔۔۔ وہ ہنس کر کہتی اسکے سنجیدہ موڈ کا بیڑا غرق کر گئی۔

"طوائف ہو پھر بھی آرزو کرتی ہو"۔۔۔ وہ پلٹ کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے طنز کرنے لگا

"طوائف دل رکھتی رہے" ایک سانس کا گولا اسکے حلق میں پھنسا پھر بھی خود کو سنبھال گئی

"طوائف رب کی بندی ہے جب آرزو کر سکتی ہے تو سجدہ بھی کر سکتی ہے"۔۔۔

"کیا دنیا آرزو کرنے پر تاریخ نہیں لکھتی"۔۔۔؟؟

وہ سنجیدہ لہجے میں کہتا اس سے لفظ چھین گیا مسکان ایک نظر اس پر ڈال کر سمندر کے پانی کو دیکھنے لگی جس پر  
چاند کی روشنی نے سایہ کر رکھا تھا

اور دل نے گواہی دی کیوں وہ سجدہ کرنے سے ہچکچا رہی تھی آخر وہ بھی تو اس رب کی بندی تھی اسنے اسے اس  
دل دل میں پیدا کیا تھا وہ خود تو نہیں ہوئی تھی۔۔۔



"کہاں جا رہی ہو"۔۔۔ اسے اٹھتے دیکھ کر وہ بھی کھڑا ہوا

"کیوں رات یہیں گزارنے کا پلان بنا کر آئے تھے"۔۔۔؟ وہ برواچکا کر بولی

"بیٹھو مجھے تم سے بات کرنی ہے" وہ اسکی بات نظر انداز کرتے حکم دیتے بولا

"مجھے دیر ہو رہی ہے"۔۔۔ وہ اسکی حکم کو جوتی پر رکھ کر مڑی

"کچھ زیادہ ہی ٹاپ چیز سمجھتی ہو خود کو"۔۔۔ وہ اسکے بازو کو پکڑ کر جھٹکے سے کھینچتے گویا ہوا کہ مسکان لڑکھتی  
سیدھا اسکے سینے سے لگی اور جو گھبراہٹ میں پیچھے دھکا دیا تھا برہان کے توازن برابر قائم نہ رکھنے پر پیچھے جا گرا  
اور مسکان بھی اسکی پکڑ میں سیدھی اسکے اوپر گری

"آہہ"۔۔۔ وہ کراہ اٹھی

اور برہان چاند کی روشنی میں سمندر کی لہروں میں پڑے اسکے سرخ چہرے کو دیکھنے لگا جواب غصے سے اسے گھور  
رہی تھی

"یہ کیا بیہودہ حرکت تھی"۔۔۔۔ وہ غرائی اور اسکے سینے پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

"یہ بیہودہ حرکت ہے۔۔۔!! وہ غصے سے کہتے اسکے بازوؤں سے پکڑ کر خود سے دور پھینکا اور اسکے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اس پر جھک آیا

"برہان یہ اچھا نہیں کر رہے مت بھولو میرے دود بھائی ہیں وہ تمہارا قیمہ بنادیں گے"۔۔۔ وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتی دھمکی دینے لگی

"ہاہاہاہا ویری فنی" وہ قہقہہ لگا اٹھا

"آج تمہیں بتاؤں اکیلے باہر نکلنے کی حقیقت"۔۔!! وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا تمسخرے سے بولا

مسکان نے آنکھیں پھیلا دی

"یو"۔۔۔۔۔ وہ چیختی اسکے منہ پر زور دار مکہ مار کر برہان کو ششدر کر گئی

اور اس سے پہلے وہ کچھ کرتا مسکان نے اپنا گھٹنا اسکے پیٹ میں مارتے اسے پیچھے دھکیل چکی تھی۔۔۔

"تم مجھے حقیقت بتاؤ گے ایویں باہر نہیں نکلتی ایسی پی کم مت سمجھو اس لڑکی کو مسل کر رکھ دوں گی"۔۔۔ وہ اٹھ کر انگلی سے وارن کرتی پیچھے ہوئی

برہان مسکراتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

واقعی ایویں باہر نہیں نکلتی۔۔۔ اسنے سوچتے اپنے لبوں سے خون کی چھوٹی بوند کو انگلی سے صاف کیا۔۔

"کتنے لوگی ایک ماہ میرے ساتھ نکاح میں رہنے کا"۔۔۔؟؟ وہ ایک جھٹکے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے پانی میں زمین پر ٹکا کر کھڑا ہوا سامنے اور ڈار ایکٹ اپنے مطلب کی بات پر آیا۔۔

"اگر محبت ناہوتی تو ایسی پی اس آفر پر میں تمہارا وہ حال کرتی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجاتا پر مجبور ہوں"۔۔۔۔  
اپنے اسکارف سے بالوں سے نکلتے پانی کو نچوڑتی ہوئی بولی

مہوش علی

اور ایک افسوس بھری نظر ڈال کر روانہ ہوئی۔۔

"یہ فلسفہ بعد پر رکھنا ابھی مجھے جواب دو" وہ سمندر کے پانی سے بھیگا اسکے سامنے آیا۔۔

"زندگی بھر کا ساتھ دو گے"۔۔۔؟؟ وہ برواچکا کر بولی

برہان کو معلوم تھا ایسا ہی مطالبہ کرے گی بیوقوف لڑکی۔

"نام دوں گا ساری زندگی اپنا پر ساتھ نہیں" وہ بالوں پر دونوں ہاتھ پھیرتے انہیں پیچھے کرتے بولا

"نام دو گے تو ساتھ دینے پر مجبور ہو جائو گے"۔۔ وہ ہنستی ہوئی بولی

"خوش فہمیاں"۔۔۔

"چیلنج کر رہے ہو"۔۔۔؟ وہ برواچکا گئی

"سمجھ لو"۔۔۔! برہان نے کندھے اچکائے

"پھر کیا کہتی ہو صرف ایک ماہ اور میں تمہیں ساری زندگی کی پہچان دوں گا ایس پی کی بیوی کی"۔۔۔!!  
اسکے پوچھنے پر مسکان نے سر کھجاتے پاگلوں کی طرح یہاں وہاں دیکھا

"دوسری شادی تو نہیں کرو گے"۔۔۔؟؟ اسکے سوال پر پہلے برہان حیران ہوا پھر آنکھیں گھمائی

"یہ میرا پر سنل میٹر ہے تم اس سے دور رہو"۔۔۔ وہ ناگواری سے بولا

"اوہ پھر نکاح بھی تمہارا پر سنل میٹر ہے مجھے اس سے دور رکھو"۔۔۔ وہ نخوت سے کہہ کر مڑی کہ برہان نے  
ضبط سے مٹھیاں بھینجیں

"نہیں کروں گا اب خوش"۔۔۔!! غصے سے بولا تو وہ اسے مزید آگ لگاتی کھلکھلا اٹھی



"افکورس پیپی"۔۔۔ وہ مڑ آئی اسکے سامنے کھڑی ہوئی

"اب فالتو بکواس چھوڑو جواب دو"۔۔۔!! اسنے کوٹ اتار کر بازو پر ڈالا اور نخوت سے بولا

"ہم کل جواب دوں گی دودو بھائی ہیں ان سے پوچھ لوں"۔۔۔۔ اپنے بھگے بالوں کو جھٹکتی وہ لائیٹیوڈ

دیکھانے لگی

"مجھے کل ہی نکاح کرنا ہے"۔۔۔۔ وہ غصے اور بیزاریت سے بولا

مسکان کا منہ کھل گیا

"پہلے رشتہ تو بھیجو"۔۔۔۔۔ وہ حیرت سے بولی

"کیا میں کہہ رہا ہوں کم ہے اور کوئی نہیں آئے گا کون سا تمہیں گھر بسانا ہے جو سارے ملک کی رضامندی

چاہئے۔۔۔! تم اور میں بس نکاح کرتے ہیں پھر ایک ماہ کے بعد میں تمہیں ایک فلیٹ لیکر دوں گا پیسے بھی

دوں گا زندگی گزارنے کیلئے اور تمہیں اپنی زندگی سے رخصت کروں گا بس اور کیا چاہئے"۔۔۔ اسکی باتوں پر

مسکان سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

اب آیا تھا اونٹ پہاڑ کے نیچے اور وہ ایسے کیسے موقعہ جانے دے سکتی تھی۔۔۔

"پھر بھی تمہیں کل عالم اور عارب سے رشتہ مانگنا پڑے گا اور میری چند شرطیں ہوں گی جو تمہیں ماننی پڑیں گی پھر میں راضی ہوں نکاح کیلئے بھئی میری بھی زندگی ہے ایک ماہ ساتھ رہ کر پھر میری باقی کی زندگی کا کیا ہوگا ساری زندگی اکیلے اکیلے رہ کر مینے تو پاگل بن جانا ہے"۔۔۔ وہ کہتی برہان کو دانت پیسنے پر مجبور کر گئی

"ٹھیک ہے آؤں گا میں کل اور یاد رکھنا شرطیں میری ضبط کی حدیں پھلانگنے والی ناہوں ورنہ تمہیں بھی ان شرطوں کے ساتھ مسل دوں گا" انگلی اٹھا کر کہتے وہ بولا

"چلو ٹھیک ہے آپکے ضبط کا بھی بھرپور خیال رکھیں گے اور اپنی شرطیں بھی بنائیں گے کل اگر عالم کی طرف سے ہاں ہوئی تو میں تمہیں وہ شرط لسٹ دوں گی ہونے والی شوہر صاحب"۔۔۔ اس پر ایک شرارت بھری نظر ڈال کر وہ بال جھٹکتی وہاں سے روانہ ہوئی۔۔۔

برہان اس کے جانے کے بعد سر جھٹکتا اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

فیری کو وہ پہلے ہی کھانا کھلا کر ہوم ورک کروانے کے بعد سلا کر آیا تھا۔۔۔

کوٹھے پر اٹیک کرنے کیلئے۔۔۔

اور وہاں سے کتنی ہی معصوم لڑکیاں اور عورتوں کو نکالا گیا تھا تہ خانے سے۔۔۔

جن پر تشدد کر کے انہیں جسم فروشی پر مجبور کیا جاتا۔۔۔

یہ ممکن ہوا تھا مسکان کی طرف سے دئے گئے میپ سے۔

اور وہ اسکی اصلیت جان کچھ دیر تو ششدر رہ گیا اور دماغ میں ایک دم خیال لپکا جس پر اسنے فوری طور عمل

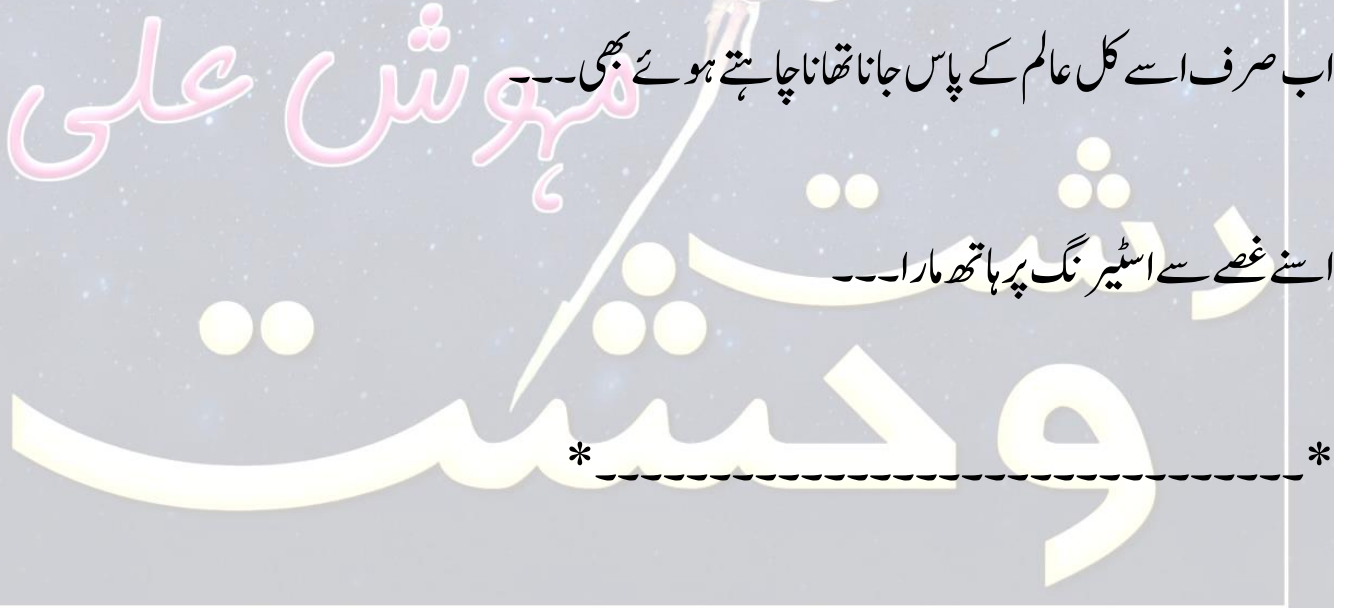
کرنے کا سوچا۔۔



اور اب بات کر بھی لی۔۔۔۔

اب صرف اسے کل عالم کے پاس جانا تھا ناچاہتے ہوئے بھی۔۔۔

اسنے غصے سے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔۔۔



کھلی کھڑکی پر بیٹھے پرندے کی خوبصورت آواز پر عالم کی آنکھیں کھلی اور سرخ بھوری آنکھیں سیدھا اپنے سینے پر سر رکھے سوئی حورالعین پر گئی۔۔۔۔

اسکی بھوری آنکھیں مسکرا گئی۔۔۔

وہ اسکی سفید گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے اسکے سینے کے گرد ہاتھ پھیلائے چہرے پر سارے جہاں کی خوشی سکون سمائے سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔

پرندے کی چوں چوں پر وہ کسمائی اور پھر سو گئی۔۔  
عالم اسکی ادا پر مسکرا دیا اور اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔۔

وہ اسکی تھی اسکی شہزادی معصوم سی نا سمجھ۔۔۔۔  
جو خود سے ہی ناواقف تھی۔۔۔  
عالم نے مسکراتے اسکا سر تکیے پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ایک پل کو اسنے اپنی بھوری سرخ خمار زدہ آنکھیں موندیں تو ایک شرمایا گھبرا یا معصوم چہرا چھا گیا اسنے آنکھیں کھولتے کھڑکی کے پٹ بند کئے اور پردے برابر کر کے مڑا۔۔

کچھ دیر پہلے ہی تو آنکھیں موندیں تھی کہ اس پرندے نے آکر جگہ دیا۔۔  
دروازہ کھڑکی بند ہونے سے روم میں مدہم اندھیرا چھا گیا اور وہ چلتا واپس بیڈ پر آیا۔۔

"نئی زندگی کی خوبصورت صبح میں تمہارا ویکم جانِ عالم"۔۔۔ کانوں سے بال ہٹا کر وہ سرگوشی میں بولا  
حورالعین نے مسکرا دی

"آپکو بھی"۔۔۔ وہ کروٹ بدل کر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی



اسکا نازک بدن لرز رہا تھا ابھی بھی۔۔۔

عالم کی شدت جسارتیں اسکی سانسیں روک گئی ساری رات وہ اسکے حصار میں بے بس چڑیا کی طرح قید رہی اور ابھی ہی تو جان بخشی تھی پھر سے اس پرندے آکر مشکل میں ڈال دیا تھا۔۔۔۔۔

عالم نے آہستہ سے اسکے کندھے پر لب رکھے حورالعین سانس روک کر رہ گئی۔۔

"کہاں۔۔۔!! اسے اٹھنے کی کوشش کرتے دیکھ کر وہ بھاری گھمبیر آواز میں بولا۔۔

"ف۔۔۔ فریش ہونے۔۔۔ حورالعین نظریں نہیں اٹھا پارہی تھی۔۔

یہ تو شکر تھا وہ اسے دیکھ نہیں سکتی تھی ورنہ تو یقیناً اسکی جان نکل جاتی۔۔۔

"اتنی جلدی ابھی تو رات نہیں گزری۔۔۔ وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کرتے بولا کہ حورالعین سہم گئی

"ص۔ صبح تو ہو گئی ہے آپنے کہا۔۔۔ اسکے ہاتھوں کی جسارتوں بے باکیوں پر اسکی سانسیں الجھنے لگی تھی۔

"میں تمہیں جگانے کیلئے کہا تھا ڈارلنگ ورنہ ابھی تو رات کا ایک پہر بھی نہیں گزرا۔۔۔ وہ کہہ کر اسکی اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو قطرہ قطرہ پینے لگا۔۔۔

حورالعین بے بس سی ہو گئی۔۔۔

ابھی وہ اس پر پوری طرح حاوی ہوتا کہ باہر سے عارب کی دھاڑ پر دونوں ہوش کی دنیا میں آئے اور حورالعین نظریں اٹھائیں۔

"ک۔۔۔ کیا ہوا عارب کیوں چلا رہا ہے"۔۔۔ اس کے ہلکا کر ابتر سانسوں کے درمیان پوچھنے پر سعیر نے نظریں اس پر ٹکائیں تو اس کی آنکھوں میں ساری رات کا خمردیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔

"تم سو جائو میں دیکھتا ہوں"۔۔۔ اس کی گردن پر لب رکھتے وہ بولا اور اس پر کمر ٹڑھیک کرتے ماتھے پر لب رکھ کر گال تھپتھپا کر وارب روڈ سے اپنا ڈریس نکال کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔۔۔

"ان دونوں بھائی بہنوں کی پتا نہیں کیا دشمنی تھی کہ جب جب وہ اس کے قریب ہوتا کوئی نا کوئی ٹانگ اڑا لیتا بیچ میں۔۔۔۔"

اس نے سوچ لیا تھا اگر اس لڑکی کی غلطی ہوئی تو وہ آج اسے نہیں چھوڑے گا۔۔۔

اور حورالعین اس کے جان بخشے پر شکر ادا کرتی دونوں ہاتھوں پر اپنا گال ٹکا کر کروٹ کے بل لیٹی آنکھیں موند گئی

---

اسکے دور ہونے کے باوجود اسکا ایسا سحر تھا جس میں وہ ابھی بھی خود کو جکڑا ہوا پار ہی تھی۔۔۔۔  
اور اسکی ارد گرد اپنے وجود پر پھیلی پرفیوم کی خوشبو میں سانسیں لیتی سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

عالم بالوں پر برش کرتا پرفیوم خود پر اسپرے کر کے ایک نظر اپنی سوئی جان پر ڈال کر آہستہ سے روم کا دور لاک  
کرتا نیچے اتر۔۔۔۔

"کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔ وہ غصے میں بھرے کھڑے عارب کو دیکھ کر سامنے بل چباتی مسکان کو دیکھنے لگا جو انگلی پر  
بالوں کی لٹ گھماتی اسے نیچے اترتے دیکھ کر مسکرائی

"اپنی شادی کرنے والی ہے اور رشتہ لیکر ایس پی آر ہا ہے اپن کا۔۔۔۔ اسکی زبان کے انداز پر سعیر نے گھورا تو  
وہ گڑ بڑا گئی

"مم۔ مطلب کہ میں"۔۔۔۔ وہ اپنی طرف اشارہ کرتی بولی

"پاگل ہو گئی ہے یہ عورت میں جان سے مار دوں گا اگر اسنے ایس پی سے شادی کی"۔۔۔۔ عارب اسکی طرف  
مارنے کو بڑھتا کہ سعیر نے اسکے کالر سے پکڑ کر قدم روک لئے۔۔۔۔

"سوچ سمجھ کر آگے بڑھو عارب" سرد لہجے میں وہ غصے سے بولا تو مسکان نے سر ہلایا۔۔۔۔

"کیا مجھے میری زندگی گزارنے کا حق نہیں"۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں بولی

"اسکے نائک پر مت جائیں عالم ساری زندگی اس اداکاری سے خود کو لڑکی سے لڑکا بنا ڈالا اور اب جان بوجھ کر آگ میں کود رہی ہے" عارب غصے سے سرخ نگائیں اس پر ڈالتا بولا تو عالم نے اسکے کالر کو آزاد کیا اور آنکھیں

جھپکتی مسکان کو دیکھا۔۔۔۔

"آگ میں نہیں کود رہی آگ میں کود وہ ایس پی رہا ہے"۔۔۔۔ عالم کو دیکھتی وہ بولی

مہوش علی

عارب نے دانت پیستے مٹھیاں بھینچی۔۔

"کیا اسنے خود مرنے کی خواہش کی ہے"۔۔۔؟؟ سیر نے مسکان سے پوچھا تو وہ سمجھتی قہقہہ لگا اٹھی۔

"ظاہر ہے اب میں تو رشتے کا کہنے سے رہی، اسنے خود کہا وہ میرے سے شادی کرنا چاہتا ہے اور ابھی کچھ دیر

میں آرہا ہے"۔۔۔ وہ بولتی عارب کو آگ لگا گئی غیض و غضب سے اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا

"آنے دو اسے لاش نازکالی واپس گھر سے تو کہنا" وہ شعلہ زن ہو کر دھاڑا مسکان نے آنکھیں جھپکی



"تجھے کیا ہے شادی میرے کو کرنی ہے پھر تکلیف تیرے کو کیوں ہو رہی ہے وہ میری پسند کا لڑکا ہے مینے اس سے ہی شادی کرنی ہے اور کرے گا کون ایک طوائف سے شادی۔۔۔!!

وہ ایس پی میری حقیقت جان کر پھر ہی شادی کا بولا ہے اور تیرے کو پتا نہیں کیا ہضم نہیں ہو رہا۔۔۔! کہیں یہ تو بات نہیں اپن چھوٹی ہو کر شادی کر رہی ہے اور تو ابھی تک کنوارہ پھر رہا ہے یہ غم تو نہیں تیرے کو"۔۔۔ اسکی بھرائی آواز میں بکواس پر عارب نے سرد سانس خارج کیا اور سعیر نے اسکی بھیگی پلکوں کو دیکھ کر طوائف

لفظ پر کھینچ کر اسکے نازک گال پر اچانک چٹاخ سے تھپڑ مارا کہ وہ چیختی کراہ کر صوفے پر گری۔۔۔۔

"آئندہ یہ لفظ میرے سامنے اپنے لئے استعمال کیا تو دوسری سانس لینے کیلئے زندہ نہیں چھوڑوں گا" اسکے سر پر کھڑا وہ غصے سے سرخ آنکھوں اس پر ٹکاتے غریا۔۔۔۔

عارب نے لب دبائے۔۔۔ "ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا ایک عزت بھری زندگی دی تھی پھر بھی اپنے آپ سے اس غلیظ گالی کو نہیں مٹا رہی تھی۔۔۔" اسنے منہ پھیرا

روتی ہوئی مسکان کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا جس پر اسنے تھوک باہر نکالی جو سرخ تھی۔۔۔۔۔

اور اسے روتے دیکھ کر سعیر نے سگریٹ سلگا کر لبوں سے لگایا۔۔

تکلیف تھپڑ مار کر اسے بھی ہو رہی تھی سینے میں آگ بھڑک اٹھی اسکے آنسو پہ پر یہ ضروری تھا کیونکہ وہ نہیں برداشت کر سکتا تھا اس پر یہ لفظ۔۔۔

"تمہیں کیا پر اہلم ہے اس شادی سے"۔۔۔؟ اسنے عارب کی طرف رخ کرتے گھن گرج سے پوچھا۔۔۔

"عالم یہ آپ کہہ رہے ہیں جبکہ جانتے ہیں وہ کس مقصد کیلئے اس سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ پولیس والا ہے بے رحم اسکا جینا حرام کر دیگا اور یہ پاگل لڑکی مری جا رہی ہے اسکے عشق میں"۔۔۔ وہ عالم سے کہتے اسکی طرف لپکا کہ مسکان اسکے خطرناک ارادے دیکھ کر صوفے سے چھلانگ لگاتی صوفے کو بارڈر بنا گئی۔۔

"تو ہم کون سے رحم والے ہیں"۔۔۔؟ پوچھتے برواچکایا  
"جب میں نے تمہیں پہلے کہا تھا اپنی بہن پر نظر رکھو تو تم نے اس پر عمل کیا"۔۔۔!! سرد آواز میں وہ بولا تو عارب نے اسے دیکھا

"میں وہ سب اسکا بچپنا سمجھتا تھا عالم پر مجھے نہیں معلوم تھا وہ کھائی دیکھ کر خود چھلانگ لگائے گی"۔۔۔ وہ غصے اور بے بسی سے بولا

"تو اب اسے کھائی میں گرنے دو جب وقت ہوتے سنبھال نہیں پائے تو اب کیوں رونا رو رہے ہو"۔۔۔ عالم ناگواری سے کہہ کر کچن کی طرف چلا گیا اور عارب ایک بے بس نظر اسکی چوڑی پشت اور خفا نظر اپنی اکلوتی بہن پر ڈال کر اپنے روم کی طرف چلا گیا۔۔

مسکان بے بسی سے لب کاٹنے لگی اور ہتھیلیوں کی پشت سے آنسو صاف کئے۔۔

"تھینکس"۔۔۔ وہ چلتی عالم کے پاس آ کر کہتی عارب کے پیچھے بھاگی

عالم نے صرف خاموش نظر اس پر ڈالی اور سر جھٹک کر ناشتہ کی جانب متوجہ ہوا۔

بلیک شرٹ کی آستینیں فولڈ کرتے اپنے لبوں میں دبے سگریٹ کو انگلی میں تھامے گہرے کش لیتے دھنواں  
فضا میں خارج کرتا پھر لبوں میں دبا کر بریک فاسٹ ریڈی کرنے لگا۔۔۔۔۔

اسکا بھی کوئی ارادہ نہیں تھا ناشتہ پے عین کو جگانے کا کیونکہ ساری رات وہ اسکے حصار میں اسکی شدتیں  
جسارتیں محبت کی انتہا برداشت کرتی وہ نازک سی عین بکھری تھی اور عالم نے بہت احتیاط بہت نرمی محبت سے  
اسکے بکھرے مہکتے موم سے نازک روئی جیسے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹ کر اپنے جزبات محبت کی مہر ثبت  
کی تھی۔۔۔

اور اسکی بھرائی آواز میں ایک انجانے خوف کی سرگوشیاں سنتے وہ اسے اپنے ساتھ کا احساس دلانے لگا کہ وہ  
اسے نہیں چھوڑے گا کہیں نہیں جائے گا اسکا رہے گا۔۔۔۔۔

وہ مطمئن ہوتی اسکی شدتیں جھیلنے لگتی اور عالم حیوانوں کی میلی نظروں سے پاک عین کو دیکھتے اسے اپنے  
چوڑے سینے میں چھپا گیا جو کیچڑ میں کنول کا پھول ثابت ہوئی تھی۔۔۔

\*-----❤️-----\*

سامنے بال سے کھیلتے پی پی پر نظریں ٹکائے وہ بیڈ پہ بیٹھا سرخ آنکھوں میں ضبط سے سوچتے مٹھیاں بھیج گیا۔۔

"بھائی"۔۔۔۔ دروازہ ناک کرتے وہ اندر داخل ہوتی اپنے لہجے میں نثار ہو جانے والی محبت سمائے عارب کو پکارا اور آہستہ سے چلتی پاس بیٹھی۔۔

"مر گیا تمہارا بھائی"۔۔۔ وہ منہ دوسری طرف موڑ کر بھاری آواز میں بولا۔۔

انسان دنیا کے سامنے کتنا ہی مضبوط پتھر کیوں نہ ہو اپنوں کے معاملے میں حساس دل بن جاتے ہے جیسے اس وقت سالوں بعد اسکے منہ سے بھائی لفظ سن کر دل بھرا آیا اور اسنے سختی سے لب بھیج لئے۔۔

"ایسا تو مت کہو عارب"۔۔۔ وہ اسکے کندھے پر سر رکھ کر بولی اور عارب کے پلکوں کے باڑ سے آنسو پھسل کر ہلکی ہلکی شیو میں جذب ہو گیا۔۔

"تو پھر کیوں کر رہی ہو ایسا جانتی ہو وہ عالم سے بدلہ لینے کیلئے تم سے شادی کر رہا ہے، ورنہ تو وہ حورالعین کو۔۔۔۔!! وہ مڑ کر کہتے لب دبا گیا

"یقین کریں وہ ایسا نہیں عارب وہ بالکل ایسا نہیں اسے میرے ساتھ یہ گیم کھیلنی ہوتی تو کب کا کھیل چکا ہوتا کیونکہ اسکے پاس بہت سے موقع تھے ایسے جس سے وہ فائدے اٹھا سکتا تھا پر اسنے ایسا نہیں کیا"۔۔۔۔ وہ پر یقین مدہم لہجے میں نظریں جھکائے کہتی ایک مشرقی لڑکی لگ رہی تھی۔۔



"تو پھر وہ تم سے کیوں شادی کرنا چاہتا ہے جبکہ وہ بچپن سے محبت۔۔۔۔۔؟" عارب کے ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکے چہرے کو اونچا کرتے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر استفسار کیا

"میں نہیں جانتی صرف یہ جانتی ہوں کہ آپ جو سوچ رہے ہیں وہ غلط ہے اور سب مرد تو اپنی محبت کو پانے میں کامیاب نہیں ہوتے نا ہی سب مرد شادی سے پہلے ہی اپنی ہونے والی بیویوں سے محبت کرتے ہیں، کچھ لوگ محبت میں ناکام ہو کر وہیں ٹھہر جاتے ہیں کچھ لوگوں کو آگے بڑھنا پڑتا ہے پھر چاہے اپنے لئے نہیں کسی دوسرے کیلئے!۔۔۔۔"

"تو کیا تم سیکنڈ چوائس بن کر ساری زندگی اسکے ساتھ گزار سکتی ہو"۔۔۔؟ اسنے بے یقینی سے پوچھا

مسکان مسکرا دی

"میری تو پہلی محبت ہے نا اور کیا ہوا اگر اسنے پہلے محبت کر لی میں تو اس سے کرتی ہوں میں اس سے عزت کے سواء کچھ نہیں مانگوں گی اور مجھے معلوم ہے وہ ہر لڑکی کی عزت کرتا تو اپنی شریک حیات کی بھی کرے گا، ویسے تو میں وہ پہلی عورت ہوں کوٹھے کی جس کے نصیب میں میرے رب اتنا خوبصورت رشتہ لکھا ہے اور

مجھے یقین ہے اس پاک بندھن میں اسے بھی مجھ سے محبت ہو جائے گی کیونکہ سنا پڑھا تو مینے بھی ہے اس بندھن کی مضبوطی اور پاکیزگی پر کہ کیسے دو بول سے دو انجان دلوں کو ایک دُور سے باندھ لیتا ہے"۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتی بول رہی تھی اور عارب اسے دیکھ رہا تھا

"میرا دل پتا نہیں کیوں نہیں مان رہا مسی"۔۔ وہ نیم رضا مندی ظاہر کرتا اسکا سر اپنے سینے سے لگا گیا

"کیسے مانے گا جب بہن اپنے نصیب سے کھیلنے جا رہی ہے ایک مہینے کے ایگریمنٹ پر"۔۔۔ وہ صرف دل میں ہی کہہ سکی البتہ اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھ دئے

"آپ بے فکر رہیں ان شاء اللہ اپنی بہن کے نصیب پر فخر کریں گے"۔۔۔ وہ محبت سے گویا ہوئی تو عارب نے آمین کہا اور اسکے ماتھے پر لب رکھے۔

"ویسے کون کون آرہا ہے"۔۔۔؟

"جوشادی کرنے والا ہے"۔۔۔ وہ شرارت سے بولی پر دل میں ڈر سا تھا کہیں راضی ہو کر انکار نہ کر دے

"واٹ۔۔۔!! کیا صرف وہ اکیلا آرہا ہے۔۔۔؟ ہو کیا رہا ہے یہ کیا تم مجھے اصلیت بتاؤ گی"۔۔۔ اسنے پھر بھڑکتے ہوئے پوچھا

مسکان نے اپنا سر پیٹ لیا۔۔۔

"اسکے ماما پاپا راضی نہیں اسلئے وہ اکیلا آرہا ہے"۔۔۔ مسکان نے بہانہ بنایا

"آلف کو معلوم ہے۔۔۔؟ میں اس سے بات کرتا ہوں ویٹ۔۔۔ عارب نے اپنا موبائل نکال کر آلف کو کال کی جو دوسری رنگ پر پک کر لی گئی۔۔۔"

مختصر سے سلام دعا کے بعد عارب ساری بات اسکے گوش گذاری کچھ دیر تو دوسری طرف سناٹا چھا گیا کہ عارب کو ہیلو کہنا پڑا

"سن رہا ہوں۔۔۔ آلف نے کہا

"سنو نہیں حقیقت بتاؤ تمہارا بھائی کر کیا رہا ہے شادی کرنا چاہتا ہے میری بہن سے وہ بھی آج اور رشتہ بھی خود لیکر آ رہا ہے اپنا۔۔۔ اسے تپ کر کہا

"ہا ہا ہا قسم سن کر حیرت ہو رہی ہے اپنے صابرو سنجیدہ بھائی کے کارنامے پر" وہ قہقہہ لگا اٹھا تو مسکان بھی مسکرا نے لگی

"اور میری ہونے والی مسنی بھابھی کیا کہتی ہیں۔۔۔؟؟ وہ شرارت سے بولا جو عارب کو کافی ناگوار گذرا

"آلف سیریس ہو جاؤ یہ میری بہن کی زندگی کا مسئلہ ہے مجھے حقیقت بتاؤ آخر تمہارے بھائی کے دماغ میں چل کیا رہا ہے۔۔۔؟ مجھے مسکان کی فکر ہو رہی ہے"۔۔۔۔ وہ پریشان سا بولا

"کچھ زیادہ نہیں معلوم کل یہاں سے جاتے بھائی کی تلخ کلامی ہو گئی تھی امی ابو سے اور اس نے کہا تھا کہ وہ شادی کر کے آئے گا اپنی پسند سے اور وہ بھی امیر کبیر حسین لڑکی سے اب ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ امیر کبیر حسین لڑکی ہماری مسنی ہے،، ویسے تمہیں مسنی کی فکر ہو رہی ہے اور مجھے اپنے معصوم بھائی کی ہو رہی ہے"

۔۔۔ وہ مسکراتے بولا تو برہان کے پسند لفظ پر عارب کے دل میں کچھ سکون اتر ا اور اس نے مسکان کا سر اپنے سینے سے لگایا

اور پھر کچھ دیر مزید چند باتیں کرتے کال ڈسکنیکٹ کر دی

اس نے یہی باتیں عالم کو سنائیں اور اس نے ایک نظر مسکان پر ڈال کر سر ہلایا اور کچھ دیر میں لوٹنے کا کہتے گھر سے نکلا

عالم کبھی راضی نہ ہوتا ایس پی کے رشتے پر اگر مسکان کی آنکھوں میں اس کے لئے جذبات حسرتیں نادیکھتا۔۔۔

وہ چاہے کتنا بھی کیوں ناچھپاتی اپنے اندری حال کو دنیا سے پر عالم کی زیرک نگاہوں سے نہیں چھپ سکتی تھی

جو ایک نظر ڈال کر سامنے والے کے اندر تک پڑھ ڈالتا تھا صرف اس کی آنکھوں سے۔۔۔

\*-----\*

وہ ابھی ابھی بوکھلائی سی سناٹا چھائے علوی ہائوس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔



ناآسیہ بیگم کی ہدایات تھی نا انکی جھڑکیں۔۔۔۔  
کل سے ڈائینگ ٹیبل کے علاوہ کہیں نہیں دیکھی تھی اپنے روم میں بند تھی۔۔۔

اور اب وہ اسنے طے کیا تھا کہ جا کر دیکھے ہو کیا رہا تھا گھر میں۔۔۔

تایا ابو خاموش تھے داد خاموش سنجیدہ چپ چاپ تھاتائی تو کلا گئی تھی۔۔۔

اسے اس گھر سے ہی وحشت ہو رہی تھی۔۔۔

دل تو کر رہا تھا انہیں یہیں چھوڑ کر اپنے گھر بھاگ جائے۔۔۔

"اتائی امی آپ ٹھیک ہیں"۔۔۔؟ وہ ناک کرتی اندر داخل ہوتی منہ پہ بازو رکھے لیٹی آسیہ بیگم سے فکر مندی سے پوچھنے لگی۔۔۔

وہ سادہ دل ماں باپ کی سیٹیاں تھی۔۔۔

اپنے پیٹ میں چھرا ہی کیوں نا گھونپ دیں پھر بھی انہیں سے ہی محبت کرنے والی تھیں۔۔۔

جیسے علوی ہائوس کے مکینوں کے اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی تھوڑی سی آنچ پر بلبلا اٹھتی بدحواس پریشان ہو جاتی جیسے اپنے ماں باپ کو کچھ ہوا ہو۔۔۔

"بیٹا ٹھیک ہوں کھانا کھایا تم نے"۔۔۔ وہ اپنی آنکھوں سے بازو ہٹا کر سرخ آنکھیں اس پر ٹکا کر گویا ہوئیں۔۔۔

"جی تائی امی وہ تو مینے کھالیا پر مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں کیا سر میں درد ہے"۔۔۔؟ وہ فکر مندی سے بھرپور محبت بھرے لہجے میں کہتی انکے بیڈ کے پاس آئی اور انکے ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر بخار چیک کرنے لگی۔۔۔

"اللہ آپ کو تو بہت بخار ہے تائی امی"۔۔۔ وہ پریشان ہوئی

"نہیں بیٹا زیادہ نہیں بس تھوڑا سا ہے تم فکر مت کرو ٹھیک ہو جائوں گی"۔۔۔ وہ ٹال مٹول کر بولی

"ایسے کیسے ٹھیک ہو جائیں گی میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں"۔۔۔ وہ انہیں کہتی انکے نانا کو نظر انداز کرتی ڈائری سے فیملی ڈاکٹر کا نمبر نکال کر انہیں کال کی اور علوی ہائوس آنے کا کہا۔۔۔

اور پھر کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر آگیا اور نور العین کی موجودگی میں آسیدہ بیگم کا چیک اپ کرنے لگا۔۔۔۔۔

"فکر کی کوئی بات نہیں آپ انکا خیال رکھیں اور انہیں مکمل بیڈ ریسٹ دیں اور مسز کمال آپ ٹیشن فری رہیں دماغ کو پرسکون رکھیں،، مینے یہ کچھ دوائیاں لکھ دیں ہیں منگوا کر انہیں وقت پر دیں ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گی" ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہتے انہیں تسلی دیکر چلے گئے اور نور العین نے گارڈ کو بھیج کر دوائی منگوائی اور آسیدہ بیگم کے نانا کہنے کے باوجود زبردستی کھلائیں کہ انکے آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے۔۔۔

کتنا برسو جیتی تھی ان معصوم کے بارے میں اور انکے مخلص پر خلوص دل کی نیکی پر وہ مزید اندر سے ٹوٹنے لگی تھی۔۔۔

"اب آپ آرام کریں اور جو بھی ٹینشن ہیں انہیں مجھے دیں میں باہر کچرے کے ڈھیر پر پھینک آؤں گی"۔۔۔ وہ مسکرا کر شرارت سے کہتی آسید بیگم کو مسکرا نے پر مجبور کر گئی۔۔۔

اب وہ اسے کیا بتاتی یہ پریشانیاں نہیں اسکا ضمیر تھا جواب انکے اندر کچو کے لگا رہا تھا۔۔۔

"آجائو یہاں شاید ٹھنڈک پڑ جائے" انہوں نے بانہیں پھیلائیں تو پہلے نور ششدر رہی اور پھر انکی پانیوں بھری آنکھوں میں دیکھ کر خود نم آنکھوں سے انکے سینے سے لگ گئی اور بے آواز رونے لگی جیسے سالوں بعد اپنی ماں کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔

گرم سرد موسم جھیلیتی محبت متا بھرے آغوش میں آکر سسکا اٹھی اور آسید بیگم خود روتی انکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔۔

"تم خوش ہو داد کے ساتھ رشتے سے"۔۔۔؟؟ انہوں نے ماتھے پر لب رکھ کر کچھ دیر بعد پوچھا تو نور العین خاموش رہ گئی

"بتاؤ میرا بیٹا میں جانتی ہوں ہم نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے پر میرا دادا لاکھوں میں ایک ہے اور وہ تمہیں چاہتا بھی ہے"۔۔۔ نور نے خاموشی سے سر ہلا گیا تو آسیہ بیگم نے سکون کا سانس لیا

"اللہ تم دونوں کو خوش رکھے" وہ کہنے لگی تو نور نے سوچا کہ "کیا وہ خوش رہنے دے گا کمینہ ابھی وہ اسکی ایک کمینہ پائی سے نہیں سنبھلتی کہ وہ کوئی دوسری اپنی بے غیرتی دیکھا دیتا ہے"۔۔۔ منہ بنا کر سوچتی وہ آسیہ بیگم

کو مسکرانے پر مجبور کر گئی



"جن میں بہت لڑائی ہوتی ہے اصل میں محبت بھی انہیں میں ہوتی ہے" آسیہ بیگم صاف گوئی پر وہ کان کی لو تک سرخ پڑ گئی

"میں تو نہیں کرتی اس سے محبت"۔۔۔ وہ ناک سکڑ کر بولی تو آسیہ بیگم ہنس پڑیں

"دیکھنے میں آ رہا ہے"۔۔۔ انکی چھیڑ چھاڑ پر نور العین مدہم قہقہہ لگا اٹھی

"سچی نہیں کرتی" وہ شرارت سے بولی

"لڑکی پٹوگی"۔۔۔!! وہ مصنوعی غصے سے بولیں



"پینٹنا منظور ہے پر اس (کمینے) داد سے محبت کرنا نہیں"۔۔۔ وہ شرارت سے کہہ کر اٹھ کر بھاگی اور نور العین کے مسیج ملنے پر عجلت میں اندر داخل ہوتے سیدھا داد کے چوڑے سینے سے ٹکرائی کہ کراہ اٹھی

"سوری"۔۔۔ اسے بازو سے پکڑ کر ایک طرف کرتے وہ اپنی ماں کی طرف لپکا

"اب کیسی طبیعت ہے آپکی کیا ہوا تھا مجھے نور کا مسیج ملا آپکو تیز بخار ہے"۔۔۔ ایک ہی سانس میں پوچھتے وہ آسیدہ بیگم کا ماتھے چیک کر تاڑپ میں پوچھتے دو اینیاں چیک کرنے لگا

"ٹھیک ہوں نور بیٹا نے ڈاکٹر کو بلایا تھا اور دوائی منگوا کر کھلائیں فکر مت کرو تھوڑا سا بخار ہے ختم ہو جائے گا"۔۔۔ انکے کہنے پر داد مشکور نظروں سے مڑ کر پیچھے دیکھا تو نور کو ماتھے پر ہاتھ رکھے سرخ چہرے سے خود کو تکتا پا کر آنکھ دبائی تو وہ تلملا اٹھی اور آسیدہ بیگم کا خیال کرتی اسکے چھچھوڑے پن پر منہ ہی منہ میں گالیاں دیتی دھڑکتے دل سے پاؤں پٹختی واک آؤٹ کر گئی۔۔۔

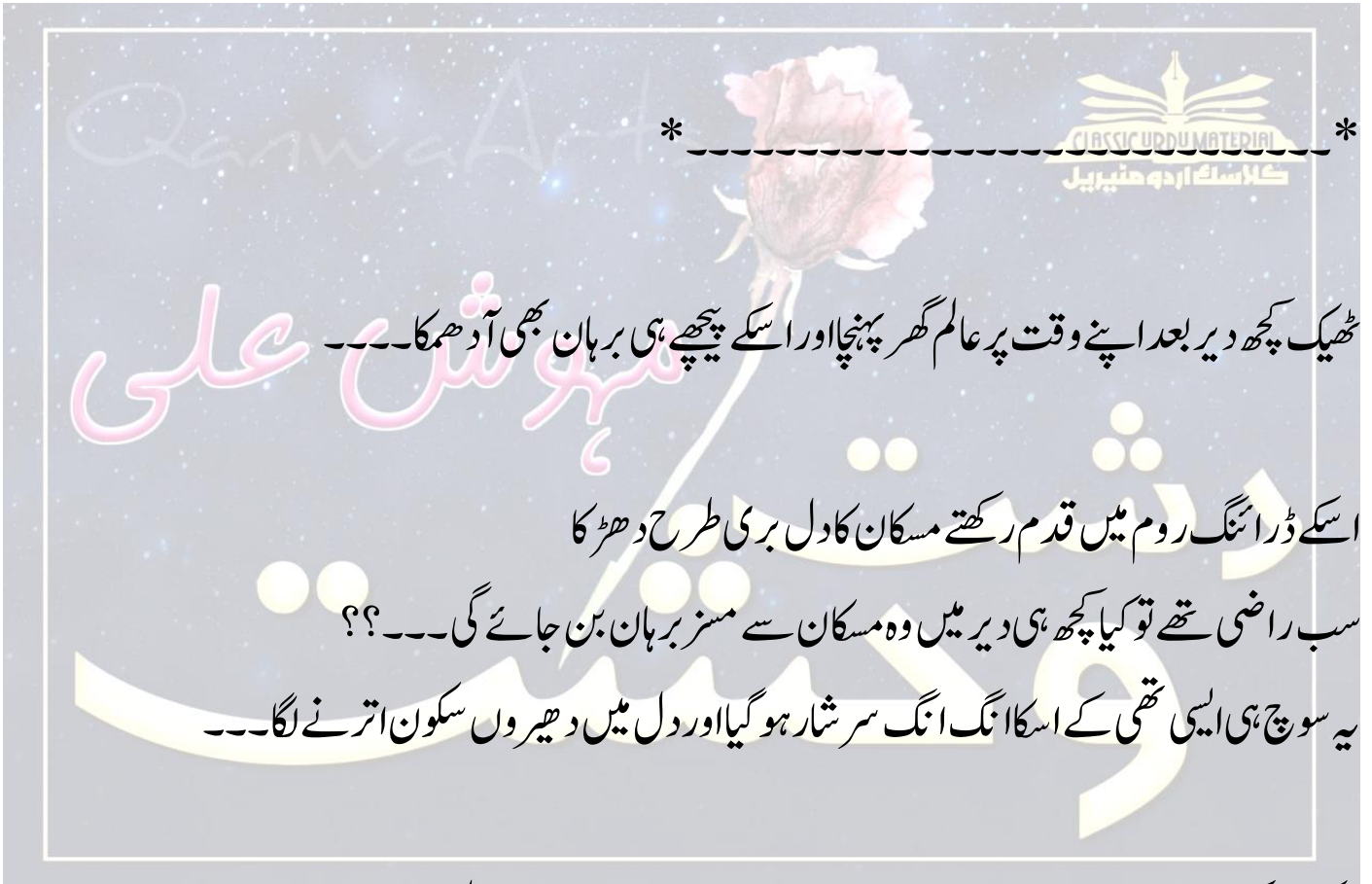
"بہت معصوم اور پیاری بچی ہے" آسیدہ بیگم نے بھرائی آواز میں محبت سے کہا تو داد نے انہیں دیکھا

"آپکو ابھی معلوم ہوا ہے؟؟ مجھے تو اسکے پیدہ ہوتے ہی معلوم ہو گیا تھا"۔۔۔ شرارت سے کہتے آسیدہ بیگم نے چپت ماری تو وہ قہقہہ لگا اٹھا

"تنگ مت کرو اسے داد" انہوں نے جھڑکا تو وہ سر کھجا گیا

"مجبور ہوں" وہ بے بسی سے گویا ہوا تو آسیہ بیگم اسکی شرارت پر ہنس پڑی

"اپنا خیال رکھیں میں ایک امپورٹنٹ میٹنگ اٹینڈ کر کے ایک آدھے کلاک میں واپس آتا ہوں"۔۔۔ انکے ماتھے پر بوسہ دیتے کمفرٹر ٹھیک کرتے بولا اور آسیہ بیگم کے سر ہلانے پر چلا گیا



"کیوں کر ناچاہتے ہو میری بہن سے شادی"۔۔۔؟؟ عارب نے سخت لہجے سر دمہری سے پوچھا

برہان نے بلیک تھری پیس سوٹ میں لبوں میں سگریٹ دبائے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے عالم پر ایک نظر ڈالی اور عارب کو دیکھا

"شادی کیوں کرتے ہیں؟" اسکا الٹا سوال عارب تلملا اٹھا اور ڈرائنگ روم کے باہر کھڑی مسکان نے دانت پیسے

"میں تمہیں بتا دوں گی ایس پی شادی کیوں کرتے ہیں"۔۔۔ وہ دانت کچکچا کر گویا عہد کرنے لگی

"حقیقت بتاؤ"۔۔۔ سعیر نے پوچھا تو برہان نے سانس خارج کیا آخر جھوٹ کا سہارہ جو لینا تھا

"پسند کرتا ہوں" اسکے جواب پر سعیر کی تمسخر اڑاتی نظروں پر وہ دانت پیس گیا

مہوش علی

"کب سے"۔۔۔؟؟ دوسرا سوال

"بچپن سے" وہ غصے سے گویا ہوا عارب نے آنکھیں گھمائی

"راستانا پوا ہمیں ایسے مجنوں ٹائپ لڑکے کی ضرورت نہیں اپنی بہن کیلئے" سعیر کہہ کر اٹھا تو برہان کو سرا سر

اپنی بے عزتی لگی

"کچھ دنوں سے"۔۔۔ اسنے جواب دیا تو سعیر کے لبوں پر مسکراہٹ آئی

"اور تم رشتہ مانگنے آگئے اس دیدہ دلیری سے اکیلے ناماں کے ساتھ ناباپ کے ساتھ ایس پی بہن ہے بوجھ نہیں جانو پہلے سربراہ کو لاؤ بعد میں سوچیں گے" وہ کہتا باہر کی جانب مضبوط قدم قالین پر رکھتا چلا گیا عارب مسکرو دیا اور برہان نے ضبط سے مٹھیاں بچینی

مسکان نے بھی جاتے ہوئے سعیر عالم کی پشت دیکھی

اسے تو قائل کرنا بھول گئی اصل دیودشمن تو یہ سامنے والا تھا۔۔۔

"عالم نے جو کہا ہے اس پر عمل کریں بعد کا بعد پر سوچیں گے" عارب بھی کہہ کر چلا گیا مسکان پہ جتنی نظر ڈال کر

انکے جاتے ہی وہ غصے سے بھرے کھڑے برہان کے سامنے آئی

"جانو کسی دوسری کو ڈھونڈو اپنے ایگریمنٹ کیلئے"۔۔۔ وہ مایوسی سے گویا ہوئی کہ برہان نے سوچ سے سر

نکال کر سامنے آیا اور لبوں پر تبسم سجا کر اسکے سامنے آکا

مسکان نے سراٹھا کر اسے دیکھا

"میرے ایگریمنٹ پر تم ہی فٹ آرہی ہو میڈم مسکان دودو بھائیوں کی لاڈلی"۔۔۔ وہ لاڈلی پر زور دیتا کہہ کر

وہاں ایک سیکنڈ مزید رکے چلا گیا۔۔۔۔



"اچھا ہے" وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کر جیب سے بیل نکال کر منہ میں ڈالتی صوفے پر گر گئی

وہ شوز تلے سگریٹ کو مسل کر، سگریٹ کی بو منہ سے خارج کرتا ایک گہرا سانس بھر کر دروازہ کھولتے ہال نما اپنے خوبصورت روم میں داخل ہوا تو نظریں سیدھا سامنے الماری سے اپنا ڈریس ٹولتی اسکی گھٹنوں تک آتی

سفید شرٹ اور کھلے کالے لمبے بال جو اسکی پشت پر آبشار کی طرح بکھرے ہوئے تھے وہ جھنجھلائی سی مہکتا گلاب لگ رہی تھی۔۔۔

کلاسیک اردو منیریل

عالم نے متبسم آنکھوں سے اسکے توبہ شکن سراپے پر ایک بھرپور نظر ڈالتے دروازہ پیچھے سے دونوں ہاتھوں سے بند کیا۔۔۔

بھاری قدموں کی دھمک چھوڑتے وہ آہستہ سے قدم اٹھانے لگا۔۔۔

دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر حورالعین ٹھٹھک گئی اسکا دل بری طرح ڈھڑکنے لگا اور عالم کا سوچتی پسینے سے شرابو ہوتی جھجک کر پیچھے ہوئی اسکی پلکیں لرز رہی تھی اور بدن پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی۔۔۔

سگریٹ اور اسکی خوشبو نے مزید اسکی موجودگی کا پختہ ثبوت دیا اسکے اندر میں اتھل پتھل مچ گئی۔

"اتنی جلد جاگ گئی"۔۔۔۔۔ عالم اسکے سامنے رکا تو حورالعیین اسکے چوڑے پھیلے مضبوط جسم کے سامنے دب گئی۔۔۔

"وہ نیند نہیں آرہی تھی"۔۔۔ اسکی سانسیں پھولنے لگی تھی اسکا گھمبیر بھاری لہجہ اسکی قربت پر اسکی ٹانگیں ساتھ چھوڑ رہی تھی پانوں سن ہو گئے تھے۔۔۔

شرم و گھبراہٹ نے ایسا حال کر دیا تھا کہ وہ اسکی کھلی لمبی آستینوں سے اپنی مومی گداز انگلیاں نکال کر منہ پر رکھ کر سانس بھرنے لگی۔۔

"ایوری تھنگ اوکے۔ ٹیک اٹ ایزی۔۔۔ اسکی کانپتی مومی انگلیاں منہ سے ہٹائے لہجے میں بلا کی نرمی سمائے وہ اسکا سر سہلانے لگا۔۔۔"

"مم۔۔ میں فریش ہ۔۔ ہو جائوں۔۔"۔۔ اسے اپنے حلیے سے شرمندی ہو رہی تھی وہ جانتی تھی وہ کتنی عجیب لگ رہی ہوگی۔۔

اور اسے شرم بھی محسوس ہو رہا تھا اسلئے وہ انگلیوں کی مدد سے بار بار شرٹ کو نیچے کھینچ رہی تھی۔۔۔

رخسار دہک کر لال ٹماٹر ہو گئے تھے کہ خون کی گردش پر اسے لگا اسکی رخساروں سے چھلک پڑے گا۔۔۔

"ہمممم"۔۔۔۔۔ سعیر نے سر ہلایا اور اسے ساتھ لگا کر الماری سے اسکے لئے کافی ڈیسز کو چھوڑ کر خوبصورت

میرون کلر کا لانگ فرائنگ نکالنے لگا جس پر گولڈن نفیس کام تھا۔۔۔

وہ اسکی پسند کے کپڑے تو پہنتی تھی۔۔۔

ہر چیز اسکی پسند کی ہوتی تھی۔۔

اور جب وہ اس سے پوچھتا تھا کہ کیسے ہیں تب وہ انہیں ہاتھوں سے محسوس کر کے انگلی سے اوکے کا اشارہ دیتی

--

رنگوں سے تو واقف نہیں تھی۔۔

صرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا آنکھوں میں۔۔۔۔

نور بتاتی تھی کہ یہ گلابی کلر ہے اور وہ پوچھتی کہ گلابی بھی کون سا رنگ ہے تب نور بے بسی سے دیکھتی رہ جاتی اسے۔۔۔! اور بات بدل دیتی۔۔۔

"یہ تم پر آج بہت خوب لگے گا، جیسے تم آج مہکتا تازہ گلاب لگ رہی ہو ویسے ہی یہ تمہارے سر آپے کو اور تازگی بخشے گا۔۔۔ وہ جھک کر سرگوشی میں بولا کہ حور بے ساختہ بے ترتیب دھڑکنوں اور بدحواسی سے انگلی دانتوں تلے دبا گئی کہ خود ہی سسکی لے اٹھی۔۔۔

"اف۔۔۔ اسکی کراہ پر عالم کی نظریں اسکی شفاف میدے جیسی رنگت والی صراحی گردن سے بھٹکتی اسکی انگلی پر آئی تو خون کی ننھی بوند دیکھ کر چونک گیا۔۔

آنکھیں جو خمار آلودہ ہوئی تھی ایک دم ان میں پریشانی چھا گئی

"یہ کیسے ہوا عین۔۔۔؟ حور نے درد سے ڈبڈبائی آنکھیں اٹھائیں عالم کی پریشان نظریں اسکی آنکھوں پر آئیں تو سرخی آلودہ آنکھوں میں تیرتے پانی کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا

"منہ میں آگئی"۔۔۔ اسنے لمبی سی کھلی شرٹ کے آستین میں موجود ہاتھ سے آنکھیں مسلی تو وہ اور حشر برپا کر گئی عالم پر۔۔۔

"کیسے آگئی ڈار لنگ"۔۔۔؟؟ اسنے اسکی انگلی کو لبوں سے لگایا تو حور کے جسم میں کرنٹ پھیل گیا۔۔۔

"خج۔۔۔ خود چلی گئی"۔۔۔ اپنے ہاتھ کو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتی وہ ہلکائی بولی

سانسوں کے زیر و بم پر عالم جھک آیا اسکی نرم گرم سانسوں پر۔۔۔

"چھ۔۔۔ چھوڑیں"۔۔۔۔۔ وہ مچلی اسکے حصار میں۔۔۔

"صبح تو نہیں ہوئی جانِ عالم"۔۔۔ اسکی ٹھوڑی پر موجود تل پر اپنے دہکتے لب رکھ کر اسکی سانسیں حلق میں دبا گیا

"ہہ۔۔۔ ہو گئی ہے مینے ابھی کھڑکی پر اپنے ہاتھ پہ دھوپ محسوس کی"۔۔۔ اپنی گردن پر اسکے لب محسوس کرتی وہ سمیٹ گئی



"اچھا بہت ہوشیار ہو"۔۔۔ وہ ہنس پڑا اور اسکی بدتر ہوتی حالت پر رحم کرتے اپنے حصار سے آزادی بخشی جس پر حور نے دل پر ہاتھ رکھ کر سکون کا سانس لیا۔۔۔

"وہ تو میں ہوں"۔۔۔ حور نے مدہم آواز میں کہتے چھوٹی سی سرخ ناک سکڑی

"اچھا"۔۔۔ عالم نے شرارتاً انداز میں اچھا کو کھینچتے اسکی کمر کو اپنے ہاتھ سے جکڑا اور کھینچ کر اسے اپنے چوڑے سینے سے لگایا کہ وہ اچانک اس افدات پر بوکھلا گئی

"میں حج۔۔۔ جاؤں"۔۔۔ اپنی کمر پر اسکی مضبوط انگلیاں محسوس کرتے منمنائی  
آس پاس جیسے خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھیں

"اتنی جلدی"۔۔۔۔۔ دوسرا ہاتھ اسکے بالوں میں پھنسائے گھمبیر سرگوشی کی

"ہہ۔۔۔ ہاں میں اچھا فیل نہیں کر رہی آپکی شرٹ میں مم۔۔۔ مجھے بہت شرم آرہی ہے"۔۔۔ وہ منہ اسکے سینے میں چھپا کر جیسے گناہ کا اطراف کرنے لگی اور اسکی ادا پر عالم نثار ہو گیا

"ایک بار مسکرا کر دیکھا تو پھر آزادی ملے گی"۔۔۔ نرم سی گرفت میں اسکے ملائم ریشم جیسے بال لیکر آہستہ سے انہیں پیچھے کیا تو حور کا چہرہ بلند ہوا۔۔۔

پر وہ اسکی بات پر ہی حیران پریشان آنکھیں جھپکاتی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اسکی فرمائش کو۔۔

"ایک تمہاری ادائیں ایسی ہیں کہ پتھر کو بھی پھگلا دو"۔۔۔ اسکی گھنی سیاہ پلکوں کو جھپکنے والی اد پر وہ سرگوشی میں بولا تو خود بخود لبوں میں مسکراہٹ آگئی

اور عالم نے بڑی چاہت سے اسکے پنکھڑیوں جیسے گلابی لبوں پر مسکراہٹ دیکھی اور پھولے گالوں میں ڈمپل

اور جھک کر اسکے دونوں ڈمپلز کو باری باری اپنے عنابی لبوں سے چھوا کہ حورالعین شرما کر نظریں جھکا گئی اور اسکے مونچھوں کی چھبیں پر سمٹ گئی

مہوش علی

"اب جاؤ جب تک میں ناشتہ لیکر آؤں"۔۔۔ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اسکے ہاتھوں میں ڈریس تھما کر باتھروم میں چھوڑ گیا اور خود دروازہ بند کرتے باہر نکل آیا۔۔۔

"کیا سب کے شوہر عالم جیسے ہوتے ہیں" شرم سے وہ دروازے کی پشت سے کمرٹکا کر خود سے پوچھنے لگی

"نہیں ان کے جیسا کوئی نہیں ہو گا یہ کروڑوں میں ایک ہوں گے"۔۔۔ وہ سوچتی فریش ہونے لگی۔۔

اور عالم کے لوٹنے سے پہلے شاور لیکر باتھروم سے باہر نکلی۔۔۔

چلتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آئی اور بالوں کو تولیے سے آزاد کیا تو بھینگے بال اسکی پشت پر پھیل گئے۔۔۔  
تولیہ وہ سائیڈ پر رکھتی ڈریسنگ ٹیبل پہ ہاتھ رکھ کر برش ٹٹولنے لگی اور جب اسکے ہاتھ لگا تو اٹھا کر بالوں میں  
پھیرنے لگی۔۔۔

پرا لچھے بالوں میں برش اس سے زیادہ بری طرح الجھ گیا۔۔۔

"ابی۔۔۔ حور العین نے دانت ایک دوسرے دانت پر رکھ کر غصے سے چڑچڑی آواز نکالی۔۔۔

اسے ہمیشہ لمے بال سے کھا رہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی اتنے لمبے بال جنہیں سنبھالنا اس سے مشکل ہو جاتا تھا۔۔۔

"اف میں تم سب کو کٹوا رہی ہوں ابھی کے ابھی مسنی کو بلا کر"۔۔۔ وہ انہیں دھمکی دیتی بولی

روم میں ٹرے لیکر داخل ہوتے عالم نے اسکی غصے بھری آواز باخوبی سنی تھی۔۔۔

"بغیر مجھ سے پوچھے"۔۔۔!! اسکے بال آگے کرتے اسکی ڈوریاں باندھتے ہوئے پوچھا لہجے میں سختی تھی جو

حور العین کو لب دبانے پر مجبور کر گئی

"میں ان سے مزاق کر رہی تھی"۔۔۔ برش اسکے ہاتھ میں تھماتے ہوئے وہ بولی

عالم کے لبوں پر تبسم کھلا

"یہ تم سے کرتے ہیں"۔۔۔؟ آہستہ سے بالوں میں برش پھیرتے ہوئے پوچھا

"میں تو آپ سے مزاق کر رہی تھی"۔۔ حور ہنستے بولی عالم نے آئینے میں اس کے میروں کلر میں دکتے سراپے کو دیکھا اور اس کے بال سلجھا کر آگے رکھتے، اس کے نازک شانے پر اپنی ٹھوڑی ٹکا کر

اسکی نازک کمر کے گرد بازو پھلائے اور اسے پوری طرح اپنے حصار میں لے لیا کہ وہ چھپ گئی اس کے چوڑے سینے میں۔



"سلام نہیں کیا"۔۔۔؟؟ بھیگی گردن میں منہ چھپاتے ہوئے پوچھا

"ر۔۔۔ رات کو کیا تھا"۔۔۔ حور پھر سے اسے پٹری سے اترتے دیکھ کر انگلیاں پٹختی معصومیت سے بولی

"رات گئی بات گئی نیادن نئی بات"۔۔۔ اسے گھما کر سامنے کیا

"بولو"۔۔۔ اس کے لرزتے لبوں پر انگلی پھیرتے کہا

حور العین بھیگی ہتھیلیوں کو آپس میں مسلنے لگی۔۔۔

"کونسی منحوس گھڑی تھی جب مینے انگلش سیکھنے کی فرمائش کی"۔۔ ناک سکڑ کر سوچتی لب دبا گئی



بولو یا میں بلوائوں"۔۔۔!! اسے کھینچ کر سینے سے لگاتے کہا حور العین سینے میں منہ چھپا گئی

"یا اللہ میں جان گئی ہوں کہ اپنے میری آنکھوں میں بینائی کیوں نہیں دی اس لئے ناکہ میں شرم سے اس بے باک انسان کو دیکھ ناپائوں"۔۔۔ وہ دل ہی دل میں سوچتی سر ہلانے لگی اقرار کرتی

"اے اسلام۔۔۔۔۔ وہ ابھی سلام۔ مکمل کرتی اس سے پہلے ہی عالم نے اسکا سراونچا کرتے اسکی آواز حلق میں

ہی دبا دی  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

اور حور العین آنکھیں پھیلانے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی  
سروش علی

"اب بولو"۔۔۔۔۔ بالوں کو پیچھے کرتے اسکے بھگے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے مسکراتی آواز میں کہا

حور بے بسی سے اسکے سینے پر مکہ مار کر سر ٹکا گئی

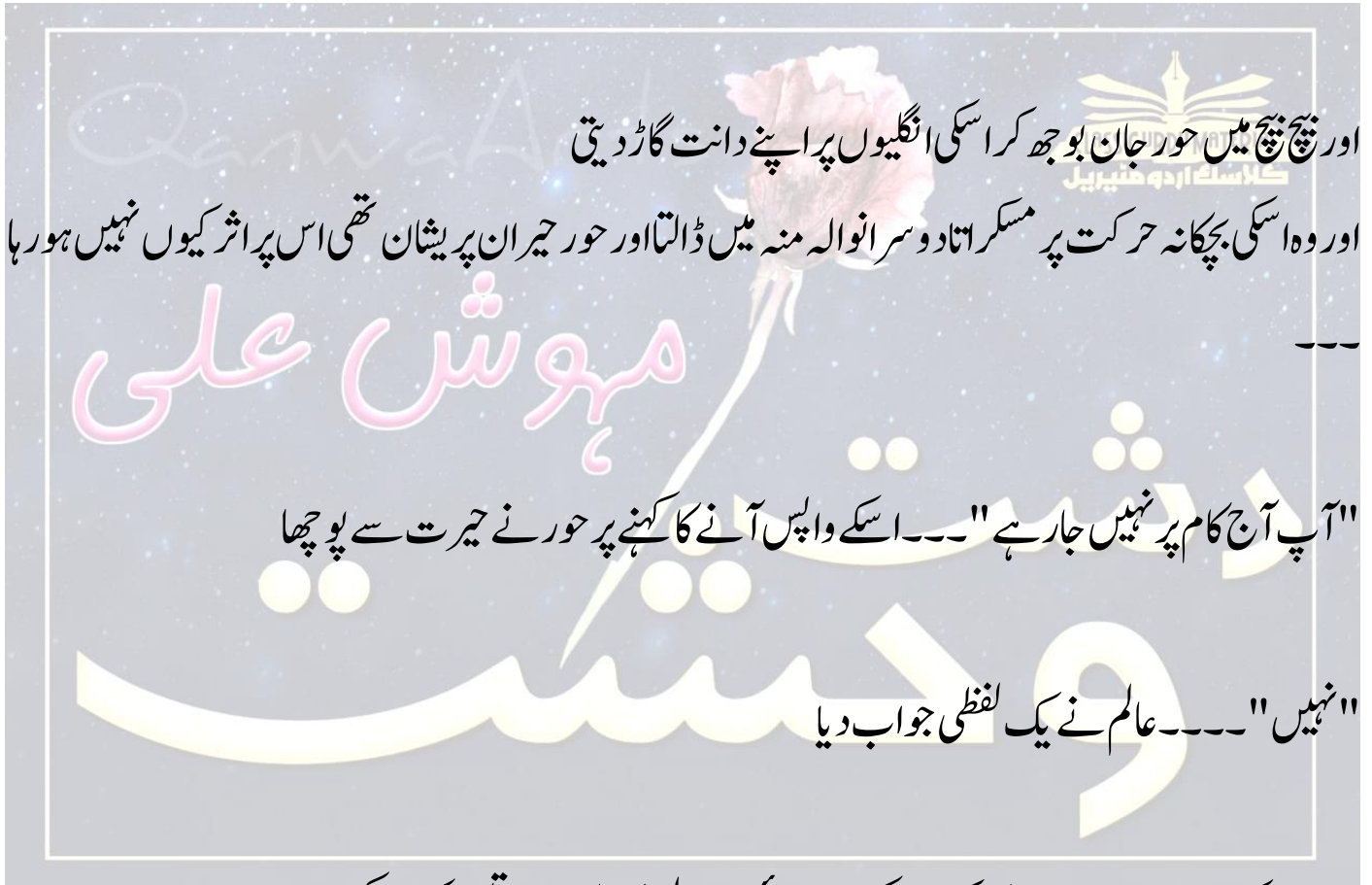
"بہت برے ہیں"۔۔۔۔۔ دوسرا مکہ اسکے مضبوط توانا بازو پر مارا

"I love u"

منہ بگاڑ کر بولی تو عالم ہنس پڑا اسکے نقش پر

“I Love u too”

اسے بانہوں میں بھر کر صوفے پر لایا اور اسکے جھجک شرم کو ایک طرف رکھتے اسے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروانے لگا۔۔۔



"ہیں پر کیوں"۔۔۔؟ وہ سٹپٹا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور عالم کے لبوں پر تبسم کھلا اسکی حالت پر

"واپس آکر بتائوں گا"۔۔۔ اسکے سرخ ٹماٹر ہوتے گال کو چھو کر وہ ٹرے اٹھا کر چلا گیا  
اور حور کا سوچتے ہی اوپر کا سانس اور اور نیچے کا نیچے رہ گیا

"مجھے سو جانا چاہیے"۔۔۔ وہ ہڑ بڑا کر سوچتی بیڈ کی جانب قدم اٹھاتی اوپر چڑھ کر کمفرٹر سر تک اوڑھے اندر گھس گئی

عالم نے کوٹ پینگ کرتے اسکے کمفرٹر میں چھپے وجود کو دیکھا اور مسکراتا بیڈ پر آیا

"بہت خوب بے بی"۔۔۔ اسکی سرگوشی پر حورا لعین کا مدھر کھنکندار قہقہہ گونجا۔۔

\*-----❤️-----\*

"برہان بھائی تائی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں کہاں لیکر جا رہے ہیں"۔۔۔ نور سیڑھیاں اترتی روتی ہوئی آسیہ بیگم کو ساتھ لے جاتے برہان سے کہا

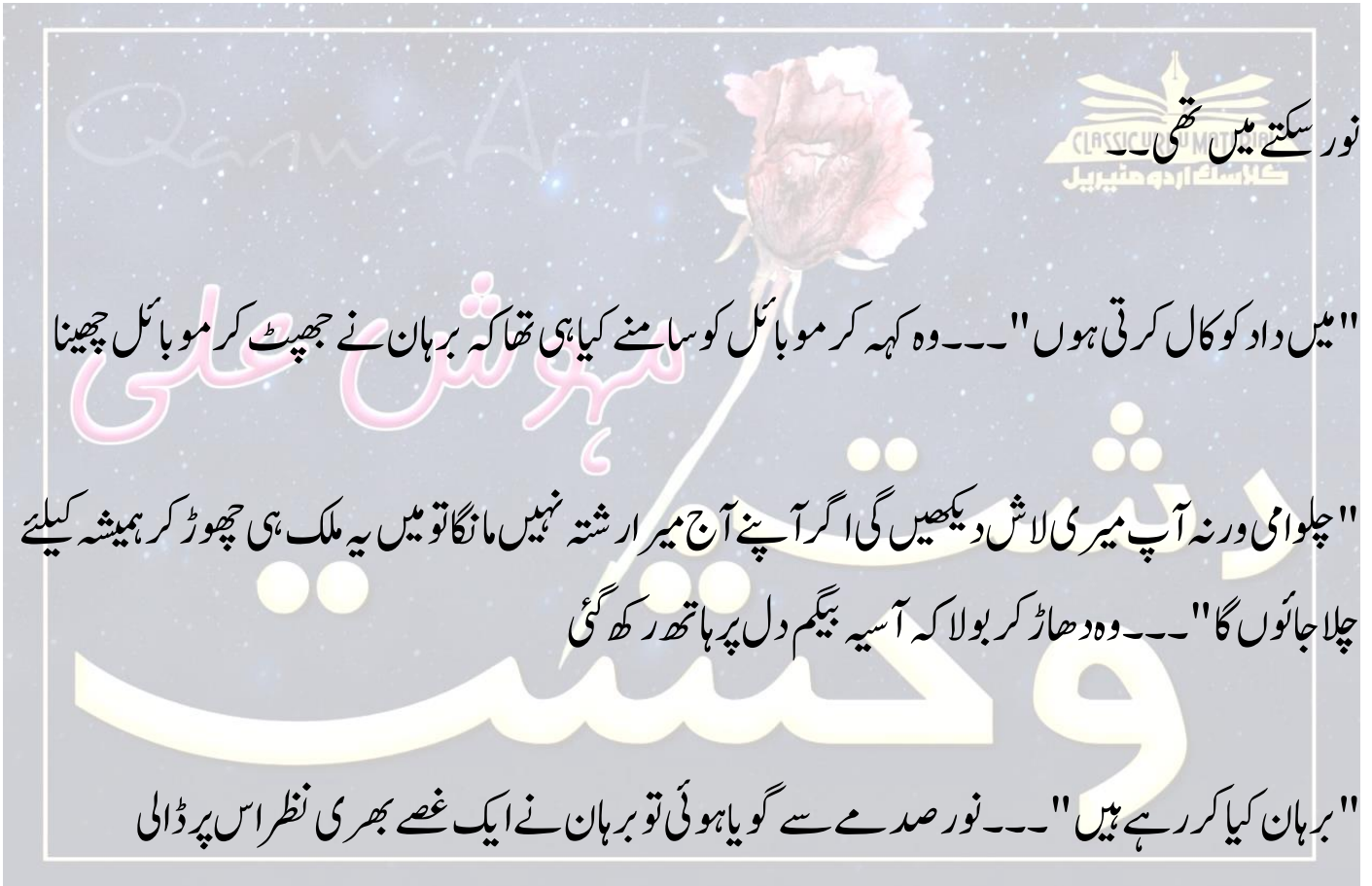
"تم یہاں اکیلی ہو"۔۔۔؟ اسکی بات کو نظر انداز کرتے پوچھا نور نے تعجب سے اس برہان کو دیکھا جو بالکل بدلہ ہوا تھا

"میں آپ سے کہہ رہی ہوں کہ تائی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں اور آپ میری اکیلے ہونے کا پوچھ رہے ہیں" وہ غصے سے کہتی دودو سیڑھیاں ساتھ پھلانگتی تائی امی کے پاس پہنچی۔

"دونوں آجائو"۔۔۔ وہ کہتا نور کو ششدر چھوڑ کر آگے بڑھ گیا

"یہ کیا ہو گیا ہے انہیں تائی امی"۔۔۔ وہ حیران سی آسیہ بیگم سے پوچھنے لگی

"مت پوچھو بیٹا پاگل ہو گیا ہے اس غنڈے کی بہن سے شادی کرنے جا رہا ہے اور رشتے کیلئے تیرے تایا ابو اور مجھے ساتھ لیکر جا رہا ہے باولا"۔۔۔ آسیہ بیگم آنسوؤں پونچھتی ہوئی بتانے لگی



"چپ چاپ پیچھے آؤ ورنہ اگر میں یہاں سے نکلا تو ہمیشہ کیلئے نکل جاؤں گا" وہ کہہ کر رکا نہیں اور آسیہ بیگم بے آواز آنسوؤں بہاتی اسکے پیچھے آئی اور انکی حالت کے زیر نظر نور بھی پیچھے بھاگ آئی۔

"کہیں مسکان کی تو بات نہیں کر رہے"۔۔۔ وہ سوچتی گاڑی میں آسیہ بیگم کے ساتھ بیٹھی



"برہان بھائی موبائل دیں" اسنے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے برہان کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا

"چپ کر کے بیٹھو مل جائے گی تمہیں موبائل" ایک جھڑک نے ہی نور کا منہ بند کر دیا اور وہ ڈبڈباتی نظروں سے آسیہ بیگم کو دیکھنے لگی

اور آسیہ بیگم تو کسی اور ہی جہاں میں پہنچی ہوئی تھی۔۔۔  
انہیں برہان کے تیوروں سے خوف آ رہا تھا  
جوان خون تھا کیا کر گزرے۔۔۔

انکا اتنا سلجھا سمجھا رہیٹا انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اسکی زندگی درگو کر دی۔۔۔

گاڑی عالم کے بنگلے کے سامنے رکی جہاں پریشان سے کمال صاحب پہلے ہی موجود تھے۔۔۔

"برہان کیوں بلایا ہے یہاں"۔۔۔؟ کمال صاحب نے غصے سے پوچھا

"اپنے بڑے بیٹے کا رشتہ مانگنے کیلئے" وہ کہتا گاڑی لاک کرتے تمسخرے بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگا

"تم پاگل ہو گئے ہو" وہ غصے سے بھڑک کر دھاڑے پر لہجہ کانپ رہا تھا

"ہاں پاگل ہو گیا ہوں آپ دونوں نے بنایا ہے مجھے پاگل" وہ آس پاس کا خیال کئے بغیر غرایا

کمال صاحب اسکے مسلسل گستاخ لہجے پر خو نثار ہو کر اسے دیکھنے لگے

"چلو واپس بیگم یہ پاگل ہو گیا ہے" وہ کہہ کر آسیہ بیگم کو ساتھ لے جانے لگے اور نور کو بھی اشارہ دیا

"جائیں شوق سے جائیں پر ذرا کمال صاحب یہاں بھی نظریں ڈالتے جائیں"۔۔۔ اسنے پیچھے سے تمسخرے بھری نظروں سے پکارا

وہ ٹھٹھک کر ر کے اور غصے سے مڑے

"تمہاری یہ مجال نافرمان تم باپ کو نام سے پکارو گے" وہ دھاڑ کر اسکی جانب لپکے پر اسکے ہاتھ میں موجود

امریکہ کی فلائٹ کے شام کے ٹکٹ دیکھ کر ساکت رہ گئے

"اگر آپ نے اندر قدم نہیں رکھے تو میرے قدم ہمیشہ کیلئے پاکستان سے نکل جائیں گے" وہ انکی آنکھوں میں دیکھ

کر گویا ہوا

اور کمال صاحب اس کے اس طرح بدلنے پر ششدر رہ گئے  
اور پھر ہوا وہی جو برہان نے چاہا کیونکہ اس بوڑھا پے میں وہ بیٹے کی جدائی قطعی برداشت نہیں کر سکتے تھے اور  
ناہی انکی بیگم۔۔

سب خاموش عالم کا چہرہ تک رہے تھے کہ اب کونسا فیصلہ ہونے والا ہے۔۔۔

حور کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا کہ شکر برہان نے اسے سمجھا اور اپنی زندگی میں آگے بڑھا۔۔۔

وہ نور کے ساتھ بیٹھی تھی گولڈن فراک میں آسمان سے اتری حور لگ رہی تھی۔۔

تائی امی نے بہت غور سے اسکے سرخ دکتے خوبصورت چہرے کو دیکھا اور وہ عمر گزار آئی تھی اسکی خوشی کا  
اندازہ اسکی لبوں پر ٹکی شریکیں مسکراہٹ، نابینا آنکھوں میں چمکتے جگنو سے اسے اسکی خوش قسمتی کا اندازہ ہو رہا  
تھا۔۔

اسے یقین نہیں تھا کہ اتنا خوبصورت مردانہ وجاہت کا مالک جسکی شخصیت کے سامنے اسکے خوب رویہ ٹاڈ گیا  
تھا اس آدمی کے پاس حوراللعین اتنی خوش تھی حیرت ہی حیرت تھی۔۔۔

آخر وہ بھی مرد تھا اور ایک مرد کیسے داغ دار عورت کو اپنا ہم سفر بنا کر اتنا خوش رکھ سکتا ہے۔۔۔

اسنے تو سوچا تھا وہ ایک افیت بھری زندگی گزار رہی ہوگی پر۔۔۔  
پہلے سے حسین ترین لڑکی کو دیکھ کر کسی مہکتے گلاب کا گمان ہو رہا تھا۔۔

انہونے سر جھٹک کر عالم کو دیکھا جس کی شخصیت پورے ڈرائنگ روم میں چھائی ہوئی تھی اور جسامت کو دیکھ کر حیرت سے گنگ رہ گئی۔۔

وہ تو کوئی پتھر کے بت کا گمان دے رہا تھا۔۔۔

اور انہیں خوف سا محسوس ہوا۔۔

"آخر کیسے حور العین اس دیو جیسے شخص کے ساتھ رہتی ہوگی۔۔۔ اگر کبھی جو ایک تھپڑا تو کیا اس نازک کی حالت ہوئی ہوگی۔۔

وہ جھڑ جھڑی لیکر دوپٹہ درست کرنے لگی۔۔

"ٹھیک ہے ہمیں یہ رشتہ منظور ہے پر یہ بات کانوں میں بیٹھالیں سب اگر مسکان کو کچھ بھی ہوا یا سکی آنکھ سے آنسوؤں نکلا تو میں ویسے ہی بیسٹ نام سے مشور ہوں آگے ایس پی اور کمال صاحب سمجھدار ہیں۔۔۔ وہ تمسخرے بھری نظر برہان پر ڈال کر بولا تو کمال صاحب اسے پورا یقین دلانے لگے۔۔



اور برہان خاموش بیٹھا تھا۔۔

"ہم صرف سادگی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اور ولیمہ میرے چھوٹے بیٹے کی رخصتی میں کریں گے"۔۔ آسیہ بیگم نے کہا تو عالم نے عارب کو دیکھا جس نے سر ہلا کر اپنی رضامندی تو اسے کیا ٹینشن ہو سکتی تھی۔۔

"ٹھیک ہے کل شام کو نکاح کا وقت رکھ لیتے ہیں اور رات کو رخصتی" برہان کے لب ہلے تو سب نے ایک دوسرے سے مشورہ لیتے سر ہلایا

"مبارک ہو برہان" حور العین عالم کے ساتھ بیٹھی مسکرا کر بولی

"تمہیں بھی" برہان نے بددلی سے کہا پر چہرے پر تاثرات ظاہر ہونے نہیں دئے۔۔

عالم کی نظریں حور پر ٹکی ہوئی تھی جو اس کے قریب بیٹھی تھی۔۔

نور بھی ساتھ والے صوفے پر بیٹھی تھی بیچ بیچ میں اس سے کوئی بات کر لیتی تو حور مسکرا کر اس کا جواب دیتی اور اسے اپنی خوشحال زندگی کا یقین دلاتی۔۔

جو آسیہ بیگم کے کانوں سے پوشیدہ نہیں تھے۔۔

انہیں پتا نہیں کیوں حور پر رحم نہیں آ رہا تھا جو انہیں نور پر آتا تھا۔۔

اسے دیکھ کر انہیں خوشی نہیں ہو رہی تھی البتہ بیزاریت ہو رہی غصہ آ رہا تھا شاید اپنے بیٹے کی وجہ سے جو اسکی محبت میں ماں باپ سب کچھ بھلائے پتا نہیں کن راہوں کا مسافر بن بیٹھا تھا۔

"ٹھیک ہے کل ہم مولوی صاحب کے ساتھ آئیں گے" کمال صاحب نے کہا تو عارب نے سر ہلایا

برہان نے خود میسج کر کے مسکان کو اپنے ماں باپ کے سامنے آنے سے منع کیا تھا ورنہ تو وہ خوشی سے اپنی ساس سر سے ملنا چاہتی تھی۔

پر برہان کا حکم بھی آنکھوں پر تھا تبھی اپنے روم میں تھی اور عارب اسکی گریز کو شرم حیا سمجھ رہا تھا۔۔۔

"آج ہم ساتھ چلیں گے شاپنگ کرنے شادی کی" حور ڈرائنگ روم میں بیٹھے ایل ای ڈی پر نظر ٹکائے عالم سے بولی جوانکے جاتے ہی وہی دراز ہو گیا تھا اور ساتھ حور العین کو بھی اپنے پاس بیٹھا لیا تھا۔۔

"ابھی؟"۔۔۔ عالم کی ساری توجہ اسکی چھوٹی چھوٹی شرارتوں پر تھی جو مونچھوں داڑھی سے کھیل رہی تھی۔

"رات کو"۔۔۔ وہ خوشی سے بولی اسکے مان جانے پر

عالم نے کچھ سوچتے سر ہلایا

"ٹھیک ہے چلیں گے"۔۔۔ وہ غیر ارادہ طور پر راضی ہو گیا اور حور نے خوشی سے نعرہ لگایا

"مسنی چلے گی شادی کی شاپنگ کرنے ہمارے ساتھ" وہ سمجھتی پوچھنے لگی

"نہیں وہ خود کر لے گی" عالم نے سختی سے کہا کہیں پھر اسے ساتھ لے جانے کی ضد نہ کر لے۔

اور ویسا ہی ہونے والا کہ لب پھڑ پھڑا کر رک گئے۔۔

"اوکے ہم دونوں جائیں گے ویسے میں کونسا سوٹ لوں"۔۔ اس کے شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتی پوچھنے لگی تو  
سعیر نے مسکراہٹ دبائی

"سارے لے لینا بے بی سب تمہارے ہوں گے جس پر بھی ہاتھ رکھو گی" وہ اسکی بالوں کی لٹ کو کھینچتے ہوئے  
وہ بولا تو حور سر ہلا گئی

"ویسے مینے پازیب بھی لینی ہے"۔۔!

"اوکے اور" وہ اب مکمل اسکی طرف متوجہ ہو گیا تھا اور حور انگلیوں پر گن گن کر اپنی معصوم خواہشیں ابھار کر  
اسے سنانے لگی اور وہ غور سے اس کے معصوم چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ سب ملیں گی"۔۔۔؟؟ آخر میں گہرا سانس خارج کرتے پوچھا

"ضرور ملیں گی"۔۔!! اسنے کہتے اسکے ماتھے پر لب رکھے حورالعین شرماگئی

"ہم کب چل رہے ہیں"۔۔۔؟؟ وہ بے صبری سے ہاتھ مسلتی پوچھنے لگی عالم نے عارب کی دی ہوئی فائل سے نظریں ہٹائیں تو سامنے گولڈن فراک میں صوفے پر پیرپسارے بیٹھی بالوں کے جوڑے سے نکلتی شریں لٹوں کی جسارتیں برداشت کرتی اسے مسکرا نے پر مجبور کر گئی

"عارب مسکان کو آنے دو چل رہے ہیں"۔۔۔!! وہ کہہ کر واپس فائل کی جانب متوجہ ہوا

"ابھی نہیں آرہے اتنی دیر کر دی ہے"۔ غصے سے بڑبڑاتی وہ اٹھی اور آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتی بالوں کی چوٹی بنانے لگی

عارب مسکان کو لیکر شاپنگ کروانے گیا تھا۔۔

اور عالم نے کہا تھا انکے آنے کے بعد چلیں گے تب سے وہ بے صبری سے یہاں وہاں گھوم رہی تھی۔۔

ڈنر بھی کر لیا تھا اور ہضم بھی ہو گیا تھا۔۔۔

"عالم مجھے معلوم ہے یہ مسنی ہی دیر کر رہی ہو گی ہو نہہ دلہن نا ہو گئی کوئی میم ہو گئی" وہ چڑ کر بولی



سیر نے سر ہلاتے ہوئے تاکید کی۔

"ایک آپ جواب نہیں دے رہے دوسرا میرا بے بی پتا نہیں کس حال میں ہو گا صبح سے نہیں ملی"۔۔۔ وہ بڑبڑائی

وہ تپتی ہوئی تھی اور عالم کے گھنی مونچھوں تلے لب مسکرا رہے تھے۔۔

وہ دور بیٹھا تھا تبھی اسکی بڑبڑاہٹ سن نہیں پارہا تھا پر غصے سے بل ڈالتی وہ ہر چیز بچ کر گزار ہی تھی۔۔

"غصہ کیوں کر رہی ہوں عین"۔۔ اسکے بال کو اسکی ظالم گرفت سے آزاد کرواتے بولا حور العین نے منہ بنایا

"ہم کب سے بیٹھے ہیں کیا پتا شاپ بند ہو جائیں پھر میں کہاں سے لوں گی پازیب، مانگ پٹی، چوڑیاں اور

آئس کریم"۔۔۔ وہ بھرائی آواز میں بول رہی تھی اور عالم اسکی معصومیت پہ لب دبا گیا

"سب ملیں گے میری عین کو اگر شاپ بند ہو گئے تو ہم واپس کھلو الیں گے پر خالی ہاتھ نہیں لوٹے گے، بھلا

ایسا ہو سکتا ہے عین فرمائش کرے اور عالم پوری ناکرے"۔۔۔ جیب سے چھوٹی سے مخمل کی کیس نکال کر

سامنے رکھی اور کھول کر اس میں چمکتے ڈائمنڈ کے ہارٹ میں لکھے "عین" پر انگلی پھیری اور پھر اسکی شفاف

صراحی گردن کو دیکھا،

اسکی لمبی کالی چوٹی کو ایک طرف کرتے اسکے گلے میں وہ خوبصورت سا پینڈنٹ پہنایا۔۔۔

"کیا ہے"۔۔ حور نے گلے میں سرکتے کسی چیز کی موجودگی پر پوچھا

"عالم کی عین"۔۔ پہنا کر اسکے گردن پر لب رکھے کہ وہ شرم سے چھوٹی ہو گئی۔۔

حور کے گال سرخی سے تپ گئے اور عالم نے مسکرا کر آئینے میں دونوں کا مکمل عکس دیکھا

"آگئے"۔۔ وہ خوشی سے نیچے سے آتی مسنی کی آواز پر چہکی۔۔

"یس آگئے"۔۔ اسنے بیڈ سے دوپٹہ اٹھا کر اسے اوڑھایا اور پائوں میں نفیس سی سینڈلز پہنائی۔۔

اسکا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا آنکھوں میں جگنوؤں سے برس رہے تھے۔۔

سعیر کوٹ پہن کر موبائل جیب میں رکھتا ریوالور اپنے پیچھے لگا اور شوز پہن کر اسکے پاس آیا۔۔

"آؤ شہزادی"۔۔ اسکے ماتھے پر لب رکھتے اسے اپنے ساتھ لگایا اور روم سے باہر نکلا۔۔

وہ عالم کے حصار میں سنبھل سنبھل کر قدم رکھتی خوش سے اڑ رہی تھی۔۔

"آپکو معلوم ہے پازیب کی آواز مجھے بہت پسند ہے"۔۔ اسکے بازو پر سرٹکا کر وہ جوش سے بولی

سعیر نے مسکراتے اسکے سر کو دیکھا۔۔۔

"اور مجھے تمہاری پسند بہت پسند ہے"۔۔۔ وہ بولا تو حور العین کی آنکھیں خوشی سے نم ہو گئی

"سب کچھ خرید لیا کچھ رہ تو نہیں گیا"۔۔۔؟؟ عالم نے عارب سے پوچھا جو گاڑ کے ساتھ سامان اندر رکھوا رہے تھے مسکان تھکی ہوئی تھی اسلئے چیخ کرنے چلی گئی۔۔۔

"جی سب آگیا ہے اب صرف فرنیچر رہتا ہے"۔۔۔ اسنے بتا کر ملازمہ کو جگہ دی جانے کیلئے

"ایس پی نے منع کیا ہے فرنیچر سے دیگر سامان سے"۔۔۔ عارب نے عالم کو دیکھتے کہا جو حور العین کے ساتھ کہیں جانے کی تیاری میں تھا۔۔۔

"ایس پی کی سن کون رہا ہے تم وہ کرو جو تمہارا دل کہتا ہے" وہ کہہ کر حور العین کو ساتھ لئے گھر سے باہر نکل

گیا پیچھے عارب نے سر ہلایا۔۔۔

سارے راستے وہ اسکی چھوٹی چھوٹی خواہشیں سنتے آیا اور اب شاپنگ مال کے سامنے گاڑی روکتے خود باہر نکلا اور ایک گہری نظر آس پاس پر ڈالتے حور العین کیلئے دروازہ کھولا۔۔۔

"آؤڈار لنگ"۔۔۔ اسنے اسکانازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر آہستہ سے کسی موم کی گڑیا کی طرح باہر نکلا اور گاڑی لاک کرتے سامنے کھڑے اپنے آدمی کو دیکھتے ہوئے اندر جانے لگا۔۔۔

وہ لڑکا اسکی گاڑی کیلئے تھا کہ کہیں حورالعیین کو چوٹ پہچانے کیلئے گاڑی کے ساتھ چھیڑ چھاڑنا ہو۔۔۔

"ب۔۔۔ بہت سے لوگ ہیں یہاں"۔۔۔ حورالعیین نروس ہوتی بولی  
"نہیں بہت کم ہیں"۔۔۔ اسکے ہاتھ پر نرمی سے دباؤ دیتے یقین دلایا تو وہ شکر کا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔  
اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے جیولر کے پاس آئے کہ وہاں موجود لوگوں کی نظر بھٹک بھٹک کر اس حسین مکمل جوڑے پر جا رہی تھی۔۔۔  
حورالعیین نے اپنے گرد حجاب کی اسٹائل میں دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا اور ایک ہاتھ عالم کے مضبوط ہاتھ میں دیکر اسکی انگلیاں میں اپنی کانپتی انگلیاں پھنسائی ہوئی تھی تو دوسرے سے اسکے بازو جکڑا ہوا تھا۔۔۔

"آئیے سر تشریف رکھیں"۔۔۔ شاپنگ مال کا اونر سعیر عالم کو اپنی مسز کے ساتھ دیکھ کر ایک دم خوشی سے آگے بڑھا اور ساتھ لیکر سعیر کے جیولری کی طرف اشارہ کرنے پر وہاں لایا

کراچی میں کون وہ شخصیت تھی جو سعیر عالم سے ناواقف تھی۔۔۔  
ایک اسکی پر ساسر ار شخصیت اور کچھ بڑھتی بزنس میں کامیابی سے ہر کوئی جانتا تھا۔۔۔

شاپنگ مال کا اونر خود اسکے سامنے مختلف خوبصورت نیپکس دیکھا رہا تھا۔۔۔



اور سعیر کو ان میں کوئی بھی حور العین کی گردن کے حساب سے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔  
کہاں اسکی شفاف خوبصورت صراحی گردن اور کہاں یہ پھیکے نیکلس۔۔۔

"عالم پازیب"۔۔ حور العین اسے دوسرے نیکلس نکالنے کا سنتی بازو ہلا کر بولی

عالم نے مسکراتی نظر اس پر ڈالی اور انگلیوں پر کچھ نرم ساد بانو دیا جیسے کہہ رہا ہو مجھے یاد ہے۔۔۔

اور وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔  
کلاسک اردو منیریل

کچھ بھی اسکے برابر کا نا لگا تو اسنے انتہائی مہنگے خوبصورت تین ڈائمنڈ کے سیٹ لے لئے اور اب پازیب چوڑیاں  
دیکھ رہا تھا۔۔۔

"سر آپ میڈم کو پہنا کر دیکھیں"۔۔ اس آدمی نے مشورہ دیا بغیر جانے کہ سعیر کو مشورے دینے والوں  
سے کتنی نفرت ہے۔۔۔

سعیر نے بھوری آنکھیں پازیب سے ہٹائیں اور اس مال کے اونر کو دیکھا جو کراچی کا سب سے مہنگا اور ملک کا  
مشہور مال تھا۔۔۔

"مجھے فالتو بولنے والے سے سخت نفرت ہے"۔۔ وہ غصے سے بولا تو وہ آدمی اپنی بے عزتی پر ہڑ بڑا گیا اور  
شرمندہ ہو کر نظریں پھیر گیا

"بیک کر دو یہ سب"۔۔۔ اسنے مختلف ڈیزائن کی دس خوبصورت پازیب کو پیک کروایا اور چوڑیاں لیں۔۔۔  
 پھر اسکی چھوٹی چھوٹی فرمائشیں سنتا اور اسے لیکر دیتا۔۔۔  
 پیچھے کھڑے اسکے دونوں آدمیوں نے بیگز تھامے رکھے تھے اور خود اسکے ساتھ قدم بڑھاتا اسکی سرگوشیاں  
 سن رہا تھا کہ اچانک کھنکدار قہقہے گونجے۔۔۔

سعیر نے ذرا سی نظریں ہٹائیں اور سامنے دیکھا جہاں کچھ لڑکیوں کا ٹولا شاپنگ کرنے کے ساتھ ہنسی مزاق کر  
 رہا تھا  
 اور چور سی نظریں ان دونوں پر بھی تھی۔۔۔

"عالم مت دیکھئے گا وہاں۔۔۔! آپکو معلوم ہے مما کہتی تھی جو لڑکیاں غیر مردوں کے سامنے ایسے قہقہے لگاتی  
 ہیں وہ اچھی نہیں ہوتی وہ ان مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں، اور میں جانتی ہوں یہ لڑکیاں آپکو دیکھ کر  
 ایسے ہنس رہی ہیں آپ وہاں نادیکھیں میں گھر چل کر آپکو قہقہے لگا کر دیکھائوں گی پلیز"۔۔۔ حور کا کہنا تھا کہ  
 سعیر نے اسکی بات پر زور دار قہقہہ لگایا۔۔۔

"مجھے منظور ہے"۔۔۔ اسنے جھک کر سرگوشی میں کہا اور حور جو اسکے قہقہے پر خفت سے سرخ ہو گئی تھی اسکے  
 ہامی بھرنے پر جھٹ سے سر ہلایا۔۔۔

"اوہ میں تو بالوں کے کلپ لینا بھول گئی"۔۔۔ اچانک اسنے سر پر ہاتھ مار کر کہا

سعیر نے اسے دیکھا۔۔

اگر وہ اس مال کو دیکھ لیتی تو کبھی اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا ناکہتی۔۔

"آؤ لے لیں میری جان اس میں کونسی بڑی والی بات ہے"۔۔۔۔ وہ اسے لیکر واپس آیا اور مختلف ہیرے کلپ لینے لگا۔۔

پچھے کھڑے اسکے آدمی سعیر عالم کی حالت پر اپنی مسکراہٹ چھپانے لگے جواب ہیرے پنزلے رہا تھا۔۔

"اوہ سعیر مینے رنگز نہیں لی یہ مسنی کی شادی ضروری پہننی ہیں اور کیچر، ایر رنگز، آر ملٹ، بریسلٹ افف ابھی تو بہت کچھ رہ گیا ہے"۔۔۔!! وہ پریشان سی بولی تو سعیر نے گردن گھما کر اپنے آدمیوں کے ہاتھوں میں تھامے بیگز کو دیکھا

قصور اسکا نہیں تھا اسنے ایک کہا تھا اور وہ پانچ دس ساتھ لیکر دے رہا تھا۔۔

"یاد کرو رہ نا گیا ہو کچھ پھر گھر چل کر کچھ مت کہنا کہ یہ رہ گیا"۔۔۔ وہ تیسری بار واپس آیا اسی کاؤنٹر پر۔۔

اور حور کے رہ جانے والی چیزیں لینے لگا۔۔

"اور کچھ"۔۔ اسنے تین بیگز اپنے آدمی کو تھمائے۔۔ اور اب ڈریس لینے چل پڑے۔۔

"سوچ رہی ہوں"۔۔۔ حور نے سر ہلاتے کہا۔۔

اور سعیر نے ایک انتہائی خوبصورت ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا لیا اسکے لئے اور دو جوڑے ساتھ میں دوسرے بھی۔۔

"کون سا سوٹ لیا ہے"۔۔۔؟؟ گاڑی میں بیگزر کھنے کے بعد وہ فرنٹ سیٹ پر آئی تو پوچھا

"برائیڈل"۔۔۔ کہہ کر اپنے آدمیوں کو جانے کا اشارہ دیتے گاڑی اسٹارٹ کی

"ہیں کونسا"۔۔۔؟؟ "یہ کیسا نام ہے کپڑوں کا برادل"۔۔۔ "برادل بھی کپڑے ہوتے ہیں"۔۔۔ وہ حیران

سی ہوئی اسنے تو کبھی ایسا نام نہیں سنا تھا

"ویسے کپڑوں کا قصور نہیں آپکی انگریزی ہی مری ہوئی ہے میں ایویں ہی آپکو پڑھا لکھا سمجھ رہی تھی"۔۔۔ وہ

ناک سکڑ کر بولی تو عالم ہنس پڑا

"یہ بات تو سو فیصد ٹھیک کہی۔۔۔ میری انگریزی اتنی مری ہوئی کہ جب زندہ ہوتی ہے تو تمہارے چہرے کا

رنگ گلابی سے سرخ کر دیتی ہے"۔۔۔ اسنے مسکراتے تاکید کی حور العین نے اسکی معنی خیز بات سمجھ کر مکہ

بازو پر مارا

"ایک تو آپ بہت بد تمیز ہیں عالم"۔۔۔ وہ شرم سے بولی



"اور مجھے بد تمیز بنانے والی تم ہو عین"۔۔۔ وہ پھر باز نا آیا

"اَسْتَغْفِرُ اللہ میں آپکو ایسی دیکھتی ہوں"۔۔۔ وہ کانوں کو ہاتھ لگا گئی

"تم کیسی لگتی ہوں مجھے یہ میں تمہیں بتا چکا ہوں اگر پھر سننے کا موڈ ہے تو گھر پہنچنے کا انتظار کرو"۔۔۔ ذو معنی

لہجہ اسے پانی پانی کر گیا

"کون سا فلیور کھاؤ گی"۔۔۔؟؟ اسکی مسلسل خاموشی پر مسکراتے پوچھا

"چاکلیٹ"۔۔۔ حور مسکراتی بولی تو کھڑکی کے باہر کھڑے اپنے آدمی کو چاکلیٹ کا کہا وہ مودب سا سر ہلا کر کر  
آئس کریم پارلر کی طرف چلا گیا۔

"آپکو کون سا فلیور پسند ہے"۔۔۔؟؟ وہ اسکی طرف رخ کر کے بولی  
اور سعیر نے سامنے سے نظریں ہٹا کر اسکی طرف نظریں کی۔۔۔

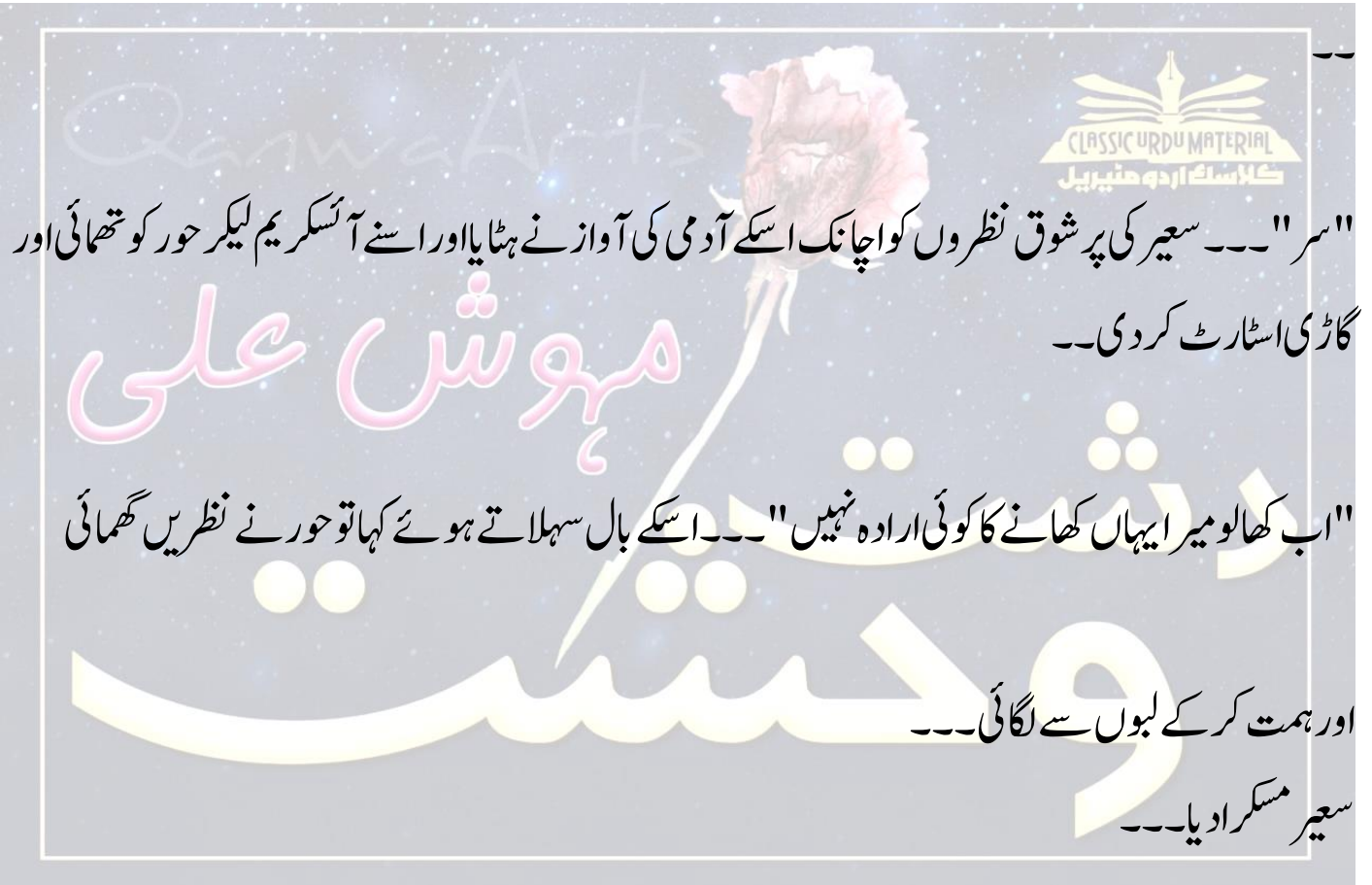
"تمہیں بہت زیادہ شوق ہے ڈارلنگ بار بار سرخ ہونے کا"۔۔۔ اسکے جواب پر حور العین شرمندہ ہو گئی

"اس میں سرخ ہونے کی کیا بات ہے صرف پسند ہی تو پوچھی ہے"۔۔۔ وہ منہ پھولا گئی

سعیر نے ابرو اٹھائی

"مجھے یہ فلیور پسند ہے،، کھلاؤ گی"۔۔۔؟؟ اسنے اپنی انگلی اسکے گلابی لبوں پر رکھی اور حورالعین سے توپلکیں اٹھانا محال ہو گیا

سرخ کیا وہ اسکے گھمبیر لہجے اور بے باکی پر لال نیلی پیلی ہو گئی ماتھے پر ننھی منے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے



"شرم نام کی تو چیز نہیں ان میں" وہ غصے سے بڑبڑائی تو عالم کا قہقہہ گاڑی کی فضا میں گونجا

\*-----\*

سب تیار تھے۔۔

نور العین نے گرین پائوں کو چھوتے لانگ فراک پہنا تھا جس پر گولڈن نفیس کام تھا اور نفیس سی جیولری، خوبصورت ہیئر سٹائل میں وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ سیر ہیاں اترتے داد کی نظریں جب آسیہ بیگم کے ساتھ کھڑی اس پر پڑی تو قدم وہیں ٹھٹھک کر رک گئے۔۔

اور بے تاب نظریں اسکے خوبصورت سراپے سے الجھنے لگی۔۔

اسکے معصوم نقش ان قدر پیارے تھے کہ داد کا دل مچل کر اسے چھو کر محسوس کرنے کی جسارت پر اکسار ہا تھا۔۔

ناک میں پہنی چمکتی نوزین اسکے حسن میں چار چاند لگا کر قیامت برپا کر گئی تھی۔۔

"ارے داد آگئے بیٹا"۔۔ آسیہ بیگم کی نظریں سیر ہیاں پر کھڑے داد پر پڑیں تو بولیں۔۔

"جی امی جان"۔۔ وہ انہیں مسکرا کر دیکھتا بولا تو نور نے اسکی طرف نظریں اٹھائیں وہ چلتا اسکے پاس آیا

دونوں کی نظریں ملیں اور نور اسکی نظروں میں محبت ستائش آنچ دیتے جذبات پر اسکی پلکیں لرزا اٹھی اور اپنے دل کی دھڑکنوں سے خوفزدہ ہوتی وہ غصے سے نظریں پھیر گئی۔۔

"مکینہ نا ہو تو ایکسرے نکال رہا ہے" وہ اسکی چھچھوڑی نظروں سے خفا ہوتی بڑبڑائی۔

داد جو آنکھوں میں محبت کا سمندر بسائے اسے دیکھ رہا تھا اسکے اس طرح نظریں پھرنے پر لب دبا گیا اور خود بھی نظریں پھیر لیں۔۔

"چلو میری بونی اپنے ہی آستانے پر چل رہی ہو، وہاں تفصیل ملاقات کریں گے" وہ دل میں سوچتا اس کے سر پر ایک گہری نظر ڈال کر آگے بڑھ گیا۔۔

اسنے روکا تھا برہان کو کہ اس قدر جلدی بازی کیسی پر برہان نے کہہ دیا تھا میرے معاملے میں کوئی نا آئے میں جو کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں، ایک نا ایک دن تو شادی کرنی ہے پھر کل کیوں نہیں۔۔

اور داد اسکے اٹل اندازے کو دیکھ کر خاموش ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا مسکان بھی اس سے محبت کرتی ہے۔۔

اور وہ ایسی لڑکی نہیں تھی جس پر ظلم جبر کی جائے وہ تو خود ایک غنڈی تھی ایس پی کو ٹھیک کرنے میں زیادہ وقت نہیں لے گی جانتا تھا۔۔

"چلیں"۔۔ پنک فراق میں اپنی فیری کی انگلی تھامے سفید کلفدار شلوار قمیض میں برہان علوی ہائوس میں داخل ہوا

کمال صاحب نے غصے سے دیکھا اور آسیہ بیگم کو اشارہ کیا۔۔



چند خاندان کی عورتوں کے ساتھ کچھ گواہوں کی موجودگی میں عالم کے بنگلے میں داخل ہوئے اور انکی گاڑیاں پارکنگ ایریا میں رکی۔۔۔

"واؤ دوست ہم یہاں سے ممالینے آئے ہیں"۔۔۔؟ وہ خوبصورت بنگلے کو دیکھتے ہوئے بولی تو آسیہ بیگم نے ناگواری سے چھوٹی سی مسکان کو دیکھا جو اسکے بیٹے پر پورا قبضہ کر چکی تھی۔۔

"یس مائے فیری آپکے دوست یہاں سے ممالینے آئیں ہیں"۔۔ وہ ایک نظر کمال صاحب پر ڈال کر بولا اور آگے بڑھ کر سامنے کھڑے عارب کے گلے لگا۔۔۔

نکاح سادگی سے ہو رہا تھا اسلئے زیادہ لوگ نہیں تھے۔۔  
صرف چند ہی تھے قریب کے لوگ۔۔

عارب سب سے ملتا کمال صاحب کے ساتھ ملنے لگا تو انہوں نے ایک نظر اسے دیکھ کر منہ پھیر کر اندر بڑھ گئے۔۔

عارب کی الجھی نظریں داد پر آئیں اور پھر برہان پر جس کے لبوں پر مخصوص مسکراہٹ تھی۔۔

"سوری ابو غصے میں ہیں اتنی جلدی شادی کرنے پر آئی ہو پو انڈر سٹنڈ"۔۔۔!! برہان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراہٹ سے آگ لگائی اور لفظوں سے تسلی دی

"برہان علوی میں تو سمجھ سکتا ہوں پر اپنے ابا صاحب کو کہیے گا اپنا غصہ اپنے پاس رکھے ورنہ میرے پاس مت آئیے گا کسی قسم کی شکایت کو لیکر"۔۔۔ وہ ذو معنی لہجے میں کہتے اندر بڑھ گیا

"ہو نہہ۔۔۔"۔۔!! برہان نے سر جھٹکا

کیا بے ہودہ کپڑے بھیجے ہیں ایس پی نے "۔۔۔ وہ گولڈن برائیڈل لہنگے چولی میں بڑے سے دوپٹے سے الجھتی باتھ روم سے باہر آئی اور گرتی گرتی بچی

میش علی

"میم آپ یہاں بیٹھیں میں آپکو تیار کر دوں"۔۔۔ پارلروالی نے اسے دیکھ کر کہا

اے جاری میرے کو نہیں کروانا لیا پوتی۔۔! اپن ایسے ہی ایس پی کو پسند ہے تو نکل یہاں سے"۔۔۔ وہ غصے سے دوپٹے نیچے پھینکتی بولی اور وارڈروب کو ٹٹولنے لگی۔۔

"میم آپ دلہن ہیں آپکو آج اسپیشل تیار ہونا ہے آپکے بھائی نے بھی ہدایات کی ہیں آپکو تیار کرنے کی"۔۔۔ پارلروالی اسکی لینگوئج پر حیران ہوتی اس انوکھی دلہن کو دیکھنے لگی۔۔

مسکان نے اسکی بکواس پر اسے گھورا اور سامنے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے پسٹل نکال کر اسکے پاس آئی۔۔

"تیرے کو کیا چاہئے چڑیا۔۔۔؟ یہ کہ پہلی رات ہی اپن کو وہ اڑا دے۔۔! اپن کی کوئی عزت نفس نہیں ہے کیا لڑکی اب نکل ورنہ اسکی چھ گولیاں تیرے بھیجے میں گھسا دوں گی"۔۔۔ وہ دلہن کے لہنگے میں کھلے گولڈن بال شانوں پر پھیلے خوبصورت سنہری آنکھوں والی مسکان پوری غنڈی بنی غصے سے پسٹل کا منہ اس پار لروالی کے ماتھے پر ٹکا کر بول رہی تھی اور پار لروالی اسے وحشت بھری پھیلی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

اور پھر نتیجاً اچانک ہی لہرا کر نیچے گری۔۔۔

"لوجی یہ حال ہے آجکل کی لڑکیوں کا چڑیا جتنا دل ہے انکا"۔۔۔ وہ نیچے پڑی پار لروالی کو دیکھ کر منہ بنا گئی "مسکان میری جان تم ریڈی ہو دلہے والے آگئے ہیں مولوی کے ساتھ"۔۔۔ عارب کی آواز پر اسنے ہڑبڑا کر نیچے پڑی لڑکی کو دیکھا۔۔۔

"ہہ۔۔۔ ہاں تیار ہوں"۔۔۔ اسنے ہلکلا کر کہا اور پستول واپس دراز میں رکھی۔۔

"دروازہ کھولو مجھے تم سے کچھ کہنا ہے"۔۔۔ اسکی محبت بھری آواز پر مسکان نے ماتھا مسلا۔۔

"دومنٹ رکو عارب"۔۔!!

ایک سوچ کے دماغ میں لپکتے ہی اسنے عارب سے کہا اور اس لڑکی کو بازو سے گھسیٹ کر بیڈ کے نیچے دھکیل دیا۔

"اب ہوش میں آکر میرے نکاح کے چھوہاڑے کھانا" ہاتھ صاف کرتی باتھ روم کا دروازہ بند کرتے اسنے روم کا دروازہ کھولا تو عارب مسکراتا اندر داخل ہوا پر اسکے میک اپ سے صاف چہرے کو دیکھ کر حیران ہوا۔

"تم ابھی تیار نہیں ہوئی لڑکے والے آگئے، کہاں گئی وہ پار لروالی"۔۔۔ روم میں جھانکتے ہوئے بولا

"باتھ روم میں گئی ہے ہو رہی ہوں تیار تیرے کو کیا کہنا ہے میرے سے"۔۔۔ گھبراہٹ چھپا کر وہ عجلت سے بولی

مہوش علی

"کچھ نہیں صرف تمہیں پیار دینے آیا تھا۔۔۔ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے بولا۔۔۔

دیکھ مسی ہماری ممانہیں جو تمہیں اس موقع پہ سمجھائے پر میں اتنا کہوں گا وہاں سب کی عزت کرنا اور مہربانی کر کے اب اس لینگو تاج ٹھیک کرو جیسے ٹھیک سے بولتی ہو ویسے بولو۔۔۔

باقی رہی برہان کی تو بات تو اسکی عزت کرنا تبھی وہ تمہاری عزت کرے گا"۔۔۔ عارب نے اسے ساتھ لگاتے

ماتھے پر لب رکھے اور سر تھپتھپایا تھا اور نرم آنکھوں سے نظریں چراتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

"اف کیا کروں ایک دل عارب کو چھوڑنے کو نہیں چاہتا دوسری طرف ایس پی کے بغیر نہیں رہتا کہاں جائوں۔۔۔" وہ پریشانی سے سوچتی واپس وارڈروب کے سامنے آئی



"تم تیار ہو مسکان"۔۔۔ نور العین ناک کرتی اندر داخل ہوئی

تو بیڈ پر بیٹھی لمبے سے دوپٹے میں گھونگھٹ کئے مسکان سے مخاطب ہوئی۔۔

"ہاں"۔۔ اسنے سر ہلا کر جواب دیا

"تمہیں معلوم ہے برہان تمہیں پسند کرتا ہے"۔۔ وہ ساتھ بیڈ پر بیٹھتی بولی

"میرے کو معلوم ہے سب"۔۔۔ وہ جو مسکراتی دیکھ رہی تھی کہ کیسے بالکل مشرقی بن گئی تھی اسکے میرے کو پر حیرت کا جھٹکا لگا۔

"پارلروالی کہاں ہے باہر عارب بھائی کہہ رہا تھا وہ تمہیں تیار کر رہی ہے"۔۔۔ سر جھٹکتی نور یہاں وہاں دیکھتی بولی

"وہ چلی گئی اسے جلدی تھی اسلئے"۔۔۔ اسکے جواب پر وہ سر ہلا گئی۔

"حور العین کہاں ہے"۔۔۔؟؟ وہ حور العین کی غیر موجودگی پر پوچھنے لگی

"کیا تیرے یہاں دلہن سے یہ سب پوچھتے ہیں"۔۔۔ اسنے گھونگھٹ کے نیچے سے پوچھا تو نور ہڑبڑا گئی

"نہیں وہ تو میں بس اسکی غیر موجودگی پر پوچھ رہی تھی۔۔۔" شرمندہ ہوتی وہ صفائی دینے لگی

"اوپر اپنے روم میں ہے" اسکے کہنے پر وہ سر ہلا گئی اور خاموش ہو کر مزید شرمندہ ہونے سے چپ بیٹھ گئی۔

\*-----\*

"میں کیسی لگ رہی ہوں"۔۔۔ ٹائی پن لگاتے سیر سے حور العین نے پوچھا تو اسنے آئینے سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور پھر دیکھتا رہ گیا۔۔۔

ڈیپ ریڈ لہنگے میں بالوں کو سٹائلش جوڑا بنائے جو اسے ابھی پار لروالی بنا کر گئی تھی۔۔۔  
کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس گلے میں نیکیس، کلائیوں میں بھر بھر کر چوڑیاں، میک اپ سے پاک اسکا معصوم چاند کی طرح چمکتا چہرہ تعریف کیلئے لفظ چھین گیا۔۔۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا"۔۔۔ سیر نے مسکراتے خود پر پرفیوم چھڑکا

"ہیں کیا مطلب کچھ کہہ نہیں سکتے اس پار لروالی نے اتنی تعریف کی اور آپ کچھ کہہ نہیں سکتے، اب مجھے پورا یقین ہے آپ مجھ سے جلتے ہیں"۔۔۔ وہ غصے سے بولی۔۔۔

"جانِ عالم میں کیوں جلنے لگا اپنی شہزادی سے"۔۔۔ اسنے پر فیوم رکھتے اسکی چوڑیوں سے بھری کلائی نرمی سے تھام کر اپنے سامنے کھڑا کیا اور آئینے میں دونوں کے مکمل عکس کو دیکھنے لگا۔۔

"اسلئے کہ اپنے میرے جتنے خوبصورت نہیں ہوں گے، میرے جتنے ہوشیار نہیں ہوں گے سمجھدار بھی نہیں ہوں گے۔۔۔! ایسے ہی لوگ جلتے ہیں ایک دوسرے سے جس طرح آپ جلتے ہیں مجھ سے"۔۔۔ وہ چھوٹی سی ناک سکڑ کر بولی اور ایک ادا سے اپنی انگلی پر آگے رکھی ناگن جیسی بالوں کی لٹ کو لپیٹنے لگی۔۔

مہوش علی

عالم سے مسکراہٹ ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔۔

"جلتا میں نہیں جل میرا دل رہا ہے اس وقت تمہیں باہر نکالنے کیلئے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم دونوں یہیں رہ جائیں ایک دوسرے کے ساتھ اور صرف عالم اسکی عین"۔۔

"اور میں تمہاری دھیر ساری تعریف کروں کچھ سرگوشیوں سے تو کچھ اپنی محبت کے عمل سے، تمہارے اس

خوبصورت چہرے پر اپنی محبت کی لالی بکھیر دوں ہاں؟"۔۔۔ وہ اسے اپنے حصار میں لیکر اسکے کانوں میں پہنے

ٹاپس کولبوں کی حرارت سے چھوتے سرگوشی میں بولا کہ حورا لعین کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی

ماتھے پہ پسینے کے ساتھ ہتھیلیاں بھیگ گئی۔۔

اسکے پھولے رخسار تپ کر خون چھڑکانے لگے اور اسکی سانسوں کی تپش سے وہ لرزنے لگی۔۔

"نن۔۔ نہیں مج۔۔ مجھے جانا ہو گا ورنہ نن۔۔ نیچے سب کک۔۔ کیا سوچیں گے"۔۔ اپنی مٹھی میں دبی لپ سٹک پر پکڑ مضبوط کرتی ہمت کر کے بولی

"سب کون ہوتے ہیں ہمارے بارے میں سوچنے والے"۔۔ "انکی گردن الگ کر دوں جو ہماری پرائیویسی میں دخل دیں"۔۔ دوسرا جملہ وہ صرف بڑبڑایا اور اسکی گھمبیر بڑبڑاہٹ کو وہ اپنی ابتر حالت میں سمجھ ہی ناسکی

"نہیں عا۔۔ عالم مم۔۔ مسنی کو آپ ب۔۔ بہن مانتے ہیں ا۔۔ اور چلنا ضروری ہے"۔۔ اسنے جیسے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا

"کک۔۔ کیا میں یہ لگا سکتی ہوں۔۔ میک اپ والی نے کہا میں بہت خوبصورت لگوں گی اس میں۔۔! آپنے منع کر دیا میک اپ سے ورنہ وہ مجھے بہت کچھ لگانے والی تھی پر نہیں لگا پائی البتہ یہ لپ اسٹک دے دی ہے کہ آپکی اجازت سے لگالوں پلیز"۔۔ وہ بھیگی پسینے سے نم مٹھی میں بھینجی لپ سٹک کو سامنے کرتی التجائی انداز میں بولی۔۔

سعیر نے اسکے چہرے سے نظریں ہٹا کر سفید شفاف ہتھیلی میں بھیگی لپ سٹک کو دیکھا۔

"دیکھاؤ"۔۔ اسنے ہاتھ سے لی اور اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"کیا کرو گی یہ رنگ لگا کر"۔۔!!



"مجھے حکم کرو میں نیچرل رنگ تمہارے لبوں پر سجادوں کا صرف سیکنڈ میں"۔۔۔ اسکا بے باک لہجہ حورالعین کے چھلکے چھڑا گیا

"عالم"۔۔۔ وہ خفت شرم سے منمنائی اور اسکے مضبوط بازو پر چٹکی کاٹنے چاہی پر اسکے پتھر جیسے سخت جسم پر چٹکی کاٹنے سے ناکام رہی تو شرمندہ ہو گئی

"آجائو لگا کر دیکھتے ہیں"۔۔۔ وہ اسے لیکر بیڈ پر بیٹھتا خود پاس بیٹھا۔۔۔

"ٹک۔۔۔ کیا"۔۔۔ وہ گھبرا گئی

اور عالم اسکی حالت پر ہنس پڑا

"ڈارلنگ یہی لپ کس۔۔۔ ٹک"۔۔۔ شریر نظروں سے دیکھتا بولا تو جیسے اسکی سانس میں سانس آئی۔۔۔

"ہیں لپ کس۔۔۔ ٹک کیا۔۔۔؟؟" بے وقوف لپ اسٹک ہوتا ہے ذرا بھی نہیں پڑھے۔۔۔! آپ سے تو میں ان پڑھ ٹھیک ہوں سچی یار کچھ نہیں آتا آپ کو"۔۔۔ وہ گردن اکڑا کر خود کی تعریف کرتی اسکی جاہل

پن پر ناک بروچڑھا گئی

"میری جان لپ اسٹک کہتے ہیں اس رنگ کی ڈبی کو۔۔۔! لپ کس۔۔۔ ٹک کہتے ہیں تب، جب یہ تمہارے لبوں پر آئی گی!! اب اتنا تو تمہارا عالم پڑھا لکھا ہے کہ اس انگریزی کی آنکھ منہ پھوڑ سکے"۔۔۔ پہلے اسے سمجھا کر پھر صرف لبوں میں ہی بات مکمل کی

"اوہ انگلش۔۔۔! سوری میں ہوں ہی بیوقوف سمجھتی نہیں کہ ہر بات انگلش میں بدل جاتی ہے اب دیکھ لو اسے ہی ڈبی میں ہے تو لپ سٹک لگایا تو لپ کس۔۔ ٹک اف ایک یہ انگریزی مجھے پاگل کر دے گی"۔۔۔ وہ کچھ دیر کی خود کے منہ سے اپنی تعریف پر خفت شرمندگی مٹانے کیلئے سر پیٹ گئی۔۔

"اٹس اوکے بے بی تم ابھی سیکھ رہی ہو تو ایسا ہو جاتا ہے"۔۔ اسکی متبسم بات پر وہ زور شور سے سر ہلا گئی۔۔ عالم نے اسکی ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کرتے اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھا وہاں سے نظریں سرکتی ناک پر آئی پھر سرخ لبوں سے ہوتی نیچے تل پر جم گئی۔۔۔

"تمہیں تعریف کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے تم ایک تعریفی مجسمہ ہو جس میں عالم کی سانسیں بستی ہیں" اسکے تل کو انگوٹھے سے سہلاتے لبوں پر لپ سٹک لگانے لگا۔۔۔

اور وہ اسکے سحر میں کچھ سمجھ نہیں سکی کہ اسکے لبوں پر سچ میں لپ سٹک لگ رہی ہے یا صرف وہ ڈبی ہی اسکے لبوں پر گھما رہا ہے۔۔۔

عالم نہیں چاہتا تھا کہ اسکے خوبصورت لب کسی بناوٹی تہہ تلے چھپ جائیں تبھی وہ چاہ کر بھی اسے نہیں لگا سکا۔

"کیسی لگ رہی ہے لپ کسٹک۔۔۔۔۔"۔۔؟؟ دونوں لبوں کو آپس میں بھیجنے پر پھر انہیں الگ کرتی پر جوش سی بولی۔۔

"مینے زندگی میں پہلی بار لگائی ہے" وہ کہتی شرما گئی۔۔

"بہت خوب"۔۔۔ اسنے ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ قریب کیا اور حور العین اسکی بھاری گھمبیر آواز سانسوں کی تپش سے گھبرا گئی

"عالم د۔۔ دیر ہو گئی ہے"۔۔۔!! وہ آنکھوں میں گھستی اسکی گرم سانسین کی تپش پر آنکھیں موند گئی اور سانسوں کی ڈور کو تھام لیا۔۔

"ہونے دو"۔۔۔ بو جھل لہجے میں کہتے وہ اس چہرے پر جھک آیا اور نرم گرم لمس سے اسکے لبوں کو اپنی محبت کی لالی بخش دی اور اسکے تل کو چھوتے دور ہوا۔

"میری ل۔۔۔ لپ کک۔ کسٹک"۔۔۔ سانسوں کی تیز رفتار کے بیچ وہ ہلکائی

"لگ گئی ہے اور بہت گہرا رنگ ہے نہیں اترے گا"۔۔۔ وہ اسکے پنکھڑیوں جیسے سرخ لبوں پر انگلی پھیر کر بولا تو حور شرم سے نظریں جھکا گئی۔۔

وہ اسکے پاس سے اٹھا اور لپ سٹک کو ڈسٹن میں پھینک دیا۔۔

"عالم میری پازیب"۔۔۔ اچانک اسے یاد آیا تو وہ چیخی۔۔۔

"جانِ عالم وہی نکال رہا ہوں"۔۔۔ وہ مخمل کے کیس سے پازیب نکالتا بولا اور مضبوط قدم اٹھاتا سینڈلز نیچے رکھ کر اسکے سامنے نیچے پنچوں کے بل بیٹھا۔۔۔  
حور خوشی سے ہتھیلیاں ٹھوڑی پر ٹکا گئی۔۔۔

"آپ کتنے اچھے ہیں مجھے لب کسٹک لگائی اور پھر اب پازیب پہنا رہے ہیں"۔۔۔ اپنے گٹھنے پر اسکے پائوں کو

رکھتے ہوئے عالم سے بولی



عالم نے مسکراتی نظر ڈالی۔۔۔

"کیونکہ میں مطلبی شخص ہوں۔۔۔!! میرا مطلب میری محبت ہے اور میری محبت تم ہو، تم ہو تو میں ہوں اور میں ایک مطلبی شخص ہوں"۔۔۔ وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں بولتا حور العین کو الجھا گیا

"بعض اوقات مجھے آپکی باتیں سمجھ نہیں آتی بہت مشکل بولتے ہیں"۔۔۔۔۔ وہ پلکیں جھپکا کر کہتی سامنے ہی دیکھنے لگی بغیر جانے کہ اسکی نظریں سعیر عالم کی بھوری نظروں سے الجھی ہوئی تھی۔۔۔

"عالم دنیا میں کتنا اجالا ہے"۔۔۔؟؟ پر سوچ سی وہ دیکھتی بولی

عالم نے اسکے سفید شفاف پائوں میں ڈائمنڈ سے چمکتی پازیب پہنا کر لاک کرتے جھک کر وہاں پر لب رکھے کہ وہ جھڑ جھڑی لے اٹھی اور اسکے شدت بھرے لمس پر سمٹ گئی۔۔۔



"دنیا میں اجالہ ہوتا تو ابھی تک تمہاری آنکھیں روشن ہوتی یہاں بہت گہرا اندھیرا ہے تمہاری آنکھوں سے بھی زیادہ"۔۔۔ وہ صرف سوچ کر رہ گیا اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا نا ہی دنیا سے بدل کر نا چاہتا تھا

"بہت روشن ہے دنیا کہ آنکھوں میں اسکی روشنی چھبتی ہے اور جو اس سے گھبرا کر آنکھیں جھپکتا ہے تو پھر کھول نہیں پاتا"۔۔۔ اسکے دوسرے پاؤں میں پہنا کر وہاں پر بھی لب رکھے اور سینڈلز پہنانے لگا۔

"کیا آپنے اسکی چھبن والی روشنی پر آنکھیں جھپکی ہیں"۔۔۔؟؟ وہ الجھی الجھی سی سوال کرنے لگی

"ہاں جھپکی تھی اور گہری نیند میں چلا گیا کہ پھر آس پاس سے آتی سسکیوں پر بیدار ہوا"۔۔۔ عالم نے مسکراتے اسے کھڑا کیا اپنے سامنے اور اسکے شانوں پر اپنے ہاتھ ٹکائے

"وہ کس کی سسکیاں تھی عالم"۔۔۔؟؟ اسنے معصومیت سے آنکھیں پھیلائیں

"ڈارلنگ ان کی جو اس چھبن سے آنکھیں جھپکتے ہیں اور جب کھولتے ہیں تو سسکا اٹھتے ہیں"۔۔۔ وہ اسکا گال

سہلاتے محبت سے بولا

"کیا نور کی آنکھیں میں چھبتی ہوگی یہ روشنی"۔۔۔؟ اسے اپنی بہن کی ٹینشن ہونے لگی

"نہیں اس تک کوئی چھبن والی روشنی نہیں پہنچ سکتی"۔۔۔ اسے آلف یاد آیا جسکی آنکھیں اس قدر گہری کالی رات کی طرح تھی کہ اس پر نا اس سے جڑے رشتے پر روشنی کی آنچ پڑ سکتی تھی۔۔

"شکر"۔۔۔ حور نے گہرا سانس خارج کرتے اپنے تڑپتے دل کو سکون دیا

"عالم کیا اب آپکو"۔۔۔



"شش"۔۔۔! ڈرائنگ وہ پہلے کی بات تھی ابھی بہت کالی رات ہے جس کا سورج صرف تب ابھرے گا جب عالم کی وحشت اسے پورا نگل نہیں لیتی"۔۔۔ اس کے کانپتے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا دیا

اور پھر دونوں کے بیچ خاموشی چھائی رہی صرف عین کی دل کی دھڑکن کا شور سنائی دینے لگا کہ عالم کے لبوں پر گہری مسکراہٹ رہینگی۔۔۔

"آپ۔۔۔ میری ساری لپ کسٹک مٹادیں گے"۔۔۔ اسکی انگلی سر سر اہٹ پر وہ کانپتی انگلیوں سے اسکی انگلی تھام گئی۔

"جب تک میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہ رنگ یوں ہی گہرا رہے گا"۔۔۔ اسکی انگلیوں کو لبوں سے لگاتے پر شوق نظروں سے اسکی جھکی پلکوں کو دیکھتے بولا تو وہ خوشی سے سر ہلا گئی

"آپ مجھے روز لگانے دیں گے"۔۔۔ خوشی سے وہ چہکی

"روز"۔۔۔!! سیر نے جھک کر رضا مندی دی۔۔۔

"آئی لو یو عالم"۔۔۔ وہ اسکے گرد با نہیں ڈال کر سینے پر لب رکھ گئی

"آپ میری خواہشوں کا کتنا خیال کرتے میری ہر خوشی پوری کرتے ہیں"۔۔۔ وہ نم لہجے میں خوشی سے بولی

"میں پہلے ہی کہا ہے ڈارلنگ میں مطلبی ہوں"۔۔۔ اسکے کمر سے جکڑتے اپنے سینے میں بھیج کر سرگوشی میں بولا حور العین نے نفی میں سر ہلایا

"آپ مطلبی نہیں ہو سکتے عالم مطلب پرست ایسے تو نہیں ہوتے۔۔۔! آپ تو محبت دینے والے انسان ہیں ایک پیارے شخص محبت باٹنے والے"۔۔۔ وہ سر اوپر اٹھاتی ہوئی بولی

"مجھے نہیں لگتا"۔۔۔ عالم نے جھک کر اسکی پیشانی پر لب رکھے اور دوپٹہ سر پر اوڑھا کر روم سے ساتھ لیکر نکلا

\*-----\*

وہ سب لائونج میں بیٹھی تھیں۔۔۔

خاندان کی کچھ عورتیں اور دو تین لڑکیاں ساتھ آسہ بیگم بھی منہ بنائے بیٹھی تھی چہرے سے صاف پتلاگ رہا تھا کہ وہ خوش نہیں اس نکاح سے۔۔۔

"سن آسہ یہ تو حورالعین ہے نا"۔۔۔؟؟ سیڑھیوں سے اترتی لمبے چوڑے خوبصورت مرد کے ساتھ دلہن

کے لہنگے میں ڈانمنڈ کی جیولری میں حورالعین کو دیکھ کر وہ بے یقینی سے سرگوشی میں آسہ بیگم سے پوچھنے لگی

"کہاں؟"۔۔۔ آسہ بیگم نے پوچھا کیونکہ اسے کب سے حورالعین دیکھائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

"بیچھے دیکھ یہ کون ہے اسکے ساتھ اور تم لوگوں نے شادی کب کروادی اسکی ہم تو بتایا نہیں" اس کے کہنے پر آسہ بیگم کے ساتھ باقیوں بھی مڑ کر دیکھا۔۔۔

اور پھر دیکھتے رہ گئے۔۔۔

گرے تھری پیس سوٹ میں لمبا چوڑا اسکا وجود گھنی بھوری داڑھی مونچھیں، سرخ سپیڈ رنگت بھوری آنکھوں میں ٹھٹھرا دینے والی برف جیسے سرد تاثر والے سعیر عالم کے ساتھ مسکراتی ڈیپ ریڈ لہنگے میں میک اپ سے پاک چہرے والی حورالعین کو دیکھتے سب کے منہ کھلے کہ کھلے رہ گئے۔۔۔



"کیا نصیب پایا ہے اس داغدار لڑکی نے بھی ہم نے تو سوچا تھا اب ساری زندگی روتی دھوتی گزارے گی پر بھی قسمت کا کسے پتا، ویسے آسیہ واقعی مسنی نکلی تو تو ہماری اتنی حسین پاکباز لڑکیاں چھوڑ کر اپنی اس دیور کی بیٹی کو دے دیا جس نے تمہاری بہن کو موت کے حوالے کیا تھا اور چار سال غائب رہنے والی لڑکی کو یہ کیسے قبول کر گیا بھی کہیں سچ چھپایا تو نہیں ہے"۔۔۔؟؟ وہ عورت جھک کر حسد سے سرگوشی میں بولی

"چھوڑو بھی نویدہ بیگم ہمیں تو خوش ہونا چاہیے بن ماں باپ کی بچی ہے اللہ اسکے نصیب میں دھیر خوشیاں لکھے اتنے دکھ دیکھے ہیں اب جا کر خوشیاں ملیں ہیں تو اس پر اس کا حق ہے ماشاء اللہ کر دو اللہ تمہاری بیٹیوں کا بھی نصیب اچھا کرے گا"۔۔ دوسری عورت نے کہا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی اور اب حور العین کو باتیں کرتے مسکان کے روم کی طرف جاتے ہوئے دیکھنے لگی

"پھر بھی پتا تو چلے ہے کون یہ لڑکا"۔۔ وہ تجسس سے پوچھنے لگی

"کمال صاحب کے جان پہچان والا ہے" آسیہ بیگم نے کہا اور چہرہ موڑ گئی

"ہم جا رہے ہیں حور العین کے پاس" وہاں پر موجود لڑکیاں کہتی عالم کو دیکھتی حور العین کے پیچھے مسکان کے روم میں آئیں۔۔۔

برہان کے انکار کے باوجود عارب نے بڑی سے لیکر چھوٹی چیز تک ہر ضرورت کا سامان پہنچایا تھا علوی ہائوس

اور آسیہ بیگم کو اسکے جہیز سے یہ اندازہ ہوا کہ لڑکی امیر گھر سے ہے وہ تو عالم کے گھر کو دیکھ کر اندازہ لگا چکی تھی  
پر پھر بھی اسکا منہ مسکان کے جہیز نے بند کر دیا۔۔۔

برہان نے کچھ بھی اپنے روم میں تبدیلی لانے کے بجائے سارا فرنیچر اور اسکا سامان اسٹور روم میں رکھوا دیا

"اندر جاؤ تمہاری بہن بیٹھی ہے اور مسکان سے بھی ملو"۔۔۔ عالم اسکے گال تھپتھپا کر پیار سے بولا اور اسے اندر  
بھیج کر نور العین کو اشارہ دیا۔۔۔

وہ پلک جھپکے حور العین کے پاس آئی اور اسے گلے سے لگایا۔۔۔

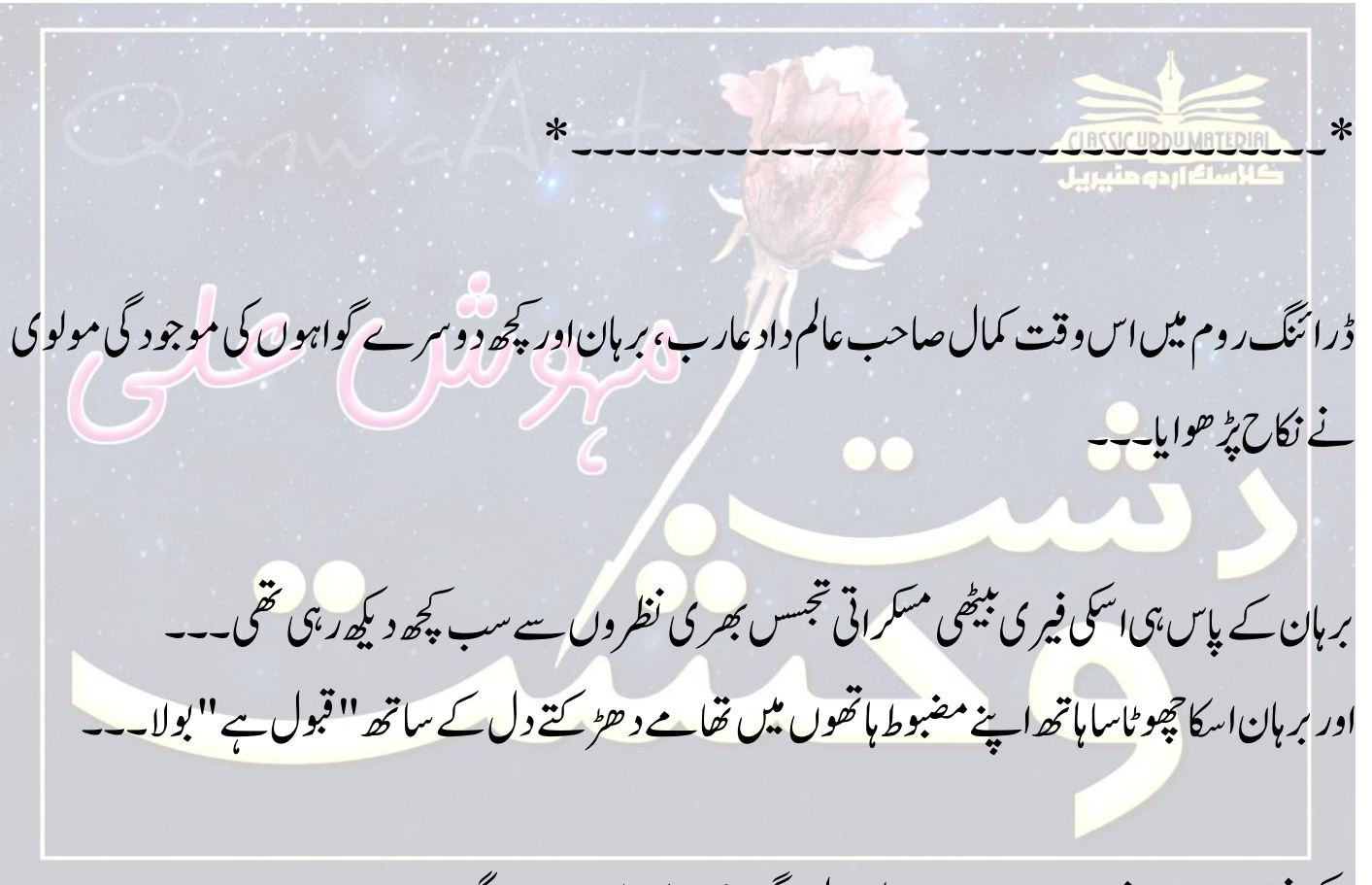
"خیال رکھنا کوئی ہرٹ نا کرے اسے"۔۔۔ وہ سرد لہجے میں نور سے بولا تو اسنے زور شور سے سر ہلایا۔۔۔

عالم ایک نظر دلہن بنی بیٹھی مسکان پر ڈال کر ڈرائنگ روم کی طرف چلا گیا جہاں عارب کا میسج آچکا تھا سب  
اسکے انتظار میں بیٹھے ہیں۔۔۔۔

اور حور العین مسکان سے ملی۔۔۔

"مسنی میرے بھائی کو تنگ مت کرنا ورنہ میں تمہیں وہیں آکر جوتے لگانے ہیں"۔۔۔ حورالعین کی بات پر پورے روم میں لڑکیوں کے قہقہے گونجے

"فکر مت کر میرا بچہ تیری یہ مسنی بہت اچھے سے خیال رکھے گی"۔۔۔ وہ گھونگھٹ میں سے بولی تو لڑکیوں نے اوئے ہوئے کہا۔۔۔



اسکی نظریں وہاں شہنشاہی انداز میں بیٹھے عالم پر گئی جس کے لبوں میں سگریٹ دبا ہوا تھا۔۔۔

کمال صاحب کا دل دھڑک رہا تھا عالم کے ساتھ رشتہ جوڑنے سے۔۔۔

پر وہ اس نالائق بیٹے کا کیا کرتا جس نے ضد پکڑ لی تھی اس لڑکی سے شادی کرنے کی۔۔۔

دوسری بار بھی قبول ہے کہا اور تیسری مرتبہ کہتے سائن کیئے تو مولوی صاحب نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ساتھ سب نے ہی ساتھ دیا۔۔

البتہ عالم ویسے ہی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔۔

اور پھر آمین کہتے سب نے اسے مبارک باد دیں اور وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے وصولتارہا۔۔

عرب نے مسکرا کر اسے گلے لگایا اور پھر داد دے۔۔

مہوش علی

"نکاح مبارک ہو بھائی جان"۔۔۔ اسے بھینچتے ہوئے کہا تو برہان مسکراتے اسکے پیٹھ تھپتھپائی۔۔

برہان کمال صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے سر پر ہاتھ رکھتے منہ موڑ لیا۔۔

"سالے صاحب"۔۔۔ وہ تمسخرے بھری نظروں سے عالم کو دیکھتا بولا

عالم مسکراتا اٹھا اور اسکے سامنے کھڑا ہوا۔۔

پائوں سے سگریٹ مسلتے اسکی بھوری مسکراتی آنکھیں برہان کی روشن آنکھوں میں آئیں۔۔۔



"نکاح مبارک ہو سالے صاحب"۔۔۔ اسنے حورالعین کا حوالہ دیتے کہا تو اسکا چہرہ اضطراب سے سرخ کر دیا اور عالم اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے وہاں سے نکلا۔۔۔

دادنے بے ساختہ ہی شیر، بر شیر کے کھیل پر مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

اور مولوی صاحب عارب کے ساتھ مسکان کے روم کی طرف جانے لگے کمال صاحب بھی ساتھ تھے۔۔۔



\*-----\*

عارب کے ساتھ کمال صاحب قاضی صاحب مسکان کے روم میں داخل ہوئے جہاں آسیہ بیگم اور دوسری عورتیں سب موجود تھیں۔۔۔

اور بے چینی سے برہان کی دلہن دیکھنا چاہتی تھی جسنے اتنا لمبا گھونگھٹ لیا ہوا تھا کہ مشرقی لڑکیاں بھی پیچھے رہ گئی تھیں۔۔۔

"مسکان عارب آپکو برہان ولد کمال علوی سے حق مہر پچاس لاکھ سکھ رائج الوقت نکاح قبول ہے؟"

۔۔۔ مولوی کی آواز پر مسکان کے پیٹ میں گدگدی ہونے لگی۔۔۔

"دومنٹ مولوی کیا یہاں ایس پی موجود ہے۔۔؟؟ میرے کو اس سے بات کرنی ہے"!! اسنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے کہا۔۔

اسکی بات پر جہاں حورالعین نے مسکراہٹ دبائی وہیں ساری عورتوں کے منہ کھلے۔۔

جب اسکے جھٹکے سے گھونگھٹ اٹھایا۔۔

"مسکان"۔۔۔ عارب نے اسے دبے دبے لہجے میں وارن کیا۔۔

"دومنٹ یار تو بلا تو سہی اس سے میرے کو ان شرطوں پر سائن چاہئے۔۔۔" اسنے کہتے ببل چباتے ہوئے ایک کاغذ سامنے کیا عارب نے شر مندہ ہوتے سر جھکا لیا۔۔

ناوہ تیار ہوئی نا ہی زیور پہنے تھے صرف کپڑے ہی ان کے دئے ہوئے پہنے۔۔

"جاؤ بیٹا لے آؤ اسے"۔۔ قاضی صاحب نے کہا تو وہ مسکان پر ایک نظر ڈال کر روم سے نکلا

"تھینکس" مسکان نے مسکرا کر مولوی سے کہا اور کمال صاحب کو دیکھا جو حیرت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"سلام اپن تیری ہونے والی بہو پسند آئی"۔۔؟؟ وہ مسکرا کر دوپٹہ سر پر ٹھیک کرتی شرما کر بولی اور سب کا سکتا توڑا۔۔

"آسیہ یہ کون سی بلا ہے"۔۔۔ صدمے میں بیٹھی آسیہ بیگم کے کانوں میں سرگوشی کی

جو حورالعین نے بخوبی سنی۔۔

"بلا نہیں ہے آنٹی یہ میری مسنی ہے برہان بھائی کی دلہن"۔۔۔ حورالعین نے منہ بناتے کہا اسے بلا کہنا برا لگا

تھا



"شش حور" نورالعین سامنے والی کا حال آنکھوں سے دیکھ رہی تھی تبھی حور کو باز رکھا

"ہائے میرا بچہ صدمے مجھے پتا تھا تیرے دل میں بھی میرے لئے محبت ہے اور وہ آج ظاہر ہوئی ہے جب میں

جارہی ہوں"۔۔۔ مسکان انکشاف پر خوشی سے بولتی آخر میں مایوس ہوئی

حور کھلکھلا کر ہنسی۔۔

سب کے منہ سے اسکے صرف انداز نے زبان کھینچ لی تھی۔۔

"تو نے جواب نہیں دیا سر صاحب"۔۔۔ کمال صاحب کا منہ سرخ پڑ گیا۔۔

"یہی حال ہو گا جب خاندان کی لڑکیاں چھوڑ کر باہر کی لائوگی"۔۔۔ نویدہ بیگم نے سرگوشی کی آسید بیگم کے کان میں کہ اسنے گھور کر دیکھا

کون سی اسنے دیکھی تھی یا اسکی چل رہی تھی۔۔۔

"چھوہاڑے لائے ہیں؟؟؟"۔۔۔ اسنے دوسرا سوال کیا کمال صاحب سے جس پر انہونے لب بھینچ کر سر ہلایا



قاضی صاحب اور عورتوں نے مسکراہٹ چھپائی اور آسید بیگم پہلو بدل کر رہ گئی۔  
"پاگل ہے مسنی"۔۔۔ حور نے منہ ہاتھ ہاتھ رکھا اور نور ہنس پڑی۔۔۔

"لو آگیا ایس پی"۔۔۔ اسنے بل چباتے کلفدار سفید شلوار قمیض میں فیری کی انگلی تھامے اندر داخل ہوتے  
برہان کو دیکھ کر کہا اور اسکی اس قدر بے باکی پر آسید بیگم کی آنکھیں نم ہو گئی۔۔۔

"بیٹا دلہن تم سے کچھ۔۔۔۔۔ کمال صاحب نے کہنا چاہا جب مسکان نے انہیں روکا

"جی میرے کو بولنے دے۔۔۔ وہ کمال صاحب سے کہہ کر انہیں وہیں شرمندہ چھوڑ کر برہان کے جانب  
مڑی جس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔۔۔



"تیرے کو یاد ہے نا ایس پی مینے شریں کہیں تھی اور یہ لولسٹ انہیں پڑھو اور نیچے سائن کرو" وہ پاس سے پین اٹھا کر بولی اور لولسٹ اسے تھمائی جس پر برہان نے دانت پیس کر کسی کی طرف بھی دیکھے بغیر تھام لی۔۔

"مجھے تیرے پر یقین نہیں کہ تو اپنی بات پر ٹکار ہے گا یا نہیں اسلئے ابھی ہی سائن کرو ورنہ چھو ہاڑے اٹھا اور

روانہ ہو پھر ساری زندگی یک طرفہ محبت نہیں نکاح میں گزارنا۔۔۔

اسنا پڑھتے غیض و غضب سے مسکان کو دیکھا جو فیری سے باتیں کر رہی تھی۔۔

دانت پیس کر اسنے واپس نظریں لولسٹ پر ٹکائیں۔۔

مہوش علی

"شریں"

(1)

"ڈیوٹی آف ہوتے ایک

آئسکریم کاپیک چھوٹے پیکٹ

کیلئے اور دوسرا بیل کاپیک اپن

کے لئے"

"تیری شرٹ کاروز ایک بٹن

(2)

ٹوٹا ہونا چاہیئے جو اپن اپنے

ہاتھوں سے لگائی گی"

(3)

"ہفتے میں ایک بار اپن کو کوئی  
رومانٹک مووی دیکھانے کیلئے  
سنیما لیکر جانے کا"

(4)

"روز صبح اپن کو نیند سے جگا کر  
تعریف کرنے کا"



مہوش علی

(5)

"سونے سے پہلے کوئی رومانٹک  
ورڈ بولنے کا جس سے اپن کو  
ساری رات تیرے خواب  
آئیں اگر نہیں آئے تو تیری

نیند حرام کر دینی ہے"

(6)

"اپن کو دیکھ کر مسکرا نے کا اگر  
نامسکرایا تو تیرے دانت مینے  
توڑ دیئے ہیں"

"اپن کے بارے میں اکیلے بیٹھ  
کر سوچنے کا"

(7)

"نکاح ایک مہینے کا ہے اسلئے بیٹھ  
پہ میرے کو سونے کا اور  
تیرے کو صوفے پہ"

(8)

"اپن کی موجودگی میں کبھی  
مرنے کی خواہش آئے تو  
دبانے کا نہیں سیدھا میرے  
پاس آنے کا، اپن اپنے

(9)

خوبصورت ہاتھ سے تیرا گلاب  
دے گی"

"صبح تعریف کے بعد اپن کیلئے  
ایک گلاب لانے کا اور اپن کے

(10)

بالوں میں اپنے ہاتھوں سے  
لگانے کا"۔

"چھوٹے پیکٹ کے ساتھ کبھی

(11

لانگ ڈرائیو پر لیکر جانے کا"

"اپن تیرے کو تنگ نہیں  
کری گی تیری عزت کرے گی  
تو نے بھی میری عزت کرنی  
ہے"

(12

"اور ہاں یاد سے اپنے بچوں

(13

کیلئے مستقبل میں نیپی لانے کا"

برہان جیسے جیسے پڑھتا گیا اسکا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ گیا اور سب کی نظریں اس پر ٹکی تھی جس پہ وہ بمشکل اپنے  
اندر کے طوفان کو ضبط کیے کھڑا تھا۔



اسنے مزید بے ہودہ اسکی شرتین پڑھ کر نظریں اٹھائیں تو مسکان نے شرتا کر نظریں جھکائی اور برہان کو دل کیا نکاح کو وہیں چھوڑ کر اس عورت کا گلا دبا دے۔۔

"سائن کریں نا"۔۔ وہ انگلی سے اسکی لہو ہوتی نظروں کو نظر انداز کرتی اشارہ کرنے لگی۔۔

اور برہان نے کانوں سے نکلتے دھنویں کو محسوس کرتے لب بھینچے۔۔

"بیٹا کر لوتا کہ نکاح کی رسم ادا کی جائے"۔۔ ایک عورت نے اسے کہا تو برہان نے ناچار ضبط کے کڑے مرحلوں سے گذرتے پین پہ زور دیتے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے پر اپنے سائن کئے اور مسکان کے پاس کھڑی مسکراتی فیری کی انگلی تھامے اسے باہر لیکر چلا گیا۔۔

"یہ ہوئی نا ایس پی والی بات"۔۔ وہ خوش ہوتی سب کو ششدر چھوڑ کر دوپٹہ ٹھیک کرتی قاضی صاحب کی طرف متوجہ ہوئی

"شروع کریں کافی دیر ہو گئی ہے"۔۔ وہ مولوی کو اشارہ کرتی شروع کرنے کا بولی اور وہ ہڑبڑایا نکاح پڑھنے لگا

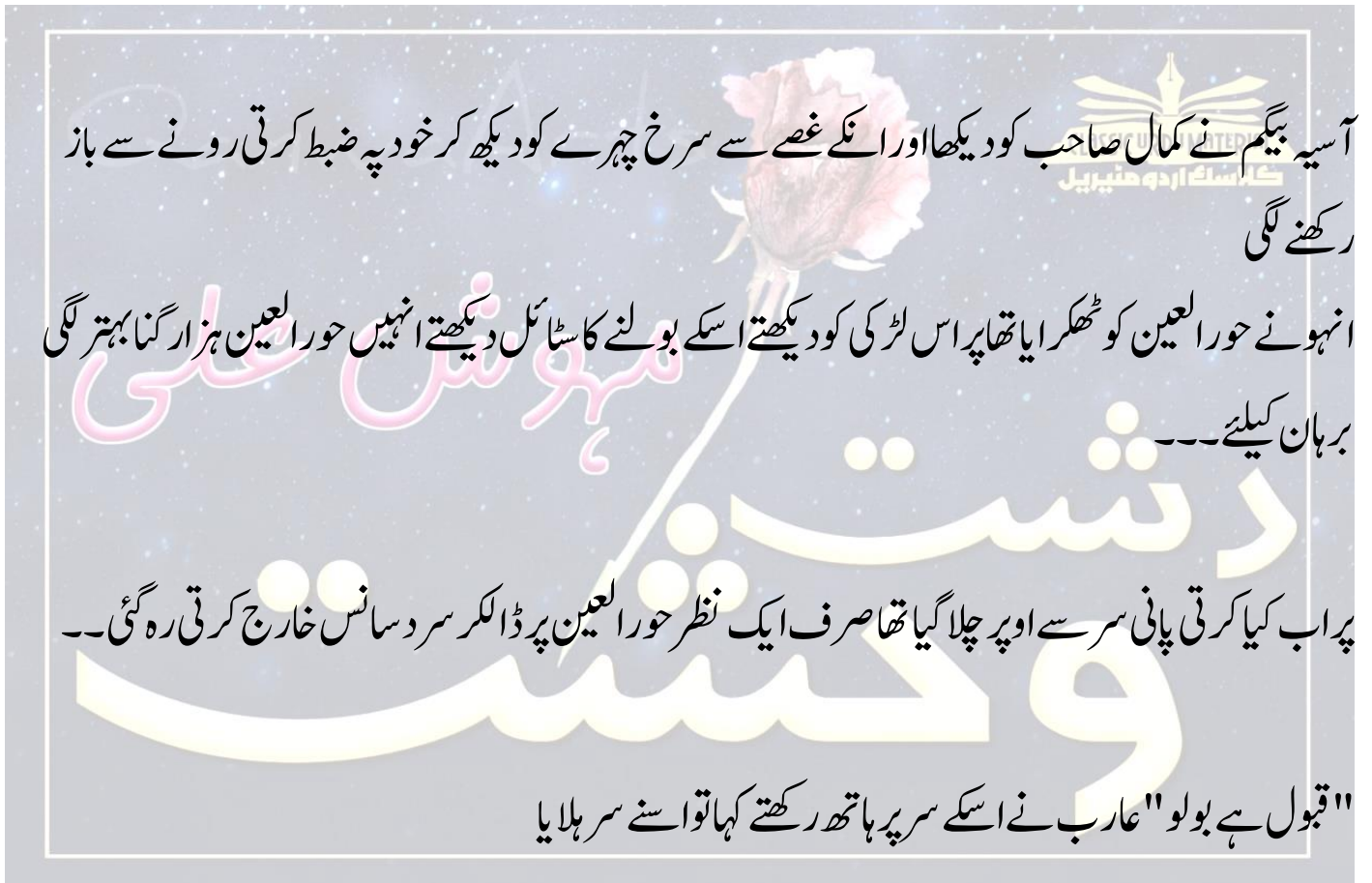
---

"مسکان عارب آپکو برہان ولد کمال علوی سے حق مہر پچاس لاکھ سکھ رائج الوقت نکاح قبول ہے"؟

۔۔۔ مولوی کی آواز پر مسکان نے شرماتے عارب کو دیکھا جسے خود ہنسی آرہی تھی اپنی بہن پر۔۔۔

"کیا بولنے کا"۔۔۔؟؟ اسکے پوچھنے پر اب کی بار قہقہوں کا طوفان اٹھا جو لائونج میں بیٹھے عالم داد اور برہان نے بخوبی سنا۔

"قبول ہے بولنے کا"۔۔ ایک لڑکی نے لقمہ دیا تو باقی کی ہنسنے لگی



"پھر سے شروع کر مولوی اپن اب سیدھا جواب دینا چاہتی ہے"۔۔ وہ بولی تو سب کی دبی دبی ہنسی گونجی اور عارب نے لب دبائے، اور قاضی صاحب نے دل کو دلا سہ دیا اور صبر کا گھونٹ پیتے تیسری بار کہا بلند آواز میں

"مسکان عارب آپکو برہان علوی ولد کمال علوی سے حق مہر پچاس لاکھ سکھ رائج الوقت نکاح قبول ہے؟"۔۔۔  
مولوی کے بلند آواز پر اسنے گھورا

"قبول ہے"۔۔۔ وہ مسکرائی

"مسکان عارب آپکو برہان ولد کمال علوی سے حق مہر پچاس لاکھ سکھ رائج الوقت نکاح قبول ہے؟"۔۔۔

"پھر سے یہی بولنے کا"۔۔۔؟ اسنے عارب کو دیکھا جسنے سر ہلایا

"قبول ہے ایس پی اپن کو قبول ہے"۔۔۔ اور پھر اسکے تفصیل جواب پر نور العین کے ساتھ حور کا بھی قہقہہ گونجا

کمال صاحب آسیہ بیگم کو خاندان میں بدنامی کی پریشانی ستانے لگی۔۔۔

"مسکان عارب آپکو برہان ولد کمال علوی سے حق مہر پچاس لاکھ سکھ رائج الوقت نکاح قبول ہے؟"۔۔۔

اور آخر بار مولوی نے جلدی پوچھا جان چھڑوانے کیلئے۔۔۔

"تیرے کو پر اہلم کیا ہے جب کہہ دیا ہے اپن کو ایس پی قبول ہے پھر بار بار پوچھ کر کیا ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اپن زچ ہو کر قبولنے سے انکار کر دے؟؟ پر تیری خوش فہمی ہے اپن ایس پی کو مر کر بھی نہیں چھوڑے گی"

-- وہ غصے سے بولی

اور سب انگشت بدنداں ہو گئی

"بیٹا میں کیوں ایسا چاہوں گا"--؟ قاضی صاحب اس سائیکی عورت کو دیکھتے ہوئے بولا--

"مسکان کیا کر رہی ہو تین بار پوچھتے ہیں"-- عارب نے ماتھلیٹنے کی خواہش دباتے ہوئے دبے غصے سے کہا

"ہیں پر کہتے تو دو بول ہیں؟؟ تین بول کہاں کہتے ہیں"--؟؟ وہ منہ سے ببل تھوک کر حیرت سے کبھی مولوی کی پریشان صورت دیکھتی تو کبھی عارب کو دیکھتی

"بیوقوف وہ دو بول" قبول ہے "کو کہتے ہیں"-- اسنے جھک کر کہا تو "اوہ" کرتی مسکرائی

"چل مولوی واپس سے شروع کر اب پر اپر نکاح ہو گا نور وک نوٹوک نان اسٹاپ" وہ منہ میں دوسرا ببل ڈالتی

ہوئی بولی

"بیٹا اب ایک بار رہ گیا ہے وہ پڑھتے ہیں" کمال صاحب نے سمجھاتے ہوئے ضبط سے کہا کب سے قبول ہے کا

کھیل چل رہا تھا



"نہیں سر صاحب اپن کو تسلی نہیں ہوگی پر اپر نکاح ہونا چاہیے" وہ انکار کرتی مولوی سے کو شروع ہونے کا اشارہ دینے لگی

"مسکان"۔۔۔!! عارب کے ضبط کا پیمانہ البریز ہوا تو وہ غصے سے بولا

"عارب بیچ میں نہیں بولنے کا بھی اپن مصروف ہے"۔۔۔ وہ ایک نظر عارب کی وارن کرتی نظروں میں دیکھتی بولی

اور مولوی کی جانب متوجہ ہوئی جواب پر اپر نکاح کروانے والا تھا۔۔۔  
اور اسکے آخری بار قبول ہے کہنے اور سائن کرنے پر سب نے شکر رب کا کیا اور تمسخرے بھری نظروں سے بت بنی بیٹھی آسیہ بیگم کو مبارک باد دیں۔۔۔

"آسیہ واقعی انوکھی دلہن ڈھونڈی ہے ہا ہا ہا" نویدہ بیگم نے طنزیہ کہتے ہوئے قہقہہ لگایا

"سنو مولوی صاحب اگر ایس پی شرطوں سے مکر جائے تو میرے کو کیا کرنے کا اس پر ذرا روشنی ڈالتے جائیں"۔۔۔ پیچھے سے وہ بولی تو جاتے ہوئے مولوی گہرا سانس بھرتے رکا اور مڑا

"بیٹا جودل میں آئے کرو ویسے تو مجھے یقین ہے وہ بچہ اپنی شرطوں سے نہیں مکرے گا"۔۔۔ مولوی کہہ کر کمال صاحب عارب کے ساتھ چلا گیا اور پیچھے عورتوں کے قہقہے رہ گئے۔

"اپن کی سا سوماں کدھر ہے"۔۔۔؟؟ وہ مسکراتی بیڈ سے اتری اور اسکا حلیہ دیکھ کر سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔

جو کب سے بڑے سے دوپٹے میں چھپ کر بیٹھی تھی اب جو اتری تھی سب کو ساکت کر گئی تھی۔۔

گولڈن لہنگے کی چولی پر بلیک پیٹ پہنے بالوں کی ٹیل پونی بنائے وہ انکے سامنے کھڑی تھی۔۔

"تمہارا لہنگا کہاں گیا"۔۔۔ نور العین نے ہوش میں آتے پوچھا اور وہ جو سب کو پریشان دیکھ کر رہی تھی نور العین کی جانب مڑی۔۔

"یار وہ بہت بڑا تھا اور بار بار گرا رہا تھا تو اپن نے سوچا رخصتی کے وقت پہنے گی ابھی اس سے کام چلا لیتی ہے"

۔۔۔ اسکی بات مکمل کرنے کے بعد پھر سے لڑکیاں ہنس ہنس کر ڈھری ہو گئی

اور عورتوں نے شرم سے منہ پر دوپٹہ رکھا

آسیہ بیگم نے حقارت سے نظریں پھیری۔۔

"کیا ہوا ہے نور سب ہنس کیوں رہی ہیں"۔۔۔ حور العین نے مسکراتے پوچھا

اور نور نے ہنستے ہوئے اسکے کان میں مسکان کا حلیہ بیان کیا تو حور العین بھی قہقہہ لگا اٹھی۔۔

"ناٹ فیروز حور تم بھی" مسکان نے منہ بنایا

"سوری" وہ بمشکل کہتی ہوئی منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔۔

"چھوڑو یار چلتا ہے بتاؤ سا سوماں کو نسی ہے میرے کو ملنا ہے"۔۔۔ وہ ناک سے مکھی اڑاتی ہوئی بولی تو ایک لڑکی نے چہرے پر نفرت غصے، ضبط، ناپسندگی کے تاثرات سجائے بیٹھی آسیہ بیگم کی جانب اشارہ دیا

مسکان کی آنکھیں چمکی۔۔

"اوہ یار یہ تو بالکل پٹاخہ ہے"۔۔۔ وہ سٹی بجاتی تعریفی انداز میں بولی کہ آسیہ بیگم سٹیٹا گئی

"یہ کیا حرکت ہے اپنا بچپنا بند کرو"۔۔۔ آسیہ بیگم اسکی سیٹی پر غصے سے ڈھاری کہ ہر طرف خاموشی چھا گئی۔۔

مسکان نے برواچکا کرا نہیں دیکھا۔۔

مسکان نے منہ کھولا ہی تھا کہ بیڈ کے نیچے سے نسوالی چیخ پر سب ہڑبڑا گئی

"کک۔۔۔ کون ہے" وہ سب خوفزدہ ہوئی کیونکہ آواز لڑکی کی تھی۔۔

مسکان نے کوفت سے بیڈ کے نیچے دیکھا جہاں اب ڈری سسہی پار لروالی لڑکی کھسک کر نکل رہی تھی۔۔

"یہ کون ہے"۔۔۔؟؟ آسید بیگم کے ساتھ باقیوں کی آواز حیرت سے ڈوبی ہوئی گونجی

"یہ"۔۔۔ مسکان نے اسکی طرف دیکھا جو روتی ہوئی اس غنڈی دلہن کو دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ پار لروالی ہے ڈر گئی تھی اپن سے اور بیہوش ہو گئی تو اپن نے تم لوگوں کا خیال کرتے اسے بیڈ کے نیچے سلا دیتا کہ کوئی بدمزگی نا ہو"۔۔۔ وہ مسکرا کر تفصیل بتانے لگی

"آسید ہم باہر بیٹھتے ہیں"۔۔۔ نویدہ بیگم اٹھ کر کھڑی ہوئی اور بغیر مسکان کو دیکھے آہستہ سے روم میں کھسک کر نکلی۔۔۔

اسکے پیچھے باقی بھی نکلی تو پار لروالی اپنا بیگ اٹھاتی منہ صاف کرتی بھاگی۔۔

"کیا ہوا یہ سب جاکوں رہی ہیں"۔۔۔ وہ پریشان سی بولی



آسیہ بیگم نے اسے دیکھا اور کھڑی ہوئی

"جا کر خود پر غور کرو۔۔! تم تم لڑکی کہنے کے لائق نہیں کہاں کہ بہو بنانہ"۔۔۔ وہ نفرت سے کہتی ہوئی منہ پھیر کر چلی گئی مسکان کو سکتے میں چھوڑ کر۔۔

"اس بوڑھیا کا مطلب کیا تھا"۔۔؟؟ وہ پیچھے غصے سے دھاڑی کہ نور پیل کو سہم گئی۔

"مسنی دل پہ مت لے تائی امی برامان گئی ہے تھوڑا سا اور شاید ناراض بھی"۔۔۔ حور العین چل کر پاس آئی اور بیڈ پر بیٹھتی بولی۔۔

"تو فکر مت کر میں اس سے فرصت میں پوچھوں گی اس بات کا مطلب"۔۔ مسکان اسکا سر سینے سے لگا کر پیار سے بولی تو حور ہنس پڑی اور نور محبت سے دیکھنے لگی۔

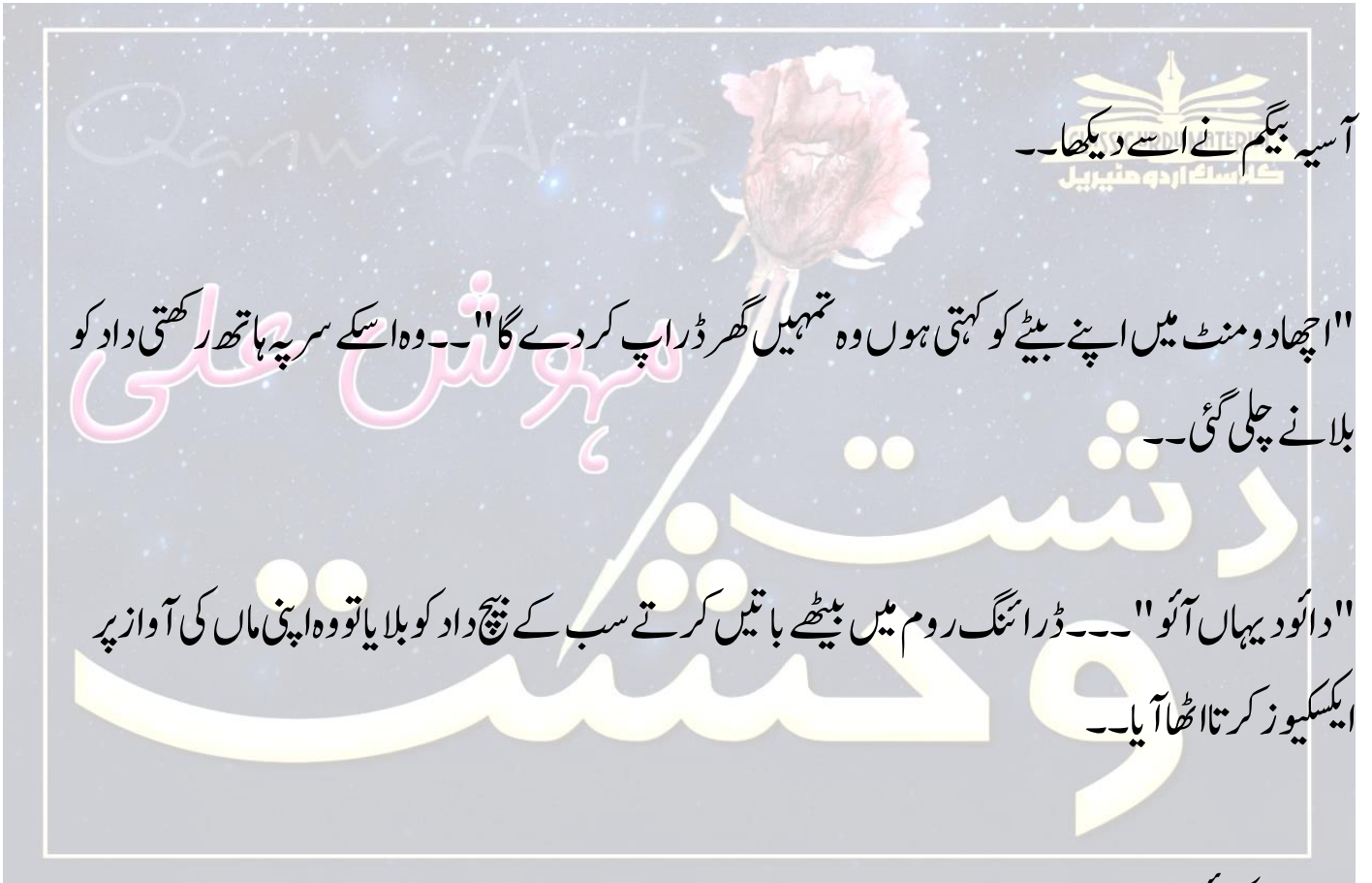
"آ جا چھوٹا پیس تو بھی"۔۔ اسنے نور کو بلایا۔۔

اور وہ مسکراتی اسکے پاس آئی تینوں گلے لگ گئی

"چلو جانو اب لہنگا پہن کر آؤ پھر میں تمہیں تھوڑا بہت میک اپ کر دیتی ہوں" نور نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا تو وہ منہ بناتی چلی گئی۔۔۔

\*-----\*

"میم پلیز بہت لیٹ ہو گئی ہوں کسے کہیئے ناکہ گھر ڈراپ کر دے ابھی میں کس کے ساتھ جائوں گی"۔۔۔  
پار لروالی لڑکی اپنا بیگ لیکر آسیہ بیگم کے پاس آئی اور بولی



"جی امی کوئی کام ہے"۔۔۔؟؟

"جی بیٹا جانو بہن کو گھر ڈراپ کر آؤ لیٹ ہو گئی ہے"۔۔۔ آسیہ بیگم نے ساتھ کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا تو وہ سر ہلا گیا۔۔۔

"آئیے سسٹر"۔۔۔ داد سر ہلا کر آگے بڑھا اور لڑکی اسکے سسٹر کہنے پر سر ہلاتی آئیہ بیگم کا شکریہ ادا کرتی پیچھے ہوئی۔۔۔

"بھائی وہ دلہن کون تھی"۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتی وہ لڑکی ڈری سہمی سی بولی

"دلہن۔۔۔ داد نے سوچا اور مسکان کا خیال آتے مسکرایا

"بھابھی ہے میری"۔۔۔ اسنے مسکراہٹ پاس کی

"آ۔ آپ کو ایک بات بتائوں"۔۔۔؟؟ اسنے ڈرتے کہا

"جی ضرور" گاڑی مین روڈ پر ڈالتے ہوئے اجازت دی۔۔۔

"وہ نا آپکی بھابھی کے پاس پستول ہے اسنے میرے ماتھے پر رکھا مجھے مارنے کی کوشش کی"۔۔۔ اسنے گہرا

سانس بھرتے بتایا آنکھیں پھر سے یاد کر کے بھیگ گئی

اور داد کو افسوس ہونے لگا

"نہیں گڑیا وہ اصلی پستول نہیں تھی اسنے صرف آپ کو ڈرانے کیلئے ایسا کیا تھا ورنہ وہ خود ڈرتی ہے۔"۔۔ اسنے جیسے اسکی حالت کے پیش نظر اسے دلا سہ دیا

اور اس لڑکی نے پہلے حیرت سے دیکھا اور پھر اسکی آنکھوں میں یقینی تاثرات دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔۔

اسکے بتائے ہوئے ایڈریس پر اسے ڈراپ کرتے دادنے واپسی پر موبائل نکالا اور مسکان کو کال کی کیونکہ نور العین وہیں موجود تھی تو اسکے کام مسکان ہی آسکتی تھی۔۔۔

مسکان سے بات کرنے کے بعد اسنے گاڑی پارکنگ ایریا میں روکی اور خود بیک سیٹ کی طرف چلا گیا اور وہاں سے اپنے روم میں داخل ہوا۔۔

وہ چھوٹی سی وائٹ شاپر میں چھوہارے لیکر مسکان کے بتائی لوکشن پر پہنچی۔

یعنی کہ سیڑھیوں کے دائیں طرف نیچے بنے گلاس ڈور سے اندر گارڈن میں داخل ہوئی تو خوبصورت لائٹس

پھولوں کی مہک نے اسکا استقبال کیا۔

خوشبو اس قدر خوبصورت سحر انگیز تھی کہ جیسے مہنگا ترین پرفیوم اسپرے کر دیا گیا ہو۔

گارڈن اور وہاں موجود مہکتے لہراتے گلاب چاند کی روشنی میں پول کے نیلے پانی کو دیکھتی وہ اس ماحول کے سحر میں جکڑتی آگے بڑھی۔



اسے بیک وقت اپنی اندھی بہن کے نصیب پر دکھ اور رشک آیا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیسا شخص تھا کیسے ایک اندھی لڑکی سے اس طرح محبت کر سکتا تھا جو پورا کسی چھوٹے بچے کی طرح مقابلے پر انحصار ہوتی ہے۔

مقابلہ پر ہوتا ہے کہ وہ جس طرح چاہیے اسے موڑے توڑے، جہاں چاہے پھینک دے اور وہاں سے جب تک سہارا دیکر ناٹھائے پڑی رہے ڈر سے کہ اگر چلی تو گر گئی اور چوٹ موٹ لگی تو۔

اس خوف سے وہ ہل کر پانی ناپیے سو کیسے وہ اس قدر پروقار آدمی ڈان ہی کہہ لیں جو اپنے کالے حیوانی کرتوت چھپائے بیٹھا تھا شاطر انسان۔

کیسے اسکی بہن کو جھیل رہا تھا۔

"کیا اسکی بہن سے اسلئے شادی کی تھی کہ اس اندھی سے اسکے سیاہ کرتوت چھپے رہیں؟؟؟ وہ سوچ کر لب دبا گئی۔

"یقیناً یہی حقیقت تھی۔"

کتنی اذیتیں سہہ کر آئی تھی کہ اسکا انگ انگ زخمی تھا کہ اسکا جسم پر صرف ہڈیاں بچیں تھی۔۔

اور اس ظلم سے نکل کر پھر ذرا سی سانس لینے کے بعد ایک اور جال میں پھنس گئی تھی۔

مکڑی کا شکار بنکر اسکے جال میں پھنسی ہوئی تھی۔

اور وہ وحشتوں کی ماری کو محبت کی لالچ میں پہلے جو اندھی تھی اسے اور اندھا کیے بیٹھا تھا۔

"کاش میں تمہارا حیوانی چہرہ دنیا کہ سامنے لاسکتی تو اس ملک کے وفادار سپاہی تمہارا وہ حال کرتے کہ تم ساری زندگی یاد رکھتے آہ کاش "وہ صرف ایک آہ بھر کر رہ گئی۔

اور ایک نظر چھوہارے پر ڈالکر آگے بڑھی اور اندر داخل ہوئی۔

"یہاں تو کوئی نہیں ہے شاید مجھے دائیں طرف کہا ہو گا اور میں بائیں آگئی۔" وہ سر پر ہاتھ مارتی پورے گارڈن پر نظریں گھمانے لگی۔

"ویسے تو یہ ظلم ہے مینے آج تک چھوہارے نہیں کھائے کیا ہم انسان نہیں؟" وہ منہ بنا کر کہتی پول کے پاس آئی اور ایک چھوہارا نکال کر اسے دیکھنے لگی۔

"آج اس کمینے نے میری ذرا سی تعریف نہیں کی"۔ چھوہار امنہ میں رکھتے اسے یاد آیا کہ صرف ٹھہر کی نظروں سے دیکھنے کے علاوہ اس نے یہ بھی نہیں کہا تھا کہ نور تم خوبصورت لگ رہی ہو یا نور تم ان کپڑوں میں اچھی لگتی ہو پہنا کرو۔

"مطلب حد ہے یہاں" وہ چک چک چھوہارے پر دانت گاڑتی خود سے ہی مخاطب تھی جس پر گلاس ڈور دھکیل کر اندر آتا آہستہ سے آلف اسکے پیچھے آیا اور اسکی باتیں سن کر ابرو اٹھائی۔

"مطلب بندہ تعریف کرے تو ٹھہر کی ناکرے تو حد ہے واہ جی اس بونی کا انصاف" وہ دل میں سوچتا اپنی قسمت پر دانت گاڑ چکا تھا۔

"ایک اور چھوہارے کھانے میں بھی کوئی گناہ نہیں آفر آل مینے ساری زندگی نہیں کھائے اور دنیا تو مٹھیاں بھر بھر کے کھاتی ہے" وہ دوسرا امنہ میں ڈالتی خود کو مطمئن کرنے لگی۔

"نور امانت ہے"۔ اندر سے آتی آواز پر اسکے چک چک کرتے دانت ساکت ہو گئے۔

"ارے ہاں اللہ جی یہ تو مینے سوچا نہیں۔ چلو ایک کھایا دوسرا کھایا پر تیسرا نہیں کھائوں گی" وہ اوپر آسمان کو دیکھتی بولی۔

اور آلف دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا۔

اب جب منہ خالی ہوا تھا ٹیسٹ زبان پر چڑھ گیا تھا دل کہنے لگا کچھ کچھ ہوتا ہے اور وہ معصوم شکل بنا کر  
چھوہارے کو دیکھتی رہی۔

"مما کہتی تھی میں بہت معصوم ہوں یہ تو آپ بھی جانتے ہیں! اگر میں نے تیسرا کھایا یا چوتھا کھایا تو آپ کو ضرور  
دیکھا کر کھانوں گی چوری نہیں کروں گی گناہ ملتا ہے، اور اس میں میری کوئی غلطی نہیں اللہ جی آپ دیکھ رہے  
آس پاس آپ کو کوئی دیکھ رہا ہے نہیں نا تو اب میں کیا کروں اگر یہ خراب ہو گئے رکھتے رکھتے اگر ان میں  
سمیل ہو گئی تو یہ تو پیسوں کا ویسٹ ہونا اور آپ کو برا بھی لگے گا۔ اور یہ نور العین کیسے دیکھ سکتی ہے کہ اسکے اللہ  
جی کو کچھ برا لگے، آپ فکر نہ کریں میں انہیں خراب ہونے نہیں دوں گی نا ہی پیسوں کو ویسٹ ہونے دوں گی"  
اسنے کہنے کے ساتھ ایک دم دو چھوہارے ساتھ اٹھا کر منہ میں ڈال لیے کہ اسکا چھوٹا سا منہ فل ہو گیا۔

"اتنا ثواب کما لیا یہ بھی دیکھ لیتی کہ یہ پیسوں کا ویسٹ نہیں میری امانت میں تمہاری خیانت ہے بیوٹی" آلف  
نے جھک سپاٹ آواز میں کہا کہ نور کا سانس اٹک گیا سینے میں۔

پیچھے سے گھمبیر سرگوشی نما آواز پر اسنے ایک دم آنکھیں پھیلا کر پول کے پانی پر غور کیا تو اسکے پیچھے سے وہ حلیہ  
نمودار ہوا جسے صرف سوچ کر ہی اسکی جان جاتی تھی۔

اور اب اسے یوں اپنے پیچھے تنہائی میں اپنے قریب دیکھ کر اسکا فل منہ کپکپانے لگا کچھ کہنے چیخنے کیلئے۔

اسکی ٹانگیں اسے اپنے پیچھے پا کر شل ہو گئی اور بدن پر جیسے خوف کی چیونٹیاں رینگنے لگی۔



"داد"۔۔۔! دل جیسے سدا لگائی اور آنکھوں سے آنسوؤں نکل کر پول کے پانی میں گرا۔

"اگر تم نے ایسے ہی اپنے آنسوؤں پول کے پانی میں گرائے تو میں کیسے یہ سارا پانی پی سکوں گا ٹٹل گرل"؟ اس کے نازک سے سرخ کان پر اپنے لب رکھتے سرگوشی کی کہ ہوا کا جھونکا جیسے اٹھا اور نور العین کو ہمت دے گیا۔

وہ مڑی اور ایک دم شاپر کو مٹھی میں جکڑ کر چھو ہارے اس کے منہ پر مارتی اسے پیچھے دھکیلتی وہاں سے بھاگی۔

"آہ۔۔۔" باقی کی آواز اس کے حلق میں ہی دب گئی جب برقی سی تیزی سے آلف نے اس کے منہ پر پیچھے سے ہاتھ رکھا اور اسے کھینچ کر دیوار سے لگاتے اپنا بھاری ہاتھ اس کے لبوں پر دبا کر اس پر سایہ بن گیا۔ وہ روتی ہوئی آنکھیں میچ کھڑی ہو گئی۔

"آنکھیں کھولو!" سرد سپاٹ لہجہ اس کے قریب سے کانوں میں ٹکڑا یا وہ نفی کر گئی اور اس کے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے ہٹانے لگی۔

اسے معلوم تھا اگر اسے دیکھ لیا تو رہی سہی ہمت بھی جواب دے جائے گی اور وہ ضرور بیہوش ہو جائے گی پھر تو لازمی تھا اس کی جان لے لیتا۔

بند آنکھوں کے پیچھے سے شاپنگ مال کا وہ دل دہلا دینے والا منظور گھوما جس میں ایک انسان دوسرے انسان کی جان لے رہا تھا وہ بھی اس بے دردی سی کہ نور کا انگ انگ کانپ گیا۔ وہ کتنی دیر تک سن سی رہ گئی۔

آلف بڑی فرصت سے اسکے نقوش کو پڑھنے لگا اور وہ وحشت سے زرد ہوتی تھر تھر کانپتی اسکے حصار میں کھڑی تھی۔

"اگر آواز نکالی تو اچھا نہیں ہوگا" اسنے منہ سے ہاتھ ہٹا کر دوسرا ہاتھ اسکے بائیں طرف دیوار پر رکھا۔

"مم۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔ مینے کسی کو نہیں بتایا۔۔۔ میرے شوہر انتظار کر رہے ہوں گے"۔ وہ روتی ہوئی ذرا سی آنکھیں کھولتی اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر التجا کرنے لگی۔

"کیا کس کو نہیں بتایا"؟ اسنے برو سکیر کر تند لہجے میں پوچھا اور آگے کو جھولتی اسکی لٹ کو انگلی میں لپیٹ لیا وہ سانس روک گئی۔

اسکی انگلیاں جو کہ چھوہارے کی شاپر کو تھامے ہوئی کانپ رہی تھی۔ اور اب جب اسنے اسکی لٹ کو اپنی مضبوط انگلی پر لپیٹ لیا تو وہ سن سی رہ گئی۔

"بتاؤ؟؟؟ اسنے لہجے میں غصہ تھا کہ اسکے لرزتے لب بھیج گئے۔

"اٹک۔۔ کہ تم سب خونی ہو۔۔ مم۔۔ مینے تت۔۔ تمہیں مال۔ میں قق۔۔ قتل کرتے دیکھا ہے۔" وہ اٹک اٹک کر روتی ہوئے بتانے لگی۔

"اوہ تمہیں یاد ہے لٹل گرل انٹر سٹنگ۔" ! وہ ستائش سے بولا نور نے اثبات میں سر ہلایا ایک طرح سے اسے دھمکانہ تھا۔

"ایسے مارا تھا؟" اسنے ناخون سے بلیڈ نکال کر اسکی شہ رگ پر رکھا اور نور کی آنکھیں پھیل گئی حالت ایسی تھی کا ٹو بدن میں لہو نہیں۔

"اگر تم بیہوش ہوئی یا تمنے ان چھوہاروں کو نیچے گرایا تو یہی بلیڈ تمہارے بزدل منکوح کے رگ پر رکھوں گا اور ذرا سی ہاتھ کو تکلیف دوں گا تو تمہیں معلوم ہے نا کیا ہو گا لٹل گرل؟" اسنے نور العین کے سامنے اپنا ناخون کیا اور ابھرے بلیڈ کو انگوٹھے سے دبائو دیا تو ناخون کے اندر چلا گیا اور نور العین یہ منظر دیکھتی چیخ اٹھتی کہ اسکے تاثرات دیکھتے آلف نے ایک دم اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"ڈرو مت یہاں اس (بلیڈ) کا گھر ہے۔" اپنی انگلیوں سے اسکی پھولی ملائم گال سہلاتے بولا وہ روتی ہوئی اسکے ہاتھ جھٹکنے لگی۔

"مجھ سے شادی کرو گی بیوٹی؟" اسے آنکھیں میچے دیکھ کر اسکے چہرے کے قریب ہوتے پوچھا نور کو لگا اسنے اسکے کانوں میں سیسہ انڈیل دیا ہو،

اور پھر اپنے دل میں داد کو بلاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"مم۔۔ میں اپنے شوہر پیار کرتی ہوں۔۔ وہ بہت اچھا ہے۔۔ تم سب بہت برے ہو۔۔ اگر اسکی بزدلی ایسی۔۔ ہے اور تم لوگوں کی بہادری یہ ہے تو مجھے میرا داد پسند ہے وہ سادہ ہے۔۔ مم۔ مجھ سے پیار کرتا اور مم۔۔ میں بھی کرتی ہوں او۔۔ اور دیکھنا اللہ تم لوگوں کے برے کاموں کی سزا دے گا۔" وہ ہمت کرتی اپنے چہرے پر اسکی سانسیں محسوس کرتی اسے بتانے لگی کہ وہ کتنا پیار کرتی ہے اپنے شوہر سے اور اس سے کتنی نفرت ہے۔

اور مبہوت سا وہ سنتا رہا اور اسکے اندر داد کا دل کر رہا تھا بھنگرے ڈالے۔  
یہ تو مسنی سے چار ہاتھ آگے تھی مطلب دوسرے کے سامنے اظہارِ محبت اور شوہر کے سامنے جوتی واہرے تیرا انصاف دادے۔

"میں تمہارے منکوح کو ختم کر دوں تو؟" اسنے ہاتھ اسکے گردن کے پیچھے سے ڈالا اور چہرہ اونچا کرتے اس پر جھک آیا کہ وہ وہشت زدہ سی اسے دیکھنے لگی۔

"تو میں تم لوگوں کو پولیس کے حوالے کر دوں گی پھر چاہے تم میری جان لو یا کسی کی بھی" وہ بلبلا کر غرائی اس پر۔



"آپ"۔۔۔! اسنے سرزش کرتے اسکے چہرے کو کھینچ کر قریب کیا کہ اسکی چھوٹی موم سی ناک اپنی ناک سے ملتے ہی اس پر اپنی ناک رگڑی۔

"آہ۔۔۔۔!" وہ چیخ مارنے لگی کہ اسکا انگوٹھا اسکے لبوں پر آگیا اور اسکی چیخ کو اندر ہی دبا گیا۔

اسکے چپ ہونے پر آلف مسکرایا اسکے ساتھ اسکی گرے سرخ آنکھیں بھی دینے لگی۔

"یہ تم ہو لٹل گرل جو میرے سامنے دھمکی دے رہی ہو ورنہ اس کی جگہ کوئی دوسرا یادو سری ہوتی تو اب تک آئوٹ آف ورلڈ ہوتی" اسنے لبوں سے انگوٹھا ہٹا کر اسکی شہ رگ پہ رکھا اور اسکی رگ کو سہلانے لگا کہ نور سسکتی نا محرم کے لمس پر پھڑپھڑا اٹھی

"مجھے جانے دو ورنہ اچھا نہیں ہوگا" اسکا سرد ٹھٹھرا دینے والا لمس اسکے رونگٹے کھڑے کر گیا تھا۔

"چلی جانا"۔ وہ سرگوشی میں بولا اور اسکے ہاتھ میں موجود شاپر سے ایک چھوہارہ نکالا اور اسکے منہ کے قریب کیا۔

"چلو رونا بند کرو اور اچھی بچی کی طرح کوئی وش مانگو اور اسے کھاؤ"۔ اسنے حکم دیا وہ آنکھیں پھیلانے کبھی چھوہارے کو دیکھتی کبھی خوف سے اسے۔

"تم۔۔ آپکوشش۔۔ شرم نہیں آتی میں شادی شدہ ہوں مم۔۔ میرے دد۔۔ دو بچے بھی ہیں پھر  
تت۔۔ آپ میرے ساتھ ایسا کر رہے ہیں۔" وہ کہتی لب بھیج گئی۔

"میرے خیال میں تمہارے نکاح کو ابھی آدھا ماہ ہوا ہے اور اتنے جلدی دو بچے؟ اس پر اس کو تو دو سال لگنے  
چاہیے! خیر سائنس نے ترقی کر لی ہے تمہارا قصور نہیں" اسکی بات تھی یا شرم سے مرنے کا مقام نور العین  
اپنے ہی بات پر شرم سے پانی پانی ہوتی نظریں جھکا گئی۔

"جس دن تم نے مجھے قتل کرتے دیکھا تھا اس دن سے میری یہ آنکھیں تم پر ہوتی ہیں لٹل گرل" وہ جیسے اپنے  
سائے سے آگاہ کرنے لگا اور وہ جو کچھ دیر پہلے کی بات پر شرمندہ تھی اب پھر سے خوف کے حصار میں آگئی۔

وہ ایک ہاتھ اسکی گردن میں ڈالے دوسرے سے چھوہارہ اسکے لبوں پر رکھا۔

اور سپاٹ چہرے سے اسے کھانے کا حکم دیا۔

"مم۔۔ میں وش کرتی ہوں تمہارہ اور تمہارے بب۔۔ بیسٹ کا مکروہ چہرہ سب کے سامنے آجائے اور تم  
لوگوں کو ایسی سزا ملے جیسی تم لوگ دوسرے معصوم لوگوں کو دیتے ہو" اسنے روتے ہوئے وش مانگی اور اس  
چھوہارے پر اپنے دانت گاڑ دیئے کہ آلف نے اسے پکڑے رکھا اور نور اس پر دانت گاڑے اپنے لبوں سے  
مس ہوتی اسکی انگلیوں پر کپکپا اٹھی۔

اب تو کھانی تھی اسے کیسے بھی کر کے۔  
اور یہی اسکی غلطی تھی۔

"میں وش کرتا ہوں کہ اب جو آنے والا لمحہ ہے وہ ہماری زندگی کا ہر لمحہ بنے"۔ اسنے کہنے کے ساتھ ہی دوسرا ہاتھ چھوہارے سے نکال کر اسکی گردن میں ڈالا اور دونوں ہاتھوں سے اسکی گردن کو اوپر کرتے اسکی دانتوں میں دبے آدھے چھوہارے پر اپنے دانت رکھ دئے۔

"داد"۔۔۔!! وہ تڑپ اٹھی اور جیسے مجرم سی بن گئی۔  
وہ پھڑپھڑاتی اسکے سینے پر مکے برسائے لگی اور مدہوش سے آلف نے گردن میں موجود اپنے ہاتھ پر دبائو دیتے اسے خود میں بھینچنا چاہا۔  
اور دوسرے سے اسکا ایک ہاتھ پکڑ کر دیوار سے لگا دیا۔  
چھوہارے پر اپنی دانتوں کی پکڑ سخت کرتے انہیں دو حصوں میں تقسیم کرنے لگا ایک اسکی وش کیلئے دوسرا اپنی وش کیلئے۔  
نور العین سخت مزاحمت کرتی اپنے منہ سے وہ کھجور نکالنا چاہتی تھی پر آلف کی گردن پر پکڑا سے ایسا کرنے باز رکھ رہی تھی۔

اب صرف ایک ہاتھ سے اسکے سینے پر مکے برسا رہی تھی۔  
اور اسکے لبوں کے دبائو پر مجبور اسے آدھا چھوہارہ کھانا پڑا۔

پھیلی آنکھوں سے مسلسل آنسوں بہاتی دل میں چیخ چیخ کر داد حور کو بلارہی تھی۔

"نور العین"۔۔۔؟ حور العین کی آواز پر بدک کر آلف نے اسے چھوڑا اور چھوہارے کے بیچ کو منہ سے نکال کر زمین پر پھینکا۔

اسکے چھوڑنے پر اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ وہ حور کا شکریہ ادا کرتی روتی ہوئی کانپتی نیچے بیٹھتی چلی گئی اور

وہ اپنی بے خودی پر نادم سا ہو گیا۔

"نور تم یہاں آئی ہو نا؟ مسنی نے بتایا ہے"۔ وہ گلاس ڈور پر ہاتھ رکھتی دیوار کا سہارہ لیکر اندر چلتی آئی۔

وہ اسکے سامنے بیٹھا اور اسکی سسکیوں پر لب بھینچ کر نیچے بکھرے چھوہارے اٹھا کر شاپر میں ڈالتا آہستہ سے اٹھا اور حور سے فاصلے پر ہوتے وہاں سے نکل گیا۔

"نور یہ تم ہو؟ ت۔ تم رو رہی ہو؟" وہ سسکیاں سنتی گھبرائی سی بولی۔

آلف کے جانے پر نور نے آنکھیں صاف کرتے سر اٹھایا اور اپنی بہن کو پا کر ایک دم کھڑی ہوتی اسکے گلے لگ گئی

"نور"۔۔۔! اسکے ہچکولے کھاتے وجود کے گرد حور نے بانہیں پھیلائیں اور وحشر زدہ سی پکارنے لگی۔



"حورم۔۔۔ میں یہاں اب کبھی نہیں آؤں گی۔" وہ بمشکل حور کے سہارے کھڑی تھی جو پہلے ہی اسکی بھاری بھیگی آواز پر گھبرا گئی تھی۔

"نن۔۔ نور کک۔۔ کیوں کیا ہوا میری جان کسی نے کچھ کہا ہے؟ ڈر گئی ہو؟" وہ ایک ہاتھ سے نور کی پیٹھ سے ہلاتی دوسرے سے اسکا چہرہ صاف کرنے لگی اور یہ محسوس کر کے اسکا سارا چہرہ بھیگا ہے آنسوؤں سے، اسکا

سانس بچ میں ہی اٹک گیا۔

"میں بس نہیں آؤں گی یہاں، اور آپکو میری قسم آپنے مجھ سے کچھ بھی پوچھا" اسنے اپنے لب رگڑے جن پر اس درندے کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔

جب تھکی تو حور کے سینے پر سر ٹکائے سسکا اٹھی۔

"بس۔۔ بس بتاؤ نہیں صرف چپ کر جاؤ ورنہ نور میرا دل پھٹ جائے گا۔" حور اسے روتے سنتی خود بھی رو پڑی اور اسکے ماتھے پر لب رکھ کر اسے چپ کروانے لگی۔

"تم دونوں یہاں ہو نیچے رخصتی کا وقت ہو گیا ہے" داد کی آواز پر نور ایک دم ہوش میں آتی دوپٹے سے اپنا چہرا صاف کرنے لگی۔

"ہم بس آرہے تھے۔" حور بمشکل مسکراتی بولی

"حور تمہیں عالم نیچے ڈھونڈ رہے ہیں!" وہ چیخ کر کے بھاگ کر آیا تھا اسے دیکھنے۔

اسکا ارادہ اسے اس حد تک ڈرانے کا نہیں تھا نا ہی چھوہارے کھلانے کا پر اس مسنی عورت نے اس کے ساتھ چھوہارے بھیج دیئے ورنہ وہ تو بس اس پر ذرا سارو عب ڈالنا چاہتا تھا کہ غلطی سے بھی وہ اپنے منہ سے مال والے واقعے کا ذکر برہان سے ناکرے جواب گھر میں شفٹ ہو رہا تھا۔

اور یہ قریب جانا اسے چھوٹا تو سراسر اس داد کمینے کا دل اکسایا تھا اور اس پر چھایا اس کے قیامت برپا کرتے سر اپے کا نشہ جس نے کچھ بھی سمجھے کا موقع ہی نادیا۔

اور اب جب وہ اس کے اس قدر قریب گیا تھا کہ اسکی سانسیں تک پی ڈالیں تھی اب اسے ندامت ہو رہی تھی خود پر کہ کیا ضرورت تھی اسے چھونے کی اب تو وہ پتا نہیں کیا کیا سوچنے لگ جائے ایسا نا ہوا اس کے لئے ہی مشکلیں کھڑی کر دے۔

اس سب سے الگ اگر عالم کو معلوم پڑ گیا کہ اسنے اسکی سالی کو اس قدر رلایا اسکی بیوی کو ہرٹ کیا تو یقیناً اس کی خیر نہیں۔

اور اب تو اسے حور العین سے خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس بات کا ذکر عالم سے ناکر دے۔

اسکی نظروں میں عورتوں کا رتبہ بہت معتبر تھا کہ انکی آنکھوں میں مردانگی کے زعم میں آنسوؤں لانے والے کو وہ مرد تو نہیں کہے گا بلکہ اسے معلوم ہو کہ ایسا کوئی شخص اس کے آس پاس ہے تو وہ منٹ نا لگائے اسے مسلنے میں۔

پر آلف نے تو مردانگی کے زعم میں ایسا کچھ نہیں کیا تھا وہ تو اسکے حسن کا جادویوں چلا کہ وہ بے خود سا ہو گیا اور اس میں اسکی آنکھیں بھیگا دیں۔

"اچھا ہوا دادم تم آگئے دیکھو نور رور ہی ہے یہاں اکیلی مجھ قسم دے دیا ہے اور نہیں بتا رہی تم پوچھو کیوں رور ہی ہے۔" حور نے اپنی سماعتوں پر داد کی جانب رخ کرتے اس سے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

"اچھا تم جانو میں پوچھتا ہوں"۔ اسنے اسکے سر پر ہاتھ رکھا حور نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں تم اس سے پہلے پوچھ کر مجھے بتاؤ کہ پریشانی والی بات نہیں پھر میں جانوں گی ورنہ عالم کو بھی یہیں بلا لائوں گی"۔ وہ غصے ضد سے بولی۔

"حور میں ٹھیک ہوں کیوں ضد کر رہی ہو"۔ اس بار نور العین کی بھاری غصے بھری آواز پر وہ چپ ہو گئی۔

"نور میں تو۔۔۔!"

"تم جانو حور" سعیر "تمہیں بلارہے ہیں"۔ وہ لفظ سعیر چبا کر بولی جس کی اسکی بہن نے عالم کہہ کر رٹ لگائی ہوئی۔

حور شرمندہ ہوتی اسکے غصہ کرنے پر سر ہلاتی واپس دیوار کا سہارہ لیکر وہاں سے جانے لگی اور نور اسکی پشت دیکھتی سوری لفظ دل میں کہتی سر جھکا گئی۔

"نور"۔۔۔!

"نام مت لو میرا سمجھے"۔ اسکے کچھ کہنے سے پہلے وہ غرائی سے رہ رہ کر اس پر طیش آرہا تھا کہ کہاں مر گیا تھا اتنی پکاریں دیں پھر بھی نہیں آیا اور اب جب وہ چلا گیا اسے ڈرا سہا کر اب یہ ٹپک پڑا تھا۔

وہ اس پر خونخوار سرخ نظریں ڈالتی جانے لگی کہ داد نے اسکی کلائی پکڑ لی اور جھٹکے سے اپنی طرف کھینچ کر اپنے حصار میں لیا۔

"کیا ہوا ہے میری بونی؟؟؟" اسکی دونوں آنکھوں پر لب رکھتے محبت فکر مندی سے پوچھا کہ اسکے آنسوؤں پھر بہہ نکلے۔

"کہاں تھے کمینے بزدل انسان وہ پھر آیا تھا مجھے ڈرایا اور زبردستی چھوہارے کھلائے پھر حور العین کے آجانے پر چلا گیا"۔۔۔ وہ اسکے سینے پر مکوں کی بارش کرتے روتی ہوئی بول رہی تھی۔

"کون؟؟؟؟" اسنے غصے سے پوچھا اور ٹھٹھکنے کی ایکٹنگ کی۔



"وہی وہ درندہ غنڈہ"۔۔ وہ اسکے سینے پر سر ٹکائی اور داد نے اسکے گرد مضبوط حصار ڈالا۔

"آؤ"۔ وہ غصے سے اسے لیکر جانے لگا اور زندگی میں پہلی بار نور اسکے اس قدر خطرناک اور سرد تاثر دیکھ کر گھبرا گئی۔

"نن۔۔۔ نہیں"۔۔! وہ اسکے قدم جکڑ گئی خود وہیں جم کر۔ اسے ڈر تھا کوئی تماشا نا لگے اور وہ غنڈہ داد کو

نقصان نہ پہنچا دے۔  
کلاسیک اردو منیریل

"کیوں؟؟؟ وہ غصے سے بولا۔

"کیونکہ میرے دامن پر داغ لگ جائے گا میرا تماشا بنے گا" وہ چیخ کر مضبوط لہجے میں بولتی اپنی کپکپاہٹ چھپا گئی۔

"نور تم بیو"۔۔۔! اسنے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا کہ نور نے سسکتے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا اور داد نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسے خود میں بھینچ لیا۔

"اتنا بزدل نہیں تمہارا داد نور"۔۔ اسنے شکوہ کیا اسکی سوچ پر

"وہ داد جیسا شریف بھی تو نہیں"۔ اسکی بات پر وہ نہال ہوتا اسکی پیشانی پر لب رکھ گیا اور اپنی شرٹ پر آنسوؤں کی گیلیا ہٹ محسوس کرتے بولا۔

"اب مزید مت رو تمہارا سرمہ پھیل گیا ہے"۔ جیب سے رومال نکالتے اسکی آنکھیں صاف کی تو وہ اسکی شرارت پر اسکے سینے پر زور سے مکہ مارنے لگی۔

"آہ"۔۔۔! وہ کراہ اٹھا اور اسکی کمر کے گرد دونوں بازو ڈال کر حصار تنگ کیا تو وہ کراہ اٹھی۔

"یہ کھیل جا کر گھر کھیلنا بچوں ابھی چلور خستہ ہو رہی ہے" عارب کی آواز داد کے پیچھے سے گونجی کہ نور سنتے ہی بدک کر پیچھے ہوئی۔

اور عارب پر چور سی نظریں ڈال کر وہاں سے بھاگی۔

اسے کیسے بھی کر کے یہاں سے جلدی نکلنا تھا اور کبھی نہیں آنا تھا کیونکہ اسکی بہن تو خوش تھی اب وہ کیوں اپنی بدنامی کروائے اس غنڈے سے۔

داد طیش سے اسکی جانب مڑا۔

"کیا تم دونوں بہن بھائی کا صرف یہی کام ہے کباب میں ہڈی بننا"؟؟ اپنی پھری حالت پر اسے ڈھیٹوں کی طرح ہستہ دیکھ کر اسکا خون کھول اٹھا۔

"جی الحمد للہ وہاں رومز کے دروازوں پر ناک کر کے لوگوں کو گناہ سے بچاتے تھے اور یہاں تمہیں رخصتی سے پہلے کی کمینگی سے بچا رہا ہوں"۔ اسنے شرٹ کے کالر کا ذرا سا جھٹکا دیا اور دال لب بھینچتا اسے اسی ہی کالر سے پکڑ کر اسے پول کی طرف گھسیٹ کر لے جاتے اچانک ہی اسکے سنبھلے سے پہلے دھکا دیا وہ قہقہہ لگاتا دھم سے پانی میں گرا۔

"ہا ہا ہا"۔۔۔۔۔ عارب کا دلکش قہقہہ داد کے تن بدن میں آگ لگا گیا۔

"اللہ کرے تمہیں تو ایسی ملے کہ تمہیں آس پاس بھٹکنے نادے"۔ وہ غراتا وہاں سے جانے لگا کہ پیچھے عارب کے شاندار کے قہقہے کے ساتھ آمین لفظ گونجا۔

"آمین آمین صرف ملے ہم خود اسے بھٹکا دیں گے"۔ معنی خیزی سے کہتے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور انہیں پیچھے کیا۔

داد اس پر لعنت بھیجتا وہاں اسے چلا گیا۔

اور عارب ایک ڈبکی لگا کر جلدی سے باہر نکلا۔

\*-----\*

"یہ آواز کیوں نہیں کر رہی عالم؟؟؟" وہ مسلسل پائوں میں پہنی پازیب کی خاموش سے اکتا کر پائوں کو حرکت دیتی پاس کھڑے سعیر عالم کے بازو کو جھنجھوڑتی پوچھنے لگی۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتا"۔ ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں دوسرا اسکی نازک کمر میں ڈالتے پر اسرار سا مسکرایا اور اسکی سیاہ آنکھوں کے الجھے تاثرات دیکھے۔۔

سامنے صوفے پر بیٹھی نور مٹھیاں بھینچے اپنی بہن کے ساتھ کھڑے اس حیوان کو دیکھ رہی تھی۔۔

بھورے بال چوڑی پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے بھوری آنکھیں مبہم سی مسکرا رہی تھی اسکی بہن کی معصوم الجھن پر۔۔

بھوری آنکھ کے نیچے سے اٹھتا کٹ اسکے سائیڈ فیس کو بیسٹ کاروپ دیتا تھا تو دوسری طرف کا سائیڈ فیس ایک نارمل انسان کی گواہی۔۔

وہ کس روپ پر یقین کرے دائیں والے یا بائیں والے پر۔۔

ایسے جسے دنیا جانتی تھی بیسٹ ہے اسکا وجود ہے۔۔!

اور وہ بھی جانتی تھی بیسٹ کوئی اور نہیں حقیقت میں یہی ہے اس کی بہن کے ساتھ مسکراتا کھڑا وہ وجود۔۔

وہ صرف ایک حیوان نہیں اسنے اپنے ساتھ کئی حیوان پال رکھے تھے۔۔



ایک غنڈہ گینگسٹر درندے سب اسکے پاس موجود تھے اور ساتھ اسکی معصوم بہن بھی۔۔

نور کو رہ رہ کر اس غنڈے آلف پر غصہ آ رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا سعیر کی آگ میں اس غنڈے کو پھینک کر جلا ڈالے۔۔

اسے شدید نفرت اور غصہ اس انسان پہ بھی آ رہا تھا جسنے ایسے درندے پال رکھے تھے جو انسان اور انسانیت احساس سے ناواقف تھے۔۔

اسکا دل کر رہا تھا اسکے پاس ایسا ثبوت آئے اور اسے اسکی بہن کی زندگی کا خوف نا ہو تو جلدی سے جا کر وہ سب ثبوت برہان کو تھما دے اور ان درندوں کا کھیل ختم کر دے۔۔

ابھی بھی اسکی آنکھیں شدید نفرت زہر لیے سعیر عالم پر ٹکیں تھیں اور اسکی شخصیت سے وہ اندازہ نہیں لگا پا رہی تھی وہ کہیں کا بادشاہ ہے یا انسان ذات کیلئے ایک براسایہ اور حیوان۔۔۔

ابھی رخصتی میں وقت تھا دلہن نے روم سے سب کو نکال کر دروازہ بند کر دیا تھا جس پر آسیہ بیگم غصے سے بھری بیٹھی تھی۔

برہان داد عارب اور ارمان سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔

کمال صاحب غصے سے صوفے پر بیٹھے پہلو بہ پہلو بدل رہے تھے عالم کو سامنے دیکھ کر۔۔

اسکی حقیقت سے وہ واقف تو ہو گئے تھے جب حور العین کا نکاح ہوا تھا۔۔۔۔۔  
اتنے خطرناک انسان کے ساتھ رہنے والی لڑکی کوئی معمولی تو نا ہوگی پھر کیوں اسکے بیٹے کی عقل بلا سٹ ہو گئی  
تھی۔۔

"مجھے ایک کوشش کرنی چاہئے کیا پتا حور العین سے کوئی ثبوت ملے اور میں اس برائی کو ختم کر سکوں۔"  
نور العین نے لب دبا کر سوچا۔۔

اسکی نظریں سامنے ہی جارہی تھی وقتاً فوقتاً۔۔  
"آپ کیوں نہیں چاہتے "عالم"۔۔۔۔۔؟؟" وہ اپنی انگلیاں آپس میں پھنسا کر آنکھیں یہاں وہاں پھیرتی  
بولی۔

عالم نام پر جس قدر اسکی جھجک ہوتی تھی اتنی ہی محبت سے سعیر نے اسکی طرف دیکھا تھا۔

"کیا تم چاہتی ہو "عین" کہ ہم۔۔۔ اس محفل کو چھوڑ کر روم میں چلیں۔۔۔؟؟" بھاری گھمبیر لہجے میں وہ  
پوچھنے لگا۔۔

اسکے معنی خیز سوال پر حور العین کی پھولیں رخسار سرخ انار سی ہوتی پلکیں لرز گئی۔۔

بے ساختہ ہی اسنے اپنی انگلیاں آپس میں بری طرح سے الجھائیں کہ سعیر کی آنکھوں میں ناگواری پھیل گئی

---

"ڈونٹ ڈو دس" ---!! سامنے دیکھتے اسنے کہا پر وہ سمجھے تب نا۔

ذرا سی پلکیں اٹھائیں اور آواز کی طرف سر بلند کرتے دیکھنا چاہا پر کیا دیکھے۔

پھر سے سر جھکا دیا۔

"ڈونٹ ڈو دس میرا بچہ۔۔۔" سعیر نے جیب سے ہاتھ نکال کر اسکے جارحانہ انداز کو دیکھتے انگلیوں کو ایک دوسرے سے آزاد کروایا۔

عین جھینپ گئی۔۔ "آپ کیا کہہ رہے تھے عالم مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا۔"

"میں جو بول ہوں اس سے زیادہ تم میرے لہجے پر غور کیا کرو گی تو سمجھ آ جائے گا۔" حور نے فرمانبرداری سے

سر ہلادیا۔ "مطلب کہ جب آپ کہیں گے ڈونٹ ڈو دس! تب میں آپکے لہجے پر غور کروں سہی۔۔۔؟"

"انٹر سٹنگ" ---!! وہ ہنسا سکے عقل پر۔۔۔

"ہیں۔۔۔۔۔ یہ کیا ہے انٹرکٹنگ یا انٹسٹنگ؟؟" وہ ایک بار پھر الجھ گئی اور انگلیاں مروڑنی چاہیں کہ سعیر نے اسے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں محبت سے پکڑ لئے۔۔

"ویٹ روم میں چلیں گے پھر بتائوں گا۔" ہتھیلی انگوٹھے سے سہلاتے اسنے کہا پراسکے بولنے کے انداز اور حرکت پر حورالعیین سب کا خیال کرتی سرخ چہرے سے مدہم سی سانسیں بھر کر رہ گئی۔

"حور مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔" کب سے یہ تماشہ دیکھتی آخر کار نورالعیین ہمت کرتی دونوں کے پاس آئی اور سعیر پر غلطی سے بھی قریب سے نظریں ڈالے سرخ کھڑی حورالعیین سے بولی۔

سعیر نے اس حد تک اپنی بیوی سے روڈ لہجے پر بات کرتی چھوٹی سی لڑکی نورالعیین کی طرف آہستہ سے نظریں اٹھائیں۔۔

نورالعیین کے تو جیسے رونگٹے کھڑے ہو گئے اسنے بے ساختہ ہی لبوں پر زبان پھیریں۔۔

اسکی بہن اندھی تھی جو اس خطرناک انسان کے ساتھ اسکے بغل میں بغیر کسی خوف ڈر کے ریلیکس شرمائی کھڑی تھی۔۔۔

اسکے صرف دیکھنے پر نورالعیین کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔  
ٹانگوں کی لرزش پر اسنے سینڈلز کی سطح پر اپنی انگلیاں بھیجنے دیں۔۔



"حور تمنے سنا جو مینے کہا۔۔۔۔!! مجھے تم سے امپورٹنٹ بات کرنی ہے آؤ میرے ساتھ"۔ وہ دبے غصے سے بولی اور سعیر نے لب بھینچ کر داد کی تلاش میں نظریں دھرائیں۔۔

اور حور اسکے روڈ لہجے پر سر ہلاتی آگے قدم بڑھانے لگی پر کمر میں موجود انگلیوں نے اسے ایسی کسی گستاخی سے

باز رکھا۔۔

حور العین نے افسوس سے نور کیلئے نفی میں سر ہلایا۔۔

جانتی تھی سعیر خاموش بھی اسکی وجہ سے تھا ورنہ وہ کنجوسی سے لفظ ادا کرنے والا شخص کسی کی کیا اتنی سنتا۔

"اس وقت تمہارے لئے یہاں۔۔۔۔!! سب سے زیادہ امپورٹنٹ یہ شادی اور اسکی دلہن ہونی چاہیے

باقی کی امپورٹنٹ فتور نکال کر باہر پھینکو لٹل گرل اور جائو انجوائے کرو شاباش"۔ سعیر نے اسے دیکھتے سپاٹ

لہجے میں کہا پر نور کو ایسا لگا جیسے وہ مسکرایا ہو۔۔

یا اسکا لہجہ مسکرایا ہو۔۔

"کوئی اتنا پراسرار کیسے ہو سکتا ہے کیا تھا وہ انسان"۔۔!! دل میں سوچتے اسنے نظریں گھما کر اس پر ڈالیں اور

پل کو جھپک کر نیچے کر لیں۔۔

جانتی تھی وہ یہاں سب کی موجودگی میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا پر پھر بھی انجانے خوف سے دل کی

دھڑکنیں ادھم مچائے بیٹھی تھی کہ اسے خود سے خوف ہونے لگا تھا۔۔

"کیا میں داد سے زیادہ ڈر پوک ہوں؟؟؟" سن ہاتھوں کی انگلیوں کو حرکت دیتے اسنے من میں خود سے سوال کیا۔۔

"نہیں۔۔۔۔!! میں اس سے زیادہ بہادر ہوں بہت اور جانتی ہوں یہ انسان میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا صرف بات کرنے تک"۔ اسنے خود کو باور کروایا اور مدھم مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔۔

"مسٹر" سعیر "عالم آپ آکے چچے چاہیں جتنا بھی مجھے میری بہن سے دور رکھنے کی کوشش کر لیں اور آپ اپنا آپ چاہے جتنا میری بہن سے چھپا لیں بٹ یونو واٹ میرے بابا کہتے تھے جب ہم پیدا ہوئی تھی تو وہ انتہائی حسین تھی پر اسکے پاس نور نہیں تھا اور میرے پاس نور تھا تو میں اتنی حسین نہیں جتنی میری بہن ہے تب میرے باپ نے کہا نور حور کی پر چھائی ہے اور جس سیاہ تاریکی میں حور رہتی ہے نور اسے کھینچ کر روشنی میں لائے گی اور جو خود دیکھتی ہے وہ اسے دیکھائے گی اور یہ حقیقت بھی ہے مینے ہر وہ چیز اسے دیکھائی ہے جو مینے اپنے نور سے دیکھی ہے اور اب جو میں دیکھتی ہوں وہ میں اپنی بہن کو ضرور دیکھاؤں گی جسٹ ویٹ اینڈ وایچ"۔ وہ سعیر پر خاص زور دیتی مضبوط لہجے میں بولی۔۔

حور العین مسکرائی اپنی بہن کی محبت اور باپ کی بات یاد کرنے پر۔۔

"ایک بات میں تمہیں بتانا ہوں تمہارے مشن میں کامیابی کا سبب بنے گا"۔۔ اسنے مسکراتے حور کو چھوڑ کر اسکی طرف قدم اٹھایا کہ نور نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا اور قدم پیچھے لئے۔۔

وہ مقابل کی آنکھیں اور اسکے ظاہر سے اندرونی سوچ کو پڑھنے سمجھنے کا فن رکھتا تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے کون سا اگلا قدم اٹھائے گا۔

چند چوہوں کو مار کر تو بلا بھی بیسٹ بن جائے۔

قابلیت تو وہ ہوتی ہے جب مقابل کو چیرنے پھاڑنے اور اسکے اندر اعضا کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے مردے سے

بھی مطلب کی بات اگلا دے کہ وہ مرا کیوں۔۔۔!!

اور سعیر کی تو آنکھوں کی آگ کافی تھی اگلے بندے کو ٹھہر ٹھہرانے کیلئے۔۔۔

وہ بیسٹ تو نانا تھا دنیا کہتی تھی اسے بیسٹ اور نام لیتے رو نگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اب اس میں اسکی صلاحیت اسکے ہاتھ کا ہنراہم کردار رکھتا تھا یا اسکی شخصیت۔۔۔

بہر حال اس وقت اسکی نظروں کا شکار وہ معصوم سی نور العین تھی جو اسکے ایک قدم اٹھانے پر خود بخود قدم پیچھے لے رہی تھی۔

"راز کی بات ہے ابھی جو مر ڈر ہوئے ہیں وہ مینے کیسے ہیں اور میں سوچ رہا ہوں تمہارے لئے یہی ثبوت بہت ہیں لٹل گرل کہ میں خود کہہ رہا ہوں۔

اگلی بات۔۔۔!!

اپنے چھوٹے سے دماغ میں بیٹھا دو میں اپنی بیوی کیلئے بہت پروٹیکٹو ہوں خود کو تو دور تک اجازت نہیں دیتا کہ اسے کسی بھی طرح ہرٹ کروں اگر تمہاری طرف سے ایسی کوئی غلطی سے بھی غلطی ہوئی تو تم۔۔۔

اور تمہاری دنیا مجھ سے ہرٹ ہو جائے گی اور جب میں ہرٹ کرتا ہوں دنیا توبہ کرتی ہے ماسٹڈاٹ۔  
ناؤ موبیک۔" بر فیلے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر کہتا وہ نور العین کو وحشزدہ کر گیا۔

اسنے خشک لرزتے لبوں پر زبان پھیری اور داد دی اپنے آپ کہ وہ اتنا قریب اسے دیکھ کر ابھی بھی زندہ ہے  
جب وہ پوری طرح کسی خوفناک وحشی دیو کی طرح اس پر چھایا ہوا تھا اور وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے سن رہی تھی

---

ہاں یہ بات الگ تھی کہ اقرار پر اسکی ٹانگیں اسکا ساتھ چھوڑ دیتی اگر وہ آدھا سیکنڈ مزید اسکے سامنے کھڑا رہتا۔

ایک نظر اسکے پاس مسکراتی اپنی بہن پر ڈال کر اسکے نصیب پر افسوس کرتی وہ مڑ کر خود کو نارمل کیے لائونج میں  
چلی گئی۔

"یہ تو طے ہے قسمت جب موقعہ دے گی سعیر عالم تمہیں ہرانے اور اپنی بہن کو آزاد کروانے میں میں کبھی  
پیچھے نہیں ہٹوں گی۔" اپنی جگہ پر آکر وہ غصے سے قالین کو گھورنے لگی۔

"ایک بات تو تم اپنے کانوں میں ٹھونس دو بونی کہ آج کے بعد تم یہاں کبھی نہیں آؤ گی۔۔۔" داد کو بہت  
ناگوار گذرا تھا اسکا یوں اس سانکو آدمی کے سامنے اسکی بیوی پر حکم دینا۔

وہ تو کب کا یہی سوچ رہا تھا کہ اب وہ کیسے وہاں سے اسے نکالے۔

نور نے خشک حلق تر کرتے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔



"ہاں جانتی ہوں تمہیں ایک اور بہانہ مل گیا اپنی بزدلی دیکھانے کا"۔ اس غنڈے کی حرکت کے بعد جب وہ نارمل ہوئی تھی تب اس کے دماغ میں یہی سوچ آئی تھی کہ اس کا ازالہ تو تم سب کو بھرنا پڑے گا سیر سے اس غنڈے تک۔۔۔

وہ اہم گواہ تھی اس شاپنگ مال کے اونر کے قتل کی۔۔ وہ واحد شاید دنیا میں واحد بندی تھی جسکو سیر عالم نے آکر کہا تھا کہ جو بھی مر ڈر ہوئے ہیں وہ اسنے خود کیے ہیں۔۔۔

اسے معلوم نہیں ہو پارہا تھا کہ وہ موت کیلئے خاص ہوتی جا رہی ہے یا برائی کے اختتام کیلئے۔۔۔  
اتنا جانتی تھی اسنے سیر عالم کے خلاف ابھی اف کیا تو نا صرف وہ مٹے گی بلکہ اسکی وجہ سے علوی کی ہستی مٹ جائے گی اب کیا کرے۔۔۔؟؟؟  
وہ داد کو گھورتی رہ گئی۔۔۔

جسنے اپنی دو انگلیوں سے اس پر نظروں کا اشارہ دیا کہ وہ اسکی نظروں کے حصار میں ہے۔۔۔

"ہو نہہ اسٹائل تو ٹھہر کی کا ایسا ہے جیسے کہیں کا ہیر و ہو یہ منہ اور مسور کی دال"۔ اسے واپس برہان کی طرف جاتے دیکھ کر وہ پاؤں پٹختی صوفے پر بیٹھ گئی اور اب اس دلہن محترمہ کے ڈور کھولنے کے انتظار میں تھیں سب۔۔۔

"رخصتی کا کچھ سوچا ہے"؟؟؟ آسینہ بیگم نے غصہ دبا کر برہان سے پوچھا۔

سب ان پر ہنس رہیں تھی کہ انوکھی دلہن نے ناصر ف سب کو باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا بلکہ بیوٹیشن کو بیہوش کیے بیڈ کے نیچے دبائے خود ریلیکس سی اوپر بیٹھی تھی۔۔

پر اس سب کا برہان کو کیا فرق پڑتا تھا۔۔

اسے تو بس ایک ماہ کیلئے اسکی ماں کی بہو چاہیے جسکا بیک گراؤنڈ مضبوط ہو بلکہ بینک بیلنس شاندار ہو۔۔

اور اس سب کیلئے اس مسکان عارب کے علاوہ اور کس کا اتنا شاندار بیک گراؤنڈ ہو سکتا ہے۔۔

"کام ہو گا اسے ہو جائے گی رخصتی بھی"۔ نرمی سے مسکراتے اسنے کہا اور اپنی فیری کو دیکھا جو اسکی انگلی پکڑے من چاہی ممالٹنے پر خوشی سے نہال تھی۔۔

کمال صاحب نے اسکے جواب پر ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔

\*-----❤️-----\*

اسنے سب کو نکال کر اپنا بیگ نکالا اور اسے بیڈ پر رکھا۔

پھر جلدی سے الماری کھول کر وہاں سے لیپ ٹاپ اور جدید چاول کی سائیز جتنے ڈیو اس چپ کی ایک چھوٹی سی ڈبی نکالی اور انہیں دیکھتے مسکرائی۔۔

"ایس پی اپن بھی ایک بہت معصوم لڑکی ہوتی اور ان ہتھیاروں سے انجان سی اگر کسی عزت دار گھر کی بیٹی ہوتی پر اپن ایک کوٹھے میں آنکھ کھولنے والی لڑکی ٹھہری جس نے ہوش سنبھالتے یہ سنا کہ اپن سب سے الگ ہے بولے تو عزت والوں کیلئے گالی ہے۔۔"

نکاح ہونا دور کی بات اسکا سوچنا ایک مزاق سا لگتا تھا۔ عام لڑکی کسی راجکمار کے خواب دیکھتی تھی اور اپن لوگ نکاح کا پھر چاہے وہ نوکر سے ہو یا چاکر سے۔

اور پھر مینے بھی وہ خواب غلطی سے دیکھا تھا ایک سیاہ رات میں اور جب وہ سیاہ خواب پورا ہوا ہے تو اب کون سا رنگ لے گا میں نہیں جانتی کیونکہ اس رنگ سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ سرخ ہے یا سفید اپن یہ جانتی ہے نکاح ہوا ہے اپن کی ذات کا مذاق بنانے کیلئے اور تمہیں اجازت ہے ایس پی اپن کی ذات تیرے لئے پر یاد رکھنا میری ذات کو مات نہیں دے سکتا تو۔۔ وہ مسکراتی کہتی اپنی ماہ کے ضرورت کے حساب سے گولیوں سے بھری میگزین اور وائس ریکارڈنگ ڈیوائس رکھنے لگی۔

اور ساتھ اوپر اپنے کپڑے رکھنے لگی۔۔  
بیگ پیک کرتے وہ ہاتھ جھاڑ کر مسکرائی۔۔

"چل اپن تیار ہے رخصتی کیلئے"۔ وہ آئینے کے سامنے آئی۔۔

نور نے اسے لائٹ میک اپ کیا تھا اور وہ کپڑے بھی چینج کیے اب سرخ لہنگے اور کرتی میں موجود تھی۔۔  
سر پر بھاری دوپٹہ سجا تھا کسی بھی زیورات سے پاک چہرا گردن۔۔۔

ایک ببل نکال کر اسنے دوسرا منہ میں ڈالا اور اس پر دانت رکھے ہی تھی کہ دروازہ ناک ہوا۔

"آں ہاں دلہے صاحب آئے ہیں"۔ اسنے دروازہ کھولا تو سامنے برہان کو غصے سے پا کر شرارت سے آنکھیں  
نچائیں اور اسے مردانہ شاہکار برہان علوی کی وجاہت کو دیکھا۔

"ہو گئی ہتھیاروں آئی مین کپڑوں کی پیکنگ یا ابھی باقی ہے؟؟ چلنے کی تیاری کریں محترمہ دلہن صاحبہ  
۔۔۔" اسنے سامنے بیڈ پر رکھے بیگز کو دیکھ کر طنزیہ ابرو اچکایا۔

مسکان ہنس پڑی۔۔

"مانتے ہیں حضور ایسے ہی ایس پی نہیں بنیں پر میں معصوم۔۔۔!! بہت ہی معصوم دلہن میں کیا جانوں  
ہتھیار کیا؟"

"بکواس اچھا کرتی ہو پر افسوس مجھے ہنسی نہیں آئی اب چلنے کی تیاری کرو بہت ہو گیا تماشہ"۔ وہ اسے سائیڈ کرتا  
اندر آیا اور اسکے بیگ اٹھائے جس پر لبوں پہ معنی خیز مسکراہٹ بکھر گئی۔

"بہت خاص سامان پیک ہے؟" سوالیہ برواچکاتے تمسخرے سے ہنسا۔

"پر سنل شدید پر سنل"۔۔ برہان نے سر جھٹکا۔



ابھی کیا تماشہ بنائے چڑیا ویسے بھی اسکے قید میں آگئی تھی اور اب تو پنجرے میں چل رہی تھی۔

"گھونگھٹ کر لو"۔ اسکے ایسے ہی منہ اٹھا کر ساتھ چلنے پر اسنے ٹوکا مسکان نے برواٹھایا۔  
اسکے تیکھے نقوش پر اٹھا برویل بھر کیلئے برہان کو دیکھنے پر مجبور کر گیا اور پھر اپنی بے ساختگی پر جلد ہی اسنے

سر جھٹکا۔۔۔۔



"گائے کو؟؟؟" بل چباتے اسنے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔۔۔  
"دالہن ایسے گائے کی طرح منہ ہلاتی اور سراٹھاتی نہیں چلتی مسزب۔۔ مسکان"۔ وہ اپنا نام جوڑتے رک گیا۔

"تو کیسے چلتی ہے آپ سمجھا دیں مسٹر ایس پی۔۔۔" وہ چلتی اسکے سامنے آئی۔  
"ویسے ایک بات یاد کروادوں آپکی طرف سے کوئی شرطیں نہیں تھی نکاح کی یہ صرف اپن کی تھی اور اب  
اپن چاہے جس طرح چلے پھرے یہ اپن کا پر سنل ہوگا اور یہ پر سنل تب بیچ میں ہے گا جب آپ میرے کو  
یقین دلائیں گے کہ کوئی سوتن نہیں لائیں گے اور آپکے بچوں کی اماں صرف اپن بنے گی تو ٹھیک! نہیں تو  
چلیں سوامی دیر ہو رہی ہے"۔۔۔

"میری طرف سے جائو جہنم میں"۔۔۔ وہ دانت پیس کر کہتا آگے بڑھا جب وہ پیچھے سے بولی۔

"بستر الگا دیا ہے آپکا بھی سوامی"۔

"واٹ رہش۔۔۔!!! مجھے ایسے خطاب مت دو لڑکی اپنی حد میں رہو ورنہ جب میں حدود کر اس کروں گا مسئلہ تمہارے لئے بنے ڈونٹ فار گیٹ اٹ میرے انڈر ہو مطلب سمجھا دوں ایس پی برہان علوی کی حراست میں جہاں ایک بار چڑیا بھی آجائے تو پر نہیں مار سکتی"۔ وہ پلٹ کر وارن کرنا نہیں بھولا۔

"یہی حال ہے تبھی تو ابھی تک چڑیا تک اٹکے ہو میں بھی سوچوں اتنے ہاتھ پیر مارنے تک ایس پی بیسٹ تک کیوں نہیں پہنچا یہ تو آج معلوم ہوا کہ ایس پی کی اوقات ہی چڑیا مارنے کی ہے ہا ہا ہا"۔۔۔ وہ کہہ کر کھلکھلائی۔

بھولواتنا جتنی بساط سہن دے زیادہ بکواس زیادہ برداشت نہیں رکھتی مسکان صاحبہ"۔۔۔ سرخ چہرے سے بمشکل غصہ ضبط کیے کہتا وہ بایر نکل گیا مسکان ہنس کر سر جھٹکتی بل چبائے اسکے پیچھے نکلی۔۔۔

\*-----❤️-----\*

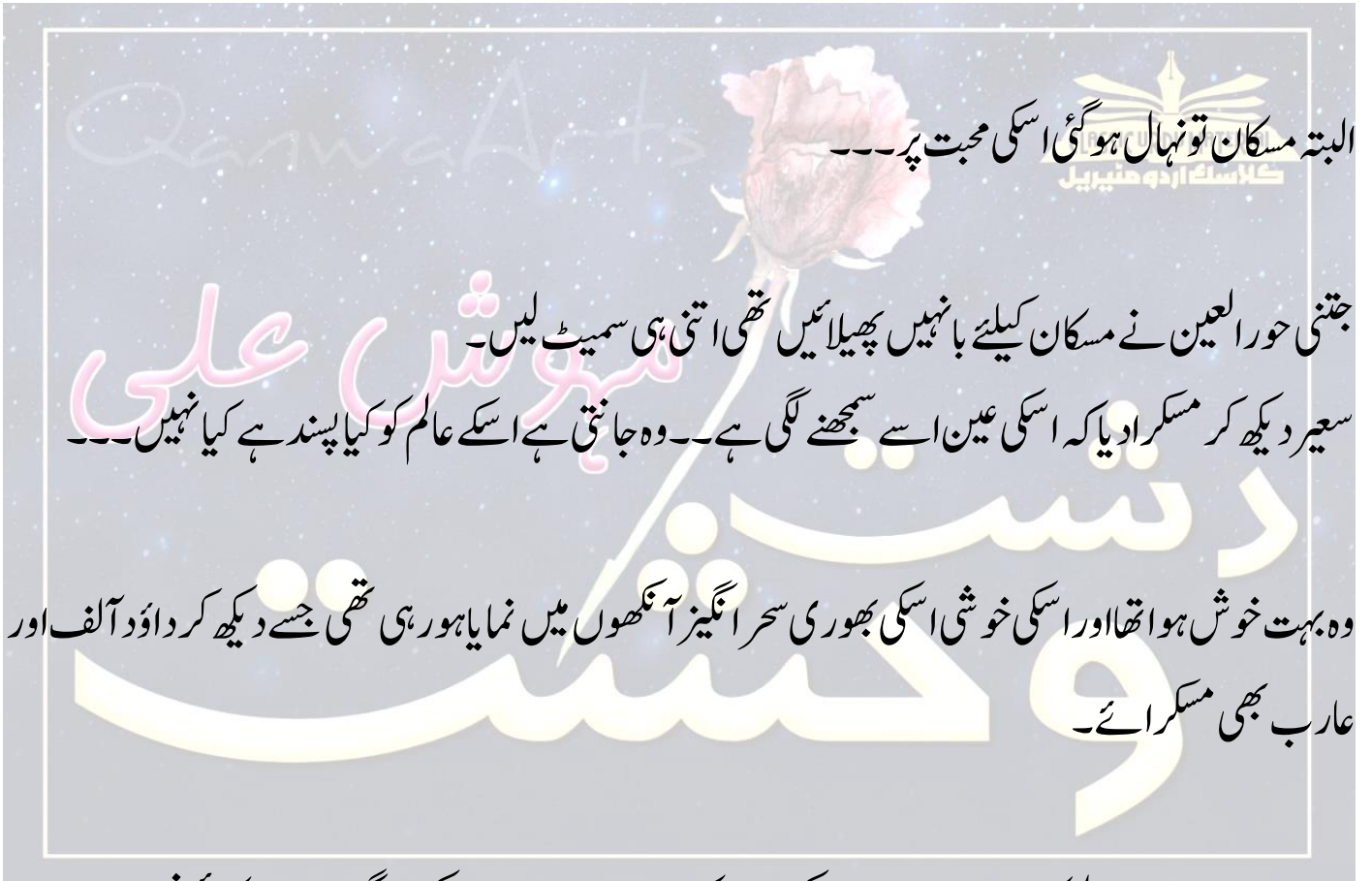
"ہاں پھر اپن چلتی ہے اجازت دو"۔۔۔!! وہ مسکرائی سعیر اور حور العین کے پاس آئی۔۔۔

دادا اور عارب نے بہت مشکل سے سعیر کی ناگواریت پر مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

سب ہونقوں کی طرح پہلی بار کسی دلہن کو یوں مسکراتے رخصت ہوتے دیکھ رہے تھے جو بل بھی چبار ہی تھی اور بتا بھی رہی کہ وہ رخصت ہو رہی ہے۔۔۔

"مسکان"۔۔۔!! عارب نے اسکے لہجے پر سر زش کی۔۔

"کوئی بات نہیں میری مسنی بہت اچھا بولتی ہے اپن والا"۔ حور نے عارب کی سر زش سن کر مسکراتے کہا اور  
با نہیں مسکان کیلئے پھیلائیں جن پر سعیر کی سرد نظر گئی۔۔



مسکان کے جانے کا عالم کو ایک فائدہ تھا کہ اسکی بیوی کی محبت اب صرف اسکی ہوگی اس میں کوئی نہیں ہوگا  
شریک اور اسکی محبت پر صرف سعیر عالم کا حق ہوگا۔

اور اسکی بیوی کا مزید پیار بھی نہیں بڑھے گا اس لڑکی کیلئے جسکا وہ فائدہ اٹھا کر اسے غصہ دلاتے تھی۔۔

"میں نے تمہارے بے بی کیلئے کپڑے لیے ہیں جو روم میں الماری میں رکھے ہیں میرے جانے کے بعد عارب سے کہنا وہ تمہیں لا کر دیگا۔" مسکان نے جھک کر اسکے کان میں کہا اور عالم کو دیکھ کر مسکرائی۔

حور العین کی جو اسکے جانے کی بات پر آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی اسکی محبت خیال پر اسکا دل دھڑک اٹھا محبت سے۔۔۔

(مطلب اتنا خیال تھا اسے کہ اسکے بے بی کیلئے کپڑے لادے جو اسکے شوہر نے اسکے بے بی کو باہر پھینک دیا تھا)

"آئی لو یو مسنی، تم سب سے پیاری ہو۔" حور العین نے ایک دم آگے بڑھتے بائیں پھیلائیں جس میں پورے حق سے عالم کو جتنی مسکان سما گئی۔۔۔

"آئی لو یو ٹو میرا بچہ۔ میرے کو تجھ سے یہی امید تھی ڈارلنگ۔" وہ اسکے بالوں پر کس کرنے لگی۔۔۔  
سعیر کی آنکھوں میں آگ کی دہک سے سرخی اتر آئی۔۔۔۔۔ جسے دیکھ کر مسکان کی آنکھوں میں ستارے چمک اٹھے۔۔۔

حور العین اب اسے کس کرنے لگی تھی تبھی عالم نے اسکی کمر میں موجود ہاتھ کو واپس کھینچا تو وہ آہستہ سے سرک آئی اسکے پاس اور اسکے پہلو میں خاموش کھڑی رہ گئی۔۔۔

مسکان کیلئے اتنا ہی کافی تھا اسنے آگ لگادی تھی پیٹرول موسم خود ڈالے گا۔۔۔



"آسیہ ہمارے تو پورے علوی خاندان میں ایسی بہو نہیں واقعی تو زبان کی پکی عورت ہے!! جیسے تو نے کہا تھا کہ چن کر بہولائے آگے آج دیکھ بھی لیا۔۔

حسن تو اپنی جگہ پر ایسی انوکھی بہو ہمیں پورے پاکستان میں نہیں ملی گئی۔" قہقہہ لگا کر آسیہ بیگم کے ساتھ کھڑی ایک عورت نے کہا جس پر مسکان کے مسکراتے لب سکڑ گئے۔۔۔

وہ تو بھول گئی تھی کہ آج اسکی روایتی لڑکی کی طرح رخصتی ہے۔۔۔

"پہلی بات میں تم سب پر واضح کر دوں کہ میں دوغلی پالیسی نہیں کرتی! میں خوش ہوں اس شادی سے ایس پی سے نکاح کر کے میں مطمئن ہوں تو کیوں میں جھوٹ موٹ کار و نار و کرد شمنوں کو خوش کروں۔ مجھے معاف رکھو اس سب سے میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی ہاں اگر پھر بھی رونا ضروری اور رسم ہے تو مجھے گلسرین لا کر دیں پھر بات بنے۔ ورنہ رخصتی کی رسم ادا کریں؟" سرے عام بے عزتی اس قدر ذلالت پر اسکی بات سننے غضب کے غصے کے ساتھ آسیہ بیگم نے نور العین کو اشارہ دیا اور ساتھ چلنے کو کہا وہ سر ہلاتی اپنی بہن کے پاس آئی اور سعیر پر غلط نظر ڈالے بغیر حور العین سے ملتی اسکے دونوں گال چوم کر آسیہ بیگم کے پیچھے چلی گئی۔۔

داد نے مسکان کے بیگ اٹھائے اور برہان نے فیری کو گود میں لیا۔۔

سب وہاں سے نکلے اور پورچ میں کھڑی اپنی گاڑیوں میں بیٹھے۔۔

"ہتھیاروں کے علاوہ کچھ لڑکیوں والے گُن ڈالتے تو آج یہ یتیم چہرے لیکر نہیں آتے"۔ عارب کے ساتھ چلتے آلف نے مسکراتے طنز کیا۔

"یہ جو اسکے بیگ میں لالی لپسٹک ہوتی تھی یہ میرا با نہیں ڈالتا تھا یہ بھی میں ہی ڈالتا ہوں تبھی وہ خود کو رنگ کر احساس دلاتی ہے کہ وہ ایک لڑکی ہے ورنہ یہ جو شادی ہو رہی ہے اسکے تو صرف ہم خواب دیکھتے یا کسی دوسری کو بلاتے"۔ عارب نے جل کر کہا۔

آلف سر ہلا کر رہ گیا۔  
کلاسک اردو منیریل

"مجھے معلوم ہے میرے جانے سے زیادہ خوشی تمہیں ہو رہی ہو گی سوتیلے بچھو۔ پر اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ میں یہاں اب نہیں آؤں گی! میں آؤں جب دل چاہیے کیونکہ یہ میری دوست کا گھر ہے"۔ وہ جتا کر کہتی اسکے گلے ملی۔

عارب نے ہنستے اسکا ماتھا چوما۔

"مجھے معلوم ہے سوتیلی ناگن تم ہمارا پیچھا ایسے نہیں چھوڑو گی"۔

وہ آنکھیں گھما کر داد سے بیگ لیتی اپنی گاڑی میں رکھنے لگی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔۔۔

مدھم سی تمسخرے بھرے مسکراہٹوں کی آوازیں وہاں کے ماحول میں گونجی۔۔۔

اندر عالم عین کے ساتھ کھڑا تھا اور یہاں باہر سب تھے جانے کیلئے۔۔۔

جہاں اتنا تماشا لگایا تھا وہاں یہ کیا چیز تھی۔۔۔ برہان سر جھٹکا اپنی گاڑی میں بیٹھا اور فرنٹ سیٹ پر سوئی ہوئی فیری کو لیٹایا جس کا سر اسکی گود میں رکھا تھا۔

اسے پا کر ایک انوکھا شفقت بھرا احساس اسکے دل میں پیدا ہونے لگا تھا جو اس جیسے اکھڑ مزاج بندے کو بہت بھار ہا تھا۔

داد کی گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر کمال صاحب بیٹھے تھے اور بیک سیٹ پر آسیہ بیگم کے ساتھ نور۔۔۔

باقی سب روانہ ہو گئے تھے انکے پیچھے سب کی گاڑیاں نکلی۔۔

برہاں کی گاڑی آگے تھی اور مسکان کی بیچ میں پیچھے انکے داؤد کی گاڑی تھی۔۔۔

"آپ کو کہیں جانا ہے عالم؟" عارب اندر آتا سامنے کھڑے عالم سے اشارے دیتے پوچھنے لگا جسکے سامنے حورالعین سر جھکائے انگلیاں مروڑ رہی تھی۔۔

"نہیں تم جاؤ"۔۔۔! عالم نے اس سے کہا جس پہ عارب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"موسم خراب ہے شاید کچھ دیر میں بارش بھی ہو جائے اسلئے اگر لیٹ ہو گیا آنے میں تو میں کہیں اسٹے کروں گا آپ فکر مت کیجئے گا"۔ اسنے آگاہ کیا عالم سر ہلا گیا۔۔

اور پھر ان دونوں پر آخری نظر ڈالتے وہ وہاں سے نکل گیا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔

اب اس بڑے سے گھر میں غصے بھری نظروں سے دیکھتا عالم اور اسکے سامنے خاموشی پر سہمی حور العین کھڑی تھی۔۔۔

مہوش علی

لب دانتوں میں دباتے اسنے نظریں اٹھائیں۔۔۔

سیاہ پانیوں بھری آنکھوں میں مقابل کا عکس نمایا ہوا۔۔۔

"ایک بار بھی تایا ابو اور تائی امی مجھ سے نہیں ملیں،، وہ مجھ سے ایسا کیوں کرتے ہیں عالم مینے کیا کیا ہے؟

"۔۔۔۔۔ ضبط کا پیمانہ جب لبریز ہوا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکے چوڑے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔۔

اور اس کے عکس کو آنکھوں میں میچ لیا پانیوں میں قید کر لیا۔

عالم نے گھورتے دونوں بازو اسکے گرد ڈالے اور اسے خود میں چھپا دیا۔۔



حالانکہ وہ کچھ دیر پہلے کی اسکی جرات پر سزا دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔  
پر دل اجازت کہاں دیتا تھا اپنی عین کے معاملے میں سخت سوچنے کی۔۔۔۔۔

اسکا مضبوط حصار پاتے ہی وہ مسکراتی سر سینے پر ٹکائے آہستہ سے اسکے گرد اپنا معصوم حصار ڈالکر اسے حیران کر گئی۔۔



مسز مظفر سرنفی میں ہلاتی کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔  
روم کی لائٹ کے آف ہوتے ہی دروازے پر کھڑے وجود نے آس پاس دیکھ کسی کو ناپا کر اسنے کیز نکال کر  
آہستہ سے دروازہ بغیر آواز کے ان لاک کیا اور اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

سامنے ہی کمفرٹر میں مسز مظفر سوئی ہوئی تھی اور وہ جانتا تھا ابھی کچی نیند میں ہے۔۔۔۔۔  
اسنے بہت آہستہ قالین پر قدم رکھتے بالکنی کے ڈور کے پاس کھڑا ہوا

اور سامنے نظر رکھتے وہ کان سے لگے کمشنر کی موبائل اور پھر اپنے ہاتھ میں موجود چاول کی سائیز جتنی چپ کو دیکھنے لگا جو اسے کمشنر کی موبائل پہ لگانی تھی کہ فی الحال جو کالز آئیں انکی ریکارڈنگ ہو سکے تاکہ یہ معلوم ہو

قہر زمان والوں سے کمشنر ملا ہوا ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔

سوچتے ہوئے اسنے ایک قدم روم کے اندر اور دوسرا قدم بالکنی میں رکھا۔۔۔

مظفر حیات کی اسکی طرف پیٹھ تھی اور وہ کسی سے کال پہ بات کر رہا تھا جو زمان تو نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ بے فکری اور رعب سے بات کر رہا تھا جو زمان سے تو قطعی نہیں کر سکتا تھا۔

عرب نے آہستہ سے بیگ سے ایک پلاسٹک کی اسٹک نکالی اور اسکے منہ پر چپ سیٹ کی۔۔۔

اب اسے صرف موبائل پر رکھنی تھی، آگے وہ چپ خود جدید ٹیکنالوجی تکنیک سے اپنی جگہ سیٹ کرتی وائس کے قریب۔۔۔۔۔

اسنے سانس روک کر ایک نظر کمشنر کی بیوی پر ڈالتے ہوئے کمشنر کے ہاتھ میں موجود موبائل کو دیکھا اور ہاتھ بڑھایا موبائل کے قریب کیا تھا کہ آہٹ پر ایک دم کمشنر نے گردن موڑی عرب سانس روک کر بیٹھ گیا نیچے

اور اپنی اسٹک پر نظر ڈالی وہاں چپ کو ناپا کر وہ ایک پل کو بوکھلایا گیا۔۔۔۔۔  
پر دوسری ہے پل خود کو سنبھالا کہ اگر بوکھلایا تو سمجھو اسکی زندگی کا اینڈ۔۔۔۔۔

کمشنر نے کال ڈسکنیکٹ کرتے موبائل کو دیکھا اور گہرا سانس بھرتے کال بیک کی رئیس زمان کو۔۔۔۔۔

"کہاں مر گئے تھے کمشنر"۔۔۔؟؟؟ عارب کے کان میں گلے ڈوائس سے آواز گونجی وہ خوش ہوتا کمشنر کے  
موبائل کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

عارب بے آواز بغیر اٹھے بالکنی سے نکل آیا اور آہستہ سے روم سے نکلتے ہی وہ وہاں سے جلدی سے بیک سائیڈ پر  
آتے دیوار پھلانگی اور بیگ کو ایک ہاتھ سے پکڑتے وہاں سے کچھ دور اپنی گاڑی کی طرف بھاگا۔۔۔۔۔

"یہ تو نے اچھا نہیں کیا کمشنر۔ کیسے بھی کر کے مالا بائی کو آزاد کرواؤ اور اسے ایک نئی پہچان دو"۔ اسکی  
منمنناہٹ گلے سے نکلنے سے پہلے ہی زمان کی پھر سے کرخت آواز گونجی۔

"آپ نہیں جانتے اس نئے ایس پی برہان علوی نے اوپر سے آرڈر لیے ہیں کوٹھے پر ریٹ کیلئے۔ اب میں کیسے  
بچا سکتا ہوں اور یہ ہمارے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اسکی بیٹی نے خود ایس پی کی مدد کی ہے۔  
وہ ریٹ کے وقت کوٹھے سے کچھ دور ہی گاڑی میں بیٹھی ملی تھی۔ سر مجھے تو لگتا ہے سارا کاسارا کھیل اس  
بیسٹ کا ہے۔

بلیک کنگ اتنا طاقتور ہو گیا ہے اسے اتنے ملکوں کے گینگ کا ساتھ ملا ہے کیا وہ اس ایک بیسٹ کو ختم نہیں کر سکتا کیا پاکستان پر واپس سے اپنی دہشت نہیں پھیلا سکتا۔ ایک دھماکہ کرے کسی اسکول مدرسے پر دیکھنا کیسے واپس سے بیسٹ کی وحشت مٹ کر بلیک کنگ اور قہر زمان کی دہشت پھیل جاتی ہے۔" کمشنر کی بات پر زمان نے گہرا سانس بھرا۔۔

"کنگ نہیں کرے گا ایسا"۔۔۔!! اس کے جواب پر کمشنر مظفر نے فوراً پوچھا "کیوں۔۔۔!! کیوں نہیں کریگا؟ کیا دیکھ نہیں رہا بیسٹ کی وجہ سے ساری اسکی دہشت ختم ہو گئی ہے،، ہر طرف بیسٹ کی وحشت پھیلی ہوئی ہے اور اب تو یہ پیدا ہوئے دو دن کے بچے پر آشکار ہو رہا ہے بیسٹ بے گناہ کو نہیں مارتا وہ صرف برائی کا خاتمہ کر رہا ہے۔ اچھائی کیلئے سیر نہیں"۔۔۔۔!!

"یہ سب بلا سنڈیوٹی اور اس دو بہن بھائی کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ ہمارے بیسٹ کو معلوم نہیں تھا برائی کیا اچھائی کیا۔۔۔۔۔"

کنگ جانتا ہے اسکا بیسٹ غصے میں ہے۔ اسکی بہن اسکے پاس سے ملی ہے۔ اور کنگ کو اس بات کا غصہ ہے کہ بیسٹ نے اسکی بیوٹی سے نکاح کر لیا ہے اب حساب برابر ہے اور ہمیں یہ میسج کسی بھی طرح بیسٹ تک پہنچانا ہے بغیر اپنی آہٹ دئے کہ اب بیسٹ کو اسکی بہن مل گئی ہے تو بلیک کنگ کو اسکی بیوٹی اور اسکا بیسٹ لوٹا دے۔" گلاس کو لبوں سے لگاتے زمان نے بلیک کنگ کا حکم دہرایا۔۔۔

کمشنر ہنس پڑا جو زمان کو کافی ناگوار گذرا۔۔۔۔۔



"سربرامت مانے گا پر مجھے نہیں لگتا کوئی یہ میسج بیسٹ تک پہنچا سکتا ہے! کیونکہ میسج پہنچانا ہے تو اس قد آور درخت کے سائے تلے جانا ہو گا جسکی ٹہنیاں پوری سلطنت پر پھیلی ہوئی ہیں۔۔۔

پاکستان کی عوام کے سر سے وہ آپ سب کی دہشت مٹا رہا ہے۔۔۔۔

دن بدن نئے واقعات اسکی درندگی کے سامنے آرہے ہیں۔ ہمارے لوگ دہشت پھیلانے سے سہم رہے ہیں کہ بیسٹ ناان تک پہنچ جائے۔

ابھی ایک تازہ واقعہ ہی لے لیں جس میں آپکے سلیم بھائی کا دل پاؤں تلے کچلا ملا تھا فیکٹ۔۔۔۔۔

"شٹ اپ کمشنر کچھ زیادہ ہی بھونک رہے ہو خبردار یہ بات پھر دہرائی سرکاٹ دوں گا"۔۔۔ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے گلاس دیوار پر مار کر وہ چلایا۔۔۔

سیاہ آنکھیں لال انگارہ ہو گئی۔۔۔

"بہت برا ہو گا میری طرف سے اسکے لئے!!! بیسٹ نے صرف ابھی زمان دیکھا ہے اسکا قہر نہیں۔

قہر برستا ہے گرجتا نہیں۔۔۔ اپنے بھائی کا بدلہ تو میں لوں گا بیسٹ سے اور وہ اس شخصیت سے جو اسکے لئے اتنی اہم ہو جتنا میرا بھائی تھا میرے لئے"۔۔۔۔۔ اسکی غراہٹ پر عارب مسکراتا سر جھٹک کر رہ گیا۔۔۔۔۔

"وہ چن چن کے نہیں جو بھی سامنے آرہا ہے اسے کاٹ رہا ہے۔ جو کام گناہ، قانون کے اصول، خوف سے بندھے لوگ نہیں کر پارہے وہ کام بیسٹ بے فکر ہو کر انجام دے رہا ہے۔ اب بتائیں بدلہ لے سکیں گے اس سے؟؟؟

دشمن کے بھیس میں اسکے چچے پھر رہے ہیں۔ اس آلف کو دیکھ لیں۔۔!! بیسٹ کی کاپی ہے اسکی تیسری خفیہ آنکھ۔ دن دھاڑے شاپنگ مال کے اونر کا قتل کر گیا کوئی ایکشن کوئی ثبوت نہیں۔

اور وہ عارب اسکا بازو جسکا دماغ میں ثانی کوئی نہیں۔۔۔

ایسی چپ ڈیوائس ایجاد کرتا ہے کہ مقابل بندے کے پاؤں یا ہاتھ میں لگانے سے پوری باڈی سسٹم کا ڈیٹا اسکے ہاتھ میں ہوگا۔ بارہ کلاس پاس ہے پر یہاں اسکا دماغ ٹیکنالوجی دنیا کا ایک کیڑا ہے جو ہر چیز میں گھس کر اسکے

عضوے اکھاڑ دیتا ہے۔۔۔۔"

"یہ وہی عارب ہے ناکنگ کے محل کا صفائی کرنے والا ملازم اور اس طوائف کا بھائی"؟؟؟ حیرت بھری آواز زمان کی دونوں طرف گونجی۔

"ہاں وہی طوائف مسکان۔۔۔!! جسنے ایس پی سے شادی کر لی ہے۔۔۔ اسنے ثابت کیا وہ عورت ہے پر اسنے یہ بھی ثابت کیا ہے عورت کمزور نہیں۔۔۔

اس معمولی سی چیونٹی جتنی لڑکی نے پتا نہیں کتنے قتل کیے ہیں۔۔۔

مارنے پر سوچتی نہیں صرف دیکھتی ہے کہ اسکے بیسٹ کا کیا حکم ہے جسنے اسے چادر پہنائی تھی۔۔۔۔

ابھی جو کنگ لڑکیوں کو موت سے خطرناک ٹریننگ دیر ہا ہے مجھے لگتا ہے وہ اس لڑکی کے سامنے نہیں ٹکیں گی کیونکہ وہ آگ سے کھیل کر اپنا وجود بنا رہی ہے۔۔۔۔"

"اور آگ کو مات پانی دیتا ہے ریممبر کمشنر!! زمان نے تمسخرے سے کہا۔۔

"وہ انکے پاس پہلے ہی موجود ہے"۔۔۔ کمشنر نے نظریں پھیرتے جتایا۔۔۔

"کون ہے جو آگ کو بجھانے کی طاقت رکھتا ہے"؟؟؟ زمان حیران ہوا کہ اب کون سا نیا وجود آگیا ہے۔۔۔

"بیوٹی۔۔۔!! بلا سنڈ بیوٹی پانی سے نرم جو ہاتھ سے پھسل جائے۔۔۔ اور اسکے سامنے سیر کچھ نہیں اگر وہ

نار ہے تو سیر پوری دنیا میں آگ لگا دے۔ یہ بیوٹی ہی ہے جو اسکی آگ کو بجھائے بیٹھی ہے"۔۔۔۔۔

"اسکے پاس کون سی سیفٹی ہے کمشنر؟ ہمیں بیوٹی چاہیے (وہ میری ہے)"؟؟

"کہنے کو تو اسکے پاس کوئی سیفٹی نہیں۔۔۔ اکیلے گھر میں ہوتی ہے۔۔۔ پر اصل میں اسکے پاس کیا سیفٹی ہے یہ کوئی جانتا۔

کتنی آنکھیں ٹکی ہیں اس پر اسکی سیفٹی کیلئے کسے بھی نہیں معلوم۔۔۔

ایک آپ نہیں اور بھی بہت ہیں جو بیسٹ کے وجود کو ختم کرنا اور اسکی کمزوری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔۔۔  
پر شیر کی غیر موجودگی میں اسکا شکار بھی شکاری کہلاتا ہے اسلئے کسی میں ہمت نہیں ہو رہی"۔۔۔

عرب دونوں کی طرف کی فالتو سی بکواس پر اکتا گیا۔۔۔۔

وقت گذر رہا تھا سیاہ رات میں ہلکی ہلکی بوندیں برسنے شروع ہو گئی تھی۔۔۔

اور وہ روڈ سائیڈ پر اپنی گاڑی میں ڈرائیونگ پہ بیٹھا سامنے لیٹ ٹاپ پر یہ اب ریکارڈ کر رہا تھا۔

"بیوٹی ہمیں (مجھے) بیسٹ چاہیے اور ان دونوں بھائی بہن کا خاتمہ بھی کرنا ہے بہت عبرتناک موت دینی ہے  
دونوں کو۔۔۔"

پھر مالابائی کو بچاؤ نہیں پہنچنی چاہیے آخری پیشی کیلئے اور اسے آؤٹ آف کنٹری بھیجو پھر پاکستان لانا کوئی بڑی  
مشکل نہیں ہوگی۔۔

پاکستان سے وہی ایک ہے جو ہمیں لڑکیاں دیتی ہے اگر یہ بند ہو گیا تو کنگ بگڑ جائے گا۔۔

اسکی بیٹی سے ہمیں بہت امیدیں تھی پر سالی۔۔۔

بہر حال کسی بھی طرح یہ کام ہونا چاہئے تمہیں تمہارا انعام مل جائے گا اگر وہ ایس پی اس دوران ختم کر سکو تو  
تمہیں بڑا انعام ملے گا بڑی رکاوٹ بن رہا ہے ہمارے لیے۔۔۔۔۔ کہنے کے ساتھ بغیر کمشنر کی سنے کال  
ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔۔

آگے کے پلان وہ جانتا تھا سے کیا کرنا ہے کیسے بیسٹ کی وحشت کا اینڈ کرنا اور واپس کنگ کی دہشت پھیلانی  
ہے۔۔۔  
سب کچھ تیار تھا۔۔۔

ایک نظر ٹیبل پر رکھے میپ پر ڈاکٹر وہ اس خفیہ جگہ پر رہائش پذیر۔۔  
روم میں یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا۔۔

قطر اور اسرائیل کا ساتھ تو کنگ کو مل گیا تھا انکی پاور بھی اسکے ساتھ تھی اب بس صرف بیسٹ کو واپس لا کر  
دنیا پر دہشت پھیلانی تھی۔۔۔۔



سالوں پہلے رشید عالم ایک کمزور کڑی تھی سیر عالم کی اب ایسی کونسی کڑی ہوگی جس سے بیسٹ واپس انکے  
قبضے میں آسکے۔۔۔۔

"مالا بائی"۔۔۔۔ بڑبڑا کر عارب نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکایا۔۔۔۔

"ایک طوائف کے بیٹے ہو کوئی منسٹر کے نہیں!! دلال بنو گے یاد رکھنا"۔۔۔۔

"نہیں اماں میں بہت اچھا انسان بنوں گا اور اپنی بہن کو یہاں سے دور لے جائوں گا میں دلال نہیں بنوں گا"۔۔۔۔

"چٹاخ۔۔۔۔۔ بائی۔۔۔!! مالا بائی نام ہے میرا اماں نہیں میں تمہاری! اور دلال تو تیرا باپ بھی بنے گا  
"گالی" بھیج رہی ہو تجھے کنگ کے پاس ساری عقل ٹھکانے آجائے گی جب وہاں کے ٹھوکریں ملیں گی دلال تو  
پھر دور توکتا بھی بھونکنے کیلئے بن جائے گا"۔۔۔ اس غلیظ لہجے پر وہ چھوٹا سا لڑکا سر جھکائے سرخ چہرے سے  
کھڑا تھا۔۔۔۔

ماضی سے نکل کر اسنے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔

ایک راستہ تھا اس قرب سے نکل کر اسکے پاس جانے کا۔۔  
پر کوئی حق نہیں تھا بیٹھ کر اسے دیکھنے کا۔۔۔



گاڑی سے اترتے ہی آسیہ بیگم نے نور کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ دیا اور خود کمال صاحب کے ساتھ غصے سے اندر بڑھ گئی۔۔۔

انکو جاتے ہوئے برہان دیکھتا رہا اور نور کے جانے پر داد کو بہت غصہ آیا پر جانتا تھا اسکی ماں کا حکم تھا اس پر۔۔۔

مسکان اپنی گاڑی سے بیگ نکالے انکے پاس آئی۔۔۔

فیری کو گود میں اٹھائے وہ اسے پیچھے آنے کا اشارہ دیتا آگے بڑھا۔

"دو"۔ داد نے مصنوعی خفگی سے گھورتے اس سے بیگ لے لیے اور آگے چلنے کا اشارہ کیا۔

منہ بنا کر بھاری لہنگے میں الجھتی گرتی پڑتی انکے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی اور پیچھے چلتا داد بہت مشکل سے اپنا قہقہہ ضبط کر پار ہا تھا۔۔۔

آسیہ بیگم نے کسی بھی رسم کو کرنے سے انکار کر دیا تھا اسلئے خاندان کی عورتیں چلی گئی تھیں۔۔۔

"رکیہ امی ابو"۔ گھر میں داخل ہوتے فوراً سے پہلے ہی برہان نے ان دونوں کو روکا جو اپنے روم کی طرف جا رہے تھے۔

اور نور جو مجبوری میں چھوٹے قدم اٹھا رہی تھی سیڑھیوں کی رینگ تھام کر کھڑی ہو گئی۔

"خیریت بھائی؟ نور آؤ بھابی کو انکے روم میں لے جاؤ اور فیری کو اپنے ساتھ سلاؤ"۔

داد کے کہنے پر نور سر ہلاتی آگے بڑھی پر برہان نے ہاتھ سے اسے روک دیا۔

"جاؤ نور اپنے روم میں اور کیوں روکا ہے اگر تم سوچ رہے ہو ہم اس کا استقبال کریں گے تو یہ تمہیں دھوکہ ہے"۔ آسیہ بیگم نے کیٹیلی نظر مسکان پر ڈالتے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔  
مسکان جو خاموش کھڑی تھی ان کے لہجے میں صرف نوکیلی کاٹ ہی نہیں سرد پن اور تضحیک آمیز پا کر اس کا چہرہ متغیر ہوا۔

اسنے کاٹ دار نظر پاس کھڑے اپنی تمام تر مردانہ وجاہت کے شاہکار برہان علوی پر ڈالی جسکے خوبصورت چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ تھی۔

اسنے اپنے شکر فی لب آپس میں پیوست کر دے اور لا تعلق سی اس تماشے سے نظریں پھیر گئی۔

"رک جاؤ نور۔۔۔!! تم علوی ہائوس کی مین فرد ہو جیسے امی جان ہیں ویسے ہی جیسے ابھی میری بیوی اور میری

بیٹی ہے، یہیں کھڑی رہو"۔ برہان نے داد کو دیکھتے نور کو مخاطب کیا۔

اور پھر اپنے سامنے کھڑی گھر پر سر سری سی نظر ڈالتی سرخ عروسی جوڑے میں ملبوس مسکان کو دیکھا۔

"میں اسکے اسٹیٹس، اسٹینڈرڈ اور بینک بیلنس بیک گراؤنڈ سب کا تعارف یعنی کہ اپنی بیوی مسز مسکان برہان علوی کا تعارف کروانا چاہتا ہوں، یہاں موجود علوی ولا کا ہر فرد اس کا تعارف سنے اور جسے ڈر ہے میری بیوی کے غریب ہونے کا تو وہ ختم ہو جائے! سہی کہا نا مسٹر اینڈ مسز کمال علوی؟"

"کس کروڑ پتی کی بیٹی ہے جس کا نشہ تیرے سر چڑھ گیا کہ تو جس سے زیادہ نفرت کرتا تھا اسی کے گھر سے لڑکی بیاہ کر لایا ہے بتا مجھے؟" کمال صاحب غرائے۔

"دوست مجھے ڈر لگ رہا ہے کیا ابو جان ابھی بھی ناراض ہیں آپ سے؟" فیری نے ہر اس ادا ہوتے برہان کے گلے میں چھوٹے بازو ڈال کر سرگوشی میں پوچھا۔

"دوست کی جان! ابو جان ناراض نہیں بلکہ آج آپ کے دوست ابو جان کی ساری ناراضگی ختم کریں گے۔" با آواز تمسخرے سے کہتے اس نے فیری کے گال پر کس کیا نظریں کمال صاحب کے سرخ چہرے پر ٹکیں تھیں۔ یقیناً انہیں برہان کا رویہ پسند نہیں آ رہا تھا۔

"آپ ایسا کریں بھاگ کر روم میں جائیں میں آتا ہوں اوکے مائی سویٹ ہارٹ۔"

"لو یو ڈیڈ آپ ور لڈ کے بیسٹ ڈیڈ ہیں اور اللہ جی کی طرف سے میرے لئے گفٹ۔" چھوٹی سی مسکان اپنے دوست کی صلح کرنے پر خوش ہوتی اسے کس کر کے وہاں سے بھاگ گئی۔

نور کے قریب سے گذری تو نور اسے پیار دیا۔

کیا فرق تھا دونوں میں وہ بھی یتیم تھی اور یہ بھی۔



"کس کروڑپتی کی بیٹی ہے یہ!!" وہ ٹھہر ٹھہر کر کمال صاحب کا سوال دہرانے لگا  
"سوال کافی اچھا ہے"۔ وہ آگے بڑھ کر مسکان کے پاس کھڑا ہوا اور اس کا مومی ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں تھام  
لیا

مسکان نے جھٹکنا چاہا پر مقابل کی گرفت اس قدر بے رحم تھی کہ ہڈی ٹوٹ جائے پر گرفت ناچھوڑے۔

"کروڑ کو چھوڑیں آگے کی سوچیں کیونکہ میری بیوی کی ماں چوبیس گھنٹوں میں کروڑوں سے زیادہ کماتی ہے،  
کیوں ڈارلنگ آئی ایم رائیٹ نا؟" اس نے محبت پاش نظروں سے مسکان کے خوبصورت چہرے کو دیکھا جو پہلے  
ہی قہر برساتی نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

اس قدر ذلت آمیز بیانات اور ماحول پر داد نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں "بھائی"۔۔۔ اس نے باز رکھنے  
کیلئے ٹوکا جس کا رتی برابر برہان پر اثر نہ ہوا۔

"تم بیچ میں مت آؤ دواؤ خاموش ہو کر سنو کہ اگر تمہاری بیوی کے پاس ریسٹورنٹ ہے تو غریب میری بیوی  
بھی نہیں جس کا مجھے مستقبل میں طعنہ ملے انڈر سٹنڈ"۔۔۔!!

"کیا کرتی ہے اسکی ماں؟" کمال صاحب نے اسکی طرف کھوجتی نظروں سے دیکھا "اور اسکا باپ؟" مینے تو سنا  
ہے دونوں یتیم ہیں۔"

(اتنی ہی انکی ماں امیر تھی تو دونوں عالم کے درپہ کیوں پڑے تھے) دونوں میاں بیوی الگ گئے۔

"امیر لوگ امیر سوچ! ناراضگی کی وجہ سے گھر چھوڑ دیا ہے۔ بھئی امیر بچوں کے چونچلے، باپ کا تو نہیں معلوم ڈارلنگ نے بتایا نہیں بہر حال میں کہاں تھا؟" اس نے مسکان کو دیکھتے سوچنے کی ایکٹنگ کی۔ وہاں موجود سب کی حیرت بھری نظروں کا یہ دونوں دلہاد لہن مرکز تھے۔

"چوبیس گھنٹوں میں کروڑ سے زیادہ کماتی ہے۔" کمال صاحب نے یاد دہانی کرائی۔

داد نے توشا کی نظروں سے دیکھا البتہ نور کے چہرے پر برہان کی طرح معنی خیز مسکراہٹ آئی۔

"ایک برا محل جیسا میری ڈارلنگ کا گھر ہے جس میں میرے خیال سے ہزاروں کی تعداد میں رومز ہیں۔"

"آخر کرتی کیا ہے اس لڑکی کی ماں؟" آسیہ بیگم نے چڑ کر پوچھا جسے برہان نے بہت خوبصورت سی نظر انداز کیا۔

آلف اور مسکان جیسے انگاروں پر دھک رہے تھے پر انہوں نے ضبط کا دامن نہیں چھوڑا بلکہ اسے مضبوطی سے تھامے رکھا۔

"پورچ میں گاڑیوں کی لائنیں لگی ہوتی ہیں۔ بے شمار گاڑیوں بے شمار سکیورٹی، سپورٹ۔" وہ ہنسنا بکی بار مسکان بھی مسکرائی۔

"کرتی کیا ہے وہ عورت مطلب نام کیا ہے اب تم بتاؤ گے یا صرف گاتے ہی رہو گے۔" کمال صاحب کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو غصے سے بولے

(کیا بزنس وومن ہے اگر ایسا ہوا پھر اس لڑکی نے جو ہماری امیج کو ٹھیس پہنچائی ہے وہ اسکے اسٹینڈرڈ کے سامنے دب جائے گی اور شاید آگے وہ دولت اپنی بیٹی کو دے) وہ مسکرائے۔

"میں نے کہا تھا نا ابو کہ ایسی بہولائوں گا جسے دیکھ کر منہ سے ماشاء اللہ نکلے بلکہ اسکے بیک گراؤنڈ مضبوط مشہور ترین ہو پھر دیکھئے۔ تو بس برہان علوی اپنی بات سے نہیں مکر تا جو کہتا ہے وہ کر کے دیکھاتا ہے۔ اب آپ دونوں بتائیں کیسی لگی آپکو میری پسند میری بیوی؟ دیکھ لیں دونوں ماشاء اللہ چاند سی صورت ہے۔" اسنے کہتے مسکان کا رخ اپنے ماں باپ کی طرف کیا جو مسکرا رہے تھے۔

اور وہ ہنس رہی تھی کہ اب اچانک دونوں کو ہارٹ اٹیک ہو گا مطلب ایس پی خود سٹھیا گیا ہے اپنے ماں باپ کی جان خود نکالے گا۔

ان دونوں کی نظر اس ہرنی سی لڑکی پر تھی۔

سراپے سے تو ہرنی ہی لگتی تھی پر چہرے سے کوئی شیرنی۔

دراز قد پتلی سی، تیکھے نقوش والی وہ لڑکی بلاشبہ انتہائی خوبصورت تھی۔

آسیہ بیگم کے سامنے سرخ لہنگے میں حور العین کا سرخ سراپا لہرایا اور انہونے مسکان کو دیکھا غور سے۔

بے شک حور العین کے سامنے اسکی جڑوا بہن بھی کم لگتی تھی اور یہ بھی۔

وہ ایک غیر معمولی حسن کی مالک نوخیز کلی تھی اور یہ حسین نور العین کی طرح۔

پرتینوں میں خامیاں تھیں جیسے ہر انسان میں ہوتی ہیں۔

حور العین کے پاس آنکھیں تھیں پر اس میں نور نہیں۔

نور العین کے پاس سارا حسن تھا پر اپنے قدمیں وہ مار کھا گئی تھی تو دوسری طرف مسکان بے مثال تھی پر اسکا

لہجہ اسکی چال چلن اسے زیر و کر دیتی۔

پر کہتے ہیں دولت وہ بلا ہے جو سارے عیب چھپا دیتی ہے ویسے ہی اب کمال صاحب اور آسیہ بیگم کو اپنی نئی

نویلی بہو بری نہیں لگ رہی تھی بلکہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

"تمنے جو کیا وہ غلط تھا برہان پر جو تم کہہ رہے ہو لڑکی اچھے گھر کی ہے تو ہم کیا اعتراض ہو سکتا ہے ہمیں بھی پسند

آئی۔ اب بڑے گھر کی لڑکیوں میں اتنا خرخرہ اور غرور اچھا لگتا ہے۔" کمال صاحب کی اظہار پسندگی کا انکی بیگم

نے بھی تاکید کی تھی۔

داد نے لب بھینچ لئے۔

اور مسکان پہلے حیرت سے برہان کو پھر اسکے ماں باپ کو دیکھنے لگی جنہوں نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلہ تھا وہ سچ

میں ہونقوں کی طرح انہیں دیکھنے لگی۔



"کیوں تماشا لگا رہے ہیں بھائی کر لی نا اپنے پسند کی شادی ختم کریں تماشا۔" آلف نے نا گواریت سے تڑخ کر کہا۔

اسکے لہجے کی دھمک پر نور نے بے ساختہ چونک کر اسے دیکھا پر وہ اسکی طرف متوجہ نہیں تھا اپنے بھائی کو سرخ آنکھوں سے گھور رہا تھا۔

وہ الجھ گئی جب سے اسکے نکاح میں آئی تھی عجب رنگ دیکھ رہی تھی کبھی بزدل کبھی نڈر بے خوف خونخوار۔ وہ بالکل سمجھ نہیں پا رہی تھی داؤد آلف کو یا وہ اسے سمجھنے ہی نہیں دے رہا تھا خود کو۔!!

"مالا۔۔۔!!!" برہان کی سرسراتی آواز پر اسنے بے دردی سے لب دانتوں تلے دبا لیا کہ منہ میں خون کا ذائقہ گھلنے لگا آنکھیں میچلیں پل کو وہیں آلف کا چہرہ متغیر ہوا اپنی ساتھی کی یوں سامنے بے عزتی وہ بھی اپنے بھائی کے ہاتھوں پر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکا تھا۔

کئی جگہوں پر انسان کو اپنی ہی زنجیریں کاٹنے کو دوڑتی ہیں جیسے اس وقت مسکان اور آلف کو۔

"سسر صاحب کا تو نہیں معلوم کہاں رہتے ہیں کہاں نہیں البتہ اپنی ساسو صاحبہ سے ابھی نکاح سے پہلے ملاقات کر کے آیا تھا۔

مالا بائی کو آپ جانتے ہیں ڈیڈ وہ بہت مشہور عورت ہے اپنے بزنس کے لحاظ سے۔۔

محل جیسا کوٹھا جسکے ہزاروں رومز اور وہاں کے بزنس سے ملنے والے کروڑوں کی تعداد میں پیسے۔۔۔

تو کیا کہتی ہیں امی جان اب بہو آئی ناپسند؟؟ حسن، دولت، نام، ایک بازار و عورت کی بیٹی جسکی ماں  
چوبیس۔۔۔۔۔

"بکواس بند کرو برہان علوی تم میرے گھر میں اس جسم۔۔۔۔۔

"خبردار!! بیوی ہے میری مسز مسکان علوی۔۔۔!! اگر اسے کسی نے کچھ کہا تو اچھا نہیں ہوگا اسکے کیلئے، اینٹ  
سے اینٹ بجا دوں گا میں اس گھر کی اور ذرا سی بداخلاقی ہوئی میری بیوی سے تو یاد رکھیے گا ابو جان میں جمال  
علوی نہیں ہوں رشتوں کے سامنے ہارنے والا۔۔۔!! مینے ایک بار جسے کھویا اسی سے سیکھا ہے۔" وہ  
سرخ چنگارتی آواز میں لائونج کے بچوں بیچ اپنی پھری آواز میں گھائل شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا جس نے علوی ولا  
کے در دیوار و حشر دہ کر دئے تھے

وہ بھولا نہیں تھا کچھ دیر پہلے ہی کا منظر جب اپنی محبت کو اس حیوان کے بغل میں دیکھ کر کیسے انگاروں پر جلا تھا  
کتنا ضبط کیا تھا وہ سب اس کا خدا جانتا تھا۔۔۔

وہ حیوان اسے پا کر فتح مندی سے سرشار تھا اور اس نے جو راتوں میں تہجد میں اسے مانگا تھا جب وہ کھو گئی تھی  
کڈنیپ ہو گئی کیسے راتوں کو روتا چیختا اسے ڈھونڈتا تھا گلی گلی میں۔۔ کیسے کانٹوں میں بسر کیں تھی وہ راتیں وہ  
صرف خود جانتا تھا۔۔۔

پر جب وہ ملی تب اسنے اپنے ماں کی نفرت کے آگے ہتھیار ڈالتے منہ سے لفظ ناکالا اور اسے ایک نازک لمحے میں کھو دیا۔۔۔

پر اب نہیں۔۔۔

اب مزید ان کی حکومت نہیں چلی گی۔۔۔

آلف اور مسکان دم بخود کھڑے اسے حیرت سے تک رہے تھے۔  
کس چیز کے کھونے کی افیت تھی اسکے لہجے میں۔۔۔ کس طرح دل ٹوٹنے کی کرچیاں تھیں برہان علوی ایک سرد انسان کے لہجے میں جو صرف منہ سے انگارے نکالتا تھا پر آج نخت انگارے کے ساتھ افیت کی کرچیاں بھی تھیں۔

"اگر تماشا اینڈر پر پہنچا ہو تو میں روم میں جائوں ایس پی؟" ضبط سے دانت پیس کر اسنے خاموشی میں اپنی آواز کی کرچیاں بکھیریں جو سیدھی کمال علوی اور آسیہ بیگم کے اندر پیوست ہو گئی۔

"خبردار!!! خبردار برہان اگر اس فحاشہ کو اندر بڑھنے دیا۔" برہان کے کچھ کہنے سے پہلے آسیہ بیگم پاگلوں کی طرح چیختی مسکان کی طرف لپکی پر اس سے پہلے ہی ان کے خطرناک ارادے سمجھ کر دادا انہیں اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

پر اسکے باوجود وہ غلیظ القاب سے نوازتی اسے مارنے کے درپہ تھی۔  
مطلب پہلے ایک فحاشہ ماڈل نے اسکی بہن کی خوشیاں نوچ لیں اور اب اس کو ٹھے والی نے اسکا بیٹا چھین لیا۔

"مجھ سے گوپی بہو کی امید مت رکھیے گا مسز علوی"۔ مسکان سرخ لہو آنکھوں سے آسیہ بیگم کے پاس سے گذرتی اوپر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

پیچھے وہ اس پر بدد امنی کا دھبا لگا رہی تھی جسے سب خاموشی سے سن رہے تھے۔

اسے یاد تھا سیر نے انہیں سیکھا یا تھا "بات جب کسی معصوم اور اپنی ذات پر آئے تو یہ مت دیکھو سامنے کون ہے بس یہ دیکھو کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اور اگلے پل مقابل کی ہستی مٹی میں ملا دو اسکی شناخت مٹا دو"۔ اسکا بڑا جی کر رہا تھا آج وہ یہ اصول برہان علوی ہر آزمائے پر۔۔۔ وہ نہیں کر سکی خاموشی سے اپنی چادر میلی کر دی جسے اتنے سال سنبھال کر سینے سے لگائے آئی تھی۔ اور آج اسی چادر کو بہت استحقاق سے اس ستمگر نے میلا کر دیا تھا۔

شکستہ قدموں سے وہ روم میں آئی تو سامنے ہی بیڈ پر وہ اپنی تمام تر معصومیت سے گہری نیند میں تھی۔ اسکا ارادہ روم تھیں نہیں کر دینے کا تھا پر اس ستمگر کی فیری کا خیال کرتے وہ خاموشی سے چنچ کرنے چلی گئی۔ چاروں اور اسکے ویرانی تھی موت جیسی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

اسنے کبھی نہیں سوچا تھا اپنی ذات بھی اس قدر اذیت بھری ہو سکتی ہے۔

برہان کمال علوی اور آسیہ بیگم کو وہیں روتا بلکتا چھوڑ کر خود بھی آگے بڑھا۔



"تمنے ہمارا بہت دل دکھایا ہے برہان میں تمہیں عاق۔۔۔۔۔"  
"پر کر نہیں سکتے کیونکہ یہاں آپکی اولاد ہے بھائی نہیں۔" وہ کہہ کر رکا نہیں سیڑھیاں پھلانا لگتا وہاں سے  
او جھل ہو گیا۔

پچھے چھٹی مسکان کو بد دعائیں دیتی آسہ بیگم بیٹے کے اس قدر سفاک اور بد دل ہونے پر دھاڑیں مارنے لگیں کہ  
بمشکل کمال صاحب اور دادا سے لیکر روم میں آئے اور نور العین نے انہیں آرام کی دوائی کھلائی ساتھ ہی لیٹا  
دیا۔

"میں بتا رہی ہوں سب کو مجھے اگر وہ بازار و لڑکی صبح اپنے گھر میں دکھی تو میں گھر سمیت خود کو بھی آگ لگا  
دوں گی کمال۔۔۔"  
طلاق دلوائیں میرے بیٹے کو آزاد کروائیں اس فحاشہ کے قید سے۔ پہلے ہی ایک فحاشہ آپکے بھائی کو کھا گئی اور  
اسکی بیٹیوں نے میرے بیٹوں کو ہڑپنا چاہا پر اس بار میں یہ بھی ہونے نہیں دوں گی۔" وہ ہذیاتی کیفیت میں جو  
آیا کہہ رہیں تھی اور آہستہ مرحومہ مشعل کے بارے میں اور مسکان کو برا بھلا کہتی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

نور اپنی سرخ آنکھوں سے بے ساختہ ہچکیاں دبائے ضبط سے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"جانو آرام کرو بیٹا اپنی تائی کی باتوں کو دل پر مت لینا ابھی انکی طبیعت ٹھیک نہیں۔" کمال صاحب نے  
نور العین کے سر پر ہاتھ پھیرتے اسے وہاں سے بھیجا۔

"تم اس سے بات کرو داد اسے سمجھائو یہ رشتہ ہمارے لئے کتنی بدنامی لا سکتا ہے علوی کی ہستی پر دھبا لگ سکتا ہے اسے سمجھائو جتنی جلدی ہو سکے اس لڑکی کو خاموشی طلاق دیدے اچھا ہو گا اسکے لئے بھی اور ہمارے لئے بھی، اب تم جائو آرام کرو"۔ انہوں نے کہتے کپڑے نکال کر باتھ روم کی طرف قدم اٹھائے۔

داد ایک بے بس نظر دونوں پر ڈالتا وہاں سے نکلا اور کچن کی طرف آتے وہاں کھانے کو دیکھا۔

کھانا گرم کرتے اسنے ٹرے میں رکھا اور ساتھ پانی کا گلاس اب اسکے قدموں کا رخ نور کے روم کی طرف تھا۔

ڈور لاک نہیں تھا وہ آہستہ سے وا کرتا اندر داخل ہوا تو بیڈ پر منہ کے بل وہ پڑی گھٹی گھٹی سسکیاں بھر رہی تھی۔

اسکے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھ کر داد نے گہرا سانس بھرا اور ٹرے ٹیبل پر رکھتے ڈور لاک کیا جسکی آواز پر اچھل کر نور العین سیدھی ہوئی۔

"تت۔۔۔ تم۔۔۔ تم یہاں کیوں آئے ہو داد؟" سرعت سے اپنا سرخ دکھتا چہرہ صاف کرتے وہ غصے سے گویا ہوئی۔

اسکی حالت پر داد ہک دہک رہ گیا۔

"نور۔۔۔!! وہ تڑپ گیا ان دھڑکتے دل کو جیسے کسی نے نوچ لیا ہو۔

"جانوداد یہاں سے نہیں چاہیے کسی کی ہمدردی"۔ وہ زخمی شیرنی بنی غرائی  
"اتنی ناراضگی اتنا غصہ میری بونی کیوں؟؟ اس خادم سے انجانے میں کوئی گستاخی سرزد ہو گئی ہے؟" پاس بیٹھ  
کر اسکا چہرہ محبت سے ہوتھوں میں بھر اپر روتی ہوئی نور نے غصے سے اسکے ہاتھ جھٹک دئے۔

"کیا تھی میری ماں بتاؤ داد تم بھی آتے تھے ہمارے گھر کبھی بیرونی دروازے کی دہلیز پر دیکھا میری ماما کو کبھی  
دوپٹے کے بغیر سر دیکھا"؟ وہ اسکا کالر پکڑ کر جھنجھورتی چلانے لگی

"نور۔۔۔!!!" بے بسی ہی بے بسی تھی لہجے میں گہرا سکوت چھایا تھا اس لمحے

"مینے کب ڈورے ڈالے تم پر داد یا کب میری اندھی بہن نے برہان بھائی کی طرف دیکھا بتاتے کیوں نہیں  
داؤد آلف کیوں کیا مجھ سے نکاح آخر کار میں بھی اس فح۔۔۔۔۔  
اسکا جملہ ابھی مکمل ہی نہیں ہوا تھا کہ داد نے سختی سے ہاتھ اسکے لبوں پر رکھ دیا

"غلطی سے بھی مت کہنا!!!" سخت غصیلی لہجے میں اسنے وارن کیا نور پھینکی سی ہنسی ہنس دی۔

"تم جانو اس وقت یہاں سے داد ورنہ ایک اور بھتان لگ جائے گا کہ مینے تمہیں اپنے روم میں بلا۔۔۔" زہر خند  
ہوتی وہ بولی اور منہ موڑ کر بے دردی سے بہتے آنسوؤں رگڑنے لگی

آسیہ بیگم کی اسکی ماں کیلئے گالیاں سیسہ بن کر اسکے کانوں میں گونج رہی تھی

اور کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔  
کیسی عورت تھی مرحومہ کو نہیں بخش رہی تھی۔۔۔  
داد خاموشی سے اسکی پشت تک رہا تھا۔  
روم میں دونوں وجود کی موجودگی کے باوجود گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔

"کیا چاہتی ہو تم نور؟" ہارے ہوئے انداز میں وہ بولا۔  
نور کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ پھیلی۔ "طلاق دے دو دادو آلف آزاد کرو مجھے اور آزاد کروادو میری بہن تاکہ  
ہم اس جال سے نکل کر آزادی کی خوشی کی زندگی گزاریں پلیز"۔ وہ سسکا اٹھی  
داد شاکی نظروں سے اسکی پشت کو دیکھنے لگا  
کتنی آسانی سے وہ ظالم طلاق کا نام لے رہی تھی حالانکہ اسکی جگہ وہ ہوتا تو اسی پل دھڑکنوں سے رشتہ ٹوٹ جاتا  
اس سے الگ ہونے کے تصور سے۔  
"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اٹھو کھانا کھاؤ اور آرام کرو صبح بات کریں گے کسی دوسرے موضوع پر"۔  
سرد لہجہ میں کہتا وہ کوئی اور ہی لگا نور کو۔

اسنے پلٹ کر اسے حیرت سے دیکھا اور اسکی پھیلی آنکھیں دیکھ کر داد کو بھی اپنے لہجے کا احساس ہوا تو سنبھل کر  
مسکرایا۔



"جانو یہاں سے۔" اسے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر وہ پھنکارتی کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف دھکا دیا۔

داد لڑکھڑاتا سنبھل گیا۔

"کیا بنے گا ہمارا۔" وہ ٹھنڈی سانس بھر کر کہتا اسے بازو سے پکڑ کر صوفے پر دھکیلتا اسکے ایک طرف صوفے

پر لات رکھ دی بوٹ سمیت اسکے سامنے کھڑا ہوا

اور ہاتھ میں ٹرے اٹھالی

کلاسک اردو منیریل

"بی۔۔۔ یہ کیا بد تمیزی ہے داد۔" وہ اسکے انداز پر سرتاپا جھلس کر چلائی پر فرق کسے پڑتا تھا وہ ویسے ہی کھڑا تھا اسکے لئے نوالہ بنانا

"مجھے تم سے یہی امید تھی تم ایک گھٹیا ترین شخص ہو داؤد آلف تمہیں جبر زبردستی کے علاوہ۔۔۔۔۔"

وہ چیختی دوسری طرف سے اٹھنے لگی کہ بروقت داد نے ایک ہاتھ میں ٹرے تھامتے صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا اور اسے پورا اپنے شکنجے میں قید کر لیا۔

"تم ایک انتہائی گرے درجے کے آدمی ہو۔" دونوں طرف راستے بلاک دیکھ کر وہ اسپر جھپٹنا چاہتی اس سے ٹرے جھپٹک کر پھینکنا چاہتی تھی پر اس پہاڑ نے اپنا بازو بلند کر دیا۔

"نوٹیشن ساری دنیا جانتی ہے۔" وہ لاپرواہی سے بولا اور نوالہ اسکے منہ کی طرف کیا نہیں بلکہ زبردستی اسکے منہ میں ڈال دیا وہ پھڑپھڑائی رہ گئی۔

"کیا؟؟؟؟؟ وہ روتی ہوئی بے بسی سے چیخی

کیوں وہ اس پر اس قدر قابض تھا کیوں وہ اسے ہر ادیتا تھا۔

"کہ داد علوی ایک کمینہ بندہ ہے۔" اسنے کہہ کر کالر جھٹکا اندازہ ایسا تھا جیسے تعریف کی ہو۔

نور روتی دھوتی رہ گئی اور وہ اسے زبردستی کھانا کھلاتا رہا۔  
ناوہ اٹھ سکتی تھی ناہی بھاگ کیونکہ وہ اس قدر قریب کھڑا تقریباً جھکا تھا کہ وہ ذرا اٹھتی سیدھا اسکے وجود کا حصہ بن جاتی بس اس ہی بات سے ڈر رہی تھی تبھی خاموشی سے کھانا کھا لیا تھا۔  
نور پانی کا پورا گلاس پی ڈالنا چاہتی تھی پر اسکے ارادے کو سمجھتے دادنے اسکے منہ سے آدھا پانی چھین لیا اور اپنے لبوں سے لگا دیا۔  
"کان کھول کر سن لو نور العین کہ تمہارے جھوٹے پر میرا حق ہے اور میں جب تک یہ نہیں کھاتا کرونا وائرس ایسے لگتا ہے مجھے پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ اور تمہارا جھوٹا مجھے طاقت دیتا ہے برے جرائم سے لڑنے سے۔"  
اسے بیڈ پر بیٹھاتے پانی کے گلاس کے ساتھ دوائی دی اور کھلا کر سلا دیا۔

اسنے چیخ بھی نہیں کیا تھا ایسے ہی سو رہی تھی۔

پر اب تک اسے اپنے سر پر سوار دیکھ کر وہ ہر اسماں ہو رہی تھی پچھلی بار کا وہ آخری لمحہ یاد کر اسکے اوسان خطہ  
ہونے لگے چہرہ متغیر ہو گیا،

اور شاید داد بھی اسکی کیفیت جان گیا تھا تبھی مسکراتا پاس چیئر کھسکا کر بیٹھا اور اسکے ریشمی بالوں پر ہاتھ پھیرنے  
لگا

"مجھے موقع ملے تو اپنی بہن کو لیکر تم سے اتنا فاصلہ قائم کر لوں جتنا زمین آسمان کا ہے۔" اپنی بات کہہ کر وہ  
کروٹ بدل گئی  
داد ہنس پڑا اسکے بچنے پر۔

اسکے سونے کے بعد جزبات کی ٹھاٹھیں اور بے ایمانی پر خوفزدہ ہوتا وہاں سے نکل کر کھلی فضا میں گہرے  
سانس بھرتا عارب کے بلاوے پر گھر سے نکلتا چلا گیا۔

\*-----\*

اسکے سوال پر عالم نے گھورتے اسکے سر کو دیکھا

مطلب بہانا چاہیے ہوتا اسے انگلش کو پکڑنے کا۔

"بارش پسند ہے۔" باہر بوند بوند دیکھ کر وہ مسکراتا اسے لیکر باہر جانے لگا۔

"بہت عالم آپکو معلوم ہے جب میں چھوٹی ہوتی تھی ناجب ہم اپنے ماں باپ کے پاس ہوتی تھی تب ایسے بارش میں پاپامیرے چہرے پر دونوں ہاتھوں کی چھت بناتے اور میں اس چھت کے نیچے کھڑی بادلوں کی چیخ دھاڑ سے بچ کر نہاتی تھی۔" جوش سے کہتی آخر میں اسکا لہجہ نرم ہو گیا

عالم مسکراتا اسے ساتھ لگائے لان میں چلا آیا جہاں وقتاً فوقتاً تیز بجلی کی تلوار اور بادلوں کی گھن گرج اسے سہما رہی تھی۔

"بب۔۔ بارش میں۔" رات کے پہر شادی کے بھاری لہنگے میں وہ اپنے نازک سے وجود پر بارش کی بوندیں پا کر اسکے چوڑے وسیع سینے میں چھپ گئی۔

"کیوں میرے ساتھ بارش میں نہیں آسکتی؟" اسے لا کر سر سبز بھینگے لان میں لایا اور فاصلہ قائم کرتے اپنا کوٹ اور شوز اتار کر بیچ پر رکھ دئے۔

"عالم۔۔۔!!!" خود کو اکیلا پا کر وہ بارش کی ٹھنڈی ٹھنڈی بوندیں چہرے سے صاف کرتی جھڑ جھڑی لے اٹھی۔

وہ کف فولڈ کرتا اسکے پیچھے آگیا اور حورالعین اسکی موجودگی پر اپنی دھڑکنیں ہمیشہ کی طرح اتھل پتھل محسوس کرتی مسکرا دی۔



وہ آہستہ سے اسکے بال جڑے سے آزاد کرواتا اسکی نازک پشت پر بکھر گیا۔  
اور کان سے ڈائمنڈ کے ٹاپس نکالتے اسکا دوپٹہ اس سے لے لیا وہ خفت سے سمٹ گئی "کک۔۔ کیا کر رہے ہیں  
عالم؟"

"تمہیں بارش پسند ہے اور مجھے تم۔"

"تم اپنی پسند کو چاہو اسے محسوس کرو اور میں۔۔۔" وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر مبہوت نظروں سے شرمائی  
بوکھلائی سی اپنی شہزادی کو دیکھنے لگا۔

"کیا ارادے ہیں تمہارے میرے لئے حورالعین؟" اسکے مقابل آتے اسکے چہرے سے بھیگی لٹ کو انگلی پر  
لیتے کان کے پیچھے کی  
اسکا لمس پا کر وہ سرتاپا لرزا اٹھی  
بھیگے چہرے پر چاہت کے رنگ بکھر گئے۔

"مم۔۔ میں ک۔ کیا ارادے رکھ سکتی ہوں عالم آپکے لئے۔" رات کے اس خوبصورت پہر جہاں ہر سوسناٹا

چھایا ہوا تھا اپنی انگلیاں پٹختے وہ بھیگی سی مدہوش سراپے کے ساتھ ہکلائی سی بولی  
اور اپنی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی پر ناکام۔

بارش کے پانی کے ساتھ اسکی آنکھوں کی بارش ہونے لگی  
دل سے ہو ک سی اٹھی کیوں وہ اپنے مسیحا کو نہیں دیکھ سکتی۔

"عالم آپ مجھے دیکھ رہے ہیں ناں۔" شدید مایوسی کے عالم میں وہ چہرہ اونچا آسمان کی طرف کرتی آنکھیں  
موندیں موسم کی خوبصورتی کو محسوس کرنے لگی۔

"آپ نے بتایا نہیں بارش کو کیا کہتے ہیں؟" بانہیں پھیلا کر گول دائرے میں گھومتی وہ مسکرائی

"I want to spend every second of my life with you".

گھمبیر لہجے میں وہ بولا۔  
حور العین اتنے بڑے نام پر ٹھٹھک کر رکی "کیا کیا۔۔۔؟؟ اتنا بڑا نام وہ بھی بارش کا۔ میں تو بالکل نہیں  
سمجھی

یہ کیسی انگلش ہے عالم اتنی بڑی ہوتی ہے اس سے تو بہتر ہماری اردو ٹھیک ہے کم از کم ایک لفظ کہہ کر جان تو  
چھوٹ جاتی ہے پر یہاں۔۔۔  
اسپنڈ سیکنڈو ٹھہر یو ہا ہا ہا۔ "وہ کہہ کر کھلکھلا کر ہنسی۔

اسکی کھلکھلاہٹ کو دیکھتا عالم مسکراتا کندھے اچکا گیا

"اب جو ہوگی وہ بتائوں گا!!" متبسم لہجے میں وہ اسے سنجیدہ پریشان کر گیا۔

"پر مجھے تو اسکا نام نہیں آتا عالم میں کیا کہوں؟؟" وہ بھیگ کر آبگینہ بن گئی تھی۔

تیز بارش کے ساتھ اب سرسراتی ہوائیں جسم کو جما کر رکھ رہی تھی۔

وہ اسکی پناہوں میں جانا چاہتی تھی سردی سے بچنے کیلئے پر ایک جھجک شرم سی اڑے آرہی تھی۔  
اپنی جیب سے رومال نکال کر اسنے اپنی آنکھوں پر باندھا اور اسکے بالکل سامنے قریب کھڑا ہو گیا۔

"کہو آئی وانٹ ٹو سپینڈ ایوری سیکنڈ اوف مائے لائف و تھو یو" اسکی کپکپاتی انگلیاں اپنے ہاتھوں میں لیکر وہ بولا

"I want to spend every second of my life with you"

اسنے ہکلاتے جھجھکتے پورا جملہ مکمل کیا تو کھنکند ارقبہ لگا اٹھی۔

وہ سرشار سا اسے قریب کر گیا۔

حورالین اسکی دھڑکنوں کا شور سنتی شرمناک اسکے شانوں کو جکڑ گئی۔

"میں تمہیں دیکھنا نہیں محسوس کرنا چاہتا ہوں اور یہی امید تم سے رکھتا ہوں۔" حورالین کی سرکتی انگلیاں  
اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ مسکرا کر بولا۔

جب سعیر نے بھی رومال کے پیچھے بند آنکھوں سے ہاتھ بڑھا کر اسکی گردن پر رکھا۔

اسکا دہکتا لمس گردن پر پاتے وہ سانس لینا بھول گئی اور ساکت سی اسکی گردن تک کے سفر پر تھم گئی۔

پر عالم نے اپنا سفر ترک نہیں کیا جس سے حور کی انگلیوں میں بھی جان آ گئی۔

اسنے انگلیاں بڑھا کر اسکی بھیگی بھوری داڑھی پر رکھیں اور اس پر پھیر کر محسوس کرتی مسکرا دی ان کی چھن پر۔

پر سیر کی انگلیوں کے سفر کو اپنے لبوں پر پاتے وہ ساکت سی رہ گئی  
گھنی سیاہ بھیگی پلکیں لرز سی گئیں اور اسنے اپنے دوسرے ہاتھ کی پکڑ کو اسکے شانے پر مضبوط کر دیا۔  
وہ ساکت سی اپنی اور اسکی دھڑکنیں سننے لگی جو آپس کے میلاپ پر رقص میں مدہوش تھیں۔

عالم اسے ساکت پاتا مسکرایا اور اسکے شکر فی لبوں پر انگلیاں پھیرتے اسکے رخسار کا سفر کیا۔

سانسیں روکے کھڑی حور العین نے ایک دم اپنا سانس چھوڑا اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

لب دانتوں میں دباتے اسکے ہاتھ کی طرف اپنا چہرہ اچھا دیا اور خود اسکے لبوں سے فاصلہ قائم کرتی اسکی گھنی  
بھوری مونچھوں پر انگلیاں پھیرتی مسکرائی۔

بے ساختہ ہی دل کی بغاوت پر اسنے اپنی انگلی سر کا کر عالم کے لبوں پر رکھ دی اور ابکی بار ساکت رہنے کی باری  
عالم کی تھی۔

اسکی دہکتی جھلسا دینی والی سانسوں پر آنکھیں میچے انگلیوں کی پوروں پر اسکے عنابی لبوں کی نرماہٹ محسوس کرتی  
شرمانے لگی۔



وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے بادلوں کی گھن گرج طوفانی بارش کی شدتوں سے بے پرواہ اپنے جذبات میں مدہوش تھے۔

وہ مسکرائی جب اسکی آنکھوں پر رومال بندھا محسوس کیا۔

وہ جنون کی کیفیت میں اسکے رنگ میں رنگی ٹھنڈی تخیل سے ننگے پاؤں اٹھا کر عالم کے پاؤں پر اپنے نازک پاؤں رکھتی ان نشانوں پر اپنے لرزتے لب رکھ دئے۔

"میں سمجھ گیا تھا تمہارے ارادے قاتل ہیں۔" اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسکی نازک کمر میں دونوں بازو ڈالے

وہ جھینپ کر مسکراتی اسکی رخسار پر اپنی ٹھنڈی تخیل سے ناک رگڑنے لگی  
"مم۔۔۔ مجھے سردی لگ رہی ہے ع۔ع۔ع۔" اسکے گردن میں بازو ڈالے وجود کا حصہ بن کر کٹکٹاتے دانتوں پر آپس میں بھیج دیا۔

اسکی پشت پر بھیگے سیاہ آبخار جیسے بالوں کو محسوس کرتا اسے اوپر اٹھائے بھاری قدم زمین پر رکھتا اندر جانے لگا۔

اسکی آنکھوں پر ابھی بھی رومال بندھا ہوا تھا اور وہ راہداری سے گذر تالاؤں میں آیا اور سیڑھیاں چڑھتا اپنے روم کے سامنے رکا۔

ہاتھ بڑھا کر اسنے اپنی آنکھوں سے رومال ہٹایا اور

پانوں کی ٹھوکر سے دروازہ کھول کر اندر آتے واپس اسی انداز میں بند کیا  
"ع۔۔ عالم۔ ای سی۔" روم میں داخل ہوتے ہی اے سی کی کولنگ محسوس کرتی حورالعین چیخی۔  
"بند کرتا ہوں۔" اسے قالین پر اتار کر اے سی بند کرتے ہیٹر آن کیا۔

"اب ٹھیک ہے؟" پلٹ کر اسنے اپنی شرٹ اتار کر وجود سے الگ کی اور کائوچ پر پھینک دی۔

نفی میں سر ہلاتی حورالعین اپنے گرد حصار باندھ کر لرزتی کپکپاتی کھڑی تھی۔ "مجھے کپڑے دیں عالم مجھے چیلنج  
کرنا ہے اور جلدی سونا ہے آئی وانٹ ٹو سپینڈ ایوری سیکنڈ مائے لائف و تھو یونے مجھے سارا بھگو دیا ہے اور اب  
میں مر رہی ہوں عالم مجھے جلدی کپڑے دیں۔" وہ روہانسی ہو کر کہتی نیچے قالین پر بیٹھتی گھٹنوں پر سمٹ کر  
ٹھوڑی ٹکائی

وہ اسکی بات پر مسکرایا۔

"معصوم!" بڑبڑا کر اسنے دروازہ لاک کیا اور اسکے سامنے ہی بیٹھا۔

"تمنے کہا تھا گھر چل کر قہقہے لگا کر دیکھاؤ گی۔"

"ک۔۔ ک۔۔ م۔۔ مینے کب کہا؟" وہ بوکھلا گئی اور سراٹھا کر اسکی آواز پر معصومیت سے نہارنے لگی۔

"مجھے جھوٹے لوگ پسند نہیں۔" عالم نے اسکے چہرے کے تاثرات پر برواٹھائی

حور تڑپ گئی وہ قطعی اسکی ناپسند لسٹ میں شامل نہیں ہونا چاہتی تھی وہ تو اسکی دھڑکنوں پر شہزادی بن کر راج کرنا چاہتی تھی۔

"ہ۔۔ ہو سکتا ہے مم۔۔ میں بھول گئی ہوں گی۔" اسنے انگلیاں مروڑی  
"مجھے بھولنے والے لوگ ناپسند ہیں۔" اسکے جملے پر تو جیسے حور کی جان پر بن آئی

وہ فاصلہ سمیٹ کر اسکی جانب کھسک آئی  
پر عالم اپنے تقاضوں سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔

"اوہ۔۔۔!" وہ گہرا سانس بھر گئی "مم۔۔۔ میں بھولی تھوڑی ہوں مم۔۔۔ مجھے شاید یاد نن۔۔ نہیں رہا  
ہوگا۔"

"بھولنا اور یاد نہ ہنا ایک ہی بات ہے۔" وہ جتا کر بولا  
"اف۔۔" حور العین نے چہرے پر ہاتھ پھیرے

"میں نے آپکو کچھ دیر پہلے قہقہہ لگا کر دیکھا یا تھا عالم۔" اسنے لان کا وہ اپنا قہقہہ یاد دلایا

وہ آنکھیں پھیر گیا "وہ میرے لئے نہیں تھا جبکہ تم جانتی ہو میں وہ حاصل کرتا ہوں جو خالص میرے لئے ہو  
جیسے اب تم صرف میرے لیے قہقہہ لگاؤ گی اور وائز میں اسی مال میں جائوں گا اور وہاں ان لڑکیوں کے قہقہے  
سنو گا قبول ہے؟" اسکی بات سن کر حور العین کی آنکھیں پھیل گئی

"چھپی عالم بہت بری بات ہے!! میں سنا تو رہی ہوں نا آپکو قہقہے میرے خالص آپکے لئے ہیں۔" وہ کہتی اسکی جانب مزید کھسکی۔

بے بسی ہی بے بسی تھی وہ جانتی تھی اسکی آنکھیں اس پر ہی ٹکیں ہیں منتظر سی۔

بیچارگی صورت سے حور نے سراٹھایا "رات بہت ہو رہی ہے تمہیں ٹھنڈ لگ جائے گی۔" وہ ٹوک گیا

اور حور العین جزبہ سی ہو کر رہ گئی۔

"قہقہہ لگانے میں کیا ہے میں اپنے شوہر کیلئے لگا رہی ہوں ماما بھی کہتی تھیں شوہر کو خوش رکھنے سے ثواب ملتا ہے" اپنی سوچ پر وہ مسکرائی اور گلا کھنکرا

بے ساختہ مسکراہٹ پر عالم نے لب دبا لیا۔

مہوش علی

"ہا۔۔۔ہا۔۔۔ہا۔۔۔" چہرہ اٹھائے وہ ہاہاہا کرنے لگی اور عالم نے حیران ہو کر اسے دیکھا

"واٹ دس عین!! کوئی ایسے قہقہہ لگتا ہے تم نے ان لڑکیوں کے سنے تھے!! تم ایسے کر رہی ہو جیسے میں جبراً تم سے قہقہہ لگاوا رہا ہوں۔" وہ ناراض ہوا

"یہ کیا بات ہوئی عالم آپ بار بار ان لڑکیوں کو کیوں بیچ لارہے ہیں۔ مینے نہیں رہنا آپکے ساتھ میں جارہی ہوں آپکو میں پسند ہی نہیں، کسی کو نہیں اچھی لگتی۔" چیختی گرتی پڑتی لہنگا سنبھال کر وہ اٹھی اور جانے کو مڑی کہ عالم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔



بے ساختہ اٹڈنے والی مسکراہٹ کا اسنے بہت جلد ہی گلا گھونٹا۔

"تم ایسے نہیں جاسکتی!" اسنے کھینچا اور

وہ لہراتی اسکے اوپر آگری منہ سے آہ سی نکل گئی پر عالم نوٹس لئے بغیر اسکی کمر میں بازو ڈالے قالین پر لیٹا کر اسے پر جھک گیا۔

"تم مجھے قہقہہ سناؤ گی۔" حور اس افتاد پر سانس روکے اسکی دکھتی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی خاموش پڑی تھی۔

"آ۔آ۔آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے مم۔۔۔ میں تو س۔۔۔" اسکا جملہ ابھی مکمل ہی نہیں ہوا تھا کہ عالم کے نرم گرم لبوں کا لمس اسنے اپنی گردن پر پایا۔

اور اگلے ہی لمحے اسکی شریر حرکتوں پر حور العین کا قہقہہ گونج اٹھا "ہا ہا ہا۔۔۔ دور رہیں، چھ۔۔۔ چھوڑیں ہا ہا آہ۔" وہ اسکے کندھے پر ہاتھ مارتی اسکے ہاتھ ہٹانے لگی پر وہ کہاں باز آنے والا تھا۔

ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتی حور العین کا اب سانس اکھڑنے لگا۔

"ع۔۔۔ عالم۔۔۔ پپ۔ ہا ہا ہا۔۔۔ پلیر۔" اسکی نڈھال حالت دیکھ کر وہ اس سے دور ہوتا اسکے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھتا مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"مجھے سے مکرمت جایا کرو اپنی زبان دیکر۔" وہ اٹھ کر وارن کرتا وارڈروب سے کپڑے نکالنے لگا۔ نظروں کا والہانہ پن اسکے ہنستے چہرے تو بہ کرتی حرکت پر جارہی تھیں۔

"چلو آؤ چہنچ کریں۔" کپڑے ہینگ کر کے وہ قالین پر چت لیٹی ہوئی تھی اسکی آواز پر نخوت سے منہ پھیر گئی ارادہ سراسر اسے تنگ کرنے کا تھا۔

"عین میرا بچہ اٹھو ٹھنڈ لگ جائے گی۔" وہ بچکا رتا اسکا بازو تھامنے لگا کہ حور اسکا لمس پاتے ہی بدک کر پیچھے

ہو گئی "نو!!"

اسکی نوپر عالم نے گھورتے دیکھا

"اٹھو عین۔۔۔" وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ ایک زوردار چھینک اسنے ماری اور کھلکھلا اٹھی۔

"مجھے کوئی (چھینک) فرق نہیں پڑتا۔" وہ اسکی حالت کا مزالیتی سرخ لہنگے میں بکھرے بالوں سے نیچے الٹ پلٹ رہی تھی۔

اپنے آتش فشاں روپ سے بے نیاز "میں یہیں سو رہی ہوں میرا حکم ہے کوئی مجھے ناجگائے۔" ناک منہ چڑھا کر وہ کہتی منہ کے بل لیٹ کر اس نرم مخمل کی قالین پر گال ٹکائے ہاتھ پھیلائے آنکھیں موند گئی۔

کمر پر بھینگے بال پھیلے کچھ اس پر تو کچھ قالین پر تھے ہاتھ تیرنے کے انداز میں قالین پر پھیلا رہی تھی پاؤں اوپر کو اٹھے جھول رہے تھے وہ اپنے ہی آپ میں کھوئی ہوئی تھی۔

طبیعت شگفتہ، مگر کھوئی کھوئی  
ہر انداز دلکش، مگر والہانہ

"اگر تیر لیا ہو تو اب چلیں چینج کر کے سوئیں۔" کافی دیر سے اسکی بیوقوف حرکات ملاختہ کر رہا تھا جھک کر  
اسکی کمر کو پکڑتے اوپر اٹھایا

"اوو ہو وہا ہا ہا"۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتی عالم کے یوں اٹھانے پر ہاتھ فضا میں پھیلائے جارہی تھی اسکے ساتھ۔  
اندازہ ایسا تھا جیسے نشا کر لیا ہو۔

مہوش علی

چینج کرنے کے بعد وہ اسے لیکر بیڈ پر آیا اور احتیاطاً دوائی کھلائی۔  
اور خود نہانے چلا گیا

جب تویلیے سے بال رگڑتا باہر نکلا تو سامنے ہی اسے منہ کے بل آنکھیں موندیں اپنی جگہ پر سویا پایا۔  
تولیہ پھینک کر وہ مسکراتا اسکی طرف بڑھا اور ٹیبل پر رکھی موبائل پر کالز دیکھتے انہیں نظر انداز کرتا حورالعین کو  
اپنے محبت بھرے آغوش میں بھر کر لیٹا۔

"ہر سیکنڈ گزارنے کا کہتے اتنی جلدی سو گئی؟" اسکے بال سنوارتے اسنے بلینکٹ درست کیا اور اسے سینے میں  
بھینچ لیا۔

حورالعین کسمسا کر لرزتی آنکھوں کھول کر سامنے دیکھنے لگی  
اور عالم اسکی آنکھوں میں دیکھتا دونوں آنکھیں چوم گیا۔

"جھوٹے مینے کب کہا؟" وہ ناک سکڑ کر کہتی کروٹ بدل گئی۔

"میں جھوٹا ہوں!!" وہ اسکے کان کی لو کو لب میں دبا گیا کہ حور العین سٹیٹا اٹھی "نہیں ہیں چھوڑ دیں پلیز سونا ہے۔" اسکی بیچارگی کو دیکھتے وہ ہنس پڑا

"بہت چالاک ہومائی وچ۔" اسکی کمر کو بازو ڈالے اسکی پشت کو سینے میں بھینچے وہ چہرہ اسکی گردن میں چھپاتا

گہرے سانس بھرنے لگا۔

"مائی وچ مطلب؟"

"میری شہزادی۔" اسنے مسکراتے سراٹھا کر اسکا سرخ اناری چہرہ دیکھا  
جواب پر وہ مسکرائی

"پھر شہزادے کو کیا کہتے ہیں؟"

"بیسٹ"۔ وہ کہتا لب بھینچ گیا

"نہیں غلط بیسٹ تو درندے کو کہتے ہیں عالم اب اتنی تو پڑھی لکھی ہوں میں۔" وہ ناک سکڑ کر خفگی سے بولتی  
اسکی انگلیوں سے انگلیاں الجھانے لگی

"ایسا نہیں ہماری دنیا میں شہزادہ ہی بیسٹ ہے اگر وہ بیسٹ نہیں ہوتا تو شہزادی کیسے اسکے پاس آتی۔" اسکی  
انگلیاں سہلاتے وہ بولتا اسکے باقی کے لفظ منہ پر ہاتھ رکھتے دبا گیا۔



حورالعین آگے بولنے کی اجازت ناپا کر آنکھیں موند گئی اور سر اس کے بازو پر رکھ لیا۔

\*-----❤️-----\*

"ہم۔۔۔!! مجھے لگتا ہے کوئی نئی چال چل رہے ہیں عارب اب انکا قدم اٹھنے والا ہے۔" ریکارڈنگ سننے

کے بعد آلف نے کہا

"مجھے بھی یہی لگتا ہے! بہر حال ہم تیار ہیں انکے لئے تم صرف نور پر دھیان دینا وہ باہر نکلے اور انکی نظر میں نا آجائے۔" عارب نے چو کننا کیا۔

"ہمیں مالا بائی اور برہان کو سہی سلامت کورٹ آخری سنوائی کیلئے پہنچانا ہے مسکان کو کہہ دو ڈیٹیل حاصل کرے۔" آلف خاموشی سے اثبات میں سر ہلاتا یہاں وہاں روڈ پر اکادکا بھاگتی گاڑیوں کو دیکھتا رہا۔

"اور سنائو گھر کی صورتحال کیسی تھیں؟ مسکان نے کوئی شور شرابا تو نہیں کیا نا؟" وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا آلف تلخی سے مسکرا دیا (جسے توڑا بکھیر دیا جائے وہ کیا بولے گی) "مجھے نہیں معلوم یار میں سیدھا ایک دوست کی طرف گیا پھر یہاں آ گیا ہوں۔" نظریں چرا کر وہ بولا عارب گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"مجھے امید ہے وہ اچھے سے رہے گی اور آئی انکل اسے قبول کر لیں گے۔" اسنے مسکرا کر کہتے گاڑی اسٹارٹ کی

"کہاں جا رہے ہو؟" آلف نے برواٹھائی

"کہیں نہیں یہ جو زمان کی ڈیٹیل آئی ہے اس پر پتا لگانا ہے کہ اسکی رہائش وہیں ہے کہ نہیں۔"

اسکے باتے پر آلف سر ہلا گیا اور جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

اسکا دماغ اس قدر گھوما ہوا تھا کہ روڈ پر پہلے مقصد ڈرائیونگ کرتا رہا پر گھر نہیں گیا۔

\*-----❤️-----\*

“But there’s a side to you  
That I never knew, never knew

All the things you’d say,  
They were never true, never true”

وہ جب روم میں داخل ہو تو آئینے کے سامنے پونی ٹیل بناتی بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پر بلیک جیکٹ پہنے وہ کہیں جانے کو تیار تھی اور ساتھ گنگنا بھی رہی تھی۔

برہان نے اپنی کلانی پر بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھا تو رات کے اڑھائی بج رہے تھے۔

"آگے بھی کچھ یوں تھا

And the game you'd play, you would always win, always

win

But I set fire to the rain...."

کلاسیک اردو منیریل

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔!!" اسکی آواز سنتی بارش ٹیبل پر ٹچ کر وہ اچانک چلا اٹھی  
برہان نے پہلے آئینے میں پیچھے اسکے سرخ انگارہ چہرے کو دیکھا پھر ہنس پڑا خوبصورتی سے۔

"غصہ!! بیگم صاحبہ پہلی شادی کی اس قدر خوبصورت بارش میں بھیگی پہلی رات اور آپکا غصہ ہونا ہمیں ذرا  
برابر سمجھ نہیں آیا۔" آہستہ سے اسکی کمر میں بازو ڈالتے ٹھوڑی اسکے شانے پر ٹکائی اور اسکی نازک کمر پر پکڑ  
اس قدر بے رحم رکھی کہ اسکے منہ سے سی کی آواز نکل گئی۔

"ایس پی تم اپنی اوقات سے بڑھ رہے ہو مت بھولو ایک ماہ کا نکاح ہے اس میں مجھے ذرا بھی۔۔۔۔۔ وہ کہتی  
کہتی خاموش ہو گئی

برہان جو کافی غور سے اسکے چہرے میں اترتی سرخیوں کو دیکھ رہا تھا اسکے چپ ہونے پر آنکھوں میں دیکھا۔

"شرم۔۔۔ حیا۔" وہ استہزائیہ کہتا ہنستا پکڑ مزید سخت کرتا اسکی سانسیں لینے کے درپہ آگیا۔

"برا کر رہے ہو۔" وہ غرا کر کہتی اسکے پیٹ میں کہنی مار گئی  
ابکی بار برہان کا چہرہ اسرخ پڑ گیا۔

پروہ بہت دلاویزہ انداز میں برداشت کرتا اسکی شہ رگ ناک سے سہلاتا مسکان کا حلق خشک کر گیا۔

وہ ساکت بت سی کھڑی اسے دیکھتی رہی (کیا اب وہ میری عظمت سے کھیلنے والا ہے)

"ہائو ڈیر یو ایس پی تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی؟؟؟" وہ ہڈیاتی انداز میں چیختی اسے پیچھے دھکا دیکر  
اپنی بیلٹ سے گن نکالتی اس پر تان چکی تھی۔

سنہری لہو آنکھوں میں جنون اتر آیا تھا۔

برہان اس اچانک افتاد پر لڑکھڑاتا خود کو سنبھالے اسے دیکھنے لگا جو پاگل لگ رہی تھی

"کیا ہوا اٹس نارمل بے بی ہر شادی شدہ جوڑا فرسٹ نائٹ۔۔۔ یونواتنی تو محبت ناچاہتے ہوئے بھی کر سکتا  
ہے پھر تمہیں ایشو کس بات پر ہے حالانکہ تم اپنی شرط میں کہہ چکی ہو کہ تمہیں سونے سے پہلے کچھ ایسا کہہ کر  
سلانا ہے جس سے تمہاری آنکھوں میں میرے خواب ہوں جس پر مینے سوچا صرف کہنا کیوں عمل انداز میں



خواب سجاتے ہیں پھر تمہیں اب کس بات پر اختلاف ہو رہے ہیں؟ "وہ معصوم بنا اسکے ہاتھ میں موجود گن سے لاپرواہ پوچھنے لگا اور اپنا کوٹ اتار کر سامنے صوفے پر پھینکتے ٹائی نکالنے کے ساتھ شرٹ کے بٹن کھولنے چاہے۔

مسکان نے دانت پیستے پہلے سوئی ہوئی فیری کو دیکھا اور پھر اسکے ہاتھوں کو، برہان انتہائی بے غیرتی پر اتر چکا تھا پر وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتی تھی

جانتی تھی یہ سب وہ اپنا بدلہ لینے کیلئے کر رہا ہے۔

اور مسکان۔۔۔!! جس کے نام سے اچھے اچھے کانپ جاتے تھے وہ اس ایس پی سے ہارے گی؟

اب رسپانس اچھا دیں آپ سب کو دیکھ کر مینے گروپ میں دینا بند کر کے یہاں دیا ہے تو یہاں پہلے والا رسپانس ہونا چاہیے

اسنے شرٹ اتار دی اور اب مسکان کی نظروں کے سامنے اسکا بے داغ چوڑا وسیع سینہ تھا۔

"تم جانتے ہو بہت غلط کر رہے ہو۔" وہ وارن کرتی اب بھی خود کو خون خرابے سے باز رکھ رہی تھی۔

برہان نے شرٹ پھینکی اور قدم اسکی جانب اٹھائے "مجھے نہیں لگتا میں کچھ غلط کر رہا ہوں۔" اسکے سراپا نظروں میں اتارتے وہ مزید قدم اٹھانے لگا کہ اسکے قدم خود بخود پیچھے اٹھے۔

"تم بھول گئے ہو ایس پی تم نے کہا تھا کہ تمہیں صرف ایک ماہ کیلئے نکاح کرنا ہے نا تم میری زندگی میں انٹرفیئر کرو گے نا میں تمہاری پھر یہ کیا گھٹیا حرکات ہیں!!" وہ پیچھے ہوتی دیوار سے لگی اور سانس جیسے لینا بھول گئی

جب وہ بالکل اسکے سامنے آکر رکا اور اطراف میں دونوں ہاتھ دیوار پہ ٹکادے

مسکان کی گن کا منہ سیدھا اسکے سینے پر رکا اور وہ سرخ آنکھوں سے اسکی روشن چمکتی آنکھوں میں دیکھنے لگی

اسے ہو کیا گیا ہے وہ اتنا اس آدمی کے سننے کے بعد کیوں اس پر ہاتھ نہیں اٹھا پار ہی تھی یا اسے نقصان کیوں نہیں دے رہی تھی حالانکہ اس شخص نے اسکے اندر توڑ پھوڑ مچادی تھی۔

"کہاں جا رہی تھی؟" اسکے لہجے میں نرمی پاتے اسکی انگلیاں گن پر لرزا اٹھیں اور ذرا سی چھوٹ پاتے گن پھسل کر نیچے گری

برہان نیچے پڑی گن پر تمسخرے بھری نظر ڈالتا اب اسکے سرخ چہرے کی طرف سوالیہ دیکھا۔

"تم سے مطلب!!" وہ غرائی

بس اب یہی تو کر سکتی تھی جبکہ اسکی قربت اسکے حواس جھنجھوڑ کر رکھ گئی تھی

دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ رہا تھا۔

"میں سوچ رہا تھا کچھ ایسا عمل انجام دوں جس سے تم صبح تک شرماتی رہو۔" اس کے بھرے بھرے شکر فی لبوں کو دیکھتا وہ گویا ہوا

لہجے کا بھاری پن اور گھمبیر تا کافی کچھ جذبات کی عکاسی کر رہی تھی۔

پراسکے برعکس مسکان جھلس اٹھی (مطلب اپنی فیملی پر صبح ظہار کرنا چاہتا تھا اپنی خوشحالی)

"میں بھی سوچ رہی تھی ایسا عمل انجام دوں جس سے میرا شوہر بھی صبح تک سرخ رہے۔" دانت پیس کر کہتے وہ اپنی بگڑی طبیعت سنبھال چکی تھی اور ہاتھ آزاد ہونے کی صورت میں گھما کر مکا برہان کے منہ پر مارا وہ سٹپٹا کر اس سے دور ہوا۔

"بہت چربی چڑھ گئی ہے تجھ پر ایس پی۔" اس نے کہتے برہان کو مکے سے پڑے صدمے سے بھی نہیں نکلنے دیا ایک پائوں زمین پر ٹکاتے دوسرا فضا میں بلند کرتے برہان کے گال پر پائوں کا اگلا حصہ مارا وہ اندھے منہ صوفے پر گرا اور مسکراہٹ لبوں میں دبائی البتہ دماغ ہل کر رہ گیا تھا۔

"مجھے سرخ کریگا میں تمہاری ہستی کو مٹی میں ملا کر سرخ کر دوں لو فر گھٹیا انسان۔" وہ غراتی اس پر جھپٹی کہ بروقت اپنا بچاؤ کرتے برہان اسکا وارنا کام کر گیا

مسکان پھر کر چیخی اور گن اٹھانے کیلئے بڑھی کہ برہان کی آنکھیں پھیل گئیں اپنا بچاؤ کرتے اس نے ایک دم مسکان کو پیچھے سے حصار میں لیکر جکڑ لیا

"چھوڑ مجھے آج میں تمہاری لاش ناٹھائی۔۔۔" باقی کے لفظ گھومتے دماغ کے ساتھ برہان نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبا دیے۔

بیڈ پر آنکھیں پھیلانے انہیں تکتی فیری وقتاً فوقتاً روم کی بکھری حالت پر بھی نظریں ڈال رہی تھی۔

اب صورتحال یوں تھی کہ وہ دونوں بکھرے روم میں بیچوں بیچ کھڑے تھے۔

برہان اسکے پیچھے کھڑا ایک ہاتھ سے اسکے دونوں ہاتھ جکڑے دوسرا اسکے منہ پر رکھے بیڈ پر بیٹھی فیری کو دیکھ رہا تھا تو مسکان بھی مزاحمت چھوڑ کر اسے ہی دیکھنے لگی۔

"آپ دونوں جھگڑا کر رہے تھے؟" خوف سے کپکپاتی آواز میں کہتی وہ گلا پھاڑ کر رونے لگی۔۔۔

"نن۔۔ نہیں فیری۔" برہان کی جان پہ بن آئی وہ مسکان کو اپنے شکنجے سے آزاد کرتا اسکی طرف لپکا کہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی مسکان نے اسکے بڑھتے قدموں کے آگے اپنی ٹانگ کی۔۔۔

اگلے ہی پل وہ دھرام سے کراہ کر منہ کے بل قالین پر گرا۔۔۔

"آہ میری بیٹی۔۔۔" مسکان نیچے پڑے برہان کی پیٹھ پر لات رکھ کر بیڈ پر چڑھتی اسے اپنے آغوش میں بڑھ گئی۔۔۔



"م۔۔م۔۔ ممد دوست۔۔" روتے ہوئے فیری اپنے دوست کی درگت پر مچل اٹھی۔

"میری جان بھاڑ میں بھیجوا سے آجاؤ اپنی ماما کے پاس بس روتے نہیں۔" اسنے کہتے چھوٹی سی روتی ہوئی مسکان کو خود میں سمیٹ لیا۔

نیچے پڑا برہان دانت کچا کراٹھا۔

"دور رہو فیری یہ تمہاری ڈیڈ سے جھگڑا کر رہی تھی۔" اپنا ناک سہلاتے وہ مسکان کو خونخوار نظروں سے گھورتا فیری اس سے چھین گیا۔

"میری بلا سے جاؤ بھاڑ میں میں جا رہی ہوں۔" وہ کہتی بیڈ سے اتری۔  
برہان اپنے ماں باپ اور شادی کی پہلی رات دلہن کا یوں باہر جانے کا سوچتے فیری کو بیڈ پر ڈال کر اسکی بازو کو جکڑ کر کھینچا وہ لہراتی اسکے سینے کا حصہ بن گئی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو ہوش میں ہو؟؟ اگر ابھی تم گھر سے باہر نکلی تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔" وہ ہوش میں آکر اسے کھینچتا بیڈ پر پھینکتے واپس جا کر دروازہ لاک کیا اور کیز اپنی جیب میں ڈال کر گہرا سانس بھرا۔

فیری ایک بار پھر خاموشی سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

"تم ہوتے کون ہو مجھے اس طرح روکنے والے؟؟" وہ غرا کر اس پر جھپٹی برہان نے بروقت اسکی دونوں کلاسیاں جکڑیں اور اپنی جیب سے رومال نکال کر اسکے ہاتھ پیچھے باندھ دئے۔

"بیٹا جلدی اپنا دوپٹہ دو۔" اسے بانہوں میں بھر کر بیڈ پر ڈالا اور اب اسکے دونوں ٹانگیں جکڑ کر فیری کو حواس باختہ دیکھتے خود ہی بیڈ سے اسکا دوپٹہ لیا اور مسکان کی ٹانگیں بھی باندھ لیں۔

"ہاں اب ٹھیک ہے۔" گہرا سانس بھرتے اسنے ہاتھ جھاڑے۔  
"حر۔۔۔ وہ انتہائی خطرناک ہوتی بیڈ ہر پھڑکتی حلق کے بل چینی کہ اسکی گالی مکمل ہونے سے پہلے برہان نے ہاتھ اسکے منہ پر رکھا۔

"ڈیڈی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں ماما کو کھولیں۔" ہراساں سی فیری ڈرتے ہوئے مسکان کو دیکھتی بولی۔

"نہیں بیٹا اگر کھول دیا تو آپکی خطرناک ماما جا کر باہر جھگڑا کریں گی اور ہمیں چھوڑ کر چلی جائیں گی اسلئے انکا ایسے سونا لازمی ہے۔ آپ ایسا کریں وہ پاس ٹیبل کے دراز سے ٹیپ نکال کر دیں شاہباش۔" ایک ہاتھ

پھڑپھڑاتی مسکان کے منہ پر رکھے دوسرے سے فیری کی گال تھپتھپائی

وہ نیند سے بوجھل آنکھیں مسلتی سر ہلا گئی۔

اپنی ماما کی بھاگنے کی کوشش وہ دیکھ چکی تھی اسلئے وہ دوسری بار اپنی ماں نہیں کھونا چاہتی تھی۔۔۔

(ڈیڈ جو کر رہے ہیں یہی بہتر ہے کم از کم ماما ہمارے ساتھ تو سوئیں گی) وہ مڑ کر دراز سے ٹیپ ڈھونڈنے لگی۔

برہان نے سرخ سی مسکان کو دیکھا جس نے اسکے ہاتھ پر اپنے دانت زور سے گاڑ دیئے تھے۔

اس نے ایک نظری کی پشت پر ڈالی اور پھر ایک دم جھک کر مسکان کی چھوٹی سی ناک پر زور سے دانت گاڑے وہ

سک گئی۔

اسکے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے ورنہ اپنی گن کی ساری بلٹس اسکے سینے میں اتار دیتی۔

کاش یہ کام وہ پہلے کر دیتی اسکی قربت پر کمزور نہ پڑتی۔  
پر اب تو کاش ہی رہ گیا بلکہ اس انسان نے اسکے منہ پر فیری کا دیا ہوا ٹیپ لگا دیا۔

فیری اسے افسوس کرتی نظروں سے دیکھ رہی تھی اور برہان اسکے پاس کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"کیا خیال ہے ایسے ہی سو جائو گی یا چینج کروادوں؟" اپنی بیٹی کا خیال کرتے وہ معنی خیز نظروں سے دیکھتا

انگلش میں پوچھنے لگا۔

مسکان کا تن بدن سلگ اٹھا۔

وہ چاہتی تو ابھی بھی لڑ سکتی تھی پر وہ اس بچی کا خیال کر کے خاموش ہتھیار ڈالے پڑی تھی پر اسکا مطلب یہ نہیں

تھا کہ وہ اسکی بے ہودہ آفر قبول کرتی۔

اسنے ایسی نظروں سے دیکھا کہ برہان کندھے اچکا گیا اور فریش ہونے جانے سے پہلے بول گیا۔

"فیری آپکی ممابھاگنے کی بھرپور کوشش کریں گی اور آپکو کھولنے کا کہیں گی اگر آپ انہیں کھونا چاہتی ہیں تو کھول دیجئے گا نہیں تو ایسے ہی سونے دیں میں باتھ لیکر آتا ہوں۔"

مسکان تلملا اٹھی اور بے بسی سے اپنے پاس بیٹھی فیری کو دیکھا جو نفی کرتی اسکے گال پر کس کرنے کے ساتھ اسکے گرد معصوم حصار ڈال کر سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی۔

وہ مزاحمت ترک کرتی اسکے احساس کو محسوس کرتی آنکھیں موند گئی۔

باتھ لیکر برہان باہر نکلا اور انکے ساتھ بیڈ پر لیٹا پر مسکان نے آنکھیں نہیں کھولیں۔

وہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی اس منحوسیت کا چہرہ۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اس سے فیری کو لیکر اپنے آغوش میں سلا کر خود آنکھیں موند گیا۔

مسکان کی اس بے بسی پر رحمی پر آنکھیں بھیگ گئی

وہ کیسے اس طرح رات گزارے۔۔ سوچتے ہی اسنے پائوں اٹھا کر برہان کر پائوں پر مارے۔

وہ جو نیند کی وادیوں میں اتر رہا تھا سٹیٹا کر آنکھیں کھولتے اپنے پائوں کو دیکھنے لگا پھر مسکان کو۔۔



"دل تو نہیں کر رہا۔۔۔!! پر یاد رکھنا اگر باہر جانے کی کوشش کی تو انتہائی سے زیادہ برا کروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اور آواز تو بالکل بھی نہیں کرنا۔" سوئی ہوئی فیری کا سر تکیے پر رکھتے وہ اٹھ کر اسکے پاس آیا اور کچھ دیر اسکے سر پر کودیکھتے کھینچ کر منہ سے ٹیپ اتارا۔

مسکان کی سسکی نکل گئی۔

وہ جھک کر آہستہ سے اسکے پیچھے نازک کمر کے ہاتھ لے گیا اور اسے جھٹکے سے اوپر کیا۔

"اگر تم یہ سوچتے ہو کہ میں تمہاری ان گھٹیا حرکتوں اور قربت پر بہک کر بانہوں میں آ جاؤں گی تو نہایت ہی بھونگی سوچ ہے تمہاری۔

فحاش عورت کی بیٹی ضرور ہوں پر یاد رکھنا تربیت اس انسان (سعیر عالم) نے کی ہے جس نے نا کبھی خود عورت کو بری نظر سے دیکھا ہے نا ہی ہمیں نفس کا غلام بنایا بلکہ نفس ہماری غلام ضرور بن گئی ہے۔" وہ ہنستی اسکی آنکھوں میں دیکھتی لفظ لفظ چبا کر اسکے کانوں میں اتارنے لگی۔

برہان کا چہرہ اسرخ پڑ گیا۔

"بات یہ نہیں مسز مسکان بات یہ ہے کہ انسانوں کو مارتے مارتے تم لوگ احساس جذبے سے عاری ہو گئے ہو درندے حیوان صفت بن گئے ہو۔" ہاتھ کھول کر اسے وہیں پٹختے وہ سرد لہجے میں بولا اور ایک نفرت بھری نظر اسکے مسکراتے چہرے پر ڈال کر وہاں سے اپنی جگہ پر آیا اور آنکھیں موند لیں۔

مسکان ہونہہ کرتی جیکٹ اتار کر پھینکتی کروٹ بدل گئی۔

\*-----❤️-----\*

وہ آسیہ بیگم کا ناشتہ ٹرے میں لیکر انکے روم کی طرف جارہی تھی کہ سامنے ہی وہ لائونج میں داخل ہوا۔

"رات سے باہر تھے؟" اسکی بکھری حالت اور آنکھوں میں سرخ ڈورے دیکھتی چبھتے لہجے میں پوچھنے لگی۔

اپنی دھن میں جاتا داس آواز پر ٹھٹھک کر رکا اور پھر مسکرا دیا۔

"تمہاری دوری نے ایسی وحشت پھیلائی  
کہ ہمیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔" وہ اسکے مقابلے آئنا دکشی سے گویا ہوا۔

نور العین کے چہرے کے خدو خال میں سرخیاں گھل گئی جو داس کو مبہوت کر گئیں

"کہیں جانے کی تیاری ہے؟" خود کو سنبھالتے وہ اسے لان کے میروں سوٹ میں دیکھتا پوچھنے لگا۔

"ہاں گھر جانا ہے بی سے ملنے وہ آئیں ہیں ناں۔" وہ کہہ کر گہرا سانس بھرتی وہاں سے جانے کو بڑھی۔

"سہی میں فریش ہو کر آؤں تب تک انتظار کرو آفس جاتے تمہیں ڈراپ کر دوں گا۔" وہ کہہ کر انکار کی گنجائش بغیر چھوڑے آگے بڑھا۔  
وہ سر جھٹک کر جانے لگی۔

کمال صاحب صبح سویر چلے گئے تھے بغیر ناشتہ کیے آفس اور آسیہ بیگم روم میں تھیں جنہیں بہت منتوں سے نور نے چند نوالوں کیلئے آمدہ کیا تھا۔

مسکان ابھی سو رہی تھی۔

اور برہان وردی میں اسکول کیلئے ریڈی فیری کی انگلی تھا مے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔  
"السلام علیکم چاچو!" داد کو دیکھتی وہ خوشی سے بولی۔  
"وعلیکم السلام چاچو کی جان طبیعت کیسی ہے؟" اسکی گال چھو کر وہ محبت سے بولا اور بغیر برہان کو دیکھے آگے بڑھا جب غصیلی برہان کی آواز گونجی۔

"تمہارے کیوں نقش بگڑے ہوئے ہیں داؤد؟؟؟"

داد تلخی سے مسکرایا۔

"بھائی جب کسی کی بیٹی بیاہ کر لاتے ہیں اسے اپنی عزت بناتے ہیں تو وہ بھی آپکی عزت تھی اسکا ماضی کچھ بھی تھا پر آپکو اسکی ذات کو یوں نہیں بکھرنا چاہیے تھا کیونکہ آپنے اسکا نہیں اپنی عزت کا جنازہ نکالا تھا جو مجھے بہت

ناگوار گذرا معذرت پر مجھے آپ سے ایسی امید نہیں تھی۔ آپ بھی ایک بچی کی پرورش کر رہے ہیں۔ "وہ کہہ کر رکا نہیں چلا گیا۔

برہان نے کافی غصے سے اسکی پشت کو گھورا تھا۔

"چاچو آپ سے ناراض ہیں دوست؟" فیری اسکے ساتھ ڈاننگ ٹیبل پر آتی متفکر ہو کر بولی۔

"نہیں بیٹا۔" مسکرا کر جواب دیتے وہ اسے ناشتہ کروانا خود بھی کرتے ایک نظر اپنے بیڈروم کے بند دروازے کو دیکھ کر اسے ساتھ لیکر چلا گیا۔

مہوش علی

ملازمین سے کچن کی صفائی کروا کر نور العین مسکان کو جگانے کیلئے آئی پر اسے سویا پا کر گہرا سانس لیتی اس پر بلینکٹ درست کرتی وہاں سے نکل گئی۔

اسکے جانے کے بعد مسکان مسکرا دی۔

\*-----❤️-----\*

صبح آنکھ کھلتے ہی عالم نے سب سے پہلے اپنے حصار میں سوئی حور العین کا ٹمپرچر چیک کیا جو نارمل تھا۔



اور پھر انگلی سے اسکی ناک چیک کی جو تھوڑی گیلی تھی پر نارمل تھی۔  
وہ اللہ کا شکر یہ ادا کرتا اسے خود میں سمیٹ گیا۔

دو دن ہوئے تھے وہ اپنی سہمی کے پاس نہیں گیا تھا۔  
آج ایک کام نمٹا کر وہ وہیں جانے کا سوچ رہا تھا پر پہلے عارب آجائے تاکہ اسکی وچ مطمئن رہے کسی کی  
موجودگی پا کر۔

اسے تکیے پر ڈال کر وہ اسکے نازک روئی سے رخسار پر کس کرتا بلینکٹ درست کیے۔  
فریش ہو کر وہ ناشتہ بنانے کی تیار کرنے لگا تھا کہ اتنے میں اوپن کچن میں کھڑا سیڑھیوں پر مدھم قدموں کی  
آواز پر پلٹا۔  
"تم فریش ہو کر نہیں آرہی عین!" اسکے کمر پر سیاہ بکھرے بال نائٹ سوٹ میں ملبوس جمائی لیتی سیڑھیاں اتر  
رہی تھی جب عالم نے اسکا جائزہ لیکر جتایا۔

وہ جزبزی ہو کر رہ گئی۔

پر پھر انور کرتی اسکی آواز کچن سے آنے پر وہیں اپنا رخ کرتی آنے لگی۔  
عالم نا سمجھی سے اسکی بند آنکھیں دیکھتا سامنے کھڑا ہوا جب وہ اسکی مخصوص کلون کی خوشبو پاس پا کر رکی اور  
اگلے ہی لمحے اسکی سینے پر سر ٹکا کر اسکے گرد با نہیں پھیلا گئی۔

"آپ اتنی جلدی اٹھ گئے۔" وہ مسلسل جمائیاں لے رہی تھی۔

عالم کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر ساتھ لگا کر کچن میں آگیا۔

"فریش ہو کر نیچے آتی مینے ڈریس ہینگ کر دیا تھا۔" سر پر بوسہ دیتے وہ ٹل کھول کر اسکے فیس واش کروانے لگا۔

وہ پانی پی کر آستینوں سے چہرہ صاف کرتی مسکرائی۔

"ہو جائوں گی! آپ کیا بنا رہے ہیں؟" اسکے بات بدلنے پر عالم گہرا سانس بھرتا اسکے بالوں میں چوٹی کے بل ڈالے۔ "ناشتہ"۔۔۔

"مجھے بھوک بھی لگی ہے بہت جلدی کریں ناں۔" اسکے کہنے کی دیر تھی تب عالم نے سلاٹس فریج سے نکال کر اس پر بٹر لگایا اور اسکے ہاتھ میں تھمائے۔

ساتھ ہی جوس کا گلاس بھی بنا کر دیا۔

وہ کاونٹر پر بیٹھی مزے سے کھا رہی تھی اور عالم اسے محبت سے دیکھتا ناشتہ بنا رہا تھا۔

حور العین کے ناشتہ کرنے کے بعد وہ اسے لیکر روم میں آیا اور بلو لانگ شرٹ پر بلیک ٹرائوزر لائے بالوں کی پونی شوق سے بنائیں شانوں پر بلود وپٹہ پھیلائے وہ عالم کے ساتھ نیچے آئی تب کچن میں موجود عارب ناشتہ کر رہا تھا۔

"تین دن سے کراچی میں بھٹک رہا ہے پاگلوں کے بھیس میں آلف کورات رخصتی کے وقت اپنی گاڑی کے پیچھے نظر آیا تھا یہاں سے نکلتے وقت۔" موبائل میں چلتی ویڈیو ریکارڈنگ کچن میں داخل ہوتے عالم کے حوالے کر کے اسے کافی کاسپ لیا۔

اسنے سرسری سادیکھا جہاں فقیروں کے بھیس میں وہ آدمی دیواروں کو چپک کر رہا انداز ایسا تھا جیسے اندھا ہو۔

"میں کام سے جا رہا ہوں اسکا خیال رکھنا چھینک وغیرہ آئے تو فوراً ڈاکٹر کو کال کرنا اور کھانے کا خاص خیال رکھنا کچھ بھی اسکی فرمائش پر التاسیدھا نہیں دینا سنڈاٹ!" ناشتے کے بعد وہ اسے ہدایت دیتا وہاں سے نکلا۔

پورچ سے گاڑی کے جانے کی آواز سن کر وہ خوش ہوئی۔

"عرب بھائی مجھے جلدی میرا بے بی اور مسنی کی الماری سے بے بی کے کپڑے لا کر دیں۔"

اسکی خوشی سے چمکتی آواز پر عرب نے موبائل سے نظریں اٹھائیں۔

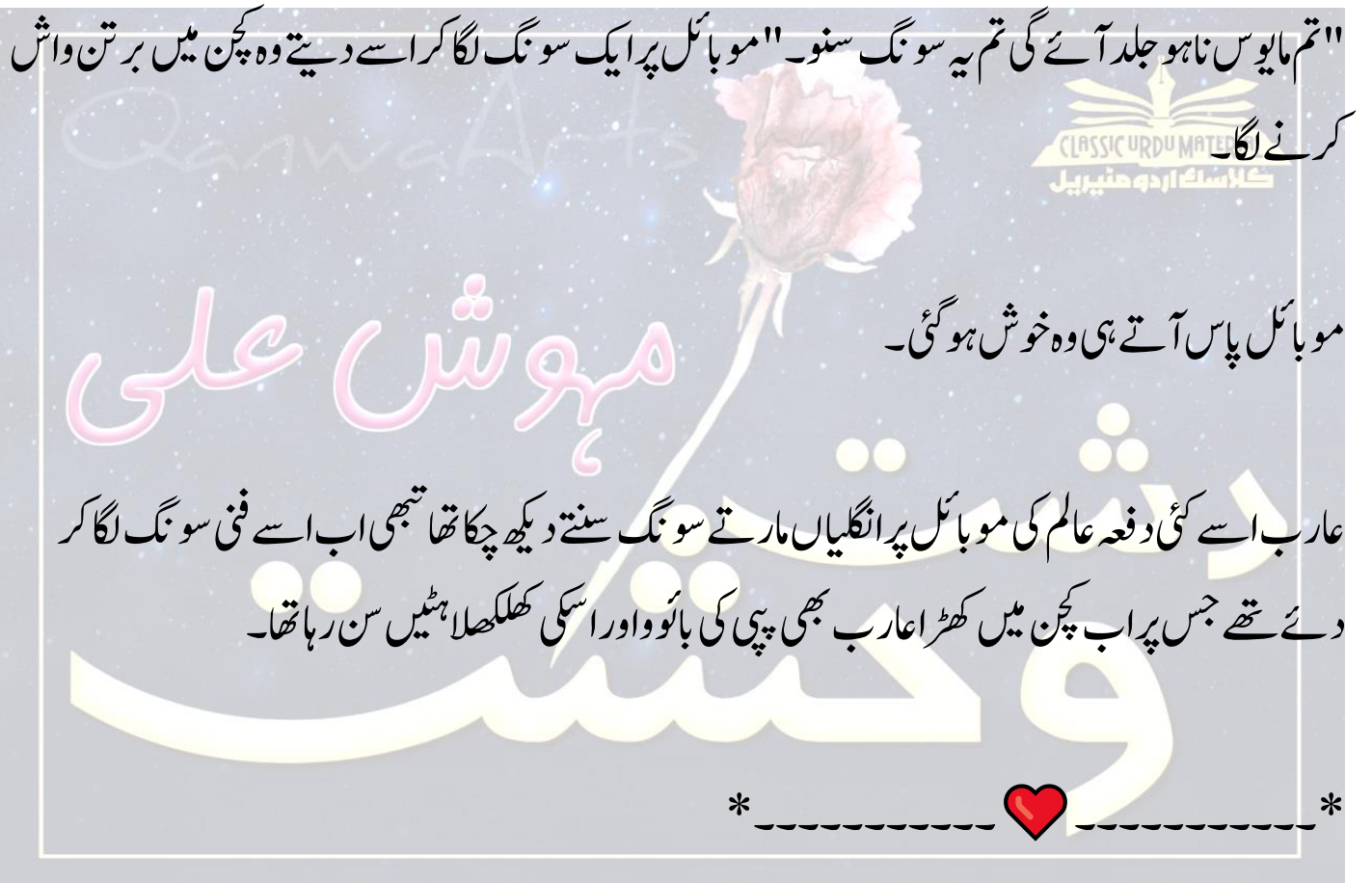
"شکر بھائی کی جان یاد دلایا مینے اسے کھانا نہیں دیا۔" موبائل فوراً جیب میں رکھتے وہ پی پی کا کھانا لیکر روم میں بھاگا جہاں وہ مسکان کے بیڈ پر سویا ہوا تھا۔

عرب کو دیکھ کر ہنسی آگئی۔

اسنے تصویر بنا کر مسکان کو واٹس اپ کی اور اسے ہوش میں لاتا کھانا کھلا کر باہر لایا جہاں وہ بے صبری سے اپنے بچے کا انتظار کر رہی تھی۔

پی کے پاس آتے ہی وہ کھل اٹھی۔  
مزید تب کھلکھلائی جب عارب نے اس کے پی کو کپڑے پہنا کر دئے۔

"عارب مسنی کب آئے گی اب؟" کچھ توفیق کے بعد وہ یاسیت سے گویا ہوئی



فریش ہو کر بیڈ پر گرتے اس نے ابھی نیند کی وادیوں میں قدم رکھا تھا کہ نور کا خیال آتے ہی دھماکہ سا ہوا۔

"اسے اپنے گھر جانا تھا اور مجھے آفس گاڈ۔" سوچ کر ہی وہ اچھل کر سیدھا ہوا اور جلدی سے شوز پہن کر کوٹ اٹھاتے وہاں سے نکلا۔



"نورالعین کہاں ہے؟" اپنی ماں کو سویا پا کر وہ کچن میں آتا شیر خان سے پوچھنے لگا۔

"داد بیٹا وہ اپنے گھر کیلئے گئی ہے۔" شیر خان کے جواب پر اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔

"تمہیں ناشتہ دوں؟" شیر خان اسے خاموش دیکھ کر پوچھا

"کتنی دیر ہوئی ہے گئے؟؟" بے چین ہوتے اسنے وقت دیکھا گیارہ بج رہے تھے صبح کے۔

"ابھی کچھ دیر ہوئی۔۔۔ اسکی آدھی بات سن کر داد نے تیزی سے کوٹ پہنتے باہر کو دوڑ لگائی۔

شیر خان اسے بھاگتے دیکھ کر خاموش رہ گیا۔

اور اب صرف گھر کی نئی بہو کے انتظار میں تھا کہ وہ آئے اور ناشتہ کر لے تاکہ وہ دوسرے کام دیکھ سکے۔

ملازمین بھی مختلف کام سرانجام دیتی اپنے صاحب کی بیوی دیکھنے کیلئے بے چین تھی۔

\*-----❤️-----\*

وہ تیز ڈرائیونگ کرتا آس پاس دیکھتا اسے ڈھونڈ رہا تھا۔

حالت ایسی تھی کہ اسے کسی نے بھی دیکھ لیا تو پاگل ہو جائے گا۔

مسلسل بیوٹی کے لاعلمی سے کنگ پاگل ہو رہا تھا ایسے میں اگر وہ اسکے کتوں کی نظر میں آگئی تو۔۔۔

یہ سوچ ہی داد کے حواس جھنجھوڑ کر رکھ گئی۔۔۔

"ہیلو۔۔۔!! ہیلو نور کہاں تمہیں مینے کہا تھا نا کہ انتظار کرنا بتاؤ مجھے کہاں ہوں؟؟؟" مسلسل کالز کے بعد

دوسری طرف ایک پرائیڈ کرنے پہ وہ غرا اٹھا۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا داد؟؟؟ میں گھر جا رہی ہوں۔۔۔" وہ موبائل کو دیکھتی اسکی غراہٹ پر ڈر کر بولی۔

جب اچانک ہی کسی نے بازو کو جکڑا

"آہ۔۔۔!!!" بلند چیخ اسکے حلق سے برآمد ہوئی اور موبائل چھوٹ کر نیچے گرا۔

"کیا پاگل پن ہے نور العین!!!" جھپٹ کر موبائل نیچے سے اٹھاتے وہ اسے سنبھلنے حواس بہال کرنے کا موقعہ دیئے بغیر کھینچ کر گاڑی کی سمیت بڑھا کہ اچانک وہ کچھ ٹھٹھکا۔

اسنے نور کو ڈور کھول کر اندر کیا اور ترچھی نظروں سے بائیں طرف دیکھا جہاں وہی فقیر ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا بھیک کیلئے۔

داد نے لب بھینچ کر نظریں پھیر لی۔

"اگر یہاں ہے تو مطلب بہت کچھ جان گیا ہے۔" کن پٹی مسئلے اسنے سوچا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

"تمہیں اندازہ ہے داد کہ تم کس قدر جاہیلانہ رویہ مجھ سے اختیار کر چکے ہو اسکا جواب دو گے کیوں؟" کوٹ کے کالر سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کرتی وہ چٹخ کر بولی۔

"تم خاموش رہ سکتی ہو نور!!" اسنے سرد لہجے میں کہا۔

وہ ٹھٹھک گئی۔

داد نے گاڑی آگے بڑھائی۔

اگر واپس گھر کی طرف لیتا تو ضرور اسے شک ہو جاتا تبھی نارمل رفتار سے آگے بڑھانے لگا۔

وہ فقیراب بھیک مانگ رہا تھا پر داد جانتے تھا اسکی تمام تر حسیں انکی طرف ہیں۔

"اگر وہ بروقت نور کے پاس نہ پہنچتا تو" اس سوچ پر ہی وہ جھڑ جھڑی لے اٹھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں یہ گھر کا تو راستہ نہیں؟" جھنجھلا کر نور غصے سے بولی۔

پر وہ پرواہ کیے بغیر اپنی سوچوں میں تھا۔

بیک ویو مر میں پیچھے دیکھتے گاڑی ایک گلی میں داخل کی۔

نور العین حیرت بے یقینی سے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔

داد گاڑی گلی میں روکتا خود باہر نکلا اور نور کے باہر نکلے سے پہلے گاڑی لاک کر دی۔

"یہ کیا کر رہے ہو داد تم بتانا پسند کرو گے؟ اور یہ گاڑی کیوں لاک کی ہے؟؟" نور گاڑی لاک دیکھ کر غصے سے

چیخ اٹھی پر وہ اس پردھیان دئے بغیر اپنے پائوں سے پینٹ اوپر کرتے اسنے ٹانگ سے لگی پسٹل نکالی اور لوڈ کی۔

نور غصے سے اب سامنے دیکھ رہی تھی اور داد پیچھے دیوار کے آڑ میں اسکی نظروں سے اوجھل تھا۔۔۔

دونوں طرف گلی میں دیکھنے سے وہ کوئی نہیں تھا صرف اکادکانچے کھیل رہے تھے۔۔۔

پرداد کی حسیں اسے الرٹ کر رہی تھیں کہ کوئی ہے جس کی گہری نظریں ان پر ہیں۔۔۔

اسنے کچھ سوچتے ایک دم سر اوپر اٹھایا کہ جو وجود ان پر گہری نظریں ٹکائے بیٹھا تھا بروقت پیچھے کلابازی مار کر بھاگا۔

"اوہ شٹ۔۔۔!!!"

تو مطلب وہ جو کوئی بھی تھا چھتوں سے ان پر نظر رکھ رہا تھا۔۔۔

اسے ٹیشن یہ نہیں تھی کہ اسکا روپ ناسب کے سامنے آئے۔۔۔

اسے ٹیشن یہ تھی کہ نور کو نادیکھ لیا ہوا اسنے۔۔۔



چاروں طرف نظریں گھماتے اسنے کلائی میں بندھی گھڑی کے پیچھلے حصے کو کھول کر وہاں سے چانور نما ایک ڈیوائس نکالا اور اسے کان پر سیٹ کرتے ایکٹو کیا۔۔۔

دوسری طرف عارب سے کونٹیکٹ ہوتے ہی اسکی آواز گونجی۔۔۔ "ہیلو آلف خیریت؟؟"

"تمنے اس بہروپے فقیر کی ویڈیو عالم کو دیکھائی عارب؟؟" اسکے سوالوں کو نظر انداز کرتے اسنے جلدی سے

پوچھا "ہاں دیکھائی کیوں خیریت سب ٹھیک ہے؟" عارب نے سامنے پی کے ساتھ کھیلاتی حور کو دیکھ کر سرگوشی سے پوچھا

"سب خیریت ہے پر مجھے لگتا ہے انہو نے نور کو دیکھ لیا ہے مینے پاگل لڑکی کو کہا تھا دو منٹ ویٹ کرے

۔۔۔۔۔ "شدید غصے سے اسکے دماغ کی رگیں پھول چکی تھیں۔

"کیا ااا۔۔۔" عارب کو دھچکا لگا اسے لگا غلط سن لیا ہے "تمہیں معلوم ہے کیا کہہ رہے ہو آلف۔۔۔؟؟؟"

"تمہیں اندازہ ہے تمہاری اس چیخ سے حور تمہاری طرف متوجہ ہو چکی ہوگی بیوقوف انسان۔" اسے ٹوکا

عارب نے بے ساختہ حور کی طرف دیکھا جو گردن موڑے پریشان سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا عارب بھائی آلف کو؟؟؟" اسے لگا داند کی بات کر رہا ہے

اور عارب اسے اڑے حواس دیکھ کر حقیقت میں سٹپٹا گیا۔۔۔

دوسری طرف آلف نے اسے جواب دے بغیر ڈوائس گھڑی میں اپنے مخصوص جگہ پر سیٹ کیا جس سے اسکی سوئیاں بھاگنے لگی۔

"حور میں سوچ رہا تھا تم عالم سے کال پہ بات کر لو کیا خیال ہے؟" عارب کی بات پر حور العین کے چہرے کی خدو خال میں سرخیاں پھیل گئیں اور اسکے سٹپٹائے انداز پر وہ بمشکل اپنا قہقہہ دبانے لگا۔۔

"وو۔۔۔ وہ مینے ابھی تو ان سے بات کی تھی۔۔۔!" اسنے پی کو نیچے چھوڑ کر انگلیاں مروڑیں۔

اسکا معصومیت سے نروس ہونا عارب کو بہت بھایا۔۔۔

"ہاں تو کوئی بات نہیں تم کہہ دینا تم بور ہو رہی تھی بس!! تمہارے انٹرٹینمنٹ کیلئے کوئی یہاں چیز موجود نہیں۔" وہ سمجھانے لگا حور العین نے گہرا سانس بھرا خود میں حوصلہ پیدا کرنے کیلئے

اسکی حامی پاتے ہی عارب نے عالم کو کال کی اور اسے کان میں بلو تو ٹھ سیٹ کیے۔۔۔

"یہ کیا ہے؟" حور بلو تو ٹھ کو چھو کر محسوس کرتی اسکی بناوٹ، پوچھنے لگی۔۔۔

"یہ بلو تو ٹھ ہے جس سے تمہیں عالم کی آواز سنائی دے گی اور اب تم اس سے بات کرنا اوکے۔" وہ گال تھپتھپا کر چلا گیا۔۔۔۔

"بولو عارب عین کی طبیعت ٹھیک ہے؟" کان میں اسکی بھاری دلکش مگر فکر مند آواز گونجنے پر حورالعین کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔۔۔

عالم اس وقت آفس میں موجود بلیک شیشے کی ٹیبل پر رکھی لڑکیوں کی تصویریں دیکھ رہا تھا جو تعداد میں 125 تھی مختلف جگہوں سے اغوا ہونے والی۔

سامنے ہی اسکا آدمی ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور عالم ایک ہاتھ میں سگار تھا مے دوسرے سے تصویریں الٹ پلٹ رہا تھا

بلو تو ٹھ سے مدھم سانسوں کا رقص سنتے وہ مسکرایا۔۔۔

"طبیعت کیسی ہے میرے بچے کی؟" وہ برائے راست اس سے مخالب ہوا تھا ہاتھ کے اشارے ہے اپنے آدمی کو جانے کا کہا۔

"میں اکیلی بیٹھی ہوں بور ہو رہی تھی۔۔۔ یہاں میرے انٹر ٹینمنٹ کی کوئی چیز موجود نہیں۔" بلش کرتی وہ

بدحواس سی پھولی سانسوں کے درمیان بولی۔۔۔

عالم نے سن کر ہنکارا بھرا۔۔۔ "گہرا سانس بھر کر خارج کرو۔" اسنے جیسے حکم دیا اور حور پہلے چونکی پھر عمل کیا

وہ اسکی سانسیں سنتا مسکرا رہا تھا فضا میں دھوئیں اور اسکی مخصوص کلون کی خوشبو نے سحر طاری کیا ہوا تھا۔

"کر لیا۔۔۔۔"

"پھر سے کرو۔" اسنے پھر گہرا سانس بھرا اور سانس خارج کی۔

وہ ریلیکس سی مسکرائی۔۔

"عالم یہ انٹرٹینمنٹ کی معنی کیا ہے؟" وہ صوفے پر پاؤں پسارے اب نروس کی جگہ ریلیکس سی بیٹھی پوچھنے لگی

مہوش علی

"فضولیت۔۔۔۔" وہ عارب کے بتانے پر غصے دبائے بولا۔۔

"اوہ پھر میرے لئے کیوں فضولیت کا بندوبست کریں گے یہ عارب بھائی بھی نا عجیب ہیں۔۔۔" ناک چڑھا کر وہ کہتی عارب کا دیا ہوا اور بیخ جو س پینے لگی۔

"یہ فضول لوگ تمہیں فضولیت ہی سیکھائیں گے تم انکی سوچ سے دور رہا کرو عین۔" نرم لہجے میں وہ بولا

حورا لعین نے سر ہلایا۔۔

"آپ کب تک آئیں گے۔۔۔" اسکے سوال نے عالم کے چہرے پر خوبصورت مسکان چھوڑی

"ایک دو ضروری کام ہیں نمٹا کر آ رہا ہوں لنچ ساتھ کریں گے۔۔۔"



"اور مجھے اچل نمکی بھی کھلائیں گے عالم۔۔۔" خوشی سے چمکتے اسنے گالوں پر ہتھیلیاں ٹکائیں

"صرف دو سپون اوکے!" وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے چہرے کی سرخی قائم رکھنے کیلئے راضی ہوا۔۔۔

"ایک پلیٹ عالم ایک ماہ ہو گیا ہے آپ صرف کڑوی دوائیں کھلاتے ہیں کبھی ایسی کھٹی چیزیں بھی کھلائیں تاکہ انسان خوش رہ سکے اور میرا معصوم پیٹ بھی آپکو دے جائیں دیگا۔" وہ منہ بسورے بولی۔۔۔

"انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا عین۔۔۔ اوکے آکر ڈسائیڈ کرتے ہیں میری وچ کو کیا کھانا ہے۔" حور مسکرائی

"اچھا اب عارب کو پکارو اور اس سے کہو مجھے سے بات کرے شاباش ہری اپ۔" وہ سر ہلاتی عارب کو پکارنے لگی جو آفس سے بھاگ کر وہاں پہنچا اور اسکی گال تھپتھپا کر بلو تو ٹھکان سے نکالا۔۔۔۔۔

عالم نے 125 لڑکیوں کی تصویریں ڈیٹا دیکھا اور باقی کی 25 کی کوئی خبر نہیں تھی یہ بات اسے طیش دلا رہی تھی۔۔۔

"25 کا ڈیٹا میرے پاس ہے عالم پر نا کوئی تصویر ہے نا ثبوت یہ وہ لڑکیاں ہیں جو کھائی دیکھ کر بھی شوق سے چھلانگ لگاتی ہیں۔۔۔ یہ بھاگی ہوئی لڑکیاں ہیں جو غلط ہاتھوں میں آ جاتی ہیں اور انکے ماں باپ رسوائی کی وجہ

سے بٹی کے ثبوت ہی مٹا دیتے ہیں کہ انکے پاس کوئی بیٹی بھی پیدا ہوئی تھی۔۔۔۔۔" سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر تیز تیز انگلیاں چلاتا وہ عالم کو بتانے لگا۔۔۔

سامنے دوسری اسکرین پر لائونج کا منظر تھا جہاں حور العین اٹھ کر باہر کو بڑھ رہی تھی۔۔۔

"سب کا ڈیٹا بھیجو مجھے اور معلوم کرو انہو یہ کہاں ہیں۔"

"عالم مجھے یقین ہے یہ گینگ کے پاس سے ہی ملیں گی۔" عارب نے خفیہ طریقے سے سارا ڈیٹا عالم کو بھیجتے کہا

"نہیں عارب یہاں کچھ ہے جو ہم مس کر رہے ہیں بہر حال تم عین کا خیال رکھو اور اپنی بکواس انگلش سے اسے دور رکھو سمجھے۔" ریلیکس سے بات کر آخر میں وہ غصے سے دھاڑا اٹھا کہ ایک پل کو عارب سٹپٹا گیا۔۔

"سوری وہ میرے منہ سے ایسے ہی نکل گیا۔" اس نے معذرت خواں لہجہ اپنایا۔۔

سگار کا کش لیتے عالم نے نظریں لیپ ٹاپ پر ٹکائیں۔۔۔۔۔"ہمم۔۔۔!! یہ مینے تم سب کو پہلے بتایا تھا کہ تم سب صرف اسکی پروٹیکشن کا کام سرانجام دو گے عارب اسے ہرٹ کرنے کا نہیں۔"

"جی۔۔۔!! چیشم زیران (روس کا گینگسٹر جو بیسٹ سے ملکر اس سے ہاتھ ملانا چاہتا تھا) سے آپکی میٹنگ ہے

آج۔"

"آج نہیں۔۔۔!" "دوالفاظ کی ادائیگی کے بعد سکوت چھا گیا۔  
عرب نے گہرا سانس بھرتے مسکرا کر چیئر کی پشت سے ٹیک لگا لیا۔۔۔"

\*-----❤️-----\*

"مجھے نہیں لگتا تم آج کل اس غنڈے کے رنگ کیوں دیکھا رہے ہو داد میں جانتی ہوں تم یہ سب مجھے ڈرانے کا کر رہے ہو پر میں تمہیں بتاؤں تم انتہائی گر رہے ہو میری نظروں میں"۔ اس کے گاڑی میں آکر بیٹھنے پر نور نے اپنی براس نکالی۔۔۔

جو آلف نے خاموشی سے سنی۔۔۔

اس کے دماغ میں ایک جنگ چل رہی تھی بہتر تھا وہ اس وقت اسے ناچھیڑتی۔۔۔

"تمہارے پاس تیس منٹ ہونگے نور بی سے ملکر واپس چلنا ہے تاکہ میں آفس جا سکوں ابو کی کالز آرہی ہیں۔۔۔"

اس کے سپاٹ سرد لہجے پر پہلے تو نور نے گھورا پھر آجکل کا وائرس سمجھ کر خاموش رہ گئی۔۔۔

بی سے ملتی وہ گھر میں اندر آئیں اور لائونج میں رکھے صوفے پر بیٹھے۔۔  
سٹینگ وہی تھی جو اسکے ماں باپ نے بہت محبت سے کی تھی۔۔  
"کیسی ہو؟" اسکے اترے چہرے سرخ سو جھے پوٹے دیکھ کر ٹھٹھکیں۔۔۔

"ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے اپنوں کے پاس محفوظ ہوں۔" وہ تلخ طنزیہ بولی۔۔

بی لب بھیج کر اسکی سیاہ آنکھوں کی نمی دیکھ کر سر پر بوسہ دیتی تھپتھپانے لگی۔

"گھر میں سب ٹھیک ہیں بیٹا بیگم صاحبہ بھائی صاحب اور برہان، اسکی دلہن کیسی ہیں؟" انہوں نے خاموش بیٹھے  
داد کی طرف رخ کیا جس پر نور نے بھی داد کو دیکھا

"الحمد للہ سب ٹھیک ہیں بھائی بھی ٹھیک ہیں اور انکی بیگم بھی۔"۔۔

"تم دونوں کی رخصتی کب ہو رہی ہے؟ اسی ماہ ہونی تھی نا؟" اس سوال پر جہاں سرخ ہوتی نور سٹیٹائی تھی وہیں  
داد دل سے خوش ہوا تھا۔

"جی۔۔ جی ان شاء اللہ اسی ماہ ہو رہی ہے۔" وہ خوش ہوتا شریر نظروں سے نور کو دیکھتا بھاری آواز میں جواب  
دینے لگا۔۔۔

نور کا چہرہ اسکی لودیتی نظروں سے متغیر ہو رہا تھا۔۔۔



"میں کچھ لاتی ہوں تمہارے لئے۔" وہ کہہ کر دوپٹہ درست کرتی اٹھی

"نہیں اسکی ضرورت نہیں تم بی سے مل لو میں باہر انتظار کر رہا ہوں۔" کوٹ کا بٹن بند کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا

نور نے شک انداز میں برواٹھائی اور داد کو دیکھا۔۔۔۔۔

"تمہیں یہ کیوں کر خوش فہمی ہو رہی ہے داد کہ میں چل رہی ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔!!!!" وہ تڑاخ کر چلائی

داد نے دانت پیسے جڑے کی رگیں پھول اٹھیں۔۔۔۔۔

"بی آپ اسے سمجھائیں میں باہر انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔" اس پر ایک ناگوار نظر ڈالتے وہ بی سے کہتا مڑا۔

نور غصے سے بلبلا اٹھی اور بھاگ کر اسکا بازو پکڑتے جھٹکا دیا۔

"بی کچھ نہیں کہے گی داد میں نہیں چل رہی نہیں بسسس!!!! آج رات میں یہیں ہوں اور تم لوگوں کی پرچھائی بھی آس پاس نہیں چاہتی۔" چیختی وہ روتی ہوئی روم کی طرف بھاگ گئی۔۔۔۔۔

رات سے وہ اپنے اندر گھٹن محسوس کر رہی تھی تائی کی باتوں نے اسکے اندر توڑ پھوڑ مچا دی تھی بھلے ہی انکے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی پر ایک بیٹی سے پوچھا جائے کہ اس پر کیا بتی ہے جب کوئی اسکے مرے ماں باپ پر برے الزامات لگائے انہیں گندے الفاظ میں یاد کرے بد دعائیں دے۔

وہ چاہتی تھی یہاں سے دور چلی جائے ان سب کی پہنچ سے پر اکیلی کیسے جاسکتی تھی اپنی بہن کو چھوڑ کر۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے داد یہ سب کیا ہو رہا ہے بیگم صاحبہ نے کچھ کہا ہے نور سے ہائے میری نیچی نور۔۔۔۔۔" بی ہوش میں آتی تڑپ کر اسے پیچھے بھاگیں

"کچھ نہیں ہوا ہے دماغ خراب اسکا۔ آپ یہاں ٹھہریں مجھے بات کرنی ہے اس سے۔" وہ بی سے کہتا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"نور ررر۔۔۔!!!" دروازہ لاک کرتے وہ اسے کھڑکی سے بھاگنے کی کوششوں میں دیکھ کر دھاڑا

"مجھے نہیں رہنا سنا نہیں تنے مرنا چاہتی ہوں میں نہیں جینا مجھے زہر ہو گئی ہے زندگی داؤد آلف علوی جب سے تم میری زندگی میں آئے ہو۔۔۔ (وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ہذیاتی انداز میں اسے سامنے پا کر چیخیں مار رہی تھی) کیوں نہیں مری میں ماما پا کے ساتھ مجھے نہیں جینا سمجھے ہمیں آزاد کر دو مہربانی ہوگی تمہاری تم میرے دوست ہو کیوں نہیں سمجھتے میرے دل کی حالت۔۔۔" حلق میں پڑیں خراشوں سے وہ سسکتی ہاتھ جوڑے نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

داد کی آنکھیں سرخ انگارہ ہونے لگی۔۔۔  
چہرہ سرخ تھا اور مٹھیاں بھینچیں ہوئی۔۔۔

"نور تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں آؤ چلیں ڈاکٹر کے پاس شاباش میری بونی۔" سب کچھ نظر انداز کرتے لب کشائی کی اور قدم اسکی سمیت بڑھائے۔۔۔

"وہیں رکو داد۔۔۔!!!" جھپٹ کر قریب سٹڈی ٹیبل سے پین اٹھا کر اسنے نوک اپنے گردن پر رکھی۔۔۔

داد کے قدم تھم گئے چہرے پر سائے لہرائے

"کیا پاگل پن ہے نور العین پھینکوا سے پاگل لڑکی۔" اسکا چہرہ اسپید ہو گیا بی پیچھے دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی ہول اٹھے رہے تھے انہیں۔

"نہیں پھینکو گی سمجھے دفع ہو میری نظروں سے۔۔۔!!" بے دردی سے بہتی آنکھیں رگڑ کر سسکی

"اگر میں کہوں تمہاری ماں۔۔۔"

"شٹ اپ نور۔۔۔!!!" غرا کر وہ اس پر جھپٹا اور اگلے ہی پل ہاتھ سے پین چھیننے کی کوشش میں دونوں الجھ گئے اور نتیجہ پین کا نوکدار منہ داد کی گردن پر لکیر ڈال گیا کہ منہ سے سی کی آواز نکلی۔۔۔

"دا۔۔۔د۔۔۔!" نور کے ہاتھ پیر سن پڑ گئے اور اسنے خوف سے اسکی گردن سے خون کی لکیر اسکے گریبان میں جاتی دیکھی۔۔۔

داد نے اسکے اڑے حواس دیکھ کر پین پیچھے پھینکی اور اسے کھینچ کر سینے میں بھینچا۔۔۔

"خ۔۔۔خ۔۔۔خون دد۔۔۔داد خون۔۔۔" بدحواسی کے عالم میں وہ بڑبڑائی

"کچھ نہیں ہے ٹیک اٹ ایزی۔" اسکے آنسو صاف کرتے وہ اسے بیڈ پر بیٹھاتا دروازہ کھولنے لگا

"بی آپ انکے پاس بیٹھیں میں پانی لاتا ہوں نور کیلئے۔" دروازہ کھولتے روتی ہوئیں بی اندر داخل ہوئیں اور بیڈ پر سناکت بیٹھی نور کی جانب لپکیں۔

"نور میری معصوم بچی۔۔۔" انہوں نے سسکتے اسکے وجود کو اپنے آغوش میں بھر اپرا سے ہوش کہاں تھا۔  
اگر وہ اپنے ہاتھوں میں پین کی گرفت نرم ناکرتی تو ضرور داد کے گردن میں چبھ جاتی اور پھر کیا ہوتا۔۔۔

"نور پانی۔۔۔!" اندر آتے ہی خاموش بی کے سینے سے لگی نور کے منہ سے پانی لگا پیرا سنے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔۔۔

"اس منحوس ہوٹل کے پیپر تول گئے ہیں تم لوگوں کو پھر اگر یہ نہیں رہنا چاہتی تو چھوڑ کیوں نہیں دیتے  
اسے۔" جی کڑوا کر کے بی اسکی حالت دیکھتی بولیں

داد جوں لب بھیجے نور کو دیکھ رہا تھا ششدر ہو کر بی کو دیکھنے لگا جنہوں نے بھیگی نظریں نور پر ٹکا دیں۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟؟" بے یقینی ہی بے یقینی تھی

"ٹھیک کہہ رہی ہیں بی ریسٹورنٹ کے پیپر مل گئے تمہارے لالچی باپ کو اب مجھے آزاد کرو داد آلف۔" وہ  
اٹھ کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے غرائی۔



داد نے گہرا سانس بھرا اور سرد نظروں سے نور العین کی آنکھوں میں دیکھا جسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے اسکے دیکھنے کے انداز پر۔۔۔

وہ ہر اسماں ہوتی حلق تر کرنے لگی۔۔۔

"چلو۔۔۔!!!" دروازے کی سمیت اشارہ دیتے وہ بولا تو لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی  
برفیلہ لہجہ جو روح کانپ جائے۔۔۔

بی بھی حیران ہوتی اسکے انداز کو دیکھنے لگی۔۔۔

"مم۔۔۔" مینے کہا نا میں نہیں چل رہی پھر کس بات کی ز۔۔۔ ز۔۔۔ بر۔۔۔ دستی ہے؟؟؟" وہ لرز نے لگی کہ اسکا  
جملہ مکمل ہوتے ہی آلف نے اسکی کلائی جکڑی

"بہت ہو گیا تماشا۔۔۔" غرا کر کہتے وہ اسے گھسیٹ کر وہاں سے لے گیا

"چھوڑو مجھے داد نہیں چلنا۔۔۔ صرف درد دیتے ہیں مجھے میں انسان ہوں تم اپنے ماں باپ کے خلاف ایک  
لفظ برداشت نہیں کر سکتے تو میں کیسے سن سکتی ہوں۔" روتے ہوئے وہ گڑ گڑائی

بی بھی روتی ہوئی انکے پیچھے آئیں "داد بچی کو ایک رات تو میرے پاس چھوڑ دو بیٹا۔" انہوں نے التجہ کی پرداد کیسے  
اتنا بڑا رسک لے سکتا تھا وہ بھی اپنی بونی پر  
کیا حور العین کی حالت وہ بھول گیا تھا جو اپنی معصوم سی جان پر اتنے تشدد برداشت کرے۔۔۔

"ہم پھر کبھی آئیں گے بی آپ اپنا خیال رکھیں اسکی پرواہ مت کریں میں ہوں نا اپنی بونی کیلئے۔" اسکا سر سینے  
سے لگاتے وہ مسکرا کر بی سے بولا اور گاڑی کا ڈور کھول کر اسے فرنٹ سیٹ پر زبردستی بیٹھایا جو سسکتی بیٹھ  
گئی۔۔۔

وہاں سے نکلتے وہ گھٹی گھٹی سسکیاں لے رہی تھی اور علوی ولا پہنچتے ہی وہ گاڑی سے نکلتی سیدھا بھاگ کر  
سیڑھیاں چڑھتی اپنے روم میں لاک ہو گئی۔۔۔

"نار سم نار واج  
ہم کیا آئے ساس صاحبہ کو چڑھ گیا بخار۔۔۔ شیر خان نے سنتے ہی مسکرا ہٹ دبائی۔۔۔

"کیا ہوا ہے؟" انگنائی انگلی میں کی رنگ گھماتی مسکان ڈرامنگ ٹیبل سے اٹھ کر اسکے پاس آئی۔۔۔

"کچھ نہیں ناراض ہے۔" کہتے اسنے لب بھینچ لئے۔۔۔

"پھر کی ہو گئی کوئی بد تمیزی۔" اسکی گردن کو دیکھتے وہ بیل منہ میں ڈالتی بولی

داد نے گھور کر اسے دیکھا

ہمیشہ کی طرح لا پر واہ انداز تھا۔۔۔

سنہری بالوں کی پونی ٹیل بنائے گلے میں اسکارف میرون لانگ شرٹ بیلو جینز پر نازک سرخ سپید پائوں میں نفیس سی میرون ہیل، لبوں پر ہلکے سا میرون رنگ چڑھائے وہ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

لبے ناخون آج بھی مختلف رنگوں کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

"میں تمہیں شکل سے ایسا لگتا ہوں بھابھی صاحبہ؟" جل کر وہ بولا

"نہیں دیور صاحب مجھے تم اس سے بھی گرے ہوئے لگتے ہو"۔ شرارت سے کہتی وہ سنہری آنکھوں پر سیاہ گلاس پہنے وہاں سے جانے لگی

"کہاں جا رہی ہو؟" وہ پلٹ کر اسکے پیچھے لبے ڈگ بھرتا آیا

"اسلام آباد۔۔۔!" "موبائل اسکی جانب پھینکتے بولی

داد نے گھور کر دیکھا اسے اور پھر نظریں موبائل پر ٹکائیں

عرب کا پیغام پڑھتے وہ سر ہلا گیا اور موبائل اسکی گود میں پھینکا جو اپنی گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی تھی۔

"عرب پاگل ہے کیا آج تمہاری شادی کی پہلی صبح ہے ناسینس!" گاڑی کے ڈور پر بازو رکھتے وہ جتا کر بولا

"غالباً تمہارا بھائی شادی کی پہلی صبح اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا ہے تو میں کیوں پیچھے رہوں؟" مسکان نے بھی جل کر

برواٹھائی

"ہم!!! "داد نے افسوس سے سر ہلایا "ویسے صبح بھائی کا چہرہ کیوں سرخ تھا؟" شرارت سے پوچھتا گردن پر ہوتی جلن کو اگنور کرنے لگا

مسکان نے گلاس اوپر کیے اور گہرا سانس بھر کر اسٹیئرنگ پر ہاتھ رکھے جیسے کچھ سوچ رہی ہو۔

"لازمی ہے صرف لڑکی ہی شرمائے؟؟ زمانہ بدل گیا ہے دیور صاحب اپنی سوچ بدلو۔" کہہ کر اس نے آنکھوں پر گلاس ڈالے اور گاڑی سٹارٹ کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی

مہوش علی

داد ہنس پڑا۔۔

نظریں یوں ہی اٹھائیں تو بالکنی میں سامنے ہی روئے ہوئے چہرے کے ساتھ نور کو پایا۔۔

وہ کہنا چاہتی تھی کہ کیوں ساری پابندیاں میرے لئے کیوں اپنی بھابی کو نہیں روکا یوں شادی کی صبح جانے سے۔۔

پر لبوں پر کفل لگائے نفرت بھری نظر سامنے کھڑے اس وجود پر ڈال کر کر اندر چلی گئی

داد نفی میں سر ہلاتا رہ گیا۔



"مجھے ایسا لگتا ہے تم یہ سب رخصتی کیلئے کر رہی ہو اگر شام تک تمہارا موڈ سہی نہ ہوا تو صبح تم میرے روم سے نکلو گی شرمائی ہوئی۔" اس نے ٹیکسٹ ٹائپ کیا اور نور العین کے موبائل پر سینڈ کر دیا۔

گاڑی میں بیٹھتے اس نے کمال صاحب کی کال پک کی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا



لبوں پر ایک خوبصورت مسکان آئی جب اس نے عقیدت سے اسکے ہاتھوں کی انگلیوں پر بوسہ دئے۔

"صبح ہو گئی ہے جانِ عالم اتنی گہری نیند!" اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

"کون بہن ہوتی ہے سہی جو بھائی کو اتنی سزا دے تمنے تو میرے پتھر کے وجود کو مٹی بنا دیا ہے ابھی بھی تمہیں کتنے حساب لینے ہیں اپنے اس گناہگار بھائی سے؟" آنسو صاف کرتے اسنے اسکی دونوں آنکھوں پر بوسے دئے۔۔۔

"ذرا سوچو ہماری شہزادی کو معلوم ہو گا وہ کتنا خوش ہوگی اسکی سہی زندہ ہے، تم کیوں نہیں اٹھ جاتی سہی دیکھو باہر کتنی دھوپ نکل آئی ہے، اماں ناراض ہوگی تم سے سگھڑ سیٹیاں اتنی دیر نہیں سوتیں!! اپنے ان ہاتھوں سے نوالے بھی نہیں کھلائے مجھے کیوں سہی؟ تمہاری شہزادی بھی ٹھیک ہو رہی ہے وہ خوش ہوتی ہے سب کچھ بھول رہی ہے بہت معصوم حرکتیں کرتی ہے سہی میرا دل کبھی کرتا ہے اسے دل میں سالوں اس پر بیتی ہر ایک اذیت کا بدلہ اتنا خوفناک لوں کہ کسی کی بہن بیٹی بیوی پر نظر ڈالنے سے پہلے جتنی دفعہ اس بدلے کو سوچیں انکی روح کانپ اٹھے ہر دفعہ۔۔۔۔۔"

انہوں نے ہماری شہزادی کو بہت اذیت دی تھی سہی جب وہ راتوں کو ڈر کر مجھ میں چھپتی ہے تو میرا دل درد کرنے لگتا ہے۔۔۔"

میری روح بے چین ہو جاتی ہے اسکے آنسوؤں پر۔۔۔۔۔" اسنے بھوری آنکھوں کے آنسوؤں صاف کیے۔۔۔۔۔"

انداز ایسا تھا جیسے کوئی بچہ اپنی ماں کے پاس شکوے کر رہا ہو دل کا درد سن رہا ہو۔۔۔۔۔"

"سہی میں انسان ہوں اتنا ناز مانو تم۔۔۔۔۔"

کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتی اپنے بھائی کو خوشی نہیں دے سکتی میری شفقت بھری چھانوں میں کیوں نہیں آرہی؟؟ مجھ سے اپنی تکلیف کیوں چھپائے گہری نیند سو رہی ہو صرف اسلئے ناکہ تمہارے شہزادے کو تکلیف ناپہنچے!! پر تم نہیں جانتی سہی تمہیں اتنی گہری نیند میں دیکھ کر مجھے کتنی تکلیف ہو رہی ہے۔

میں کتنا تڑپ رہا ہوں تمہارے لئے تمہیں اندازہ ہے سہی پلیر۔ "وہ جوان مرد بے آواز رونے لگا

کون کہتا ہے مرد نہیں روتے؟؟

وہ روتے ہیں بہت روتے ہیں جب انکے دل عزیز رشتوں کو تکلیف پہنچے تو وہ ضرور تنہائی میں روتے ہیں کیونکہ سب کے سامنے انہیں مضبوط دیکھانا ہے ورنہ انکی ایک آنکھ کے آنسوں پر ہزار مسکراہٹیں اچھالتا ہے

سماج۔۔۔

کیونکہ مرد تو پتھر کا ہے انکی نظر میں وہ کیوں روتے،، اسے رونا ہی نہیں چاہیے انکے پاس دل تھوڑی ہوتا ہے۔۔۔۔!!

مپوش علی

ایک طرف وہ اسکے ہاتھ پر لب رکھے سسک رہا تھا تو دوسری طرف وہ تڑپ رہی تھی۔۔۔

زخم سب ہرے ہیں ساتھ نہ چھوڑو بھائی  
پاؤں اب تھک گئے ہیں ہاتھ نہ جوڑو بھائی

\*-----❤-----\*

"ہیلو۔۔۔!!" ارمان نے جلدی سے کال کی اور پک ہوتے ہی کہا

"ایس پی برہان علوی اسپیکنگ" بھاری رعبدار آواز گونجی

"السلام علیکم میں انسپکٹر ارمان بات کر رہا ہوں۔" ارمان سامنے جاتی گاڑی کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھے

بولا

"ہاں بولو ارمان!" مسکان کی لوکیشن معلوم کرنے میں ناکام ہوتے اسنے غصے سے اسکے نمبر کو گھورا۔

"سر میڈم ابھی گاڑی لیکر کہیں جا رہی ہے میں انکے ہی پیچھے ہوں وہ عالم کے گھر نہیں جا رہیں شاید اسلام آباد جا رہی ہیں۔" ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ تھامے وہ بول رہا تھا۔

برہان فائل سے نظریں ہٹائے چونک اٹھا۔۔۔

"گڈ ارمان میں پہنچ رہا ہوں لوکیشن سینڈ کرو فاسٹ اسکے نمبر پر شو نہیں ہو رہی۔" لیٹ ٹاپ شٹ ڈائون کرتے وہ جلدی سے کیپ پہنتا اٹھا۔۔۔

"ایس سر!" برہان نے کال ڈسکنیکٹ کی اور آفس سے باہر نکلا۔۔۔

شہر سے باہر کیس کی انویسٹیگیشن کیلئے توڈی ایس پی یا ایس پی جاتے تھے پر اس بار وہ خود جا رہا تھا اور ہمیشہ اپنی گاڑی کو ترجیح دیتا تھا۔۔۔



ابھی بھی ڈرائیور کو گاڑی نکلانے سے روکتے وہ اپنی گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور تیز رفتاری سے آفس کی حدود سے نکلتا چلا گیا۔۔

بلو تو ٹھکان میں لگے تھے جب اسنے داد سے کانٹیکٹ کیا۔۔۔

"ہاں بھائی۔۔۔" داد نے میجر کو فائل تھماتے جانے کا اشارہ دیا اور موبائل کان سے لگایا۔۔۔

"داد تمہیں ایک بچے فیری کو اسکول سے پک کرنا ہے اور اسے اپنے ساتھ رکھنا ہے جب تک تم گھر نہیں جاتے سمجھ گئے نا اسے اکیلے گھر نہیں چھوڑنا۔ کھانے اور ہوم ورک کا خاص خیال رکھنا دے۔!" اسنے سخت لہجے میں حکم دیا وہ تھا ہی حکومت پسند۔۔۔

داد ٹھٹھک گیا اسکے بے لچک لہجے پر۔۔۔ "کہیں جارہے ہیں؟"

"ہاں ایک کیس کے سلسلے میں باہر جارہے ہیں مجرم دادو میں پایا گیا ہے وہیں جارہا ہوں تمہیں جو کہا ہے اس پر غور کرو!" کہنے کے ساتھ کال ڈسکنیکٹ کرتے سیل فون پر ارمان کی بھیجی لوکیشن کو دیکھا۔

"کہاں ہے وہ لڑکی؟" برہان ارمان کی گاڑی دیکھتے اس تک پہنچا جو سڑک کے کنارے ایک پیٹرول پمپ سے قدرے فاصلے پر کھڑا تھا گاڑی سمیت۔

"سر۔۔ سر۔۔!!" وہ بوکھلایا ہوا تھا۔۔

"کیا ہوا بولو۔۔۔؟" برہان پہلے ہی جھنجھلایا ہوا تھا اسکے بوکھلائے انداز پر بھڑک اٹھا۔

"سر گاڑی تو سامنے کھڑی ہے پر وہ اس لڑکے کو کچھ دیتی موبائل کان سے لگائے کسی سے بات کر رہی تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک آدمی آیا اور اس سے موبائل جھپٹ کر بھاگ گیا وہ بھی اسکے پیچھے بھاگی میں جب تک جاتا کہ وہ وہاں سے غائب تھے گاڑی سب کچھ یہیں ہے۔" ارمان نے ڈرتے ڈرتے بات مکمل کی برہان کی سرخ رنگت دیکھ کر۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔!" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ آگے بڑھا اور پیٹرول پمپ کے ایک لڑکے کو پاس بلا یا۔۔

وہ لڑکا ڈرتا ڈرتا اسکی وردی اور شخصیت سے مودب سا سامنے کھڑا ہوا۔

"جج۔۔ جی صاحب؟" برہان نے آواز پر گاڑی سے نظریں ہٹائیں اور اس چھوٹے لڑکے کو دیکھا۔

"اس گاڑی کی مالک کچھ کہہ کر گئی تھی تم سے؟"

"جی صاحب وہ یہ چٹ ایس پی کیلئے دیکر گئی تھی اور کہا کہ اسکے چچے کو مت دینا۔" اسنے جلدی سے جیب سے چٹ نکال کر برہان کے سامنے کی اور کہی گئی بات دہرائی۔

"اور کچھ نہیں کہا؟" اسنے مٹھی میں چٹ بھینچتے پوچھا  
"نہیں صاحب آپکے لئے صرف یہی کہا اور کہا گاڑی سنبھالو آکر لے جائے گی رات تک۔" بات سننے کے بعد برہان نے اسے جانے کا حکم دیا وہ چلا گیا۔

"میرے دشمن جانِ جاں مجھے پتا ہے تمہارے دماغ میں جو پولیس والا کیڑا ہے وہ تمہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیگا اور تمہیں میری یاد ضرور کھینچ کر میرے پیچھے لائے گی اسلئے ڈونٹ وری میں رات تک آجائوں گی جائو ڈیوٹی کرو رات کو آکر تمہارا منحوس چہرہ دیکھوں گی۔" جہاں پڑھ کر برہان کا چہرہ اسرخ پڑا تھا وہیں یہ بھی نوٹ کیا تھا رات سے وہ آپ کے بجائے تم کہہ رہی تھی اور یہ بات اسے مزید طیش دلارہی تھی۔  
دھان پان سی وہ لڑکی اسے چیلنج کر رہی تھی۔۔

"کیا ہوا سر کہاں جا رہے ہیں میں چلوں؟" ارمان اسے گاڑی میں بیٹھتا دیکھ کر جلدی سے بولا۔۔

"تم واپس جاؤ اور ایس ایچ او ڈی ایس پی سے کہو شہر میں رائونڈ لگائیں۔"  
"کوئی بھی افواہ نہیں پھیلانی چاہیے پبلک پہلے ہی ہر اسان ہے باقی میرے آفس میں آرڈر کا پی رکھی ہے اسے ڈی آئی جی آفس پہنچائو۔" وہ کہہ کر ارمان ایس سریا سلوٹ دیکھے بغیر غیر معمولی رفتار سے وہاں سے نکلا۔۔۔  
پیچھے ٹائروں کی دھول رہ گئی۔

"واقعی رب نے جوڑی بنائی ہے چور سپاہی"۔۔ ارمان مسکراہٹ چھپائے اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

\*-----❤️-----\*

"سر ہمیں یقین ہے یہ آلف کوئی اور نہیں ایس پی کا وہ ڈرپوک بھائی ہے۔۔"

"پر تم لوگوں نے تو کہا تھا وہ ایک ڈرپوک قسم کا بندہ ہے وہ کیسے آلف ہو سکتا ہے؟" زمان نے ٹھٹھک کر کہا۔۔۔

"سر ایک تو اسکا پورا نام داؤد" آلف "ہے دوسرا آج جب میں بیوٹی کا پیچھا کر رہا تھا تب وہ کافی غصے سے بیوٹی کو لیکر گاڑی میں بیٹھا اور جب میرے دوسرے آدمی نے اسکا پیچھا کیا تو اسکے الرٹ حرکات سے اور ایڈیٹیوڈ سے کوئی شک شبہ نہیں رہا کہ وہ آلف نہیں۔۔۔ اسکے جس طرح کے سرد تاثرات تھے وہ بالکل آلف لگ رہا تھا اور وہاں اسنے پسٹل نکالا۔۔۔"

ایک عام شخص ہوتا تو ضرور فائرہ کرتا ڈر سے پر اسنے ایسا نہیں کیا بلکہ خاموش رہ گیا اور یہ خاموش موت آلف دیتا ہے۔"

زمان تو ساکت موبائل کان سے لگائے کھڑا تھا۔۔۔۔



"بیوٹی۔۔ ایس پی کے گھر میں تو پھر بیسٹ کے پاس کون ہے۔۔۔؟  
اگر بیوٹی بیسٹ کے پاس ہے تو پھر آلف کے پاس کون ہے؟" وہ بڑبڑایا

"اس لڑکی کی تصویریں ہیں تمہارے پاس؟"

"ایس سر میرے پاس موجود ہیں۔" وہ مسکرا کر بولا



"ٹھیک ہے مجھے بھیجو۔" اس نے کہہ کر دیوار میں لگی بیوٹی کی تصویروں کو دیکھا جو اس نے کچھ سال پہلے لیں تھی  
جب وہ پہلی پہلی بار اسکے روبرو آیا تھا اور پھر اسے اپنی نظروں کے حصار میں رکھتا تھا اس دوران اس نے کتنی ہی  
تصویریں لیں تھی اسکی جنہیں دیکھ دیکھ کر وہ اپنے اندر کی تشنگی پر ضبط رکھتا تھا۔

"جو میں سوچ رہا ہوں بیسٹ اگر ایسا ہو گیا تو میری بیوٹی کو میرے پاس آنے سے کوئی نہیں روک سکتا تم بھی  
نہیں جو میری ہے وہ میری ہی رہ گئی۔"

\*-----❤️-----\*

"تم نے آج مسکان کو کیوں بھیجا اسلام آباد عارب؟" برہان سے بات کرنے کے بعد آلف نے فوراً ہی انٹرنیٹ  
ڈیوائس کی ذریعے برہان کی لوکیشن ٹریک کی تو معلوم ہوا وہ بھی اسلام آباد کے راستوں کی طرف سفر کر رہا  
ہے۔۔۔

"بھائی نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا؟" یہ سوچ اسے الجھا گئی پر اس سے پہلے اس نے مسکان سے کونٹیکٹ کرنے کی کوشش کی پر ناکام ہو گیا۔۔۔

اس لئے غصے میں عارب سے رابطہ کیا۔۔۔

"ضروری ہے آلف تمہارے بھائی سے شادی سے پہلے یہ باتیں ڈسکس ہو چکی تھی کہ ہمارے کام کے بیچ کوئی رشتہ نہیں رکاوٹ بنے گا مائنڈاٹ دوسری بات یہ عالم کا حکم ہے اسے کسی بھی حال میں وہ 25 لڑکیاں چاہیے اور انہیں اغوا کرنے والے لوگوں کی تفصیل رپورٹ۔۔۔

میں یہاں حورالعین کے پاس ہوں تم اپنے کام کے ساتھ نورالعین کے پاس اب صرف مسکان رہتی ہے جسے یہ کرنا تھا ڈونٹ وری کوئی نقصان نہیں ہوگا تمہارے رشتوں کا۔" عارب نے ناگواری سے جتایا۔

آلف ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا

"بھائی اسلام آباد جا رہے ہیں عارب اب کیا کرو گے؟" غصہ دباتے اس نے سپاٹ ہو کر کہا

"مجھے امید ہے مسکان ہینڈل کر لے گی۔" وہ مسکرایا آلف نے دانت پیستے موبائل میز پر پٹخا۔۔

فیری کو اسکول سے پک کرنے میں ابھی وقت تھا وہ سر جھٹک کر کام کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

"تمہارے بھائی سے بات کی تمنے؟" کمال صاحب ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوتے پوچھنے لگے۔

"نہیں وہ صبح جلدی نکل گئے ڈیوٹی پر اور اب ایک کیس کے سلسلے میں شہر سے باہر جا رہے ہیں آئیں گے تو بات کروں گا۔" ایک نظر کمال صاحب کے مضطرب چہرے پر ڈالتے وہ بولا تو انہوں نے بے بس ہنکارا بھرا

"دیکھو داد میں جانتا ہوں تم بھی اپنے بھائی کے اس قدم سے شک میں ہو پریہ وقت شک میں رہنے کا نہیں اسے سنبھالنے کا ہے میرے بیٹے وہ اپنی زندگی خراب کر رہا ہے۔۔۔  
پہلے اس چھوٹی سی لڑکی کے پیچھے چلو اسے یتیم سمجھ کر ہم خاموش ہو گئے کچھ اس بداخلاق بد مزاج کی ضد تھی۔۔۔

بہر حال ہم نے سمجھوتا کر لیا پر پھر اس نے کیا کیا۔۔۔؟؟ ایک کوٹھے والی کی بیٹی سے شادی کر لی بے غیرت نے ہمیں تو سوچ کر شرم گھن آرہی ہے کیا عزت مقام ہے اسکا سماج میں ایس پی ہے وہ وقت دور تو نہیں جب ایس ایس پی کہلائے گا اور اسکی بیوی کیا مقام رکھتی ہو گئی سماج میں اور سوچو جب دنیا کو معلوم ہو گا ایس ایس پی کی بیوی ایک کوٹھے والی ہے تب یہ خود کچھتائے گا اس سے بہتر نہیں کہ کچھتاؤں سے اسے بچالیں ایک عزت بھرا مستقبل دیں۔۔۔

وہ تو بیوقوفی میں گہری کھائی میں کود رہا ہے ہمیں تو عقل سے کام لینا چاہئے!! میری بات وہ سن نہیں رہا سلئے تم سے کہہ رہا ہوں اسے سمجھاؤ دیکھاؤ اسے حقیقت کہ یہ عورتیں کسی ایک مرد۔۔۔

"میں سمجھا دوں گا ابوجان ڈونٹ وری اور ویسے بھی مستقبل کا ہم نہیں اللہ بہتر جانتا ہے کیا پتا اسکی رضا کس میں ہو بہر حال آپ بے فکر رہیں میں سمجھا رہا ہوں اسے ابھی تو شہر سے باہر ہے ہو سکتا ہے رات کو نا آئے

اسلئے کل بات کروں گا اس سے۔ "ان کی بات بیچ میں کاٹ کر وہ جبراً مسکراہٹ چہرے پہ سجائے بولا اور پیپر ویٹ گھمانے لگا۔

کمال صاحب سر ہلاتے لب بھیج کر پریشان سے باہر جانے لگے۔۔۔

"یہ بھی کہہ دینا اس سے کہ اس لڑکی کو طلاق دے پھر کسی غریب کی بیٹی بیاہ لائے گا تو ہم اسے پوری عزت

سے بڑی بہو کا حق دیں گے پر اسے نہیں۔" جاتے جاتے وہ پلٹے اور کہہ کر دروازے سے باہر نکل گئے

انکے جاتے ہی آلف نے چیئر کی پشت سے سر اٹکادیا۔۔۔

ایک طرف ماں باپ

دوسری طرف بھائی

پھر نور کی سیفی

اپنا فرض

عالم کا حکم۔۔

بزنس کے چکر۔۔

ان چکروں میں الجھ کر وہ چیئر گھما کر رہ گیا اور واپس لیپ ٹاپ کے سامنے آتے کام میں لگا۔۔

بہر حال سنبھالنا تھا اسے سب کچھ ایک طرف غنڈہ آلف تو دوسری طرف معصوم داد ہو کر۔۔۔

\*-----❤️-----\*



اسنے اپنی عین سے کہا تھا کہ وہ لنچ ساتھ کرے گا پر ایک ضروری کام سے وہ سہی سے ہو کر وہیں چلا گیا۔۔۔  
کامران کا مسئلہ ابھی ٹھنڈہ نہیں پڑا تھا اسکا اثر ابھی سب پر تھا کہ اسکی آفس میں آکر بیسٹ نے اس پر اٹیک کیا ہے

سب جانتے تھے اسلئے ہی کوئی چوں بھی نہیں کر رہا تھا ورنہ کافی بغاوت پر اترنے لگے تھے کامران کو دیکھ

کر۔۔۔۔

پر اب تو جیسے ان کے لبوں پر قفل لگ گئے تھے۔۔

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھا علوی ولا کیلئے روانہ ہوا تھا۔۔۔

عرب کی مسلسل کالز آرہی تھیں کہ حورالعین کھانا نہیں کھا رہی ضد میں کہ وہ عالم کے ساتھ کھائے گی  
حالانکہ عرب اسے بتا چکا تھا کہ عالم رات تک پہنچ جائے گا تم کھانا کھاؤ تا کہ تمہیں وقت پر دوائی دی جائے پر  
وہ کہاں ماننے والی تھی۔۔

عالم کی قربتوں محبتوں نے اسے نرم کے بجائے ضدی اور ہٹ دھرم بنا دیا تھا۔۔۔

غصہ ہوتی تو ایک ہی مطالبہ ہوتا کہ بس جانا ہے گھر۔۔۔

ابھی بھی گاڑی میں بیٹھا وہ وقت پر لنچ پہنچنے کی وجہ سے حورالعین کی چیخیں اور کھانا کھانے کیلئے عرب کی  
منتیں سن رہا تھا۔۔

"نہیں کھا رہی کھانا۔۔؟؟" اسکی بے جا ضد پر عالم کی ناگوار آواز عرب کے کان میں گونجی۔۔۔

"نہیں چنیں مار رہی ہے بس۔۔۔!!" اسنے بے بسی سے بتایا  
"ٹھیک ہے منہ پر ٹیپ لگا دو میں آکر دیکھتا ہوں۔" مطلوبہ جگہ پر پہنچتے وہ گاڑی سے اترا  
اور عارب نے سر ہلاتے حکم میں فوری طور عمل کیا۔۔۔

دوسرے ہی پل حورالعین سکتے میں بیٹھی تھی۔۔۔

اسنے اتارنا چاہا منہ سے ٹیپ پر درد کی وجہ سے نہیں اتار سکی تو بے ساختہ آنسوؤں بہانے لگی

اسے معلوم پڑ گیا تھا یہ عالم کا حکم ہے اسکے منہ پر ٹیپ لگانے کا۔۔۔  
اور اس پر تو اسکے آنسوؤں مزید روانی اختیار کر گئے کہ وہ اسکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔۔  
اب وہ کھانا پانی کیسے کھائے پیے گی۔۔۔

اشارے بھی نہیں کر سکتی تھی نا ہی عارب کو دیکھ سکتی تھی نابول  
بے بسی سی بے بسی تھی اسکے روح میں۔۔۔

کیسے وہ ظالم شخص اپنے پر آئے تو دو سیکنڈ میں اپنی بے بسی دوسرے میں منتقل کر دے۔۔۔

کیا اسکے کھانا کھانے پر وہ ایسے ہی بے بس ہوا ہو گا۔۔۔  
اور کتنی آسانی سے اسے بے بس کر دیا کھانے پینے سے۔۔۔

وہ سسک رہی تھی اندر ہی اندر اور اسکے آنے کی دعائیں مانگتی ٹیڈی بیر کو خود میں بھینچے لیٹی ہوئی تھی بیڈ پر تو دوسری طرف پی اسکے نیچے لٹکے ہوئے پاؤں سے کھیل رہا تھا۔۔۔

اب جتنی شدت سے حورالعین کو اسکے آنے کا انتظار تھا اتنی ہی شدت سے عالم کو اس تک پہنچ کر اسکے آنسو صاف کرنے کی بے چینی تھی۔



"کیا آج ہی اس جگہ سے پیٹ بھرنا ہے؟" وہ چلتا اس فقیر کے سامنے آیا جو بوکھلا گیا

اور وحشت سے نظریں پھیریں۔۔۔

بہت مشکل سے وہ راضی ہوا تھا ایس پی پر نظر رکھنے کیلئے پر یہاں آکر اسے سچ میں موت اب سامنے کھڑی نظر آرہی تھی جس وجہ سے ہی وہ انکاری تھا۔

اسنے ابھی انفارمیشن زمان تک پہنچانی تھی اور اب اسے ایس پی کے گھر پر نظر رکھنی تھی۔۔۔

اب جو موت سامنے کھڑی تھی اس شعلہ بنے سورج کی تیز جھلساتی دھوپ میں بلیک بوٹ، بلیک پینٹ پر سفید شرٹ جسکی آستینیں کہنیوں تک فولڈ تھیں چوڑی کلائی میں قیمتی گھڑی انگلیوں میں دبا سگار سورج کی تیز دھوپ جو اسکے آدھے بیسٹ والے چہرے پر پڑ رہی تھی بھوری آنکھوں کی وحشتناک چمک اور ان نشانوں کو سانس لینے کی حد تک خوفناک بنا رہی تھی۔۔۔

اگلے ہی پل اسے بغیر سمجھنے کا موقعہ دئے سیر کا ہاتھ اٹھا اور اسکے منہ پر پڑا، کٹور اسید ہا ز مین پر گرا جس سے اسکے یہاں وہاں تپتی سڑک پر بکھر گئے

اسکے گرنے کے ساتھ ہی عالم نے اسکے گلے سے کھینچ کر وہ لاکیٹ فقیروں کے موتیوں کے ہار نکالے اور ان سے اپنا مطلوبہ لاکیٹ نکال کر اپنی جیب میں ڈالا۔۔۔

اور اسے سہمے لوگوں کے بیچ سے گھسیٹ کر گاڑی میں لے جانے لگا کہ اگلے ہی پل فضا میں ٹھا کے ساتھ فائر کی آواز گونجی۔۔۔



وہ اس قدم کیلئے پہلے ہی تیار تھا اسلئے بروقت اسکی ٹانگ چھوڑتے اسکے سر پر کھڑا ہوا۔۔۔

اسکا نشانہ ضائع کیا تھا پر عالم نے اسکا چھپاروپ وہاں موجود لوگ کے سامنے دیکھا دیا تھا تبھی دوسرے ہی پل بلیک بوٹ میں مقید اپنا پائوں اسکی گردن پر رکھا وہ تڑپ کر اچھل پڑا تب عالم نے جھک کر پسٹل چھینلی۔۔۔

وہ چاہتا تھا اسے بچانے کیلئے اسکے ساتھی سامنے آئیں پر وہ خاصے مکر و ثابت ہوئے تھے اسے تڑپتے دیکھ کر بھی

کوئی سامنے نہ آیا حطاکہ بوٹ کے دباؤ سے اس آدمی کے ناک سے خون کی لکیر نکلی جو گر گر کرتے کھلے منہ میں داخل ہو گئی۔۔۔

کلاسیک اردو منیریل

چار و اور نظر دہراتے ہوئے عالم نے جھک کر اس کے کالر کو جکڑا اور گھسیٹتا لے جانے لگا۔۔۔

ڈگی میں اسے ادھ موئے وجود کو پھینکتے وہ لاک کرتا اپنی جگہ پر آیا۔۔۔

منہ میں سگار دبائے اسنے ڈور بند کیا اور گاڑی سٹارٹ کرتے وہاں سے نکلا۔۔۔

دھواں فضا میں پھینکتے اسنے گھڑی میں وقت دیکھا۔۔۔

ابھی اسے لیکر اپنی مخصوص جگہ جانا تھا جہاں جہنم اسکے انتظار میں تھی سچ اسکے منہ سے نکلوانے کیلئے۔

شاید بہت لیٹ ہو جائے وہ اپنی عین کے پاس پہنچتے پہنچتے پر وہ کھانا بھی تو نہیں کھا رہی تھی۔۔۔

اتنی ضدی ہو گئی تھی کوئی حد نہیں تھی۔۔۔

وہ حکم عدولی کر رہی تھی۔۔۔

غصہ تو اسکے ڈر کو کہیں دبا گیا تھا واپس اپنے غصیلی انداز کو اپنا رہی تھی۔۔۔



"زمان کہاں ہے؟؟"

"مجھے نہیں معلوم ب۔۔ بیسٹ اگر معلوم ہوتا تو کیا اپنی زندگی سے زیادہ اسکی زندگی کو عزیز رکھتا مجھے جانے دو۔۔!" وہ روتا ہوا گڑ گڑایا

اور اسکی بات پر سعیر قہقہہ لگا اٹھا۔ "جانتا ہوں جب اپنے ملک اس میں رہنے والے معصوموں کے نہیں ہو سکتے ٹکے کیلئے تو اسکے کیا ہو گے۔"

"ایس پی کے گھر کے سامنے کیا کر رہے تھے؟" زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مارتے وہ دھاڑا

خاموش چیخ پر بیٹھانندیم اچھل پڑا پر اسے سامنے دیکھ کر وہ کوئی مزاحمت بھی نہیں کر پار ہا تھا۔۔

"ایس پی پر نظر رکھنے کیلئے۔"

"کیوں؟" اسکے گٹھنے پر اسنے اپنا بلیک بوٹ میں مقید پاؤں رکھا اور اپنے گٹھنے پر بازو ٹکاتے ہاتھ میں موجود تیز چمکتا خنجر سامنے کیا اور اس پر انگلی پھیری۔  
یہ سب دیکھتے ندیم کی سانسیں خشک پڑ گئیں۔

"تم میرا قیمتی وقت برباد کر رہے ہو!!! "بوٹ پر دباؤ دیتے وہ غرایا

سچ ہی تو تھا اتنا قیمتی وقت وہ اپنی عین کے رکھ رہا تھا پر اس نے اپنی ٹانگ بیچ میں اڑا کر اسکی بیوی کو ہرٹ کر دیا تھا۔

"قہر زمان ہمیں کچھ نہیں بتاتا وہ اپنے تک رکھتا ہے سب کچھ خود انجام دے رہا ہے مجھے صرف ایس پی پر نظر رکھنی تھی کہ وہ کب بائی کو لیکر تھانے سے نکلتا ہے۔" درد سے اسنے بتایا اور اپنا گھٹنا اسکے بوٹ نکالا چاہا پر اسکی کوشش ناکام گئی۔

"مہم!!! "سیر نے ہنکارا بھرا۔۔۔

"پھر تم ایس پی کے آفس کے بجائے اسکے گھر کے آگے صبح سے کیا کر رہے تھے؟  
تمہیں معلوم نہیں تھا اس وقت ایس پی ڈیوٹی پر ہوتا ہے؟" خنجر کی سفید چمکتی نوک اسنے ندیم کے بائیں طرف ماتھے پر رکھی۔۔۔

اسکی رنگت زرد پڑ گئی۔۔۔ وہ پھڑپھڑایا سئی کی طرح چبھن اور جلن سے۔۔۔

"میں بتا تو رہا ہوں مجھے یہی کہہ کر اسکے گھر کے سامنے رہنے کا حکم دیا گیا تھا اور میں ابھی کچھ گٹھنے ہوئے ہیں آیا ہوں۔"

"یہ بھی تمہیں نہیں معلوم کہ کتنے لوگ ہیں تم سے ملے اور کتنوں کو معلوم پڑا ہوگا کہ تمہیں میں لیکر گیا ہوں؟"

"نہیں کچھ نہیں معلوم ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ کسی پر شک ہو کہ بیسٹ اسکے پیچھے ہے یا یہ کہ آپکو جس پر حملہ آور دیکھیں انجان بن کر وہاں سے نکل جائیں اگر وہاں زمان کے دوسرے لوگ موجود بھی ہوں گے تو وہ وہاں سے چلے گئے ہوں گے۔" ایک ہی سانس میں اسنے روتے ہوئے بتایا۔

"تمہیں معلوم ہے ندیم تم بہت معصوم ہو تمہیں کچھ نہیں معلوم! اس حساب سے تمہارا اعمال نامہ خالی ہوگا، نا ثواب نا گناہ کی لسٹ۔۔۔۔"

چہ چہ بے مقصد بورنگ زندگی۔۔۔  
اگر ایسی زندگی میری ہوتی تو تمہیں پتا ہے میں کیا کرتا اپنے ساتھ؟؟ "اسنے اسکی وحشت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھا اور خنجر کی نوک کو ذرا نیچے کھسکایا۔۔۔"

سرخ گوشت چہرے سے دو طرف میں حصہ بناتا اسکی شکل خوفزدہ بنا گیا۔۔۔  
سیکنڈ کیلئے وہ سفید گوشت تھا اگلے ہی لمحے خون کی بوندیں اسکے چہرے پر گرنے لگیں۔۔۔

اسنے بے ساختہ درد سے دھاڑے مارتے اپنا چہرہ اچھٹکا کہ اسکا خنجر لڑکھ گیا اور وہ جو سیدھا کٹ لگانے والا تھا لڑکھ کر کان کو نیچ سے کاٹ گیا۔۔۔

اگلے ہی پل روم میں ندیم کی چیخیں بلند ہوئیں۔۔۔۔

"تمنے پوچھا نہیں شاید درد کی وجہ سے پر میں ہی بتا دیتا ہوں۔۔۔۔"



اسکے دونوں ہاتھوں کو چیئر کی پشت پر رسی سے باندھتے وہ سامنے آیا اور اسکا چہرہ بلند کیا۔۔

"میں اپنی آنکھوں کو نکال دیتا جس نے میری شہزادی کو نادیکھا ہوتا۔" اس نے کہتے ندیم کی آنکھوں پر خنجر رکھا اور اگلے لمحے وہاں دل دہلا دینے والی چیخیں اٹھیں۔۔۔

دوسری بار اس نے یہ کہتے اسکی زبان کاٹی کہ "یہ میری شہزادی کو اگر ایک بار بھی نابلاتی تو میں اسکا یہی حال کرتا۔"

اسکی زبان کے ٹکڑے کو ہتھیلی پر رکھتے وہ قہقہہ لگا اٹھا

اور نیچے پھینکتے اسکی بانچھوں پر سرخ خنجر کی نوک رکھی۔۔۔

اب اس میں بچا کیا تھا جس پر وہ چیخیں مارتا۔۔۔

بیہوش پڑے وجود پر نظر ڈالتے وقت کی قلت کا احساس کرتے اس نے خنجر اسکی گردن پر چلایا اور کندھے پر

شرٹ سے صاف کرتا وہاں سے نکلا۔۔۔

"سریہ کوٹ پہن لیں!" اسکی شرٹ پر سرخ دھبے دیکھتے اسکا آدمی بلیک لانگ کوٹ اٹھائے بھاگتا اسکے پاس

پہنچا۔۔۔

سعیر نے اسے دیکھتے پھر اپنی شرٹ کو دیکھا اور تھام کر پہن لیا۔

"اسے کتوں کے حوالے کر دو۔" وہ حکم صادر کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

\*-----❤️-----\*

اسنے فیری کو ڈنر کروا کر اسے برہان کے روم میں سلایا اور نور العین کے روم کے سامنے آیا پر وہ لاک تھا۔۔

لب بھینچتے وہ کچن میں کینٹ سے دوسری کیز نکال کر واپس نور کے روم میں جانے لگا کہ ملازمہ آسیہ بیگم کا پیغام لیکر اسکے پاس پہنچی۔۔

"چھوٹے صاحب آپکو بیگم صاحبہ بلارہی ہیں۔" اسنے مودب سے کہا  
"کیا نور العین نے لنچ ڈنر کیا تھا؟" سر ہلاتے وہ اپنے مطلب کی بات پر آیا۔۔  
"نہیں صاحب وہ صبح سے کمرے سے نہیں نکلیں۔" داد نے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

مہوش علی

آخر کب سمجھے گی اسکی چھوٹی سی بونی اسے۔۔

کتنی ڈر پوک ہوا کرتی تھی شعلہ جوالہ بن گئی ہے۔۔۔ وہ سوچ کر آسیہ بیگم کے روم کی طرف گیا۔۔

"جی امی خیریت آپنے بلایا؟" وہ روم میں آ کر انکے پاس بیٹھا

"ہاں بس دل کر رہا تھا میرے ساتھ وقت گزارو داد میں بکھر گئی ہوں تمہارے بھائی نے توڑ دیا ہے مجھے۔"

"پتا نہیں میری بہو کے دل پر کیا گذر رہی ہو گی مینے غصے میں بہت کچھ کہہ دیا صبح اسے بلایا تھا پر اسنے آنے سے

انکار کر دیا خیر میں اسے منالوں گی آخر میرے داد کی بیوی ہے۔" اسکا سر گود میں رکھتے داد کے بالوں میں

انگلیاں پھیرتے وہ بولیں

داد خاموشی سے انکے ہاتھوں پر بو سے دیکر رہ گیا۔۔

"کھانا کھایا تم نے؟" اپنے خوب رو بیٹے کے چہرے کو دیکھتے ماتھے پر بکھرے سیاہ بالوں کو سنوارا۔۔

"نہیں آپ کی بہو کے ساتھ کھانے کا ارادہ ہے۔" وہ شرارت سے بولا۔۔

"یہاں ایسے مت کرو رخصتی سے پہلے اسے تنگ مت کرو ورنہ عورت بہت احساس جذبے رکھتی ہے اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچی تو اس کی نظر میں تمہاری امیج خراب ہو جائے گی وہ بد ظن ہو جائے گی۔"

"امی آپ بے فکر رہیں میری امیج ویسے بھی خراب ہے پیدا ہوتے ہی اس کی نظر میں۔ کھانا نہیں کھایا میری بونی نے اس لئے اسے کھلانے جا رہا تھا اور کچھ لانگ ڈرائیو کا پروگرام ہے تاکہ موڈ فریش ہو اسکا۔" انہیں اپنے پروگرام سے آگاہ کرتے وہ سر کھجا گیا۔۔

مہوش علی

آسیہ بیگم سر ہلا گئیں۔۔۔

"ٹھیک!! ویسے تم اسکا جھوٹا کیوں کھاتے ہو داد؟" انہوں نے کچھ سوچتے پوچھا جس پہ داد کا بلند قہقہہ گونج اٹھا۔۔

"امی وہ اس لئے تاکہ کچھ پیار شیار بڑھے۔" ڈھیٹ تو وہ اول سے تھا بغیر شرمندہ ہوتے ہنستے بتایا۔۔

آسیہ بیگم نے حیرت سے دیکھا

"تمہیں کس نے کہا کہ جھوٹا کھانے سے پیار بڑھتا ہے؟" شک کی حالت میں پوچھا

"بچپن میں ٹی وی پر اشتہار دیکھا تھا ایک جوگی کا جو محبوب کو منانے کے ٹوٹے بتا رہا تھا سو مینے فوراً کال کر پوچھا تو اس جوگی نے بتایا جھوٹا کھایا کروا سکتا ہے سے لگ گیا اس خفیہ جادو پر۔۔۔ کیونکہ تب نور صرف لڑتی تھی۔"

اسے وہ دن یاد تھا جب یہ سنتے ہی اسکرین پر چلتے ہی اس جوگی کے نمبر پر کال کی تھی۔۔۔

یاد کر کے داد کا بلند قہقہہ پڑا۔۔۔

"بہت بد معاش ہو مطلب تب سے تمہاری نیت۔۔۔!! داد!" آسیہ بیگم نے اپنے سپوت کے سر پر چیٹ مارتے گھورا مگر اسکا ہنستا چہرہ دیکھ کر خود بھی ہنس پڑیں۔۔۔

"ہاں ناں بچپن سے اس چھوٹی سی بونی پر آپکے بیٹے کی نیت خراب تھی۔" آنکھ مارتے وہ بولا

اسیہ بیگم قہقہہ لگا کر ہنسی۔۔۔

کہ اچانک انہیں برہان یاد آیا آنکھیں بے ساختہ بھیگ گئیں۔۔۔

"اسے مینے توڑ دیا ہے داد۔۔۔؟؟" ایک سوچ میں ڈوبی وہ بولیں لہجے میں تڑپ تھی۔۔۔

"نہیں امی ایسا مت سوچیں پلیز آپ صرف ایک بار مسکان کو قبول کر لیں وہ بہت اچھی ہے آپکو پسند آئے۔۔۔"

"بس داد۔۔۔!! اب تم جائو۔" انہوں نے رخ موڑتے اپنی آنکھیں صاف کیں۔۔۔

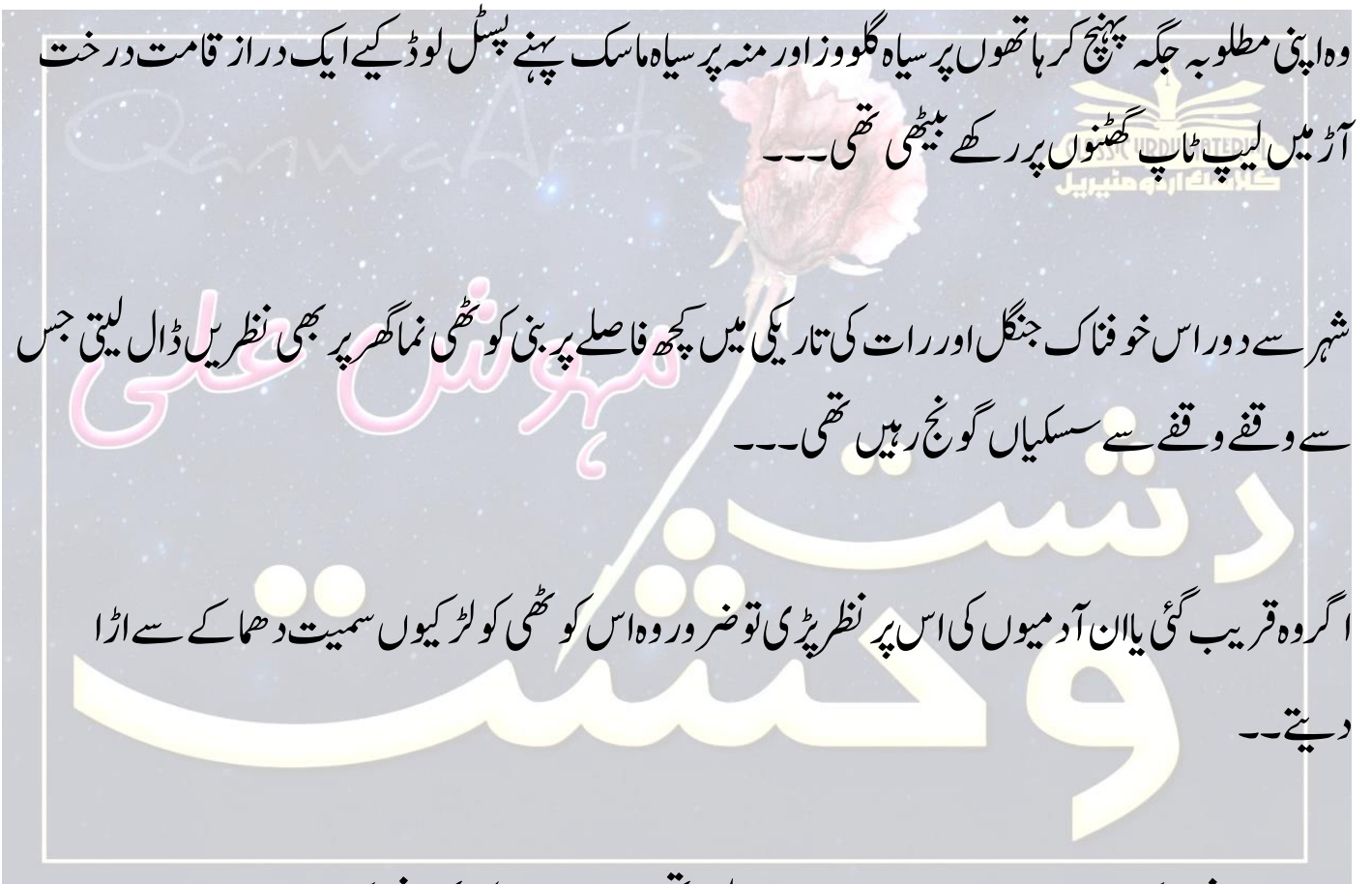
داد کچھ دیر انہیں دیکھتا رہا اور پھر انکے ماتھے پر بوسہ دیتا دوائی کھلا کر وہاں سے نکلا تو ہاتھ سیدھا جیب پر گیا کیز نکالتے وہ سیڑھیاں پھلانگتا نور العین کے روم کے سامنے آیا۔۔۔

دل بے ساختہ شور کرنے لگا تھا۔۔۔



اور وہ نہیں جانتا تھا کیوں۔۔۔

"کیا میں ایسے ڈیٹ پر لے جاؤں؟" اسنے کچھ سوچا اور مثبت جواب پاتے ہی ڈوران لاک کرتے قدم بڑھایا۔۔۔۔



پر اسے ایسا نہیں کرنا تھا بہت احتیاط سے لڑکیاں نکالنی تھی اور آدمیوں کو بھی ختم کر کے ان میں ایک زندہ لے جانا تھا۔

اور وہ جانتی تھی یہ زیادہ مشکل نہیں تو آسان بھی نہیں تھا۔

برہان کو وہ چکما دیکر بھاگ تو نکلی تھی پر جانتی تھی وہ ایسے بیٹھنے والا نہیں تھا اسلئے اسنے اپنی گاڑی وہیں چھوڑ دی تھی کہ کچھ تو اچھے تب تک وہ اپنا کام کر لے۔۔۔

کچھ دور ہائی وے پر اسے دوسری گاڑی اور لیپ ٹاپ مل گیا تھا جس سے اسے عارب سے کانٹیکٹ کرنا تھا۔

"سنو میں وہاں پہنچ گئی ہوں۔" اسکی اطلاع پر عارب ایکدم الرٹ ہو کر بیٹھا۔

"شباباش مسی اب جلدی سے بتاؤ کتنی لڑکیاں ہیں وہاں اور کیا کام کروارہے ہیں ان سے۔۔؟"

مسکان نے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر اس کو ٹھی کے نقشے اور وہاں موجود نفوس کو گننے لگی جو سرخ ڈوٹ میں شو ہو رہے تھے۔

مسکان جو معلومات اکٹھا کیے بیٹھی تھی جلدی اسے بتانے لگی۔

"عارب چھوٹا مسئلہ نہیں یہاں 27 لڑکیاں ہیں۔۔۔!" وہ افسوس سے اندرونی صورتحال کو یاد کرتی لب بھینچ گئی۔

"ہیلو کیا ہوا مسکان جواب دو کچھ ہوا ہے جلدی بتاؤ میری جان کیا میری ضرورت ہے ہمارے آدمی یہیں موجود ہیں اپنی لوکیشن بتاؤ میں بھیج دوں نہیں تو واپس آجاؤ میں دیکھ لوں گا۔" عارب گھبرا یا پریشان سا اٹھ کھڑا ہوا اور مضطرب سا پوچھنے لگا۔

"نہیں میں کر لوں گی بات یہ ہے کہ ان لڑکیوں کے پیٹ میں ڈر گز کی پیکٹ ڈالکر انہیں پر گنینٹ شو کر کے دوسرے شہر لے جا رہے ہیں سپلائے کیلئے۔" کہنے کے ساتھ اسکی سنہری لہو ہوتی آنکھ سے آنسو ٹپک کر گرا۔۔۔

دوسری طرف یہ سب سنتے عارب بھی سناٹوں کی زد میں آگیا۔۔۔  
ویسے تو انکے لئے یہ بڑی بات نہیں تھی ایسے درندوں کے چہرے وہ مختلف روپ میں دیکھتے رہتے تھے پر خود لڑکی ہو کر ان کے درد کو محسوس کرتے وہ جیسے رونے کی حد تک آگئی تھی۔

"میں چھوڑوں گی نہیں انہیں عارب سعیر سے برا حال کروں گی میں انکا اتنے درندے حیوان موجود ہیں پر سب کو صرف سعیر دکھتا ہے میرا دل کرتا ہے ایس پی کے گلے سے پکڑ کر اسے یہ سب دیکھائوں۔" وہ بے قابو ہو رہی تھی جس پر عارب نے خاموشی سے کال ڈسکنیکٹ کی۔۔۔

وہ اسے لوکیشن سینڈ کرتی لیپ ٹاپ پاس رکھے بیگ میں ڈالتے بیگ کی اسٹیرپس گردن میں ڈالتے پیچھے کر لیا اور کھڑی ہوئی۔۔۔

چڑچڑاتے سوکھے پتوں پر احتیاط سے ہیل میں مقید قدم رکھتی بہت الٹ ہو کر آگے قدم بڑھائے واپس اسی جگہ پر آئی گھر کی کھڑکی کے پاس جسکے پردے لگے ہوئے تھے۔

سامنے ہی راہداری خالی تھی۔

پر اندر سے اٹھتی سسکیوں کے ساتھ خون کی بونے اسکے حواس جھنجھوڑ ڈالے۔۔۔

بے ساختہ ہی اسنے اپنے منہ پر ماسک چڑھایا جو کچھ دیر پہلے ہی اتار دیا تھا۔

کھڑکی کے پردے برابر کیے وہ اندر داخل ہوئی مدھم نیلی روشنی پوری راہداری میں پھیلی ہوئی تھی۔  
جگہ ایسی تھی جیسے کوئی خوفناک ہارر مووی کا سین ہو۔

"میں نے رپورٹس بنادیں ہیں اسے پیشینٹ کو جلد از جلد پہنچانا ہوگا کسٹمرز وہیں تمہیں ایئر پورٹ پر مل جائیں گے۔"

راہداری کے اختتام پر سامنے بنے روم کا سفید پردہ ہٹائے ڈاکٹر ایک آدمی سے ہم کلام ہوتا باہر نکلا اور دوسرے روم کی طرف بڑھا۔

اسکے پیچھے سلور کی ٹرے میں سفید چھوٹے پیکٹ اور باکس موجود تھا۔  
مسکان سانس روکے دیوار کا سہارا لیے اسکی آڑ میں ہو گئی۔

کچھ پل میں وہاں خاموشی چھا گئی اور اسنے قدم بڑھایا ہی تھا کہ اچانک سے پیچھے سے بھاری ہاتھ اسکے منہ پر پڑا  
اور اسے کھینچ گیا پیچھے۔

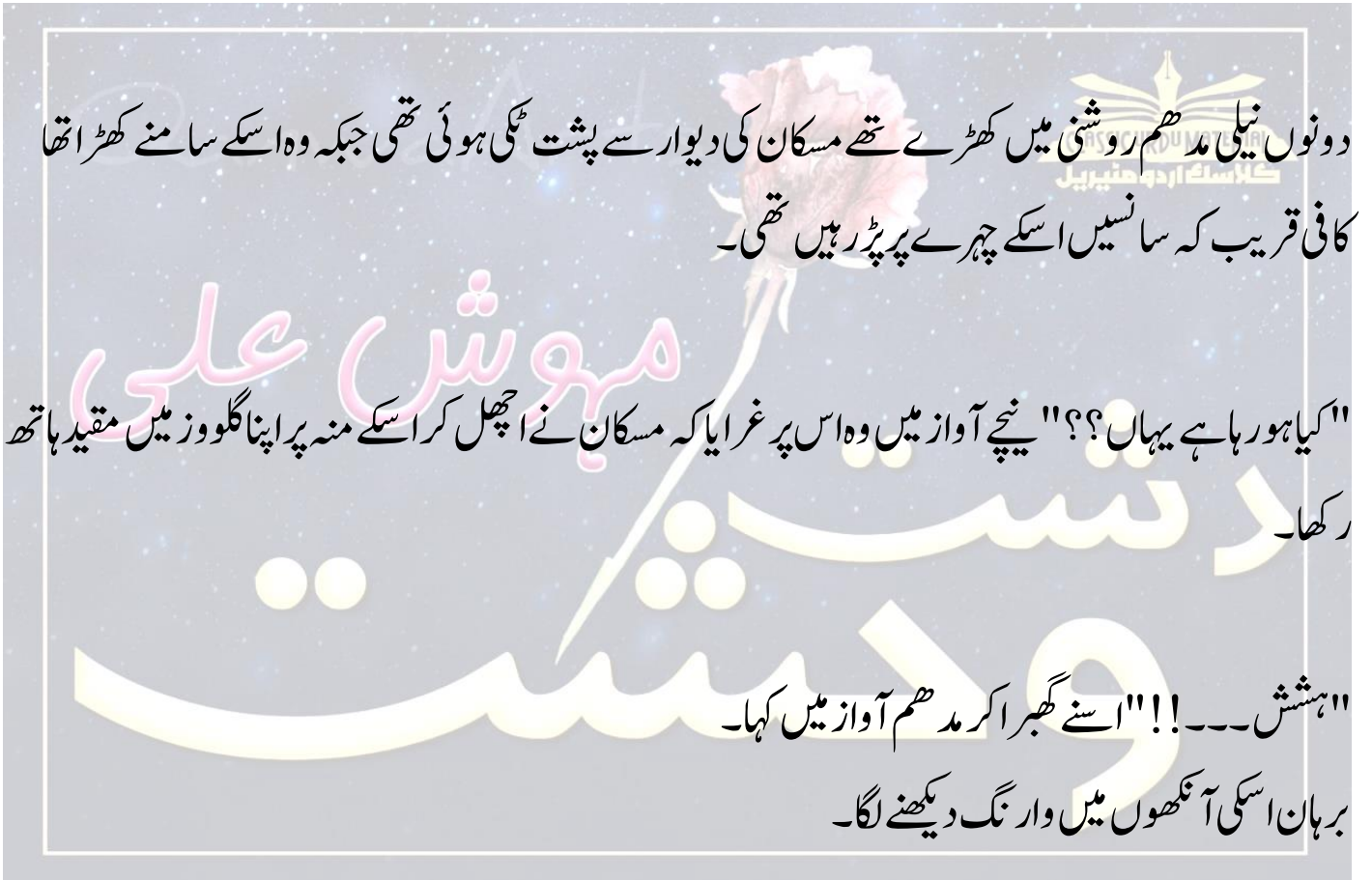
مخصوص کلون کی خوشبو پر اسے شدید قسم کا جھٹکا لگا اور پلٹ کر اسے دیکھا جو انتہائی سنجیدگی سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

اسکی نظروں کے تعاقب میں مسکان نے دیکھا تو سانس روک گئی۔  
سامنے ہی سرخ لیزر لائٹ پڑ رہی تھی۔۔۔



اسکے حواسوں پر شدید وار ہوا۔  
اگر ایس پی بروقت نہ پہنچتا تو کیا ہوتا آج وہ خاک ہو جاتی۔۔۔

پر اس سے خوفناک تو یہ سوچ تھی کہ وہ اس تک کیسے پہنچا۔۔۔  
اور اگر پہنچ گیا تو اسکا اگلا قدم کیا ہوگا؟



اسنے دانت پیستے اسکی دونوں کلائیاں جکڑیں کہ مسکان مچل اٹھی اور برہان نے غصے میں دونوں کلائیاں دیوار سے لگائیں۔

"دیکھو برہان سمجھنے کی کوشش کرو چاہے بعد میں کچھ بھی کرو پر اس وقت اپنے حواسوں سے کام لو یہاں کا حال دیکھو اور فضا میں بومحسوس کرو تمہیں کچھ بھی نارمل لگ رہا ہے؟" جھٹکے سے اپنی کلائیاں چھڑوا کر وہ اسکے کان کے قریب آئی اور ماسک نیچے کرتے سرگوشی میں بولنے لگی۔

برہان نے غیصلی نظریں اس پر ٹکائیں اور پھر لیزر لائٹ کو دیکھا۔

"اسے کیسے ختم کرو گی؟" لہجے میں کاٹ تھی مسکان صورت حال کے لحاظ سے سمجھوتا کرتی سر ہلا گئی اور عارب سے کانٹیک کرتے اسے لیزر لائٹ کا بتایا۔۔۔

"تمہارے پاس موبائل ہے نامسی اسکی ٹارچ اس لائٹ پر لگاؤ وہ شو ہو جائیں گی پھر تمہارے پاس جو ڈیوائس ہے اسے اس لیزر لائٹ کے بیچ کسی چیز کی مدد سے رکھو اور اسے اپنے لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کرو پھر مجھے اپنے ڈوائس سے کنیکٹ کرو۔" اسنے جلدی جلدی بتایا اور ساتھ ساتھ مسکان عمل بھی کرتی رہی۔

برہان خاموش سا اسے بیگ سے ڈیوائس لیپ ٹاپ نکالتے دیکھتا رہا۔۔۔

"کیا اسے لڑکی کہنا ٹھیک رہے گا یا مرد؟" وہ خود سے ہی پوچھ رہا تھا کہ اچانک ہی نیلی مدھم پھیلی لائٹ کو جھٹکا لگا اور لیزر لائٹ وہاں سے ہٹ گئی۔

ایک طرف عارب نے گہرا سانس بھرا تو دوسری طرف مسکان سامنے سے کھلتے ڈور کو دیکھ کر جھٹ سے پیچھے ہٹی۔۔۔

"اس گھر میں پوری 27 لڑکیاں ہیں جنہیں یہ پرنسینٹ کے بہانے انکے پیٹ میں ڈر گز بھر کر دوسرے شہر بھیج رہے ہیں ہمیں کیسے بھی کر کے انہیں بچانا ہو گا وقت کم ہے ورنہ ہم انکی زندگی ہار جائیں گے یہ تمہارے ہاتھ میں ہے تم کیا کرتے ہو۔" وہ واپس آتی اسکے کان میں سرگوشی سے بولی اور برہان لب بھیج کر اسکی کلائی جکڑی مٹھی میں۔۔۔

مسکان نے پہلے اپنی کلائی کو دیکھا پھر اسکی آنکھوں میں "مانا کہ حسین ہیں اور غصے میں بہت ہینڈ سم لگتے ہیں پر اسکا مطلب یہ نہیں کہ چوبیس گھنٹے غصے میں رہیں کچھ احساس نام کی چیز ہوتی ہے اسے لیں اور خود کو سنبھال کر آگے کو قدم بڑھائیں۔" وہ اسکے چہرے کے قریب چہرہ لاتی اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولنے لگی

اور آگے بڑھ گئی اور پیچھے برہان اپنے چہرے پر اسکی سانسوں کی تپش کو ابھی بھی محسوس کرتا اسکے پیچھے ہوا۔۔

وہ اسی روم میں داخل ہوئی جہاں کچھ دیر پہلے وہ ڈاکٹر اور آدمی نکلے تھے۔

سامنے ہی بیڈ پر ایک لڑکی نیلے لبادے میں اسٹیچر پر بیہوش پڑی تھی جسے دیکھتے ہی برہان اسکی طرف لپکا پر اسکے پیٹ پر نظریں جاتے ہی اسکی سانسیں رک گئی پر اسکے برعکس مسکان ریلیکس سی اسکے فوٹو نکالتی کیمرہ کو واپس بیگ میں رکھ گئی۔

"ایسے کہیں سے نکال سکتے ہیں؟" کچھ سوچ کر اسنے پوچھا۔

"اگر زیادہ وقت ہو تو یہ جان سے ہاتھ دوھ بیٹھے گی تم اسے لیکر جاؤ کچھ فاصلے پر میری گاڑی موجود ہے اس میں بیٹھاؤ تب تک میں دوسری لڑکیوں کو بچاؤ کرتا ہوں گو فاسٹ!!" برہان نے حکم دیا اور مسکان اسکے سنجیدہ تاثرات دیکھ کر سر ہلا گئی۔

اسے یہاں سے صرف لڑکیاں چاہیے تھی اور ایک مین آدمی کے ساتھ اب ڈاکٹر بھی۔

جب تک برہان لڑتا وہ اپنا کام کر سکتی تھی۔

"اوکے۔۔۔!!" اسنے سر ہلایا اور بیگ گردن میں ڈالتے منہ پر ماسک چڑھایا۔۔۔  
"تم اسے لیکر کیسے جاؤ گی؟؟؟" برہان پریشان ہوا پر اسکی سوچ کو ششدر کرتی وہ آگے بڑھ کر اس بیہوش پڑی لڑکی کو گود میں اٹھا چکی تھی۔

"یہ میری بیوی ہے؟" اندر موجود دل نے بے ساختہ سوال داغا۔  
"کون ہو تم دونوں؟؟؟ اور لڑکی کو کیسے لے جا رہے ہو؟" وہ ابھی باہر نکلتے کہ اسی وقت ایک آدمی اندر داخل ہوا ہتھیار سمیت اور ان دونوں کو دیکھ کر دھاڑا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ سیاہ فام ان پر فائر کرتا برہان نے پلک جھپکتے اسکے منہ پر مکامارا اور اسکے سنبھلنے سے پہلے

سامنے سے روئی اٹھا کر اسکے منہ میں ٹھونسے سائلنسر لگے پسٹل سے اسکے سر کا نشانہ لیا۔

یہ سائلنسر اسنے مسکان کی وجہ سے لگایا تھا کہ کوئی حملہ کرے جنگل میں تو وہ فائر کر کے اپنی جان بھی بچائے

اور اسے بلک پڑنے نا دے پر اسے کیا پتا تھا یہاں یہ سب دیکھنا پڑے گا۔

جو اسکے حواس جھنجھوڑ گئے۔



یہ شہر اسکے اندر نہیں تھا پر وہ ایک محافظ تھا ایسے خاموش نہیں دیکھ سکتا تھا جبکہ وہ لڑکی جس سے اس ملک میں رہنے والے لوگوں نے کتنا کچھ کیا بغیر عزت کے اسے زمین پر پٹنا پھر بھی وہ اس ملک کی معصوموں کیلئے یہ سب کر رہی تھی حالانکہ اسکے اندر زہر ہونا چاہیے تھا اس ملک میں رہنے والوں کے خلاف۔۔۔

مسکان اس لڑکی کو لیکر وہاں سے نکلی اور برہان آگے بڑھ کر دوسرے روم میں داخل ہوا جہاں بیڈ سے جکڑیں باقی کی لڑکیاں موجود تھیں اور وہ ڈاکٹر اسکے ساتھ موجود آدمی ڈر گز کے پیکٹ دیکھ رہے تھے جبکہ وہ لڑکیاں خوف سے سسکیاں بھر رہیں تھیں۔۔۔۔

یہ سب دیکھ کر اسے احساس ہو رہا تھا واقعی قانون اندھا ہے جو یہ سب نادیکھ سکا کہ ملک میں کیسے کیسے درندے جنم لے چکے ہیں جو انکی پہنچ سے دور ایسی حیوانیت پھیلا رہے ہیں۔

اگر آج وہ اس لڑکی کا پیچھا کرتے یہاں نا پہنچتا تو ایک تو اسے ان لیزر لائن میں ہار جاتا دوسرا یہ سب معصوم لڑکیاں کیسے بچ پاتی۔۔۔۔

بغیر وقت لئے ہی برہان نے اس ڈاکٹر کی ٹانگ پر فارہ کیا کیونکہ اسے یہ حیوان چاہیے تھا۔۔۔

"آہ۔۔۔۔!!!" ڈاکٹر کراہ کر زمین پر گرا ٹانگ پکڑتے تو دوسری سمیت سب پیچھے پلٹ کر برہان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

اور اسے اس روم میں لڑکیوں کو محفوظ رکھنا تھا سی وجہ سے باہر نکل گیا۔۔۔  
"مارو اسے زندہ نہیں بچنا چاہیے یہ یہاں اندر داخل کیسے ہوا۔۔۔!!!" ایک آدمی غرایا۔۔۔  
اگلے ہی لمحے وہ باہر آئے اور وہاں شدید مقابلہ بازی اختیار کر گئی۔۔۔

مسکان اس لڑکی کو عارب کی بھیجی گئی وہاں امبولنس میں ڈاکٹروں کے حوالے کرتی اپنے تین آدمیوں کے

ساتھ وہاں داخل ہوئی۔۔۔

اور وہاں مقابلہ دیکھ کر خود بھی میدان میں اتر آئی۔۔۔

"ایس پی عزت سے یہاں سے چلے جائو ورنہ بہت نقصان اٹھائو گے۔" ایک آدمی چیتا بولا۔۔۔

"نقصان تو آج میں دیکھتا ہوں تمہیں!!!" دھاڑتے ہوئے کہتے برہان اس پر جھپٹ پڑا اور دونوں گتھم گتھا ہو گئے تب تک مسکان دوسرے آدمیوں پر فائرز کرتی اپنے آدمیوں کو لڑکیوں کی طرف اشارہ دیا اور وہ حکم پاتے ہی لمحے کی تاخیر کیے بغیر انہیں وہاں سے نکالنے لگے۔

"اٹھ حرامی!" وہ نیچے کراہتے ڈاکٹر کے منہ پر ٹھوکر رسید کرتی اسکے بالوں سے پکڑ کر اٹھاتی باہر جانے لگی۔

"اسے تم میری گاڑی میں بیٹھا رہی ہو مسکان!" اس آدمی سے الجھتے برہان نے کہا وہ سر ہلاتی اسے لیکر وہاں سے نکلی۔۔۔

"جلدی اسے لیکر یہاں سے نکلو اور عالم سے رابطہ کرو ساتھ یہ بیگ بھی اسے دینا فاسٹ۔۔!!" امبولنس کے بیک پر ہاتھ مارتی وہ ڈاکٹر کو اپنے آدمیوں کے حوالے کرنے کے ساتھ اپنا بیگ بھی دینے لگی۔۔

اسے واپس جانا تھا برہان کے پاس کیونکہ رہنا اسکے پاس ہی تھا تو اسے ہینڈل بھی کرنا تھا۔

بے شک وہ اسکے لئے لڑ رہا تھا اسکا فکر سے تھا مناسے بہت پسند آیا حالانکہ نہیں آنا چاہیے تھا پر اس غدار دل کا کیا کرتی۔۔۔

سوچ کر مسکراتی سیاہ تاریک رات میں اس خوفناک اندھیرے میں وہ ابھی اس کو ٹھٹی کے قریب پہنچی تھی کہ دوسرے ہی پل جنگل میں ٹھااکی آواز گونجی جیسے دنیا ہلا کر رکھ گئی۔۔۔

مسکان جو کچھ فاصلے پر تھی اچھل کر پیچھے گری۔۔۔ ساتھ ہی آگ کے بھڑکتے شعلے فضا میں بھڑک اٹھے۔۔۔

"برہااااااا۔۔۔۔۔!! اگلے ہی لمحے فضا میں دلخراش چیخ بلند ہوئی

"برہان۔۔۔ برہان۔۔۔!!!" ہذیاتی پاگل سی وہ آگ کی جانب بھاگی۔۔

\*-----❤-----\*

وہ سر تولیے پونچھتا ہوا بیڈ کے قریب آیا جہاں وہ بانہوں میں ٹیڈی بیر بھینچے پڑی تھی ساتھ ہی نیچے پی اسکے پاؤں پر سر رکھے سویا ہوا تھا۔

پہلے تو اسنے لات مار کر اسکے پاؤں سے کتے کے بچے کو دور پھینکا اور پھر اسے دیکھا۔۔

مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان سرخ گالوں پر اور منہ پر ٹیپ۔۔۔

تولیہ پھینکتے ہی اسنے جلدی سے گرم پانی با تھروم سے اٹھا کر اس میں کپڑا بھگو یا اور اسکے منہ پر لگایا۔۔۔  
ٹیپ میں لچک پاتے ہی اسنے آہستہ سے ہٹادی اسکے لبوں سے اور وہاں اپنا انگوٹھا پھیرا۔۔۔  
گلابی پنکھڑیوں سے لب سرخ ہو گئے تھے۔۔۔

"عین۔۔۔!!" اسے کسمسا کر روٹ بلندتے دیکھ کر عالم نے محبت سے پکارا۔۔  
دوپٹے سے نمدار داسکا خوبصورت سراپا اسکی نظروں کے سامنے تھا  
اور وہ اسکی طرف پیٹھ کیے لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔

"میرا بچہ ناراض ہے؟" کہنے کے ساتھ ہی اسکا رخ اپنی طرف کرتے اسے اپنے آغوش میں بھرا۔

"چھوڑیں مجھے عالم نہیں کر ہی نا میں آپ سے بات پھر کیوں سرکھا رہے ہیں نہیں بولنا مجھے!" وہ چلاتی مچل کر  
اس سے دور ہوئی اور پھر لیٹ گئی۔۔



"اچھے بچے ایسے نہیں کرتے عالم کی جان آجاؤ شاباش اپنے عالم کے پاس سوری کر رہا ہے آپکا عالم۔" اسنے رخ اپنی طرف کیا

پروہ آنکھیں میچے سپاٹ چہرے کے ساتھ پڑی ہوئی تھی۔

"عالم کھانا۔۔۔!" عارب ناک کر کے اندر داخل ہوا اور ٹرے ٹیبل پر رکھی

"صبح تک وہ پہنچ جائیں گے مجھے لگتا ہے آپکو کرنل سے رابطہ کر لینا چاہیے۔" اسنے اسکے چہرے کو دیکھتے کہا

عالم نے سر ہلاتے خود پر دوپٹہ ٹھیک کرتی حور کو دیکھا اور آہستہ سے اسکے قریب کرتے اپنے آغوش میں بھر لیا بغیر عارب کی پرواہ کیے۔

جہاں عارب حیران ہوا تھا وہیں مسکراہٹ دبا کر وہاں سے نکلا۔۔۔

جبکہ عالم اپنی وچ کا سرخ چہرہ اور سٹیٹائے تاثرات دیکھتا محظوظ ہو رہا تھا۔

"ع۔۔۔ عارب بھائی۔۔۔!" وہ مچل کر اس سے دور ہوئی

"ہوگا بھی تو کیا کر لے گا تم میری شہزادی ہو۔" کہنے کے ساتھ اسنے بازو سے پکڑ کر کھینچا اور دوسرے ہی پل اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے چہرے پر جھک گیا۔

"بہت تکلیف دی نامیری شہزادی کو آج!!" نرمی سے اسکے لبوں کو چھوتے وہ محبت سے گھبیر بھاری لہجے میں بولا پر اسکے برعکس وہ بوکھلائی ہوئی تھی۔

اسکا ارادہ لمبی ناراضگی اور جھگڑا کرنے کا تھا پراسکے انداز اور نرمی اسکے ارادوں کو ہلا کر رکھ گئی۔۔۔

"آپکو کیا فرق پڑتا ہے میں جیوں یا مروں۔" اچانک سے چیختی اپنے لبوں کو ہتھیلی کی پشت پر رگڑتی متغیر ہوتا چہرا پھیر گئی۔

"عین۔۔۔۔!!!" عالم کو اسکی بات قلعی پسند نا آئی تبھی سخت لہجے میں ٹوکتے جھٹکے سے بازو پکڑ اپنی طرف رخ کیا پراسکی میچی آنکھوں کو دیکھ کر خاموش رہ گیا

"کر لیں غصہ مار دیں مجھے ویسے بھی مار تو دیا تھا آج اپنے مجھے۔۔" وہ سسکا اٹھی اور زبردست مزاحمت کرتی اس سے دور ہو کر بیڈ سے نیچے اترتی بیٹھ گئی۔

سعیر سرد سانس خارج کرتا یہ سب دیکھتا رہا۔

وہ آہستہ سے اٹھا بیڈ سے اور کچھ فاصلے پر ہو کر پنچوں کے بل بیٹھ گیا اسکے سامنے جہاں وہ سوں سوں کرتی اپنے لبوں کو اور آنکھیں مسل رہی تھی ہتھیلی سے۔

"میں آج مر کر بھی آپکے ساتھ نہیں رہوں گی میں جا رہی ہوں آپ بہت برے ہیں عالم آپ نے نام مجھے اچھل  
نمکی کھلائی ناہی ساتھ لہج کیا بہت برے ہیں میں ہر گز یہاں نہیں رہوں گی میں جا رہی ہوں جان لیں اور مجھے  
روکیں بھی ناں۔" وہ گردن موڑ کر بیڈ کی طرف کرتی ہاتھ نچانچا کر کہہ رہی تھی  
جبکہ وہ سامنے بیٹھا بہت دلچسپی سے اسکا جھگڑا وانداز دل کے تہہ خانوں میں اتار رہا تھا۔

"اگر میں روک لوں تو؟" اچانک سے سامنے آتی آواز پر وہ اچھل پڑی۔۔۔  
"آ۔ آپ تو پیچھے۔۔۔ وہ بدحواس ہوئی۔۔۔" روک کر دیکھائیں میں جا رہی ہوں ابھی کے ابھی۔"  
بروقت اپنے تاثرات چھپائے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔  
اسکے اٹھنے ساتھ ہی سیاہ آبنار لہرا کر بکھرے۔۔۔  
سرخ رویارویا گلاب کی طرح دمکتا جھلملاتا چہرہ اسکی تمام تر توجہ کھینچ گیا۔  
"سوری نہیں چلے گی میرا بچہ؟" وہ لجاجت سے بولتا پاس آنے لگا۔۔۔

"نہیں ہر گز نہیں اور میرے قریب بھی مت آئیے گا ورنہ میں چلائوں گی چیخوں گی اپنا گلا پھاڑ دوں گی پھر  
تکلیف آپکو ہی ہوگی۔" وہ جتا کر بولی جس پر اسکے لبوں لے ساتھ آنکھیں بھی مسکرائیں

کتنا دلکش تھا انداز اعتماد۔۔۔

اسے اٹھتے دیکھ کر عالم نے کھانے کی ٹرے اٹھائی اور آگے بڑھ کر اسکے دوپٹے کے ساتھ دروازہ بھی کھولا۔۔

"میرے پیچھے مت آئیے گا میں بتا رہی ہوں۔" وہ وارن کرتی دروازہ کھولنے کیلئے ہینڈل ٹٹولتی رہی پر دروازہ کھلا دیکھ کر پاؤں پٹختی وہاں سے نکلی اسکے پیچھے ہی عالم آیا اور کندھے پر اسکے دوپٹہ رکھا۔۔

وہ جھپٹی خوشخوار ہو کر سیڑھیاں اتر رہی تھی اور وہ ٹرے اٹھائے اسکے پیچھے قدم بڑھا رہا تھا۔

لائونج میں بیٹھا عارب اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور سعیر سے اشارے سے پوچھا پر وہ اسکے مسکراتے چہرے اور نفی میں سر ہلانے پر ساری صورت حال سمجھ گیا۔

اور واپس مسکراتے بیٹھ گیا۔

تبھی باؤ باؤ کرتا پی حور العین کی ٹانگوں سے لپٹا وہ مسکرا دی۔۔

"خبردار عین کتے کو ہاتھ لگایا تو!!" عالم نے اسے جھٹکے دیکھ کر ناگوار لہجے میں ٹوکا۔

حور ٹھٹھک گئی مگر اگلے ہی پل دانت پیستی مڑ کر اسے طرف آئی

وہ اندازہ نہیں لگاپائی کہ فاصلہ کتنا ہے

پر اسکے برعکس وہ بھوری مسکراتی آنکھوں سے اپنی سانسیں روکے اسکی سانسیں چہرے پر محسوس کر رہا تھا۔



اور عارب نے اس چالاک انسان کی چالاکی پر مسکراہٹ روک کر نظریں ہی پھیر لیں ایل ای ڈی کی طرف۔۔۔۔

"وہ کتنا نہیں میرا بے بی ہے اب آپ خبردار رہیں ورنہ اچھا نہیں ہوگا آپکے لئے۔" غصے سے کہتی وہ بیک سائیڈ گارڈن میں چلی آئی۔

آنا تھا تو آگئی تھی پر اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کس سائیڈ جائے اور کہاں بیٹھے۔  
بھوک پیاس سے بھی نڈھال تھی پتا نہیں وہ اب کھانا کھلائے گا بھی کہ نہیں۔  
اس سوچ نے اسے پریشان کر دیا وہ لبوں پر زبان پھیرتی انگلیاں پٹخانے لگی۔

"بس ہو گیا جھگڑا۔۔۔!" وہ اسکے بازو کو پکڑ کر سامنے ٹو سیٹر صوفے پر لایا اور اسے بیٹھاتے ٹیبل پر ٹرے رکھی۔

"آپ نے شاید سنا نہیں مینے کہا مجھ سے۔۔۔۔ ابھی وہ بول ہی رہی تھی عالم نے اسے آغوش میں بھر کر خود میں سمیٹ لیا۔۔۔

"اگر تم بات نہیں کرو گی تو میری زندگی واپس آگ بن جائے گی شہزادی۔" اسکی گال پر ہاتھ رکھتے سہلا کر وہ بولا جسے سنتے حور سانسیں لینا بھول گئی۔۔۔

"آ-آ آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟" وہ ڈبڈبائی نظروں سے بولی جسے دیکھ کر عالم نے دونوں آنکھیں باری باری چومیں۔۔

"صرف وہ اچل نمکی نہیں ملی تھی اسلئے ناراض ہو یا میرے نا آنے سے ناراض ہو رہی ہے۔" ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں وہ دونوں گارڈن میں پھولوں کے قریب پڑے صوفے پر بیٹھے تھے۔۔

"آپ نہیں آئے!! میں بہت خوشی تھی ساتھ لہجہ کریں گے اور میں آپ کو اچل نمکی ٹیسٹ کروائوں گی پر آپ۔۔۔" وہ کہتی رو پڑی اور اسکی معصومیت پر سعیر مسکرا دیا۔

"پر اب تو آگیا ہوں نا میرا بچہ بس رونا بند کرو مینے بھی لہجہ اور ڈنر نہیں کیا آؤ ساتھ کریں۔" اسکی کمر سہلاتے وہ گالوں پر کس کرتا اسے سٹپا کر رکھ گیا۔

وہ جھجک کر اس سے دور ہوئی

"تم اپنا منہ کیوں رگڑ رہی تھی پہلے؟ کیا میرا چھونا پسند نہیں؟" اچانک سے اسنے پٹری بدلی اور اسکے بالوں میں ہاتھ لپیٹ کر اسکا چہرہ اپنے چہرے سے بالکل نزدیک کرتے سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

حور جو اپنے گالوں پر اسکے لمس پہ شرمائی ہوئی تھی اس اچانک سے حملے پر اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔

"بولو عین کیا میرا چھونا تمہیں پسند نہیں؟" اسکی ٹھوڑی پر انگلی پھیرتے وہ اسکی لرزتی پلکیں دیکھنے لگا

پر اسکے برعکس حور اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر پا کر بالکل حواس کھونے کی حد تک آگئی تھی۔

اسکے وجود سے اٹھتی کلون کی مدہوش کرتی خوشبو اسکی سانسوں میں اتر رہی تھی جبکہ وہ آہستہ سے نفی کرنے لگی اور اپنا نچلے لب دانتوں تلے دبایا۔

"پسند ہے میرا چھونا؟؟ آواز میں جواب دو؟" اسکی اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص بہت دلکش تھا کہ وہ خاموشی سے دیکھنے لگا۔

"پپ۔۔۔ پسند ہے۔۔۔!" اپنے ماتھے سے نمی کو صاف کرتی وہ ہکلائی

"کیا؟؟؟" عالم نے متبسم ہو کر اسکے چہرے کو مزید قریب کیا حور العین نے گہرا کر آنکھیں میچلیں کب جیت سکتی تھی وہ اس سے۔۔۔

جس طرح اسکے حواسوں پر اسکا خاکہ تھا وہ بالکل زیر تھی اسکے سامنے۔۔۔

ویسا ہی ملا تھا شہزادہ جو اسکی ماں اکثر راتوں میں جسکی دعائیں اسے دیتی تھی۔۔۔

سمی نے کہا تھا اسکا شہزادہ اسے بچائے گا پر اسکے شہزادے نے نا صرف اسے بچایا تھا بلکہ اسے گھٹی بے مقصد زندگی سے نکال کر اسے حسین دنیا سے تعارف کروایا تھا جہاں اسکا شہزادہ تھا وہ تھی۔

تو پھر کیوں نا وہ اسے چاہتی۔۔۔

ہاں کبھی کبھی تھوڑا پاگل لگتا تھا پر پھر بھی اسکے ننھے سے دل پر اپنی پوری حکومت رکھتا تھا

"آپ مجھے پپ۔۔۔ پسند ہیں۔۔۔ ب۔۔۔ بہت۔" وہ کہہ کر اسکے چوڑے سینے میں چھپ گئی بلکہ چہرہ اسکے کالر میں چھپا لیا۔

عالم نے کھینچ کر اسے خود پر گرایا اور اسکے نازک تتلی جیسے وجود کو اپنے قبضے میں لیکر خود میں چھپا لیا۔  
"پیار بھی کرتی ہو؟" اسکی لوپر اپنے لب پھیرتے وہ مدھم سی سرگوشی کرنے لگا اور وہ پھگل سی گئی اسکی  
بانہوں میں جسے وہ امتحان میں ڈالتے سمیٹ رکھا ہوا تھا۔

"کرتی ہ۔ ہوں۔" وجود می اٹھتی سرد لہروں پر اسنے گہرا سانس لے کر کہا

بہت خوبصورت رات تھی آج اسکے لئے۔۔

ایک طرف اسکی سہمی کی کنڈیشن میں ڈاکٹر نے بہتری بتائی تھی تو دوسری طرف اسکی شہزادی کا اظہار۔۔۔

"آپ بھی کہیں۔۔۔۔" کافی دیر خاموشی پا کر ناک سکوڑتے حور نے سراٹھایا۔

"کیا؟؟؟" اسکے چہرے سے بال سمیٹے انگلیوں میں اسکی چھوٹی سی ناک دبائی۔

"مجھ سے۔۔۔۔ مطلب میں آپکو پسند ہوں نا؟؟ آپکو برا تو نہیں لگتا نا میری آنکھوں کی وجہ سے؟؟ میرا اندھا

ہونا اور پھر غیر مردوں کے بیچ رہنا تنے س؟؟" کہنے کے ساتھ ہی اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے جنہیں

دیکھ کر عالم نے لب بھینچ لئے۔

"مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں یہ پوچھنا چاہیے کہ تم مجھے پسند ہو کہ نہیں! رہی بات نظر کی تو ڈارلنگ اور کسی میں

ہمت نہیں سعیر عالم کی قربت جھیلنے کی جو تم جھیلی ہو شاید اگر تم دیکھتی تو کبھی پاس نہیں آتی۔۔۔۔ تبھی تو

کہتا ہوں میں مطلبی شخص ہوں۔ اور غیر مردوں کی بات تو وہاں میں بھی تھا تم خوشی اس جہنم میں آئی تھی۔"



اسکے چہرے کے خدو خال میں اترتی سرخی دیکھ کر وہ مسکرایا اور اسے منہ کھولتے دیکھ کر منہ میں اچھل نمکی کا بھرا سپون ڈال دیا۔۔۔

وہ سٹپٹائی اور کھٹی تیکھی سی اچھل نمکی کھاتے ہی اسنے خوشی سے اسکے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔۔۔۔

"میں آپ سے زیادہ مطلبی ہوں۔" وہ میچی آنکھوں سے اسکی مونچھوں پر لب رکھتی اسکی کھڑی مغرور ناک

سے اپنی ناک رگڑنے لگی

وہ خاموشی سے اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا اور مدھم سا مسکرایا اسکی معصومیت پر۔

"جانتا ہوں۔ ہر کوئی اپنے مطلب کیلئے جی رہا ہے کسی کو کسی سے غرض نہیں۔" نوالہ اسکے منہ میں ڈالتے بولا۔

"پر مجھے آپ سے غرض ہے عالم میں صرف آپکے لئے جی رہی ہوں ورنہ کچھ بھی نہیں میں بہت بکھری ہوں۔" وہ رونے کو تیار تھی اور عالم نے دیکھتے ہی جلدی سے اسے سنبھالا۔

"عالم آپ کو نسی نو کری کرتے ہیں؟" کافی دیر بعد جب دونوں نے ڈنر کر لیا تو وہ ہاتھ میں اچھل نمکی کی پلیٹ تھامے پوچھنے لگی۔

"کوئی نہیں! بیٹھ کر کھاتا ہوں۔" اسکے سنجیدہ ہو کر کہنے پر حور ہنس پڑی

"آپ مزاق بہت کرتے ہیں۔"

"اور تم جھوٹ اچھا بول لیتی ہوں۔" وہ جو ہنستی چچ منہ میں ڈال رہی تھی حیرت سے اسکی طرف چہرہ کیے گھوری ڈالی۔

"میں جھوٹ نہیں بولتی۔" منہ بناتے دوسرا چچ لیا ہی تھا کہ عالم نے اس سے پلیٹ لیکر ٹیبل پر رکھتے اسے بانہوں میں بھر لیا۔

"کک۔۔۔ کہاں میری ام۔۔۔"

"ہشش بہت رات ہو گئی ہے پھر دیکھیں گے اس بلا کو۔" وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر جانے لگا تھا اور حور منہ بسور گئی۔۔۔

"آپ صرف اپنی کرتے ہیں۔" شکوہ کرتے اسنے عالم کا تھمایا نائیٹ ڈریس سینے میں بھینچا

"میں تمہاری سنتا ہوں صرف۔" اسنے جتنا ضروری سمجھا۔

"ہونہہ۔۔۔!! آپ کم گو ہیں اسلئے ورنہ قطعی کسی کے ناسنتے کیونکہ آپکو بغیر دیکھے میں جانتی ہوں صرف اپنی کرنے اور چلانے والوں میں سے ہیں جیسے کہ ڈان ہوں آپ نوکری تو کوئی کرتے ہیں۔" وہ کہتی وہاں سے جانے لگی اور عالم سنتا سر ہلا گیا۔

ابھی ہی بتایا تھا کہ نوکری نہیں کرتا اور اسنے وقفہ لیے ہی طعنہ منہ پر مارا۔۔۔

"مجھے اپنے بچے ہر برائی سے پاک چاہیے ان میں یہ عورتوں والے گن نہیں ہونا چاہیے نالٹ کی میں نالٹ کے میں یہ طعنہ طنز وغیرہ کچھ بھی۔۔۔" وہ جو چینیج کرنے باتھ روم میں آئی تھی اسکی آواز پر اچھل پڑی اور اپنے دھڑکنوں کے شور پر دل پہ ہاتھ رکھتے سرخ چہرہ پھیر لیا۔

"سمجھ گئی میرا بچہ۔۔۔!" اسکے پیچھے سے حصار میں بھر کر بولا وہ حلق تر کرتی سر ہلا گئی

عالم مسکراتا گال پر کس کر کے وہاں سے نکلا۔۔۔ "عجیب انسان ہے بے شرم کہیں کا۔" سرخ چہرے پر ہاتھ پھیرتی وہ بڑبڑائی۔۔۔

عالم کا ارادہ اسے سلا کر عارب سے لڑکیوں والا کیس ڈسکس کرنا تھا۔

وہ باتھ روم سے باہر آئی تو نروس سی انگلیاں مروڑتی سیدھی چلتی اپنی جگہ پر آئی اور خاموشی سے لیٹ گئی۔

عالم کو جہاں اسکی انگلیاں مروڑنے والی حرکت ناگوار گذرتی تھی وہیں اسکے معصوم چہرے پر نروس سے

تاثرات بہت اچھے لگے تھے۔۔۔

"تم ابھی سے گھبرا رہی ہو؟" اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے قریب کرتے کان میں سرگوشی سے پوچھا

حور العین نے جھٹ سے نفی کی اور کسمسا کر دور ہونا چاہا پر اسکی مزاحمت پا کر حصار تنگ ہو گیا اور وہ اسکے سینے سے لگی اسکی سانسوں کا آگ ماند لمس اپنے چہرے پر جھیلی آنکھیں موند گئی۔

سہی تو کہتا تھا وہ صرف اسکے لئے تھی  
اور عالم اسکے لئے دونوں کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا تھا۔

حور نے مسکراتے آہستہ سے اسکی چوڑی انگلیوں میں اپنی نازک انگلیوں کو الجھایا اور انہیں اپنے لبوں سے چھو لیا۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

وہ مسکرایا اور ہاتھ کو لبوں سے چھوا۔  
حور کروٹ بدل کر اسکے بازو کو اپنے حصار میں بھینچے آنکھیں موند لیں۔

یہ اسکے سونے کا مخصوص طریقہ تھا برے خیالوں سے بچنے کیلئے کہ اسکے چوڑے بازو کو خود میں بھینچ کر ریلیکس سی سو جاتی تھی۔۔۔  
اور وہ کبھی دوسرا بازو اسکے سر کے نیچے رکھتا تو کبھی اسکے گرد پلیٹ لیتا۔

مسکرا کر اسکے سر پر بوسہ دیتا اسکے سونے کے انتظار میں انگلیاں بالوں میں چلانے لگا۔

\*-----❤️-----\*



"برہان۔۔۔۔!!" وہ پاگل سی خونخوار بنکر سامنے کھڑے سیاہ فام پر جھپٹ پڑی۔۔۔

اور وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا پر اسکے حملے سے پہلے ہی اس آدمی کے چیخنے یا مزاحمت کرنے کا موقعہ دئے بغیر مسکان نے اپنے ناخون میں موجود بلیٹ کو اسکی شہ رگ پر بار بار وار کیا۔۔۔۔

وہ پھڑ پھڑاتا حلق سے خوفناک آواز کرتا پوری مزاحمت پر تھا۔۔۔

پر وہ ہوش میں کہاں تھی

اسنے تو صرف فائرہ سنا تھا اور کوٹھی میں بھڑکتا شعلہ

سنہری سرخ آنکھوں سے آنسوؤں ٹپک کر اس آدمی کے خون میں گرا۔۔۔۔

"ایس پی کمنے جواب دو۔۔۔!!!" اسنے چیختے اس آدمی کے بے جان وجود کو پھینک کر آگ کی طرف لپکنا چاہا۔۔۔۔

کہ اگلے ہی لمحے کسی نے سختی سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے اس خونخوار شیرنی کو قبضے میں کر لیا۔۔۔

"اس لڑکی کو پکڑو یہیں ہے پکڑو وہ ایس پی بھی مل جائے گا۔" قریب سے آدمیوں کی آواز پر وہ بے قابو ہوتی ان پر جھٹتی انہیں نوچ کھوچ دیتی کہ پر برہان نے اسکی کمر میں اپنا بازو حائل کیا اور اسے پیچھے گھسیٹ گیا۔۔۔

"آواز مت کرنا میں برہان ہوں۔" اسکے کان میں سرگوشی سے کہتے وہ آگ کی روشنی سے او جھل ہوتا درخت کے آڑ میں آگیا۔

"وہ رہے باس۔۔۔!!!" ایک آدمی کو ٹھی میں لگی آگ کی روشنی میں برہان اور مسکان کا حلیہ درخت کی آڑ میں جاتا دیکھتا دھاڑا اور ان کے پیچھے بھاگے۔۔۔

"ہم بھاگ کیوں رہے ہیں ایس پی لڑ سکتے ہیں۔" مسکان جھنجھلا کر چلائی

برہان اپنے بندھے سے اٹھتی ٹیسوں پر اسے گھور کر دیکھنے لگا۔

"ابا کے ویسے کی بریانی کھانے بیوقوف عورت میری گن کا میگزین خالی ہے اور وہ تعداد میں بہت ہیں اسلئے لڑنا ہے تو اب پہلے انکی نظروں میں او جھل ہونا پڑے گا۔" آہستہ سے کہتے وہ چھتی زخمی کرتی جھاڑیوں کی پرواہ کیے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے بھاگ رہا تھا۔

آگ جو اٹھی تھی جنگل پیٹرول کا کام ادا کر رہا تھا۔۔۔  
"سانس تو لینے دو ظالم۔" مسکان نے جھٹکے سے اسے روکا اور گہرا سانس بھرا۔

وہ کافی دور نکل آئے تھے۔ "بیوقوفی مت کرو ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا آگ پورے جنگل میں پھیل گئی ہے جل کر مرنے ہے تو یہ تمہارا شوق ہو گا میں اس میں ساتھ نہیں دوں گا۔" تاریک گھنے جنگل میں وہ خود سیاہی کا ایک حصہ لگ رہے تھے۔

گھسنی جھاڑیاں قد آور گھسنے درخت ایسے میں خوفناک جانوروں کی آوازیں اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید ہی ابھی تک زندہ رہتی پر یہاں اسے اپنی پرواہ نہیں تھی ناہی کسی کی وہ صرف پاس کھڑے برہان کے پاس سے اٹھتی خون کی بو پر ششدر تھی۔۔۔

"تمہیں گولی لگی ہے نا؟" متردسی وہ اسکے چہرہ گرد سر اپنی مخروئی انگلیوں سے چیک کرنے لگی۔

"ہم! وہ لب بھینچ گیا اور ایک نظر آس پاس پر ڈالتے پاس سے اٹھتی سانسوں کی گرمائش جھیلنے لگا۔ جبکہ گولی لگی جگہ کو ٹٹولتی اسکی سرد انگلیوں کو ویسے ہی اپنے آپ پر الجھتے چھوڑا۔

اچانک سے اسکے کندھے پر اسے ابلتا گرم لہو انگلیوں پر محسوس ہوا وہ دنگ رہ گئی۔ "تمہارا خون بہہ رہا ہے اور گولی اندر ہے!"

"تو؟؟؟" چہرہ موڑ کر وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا ایک پل کو وہ سٹیٹائی دوسرے ہی پل دانت پیستے اسکے لہو نکلتی جگہ پر انگلیوں کا دبائو دیا وہ سی کرتارہ گیا۔

"ظالم عورت دور رہو مجھ سے۔" جھٹکے سے اسے دور کرتے وہ ٹیسیں برداشت کرتا لب بھینچ گیا۔

"مر واس درد میں ہی میرے پاس کچھ نہیں جس سے تمہاری گولی نکالوں۔۔۔!" وہ اسکا درد محسوس کرتی حساس ہونے کے بجائے غصہ ہو رہی تھی۔

دونوں قدم بڑھاتے ہوئے گھسنی جھاڑیوں کے بیچ درختوں کے جھنڈ میں آگئے۔  
"تمہیں مینے دعوت نہیں دی یا منت نہیں کی آؤ میری گولی نکالو ہو نہہ۔۔۔!!" وہ پہلے ہی چڑا ہوا تھا غصے  
سے مٹھیاں بھینچ گیا۔

"تمہارے پاس موبائل ہے؟" مسکان کے پوچھنے پر برہان کو اپنا اس کو ٹھکی میں گرامو بائل یاد آیا۔  
"نہیں۔۔!! تمہارے پاس؟" وہ اس سے پوچھنے لگا  
"ہاں ہے تو سہی پر بیٹری کم ہے یہاں تو لائٹ نہیں جو چارج کروں۔" جیب سے بیل نکالتے وہ بولی جسے سنتے  
برہان کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔  
"موبائل نکالو اور کال ملاؤ کسی کو جلدی!" اس نے غصے سے حکم دیا وہ نخوت سے چہرہ جھٹک کر رہ گئی۔  
"تم نے اپنے جیسے جانوروں سے رابطے کیلئے یہاں ٹاور لگایا تھا نا ایڈیٹ۔" وہ جل کر بولی۔

برہان کا درد سے چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔۔  
ایک تو آگ سے بچنے کیلئے کو ٹھکی سے نکلتے گولی کھا کر زوردار دھکا کھایا تھا جس سے گھٹنوں میں درد ہو رہا تھا  
دوسرا کندھے میں لگی گولی۔۔۔

یہ بھی شکر اللہ کا جس نے اسے دھکا دیکر سر سے نشانہ ہٹا کر کندھے پر لگایا ورنہ تو وہ آج رب کو پیارا ہو جاتا۔



"باس بیہیں سے آوازیں آرہی ہیں۔۔۔" قریب سے مردانہ بھاری آواز گونجی  
مسکان چونک گئی۔

"ہمارا بہت نقصان ہوا ہے ہم تو زندہ نہیں بچیں گے پر انہیں بھی زندہ نہیں چھوڑنا سمجھ گئے اگر ذرہ سے زندگی  
کے چانس چاہیے سب کو تو ان دونوں کو پکڑنا ہوگا۔"

دونوں نے سن کر بیک وقت ایک دوسرے کی شکل کو دیکھا۔

"آواز مت کرنا۔" مسکان کے پاس ہوتے اسنے مدھم سی سرگوشی اسکے کان پر کی۔  
"تمہیں درد تو نہیں ہو رہا؟" اسکے لہجے کا بھاری پن محسوس کرتے وہ اسکے ساتھ ہی نیچے بیٹھ گئی

"نہیں گدگدی ہو رہی ہے۔" اس بیوقوف سوال پر وہ تڑپ گیا۔

"پھر ٹھیک ہے برداشت کرو ہنسنا نہیں۔" دونوں سرگوشیاں کرتے ایک دوسرے کے کافی قریب آگئے تھے  
جسکا برہان کو پہلے احساس ہوا۔۔۔

اور وہ بے پرواہ سی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی البتہ وہ رات کی تاریکی میں جھاڑیوں کے بیچ بیٹھا اپنی ہاتھ برکے  
فاصلے پر بیٹھی اسکی سنہری آنکھوں کی چمک دیکھ رہا تھا۔

بلاشبہ وہ ایک شیرنی تھی۔۔۔ جسے سوچ کر وہ بے ساختہ مسکرایا۔

اچانک اسے احساس ہوا۔۔۔ ایک پل کو اسے سوچتے اسے درد بالکل بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔۔۔

دفعۃً مسکان کے دماغ میں خیال آیا۔۔۔

وہ اپنی تمام تر حسیں آس پاس خشک تپوں کو نوچتے پائوں پر بھی جمائے بیٹھی پر ایک حس ایسی تھی جو ناچاہتے ہوئے بھی اس بے حس انسان کی طرف تھی۔

"میرے پاس آئیڈیا ہے ایک اگر تم آواز نہ کرو تو میں تمہارے کندھے سے گولی نکال سکتی ہوں۔" انگلیاں

اسکے کندھے پر رکھتی لہو محسوس کرتی اسکے کان میں بے چین ہو کر بولی

"بولو۔۔۔!" لٹھ مار انداز تھا اب یہ درد کی وجہ سے یا اسکی الجھتی سانسوں کی وجہ سے وہ انداز نہیں کر پایا

مسکان نے درگزر سے کام لیا اور اسکے کان کے قریب اپنے لب کیے "میرے پاس چاقو ہے اگر تم برداشت کر سکو تو میں تمہارے گوشت سے وہ گولی نکال سکتی ہوں باقی کچھ بھی موجود نہیں۔ ہاں؟"

"جو کرنا ہے کرو۔" ایک پل کو وہ چونکا پر پھر بے رخی سے بولتا اس سے نظریں پھیر کر جھاڑیوں کے آس پاس دیکھنے لگا۔۔۔

"اب شرٹ کندھے سے؟" جتنا روکھا سا اسکا لہجہ تھا اس قدر وہ سرد مہری سے بولی

برہان نے لب بھیج کر اپنی شرٹ کے بٹن کھولے اور اسے بیلٹ سے نکال کر اتار کر اپنے آگے رکھ دی۔۔۔

"بے وقوف جھاڑیوں میں بیٹھے ہیں روم میں نہیں یہاں سانپ بچھو ہو سکتے ہیں اگر کاٹ لیا تو؟"

"مجھے وقت حالت جگہ سے زیادہ لکھے پر یقین ہے اگر ایسے موت لکھی ہے تو کوئی بچا نہیں سکتا اب تم اپنا کام کرو۔"

مسکان نے سر ہلاتے اپنے جیب سے چاقو نکالا اور دوسری انگلیوں سے گولی والی جگہ ٹٹول کر وہاں چاقو سے گوشت کو تھوڑا سا کاٹا۔۔۔

برہان اچھل پڑا اس بے دردی پر "آہستہ نہیں کر سکتی ظالم عورت۔" اسکے بازو کو ہاتھ میں پکڑتے درد سے کہا اور مسکان اسکے لمس پر دھڑکتے دل سے اپنا کام کرنے لگی۔۔۔

جب اسکا چاقو گولی سے ٹکرایا ضبط سے بیٹھا برہان کراہ اٹھا اور بے ساختگی سے اسے قریب کیا۔۔۔ وہ ایک انگلی اسکن پر گاڑ کر دوسری انگلیوں میں چاقو پکڑے مضبوطی سے بلٹ کو نکالنے لگی برہان کی سانسیں رک گئی درد سے۔۔۔

بے شک وہ درد برداشت کرنا جانتا تھا پر برداشت کرتے سانسیں بھی رک جاتیں تھی کبھی۔

بہت بار اسنے مقابلے میں گولیاں جھیلیں تھی پر تب انہیں انجکشن کے زیر اثر نکالی جاتی تھیں پر اب ہوش و حواس میں نکالنا وہ بھی ایک تیکھے چبھتے کاٹدار چاقو سے سانسوں کا تھمنا تو لازم تھا۔

مسکان نے ایک بازو گہرے سانس بھرتے برہان کے گردن میں حائل کیا دوسرے ہی پل کھینچ کر گولی کو نکالا۔۔۔

جہاں برہان نے اسکی گردن میں منہ چھپایا تھا وہیں مسکان نے مسکرا کر گولی زمین میں دفنادی۔

اب خون ابل کر باہر آنے کو مچل رہا تھا اور برہان کو چکر بھی آرہے تھے۔۔۔

"سانسوں کی آواز تو مدہم رکھو پکڑ لیے جائیں گے۔" مسکان نے آہستہ سے اسکے کان میں سرگوشی کی اور چا تو اسکارف پر صاف کرتے واپس جیب میں رکھ لیا۔۔۔

بے شک آس پاس سے آوازیں ہٹ گئی تھیں پر یہ انکی پلاننگ بھی ہو سکتی تھی۔

"تو کیا کروں ان سانسوں کا ختم کر لوں؟" وہ نیچی آواز میں اس پر غرایا

ایک تو گولی نکلنے کا درد اوپر سے زخم پر اسکے کاٹنے کے ساتھ ہی انگلیوں کا دبائو کوئی کتنا برداشت کرتا عام انسان

ہوتا تو اس وقت حواس گنوا دیتا پر وہ اسے اکیلے اس جنگل میں کیسے چھوڑ سکتا تھا۔

کچھ بھی تھا وہ کتنی بھی بہادر تھی پر اسکی عزت تھی اور دوسری لڑکی تھی۔

"او کے ریلیکس!!" مسکان اسکی حالت کے زیر اثر اسکی گردن میں موجود دوسرے ہاتھ سے سہلانے لگی

دونوں کی دھڑکنیں اس دوسرے سے خائف ہو رہی تھیں۔۔۔

ایک کی سانسیں وقفے وقفے سے چل رہیں تھیں تو دوسرے کی تیز تر تھی۔

"سانسیں بند کر لوں؟؟؟" کچھ ہی وقفے میں اسنے غصے سے پوچھا

مسکان الجھ گئی "نہیں میں صرف۔۔۔۔۔"

ابھی وہ کہنا اسے سمجھانا چاہتی تھی پر اسکے اٹھائے قدم پر جہاں وہ سانس روک گئی تھی وہیں وہ اسکے چہرے پر

جھکا اپنی تکلیف کو اسکے لمس سے مٹا رہا تھا۔

مسکان کی آنکھیں پھیل گئی وہ کہاں توقع رکھتی تھی اس سے اس صورتحال میں اس قدم کی۔۔۔



اپنے لبوں پر اسکا دکھتا لمس پا کر وہ مزاحمت کرنے لگی پر اسکی بات سے جہاں اس پاگل آدمی کے دماغ پر غصہ چڑھا تھا وہ کہاں باز آنے والا تھا۔۔۔  
اسکی نازک کمر میں بازو ڈالتے اسے قریب کر لیا۔۔۔

"بیہودہ انسان سر پر موت ہے اور تم۔۔۔۔!!!" وہ ذرا سادہ اور ہوا تو مسکان اسے خود سے دور کرنے کیلئے مچل اٹھی۔۔۔

"ہاں تو۔۔۔!!" نرمی سے اسکے لبوں کو چھو کر وہ اپنی شرٹ زخم پر رکھ کر اسکی ابتر سانسیں سننے لگا۔  
"آواز آہستہ رکھو اپنی سانسوں کی۔" اسنے جتایا

"کہاں گئے یہاں سے۔۔۔۔!!!" اچانک ہی خاموشی میں تیز دھاڑ گونجی وہ دونوں چونکے۔  
ابکی بار مسکان سے اپنی ابتر سانسیں سنبھالنا مشکل ہو گئیں۔

"باس یہیں کہیں جھاڑیوں میں یار درخت کے سائے میں چھپے ہیں بھاگ نہیں سکتے یہاں سے ہمارے  
آدمیوں نے چاروں طرف گھیر لیا ہے۔" دوسری آواز پر مسکان نے ماتھا مسدھ

اسے پریشانی برہان کی تھی اسے فوراً ٹریمنٹ کی ضرورت تھی۔

اسکے بیگ میں ضرورت کے سامان موجود تھے اور کچھ ڈیوائس جس سے عارب سے رابطہ کر سکتی تھی پر اسنے  
اپنے آدمیوں کے حوالے کر دئے تھے کیونکہ وہ برہان کے ہاتھ چڑھتے تو اسے پکے ثبوت میسر آ جاتے۔

"اگر تم تھک گئی ہو تو لیٹ جاؤ مجھے لگتا ہے صبح تک یہیں رکنپڑے گا جب تک کچھ اجالا ہو اور ہم یہاں سے نکل سکیں! اگر اس وقت اندھیرے میں چلے تو کسی گڑھے کھائی میں گر سکتے ہیں۔" وہ آہستہ سے اسکے کان میں کہہ رہا تھا اور مسکان لب بھینچے سن رہی تھی۔

بیٹھ بیٹھ کر تھک تو گئی تھی پر اسکی حالت کی وجہ سے ایسے ہی بیٹھنا تھا کہ کہیں خون کے مسلسل بہنے سے بیہوش

نا ہو جائے۔

"میں شرٹ تمہارے کندھے پر باندھ رہی ہوں ایسے تھک جاؤ گے۔" وہ نرمی سے کہتی اسکے ہاتھ سے بھیگی شرٹ لیکر اپنے اسکارف اسکے زخم پر رکھتے مضبوطی سے جیسے تیسے شرٹ باندھ لی۔

کچھ دیر خاموشی سے گزری پر دوسرے ہی لمحے برہان نے مسکان کو بازو سے پکڑ کر اپنے حصار میں قید کیا۔۔۔ وہ ششدر تھی جب برہان نے اسکے سر پر نامحسوس انداز میں لب رکھے اور خود نیچے چبھتی زمین پر لیٹنے اسے سینے پر لیٹا دیا۔

کتنی ہی دیر وہ خاموشی سے اسکی دھڑکنوں پر کان ٹکائے سنتی رہی۔۔۔

کیا اسنے کبھی اس بد مزاج شخص سے یہ توقع رکھی تھی کہ وہ اس طرح نرمی سے بھی پیش آسکتا ہے۔۔۔؟  
کبھی نفرت کی جگہ استحقاق بھی جتا سکتا ہے۔

مسکان مچل کر اٹھی برہان بھی اٹھ گیا۔ "کیا ہوا؟" اسکے لہجے میں چھن ناپسندگی تھی۔

"ویٹ۔۔۔!" اسنے کہتے ہی اپنی جیکٹ اتاری اور اسے دیکھتے اسکی پشت پر پھیلا دی۔

پراسوس اسکی چھوٹی سی جیکٹ اسکے چوڑے کندھے تک نہیں پہنچ سکی۔

پراسکے باوجود کچھ تو بچاؤ ہو سکتا تھا کانٹوں سے۔۔۔۔

برہان خاموشی سے لیٹ گیا اور اسے بیٹھے دیکھتا رہا۔

جو آس پاس گردن موڑ کر زیرک نگاہوں سے کسی کی موجودگی یا انکی چھپن چھپائی کو سمجھنے کی کوشش میں

تھی۔

برہان مسکراتا اپنا ہاتھ بڑھایا اور دوسرے ہی پل اسے خود پر گراتے اسکے نازک وجود کے گرد بازو حائل کر دیا۔

مہوش علی

وہ پہلے سٹیٹائی اس حملے سے پر پھر خاموشی سے سرواپس اسکی دھڑکنوں پر ٹکا گئی۔۔۔

کافی مشکل تھا ایک پل کا گزرنا۔۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے کی قربت سے خائف نظریں چرا رہے تھے دھڑکنوں کی بغاوت سے۔

برہان کے دماغ کے پردوں پر کچھ دیر پہلے کا وہ لمحہ لہرایا جب درد سے بے حال ہوتے اسکی بات پر غصہ کرتے

اسنے وہ گستاخی انجام دی تھی۔

سوچ کر وہ مسکرا دیا۔۔۔

"بل ہے تمہارے پاس؟" اپنے سینے پر پڑے اسے روئی سے وجود کو محسوس کرتے وہ سرگوشی میں بولا

جسے سن کر مسکان کے تیکھے نقوش میں سرخی پھیل گئی۔  
"نہیں۔۔۔!" کاٹ دار لہجے میں وہ بولی اور ساتھ اسکے سینے میں چٹکی بھی کاٹی۔  
اسکا دل تو کر رہا تھا قہقہہ لگائے پر وقت کی نزاکت کو جانتے دبا گیا۔

دل سے شدید خواہش نکلی کہ وہ اسکے سرخ چہرے کے رنگ دیکھے۔

"سچ میں نہیں؟" اسنے چھیڑا

اور وہ چڑ گئی "نہیں سس!"

پر دوسرے ہی پل وہ دق رہ گئی جب برہان نے ہاتھ اسکی کمر سے نکال کر اسکی جینز کی جیب میں ڈالا تھا "میں تمہیں بیل کھاتے دیکھ چکا تھا اور پولیس والے سے ایسی بیوقوفی کی توقع مت رکھا کرو کہ وہ مجرم کی لڑکھڑاتی زبان پر یقین کر لے گا۔" ویپر سے بیل کو نکال کر اسنے ایک اپنے منہ ڈالا اور دوسرے اسکے لبوں پر رکھا جسے ناچاہتے ہوئے بھی ہوش میں آکر مسکان کو کھانا پڑا۔۔۔

"تم ایک انتہائی کے چور گھٹیا کمینے پولیس والے ہو!" وہ بڑبڑا کر رہ گئی  
پر اسنے سن لیا تھا۔۔۔

بیل چباتے وہ ہنس پڑا "سو جائو ورنہ مجھے کوستی رہ جائو گی!" اسکا معنی خیز جملہ اسکے حواس جھنجھوڑ کر رکھ گیا  
وہ اس سے گھبرا کر الگ ہونا چاہتی تھی پر مسکراتے برہان نے ایسا نہیں ہونے دیا۔

"بس کرو!" دوسرے پل اسے بھرپور مزاحمت کرتے دیکھ کر برہان نے ناگواریت سے ٹوکا  
"لڑکی سمجھ کر فائدہ مت اٹھانا ایس پی ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔"



وہ ہنس پڑا "یہ بھی خوب کہی بیوی کا فائدہ اٹھائوں گا تنہائی میں!" اس کے بے عقلی پر وہ ہنسا تھا  
 "زندگی بھر کا ساتھ نہیں ایک ماہ کا ساتھ ہے بھول رہے ہو۔" وہ جتا کر بولی تبھی ہی جہاں اسکی کمر پر برہان کی  
 پکڑ کچھ نرم پڑی تھی وہیں مسکان مچل کر دور ہوئی  
 پر دوسری طرف زمین پر لیٹنے سے سی کی آواز میں سے نکلی تبھی برہان نے نظر انداز کرتے اسے واپس اپنے  
 حصار میں لے لیا۔

مسکان نے مزاحمت کی پر اب اس کے لہجے میں کوئی شرارت لچک نہیں تھی۔

"شوق نہیں صورت حال کے لحاظ سے مجبوری سمجھ کر خاموش رہو باقی میرے نزدیک تمہاری قربت بے معنی  
 ہے۔"

وہ آنکھیں میچ کر ساکت رہ گئی جیسے اس زہر کو اندر اتارنے میں کافی تکلیف ہوئی تھی۔

اسنے روم میں قدم رکھا تو سناٹوں کی زد میں آگیا۔۔۔  
 سارا روم تہس نہس تھا کشنر بھٹے ہوئے تھے جن سے نکلی روئی قالین پر بکھری تھی۔ کانچ کے ٹکڑے ڈریسنگ  
 ٹیبل کے سامنے بکھرے تھے وہ ساکت جامد تھا جب پر فیومز کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی جس پر وہ ہوش  
 میں آیا۔۔۔

"نور۔۔۔!!!" ہوش میں آتے ہی اسے سب سے پہلا خیال نور کا آیا اور بو کھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔  
 سامنے ہی بیڈ پر وہ سرخ سوچی آنکھوں سے آواز پر جھٹکے سے سراٹھائے اسے گھور رہی تھی۔۔۔

"کیوں آئے ہو؟" سردسپٹ جذبات سے عاری لہجہ اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا۔  
اسنے خود کو سنبھالا اور بمشکل مسکراہٹ سرخ لبوں پر سجائی۔  
"تمہیں ڈیٹ پر اور لانگ ڈرائیو پر لے جانے۔" اسنے محبت اور لگاؤ سے بھرے لہجے میں کہا۔

نور جو اسے دیکھ رہی تھی ہنس پڑی۔۔۔

اسکی ہنسی میں کانچ سی چھن تھی جو داد کو اپنے اندر محسوس ہوئی۔

"نور آئی پر امس امی دوبارہ تمہیں کبھی ہرٹ نہیں کریں گی بلکہ دنیا کا کوئی شخص تمہیں ہرٹ نہیں کرے گا  
بیلیومی سوئیٹ ہارٹ۔" وہ اسکے پاس آتا اسکا سرد ہاتھ تھامے بولنے لگا  
اسکی حالت اسے اندر تک جھنجھوڑ کر رکھ گئی تھی۔

نور نے پہلے اسے دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ کو۔۔۔۔۔ "اگر ایک وجود مجھے ہرٹ کرتا ہے تو اسکا کیا کرو گے داؤد؟"  
کچھ چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھتے اسنے جھٹکے سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے کھینچا۔

داد نے پہلے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا جہاں کچھ دیر کا اسکا لمس موجود تھا پھر اسکی سوالیہ نظروں میں دیکھا۔  
وہ اسکے پاس ہی بیڈ پر بیٹھا۔ "تم صرف بتاؤ میں اسکی ہستی مٹا دوں گا جو تمہیں تکلیف دے۔"

"مٹا دو گے اسے صرف سچ بولو؟" وہ بھی اٹھ کر بیٹھی جس پر داد کی نظریں بے ساختہ اسکے بکھرے سراپے  
سے ہوتی سوجی خوبصورت آنکھوں پر ٹھہریں۔

"بہت پیار کرتا ہوں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔" اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر بہت چاہت سے اسکی دونوں آنکھوں پر باری باری بوسہ دیا۔۔۔

اور دوسری طرف نور جسکی آنکھیں پہلے ہی نم تھی اسکے اپنے پن کے مظاہرے پر چھلک پڑیں

"مٹا دو خود کو داؤد آلف۔۔۔ تم ہو میری تکلیف کی مین وجہ تم ہی ہو وہی جس کی وجہ سے میں یہاں قید ہوں جس کی کھوکھلی محبت پر میں یہاں گھٹ گھٹ کر جی رہی ہوں مٹا دو اپنی ہستی پورا کرو اپنا کہا مار دو خود اپنا قول نبھائو!!" وہ جھپٹ کر اسکا کالر پکڑتی جھنجھوڑتی ہڈیاتی ہو کر کہہ رہی تھی جبکہ وہ خاموش کہیں نم آنکھوں سے اسے تک رہا تھا۔

"مار دو۔۔۔؟؟" کہیں دور کھائی سے جیسے اسکی آواز آئی  
چینتی روتی نور العین اس آواز پر ایک دم ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی اور پھر اسکی سیاہ آنکھوں میں تیرتی نمی کو دیکھ کر وہ خوش ہوئی مسکرائی دل سے۔

"ہاں مار دو۔۔۔!!" وہ اسکی آنکھوں میں تک رہی تھی منتظر سی۔

"مار دوں خود کو؟" انتہائی صدمے بھری آواز تھی کہ نور جو اسے تک رہی تھی چڑ کر چلائی۔

"ہاں۔۔۔!!" ہاں مار دو خود سنا نہیں کہہ تو رہی ہوں مار دو خود کو۔" اسکے کالر کو پکڑ کر غصے سے پھاڑنے کی کوشش کرتی وہ اسکے سینے پر مکے برسا رہی تھی۔

داد جو انتہائی سنجیدہ ہو کر دیکھ رہا تھا اسکے اگلے قدم پر نور ساکت ہو گئی۔۔۔

سانسیں روکے وہ اسے گھور رہی تھی جہاں۔۔۔

داد چھت پھاڑ قہقہہ لگا کر ہنس رہا تھا۔

"نوٹ کا ہوں کہ مار دوں ایسے ہی فری میں ہا ہا ہا"۔ نور کے سرخ تہمتاتے چہرے کو دیکھتے اپنی سرخ زبان کو چڑانے لگا۔

"چلو اب اٹھو بہت ہو گیا تماشا چلو تیار ہو جاؤ رومینٹک موسم میں رومینٹک سیر پر چلیں۔" اسکے ترتر بہتے آنسوؤں انگلیوں کے پوروں پر چنکر اسکے پھولے سرخ گال پر چٹکی کاٹی وہ ہوش میں آئی۔

"جسٹ شٹ اپ داؤد دفع ہو جاؤ کہیں نہیں جا رہی میں۔" روتی ہوئی وہ اسکے ہاتھ جھٹک کر واپس بیڈ پر منہ کے بل گر گئی۔

"کیا یار بونی لوگوں کے نکاح ہوتے ہیں تو وہ اچھلتے کھلتے کودتے رہتے ہیں میرا ہوا کہ ہنسنا تو دور مجھ پر الٹا ڈپریشن ہونے لگا ہے فرسٹ نائٹ کا سوچتے۔" وہ چڑ کر بولا اور اسکا روم سنوارنے لگا۔

"داد پلینز یہاں سے جاؤ پلینز۔۔۔!!!" اپنا تکیہ اٹھا کر اسے مارتی وہ بیڈ سے بیڈ شیٹ اور سارے تکیے واپس نیچے پھینکنے لگی جو داد نے سیٹ کیے تھے۔



"تم رات کو تماشا لگا رہی ہو اٹھو تمیز سے اور چینیج کر کے آؤ اگر چینیج بھی نہیں کرنا تو آؤ چلیں۔" وہ اسے صبح والے کپڑوں میں دیکھتا نیچے سے اسکا دوپٹہ اٹھائے اس پر پھینکا اور ڈریسنگ ٹیبل سنوار کر نیچے سے کانچ کے ٹکڑے اٹھائے۔

وہ جب فارغ ہو کر اسکے پاس آیا تو وہ ویسی ہی بیڈ پر پڑی تھی۔ البتہ اس بار پیٹھ کے بل پڑی آنکھوں پر دونوں بازو لگا دیئے۔

وہ اسکے سامنے کھڑا پینٹ کی جیبوں میں انگوٹھے پھنسائے اسے آنچ دیتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

تھک کر اسنے لب دبائے اور اپنا گھٹنا بیڈ کے کنارے پہ ٹکاتے اس پر جھک آیا۔

نور جو اسکے جانے کے انتظار میں تھی خود پر سایہ پاتے ہی بوکھلا کر آنکھوں سے بازو ہٹائے کہ دوسرے پل ہی حیرت سے اسکی آنکھیں پھیلیں گلابی سی رنگت بھی زرد پڑ گئی۔

"میں تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں بونی چھوڑ نہیں سکتا تمہیں ہارتے ہارتے پایا ہے تمہیں۔۔۔!! پر تمہیں کہاں قدر ہوگی میری، قدر تو تب ہوگئی جب تمہیں بھی مجھ سے میرے جیسا پاگل پیار ہوگا۔" بالکل فاصلہ ختم کیے وہ اسکی گردن میں منہ چھپائے گہرے سانس بھرتا اسکی خوشبو کو سانسوں میں اتارنے لگا۔

نور کے تو ہاتھ پائوں پھول گئے وہ سن سی پڑی تھی جب داد کی انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر پایا۔۔۔  
"مم۔۔ میں۔۔ میں چل رہی ہوں پپ۔۔۔ پلیز۔" مچل کر کہتی وہ بدحواس اٹھنے لگی۔

"داد۔۔۔!!!" اسکی بڑھتی گستاخیوں پر وہ رونے جیسی ہو گئی جس پر ہنستے ہوئے داد نے اسے دیکھا۔  
"ایک شرط پر چھوڑوں گا اگر پیار سے میرے ساتھ ڈنر کرو گی اور پھر آسکریم کھانے کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر چلو گی بولو ہاں اور کوئی نخرہ بھی نہیں دیکھاؤ گی؟" اسکی پھولی گال پر اپنی ناک کو رگڑتے وہ بو جھل آواز میں پوچھنے لگا۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

نور کی سانسیں تیز ہو گئی اسنے جھٹ سے ہاں میں سر ہلایا "ٹھیک ہے چل رہی ہوں کھانا بھی کھا رہی ہوں  
آسکریم بھی۔" اسے کندھوں سے جکڑے پیچھے کرتی وہ منمنائی

"یہ ہوئی نامیری بونی گرل۔" اسکی ناک پر دانت جمائے وہ نرمی سے کاٹ کر اسے بازو میں بھر کر اٹھا۔  
اور نیچے زمین پر کھڑا کیا۔

نور سرخ سی بدک کر اس سے فاصلہ قائم کیے وارڈروب کی طرف بھاگی۔۔۔

داد اسکی اس طرح جلد بازی پر قہقہہ لگا اٹھا۔

"فیوچر میں تم کافی فرمانبردار بیوی ثابت ہونے والی ہو بونی۔" وہ اسکے پیچھے آتا اسے کپڑے نکالتے دیکھتا اطلاع دینے لگا۔

پر وہ اس کے لفظوں پر دھیان دئے بغیر ہینگر میں لٹکے فراک اور شلوار قمیض کو الٹا سیدھا کرتی بوکھلائی اسکے احساس سے دور بھاگ رہی تھی۔

"تمہیں معلوم ہے اگر میں مر گیا تو یہ سماج تمہیں یہ رنگے بھڑکیلے کپڑے نہیں اس کی جگہ سادھے سفید کپڑے پہننے پر مجبور کرے گا اور تم وہ پہننے پر راضی ہو جاؤ گی کیونکہ جو لڑکی اپنے ماں باپ کیلئے کچھ نہیں بول سکتی جو اپنے بارے میں تلخ براسن سکتی ہے وہ اپنی ذات کو بٹوا کر دوسرے کامانے پر مجبور ہو سکتی ہے یہ بھی کر سکتی ہے پھر۔" وہ اسکے شانے پر ٹھوڑی ٹکائے ہینگر میں کپڑے الٹ پلٹ کرتا نہایت ہی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

مہوش علی

نور نے چونک کر اسکے سر کو دیکھا۔۔۔

"کیا ہوا ذات کے بٹوانے پر شک ہوئی ہو یا میرے مرنے کا کہنے پر؟"

"میری بلا سے جاؤ بھاڑ میں۔" وہ کندھے جھٹک کر پھاڑ کھانے کے انداز میں کہتی ایک لان کا سوٹ لیکر وہاں سے نکلی۔

"سنو نور دنیا نہیں لڑتی کسی کیلئے جو تمہیں ہرٹ کرے تم اس سے لڑ سکتی ہو اپنے حق کیلئے بول سکتی ہو اپنی ذات پر تمہاری خاموشی خود سب کو دعوت دیتی ہے آکر کہنے کی اگر تم ایک دفع آواز اٹھاؤ تو کسی کو معلوم بھی ہو سکے تمہاری بھی کوئی عزت نفس سے جو تم آسانی سے سب کے پاؤں تلے دیکھ کر خاموش رہتی ہو۔ انتظار کر رہا ہوں کچن میں آجانا۔" وہ کہہ کر بغیر ر کے وہاں سے چلا گیا۔

نور سکتے میں خاموشی سے سنتی اسکے جانے پر ہوش میں آتی گہرا سانس بھر کر ہاتھ روم میں بند ہو گئی اور کچھ دیر میں فریش ہوتی چیلنج کرتی بال پشت پر پھیلائے دوپٹہ سر پر ٹکا کر سیڑھیاں اترتی کچن میں آئی۔

وہ سامنے ہی ٹیبل پر کھانے لگائے چیئر پر بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اسکی بولتی نظروں سے وہ خائف سی ہو گئی اور ماتھے پر بے شمار شکنیں سجا کر چیئر کھسکا کر بیٹھی۔

"بلیک کلر میں خوبصورت لگتی ہو مت پہنا کر جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی۔" گھمبیر لہجے میں کہہ کر وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

اور نور جو منہ کو نوالہ لے جانے والی تھی اسکی بات پر دانت پس کر رہ گئی۔

"اور تم انتہائی بکواس لگتے ہو مت پہنا کر و میرے سامنے بلیک سوٹ۔" اسنے جل کر کہا

دادہنس پڑا۔ "کیا تمہیں بھی بہک جانے کا خدشہ ہے؟" جتنا بے باک ہو کر اسنے پوچھا تھا نور کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔

انتہائی ضبط کا مظاہرہ کرتی وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگی تھی کیونکہ حالت ایسی تھی کہ اب انگلی جتنا فاصلہ کھانے سے رکھا تو یہیں مرنا جائے۔

کھانے کے بعد وہ کترا کر روم میں جانا چاہتی تھی پر اسکی وارننگ یاد کر کے بھاری قدموں سے لائونج میں آئی۔



داد ایک نظر فیری کو دیکھتا اسے سویا پا کر دروازہ بند کر کے واپس آ گیا۔  
اسکا ارادہ تو اسے بھی ساتھ لے جانے کا تھا پر برہان نے بتایا تھا وہ نیند کی کافی گہری ہے۔  
اور جلدی بھی سو جاتی ہے دوسرا اسکی سٹڈی کو دیکھتے اسنے جگانا ضروری نہیں سمجھا البتہ واپسی پر اسکے لئے  
آئسکریم لانے کا ارادہ تھا جو صبح اسے دیتا۔

"اچھا سنو رات کو فیری کو اپنے پاس سلانا بھائی بھائی شاید کسی کام سے گئے ہیں ٹھیک ہے؟" اسکے گود میں  
رکھے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیکر اسے کہا اور دوسرے سے اسٹیرنگ سنبھال لے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

وہ لب دانتوں میں دبائے سنتی اسکی مضبوط انگلیوں کو اپنی انگلیوں سے الجھتے برداشت کرتی رہی۔  
پھر کافی دیر وہ اسکی سنگت میں ڈرائیو کرتا تقریباً رات کے ایک بجے خوش قسمتی سے کھلے ایک آئسکریم پارلر  
کے سامنے گاڑی روکی۔

"تم یہیں رو کو میں تمہارے لئے آئسکریم لاتا ہوں پھر یہیں ساتھ کھاتے ہیں باہر مت نکلا۔" وہ اسکی گال پر  
انگلیاں پھیر کر گاڑی سے نکلا۔

اسکے جانے کے بعد نور بھی آہستہ سے ڈور کھول کر باہر نکل آئی اور دروازہ بند کیے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑی  
ہوتی کھلی فضا میں گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

اس بات سے انجان کہ کوئی بہت غور سے اس پر نظریں ٹکائے بیٹھا ہے۔

\*-----❤️-----\*

"مبارک بلیک کنگ آپکی بیوٹی مل گئی ہمیں۔۔۔!" "زمان ہاتھ میں پکڑے سیاہ دوپٹہ میں لی گئی نور العین کی

تصویر کو دیکھتا مسکراتا بولا۔

دوسری طرف بڑی سی پارٹی کے ساتھ بیٹھے کنگ کی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔۔  
ہاتھوں سے شراب خود بخود پھسلا جب حواسوں پر نشہ کرتی خوشبو سوار ہوئی۔

"بیوٹی۔۔۔ میری بیوٹی بلا سنڈ بیوٹی زمان؟؟" کنگ خوشی سے پاگل ہوتا بولا۔

آج کتنا خوش کن دن تھا ایک طرف اسکا بیسٹ اسے جلد ہی حاصل ہونے والا تھا تو دوسری طرف اسکی بیوٹی  
بھی مل گئی۔

"سوری کنگ پر وہ اب بلا سنڈ نہیں رہی۔" مکروہ لہجے میں زمان افسوس کرتا بولا۔

کنگ چونک اٹھا۔۔۔ "ایسے کیسے وہ بلا سنڈ نہیں زمان اسکی آنکھوں میں روشنی کہاں سے آئی؟؟!" "وہ غرایا۔

"اسکے اپنوں نے اسکا علاج کروایا ہے۔" زمان دیوار پر حور کے ساتھ نور کی تصویر لگاتا سرخ مار کر سے اسکے چہرے پر نشان ڈالتا مسکرایا۔

"تباہ کرد واسکے خاندان کو اور اسے میرے پاس لائو اسکی آنکھوں کے سامنے اسکے اپنوں کو ختم کر دو تاکہ وہ یہ کبھی ناکہہ سکے مجھے اپنوں کے پاس جانا ہے!" اسنے حکم دیا اور کھٹاک سے کال ڈسکنیکٹ کی۔

"سوری لٹل گرل تمہیں اس دیو کو برداشت کرنا پڑے گا کیونکہ تبھی تو میری بلا سنڈ بیوٹی میرے پاس آسکتی ہے۔"

وہ کہہ کر مڑا پر دوسری طرف سے ملی خبر اسکے حواس جھنجھور گئی۔

"کیسے!!! کیسے ہوئی لڑکیاں آزاد اور کوٹھی کو آگ کیسے لگی مرو گے سب مرو گے اور مجھے بھی مرواؤ گے۔" اسکی دھاڑیں عروج پر تھی

"سر۔۔۔ب۔۔۔باس ایس پی تھا ایس پی برہان اور اسکے ساتھ وہ لڑکی خوبصورت سی پتلی سی لڑکی تھی پر باس انتہائی خطرناک تھی ان دونوں نے ملکر سب تباہ کر دیا۔" ڈرا ہوا اسکا آدمی اسے بتانے لگا

اور زمان کا غصے سے برا حال تھا۔

"اتنی بربادی مچادی ایس پی اب اپنی بربادی کیلئے تیار رہو۔" سوچتے ہی اسے برہان اور آلف پر ترس سا آیا۔

"سراپ یہاں پاکستان میں ہمارا بانی کے علاوہ کچھ نہیں اب صرف وہ لڑکیاں ہیں جو وہاں سے نکالنی ہیں دعا کریں بیسٹ نا پینچے باس ورنہ ہم مر جائیں۔" وہ خوفزدہ آواز میں کہتا موت کے ڈر سے رونے جیسا ہو گیا۔

زمان نے غصے سے موبائل دیوار پر دے مارا اور مٹھیاں بھینچ کر یہاں سے وہاں چکر کاٹنے لگا۔

کنگ کو خوش تو کر دیا تھا پر اسکا مطلب یہ نہیں تھا وہ اس سب کا حساب نہیں لے گا۔  
پاک سے اسکی دہشت گردی ماند پڑ گئی تھی۔

جب وہ میٹنگ کے بعد نوٹ کرے گا تو اسکا کیا حال کرے گا۔

یہ سوچتے ہی وہ گھبرا ایا۔

اسے کیسے بھی کر کے بیوٹی کو حاصل کر کے یہاں سے بھاگنا تھا بیسٹ اور کنگ سے دور۔

\*-----❤️-----\*

تیز سورج کی چبھتی روشنی پر وہ کروٹ بدلتا سونے لگا کہ کندھے سے اٹھتی ٹیسیں اسکا دماغ جھنجھور کر رکھ گئیں  
وہ ایک دم پسینے سے نم اٹھ بیٹھا۔۔۔

پر دوسرا جھٹکا تو اسے تب لگا جب اس ویران سنسان جنگل میں خود کو اکیلا پایا

"مسکان۔۔۔!! مسکان کہاں ہو؟" کھڑے ہو کر اسنے گھبراتے اسے دو تین بار پکارا پر جواب ندارد



ایسا لگ رہا تھا اس پورے جنگل میں وہ اکیلا ہی ہے۔ پر نہیں اسے کسی کی موجودگی محسوس ہو رہی تھی۔  
جھٹکے سے اسنے گردن موڑی اور خود بخود پیچھے بیٹھے وجود کو دیکھتے پلٹ گیا اسکی طرف۔

"تم۔۔۔! تم کون ہو اور مسکان کہاں ہے؟" وہ اس سیاہ فام کے منہ پر بندھی شرٹ کو دیکھتا اسکی خوفزدہ  
سرخ آنکھوں کو دیکھنے لگا۔

ہاتھ تو اسکے بندھے ہوئے تھے پر منہ کیوں بندھا تھا۔ اسنے الجھتے ہوئے دماغ کے ساتھ اس سیاہ فام کے منہ  
سے اسکی شرٹ کھولی کہ اگلے ہی پل منہ سے خون الٹی مانند باہر نکلا اور اسکے سیاہ پیٹ گردن پر پھیل گیا۔

"میری بیوی کہاں اسکا کیا کیا؟ وہ کہاں گئی بتاؤ؟" زوردار تھپڑ اس سیاہ فام کو مارتے ہوئے برہان نے غصے سے  
پوچھا۔

پروہ کیا جواب دیتا اس لڑکی نے کچھ بولنے کیلئے منہ میں زبان چھوڑی ہوتی تو وہ جواب دیتا۔

درد تکلیف اور بے بسی سے رو پڑا۔

معاؤہ ٹھٹھا اور اس سیاہ فام کو سیدھا کرتے اسکے منہ کھولنے کا اشارہ دیا جسنے درد سے اکڑے جڑے کے ساتھ  
منہ کھولا۔۔۔

"اوہ مائے گاڈ اف۔۔" دوسرے ہی پل برہان نے نظریں پھیریں  
"کنے کیا یہ؟" اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا کہ اس سیاہ فام کی نظریں جو اباً برہان کے سرہانے قد آور  
درخت پر گئیں

اسنے بھی مڑ کر دیکھا کہ شاید وہ مینٹل لڑکی ہو پر وہاں موجود الفاظ کو دیکھتے وہ گنگ رہ گیا۔

جہاں درخت پر کسی نوکدار چیز یا بہتر کہ چاقو سے لکھا گیا تھا سرخ رنگ سے

"یہ تمہارا گواہ ہے اب تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تم اسے اپنے ساتھ لے جاتے ہو یا یہیں سب کے ساتھ اسے  
بھی جنگلی جانوروں کے لئے چھوڑ دیتے ہو یہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے پر ایک بیوی کی حیثیت سے ایڈوائس  
دے رہی ہوں کہ ان جیسے درندے کو زندہ نہیں چھوڑنا نہونے ایک نہیں کئی گھرا جھاڑے ہیں ایس پی باقی  
لے جاؤ تو تمہاری مرضی ہو سکے کچھ کام آجائے۔" یہ سب پڑھ کر برہان کو ایسا لگا کہ آخر میں ضرور وہ ہنسی  
ہوگی۔

سرخ رنگت سے اسنے اس آدمی کو دیکھا۔

گواہی کیلئے اسکے منہ میں زبان کہاں تھی جو جواب دیتا پھر کس کام کا اسکے۔۔۔

وہ سر جھٹک کر اسے وہیں چھوڑے اسکی گڑ گڑاہٹ کو نظر انداز کیے آگے بڑھا کہ دوسرا جھٹکا اسے جھاڑیوں پر  
پڑے مرے سانپ کو دیکھ کر لگا۔

"مسکان بہت بڑا گیم کھیلا ہے جان بوجھ کر بیہوش کیے ثبوت مٹا کر یہاں سے بھاگی ہو بچو گی نہیں تم اب!!!"  
وہ غصے سے بڑبڑاتا آس پاس نظریں ڈالے بوٹ تلے سوکھے پتے نوچے آگے بڑھ رہا تھا۔

تقریباً تین گھنٹوں بعد درد سے نڈھال وہ اپنی گاڑی تک پہنچا۔۔۔

"ظالم عورت گاڑی ڈرائیو کرنے کو بھی نہیں رک کی بیوی ہو نہہ!!!" وہ اندر ہی اندر جلتا کڑھتا شکوہ کر رہا تھا۔

گولی نکالنے سے سو جن اسکے بازو کو اپنے لپیٹ میں لیکر گردن کو بھی قبضے میں کر گئی۔۔۔

شہر کی حدود میں داخل ہوتے اسنے سب سے پہلے اسپتال کا رخ کیا۔

ڈاکٹروں نے ایس پی اور اسکی حالت کو دیکھ کر جلدی سے اسے ایڈمٹ کیا اور ایمرجنسی وارڈ میں لے گئے۔

وہ جو اسکے نظروں سے اوجھل گاڑی کی ڈیگی میں قید تھی نکل کر باہر آئی اور اسے ہاسپٹل میں دیکھ کر مطمئن سی  
عرب سے رابطہ کرنے لگی۔

بھوک تو زور شور کی لگی تھی پر جیب میں بیل کے علاوہ پھوٹی کوڑی بھی نہیں تھی۔

اب اسے سیدھا جا کر اپنے گھر ہی کھانا تھا اور برہان سے پہلے اسے جلدی یہاں سے نکلنا تھا کہ اسکے کسی بھی قسم  
کے وار سے بچ سکے۔ اور ہوا بھی وہی جلد ہی اسکے لئے گاڑی پہنچ گئی جس میں بیٹھ کر وہ کراچی کیلئے روانہ ہوئی۔

ناشتہ کیے گذری رات کے خیالوں میں گم اپنے روم کی طرف جارہی تھی پر سامنے راہ داری سے گذرتے داد کو دیکھتے اسکے قدم تھم گئے۔  
ماتھے پر لاتعداد شکنیں نمودار ہوئیں۔

رات گاڑی سے باہر نکلنے پر اسے یاد تھا کتنا بری طرح ڈانٹا تھا اسے اور جو آنسکر ایم لایا تھا وہ بھی وہیں راستے پر پھینک کر اسے گاڑی میں بیٹھا دیا۔

اسکے مسلسل رونے پر شاید ہی اس کو اپنے برے برتاؤ کا احساس ہوا تھا کہ گاڑی ایک سائیڈ روکے وہ اسے چپ کروانے لگا تھا۔۔۔

کچھ دیر پہلے کی نسبت وہ نرمی سے پیش آرہا تھا پر نورالعین جس پل اسکی طرف سے بدگمان ہوئی تھی وہی پل ہی اسکے لئے کافی تھے۔

بہر حال کچھ بھی ناسنتے وہ خاموش تو ہو گئی تھی پر اسکی طرف سے رخ موڑ لیا تھا۔۔

آنے والے وقت سے وہ بالکل انجان تھی اپنی ضد کی وجہ سے پر یہ ضد جان بوجھ کر تو نہیں کی تھی یہ تو اسکی بے مقصد پابندیوں پر آئی تھی۔

وہ تو اس غم میں کھائے جارہی تھی یہ اسکا اب داد نہیں رہا تھا بہت بدل گیا تھا وہ مر کر بھی چاہے کتنی بڑی غلطی کر جائے کبھی اس غصے بھری نظر سے نہیں دیکھتا تھا پر یہ داد۔۔۔



سوچتے ہی اسکی آنکھیں بھر آئیں۔ وہ آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلتی اسکے پاس سے گذر جانا چاہتی تھی پر دوسرے ہی پل اسکی سانسیں رک گئی جب وہ بالکل اسکے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"ناراض ہوا بھی؟ میں شام کو لوٹے وقت آنسکر یم لے آؤں گا ساتھ کھائیں گے ٹھیک ہے بونی گرل؟" انگلی اسکی ٹھوڑی پر ٹکائے اسکا چہرہ اپنے سامنے بلند کیے وہ کہنے لگا۔

نور نے نظریں پھیر کر لب بھینچ لیے۔ (پہلے بونی اب بونی گرل) اسکی ناک سرخ پڑ گئی غصے سے جو داد کیلئے ثبوت تھا۔

وہ مسکرایا کہ چلو کچھ تو تاثر دیا ورنہ رات سے بولنے سے جیسے قسم کھالی ہو۔

"ماسٹر یور لینگو تاج میرا نام نور العین ہے۔" تڑخ کر کہتی وہ اسے دھکا دیکر پیچھے ہوئی کہ اچانک پیچھے لہراتا لمبہ دوپٹہ اسکے پاؤں میں الجھا اور اگلے ہی پل وہ پیٹھ کے بل پیچھے گرتی کہ داد نے بروقت خود کو سنبھالتے اسے کمر سے تھاما۔۔۔

"آہہ۔۔۔ ایک دلخراش سی چیخ اسکے حلق سے نکلی پر آہ پر ہی داد نے اسکے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ جمادیا۔

"تم ٹھیک ہو مائی بونی گرل۔" اسکی میچیں آنکھوں اور لرزتی پلکوں پر پھونک مارتے وہ اسے ہوش میں لایا۔ نور نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور خود کو اسکے حصار میں پکار کر ایک دم بوکھلائے سیدھی ہونے لگی تھی کہ دوسرے ہی پل اسکے سینے سے لگی۔

وہ جو اس پر جھکا اسکی نازک کمر میں بازو ڈالے اسے سنبھالا ہوا تھا اسکے ایکدم سینے سے لگنے پر اسکے لبوں پر کمینگی مسکراہٹ آئی اور آنکھیں چمک سی گئیں۔

اسکا دل بے ساختہ دھڑکا جو نور کو اپنے وجود کو حصہ لگانے سٹپا کر دور ہونا چاہا پر دوسرا بازو بھی مضبوطی سے اسکی کمر کے گرد پڑا اور اسے بھینچ گیا۔

"د۔۔۔ دا۔۔۔" خوفزدہ ہو کر کہتی وہ اسکے چوڑے شانوں کو پکڑے پیچھے کرنے لگی پر داد نے الٹا اسکے گرد حصار تنگ کر دیا کہ سرخ متمتاتے چہرے سے نور العین کی رنگت زرد سی ہو گئی۔

بوکھلاہٹ کا شکار ہوتی وہ راہ داری کو دیکھنے لگی پھر اسے۔

"ک۔۔۔ ک۔۔۔ کوئی۔۔۔ آ۔۔۔ آجائے گا۔" سن وجود کے ساتھ اپنی مزاحمت ترک کرتی وہ ہکلائی سی اسکے حصار میں کسمائی۔

"داؤد۔۔۔!!" نیچے سے آتی کمال صاحب کی کرخت آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا اور اسکے ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے دیکھے۔

اسکے لب بے ساختہ ہی ان ننھے قطروں پر گئے۔۔۔ نور کی تو جیسے دھڑکنیں ساکت ہو گئیں اسنے اسکا لمس پشانی پر پا کر سختی سے آنکھیں میچلیں۔

"آج میری صبح اور نصیب کافی حسین خوشگوار ہیں کہ تم میرے حصار میں ہو، موڈ فریش کر دیا ہوئی۔" ایک دم ہی اسکے پھولے گال پر ہونٹ رکھتے وہ بولا۔

اسکی ناک کو چومتے مزید امتحان سے نکال کر اسکے گرد حصار کمزور کیا وہ تڑپ کر دور ہوئی اور گہرے سانس بھرنے لگی۔

"آئی ایم سوری جان رات کیلئے پر تم جانتی نہیں۔۔۔۔۔"

خیر اگر میری وجہ سے تمہیں تکلیف ہوئی تو معذرت نور میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا میں تو تمہارا موڈ فریش کرنے کیلئے باہر لے گیا تھا صرف اتنی سی ریکویسٹ کی کہ باہر مت نکلنا۔۔۔۔۔" اسکے ہاتھوں کو تھام کر اپنے ہاتھوں میں سہلاتے وہ نادام سا بول رہا تھا اور نور خاموش سی سر جھکائے سننے لگی۔

"معذرت نہیں وجہ بتاؤ اس سب کی داد کیوں آخر تم اس طرح بدل رہے ہو کیوں مجھے گھر میں قید رکھنا چاہتے ہو رات مینے صرف گھٹن سے بچنے کیلئے ذرا سی کیا تازی فضا میں سانس لی تم بھڑک اٹھے آخر چاہتے کیا ہو مجھے بتاؤ کیا ہیں تمہارے ارادے؟؟؟" وہ غصے سے پھٹ پڑی

داد نے بے بسی سے رینگ سے نیچے دیکھتے پھر اسے دیکھا۔

"بس آج میں امی سے بات کرتا ہوں جلدی ہی رخصتی کا انتظام کریں اسکے بعد میں تمہیں فرسٹ نائٹ سب کچھ بتا دوں گا سب کچھ ایک بات بھی نہیں چھپائوں گا۔" اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کر وہ محبت سے بول رہا تھا۔

نور نے ہونہہ کرتے سر جھٹکا اور وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

"مجھے معلوم ہے داد وجہ کچھ نہیں صرف یہی تمہاری سوکالڈ محبت اور پوزیسو نیس ہوگی آئی ایم شیور۔" طنزیہ چباچبا کر کہتی وہ وہاں سے نکل گئی اور جا کر اپنے روم میں بند ہو گئی۔

"سوکالڈ۔۔۔! سوکالڈ ہوتی تو تم میری محبت کی زنجیروں میں نہیں بندھی ہوتی بونی گرل۔" وہ مسکراتا سر جھٹک کر آگے بڑھا۔

آج کیسے بھی کر کے اسے عالم سے بات کرنی تھی کہ اس سب سے اسکا ریلیشن شپ خراب ہو رہا ہے۔ وہ نور سے کچھ چھپا نہیں سکتا۔

لب آپس میں پیوست کیے وہ ڈرائنگ ٹیبل پر آیا اور وہاں چیئر پر اسکول کے ڈریس میں مایوس بیٹھی فیری کو دیکھ کر مسکرایا۔

"چاچو پاپا کہاں گئے نامما ہیں دونوں مجھے چھوڑ گئے پھر سے؟" داد کو دیکھتی وہ بھاگ کر اسکی ٹانگوں میں لپٹی روتی ہوئی دکھ سے بولی۔



داد نے اپنی ٹانگوں پر اسکے کمزور وجود میں خوف سے دھڑکتے دل کی آواز باخوبی محسوس کر رہا تھا۔

"ارے میری فیری ایسا نہیں پایا اور ممّا۔۔۔"

"یہاں ہیں۔۔۔" داد نے جو اسے اٹھا کو بانہوں میں بھرے سینے سے لگایا تھا اور ابھی جملہ مکمل بھی نہیں کر پایا تھا کہ مسکان نے بیچ میں اچک کر بات کا اختتام کیا۔

چہرے پر ناگواریت تاثرات سجائے لائونج میں صوفے پر بیٹھیں آسیہ بیگم سمیت سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں بیلو کرتی پروائٹ ٹرائوزر بلیک جیکٹ گلے میں وائٹ اسکارف ڈالے مسکان اپنی گھورے کے پونچھ جیسی سنہری بالوں کی ٹیل پونی سمیت موجود مسکرائے سب پر نظر ڈالے فیری کے ساکت نظروں کو دیکھنے لگی۔

"ممّا۔۔" اچانک وہ ہوش میں آئی اور مچل کر داد کی بازوؤں سے نکلتی بھاگتی مسکان کے آغوش میں سمائی۔ مسکان ہنستی اسکے نقوش پر بو سے لیتی اسے خود میں بھینچے اندر داخل ہوئی۔

آسیہ بیگم نے تڑپ کر اسکے اندر آنے پر کمال صاحب کو دیکھا۔  
جنہو نے آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں چپ رہنے کا اشارہ دیا۔

"کہاں تھی تم لڑکی کل سے یہ تمہارا کوٹھا نہیں کہ جب دل چاہے یہاں سے بھاگ نکلو عزت دار لوگوں کا گھر ہے اگر عزت راس نہیں آتی تو اٹھاؤ اپنا بوریا بستر اسے لو اور یہاں سے نکلتی نظر آؤ۔" کمال صاحب دھاڑ کر بولے

مسکان کا چہرہ احساس توہین سے متغیر ہو گیا۔

اسنے لب بھینچ کر پہلے داد کو دیکھا جو خود ششدر تھا اپنے باپ کی زبان پر۔

"بھابھی آپ اندر آئیں اور ابواللہ کے واسطے پلیز ایسی زبان استعمال مت کریں وہ آپکے بیٹے کی بیوی ہے کس لہجے میں بات کر رہے ہیں آپ۔۔۔!! حد ہے یہ گھر تو سیدھے سادہ انسان کو میٹھل کر کے رکھ دے۔" غرا کر کہتے وہ بریفکیس جھٹکے سے اٹھائے وہاں سے نکلا۔

"بات سنو دونوں! شوق میں شادی نہیں کی تیرے بیٹے سے منتیں کر رہا تھا شادی کیلئے اگر آئندہ بات کرنی ہو تو اپنے بیٹے سے کرنا مجھ سے ایسی ویسی زبان میں بات کی تو سیدھا اوپر پہنچا دوں گی بغیر ٹکٹ کے۔" وہ چلاتی ہوئی ان دونوں کے سامنے آئی اور پیچھے سے گن نکال کر دیکھائی۔

آسیہ بیگم اور کمال صاحب کی تورنگت زرد پڑ گئی۔

خوفزدہ ہوتے دونوں لبوں پر قفل لگائے پھکی رنگت سے اسے دیکھنے لگے۔

جس پر مسکان کو بھی ترس آگیا اسلئے بغیر کچھ کہے پلیٹ میں ناشتہ اٹھائے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

فیری مسکان کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے انہیں دیکھتی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئے۔۔۔

"دیکھا آپ نے اب بس یہ دن دیکھنے رہ گئے تھے کل کلاں یہ لڑکی ہمیں مارنے میں بھی دیر نہیں کرے گی۔"  
آسیہ بیگم اسکے نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں روٹنا شروع کر دیا۔

"کچھ نہیں ہوتا چپ کرو تم جانو نور کو لیکر شاپنگ پر اسے میں دیکھ لوں گا۔" کہہ کر بریفکیس اٹھائے وہاں سے نکلے۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

سامنے رینگ پر ہاتھ ٹکائے یہ سب دیکھتی نور آسیہ بیگم کو روتے دیکھ کر خود بخود نیچے اتر آئیں انکے پاس۔

اور انہیں سہارہ دیکر وہاں سے لے جانے لگیں  
"تم نے دیکھا نور یہ فحاش لڑکی میرے بیٹے کو نگل لے گی چڑیل یا ہمیں مار دے گی ابھی دھمکی دی ہے اسنے۔"  
روم میں آتے ہی آسیہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بولیں

"آپ کو صرف تائی امی اسکی دھمکی نظر آئی۔۔۔!! تائی ابو کا تضحیک آمیزہ لہجہ اور الفاظ نہیں سننے؟" سرد  
سانس خارج کرتے بغیر رکھے وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

آسیہ بیگم نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا "تو پھر تم بتاؤ کیا غلط کہا؟ کیسے ایک شادی شدہ لڑکی اپنی شادی کی صبح ہی شوہر کے جاتے گھر سے غائب ہو جائے اور ایک پورا دن رات بعد نظر آئے تو لوگ سوال نہیں اچھالیں

گے؟ یہ تمہارے لوگوں کے یہاں ہوتا ہو گا اسلئے عام لگ رہا ہے ہمارے یہاں ایسا کچھ نہیں ہوتا بلکہ لڑکی تو شرم سے روم سے باہر نہیں نکلتی۔" انہوں نے غرا کر کہا نور لب بھیج گئی۔

"غلطی آپ لوگوں کی نہیں غلطی ان مردوں کی ہے جنہیں عورت کا مطلب نہیں معلوم۔۔۔۔۔ عورت عزت ہے اور ایسے مرد کبھی نہیں سمجھ سکتے جو عورت کو صرف کھلونا سمجھیں عزت نہیں۔ اس میں آپ لوگوں کا قصور نہیں ہر شور اپنی بیوی کی خود عزت کرواتا ہے اور یہاں جو امیج رکھی ہے بھائی نے وہی اسے حاصل ہو رہی ہے۔" چبھتے لہجے میں کہہ کر وہ وہاں سے نکل گئی۔

اپنی ماں کے خلاف سننے کا موقع دئے بغیر آسیہ بیگم کو۔

پیچھے آسیہ بیگم اس دھان پان سی چھوٹی سی لڑکی کے رنگ بدلنے پر حیرت گنگ رہ گئیں۔

وہ تو اس سے معافی مانگنا چاہتیں تھیں پر یہاں اسکا رویہ ہی بدلہ ہوا تھا بالکل انجان لگ رہی تھی۔

وہ لان میں آکر رکی اور گہرے سانس بھرنے لگی۔

دفعۃً اسکے ہاتھ میں بھینچا سیل فون واٹر پروف ہوا۔ نور نے سر جھٹک کر دیکھا تو وہاں انجان نمبر دیکھ کر لب بھیج گئی۔

"کیا پتا داد کی حرکت ہو۔" اسنے سوچا اور دوسری بار کال آنے پر پک کر لی۔

"ہوں۔۔۔!" وہ مزید کچھ کہہ ناسکی۔



آگے بڑھتی ہوتی بولی۔

دوسری طرف اسکی آواز سن کر سکوت چھایا۔

"آپ داؤد آلف علوی کی منکوحہ نور العین بول رہی ہیں؟" پوچھنے والا شاطر آنکھوں میں چمک لئے مکروہ لہجے

میں گویا ہوا۔

"جی مگر آپ کون؟" نور اپنی سوچ کے خلاف انجان آدمی کو پا کر پہلے ٹھٹھکی پھر اپنے تعارف پر جلدی سے خوف سے بولی۔

"مجھے چھوڑیں آپ صرف یہ بتائیں کیا آپ کو معلوم ہے آپ کا منکوحہ داؤد "دا آلف" معصوموں کو مارنے والا ایک غنڈہ ہے سرے عام غنڈہ گردی وحشت پھیلانے والا بیسٹ کا ساتھی ہے ایک درندہ ہے! وہ آپ سب کے سامنے معصومیت بزدلی کا ڈھونگ رچاتا ہے!" نور العین سپید رنگت سے سیل فون کو گھورنے لگی

اس کا دماغ چکرار ہاتھ ہاتھ پاؤں جیسے سن سے ہو گئے تھے۔۔۔ وجود میں بھی ٹھنڈی سرد لہر اٹھتی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔

کانوں میں دا آلف اور غنڈہ گردی سائیں سائیں کر رہے تھے۔

"کیا بکواس ہے آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے داد کے بارے میں بولنے کی میں جانتی ہوں وہ اس غنڈے کی گھٹیا چال ہے وہ مجھے اپنے شوہر سے بدگمان کر کے حاصل کرنا چاہتا ہے پر میں بتادوں تم لوگوں کو میں کبھی نہیں ایسا کروں گی چھوڑوں گی نہیں تم سب کو بتا رہی ہوں۔۔۔" اچانک ہی وہ حلق کے بل چلائی خوف و حسرت سے وہ ٹھٹھڑکا پنپنے لگی تھی صرف اس غنڈے کا تصور کرتے ہی۔

کجا کہ اپنے معصوم داد میں اسکا سوچنا۔۔۔

وہ ایک خونی قاتل غنڈہ تھا اور کہاں اسکا داد جو ایک جھڑک دے اسے تو ہزار معافیاں مانگے۔۔۔

"بیوقوف بنا رہا ہے آپکو ہم آپکو ثبوت دیں گے داؤد آلف کوئی اور نہیں وہی غنڈہ ہے آپ صرف ہمارا ساتھ دیں ہم آپکو اور آپکی بہن کو ان دونوں حیوانوں سے آزاد کروائیں گے۔"

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ یو ایڈیٹ میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔۔!!!" حلق کے بل غراتے اسنے روتے کال ڈسکنیکٹ کی۔

"کوئی اسکے داد کے بارے میں ایسا کیسے کہہ سکتا ہے۔۔۔ اور وہ بھی اس جنگلی حیوان جانور سے ملارہا تھا اسکے داد کو۔۔۔"

روتی ہوئی وہ اندر بھاگی اس کے آدمیوں پر چیخنے سے وہ اس تک پہنچ جائے گا اسکے داد کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔



"سوری سر پر ہیڈ کو اڑا دیا تھا نے کوئی شخص یا لڑکیاں نہیں پہنچی۔" انسپکٹر ارمان اور اے ایس پی ہاسپٹل کے روم میں اسکے سامنے الرٹ کھڑے اسکے سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔

برہان نے چونک کر ارمان کو دیکھا۔

"اوہ تو وہ مجھے سامنے سے ناکام کر گئی ہے۔!" اسنے سوچ کر لب بھینچے

"اچھا جاؤڈ سچارج لیٹر لے آؤ۔" وہ اے ایس پی سے بولا اور پاس پڑی اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی۔

یہاں پہنچتے ہی اسے اچھا ٹریٹمنٹ دیا گیا تھا۔ اور پٹی وغیرہ کے بعد اسے آرام کیلئے انجکشن لگانے والے تھے پر برہان نے انکار کر دیا۔

اسے کیسے بھی کر کے کراچی پہنچنا تھا کیونکہ اس بار اسے ثبوت کیلئے کچھ نہیں چاہیے تھا کیونکہ وہ ثبوت گواہ خود تھا۔

"اور ایک ایس پی کی گواہی کیا اہمیت رکھتی ہے یہ تو مسکان بی بی ہتھکڑیاں پہن کر ہی معلوم پڑے گا تمہارے گینگ کو۔"

"پر سر آپکی۔۔۔۔۔" اے ایس پی اسکی طبیعت کے زیر اثر کچھ بولنا چاہا کہ اسکی سخت گھوری پر لب دبا گیا۔



"او کے سر۔" اے ایس پی وہاں سے نکل گیا تو پیچھے برہان اور ارمان رہ گیا۔

انسپکٹر ارمان کو اس نے بطور گارڈ رکھا ہوا تھا گورنمنٹ کی طرف سے ایس پی کیلئے دی گئی سہولت کے تحت۔

ہاں یہ بات الگ تھی کہ اسے سیورٹی یا گارڈز کی ضرورت زیادہ نہیں پڑتی تھی۔

"میری بیٹی کا بتاؤ ارمان؟" شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے وہ پوچھنے لگا ارمان مسکرایا۔

"سر الحمد للہ ٹھیک ہیں فیری آج میم کے پہنچنے پر اسکول نہیں گئیں۔" اس نے تفصیل سے آگاہ کیا برہان کے لب سکڑ گئے۔

"اوہ تو میڈم گھر بھی پہنچ گئی۔" سوچتے وہ ہنسا۔

کچھ ہی دیر میں شہر کے ایس پی اور ایس ایچ او کو ایس پی برہان کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی تو دوسرے منٹ وہاں موجود تھے۔

دونوں اس سے ملے ایس ایچ او سائیڈ کھڑا ہو گیا اور ایس پی اس سے جنگل کے حادثے کی تفصیل جانتا شنیدر تھا۔

کچھ ہی گھنٹوں میں سارا محکمہ الٹ تھا۔  
پرتب تک کافی دیر ہو چکی تھی ہوائوں کے زور پکڑنے پر آگ کی چنگاریاں اڑتی جنگل کو اپنے لپیٹ میں لیتی  
پوری طرف پھیل گئی تھی۔

اور ثبوت کے طور انکے پاس صرف جلی ہوئی لاشیں موجود تھی۔

"سر آپکی فلائٹ کا ٹائم ہو چکا ہے۔" پولیس اسٹیشن پر آکر ارمان نے سلیوٹ کرتے کہا۔  
برہان نے سر ہلایا۔۔۔

مہوش علی

\*-----\*-----\*

آج وہ بہت خوش تھا انتہائی خوش تھا۔۔۔  
اور اس خوشی کی وجہ اسکی سوئی ہوئی شہزادی کی انگلیوں نے اسکے ہاتھوں میں حرکت کی تھی۔

اسکے یاد تھا وہ لمس جب وہ اسکے کمزور نازک ہاتھوں کو اپنے ہاتھ کی چوڑی ہتھیلی میں لیکر بیٹھا تھا تو تب اسنے  
حرکت کی تھی ان انگلیوں میں سرسراہٹ پائی گئی تھی۔

اور ڈاکٹر کے مطابق وہ کافی سنبھل رہی ہے۔  
عالم نے اپنی خوشی خود تک محدود رکھی کسی سے شیئر نہیں کی۔

پراسکے باوجود عارب کی دھڑکنیں خود شور مچا رہی تھیں۔

اس دشمن جان کا تصور کرتے اسکی دل کی دھڑکنیں بغاوت پر اتر آئیں تھی اور وہ پریشان سا عالم کے گھر میں داخل ہونے پر خود وہاں سے نکل گیا۔

ڈاکٹر کی کچھ دیر پہلے دی گئی اطلاع نے جیسے اسے خوشی سے پاگل کر دیا تھا۔ اسکا دل کر رہا تھا جائے اسے دیکھے اسکی انگلیوں کی پہلی لرزش اپنے ہتھیلیوں پر محسوس کرے اس دشمن جان کو پہلی کامیابی پر مبارک دے پر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسکے پاس ہی جاسکے۔

وہ ایک سائیڈ گاڑی روکے سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔

اسے خود پر بہت رونا آ رہا تھا اپنے حال پر رونا آ رہا تھا کتنا بے بس تھا چاہ کر بھی اسکے پاس نہیں جاسکتا تھا۔  
"کتنی اذیت بھری ہیں یہ محبت کی منزلیں طے کرنا۔" وہ سوچتا ہوا دوسرا سگریٹ سلگانے لگا۔

جانتا تھا جب عالم کو اسکی غداری کا معلوم ہو گا تو اسے زمین میں گاڑ دے گا شاید ہی اسے کاٹنا بھی پسند کرے۔  
پروہ کیا کرتا اسکا کیا تصور تھا جب وہ اپنی سبز چوڑیوں سے بھری کلائی اسے سامنے لائی تھی۔  
اسکے سامنے اپنے بھائی کے ساتھ لگ کر روتی تھی۔

دل سے شدید خواہش ہوتی تھی کہ اسکے سارے آنسو چن لے۔

معاً اپنی سوچ پر خود ہی ہنس پڑا "میری اسکے سامنے نظریں نہیں اٹھتی کجا کہ آنسوؤں چن لیتا۔" وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

اضطرابی کی شدید لہر وجود میں دوڑی جس ہر اسٹیئرنگ پہ ہاتھ مارتے وہ گاڑی کی سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں موند گیا۔

\*-----\*-----\*-----\*



CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

وہ کچن میں کھڑی ڈھونڈ کر نکالی ہوئی جیم کی ڈبی میں انگلیاں گھسا کر وہ منہ میں ڈال رہی تھی تو دوسری طرف کاؤنٹر پر مختلف برتن کو کرسلانس بٹر موجود تھے۔

مہوش علی

عالم خاموشی سے سامنے کھڑا اسکی حرکات ملاحظہ کر رہا تھا۔

البتہ ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"ایک بات بتائوں عارب بھائی یہ جو میرا شوہر ہے نایہ بڑا ہی کنجوس آدمی ہے کنجوسی سے مجھے چیزیں کھلاتا ہے اور روک ٹوک بہت کرتا ہے جیسے پیدا نشی ڈاکٹر ہو۔" وہ منہ بسورے بولی اور بسکوٹ کے پیکٹ سے نکال کر منہ میں ڈالا۔

"اوہ۔۔۔۔!" عالم نے اسکے خیالات سن کر لب سکوڑے۔

مطلب آج اس وچ کا اسکے کچن پر حملہ تھا۔ جہاں ہر چیز نیچے زخمی پڑی اپنی قسمت پر ماتم کنا تھی۔



لوز پر پیل شرٹ پر وائٹ کیپری پہنے دوپٹہ ایک طرف آدھا کندھے اور پورا زمین پر لٹکائے، لوز بالوں کی پونی باندھے اپنے خوابناک سراپے کے ساتھ وہ اسکی بھوری آنکھوں میں چمک بن کر اتر رہی تھی۔

"ایک بات ہے وہ کھانا بہت اچھا بناتے ہیں میرے پاپا کی طرح۔" وہ مسکراتی جس سے سرخ پنکھڑیوں کے بیچ سے نمودار ہوتے سفید چھوٹے چھوٹے موتیوں جیسے دانت اسکی توجہ کھینچ گئے۔

"آپ جواب نہیں دے رہے؟" وہ کیبنٹ سے ٹول کر ایک ڈبی نکالتی کاؤنٹر پر لائی۔  
عالم اسکے ہاتھ میں سرخ مرچوں کی ڈبی دیکھ کر چونکا۔  
اسنے ایک دم سارے ارادوں پر پانی پھینک کر اسکی سمیت قدم بڑھائے جب حور نے وہ ڈبی کھول کر ناک کی قریب کرتے سوگھنی تھی کہ کیا بلا ہے پر اس سے پہلے ایک مرچ کا کترا بھی اسکے ناک کی نتھنوں سے گھس کر اسے رلاتا عالم نے جھپٹ لیا اس سے۔

"آ۔آ۔آپ کب آئے اور۔۔ اور یہاں۔۔ یہ!" اسکی مخصوص کلون کی خوشبو کے حواسوں پر سوار ہونے پر حور کو سمجھ نہیں آیا کیا کرے وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں تھامے بوکھلائی ہوئی تھی جب عالم ہاتھ بڑھا کر کیبنٹ میں وہ مرچ کی ڈبی رکھ رہا تھا۔

"کیا رہی ہو یہاں؟" اسکا دوپٹہ اٹھا کر اسکے گلے میں ڈالتے اسکا ہاتھ پکڑا یہاں سے لے جانے کیلئے۔

"وہ۔۔۔ وہ آپکا لٹچ تیار کر رہی ہوں عالم!" اپنا ہاتھ مروڑ کر نکالتے ہوئے وہ بے بسی سے بولی

جبکہ اسکی بات سن کر عالم نے اسکے چہرے کے سرخی کو گھورا۔  
"ہمم! مطلب میرا پیارا بچہ اب میرے لیے لٹچ تیار کرے گا؟" اسکے چہرے کو چومتی لٹ کو انگلی کی مدد سے  
کان کے پیچھے اڑستے وہ بولا حور نے مسکرا کر جھٹ سے سر ہلایا۔

"کیا بنائے گا لٹچ میں میرا بچہ؟" کچن کی بکھری حالت پر نظر ڈالتے وہ مسکرائے پوچھ رہا تھا جبکہ کچن میں اسکی  
پہلی انٹری نے سارے مصالحوں جات کو اپنی اوقات دیکھاتے زمین پر پھیلا دیا تھا خوشبو کے واسطے۔

مہوش علی  
دشت  
"جی وہ سوچ رہی ہوں کیا بنائوں۔ آپ جائیں فریش ہو جائیں تب تک میں آپ کیلئے کھانا بناتی ہوں۔"  
جھلملاتے چہرے کے ساتھ وہ پل کو خوشی سے آنکھیں میچیں بولی

عالم نے اسے دیکھ کر لب بھیجنے۔

"میں جا رہا ہوں چینیج کرنے اور اگر کھانا اچھا نہیں ہوگا تو سزا ملے گی ٹھیک ہے؟" اسکی سرخ انار جیسی پھولی  
گال انگلیوں کے پوروں پر سہلاتے وہ اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھتا بکھیڑا سنوارنے لگا۔

اسے دور ہوتے ہی حورالعین نے اپنا رکاوٹ ہوا سانس بحال کیا اور گال پر اسکی انگلیوں کے دھکتے لمس کو محسوس کرتی اپنے ہاتھ سے چھو کر مسکرائی۔

اور دو منٹ میں اسکی مطلوبہ چیزیں کاؤنٹر پر رکھ کر وہ مصالحوں والے کیبنٹ کو لاک لگائے اسکے پاس آیا۔

"کھانا ایکدم ٹیسٹی ہونا چاہیے ڈرائنگ!" ایک بار پھر اسے جیسے وارن کرتا اپرن باندھ کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اسکا دوپٹہ سیٹ کیا کندھوں پر اور دوسرے پل وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

حورالعین جو کاؤنٹر سے کمرٹکائے اسکے سحر میں جکڑی کھڑی تھی اسکے قدموں کے دور جاتے آواز پر فضا میں رچی بسی اسکے کلون کی خوشبو میں گہرا سانس لیکر مڑی۔  
اسنے ہاتھ بڑھایا تو اسے وہاں وہی اپنے نکالے ہوئے سلائس مکھن جیم سب وہاں موجود تھے۔

وہ خوش ہوتی سلائس پر مکھن کے ساتھ جیم لگاتی فریج کے پاس آئی اور اسے کھول کر اندر ہاتھ ڈالتی وہاں سے بوائٹل انڈے اور جیلی نکال کر واپس کاؤنٹر کے پاس پہنچی ہاتھ مار کر سلائس کی موجودگی کو محسوس کرتی وہاں جیلی لگانے لگی اور ساتھ ہی انڈے کو انگلیوں کی مدد سے ٹکڑے کرتی اس سلائس پر رکھ کر اب سوچنے لگی اور کیا ڈالے کہ عالم کو زیادہ ٹیسٹ آئے۔

"یقیناً اس سب کا ٹیسٹ منہ میں جائے گا میری کلنگ پر فخر کریں گے۔" اسکی سوچ تھی کہ جب یہ سب مزیدار چیزیں ملیں گی تو ایک مزیدار ٹیسٹ دریافت ہوگا۔

تبھی ہی سوچ سوچ کر خوش ہو رہی تھی۔

"اگر میں مرچ اور لیمن کارس ڈال دوں تو کتنا مزیدار ہو جائے گا یقیناً۔" وہ چٹکی بجائے واپس فریج کے پاس آئی اور اس سے لیمن اور ہری مرچ نکالیں۔

"بڑا بناتی ہوں کباب تاکہ ہم دونوں کھا سکیں۔" اس نے ہاتھ مار کر اندر سے دوسری سلاٹس اٹھائیں اور باقی کی اندر پھینک دیں۔

اسی طرح اسکے پھینکے ہوئے بوائل ایک فرش پر گرے اور کونے میں چلے گئے تھے اور اب لیمن ہری مرچ کچھ فریج میں تو کچھ نیچے آگری تھی۔

وہ دیکھے تو پھر سے کچن کی بنائی گئی حالت کو سنوار سکے اسکے مطابق وہ کافی نفاست سے گنگ کر رہی ہے جس سے صفائی پسند عالم ضرور اپنی بیوی سے متاثر ہوگا۔

چھری اسے ڈھونڈنے سے نہیں ملی اسلئے دانتوں کے بیچ لیمن کو رکھ کر اسے زور دیا جس سے اسکا پورا منہ کھٹا ہو گیا وہ سٹپٹا گئی۔  
اور جھہر جھری لیکر لیمن منہ سے دور کیا۔

نچوڑ کر اگلے پل ان سلاٹس پر ڈالا ساتھ ہی ہری مرچ کو توڑ کر سلاٹس پر رکھتے اوپر ڈبل سلاٹس رکھ دیئے۔

"آہ میری پہلی ڈش تیار۔" ایک دم اچھل کر اس نے تالی بجائی کہ پائوں کے نیچے آتے بوائل ایک زخمی ہو گیا۔



"ایسی یہ کچن کی صفائی کس نے کی ہے پتا نہیں کیا پائوں کے نیچے آگیا۔" اسپرن اتار کر دوپٹے سے اپنا پائوں صاف کرتی وہ عالم کو سنانے کیلئے زور سے بولی اور پاس رکھی پلیٹ میں اپنا کباب رکھا۔

"عالم آجائیں مینے لٹچ تیار کر لیا ہے۔" بلند آواز میں پکار لگاتی ہوئی وہ پلیٹ دوپٹے کے نیچے چھپائے آہستہ سے قدم اٹھائے کچن سے نکلی اور چلتی ٹیبل پر آکر ایک چیئر پر بیٹھتی دوپٹے میں پلیٹ چھائے ہوئی تھی سر پر انز

کیلئے۔

"آگیا مائے وچ۔" بلو شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ کرتے وہ جلدی جلدی اسکی فکر میں سیڑھیاں اترتا اسکی پکار پر مسکرایا۔

مہوش علی

ٹیبل کی طرف بڑھتے اسنے سرسری سی نظر کچن کی طرف ڈالی اور وہاں بکھر اپڑا کچن دیکھ پل کو تھم گیا۔ اسکی نظریں نیچے پڑے لیمن مرچ فرش پر پھیلی جیلی اور کچھ سالم انڈوں کے ساتھ کچلے انڈے پر گئی۔

"کیا ہوا آپ رک کیوں گئے؟" حور اسکے قدموں کی آواز رک جانے پر ٹھٹھک کر بولی

"ہوں۔۔۔!! کچھ نہیں۔" وہ وہاں سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھنے لگا اور خوشی بھرے چہرے کو دیکھتے سر جھٹکا۔

"یہاں تو کچھ نہیں، میرا بچہ کھانے کو؟" وہاں فروٹس اور پانی کے جگ کے علاوہ کچھ ناپا کروہ اس سے پوچھنے لگا۔

حور نے آنکھیں جھپکیں اور مسکراتے دوپٹے کے نیچے سے اپنی ڈش پیش کی "ٹن ٹران"۔۔۔۔۔ وہ سامنے پلیٹ کو رکھتی خوشی سے بولی۔۔۔

عالم کی نظریں اسکے دوپٹے پر لگی انڈے کی سفیدی سے ہوتی اسکے سرخ انگلیوں کے پوروں پر گئیں اور وہاں سے ہوتی پلیٹ پر آئیں جہاں جیم جیلی بٹر سے دونوں اوپر نیچے کے سلائس پلیٹ میں بکھرے پڑے تھے اور بیچ میں رکھی ہری مرچ انوکھا نظارہ پیش کر رہی تھی۔

مہوش علی

"کون سی ڈش ہے؟" سپاٹ لہجے میں پوچھا بغیر چھوئے۔  
حور چونک گئی "ہیں!! نام ڈش کا۔۔۔؟ مجھے تو معلوم نہیں۔" اسنے الجھ کر کہا۔

"پھر تم نے بنائی کیسے کہاں سے جان کر حالانکہ میں نے تمہیں کبھی ایسی ڈش بنا کر نہیں کھلائی! اور یہ تمہاری انگلیاں کیوں سرخ ہو رہی ہیں؟ دوپٹے پر انڈے کی سفیدی زردی کا رنگ کیسے لگا؟" سوالات کرتے اسنے لب بھینچے۔

حور جو تعریف محبت کے منظر تھی اسکے اچانک سرد لہجے میں سوالات پر سٹیٹائی دوسرے ہی پل آنکھیں ڈبڈبا گئیں

"آپکو پسند نہیں آئی میری ڈش عالم اور نام میں رکھ لیتی ہوں ناں مینے بنائی ہے تو عین کباب رکھ لیں اسکا نام۔" اسنے اپنی جلتی انگلیوں کو مروڑ کر آنسو صاف کرنے کیلئے ہاتھ اٹھایا۔

"چہرے کو مت چھونا!" اسکے غصے سے کہنے پر حور بوکھلا کر ہاتھ نیچے کر گئی۔  
شرمندی خجالت سے اسکا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔

"اپنی سوچ بتاؤ جب اس ڈش کو بناتے ہوئے تمہارے دماغ میں آئی تھی۔" اسنے حکم دیا اور اسکی ڈش کو بغور دیکھا۔

اور انگلی اٹھا کر اس گیلی سلائس پر پھیر کر ناک کی قریب کی تو وہاں سے لیمن کی خوشبو آئی وہ لب بھیج گیا اسکے عقل پر۔

اس بیسٹ کی بیوی جس کی بادشاہی اس ملک سے لیکر کئی دوسرے بڑے ممالک پر چھائی تھی اسکی بیوی ہر ٹیسٹ کو مکس کر کے اسکے لئے عین کباب مطلب اپنا کباب بنا کر لائی تھی۔

مطلب یہاں اسنے دماغ نہیں منہ کو سامنے رکھ کر لہجہ تیار کیا تھا۔

"وہ۔۔ وہ عالم سب بہت ٹیسٹی تھے تو مینے مکس کر کے یہ کباب بنایا ہے آپ ٹیسٹ کریں آپکو پسند نہیں آیا تو میں دوسرا کچھ بنا دوں گی۔ پلیز سزا نادیں۔" وہ جلدی سے بھرائی آواز میں بولتی چہرہ جھکا گئی۔

"ہمم!" ہنکارا بھر کر اسنے گھڑی میں وقت دیکھا جہاں پانچ منٹ وہ پہلے ضائع کر چکی تھی۔

کچھ بھی کہے بغیر وہ اسکا منہ چومتا اٹھا اور پلیٹ سمیت عین کباب اٹھا کر کچن میں چلا گیا۔

اس عجیب و غریب کباب کو تین بائٹ میں ختم کرتا وہ ساری چیزیں نیچے سے اٹھا کر کچن ایک بار پھر صاف کرتا چیئر پر سرخ سی بیٹھی اپنی جلتی انگلیوں پر روتی عین کے پاس آیا۔

"یہاں آؤ تمہیں کس نے کہا کہ بڑ جیم اور جیلی کے ساتھ مرچ رکھی جاتی ہے اور چھری سے کاٹنے کے بجائے انگلیوں میں کیوں لیے میرا بچہ؟" وہ اسے اٹھا کر کچن میں لایا اور وہاں ٹل کے سامنے کھڑا کرتے اسکی انگلیوں ٹھنڈے پانی کے سامنے کرتے ہینڈ واش سے دھونے لگا۔

حورا عین اسکے حصار میں کھڑی اسکی انگلیوں میں ٹھنڈے پانی کے نیچے اپنی انگلیاں محسوس کرتی بھیگی آنکھیں موند گئی۔

"آپکو میرا لہجہ نہیں پسند آیا عالم؟" اسنے ہچکی دبا کر پوچھا۔

عالم نے نظریں اسکی انگلیوں سے ہٹا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔

"نہیں!" اسنے جھوٹ سے گریز کیا پر اسکی نہیں سنتے ہی حور کی ہچکی نکلی وہ ہاتھ چھڑوا کر اسکے گرد حصار ڈال کر روتی ناک اسکی شرٹ سے رگڑنے لگی۔



"میں نے پوری کوشش کی تھی آپ کے لئے لچتیار کرنے کی پر۔" ایک طرف ناک صاف کرتی دوسری طرف لب رکھے وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔

"پر میں نے کھالیا ڈونٹ کرائے!" اسکی کمر سہلاتے وہ سر پر لب رکھے بولا۔

"ہیں! ڈونٹ کرائے؟" ایک دم جھٹکے سے سراٹھا کر اسے دیکھا۔

عالم اسکے سوال پر ہنس پڑا اور اسے کھینچ کر بازوؤں میں اوپر اٹھایا۔

"ڈونٹ کرائے مطلب مسکراؤ۔" اسکی ناک سے ناک ملائے وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

اور وہ بھی رونا بھول کر اس کے چہرے سے سرخ سی اپنا چہرہ دور کرتی کسمسا کر نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگی۔

"آپ نے کھالیا پر آپ کو تو پسند نہیں تھا نا؟"

"پر تم نے کہا کہ عین کباب ہے تو عین کو کھانے سے میں پیچھے کیسے ہو سکتا ہوں؟ یہ بھی تو نہیں چاہوں گا میری

عین کا کباب ڈسٹن میں جائے۔" مسکراہٹ روک کر اس نے کہا

حور نے اپنے کباب پر منہ بسورا "میرا کباب!"

"ہاں تمہارا کباب۔" وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔

"عالم۔۔۔!!" اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے وہ خفگی سے بولی۔

عالم اسکی ناک کو دیکھنے لگا "رونے پر تمہاری ناک کیوں بہتی ہے؟"  
 "یہ قدرتی ہے!" حور العین نے منہ بسور کر کہا اور اسکی گال پر ناک رگڑ دی۔  
 عالم اسکی حرکت پر بغیر ٹوکے مسکرا اٹھا۔ "قدرتی ہے پر ظالم شے ہے۔" وہ بڑبڑایا اور اسے نیچے اتار کر خود  
 ایپر ن باندھتا اسے فریش ہونے کیلئے بھیج دیا۔

وہ آج اسکے لئے کھانے کے ساتھ فنگر فراز بنارہا تھا اور جانتا تھا اسے ضرور پسند آئیں۔  
 پاستا نوڈلز بھی تو وہ شوق سے کھاتی تھی بلکہ کئی بار اسے رات کو جگا کر بنواتی تھی۔

وہ مسکراتا گرم گرم خوشبو انگیز کھانا ٹیبل پر لگاتا عین کو ٹیبل کی طرف اتار دیکھنے لگا۔  
 حور کی خوشبو پر آنکھیں پھیل گئی۔

"آج کھانے میں بڑا مزہ آنے والا ہے۔" وہ چہکتی ایک آگے آئی تبھی عالم نے اسکے لئے چیئر کھسکائی اور اسکا  
 بازو پکڑ کر اسے چیئر پر بیٹھایا۔

وہ دونوں کھانے کھانے لگے پر عالم کی نظریں اسکی آنکھوں پر تھی جو سرخ ہو رہیں تھی۔

"یہ کیا ہے عالم؟ بہت مزیدار ہے شاید ماما بھی ہمیں بنا کر کھلاتی تھی ذائقہ کچھ یاد ہے پر پوری طرح نہیں منہ  
 بھول گئی ہوں۔" وہ منہ بسورے اس قید میں کبھی کبھی ایک وقت کا کھانا کھا کر حقیقت میں ہی تو سب کچھ  
 بھول گئی تھی صرف چیخنے رونے تڑپنے کے علاوہ۔

"کھانا۔۔۔!"

"کیسے بنایا؟" وہ پر جوش ہوئی۔

"ویسے نہیں جیسے تم بناتی ہو۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"آپ مجھ پر طنزنا کریں۔ اگر اتنا ہی برا تھا تو ٹیسٹ کرواتے مجھے بھی پھر معلوم ہو جاتا۔ میں نے مکھن جیم جیلی

لیمن مرچ انڈہ سب کی چیزیں ڈالی تھیں۔ اور آپ چھپکے سے کھا گئے اسلئے ناں کہ آپ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی آپ سے اچھا کھانا بنائے اور سب اسے پسند کریں۔"

"میں طنز نہیں کرتا ناہیں جلیس ہوتا ہوں۔ صرف ایک کام کرتا ہوں۔۔۔" خاموشی سے سنتے وہ فقط اتنا کہہ سکا۔

"ہو نہہ۔۔۔!" وہ منہ پھیڑ کر سر جھٹک گئی۔ "تم بدل رہی ہو۔" عالم نے اس کے انداز نوٹ کرتے کہا۔  
حور العین بے ساختہ اٹڈنے والی مسکراہٹ چھپا گئی۔

"ہاں تو۔۔۔؟" وہ برواچکا گئی۔

پروہ کھانا چھوڑ کر اب اسکی ادا کو دیکھ رہا تھا۔ "ایٹیٹیوڈ میرا بچہ۔۔۔!!"

"تم روئی کیوں ہو؟" چیئر چھوڑ کر وہ اٹھتا اس کے پاس آیا۔

حور بھی ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔ "وہ جب چینیج کرنے گئی تھی تو فرش گیلا ہونے کی وجہ سے گر۔۔۔۔"

"تم گر گئی تھی اور تم نے مجھے بتایا نہیں عین!!! "وہ ایک دم پاگل ہوتا دھاڑا۔ "کہاں چوٹ لگی ہے؟" اس کے ہاتھ پاؤں دیکھتے وہ اپنے جنونی انداز سے حورالعین کو سہا گیا۔  
اس نے جلدی سے اپنے کمنیوں اور گٹھنے پر ہاتھ رکھا۔  
"وہ۔۔۔ وہ آپ تھک کر آئے تھے نا اور پھر لُچ۔۔"

"بھاڑ میں بھیجیو سب۔ جان لو عین اگر خود کو تکلیف پہنچائی یا تکلیف میں مجھے یاد نہیں کیا تو سانسیں چھین لوں گا اپنی آگ لگا دوں سب کو انڈر سٹینڈ!" اس نے بازوؤں میں بھرے وہ اپنے روم کی طرف بڑھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ٹھا کے ساتھ دروازہ کھولے اپنے روم میں داخل ہوا۔

مہوش علی

عین کی جیسے سانسیں سینے میں اٹک گئیں وہ پوری بات تو سنے۔۔۔  
اس نے سہم کر اس کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

"کسی کی سخت نظریں برداشت نہیں کر سکتا اور یہاں تم اتنی تکلیف جھیل کر خاموشی مسکراتی رہی ہاؤ ڈیر یو؟" سرد لہجے میں کہتے جب اسے بیڈ پر ڈالنا چاہا تب اپنی شرٹ پر مٹھیوں کی گرفت دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر اس کے سہمے روپ کو دیکھنے لگا۔

اور پھر بے ساختہ ہی مسکرایا۔ اسے بیڈ پر ڈالنے کے بجائے سینے میں بھیج دیا۔ "جانتی ہو عین آنچ برداشت نہیں کر سکتا تم پر تمہاری آہ پر میری جان نکلنے لگتی ہے۔ ابھی تمہیں تکلیف پہنچانے والا وجود ہوتا تو اسے اپنی



آنکھوں کے سامنے آگ لگا دیتا۔ اگر پھر بھی آنسوؤں کی نمی ہوتی تو دنیا کے ساتھ خود کو آگ لگا دیتا۔ "اسکے سر پر جھک کر بوسہ دیتے وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا سیل فون اٹھا کر اپنے آدمی کو لیڈی ڈاکٹر لانے کا حکم دیا۔

"کہاں درد ہو رہا ہے بتاؤ مجھے میرا بچہ شاباش۔" اسے بیڈ پر لیٹائے وہ اسکے شلواریں کو اوپر گٹھنے سے کرتے وہاں ٹانگوں پر نیلے کٹ کے نشانوں کے ساتھ ہلکے سا سرخ دھبہ دیکھنے لگا۔

اور وہی سرخ دھبہ کہنی پر دیکھا۔

دوسرے پل ہی فرسٹ ایڈ باکس سے جیل نکال کر اسکے گٹھنے اور کہنی پر لگایا۔  
اور وہاں ہلکے سا مساج کرنے لگا۔

کچھ دیر پہلے کا اسکی اس قدر جنونی باتیں سن کر وہ سہمی ہوئی تھی۔۔۔  
ڈری ہوئی بھی تھی کہ اگر یہ اسکا عالم ناہوتا یا اسے وہ نہیں جانتی ہوتی اسکے نرم رحم دل سے واقف ناہوتی تو اب تک چیخ چلا کر وہاں سے بھاگ جاتی۔

پر اسکا عالم۔ صرف غصے میں کہہ رہا تھا وہ ایسی بے رحمی نہیں دیکھتا تھا اسنے خود کہا تھا کہ وہ زیادہ برے لوگوں کو صرف تھوڑی تکلیف دیتا ہے اور انہیں سزا دیکر سدھا ر لیتا ہے کہ وہ مر کر دوبارہ برے کام نہیں کرتے۔  
وہ بگڑے ہوئے لوگوں کو بھی صرف ہاتھ تک کی تکلیف دیتا ہے مکہ یا تھپڑ۔۔۔۔

وہ مطمئن تھی بہت۔۔۔۔

پر وہ نہیں جانتی تھی یہ نرمی یہ جنون صرف اسکے لئے ہے اسکی شہزادی کیلئے ہے محبت جو سوئی ہوئی تھی۔

باقی دنیا جانتی تھی وہ کتنا رحمدل ہے کہ مقابل کا پیٹ پھاڑ کر اس سے اسکا عضو نکال کر نوچ لیتا تھا تب بھی ہاتھ نہیں کانپتا۔۔۔

وہ پاؤں تلے پھڑ پھڑاتے دل کو کچلتا پر لرزتا نہیں پھر وہ کتنا نرم دل تھا یہ کون جانے۔۔۔۔

وہ تو صرف وہی دیکھتی تھی جہاں اسکا شہزادہ اسے رکھے بیٹھا تھا سنہری دنیا میں جہاں اسکے سنگ رنگارنگی تتلیاں

محور قص تھیں۔۔۔

اور اسکا پرنس اسکی دل کی دنیا پر حکمران تھا۔

وہ انگلیوں کے نرم گرم پوروں سے مساج کرتا اسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

"بب۔۔ بس پلیز۔۔۔" بالا خروہ برداشت نہیں کر پائی تو ڈرتی بول اٹھی۔

سعی نے کچھ چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

پیشانی پر چمکتے ننھے ننھے شبنم کے قطرے، سرخ متمتاتے دہکتے رخسار، گھنی سیاہ خمدار پلکوں کا باڑ عارضوں پر

گرائے، پھڑ پھڑاتے سرخ شکر فی لب جو اسکے دہکتے لمس کی حدت سے گھبرا کر اسنے سفید موتیوں کے قید

میں اپنا نچلے لب دبا لیا تھا، سپید میدے سی رنگت دہک کر لال ہو گئی تھی۔ اسکی سراپے پر نظریں ڈالتے عالم کو

اسکی حالت کا باخوبی اندازہ ہو گیا۔

تبھی پتا نہیں اسکے من میں کیا سمائی بھوری متبسم آنکھوں سے اسکے سانسوں کی مدھم رفتار دیکھتے اسنے انگلیاں

ٹانگ پر پھیریں

"عالمم۔۔۔۔۔!! اگلے پل جہاں عین چیخنی تھی وہیں عالم کا زوردار قہقہہ روم کی فضا میں گونجا۔  
وہ ہنس رہا تھا اسکی معصومیت پر۔۔۔۔۔" ہائے میرا معصومہ بچہ!"

"آپ بہت برے ہیں عالم۔" وہ خفگی سے بولی تبھی روم میں ناک کر کے اسکے باہر کھڑے آدمی نے لیڈی  
ڈاکٹر کو اندر بھیجا۔

وہ سلام کرتی عالم کے اشارے پر عین کے گٹھنے اور کہنی کا معائنہ کرنے لگی پر وہاں کچھ ناپا کر وہ عجیب نظروں  
سے عالم کو دیکھنے لگی۔  
وہیں عالم پریشان سا اسے دیکھ رہا تھا۔  
"پریشانی کی بات نہیں سر آپکی بیوی بالکل ٹھیک ہے۔" ڈاکٹر مسکراہٹ دبائے پرو فیشنل انداز اپنایا وہیں عالم  
نے اپنی برواٹھائی۔

پر ڈاکٹر عین کے سرخ دہکتے پھولے رخسار دیکھ کر دل سے مجبور ہوتی اس حسین مجسمہ کو چھو کر جیسے یقین کرنا  
چاہتی تھی کہ اصل میں یہ مکمل حسن کی ملکہ لڑکی ہے۔۔۔۔۔  
اسنے انگلیاں بڑھائیں پر اسکے گالوں تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے خود پر جیسے پھرے خونخوار شیر کی آنکھوں  
محسوس ہوئیں۔

ہر اسماں ہوتے اسنے عالم کی طرف دیکھنے لگی پھر تو جیسے سانس رک گیا۔

کچھ دیر پہلے جو انسان بنا پریشان ہوئے بیٹھا تھا اس وقت اسکی جرات پر بھوری خون آشام نظروں سے گھورتا  
اس ڈاکٹر کو بدحواس کر گیا۔

"س۔۔۔ سوری م۔۔۔ میں وہ۔۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے تبھی عالم نے والٹ سے فی نکال کر اسکے سامنے رکھی اس لیڈی ڈاکٹر نے بغیر حورالعین کی طرف دیکھنے کی غلطی کرتی اپنا بیگ اٹھایا اور وہاں سے جانے لگی۔

"تکلیف تو نہیں ہوگی اسے؟ کچھ بتائے بغیر جارہی ہو منہ دیکھنے کیلئے بلایا تھا؟" اسے جاتے دیکھ کر پیچھے غصے سے عالم نے کہا۔  
حورالعین گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

ڈاکٹر سٹپٹا گئیں۔۔۔ عجیب آدمی تھا دیکھ نہیں رہا تھا معمولی سی چوٹ تھی محض دو سینڈ کا درد۔۔۔ اور جہاں چوٹ کا بتایا گیا تھا وہاں تو چھوٹی خراش نہیں تھی۔

"جی نہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" وہ بغیر اسکی طرف دیکھے الجھی سی عین کے خوبصورت پائوں کے تلے پر نیلے نشان دیکھتی بولی۔

"کیا بکواس ہے۔۔۔ معلوم ہے اسنے تکلیف میں کتنے آنسو بہائے ہیں اور تمہارا کہنا ہے کوئی تکلیف نہیں!" وہ بھڑک اٹھا ڈاکٹر کی اتنی لاپرواہی پر۔

"کیونکہ سر آپنے انہیں بہت حساس بنا دیا ہے۔ یہ معمولی چوٹ بچے بھی۔۔۔۔"



"صابر لے جائو اسے!!" اسنے اپنے باہر کھڑے آدمی کو ناگواریت سے کہا  
اور اسنے فوری طور عمل کیا ڈاکٹر کو لیکر چلا گیا۔

"عالم ٹھیک کہہ رہی تھی ڈاکٹر معمولی چوٹ تھی آپنے میری پوری بات نہیں سنی۔ میں منہ کے بل گرنے  
والی تھی کہ کہنی اور گٹھنے نے بچا لیا اور روئی صرف اسلئے کہ ڈر گئی تھی۔" عین اسکا غصہ سمجھتی تحمل سے بولی

"تم اس سانکو ڈاکٹر کی بات پر یقین مت کرو اور چپ کر کے لیٹ جاؤ۔" ڈپٹ کر کہتے اسکا سر اپنے زانو پر رکھا  
اور بالوں میں انگلیاں پھیریں۔

تبھی ہی دروازہ ناک ہوا اور بس سنتے ہی عارب پریشان صورت لیے اندر داخل ہوا۔ "کیا ہوا خیریت ڈاکٹر  
کیوں آئی تھی؟" وہ پریشان سا اندر داخل ہوا

"ہاں وہ۔۔۔۔۔"

"نہیں بھائی کوئی پریشانی والی بات نہیں وہ بس میں گر۔۔۔۔۔"

"گر۔۔۔۔۔!! گر سے کیا مراد؟ تم گر گئی تھی حورال عین تم ٹھیک ہو؟ تمہیں کہیں چوٹ تو نہیں آئی؟ زیادہ  
تکلیف ہو رہی ہے تو میں کسی اچھی ڈاکٹر کو بلاتا ہوں یہ تو پوری مجھے سانکو لگی بڑ بڑاتی جا رہی تھی۔۔۔" عارب  
بوکھلا گیا

اور عین جو عالم کی بات کاٹ کر اسے سمجھانے لگی تھی عارب کو یوں اپنی بات کاٹ کر پھر اتنی پریشانی  
بوکھلاہٹ کا شکار ہونے پر زنج ہوتی عالم کی زانو میں منہ چھپا گئی۔

"پریشانی والی بات نہیں عارب تم جائو کھانا کھاؤ!" عالم نے مسکراتی نظر عین پر ڈالتے ہوئے عارب سے کہا وہ  
شش پنج کا شکار ہو گیا۔

"پر عالم عین کو تکلیف ہو رہی ہو گی ہمیں ڈاکٹر کو۔۔۔"

"وہ ٹھیک ہے تم جائو!" اسنے سپاٹ لہجے میں کہا عارب لب بھیج کر ایک پریشان مضطرب نظر عین پر ڈالتا  
جانے لگا۔

"بھائی میں گری نہیں تھی پنج گئی تھی صرف تھوڑی ڈر گئی جس وجہ سے آپکے عالم صاحب نے مجھ پر غصہ کیا  
بری طرح، اصولاً تو مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے پر پھر بھی میں پڑی ہوں یہاں۔" وہ عارب کی پریشانی  
محسوس کرتی جلدی سے بولی۔۔۔

پر جانے کا اختیار چھپا گئی کہ یہ اسکے ہاتھ میں نہیں البتہ جتنا یا ضرور کہ وہ جاسکتی ہے۔

اور عارب نے ہنس کر سکون بھر اسانس لیا۔

"اصولاً تو تمہیں اس وقت میری سانسوں کے قریب ہونا چاہیے پر کوئی بات نہیں میں خود کر لیتا ہوں۔" عارب کے جانے کے بعد اسکا سر تکیے پر رکھتے وہ اسکی طرف جھکا۔

"عالم م۔۔۔ مجھے کچھ آرام کرنا ہے۔" وہ کہہ کر چہرہ موڑ گئی۔  
جس پر عالم کی نظروں کے سامنے اسکی رخسار آئی اور کچھ دیر پہلے کی ڈاکٹر کی جرات۔

"اچھا پھر اپنی نیند پوری کر لو۔" وہ جھک کر سرگوشی میں بولا۔۔۔  
پہلے تو عین نہیں سمجھی اور پھر جب دماغ میں بات آئی تو سرخ ہوتی اسکے بے باک ہونے پر آنکھیں میچ گئیں۔  
عالم مسکراتا اسکی گال تھپتھپا کر وہاں سے نکلا اور ڈور لاک کیا۔  
اسکے جاتے ہی عین نے گہرا سانس لیا اور پھر آنے والی اسکی شدتوں جسارتوں کا سوچتی شرمائی بوکھلائی اپنے بازوؤں میں تکیے بھیج کر آنکھیں موند گئی۔

جبکہ عالم روم سے نکلتے آفس کا رخ کیا جہاں کرنل اسکے انتظار میں تھے۔  
رابطہ ہوتے ہی انہوں نے مسکان کی بہادری کو سراہیا عالم محض مسکرا دیا۔  
اسے خود اپنے ساتھیوں پر فخر تھا۔

پھر زمان کے بابت بات ہوئی عالم نے انہیں مطمئن کیا کہ وہ پوری طرح انکے جال میں ہیں صرف بیچ میں کوئی بیوقوفی ناکرے۔ کیونکہ کنگ ہر طرح سے ہار رہا تھا اپنے خاص ساتھی کے ہاتھوں۔۔۔



سیل فون کی بیپ پر اسنے ہر اسماں ہوتے ساتھی بیٹھی آسیہ بیگم کو دیکھا۔  
وہ اس وقت گاڑی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھی شاپنگ کیلئے جارہیں تھیں ڈرائیور کے ساتھ جس سے داد بے خبر

تھا۔

اسنے آسیہ بیگم کو دیکھا جو اپنے ہی غم مسکان میں مبتلا تھیں۔

"کون ہے اٹھالو۔" گاڑی کی خاموش فضا میں سیل فون کی بیپ واضح سنائی دے رہی تھی۔  
جس پر آسیہ بیگم نے دیکھتے ناگواری سے کہا۔

صبح والے نمبر سے اسے مسلسل کالز آرہی تھیں وہ اگنور کرتی رہی پر ابھی مشکوک نظروں سے گھورتی آسیہ بیگم  
کے کہنے پر اوکے کی۔

"السلام علیکم رابی کیسی ہو؟" وہ بشارت سے بولی حالانکہ دوسری طرف گہرا سکوت تھا۔

"آپ کو مجھ پر یقین نہیں آرہا نا مسز داؤد آلف اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے گا وہیں ہے آپکا شوہر جہاں آپ  
لوگ جارہے ہیں۔ آپ سے صرف چھوٹا ساعر ض ہے کہ انہیں دیکھ کر ایک کال ضرور کرنا سارا سچ جھوٹ



سامنے آجائے گا۔" دوسری طرف کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی گئی اور وہ اپنی ابتر سانسوں خوف سے زرد پڑتی رنگت وہیں بت بنی رہی۔

"کیا ہوا نور سب ٹھیک میری بچی؟" اسکی لٹھ کی مانند رنگت دیکھ کر آسیہ بیگم کو تشویش ہوئی انہوں نے کندھا ہلا کر اسے ہوش لایا۔

"ک۔۔۔ کچھ نہیں وہ۔ وہ رابی تھی میری دوست اسکی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں بس وہی۔۔۔" بہت ہمت جمع کرتے اسنے جھوٹ بولا اور کھڑکی کے بار دیکھتی گھرے سانس بھرنے لگی۔

یہ احساس ہی سوہا روح تھا کہ وہ انکے پیچھے ہے۔  
کیسی زندگی تھی کیسا قید تھا ایک غنڈہ درندہ بری طرح اسکے پیچھے پڑ گیا تھا اور وہ نا اپنے شوہر سے ذکر کر سکتی تھی نابربان سے۔

آنسو سوچ کر ہی چھلک پڑے جنہیں چھپا کر دوپٹے سے صاف کرتی وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"اگر تم کہو تو تمہاری دوست کے پاس چلیں۔" آسیہ بیگم متفکر ہو کر بولیں نور نے نفی میں سر ہلایا تو انہوں نے اسکا سر اپنے کندھے سے لگا لیا۔

سہارا پاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی تھی پر یہاں پبلک پلیس کا خیال کرتی زہر بھرا گھونٹ پی گئی۔

شاپنگ مال کے سامنے گاڑی کے رکتے ہی وہ دونوں باہر نکلیں۔۔  
نور نے سر سری سی نظر پھیری اور آسیہ بیگم کے پیچھے جانے لگی۔  
وہ بھولنا چاہتی تھی سب کچھ اگنور کر کے اپنی زندگی میں بڑھنا چاہتی تھی پر کہیں کچھ تھا جو اسے کھٹک رہا تھا۔  
کچھ تھا جو اس سے چھپا تھا۔۔

جہاں اسکی بہن کا غائب ہونا۔۔ ایک بیسٹ کا اندھی لڑکی کی مدد کرنا کیونکہ ریسٹورنٹ کے پیپر ز انہیں واپس  
مل گئے تھے اور وہ جانتی تھی یہ صرف اسے مجبور بنا کر ساتھ رکھنے کیلئے اس آدمی نے چال چلی تھی۔  
اور وہ کامیاب بھی ٹھہرا تھا اسکی بہن چند ہفتوں میں پوری طرح اسکے سحر میں جکڑی اسکی اسیر تھی۔ جیسے انتظار  
میں ہی اسکے تھی۔

وہیں داد کا عرصے سے غائب ہونا پھر ایک بدلہ مضبوط اور حقیقت بزدل داد کا آنا۔۔  
کیسی زنجیر تھی جس کی کڑی کڑی الجھی ہوئی تھی۔  
سب کچھ اسکے سر کے اوپر جا رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔  
سر جھٹک کر طویل سانس بھرا کہ دفعتاً ٹھٹھک گئی۔۔

اسنے چونک کر بائیں جانب دیکھا۔۔

اور اگلے پل جیسے سانس سینے میں اٹک گئیں۔۔ وہ سچ میں وہاں تھا اور اسکی نظروں کا مرکز وہی اس دن والا  
فقیر تھا جو نور کو صبح بی کے پاس جاتے باہر گھروں کے سامنے کھڑا ملا تھا۔

اسکے وجود میں سرد لہر سی دوڑ گئی۔۔ ہاتھ پاؤں جیسے بے جان ہوئے

دل کہہ رہا تھا بھاگ جاؤ چھپ جاؤ اور دماغ کہہ رہا تھا آج جان ہی لوں کہ حقیقت کیا ہے۔

اور پھر آلف کو جاتے دیکھ کر نور ایکدم مڑی۔۔۔

"نور کہاں؟" اسے بھاگتے دیکھ آسید بیگم بوکھلا گئی۔

"بتائی امی دو منٹ میری دوست سے بات کرنی ہے یہیں ہے آپ شاپنگ کریں میں آتی ہوں۔" اسنے موبائل

مٹھی میں تھاما اور جلدی سے کہہ کر انکی ارے سننے سے پہلے وہاں سے بھاگی۔

"یہ لڑکی بھی نا۔" آسید بیگم اسے نیلے دوپٹے میں وہاں سے بھاگتے دیکھ کر سر جھٹکتی ڈرائیور کے ساتھ اندر بڑھیں تاکہ وہ بیگ تھام سکے۔

اسنے نظروں میں آلف کو رکھتے روڈ کر اس کیا اور پھر چھوٹے قدم لیتی دھڑکتے دل پسینے سے نم موت کا جیسے پیچھا کر رہی تھی۔

اور پھر آگے جا کر وہ فقیر ایک تنگ سی گلی میں داخل ہوا۔۔۔

آلف بھی جیسے محسوس کر چکا تھا کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہے۔

اسلئے اسنے ایکدم پلٹ کر دیکھا اور جو نور اسکا پیچھا کر رہی تھی یکدم گلی کے کچھ دور کھڑے گول گپے والے کی آڑ میں ہو گئی۔

اسے جلد از جلد اس آدمی کو پکڑنا تھا اس سے پہلے وہ موقعہ دیکھ کر بھاگ جائے۔

اسے یقین تو تھا کوئی پیچھے ہے پر یہ کوئی نور ہو گئی اسے اندازہ نہیں تھا۔

وہیں اسکی بڑھتی جرات پر داد بھی دی اور آگے بڑھ گیا۔

اسکے ہاتھ میں بڑا سا خنجر تھا جسے وہ ہاتھ میں چھپائے اس فیکر کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا جس نے گھر کا دروازہ ناک کرنا چاہا۔۔۔

پر دوسرے ہی پل پلٹ کر وہ کٹورا آلف کو مارا جو اسکے کندھے پر لگا۔ اور میلے تھیلے جس میں آٹا بھرا ہوا تھا اس سے گن نکال کر آلف کے ماتھے پر رکھ دی۔

"تمہیں کیا لگا آلف ایسے ہی پکڑ لو گے؟" وہ ہنسا  
اور آلف کو اسکی اردو سے اندازہ ہو گیا کہ یہ یہاں کو تو نہیں تھا۔۔۔  
مطلب یہ اسرائیل یا قطر سے آئے گئے تھے۔۔۔

"پکڑ تو لیا ہے جانی۔" تمسخرے سے کہہ کر اس نے ایک دم ہاتھ گھمایا اسکے پیٹ پر۔۔۔

"سب سے پہلے دیکھ لینا چاہیے سامنے والے کے پاس ہتھیار ہیں کہ نہیں دلبر۔" جہاں اس آدمی نے دھاڑ کر پیٹ پر ہاتھ رکھے تھے آلف نے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے گن چھینی۔

پر مقابل پر پھر کر اس پر ٹوٹا۔۔۔



اور دونوں گتھم گتھا ہوتے نیچے گرے۔۔۔ گن اور خنجر کچھ فاصلے پر جا گرے تھے اور وہ دونوں ایک دوسرے کی جان ہاتھوں سے لینے کے در پر تھے۔

آلف نے سرخ رنگت سے اپنے گلے پر دباؤ برداشت کرتے اپنا گھٹنا سیدھا اسکے کٹے ہوئے پیٹ پر مارا دوسرے ہی پل فضا میں دل دہلا دینے والی چیخ گو نجی پر بروقت آلف نے اسکے منہ پر اپنا بوٹ سمیت پاؤں جمع دیا۔ وہ پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔

"بتاؤ زمان کہاں ہے؟" وہ پیٹ پر لگے خنجر کے وار اور گٹھنے سے درد میں تڑپ رہا تھا آلف کے پوری طرح قبضے میں لیکر اسکے منہ سے بوٹ ہٹایا تو اسکی ٹھوڑی اور ہونٹ کچل گئے تھے۔

"مم۔۔۔ مجھے نن۔۔۔ نہیں معلوم۔۔۔!!" وہ نیلا پڑنے لگا جس پر آلف شاکڈ ہوا۔  
کیا اسنے پہلے ہی کچھ کھا لیا تھا۔۔۔

"اوشٹ ڈیم اٹ۔۔۔۔۔!!!" غصے سے اسنے ایک پاؤں سے خنجر قریب کیا اور اٹھا کر اسکے گلے پر گھمایا ساتھ ہی منہ پر سختی سے ہاتھ رکھ لیا۔

اور دوسری طرف یہ سب دیکھتی نور تھر تھر کانپ رہی تھی اگر دیوار کا سہارا نہ ہوتا تو ضرور زمین بوس ہو جاتی۔

"اوہ میرے خدایا یہ کیسا حیوان ہے اسنے ایک فقیر کو بھی مار دیا۔۔۔

یہ میرا داد نہیں ہو سکتا۔۔۔" وہ سسکتی منہ پر ہاتھ جمائے پیچھے ہوئی اور دوسرے پل سیل فون پر داد کا نمبر ڈائل کیا۔

بہر حال وہ کوئی بھی کھسک نہیں رکھنا چاہتی تھی داد کے خلاف۔۔۔  
تبھی موبائل کان سے لگایا۔

"ہہ۔۔۔۔۔ ہیلو داد۔۔۔ داد کہاں ہو؟؟؟" او کے ہوتے ہی اسنے بوکھلا کر دیوار سے پشت ٹکائے کہا۔

سامنے ہی لوگ آرہے جارہے تھے پر یہ تنگ گلی ویران کچھ اندھیرے میں تھی کیونکہ اسکے دونوں طرح بند بڑے مکان تھے۔



وہ خوفزدہ وحشت سے لرز رہی تھی۔۔۔

"ایک میٹنگ میں ہوں خیریت نور تم ڈر کیوں رہی ہو سب ٹھیک ہے کہاں ہو اس وقت؟" دوسری طرف فکر مند لہجہ تھا۔

اسنے ڈرتے ڈرتے ہوئے پیچھے گلی میں دیکھا اسی وقت خون کو اس آدمی کے تھیلے سے صاف کرتے آلف نے مسکراتی گرے سرخ آنکھیں اسکی طرف اٹھائیں۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔۔۔!!" نور حواس باختہ چیخیں مارتی وہاں سے بھاگی۔

اسے لگا اب اسکی باری ہے اگر وہ ایک بے قصور فقیر کو مار سکتا ہے تو اسے مارنے میں کیوں دیر کرے گا۔

اسکے پہنچنے سے پہلے وہ پاگلوں کی طرح بھاگتی جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر دروازے لاک کر دئے اور اندر چھپ کر گہرے گہرے سانس بھرتی نیچے بیٹھ گئی۔

لوگ سب حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"پپ۔۔ پانی۔۔!" وہ داد کی کال کو تو بھول گئی تھی اسکی آنکھوں کے سامنے صرف وہ گرے آنکھیں اور وہ درندہ خون صاف کرتے گھوم رہا تھا جسکے سامنے ایک مرے انسان کی پھڑکتی لاش پڑی تھی۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر سیٹ سے پانی کی بوتل اٹھائی اور لرزتے ہاتھوں سے منہ سے لگالی۔  
ایک ہی سانس میں بوتل خالی کرتے وہ اپنے پسینے سے نم چہرہ ہاتھوں میں صاف کرتی رہی۔

"وہ داد نہیں تھا۔۔۔ جھ۔۔۔ جھوٹ بول رہا تھا صرف مجھے ڈرا رہا تھا۔" عالم وحشت میں بڑبڑائی۔  
اور بدستور اندر دہکی بیٹھی رہی۔

"نور آریو اوکے؟" داد کی گھمبیر آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی جس پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ایم۔۔۔ ایم سوری داد۔۔ ایم ریٹلی ویری سوری۔" اسنے روتے ہوئے کہا اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

کافی دیر وہیں بیٹھی رہی کہ وہ اسے ڈھونڈتا کہیں چلا جائے پر اسے یہ گاڑی اپنی سیفٹی کیلئے کم لگی جس پر آہستہ سے باہر نکلتی وہ وہاں سے بھاگنے لگی شاپنگ مال کے اندر پر وہیں جم کر رہ گئی جب کچھ فاصلے پر سیاہ مر سڈیز کو وہاں سے گذرتے ہوئے دیکھا۔

اسنے اپنے منہ پر دونوں ہاتھ جما لیے۔ کیونکہ اس میں بیٹھے وجود کی گرے آنکھیں اس پر ہی ٹکیں تھیں۔۔۔۔

وہ اندر بھاگ گئی بہر حال وہ داد نہیں تھا اور اب اس کو اس کرنے والے کی کالز نہیں اٹینڈ کرے گی۔

اور اپنی شادی کی تیاریوں میں پوری طرح سے متوجہ ہوگی۔

\*-----❤️-----\*

"آگئے سوامی۔" مسکان اپنے سامنے کھڑے برہان کو بارود کی شکل میں دیکھ کر ایک میٹھا سا طغز کیا۔  
پر وہ اسکی طرف دیکھے بنا فیری کو محبت کرتا اسے چاکلیٹس تمھارا تھا۔

"دوست آپ اچانک سے غائب ہو گئے تھے۔" فیری نے منہ بنا کر کہا برہان ہنس پڑا۔  
"کچھ ضروری کام تھا سوئیٹ ہارٹ۔" اسے بیڈ پر بیٹھائے وہ مکمل مسکان کو انگور کرتا چینیج کرنے چلا گیا۔  
اور فیری مسکراتی اپنے رخسار سے اسکا چہبتا داڑھی کا لمس مٹا کر کھلکھلائی۔

یہ تو مسکان نے بھی دیکھا تھا بڑھی ہوئی شیو میں کافی زیادہ ہینڈ سم لگ رہا کہ جب اچانک سے وہ اسکے سامنے آیا  
ایک پل کو دیکھ کر اسکی جیسے دھڑکنیں تھمیں تھی پر دوسرے ہی پل وہ بے نیاز بن گئی۔

"بہت برے ہیں ناڈیڈ۔" فیری کی ناک انگلی سے چھوتے وہ باآواز بولی۔

"نہیں ماما آپ دونوں بہت اچھے ہیں۔" وہ اسکے گلے میں بازو ڈالے مسکان کے گال پر کس کرتی بولی۔



"بری شخصیت کو صرف برائی ہے دیکھتی ہے فیری جان۔" کچھ دیر بعد وہ چینج کیے باہر نکلا تو بڑی کاٹ دار نظری مسکان پر ڈالکر بولا۔

مسکان کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔۔ جس پر برہان جل بھن گیا۔  
"بیٹا آپ ذرا ورک کرو جب تک میں آپکی مماسے کچھ باتیں کر کے آتا ہوں۔" ٹی شرٹ کے بٹن بندے کیے

وہ آگے بڑھتے مسکان کے بازو دبوچ کر فیری سے بولا۔

جسنے سر ہلا کر اجازت دی تو دوسرے ہی لمحے وہ گھسیٹ کر مسکان کو روم سے نکلا اور دوسرے روم میں آکر بے دردی سے بیڈ پر پھینکا۔

"کہاں ہیں وہ لڑکیاں اور آدمی ڈاکٹر؟" جھٹکے سے اسے سیدھا کرتے اسکا منہ بے رحمی سے اپنی مٹھی میں دبوچ کر وہ نیچی آواز میں غرایا۔

پر دوسری طرف تو جیسے وہ اس سب کیلئے پہلے سے تیار تھی کندھے اچکا گئی۔  
"مجھے کیا پتا میں تمہاری گاڑی میں بیٹھا کرواپس تمہاری طرف بھاگی تھی۔"

"شٹ اپ جسٹ شٹ تم جب آئی تھی تو تمہارے ساتھ ایک آدمی تھا تم اسے اپنے آدمیوں کے ساتھ بھیج دیا مجھے بتاؤ کہاں ہیں وہ مسکان ورنہ وہ حال کروں گا تمہیں اپنے دنیا میں آنے پر پچھتاوا ہوگا۔" اسنے جھٹکے سے اسکی ٹھوڑی چھوڑ کر اسکے گلے کو پکڑا۔  
اسکے سر پر جیسے خون سوار ہو گیا تھا۔

خون کے زیادہ بہنے پر وہ جب بیہوش ہو گیا تو اس نے سب سے مقابلہ کیا اور اسے اکیلا چھوڑ کر اسکے لئے بے زبان گواہ چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

"یوشٹ اپ ایس پی اگر اتنا ہی جوش ہے انہیں پکڑنے کا تو پہلے کہاں مر گئے تھے ہاں؟ جب ایسی بہت سی لڑکیوں کے ماں باپ سماج کی تھوک لعنت سہہ کر پو لیس کا در کھٹکھٹاتے ہیں کہاں مر جاتو ہو تم سب جب بے گناہ معصوم بچیوں کو روندہ جاتا ہے۔ کیوں نہیں ایکشن لیتے کیوں دوپانچ دن بعد جانچ پڑتال ختم کر دیتے ہو۔ اندھے ہو جاتے ہو جب بوڑھا باپ روتا بے گناہ بیٹے کی موت کے انصاف کیلئے گڑ گڑاتا ہے اور اسے ہاں ہاں ہمت رکھ جیسی تسلیاں دیکر قصہ ختم کر دیتے ہو کیوں اپنا نہیں کرتے پو لیس والے ہو قانون کا ساتھ ہے کرو انصاف دلائلو بے گناہوں کو!! جنہیں جھوٹے ثبوت گواہوں کی بنا پر پھانسی عمر قید دی جاتی ہے۔" وہ اس سے بلند آواز میں چلائی۔

"یہ ہماری محنت ہے کڑی کڑی جوڑی ہے ماہ لگائے ہیں انہیں ڈھونڈنے میں مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا پر ہمت نہیں ہاری اور جب انہیں حاصل کیا تو تمہارے حوالے کر دوں تاکہ دو تین سال بعد کورٹ کی تاریخ آئے اور وہ بچی کچی عزت دھول میں جھونک کر ذلیل ہوتی پھریں یا اس وردی کے بھیس میں چھپے مکاروں کے ہاتھ چڑھ جائیں اور صبح کے نیوز پیپر کی ہیڈ لائن فلاں فلاں کورٹ کی سنوائی پر جاتے مخالف کی شدید فائرنگ میں اللہ کو پیاری ہو گئی۔ نارہے گا بانس ناجے گی بانسری۔" جھٹکے سے اپنی گردن اسکی گرفت سے چھڑوا کر وہ آتش فشاں اس پر چلا رہی تھی۔

"تم۔۔۔۔۔ بری ان نے کچھ کہنا چاہا کہ مسکان ایک دم چلائی

"اگر تم نے ایک لفظ بھی کہا یا مجھ سے گواہی مانگی تو میں آئی جی کے پاس جاؤں گی اور تم پر کیس کر دوں گی تشدد کا اور اس کا ثبوت ابھی اپنی زبان کاٹ کر دوں گی ریمیمبر!" اس نے کہنے کے ساتھ ہی اپنی پینٹ سے چاقو نکالا اور اپنی زبان پر رکھ دیا۔

برہان تو ششدر اس کے سامنے کھڑا تھا۔

بریک فاسٹ ریڈی کر کے وہ جاگنگ پر گیا اور وہاں سے آکر جیم میں کچھ ایکسرسائز کر کے ابھی لوٹا تھا اور فریش ہو کر آنے کے سامنے کھڑا گرے فور پیس سوٹ میں میروں ٹائی پر ٹائی پن لگا رہا تھا پر نظریں وائٹ بلینکٹ میں دہکی سوئی حورالعیین کے سائیڈ فیس پر جا رہی تھیں۔  
عنائی گداز لبوں پر ایک مدہم مسکراہٹ تھی۔  
بالوں میں برش لگائے مسکراتا بیڈ پر بیٹھا۔

"تمہیں اٹھنا نہیں میں کب سے ناشتہ تیار کیے تمہارے انتظار میں ہوں۔" اس کے سیاہ بالوں کی لٹ کوکان کے پیچھے کرتے وہ مسکرایا۔

"مجھے ابھی سونا ہے عالم۔" وہ کسمسا کر کہتی کروٹ بدل گئی۔

"ٹھیک ہو سو جاؤ۔" جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیتے اس پر بلیکٹ درست کیا اور اٹھ کر کوٹ پہننے لگا تبھی اسکی سیل فون کی اسکرین روشن ہوئی۔

کوٹ کا بٹن بند کرتے اسنے موبائل اٹھایا تو وہاں ہاسپٹل سے کال دیکھ کر اسکی دھڑکنیں جیسے تھم گئیں۔  
"میری بہن ٹھیک ہے۔" وہ بڑبڑا کر حورالعین کا سر تھپتھپائے وہاں سے نکلا۔

"سر آپ پلیز جتنا جلدی ہو سکے ہاسپٹل پہنچیں۔" دوسری طرف سے ڈاکٹر کی بوکھلائی آواز تھی۔

اوکے آرہا ہوں پر یاد رکھنا میری سہمی کو کچھ ناہو! "اپنی طرف سے اسنے سخت وارنگ دی اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

البتہ دھڑکنیں جیسے مچلتیں اسکا چوڑے مضبوط وسیع سینا چیر کر باہر کو آرہیں تھیں۔

"سنو لڑکے عین جب اٹھ جائے تو اسے اچھے سے ناشتہ کروانا اور اسکا خیال رکھنا میں آتا ہوں۔" وہ کہہ کر وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا نکلا۔

عرب ٹیبل پر ناشتہ لگاتا حیران پریشان کھڑا تھا۔

وہ عین کو بغیر ناشتہ کرائے کبھی نہیں آفس گیا تھا پر آج خود بھی ایسے ہی چلا گیا بلکہ اپنی بیوی کو بھی ایسے چھوڑ گیا۔

وہ جو عالم کے جانے کے بعد ریلیکس سی سوئی ہوئی تھی اچانک سے آئی ابکائی پر اچھل پڑی۔



یہ ابکائیاں گھبراہٹ دل خراب ہونا یہ عجیب و غریب حالت اسکے ساتھ پچھلے دو دن سے تھی پر وہ کافی حد تک عالم سے چھپائے بیٹھی تھی۔

کل آنکھوں کا رو کر سوچ جانا یہ ڈر سے نہیں اچانک ہوتی ووٹنگ تھی جسکا اسنے عالم کو ڈر سے کہہ کر چھپا دیا تھا اور پھسلی بھی اسی گھبراہٹ کا شکار ہوتے پر خدا کا شکر تھا اسنے خود کو بچا لیا تھا ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا۔

ابھی بھی بمشکل منہ پر ہاتھ رکھے وہ باتھ روم کی طرف گئی اور سینک پر جھکتے ہی وہ نڈھال ہو گئی۔

اسے لگ رہا تھا وہ اچل نمکی کھانے سے اسکی یہ حالت ہوئی ہے اگر عالم کے منع کرنے پر ناکھاتی تو یہ حالت نا ہوتی۔

وہ چہرے پر پانی کی چھینٹیں مار کر وہیں بیٹھ گئی پتا نہیں کیا ہو رہا تھا اور جب اسکی خراب حالت کا عالم کو معلوم پڑے گا وہ کیساری ایکٹ کرے گا۔۔۔

سوچ کر ہی اسے ہول اٹھ رہے تھے۔

تھکے تھکے قدموں سے وہ چلتی بیڈ پر بیٹھ گئی تبھی ہی دروازہ ناک ہوا۔

"مجھے ناشتہ ابھی نہیں کرنا میں سونا چاہتی ہوں۔" اسے معلوم تھا عارب ہے تبھی کہہ کر واپس بلینکٹ میں گھس گئی۔

"ٹھیک ہے جب بھوک لگے تو باہر آ جانا میں لائونج میں ہی بیٹھا ہوں۔" عارب مسکرایا اور کہہ کر چلا گیا

پر دروازہ کھلا دیکھ کر پیپہ ایک دم اندر گھس گیا۔۔ اس دن عالم کے پھینکنے پر وہ کچھ خوفزدہ ہو گیا تھا اسلئے ہی حور سے دور بھاگ رہا تھا پر اب مسلسل اس سے دور رہنا سکے بس کی بات نہیں تھی تبھی موقعہ دیکھ کر اندر گھس آیا اور دروازہ بند ہونے پر بھائو بھائو کرتا بیڈ پر چڑھ گیا۔

"بے بی۔۔!!" حور کو اس پل پیپہ کی ویسے ہی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔۔

اور اسی پل ہی اسے پا کر وہ خوش ہو گئی۔ اسنے بانہیں واکیں جس میں وہ بانو سی چھوٹی آواز کرتا لیٹ گیا۔

"شکر ہے بے بی تم آگئے کم از کم کوئی تو ہے جس سے یہ سب شیر کر سکتی ہوں۔ ورنہ عالم پتا نہیں میری طبیعت کا جان کر پھر کتنا غصہ کریں۔" اسے وسوسے اٹھ رہے تھے

"کیا وہ چلے گئے بے بی؟" اسنے اسکے گھنے سفید بالوں میں ہاتھ پھیرتے پوچھا اور وہ فرمانبدار بیٹا بنا بانو بانو کرتا اسے جواب دینے لگا۔

باقی کا وقت وہ اس سے چھوٹے چھوٹے سوال پوچھتی رہی اور وہ بے بی کپڑوں میں ملبوس اسکے ساتھ بیڈ پر سویا وقفے وقفے بعد اسکے سوال کے جواب میں بانو کرتا۔

"کھانا کھایا پیارے بے بی نے؟" وہ مسکراتی پوچھنے لگی اور وہ ویسے ہی اپنے مخصوص انداز میں مثبت جواب دینے لگا۔

\*-----❤️-----\*

گاڑی جھٹکے سے روکتے وہ باہر نکلا اور کوٹ کا بٹن بند کرتے اسنے بھوری آنکھیں اس عمارت کی طرف اٹھائیں  
جہاں اسکی سانسیں ٹکیں تھیں

اگلے پل وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتالفت میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا میری بہن ٹھیک ہے؟" ڈاکٹر کے سر پہنچتے ہی اسنے سرد لہجے میں قطعی بری خبر کی گنجائش دیتے  
پوچھا۔

"ریلیکس عالم۔۔۔!" وہاں پہلے سے موجود بریگیڈ رُ نے نرمی سے کہا پر اسنے کہاں دھیان دیا اسکی بھوری  
سرخ انگارہ آنکھیں ڈاکٹر پر ٹکیں تھیں

"سر آپ اندر جائیں!" ڈاکٹر نے ہر اسماں ہوتے جلدی کہہ دیا۔  
اور بریگیڈ رُ اسے دیکھتے سوچ رہے تھے کہ اسے کبھی کوئی سر پرانز نہیں کر سکتا۔

"عالم بات تو سنو!" کرنل نے ایک کوشش کی

"میں وہاں سب پر واضح کر چکا تھا کہ میری فیملی! میری بہن، بیوی، وہ دو بھائی بہن سے سب دور رہیں ازات  
کلیئر!" چٹانوں سی سختی سے کہتے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

پیچھے اسکے پاگل پن پر دونوں مسکرائے۔ "شکر زیادہ ری ایکٹ نہیں کر رہا تھا ورنہ مینے اسکی منع باوجود یہاں آکر اس سے کافی توقع رکھ لی تھی!" کرنل نے قہقہہ لگاتے کہا تو وہاں موجود ڈاکٹر مسکرائے۔

اور کچھ ہی دیر میں وہاں سے گاڑیاں روانہ ہوئیں۔۔۔۔

اور عالم جو پریشان سا اندر داخل ہوا تھا ساکت دروازے پر بت بن گیا۔  
سامنے ہی وہ جان عالم ایک ہاتھ پیٹ پر رکھے دوسرے نرس کے حوالے کیے جہاں اسے ڈرپ نکالی جا رہی تھی۔  
آنکھیں موندے پڑی تھی پر پلکوں کی لرزش اسکے ہوش کی دنیا میں قدم رکھنے کی گواہی دے رہی تھیں  
"سمی۔!" اسکے لب ہلے پر آواز جیسے حلق میں دب گئی وہ پکارنا چاہتا تھا بہت کچھ کہنا اسکی آنکھوں کو دیکھنا چاہتا تھا پر لفظ جیسے چھین لیے گئے اس سے۔۔۔  
وہ خاموشی سے بھاری قدم اٹھاتا اسکے پاس رکھی چیئر پر بیٹھا اور اسکے بالوں میں دیکھا جہاں ہلکی ہلکی چاندنی بکھر رہی تھی۔

اسکا دل بھاری ہونے لگا اور گھنی پلکیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔۔ وہ یک ٹک بغیر پلکیں جھپکائے اسے گھور رہا تھا۔

اسے یاد تھا جب وہ تتلی سی خوبصورت چھوٹی سی لڑکی کھلکھلاتی تھی کیسے گھر میں چہکار کھنک بکھر جاتی تھی۔  
اسکی چوڑیوں کی کھنک اسے ہمیشہ مسکرائے رکھتی تھی۔



"سہمی اماں کہہ رہی تھی تیرے لئے جہیز اکٹھا کرنا ہے پھر تو مجھے اماں کو چھوڑ کر چلی جائے گی؟"

"دماغ خراب ہے تیرا!! میں کیوں تجھے چھوڑ جائوں گی اماں ایسے ہی بول رہی ہے حالانکہ اللہ نے مجھے بھیجا ہے عالم کیلئے ٹھنڈی ٹھنڈی لسی بنانے کیلئے۔" اس کے کانوں میں ایک غصے بھری اور پھر کھلکھلاتی آواز گونجی۔

"لسی تو میں ساری زندگی پیوں گا شرط یہ کہ تُو ساری زندگی مجھے اپنے ہاتھوں سے پلائے۔"

"سہمی میں سوچتا ہوں تُو کیسی لگی گی سرخ جوڑے میں۔ کتنی پیاری لگے گی نامیری شہزادی دلہن کے روپ میں۔ میں تمہارے لئے بہت مہنگے خوبصورت کپڑے لائوں گا سونے کے زیورات سے سجائوں گا تمہیں دیکھنا جب میں بڑا آدمی بنو گا تو تمہارے لیے ایک الگ روم بنائوں گا جہاں ہر رنگ کے مہنگے مہنگے کپڑے ہوں گے۔ ہر رنگ کی ڈھیر ساری چوڑیاں ہوں گی خوبصورت سینڈلز ہوں گے تُو کبھی روئے گی ترسے گی نہیں اپنی دوستوں کے دیکھ کر، ناہی پھر تیرے پاس یہ پھیکے رنگ کے تین سوٹ ہوں گے میں تمہیں اور اماں کو ہر چیز لیکر دوں گا سہمی جسکے تم خواب دیکھتی ہو۔"

"مجھے یہ سب نہیں چاہیے عالم مجھے صرف اپنا بھائی ویسا ہی چاہیے جیسا ہے بڑے آدمی بدل جاتے ہیں گم ہو جاتے ہیں۔ مجھے بس تو کبھی کبھی چوڑیاں لا کر دیا کر بس اور مجھ تجھ سے کچھ نہیں چاہیے۔"

تو صرف ہمارے پاس رہا کر عالم مجھے بہت ڈر لگتا ہے جب اباپی کر گھر میں اماں کو مارتے ہیں جب انکے ماتھے سے خون بہتا ہے جب وہ گھٹ گھٹ کر روتی ہیں۔ میں خوفزدہ ہو جاتی ہوں شہزادے جب ابامیری چوٹی سے

پکڑ کر کھانا ہونے پر مارتے ہیں مجھے درد نہیں ہوتا بس ڈر لگتا ہے کبھی یہ نفرت ہمیں جدا کر دے میں نہیں رہ سکتی تیرے اور اماں کے بنا۔"

بیک وقت دونوں کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر گالوں پر گرے۔۔۔  
نرسز آہستہ سے وہاں سے نکل گئیں اور اب وہاں صرف سعیر عالم اور اسکی شہزادی تھی۔

"دو سال، گیارہ مہینے، دو ہفتے، ایک دن، دس گھنٹے، پچاس منٹ، اٹھائیس سیکنڈ بعد آج تمہیں میرا احساس ہوا ہے کہ کوئی ہر سانس میں تمہیں یاد کرتا ہے سہمی؟" اسنے آنسو پونچھ کر شکوہ کیا۔

وہ ہولے سے مسکرائی اور بو جھل پلکیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔  
دونوں کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت اختیار کر گئے۔۔۔  
وہ کچھ بھی کہے بغیر اب ایک دوسرے کو دیکھتے بے آواز رہے ایک سب کچھ بھولے اس جوان مرد کو روتا دیکھ کر رو رہی تھی تو دوسرا اسکی تکلیف پر سسک رہا تھا۔۔۔

"میں مجبور تھا مجھ سے نہیں برداشت ہوتا تھا تم دونوں کا بھوکا رہنا پر مجھے کیا پتا بھوک سے بچانے کیلئے میں تم دونوں کو کھودوں گا۔" اسنے بھاری آواز میں سرگوشی سے کم آواز میں بڑبڑاتے گہرا سانس بھرا اور مزید سرگوشی کی

"میں رونا نہیں چاہتا آج میرا عید کا دن ہے۔ پر پتا نہیں کیوں یہ آنسوؤں تمہیں دیکھ کر بے قابو ہو جاتے ہیں۔  
حالانکہ وہ (اللہ) مجھ میں سانسیں روکنے کی طاقت دیتا ہے پر یہ آنسوؤں نہیں سمی جو تمہیں دیکھ کر بہتے ہیں۔"  
اسنے انگلیوں کے پوروں پر آنکھیں صاف کیں۔۔۔

"تم رو کیوں رہے ہو؟" وہ بھاری بوجھل آواز میں بولی۔

سعیر خوبصورتی سے ہنس پڑا۔ "نہیں بس ایسے ہی تم پھر اپنے بھائی کے پاس آگئی ہو اسلئے خوشی کے آنسوؤں  
ہیں۔" اسکی محبت پر سہمی مسکرا دی۔ ایک معصوم مسکراہٹ اسکے زردی مائل لبوں پر چھائی۔  
اور اپنا کانپتا ہاتھ اٹھا کر اسکے چوڑے ہاتھ کی پشت پر رکھا حوصلے کیلئے۔  
کیونکہ اسے کہا گیا تھا بھی جو شخص آئے گا وہ اسکا بھائی ہوگا۔  
اور وہ اپنے بھائی کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہی تھی۔ پر اسے کچھ یاد نہیں تھا ہر تلخ ہادیں ختم ہو گئی تھی۔  
بس اتنا جانتی تھی وہ کوما میں تھی اور یہ شخص اسکا بھائی ہے بس جیسے ایک پیدا ہوتا بچہ جانتا ہے کہ وہ جس کے  
آغوش میں جاتا ہے وہ اسکی ماں ہے۔۔۔  
ویسے ہی عالم کی بہن سب کچھ بھلائے ایک معصوم لڑکی کی طرح دنیا میں آنکھ کھول رہی تھی۔

اور اب عالم جانتا تھا اللہ پاک نے اسکی بہن کو اتنا عرصہ اس سے جدا کیوں رکھا اسلئے ناکہ وہ سب کچھ بھول کر  
واپس معصوم سہمی بن کر اسکے پاس آئے۔

"تمہاری بھابی تمہارا انتظار کر رہی ہے سہمی وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے۔" اسکے ہاتھوں کو چومتے وہ محبت سے  
بولتا وہ مسکرا دی۔

"میری بھابھی بھی ہے عالم؟" وہ خوش ہوئی تھی۔

"ہاں تمہاری بھابھی ہے جو تم نے میرے لئے پسند کی تھی بالکل معصوم شہزادی جیسی۔ جس طرح تم مجھے شہزادہ کہتی ہو اس طرح ہی اسے شہزادی۔" عالم محبت سے بتا رہا تھا اور وہ آنکھوں سے بھونچا ہٹائے اس خوبصورت شخص کے آدھے چہرے پر وہ خطرناک نشان دیکھ رہی تھی۔

اس نے اپنا کانپٹا ہاتھ اٹھایا اور عالم کے چہرے پر بنے نشانات پر انگلیاں پھیریں۔۔۔۔۔  
"یہ۔۔۔ یہ؟؟" وہ خوفزدہ سی بولی اپنے بھائی کے چہرے پر بنے نشان کو دیکھ کر۔  
اتنا خوبصورت پروقار بھائی اور اس کے چہرے پر یہ بے دردی سے دئے گئے کٹ کے نیلے نشان۔۔۔۔۔  
"یہ میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اسی وجہ سے مجھے بچاتے ہوئے تمہیں چوٹ لگی اور کوما میں چلی گئی۔" اس نے شرمندہ ہوتے بتایا اور اس کی انگلیاں چوم لیں۔  
"میں خوش ہوئی ہوں عالم کے اپنے بھائی کو بچاتے میں کوما میں گئیں ہوں۔ پر پھر بھی تمہیں اتنی چوٹیں لگی۔  
میں تمہیں نہیں بچا سکی میرے شہزادے۔" وہ روپڑی اور عالم کی جیسے جان پر بن طائی۔  
"نن۔۔۔ نہیں جانِ عالم تم نے مجھے بچا لیا تھا یہ اس سے پہلے چوٹیں لگی تھیں بلکہ تم نے میری زندگی بچائی ہے مجھے جینے کیلئے زندگی دی ہے مجھے وجہ دی سانس لینے کی سہمی ایسے مت رو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" وہ اس کا سر سینے سے لگائے بولا اور ماتھے پر بوسہ دینے لگا۔



"تمہیں یہاں لیٹو میں ڈاکٹر ز سے بات کروں اور پھر گھر چلیں۔" وہ اسے لیٹائے مسکراتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔۔

پیچھے وہ اسکی چوڑی وسیع پشت دیکھ کر اپنے بھائی کو ایک پہاڑ کی طرح مضبوط دیکھتی مسکرا دی۔

عالم کے حکم پر نا صرف اسکے وجود سے وہ نشانات مٹائے گئے تھے بلکہ کوما سے ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے وہ سب کچھ ماضی کا بھول گئی تھی۔

اور اب ایک خوبصورت پر نور چہرے والی عورت کے روپ میں وہ اسکے سامنے تھی۔

اسکی شہزادی تو اسکے پاس تھی اور اب رب مہربان ہوا تھا اس پر اور اسکی سہمی بھی لوٹادی تھی ساری اذیتیں بھلا کر۔۔

جیسے وہ سب ایک خواب تھا جیسے دیکھا اور بھول گئے۔

اب صرف اپنی عین کے سر سے ان برے سائے کو مٹا کر وہ اسے بھی ایک خوبصورت صبح بخشنا چاہتا تھا۔۔۔  
دونوں کیلئے اتنا کمالیا تھا کہ اگر وہ نا بھی رہتا تو خوبصورت زندگی انکے منتظر ہوگی۔  
اور عارب ضرور اسکی عزت کی رکھوالی کرے گا اسے پورا یقین تھا۔

"سوری سر پر انہیں ابھی کچھ گھنٹے پہلے ہی ہوش آیا ہے ہمیں کچھ ٹیسٹس کرنی ہیں انکے باڈی اور برین ٹیسٹ لینے ہیں پھر آپ انہیں لے جائیے گا۔" دونوں ڈاکٹر ز نے فوری معذرت کی۔

عالم نے گھور کر دونوں کو دیکھا اور جیب سے موبائل نکال کر عارب کو کال ملائی

"سنو عارب سمعیہ عالم کاروم ان لاک کرو اور کچھ لوگ بھیجو یہاں سے کچھ ڈاکٹر زائٹھوانے ہیں۔" اسنے کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کی اور موبائل جیب میں رکھتے ہو نقوں کی طرح گھورتے ڈاکٹر ز کی طرف دیکھا اور وہاں سے نکلا۔۔۔

دوسری طرف عارب کی سانسیں جیسے حلق میں اٹک گئیں۔۔۔

وہ ساکت ساکان سے موبائل لگائے کھڑا رہا۔۔۔

دل نے اپنی رفتار پکڑی اور اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے خوش ہو جائے یا چیخ کر اپنے دل کو مبارک دے کہ اسکی سرزمین کی ملکہ آرہی ہے۔

بمشکل خود کو سنبھالا بہر حال اب اتنی جرات کر لی تھی تو ہمت بھی کرنی تھی کیونکہ آگے وہ سعیر عالم کی بہن تھی۔۔۔  
سمعیہ عالم۔۔۔۔

اور اس سے کم از کم چودہ پندرہ سال بڑی، اب اسے اپنے عشق کیلئے کتنے پاپر بیلنے تھے وہ سوچ کر دلکشی سے مسکراتا بالوں میں انگلیاں پھیر گیا۔

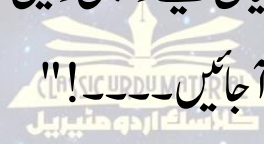
"اگر مر گئے اس عشق کے کھیل میں تو رہنے دیں گے آپکو آزاد اور نہ آپکو سینے میں چھپالیں گے اور سوہنی کلائیوں میں اپنے نام کی ہری اور سرخ کھنکٹی چوڑیاں پہنائیں گے وعدہ ہے آپ سے۔"

اب آپکو تہہ دل سے اپنے دل کی سرزمین پر خوش آمدید کہتا ہوں سمعیہ جی۔ "وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگتا جا کر اس روم کے سامنے روکا جہاں سعیر کے سواء کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی دروازے کو چھونے کی اور اب سعیر نے خود کہا تھا اس سے ڈور ان لاک کرنے کا۔

"میں اندر آجائوں گڑیا؟" ناک کرتے اسنے اجازت مانگی حورالعین سے۔

وہ چابیاں لینے واپس وہیں آیا تھا۔

"جی آجائیں۔۔۔!"



"کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے حورالعین؟" عارب اسکے دہکتے سرخ چہرے مر جھائیں آنکھیں دیکھتا پریشانی سے لپک کر بیڈ کے قریب پہنچا۔۔۔

"آپ سب میرے ذرا سے چپ کرنے پر اس طرح پریشان کیوں ہو جاتے ہیں بھائی؟" وہ بمشکل مسکراتی پوچھنے لگی۔

حالانکہ اسے شدت سے عالم کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اس تکلیف سے بچنے کیلئے اسکے سینے میں چھپ جانا چاہتی۔ اسکے مضبوط توانا حصار میں خود کو چھپا کر ہر تکلیف سے آزاد کروانا چاہتی تھی کیونکہ اس سے یہ سب برداشت نہیں ہو پارہا تھا بس کسی بھی وقت لگتا تھا پھوٹ پھوٹ کر رو دیگی۔

"کیونکہ بھائی کی جان ہماری تم میں سانسیں بسی ہیں اور سانسوں کو تکلیف پہنچے گی تو تڑپ جائیں گے ناہم اب شاباش اچھی بچی کی طرح بھائی کو بتاؤ کیا تکلیف ہے ورنہ عالم کو معلوم ہوا تو وہ میری پٹائی کریں گے۔" اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے وہ محبت سے پوچھ رہا تھا حور العین کی اس خلوص محبت بھائی پن پر آنکھیں نم ہو گئی۔

اور عارب کی تو جیسے جان پر بن آئی وہ اسے مسکان کی طرح ہی عزیز جان تھی۔

فرق صرف یہ تھا کہ یہ موم تھی جس پر اپنی محبت ظاہر کر کے تکلیف نہیں ہوتی تھی اور وہ ناگن تھی جس سے محبت کر کے طنز اور تکلیف ملتی تھی۔

البتہ یہ تکلیف بے معنی ہوتی تھی دونوں جانتے ہیں اس نوک جھونک سے ہی انکار شستہ مضبوط ہے۔

"ارے رو کیوں رہی ہو عالم کی شہزادی؟" اسنے بوکھلاہٹ اور بیک وقت شرارت سے پوچھا۔

"نہیں میں کہاں رو رہی ہوں یہ تو بس خود آگئے میرے پاس کوئی بھائی نہیں نا صرف دادا اور برہان کے علاوہ تو اب تم بھی میرے سچ والے بھائی ہو کسی وقت ہمیں بھائی کی بہت ضرورت ہوتی تھی پاپا کو بھی اور آج جب بھائی ہیں تین تین تو پاپا۔۔۔۔" وہ پی پی کو چھوڑ کر سر تک بلیںکٹ اوڑھ گئی۔

عارب کرب سے اس معصوم لڑکی کو دیکھنے لگا جسنے دنیا تو نہیں دیکھی تھی پر اس میں رہنے والے حیوان پہلے پہچان گئی تھی کیونکہ اب اسکے پاس تو نور تھا نہیں جس سے اسے سفید بھیس میں دھوکہ دیتے۔۔۔

تاریکیوں میں رہنے والی پری کے تو ویسے بھی بہت سے سائے ہوتے ہیں کوئی اسکے پر نوچنا چاہتا ہے تو کوئی

اسے۔۔۔۔



"تم دعا کیا کرو مہمیا پاپا کیلئے اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین وہ خوش ہوں گے تم سے اور ہو سکے تو میرے باپ کیلئے بھی دعا کرنا کہ اللہ سے بد سے بدتر موت دے۔!" وہ تصور میں کمشنر کو یاد کرتا آخری بات میں بڑبڑا کر رہ گیا۔

"آپ کے پاپا بھی۔۔۔" وہ کہتی چپ ہو گئی۔

"ہممم!! (مرا نہیں اب مرنے والا ہے)۔ وہ مسکرایا۔

اور اس سے اسرار کرپو چھاپر حورالعیین نے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ نور کی یاد آرہی ہے۔

عرب اسکا سر سہلا کر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے کیز نکالے وہاں سے نکلا۔

دروازہ کھول کر اسنے جب روم میں قدم رکھا تو اس عشقِ جان کی خوشبو سیدھا اسکی سانسوں سے ٹکرا کر روح میں اتر گئی۔

روم ایک دم چمک رہا تھا آخر چمکتا کیوں نہیں عالم خود اپنے ہاتھ سے دوسرے دن چیزیں صاف کیے رکھتا تھا۔

صفائی بھی خود کرتا تھا۔۔۔

\*-----❤️-----\*

کل مسکان کی حرکت بعد برہان اور اسکے بیچ سرد جنگ شروع تھی۔

وہ اس وقت اسے نکال کر پھینکتا پر اسی وقت آسیہ بیگم کی آمد اور پھر اسرار مسکان کو نکالنے پر اسلئے اسے واپس خوشی سے مسکراتے اسے محبت کرنے شوہر کی طرح اپنے ساتھ لگاتے روم میں لے گیا اور پھر وہاں پہنچ کر خود سے دور پھینکا۔

مسکان گھر کو سنورتے دیکھتی نور اور داد کی خوشیوں کیلئے دعا گو تھی۔

دوسری طرف کمال صاحب نے برہان سے کہا تھا اسکی بیوی یہ فنکشنز اٹینڈ نہیں کرے گی تبھی برہان نے سن کر غصے سے کہا کہ جہاں اسکی بیوی کی عزت نہیں وہاں رہ کر کیا فائدہ۔  
پراسکے ارادے سمجھ کر آسیہ بیگم چیخ اٹھی وہ ہر گز اس لڑکی کی وجہ سے اپنا پیٹا نہیں کھو سکتی تھی۔

"سنو ایس پی کب تک یوں معذور ہو کر بیٹھنے کا ارادہ ہے تمہیں تو بائی کو کورٹ لے کر جانے کی تاریخیں ہیں نا۔۔۔۔" مسکان روم میں داخل ہوتی کچھ ناگواریت سے بولی۔

جبکہ سامنے بیڈ کرائون سے ٹیک لگائے بیٹھا برہان نیوز سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

بلیک شارٹ شرٹ بلیک پینٹ پر سلیو لیس وائٹ لانگ کوٹ پہنے بالوں کی چوٹی بنائے اپنے خوبصورت سراپے کے ساتھ اسکے سامنے تیوریاں چڑھائے کھڑی تھی

برہان کی نظروں میں وہ نازک لمحے گذرے جب وہ بے خود ہو گیا تھا اور اسکے نازک موم سے وجود کو بانہوں میں بھرا تھا۔۔۔

اسے اپنے وجود پر ریشمی لمس اور دھڑکنوں کے مقام پر مدھم نرم گرم سانسیں اسے رات بھی سونے نہیں دے رہیں تھیں۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ دل پھینک تھا یا موقعہ پرست۔۔۔  
وہ ایسا ہر گز نہیں تھا کیونکہ اس نے اپنی آدھی پڑھائی کے دوران گذاری زندگی میں بے شمار لڑکیاں تھیں جو اس کی ایک نگاہ الفت کیلئے ترستی تھیں۔ اسے خاموش سنجیدی زیر و مزاج دیکھ کر کتنی لڑکیوں نے خود پر پوزل کیا تھا اسے بلکہ ایک رئیس کی بیٹی بضد تھی اسکے ساتھ شادی کیلئے جس وجہ سے ہی آسیہ بیگم برہان کے ساتھ مسکان کو برداشت کر رہیں تھی نا ہی حور العین کو۔۔۔  
ایک نظر اسکے سر پہ پر ڈال کر وہ نظریں پھیر گیا۔  
وہیں مسکان مٹھیاں بھیج کر رہ گئی اسکے انور کرنے پر۔۔۔

اس نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا کہ تبھی دروازہ ناک ہوا "یس!!"۔۔۔ اس کی بھار آواز گونجی تو دوسرے لمحے ملازمہ اندر آئی۔

"سریچے ڈرائنگ روم میں ایس پی شیرین میڈم آپسے ملنے آئی ہیں" اسکی بات ختم ہوتے ہی مسکان نے چونک کر برہان کی طرف دیکھا جسکے لبوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔

وہ آہستہ سے بیڈ سے اٹھا اور کپڑے ٹھیک کر وہاں سے جانے لگا کہ تبھی مسکان اپنے دراز قد کے ساتھ اسکے راستے میں حائل ہو گئی۔۔۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے مسکان گیسٹ انتظار کر رہے ہوں گے۔" کچھ غصے سے کہتے وہ دوسری طرف سے جانے لگا کہ وہ وہاں بھی بائیں پھیلائے سامنے آگئی۔

برہان کی نظریں اسکے وجود سے اٹھی اسکے پرفیوم کی خوشبو پر دھڑکنوں کو لے بدلتے دیکھ کر چڑ گیا۔  
"نوتم کہیں نہیں جائو گے آرام کرو چلو دفع کرو اس بی بی شیرین کو۔" غصے سے کہتے اسنے برہان کو پیچھے دھکا دیا وہ حیران ہوا پھر ناگواریت سے اسے ٹوکا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے وہ میرے لئے اسپیشل گیسٹ سے اور تم۔۔۔۔۔!" اسنے ابھی کچھ کہنا چاہا کہ اسکے اسپیشل سنتے ہی مسکان نے اسے بیڈ پر پیچھے زور سے دھکا دیا۔

وہ بوکھلا کر پیچھے بیڈ پر گر اپر اس بوکھلاہٹ میں جہاں مسکان کا ہاتھ پکڑا تھا وہیں نتیجاً وہ سیدھا اسکے اوپر گری اور بروقت دونوں طرف ہاتھ رکھے بیڈ پر، اس پر گرنے سے بچ گئی۔۔۔

"تم۔۔۔۔۔ تم بد تمیز لڑکی۔۔۔!" اس افتاد پر برہان غصے سے غرایا کہ وہ جھکی اس پر ہنس دی۔



اور اگلے لمحے کچھ اسکے قریب جھکی کے اسکے سارے بال لہرا کر برہان کے منہ پر گرے۔۔۔  
اور انسے اٹھتی شیمپو کی خوشبو پر وہ سانسیں روک گیا۔۔۔  
وہ صرف اسے اس ایس پی کے پاس نہیں بھیجنا چاہتی تھی پر اسے کیا پتا اس جزباتی حرکت میں خود ہی پھنسے گی۔

احساس تو تب ہوا جب اسکی مضبوط انگلیوں کو اپنی نازک کمر پر سرکتا ہوا پایا۔

وہ سانسیں روک گئی اور اسے دیکھنے لگی جو اسکے بالوں میں گہرے سانس بھر کر اب اسکی کمر کو دونوں بازوؤں میں جکڑے اسے خود پر گرا لیا۔۔۔۔۔

"یہ کک۔۔۔ کیا بیہودہ حرکت ہے چھوڑ وایس پی جانو باہر وہ ایس پی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔۔۔" اسنے جھنجھلا کر اپنا آپ اس سے چھڑوانا چاہا پر وہ بے خود سا کہاں ہوش میں آنے والا تھا۔  
اپنے کندھے کے درد کو بھی بھلا دیا۔۔۔ اور جھٹکے سے پلٹ کر اسے بیڈ پر ڈالتے خود اس پر جھک گیا۔

"بیہودہ حرکت تو یہ ہوگی گینگسٹر۔!" اسنے اسکی دونوں کلاسیاں بیڈ سے لگاتے اسکے نازک شکر فی لبوں کو نظروں کی قید میں لیکر اس پر جھک گیا۔ مسکان دہل گئی اسنے پھڑپھڑا کر خود کو چھڑوانا چاہا پر وہ جس طرح قابض تھا اپنی پوری طاقت سے وہ قید ہو گئی تھی۔۔۔

وہ لبوں پر نرم گرم دہکتے آگ مانند لمس پر بے جان سی ہو گئی۔۔۔ آہستہ سے اسکے دونوں ہاتھ کو ایک مٹھی میں جکڑے اسنے ایک ہاتھ مسکان کی کمر میں ڈالا اور اسکے ریشمی وجود کو خود میں بھیج دیا۔

ساتھ ہی اسکے سانسوں کے ساتھ کھیلتا وہ انہیں آزادی بخش کر اسکی گردن میں منہ چھپانے لگا اور وہاں جگہ جگہ اپنا لمس چھوڑنے لگا۔

وہ بے جان گڑیا کی طرح اسکے وجود کا حصہ تھی اور وہ اسکی خوبصورتی کی مدھم رس گولتی شرگوشی کرتا اسے سراہا رہا تھا۔

اور وہ لمبے سانس بھرتی آنکھیں میچے مزاحمت پر اتر آئی۔۔۔۔۔  
اچانک سے دماغ میں خیال آیا اور اسنے بلیڈ سے اسکی انگلی کاٹی۔۔۔۔۔  
کٹ پڑتے ہی برہان کی ساری مدھوشی اڑن چھو ہو گئی اور وہ کراہ کر بل کھاتا اسکے وجود سے دور ہوتا اپنی انگلی کو دیکھنے لگا جہاں سرخ لہو ابل رہا تھا۔  
ابھی وہ سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ ایک زوردار مکہ اسکے منہ پر پڑا۔۔۔۔۔  
"آہ ظالم عورت!" وہ کراہیا اور اسے گھور کر سرخ چہرے کو دیکھتا ہنس پڑا۔  
"اب خوش ہو اداں؟ یہی چاہتی تھی نا تم۔۔۔!!" دل جلانے والے انداز میں کہتا وہ اپنا حلیہ درست کر کے وہاں سے نکل گیا پر نکلنے سے پہلے اسکے پھیکے ششدر چہرے پر نظریں ڈالنا نہیں بھولا۔

پتا نہیں کیسے اپنی انا کو قائم رکھنے کیلئے بول گیا حالانکہ ساری بے خودی اسکی طرف سے تھی۔

سورج کی تیز تپش میں اسکی گاڑی عالم ولا کے پورچ میں رکی۔ اور اسکے پیچھے ہی اسکے آدمیوں کے حراست میں دو ڈاکٹر ز اور دو نرسز لیے گاڑی آئی۔

وہ مسکرایا اور باہر نکل کر اپنی بھوری چمکدار آنکھوں سے سورج کو دیکھا۔  
دل چاہتا تھا اسے اس پل کہے کہ کچھ دیر بادلوں میں چھپ جائوتا کہ وہ اپنی سمی کو لیکر اندر جاسکے۔

اسکی سوچ کو سمجھتے ہی انتظار میں کھڑا عارب دھڑکتے دل سے آگے بڑھا اور گاڑی کی ڈگی سے چھٹان نکالا۔۔۔  
عالم نے مسکراتے اس سائے کو دیکھا۔ اور پھر عارب کے بالوں میں ہاتھ پھیرا شفقت سے۔  
وہ سرخ چہرے سے خوشی سے ہنس پڑا۔

گاڑی کا ڈور کھولتے اسنے اندر بیٹھی اپنی سمی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ عالم نے دیکھتے محبت سے مسکرایا  
اور اسے اپنے قریب آنے کا اشارہ دیا۔  
وہ کھسک آئی اسکے پاس جس پر عالم نے ماتھے پر محبت سے بوسہ دیتا اسے بانہوں میں اٹھایا اور اسکے اوپر چادر  
درست کی۔

وہ ابھی چل نہیں سکتی تھی۔

سمعیہ نے مسکراتے اسکے سینے پر سر ٹکایا وہیں عارب کے ہاتھوں لرزش سی ہونے لگی اسنے دھڑکنوں سے  
گھبراتے آنکھیں پل کو میچیں اور گہرا سانس بھر کر اسے دیکھا پر وہ اپنے بھائی کے پناہوں میں چھپی ہوئی تھی۔

عالم کے قدموں کے ساتھ ہی عارب نے قدم اٹھائے۔۔۔  
وہ چلتا ہوا گھر میں داخل ہوا تب عارب نے چھاتا ہٹایا اور عالم نے اس کے چہرے سے چادر ہٹائی وہ آنکھیں موندیں  
پڑی تھی۔

اسے بار بار دیکھتے اس کی پلکوں کو دیکھتے وہ مسرور سرشار سا کھل کر مسکرا رہا تھا جیسے دونوں جہانوں کا سکون مل گیا

ہو۔  
سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ روم میں داخل ہوا تو ناک کے نتھنوں سے سرخ گلابوں کی خوشبو ٹکرائی۔  
اسنے چونک کر دیکھا۔۔۔  
سنہری چھت پر لٹکتا فانوس ہر کونے میں لگیں چھوٹی سنہری روشنی روم میں بکھرتی بتیاں۔ گلابی کلر کی دیواریں  
جن پر گلابی ہی جالیدار پردے لگے ہوئے تھے وہی پردے کھڑکیوں اور گلاس وال پر لٹکے ہوئے تھے۔  
سفید گداز مخملی قالین جس میں پائوں رکھے تو جیسے روئی میں دھنس جائے۔  
ایک سائیڈ تھری سیٹر صوفہ اور شیشے کی ٹیبل جس پر بڑا سا ڈیکوریشن پیش رکھا تھا جس کے پیٹ میں لائٹ  
جگمگا رہیں تھیں۔

جہازی سائیز بیڈ جس پر گلابی بیڈ شیٹ بچھی ہوئی تھی وہیں گلابی ہی بلینٹ پائوں کے پاس رکھا تھا سفید تکیے اور  
کشنر سیٹ تھے۔



ڈریسنگ مرر کے سامنے بڑی سی ٹیبل پر رکھیں چوڑیوں کے ہر رنگ، پرفیومز، میک اپ کا سامان، ہر سنگھار کی چیز موجود تھی۔

ایک گلاس کی بنے بڑے سے وارڈروب جس کے اندر ہر رنگ کا فراک اور ہر ڈیزائن لاکرہنگ کی تھیں کپڑوں کی۔

اسکی نماز کا خاص خیال رکھتے وہ جگہ الگ سے سجائی گئی تھی اور چونکنے والی بات یہ کے وہاں موجود جتنے بھی ڈیکوریشن پیسز تھے ان میں سرخ گلاب رکھے گئے تھے تازے جو عالم نے نہیں رکھے تھے اسنے حیرت سے عارب کی سمیت دیکھا وہ بوکھلا گیا۔

"وو۔۔۔ وہ سمعیہ جی کیلئے ویکلم کیلئے۔" اسنے وضاحت دی۔ "وہی ہیں جو جاتے ہوئے انہونے بیک گراؤنڈ۔"

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ آگے بڑھا اور اسے آہستہ سے بیڈ پر ڈالتے اسکے اوپر بلینکٹ درست کیا۔

"باہر ڈاکٹرز موجود ہیں انہیں اندر لاؤ اور خیال سے سمی کی نیند نا خراب ہو۔" عارب نے ایک چور نظر اسکے

نورانی خوبصورت سے چہرے پر ڈالی اور جھٹ سے سر ہلایا۔

"عین نے ناشتہ کیا؟" اسکے خجالت بھرے تاثرات نظر انداز کیے پوچھا۔

اور عارب چونک گیا۔ "وہ عالم مجھے کچھ بتا نہیں رہی آپ جا کر دیکھیں کیا تکلیف ہے اسے کچھ کھا نہیں رہی۔"

وہ پلٹ کر جو سمعیہ کے بالوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا عارب کی بتانے پر جھٹکے سے اسے دیکھا

آنکھوں میں غصہ اٹھ آیا لب بھینچ کر وہ عارب کو گھورنے لگا۔  
 "تم مجھے اب بتا رہے ہو نا سینس!!" اپنی بہن کا خیال کرتے وہ نیچے آواز میں جیسے اس پر دھاڑنا چاہتا تھا پر ضبط کر گیا جس سے اسکے سپید رنگ میں سرخیاں گھل گئیں۔  
 بھوری خونخوار نظریں، سرخ رنگت بھورے بال عارب دیکھ کر نظریں پھیر گیا۔  
 وہ غصے سے اسکے نظریں پھیرنے پر مٹھی بھینچے وہاں سے نکلا۔

"خیال رکھنا اسکا ورنہ یہاں بھی۔۔۔!!" عارب نے جھٹ سے نفی کی۔  
 اسکے جاتے ہی اسنے ہاتھ میں پکڑا چھاتا ایک سائیڈ رکھا اور ایک نظر دروازے پر ڈالتا سوئی ہوئی سہمی کے پاس آیا۔  
 وہ گھٹنوں کے بل اسکے پاس بیڈ کے نیچے بیٹھا اور بیڈ پر رکھے اسکے ہاتھ کی انگلیوں کو اپنے انگلیوں کی پوروں پر رکھا۔  
 اسکا دل پوری شدت سے دھڑک اٹھا۔۔۔  
 "سمعیہ۔۔۔!!" اسنے سرگوشی میں پکارا جس سے سہمی آواز سن کر پلکوں کو لرزش دیتی آہستہ سے آنکھیں وا کر لیں اور کچھ دیر چھت کو دیکھتے اسنے اپنے انگلیوں پر انجان لمس پاتے تڑپ کر اسکی طرف دیکھا۔

محبت کا جہاں اپنی ڈارک برائون آنکھوں میں سمائے وہ اسکی سرخ نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔  
 "کک۔۔۔ کون ہو؟؟؟" وہ اسکے جذبوں سے ہکلا گئی۔  
 اور اپنی انگلیاں گرفت سے نکالنے لگی پر عارب نے مسکراتے انگوٹھا ان پر رکھ لیا۔

وہ اسے تو نہیں جانتی تھی یہ کون تھا کیوں اسے اس طرح دیکھ رہا تھا اور اسکا بھائی۔۔۔ وہ کہاں تھا جو یہ انجان اسکے روم میں آگیا تھا۔

"آپکا ملازم آپکا خیر خواہ آپکا منتظر آپکے ساتھ باقی کی زندگی گزارنے کا خواہش مند یہ ناچیز عارب پلس خادم۔" وہ دلکشی سے مسکرایا سہمی نے گھوری ڈالتے اپنی انگلیاں چھڑوانی چاہیں۔

"مم۔۔۔ میرا کیا رشتہ ہے تم سے؟ پھپھو ہوں میں تمہاری؟" اسنے کچھ سوچ کر اس جوان لڑکے سے پوچھا عارب پہلے سٹپٹا یا پھر قہقہہ لگا اٹھا

"لا حول ولا۔۔۔ پھپھو ہوں گی عالم کے بچوں کی میری تو آپ مستقبل کی ساتھی (بیوی) ہیں۔ ہمارا روح کا رشتہ ہے۔ سمجھیں!" اسنے برامانتے وضاحت دی

"ا۔ک۔ک۔ کیا مطلب ہے؟" سہمی الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔ کیسی عجیب بات کر رہا تھا۔ اور اسکی انگلیاں بھی نہیں چھوڑ رہا تھا۔

پتا نہیں کہاں گیا اسکا بھائی ورنہ اسکے سامنے یہ شخص ایسی باتیں سوچے گا بھی نہیں۔ وہ خود اپنے بھائی سے اتنی متاثر تھی تو ضرور اسے سامنے پا کر اس لڑکے کی بولتی بند ہو ہی جائے گی۔

"مطلب ٹھیک ہو جائیں پھر آپکو سمجھائیں گے۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جھک کر عقیدت بھرا بوسہ اسکے بالوں پر ثبت کیا۔

سمعیہ اسکے اتنے قریب آنے اور اس طرح بوسہ دینے پر بوکھلا گئی۔

"دو۔۔۔ دور رہو!" اسنے وحشر زدہ ہوتے اسے پیچھے رہنے کا کہا اور اپنی سانسیں بحال کیں۔

عرب ایک مسکراتی نظر اس پر ڈال کر وہاں سے نکلا اور سہمی کی حیران پریشان نظریں اسکی چوڑی پشت پر ٹکیں تھیں۔

"یہ کون تھا جسکی اتنی جرات ہوئی کہ اسے۔۔۔۔۔ باقی کا وہ سوچ بھی نہیں پائی کس طرح ہوا کے جھونکے کی طرح قریب ہوا تھا کہ اسے اپنی انگلیوں اور بالوں پر اسکا لمس محسوس ہوتا اسے بو کھلا گیا۔

وہ اپنے قدم پر ششدر وہاں سے نکلا تھا کیا سمجھے گی اسے۔۔

سوچ کر ہی اسے پریشانی ہونے لگی۔ اور غصے سے دھڑکتے اپنے دل پر مکہ مارا پر خود ہی کراہ اٹھا۔

"سالے سب تیری وجہ سے ہوا اگر اسنے مجھے غلط سوچا تو تیزی خیر نہیں اتنا تڑپاؤں گا کہ پیدا ہونے سے سو بار سوچے گا۔" غصے سے اپنے دل کو مخاطب کرتے وہ لاؤنج میں آیا اور وہاں کھڑے پریشان خوفزدہ ڈاکٹر زرنر سز کو اندر آنے کا کہا۔

ساتھ ہی انکے بیگ بھی لائے جو سہمی کے علاج کیلئے دوائیاں عالم نے انسے پوچھ گچھ تفتیش کے بعد لیں تھی۔

"اگر تم میں سے کسی کو کسی ہیلپر یا ڈاکٹر کی ضرورت ہو تو بتائیں ورنہ میں آدمی بھیجوں۔" عرب نے باہر موجود آدمیوں کو دیکھتے ڈاکٹر زرنر کی طرف رخ کیا۔



"نن۔۔ نہیں!!" وہ ملامت کرتی نظروں عارب کو دیکھتے نفی کرنے لگے۔  
اسنے سر ہلایا اور دروازے پر کھڑے مودب سے آدمیوں کو جانے کا اشارہ دیا۔

\*-----❤️-----\*

وہ بے چین بے قرار سادروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو نظریں سیدھا سامنے گئیں جہاں وہ اسکی آمد کے منتظر  
سماعتیں بچھائے بیٹھی تھی اسکے قدموں کی دمک اور کلون کی خوشبو کا پاتے ہی روتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"کیا ہو امیرا بچہ؟؟؟" وہ بھاگ کر اسکے پاس پہنچا جب عین پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکی بانہوں میں سمائی۔۔۔  
"مجھے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے! مجھے چھپالیں۔" وہ سسکا اٹھی  
عالم کی تو اسکی حالت دیکھ کر جان پر بن آئی۔۔۔ "بس بس روتے نہیں میری شہزادی میں ڈاکٹر زبلا تا ہوں  
بتاؤ کیا ہو رہا ہے کہاں تکلیف ہو رہی ہے؟ یہاں۔۔۔؟ یہاں؟" وہ اسکے ہاتھ پیر گھٹنا کمینیاں چیک کرتا  
اسے سینے سے لگائے کھڑا ہو گیا اور بہلانے لگا تو دوسرے ہاتھ سے اسکی کمر سہلار ہاتھا۔

"یہ۔۔۔ یہاں ہو رہا ہے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔ یہاں بھی اور یہاں۔" وہ خوف سے سپید پڑتی اسکی شرٹ کو  
مٹھی میں جکڑے اپنے پیٹ دل اور حلق پر ہاتھ رکھے اسے دیکھاتی رونے لگی۔  
جس وجہ سے اسکی چھوٹی سی ناک آنکھیں اور چہرہ رو کر سرخ سو ج گیا تھا۔  
سعیر عالم کی حقیقت میں روح لرزا اٹھی اسکی حالت دیکھ کر۔۔۔  
سانسیں بھی جیسے بند ہو رہیں تھی۔

"شش۔۔!! میں دیکھتا ہوں شاباش روتے نہیں میرا بہادر بچہ شش! میں تمہارے پاس ہوں۔" محبت  
بھری سرگوشیاں کرتے اسنے اسے بیڈ پر لیٹایا۔۔

اسے سامنے پا کر ہی پی وہاں سے بھاگ گیا تھا اور اب صرف روتی ہوئی عین اور بھوری سرخ آنکھوں سے اس  
پر جھکا عالم اسکے بتائی جگہ پے چیک کرتا اسے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا کہ کہیں زیادہ درد تو نہیں ہو رہا۔

اسکا جی متلانے لگا وہ بے بس سی پڑی رہی۔۔۔"و۔۔ وہ وہ آرہی ہے۔" اسکے ہاتھ کو پکڑتے اسنے منہ پر رکھا  
اور ابکائی دینے لگی۔

عالم چونک اٹھا "عین!! میری جان میری شہزادی کیا ہوا تمہیں میرا بچہ کیا کھالیا ہے؟ کیوں ہو رہا ہے ایسا؟"  
اسنے گھبرا کر اسے بازوؤں میں بھرا اور لیکر باتھ روم کی طرف بھاگا۔۔  
سینک پر جھکائے وہ قے کرنی لگی جبکہ عالم اسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"کہیں فوڈ پوائزن۔۔!!" اسنے سوچتے کانپتے تھر تھر لرزتے اسکے نازک وجود کو اپنے ہاتھوں کے حصار میں  
پکڑا۔ "نہیں ایسا نہیں ہے۔" اسنے اپنی سوچوں سے نفی کی خوف سے۔

اور دوسرے ہاتھ سے اسکا منہ دھونے لگا۔ ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اسکے لئے تولیہ اٹھا کر اسکا منہ پونچھتے تولیہ  
ہینگ کر کے اسے ہاتھوں میں بھرا اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

وہ نڈھال سی اسکے کندھے پر سر ٹکائے آنکھیں موند گئی۔۔۔

"عارب۔۔۔!! عارب!!" اسنے دھاڑ کر پکار لگائی اور اسے سینے میں بھینچا۔

عارب جو ڈاکٹر زکوا پر چھوڑے اسے لینے کیلئے آ رہا تھا اسکی دھاڑ پر بھاگ آیا۔ "کک۔۔ کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" اسکی آواز پر عالم نے بھوری لہو آنکھیں اسکی طرف اٹھائیں

"کہاں مر گئے تھے اسکی حالت دیکھی ہے اگر اسے آج کچھ ہو جاتا تو اپنے ہاتھوں تمہاری لاش دفناتا۔ جاؤ سب لیڈی ڈاکٹر کو اٹھالو اور انکے ساتھ انکے ای سی جی میشن ایکسرے اسٹراسائونڈ اور کل والی ڈاکٹر کو ضرور لانا گو فاسٹ!" اسنے غرا کر کہا بدحواسی میں عالم کے سینے سے لگی نڈھال سی عین کو دیکھتے وہ خود پر لعنتیں بھیجتا وہاں سے بھاگا۔

اسنے بیلٹ سے گن نکالی اور ساتھ جیب سے گاڑی کی کیز۔۔۔ پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھتے اسنے اندھا دھند ڈرائیونگ کرتے تیز رفتاری سے وہاں سے گاڑی نکالی۔

وہ اسے بانہوں میں بھرے دھڑکتے دل سے ٹہلتا کبھی اسکی پیٹھ سہلاتا تو کبھی سر پر بوسہ دیتا پالگوں کی طح ہاتھوں پر بوسے دیتا۔

"بس صرف کچھ منٹس۔ پھر ساری تکلیف بھاگ جائے گی میری عین سے دور!" اسکی فکر مند مضطرب سی حالت عین سے چپھی نہیں تھی۔۔۔۔

وہ اسکی گردن میں منہ چھپائے گلے میں دونوں ہاتھیں ڈالے مسکرائی۔

"آپ مجھے ایسے ہی پیار کریں گے دیوانوں کی طرح ہمیشہ؟" اسکے گردن پر لب رکھتی وہ سرگوشی میں پوچھنے لگی۔

عالم اسکے ہولے ہولے سے لرزتے وجود کو ہاتھوں میں سمیٹے اسکے کندھے پر لب رکھتے مسکرایا۔ "کوئی

شک؟؟؟"

"نہیں۔۔۔! میں بھی آپ سے ایسے ہی پیار کروں گی۔" اسنے دل سے اظہار کیا۔ عالم خوشی سے اسکے ہاتھ چوم کر رہ گیا۔

"اب کیسا فیل ہو رہا ہے؟" وہ پردے ہٹائے کھڑکی کھول کر گیٹ کو دیکھنے لگا۔  
"اب ٹھیک ہے آپ آگئے تو ابکائیاں اور قہقہے بھاگ گئی۔" وہ کھلکھلائی عالم نے مسکراتے ہوئے باہر سے نظریں ہٹا کر اسکے کھلکھلاتے چہرے کو دیکھا۔

"پر میں مطمئن نہیں ہوں جب تک سارے ٹیسٹس نہیں ہو جاتے مجھے سکون نہیں آئے گا۔" وہ اسے بیڈ پر لیٹاتا اسکے پاس بیٹھا اور کوٹ اتار اسکے بغیر دوپٹے کے وجود پر ڈال دیا۔

حور آنکھیں موندیں سر اسکے گود میں رکھ گئی۔ اور عالم اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے عارب کو کال کرنے والا تھا پر کھڑکی سے آتی لاتعداد گاڑیوں کی آواز پر اسنے کوٹ ہٹا کر حور العین کے اوپر بلینکٹ درست کیا اور جھک کر ماتھے پر مہر ثبت کرتے کھڑکی سے دیکھا تو سامنے ہی گاڑیوں سے اترتی خوفزدہ پریشان ڈاکٹر ز اور اسکے حکم پر لائیں گئی مشینیں نکال رہے تھے۔



"ریلیکس رہنا ڈرنا نہیں میں اپنی شہزادی کے پاس ہی ہوں پھر ایک سر پرانز ہے تمہارے لئے۔" اسکی گال سہلاتے وہ بول رہا تھا جس پر حورالعین مسکرائی اور عالم نے انکو اٹھاسکے ڈمپل پر پھیرا۔

"اندر آئیں پلیز جلدی!" عارب کی گھبرائی بوکھلائی آواز گونجی اور ساتھ ہی سات آٹھ مختلف ہاسپٹلز کی لیڈی ڈاکٹر اندر داخل ہوئی اور خاموش ایک سائیڈ کھڑیں ہوئیں

مشینوں کو سیٹ کرنے کیلئے آئے آدمی خاموشی سے سیر کی موجودگی میں نظریں جھکائے مودب اپنا کام انجام دے رہے تھے۔

اور ڈاکٹرز بیڈ پر پڑی اس حسین مجسمے کو دیکھ رہی تھیں اور پاس ہی بیٹھے اس پہاڑ جیسے وجود کو۔

دونوں کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے دیو نے پری کو قید کیا ہو۔

"یہاں میں ہوں تم جاؤ وہاں۔" پریشانی سے عین کا چہرہ دیکھتے عارب سے عالم نے کہا وہ معذرت شرمندہ نظریں اٹھائے سر ہلاتا وہاں سے نکلا۔

"عالم کیا ہو رہا ہے؟" اتنی آہٹیں اتنی جنبشیں اور مشینوں کے بٹن کے آف آن ہونے کی آواز پر اسنے عالم کا ہاتھ پکڑا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "کچھ نہیں ریلیکس۔"

حورالعین کے سوال پر ڈاکٹرز نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا پھر بلینکٹ میں دہکی حورالعین کو۔

"سر ہو گیا اب یہ کام کر سکتیں ہیں۔" اسکے آدمی نے جھکی نظروں سے عالم سے کہا اسنے وہاں سے جانے کا حکم دیتے اور سب آدمیوں کے جاتے ہی دروازہ بند کیا۔

ان سات میں سے تین آہستہ سے آگے آئیں تب عالم نے پریشانی سے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔

"بتاؤ میرا بچہ کیا کیا تکلیف ہو رہی ہے یہ ڈاکٹر زہیں تمہارا علاج کریں گی شاباش۔" وہ حورالعین سے کسی معصوم بچی کی طرح ٹریٹ کرتا پوچھنے لگا۔  
اور وہ سر ہلاتی گہرا سانس بھر کر انہیں بتانے لگی۔  
"م۔۔۔ مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا کھانے میں صرف اچل نمکی کے علاوہ کیونکہ وہ کھٹی تیکھی بناتے ہیں ناں عالم۔ اور جو بھی کھاتی ہوں وہ قے کی صورت میں باہر آ جاتا ہے۔ میں عالم کو نہیں بتا رہی تھی اسلئے ہی میرا دل خراب ہو رہا تھا قے کر کے اب حلق بھی دکھ رہا ہے۔ اور جب یاد کرتی ہوں تو آ جاتی ہے خود ہی۔" اسنے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں مسلتے بتایا۔

ڈاکٹر پہلے الجھ گئیں پھر ایک دوسرے کو دیکھتے مشینوں کو دیکھا اور مسکرائیں۔۔۔

جس پر عالم نے گھورا اور وہ سٹیٹا کر مسکراہٹ کچل گئیں

اب وہ تینوں اسکی طرف متوجہ ہو گئی تھی باقی چار دروازے کے پاس کھڑیں تھی فکر مند خود فرزدہ پریشان سی۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ اسے تکلیف تو نہیں ہوگی اور تم مجھے حساس کا جتنا کر گئی تھی۔ اب دیکھ رہی اسکی حالت۔ اگر کل تم اسکا ٹھیک سے علاج کرتی تو آج اسکی یہ حالت ناہوتی۔" اسکی نظر اچانک دروازے کے قریب ایک ڈاکٹر کے پیچھے چھپی کھڑی کل والی ڈاکٹر پر گئی۔

اور دوسرے ہی پل وہ اسکے سر پر پہنچتا غرایا کہ وہ خوف سے زرد پڑتی اچھل پڑی۔ وہیں دوسری طرف ڈاکٹر ڈر سے عین کا چیک اپ کرتی ہر اسماں ہو گئیں۔

"مم۔۔۔ میری کیا غلطی ہے سر وہ کل تھوڑی انہونے بتایا تھا کہ انہیں ابکائیاں یا کچھ دل خراب ہو رہا ہے قسم سے سر میں ٹھیک سے علاج کرتی پر آپ نے کہا وہ گر گئی ہے تو مجھے چیک اپ کے بعد کہیں چوٹ نظر نہیں آئی تو۔۔۔۔"

"انفنف۔۔۔۔۔!! جائو اور اسکا ٹھیک سے علاج کرو۔" اسنے ہاتھ اٹھا کر دھاڑتے اسکے باقی کے لفظ منہ میں ہی دبا لیے بلکہ ہاتھ اسے حور العین کی طرف جانے کا اشارہ دیا وہ سر ہلاتی اسکے پاس بھاگ آئی۔۔۔

اسنے سرخ لہو نظروں سے عین کی طرف دیکھا جسکا چہرہ سرخ انگارہ ہو رہا تھا بلکہ ڈاکٹر اس سے سرگوشی میں بات کر رہیں تھیں۔ جس سے وہ جھینپ رہی تھی

"کوئنگر پچو لیشن سرشی ازون ویک پر گینٹ۔" ٹیسٹس پازیٹو دیکھ کر انہونے فکر مند مضطرب کھڑے عالم سے کہا۔

وہ جو عین کے سرخ حیران فکر مند چہرے کو دیکھ رہا تھا اس آواز پر جھٹکے سے انہیں دیکھا۔  
اسکی بھوری آنکھوں کی آگ کچھ یوں تھیں کہ سب کی موجودگی میں وہ نظریں جھکا گئیں۔

"کیا کہا دوبارہ کہو۔" اسنے حکم دیا اور چلتا حور العین کے پاس جانے لگا جو ابھی نظروں سے اس انگلش کو سن رہی تھی۔

"عالم کو نگرے پر گنٹ میں نہیں ہوں۔۔۔! میں وہ۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آیا کس طرح بتائے جبکہ وہ اسکے پاس بیٹھا تھا۔

"کیا ہو؟؟" اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر اسنے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔  
دل عجیب سے دھڑک رہا تھا وہیں لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ان کا کہنا ہے میں وہ۔۔۔ ماں بننے والی ہوں اور آپ بابا۔ ہم دونوں ماما بابا بننے والے ہیں عالم۔" وہ روتی ہوئی کہہ کر اسکے سینے سے لگی جس پر مسکراتے اسکے سر پر لب رکھے وہ اسے دل کے بے حد قریب محسوس کرنے لگا۔۔۔

"ایک منٹ کیا یہ سب ایک ویک کے بچے کی تکلیف تھی؟" ایک دم ہوش میں آتے اسے اپنی عین کی تکلیف یاد آئی۔

"جی پر یہ صرف ابتدائی۔۔۔"



"بس!!!!" اسنے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا۔

حور پریشان سی لیٹی ہوئی اسے سنتی اسکے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"انجکشن لگاؤ یا ٹیبلٹ سیرپ دوا سے کوئی ایسی جس سے اسے تکلیف نا ہو اور بچہ پیٹ میں خاموشی سے رہے فاسٹ۔" اسنے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"پپ۔۔۔ پر سر مم۔۔۔ میں کہاں سے لائوں؟ آئی مین سس۔۔۔ سائنس نے ابھی اتنی ترقی۔۔۔

"شٹ اپ تم دیکھ نہیں رہی اسکی آنکھیں وہ رو رہی تھی! اور تمہیں سائنس کی ترقی کی پڑی ہے۔"

"کچھ کرو ایسا کہ بچہ دنیا میں آکر پھر چنچے ابھی کوئی ایسی حرکت نا کرے جس سے میری عین کو تکلیف ہو سمجھیں؟"

اسکے سر دلچے میں مطالبے پر جہاں عین پریشان ہوئی تھی وہیں ڈاکٹرز ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔

\*-----❤️-----\*

"نوریہ لوداد کی الماری میں رکھ آؤ۔!" آسیہ بیگم نے کچھ فائلز کمال صاحب کی دی ہوئیں اسکے حوالے ہیں۔  
جو پاس ہی بیٹھی تھی انکے اسرار پر۔۔۔

"پرتائی امی وہ اپنی الماری کو لاک لگائے رکھتا ہے چابی پتا نہیں کہاں ہے۔" اسنے بہانا گڑھا۔

"بیٹا کیز وہیں اسکے سائیڈ ٹیبل دراز میں رکھی ہے تم جائو مل جائیں گی۔" انہونے فرار کے راستے بند کر لیے۔

نور لب بھینچے اٹھی اور دوپٹہ درست کرتی وہاں سے فائز اٹھائیں۔۔۔۔

وہ روم میں نہیں تھا اسلئے بے فکر ہو کر جا رہی تھی۔

کچھ خوش بھی تھی کہ اسے پھر سے فون کالز نہیں آرہی تھیں اور اپنے داد پر شک کرنے شر مندہ بھی ہوئی تھی۔

سیڑھیاں طے کرتی وہ انہی مختلف الجھی سوچوں میں تھی۔

وہ فائز بیڈ پر رکھتے ٹیبل کے دراز سے کیز نکال لائی۔ اور الماری کا لاک کھولا۔

"کاش میری شادی میں حور تم آتی میں تمہیں مس کروں گی۔" اسکی سوچیں اپنی بہن کے گرد گھوم رہیں تھیں۔

نظریں سرسری سی اٹھیں اور آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔

"یہ۔۔۔! یہ تو میری ہے۔" وہ اپنی گڑیادیکھتی پر جوش سی بولی۔۔

اور پھر خوشی سے اندر دیکھا تو وہاں لاتعداد چاکلیٹس ٹوفیز کی ویپر ٹوٹی پینسلز بالوں کے کپلس یہاں تک کے ٹوٹی ہوئی چوڑیاں بھی موجود تھیں۔

حیرت سے ساکت وہ ایک ایک چیز چھو کر دیکھ رہی تھی۔ "کتنا بیوقوف جنونی انسان ہے کب سے میری چیزیں جمع کر رہا ہے یہ انسان۔" اپنی چھوٹی سی فروک دیکھ کر اسنے ہنستے ہوئے سوچا اور دوسری چیزیں دیکھیں جہاں اسکا ایک چھوٹا اسکول شوز بھی تھا۔۔۔

"ای یہ تو مینے اسے سلائی کروانے کیلئے دیا تھا اور اسنے کہا تھا اُس سے گم ہو گیا پھر اسکی جگہ دوسرے لا کر دئے تھے۔" وہ مسکرانے لگی "بزدل چور کہیں کا۔"

اسے یاد تھا اسکا اسکول شوز سائیڈ سے اکھڑ گیا تھا اور نئے لینے کے پیسے نہیں تھے تو اسکی ماں نے سلائی کیلئے بھیجا تھا داد کے ہاتھوں تب وہ دوسرے انتہائی مہنگے شوز لیکر آیا تھا اور اسکے بارے میں کہا تھا کہ گم ہو گیا اس سے۔۔۔

وہ حیران تھی اسکی آنکھوں نمی اتر آئی دونوں پٹ الماری کے کھولے وہ ہر چیز دیکھنے لگی جہاں ایک طرف اسکی امپورٹنٹ ڈاکو منٹس اور فائلز رکھیں تھی تو دوسری سائیڈ نورال عین کی چیزیں۔۔۔

"اوہ یہ تو کتنا بڑا چور ہے یہ گلاس تو میرا فیورٹ تھا اس میں میں پانی پیتی تھی۔" اسنے اپنا چھوٹا سا کانچ کا گلاس دیکھا جو اسے انتہائی پسند تھا وہ اپنی عزیز جان بہن کو بھی اس میں پانی پینے نہیں دیتی تھی اور اسے یاد آیا یہ اچانک سے گم ہو گیا تھا۔۔۔

جسکے لئے وہ کتنی روئی تھی کہ اسے شدید سر میں درد اور بخار ہو گیا تھا۔ "داد کمینے! میں تمہیں شہید کر دوں گی تم ہمارے گھر میری چیزیں چوری کرنے آتے تھے اور میں روتی پریشان رہتی تھی کہ میری صرف کیوں گم ہوتی ہیں۔" اپنے گلاس پر لب رکھے وہ دانت کچکچا کر بولی۔

"کیا ہوا بونی تم رو کیوں رہی ہو؟" ایک سنجیدہ آواز اسکے کانوں میں گونجی "داد۔۔۔!! داد وہ دیکھو مناسب میری ہی چیزیں گم ہوتی ہیں ماما کی حور کی نہیں ہوتی۔ میری آج پھر ایرنگز چوری ہو گئی کل گلابی والا میرا فیورٹ دوپٹہ چوری ہو گیا ماما کو کہا تو کہتی ہیں میں ہی کہیں گم کر دیتی ہوں۔" وہ رو رہی تھی اور اسے یاد تھا اسنے کہا تھا کوئی بات نہیں چیزیں تو آنے جانے والی ہوتی ہیں وہ اسے نئے ایسے ہی لا کر دے گا پر نور نے انکار کر دیا تھا اور وہ کندھے اچکا گیا تھا کہ جیسے تمہاری مرضی۔

پراسے آج یہ سب یہاں دیکھ کر لگ رہا تھا کہ یہ چور کہتا ہو گا دل میں 'تیری مرضی میرا تو کام ہو گیا میرا چوری والا کیڑا اب پر سکون ہے'۔۔۔

نور العین غصے سے سرخ وہ سب اندر رکھ کر اب دوسری چیزیں دیکھنے لگی کہ اچانک سے اسکی آنکھیں الجھی اپنا بلیک پرس دیکھ کر۔۔۔

"یہ۔۔۔!!! وہ یاد کرنے لگی کہ یہ کہاں کھویا تھا۔۔۔



"سنو وہاں جائو"۔۔۔ سرخ گرے آنکھیں بغیر شرٹ کے چوڑا پھیلا وجود کالے لمبے بال اور گھسنی داڑھی  
 مونچھوں والا کوئی پچیس سال کا لڑکا ایک ماڈرن لڑکی کے کمر میں ہاتھ ڈالے روم کے بچوں بیچ کھڑا تھا۔۔۔  
 نور کے حواس جھنجھلا اٹھے۔۔۔ اسنے بے یقینی سے اپنے ہاتھ میں پرس دیکھا تو اسکی نظروں میں شکیل نامی  
 آدمی سیون اسٹار ہوٹل، ایک لڑکی، اور وہ۔۔۔۔۔ گھوم گئے۔۔۔

سانسیں جیسے الجھ گئی اور رنگت لٹھ کی مانند زرد ہو گئی۔

"مجھے چھوڑیں آپ صرف یہ بتائیں کیا آپکو معلوم ہے آپکا منکوح داؤد "دا آلف" معصوموں کو مارنے والا ایک  
 غنڈہ ہے سرے عام غنڈہ گردی وحشت پھیلانے والا بیسٹ کا ساتھی ہے ایک درندہ ہے! وہ آپ سب کے  
 سامنے معصومیت بزدلی کا ڈھونگ رچاتا ہے!"

"اگ۔۔۔ کیا بکواس ہے۔۔۔۔۔ داد۔۔۔۔۔ داد۔۔۔۔۔ نہیں!!" اسنے ہر اسماں ہوتے نفی کی اور لرزاتے  
 ہاتھوں سے پرس اندر رکھا۔

تب ہی دھڑکنیں جیسے سینے میں تھم گئی اور سانسیں تیز ہو گئی جب اسکی وحشت سے پھیلی نظریں اس رنگ پر  
 گئی جو اس غنڈے کی گاڑی میں گر گئی تھی۔۔۔۔

اب تو کوئی شک شبہ نہیں تھا کہ داد۔۔۔۔۔

"یہ رنگ تو۔۔۔۔۔!!!" آنسوؤں روانی سے بہنے لگے وہ لرز رہی تھی۔۔

دل دھک دھک کر رہا تھا اسے یاد نہیں آیا تھا وہ یہاں کیوں آئی ہے۔

اسکے سامنے تو بس آلف گھوم رہا تھا مختلف انداز میں۔۔۔۔

"اٹل گرل۔۔۔!!!" کانوں کے آس پاس جیسے سرگوشی ہوئی۔۔۔ اسکا تنفس تیز سے تیز تر ہونے لگا ہاتھ پائوں بے جان ہو گئے۔۔۔

"وو۔۔۔ وہ اب مم۔۔۔ مجھے مم۔۔۔ مار دیگا۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں چھوڑے گا مارے دیگا سب کو  
حج۔۔۔ حور۔۔۔ بی۔۔۔ برہان۔۔۔!" اسنے ہڑبڑا کر سب چیزیں اندر رکھیں اور الماری بند کرتے کیز دراز میں  
واپس رکھتے بیڈ پر ڈھے گئی۔۔۔

"تمہیں کس چیز سے ڈر لگتا ہے داد۔۔۔؟؟"

"مجھے خون۔۔۔! زیادہ ڈر مجھے خون اور بے گناہ کے قتل سے لگتا ہے۔۔۔ ایسا لگتا میری سانسیں بند ہونے لگتی  
ہیں۔ جسم میں خون منجمد ہو جاتا ہے ہاتھ پائوں سن پڑ جاتے ہیں۔ میں برداشت نہیں کر پاتا بے گناہوں کی  
موت۔"

"پھر کیسے داد۔۔۔؟؟؟ کیسے تم ان گناہوں کی دلدل میں اترے کیسے ایک معصوم داد سے حیوان بن گئے  
کیوں معصوموں کے وجود کو کھانے لگے؟؟؟" وہ سسکا اٹھی اسکی پرانی باتیں یاد کر کے۔

"تم ایک جھوٹے ہو!! جھوٹے حیوان نقاب پوش بہرہ پیے ہو معصوموں کا خون پیتے درندے ہو۔۔۔!!! میں  
تم سے نفرت کرتی ہوں داؤد میں تمہارا چہرہ سب گھر والوں کے سامنے لاؤں گی میں اب چپ نہیں بیٹھوں گی  
نہیں بیٹھوں گی چپ تم سب کا قصہ ختم۔۔۔!!!" وہ چیختی روتی وہاں سے نکلی اور بھاگ کر اپنے کمرے میں بند  
ہو گئی۔۔۔

صدمہ شاکد کی حالت تھی دماغ شدید جھٹکوں کے زد میں تھا۔ اگر اس نے اپنی آنکھوں سے نادیکھا ہوتا اپنا پرس اور وہ رنگ ناسکے پاس سے ملی ہوتی تو وہ کبھی یقین ناکرتی پر اب۔۔۔۔

کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی تھی۔  
وہ وہی تھا سب ثبوت اس کے خلاف تھے۔

صدمہ اس قدر تھا کہ وہ بیڈ پر گرتے ہی ہوش و حواس سے بیگانی ہو گئی۔۔۔

مہوش علی

\*-----❤️-----\*

"عالم ایسا نہیں ہوتا۔" ہنستی ہوئی حور نے ہاتھ بڑھایا۔

"شش تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں خاموش رہو ورنہ پھر تکلیف ہوگی۔" وہ چلتا عین کے پاس چیئر کھسکا کر بیٹھا۔

اور ڈاکٹرز کو اشارہ دیا۔

وہ پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔

اور پھر ابتدائی مرحلے کو دیکھتے انہوں نے اس کے لئے دوائیاں لکھیں۔۔۔

"یہ لیجئے سر منگوایئے اس سے آپکا بچہ نہیں چننے گا اور نا ہی اپنی بیوٹیفل ماما کو تکلیف دے گا۔" انہوں نے نسخہ اسکے حوالے کیا۔

وہ دوائوں کا نسخہ دیکھنے لگا جبھی آلف ڈورناک کر کے اندر داخل ہوا تھا۔  
"مبارک!۔۔۔!!" اسنے خوشی سے کہا پراسکے روم کو ہاسپٹل کے لک میں دیکھ کر حیران پریشان رہ گیا۔

"میں کہیں غلط جگہ تو نہیں پہنچ گیا؟" اسنے ہنستے ہوئے پوچھا اور اس ہنستے مسکراتے لمبے بالوں والے لڑکے کو دیکھ کر ہی ڈاکٹر ز میں سکون کی لہر دوڑ گئی۔۔۔

ورنہ وہ تو آج خوفزدہ تھی کہ صرف ڈاکٹری کر لے انہیں سائنسدان ڈاکٹر بننا چاہیے تھا۔

"نہیں تم سہی جگہ آئے ہو جائو یہ دوائیاں لیکر آؤ۔" اسنے وہ دوائوں کا نسخہ اسکی طرف بڑھایا۔

"اوہ یہ کس چیز کی دوائیاں ہیں اور۔۔۔۔۔"

"تم جائو اب دیر کر رہے ہو!" اسکے غصے سے ٹوکنے پر آلف چونکہ اور اسے اس قدر سیریس دیکھ کر سر ہلاتا

وہاں سے نکلا۔

"پر عالم مجھے تو ابھی تکلیف نہیں ہو رہی اور بچہ پیٹ میں تو چیخیں نہیں مارتا۔۔۔۔۔"



"تم نہیں جانتی میری شہزادی یہ بڑی فلم ہوتے ہیں اندر پتا نہیں کیا کیا کرتے اپنی ہی ماں کو تکلیف دیتے ہیں۔  
پر یہاں یہ سب نہیں چلے گا اگر انہیں عزت سے دنیا میں آنا ہے تو آئیں ورنہ سائنس تو ترقی نہیں کرے گی پر  
میں کافی ترقی کر چکا ہوں۔" اسنے حورالعین کے بال سنوارتے محبت سے کہا اور آخر میں ڈاکٹر زکودیکھ کر جتایا  
کہ وہ بیچاریاں بوکھلا گئیں۔

"تم کہاں اپنا ٹرانسفر کروارہی ہو؟" پاس کھڑی ایک ڈاکٹر نے عالم کو دیکھ کر سرگوشی میں پوچھا۔  
"جب تک یہ ہمارا ٹرانسفر دنیا سے کروائے میں خود لاہور کیلئے نکل رہی ہوں شاید کوئی محفوظ کونا مل جائے۔"  
دوسری ڈاکٹر نے سن کر سرگوشی کی۔

وہ سب آپس میں کبھی کبھی کھسر پھسر کرتی عالم کو بھی دیکھ رہی تھی جو حور کے ہاتھ سہلاتا محبت سے اسے  
باتیں کرتا مسکرا رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں آلف دوائی لیکر آیا اور ڈاکٹر نے عین کو کھلا کر اسے بیڈ پہ سلایا۔

"یہ انہیں وقت پر دیجئے گا ان شاء اللہ بے بی بغیر شور شرابے کے آئے گا۔" اپنی طرف سے انہوں نے پوری  
کوشش کی عالم کو مطمئن کرنے کی۔

"سر ہم جائیں اب؟" ایک نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جائو آلف انہیں چھوڑ آؤ پر ان میں ایک کو یہیں رکھ لو اگر شور کرے تو تیجے کا خرچہ ہماری طرف سے ہو گا اس کے ماں باپ کو بتا دینا۔" اسکا حکم سن کر سب کا سانس رک گیا وہ ہر اسماں ایک دوسرے کو دیکھنے لگی اور آلف مسکراہٹ دبا کر انہیں۔

"آہاں تو کون رہ رہا ہے اسکا سارا انتظام کیا جائے گا بے فکر ہو کر سامنے آئے۔" سینے پر بازو باندھے اسنے ان سے پوچھا تو وہ سب مزید پریشان ہو گئیں۔

"میں۔۔۔!" ان میں سے ایک ڈاکٹر سامنے آئی۔۔۔  
عالم نے دیکھا تو وہی تھی کل والی ڈاکٹر۔۔۔

"کیوں دوسری کیوں نہیں آرہیں۔" اسے اس ڈاکٹر کی ڈگریا بے مطلب لگ رہی تھیں وہ جیسے فرسٹ امپریشن از دالاسٹ امپریشن والا حال تھا یہاں۔

بہر حال وہ خاموش ہو گیا کیونکہ سامنے بھی عالم تھا اگر اسکے سامنے اسکی عین کو غلط انجکشن یادوائی دی تو زندہ تو وہ بھی نہیں رہے گی۔

باقی سب کو آلف انکی فیس دیکر چھوڑ آیا البتہ مشینز وہیں رکھی تھیں کیونکہ اب انکی کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی تھی عالم کے مطابق بچہ عین کے دل کی جگہ نا پہنچے اسلئے سب کچھ وہاں موجود ہونا چاہیے تاکہ اسے باز رکھا جائے اسکے ارادوں سے۔

آلف کی مبارک پروہ مسکرا کر سر ہلا گیا اور اب سب کو باہر نکال کر دروازہ بند کر لیا کیونکہ پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہو چکی تھی اسکی عین۔

اس لیڈی ڈاکٹر کو حورالعیین کیلئے رکھ دیا تھا۔ تاکہ کچھ پریشانی ناہو۔۔

مشینز دوائیاں ڈاکٹر وہاں موجود تھی جو اسکے مطمئن ہونے کا کارن تھی پر ایک یہ بھی چھن تھی کہ اسکے سوا دوسرا وجود اسکے کیسے قریب ہو سکتا ہے۔

بہر حال زمین پر آجائے اسکا بندوبست کرنا ہو گا اسے۔۔۔

"آپ خوش ہیں؟" حورالعیین اسکے ہاتھوں کو لبوں سے لگائے بولی  
"ہاں۔۔۔!" آہستہ سے اسے اوپر کر کے احتیاط سے پاس کیا اور جھک کر اسکی پیشانی چومی۔ "خوش ہوں۔"

"میں تو بہت خوش ہوں میں اسے چھوٹے چھوٹے کپڑے پہنائوں گی کتنا پیارا ہو گا نا ہمارا بچہ عالم۔" وہ چہکتی بولی عالم نے اسکے سرخ دہکتے چہرے اور چمکتی آنکھوں کو دیکھا۔

"تم اسے کیوں کپڑے پہنائو گی اسکے ہاتھ ہوں گے وہ خود پہنے گا تم صرف میرے لئے ہو ایسے کیا کرو مجھے شرٹ پہنایا کرو تاکہ یہ جو کبھی کتوں تو ابھی آنے والے بچے کو کپڑے پہنانے کا کرتی ہو ختم ہو۔" اسکے بازو اپنی گردن میں ڈالتے اسنے غصے سے کہا۔

حور نے سن کر آنکھیں پھیلائیں۔ "کیا آپکو جیلیسی ہو رہی ہے ہمارے اپنے بچے سے عالم؟" وہ ششدر تھی کہ کوئی باپ اپنے بچے سے بھی جیلیس ہو سکتا ہے پروہ بھول گئی تھی یہ "کوئی" نہیں "سعیر عالم" تھا۔

جو اپنی شہزادی کا کسی کو سوچنا برداشت نہیں کرتا تھا کجا کہ اسے کپڑے پہنا کر اسکے لاڈ اٹھائے۔

اسکے جواب نادینے پر حورالعین کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

"میں سوچ رہا ہوں ہمارے لئے ایک نیا گھر بنائوں یہ اسکے نام کر دوں۔" اسنے سوچتے ہوئے کہا تو حور قہقہہ لگا اٹھی

"آپ کو کیا ہو رہا ہے عالم وہ چھوٹا سا بچہ اس گھر کا کیا کرے گا؟"

"خوش ہو گا اور ہماری طرف دھیان نہیں دیگا میں یہاں اسکی ضرورت کیلئے گورنس میڈ کی لائسنس لگا دوں گا۔" اسنے اپنی سوچ کا اظہار کیا۔ حور سن کر دہل کر رہ گئی

"آپ میرے بچے کو گورنمنٹ کو کیوں دیں گے عالم؟" عالم نے مسکراتے اسکے چہرے کو دیکھا "تاکہ اسکی عقل ٹھکانے آئے اور تمہاری طرف غلطی سے بھی نادیکھے۔"

وہ کہہ کر اسے منہ کھولتے دیکھ کر کچھ مزید قریب کرتے اسکے لبوں پر آہستہ سے اپنے لب رکھ لیے۔

"خیال رکھنا چھپانا کچھ مت جو تکلیف ہو مجھے بتانا تاکہ اسکا ٹھیک سے علاج ہو سکے ورنہ اسے تکلیف دینے کی عادت پڑ جائے گی حالت تو مینے ابھی دیکھ لی ہے۔" اپنی ناک اسکے پھولے روئی سے قندھاری گالوں پر رگڑتے وہ سرگوشی میں بولا

حور اسے اچانک سے بدلتے دیکھ کر اسکی شرٹ کے پیچھے کالر سے پکڑ لیا۔

"آپ کوئی اچھی خبر سنانے والے تھے؟" وہ اسے بانہوں میں بھرے اپنی خوشی کے اظہار پر اسکے نقوش کے بوسے لیکر اسے بدحواس کر رہا تھا۔۔۔



عالم نے سن کر آنکھیں کھولی اور اسکی نرم گرم مدھم سی سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگا کچھ پل اسے قریب سے دیکھتے اسکی میچیں آنکھوں پر باری باری بو سے دیتے اسکے کان کے قریب اپنے لب کیے۔  
حورالعین کا دل اسکے وسیع سینے میں دھک دھک کر رہا تھا۔

"ویسے تو میں پسند نہیں کرتا تمہیں میرے علاوہ کوئی عزیز ہو۔ اسلئے نارمل خوشی کا اظہار کرنا۔

"سمی آگئی ہے۔" تمہاری ساتھی پر یاد رہے ڈارلنگ اسکے سامنے کوئی پرانا ذکر مت کرنا میں نے بہت محنت سے اسکے دماغ سے بری یادیں مٹائیں ہیں کیونکہ اگر ایسا نہیں کرتا تو سمی اٹھ کر ہمارے پاس نہیں آتی۔۔۔! یا شاید وہ کبھی اٹھتی نہیں۔" حور ساکت سی اسکی سرگوشیاں سن رہی تھی پر دماغ میں صرف ایک ہی سدا گونج رہی تھی "سمی"۔۔۔

"رومت میری شہزادی دیکھنا ایک دن میرا شہزادہ آئے گا اور تمہیں اس قید سے لے جائے گا۔" سالوں پہلے ایک نفیس سی آواز اسکے کانوں میں سائیں سائیں کرنے لگی

اسکی سپید رنگت دیکھ کر عالم نے اسے اپنی پناہوں میں چھپا لیا کیونکہ جانتا تھا اپنی بہن کی زندگی سے تو وہ باب نوچ لیا پر اپنی شہزادی کا کیا کرے کیسے اسکے ذہن سے وہ سب کچھ نکالے۔

"ع۔۔۔ع۔۔۔ع۔۔۔ع۔۔۔سم۔۔۔سمی۔۔۔میری سس۔۔۔می!!" وہ بدحواسی کے عالم میں گویا ہوئی۔  
اور عالم اسکی بڑبڑاہٹ سنتا اسے بہلا کر سلانے لگا۔  
تاکہ جب جاگے تو بہت آسانی سے اس سچ کو قبول کر لے اسکا دماغ۔۔۔

وہ اسے کسی بچی کی طرح اپنی پناہوں میں سمیٹے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

\*-----❤️-----\*

آج کی میٹنگ میں ڈی ایس پی کے بتائے گئے خود پر الزامات سن کر وہ دنگ رہ گیا۔

انکی رپورٹس کے مطابق وہ کافی غیر قانون کاموں میں بیسٹ کو مدد دیتا ہے اسلئے ہی اسکی لڑکی سے شادی کی ہے۔



اور وہ جنگل سے آدمی زندہ لا سکتا تھا پر جان بوجھ کر سب کو جلا دیا۔

وہ نہیں جانتا تھا یہ غلط رپورٹ کسے بنا کر دیں تھی پر جو بھی تھا اس پر الزامات لگائے جا رہے تھے۔  
کمشنر ڈی ایس پی ایس پی نے وارن کیا تھا اگلی بار اسکی رپورٹس آئیں تو اسے ڈسمس کیا جائے گا بلکہ اسے سزا دی جائے گی مجرم سے ملے ہونے کی وجہ سے۔

بہر حال انکے پاس ثبوت نہیں تھے نا ہی گواہ سوا سے صرف وارن کیا جا رہا کیونکہ دوبارہ یہ سب موصول ہو سکتے ہیں کیونکہ کالے کارنامے نہیں چھپتے۔

اسنے اپنی بہادری پر کتنے میڈل ایوارڈ جیتے تھے۔۔ کتنوں کو اندر کروایا تھا خطرناک سے خطرناک کیس حل کیے تھے نتیجہ یہ مل رہا تھا کہ کسی کے کہہ دینے سے اسے فوراً وارن کر دیا۔  
پرسوں گھر میں مایوں کی رسم تھی اور وہ کسی سے یہ شیر بھی نہیں کر سکتا تھا۔

پراس سب کی کارن مسکان تھی مسکان عارب۔

ان ہی غیض و غضب کی سوچوں میں وہ اسکول کی طرف جارہا تھا کہ ڈیش بورڈ پر رکھے اسکے موبائل کی  
سکر ہن روشن ہوئی۔

ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالتے دوسرے سے موبائل اٹھایا تو سامنے ہی انجان نمبر سے مسیج شوہورہا تھا۔

"ہم سے الجھ کر بہت برا کیا ایس پی اب ہماری طرف سے خوشیاں سنبھالو یہ آنے والا صدمہ ہوگا تمہارے لیے  
چھوٹا سا گفٹ۔"

مسیج پڑھ کر اسکا دماغ سنسنا اٹھا۔۔۔  
جلد ہی اس دھمکی پر کال بیک کی پر دوسری طرف نمبر آف تھا۔  
سب سے پہلے ہی ڈر اسکے دماغ میں اپنی کمزوری فیری کا آیا۔ "کہیں اسے خطرہ تو نہیں" خوف سے سوچتے اسنے

گاڑی بھگائی۔۔۔

اور جلد اسکول کے گیٹ پر رکا جہاں چھٹی کا وقت ہو چلا تھا۔

"سلام سر۔" گارڈ نے اسے دیکھ سلام کیا برہان نے سر ہلاتے وہیں چہل قدمی کی۔

"اچھا سنو میری بیٹی سے کوئی ملنے یا اسکا پوچھنے تو نہیں آتا نا؟" اپنے دماغ کے خدشات اسنے گارڈز سے پوچھے۔

وہ اچھے سے جانتا تھا فیری کو کیونکہ وہ صبح جاتے ہوئے روز اسے سلام کر جاتی تھی۔

"نہیں بیٹا ابھی تو کوئی نہیں آتا ہاں پہلے اسکی ماں آتی تھی پر اب نہیں آتیں۔" اسنے مسکان کا سوچتے بتایا۔۔۔  
برہان ماں پر پہلے تو چونکہ پھر مسکان کا خیال آتے ہی سر ہلادیا۔

"اچھا ایک بات یاد رکھنا کبھی کوئی بھی میری بیوی یا میرے علاوہ پوچھے تو فوراً مجھے کال کرنا اور اسے انکار

کر دینا۔" اسے اپنا نمبر دیتے سمجھایا تو گارڈ سر ہل گیا۔

اسنے اسکی پریشان صورت دیکھ کر پوچھا کہ خیریت ہے بیٹا جس پر اسنے تسلی دی کہ سب ٹھیک ہے۔

وہ نہیں ڈرتا تھا ان اٹیک دھمکیوں سے پر اب اپنی بیٹی نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا۔

وہ اپنی فیری پر خراش برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

مہوش علی

"السلام علیکم ڈیڈ۔۔۔۔۔!!" اپنے خیالوں میں اسے معلوم ہی نا ہوا کب چھٹی ہوئی اور کب وہ اسے دیکھ کر سلام کرتی سامنے آئی۔

"فیری۔۔۔۔۔ میری جان۔" برہان بے بے قراری سے بے چینی خوف سے اسے بانہوں میں سمیٹ کر اپنے

وجود میں چھپا دیا کہ کہیں سے خراش نا پڑ جائے اسے۔

"کیا ہوا دوست آپ ڈرے ہوئے ہیں ممانے پھر جھگڑا کر لیا کیا؟" وہ فکر مندی سے برہان کے چہرے کو

ہاتھوں کے چھوٹے پیالے میں بھر کر پوچھنے لگی۔



"نہیں اس کی ہمت آپکے ڈیڈ سے لڑے۔" اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے برہان نے محبت سے کہا اور لیکر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

پیچھے ایس پی کو اس قدر اپنی چھوٹی سی مگر کمزور بیٹی سے والہانہ محبت کرتے دیکھ کر وہاں آئے پیرنٹس مسکرا دئے۔

"بیڈ بوائے ڈیڈ ماما سے لڑا نہیں کریں وہ بہت پیاری ہیں مجھے بہت پسند ہیں۔ مجھے رات کو بانہوں میں سلاتی ہیں کبھی آپ لیٹ آتے ہیں تو سٹوری سناتی ہیں۔" برہان زیرک نگاہیں آس پاس گھمائے اسے اپنے حصار میں لیے اپنی بلٹ پروف گاڑی میں بیٹھایا اور دوسری طرف خود آکر بیٹھا۔۔۔

اور وہ دادی کی طرح سمجھانے لگی۔

"ہاں تمہیں بھی میری لڑائی دیکھائی دیتی ہے اپنی ماما کی نہیں وہ مجھے ایسے کاٹتی ہے۔ تیج مارتی ہے تب تم اس سے کیوں نہیں کہتی؟" برہان نے برامانتے ہوئے کہا اور اسکی سیٹ بیلٹ باندھی۔۔۔

فیری ہنس پڑی۔۔۔ "مینے ماما کو بھی کہا تھا ڈیڈ سے نا لڑا کریں تو وہ کہتی ہیں۔۔۔۔۔" وہ کہہ کر پھر مسکرائی

برہان کو نا جانے کیوں جاننے کا تجسس ہوا "پھر کیا کہا آپکی گینگسٹر ممانے؟" متبسم سا مسکراتے وہ گاڑی ڈرائیو کرتا پوچھ رہا تھا۔

انداز مسکراہٹ ایسی دلکش دیکھ کہ فیری نے گھور کر دیکھا تھا۔

اور برہان کو بھی شاید اپنی بے خودی کا احساس ہوا گڑ بڑا گیا۔ "یقیناً اس محترمہ نے انگارے چبائے ہوں گے۔" اسنے خالی کھولی نفرت ناپسندگی کا اظہار کیا جو کچھ دیر پہلے تھی۔۔۔

جبکہ کافی جھٹلانے کے بعد بھی وہ اپنے حصار میں اسکے ریشم لمس اور تیکھے پن کو جھٹلانا پارہا تھا۔ لب بھینچے موڑ کاٹا۔۔۔

"کہتی ہیں ایس پی لائق ہی اسکے ہے۔ اگر میں یعنی کہ میں خود۔۔۔" اسنے سمجھاتے چھوٹی سی انگلی اپنے ماتھے پر رکھی

"اگر میں ناہوتی تو وہ آپکو صرف مکے نہیں لاتیں بھی مارتی۔" وہ مسکراہٹ سرخ چھوٹے سے لبوں میں چھپاتی بولی اور منہ پھیر کر مسکرا نے کیلئے ونڈو کو دیکھنے لگی۔

برہان نے سن کر غصے سے اسٹیرنگ و ہیل کو جکڑا اور اسے گھور کر دیکھا۔  
"تم اپنے ڈیڈ پر ہنس رہی ہو فیری افسوس کی بات ہے مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔" اسنے خفگی سے کہا۔  
"وہ عورت تو ہے ہی سائیکو!!" وہ بڑبڑایا مسکان سنتی قہقہہ لگا اٹھی اور اسے دیکھا  
"بابا۔۔۔!" اسنے مسکراتے برہان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیکر لبوں سے لگایا۔  
دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دئے۔

اسکا بابا کہنا برہان کے روح میں سکون کی لہر بن کر اتر ا۔۔۔ "بابا کی جان۔" اسنے جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیا۔

"لنچ کریں بابا کو بہت بھوک لگی ہے۔" اسنے اجازت طلب نظروں سے دیکھا۔

فیری نے اسے دیکھا اور چھوٹی سی انگلی ٹھوڑی پر رکھ کر سوچا برہان اسکی ایکٹنگ پر معصوم صورت بنائے دیکھتا رہا۔۔۔

"ہاں تو اجازت ہے جانِ بابا؟" کچھ دیر بعد پوچھا فیری ہنستی سر ہلا گئی۔

"جی اجازت ہے بابا جان مجھے خود بھوک لگی ہے اگر ماما ہوتی تو تینوں ساتھ لے جاتے پر۔" اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

برہان خاموشی سے سنتا رہا۔ اور گاڑی ایک خوبصورت ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں روکی۔

"یہاں کا کھانا کافی مشہور ہے سوچا آج اسکے چسکا اپنی فیری کے زبان پر لگائوں کیا پتارات کو اڑ کر یہاں آئے کھانے۔" وہ اسکا بیگ وہیں رکھ کر اسے اٹھائے گاڑی لاک کرتے وہاں کھڑے کانسٹیبل کے حوالے کیز کر کے آگے بڑھا۔

یہ ایک اوپن ایر فیمیلی ریسٹورنٹ تھا۔ اور وہاں پہلے ہی کافی رونق لگی ہوئی تھی کافی ٹیبلز تک تھیں پر اسے دیکھ کر مینجر بھاگ کر پاس آیا۔

"سر یہاں آئیں۔۔۔" سلام دعا کے بعد وہ اسے کہتا آگے بڑھا اور ایک خوبصورت گلاس وال کے قریب پر سکون جگہ پر ٹیبل پیش کی۔

برہان تھینکس کہتا فیری کو بیٹھانے لگا کہ مینجر نے آگے بڑھ کر اسکے لئے چیئر کھسکا ئی۔

"تھینکس انکل۔" وہ مسکرا کر بولی جس پر اسکے معصوم پیارے سے چہرے کو دیکھتے مینجر نے احترام سے سر کو خم دیا۔

اور ویٹر کو بلایا۔

وہ تب تک وہیں کھڑے رہے جب تک برہان نے آرڈر دیا۔۔۔

وہ آرڈر لیے وہاں سے ہٹ گئے۔ فیری خاموشی سے ٹیبل پر سر ٹکائے اپنے مسیحا کو دیکھ رہی تھی جس نے اسے جہنم سے نکال کر اپنے پر سکون آغوش میں بھرا تھا بلکہ اس کے لئے اس کا باپ بنا اس کی مزید کمی کو پورا کرتے اس کے لئے خوبصورت سی اس کی پسند کی ماں لایا۔

"بابا میرے مرحوم بابا ماں کتنے خوش ہوں گے ناں۔" نم آنکھوں سے اس نے برہان سے کہا اس نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور جلدی موبائل ٹیبل پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر اس کی دونوں نم آنکھیں انگلی سے پونچھیں۔

مہوش علی

"ہاں خوش ہوں گے اپنی اتنی پیاری کیوٹ سی فیری کو مجھے دیکر میں ان کا بہت شکر گزار رہوں گا جنہوں نے تمہیں میرے لئے بھیجا۔" اس نے ہانپتی پھیلائیں تو وہ چیئر سے اٹھ کر اس کے آغوش میں آگئی۔۔

کھانا لگنے تک وہ اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا اسے نوالے بنا کر کھلا رہا تھا۔

"السلام علیکم ایس پی صاحب کیسے ہیں؟" ایس پی شیرین جو اپنی سسٹرز کے ساتھ یہاں آئیں تھیں برہان کو دیکھ کر ان سے ایکسیوز کرتی برہان والوں کی ٹیبل پر آئی۔

"وعلیکم السلام الحمد للہ میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسی ہیں؟" ہاتھ ملا کر جواب دیتے اس نے اخلاقاً پوچھا۔



"ایم فائن کیسی ہو لٹل ڈول؟" چیئر کھسکا کر بیٹھتی وہ فیری کا گال چھو کر محبت سے پوچھنے لگی۔  
جس پر فیری اپنی ماما کی جگہ اسے پا کر برہان کو دیکھنے لگی۔ اور برہان اسکی آنکھوں میں چھپی ناپسندگی دیکھتا پلکیں  
جھپکا کر ماتھے پر بوسہ دیا۔

"میں ٹھیک ہوں آنٹی آپ کیسی ہیں؟ اوہ سوری میں آپکو بتانا بھول گئی یہ میری ماما کی چیئر ہے وہ یہاں آنے  
والی ہیں۔" وہ معصومیت سے مسکرا کر بولی۔

شیرین شرمندہ ہو گئی۔۔۔ "اوہ سوری مجھے پوچھ کر بیٹھنا چاہیے تھا۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور مسکان اسکی  
بات سے متفق ہو کر سر ہلانے لگی اور برہان کے ہاتھ میں موجود نوالہ جھک کر کھالیا۔  
"ارے نہیں وہ نہیں آرہی آپ بیٹھ جائیں مس شیرین لچ کریں ہمارے ساتھ۔" اسکا چہرہ اسرخ دیکھ کر برہان  
نے بات سنبھالی ورنہ اسے اپنی معصوم سی بیٹی سے یہ امید نہیں تھی۔  
اس عورت نے اسے اتنا تیز کر دیا تھا۔ کہ وہ جانتی تھی کہاں اسکی ماں کی جگہ ہے کہاں دوسری غیر لڑکی کی۔

اور شیرین برہان کے خلوص پر مسکراتی بیٹھ گئی۔ "آپکی انگلی کیسی ہے کٹ گئی تھی ناکل؟ آپنے بتایا نہیں کہ یہ  
کٹ کیسے لگا؟" اپنے لئے پلیٹ میں کھانا نکالتے وہ فیری کو زہر سے بری لگی۔

وہ جانتی تھی اسکی ماما نہیں آرہی اسے تو اسکے بابا نے بلایا ہی نہیں پھر کیسے آتی۔ پر وہ اپنی طرف سے کوشش  
کر کے اپنی ماما کو خوش تو کر سکتی تھی کہ اسکی غیر موجودگی میں اسکی بیٹی اپنے بابا کے پاس کسی کو آنے نہیں دیں  
گی۔

برہان نے حیدر آبادی بریانی کا چچ بھر کر فیری کے منہ میں ڈالا اور اپنی انگلی کو دیکھا جہاں سرخ کٹ کا نشان تھا۔ "جی ٹھیک ہے وہ۔۔۔۔ اسکی نظروں کے سامنے وہ لمحہ لہرایا۔۔

وجود میں ایک سرور بھری لہر ڈور گئی۔۔۔

کتنی ظالم لڑکی تھی کچھ اثر نہیں ہوتا تھا اس پر، کیسی محبت تھی جسکی سدا میں لگاتی پھرتی تھی۔ اور اب جب وہ

محبت اسکے اتنے قریب تھی اسے چھوتی تھی تو اسکے جذبات نہیں جاگتے تھے البتہ ظلم کی انتہا کرتے یہ بھی نہیں سوچتی کہ مقابل کو کتنا درد ہوگا جسکی محبت کی آہیں بھرتی ہے۔

"شاید میرے ایک ماہ کے کانٹریکٹ کی وجہ سے گریز برت رہی ہے" اسکی سوچیں طویل ہونے لگی۔

"ہاں سہی تو ہے میں کون سا اسکے ساتھ زندگی گزارنے والا ہوں کچھ دن بعد تو چھوڑ دوں گا اسے"۔۔۔۔

"کہاں کھو گئے برہان صاحب؟" شیرین اسے سوچوں میں گم فیری کے منہ میں خالی چچ رکھے دیکھ کر ہنستی ہوئی اسکے سامنے چٹکی بجا کر بولی۔

"ہوں۔۔؟ کہیں نہیں وہ اچانک لگ گئی تھی چوٹ۔" ہوش میں آتے وہ اپنی بے خودی پر شرمندہ سا بولا اور

مسکراتے فیری کے منہ سے خالی چچ نکالا تو وہ ہنس پڑی۔

شیرین سر ہلاتی کھانے لگی۔۔۔۔

"ہا ہا ہا بابا آپ بھی نا!! یہ ایسے ہی ہیں جب مماسی کام سے جاتی ہیں تو بابا انکے خیالوں میں چلے جاتے ہیں۔" وہ مصنوعی قہقہہ لگا کر بولی جس پر شیرین تو گڑ بڑا گئی البتہ اسکی بات پر برہان کے خوبصورت چہرے پر سرخی پھیل گئی۔

وہ اپنی چھوٹی سے بچی کو کیا سمجھاتا کہ وہ کیا بول رہی ہے۔۔۔

"فیری۔۔۔!!" برہان نے آنکھیں دیکھا کر سر زش کی ایسی باتوں سے۔

"پر مینے کیا کیا بابا آپنے کہا تھا سچ بولا کروں۔" وہ منہ بسور کر بولی برہان نظریں چرائے زبردستی مسکراہٹ چہرے پر سجائے سر سہلا گیا۔

شیرین اسکی کلاس فیلورہ چکی تھی۔۔۔ پر پہلے دونوں میں سر سری ساہائے ہیلو بھی نا تھا پر اب جب دونوں ایک شعبے میں ایک ہی ضلع اور ایک ہی رینک کے تھے تو دونوں میں اچھی خاصی بات چیت جاب کی نوعیت سے ہو جاتی تھی۔

اس طرح کی گھریلو باتیں اپنی بیوی یا بچی کی کسی سے نہیں کرتا تھا پھر چاہے اسکا اپنا بھائی ہی کیوں نا ہو وہ اپنے جزبات اپنے تک رکھنے والا شخص تھا۔

کافی حد تک حساس بھی ہوا کرتا تھا پر وقت نے ایسی ٹھوکر رسید کی کہ اس میں حساس پن کہیں غائب سا ہو گیا۔ اور مزید اسکی شخصیت کو اس شعبے نے بدل دیا۔۔۔

وہ اس وقت عارب آلف کے ساتھ آفس میں موجود تھی اور ٹیبل کے بیچ رکھی لڑکیوں کی تصویریں دیکھتے ڈسکشن کر رہے تھے تبھی مسکان کے جیب میں رکھا موبائل رنگ ہوا۔

"ایکسیوزمی!" وہ ان سے معذرت کرتی وہاں سے نکلی۔۔

"ہاں بولو نسیم!" ایک ہاتھ جیکٹ کی جیب میں ڈالے دوسرے سے سیل فون کان سے لگایا۔

"میڈم سر اپنی بیٹی کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ موجود ہیں جہاں انکے ساتھ ایس پی شیرین بھی موجود ہے۔" اسکی بات سنتے ہی مسکان نے لب بھینچ لیے اور جیکٹ میں مٹھی بھینچ دی۔

"اوکے۔۔۔!!!" وہ کہہ کر سیل فون جیب میں رکھتی کچھ پل وہیں لان میں گہرے سانس بھر کر اپنے اندر کی دہکتی آگ کو دبائے کھڑی رہی۔

"یہ تم نے کہاں سے باندھا؟" برہان کے انگلی پر رومال دیکھ کر مسکان نے غصے سے پوچھا۔

"دوست نے باندھا ہے۔" اسنے جواب دیکر فائل اٹھائی۔۔ وہ غضب ناک نظروں سے اسکی پشت گھورتی

رہی اور جب ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تو آگے بڑھ کر جھٹکے سے اسے اپنے سامنے کیا۔

"کیا یہ دوست ایس پی شیرین ہے جس نے آپکا ہاتھ تھاما اور اسکی انگلی پر اپنا رومال باندھا؟" وہ چیخ کر بولی۔



برہان نے ریلیکس انداز میں اسکا سرخ چہرا ہوا آنکھیں دیکھیں۔ "ہمم! ہاں وہی ہے شیریں میری دوست کیوں تمہیں پر اہلم ہے کوئی۔ اسنے ہی باندھا ہے رومال میری انگلی پر ورنہ تمنے کاٹنے میں کوئی قصر نہیں چھوڑی تھی۔" اسنے کاٹ دار لہجہ اپنایا۔

مسکان نے اسکی آنکھوں میں گھورتے اچانک جھپٹ کر اسکی انگلی پکڑی اور کھینچ کر اس سے رومال ہٹایا۔  
برہان خاموشی سے دیکھنے لگا جب اسنے اچانک ہی اس کٹ لگی انگلی پر بے رحم دبائو دیا۔۔

"کیا کر رہی ہو پاگل عورت؟" وہ درد سے چونک گیا اسے جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیلتے اپنی لہو بہاتی انگلی کو دیکھا اور اب وہ پہلے کی نسبتاً پرسکون اسکی انگلی کا بہتا لہو دیکھ کر وہ رومال لیے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے لائٹرن کال کر بالکنی میں آئی اور وہاں آگ لگا کر اسکے اوپر اپنا ننگا پائوں رکھ لیا۔۔۔

آگ سے اسکی اسکن تو جلی پر سکون جو اس رومال کو جلا کر ملا تھا وہ درد سے کئی گنا زیادہ تھا۔ برہان تو وہ سب دیکھ کر شاکڈ تھا اتنا جنونی پن وہ بھی ایک لڑکی کا۔۔۔

اسکا دماغ گھوم گیا وہیں غصہ اس قدر آیا کہ منہ توڑ دے اس نفسیاتی لڑکی کا۔

اور وہ انتظار میں ہی رہا کہ درد سے مجبور ہو کر کچھ پائوں پر لگائے گی پر یہ اسکی سوچ ہی تھی کہ وہ پاگل لڑکی کچھ لگائے گی۔۔۔۔

سوچوں سے سر جھٹک کر اندر بڑھی "مسی کیا یہ پارسل تم اس ایڈریس پر پہنچا دو گی؟" عارب نے ایک پارسل میں کچھ پیپر زڈال کر اسکے حوالے کیے۔

"سوری مجھے ایک ارجنٹ کام ہے آلف سے کہہ دو یا خود چلے جاؤ۔" وہ کہہ کر اپنے بیگ کو کندھے پر ڈالے اس میں سے نکالی نیل پالش ناخن پر لگائے جارہی تھی۔

گاڑی میں بیٹھی تب تک نیل پالش لگالی تھی اور اب ہاتھ اسٹیرنگ پر رکھے انہیں دیکھ کر مسکرائی۔

"تم بھول رہے ہو برہان علوی کہ تم صرف میرے ہو مسکان کے۔۔۔ اگر ذرا سادہ ہر ادھر دیکھا تو آنکھیں پھوڑ دوں گی۔" مسلسل خطرناک سوچوں کو سوچتے وہ تیز سپیڈ سے ریسٹورنٹ پہنچی۔

اپنے آدمی کو دور رہنے کا اشارہ دیتے وہ گلاس ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔۔۔

"ایس پی کہاں بیٹھا ہے؟" چاروں طرف ہال میں نظریں گھمائے اسنے مینجر سے پوچھا۔

وہ پہلے حیران ہوا اسکے انداز پر پھر ایک سائیڈ کونے والی ٹیبل کی طرف اشارہ دیا جہاں ایک خوبصورت فیملی کا ویو دیتے وہ کھانے کے ساتھ مسکرا کر باتیں بھی کر رہے تھے۔

"آہ میرا شونا، بے بی میں آگئی۔" اسنے والہانہ انداز اپناتے ہوئے اچانک سے پیچھے برہان کی گردن کو دبوچے اور جھٹکادیکر پیچھے کرتے ماتھے پر محبت بھرا بوسہ دیا کہ شیریں تو سٹیٹائی برہان سرخ پڑ گیا اسکے سرے عالم محبت کے انداز پر۔۔۔

"اوہ سوری جانو میں کچھ لیٹ ہو گئی تم ناراض تو نہیں ہونا۔" ایک کس اپنی بیٹی کو کرتی وہ دوسری چیخ کھسکا کر شیریں اور برہان کے بیچ خاص کر برہان کے قریب بیٹھ گئی۔

"نہیں سہی وقت پر آئی ہو مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔" شیریں کو وہاں پا کر وہ بیچ تاب کھاتا جبراً مسکراہٹ سجائے بولا۔

"کیسی ہیں ایس پی صاحبہ کیا حال مزاج ہیں؟" برہان کی پلیٹ سے کھاتی وہ شیریں سے پوچھنے لگی۔  
جوا سے یوں بیچ میں بیٹھنے پھر برہان سے جس طرح کی محبت کا اظہار کرتے دیکھ کر وہ شاکڈ تھی۔  
بیوقوف نہیں تھی زیرک نگاہیں رکھتی تھی برہان کی گردن پر اسکا دباؤ وہ دور سے محسوس کر گئی۔

"ایس پی صاحب مجھے لگتا ہے آپ پانی پی لیں۔" برہان کو ہلکی سا کھانستے دیکھ کر شیریں نے مسکان کے سوالات کو انگور کرتے برہان کو پانی پیش کیا۔

"نہیں آپ رہنے دیں میں اپنے سوامی آئی مین شوہر کو خود پانی پلاتی ہوں یہ آپ پی لیں شاید زیادہ ضرورت

ہو۔" اسنے چبا کر کہا اور کچھ اٹھ کر پانی کا گلاس اٹھائے برہان کو دئے بغیر اسکے لبوں سے لگالیا۔

اور زور دیا کہ اسے جھٹ سے سارا پانی پینا پڑا۔ اگر یہاں شیریں یا فیری ناہوتی تو وہ اس بے رحم سلوک کا اچھے سے جواب دیتا پر مجبور تھا۔

پانی پلا کم وہ جبر زیادہ کر رہی تھی پتا نہیں کس بات کا غصہ تھا برہان صرف اسکی سنہری سرخ آنکھوں میں دیکھتا رہ گیا۔

اگر گود میں فیری نا بیٹھی ہوتی تو جھٹکے سے پیچھے پھینکتا۔

"آئی مینے کہا تھا یہ جگہ ماما کی ہے دیکھیں وہ آگئی آپ خوام خواہ انکی جگہ پر بیٹھیں ہیں۔" فیری نے خاموش بیٹھی برہان کو دیکھتی شیرین سے کہا۔ وہ چونکی

"رہنے دو میری فیری خالی جگہ پر سائے آجاتے ہیں کوئی بڑی بات نہیں کیوں مس شیرین!" اسنے چبھتے لہجے میں کہا جہاں دونوں ماں بیٹی کے طنز سے برہان ہرٹ ہوا تھا وہیں شیرین لب بھینچ گئی۔

"ایکسیکوزمی۔" ایک غصیلی نظر مسکان پر ڈال کر سرخ چہرے سے وہ معذرت کرتی اپنا کلچ اٹھا کر وہاں سے نکلی۔

"یہ کیا حرکت ہے تم دونوں کی وہ میری دوست تھی پاگل لڑکیوں اسے ہرٹ کر دیا ناں سینس!" برہان پھر کر کہتا اپنی کیپ اٹھا کر پہنتے وہاں سے جانے لگا۔

پر شیرین کے غصہ ہونے پر نافرمانی کو فرق پڑا تھا نا ہی مسکان کو۔۔۔

کیونکہ وہ اپنی چیزوں پر غیر حق برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اور خاص کر کے فیری کے بابا اور دوست تو مسکان کا سوامی اور ایس پی۔۔۔



"سوری بابا۔۔" فیری نے فوراً معذرت کی شاید باپ کا دل دکھنا پسند نہیں آیا تھا۔ "میں نہیں چاہتی کہ آپ کی توجہ ممایا میرے علاوہ کسی پر جائے بی کا زوی لوو یو سو سو مچ، یو آرمائی سپر ہیر و مائی اینجل بابا۔" وہ کہتی برہان کے غضب ناک تیوروں پر برف ڈالتی اسکی گردن میں بازو ڈالکر منہ چھپائے رونے لگی۔

"ارے ارے فیری کیوں رو رہی ہو سوئیٹ ہارٹ میں بھی صرف آپ سے پیار کرتا ہوں میری جان بابا

صرف آپکے ہیں۔" اسکا سر بلند کیے کیپ پہناتے وہ محبت سے اپنے سینے سے لگا گیا۔

آس پاس جو بھی یہ منظر دیکھ رہا تھا مسکرا دیا۔۔۔

"آپ پر امس کریں کہ آپ صرف مجھ سے مماسے اور میرے چھوٹے بہن بھائی کے علاوہ کسی کو پیار نہیں کریں گے!" وہ اسکے گال پر کس کرتی دونوں چھوٹے ہاتھ اسکے گال پر رکھتی پوچھنے لگی۔

برہان چونکہ "بہن بھائی؟"

"آپکو نہیں معلوم بابا؟ وہ مسکرائی" مماسے کہیں ہیں کہ اگر آپ سدھر گئے تو میرے چھوٹے بہن بھائی آئیں

گے۔" اسکی بات پر برہان کو صدمہ لگا اسنے ششدر ہو کر مسکان کو دیکھا جو بغیر شرمائے بغیر کچھ کہے بے نیاز سی کھانا کھا رہی ہو جیسے صدیوں سے بھوکی رہی ہو۔

برہان غش کھاتے کھاتے بچا۔ "بابا پر امس کریں نا۔" وہ بے ضد ہوئی۔

"آپکو اپنے بابا پر شک ہے؟" اسنے کترانا چاہا۔ جس پر مسکان نے زہر مار کر نوالہ حلق سے تر کیا پر ظاہر ہونے نہیں دیا۔

"نہیں بابا میں شک نہیں کر رہی پر آپ بہت ہینڈ سم ہیں ناسپر ہیر واسلئے آپ جہاں جاتے ہیں وہاں آپکو دیکھتی ہیں ٹیچرز لڑکیاں مجھے پسند نہیں کہ میرے بابا کو میرے علاوہ یا ماما کے علاوہ کوئی دیکھے اسلئے میں چاہتی ہوں آپ پر امس کرنے آپ ہمیشہ صرف ہمیں چاہیں گے ورنہ میں ابھی اتنا روئوں گی پھر کبھی چپ نہیں کروں گی۔" اسنے تفصیل سے سمجھایا اور آس امید بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

برہان ان معصوم کبھی ویران آنکھوں میں آج جگنور روشن دیکھ کر اسکی دونوں ہتھیلیاں چوم گیا۔

"میں تم سے پر امس کرتا ہوں کہ میں صرف اپنی فیری کو پیار دوں گا۔ بابا السو لو یو فیری۔"

"نہیں بابا ماما اور چھوٹو چھوٹی کو بھی بولیں۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی

برہان ایک تر چھی غضب ناک نظر بے نیاز اس خود سر منہ پھٹ لڑکی پر ڈال کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہم! بابا سب سے پیار کریں گے چھوٹو چھوٹی سے بھی اور انکی ماما سے بھی۔" اسکے اظہار پر امس پر فیری یا ہوو کرتی برہان کے گلے سے لگ گئی۔

وہ جانے لگا اسے بانہوں میں بھرے تبھی پیچھے مسکان نے خونخوار نظروں سے اسکی پیٹھ دیکھی۔

"اگر تم نے ایک قدم آگے بڑھایا بغیر میرے ساتھ لپچ کیے تو میں یہاں سب کچھ تمہیں نہس کر دوں گی۔" پیچھے بہت سرد سپاٹ آواز آئی برہان کے بڑھتے قدم تھمے اور اس نے ٹھٹھک کر مڑتے اسے دیکھا۔

جو آنکھوں میں چنگاریاں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ برہان کے دیکھنے پر پاس والی چیئر کا اشارہ دیا۔

اس کا چہرہ اسکی دھمکی پر متغیر ہوا دل کیا جا کر ایک کھینچ کر رکھے پہلے ہی اسے ایس پی شیرین کے سامنے اتنا بے عزت کر چکی تھی اور اب یہ دھمکی۔  
اس نے بے ساختہ ہی نظریں آس پاس دہرائیں تو اکا دکا لوگ انکی طرف ہی متوجہ تھے اور ساتھ شیرین بھی۔  
اچانک ہی ٹھاکی آواز گونجی برہان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو نیچے گلاس کے ٹکڑے پڑے تھے۔ اور وہ دوسرے گلاس کو پکڑے چیئر کی سمیت اشارہ دینے لگی۔  
"مسکان یہ کیا بچپنا ہے کچھ احساس ہے ہم کہاں موجود ہیں !!!" وہ اس کے پاس پہنچتا چیئر پر بیٹھ کر نیچے آواز میں برہمی سے بولا وہ مسکراتی کندھے اچکا گئی۔

"میں تو جہنم میں بھی ایسے کروں گی۔" وہ بے نیازی مغروریت سے بولی اور بتایا کہ اس کا ساتھ جہنم میں بھی نہیں چھوڑے گی۔

"اور اگر میں جنت میں چلا گیا تو؟" اس نے پتا نہیں کس رو میں بہک کر پوچھا۔

مسکان چونکی اور پھر تمسخرے سے مسکرائی "تم جا کر تو دیکھاؤ۔" اسنے کہہ کر مسکراتی فیری کو دیکھا اور برہان اپنے پیٹ پر اسکی گن کا منہ باخوبی محسوس کر چکا تھا۔

"عجیب زبردستی ہے سائیکو عورت۔" وہ چڑ گیا اور زہر مار کر مزید تماشے سے بچنے کیلئے کھانے لگا کہ مسکان نے روک دیا۔

"ویٹر۔۔۔!" اسکی پکاڑ پر دوسرے پل مودب ویٹر وہاں موجود تھا۔  
"اس سب کو اٹھاؤ اور ایک زبردست سالیج لگاؤ۔۔۔!" آرڈر دیتے وہ چیئر کی پشت سے ٹیک لگائی۔  
ویٹر سر کو خم دیتا وہاں سے سب اٹھا کر لے گیا۔  
"یہ سب کیوں اب؟؟" برہان نے چڑ کر پوچھا وہ ہنس پڑی۔  
البتہ فیری بھی اپنی ماما کے اس قدم کو نہیں سمجھ پائی۔  
"کیونکہ اب جو لیج لگے گا وہ خالص ہمارا ہو گا ایک لولی فیملی کا ہر برے سائے سے پاک۔" مسکرا کر کہتے وہ آخری نظر شیرین پر ڈالنے لگی جواب وہاں سے جا رہی تھی اپنی فیملی سمیت۔

"مسکان تم کافی بد تمیزی کر چکی ہو وہ میری فرینڈ۔۔۔۔۔"

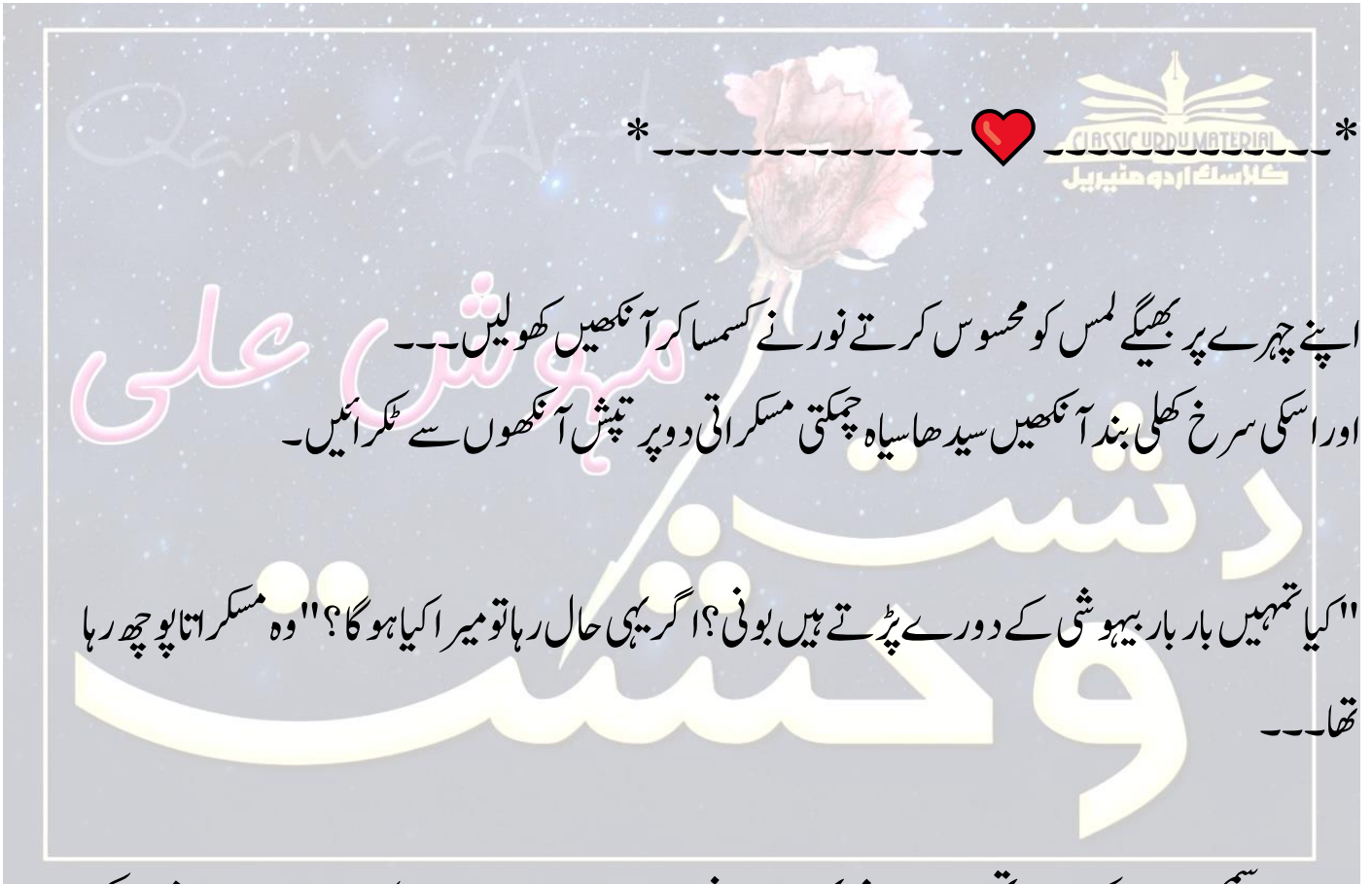
"ڈونٹ یو ڈیر ڈارلنگ تمہارے دشمن اور اپنے صرف ہم ہیں۔" وہ ٹیبل پر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے جتا کر بولی۔

برہان نے نا محسوس جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور بے بس سانس خارج کیا۔



کچھ ہی دیر میں کھانا لگا اور بہت مسکراہٹوں سے کھایا گیا جس میں زیادہ مسکراہٹیں فیری کی تھیں اور برہان کا دل جلاتی مسکان کی۔

پر وہ یہ بھی سوچ رہا تھا اس مصیبت کو کیسے پتا لگا وہ یہاں ہے۔۔۔۔؟



اور نور نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی اسکا دماغ ابھی بیدار نہیں ہوا تھا وہ بے چین سی کیفیت میں خاموش اسکی نظروں میں دیکھ رہی تھی۔

اور داد اسکی دماغی غیر حاضری محسوس کرتا ایک بار پھر جھک گیا۔  
اور باری باری دونوں آنکھوں کو چوم کر اسکے پھولے گالوں کو اپنے لبوں سے چھوا۔۔

"اب کیوں روئی تھی؟ کیوں یار مجھے اتنی تکلیف دیتی ہو بونی؟ جان گئی ہونا کہ تمہارا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے اسلئے مجھے تڑپاتی ہو۔" وہ شکوہ کرنے لگا۔

پر وہ تو سانسیں روکے بے حس و حرکت اسکے مضبوط حصار میں پڑی تھی۔۔۔

اسکے دماغ کو جھٹکا لگا اور کسی فلم کی طرح گزرا وقت پہلی ملاقات سے آخری ملاقات اسکی نظروں میں سمائی۔  
اسکی سرخ انار جیسی رنگت لمحوں میں زرد ہو گئی اور وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ پھٹی آنکھوں سے خود پر جھکے داد کو دیکھ رہی تھی۔  
وہ چیخنا چلانا بھاگنا چاہتی تھی دھاڑے مار کر رونا چاہتی تھی کہ جن سے شدید نفرت کی وہی اسکے مقدر بن گیا۔  
یہ داد نہیں یہ آلف تھا وہ غنڈہ جو بے رحمی سے لوگوں کو کاٹ کر درندہ صفت کو تسکین پہنچاتا ہے۔  
اسکا دماغ مائف ہو رہا تھا ہاتھ پیر خٹھنڈے پڑ گئے اور خوف سے آنکھوں ساکت جامد ہو گئی۔

"نور۔۔۔!! نور کیا ہوا بونی۔۔۔!!!" داد اپنے حصار میں اسکا بے حس حرکت ہونا اور خٹھنڈہ پڑنا محسوس کرتا بوکھلا کر سیدھا بیٹھا اور اسکے ہاتھ پاؤں کو سہلایا۔

"نور آریو او کے بے بی کیا ہوا بتاؤ تو سہی؟" اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تبھی پریشان بدحواس اسے دیکھتا ہاتھ پاؤں سہلانے لگا۔

وہ لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔۔۔ "مما۔۔۔ ممما۔۔۔ حور مم۔۔۔ مجھے بچالو۔۔۔ پپ۔۔۔ پاپا۔۔۔!!" وہ ہاتھ پیرماری چیننے لگی داد نے بوکھلا کر اسکے منہ پر ہاتھ جمایا۔

"چپ۔۔۔!! ایک دم چپ!" اسے غصے سے کہا کہ اگلے لمحے وہ اسے چپ ہوئی جیسے کوئی ربورٹ۔

صرف وحشتناک ہراساں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آنکھیں جو سیاہ بڑی تھیں اسے پھیلانے پر داد کو عجیب سی لگیں۔

"کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے۔۔۔؟؟" اسکے ماتھے پہ سے پسینہ صاف کرتا وہ اسکی گال سہلا کر پوچھنے لگا اور اسکے سر و وجود کو دیکھا۔

پر وہ کچھ بھی کہے بغیر اسے گھورتی رہی۔ داد زچ ہو گیا۔

اور پھر اچانک سے اسکی آنکھوں میں وحشت خوف دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ کل ہی تو وہ آلف کو دیکھ کر بیٹھی تھی وہ بھی اس قدر خطرناک لمحوں میں شاید ڈر گئی ہو گی سوچتے۔۔۔

"ریلیکس ریلیکس!" اسے سنبھال کر اپنے آغوش میں بھرتے وہ بالوں پر بوسہ دیتا اسکی وحشت کم کرنے لگا پر وہ کیا جانتا تھا اس سے وحشت کم نہیں بڑھ رہی ہے۔

"یہ لو پانی پیو۔۔۔!" اسنے جھٹ پانی کا گلاس بھر کر اسکے منہ کے قریب کیا پر اسکے لب ویسے ہی بھینچے ہوئے تھے۔

دادنے چند لمحے اسکی آنکھوں میں دیکھا پھر خود ہی لبوں سے گلاس لگا کر اسکے حلق میں پانی انڈیلے کہ اسے زبردستی پینا پڑا۔

"تت۔۔۔ تم ایسے کیوں ہو۔۔۔؟؟؟" ہکلا کر کہتی وہ ہوش میں آتی مزاحمت کرتی اسے سے الگ ہو کر بھاگنے کی کوشش کرنا چاہتی تھی پر اسکا مضبوط حصار اسے باز رکھ رہا تھا۔

"کیونکہ میں تم سے پیار کرتا ہوں جنون کی حد تک بس تم نہیں کرتی۔ ورنہ تو تمہارے پیدا ہونے پر جو بارش پڑی تھی اسنے ہی مجھے بتا دیا تھا کہ میری بونی دنیا میں آچکی ہے اور اسکے ساتھ جو بجلی تھی اسنے بتایا کہ وہ میرے لئے صرف انگارے چباتی رہے گی کبھی رومینٹک نہیں ہوگی اپنے شوہر کے جزبات کو نہیں سمجھے گی نا ہی اسے کبھی ایک کس کرے گی۔ پر بادلوں نے گرج کر جبلی کے کہے کا اختلاف کیا اور مجھ سے کہا کہ وہ دل ہی دل میں تم سے محبت ک گی دیوانی ہو کر صرف مجھے کچھ محنت کرنی پڑے گی اور وہ کس تو کیا۔۔۔" شرارت سے کہتے کہتے وہ رک گیا اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے پریشان ہوا۔

"لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں کھانا لایا ہوں وہ کھاؤ پھر میں تمہیں دوائی دیتا ہوں۔" وہ کہتا اٹھا نور کی سوچیں بہت دور پہنچ چکی تھیں اس سے کوسو دور۔۔۔

"اچھا اب گھور نابند کرو جانتا ہوں بہت بینڈ سم ہوں اپنے بھائی کی طرح تم یہ کھانا کھاؤ۔" وہ کہتا نوالہ بنا کر اسکے منہ کے قریب لایا۔



نور نے نارمل ہو کر بغیر احتجاج کے منہ کھولا

"ویسے مجھے لگتا ہے تمہیں عادت سی ہو گئی ہے میرے ہاتھ سے کھانے کی۔ اور یہ بہت اچھی ہے یونو میں کافی رو مینٹک بندہ ہوں۔ اس دوران محبت بھی کر لی جائے گی۔" ہنستے مسکراتے وہ کہتا رہا اور نور خاموش اس کے جانے کا انتظار کرنے لگی تھی۔

"تمہیں یہ جو بار بار بخار آرہا ہے یار کوئی پریشانی ہے تو نکال دو دل سے وسوسے اپنے داد پر یقین رکھو میری محبت کا اعتبار کرو نور شادی کی پہلی رات میں تم پر ساری اپنی حقیقت بیان کروں گا کہ تم پر کیوں پابندیاں لگاتا ہوں سوٹیک اٹ ایزی جانم۔" اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت باری باری چومتے وہ بولا۔

"ضرورت نہیں داد۔۔۔!!" وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی داد چونکا پھر ہنس پڑا۔  
"مجھے معلوم ہے تمہیں ایک کیئرنگ لونگ شوہر مل گیا ہے باقی کچھ کی ضرورت نہیں پر میں اپنی بونی کے دل سے ہر شک و شبہ مٹانا ہے سو بس تھوڑا ویٹ کرو۔۔۔" وہ اسے کھانا کھلا کر اس کا بچا ہوا پانی پیتا دوائی کھلانے لگا۔

"اچھا اب آرام کرو میں کچھ کام کر لوں بعد میں چکر لگائوں گا اگر بخار اترا نہیں تو ڈاکٹر کے پاس چلیں گے۔"  
اسے لیٹا کر بلینکٹ درست کرتے وہ جھک کر ماتھے پر بوسہ دیتا وہاں سے نکل گیا۔

لرزتے وجود سے وہ اپنا رکاوٹ کا ہوا سانس بحال کرتی دروازہ بند ہونے پر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے داد۔۔۔!! میں تمہارے اس بہروپیے کے جال میں نہیں پھنسوں گی تم نے جتنی مجھے ذہنی افیت دی ہے اسکا حساب تمہیں دینا پڑے گا۔" وہ بڑبڑاتی اپنے کانپتے وجود کے ساتھ تنخ پائوں زمین پر رکھتی دروازے کے پاس آئی اور ٹھیک سے چیک کرتی لاک لگا کر واپس بیڈ کے پاس آتے موبائل پکڑا۔۔۔

کچھ دیر دھک دھک کرتے دل سے سیل فون کو گھورتی رہی پھر ایک نمبر ڈائل کیا۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے ضرور سب اسے سوتے ہوئے دیکھ کر چلے گئے تھے پر وہ اسے کھانا کھلا کر دوائی دیتا پھر گیا تھا کب تک اسکے پاس بیٹھا کیا کیا کرتا سوچتا رہا یہ سب اسکی سوچ سے بہت دور تھے۔ وہ اس وقت صرف جو سوچ رہی تھی اسے ہی انجام دینے والی تھی۔۔۔۔

"کون؟؟؟" سپاٹ مضبوط لہجے میں اسنے دوسری طرف سے پوچھا۔

"پاک ایجنٹ۔۔۔! اگر آپ ساتھ دیں تو بہت سی مشکلات آسان ہو سکتی ہیں۔" دوسری طرف بھاری

گھمبیر لہجہ اپنایا گیا۔

نور ساکت رہ گئی۔۔۔۔

"ہیلو مسز داؤد آلف آپ سن رہی ہیں؟" گہرے سکوت پر دوسری طرف سے آواز گونجی۔

"ہاں میں آپکے ساتھ ہوں۔۔۔۔!" وہ ہوش میں آتی فیصلہ کن انداز میں بولی اور موبائل کان سے ہٹائے کچھ گہرے سانس بھرنے لگی جیسے تپتی دوپہر میں ریگستان کی تپتی ریت پر ننگے پاؤں چلی ہو۔۔۔۔

"ہمیں آپ پر فخر ہے مسز آلف ملک کو بھی آپ پر فخر ہو گا ان شاء اللہ۔۔۔۔"

"مجھے کیا کرنا ہو گا؟" وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔

"گڈ۔۔۔!! دوسری طرف سراہیا گیا۔" آپ شادی کیلئے راضی ہیں؟" پہلے سوال پر وہ چونکی۔

اور پھر سنبھل کر بھیگی آواز میں بولی۔ "ہاں میں راضی" تھی۔۔۔۔!" اسکی بات پر دوسری طرف لمحہ کو خاموشی چھائی۔

"تھی نہیں مسز آلف آپکو ہونا چاہیے سب سے پہلا قدم ہی یہی ہو گا آپکا۔" دوسری طرف کے حکم پر نور ششدر منجمد رہ گئی۔۔۔

"نہیں!!! ہر گز نہیں میں بھاگ جاؤں گی پر شادی نہیں کروں گی۔۔۔!!" وہ چلائی اور دوسری طرف شاید یہی توقع تھی اسلئے خاموشی رہ گئی۔۔۔

"آپ پہلے میری بات تحمل سے سنیں پھر کوئی ایکشن لیں مسز آلف۔۔۔!!" غصہ سے بھرا غرایا ہوا ہجہ نور  
خوفزدہ ہو گئی۔

پر دوسری طرف آگے جو سمجھایا گیا اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔  
کہیں رخصتی کرنے پر اداس بھی ہوئی۔۔۔

\* ----- ♥ ♥ ----- \*

CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

اسکا حکم جاری ہوتے ہی سارے گھر میں کونے کونے تک سٹنگ کی چینجنگ اور دبیز بھاری سفید قالین  
بچھالیے گئے کہ اگر وہ لڑکھڑائے بھی تو اسے چوٹ نا آئے۔

سٹینگ اس طرح کی گئی کہ کوئی رکاوٹ اسکے راستے میں نا آئے کہیں بھی جائے بے فکر ہو کر چلے۔

حورالعین کے سو کر اٹھنے پر اسکے شوہر کے حکم سے چیک اپ کے بعد ڈاکٹر مشالانوج میں بیٹھی وہاں بچھے  
قالین پر پاؤں رکھے ہوئی تھی۔

اور احساس ایسا جاگ رہا تھا جیسے پاؤں مکھن میں دھنس گئے ہوں۔

اتنا نرم و ملائم خوبصورت قالین تو اسنے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔



گھر کا بدلہ نقشہ آس پاس سے اٹھتی گلابوں کی خوشبو صرف اپنی بیوی کا موڈ فریش رکھنے کیلئے کی گئی چھوٹی سی محنت تھی۔

وہ ششدر تھی اس آدمی پر جس نے ناصرف ایک اندھی لڑکی کو ہمسفر بنایا تھا بلکہ اسے کسی پرستان کی پری کے طرح پھولوں میں بیٹھائے بیٹھا تھا خراش سے بھی دور۔۔

کیا اس آدمی کیلئے لڑکیوں کی کمی ہو سکتی تھی اسکی سوچ کے مطابق اگر وہ ایک اشتہار لگائے اپنی شادی کیلئے تو لڑکیوں کی لائن لگ جائے اسکے لئے۔۔۔۔۔ پروہ۔۔۔۔۔

بہر حال وہ اس سے انجان تھی کہ اتنا سوچ لیا ہے اگر اسکی بھنک بھی سے پڑ جائے کہ وہ اسکی شہزادی کے بارے میں کیا سوچ رہی ہے تو ضرور اسکی سانسوں کی نلی اپنے ہاتھوں سے نوچ کر نکالتا۔۔۔

اسنے صبح کا ناشتہ دوپہر کا کھانا کھایا تھا اور اس قدر لذت تھی اس آدمی کے ہاتھ میں کہ وہ دل کر رہا تھا بار بار کھائے۔

ابھی تو وہ نہیں جانتی تھی یہ اچل نمکی کیا تھی جسکیلئے اسکی بیوی بچوں کی طرح ضد کر رہی تھی اور وہ متبسم مسکراہٹ کے ساتھ اسے سمجھا رہا تھا پر وہ تب بھی نامانی تو سب کی پرواہ کیے بغیر اسے بانہوں میں بھرے وہاں سے نکل گیا۔

جب وہ اسکے پاس سے گذرا تھا سکا دل اسکی شخصیت سے سہم کر دھڑکا تھا اور ماحول میں رچی بسی اسکی سحر زدہ کرتی کلون کی خوشبو اسے ساکت کر گئی۔

وسیع مضبوط چوڑے سینے میں اسکی بیوی ضد کرتی مکے برسا رہی تھی اور وہ سیڑھیاں چڑھتا اسے بلند کیے کان میں کچھ کہنے لگا تھا کہ وہ پہلو بدل گئی۔۔۔

ابھی بھی وہ فریش ہو کر پریل کلر کے پھولوں دار فراک میں دوپٹہ شانوں پر ڈالے اسکے ساتھ ایک کمرے میں گئی تھی جہاں سے ڈاکٹر کچھ دیر پہلے نکل کر گئے تھے۔

دل کر رہا تھا وہ جائے دیکھے کیا ہو رہا ہے پر اسکی اوقات جو یہاں ملازم سے کم تھی اس پر اسکی جرات نہیں رہی تھی تو خاموشی سے بیٹھی تھی۔

حور و ناز چاہتی تھی اسے کے آغوش میں جانا چاہتی تھی کیونکہ اسکی سہمی ایک ماں جیسی ممتا بھرا آغوش رکھنے والی اسے گرم سرد ہوائوں سے بچا کر پاگل پن میں بھی ظلم خود پر جھیل کر اسے محفوظ رکھنے والی سہمی اسکے اتنی پاس تھی کہ وہ چھو رہی تھی اسے۔

پر کوئی بھی سسکی یا ہچکی کو اجازت نہیں دے رہی تھی جو اسکے حلق سے باہر آئیں۔

وہیں سہمی ششدر تھی کہ کیا اسے اپنے بھائی کیلئے اندھی لڑکی پسند تھی اور اسکا بھائی اتنا خوش تھا اسکے ساتھ یا صرف شو کر رہا تھا۔

اسنے یہ سوال رات کو چھوڑے جب وہ اسکے پاس آکر اس سے میٹھی میٹھیں باتیں کرتا رہا اور وہ اسکے بالوں میں اسکی خواہش پر انگلیاں گھماتی رہی۔

وہیں دوسری طرف اس قدر غیر معمولی حسن کی مالک اور نازک سے پھول جیسی لڑکی اپنے بھائی کیلئے اسے بے انتہا پسند آئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں شہزادی تم رو نہیں۔" اسکے بار بار "آپ ٹھیک ہیں" پوچھنے پر سہمی نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا تو ایک ہچکی بے ساختہ اسکے حلق سے برآمد ہوئی۔

"عین۔۔۔!" اسکے رونے پر عالم جو دوائیاں چیک کر رہا تھا ٹپ کر پاس پہنچا۔  
اسکی بہن حیران ہوئی جب وہ اسے اپنے حصار میں لیکر پیٹھ سہلانے لگا۔

"میں نہیں رو رہی دیکھیں۔" اپنا سر بلند کیے اسے دیکھا کہ وہ شوں کرتی ہمیشہ کی طرح رونے پر بہتی ناک اسکی شرٹ پر رگڑنے لگی۔

وہیں عالم اپنی بہن کی مسکراہٹ دیکھ کر حور کی ہمیشہ والی حرکت پر خود بھی مسکرا دیا۔

-----\*

"ڈر گئے ایس پی اتنی جلدی۔۔۔! ویسے اس ڈر نے ہمیں بتا دیا کہ ہائی ریکارڈ ایس پی برہان کی دل عزیز ہستی کون ہے۔" وہ اس وقت بالکنی میں سگریٹ پھونک رہا تھا جب موبائل کی بیپ ہوئی

اسنے نکال کر دیکھا تو وہی میسج تھا دھمکی والا پر نمبر مختلف تھا۔  
اسکے تاثرات غضب کے ہو گئے چہرہ اسپاٹ اور آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔۔

"وعلیکم السلام میں تمہیں جو دو نمبر سینڈ کیے ہیں انکی لوکیشن ڈیٹیل مجھے ابھی ہی اپنی سکرین پر دیکھنی چاہیے۔" اسنے فوراً سے پہلے دونوں نمبر ایس ایچ او کے نمبر پر بھیجے اور دوسرے پل اسکی کال آنے پر حکم دیا۔  
"او کے سر۔" ایس ایچ او نے جلدی سے کہا برہان نے کال کاٹ دی۔  
"بابا۔۔۔!" اندر سے فیری کی آواز آئی جس پر وہ نارمل ہوتا سگریٹ مسل کر اندر آیا۔ "ہوں۔۔۔؟" وہ  
کپڑے لیکر چینج کرنے چلا گیا واپس آیا تو فیری اپنے پاس اسکی جگہ بنانے لگی۔

"بابا ممانے کچھ شرطیں رکھیں تھی وہ آپ پوری نہیں کرتے؟" فیری نے معصومیت سے پوچھا جس پر برہان  
نے پاس بیٹھ کر سر سری سا اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھا۔

جب سے آئی تھی ایسے ہی چپ لگی تھی جو غیر معمولی تھی اور اسے پسند بھی نہیں آرہی تھی اسکی خاموشی۔۔۔

"بیٹا شرط رکھنا حرام ہیں گناہ ملتا ہے اس سے اسلئے گریز کرنا چاہیے ایسی چیزوں سے جو اللہ کو ناپسند ہیں۔" اسے  
اٹھائے اپنی گود میں بیٹھا کر وہ بولا۔



مسکان آنکھیں پھیر کر رہی گئی البتہ فیری نے سمجھ کر سر ہلایا۔

آپ دونوں ایسے سڑے موڈ کیوں بنائے بیٹھے ہیں؟" وہ دونوں کے سنجیدہ تاثرات دیکھتے چڑ کر بولی۔  
"سڑا منہ میرا نہیں تیرے باپ کا ہے۔" مسکان غصہ دبائے بولی۔ "پتا نہیں کیا سمجھتا ہے ہونہہ!" وہ بڑبڑائی  
برہان نے کافی کوشش کی پر سن ناپایا۔

"تمیز سے بات کرو سڑا میرا منہ نہیں تمہارا بندری جیسا منہ ہونہہ۔" برہان چیخ کر بولا دونوں غصے سے ایک  
دوسرے کو گھورنے لگے۔

مہوش علی

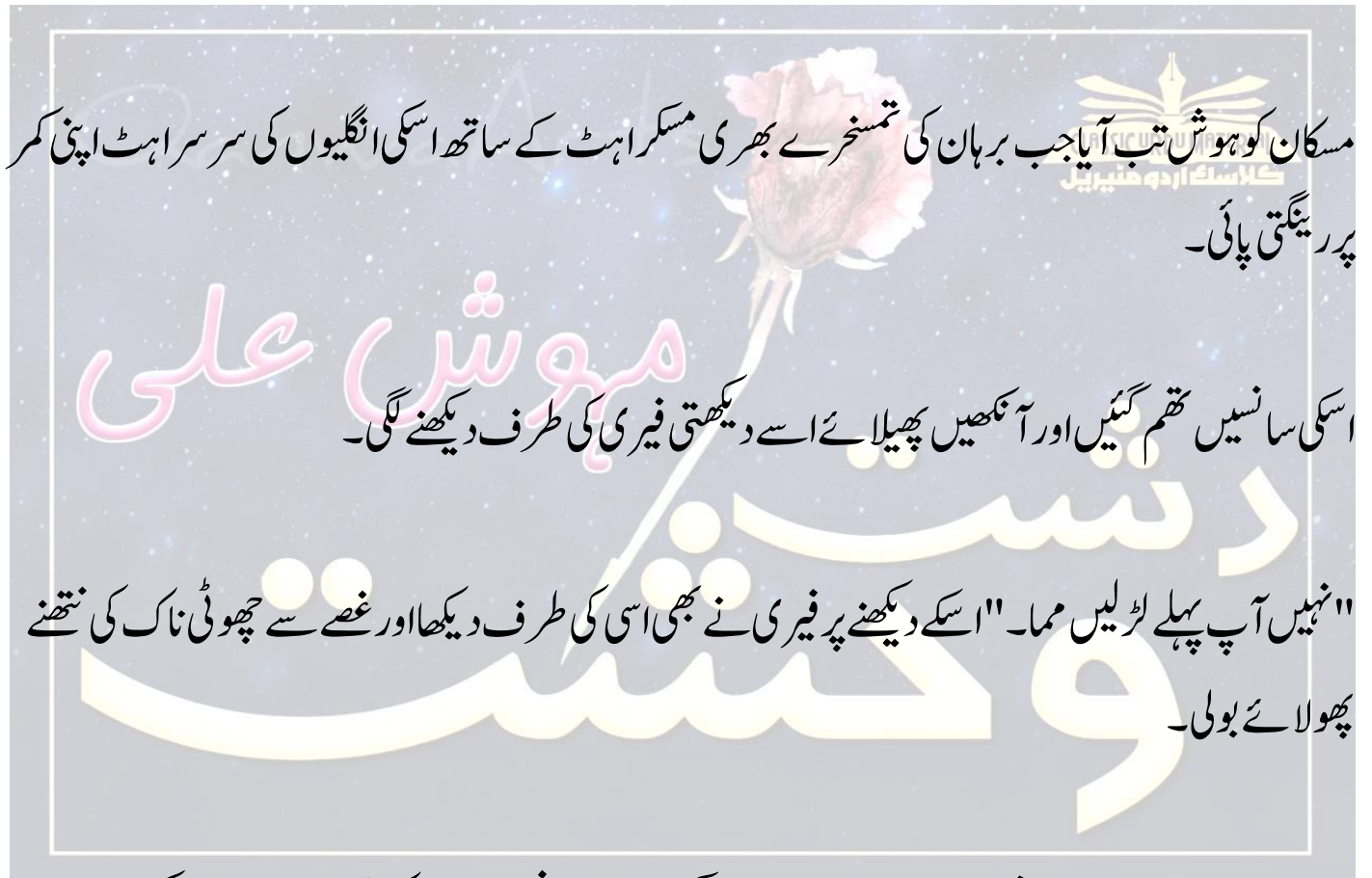
اور فیری نے افسوس کرتے سر چھوٹے ہاتھوں میں گرا لیا۔  
"تمنے مجھے بندری کہا ہاؤڈیر یو؟؟" وہ فیری کا بک اسے مارتی چلائی۔  
برہان کے ماتھے پر سلوٹیں پڑ گئیں۔

"تمنے مجھے مارا؟؟ مجھے! ایس پی برہان کو!" وہ فیری کو ایک سائیڈ بیٹھا اسکی طرف لپکا جسکے لئے مسکان پہلے  
سے تیار بیٹھی سیدھا اسکے گردن کو دبوچہ اسی دیکھا دیکھی میں برہان بھی اسکی پتلی گردن کو دونوں ہاتھوں میں  
دبوچ کر نامحسوس انداز میں اسے قریب کیا۔

"میں آج تمہارا خون کر دوں گی۔" مسکان گھٹنا اسکے پیٹ میں مارتی اسکی گردن چھوڑ کر اسکے گھبرے سیاہ  
بالوں کو مٹھی میں بھرا

"میں تمہیں ذبح کردوں گا بھتنی۔" جھٹکے سے اسے بیڈ پر گرا کر وہ اسے مارنے تک آگیا مزید بیوقوفی مسکان نے اس کے بالوں کو جو پکڑا ہوا تھا کھینچا جس سے وہ اس کے اوپر آگرا

دونوں بری طرح گتھم گتھا اس دوسرے کو جان سے مارنے کی کوششوں میں تھے وہیں فیری سرسری سی نظر ڈال کر اپنا بیگ اور بکس کا پیزا اٹھا کر سائیڈ ہو بیٹھی اور اپنا ہوم ورک کرنے لگی۔



مسکان کو ہوش تب آیا جب برہان کی تمسخرے بھری مسکراہٹ کے ساتھ اسکی انگلیوں کی سرسراہٹ اپنی کمر پر ریگتی پائی۔

اسکی سانسیں تھم گئیں اور آنکھیں پھیل گئیں اسے دیکھتی فیری کی طرف دیکھنے لگی۔

"نہیں آپ پہلے لڑیں ماما۔" اس کے دیکھنے پر فیری نے بھی اسی کی طرف دیکھا اور غصے سے چھوٹی ناک کی نتھنے پھولائے بولی۔

"آپ دونوں کے منہ میں مجھے فیڈر ڈال دینا چاہیے۔ کچھ عمر کا لحاظ نہیں بچوں کی طرح لڑتے ہیں کیسے سدھریں گے آپ دونوں میں تنگ آچکی ہوں اس روز روز کے جھگڑے سے۔" پین کا پی پر پٹج کر وہ بڑی بوڑھی دادی کی طرح غصے سے انہیں کہہ رہی تھی۔

دونوں بیک وقت شرمندہ ہوئے "سوری جانو آئندہ نہیں ہوگا۔" اور ساتھ بولے۔

"اُس اوکے اب دونوں ایک دوسرے سے سوری کریں اچھے بچوں کی طرح شاباش۔" وہ صلح کرانے لگی۔

برہان اور مسکان نے سر ہلاتے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور برہان نے ایک ہاتھ اسکے بالوں سے آزاد کیا تو دوسرا اسکی کمر سے انگلیاں پھیرنے کی انداز سے ہٹائیں۔

کہ مسکان کا وجود سنسنا اٹھا۔ ایک سر دلہرا اسکے وجود میں دوڑی، لب بھینچ لیے۔

"سوری کینگسٹر ڈارلنگ۔" فیری سے چھپا کر آنکھ دباتے ہوئے وہ بولا۔

مسکان کے تن بدن میں آگ لگ گئی اسنے بھی اسکے پھٹے کالر سے ہاتھ نکال کر دوسرا ہاتھ بالوں سے نکالا تو کئی بال اسکی مٹھی میں تھے۔

"سوری ایس پی بابو۔" آنکھ دبا کر خود بھی کہتے اسنے دوسرے ہی پل شا کڈ برہان کو جھٹکے سے کمر کے بل بیڈ سے نیچے پھینکا۔

"آہ۔۔۔۔۔ فیری۔۔۔۔۔!" اسکی کراہ کے ساتھ فیری کو ششدر دیکھ کر سدا نکلی۔

وہیں مسکان ہاتھ جھاڑ کر اپنے بکھرے بم پھٹے بالوں کو ہاتھوں سے سیٹ کیے فیری کے سامنے بیٹھی جسنے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھا۔

"مماسارا جھگڑا آپ میں ہے پاپا نے جب پیار سے سوری کہا پھر آپنے اتنی بے دردی سے انہیں زمین پر کیوں پھینکا؟" وہ مسکان کی کلاس لینے لگی۔

"اے تم نہیں جانتی اسے بڑا ایک نمبر کام۔۔۔۔۔ میرا مطلب تیز انسان ہے اسنے۔۔۔۔۔ وہ کہتی کہتی رکی۔

"بتائیں کیا کیا بابا نے انہونے آپ سے سوری کیا اب آپ کان پکڑ کر اگین سوری کریں پاپا سے ڈٹس اٹ۔"

اسنے فیصلہ سنایا جس پر مسکان کی آنکھیں پھیلیں۔

"تم ہوش میں تو ہو چھوٹا پیکٹ اپن سوری کرے کان پکڑ کر ناٹ پاسیبل۔" وہ ششدر ہوئی پر دوسرے ہی

پل غصے ہٹ دھرمی سے بولی۔

فیری گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

"گریٹ مائی ڈاٹر دیکھنا ایک دن تم جج بنو گی تم میں وہ ساری خوبیاں ہیں جو ایک انصاف کرنے والی جج میں ہوتی

ہیں مائی جسٹس ڈاٹر۔" برہان کمر پکڑ کر اٹھا اور اپنی شرٹ کے کالر جو بٹن سمیت نیچے لٹک رہا تھا اٹھا کر گلے میں

پہنا اور نہال ہوتے فیری کے پاس آیا۔

اسکا ہونٹ پھٹا ہوا تھا وہیں مسکان کی گردن سرخ تھی۔

مسکان اسے گھور رہی تھی۔ "مما۔۔۔!!" اسکی سخت نظروں کا فیری نے احساس دلایا۔ مسکان سر جھٹک کر

رہ گئی۔

"اپن اس سے قطعی سوری نہیں کرے گی تو نہیں جانتی اس نے کیا کیا۔۔۔!!" وہ چٹخ کر کہتی بیڈ سے اٹھی۔



"بھاگتی کہاں ہے سوری تو تم کرو گی گینگسٹر۔" وہ جو بیڈ کے دوسری طرف کھڑا تھا کلا بازی مار کر اسکے سامنے پہنچا۔

"نہیں کروں گی کیا کرو گے؟" اسنے کمر پر ہاتھ ٹکائے، دونوں کے خطرناک تاثر دیکھ کر فیری پھر دہل گئی۔  
"سوری تو تم کرو گی ورنہ۔۔۔ وہ اسکے کان کے قریب جھکا اور سرگوشی میں بولا "ایک کس کر دو۔" مسکان نے غصے کی شدت سے مٹھیاں بھینچ دی اور وہ نظروں سے مسلسل اسے زچ کر رہا تھا۔

"اچھا نہیں لگتا تمہیں میرے قریب کسی کا آنا تو تم ہی آ جاؤ کہو تو دوسرہ بیڈ روم سیٹ کروائوں؟" بڑے بے باک انداز میں کہتے پھٹی شرٹ کے سامنے پینٹ کی جیب میں انگلیاں پھنسانیں برواچکایا۔  
مسکان کا تو گویا انگ انگ سلگ اٹھا جیسے کسی نے بھڑکتی آگ میں پھینکا ہوا اسکے الفاظ پر پورا وجود جھلس اٹھا۔  
"تمہاری تو۔۔۔۔۔ اسنے کہتے اپنا مکہ بلند کیا تھا کہ ایکدم بیچ میں فیری آگئی۔  
"او کے لڑائی نا کریں بابا میں ماما کی طرف سے سوری کرتی ہوں۔" ایکدم ہی اسنے کانوں کو پکڑ کر کہا دونوں کے بیچ جیسے سناٹا چھایا۔

"نہیں بابا کی جان تم کیوں سوری کر رہی ہو سوری تو ماما کو کرنی چاہیے۔" وہ جھک کر اسکے ہاتھ کان سے ہٹائے بولا تو فیری نے مایوسی سے مسکان کو دیکھا جسکی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑ گئیں۔

"او کے سوری۔۔۔۔!" اسنے ہارمانتے کہا برہان نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا۔ "کیا کہا میں نے سنا نہیں۔"  
اسنے کان کو ہاتھ رکھتے پوچھا جیسے اسے کان پکڑنے کا اشارہ دیا ہو  
مسکان نے پیچ و تاب کھاتے اسے گھورا جس کی مسکان اسکے عنابی گداز لبوں کے پیچ بھینچی ہوئی تھی

"سوری۔۔۔۔! اپنی بیٹی کی آنکھوں کے جگنوؤں دیکھ کر اسنے کان پکڑے اسنے سینے پر ہاتھ رکھ کر عقیدت

سے اسکا سوری قبول فرمایا اور بیڈ کی طرف بڑھا  
فیری مسکان کا ہاتھ چوم رہی تھی اور مسکان برہان کے پاؤں کو دیکھ رہی تھی اگلے ہی لمحے اسنے نامحسوس انداز  
میں پاؤں آگے بڑھایا اور دوسرے ہی پل اف ف کہتے برہان منہ کے بل بیڈ پر گرا پڑا تھا۔۔۔۔

"اللہ۔۔۔۔!!!" دھرام کی آواز جو گونجی فیری ہڑبڑا گئی۔  
"ہا ہا ہا بابا خیال سے۔" وہ چڑھ کر اسکے پاس آئی اور اسکا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اسنے بھی مسکان پر دانت

کچکچاتے فیری کو گد گدی کرنا شروع کر دی۔ ساتھ ہی فیری کی کھلکھلاہٹیں پورے گھر میں گونجنے لگیں۔  
وہ فتح مندی سے چلتی اپنا ڈریس نکال کر ہاتھ روم میں بند ہوئی تھی۔۔

"بابا ماما پاؤں جلا ہوا ہے پر وہ کچھ نہیں لگا رہیں۔" اسکے جاتے ہی فیری نے سنبھل کر برہان کو بتایا۔  
"آپ کی ماما ایک بھتہنی ہے غنڈی کہیں کی مجھے اسنے ہی گرایا۔" وہ نظر انداز کرتا جل کر بولا اور سیدھا ہو کر  
بیٹھا۔

فیری افسوس سے نفی میں سر ہلاتی رہ گئی۔ "آپ دونوں کبھی نہیں سدھریں گے شاید میرے بوڑھے ہونے تک۔" برہان پہلے چونکا پھر ہنسا۔

"اچھا اب اٹھیں بیڈ شیٹ درست کریں۔" اپنا بیگ کا پیز ٹیبل پر رکھ کر اٹھی تو سر ہلاتے برہان نے تاکید کی۔

پھر دونوں نے ملکر بیڈ شیٹ بچھائی اور تکیے کشنر سیٹ کیے دونوں کے بیچ اسکا پرس کور والا تکیہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

پرافسوس پر نسز کے ہاتھ میں گن جو اسکی ممانے خاص کر کے پکڑائی تھی۔

جہاں اسکے نائیٹ ڈریس کے ٹرائوز پر جگہ جگہ چاقو خنجر پسٹلز سے پر نٹڈ تھا وہیں ٹی شرٹ پر ایک باری ڈول تھی جو اسکے باپ نے لی تھی۔

جہاں ایک طرف وارڈروب میں فراک شلوار قمیض رکھیں تھی وہیں دوسری طرف ماما کی لی گئیں پینٹ ٹی شرٹ اسکرٹ رکھیں تھی۔

اسکا باپ اسے معصوم لڑکی بننا چاہتا تھا اور وہی تربیت دینا چاہتا تھا وہیں اسکی ماں اسے مضبوط سب سے لڑنے کی ہمت دیتی ہتھیار بھی تھما ناچاہتی تھی اور وقتاً فوقتاً اسے بہت کچھ سیکھا دیتی تھی۔  
اور برہان بھی اپنے مشن پر تھا اسے پیاری سی لڑکی بنانے میں۔۔۔

ہوم ورک کروا کر جب برہان نے اسے ڈریس چینج کرنے بھیجا تو اسی وقت مسکان نائیٹ ڈریس میں باہر آئی۔  
سلک کی بلیک پائوں کو چھوتی نائیٹ میں اسکا وجود برہان کی آنکھوں میں تپش پیدا کر گیا۔

اور اسکی تپش کا کرم تھا کہ وہ بالوں کو برش کرتی مرر میں اسے دیکھنے لگی پر دوسرے پل غصے سے منہ پھیر لیا۔  
وہ مسکرایا اور چلتا اسکے پیچھے آکر کھڑا ہوا۔

آئینے میں دونوں کا عکس جھلملانے لگا ایک خوبصورت مکمل کپل کی تصویر تھی۔۔۔ "ناراض ہو؟" اسکی گھمبیر  
آواز گونجی۔

"منہ دھو کر رکھو۔" وہ تمسخرے سے ہنسی اور بے نیازی سے برش کرنے لگی۔

"نہیں تمہارے سے کام چلا لیں گے۔" اسنے مسکرا کر کہتے ذرا سا آگے جھک کر پرفیوم کی شیشی اٹھائی اور اسکے  
سرخ چہرے کو دیکھا۔

دل جیسے لڑکھڑا گیا راستے سے اسکے تنکھے نین نقوش میں سرخی دیکھ کر۔

"کافی نفس پرست لگتے ہو۔" مینے تو تمہیں ایسا نہیں سوچا تھا میں سوچتی تھی کہ کافی اچھے ہو پر تمہارے بار بار  
قریب آنے اور بہانے سے چھونے پر تمہاری بد کرداری کا واضح ثبوت ہے۔ کبھی شیرین کے ساتھ تو کبھی  
میرے ساتھ وا۔۔۔۔۔ وہ اسکے کانوں میں زہر اندیلنے لگی برہان کا چہرہ جو متبسم تھا پل میں پھیکا پڑا پھر ایک سایہ  
آیادو سرا گذر اساتھ ہی وہ غصے احساس توہین کردار پر داغ لگنے سے غصے سے بھڑک اٹھا



"شٹ اپ ول یو شٹ اپ بد تمیز لڑکی۔۔۔!!" ایک جھٹکے سے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر دھاڑا۔

"ہا ہا ہا برا لگانا۔۔۔؟؟؟ مجھے بھی لگتا ہے جب میرا دامن پاک ہونے کے باوجود مجھے تمہاری ماں تمہارا باپ۔۔۔۔۔ ایسے دیکھتے ہیں جیسے کہ مینے ہزار مردوں کا بست۔۔۔۔۔"

وہ گلا پھاڑ کر چلائی پر برہان نے غصے ضبط سے اسکے منہ پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھ کر اسکے باقی کے لفظ حلق میں دبائے۔

"تمہیں جھوٹی ذات کی کیوں ضرورت پڑتی ہے مسکان؟؟؟ اگر میں کوئی ایسی جگہ سے ہوتا تو کیا اپنی ذات چھپاتا نہیں ہر گز نہیں کیونکہ وہاں پیدا ہونا میرا جرم نہیں تھا۔۔۔ اور مائنڈاٹ مینے تمہیں داغدار نہیں کیا تھا صرف یہ بتایا تھا کہ تم کس کی بیٹی ہو۔۔۔ کیونکہ میرے نزدیک کوئی جرم نہیں تم ایک کوٹھے والی کی بیٹی ہو مینے جو سچ تھا وہ بتا دیا ہاں تم سے شادی کرنا نہیں ایک دھچک دینا تھا پر تمہاری ذات چھپا کر میں تمہاری شخصیت نہیں چھپانا چاہتا تھا کہ کل کلاں یہ سوچ تمہارے دماغ میں آئے کہ میں کسی کو شرم سے بتا نہیں سکتا کہ تم کس کی بیٹی ہو اگر مجھ سے منسٹر بھی پوچھے تو میں بغیر شرم جھجک کے بتائوں گا کہ میری بیوی کس کی بیٹی ہے۔۔۔ عزت عورت ذات کی ہوتی ہے اسکی پیدائش کی جگہ کی نہیں۔۔۔! اور امی ابو جو کہتے ہیں وہ تمہاری کمزوری ہاتھ آجاتی ہے لوگوں کو تو وہ ٹارچر بھی ویسے ہی کرتے ہیں تمہاری ذات ہی تمہاری کمزوری ہے۔" وہ سر دلہجے سرخ آنکھوں سے کہتا اسے جھٹکے سے چھوڑ کر اپنا ڈریس لیکر باتھ روم میں بند ہو گیا۔ مسکان ساکت سی وہیں کھڑی رہ گئی۔۔۔۔۔

وہ دونوں آکر بیڈ پر لیٹے تو فیری تکیے میں منہ چھپائے منہ کے بل پڑی تھی۔  
دونوں کی بیک وقت اس پر نظریں پڑیں۔

"فیری۔۔۔۔!!" دونوں نے اس کے پیٹھ پر ساتھ ساتھ رکھا کہ اسکی نازک انگلیوں پر برہان کی مضبوط انگلیاں  
آئیں اس کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں اس نے جھٹکے سے مسکان کا ہاتھ پیچھے کیا۔

وہ حیران ہوئی۔۔۔۔

"مجھے بعد میں بلائیں پہلے آپ خود جھگڑ کر اپنا شوق پورا کر لیں۔" اس نے چڑ کر کہا اور تکیہ مزید منہ میں بھیج لیا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں کسی سے لڑنے کا۔" برہان نے غصہ دبا کر کہا۔

"ہو نہہ۔۔۔!! جیسے میں مر رہی ہوں لڑنے کیلئے۔" وہ جل کر بولی اور آنکھیں گھمائیں فیری کا دل کیا اپنا سر  
پھاڑ دے۔

"مر جائو۔۔۔!!" وہ بھنا کر بڑبڑایا۔

"تم فوت ہو جائو۔۔۔" وہ سن کر زور سے بولی۔ "ساتھ میں وہ تمہاری دوست بھی مر جائے کیڑے پڑ جائیں  
دونوں میں بدبو آجائے تم دونوں میں۔"

"تم بڑھ رہی ہو میں دھکے دیکر یہاں سے نکالوں گا۔" وہ بلبلا کر غرایا۔

"نکال کر تو دیکھو نوکٹ میں نہیں آئی نکاح کر کے لائے ہو گڑ گڑا کر۔۔۔" اسنے بتایا۔  
"ہاں یہی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی تمہاری جگہ میں ایس پی شیرین کا پرنسپل ایکسیپٹ کر لیتا تو  
آج یہ دن دیکھنے نا پڑتے۔"

"اوہ تو سارا ماجرہ یہ ہے۔۔۔!" وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی "اسلئے ہی محبوب کو تکلیف پہنچی دوسرے دن ٹپک

پڑی۔" وہ بھی غرائی

برہان اٹھ بیٹھا ساتھ فیری بھی شرافت سے اٹھ بیٹھی تکیہ بانہوں میں بھیج کر جمائیاں روکنے لگی۔

"وہ میری عیادت کیلئے آئی تھی۔" اسنے بتایا۔

"اوہ پھر پھول بھی لاتی تمہاری قبر پر چڑھانے کیلئے۔"

مہوش علی

"ہاں لاتی ضرور لاتی پر مینے منع کر دیا یہ کہہ کر کہ میری بیوی ابھی منحوس زندہ ہے اسکے مرنے کے بعد لانا۔"

"اب بس بھی کر دیں اللہ جی کون سے انسان ہیں یہ دونوں۔" دونوں طرف ہاتھ اٹھا کر اسنے ٹوکا اور وہ چپ

بھی ہو گئے تو فیری نے گہرا سانس بھرا۔

"اور اب اگر لڑنا ہے تو روم کے باہر چلے جائیں دونوں بس۔ مجھے سونا ہے۔" وہ حکم دیتی تکیہ درست کرتی لیٹی

دونوں نے چور نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور جب نظریں چار ہوئیں تو وہ چور نظریں کھا جانے والی نظروں میں بدل گئیں۔

اور اگلے لمحے سیدھے لیٹے کچھ دیر تینوں کی نظریں چھت کو گھورتی رہیں پر دوسرے ہی پل روم میں کھلکھلاہٹیں چنچیں گونج اٹھیں جب دونوں کے ہاتھ فیری کو گد گد آنے لگے۔

"بس کر دیں۔۔۔ اب۔۔۔ مینے کیا کیا۔۔۔ ہے۔۔۔؟" وہ نڈھال سی ہنستی پھڑپھڑانے لگی۔  
تب ہی اسے گد گدانا چھوڑ کر دونوں کا بازو اسکے گرد پھیلا۔۔۔

برہان سے نا آسیدہ بیگم بات کر رہی تھی نا ہی کمال صاحب۔۔۔ پر وہ مطمئن تھا اپنی کر کے کیونکہ اسنے حور العین کو انکی جائداد کی ہوس میں کھو کر بہت نا صور پایا تھا اب کوئی ایسا ارادہ نہیں تھا۔

کچھ دیر میں موبائل پر رنگ ہوئی وہ چونکا ساتھ مسکان نے بھی آنکھ کھول کر اسے دیکھا۔

وہ اسکی طرف توجہ دئے بغیر وہاں سے اٹھا اور واپس بالکنی میں آیا۔

"سریہ دونوں نمبر اب بند ہیں مینز استعمال میں نہیں پر انکی لوکیشن میسج سے اسلام آباد اور لاہور سے شو ہوئی ہے۔"

ایس ایچ او نے تفصیل دی نمبر کی وہ حیران ہو گیا۔



"ٹھیک ہے تم لوگ تیار ہو؟" اسنے کہہ کر دوسرے کام کا پوچھا۔

"یس سر۔۔۔!" جواب سننے کال ڈسکنیکٹ کی۔

اور واپس آکر بیڈ پر لیٹ گیا۔

مسکان اسکے بے تاثر چہرے کو دیکھتی رہی اور چڑانے کیلئے اپنا پاؤں اسکی ٹانگ پر رکھا۔

برہان کو تو جیسے کرنٹ چھو گیا۔ اسنے نظریں اٹھا کر اسکی ٹانگ کو دیکھا اور پھر اسے "یہ کیا بیہودگی ہے؟" اسنے آہستہ سے کہا سوئی ہوئی فیری کے خیال سے۔

مسکان کندھے اچکا گئی "میرا حق ہے۔" اسنے بتایا۔

"بھول گئی ہو صرف ماہ کیلئے ہو یہاں۔۔۔!" وہ بھی جتنا نہیں بھولا۔

"خوش فہمی ہے کہ میں اب تمہارا پیچھا چھوڑوں گی یا تو تمہیں ماروں گی یا خود کو الگ ہونے کی صورت میں۔" اسکے پاؤں کی انگلیوں سے اپنی انگلی کی چھیڑ چھاڑ کرتے وہ ایک جذب سے بولی۔

برہان کا چہرہ اسرخ پڑ گیا۔ اور اسنے اسکے پاؤں کے تلے پر جلا ہونے کا سوچتے اپنے انگوٹھے سے زور دیا کہ وہ سی کرتی رہ گئی۔

وہ مسکرایا پر دوسرے پل اسے آنکھ مارتے دیکھ کر اسکی مسکراہٹ غصے میں بدل گئی۔

"بے شرم۔۔۔۔!!" بڑبڑا کر اسنے کروٹ بدلی۔

"کیا میں خوبصورت لگ رہی ہوں بلیک نائیٹ میں۔" وہ آہستہ سے فیری کو اپنی جگہ سلا کر اسکی جگہ خود لیٹ گئی اور اسکے گرد بازو ڈالکر کان میں بولی کہ برہان اس افتاد پر ساکت پڑ گیا۔

اسنے شک کی حالت میں جو نہی کروٹ بدل کر دیکھا تو دونوں کی سانسیں ایک دوسرے سے الجھ گئیں۔ برہان نے سر بلند کر کے فیری کو دیکھا جو بلینکٹ میں دبی سوئی ہوئی تھی اور پھر اپنے قریب دیکھا جو اسکے سینے پر سر رکھے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

اسکے نازک وجود کا لمس اسکی مہک اسکے اعصاب سن کر گئی۔ اپنے چہرے پر اسکی گرم سانسیں اسکی آنکھوں میں خمار کی سرخی گھول گئی۔ "دور رہو کیا بد تمیزی ہے۔" وہ بمشکل خود پر ضبط کرتے اپنے بھڑکتے جذبات کو لگام لگائے اسے خود سے دور کرنے لگا۔

پر وہ کہاں دور ہونے والی تھی "سوری"۔۔۔ سرگوشی نما آواز میں کچھ دیر پہلے کیلئے سوری کرتی اسکے لبوں پر بھولی بھٹکی مسکراہٹ کو کھینچ لائی۔

"ہاں ہٹو اب پیچھے ہو گیا تمہارا سوری۔" وہ جلد از جلد اس حواس کھونے والے احساس سے نکلنا چاہتا تھا۔ اسلئے ہی بہت احتیاط سے اسے خود سے الگ کیا۔

مسکان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ جسکا برہان کو شدت سے احساس ہوا پر وہ لب بھینچ گیا۔

وہ اسے پیچھے دھکا دیتی خود غصے سے دانت کچکچا کر کروٹ بدل گئی برہان ہنس پڑا۔۔۔

اور اٹھ کر فرسٹ ایڈ باکس سے برنال نکال کر اسکے پاؤں کے پاس بیٹھا مسکان اسکی انگلیوں کا لمس پا کر لب بھینچ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ باتھ روم میں گیا ہاتھ دھو کر برنال واپس رکھتے بلینکٹ میں گھس آیا وہ غصے سے آگے ہو گئی جسے محسوس کرتے وہ مسکرایا۔

"اتنا بھی کیا گریز۔۔۔!!" اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسکی پشت سینے سے لگائی اور کان میں سرگوشی سے بولا۔  
"چھوڑ مجھے۔۔۔!!" اسکے پیٹ میں کہنی مار کر وہ پھڑ پھڑائی "میں تمہیں نہیں کہا تھا میرے قریب آؤ۔"  
دوسرے ہاتھ سے اسکے بال گردن سے ہٹا کر اسنے اپنا منہ اسکی گردن میں چھپایا مسکان سانس روک کر رہ گئی۔

"میں چاہتا تو اسے انا کا مسئلہ بنا سکتا تھا پر تم پر احسان کیا معاف کر کے۔" جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کرتے اسنے کان میں کہتے اسکی لو کو دانتوں میں دبایا اور بازو کا گہرا تنگ کر دیا اسکے گرد۔  
"آہ کیا بیہودگی ہے چھوڑ وف۔۔۔ فیری کا خیال کرو میں صرف ت۔۔۔ تمہیں تنگ کرنے آئی تھی۔" وہ

جھنجھلا کر مزاحمت کرتی بولی

برہان نے مسکراتے سراٹھا کر فیری کو دیکھا۔۔۔

"کچھ شرارتیں تو کر سکتے ہیں نا۔ سزا تو قریب آنے کی ملے گی گینگسٹر وہ بھی عمر قید کی۔" اسنے کہتے اسکی ٹھوڑی اوپر اٹھائی اور اسکی بند آنکھیں دیکھ کر مسکرایا۔

"بہت خوبصورت ہو۔۔" اسنے جھک کر اسکی بند آنکھوں کو چھوا۔۔

مسکان کی سانسیں رک گئیں وہ دھک دھک دل کے ساتھ بمشکل ضبط سے اسکے حصار میں پڑی تھی جبکہ اسکی انگلیوں کی سرسراہٹ اسے بھاگنے پر مجبور کر رہی تھی۔

اسکی مزید جساتوں پر اسکے جسم کا سارا خون سمیٹ کر چہرے پر آیا اور وہ خود میں سمٹ گئی۔

برہان نے اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھتے اسکے نچلے لب پر انگوٹھا پھیرا مسکان کو اپنی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دینے لگیں۔  
وہی حال برہان کی دھڑکنوں کا تھا دونوں ایک دوسرے کی سانسوں سے الجھتے ایک دوسرے کی دھڑکنیں بھی سن رہے تھے۔

اسے بیڈ پر لیٹا کر خود وہ اس پر جھک گیا اور اوپر بلیںکٹ ڈال کر اسکے لبوں پر جھکا ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اسنے سائیڈ ٹیبل سے مطلوبہ چیز اٹھائی۔  
اسنے اسکے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھائے البتہ سانسیں ابھی بھی دونوں کی الجھی ہوئی تھیں۔

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے برہان نے اسے سانس لینے کیلئے چھوڑا وہ ابھی سنبھلتی یا اپنی سانسیں بحال کرتی اس سے پہلے ہی اسکی دونوں کلائیوں میں ہتھکڑیاں لگا دیں۔

"نہیں برہان۔۔۔!!!" اسنے غصے سے کہا پر وہ جھپک کر اٹھا اور اسکا اسکا راف اٹھا کر اسکے دونوں پاؤں بھی باندھ لیے۔



"ہاں برہان کی جان۔۔۔۔!" وہ ہنستا اسکے پاس آیا۔

"کیا سمجھتی ہو یوں پاس آکر مجھے بیوقوف بنا لو گی اور میں بن جاؤں گا سوئیٹ ہارٹ تم جیسی انا پرست کینگسٹر لڑکی اتنی جلدی اپنی انسلٹ بھلا کر میری بانہوں میں آجائے ناٹ پاسیبل۔۔۔۔!" اور تمہیں بتادوں جہاں تم پڑھتی تھی وہاں میں تمہارا استاد تھا۔" وہ اسکا مزاق بنارہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنی تیاری بھی کر رہا تھا۔

"نامیں پڑھتی تھی بیوقوف نا ہی میرا کوئی استاد تھا۔"

"پلیز برہان سمجھنے کی کوشش کرو اگر تم گئے تو وہ تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے۔" اسنے ہاتھ پاؤں کھولنے کی کوشش کرتے بے بسی سے زندگی میں پہلی بار کہا پراسکی بے بسی برہان کو آگ بن کر لگی۔

"شٹ اپ تم سمجھتی کیا ہو خود کو؟؟؟ اس بار نہیں ڈارلنگ مجھے کسی بھی حال میں ثبوت چاہیے تم نے جو اس دن کہا تھا کہاں جاتے ہیں ہم جب لڑکیاں اغوا ہوتی ہیں تو بس وہیں جا رہا ہوں، اپنا اور میری بیٹی کا خیال رکھنا صبح تک پہنچ جاؤں گا۔" جھک کر اسکے سرخ لبوں کو دوبارہ نرمی سے چھوا۔۔۔

مسکان غصے سے بلبلا کر اسے ہاتھوں سے پیچھے دھکا دیتی اٹھ بیٹھی۔

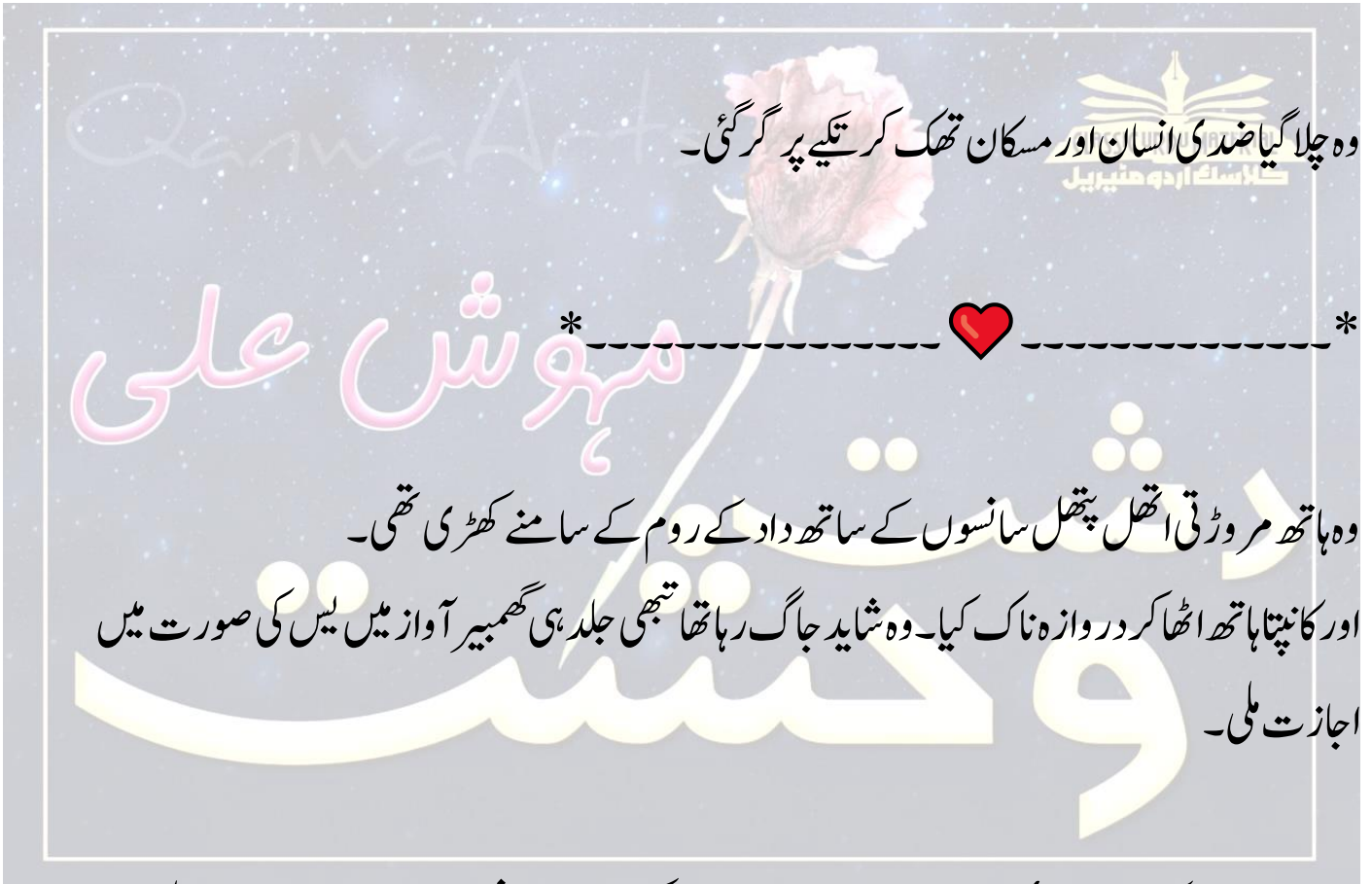
"اگر تمنے ایک قدم بھی باہر نکالا تو میں تمہارا حشر کر دوں گی اور چیخ چیخ کر سارا گھر سرپراٹھالوں گی۔" اسنے خونخوار انداز میں دھمکی دی۔

برہان نے پہلے اسے دیکھا "کیا یہ محبت ہے یا تمہارے کام کی پلاننگ؟" پر سوچ سے اسنے پوچھا۔

مسکان نظریں پھیر گئی تو وہ تلخی سے ہنسا۔

"شوق سے کرو۔" وہ کہتا ٹیبل کی دراز سے ٹیپ نکال کر اسکے منہ پر لگا دیا۔ مسکان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

جب وہ سپاٹ نظریں اس پر ڈال کر فل تیار اپنی سوئی ہوئی بیٹی کو بوسہ دیکر بلیسٹ درست کرتا وہاں سے نکلا پر آخری نظر اس پر ڈالنا نہیں بھولا۔



اسکا دل ڈوب گیا۔ کانپتے پاؤں کے ساتھ اسنے دروازہ دھکیلا اور ایک نظر سنسان راہ داری پر ڈالتے قدم اندر رکھے۔

داد سفید آنچل اور پھر اسے اس وقت اپنے سامنے پا کر جھٹکے سیدھا ہو کر بیٹھا۔ "خیریت نور کوئی کام تھا؟"

نور کی ساکت نظریں اسکے وجود پر ٹکیں تھی اور وہیں دماغ پر وہ وسیع پھیلے سینے والا آلف گھوما کیا فرق تھا دونوں میں کچھ بھی نہیں صرف وہ خود ہی بیوقوف بنی تھی۔

"کیا ہو انور؟" دادا اسکی پھیلی آنکھیں اپنے سینے پر پا کر مسکراہٹ روک گیا۔ وہیں سخت ہراساں نور العین ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

"مم۔۔۔ مج۔۔۔ مجھے آ۔۔۔ آپ سے ک۔۔۔ کچھ کام ہے؟" اسکے منہ سے بے ساختہ آپ نکلا تھا کیونکہ وہ اسے داد تصور نہیں آلف تصور کر کے بات کر رہی تھی۔

"واللہ تم، کمینے، سے آپ، میں مرنا جائوں اپنی بونی کے منہ سے آپ سن کر۔" وہ مسکراتا بیڈ سے اتر کر اسکے پاس آنے لگا

نور ہراساں اسے قریب آتے دیکھ کر اپنی بات پر لعنت بھیج کر وہاں سے بھاگنے کیلئے مڑی کہ داد نے ایک دم ہی اسکی کلائی پکڑ کر کھینچا وہ آہ کرتی لہراتی اسکے سینے سے ٹکرائی۔

"بات تو مکمل کر کے جاؤ۔" اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ بھاری آواز میں بولا نور نے لبوں پر زبان پھیری اور سانس روکتے سر ہلایا۔

"جج۔۔۔ جی وو۔۔ وہ میں چاہتی ہوں م۔۔۔ ہماری شادی پر حور بھی آئے ورنہ میں۔۔۔۔۔" وہ کہتی رو پڑی  
خوف سے۔۔۔

داد کو اس پر ترس سا آگیا۔ "تو اس میں اتنا گھبرانے والی کیا بات ہے بونی میں کوشش کرتا ہوں ڈونٹ وری رو  
مت۔" کافی مشکل تھا پراسکی خواہش دیکھ کر وہ حامی بھر گیا۔

اسکی آنکھیں صاف کرتے وہ اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جو سپید تھا۔۔۔

"کیا ہوا ہے یار تم اتنی ہراساں کیوں ہو؟" وہ شدید ہریشان ہوا

نور گڑ بڑا گئی "نن۔۔ نہیں میں۔۔ میں ہراساں نہیں نا ہی خوف زدہ ہوں!۔ اب میں جانوں؟" وہ کسمسا کر  
دور ہونے لگی پرداد کو کہاں منظور تھا۔

مہوش علی

"چلی جانا پہلے آؤ کچھ باتیں کریں۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑ کے بیڈ کے پاس لایا "کتنے دن ہو گئے ہیں تم ٹھیک منہ  
بات نہیں کرتی اب اتنی ہمت کر کے آگئی ہو تو تھوڑی بات کر لیں موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔" اسے بیڈ پر بیٹھا کر  
خود اسکے سامنے دو زانوں بیٹھا اور اپنا سر اسکے زانوں پر رکھ دیا۔

نور تو جیسے مرتے مرتے بچی اسکے ہاتھوں کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہو گئیں اور ماتھے پر بھی ننھے ننھے قطرے  
نمودار ہوئے۔

"اچھا یہ بتاؤ روم کا کلر کون سا کروائوں؟ اور فرنیچر میرے ساتھ پسند کرنے چلو گی یا میں خود ہی پسند کر کے  
آؤں؟" اسکے ہاتھ چوم کر پوچھنے لگا نور نے طویل سانس لی۔



"تم پسند کر لو سب کچھ۔" اسنے جان چھڑوائی  
"شکر انسانوں کے روپ میں آئی۔" داد اسے نارمل دیکھ کر ہنسا

"ویسے تمہاری ہمت کو داد دینی پڑے گی اس وقت میرے روم میں آنے پر۔" اسنے شرارت سے کہا۔

"مم۔۔۔ مجھے جانا ہے۔" اسنے گڑبڑا کر اٹھانا چاہا اور داد کے جگہ دینے پر وہ اٹھ کر بھاگ بھی جاتی کہ اسنے  
ایک دم ہی اسکے نازک وجود اپنے حصار میں بھر لیا۔

مہوش علی

"پپ۔۔۔ پلیز۔۔۔!!" وہ رونے جیسی ہو گئی

"بس یہی کہنا تھا کوئی فرمائش کوئی لاڈ کوئی محبت نہیں؟" جھک کر اسکے کان کے قریب لب کیے وہ پوچھنے لگا۔  
نور اپنے کان پر اسکی دکھتی سانسیں محسوس کرتی آنکھیں میچ گئی۔

"نہیں۔۔۔!!" وہ جھٹکے سے اسے پیچھے دھکیل کر بھاگ گئی اور داد قہقہہ لگا کر ہنسا۔ "پاگل۔۔۔"

"کیا تم حورالعین کو بلاؤ گے ہماری شادی میں۔" وہ بیڈ کی سمیت بڑھ رہا تھا کہ نور نے سر اندر ڈال کر پھر سے  
تسلی کیلئے پوچھا۔

داد چونکا اور پھر مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ "قریب آؤ مجھے منائو تو مانو۔" شریر لہجے میں بانہیں پھیلا کر اسنے کہا تو نور  
حلق تر کرتی نفی کرنے لگی۔

"تو جانو میں کچھ نہیں کر رہا۔ مجھے خود وہاں جاتے ڈر لگتا ہے پتا نہیں کب اور کون سے وقت انہیں کیا برا لگے اور تم بیوہ بیٹھی رہو یہاں۔" اسکی سیریس بات پر نور کے اندر زہر گھل گیا۔

"تم بتا رہے ہو کہ نہیں؟" نور غصے سے پوچھنے لگی

داد نے سنجیدہ ہو کر اسے دیکھا "ٹھیک ہے کوشش کرتا ہوں۔" اسنے پھر لٹکائے رکھنے والا جواب دیا "داد مجھے کنفرم جواب دو مجھے کچھ پلاننگ کرنی ہے اپنی بہن کے پہلی بار یہاں آنے کیلئے۔"

"او کے ٹھیک ہے اب خوش۔" اسکی ہٹ دھرمی پر وہ حامی بھر گیا۔ اور نور سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی داد سوچنے لگا کہ اب کیسے عالم کو منائے حور کو اپنی شادی پر لانے کیلئے۔

"پتا نہیں عالم راضی ہو گا بھی کہ نہیں پر اسے اپنی بیوی کی خوشی بھی تو عزیز ہوتی ہے اگر حور ضد کرے گی تو وہ ضرور مانے گا۔" اس سوچ کے آتے ہی داد مطمئن ہو گیا۔

اور وہیں نور خوشی سے لیٹ گئی اپنی بہن کا سوچتے۔۔۔

اسکا دل کر رہا تھا سب کچھ بی کے ساتھ شیئر کرے پر کیا پتا داد کو معلوم پڑ جائے اور پھر آلف۔۔۔۔

"نہیں مجھے یہ زار کی طرح سینے میں دبا کر رکھنا پڑے گا۔" یہ اسکا حتمی فیصلہ تھا کہ اسکی اصلیت کا کسی سے ذکر نہیں کرے گی اس پاک ایجنٹ کے کہنے پر۔

رات کی تاریکی میں وہ سب اس وقت کراچی کے اس ویران علاقے میں داخل ہوئے جہاں عمارتیں تو بنی ہوئی تھیں پر وہ آباد نہیں ویران تھیں۔

ہر سو گہرا اندھیرا تھا اس پہ آسمان کو چھوتی ویران عمارتیں، اسکے آفیسرز کی تفتیش کے مطابق لڑکیاں یہاں رکھیں گئی ہیں اور کل یہاں سے بحری راستے دوسرے ممالک پہنچائی جائیں گی۔

"یہاں تو بہت سی عمارتیں ہیں ایس ایچ او کون سی عمارت میں لڑکیاں ہیں؟"

"سرچو تھی عمارت ہماری مطلوبہ ہوگی۔" ایس پی برہان کی رہبر آواز پر اس نے جلدی سے بتایا تب انہیں پیچھے آنے کا اشارہ دیتے سب آگے بڑھے اور اپنی مطلوبہ عمارت کو پہلے چاروں طرف سے دور سے گھیر لیا۔  
وجہ آس پاس انکے آدمی پہرہ داری کر رہے تھے۔

"پیچھے ہو جاؤ۔۔۔!" برہان اور اسکی فورس دیکھ کر عارب نے سب کو پیچھے رہنے کا کہا انکا بھی آج ہی یہاں ریٹ مارنے کا ارادہ تھا۔

اور مسی کو سمجھایا بھی تھا کہ وہ یہاں نہیں پہنچنا چاہیے پر یہ بگڑا آدمی کچھ سمجھے تو۔۔

کنگ سے الجھ کر اپنی بربادی کو خود دعوت دے رہا تھا۔ شاید وہ اس لڑکیوں کو کڈ نینگ میں بھی بیسٹ کی انوائمنٹ سمجھ رہا تھا۔

"سیر یہاں ایس پی موجود ہے۔" کچھ دور جا کر ایک سڑک کے کنارے اسنے سیر سے رابطہ کیا۔

وہ اس وقت سٹی کے پاس موجود تھا اسکی رابطے پر کچھ ہٹ کر کھڑکی کے پاس آگیا تھا تب ہی عارب نے کہا جس پر اسکی پیشانی پر سلوٹیں نمودار ہوئیں۔

"تمہاری بہن کہاں ہے؟" کافی سرد ٹھہرا ہجہ تھا۔

"شاید اس انسان نے کچھ کیا جس سے وہ رابطہ نہیں کر پار ہی بلکہ مسکان کی ہارٹ بیسٹ فاسٹ شوہر ہی ہیں۔ اور اسکے مطابق وہ غصے میں ہے۔"

"ہم! چھوڑو اسے اور اپنے آدمی لیکرو ہاں سے نکلو ایک بھی اسکے ہاتھ نہیں چڑھنا چاہیے کیونکہ یہ بیوقوف نہیں جانتا بیسٹ کے خلاف کس کا اشارہ ہے۔" تمسخرے بھرا ہجہ تھا

"ٹھیک ہے! پر کیا مجھے اس وقت کمشنر کا کام تمام نہیں کرنا چاہئے؟" کچھ سوچ کر وہ بولا۔

"نہیں!! اگر اس کا قصہ ختم ہوا تو پھر شہر میں شور مچایا جائے گا اور ضرور اتنی بڑی ہستی کے بیسٹ کے ہاتھوں موت پر مالا بائی کی سنوائی پوسٹوں کر دی جائے اسلئے جو ہو رہا ہے اسے ہونے دو مجھے جلدی ہی کنگ کا قصہ ختم



کرنا ہے تم صرف اپنی بہن کی ہارٹ بیٹ تیز کرو تاکہ اس ناکارہ لڑکی کا قصہ ختم ہو۔ "ٹھہر ٹھہر کر کہتے آخر میں وہ غصہ ہو گیا۔

عارب نے بمشکل مسکراہٹ روکتے سب کو واپس چلنے کا اشارہ دیا۔  
"کیا ہم اسکی مدد کریں؟" اسنے شریر ہو کر پوچھا۔

"تم وہیں رشتہ داری بنھاؤ یہاں مت آنا ورنہ تمہاری صحت کیلئے اچھا نہیں رہے گا یہ گھر۔" سعیر نے جتا کر بلو ٹو تھ غصے سے کان سے نکالے۔

عارب ہنس پڑا "آؤں گا کیونکہ صحت تو پہلے ہی بگڑ گئی ہے۔"  
وہ علاقے سے دور اپنی گاڑی میں بیٹھے اور وہاں سے روانہ ہو گئے انکا مقصد صرف لڑکیوں کو بازیاب کرانا تھا سو وہ کرتے یا ایس پی کوئی فرق نہیں تھا۔

"مجھے تمام مجرم زندہ چاہیے انڈر سٹینڈ!"

"انسپکٹر ارمان اگر لیڈی افیسر پہنچ گئی ہیں تو مجھے مثبت جواب دیں۔ اور اپنے ہتھیار پہ سائنسلر لگائیں تاکہ لڑکیوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے انکی طرف سے۔"

"یس سر ایوری تھنگ از ریڈی۔ لیڈی افیسر پہنچ گئی ہیں ہم آپکے آرڈر کے منتظر ہیں۔" اسنے مثبت جواب دیتے کہا۔

برہان نے فوراً آرڈر جاری کیے جس کے نتیجے میں اسکے پیچھے ہی سارے اس عمارت پر آہستہ آہستہ حاوی ہو گئے۔

اور پھر دیکھتے دیکھتے انہوں نے کچھ کو جو مقابلے پر اتر آئے تھے انہیں سیدھا موت کے نشانے پر رکھا جبکہ کافیوں کو وہ اپنی حراست میں لے چکے تھے اب انہیں عمارت کے اندر جانا تھا جہاں صرف ایس پی برہان ایس ایچ او

اور انسپکٹر جا رہے تھے اسکے بعد لڑکیوں کو بازیاب کر کے ہاسپٹل پہنچانے کا معاملے برہان کی نگرانی میں لیڈی آفیسرز کا تھا۔

CLASSIC URDU  
کلاسیک اردو مانیٹر

ایک بڑے سے گیٹ کو دھکیل کر ان میں برہان نے اندر قدم رکھا۔ یہاں وہاں دیکھتے وہ آگے بڑھا کہ اچانک عمارت کے اندر سے ایک سایہ نمودار ہوا جو کسی اور زبان میں غلیظ باتیں بھونکتا کسی سے مخاطب تھا۔

یاشاید باہر کسی سے رابطہ ناہونے پر غصہ کر رہا تھا۔ برہان اسے دیکھتے ہی تھوڑا سا سیڈھوا کہ ناپائوں کی آواز آئے ناہی سانسوں کی۔

وہ آہستہ سے گھوم کر اسکے پیچھے آگیا۔

"کون ہے؟" اب کی بار وہ اردو میں گھبرا کر پیچھے سائے کی موجودگی پاتا دھاڑا

"تمہارا باپ۔!" کہنے کے ساتھ ہی برہان نے اسکے ماتھے کا نشانہ لیا اور ٹریگر دباتے ہی وہ پھڑپھڑاتا نیچے گرا۔

"آجائو۔۔!" اسنے آنے کا حکم دیا اور وہ دونوں اندر آئے تو راہداری سے گذرتے ایک نیچلے پورشن میں گیا انسپکٹر دوسرے اور برہان تیسرے پورشن کی جاتی سیڑھیوں پر چڑھا پر سیڑھیوں کے اینڈ پر ہی چرس کی بوتل کے نھنوں سے ٹکرائی ساتھ ہی مدھم سسکیاں بھی گونج رہیں تھیں۔

"اے کتے نے اتنی دیر کر دی ہے دیکھ تو سارے موج خود کرے گا۔" ایک کی دھاڑ تھی تو دوسرہ فوراً اٹھ کر

اندر بڑھا۔

موبائل ٹارچ کی روشنیاں تھیں جو وہاں پھیلی ہوئی تھیں اور برہان سب سمجھ کر لب بھینچ گیا۔

اسکا دماغ پھٹنے کے قریب تھا اور ارادہ خونی ہو گئے سر پر جیسے خون سوار تھا۔  
پسٹل کا میگنیزین چیک کرتے اسنے ایک دم آگے بڑھ کر سیڑھیوں پر نشے میں مدھوش پڑے لڑکوں کے سروں پر  
فائر کیا۔۔

تبھی ہی اچانک اسکے پیچھے کوئی جھپٹا اندھیرے میں اس اچانک افتاد پر دونوں لڑکھڑا کر سیڑھیوں سے نیچے  
گرے تب تک شور شرابا مچ اٹھا اور فائرزد ہشت چینی پھیل گئی۔

برہان سنبھل کر اٹھا اور اپنے سامنے اس لڑکے کو کر دیا جسکے سینے میں ان ہی غداروں کی گولیاں سوراخ کرتی  
گئیں۔

اس گتھم گتھائی میں تمام آفیسرز بھی اندر پہنچ چکے تھے اور مقابلہ دونوں طرف سے شدید ہوتا گیا۔  
یہ کوئی عام شرابی نہیں تھے کوئی گینگ کے لوگ تھے جو ناصر ف مقابلہ کرنا جانتے تھے بلکہ چرس شراب کے  
نشے میں بھی شدید فائرز کی بارش کر رہے تھے۔

اس مقابلے کے دوران برہان کی طرف سے کافی شہید ہوئے اور کافی زخمی۔۔

اسے خود بازو میں گولی لگی تھی اور ارمان کو کندھے میں۔۔۔

اور وہ جانتا تھا وہ ہارے گا نہیں۔۔۔

مقابلے کیلئے لوگ بڑھتے ہی جارہے تھے شاید وہ اوپری منزل سے آرہے تھے۔ اور اسکے کافی اہلکار زخمی

ہو رہے تھے۔

"انکی لائنس کا خاتمہ کرو۔" اسکے حکم پر فوری طور عمل کیا گیا اور کافی پسٹلز رائل کارخ لائنس کی طرف ہوا تو پوری عمارت میں سیاہی پھیل گئی۔

اب سمجھ نہیں آرہا تھا کون کس کا آدمی ہے کون پولیس تھا۔

"احتیاط سے مل جاؤ انکی ٹیم میں۔"

اور جلدی ہی بہت احتیاط سے وہ نیچے سرک کر بغیر آواز کے انکے ساتھ شامل ہو گئے۔

سب ایک دوسرے سے رابطے میں تھے اسلئے کسی کو الگ سے حکم دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

"ہم جو نیچے ہیں ان سے مقابلہ کریں گے تب تک تم لوگوں کو انکے پیچ رہ کر تعداد کم کرنی ہے۔"

وہ سمجھ گئے تھے کیا کرنا ہے تبھی ہی سر کو جنبش دیتے برہان والوں کی طرف کیے گئے فائر پر جب انکا پیچ آدمی

کراتب پھر ایک بار اندھیرے میں جنگ شروع ہو گئی۔



وہاں موجود اسکے آفیسرز آہستہ سے منہ پر گلووز میں مقید ہاتھ رکھ انہیں پیچھے کرتے اور دوسرے پردماغ کا نشانہ کوئی گردن کا تو سینے کا دو منٹ انکی پھڑپھڑاہٹ رہتی ساکت ہونے پر ہی پیچھے سلا دیا جاتا۔ ایک طرف سامنے سے مقابلہ دوسری طرف پیچھے سے۔

"رکویہ ہمارے لوگ کیوں کم ہو رہے ہیں ایڈیٹس!" ایک کو جلدی ہی احساس ہوا وہ دھاڑا۔

"کیونکہ قانون کی چار آنکھیں ہیں۔ دو آگے دو پیچھے کہاں سے بچ سکتے ہو۔" برہان کی تمسخر اڑتی آواز اسے اپنے کانوں کے قریب موجود ہوئی۔

"یو باسٹر۔۔۔۔۔"

اسکا بھی جملہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ اسکے بھاری ہاتھ کا مکہ ہوا میں لہراتا اسکے منہ پر پڑا۔

اور دوسرے پر وہ ابھی کراہیا ہی ہو گا کہ بلند فضا میں بوٹ میں مقید لات جبرے پر پڑی ایک فلک شگاف چیخ کے ساتھ وہ زمین پر گرا۔

اندھاد ہند فائرنگ سے انکی میگزین خالی تھی پر ہاتھ کمزور نہیں تھا۔۔۔

باقی جو بچے تھے انکے لئے انکے ہاتھ پاؤں ہی کافی تھے

شدید چیخوں پولیس کے سیاہ بوٹوں کے وار پر انکی آہیں بلند یوں کو چھو رہیں تھیں۔

لڑکیاں سہمی اس جہنم میں بیٹھی تھیں تو کوئی دب کر چھپنے کی کوشش میں ناکام ہوتا انکے بوٹوں کے وار سہتا

سیڑھیوں سے گھسیٹ کر انہیں گاڑیوں میں دھکیل دیا گیا پر اس دوران وہ خود کافی زخمی تھے۔

وہاں موجود ڈرگزر کے بیگز اور لڑکیوں کو لیڈی پولیس جو باہر کھڑی تھی برہان کے فوری حکم پر اندھر پہنچی اور انہیں آہستہ سے لیے سیڑھیاں اتر کر گاڑیوں میں بیٹھانے لگے تو کسی کی بانہوں میں بھر کر۔

"مجھے لگتا ہے ہمیں فوراً ہسپتال جانا چاہیے ورنہ میٹنگ میں غیر حاضری الگ مصیبت بنے گی۔" ایس ایچ او نے انکے بہتے خون کو دیکھتے کہا۔

انکے دو سولوگوں میں سے چند ہی رہ گئے جنہیں فوراً ہتھکڑیاں پہنائی گئیں۔ اور اب اس عمارت کو پولیس حراست میں لیکر کل میڈیا کے سامنے ان دہشتگردوں کے اپنے پیارے ملک میں خفیہ اڈے کو سامنے لانا تھا کہ ایسے جگہ کو دیکھتے حکومت کو فوری ایکشن لینا چاہیے سخت سے سخت۔ اور پولیس کی سپورٹ کرنی چاہیے۔۔۔

"پہلے اس جگہ پر سیکیورٹی کا انتظام کرنا ہے کہ کوئی ثبوت نامٹائیں۔" اسکے سوچ کو وہ سراہتے ہوئے سیکیورٹی کا انتظام کرنے لگے۔

واقعی جہاں اتنے لوگ اچانک سامنے آسکتے تھے وہاں اس عمارت کو مٹانے میں کتنی دیر لگاتے۔

"سر آپ کو کیا لگتا ہے اس میں بیسٹ کا ہاتھ ہوگا؟" انسپکٹر ارمان پر اسکے پاس بیٹھتے پوچھا۔

یہ سوال کافی غور سوچ رکھتا تھا "کوئی لنک ضرور ہے ورنہ ہمیں یہاں دیکھ کر گاڑیاں دھول اڑا کر نابھا گتی۔" وہ اتنا اندھا نہیں تھا جتنا اسکے سالے نے اسے سوچ لیا تھا۔



"کیا تم حورالعین کے ساتھ سے خوش ہو عالم؟" سہمی اسکے گھنے بھورے بالوں میں انگلیاں پھیرتی دل میں مسلسل اٹھتا سوال پوچھنے لگی۔

"کیا آپکو وہ پسند نہیں آئی؟" عالم کو یہ سوال چبھتا دل میں بے شک محبت عشق تھی اسکی بہن پر حورالعین کا الگ مقام تھا شاید روح کا جو نکاح کے بعد اس سے پاکیزہ رشتے میں جڑا تھا تب جب وہ اسکے پیروں میں گر کر اسکی بہن کیلئے گر گڑائی تھی یا تب جب وہ سیاہ رات میں اس سے بیسٹ کہہ کر مدد مانگ رہی تھی مطلب وہ اسکے لئے اہمیت رکھتا تھا اسکی مدد سے وہ جان گئی تھی کہ اسکی مدد پھر کرے گا۔ یہ پکار یہ احساس اسے بہت پسند آیا تھا۔۔۔

اگر اسکی بہن نا بھی کہتی تو بھی شاید سعیر عالم کا انتخاب وہی ہوتی۔۔۔ کوئی خوف کے بجائے مدد کیلئے بیسٹ کو بلارہا تھا یہ احساس اسے کافی بھایا تھا۔۔۔

"تمہیں برا لگا؟" سہمی اسکے لہجے کی ناراضگی بھانپ گئی

"جی۔۔۔!" بغیر ہیر پھیر کے اسنے بتا دیا کیونکہ وہ اپنی بہن سے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔  
"بہت پیار کرتے ہو اس سے؟" سہمی نے مسکراتے اسکی بھوری چمکدار آنکھوں میں دیکھا وہ ہولے مسکرایا۔  
"وہ کرتی ہے۔" اپنی بہن کے چہرے سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھنے لگا۔

"میں تمہارا پوچھ رہی ہوں۔" وہ جتنا بولی اسکی بھوری آنکھوں میں پراسرار سی چمک پیدا ہوئی جو سعی کا دل دھڑکا گئی۔

"میں نے اسے اپنے مطلب کیلئے رکھا ہے۔" بہت پراسر اسالہجہ تھا  
"مطلب؟؟؟ کونسا مطلب؟" اسنے الجھ کر پوچھا۔

"مجھے لگتا ہے وہ ذرا سی بھی دور ہوئی میں سانسیں نہیں لے پائوں گا۔ اور آپ جانتی ہیں مجھے اپنی زندگی کتنی عزیز ہے اور میری زندگی کیلئے اسے میرے پاس ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جب اسکا احساس پاس ہوتا ہے تبھی ہی مجھے سانسیں آتی ہیں انسانوں کی طرح۔ ورنہ میرا دل وحشی بن جاتا ہے اسکی دوری پر۔  
جب اسے تکلیف پہنچتی ہے دل کرتا ہے ساری دنیا کو وہی تکلیف پہنچائوں۔ کیونکہ اسکی تکلیف مجھے محسوس ہوتی ہے۔ وہ جب ہنستی ہے تو میں ہنستا ہوں۔  
اسکی خوشی میرے وحشی دل کو خوشی دیتی ہے۔  
وہ سکون میں رہتی ہے تو میں سکون فیل کرتا ہوں۔ وہ کسی چیز کی فرمائش کرتی ہے تو مجھے وہ اپنی فرمائش لگتی ہے۔ جیسے یہ فرمائش میرے اپنے دل نے مجھ سے کی ہو۔  
وہ دیکھ نہیں سکتی مجھے خوشی ہوتی ہے دل بس چاہتا ہے وہ مجھے محسوس کرے۔ یہ ڈر بھی ہے اگر اسنے یہ رنگین دنیا دیکھ لی تو مجھے شاید بھول جائے گی۔

کیونکہ اسکی دنیا تاریکی میں ہونے کے باوجود کافی رنگین ہے۔ اسے انگلش سیکھنی ہے۔ اسے انگلش میں بولنا چھ لگتا ہے۔ وہ کلنگ کرنا چاہتی ہے۔ وہ دنیا گھومنا چاہتی ہے۔ کبھی وہ میرے پاس رہنا چاہتی ہے تو کبھی دنیا کا پوچھتی ہے جو مجھے پسند نہیں آتا وہ مجھ تک رک کیوں نہیں جاتی؟



وہ میری زندگی ہے میں اس میں جیتا ہوں۔ اور اسے چاہیے کہ وہ مجھے جیے۔ اسکی یہ عادت مجھے پسند نہیں کافی سخت ناپسند ہے وہ سب سے رشتہ جوڑ لیتی ہے منٹوں میں۔ کبھی کتوں کی خواہش کبھی بلیوں کی تو کبھی گلابوں کی۔

وہ عارب کو بھائی کہتی ہے یہ اسنے مجھ سے بغیر پوچھے رشتہ باندھ لیا۔ اسنے اس لڑکی سے دوستی کر لی جو میری سخت مخالف ہے۔ اسنے آلف کو بھائی بول دیا۔ وہ اپنی بی بہن سب کیلئے سوچتی ہے مجھے یہ سب پسند نہیں آتا۔

اسکی سوچوں کا وسیع دائرہ عالم کا ہونا چاہئے۔ اسکی ہر سانس میں میرا نام ہونا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں وہ میری زندگی میں قید ہو جائے کیونکہ وہ کافی حساس ہے۔ اسے خراشیں پڑ سکتیں ہیں جو مجھے پڑیں گی اور میں خود پر ایک خراش برداشت نہیں کر سکتا، بس سعیر عالم چاہتا ہے کہ اسکی زندگی محفوظ رہے اور وہ تب رہے گی جب عین محفوظ رہے گی۔ "وہ کہہ کر خاموش ہو گیا سہمی بے ساختہ ہی ہنسی اور اسکے سر پر چیٹ ماری۔

"پگلے۔۔۔!! پیار کرتے ہونا اس سے؟ کوئی مطلبی نہیں ہوا اگر ہو بھی تو صرف اسے محفوظ رکھنا چاہتے ہو کیونکہ تمہارا روح کا رشتہ بن چکا ہے۔" اسنے خوشی سے بتایا

سعیر خاموش پڑا رہا۔۔۔

"ویسے وہ ناک تمہاری شرٹ پر کیوں صاف کرتی ہے؟" اسنے یاد کی وہ عادت جو اچھی بھی نہیں تھی پر اس پر کافی اچھی لگی تھی۔

"کیونکہ روتے ہوئے اسکی ناک بہت بہتی ہے۔" وہ مسکرایا یہ بھی ایک احساس تھا جب وہ اسکی شرٹ پر بے فکر ہو کر صاف کرتی تھی بڑے مان اعتماد سے اسے اپنا مان کر۔

"کیا میں تشریف لا سکتا ہوں؟" عارب کی شیر آواز گونجی جہاں سعیر نے آنکھیں گھمائیں وہیں سہی کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں پڑ گئیں

"او کے خود آجاتا ہوں آخر کار میں بھی کچھ حیثیت رکھتا ہوں۔" وہ کہتا تین کپ کافی کے ٹرے میں رکھتے اندر آیا۔

اور ٹرے بیڈ پر رکھی۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے تھا کہ اسکی صحت کیلئے کافی ٹھیک نہیں!" کافی غصے سے وہ بولا کہ سہی کے ساتھ عارب سٹپا گیا۔

"ریلیکس عالم! مینے سوچا۔۔۔"

"تم سوچو مت۔۔۔!!" وہ جتا کر کپ اٹھا گیا عارب نے شرافت سے سر ہلایا (او کے آئندہ فوری عمل کروں گا)۔۔۔ سوچ کر وہ سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

اسنے ذرا سی نظریں سہی کی طرف اٹھائیں اور سعیر کی بھوری نظریں خود پر پاتے گڑ بڑا کر روم کا جائزہ لینے لگا۔

"یہ کون ہے عالم؟" سہی نے اسے گھورتے عالم سے پوچھا عارب کا سانس اوپر تک رک گیا۔

اسنے عالم کی طرف دیکھا جو اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ ملاحظہ کر رہا تھا۔

"تم سے کون سا تعارف کروایا ہے موصوف نے؟" اس نے عارب سے چبھتی نظریں ہٹا کر اپنی بہن کے پریشان چہرے کو نرمی سے دیکھا۔

۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔

عارب کو سپ لیتے لیتے زبردست اچھو لگ گیا۔ سہمی کی بات سچ میں ہی رہ گئی وہ حیران پریشان سرخ چہرے سے کھانستے عارب کو دیکھنے لگی وہیں عالم نے بھی سرسری نظریں ڈالیں

"تم بتاؤ وہ نہیں مرے گا بھی۔" اس نے جتایا تو عارب مسکرا کر سر ہلایا گیا۔

(مر کیسے سکتا ہوں سہمی جی) اسکی نظروں کے پیغام پر سہمی سٹپٹا گئی

"یہ کہہ رہا تھا کہ یہ خادم ہے شاید یہاں کا۔۔۔۔۔!" اس نے معصومیت سے بتایا عالم کی آنکھوں میں اسکا چہرہ ا تعارف سن کر خون اتر آیا۔

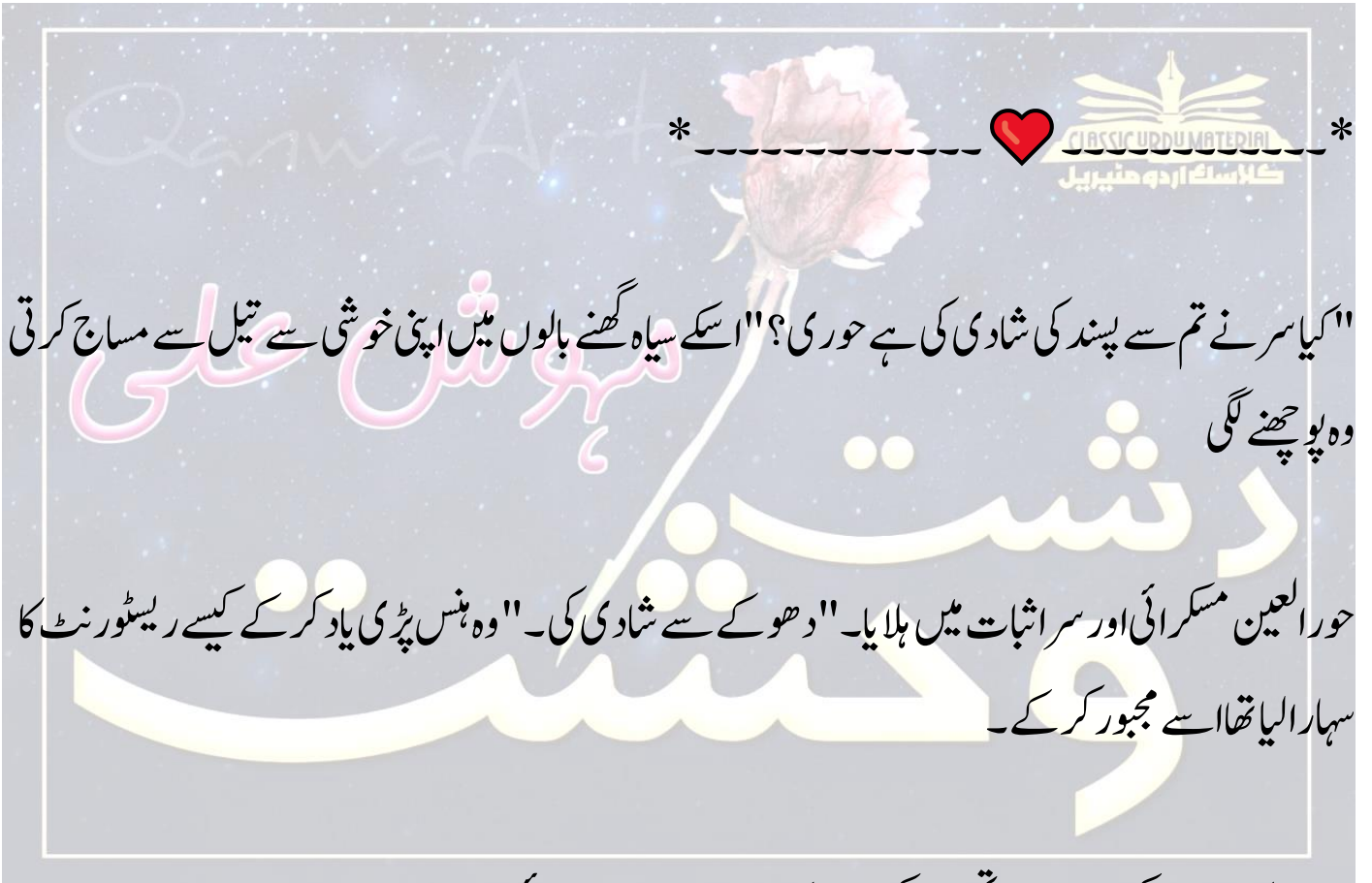
اس نے غصے سے پلٹ کر صوفے کی سمیت دیکھا تو وہ خالی تھا البتہ سیاہ ٹیبل کے شیشے پر کافی سے "میں خادم ہی تو

ہوں یار" لکھا تھا اور خود وہاں سے غائب تھا۔

"جھوٹ بول رہا تھا! خادم نہیں ایک فرد ہے یہاں کا۔" عالم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے بتایا اور کچھ مزید چھوٹی چھوٹی باتوں کے بعد اپنی نگرانی میں ڈاکٹرز کے چیک اپ اور دوائیوں کے بعد اسے سلا کر وہاں سے ڈور لاک کرتا نکلا البتہ ایک نرس وہیں سو رہی تھی سہمی کے ساتھ والے سنگل بیڈ پر۔

اسنے عارب کو ڈھونڈتے اسکا روم لائونج ڈرائنگ روم سب جگہ دیکھا پر وہ نہیں تھا۔  
اسکا ارادہ دولگانے کا تھا پر ان دونوں بھائی بہن کے بھاگنے والی عادت انکا کافی بچاؤ کر لیتی تھی۔

سر جھٹک کر مسکراتے اسنے اپنے روم کی طرف قدم اٹھایا۔



"دھوکے سے؟ کیسے مطلب تمہیں کیسے دھوکہ دیا؟" وہ حیران ہوئی۔  
اس بندے کو دھوکہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ اسے تعجب ہوا

"اوہ یہ اندھی تو دیکھ نہیں سکتی ضرور دھوکے کا ہی سہارا لینا پڑا ہو گا بچا رے کو۔" وہ سوچ کر تمسخرے سے  
مسکرائی۔



"وہ میری خوش قسمتی سے کہ میں کچھ بیوقوف سی ہوں۔" وہ کہتی کھلکھلا کر ہنسی۔

"تم خوش قسمت ہو کہ تم اندھی ہو۔ ورنہ اسے تمہاری بیوقوفی سے غرض نہیں ناہی وہ تمہارے حسن کا دیوانہ ہے۔ یہاں تک کہ اسے تم سے پیار بھی نہیں۔" وہ غصہ دبا کر حقارت سے بولی۔

حور العین کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ "نہیں! ایسا نہیں عالم کہتے ہیں وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں کیونکہ میں انکی زندگی ہوں۔" اسکی آنکھیں فوراً ڈبڈبائی اور اسنے یقین ڈلایا۔

"تم نہیں سمجھو گی بہت معصوم ہو۔" ریشا نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ اسکے گال کو چھوا۔ وہ اس سے جلد ہی دوستی جیسا رشتہ باندھ چکی تھی کیونکہ وہ کافی نرم مزاج بھولی تھی۔

"تم یہاں رکو میں انہیں بلاتی ہوں پھر انکے سامنے پوچھے گے کہ وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں اور ویسے بھی وہ مجھے کہتے ہیں میں انکی شہزادی ہوں انکی وچ ہوں وہ مجھے بچہ بھی کہتے ہیں تم جائو بس مجھے بات نہیں کرنی۔۔۔" مجھے دوسری ڈاکٹر چاہیے تمنے میرا موڈ خراب کر لیا ہے میں عالم سے پوچھتی ہوں وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں بہت۔ تم نہیں جانتی۔" اسنے ایک دم اس سے دور ہو کر رونا شروع کر دیا دکھ سے۔

اسکا غصہ ہونا ناراض ہونا اور رونا رونا کی جان پر بن آیا۔

"ارے ارے حوری میں مزاق کر رہی تھی جانو پلیز ایسے مت رو میں تمہاری دوست ہوں میں اچھا چاہتی ہوں میں، صرف چاہتی ہوں کہ میری دوست خوش رہے۔

تمہیں معلوم ہے ہمارے فلیٹ کے قریب ایک فلیٹ تھا جس میں ایک اندھی لڑکی رہتی تھی۔

اس سے ایک لڑکے کو پیار ہو گیا اور اس نے اسے کڈنیپ کر کے شادی کی کچھ ماہ اسے پیار دیتا رہا اسے بہت چاہتا تھا اس کا خیال رکھتا تھا پھر ایک دن وہ اکتا گیا کیونکہ وہ اندھی تھی خود چل نہیں سکتی تھی۔

ہر چیز کیلئے اپنے شوہر کو بلاتی اس سے ضد کرتی کھانا بنواتی، اسکی پسند کے کپڑے پہنتی اس سب سے اکتا کر اسکے شوہر نے اسے سب سے چھپ کر مار دیا۔ "وہ کہتی بغور حور العین کا چہرہ اتنے لگی جو کہ خلاف آرزو نارمل تھا۔

"بہت برا کیا اس نے پھر یہ پیار نہیں تھا یہ ہوس پرستی تھی کہ اسے کچھ دن رکھا پھر مار دیا مجھے نام بتائو میں عالم سے کہہ کر سخت سزا دو لو انوں گی۔" وہ مسکرائی اور چلتی جا کر کانوچ پر بیٹھی اسے اپنے بال تیل سے بھاری ہونے پر تکلیف ہو رہی تھی کافی الجھن ہو رہی تھی کیونکہ عالم کافی تھوڑے مقدار میں تیل ڈالتا تھا اسکے سر میں، پر اسے تو شاید پوری بوتل ڈال دی تھی آئل کی۔

رمشکا دل کیا اس کا سر پھاڑ دے کیا اعتماد کیا شان بے نیازی تھی میڈم کی۔

وہ غصے سے لب بھیج کر ہاتھ واش کر کے واپس روم میں آئی۔

"کیا میں نہا نہیں سکتی مجھے ایسے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ تم نے کافی زیادہ تیل لگا دیا ہے۔" اسکے باہر آنے پر حور نے پریشانی سے کہا۔

"نہیں تمہیں صبح نہانا پڑے گا ابھی نہیں اس سے تمہارے بال بہت پیارے ہوں گے۔ اور ہو سکے تو نیچے سونا اوپر بیڈ خراب ہو گا۔ سر کے بھی کپڑے خراب ہو جائیں گے شاید وہ غصہ کریں تم پر۔" وہ مسکراتی بولی اور اسکے پرفیو مز دیکھنے لگی۔

تبھی اسکی نظر سعیر کے کلون پر پڑی۔ اسکا دل کر رہا تھا اسکی ایک ایک چیز کو دل سے محسوس کرے۔

کتنا بے رحم تھا کہہ رہا تھا آنکھیں نکال دو پھر زندگی میں آؤ۔۔۔  
اب اسکا دل کر رہا تھا اسکے سینے سے لگ کر بتائے کہ دیکھو میں آنکھوں سمیت تمہارے اتنے قریب رہ رہی ہوں کہ تمہاری خوشبو میرے ہاتھوں میں ہے۔

اسنے مسکراتے اپنے ہاتھ پر اسپرے کیا اور ناک کے قریب کر کے سونگھا جیسے نشہ چڑھ گیا اسے۔

"ابھی ہی یہ اتنا خطرناک ہے جب تمہاری روح جھنجھوڑنے والی خوشبو سے ملتا ہو گا تو کیسا ظلم کرتا ہو گا۔" وہ پیاسی نظروں سے کلون کو دیکھتی رشک سے حور العین کو دیکھنے لگی جو ہر لمحہ ہی تو اسکی خوشبو میں سانس لیتی تھی۔

پر دوسرے ہی پل اسکی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا۔۔۔ اسے وہ اپنی خوشبیوں کی دشمن لگی نیچ کا کانا دل چاہتا تھا یہ کلون کی شیشی اسکے سر پر دے مارے۔۔۔

وہ جذبات میں فوری عمل بھی کر دیتی کہ اسی پل کمرے کے نزدیک بھاری قدموں کی دھمک سنائی دینے لگی

---

"سس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!" وہ حواس باختہ سی کلون کو وہیں رکھ کر حورالعین کے پاس آئی۔

"سوئیٹی بات سنو تم عالم کو مت بتانا کہ میں نے تم سے کونسی سی باتیں کی ہیں وہ مجھے سزا دیں گے اور میرے بچے' تمہیں معلوم ہے نا ایک میں ہی ہوں جو کماتی ہوں اس روزگار سے باپ تو مر گیا انکا۔" وہ بھرائی آواز میں اپنی کہانی رونے لگی۔

"نہیں۔۔۔۔۔!! تم بے فکر رہو میں عالم کو نہیں بتاؤں گی بس تم یہ سمجھ جاؤ کہ وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں تم یہ غلط فہمی دل سے نکال دو کہ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔" اسنے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے پیار سے کہا پر آخر میں جتا یا بھی۔

مہوش علی

رمشا سے نفرت سے دیکھ رہی تھی جس سے وہ انجان تھی۔  
"اوکے میں مان لیتی ہوں بس تم خوش رہو۔" اسنے ایک مٹھی بھیج کر دوسرے ہاتھ سے اسکا گال چھوا۔  
وہ کہہ کر جیسے وہاں سے نکلی سیدھا دروازہ کھولتے عالم سے ٹکرائی۔

اسکی جیسے دعا ہی قبول ہو گئی اسکی خوشبو میں گہرا سانس لیتے جھٹکے سے عالم کے دوسری طرف پھینکنے کے انداز میں کرنے پر وہ بمشکل سنبھلی۔

"دیکھ کر نہیں نکل سکتی اور اب تک یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ برہمی سے گھورتا ہوا بولا اور ٹھاکے ساتھ دروازہ بند کیا وہ اچھل پڑی۔۔۔



"خیال کیا کریں مادم اور خاص نظریں ڈالنے سے پرہیز کریں۔" پتا نہیں کہاں سے عارب نکل آیا اسکی حسرت بھری نظریں دیکھ کر غصہ دبائے بولا کہ رمشاشر مندہ ہو گئی۔

"نہیں میں وہ سوری کرنا چاہتی تھی۔" وہ منمنا کر وہاں سے نکلی عارب گھورتا رہا اسکی پشت کو۔۔۔

پھر سر جھٹک کر ایک آہ بھری نظر سہمی کے بند دروازے پر ڈالتے غصے سے عالم کے روم کو دیکھا اور دیوار پر لات مارتے وہ پاؤں پیچ کر اپنے روم کی طرف بڑھا۔۔۔

"میری تو کوئی اہمیت ہی نہیں کیا ہوتا سہمی جی کہ آپ خادم والا راز دل کے تہہ خانوں میں چھپا لیتیں۔۔۔" وہ منہ بسورے بڑبڑایا۔

"کیا ہوا اتنی پریشان کیوں ہو؟" عالم دروازہ بند کر کے ڈریسنگ ٹیبل پر غور کرتے گھڑی اور والٹ وہاں رکھتا مڑا اور کوٹ ہینگ کرتے کف کمنیوں تک فولڈ کیے۔

شوز پاؤں سے نکال کر وہ اسکی سمیت متوجہ ہوا تو اسکے پریشان مر جھائے چہرے کو دیکھ محبت سے پوچھا پر در حقیقت پریشان ہوا تھا۔

"آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں عالم؟" اسکی آواز پر وہ جیسے خواب سے جاگی ہوئی انتہائی سنجیدہ آواز میں بولی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ مسکراتا اسکے سوال پر چلتا اسکے پاس آیا کہ وہ جیسے اسکے وجود کے سامنے دب گئی۔  
"کیوں شک ہے میری شہزادی کو؟"

اسکے گھمبیر بھاری آواز پر حورالعین کے ہاتھ عرق آلودہ ہو گئے۔  
"مجھے جواب دیں عالم کیا آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں؟" وہ جھنجھلا کر پاؤں پٹختی غصے سے بولی۔  
"ہاں کرتا ہوں، عالم عین سے پیار کرتا ہے اب خوش نامیرا بچہ؟" اسکے دونوں شانوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑتے وہ بولا اور حور جیسے گلاب کی طرح کھل اٹھی۔

"کتنا پیار کرتے ہیں؟" اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے اب وہ قدرے منمنائی۔  
عالم اسے گہری بھوری نظروں سے دیکھنے لگا۔

دوپٹے کے بھوج سے عاری گلابی آتش لباس میں نکھری نکھری سی گلاب جیسے رنگ چہرے پہ سجائے، سیاہ آبخار ریشمی بال کمر پر لہراتے بکھرے پڑے تھے، اسکی سیاہ گھنی خمیدہ پلکیں اٹھتی گرتی ایک الگ سے رقص میں مدہوش تھیں، چھوٹی سی ناک کی نتھنیں سرخ، اور گلاب سے گالوں پر مدہم پڑتے ڈمپل سرخ شکر فی لبوں پر بکھری مدہم شرمیلی مسکراہٹ، اپنے خوبصورت خدو خال حشر سامنیوں سمیت اسکے سامنے کھڑی جھنجھلائی بہت پیاری اور دل کے بے حد قریب لگی۔

"تمہیں آج کیا ہوا ہے عین؟ کیا تمہیں میرے پیار میں کمی محسوس ہوئی ہے؟" وہ متفکر ہو کر پوچھنے لگا

"اگر ایسا ہے تو میں تمہیں اب دل کی دنیا میں قید کر لوں گا پھر تمہیں شکایت ہوگی مجھ سے۔"

"نن۔۔۔ نہیں عالم کمی کی بات نہیں۔ میں بس چاہتی ہوں کہ کوئی مجھ سے پوچھے کہ عالم مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں تو میں اسے بتاؤ سکون کہ وہ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں، مجھے معلوم ہی نہیں پڑتا۔" اسنے اپنی بے بسی سنائی۔

جس پر وہ کھل کر مسکرایا۔

"تمہارا دل جواب نہیں دیتا۔" وہ اسے شانوں سے پکڑ کر فاصلے مٹا کر قریب کیے استفسار کرتے اسے بوکھلا گیا۔

"دیتا ہے پر آپکے کپڑے گندے ہو جائیں گے۔" وہ کہہ کر مچل کر دور ہوئی اچانک کہ وہ جلدی سے اسے نا تھا متا تو وہ لڑکھڑا کر ضرور پیچھے گرتی۔

"اوں ہوں سنبھل کر کیا جلدی ہے۔" اسے سنبھال کر سینے سے لگاتے وہ ڈپٹنے والے انداز میں گویا ہوا۔

"لو اب آپکے کپڑے خراب ہو گئے مجھ پر الزام مت دیجئے گا۔" وہ اپنا بھاری سر تھا متی اسے سے خفگی سے بولی۔

وہیں عالم نے چونک کر اس کے سر کو پھر اپنی شرٹ پر لگے داغ کو دیکھا۔

"یہ کس نے سرسوں کا تیل تمہارے سر میں ڈالا ہے؟ تمہیں اس سے تکلیف ہوتی سر درد ہو جاتا ہے پھر کیوں ڈالا ہے یہ۔" وہ رومال نکال کر اسکے چہرے کی سائیڈ صاف کرتا غصے سے بولا۔

"آہاں درد تو ہوتا ہے پر اس سے بال خوبصورت اور اچھے ہوتے ہیں۔" وہ ناک سکوڑ کر بولی عالم نے گھور کر دیکھا۔

"اور کتنا خوبصورت ہونا ہے اتنے اچھے بال ہیں، تم ویٹ کرو میں تمہارا ڈریس ہینگ کر کے آتا ہوں۔" وہ اسے کانوچ پر بیٹھا کر خود وار ڈروب کی سمیت بڑھا کہ حورالعین بوکھلائی سی بالوں سے تیل نکالنے کا سوچتی ہڑبڑا گئی۔

"نہیں۔۔۔۔۔!!!" وہ بے ساختہ چیخی سعیر نے حیرت سے مڑ کر اسے دیکھا۔

"زور سے آواز نہیں نکالتے تکلیف ہو سکتی ہے۔" اس نے سمجھایا پر وہ کہاں سمجھنے والی تھی۔

"میں یہ تیل نہیں نکالوں گی میں چاہتی ہوں میں اتنی اچھی بن جاؤں کہ آپ مجھے آخر میں مار۔۔۔۔۔ میرا مطلب چھوڑیں نا۔" وہ بوکھلا کر کہتی اپنے بال لپیٹ کر جوڑا بنانے لگی۔

"اور یہ بکو اس تمہارے چھوٹے سے دماغ میں کیوں آئی کہ میں تمہیں ماروں گا یا چھوڑ دوں گا؟" وہ جھٹکے سے اسکی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچتا اسکا جوڑا کھول چکا تھا۔



اسکے گلابی لباس پر تیل کے دھبے لگ چکے تھے جن سے عالم کو چڑھور ہی تھی

وہ اسکے بازو کو پکڑتا ہاتھ روم میں لے گیا اور اسے شاور کے نیچے کھڑے کرتے اسے بالوں میں شیمپو ڈال دیا۔

یہ سب اس قدر اچانک ہوا کہ حورالعین کچھ سمجھ بھی ناپائی۔

"لگتا ہے تمہارے حواس بہک گئے ہیں جو تم ایسی بکواس سوچ رہی ہو یا تمہارے پیٹ میں پڑا یہ چھوٹا فنتا تمہارے کان بھر رہا ہے۔" وہ غصے سے بڑبڑاتا اسکے بالوں میں اچھی طرح شیمپو سے تیل نکالتا اب پھر شاور کے نیچے لایا۔

مہوش علی

وہ حواس باختہ سٹیٹائی بو کھلائی ہوئی تھی۔۔۔

"ع۔۔۔ عالم بب۔۔۔ بات تو سنیں!" اپنے منہ پر پڑتے شاور کے پانی کو صاف کرنے کی کوشش میں نڈھال ہو گئی۔

"کیا سنو یہ کہ میری بیوی میری غیر موجودگی مجھ سے بدگمان ہو رہی ہے۔۔۔!!!" وہ غصے سے غرایا اور جھٹکے سے اسے پھیر کر اپنی طرف پیٹھ کر لی۔

شاور بند کیے وہ آہستہ سے اسکے بال کھولے ان سے بوسو نگھ رہا تھا جبکہ عین کپکپاتی اپنے گرد بازو لپیٹے آنکھیں میچے کھڑی تھی۔

"دیکھا کتنا تیل ڈالا ہے یہ ابھی تمہارے بالوں میں پڑا ہے۔  
حد ہوتی ہے احمق پن کی کیا ضرورت ہے تمہیں حسین دکھنے کی کیا مینے تمہاری تعریف نہیں کی کہ تمہارے  
بال خوبصورت نہیں ہیں؟"

وہ حقیقت میں تپا ہوا تھا اپنی ہتھیلی پر شیمپو نکالے وہ اسکے بالوں کے اندر تہہ میں لگا رہا تھا اور اب انگلیوں سے  
اندر شیمپو کی مساج کرتا غصہ بھی ساتھ ساتھ کر رہا تھا۔

"ہاں نہیں کرتے آپ تعریف کبھی کہا کہ عع۔۔۔ عین تمہارے بال بہت لمبے ہیں تم اتنی محنت سے کیسے  
سنجھالتی ہو بتائیں کبھی کہا ہے؟" وہ غصے سے بولی عالم اسکے جھوٹ پر گھورنے لگا اسکے سر کو۔  
"تم حد سے زیادہ جھوٹ بول رہی ہو۔ میں ہر صبح تمہارے بالوں میں برش کرتے کہتا ہوں تمہارے بال  
خوبصورت ہیں۔" وہ الزامات پر تیز لہجے میں بولا کہ وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

"رہنے دیں مینے تو کبھی نہیں سنا۔" وہ صاف مکر گئی اور اسکے ہاتھوں کے مساج کو سکون سے محسوس کرتی  
رہی۔

وہیں عالم اس قدر جھوٹ پر لب بھینچ گیا۔۔۔

وہ ایسے انسان کے سامنے جھوٹ بول رہی تھی جس نے ذرا سے جھوٹ پر لوگوں کی زبانیں کاٹی تھیں۔  
انکے جبرے توڑ دئے تھے صرف جھوٹ پر۔۔۔

پر یہ سب باہر تھا، یہاں اسکی بیوی چاہیے جو کچھ آئے کر لیتی تھی دل چاہا جھوٹ بولے دل چاہا الزام لگائے کوئی روک ٹوک نا تھی۔

یہاں تک اسنے جو اسے اتنا سراہا تھا اسکے پور پور اسکے نقوش اسکے بالوں سے لیکر پاؤں تک اپنے قیمتی جذبات سے اسکی تعریفیں اسکے کانوں میں سرگوشیاں سب کہیں بھول گئی تھی مگر گئی تھی۔

اسکارخ واپس اپنی طرف کرتے اسکے بالوں سے تیل نکالتے اسکی گردن اسکے چہرے سے اچھی طرح واش کرتے بے ساختہ ہی اسکی نظریں تھیں۔۔۔

وہ آنکھیں میچی لب آپس میں پیوست کیے بھیگے چہرے کے ساتھ کھڑی تھی جبکہ عالم کے ہاتھ اسکی گردن میں تھے جہاں وہ آئل صاف کر رہا تھا جھاگ سے۔۔۔

اسکے دلکش ہوشربا سراپے سے نظریں ہٹا کر اسنے جھاگ والے ہاتھ اسکی پھولی گال پر رکھے اور انہیں آہستہ سے سہلانے لگا

وہ کسمسا کر اسکے چوڑے سینے میں چھپ گئی۔ جس پر وہ مسکرا دیا۔ "اچھا اب بتاؤ کیوں سوچا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا؟" وہ اسے لیے شاور کے نیچے آیا خود پوری طرح بھگنے کے ساتھ اسے بھی نہلانے لگا۔

"کیونکہ اب آپ پیار ہی نہیں کرتے۔" اسنے شکوہ کیا جو ایسے ہی عالم سے اس ڈاکٹر کو بچانے کا تھا کیونکہ جانتی تھی اگر اسنے کہہ دیا تو اسے دھکے دیکر نکالے گا۔۔۔

"کتنا پیار چاہیے؟" اسکے چہرے سے بھگے چپکے بال کان کے پیچھے کرتے وہ پوچھنا لگا حور جیسے باقی سارے سوال گول کر گئی اس سے بھی کتر جانے لگی تبھی اپنی کلائی اسکے مضبوط ہاتھ میں پاتے وہ لب دبا گئی۔

"مجھے نہیں چاہیے، بہت ہے۔" وہ شرمائی سی کلائی چھڑوانے لگی "شاہد تو اب بند کر لیں" وہ مسلسل پانی کی آواز سنتی ہو کھلائی بولی۔

"نہیں بہت نہیں! تمہیں کمی محسوس ہوئی ہے تو وہ پوری کرنے دو مجھے۔" شاہد بند کرتے اپنے چوڑے سینے سے چپکی بھگی شرٹ اتار کر اسے واپس اپنے حصار میں بھر کر اسکی بھگی گردن میں منہ چھپانے لگا۔

حور العین تو اس اچانک کی افتاد پر سخت ہراساں سٹپٹا گئی۔

"عالم میں مزاق کر رہی تھی سچ میں۔" وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے دور کرنے کی تگ و دو میں تھی پر وہ جیسے اب اسکے سارے شکوے دور کرنے کے موڈ میں تھا دوسرے ہی پل اسے بانہوں میں اٹھالیا۔

"تمہارے مزاق بہت خوبصورت ہیں۔" اسنے جھک کر کان میں کہا اور ہاتھ روم کے ڈور کو پائوں کے ٹھوکر سے کھول کر باہر آیا۔۔۔

"نہیں بہت برے ہیں۔ میں اب کبھی مزاق نہیں کروں گی۔" وہ رونے جیسی ہوتی نچلے لب پھیلا کر بولی جس پہ عالم نے مسکراتے اسکے بھگے وجود کو سفید نرم ملائم بیڈ پر ڈالا۔۔۔



"تم مزاق کرو تمہارا حق ہے۔" اسکے پاس بیٹھ کر وہ اسکی ٹھوڑی پر انگلیاں پھیرتا اسے آنکھیں میچنے پر مجبور کر گیا۔

چھت پر لٹکے بڑے سے فانوس سے روم میں بکھری دودھیاروشنی اسکے وجود سے ٹکراتی اسکی بھوری آنکھوں میں محبت کا جہاں آباد کر گئی وہ اٹھا اور وارڈروب سے گائوں لیکر اسکے پاس آیا اور لائٹ آف کرتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

جبکہ حورالعین وقت کی نزاکتوں کو سمجھتی اس معنی خیز گھیر خاموشی سے گہرا کر بلینکٹ کو اٹھا کر خود پر ڈالنے لگی تھی کہ اسکا اٹھا ہاتھ سیدھا عالم کے بازو پر پڑا۔۔۔

اسکے نازک سے وجود میں کرنٹ دوڑ گیا عالم اسکے تاثرات پر مسکرا کر پاس ہی لیٹ گیا اور اسکے وجود کو آہستہ سے بانہوں میں بھر کر اسکے گرد حصار قائم کرتے خود پر بلینکٹ ڈالا اور ریموٹ اٹھا کر سامنے ایل ای ڈی آن کی۔

وہ جھینپ گئی اسکے دہکتے حصار نرم گرم پناہوں میں آکر، مسکرا کر اپنے دماغ سے رمشا کی بکواس جھٹکتی اسکے گرد اپنی بانہیں پھیلانے سینے پر سر رکھے ایل ای ڈی سے آتی آوازیں سننے لگی۔

"یہ لڑکی چیخ کیوں رہی ہے؟" وہ قہقہوں اور چیخنے کی آواز پر پریشانی سے پوچھنے لگی۔

"کیونکہ اسکے پیچھے سیریل کلر پڑا ہے۔"  
"وہ کیا ہوتا ہے؟" وہ بالکل نہیں سمجھی۔۔

"وہ اسے اپنے ہاتھ کا ہنر دیکھنا چاہتا ہے پر لڑکی راضی نہیں بھاگ رہی ہے جنگل میں۔" وہ مسکرا کر بولا حالانکہ سامنے سیریل کلر لڑکی اور لڑکے کو کاٹ رہا تھا۔  
اور خود ہذیاتی انداز میں قہقہہ لگا رہا تھا جو بہت خوفناک تھے۔

"ہمم! بیوقوف جنگل میں بھاگ رہی ہے اسکا ہنر دیکھ کر اسے سرا ہے تاکہ وہ بچا رہ خوش ہو جائے۔" اسنے منہ بسور کر کہا اور اسکی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھانے لگی۔

جن کا لمس سعیر کو بہت بھار ہا تھا تبھی وہ ریموٹ بیڈ پر پھینک کر اسکے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"عالم مجھے کوئی کہانی بتائیں ناپیار والی جس میں لڑکا لڑکی راستے میں پیار کر کے پھر اپنے ماں باپ کو بتائیں پھر شادی ہو جائے انکی۔ پر پلیز سماج کو بیچ میں مت لائیے گا۔" اسکی فرمائش پر سعیر نے آنکھیں سکڑ کر اسے دیکھا۔

"راستے میں کیسے پیار ہوتا ہے؟" وہ حیران ہوا  
حور نے اسکی بے عقلی پر گھورا۔

"راستے پیار مطلب کہ وہ ٹکرائیں۔ لڑکی گرے پھر لڑکا اسے تھام لے پھر وہ اسکی آنکھوں میں دیکھے پھر انہیں پیار ہو جائے پھر لڑکا اپنے ماں باپ کو انکے گھر بھیجے، پھر ہاں ہو جائے اسکے بعد شادی پھر انکے بچے ہوں ہماری طرح۔" وہ شرم سے کہتی مسکراتی اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔

"مجھے تمہارے پھر کے سواء کچھ سمجھ نہیں آیا صرف یہ کہ جتنی تمہاری رفتار ہے کچھ دیر بعد انہیں دفنایا جا رہا ہوگا۔" وہ ہنس کر بولا حور برامان گئی۔

"عالم بتائیں نا ایسی کہانی مجھے آج پیار والی کہانی سننی ہے۔ پہلے نور مجھے اتنی مزے والی اسٹوریز لا بھریری سے لا کر سناتی تھی۔" وہ اسکے گال پر ہاتھ رکھ کر ضد کرنے لگی۔

"اچھا سوچنے دو مجھے حالانکہ میں ابھی تک کوئی لو سٹوری نہیں سنی۔" حور سر ہلا گئی

"ہم! راستے والی بتائوں، گھر والی، روم والی یا کالج والی؟" کچھ سوچ کر وہ بولا اور ہاتھ بڑھا کر ایل ای ڈی آف کی۔

روم کے ملگجاندھیرے میں وہ مہکتاروئی سانرم وجود اسکے سینے پر پڑا انوکھی فرمائش کر رہا تھا۔

"پہلے تو آپ کو ایک نہیں آرہی تھی اب روم والی بھی آگئی۔"

"نہیں مائی وچ کہانی ایک ہی ہے صرف سوچ رہا ہوں تمہاری خواہش پر بناؤں۔"

"اچھا پھر یونی والی کر لیں اور ہاں وہ فل انگلش بولے اسے اچل نمکی کی روز ایک پلیٹ کھانے کے ٹائم ملے۔"

وہ خوشی سے کھل اٹھی جھٹ فرمائش کی۔

"نہیں یہ مچلی شجلی تمہاری ہیں اسے اپنے تک محدود رکھو۔" اسے اپنے بازو پر ڈال کر پورا اپنے وجود میں چھپالیا۔

"ہاں تو۔۔۔"

"نہیں نہیں عالم پہلے مجھے کچھ کھلائیں خالی منہ کچھ سننے میں مزا نہیں آئے گا۔" عالم نے اس کے چہرے کو گھورتے گالوں پر ڈمپل دیکھ کر خود بے ساختہ مسکرایا اور خود میں بھیج کر ماتھے پر بوسہ دیا۔

"ٹھیک ہے دیکھتا ہوں کچھ۔ جب تک چینیج کر لو۔۔" وہ کہہ کر اٹھا اور وارڈروب سے نائیٹ گائون نکال کر پہنتے باہر نکلا۔

وہ کچن میں آیا اور وہاں فریج میں رکھا ہوا چاکلیٹس کے پیکٹ سے ایک نکال کر مڑا کہ سامنے ڈاکٹر کو پا کر حیران ہوا۔

"آپنے اس وقت باتھ لیا ہے سر؟" وہ متفکر ہو کر بولی۔

عالم نے اپنی فراغ پیشانی پر بکھرے بھیگے بالوں کو دیکھا۔ "اپنی بیوی کو دلوا یا ہے اس کے سر میں ایڈیٹ نے آئل ڈال دیا اسلئے۔" اس کا چبھتا ہوا ایڈیٹ لفظ رمشا کو سٹپٹا گیا مزید تو وہ حورالعیین باتھ دلوانے پر جھلس گئی۔

"کیا کر رہی ہو اس وقت؟" اس نے گھورار مشا گڑ بڑائی

"وہ پانی پینے آئی تھی کہ آپ۔۔"

"ہم! مینے ابھی ایک مووی دیکھی۔" لاپرواہ سے انداز میں بولار مشا چونکی آخر اسے کیوں بتا رہا تھا مووی کا۔

دیکھا کیا خاص تھا مووی میں۔

"جی کک۔۔۔ کون سی؟" وہ خوشی ہوتی بولی۔



"مووی کے بہت کریکٹر تھے پر مین کریکٹر دو تھے ایک بیسٹ اور اسکی شہزادی، پھر انکے بیچ ایک لڑکی آئی وہ بیسٹ کی شہزادی کو بدگمان کرنے لگی کہ اسے بیسٹ پیار نہیں کرتا۔۔ اس کے سر میں جان بوجھ کر آئل زیادہ ڈالتی ہے۔ جھوٹی کہانی سناتی ہے جس میں بلا سنڈ گرل کو لڑکا مار دیتا ہے شاید اکتا وکتا کر سہی کہانا؟؟؟

ہاں پھر بیسٹ۔۔!! وہ خاموش کیوں ہے یہ سمجھ نہیں آرہا۔ مجھے یہ لگتا ہے وہ سوچ رہا ہوگا کہ اسے کون سی موت دے جسے بیسٹ کی شہزادی کو بدگمان کرنا چاہا۔۔۔  
 بدگمان۔۔!!! مجھے لگتا ہے اس بیسٹ کو چاہیے اس بیچ والی لڑکی کو دنیا سے بدگمان کرنا چاہئے۔ کیوں؟" وہ ٹھہر ٹھہر کر سرد لہجے میں بولتا مشا کو پتھر کی مورت بنا گیا۔  
 "ڈونٹ وری آپ خوفزدہ ناہوں میں اسے میرا کلون گفٹ کر دوں گا۔" اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپاتے وہ آگے بڑھا۔۔۔  
 "کک۔۔ کلون۔۔!! ای۔۔ یہ ایسے بب۔۔ بہلا بہلا کر مم۔۔ مارتا ہے۔!" وہ سوچتی وہاں سے قدم پیچھے لینے لگی۔

جبکہ عالم سیڑھیاں چڑھتا اسکی سپید رنگت دیکھ کر تمسخرے سے مسکرایا۔

وہ روم میں آیا تو حور مسکراتی اپنی ڈوریاں باندھ رہی تھی۔

"کیا لائے ہیں؟" اسکے آغوش میں آکر اسنے پوچھا تب عالم نے اسکے لبوں سے چاکلیٹ لگایا اسکی آنکھیں جگمگا اٹھیں۔

"واؤ چاکلیٹ۔" وہ جوش سے بولتی اسکی گردن میں دونوں ہانہیں ڈالے کھانے لگی تبھی عالم باقی کا ٹیبل پر رکھتا اسکے لبوں پر بوسہ دیکر کہانی کو سٹارٹ کیا۔

"ایک لڑکا تھا اور ایک لڑکی۔۔"

"شروع میں ہی اتنی بونگی مجھے پتا ہے لڑکا لڑکی ہی ہوں گے آپ کسی اور طریقے سے شروع کریں جیسے گرائونڈ میں کینیٹین میں، ایسے مزا نہیں آرہا۔" اسنے بیچ میں کاٹ کر کہا۔

سعیر نے خاموشی سے سنتے سر ہلایا۔ "ان دونوں کی پہلی ملاقات گرائونڈ میں ہوئی تھی۔۔"

"ہائیں۔۔! بتا رہے ہیں مجھے یا کہانی سنارہے ہیں" اسکے برامانے پر سعیر نے گھورا۔

"وہ بک پڑھ رہی تھی کہ سامنے سے لڑکا صاحب چلا آیا اور سیدھا اس سے ٹکرا گیا۔۔۔"

"ایک منٹ ایک منٹ! کیا یہ لڑکا اندھا تھا؟؟ مطلب کوئی شرم نہیں سیدھا ٹکرا گیا۔۔ ایویں ہی میں ہوتی سیدھا جوتے مارتی۔۔۔" وہ غصے سے بولی

"ایک منٹ یہ تم وہاں کیا کرتی۔۔۔؟؟ خبردار جو خود کو اسکی جگہ رکھا میں اس کہانی کی جان نکال دوں گا  
سمجھی۔" ابکی بار اسنے ٹھٹھک کر سنا اور سمجھ کر تیز لہجے میں بولا کہ حور سٹیٹا گئی  
"نہیں میں تو بس بتا رہی تھی۔۔۔"

"تم صرف سنو بتاؤ نہیں۔۔۔!" اسکے جتانے پر وہ سر ہلا گئی۔  
"ہاں تو وہ لڑکا اس لڑکی سے ٹکرایا، لڑکی کی چیخ نکل گئی ناک سے تیزی سے خون نکلنا شروع ہو گیا اسے چکر  
آنے لگے کیونکہ اسکے ناک کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اسے فوراً ٹریمنٹ کیلئے۔۔۔  
"عالم پیاری والی کہانی سنائیں خوفناک خون خرابے والی نہیں۔" عین نے دہل کر کہا کہانی کا اسٹارٹ ہی اتنا  
خوفناک تھا اختتام کیسا ہو گا وہ سوچ کر جھڑ جھڑی لے اٹھی۔  
"مانڈاٹ ایک ٹکرائو سے ایسے ہی خون خرابا ہوتا ہے۔"  
"اچھا! پھر آپ روڈ ایکسیڈنٹ والا بتائیں۔ جیسے ہیر وئن گرتی ہے سامنے گاڑی سے ٹکرا کر پھر ہیر و۔۔۔"

"اوکے میں سمجھ گیا۔۔۔!"  
"وہ چھٹی کے وقت یونی سے نکلتی سامنے روڈ کراس کرنے لگی تھی کہ اچانک سے گاڑی آئی جس میں وہ لڑکا  
صاحب بیٹھا تھا لڑکی صاحبہ نے دیکھا نہیں یہ سب اچانک تھا سو گاڑی سیدھا لڑکی سے ٹکرائی۔۔۔"

لڑکی کافی نازک تھی اسلئے ہوا میں اڑ گئی۔ وہ اچھل کر کئی فٹ دور گری اسکی گردن ٹوٹ چکی تھی اس لئے مڑ گئی دوسری طرف سر سے خون بہہ رہا تھا یہ سب اس قدر اچانک تھا کہ سامنے سے دوسری آتی گاڑی اسکی ٹانگوں پر سے چڑھ گئی، اس افتاد سے لڑکا صاحب گھبرا گیا کیونکہ وہ اسکی ہیر وئن تھی، بھاگ کر اسکے پاس گیا۔

"اور اسکے ٹکڑوں، مڑی گردن، ٹوٹی کچلی ٹانگوں کو اٹھا کر اپنی ہیر وئن لے گیا دفنانے ٹھیک؟" ڈبڈبائی

آنکھوں سے وہ چیخی۔

"نہیں میری شہزادی ابھی انکی شادی۔۔۔۔۔"

"آپنے چھوڑا کیا ہے لڑکی میں شادی کیلئے عالم؟" وہ کتنی خوشی سے سن رہی تھی کہ ٹکڑاؤ ہو گا وہ اسے لے جائے گا ہاسپٹل پھر ان میں پیار ہو گا پراسکے شوہر صاحب نے ٹکڑاؤ ہی اس قدر خطرناک کیا تھا کہ بھیانک پیار سن ہی نہیں سکی۔

"اچھا پھر تم بتاؤ کون سی سناؤں؟" اسکے خفگی بھرے چہرے کو دیکھتے وہ جھک کر پیار بھری شرارت کرنے لگا حور سٹپٹا گئی۔

"آپ مجھے کینٹن والا پیار سنائیں گے اس میں کوئی خون خرابا نہیں ہونا چاہیے۔" وہ چڑ کر بولی

"کینٹن والا پیار؟؟ یہ کیسا ہوتا ہے؟" عالم نے حیران ہو کر اسکے چہرے کو دیکھا



"سوری وہ کینیٹین میں ملاقات اور پھر آہستہ آہستہ پیار۔" اسنے ہستے ہوئے کہا پر عالم آج اسکے موڈ کو سمجھنے سے قاصر تھا۔

"پہلے تمہیں مجھ سے پیار چاہئے تھا اور جب میں پیار کرنے لگا تو تمہیں اب پیار والی سٹوریز چاہیں۔۔۔!"  
"آپ گھمائیں مت مجھے بتائیں ایک بھی اچھی نہیں بتائی، ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی۔" وہ ناراضگی سے بولی

عالم نے سن کر گہرا سانس بھرا اور اسے بازوؤں کے گھیرے میں لیتے اپنے سینے پڑ ڈالا۔

"لڑکی۔۔۔"

"پلیز ہیر وئ بولیں۔! اسنے ٹوکا

"اوکے! ہیر وئ صاحبہ کینیٹین میں تھی اسے بھوک لگی تھی وہ آرڈر دے کر ایک ٹیبل پر بیٹھی۔۔۔"

"پلیز وہ پہلے سمو سے کھائے۔" اسکی فرمائش پر عالم نے گھورا

"کینیٹین بوائے میرا مطلب لڑکا وہ آرڈر لیکر آیا جس میں سمو سے چٹنی اور کچھ دوسری کھانے کی چیزیں تھی

ایک کولڈ ڈرنک تھی۔

اسے بھوک لگی تھی وہ جلدی جلدی کھانے لگی سمو سے بہت گرم تھے جس وجہ سے اسکامنہ سرخ ہو رہا تھا اور

یہ سرخی بہت اچھی لگ رہی تھی ہیر وئ صاحبہ کے چہرے پر اسلئے ہی ہیر وئ صاحبہ جیسے کینیٹین میں داخل

ہوئے اسے اپنی ہیر وئ کا سرخ چہرہ دیکھ کر پیار۔۔۔

"عالم ایسے نہیں معلوم ہوگا کہ ہیر وئن دراصل اسکی ہیر وئن ہے۔" حور نے بیچ میں ٹوک کر کہا۔

"تو پھر کسے معلوم ہوگا؟ اگر اسے معلوم نہیں یہ اسکی ہیر وئن ہے تو پھر پرانی لڑکی کو تنکے کی وجہ؟" اسنے برو سکور کر پوچھا حور سٹپٹ گئی

"اچھا سہی ہے اسے معلوم ہونا چاہئے اس سے پیار بڑھتا ہے۔" اسنے سمجھوتا کر لیا۔ تو عالم نے کہانی کو مزید

کھینچا۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"ہیر و صاحب کو پیار ہو گیا اور وہ اپنی محبت کو گرم سمو سے کھاتے دیکھ کر اسکے پاس گیا اور اسے سے نوالے لیکر پھونک کر اسے کھلانے لگتا ہے۔

تبھی ہیر و کو اپنی اتنی کیئر کرتے دیکھ کر ہیر وئن صاحبہ کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں اور وہ اسے اپنی زیست کا حاصل سمجھتی خوشی سے کھانے لگتی ہے وہیں یہ سب دیکھ کر ہیر وئن صاحبہ کی دوست اسکے ماں باپ سے اسکے کارناموں کا ذکر کر دیتی ہے۔۔۔۔

"اتنی جلدی اسکے ماں باپ کو معلوم ہو گیا ہیر وئن نے تو ابھی انگلش بھی نہیں بولی ہیر و سے۔" وہ برامان گئی۔

"بول رہی تھی یار۔۔۔۔" اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ پرانے قصے سناتا سخت بد مزہ تھا۔

"کب؟؟؟" حور حیران ہوئی

"وہ جب اسے سمو سے پھونک کر کھلا رہا تھا تب ہیر وئن اس سے انگلش میں باتیں کر رہی تھی۔"

"ہیں تب بولی پر مینے تو سنی نہیں۔" اسے دکھ ہوا۔

"کیا تم وہاں تھی؟"

"نہیں۔۔۔" اسنے گڑبڑا کر جواب دیا۔

"تو پھر تم سنو گی کیسے؟" اسنے جتایا تو حور سر ہلا کر اسے آگے سنانے کا کہنے لگی۔

"اسکے ماں باپ کو بتایا کہ اسکی بیٹی اسکے شوہر پر ڈورے ڈال رہی ہے۔۔۔"

"کیا وہ سچ میں اسکی بیوی تھی عالم؟"

"نہیں وہ بیچ کا سماج تھا۔" اسنے جواب دیا حور سمجھ کر سر ہلا گئی

"پھر کیا تھا لڑکی کے باپ نے لڑکی کے گھر آنے پر اسے محبت سے ڈانٹا (بری طرح پیٹا) وہ کچھ دیر روئی اور بیڈ پر لیٹ گئی (وہ روتے ہوئے بیہوش ہو گئی) ہیر و صاحب کو جب معلوم ہوا اس قدر ماں باپ کی محبت (ظلم) کا وہ بھاگتا آیا۔ وہاں اسکی ملاقات ہیر و سن صاحبہ کے والدین سے ہوئی۔

ہیر و سن کا باپ کافی نرم مزاج (سفاک مزاج) تھے۔ ہیر و سے خوشی (غصے) سے ملے اسے سمجھایا اور آخر میں گاڑی میں روانہ کیا (ہیر و کو پیٹا آخر معذور ہونے پر گاڑی میں بھیجا گیا)۔۔۔

ہجر کے کافی سال بیت گئے وہ انکی طرف سے دی گئی محبت میں کافی سال مدھوش رہا اور جب یہ مدھوشی اتری تب واپس لڑکی کے پاس جانے لگا تھا کہ اسکی یونی کی دوست وہاں آگئی اور اس سے اپنے کیے کی معافی مانگی

کیونکہ اسکا شوہر اسے بہت محبت (نفرت) کرتا تھا جسے سمیٹے سمیٹے وہ تھک میرا مطلب کہ بہت خوش تھی اور اپنے دوست کو خوش رکھنے کیلئے حقیقت بتا کر اپنی نادانی کی معافی مانگی۔

ہیر و صاحب نے اسے فوراً معاف (موت کی گھاٹ اتار دیا) کر دیا جو کہ اسکی دوست کے شوہر کو معلوم ہوا تو وہ اس سے ملنے (بدلہ) کیلئے بے چین تھا۔

ادھر ہیر و صاحب ہیر وئن سے ملنے جاتا ہے کہ راستے میں اسکا ٹکراؤ (ایکسیڈنٹ) ہو جاتا ہے۔

اور یہ ٹکراؤ اسکی دوست کا شوہر سے ہوتا ہے جو اس سے ملنے (بدلہ) لینے کیلئے بے تاب ہوتا ہے اتفاق تھا کہ وہاں ہیر وئن کی گاڑی گذرتی ہے اور وہ ہیر و کو دیکھ کر مچل جاتی ہے فوراً گاڑی روک کر باہر آتی ہے اور ماہ و سال انتظار کی سولی پر لٹکتے اب اپنے ہیر و کو دیکھتی ہے جو کہ خوشی (موت) سے ساکت (خون میں لہو لہان) تھا۔

ہیر وئن صاحبہ بھاگ کر اس سے لپٹ جاتی ہے جو کہ تمہیں چاہیے تھا راستے والا پیار وہی سین تھا وہ اس کے پھلے چوڑے (بے جان) وجود سے لپٹی خوشی سے نہال ہوتی دعائیں (چیخ مارتی) مانگتی ہے ملن کے۔

تبھی انکی دوست کے شوہر صاحب اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور انکے ملن کو دیکھتے ملنے (بدلے) کیلئے بے تاب ہوتا ہے فوراً گاڑی سے نکلتا (بیٹھتا) ہے اور انکی طرف بھاگتا ہے۔

پر ہیر وئن سالوں بعد کے ملن پر خوشی (صدے) میں ہوتی ہے اسلئے خاموشی سے آگے بڑھ (گاڑی انکے اوپر چڑھا دیتا) جاتا ہے۔

انکے ملن (موت) کی خبریں نیوز پر چلتی ہیں اور انکے ماں باپ دیکھ کر دیکھ کر اشک بار ہوتے ہیں قدرت کے اس انمول میلاپ پر سو فوراً وہاں پہنچتے ہیں اور جان جاتے ہیں یہ بنے ہی ایک دوسرے کیلئے ہیں اسلئے انکی ساتھ شادی (ساتھ دفن) کر دیتے ہیں۔



شادی کی پہلی رات وہ اپنے بیتے کل (قبر کا حساب کتاب) ذکر کرتے ہیں اسکے بعد وہ ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں کہ دونوں کا دکھ (اعمال) برابر کا ہے اسلئے وہ دونوں ایک راستے (جہنم) کے ہمسفر ہیں خوشی والا ملن اور اختتام

اب بتائو کیسی لگی؟ "بمشکل مسکراہٹ دبائے وہ اسکی دونوں پھیلی آنکھوں پر بوسہ دیتا بولا حور ہوش میں آئی۔

"بہت بہت زیادہ والی اچھی اتنی زبردست کہانی تھی عالم آئی لو یو سب خوشی خوشی سے ہو گیا اور آخر میں ایک راستے کے ہمسفر والا سین بہت خوبصورت تھا۔" وہ خوشی جوش سے اسکے گال پر کس کرتی اسکی گردن میں منہ چھپا گئی شرما کر۔

وہیں عالم اسکے گرد حصار تنگ کرتا سوچ رہا تھا (میرا معصوم بچہ تم کیا جانو کس قدر بھیانک اختتام تھا) "عالم نور کہتی تھی انکے سیزن ٹو بھی آتے ہیں کیا آپ وہ سنائیں گے؟" وہ سکڑی سمیٹی اسکے حصار میں پڑی کچھ دیر بعد بولی۔

عالم نے حیران پریشان ہو کر اسکی گردن سے منہ نکال کر اسے دیکھا۔  
"سیزن ٹو کس کا؟"

"انکے بچوں کا اور کس کا۔" اسکے گھنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے مسکرائی۔  
عالم چونک گیا "کیا جہنم میں بچے بھی ہوتے ہیں؟" وہ سوچ میں پڑ گیا

"مجھے دونوں کو ایک ساتھ بھیجنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ مجھے کیا پتا تھا وہاں بھی باز نہیں آئیں گے۔" اسنے سوچ کر دانت پیسے۔

"اچھا سہی میں سوچتا ہوں۔ پرا بھی کچھ مت بولو۔" اسے منہ کھولتے دیکھ کر اسنے اپنی انگلی اسکے لبوں پر رکھی وہ آنکھیں میچ گئی تب عالم نے مسکراتے روم میں گجے اندھیرے کو تاریکی میں تبدیل کیا اور اسے نرم روئی جیسے تکیے پر ڈال کر خود اسے پر جھک آیا۔

"اس بار شروعات کلاس روم سے کیجئے گا۔" وہ باز نا آئی اور مچلی خواہش کو لبوں کے راستے اس تک پہنچایا "نہیں! بیڈ روم (شیشاں گھاٹ) سے کروں گا۔"

مہوش علی

\*-----❤️-----\*

"سر آپ جارہے ہیں؟" ایس ایچ او برہان کے پاس آیا جو کمشنر کی آفس سے نکل کر جارہا تھا۔

صبح کے گیارہ بج رہے تھے اور وہ سارے صورتحال سے نمٹ کر میڈیا میں ان دہشتگردوں کے گینگ کے

آدمیوں کو سامنے رکھتے لڑکیوں کو ہاسپٹل پہنچا کر اسنے کمشنر کے بلاوے پر حاضری دی تو وہاں اسے ویلڈن کہا گیا پر کمشنر کے چہرے کو دیکھ کر لگ رہا تھا وہ کافی غصے میں تھے جیسے دبائے بیٹھوں ہوں۔

اسنے سر جھٹک دیا البتہ دوسری طرف سے آتی کالز کو اٹینڈ کرتا آفیسرز کی تعریف بدلی سے وصولتا رہا۔  
اسے جلد از جلد مسکان تک پہنچنا تھا۔

پتا نہیں کیسے رہی ہوگی ساری رات اور کتنا غصہ ہوگا کیا وہ پھر سے لڑائی کرے گی۔ اسکی نظریں اپنے بازو پر گئی جہاں پٹی بندھی ہوئی تھی۔

انجکشن کی وجہ سے درد کافی کم تھا۔

پر کچھ ورک اور سائن کرنے کی وجہ سے ہلکے ہلکے درد اٹھ رہا تھا۔ "کیا میں اپنی بیوی کی لڑائی سے جھجک رہا ہوں؟"

"استغفر اللہ۔"

"ہاں زوہیب اب جارہا ہوں تم مجرموں کا خیال رکھنا اور جب تک منہ ناکھلے ایک سیکنڈ کیلئے بھی مہمان نوازی میں کمی نہیں آنی چاہیے۔" وہ کہہ کر گاڑی میں بیٹھا

"سر آپ اجازت دیں تو میں ڈرائیونگ کروں؟" اسنے جھجھکتے ہوئے پوچھا

"نہیں باہر کھڑی میڈیا کو کنٹرول کرو تاکہ میں آسانی سے نکل سکوں، اینڈ تھینکس۔" اسکے کہنے پر وہ سر ہلاتا گیٹ کی سمیت بھاگا۔

اور کچھ ہی دیر میں کمشنر کے حکم پر ایک گارڈ کی گاڑی اسکے پیچھے گئی۔

اور اسے باحفاظت علوی ولا چھوڑ آئی۔

"چڑھا آئے چاند ایس پی صاحب۔" گھر میں داخل ہوتے کمال صاحب کی کرخت آواز گونجی

وہ ابھی اسکا بیان اور لڑکیوں سمیت جگہ کو دیکھ چکے تھے اور اندازہ لگا چکے تھے یہ لاکھوں کانہیں کروڑوں کا نقصان کیا تھا انکے سپوت نے۔

"جی بس آپ دونوں کی دعائیں ہیں۔" وہ مسکرا کر آسیہ بیگم اور کمال صاحب کو دیکھتا خوشی سے بولا جس پر وہ بھڑک اٹھے۔ البتہ آسیہ بیگم نے نم آنکھوں سے نظریں پھیر لیں کلیجہ جیسے چھلنی ہو گیا تھا اسکے بازو پر بندھی سفید پٹی دیکھ کر۔

"بکواس بند کرو سمجھتے کیا ہو! کچھ نہیں میرے پاس ان دہشتگردوں کو لٹانے کیلئے ایک معصوم بیٹے کی جان ہے جس نے ابھی دنیا بھی ٹھیک سے نہیں دیکھی ایک بہو ہے اور بیوی اگر انہیں کچھ ہوا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے دفن کروں گا ایس پی۔"

اگر یہی سب کرنا ہے تو نکلو یہاں سے اپنی بھکاری بے نشان فیملی کو لیکر۔ جنکا نا کوئی آگے ناپچھے۔ "وہ زہر خند ہو گئے۔

"او کے جلد ادا کا حصہ دیں نکل جائوں گا۔" وہ کندھا اچکا کر بولا۔

کمال صاحب غرا اٹھے۔۔۔ "شکل دفعہ کرو میری نظروں سے۔"

"پیسوں کی بات آئے تو شکل دفع کروں واہ کمال صاحب واہ۔ ویسے کہاں جائوں باہر یا بیوی کے پاس؟" کیپ سے سیڑھیوں اور بیرونی دروازے سمیت اشارہ دیتے معصومیت سے پوچھا۔

"جائو اندر خاموشی سے میں ناشتہ بھیجواتی ہوں ان دونوں مہارانیوں کو بھی اٹھا دونوں گھسی پڑی ہیں اندر۔"

آسیہ بیگم نے جلدی سے کہا مبادہ وہ چلا ہی نا جائے یہاں سے۔



وہ مسکرا کر سر ہلاتا اور ہر کی طرف بڑھا آسیہ بیگم اپنے خوب رو مردانہ وجاہت کے شاہکار بیٹے کی پیچھے ہی پیچھے نظر اتاری۔

"السلام علیکم کیسے ہیں بھائی؟" اس دن کے بعد وہ آج اس سے مخاطب تھا۔  
محبت سے مسکراتا۔ برہان پہلے چونکہ پھر اسے کھینچ کر سینے سے لگایا۔

"وعلیکم السلام تھیک ہوں۔ تم کیسے ہو؟ اسکی چوڑی پشت پر ہاتھ پھیرتے اسے تھپتھپا دیا ادھنس پڑا۔  
"آپ جتنی نہیں ہو سکتی باڈی کچھ نہیں یار بس۔۔۔۔۔" الگ ہو کر اسے سر کھجایا۔  
"بکو اس نا کر پانچ سال چھوٹے ہو کر قد میں باڈی میں برابر کا کھڑا ہے ایک لگائوں گانا شادی کے شوق نے عمر سے پہلے ہی۔۔۔۔۔"  
"بھائی۔۔۔!!!" اسنے احتجاج کیا پاس سے گذرتی نور کو دیکھ کر برہان قہقہہ لگا اٹھا۔  
"السلام علیکم بھائی کیسے ہیں؟ آپکو گولی لگی ہے نا صبح تایا ابو بہت پریشان تھے۔" اسنے تفصیل بتایا۔

"میں اسکے لئے پریشان نہیں تھا خوش فہمیاں مت دوا سے۔" اسکی مسکراہٹ دیکھ کر کمال صاحب پھر سے بھڑکے اور اٹھ کر وہاں سے نکلے اپنے روم کی طرف۔

"میں ٹھیک ہوں گڑیا۔" اسکا سر تھپتھپا کر کمال صاحب کی پشت دیکھنے لگا۔

"ویسے بہت بہت مبارک ہو بھائی واقعی فخر ہو رہا ہے آپ پر کیسے اتنے سب گینگ کے آدمیوں سے لڑیں ہیں آپ؟" وہ حیران ہوتا بولا۔

برہان ہنس پڑا

"پگلے ہمت کرو سب آسان لگتا ہے۔ ویسے یہ میرے جان بازوں کی وجہ سے کامیابی۔" اسکے بال بکھر کر وہ

چھپ کر روتی آسیہ بیگم کی طرف جاتا واپس سیڑھیاں اترنے لگا۔

وہیں نور کو داد کی بات سراسر تمسخرہ طنز لگی اسلئے مٹھیاں بھیج کر وہاں سے نیچے بھاگی اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرے۔

"میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی برہان بہتر ہے کہ تم مجھ سے بات نا کرو۔" اسے پاس بیٹھے دیکھ کر آسیہ بیگم کہتی وہاں سے اٹھ گئیں

اور کمال صاحب کے پیچھے روم میں چلی گئی۔

نور نے بہت افسوس سے برہان کی یونیفارم میں پشت کو دیکھا تھا جسکی نظریں نیچے اپنے بوٹ پر جھکی ہوئیں تھیں۔

"سنجالیں خود کو بھائی دیکھیے گا ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بھابی کو اسکی اپنی حیثیت امی خود دیں گی اور مسکان کو بھی۔" اسکے پاس بیٹھتے اسے حوصلہ دیا برہان طویل سانس بھر کر رہ گیا۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ میری بیوی کو حیثیت دیتے ہیں کہ نہیں کیونکہ میری بیوی اتنی کمزور نہیں کہ وہ ان کھوکھلی حیثیت سہارے کو ڈھونڈتی پھرے، بات صرف میری بیٹی کی ہے جو انہیں داد دادی سمجھ کر حسرت بھری آنکھوں سے دیکھتی ہے۔

بہر حال انہیں لگتا کہ انکے رویے سے میں دلبرشتہ ہو کر انہیں خود سے الگ کر دوں گا تو بتادیں انہیں کہ یہ دونوں کی خوش فہمی ہے۔" وہ کہہ کر وہاں رکا نہیں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلا گیا۔

"دادوہاؤس ڈیکوریشن والے آئے ہیں۔" شیر خان نے آکر اسے بتایا داد سر ہلا کر اٹھ گیا۔

"اچھا تم انہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھائو میں آتا ہوں۔" اسنے کہہ کر کچن میں غائب ہوتا نور کا آنچل دیکھا۔

"دادوہ میڈیا والے اینکر گیٹ پر کھڑے ہیں صاحب کیلئے۔" اسنے دوسری پریشانی بتائی۔

"یار آپ انہیں چھوڑیں اپنا کام کریں پولیس باہر موجود ہے ہینڈل کر لے گی۔" وہ کندھا تھپتھا کر کچن میں آیا۔

آہٹ پر نور نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہاں داد کو دیکھ کر گنگ سی رہ گئی۔

"آہم۔۔۔! کیا آج کچھ زیادہ خوبصورت لگ رہا ہوں؟" وہ چلتا اسکے پاس آیا تو نور کچھ نامحسوس انداز میں کھسک گئی پیچھے۔

"کل شام مائیوں کی رسم ہے اور اس وقت تم یوں۔۔ آئی مین کہ دلہے کے سامنے چل رہی ہو بندے کی نیت کا بیڑا غرق کرنا ہے مدام؟" اسکا سپ لیے کپ کو اٹھا کر اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے متبسم نظروں سے اسکے سراپے کو دیکھتا گویا ہوا۔

لہجے میں دہکتے جذبات کی آنچ سی تھی کہ نور کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔۔

ہرے رنگ کے لباس میں سرپردو پٹہ جمائے وہ نظریں سلیب پر ٹکائے جانے کیا سوچ رہی تھی داد کے گلا کھنکارنے پر بھی متوجہ نہیں ہوئی یا جان بوجھ کر انور کر رہی تھی۔

"کچھ بولو گی نہیں؟" کپ رکھتے وہ اسکے ہاتھ کو تھام کر بولا نور نے غصہ دبا کر چھڑوانا چاہا پر داد نے گرفت سخت کر لی جیسے کہہ رہا ہو چھڑوا کر دیکھاؤ۔

"تم نے حور سے بات کی شادی میں آنے کیلئے۔" جھنجھلا کر وہ مزاحمت ترک کیے بولی۔

"ہاں جارہا ہوں وہیں بات کرنے پر اس سے پہلے تم آگئی ہو سامنے تو موڈ جیسے بدل رہا ہے۔

کیا ہوتا صرف نکاح والا سسٹم ہوتا اور تم میری، بیچ میں یہ صدیوں جیسے دن نا ہوتے۔" وہ اسکے چھوٹے سے ہاتھ کی ہتھیلی اپنے چوڑی ہتھیلی پر رکھتا اسکے اوپر دوسری ہتھیلی رکھ دی۔

نور نے حیرت سے آنکھیں اسکی ہتھیلیوں میں قید اپنے چھوٹے ہاتھ کو دیکھا۔

"بی۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔" وہ گھبرائی باہر کو دیکھتی ہاتھ چھڑوانے لگی کہ کسی بھی وقت شیر خان آسکتا تھا۔



"تحفظ دینا چاہتا ہوں تمہیں جس سے بھاگتی ہو۔" اپنی ہتھیلی میں موجود ہاتھ کو دیکھتے اس نے لب رکھے ہاتھ اسکا اپنے کندھے پر رکھتے جھٹکے سے اسے پاس کیا۔  
ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکا چہرہ بلند کرتے اسکی ڈبڈبائی آنکھوں میں دیکھا۔

"پلیز یار اب رونے مت بیٹھ جانا قسم سے بہت خوش رکھوں گا تمہیں ناز کرو گی اپنی قسمت پر۔" اسکی نازک کمر میں بازو ڈالتے اسے قریب کیا اور جھک کر پیشانی پر بوسہ دیتا اسے سمٹنے پر مجبور کر گیا۔ "مجھے اس لمحے کا انتظار ہے شدت سے جب تم مکمل میرے دسترس میں آؤ گی اور میں اپنی جنونی محبت سے تمہارے اس نازک پھول جیسے وجود کے پور پور پر اپنی محبت کی بارش کروں گا۔۔۔"

"پلیز۔۔!!" اسکے جذبات سے بو جھل گھمبیر سرگوشیوں پر بے ساختہ ہی اسکی آنکھیں برس پڑیں اور وہ روتی اسکے سینے پہ سر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے ہلکے مکے برسانے لگی۔  
داد نے مسکراتے ہوئے اسے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ کچھ دن سے جو شک و شبہ تھے اسکے بدلے انداز پر اب وہ جاتے رہے اسے اپنے سینے پر سر رکھ کر دل کا غبار نکالتے ہوئے دیکھ کر۔

"تم بہت برے ہو داد بہت برے آئی ہیٹ یو۔۔!!" کچھ دیر اپنے دل کا غبار نکالتے وہ بھاری آواز میں کہتی اسے جھٹکے سے پیچھے کرتی وہاں سے بھاگی۔

"نور۔۔!!" اسے دہلیز پار کرتے دیکھ کر داد نے مچل کر پکارا وہ لب دانتوں میں دبا کر غیر دانستہ رکی۔

"کیا اس دن میرے روم میں تم آئی تھی؟" وہ چلتا کچھ قریب آیا کہ اسکے سوال پر نور سر اسیمہ ہو کر بت بن گئی۔۔۔

"وہ آپ سے کسی بھی طرح کے سوال کرے تو آپ کو انکار کر کے انجان بن جانا ہے۔" اسکے کانوں میں آواز گونجی

نور نے اپنے لرزتے ہاتھ دوپٹے میں چھپا کر سر کو نفی میں جنبش دی۔  
"تم نہیں تھی؟" اسنے ابرو اچکا کر پوچھا وہ ہر اسان نظروں سے دیکھتی پھر سے نفی کرنے لگی۔

"پر مجھے اس شام روم میں تمہاری خوشبو، احساس، زمین پر آنسوؤں کے قطرے ملے تھے بیڈ کے پاس وہ کیوں؟" اسکی گال پر ہاتھ رکھے وہ محبت نرمی سے پوچھ رہا تھا پر نور کو یہ نرمی محبت سے خوف سا آ رہا تھا عجیب انداز تھا بہلا کر پوچھنے کا کہ اسکے وجود میں سرد لہر ڈور گئی۔۔۔۔

"وو۔۔۔ وہ میں آئی تھی۔۔۔۔!" آنکھیں میچ کر اسنے جیسے زہر کا گھونٹ حلق سے تر کیا  
"ہاں تم آئی تھی پھر؟"

وہاں روئی کیوں تھی اور کس وجہ سے روم میں آئی تھی مجھے پوری بات بتاؤ نور العین۔" اسنے کہتے دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرا بھرا۔

"ہاں میں آئی تھی۔۔۔! پر وہاں فائلز رکھ کر جانے والی تھی کہ حور کی یاد آگئی اور میں تم برہان بھائی حور سب کا ساتھ یاد کر کے وہیں بیٹھ کر رونے لگی۔" بھیگی آواز میں تر تر آنسوؤں گراتی وہ بولی۔

اسے روتے دیکھ کر داد نے اسے سینے سے لگا کر سر تھپتھپایا۔

"اوکے کوئی بات نہیں بس روتے نہیں،، تم روم میں جاؤ آرام کرو اور خود پر سکون کرو کیونکہ پھر سارا سکون  
میںے جو لوٹ لینا ہے۔" اسکے آنسو صاف کرتے گال سہلائی وہ جھر جھری سے انداز میں دور ہوئی اور سر  
اثبات میں ہلا کر وہاں سے بھاگ گئی۔

"میں بھی کیا کیا سوچ نے لگ جاتا ہوں۔ اس میں ٹھیک سے داد کا سامنے کرنے کی ہمت نہیں کجا کہ آلف کو  
پہچان کر ایسے گھر میں چلے وہ بھی میرے یوں نزدیک۔" اسکی پشت دیکھ کر وہ سر جھٹکا سوچ کر مسکرایا۔

اسے یاد تھا جب اس دن روم میں گیا تھا تو اسے روم میں کچھ غیر معمولی پن محسوس ہوا۔  
اسنے پورے روم پر نظریں گھمائیں تو ایک جگہ ٹھٹھک گئیں وہ تھے بیڈ کے پاس زمین پر آنسوؤں کے گول  
قطرے۔۔۔

اسنے پنجنوں کے بل بیٹھ کر وہ قطرے دیکھے تو سب سے پہلا چہرہ اسکے آنکھوں میں نور کا اتر ا۔

پھر رات کے انداز خوف ہر اس نے بھی اسے ٹھٹھکا دیا البتہ اسکے ڈاکو منٹس اسکی چیزیں سب اپنی جگہ رکھی  
تھیں۔۔۔

وہ سمجھ نہیں پایا کہ یہ سب آلف کا خوف تھا یا اسکی اصلیت جان گئی تھی پر اس وقت اسے قریب روتے پا کر وہ  
اسکے دل کا دکھ سمجھ گیا تھا۔

پہلے اپنوں سے دوری داد ادا کی تائی تائی کی نفرت، اسکے بعد سخت غربت پھر ماں باپ کا کچھڑنا وہ بھی بہن کی موجودگی میں اسکی ضد سے۔

اسکے بعد بہن کا غائب ہونا خاندان کی چھٹی باتیں اکیلے پن ماں باپ سے دوری بہن کی ناموجودگی وہ کیا سکھ کا سانس لیتی۔

اسکا ٹوٹنا بکھرنا ضد کرنا سب اسکی نظر میں جائز تھا اور وہ اپنی بونی کے سارے لاڈ اٹھانے کو تیار تھا کہ وہ صرف ایک بار اسے محبت سے دیکھے۔

یا اسکے اندر نرم جذبات اسکے لئے پیدا ہوں اور وہ جانتا تھا داد کیلئے وہ بہت خاص جذبات رکھتی ہے صرف اپنے بکھرے وجود میں سمجھ نہیں پارہی۔

اسے تو ڈر تھا کہیں اتنی پریشانیوں میں نروس بریک ڈائون نا ہو جائے۔

بس وہ چاہتا تھا اب اسکی زندگی میں آجائے کہ دل کی بونی ہونے کے ساتھ وہ اسکی راز دار بھی بن جائے پھر وہ اسے چھپا دے خود میں ہر غم سے چھپا کر۔

"بس میری جان ایک بار بونی برا بیڈ بن کر اپنے داد کے پاس آجائو۔" وہ بڑبڑاتا ہوا ڈرائنگ روم کی جانب بڑھا اسکا ارادہ پہلے ملازمین ہدایات دینی تھی گھر کی سجاوٹ کی جو کمال صاحب نے اسے ذمے ڈالی تھی۔

"کہاں ہو بے غیر توں ابھی اپنے بوتھوں کے ساتھ حاضری دو۔!!" موبائل نکال کر اسنے اپنے دونوں کو کال کی اور انکے ہیلو کہنے سے پہلے ہی غصے سے بولا۔



"یار ابھی سونے دے دادے کچھ دیر بعد کال کرنا۔" سمیر نے کہتے کروٹ بدلی  
"خبردار اگر تم نے سونے کی کوشش کی مجھے دو منٹ میں یہاں سامنے چاہیے سب کمینے میری شادی ہے مزاق  
نہیں سمجھے۔" وہ غصے سے بولا۔  
سمیر کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"اتنا تواتا ولا سر (شہریار) بھی نہیں ہوا تھا جتنا تم ہو رہے ہو چل پہنچ رہا ہوں کہیں بھاگ ہی نا جاؤ۔" سمیر  
تمسخرے سے بولتا اٹھا۔  
"آچل مجھے مت بتاتا ولا کے کا ذرا جا کر سر کو انوائٹ تو کرنا میری شادی کا۔" اس نے دانت پیستے کہا کیونکہ شہریار  
کی ابھی شادی ہوئی تھی اور وہ چھٹی پر تھا انہیں بھی سخت منع کیا تھا کہ کوئی اسے ڈسٹرب نا کرے۔  
"کیا بکواس ہے میں کیوں جاؤں فہد سے بول۔۔۔" وہ بھڑک گیا۔  
"لعنتو میں مجھ تم سب سے یہی امید ہے آنے دو اپنی شادی کے دن پھر دیکھتا ہوں۔" غصے سے کہتے ان سے کال  
ڈسکنیکٹ کی اور آگے بڑھا۔

عالم کے پاس کچھ دیر بعد جانے کا ارادہ کرتے وہ اس وقت پوری طرح کام میں جٹ گیا پھر کچھ ہی دیر میں علوی  
ولامیں جھڑمٹ اٹھ آیا اسکے دوستوں کا اور پھر قہقہوں چھیڑ چھاڑ مستی میں اسکا ہاتھ بٹانے لگے ساتھ بری  
طرح نور کے حوالے سے ٹانگ بھی کھینچ رہے تھے۔

جس سے داد کا چہرہ سرخ تھا اور وہ قہقہہ لگا کر انہیں اور جلا دیتا۔

"کوئی مانے یا نامانے یہ ہمارے گروپ کا ایک خفیہ کمینہ بندہ ہے۔ مجھے تو معصوم بھابھی پر ترس آرہا ہے بیچاری  
چہ چہ ہماری ساری ہمدردیاں انکے ساتھ ہیں۔" ذاکر نے انتہائی افسوس سے کہا اور پھولوں کی سجاوٹ کرنے  
لگا۔

"بکواس بند کر اپنی ہمدردیاں اپنے پاس رکھ۔" داد جھڑک کر بولا کہ سب کا مشترکہ قہقہہ گونجا۔

"سچ کہہ رہا ہے ذاکر اس جیسا معصوم کمینہ نہیں دیکھا۔" فہد کے کہنے پر داد سخت الفاظ سے ٹوک رہا تھا۔

سب نور روم میں بیٹھی سن رہی تھی وہیں کمال صاحب اور آسیہ بیگم مدہم مسکرا رہے تھے۔

دونوں نے اپنے بیٹے کو دل سے دعا دی خوشیوں کی۔

\*-----❤️-----\*

اسکی نظریں سامنے ٹکی تھیں جہاں اسکی بیٹی کی گود میں مسکان کا سر تھا اور وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ سر پر  
پھیرتی اسے شاید کوئی پری والی اسٹوری سنارہی تھی۔

دروازے کی آہٹ پر دونوں نے چونک کر اسکی سمیت دیکھا۔۔۔

وہ فراغ دلی سے مسکرایا۔ "یہاں آؤ"۔ اسنے بانہیں پھیلائیں درد کے باوجود فیری کیلئے۔

"سوری بابا آپ بہت گندے ہیں اپنے میرے سونے کے بعد میری ماما سے فائٹ کی اور انہیں باندھ کر چلے گئے۔۔۔"

مما پوری رات جاگتی رہیں انہیں بہت تکلیف ہو رہی تھی وہ بیٹھی رہیں، آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں بابا؟ "انتہائی دکھ بے یقینی سے کہتی وہ آخر میں اپنی بھیگی آنکھیں مسل گئی۔

جھٹکا اس قدر زوردار تھا کہ وہ سنبھل بھی ناپایا اور سر جیسے چکرا گیا اپنی بیٹی کے منہ گنداسن کر۔

"فیری بیٹا یہ جھوٹ بول رہی ہے اسے مینے باندھا تھا پر یہ مجھے ڈیوٹی سے جانے پر روک رہیں تھیں۔" وہ تڑپ کر اسکے پاس پہنچا اور اسے بانہوں میں بھرنا چاہا کہ وہ مسکان کی سمیت کھسک گئی۔

"اسلئے بابا کیونکہ ماما جانتی ہیں فیری کے پاس صرف ایک ہی بابا پیار کرنے والے ہیں اگر اللہ ناکرے انہیں کچھ ہو گیا تو فیری کا بابا کون بنے گا اسے پیار کون دیگا آپکی طرح۔" وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر بری طرح رونے لگی۔

"فیری بے بی۔۔!" وہ مچل کر اسے اٹھانے لگا پر وہ مزید ناراضگی میں آگے کھسکی۔

"تم کچھ کہہ کیوں نہیں رہی۔" وہ غصے سے مسکان سے بولا

"وہ کیا بولے بابا انکے منہ پر تو جاتے ہوئے ٹیپ لگادی ہے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پائوں بندھے کوئی ماما سے اس طرح کرتا ہے۔" اسکی سنتے برہان جلدی سے کیپ اور بیلٹ نکال کر ٹیبل پر رکھتا بیڈ پر آیا۔

"دیکھو بابا کی جان بابا ماما کو مجبوری میں باندھ گئے تھے آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔" جھپٹ کر اسے بانہوں میں بھرتے سینے سے لگایا اور اسکے چہرے پر بوسے دینے لگے۔۔

"آپ ماما کو کھولیں ہم نے ناشتہ نہیں کیا۔" وہ ابھی بھی روٹھی ہوئی اسلئے برہان نے جلدی اسکے حکم پر سر کو خم

دیا۔  
"دیکھو میں تمہیں کھول رہا ہوں پر تم کوئی جھگڑا نہیں کرو گی مجھے سخت نیند لگی ہے پھر رات کو شاپنگ پر چلیں گے۔" اسکی رخسار تھپتھپا کر وہ بولا اور جیب سے کیز نکال اسکے ہاتھوں کی ہتھکڑیاں کھولیں۔

مہوش علی

پائوں تو اسکی بیٹی شاید کھول چکی تھی پر منہ پر ٹیپ ابھی بھی تھا۔  
گو کہ اسے ہٹانا نہیں چاہیے تھا پر وہ اپنی بیٹی کی نظروں میں گرنا نہیں چاہتا تھا تبھی منہ کھول دیا۔

مسکان ویسی ہی ساکت وہیں پڑی اسکے بازو کو دیکھ رہی تھی جبکہ اب فیری مطمئن تھی۔

وہ انٹرکام پر دونوں کیلئے ناشتہ شیر خان کو بھیجنے کا کہتا چلیج کرنے چلا گیا۔

"مجھے زندہ دیکھ کر صدمے سے فوت ہو گئی ہو کیا؟" وہ جب فریش ہو کر باہر آیا تو اسے اسی پوزیشن میں دیکھ کر طنز پھینکا۔



برہان کو حیرت ہوئی جب اسنے کوئی جواب نہیں دیا البتہ فانوس کو گھورتی رہی۔

تولیے سے بال رگڑتے اسنے تولیہ گردن میں ڈالا اور ڈور ناک ہونے پر ملازمہ کو اجازت دی جسنے آکر ٹیبل پر ناشتہ لگایا۔

"اچھا دفن بعد میں کروں گا پہلے جا کر فریش ہو آؤ اور ناشتہ کرو۔۔۔" تولیہ صوفے پر پھینکتے وہ بیڈ پر لیٹا۔

بلیک بنیان اور بلیک ایزی ٹرائوزر میں ملبوس چٹ لیٹ گیا۔

"جانو فیری بیٹا تم کھا آؤ۔۔۔" اسے ہٹ دھرمی ضد میں پڑے دیکھ کر وہ دانت کچکپاتا پھر اپنی بیٹی سے محبت سے بولا

فیری سر ہلا کر ہاتھ روم سے ہاتھ دھو کر ٹیبل پر آئی۔۔۔

"چھوڑو دلربا گینگسٹر غصہ اب جانو کھان۔۔۔ اسکا بھی جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا اسکا مکہ گھومتا ہوا اسکے جبرے پر پڑا اسنے دہل کر اسے دیکھا اور اپنے جبرے کو سہلایا۔

"بات مت کرو مجھ سے خون کردوں گی تمہارا۔۔۔!" وہ اچانک حلق کے بل دھاڑی

برہان نے جبر اسہلاتے گھورا البتہ فیری نارمل انداز میں بیٹھی تھی۔

"مجھے ہی شاید اس سب کی عادت ڈال دینی چاہیے۔" اسنے بڑبڑا کر ایگ پیس منہ میں رکھا۔

اور نظریں بے ساختہ اٹھائیں تو دونوں کو ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتے پایا اور وہ جانتی تھی اب خطرناک دو فاسٹر کی فاسٹ ہونے والی ہے اسلئے وہ پہلے ہی اپنا پیٹ بھر لینا چاہتی تھی۔۔۔

"مجھے بتادیں بریانی کس میں پکائی ہے چنے میں یا گوشت میں؟" اسکی بات پر دونوں ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگے جو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے نوالہ لیتی انہیں بہت پیاری لگی۔

"کس لیے؟" بیک وقت دونوں بولے اور اگلا لفظ کہنے سے پہلے ایک دوسرے کے منہ پر زبردستی ہاتھ جمع دیا

"ارے بھی جس طرح گھور رہے ہیں اس سے تو ایک ہی بریانی اخذ کی جاسکتی ہے تیجے کی۔" اسکی بات پر دونوں کی آنکھیں پھیلی جبکہ فیری کا قہقہہ روم کی فضا میں گونج اٹھا۔

دشمن  
وخت

\*-----\*

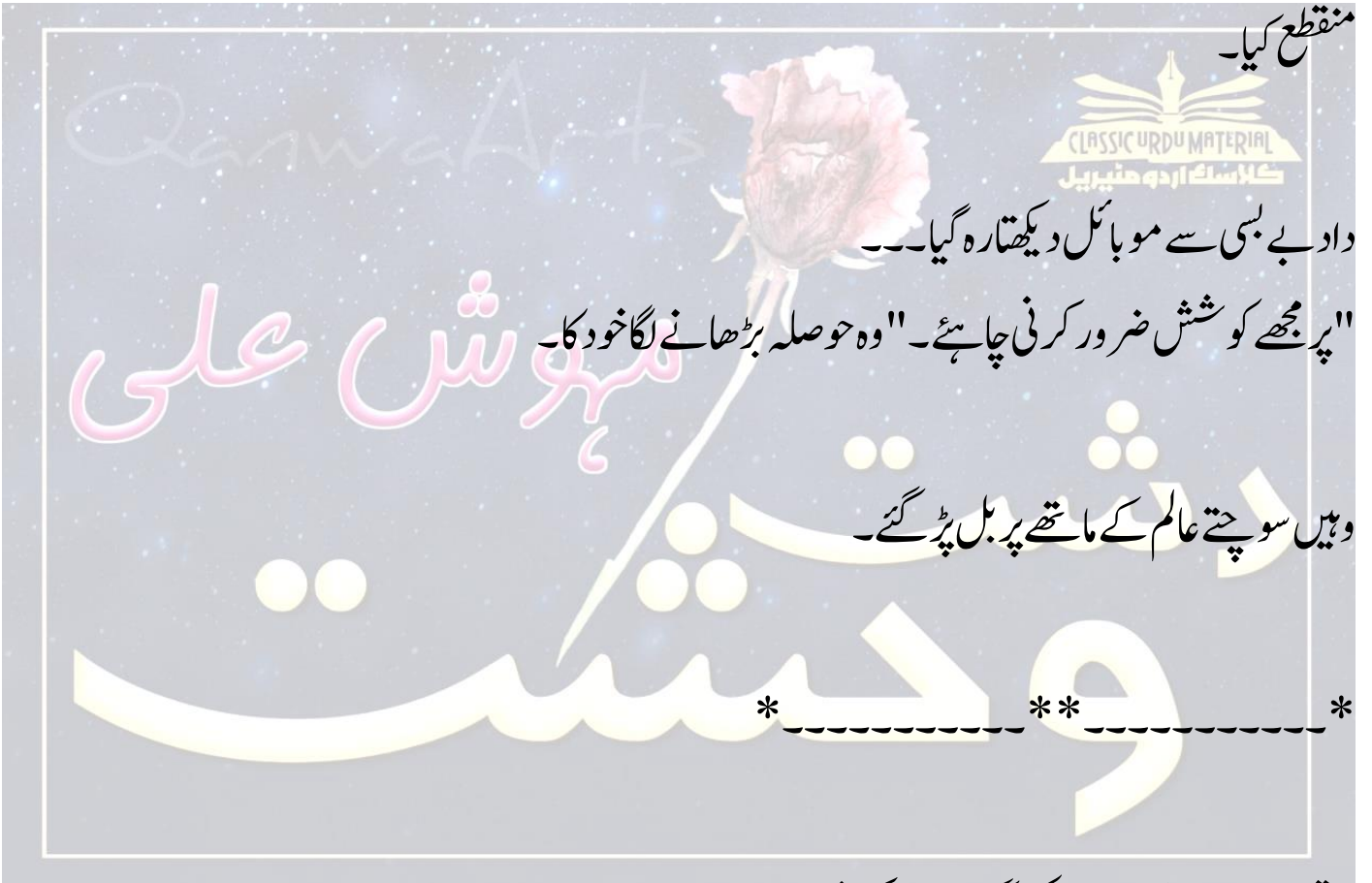
"عالم۔۔۔!" خاموشی پر اسنے بے ساختہ پکارا

"ہوں۔۔۔!" وہ اپنی آفس میں بیٹھا فائل دیکھتا ساتھ ہی ہاتھ میں موجود سگار سے کش لیتے کان میں لگے بلو ٹو تھ سے داؤد بات کر رہا تھا۔

"کیا تم اجازت دے سکتے ہو میری شادی میں عین کو بھیجنے کی؟" کچھ جھجک کر وہ پھر بولا۔

"نہیں۔" بغیر وقت لیے عالم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا وہ سانس کھینچ کر رہ گیا۔  
"اور میری بیوی کو نہیں معلوم پڑنا چاہیے کہ اسکی بہن کی شادی ہے۔"

"عالم میں اسکا پورا خیال رکھوں گا۔" وہ التجائیہ بولا۔  
"مجھے امید ہے آلف تم اس فرمائش کے ساتھ میرے سامنے نہیں آؤ گے۔" اسنے کہہ کر کھٹکے سے رابطہ منقطع کیا۔



"تم۔۔۔!" سمنرس کی جگہ اسے پا کر غصے سے بولی۔  
"سمن جی پانی لیں۔" اسنے معصومیت سے پانی کا گلاس سامنے کیا وہ منہ پھیر گئی۔

"دیکھو لڑکے میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں اسلئے بہتر ہے مجھے مخاطب مت کرو۔" وہ منہ پھیرے ہی اسکی طرف سے واک کرنے لگی۔

شام کے سنہری سائے پھیل رہے تھے اور وہ اس حسین وقت میں نرس کے ساتھ لان میں واک کر رہی تھی کہ اسے اچانک پیاس لگی اسنے نرس کو بھیجا پانی لانے پر اب نرس کی جگہ عارب کو دیکھ کر اسکے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

منہ بھی پھیر لیا۔۔۔

"اس میں کونسی بڑی بات ہے ہم رشتہ بھی بنالیں گے۔" وہ شرارت سے بولا۔

"جس طرح تم معصوم دیکھتے ہو ویسے ہو نہیں انتہائی بد تمیز لڑکے ہو۔" وہ کپکپاتی آواز میں کہہ کر آگے بڑھی۔

"مجھے برا نہیں لگا سہی جی بہت اچھا لگا کہ آپ مجھے جانتی پہچانتی ہیں۔ صرف اس بات کا دکھ ہوا تھا کہ آپ میرا ایک راز نہیں چھپا پائیں ظالم سماج سے۔  
مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی سہی جی۔" اسنے جتا کر کہا وہ جزبز ہو کر رہ گئی۔

"بد تمیز لڑکے جائو یہاں سے ورنہ میں اپنے بھائی سے تمہاری شکایت کر دوں گی۔" وہ چلائی۔

"شکایات کیسی شکایات؟؟" اسنے آنکھیں پھیلا لیں۔



گرے کلر کے سوٹ میں میروں شانوں پر بڑی سی چادر ڈالے گرے دوپٹہ حجاب اسٹال باندھے وہ خفا اور زچ لگ رہی تھی۔

اور ستم یہ کہ وہ سیدھا عارب کے دل میں اترتی اسے بے چین کیے رکھ رہیں تھی۔

"دیکھو لڑکے۔۔۔"

"آپ پیار سے مجھے عاری کہہ سکتی ہیں۔" وہ شرماتے کی ایکٹنگ کرتا نظریں جھکائے بولا سہمی جھٹکے سے مڑی اور اپنی آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔

"عاری۔۔۔ کہاں سے کس سے عاری۔۔۔؟" اگلے ہی لمحے اسے مسکراہٹ چھپائی۔  
البتہ پیار پر اسے سخت گھوری دی۔

وہ اپنی عمر سے اچھی طرح واقف تھی اور سمجھ بھی رہی تھی کہ یہ اسکے ساتھ مزاق کر رہا ہے ورنہ پاگل کتے نے تھوڑی کاٹا ہو گا کہ اس سے پیار یا کوئی ایسی غلط سوچ رکھے گا۔

"نہیں نہیں وہ والا عاری نہیں الحمد للہ میں جذبات سے پُر مرد ہوں۔۔۔" اسنے گڑبڑا کر صفائی دی پر جذبات لفظ پر کچھ یوں سہمی کی آنکھوں میں گھورا کہ وہ جزبہ ہو کر رہ گئی۔

"میں تو وہ والا عاری کہہ رہا ہوں مثال طور جیسے عالم حور العین کو کہتا ہے عین، داؤد نور العین کو کہتا ہے بونی یا نور، میں مسکان کو کہتا ہوں مسی اور حور کہتی ہے مسنی اس طرح سے چاہتا ہوں آپ بھی مجھے عارب سے

"ارب" کہیں یا "عار" کہیں "اربی" کچھ بھی کہیں "عاری" بھی کہہ لیں دل چاہے تو "عربہ عربی" کہہ دیں بس صرف "پیار و محبت" سے کہیں دل خوش ہوتا ہے ناں۔ "دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے وہ بڑے دلربا انداز میں کہتا مسلسل شرم کر فرمائشیں کر رہا تھا ہاتھ میں پانی کا گلاس اب بھی موجود تھا۔

سمی کے توکان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

وہ کان کی لو تو سرخ پڑ گئی۔

"اس ساری بکواس کا مطلب کیا ہے؟ میری بلا سے جانو بھاڑ میں، دماغ سے عاری ہو جاؤ، تمہیں شرم نہیں بڑوں سے کیسے بات کرتے ہیں۔" ہاتھ مار کر پانی کا گلاس پھینکتی وہ غرائی۔

مہوش علی

عارب سٹپٹا گیا۔ پر فوراً خود کو سنبھالا

"میں ایک ناول ریڈر ہوں سمی جی، مجھے ناول پڑھنا بہت پسند ہے اور جب سے آپ کو دیکھا ہے تب سے میں "ایچ ڈفرنس" ناول بہت خوشی چاہت سے پڑھتا ہوں کیونکہ ہماری کہانی بھی کچھ یوں ہی ہے۔" سمی نے حیرت سے دیکھا وہ کیا کہہ رہی تھی اور یہ کیا بتا رہا تھا اسے سچ میں یہ لڑکا دماغ سے عاری لگا۔

"میں السیدھا السادہ الشریف النیک المضبوط العقل مند بندہ ہوں، گھما پھرا کر بات نہیں کروں گا،، بس میں آپ کو پسند کرتا ہوں سمی جی۔ امید ہے آپ سمجھ گئی ہوں گی،

کھانا پکانے کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں، میں عالم کے ساتھ رہ کر سب سیکھ گیا ہوں، کما اچھا لیتا ہوں، گھر لے لیا ہے جس میں ایک بیڈ روم دو بے بیز روم، اوپن کچن ڈرائنگ روم ڈائننگ ہال، چھوٹا اور خوبصورت لائونج ہے،

مہمان کیلئے کوئی ٹھکانا نہیں کیونکہ میں نے آنے نہیں دینا پھر میری بہن کیوں نا ہو وہ بڑی ناگن ہے آئے گی تو ہمارا جھگڑا کروالے گی، اسلئے دروازے پر ہی ہائے ہیلو کریں گے۔

ال لگانے کا مطلب صرف اپنے اظہار کو یونیک بنانا چاہتا ہوں جیسا ابھی تک دنیا میں کسی نے نہیں بنایا ہوگا۔ کیونکہ میں بھی کچھ الیونیک بندہ ہوں۔

بچوں کے رونے تنگ کرنے کی ٹینشن نالیں، میں ایسی چپ تیار کروں گا کہ وہ آپکو صرف دور سے دیکھ کر خوش ہوں گے

اب پلیز اس راز کو تب تک دل میں رکھیے گا جب تک آپکے دل میں کچھ کچھ ہونا شروع نہیں ہو جاتا پھر میں خود آپکے اس سنی ہٹلر بھائی سے بات کروں گا۔ "اسکی سفید کلائیوں کو میں کھنکتی گرے چوڑیوں کو دیکھتے وہ سنجیدہ ہو کر کہہ رہا تھا۔

جبکہ سنی کو لگا اسکے سر پر ساتوں آسمان آگرے ہوں۔۔۔

وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی ہو جیسے آنکھوں دیکھا دھوکہ اور کانوں سنا جھوٹ ہو۔

"مجھے آپ سے بہت سی امیدیں ہیں سنی جی۔" وہ آنکھیں پٹیٹا کر بولا۔

چٹاخ۔۔۔۔۔ اگلے ہی لمحے فضا میں تھپڑ کی آواز گونج اٹھی۔

اور ساتھ سہی کا آنسوں بھی پھسل کر گالوں پر گرا۔

"میں یہ زندگی صرف اپنے بھائی کیلئے جینا چاہتی ہوں خبردار اگر بیچ میں کوئی بکواس کی منہ توڑ دوں گی تمہارا۔  
اور ایک بات سنکی ہٹلر میرا بھائی نہیں تم ہو دماغ سے عاری انسان کہیں کے، شرم تو تمہیں چھو کر نہیں  
گذری۔" غصے غضب کے قہر سے اسکا چہرہ سرخ متمتاٹھا۔۔۔

"بد تمیز عمر تمیز کا لحاظ نہیں۔" وہ بڑا کر کھا جانے والی نظروں سے گھورتی اندر کی سمیت بڑھ گئی۔  
جبکہ پیچھے وہ اسکے تھپڑ اور چوڑیوں کے کھنک کے سحر میں جکڑا ہوا تھا۔ "الشرم و لتیمز تو مجھ میں پیدا نشی نہیں۔  
دوسرا المحبت کہاں عمر دیکھتی ہے وہ تو الاندھی ہوتی ہے۔"

"آہم آہم۔۔۔!!" پیچھے سے آواز پر اچھل کر ہوش کی دنیا میں لوٹا کہ مسکان کا بلند قہقہہ گونجا۔

"کیوں ٹپکی ہوا ب؟" جھٹکے سے مڑ کر وہ غصے سے غرایا۔

پر ساتھ چھوٹی سی فیری کو دیکھ کر وہ قدرے سننجل کر مسکرا دیا۔

"ارے ہماری فیری ماموں سے ملنے آئی ہے۔" خوش ہوتے اسنے فیری کو اٹھایا وہ مسکرا دی۔

"ماموں آپ غصہ کیوں تھے کیا آپ بھی پھر ماما سے فائننگ کریں گے؟

مما تو آپ سب سے لڑ کر ہی تھک جائیں گی۔ اور وہ کون تھی جھونے آپ کو ٹھاسے تھپڑ مارا۔" وہ منہ بسورے  
لگی کہ سہی کو یاد کر کے مسکرا ہٹ چھپا کر بولی۔



عرب ہنس پڑا "ارے نہیں ماموں کی فیری ماموں تو بس آپکی ماما اور میری ناگن سے بات کر رہے تھے اور آپکو معلوم ہے وہ کون ہیں؟ کیوں بتائوں؟" وہ مسکان کی چڑاتی مسکراہٹ کو نظر انداز کرتا اندر کی جانب بڑھا۔

پیچھے وہ بھی ہنستی آئی اسکی نظروں کے سامنے تو صرف وہ کچھ لمحے پہلے والا سین گھوم رہا تھا جب اسکے بھائی کے منہ پر تھپڑ پڑا اور وہ مبہوت سے تھپڑ مارنے والی کو دیکھ رہا تھا۔

"احمق۔۔۔ بچھو" وہ ہنستی اسکے پیچھے ہوئی۔

"السلام علیکم میں مسکان عرب کی سوتیلی بہن۔" لائونج میں بیٹھی سسی کے پاس آکر اسنے اپنا تعارف کروایا سسی نے غور سے اس پینٹ شرٹ لانگ کوٹ میں ملبوس لڑکی کو دیکھا جسکے سنہری بالوں کی ٹیل پونی جھول رہی تھی اور سنہری ہی آنکھوں میں تبسم لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں سمعیہ عالم، عالم کی بڑی بہن۔" اسنے چور نظروں سے لائونج میں بچی کو لیکر اسکے سامنے صوفے پر بیٹھے عرب کو دیکھتے بڑی پر زور دیا۔

"اور میں انکی بیٹی مسکان برہان علوی ماما بولے تو چھوٹا پیکٹ بابا کی فیری۔" عرب کے اشارے پر فیری نے بھی جھٹ سے اپنا تعارف کروایا سسی سر ہلاتی مسکرائی۔

پر جلد ہی اپنی مسکان سمیٹ گئی جب اس اخلاق سے "عاری" انسان کی گہری نظریں اپنے چہرے پر پائیں۔

"کیا مصیبت ہے بندہ اپنے گھر میں بھی سیف نہیں۔" غصے سے بڑبڑاہٹ سے ذرا بلند آواز میں کلس کر کہتی وہاں سے نکلی۔

"شرم کی گولی ہوتی پہلے تمہیں کھلاتی۔" مسکان نے طنز کرتے عارب کو شرم دلانا چاہا  
"اب میں کیا کر سکتا ہوں جب سائنس ترقی نہیں کر رہی۔ چین یا امریکہ ہوتا تو اب تک بن جاتی شاید پھر میں  
بھی بنا کر تمہیں کھلا دیتا کہ یوں منہ اٹھا کر نہیں چلے آتے۔" وہ فیری کو اٹھا کر سہمی کے چلے جانے پہ بد مزہ ہوتا  
روم کی طرف بڑھ گیا جہاں پی پی موجود تھا۔

"کوئی ڈیوائس چپ وائر س ہی خود میں منتقل کر دو شرم کیلئے کہ جس نے پناہ دی اس کی عزت۔۔۔۔۔"

"نشت اپ مسکان میں کوئی برا کام نہیں کر رہا مسلمان ہوں اور مجھے تم سے زیادہ معلوم ہے کہ عالم کی عزت  
میری عزت ہے اسلئے میں اسے جائز طریقے سے اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں یہ غلط طریقہ نہیں، ہاں میں بس  
اسے بتانا چاہ رہا تھا کہ اچانک سے عالم کے سامنے میرے پر پوزل پر وہ ہرٹ ناہوانڈر سٹینڈ! "تڑخ کر کہتے وہ  
روم میں بند ہو گیا۔

فیری کیا کہہ سکتی تھی اسے معلوم تھا جہاں اسکی ماں ہوگی وہاں بحث جھگڑا تکرار تو ہوگا۔  
اسلئے پی پی کو دیکھ کر عارب کے ساتھ خوش ہوتی اسکی سمیت متوجہ ہو گئی اور اب دونوں ملکر اسے کھانا کھلا رہے  
تھے۔

"تمہارا پاپا کہاں ہے فیری؟" اسکی گال چھو کر وہ محبت سے پوچھنے لگا فیری نے مسکراتے پی پی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

"گھر میں ہیں ماما باندھ کر آئی ہیں۔" وہ مسکراتی بولی۔

عرب کو تو جیسے دھچکا لگا۔ "باندھ کر آئی ہے؟؟ رسیوں سے کیوں؟"

"ہوں ہوں۔۔۔! ہتھکڑیاں لگا کر منہ پر ٹیپ لگائے پائوں اپنے اسکارف سے باندھے، پھر سینے کے گرد مضبوطی سے میرا دوپٹہ باندھ دیتا کہ وہ ہاتھوں کو حرکت نہ دے سکیں حالانکہ پاپا نے صرف انکے ہاتھ پائوں باندھے اور منہ پر ٹیپ۔" وہ نارمل لہجے میں بتا رہی تھی جیسے کوئی بڑی بات نہیں۔

"پاپا نے کچھ نہیں کہا؟" خود کو فوراً سنبھال کر اسنے دھچکے کے باوجود لہجہ سرسری سارکھا۔

"نہیں بابا کیا کہیں گے ماما کافی اچھی فاسٹر ہیں سو بابا کو جلدی ہینڈل کر لیتی ہیں۔" وہ نظریں پی پی سے ہٹا کر عرب کی پھیلی آنکھوں میں دیکھتی مسکرائی۔

"آپ ڈر گئے ہیں ماموں؟ آپ ڈرے نہیں وہ دونوں صرف ایک دوسرے کو مارتے ہیں باقی سب سے ناراض رہتے ہیں مارتے نہیں۔" وہ اس کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتی حوصلہ دینے لگی۔

"بیٹا وہ میری بہن ہے ڈونٹ وری میں نہیں ڈر رہا۔" وہ مسکرا کر ہاتھ لبوں سے لگاتا بولا۔

"ہی ہی ہی۔۔ آپکو معلوم ہے مما کہتی ہیں کہ آپ انکے بھائی نہیں سوتیلے بچھو ہیں اور انکا خون سرخ ہے جبکہ آپکا سفید۔" عارب کا منہ سرخ پڑ گیا، اسے مسکان سے امید نہیں رکھنی چاہئے تھی کہ وہ اپنے بچوں سے اچھا تعارف کروائے گی اسکا۔

"نہیں بیٹا میرا سرخ خون ہے ذرا کاٹ کر دیکھو پیور سرخ خون ہوگا، آپکی ماما کا کالا خون ہے گھڑ جیسا۔" وہ جھٹ سے اپنی انگلی اسکے منہ کے سامنے کرتا بولا  
فیری نے پہلے اسے دیکھا پھر انگلی کو "اچھا۔۔" پر ماما کا گھڑ جیسا کالا خون کیوں ہے ماموں؟ "اسکی حیرت بے یقینی سے آنکھیں پھیل گئیں

"وہ بیٹا کیا بتائوں بہت لمبی والی داستان ہے کیسے بتائوں دل دکھتا ہے میرا۔" اسنے مایوسی سے کہا  
فیری کو اس پر ترس آگیا "اچھا رہنے دیں مت بتائیں۔" اسکی بات سن کر عارب گڑ بڑا گیا۔

"ارے نہیں میری جان تمہیں ضرور سننا چاہیے آخر کار تم اسکی بیٹی ہو۔" اسے اٹھا کر بیڈ پر بیٹھاتے وہ اسکے پائوں میں سامنے بیٹھ گیا۔

اسے بہت پسند آئی تھی بالکل مسکان جیسی حساس نا سمجھ سی۔۔  
وہ بھی ایسی ہوتی تھی ذرا اسی تکلیف پر ترس کھانے والی رحمدل۔۔۔



"بتائیں ماموں کیا ہوا تھا؟"

"بیٹا وہ کیا بتائوں (دکھ سے اسنے چہرا جھکا لیا) گھر کے پاس باہر کھیتے تھے ہم جب میں بارہ سال کا تھا اور وہ چھ کی۔۔"

ہمارے گھر کے پاس ہی بہت بڑا نالہ تھا گھڑکا، میں مسی وہاں دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، جب

اچانک وہ غائب ہو گئی۔ مینے بہت ڈھونڈا بہت زیادہ پکارا پھر تھک کر گھر چلا گیا، کیونکہ میں سمجھ گیا تھا قسمت سے کوئی نہیں لڑ سکتا اسکی زندگی گھر میں گرنا لکھا تھا تو وہ گر گئی،

میں دو دن اسے گم ہونے پر بیٹھا رہا حالانکہ مجھے رونا چاہیے تھا پر مجھے آنسو نہیں آئے آنکھوں میں کیونکہ مجھ میں الحمد للہ صبر بہت تھا،

تیسرے دن ہمارے گھر کے ملازم کو مسکان نالے کے قریب ملی روتی ہوئی ملازم نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں تھی مسکان یہ تمہارا حال کیوں گھڑ جیسا ہے وہ ملازم سے لڑ پڑی اور اسے بتایا کہ وہ دو دن سے گھر میں تھی اسلئے اسکا یہ حال ہے، ملازم اسے فوراً لیکر گھر پہنچا اور ہم اسے لیکر ہسپتال گئے اسکی حالت دیکھ کر مجھے دکھ صدمہ ہونا چاہئے تھا پر مجھے نہیں ہوا،

اور پھر ٹیسٹ چیک اپ کے بعد ڈاکٹر نے بڑے افسوس سے بتایا کہ اسکا۔۔۔ مسی کا خون کالا ہو چکا ہے اور وہ ایک گھڑ کی مرضی ہے اسلئے ایسی ہو گئی ہے۔ "عارب نے سارے قصہ بڑے افسوس دکھ سے سناتے آخر میں سراٹھایا۔"

فیری تو ششدر بیٹھی تھی۔ اسکی ماما گھڑ کی مرضی ہے اور اسکا خون کالا ہے۔

سوچ کر ہی وہ جھر جھری لے اٹھی۔

"ماموں یہ گھڑ کی مرضہ کیسے ہوتی ہیں مطلب یہ کیا کیا کرتی ہے؟"

"بیٹا یہ گھڑ کی مرضہ تمہاری ماما جیسی ہوتی ہیں جو دوسرے کامزاق بناتی ہیں، ان سے لڑتی مارتی ہے، عجیب و غریب نام رکھتی ہے دوسرے پر، یہ سب مسمی نہیں کر رہی بیٹا" وہ اب اسکے ہاتھ پکڑے اسکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھتا بہت پیار سے سمجھا رہا تھا

"تو پھر کون کرتا ہے؟" وہ حیرت سے پوچھنے لگی

"بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے یہ سب اسکے دل و دماغ میں رہنے والے گھڑ کے کیڑے کر رہے ہوتے ہیں۔" عارب کو کہتے ہوئے خود بھی جھر جھری سی آئی پر بدلہ تو چکانا تھا۔

"ابی ماما کے دل اور دماغ میں گھڑ کے کیڑے رہتے ہیں؟" اسنے گھبرا کر سہمے دل سے پوچھا عارب نے افسوس سے زمین پر بچھے قالین پر انگلی سے لکیریں ڈالتے سر ہلادیا۔  
"وہ خود ایک گھڑ کی کیڑی ہے یونونانی میل، کیڑا کیڑی وہی۔"

"ماموں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" وہ بیڈ سے اتر کر اسکے آغوش میں آگئی

"اگر یہ کیڑی میرے پیٹ میں رات کو چلی گئی تو؟"

مجھے آپ ساتھ رہنا ہے پاپا کو بھی یہیں بلا لیں۔" اسکی باتیں سن کر عارب کا دل کیا اپنی پلاننگ کی کامیابی پر قہقہہ لگائے۔

"ارے ماموں کا شونا بے بی ڈرتے نہیں وہ ماما کے پالتو کیڑے ہیں ماما کے پیٹ سے کہیں جائیں گے، تم صرف جب ماما لڑے تو کہہ دینا "ریلیکس ماما گھڑ کی کیڑی"، اس سے فوراً چپ ہو جائے گی۔" وہ مسکراہٹ بڑے ضبط سے کچلتا اسکے سر پر بوسہ دیکر بولا تو وہ پہلے معصومیت سے عارب کی جگمگ کرتی آنکھوں میں دیکھتی پھر سر ہلا گئی۔

"پھر ماما مجھ سے ناراض تو نہیں ہوں گی ناں سچ بتائیں ماموں میں ماما کو ناراض نہیں کر سکتی۔" وہ اسکے آغوش میں چھوٹے بچے کی طرح بیٹھی اسکی آنکھوں میں دیکھتی آس سے پوچھ رہی تھی۔

عارب کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

وہ مسکان کی قسمت پر خوش ہو رہا تھا کہ اللہ نے اسے اتنی چاہنے والی بیٹی دی۔ اور اسکے وسیلے اسے اتنی پیاری بچی کا ماموں بنا دیا۔

وہ جب ماموں کہتی تو اسکے روح میں اسکے لہجے کی مٹھاس پکار محبت اتر جاتی۔۔۔

"نہیں ناراض ہو گی میرا شونا بس یہ کہہ دینا کہ ماموں نے بتایا آپ گھڑ کی فی میل کیڑی ہیں۔"

"اچھا۔۔۔ پھر ٹھیک ہے! یہ لیں ماموں ماما کہتی ہے ببل کھانے سے انسان کا دماغ تیز چلتا ہے اور اسکے دماغ میں اسکے ہنر کے زبردست آئیڈیاز آتے ہیں۔" وہ اپنے پہنے پنک بنی رومپر کی جیب سے دو ببل نکالتی ایک عارب کے سامنے کرتی بولی۔

"ہو نہہ اسے کون سے آئیڈیاز چاہیے وہ تو صرف سوچتی ہو گئی ایک کے ساتھ ایک بھل فری کیوں نہیں ملتا۔"  
وہ جل کر سوچنے لگا اور بھل لیکر منہ میں ڈال لیا۔

"اچھا تمہیں کون سے آئیڈیاز چاہیے؟" وہ اسے دیکھا برواچکانے لگا۔

"مجھے۔۔۔۔۔ فیری نے اپنے ماتھے پر انگلی رکھی عارب نے ہوں کرتے سر ہلایا۔

"میں ڈرائنگ کرتی ہوں ناں اسلئے مما کہتی ہیں یہ کھانے سے اچھے اچھے آئیڈیاز آئیں گے جبکہ بابا کہتے ہیں

سبل کھانے سے انسان کے دماغ گو بر بھر جاتا ہے بابا کے مطابق جیسے ماما کے، اور اس پر ماما بابا کی فائٹ بھی ہوئی تھی جس میں ماما کے ناک سے خون آیا تھا اور بابا کے گٹھنے پر ماما نے پیچھے سے لات ماری تھی تو وہ درد سے ساری رات نہیں سو سکے۔"

۱۱ استغفر اللہ۔۔۔۔۔ وہ دہل کر بولا

"اچھا کیسی ڈرائنگ کرتی ہو؟"

"مما بابا کی دادا کی دادی چاچو چھوٹی سی کیوٹ سی چاچی جو سارا دن روتی رہتی ہیں ہاہا ہا، شیر خان کی جو مجھے کیک بنا کر دیتے ہیں اسپیشلی والے اور یہاں کی بھی کرتی ہوں۔" جوش خوشی سے بتاتے وہ آخر میں زار داری سے بولی عارب چونک گیا۔

"یہاں کس کی کرتی ہو؟" وہ بھی اسکے انداز میں سرگوشی سے بولا۔

تجھی فیری نے اسکے چوڑے کندھے کے پیچھے سے دروازے کو دیکھا وہاں کسی کو ناپا کر اسکے کان میں بولی۔



"وہ جو اس دن بابا کی شادی میں ایک بڑا والا آدمی تھاناں جسکے ایک گال پر نشان تھے اور اسکی آنکھیں کتنی تیز رنگ والی تھی بھوری بھوری سی انکی۔" وہ سرگوشی میں بولتی اسکے چہرے کو دیکھنے لگی جیسے ملک کا بڑا زار بتایا ہو

"عالم کی؟؟" عارب نے کافی مشکل سے مسکراہٹ چھپائی۔

"ہشش سن لیں گے اتنے موٹے ہاتھ ہیں انکے مجھے ماریں تو میں غائب ہو جاؤں ہا ہا۔" وہ کہہ کر کھلکھلائی۔  
"مارتے نہیں ہیں وہ۔۔۔"  
"ہاں پر دیکھتے تو ایسے ہیں نا مجھے ان سے ڈر لگتا ہے۔" وہ منہ بسورے بولی پر عارب نے اسکی آنکھوں کی چمک واضح دیکھی تھی۔

"اچھا اسکی ڈرائنگ کیوں بناتی ہو؟ میری بناؤ میں بھی تو خاصا ہینڈ سم ہوں، تمہارا ماموں اپنی ٹیچرز کو دیکھاؤ داد وصولو پھر دیکھنا ٹیچرز جب میری تصویر دیکھیں گی تو تمہیں بہت پیار دیں گی اپنی بچی کی طرح۔" وہ کچھ کالر جھڑکا بولا کہ اسکے انداز پر فیری کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"سوری پر مجھے اپنی ٹیچرز بہت عزیز ہیں میں انہیں چھوٹی سی عمر میں مارنا نہیں چاہتی۔" وہ طنزیہ بولی  
عارب نے مصنوعی گھورا پھر ہنس پڑا

"ہاں بیچار یوں کو جب معلوم ہو گا اس دل میں کسی اور کا بسیرہ ہے تو ضرور خود کشتی کر دیں گی۔ تم بہت ٹیلنٹڈ ہو پہلے ہی جان گئی ہاں شاباش۔" اسنے فیری کو سراہتے سر ہلایا کہ وہ ہنسنا بھول کر اسے گھورنے لگی عارب قہقہہ لگا اٹھا۔

"ماموں آپ بھی اچھا مذاق کر لیتے ہیں۔" وہ ہنستی ہوئی اسکے کندھے پر ہاتھ مار کر بولی اسکی چالاکی پر عارب ٹھٹھک گیا۔

"تمہارا قصور نہیں میری جان۔"

"اچھا بتایا نہیں عالم کی کیوں ڈرائنگ بناتی ہو؟" اسے اپنا سوال یاد آیا۔

"میں جب رضو والوں کے گھر ہوتی تھی ناں تو اللہ جی سے دعا کرتی تھی مجھے یہاں سے بیسٹ لیکر جائیں اور میرے جیسے جتنے بچے ہوں انہیں بھی لیکر جائے کیونکہ میں نے اپنی دوست سے سنا تھا ایک بیسٹ ہے، وہ سب کی مدد کرتا ہے پر اسے کوئی پسند نہیں کرتا سب اس سے ڈرتے ہیں نفرت کرتے ہیں اور میں دعا کی تھی کہ مجھے بیسٹ لیکر جائے تو میں ان سے بہت پیار کروں گی ان سے نفرت بھی نہیں کروں گی، اور پھر بیسٹ نے مجھے نہیں بچایا اسکی جگہ مجھے میرے اینجل بابا نے بچا پر میری دعا آدمی قبول ہو گئی تھی کیونکہ بیسٹ نے بہت سے بچوں کو بچایا تھا جنہیں زبردستی بھیک منگواتے تھے اور دوسرے بھی تو بچائے تھے تین بچے جنہیں ایک آدمی چھپائے بیٹھا تھا اور بیسٹ نے انہیں بچایا تھا پر لوگ اسکی اچھائی کو چھوڑ کر صرف اس سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ برے لوگوں کو بہت بری طرح مارتا ہے، پر میں نہیں ڈرتی اور مجھے پتا ہے اگر بیسٹ یہاں ہے تو وہ آپکے گھر میں بیٹھا یہ بڑے والا آدمی ہی ہے۔" وہ بہت رازداری سے اسکے کان میں بتا رہی تھی اسکی خوبصورت آنکھوں میں آنسوؤں چمک اٹھے۔

"نہیں بیٹا یہ وہ نہیں، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" عارب اسے بانہوں میں بھر کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہو نہ مجھے جیسے معلوم نہیں مینے بابا کو بہت بار کال پر بات کرتے سنا ہے وہ کہتے ہیں سعیر عالم اور یہاں سعیر عالم یہی ہے ناں۔" عارب کا چھپانا اسے پسند نہیں آیا تبھی خفگی سے بولی۔

"اچھا چھوڑ واس قصے کو تمہیں عالم پسند ہے تو ضرور بناؤ اسکی تصویریں پر یاد سے اسکے ساتھ اسکی بیوی کی تصویر ضرور بنانا اور اسے بھیج دینا پھر دیکھنا کیسے تمہیں پیار کرے گا۔" وہ اسے اوپر کو اچھال کر کیچ کرتا ہوا بولا کہ فیری کی چیخ نکل گئی۔

"ماموں میں اڑ جائوں گی۔۔۔!!!" وہ اسکے اچھالنے پر چھت سے تھوڑا فاصلہ پا کر چلائی عارب کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"اڑ جاؤ چھت کی سیر کر کے آؤ ہا ہا۔" وہ کہہ کر اسے کیچ کرتا کندھے پر ڈالے باہر نکلا فیری لمبے لمبے سانس بھرتی پیچھے بھاؤ بھاؤ کرتے پی پی کو دیکھ کر ہنس پڑی اور دونوں مٹھیوں میں عارب کے گھسنے بال جکڑ لیے۔

"بہت برے ماموں ہیں۔"

"اچھا۔۔۔۔! عارب نے آنکھیں پھیلا کر اچھا کو کھینچا

"پھر یہ لو۔" کہنے کے ساتھ ہی روم سے باہر آ کر اسنے بانہوں میں بھرتے فیری کو اوپر اچھالا اسکی دل دہلا دینے والی چیخ پورے عالم ولا میں گونج اٹھی ساتھ ہی عارب کا قہقہہ بھی۔

"میری چھوٹی مسی۔" اسے کسی گڑیا کی طرح سینے میں بھینچے وہ ہنستا بولا جبکہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ روتی ہوئی فیری نے اسے سینے پر دانت گاڑ دئے عارب بلبلا اٹھا۔  
"قصور کسی کا نہیں میرے نصیب میں بہن کا سکھ ہی نہیں لکھا ظالموں۔" فضا میں اسکی دہائی گونجی۔

\*-----❤️-----\*

CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"میں سچ میں عالم کو کچھ نہیں بتایا۔" حور نے سامنے بیٹھی خفاسی رمشا کے ہاتھ تھام کر یقین دلانے بولی پر وہ مان ہی نہیں رہی بس خفا تھی اس سے جو جتا بھی رہی تھی۔

رمشا علی

رمشا اسکے چہرے سے نظریں پھیر کر اسکا چیک اپ کرتی اب طبیعت سہی دیکھ کر مطمئن تھی۔

"تم مجھ سے بات نہیں کر رہی رمشی؟" اسے خاموش پا کر وہ رو دینے کو تھی

یہ سوچ ہی دکھ بھری تھی کہ اسنے اپنی دوست کا دل دکھا دیا۔ "تم نہیں جانتی عالم سب جان جاتا ہے نا ہو کر بھی مجھے بھی کئی بار غلط حرکتوں سے ٹوکتا ہے آکر۔" وہ اسے سمجھانے لگی

رمشانے چونک کر دیکھا پھر فوراً اپنے تاثرات نارمل کر لیے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟ اور میرا بچہ کیوں اسے منت کر رہی ہو؟" مسکان حور کی بھرائی آواز سن کر غصے سے بولی۔



نسوانی تیز آواز پر رمشانے گڑبڑا کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں ایک دراز قد بلیک لانگ بوٹ کوٹ میں اونچی پونی والی کوئی خطرناک سی لڑکی تھی۔  
جسکی سنہری آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہیں تھیں۔  
"مسنی۔۔۔!! تم کب آئی؟" حور خوشی سے چیخ کر بولی

مسکان نے خوفزدہ سی رمشانے سے نظریں ہٹا کر بیڈ سے اترتی حور العین کے خوشی سے میدے جیسی رنگت میں اترتی سرخی کو دیکھا۔  
آنکھوں میں پانی کے بجائے چمک اتر آئی۔

"ویٹ سوئیٹ ہارٹ!" وہ اندر آتی ایک کاٹ دار نظر رمشا پر ڈال کر حور العین سے بولی اب اتنا تو وہ جانتی تھی اسلئے فوراً وہیں رک گئی جبکہ مسکان جا کر رمشا کے سامنے رکی۔

"خفا ہو میڈم؟ وہ بھی اپن کے بچے سے؟"

اسے ہرٹ کرو گی ہانڈیو ایریو ایڈیٹ گرل!!! "اسکے بالوں سے پکروہ دھاڑی اور جھٹکے سے باہر کی سمیت

پھینکا۔

رمشا کی اس اچانک افتاد پر چیخ نکل گئی اگر بروقت دروازے کو نہ تھا متی تو ضرور سر پھٹ جاتا۔

"مسنی۔۔۔!" رمشا کی چیخ پر حور نے دہل کر پکارا

"تم چپ کر وجہ تمہیں پتا ہے تمہاری دوست صرف میں ہوں پھر کیوں تم نے اسے بنایا۔" وہ غصے سے بولی  
حالانکہ دل کر رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر دے  
وہ صرف اسکی دوست تھی اور کتنے چاہ سے اسے مبارک دینے آئی تھی کہ اسکی منتیں کان میں پڑی وہ ایک  
معمولی ڈاکٹر کے نخرے اٹھا رہی تھی۔

اسے خونخوار روپ میں دیکھ کر رمشا وہاں سے جن کی طرح غائب ہو گئی اور ہانپتی کانپتی اپنے روم میں بند ہو گئی۔  
"اچھا سوری آئندہ نہیں کروں گی کسی سے دوستی تم صرف اسے تکلیف مت دو وہ بہت اچھی ہے میرا بہت  
خیال رکھتی ہے۔" حور آگے بڑھ آئی  
جب اسکا فیصلہ سن کر مسکراتے مسکان نے اسے دیکھا اور کھینچ کر سینے سے لگا دیا۔  
"آئی لو یو میرا بچہ میں نے تمہیں بہت یاد کیا۔" اسکے دونوں گالوں کو چومتی وہ اسے سرخ کر گئی۔  
اور اسے جھینپتے دیکھ کر مسکان نے قہقہہ لگایا "اچھا بتا کیسے آیا یہ چھوٹا پیکٹ پیٹ میں۔" اب وہ اسے بیڈ پر بیٹھا کر  
خود اسکے پاس بیٹھ کر بولی۔

حور سٹپٹا گئی "کیا بد تمیزی ہے مسنی۔"  
"ہا ہا ہا بد تمیزی تو نہیں باقی بہت کچھ ہے۔" معنی خیزی سے کہتے اسکی لرزتی پلکوں کو چھوا۔

"تم شادی کے بعد بہت بے شرم ہو گئی ہو۔" اسنے ہاتھ جھٹک کر منہ بنایا۔ "اور میرے پاس آتی بھی نہیں میں اکیلی اکیلی رہتی ہوں۔"

اسکی شکایت شکوہ پر مسکان نے اسکا سر سینے سے لگایا "میں آجاتی پرا بھی کچھ کام تھانا اسلئے نہیں آسکی۔ تم میرے چھوٹے پیکٹ سے ملو گی؟" وہ ایک دم فیری کے یاد آنے پر بولی

"ایک تو تم بچوں کو پیکٹ کیوں بولتی ہو مسنی؟" اسنے چڑ کر پوچھا  
مسکان ہنس پڑی "میرا بچہ! میری بچی تو صرف تم ہو یہ تو چھوٹے چھوٹے پیکٹ ہوتے ہیں جو دنیا میں آتے ہیں  
پر تمہیں معلوم ہے مجھے یہ اپنی فیری بہت پسند ہے تم سے کم پھر بھی دل کے قریب ہے بہت بیٹی کی طرح، پر  
یاد رہے بڑی بیٹی میری تم ہی ہو۔"

"تو کیا تم عالم کی ساس ہو؟" ساری بات سن کر حور نے ہنستے ہوئے کہا  
"تو اس میں کونسے شک کی بات ہے اسکی ساس تو میں ہوں۔" کوٹ پیچھے جھٹکے سے اسنے گردن اکڑائی۔  
"خیال سے سن نالیں ورنہ تمہاری ساری ساس گری یہیں پڑی رہے گی اور تم باہر۔" حور نے کھلکھلاتے کہا  
مسکان نے اسے گھورا

"ویسے یہ کپڑے وہی لایا ہے؟" وہ اسے بلیک وائٹ فرائڈ میں دیکھتی بولی جس میں وہ کوئی حور لگ رہی تھی۔  
رنگت بھی دمک رہی تھی۔

"ہوں! رات انہوں نے موبائل پر دیکھتے منگوایا تھا۔ اور صبح چھ بجے جب وہ جاگنگ سے لوٹے تب انکے ہاتھ میں تھا پھر انہوں نے مجھے چینیج کروایا۔۔۔"

آگے پھر اسکی بے خودی یاد کر کے شرم سے انار ہو گئی۔  
آنکھیں بھی سختی سے میچ لیں جیسے مسکان اسے دیکھ لے گی۔  
"ہا ہا میرا معصوم بچہ!" مسکان نے قہقہہ لگاتے اسے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

"اچھا سن تمہاری بہن کی شادی ہے تم آؤ گی نا وہ تمہیں بہت یاد کر رہی تھی۔" مسکراہٹ ضبط کرتے اسنے بتایا  
اور گلے میں پڑے پینڈنٹ کو غور سے دیکھتے ہنسی۔

مہوش علی

پراسکے برعکس حورالعیین شکوہ تھی  
"نور کی شادی ہو رہی ہے اور عالم نے مجھے بتایا نہیں۔" اسنے دکھ سے سوچا اور مسکان مطمئن ہو گئی کے دا  
بیسٹ کیلئے اتنا ہی جھٹکا کافی ہے

معلوم پڑ گیا ہو گا کہ مسنی آئی تھی۔۔۔

اور اسکی آگ کا پورا انتظام بھی کر لیا۔۔۔

"ہاں یار داد اس سے اجازت لے رہا تھا کہ حور کو چھوڑے پراسنے انکار کرتے کہا کہ میرے سامنے مت آنا۔"  
اسکا سر کندھے پر رکھتے وہ اسکے دکھ میں شریک تھی۔



آج ہی آنے سے پہلے اسنے داد کو اداس دیکھا تھا پھر پوچھنے پر معلوم ہوا نور کی خواہش اور عالم کا انکار اسے غصہ تو بہت آیا پر وہ اپنے انداز سے ہینڈل کرنا چاہتی تھی سب۔  
 "تمہیں معلوم ہے وہ تمہیں بہت یاد کرتی ہے اکیلی سی ہے اور وہ تمہاری بوڑھیانائی بالکل اچھی نہیں اسے بہت تنگ کرتی ہے۔

اور وہ معصوم گڑیا جیسی لڑکی بہت روتی ہے اکیلی۔ "وہ اسکے کان میں آہستہ آہستہ بتا رہی تھی جو سب سنتے نور کا پارہ ہائی ہو رہا تھا جبکہ دوسری طرف میٹنگ میں بیٹھے عالم نے ٹیبل پر ہاتھ مارتے گاڑی کی کیز اٹھائی۔

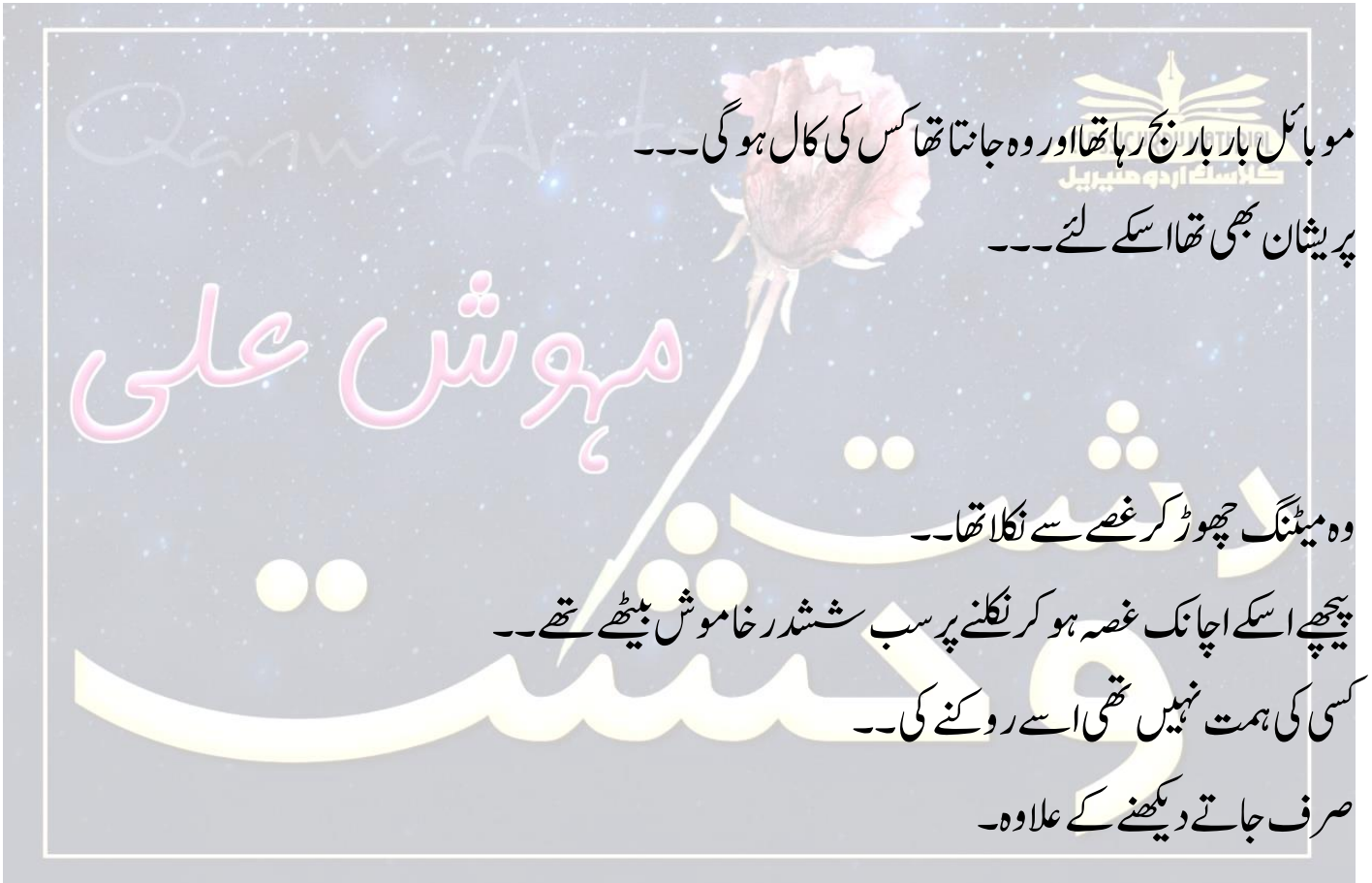


اسنے سوچا تھا کہ وہ آرام کرے گا پر سکون نیند لے گا پر وہ کیسے بھول گیا کہ جہنم وہ خود لایا تھا اپنے گھر میں۔  
 کچھ ہی دیر پہلے اسنے مسکان کو انکار کیا تھا کہ نا وہ جائے گی عالم کے گھر نا ہی اسکی بیٹی۔  
 تب وہ جھگڑے پر اتر آئی اور اسکے بازو کا فائدہ اٹھاتے جلدی ہی اس پر قابض ہوتی اسے باندھ گئی وہ بھی اسکی ہی ہتھکڑیوں سے۔

اگر بازو نا باندھتی تو ضرور سو بھی جاتا اب سوئے بھی کیسے جبکہ بازو سے سخت ٹیسیں اٹھ رہیں تھی۔  
 کسی کو بلا بھی نہیں سکتا تھا منہ جو باندھ کر گئی تھی خاموش مردے کی طرح لیٹا تھا سیدھا بیڈ پر۔  
 اور باہر سب اسکے آرام کے خیال سے اسے ڈسٹرب نہیں کر رہے تھے۔

"یا اللہ کیسی عورت سے شادی کر لی میں تو بہت معصوم بندہ تھا تیرا۔" دکھ سے اوپر دیکھتے اسنے شکوہ کیا۔

رات کو پھر شاپنگ پر جانا تھا نیند پھر پتا نہیں کب نصیب۔۔۔  
اسنے سر گھما کر دیکھا تو شام کا وقت تھا۔ تھک کر سرواپس تکیے پر پٹخ دیا اور دروازے کو دیکھنے لگا۔  
ڈر تھا کہ کوئی آنا جائے ورنہ کیا میج رہے گی ایس پی کی۔۔۔

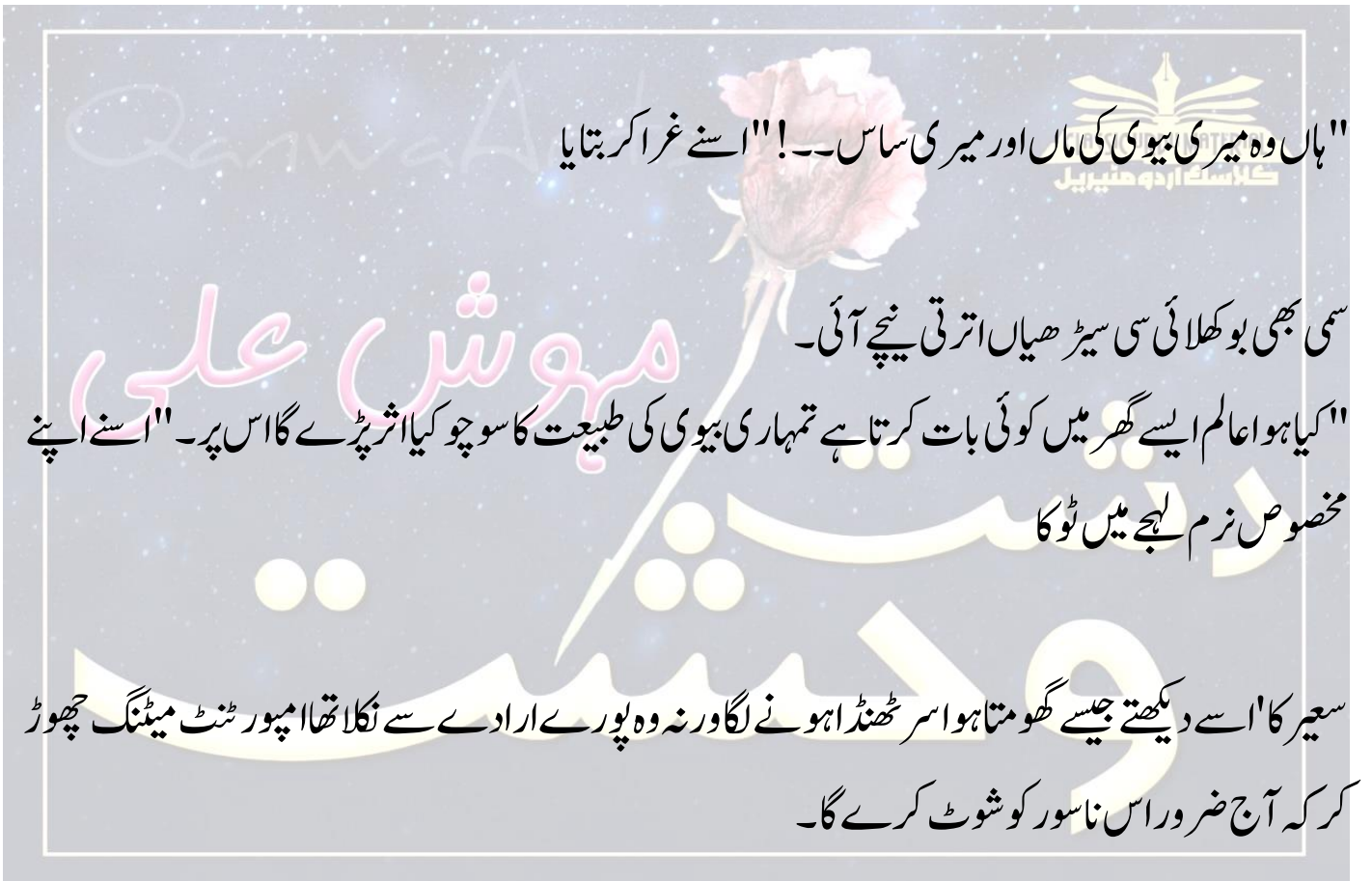


کافی رش ڈرائیونگ کے بعد وہ عالم ولاپور ٹیکو میں گاڑی روکتے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور کوٹ کا بٹن بند کرتے اسنے اپنے قدم اندر بڑھائے۔

"کہاں گئی وہ میری ساس۔۔۔؟؟؟" لائونج میں اسکی غراہٹ نما دھاڑ گونجی

عرب جو ایک آدمی کی لوکیشن ٹریک کر رہا تھا سنتے فوراً آفس سے نکل کر لائونج میں پہنچا پر سعیر کی سرخ انگارہ آنکھوں میں دیکھ کر دہل گیا۔

"سس۔۔۔ ساس۔۔۔!" وہ حیران پریشان کچھ ہکلا گیا۔ (وہ تو اللہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اوپر ہے شوہر سمیت)



"تم مسی۔۔۔ میرا مطلب مسکان کی بات کر رہے ہو؟" عرب نے سنبھل کر پوچھا۔  
لہجے میں معصومیت لائی ورنہ جو آج اظہار کر بیٹھا تھا سسی سے ایسا ناہو وہ اپنے عالم کو دیکھ کر اس سے شکایات کر دے اور وہ موقع دیکھ کر بہن کا بدلہ بھائی سے لیتے اسے گولیوں سے اڑا دے۔

"ہاں میں اپنی اس سانس ناسور کا پوچھ رہا ہوں جسکی گردن میں اپنے ہاتھوں سے مروڑ کر توڑنا چاہتا ہوں۔" وہ تند و تیز لہجے میں بولا

عرب جزبزو گیا "وہ توار جنٹ چلی گئی کسی ضروری کام سے۔  
معلوم تو ہے وہ بھاگنے میں ماہر ہے۔" نظریں جھکائے وہ مسکراہٹ چھپاتا بولا۔

عالم نے مٹھیاں بھیجنے لیں دل کر رہا تھا بھی اپنے گینگ کی لڑکیاں اسکے گھر بھیج دے اور وہیں اس ناسور کا کام تمام کروائے۔

"عالم آؤ یہاں بیٹھو اور ریلیکس ہو کر بتاؤ کیا بات ہے غصہ کیوں ہو۔" سہمی نے ہاتھ پکڑا  
یہاں پر میسٹ ٹریٹ منٹ کی وجہ سے وہ جلد ہی ٹھیک ہو رہی تھی  
ابھی جو کچھ کمزوری تھی وہ بھی مسلسل بھائی کی توجہ علاج سے جاتی رہی تھی۔  
وہ کافی بہتر فیل کر رہی تھی حالانکہ اسے ایک ماہ ریسٹ کرتے بیڈ سے اٹھنا ہی نہیں چاہیے تھا پر اسکے بھائی نے  
پانی کی طرح پیسا بہاتے اسکا علاج کروایا تھا۔

"شکریہ جانِ عالم۔" پانی کا گلاس لیتے وہ صوفے پر بیٹھا اور انگاروں کے طرح دھکتے حلق سے اتارنا چاہ

تبھی اوپر سے ٹھاک کی آواز آئی۔۔۔

سب نے چونک کر اوپر دیکھا



"یہ آآ۔۔ آواز ع۔۔ عین کے روم۔۔۔ عارب ابھی کہہ رہا تھا کہ عین پر عالم نے سخت گھوری ڈالی وہ گڑ بڑا گیا۔" میرا مطلب حورالعین کے روم سے آواز آرہی ہے۔"

"میں آتا ہوں۔" پانی کا گلاس واپس رکھ کر پریشان سی سہمی کے سر پر بوسہ دیتے لمبے ڈگ بھرتا اوپر کو بھاگا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟؟؟" روم میں داخل ہوتے اسے ڈریسنگ ٹیبل سے اس کے پر فیوم اور اپنے کلون نیچے پھینکتے

دیکھ کر غصے سے بولا۔

حورالعین اچانک اس کے غصے بھری آواز پر اندر سے سہم گئی پر جلد ہی خود کو سنبھالا کیونکہ جانتی تھی عالم کچھ نہیں کرے گا۔

"بات مت کریں مجھے سے مجھے اپنے گھر چھوڑ آئیں میں یہاں ہر گز نہیں رہوں گی۔" اسکی غصے سے چنگارتی آواز پورے روم میں گونج اٹھی

رونے کی وجہ سے آنکھیں سوج گئی تھی اور لب مسلسل پھڑپھڑا رہے تھے۔

"آپ جھوٹے دھوکے باز پتا نہیں کیا کیا ہیں۔۔"

آپ مجھے میری بہن، میری فیملی سے دور رکھ رہے ہیں، مجھے یہاں قید کر لیا ہے، کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا ہر کوئی صرف قید کرنے کو دوڑاتا ہے میری کوئی زندگی کوئی اپنا نہیں۔" وہ ہذیاتی انداز میں چختی پھوٹ پھوٹ کر روتی نیچے بیٹھ گئی۔

گہرا سانس بھرتے عالم نے سن کر افسوس سے سر ہلایا اور اندر آتے دروازہ بند کیا ساتھ ہی جھک کر دبیز قالین سے پرفیوم کلون دوسری چیزیں اٹھا کر اپنی اپنی جگہ پر رکھیں۔

"آپ سے بڑا کوئی جھوٹا انسان نہیں۔۔۔!" اس کے قدموں کی آہٹ پر وہ انگلی اٹھاتی غرائی۔

"صحیح کہا اس میں کوئی شک نہیں۔" وہ مدھم آواز میں بڑبڑایا اور بیڈ پر بیٹھتے اپنے پاؤں سے شوز نکالے۔  
"میری ساس کو دعوت پر بیٹھاتی مجھ سے ملاتی پھر جانے دیتی ایسے ہی بھاگ جاتی ہے۔" وہ تمسخرے سے بولا۔

"ہاں اسے بیٹھاتی تو آپ آکر اسے حق پر ہونے کے باوجود مارتے، اپنا غصہ نکالتے اس معصوم پر کیونکہ وہ مجھے سچ بتاتی ہے۔  
آپ صرف جلتے ہیں مسنی سے کیونکہ وہ آپ کے خلاف بولتی ہے جبکہ آپ چاہتے ہیں آپ کے خلاف کوئی اف بھی نہ کرے۔  
پر سن لیں میں جائوں گی نور کی شادی میں

میں جائوں گی، میں جائوں گی" وہ ضدی لہجے میں کہتی ہاتھ پاؤں قالین پر مارنے لگی۔

عالم اسکی حرکتیں دیکھتا وارڈروب سے کپڑے نکالنے لگا۔

اور جب ہاتھ روم کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو اسکا سر گھوم گیا۔

صدے سے وہ ساکت سی بیٹھی رہی مطلب اس کے نظروں میں کوئی اوقات نہیں اسکی۔

وہ رو رہی تھی ضد کر رہی تھی اور اسنے بس ایک لفظ کہا پھر خاموش ہو گیا۔

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے عالم میں جانوں گی سمجھے آپ۔" وہ غصے سے اٹھتی باتھ روم کی سمیت بڑھی اور دروازے پر پوری قوت سے ہاتھ مارا  
شاہر کے پانی کی کولنگ بڑھاتے عالم نے دروازے کی سمیت دیکھا اور آگے بڑھتے دروازہ کھول دیا۔

وہ ٹرائزر میں ملبوس اب شاہر کے نیچے آکر کھڑا ہوا تھا اور پانی اس حد تک ٹھنڈا تھا کہ جسم میں موجود خون جم جائے۔

پراسے تو اس کی عادت ہو گئی تھی کم عمری سے، انہیں نیند سے بیدار کرنے کیلئے کبھی ٹھنڈے تیخ پانی تو کبھی گرم روح کو بلبلاتے پانی سے جگایا جاتا تھا سردیوں اور گرمیوں میں۔

ضبط سے سرخ چہرے آگ سے دھکتے دماغ کے ساتھ وہ تیخ پانی کے نیچے کھڑا ہو گیا۔  
بھوری سرخ آنکھیں سامنے دروازے پر کھڑی حورالعین پر ٹکیں تھیں۔

"مجھے جانا ہے۔۔۔!!" بھرائی آواز میں وہ منمنائی

"جبکہ جانتی ہو میں نہیں جانے دوں گا۔" وہ سرد لہجے پر ضبط کرتا نرمی سے بولا۔

"نہیں میں جانتی ہوں آپ چلیں گے میرے ساتھ اور مجھے بھی لے جائیں گے عالم میری صرف ایک ہی بہن ہے جیسے ہماری سہیلی۔" وہ ہچکیوں سے روتی اسکی طرف بڑھنے لگی

عالم نے ہاتھ بڑھا کر ایک دم شاہرہ بند کر لیا۔

اور عین نے بانہیں اسکے گرد پھیلا کر روتے اسکے سینے پر سر رکھ لیا۔  
اسکی حرکت پر عالم ایک گہرا سانس بھرتا رہ گیا۔

"ایسے مجبور کرتی ہو مجھے، میں بے بس ہو جاتا ہوں، کیوں کرتی ہو ایسے عین؟" اسکی بھاری آواز کی سرگوشی  
حورا عین کو روتے ہوئے بھی مسکراتے پر مجبور کر گئی۔

"مجبور تو نہیں کرتی میں پیار کرتی ہوں۔" اب وہ لاڈ سے بولی جانتی تھی وہ راضی ہونے والا ہے۔

"پر میں اس بار مجبور نہیں ہوں گا، تمہیں وہاں ہرٹ کرتے ہیں سب کیوں جانا چاہتی ہو وہاں۔" وہ ایک دم  
اسکے بازو سے پکڑ کر سامنے کرتا غصے سے بولا۔

"ہاں تو میں نہیں ہوتی ہرٹ بس مجھے جانا ہے عالم میری بہن کی شادی ہے آپ مجھے کل کیلئے تیار کریں میں  
جائوں گی شادی میں وہ بھی ساڑھی پہن کر مسنی کی طرح تیار ہو کر۔" وہ جھٹکے سے بازو چھڑوا کر پھر سے اسکے  
سینے پر سر رکھے رعب سے کہہ کر دانتوں میں لب دبا گئی۔

اسے اپنے سینے پر بہتی ناک رگڑتے محسوس کر کے عالم نے نظریں اسکے سیاہ بالوں والے سر پر جمائیں۔



وہ اسے خود سے الگ کرتا باہر نکل گیا اور بیڈ سے کپڑے اٹھائے کہ پیچھے پھر وہ چمٹ گئی

"میں ناراض ہوں۔" اس نے جتایا اور اپنے گرد اس کے ہاتھ ہٹائے۔۔

"آپ مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتے۔" وہ کھلکھلائی اور اپنا دوپٹہ گردن سے نکال کر اپنی کمر سے لیکر اس کے سامنے باندھ لیا

سوچا اراد تھا وہ اس سے الگ نہیں ہو سکتی اس لئے خود کو اس کے ساتھ باندھ لیا کہ وہ الگ نہ کر سکے۔

"یہ کیا بچپنا ہے کھو لو اسے۔" عالم نے بمشکل مسکراہٹ دباتے مصنوعی غصے سے کہا۔

"ہاں تو میں بچہ ہوں بچپنا تو کروں گی اپنے شوہر سے۔" اس کی پیٹھ پر سر رکھے وہ آنکھیں موندیں انگلی سے لکیریں نکالنے لگی۔

"اچھا ناراض ناہوں بتائیں میں کیا لکھ رہی ہوں؟" وہ اس کی چوڑے پشت پر انگلی پھیرتی بولی

عالم نے اپنی ساری حسیں اس کی انگلی کی حرکت پر ٹکا دیں۔ اور نظریں اپنے ہاتھ میں موجود سوٹ پر تھیں۔

وہ کچھ بھی نہیں لکھ رہی تھی کیونکہ اسے کچھ لکھنا بھی نہیں آتا تھا کہاں وہ اے الف سے واقف تھی۔

وہ متسبم ہوا اس کی حرکتوں پر۔

بے ساختہ ہی آہستہ سے دوپٹے کو کھولا۔

گھوم کر اسکے سامنے آتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور سر اونچا کیا کہ اسکے بالوں سے ٹپکتی بوندیں سیدھا  
حورالعین کے چہرے پر گریں  
وہ سرخ سی آنکھیں موند گئی

"تم لکھ رہی تھی کہ تم بہت ضدی ہو۔" وہ ہار گیا اور اسے ہارنا تھا کیونکہ مقابلے اسکی زندگی اسکی عین تھی۔  
اسے بانہوں میں بھرتے وہ اسکے آنکھوں پر بوسے دیتا مسکرایا حورالعین نے مسکراتے اچک کر اسکی گردن  
میں بازو ڈالے اور عالم نے مسکراتے اسے کچھ بلند کیا۔۔  
"سوری سب کچھ کیلئے آپ بہت اچھے ہیں میں کہیں نہیں جا رہی۔" وہ اسکے کانوں پر لب رکھے سرگوشی میں  
بولی  
اسکی نادان معصوم حرکتیں بہکانے والی تھی ساری حسیں سماعتیں حواس کھونے والی۔  
"میں بہت برا ہوں اسلئے تمہیں میرے پاس خوش نہیں ملتی بد صورت ہوں نا تمہارے مقابلے۔" وہ مصنوعی  
دکھ سے بولا

حور کے حواس جھنجھلا اٹھے "آپ ایسا کیسے سوچ سکتے ہیں عالم  
آپ تو اتنے پیارے ہیں میں دیکھتی ہوں آپ کو بند آنکھوں کے پیچھے سے بھی  
میں اندھیرے میں بھی آپ کو جان جاتی ہوں، اور بہت خوش ہوں آپ کے پاس آپ سے بہت پیار کرتی ہوں عالم،  
پہلے مجھے ڈر رہتا تھا کہ وہ مجھے لے جائیں گے مجھے مار دیں گے یا توڑ کھیل۔۔

پر اب مجھے ڈر نہیں لگتا کیونکہ آپ میرے پاس ہیں آپ مجھے ہر جگہ سے بچالیں گے۔ "وہ اسکی گردن میں منہ چھپائے سرگوشی میں بولتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"ہوں تو مجھے سمجھ جانا چاہئے کہ تم مجھے چھوڑ کر نہیں جائو گی یہ دھمکیاں صرف مجھ معصوم شوہر کو ڈرانے کیلئے ہیں ہاں۔ "وہ اسے حصار میں لیکر بیڈ پر بیٹھا

"ہائیں۔۔۔!! نہیں اگر آپ میری بات نہیں مانے گے تو میں سچ میں کہیں غائب ہو جائوں گی۔ "وہ سٹیٹا کر جلدی سے بولی پر اسکی نظروں کی تپش پر بوکھلا گئی۔

مہوش علی

"میں کہیں نہیں جا رہی۔ "وہ منمنائی

"اس فتنے کا حال بتائو تمہیں تنگ تو نہیں کر رہا ناں؟" اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اسنے پوچھا

حور سمٹ سی گئی اسکے سینے میں "یہ تو ابھی بڑا نہیں ہوا مشا کہتی ہے۔ "وہ سرخ چہرے سے بولی عالم ہونہہ کرتا رہ گیا۔

"یہ بڑی فلم ہوتے ہیں بچے انہیں بڑے یا چھوٹے کی ضرورت نہیں پڑتی بہت تیز ہوتے ہیں۔ "وہ اسے سمجھانے لگا۔

"ہوں آپکو تو بڑا تجربہ ہے۔ "اسنے منہ بسور کر کہا اسے اپنے بچے کیلئے عالم کے لفظ پسند نہیں آئے۔

"نہیں تجربہ تو نہیں پر میں دیکھ کر سمجھ جاتا ہوں کون کتنے پانی میں ہے۔" وہ بچپن کا عالم بنا اسے سمجھا رہا تھا ساری سختی زندگی کی تلخی پیچھے جاسوئی تھی۔

اس وقت عین کے سامنے ویسا بنا تھا جیسے زندگی نے اس پر کوئی ستم ناڈھائے ہوں۔

"ہاں تو آپ اپنے ماں کے پیٹ میں بھی ایسے ہوں گے۔" وہ دو بدوبولی عالم نے پہلے برواچکائے سر جھٹکا

"اماں کہتی تھی سہمی انہیں بہت تنگ کرتی تھی جبکہ میں بہت معصوم تھا۔"

"ہائے معصوم اور آپ ہا ہا ہا چھا مزاق تھا۔" وہ مزاق اڑاتے ہوئے کھلکھلائی عالم نے گھوری سے نوازہ

"کیوں میں معصوم نہیں ہوں؟" وہ برامان کر بولا

"نہیں!

معصوم تو میں ہوں میں ماما کے پیٹ میں خاموشی سے پڑی رہتی تھی نور انہیں بہت تنگ کرتی تھی جبکہ میں خاموش معصوم تھی۔"

"مزاق اچھا تھا پر مجھے ہنسی نہیں آئی۔" اسے بیڈ پر بیٹھا کر وہ کپڑے اٹھائے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔



"ہاں تو آپ قسطوں پر ہنستے ہیں صدی میں ایک بار۔ اب پھر وہی سال آئے گا پھر آپ ہنسے گے۔" وہ ناک  
بھنویں چڑھا کر بولی

"ہم زندہ دل انسان ہیں سارا دن ہا ہا ہا کرتے رہتے ہیں آپ کی طرح نہیں"

"تم بھول رہی ہو کہ تمہارا کام مجھ میں پھنسا ہوا ہے اگر میں ماسنڈ کر گیا تو روتی رہنا میں نہیں جانے دوں گا"  
اسنے جاتے ہوئے جتا یا حور العین جو بڑھ چڑھ کر اسے سنار ہی تھی اسکی سٹی گم ہو گئی۔

\*-----❤️-----\*

حور العین باہر جھولے میں سہمی کے پاس بیٹھی تھی اسکے گود میں سر رکھے لیٹی ہوئی تھی جبکہ عارب لان میں  
تھا۔  
اور عالم اس وقت رمشا کے سامنے جو سر جھکائے کھڑی تھی۔

"تمہیں مینے اس لئے یہاں روکا تھا کیونکہ دوسری ڈاکٹر ز تقریباً ہی شادی شدہ بچوں والی تھیں انکی گھر میں  
ضرورت تھی۔

پر تم جب خوشی سے سامنے آئی تو ناچا ہتے ہوئے بھی میں تمہیں یہاں رکھنے پر مجبور ہو گیا۔  
اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ سعیر عالم کسی کو بھول جاتا ہے۔  
مجھے تم اچھی طرح یاد ہو پہلی ملاقات سے لیکر مجھے فالو کرنے کی ناکام کوشش تک تم یاد ہو

اور میں ایسے انسان کو تو قطعی نہیں بھولتا جو میری ذات میں میری بغیر اجازت کے گھنسنے کی کوشش کرے۔  
کیونکہ پھر میں انہیں انکی ذات کو سمجھنے کیلئے وقت نہیں دیتا بہر حال تمہیں مینے تمہاری نادانی کی وجہ سے چھوڑا تھا۔

مینے سوچا یہ بیوقوفی تم میری بیوی کو دیکھ کر چھوڑ دو گی پر تم اسے دیکھ کر مجھ سے بدگمان کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

دیکھو لڑکی میں عورت ذات کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ ان عورتوں میں میری ماں بہن بیوی شامل ہیں۔  
میں ان پر ہاتھ اٹھانے والے کو مرد نہیں سمجھتا نا ہی انہیں بری نظروں سے دیکھنے۔۔۔  
میری بات تم سمجھ گئی ہو اور اگر پھر بھی نا سمجھی تو میں صرف تھپڑ مارنے سے گریز کرتا ہوں گلا کاٹنے یا دبانے سے نہیں۔ "وہ کافی ٹھہرے لہجے میں رمشا سے کہتا اسے رونے پر مجبور کر گیا۔

"پر میں آپ سے محبت کرتی ہوں آپکی بیوی سے پہلے میں آپ سے محبت کرتی ہوں وہ تو بعد میں آئی تھی آپکی زندگی۔۔۔  
وہ نظریں جھکائے روتی ہوئی ڈر کر بولنے لگی۔

"میرا دل تو کہہ رہا ہے اس محبت کے بدلے تمہاری زبان تمہارے ہاتھ پر رکھ دوں جو میری شہزادی کو میری زندگی میں بعد کا لقب دے رہی ہے۔

وہ تب میری زندگی میں آئی ہے جب تم پیدا بھی نہیں ہوئی تھی بیوقوف لڑکی۔ اب خبردار اپنی زبان پر اسکا نام بھی لیا۔ "وہ نیچے آواز میں غرایا کہ روتی ہوئی رمشا تھر تھر کانپنے لگی۔

عالم اس پر ایک قہر بھری نظر ڈال کر وہاں سے مڑا  
"یہاں سے نکلو اس سے پہلے کہ میرے ارادے بدل جائیں۔" رک غصے سے کہتے وہ وہاں سے نکل گیا

"ایسے تو آپکو چھوڑ کر نہیں جائوں گی اگر آپ میرے نہیں تو کسی کے نہیں ہو سکتے۔" وہ موبائل مٹھی میں  
بھینچے لب کچل کر اپنی اوشن نیلی آنکھیں مسلتی سوچنے لگی۔



سنان رہنے والے گھر میں قہقہوں کی چہکار گونج اٹھی تھی۔  
شام کے سنہری سائے چاروں اطراف پھیل چکے تھے جبکہ پرندے اپنے آشیانوں کی طرف رواں دواں تھے۔

لائونج میں بیٹھی نور کے ساتھ اسکے بری کے کپڑے دیکھتی آسپہ بیگم نے اسے دیکھتے ہی غصے حقارت سے منہ پھیر لیا۔

"بھابھی آئیں نادیکھیں۔" نور کو آسپہ بیگم کی حقارت ذرا نا بھائی تبھی انکی سر زش غصے کی پرواہ کیے بغیر بولی۔

"نہیں جانو تم دیکھو مجھے اس بڑھیا کے ساتھ بیٹھے الرجی ہونے لگتی ہے۔ کیوں کو کیلا بہن؟" نور کا رخسار چھو کر اسنے آسپہ بیگم کی جانب رخ کرتے پوچھا انہیں جیسے پتنگے لگ گئے۔

"کیا بکو اس ہے یہ داد۔۔۔۔!!!" دھاڑ کر انہونے زور سے داد کو پکاڑا جسے شاید شور میں سنائی نادیا البتہ روم سے کمال صاحب ضرور نکل آئے۔

"کیا ہوا؟" مسکان کو غصے سے دیکھتے انہونے اپنی بیگم سے پوچھا۔

"پوچھو اس سے کیا بول رہی ہے میرے بارے میں۔" انہونے تیز لہجے میں کہتے مسکان کی سمیت اشارہ دیا جو بیزاریت سے کھڑی تھی۔

"پوچھنا کیا ہے جو حقیقت ہے وہی بتائی ہے حلیے کو چھوڑ کر باقی کام سب آپکے کو کیلا جیسے ہیں اور یہ سامنے بیٹھی آپکی گھوپہ بہو۔" اسنے تمسخرے سے کہتے نور کی جانب اشارہ دیا جسکی آنکھیں پھیل گئیں



"یہاں رہنا ہے تو بکواس مت کرو لڑکی اور دوسری بات یہ شریفوں کا گھر ہے یہاں لڑکیاں ننگے سر مردوں کے سامنے نہیں چلتی ناہی ایسے لباس سے انہیں متوجہ کرتی ہیں بہتر ہے اپنا پہنا وابدلو۔" اسکے لباس پر تنقیدی نظر ڈالتے انہوں نے کہا۔

مسکان ہنس پڑی۔

"عورت چاہے سات پردوں میں بھی چھپ جائے اگر مرد کی سوچ غلیظ ہو تو اسے وہ سات پردے بھی نہیں دکتے۔ اگر اسکی سوچ اچھی اور وہ حاکم قسم نفس پر حکومت کرنے والا مرد ہو تو اسے برہنہ عورت بھی سات پردوں میں دیکھتی ہے سر صاحب۔ اسلئے پہنا واضرور پر اول اپنی سوچ بد لیں۔" وہ کہہ کر رکی نہیں وہاں سے چلی گئی پیچھے وہ حیرت سے اسے دیکھتے رہے۔

ایک لحاظ سے حقیقت ہی لگی انہیں سب ذہنیت کا فرق تھا۔

"چھوڑیں آپ اس منحوس کو جائیں کام کریں۔" آسیہ بیگم نے جلدی سے کہا کمال صاحب انہیں گھورتے نور کے سر پر ہاتھ پھیر کر چلے گئے۔

وہ جب روم میں آئی تو بے ساختہ ہی لبوں کو مسکراہٹ نے چھولیا۔

آہستہ سے دروازہ لاک کر کے اسنے قدم اسکی طرف اٹھائے اور بیڈ پر ایک پائوں ٹکائے اسے دیکھنے لگی۔

سو گیا تھا یا سونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا معلوم کرنا مشکل تھا پر ناممکن نہیں۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی ناک بند کر لی

بالکل سانس لینے سے روک دیا اسے، اس قدر بے رحمی سفاکیت سوئے ہوئے برہان کے چودہ طبق روشن ہو گئے

دوسرے سیکنڈ اسنے آنکھیں کھولیں اور سامنے ہی اس دشمن کو پایا دلاویزی سے مسکراتی ہوئی۔

سیاہ روشن بڑی آنکھوں میں کچی نیند کے لال ڈورے اسکے حسن و جاہت میں آتش برپا کر گئے۔

مسکان کی مسکراتی سنہری آنکھیں اسکی آنکھوں پر ٹکی تھیں اور مخروئی انگلیاں اسکے ناک پر برہان بالکل سانس بند ہونے پر پھڑپھڑایا اور وہ مبہوت سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"بیوقوف جاہل عورت۔۔۔" وہ دانت کچکا کر اسے غصے سے گھورنے لگا تب وہ ہنس پڑی اور احسان کرنے والے انداز میں ہاتھ ہٹایا۔

کہ برہان نے کب کار کا ہوا سانس بھرا اور کافی گہرا سانس بھرا۔

"کتنے پیارے لگ رہے ہونا ایسے نرم پر سکون۔" وہ اسکے پاس بیٹھتی اسکے دونوں اطراف ہاتھ ٹکائے اس پر جھک آئی۔

"تم کھولو مجھے۔" اسنے غصے بھری آنکھوں سے اپنے بندھے جسم کی طرف اشارہ دیا۔  
"ہیں کیا کہا میں نے سنا ہی نہیں۔" اسنے مسکراہٹ ضبط کرتے کان اسکے ٹیپ لگے منہ کی طرف کرتی اسکی  
بے بس حالت پر محظوظ ہو رہی تھی۔

"مرو جانو دفع ہو۔۔!!" وہ بے آواز چیختا آنکھیں موند گیا

تبھی خود پر سایہ پا کر اسنے جھٹ سے آنکھیں کھولیں  
وہ مسکراتی آنکھوں سے اسکے سر کے دونوں طرف ہاتھ لگاتی اسکی پیشانی پر بکھرے بالوں پر پھونک ماری اور  
جھک کر وہاں اپنے لب رکھے۔

برہان کی تو جیسے چلتی سانسیں رک گئیں دھڑکنوں نے اس انوکھے انداز پر دھڑکنے سے انکار کر دیا وہ بغیر پلکیں  
جھپکائے اسے دیکھتا رہا۔

"خوش قسمت ہو جو میں نے تمہیں چنا ہے بیوقوف ایس پی۔" اسکی دہکتی سانسیں برہان کو اپنے چہرے پر بہت  
اچھی لگ رہی تھی اور وہ جان بوجھ کر اسکی سانسوں کا وقفہ ختم ہونے پر سانسیں لینے لگا۔

پراسکا بیوقوف کہنا بہت برا لگا تبھی غصے سے گھورنے لگا۔

مسکان نے ہنستے اسنے منہ سے ٹیپ ہٹائی۔  
اب وہ کھل کر سانسیں لے رہا تھا یہ بات الگ تھی کہ یہ سانسیں اسکی سانسوں کو کھینچ رہی تھی۔

"تم اتنی بے رحم لڑکی ہو گی میں سوچا نہیں تھا اب جلدی کھولے مجھے۔  
کوئی کسی کی اس طرح سانسیں بند کرتا ہے۔"

"میں کرتی ہوں۔۔۔!!" کہہ کر وہ کھلکھلائی کیا تھا اسکی کھلکھلاہٹ میں غرور سفاکیت۔۔۔  
انوکھا سرور۔۔۔

"کھولو مجھے یار صبح سے بندھا ہوا ہوں کچھ بازو کا رحم کر لو۔" وہ منتوں پر اتر آیا  
مسکان کو بھی شاید رحم سا آگیا تبھی اپنی انگلی اسکے بازو پر رکھتے  
برہان کی پھیلی آنکھیں دیکھ کر وہاں زور دیا کہ وہ بلبلا اٹھا۔  
"بے رحم دل جلاؤ والا۔۔۔" درد سے اسنے آنکھیں میچ لیں  
تبھی مسکراتے اسنے اسکے بازو سے کھولے اور پھر جیب سے کیز نکال کر اسکے ہاتھ آزاد کرتی دوپٹہ نکال کر  
پائوں کھولنے لگی۔  
"چلو تیاری کرو شاپنگ پر جانا ہے۔" اپنے بازو سے نکلتے خون کو روئی سے صاف کر کے اسنے غصے سے کہا اور  
منہ کے بل تکیے پر گر گیا۔

مسکان اسے سوتے دیکھ کر کندھے اچکاتی اسکی کمر پر سر ٹکا کر لیٹ گئی۔  
"تم کیوں مر رہی ہو؟" کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے برہان نے گھورا



"کیونکہ تم مر رہے ہو اور مینے طے کیا ہے جب تم مرو گے تب میں مروں گی۔  
پریاد رہے پہلے تمہیں مار کر کیونکہ مجھے تم پر ذرا برابر بھروسہ نہیں ایسا نا ہو مجھے مار کر خود پیچھے عیش کرو۔" وہ  
منہ بنائے بولی  
تبھی ہی جھٹکے سے برہان نے مسکراتے کروٹ بدلی مسکان کا سر سیدھا اسے پیٹ پر گرا اور اسنے اسکے بازو سے  
پکڑ کر کھینچتے اپنے حصار میں جکڑا۔

"براشوق ہے تمہیں میرے ساتھ مرنے جینے کا۔" وہ طنزیہ کاٹ سے بولا۔  
"شوق نہیں محبت ہے تم سے ایس پی  
اس لڑکی کو تم سے محبت ہے جسکے حصول کیلئے کئی عالم کے در پر بھکاری بن چکے ہیں۔  
اس لڑکی کو تم سے محبت ہے جسکے نام سے اچھے اچھے ڈرتے ہیں۔" وہ مسکراتی اسکے گلے میں بازو ڈالتی بولی  
برہان ہنس پڑا  
"کون بیوقوف ڈرتا ہو گا تمہارے نام سے مینے تو آج تک کسی کو مسکان نام سے ڈرتے نہیں سنا۔" وہ تمسخرہ اڑا  
رہا تھا

"تو تمہیں کس نے کہا مسکان سے ڈرتے ہیں لوگوں کیلئے صرف مسی کافی ہے" مسی لیڈی باس۔"  
اسکی بات پر برہان کی آنکھیں کھل گئی۔

اسنے پاکستان میں تو نہیں البتہ دوسرے ممالک میں مسی لیڈی لباس کے اٹیک کافی نیوز میں سنے تھے اور اب وہ ششدر تھا اپنے حصار میں پڑی لڑکی کو دیکھ کر۔

اسنے گیٹ اپ تو اسکا نیوز میں دیکھا تھا بلیک ماسک سنہری دراز پونی میں جکڑے بال، سیاہ فل لباس میں۔ اور اب اسکی مسکراتی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کرتی ہو یہ سب وہ بھی اتنی دور جا کر ڈر نہیں لگتا موت عزت کا؟" وہ حیرت سے پوچھنے لگا۔

"سیر نام ہی کافی ہے عزت کی رکھوالی کیلئے جب سنتے ہیں نا اسکی بندی ہے تو روح کانپ اٹھتی ہے۔"

اور پھر کیا اسکے پاس رہنے والی لڑکی اپنی عزت یوں ہی ہتھیلی پر لیکر نکلے گی، انسان کے وجود کی یہ جو دو سوچھ ہڈیاں ہیں ان سب کو توڑنے کا فن رکھتی ہوں۔

گردن کہاں سے کاٹنی ہے آسان طریقہ کون سا ہے جلدی مارنا ہے تو کیا کرنا پڑے گا سب حفظ ہے۔

اور میں ایک سیکنڈ میں سامنے والے کی غلیظ آنکھوں زباناں نکال سکتی ہوں ان انگلیوں سے۔ "وہ برہان کی آنکھوں اور لبوں کو چھو کر بولی۔

"میری خواہش کبھی ایسی جیون ساتھی کی نہیں رہی میں سادہ اور سیدھی لڑکی چاہتا تھا۔" سب سننے کے بعد برہان نے جھٹکے سے اسے پیچھے پھینکا۔

وہ تو آج تک اسے مسکان سے جانتا تھا

مسی کے تو کئی واقعے سن کر وہ خود جھر جھری لے اٹھتا تھا۔

کتنی بے رحم موت دیتی تھی وہ کئی لڑکیوں کے ٹکڑے اسنے دیکھے تھے وجود کے اور میڈیا پر مسی لیڈی باس کا ذکر ہو رہا تھا تب وہ اسے کوئی سیریل کلر سمجھتا تھا کیونکہ ایسے بڑے شہروں اکثر پائے جاتے تھے پر اسے کیا معلوم تھا اسکی جیون سا تھی ہی۔۔۔

"میں تمہاری خواہش کی پابند نہیں ایس پی۔" اسے پچھے دھکیلنے پر مسکان غصے سے بولی۔

"رہنا بھی مت کیونکہ بڑا اذیت ناک ہے وہ احساس جب ہم کسی دوسرے کے پابند ہو جاتے ہیں۔۔۔ یہاں تم میں محبت نہیں خود غرضی نبھار ہی ہو۔" اپنا ڈریس نکالتے وہ چبا چبا کر کہہ رہا تھا۔

"ہاں تو میں ہوں خود غرض اور بتا رہی ہوں اگر میری خود غرضی میں ٹانگ اڑائی تو جینا حرام کر دوں گی تمہارے خاندان کا۔" وہ پھیل کر بیڈ پر لیٹے بولی۔

برہان گہرا سانا بھر کر رہ گیا۔

"اچھا سنو یہ عزل کون ہے؟" سر سری لہجے میں برہان نے رخ اسکی طرف کیا۔

یہ بھی تو مشہور تھا اپنے دماغ سے انڈر ورلڈ کا ٹیکنالاجی کیڑا۔۔۔

جو ایک چپ سے انسانی عضاء کی ڈیٹیل تو کمپیوٹر پر شو کر دیگا پر ان سب کی فطرت کی طرح ہی وہ عضاء باہر بھی لا کر رکھ دیتا تھا۔

عزل مسی آلف یہ تینوں روپوش تھے ابھی تک۔۔۔

ایک تو سامنے آگئی تھی خود ہی اب یہ دونوں۔۔۔

"عزل۔۔۔"

"لو سنبھالو اسے۔" ایک دم ہی بغیر ناک کیے داد غصے سے اندر داخل ہوا اور مسکان کے سامنے فیری کور کھا۔

البتہ اسے سرد نظروں سے گھورنا نہیں بھولا۔۔۔

"جبکہ برہان داد کی اس قدر گستاخ انداز میں آمد اور آنکھوں کے تاثرات دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔"

اسنے فوراً مسکان کی سمیت دیکھا۔

پر وہ مسکرا رہی تھی۔

"سوری بھائی میں وہ فیری کے رونے پر۔۔۔" اپنا رخ برہان کی سمیت کرتے وہ معذرت کرتا وہاں سے نکل گیا۔

یہ تو شکر تھا کہ وہ وقت پر فیری کو دینے آگیا تھا جو یہ سب سن لیا ورنہ کیا ہوتا اس بیوقوف لڑکی کی وجہ سے۔

کام بننے سے پہلے اسکا بھائی اسے پہچان لیتا۔

اور پھر سب کچھ برباد۔۔۔



مسکان کے کندھے اچکا کر انجان بننے پر برہان ساری سوچوں کو سائیڈ پر محفوظ رکھتے فریش ہو کر انہیں لیکر وہاں سے نکلا۔

آسیہ بیگم تو نور کو جانے پر روکتی رہ گئی پر اسنے کسی کی نہیں سنی اور اسے بھی ساتھ لے آیا۔  
"میری چھوٹی سی گڑیا کا ڈریس بھائی پسند کرے گا کیوں نور۔" وہ نور کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا بولا اب وہ کیا کہتی خاموشی سے سر ہلا گئی البتہ گھر پر الگ سے سارے کپڑے داد کی پسند اور پیسے کے رکھے تھے۔

"بابا میرا اور ممکا بھی آپ پسند کریں۔" فیری نے جھٹ سے فرمائش کی  
برہان نے لا پرواہ سی شاپنگ مال میں داخل ہوتی مسکان کو دیکھا جس کا منہ بل ہونے کی وجہ سے ہل رہا تھا۔  
"ضرور۔۔۔!" اسنے سر ہلایا۔

پیلے اور میرون امتزاج کلر خوبصورت نگینوں سے سجا جس پر گولڈ کے ستاروں کا نفیس سا کام تھا اسنے خاص وہ لہنگا نور العین کیلئے لیا تھا۔

ساتھ ڈائمنڈ کی جیولری اور خوبصورت سی ہیل لیکر دی اسے۔

وہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی اور برہان کی لاجواب چوائس کو سراہیا بھی تھا۔

مسکان نے بھی مسکرا کر سر ہلایا کہ اسے پسند آئی جب برہان نے کہا تمہیں ایسے لیکر دوں تو وہ نخوت سے سر جھٹک گئی کہ اس سے ایسے بھاری کپڑے نہیں پہنے جاتے۔

فیری کی شاپنگ دونوں نے ملکر کی تھی اپنی اپنی پسند سے۔ اسکے پاس ہر فنکشن کے حساب سے دو دو سوٹ تھے اور طے پایا تھا کہ ٹائم کے حساب سے پہنے گی۔  
نور انکی نوک جوک پر مسلسل مسکرا رہی تھی، تو کبھی حیرت سے دونوں کو دیکھتی۔

"تو پھر تم کون سے کپڑے پہنو گی؟" وہ اسکے سامنے آتا کڑی نظروں سے گھورنے لگا۔

مسکان نے پرواہی سے کندھے اچکائے "یہی جو پہنتی ہوں۔" اسنے اپنے لباس کی طرف اشارہ دلوا یا جہاں گرے پر بلیک نفیس سے کڑائی والی شرٹ ٹرائوز پہنتا تھا اور گلے میں اسکارف کے ساتھ بلیک جیکٹ، عجیب سا پہنا و اتھا برہان کو بالکل نہیں پسند آیا۔  
"بالکل منہ مت کھولنا زبانی کاٹ دوں گا اور جو میں پسند کروں گا اگر تمنے وہ نہیں پہنے تو میں شہرین کو گفٹ کر دوں گا۔" اسنے دھمکا یا مسکان نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔  
"باز آ جاؤ سو امی ورنہ بہت پچھتاؤ گے اور اگر اسے دینا ہے تو سفید دینا کیونکہ شاید تمہاری موت کے سوگ میں پہنے۔" وہ غصے سے کہتی اسے مسکرا نے پر مجبور کر گئی۔

وہ آگے بڑھنا چاہتی تھی کہ برہان نے جھٹکے سے اسکی کلائی پکڑی اور اپنے برابر کر لیا۔

اور پھر وہ چپ تھی شاید اسکی دھمکی کام آگئی تھی کہ وہ اپنے لئے شرٹس دیکھ رہی تھی جبکہ برہان اسکے لئے ڈریسز پسند کر رہا تھا۔

کافی دیر شاپنگ میں وقت گزرنے کے بعد وہ انہیں لیکر ایک خوبصورت پرسکون ماحول کے ریسٹورنٹ میں لایا جہاں ارمان نے پہلے ہی ٹیبل بک کروالی تھی۔

بہت خوشگوار ماحول میں ڈنر کرتے وہ واپسی کیلئے روانہ ہوئے۔

نور باہر کے راستوں کو دیکھتی رہی فیری اسکی گود میں سر رکھے لیٹی ہوئی تھی جبکہ برہان اور مسکان کے درمیان پرسوں کسی مالا بائی کی کورٹ میں سنوائی والی بات زیر بحث تھی۔

وہ گھر آئے تھے پور ٹیکو میں ہی برقی قمقموں سے سجے گھر کو دیکھ کر مبہوت رہ گئے اور برہان بے ساختہ داد کی تیاریوں پر ہنسا۔

نور جھینپ سی گئی برہان کی معنی خیز ہنسی پر۔ اور داد کتنا پاگل تھا کیسے پاگلوں کی طرح تیاریاں کر رہا تھا بغیر کسی شرم جھینپ کے سب کی چھیڑ چھاڑ سنتا۔

اور اسکا یہی جملہ تھا

"جیسے زندگی ایک بار نصیب ہوتی ہے ویسے ہی شادی ایک بار ہی تو ہوتی ہے اور اس میں بھی شرم جھینپتے رہے پھر رہنے دو میاں۔

میں تو اپنے سارے ارمان پورے کرنا چاہتا ہوں۔"

برہان نے اسکا سر محبت شفقت سے تھپتھپایا اسکا چہرہ اتمتا اٹھا بے ساختہ ہی سب کچھ وہیں چھوڑ کر اسے اندھا دھند دوڑ لگائی۔

اور پھر روم میں آکر ہی دم لیا۔

"اتنی دیر کر دی میں تو کبکا انتظار میں ہی رہا یار۔"

وہ جو ڈور بند کیے اس سے پیٹھ ٹکا کر بھاگنے سے پھولی سانسیں بہال کرتی برہان اور مسکان کا تہقہہ یاد کیے مسکرائی ہی تھی کہ کان کے پاس ہی گھمبیر سرگوشی ہوئی اسنے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھولی

چیخ لبوں سے گو نجی دوسرے پل داد نے سر زش کرتی نظروں سے دیکھتے اسکے لبوں پر انگلی رکھ دی۔

"اتنی بے مروت ہوا ایک بار بھی مجھے سے نہیں کہا کہ میں بھی چلوں ساتھ۔" اسکے لبوں سے انگلی ہٹائے ماتھے پر بکھرے بال سنوارے اور آہستہ سے کان کے پیچھے کیے۔

وہ سانس روک کر اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

"تت۔۔۔ تم بی۔ یہاں؟؟؟" اپنے کان سے اسکا ہاتھ جھٹک کر وہ وہاں سے کتر کر نکلنے لگی کہ داد نے اسکے دونوں اطراف ہاتھ رکھ کر اسے قید کیا کہ اسکی روح لرزا اٹھی۔

"ہاں میں یہاں کیونکہ تم سارا دن مجھ سے چھپتی پھر رہی تھی تو میں نے سوچا اپنا مبارک چہرہ خود دیکھانے چلا آؤں تم تو شرم سے سامنے آنے سے رہی۔" اسکے گال انگلیوں سے چھو کر وہ شرارتوں پر آمده تھا



"داد جاؤ یہاں سے تائی امی ناراض ہوں گی۔" وہ خود پر اپنی کیفیت پر ضبط کرتی کتر کر بولی۔

پراسنے جیسے سنا نہیں بلکہ جھٹکے سے اسکے سر کے پیچھے ہاتھ ٹکائے دروازے پر اسے اپنے حصار میں لیا گیا نور ششدر ہر سہاں اسے دیکھتی رہی۔

"ایک اتنی سی تو ہوا اوپر سے یوں آنکھیں پھیلا کر مجھے دیکھتی ہو دل کرتا ہے کھا جاؤں تمہیں۔" وہ اسکے کان کی طرف جھکا سر گوشیانہ بول رہا تھا نور اسکے رفتہ رفتہ کم ہوتے فاصلوں پر خفت خفگی سے گھورتی سرخ دھکے چہرے کے ساتھ اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے فاصلہ قائم کرنے کی ناکام کوششیں کرنے لگی۔

موش علی

"پپ۔۔۔ پلیر داد کل مایوں ہے۔" وہ ایک دم منہ موڑے بھرائی آواز میں منمنائی۔

داد نے مسکراتے ہوئے اسکے پھولی سرخ رخسار پر لب رکھے وہ یوں اسکے گستاخی پر مرتے مرتے بچی لہرا کر گرجاتی کہ بروقت داد نے اسے اپنے حصار میں سنبھالا۔

"میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ میرے کپڑوں کے علاوہ کسی کے مت پہننا ورنہ جائز حق رکھتا ہوں۔۔۔۔۔" سمجھ تو گئی ہو گی میری بونی۔" وہ بہت معنی خیزی سے کہہ رہا تھا

نور اسکے پر حدت بھرے حصار میں جھپینی سمٹی سر ہلا گئی۔

"بہت فرمانبردار ہو اور سنو جو تیاں ذرا ہلکے والی لویا ایسی لے رہی ہو میری کمر درد کرنے لگ جاتی ہے۔" وہ منہ بنا کر بولا کہ نور نے حیرت سے سنا اور پھر جو سمجھ آیا کھلکھلا اٹھی۔

احساس تب ہو جب داد نے اسے حصار میں ذرا اوپر اٹھائے سینے میں بھینچ لیا۔

"داد چھوڑو۔۔۔!" اسنے کسمسا کر جان چھڑوانی چاہی۔  
"چھوڑ رہا ہوں پر کچھ نادانیاں کر لیں پھر۔" اسے گہری نظروں سے دیکھتے وہ بولا  
نور کا مانوسانس رک گیا وہ کانوں کی لوتک سرد سرخ پڑ گئی۔۔۔۔

"مزاق کر رہا تھا یاد چھوڑ رہا ہوں۔" اسے رونے کو تیار دیکھ کر داد نے اسے آزاد کیا وہ جھٹکے سے اسے گھورتی

بھاگ کر باتھ روم میں بند ہو گئی

داد اسکی رفتاری پر بوکھلایا حیرت زدہ کسی جن کی طرح سامنے سے غائب ہوتا دیکھتا رہ گیا۔  
اور پھر بے ساختہ سر کھجاتے ہنسا۔

"کہاں جاؤ گی بونی میرے پاس ہی آنا ہے۔"۔۔۔۔

\*-----❤️-----\*

"آپ ناراض تو نہیں ہیں ناسمی جی!" عالم کے جانے پر سمی جب حور کو سوتے ہوئے دیکھ کر واپس نیچے آرہی  
تھی کہ اچانک جم سے پسینا صاف کیے نکلتا عارب اسکے راستے میں آ گیا۔

وہ بوکھلائی پھر اسے پسینے سے بھیگی شرٹ دیکھ کر سٹیٹائی دوسرے پر اسکی باتوں کا سوچتی غصے سے گھور کر  
دوسری طرف جانے لگی۔

"دیکھو دماغ سے عاری مینے تمہاری ان واہیات حرکتوں کا عالم سے ذکر کر دیا تو لاتیں مار کر باہر نکالے گا اسلئے اپنی زندگی کیلئے بہتری چاہتے ہو باز آ جاؤ۔" وہ غصے سے تند و تیکھے لہجے میں کہتی آگے بڑھ گئی۔

عارب کی نظروں کے سامنے تو بس اسکے سوٹ کی ہم رنگ بلو چوڑیاں گھوم رہی تھیں۔

"کیا الانداز ہے الغصے کا میری المعصوم سہی جی" وہ ٹھنڈی آہ بھرتا بھاگتا اسکے پیچھے آیا۔

"دیکھیے لات میں سہ لوں گا پر آپ بس یو نہی مجھ پر غصہ کرتی رہا کریں۔۔۔" اسکے ہم قدم ہوتے وہ التجائیہ

بولا

سہی کا دماغ گھوم گیا وہ رکی اور غصے کی تپش سے سرخ چہرے سے اسے دیکھنے لگی  
"ویسے آپ معلوم ہے آپ دو سو سال جیے گیں۔" وہ خوشی سے چہک کر بولا اور تولیے سے گردن کا پسینہ صاف کیا۔

"کیسے؟؟" وہ پوچھ کر لب بھیج گئی اسکے لبوں پر کھلتی شرارت بھری مسکراہٹ دیکھ کر۔

"کیونکہ میں ابھی جم میں آپکے بارے میں دو باتیں سوچ رہا تھا کہ آپ سامنے آ گئی اس سے

آپ دو سو سال لمبی زندگی میرے ساتھ رہیں گی۔" اسنے خوشی سے بتایا

سہی نے ضبط سے گہرا سانس بھرا وہ اب تک اسکا مزاق جھیلی آئی تھی پر اب حد سے سوا تھا وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی یہ بکو اس۔

"دیکھو بیٹے تم۔۔۔۔۔"

"لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم، اَسْتَغْفِرُ اللہ، نعوذ باللہ اللہ معافی واللہ کیا بول رہی ہیں سہی جی آپ سیدھا  
لاتیں مار لیں پر یہ تو نا کہیں آپ میرے جذبوں کی نا قدری کر رہی ہیں، مجھے آپ سے بہت سی امیدیں ہیں۔"  
وہ دہل کر اس افتاد پر بوکھلا یا بولا کہ سہی کا دماغ جھنجھلا گیا۔

چٹاخ۔۔۔ "تم ایک بد تمیز لڑکے ہو سدھر جاؤ ورنہ میں سچ میں عالم کو بتا دوں گی۔" اسکی امید کے بدلے  
آج پھر چاٹا ملا تھا وہ مبہوت سا اسکی پشت کو دیکھتا رہ گیا۔

مہوش علی

ہوش تو تب آیا جب موبائل رنگ ہوا۔  
"کیا مارتی ہے ظالم۔"

پرمانے یا نامانے پیار تو آپکو ہے مجھ سے سہی جی ورنہ میرے ایک دفعہ خواہش کرنے پر آپ مجھ یوں محبت سے  
عاری نا کہہ کر پکارتی۔ "کنگنا تا وہ تولیہ لہرائے اندر کی سمیت بڑھا۔"

"مجھے ایک کام سے جانا ہے میں جانوں؟" رمشا حور کے سونے پر عارب سے پوچھنے لگی۔

"کہاں جانا ہے؟" عارب نے گھورا وہ گڑ بڑا گئی۔

"کچھ شاپنگ کرنی ہے پرسنل۔" اسنے ہچکچاہٹ کے بعد جھجھکتے کہا وہ لب بھینچ گیا۔



"او کے لسٹ بنا دو مل جائے گی۔" وہ اسکی ویران اوشن نیلی آنکھوں میں دیکھتا بولا  
رمشانے نظریں چرائیں "مجھے خود اپنی چیزیں لینا ہیں آپ اجازت دیں مجھے۔" اب کی بار وہ جھنجھلا کر غصے  
سے بولی۔

"اور اگر میں اجازت نادوں تو؟" اسکا ہٹ دھرمی بھرا لہجہ عرب کو غصہ دلا گیا تبھی تیز تمسخرے بھری  
نظروں سے گھورتے ابرو اٹھائی۔  
رمشانے ہر اسماں ہو کر اس نرم مزاج والے ہنستے مسکراتے شخص کے یکسر بدلے تاثرات دیکھتے قدم پیچھے لئے  
عرب بھی شاید اسکے نیلی پھیلی آنکھوں کی نمی دیکھ چکا تھا تبھی خود کو ملامت کی۔  
"اچھا کو جاؤ پر میرا ایک آدمی تمہارے ساتھ ہو گا۔  
تم اپنی گاڑی میں نہیں ہماری گاڑی میں جاؤ گی۔" اسکے قدرے نرم لہجے پر وہ خود کو سنبھالتی سر ہلا گئی ورنہ عالم  
کے ایک بار پھر انکار نے اسے توڑ دیا تھا۔

اسنے سوچا تھا اگر عالم جیسا شخص اسکی زندگی میں آئے گا تو ہر غم ختم ہو جائے گا پر شاید ابھی بہت اذیتیں لکھیں  
تھی۔

بچپن میں ایکسڈنٹ میں ماں باپ کا چھوڑ جانا پھر ماما کی انگور نس اپنے بچوں پر توجہ اور اسکا اکیلے اکیلے چھپ  
کر گھٹ کر جینا۔

پھر ایسے ہی ڈاکٹر کی تعلیم لیتی وہ اپنی ویران زندگی میں گم تھی کہ زندگی میں جیسے بہار سی آگئی جب نظریں  
بے ساختہ اس مغرور بے نیاز بھوری آنکھوں والے دراز قامت  
باڈی بلڈر سعیر عالم کو دیکھا تھا۔

کانوں میں لگے بلوٹو تھ پر مدھم آواز میں باتیں کرتا آس پاس کے ماحول سے لاپرواہ بے نیاز اپنے سحر انگیز  
شخصیت سے انجان جاگنگ کرتا اسکے دل کی تاروں کو چھیڑ گیا۔

زندگی جیسے گنگنا اٹھی اسکے گرد تتلیاں گھوم گئیں پر جلد ہی ان پر اوس پڑ گئی جب اس انسان نے اسے آنکھیں  
نکلنے کا کہا تھا۔

وہ اس سے بھی گریز نہ کرتی پر پھر اس کا غائب ہو جانا۔۔۔  
جاگنگ پر عرصہ نا آنا اور ایک دن اسے شاپنگ مال میں خوبصورت غیر معمولی حسن کی مالک دھان پان سی  
لڑکی کے ساتھ اسے نخرے اٹھاتے دیکھا تھا۔

تبھی زندگی میں پہلی بار دل چاہا تھا سو سائیڈ کر لے ویسے بھی پیچھے تھا کون اس کا رونے والا کوئی بھی تو نہیں تھا۔  
مامامی اور انکی خزیلی سیٹیاں تھیں جو خوش ہوتیں اگر وہ سو سائیڈ کر لے کیونکہ پھر تو اسکی جائداد انکے نام  
ہو جاتی۔۔

بیک وقت اسے اپنی بد قسمتی بد نصیبی پر بہت رونا آیا وہ عارب کو ساکت چھوڑ کر منہ پر ہاتھ رکھتی وہاں سے  
بھاگ گئی

جبکہ وہ پیچھے ارے اوئے بہن ڈاکٹر نی کرتا رہ گیا۔

"میں کچھ نہیں کر سکتی بہت مشکل ہے وہاں سے کچھ بھی ثبوت حاصل کرنا۔" رمشانے پریشانی سے پاس کھڑے سیاہ کیپ میں موجود برہان کو کہا۔

اسنے تیز نظروں سے گھورا۔

"تو پھر کیوں آئی تھی میرے پاس کہ میری مدد کرو گی بیسٹ کے خلاف ثبوت حاصل کرنے میں۔ میں تمہیں اسکے ہاسپٹل میں جاب دلائی جہاں سے وہ اپنی بیوی بہن کیلئے ڈاکٹر زبلاتا ہے اور تم اسکے گھر میں بسیرا پا کر اب مکر رہی ہو مس رمشا۔" وہ نیچے لہجے میں غرایا اور نہ بس نہیں چل رہا تھا اتنے قریب آ کر اس لڑکی کے دھوکے بازی پر اسے شوٹ کر دے۔

مہوش علی

"دیکھو میں پوری کوشش کی پر کچھ کر نہیں پائی بس اتنا معلوم پڑ گیا ہے بیسٹ کوئی اور نہیں سعیر عالم ہی ہے اور کوئی کنگ کا آدمی تھا پہلے پر اب اسے وہ مارنا چاہتا ہے۔"

"کوئی قہر زمان بھی ہے شاید رئیس زمان نام سے جانا جاتا ہے۔" اسنے ڈرتے ڈرتے اتنے دنوں میں حاصل کی گئی سعیر کے خلاف معلومات برہان تک پہنچائی۔

وہ چونک گیا۔ "رئیس زمان۔۔۔" اسکے دماغ میں دھماکہ ہوا

اور رئیس زمان کی میٹنگ یاد آئی جب وہ حور العین کو بلا سنڈ بیوٹی کہہ کر بلارہا تھا پھر اس پر اٹیک۔۔۔

"کنگ۔۔۔ کیا بلیک کنگ۔۔۔!!" اسنے دہشت گرد کا نام لیا۔

"ہاں وہی بلیک کنگ نام ہے پورا۔" رمشا اپنی مطلوبہ چیزیں لیتی سر ہلا گئی۔

"سیر کا اس دہشتگرد سے کیا تعلق اور اگر اس سے تعلق ہے تو حور العین کا ان سے کیا تعلق۔۔۔" وہ الجھ گیا  
پورا تبھی کچھ بھی کہہ بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔  
رمشا اسکے یوں چلے جانے پر ششدر کھڑی رہ گئی۔

"کہیں یہ سب جان کر اور ایس پی کی مدد کر کے مینے اپنی موت کو خود تو دعوت نہیں دے دی۔" خوف سے  
سفید پڑتی وہ سوچنے لگی۔

اسکے ہاتھ پاؤں سیر کا سوچتے لرزش کرنے لگے۔

اسنے رات کے دوسرے پہر اتفاق سے سیر کی غراہٹ سنی تھی آفس سے کچھ فاصلے کھڑی ہو کر جبکہ وہ  
دوسری طرف کسی کو موت سے وارن کر رہا تھا۔  
تب اسنے نام لیا تھا بیسٹ کا یعنی اپنا حوالہ دیا تھا پھر کنگ کی موت کا بھی کہا تھا۔

"چلو میڈم بہت دیر ہو گئی ہے۔" ابھی وہ اپنا کچھ سوچ بھی نہیں پائی تھی کہ ایک دم عارب کا بھیجا ہوا آدمی اسکے  
شاپنگ بیگز اٹھائے خود پیمنٹ کرتا اسے آگے چلنے کا اشارہ دیا۔

وہ ڈر گئی جانتی تھی اسکے پاس گن موجود ہے اگر اسنے کوئی بھی ہوشیاری دیکھائی یا مشکوک ہوئی تو ضرور اسکا کام  
تمام کر دے گا۔

تبھی خاموشی سے آگے چل کر گاڑی میں بیٹھ گئی اور اس آدمی نے بیگز اسکے پاس سیٹ پر رکھتے ڈرائیونگ سیٹ پر  
بیٹھا گاڑی لاک کرتے ہی اسٹارٹ کی۔



وہ کڑوا گھونٹ بھر کر رہ گئی۔۔۔

\*-----❤️-----\*

"مجھے مسکان نے بتایا عارب۔۔۔!" داد نے گہرا سانس بھرتے کہا۔

"سہی بتایا ہے۔" اسکی چلتی لیٹ ٹاپ پر انگلیاں لمحے کو ساکت ہوئیں تھی پھر سے اسی رفتار سے چلنے لگی۔

شہدرنگ آنکھیں پل کو سکڑیں۔۔۔

وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا آفس کے مختلف دیوار گیر اسکرینز کی وجہ سے صبح جیسی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

ایک دیوار گیر اسکرین پر مختلف ڈیوائس شو ہو رہے تھے۔

مہوش علی

اسنے اپنی میک کی گئی چپ مطلوبہ جگہ پر فکس کی اسکے اندر مشین میں غائب ہوتے ہی واپس جگہ پر بیٹھتے تیزی

سے انگلیاں چلانے لگاتے ہی اس دیوار گیر اسکرین پر چپ کا فالٹ شو ہوا کہ کیوں اسکی چپ رکاوٹ کر رہی

تھی مقصد میں۔۔۔

"مطلب پھر سے ری میک کرنا پڑے گا۔" وہ اس فالٹ سے اخذ کرتا بڑبڑایا

"کیا۔۔۔؟؟" داد نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں، تم بتاؤ ڈسٹرب کرنے کی وجہ۔" وہ گہرا سانس بھرتا پوری آفس روم پر نظریں گھمانے لگا جہاں

اسکی ضروریات کی ہر چیز موجود تھی۔

یہ ایک بڑا روم تھا جہاں ایک سائیڈ سیر کی ٹیبل اور فائلز رکھیں تھی تو کئی جگہ کے میپ رکھے ہوئے تھے وہیں دوسری طرف عارب انڈر ورلڈ عزل سیر کا مین پرسن جو اسے ایسی چپ ڈائوس بنا کر دیتا تھا کہ اسے لوگوں کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔۔

بلکہ وہ ایسا بندہ تھا جس کا دماغ ایک میشن کے حساب سے چلتا تھا۔۔  
اسکی یہ خاصیت کسی اور نے نہیں البتہ سیر عالم نے ضرور پہچان لی تھی۔  
ہاں یہ وہی عارب تھا جو کنگ کے محل میں با تھر روم اور رات گزارنے کے بعد انکے بسترے اور روم صاف کرتا تھا۔

اسکی صلاحیت اسکی ذہنیت اسکی شہر رنگ آنکھیں بیان کرتی تھی جب وہ کچھ یوں آنکھیں سکڑ کر دیکھتا جیسے مقابل کے اندر نظریں اتر جاتیں۔

جس طرح مسی لیڈی باس کے خواہش مند کئی تھے گینگ کیلئے ویسے ہی عزل ٹیکنالاجی کے ماہرین بندہ ہر گینگ کو چاہیے تھا اور ان سب کا بیسٹ اسے حاصل کرنا یا ہاتھ ملانا ممکن تھا۔۔

پر بلیک کنگ ہار نہیں ماننے والا تھا جس طرح اسکا بھیجا پیغام زمان نے ڈر سے سیر تک نہیں پہنچایا تھا کنگ غضب میں آگیا تھا کہ اسے بلا سنڈیوٹی اور بیسٹ واپس چاہیے کسی بھی حال میں۔

عارب نے عزل نام انڈر ورلڈ میں خود تجویز کیا تھا۔

آلف تو تھا ہی آلف اسکی پہچان وہی تھی جہاں بیسٹ نہیں وہاں آلف۔۔۔  
اور جہاں آلف نہیں وہاں عزل۔۔۔

مسی انہیں لڑکیوں کو ہینڈل کرنے کے کام آتی تھی۔ ان لڑکیوں کے جو لڑکیاں کہلوانے کی لائق نہیں ہوتی تھیں۔

انکے راستے میں صرف مرد ہی نہیں برائی میں لڑکیاں بھی کہیں جگہ اپنا اہم کردار ادا کر رہیں تھیں۔  
اور کئی گینگ کا مین حصہ ہوتی تھی اسلئے انہوں نے مسی لیڈی باس کو وجود میں لائے۔  
اصل گینگ کے مین بندے صرف عزل مسی سعیر تھے۔  
آلف کنگ کے خاتمے تک انکا حصہ تھا اس کھیل میں سعیر عالم کارائیٹ ہینڈ۔۔۔  
جب کنگ کا خاتمہ ہو جائے گا تب یہ ٹیم صرف سعیر عالم عارب اور مسکان تک رہ جائے گی اور بیک پر موجود  
انکے گینگ۔  
آلف کو پھر اپنے دوسرے مشن پر چلے جانا تھا۔۔۔  
اور عزل بیسٹ کے رائیٹ ہینڈ کی جگہ واپس آجاتا یہ تو صرف لوگوں کو گمراہ کرنے کی ایک چال تھی کہ اصل  
بیسٹ کارائیٹ ہینڈ کون ہے۔  
آلف یا عزل۔۔۔

"تم جانتے ہو سمعیہ عالم کا پاسٹ۔۔۔!!"  
داد نے کچھ جھجھکتے ہوئے آگاہ کیا۔

کیونکہ وہاں وہ بھی آیا تھا جب سمعیہ کو قید سے نکالا گیا تھا۔

"دیکھو داؤد مینے جہاں اپنی آدھی زندگی گزاری تھی وہاں میرے نزدیک جسم کا کھیل کھیلنا کبیرہ گناہ اور اس بابت سوچ کر اپنا نفع نقصان دیکھنا ایک قسم کی ہوس ہے۔

مجھے اپنی زندگی خوش گوار گذارنی ہے ایک اچھی جیون ساتھی کے ساتھ۔۔

اور کیا کمی ہے سمعیہ جی میں وہ ایک حافظ قرآن پاک ہے پانچ وقتی نمازی ہے میں سوچتا ہوں حقیر سا وجود رکھنے

والا ایک کوٹھے والی کا بیٹا جسکی قسمت یوں چمکے گی کہ اللہ اسکے دل میں اس پیاری بندی کے جذبات ڈالے گا۔

میں سوچ کر اپنی خوش بختی پر ششدر ہوں۔ جتنا خود پر ناز کروں خوش ہوں سجدے کروں کم ہیں۔

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انہوں نے اپنی بیتی زندگی کہاں گزاری مجھے صرف اس سے فرق پڑتا ہے کہ میرا دل بس اسے چاہتا ہے۔

اور مینے سنا ہے کہ حافظ قرآن بندہ بندی جس گھر میں ہوں گی ناصرف اس گھر پر رحمت اللہ کی ہوگی بلکہ اس محلے پر اسکی رحمت بر سے گی تو بس میں بھی اسی قسم کے لالچ میں آکر اسے انتہائی خود کے قریب کر دینا چاہتا ہوں۔ "ایک ہی سانس میں کہتے اسنے آلف کو سانس لینے کا موقع دیئے بنا کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

اسے مسمی سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ یوں اسکے جذبات سب پر عیاں کر کے سمی کو سب کی نظروں میں لائے گی۔

اسکا موڈ بے حد خراب ہو گیا کہ وہیں سب کام چھوڑ کر باہر نکل آیا حالانکہ اسکا ارادہ اس چپ کا فالٹ ختم کرنے کا تھا۔

وہ ایک الیکٹرونک چپ میک کر رہا تھا، جو کتنا بھی وسیع محل ہو اس چپ کو کسی الیکٹرونک جگہ پر فٹ کرنے سے اس محل کا سارا نقشہ سکرین پر شو کرے گی۔



باہر آیا تو نظریں سامنے تسبیح پڑھتی سہمی پر پڑی شاید ظہر کی نماز کے بعد کی تسبیح پڑھ رہی تھی۔  
وہ کھل کر مسکرایا چہرے آنکھوں میں جیسے بہار اتر آئی۔

یہ اسکی نظروں کی آنچ ہی تھی کہ سہمی کے ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئی البتہ اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی  
کیونکہ وہ اسکی شہد رنگ آنکھوں کے جذبات سے بوکھلا ہی تو گئی تھی۔

"کھانے میں کیا کھائیں گی؟" وہ سر جھٹکانی سے پوچھنے لگا لہجے میں اسکے لئے عقیدت محبت عزت تھی۔  
"مینے کھانا بنا دیا ہے شکریہ۔" ایک پل کے خاموشی کے بعد وہ بولی جسے سن کر عارب کھل اٹھا۔  
"واللہ شکر کسی کے نرم ہاتھوں کا کھانا تو ملا ورنہ عالم کے ہاتھوں کا کھا کھا کر اب دل خراب ہوتا جا رہا تھا۔" وہ  
چہک کر بولتا کچن کی سمیت بھاگا  
سہمی صرف اسکی پشت کو گھورتی رہی۔ "احسان فراموش بھائی اتنے تھکے ہونے کے بعد بھی اتنے زبردست  
کھانے بنا کر دیتا ہے اور نواب کو کھلاتا ہے اور اسکے شکوے۔" وہ سوچ کر رہ گئی واپس اپنی تسبیح کی جانب متوجہ  
ہو گئی۔

کیونکہ فارغ اس سے بیٹھا نہیں جاتا تھا۔  
کبھی حور العین کے بال سنوارتی تو کبھی اسکی ضد پر اسے مجبور ہو کر اپنی بنی کہانیاں سناتی کہ آخر میں  
جمائیاں لیتی منہ بنا کر کہتی آپ سے تو عالم اچھی کہانیاں سناتا ہے۔

سہمی اپنے بھائی کے حال پر ہنس پڑتی۔

پھر رمشا کو اسے کہانیاں سنانے کا کہتی کہ اسکی محبت والی کہانیاں حورالعین کے دل کو چھو جاتیں اور وہ جھپپنی شرمائی سی پوری کہانی سنتی جب تک سہمی اور رمشا کا ہنس ہنس کر برا حال ہو جاتا اسکی رنگت دیکھ کر۔

عرب لہک چہک کر عربی لینگوتج میں کوئی یاد کیا گانا گنگنا تا (جسکی معنی سے خود لاعلم تھا) ٹیبل پر لذیذ کھانے لگا کر خوشبو سونگھتا ٹھنڈی آہیں بھر رہا تھا۔

سہمی نفی میں سر ہلاتی رہ گئی۔۔۔

"اوڈا کڑانی صاحبہ ذرا حورالعین کو تولے آئیں۔" اسنے زور سے ہانک لگائی۔

رمشا سنتی سر ہلا کر گارڈن کی جانب بڑھ گئی۔

کیونکہ کچھ دیر پہلے وہ اسے وہیں چھوڑ کر آئی تھی۔

وہ اب حورالعین سے کچھ نہیں کہتی تھی کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ اس انسان نے ناہوتے بھی اپنی بیوی پر پوری نظر رکھی ہوئی تھی۔

پراسے اب اپنی زندگی کا سوچنا تھا۔۔۔

یا اپنی قسمت کا۔۔۔

آج مایوں کی رسم تھی ہر طرف شور شرابا تھا۔ مسکراہٹیں قہقہے چوڑیوں کی کھنک نے فضا میں سحر پھونک دیا تھا۔

سفید شیروانی میں ملبوس گلے میں ہلدی رنگ مفلر پہنے اپنے دراز قامت سمیت شرارتوں اور کھلکھلاہٹوں سے سب کی آنکھوں میں چمک رہا تھا لڑکیوں کو نور کی قسمت پر رشک آنے لگا تو کوئی حسد کی آگ میں جل رہا تھا۔

کافی آسیہ بیگم کو سنانے لگیں کہ اس عورت کی بیٹی کو بہو بنالیا جس نے ساری عمر غیر مردوں سے داد وصولیں تھی انکے بچہ ہی ایک۔۔۔ بہر حال انہیں دکھ تھا آسیہ بیگم نے اپنے دونوں بیٹیوں کی شادی کر دی وہ بھی ایسی لڑکیوں سے جنکا نا آگے کوئی تھانا پیچھے۔

یہ بات آسیہ بیگم کو جھلسا گئی کہ یہ انکے ہی الفاظ ہیں جو انہیں پلٹ کر مل رہے ہیں کہ آج انکے سامنے انکی بہو کو یہ سب سنارہے ہیں۔۔۔

پھر کیا تھا دیکھنے والے روم میں دیکھتے رہے جب آسیہ بیگم ان پر چڑھ دوڑی یہ تک کہہ دیا کہ اگر اتنی ہی چبھ رہی ہے تو شکل دفع کریں پر یہ مت بھولیں کہ انکی بہو کوئی ایسی ویسی نہیں انکے دیور کی بیٹی ہے۔ علوی خاندان کی بیٹی ہے۔۔۔

پتا نہیں کس جذبے سے وہ سب بول گئیں کہ نور سنتی ساکت انہیں دیکھتی رہ گئی۔  
وہ الجھ گئی کہ کون سا روپ ہے تائی امی کا کبھی بالکل انجان بنی نفرت کے تیر برساتی تو کبھی بالکل اپنی سگی ماں  
بن جاتی۔۔

پر آج اپنے بیٹے کی خوشی میں وہ کوئی بد مزگی نہیں چاہتی تھی۔۔  
انہوں نے بہت خواب دیکھے تھے اس دن کے اور وہ کبھی انہیں خراب نہیں کرنا چاہتی تھی نا ہی اپنے بیٹے کو  
ناخوش۔۔۔

کمال صاحب خوش تھے کہ چلو انکے بھائی کی ایک بیٹی کو انہوں نے اپنے تحفظ میں لے لیا۔۔  
کچھ منہ دیکھانے کے لائق تو بنے گے اپنے بھائی کے۔  
وہیں اپنے بیٹے کی خوشی پر وہ انتہائی خوش تھے ہاں برہان نے غلط کیا تھا پر اسے یوں ہٹ دھرم دیکھ کر وہ کوئی  
زور نہیں دے رہے تھے مسکان کو نکالنے کا کیونکہ اس لحاظ سے انہیں اپنے بیٹے کو کھونا پڑ جاتا جو ہر گز نہیں  
چاہیں گے وہ۔

وہ داد کے لائے سوٹ میں ملبوس تھی۔

ہلدی کلر کا انتہائی خوبصورت گھیریدار لہنگا جس پر بلیک اور وائٹ ہیلوی کڑائی تھی اور اس میں لگے نگینے  
ستارے۔۔۔

وہ لہنگا کافی بھاری تھا اور اس پر کئی گئی محنت انتہائی مہنگی مہینوں پر مشتمل۔۔۔  
بارڈر پر سونے کی تاریں اور نگینے سچے تھے ڈیزائن سے جنگی چمک آنکھوں میں چھ رہی تھی۔



ہر کوئی مبہوت تھا اسکے کپڑوں کو دیکھتا۔ نور خود پہلی بار دیکھ کر مبہوت رہ گئی تھی۔

اسنے ہاتھوں سے چھوا تھا کہ حقیقت میں یہ لہنگا اسکا ہے۔

ساتھ ہی خوبصورت ہیلز پھولوں کی جیولری جس میں گولڈن کی سجاوٹ تھی۔

بیوٹشن کے پہنچنے پر اسے وہ خوبصورت سالہنگا پہننے کو بھیجا گیا۔

نور شرم دکھ سے کٹ گئی کہ یہ اسے بڑا ہوگا۔

پروہ تب ساکت رہ گئی جب اسکی فٹنگ اور ہائیٹ کا تھا۔

کہیں وہ بہت خوش ہوئی تھی اور اسی خوشی میں مگن تھی بیوٹشن نے اسکا میک اپ کیا اور پھولوں کی جیولری پہنائی۔

آسیہ بیگم نے دیکھتے اسے ماشاء اللہ کہتے صدقہ اتارہ۔۔۔

اسکے سیاہ خوبصورت بالوں کی ذیڑاُن بنائے آگے رکھے تھے اور ان میں چھوٹے چھوٹے سرخ پیلے پھول لگائے اسکے حسن میں چار چاند لگا دئے۔

بی اسے مسکراتا دیکھ کر مطمئن تھیں کہ چلو وہ خوش ہے انہیں اور کیا چاہیے۔

بھاری دوپٹہ سر پر سجائے اسپر جالیدار گھونگٹ ڈالا گیا۔

اچانک سے اسے گھبراہٹ ہوئی۔۔

اسے جیسے کسی اپنے کی ضرورت تھی اس پل کوئی دل کے بے حد قریب رشتے کی۔

جیسے حورالعین۔۔  
سوچ کر آنکھیں بھیگ گئیں۔۔

"ارے آسیہ وہ تمہاری بڑی بہو کہاں ہے؟" خاندان کی ایک عورت نے تمسخرے سے پوچھا مسکراہٹ چھپا کر

اسکے باوجود دبی دبی ہنسی بکھر گئی۔۔

پر آسیہ بیگم آج اپنے تمام تر ضبط آزمانے پر تلی تھیں۔

"وہ اپنے روم میں ہے تیار ہو رہی ہے اکیلی نہیں ہے بچی بھی ہے اسے تیار کرنا ہے پھر خود ہونا ہے برہان کو بھی

مدد دینی ہے تیاری میں اسلئے اسے آنے میں دیر ہو جائے گی،

چلو تب تک ہم اسے نیچے لے چلیں۔" انہوں نے مسکرا کر نرمی سے کہا کہ نور غش پر غش کھا رہی تھی۔

ہو کیا جارہا تھا اس گھر میں اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

بی بھی کچھ چونکی پھر سنبھل گئیں

"ہاں چلو۔۔۔ انہوں نے حامی بھری تو آسیہ بیگم نے سر جھکائے بیٹھی نور کا سر چومہ اور اسے اپنے حصار میں

لیکراٹھا۔

دوسری طرف بی نے آکر اسکا ہاتھ تھاما۔۔

وہ جھپنی بھاری کپڑوں میں ہیلز میں بمشکل کھڑی ہوئی۔

رشتک بھری نظریں نورالعین کے اٹھے قدم پر بچھ رہیں تھی۔۔

کوئی مہوت تھا تو کوئی سراہا رہا تھا۔۔

"تُو تو بڑا نکھر رہا ہے ہاں۔۔۔" سمیر نے کندھا مارتے کہا

داد ہنسا اور پھر زور سے قہقہہ لگا اٹھا۔

"ظاہر ہے یار پر سوں رخصتی ہے میں نا نکھروں گا تو پھر کیا میری دلہن نکھرے گی۔" اسنے بے باکی کی حد

کر دی کہ ایک ساتھ کئی کے اسکی چوڑی پیٹھ پر پڑے

"کمینوں تم سب کیوں مجھ سے جل کر مر رہے ہو جاؤ اپنے ماں باؤ سے کہو لا دیں گے کوئی اٹھا کر میری قسمت پر جل کر مجھے کیوں مار رہے ہو بد نصیبو منحوسوں۔" وہ بھنا کراہ کر ان پر چڑھ دوڑا کہ ابکی بار قہقہہ لگانے کی باری انکی تھی۔

"بڑا اتنا ٹولا ہو رہا ہے جا کر دیکھنا ہمیں بھا بھی کے روم میں ہم اپنی مونچھیں کٹوا دیں گے۔" فہد نے اپنی مونچھوں کو مروڑتے ہوئے کہا کہ داد کا صدمے سے منہ کھل گیا۔

"پر کیوں۔۔۔؟؟" اسکی آواز صدمے سے حلق میں پھنس گئی

"بس رخصتی والی رات ہمارا معصوم در حقیقت کمینہ دائود ہمارے ساتھ رہے گا دوستی کے خوبصورت پلوں کو یاد کریں گے ملکر۔" سمیر نے فوراً اپنا منصوبہ پیش کیا سب نے اقرار میں ہاں بالکل کہتے سر ہلایا۔

اسکا صدمہ سے برا حال تھا اگر بروقت ذیشان پانی نہ پلاتا تو وہیں ڈھیر ہو جاتا۔۔۔

"ختم یاری بالکل ختم نکلو میرے گھر سے ابھی اسی وقت تم سب کی جیسی منحوس شکل ہے ویسے ارادے میری خوشیوں کے دشمنوں کو میں ایک پل اپنی دہلیز پر ٹکنے نہیں دوں گا۔" بھنا کر وہ اٹھا اور انہیں دھکا دیتا باہر نکالنے لگا۔

لان کی فضا میں اسکی حالت پر بلند و بانگ تھہرے گونجنے لگے۔

سب دلہے کے لبوں پر مسکراہٹ کی جگہ پریشانی چہرے پر دیکھتے خود مضطرب ہو گئے تھے جبکہ اسکے دوست پر سکون دیگوں میں منہ دیئے وقفے وقفے سے کچھ ناکچھ منہ میں ڈالے گھوم رہے تھے آزاد بے فکر پر سکون۔۔۔۔

"نہیں چھوڑوں گا میں تم سب کو روک کر دیکھنا مجھے۔" وہ پیچھے پیچھے سب کے کالر پکڑتا انہیں باور کروا رہا تھا جبکہ وہ تمسخرے سے ہنستے کندھے اچکا دیتے "دیکھتے ہیں" اور داد جانتا تھا وہ ان میں تھے کہ جان جائے مونیچھیں نا جائیں۔

"یا اللہ مینے تو سنا تھا دوستی نعمت ہوتی ہے یہاں تو میرے لئے زحمت بنی ہوئی ہے۔" تھک کر اسنے چھت نما برقی قہقہوں کے پار آسمان کو دیکھا۔

"دلہن آگئی۔۔۔۔!!" اچانک فضا میں شور مچاتا لیاں سرگوشیاں عروج پر پہنچ چکیں تھیں۔

داد نے مڑ کر دھڑکتے دل سے دیکھنا چاہا کہ اسی پل اسکے دوستوں نے گردن دبوچی۔



"تو کیا دیکھ رہا ہے معصوم بچے۔" بلاول نے کان میں دل جلانے والی سرگوشی کی اور اسے ایک طرف گھسیٹنے لگے پھولوں سے مہکتے سیٹج سے دور۔

"چھوڑو بے غیر توں میری شادی ہو رہی ہے یہ ظلم نا کرو اللہ پوچھے تم سب سے۔۔۔" اسنے بلند دہائیاں دیں پھر پھڑپھڑایا چیخا

پردس جوانوں پر مشتمل اسکے دوستوں سے وہ کہاں تک بچ پاتا گھسیٹ کر لے گئے

اور گھر کے پیچھے کرسی پر باندھ دیا جہاں پہلے ہی سارا انتظام کیا گیا تھا۔

مہوش علی

داد ششدر تھا انہیں قہقہہ لگاتے ہنستے دیکھ کر۔۔۔

"چلو یار بھابھی سے تو مل آئیں کیا غضب کی لگ رہی تھیں" داد کے بال بکھر کر وہ اٹھے کہ داد تڑپ گیا۔

"اللہ پوچھے تم سب سے مر مٹ جاؤ کیڑے پڑ جائیں تم سب میں۔۔۔

تمہاری بیویاں تم سب کو جوتے مارے۔۔۔

لاتیں مار کر پہلی رات گھر سے نکالے فوت ہو جاؤ۔۔۔

قبر میں مرغی کے دورے پڑیں ظالموں مجھ پر رحم کرو۔۔۔" وہ چیختا رہا چلاتا رہا پر وہ کہاں ماننے والے تھے

قہقہہ لگاتے ہاتھ پر ہاتھ مارتے وہاں سے نکلے۔

کسی کو اس معصوم پر رحم نہیں آیا۔۔۔

غصے سے وہ پھڑپھڑایا اور پیچھے سے ہاتھ کھولنے کی بھرپور کوشش کرنے لگا جبکہ لڑکیوں کی تالیاں شور گانوں کی گنگناہٹ اسے گھر کے پیچھے سنائی دے رہی تھی جہاں وہ اکیلا اندھیرے میں بندھا ہوا تھا۔

"کہیں نور یہ نا سمجھے کہ میں بھاگ گیا۔۔۔"

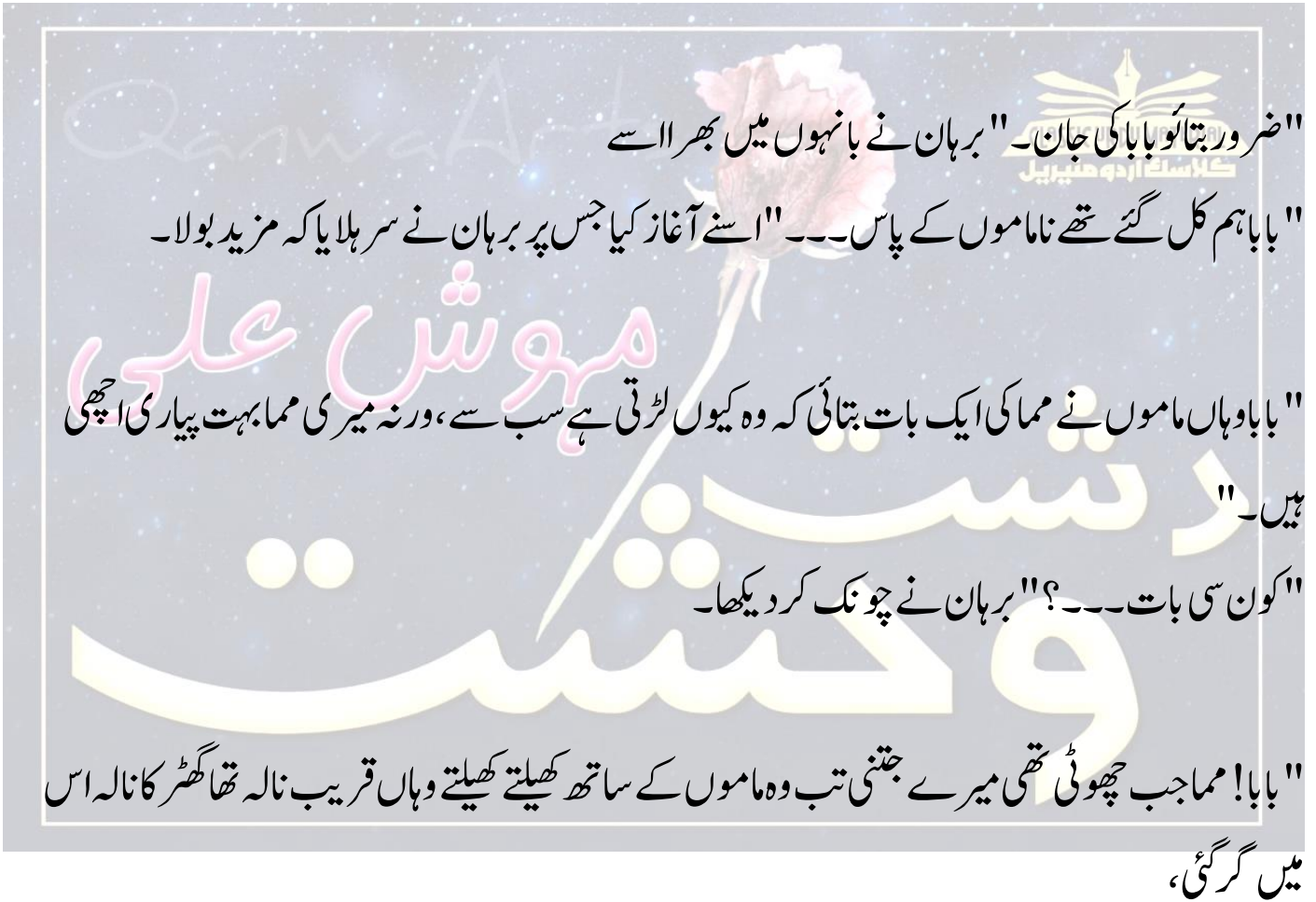
یا اللہ میری بونی کو ہر بدگمانی سے پاک رکھنا۔ "دہل کر سوچتے اسنے اوپر آسمان کی طرف سدا اٹھائی۔

"مسی یار کہاں ہو میری بہن بھائی کو سخت ضرورت ہے پہنچ جاؤ۔" اسکی سدا میں گونجنے لگی۔  
"کتنے بے رحم دوست تھے۔ دلہے کو کڈنیپ کر لیا میں کبھی اس گناہ کو بخش نہیں کروں گالاتیں ماروں گا۔۔۔"  
میں نے اپنی بونی کو ایک نظر دیکھا بھی نہیں ہائے میرے مولارحم کر مجھ معصوم پر۔۔۔۔۔"  
اتناسب کچھ ہونے جانے کے بعد بھی اسکی رٹ معصوم والی ابھی جاری تھی۔  
"تم اب باہر نکلو گی یا وہیں سونے کا ارادہ ہے۔" انتظار میں بیٹھے ہاتھ کیلئے برہان نے چڑ کر کہا۔  
"تو تمہیں کس نے کہا تھا یہ لنگی لانے کیلئے"  
اندروہ بھی غصے میں تھی فوراً دھاڑی برہان سٹپٹا گیا۔

"بیٹا تم تو اٹھ جاؤ باہر چاچی کی مایوں رسم ہے اٹھو شاباش۔" وہاں سے ناکام ہوتے اسنے منہ کے بل سوئی فیری کے سر پر ہاتھ پھیرے کر جگایا۔

"کیسے تیار ہوں بابا پہلے ماما کو تو ریڈی ہونے دیں۔" وہ برہان کی طرح چڑگئی ظاہر تھا گھنٹہ ہونے کو آیا تھا اندر سے کوئی باہر آنے کی کرن نظر نہیں آرہی تھی۔۔

"بابا ایک راز والی بات بتائوں۔۔۔؟؟" دفعتاً خیال آنے پر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور جوش و سرگوشیا نہ انداز میں بولی۔



اور دو دن اس گھڑ کے نالے میں رہیں پھر جب باہر آئی ماموں والے اسے ہاسپٹل لیکر گئے تب وہاں معلوم ہوا ماما کا خون کالا ہو چکا ہے جبکہ میرے ماموں کا خون پیور ریڈ ہے،  
ڈاکٹر نے ماموں والوں کو بتایا کہ ماما کے اندر اپ گھڑ کے کیڑے رہتے ہیں اور میری ماما اب گھڑ کی فی میل کیڑی ہے۔

اسلئے یہ سب جو جھگڑے ہوتے ہیں یہ ممانہیں گھڑکی کیڑی کرتی ہے۔ "وہ برہان کے کان پر منہ رکھے اسے رازدار نہ بتا رہی تھی

"اور ماموں نے بتایا کہ جب ممانہ جھگڑا کرے تو انہیں صرف یہ کہو کہ ممانہ گھڑکی کیڑی وہ چپ ہو جائے گیں۔"

فیری انتہائی سنجیدگی سے اسے بتا رہی تھی کہ برہان قہقہہ ضبط کرتے سرخ پڑ گیا۔

"یہ کس ماموں نے بتایا؟" اسنے منہ پر ہاتھ پھیرتے پوچھا۔

"گھڑکی کیڑی" وہ بڑبڑایا ساتھ ہی ایک چھت پھاڑ قہقہہ روم کی فضا میں گونج اٹھا۔

"جس بھی ماموں نے کہا ہے سو فیصد سچ کہا یہ واقعی گھڑکی کیڑی ہے ہا ہا ہا۔۔۔!" وہ ہنستا بولا

کہ اتنی سیریس بات پر برہان کو ہنستے دیکھ کر فیری حیران پریشان انکا چہرہ اتکنے لگی

دوسری طرف مسکان اچانک سے اسکا قہقہہ سنتی حیران تھی "آخر اچانک سوامی کو کیا ہو گیا؟"

"کوئی مر گیا ہے کیا؟" وہ اندر سے بولی

بریان نے چونک کر دروازے کی سمیت دیکھا منہ بسور لیا "نہیں میری بیوی ابھی زندہ ہے۔"



"اللہ سو سال عمر دے اسے آمین۔" دروازہ کھول کر اسنے کہا۔  
برہان نے مسکراتی فیری سے نظریں ہٹا کر اسکی آوازاں واضح سنتے باتھ روم کے دروازے سمیت دیکھا  
دوسرے لمحے نظریں جیسے ساکت ہوئیں۔

کئی پل وہ کچھ بول ہی ناسکا مہوت سا بس اسے تکتا رہا۔

سیاہ بلیک جھلملاتی ساڑھی جس پر گولڈن خوبصورت کام کیا گیا تھا۔  
اسکے دراز قدر پر اس قدر رنج رہی تھی کہ برہان کی آنکھیں خیرا ہو گئی۔  
وہ کوئی حلق سے لفظ ادا کر سکا گنگ سا اسکے نازک سراپے کو تکتا رہ گیا۔  
سنہری ریشم کے گچھے مانند اسکے لمبے بال شانوں پر بکھرے پڑے تھے۔  
صراحی گردن پر چمکتے پانی کی بوندیں، گلاب کی پنکھڑیوں جیسے شگرفی بھیکے لبوں کی تمسخرے بھری مسکراہٹ  
بھی آج اسکا بیڑا غرق نہیں کر پائی،  
تیکھی ناک، سنہری آنکھیں بھگی سیاہ لابی پلکیں، اسکی نظریں بار بار بھٹک کر اسکے تیکھے نقوش میں الجھنے لگی۔  
اسکا موم سا سراپا اسے اپنی سمیت کھینچے لگا۔  
معاً اسے اپنی فیری کا خیال آیا۔

نظریں کافی ضبط آزما کر ہٹائیں

"آج یہ گھڑ کی کیڑی ناصرف دل بلکہ میدہ پھپھڑے گردے سب کی حالت خراب کرنے لگی ہے۔"  
ٹھنڈی سانس بھرتے فیری کو چیلنج کرنے جانے کا اشارہ دیا۔  
وہ سر ہلاتی بیڈ پر رکھے سیلو خوبصورت فراق کو اٹھا کر برہان کے گال پر کس کرتی باتھ روم میں بند ہو گئی۔  
ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی مسکان نے منہ بنا لیا۔

فیری کے جاتے ہی برہان مسکراتا ساڑھی میں اسکے وجود کو دیکھتا بے خود سا آگے بڑھا اور آکر اسکے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

مسکان نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا وہ سر کو نفی میں جنبش دیتا رہ گیا۔

"ڈوریاں نہیں باندھیں؟" اسکے بالوں کو پشت سے ہٹائے سپید بے داغ دمکتی رنگت کو دیکھا۔  
اس پر بلیک ڈوریاں انتہائی خوبصورت لگ رہیں تھیں کہ بے ساختہ ہی اسنے اسکی پشت پر انگلیاں پھیریں۔

پل کے پل دونوں کی نظریں آئینے میں ٹکرائیں اگلے ہی پل اسنے جھٹکے سے اسکا رخ موڑا۔  
وہ گھور کر اسے دیکھ رہی تھی جبکہ وہ خمار آلودہ نظروں سے اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھتا مسکرایا اور ہلکی سی پھونک اسکے لابی پلکوں پر ماری۔  
وہ بیہوش ہوتے ہوتے ہنسی۔۔۔  
"کیا ہوا سوامی۔۔۔؟؟" اسنے ڈرامائی انداز میں پوچھا۔

"پاگل ہو گیا ہے سوامی! گھڑکی کیڑی۔۔۔" ہنس کر کہتے وہ اسکا نام بڑبڑایا

مسکان نے نا سمجھی سے دیکھا تبھی ہی اسنے اسکی صراحی دار گردن میں انگلیاں گھمائیں۔۔۔  
"آج تمہیں نہیں لگتا ہمیں الگ سے روم بک کروانا چاہئے۔" وہ اسکا سر کھینچ کر قریب کرتا کان کے پاس سر گوشیانہ انداز میں بولا۔

یہ ایک اسکی رنگت متغیر ہو گئی  
اور بمشکل خود کو سنبھالا "اچھا وہ کیوں؟" وہ اسکے تنگ ہوتے حصار میں کسمپائی

"کیوں سے کیا مطلب؟ کیا تم بچی ہو جو مجھے سمجھانا پڑے گا؟" وہ سر اٹھا کر اسے گھورتا بولا

"بکواس زیادہ مت کریں میری ڈور یا بندھ لیں تاکہ میں باہر جاسکوں۔" جھٹکے سے اسکے حصار میں مڑ کر وہ بولی۔

برہان نے سخت نظروں سے اسکی پشت کو دیکھا۔

"تمہارے دماغ میں میری بات نہیں آرہی!" وہ غصہ دبا کر بولا۔

"نہیں!" وہ لاپرواہی سے بولتی برہان کی لائی گئی جیولری دیکھنے لگی

جبکہ وہ اسکے پیچھے دانت پر دانت جمائے کھڑا تھا۔

دفعۃً وہ کچھ سوچ کر مسکرایا۔

اور اسکی پشت پر بوسہ دیتا اسکی ڈور یا بندھنے لگا۔

"تم اگر لیڈی باس ہو تو ایس پی میں بھی ہوں مجرم کو پکڑنا اور بے بس کرنا مجھے اچھی طرح آتا ہے۔" اسنے

کہتے بلاؤز کندھے سے سر کا یا

"کیا بد تمیزی ہے بیہودہ ایس پی۔۔۔!!" وہ غرائی جس پر برہان نے خوبصورتی سے قہقہہ لگا کر اسے محبت سے اسے اپنے تنگ حصار میں بھرا

"میرادل نہیں کر رہا ڈور یا باندھنے کو۔" اسنے جھک کر اسکے کانوں کی سرخ لو کو چھوا  
ناچاہتے ہوئے بھی اسکے تیکھے نقوش میں سرخی پھیل گئی۔

"چھوڑو مجھے ورنہ میں چیخ کر تمہارے ماں باپ کو بلا کر یہ بیہودگی دیکھاؤ گی۔" وہ مچل گئی



آج وہ جیسے مقابلے پر اتر آیا تھا۔ "دیکھو مینے یہ لنگی والا ڈریس پہنا ہے، میں گرجائوں گی چھوڑو آج یہ۔" وہ  
پھڑپھڑائی

برہان نے دل کھول کر قہقہہ لگایا "یہی تو ہے بس ہے میری باسنی۔" وہ اسکی گردن پر اپنا دھکتا لمس چھوڑتا اسے  
بے بس کر گیا۔

اسکی بڑھتی جساتوں پر وہ آنکھیں میچی حلق تر کرنے لگی۔ تبھی اسکی انگلیاں ڈور یا باندھتے اسکا لمس اسکی پشت  
پر رینگنے لگا۔

"فیری آجائے گی پلیرز برہان۔" جھنجھلائی سی التجا کرنے لگی

برہان نے سر نفی میں ہلاتے اسکے بازو کو جکڑا اور گھسیٹ کر ڈریسنگ روم میں لایا



"اب بولو۔۔؟" دیوار سے اسکی پشت ٹکا کر اسکے دونوں طرف ہاتھ ٹکائے  
 "شرم کرو باہر تمہارے اپنی کی رسم ہے۔" وہ دانت کچکچائے بولی برہان ہنس پڑا۔  
 "ہاں تو ہم جارہے ہیں پر پہلی بار میری بیوی نے انسانوں والا حلیہ اپنایا ہے تعریف تو بنتی ہے جان۔" اسکی ناک  
 سے ناک ٹچ کرتے وہ بولا۔

وہ اسکی جذبات سے چوڑا آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ دونوں کی نظریں ملی اور وہ بغیر شرمائے اسے دیکھتی رہی۔  
 جس پر داد دیتے برہان نے ابرو اٹھائی۔  
 وہ نظریں پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"اب کرو میری تعریف!" وہ کچھ چڑگئی اسکی مسلسل خاموشی سے۔  
 "کرو۔۔؟؟" وہ آنکھوں میں دیکھتا کچھ قریب ہوا کہ اسکی سانس کی تپش پر وہ جھپکنے لگی۔  
 "کرو پھر۔۔؟" اسنے زچ ہو کر کہا۔

پراسے نہیں معلوم تھا وہ کس کی اجازت چاہ رہا ہے۔  
 اندازہ تو تب ہوا جبکہ اچانک سے اسکے چہرے پر جھکا اور اسکے نازک وجود کو اپنے حصار میں بھر لیا۔  
 وہ جھلس گئی اسکے جھلسا دینے والے لمس پر، آنکھیں میچے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے

"بہت خوبصورت ہو میری سوچ سے زیادہ!" وہ اسکے کانوں میں سرگوشی کرنے لگا اور مسکان گہرا سانس بھرتی اسے پیچھے کرنے لگی۔

"مما۔۔!!" فیری روم میں دونوں کو ناپا کر حیرت سے پکارنے لگی۔  
"پاگل ہو گئے ہو چھوڑو۔" اسنے غصے سے کہا پر وہ کہا راضی ہونے والا تھا

بالکل مدہوش اسکے لمس میں کھویا ہوا تھا۔

"تم ایسے نہیں مانو گے جیسے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔" اسنے طنزیہ کہا۔

"کچھ پل بس۔" اسکے گال کو سہلاتے ہوئے وہ گھمبیر بو جھل بھاری آواز میں بولا۔

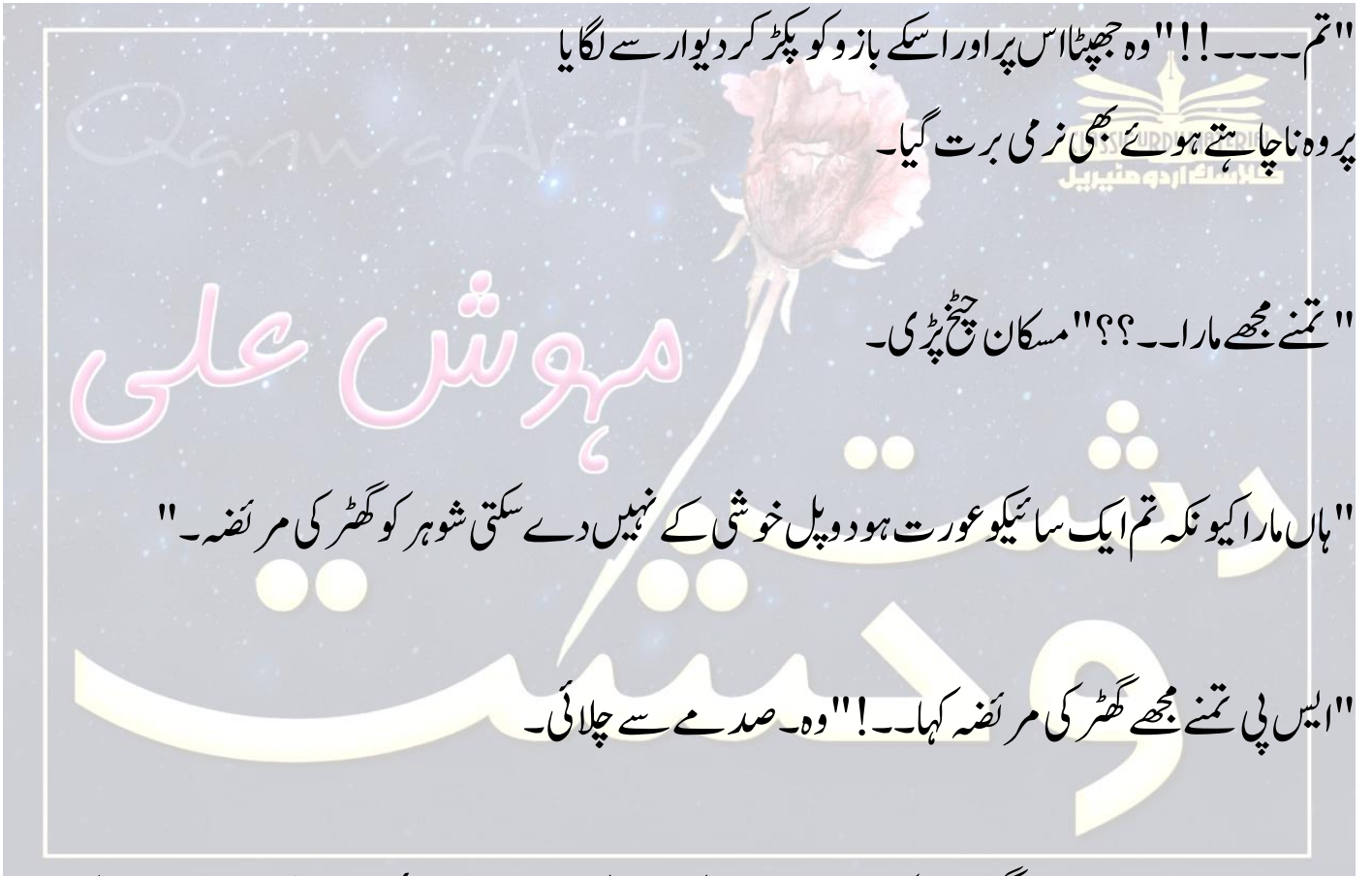
مسکان نے دانت پیسے اسکا دماغ گھوم گیا۔

اور دوسرے ہی پل اسے نیند سے جگانے کیلئے اپنا ہاتھ گھما کر اسکے منہ پر مکہ جڑ دیا کہ وہ سٹیٹا کر کر راہ سے دور ہوا۔

"آہ اب کون سی موت پڑ گئی تھی۔" اپنے جبرے کو پکڑے وہ اس پر غریا۔

"موت مجھے نہیں تم پر فوتگی کے دورے پڑ رہے تھے بیہودہ۔۔۔!" وہ اپنی ساڑھی کا پلو شانوں پر درست کرتی کاٹ کھانے کو دوڑی وہ لمحے کو گھبرا گیا۔

"تم مجھے کیسے مکا مار سکتی ہو؟" وہ اپنی شرٹ درست کرتا اس پر چڑھ دوڑا۔  
"تم لائق اسکے ہو یہ لو اب معلوم ہو گا کیسے مارا۔" اسنے کہنے کے ساتھ ہی دوسرا مکہ گھما کر اسکے گال پر مارا کہ  
منہ میں خون کا ذائقہ کھل گیا۔



"ہاں کیونکہ تم ہو!! دو دن گھڑ میں گزار کرو ہاں کے کیڑے کیڑیاں کھا کر آئی ہو کھا تھو۔۔!!" اسنے کہتے  
ابکائی کے انداز میں گھن کھائی۔

اور ناک پر ہاتھ رکھ لیا جیسے اس میں سے سمیل آرہی ہو۔۔۔

"میں گھڑ کی مرضہ ہوں جسکے ساتھ ابھی تم منہ۔۔۔" وہ غرائی اور ساڑھی اپنی گردن میں لپیٹ کر وہ اس پر جھپٹی اور دیکھتے ہی فیری کے دیکھتے دونوں بری طرح گتھم گتھا ہو گئے۔

"اف میں کیا کہوں اب۔۔۔!" وہ پائوں کو چھو تیا سیلو فراک انگلیوں میں تھامے لب دانتوں میں دبا گئی۔

"مما گھڑ کی کیڑی۔۔۔!" تھک کر وہ بولی۔

برہان کا گلا دباتی مسکان ساکت ہو گئی

جبکہ اسکے نیچے بے بس پڑا برہان شاندار قہقہہ لگا اٹھا اور ہنستے اسکی حالت دیکھ کر لوٹ پوٹ ہو گیا۔

"کیا کہاتے؟" بال پیچھے جھٹکتی وہ فیری کے سامنے آئی اسنے معصومیت سے نظریں اپنے نیچے پڑے باپ سے ہٹا کر ماں کو دیکھا۔

"بولو۔۔۔!!" اسنے سخت لہجے میں ٹوکا۔

"مما۔۔۔ گھ۔۔۔ گھڑ کی ک۔۔۔ کیڑی!" اسنے ڈرتے بتایا اور اسکے پیٹ کی سمیت دیکھا۔

"کیا ہاں کہاں میں گھڑ کی مرضہ کیڑی لگتی ہوں اتنی ینگ خوبصورت ہوں پیارا سا چہرہ ہے کہاں سے گھڑ جیسی لگتی ہوں۔" وہ سر پکڑ کر بولی برہان ہنستا وہیں لیٹا سر کے نیچے بازو رکھتے بڑی فرصت سے اسکی پشت دیکھ رہا تھا۔



جہاں سیاہ گولڈن کڑائی والی ساڑھی پر دراز بال بکھرے ہوئے تھے۔

بے ساختہ خود پر ہنس پڑا کہ اکثر لڑتے جنگ کے وقت وہ اسکے وجود میں کھو جاتا تھا اور وہ جی بھر کر خون خرابا کر کے جاتی تھی۔

"مما میں نہیں ماموں کہتے ہیں کہ آپ گھڑ کی کیڑی ہیں آپ دو دن گھڑ میں رہی ہیں اسلئے آپ کا خون کالا ہے اور انکا سرخ پیور آپ کو ڈاکٹر گھڑ کی مرضہ کہتے ہیں۔" وہ ساری حقیقت اسکے گوش گزارتی ہوئی سر جھکا گئی

"نہیں بیٹا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اب ہم گھڑ کی کیڑی کو گھڑ کی کیڑی نہیں بولیں گے تو کیا کیڑی بولیں گے۔" برہان اسے زچ کرتے معصومیت سے الفاظ ادا کرتا بڑا مخطوظ ہو رہا تھا۔

"بچھو سوتیلا بچھو۔۔۔!! سہی دنگ مارا ہے بچھو۔" وہ بڑبڑا کر رہ گئی اور وہاں سے نکلی

"مما ماموں نے کہا تھا جب میں آپ کو یہ کہوں گی کیڑی آئی مین فی میل کیڑی تو آپ جھگڑا نہیں کریں گی۔" وہ

اسے آئینے کے سامنے کھڑا دیکھ کر بولی۔

اندازہ صاف تھا کہ آپ تو سچ میں ثابت ہو گئی ہیں۔

"وہ تمہارا ماموں نہیں ہے اس دن بھی سمجھایا تھا بچھو ہے سوتیلا مینا گھنا۔"

"چھوڑو گی نہیں میں تمہیں۔" وہ دانت کچکچائے برش کرنے لگی۔

جبکہ فیری پاس آکر کان پکڑتی کھڑی ہو گئی تو مسکان نے دیکھ کر اسے بے ساختہ خود میں بھیچا۔

ڈریسنگ روم سے نکلتے یہ منظر برہان نے کچھ چونک کر دیکھا تھا۔

"ایک یتیم ہی دوسرے یتیم کا دکھ سمجھ سکتا ہے۔" وہ بڑبڑایا اور اپنا بلیک تھری پیس سوٹ لیکر باتھ روم میں

بند ہو گیا۔



"داد کہاں ہے کمال؟" آسیہ بیگم پریشان سی کمال صاحب کے پاس آکر بولیں

"مجھے کیا معلوم یہیں تھا۔" انہوں نے لائونج میں نظریں گھمائیں۔

"کہاں چلا گیا یہ لڑکار سم شروع ہونے والی ہے۔" وہ پریشان سی دوسری طرف چلی گئیں۔  
جبکہ اسکے دوستوں میں دبی ہنسی اور شرمندگی بھی تھی۔

"سمیر بیٹا وہ تم لوگوں کے ساتھ تھانا۔" کمال صاحب انکے پاس چلے آئے وہ بوکھلائے سٹپٹا گئے۔

"جی جی انکل وہ ہمارے ساتھ تھا پھر اچانک کال آئی تو ارجنٹ چلا گیا۔" فہد نے فوراً بہانا کر ڈھکا۔

"اوہو ایک تو اس لڑکے کی بیوقوفیاں کوئی اس موقع پر کہیں جاتا ہے بیوقوف گدھا۔" وہ بڑبڑاتے وہاں سے  
ہٹے

تب سب نے افسوس سے اسکی گمشدگی اور کمال صاحب کی بات پر بے شک کہا۔

"ویسے کیا کہاں تم لوگوں نے کہیں دیکھا اسے۔" وہ مصنوعی حیرت سے ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔

"نہیں یار ہم نے تو نہیں دیکھا ہاں کچھ دیر پہلے گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔" ذیشان نے مسکراتے سیریس انداز

میں بتایا۔

"اچھا آجائے گا تم سب دل چھوٹا مت کرو۔" بلاول نے سب کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں یار کی گمشدگی پر

حوصلہ دیا۔

"یار میرا سانس گھٹ رہا ہے کوئی ٹھنڈہ پلا دے پتا نہیں میرا معصوم بزدل شو نامنا سا یار کہاں گیا۔" سمیر سینا  
مسلتا چیخ سنبھال کر بیٹھا تب سب پریشان اسکا چہرہ اتکنے لگا۔

"یہ لے جلدی سے پے لے کیا پتا گھبراہٹ دماغ پر چڑھ جائے۔" سب نے ایک دم اپنا جوتا پاؤں سے نکال کر  
اسکے منہ کے قریب کیا انتہائی فکر مندی سے۔

سمیر نے پہلے ان کی شکل دیکھی پھر انکے جوتے جو ٹھنڈے کے طور ملے تھے۔

"لعنت ہو تم جیسے شیطان صفت دوستوں کے شر سے اللہ سب کو محفوظ رکھے دفع کرو ایراسوفٹ کے جوتے  
جیسی شکل لیکر۔" وہ دھاڑتا وہاں سے اٹھا کہ سب بلند قمقمے لگا اٹھے۔

"آیا بڑا گھبراہٹ ہو رہی ہے بچے کو۔ پی لیتا ہمارا جوتا دس دن بیڈ سے نا اٹھتا۔" سب نے باری باری ناک بند  
کر کے جوتے سونگھے اور ابکائی دیکر پاؤں میں پہن لیے۔

"ماشاء اللہ آسیہ تیری بڑی بہو تو بڑی سوہنی ہے۔" ایک عمر رسیدہ خاتون نے مسکان کو دیکھ کر بے ساختہ  
تعریف کی۔

کرتی بھی کیوں ناسیہ ساڑھی میں نفیس سی جیولری دراز قد دھان پان سا وجود۔۔



کھلے بال جو پشت کے ساتھ شانوں پر بکھرے پڑے تھے۔ سنہری آنکھوں پر بلیک اور گولڈن آئی شید و کاٹچ لبوں پر ڈیپ ریڈ لپ اسٹک۔

جب سیڑھیاں اترتی باہر لان میں آئی تو سب کے منہ کھلے پڑے تھے وہیں آسیہ بیگم جہاں اسکے پہناوے کے ڈر سے کچھ سہمی ہوئی تھیں اسے یوں تیار ہوتے پا کر انکی گردن خاندان میں کچھ اونچی ہو گئی۔

جیسے یہ ساری تعریف انکی ہو رہی ہو۔

"دادی میں کیسی لگ رہی ہوں؟" فیری بھاگ کر آسیہ بیگم کے سامنے آگئی۔  
انہوں نے کچھ سٹیٹا کر اسکے یوں سب کے سامنے مخاطب پر گھور اپروہ بھی اپنی ماما کی بیٹی تھی چڑھ کر انکی گود میں بیٹھ گئی۔

"دادی بتائیں ناں؟" اسکی ضد کی وجہ اور سب کے دیکھنے پر انہوں نے اسکی گال کو چھوا۔

"بہت پیاری جیسی سچ کی فیری۔" انکی تعریف پر جہاں گھورتی مسکان ریلیکس ہو کر مسکرائی تھی وہیں فیری کھل اٹھی۔

"لو یو سوچ دادی۔"

اسنے کہتے ہی آسیہ بیگم کے گال پر کس کر دیا اور انکے سامنے اپنی گال پیش کی۔۔۔

وہ سب کو مسکراتا دیکھ کر مسکرائیں اور ناچاہتے بھی اسکے گال پر لب رکھے کہ عجیب سے احساس ہوا وہ مسکرا دیں۔۔۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔" ایک بار پھر وہ خالص محبت سے بولیں۔  
فیری خوش سے کھلکھلائی اور جھپٹ کر نور کی گود میں چڑھی۔

"واؤ مہمانیہ تو کتنی پیاری لگ رہی ہیں ماشاء اللہ۔" اسکی چیخ بلند ہوئی نور جھینپ گئی جبکہ باقی سب اسکی معصومیت پر ہنسی۔

مہوش علی

"دائود بھائی کہاں ہے؟" حوریہ نے حیرت سے پوچھا  
"واقعی بہت دیر ہو گئی ہے رسم کو۔" عالیہ بیگم نے سر ہلایا  
تبھی آسیہ بیگم نے نور کے پاس بیٹھی مسکان کو دیکھا۔  
"جائو برہان سے کہو داد کو بلائے۔" انہوں نے تنک کر کہا وہ برواچکا کرا نہیں گھورتی اٹھی۔

انکا مخاطب کرنا اچھا لگا تھا پر بیٹی بھی کہہ سکتی تھیں۔

"سنو تم داد کے دوست ہونا وہ کہاں ہے؟" کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے بریانی سے انصاف کرتے مسلسل بڑبڑاتے  
سمیر کے سر پر پہنچی جو ٹھنڈے کا گلاس منہ کو لگا چکا تھا۔  
مسکان کے سرد لہجے پر اچانک اسے اچھو لگا۔

اور وہ بری طرف کھانسنے لگا۔

وہ خاموشی سے اسے کھانستے دیکھتی رہی۔

"چلو اب بس بھی کرو سارے سال کے جرائم یہیں نکالنے ہیں کیا۔" وہ اکتا گئی۔

سمیر نے چور نظریں اٹھائی۔

"مجھے کیا معلوم بھابھی باہر گیا تھا۔" وہ معصومیت کا ریکارڈ توڑتا لیگ پیس منہ سے لگانے لگا۔  
"بھابی کے دیو راب سیدھے بتائے گا یادوں ایک۔" وہ اسکی نظروں کا کترانہ دیکھ چکی تھی اور کیا وہ زیرک  
نگاہیں رکھنے والی مسکان سے بچ سکتا تھا۔  
"بھابی مجھے سچ میں نہیں معلوم وہ باہر کام سے گیا تھا آپ دوسروں سے پوچھ لیں وہ بھی تو کمینے میرے ساتھ  
تھے۔" اسنے بوکھلا کر کہا۔

"اوہ گریٹ! جب وہ تمہارے ساتھ تھے تو جو انہیں معلوم ہو گا وہ تمہیں اور جو تمہیں وہ انہیں، اب شرافت  
سے سیدھا بتاتے ہو یا نکالو ان ساری خالی پلیٹس کے سوسورو پیے۔"

"کیا میسی جی اب ہم غریبوں شادی کے کھانے کے پینے دیں جبکہ معلوم ہے ہمارا گذار اس پر ہے، کیوں تاریخ  
رقم کر رہی ہیں۔"

"تیری تاریخ کی تو تو ایسے نہیں مانے گا سب کو حد سے زیادہ شریف ہونے کا بخار چڑھا ہے۔" وہ چب کر کہتی پلیٹ سے فورک اٹھا کر اسکی شہ رگ کے قریب لائی۔

"دیکھو اب بتا رہے ہو یا۔۔۔"

اس سے دو منٹ میں تمہارا کام تمام اور تیس سیکنڈ میں تمہارے اس ناکارہ دل کا۔" اسنے زور دیا شہ رگ پر وہ

جھرجھری لے اٹھا۔

"بھابی مینے سب کو اسے گھسیٹ کر گھر کے پیچھے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔" وہ بمشکل بولا اور پائوں سے بوٹ اتارے۔

"اگر وہاں ناملا تو پھر بتاتی ہوں تمہیں۔" وہ گھورتی ہوئی وہاں سے نکلی جبکہ آیت الکرسی پڑھتے سمیر نے اور زوردار بھرا ہوا نوالہ لیا اور جوتے اٹھا کر وہاں سے بھاگا۔

"آئے بڑے مجھے جوتے پلانے والے اب معلوم پڑے گا۔"

وہ ہونہہ کرتا رہ گیا جبکہ دوسری طرف بے بسی سے پڑے داد کی نظریں جب مسی پر پڑی تو وہ جی جان سے کھل اٹھا۔

"آہ بھائی کی جان اللہ کی رحمت نازل ہو گئی آہ میری بہن اپنے چھوٹے معصوم بھائی کو آزاد کروا۔" وہ چہک کر پھنسی آواز میں بولا مسکان ہنستی ہوئی اسے کھولنے لگی



تب ہی باہر پارکنگ ایریا میں سیاہ لینڈ کروزر رکی۔۔۔  
 اسکے پیچھے ہی اسکے آدمی کی گاڑی جو وہاں الرٹ ہو کر کھڑے ہو گئے۔  
 "کوئی مشکوک لگے آرڈر کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ سخت لہجے میں بولا  
 اسکے آدمی مودب سے سر ہلا گئے۔۔۔ "آپ بے فکر رہیں میڈم کی سیفٹی ہمیں اپنی زندگی سے عزیز ہے  
 سر۔"

وہ سر ہلا کر مسکرایا اور دوسری طرف آ کر دروازہ کھولا۔  
 ہلدی کلر جس پہ گلابی پھولوں جیسی کڑھائی کی گئی تھی بھاری پائوں کو چھوتے فراک میں نفیس سی ہیل پہنے لمبی  
 چوٹی میک اپ کے نام پر ہمیشہ کی طرح لبوں پر اسکے لمس کی رنگت لیے۔  
 شانوں پر دوپٹے پھیلائے چوٹی میں بندھے بال عالم نے ہاتھ بڑھا کر اسکا نازک سا ہاتھ تھاما اور اسے احتیاط سے  
 باہر نکال لایا۔

اسکے دوسرے ہاتھ میں سگار تھا جسکا دھواں حورالعین کی پہنچ سے دور تھا۔  
 عالم نے متبسم نظروں سے اسکے دکتے چہرے کو دیکھا اور اسکی نازک کمر میں بازو ڈالا۔

وہ اسکے قریب ہوتی جھینپ گئی۔ "ہم پہنچ گئے ناں؟"

"ہم!" اسنے ہنکاراہ بھرا اور قدم اٹھایا۔

حورالعین نے سہم کر قدم اٹھایا۔

"یہ بہت مشکل ہے میرے پائوں دکھ رہے ہیں۔"

"پھر تم نے ضد کیوں کی؟" وہ رک کر پریشانی سے اسے پاؤں دیکھنے لگا۔  
"ہاں تو مجھے کیا پتا یہ ایسے تکلیف دیتے ہیں۔" وہ شرمندگی سے آنکھیں میچ گئی۔

برقی قلموں کی روشنی پھولوں کی خوشبو لائٹوں کے جھومر۔۔

لان میں چھوٹی چھوٹی لائٹ سے سجے قد آور درخت۔۔۔



ماحول کافی سحر انگیز تھا۔

اور وہ اسکے ساتھ دونوں اطراف سجے لان کے بیچ سفید روش پر گھیریدار پیلے رنگ کے پاؤں کو چھوتے فراک  
میں، خوبصورتی سے دوپٹہ پنوں سے سر پر سجائے اپنی انگلیاں آپس میں الجھائے مضطرب ہو کر کھڑی تھی۔

اس سے بیچ میں نہیں چلا جا رہا تھا ڈر لگ رہا تھا اگر خاندان کے سب لوگوں کے بیچ وہ اس سہیلز میں گر گئی  
تو۔۔۔

سوچ کر ہی اسکی خوبصورت بڑی سی آنکھوں میں نمی گھل گئی۔

سامنے ہی وہ گرے فور پیس سوٹ میں خوبصورتی سے بھورے بال سجائے لبوں میں سگار دبائے اسکے سامنے  
کھڑا تھا کہ اس پاس سے گذرتے لوگ انہیں رک رک کر دیکھ رہے تھے۔

خاص کر سب کی نظریں سعیر عالم کی طرف اٹھ رہیں تھی جسکے سائیڈ چہرے کے نشان بھوری آنکھیں لمحہ  
مبہوت کر دیتی۔

اور اس پہاڑ جیسے وجود کے سامنے ایک خوبصورت پیلے فراک میں حور کھڑی ہو۔

"کون ہیں؟"

"یہ جمال کی بیٹی ہے اندھی جو۔۔۔۔۔ پاس سے گذرتی عورت حور کو غور سے دیکھتی اپنے ساتھ کھڑی

لڑکیوں کو بتانے لگی تھی پراسکے جملے مکمل ہونے سے پہلے ہی عالم نے کافی غصے سے گھوری ڈالی وہ ہڑبڑا آگے بڑھ گئیں۔

حور نے سن کر کافی مشکل سے تاثرات چھپائے کیونکہ وہ جانتی تھی عالم اسکے چہرے پردھک کے تاثرات دیکھے گا تو بہت غصہ ہوگا اور شاید اس سے بھی ناراض ہو جائے۔ جو وہ قطعی انورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

"اپنی پرابلم سر؟" انہیں رکتے دیکھ عالم کا ایک آدمی آگے بڑھ آیا اور بہت مودب سے پوچھا۔

"ہوں۔۔۔۔۔!" وہ سر ہلا گیا

پر کیسے گوارا کرے اسکی شہزادی کے سینڈلز کوئی اور لائے۔۔

اسے قطعی طور پسند نہیں تھا کہ کوئی اسکی چیز کو چھوئے کجا کہ اسکے سینڈلز لانا۔۔

"نہیں جائو تم۔۔۔!" ایک فیصلہ کرتے اسنے کہا وہ سر ہلاتا پیچھے ہٹ گیا۔

"کیا تم بالکل نہیں چل سکتی تکلیف ہو رہی ہے؟" اسکے گال پر ہاتھ رکھتے نرمی سے حور سے پوچھا وہ جھٹ سے سر ہلا گئی۔

"مجھے تکلیف تو ہو رہی ہے پر مجھے ڈر بھی لگ رہا ہے پاؤں چلتے وقت ایسے ایسے ٹیڑھے میڑھے ہو رہے ہیں۔۔۔" وہ اپنے ہاتھ کو دائیں بائیں گراتی بولی۔

"ہم!۔۔۔" وہ سمجھتا سر ہلا گیا۔

انگلیوں میں دبا سگار واپس منہ میں دیتے وہ بچوں کے بل روش پر اسکے قدموں میں بیٹھا۔۔۔

جہاں حور کی سانسیں اسکے یوں سب کے سامنے پاؤں میں بیٹھنے پر تھمی تھیں وہیں سب لوگ حیرت سے ششدر دیکھ رہے تھے۔

اس سے زیادہ حیرت زدہ تو بیسٹ کے آدمی تھے اسے یوں اتنے لوگوں کے بیچ بیوی کے قدموں میں بیٹھے دیکھ کر۔۔۔

"پاؤں تھوڑا اوپر اٹھائو۔" وہ بولا تو حور ہوش میں آئی اور احتجاج کرنے لگی تھی پر سعیر کے پاؤں پکڑنے پر فوری اسکے سر پر ہاتھ ٹکایا کرنے سے بچنے کیلئے۔

"س۔۔۔ سب دیکھ رہے ہوں گے۔" اسکے اپنے پاؤں سے kitten heels نکالتے محسوس کرتی منمنائی۔



کیا اب وہ ننگے پاؤں جائے گی اپنی بہن کی مایوں میں۔۔۔

"ان لوگوں کو کوئی کام نہیں۔۔!" ناگواریت سے کہتے اسنے پاس نظریں اٹھائیں۔  
وہ سٹیٹا کر حیرت زدہ وہاں جانے لگے۔

عالم نے آہستہ سے اسکی ہیلز کی ایرٹی کھینچ کر نکال دیں۔۔۔  
"اب پہن کر دیکھو۔" دونوں ایرٹی اپنی جیب میں رکھتے اسنے واپس اسکے پاؤں میں وہ بغیر ایرٹی والی ہیلز پہنائیں جو اب flats کی طرح بن گئی تھی۔

"ہاں اب ٹھیک ہے۔" وہ خوش ہوئی اپنی ایرٹیاں زمین پر دیکھ کر۔۔۔ "آئی لوو یو"  
اسنے انعام کی صورت میں سرگوشی میں کہا ساتھ ہی اسکی پلکیں لرز گئی۔

عالم نے متبسم نظریں اسکے کھلتے مسکراتے چہرے کو دیکھا سرگوشی پہ سر ہلاتے انعام قبول اور اسکی ہیلز کی اسٹرپس لگائیں۔

“You are adorable, I love you too”

وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی جیب سے رومال نکال کر ہاتھ صاف کرتے سگار منہ سے نکال کر دوسری طرف دھواں  
چھوڑا اور اپنا بازو واپس اسکی نازک کمر میں ڈالتے آگے بڑھ گئے۔۔۔

"آپنے کیا کہا تھا؟" حور الجھ کر پوچھنے لگی۔  
باقی کچھ نہیں پر انگلش ضرور وہ پکڑ لیتی تھی۔

"گھر چل کر بتائوں گا بھی فنکشن انجوائے کرو۔" وہ مان کر سر ہلا گئی۔

تب ہی کمال صاحب اور انکے ساتھ کھڑے لوگوں کی اسکی طرف نظریں اٹھیں۔۔۔  
پل کو تو ساکت رہ گئے اور دوسرے ہی پل ہوش میں آتے اسکی جانب لپکے۔۔۔

مہوش علی

وہیں برہان نے اسکی موجودگی پر نظریں پھیر لیں۔۔۔  
البتہ حور العین کی سرخ رنگت کو کچھ ٹھٹھک کر ضرور دیکھا تھا۔

یہ بیسٹ کا کون سا روپ تھا۔۔۔

وہاں موجود اسکے آدمی ششدر تھے۔۔۔

وہ کیسے اتنے لوگوں کے سامنے اتنے بڑے اسٹینڈرڈ اسٹیٹس والا شخص اس لڑکی کے پائوں میں جھک گیا۔

انہیں یاد تھا اگر کہیں دوسرے ممالک میں میٹنگ کیلئے گینگ اسے بلاتے تھے تو اسکا پہلا جواب انکار ہوتا تھا کہ  
وہ نا کسی کے پاس جاتا ہے نہ ہی کسی کام کیلئے جھکٹا ہے۔۔۔

پھر یہ کیا تھا۔۔۔؟؟

بیسٹ کوئی مزاق یا عام شخصیت نہیں تھی جو وہ آسانی سے قبول کر لیتے اس منظر کو۔۔۔  
وہ سب، یہ ایک خواب، اپنا وہم، سمجھنے لگے کیونکہ انہیں معلوم تھا بیسٹ نہیں جھکتا۔۔۔  
بلکہ جھکاتا ہے۔۔۔

"سر نے میڈم کے سینڈلز کی ایڑیاں اپنی جیب میں رکھ لی۔" بہت مشکل سے حلق سے برآمد ہوئے یہ  
الفاظ۔۔۔

"ہاں دیکھا۔۔۔!!" دوسروں نے سرگوشی سے جواب دیا اسکے حیرتزدہ بات پر۔۔۔۔۔  
"میں تمہارا شکریہ ادا کیسے کروں مسکان میری سگی بھابھی۔" داد نے اپنا کوٹ پہنتے کپڑے درست کرتے  
ممنون آبدیدہ ہوتے اسکے ہاتھوں کی پشت پر عقیدت سے بوسہ دیا  
وہ سٹیپٹا گئی۔۔۔۔۔

"اب چھوڑو ایکٹنگ زندہ بچ گئے ہو چلوں سم کیلئے دیر ہو رہی ہے۔" اپنا ہاتھ چھڑوا کر اسنے ٹوکا  
اس اپنائیت پر آنکھیں پونچھتا داد چونک گیا۔۔۔

"ہاں ہاں چلو یاد میری بونی جان انتظار میں خفانا ہو جائے۔" وہ ہڑبڑا کر کہتا اسے پیچھے چھوڑ کر لمبے ڈگ بھرتا  
نکلا۔۔۔

"آہ آلف۔۔۔! مسکان ساڑھی کے آگے گھیرے سے الجھ کر گرنے والی تھی تبھی بے ساختہ اسے پکارا۔۔

"آجائو یادیر ہو رہی ہے۔" وہ عجلت میں کہتا وہاں سے غائب ہو گیا  
مسکان ہو نقوں کی طرح اسے نظروں سے غائب ہوتے دیکھتی رہ گئی۔  
ابھی ہی تو اتنی دعائیں محبت بہن بھائی بھابھی ماں دیور آپکا بیٹا ہو رہا تھا

اور ابھی ہی وہ گرنے والی تھی پکارا تو حوصلہ بڑھا کر چلا گیا۔

"یہ سچ میں معصوم ہے یا معصوم بننے کی کوشش کر رہا ہے۔"  
وہ بمشکل اپنی ساڑھی کو ٹھیک کرتی وہاں سے نکلی۔۔۔

لان میں آکر اسے جھٹکا لگا وہیں داد بھی حیرت سے ششدر تھا عالم کو حورا لعین سمیت کھڑا دیکھ کر۔۔۔  
وہ جیسے کھل اٹھا۔۔۔  
اور آگے بڑھ کر عالم سے بغلیں ہوا۔

"مجھے بہت خوشی ہوئی آپ دونوں آئے۔" وہ حورا لعین سے ملتا عالم سے خوشی سے بولا  
اسنے سمجھتے سر ہلایا اور ایک غصیلی نظر وہاں شرارت سے مسکراتی مسکان پر ڈالی

"بہت بہت شکریہ آنے کیلئے۔" کمال صاحب ایک بار پھر بولے۔



"آؤ حور تمہیں نور کے پاس لے جائوں۔" عالم سے اجازت لیتے ہوئے وہ حور کا ہاتھ پکڑے وہاں سے جانے لگا۔

"مسنی کہاں ہے داد؟" وہ اسکے ملنے کے انتظار میں تھی۔۔۔  
"وہ آجائے گی تم آؤ۔" اسے لیکر وہ اسٹیج پر جھولے کے پاس آیا۔۔۔

"نور۔۔۔!" داد کے رکنے پر وہ سمجھ گئی کہ اپنی بہن کے پاس ہے وہیں دوسری طرف نور سکتے میں سر اٹھائے حور کے آجانے پر بیٹھی تھی۔

"ملو گی نہیں مجھ سے؟؟"  
تمہاری شادی ہو رہی ہے ناں جیسے مما کہتی تھی کہ وہ تمہاری شادی ایسے دھوم دھام سے کرائیں گی۔ تم خوش ہو نور؟  
مما پاپا بہت خوش ہوں گے ہے ناں؟" وہ کہنے کے ساتھ ہی ضبط کا دامن چھوڑ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔۔

جہاں داد اسے یوں رونے پر بوکھلایا تھا وہیں نور روتی ہوئی اٹھ کر اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔  
"حور العین۔۔۔!" وہ اسکے نقوش پر بو سے دیتی اسکے سینے سے لگ کر دونوں رونے لگی۔

"مما پاپا نے تو کہا تھا کہ وہ ہماری شادی کسی شہزادوں سے کرائیں گے۔۔۔  
ہمارے لئے کوئی شہزادے آئیں گے اور ہم دونوں کو ساتھ لے جائیں گے۔۔۔" وہ روتی ہوئی بڑبڑائی

حور نے بمشکل سے اسکے وجود کو سنبھالا۔۔۔

"روتے نہیں پاگل ہمارا داد کسی شہزادے سے کم ہے کیا۔۔۔  
وہ تمہیں بہت چاہے گا۔" حور مسکراتی اسکی پیٹھ سہلا کر بولی نور محض سر ہلا گئی

"اب کیا میرے بچے کو رلا کر برا حال کرو گی۔" مسکان وہاں آتی دونوں کو سنبھالنے لگی۔۔۔

"مسنی۔۔۔!" حور چہکی اس سے لپٹ گئی۔۔۔  
مسکان نے نور کو بھی اپنے ساتھ کھینچ لیا۔

"مما میں؟" فیری اپنا بھاری جالیدار فراک سنبھالتی منہ بسورے بولی۔۔۔  
"یہ تمہارا چھوٹا بیٹا ہے ناں۔" وہ ہنستی پوچھنے لگی مسکان نے بھی ہنستے ہاں کہا

اور حور نے فیری کیلئے محبت سے ہانپیں واکی۔۔

فیری کے تو جیسے بھاگ کھل گئے وہ اس حور جیسی لڑکی اور اپنے کرش بیسٹ کی بیوی کی ہانپیں دیکھ کر یاہو و  
کرتی ان میں سما گئی۔

"فیری آہستہ۔۔۔!" داد نے نرمی سے ٹوکا حور العین کی حالت کو نظر میں رکھتے۔

"کوئی نہیں دادیہ بہت پیاری ہے۔" وہ ہنس کر فیری کے چہرے پر انگلیاں پھیرتی اسکے گال پر کس کرنے لگی۔۔۔

اسٹیج کے نیچے کچھ دیر پہلے جب بہنوں کے پیار پر آبدیدہ تھے اب مسکرا رہے تھے۔

"بہت خوبصورت ہے ناں کتنی حسین ہے ماشاء اللہ اللہ فرصت سے بنایا ہو گا اسے۔" حوریہ کہے بنا نہیں رہ سکی اسیہ بیگم پھکی مسکراہٹ سے ہنس دیں۔

"ہاں حسین تو ہے اللہ نظر بد سے بچائے دیکھو سب کی نظریں ٹکی ہیں اس پر نظر نا لگ جائے نیچی کو۔ کتنی معصوم ہے۔" عالیہ بیگم نے بھی ستائش فکر مندی سے حامی بھری۔

"مجھے تو وہ چھوٹی سی گڑیا جیسی نور پسند ہے کتنی کیوٹ ہے دل کرتا کاٹ لوں اسکے گالوں پر۔" مشال نے جھٹ سے اپنے دل کی خواہش ظاہر کی حوریہ نے اپنی آپ کو دیکھا۔

"باہا ہاتم کیوں ایسے دیکھ رہی ہو یار دونوں ہی ایک سے بڑھ کر ہیں۔۔۔ بڑی تو بڑی چھوٹی بھی دھماکہ ہے۔" اسنے آنکھ ماری۔۔

"اللہ اللہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں دراب بھائی کو بتائوں گی۔" وہ فوراً بولی "نوشی آپ کی آپ بتائیں کون سی پیاری ہے حوریہ یا نور؟"

نوشین نے مسکان کے پاس ہنستی جھپنی حور کو دیکھا اور پھر نچلا لب دانتوں میں دبائے داد کی موجودگی میں گھبرائی بوکھلائی نور کو۔

"سچ کہوں تو دونوں بے مثال ہیں بلکہ تینوں وہ جو انکے پاس بلیک ساڑھی میں برہان بھائی کی بیوی کھڑی ہے ناں وہ بھی بہت خوبصورت ہے۔"

سب نے نظریں اسٹیج کی جانب اٹھائیں جہاں مسکان کے حصار میں حور کھڑی تھی جبکہ فیری نور اور اپنی ماما ہاتھ تھامے ہوئی اور اس انتہائی خوبصورت لمحوں کو داد اپنی موبائل میں قید کر رہا تھا۔

"بابا بابا آپ کمال آپ کی چوائس کمال سنا ہے اسکے بارے میں؟"

ایسا بولتی یے ناں بھی دوبارہ سامنے کھڑی نہیں رہ پائیں گی اور مینے تورشیدہ آنٹی سے سنا تھا وہ گئیں تھی برہان بھائی کے نکاح پر کہ اتنے مزے کیے دلہن نے شرائط پانچ چھ دفع نکاح پڑھوانا پھر بیوٹیشن کو بیڈ کے نیچے چھپا کر خود پینٹ شرٹ میں نکاح پڑھوانا بابا ہانو کھی لڑکی ہے پھر بولتی بھی ہے میرے کو تمہارے کو۔۔۔" بہت مشکل سے ہنسی کنٹرول کیے بعد بھی مشال ہنستی نوشین حور یہ اور عالیہ بیگم کو مسکان کے بارے میں بتا رہیں تھی۔

وہ حیران ہوئیں۔۔۔۔

"ہاں تو کیا ہوا اسکی اپنی شخصیت ہے۔" نوشین فوراً بولی۔۔



لان میں موجود ہر عورت ولڑکی کے منہ پر حورالعین کی کھسر پھسر شروع ہو گئی تھی۔

وہیں وہ انجان اب اپنی بہن کو جھولے میں داد کے ساتھ بیٹھانے لگی۔۔۔

"تم ناراض تو نہیں ہونا؟" سب سے نظریں بچا کر اسکے دوپٹے کے اندر اسکے ہاتھ کو پکڑے وہ بولا

نور گھبرا گئی۔۔۔"بی۔۔۔" یہ کیا کر رہے ہو داد سب دیکھ رہے ہیں۔" وہ کچھ فاصلے پر کھڑی مسکان اور حور کو دیکھتی اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی

پر داد نے الٹا مسکراتے اسکی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا دیں اور اپنی چوڑی ہتھیلی اسکی چھوٹی گلابی ہتھیلی سے ملاتے پشت کو انگوٹھے سے سہلایا کہ اسکی سانسیں اکھڑ گئیں

چہرہ ہلک کر جیسے لہو ٹپکانے لگا۔ اسنے مزاحمت چھوڑ دی۔

"ناراض ہو؟" گھمبیر لہجے میں سرگوشی سے پوچھنے لگا۔

جبکہ اب انگلیوں کو آزاد کر کے اسکے بے جان ہاتھ کی نبض سہلائی۔

نور حلق تر کرتی اسکے لمس پر سر جھکائے آنکھیں میچے بیٹھی تھی۔۔۔

اور تب مزید سمٹ گئی جب دوپٹے کے اندر اسکا بازو اسکی کمر کے گرد لپٹ گیا۔

"تمہیں اندازہ ہے تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو بونی۔" وہ مدھم آواز میں بولا۔۔۔

پروہ کہا جواب دینے والی تھی مزاحمت کرنا بھی چاہتی تھی پروہ کچھ نہیں کر پائی۔

"پلیز داد۔۔۔ اس کے لمس پروہ کسمائی۔۔۔۔"

"ناراض ہو بونی؟" اسے کچھ مزید اپنی طرف کھسکاتے ہوئے بولا۔

نور سانس روک کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"ناراض ہونے کیلئے وجہ چاہیے پر میرے پاس تو وہ بھی نہیں بلکہ شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں میرے دل کے قریب وجود کو یہاں لانے کیلئے۔" تنگ آ کر دبی آواز میں بولی

مہوش علی

داد چونکا اور پھر ہنستی ہوئی حور کو دیکھ کر خود بھی مسکرا دیا۔

"اوہ واہ شکریہ میری بونی۔" وہ خوش ہوا تھا اور آہستہ سے ہاتھ اسکی کمر میں نکالا

نور نے گہرا سانس بھر کر فاصلہ قائم کرنا چاہا کہ اسی وقت پھر سے آہنی بازو حائل ہو گیا۔

"نہیں کر رہی۔" تھک کر وہ بے بسی سے بولی وہ ہنسا دلآویزی سے۔۔۔

مرد حضرات سب ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئے تھے جہاں عالم کے سامنے برہان بھی اپنے خوب رو شخصیت کے ساتھ بلیک تھری پیس سوٹ میں بیٹھا تھا۔

عالم کی ساری توجہ عین کی طرف تھی جبکہ کان میں لگے آلے سے وہ اسکی ساری باتیں مسکراہٹیں سن رہا تھا۔

وہیں برہان اسکے چہرے پر موجود سرخ سپید رنگت پر اس نیلے نشان کو دیکھ رہا تھا جیسے کسی نے کاٹا ہوا سے۔۔۔

اور کلائی پر بھی تو تھی سرخ جلی ہوئی اسکن۔۔۔۔  
جیسے اس ٹکڑے کو آگ لگا کر جلا یا ہو۔۔

وہ پوری طرح اسکی ذات کی پہلی میں الجھا ہوا تھا۔۔۔

رسم کا آغاز ہو چکا تھا۔۔۔

پیلے سرخ پھولوں سے سجے جھولے میں بیٹھے داد نور کو باری باری سب ہلدی لگانے لگے۔

حور مسکان کے ساتھ آکر نور کو لگانے لگی۔

جہاں حور کی آنکھیں نم تھی خوشی سے وہیں نور کی جگمگانے لگی۔

"حور کل پر سوں آنو گی ناں؟ نور نے امید سے پوچھا

وہ ہنسی۔ "ضرور میری جان تمہاری شادی ہے اور حور نا آئے۔" اسکے گالوں پر ہلدی لگاتے وہ بولی

مسکان نے نور کو تو سہی لگائی پر داد کے پاس آتی وہ ہاتھ پورا بڑھ کر اسکے منہ پر مل چکی تھی۔

داد کا ہلدی سے بھرا منہ دیکھ کر فضا میں بھرپور قہقہے گونج اٹھے۔

اور یہ قہقہے کسی اور کے نہیں اسکے دوستوں کے تھے جو کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے۔

"او ظالموں ہماری باری کب آئے گی۔۔۔؟" انہوں نے ہانک لگائی وہاں سب ہنس پڑے۔۔۔۔

"آ جاؤ پھر بتانا ہوں اب میں اکیلا نہیں ہوں۔" اسنے مسکان کی سمیت دیکھ کر ان پر جتایا۔

"سوری پر میں آج کوئی جھگڑا کرنے کے موڈ میں نہیں۔" مسکان نے فوراً ہری جھنڈی دیکھائی۔۔

وہ ساکت رہ گیا۔۔۔۔ "مم۔۔۔ مس۔۔۔ مسکان۔"

پر وہ اگنور کرتی حور فیری کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکلی۔۔۔

داد کی حالت کا ٹو بدن میں لہونا ہو جیسی ہو گئی۔۔۔

وہیں ذیشان فہد والوں نے قہقہہ لگایا تھا۔

شور شرابا عروج پر پہنچ گیا۔۔

تقریب پورے زور شور سے چل رہی تھی یہاں داد کا منہ سمیت پورا وجود ہلدی تھا اور زوردار چیخیں دہائیاں

مار رہا تھا۔۔۔



"اتنا خوبصورت ہے کہ دیکھتے پلکیں ناچھپکا پائے ہاں کچھ ڈر لگتا ہے پر۔" اسے جس ٹیبل پر فیری کے ساتھ مسکان بیٹھا کر گئی تھی پاس ہی آواز آئی۔

"اچھا۔۔۔!" دوسری کی حیرت بھری آواز آئی۔

"ہاں آیا ہے بیٹھا ہے اندر دیکھنا ابھی اس کے پاس آئے گا نالینے پھر۔۔۔ اس لڑکی کو جیسے اب معلوم ہوا

ہو۔۔۔۔۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"ویسے بیوی کم نہیں ہے اتنی حسین اللہ قسمت والے کو دیتا ہے۔" یہ تیسری کی آواز تھی۔

حور ٹیبل پر سر ٹکائے خاموشی سے سننے لگی۔

"حسن کا کیا کرے بندہ جب وہ کسی کام کا نہیں۔۔۔۔۔" یہ کوئی عورت تھی جو کہتی معنی خیزی سے ہنسی تھی

"کیا مطلب۔۔۔؟" دوسری الجھ گئیں

"مطلب کیا بھئی! حسن کو گھوٹ کر پیے گا وہ۔۔۔

سنا تھا یہ منحوس تھی۔۔۔

اپنے یار کے ساتھ ملکر ماں باپ کو مروایا تھا پھر اسکے ساتھ بھاگ گئی اور کئی سال غائب رہی یہاں انہوں نے پورا پاکستان ایک کر لیا۔

پراسکے یار نے تو پتا نہیں کون سے کونے میں چھپایا تھا اسے کہ مل نہیں پائی۔  
اور پھر سالوں بعد ہاتھ آئی ایک ہسپتال میں لاوارث پڑی ملی برہان کو،  
تب تھوڑی نا اتنی حسین تھی ہڈیاں رہ گئی تھی جسم میں۔

سنا تھا اس یار نے اپنا مطلب نکال کر دوسرے آدمیوں کے حوالے کر دیا تھا پھر انہوں نے اسے بے دردی سے  
کاٹ شٹ کر بالکل مردہ بنا کر راستے پر پھینک دیا۔۔۔۔۔

پھر۔۔۔۔۔؟؟ انہیں تجسس ہوا

حور آنکھیں میچی درد سے سن رہی تھی اس انجان داستان کو  
کیا کوئی اسکے درد غم کا اندازہ لگا سکتا تھا  
اس وقت وہ منحوس ہے اسنے اپنے ماں باپ کو مروایا۔۔  
مہینو بعد اسکے دماغ میں وہیں چینیں زہر گھلنے لگا

سارے وجود پر جیسے چیونٹیاں چھنے لگی تھی اسکے زخموں سے بہتا خون چوستی  
اور کوئی مہربان ہاتھ انہیں نوچ کر دور پھینک رہا تھا۔۔۔

"آپی کیا ہوا؟" فیری پریشان اسکے منہ سے نکلتی ٹیبل پر سفید جاگ اور آنکھوں سے بہتے روانی سے آنسوؤں  
دیکھ کر گھبرا گئی۔

اور حورالعین کی بوجھل ہوتی پلکیں دیکھتی خوفزدہ ہو گئی۔

جبکہ وہ تو خود کو اسی جہنم میں محسوس کر رہی تھی۔۔۔

کوئی اسے منہ کے بل زمین پر لیٹائے اسکی پیٹھ پر خنجر کی نوک سے اسکی سفید اسکن کو کاٹنے لگا تھا۔۔۔

"ع۔۔۔ عالم۔۔۔!!!" وہ اپنے ہاتھ پاؤں سن محسوس کرتی بڑبڑائی۔

اسے یاد تھا روز کی طرح آج اسنے دوائی کھائی نہیں تھی بلکہ زبان کے نیچے چھپا کر پھر آہستہ سے تھوک دی تھی

صرف عالم کو دیکھانے کیلئے کہ اب وہ ٹھیک ہے بالکل۔۔۔

"عین۔۔۔!!!"

دوسری طرف ڈرائنگ روم میں بیٹھا عالم عورتوں کی باتیں شور گلاسوں کی آوازوں قہقہوں کے بیچ کچھ کچھ سنتا جھٹکے سے بڑبڑا کر اٹھا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں جیسے لہو اتر آیا تھا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سب کو وہاں حیران چھوڑ کر بھاگا تھا۔

"کیا ہوا یہ اچانک کیوں چلا گیا؟" کمال صاحب بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔۔۔

"چلو دیکھتے ہیں۔۔۔!!" وہاں سب انکے پیچھے لپکے۔۔۔

"مما پاپا وہاں آپی کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے؟" فیری روتی ہوئی بھاگتی مسکان کے پاس آئی جو نور کو روم میں چھوڑ آ کر اب آسیہ بیگم کی ہدایات سن رہی تھی۔

مر تو نہیں گئی ہوگی نا پھر کیوں میرے بیٹے کی خوشیوں کو خراب کر رہے ہیں۔ "انکی ناگوار بڑبڑاہٹ گونجی اور جھک کر تھال واپس سمیٹنے لگی تھی۔

"عین؟ شہزادی!!" وہ اس کے پاس پہنچتا اسکا وجود ایک دم بانہوں میں بھر کر سینے سے لگا گیا

"حورا لعین!!" مسکان برہان داد بھاگتے اسکے پاس پہنچے

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" مسکان نے ہمت کرتے پوچھا۔

"یہاں آؤ تم!" بیہوش عین کی پیٹھ سہلاتے اسنے مسکان کو پاس بلایا



برہان چونکا

"کیا کہنا ہے مجھ سے کہو!" اس نے مسکان کا بازو پکڑ کر خود کو آگے کیا۔

اس سے کوئی بعید نہیں تھی وہ اسکی بیوی کو مار رکھتا

سعیر نے قہر بھری نظروں سے مسکان کو دیکھا

دادا اسکے ر کے قدم دیکھ کر دانت پیس گیا۔

"بولو۔۔۔!" وہ برہان کا بازو جھٹک کر اسکے سامنے آگئی۔

تبھی سعیر نے بغیر فیری کو سینے سے لگائے کھڑے برہان کے شاگڈ سرخ چہرے کو دیکھے دوسری طرف

تھر تھر کانپتی تین لڑکیوں اور ایک عورت کو دیکھا۔

وہاں سب جمع ہو گئے تھے ہر کوئی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا جو بگڑا پھرا کھڑا تھا۔

"سزا دوا نہیں ان کے دماغ کے حساب سے۔۔۔"

اسکے دماغ میں بھرے سٹوریز کے اسٹاک کو نکالو باہر۔۔

اور بھیج دوا نہیں لاک اپ میں انہوں نے سعیر عالم کی بیوی کی جان لینے کی کوشش کی ہے۔ "سردخو نثار لہجے

میں کہتا وہ وہاں سے نکلا۔۔

اسکے پیچھے گارڈز بھاگتے گئے۔

اس فیصلے کو سنتے سارے ماحول پر سکتا چھایا تھا جبکہ خونخوار نظروں سے مسکان بپھری ان چاروں کو دیکھ رہی تھی۔

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔" برہان اس کے بچہ آیا

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے ایس پی تم بچہ میں نہیں آؤ گے انہوں نے میرے بچے کی جان لینے کو شش کی ہے میں انہیں جان سے مار دوں گی۔" وہ غرائی

اور جھٹکے سے اپنے وجود میں چھپا پسٹل نکال کر سب کو وحشتزدہ چھوڑتی ان تینوں لڑکیوں اور عورت کو باہر چلنے کا اشارہ دیا۔

"اگر تم انہیں لیکر گئی تو پھر یہاں نہیں آؤ گی! میں تم پر کیس کرونگا اگر تم نے انہیں کچھ کیا تو۔" برہان سرد لہجے میں بولا

کچھ پل تو مسکان سن رہ گئی اسکی بات سن کر۔۔۔

اور دوسرے ہی لمحے دھاڑی

"چلو ورنہ یہیں ساری گولیاں کھوپڑی میں ڈال دوں گی۔" اسکی غراہٹ سب کے کان سن کر گئی

یہ ایک ہنسی کھلکھلاہٹ سے وہاں وحشت پھیل گئی اور وہ گھسیٹ کر ان چاروں کو گن پوائنٹ پر لے گئی۔

مثال نوشی عالیہ بیگم حوریہ سب انگشت بدنداں تھیں  
آسیہ بیگم خود سکتے میں پیچھے کھڑی یہ سب دیکھتی رہیں۔۔۔۔  
سب کے منہ سے جیسے زبان نکل گئی ہو فیری انجان سہمی برہان کی گردن میں منہ چھپائے ہوئی تھی۔

داد سر جھٹکا عالیہ بیگم والوں کی جانب متوجہ ہوا۔  
"معذرت آنٹی آپ کو سب کو یہ فیس کرنا پڑا۔"  
اسکی بات پر وہ کیا کہتی خاموش تھیں

انکے سامنے ابھی روتی بلکتی عورتوں کو وہ لڑکی لیکر گئی تھی کیا کہہ سکتی تھی وہ۔۔۔

"چلیں۔۔!" دراب سفیان نے ان سے کہا۔ تو وہ فوراً ہر اسان سر ہلا کر انکے پیچھے ہوئیں گاڑیوں کی طرف  
یہاں تک آسیہ بیگم سے ملنا بھی یاد نہیں رہا۔۔۔

اس لڑکی منہ سے بہتی سفید جاگ انکی آنکھوں کے سامنے تھی جیسے اسنے زہر کھالیا ہو۔

یا کسی سانپ نے دنگ مار لیا ہو۔۔۔۔

ویسی ہی تو پیلی پڑ رہی تھی وہ۔۔۔

"میں نے کہا تھا نا نظر لگ جائے گی بچی کو سب گھور کر دیکھ رہیں تھی۔" عالیہ بیگم نے آیت الکرسی پڑھتے کہا۔

"نہیں ماما وہاں بہت کچھ کہہ رہے تھے اسکے بارے میں کہ کسی۔۔۔"

"ایسا کچھ نہیں وہ بس کڈنیپ ہو گئی تھی۔۔" سفیان نے بات کاٹ کر کہا حوریہ لب بھیج گئی۔

"چہ چہ اللہ حفاظت فرمائے اسکی کتنی حسین لگ رہی تھی مسکراتی ہنستی دو منٹ میں کیا حال بنا دیا بچی کا۔۔۔"

اور وہ لڑکی تو کتنی خطرناک تھی برہان بھائی کی نہیں سنی گھسیٹ کر لے گئی انہیں۔۔۔

اب کیا ہوگا؟" مشال پریشان مضطرب سی بولی۔

"کچھ نہیں اللہ سے دعا کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" دراب نے نرمی سے کہا سب سر ہلا گئیں۔۔۔

مہمان چہ میگوئیاں کرتے آہستہ سے رخصت ہونے لگے برہان فیری کو اپنے روم میں سلا کر مسکان کے پیچھے جانے والا تھا

جبکہ دادا نکلے گھر میں جاتے ہی منہ دھو کر وہاں سے گاڑی نکال کر بھاگا

یہ سب اسکی وجہ سے ہوا تھا اگر وہ مسی کو نابینا عالم کے اجازت نادینے کی بات تو آج یہ کچھ نہیں ہوتا

جانتا بھی تھا کہ اسکا علاج چل رہا تھا اسے خطرناک زہر دیا گیا تھا مارنے کیلئے جو اسکے دماغ تک اثر کر چکا تھا آدھے جسم پر پھیل چکا تھا پھر کیسے وہ سب کچھ جان کر اتنی بڑی غلطی کر سکتا ہے۔



"آپ جائیں سو جائیں سہی جی عالم کو آنے میں دیر ہو جائے گی۔۔!" وہ اپنے لئے کافی کا کپ اور اسکے لئے چائے بنائے ٹرے میں لیکر لائونج میں آیا۔۔

سہی نے پہلے اسے پھر ٹیبل پر رکھے چائے کے کپ کو دیکھا۔  
"پھر یہ کیوں لائے ہو؟" اسنے تیکھے چتون سے پوچھا

عرب مسکرایا اور اسکے چہرے کو دیکھا۔

"معاملہ سارا یہ ہے کہ میں کہوں گا آپ جائیں آرام کریں۔۔۔  
پھر آپ ہیروئن کی طرح کہیں گی نہیں ان کے آنے تک میں تم سے بات کر لیتی ہوں۔۔  
تب آپ مجھ سے میرا تعارف پوچھیں گی اور میں الشریف بندہ اپنی پوری الشرافت والی زندگی آپکے سامنے  
کھول کر رکھ دوں گا۔۔

پہلے آپکو مجھ پر الترس آئے گا کہ بغیر ماں باپ کے بچے کا یہ حال ہے اسکے بعد الرحم۔۔

پھر دن گذریں گے آپکو مجھ سے الاپنائیت کا احساس ہوگا۔

میرے نظروں کے سامنے ناہونے پر آپ الفکر مندی ہو جائی گی

الروح میں ولے چینی سی ہونے لگے گی

آپ یونہی مجھے السوچتے میرے لئے ہر روز کچھ بنا کر رکھیں گی۔۔

پھر آپکو فیل ہوگا میرا یعنی مابدولت کا آپکی المبارک ولزندگی میں ہونا کتنا ضروری ہے۔

اسکے بعد العارب و لعاری سے سہی جی آپکو محبت ہو جائی گی اور جب یہ راز کھلے گا تو آپ النار ارض ہوں گی خود سے، اسکے بعد پیپی شروعات۔۔۔" متبسم نظروں سے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھتا ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ایک بازو صوفے کی پشت پر ٹکائے دوسرے ہاتھ میں بلیک کافی کا کپ پکڑے وہ چھوٹی چسکیاں لینے لگا تھا۔۔۔

"اور یہ سب خالی دماغ پیٹ سے نہیں ہو گا صرف بندہ ہی خرچ ہو گا اسلئے لچکیاں بھریں اور آپکے سامنے

موجود الشریف بندے کا تعارف پوچھنا شروع کریں۔"

سہی نے اس ساری بکواس پر دونوں ہاتھوں میں سر گرا لیا۔۔۔

عارب جو ریلیکس بیٹھا شیر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اسکے ہاتھوں میں سر دیکھ کر ہڑبڑا گیا۔

فور اسیڈھا ہوا "کیا ہوا سہی جی آپکے سر میں درد ہے؟" اسنے کپ ٹیبل پر رکھا اور اٹھ کر اسکے پاس آنا چاہا کہ سہی نے ہاتھ اٹھا کر اسے وہیں بیٹھنے کا اشارہ دیا۔

وہ سر ہلاتا بیٹھ گیا اور پریشان مضطرب ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"کون نامر جائے اس معصومیت پر۔۔۔!!" وہ تڑخ کر طنزیہ بولی

"نہیں نہیں پلیز آپ نامریں مینے بڑی پلاننگ کی ہیں فیوچر کی سہی جی۔" وہ بچل اٹھا سہی کا دل کیا سامنے رکھا

کپ کر سٹل واس اس دماغ سے عاری انسان کے سر پر مار دے۔۔۔

"مار دیں سوچیں مت سہی جی میں محبت کی شروعات سمجھ کر قبول کر لوں گا۔" اسنے فور اگہا سہی گہبرا گئی بھلا

اس لڑکے کو کیسے معلوم وہ کیا سوچ رہی ہے۔۔۔۔

پر سامنے اسکی اپنے چہرے پر شہد رنگ سکڑی نظریں دیکھ کر وہ پل کو گھبرا گئی۔۔۔  
بے ساختہ ہی پہلو بدلا۔۔۔

ایک تو اسکا "جی" انسان کو زچ کر دیتا تھا سہمی بہن بھی تو کہہ سکتا تھا یا آپی۔۔۔

وہ اسے دیکھنے سے گریز کرتی سوچنے لگی۔

دوسرے ہی لمحے وہ "استغفر اللہ" بولا سہمی سچ میں بوکھلا گئی۔

کچھ پل خاموشی سے اسکے چسکیوں کی آواز پر گزر گئے۔۔۔

"تمہیں عربی آتی ہے؟" وہ تنگ آ کر بولی

عرب دلکشی سے مسکرایا

"تعارف کی سیڑھی نمبر ون۔۔۔" اسکے دل میں گد گدی ہونے لگی

"جی الحمد للہ!"

صرف لکھ نہیں پاتا، ناہی لکھا ہوا پڑھ پاتا ہوں، اور ناہی اسے سمجھ پاتا ہوں باقی بول اچھی لیتا ہوں۔ "وہ مسکرا کر سچائی سے بولا اور پھر اسکے تاثرات جانچنے کیلئے لبوں سے کپ لگا کر آنکھیں سکڑ لیں۔۔۔

"نا لکھ پاتے ہو!"

ناہی لکھا پڑھ پاتے ہو!

بلکہ سمجھ بھی نہیں پاتے!  
تو بول کیسے لیتے ہو؟" وہ ششدر بولی

وہ ہلکہ سا ہنسا جس پر جیسے اسکی شہر رنگ آنکھیں مسکرائی سہی الجھن سے اسکے چہرے پر نظریں نہیں ڈال پارہی تھی

وہ اس سے اس قدر بڑھی ہونے کے باوجود بھی نروس ہو رہی تھی  
اور یہ سارا قصور اسکی سکڑی روح کو جانچتی نظروں سے الجھتی شریر شہر رنگ نظروں تھا۔۔۔

"اس میں کون سی بڑی بات ہے سہی جی آپ نے اپنے اس الشریف و لعاری کو سمجھا ہی نہیں ہے  
چلیں ایک لفظ بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔

أنت ما كنت أبحت عنه  
رائحة أنفاسك أنت عطشي

(مجھے جس کی تھی، وہ تلاش ہو تم  
خوشبو تیری سانسوں کی، میری پیاس ہو تم)"

"مطلب؟؟" سہی نے لب دبا کر غصے سرخ اناری چہرے سے پوچھا



وہ بہت نہیں تو تھوڑا کچھ سمجھ لیتی تھی عربی کو اور پھر اس میں لکھے صاف واضح بد تمیز جملہ وہ کیسے نہیں جان پاتی۔۔۔

"سمی جی مطلب میں کیسے بتائوں مینے آپکو پہلے ہی بتایا کہ مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی۔" وہ معصومیت سے بولا  
ورنہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ سمجھ جائے گی

"آج تو ڈبل تہجد پڑھنے پڑیں گے جھوٹ جو اتنا بول لیا ہے۔" وہ خود ہی سوچ کر شر مندہ ہو گیا۔

سمی جیسے اسے گھورتی سمجھ گئی وہ سچ میں اس سے انجان تھا۔  
اسنے گہرا سانس بھرا

"ایسے نہیں بولتے، کس نے بتایا تمہیں یہ؟" اب وہ عتراض اٹھانے لگی  
پھول عارب کے دل پر برس پڑے

"وہ سمی جی میرے دوست نے آپکو تو معلوم ہے مجھے سمجھ نہیں آتی تو اسنے بتایا اور مینے آپکو سنا دیا۔  
کیا غلط بات تھی؟" وہ معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا سمی گھبرا گئی

"نن۔۔۔ نہیں مطلب اچھا تھا۔۔۔ ہاں سہی تھا غلط نہیں تھا بس تم آئندہ ایسا کچھ نہیں بولو گے وہ بھی میرے  
سامنے سمجھ گئے۔۔۔؟" وہ اسکے اچانک آنکھوں میں دیکھنے پر اپنی بوکھلاہٹ چھپائے صرف اسکی غلط سوچ کو  
جھٹکنے کیلئے وہ صحیح کہہ گئی تھی۔۔۔

ورنہ وہ جان بوجھ کر اس سے یہ بولتا تو وہ اسکا قیمہ بنوادیتی عالم کے ہاتھوں

"اچھا پھر تو مجھے بہت پسند ہے یہ

اُنت ماکنت اُبَحْث عنہ

راحۃ اُنْفا سَک اُنت عطشی

کتنا پیارا۔۔۔۔۔ (اظہار) لفظ ہے۔ "وہ خالی کپ رکھتا اب سیدھا ہو کر بیٹھا تھا سہمی مزید گھبرا گئی۔

اسکا دل کیا بتا دے کہ لفظ نہیں الفاظ ہیں وہ بھی ناقابل قبول۔۔۔

پر وہ اس دماغ سے عاری انسان کو کیا سمجھاتی جو بغیر معنی مطلب جانے ایسے بول گیا تھا۔۔۔

اسکے تو سوچ کر ہی پسینے چھوٹ گئے۔۔۔

"اچھا اور آپکو کون کون سے لینگو تِج آتی ہے سہمی جی؟"

"ہاں؟؟؟" وہ جو اپنی سوچوں میں تھی چونک کر دیکھا۔

"اور کون کون سے زبانیں آتیں ہیں آپکو سہمی جی؟" وہ پھر سے دہرانے لگا اپنا سوال

اور سہمی اسکے جی میں جذبات ڈالنے پر پیچ و تاب کھاتی رہ گئی

"کوئی نہیں صرف اردو انگلش اور تھوڑی سی عربی آتی ہے۔" اسنے سرسری سا جواب دیا اور چائے کے کپ کو

اٹھایا پر وہ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔۔

"لائیں میں گرم کر کے لائوں۔" عارب نے اسکے جواب سن کر شکر کیا اور اس سے کپ لینا چاہا تو سہمی نے انکار کر دیا۔۔۔

"میرا پنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا یہ تو بس ایسے ہی سامنے رکھی تھی رزق ہے تو۔۔۔" اسنے وضاحت دی

"ہاں تو رزق کو واپس ایسے چھوڑ دینا بھی تو گناہ ہے جب وہ آپکے حصے کا ہو اور آپ ایسے ناکھائیں تو اچھا نہیں لگتا آپ لائیں میں گرم کر کے آتا ہوں۔" اسنے کہنے کے ساتھ اسکے ہاتھ سے کپ لے لیا۔

سہمی نے تو فوراً ہی ان شہد رنگ آنکھوں کو قریب سے دیکھنے سے سر گھوما لیا۔  
عارب اسکے گریز پر ہلکا سا ہنس کر وہاں سے نکلا۔

"رمشا سوئی ہوئی ہے؟" خاموشی سے اکتا کر اسنے سوال کیا  
"جی وہ جلدی سو جاتی ہے اور پھر بارہ کے بعد اٹھ کر باہر بیٹھی رہتی ہے اکیلی۔" وہ اپنے لیے بھی کپ لے آیا  
دوسرا بلیک کافی کا۔۔۔

"تمنے ابھی وہ بھرا ہوا پیا تھا۔۔۔!" سہمی پہلے کپ پھر اسکے گلابی لبوں کو دیکھ کر ٹوکے بنا نہیں رہ پائی  
"اسکے بنا گذارا نہیں۔۔۔!"

یوں سمجھ لیں گر لفرینڈ ہے میری۔ "گہرا سانس بھرتے وہ بولا  
رات رات بھر مشینوں کے سامنے بیٹھ کر سر کھپانے کے ساتھ یہ بلیک کافی ہی تو تھی جو اسکا ساتھ دیتی تھی اس  
حال میں۔۔۔

"یہ بھی کوئی بات ہوئی بھلا اب تم کھانے پینے والی چیزوں سے بھی یہ رشتے رکھو گے مطلب حد ہے عاری پن کی۔" وہ بڑبڑائی اور چائے کا کپ منہ سے لگایا  
چائے تو تعریف کے لائق تھی پر وہ نہیں کر پائی اسے معلوم تھا اسکا کچھ کہنا ہوتا اور وہ فوراً پھیل جاتا۔۔۔

"شکرانہ۔۔۔!" وہ مسکرا کر بولا سہمی گہرا سانس بھرتی رہ گئی

اس بندے سے کچھ چھپا بھی ہے کہ نہیں۔۔۔

"تم فیس ریڈر ہو یا ناول ریڈر؟" اسنے کوفت سے زچ ہو کر پوچھا عارب ہنس پڑا

"میں ملٹی ٹیلنٹڈ بندہ ہوں۔" لا پر واہی سے کہتا وہ اسکے تاثرات سے محظوظ ہو رہا تھا

سہمی نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

"تم عاری ہو۔۔۔" وہ تڑخ کر بولی

"شکرانہ۔۔۔!" وہ دو بدو بولا

تب سہمی کو احساس ہوا اسنے دماغ نہیں ساتھ جوڑا

"تم دماغ سے عاری ہو۔۔۔!" وہ فوراً بولی

"شکر دل تو ہے، میں چلتا ہی اسی پہ ہوں۔"



دماغ سے میرا دور کا واسطہ نہیں۔"

"بکو اس مت کرو عالم کو کال ملاؤ پوچھواتنی دیر کیوں ہو گئی ہے۔۔!" وہ ٹائم دیکھتی بولی

عارب چونکا اور سیدھا ہو بیٹھا

"میری مجال جو کال کر کے پوچھوں کہ کب آئیں گے خادم کی کیا اوقات سہی جی۔" وہ عالم کو ڈسٹرب کرنے سے جلدی انکار کر گیا۔

"تم کال کرو میں خود بات کرتی ہوں۔"

اسکے اٹل انداز کو دیکھ کر وہ سر ہلاتا اپنا موبائل جیب سے نکال کر عالم کو کال کرنے لگا تھا کہ ناگن کالنگ دیکھ کر سہی سے ایکسیوز کرتا سائیڈ ہو گیا۔

وہ حور العین کا پوچھ رہی تھی پر وہ تو ابھی آئے نہیں تھے۔۔۔

عارب نے الجھ کر پوچھا کہ کیا ہوا حور العین کو، تب مسکان نے اسے بتایا جسے سن کر وہ خود طیش میں آ گیا۔۔۔ اس سے بات کر کے جو معلوم ہوا اسے جلدی عالم کو کال کی۔۔۔

دوسری کال پر اٹینڈ کرتے ہی عارب کی پریشان آواز گونجی۔۔۔

"کہاں ہیں عالم حور العین کہاں ہے اسکی طبیعت کیسی ہے اب؟"

"وہ ٹھیک ہے ڈرپ لگی ہے ختم ہوتے ہی پہنچ جائوں گا، سہی سو گئی؟" عارب نے اللہ کا شکریہ ادا کرتے گہرا سانس بھرا

"نہیں وہ آپکے انتظار میں بیٹھی ہے کہ آئیں گے پھر جائے گی سونے۔" اسنے سامنے غصے سے گھورتی سہی کو دیکھ کر مسکراہٹ دباتے کہا۔

"اچھا اسے دو موبائل۔۔۔!" عارب نے سر ہلاتے قدم سہی کی طرف اٹھائے

"یہ لیں عالم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" اسنے موبائل اپنی ہتھیلی پر رکھتے پیش کی

سہی پل میں سمجھ گئی

"یہاں رکھو۔" اسنے دانت پیس کر سامنے ٹیبل کی جانب اشارہ دیا

عارب کندھے اچکا گیا۔

بے ظہارہ تو مسکراتے مگر اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے موبائل رکھا

کتنا سوچ لیا تھا اسنے کہ وہ جب موبائل اٹھائے گی تو اسکے نرم ہاتھوں کے پورا سکی ہتھیلی کو چھو کر لکیروں کو نایاب کر دے گے پر ظالم کا دماغ اس سے بھی زیادہ چلتا تھا۔

"اپنی تو سالی قسمت ہی خراب ہے بہن تھی وہ دشمن ثابت ہوئی

جسے بیوی بننا چاہتا ہوں وہ بہن بننے کیلئے مچل رہی ہے۔

اب اتنا بھی بد صورت نہیں اچھا خاصا خو برو مرد ہوں۔ "اپنی کلین شیو ہلکی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا وہ شکوے کرتی نظروں سے سہمی کو دیکھنے لگا جو عالم کی کوئی بات سن رہی تھی سر جھٹک گیا۔۔۔

عالم کے سمجھانے کہ وہ کافی لیٹ آئیں گے اسلئے وہ سو جائے صبح نماز پر ملیں گے۔۔۔

سہمی تو انہیں دیکھ کر سونا چاہتی تھی پر بھائی کا حکم بھی آنکھوں پر تھا اور کچھ اس حد سے زیادہ شریف بندے کی باتوں سے بھی پک گئی تھی اسلئے حامی بھر لی۔

"آپ مجھ سے ناراض ہیں؟" وہ جب موبائل ٹیبل پر رکھ رہی تھی عارب نے اٹھاتے پوچھا۔

"نہیں بھلا میں کیوں ناراض ہونے لگی تم سے، ہاں صرف بری باتیں سوچنا چھوڑ کر پڑھائی پر توجہ دو۔" وہ کہہ کر چادر سنبھالتی سیڑھیوں کے سمت بڑھ گئی

اور پیچھے عارب کا منہ کھل گیا

"کیا میں اسے زسری کا بچہ لگتا ہوں یا اللہ؟ اسنے صدمے سے بال مٹھی میں جکڑ کر اوپر دیکھا

"میرے جتنے لڑکوں کے تودو دو بچے ہوتے ہیں۔ اور ایک میں انہیں بچہ لگتا ہوں۔

لگتا ہے مجھے مونچھیں بڑھادینی چاہیے پھر تو انہیں احساس ہو کہ میں شادی کے لائق اچھا خاصا جوان مرد ہوں۔" وہ جھپٹ کر موبائل اٹھاتے بڑبڑاتا ایل ای ڈی آن کر کے صوفے میں دھنس گیا۔۔۔

اب اسکی ساری سوچیں مسکان اور داد کی طرف تھیں پتا نہیں کیا کر رہے ہوں گے۔۔۔  
وہیں حور شکر تھا کہ اسے کچھ ہوا نہیں۔۔۔

\*-----❤️-----\*

"میں نے اپنے ہاتھوں سے روز کی طرح دوائی کھلائی تھی تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو اسنے دوائی نہیں کھائی؟" عالم  
کرخت لہجے میں ڈاکٹر زبردھاڑا

"دیکھیں سر یہ رپورٹس دیکھیں اور یہ پچھلی دیکھیں۔۔۔!" انہوں نے دونوں رپورٹس سامنے کی جسے عالم نے  
جھپٹ کر پڑھا۔

"آپ سمجھ رہے ہیں! جانتے ہیں، میڈم کی ابتدائی حالت تو یاد ہو گئی جب اسے منٹس کے حساب سے ان  
امریکن ماہر ڈاکٹرز نے زہر دیا تھا یہ تو اللہ کی رحمت تھی جو میڈم پر اثر دیر سے ہوا ایک جادو تھا اللہ نے انکی

زندگی لکھی تھی مزید تبھی ان ڈاکٹرز کی جان لیوا سازش ناکام رہی

ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ زہر کتنا بھی کیوں نا ختم ہو پر اپنا اثر ضرور چھوڑتا ہے جیسے میڈم پر۔۔۔

انہیں دورے پڑتے ہیں اس سے آپ واقف ہیں اور منہ سے جاگ نکلنا یہ زہر نہیں، وہ دہشت کے زیر اثر  
ماضی میں پہنچ جاتی ہے اور خود پر ظلم جھیلتی چیخا چاہتی ہے پر آواز خوف سے جو حلق میں دب جاتی ہے اور اس  
کی غوغا کی صورت میں تھوک جاگ کی طرف باہر آتی ہے۔۔۔



آپکو معلوم ہے ہم نے پہلے بتایا تھا ان دوروں سے انکار و سبریک ڈائون ہو سکتا ہے وہ خود کی جان لے سکتی ہے کیونکہ وہ تب آپ کے پاس موجود نہیں ہوتی وہ خود کو اسی قید میں محسوس کرتی اور سب جھیل رہی ہوتی ہے جن اس پر گذر اہوگا۔۔۔

یہ ایک خطرناک بیماری ہے جس میں انسان ماضی میں ناصرف چلا جاتا ہے بلکہ گذرہ ہوا کل اسے آج لگتا ہے اور اس کل میں کیے گئے ظلم، باتیں، دہشتیں اسے سب آج میں جھیلی پڑتی ہیں اور میڈم کے ساتھ یہی مسئلہ ہے۔۔۔

ہم نے کہا تھا کہ انہیں تب تک دوائی دینی ہے جب تک وہ بالکل بھول نا جائے اپنے ماضی کو جیسے آج دور اڑنے کے باوجود وہ آپ سے مخاطب تھی کہ آپ اسے وہاں سے لے جائیں مطلب اس پر اثر ہو رہی ہیں دوائیاں وہ ٹھیک ہو رہی ہیں

اگر وہ آج دوائی کھاتی تو یہ نا ہوتا جو آج ہوا ہے انکے دماغ پر ماضی کی یادیں اثر نہیں کرتی پر۔۔۔ بہر حال آپ انہیں صرف دکھ تکلیف اور ماضی کی پہنچ سے دور رکھیں ورنہ ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ۔۔۔۔

"شٹ اپ! لب بھیجئے سنتا عالم غصے سے ٹوک اٹھا ڈاکٹر زخود خاموش ہو گئے۔۔۔

اسنے اسے دوائی کھلائی تھی تو کیا اسنے پھر منہ سے نکال دیں تھیں کیوں آخر۔۔۔ وہ اسکی زندگی سے کیسے کھیل سکتی ہے اتنی بے رحمی سے۔۔۔

"دوائی دی اسے؟" رپورٹس انکے حوالے کرتے وہ بولا اور موبائل واپس جیب میں رکھی۔۔

"جی دوائی دی ہے ڈرپ بھی لگادی ہے۔" دائیں طرف کھڑے ڈاکٹر نے کہا  
وہ اس وقت روم کے سامنے کوریڈور میں کھڑے تھے جہاں دوسرے ڈاکٹر آتے جاتے سینئر ڈاکٹر زکو اس  
آدمی کے سامنے دائیں بائیں کھڑے دیکھ رہے۔۔



"عالم حور العین کیسی ہے؟" اس نے جلدی سے پوچھا اور ڈور میں بنے چھوٹے سے گول نما ونڈو سے جھانکا اندر  
جہاں وہ خاموشی آنکھیں چھت پر ٹکائے پڑی تھی۔۔

"اندر مت جائو۔۔!" سعیر اسے اندر جاتے دیکھ کر غصے سے بولا  
آلف نے ٹھنڈی سانس بھرتے مڑ کر اسے سرخ انگارہ آنکھوں میں دیکھا

"وہ جاگ رہی ہے!" اسنے بے بسی سے کہا "آئندہ ایسا نہیں ہو گا انکی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں بھلے ہی مسکان انہیں سزا دے میں بیچ میں نہیں آ رہا پر حور سے مل لوں مجھے تسلی ہو جائے گی۔"

اسکی بات سنتے سیر نے سختی سے لب پیوست کرتے خود پر ضبط کیا اسکے باوجود بھی وہ پوری طرح خود پر کنٹرول نہیں کر پایا

"تم آئندہ کیسے کہہ سکتے ہو؟؟" وہ اچانک اس پر جھپٹا اور اسکے کالر کو پکڑ کر جھٹکا دیتے اس پر غرایا کہ سارے ہاسپٹل میں جیسے سناٹا چھا گیا

مہوش علی

جس جس نے اسکی غراہٹ سنی وہ جھرجھری کے اٹھا۔۔

"نہیں کہوں گا آئندہ!" وہ اس وقت عالم کی جگہ بھوری سرخ آنکھوں میں بیسٹ کو پہچانے بمشکل خود کو سنبھالتے بولا تھا۔

"شکل دفع کرو سب اپنی وہ میرے لئے جاگ رہی ہے تم سب کبھی اسے خوشی نہیں دو گے دور ہو جاؤ اس

سے ورنہ میں اپنے ہاتھوں سے دور کروں گا اس وجہ کو جو اسے اپنے قریب کرنا اور تکلیف دینا چاہتی ہے۔" وہ دروازے سے دور کوریڈور کے فرش میں آلف کو پھینکتا دھاڑا۔۔

"تم نور کیلئے یہ نہیں بول سکتے عالم!" آلف تڑپ کر غرایا

"میں کسی کے بارے میں بھی بول سکتا ہوں ڈیپینڈ تم پر کرتا ہے کہ تم اسے کتنا بچاتے ہو!" وہ سرد لہجے میں بولتا خود پر ضبط کرتے اندر بڑھ گیا

جبکہ آلف نے اسکی پشت کو دیکھتے زور سے مکہ فرش پر مارا  
اور کھڑا ہوتا ونڈو کے قریب آیا جہاں وہ اب اسکے پاس بیٹھا تھا۔۔۔  
اسے پوری طرح قید کیے حق جمالیا تھا اس پر جیسے تھی ہی اسکی۔۔۔  
غصے سے سوچتے وہ مٹھیاں بھیج گیا

اور مڑا تو سامنے خاموش کھڑے برہان کو پا کر کراہنے لگیں ساکت ہو گیا  
"تم اس سے ڈرتے ہو رائیٹ!" اسکے ماتھے سے نکلی ہلکی سی بوند کو انگوٹھے کی مدد سے صاف کرتے وہ جتا کر بولا  
"میرے حساب سے تمہیں ابھی تک زندہ ہی نہیں رہنا چاہئے تھا جہاں تک تمہارا ڈر ہے۔۔۔!" وہ چبا چبا کر الفاظ ادا کر رہا تھا

"میرا ڈر اپنی جگہ بھائی پر اسکے پاس ہماری کزن ہے حور العین جس پر اسکا حق نہیں ہمارا بھی ہے۔" وہ زور سے بولا۔

"دوسروں کی سزا وہ ہمیں نہیں دے سکتا۔"



"دوسرے چھوڑو داد وہ ہی ہماری نہیں رہی سب کچھ جانتے وہ اسکا ساتھ دے رہی ہے اسکے ہم قدم ہے۔"  
برہان کو جو شک تھا سیر سے اسے اس انداز میں بات کرتے دیکھ کر وہ اسکے ابھی بھی غصے کو دیکھ کر زائل  
ہو گیا۔

وہ فیری کو بمشکل مسکان کی غیر موجودگی میں سلاتے باہر داد کے پیچھے جانے لگا تھا کہ ملکر اسے ڈھونڈے وہ

کہاں گئی ہے

پراسکے باہر نکلتے ہی لائونج میں بیٹھے ان تینوں لڑکیوں کے والدین اور عورت کے جوان بیٹے شوہر بھی موجود  
تھے

اسے دیکھتے اسکے دونوں ماں باپ اس پر چڑھ دوڑے

ماں کے طنز کے تیر کہ بڑی اچھی لڑکی بیاہ کر لائے تھے جو اپنے شوہر کے حکم کو جوتی کے نوک پر رکھتی ایک  
غیر محرم کے حکم پر سر کو خم دیکر اکیلی رات میں نکل گئی اور وہ بھی انہیں سارے خاندان میں بدنام دہشتگرد  
ثابت کرتے سب کے سامنے پشٹ نکال کر۔۔۔

آسیہ بیگم کمال صاحب کے الفاظ اسکے کان میں گونج رہے تھے جو وہ کہہ رہیں تھی کہ ایسی لڑکیاں کبھی گھر  
نہیں کرتی۔۔۔

اور وہ تو شروع سے ہی ایک کریکٹر لیس ماں کی بیٹی ہے کچھ رنگ تو ہوں گے اس میں۔

اس بات پر برہان ان سے لڑ کر یہاں پہنچا تھا پھر داد کا اندازہ غصے ہٹ دھرمی غراہٹ بھر ادیکھ کر وہ پوری  
طرح الجھ گیا

تب اسے وہ اپنا داد نہیں لگا جو معصوم کے ساتھ ڈرپوک بھی انتہا کا تھا  
یہ تو کوئی اور تھا نڈر بے خوف بہادر۔۔۔

پر اب اسے ایسے ہی اپنے سامنے دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا وہ کافی جذباتی ہو گیا تھا  
"بھائی وہ نادان ہے کچھ نہیں سمجھتی آپ اس سے بدگمان ناہوں۔۔"

"مسکان کا معلوم ہے؟" اسنے اپنا سوال پوچھا حالانکہ دل کر رہا تھا ابھی اندر جائے اور اس سے چھین لے حور کو  
اسے دیکھے اسکی حالت کا پوچھے  
پر وہ نہیں کر سکا کیونکہ وہ بھولا نہیں تھا اپنی بے عزتی۔۔

"نہیں مجھے نہیں معلوم۔" دادا نکار کرتا ایک تھکن بھری نظر بند دروازے پر ڈال کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔  
جبکہ اسکے جاتے ہی برہان نے موبائل کان سے لگایا۔۔۔

"اس نمبر کی لوکیشن دیکھو اور فوراً ہی لیڈی آفیسرز کے ساتھ مجھے بھی یہاں سے لیتے جاؤ۔"

اسنے ایس ایچ او سے کہا جو اس وقت رائونڈ پر تھا۔

اور اسے اپنی لوکیشن بھیجتے وہ ہاسپٹل سے باہر آ گیا۔۔

-----

"ہم گھر کب چلیں گے؟" حور نے اکتاہٹ سے پوچھا

"چل رہے ہیں صرف کچھ دیر۔۔۔!" اسکے گال سہلاتے وہ بولا اور جھک کر ماتھے پر بوسہ دیا۔

"آپ ناراض ہیں؟" وہ اسکا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں پکڑتی کچھ خوفزدہ ہو کر پوچھنے لگی

"ہونا چاہئے تھا پر میں ہو نہیں پا رہا حالانکہ تمہاری اس غلطی پر مجھے تمہیں تھپڑ مارنا چاہیے۔" وہ اسکی انگلیوں

کے پور لبوں سے لگتا بولا



سار اغصہ قہر و حشت اسکا چہرہ دیکھتے جھاگ کی طرح بیٹھ گئی تھی اور وہاں صرف اسے سینے میں بھینچنے کی تڑپ تھی جو کسی صورت کم نہیں ہو رہی تھی۔

مہوش علی

"میں سہمی کو بتائوں گی آپنے مجھے تھپڑ مارا۔" وہ منہ بنا کر بولی

عالم نے حیرت سے دیکھا

"مینے مارا نہیں مارنا کہا ہے۔" اسنے ٹھہر کر الفاظ ادا کرتے جتایا

"ہاں تو مارنا مارا ایک ہی تو بات ہے اس میں بھی میم رے الف آتا ہے اور اس میں بھی۔" اسکا دماغ تیز تھا جس

سے عالم قطعی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا ایسی بیوقوفیوں میں۔

"تمنے مجھے ہرٹ کیا ہے دوائی کیوں نہیں کھائی میرا بچہ؟ اگر کڑوی لگی تھی تو تم مجھ سے کہہ دیتی میں اسکے بعد

تمہیں کچھ کھلاتا پر تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔" وہ خفا ہو کر بولا

ابکی بار حور تڑپ گئی فوراً ہی اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا

"میں تو عالم بس آپکو دیکھنا چاہتی تھی کہ میں ٹھیک ہو گئی ہوں مجھے اب ویسا محسوس نہیں ہوتا جیسے پہلے ہوتا تھا پر مجھے کیا معلوم میں کبھی ٹھیک نہیں ہو پائوں گی میں بہت بری ہوں ہے ناں؟" وہ رونے لگی تھی

اور عالم اسکی ساری بات سن کر مسکرا دیا۔

"تم ٹھیک ہو رہی ہو روتے نہیں میری شہزادی ٹھیک ہے کس نے کہا تم ٹھیک نہیں۔" عالم نے کہتے چیئر چھوڑ کر اسکے پاس بیٹھا اور آہستہ سے اسکا سر اپنی گود میں رکھتے آنسو صاف کیے جبکہ حور العین نے گردن اٹھا کر اسکے کوٹ پر اپنی ناک رگڑی۔۔۔

"آپ اب ہرٹ نہیں؟"

"نہیں!" اسکے ڈر کو دیکھتے وہ نرمی سے بولا

"اچھا پھر اس دن والا موبائل میں گانا لگا کر دیں۔

پتا نہیں نور اور مسنی کیا سمجھ رہی ہوں گی کہ میں بہانا بنا کر انہیں چھوڑ آئی اچانک

نور نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ میرا روم میں انتظار کر رہی ہے مجھ سے باتیں کرنا چاہتی ہے۔" وہ اس سے فرمائش کر کے اداس ہو گئی

عالم نے بغیر کچھ کہے موبائل پر اسکے لئے ڈائون لوڈ کیے گئے سونگ میں سے ایک پلے کیا حالانکہ وہ سمجھتی کچھ نہیں تھی پھر بھی اسے سننا اچھا لگتا تھا کبھی کبھی جب موڈ ہوتا۔۔



عالم سے موبائل لیکر اسنے اپنے سینے پر رکھ دیا اور خود اسکے ہاتھ کی گرمائش لمس گال پر محسوس کرتی آنکھیں  
موند پڑی تھی۔

فضا میں مدھم سی خوبصورت آواز بکھری ہوئی تھی اور وہ ہاسٹل میں بڑے مزے سے پڑی تھی اسکی گود میں

سر رکھے۔۔

جبکہ گلوکار میوزک کے مدھم سروں میں کہہ رہا تھا

مہوش علی

Gotta let you know what's on my mind

These feeling for you I can't have

You heart is what I hope to find

I lose myself within your eyes

Thank God, I found someone like you

These feelings I have like anew

Guess that's why I'm so afraid

I need to say that

I don't wanna waste another minute

Without your love

Without your love

Driving me crazy

But you're driving me crazy

I need you girl

I need you girl

Cause I don't wanna spend another lonely night

Lonely night

Without you my baby

Without you my baby

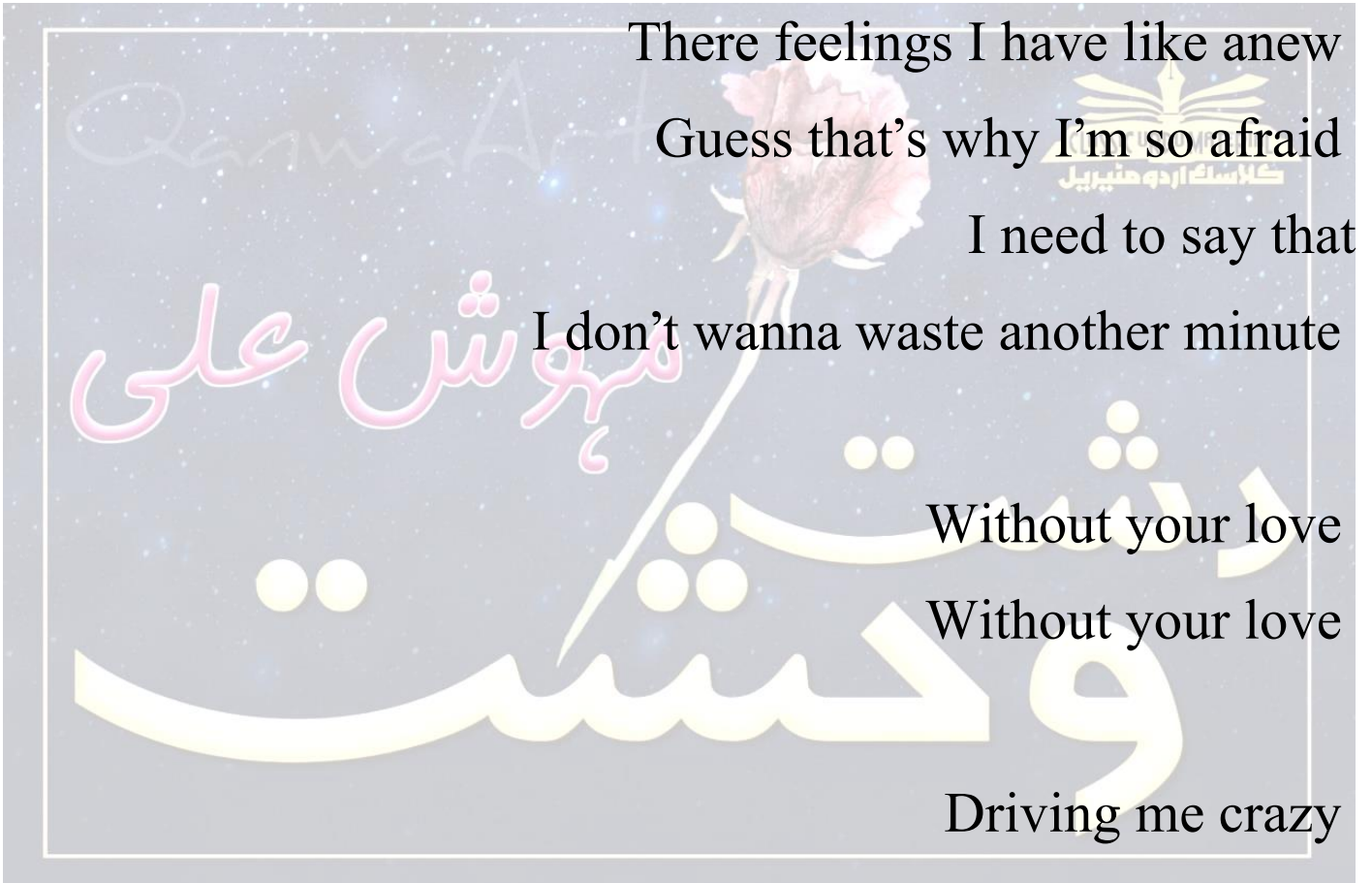
I need you girl

I need you girl

I need you now

Gotta let you know that you're the one

Into your arms know I can run  
And I won't by to fade away  
You're like my skies with brighter days  
Thank God, I found someone like you



But you're driving me crazy

I need you girl

I need you girl

Cause I don't wanna spend another lonely night

Lonely night  
Without you my baby  
Without you my baby  
I need you girl  
I need you girl



I need your love girl  
  
As time goes by, yah  
I realize that  
There's no one else for me



There's no one else for me

I don't wanna waste another minute

Without your love

Without your love

Driving me crazy

But you're driving me crazy

I need you girl

I need you girl

گانا کے ختم ہوتے عالم نے متبسم نظروں سے اسکے گلابی لبوں کی مسکراہٹ دیکھی اور آہستہ سے انگلی اٹھا کر اسکے پنکھڑیوں جیسے گلابی لبوں پر پھیری جیسے اسکی مسکراہٹ کو چھونا چاہتا ہو۔۔۔

پر جانتا تھا اگر مسکراہٹ کو چھونے کی چیز ہوتی تو ہزاروں لوگ نوچ کر پھینک دیتے ایک دوسرے کے لبوں

سے۔۔۔

ویسے بھی وہ اب بھی باز نہیں آتے تھے اپنی زہریلی زبان کے جوہر دیکھا کر۔۔

اسکا ہاتھ آہستہ سے اسکے پیٹ پر گیا جہاں وہ سمٹی تھی وہیں عالم نے جھک کر اسکے سر کا بوسہ لیا اور مدھم آواز

میں گنگنا یا اسکے کان میں۔۔۔۔

Driving me crazy  
But you're driving me crazy  
I need you girl

"آپ گارہے ہیں!" حورالعین نے بو جھل آنکھیں پھیلا کر حیرت سے پوچھا

"نہیں میں تمہیں بتا رہا ہوں۔" وہ ہنس پڑا اسکی پلکوں کو چھو کر  
"آپ گنگنا رہے تھے کتنی اچھی پیاری آواز ہے میری مانیں تو ایسے بے روزگار بیٹھنے سے بہتر ہے گانے گائیں  
بہت پیسے ملیں گے نور نے مجھے بتایا تھا۔۔۔۔" وہ مشورے سے نوازنے لگی

"ایک تو اس نور نے تمہارے دماغ میں فالتو کافور بھر دیا ہے۔" وہ بڑبڑایا کہ حورالعین سننا سکی

"اچھا کیا بتا رہے تھے مجھے؟" وہ سرخ ہوتی پوچھنے لگی

عالم نے ڈاکٹر کے نمبر پر میسج کرتے  
بوتل کو دیکھتے ڈرپ نکالی

"میں کہہ رہا تھا کہ تم مجھے پاگل کر رہی ہو شہزادی۔۔!" وہ اسکے چہرے پر جھک کر نرمی سے محبت بھری  
شرارت کرتا اسے بانہوں میں بھر لیا۔۔

وہ وہاں سے نکل رہا تھا تب ہی ڈاکٹر بھی اسکے پیچھے آئے کچھ نئی دوائوں کا نسخہ اسکے حوالے کرتے فیس لیکر اندر واپس بڑھ گئے

اور عالم کو باہر آتے دیکھ کر اسکے آدمی نے بھاگ کر گاڑی کا پچھلا ڈور کھا  
جہاں سیٹوں کو جوڑ کر اسکے آرام کیلئے بیڈ کی شکل دی گئی تھی۔

آہستہ سے اس پر لیٹا کروہ ڈور لاک کر کے اپنی جگہ پر آیا حور العین کی سیٹ بیلٹ باندھ کر اپنی باندھی اور گلاس  
پر پردے برابر کر دئے۔۔۔

\*-----❤️-----\*

مہوش علی

"ہمیں معاف کر دو ہم نے کچھ نہیں کیا

یہ تو انہوں نے کہا تھا ہم بے قصور ہیں بہن!" وہ تینوں لڑکیاں روتی اسکے ہاتھ میں ہنٹر دیکھ کر زمین پر گر گڑا رہی  
تھی

اور ان سے مختلف حالت اس عورت کی بھی نہیں تھی۔۔۔

"تم بے قصور ہو؟؟"

تم جیسے لوگ ایسی باتیں سن کر انہیں بڑھاوا دیتے ہیں بجائے ٹوکنے روکنے کے انہیں مزید ہمت دیتے ہیں کہ وہ  
آگے بڑھائیں اس بات کو اور تم کہہ رہی ہو کہ تم بے قصور ہو یو\*\*\*" وہ انکے بالوں کو مٹھی میں جکڑے  
اپنے بوٹ کی ٹھوکر رسید کر رہی تھی جبکہ اس عورت کے وجود پر وہ اپنے ہاتھ میں وجود ہنٹر سے وار کرنے لگی

بند فلیٹ کے اس سائونڈ پروف روم میں دہلا دینے والی چیخیں گونج اٹھی  
"معاف کر دوں میں تم سب کو!" وہ غضب ناک ہوئی ان پر غرائی کہ لہو لہان وجود لیے روتی وہ ایک  
دوسرے میں سمٹ گئیں

"میری بیٹی میری بچی مجھے معاف کر دو میں آئندہ کبھی ایسے باتیں نہیں بنائوں گی مجھ بخش دو معاف  
کر دو۔۔۔" وہ عورت سسکتی اسکے پاؤں میں گر گئی

"پھر سے غلطی پھر مجھ سے معافی۔۔۔!!  
تمہیں احساس خدا کا نہیں ڈر ہے جو توں کا جاہل عورت۔۔۔" اسنے بھاری لانگ سیاہ بوٹس والی ٹھوکر انہیں  
رسید کرتی سرد آواز میں بولی

اور گھما کر ہنٹر اسکی پیٹھ پر مارا کہ چیخ لڑکیوں کی نکل گئی

اسکے بعد وہ رکی نہیں اسکا ہاتھ کسی ظالم کی طرح چلنے لگا کہ انہیں لگانکی سانسیں جانے لگی ہیں۔۔۔  
"احساس ہوا کہ کیسے تکلیف دیتی ہیں باتیں؟" وہ گہرے سانس بھرتی ادھ موئے انکے وجود کے پاس بیٹھی  
"ایسے ہی تکلیف ہوتی ہے الفاظ کی بے حس بے راہ روی پر ڈال دیتی ہے تم جیسوں کی زبانیں۔۔۔  
احساس نہیں ہوتا قہر خدا سے نہیں ڈرتے باتیں کہانیاں بنانے میں ماہر ہوتے جارہے ہو۔۔۔



اگر آلف کا حکم ناہوتا تو میں سب کی زبانیں کاٹ دیتی اس حرام حرکت پر  
پر خوش ہو جاؤ اپنی ذات کی وجہ سے بچ گئی۔۔۔ "وہ تلخ تیز لہجے میں ان پر ایک نفرت بھری نظر ڈال کر وہاں  
سے نکلی

پیچھے وہ بیہوش لہو لہان وجود اسکی باتوں سے لا پرواہ بے نیاز پڑے تھے۔۔۔

جبکہ وہ پہلے ساڑھی میں تھی اور اب بلیک پینٹ وائٹ شرٹ پر بلیک ہی جیکٹ پہنے ہاتھوں پر گلووز پاؤں میں  
لانگ بوٹس بالوں کی ٹیل پونی تھی  
وہ کچھ دیر کی مسکان سے یکسر مختلف تھی  
اپنے ہاتھوں سے گلووز اتار کر اسنے وہاں موجود آدمی کے حوالے کیے ساتھ ہنٹر بھی

"ہوش آجائے تو انہیں سہی سلامت انکے گھر پہنچا دینا۔۔۔!" وہ کہہ کر وہاں سے نکلی اور موبائل پر عالم سے  
رابطہ کرنے کی کوشش کرتی گیٹ تک پہنچی تھی کہ تب ہی پولیس کی گاڑی اسکے فلیٹ کے باہر آ کر رکی۔۔۔

"لڑکیاں اور وہ عورت کہاں ہے؟" برہان کرخت لہجے میں اسے سر سے پاؤں تک دیکھتا غصے سے بولا

"اندر ہیں، لے جاؤ ویسے بھی میرا کام ہو چکا۔" وہ موبائل آف کرتی جیب میں رکھ کر منہ میں ببل ڈالنے کے  
ساتھ کندھے اچکاتی بولی۔

پیچھے کھڑے ایس ایچ اور مان اور لیڈی آفیسر زحیرت بے یقینی سے مسکان کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

یہ فلیٹ شہر سے کافی دور تھا اور اس پہر میں وہ لڑکی اس وقت یوں اکیلی یہاں  
حیرت سے مرنے کا مقام تھا۔۔۔  
اور حلیہ بھی تو عام نہیں تھا۔۔۔

"اریسٹ ہر۔۔۔!" اسنے نفرت سے اسے دیکھتے اے ایس آئی شائلہ سے کہا  
وہ فوراً حرکت میں آئی اور ایس پی کا حکم ملتے ہی اسنے آگے بڑھتے ہی مسکان کی کلائیوں میں ہتھکڑیاں  
پہنائیں۔

"یہاں جو کوئی بھی اسے اریسٹ کرو جلدی۔۔۔" اسنے دوسرا حکم دیا  
"یہاں کوئی نہیں جو تھا وہ جا چکا ہے۔" اسنے بیل چباتے ہوئے بے نیازی سے بتایا

تبھی ہی پوری زور سے برہان کا ہاتھ گھوما اور اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا

"جب بولا جائے تب بولو مسکان عارب۔۔۔!" اسکے جبرے کو مٹھی میں جکڑے وہ اسکے منہ پر حقارت سے  
بولا

سب سن کھڑے تھے برہان کے غصے پر جسنے مسکان کا چہرے کو ایک طرف جھٹک کر اندر بڑھ گیا

اور اے ایس آئی اسے لے جا کر پولیس موبائل میں بیٹھانے لگی۔۔۔

ارمان وہیں کھڑا تھا لیڈی آفیسر کے ساتھ البتہ باقی سب اندر گئے تھے۔۔۔

مسکان اندر گاڑی میں بیٹھی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی جہاں اندھیرے کی وجہ سے وہ صرف اتنا ہی دیکھ سکی جیسے

وہ انکے بیہوش وجود کو گاڑیوں میں ڈال رہے تھے

وہ ہنس پڑی تلخی سے "نادان ایس پی۔"

"دادوہ مایوں میں ہے تم اسکے پاس نہیں جاسکتے۔ اور یہ تمہیں چوٹ کیسے لگی؟

برہان کہاں ہے؟" آسیہ بیگم جو دادوہ کے آنے اور اسکے ماتھے پر چھوٹا سازخم دیکھ اسکے پیچھے آئیں تھیں اسے نور کے روم میں جاتے دیکھتی ٹوک کر بولیں۔

دادوہ نے دروازے پر ہاتھ رکھتے مڑ کر انہیں دیکھا۔

"آپکو معلوم ہے میں ان رسموں کو نہیں مانتا جنکا اسلام میں بنیاد ہی نہیں یہ دنیاوی ہیں اور انہیں انہی تک رہنے

دیں۔۔

میں آپکے مجبور کرنے پر یہ سب نبھار ہا ہوں مزید کوئی امید مت رکھیں۔۔

اور یہ چوٹ کچھ نہیں چوٹھا سا ایکسیڈنٹ تھا بس گھبرانے والی بات نہیں۔۔" وہ انکے ہاتھ تھام سنجیدہ لہجے میں

کہہ رہا تھا آسیہ بیگم خاموشی سے اسے دیکھتی رہی

ہاں یہ بھی حقیقت تھی کہ انہوں نے بہت منتوں سے اسے ان رسموں کیلئے منایا تھا ورنہ وہ بس سادگی سے رخصتی چاہتا تھا۔

اور آسیہ بیگم اپنے اور ہر لڑکی کی طرح نور کے ارمانوں کا سوچتے اسے فورس کیا تھا۔

آسیہ بیگم نے سر ہلایا

"برہان کہاں ہے آیا نہیں؟"

"آتے ہی ہوں گے بھائی۔۔۔!" وہ کہہ کر انکے ہاتھوں کی پشت پر بوسہ دیتا اندر روم میں چلا گیا۔

آسیہ بیگم ایک نظر برہان کے روم میں بیڈ پر سوئی ہوئی فیری پر ڈال کر ڈرائنگ روم میں آگئی جہاں سب بیٹھے تھے۔

داد کو بہت افسوس ہوا تھا کہ انہوں نے ایک بار بھی یہ نہیں پوچھا کہ حور کی کیا حالت ہے وہ ٹھیک بھی ہے کہ نہیں۔۔۔۔

وہ جب روم میں داخل ہوا تو سامنے ہی مٹے مٹے میک اپ، بغیر چینج کیے وہ صرف دھلے ہوئے ہاتھ منہ کے ساتھ، بیٹھے کے انداز میں سوئی ہوئی تھی

شاید حور کا انتظار کرنے کیلئے بیٹھی تھی پر تھکن کی وجہ سے سو گئی تھی اور اب اس کا سر لڑکھ کر کندھے پر آ رہا تھا۔۔۔



وہ جی بھر کر فرصت سے اسے دیکھنا چاہتا تھا مایوں میں، وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ جب بھی اسکے جھکے سر کی طرف نظریں اٹھتی تو سکت سی ہو جاتیں۔۔۔  
پر سب کچھ اسکی سوچ کے خلاف ہو گیا تھا اسکے دوست اسے حوصلہ بڑھا کر جا چکے تھے۔۔۔  
مہمان بھی چلے گئے تھے اب کوئی نہیں تھا گھر میں۔۔۔

اس وقت وہ دوپٹے سے بے نیاز نازک توبہ شکن سراپے کھلے سیاہ بکھرے بال سوئی ہوئی کوئی معصوم پری لگ رہی تھی چھوٹی سی۔  
داد کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا دل نے چاہا سینا چیر کر اسے اندر چھپا دے ایسے پاگل جذبات تھے اسکے لئے۔  
جانے کیوں وہ بچپن سے ہی اسے دیکھ کر اسکی طرف کھینچ گیا تھا۔  
اسے یاد تھا جب وہ چھوٹا تھا تو برہان کی مسلسل جدوجہد کی وجہ سے وہ جمال اپنے چاچا کے پاس پہنچ پائے تھے۔۔۔  
اور پھر پہلی بار انکے گھر گیا تھا تو چھوٹے سے جس زدہ صحن میں ایک چھوٹی سی بونی جیسے لڑکی نیچے رکھی کاپی پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔

انکی چچی نے اس سے تعارف کروایا کہ وہ انکی بڑی بیٹی ہے حور العین سے کچھ منٹس بڑی نور العین۔۔۔

برہان داد نے جب حور العین کو دیکھا اسکے قد کو دیکھا پھر اسے دیکھ کر برہان کو کچھ حیران ہوا پھر خاموش رہ گیا محض مسکرا کر۔۔۔

پرداد نے وہیں بلند قہقہہ لگایا تھا کہ یہ تو ابھی اتنی ہے جیسے اپنی پانچ سال کی لڑکی جبکہ حور العین اس سے بڑھی لگ رہی تھی آٹھ سال کی۔۔۔

وہ غصے سے گھورتی منہ بسور کر رہ گئی تھی اور اپنی ماما کے تعارف کروانے پر ناک بھنویں چڑھا لیے البتہ حور العین ان سے کافی اچھی طرح ملی تھی۔۔

داد نے فوراً ہی پہلی بار اسے بونی کا لقب دیا تھا کہ اسنے چیخ چیخ سارا گھر سر پر اٹھالیا جس کی وجہ سے برہان کو معذرت کر کے داد کو وہاں سے لے جانا پڑا اور گھر جا کر اسکی روم میں کافی بے عزتی کی تھی۔۔۔

پراس سب کا کہاں اثر ہونے والا تھا داد پر، وہ تو مسلسل مسکرا رہا تھا اسکے سامنے اسکی کزن تھی چھوٹی سی بونی جیسی۔۔

دل بے ساختہ اسکی طرف کھینچا تھا اور وہ اسے تنگ کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا اسلئے ہی وہ اس سے بہت خار کھاتی تھی البتہ سب کی طرح اسے بھی سنجیدہ برہان کافی پسند آیا تھا۔۔۔

پرداد کہاں باز آنے والا تھا نور العین کی صورت میں تو جیسے اسے الہ دین کا چراغ مل گیا تھا وہ اسکے پیچھے ایک جن کی طرح پڑ گیا تھا بچپن سے ہی۔۔۔

وہ چڑتی اسے گالیاں دینے سے گریز نہیں کرتی تھی کیونکہ وہ بہت بد تمیز مزاج کی لڑکی تھی داد کے معاملے میں۔۔۔

مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتے پھر سر کو دیکھا تو ایک جست میں سارا فاصلہ مٹائے اسکے پاس بیٹھا۔  
اسے سیدھا لیٹاتے سر اپنی زانو پر رکھا۔۔۔

وہ اسکا سائیڈ فیس دیکھتا چہرے سے بال سنوارنے لگا  
یہ اسکے لمس کا ہی دکھتا احساس تھا کہ وہ کسمائی اور مانوس سی خوشبو پا کر اسکی گود میں منہ چھپا کر سونے لگی۔۔

اسکے اس ادا پر داد کی آنکھوں میں ستارے چمک اٹھے وہ حیرت سے اپنے گرد پھیلا اسکا بازو دیکھنے لگا پھر اسکے  
سیاہ بالوں والے سر کو۔۔۔

"یہ بونی مجھے خود چھیڑتی ہے۔" اسنے فضا میں شکایت چھوڑی۔۔  
اسکے وجود سے اٹھی پرفیوم ہلدی خوشبودار تیل کی خوشبو اسکے حواسوں پر چھانے لگی۔۔

"حور نہیں آئی ناں؟" وہ غفلت میں بڑبڑائی۔۔۔

"اسے جانا تھا۔۔" دادنے لیٹ کر اسے حصار میں لیتے کہا

نور کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں۔۔

وہ پھر سے کسمانے لگی پر دادنے اسے اپنے قریب کر لیا اور اس لمس پر ہی نور کا دماغ بھک سے اڑا وہ ہراساں  
ہو کر پوری آنکھیں کھولے سامنے داد کے چہرے کو دیکھنے لگی تھی۔

"تت۔۔۔۔ تم؟؟؟" وہ آنکھیں جھپک کر ہتھیلیوں سے مسلتی پھر سے اسے دیکھنے لگی جیسے یہ خواب ہو۔۔۔  
پر نہیں وہ سچ میں اسکے سامنے پڑا تھا بلکہ اسکی کمر میں اپنا مضبوط آہنی حصار ڈالے۔۔۔۔

نور کو اپنا دل دماغ میں دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

"ہاں میں بونی کا داد۔" اسکی ناک کے قریب گال پر اپنی ناک رگڑتے اسنے سرگوشی کی

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے داد۔" وہ خوف سے پھڑپھڑائی اسکے دماغ میں خطرے کے سائرن ہونے

لگے

"ہیں؟ کیا کر رہا ہوں میں؟" اسنے سر اٹھا کر اسے حیرت سے دیکھا

نور نے نم ہوتی نظروں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو ناجانے کیوں سرخ تھی پر اسکے ماتھے پر چھوٹا زخم تھا۔  
"کیا وہ پھر کسی بے گناہ کو مار کر آرہا ہے؟" یک بیک اسے خوف کے ساتھ گھن آنے لگی اس سے وہ پیچھے سرکنا  
چاہتی تھی پر کچھ نہیں کر سکی

"رونا مت نور پلیز!" اسنے التجا کی

"تو کیا کروں بتاؤ کیوں آئے ہو یہاں اس وقت؟" وہ بولی نہیں چلائی تھی اس پر

اور داد اسکی آنکھوں میں ڈر دیکھ کر مسکرایا

"اتنا برا مت سمجھو مجھے میں بس تھوڑا سا ٹائم تمہارے ساتھ سپینڈ کرنے آیا ہوں، کسی غلط سوچ کے نہیں اتنا  
نفس کا مارا نہیں میں اپنی حدود جانتا ہوں۔" وہ منہ بنا کر بولا اور اسے چھوڑ کر خفگی سے کروٹ بدل لی۔۔۔



نور آزاد ہوتی بدک کر پیچھے ہوئی

"اگر تم اس بیڈ سے اتری تو تمہاری سوچ سے زیادہ برا ہو جائوں گا۔" اسکے ارادے سمجھ کر اسنے وارن کیا اور سچ میں نور ساکت سی ہو کر لیٹ گئی۔

اسنے آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اپنا موبائل اٹھایا اور آف کر دیا۔

پھر ایسے دیکھا تو نظریں کلائی پر پڑی جہاں وہ واچ پہنی ہوئی تھی جسکے بارے میں حاصل کرنے کا کہا گیا تھا اسے۔۔۔

"کیا میں سچ میں تمہیں برا لگتا ہوں سچ بتانا نور؟" وہ موبائل رکھ کر ابھی سیدھی ہوئی تھی کہ ایک دم دادنے اسے کھینچ کر اپنے سینے پر ڈالا اور اب اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھنے لگا۔

وہ سانس روک گئی۔۔۔

"تم ایک گھٹیا انسان ہو۔۔!!" نور چیختی اسکے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ گئی

داد بھی اس اچانک افتاد پر قہقہہ لگا اٹھا

"سچ بتا کر تمنے اپنے لئے آپ گھٹیا چنا ہے اب بھگتو۔" کہنے کے ساتھ ہی اسے بیڈ پر ڈالے جھک گیا اور اسکے مزاحمت کرتے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اسکی پیٹھ پر باندھ لئے۔۔

"اب دیکھو یہ گھٹیا آدمی تمہارے ساتھ کیا کرتا ہے۔" اسنے کہتے اسکی گردن میں منہ چھپالیا اور ایک گہرا سانس بھرا کہ وہ سمٹ گئی۔۔۔

وہ ساکت تھی "پلیز۔۔۔!!" و حشر زدہ ہوتی مچلی

"یہ داد نہیں!! ایک غنڈہ حیوان ہے مجھے نہیں پیار اس غنڈے سے۔۔۔" وہ لب بھینچے اسکے لمس پر آنکھیں میچ کر سوچنے لگی

CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"یہ زخم کیسے پڑا تمہیں؟" نور نے ہمت کر کے پوچھا  
داد نے سراٹھا کر اسے چہرے کو دیکھا سرخ دہکتے چہرے سے وہ آنکھیں موندیں پڑی تھی اسے پاگل کرتی  
"تمہارے بارے میں سوچتے سوچتے دیوار سے ٹکرا گیا۔  
اب کوئی شک نہیں تمہاری محبت نے مجھے پاگل کر دیا ہے نور۔" اسکی کلائیاں چھوڑ کر اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔۔

"اگر محبت تمہیں موت دے تو؟" وہ آنکھیں کھولے اسکی آنکھوں میں دیکھتی جرات سے بولی

داد نے پہلے دیکھا پھر گہری سوچ میں پڑا

"نابا پھر ایسی محبت ہی نہیں چاہیے مجھے۔" وہ بدک کر انکار کر گیا نور سکت ہو نقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"سچ ہی تو کہہ رہا ہوں یار محبت شجبت تو ہوتی رہے گی پر زندگی صرف ایک بار ملتی ہے اب اسے بھی اس محبت میں ختم کر لوں تو محبت کرنے کا فائدہ؟" اسکی باتیں سن کر نور نے لب بھینچ لیے وہ اسے پیچھے دھکیلنے لگی۔۔۔

"ہٹو پیچھے۔" وہ چلائی  
داد قہقہہ لگا اٹھا "اچھا بتاؤ تم کہتی ہو میں مروں؟" وہ محبت سے چوڑ لہجے میں پوچھنے لگا  
نور نے اسکی آنکھوں دیکھا "ہاں!" بھرائی آواز میں وہ کہہ کر آنکھیں میچ گئی  
داد کچھ دیر خاموش رہا  
"اچھا پھر محبت نہیں تم مارو مجھے میں ضرور قبول کر لوں گا اس موت کو۔  
ورنہ قطعی اس محبت سے نہیں مروں گا۔  
کیونکہ محبت بعد میں پہلے میری زندگی میں میری بونی آئی تھی اسلئے میری زندگی پر زیادہ حق اسکا ہے ناکہ محبت کا۔"

اسکے دونوں پھولی گالوں کے بو سے لیتے وہ سرگوشی میں گویا ہوا اور اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکادی

فسوں خیز لمحات یوں ہی گزرنے لگے خاموشی کا وقفہ کافی لمبا ہوا تو اسنے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جہاں اسکی مدھم سانسیں اسکے چہرے پر پڑ رہی تھیں وہیں واپس نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔۔۔

داد کو اسکی معصومیت پر بے اتہا پیار آیا پر وہ کچھ گستاخیاں کر کے اسکی نیند نہیں خراب کرنا چاہتا تھا تبھی خاموشی سے اسکا سر سینے پر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔۔

"تمہیں تمہارا جواب مل گیا یا اتنی ہمت نہیں میری جان نکالنے کی میری بونی میں۔" اسکی رخسار سہلاتے

ہوئے وہ سوچتا رہا۔۔۔۔

اگر آج بروقت سعیر اس سے برابر تاؤ نہ کرتا تو ضرور برہان اسے پکڑ لیتا آلف لفظ ابھی تک اس سے خفیہ تھا پر وہ اس تک پہنچ گیا یہ انکے لئے شک کی بات تھی۔۔۔

جتنا سیدھا اسنے اپنے بھائی کو سمجھا تھا اتنا تھا نہیں۔۔۔

وہ اب اپنے لاڈلے معصوم بھائی کو بھی مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا تھا ایک پولیس والا بن کر۔۔۔

اسے اب چونکا رہا تھا برہان کی نظریں بدل گئیں تھی۔۔۔

اسے تو یہ بھی شک ہو گا کہ کیسے اسے عالم نے اجازت دے دی عین کو یہاں بھیجنے کی۔۔۔

بہر حال کچھ بھی تھا اسے نور کیلئے دھمکی نہیں دینی چاہیے تھی جب جانتا تھا کہ وہ آلف کی کمزوری ہے حورا لعین کی کمزوری ہے۔۔۔

وہ اس سے سخت ناراضگی رکھنے والا تھا اسنے سوچ لیا تھا۔۔۔



مسکرا کر سر جھٹکتے اسے بانہوں میں سمیٹ کر سینے میں بھینچے گردن میں منہ چھپا کر مدھم سانسیں بھرتے  
اسکے تنفس کو بے ترتیب کر لیا۔

\*-----❤️-----\*

"سرا نہیں بری طرح مارا گیا ہے ابھی تک ہوش نہیں آ رہا، ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ شاید دو دن تک یا تین بھی لگ  
سکتے ہیں۔۔۔" ارمان اسکے سامنے الرٹ کھڑا ساری انفارمیشن دینے لگا

"ہوں۔۔۔! ٹھیک ہے انکے ہوش میں آتے ہی بیان لو ان سے۔" اسنے حکم دیا اور جانے کا اشارہ دیا پر وہ نہیں  
گیا کچھ کہنے کیلئے ہچکچا رہا تھا تبھی برہان نے برواٹھائی اور وجہ پوچھی یہاں کھڑے رہنے کی۔  
"سر کیا میڈم یہیں رہیں گے؟؟ مطلب کہ وہ یہاں کیسے؟" اسنے نظریں جھکائے پوچھا۔

"پاس جا کر دیکھو معلوم پڑ جائے گا۔" وہ اسکے دھکے چھپے الفاظ میں بات کو سمجھ گیا تھا تبھی بولا۔

"سر پر پھر بھی وہ۔۔۔۔!"

"میں ابھی زندہ ہوں ارمان۔" اسنے جتنا یا وہ سر ہلا کر اجازت لیتا وہاں سے نکل گیا۔

مسکان کو اسنے جیل میں ڈالا ہوا تھا جہاں ایک لڑکی پہلے سے بیٹھی تھی۔۔۔

مسکان نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے روتے ہوئے بتایا کہ یونی میں ایک لڑکا اسے تنگ کرتا تھا بہت گندے گندے فقرے اچھالتا اس کا راستہ بلاک کر نامیس اسٹینڈ پر بائیک سے گھیر لینا۔۔۔ اور اس دن تو حد ہو گئی وہ اس کا بازو پکڑے ایک طرف گھسیٹنے لگا تھا جسکے ڈر سے اس نے اسے تھپڑ مار کر بھاگ گئی تھی۔۔۔

وہ ایک مزدور بات کی اکیلی بیٹی ہے۔۔۔

بہت تنگ حالت تھی گھر کی۔۔۔

اسے تھپڑ مار کر وہ خود ڈر گئی تھی اسلئے کچھ دن وہ یونی نہیں گئی پر کب تک گھر میں چھپی رہتی اسکے ماں باپ پریشان ہونے لگے جن کی پریشانی دور کرنے کیلئے اس نے کچھ نہیں ہے سب ٹھیک ہے کا منہ پر لیبل لگا یا اور یونی آگئی۔۔۔

اور پھر اچانک اس لڑکے نے اس سے تھپڑ کا بدلہ لیا اور اسے راستے سے کڈ نیپ کر لیا۔۔۔ وہ اپنے دوستوں سے ملکر اسے ایک فلیٹ میں لائے اور اس سے اپنے تھپڑ کا بدلہ لینے کیلئے اسکی عزت دامن کو ملکر داغدار کرنا چاہتے تھے کہ۔۔۔

وہ لڑکا اسکے پاس آیا تو وہ روتی اسکے پاؤں میں گر گڑائی پر اس پر تو شیطان سوار تھا اس سے زبردستی کرنے لگا تبھی کچھ نا سمجھتے اپنی عزت دامن اپنے باپ کا سر بلند رکھنے کیلئے اس نے کر سٹل کا واس اٹھا کر اس سے وار کیا جو کافی زوردار تھا جس سے اسکی جان چلی گئی۔۔۔

وہاں سے تو وہ جیسے تیسے کر کے بھاگ نکلی کیونکہ اسکے دوست صدمے میں کھڑے تھے اسکی لاش دیکھ کر۔۔۔ وہ گھر تو آ کر چھپ گئی اپنی عزت تو حوا کی بیٹی نے بچالی اس درندے سے پر بہت کچھ کھو آئی۔۔۔

اور کچھ ہی دن میں بخار میں تپتنے کا راز سامنے آچکا تھا جب اسکے بوڑھے باپ کے در پر پولیس کھڑی ملی۔۔۔  
اسکی زندگی تباہ ہو گئی تھی حوا کی بیٹی کس راستے بھی محفوظ نہیں تھی۔۔۔  
اگر عزت لٹائے تو بھی مرے اگر عزت بچانے کیلئے کسی کو مارے تو بھی خود مرے۔۔۔

اسے پولیس لے گئی وہ چادر میں چھنی والی لڑکی بدنام ہو گئی تھی پولیس اسے لیکر آئی۔

اسکا باپ غریب تھا سب اسے غلط سمجھ رہے تھے کہ بیٹی کو اتنا پڑھانا نہیں چاہیے تھا نکل گئی نہا تھ سے خون  
کر آئی۔۔۔

دوسری طرف وہ لڑکے کے ماں باپ امیر تھے تو انکا کیس زور پکڑ گیا۔

وہ اب جیل میں پڑی تھی اور وہ لڑکے کسی دوسری لڑکی کا شکار بنا رہے ہوں گے۔۔۔

اور اسکا حال دیکھ کر تو شاید ہی وہ لڑکی انہیں مارنے کی جرات کرے  
کیونکہ حوا کی بیٹی کو سماج تو کہتا ہے جب عزت پر ہاتھ آئے تو ہاتھ کاٹ دو اور جب اسنے عمل کیا تب بھی وہ بری  
ثابت ہو گئی  
عزت تو بچالی تھی پروقا نام باپ کھو دیا تھا۔۔۔

کل یہ لوگ درس پڑھاتے ہیں یہ کرو وہ کرو ایسا کرنا ویسا کرنا

اور آج اسنے اس درس پر عمل کر لیا تو اسکا بوڑھا باپ ہر دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا پر ہر جگہ یہی سننے کو مل رہا تھا کہ

لڑکی فحاشہ تھی پتا نہیں کتنی دفع دیکھ چکے تھے فلاں فلاں گلی میں فلاں کے ساتھ۔۔۔

لڑکے کو جال میں پھنسا یا پیسے مانگے لڑکے نے انکار کر لیا تو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

"ایس پی کچھ نہیں کہہ رہا؟" اسنے حیرت سے سن کر پھر پوچھا  
"سر کہتے ہیں وہ مجھے انصاف دلائیں گے جلد ہی اسی وجہ سے انہیں بہت بار دھمکیوں بھری کالز موصول ہو چکی  
ہیں۔" مسکان سر ہلا گئی

"لڑکے کے باپ کا نام معلوم ہے؟" بل چباتے ہوئے وہ پوچھنے لگی اس لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے بتایا تو

مسکان نے حوصلہ دیا۔۔۔

"صرف آج کی رات تکلیف برداشت کرو تمہیں یونی میں اور گھر گلی میں۔۔۔  
تمنے بہت زبردست کام کیا ہے جلد ہی یہاں سے باہر نکلو گی مجھے تم پر فخر ہے۔۔۔" اسکا کاندھا پتھپتھا کر بولی۔  
اب وہ لڑکی ہو کر کیا کر سکتی تھی اسکے لئے جب خود ہی جیل میں آگئی تھی۔  
پر یہ پوچھنا گوارہ نہیں کیا کہ کیوں آئی ہے یہاں۔۔۔

مسکان نے اسے تو ہمت بندھائی تھی اب اپنے لئے بیٹھی تھی اور جانتی تھی اسکا یہ انتظار طویل نہیں ہوگا۔

سامنے چیئر پر بیٹھا ایس ایچ او بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اور مسکان کا دل کیا ابھی باہر نکل کر اسکے منہ پر  
اپنے پنچے فٹ کر دے۔

اچانک ہی آفس روم سے آواز آئی برہان ایس ایچ او سے مسکان کو لانے کا کہہ رہا تھا۔



ایس ایچ او معنی خیز سے مسکرایا

"آؤ میڈم سر بلارہے ہیں۔" اسنے مسکان کو بلایا جو مسلسل بیل چبارہی تھی  
"کیوں تمہارے سر کی ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں جو میں آؤں یا لنگڑالو لا اندھا ہے؟

اس سے کہو تمہاری ذاتی ملازم نہیں ملزمہ کا بھی ایک اسٹینڈرڈ ہوتا ہے۔" وہ نخوت سے بولی

اس لڑکی نے حیرت سے اسے دیکھا جسکی ناک کی نتھنیں پتا نہیں کس احساس سے پھول رہی تھی حالانکہ وہ  
خاموش بیٹھی تھی

CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

"کیا وہ غصہ تھی ایس پی سر سے؟" اپنے سوال پر وہ خود ہنس پڑی۔  
"بھلا ایک مجرم کی کیا اوقات ناراض ہونے کی اور مجرم بھی وہ جو بیک وقت چار چار کو مار آئے اور چار پانچ  
دنوں کیلئے دنیا سے ہوش آؤٹ کر گئے۔"

ایس ایچ او اسے گھورتا آفس میں داخل ہوا اور منتظر بیٹھے برہان کو ملزمہ کے اسٹینڈرڈ کا بتایا۔

"اسکی تو میں۔۔۔۔۔" وہ بڑبڑا کر طیش کے عالم میں آفس سے باہر نکلا اور لمبے ڈگ بھرتا سب کو نظر انداز کیے  
اندر داخل ہو کر سامنے بیٹھی مسکان کے بازو کو جکڑا اور کھینچتا واپس آفس میں لایا۔۔۔

"ڈونٹ ٹچ می۔۔۔!" وہ اسے پیچھے دھکادی غصے سے بولی

برہان اسکے فیس کو دیکھ کر ہنس پڑا۔

"کیوں؟ مجھے حق ہے تمہیں چھونے کا۔" وہ اسکی کلائی مروڑ کر پیٹھ پر کرتا تمسخرے سے بولا

"یو کین ٹچ می۔" وہ منہ پر آئی سنہری لٹ کو پھونک کی مدد سے پیچھے کرتی بولی

"اتنا بدلا تو ایک سیکنڈ میں واہ۔" وہ ابرو اٹھا کر اسکی کلائی کو مضبوطی سے جکڑنے لگا

"اوہ! کم آن۔ میں سمجھ سکتی ہوں تمہاری فیلنگس جو ہیں۔" وہ بغیر پیچھی کلائی کی تکلیف کو چہرے پر لائے  
اسکی آفس کو دیکھ رہی تھی۔

مہوش علی

"اچھا کیا ہیں میری فیلنگس مسی جان؟" وہ چبا کر بولا  
"ڈونٹ کال میں مسی! کوزا گر میں مسی بنی تو اپنا تھو بڑا خود پہچانے سے انکار کر دو گے سو بی کیئر فل  
ڈارلنگ۔" وہ دوسرے ہاتھ سے منہ سے بل نکال کر اسکی جیب میں رکھنے لگی

"اتنا غرور۔۔۔!" وہ ہنستا اسکی بچگانہ باتوں بولا

"جبتا ہے سوامی۔"

"میری فیلنگس کا بتاؤ؟" اسنے کلائی چھوڑ کر اسکے سنہری بالوں والی پونی کو ہاتھ پر لپیٹ کر کھینچا  
وہ قریب ہو کر سینے سے لگی۔

برہان حیران تھا کہ خاموش کیوں ہے۔۔۔

"جیلِس!! تم جیلِس ہو رہے ہو کہ میں نے تمہاری نامان کر سیر کی بات مان لی۔"

اسنے دوسرا بیل نکالنا چاہا کہ برہان نے اسکی کوشش ناکام کر دی اور خود جیب میں ہاتھ ڈالا تو غش کھا کر بچا کیونکہ جیب ساری بیل سے فل تھی

"یا اللہ کیسی عورت ہے یہ؟" اسنے دل میں سوچا

اسے اسکے دماغ پر شبہ ہوا۔

"تم وہ شوہر ہو جسنے سب کے سامنے اپنی بیوی کو تھپڑ مار کر اریسٹ کیا ہے!" وہ جیسے اکتانے لگی

"اور تم وہ بیوی ہو جسنے بھری محفل میں اپنے شوہر کے حکم کو جوتے پر رکھ کر اسکے پیچھے چلی گئی۔

میری انسلٹ کا اندازہ لگا سکتی ہو؟؟" وہ غصہ ہوتا اسکے بالوں پر پکڑ سخت کر گیا۔

وہ ہنسی "یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ایس پی۔۔۔"

تمہیں معلوم ہے اگر کبھی سیر اور تم دونوں مصیبت میں ہو جسٹ تھنک کہ مجھے دونوں میں کسی ایک کو بچانا ہو تو تمہیں معلوم ہے میں کیا کرتی۔۔۔؟"

اسنے برہان کی آنکھوں میں دیکھا جو خود بے چین ہو گیا سننے کیلئے "آف کورس تم مجھے بچاتی میں تمہارا شوہر ہوں اگر میں مرا تو تم بیوہ ہو جاتی۔" وہ مان غرور سے بولا

"تب میرے ہاتھ میں پسٹل ہوتی تو میں اسکی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتا دیتی۔۔۔" وہ چبا چبا کر بولی

برہان کی مسکراہٹ سکڑ گئی "اتنی نفرت کرتی ہو؟" وہ حیرت سے بولا

"نہیں میں تم سے محبت کرتی ہوں اتنی کہ تم خود اندازہ نہیں لگا سکتے۔" وہ لا پرواہی سے بولی

"یہ کیسی محبت ہے جس میں تم خود مجھے مارو گی؟" وہ صرف سوچ سکا  
اسکا غرو رمان جو ٹوٹا تھا کچھ کہنے کے لائق کہاں بچا تھا۔

"پھر تمہیں پتا ہے تمہیں پھانسی چڑھا کر میں کس سے شادی کرتا۔۔۔؟؟ اسکی بات پر مسکان نے ایک ادا  
سے برواٹھائی کہ حقیقت میں۔۔۔۔

"شیری۔۔۔۔۔"

"سوچنا بھی مت!! دماغ اپنی مٹھیوں میں کچل دوں گی اور یہ نکارہ دل میری ہیل کے نیچے نظر آئے گا دنیا  
کو۔۔!" وہ غرا کر اسکے جبرے کو جکڑے بولی۔

برہان نے اسے جھٹکے سے پیچھے کیا  
وہ خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی جبکہ اسکے ناخون کی چبھن برہان اپنے جبرے پر ابھی بھی محسوس کر  
رہا تھا

"پتا نہیں کیوں تم اس لڑکی کے جان کے دشمن بن چکے ہو!

بٹ آئی وارن یواگین اگر میں دور ہوئی تمہاری زندگی سے تو قریب اسے بھی رہنے نہیں دوں گی۔۔" وہ بولی  
نہیں سرد لہجے میں وارن کرتی سامنے چیئر پر بیٹھ کر جھولنے لگی۔



اور وہ پتھر کا پہاڑ بنا حیرت سے ششدر اسے دیکھ رہا تھا

"کیسی محبت تھی؟؟"

میرے سینے میں چھ گولیاں اتار سکتی ہے۔۔۔ وہ مجھے مار سکتی ہے اس سعیر کی وجہ سے اور میں کسی کے بارے میں کہوں تو یہ حال!"

"جاؤ!! وہ غرایا سرخ رنگت سے

"دومنٹ!" کچھ معنی خیزی سے بولی

برہان اسے گھورتا اپنی چیئر پر بیٹھا اور وہاں رکھا پانی کا گلاس اپنے انگارہ حلق سے اتارا۔۔۔

ابھی ٹھیک سے ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتے سیکنڈ بھی نہیں گذرا تھا کہ پولیس اسٹیشن میں ہلچل مچ گئی

ایس ایچ او بھاگتا اسکے پاس آیا

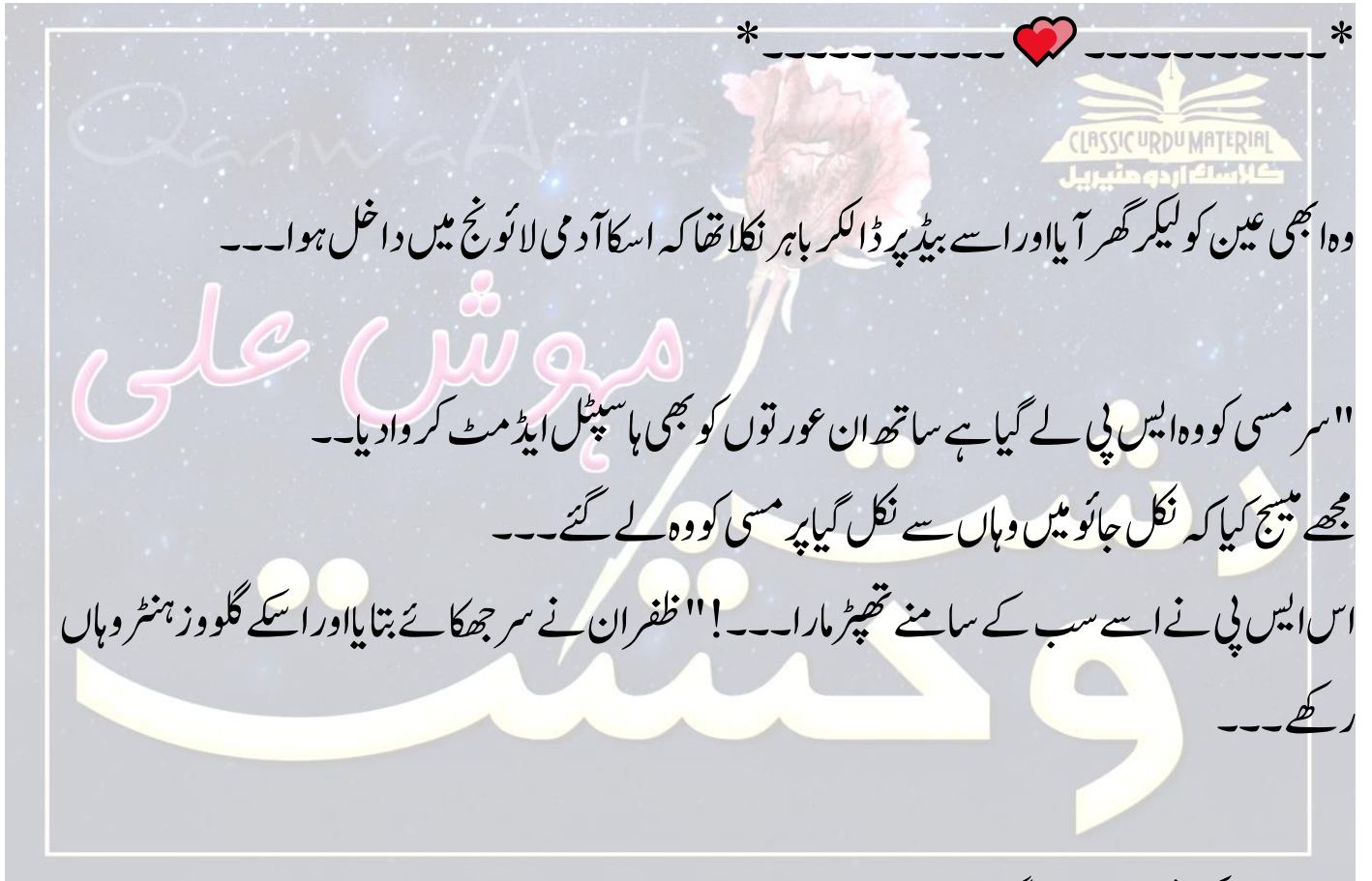
"سر آئی جی صاحب آئے ہیں خود وہ بھی وکیل کے ساتھ۔۔!" برہان چونک کر کھڑا ہوا۔

اسے دیکھا تو لا پرواہ سی ببل کھانے لگی تھی جس سے اسکے گلابی لب مسلسل ہل رہے تھے۔۔

وہ عجیب سے تشنگی کا شکار ہوا۔

"سر سحیر عالم بھی ساتھ ہے! اور بہت غصے میں لگ رہا ہے۔" ارمان نے آکر بتایا وہ بوکھلایا ہوا تھا جو برہان کو سخت ناگوار گذرا

اور سحیر نام پر جہاں مسکان کھڑی ہوئی تھی وہیں اسکے بدن روح میں ایک غصے بھری لہر کے ساتھ جلیس کی آگ میں بھڑک اٹھا۔



عارب سن کر غصے سے بپھر گیا۔۔۔

"اس دو ٹکے کے ایس پی کی یہ جرات اسکی ہمت کیسے ہوئی میری بہن پر ہاتھ اٹھانے کی۔" وہ عین اور سمی کا خیال کرتے نیچے آواز میں غرایا۔۔۔

عالم کا اس سے برا حال تھا۔۔۔

ابھی وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی ہوم منسٹر صابر کی کال آگئی۔۔۔  
سعیر کا دل کر رہا تھا ایس پی کا منہ سرخ کر دے بلکہ اسکی نوکری کا رعب چھین لے۔۔  
جس وجہ سے اسنے اسکی لڑکی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

ہوم منسٹر نے اس سے معافی مانگی برہان کی طرف سے اور کہا کہ دو منٹ میں تمہاری لڑکی تمہارے پاس

ہوگی۔۔۔۔

بیسٹ کے نام سے ناسہی پر منسٹر سعیر عالم کے رعب دبدبے سے واقف تھا۔۔  
اسکا سٹیٹس اسٹینڈرڈ سے وہ سب واقف تھے۔۔۔

مہوش علی

بز نس مین سعیر عالم اس سے کون نا واقف تھا۔۔۔

پر کوئی یہ نہیں جانتا تھا اسکا بز نس کس نوعیت کا ہے۔۔۔

یہ ضرور جانتے تھے کہ وہ پاک سمیت کئی ممالک پر چھایا ہوا ہے۔۔۔

اسکی ایک کال انکے بہت کچھ بگاڑ سکتی تھی۔۔۔

تبھی اطلاع ملے ہی اسنے فوراً سے پہلے سعیر عالم کے غصے کو سمجھتے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا پر اسکی دھاڑ سے وہ خود دب

گیا۔

"دو منٹ ہیں تمہارے پاس منسٹر مجھے اپنی لڑکی اپنے گھر میں دیکھنی چاہیے۔۔۔!" اسکی گھن گرج لان میں  
گو نجی

"آپ خود پہنچے پولیس اسٹیشن!!" وہ اس سے بولا سحیر نے کال ڈسکنیکٹ کی اور گاڑی نکال کر وہاں سے لے گیا

وہیں عارب مٹھیاں بھیجے ٹہلتا رہا  
"آخر وہ خاموشی سے کیسے تھپڑ کھا کر رہ گئی  
کیا اسکے سامنے ہتھکڑیاں زور تھی؟؟؟

ہر گز نہیں وہ بھاگ سکتی تھی نکل سکتی تھی بچاؤ کر سکتی تھی۔۔  
لڑ سکتی تھی۔۔۔  
بلکہ اس ایس پی کو مزاح کھا سکتی تھی پر وہ خاموش رہی۔۔۔!  
آخر کیوں؟"

سحیر گاڑی لیے پولیس اسٹیشن پہنچا جہاں ہوم منسٹر کے احکام پر آئی جی اور وکیل خود موجود تھے۔۔۔  
وہ انہیں نظر انداز کرتا سرخ بھوری آنکھوں میں لہو لیے اندر داخل ہوا  
"کہاں ہے ایس پی؟" اسکی غراہٹ پر سب نے آفس کی جانب اشارہ دیا۔

"سرریلیکس میں بات کرتا ہوں۔۔" وکیل نے اسے ریلیکس کرنا چاہا  
جس پر اسنے گھوری ڈالی وہ ہڑبڑا کر پریشانی سے آئی جی کو دیکھنے لگا۔

آفس کا ڈور دھکیل کر وہ اندر داخل ہوا تو سامنے ہی وہ کھڑی تھی اسے دیکھ کر مسکرا دی



سعیر کے پیچھے آئی جی اور وکیل بھی اندر داخل ہوئے۔۔۔  
برہان انہیں دیکھ کر سلیوٹ کرتا تمسخرے سے مسکرایا۔۔۔

"یہ ہے قانون ایک مجرم کے رعب پیچھے بھاگ پہنچے۔" وہ بڑبڑایا آئی جی نے سخت گھوری ڈالی۔۔۔

مسکان چلتی ہوئی سعیر کے سامنے آئی اور اسنے اسکے ٹھوڑی انگلیوں میں پکڑ کر چہرے کو دائیں بائیں گھما کر دیکھا  
اسکی گال پر سرخ انگلیوں کے نشان تھے۔۔۔

آئی جی دیکھ کر گرٹ بڑا گیا۔

"تمنے کیسے اس پر ہاتھ اٹھایا ایس پی برہان علوی۔۔۔؟" آئی جی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر ہمیں پورے اختیارات ہیں مجرم سے اس جیسا برتاؤ کرنے کا۔" اسنے سنجیدگی سے کہا۔

"آپکے پاس کیا ثبوت ہیں مسز برہان علوی مجرم ہے؟" وکیل نے چبھتے لہجے میں سوال کیا  
برہان نے مسکان کی طرف دیکھا جواب سعیر کے کندھے پر سرٹکائے کھڑی تھی  
جیسے ایک باپ کے آغوش میں اسکی جان عزیز بیٹی۔۔۔

"ایسے حیوان باپ کی ایسی ہی حیوان اولاد ہو سکتی ہے۔" وہ سوچنے لگا اور وکیل کی طرف رخ کیا

"مسز برہان علوی فنکشن میں موجود سب کے سامنے ان چار وکیل گئی اور وہاں فلیٹ پر موجود انکی چاروں لیڈیز کی حالت کے ساتھ وہاں کھڑی ملی کیا اب بھی کسی ثبوت کی ضرورت ہے؟" اسنے جتا کر کہا

"کیا تمنے دیکھا میں نے انہیں مارا ہے؟"

میرے پاس کوئی ہتھیار ملا جس سے میں نے انہیں مارا ہے؟" وہ بھڑک کر بولی

برہان کو اسکا مکروہ چہرہ دیکھ کر ششدر رہ گیا

کتنی صفائی سے جھوٹ بول رہی تھی۔

"کیا تمنے سعیر عالم اسے حکم نہیں دیا تھا کہ اسے لیکر جائو اور سزا دو؟" اسنے طنزیہ عالم کی طرف رخ کیے پوچھا

"ہاں دیا تھا۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا

"پر میں نے انہیں ہاتھ بھی نہیں لگایا۔" مسکان معصومیت سے بولی

"ہاں کیونکہ تمنے ہنٹر سے انہیں مارا تھا تو ہاتھ کیسے لگاؤ گی۔"

"ثبوت دو وہ ہنٹر کہاں ہے ان پر فنکر پر غس دیکھاؤ؟" وہ طیش میں آکر اس پر غرائی

"ایکسیوزمی برہان علوی آپکے پاس جب تک ثبوت نہیں آتے کوئی جو مسکان علوی کے خلاف جائیں آپ انہیں لاک اپ نہیں کر سکتے۔

اور آپ کو کوئی حق نہیں تھا کسی لیڈی پر ہاتھ اٹھانے کا یہ خلاف ورزی ہے۔

یہ رہے کورٹ کے سپر ز آپ پہلے ان عورتوں کے بیان لائیں کہ انہیں مسز علوی نے مارا ہے یا وہ ہنٹر لائیں پھر آپ کوئی ایکشن ان کے خلاف لے سکتے ہیں۔

آپنے بغیر ایف آئی آر کے انہیں ہراساں کیا ہے بلکہ کسی حد تک آپ پر ہراسمنٹ کا کیس درج ہو سکتا ہے اگر مسز علوی چاہیں تو۔" وکیل کی باتوں پر برہان کو شاک لگا

مہوش علی

اسنے آئی جی کے سمیت دیکھا

"سر۔۔۔!!" اسنے کچھ کہنا چاہا کہ آئی جی اسے ٹوک دیا

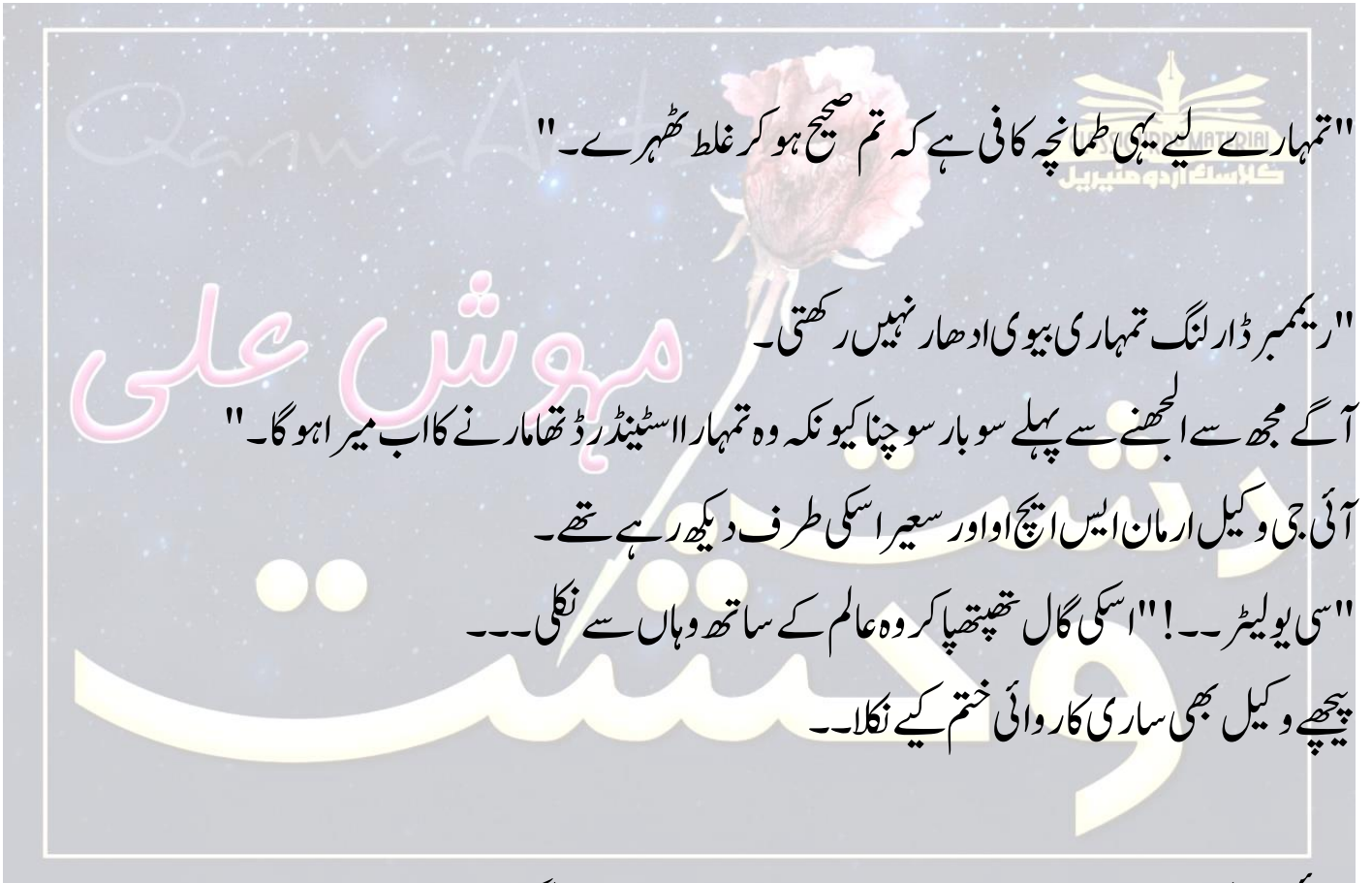
"تم پہلے ہی ہمیں کافی شرمندہ کر چکے ہو تمہارے گھر کے فنکشن میں مسز عالم پر جان لیوا اٹیک ہو چکا ہے جسکی رپورٹس ہیں ہمارے پاس عالم صاحب چاہیں تو وہ آپ سب پر کیس کر سکتے ہیں پروہ ایسا نہیں کر رہے ہیں۔ آپ کو انکا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔" آئی جی جتا کر بولا اور ممنون نظروں سے عالم کو دیکھا جو غصے سے برہان کو

گھور رہا تھا

"سر آپ لے جاسکتے ہیں مسز برہان علوی کو۔" وکیل نے کہا جب عالم نے برہان کی طرف قدم اٹھائے پر بیچ میں ہی مسکان نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔۔۔

اسنے غصے سے اسے دیکھا پل کیلئے وہ سہم گئی "میں پلینز"۔۔ اسکی ریکویسٹ پر وہ تھم گیا

جب وہ فتح مندی سے مسکراتی ہوئی اسکے سامنے آئی  
"میں تم پر کیس نہیں کروں گی سوامی۔۔" اسکے کوٹ کے کالر پر ہاتھ پھیرتے وہ اسکی لہو آنکھوں میں دیکھنے لگی۔



"آئی ایم شیور ایس پی آئندہ اس پر ہاتھ اٹھانے سے ہزار بار سوچو گے۔"  
برہان کے کان میں سعیرا کے الفاظ گونجے۔

اس قدر انسلٹ ذلالت پر اسکا چہرہ سرخ انگارہ ہو گیا۔۔۔



"میںے سنا ہے ایس پی تم بیسٹ کا کیس ہینڈل کر رہے ہو تو بہتر ہے اسکا ہی ہینڈل کرو سیر عالم کے پیچھے مت پڑو۔" آئی جی نے غصے سے کہا

آئی جی بھی چلا گیا

اب صرف برہان اور ارمان بچے تھے ایس ایچ او بھی آئی جی کے اشارے پر نکل آیا۔

"بہت برا کیا ہے تم نے مسکان بہت برا۔۔۔!!" وہ بڑبڑایا حالت ایک زخمی پھرے شیر کی تھی کہ ابھی سب کو نوچ کھوچ کر ختم کر دے گا۔۔۔

وہ وہاں سے نکلا اور ہاسپٹل گیا جہاں لڑکیوں کے ماں باپ موجود تھے اسنے انہیں ایف آئی آر کٹوانے کا مشورہ دیا پر وہ اپنے بیٹیوں کے ہوش میں آنے کا کہنے لگے۔۔۔

برہان نے بھی بہتر سمجھا

سوچ لیا تھا وہ اس انسٹ کا بدلہ ضرور لے گا۔۔

اسنے ڈاکٹر پر سخت پریشر ڈالا کہ انہیں جلد از جلد ہوش میں لایا جائے بیسٹ سے بیسٹ ٹریٹ منٹ دے کر۔۔۔

اسنے دعا کی تھی کہ مسکان اسے گھر میں نظر نہ آئے اور ہوا بھی وہی وہ وہاں نہیں تھی اگر ہوتی تو آج شاید اسکے ہاتھوں اسکا قتل ہو جاتا۔۔

"ہاں طارق طلاق کے پیپر ریڈی کروائو۔۔۔! وکیل کو کال کرتے اسے ساری ڈیٹیل دیکر وہ بولا

دوسری طرف چند باتیں سن کر او کے کہتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

"میری زندگی میں تم جیسی بٹی ہوئی لڑکی کی کوئی ضرورت نہیں مسکان۔۔۔  
ہمارا کانٹریکٹ ختم۔۔۔!" نہایت ضبط کے عالم میں وہ بولا اور ہاتھوں میں سر تھام

"بابا ماما بھی نہیں آئی۔۔۔؟" فیری اسکے گود میں سر رکھ کر بولی

برہان نے کوئی جواب نہیں دیا سوا اسے سینے سے لگانے کے۔۔۔  
اسے معلوم تھا دنیا میں صرف یہی واحد وجود ہے جو اس سے محبت کرتا ہے۔۔۔

\*-----❤️-----\*

"کل لیے تم تیار ہو؟" عارب روم میں آکر پوچھنے لگا  
وہ سونے کیلئے کروٹیں بدل رہی تھی

"ہاں دس بجے کا وقت ہے وہ مالا بائی کو لیکر نکلے گے۔۔۔

آدھا گھنٹا انہیں راستے میں لگے گا اور اس دوران ہمیں پوری پروٹیکشن دینی ہوگی پولیس کو تاکہ وہ قہر زمان والو  
کے اٹیک سے بچ جائیں۔

پر یاد رکھنا اسے خراش بھی نہیں آنی چاہیے۔" مسکان نے سنجیدگی سے کہا وہ سر ہلا گیا

"تم ٹھیک ہو؟" وہ پاس آکر بیٹھا

وہ غصے سے گھورنے لگی کہ عارب نے نا سمجھی سے کندھے اچکائے کہ کیا کر دیا

"اپنی بکواس بند رکھو تنے میری بیٹی کو کہا ہے میں گھڑ کی کیڑی ہوں دو دن گھڑ میں رہی ہوں۔" وہ غرائی

عارب چونکا اور قہقہہ لگا کر بل کھاتا بیڈ سے دور ہو گیا

"اچھا تو اسنے کہہ دیا تمہیں کافی ٹیلنٹڈ بچی ہے یار۔۔ فرمانبردار بھی ہے اور معصوم بھی۔" وہ ہنستے بتانے لگا تب

ہی مسکان نے پاس رکھا ٹائم پیس اٹھا کر اسے مارا

وہ بچنا چاہتا تھا پر اسے معلوم تھا وہ نیچے جھکے گا تبھی ایک بار ہوا میں ہاتھ لہرایا دوسری بار اسکے جھکنے پر تیزی سے  
اسکی پیٹھ پر وار کیا وہ کراہ اٹھا

"ظالم ناگن مار دیا فف۔۔!" اسکی آہ گونجی

"کہانا جاؤ یہاں سے۔۔!" وہ چلائی

"اوہ کم آن یار مسی بنو شادی میں جو شوہر گھر سے نکال دیں ویسی بے بس عورت لگ رہی ہو حالانکہ تمہارے اپنا فیصلہ تھا یہاں آنے کا۔" قریب آکر اسکا سر سینے سے لگاتے وہ بولا

"دفع کرو بے بس ہوگی میری جوتی میں تھوک آئی ہوں اس کی دی ہوئی عزت پر۔" آنکھ مسلتے ہوئے وہ بولی عارب نے اسے گھیرے میں سمیٹ لیا

"اسپین جانا چاہو گی؟" اسکا سر سہلا کر وہ پوچھنے لگا۔

"اب اتنی بھی بڑی قیامت نہیں آئی اسکے غصے سے یہاں آئی ہوں کہ وہ ریلیکس رہے کچھ پل ورنہ بہت جھگڑا ہوتا۔۔۔"

کل چلی جانو گی مہندی میں۔" وہ بول کر خاموش ہو گئی۔

"اوکے ایز یوروش۔"

"اب نکلو۔۔۔! وہ اسکے ہیڈ پر کس کرنے لگا تھا کہ وہ دھکا دیکر پیچھے پھینک چکی تھی عارب ہنستا اسکا گلا گھونٹنے کیلئے قریب پہنچا کہ وہ گن کا منہ اسکی سمیت کر کے باہر نکلنے کا اشارہ دینے لگی

"تم ایک غنڈی ہو۔۔۔"

ناگن ڈائن بھتتی چڑیل۔" بھنا کر کہتا کندھا سہلا کر وہاں سے نکلا مسکان دروازہ بند کیے بیڈ پر گر گئی۔۔۔

عالم جب اسے وہاں سے لیکر نکلا تھا تو اس سے پوچھا تھا کہاں جانا چاہو گی تب مسکان نے اسکے گھر کو ترجیح دی تھی۔۔۔



اور عالم نے اسکے سر پر بوسہ دیکر کہا تھا اپنے وقار عصمت پر کبھی کمپر و ما نرمت کرنا۔۔۔  
اسکے لئے وہی کافی تھا۔

وہ ساری رات اسے سوچتا رہا۔۔۔

اور پھر یاد آنے پر اپنی جیب میں پڑے ببل کو دیکھتا مٹھیاں بھیجنے دیتا۔۔

وہ اس ببل کو پھینکنا چاہتا تھا پر پھینک نہیں پایا۔ اسکے سامنے وہ ہلتے سرخ لب گھوم جاتے۔۔  
جنہیں یاد کرتے تھک کر واپس ایک چھوٹی سی پلاسٹک کی پریا میں ڈالکر اس ببل کو جیب میں رکھ لیا۔

فیری اس سے وقفے وقفے سے جاگ کر پوچھتی "رہی ماما میں"۔ اب وہ کیا کہتا کہ وہ اس ماما کا قصہ ہی ختم  
کر دینا چاہتا ہے  
اسنے طلاق کیلئے طارق کو کہہ تو دیا تھا پر اب روح میں بے چینی اتر آئی تھی۔  
وہ ساری رات سونا سا نتیجہ صبح آنکھوں میں سرخ ڈورے گہرائی سے اتر آئے تھے۔

روح میں تھکن پیدا ہونے لگی تھی۔۔۔

روز صبح کی طرح اسنے اپنی بیٹی اور اس پر بلیٹکٹ ٹھیک کرنا چاہا پر خالی جگہ اسکا منہ چڑھا رہی تھی۔

اپنے ماں باپ سے سرسری طریقے سے سلام کرتے بیٹی کو ناشتہ کروا کر اسے نور کے روم میں چھوڑ کر وہاں  
سے نکل گیا۔

وہ سوچنا چاہتا تھا کہ اسکی زندگی نارمل کیوں نہیں پر خالی سوال ہی لوٹ آتا۔۔

وہ مانتا تھا مسکان سے شادی اسنے اپنی مرضی سے کی تھی وہ لڑکی اس سے شادی کیلئے تیار نہیں تھی اسنے تو بس اسکی آنکھوں میں محبت دیکھی تھی کبھی پانے کی چاہ نہیں دیکھی تھی شاید وہ اپنی اصلیت کی وجہ سے اسے بھاگتی تھی پر جب اسنے ہاتھ پھیلا یا تو پیچھے وہ بھی نہیں ہٹی۔۔۔

کاش وہ اپنے ماں باپ کو سبق سیکھانے کیلئے اس جنونی لڑکی کا چناؤ نہ کرتا۔۔

اور اگر اسنے ایسی بیوقوفی کر لی تھی تو وہ انکار کر دیتی اور اس انکار میں اپنے روپ میں آکر ضد پراڑ جاتی تو آج یہ

سب، ایسا ناہوتا۔  
کلاسیک اردو منیریل

اور شاید کہیں اگر وہ انکار کرتی تو وہ انا کا مسئلہ بنالیتا۔ جس طرح بیسٹ کے کیس کو اسنے زندگی کا مقصد بنالیا تھا۔

اسکی کڑی آہستہ آہستہ ملتی جا رہی تھی وہ سعیر عالم کے باپ رشید عالم تک پہنچ چکا تھا اور یہ سن کر شذر رہ گیا کہ اسے کسی نے کاٹ کر کیچڑ میں پھینک دیا تھا۔

ہونا ہو برہان کو سو آنا شک تھا کہ یہ حرکت اس حیوان کی ہوگی ضرور اسنے اپنی حیوانگی کا نشانہ اپنے باپ کو بنایا

ہوگا۔

یہ بھی دیکھا اور حیران ہوا کہ اس بیسٹ کا گھرا تنا چھوٹا اور گھٹن سے بھرپور تھا۔۔

دو چھوٹے جس زدہ رومز پر مشتمل وہ چھوٹے ایک روم کے سائز جتنے صحن والے گھر میں سعیر عالم رہتا

تھا۔۔

وہ یقین ناکرتا اگر وہاں کے موجود بوڑھے لوگ اسے نابتاتے کہ یہ عالم کا گھر ہے۔۔۔

اور پھر اسکا باپ ڈر گزلیتا تھا۔۔

اسکی بہن بھی تھی جو اتنے ٹائم کو مایں پڑی ہوئی تھی یہ انفارمیشن اسے رمشانے پہنچائی تھی۔  
کہ سعیر عالم کی بہن ہے جسکا نام سمعیہ ہے وہ کو مایں تھی اسکا پاسٹ کیا ہے کوئی نہیں جانتا۔۔۔

وہ کیوں کو مایں گئی کوئی نہیں جانتا بس اتنا جانتا تھا کہ وہ کوما سے آئی تھی۔۔۔

اسنے سعیر عالم کے بارے میں بہت جاننے کی کوشش کی ان محلے والوں سے پرسب نے جیسے منہ پر قفل لگالیا  
تھا اور پھر جبر وہ نہیں کر سکتا تھا بس شکستہ لوٹ آیا۔

پراس شکست کے پیچھے ارمان بھرپور تفتیش میں لگا ہوا تھا۔

اس شکست کے باوجود وہ کافی حد تک کامیاب رہا تھا۔ اسکے بارے میں جاننے کیلئے کہ وہ ایک چھوٹی سی عمر میں  
ڈر گزا سمگلر تھا۔

"ضرور اس ڈر گز سے ہی آگے سیریل کلر بنا ہوگا۔"

یہ ایس پی برہان علوی کی سوچ تھی کہ وہ خوشی سے اس روپ میں آیا ہوگا۔۔۔

پروہ نہیں جانتا تھا ایک چھوٹی سی عمر والا لڑکا اپنی پڑھائی چھوڑ کر ماں بہن کا پیٹ پالنے کیلئے ڈر گز سپلائے کرنے  
والے اس معصوم کو دماغی ٹارچر کیا گیا تھا۔

اسکے وجود کے پور پور کوکاٹ کر اس میں درندگی بھری گئی تھی۔

اس کم سن لڑکے کو برف کی تہہ پر منہ کے بل ننگا لیٹا کر پیٹھ پر ہنٹر مارتے، ہر طرح کی درندگی پر مجبور کیا گیا۔

وہ خوشی سے بیسٹ نہیں بناتھا ہی اسنے خوشی سے اپنی چہر اکاٹا تھا۔۔  
وہ خوشی سے درندوں کے پاس نہیں گیا تھا کہ اسے دماغی جھٹکے دیں لائٹ کے۔۔۔

یہ حقیقت تھی اسکی ابکی زندگی اسکی اذیتوں پر پردہ ڈال گئی تھی۔

اس چھوٹے سے وجود کو بھول گئے تھے جو دن رات ٹھوکڑوں کے زد میں ہوا کرتا تھا۔ دونوں ایک گھونٹ  
کیلئے سسکتا تھا۔۔۔  
یاد تھا تو صرف یہ کہ وہ ایک حیوان ہے۔۔۔  
معصوموں کا خون بہاتا ہے۔۔۔  
وہ معصوم جو سفید لباس میں گھومتے ہیں۔۔ اور رات دن کے حساب سے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے  
ہیں۔۔۔

"ساس کے ساتھ ایسا سلوک داماد صاحب!" مالا بائی نے سوچوں میں کھڑے برہان کو دیکھ کر تمسخرے سے  
کہا۔

وہ چونکا اور اسکی طرف دیکھنے لگا جو لیڈی آفیسرز کے ساتھ ہتھکڑیاں پہنے کھڑی تھی۔



سنہری آنکھیں سیاہ بال وہ اس عمر میں بھی انتہائی پرکشش خوبصورت نظروں کو بھٹکانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔۔

برہان کا دل کیا اسکی آنکھیں نوچ لے کیسی غلیظ مکروہ آنکھیں تھی۔۔۔

"مجھے حیرت ہے قہر زمان نے زندہ کیسے چھوڑ دیا دونوں کم بخت کو۔

اور ایس پی تمنے کیسے اس لڑکی سے شادی کر لی جسے میں بیچ چکی تھی تو ضروری نہیں وہ پاک۔۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔!! نام مت لو اسکا اپنی زبان پر ورنہ جان سے مار دوں گا۔" وہ پھر کر اس پر غرایا مالا بائی اسکا طیش دیکھ کر پہلے حیران رہ گئی اور پھر قہقہہ لگایا۔

"چل گیا اسکا جادو آخر کیوں نہیں چلے گا وہ بھی تو مالا بائی کی بی۔۔۔۔

"اسے میری نظروں سے دفع کرو ورنہ میں اسکا بھی خون کر دوں گا۔" وہ لیڈی آفیسر زپر دھاڑے جنہو نے دھکیل کر بائی کو گاڑی میں بیٹھایا

وہ مسلسل اسکی حالت پر قہقہہ لگا رہی تھی۔

اور گاڑی میں بیٹھی بھی وہ غلاظت منہ سے ہانکتی برہان کا ضبط آزماتی قہقہے لگا رہی تھی کہ اسکا منہ بند کروانے کیلئے لیڈی آفیسر کو ہی کھینچ کر تھپڑ مارنا پڑا۔

تب ہی جا کر اسنے زبان بند کی تھی پر مسلسل بڑبڑا کر بہت کچھ کہتی بھی رہی تھی۔

بہت مشکل سے خود پر کنٹرول کیے وہ سر جھٹک کر سگریٹ منہ میں دبائے اپنی جگہ پر بیٹھا۔

سامنے اسکی گاڑی بیچ میں وہ گاڑی تھی جس میں مالا بائی تھی اور پیچھے اے ایس آئی کی گاڑی تھی۔

وہ سب پورے دس بجے وہاں سے نکلے تھے طارق جو مالا بائی کا کیس لڑ رہا تھا گورمنٹ ایڈوکیٹ تھا۔  
اور اب اس سے ہی طلاق کا کہا تھا کیونکہ طارق اور برہان کے بیچ کافی انڈرسٹنڈنگ تھی۔۔

گاڑی اپنے سفر کیلئے رواں دواں تھی۔۔۔ برہان ونڈو پر کہنی ٹکائے دوسرے ہاتھ سے سموکنگ کر رہا تھا۔۔۔  
اسے اندازہ نہیں تھا پیچھے سے اسے کون سی قیامت گھیر رہی ہے۔۔۔  
وہ ایک بار نہیں بار بار آیا تھا قہر زمان کے راستے میں۔

اسنے ٹرانس پورٹ پر بغیر چیکنگ کے گاڑیوں کے جانے پر سخت پابندی لگادی تھی۔۔۔  
اور جن پر تھوڑا شک گذرا انہیں حراست میں لیکر پوری ایمانداری سے خفیہ تفتیش کی گئی اور اس طرح کئی  
مجرمانکی حراست میں تھے آج۔۔۔

اسکے انسانوں کے وجود ذریعے اسمگلنگ روکنا، لڑکیوں کو بازیاب کرانا، کوٹھے کو بند کرنا اور بائی کو سزا تک لے  
جانا۔۔۔

ایک بربادی تھی قہر زمان کی۔ جو ایس پی برہان علوی نے اپنے ہاتھوں سے دی تھی۔

وہ نہیں جانتا تھا کمشنر کیوں اسکے راستے کا کانٹا بن رہا تھا پر اسنے بھی اپنی ایمانداری کا ثبوت دیتے آئی جی سے کانٹریکٹ کیا تھا اور ان سے ڈائریکٹ رابطہ کر لیا۔۔۔

برہان اتنا معصوم بھی نہیں تھا کہ نا جانتا ہو کمشنر کی روک ٹوک۔۔۔  
پر اب اسکے پاس اوپر سے آرڈر تھے تبھی کمشنر بھی مجبور تھا اسکے سامنے۔۔۔

اور کہتے ہیں جب ارادے مضبوط ہوں تو پہاڑ بھی جھک جاتے ہیں۔۔۔  
وہی ہوا تھا اسکے مضبوط ارادوں کے سامنے پہاڑ خود بخود جھکنے لگے تھے اور وہ خوش بھی تھا اپنی اس کامیابی کے ساتھ۔

مہوش علی

دفعۃً وہ چونکے اور چونکنے کی وجہ فضا میں اچانک ٹھاک کی آواز گونجنا۔۔۔  
"اسٹاپ!!! وہ دھاڑ ایک ویو مر میں اسنے اے ایس آئی کی گاڑی پر ایک دیکھا تھا۔  
اسکے حکم کے ساتھ ڈرائیور نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔۔۔۔

"اوہ شٹ! اس نے گاڑی کیوں روک دی۔۔۔!!" عارب نے ہاتھ پر تیخ مارا آلف چونک اٹھا۔

"اگر وہ ناروکتا تو دوسرہ ایک اسکی گاڑی پر ہوتا۔" مسکان نے گھورتے اپنے بھائی کو کہا۔

"تو اب کیسے۔۔۔۔۔"

"تم دونوں لڑنا چھوڑو اور یہ دیکھو وہ پہنچ گئے ہیں۔ اٹیک کہاں سے ہوا ہے؟" وہ دور اپنی اپنی گاڑیوں میں تھے اسکو فالو کرتے۔۔

"جلدی نکلو باہر۔۔۔" گاڑی الٹے بچی تھی، برہان نے انہیں جلدی سے باہر نکالا۔۔۔

اسکے ساتھ آئے کانسیبل رائفیل پکڑے الرٹ کھڑے تھے۔ جبکہ اچانک اٹیک پر ڈرائیور کو سر پہ کافی گہری چوٹ لگی تھی۔

وہ اسے دوسری گاڑی کے اندر بیٹھا رہا تھا تب اچانک ہی مخالف طرف سے فضا میں اندھا دھند فائرنگ شروع۔۔۔

لوگوں کی چیخ پکار مچ گئی سب اپنی گاڑیاں روڈ پر ہی چھوڑے بھاگ گئے تھے۔۔۔  
برہان نے بھی اپنی گن نکال لی تھی اور دائیں بائیں سے گھیرتی گاڑیوں پر فائر کرنے لگے۔۔۔

دوسری طرف گاڑیوں سے وہ باہر نکلتے انکی طرف بڑھنے لگے پولیس اہلکار شدید مقابلہ بازی میں اپنی جان بحق ہو رہے تھے۔۔

کراچی کے مین روڈ پر اس وقت قہر زمان کے آدمی اور پولیس کے ساتھ عارب مسکان آلف تینوں اسلحہ لیس خود بھی گاڑیوں سے اتر آئے۔۔۔



"بڑا کمینہ ہے پھر سے دھوکہ دے گیا۔" آلف نے دانت کچکچائے اور سامنے والے آدمی کا نشان لیتے ہوئے  
ریسیٹر پکڑے آگے بڑھے۔

"اسنے تم سے آنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔" کلاشنکوف پکڑے وہ بل چباتی سنہری آنکھوں میں رت جگے کی  
سرخی لیے بائیں طرف فائرنگ کرنے لگی۔

عارب کی اور اسکی پیٹھ ملی ہوئی ہوئی تھی دونوں مخالف طرف فائر کر رہے تھے جبکہ آلف برہان کے قریب  
تھا جوان سیاہ نقاب پوشوں کو اچانک اپنی مدد کیلئے دیکھ کر حیران تھا۔

دفعۃً ان گاڑیوں کے پیچھے کئی دوسری سیاہ مرسدیزز کی اور ان سے کلا بازی مار کر نکلتے گاڑیوں کی چھت پر چڑھ  
کر ان پر نشانہ لیتے کوئی غیر ملکی ہی لگ رہے تھے۔

"مجھے یہ صرف بائی کو لے جانے کا پلان نہیں لگ رہا شاید یہ یہاں عوام کو ہر ساں کرنے آئے ہیں۔۔۔"

عارب کا دماغ تیزی سے چلا پر آلف کی نظریں نشانہ کے ساتھ اپنے بھائی پر تھی جواب رائفل تھامے پولیس  
اہلکاروں کے خون سے سرخ یونیفارم میں اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر فائر کرتا آگے بڑھا رہا تھا۔

"یہ پاگل آدمی کیا کر رہا ہے؟" مسکان عارب کی پیٹھ چھوڑ کر اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔

فضا میں دھند پھیل گئی تھی پر اس دھند میں ٹھاٹھا کی آوازیں کان کے پردے پھاڑ رہیں تھیں۔

عارب آلف اپنے تمام ساتھیوں سمیت مقابلے میں تھے۔۔۔

"برہان !!!" اچانک وہ چیخی جب برہان پر نشانہ لیتے اس غیر ملکی شوٹر کو دیکھا  
وہ جھپٹ کر کھینچتی ایک سائیڈ گری۔۔۔

کلاشنکوف اسکے ہاتھ سے دور جا گری جب وہ گاڑی کے پاس فائرز کی دھند میں برہان کے نیچے پڑی تھی۔

دونوں کچھ پلکیں بول ہی ناسکے۔۔۔  
مسکان کا دماغ گھوم رہا تھا۔

"اوہ تو یہ تم ہو!"

میں بھی سوچوں ایسے کون سے فرشتے نازل ہو گئے میرے لئے۔ پر میں کیسے بھول گیا۔۔۔۔۔ "برہان نے  
اسکی میچی آنکھوں کو دیکھتے طنزیہ کہا۔  
مسکان اپنے کندھے پر لگی گولی پہ ضبط سے پڑی تھی جبکہ برہان اسکے ماسک میں چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"منہ کیوں چھپایا ہے مسی میڈم ڈرتی ہو؟" وہ اسکا نقاب اتارنے لگا مسکان بھڑک کر اسے پیچھے دھکا دیکر اٹھنے  
لگی تب ہی برہان نے اسکی ٹانگ کو پکڑ کر کھینچا اور اسے واپس خود پر گرا لیا۔

"تم۔۔۔۔۔"

"شٹ اپ تمہیں اندازہ ہے تم مرنے جا رہے تھے اگر آج تمہیں گولی لگ جاتی تو میں تمہاری جان نکال دیتی۔" وہ اسکی بات کاٹ کر اس پر غرائی۔

برہان نے حیرت سے دونوں ابرو اچکا لیے۔۔۔۔۔ "یہ دھمکی ہے یا کچھ اور۔۔۔۔۔" اسکا منہ اپنی طرف کرتا اسنے بولتے اپنے ہتھیار سنبھال لیے۔

"یہ کچھ نہیں ایس پی! جنون ہے میرا، وہ صرف تم ہو۔" وہ آنکھوں میں دیکھتی بولی  
دونوں کی آنکھیں ساری رات کی بے چینی، رتجگے کی چغلی کھا رہیں تھی پراگلے پل دونوں ہی نظریں چراگئے۔  
"اس جنون کا انعام میں تمہیں جلدی ہی دوں گا۔" اسکی گال تھپتھپائے بولا  
"انہونے گیس پھینکا ہے خیال کرنا۔" عارب کی آواز اسکے کان میں گلے آ لے سے گونجی وہ چونکی اور برہان کو دیکھا جو بغیر نقاب کے تھا۔

"یہ پہنو تمہیں اسکی ضرورت ہے۔" وہ اپنا ماسک اتار کر اسکے منہ پر رکھتی کہنے کے ساتھ زبردستی پہنا گئی اور خود اپنی گولی کے درد سے چلتی دھونکنی کے مانند سانسوں کو روکے اٹھ کر اپنی کلاشنکوف سنبھالے ایک طرف دھند میں غائب ہو گئی

برہان ابھی ٹھیک طرح سے حیران بھی نہیں ہو پایا تھا کہ اچانک اسے اپنی گاڑی کے قریب کھڑی گاڑی جس میں اسنے بائی کو اٹیک ہونے سے پہلے لاک کیا تھا اسکے قریب پاؤں کی چاپ سنائی دی۔

پانوں کی دھمک بتا رہی تھی کہ وہ ایک نہیں تھے۔۔۔  
اسنے گن تھامی اور اٹھ کر گاڑی کی اوٹ میں ہو گیا۔  
"اس میں ہے"۔ انگریزی میں بھاری آواز گونجی

"ایس پی کو ڈھونڈوں ختم کرنا ہے اسے۔ اور یہاں سے نکلا ہے بیسٹ کے آدمی پھیل رہے ہیں مریں گے  
سب فاسٹ۔" دوسری رو عبد ار دبدبے والی آواز برہان کو اپنے کانوں میں گونجتی محسوس ہوئی۔

"ایس پی تک پہنچنے سے پہلے مجھ سے ملو۔۔۔" آلف قریب سے ہی دھاڑ کر ریپیٹر پھینکتا ان پر جھپٹا اور ایک  
کے بعد دوسرا وار خنجر سے انکی گردن پر کیا۔۔۔

برہان نے جھپٹ کر بائی کا ڈور کھولتے آدمی کو گلے سے پکڑا اور ریڑھ کی ہڈی پر گن رکھ کر ٹریگر دبایا۔

چنچ کے ساتھ ہی اسنے دوسرا فائر اسکے حلق میں کیا جب اچانک سے اس پر دونوں آدمی دائیں بائیں سے جھپٹے  
اور گتھم گتھا ہو کر نیچے روڈ پر گر پڑے۔۔۔

دوسری طرف داد والوں کا ٹارگیٹ انہیں ختم کرنا تھا کہ وہاں سے ایک بھی زندہ بچ کر ناسکے۔۔۔

عرب اپنے آدمیوں سمیت شدید مقابلہ بازی میں تھا جبکہ آلف ایک طرف گتھم گتھا انکی گردنوں پر تیزی  
سے خنجر گھما رہا تھا۔

تو دوسری طرف برہان ایک کی گردن پر گھٹنا ٹکائے دوسرے کے منہ پر پوری قوت سے ایک کے بعد دوسرا  
مکامار رہا تھا۔



اور اس سے فائدہ اٹھاتی دروازہ جوں کھلا مالا بائی سیٹوں کے نیچے سے نکل آئی۔

کیونکہ اندر فائرنگ سے بیٹھی لیڈی کا انسٹیبلز شہید ہو چکی تھیں۔  
فضا ساری شعلوں کے لپیٹ میں تھی۔۔۔

وہ آہستہ وہاں سے نکلی اور بھاگی ایک طرف۔۔۔۔

"کہاں؟؟؟" وہ ہانپتی کانپتی سانسیں روکنے میں بمشکل کامیاب ہوتی بھاگ رہی تھی جب اچانک سامنے وجود کے ٹکڑاؤں سے نیچے جا گری۔

اب آنکھیں پھیلائے دھند میں اس وجود کو پہنچانے کی کوشش میں تھی۔  
جب اسکی مشکل آسان کرتے سامنے کچھ قریب ہوا وہ وجود۔۔۔۔  
ماسک ناہونے وہ مسکان کو دیکھتی ششدر رہ گئی تھی۔

برائون لانگ کوٹ، لانگ بوٹ پر کندھے پر کلاشنکوف لیے سنہری آنکھیں جوزہریلی گیس کی وجہ سے شاید سرخ ہو گئی تھی، سنہری کھلے لمبے بال کے ساتھ اسکے سامنے کھڑی تمسخرے سے دیکھتی مسکرا رہی تھی۔

"میں سوچتی تھی ماں ہو اسلئے عزت سے موت دیتے پولیس کے حوالے کر دیا پر تمہیں تو ابھی اور زندگیاں  
بر باد کرنی تھی، کوٹھے والی کو عزت کہاں راس آتی ہے۔" اسنے کہتے سانسوں میں تکلیف دیکھتے اپنے منہ پر  
پلک جھپکتے سنہری بال لپیٹ لئے۔

"تم۔۔۔!! وہ حلق تر کرتی شاکڈ تھیں پھر اچانک گرگٹ کی طرح رنگ بدلہ۔۔۔

"مسکان میری بیٹی مجھے بچالو میں بدل گئی ہوں میرا یقین کرو میں تمہارے لئے بہت تڑپی ہوں مجھے بچالو  
میرے عارب کو بلاؤ۔"

"شٹ اپ میرے بھائی کا نام مت لو اپنی گندی غلیظ بان پر!!!!  
اور چالاک عورت تم کیا سمجھتی ہو تم مجھے دھوکہ دو گی مسی کو ہا ہا ہا  
اگر اتنے ہی ہم تمہیں عزیز تھے تو ہمیں ان حیوانوں کے حوالے نہیں کرتی چند پیسوں کے عوض۔۔۔" اس پر  
غراتے وہ اسکی سمیت بڑھی ہی تھی کہ اچانک سے اسکے سر پر پیچھے سے کسی نے وار کیا۔

ایک درد بھری آہ نکلی اسکے منہ سے دوسرے ہی پل اسکا ایک پائوں زمین پر جبکہ دوسرا فضا میں بلند ہوتا گھومتا  
پیچھے کھڑے وجود کے گال پر آگا۔۔۔

وہ چیختا نیچے گرا اور دوسرے لمحے سنبھل کر کلابازی لیتے پیچھے ہوتے اٹھ کھڑا ہوا  
اور ہاتھوں سے مسکان کو فائٹ کی دعوت دی۔

وہ کوئی فائٹر لگ رہا تھا باڈی سے ہی۔

وہ دھند میں کلاشنکوف ایک طرف پھینک کر اس دعوت کو گردن اکڑا کر قبول کر چکی تھی۔

اسے چکر آرہے تھے کندھے سے ٹیسس اٹھ رہیں تھی اسکے باوجود وہ یہ للکار قبول کر چکی تھی۔

وہ دونوں تیار تھے اک دوسرے کو دیکھتے رفتار پکڑے لپکے۔۔۔

وہ دونوں مکے سامنے کرتا انکی کمنیاں اپنے پیٹ میں ٹکائے مکے مسکان کے پیٹ میں مارنے کیلئے اسکی طرف بھاگا دوسری طرف مسکان اسکے ملکوں کو دیکھ کر ایک دم لیٹنے کی انداز پر روڈ پر گری اور اپنا ایک پاؤں اسکے پیٹ میں تو دوسرا اسکے گٹھنے میں مارا۔۔۔

خود کروٹ بل نیچے گری۔

ابھی وہ سنبھلتا مسکان کلا بازی مار کر اٹھ کھڑی اور دونوں گھٹنوں سمیت اسکے اوپر گری ساتھ ہی گردن کو پکڑ کر بائیں جانب موڑا۔۔۔

کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی دہل دہلا دینے والی بھیانک چیخ لمحے کو گونجی اور وجود ساکت سا ہو گیا۔

"خبردار جو میرے قریب آئی۔" اسے اپنی سمیت دیکھ کر بائی نے پاس پڑے بے جان خون میں لت پت وجود سے پسٹل اٹھا کر اسکے سامنے کی۔

وہ چونک کر اپنے ہاتھ بلند کر گئی۔۔۔

"اتنی خطرناک ہو گئی میری چوہیا جیسی بٹی کہ ایک ہٹے کٹے آدمی کی سیکنڈ میں گردن گھٹنا۔۔۔

جانتی ہوں یہ سب اس بیسٹ نے کیا ہے۔۔۔"

"اے چپ کر \*\*\*\* مجھے سیکھا رہی ہے ایک بار یہاں سے نکلنے دے تجھے تو ایسا سبق سیکھاؤں گی یہ سب تیری وجہ سے ہوا ہے تیرے خون کی صرف میں نہیں زمان کنگ بھی پیسا ہے۔۔۔

نوچ دے گا تمہیں کنگ۔۔۔

اور میں اپنی آنکھوں سے تمہارا وہ حال دیکھوں گی جب تم اپنی اوقات میں آؤ گی اسکا بستر گرم۔۔۔۔۔

"خبردار ایک لفظ بھی کہا آگے !!!" وہ چیختی اسکی سمیت بڑھی اسکا منہ نوچنے کیلئے کہ اچانک ہی گھبرا کر بائی نے ٹریگر دبا پایا۔۔۔

جہاں ٹھہا کی آواز فضا پر چھائی تھی وہیں

وہ ایک پل کیلئے ساکت ہوئی دوسرے ہی پل دھڑام سے نیچے گری۔

"مسکان۔۔۔۔!" وہ دھاڑا

برہان نے دوبارہ ٹریگر دباتے نیچے پڑے بائی کے وجود کا نشانہ لیا اور وہاں گرمی مسکان کی جانب بھاگا۔۔



پر سوا شہیدوں کے اسے کہیں مسکان کا وجود نظر نہیں آیا۔

پولیس کی سائرن ریخہ زردھمک اسکے سن دماغ میں گونجنے لگی پر اس میں حواس کہاں تھے۔

اچانک اسے بھی ایک طرف دھکادیا گیا اور اسکے پاس پڑے وجود پر فائر ہوا تھا جو نشانہ اسکا لیا گیا تھا پر اس نے پھر

سے بچا لیا تھا۔

برہان نے ویران آنکھوں سے دیکھا جہاں نقاب میں آلف اسے دیکھتا اپنا لہو بازو پکڑ کر لڑکھڑاتا اٹھا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

اسنے پھر صرف چیخوں کی آوازیں سنیں تھی شاید وہ اس انسان کو مار رہا تھا جسنے اس پر نشانہ لیا تھا۔

اس جنگ دوران وہ صرف یہ جان پایا تھا کہ یہ جو کوئی بھی انگریز شکل والے وجود نمودار ہوئے تھے وہ اسکی جان لینا چاہتے تھے۔

جبکہ دوسری طرف اسے بیسٹ کے آدمی کسی حال میں بھی بچانا چاہتے تھے کیوں آخر۔۔۔؟؟؟

اسکی نظریں کراہتی بائی پر گئی۔۔۔

"تم جیسے لوگ ایسے نہیں مرتے !!!" وہ دھاڑا اور پاس پڑی کلاشکوف اٹھا کر بغیر کسی کے پرواہ کیے اسنے بائی کے وجود میں ساری گولیاں اتارنا شروع کر دیں کہ اب فضا میں خون کی چھینٹیں اڑ کر اسکے منہ کیڑوں پر آرہیں تھی۔۔۔

جبکہ وہ تو پہلے ہی اپنے جوانوں کے خون سے انہیں بچاتے خون میں نہایا ہوا تھا۔

"کنٹرول یور سیلف۔۔۔!" جھٹکے سے اسکے ہاتھوں سے کلاشکوف چھین کر اسے جھٹکا دیتے ہوش میں لائے پر اسکے سامنے تو وہ لہراتا وجود گھوم رہا تھا۔۔۔

مہوش علی

اسکا دل کیا اسکے نام کی ایک دنیا میں دھاڑ لگائے۔۔۔۔۔  
سب خوف سے سہم جائیں۔۔۔

\*-----❤️-----\*

"ہمنے ایسا نہیں سوچا تھا یہ انتہائی خوفناک تھا کئی آفیسرز شہید ہو چکے ہیں ہمارے آدمی مارے گئے ہیں۔۔۔!!" عارب آلف کے بازو پر پٹی کرتے سرخ آنکھوں سے بولا

"مسی کیسی ہے؟؟" آلف نے گھور کر اپنا بار بار پوچھا جانے والا سوال دہرایا

"کیسی ہو سکتی ہے جس طرح کی اسنے بیوقوفی کی ہے کوئی کر سکتا ہے اس زہریلی گیس میں اسنے سانس لیں  
ہیں جبکہ اپنا ماسک اسنے ایس پی کو پہنا دیا۔۔۔  
اسکے بدلے گولی کھالی ہے۔۔۔

اس حالت میں اس آدمی سے لڑی ہے وہ تو شکر تھا کہ خوف سے اس آدمی کا شروع والا سٹیپ غلط تھا اسلئے اسکا  
بچاؤ ہو گیا اور پھر اس میں۔۔۔"

وہ کہتا کہ تار کا جب سعیر آفس میں داخل ہوا۔

"تمہاری آج مہندی ہے جارہے ہو؟" اسنے سیدھا آلف کو مخاطب کیا

"نہیں حالت دیکھ رہے ہو شہر پورا بند ہو گیا میڈیا دروازے پر ڈھیر جمائے کھڑی ہو گئی بھائی ہاسپٹل میں ہے  
انہیں زخم آئے ہیں۔۔۔"

وہاں الگ نیوز بنائی جارہی ہے۔۔۔" وہ غصے سے بولتا نظریں پھیر گیا تھا۔

"اچھا پھر گھر کہہ دو تم کچھ ضروری کام سے دوستوں کے ساتھ باہر ہو۔" اسنے سنجیدگی سے کہا۔

"مجھ اس سے بہتر آئیڈیاز آتے ہیں شکریہ فوگٹ کے مشورے کا۔" وہ چبا کر بولا کہ پلٹنا سعیر تھم گیا

"زیادہ اڑنے کی ضرورت نہیں

تمہارے پاس اسکے علاوہ کوئی بہتر آئیڈیاز نہیں اسلئے شرافت سے یہی کہو کیونکہ وہی کام آسکتے ہیں تمہیں۔"

وہ جتا کر کہتا وہاں سے نکل گیا

پیچھے آلف منہ بسورے عارب کو دیکھ کر غم گین ہو گیا۔

"دل بڑا کرو اس سب میں جانیں جاتی ہی رہتی ہیں۔" اسیا کندھا پتھپتھائے وہ خود جھکے کندھوں سے وہاں

پیچھے عارب نے فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر اسکی پیٹھ پر دے مارا جو کراہ کر رہ گیا۔

"اس سب کا تمہارا بھائی ذمہ دار ہے۔" وہ دھاڑا اور غصے سے ٹھاکے ساتھ دروازہ اسکے منہ پر مارتے سرخ خون چھلا کاتی نظروں سے اسکا چہرہ اگھورتے وہاں سے نکلا۔

\*-----❤️-----\*

اتنی لاشیں اتنا خون خرابا اتنے شہید، لوگوں میں کہرام مچ گیا تھا۔۔

راستے بلاک تھے عوام ہر اسان گھروں میں دہکی ہوئی تھی دکانیں سڑکیں سنسان پڑیں تھی۔

پولیس پوری تفتیش میں لگی ہوئی تھی۔۔

ٹی وی کے ہر چینل پر وہ ان غیر ملکی دہشتگردوں کے مردہ چہرے سامنے لا رہے تھے۔



کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ اٹیک بیسٹ نے کروایا ہے ایس پی کو اپنے کیس سے ہٹانے کیلئے تو کوئی بائی کو لیکر باتیں بنا رہے تھے جسے ایس پی نے خود مارا تھا۔۔۔

علوی میں سکتا چھایا ہوا تھا صرف نیوز چینل چل رہے تھے جہاں کورٹ جاتے راستے میں ہوئے دہشتگردوں

کے اٹیک اور ان میں جان بحق ہوتے وجود کو دیکھا رہے تھے۔

فضا میں زہریلے گیس کے اثرات ختم کرنے کیلئے اسپرے کیا جا رہا تھا جبکہ برہان ہاسپٹل میں پڑا تھا۔

مہوش علی

"تمہاری واج کہاں ہے آلف؟" عارب نے کچھ چونک کر اسکی کلائی کو دیکھا وہ صبح سے نوٹ کر رہا تھا۔

"یار وہ گھر رہ گئی ہے صبح لینا بھول گیا تم فکر مت کرو سیف ہے۔" وہ اپنی کلائی کو دیکھتا یہ بات چھپا گیا تھا کہ نور کو گرفت میں لینے پر اسے چھپنے سے اتار کر وہیں رکھ دی تھی۔

"تم اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہو آلف تمہیں اندازہ ہے کہ اگر وہ واج تمہارے بھائی یا کسی کو بھی مل گئی تو وہ ہماری ساری انفارمیشن نکال سکتا ہے اس ڈیوائس سے کیونکہ اس واج میں موجود چپ مینے اس کمپیوٹر سے کنیکٹ کی ہے جب بھی تم کنیکٹ کرو گے یہ سسٹم الرٹ ہوں گے اور اگر وہ چپ کسی قابل بندے کے ہاتھ چڑھی تو وہ ہیک کر کے ساری انفارمیشن نکال سکتا ہے اس گھر کی۔"

"میں جارہا ہوں عارب ڈونٹ وری میں لے لوں گا سیف جگہ پہ ہے یار۔" اس کے کندھے پر ہاتھ ٹکا کر وہ ایک نظر سوئی پڑی مسکاپہ ڈالکر وہاں سے نکلا۔۔۔  
وہ گہرا سانس بھر کر مڑا تو مسکان کو اٹھتے پایا۔

"کہاں؟؟؟" عارب اسے بیڈ سے اٹھتے دیکھ کر جلدی سے بولا۔۔  
"کہاں کا کیا مطلب مہندی ہے آلف کی۔" وہ بھڑک کر اس کے سامنے آنے پر بولی۔۔  
"مجھے معلوم ہے تمہیں مہندی میں جانے کی بے چینی نہیں اس سے ملنے کی ہے۔" وہ غصے سے بولا۔

مہوش علی

"ہاں ہے تو؟ اپنی پرابلم؟

راستے سے ہٹو ورنہ سیدھا سعیر کو بولوں گی اس کے سہارے اپنی بہن چھوڑ جاتے ہو جو اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے بچی کو ہراساں کیے رکھتا، گھورتا رہتا ہے اسے۔" اس کی دھمکی پر عارب ہونفتوں کی طرح اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"مسکان۔۔۔۔۔!" وہ صدمے سے بولا

"اونٹنی کاں مسی! جسٹ مسی ڈرانگ۔" اس کی گال تھپتھپائے وہ بولی تبھی ہی پیچھے عارب نے اس کے گلے میں بازو ڈالکر اسے قید کر لیا۔

"تمہیں اندازہ ہے تم مرتے مرتے پچی ہو، عالم نے مجھے خاص کر کے تم پر نظر رکھنے کیلئے کہا ہے میں تمہیں یہ چوٹ پھلانگنے نہیں دوں گا۔" وہ گرجتا اسے گھسیٹ کر بیڈ کی سمیت لے جانے لگا۔۔۔

مسکان نے ایک نظر اپنے بازو کو دیکھا جس پر پیٹی بندھی ہوئی تھی اور دوسری نظر برواٹھا کر اسے۔۔۔

اسکا بازو اسکی نازک گردن میں تھا اور وہ اسے آہستہ احتیاط سے گھسیٹ کر بیڈ کے پاس آیا۔

ابھی اسے بیڈ پر ڈالا نہیں تھا جب اچانک ہی اسنے کہنی گھما کر اسکے جڑے پر ماری۔۔۔  
"آہ۔۔۔۔۔!!!" وہ کراہ کر اسکی گردن چھوڑ اپنا جبراً پکڑ گیا تب ہی اسنے جھک کر اسکی ٹانگ نیچے سے پکڑے  
باہر کو کھینچا وہ دھڑام سے پیچھے بیڈ پر گرا۔۔۔

"مسی۔۔۔۔۔!!!" وہ دھاڑا جب اسنے پاس رکھی ڈرپ سے ملحقہ نلی کو کھینچ کر نکالتے دوسری بھی اٹھائی اور  
دونوں کو جوڑ کر عارب کو ششدر دیکھتے اسکے ہاتھ پاؤں کے ساتھ باندھ لیے۔۔۔

اب وہ اسکی آنکھوں میں غصہ دیکھتی ہنس پڑی۔۔۔

"بیٹا الشرافت مجھے لگتا ہے تمہیں بہت غصہ آنے والا ہے اسلئے یہ لو آکسیجن ماسک۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ  
اسے آکسیجن ماسک پہنائے جھک کر اسکی سلوٹوں سے بھری پیشانی پر بوسہ دیکر گال تھپتھپاتی اسکی جیب سے  
کریڈٹ کارڈ نکال کر وہاں سے نکلی۔۔۔

پیچھے وہ ہوں ہوں مسسی کرتا رہ گیا۔۔۔

"مسکان میرا بس چلے تمہارا گلابادوں نکمی عورت۔۔۔!" دانت پیس کر سوچتے وہ اب آکسیجن میں سانس لینے لگا۔

بائی کی گولی لگنے سے پہلے ہی وہ لہرا کر اس زہریلے گیس کی وجہ سے گری تھی۔۔۔ اور جب عارب کی نظریں اس پر پڑی تو وہ سب کچھ پھینک کر اسکی جانب لپکا تھا اور اسے بانہوں میں بھر کر وہاں سے نکلا اور ہاسپٹل پہنچا تب معلوم ہوا اس زہریلے گیس کے ساتھ اسے گولی بھی لگی ہے اور سر بھی پھٹا ہوا ہے۔

اسکے سر پر چار اسٹیچرز لگے تھے۔۔۔ گولی ابھی بارہ بجے ہی تو نکالی گئی تھی، ساتھ دوسرے زخم بھی تو تازے تھے پھر وہ کیسے اس فنکشن میں جاسکتی ہے۔

شہر کی حالت بدتر تھی۔۔۔

ایسے میں مہندی کا فنکشن پو سٹپون کر دینا چاہتے تھے پر ایک بیٹے کیلئے دوسرے کی خوشیوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔



اسلئے انہو نے شادی میں کوئی گرڈ بڑ نہیں کی البتہ آسیہ بیگم کمال صاحب ہاسپٹل میں تھے اسکے پاس۔

ڈیڈ باڈی سب کی اٹھائی جا چکی تھیں روڈ صاف تھا۔۔۔ شام تک ساری تفتیش ہو چکی تھی وہ دہشتگرد کا گروہ تھا۔

جو ایس پی کور کاوٹ سمجھ کر ختم کرنے آئے تھے بلکہ وہاں سامنے عمارتوں میں لگے سی سی ٹی وی فوٹیج سے بائی کو بچانے کے بھی کچھ منظر سامنے آئے تھے۔۔۔

جیسے وہ انہیں وہاں سے نکالنا چاہتے تھے۔

"امی اب آپ جائیں گھر میں نور فیری اکیلی ہیں میں کچھ ہی دیر میں آرہا ہوں۔" وہ اٹھ بیٹھا آسیہ بیگم کے ہاتھوں سے سوپ پیتا بولا۔

"وہاں خاندان کے لوگ موجود ہیں تم فکر مت کرو تمہاری بیٹی کا بھی پورا خیال رکھا جا رہا ہے۔" انہو نے خفگی سے کہا۔۔۔

برہان مسکرایا "لگتا ہے آپ ناراض ہو گئی ہیں ایسا کریں ساتھ چلتے ہیں دو منٹ ویٹ کریں۔" وہ اپنی ماں کے

سر پر بوسہ دیتا بولا

"آپ لگتا ہے ساری زندگی مجھے ایسے ہی گھورتے گذاریں گے کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ برہان علوی مجھے تم پر فخر ہے۔" وہ خود کو گھورتے اپنے باپ کو سامنے بیٹھا دیکھ کر مسکراہٹ روکتا بولا۔

"بکو اس بند کرو تم جیسے بیٹے سے اللہ نادیتا تو ہی بہتر تھا پل میں میری جان نکالتے ہو تمہیں میری حالت کا احساس ہے برہان علوی اللہ نا کرے کیا ہو گا میرا جب میرے ایسے جوان بیٹے کو کچھ ہو جائے گا میں تو پاگل بن جاؤں گا دیواروں میں ٹکریں مارتا پھروں گا۔" وہ کب کے بھرے غصے غضب میں بیٹھے تھے بولنے پر آئے تو دھاڑنے لگے۔

وہ مسکراتا ان کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ کر مچل اٹھا تھا۔  
شاید زندگی میں پہلی بار اس نے اپنے باپ کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھے تھے۔  
وہ رشتوں کے معاملے میں کافی پتھر ثابت ہوئے تھے پر آج آخر کار پتھر بھی پگھل گیا کیونکہ اولاد ہوتی ہی ایسی شے ہے پہاڑوں کو پانی کی طرح پگھلا دے۔

"کچھ نہیں ہوتا ابو پلیز! آپکا بھروسہ ہی میری ہمت ہے جب آپ مجھ کچھ نہیں سمجھیں گے تو میں خود سے کیا امید رکھوں؟" وہ بولتا بیڈ سے اتر کر کمال صاحب کے پاس آتے رکا۔۔۔

"نالائق نافرمان اولاد ہو تم میری۔ یہی تمہاری ہمت کیلئے کافی۔  
کیونکہ میری نافرمانی سے ہی تمہیں ہمت ملتی ہے۔" وہ اسے سینے میں بھینچے غصے سے بولے برہان قہقہہ لگا اٹھا۔  
"اب ایسا بھی نہیں ہے میں کافی فرمانبردار بچہ ہوں صرف آپکو ہی میرے وہ گن دیکھتے نہیں باقی ماشاء اللہ ہوں۔" اس نے دہائی دی

آسیہ بیگم پاس آکر اس کے سر کو پکڑے جھکا کر ماتھے پر بوسہ دیتی اس کے ساتھ لگ گئیں۔

دوسری طرف اپنے باپ کو آنکھ مارتے انہیں گھیرے میں لیا۔

"تو مطلب غصہ ختم؟" وہ شرارت سے دیکھتا پوچھنے لگا۔

"ہوں۔۔۔!" کمال صاحب سر ہلا کر رہ گئے۔

"داد نہیں آیا یا ابھی تک؟" وہ حیران تھا اسکا لاڈلا بھائی اسکی اس حالت پر بھی نہیں آیا تھا۔

جبکہ یہاں کانٹھیل سے لیکر ہائی رینک آفیسرز آئی جی صاحب

ڈی آئی جی تک آئے تھے کیونکہ وہ دہشتگرد عام نہیں تھے خطرناک تھے۔

کئی ممالک کی پولیس سیکرٹ سروس انکے پیچھے تھی جہاں یہ دہشت پھیلا کر بھاگ جاتے تھے پر یہاں یہ بھول گئے تھے کہ یہ پاکستان ہے

یہاں میلی نظر رکھنے والے کی گردن پر لات رکھی جاتی ہے اسکا سر کاٹا کر پاؤں ٹھوکرٹوں سے کھیل کھیلا جاتا ہے۔

"بیٹا وہ اپنے دوستوں کے ساتھ شہر سے باہر ہے اسنے نیوز سنی تھی اور اب آنے ہی والا ہوگا۔" برہان نے سر

ہلا دیا

حقیقت تو یہ تھی کہ اسکی ابکی حرکتیں اسے مشکوک لگنے لگی تھی۔۔

اسکا پراسرار سا انداز ایک پولیس آفیسر سے کیسے چھپ سکتا تھا اسلئے ہی برہان کچھ سوچ میں چلا گیا۔

چوٹوں کی وجہ سے وہ ریسٹ میں تھا اور گھر کے فنکشن کی وجہ سے وہ اس وقت گھر جا رہا تھا۔

جگمگ کرتے مہندی رنگ گھیریدار لہنگے میں نازک سی ہیلز پہنے،

خوبصورتی سے کیے گئے میک اپ لبوں پر ڈیپ سرخ لپ اسٹک لگائے نفیس سی ہیروئن کی جیولری میں وہ انتہائی خوبصورت آتش فشاں دکھ رہی تھی۔۔۔

"آپ تو ہر روپ میں غضب ہیں۔" ڈیزائنر اسکا سٹائل سے دوپٹہ سیٹ کرتی بولی

نور مدھم سا مسکرائی۔۔۔

مہندی کے لحاظ سے ہر طرح کے گیتوں کی نیچے سے آتی عورتوں کی آواز کے ساتھ دھولک کی آواز اندر سہا رہی تھی۔

"ڈریئے نہیں میم۔ انجوائے کریں یہی تو خوبصورت دن ہوتے ہیں زندگی کے۔" بیوٹیشن اسکی گال انگلیوں

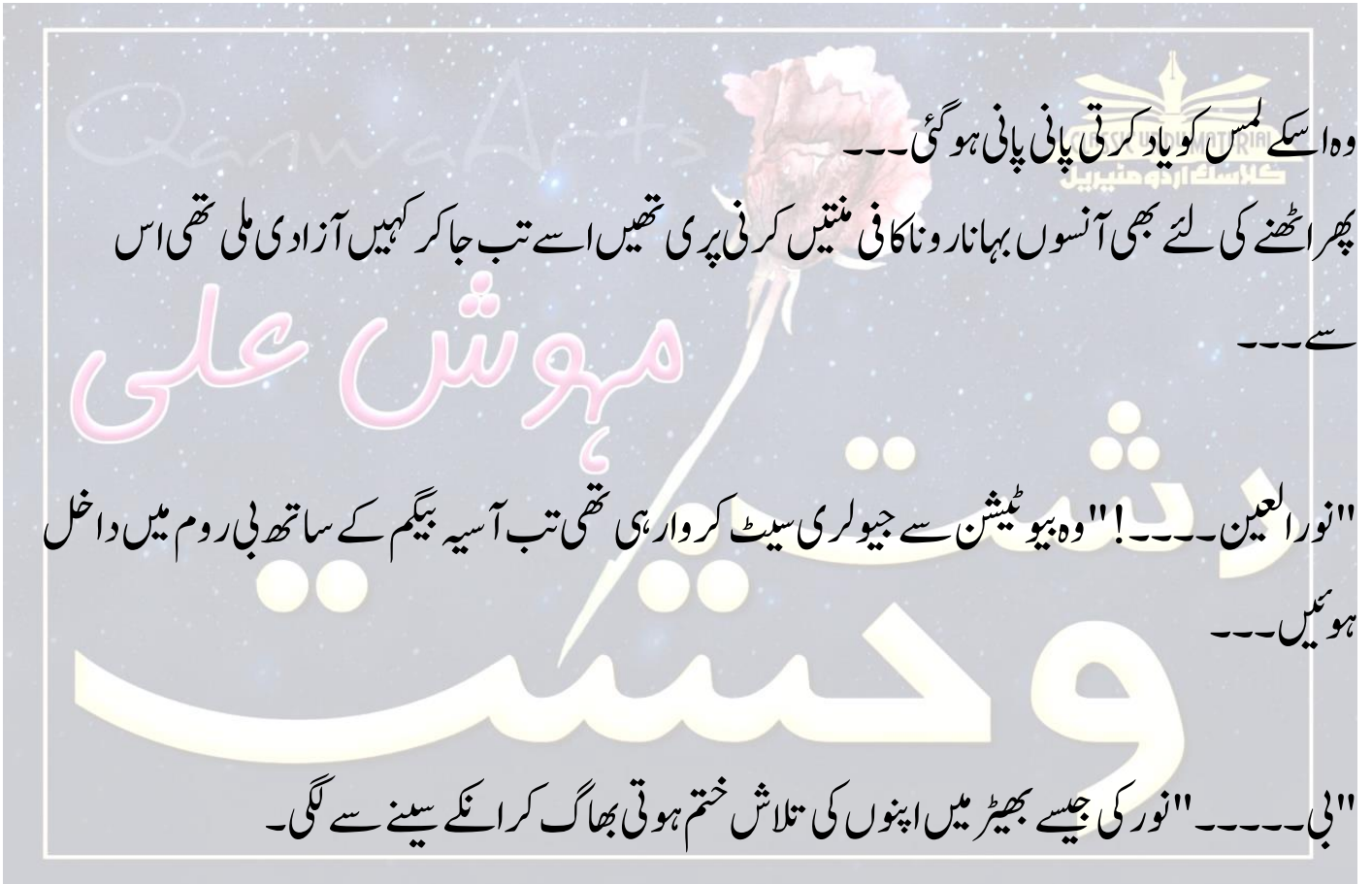
سے چھوئے بولی

نور جبراً مسکرائی۔۔۔



رات جب وہ اسکی سانسوں کی تپش سے سہم کر سو گئی تھی پر صبح جب آنکھیں کھولی تو وہ اسکے پاس نہایت ہی قریب سو رہا تھا۔

اسکی ایک ٹانگ اسکے اوپر تھی جبکہ دوسرا بازو اسکی کمر میں، وہ بالکل کسی بچی کی طرح اسکے سینے میں چھپ گئی اوپر سے نواب اسکی گردن میں منہ چھپائے پڑا تھا۔



"ماشاء اللہ اللہ نظر بد سے بچائے ہماری چھوٹی سی دلہن جیسے حور لگ رہی ہے۔" آسیہ بیگم نے کہتے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا تو وہ بی سے ملکر آسیہ بیگم کے گلے لگی شرمائی سی۔۔۔

"چلیں بیٹا باہر سب آگئے ہیں۔" وہ دونوں اسے لے جانے لگی

شور ہنگامہ اس دن کی نسبت آج کچھ زیادہ تھا کیونکہ آج مہندی کی رات تھی۔۔۔

"آئے ہائے آسیہ چاند لائی ہے قسم۔۔۔!" سیڑھیاں اتر کر وہ جب لائونج میں آئی تو اس پر نظر پڑتے ہی خاندان کی ایک عورت نے بے ساختہ کہا۔

"ماشاء اللہ بول بہن میری معصوم سی بچی ہے۔" آسیہ بیگم نے فوراً ٹوکا وہ ماشاء اللہ کہتی نور کے آنکھوں کو خیرہ کرتے روپ کو دیکھتی رہیں۔۔۔

"چاچی۔۔۔!" فیری مہندی رنگ کے فراک میں بالوں کی پونی بنائے اسکے سامنے آئی۔۔۔  
"واؤ بہت پیاری لگ رہی ہو کس نے ریڈی کیا؟ ممّا آگئیں؟" وہ اسے پیار دیتی بولی

"نہیں بابا تو کچھ دیر ہوئے ہے آئے آرام کر رہے ہیں پر ممّا ابھی تک نہیں آرہی یہ دادو نے تیار کیا ہے اچھی ہوں ناں انہوں نے مجھے پیار کر کے کہ کہا کہ بہت پیاری لگ رہی ہوں۔" فیری جوش و خروش سے بتا رہی تھی نور حیرت سے سامنے بیٹھی آسیہ بیگم کو دیکھ رہی تھی جو خوشی سے انتہائی، ڈانس کے حساب سے عورتوں کے فورس پر ہاتھ گھما کر رہی تھی

وہی بی کا بھی یہی حال تھا وہ بھی لڑکیوں کے زور پر ہاتھ گھمانے لگی تھی۔۔۔

"حور نہیں آئی ابھی تک؟" اسنے دل میں چلتا سوال کیا اور راہ میں نظریں اٹکائیں

مہندی ہے رچنے والی  
ہاتھوں میں گہری لالی  
کہے سکھیاں، اب کلیاں  
ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں

تیرے من کو، جیون کو  
نئی خوشیاں ملنے والی ہے  
تیرے من کو، جیون کو  
نئی خوشیاں ملنے والی ہے  
اوہریالی بنو۔۔۔۔۔

لے جانا تجھ کو کوئی غیریاں  
آنے والے ہیں سیاں  
تھامیں آکے بھیاں  
گو نچے گی شنائی  
انگنائی انگنائی

مہندی ہے رچنے والی  
ہاتھوں میں گہری لالی  
کہے سکھیاں، اب کلیاں

ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں  
تیرے من کو، جیون کو  
نئی خوشیاں ملنے والی ہے  
تیرے من کو، جیون کو  
نئی خوشیاں ملنے والی ہے

لہک چمک کر گاتے سمیر ذیشان فہد بلاول سارا ٹولا اندر داخل ہوتا بلند آواز میں گانے لگا۔۔۔

لڑکیوں کو قہقہوں سے برا حال تھا وہیں نور ہو نقوں کی طرح انہیں دیکھنے لگی جنکے بیچ گرے تھری پیس سوٹ  
میں قہقہہ لگاتا وہ اپنی آنکھوں میں شرارت لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

بغیر خیال لحاظ کے اسکے یوں دیکھنے پر قریب آتے دادنے آنکھ مار کر اسے سٹپا ڈالا۔۔۔

وہ بوکھلائی سرخ سی گھبرائی سمٹ گئی خود میں جب وہ بڑے روعب دار انداز میں آکر اسکے ساتھ بیٹھا۔۔۔

"ہائے آج تو لیڈیز فنکشن ہے آپ سب کیوں آئے ہیں؟" ایک لڑکی دھوکی سے اٹھ کر برامانتی بولی

آسیہ بیگم خود داد کے یوں اچانک تیار ہو کر آنے پر پریشان تھی جو نور کے ساتھ چپک کر بیٹھ گیا تھا۔

"بے بیز کیونکہ لیڈیز کے آگے ہم ہیں میسز بوائز۔" فہد نے کالر جھٹکتے کہا تو وہ منہ بسورے بیٹھ گئی جس پر وہ

قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔



ان سب کے یوں پھیل کر بیٹھنے پر آسیہ بیگم سمجھ گئی کہ اب وہ یہاں سے نہیں اٹھنے والے۔۔۔

"چاچو۔۔!" فیری نور کی گود سے اتر کر داد کی گود میں آگئی

"کیا ہوا چاچو کی جان مزا نہیں آیا چاچی کی پاس؟

مجھے تو بہت اچھا لگا ہے اسکے "قریب" رہنا۔" وہ نور کو بتانے کے واسطے معنی خیزی سے بولا جسے نا سمجھتی فیری ہنس پڑی

"ارے مجھے تو آپ دونوں اچھے لگتے ہیں۔" وہ کھلکھلائی اور انکے گلے لگتی داد کی گود میں بیٹھ گئی۔

جبکہ نور کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں پسنے سے وہ لب کاٹتے ہوئے بی کی طرف بے بسی سے دیکھنے لگی جنکار خ آسیہ بیگم کی طرف تھا۔

"اوہ بھئی دولہا صاحب آگئے ہیں شروع کرو پھر سے ہماری بھابھی کی مہندی ہے۔" دھوکلی لڑکیوں سے چھین

کر خود سنبھالتے وہ اپنے بھاری ہاتھ مارتے بے سرے آوازوں میں اپنے حلق پھاڑنے لگے۔۔۔

گائے میاں اور ماسی

گائے بہنا اور بھائی

کہ مہندی کھل جائے

رنگ لائے۔۔۔۔۔

ہریالی بنو

گائے پھوپھی اور چاچی

گائے نانی اور دادی

کہ مہندی من بھائے

سج جائے ہریالی بنی

مہندی روپ سنوارے او

مہندی رنگ نکھارے ہو

ہریالی بنی کے آنچل میں اتریں گے تارے

مہندی ہے رچنے والی

ہاتھوں میں گہری لالی

کہے سکھیاں، اب کلیاں

ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں

تیرے من کو، جیون کو

نئی خوشیاں ملنے والی ہے

تیرے من کو، جیون کو

نئی خوشیاں ملنے والی ہے

گاجے باجے باراتی

اور ہاتھی

کوئی لائیں گے ساجن تیرے آنگن  
ہریالی بنی تیری مہندی یہ کمینہ دیکھے گا

فہد نے گاتے گاتے اچانک سمیر نے بیچ میں فقرہ چھوڑا جہاں داد کا اڑتا جوتا آیا تھا وہیں لڑکیوں کے تھپتھپے زوردار

پڑے تھے۔۔

وہ انہیں سزا کے طور پر لایا تھا گانے اور سب نے رات جم کر گانا یاد کیا تھا اب گارہے تھے

جہاں انکے لائوڈا سپیکر جیسے آواز سے سب کانوں میں انگلیاں لاگنے بیٹھی تھیں وہیں دھولک کی تھاپ پر سینہ  
منہ کو آجاتا۔۔۔

ہریالی بنی تیری مہندی وہ دیکھیں گے  
تو اپنا دل رکھ دیں گے چپکے سے تیرے پیروں میں

ہریالی نورالعین

مہندی ہے رچنے والی  
ہاتھوں میں گہری لالی  
کہے سکھیاں، اب کلیاں  
ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں

تیرے من کو، جیون کو  
نئی خوشیاں ملنے والی ہے  
تیرے من کو، جیون کو  
نئی خوشیاں ملنے والی ہے

گانا اینڈ پر پہنچا جہاں سب نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ وہ زندہ ہیں وہیں سب کا شکریہ ادا کرتے تمسخرے بھری  
حالت والے قہقہے وصول کر کے رومال سے پسینہ صاف کرنے لگے۔

نور العین لب بھینچیں انکی حالت پر مسکراہٹ چھپانے لگی جو قالین پر ایک سائیڈ بیٹھے تھے اور اب انکی جگہ  
واپس لڑکیوں نے سنبھال لی تھی اور پیاری میٹھی آواز میں گانے گاتی انکا مزق بنا رہی تھی۔

جو وہ کہاں برداشت کرنے والے ایک دم میدان میں اتر آئے اور مقابلہ شروع ہو گیا جس میں فیری بھی بھاگ  
کر سمیر والوں کے بیچ میں بیٹھی۔

سب کی نظریں ان سے ہٹیں تو دادا اسکی انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا دیں  
"رات نیند آئی سکون؟" گھمبیر بھاری لہجے میں وہ اسکے جھکے سر کو دیکھتا پوچھنے لگا۔

نور آنکھیں میچی انگلیاں آزاد کروانے کی کوشش میں چھوٹی موٹی سی ہاتھ مروڑتی بے بس ہو گئی۔



"دادپ۔۔ پلیز!!" شرم سے کٹ کر وہ رونے جیسی آواز میں بولی داد نے بمشکل قہقہہ دیا

"کیا ہوا ڈر گئی کیا؟ یار مینے تو بہت گہری نیند لی بہت پر سکون مزیدار دلکش مدہوش سی۔" وہ بو جھل ہوتے لہجے میں مسرور اسکے کانوں میں سرگوشی کرنے لگا  
نور کو لگا بھی اگر وہ وہاں سے ناٹھا تو ضرور یہیں بیہوش پڑی ملے گی۔

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی جب اچانک ہی اللہ نے اسکی سن لی سمیر فہد نوید سب نے اسکی ٹانگوں کو پکڑ کر سبے تخت سے نیچے کھینچا وہ دھڑام سے اس اچانک کی افتاد پر انکے پاس گرا۔۔

"آجا بھائی اسکے لئے زندگی پڑی ہے ہماری عزت بچا۔" وہ قہقہہ لگاتے اسے اٹھا کر بیٹھاتے بولے

داد خو نثار نظروں سے دیکھتا بازو کے درد سے لب بھینچے سب کو ایک زوردار مکہ رسید کیے انکے پاس بیٹھا۔۔

سب حیران ششدر دلہے کو اپنے مہندی سنگیت میں ایسی حالت میں دیکھنے لگے جو لڑکیوں سے مقابلے پر اتر

آیا تھا۔

آخر وہ معصوم تھا کیا جانے۔۔۔

"میرا نام داؤد آلف علوی ہے اور میں پیدا ہوں داد و صولنے کیلئے ہوا ہوں سو بی کیئر فل لیڈیز" دھولک

سنجھالتے وہ سب کو وارن کرنے لگا۔

لڑکیوں قہقہے لگاتی ہو نہہ کڑ گئی

"ہمنے بھی چوڑیاں نہیں پہنی آجائو بھی میدان میں۔" انکے چوڑیوں والے ڈائلاگ پر لڑکوں نے چونک کر انکی بھری پڑی کلائیوں کو دیکھا

"یہ خود بیوقوف ہیں یا ہمیں بنا رہی ہیں۔" سمیر نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"اے نکل کمینے تو تو پہلے اسٹیپ پر ہی ہر اے گا ان چڑیلوں کی ادا ہے الگ الگ جالوں میں پھنسا کر شہزادوں کو ہرانے کی۔" نوید نے چیٹ رسید کرتے کہا۔

لڑکیاں انکی اوور کانفیڈنس پر کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

رسم شروع ہو چکی تھی نور العین کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر داند نام کی مہندی سجائی جا رہی تھی۔

اور وہ پر تپش لودیتی نظروں سے اسے دیکھتا اپنی قسمت پر جتنا ناز کرتا کم تھا۔

مہندی رنگ کی ساڑھی جس پر سرخ نفیس سی کڑائی کا کام کیا ہوا تھا

بھاری بارڈرنے پائوں کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا

جیولری کے نام پر گلے میں گولڈ پینڈنٹ جو اسکی صراحی دار گردن میں انتہائی خوبصورت لگ رہا تھا۔

کلائیوں میں ہم رنگ سرخ مہندی رنگ چوڑیاں ہیلز پہنے وہ لائٹ میک اپ لبوں پر سرخ لپ اسٹک لگائے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔۔

لاؤنج کا سما ہی کچھ الگ تھا شور شرابا قہقہے آسمان کو چھو رہے تھے  
وہ مہندی لگواتی جھینپی بیٹھی نور پر ایک مسکراتی نظر ڈالکر اندر گھر کی سمیت بڑھ گئی۔۔۔

سیڑھیاں چڑھتی وہ اپنے روم کے پاس آئی

اور گہرا سانس بھر کر دوازہ کھولا تو سامنے ہی آنکھوں پر بازو ٹکائے وہ نیم دراز تھا۔

روم میں ملگجاسا اندھیرا تھا وہ مسکراتی اسے رف حلیے میں دیکھ کر اندر داخل ہوئی  
اور مڑ کر دروازہ بند کیا۔

اس آہٹ خوشبو پر برہان نے ذرا سا آنکھوں سے بازو ہٹایا تو سامنے ہی پیٹھ پر بکھرے سنہری بالوں کو دیکھا جو  
اسکی کمر کو چھونے لگے تھے۔۔۔

"مسکان۔۔۔!!" وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور جب مسکان نے رخ بدلہ تو وہ کچھ ٹھٹھکا۔

\*-----❤️-----\*

"میں بتا رہی ہوں میں شادی میں جائوں گی کچھ بھی ہو۔" عالم کے ہاتھ جھٹک کر وہ روتی ہوئی بولی۔

"او کے او کے چلیں گے بس رونا بند کرو میرا بچہ آؤ یہاں۔" وہ کب سے اسے چپ کروانے کی کوشش میں تھا پر وہ تھی کہ مان نہیں رہی تھی۔۔۔

کھانا تو وہ زبردستی کھلا چکا تھا ایک جھڑک پر، باقی کی وہ خود مالکن تھی اسے انگلی پر گھما رہی تھی۔۔۔

"آپ تو دور ہی رہیں مجھ سے قریب آنے کی کوشش مت کیجئے گا۔" انگلی اٹھا کر وارن کرتی وہ دوپٹے سے ناک صاف کرنے لگی۔

عالم کو کافی برا لگا وہ ہمیشہ اسکے کوٹ پر ناک صاف کرتی تھی اور اب اسکی موجودگی میں یوں نظر انداز کرنا کافی تکلیف دہ تھا۔

"عین شہزادی اپنے عالم سے ناراض ہو رہی ہو آج تو میں تمہیں اس کہانی کا سیزن ٹوسنانے والا تھا۔" وہ پچکار تے محبت چاش سے بھرپور ہو کر کہتے اسکے پاس ہی آگیا۔

حور نے نفی میں سر ہلاتے بلینکٹ مٹھیوں میں بھینچ کر سر کے نیچے دبا دیا۔

"نہیں بس نہیں آج آپ سے کبھی حور العین بات نہیں کرے گی آپ نے مجھے ہرٹ کیا ہے عالم میں مہندی لگانے والی تھی میں تیار ہونا چاہتی تھی پر آپ نے مجھے کچھ نہیں کرنے دیا بلکہ سلا دیا۔۔۔" وہ اٹھ کر اسکے سینے پر مکے مارتی چیختی واپس اندر چھپ گئی۔



"او کے مینے تمہیں ہرٹ کیا ہے تو میں اب خود کو ہرٹ کروں گا۔" وہ کہتا ہوا بیڈ سے اترنے لگا جب حور نے جھپٹ کر اسکا بازو تھاما

"اٹک۔۔ کیا مطلب؟ میرا ایسا تو مطلب نہیں تھا ناں۔" وہ ہر ساں ہو گئی

اپنے مزاجی خدا کی تکلیف کا سوچتے۔

"تو پھر تم بات بھی تو نہیں کر رہی کیا یہ تکلیف کم ہے میرے لئے؟" وہ بھاری آواز میں بولا اور اسکا بازو پکڑا

"اگر تم میری کہانی نہیں سنو گی تو میں اس سیزن ٹو والوں کو مار دوں گا۔" وہ وارن کرتا اسے بازوؤں میں بھر کر اسکی تکلیف کا اندازہ لگاتے سینے میں بھیج گیا

پروہ کیا کرتا ڈرتا تھا اسے کھونے سے اگر پھر کوئی سرگوشی ہوئی اسکے آس پاس پھر کوئی بات بڑھی تو کیا وہ ایک کے بعد دوسرے اٹیک پر زندہ رہ سکے گی۔

اگر کچھ چانس ہوتے تو وہ اسے ضرور لے جاتا پر ڈاکٹر نے صاف کہا تھا اگر ابھی ہی کوئی ایسی ہی بات اسکے آس پاس کی گئی تو اسکی دماغی نبض پھٹ سکتی ہے۔

وہ ڈر گیا تھا۔۔۔

ہاں سعیر عالم ڈر گیا تھا کیونکہ سالوں پہلے انہیں باتوں نے اسکے باپ کو انسان سے حیوان بنایا تھا انہیں باتوں نے اسے احساس کمتری کا شکار کرتے ڈر گز لینے پر مجبور کیا تھا۔۔

وہ پھر سے کچھ ایسا نہیں چاہتا تھا

وہ ان تلوار سے تیز ہتھیار کے آگے اپنی جان عزیز ہستی نہیں رکھ سکتا تھا۔

کیونکہ وہ جانتا تھا لوگ باز نہیں آئیں گے وہ ہر نئے تماشے سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

"آپ انہیں کیسے مار سکتے ہیں وہ تو ابھی پیدا ہوئے ہیں۔" حور دکھ صد مے سے بولی

"اوہ ابھی پیدا ہوئے ہیں!" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتا سوچ میں چلا گیا کہ اسکی بیوی کو کیسے پتا؟؟؟

وہ ان پر کیا نظر رکھتی ہے

یا اسکے پیٹ میں پڑا فتنا اسے وہاں کی رپورٹس دیتا رہتا ہے۔

اسے ٹھٹھکتے دیکھ کر وہ مسکرائی اور چہرے پر لہراتی لٹ کو اوپر کی طرف پھونک ماری۔

"تم یہاں؟" برہان ہوش میں آتا جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے جھلملاتے سراپے کو دیکھا۔

وہ آج جیسے دونوں شانے چٹ کرنے آئی تھی وہ ابرو اچکا گیا۔

"کیوں؟ یہ میرا گھر ہے میں یہاں نہیں آسکتی؟" وہ چلتی ہوئی اسکے سامنے آئی۔

برہان اسے سر سے پاؤں تک دیکھنے لگا پر جلدی ہی اسکی نظریں بازو پر تھمی جہاں سفید پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"غالباً تم اپنی مرضی سے یہ گھر چھوڑ کر گئی تھی۔" وہ چبا کر بولا۔

"شاید تم بھول رہے ہو سوامی! تم نے ہی کہا تھا میں ایک بھتنی ہوں اور بھتنی کبھی اپنے جنون کو نہیں چھوڑتی۔" وہ اپنے لمبے ناخون والی انگلی اسکے گال پر پھیرتی برہان کو ساکت کر گئی۔

"بابا! شاید یہ تمہیں کرنا چاہئے رائیٹ؟" وہ کھلکھلاتی آئینے کے سامنے آئی اور وہاں رکھتی لپ اسٹک اٹھا کر اپنے لبوں پر لگاتی مزید لپ اسٹک کو گہرا سرخ کر گئی۔

ساتھ ہی نیل پالش اٹھا کر چیئر پر بیٹھتی اپنے ناخون پر لگانے لگی۔

وہ طیش میں چلتا اسکے پاس آیا اور اسکے ہاتھ سے نیل پالش چھین کر نیچے قالین پر پھینکی دوسرے ہی پل اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگایا۔

"تمہیں گولی لگی تھی مجھے بچاتے؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا

جہاں سنہری پن میں سرخی کچھ منفرد حسن بخش رہی تھی اسے۔

"تمہیں یہ خوش فہمی کیوں کر ہوئی۔۔۔؟"

مینے تمہیں نہیں اپنے سوامی کو بچایا ہے بولے تو اپنا بگڑا ایس پی۔ "وہ اسکی گردن میں بازو ڈالے استہزاء سے ہنس کر بولی

"ایس پی نہیں ایس ایس پی۔۔۔۔"

پروموشن ہو رہا ہے میرا۔ "اسنے سب سے پہلے یہ بات اسے ہی بتائی اور اسکی آنکھوں میں جھانک کر مجرم کا کوئی تاثر ڈھونڈنا چاہا تو وہ ناکام ہوا۔

اسکی سوچ کے مطابق اسے ڈرنا چاہیے کیونکہ اسکے پاس مزید پاورز آگئے تھے وہ ایس پی سے ایس ایس پی بن رہا تھا۔

اسکے بعد اسکا خواب پایہ تکمیل تک پہنچے گا جب وہ ڈی آئی جی بنے گا۔۔۔

وہ جو مسکان کی آنکھوں میں تاثرات دیکھنا چاہتا تھا بری طرح ناکام ہو گیا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے مسز برہان علوی تمہاری فائل میرے پاس تیار ہے تم جلد ہی سلاخوں کے پیچھے پائی جائو گی۔" وہ اسکی بازو کمر میں دونوں بازو ڈال کر اسے پاس کرتا ہنس کر بولا۔

"تو۔۔۔۔؟" اسنے لا پرواہی سے کہتے فضا میں پھونک میں ببل پھینکا جو اڑتا دیوار سے چپکا۔



"تو تمہیں اپنے لئے ڈرنا چاہیے کہ تمہاری غنڈہ گردی کچھ دن کی ہے۔۔۔" وہ جتا کر انگارے اگلنے لگا۔

وہ سن کر معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر حیران ہوئی

"سوامی آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے مجھے بخش دیں ایس ایس پی صاحب میں آپکے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں میں مر جائوں گی فلاں فلاں وغیرہ۔۔۔" وہ گڑ گڑانے کی ایکٹنگ کرتی آخر میں بیزاریت سے بولی کیونکہ

اسے معلوم نہیں تھا بے بس عورت کون کون سے واسطے دیتی ہے۔۔۔۔

وہ تو کبھی ان بے بسیوں کا شکار نہیں ہوئی تھی۔۔۔

"ویل اچھی ایکٹنگ تھی گھورنے کے بجائے انعام دے سکتے ہو۔" وہ اسکی گھوریاں دیکھ کر نظریں گھمائے بولی البتہ کھڑی ابھی اسکے حصار میں تھی۔۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔" برہان نے سر ہلایا

"تمہیں معلوم ہے ہمارے مزاج کتنے مختلف ہیں۔۔۔! تم ٹھہری ایک ہزاروں قتل کرنے والی ایک بد تمیز غنڈی اور میں سنجیدہ بندہ۔۔۔۔

تمہیں معلوم ہوگا آفٹر آل تم جس طرح کی لڑکی ہو یہ بھی جانتی ہو گی میں پیدا کس وقت پر ہوا تھا۔۔۔۔۔

"آف کورس سوامی 4:20 pm جون کا مہینہ چوبیس تاریخ سنڈے کا دن۔۔۔

تمہارے دادا دادی کا کی جی یعنی ساسو ماں کے ساتھ ہاسپٹل میں جبکہ سر صاحب آفس میں تھے جہاں انہیں 4:30 کو خوشخبری ملی تھی کہ بیٹا ہوا ہے۔۔۔

سسر صاحب تمہارا نام داؤد آلف رکھنا چاہتے تھے جبکہ تمہاری دادی برہان اور دادا صاحب بیوی کی رضا میں خوش تھے تو تمہیں 4:50 کو سب سے پہلی دادی صاحبہ نے چوم کر برہان نام سے پکارا۔۔۔

اتنا کافی ہے یا مزید سنا چاہو گے؟ "وہ برہان کو ششدر کر گئی  
"کہاں سے جمع کی میری انفارمیشن؟" کڑے تیوروں سے وہ سختی سے چیخ کر استفسار کرنے لگا۔

"کہاں سے کیا مطلب بھی دنیا سے باہر نہیں گئی تھی انسان مردے اکھاڑ رہا ہے میں تو پھر بھی اپنے ہونے والے سوامی کی انفارمیشن لینے گئی تھی۔۔۔  
آفس کے میجر سے حاصل کی کچھ جو وہاں موجود تھا۔۔۔  
ٹائم، باقی کی ڈیٹیل ہاسپٹل سے معلوم کی۔۔۔" وہ اسکی کان میں انگلی ڈال کر بولی برہان نے غصے سے سر جھٹکا۔  
اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا کوئی اسکے پرسنل میں اس قدر گھس گیا تھا کہ اسے بھنک بھی نا پڑی۔۔۔  
پڑتی بھی کیسے اسنے اپنی ذات پر کبھی توجہ دی کہاں تھی۔۔۔  
"اور ضرور وہ گن پوائنٹ پر حاصل کی ہوگی کیوں؟" اسنے تلخی سے طنزیہ مسکرا کر دانت پیسے۔

"ہا ہا ہا ایک طرف غنڈی کہتے ہو دوسری طرح اچھے کی امید رکھتے ہو۔" وہ کھلکھلائی برہان کی نظریں اسکے لبوں سے ٹکرائی۔

سفید چمکتے موتیوں جیسے دانت بھرے بھرے پنکھڑیوں جیسے لپ اسٹک میں رنگے لب وہ پل کو چاہ کر نظریں  
ناہٹا پایا۔۔۔

"ہاں میں کہاں تھا؟" وہ خود کو سرزش کرتا ہوش کی دنیا میں داخل ہوتے بولا

مسکان نے آنکھیں جھپکائیں

"تم یہاں تھے۔" اسنے اپنا نچلے لب پھیلا کر اسے دیکھایا

برہان کبھی اسکی آنکھوں کو دیکھتا تو کبھی اسکے لبوں کو۔۔۔

دوسرے ہی پل سرخ رنگ کی کشش نے اسے کھینچا اور وہ اسے دیکھتا کچھ مزید قریب کر کے ایک دم اسکے

چہرے پر جھک گیا۔

وہ کچھ سنبھلتی یا کوئی بچاؤ کرتی برہان نے دونوں طرح اپنی گرفت سخت کر لی۔۔۔

اور اسکی کمر کو چھوڑ کر ایک ہاتھ اسکی گردن میں ڈالا تو دوسرا اسکے سر پر پیچھے بالوں پر رکھا لیا۔۔۔

کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ اسکی بے رحمی پر وہ مچل اٹھی۔۔۔

وہ اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھا جبکہ وہ اب آنکھیں پوری واکیے اسے دیکھ رہی تھی۔

جب وہ نڈھال سی ہوئی تب آہستہ سے اسکے لبوں کو آزاد کیا اور اسکی میچی آنکھوں میں دیکھتے پھر سے جھک کر

نرمی سے چھوا۔

"مجھے بھی معلوم تھا میں یہیں رکا ہوا ہوں۔" وہ معنی خیزی سے ہنستا اسے سانسیں بھرتے دیکھ کر اسکے کان کی لولبوں سے چھونے لگا۔

اور وہاں سے ہوتے اسکی گردن پر اپنی مغرور کھڑی ناک کو رگڑتے مسکان کی سانسوں کی رفتار مزید بڑھادی۔۔۔۔

"تمہیں معلوم ہے تمہارا پرفیوم بہت خوبصورت خوشبودار ہے۔" وہ بو جھل آواز میں پوچھتا اسکی گردن میں گہرا سانس بھرنے لگا۔

"تمہارے بال بے حد خوبصورت ہیں سنہری جیسے سونے کے۔" وہ اسکے شانے پر ٹھوڑی ٹکائے اپنی انگلیوں پر اسکے بالوں دیکھتے مسکرا کر بولا۔

"تمہاری بیل کھانے والی ادا، تمہارا ایٹمیٹوڈ، تمہارا غرور سب منفرد ہیں۔۔۔۔

تمہاری یہ دودھیار نگت۔۔۔!" وہ ساڑھی کا پلو ذرا سا شولڈر سے سرکا کر وہاں اپنے نرم گرم لب رکھ کر بولا۔۔۔

نچلے لب دبائے اسکے تنگ حصار میں آنکھیں موندیں کھڑی مسکان گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔

وہ اسکی گردن پر اپنا لمس چھوڑتا گھوم کر اسکے پیچھے آگیا۔۔۔

اور آہستہ سے اسکے بال ایک طرف رکھتے پیچھے بوسہ دیا وہ سمٹ گئی۔۔۔۔



عجیب احساس اسکی رگ و روح میں اترنے لگا کہ وہ خاموشی سے اسکے سحر انگیز حصار میں جکڑی کھڑی کوئی  
احتجاج مزاحمت غصہ نہیں کر رہی تھی۔

جبکہ وہ معنی خیزی سے مسکرا کر ان پلوں کو قید کرتا اس پر حصار تنگ کر کے بے باک ہو کر جسارتوں گستاخیوں  
پر اتر آیا کہ اسنے آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔۔

"پر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے میں تمہیں مزید اس رشتے میں قید نہیں رکھ سکتا کیونکہ میں نہیں چاہتا جب  
تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں پہنائوں تو تم پر اپنا نام پاؤں۔۔۔

پر اسکے باوجود اگر تم میری رہنا چاہتی ہو مجھے چاہتی ہو اپنے جنون کو ہمیشہ حاصل کرنا چاہتی ہو تو ایک کام کرو  
برہان علوی خود کو لکھ کر تمہارے نام کر دیگا۔" وہ اسکے کان کو لبوں سے چھوتا سرگوشی میں کہہ رہا تھا

کہ مسکان کی بند آنکھیں پہلے نا سمجھی سے کھلی پھر حیرت سے پھیلیں اسکے بعد اس میں قہر سا اتر آیا۔۔۔

"کون سا کام؟؟؟" وہ ضبط کرتی بولی۔۔۔

"گواہی دو اپنے آپ کو میرے لئے چھوڑ کر سعیر عالم اور اسکے ان دو چمچوں کے خلاف۔۔۔

پر اس کروں گا انکے جیل کی سلاخوں میں بھیجنے پر میں تمہیں دنیا کی ساری خوشیاں دوں گا۔۔۔۔

"تم خود کو کاٹ کر میرے پیروں میں رکھ دو برہان علوی پر تمہارا یہ خواب قطعی پورا نہیں ہوگا۔!" وہ جھٹکے سے مڑ کر اسے پیچھے دھکادی غرائی۔۔۔

پل میں ایسے لگا تھا وہ کمزور ہو گئی ہے اپنے جنون کو اپنے ہاتھوں سے ختم کرے گی اس گھٹیا حرکت پر۔۔۔۔۔  
پر اس وقت سعیر کی باتیں دماغ میں آگئی تھی کہ غصہ میں کیا کام شیطان کا ہوتا ہے۔۔۔

تو وہ کیسے اس انسان کی باتوں سے مڑ کر وہ کام کرتی، اپنے پیارے اللہ کے ساتھ اپنے محسن اپنے بھائی باپ کو ناراض کرتی۔

تبھی دوسرے پل اے سی کی فضا میں گہرا سانس بھرتی اپنا حلیہ سنوار کر نارمل ہوئی اور مسکرا کر اسے دیکھا۔

"بی ریڈی بے بی تمہاری فائل تو بالکل مکمل ہے میرے پاس پروف سمیت مسی جان تین دنوں میں میں تمہیں لاکھ آپ کروں گا وہ بھی تمہیں یعنی مسکان عارب کو۔۔۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنستا بولا

"تمہیں پتا ہے ایس ایس پی! تم بہت خوش قسمت ہو کہ تم میرے یعنی مسی کا جنون ہوا اگر نہیں ہوتے تو کل شادی کے بجائے میت نکلتا وہ بھی تمہارا۔۔" وہ ناپسندگی سے دیکھتی بولی

"تمہارے پاس دو دن ہیں تم میرے پاس آؤ گی اگر مجھے چاہتی ہو یا نہیں۔۔۔۔۔  
اگر نہیں تو ابھی اسی وقت نکلو میرے گھر سے میں اس وقت تمہیں طلاق۔۔۔۔۔

"برہان۔۔۔۔۔!!! خبردار میرے لئے یہ الفاظ بھی استعمال کیے۔۔۔۔۔  
جان سے مار دوں گی سمجھے۔۔۔۔۔" پاس رکھا ٹیبل سے لیپ ٹاپ اٹھا کر دیوار پر مارتی دھاڑی اس پر۔۔۔۔۔

"پر ایک بات یاد رکھونا تمہیں اب مسکان ملے گی ناہی سعیر عالم۔۔۔۔۔!  
کاز یہاں کمپر و مائز نہیں چلے گا اپن کی عصمت سے۔۔۔۔۔

میں تیرے پاس آئی عزت سے پر تجھے وہ راس نہیں ایس پی کرو اپنی ڈیوٹی اپن دیکھتی ہے کس حد تم مسی کو پکڑ  
سکتے ہو۔" وہ کہتی جھٹکے سے وہاں سے مڑی۔۔۔۔۔

"تمہیں معلوم ہے ہمارے ماہ کے رشتے میں ناکامی کس کی۔۔۔۔۔؟؟" اسکے ریلیکس انداز میں کہنے پر مسکان  
جاتی ہوئی تھی اور سرخ لہو آنکھیں میچی۔۔۔۔۔

"عارب تم سہی کہہ رہے تھے مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔" وہ سوچ کر لب دبا گئی۔

"تمہارا لہجہ تمہاری بد تمیزی تمہارا غرور تکبر تمہیں لے ڈوبا مسکان!!

اگر پھر کبھی اپنے سوکا لڈ جنون سے تنگ آکر میری طرف بڑھو تو سر جھکا کر آنا کیونکہ مجھے وہی لڑکی پسند ہے نا  
کہ تم۔۔۔۔۔!" وہ اتنی بے رحمی سے کاٹنے لگا کہ مسکان کو لگا اتنی بے رحمی سے اسنے بھی کسی کو نہیں کاٹا۔۔۔۔۔

"باہا تمہیں کیا لگا برہان علوی کہ مسکان ان لڑکیوں میں ہے جو پھر لوٹ کر تمہارے پاس آئیں گی؟  
چہ چہ اتنی خوش فہمی اچھی نہیں۔۔۔۔۔

مسکان صرف ایک بار آتی ہے زندگی میں یا تو ہنسانے کیلئے یا لانے کیلئے۔۔۔  
اور آئی ایم شیور ایس پی تم ضرور اس مسکان کو یاد کرو گے جسٹ ویٹ اینڈ وایچ۔۔۔

رہی بات،، ہمارے مزاج بالکل بھی ناملتے ہوں پر یاد رکھنا تم صرف میرے ہوا گر زندگی میں کسی کے بارے  
میں سوچا تو اس دن اپنی لاش پر کسی کو روتے نہیں پائو گے بلکہ میں تمہارا وجود تمہیں بھی دیکھنے نہیں دوں  
گی۔ "وہ کہہ کر رکی نہیں ٹک ٹک کرتی ہیلز کی آخری آواز چھوڑتی نہی اس سونے جیسی آنکھوں میں لیکر وہاں  
سے سیڑھیاں اتری۔۔۔۔۔

"مما۔۔۔!! فیری کی اچانک اس پر نظر پڑنے سے بلند چیخ مارتی بھاگتی سیڑھیاں چڑھ کر اسکی ٹانگوں سے لپٹ  
گئی۔۔۔۔۔

مسکان کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا کہ وہ شکست ناکھانے والی لڑکی لگتا تھا اس بے رحم کی بے رحمی پر اپنا وجود ہار  
گئی ہے۔۔۔۔۔

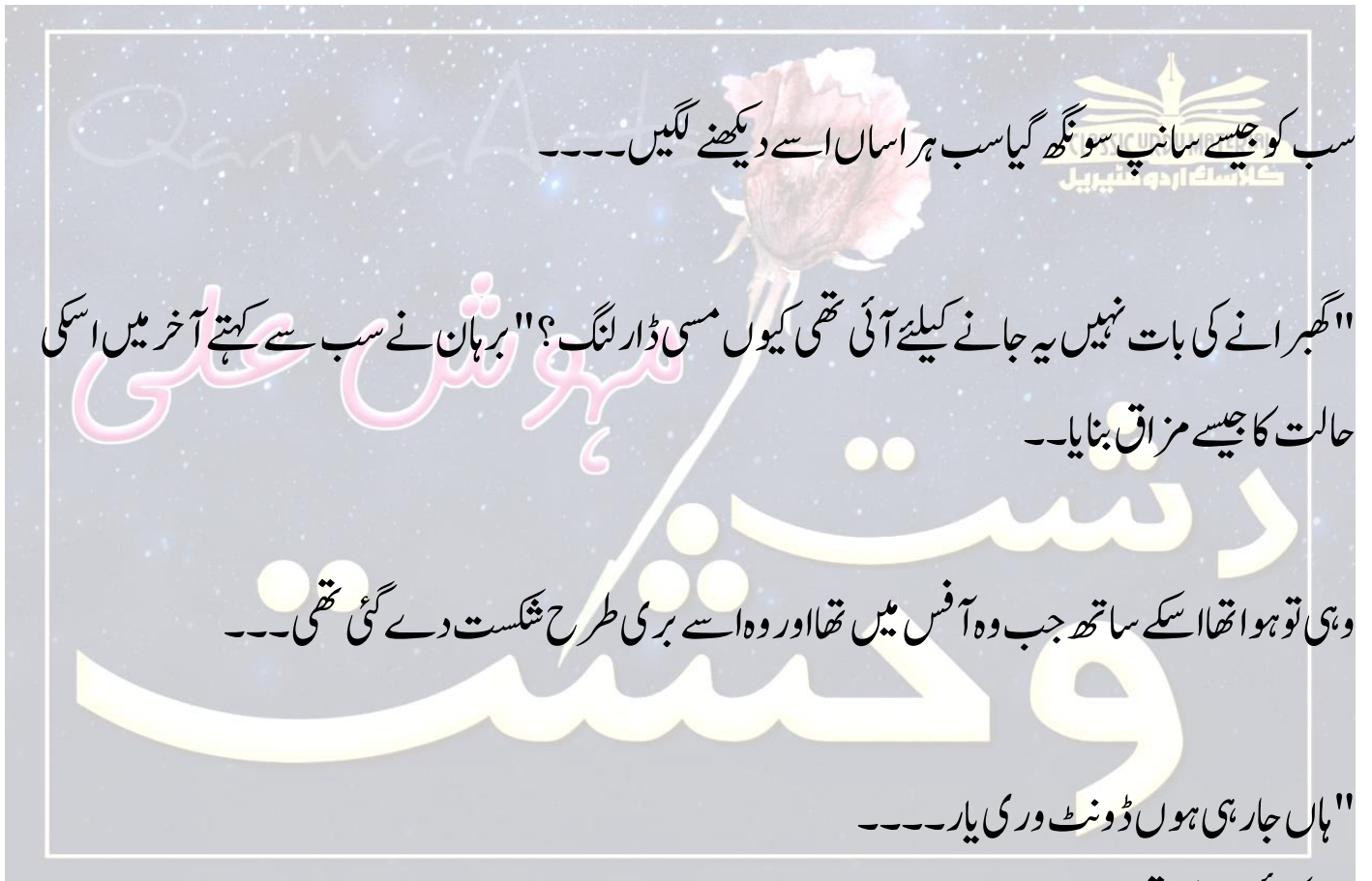
"مما آپ کہاں تھی کل سے مینے آپکو بہت یاد کیا۔۔۔!" فیری اسکے بات ناکرنے پر روپڑی اور سراونچا کر کے  
اسے دیکھا۔۔۔۔۔

ابھی وہ جھک کر اسے اٹھاتی کہ اسی پل اس سے پہلے ہی پاس سے نمودار ہوتے وجود نے اسے اٹھالیا۔



"بیٹا ماما کو ابھی بہت کام ہے اسلئے انہیں جانا ہے۔۔" برہان اسکے آنسوؤں بوسوں پر چٹتا ہوا بولا

فیری مسکان کی ساکت آنکھیں سامنے دیکھ کر سسک اٹھی  
وہیں لائونج میں جہاں اسکی حالت پر آلف غیض و غضب میں مٹھیاں بھینچ گیا تھا وہیں سب پر سناٹا چھایا ہوا  
تھا۔۔۔



میں کوئی چڑیل تھوڑی ہوں جو ایسے ڈر رہے ہیں مجھ سے۔۔

وہ میرا صرف ایک چھوٹا ٹیلر تھا سو بی ریلیکس۔۔

اور رہی بات آپکی ایس پی صاحب کبھی کسی رات جب دل کرے اور خود کو تنہا محسوس کرنے لگو تو رات کے بارہ بجے وہی ببل ضرور لیکر کھانا جو میں کھاتی ہوں چلتی ہوں اجازت دیجئے گا۔" آنکھ دبا کر کہتی وہ جھک کر فیری کے گال پر ایک کس کر کے وہاں سے پلٹی۔۔

"اچھا سنو طلاق کے پیپر ز جیل میں سائن کرو گی یا پھانسی کے وقت؟" استہزائیہ ہنستے اسنے پوچھا۔

"دم ہے تو کبھی پکڑ کر دیکھنا تب مانوں گی تم ایس ایس پی ہو۔۔۔!!" سرد لہجے میں کہتی وہ مسکان سے یکسر بدلی ہوئی تھی

ذرا سی گردن گھما کر تر چھی نظروں سے دونوں کو دیکھتی آنکھ دبا کر وہاں سے نکلتی چلی گئی

پر جاتے ہوئے ایک نظر فتح مندی سے مسکراتی آسیہ بیگم کے چہرے کو دیکھنا نہیں بھولی وہیں نور العین کا سپید پڑتا چہرہ بھی نظروں میں آیا پر اسنے کسی پر توجہ نہیں دی۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اسنے ایک گہرا سانس لیا اور مڑ کر اس گھر پر آخری نظر ڈالتے لب بھیج کر ضبط سے سرخ آنکھوں پہ سیاہ گلاس پہنے اور گاڑی سٹارٹ کرتی زندگی کا تجربہ یاد کرتی ایک تلخ مسکراہٹ اسکے لبوں پر چھائی۔۔۔

گاڑی تیزی رفتاری سے وہاں سے نکلی پیچھے فیری کو تھامے کھڑا برہان سر جھٹک گیا۔  
پلٹنے پر اسنے سامنے کھڑا سرخ آنکھوں سے تاسف بھری نظروں سے دیکھتے آلف کو پایا۔۔۔

وہ اسے گھور کر اندر کی سمیت بڑھ گیا۔  
"بھائی اچھا نہیں کیا آپنے۔" اسنے دکھ سے کہا

"میں نے سوچا تھا آپ کا ظرف ماشاء اللہ اتنا بڑا ہے آپ میرے آئیڈل میں ہیں پر مجھ خود پر افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے یہ سوچا کیسے۔" اسکی گھبیر آواز گونجی۔۔۔

"تم کچھ نہیں جانتے داد اس سب سے دور رہو۔۔

میں نے اس سے شادی ہی ایک ماہ کیلئے کی تھی اور وہ ایک ماہ ختم آج تو یہ رشتہ بھی ختم۔۔۔" وہ کہہ کر رکنا نہیں

روتی ہوئی فیری کو حصار میں لیے سیڑھیاں چڑھ گیا۔

"تم کہاں؟" نور کو اٹھتے دیکھ کر آسیہ بیگم نے گھورا وہ بوکھلا گئی

"وہ۔۔۔ وہ برہان بھائی سے پوچھنے کہ مسکان۔۔۔۔۔" اسکے آنسو بہہ نکلے

"چپ کر کے بیٹھو نور تماشا مت لگاؤ اچھا ہوانگلی میں برہان کی اب دھوم دھام سے شادی کروائوں گی۔" انکی خوشی سے بھرپور آواز گونجی

"کس سے؟" اسنے خوف سے پوچھا۔

اسیہ بیگم اسکا گال سہلا کر بولی

"شیرین سے،، بہت محبت کرتی ہے برہان سے وہ بھی ابھی سے نہیں شروع دن سے اسلئے ہی وہ اپنے ماں باپ کی لاڈلی بیٹی ہونے کے باوجود دیوں اس پولیس کی نوکری کے دھکے کھا رہی ہے یہ پاگل تھا اس اندھی۔۔۔

میرا مطلب کہ حورالعین کیلئے اسے شیرین کی محبت کبھی دیکھائی نہیں دی  
میں تو پہلے دونوں کی شادی کر دینا چاہتی تھی کہ اچانک وہ اس فحاشہ کو بیاہ لایا۔۔  
پر اب اسکی ایک نہیں سنوگی شادی تو اسکی شیرین سے ہوگی وہ بھی اتنی بڑی کہ دنیا دیکھے گی۔ "وہ سرگوشیوں  
میں نور کو بتا رہی تھی جسکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔۔۔"

"مسکان کہاں گئی ہوگی؟" اسکے دماغ میں صرف یہی سوال گھوم رہا تھا۔۔  
سکتا تو سب پھر سے جوش و خروش میں آگئے۔۔  
مہندی کا فنکشن عروج پر تھا اور پھر آخر اختتام کو پہنچا اسے روم میں پہنچا دیا گیا۔۔

مہوش علی

داد جو گیا تھا لوٹ کر نہیں آیا۔  
جبکہ نور مسکراتی گہری نیند لینے لگی اس روم میں آخری رات کی۔۔۔

\*-----❤️-----\*

HOOR-UI-AIN



She Was Broken....

She Was Hurt....

Silently She Was Falling Apart.....



She Was Crying...

She Was Screaming....

Everyday She Was Blamed.....

She Suffered A Lot.....

Cried In Pain She Used To Thought Everything Is Bad

And Love Is No Where....



مہوش علی

But Then.....



Aalam Walked Into Her Life And Get Her Right Where

Everyone Else Got Her Wrong.

That Day She Finally Met Someone Who Wasn't Afraid

To Give “LOVE” A Second Chance.

That Day She Wasn't Be The Only One Giving Her All.

That Day She Finally Met Someone She Could Trust With  
Everything.

That Day She Found Her Best Friend, Biggest Supporter,  
And Her Teammate.

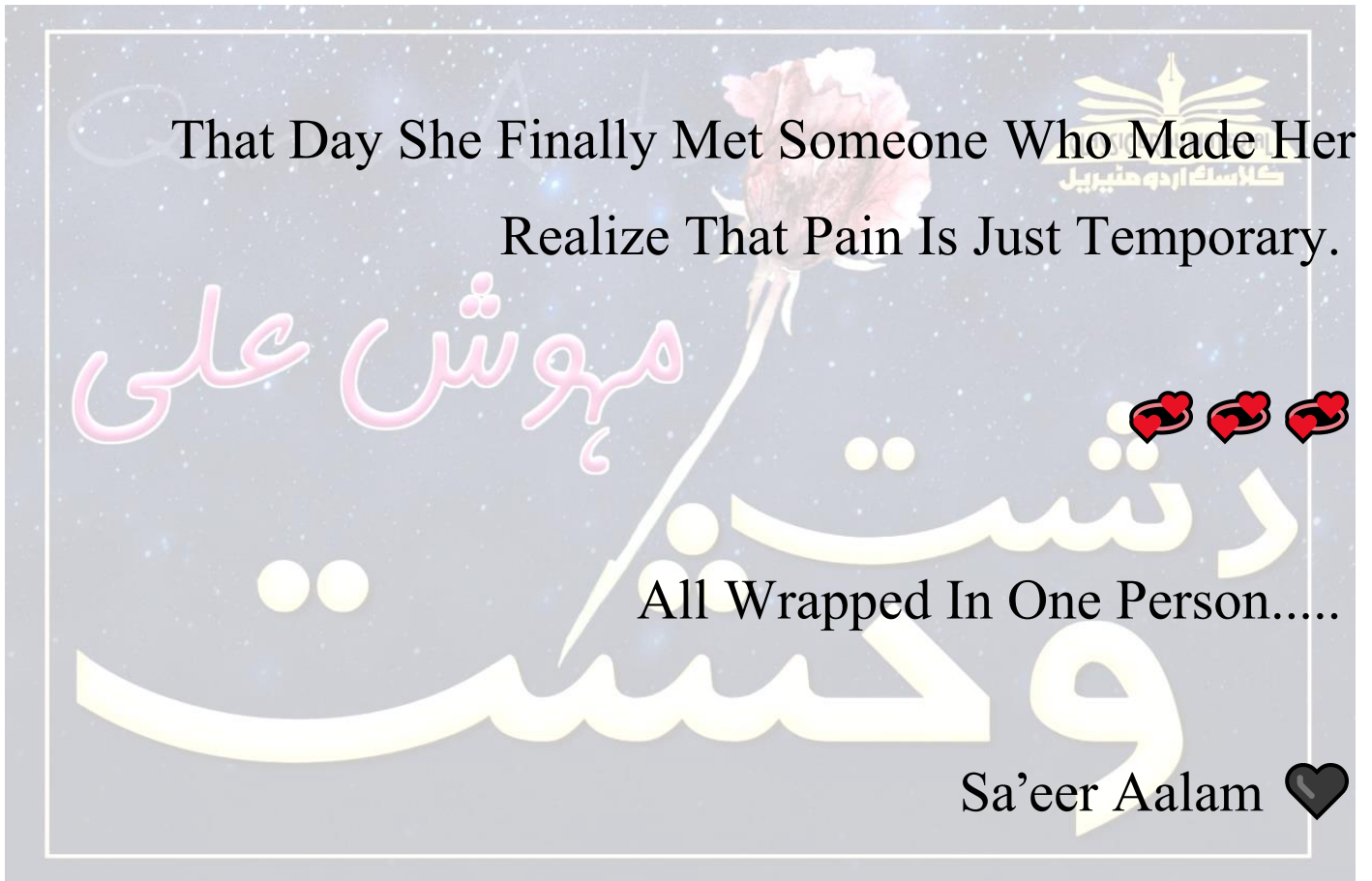
That Day She Finally Met Someone Who Tryna Help  
Grow In Her Dissmal Life.

That Day She Finally Met Someone Who Brings  
Happiness In Her Creepy, Sick Life.

That Day She Finally Met Someone Who Knew That It's  
Too Hard To Handle Her , Knows All About Her Bad  
Sides But Still Loved Her, Care For Her , And Never  
Leave Her.

That Day She Finally Met Someone Who Hadn't Cared  
About Her Past.

That Day She Finally Met Someone Who Wants Her To  
Be With Him In His Future.



The “BEAST” For Enemies But....  
A True Blessing To His “AIN”.

(Anaan khan)

"مجھے کہانی ابھی نہیں سننی آپ مجھے اچل نمکی کھلا دیں۔" وہ اسکی شرٹ پر ناک رگڑے بولی۔

"ابھی؟" اسنے کلائی میں وایچ کو دیکھا جہاں رات کے بارہ بج رہے تھے۔

"ابھی سے کیا مطلب آپکا؟؟؟"

نہیں کھلانی تو صاف کہیں یہ آپ وقت کا احساس دلا کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟" وہ غصے سے گستاخ لہجے میں بولی۔



"ہشش!! ایسے بات نہیں کرتے بڑوں سے۔" عالم نے فوری ٹوکا اور حورالعیین ہونہہ کرتی رہ گئی۔۔۔

"میں ایسے ہی کرتی ہوں! آپکو برداشت نہیں ہو رہی تو آسان ہے دور ہو کر بیٹھ جائیں مجھ سے۔" ڈبڈبائی نظروں سے سامنے دیکھتی وہ بولی

البتہ اسکا بازو بھی تھاما ہوا تھا جیسے ابھی نکل کر چلا جائے گا۔

وہ بغیر چینج کیے بیٹھا ہوا تھا اور حورالعیین کسی ننھی بچی کی طرح اسکے گود میں سرخ شرمندہ سی، وہ نکلنا چاہتی تھی پر اپنے سامنے اسکے بازوؤں کا حصار اسے ایسا کرنے کی جرات نہیں بخش پارہا تھا۔

"تم بد تمیزی سے بات کر رہی ہو میرا بچہ ایسے نہیں کرتے۔"



مجھے معلوم ہے تم غصہ ہو پر غصے میں بھی خود پر کنٹرول رکھنا چاہئے ورنہ وہ کام ہم سے انجام ہو جاتے ہیں جنکا ہم ہوش و حواس میں تصور نہیں کر سکتے۔

اور میں چاہتا ہوں میری پیاری سی شہزادی اپنے تمام جذبات پر قابض ہوتا کہ زندگی کا کوئی بھی موڑ اسے کمزور نہ کر سکے، سمجھ رہی ہوں امیری بات۔ "وہ اسکے کھلے بکھرے بالوں پر ہاتھ پھیرتا نہیں سنوارتا رہا

جبکہ عین مبہوت سی اسکے لہجے کی نرمی محبت شفقت سب میں کھوئی ہوئی تھی۔

یہ انداز مخاطب تو اسکے باپ کا تھا۔

وہ بھی ایسے ہی ٹھہر کر اپنے نرم لہجے میں اسے سمجھاتے تھے کہ تم مایوس نا ہو اللہ نے تمہارے لئے بہت بہتر سوچا ہو گا۔

ہاں جب وہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا فیل کرتی تھی تنہائی میں تو اکثر اس پر مایوسی کے دورے پڑتے تھے اور تب اسکے ماں باپ کو پتا نہیں کیسے بھنک پڑ جاتی کہ وہ فوراً اسے اپنے حصار میں لیکر ایسے ہی سمجھاتے تھے کہ اللہ اسکے لئے بہتر سے بہتر سوچا ہو گا۔

باپ کی باتیں یاد آئی تو وہ سسک اٹھی۔۔۔

"عالم مینے کبھی اپنے ماں باپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ نے اتنے جلدی انہیں مجھ سے میرے سامنے چھین لیا اور میں کچھ نہیں کر سکی انکے لئے۔

مجھ سے بڑھ کر کوئی بد نصیب ہو گی عالم جس نے اپنی جنت کا دیدار۔۔۔۔۔

ابھی وہ کچھ کہتی کہ اس سے پہلے ہی عالم نے اسے سینے میں چھپا دیا۔

"شش! بد نصیب نہیں کہتے۔" وہ ٹوک کر بولا

"روتے نہیں اگر بہت زیادہ یاد آتی ہے تو میں تمہیں صبح سورتیں پڑھائوں گا وہ پڑھ کر ان کے لئے دعا مغفرت کی کر دینا میری طرح۔" اس کے سر کا بوسہ لیتا سائیڈ ٹیبل پہ بجتا موبائل اٹھانے لگا۔

"آپ کی طرح؟؟؟" حور آنکھیں صاف کر کے سر اٹھا کر جیسے اسے دیکھنے لگی۔

اور یہ ادا اس کی اس قدر حسین ہوتی تھی کہ عالم مبہوت سا رہ جاتا تھا۔

"ہم! میری طرح کیونکہ مجھے بھی تو میری ماں کی یاد آتی ہے۔" اس کا گال سہلاتے وہ بولا۔

اور عارب کی کال دیکھنے لگا۔

"آپ کی ماں کو کیا ہوا عالم آپ نے کبھی بتایا نہیں آپ کے ماما پاپا کہاں ہیں؟ اور سہمی وہاں کیسے پہنچی تھی۔"

وہ تو وہاں پہ پہ۔۔۔ پاگل تھی ناں پہ۔۔۔ پھر کیسے مطلب۔۔۔ "ماضی کو یاد کر کے اس کی زبان خود لڑکھڑانے لگی۔

"کچھ باتیں راز میں اچھی لگتی ہیں شہزادی۔! انہیں یاد کر کے صرف تکلیف ملتی ہے۔" اس کا چہرہ ہاتھوں میں

بھر کر اس کے بھگے چہرے کے بوسے لینے لگا۔

حور العین سٹیٹا کر سینے میں منہ چھپا گئی۔

"آپ تو بس۔۔۔ شروع ہو جائیں۔" جھپنی آواز میں کہتی اس کے سینے پر چٹکیاں بھرنے لگی۔

"اچھا۔۔؟؟ میں شروع ہو جاتا ہوں؟" وہ اسکی بات سے محظوظ ہوا تھا تبھی ہنس کر پوچھا۔

پر حور العین کی توساری توجہ اسکے سینے پر پتھر جیسی جسامت پر چٹکیاں بھرنے میں مصروف ہوتی اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔

"آپ کیا کھاتے ہیں عالم ایسے موٹے کیوں ہیں؟ اور یہ آپکا گوشت ہاتھ میں کیوں نہیں آرہا۔۔" بری طرح جھنجھلا کر وہ اپنی کلائیوں پر چٹکیاں بھرتی اسکی چوڑی کلائی کو پکڑے اس پر کاٹنے لگی

وہ اسکی حرکتوں سے متبسم لطف اندوز ہوتا عارب کو کال بیک کرنے لگا۔

"عالم مسکان یہاں سے چلی گئی!" عارب کی پریشان آواز آئی  
کچھ دیر پہلے ہی ڈاکٹر روم میں آئے تھے اور اسے چیک کرنے پر مسکان کی جگہ عارب کو آکسیجن ماسک میں سانس لیتے دیکھ کر حیران رہ گئے جبکہ عارب کی حالت بگڑ گئی تھی۔

انہوں نے جلدی سے اسے کھولا تب وہ بھڑکا ماسک دور پھینک کر اٹھا اور سیدھا عالم کو کال کی۔۔

عالم سمجھ گیا کہ وہ کہاں گئی ہے۔

"تمہیں یہ سمجھ جانا چاہئے کہ وہ اس قابل ہے کہ اپنا اچھا برا سوچ سکتی ہے رہی بات اسکے علاج کی تو مجھے یقین ہے وہ ہمیں تکلیف نہیں دے گی۔" اسکی بات سن کر سمجھتے عارب قدرے نرم پڑ گیا۔  
شاید وہ کچھ زیادہ ہی کر گیا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں میں آتا ہوں۔"

ارے پر میرا کارڈ تو وہ لے گئی اب میں پے کیسے کروں؟"

"کیوں اسکا کارڈ کہاں گیا؟" عالم نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ شاید وہیں رکھ کر آئی تھی اسلئے میرا لے گئی تیار ہونے۔" وہ تیار پر چبا کر بولا۔

"اچھا! کوئی بات نہیں میں کسی سے بھیجتا ہوں پیسے۔" اسنے کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی  
عارب نے گہرا سانس لیا۔

"سر آپکی بہن کہاں گئی؟" ڈاکٹر پیچھے آتا پریشانی سے پوچھنے لگا۔

عارب نے مڑ کر انہیں دیکھا۔

"ارے آپکو نہیں معلوم آج اماوس کی رات ہے اسلئے وہ چلی گئی اپنے سپیرے کے پاس۔" وہ حیران ہوتا بتانے  
لگا۔

"پر آج تو منگل کی رات ہے۔" ڈاکٹر الجھ کر بولا۔



"کیونکہ آپ زیادہ پڑھ گئے ہیں اسلئے۔" کندھے اچکا کر بولتا وہ ڈاکٹر کو جز بزرگ کر گیا۔

اسکی ہونقوں والی شکل پر عارب نے بمشکل ہنسی دبائی۔۔۔

-----

موبائل رکھتے عالم نے چونک کر اسکے سر کو دیکھا جواب دانتوں سے کاٹنے کی کوشش میں تھی۔

"یہ کیا رہی ہو عین؟" اسے مسلسل کوشش میں دیکھ کر وہ حیران ہوا۔۔۔  
"میں یہاں کاٹنا چاہتی ہوں پر منہ میں نہیں آ رہا نا ہی چٹکیوں میں یہ کیا ہے عالم؟ کیا لگایا ہے؟" اسنے غصے سے سرخ چہرے سے تپ کر کہا

وہ اسکی پھولتی نھنوں کو دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔

"یہ تمہارے منہ میں نہیں آئے گا ایسا کرو میرے گال پر کاٹو تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی مائی وچ۔"

اسکا منہ پکڑ کر کہتے اپنے گال پر اسکے لب رکھے۔۔۔

حور بوکھلا گئی

"نن۔۔۔ نہیں یہاں نہیں۔۔۔!" وہ سرخ سی نفی کرنے لگی۔

"عین!!! میں نہیں چاہتا تمہاری کوئی خواہش ادھوری رہے ٹرائے کرو ویسا ہی ٹیسٹ آئے گا۔" اسنے

سر زش کرتے پر محبت سے کہا وہ ہنس پڑی

"آپکو تکلیف ہوگی پھر؟" اسنے چمکتی آنکھوں سے دیکھا۔

عالم اسکی ہیر پھیر کرتی آنکھوں میں دیکھ کر جی اٹھا

"اپنی وچ کیلئے ہر تکلیف سہنے کیلئے تیار ہوں یہ کبھی مت بھولنا۔" اسنے کہتے جھک کر پھر اپنے گال کو اسکے منہ پر رکھا۔

یہ خواہش صرف اسکی نہیں عالم کی بھی بن گئی تھی تبھی اسنے منہ کھول کر اسکے گال پر دانت گاڑ دیئے۔۔۔  
"کچھ تیز۔۔۔!" اسکی نرم پکڑ دیکھ کر وہ سرگوشی میں بولا۔  
حور نے جھجھکتے فوری عمل کیا۔

"کچھ مزید۔۔۔!" اسکی گردن میں انگلیاں ڈالتے ہوئے کہا۔  
حور نے ہنستے ہوئے مزا آتے پھر پکڑ سخت کی۔۔۔  
جبکہ اسکا دوسرا ہاتھ اسکی بھوری کچھ بڑھی ہوئی شیونرمی سے نوچ رہا تھا۔۔۔

سعیر نے لبوں میں مسکراہٹ دبائے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا اور فرنٹ کیمرہ آن کر کے اس خوبصورت چڑیل کو اپنے گال کو کاٹنے والے منظر کو موبائل میں ہنستے ہوئے قید کر لیا۔

اسکا ارادہ یہ فیوچر میں اپنی بیوی کو دیکھانے کا تھا اسکے کارنامے۔۔۔  
"تم میں تو طاقت نہیں ابھی تم میرے سینے میں کاٹنے لگی تھی وہاں طاقت چاہیے۔" وہ ہنستا ہوا بولا کہ حور کو اپنا مزاق لگا۔۔۔

"آپ نے مجھے ابھی دیکھا کہاں ہے اب دیکھیں میں تو آپ پر رحم کر رہی تھی کہ زیادہ لگ گئی تو پر اب نہیں۔"

عالم کی لکار پر وہ جذباتی ہوتی بولی۔۔

"اچھا؟؟؟" وہ ہنسا اور حور کو مزید پتنگے لگ گئے۔۔

اور اس نے پوری قوت سے اسکے گال پر دانت جمائے کہ عالم قہقہہ لگا اٹھا اور ایسے ہی کھڑا ہوتا قد آوار آئینے کے سامنے آیا۔

موش علی

"اب دیکھا۔۔۔" وہ خوش ہوتی انگلی اسکے گال پر پھیرتی ہوئی کھلکھلائی۔۔

عالم نے ہنستے اپنے گال پر سرخ دانتوں کے نشان پر جذب لٹاتی نظریں ڈال کر اسکی ناک سے ناک رگڑی۔۔

"چلو اس خوشی میں آج تمہیں کچھ ایکسٹرا تیکھی ایکسٹرا کھٹی، مناسب نمک والی ایکسٹرا مچل نمکی کھلائوں۔۔"

وہ اسے ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھا کر اپنے بٹن بند کرتا

استینیں فولڈ کر کے اسے اپنے حصار میں لیا اور روم سے نکلا تو سب سوئے ہوئے تھے۔۔

"میںے سمی سے کہا مچل نمکی کا تو وہ ہنسنے لگی کی یہ کیا بلا ہے۔۔۔"

اب آپ بتائیں عالم یہ بلا ہے بھلا؟" وہ کانٹو نظر پر اسکے سامنے بیٹھی پائوں جھلا کر بولی۔۔

"سہمی نے کبھی دیکھی نہیں یہ ڈش اسلئے کہہ رہی ہے تم سیڈ مت ہو میں انہیں دیکھا دوں گا۔"

"آہاں یہ سہمی ہے۔" وہ سر ہلا گئی عالم اپرن باندھتا مطلوبہ چیزیں نکالنے لگا فریج سے۔۔

سب سے پہلے سرخ مرچ کا پست اٹھایا

اور پھر املی کا۔۔۔

وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتا بیچ بیچ میں اس سے بھی باتیں کر رہا تھا۔

بلکہ اسے زیادہ باتیں بنانے پر اکسارہا تھا۔

"آپکو معلوم ہے عالم مینے رات کو جن دیکھا۔۔۔!" "اچانک وہ بولی عالم پل کور کا اور پھر ہنس پڑا۔

"پھر کیا ہوا؟" وہ دلچسپی سے پوچھتا املی کے گاڑے پیسٹ سے انگلی بھر کر اسکے لبوں پر پھری۔۔

اسنے جیسے ہی زبان پھیری سٹیٹ گئی

"ہونا کیا تھا وہ مجھ سے اظہار کرنے آیا تھا پر پاس آپکے سو یادیکھ کر بھاگ گیا ہا ہا۔" وہ کہتی دونوں ہاتھوں کی

تالی بجا کر کھلکھلائی

"بھاگ کیوں گیا۔۔۔؟؟" وہ سر سری سا پوچھتا دماغ میں اس جن کو جلانے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔



"وہ اسلئے کیوں اسنے دیکھا اتنی حسین اتنی پیاری پری دیو کے قید میں سوئی ہوئی ہے وہ بھاگ گیا۔" وہ اپنی بے مقصد بے بنیاد باتوں پر خود ہی قہقہے لگا رہی تھی

عالم سمجھتا سر ہلا گیا

اور چچہ بھر کر پھونکتے اسکے پاس آکر اسکے لبوں سے لگایا۔۔

حور العین نے منہ میں لیتے حلق سے اتارا۔۔۔

دل میں گدگدی سی ہونے لگی کھا کر۔۔۔

عالم غور سے اسکے تاثرات چیک کر رہا تھا اور یہ دیکھ کر سکون کا سانس لیا کہ اسنے کوئی ناپسندگی والا تاثر نہیں دیا۔

"عالم روم میں چلیں وہیں کھائیں۔۔۔" وہ اتر کر بولی

اسے کیا اختلاف ہو سکتا تھا سر ہلا دیا۔۔۔

وہ لائونج سے گذرا کہ وہاں جگ پکڑے نکلی رمشا کو دیکھا

وہ ان دونوں کو دیکھ کر پھر عالم کے ہاتھ میں ٹرے دیکھتی سر جھکا گئی

"کیا تمہیں مہندی لگانا آتی ہے؟" وہ اس سے مخاطب ہوا رمشا چونک گئی

"میں تم سے ہوں کیا تمہیں مہندی لگانا آتی ہے؟" وہ کچھ روعب سے بولا رمشانے فوراً سر اثبات میں ہلاڈالا۔۔۔

"میں تمہیں اسکے پیسے دیتا ہوں میری بیوی کے دونوں ہاتھوں پر لگاؤ۔" وہ حورالعین کی جانب اشارہ دیتا بولا۔

"ابھی۔۔۔؟؟ پر مہندی؟" وہ اس پاگل انسان کی بات پر ششدر تھی

"اسکی تم فکر مت کرو میں منگوالیتا ہوں ابھی رات ایک بجاہے کہیں سے مل جائے تم مائنڈ سیٹ کرو کہ اسے بہت پیاری مہندی لگانی ہے۔" وہ باور کروا کر حورالعین کو لیتا اندر کی سمیت بڑھ گیا۔

اور پھر حقیقت میں ہی کچھ دیر میں ایک آدمی ہاتھ میں مختلف مہندیوں کو شاپر میں لیے کھڑا تھا۔  
"رمشانے دوپٹے سے چہر ا صاف کرتے سر ہلایا کہ اس سے زیادہ پاگل انسان کوئی نہیں ہو سکتا۔۔

رات کے ایک بجے بیوی کو مہندی لگوار ہا ہے۔۔۔

اور وہ نواب زادی خوشی سے کھلکھلاتی اس سے چپکی ہوئی تھی۔۔۔

"اچھی لگانا۔۔!"

کچھ دیر میں وہ حور العین کو لیکر لائونج میں آیا جہاں آدمی مودب کھڑا تھا اسے جانے کا اشارہ دیتے وہ ریموٹ لیکر بیٹھا اور اسکے پاس حور العین کو بیٹھا جو کافی پر جوش لگ رہی تھی مہندی لگانے کیلئے۔۔  
عالم باور کروا کر ایل ای ڈی کی جانت متوجہ ہو گیا جب تک وہ فری ہو جائے۔۔۔

حور کا دل کیا اب اس خوشی میں وہ اسکے دونوں گال دانتوں سے کھالے۔۔۔

وہ بتا نہیں سکتی تھی کتنی خوش تھی

کہ کاش اس پل مسنی ہوتی اسے مہندی لگاتے دیکھ کر کافی خوش ہوتی۔۔۔

اور شاید خود ہی لگاتی اسے مہندی۔۔۔

مہوش علی

\*-----❤️-----\*

عرب کی آنکھ مسلسل کال کی رنگ پر کھلی۔۔۔

ابھی چار بج رہے تھے وہ تہجد کچھ دیر پہلے پڑھ کر سویا تھا۔۔

پر آلف کی کال دیکھ کر وہ چونکا اور سنبھل کر بیٹھتے موبائل کان سے لگایا۔۔۔

دوسری طرف آلف مسکان کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔۔

"وہ تمہارے گھر ہے خیریت کوئی پریشانی تو نہیں؟" عارب نے پریشانی سے استفسار کیا  
"پر یہاں سے تو جا چکی تھی رات ہی۔۔۔"  
کیا وہاں نہیں آئی؟"

"یہ کیا بکواس ہے آلف وہ وہیں آئی ہے۔" اسکا دماغ بھنک سے اڑا وہ بغیر سلیپر پہنے روم سے باہر نکلا اور مسی  
کے روم کی طرف بھاگا۔۔

مسکان کے روم کو خالی دیکھ کر اسکی آنکھوں میں قہر اتر آیا وہ غمیض و غضب میں گر جا۔۔۔  
"کیا تمہارے بھائی نے اسے کچھ کہا ہے؟" اسکے لہجے میں شعلوں لپک تھی۔

مہوش علی

آلف گھر اسانس بھرتے کن پٹی دبانے لگا۔

اسکے بھائی کی مسکان سے شادی ہونے پر اسنے سوچا تھا۔

اس ٹوٹی بکھری لڑکی جو اپنی شخصیت آپنا آپ بھول کر لوگوں سے خائف انکی نظروں کی ہوس سے ڈر کر  
ہتھیار اٹھانے والی کو اسکا بھائی تحفظ مان اعتماد دیگا۔ وہ غنڈی سے ایک پیاری سی معصوم لڑکی بن جائے گی۔۔۔ پر  
اسکے بھائی نے اسکی ساری سوچیں غلط ثابت کر دیں۔

وہ ایک عقلمند سنجیدہ شخص تھا سمجھ سکتا تھا مسکان کو سنہال سکتا تھا۔

جس طرح عالم نے عین سے زبردستی شادی کر کے بھی اسے خود میں سمیٹنے کے ساتھ اپنی شخصیت کا اسیر  
بنا ڈالا۔۔۔ اسکا بھائی بھی کر سکتا تھا۔

ایک طرف اسکا بھائی غلط تھا اسنے رشتہ بنایا تھا تو اسے نبھانا چاہیے تھا۔۔



تو دوسری طرف سے وہ غلط بھی نہیں تھا اپنی جگہ سہی تھا۔

برہان علوی کو جرم سے سخت نفرت تھی، اور پھر ایک ایسے وجود کا زندگی آنا جس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا، صرف یہ جانتا تھا کہ وہ لوگوں کو مارتے ہیں جان سے قتل کرتے ہیں انہیں بری طرح درندگی کا شکار بناتے ہیں۔

قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں اسکی بندش توڑتے ہیں یہاں اسکا یہ عمل عام تھا۔  
دونوں طرف سے لا تعلقی تھی ایک دوسرے کو سمجھنے کیلئے تیار نہیں تھے۔

مسی پابند تھی جب تک کنگ پکڑا نہیں جاتا اپنی ذات کے بارے میں خود سے بھی سرگوشی نہیں کرنی۔  
یہ نا صرف عالم بلکہ اوپر سے احکام تھے۔

پراسنے سعیر عالم کے حکم کو زندگی میں پہلی بار نامانتے برہان علوی کو بتا دیا کہ وہ مسی لیڈی باس ہے۔۔۔۔۔  
برہان چاہے نا سمجھتا ہو پر آلف علوی سمجھتا تھا کیونکہ اسے بھی تو محبت تھی اور محبت کی خوشبو تو وہ ہزاروں میں پہچان جاتا تھا۔

اسنے اس دن مسی کے لا پرواہ انداز میں اپنے روپ کے بارے میں ذکر کرتے اسکے لہجے میں آنچ پائی تھی  
جذبوں کی۔۔۔

اس لا پواہی میں اسنے اپنے آپ کو اس پر آشکار کر دیا تھا کہ وہ مسی ہے مطلب وہ اس سے مخلص ہونا چاہتی  
تھی۔۔۔

کاش کاش دونوں ایک دوسرے کو سمجھتے،، قصور دونوں کا نہیں تھا جس رشتے میں مان عزت، محبت یک طرفہ، شک کی آنچ پائی جائے وہ رشتے کبھی پائیدار نہیں ہوتے کبھی اپنی خوشبو نہیں پھیلاتے بلکہ اس پھول کی طرح دو دن کھل کر تیسرے دن مر جھا جائے۔۔

انہیں ٹوٹنا ہی تھا۔۔۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ کیسے برہان علوی مسکان کو پاتا ہے اور مسکان کیسے اسکا دل جیتتی

ہے۔۔۔

سوچ کر اسکے لبوں پر تلخ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں آلف۔۔۔!! اگر میری بہن کو ہرٹ کیا ہو گا تمہارے بھائی نے تو تم مجھ سے کوئی شکوہ نہیں کرو گے مائنڈاٹ!" گاڑی میں بیٹھتے وہ دھاڑا

"کچھ نہیں ہو اسب ٹھیک ہے عزل۔" اسنے اسے ٹھنڈہ کرنا چاہا  
عرب سرخ رنگت سے گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا سوچ کر ہی اسکا جڑا تن گیا۔

"دعا کرو آلف سب ٹھیک ہو۔۔۔!"

میری بہن نے شادی کیلئے نہیں کہا تھا اسے وہ خود آیا تھا اسکے پیچھے، اب اگر اسنے ذرا سی اسے تکلیف دی تو میں چھوڑوں گا نہیں ہستی مٹا دوں گا ایس پی کی۔" گاڑی وہاں سے نکالتے وہ اس سے برفیلے لہجے میں کہتا موبائل ڈیش بورڈ پر پھینک گیا۔۔۔

عالم کو اسلئے نہیں بتایا کہ اگر وہ جان جاتا تو پھر آلف کو شکوہ ہوتا۔۔۔

اور اگر اسکی بہن اسے کسی دکھ میں ملی تو وہ عالم کو آگاہ کرنے سے پہلے ہی برہان کو مٹا دیگا۔۔۔

\*-----\* \* \*-----\*

ساحل کا موسم رات کے تیسرے پہر کافی تیخ تھا۔ چاند کی سنہری روشنی پورے آسمان پر پھیلی ہوئی تھی ایسے میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں سمندر کی لہروں سے ٹکرا کر اسکے وجود سے ٹکرا جاتیں۔

آب و تاب سے چمکتے چاند کی سنہری لہریں اسے بالوں سے ٹکراتی انہیں مزید سونے جیسا بنا دیتی۔۔۔ کوئی اداس اپسرا رات کے اس پہر سمندر کے کنارے تنہا بیٹھی ہو۔۔۔

"تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں سونے جیسے۔۔۔" بھاری گھمبیر سرگوشی اسکے کانوں میں گونجی آنسوؤں لڑیوں کی صورت بہتے گالوں پر کانچ کے ٹکڑوں کی صورت بکھر جاتے۔۔۔

"میں واقعی بہت بری ہوں برہان علوی۔ میں کبھی اچھی نہیں بن سکتی کیونکہ میں ایک کوٹھے والی کی بیٹی ہوں، جو تمیز عزت کے دائرے احساس سے ناواقف ہے۔

میں نے خوشی سے تو ان ہتھیاروں کو نہیں اٹھایا سو امی۔۔۔

تم آتے مجھے یقین دلاتے کہ میں کوٹھے کی ہوں ضرور، پر میں ہوس کیلئے نہیں بستر گرم کرنے کیلئے نہیں، عزت کیلئے بنی ہوں تو میں کبھی ایسی نہیں بنتی۔

تم مجھے یہ یقین دلاتے کہ میں ایک ماہ کیلئے نہیں زندگی بھر کیلئے بیوی بننے کے لائق ہوں تو میں کبھی ایسی ناہوتی۔

تم مجھ سے پوچھتے کہ مسکان تمہارے لبوں کی مسکان سچ ہے یا صرف ایک فریب، تب بھی میں ایسی ناہوتی برہان۔۔۔۔

تم میرا کبھی محبت سے ہاتھ تھامتے تو مجھے اپنا ہمسفر پاتے۔

کبھی مجھ سے ہتھیار لیکر کہتے کہ "میں ہوں"۔۔۔ تو میں اپنا آپ تم پر فنا کر دیتی۔۔۔  
پر تمہیں اسکی ضرورت نہیں پڑی ایس پی، تمہیں کبھی یہ ضرورت نہیں پڑی کہ میں نے آپ سے تم تک کا سفر کیوں پلوں میں طے کر لیا۔۔۔

کیوں مینے آپ سے سفر شروع کیا اور تم پر اختتام کیا۔ "وہ سسکا اٹھی

"کیونکہ ایس پی تم نے مجھے عزت نہیں دی میرا سودا کیا تھا۔ تم نے بیوی لفظ اپنے ساتھ جوڑنے کیلئے خریدہ، مجھ سے سے اپنی پہچان کا سودا کیا۔

مجھے بیوی نہیں بنایا اپنے مطلب کا شو پیس بنا کر لے گئے۔۔۔ اپنے ماں باپ کو سبق سیکھانے کیلئے میری ذات کا تماشا لگایا بھی کس لحاظ سے یہ مسکان تمہاری عزت کرے کیا میں عزت کے لائق نہیں اللہ۔۔۔۔؟؟؟"  
بھگی سرگوشیوں میں وہ چاند سے نظریں ہٹا کر اب آسمان کو دیکھتی پوچھنے لگی۔

"مینے دنیا کے سامنے خود کو کمزور نہیں دیکھایا، مینے تو بس آپ کو اپنی کمزوریاں سنائیں کہ میں اس سے عشق کرتی ہوں۔

مینے اسے کہا تھا وہ میرا جنون ہے۔۔۔



پر آپکو تو سب معلوم ہے وہ میرا عشق ہے۔۔

کیا یہ کافی نہیں کہ آپ جانتے ہیں میں کمزور ہوں۔ کیا یہ کافی نہیں میری ذات بے نشان ہے؟  
ان بکھرے کانچ کے ٹکڑوں جیسی جنہیں سمیٹنے میں زخم ملتے ہیں تکلیف ہوتی ہے۔۔۔

میرے لئے تو یہی کافی تھا کہ آپ مجھے جانتے ہیں، مینے تو کبھی نہیں سوچا تھا خود کو بیان کرنے کیلئے بکھرنا

پڑیگا۔۔

آپکو تو معلوم ہے میں صرف آپکے سامنے بکھرتی ہوں تو کیسے ہو جائوں بے مول ذرا بتائیں۔۔۔۔؟ "وہ  
سکیوں میں اپنا دکھ درد بیان کرتی پھوٹ پھوٹ کر روتی گھٹنوں میں منہ چھپا گئی۔۔۔

"میں چلی جائوں گی اسکی زندگی سے کیونکہ میں اپنی ماں کی کہی بات سچ ثابت نہیں کرنا چاہتی انہیں سچا نہیں  
بنانا چاہتی کہ وہ صحیح تھیں کہ میں نکاح کے قابل نہیں۔۔۔

سچ میں آج ایس پی نے مجھے نکاح کے قابل نہیں سمجھا۔۔۔

میرا بھرم قائم رکھنا میرا مولا میری ماں کو کبھی مت بتانا کہ مسکان طلاق لیتے لیتے بچی ہے۔

اس پر یہی آشکار کرنا کہ وہ ایک عزتدار ایماندار پولیس والے کی بیوی ہے۔ اور ہمیشہ رہے گی۔

پر میں جھکوں گی نہیں۔۔۔!

دنیا بھلے ہی مجھے قصور سمجھے میں نہیں جھکوں گی کیونکہ جب ایس پی نہیں تھا تب مسکان کو مسی نے سہارا دیا تھا  
اور میں اس مسی کو نہیں مار سکتی۔

کیونکہ وہ صرف خود کی نہیں کافیوں کی آس ہے۔۔۔ ان بہتی تڑپتی آنکھوں کی امید۔۔۔ "وہ روتی اپنے اندر کا  
غبار ہمیشہ کی طرح سمندر چاند ہوا کی موجود میں نکالتی اپنی خوبصورت مسکان کے ساتھ مسکرائی۔۔۔

"تم میرا عشق ہو مجبوری نہیں برہان علوی۔۔۔ تم لا حاصل بھی رہو گے تو عشق کہلاؤ گے۔۔۔ اگر خود سے  
مکر گئی تو بے وجود بے روح کہلائوں گی۔"

بچ پر رکھے اپنے کوٹ سے بل نکالتی ریپر سے آزاد کروا کر منہ ڈالتی کچھ دیر بعد بے فکری سے آس پاس کے

مناظر کو دیکھ رہی تھی

دور دور تک سمندر کی لہریں پھیلی ہوئی تھیں۔

"مسکان۔۔۔!!!" عارب کو یقین تھا وہ اسے یہیں ملے گی تبھی گاڑی کا پہلا رخ ساحل سمندر کی طرف ہی

موڑا۔۔۔

اور اسکی توقع کے مطابق وہ اسے یہاں ملی تھی۔۔۔

وہیں مسکان اسکی آواز پر چونکی اور جلدی سے چہرہ ہاتھوں سے صاف کرتی مسکراہٹ کے ساتھ گردن موڑ کر  
دیکھا تو وہ لمبے ڈگ بھرتا اسکی سمیت ہی آ رہا تھا بے چین تڑپا ہوا۔

وہ سیدھی ہو بیٹھی اور کب کے اپنے سکڑے سمیٹے وجود کو سیدھا کیا اور پائوں ٹھنڈے پانی کی لہروں میں ڈال  
دئے۔۔۔

"مسی بھائی کی جان تم ٹھیک ہو؟؟؟" وہ پاس بیٹھتا اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر ماتھے پر بوسے لینے لگا اور چہرہ سینے میں تڑپ کر چھپا دیا۔

"بھائی کو بتاؤ کیا تکلیف ہے میری جان کو؟" اسکا سر سہلاتے وہ پوچھنے لگا جبکہ مسکان آسودہ مسکراہٹ سے اسکے سینے پر سر رکھے نفی میں سر ہلاتی اسکی شفقت کو محسوس کرنے لگی۔

"مجھے کیا تکلیف ہو سکتی ہے عارب کسی میں ہمت ہے مجھے تکلیف دینے کی۔" وہ سر اٹھائے اسے دیکھتی بولی اور عارب اسکی سوجی بھیگی آنکھوں کی کانچ کے ٹکڑوں میں بیٹی کرچیاں دیکھتا لب بھیج کر آنکھیں میچ گیا۔

"تم اتنی پتھر کیوں ہو مسی کہ اپنے بھائی کو بھی اپنی تکلیف میں شامل نہیں کرنا چاہتی۔" بتاؤ مجھے اس ایس پی نے تمہیں تکلیف دی ہے مجھے بتاؤ مسی میں اسے گدی سے پکڑ کر تمہارے پاس لائوں گا بولو کچھ۔۔۔!!" وہ بولا نہیں گھن گرج کی طرح برساتا تھا۔۔۔

مسکان خاموش سی اسکے کندھے پر سر ٹکائے بیٹھی رہی۔۔۔

"کوئی کچھ نہیں کہہ رہا عارب۔۔! تم میرے شوہر سے جلو نہیں وہ اچھا ہے۔۔" ہنس کر کہتے اسے لگا اسکے حلق میں پتھر کا گولا پھنس گیا ہو جس سے آواز گھٹ گئی آخر میں۔

آنکھیں بھی برسنے کو تیار تھی پر لبوں پر وہی فریبی گہری مسکان تھی۔۔

"تم مجھے نہیں بتاؤ گی میں خود ہی اس ایس پی سے پوچھ لوں گا۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہاں سے جانے لگا کہ مسکان نے بدک کر اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"شور مت مچاؤ عارب مجھے میرے وقار سے جینے دو۔۔۔"

شور کرو گے تو وہ مجھے مزید کمزور سمجھے گا میری خاموشی ہی کافی ہے اسکے لئے۔" جھٹکے سے اسے واپس بیٹچ پر کھینچ کر گراتی خود اسکی گود میں سر رکھ کر سکڑی بیٹچ پر لیٹ گئی۔۔۔۔

عارب نے ششدر ہو کر اپنی بہن کا یہ بدلاؤ دیکھا۔  
مہوش علی

اسکا دل کیا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔

"کیا آج پھر میں تمہیں تکلیف سے نہیں بچا پایا ہوں مسی؟؟؟" وہ بھاری آواز میں بولا اور ہاتھ اسکے سر پر پھیرنے لگا

مسکان نے اسکا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔۔۔

جبکہ عارب نے اپنا کوٹ اتار کر اسکے اوپر ڈال دیا۔۔۔

"نہیں بیوقوف تم تو دنیا کے سب سے پیارے بھائی ہو پر تھوڑے کمینے سے ہا ہا ہا۔۔۔۔" وہ کھلکھلائی عارب نے کمینے پر آنکھیں پھیلا لیں



"ابے چھوڑ ہم میں یہ چلتا ہے بہن ہوں تیری۔۔!" وہ اسکی غصے بھری آنکھوں سے متاثر نہ ہوتی اسکی انگلیوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

"سچ میں بہت بد تمیز ہو مسی!" وہ دانت پیسے بولا جس پر مسکان کھلکھلا کر ہنسی

"ویسے ہم نے ایک وعدہ کیا تھا یاد ہے؟" اسنے کوٹھے میں کیا جانے والا وعدہ یاد دلا یا تو عارب جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیے سر ہلا گیا۔

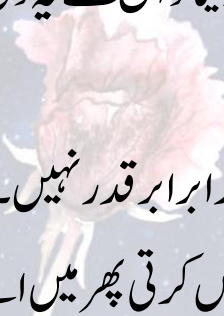
"کچھ بھی ہو جائے ہمیشہ مسکراتے رہیں گے چاہے کوئی کتنا توڑے ہمیں۔" دونوں یک زبان ہو کر بولے اور قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔  
واقعی دونوں سب کچھ جھیل کر بھی قہقہہ لگانے والوں میں سے تھے۔۔۔

"تمنے اسپین کا کہا تھا یاد ہے؟" وہ اٹھ بیٹھی اور سیریس انداز میں بولی  
عارب چونک کر اسے دیکھنے لگا "ہاں یاد ہے ایک مجرم کو اوپر پہنچانے جانا ہے جو یہاں سے بھاگا ہے۔"

"ٹھیک ہے آج چھ بجے کی میری ٹکٹ بک کروانا یہ نیک کام میں ہی کر آتی ہوں۔" اسکی نظریں اسکی طرف سے گھومی ہوئی تھی

"مسی۔۔۔۔"

"عارب پلیز!! میں خوش ہوں خبردار جو عالم کو کچھ بتایا یا خود کچھ کیا برہان کے ساتھ  
تم جانتے ہو اسے تکلیف دو گے تو اپنی بہن کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے، تو مجھے اب یقین ہے تم ایسا نہیں کرو  
گے۔" وہ سرد لہجے میں کہہ کر اٹھی اور انگلی پر آنسو اٹھاتی  
اسے سامنے کرتے چاند کی طرف پھونک ماری۔۔۔

"کاش میں تمہیں گلا گھونٹ کر مار دیتا تو آج مجھے یہ دن دیکھنے نہیں پڑتے تمہیں اندازہ نہیں میری تکلیف کا  
مسکان۔۔۔"   
تم ایسے بچانا چاہتی ہو جسے تمہاری ذرا برابر قدر نہیں۔۔۔  
تم مجھ سے کہو کہ تم اس سے پیار نہیں کرتی پھر میں اسے بخش دوں گا ورنہ تم جانتی نہیں میں اسکا جینا حرام  
کردوں گا۔" وہ چلا کر بولا اور اسکے کندھوں سے جکڑا  
مسکان اسکی سرخ لہو پڑتی آنکھیں دیکھ کر گہرا سانس بھر گئی۔۔۔  
"میں برہان علوی سے محبت نہیں کرتی۔۔۔" عارب کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی

"میں برہان علوی سے عشق کرتی ہوں۔" وہ شرارت سے کہتی کھلکھلائی اور عارب کے بگڑے خونخوار مزاج  
دیکھ کر وہاں سے بھاگی۔۔۔

"رکومسی!!" وہ ہنستا سر نفی میں ہلا کر بیچ سے اپنا اور اسکا کوٹ اٹھائے اسکے پیچھے بھاگا سمندر کی ٹھنڈی ریت  
پر دونوں بھائی بہن اپنے پائوں کی چاپ چھوڑتے کھلکھلائے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔۔۔

جبکہ دور گاڑی میں بیٹھا آلف مسکرا رہا تھا انہیں ایک دوسرے کو پانی کی چھینٹیں مارتے دیکھ کر۔۔۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

دور صبح کا سورج آسمان پر اپنی سنہری روشنی بکھرنے لگا عالم ولا میں سعیر عالم کی گود میں سر رکھی سوئی  
حور العین انگڑائی لیکر بیدار ہوئی۔۔۔  
جبکہ ٹیبل پر پاؤں رکھے صوفے کی بیک پر سر ٹکائے اپنے بازو پر حور العین کی دونوں کلائیاں ٹکائے وہ سو رہا  
تھا۔

مہوش علی

اور اسکی انگڑائی لینے عالم نے آنکھیں کھولیں  
جب سامنے نظریں اسکے کسلمندی سے پڑے وجود کو دیکھا۔۔  
رات مہندی لگاتے کافی دیر ہو گئی تھی اور جب رمشا لگا کر چلی گئی تو عالم اسے لیکر روم میں آیا اور اب اسکے  
سکھانے کی ٹینشن تھی۔۔

تبھی ہی خود صوفے پر بیٹھ کر اسے لیٹا دیا اور اسکا سر گود میں رکھتے دونوں کلائیاں اپنے سامنے بازو پر ٹکائیں۔۔  
اور ایسے ہی ناجانے کب دونوں سو گئے۔۔۔

"گڈ مارنگ میری شہزادی" جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ اسے اٹھا کر بیڈ پر ڈالتا بلینکٹ ڈال کر خود فریش  
ہونے چلا گیا۔

مہندی انتہائی خوبصورت تھی عالم اسکے ہاتھوں کو دیکھتا کئی بار مبہوت ہوا تھا۔

وہ جاگنگ کیلئے روم سے باہر آکر لائونج میں داخل ہوا تب ہی نظریں سیدھا مسکان پر پڑیں وہ کچھ چونکا۔۔۔  
وجہ اسکے ہاتھ میں بیگ۔۔۔

بلیک پروائیٹ دائرے والی اسکرٹ بلیک ٹاپ پر لانگ کوٹ پہنے جو گرمی سنہری بالوں والی وہ لڑکی عجلت میں سفید کانچ کے گلاس میں جو س پتی کچن سے نکلی۔۔۔

وہ جیب میں ہاتھ پھنسا کر کھڑا ہو گیا کہ مسکان گڑ بڑا گئی

"میں آپکا ہی ویٹ کر رہی تھی۔۔۔!" اسنے گلا کھنکار کر عالم کو مخاطب کیا

"وجہ؟" ابرو اچکاتے چہرے کو جنبش دی

"وہ میں ایک کیس کیلئے اسپین جا رہی ہوں پندرہ دنوں کیلئے کچھ دیر میں فلائٹ ہے تو سوچا آپکو بتا دوں عارب سے بات کر لی ہے۔۔۔"

کیا اجازت ہے؟" وہ بیگ چھوڑ کر چلتی ہوئی اسکے سامنے آئی اور لاڈ سے لب دبا کر سر کندھے پر ٹکا دیا۔

لائونج میں داخل ہوتی سمی بھی مسکرائی اس پیار بھرے منظر کو دیکھ کر۔۔۔

"اگر تم اپنی مرضی سے جانا چاہتی ہو تو جائو اگر مجبوری میں جا رہی ہو تو وہ مجبوری بتاؤ مجھے؟" اسکے چہرہ ہاتھوں

میں بھر کر وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا

مسکان نے ہڑ بڑا کر ان بھوری آنکھوں کی تاب نالائے نظریں پھیر لیں



"مجبوری کوئی نہیں مجھے عالم کچھ فریش ایئر اور دماغی سکون کیلئے جارہی ہوں تو سوچا یہ کام بھی کر دوں۔" اسکے بتانے پر عالم نے اسکا گال تھپتھپا کر سر پہ بوسہ دیا۔۔۔

"مجھے امید ہے تم اپنا خیال رکھو گی۔" وہ کہتا وہاں سے نکلا اور مسکان نے کب کا اپنا رکاس سانس بحال کیا۔

اور پھر وہ نمی آنکھوں میں لئے سہمی سے گلے ملکر رمشا کے پاس آئی۔۔۔

"تم میرے بچے کی ڈاکٹر ہو خیال رکھنا اسکا میں صرف کچھ دن کیلئے جارہی ہو پر رہو گی اسکے پاس ہی خبردار اسے ہرٹ کرنے کی کوشش کی۔" وہ اسے دیکھتی وارن کر رہی تھی جبکہ رمشا کا سہارو پدیکھ کر عارب ناگواریت سے اپنی بہن کو دیکھنے لگا جو بلا وجہ اسے خائف کر رہی تھی

"اوہ بچے کی اماں ڈاکٹرانی جی کو مت سمہاؤ وہ بہت اچھا خیال رکھتی ہے تم اپنا خیال رکھو بس۔" عارب کے کہنے پر وہ ہونہہ کر کے گردن اکڑا کر سیڑھیاں چڑھتی روم میں داخل ہوئی تو نظریں سیدھا بلینکٹ پر رکھے اسکے ہاتھوں پر گئی جہاں مہندی لگی ہوئی تھی

اور وہ گہری نیند میں تھی۔

مسکان آنسوؤں کا گولا سینے میں اتار کر گھٹنوں کے بل اسکے پاس بیٹھی۔۔۔

اور بے خودی میں دیکھنے لگی۔۔۔

"تم میرا سب کچھ ہو میری جان۔" جھک کر اسکے سر پہ بوسہ دیتے وہ اپنی ہچکیاں دبا گئی  
اور زور سے منہ پر ہاتھ ٹکا کر دروازے کی طرف دیکھا۔  
یہ شکر تھا کہ یہ عالم کاروم تھا جو یہاں کوئی نہیں تھا۔  
ورنہ وہ اپنے بھائی کا بھی ضبط توڑ دیتی۔۔۔

کچھ دیر بعد منہ سے ہاتھ ہٹا کر اسنے گہرے سانس بھرے اور پھر جھک کر اسکے چہرے کے بوسے لئے۔۔

"مسنی !!!" حور جھپٹ کر آنکھیں کھولے خوشی سے بولی۔۔۔

"تم! تم کب آئی مجھے بتایا نہیں

دیکھو میں نے مہندی لگائی ہے میں کب کی تمہیں دیکھانے والی تھی۔" وہ خوشی سے چہکتی اٹھ بیٹھی جبکہ  
مسکان اسکے ہاتھ پکڑے بے آواز رو رہی تھی۔۔۔

"سو جاؤ میں پھر آ کر دیکھوں گی کیونکہ ان کا رنگ کافی گہرا ہے نہیں اترے گا میرے آنے تک۔" اسے لیٹا کر  
وہاں سے نکلتی چلی گئی جبکہ حور بوکھلائی سی مسنی مسنی کرتی رہ گئی۔

"ہیں! اسے کیا ہوا ایسے جگا کر پیار دیتی چلی گئی۔" وہ واپس لیٹتی پر سوچ سی بولی۔۔۔

"میں اتنی امیدیں لگائے بیٹھی تھی مسنی پر تم نے تو ٹھیک سے ڈیزائن نہیں بتائیں کہ کیسی ہے۔" وہ اداس ہو گئی  
اور اس اداسی نے اسکی روح کو اداس کر دیا

پر درحقیقت تو یہ اداسی اس لڑکی کی تھی جو اسکے گرد چھوڑ کر وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔۔

"برہان علوی مجھے یقین ہے ہم پھر نہیں ملیں گے۔" آخری اناؤنسمنٹ سنتے آلف اور عارب کو بائے کرتی سوچتی وہ انکی نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئی۔ پیچھے عارب نے اسکی تکلیف کو محسوس کرتے آنسوؤں کا پھندا حلق سے اتارتے نظریں پھیر لیں

"کچھ ریلیکس ہونے دو اسے پھر سوچتے ہیں کچھ۔" عارب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ بولا

"ان شاء اللہ۔" وہ سر ہلاتا اپنی گاڑی کی سمیت چلا گیا۔

"ایک ہی تو بہن تھی وہ بھی اتنی تکلیف میں۔"

\*-----\*-----\*

"کیا ہوا؟" بی روم میں آتی اس سے پوچھنے لگی جو موبائل ہاتھ میں تھامے اسے گھور رہی تھی بی کی آواز پر چونک کر انکی طرف دیکھا۔

"کچھ نہیں تقویٰ! اپیانی نے معذرت کر لی ہے شادی میں آنے سے کیونکہ انہیں ارجنٹ حویلی جانا پڑا آغا جان کی حالت خراب ہو گئی تھی۔۔۔" اسنے گہرا سانس بھرتے مایوسی سے بتایا

"اچھا پھر کہا نہیں کب آئے گی؟"

بی انکے گائوں سے تھی اور انکے وسیلے ہی نور العین حور العین کی دوستی تقویٰ سے ہوئی تھی

"ہاں کہا ہے کہ پرامس ویسے میں آئے گیں۔" وہ منہ بسورے بولی  
اور بیڈ پر گر گئی

"اچھا دل بڑا کرو آئے گی تو سہی نا۔" وہ اسکے پاس آ کر بیٹھی

نور انہیں دیکھتی مسکرائی اور انکے کندھے پر سر ٹکا دیا۔

باہر سے دھولک کی آواز زور شور سے آرہی تھی خاندان تقریباً آدھا اڈ آیا تھا گھر میں۔۔۔۔

گھر میں ابھی سے پائوں رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔۔۔ رات کو اسکی رخصتی تھی محفل عروں پر تھی ساری  
تیا ریاں مکمل تھی۔۔۔

بیڈ پر اسکا گولڈن سرخ امتزاج کا بھاری لہنگا رکھا تھا ساتھ ہی ہیوی جیولری کنگن چوڑیاں پازیب نتھ ہیرون  
سے جڑی تھی۔۔۔۔

بیوٹیشن کچھ دیر میں پہنچنے والی تھی کیونکہ تیار کرتے کافی دیر ہونے والی تھی۔۔۔  
ابھی دن کے دو بج رہے تھے۔۔۔

نور چونکی تب جب اچانک دروازہ کھلا اور عجلت میں دادا اندر داخل ہوا  
بی اور نور نے حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھا۔



وہ مسکرایا نور جھینپ کر سر جھکا گئی۔۔۔

"داد تم یہاں بیٹا؟" بی بوکھلا کر کھڑی ہوئیں تب داد ہوش کی دنیا میں لوٹا اور جھینپ گیا انکے سامنے۔۔۔

"کچھ کام تھا بی دو منٹ کا۔" اسکے کہنے پر بی نور کے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھتی سر ہلا کر وہاں سے نکلی۔۔۔

بی کے جاتے ہی وہ لپک کر اسکے پاس آیا۔

"تم پہلے سے زیادہ حسین ہوتی جا رہی ہو یا میری نظروں بہکاوا ہے بونی؟"  
اسکے رخ موڑنے پر داد جھک کر کان میں سرگوشی کرتا پھونک مارنے لگا۔۔۔

"پلیز داد جانیں۔۔۔!" سٹپٹا کر وہ باتھ روم میں بھاگ گئی  
داد قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔ یہ کیا خوش ہونے کیلئے کافی نہیں تھا کہ وہ اس رشتے سے خوشی تھی اسلئے ہی شرمناک تھی  
اس سے چھپ رہی تھی بغیر چیخ چلا ہٹ کے۔۔۔

کچھ سوچتے سر ہلا کر وہ اپنی واپس ڈھونڈنے لگا۔۔۔  
سائیڈ ٹیبل پر ناپا کر وہ سلوٹیں ماتھے پر سجا کر دراز میں ڈھونڈنے لگا۔۔۔

پروہاں سے بھی ناکام۔۔۔۔  
اسنے پھر سے ٹیبل کودیکھا اور غصے سے سب کچھ نیچے پھینکتے واچ کودھونڈتا رہا۔۔

"بی۔۔۔ یہ کیارہے ہیں داد؟" حواس باختہ ٹھاکی آواز سے روم میں آتی بولی  
جہاں اسکاروم بکھرنے لگا تھا وہیں وہ خوف سے سہم رہی تھی اسکی بپھری حالت دیکھ کر۔۔

"نور یہاں مینے واچ رکھی تھی کہاں گئی؟" وہ صوفے ڈریسنگ ٹیبل کے دراز قالین پر بیڈ کے نیچے ڈھونڈتا ہوا  
اسکے پاس آیا اور لہو آنکھوں سے اسکی خوف سے پھلی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔

"وو۔۔ وہ۔۔ وہ وارڈروب میں ر۔۔۔ رکھ دی مینے۔۔!" رونے کی پوری تیاری کرتی اسنے وارڈروب کی  
طرف اشارہ دیا۔

آلف اسے چھوڑ کر لپک کر وہاں گیا۔۔۔  
نور تاسف سے اسکی پشت کودیکھتی آنکھیں مسلنے لگی۔۔

وارڈروب کھولتے ہی وہ اندر کپڑے نکالتا دیکھتا رہا کہ اچانک نظریں اس پر پڑی۔۔

"اوہ شکر میری جان میری تو بری حالت ہونے والی تھی تمنے بچا لیا۔۔۔" داد اپنی گھڑی سہی سلامت نور کے  
یوں سنبھالنے پر کلانی میں باندھتا اسکے پاس آیا اور ماتھے پر بوسہ دیتے آنسو لبوں سے چن کر اسے سینے میں  
بھینچ دیا۔۔۔۔

"اا۔۔ ایسا کیا ہے اس گھڑی میں داد۔۔۔؟؟" وہ ہمت کرتی اس سے دور ہو کر بولی

"اس میں؟" داد نے چلتی ہوئی گھڑی کو دیکھا۔

"بس اب صرف گھنٹوں کا انتظار کرو جب تم میری شریک سفر بن کر میرے روم میں آؤ گی تو ہر چیز تم سے شیر کروں گا بہت کچھ جو تم سے چھپا ہوا ہے ٹھیک ہے۔" وہ کہتا اسکی آنکھوں میں دیکھتا اچانک ہی جھک کر اسکے پھڑ پھڑاتے سرخ لبوں کو نرمی سے چھونے لگا

مہوش علی

نور بوکھلا کر پیچھے بھاگی۔۔۔

"ہا ہا ہا آج تو ایسا نہیں چلے گا۔۔۔" اسے پیچھے سے حصار میں لیکر جذبوں سے چور لہجے میں کہتے کان کی لو کو چھونا چاہا کہ نور مچل اٹھی

"د۔۔ داد پلیز۔۔۔!!" وہ سانسوں کے بے رطب ہونے پر بمشکل سے کہتی اسکے حصار سے نکلی۔۔۔

داد اسکے برائوں کپڑوں میں سراپے کو دیکھتے وہاں سے جانے لگا۔۔۔

"اچھا سہی ڈرو نہیں بس رات کو انتظار کرو آج تم گئی میرے ہاتھوں۔" معنی خیزی سے کہتا وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی نور نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اپنا رکاوٹ کا سانس بحال کیا۔

وہ بھاگ کر دروازے کے پاس آئی اور لاک کر کے چیزیں سمیٹنے لگی۔

ساتھ ہی روم سنوار کر وہ مسکراتے ہوئے باتھ روم میں گئی اور وہاں سے چھپائی ہوئی واچ نکال کر اسے ہنستی

دیکھنے لگی۔۔۔

صبح اسے واچ جب ملی تو داد کی پرواہ کیے بغیر اسے اس سیکرٹ ایجنٹ کو جلدی سے تصویریں بنا کر بھیجیں اور بارہ کے وقت تقریباً اسکے لئے دوسری واچ آگئی۔۔۔

وہ اس ایجنٹ سے بات کر کے سب کچھ سمجھتی اب واچ اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"چلو پہلی شروعات کرتے ہیں آلف کے اینڈ کی۔۔۔!" وہ کھلکھلاتی ہوئی دوپٹے میں واچ چھپا کر سلیپر پہنتی روم سے نکلی تو سامنے ہی پھولوں کے تھال پکڑے خاندان کی دو لڑکیاں اسے دیکھ کر مسکرائیں۔۔۔

"برہان بھائی گھر میں ہیں؟" اسنے وہاں سے گذرت ملازمین سے پوچھا وہ سر ہلا گئی۔۔۔

"جی بی بی جی وہ فیری کی طبیعت ٹھیک نہیں ناں انکے پاس بیٹھے ہیں ہل بھی نہیں رہے۔" اسکا جواب سنتے نور سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی۔۔۔



"بابا آپ پھر ماما سے ناراض ہیں؟" بخار کی تپش کہ وجہ سے اسکی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔

معصوم وجود کے ساتھ برہان کے آغوش میں پڑی بڑبڑائی۔۔

ابھی ڈاکٹر اسے چیک اپ کر کے دوائی دیکر گیا تھا اور ہدایات بھی دیں تھی کہ بچی کو ٹیشن سے دور رکھیں انہیں خوش رکھیں۔۔

پر مسکان کے جانے پر اسکی حالت بگڑتی جا رہی تھی ابھی آسیہ بیگم یحییٰ بنائے اسے کھلا کر گئیں تھی۔۔  
پراسکے آنسو نہیں رک رہے تھے اسے اپنی ماما کے ہاتھ سے کھانا تھا جو ناراض ہو کر بغیر اسے کس کر کے گئی تھی۔۔

"نہیں بیٹا میں آپکی ماما سے ناراض نہیں ہوں۔" اسنے محبت سے کہا۔۔  
"تو بابا وہ کہاں گئیں؟؟ انہیں بتائیں نا انکے چھوٹے پیکٹ کو بخار ہے۔۔ میں انکی بانہوں میں سونا چاہتی ہوں بابا انہیں بلا کر لائیں نا آپ تو میری ہر خواہش پوری کرتے ہیں میرے اینجل ہیں ناں۔" وہ بہت مشکل سے آنکھیں کھول کر دیکھتی سسک کر بولیں۔  
برہان نے سن کر سختی سی لب پیوست کر لیے۔۔

"ماما ایک کام سے گئیں ہیں جلد آئے گی اپنی بیٹی کے پاس اور اسے خوب سارا پیار کرے گی دیکھنا، رات کو جب آئے گی اور تمہیں مجھے سے چھین کر سو جائے گی۔" وہ اسکے آنسو صاف کرتا محبت سے بتانے لگا فیری کی آنکھیں چمک اٹھی

"سچ میں بابا وہ مجھے کل کی طرح چھوڑ کر نہیں جائیں گی۔" وہ اٹھ بیٹھی

"جی میرا بچہ وہ تمہیں چھوڑ کر کبھی نہیں جائے گی۔" اسکے گال پہ بو سے لیتے ہوئے بولا۔  
وہ اسکی حالت کے زیر اثر جھوٹے دلا سے دینے لگا کہ وہ سنبھل کر بہل جائے۔۔

اور وہی ہوا وہ سچ میں خوشی ہو گئی رونا بھول کر خیالوں میں گم ہو گئی۔۔۔

برہان لب بھینچ گیا اسے معلوم تھا مسکان نے ہمیشہ اپنے پیشے کو ترجیح دی تھی اسے اول رکھا تھا۔۔۔  
وہ مانتا تھا کہ اسنے ایک ماہ کا نکاح، کانٹریکٹ کیا تھا پر اسے اپنی زندگی میں آنے کا حق تو دیا تھا۔۔۔  
اسے وہ طاقت وہ اہمیت دی تھی جس سے وہ بڑے حق سے اسکے دل میں داخل ہو سکتی تھی۔۔۔  
پر اسنے ایسا کچھ نہیں کیا کوئی کوشش پہل نہیں کی۔۔۔

ویسے بھی وہ کیوں اس مجرم کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے جسے انسانوں پر ترس نہیں آتا کل کلاں انکے پیچھے اپنے  
آپ کو ختم کر لے تو کیا رہے گی اسکی فیملی۔۔۔

"اگر تم یہ کام نہیں چھوڑ سکتی سچ کا ساتھ نہیں، برائی سے لڑ نہیں سکتی مسکان تو میری زندگی میں سچ میں  
تمہارے لئے جگہ نہیں۔۔۔

تم اس قابل نہیں کہ میں تمہیں چاہوں کیونکہ تم ایک بے رحم لڑکی ہو۔۔۔ برائی شر پھیلانے والی۔" وہ سوچ  
کر لب بھینچ گیا

"بابا میں آپ دونوں سے بہت پیار کرتی ہوں۔ میں آپکو تنگ نہیں کرنا چاہتی پر میں ماما کے بغیر رہ نہیں سکتی بابا وہ مجھے بہت پیار کرتی ہیں مجھے پی دیتی ہیں بانہوں میں بھر کر سلاتی ہیں اور جب پیٹھ پر بیٹھا کر ایکسر سائز کرتی ہیں تو مجھے بہت مزا آتا ہے۔" وہ مسکراتی آنکھیں مسل کر بتانے لگی برہان حیران رہ گیا۔

"کب ایکسر سائز کرتی تھی؟" وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھا۔

فیری کھلکھلا کر ہنسی "یہ ماما اور میرا سیکرٹ ہے انہوں نے کہا تھا کسی کو نہیں بتانا پر آپ کو بتا دیتی ہوں کیونکہ ماما بھی آپکو بتا دیتیں۔۔۔" وہ چمکتی بولی برہان سر ہلانے لگا

"جب آپ ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں نا پھر ماما مجھے پیٹھ پر کبھی پیٹ پر تو کبھی کندھوں پر بیٹھا کر ایکسر سائز کرتی ہیں پھر مجھ سے بھی کرواتے ہیں۔" اسکی باتیں سنتے وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔

مطلب وہ اسکے پیچھے اسکے جیم میں بھی جاتی تھی پھر چھوڑا کیا تھا اسنے بھول جانے کیلئے۔۔۔

دفعۃً دروازہ ناک ہوا اور نور مسکراتی اندر آئی۔۔۔

"نور تم یہاں؟" برہان حیران سا اسے دیکھتے پوچھنے لگا۔

"آپکے لئے کچھ لائیں ہوں بھائی اور فیری کو بھی دیکھنے آئی تھی تائی امی نے بتایا انکی طبیعت کافی خراب ہے۔"

وہ دوپٹہ سر کے آگے کھینچتی بولی۔۔۔

"تو پھر اندر آؤ وہاں کیوں کھڑی ہو گڑیا۔" برہان نے مسکراتے اس چھوٹی سی کزن کو دیکھا جو اسکی بھابی کے عہدے پر فائز تھی۔۔۔

وہ سر ہلاتی انکے پاس آئی اور جھک کر فیری کو محبت کرنے لگی۔۔۔

"اسے تو ابھی بھی بہت بخار ہے بھائی آپ انہیں ہاسپٹل لے جائیں ناں۔"

"ڈاکٹر آیا تھا جلد ہی اتر جائے گا بخار ان شاء اللہ اور میری فیری پھر سے کھلکھلانے لگی گی۔" وہ فیری کو گد گدی کرتا بولا اور وہ ہنستی ہوئی سر ہلاتی نور کو دیکھنے لگی۔۔۔

"میرے لئے کیا لائی ہو تم؟" وہ متبسم نظروں سے نور کو دیکھتا بولا۔  
"یہ۔۔۔۔!!" نور گہرا سانس بھرتی دوپٹے سے ہاتھ نکال کر اسکے سامنے کیا۔۔۔

برہان نے چونک کر پہلے نور پھر اسکی ہتھیلی پر رکھی داد کی گھڑی کو دیکھا۔

"یہ تو داد کی ہے نا؟ یہ میرے کیوں لائی ہو؟" برہان نے الجھ کر دیکھا اور ابرو اٹھا کر پوچھا

"یہ آپکے لئے لائی ہوں آپ اسے کسی ٹیکنالوجی کے ماہر کو دیکھائیں وہ آپکو جواب دے دیگا پر پلیز ابھی جائیں تاکہ آپکو حقیقت معلوم پڑ جائے پلیز بھائی۔" وہ آہستہ سے کہنے کے ساتھ منت پر اتر آئی برہان کافی الجھ گیا



"کیا ہوا ہے نور گڑیا مجھے الجھا رہی ہو سہی بتاؤ کوئی پر اہلم ہے مجھ سے شیر کر و بیٹا؟" وہ کھڑا ہوتا نور کے سر پہ ہاتھ رکھتا بولا

"نہیں میں کچھ نہیں بتا رہی آپ یہ لیکر جائیں اور خود جان لیں کیا حقیقت ہے۔۔" وہ کہہ کر رکی نہیں منہ پر ہاتھ رکھتی روتی وہاں سے بھاگ گئی

برہان پیچھے ششدر کبھی گھڑی کو دیکھتا تو کبھی دروازے کو جہاں سے وہ غائب ہوئی تھی۔۔

"کیا ہوا بابا چچی کیوں رو رہیں تھی؟" برہان فیری کے مخاطب پر ہوش میں آیا اور سرنفی میں ہلاتے بیڈ پر بیٹھ کر گھڑی کو غور سے دیکھنے لگا۔

یہ داد کی فیورٹ گھڑی تھی وہ اسے خود سے دور نہیں کرتا تھا ایک پل بھی پھر یہ نور کے پاس کہاں سے آگئی۔۔

اور وہ اتنی خوفزدہ گھبرائی ہوئی کیوں تھی؟؟ آخر میں روتے ہوئے منت کرتے کیوں گئی کیا راز تھا اس گھڑی کا کیا وہ بتانا چاہتی تھی اسے۔۔

برہان نے لب بھینچے موبائل اٹھایا اور ارمان کو کال کر کے اپنے گھر بلایا۔۔

"داد مجھے تم پر فخر ہے بیٹے کہ تم نے ناصرف مجھے برے وقت میں ساتھ دیتے ہیں بھتیجی سے شادی کی بلکہ اسے آج عزت سے رخصت کروا رہے ہو بیٹا تم نے ہمیشہ میرا سر خوشی سے بلند رکھا ہے۔" کمال صاحب اسے ساتھ لگاتے خوشی سے بول رہے تھے۔۔

داد سن کر مسکرایا۔۔۔  
"ان شاء اللہ ابو ہمیشہ رہے گا آپکا سر بلند۔" وہ انہیں اپنے حصار میں لیکر بولا۔۔۔  
اور ساتھ آسید بیگم کو بھی بلایا جو اسکے کپڑے رکھتی مسکرائی پاس آئی۔۔  
"آئی لو یو ابوامی۔" وہ دونوں کے سر پر بوسہ دیتا بولا کمال صاحب اسکی پیٹھ تھپتھپانے لگے۔۔۔  
"ابوامی حقیقت یہی ہے کہ ماں باپ کے فیصلے میں ہی اچھائی محبت ہے جیسے اب میرے لئے کہ اپکی اس چھوٹی سی بونی بھتیجی سے آپکا بیٹا۔۔۔" وہ کہتا کہتارک کمال صاحب کی پھیلی آنکھیں دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

"میں نے کل شام ویسے کیلئے ہال بک کروا دیا ہے بہت دھوم دھام سے ولیمہ ہوگا کہ ساری اداسیاں دھل جائیں انکی جگہ میری بھتیجیوں اور بیٹوں کے مسکراتے چہرے ہوں۔" کمال صاحب بول رہے تھے جبکہ داد بہت محبت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

وہ بدل گئے تھے داد بہت چاہت سے انہیں دیکھ رہا تھا کہ اب زندگی حسین لگنے لگی تھی سب کچھ بہتر ہو رہا تھا اسکی بونی ہمیشہ کیلئے اسکی ہو رہی تھی اس پر اعتماد یقین رکھتی تھی۔  
اس سے محبت کرتی تھی اور اب جب وہ اسے حقیقت بتائے گا کچھ خفا ہوگی پر پھر اسے محبت مزید اسکی بڑھ جائے گی داد ضرور جانتا تھا۔

"میں نور کو دیکھ کر آؤں بیوٹیشن آگئی ہوگی۔" آسہ بیگم وہاں سے نکل گئی پیچھے کمال صاحب اور داد رہ گئے جو اب صوفے پر بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔۔۔

مہوش علی

\*-----\*-----\*

"برہان۔۔۔!!" آسہ بیگم ناک کرتی اندر آئیں اور بیڈ پر سوئی ہوئی فیری کو دیکھ کر برہان کو ڈھونڈنے کیلئے نظریں روم میں گھمائیں۔۔۔

"برہان کہاں گیا؟" وہ بڑبڑا کر مڑی کہ بالکنی سے برہان علوی لبوں میں سگریٹ دبائے باہر آئے۔

"خیریت؟" سگریٹ پھینک کر وہ پاس آتا انکے ہاتھ تھام کر بولا۔۔۔

"بیٹھو یہاں میں مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" انہوں نے اسے اپنے پاس بیٹھایا برہان خاموشی سے الجھا گیا۔

"برہان اب جب تم مسکان کو چھوڑ چکی ہو تو میں نے اور تمہارے ابو نے ایک فیصلہ لیا ہے تمہارے لئے۔" وہ گلا کھنکار کر بولی برہان سمجھتا چونک کر انہیں دیکھنے لگا

"آمی آپ جانتی ہیں ایسا ناممکن ہے تو مہربانی کر کے کچھ بھی بولنے سے پہلے خیال کیجئے گا۔" وہ غصے میں آ کر بولا۔۔

"میں نے تمہارے لئے شیرین کو پسند کیا ہے کیسی ہے؟" انہوں نے جیسے دھماکہ کیا برہان کے سر پر۔۔۔

وہ ابھی داد کی گھڑی نور بوکھلایا گھبرائے لہجے سے نہیں سنبھالا تھا کہ یہ۔۔۔

"میں ناصر ف آپ کو بلکہ شیرین کو بھی صاف منع کر چکا ہوں کہ میں اب شادی نہیں کروں گا۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولا آسید بیگم حیران ہوئیں۔۔۔

"تو کیا ایسے ہی ساری زندگی اس کے تکیے سے سر لگا کر بیٹھے رہو گے؟" انہوں نے کہتے فیری کی سمیت اشارہ دیا۔

"امی پلیز اگر ایسا ہوا بھی تو میں ایک سیکنڈ کیلئے فیری سے دور نہیں رہو گا نا ہی آپ سب سے۔۔" اس نے کہہ کر آسید بیگم کو شکا کڈ کی حالت میں منہ کھولتے دیکھ کر نظریں پھیر لیں۔

ابھی اس نے معذرت کیلئے منہ کھولا ہی تھا جب ملازمہ نے اسے ارمان کے آنے کی اطلاع دینے لگی۔۔۔



"سوری مجھے کچھ کام ہے۔" وہ کہہ کر انہیں دیکھے بنا وہاں سے نکلا۔۔۔۔۔  
پیچھے وہ غصے سے اپنا سامنہ لیے کھڑی رہ گئی۔۔۔۔۔

اسیہ بیگم نے خاموشی سے دیکھا اور گہرا سانس بھر کر اٹھیں۔۔۔

"اب مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا کہ اسکے سر سے اس لڑکی ک بھوت اترے۔" وہ سوچتیں اسکے کپڑے اور فیری کے نکال کر ہینگ کرتی وہاں سے نکلی۔۔۔۔۔

\*-----\*-----\*

مہوش علی

"تم ٹھیک ہو؟" سہمی اسے خاموش زمین کو گھورتے دیکھ کر پاس آ کر دوسرے صوفے پر مقابل بیٹھی۔۔۔

عرب نے آواز پر چونک کر سر اٹھایا اور سامنے سمعیہ کو پا کر خوش دلی سے اسکے مخاطب کرنے پر مسکرایا۔۔۔

"پہلے نہیں اب الٹھیک ہو گیا۔" وہ جذب کے عالم میں بولا۔

"ویسے میں نے سوچا ہے تمہاری اس فالتو بکواس پر چڑنا چھوڑ دوں کیونکہ مجھے لگتا ہے تم نہیں سدھرو گے۔"  
وہ ناک سکڑ کر بولی عرب نے ہائے کرتے ہتھیلیاں جبرے پہ ٹکا کر اسے دیکھا

سہمی اسے اچانک سے پڑی سے اترتے دیکھ کر بوکھلا کر یہاں وہاں دیکھنے لگی تھی۔۔۔

وہ تو اسکی بہن کے جانے پر اسے صبح سے مایوس اداس دیکھتی انسانیت کے ناتے ہی آگئی پھی پر اسے کیا پتا تھا یہ غم کا مارا اسے دیکھ کر مرض کا مارا بن جائے گا۔۔۔

"آپ کو میری اتنی فکر ہے سہمی جی کہ آپ خود اپنے المبارک پاؤں سے چل کر میرے پاس اس العاری کی اداسی کو پوچھنے آئیں ہیں قربان نا جائیں تو کیا کریں بتائیں؟" وہ شریر نظروں سے دیکھتا گھمبیر ہو کر بولا کہ سہمی گھورنے لگی۔

"دیکھو مجھ سے ایسی باتیں مت کیا کرو میں تم سے بڑی ہوں کچھ شرم ہی کر لو۔۔۔" وہ غصے سے بولی

"تو آپ بتائیں کیسے بات کریں جس سے آپکا المارک دل ولعاری کیلئے راضی ہو؟  
بتائیں کیسے آپکو کہ اس ناچیز میں یہی مسئلہ ہے کہ اس میں شرم لحاظ ہی نہیں۔۔۔"

ویسے وصی شاہ کی ایک شاعری ہے

رات پوری گزار دوں  
تجھ سے گفتگو کر کے  
تو ایک بار کہہ تو دے



"ایک تو آپکی چوڑیاں بندے کو تھپھر کا احساس نہیں دلانے دیتی ویسے آج انکی کی آواز کچھ چیخ ہے کنگن پہنا ہے نانچ میں۔۔" وہ ہنستا محظوظ ہوتا اسکی ہونقوں والی حالت سے بولا

"ان نظروں کا ظلم ہے سہی جی

دل ہمارا معصوم ہے خیال رکھیں اسکا۔۔۔ وہ جھک کر اسکے کان کے قریب کہتا اسکی ساکت آنکھوں میں

دیکھتے پلکوں پر پھونک مار کر اندر کی طرف بڑھ گیا کہ سہی اس افتاد سے خود کو بچا بھی ناسکی اور مڑ کر اس گستاخ لڑکے کی پشت دیکھتی اسکی مدھم گنگناہٹ سنتی رہی۔۔۔۔

"موڈ فریش کر دیا قسم سے۔" اندر جاتے ہوئے اسنے فقرہ اچھالا کہ سہی پائوں پٹختی تلملا کر رہ گئی۔۔۔۔  
"بد تمیز موڈ خراب کر دیا استغفر اللہ کتنا بے شرم ہے۔" وہ چادر اپنے چہرے پر پھیرتی ہوئی جھولے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

"اپیا آپ چلیں نانور کی شادی پر۔۔۔" حور العین وہاں آتی ہوئی بولی  
سہی اٹھ کر اسے اپنے حصار میں لے گئی۔۔۔

"ضرور چلتی میری شہزادی پر مجھے ابھی یہ سب پسند نہیں آرہا تنہائی اچھی لگتی ہے ان شاء اللہ ولیمے میں چلیں گے۔" وہ اسے لیے جھولے میں بیٹھتی بولی

حور سمجھ کر سر ہلا گئی اور گود میں موجود پیپی کو سہلانے لگی



"تمہیں معلوم ہے عالم مجھے سختی سے کہہ کر گیا ہے کہ تم اس کتے سے دور رکھو۔" وہ ہنستی ہوئی بولی حور بھی مسکرا دی

"کیونکہ انہیں جلن ہوتی ہے ناں جب میں کسی سے پیار کرتی ہوں وہ چاہتے ہیں میں صرف انہیں ہی پیار کروں۔" اسنے خاص کر کے سعیر کو بتانے کیلئے بلند کہا

جو اسنے غور سے سنا اور ابرو اچکا دیا۔۔۔

"اچھا!!" سہی اسکج معصومیت پر مسکرا دی

"کپڑے دیکھے اپنے اپیا؟" اسنے گردن موڑی اسکی طرف

"ہاں دیکھے ہیں بہت پیارے ہیں تم پر بہت خوب لگے گے دیکھنا۔"

"ہم!! عالم میرے لئے لاتے ہی ایسے ہیں پیارے پیارے۔۔۔"

اور اپیا بھی مسنی نے مجھے کال کر کے بتایا کہ عالم مجھے تیار نہیں کرتا وہ صرف جھوٹ بولتا ہے اسلئے مسی نے کہا

ہے میں عالم سے نہیں آپ تیار ہوں۔

آپ کریں گی نا مجھے تیار؟" وہ کچھ دیر پہلے کی گئی مسکان کی کال اور پھر نور کی شادی کی باتیں کرتے مسکان نے

اسے بتایا کہ عالم اسے لپ اسٹک نہیں لگاتا اور کوئی لپ کسٹک نہیں ہوتی

لگانے سے پہلے اور لگانے کے بعد بھی لپ سٹک رہتی ہے وہ بندہ تم سے جھوٹ پر جھوٹ بولتا جا رہا ہے اور

تمہیں میک اپ بھی نہیں کرتا اسلئے اب سہی سے تیار ہونا۔

تب سے ہی حور نے سوچ لیا تھا وہ اب کبھی عالم سے تیار نہیں ہوگی وہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اسے لپ سٹک نہیں لگاتا۔۔۔

دوسری طرف عالم کا دل کر رہا تھا سو شوٹر بھیج کر اپنی اس ساس کا قصہ ہی ختم کر لے جو یہاں ناہو کر بھی آگ

لگائی۔۔۔

اب پھر اسے اتنی محنت کر کے اپنی بگڑی بیوی کو سیٹ کرنا پڑے گا۔۔۔

مشکل سے سیٹ ہوتے ابھی کچھ دن گذرتے ہیں کہ وہ آکر کوئی دھماکہ پھاڑ جاتی ہے۔۔۔

\*-----\*-----\*

اسنے ارمان کو وہ گھڑی دیتے سب کچھ سمجھا دیا تھا کہ جلدی ساری انفارمیشن نکال کر بھیجو مجھے۔۔۔

اور ارمان لیکر وہاں سے نکل چکا تھا۔۔۔

برہان اب گھر میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا کہ جیسا وہ سوچ رہا ہے ویسا ناہو ورنہ اسے چھوڑے گا نہیں۔۔۔

"جی مینے کر دیا جیسا آپنے کہا تھا۔" وہ باتھ روم میں شاور کھولے بیٹھی بولی۔

"گڈ مجھے امید تھی تم یہ کر سکتی ہو مسز آلف اب بس رات ہونے دیں۔۔۔  
آپکی تیاری ہے نا پوری؟" دوسری سے پوچھنے پر نور مسکرائی

"جی سر میں تیار ہوں پوری طرح سے حورالعین بھی آنے والی ہے اب انکا پردہ فاش ہوگا۔

اور ان درندوں کی حقیقت سامنے آئے گی میں اور میری بہن بھی آزاد ہو جائیں گی۔" اسنے سرگوشی میں کہا  
دوسری طرف وجود کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"ڈونٹ وری تم دونوں آزاد ہو بس اب اپنا کام وقت پر کر دینا پر یاد سے ہمارا سائن دیکھ کر پھر۔۔۔"

"جی جی آپ فکر مت کریں سب بہت اچھے سے ہو جائے گا اور پوری دنیا کے سامنے انکے کارنامے آجائیں  
گے۔" وہ خوشی سے بولی

"پھر آئی ایم شیور حور بھی انکا ساتھ چھوڑ دے گی۔" وہ چہکی دوسری طرف وہ ہنسا۔

"ضرور چھوڑے گی اسے چھوڑنا پڑے گا تم صرف اب جلدی تیار ہو جائوں فاسٹ۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولا  
نور سر ہلاتی موبائل کی سم نکال کر چھپاتی سامنے ہینگ دلہن کے کپڑے دیکھنے لگی۔۔۔

"میں سچ تو رہی ہوں پر تمہیں میری سچ نصیب نہیں ہوگی کیونکہ دھوکہ کیا ہے تم نے مجھ سے اب میرا دھوکہ دیکھو۔" وہ نفرت سے بولی

"میں نے کہا ہے مجھے اپنا سے تیار ہونا ہے آپ مجھے تیار نہیں کرتے۔" وہ بھڑک کر بولی اور اپنے بال اس کے ہاتھوں سے چھڑوا کر دور ہو گئی۔

"تمہیں مجھ پر یقین کیوں نہیں؟" وہ نرمی سے بولا اور اس کے ہاتھ کو تھا پرا وہ چھڑوا کر مزید پیچھے ہو گئی۔۔۔

"کیونکہ آپ انگلش پڑھاتے ہیں وہ جس کا ناسر ہے نا پیر، آپ مجھے کسی کے ساتھ انگلش شیئر کرنے نہیں دیتے، صرف کہتے ہیں کہ میں آپ کے کانوں میں سرگوشیوں سے بولوں، آپ مجھے پازیب پہناتے ہیں پراسکی آواز نہیں ہوتی۔۔۔"

تیار کرتے ہیں پر کسی کو دیکھائی نہیں دیتا۔۔۔ "وہ غصے سے پھولتی نتھنوں کے ساتھ بول رہی تھی اور ہونہ کر کے منہ پھیرتے ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

عالم متبسم نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

"اب لوگوں کو دیکھائی نہیں دیتا تو انہیں اپنی آنکھوں کا علاج کروانا چاہیے میں تو اپنی پوری کوشش کر کے تمہیں تیار کرتا ہوں۔۔۔" وہ مسکراتا ہوا برش رکھ کر بولا

"میں۔۔۔۔۔" اس نے کچھ بولنا چاہا کہ وہ بیچ میں ہی ٹوک گیا۔



"کیا تم چاہتی ہو ہم دیر سے پہنچے شادی میں؟" چلتا ہوا اسکے پیچھے آیا اور اسکے نازک وجود کے گرد حصار ڈال کر شانے پر ٹھوڑی ٹکادی۔

"جانا ہے مجھے پر آپ مجھے تیار کریں ورنہ میں نہیں چل رہی اور کبھی بات نہیں کروں گی سچ میں۔۔۔" وہ

بھرائی آواز میں بولتی مزاحمت کرنے لگی۔۔۔

پراسکی معصوم سی مزاحمت کہاں طاقت رکھتی تھی اسکے وجود کے سامنے۔۔۔

"آپ مجھے تیار کریں ورنہ میں۔۔۔۔۔" وہ روتی ہوئی کہنے لگی پر آگے یاد نہیں آیا کیا کہے۔۔۔ اسکی میں پر آکر رکنے پہ عالم ہنس پڑا۔

"میں؟؟؟" اسنے شرارت سے اکسایا اور وہ سچ میں بھڑک گئی

"میں آپکا کچھ کر دوں گی، گنجا کر دوں گی آپکو، کاٹ کر کھا جائوں گی، خون پی جائوں گی سارا۔" وہ چڑ کر بولی

"ہا ہا ہا ایسے ہی تو میں تمہیں وچ نہیں کہتا۔ میری اور یجنل وچ ہو۔۔۔" وہ اسکی گردن میں منہ چھپا کر سرگوشی میں بولا کہ حور جھینپ گئی۔۔۔

وہ ایسے ہی اسے غصے میں نروس پزل کر کے شرمانے پر مجبور کر دیتا تھا جس سے اسکے غصے والے تاثرات کہیں غائب ہو جاتے تھے۔

"پلیز مجھے تیار ہونا ہے پلیز پلیز پلیز۔" وہ اسکے ہاتھوں پر ہاتھ مارتی ضد میں کہتی گئی کہ عالم کو ہی اسکے لبوں پر انگلی رکھنی پڑی۔

"تیار ہو کر کیا کرنا ہے پہلے مجھے یہ بتاؤ؟"

"کیا مطلب کیا کرنا ہے آپ اچھے کپڑے کیوں پہنتے ہیں اچھے دکھنے کیلئے ناں؟ اسی طرح ہم لڑکیاں میک اپ کرتی ہیں بہت اچھی دیکھنے کیلئے آپ مجھے میک اپ کریں ورنہ میں یہ گھر چھوڑ کر چلی جاؤں گی میں بتا رہی ہوں۔" وہ وارن کرتی بولی

"پھر دنیا کیا کہے گی کہ میک اپ نا کرنے پر عالم کی بیوی اسے چھوڑ گئی چہ کتنا بدنام ہو جاؤں گا میں تمہیں احساس ہے۔" وہ اسکے مہندی سے سرخ ہاتھ سامنے کرتے بولا

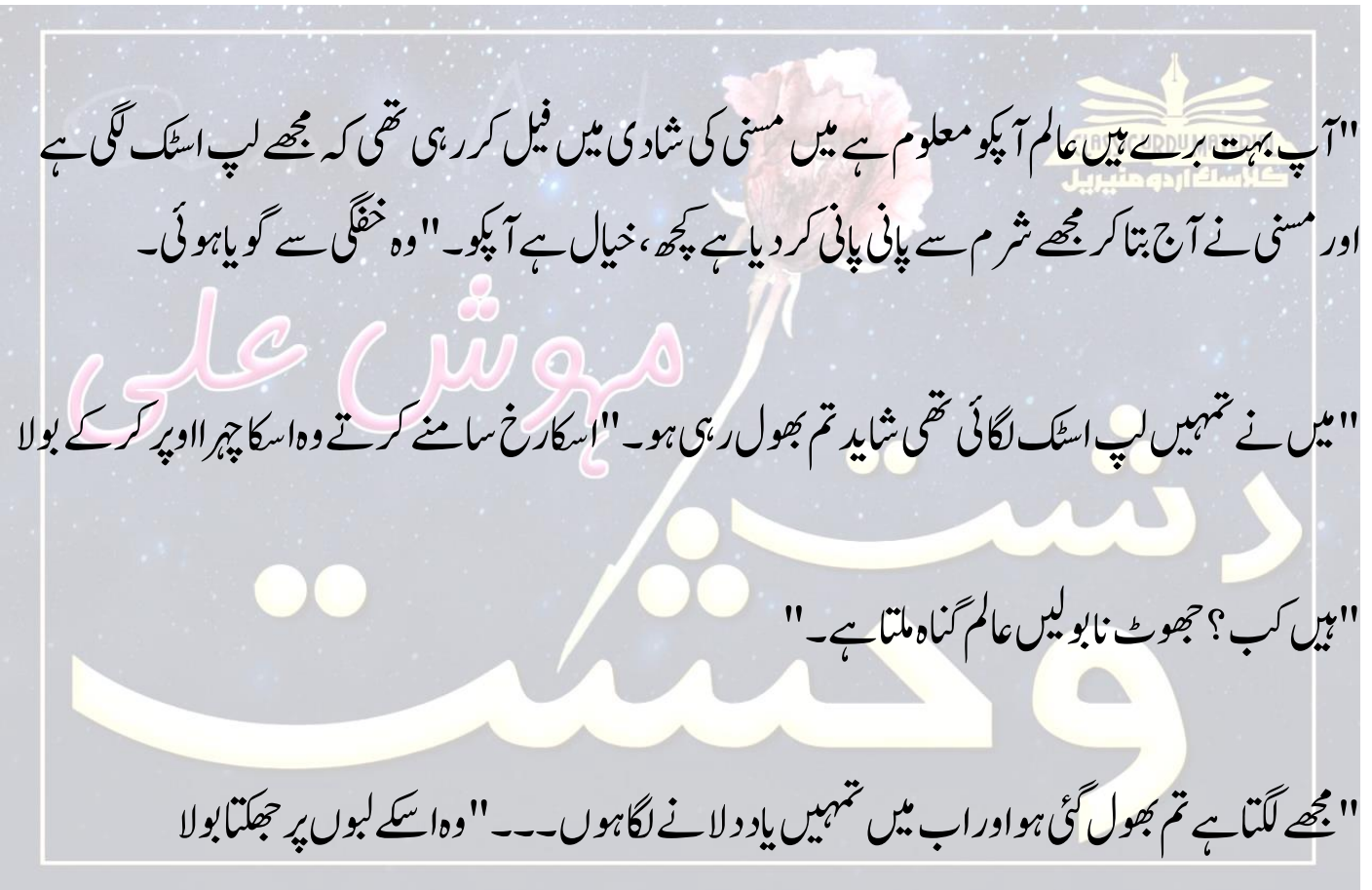
خوبصورت سرخ سپید ہاتھوں پر گہرے رنگ والی مہندی انتہائی پیارے اسکے ہاتھ بنا گئی کہ عالم نے دونوں ہاتھ چوم لیے۔

"واہ دنیا کا پہلا شوہر ہوں جسکی بیوی میک اپ نا کرنے پر اسے چھوڑ جائے گی۔" وہ افسوس سے بولا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر ڈریسنگ ٹیبل کے پاس لایا۔۔۔

حور سن کر کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

"اور دنیا کی پہلی بیوی ہوں جو نادکھنے والے میک اپ کے ساتھ بیوقوف بن کر جاتی ہے۔" وہ کہہ کر منہ بسور گئی

عالم چونکا اور پھر قہقہہ لگا کر اسے خود میں بھیج لیا۔



حور ا لعین اسکے اچانک حملے سے آنکھیں پھیلا گئی۔۔۔

اسکے کسمسانے پر عالم نے جب مسکراتے فاصلہ قائم کیا تو غور سے اسکا گلاب چہرہ دیکھا۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے میک اپ کی شہزادی میرے ایک ٹچ سے تم پور پور گلاب ہو جاتی ہو۔" انگلی سے اسکے بال پیچھے کرتے وہ گھمبیر لہجے میں کہہ رہا تھا جبکہ حور آنکھیں موندیں انگلیاں الجھائے کھڑی تھی۔

"میں پہلی بیوی ہوں جس کا شوہر اسے شادی میں ایسے تیار کر کے بھیجنا چاہتا ہے۔" وہ سوچتی ہنس پڑی۔

عالم اسکے تاثرات دیکھتا سر ہلا گیا۔۔۔۔۔

"چلو پہلے چنچ کر کے آؤ تاکہ میں تمہیں تیار کروں۔" اچانک ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ وہ کچی ڈور کی طرح کھینچتی اسکے سینے سے لگی۔

اسکی دھک دھک کرتی دھڑکنیں عالم کو اپنے سینے میں سنائیں دے رہیں تھیں۔

وہ اسکے سیاہ بالوں والے سر پہ بوسہ دیتا ہوا تھ روم میں لایا اور اسے اندر بھیج کر خود اسکے لئے مسکان کے روم سے میک اپ لینے نکلا۔

"عین کو تم تیار کر رہے ہو یا میں کروں؟" سہمی اپنے روم سے نکلتی ہوئی انکے پاس آرہی تھی کہ سیڑھیوں کی طرف جاتے عالم کو مخاطب کیا۔

"نہیں میں کر لوں گا جانِ عالم تم آرام کرو۔۔۔" وہ چلتا اسکے پاس آیا اور ماتھے پہ بوسہ دیتے کہا۔۔۔



"میں تو آرام کر لوں گی پر یاد سے اسے تیار کر دینا اسکا دل کرتا ہے تو کر دو کیوں تنگ کرتے ہو میری شہزادی کو۔۔" وہ گھور کر بولی تو عالم ہنس پڑا

"ناراض ناہوں میری جان میں کر رہا ہوں اسے تیار۔۔" اسکا گال تھپتھپا کر بولتا اسے دیکھنے لگا۔۔

"آپ سب کچھ چھوڑ کر ایک پار لڑ کھول دیں عالم۔" عارب ہسنتا ہوا بولا۔

"نہیں مجھے اسکی ضرورت نہیں میرے پاس ایک ہی کافی ہے میک اپ کیلئے، تم یہ کام انجام دے دو تاکہ تمہاری آسانی ہو جائے۔" وہ اسکا مطلب سمجھتا فوراً بولا کہ سہمی کے سامنے عارب سٹپٹا گیا۔

"استغفر اللہ۔۔!! مجھے الشریف بندے کو بھی ایک لادیں انیوں کو کیا کروں گایار۔" وہ شریر ہوا

البتہ عالم کی موجودگی میں سہمی کو دیکھنے سے گریز کیا کہ کہیں اسے برا لگے اور اگلے پل وہ اسکی ٹھوکروں میں پڑا ملے۔

اس آدمی پر بھروسہ نہیں تھا۔

ایک دفعہ سہمی ہاں کہہ دے اسکی محبت کے بدلے کچھ تو اشارہ دے جس سے اسکی رضا سمجھ کر وہ عالم کو کنوینس کر سکے، نہیں تو سہمی کے انکار پر وہ اسے لاتوں سے ہی زمین میں غائب کر دیتا۔۔

"عالم اسے کب یہاں سے نکال رہے ہو؟" سہمی گھور کر عارب کو، عالم سے بولی وہ چو نکا اور عارب کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"جلد ہی تم ٹینشن ناں لو بس تمنے کہہ دیا ہے اب جلدی دفع کریں گے۔" وہ کہتا سہمی کے سر ہلا کر عارب کی شکوہ بھری نظریں دیکھے بغیر وہاں سے مڑی اور اپنے روم میں واپس چلی گئی۔۔۔

"ہمت تو دیکھو لڑکے کی ایک تو بکو اس طریقے سے عربی بولتا ہے دوسرا شکوہ شکایات کرتا ہے حد ہے عاری پن کی۔" وہ بڑبڑا کر کپڑے لیتی چینیج کرنے چلی گئی۔

"عالم آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں آپکے چھوٹے بچے جتنا ہوں۔" وہ منمناتا دہائی دیتا عالم کے پیچھے تھا

"تو پھر کوئی قد بڑھانے کی دوائی لو اور کل یہاں سے نکلو۔" وہ سپاٹ لہجے میں کہتا مسکان کے روم میں داخل ہوا اور اسکی ڈریسنگ ٹیبل سے میک اپ دیکھنے لگا جو پتا نہیں کیا کیا رکھے تھے۔۔۔

وہ موبائل پہ تیاری کیلئے میک اپ دیکھتا وہاں سے وہی اٹھانے لگا۔۔۔  
اور اسنے صرف مسکارہ لپ اسٹک آئی شیڈوز اٹھائے تھے۔۔۔

اسکے روم پر ایک نظر ڈالتا وہاں صدمے میں کھڑے عارب کو ایسے نظر انداز کیا جیسے اسکے علاوہ کوئی تھا ہی نہیں۔

"اگر یہاں سے اکیلی جائی گی تو وہ میری لاش سمی جی، ورنہ میں آپ سے شادی کر کے جاؤں گا۔"  
وہ مٹھیاں بھیج کر کہتا اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

عالم زیر لب مسکراتا ہوا جب روم میں داخل ہوا تو سامنے ہی حورا لعین اپنے بال پیچھے سے نکال رہی تھی۔۔  
پیچ کلر کے گھیریدار پھیلے فراک جس پر بلیک نگینوں سے ہیوی خوبصورتی سے کام کیا گیا تھا فل آستینیں بغیر  
دوپٹے کے کھلے سیاہ بالوں کے وہ اس قدر دلکش لگ رہی تھی کہ عالم کی نظریں اس پر ٹھٹھک کر رکیں اور پھر  
اسکا جائزہ لیتا وہ مبہوت سا ہو گیا۔۔

"عالم میں چوڑیاں کیسے پہنوں گی؟" وہ پریشان سی بولی  
جبکہ عالم اسے دیکھتا دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا اور بڑی فرصت سے اسے دیکھنے لگا۔

کھڑکی سے آتی ہوا کی لہروں پر اڑتے اسکے سیاہ بال اسکے خوبصورت چہرے کے گرد کافی مدہوش کن منظر پیش کر رہے تھے۔

ایک گہرا سانس بھر کر اسنے میک اپ ٹیبل پر رکھا اور اسکی طرف قدم اٹھائے۔۔

"عالم جواب تو دیا کریں ایسے بھی کیا نخرے آپکے۔" وہ منہ بسورے بولی

"اگر بیوی تمہاری جیسی ہو پھر تو نخرے جائز ہیں شہزادی۔" اسکی انگلی پکڑے وہ اسکا ہاتھ اب بلند کیے عین کو سمجھنے کو موقعہ بھی نادے گول گھمانے لگا۔۔۔

"عالم۔۔۔! عالم رکیں کیا کر رہے ہیں۔۔۔!" وہ گول گول گھومتی ہوئی ہال نما اسکے روم کو حسن بخش گئی۔

اسکا پیچ کلر کا گھیریدار فراک دائرے میں گھوم رہا تھا اور بال بھی ساتھ فضا میں لہراٹھے۔

عالم نے مسکراتے اسے گھمایا اور حور کھلکھلاتی اسکے سینے سے چپک گئی۔۔۔۔

"بابا بابا اب کریں۔۔۔!" اسنے منہ اسکے سینے میں چھپاتے کہا

تب پھر سے ہی اسنے اسے زبردستی خود سے الگ کیا اور گھما کر قہقہہ لگاتے اسے آئینے کے سامنے لایا۔۔

"لو کر دیا اب۔" وہ چڑانے کیلئے بولا حور منہ بنا کر رہ گئی۔

اور عالم نے جھک کر اسکے سر پہ بوسہ دیتے ہاتھ بڑھا کر برش اٹھالیا۔

اسکے بالوں کو برش کرتے کچھ ہی دیر میں بالوں کو ہلکا سا کرل کر کے پیٹھ پر کھلا چھوڑ دیا۔

"اب تیار کیسے کریں گے آپکو آتا ہے تیار کرنا؟" اپنا رخ اسکی طرف کرتے وہ خفگی سے بولی

"تو اس میں کونسی بڑی بات ہے۔۔۔؟"



یہ لال رنگ لبوں پر لگانے کا۔ "اسنے لپ اسٹک اٹھا کر عین کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اونچا کرتے اسکے لبوں پر لپ اسٹک لگانے لگا۔

"ایسے تو تمہارے لب چھپ رہے ہیں اس رنگ میں عین۔" لگانے کے بعد اسکے لبوں کا جائزہ لیتے وہ ناگواریت سے بولا۔

"ہاں تو پھر ایسی تو ہوتی ہے یہ دوپٹہ ہے ہونٹوں کا۔" اسنے اپنا عقل استعمال کرتے کہا۔

"تم بلش خود کر رہی ہو اسکی تمہیں ضرورت نہیں رہی کا جل کی تو وہ تمہارے کان کے پیچھے لگا دیتا ہوں تاکہ نظر نا لگے۔" اسنے کہتے حور کو ہونقوں والی صورت میں چھوڑ کر اسکے کان کے پیچھے سچ میں لگا دیا

"اب اس آنکھوں والے کلر کی باری۔" وہ آئیز شیڈ واٹھا کر اسکی آنکھوں پر کپڑوں سے میچ رنگ لگانے لگا۔۔۔

حور بغیر مزاحمت کے بت بنی اسکے سامنے کھڑی تھی۔

"اس مسکارے کو چھوڑو یہ میرے ہوتے تم پہ مسکے نہیں لگا سکتا۔" اسنے ناپسندگی سے مسکارے کا نام پڑھ کر ڈسٹن میں پھینک دیا۔

"آہ پروہ تو مسکارا ہے عالم پلکو۔۔۔۔۔"

"عین! تمہیں نہیں معلوم یہ تمہاری پلکوں پر آکر مسکے ماریں گے یا رکھ عقل کرو تم میری ہو۔" جھک کر اسکا ماتھا چومتا وہ بولا تو حور نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"بے بی فتنہ ہے، مسکارا مجھے مسکے مارے گا وہ عالم آپکی کوئی بات نہیں بے مثال اور ایک ہیں۔" وہ تپ کر بولی اور اس سے ہاتھ چھڑوا کر وہاں سے نکلی۔۔۔

"تم نہیں مانو گی، تم نے میری بات کبھی مانی ہے؟  
میں تو تمہیں ہمیشہ غلط لگتا ہوں، چلو تم ہی بتاؤ یہ فتنہ تمہیں کچھ نہیں کرتا پیٹ میں؟" اسکے پائوں میں پازیب پہناتے وہ سنجیدہ پوچھ رہا تھا

"اوہ اللہ اللہ عالم وہ ظاہر ہے بن رہا ہے تو تکلیف تو کرے گانا، مثال کے طور پہ جیسے کوئی گڑیا مشین میں بنتی ہے تو مشین بھی تو ڈگ ڈگ کر کے روتی تو ہے ناں۔" اپنے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے وہ سمجھانے لگی اور عالم نے چونک کر اپنی عقل مند بیوی کو دیکھا۔

"کیوں حیران رہ گئے ناں کہ شہزادی اتنی ہوشیار کیسے ہو گئی؟ ہاں ہاں بتائیں ہا ہا ہا۔"  
ٹینشن نالیں میرے ساتھ رہتے ہوئے آپکو بھی ہوشیار بنادوں گی۔۔۔" وہ کہہ کر اپنے لبوں پر لگی لپ اسٹک کی خوشی سے نہال ہوتی انہیں آپس میں ملانے لگی۔

عالم لودیتی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھتا پاس رکھے کپڑوں کے میچ پیچ کلر کے سینڈ لزا اسکے سپید پائوں میں پہنانے لگا۔

اور پہنا کر جب دونوں پائوں ہتھیلیوں میں بھر کر آنکھوں کے سامنے کیے تو دل دھڑک اٹھا اسکا۔  
پیچ کلر کے پاجامے پر سفید چمکتی چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈ سے سجی پازیب اسکے پائوں میں اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی کہ وہ جھک کر دونوں پائوں پر بوسہ دینے سے خود کو روک ناں سکا۔

"میرے فتنوں کی جنت دل کرتا ہے سینے میں چھپادوں کہ میرے علاوہ کوئی نا دیکھے تمہیں۔" اسکے پائوں نیچے رکھ کر وہ اسکے سامنے آیا اور اس پر جھکا کہ اپنے پائوں پر اسکے نرم گرم لبوں کے دہکتے لمس پر جو ششدر تھی اب ایک دم اسکی دہکتی سانسیں چہرے پر محسوس کر کے وہ پیچھے بیڈ پر گر جانا چاہتی تھی پر عالم نے بروقت ہی اسکے سر کے پیچھے اپنا ہاتھ دیا اور اسے آہستہ سے بیڈ پر ڈالا۔

"آ۔آ۔آ۔ یہ کیا کر رہے ہیں عالم جائیں تیار ہو جائیں۔" وہ آنکھیں موند کر چہرہ دوسری جانب موڑے پڑی اسکی دہکتی سانسوں پر جھینپی بو کھلائی ہوئی تھی۔

"تمہاری یہ خوبصورتی اپنے تک محدود رکھنا چاہتا ہوں پلیز عین۔"

میں چاہ کر تمہارے اس روپ کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتا آئی ایم سوری کہ میں بہت برا ہوں پر میں مجبور ہوں۔" وہ سرگوشی میں اسکے کانوں میں کہتا اسکا چہرہ اسامنے کرتے اسکی لرزتی پلکوں اور پھڑپھڑاتے لبوں کو دیکھنے لگا۔

"تم میری باتوں پر یقین کیا کرو عین، مجھے سوچا کرو مجھے چاہو، مجھ سے رشتہ جوڑو میں ہی ہوں تمہارا سب کچھ، دنیا کو چھوڑ دو، وہ دو دن تمہیں اپنا احساس دلائے گی تیسرے دن تنہائی کا قید نصیب کر دے گی۔  
نور العین سے بے شک محبت کرو میں نہیں کہتا اسے چھوڑ دو اسے اس حساب سے محبت دو پر یاد رکھو بیوقوف لوگ ہمیشہ نقصان دیتے ہیں،

تمہیں یقین رکھنا ہے تو اپنی مسنی پر رکھنا وہ ایک عقل مند لڑکی ہے میرے بعد وہ تمہیں سائے کی طرح چاہے گی یاد رکھنا۔

باقی کسی پر یقین مت کرنا سوا اپنے شوہر اور اپنی مسنی کے۔ "وہ گھمبیر بھاری آواز میں کہتا اسکی کمر میں اپنا مضبوط ہاتھ ڈال کر اسے قریب کر گیا۔  
اور وہ سر ہلاتی آنکھیں موندیں مدھم سانس لے رہی تھی یہ جانتے کہ وہ اس پر پوری طرح چھایا ہوا ہے اسے اسکے علاوہ کسی پر یقین رکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔  
اسکا عالم اسے کبھی تنہا نہیں کریگا۔۔ اسے یقین تھا تو اس پر ہی۔۔  
دفعۃً اپنے نقوش پر اسکا شدت بھر لمس پا کر وہ سانس لینا بھی بھول کر اسکے رحم کرم پر پڑی تھی۔۔

\*-----\*-----\*

"بابا میں نے باہر نہیں جانا ماما آئیں گی تو انہیں یہیں بھیجے گا۔" اسکائی بلو کلر کے پرنس فراق زیب تن کیے وہ واپس اپنے شوز اتار کر بیڈ پر چڑھ کر بلیکٹ میں گھس گئی۔



"فیری بیٹا چاچو کی شادی ہے آپ انجوائے نہیں کریں گی؟" وہ خود رف حلیے میں تھا اسکے پاس آکر بیٹھتے پریشانی سے پوچھنے لگا۔

"نہیں بابا ماما کے بغیر میرا دل اداس ہے وہ آئیں گی تو ساتھ ملکر انجوائے کریں گے۔" بھرائی آواز میں کہتی وہ برہان سے آنسوؤں چھپانے کیلئے تکیے میں منہ چھپا گئی۔

برہان نے سنکر بالوں پر ہاتھ پھیرتے ایک بو جھل سانس فضا میں خارج کی۔

"اچھا پھر آؤ پونی تو باندھ دوں پھر ایسے کھلے بالوں سے سوگی تو بال الجھ جائیں صبح اسکول جاتے بھی پر اہلم ہوگی شاباش اٹھو میرا بہادر بچہ آؤ آؤ۔۔" وہ اسے پچکارنے لگا پر فیری نے جیسے سنا نہیں۔

"فیری بابا کیا بول رہے ہیں بیٹا۔" اسنے چہرے سے بلیںکٹ ہٹا کر کہا۔

"بابا ماما سلجھا دیں گی زور کی طرح، انہونے کہا ہے وہ میرے بال اپنے بالوں جتنے لمبے کریں گی۔" وہ واپس کھینچ کر چہرے پر بلیںکٹ ڈالکر اندر سے بولی برہان نے پھر سے ہٹا دیا۔

"بابا!!" وہ گھورنے لگی اور پھر دونوں ہی ہنس پڑے

"میری فیری اتنی پیاری کیوں ہو؟" وہ جھک کر شفقت سے اسکی پیشانی چومتا بولا۔

"کیونکہ میرے بابا ماما تنے پیارے ہیں۔" وہ اپنی آنکھیں جھپکا کر بولی اور برہان کے ماتھے پر اپنے لب رکھ دئے۔

وہ تو جیسے جی اٹھا فوراً اسے اپنے آغوش میں بھر کر اپنی شفقت لٹانے لگا۔

"بابا بابا مجھے گد گدی ہو رہی ہے۔" برہان کے بوسے پر اسکی ہلکی ہلکی مونچھوں کی چبھن سے وہ کھلکھلانے لگی۔

"ہونے دو ابھی تو بابا تمہیں کھائیں گے و تھ سلائس۔" وہ ہنستا سے مزید گد گدانے لگا۔۔۔

دماغ میں اسکی یہی بات گھوم رہی تھی کہ وہ لڑکی اسے جنون کہنے والی کہاں غائب ہو گئی تھی۔

"کیا وہ سچ میں اپنی محبت چھوڑ کر عالم کو آگے رکھ رہی ہے؟" ہنستی فیری کو سینے سے لگاتے وہ اسکے بارے میں گہری سوچ میں چلا گیا۔

\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \* \_ \_ \_ \_ \*

آہستہ آہستہ مہمان بڑھتے گئے چاروں اور رونق پھیل گئی تھی۔  
پھولوں اور برقی قہقہوں سے سجا علوی ولا خود ایک دلہن کا روپ لیے ہوا تھا۔

کھلکھلاہٹ قہقہے سرگوشیاں عروج پر تھیں۔

لان اور لائونج میں رنگ بے رنگی آنچل لہرا رہے تھے۔۔۔

آس پاس اور خاندان کو انوائٹ کیا گیا تھا رخصتی میں، جبکہ ولیمے کو شاندار طریقے سے کرنا چاہتے تھے کمال صاحب۔۔۔

اور اس میں داؤد آلف کی پوری رضا تھی۔

لڑکیوں کا جھرمٹ نور العین کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا جبکہ آسیہ بیگم اور بی اندر ہی موجود تھی۔

"ماشاء اللہ" وہ دلہن کے بھاری لہنگے میں ڈائمنڈ کی جیولری سے اسکا پور پور سجایا گیا تھا۔ مانگ پٹی کانوں میں بڑے ہیوی ایرنگز، گلے میں بھاری ڈائمنڈ سے جڑا ہوا نیکلےس، انگلیوں میں رنگز، کلائیاں چوڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔ ناک میں پہنی خوبصورت نتھ جسکا موتی اسکے لبوں پر مسلسل شرارتیں کیے جا رہا تھا۔

بھاری گولڈن دوپٹے سر پہ سجائے وہ مہندی لگے سرخ ہاتھ گود میں رکھے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

کیا ہونے والا تھا کیا ہو رہا تھا۔۔۔ سوچ کر اسکا دل دھک دھک کرتا دماغ میں دھڑکنے لگا۔

اے سی کی ٹھنڈک کے باوجود اسکا پور پور پسینے سے شرابو تھا۔

وجود کی لرزش کپکپاہٹ حلق کا بار بار خشک پڑنا، اسکی سانسیں رک رہی تھیں۔

"نور بچی گھبراؤ نہیں۔" بی اسکی ہتھیلیاں سہلاتی ہوئی بولیں۔

"یہ لو پانی پیو سوئیٹ گرل۔" شیرین اپنی بلیک رنگ کی ساڑھی کا پلو سنبھالتی ہوئی پانی کا گلاس بھر کر اسے پلانے لگی اور نور نے بغیر کچھ کہے منہ سے لگا دیا

"کیسا فیل کر رہی ہو؟ اب ٹھیک ہے؟" اسکے ماتھے سے پسینہ صاف کر کے وہ اپنائیت سے پوچھنے لگی۔

رومال سے منہ صاف کرتی نور گہرا سانس بھر کر سر ہلا گئی۔۔۔ "شکریہ"

"شیرین بیٹا جاؤ دیکھو برہان تیار ہو گیا ہے تو ساتھ آنا۔" آسیہ بیگم نے نور کے پاس بیٹھی شیرین سے کہا جس کا چہرا برہان کے نام سے بلش ہو گیا۔

نور نے پہلے چونک کر آسیہ بیگم کو دیکھا پھر شیرین کے بلش کرتے چہرے کو جبکہ شیرین جی آنٹی کہتی اپنی ماں کو مسکراتی دیکھ کر اٹھ کھڑی ہو گئی۔۔۔

نور کا دل کیا جاتی ہوئی شیرین کا منہ نوچ لے پر کچھ نہیں کر سکی بے بسی اور ضبط سے۔

وہ برہان پر کیسے ڈورے ڈال سکتی تھی وہ تو صرف مسکان کا تھا۔

"مسکان کہاں ہو؟" لب دبا کر اسنے سوچا اور افسوس سے آسیہ بیگم کو دیکھا جو خود آج تیار شیار خوشی سے نہال شیرین کی ماں سے باتوں میں مشغول تھیں۔

نور نے اپنی زبان دانتوں کے بیچ رکھ لی۔۔



"مے آئی کم ان سر؟" دروازہ ناک کرتے شیرین نے اجازت چاہی۔۔۔  
وارڈروب سے سوٹ نکالتے برہان نے چونک کر بند دروازے کو دیکھا اور پھر بلینکٹ سے چہرہ نکال کر دیکھتی  
فیری کو۔۔

اسے نو کہنے کیلئے منہ کھولتے دیکھ کر برہان جلدی سے "جی آجائیں" بولا۔

"بابا۔۔!!" فیری نے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھا

اور برہان نے فلائنگ کس بھیجتے التجا کی تو وہ منہ بسور کر کر وٹ انکی طرف سے بدل گئی۔

"مبارک ہو پر و موشن کی۔" سرخ چہرے کے ساتھ وہ اسکی چوڑی پشت کو دیکھتی گلا کھنکار کر بولی۔

وہ مسکرایا اور مڑ کر اسے دیکھنے لگا کہ نظریں اس پر پڑتے ہی ٹھٹھک گئیں۔

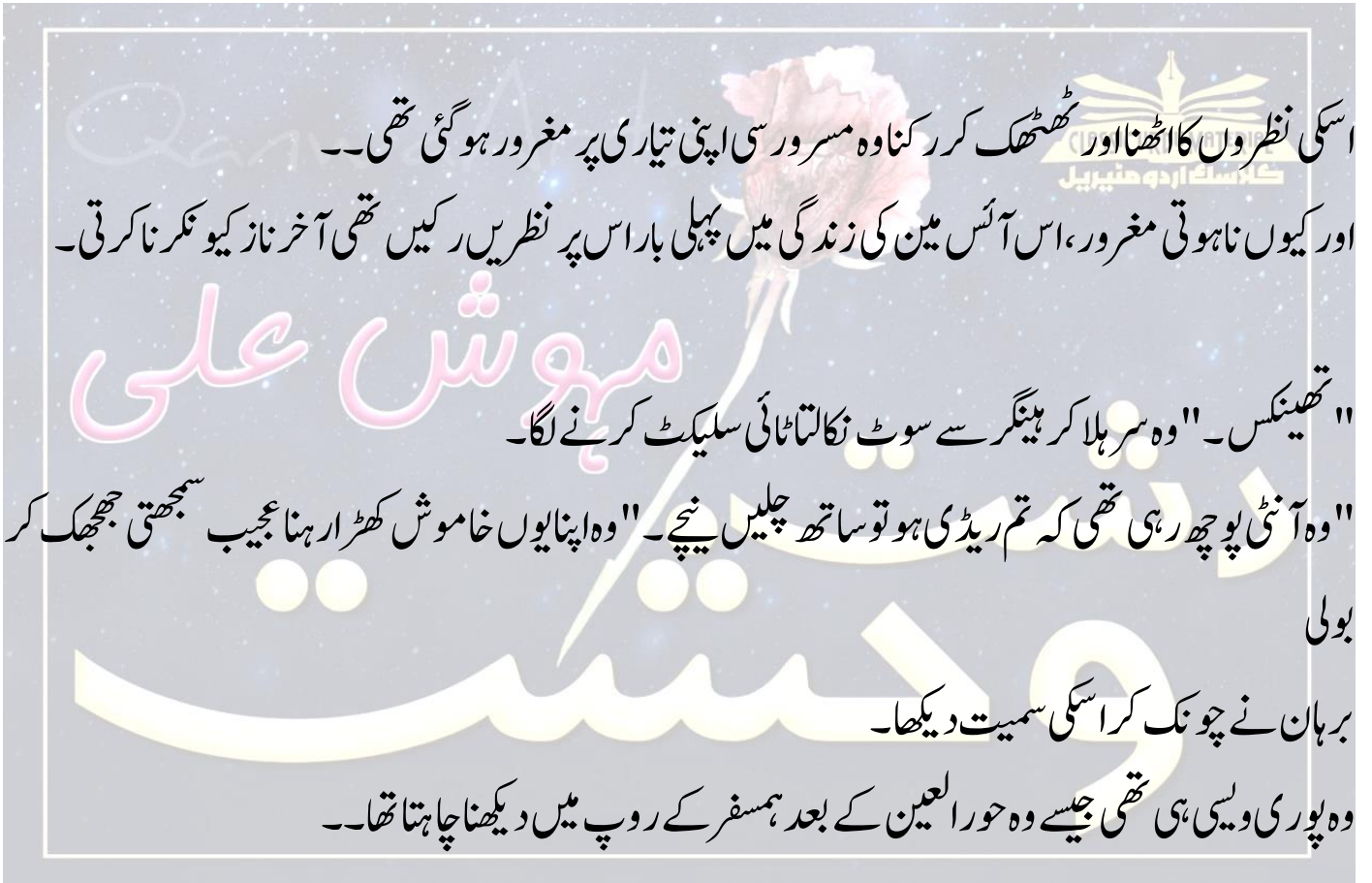
بلیک ساڑھی پہ گولڈن بلاؤز میں اپنے سیاہ بال کھولے اسے کسی کی یاد دلا گئی۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے مسکان کا نازک سراپا لہرا گیا اور اسکے ساتھ کی گئی اپنی جسارتیں۔۔۔

وہ نظریں پھیر کر اسے یاد کر کے خود ہی مسکرا دیا۔

اسکے دئے ہوئے زخم زخم آہ کر کے جیسے پکارنے لگے تھے۔۔  
اسکے روئی سے وجود کا لمس وہ اپنی انگلیوں پر محسوس کرتا لب دانتوں میں دبا گیا۔۔

شیرین اسے رف حلیے میں دیکھ کر سوچ نہیں سکتی تھی کہ کوئی اس قدر ہینڈ سم بھی لگ سکتا ہے۔ یا اسکی آنکھیں ہی بغاوت پر اتر آئیں تھی۔



پراسکی نظروں میں مسلسل وہ گھائل کر دینے والی شیرینی گھوم رہی تھی۔  
اسکے ساتھ وہ گذرے پل جنہیں یاد کرتے اسکا لہجہ بوجھل ہو رہا تھا۔  
طبیعت میں بے چینی سے اٹھ آئی۔۔

لب بھیج کر وہ سپاٹ نظروں سے شیرین کو دیکھنے لگا۔

"میرے ساتھ آئیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" سوٹ بیڈ پر پھینک کر اپنی پیشانی پر بکھرے بال پیچھے کرتا  
فیری پر ایک نظر ڈال کر شیرین کے پاس سے گذرا۔۔۔

وہ جیسے سانس لینا بھول گئی اسے اتنے قریب سے دیکھ کر۔۔

اسے مسکان پر رشک ہونے لگا کہ وہ کتنا قریب سے دیکھتی ہو گی اسے۔۔

کیا وہ اسکی آنکھوں کی تاب لا پاتی ہو گی۔۔

اسکی پرفیوم کی خوشبو اسکے گرد جیسے ہالا بنا کر اسے قید کر گئی وہ شرمگین مسکراہٹ لبوں پر سجا کر مڑی۔۔

"میرے بابا صرف میری ماما سے پیار کرتے ہیں آنٹی۔" فیری دانت پیس کر بلیٹکٹ ہٹائے غصے سے بولی  
شیرین نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ اسے ہی غصے بھری نظروں سے گھور کر دیکھ رہی تھی۔۔ اسے ہنسی آگئی

"اور نیلی سوئیٹ ہارٹ؟" وہ ہنس کر وہاں سے نکل گئی اور پیچھے فیری تلملا کر رہ گئی۔۔

"ماما آپ بابا کو اس آنٹی کے حوالے کیسے کر سکتی ہیں۔" اسنے شکوہ کیا اور نم آنکھوں سے واپس لیٹ گئی۔۔

"دیکھیں شیریں امی نے آپ کو جو بھی آس امید دی ہے ایم سوری کہ میری طرف سے نا ہے۔" وہ باہر آنے پر بغیر لگی پٹی رکھے بول گیا۔

شیریں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"مطلب میں سمجھی نہیں برہان؟" اسکے سوال پر ایک پل کو برہان کو لگا اسے غلط فہمی ہو گئی ہے۔

"یا ہو سکتا ہے امی نے اسے کچھ نا کہا ہو وہ صرف اپنی طرف سے مجھے راضی کر رہی ہوں۔" وہ شش و پنج میں پڑ گیا۔

"کیا امی نے تم سے کچھ کہا ہے میرے بارے میں؟ آئی مین کہ میری شادی۔۔۔۔۔" گھر اسانس بھرتے اسنے پاس سے گذرتے مہمان کا خیال کرتے لہجہ دھیمار کھ لیا۔

شیریں لمحہ میں پھر سے سرخ پڑ گئی اور پلکیں لرز سی گئی جس سے برہان کو کوفت سی ہونے لگی۔

اسے جانے کیوں مسکان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے والی ادا یاد آئی۔۔۔  
اسکا ہلتا بیل کو چباتا منہ۔۔۔

ان پھڑ پھڑاتے لبوں سے وہ بیزار سا ہونے لگا تھا۔



"جی کہا ہے۔" وہ ذرا سی پلکیں اٹھا کر مسکرائی۔

"کیا کہا ہے بتانا پسند فرمائیں گی تاکہ میں آپ کی غلط فہمی دور کر سکوں۔" وہ بولتا اپنی پینٹ کی جیب میں انگوٹھے پھنسائے کھڑا ہو گیا۔

"انہوں نے کہا تھا کہ آپ مجھے۔۔۔! مجھے پسند کرتے ہیں اور آپ نے پہلی شادی مجبوری میں کی تھی کیونکہ وہ لڑکی آپ پیچھے پڑ گئی تھی آئی میسنز انہوں نے کہا کہ وہ اچھے کردار کی نہیں تھی اسلئے کل آپ نے اسے گھر سے نکال دیا۔" وہ جھجک کر بولی پتا نہیں کیوں اسکے سامنے اسکی تیز تراری گم ہو گئی تھی۔۔۔

حقیقت تو یہ تھی کہ وہ سچ میں بول نہیں سکتی تھی اسکے سامنے۔۔۔  
اتنے مجرم کو ہینڈل کرنے والی لڑکی جو خود ایس پی کے عہد پر تھی وہ برہان علی کے سامنے کچھ کہنے بولنے کی ہمت نہیں پاتی تھی۔۔۔

ایک دفعہ کی تھی اسکی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر جب یونیورسٹی کے دن تھے۔۔۔  
تب اس کھڑوس نے بری طرح جھڑک دیا تھا کہ وہ ایسے ریلیشن شپ کا قائل نہیں۔۔۔  
پھر صرف دور سے دیکھ کر ہی وہ اپنی آنکھوں کو سکون دیتی تھی۔

اور دوسری بار اسکی شادی سے پہلے پرپوز کیا تو پہلی فرصت میں انکار ملا کہ اسکا ابھی شادی کا دور دور تک ارادہ نہیں۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے شیریں وہ میرے پیچھے نہیں پڑی تھی میں اسکے پیچھے پڑا تھا، مجھے اس سے شادی کرنی تھی کیونکہ میری بیٹی اسے چاہتی تھی ماں کے روپ میں، اس سے اچھا کردار کیا ہوگا کہ میرے صرف ایک ماہ کہنے پر اس نے کبھی پیش قدمی نہیں کی۔

مجھے امید ہے اب تم سمجھ گئی ہوگی کہ میں۔۔۔

آئی ایم سوری کہ میں آپ سے کبھی شادی نہیں کر سکتا اگر مسکان ناہوتی تب بھی۔" برہان کو اپنی ماں کی

باتوں پر جتنا غصہ تھا اتنا ہی خود پر کہ وہ اپنی ماں کو سہی جواب کیوں نادے سکا جھونے دو منٹ نا لگائے اس لڑکی کو جگنوں تھما دئے۔

ساکت سی سنتی شیریں کے آنسوؤں گالوں پر لڑکھ گئے۔۔۔

"آخر مجھ میں کمی کیا ہے برہان علوی میں نے سالوں لگائے تمہارے انتظار میں کہ ایک دن تم میرے ہو جاؤ گے اور اب جب ہو رہے ہو تو ایسا کیوں پلیز میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں ایسا مت کرو۔

میں اس لڑکی سے بھی بہت زیادہ محبت دوں گی تمہاری بیٹی کو پلیز مجھ سے شادی کر لو آئی رینی لویو برہان مجھے اپنالو۔" وہ روتی ہوئی بولی برہان سٹیٹا گیا لوگوں کو متوجہ ہوتے دیکھ کر۔۔۔

"شیریں اسٹاپ!! رو کیوں رہی ہو تمہیں اندازہ ہے لوگ کیسے دیکھ رہے ہیں تمہیں۔۔۔" وہ غصہ ہوا

"دیکھنے دیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

مجھے بتائیں کیا کمی ہے مجھ میں اتنی خوبصورت تو ہوں میں تم ایک بار غور کرو مجھ پر پلیز بس انکار نا کرو۔" اسکی منتوں پر برہان ساکت سارہ گیا۔۔۔

اسنے صرف سنا تھا کہ محبت اندھی کر دیتی ہے اور یہ لڑکی تو سچ میں اندھی ہو گئی تھی کہ اپنی عصمت کا بھی جنازہ ایک غیر کے سامنے نکال رہی تھی۔۔۔

اسکا ذہن خود بخود مسکان کو اسکے مقابلے لیکر آ گیا۔۔۔

"پہلی بات تو تم وہ تربیت نہیں دے سکتی میری بیٹی کو جو وہ دے سکتی ہے۔ شیریں آئی سوری مجھے یہ کہنا پڑ رہا

ہے کہ وہ تم نہیں، جو وہ ہے۔۔۔

میں حیران ہوں وہ بھی مجھ سے پیار کرتی تھی اور تم بھی۔۔۔

تم یوں منتیں کر رہی ہو اور اسے میں آفر کرنے لگا کہ مجھے چنوں اپنی محبت کو چنو پر وہ ٹھکرا کر چلی گئی۔۔۔

حالانکہ جنون کے رنگ میں نے اسکی آنکھوں میں دیکھے ہیں۔ پھر بھی وہ اپنی اتنی چاہنے بیٹی اور شوہر کو چھوڑ کر چلی گئی کیونکہ وہ کمزور ماں نہیں کر سکتی تھی اپنی عصمت پر اور مجھے لگتا ہے ہر لڑکی کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔" وہ بغیر اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھتا بولتا گیا۔

"آخر میں امی کی طرف سے میں تم سے معافی مانگو گا آئی ایم سوری۔" وہ کہہ کر وہاں سے جانے لگا تبھی ہچکیاں

روکتی شیریں نے اسکی پشت کو دیکھا۔

"سنو برہان!!" اسکی پکار پر وہ لب بھینچ کر رک اور مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟" وہ رک رک کر پوچھتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

وہ مسکرایا۔۔۔ "میں اپنی بیٹی سے محبت کرتا ہوں صرف اس سے ڈونٹ وری آئی ایم شیور مجھے اس سے محبت نہیں ہوگی۔" نظریں چرا کر کہتا وہ اندر روم میں چلا گیا۔

اور روتی ہوئی شیریں اسکے جھوٹ پر لب بھینچے اپنی ماں کو لیکر وہاں سے نکلی بغیر بوکھلائی آسیہ بیگم بی کی

سنیں۔۔۔

وہ اسکے پیچھے پور ٹیکو تک آئی پر وہ اپنے ماں باپ کو لیکر وہاں سے بغیر اف کیے نکلتی چلی گئی۔۔۔  
اسکا ارادہ اب اپنے بکھرے دل کو سنبھالنے کیلئے یہ شہر ہی چھوڑنے کا تھا۔

"آہ! آہ برہان یہ کیا کر دیا۔۔۔" آسیہ بیگم غصے سے سرخ دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے بیٹھ گئیں۔۔۔

"سنبھالیں بہن خود کو یہ لیں پانی پی لیں۔" بی نے جلدی سے پانی کا گلاس بھر کر دیا۔

آسیہ بیگم نے شکریہ کہتے تھام لیا۔۔۔

انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا اب کیا کرے دل کیا اپنا سر پھاڑ دے اس لڑکے نے تو کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔

"بھائی آپ! کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیا ہوتا۔" آلف جب باتھ لیے نکلا تو سامنے ہی بلیک تھری پیس سوٹ میں اپنے وجیہہ شاندار بھائی کو دیکھتے مسکرا کر پوچھا۔



برہان ایک سرسری سی نظر اسکے پھولوں سے سچے روم پر ڈالکر مسکرایا۔۔

اسے یقین تھا جیسے انکا شک ہے آلف پر وہ سب غلط ہوگا محض ایک غلط فہمی ہوگی۔

اسکا بھائی بہت معصوم تھا۔۔۔

پر دوسری طرف اسکا یوں رات کو چھپ کر گھر سے نکل کر ہڈی میں جانا پھرنا آنا۔۔۔

یہ بھی بڑا ثبوت تھا اگر وہ سچ میں آلف ہوا تو۔۔۔ اگر اسکی گھڑی کا کانٹیکٹ سعیر عالم سے ہوا تو۔۔۔  
"ہاں! کچھ نہیں بس تمہیں دیکھنے آیا ہوں۔" وہ پاس آکر مسکرائے بولا اور سامنے ہینگ اسکی شیروانی اٹھا کر بیڈ پر رکھی جبکہ آلف محبت بھری نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھتا گلے سے تولیہ نکال کر کانوچ پر پھنکتے بالوں میں برش کرنے لگا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے آج تمہاری شادی ہے اور اس حال والے روم میں اپنی بیوی کو لائو گے۔" برہان جھڑکتا  
تولیہ اٹھا کر ہینگ کرنے لگا

تب ہی برش پیچ کر ہنستا داسکے گلے میں بازو ڈالے اس سے لپٹ گیا۔

"میں تو اسے اپنے دل میں لا رہا ہوں بھائی صاحب آپ فکر نہ کریں ہماری بونی کا قہر اتنا ہے وہ سما جائے گی۔"

اسنے آنکھ دبا کر شرارت سے کہا۔

"داد تمیز کرو خبردار آج تمنے اسے بونی کہا تو۔۔" برہان نے گھور کر جھڑکا

"اچھا تو پھر کیا کہوں جانو شو نا بے بی؟" اسنے شریر نظروں سے دیکھتے ابرو اچکایا

برہان نے بازو بلند کر کے اسکی گردن میں ڈالا اور اسے شکنجے میں لے لیا کہ وہ کراہ گیا۔

"کچھ بھی کہہ دینا پر آج اسے ہرٹ مت کرنا اپنی بکواس سے۔۔" اسکے بال بکھیرتے وارن کیا

"نہیں بھائی! آج تو پیار والی رات ہے میں کیسے اسے ہرٹ کروں گا اسکے لئے تو پھر ساری زندگی پڑی ہے۔"

آنکھ دبا کر کہتے وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

"بہت بد تمیز ہو گئے ہو داد یہ سب تمہارے دوستوں کی لینگو تاج بول رہے ہو شرم کرو میرے سامنے۔"

برہان اپنی جھینپ مٹانے کیلئے مصنوعی غصے سے بولا۔

"ہا ہا کیا بھائی انہیں تو آج انٹری نہیں دی کیونکہ مجھے معلوم تھا وہ کوئی حرکت ضرور کریں گے میرے روم

میں جانے پر اسلئے سب کا پتہ گیٹ پر ہی کاٹ دیا۔"

اسنے فخریہ اپنا کارنامہ سنایا۔۔۔

جب اسنے گارڈ سے سب کو پٹوا کر وہاں سے نکالا تھا۔  
بہت چیخ چلا رہے تھے داد کے مطابق کرونا وائرس کی طرح پراسنے ایک نہیں سنی۔

"اچھا اچھا بہت کر لی بکواس چلو جلدی تیار ہو کر باہر آؤ۔" اسنے چیٹ مار کر کہا اور زیر لب مسکراتا وہاں سے نکلا۔۔

پیچھے داد بالوں میں انگلیاں پھنسا کر سرخ سفید پھولوں کی لڑیوں سے سجے بیڈ کو دیکھتے قہقہہ لگا اٹھا۔  
آنے والے وقت کو سوچ کر اسکا پور پور مسرور، مدہوشی کی دھن گائے جارہا تھا۔  
"آج تو بونی نہیں دل کی ملکہ آئے گی میری آنکھوں کی نور آئے گی۔" وہ گنگنا تا گولڈن شیر وانی پہننے لگا۔  
گاڑی پور ٹیکو میں روکتے وہ باہر نکلا بلیک ٹکسیڈو میں اسکا چوڑا پھیلا وجود سحر انگیز تھا۔۔۔  
کلانی میں پہنی مہنگی گھڑی پائوں میں بلیک چمکتے شوز۔۔۔  
بھورے بال جیل سے سیٹ کیے گئے تھے۔۔

اپنی باوقار مضبوط چال چلتا وہ دوسری طرف عین کے پاس آیا اور آہستہ سے اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالتے اسکا  
فراک ٹھیک کرنے لگا۔

"میں ٹھیک لگ رہی ہوں؟" اپنے بال پیچھے کرتے نرم مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ عالم سے پوچھنے لگی۔

میک اپ کی جگہ صرف اسے آئی شیڈولگا ہوا تھا باقی کی ہمیشہ کی طرح وہ سمپل ہی تھی۔

"خوبصورت!" سنجیدگی سے کہتا اسے شرمانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

وہ ہنستی اسکے ساتھ اندر آئی۔۔۔

کمال صاحب نے پہلی فرصت میں انہیں رسیو کیا اور لے جا کر انہیں صوفے پر بیٹھایا۔

حورا بھی اپنا فراک سیدھا کیے بیٹھی ہی تھی کہ تبھی ہی پچیاں بھاگتی اسکے پاس آئی۔۔۔ "آپی حور وہ دلہن آپی آپ کو اوپر بلارہی ہیں۔"

حور نے سن کر سر اٹھایا۔۔۔  
"عالم میں جاؤں؟؟؟" وہ ابھی کسی سے ملی بھی نہیں تھی حالانکہ کمال صاحب کا بہت دل کر رہا تھا زندگی میں پہلی بار اسے سینے سے لگانے کیلئے۔

اسکی معصومیت شویر کی فرمانبرداری وہ کافی غور سے دیکھ رہے تھے۔

"ڈر۔۔۔۔"

"جی مجھے یاد ہے جب ڈر لگے تو مجھے آیت الکرسی پڑھنی ہے۔" وہ مسکرائی بولی عالم نے سر ہلاتے اسے کھڑا کیا۔



اور وہ دائیں بائیں لڑکیوں کے ہاتھ تھامنے پر انکے ساتھ ساتھ قدم اٹھانے لگی تھی کہ سیڑھیاں چڑھ کر نور کے روم کے قریب ہی تھی جب تین لڑکیاں قہقہہ لگاتی سامنے سے بھاگتی اچانک سے اسکے ساتھ ٹکرائیں۔۔۔

"اوہ سوری سوری میم ایم ریٹی سوری میم آپکو چوٹ تو نہیں لگی۔" مٹھی میں پکڑے پینڈنٹ کے ساتھ، وہ اسے سنبھالے معذرت کر رہی تھی۔۔۔

"نہیں کوئی بات میں ٹھیک ہوں۔" حور مسکراتی اپنی گردن پر جلن محسوس کرتی الجھی

جیسے کسی نے کھینچ کر کچھ اتار اہو۔۔۔۔۔

پراسنے تو ڈائمنڈ نیکیس پہن رکھا تھا کیسے وہ اتارتی۔۔۔

"تھینکیو میم تھینکیو سوچ۔" وہ شکریہ ادا کرتی وہاں سے بھاگیں۔۔۔

جبکہ کان میں لگے عالم کے بلوٹو تھ سے اچانک سے آواز آنا بند ہو گئیں وہ چونک کر اٹھا۔

اور اوپر دیکھا تو وہ دروازہ کھولے اندر جا رہی تھی۔

"سب ٹھیک ہے؟" کمال صاحب اسکے بگڑے تیور دیکھ کر بوکھلا کر بولے

عالم ان پر ایک سرد نظر ڈال کر اوپر کی سمیت بھاگا۔۔۔

وہ سب کی نظروں کو انگور کرتا اوپر آیا تو نور کے روم کے قریب ہی اسے حور العین کا پینڈنٹ ٹوٹے ہوا ملا جیسے  
کسی نے کچل ڈالا ہو۔۔۔

اسنے اٹھا کر دیکھا تو وہ ٹوٹ چکا تھا اور چپ ڈبچ ہو چکی تھی۔۔۔  
وہ لب بھینچے روم کے بند دروازے پر نظریں ڈالے وہاں سے نیچے اتر۔۔۔

وہ حور العین کو بدگمان نا کرتے اسکے اور بہن کے بیچ مداخلت نا کرتے لاؤنج میں آکر بیٹھ گیا اور اسکی نظریں  
سامنے ٹکی تھیں نور کے روم پر۔۔۔

مہوش علی

\*-----\*

"ہاں ارمان بولو!" موبائل کان سے لگائے برہان نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"سر ہمارا شک صحیح تھا بالکل آپکا بھائی ہی آلف ہے یہ گھڑی عالم کے گھر کی ہے اس میں موجود چپ سے وہ

سب آپس میں کانٹیکٹ کرتے ہیں، سر ہم وہ بھی معلوم کر لیتے کہ کیا باتیں کرتے ہیں پر سر دوسری طرف  
انہیں پتالگ گیا تھا اسلئے وہ اپنے بچاؤ کر گئے اور چپ سیکنڈ میں ناکارہ ہو گئی کسی نے بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے  
اس چپ کو ڈی ایکٹوئٹ کر دیا۔۔۔

کہ ہم مزید کچھ جان ناپائے۔" ایک ہی سانس میں بتاتا ارمان رکا۔

برہان سپید رنگت کے ساتھ روم کی وسط میں بالکل پتلے مانند کھڑا تھا۔۔۔  
شاکد بے یقین سن دماغ کے ساتھ۔۔۔۔

"داد۔۔۔!! اسکا چھوٹا معصوم بھائی وہ ایک غنڈہ بن گیا تھا پر کیوں؟" بے یقینی ہی بے یقینی کا عالم تھا

"سرمہارے لئے کوئی آرڈرز؟" ارمان کی آواز اسے ہوش میں لائی۔۔۔۔

"پوری فورس کے ساتھ یہاں پہنچوں خاموشی سے، جلدی چند سیکنڈ میمنز سکینڈز میں۔" سرد بر فیلے لہجے میں  
اسنے حکم جاری کیا۔۔۔۔

اسے معلوم تھا عالم باہر موجود ہے اور وہ کیوں آیا۔۔۔

اپنے آدمی کی شادی اٹینڈ کرنے آیا ہے اب دیکھتا ہوں اسے۔۔۔

وہ سوچ کر یونیفارم اٹھائے باتھ روم میں گھس گیا اور جلد ہی چیخ کیے باہر نکلا ساتھ ہی ایک نظر اپنی سوئی ہوئی  
بیٹی پر ڈال کر پاس آیا اور ماتھے پر بوسہ دیتے اس پر بلینکٹ ٹھیک کیا۔

فل تیار ہوتے ڈیوٹی کیلئے اپنی پسٹل کی میگزین چیک کرتا اپنی لہو لہان ہوتی نظروں میں وہ لاش گھوم رہے تھے  
جو آلف نے قتل کیے تھے جنہیں اسنے خود ٹکڑے اٹھا کر جمع کیے تھے۔۔۔۔

\*\_\_\_\_\_\*\_\*\*\_\_\_\_\_\*

"فقط چند الفاظ کہنا چاہتے ہیں،  
نظروں کا وہ پیام دینا چاہتے ہیں،  
توجہ دیں۔۔

عرض یہ ہے۔۔۔

عشق دل آتش ہے،

محبت دلوں کی قاتل ہے،

دیوانگی تو حیوانگی ہے،

جنون موت کا پیغام ہے،

چاہت نے توڑ دیئے ہیں دل،

ہم آپ سے یہ کہنا چاہتے ہیں،

"جان" پڑھ کر تو سب روئے ہیں،

عمروں میں کچھ نہیں رکھا،

مان گئے ہیں یہ سب،

آپ ایک بار ہاں کر دیں،

ہم سیدھا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔"

کاؤنٹر سے ٹیک لگائے وہ گنگنار ہاتھ جبکہ سہمی ضبط سے سرخ چہرے کے ساتھ اسکے لئے بلیک کافی بنا رہی تھی۔



ابھی کچھ دیر پہلے ہی عالم اور عین کے جانے پر سہمی اپنے روم کیلئے سونے گئی تھی۔۔

پرا بھی کچھ منٹس ہی گزرے تھے کہ وہ اسکے روم کے دروازے پر موجود تھا۔

سہمی نے غصے نا گواریت سے پوچھا تو اسنے معصومیت سے کہا کافی بنا دیں

اور اسنے اسکے سہمی سلامت ہاتھوں کی جانب اشارہ کیا کہ وہ سمجھ کر سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔ اور سہمی سمجھی کہ

بات سمجھ آگئی ہوگی ابھی اسے آنکھ موندیں کچھ دیر گزری تھی کہ وہ پھر اسکے روم کے سامنے موجود تھا۔

اور سہمی تھپڑ مارنے کی پوری نیت سے نکلی تھی پراسکی خون بہاتی ہتھیلی کو دیکھتے اسکے اوسان خطا کر دئے۔

وہاں گہرائی سے کٹ دیا گیا تھا کہ سہمی بوکھلا کر اسکی کلائی پکڑے اندر لائی اور اسے کوستی عالم کو بتانے کی

دھمکیاں دیتی پٹی کی۔۔۔

تب پھر سے اسنے کافی کا کہا اور سہمی اب اسکے ہاتھ کا کہہ نہیں سکتی تھی تبھی پائوں میں سیلپر پہن کر وہاں سے نکلی،

رمشا تو کچھ دیر پہلے ہی عالم سے اجازت لیکر چلی گئی تھی۔ اور اب خود کے جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا

وہ آئی تو پیچھے پیچھے خود بھی آگیا اور اب اسکی بکواس۔۔۔

سہمی کا دماغ کھول اٹھا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" وہ چیخ کر بولی

"محبت ہے یہ سہمی جی آپ کیوں نہیں سمجھ رہی؟" وہ بھی آج ساری شرارتیں چھوڑ کر میدان میں اتر آیا پوری سنجیدگی کے ساتھ کہ سہمی اسکے تیور دیکھ کر گھبرا گئی۔

"دیکھو دماغ سے عاری انسان سمجھنے کی کوشش کرو میں نہیں کر سکتی تم سے شادی میری عمر کافی بڑھی ہے، تم کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کر لو اچھی زندگی گزارو گے میں کچھ نہیں دے سکتی تمہیں کیوں نہیں سمجھتے میری بات۔" وہ کہتی آخر میں چلا اٹھی کہ خاموشی سے سنتا عارب گلا کھنکارنے لگا۔

"مجھے نا آپ کی عمر سے غرض ہے نا جسم کی طلب بس مجھے آپ سے شادی کرنی ہے تو چاہے کچھ بھی ہو مجھے سمعیہ عالم سے شادی کرنی ہے۔" وہ اپنی بادامی برائون آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑھ کر بولا کہ سہمی کا سانس رک گیا۔

"رہی بات عزت کی تو میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں، اتنی جتنی میں خود کی نہیں کرتا۔ میں چاہتا ہوں آپ مجھے صرف ہاں میں جواب دیں تاکہ میں جب عالم سے بات کروں تو وہ مجھ سے ناراض نا ہو۔" وہ تحمل سے بولا سہمی نے گہرا سانس بھرا

"نہیں!! نہیں کروں گی تم سے شادی سمجھے کسی سے بھی شادی نہیں کروں گی۔" وہ دانت پیس کر بولی اور رخ موڑ کر اپنے آنسوؤں پینے لگی

آخر کیوں وہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ وہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔

کہاں وہ نوجوان عمر کا لڑکا اور کہاں وہ اسکی ڈبل عمر کی۔۔  
کسی بھی اینگل سے تو جوڑ نہیں بن رہا تھا پھر یہ کیوں پیچھے پڑ گیا تھا۔

"اگر اب اپنے انکار کیا تو سہی جی میری موت کی ذمہ دار آپ ہوں گی۔  
کیا آپ مجھ سے شادی کریں گی؟" اسنے اچانک وار کیا تھا کہ وہ ساکت سی رہ گئی۔

جبکہ وہ پیچھے کھڑا اسکے سر کو دیکھ رہا تھا۔

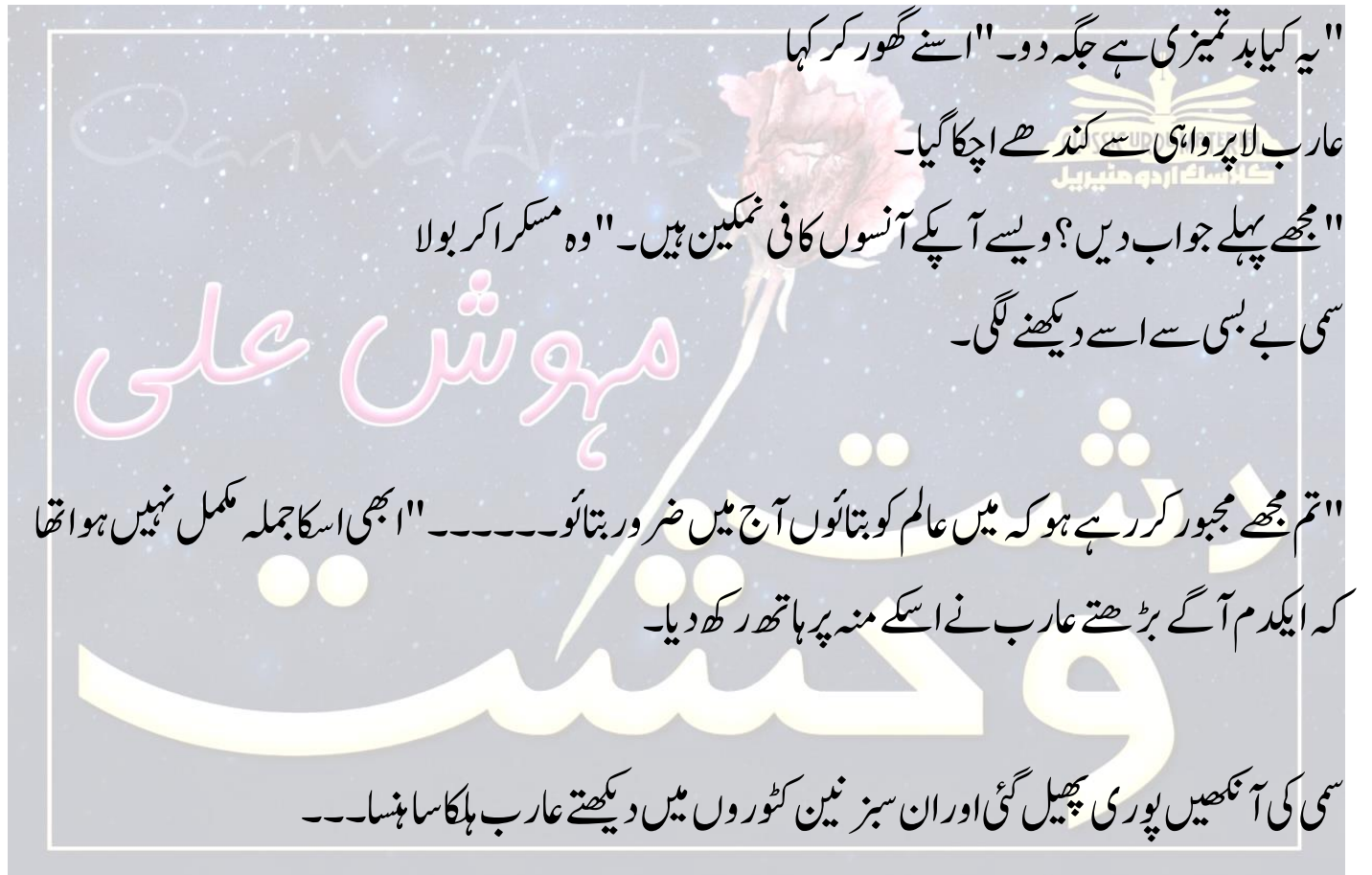
"عارب۔۔۔!!!" دھچکے کی صورت حال سے اسنے رخ موڑ کر اسے دیکھا جسکی آنکھیں اسے دیکھتی مسکرا  
رہیں تھی۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو مجھے ایسے؟" اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

"میں ہی کہہ سکتا ہوں آپکو یہ سہی جی۔" وہ انگلی بڑھا کر اسکے آنسوؤں پور پر اٹھاتا سہی کو دیکھنے لگا جو شذر سی  
اسے دیکھ رہی تھی۔

اور اگلے ہی لمحے اسے لگا اسکی سانسیں بند ہو جائیں گی جب عارب نے وہ آنسوؤں اسکی آنکھوں میں جھانکتے اپنے  
لبوں پر رکھ دیا۔

اچانک ہی سہی کو یہ بڑا سا کچن تنگ پڑنے لگا اور وہ لب بھینچ کر سرخ متغیر رنگت کے ساتھ وہاں سے جانے لگی تھی کہ ایک دم عارب اسکے سامنے آگیا۔  
نتیجہ وہ بری طرح اسکے سینے سے لگی کہ دونوں کے وجود میں کرنٹ سا پھیل گیا وہ دونوں بروقت خود کو سنبھال کر پیچھے ہٹے۔



"پیار کرتا ہوں آپ سے یہ بات آپکو سمجھ کیوں نہیں آرہی؟ عالم کو بتائیں یا اب ساری دنیا کو شادی تو میں آپ سے ہی کروں گا چاہے پھر آپکے لئے مرنا ہی کیوں نا۔۔۔۔۔  
وہ دونوں ابھی اپنی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے خود کو سنبھال بھی نہیں پائے تھے کہ اچانک نوٹیفکیشن سائرن بجا



لائونج کے چھت کے کونے میں لگی سرخ بتی اپنے مخصوص آواز کے ساتھ جلنے لگی۔۔۔

عرب کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔

وہ سہمی پر ایک نظر ڈالے اسکا گال تھپتھپا کر وہاں سے بھاگا اور اپنے آفس میں آکر کمپیوٹر چیک کئے تو اسکا دماغ مائوف ہوتے ہوتے بچا۔۔۔

کسی نے ہیک کر لیا تھا انہیں۔۔۔۔

"پر کس نے؟؟ اوہ مائی گاڈ کہیں آلف کی وایج؟" گھبرا کر سوچتے وہ چیئر گھسیٹ کر دیوار گیر لگے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا اور سامنے رکھے کی بورڈ پر تیزی سے انگلیاں چلانے لگا۔

سہمی مسلسل سائرین سے گھبرا کر اسکے پیچھے آگئی اور اب آفس اور کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے عرب کو دیکھ کر حیران رہ گئی جو پتا نہیں کن کن چیزوں سے الجھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ ابھی حیران پریشان دیکھ ہی رہی تھی کہ اچانک فضا میں جہاں فائرز کی ٹھاٹھا کرتی آوازوں کے ساتھ عرب کی غصے بھری دھاڑ نے اسے اندر تک سہا دیا۔

"میں نے اسے کہا تھا وایج سنبھالنا پر نہیں!! سارا سسٹم ہیک کر والیا۔۔" غصے سے غراتے اس نے اپنا موبائل نکالا اور سہمی کی کلائی اچانک پکڑتے اسے اندر کر لیا۔

وہ اس قدر حواس باختہ تھی کہ اس اچانک افتاد پر اسکا دماغ کچھ سمجھ نہیں پارہا تھا خاموش سی عارب کے ساتھ کھڑی سہمی ہر نی لگ رہی تھی۔

"ہاں عارب۔۔۔!" دوسری طرف آلف کی مصروف سی آواز آئی۔۔۔

"کہاں گئی تمہاری گھڑی آلف؟؟" وی غرایا آلف نے ٹھٹھک کر سنا اور پھر ناگواری سے ٹوکا

"یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا عارب؟"

"طریقہ بعد میں سیکھنا پہلے تمہیں عالم چھوڑے گا تب ناتمنے اپنی واج کہاں کر دی وہ پولیس اسٹیشن میں کیا کر رہی ہے آلف؟"

"ایک منٹ کیا بکواس کر رہے ہو واج تو میرے پاس ہے تم پاگل تو نہیں ہو گئے وہ باہر کیا کرے گی؟ میرے سامنے میری ٹیبل پر رکھی ہے۔"

میں نے کل ہی نور سے لے لی تھی۔" وہ جتا کر بولا اور برش پھینک کر اپنی گھڑی کے پاس آیا اور اسے غور سے اٹھا کر دیکھنے لگا۔۔۔

پل کو اسکی آنکھیں سکڑیں۔۔۔

دوسرے پل اسے زوردار دھچکا لگا کہ وہ ساکت سا اس واج کو گھورتا رہا۔

"آلف تمہارے بھائی کو معلوم پڑ گیا ہو گا بھاگو وہاں سے یہاں بھی فائرنگ ہو رہی ہے جلدی نکلو باہر فاسٹ۔" عارب نے کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی

جبکہ آلف وہیں کھڑا تھا گھڑی کو دیکھتا بت بنا۔۔۔

"نور.....!!!!!!"  
کلاسک اردو ہنر پیل

مسلسل بجتے موبائل نے کمال صاحب اور انکے ساتھ بیٹھے سب لوگوں کو متوجہ کر لیا۔۔۔  
عالم نے ناگواری سے اس وقت مداخلت کرتے بندے کو سوچا اور موبائل نکال کر دیکھا تو ان ناؤن نمبر سے  
کال آرہی تھی۔

وہ ایک نظر سامنے بندر روم پہ ڈال کر آس پاس شور شرابے سے تنگ آ کر اٹھا۔۔۔  
"سنو میری بیوی سامنے والے روم میں ہے خیال رکھنا میں دو منٹ میں آتا ہوں۔" کچھ سپاٹ سرد لہجے میں  
کہتے نکلا کہ پیچھے وہ جھٹ سے سر ہلا گئے۔۔۔

جبکہ عالم موبائل تھا مے وہاں سے سائیڈ آگیا کہ ایسی بھی کیا آفت دومنٹ کیلئے بھی نہیں بند ہو رہی تھی۔  
دوسری طرف ایسا کون سا بندہ تھا جو اسے اس جرات کے ساتھ ایسے بد تمیزی سے مسلسل کالز کرے۔

"سر۔۔۔۔۔ سحیر عالم وہ گھر پر اچانک کچھ غنڈوں نے حملہ کر دیا ہے اور سعی کو گولی لگی ہے عارب بھی کافی زخمی ہو گیا ہے میں ابھی آئی ہوں سر۔۔۔۔۔" روتی ہوئی رمشا کانوں کو چیرتی فائز کی آواز میں چیخ کرتا رہی تھی

"مجھے بچا لیں سعیر سہمی عارب کو بچا لیں۔۔۔" وہ حلق کے بل درد سے غرائی

"سہمی۔۔۔!!" اسکی دھڑکنیں بڑھ گئی۔۔

کیا اس بار اسکے پاس ہو کر بھی اسکی بہن کو تکلیف پہنچے گی اسکی موجودگی میں اسکی بہن تکلیف اٹھائے گی۔۔۔

Page 1804 | 3631



"سب ٹھیک ہے سعیر عالم کیا ہوا؟" وہ گھبرا کر اسکے پھرے روپ کو دیکھتے پوچھنے لگا جسکی سپید رنگت سے خون ٹپکنے لگا تھا جیسے۔

"سب ٹھیک ہے میری بیوی کا خیال رکھنا میں دو منٹ میں آتا ہوں داد کو کہنا اسکا پورا خیال رکھے میں اپنے گارڈز بھی بھیج رہا ہوں،

بتادوں پہلے اگر اسے خراش بھی آئی تو اچھا نہیں ہو گا یہاں سے جائو اور سیدھا داد سے کہو حور العین کے پاس رہے گو فاسٹ۔" وہ سرد لہجے میں ٹھہر کر بولا تو بوکھلائے ہوئے کمال صاحب سر ہلاتے پیچھے کی طرف بھاگے اور سعیر ایک نظریں سارے ماحول پر ڈال کر اپنے آدمیوں کو کال کرتا وہاں سے بھاگنے کے انداز میں نکلا۔۔۔

اسے امید تھی برہان اور داد کی موجودگی میں اسکی بیوی پر آنچ نہیں آئے گی اور اب تو اسکی بہن کے روم میں تھی اسکے پاس ضرور مزید کچھ نا تو اسے لوگوں کی باتوں سے بچائے گی جب وہ یہاں پہنچے۔۔۔۔

جہاز کی رفتار سے اسکی سیاہ لمبی گاڑی علوی ولا سے نکلی۔۔۔

دماغ دل پر صرف اسکی بہن چھائی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ سے وہ بار بار عارب کو کالز کر رہا تھا پر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا اسے مزید ٹینشن ہونے لگی۔۔۔

اب اس سب میں وہ صرف ایک ذات کو ہی یاد کر سکتا تھا کہ اب اسکی بین کو کسی آزمائش میں نا ڈالے ورنہ عالم نہیں جی سکے گا۔

"اب تو مینے کال کر دی اب مجھے آزاد کرو جانے دو مجھے۔۔۔" اپنی محبت کی اپنے ہاتھوں سے بربادی پر پھوٹ  
پھوٹ کر روتی رمشا گڑ گڑائی

اور اسکی گڑ گڑاہٹ پر سامنے بیٹھے وجود قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔  
"یا اللہ یہ مینے کیا کر دیا ایک تو اپنے ہاتھوں سے اس ایس پی کو اپنی محبت کی سچائی بتائی دوسرا اب جان بچانے  
کیلئے اسکی زندگی خوشیاں تباہ کر دیں، میں سچ میں سعیر عالم آپ کے لائق نہیں۔۔۔ آپ مجھے کیسے معاف کریں  
گے اب۔۔۔  
میں کیسے خود کو معاف کروں گی آپکی بربادی پر۔۔۔۔۔" وہ دل میں سوچتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔۔۔  
سامنے اسکے ماما می چیمپر پر بندھے بے جان پڑے تھے جبکہ اسکی کزنز ایک شادی اٹینڈ کرنے گئی تھیں۔ یہ بھی  
شکر اللہ کا تھا کہ وہ وہاں موجود نہیں تھی ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا۔۔۔  
وہ کچھ دیر پہلے ہی یہاں گھر پہنچی تھی۔۔۔  
اسے دیکھتے ہی ماما می کے ماتھے پر بل پڑ گئے جیسے وہ اپنے گھر نہیں ان کے گھر آئی ہو۔۔۔

اسکا دل کیا واپس بھاگ جائے سعیر عالم کے گھر جہاں وہ خوشی سے سانس لے سکتی تھی جی سکتی تھی اسکی  
موجودگی میں۔

پروہ جانہیں سکتی تھی کیونکہ اسکا دل اسے چین سے رہنے نہیں دیتا تھا جب جب وہ سعیر کے قریب اس لڑکی کو دیکھتی تھی وہ کبھی خوشی سے نہیں رہ پاتی وہاں بھی اور شاید یہ اس لڑکی کا ہی قصور تھا جس وجہ سے وہ اپنی محبت کو تکلیف دے چکی تھی۔

ابھی اسے گھر آئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اچانک سے گھر میں بلیک سوٹ بوٹ میں دراز قد والے آدمی اندر گھس آئے اور انہیں اپنے ہتھیار سے ہراساں کر کے اسکے ماما می کو اسکے سامنے چیڑ پہ باندھ کر ان پر گن پکڑے کھڑے ہو گئے تھے اور اسے سامنے بیٹھایا گیا جب ہی گرے سوٹ میں دراز قد کا بڑی اتج کا ایک سرخ سپید رنگت والا آدمی اندر داخل ہوا جسکے منہ میں سگار داہوا تھا۔۔۔

اسے دیکھ کر ناجنہ کیوں رمشا کے انگ انگ میں خوف کی لہریں اٹھیں وہ ہراساں پھیلی خوفزدہ آنکھوں سے اس مکر وہ مسکراہٹ والے حیوان کو دیکھنے لگی۔

کچھ بھی کہنے سے پہلے ہی اسکے ماما کی ٹانگ پر فائر کیا گیا اور اسے موبائل تھا گیا کہ وہ سعیر کو کال کرے اور کہے اسکی بہن مصیبت میں ہے اسے گولی لگی ہے۔۔۔

اسنے تڑپ کر انکار کیا کیونکہ وہ پریشان ہو جاتا اور کچھ الٹا سیدھا ضرور ہوتا تبھی وہ بھڑک کر انکار کر گئی پر اسے کیا پتا تھا اسکا انکار اسکے ماما کی دوسری ٹانگ کو بھی ناکارہ کر دیگا۔۔۔

اسے مجبور کر دیا گیا اسکے بازوؤں پر کٹ مار کر اسکے پائوں کے تلے پر جلتے شعلے رکھ کر کہ وہ خوفزدہ ہو روئے اور انکا کام آسان ہو۔۔۔۔۔

اور واقعی اسکی نانا اسکے پائوں کی جلتی اسکن اسے مجبور کر گئی کہ وہ کرے سب جو وہ کہنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔  
فضا میں اٹھتی اسکی چیخیں ساتھ اسکن کے جلنے کی بو وہ سامنے بیٹھامزے سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اسے چیخ چیخ کر

ہاں کرنا پڑا کہ وہ کرے گی کال عالم کو۔۔۔۔۔

"شبابش ہمیں معلوم ہے زندگی میں بڑی کشش ہے محبت سے زیادہ پر یہ کشش مجھے پھسکی لگتی ہے کیونکہ  
بلا سنڈیوٹی میرے پاس نہیں۔" وہ اپنی چمکتی مکروہ آنکھوں سے حور العین کو یاد کرتا بولا۔۔۔۔۔  
وہ صرف اسکی پہلی محبت نہیں اسکا جنون تھی۔۔۔۔۔

اسے حاصل کرنا قہر زمان کا جنون بن گیا تھا۔ کہ کیسے بھی کر کے اسے بلا سنڈیوٹی حاصل کرنی ہے۔۔۔۔۔  
اسے حاصل کر کے کنگ کو نیچا دیکھانا ہے جو اسنے شروع میں شروعات کر کے قہر زمان کو دیکھا یا تھا۔

اور پھر وہ کر گئی جلنے سے بچنے کیلئے جو اسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

اسنے اپنا موبائل اٹھایا اور عالم کو کال کرنے لگی۔۔۔۔۔

اسکی ہچکیاں بندھ گئی، چیخوں پر حلق میں خراشیں پڑ گئیں تھی۔۔۔۔۔



اسنے اپنی قسمت پر روتے ہوئے کچھ کالز کے بعد اسکے بولو کو دل کے تہہ خانوں میں اتارتے روتے بھاری آواز میں کہا تھا کہ سہی کو گالی جبکہ عارب زخمی ہو گیا ہے۔۔۔

سب کچھ قہر زمان کے پلان کے مطابق ہوا تھا وہ بات کرنے لگی تھی کہ فضا میں ٹھاٹھا کی آوازیں اسکے کانوں کے پردے پھاڑ گئے اور نشانہ اسکے ماما می تھے۔۔۔

جن کے چہرے پر گولیوں کے سوراخ دیکھتے ان سے خون رستے دیکھ کر وہ بلند چیخ مارتی قہر زمان کی گن کے نشانے پر اسے کہنے لگی۔۔۔

"کہ سہی کو بچالو"۔۔۔

وقت واپس وہیں آکر کھڑا ہو گیا تھا جہاں بلا سنڈ بیوٹی نے سہی کو بچانے کیلئے ایک بیسٹ کے قدموں میں آخری سانسیں لینا چاہیں تھی۔۔۔

اور آج محبت میں سسکتے جلتے وجود نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنوں کو گنواتے ہوئے اس سے جھوٹ بولا کہ سہی کو بچالو۔۔۔

دونوں ہی محبت کی ماری تھیں ایک شہزادے کے انتظار میں بیسٹ کے سامنے جھکی تھی اپنی عزیز جان کو بچانے کیلئے جبکہ دوسری بیسٹ سے محبت کرتی شہزادے کو دھوکہ دے بیٹھی تھی۔۔۔

"سراسکا کیا کرنا ہے؟؟؟" بیہوش پڑی رمشا کو دیکھتے اسکے آدمی نے پوچھا۔۔۔

دھڑکتے دل سے زمان حور العین کا سوچتے سر ہلایا۔۔۔

"چھوڑ دو اسے بیسٹ کیلئے گفٹ۔۔۔!"

کہ اسکے راستے میں بہت پڑی ہیں پر قہر کو بیوٹی کے علاوہ کوئی نہیں بھاتی۔ "خوشی سے قہقہہ لگاتے وہ بولا اور

ایک بھر پور نظر رمشا کے سراپے پر ڈالتے وہاں سے مڑا۔۔۔

اسکے قدموں میں رفتاری تھی وہ جلد از جلد بیوٹی کے پاس جانا چاہتا تھا۔۔۔

اور گاڑی میں بیٹھتے ہی اسکے موبائل پر مطلوبہ کال آنے لگی۔۔۔

اسنے دیکھتے پھر سے قہقہہ لگایا "یور ایجنٹ از کمنگ انوسنٹ بیوٹی۔"

گاڑی گھر سے رخ موڑ چکی تھی اور ایک کے بعد دوسری گاڑیاں علوی ولا کیلئے روانہ تھیں۔

\*-----\*-----\*

"نور تم کچھ بول کیوں نہیں رہی میں کب سے خاموش بیٹھی ہوں تمہیں کچھ نہیں کہنا مجھ سے؟" حور اکتا کر

بولی

نور نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسکے چہرے کو دیکھا اور پھر لاک ڈور کو دیکھا۔۔۔

"صرف دو منٹ حور پھر ہم آزاد اپنی زندگی گذاریں گے۔" وہ دل میں بولی

"وہاں ہوں گے جہاں ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔۔ میں تمہاری آنکھوں کا نور تمہاری زندگی کی خوشی بنوں گی، ہم دونوں صرف ایک دوسرے کیلئے ہیں تم اس حیوان کی نہیں ناہی میں اس غنڈے کی ہوں۔

اسنے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ ہمیں یہاں سے لے جائے گا اور سکون والی زندگی دیگا۔۔۔" من ہی من میں مسکراتی وہ حور کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر بوسہ دے گئی۔۔۔

"نور۔۔۔!" حور نے نم آنکھوں سے اسکے پیار پر کچھ کہنا چاہا کہ تب ہی باہر دوسری طرح برہان کی دھاڑیں آلف کے روم پر تھی۔۔۔۔

"میں کہہ رہا ہوں داؤد دروازہ کھولو ورنہ بہت بچھتاؤ گے۔۔۔۔"

جواب دو مجھے اس سب کا کیوں آخر کیا تمنے یہ سب جواب دو دروازہ کھولو۔۔۔۔" وہ دھاڑتا دروازے پر لاتیں رسید کر رہا تھا جبکہ حور ساکت سی سن رہی تھی البتہ نور العین کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی۔۔۔

وحشت کا سانپ پھر سے کنڈلی مار کر سینے پر بیٹھ گیا۔ وہ کپکپاتی بند دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں کمال صاحب کی پکاریں تھیں جبکہ دوسری طرف برہان تھا آلف کے روم پر۔۔۔۔

وہ مضبوط نہیں تھی کافی ڈرپوک تھی اور اب تو اس صورتحال سے اسکی جان نکل رہی تھی۔۔۔

"اللہ ہمیں ان سے بچالیں یا اللہ ہم معصوم ہیں ہمنے کچھ نہیں کیا۔" وہ روتی ہوئی خاموش بیٹھی حور کو دیکھتی منہ پر ہاتھ رکھے بولی۔۔۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے نور برہان اور تم دروازہ تو کھولو تا یا ابو ہیں دروازے پر پاگل۔" وہ اٹھنے لگی کہ نور نے لرزتے ایک دم اسے تھام لیا۔

"نہیں یہیں بیٹھی رہو حور آج تمہاری آزادی کا دن ہے انہیں چھوڑ دو انہوں نے ہمیشہ ہمیں تکلیفیں دیں ہیں مت سنوائی۔۔۔" وہ سسکتی ہوئی بولی کہ حور کچھ سمجھ نہیں پائی۔۔۔۔

"عالم آپ سن رہے ہیں مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے مجھے باہر نکالیں یہاں سے۔" وہ اپنی گردن پر ہاتھ رکھتی ہر اسماں ہو کر بولی

"نور دروازہ کھولو مجھے عالم کے پاس جانا ہے پلیز۔۔۔۔" وہ تڑپ کر کھڑی ہوئی اور بے چینی سے بولی۔۔۔

"کچھ نہیں ہو رہا میری جان تم بیٹھو یہاں سب ٹھیک ہے ابھی۔۔۔۔ اسکا بھی جملہ مکمل ہی نہیں ہوا تھا کہ دھاڑ سے کھڑکی پٹ کھلا اور آلف کو ڈکرا کر اندر روم میں داخل ہوا۔

حور نور نے ہر اسماں ہو کر کھڑکی کی سمیت دیکھا



وہ اندھیرے کی رانی کیا دیکھتی خاموشی پریشان کھڑی رہی جبکہ نور کے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔  
وہ خوفزدہ سی پیچھے ہوئی۔۔۔

"گھڑی کہاں ہے نور العین؟؟؟" سرخ انگارہ آنکھوں سے وہ بلیک بنیان اپنے چوڑے سینے پر پہنے اسکی سمیت  
بڑھتا سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

"ک۔۔۔ ک۔۔۔ کون سی گھڑی۔۔۔؟؟" وہ روتی ہوئی ہکلا کر بولی اور اسے وحشت سے بھری آنکھوں سے  
دیکھنے لگی۔

اسکا پور پور اسے دیکھ کر سن پڑ گیا تھا ٹانگیں شل ہو رہی تھی۔۔۔

"شٹ اپ!! میری گھڑی کہاں ہے جو میں نے یہاں رات کو رکھی تھی اور پھر مجھے یہ اسکی جیسی دوسری ملی؟؟؟  
کیسے کیا تم نے یہ سب کون ملا ہوا ہے تمہارے ساتھ دھوکہ دیا ہے تم نے آلف کو!!! چیٹ کیا ہے داؤد کو!!!"  
ایک جست میں فاصلہ ختم کرتے اسنے غصے سے دھاڑتے اسکے دونوں بازو جکڑ لیے۔۔۔

چھ۔۔۔ چھوڑ مجھے جانے دو۔۔۔!!" وہ روتی ہوئی خود کو چھڑوانے لگی۔۔۔

"جواب کس کے ساتھ ملی ہوئی ہوا ایڈیٹ؟؟؟" وہ غرایا اور اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا

"نہیں بتائوں گی مار دیں مجھے تم جیسے حیوان کو پھانسی تک پہنچا کر رہوں گی! خونی ہو تم غنڈے دھوکے باز انسان ہو کر انسان کو مارنے والے آدم خور ہو۔۔۔" وہ بھی گلا پھاڑ کر بولی

حور سن ہوتے دماغ سے خوف سے نیلی پڑتی وہیں کھڑی کیکپار ہی تھی۔۔

"عالم آجائیں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" وہ دائود اور نور کی چیخوں پر سہمی ہوئی تھی اور سر گوشیوں میں اسے بلاتی اب آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی۔۔۔

چٹاخ۔۔ دوسرے ہی پل زوردار تھپڑ کی آواز روم کے فضا میں گونج اٹھی

"تم مجھے دھوکہ دو گی اپنے داد کو میرا اعتبار توڑو گی مجھے تکلیف پہنچاؤ گی!!" وہ چیختا اس پر اور اسکا جبرٹا مٹھی میں جکڑ گیا

"تیار رکھنا خود کو میرے انتقام کیلئے۔۔"

مجھے تو برباد کر دیا بونی اب اپنی بربادی کا سوچنا۔۔ کہ آلف دھوکہ بازی پر کیا سزا دیتا ہے۔" اس کے چہرے

کو بالکل اپنے سامنے کرتے اسکی پھیلی آنکھوں میں دیکھتا غرایا

جبکہ باہر آسیہ بیگم، کمال صاحب، بی سب کی دھاڑیں تھی کہ وہ کیا کر رہا ہے اسکے ساتھ۔

برہان لاتوں اور کندھوں کے وار سے ڈور کالا کر توڑ کر جب اسکے روم میں داخل ہوا تو پہلے ہی اسے وہاں سے غائب پایا

"آلف۔۔۔!!" وہ دھاڑا اور باہر نکلا کہ پاس والے روم سے آلف کی آوازیں سنائی دی اور وہ چونک اٹھا۔

"سرہمنے سارے کیسٹ کو نکال دیا ہے اور گھر کو بھی گھیر رہے ہیں۔" ارمان ایس ایچ او بھاگتے اسکے پاس پہنچے۔



"نور حور دروازی کھولا۔۔!!" وہ اپنے ماں باپ کو پیچھے کرتا خود دروازہ توڑنے لگا۔

مہوش علی

"یہ کیا کر رہے ہو برہان پاگل ہو گئے ہو؟" کمال صاحب اسکا بازو جکڑ کر غرائے اور پیچھے کھینچا۔

"پاگل نہیں ہو گیا بلکہ ہوش میں آ گیا ہوں۔۔۔"

پورا سال جس حیوان کو ڈھونڈتا رہا وہ میرے ہی گھر میں معصومیت کا چولہ پہن کر زندگی کرتا رہا اور میں اسکے

کالے ہوئے ٹکڑے اٹھاتا رہتا تھا۔ "وہ بولا نہیں گر جاتا تھا کہ کمال صاحب کو لگا اسکا دل بند ہو جائے گا وہیں

آسیہ بیگم اپنے معصوم بیٹے پر الزام بھائی بھائی کو دشمن دیکھ کر سینہ تھام گئی کہ بی نے بروقت انہیں سنبھالا ورنہ

وہ ضرور زمین بوس ہوتیں۔

"کیا بکواس ہے دماغ خراب ہے جو میرے بیٹے کے بارے میں ایسا کہہ رہے ہو؟" اسے بازو سے پکڑ کر دروازے سے دور پھینکتے کے انداز میں کرتے غرائے

"ہاہاہا بوا ہو گئے ہم اس معصوم انسان کے ہاتھوں بیوقوف بنالیا اسنے سب کو بیوقوف مگر اب نہیں وہ کوئی نہیں نہیں آلف ہے عالم کا آدمی وہی غنڈہ جسنے اتنے خون کیے ہیں لوگوں کو کاٹا ہے۔۔" قہقہہ لگاتے اسنے اپنے باپ کو پیچھے کیا اور ارمان ایس ایچ او کو اشارہ کیا جو دروازے پر ٹوٹ پڑے۔۔۔

آلف نے روتی کانپتی نور کو دیکھتے حور کو دیکھا۔۔۔  
"گھبراؤ نہیں گڑیا عالم یہیں ہو گا وہ تمہیں لے جائے گا یہاں کوئی تمہیں تکلیف نہیں دیگا خاموش۔" وہ اسکا کانپتا وجود محبت سے ساتھ لگاتے سر پہ بوسہ دیکر نور کو دیکھا جو ہاتھوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔  
دلہن کے سراپے میں وہ داد کو اس قدر زہر لگی کہ دل کیا اسکے وجود سے نوج کر اپنے سجاوٹ کو اتارے۔۔۔  
"برہان کے ساتھ ملی ہوئی ہونا یاد رکھنا بھولوں گا نہیں میں تمہیں صرف دو دن۔" دروازے کو ٹوٹتے دیکھ کر وہ کھڑکی کی طرف جاتا ہوا بولا اور اس پر ایک آخری نظر ڈال کر وہاں سے نیچے پائپ پر اتر گیا۔۔۔

اسی پل ٹھاکے ساتھ دروازہ کھلا کہ حور اور نور کی چیخ نکل گئی۔۔۔

بی نے بھاگتے ہوئے آگے بڑھتے حور کو آغوش میں بھرا جو سانس مشکل سے لے رہی تھی۔

جبکہ روتی ہوئی نور شکایت کرتی نظروں سے برہان کو دیکھتی رہی جو کھڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔



"چلو۔۔۔!!" اسنے سرد لہجے میں حکم دیا۔

"برہان بیٹے وہ تمہارا چھوٹا بھائی داد ہے" آسیہ بیگم نے روتے ہوئے احساس دلایا

"کچھ نہیں میرا وہ ایک مجرم ہے اسی وقت صرف اور اسے وجہ بیان کرنی ہوگی اگر اسنے سچ میں یہ راستہ چنا ہے تو میں اسے پھانسی تک خود پہنچاؤں گا جسنے پتا نہیں کتنے معصوم یتیم کیے ہیں۔" گرج کر کہتا وہ حور العین پر آخری نظر ڈال کر وہاں سے نکلا۔۔۔

مہوش علی

پچھے وہ بے دم ہو کر نیچے بیٹھ گئی۔۔۔  
"مرکیوں نہیں جاتا میں!! میرے بھائی کی بددعائیں ہیں مجھ پر آج میں برباد ہو گیا میرے پاس کچھ نہیں بچا۔" کمال صاحب کی دھاڑیں عروج پر تھیں

دفعۃً باہر فائر ز ہونے لگے

حور عالم کی سدا لگائے روتی بی بی میں چھپ گئی جبکہ نور کے چہرے پر رونق آگئی۔۔۔

وہ اب چلی جائے گی اپنی بہن کے ساتھ یہاں سے۔۔۔ اسنے حور کو دیکھا اور سوچا۔

"مائی بلا سنڈ بیوٹی۔۔۔!!"

سٹی کی دھن کے ساتھ لائونج میں قہقہہ گونجا

"مما۔۔!!" حور سن کر اچانک چیختی وحشت زدہ سی قہر زمان کی آواز پر دھاڑیں مارتی خود کو نوچنے لگی۔۔۔

"عالم۔۔۔ عالم مجھے بچا لو وہ آگئے عالم۔۔۔"

مجھے نہیں بننا رکھ۔۔۔۔۔" اسکی چیخوں پر نور کے ساتھ سب کو سانپ سونگھ گیا۔

جبکہ وہ ہاتھ پیر مارتی اپنے بال نوچتی پیچھے کھسک رہی تھی۔

قدموں کی دھمک سیڑھیوں کی طرف آئی اور حور کو لگا وہ آخری سانسیں لے رہی ہے۔۔۔

"مجھے نن۔۔۔ نہیں جانا۔۔۔ پاپا۔۔۔!!" وہ سسکی ارنفی میں ہلایا تب ہی گردن اسکی ایک طرف لڑکھ گئی۔۔۔

\*\_\_\_\_\_\*

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے عارب تم جلدی سے عالم اور شہزادی کو بلا لو جلدی کرو میرا دل پھٹ جائے گا۔" سسی روتی ہوئی بولی

"کچھ نہیں ہوتا آپ لیٹ جائیں میں بلاتا ہوں دونوں کو۔" وہ اسے زبردستی بیڈ پر لیٹا کر بولا۔

"اگر گولیاں یہاں آگئی تو؟؟؟" اسنے ڈر کر پوچھا عارب مسکرا دیا

"نہیں آئیں گی کیونکہ گھربلٹ پروف ہے اتنی آسانی سے نہیں بنا۔" وہ کہتا اس پر کمفرٹ درست کرنے لگا۔

"تم عالم کو کال کرو جلدی۔" وہ گھبرائی بولی

"اوکے۔۔" وہ کہہ کر اٹھا کہ سہی بدک کر بیڈ سے اٹھ بیٹھی اور گھبرا کر عارب کی کلائی تھامی۔

"یہیں کال کرو۔"

"یہاں موبائل نہیں آفس میں رکھا ہے دو منٹ کر کے آتا ہوں یہاں آپ سیف ہیں۔" وہ اسکا ہاتھ تھپتھپا کر

بولا

سہی اسکا لمس پا کر مچل کر ہاتھ کھینچتی جلدی سے سر ہلا گئی۔۔

"ٹھ۔۔۔ ٹھیک ہے جائو جلدی۔۔۔!" اسنے نظریں پھیر کر کہا عارب مسکراتا وہاں سے نکلا۔

اسکے لبوں پر صرف ایک ہی دعا تھی کہ آلف بچ گیا ہو۔۔۔

وہ لائونج میں داخل ہوا تو سامنے سے بھاگتے اندر آتے سعیر کو پایا

فائز کب کے رک چکے تھے شاید وہ صرف اسے ہر اسماں کرنے کیلئے تھے۔

"سمی!! سمی میری جان کہاں ہو تم!" وہ اندر داخل ہوتے مچلتے دھاڑا کر پکارا کہ بوکھلائی سی اسکی دھاڑ پر سمی ایک دم باہر کو بھاگی۔۔۔

اور اب عالم دونوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"تم دونوں ٹھیک ہو؟" وہ نا سمجھی سے دیکھتا پوچھنے لگا۔  
"عالم شہزادی!! میری شہزادی کہاں ہے؟" سمی اسے اکیلے دیکھ کر بولی

اور سعیر کا پہاڑ نما وجود ہوا ہونے لگا۔۔۔  
اسکی زرد رنگت پر عارب کا دل دھڑکنا بھول کر سست پڑ گیا۔  
"کچھ ایسا مت کہنا کہ تم اسے چھوڑ آئے ہو عالم۔" عارب اچانک غرایا  
وہ ہوش میں آیا اور اپنی بہن کی پھیلی آنکھوں کو دیکھا۔

"میں اسے کھو نہیں سکتا تھا!" اسنے بے بسی بتائی اور قدم پیچھے لیے۔  
کانوں میں زندگی سے کھلکھلاہٹیں گونج اٹھیں۔

"مت کہنا یہ کہ تم اسے کھو آئے ہو!" عارب زخمی شیر کی طرح گرجتا باہر کی طرف بھاگا کہ اسی پل سعیر نے  
اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔



"میری زندگی کا خیال رکھنا۔" وہ سہمی کی ویران آنکھیں دیکھتا زخمی سا مسکرا کر بولا

"مجھے معاف کرنا ہر بھائی ایسا ہوتا ہے۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

اور اٹے قدموں سے مڑا۔



"اس ڈاکٹر کے سونٹکڑے کرنا عارب یہ میرا آخری حکم ہے تم پر۔۔۔۔۔" وہ ساکت اسکی پشت کو دیکھتے رہے

جو نظروں سے اچانک ہوا کے جھونکے کی طرح غائب ہو گیا۔۔۔۔۔

"مائی بیوٹی۔۔۔!!" مکر وہ مسکراتی آواز کے ساتھ اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کے پٹ کو کھولا

روم میں موجود کمال صاحب اس انجان کو یوں اندر داخل ہوتے دیکھ کر بپھر گئے۔

"کون ہو اور اندر کیسے آئے۔۔۔؟؟" وہ آگے بڑھے جبکہ زمان مسکراتی نظریں دلہن بنی نور کے پورے

سراپے پر بھرپور ڈالتا اپنی بیوٹی کو ڈھونڈنے لگا۔

"بیوٹی دیکھو میں آگیا میرے پاس آؤ۔" وہ تمسخرہ اڑاتا بولا اور نور اس انجان کو سامنے دیکھتی وحشرہ

تھی۔۔۔

اس شیطان جیسے شخص کو دیکھتے اسے اعصاب شل ہونے لگے تھے۔۔۔  
یہ کون تھا اور ایسے کیسے اندر آ گیا تھا۔۔۔

باہر شدید مقابلہ بازی ہو رہی تھی پولیس اور زمان کے آدمیوں کے بیچ۔۔۔  
اور خود انہیں مقابلے کیلئے چھوڑ کر ان دونوں کو جلد از جلد یہاں سے لے جانا چاہتا تھا۔۔۔

کمال صاحب کی بات تو اسنے جیسے سنی نہیں تھی۔۔۔ بلکہ بے تابی سے اب حور کے وجود کو ڈھونڈ رہا جو بی کے  
بھاری بھر کم وجود کے پیچھے تھی جس پر زمان کر تڑپزدہ نظریں نہیں پہنچ پارہی تھیں۔

اسکا پہلے ہی پلان تیار تھا۔۔۔ جب سے اسنے حور العین کو دیکھا تھا اس دن سے اسکی نظریں اس پر ہی تھیں اور وہ ہر  
ہر حرکت پر نظریں ٹکائے بیٹھا تھا۔۔۔

اسکا دوسرا پلان تھا عالم کے گھر سے حور العین کو نکالنا پر وہاں اس قدر سیکیورٹی تھی کہ ایک چڑیا کا گھسنا بھی  
ناممکن میں سے تھا۔

اور پھر اسنے آلف پر نظریں رکھائیں جہاں اسے جلد ہی اسکی کمزوری سامنے اور بغاوت کی بو آگئی۔۔۔

نور العین جو آلف سے انجان تھی اور اسے سعیر عالم اسکے آدمی آلف سے سخت نفرت تھی۔۔۔

اسی کا ہی زمان نے فائدہ اٹھایا اور اسکا نمبر حاصل کرتے اسے جلدی سے یقین دلا کر قبضے میں کر لیا۔ اور وہ تو جیسے  
آزادی کی آہٹ پر بیٹھی تھی جلد ہی اس نام نہاد ایجنٹ کے قبضے میں آگئی۔۔۔

اور پھر جیسے جیسے وہ کہتا گیا وہ فرمانبرداری سی کرتی گئی کیونکہ بہت معصوم تھی دنیا کی سیاہی سے انجان جو اسکی بہن جھیل چکی تھی۔

وہ چاہتا تھا وہ ایس پی کو برباد کرے جس نے اسے برباد کر دیا تھا۔ پر اس عالم اسکے آدمیوں نے اسے ہر جگہ سے بچا لیا۔۔

ہر جگہ سے ناکام ہوتے اس نے صرف آلف کی شادی کا انتظار کیا تھا اور اسکی خوش قسمتی کہ وہ بھی جلدی سے ہو گئی۔۔۔

اور اپنی اس معصوم پارٹنر کے ہاتھوں آلف کو ہٹایا گھر سے برہان کو اسکے پیچھے بھیجا پلان کے تحت عالم کو رمشا کے وسیلے نکالا اور اب خود منزل پر کھڑا تھا۔۔۔

"کک۔۔ کون ہو تم؟" لٹھے کی مانند پڑتی رنگت سے وہ سن وجود کے ساتھ اسے دیکھتی پوچھنے لگی۔۔

زمان نے مداخلت پر کچھ ناگواریت سے اسکی طرف دیکھا اور اس حیوان کا دیکھنا کچھ اس طرح تھا کہ وہ روح تک لرزا اٹھی۔۔

"مجھے نہیں پہچانا؟؟" اس نے منصوبی حیرت سے پوچھا نور خوف سے اپنی بہن کی حالت اور کمال صاحب سب کی نظریں اپنی طرف دیکھ کر رونے جیسی ہو گئی۔۔۔

"کون ہو دفع ہو جاؤ میں نہیں جانتی آپکو۔۔"

"زبان سنبھال کر!!" اسکی چیخ کر وہ غرایا کہ سب کے سب سہم کر رہ گئے۔۔۔

"ہو کون بھی نکلوا پاگل ہو گئے ہو۔۔!" کمال صاحب باہر شدید فائرنگ کی آواز پر غصے سے دھاڑے

"ہونے والا داماد۔۔۔!! بیوٹی کا پرنس۔۔!" وہ تہتہ لگتا بولا

نور نے وحشت زدہ ہو کر حورالعمین کی طرف دیکھا اور اسکے تعاقب میں زمان نے بھی دیکھا

چیخ کلر کا اسکا آنچل اور شوز میں مقید پاؤں اس میں پہنی پازیب دیکھتے اسکی شیطانی آنکھیں چمک اٹھی بلکہ لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

اسنے مچلتے دل کو سنبھالا اور اسکے پورے وجود کو دیکھنا چاہا کہ سامنے ہی بی کو پایا۔۔۔

"خبردار میری بہن کی طرف دیکھا بھی۔" وہ غرا کر کہتی حور کی طرف بھاگی اور اسکے سر کو خود میں چھپا لیا۔۔۔

اسے تو اس پاک ایجنٹ کا انتظار تھا یہ حیوان کہاں سے آگیا تھا جس کی آواز سننے اسکی بہن چیخ چیخ کر حواس کھو بیٹھی تھی۔۔۔

سالوں پہلے حور کا بلا سنڈ بیوٹی سے انکار کہ وہ بلا سنڈ بیوٹی نہیں۔۔۔۔

اور آج اس حیوان کا بلا سنڈ بیوٹی کہنا اور اسکی بہن کی حالت۔۔۔



کیا بیان کر رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا بس دل کر رہا تھا یہ شیطان نظروں سے دور ہو جائے جس دیکھتے خوف سرد لہرے وجود میں اٹھ رہیں تھی۔

برہان کہاں چلا گیا تھا کیا وہ داد کے پیچھے بھاگ گیا تھا اور اسے بچانے کیلئے ایجنٹ کیوں نہیں آ رہا تھا ابھی۔۔۔ اور یہ کیوں اسے پار ٹر کہہ رہا تھا کچھ بھی تو وہ چاہ کر نہیں سمجھ رہی تھی صرف خوف سے کمال صاحب کو دیکھتی ہچکیاں لیتی اپنی بہن کا سر سینے میں چھپائے بیٹھی تھی۔۔

"دور رہو میری بہن سے میں اسے کسی کو نہیں دوں گی۔" وہ چلاتی اپنے پہنے دوپٹے سے حور کے وجود کو چھپانے لگی۔۔۔ "مما پاپا ہم دونوں کو بھی بلا لیں۔" وہ سسکا اٹھی

"انوسنٹ بیوٹی کیوں وقت برباد کر رہی ہو ہٹو پیچھو چلو میرے ساتھ شباہ! اور تو بھی بوڑھیا ہٹ سامنے سے۔" اسنے بی کو کہا جو ہر اسماں اسے دیکھ رہی تھی۔

"کوئی نہیں ہٹے گا! بکواس بند کر کے نکلو ورنہ سیر آگیا تو آگ لگا دے گا تمہیں۔" کمال صاحب پھر کر غرائے

جسے سنتے زمان قہقہہ لگا اٹھا۔ "ایسے ہی آجائے گا؟ اسنے قہر زمان سے اسکی بیوٹی چھینی ہے۔۔ اسنے دھوکہ دیا ہے مجھے! میری بیوٹی کو اٹھا کر لے گیا تھا میں وہاں انتظار میں بیٹھا رہا کہ کب دن ختم ہوں گے اور میں اپنی بیوٹی کو واپس حاصل کروں گا اور یہ کنگ مجھے دگا دے گئے۔ پر اس بار نہیں۔۔۔!" وہ زخمی شیر کی طرح گرج رہا تھا اسکے زخم ہرے ہو گئے تھے اور بیوٹی کو دیکھنے کی تڑپ مزید بڑھ گئی۔۔۔

پر سامنے کھڑی بی کو دیکھتے اسکے اندر شعلے بھڑک اٹھے۔۔۔  
"مار دو تو مار دو میں اپنی بچیاں نہیں دوں گی۔" بی خو نخواستہ بنی چلائی اور نور کو سینے سے لگائے حورالعین کے  
آگے دیوار ہو گئی۔۔۔

"باہا ہار استہ مجھے خود اچھی طرح سے صاف کرنا آتا ہے۔" کہتے قہقہہ لگانے کے ساتھ ہی اسنے اپنی گن سامنے  
کی اور کسی کو بھی سمجھنے کا موقعہ دیئے بی کے ماتھے کا نشانہ لیتے فائر کیا۔۔۔

ٹھاکے ساتھ جہاں بی کے منہ سے اللہ کی سدا نکلی وہیں نور کی دل دہلا دینے والی چیخیں تھیں۔  
اسنے جیسے ہی بی کی کا حصار خود پر کمزور پایا چیخ اٹھی۔۔۔

"بی!! بی!! بی!! اٹھیے بی ہمیں چھوڑ کر مت جائیں بی۔۔۔!!" وہ چیختی ایک جانب لڑکھتی بی کو روتی جھنجھوڑنے  
لگی۔۔۔

"داد۔۔۔۔۔ برہان۔۔۔۔۔!!!" اسکے دل سے داد کی پکار نکلی اور وہ وحشر زدہ سی بی کے ماتھے سے بہتے خون کو  
دیکھتی پکاریں لگا رہی تھیں۔۔۔

جبکہ پیچھے پڑی حورالعین کے کپڑوں پر بی کے خون کی چھینٹیں پڑیں تھیں۔۔۔

"اب کون بچانا چاہتا ہے انہیں۔۔۔!!" زمان نے کہتے حورالعین کی طرف قدم اٹھائے اور آسیہ بیگم نے خوف سے زرد ہوتے اپنے شوہر کو دیکھا۔۔

"کوئی نہیں! کوئی نہیں بچا رہا لے جائو دونوں کو مجھے اور میرے شوہر بچوں کو چھوڑ دو۔" کمال صاحب کے کچھ کہنے سے پہلے ہی آسیہ بیگم بولی۔۔

زمان نور کو پتھر کا ہوتے دیکھ کر ہنس پڑا۔۔۔  
"آسیہ۔۔۔!!" صدے کی طرح کمال صاحب نے اسے پکارا۔۔۔  
"چپ کریں آپ! منحوس ہے پوری سب کو کھا گئی۔۔۔ پر میں اپنی فیملی کو اسے نگلنے نہیں دوں گی چلیں یہاں سے یہ جانے انکے کرتوت۔۔۔!" وہ سفاک بے رحم بنی بولی اور کمال صاحب کا ہاتھ پکڑا جنہوں نے غضبناک ہوتے جھٹکے سے چھڑوا دیا۔۔۔  
"بکواس بند کرو اور نکلو یہاں سے۔۔۔" دھاڑتے انہوں نے اسے آگے دروازے کی طرف دھکا دیا اور خود ڈھال بن کر اپنے بھائی کی بیٹیوں کے سامنے کھڑے ہو گئے موت کی پرواہ کیے بغیر۔۔۔

"میں اندھا تھا پر میرے بیٹے نہیں۔۔۔!! اب تک انہوں نے رشتے نبھائے ہیں آج میں نبھائوں گا اور میرے ہوتے ہوئے میری بیٹیوں کو تم شیطان چھو بھی نہیں سکتے۔" وہ بے خوف ہو کر بولے اور ساکت بیٹھی نور بیہوش پڑی حور کو دیکھا۔

انکی آنکھوں میں آنسو آگئے کہ اتنی معصوم بچیوں کے پیچھے یہ شیطان کیوں پڑ گئے۔۔۔

زندگی میں پہلی بار اسے سعیر کی سمجھ آئی تھی کہ وہ کیوں جلاتا ہے ایسے لوگوں کو یقیناً ایسے حیوان ہوں گے جنہوں نے بی کی طرح معصوم لوگوں کو مارا ہوگا

کیا اسکے بھائی بھابھی کو بھی اس درندے نے مارا ہوگا۔ سوچ کر انکی آنکھوں سے خون چھلکنے لگا۔

جبکہ سامنے کھڑا زمان اس وقت بربادی پر بد مزہ ہو گیا۔۔۔

"میں آپکو ایسا نہیں کرنے دوں گی کمال۔۔۔!" روتی ہوئی آسیتہ بیگم غرائی جس پہ کمال صاحب نے بہت ناگواریت سے دیکھا اسے۔۔۔

مہوش علی

"بکو اس بند کرو۔۔۔!" زمان دھاڑتا حور کی سمیت بڑھا کمال صاحب پھر کر اس پر جھپٹے

"تم نکلویہاں سے نور بیٹا بھاگو میں بچ گیا تو ضرور میری بیٹی کو لائوں گا جانویہاں میری بچی۔" زمان کو آگے بڑھنے سے روکتے وہ نور سے کہنے لگے۔۔۔  
جو پتھر سی بنی وہیں انہیں دیکھتی رہی۔۔۔

"نہیں نور میں تم دونوں کو یہاں سے لینے آیا ہوں میں تمہارا پاک ایجنٹ ہوں انوسنٹ بیوٹی ہا ہا ہا۔۔۔" تضحیک آمیز کہتے وہ قہقہہ لگا اٹھا

کہ اسکے الفاظ نور کے سر پر ہتھوڑے کی طرح برس نے لگے۔۔۔



"حج۔۔ حور۔۔!!" وہ خوف سے پیلی پڑتی زمان کی شیطانی آنکھیں دیکھتی خاموش پڑی حور کو ہلانے لگی۔۔۔

"حج۔۔ حور ک۔ ک۔ کیا مینے ت۔۔ تمہیں مم۔۔ مارا ہے!" بے ربط سانسوں کی بندش ہاتھ پاؤں کے ٹھنڈے پڑنے پر وہ ویران اپنے سہاگ کے جوڑے اور حور کو دیکھنے لگی۔۔

تبھی ہی فضا میں دل خراش چیخوں کے ساتھ کمال صاحب اور آسیہ بیگم کی آہیں گونج اٹھی۔۔۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے قہر زمان کے تینوں آدمیوں نے سب سے پہلے نشانہ کمال صاحب کو منہ کھولتے دیکھ کر اسکے منہ کا لیا جو کہ ٹھاکے ساتھ پیچھے سے خون کا پھوار انور العین کے سجے چہرے پر سرخ گرم لاوا بن کر پڑا۔۔۔

ابھی وہ سنبھلتی یا اپنے منہ سے خون صاف کرتی۔۔ اندھا دھند فائرنگ کمال صاحب اور آسیہ بیگم پر شروع کر دی گئی نتیجاً جہاں انکے لہو لہان وجود دھڑام سے نیچے گرے وہیں نور انکے پھڑکتے وجود دیکھ کر ہذیاتی چیخیں مارتی پیچھے کھسک گئی۔۔۔

اب وہ خود کو کیا کہتی رب سائیں نے رسی کھینچی تھی کہ حور کو جو کہتی تھی منحوس خوشیاں نکلنے والی خود کو تو یہ بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔۔۔

اسکے ماں باپ کو تو درندے نکل گئے تھے اور اسنے خود اپنے رشتوں کو نکل لیا۔۔

سب کچھ ختم کر دیا اسنے اپنے ہاتھوں سے کیا کچھ کر ڈالا اسنے اپنی بہن کو برباد تائیاتی بی کو مروادیا۔۔۔

اب وہ کیا ہے۔۔۔؟ کون اسے اب کہے گا کہ وہ کیا ہے؟  
کیا داد اسے چھوڑے گا۔۔۔؟؟

"میں تمہارا ایجنٹ ہوں بیوٹی!!! "کانوں میں سرسراتی ہوئی سیسے کی طرح پگھلتی آواز گونجی۔۔۔  
جبکہ نظروں کے سامنے وہ ہتھیار لیس لمبے سیاہ دیو جیسے آدمی خون سے رنگے تھے۔۔

اور انکے بیچ کھڑا وہ شیطان اسکی ویران آنکھوں میں دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

"یہاں آنو بیوٹی میں تمہیں آزاد کروانے آیا ہوں۔" اسنے بانہیں نور کی طرف پھیلائیں  
سکتہ ٹوٹا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر بی آسیدہ بیگم کمال صاحب کی لاشیں دیکھتی نفی کرنے لگی۔۔۔

"ہمیں معاف کر دو! میں نے جھوٹ بولا تھا ہمیں جانے دو ورنہ سعیر داد تمہیں چھوڑے گے نہیں۔" وہ روتی  
ہوئی گڑ گڑائی اور پاس پڑا شوز اٹھا کر اسے دے مارا جو سیدھا اسکے سینے پر لگا جبکہ خود بیٹھی ہوئی ہچکیاں بھرتی لرز  
رہی تھی

زیادہ خوف تو اسے آسیدہ بیگم کی خود پر ٹکی آنکھوں سے آرہا تھا جیسے کہہ رہی ہو تمنے ہمیں برباد کر دیا  
منخوس۔۔۔

"نہیں!! نہیں ہیں ہم منخوس جانے دو ہمیں!!" وہ خود کو نوچتی گھٹی گھٹی آواز میں دھاڑی

اور ہنستا ہوا زمان بیچ میں پڑے بے جان کمال صاحب پر اپنا چمکا بوٹ میں مقید پاؤں ایک اسکے سینے دوسرا اسکے منہ پر رکھتا اسکی طرف بڑھا۔۔

اور یہ دہلا دینے والا حیوان کا منظر دیکھنے کی وہ کہاں تاب لا سکتی تھی تبھی ہی حور کے ساتھ خود بھی ایک جانب ڈھیر ہو گئی۔۔

"اٹھائو اسے۔۔!!" قہر زمان نے اپنے آدمی کو اشار کیا جو وہاں پڑی لاشیں پھلانگتا ہوا اس تک پہنچا اور ایک جھٹکے سے اسکے بازو کو پکڑ کر اپنے کندھے پر ڈال دیا۔

اور زمان اپنے سامنے پڑی حور العین کے نقوش پر انگلیاں پھیرتا اسے بازوؤں میں بھرتے اپنی تڑپ پر اسے سینے میں چھپا لیا۔

"اب ہمارے بیچ کوئی نہیں آئے گا بلا سنڈ ہیوٹی۔۔۔!" اسکے وجود کو سینے سے لگاتے وہ لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے بھاگنے کے انداز میں نکلے اور بیرونی گیٹ سے لیکر لائونج تک پڑی اپنے آدمیوں اور سفیر کے، پولیس والوں کی لاشیں پھلانگتے گاڑیوں میں بیٹھے اور وہاں سے جہاز کی رفتاری لیتے نکلتے چلے گئے۔۔

پیچھے دلہن کی طرح سجا علوی ولا ذرا سی بیوقوفی پر لہو لہان تھا۔۔

سرخ خون گردوں منہ پیٹ سے نکلتا فرش پر بہہ رہا تھا۔۔ جن سے بھیگا زمان کا بوٹ سفید روش پر چھاپ چھوڑ گیا تھا اپنی قہر میں پاؤں بھیکوئے چلا گیا۔۔

"تم صرف میری ہو بلا سنت بیوٹی۔۔۔!"

دیکھو آج پھر میرے پاس ہو ہا ہا "وہ پیچھے بیٹھا گاڑی میں اپنی گود میں سر رکھے پڑی حور العین کے چہرے کے  
خدا و خال کو چھوتے اسے خواب نہیں حقیقت مانتا مدہوش اور خوشی سے بانگ تہتہ لگایا۔۔

"دیکھو بیسٹ کنگ دیکھو اپنی ہار کو، بیوٹی صرف قہر کی ہے۔ قہر زمان کی۔" اپنی جیت پر وہ پاگل بنا ہدیاتی عالم  
میں تہتہ مارتا آہستہ سے اسکے وجود کو سمیٹ گیا خود میں۔۔۔

جبکہ وہ اول سے اندھیروں میں رہنے والی شہزادی انجان تھی کہ اس پر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔۔۔  
وہ اپنے شہزادے سے پچھڑ گئی ہے اسکی ڈور سے ٹوٹ چکی ہے اور اسے توڑنے والے اسکے نادان اپنے ہی  
تھے۔۔۔

"ضد مت کیا کرو میرا بچہ!"

کیا کھانا ہے میری شہزادی کو؟ "ایک گھمبیر آواز اسکی تاریکی میں رحمت خدا بن کر گونجی کہ بیہوش پڑے وجود  
کے پنکھڑیوں سے لبوں پر مدہم سی مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

دل خود بخود اس سے ضد کرنے لگا اور من تن بڑے لاڈ سے اسکے نرم گرم مضبوط حصار میں کھڑا فرمائش  
کرنے لگا تھا۔۔

رات کی تاریکی میں گاڑی اپنی منزل کی طرح رواداں تھی۔۔



آگے والی گاڑی میں اس شیطان کے حصار میں پڑی شہزادی اپنے شہزادے کی سحر انگیز باتوں میں کھوئی ہوئی تھی جبکہ کچھ آتی گاڑی میں وہ نادان تھی جسے لگ رہا تھا اسنے اپنی بہن کا دل دکھایا تھا اور آج وہ خود جو اپنی بہن پر بیتی خود پر جھیلی اسکی تکلیف محسوس کر رہی تھی کہ وہ کہاں سے آئی تھی۔۔۔

اور اس حور نے کیا کیا تھا؟ جس پر نور العین نے منحوس ڈائن کا دھبا لگایا تھا ایک معصوم اندھیروں کی حور

پر۔۔۔

اور خود اجالوں کا نور ہو کر سب کو نگل گئی۔۔۔

داد کون تھا اور یہ ایجنٹ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا سوا اسکے کہ اسنے اپنے ہاتھوں سے تایا تانی بی کو مارا ہے۔۔۔

اپنوں پر یقین ناکرتے غیروں کی موت کھائی ہے۔۔۔

اس نے بیوقوفی میں اپنے مزاجی خدا سے کچھ بھی پوچھے بغیر اسکے گرد دارہ حیوان کا بنا ڈالا۔۔۔

وہیں چند آنسوں داد پر بھی گرے کہ اسنے اس لائق نا سمجھ کہ اسے ذرا سا سچ ہی بتا دیتا تو آج یہ قہر ناٹو ٹا سب

پر۔۔۔

\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \* \_ \_ \_ \_ \*

"آلف۔۔۔!!" وہ گاڑیوں میں بیٹھے اسکے پیچھے تھے جبکہ برہان ہاتھوں میں گن پکڑے اسکے پیچھے بھاگ رہا

تھا۔۔۔

اور داد اس تنگ سی گلی میں بھاگتا وقتاً فوقتاً فائز بھی خود کا بچاؤ کر رہا تھا۔۔۔

"داد میری بات سنو ایک بار رکو اور مجھے بتاؤ دائود!!" برہان اس کے پیچھے بھاگتا دھاڑا

پر وہ خود پر کہاں بھروسہ کر سکتا تھا جو اس پر کرے۔۔۔

اگر وہ کہہ دیتا کہ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے تو کیا اس کے دشمنوں تک یہ بات نہیں پہنچ جاتی۔۔۔

کیا جو ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے وہ پھر دیکھ پاتا کیا اسکی ڈیوٹی رہتی اس کے بعد۔۔۔

کیا اس فرض کے چھیننے سے آلف رہتا پھر۔۔۔

کیا اس نے کم چوٹ کھائی تھی اپنی محبت کے ہاتھوں۔۔۔ اس نے اتنا گہرا اور کیا معصومیت کی موت دی اسے۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ داد اب کبھی زندہ نہیں رہے گا۔۔۔

اس نے ہمیشہ اسکی محبت کو انگور کیا برہان اس کے بھائی کو چاہا اس کے بعد بھی دائود نے اس سے محبت کرنا نہیں

چھوڑی۔۔۔

اور وقت پر اسے سمیٹ بھی لیا اپنا نام دیکر۔۔۔

پر اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ اسے ناپسند نہیں اس قدر نفرت بھی کرتی ہے۔۔۔ اس نے اپنے ہی داد کو کانچ کے

ٹکڑوں کی طرح بکھیر دیا تھا۔

چند لمحوں تک کا انتظار نہیں کیا تھا۔۔  
اتنا یقین نہیں تھا اسے داد پہ ناسہی اپنے پر ہی۔۔۔

"مجھے معاف کرنا بھائی آپکا داد کبھی غلط کام نہیں کر سکتا۔۔!! نم آنکھوں سے کہتے گلیوں کے ختم ہونے پر  
روڈ پر بھاگتے پل پر چڑھا اور ایک دم چلانگ لگا کر پل کے نیچے بہتے پانی میں خود کو پھینک دیا۔۔

برہان کا سینا منہ کو آگیا "داد!!! " وہ پھر کر دھاڑا اٹھا اور گرل سے نیچے جھانک کر سیاہی میں اس بہتے پانی کو  
دیکھا۔۔۔

دائیں بائیں سے پولیس کی گاڑیوں جمع ہو گئی جبکہ وہ ساکت سا جھکا کھڑا تھا۔۔۔

"سر آریو اد کے۔۔!!" کئی بار پکارنے کے بعد ناکام ہوتے ارمان نے جرات کرتے اسکے کندھے کو جھنجھوڑ  
کر اسے ہوش دلا یا پر وہ کہاں ہوش میں تھا۔۔۔  
اسے لگا وہ پاگل ہو گیا ہے کوئی بات کے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔

سب کے صرف منہ ہلتے دیکھ رہا تھا جبکہ اسکا دل پھٹ رہا تھا اور وہ پاگلوں کی طرح کبھی پانی کو دیکھتا کبھی انہیں  
کہ

انہوں نے دیکھا کیا سچ میں اسکا داد گر گیا اندر۔۔۔

"سر چلیں آپکے گھر پر اٹیک ہو گیا ہے۔۔"

کمشنر نے ساری فورس کو واپس بلا لیا اور کچھ جوڑ کے تھے ان پر اٹیک ہوا ہے کچھ دیر پہلے ایس ایچ او کی کال آئی تھی وہ ارجنٹ آپکو بلا رہے ہیں۔" ارمان نے نظریں اسکے چہرے سے ہٹائے کہا

"کیا بکواس کر رہے ہو!! نیوی کو بلاؤ ابھی میرا بھائی نیچے گر گیا ہے۔۔!" وہ غرایا اس پر کہ ارمان خوفزدہ

ہو گیا۔۔۔

"وہ ہم سنبھال لیں گے سر! آپ جائیں آپکی فیملی اکیلی ہے۔۔!" ارمان نے سمجھاتے ہوئے کہا کہ برہان کے سامنے وہ روڈ اٹیک اپنے ماں باپ فیری اور نور حور کی تصویر لہرائی۔۔۔

وہ چونکا پڑا۔۔۔

اور دوسرے ہی پل انہیں وہاں کے آرڈر زدیتے گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

جبکہ دماغ میں ارمان کی باتیں تھی کہ کمشنر نے کیوں آفیسر زبلا لے لیے تھے اسکے گھر سے جنہیں وہ پہرے کیلئے چھوڑ آیا تھا۔۔۔

اسکی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں ہر طرف وحشت ہی پھیلتی نظر آرہی تھی۔۔

آخر یہ اچانک کیا ہو گیا تھا۔۔

اسکے چاچا چاچی کا مرنا حور العین کا غائب ہونا پھر سالوں بعد داد کو ملنا۔۔۔



آخر داد کو ہی کیوں ملی اور اسنے کیسے یقین کر لیا کہ وہ سچ میں اپنے دوستوں کیلئے گیا تھا ہاسپٹل جہاں اسے حورالعین ملی اور اسنے اتنی جلدی پہچان بھی لیا جبکہ وہ زخم زخم چور ہڈیاں تھی۔۔۔

"مجھے بلا سنڈیوٹی دو۔۔۔!" رنیس زمان کی آواز سرسراتی ہوئی کہیں دور کھائی سے سنائی دینے لگی۔۔۔

"میں بلا سنڈیوٹی نہیں ہوں پاپا۔۔۔!" ایک گھٹی گھٹی آواز ساتھ ہی آئی۔۔۔

"کیا سیر اور حور کو دہشت گرد لیکر گئے تھے؟" وہ بے خیالی میں خود سے سوال کرنے لگا۔۔۔



"کیا رنیس زمان کنگ کا آدمی قہر زمان ہے؟"

"کیا اسکا بھائی دہشتگردوں سے لڑتا ہے؟ سیر مسکان عارب آلف حورالعین سب کی ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں۔۔۔؟؟" سوچوں میں گم اسکی گاڑی علوی والا کے سامنے رکی۔۔۔

جس کی پہلی فضا، سچ پھولوں کی نہیں، سرخ خون کی بوا اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔۔۔

گاڑیوں کے ہارن بوٹوں کی دھمک ریخبر زفونج گھر کو پوری طرح گھیرے وہاں جمع بھیڑ کو دور رکھ رہے

تھے۔۔۔

"کیا قیامت آئی ہے؟؟؟" وہ کچھ بھی نا سمجھتے ہوئے بڑبڑایا اور گاڑی سے نکل کر سامنے آیا جسے دیکھتے ہی لوگ سائیڈ ہوتے گئے بلکہ آوازوں کے شور میں سب کے کیمرہ کارخ اسکی طرف تھا۔۔۔

"حوصلہ رکھنا ایس پی برہان علوی!" ڈی آئی جی نے آگے بڑھتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا  
اسنے دیکھا اور جھٹک دیا۔

"کس بات کا حوصلہ وہ کیوں رکھے حوصلہ اکسا بھائی مل جائے گا اسکے ماں باپ بیٹی سب ٹھیک ہیں۔۔۔ پھر کیسا  
حوصلہ رکھے؟"

ہو نہہ کرتے وہ آگے بڑھتے ہوئے دماغی طور غیر حاضری سے لاشیں دیکھتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔  
خون کی بونے سانسیں روک دی۔۔۔  
ہواؤں کا سرد جھونکا وحشتناک ہو گیا۔۔۔  
آس پاس ہتھیار لیس انجان لوگوں کے ساتھ اسکے آفیسر پڑے تھے جبکہ ایس ایچ او کی لاش سفید روش پر پڑی  
لی  
کچھ پل تھم کر اسکی کھلی آنکھوں میں دیکھتا اسکے سینے میں لگی گولیوں کو دیکھا اور لہو فضا میں ایک گہرا سانس بھر  
کر آگے بڑھا جبکہ پیچھے سب اسکے بارے میں بہت کچھ کہہ رہے تھے اسکی ہمت اسکی ایمانداری اسکے  
پروموشن۔۔۔

"کس کام کے برہان علوی جب تم اپنوں کو ہی بچانا سکے۔۔۔" اندر سے ایک تھکی سی آواز آئی۔۔۔  
وہ نڈھال ہو گیا۔۔۔ "ایسا کچھ نہیں میرے اپنے سب ٹھیک ہیں!"

"بابا۔۔!!" کہیں فضا میں سسکتی سرگوشی ہوئی وہ چونک اٹھا اور سیڑھیاں چڑھتے اپنے روم کو دیکھا جسے وہ بند کر کے گیا تھا ویسے ہی بند تھا۔۔۔

تو وہ آوازیں کون دے رہا تھا۔۔۔  
سسکتے کون پکار رہا تھا اسے۔۔۔

"یا اللہ! میری معصوم فیری پر آنچ بھی نا آئی ہو۔" بغیر زبان ہلائے دل نے سدا لگائی۔۔

اسکے بوٹ میں مقید من من بھر کے قدم اس کھلے خود آلودہ کسی ہارر مووی کے سین والے دروازے کے سامنے رکے۔۔

اور پل کیلئے آنکھیں میچ کر آیت الکرسی پڑھتے اسنے نظریں اٹھائی۔۔

"سعیر ہماری بات سنو! ہم آپکو آپکی بیوی سہی سلامت لا کر دیں گے۔۔!"

تم کچھ مت کرنا ورنہ سب بگڑ جائے گا دیکھو وہ صرف ایک جان ہے جبکہ ان دہشتگردوں کے سامنے ہزار جانیں ہیں۔۔۔

تمہارے ذرا سے ایکشن پر کنگ بدگمان ہو جائے گا تم سے اور وہ کبھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا "بریگیڈر اسکے سامنے کھڑا اسے سمجھا رہا تھا جبکہ وہ بھی خاموش ایک ہاتھ میں پازیب پکڑے دوسرے میں موبائل تھامے کھڑا تھا۔۔۔

بریکڈ رُ کی بات پر ہلکا سا ہنسا۔۔۔

"میری شہزادی ایک جان ہے۔" وہ بڑبڑا کر موبائل کا بٹن دوبارہ پیش کیا جس سے وہ سارا کھیل سمجھا تھا کہ شہزادی کو اسکے عالم سے دور کرنے والے اسکے اپنے ہی تھے۔

روم کی فضا میں بار بار آواز گونج رہی تھی وہ کچھ یوں کہہ رہا تھا۔۔۔

"بیسٹ! کیوں لڑکی کے پیچھے اپنا نام خراب کر رہے! تم خود کو دیکھو تم کیا ہو! تمہاری ایک دھاڑ روح فنا کرتی ہے اور تم سرگوشیوں میں ایک لڑکی کے سامنے باتیں کرتے ہو۔ جاؤ کنگ تمہارا بے صبری سے انتظار کر رہا ہے، صرف کنگ ہی نہیں اب ہزاروں تمہارے انتظار میں ہیں۔ ہم سے دشمنی سے کچھ حاصل نہیں ہوگا! بیوٹی میری تھی اور اسے میں لے گیا، تمہاری اتنی سخت سیکورٹی کے بعد بھی میں اتنوں کے بچنے سے لے گیا کیونکہ بیسٹ صرف مارنے کیلئے ہے، بچانے کیلئے نہیں۔ تمہیں مینے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے بھول گئے تمہارا وہ پہلا قتل۔۔۔ ہا ہا ہا لوگوں کے دماغ سے کھیلتا ہوں پھر کیسے بچ سکتے تھے مجھے سے۔ کیسے میری بلا سنڈ بیوٹی کو اپنی شہزادی کہہ سکتے تھے؟

وہ اب میرے پاس ہے میرے سینے سے لگی سوئی ہوئی ہے گہری نیند میں اپنے قہر کے آغوش میں۔

ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے تم خود میرے راستے میں آئے ہو مجھ سے میری بیوٹی پہلے تمنے اور پھر کنگ نے چھینی تھی، میں دن رات ایک کر کے اسے حاصل کرنے کیلئے ٹرینگ دے رہا تھا سخت سے سخت کہ وہ جلد از جلد تیار ہو جائیں اور مجھے میری بیوٹی مل جائے۔۔۔



پر کنگ پھر تم نے مجھ سے چھین لیا سے۔۔۔

بہر حال میں اپنی بیوٹی واپس پالی ہے اور دوسری لڑکی۔۔۔

ہاں انوسنٹ بیوٹی ہا ہا۔۔۔

سیکریٹ ایجنٹ دائود آلف۔۔۔!!!

اس سے کہنا بیسٹ کہ بیوی کی پیپی جشن آزادی۔ "تمسخرے سے کہتے وہ ہنسا تھا اسکے بعد روم میں واپس

سکوت چھا گیا۔۔۔

برہان کے لبوں پر تلخی چھا گئی اور وہ چلتا ہوا اپنے باپ ماں کے پاس گھٹنوں کے بل گرنے کے انداز میں

بیٹھا۔۔۔

ماں کو تو وہ پہچان گیا تھا پر باپ۔۔۔۔

اسکا تو چہرہ مسل دیا تھا اس حیوان نے۔۔۔

آنسو اسکی آنکھوں سے گرتے گالوں پر پھسل گئے اور ہاتھ بڑھا کر پھٹے دل کے ساتھ اپنی ماں کی کھلی

آنکھوں پر رکھ دیا۔۔۔۔

مرد اتنے مضبوط کیوں ہوتے ہیں وہ ایسی صورت حال پر بھی آنسو بہا کر خود کو سنبھال لیتے ہیں۔۔۔

حالانکہ برہان کا دل دعا مانگ رہا تھا کہ اسکا دل پھٹ جائے وہ پاگل ہو جائے یا کوما میں چلا جائے تاکہ یہ منظر نا

دیکھ سکے۔۔۔۔

"ایم سوری ابو امی۔۔۔!!" وہ بھاری آواز میں سرگوشی سے بولا اور اپنے باپ کے سر کو سینے میں چھپالیا  
ساتھ ہی اپنی ماں کو بھی حصار میں لے لیا اور بے آواز روتا رہا۔۔۔  
اسکی نظریں سامنے بے جان پڑی بی پہ گئی۔۔۔  
کتنی ہی حسین یادیں جڑی تھی اس متا بھرے وجود کے ساتھ۔۔۔  
بے غرض بے مطلب کے اسنے دونوں بہنوں کو چاہا تھا۔

وہ حیران نہیں ہوا تھا کہ اتنے آفیسر کے سامنے اسے بیسٹ کہا جا رہا تھا اور کوئی کچھ نہیں کہہ رہا تھا بلکہ اسکی  
خاموشی سے پریشان تھے۔۔۔

وہ دکھ میں تھا کہ اسکے بھائی نے کبھی اسے اپنا سمجھا ہی نہیں تھا اگر سمجھا ہوتا تو آج وہ ایک ہتھیار ہوتے دشمن کا  
سینا چیر دیتے پر۔۔۔  
آج وہ انکے پیچھے نہیں سیر برہان آلف عارب مسکان سب ان دہشتگردوں کی گردن پر پاؤں رکھے کھڑے  
ہوتے ناکہ ایک دوسرے کو نیچا دیکھاتے۔۔۔

سب کچھ گنوا دیا تھا خالی ہاتھ بیٹھا تھا اپنے ماں باپ کی لاشوں کے سامنے۔۔۔

"آلف کہاں ہے ایس پی؟" مٹھی کی سخت پکڑ میں موجود اسنے نور العین کی نادانیوں کو مٹا دیا۔۔۔  
پر جانتا تھا پھر بھی وہ آلف سے نہیں بچ پائے گی۔۔۔

اسکی بھاری سرد آواز پر برہان نے گردن اٹھائی اور اسے سپاٹ چہرے کو دیکھا۔

"نہیں معلوم!" وہ کہہ کر اپنی ماں کے سر پر بوسہ دینے لگا۔۔۔

جبکہ وہاں ایک مضبوط ایس پی کو اپنے ماں باپ کیلئے روتے دیکھ کر کسی میں اسکی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی

"کہاں جا رہے ہو سعیر مت بھولنا کہ ہمیں کنگ زمان زندہ چاہیے آپنے وعدہ کیا ہے ہم سے!" بریگیڈر نے اسے اکیلے جاتے دیکھ کر غصے سے بتایا۔۔۔

سعیر نے گردن گھما کر سرخ لہو ہوتی بھوری آنکھوں سے دیکھا جس میں ایک حیوان سانسیں لیتا تھا۔

"شرط یہ کہ میرا بچہ اور شہزادی کو کچھ ناہو!

اگر ان دونوں کو ذرا سی تکلیف بھی آئی تو بیسٹ کو بھول جانا کہ وہ کسی کی مدد بھی کرتا ہے۔" وہ کہتا وہاں سے نکل گیا اسکے پیچھے بریگیڈر کے اشارے پر شہر یار بھاگا۔

"کیا گھر میں صرف یہی تھے فیملی میں؟" اب انکار خ برہان کی سمیت تھا جبکہ کافی آفیسر ز باہر بھاگے تھے سعیر کے پیچھے۔

"فیری۔۔۔!!" وہ بوکھلایا ہوا اٹھا وہاں موجود آفیسر زاسکی بوکھلاہٹ خوفزدہ چہرے کو دیکھتے چونک اٹھے۔۔۔

"کیا کوئی اور بھی ہے اس گھر میں؟" یہ آواز سرسراتی ہوئی اسکے پیچھے آرہی تھی۔

پیچھے ڈی آئی جی کی آواز انگور کرتا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"فیری۔۔۔!!" بیڈ خالی دیکھ کر تڑپ اٹھا۔

"فیری بابا آئے ہیں بابا کو جواب دو جان! بابا بہت اکیلے ہو گئے ہیں!" وہ نم لہجے میں تڑپتا اسے بلانے لگا بیڈ کے نیچے بالکنی میں ڈھونڈا پروہ نہیں تھی۔۔۔

"فیری اب تم مجھے ستائو گی بابا کو ستائو گی جو پہلے ہی مرنے کے قریب ہیں۔" وہ درد سے بولا اسکا جسم کا پور پور زخم سے چور تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی زہریلے خنجر سے کاٹا گیا ہو۔

وہ سارے روم کو دیکھتا ہاتھ روم کے پاس آیا۔۔۔

اور ڈرتے ہوئے دروازے کو دکھیل کر اندر داخل ہوتے ٹھنڈی سانس بھری۔۔۔

پیچھے دروازے پر افسوس سے برہان کی پشت دیکھتے آفیسر زکھڑے تھے۔۔۔

"فیری۔۔۔!!" سامنے ہی ٹب میں بیٹھی فیری کو دیکھتے وہ بھاگ کر اسکے پاس پہنچا۔۔۔



"فیری!! فیری میری جان!" اسکے وجود کو پانی سے نکالتے وہ باہر آیا۔۔

اور بوکھلایا ہوا بیڈ پر ڈالتے اوپر بلینکٹ ڈالا۔

"فیری بابا آگئے فیری میری جان آنکھیں کھولو اگر تمہیں کچھ ہوا تو بابا جی نہیں پائیں گے فیری۔!!" وہ تڑپ

کر رہا تھا ہوا اسکے وجود کو سینے میں بھیج چکا تھا جبکہ آفیسر نے دیکھتے ہی فوراً ڈاکٹر کو کال کی۔۔

"بیٹا دیکھو ماما آگئی مسکان۔۔ اگر تمہیں کچھ ہوا تو سچ میں میری مسکان روٹھ جائے گی مت کرو ایسا کھولو  
آنکھیں بابا کی جان۔۔!" وہ اسکے چھوٹے سے وجود کو سینے سے لگائے سسکتا کہہ رہا تھا۔

جبکہ کچھ دیر پہلے کی صورتحال سے گھبرا کر جو باہر بھاگنا چاہتی تھی پر دروازہ لاک دیکھ کر اندر باتھ میں آوازوں  
سے چھپ کر بیٹھی تھی ٹب میں کہ کمال صاحب کی دھاڑیں سن کر وہ خوف سے بیہوش ہو گئی تھی۔۔

برہان نے خوفزدہ ہوتے اسکی ڈھڑکنیں سنی تو جو مدھم سی چل رہی تھی اسنے گہرا سانس بھرا اور اوپر آنکھیں  
میچ کر شکریہ ادا کیا کہ پلکوں کا باڑ توڑ کر آنسو اسکی بڑھی ہوئی شیو میں غائب ہو گئے۔

"میری بیٹی میری دنیا میری زندگی رب کی رحمت مجھے معلوم تھا تم کبھی مجھے زخم نہیں دو گی۔" وہ جھکا اسکے  
گالوں آنکھوں ماتھے کے بو سے لیتا آہستہ سے بلینکٹ میں لپٹے وجود کو بانہوں میں بھر لیا۔۔

کچھ ہی دیر میں وہاں ڈاکٹر زہینج گئیں جو مسکان کا چیک اپ کرتی اسے فوراً طور ہاسپٹل لے گئی کیونکہ اسکی دھڑکنیں کافی مدہم چل رہی تھیں وہ زندگی سے ہاتھ بھی دھو بیٹھ سکتی تھی۔۔۔

انکا کہنا تھا کہ اس حادثے نے بچی کے دماغ پر کافی اثر ڈالا ہے وہ اکیلی اس صورتحال میں خوفزدہ ہو گئی۔۔۔ اور اس کا اسکے دماغ پر اثر پڑا ہے نتیجاً کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

وہ مشینوں میں جکڑی ہوئی تھی جبکہ برہان اسکے وجود پر تھکی نظر ڈالتا تھا ویران کھڑا تھا۔۔۔۔

"مسی کہاں گئی ہو یار!!" دیوار سے سرٹکائے بھیگی پلکوں سے اسنے اس دشمن کو پکاڑا جسے خود ہی گھر سے نکالا تھا۔۔۔

"بہت تھک گیا ہوں ذرا سا اپنا کندھا دے دو۔۔۔!" وہ بڑبڑایا پر اسے کہاں آنا تھا سو وہ آئی بھی نہیں برہان علوی خاموشی سے راہ تکتا رہ گیا۔۔۔

"فیری تمہاری ماما بہت دھوکے باز ہے غدار ہے مجھ پر حق تو کہتی تھی پر کبھی جتایا نہیں نا ہی اسے استعمال کیا۔

"

"سر آپکا بھائی نہیں ملا۔" ارمان نے سلوٹ کرتے کوریڈور میں بیٹھے برہان سے کہا۔

وہ خالی نظریں ارمان پر ڈالے رہ گیا۔۔۔

"کیسے ملیں گے؟ وہ ہی نہیں آرہی ابھی تک حالانکہ اسکی بیٹی مشینوں میں جکڑی ہوئی ہے۔" وہ بڑبڑا کر ونڈو کے پاس آگیا اور نرم آنکھوں سے اپنی بیٹی کے چھوٹے وجود کو دیکھا۔

ارمان حیرت سے اسکی چوڑی پشت پر نظریں ڈالے کھڑا تھا شاید وہ اتنا غمگیں اپنے بھائی کے نالمنے پر بھی نہیں

ہوا تھا۔



\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \_ \_ \_ \_ \*

مہوش علی

سورج کی مدھم روشنی اسے چہرے پر پڑی۔۔۔

بیزاریت سے کروٹ بدلتے ہوئے چہرے کے سامنے ہاتھ کیا۔۔۔

تبھی ہی اڑتا ہوا کچھ سیدھا اسکے منہ پر لگا۔۔۔

وہ بوکھلا کرا اٹھی۔۔۔

"شٹ تیری تو۔۔۔!" وہ پاس پڑے بیڈ پر گول کاغذ کو دیکھتی دانت پیس گئی۔۔۔

اسنے گھورتے ہوئے کھڑکی کو، کاغذ کھولا تو اس میں سے پتھر باہر گرا۔ "ٹھہر کی کہیں کا۔"

"گڈ مارننگ" پورے کاغذ پر بڑے الفاظ میں بس یہی لکھا تھا مسکان کا دماغ گھوم اٹھا۔۔۔

"اپن کی نیند خراب کرنے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی!" وہ دانت کچکچاتی کھڑکی کے پاس آئی اور نیچے دیکھا تو آج بھی وہ وہیں کھڑا تھا۔

اسے دیکھتے ہی بڑی سی مسکراہٹ پاس کی۔۔

"جولیٹ۔۔۔! میری جولیٹ گڈ مارنگ!" وہ نیچے کھڑا اسے دیکھتے ہی دل پر ہاتھ رکھ کر خوشی سے بولا۔ جبکہ اسکے پیچھے ہی اسکا ریسٹورنٹ تھا اور خود اسکے سامنے موجود تھا۔

مہوش علی  
مسکان کیلئے شک کی یہ بات تھی کہ اسے کیسے معلوم پڑا کہ وہ آئی ہے حالانکہ وہ اس سے کافی چھپ کر گھوم رہی تھی۔۔۔

وہ اندر گئی اور کاپی پین اٹھالائی۔۔

"سب سے پہلے رومیو اپن تمہاری جولیٹ نہیں!

دوسری بات تمہیں کیسے معلوم پڑا؟" اسنے پتھر اندر ڈال کر اسکے منہ کا نشانہ لیتے پھینکا پر وہ چالا نکہ بندہ کیا کم تھا کہ اسکی کھائے۔۔۔

رومیو نے پڑھتے اسکی طرف دانت دیکھائے



"بھلا رومیو سے اسکی جولیٹ چھپ سکتی ہے؟ سالوں انتظار کرنا پڑتا ہے تبھی جا کر تمہارا یہ مبارک ہوتا دیکھنے کو ملتا ہے جولیٹ، میرے درد کو سمجھ سکتی ہو؟" وہ وہیں آتے جاتے لوگوں کے بیچ نیچے بیٹھ گیا اور ساتھ لائی کاپی پین سے لکھنے لگا۔

تب تک مسکان کھڑکی پر بازو ٹکائے آس پاس کے ماحول کو دیکھ رہی تھی۔  
وہ اس وقت اسپین کی ایک خوبصورت پر سکون بلڈنگ کی تیسری منزل پر موجود تھی جبکہ وہ نیچے اپنے ریستورنٹ کے آگے بیٹھا اس سے اب باتیں کرنے لگا تھا۔

بال نما خط اڑتا ہوا آیا جسے ایک دم کچج کر لیا اور پڑھتے ابرو اچکائی۔۔۔

"تمہارا درد میری جوتی پر ایک بات سنو میری شادی ہو گئی ہے۔" وہ پڑھ کر ساکت ہو گیا۔  
کہ مسکان کو دوسرا لیٹر لکھ کر اس میں گملے سے مٹی نکال کر کاغذ میں ڈالتے میسج بھیجنا پڑا۔

رومیو نے کچھ بھی کہے بغیر سلور گرے آنکھوں سے گھورتے ہوئے کال ملائی جسے مسکان نے بیزاریت سے پک کی۔۔۔

"کیا ہوا تمہیں؟"

"میں صدمے میں ہوں۔" وہ بت بنا بیٹھا بولا۔

اسے ہنسی آگئی پر روح میں موجود بے چینی سے وہ سیریس ہی رہی۔

"مر تو نہیں گئے؟" اسنے تاسف سے پوچھا

رومیونے کندھے اچکائے "اب ایسا بھی نہیں دیکھ رہا ہوں رومیو کے بعد شاہ جہان بنویا رانجھا بنو۔" ایک ہاتھ پیچھے ٹکائے وہ مسکراتا اسے دیکھتا بولا جسکی سنہری زلفیں ہوا میں لہرا رہیں تھی۔

"قسم سے بڑا صدمہ لگا ہے تمہیں مینے اپنے بچوں کی اماں کیلئے سیو کیا تھا۔

سوچا تھا ایک کڈ نیپر کی بیوی ایسی ہونی چاہیے پر ظالم تو نے جگرا جلاڈالا میرا۔" وہ دہائی دیتا بولا مسکان خاموشی سے بکواس سنتی رہی۔۔۔

"تمہیں معلوم ہے میں سعیر سے پوچھنے ہی والی تھی کہ یہ افواہ کڈ نیپر کی پھیل رہی ہیں یہ سچ ہے کہ جھوٹ پر تمہاری یہ منحوس بے غیرتی والی شکل دیکھ کر مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ ایسی بے غیرتی تم ہی کر سکتے ہو۔" وہ دانت پر دانت جمائے بولی رومیونے قہقہہ لگایا۔۔۔

"خود کو کیوں جلاتی ہو جاناں!

ویسے پرانی بیوی پر لائن مارنا بھی ایک کلا ہے ہا ہا۔" اسنے آنکھ مارتے ہوئے کہا اور سیدھا نیچے لیٹ گیا۔

"اور پرانی بیوی جب منہ پر جوتے تھوپتی ہے تب؟" وہ تمسخرے سے بولی

رومیونے گرل سے جھانکتی اسکی ہیلز کو دیکھا

"اَسْتَغْفِرُ اللہ! ایک تو یہ لڑکی پاکستانی ہو کر کیسے پہن لیتی ہے؟" وہ سوچ کر جھر جھری لے اٹھا۔

"تم تو میری بہن ہو یا ناراض کیوں ہو رہی ہو؟

اچھا بتاؤ کس سے شادی کی ہے کون ہے وہ بد نصیب جس کا نصیب پھوٹا ہے تم سے؟" وہ مسکراہٹ دباتا چاکلیٹ منہ میں ڈالتے پوچھنے لگا

آس پاس گزرتے لوگ اسے سرسری سادیکھ رہے تھے جبکہ وہ کبھی کبھار گوری ٹانگوں کو دیکھ لیتا پھر سامنے

دیکھنے لگتا۔۔۔

"ایس پی!

ایس ایس پی برہان علوی۔" وہ بڑبڑائی اسکے نام پر دھڑکنیں دھڑک اٹھی۔۔۔ لبوں پر خود بخود تلخ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اب کیا ہوا؟" دوسری طرح پھر خاموشی دیکھ کر وہ چلائی

"صدمہ لگا ہے!" وہ چاکلیٹ کھاتا لڑکیوں کی ٹانگیں کمر کو دیکھتا بولا۔

"یہ کون سا صدمہ ہے؟" وہ غصے سے بولی اور وہ ہنسا

اسپین میں اسکی دوستی صرف رومیو سے ہی رہی تھی جو کہ پیشے سے ایک کڈنیپر تھا اور یہ اتفاق تھا کہ اسکی کڈنیپنگ صرف بڑے لوگوں تک رہتی تھی اور وہ بھی پاکستان یا انڈیا کے۔۔۔

رومیو تو اسنے فرسٹ ٹائم اسے دیکھتے اپنا نام رکھا تھا جبکہ اسکا نام جولیٹ۔۔  
پر آج ان خوابوں پر بھی اوس پڑ گئی کیونکہ وہ ہیل سے گھبرا کر بہن بنا چکا تھا اسے۔

اصل میں تو دنیا سے کڈ نیپر سے جانتی تھی۔۔  
جسکا نام کنیپرٹ

کام کیڈ نیپنگ  
بیک گراؤنڈ کڈ نیپ تھا۔  
یہ ایک اللہ کی عجیب مخلوق تھی جو یہاں پائی جاتی تھی۔

"یہ رومیو والا صدمہ ہے!  
ویسے کیا خیال ہے کہیں لانگ ڈرائیو! آج میں فارغ ہوں۔" اسنے معنی خیزی سے دیکھتا پوچھا

مسکان نے ایک ادا سے مدھم مسکرا کر ابرواٹھائی

"آہ ظالم کیا ادائیں ہیں مار ڈالارے ابا۔۔!" دونوں ہاتھوں میں سینا تھا مے وہ وہ کراہیا  
"آریو اوکے؟" ایک لڑکی پریشان اسکی حالت پر بولی رومیو نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم نہیں سمجھ سکتی گوری میرے دکھ کو۔۔  
اس لڑکی نے مجھے چھوڑ کر ایک پولیس والے کو چنا ہے۔۔"



"بکواس نا کرو تنے ابھی میرے کو بہن کہا ہے!" وہ غرائی

رومیو اسکی سرخ رنگت دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔

"تمہیں بہن بنایا ہے ایس پی کی بیوی کو تو نہیں؟

تمہیں معلوم نہیں بڑا قرض ہے ایس پی پر عزت سے کام چل رہا تھا کہ پابندیاں لگا کر مجھے یہاں بیٹھا دیا ہے۔"

وہ اپنے ریسٹورنٹ کو دیکھتا بولا

"اچھا اتنے دن کسی کو کڈ نیپ نہیں کیا اسلئے طبیعت خراب ہو رہی ہے؟" وہ طنزیہ بولی رومیو ہنس پڑا۔

مہوش علی

"ایسے ہی تو نہیں ہو میری منظور نظر۔۔۔!"

بندر یا جیسا داغ پایا ہے قسم سے ایک کڈ نیپر لیڈی باس کا فین ہے۔ "اس لڑکی کو جانے کا اشارہ دیتا وہ با نہیں پھیلا کر بولا۔

مسکان ناگواریت سے مڑی اور اندر چلی گئی فریش ہونے۔۔۔

"میرے جوتے کی ایرٹی تھوڑی موٹی ہے۔" بولی اور اپنے کپڑے نکالے

کلانی میں بندھی گھڑی کو دیکھتی وہ جلدی سے ریڈی ہونے لگی موبائل وہیں ٹیبل پر رکھ دیا۔

جبکہ باہر روڈ پر پڑا آتی جاتی گاڑیوں لوگوں کے بیچ اب اسکا انتظار کرتا مسلسل چاکلیٹ کھا رہا تھا۔

یہ دونوں کی ایک بات تھی کہ ایک ببل کھاتی تھی جبکہ رومیو چاکلیٹ۔۔  
خود لیڈی باس تھی تو وہ کڈ نیپر۔۔۔

"تم جس بندے کو ڈھونڈ رہی ہو کل سے، وہ مابدولت کو معلوم ہے کہاں پایا جاتا ہے۔" اسنے اپنی زیرک  
نگاہوں سے آشنائی دی اور اسے صدمے میں چھوڑ کر کال ڈسکنیکٹ کرتا کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

جبکہ دوسری طرف اسکے کال کاٹنے پر مسکان اس چالاک لومڑ پر لعنت دینے لگی۔۔

اور مطلب سمجھتی جلدی سے تیار ہو کر کوٹ پہنتی بیلٹ میں گن لگائے ہاتھوں پر گلووز، لانگ لمبی ایڑی والا  
بوٹ پہنتی وہ اپنے فلیٹ کو لاک کر کے لفٹ میں داخل ہوئی۔۔

"کہاں ہے وہ کمینہ ایک سے بڑھ کر ایک۔" ویٹر کی ٹرے سے جو س لیتی وہ ٹک ٹک کی آواز کے ساتھ اندر آئی  
آج اسنے کیپ پہن رکھی جبکہ پیچھے سنہری بال کھلے پڑے تھے۔

اسنے ابھی جو س کا گلاس منہ سے ہٹایا تھا ہی کہ سامنے بانیگ پر بیٹھا اسے دیکھائی دیا۔

اسکے دیکھتے ہی مسکراہٹ پاس کی اور کیزا سکی طرف پھینکی جسے اسنے بھاگتے تھا ما کہ رومیو قہقہہ لگا اٹھا۔

اسکے سامنے دھویں چھوڑ کر بھاگنے پر مسکان اپنا کوٹ جھٹکتی بایک پر بیٹھی اور کیز گھما کر کک لگائی۔۔۔ بل چباتے اسنے کلچ پکڑا اور آہستہ آہستہ ریس دیتے کچھ ہی دیر میں خود وہاں دھویں چھوڑتی فضا میں تیز بایک کی آواز چھوڑتی فضاؤں سے باتیں کرنے لگی کہ آنکھوں پر لگے سیاہ گلاسز سر پر پہنی ٹوپی اور اڑتے اسے سنہری بال کئی نظروں کو ساکت کرتی گئی۔۔۔۔

اسے دور روڈ پر رومیو کی بایں سائیڈ ٹرن موڑتیلے جھلک دیکھائی دی۔۔۔

اور خود اسنے ریس دیتے جہازی سی رفتاری پکڑ لی۔۔۔

وہ جانتی تھی وہ یہاں رہتا ہے اور ہر کسی کی انفارمیشن رکھتا ہے۔۔۔

اسے بھی کچھ تنگ کرنے کے بعد دے دیگا اس آدمی کا پتا۔۔۔

صبح دل گھبرانے سے اسنے نماز پڑھ کر عارب سے بات کی تھی جو کہ کچھ پریشان تو لگ رہا تھا پر اسے اچھی طرح مطمئن کر لیا تھا۔۔۔

پر وہ مسی کیا جو خطرے کی بونا سونگھے وہ جان چکی تھی کچھ ہے جو اسکا بھائی اس سے چھپا رہا ہے اور وہ جلد از جلد

یہ کام ختم کر کے وہاں پہنچنا چاہتی۔۔۔

پر پہلا یہ کام کیونکہ یہاں موجود درندہ پاکستان کا غدار تھا۔۔۔

وہ معصوم پھول کو نوچ کر یہاں آیا تھا۔

رومیو کا وینگ آفر دیکھ کر وہ مسکراتی وائے ناٹ پھینکتی ٹائراٹھائے آگے کو جھک آئی۔۔۔  
اور ایک مخصوص آواز کے ساتھ اسکے منہ پر دھواں چھوڑتی ریسنگ بائیک اڑاتی ہوئی وہاں سے نکلی۔۔۔

وہ سٹپٹا گیا۔۔۔ "آدمی کا مجھے بتانا ہے یا اسے۔" اسنے سوچا اور کندھے اچکا کر اسکے پیچھے بھاگا۔۔۔

"تم رک نہیں سکتی یہاں؟" وہ اسکے برابر آتا بولا



مسی نے گردن ٹیڑھی کر کے اسے دیکھا اور بائیک کو ریس دی۔۔۔  
"نہیں! کیونکہ میں اپنے سوامی کو بگاڑ نہیں سکتی۔ اپنی بیٹی بچے سے دور نہیں رہ سکتی۔" وہ کندھے اچکا کر بولتی  
آگے نکل گئی۔۔۔

پر دوسرے پل اسے بریک لگانی پڑی جب ٹھاکا کی آواز نکلی اور وہ گھسیٹتا ہوا آگے نکلا۔۔۔

"اب کیا ہوا ہے؟" بد مزہ ہوتے وہ بولی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

"صدمہ لگا ہے۔" وہ بائیک کے ساتھ ڈھیر پڑا بولا۔

اسے یقین نہیں آیا تھا کہ اسنے بچے بھی پیدا کر لیے اور رومیو جو لیٹ کی وفائی میں وہیں سڑتا بیٹھا رہا۔



"مرے رہو یہیں! ویسے راستہ دیکھانے کا شکریہ۔" وہ کہہ کر نیچے جیب سے گرے اسکے چاکلیٹ اٹھاتی وہاں سے انگلیوں کا سلام کرتی نکلی۔۔۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

"تم ٹھیک ہو؟" عارب گھبرا یاد کی حالت پر اسکے پاس پہنچا۔۔

"ہاں یار ٹھیک ہوں۔ سعیر کہاں ہے؟" سرخ سیاہ آنکھیں اس پر ٹکائے سرد لہجے میں پوچھا۔

"وہ چلا گیا۔" عارب نے سہمی کی بھیگی آنکھیں دیکھتے کہا

آلف چونکا "کہاں چلا گیا؟" اور نا سمجھی سے پوچھا۔

ساتھ ہی سیڑھیوں کی طرف بڑھا باتھ لینے کیلئے۔۔۔

پانی کا بہاؤ اتنا تیز تھا کہ وہ خدا خدا کر کے وہاں سے نکل پایا تھا۔ اسکا ارادہ اپنے ماں باپ کے پاس جا کر انکی غلط

فہمی دور کرنی تھی۔۔

وہ جانتا تھا اسکا باپ اسے غلط نہیں سمجھے گا کیونکہ اسکا باپ جانتا تھا آلف کبھی غلط کر نہیں سکتا۔۔

وہ اپنی ماں کی غلط فہمی دور کرنا چاہتا تھا کہ کہیں انہیں اپنی ممتا یا تربیت پر دکھ نا ہو۔۔۔

وہ انہیں جا کر بتانا چاہتا تھا کہ آلف کوئی غنڈہ نہیں انکا اپنا داد، ملک کا محافظ ہے بات صرف یہ ہے کہ انکی یہ شخصیت گہراہ ہوتی خود سے ہی۔۔

پر وہ پہلے سعیر سے بات کرنا چاہتا تھا کہ کیا سوچا ہے برہان کا، اسکا بھائی ایماندار ہے وہ اب تک چیک کر چکے ہیں تو ایسا اچھا نہیں کہ انہیں برہان علوی کا بھی ساتھ مل جائے۔۔

اسکے روم میں بند ہونے پر عارب نے بے بسی سے سہمی کو دیکھا جواب ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔

"عارب میرا بھائی میری شہزادی! وہ مجھے بچانے کیلئے اپنی شہزادی کھو گیا۔" اسنے سک کر کہا۔

عارب نے اسکے سر پر ہاتھ رکھے نفی میں سر ہلایا

"بچی مت بنیں سہمی جی حوصلہ رکھیں یہ بھی مت بھولیں کہ آپکی وجہ سے ہی انہیں شہزادی ملی ہے۔۔

اگر عالم کو اپنی بیوی کیلئے قہر زمان سے ڈر ہوتا تو اب تک وہ پاکستان ہلا چکا ہوتا۔

اسے معلوم ہے یہ عورتوں کو استعمال کرنے والے، مرد کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔۔

دیکھا نہیں سب کو بھگا دیا آلف برہان سب کو سامنے ہٹا کر پھر آیا ہے کیونکہ وہ ان میں سے کسی کے سامنے بھی آیا تو سیدھا سعیر کی گرفت میں آئے گا اسلئے ہی اسنے ایسا بذدلوں والا کھیل کھیلا ہے۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر سمجھا رہا تھا جبکہ پیچھے سرخ آنکھوں سے کھڑے آلف کے چہرے پر سختی پتھروں کی طرح چھائی۔۔۔

"مطلب میں سمجھا نہیں! تمنے بتایا نہیں عالم کہاں ہے سسٹم پر اسکی پوری رات اور دن کی غائبی شوہر ہی ہے کیوں؟" وہ عارب کے سامنے کھڑا بولا۔

"تم ایسے سرد ہو کر بات کیوں کر رہے ہو؟" عارب نے ابرو اٹھا کر پوچھا

حالانکہ غلطی اسکی ہی تھی کہ اسے گھڑی اتارنی ہی نہیں چاہیے تھی اور اب ان سے غصہ ہو رہا ہے۔۔۔

"تم جواب دے رہے ہو!" اسنے جتا کر کہا اور اسکے سوال کو نظر انداز کر دیا۔

"سمی جی آپ جائیں کھانا کھائی میں آتا ہوں۔" وہ مسکرایا اور آگے آفس کی طرف بڑھ گیا جبکہ مٹھیاں بھیجنے سپاٹ چہرے کے ساتھ آلف اسکے پیچھے گیا۔۔۔

وہ ساکت پتھر کا بت بنا آفس میں دیوار گیر ایل ای ڈی پر چلتی رات کی نیوز دیکھ رہا تھا۔ جواب بھی وقفے وقفے سے دیکھا رہے تھے۔۔۔

دلہن کی طرح سچے علوی ولا جو برقی قہقہوں سے دادنے اپنے ہاتھوں سے دوستوں کے ساتھ ملکر سجا یا تھا بڑے ارمانوں سے۔۔۔

ان ارمان کی جگہ وہاں لاشیں نکالی جا رہی تھیں۔۔۔۔

"ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ کل رات ہونے والے ایس پی برہان علوی کے گھر پر دہشتگردوں کے اٹیک سے ناصرف کئی جوان شدید مقابلہ بازی میں شہید ہوئے ہیں، بلکہ مشہور بزنس مائیکون کمال علوی انکی بیگم ساتھ دونوں بہنوں کی بی اماں، انکا بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔۔۔!"

نیوز اینکر تیز تیز بولتا ساتھ دل دہلا دینے والا منظر بھی دیکھائے جا رہا تھا۔

لوگوں میں پھیلے خوف ہراس دہشتگردوں کا دونوں بہنوں کو لے جانا۔۔

آلف نے عرب کی طرف ویران نظروں سے دیکھا۔

"یہ کس کا گھر ہے عرب؟" اسکے الفاظ اسے خود سمجھ نہیں آرہے تھے کہ کیا بول رہا ہے۔

"آلف۔۔۔!!" عرب نے افسوس کرتے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا وہ بدک کر پیچھے ہوا

"مجھے بتاؤ یہ کس کا گھر ہے؟؟؟"

کس کے گھر سے ماں باپ کی لاشیں اٹھ رہی ہیں؟

کسی کی بیوی لاپتا ہے؟

کس کی گڑیا پھر غذاب میں چلی گئی مجھے جواب دو عزل؟" وہ غرا کر اسکا کالر پکڑ کر آپے سے باہر ہو گیا۔

"تمہارے!! تمہارے گھر کا ہے یہ حال ہے۔" گہرا سانس بھرتے اسکے ہاتھ جھٹک کر اسنے تلخی سے کہا۔



"کیا بکواس کر رہے ہو یہ میرا گھر کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ چلا اٹھا کہ باہر موجود سسی بھی سہم گئی

"آلف ہوش میں آؤ۔۔۔!!"

تمہارا ہی گھر ہے۔ "کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے وہ غرایا۔  
کہ بپھرے زخمی شیر کی طرح گرم گرم تیز سانس لیتا لہو لہان آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"اگر یہ میرا گھر ہے تو میرے ماں باپ کہاں ہیں؟ میری بونی کہاں ہے؟ میری گڑیا کہاں ہے؟۔۔۔ کہاں ہیں وہ دھول جشن لوگ؟؟

یہ لہو لہان کیوں ہے۔۔۔؟؟ لاشیں کیوں نکل رہی ہیں شادی والے گھر سے؟؟" وہ ایک کے بعد دوسری چیزیں اٹھائے ایل ای ڈی پر مارتا خونخوار بنا دھاڑ رہا تھا۔

"کیونکہ آلف صاحب نے غلطی کی ہے! اسکی ایک چھوٹی سی غلطی اسکی دنیا برباد کر گئی۔  
تم جانتے تھے تمہاری ذرا سی غلطی تمہاری دنیا تباہ کر سکتی تھی پر تم نے اسے نظر انداز کر دیا اور وہ کر دیکھا یا جو ایک ایجنٹ کبھی نہیں کر سکتا تھا۔

کبھی کوئی سیکرٹ ایجنٹ بھروسہ نہیں کرتا کسی پر ناہی خود پر۔۔۔ پر تم نے اندھا اعتماد کیا اور ٹھوکر کھائی۔

پر یاد رکھنا اس میں غلطی نور العین کی نہیں ہے۔۔

اسنے جو کیا ایک فخر کی بات تھی کہ اسنے اپنے شوہر کو بھی نادیکھتے ملک کا غدار سمجھتے اسے پھانسی تک پہنچانا

چاہا۔۔۔

تمہیں اس پر فخر ہونا چاہیے پر۔۔۔

وہ معصوم تھی نا سمجھ! تمہیں اس کے سامنے آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔۔

اور اگر آئے تو اس کا شک دیکھ کر حقیقت بتا دینی چاہیے تھی اگر ہو سکتا تو اس پر نظر رکھ لیتے۔۔۔

عرب آہستہ سے اسے سمجھا رہا تھا جبکہ آلف لب بھینچے آنکھیں درد سے میچے سرخ چہرے کے ساتھ نیچے بیٹھا

تھا۔۔۔

"تباہ ہو گیا عرب سب کچھ چھین گیا مجھ سے وہ میری ماں۔۔۔

میرا باپ۔۔۔

سب چلے گئے بی اماں بھی چلی گئی عرب سب ختم ہو گیا۔" وہ سسکتا ہوا بولا۔۔۔

"میرا سجا سنورہ گھر ماتم میں بدل گیا اور اسے بدلنے والی صرف وہی تھی۔۔۔

وہی نوالعین تھی جسے میں خود سے زیادہ چاہتا تھا۔۔۔

اس پر میں نے آنکھ بند کر کے یقین کیا۔۔۔

اسے سینے اپنی سانسوں سے زیادہ چاہا۔۔۔

اسکی ذرا سی تکلیف پر میں خود تڑپ جاتا تھا۔۔۔

اسنے کیا کیا عزل۔۔۔؟

ناصر ف ایک وار میں داد کو مار دیا بلکہ آلف کو بھی زیرہ زیرہ کر دیا کیوں۔۔۔؟؟ کہاں کمی رہ گئی تھی میری محبت

میں؟

تم کہتے ہو کہ اسنے وطن کیلئے کیا حیوان کو پھانسی دلانے کیلئے کیا۔۔۔!

نہیں اسنے سب مجھے برباد کرنے کیلئے کیا۔۔ اسنے آلف کو صرف دھوکے کی اتنی بری سزا دی۔۔۔

مینے اسے کہا تھا صرف کچھ وقت دو مجھے لمحات کا فاصلہ رہا تھا۔۔۔

اندازہ لگا سکتے ہو میرے ارمانوں میری محبت کا جنازہ اٹھائے میں بھاگ رہا تھا کیسی تکلیف ہوئی تھی جب میرا

بھائی مجھ پر گولیاں چلا رہا تھا۔

کیسی تکلیف ہوئی تھی جب پیچھے اپنے ماں باپ کی اذیت کو سوچتا کہ انکا بیٹا حیوان ہے۔۔ "وہ پھر کر لہوں  
آنکھوں سے اسے دیکھتا گر جا

"اسنے تباہ کیا نہ صرف علوی کو، داد کو بھی مار دیا ختم کر لیا سب کچھ میں چھوڑوں گا نہیں اسے تڑپادوں گا زندگی  
جہنم بنادوں گا اسکی۔۔۔

نفرت ہے نا اسے آلف سے۔۔۔؟

حیوان ہے نا اسکی نظروں میں آلف۔۔۔!

اب حیوان ہی رہے گا۔۔۔

کبھی معاف نہیں کروں گا اسے۔۔۔! اسنے میرے ماں باپ چھین لیے۔۔ مجھ سے میری بونی چھین لی!! میں  
نورا لعین کو کبھی معاف نہیں کروں گا اسنے مجھے برباد کیا ہے اپنے شک میں اسنے میرے وجود کو کانچ کے  
ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ توڑوں گا اسے ذرہ ذرہ بے نشان کر دوں گا میں اسے۔۔۔

وہ سب کچھ ختم کر گئی عارب کسی کو نہیں چھوڑا میرے لئے۔۔۔ "وہ نیوز میں دیکھائے اپنے باپ کا دھندلا چہرا  
یاد کرتا بے آواز قالین کو دیکھتا رونے لگا۔۔۔  
عارب خاموش سا اسے دیکھتا رہا۔۔۔

"عالم کہاں ہے؟ اور قہر زمان کیسے پہنچا میرے گھر؟ اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں یا ہم سب گھر میں نہیں؟"  
ایک دم اٹھ کر وہ سرخ آنکھوں سے عارب کو دیکھتا سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔

عارب کب سے اسکی بد گمانیاں نور العین کیلئے سن رہا تھا اسکے ایک دم سامنے آنے پر گہرے سانس بھر کے اسکی  
افیت سے چور نظروں سے آنکھیں پھیر گیا۔

"عالم کا کچھ معلوم نہیں وہ کہاں گیا ہے۔۔۔"

اسے جب یہاں سمعیہ کے بارے میں کال کر کے بلایا گیا تو اسے ٹھیک دیکھ کر جب جا رہا تھا کہ راستے میں ہی  
اسکی گاڑی پرائیک ہو گیا اور وہ ان سے لڑنے کیلئے اتر اٹھا پر وہ بھاگ گئے تھے۔۔۔  
البتہ اسکی گاڑی بلاسٹ ہو گئی تھی۔۔۔

اور جب تک وہ بھاگتا وہاں پہنچا زمان دونوں کو لیکر جا چکا تھا۔ پھر وہاں جب ہم پہنچے تب وہ خاموش کمرے میں  
کھڑا تھا۔۔۔۔

اسکے بعد بریگیڈر جنرل نے بھی اسے سمجھایا کہ ہمیں کنگ اور زمان دونوں زندہ چاہیے پر اسنے کہا اگر میری  
بیوی کو کچھ ہوا تو اس سے کوئی امید نہ رکھے۔۔۔ "شہر یار آفس میں داخل ہوتا بولا۔



عرب اور آلف دونوں اسکی سمیت پلٹے۔۔

"کسی کو نہیں معلوم سے کیا مراد ہے کیا وہ اب ہمارے ساتھ نہیں؟" داد چونک کر بولا

"ظاہر ہے اسنے سب ہم پر چھوڑا تھا اور جب ہماری طرف سے چوٹ پڑے گی تو کیا وہ اب بھی ہمارے ساتھ کام کرے گا۔" وہ نور العین کی بات گول کر گیا کہ اسنے کچھ کیا ہے۔۔۔

کیونکہ جاتے ہوئے سعیر عالم ہی اسکے ثبوت مٹا گیا تھا اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اسکی نادانی کے بارے میں کسی کو نہیں بتانا چاہتا خاص کر کے داد کو شاید۔۔۔

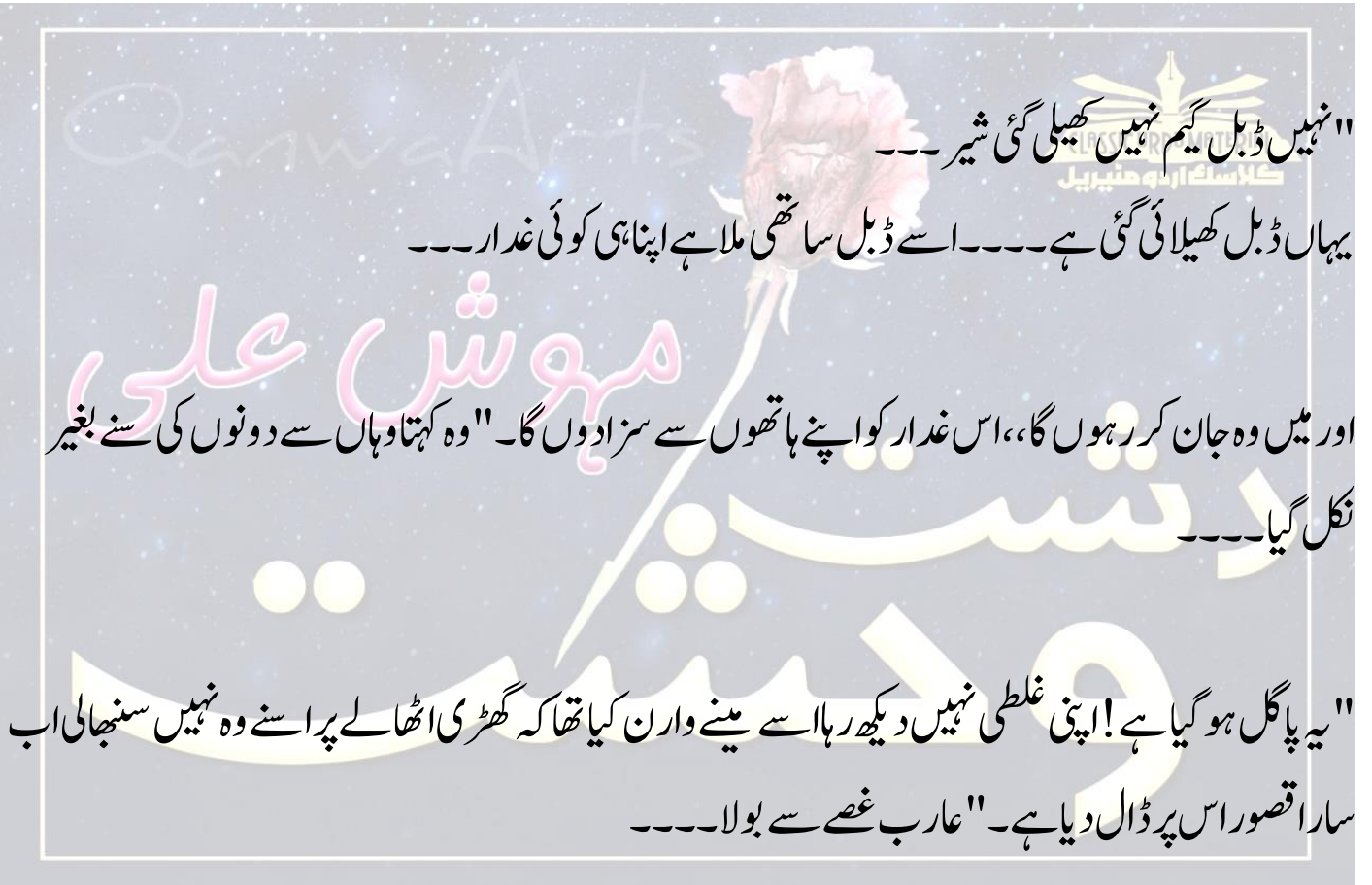
تبھی وہ بھی چھپا گیا تھا کہ زمان نور العین سے بات کرتا ہے یا اسنے کوئی وائس بھیجی تھی سعیر کو نور العین کی موبائل سے جاتے ہوئے۔

"پر ایسا کیسے ہو سکتا ہے زمان کو کیسے معلوم کہ گھر میں ہم نہیں اور یہ اسکا وقت پر سب کے ناہونے پر اندر کیسے آگیا۔۔؟

مطلب کوئی تو گھر میں اس سے ملا ہوا ہے جسنے اسے ہر لمحے سے واقفیت دی اور ساتھ دیا اتنا بڑا قدم اٹھانے سب سے کھیلنے پر۔۔۔۔

ورنہ اتنے سال کتنا قریب رہا بیسٹ کے اسکی جرات نہیں ہوئی اسے نقصان پہنچانے کی اور اب اچانک؟ "داد  
کے سوال کی بوچھاڑ ہو گئی جس سے شہر یار نظریں چرا گیا۔۔۔  
کیسے بھول گیا تھا کہ وہ ایجنٹ ہے۔۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں اسنے ڈبل گیم کھیلی ہے آلف۔" اسنے نرمی سے سمجھانا چاہا



"ابھی اسکے زخم ہرے ہیں اسکاری ایکشن یہ نرا مل ہے مینے اس سے کئی بڑا سوچا تھا پر چلو اللہ کا شکر کہ وہ خود کو  
سنبھالنا جانتا ہے۔" شہر یار اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے بولا۔

"تمہیں بہت خیال رکھنا ہے سمعیہ کا عارب۔۔۔

اسنے کچھ سوچ کر پھر تمہیں اسکی رکھوالی کیلئے چنا ہے۔۔۔  
ایک بھائی اپنی عزت تمہارے حوالے کر گیا ہے اسکی ایسے ہی عزت کرنا جیسے اسنے تمہاری عزت کی۔ "وہ  
سمجھانے لگا عارب ہنس پڑا۔۔۔۔

"تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں الحمد للہ میں سہی جی کی بہت عزت کرتا ہوں۔ اور مجھے معلوم ہے اسکی عزت  
کیسے کرنی ہے وہ میری آنکھوں پر ہے فکر مت کرو۔  
اچھا اب تم لوگ جا رہے ہو۔۔۔؟؟" اسنے بات بدلی

"ہاں اوپر سے آرڈر آئے ہیں کہ سعیر کو روکیں وہ اور دونوں کو زندہ لائیں۔۔۔!" وہ بتا کر لب بھینچ گیا۔  
"عجیب خود غرضی ہے۔۔۔"

زندہ پکڑنے کیلئے انہونے اس حد تک لادیا اسے۔۔۔  
اسکی تکلیف کا کسی کو احساس نہیں۔۔۔  
انہونے تو سچ میں اس بیسٹ سمجھ لیا ہے پتھر کا وجود ہے نا۔

اگر انکی ضد نا ہوتی کنگ زمان کو زندہ پکڑنے کی تو آج وہ زندہ رہ کر اسکی شہزادی پر پھر سے اٹیک نا کرتے۔۔۔  
وہ غصے سے بولا شہر یار کیا کہہ سکتا تھا۔۔۔

سمعیہ کو یقین دلایا کہ سعیر کو کبھی کچھ نہیں ہو سکتا وہ صرف یہاں حیوانوں کیلئے جہنم بنائے بھیجا گیا ہے۔۔۔  
آگ کو آگ نہیں جلا سکتی۔۔۔۔

پتا نہیں کہاں تھا زمان اور کہاں تھا سیر۔۔۔ وہ سوچتے ہوئے عالم ولا سے نکلا۔۔۔

\*-----\* \* \*-----\*

"میں نہیں کھائوں گی سنا نہیں۔۔۔!!" وہ ہاتھ مار کر ٹرے کو پیچھے پھینکتی چلائی

زمان کے ساتھ موجود اسکے دیو نما آدمی نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔

چٹاخ چٹاخ۔۔۔۔ "ہم سے زبان چلائے گی نہیں کھائے گی؟" زوردار تھپڑ مارتے وہ اسکے بالوں کو پکڑ کر  
چہرہ اونچا کرتا اس پر دھاڑا کہ اسکی ہچکیاں نکل گئی جبکہ منہ میں خون کا ذائقہ گھل گیا۔

"اسے چھوڑ دو!! وہ کھائے گی مت مارو!" حور سسکتی ہوئی زمان کے ہاتھوں سے زبردستی کھانا کھاتی بولی

اسکا پور پور زخم تھا وہ ہوش میں آتی چلائی چیخی تھی نتیجاً اسکے ٹھوکروں پر رکھ دیا۔۔۔ بال منہ نوچ کر اس پر

جتایا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر آئی ہے۔۔۔

وہ کسی کنگ کے پاس جانے والی ہے۔۔۔



رونے سے شاید اسکی آنکھوں سے نکلا خون پوری آنکھوں پلوں پر پھیل کر جم گیا تھا جس سے ناوہ دیکھ پار ہی تھی ناہی خود کا یا اپنی بہن کا بچاؤ کر پار ہی تھی۔۔۔

بلکہ اس ہال نما روم کے کونے میں سکڑی سمیٹی پڑی تھی اور سامنے اسکی بہن کے بالوں سے پکڑے وہ حیوان زبردستی اسکے منہ میں نوالے ڈالتا اسکی سانسیں روک رہا تھا۔

ناجانے کتنے گھنٹے، رش ڈرائیونگ کمشنر کی پوری سپورٹ کے ساتھ وہ افغانستان کے شہر جلال آباد کے ایک چھوٹے سے گھر میں موجود تھیں۔۔۔

جب ہوش آیا تو اسنے چیخنا چلانا شروع کیا اپنی بہن کو خود میں چھپانا چاہا پر اسکے چھوٹے سے نازک وجود کو ہی زخم لہو لہان کر دیا گیا کہ اب وہ مدہم سانسیں لیتی نیچے پڑی تھی۔۔۔۔

"چپ کر کے کھاؤ کل ہمارا نکاح ہے۔۔۔"

اور میں چاہتا ہوں اسے کنگ کے پاس بھیجتے ہم یہاں سے نکاح کر کے چلے جائیں۔۔۔۔" مٹھی میں جکڑے اسکے بالوں کو سختی سے جھٹکا دیتے وہ بولا کہ حور کی آہیں نکل گئی۔۔۔۔

"عالم۔۔۔۔!" "ان آہوں میں صرف اسکی ہی سدا تھی اسکی ہی پکار تھی۔۔۔۔"

پتا نہیں کیوں زندہ رہ گئی کیوں واپس اس جہنم میں آگئی کیوں اپنے شہزادے سے کچھڑ گئی کچھ بھی تو وہ معصوم نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

اسکا دماغ کہاں کام کر رہا تھا وہ صرف ہاں ہوں میں سر ہلارہی تھی۔۔۔۔  
ہمیشہ جو خوف اسکے رگوں پلتا آیا تھا کہ جب اسے وہ لے جائیں گے تو اسکی کیا حالت ہوگی شاید مر جائے  
گی۔۔۔

پر نہیں وہ مری نہیں بلکہ اپنا ہی دماغی توازن کھو کر بیٹھی رہی تھی۔۔۔۔

وہ نہیں سمجھ رہی تھی نکاح پر نکاح ہونے سے کیا ہوگا وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکا عالم کب آئے گا  
بس اتنا جانتی تھی ایک عالم تھا جو اسے موم کی گڑیا کی طرح رکھتا تھا۔۔۔۔  
اسکی یادیں اسکا لمس اسکی آہٹیں تھی جن کی آس پر وہ اسے پکار رہی تھی باقی کچھ بھی تو نہیں جان پارہی  
تھی۔۔۔۔

وہ جانتی تھی اسکی بہن ماری جارہی ہے اسکا برا حال ہے پر وہ کچھ نہیں سوچ پارہی تھی بس اسکی چیخوں پر ذرا سی  
ہمت کر کے گڑ گڑا جاتی جیسے وہ اسکے لئے۔۔۔۔

"پھر اس۔۔۔ اسے چھوڑ دو اسے مت مار۔۔۔ وہ میری بہن ہے اسے جانے دو۔۔۔!" وہ روتی ہوئی بولی  
زمان ہنس پڑا۔۔۔۔

"ضرور چھوڑ دیں گے۔۔۔! کچھ ہی دیر میں اسے چھوڑ دیں گے ہم۔۔۔!" وہ فرش پر نڈھال پڑی اس چھوٹی  
سی لڑکی کے مدھم سانسیں لیتے وجود کو دیکھتا بولا

"اٹھو کھاؤ۔۔۔!" اس سیاہ فام نے گردن سے پکڑ کر نور کو اٹھا کر بیٹھایا  
جوز خم کی تاب نالاتی تکلیف سے غنودگی میں تھی بلبلا تو تب اٹھی جب گرم پانی کا کٹورالبوں سے لگا اور اسکی  
چیخوں کی پرواہ کیے بغیر وہ گرم مادہ اسکے حلق سے اتارہ گیا۔۔۔۔

"مما پاپا۔۔۔"

داد۔۔۔۔!! "وہ اپنا گلا پکڑے درد سے غوغا کرتی پھڑ پھڑاتی گھٹی گھٹی چیخیں مارتی انہیں پکار رہی تھی۔۔۔۔  
پر احساس کہا تھا اس معصوم کی حالت کا بلکہ اسے زمین پر گلا پکڑے پھڑ پھڑاتے دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔۔  
اور حور اسکی غوغا کی آواز پر حیران سی اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔  
"اسے جانے دو یہ میری بہن ہے اسنے مجھ سے کہا ہے معاف کر دو اسے۔۔۔" ڈر کر وہ زمان کے ہاتھ پکڑے  
سکی۔۔۔۔  
وہ نہال نظروں سے اسے دیکھتا اسکے بال چھوڑ کر ہاتھ چوم گیا۔

"چھوڑ دو۔۔۔!" اسنے کرخت لہجے میں کہتے سیاہ فام کو جانے کا اشارہ دیا اور ایک نظر لہو چہرے والی بیہوش  
پڑی نور العین پر ڈال کر پاس بیٹھی حور کو دیکھا۔۔۔۔

"بلا سنڈ بیوٹی تیار ہونا پھر نکاح کیلئے؟" وہ اسکے چہرے پر اپنے تھپڑ کے نشانوں پر انگلیاں پھیرتا بولا۔

"وہ۔۔۔ وہ عالم آجائیں پھر۔۔۔" آنکھیں گھماتی وہ بولی  
زمان غصے سے دیکھتا اچانک ہی جبراً پکڑ گیا

"عالم کون؟؟" اسنے غرا کر پوچھا کہ حورالعین خوفزدہ ہوتی رونے لگی

"وہ میرا شہزادہ سہمی کا شہزادہ جو میرے لئے آئے گا۔۔۔!" اسنے روتے ہوئے بتایا زمان ہنس پڑا۔۔۔

"وہ نہیں آئے گا بیوٹی۔۔۔ وہ تمہارا برا خواب تھا شہزادے نہیں ہوتے۔۔۔! صرف میں ہوں تمہارا  
قہر زمان۔۔۔!" وہ پراسرار سی آواز میں اسکے کان میں بولا۔

"وہ۔۔۔ وہ خواب ہے۔۔۔؟؟ میرا شہزادہ نہیں؟" اسنے معصوم بچی کی طرح روتے پوچھا جس سے جیسے کوئی  
من پسند چیز چھین لی گئی ہو۔۔۔

"ہاں! شہزادہ نہیں۔ شہزادے نہیں ہوتے کوئی نہیں ہوتا صرف حیوان ہوتے ہیں جو تمہارا ہے  
قہر زمان۔۔۔" وہ اسکے کانوں میں سیسہ انڈیل رہا تھا جبکہ وہ اپنے غم میں روئے جا رہی تھی کہ اسکا شہزادہ نہیں

اور جو وہ سوچ رہی تھی اسکا شہزادہ آئے گا وہ صرف ایک خواب تھا سہمی جھوٹ بول رہی تھی اس سے۔۔۔  
عالم نہیں۔۔۔۔۔؟؟



صرف قہر زمان ہے۔

\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \_ \_ \_ \_ \*

"بھائی!!! "ہاسٹل میں ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے ہوئے برہان کو دیکھتا آلف اسکی طرف لپکا۔

"یہاں کیوں آئے ہو؟ کون بھائی؟" برہان اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور غصے سے بولا۔

داد کو شک لگا اسکے سر دسپاٹ لہجے پر۔۔۔۔

"بھائی میں داد۔۔۔!" نم آنکھوں سے کہتا وہ پاس آ کر کھڑا ہو گیا

برہان سن ہنسا اور ہنستے ہوئے ارمان کو دیکھا

"سن رہے ہو ارمان یہ میرا بھائی ہے؟ یہ میرا داد جسے میں اپنے بچے کی طرح پالا یہ وہی داد ہے جو اپنے بھائی کو خوار کرتا اسکا تماشا بناتا رہا۔۔۔" تلخ لہجے میں کہتے اسنے اسے نفرت سے دیکھا۔

"تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ہو گے تم داد پر میرا داد اور سب رات چلے گئے۔۔۔

میں تنہا ہوں اور تنہا رہنا چاہتا ہوں۔۔۔

بہت دیکھ لئے اپنے رشتے۔۔۔! جان لیا کہ وہ افیت زخم دینے کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتے۔ مہربانی ہوگی یہاں سے نکلو ورنہ میں سیکورٹی بلا کر تمہیں باہر پھینکو!" اس کے الفاظ نہیں تھے خنجر کے وار تھے جو آلف کے سینے پر چلے تھے وہ ششدر اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

جو بالکل انجان بن گیا تھا ذرا سی رمتق نہیں تھی آنکھوں میں پہچان کی۔۔

"بھائی۔۔۔!!" اس جوان کے آنسو آنکھوں سے بہتے شیو میں جذب ہونے لگے۔۔۔  
پر برہان نے پلٹ کے نہیں دیکھا وہ تو لمحہ بے لمحہ سانسیں لیتی چھوڑتی اپنی بیٹی کو دیکھ رہا تھا۔

آلف سارا ٹوٹ گیا اور دیوار کا سہارا لیکر بیچ پر بیٹھا۔۔۔  
عالم کے گھر سے نکلتے وہ اپنے گھر کی طرف بھاگا تھا کہ شاید وہ سب جھوٹ ہو۔۔۔  
پر وہاں پولیس ریجنرز کی سخت سیکورٹی گھر پر اندر موجود سناٹا خشک خون کے فرش پر دھبے فضا میں پھیلی خون  
کی بو۔۔۔  
اسے خود کو ہی نوچنے پر مجبور کر گئے۔۔۔  
ہر کونے سے اسے اپنی ماں کی پکاریں سنائیں دینے لگی ہر رخ پر باپ کی جھڑکیں سنائیں دینے لگی۔۔۔

کوئی کھلکھلاہٹیں تھی جن سے اسے وحشت سی ہونے لگی تھی۔۔۔  
کوئی روعب کرتا اپنا تھا تو کوئی پر ایسا ب اسکی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے اور وہ جا کر منہ کے بل اپنے ماں  
باپ کے بیڈ پر گرتا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا۔۔۔  
سر پٹخنے لگا بالوں مٹھیوں میں جکڑ کر نوچے پر کچھ ناہوا کہیں سے کوئی واپس نہیں لوٹا۔۔۔

کہ اسے تنہائی سے خوف آنے لگا اور اسے اپنے بھائی اہنی بھتیجی کا خیال آیا وہ وہاں کھڑی پولیس سے اسکا پوچھتا  
یہاں آیا تھا کہ اپنے بھائی کے سینے سے لگ کر روئے گا اس سے پوچھے گا کہ ابو امی کو دفنانے پر میرا تو انتظار کیا  
ہوتا پر اسے اتنا بھی حق نہیں دیا۔۔۔۔

ایک آخری دیدار نصیب نہیں ہونے دیا کیوں کس لئے۔۔۔

اسلئے کہ داد وہ دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا اسکا دل پھٹ جائے گا اسلئے اسکے پیہنچنے سے پہلے انہیں دفن دیا گیا یا  
اسے یہ حق نہیں دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

"بھائی۔۔۔!!" اسنے پھر سے کوشش کی اور آگے بڑھ کر اسکے گلے سے لگنا چاہا کہ بریان نے دھاڑتے ہوئے  
اسے پیچھے دھکیلا۔۔۔

"خبردار میرے قریب آئے کہانا نہیں ہے کوئی میرا بھائی۔۔۔۔" سرخ لہو جیسی آنکھیں اس پر نکالتے انگلی  
سے وارن کیا اور ڈاکٹر کی طرف بڑھ گیا جبکہ داد بت بنا کھڑا رہ گیا۔۔۔۔

ڈاکٹر نے اسکے حوالے دوائوں کا ایک نسخہ کیا جسے تھامتے برہان ارمان کی جانب آیا۔

"یہیں کھڑے رہنا اگر ذرا سی ٹانگیں اس دروازے سے آگے پیچھے ہلائی یا کسی ایڑے غیرے کو میری بیٹی کے  
پاس جانے دیا تو تمہارے اچھا نہیں ہوگا۔" وہ سرد لہجہ میں کہتا نسخہ تھامے وہاں سے نکلتا چلا گیا کہ داد لب  
بھینچے اسکی پشت کو او جھل ہوتے دیکھتا رہا۔۔۔۔

"محض ایک غلطی تھی۔۔۔!! ہستیاں مٹا گئی۔" وہ سر تھامے وہیں بیٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"عالم کہاں ہے؟" دفعتاً وہ چونکا اور ایک نظر ہاسپٹل کے روم پر ڈالتا وہاں سے بھاگتا ہوا نکلا۔۔۔۔

پارکنگ ایریا میں کھڑا برہان اسے جاتا دیکھتا رہا

اور نرم آنکھیں میچ کر خود کو سنبھالا۔۔۔۔

وہ اگر اپنے ماں باپ کو ناد فنتا تو ضرور داد اپنے باپ کا چہرہ دیکھتا پاگل ہو جاتا۔۔۔

تبھی اسنے یہ قدم اٹھالیا تھا کہ جہاں بھی جائے بس زندہ رہے اور خوش رہے۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتا وہ اب اپنی بیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا کی نا جانے وہ اب اسکے لئے آئے گی بھی کہ نہیں۔۔۔۔

کل رات جب وہ علوی ولا میں داخل ہوا تھا تو سب سے پہلے اسکی سسکیاں کانوں نے سنی تھی

پتا نہیں کتنا اسے پکارا تھا کتنا اسے خوف میں یاد کیا تھا کہ جب وہ اندر داخل ہوا تو فضا اسکی سسکیاں اسکے کانوں تک پہنچانے لگی تھی۔۔۔

دوائیاں لیتے اسے اچانک ایک خیال آیا تبھی تھک کر اسنے وہ ریپر سیلر کے سامنے رکھی۔۔۔۔



"سوری سریہ ببل یہاں نہیں صرف ایک ہی دکان پر ملتی ہیں اور وہ کچھ آگے ہے۔" سیلر کی بات پر وہ چونکا

اور رپر کو دیکھا کیا وہ خاص ببل کھاتی تھی یا اسکے لئے کوئی اشارہ تھا۔۔۔۔

"ہم! ٹھیک۔" سر ہلاتے ہوئے وہ واپس جیب میں رکھتے وہاں سے روانہ ہوا۔۔۔



پر الجھا ہوا تھا پورا۔۔۔۔

دوائیں ہاسپٹل پہنچا کر سخت سیکیورٹی میں اپنی بیٹی کو چھوڑے وہ رپر کو دیکھتے وہ سیلر مین کے بتائی جگہ پر پہنچا جہاں ایک بڑا شاپ تھا۔۔۔

"مجھے یہ ببل دو؟" رپر کاؤنٹر پر رکھتے وہ کلائی میں بندھی وایچ کو دیکھتا بولا۔۔۔۔

سیلر بوائے نے کچھ چونک کر برہان کو دیکھا۔۔۔

"یہ رات کو بارہ بجے ملتی ہے۔" وہ کچھ سرگوشی میں بولا برہان نے حیران الجھتے اسے دیکھا۔

"ابھی تو دس بجے ہیں تم دے سکتے ہو۔۔۔!" وہ جتا کر بولا۔۔۔

سیلر بوائے نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"سوری سر مجھے رات کو بارہ بجے بولا گیا ہے آپ اسی وقت آ سکتے ہیں۔" اسنے ہری جھنڈی دیکھائی برہان پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

"یہ بھی بتا دو بارہ سے ایک منٹ پہلے یا۔۔۔" اسنے غصے سے طنز کیا وہ لڑکا اسے دیکھتا مسکرایا۔۔۔

"وہ آپکے دل پر ہے کب آنا چاہیں گے سر۔" اسکے کہنے پر برہان اسے گھورتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔۔

مہوش علی

ابھی دس بج رہے تھے وہ ہاسپٹل جانا چاہتا تھا۔۔۔

ہر چینل ہر ٹی وی پر نیوز چل رہیں تھی انکی بربادی کی۔۔۔

گھر سارا ویران تھا اور وہ وہاں جانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ اپنے بنگلے پر بھی نہیں کیونکہ اب اسکا دل اکتا گیا تھا۔۔۔

کمشنر سے تو اب اسکا حساب شروع ہو رہا تھا پر اسکا ریکارڈ اسکا بیک گراؤنڈ اتنا صاف تھا کہ وہ کچھ کر نہیں پارہا تھا۔۔۔

پراسنے اب سوچ لیا تھا وہ انہیں چھوڑے گا نہیں۔۔۔ ایک بار اسکی بیٹی کو ہوش آجائے پھر ملے گا ان سے۔۔۔

-----

گاڑی سے نکلتے ہوئے وہ لمبے ڈگ بھرتا اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچا۔۔۔

"کون؟" سامنے کھڑا آدمی اسے دیکھتا غصے سے بولا۔  
 "گیٹ کھولو!" اسنے سوال کا جواب نہیں دیا۔۔۔  
 پر اسکے سرد لہجے سرخ آنکھوں سے وہ کچھ گڑ بڑا گیا۔۔۔  
 "نہیں کھلے گا سر کا حکم ہے کوئی انجان اندر نہیں آئے گا!" وہ غصے سے بولا  
 جس پر وہ تمسخرے سے مسکراتا اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"زیادہ عزیز کیا ہے، زندگی یا حکم؟" پر اسرار سی آواز تھی گارڈ غصے سے گھورنے لگا یہ الگ بات تھی کہ اسے دیکھتے اس وقت اسکا حلق خشک ہو گیا تھا۔۔۔

مری کی سرد سنسان رات میں جہاں چارواور اندھیرا پھیلا ہوا تھا اس میں اس انجان کا اس طرح سامنے آنا ایک تو اسکی جسامت۔۔۔  
 دوسرا سائیڈ فیس پرکٹ، بھوری چمکتی آنکھیں میں پھیلی سرخی، ان میں پھیلی عجیب پر اسرار سی چمک۔۔۔  
 اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے اسکے سوال پر۔۔۔

"زندگی۔۔۔" کچھ جھجھکتے ہوئے جواب دیا سنے سر ہلایا  
 "تو ہٹو راتے سے!" اسنے گیٹ کے سامنے سے ہٹنے کا کہا  
 "نہیں! آپکو سمجھ نہیں۔۔۔۔۔"

اسکا جملہ ابھی مکمل ہی نہیں ہوا تھا کہ ایک دم مٹھی میں اسکے بال جکڑ کر دوسرے ہاتھ میں موجود خنجر سے اسکے گردن پر گھمایا۔۔۔

"مجھے منافق لوگوں سے سخت نفرت ہے!" اسکی گردن سے پھوارے کی مانند نکلتا خون اسکے کپڑے پڑ پڑ رہا تھا۔

اور اسکی ابلی آنکھوں میں دیکھتے کیز نکال کر ایک جانب پھینک دیا جہاں وہ ذبح ہوئے جانور کی طرح پھڑ پھڑا رہا تھا۔

گیٹ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور آس پاس نظریں ڈالتے ہوئے اپنے قدم اٹھاتا دھمک کی آواز سے آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

اسکے ہاتھ میں موجود خنجر کی نوک سے ٹپ ٹپ کر خون کی بوند گر رہی تھی۔۔۔  
فضا میں سفید برف کے چھوٹے چھوٹے قطرے اڑ رہے تھے۔۔۔ ٹھنڈک سے جسم کا سارا خون رگوں میں جم رہا تھا پر اسکے اندر بھڑکتی آگ اسے ٹھنڈک کا احساس کہاں ڈلا پارہی تھی۔۔۔

وہ حیوان بنا ہوا تھا وہی جسے وجود میں لایا گیا تھا کسی کے ہاتھ میں نا آنے والا کسی کی ناسننے والا حیوان۔۔۔  
بیسٹ کا روپ لیے وہ ہر جذب سے عاری ہو گیا تھا۔۔۔

صرف ایک جذبہ تھا اسکے اندر جسکے لئے وہ مر مٹ سکتا تھا۔۔۔

اسکی شہزادی کا جذبہ وہی جذبہ اسکے اندر پل رہا تھا باقی اسکا دماغ کچھ بھی سوچنے کے لائق نہیں بچا تھا۔۔۔  
وہ پیچھے کتنے خون کر آیا ہے کتنی لاشیں بچھائیں ہیں وہ نہیں جانتا تھا اسے صرف کمشنر تک پہنچنا تھا اور اسکے لئے اسے خون کی ندیاں بھی بہانی پڑیں تو اس سے وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔۔۔



وہ لائونج میں داخل ہوا تو دھند نما اندھیرا پھیلا ہوا وہ چلتا ہوا سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔۔۔

ایک روم کے سامنے رکتے اسنے دروازہ ناک کیا۔۔۔  
"کون؟" اندر سے کمشنر کی کرخت آواز آئی۔۔۔

اسنے جواب نہیں دیا بلکہ پھر سے ڈور ناک کیا۔

مضبوط انگوٹھے کی آواز فضا میں ٹھک ٹھک سے ہونے لگی۔۔۔

"مرے جارہے ہو" \* \* "وہ اپنے گارڈ کو گالی دیتا ہوا اٹھا اور دروازہ کھولنے لگا۔

سعیر کے لب پر اسرار سے مسکرائے۔۔۔

کمشنر گائوں کی دوریاں باندھتا دروازہ کھولا نظریں اسکی جھکی ہوئی تھی دوریوں پر مرکوز۔۔۔

"تمہیں کہا تھا ناڈسٹرب مت کرنا اور کسی کو بتانا بھی مت کہ میں یہاں ہوں پھر کیوں \* \* شکل یہاں لیکر آئے ہو۔" کمشنر نے کرخت لہجے میں کہتے پاس دیوار پر ہاتھ بڑھا کر لائٹ جلائی۔۔۔

وہ اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر چکا تھا۔۔۔

"آ۔ آپ سس۔۔ سعیر!!" کمشنر نے جب دروازہ بند ہوتے دیکھا اور پھر گارڈ کی جگہ سعیر کو دیکھ کر اسکی سانسیں رک گئیں  
وہ خوفزدہ سا پیچھے ہوا۔۔۔

"قہر زمان کہاں ہے؟" سعیر اسکی حالت کو نظر انداز کرتا بولا۔

"کک۔۔۔ کون قق۔۔۔ قہر زمان؟؟ سعیر آپ۔۔ ایک کمشنر کے گھر میں گھس آئے ہیں اندازہ ہے آپکو میں آپکو کیا سزا دے سکتا ہوں؟" اسے اپنے ہاتھ پاؤں کپکپاتے ہوئے محسوس ہوئے جب وحشر زدہ نظریں اس سرخ خنجر پر پڑی۔۔

"تم سے بہتر کوئی نہیں جانتا میرا وقت برباد مت کرو کمشنر!" اسنے سخت لہجے میں کہتے خنجر سامنے کیا اور خون سے رنگے خنجر پر انگلی پھیری۔

اسکے کپڑوں پر لگے خون خنجر کے ساتھ ہاتھ کو بھیگا سرخ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ ایک قتل نہیں کر کے آیا۔۔۔ وہ بالکل حیوان بن گیا ہے۔۔۔ اسنے سوچا تھا صبح ہوتے ہی وہ یہاں سے بھی چلا جائے گا سعیر کو اسکا معلوم نہیں

پڑے گا پر اسکے تاثرات دیکھ کر وہ سمجھ چکا تھا سعیر عالم سب جانتا تھا کہ وہ قہر زمان سے ملا ہوا ہے۔۔۔

"سعیر میرا یقین کرو میں کسی قہر۔۔۔ اسکے باقی کا جملہ مکمل کرنے سے پہلے سعیر نے ہاتھ گھمایا اور اسکے چہرے پر سیدھا کٹ دیا کہ وہ چیختا بلبلاتا کر بروقت بائیں آنکھ میچ گیا ورنہ وہ بھی ساتھ چلی جاتی۔۔۔

"سچ بتاؤ کمشنر ورنہ اب آنکھ جائے گی۔" اسنے وارن کیا

"مارنا ہے تو مار دو پر میں نہیں جانتا کون قہر زمان۔" روتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھے وہ درد سے دھاڑا جبکہ خون نکلتا اسکے گردن گائون کے اندر جا رہا تھا۔

"تم جتنی سیفی سمجھ کر مجھ سے چھپتے یہاں آئے ہو پر یہ تمہاری بھول تھی کہ سیر تم تک نہیں پہنچ

سکتا۔۔۔

بات اس بار ملک، معصوموں کی نہیں بات اس وقت شہزادی کی ہے اسکی بہن کی ہے۔" وہ بیلٹ میں خنجر لگا کر کہتا چیئر وسط میں کھینچ لایا

مہوش علی

اور اب کچھ ڈھونڈنے لگا تھا۔۔۔

کمشنر اس خون میں لت پت سیر کو دیکھتا خوں فروہ تھا جو اسکی سمجھے سے بغیر اپنی کیے جا رہا تھا۔

اسے نظروں میں رکھتے ہوئے آہستہ سے ٹیبل کے دراز سے گن نکالنے لگا بہت آہستہ سے بغیر آواز کیے۔۔۔

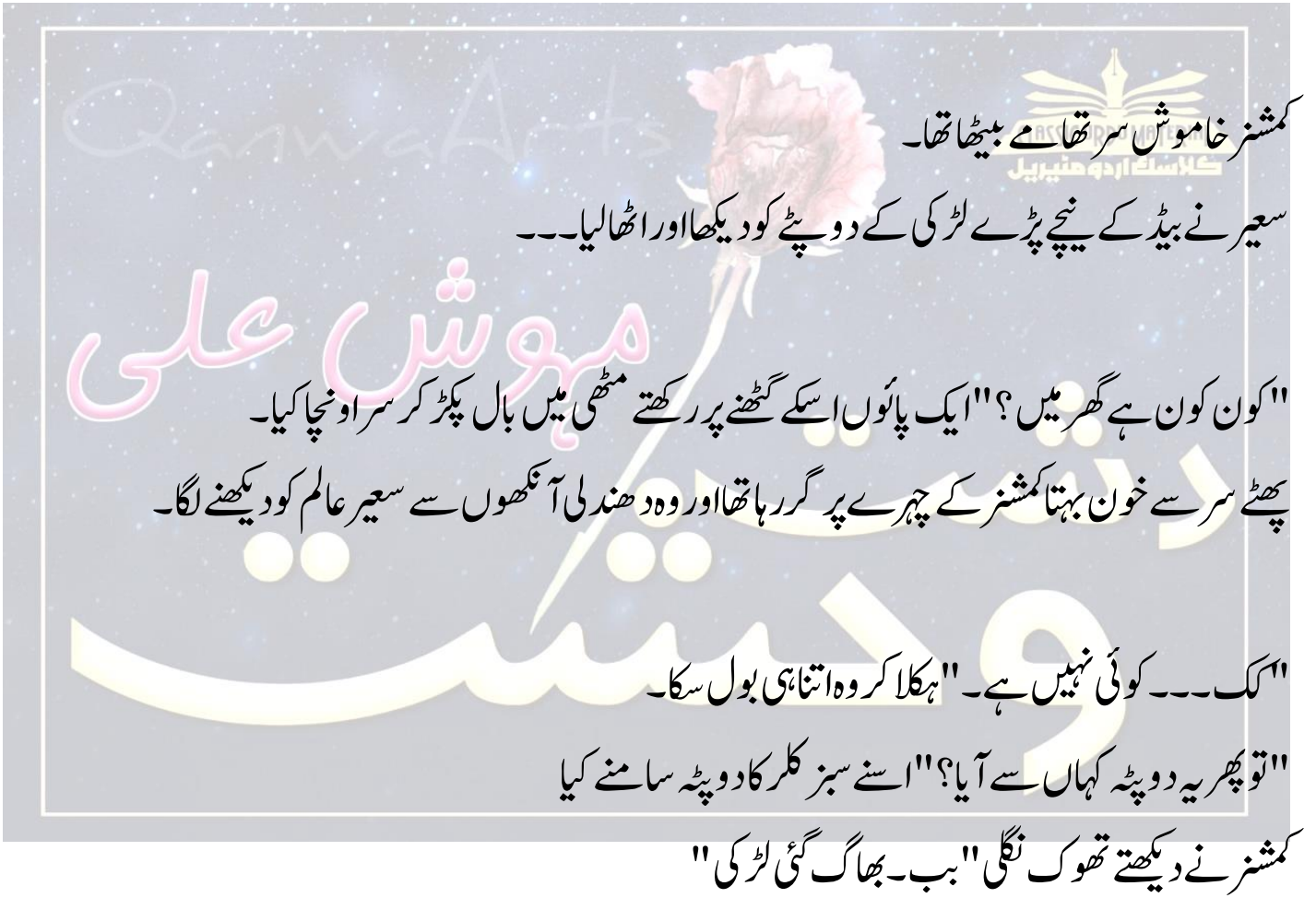
پروہ کیا جانتا تھا کہ سامنے والا وجود انسان نہیں رہا۔۔۔

ابھی اسکا ہاتھ دراز پر گیا ہی تھا کہ جھٹکے سے پیچھے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑے زوردار ٹکڑیوار پر

ماری۔۔۔

"آہہہہہہہ۔۔۔۔۔! ایک دلخراش چیخ کمشنر کے منہ سے نکلی جبکہ اسکا سر پورا گھوم گیا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔

"کوئی ہوشیاری نہیں!" سرسراتی آواز میں کہتے اسے بالوں سے پکڑ کر چیئر پر پھینکا اور اسکے گرنے سے پہلے چیئر کو پکڑ لیا۔



"لایا کون تھا اسے؟" سب سمجھتے ہوئے اسنے دوسرا سوال کیا  
"گگ۔۔ گارڈ جسے تم ابھی مار چکے ہو۔ وہی لایا تھا راستے سے جارہی تھی۔۔۔"



پر یہاں آتے میرے ارادے سمجھ کر بھاگ گئی ہمنے کافی ڈھونڈنے کی کوشش کی پر نہیں ملی بچ گئی ہے تو مجھے معاف کر دو۔" وہ روتے ہوئے بولا۔

"زمان کہاں ہے؟" وہ اپنی بات پر آگیا  
"مجھے گھمانے یاٹانے کی صورت تمہیں اپنی زندگی دینی پڑے گی کمشنر۔۔۔" خنجر اسکی شہ رگ پر رکھتے وہ  
کمشنر کو ساکت بت بنا گیا۔۔۔

"تمہیں کیا لگا تھا باہر کہو گے اپنی بیٹی کی برتھ ڈے پر امریکہ گئے ہو تو میں مان لوں گا، تمہارا ہاتھ نہیں میری  
شہزادی کی اغوا کے پلاننگ میں؟  
تم بہتر جانتے ہو مجھے۔۔۔  
آخر تمہارے ایریا انڈر اتنے مرڈر کیے ہیں اور کس طرح کیے ہیں! اب اگر خود کو بھی ان میں شامل کرنا چاہتے  
ہو تو ضرور نابتاؤ۔۔۔"

"مم۔۔۔ میں بتا دیتا ہوں بب۔۔۔ بیسٹ پر مجھے پروٹیکشن دو زمان سے۔۔۔"

اور صرف تم پھر بچا سکو گے مجھے بچاؤ گے؟" وحشت سے زرد رنگت کے ساتھ اسنے کہا۔۔۔

"ہوں ہوں!! میں نہیں تمہیں تمہارے سپاہی بچائیں گے ڈونٹ وری۔۔۔!" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے  
تھپتھپایا کہ وہ جھک گیا اسکے ہاتھ کی سختی پر۔۔۔  
"ڈونٹ ویسٹ مائی ٹائم!!" اسے خاموش دیکھ کر وہ دھاڑا

"افغانستان میں جلال آباد۔۔۔ وہیں۔۔۔ وہیں گئے ہیں۔۔۔!" کمشنر خوف سے چیختے بتانے لگا۔۔۔

اور سعیر نے بری طرح گھور کر اسکی آنکھوں میں دیکھا جو خون سے سرخ تھی۔۔۔  
"میں سچ کہہ رہا ہوں قسم لے لو اب صرف مجھے بچا لو یا زمان کو مار آؤ بیسٹ۔۔۔!" وہ ہاتھ جوڑ کر گڑ گڑایا  
"آفلورس تم جیسوں کی ہمارے ملک میں بہت ضرورت ہے۔۔۔"

ملک چھوڑوا کر تمہاری اپنے ڈیپارٹمنٹ سے وفاداری ہوگی تو ضرور تمہاری جان بچ جائے گی۔" اسنے کہتے  
خنجر کو منہ میں دبایا۔۔۔

اور بھوری چمکتی آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھتے دوپٹے کو پھاڑ کر اسکے ہاتھ پیچھے چیمڑ سے باندھے پاؤں  
باندھ کر وہ اسکے سامنے رکھی دوسری چیمڑ پر آئینہ رکھنے لگا۔

کمشنر وحشر بدہ سا آئینے کے سامنے بندھا بیٹھا آنکھیں پھیلائے یہ سب دیکھتا رہا۔۔۔  
جبکہ اب اسکے سامنے آئینہ رکھا گیا تھا اور وہ حواس باختہ تھا کہ کیا کرنے والا ہے یہ اسکے ساتھ۔

آئینہ رکھ کر سعیر نے منہ سے خنجر نکالا اور اپنے لب صاف کیے۔۔۔

آئینے میں ٹکی کمشنر کی آنکھیں خود پر دیکھتا وہ ہنسا۔۔۔

"جس لڑکی کو اٹھا کر آئے تھے اس جگہ تمہاری بیٹی کو اٹھا کر کوئی جاتا تو؟" اسکے گٹھنے پر خون آلودہ اپنا بوٹ  
رکھتے وہ پوچھنے لگا۔

جبکہ خود پورا قصائی کا روپ لے چکا تھا۔

کمشنر کے آنسو بہنے لگے۔۔۔

"میں ایسا نہیں کروں گا بیسٹ میں معافی مانگتا ہوں۔۔۔"

"تمہاری معافی کس کام کی؟؟ تم نے علوی والا سے اپنے آفیسرز ہٹا کر اس آشیانے کو ویرانے میں بدل دیا کیوں؟" وہ اسکی آنکھوں میں جھانکنا چاہتا تھا جبکہ کمشنر خوف سے اسکی آنکھوں میں دیکھ نہیں پارہا تھا۔

"کیونکہ اس ایس پی نے میرے حکم کو خاطر میں نہ لاتے وہی کیا جو میرے خلاف تھا۔۔۔"

"تمہارے خلاف تھا یا جرم کے خلاف۔۔۔؟؟؟"

"ایسا کچھ نہیں۔۔۔ کوئی برا گناہ ہم نہیں کر رہے تھے۔۔۔ سو کھی سیلری لیتا ہے میں نے اس سے کہا تھا ہمارا ساتھ دو ہم تمہیں ماہ کے پچاس لاکھ ستر لاکھ دیں گے ہفتے کا الگ۔۔۔"

"اور اسنے انکار کر دیا ٹھیک؟ پھر تم سب نے اس کے خلاف جنگ لڑنی شروع کر دی۔۔۔"

پہلے اسے نوکری سے نکالنے کے بڑے پاپربیلے!

پروہاں اسکا صاف ریکارڈ کام آگیا اور تم لوگ ناکام ہو گئے۔۔۔

پھر اسکے باپ کو کالز کر کے ٹارچر کیا نوکری چھڑوانے کیلئے پروہ نہیں مانا۔۔

اور اس پرائیکس ہراساںمنٹ۔۔ کیا یہی ہوتا ہے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اپنے ہی آفیسرز کے ساتھ؟

خود رکھوالے ہو کر عزت سے کھیلنا۔۔۔۔!

اپنی اولاد کو ہائر اسٹڈی سیلف ڈیفینس شوشل پروٹیکشن اور دوسرے کی عزت پر کتے والی نظر رکھنا۔۔۔ کہ یہ جاتی عورت نوالہ بن کر منہ میں آئے یہی سوچتے رال ٹپکاتے رہتے ہونا؟"

"تم اب دھوکہ کر رہے ہو بیسٹ!" کمشنر اسکی باتیں سن کر چیخ اٹھا۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے ورنہ میں دھوکے کی معنی سمجھا دیتا اور عمل بھی کروا دیتا پر خیر۔۔۔۔!" اسنے کہتے ساتھ ہی کمشنر کے نچلے لب کو چپٹی میں کھینچا اور اسکی بانچھوں کے نزدیک سے خنجر رکھ کر کٹاتا ہوا اسے خوفناک شکل دے گیا۔۔۔۔

کمشنر کی دل دہلا دینے والی چیخیں عروج پر تھیں جبکہ آئینے میں اسکا بھیانک روپ سامنے تھا جہاں لمبے دانت دیکھائی دے رہے تھے۔۔۔

سعیر دیکھ کر خوش ہوا اور اوپری لب کو پکڑا کر کھینچا۔۔۔

"مع۔ عا۔ ف۔۔۔۔۔ بب۔۔۔ بی۔۔ س۔۔ ٹ" اس سے بولا نہیں جا رہا تھا جبکہ اب سفید گوشت کی جگہ سرخ لہو ابل کر باہر نکل رہا تھا اور درد سے اسکی چیخیں غر غر میں بدل گئیں تھیں۔۔۔

"بہت اچھا کیا اتنا دور اور ویرانے میں بنگلہ لینے کا۔۔ ہا ہا ہا" وہ قہقہہ لگاتا اسکے دوسرے لبوں کو کاٹ گیا جبکہ اب صرف اسکے پورے دانت اور خوفناک کھلامنہ دکھ رہا تھا جو عام انسان دیکھے اسکا دل پھٹ جائے دہشت خوف سے۔۔۔۔



سیر نے آئینے میں اسکی شکل دیکھتے ہوئے سر ہلایا اور اپنے خون سے بھیکے ہاتھ اسکے گائون پر صاف کیے۔۔۔۔

"جب تک ہوش رہتا ہے دیکھتے رہو اپنی شکل۔۔۔ کہ کتنے بھیانک ہو تم۔۔" خنجر بیلٹ میں لگاتے ہوئے وہ گن کی گولیاں نکال کر آئینے کے سامنے چیئر پر رکھ چکا تھا اور اسکی موبائل اٹھا کر برہان کے نمبر پر مس کال

دی۔۔۔۔

"لڑاؤ اپنا دماغ ایس پی!" موبائل وہی پھینک کر وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

مہوش علی

\*-----\*

"نہیں ملا کہاں چلا گیا کوئی اندازہ نہیں۔" داد اپنی پوری ٹیم کے ساتھ بیسٹ کے ساتھ زمان کے اڈے کو خالی دیکھ کر پھر گیا تھا۔

"ہمیں کوشش جاری رکھنی چاہیے وہ ہمیں ضرور ملے گا۔" شہر یار نے ہمت بندھائی۔۔

"ملے گا! کیسے ملے گا۔۔؟ اسنے کمشنر کے سب لوگوں کو مار دیا ہے۔۔

اب ہم کیسے معلوم کروائیں کہ کمشنر کہاں ہے تمہیں معلوم ہے ہمیں صرف اسکا پتا ہے کہ زمان سے ملا ہوا ہے اور اسے ضرور معلوم ہو گا زمان کہاں ہے۔

اسکی بیٹی کے پاس نہیں وہ صرف افواہ ایک جھوٹ تھا۔ "داد غصے سے بولا

"مجھے لگتا ہے ہمیں کمشنر سے نظریں ہٹا کر بیسٹ پر فوکس کر دینا چاہیے کیونکہ وہی صرف ہمیں قہر زمان تک پہنچا سکتا ہے باقی کوئی نہیں۔" شہریار کی بات میں دم تھا پر بیسٹ بھی ملے تب نا۔۔۔  
وہ بیچ میں ایسا دھوکہ دیگا انہیں اندازہ نہیں تھا۔۔۔

"اور وہ کہاں ہے؟" چھتے لہجے میں پوچھا

"مل جائے گا ہمارے آفیسر کی تلاش جاری ہے۔" اسکی بات پر آلف گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"آلف نور لہ۔۔۔۔۔ شہریار کی ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اسنے ایکسیوز کرتے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

لب بھینے ہر وہ جگہ چیک کر رہا تھا جہاں بیسٹ کی موجودگی یقیناً تھی۔۔۔  
پر وہ یقین کی حدوں سے نکل چکا تھا۔ اپنے آپ ہی سب کچھ کر رہا تھا۔۔۔!  
ہاں اسکے لئے مشکل کیا تھا؟ کچھ بھی تو نہیں۔

آلف انڈر ورلڈ کا ایک اہم فرد تھا اور وہاں بیسٹ کی غیر موجودگی کی ہلچل مچی ہوئی تھی۔ جسے عزل سنبھال بیٹھا تھا۔ سارے گینگ کو۔۔۔  
آلف یہاں سے بھی ناکام ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

"بیسٹ تمہارا سیکرٹ سروس سے اتنے سالوں کا ساتھ ہے یوں ایک منٹ میں توڑ رہے ہو۔۔۔" وہ دکھ سے سوچتا ہوا گاڑی تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتا کراچی کی حدود سے نکل چکا تھا۔۔۔

"کین آئی کم ان سیٹھ؟" وہ دروازہ کھولے اندر فلیٹ میں داخل ہوتی مسکرا کر بولی۔

اسکے پیچھے رومیو اسکے انداز پر مسکراتا ہوا آیا۔

"تم آلریڈی اندر داخل ہو چکی ہو!" سیٹھ بلیک لانگ کوٹ بلیک گلاس پہنے لیڈی باس کو اندر آتے دیکھ کر غصے سے بولا۔

"گریٹ! میں تمہاری آئی سائیٹ چیک کر رہی تھی۔" وہ کہتی ہوئی اسکے سامنے صوفے پر بیٹھی۔۔۔

سیٹھ نے اسکے بیٹھے پر گلاس لبوں سے ہٹا کر اپنے پاس بیٹھی لڑکیوں کو جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

وہ سر ہلاتی چلی گئیں تب وہ اسکی جانب متوجہ ہوا جبکہ نظریں رومیو پر تھی جو بے تکلف سامنے سے انگور اور لیگ پیس اٹھا کر کھا رہا تھا۔

"تمہاری یہاں آنے کی وجہ لیڈی باس یہ تمہارا پاکستان نہیں۔ تم جانتی ہو یہاں تمہاری حکومت نہیں۔۔۔۔"

"آہ ہاں سیٹھ! حکومت نہیں ہماری وحشت ہے جو پوری دنیا پر چھائی ہے ملک ممالک گننا چھوڑ دو۔۔" ٹانگ  
ٹانگ پر چڑھائے اسنے کہنی صوفے کے بیک سے ٹکائی

بادام سے فل منہ بھرے رومیو اسے دیکھتا دل پر ہاتھ رکھ گیا جو دھک دھک کر رہا تھا۔

"آہ یار کتنے دن ہو گئے چلغوزے نہیں کھائے۔" وہ دوسرے طرف چلغوزے دیکھ کر تڑپ کر ان سے  
مٹھیاں بھر کر اپنی جیبیں بھرنے لگا۔۔۔

"کام کی بات کرو۔" وہ غصے سے بولا۔

"ہمم! پاکستان کیوں آئے تھے؟" رومیو کو مزید مٹھیاں بھر کر اپنا رومال باندھتے دیکھ کر اسنے بوٹ کا منہ  
ٹیبل کی ایک سائیڈ مارا کہ ٹھا کے ساتھ وہ ایک جانب گری رومیو اور سیٹھ ہڑبڑا گئے۔۔۔

ٹیبل سمیت سب کچھ اب نیچے پڑا تھا اور رومیو خونخوار نظروں سے مسکان کو گھور رہا تھا۔۔۔

"جواب نہیں دیا؟" سیٹھ کو پہلو بدلتے دیکھ کر وہ بیلٹ سے گن نکالتی بولی



"دیکھو مسی لیڈی باس! میں وہاں کام سے آیا تھا اس لڑکی کے ریپ کا مجھ پر الزام لگایا ہے تمہارے گینگ نے۔۔۔"

"او کے!" وہ مان کر سر ہلا گئی اور اپنے کوٹ سے ایک لفافہ نکال کر اسکی گود میں پھینکا

سیٹھ نے نا سمجھی سے دیکھتے وہ لفافہ اٹھایا اور اسے کھولتے دیکھا تو اسکی خود کی تصویریں تھیں جس میں اسکے چہرے پر ناخون لگے تھے۔۔۔ جبکہ دوسری میں وہ لڑکی روتی ہوئی اسکے گھر سے نکل کر بھاگ رہی تھی۔۔۔ سیٹھ کی رنگت زرد پڑ گئی۔۔۔

"یہ کیس تمہارا نہیں میں اس کے بارے میں عزل سے بات کروں گا تم بیچ میں مت آؤ مسی۔" وہ غرا کر بولتا اٹھ کھڑا ہوا

"بیٹھ جاؤ سیٹھ ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی ہے!" وہ غرا کر بولی  
رومیو کی آنکھوں میں تارے چمک اٹھے جبکہ سیٹھ گڑبڑا کر بیٹھا۔

البتہ اب لائونج میں گارڈز چاروں طرف ہتھیاروں لیس آچکے تھے۔۔۔

چلغوزے کھاتے رومیو نے توحیرت سے دیکھا پر مسی سرسری نظر ڈال کر سیٹھ کی طرف رخ کیا۔

Page 1894 | 3631

آہہ کرتے چیخ کے ساتھ سیٹھ کے منہ سے گلاس نیچے گر پڑا اور اسنے وحشت زدہ ہو کر پیچھے پڑے اپنے آدمی کو دیکھتے سامنے دیکھا تو وہ دراز قد سنہری بالوں والی لڑکی اسکے دیکھنے پر مسکان پاس کرتی سر کو دائیں طرف مخصوص جنبش دی۔۔۔

"باقی کی تمہارے لئے۔" کہنے ساتھ اسنے گن کو بیلٹ میں لگایا۔۔

جہاں رومیو شذر تھا وہیں فضا میں فائرز کی آواز گونج اٹھی۔۔۔۔  
وہ کلابازی مارتی ایک سے انکا ہتھیار چھین کر ان پر ہی حملہ آور ہوتی اسکے گارڈز کے سر منہ سینے کا نشانہ لے رہی تھی۔۔۔

اور پلر کے پاس کھڑا تیز تیز ہاتھ چلاتا چلغوزے چھیل کر منہ میں ڈال رہا تھا۔  
"اوہ تیری!" ابھی وہ جولیٹ کے سحر میں جکڑا ہوا تھا کہ ایک گارڈ کی گھومتی ہوئی لات اسکے سر کا نشانہ لینے لگی یہ تو شکر تھا وہ وقت پر جھک گیا۔  
نتیجاً اسکے سارے چلغوزے فرش پر پڑے تھے۔۔۔۔

"سالے تیری!" آنکھ تو نے میرے چلغوزے ضائع کر دیئے۔۔۔" وہ زخمی بنادھاڑتا اسکے کانوں کو پکڑے سر اپنے گٹھنے پر مار رہا تھا۔۔۔

"پر وہ تو سر کے تھے!" گھومتے سر کے ساتھ اس گارڈ نے اپنے بچاؤ کیلئے ہاتھ پیر مارتے چیخ کر کہا۔

رومیو چونک گیا۔ "ہاں یار بات میں تو دم ہے!" ایک دم اسے چھوڑتے ہوئے خجالت سے کہا۔

گارڈ اپنا سر تھامتا لڑکھڑانے لگا اور رومیو نیچے بیٹھا چلغوزے سمیٹ رہا تھا۔

وہ اکیلی ہی مقابلہ کر رہی تھی وقتاً فوقتاً اس پر بھی نظریں جارہی تھی اور وہ جانتی تھی یہ اسکا بدلہ ہے شادی کا نا

بتانے پر۔۔۔

اور اگر وہ بتاتی تو وہ اسے کڈنیپ کر لیتا یہ بھی جانتی تھی۔۔۔

یہاں آتے ہوئے وہ اسے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ آج تم مر جاؤ گی۔۔۔

اور ایس پی بیوہ ہو جائے گا کیونکہ اگر مسی کڈنیپ کی نہیں تو ایس پی کی بھی نہیں ہو گی۔

اگر وہ چاہتا تو سیکنڈ میں کھیل ختم کر سکتا تھا پر وہ انجان بن رہا تھا جیسے کچھ ہو ہی نہیں رہا البتہ گولیوں سے اپنا بچاؤ پوری طرح کر رہا تھا۔

"یووو۔۔۔ مسلسل گھومتے سر کو سنبھالتے اس گارڈ نے گن اٹھائی اور رومیو کے سر کا نشانہ لینے لگا۔

وہ سرسری سی ایک نظر ڈال کر واپس نیچے دیکھنے لگا جبکہ اس گارڈ کی انگلی ٹریگر پر بھی نہیں پہنچی تھی کہ اسکے کان منہ آنکھوں ناک سے آہستہ سے خون کی بوندیں نیچے گریں اور ساتھ ہی خود لہرا کر رومیو کے رومال میں رکھے چلغوزے کے ڈھیر پر گرا۔۔۔



وہ صدمے میں اسے دیکھتا رہا

ہوا میں آتی گولی اسکے سر کو جنبش دینے پر کان کے پاس سے سرسراتی ہوئی پلر میں ٹھا سے لگی اور وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا۔۔۔

"سالے کی بد نظر لگ گئی ہوگی۔" بڑبڑا کر ہاتھ اسے جھاڑے جب نظریں مسکان کی طرف اٹھائی تو وہ آخری بندے کا نشانہ لے رہی تھی۔

اسے پھر سے صدمہ لگا اسے زندہ دیکھ کر۔۔۔

سیٹھ حواس باختہ سا کھڑا تھا جبکہ مسی گارڈ کے سینے پر اپنا بوٹ میں مقید پائوں رکھے اب اسکے سینے کا نشانہ لے رہی تھی۔۔۔۔

مہوش علی

"اب سیٹھ؟" وہ چلتی ہوئی سیٹھ کے سامنے رکی

"مسی میں تم لوگوں کے گینگ کا حصہ رہ چکا ہوں۔۔۔۔

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے اسنے گن کا رخ اسکی طرف کیا۔۔۔

سیٹھ کانپتا لرزتا ہوا اسکے قدموں میں بیٹھ چکا تھا۔

"یہاں سائن کرو۔" اسنے پیپر زپین کوٹ سے نکال کر اسکے سامنے کیے

وہ ہراساں الجھ کر اسے دیکھنے لگا۔

"ڈرو نہیں! یہ بس تمہاری پراپرٹی کے پیپر زہیں کہ تم اپنے ہوش حواس میں رومیو اسپین کے جولیٹ ریسٹورنٹ اونر کی موجودگی میں اپنی ساری پراپرٹی انزلہ شفیق کے نام کر رہے ہو۔" وہ رومیو کے ساتھ وہاں موجود تینوں لڑکیوں کے نام لیتی ہوئی بولی۔۔۔

سیٹھ کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا اپنی زندگی کی جمع پونجی سسکتے اس لڑکی کے نام کر گیا جسکے ساتھ اسنے زیادتی کی تھی۔

پیپر ز سائن کرنے پر رومیو نے اٹھا کر پڑھے تو آنکھیں چندھیاں گئیں  
"مجھے لگتا ہے نیکسٹ مجھے اس لڑکی کو کڈنیپ کرنا چاہیے!" وہ دل میں سوچتا ہوا معنی خیزی سے مسکرایا۔

"منہ کھولو!" اسنے آرڈر دیا سیٹھ حواس باختہ ہو گیا  
"کک۔۔۔ کیوں؟ دیکھو مینے کر دیا سب جو تمنے کہا اب مجھے جانے دو۔۔۔!" وہ ڈرتا ہوا ہاتھ جوڑ گیا۔

"منہ کھولو سیٹھ!" وہ چبا کر بولی پر وہ ہر اسان نفی کرنے لگا رومیو نے اکتا کر دیکھا

اور اگلے ہی لمحے اسکی دونوں انگلیاں اسکی آنکھوں میں موجود تھی۔۔۔

جہاں لائونج میں دل دہلا دینے والی چیخیں گونجی تھی وہیں اسکا منہ پورا کھل گیا۔۔

رومیو نے اپنی خون آلودہ دونوں انگلیاں آنکھوں سے نکال کر اسکے کپڑوں پر صاف کی اور مسی نے مسکراتے ہوئے اسکے کھلے منہ میں گن گن کا منہ ڈال کر ٹریگر دبا لیا۔۔۔

"اس لڑکی کا گھر کہاں ہے؟" بانیٹ پر بیٹھتے وہ سرسری سا پوچھنے لگا۔  
پر مسی اسکی سوچ کو جانتی تھی۔۔۔۔

"وہ لڑکی نہیں ابھی پندرہ سال کی بچی ہے۔۔۔۔ اور گھر تیرے جیسے خبیث کی نظروں سے اوجھل ہی رہے تو بہتر ہے۔" وہ ریس دیکر اس سے پہلے وہاں سے نکلی۔

رومیو دانت پیسے اسکے اڑتے بال دیکھ رہا تھا۔ اور خود بھی اسکے پیچھے ہوا۔

"مجھ سے کوئی چھپ سکا ہے بھلا۔۔۔!" فضا میں قہقہہ لگاتے ہوئے اسنے کہا۔

مسکان جب اپنے فلیٹ پہنچی تو وہاں اپنے آدمی کو موجود پا کر حیران رہ گئی۔

"تم یہاں؟" فلیٹ کا ڈور ان لاک کرتے ہوئے اسنے پوچھا۔

"میم آنا پڑا آپ سے کونٹیکٹ نہیں ہو پا رہا تھا جبکہ آپ تک صورتحال پہنچانا ضروری تھیں۔" وہ اسکے پیچھے مودب سا اندر داخل ہوتا بولا

"بولو کیا کہنا ہے؟" صوفے پر بیٹھ کر اپنے بوٹ اتارتی ہوئی وہ بولی

پر دوسرے لمحے اسکے ہاتھ ساکت پڑ گئے اور نظریں اسکی جانب اٹھیں۔ جہاں وہ اسکی غیر موجودگی میں ہوئے حالات سن رہا تھا۔

"میم آپکی بیٹی ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے۔۔۔  
جبکہ میڈم۔۔۔ آئی مین آپکا بچہ۔۔۔ وہ قہر زمان۔۔۔"

"مجھے ابھی اسی وقت پاک کی ٹکٹ چاہیے موبیک فاسٹ !!!" وہ غرا کر اٹھی اور اپنے اتارے بوٹ واپس

پہنے۔۔۔

"میرا بچہ۔۔۔ !!!" وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑاتی ہوئی اپنے بال مٹھیوں میں جکڑ گئی جبکہ نظروں کے سامنے وہ  
سفید بلیٹکٹ میں دہکی سوئی ہوئی گلابی چہرے والی حورالعین لہرائی۔۔۔  
ساتھ ہی کانوں میں ماما گونجا۔۔۔

"سو امی۔۔۔ !!! اسکی کیا حالت ہوگی۔۔۔؟؟" برہان کے چہرے کے ساتھ آسیہ بیگم کمال نورالعین سب  
کے چہرے لہرائے اسے لگا وہ طیش میں پاگل ہو جائے گی۔

سنہری آنکھوں میں لہو سا تر آیا اور وہ ضروری چیزیں سمیٹ رہی تھی۔

بریف کیس اٹھا کر اسنے فلیٹ لاک کیا کہ پیچھے ہی رومیو کو کھڑا پایا۔۔۔

"تم پاکستان جا رہی ہو؟" وہ حیران سا پوچھنے لگا۔

مسی نے خاموشی سے سر ہلایا البتہ اسکی آنکھوں پر گلاس تھے جن سے وحشت دیکھنا ممکن میں سے تھا۔



"پر میرے ریسٹورنٹ میں ابھی لوگ بیٹھے ہیں!" وہ صدمے سے بولا۔

"تم زیادہ بکواس کرتے اچھے نہیں لگتے بل۔۔۔!"

"آہ ہاں رومیو" اس نے مسکراتے ہوئے کچھ سرد نظروں سے گھورا کہ وہ لب بھینچ کر وہاں سے نکلی۔

"ویسے اماں نے بھی یہی کہا تھا۔" وہ پیچھے آتا ہوا بولا

"تمہارے چلغوزے ختم ہو گئے؟" اپنی گاڑی میں بریف کیس رکھتی وہ اسکی طرف متوجہ ہوئی جو خود بیٹھنے کیلئے ڈور کھول رہا تھا۔

"ہاں یار وہیں بد نظر لگ گئی اس سیاہ گینڈے کی۔" اسکی توجہ بٹی کہ مسی کا گھومتا ہوا امکا اسکے منہ پر پڑا جس پر وہ کراہتا ہوا آہ کر کے پیچھے ہوا اور وہ پھرتی سے گاڑی میں بیٹھتی لاک لگائے وہاں سے نکلی۔۔۔

"تمہیں میں چھوڑوں گا نہیں جو لیٹ دھوکہ دیا ہے تم نے دو دفعہ مجھے۔" رومال سے اپنے ناک کا خون صاف کرتے وہ بڑبڑایا اور جیب سے چلغوزے نکال کر کھانے لگا۔

اسے لگا تھا وہ اس سے مانگے گی اسلئے ہی چھپا دئے تھے۔۔۔۔۔  
پراسے کیا معلوم تھا وہ ایسا دھوکہ دے گی۔

\*-----\*-----\*

"اب دو میں بارہ بجے ہی آیا ہوں۔۔۔!" برہان غصے سے ریپر اس اکیلے لڑکے کے سامنے کرتا ہوا بولا۔

اسنے دیکھا اور معنی خیزی سے مسکرایا۔



اسنے ریپر لیکروہاں ایک بڑا ڈبار کھا  
برہان نے چونک کر دیکھا

"آپ کے لئے ہے۔" اسنے مسکرا کر کہا برہان نے سر ہلاتے ہوئے ڈبا کھولا تو مزید چونک اٹھا اس میں ریپیٹر  
موجود تھا

"نکالیں مت سرا بھی۔" برہان نکالنے لگا جب وہ لڑکا بولا اور اسکے برواچکا کر دیکھنے پر پیچھے کی جانب اشارہ

دیا۔۔۔

"آپ ٹھیک دن آئے ہیں آج یہاں میٹنگ ہے ان آفیسرز کی جن کا چہرہ آپ سے چھپا ہوا ہے۔۔۔  
اور یہ میڈم کی طرف سے آپ کیلئے تحفہ ہے۔" اسنے کہا برہان شاکڈ تھا۔  
سامنے بلڈنگ کی ایک کھڑکی سے روشنی باہر پھوٹ رہی تھی۔۔۔

"یہ ریپیٹر اٹھا کر آپ ہماری ٹیم کا حصہ بن سکتے ہیں ہماری فل سپورٹ ملے گی۔۔  
اگر نہیں تو اپنا دماغ استعمال کریں اور انہیں پکڑیں۔۔۔۔" برہان نے وہاں سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

"اپنی میڈم کو میرا شکریہ کہنا۔" وہ کہتا موبائل نکالتا وہاں سے بیل لیکر ہٹا۔۔

اس لڑکے نے کندھا اچکا کر ریپیٹر واپس رکھ لیا۔

اسنے ایک میسج اور لوکیشن اپنے رپوٹر دوست کو سینڈ کرتے اسکا اوکے باس والا میسج وصولتے مسکرایا۔۔۔  
دوبارہ اسنے کال ملائی اور اے ایس پی کو فورس سمیت یہاں پہنچنے کا حکم دیا۔

یہ سب کر کے اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بیسٹ کے گینگ کا لڑکا اسکے دیکھنے پر آل دا بیسٹ کہا۔۔  
برہان مدھم سا مسکرایا اور اپنی ہتھیلی میں پڑے بیل کو دیکھا۔۔۔

"تمہارے بیل بھی تمہاری طرح انوکھے ہیں۔" وہ ہنسا تھا جسکا اندازہ اسے خود نہیں ہوا البتہ نمی اسنے آنکھوں  
میں فوراً محسوس کر لی۔

"یہ تم رات رات کو ڈیوٹی کرنا کب چھوڑو گے؟ دوسرے آفیسرز تو آرام سے پڑے ہوتے ہیں اور تم اتنی بڑی رینک پر ہونے کے باوجود سپاہی کی طرح گلیوں میں گھومتے رہتے ہو۔" اس کے کانوں میں غصے بھری آواز گونجی۔

وہ نمی خود آنسوؤں کی صورت لیتے اسکی ہلکی ہلکی شیو میں چھپ گئے۔

"آج ابو فرق دیکھ لیں آپ گھر میں آرام کرنے والوں اور مجھ میں۔  
کاش میں آپ کو اب جو ہونے والا ہے دیکھا پاتا تو ضرور آپ کو اور امی کو مجھ پر فخر ہوتا۔" وہ سوچتا مسکراتا ہوا اس بلڈنگ کی سمیت بڑھا۔

پرانی بلند عمارات قد آور درخت یہ شہر کی سنسان جگہ تھیں جہاں لوگ کم ہی آباد تھے۔

گیٹ پر کوئی سکیورٹی نہیں تھی شاید انہیں یقین تھا کہ ان تک کوئی پہنچ نہیں سکے گا۔

پروہ انجان تھے کہ یہاں مسی رہتی ہے سب کی نظروں میں تو دھول جھونک سکتے تھے پر بیسٹ کی ٹیم کی آنکھوں میں نہیں برہان کو یہ مانتے کوئی عار محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

وہ ابھی گیٹ کے پاس پہنچا تھا کہ پیچھے قدموں کی آواز پر مڑا جہاں دور کئی گاڑیاں رکیں تھیں جبکہ اسکا دوست پوری ٹیم کے ساتھ آ رہا تھا۔



برہان ظفر کو دیکھ کر مسکرایا تب اسنے فلائنگ کس پاس کی۔۔۔ برہان ہنس پڑا اسکے جوش پر اور دوسری طرف اپنی لیڈی باس ک کے شوہر کو کس کرتے اس رپوٹر کو دیکھتے مسکان کا آدمی مٹھیاں بھیج گیا۔۔۔

اسنے سوچ لیا تھا یہ سین ضرور مسی باس تک پہنچائے گا۔

وہ سب الگ الگ ہوتے ہوئے اس بلڈنگ میں داخل ہوئے۔۔۔  
چھوٹے چھوٹے رومز پر بنی یہ بلڈنگ سات منزلہ عمارت تھی۔۔۔  
"سر آگے پہرہ ہے۔" اے ایس پی نے رپوٹر کو سمجھاتے ہوئے برہان کو مخاطب کیا۔  
وہ آگے بڑھا اور اس جگہ کو دیکھا تو سچ میں آگے ہتھیار لیس آدمی کھڑے تھے۔۔۔  
"ہم! ایسا کرو تم لوگ یہیں رکو جب میں میسج کروں تب آنا۔" برہان ظفر والا سے کہتا بلڈنگ کو دیکھنے لگا جہاں آگے کیمرہ بھی لگے تھے۔

انہیں حکم دیتے برہان نے اس عمارت کو دیکھا۔۔۔  
یہاں سے بغیر انکی نظروں میں آئے وہاں پہنچنا تھا اور اگر یہاں جاتا تو وہ ضرور الرٹ ہو جاتے۔۔۔

"باہر آؤ۔۔!" وہ کہتا وہاں سے نکلا اور باہر آکر اے ایس پی کو اشارے دیئے اوپر چڑھنے کے وہ مسکرا دئے۔۔۔

"ظفر تم سب یہیں رکواے ایس پی صغیر جب تم جا کر سویچ بورڈ آف کر دینا اور جب اندھیرا ہو جائے تو سب کو سیکنڈز میں اوپر جا کر خاتمہ کرنا ہے انڈر سٹینڈ آفیسرز!"

"ایس سر!" وہ آہستہ سے بولے اور برہان کی اجازت ملنے پر صغیر اوپر چڑھ گیا۔

اور پھر کچھ ہی دیر میں پوری بلڈنگ میں اندھیرا چھا گیا۔۔۔

وہ جلدی سے اندر بڑھے تو کچھ پائپ کے وسیلے اوپر چڑھے۔۔۔

برہان اندر سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور اندھیرے میں وہ بغیر ہتھیار کے اپنے ہاتھوں کا ہنر دیکھتا مضبوط ہاتھ سے منہ بند کیے انہیں گراتے گئے۔

مزید اوپر سیڑھیاں چڑھتے اسنے پیچھے ظفر کو میسج کیا جسے پڑھ کر وہ اپنی ٹیم کے ساتھ اندھیر بڑھے۔۔۔

"سر یہاں تو بہت کچھ موجود ہے۔" اے ایس آئی نے برہان کو مخاطب کیا وہ اسکی طرف متوجہ ہوا تو نظریں وہاں رکھی پیٹیوں کی پر پڑیں۔۔۔

"گلووز ہیں؟" اسنے ایک آفیسر سے پوچھا اسنے فوراً اپنے گلووز اتار کر دیئے جنہیں پہنتے برہان نے وہ پیٹیاں کھولیں۔۔۔۔

"یہ ہتھیار ہیں سر۔" وہ ششدر بولے اور وہاں روم میں رکھی دوسری پیٹیوں کو دیکھا۔

"شروع ہو جائو ظفر!" وہ معنی خیزی سے مسکراتا ہوا بولا

اور میسج اے ایس پی کو کیا حسنے پڑھتے ہی سویچ آن کیا۔۔۔ بلب کی روشنی ہر طرف بکھر گئی اور وہ سب اپنا

فرض نبھانے لگے۔

رپورٹ رائٹ کر سارے روم کی حالت دنیا کے سامنے رکھنے لگے جبکہ کیمبرہ تھامے ایک لڑکا اور مائیک پکڑے ظفر  
برہان کے پیچھے تھے۔۔۔

"جی تو ناظرین یہاں موجود ہیں ہمارے ملک کے بڑے بڑے باعزت بااحترام شخصیات۔۔۔" روم میں  
اچانک داخل ہوتے کیمبرہ کا رخ سامنے کرتے ظفر وہاں موجود آفیسرز کو دیکھتا ہوا بولا

"ایس ایس پی برہان علوی تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔!" ظفر کو نیوز چھوڑتے دیکھ کر غصے سے

دھاڑے اور منہ کے آگے ہاتھ رلھ دیئے۔۔۔

"ایک ایماندار آفیسر کی ہمت کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے سر آپ اپنا بٹوارے کا شغل جاری رکھیں۔" وہ سامنے  
موجود ٹیبل پر رکھے بیگ کی طرف اشارہ دیتا بولا جو پیسوں سے بھرا ہوا تھا۔

"ہم تمہیں چھوڑیں گے نہیں!" وہ وہاں سے بھاگنے کیلئے باہر نکلتے ہوئے بولے پر آہاں کرتا برہان بیچ میں ہی آگیا

"چھوڑیے گا بعد میں پہلے اس وقت خود کو چھڑوائیے سر!  
آفیسر زاریسٹ ہم۔!" اسنے کرخت لہجے میں آرڈر دیا جس پر فوری عمل کیا گیا۔۔۔

جبکہ ٹی وی چینل پر نیوز سنسنے بلڈنگ کے باہر کئی نیوز رپورٹریٹنگر گاڑیاں بھر کر پہنچ چکے تھے۔

بلڈنگ میں ہلچل مچ گئی چیخیں دھاڑے سینئر آفیسرز کی دھمکیاں عروج پر تھی جنہیں ظفر اپنی نیوز چینل کی زینت بنا رہا تھا۔

اور برہان اینکرز رپورٹر میں گھیرا ہوا بتا رہا تھا کہ "سب آفیسرز ایک جیسے نہیں ہوتے کوئی اپنا ایمان بھیج کر کھاتا ہے تو کوئی حلال اپنے حق کا۔۔۔

آپ سب دیکھ رہے ہیں یہاں آج جو اپنے ہی ملک کے چھپے جڑیں کاٹتے ہوئے دشمن سامنے آئے ہیں وہیں انہیں سامنے لانے والے بھی ہم ہی ہیں۔۔۔

تو مہربانی ہوگی سب کو ایک ہی ترازو میں مت تولے آپکے الفاظ بہت قیمتی ہیں ان سے کسی کی دل آزاری مت کریں بلکہ سچ اور حق کا فیصلہ کریں انصاف مانگے خود کیلئے اپنے پیاروں کیلئے۔۔۔

آج آپکی خاموشی کل ملک کی خاموشی بنے گی اور ایسے ہی کیسز سامنے آتے رہیں گے پھر بدنام وہی سندھ پولیس ہے۔۔۔۔"



"ہم آپ جیسے آفیسرز کو سیلوٹ کرتے ہیں سر۔"

واقعی ملک میں آپ جیسے آفیسرز بھی موجود ہیں جو اپنی بیٹی ہاسپٹل میں چھوڑے ماں باپ کے مرڈر ہونے کے باوجود اس وقت جان پر کھیل کر اپنی ڈیوٹی کو سب سے آگے رکھ رہے ہیں، ہم ایسے جان باز آفیسرز کی عزت کرتے ہیں سر۔" ایک اینکرنے کہتے ساتھ برہان اور اسکے پیچھے کھڑے اسکے آفیسرز کو سیلوٹ کیا۔

"ہم اپنے حق اپنے ملک کیلئے آواز اٹھائیں گے!! ایسے درندوں کو سزا دلانیں گے۔" وہاں موجود لوگ نعرے

بلند کرنے لگے  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

لوگ حیرت سے دیکھ رہے تھے یہ تو وہی ایس پی تھا جسکے ابھی کل ہی رات ماں باپ مارے گئے تھے۔۔۔  
اسکی بیٹی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی اور خود اپنی ڈیوٹی نبھا رہے تھا۔  
حیرت کی بات تھی اسکی وردی پر ابھی بھی اسکے ماں باپ کا خون لگا ہوا تھا۔

"پر سر سننے میں آیا ہے کمشنر بھی اس سب میں ملوث ہے جیسا کہ ابھی ایک آفیسر کے منہ سے سنا جو ناظرین بھی سن چکی ہے آپکا انکے بارے میں کیا کہنا ہے؟

کمشنر تو آؤٹ آف کنٹری ہیں۔" رپورٹر کی بھیڑ سے سوال اٹھا

"وہ آؤٹ آف کنٹری نہیں روپوش ہیں۔۔۔"

انہوں نے آرڈر زدیکر میرے گھر سے سیکورٹی فورسز کو ہٹایا۔۔۔  
وہ ہشتگرد سے ملے ہوئے ہیں جنکے ثبوت بہت جلد آپکو ملیں گے۔

اور یہ سچ ہے ہم نے ابھی سنا کہ بلیک منی میں انکا حصہ بھی نکالا گیا ہے۔۔۔

میں پوچھتا ہوں کیوں آخر کب تک معصوموں کے خون چوس کر حرام کھاتے رہیں گے؟؟

کب تک گناہ بڑھا کر ان پر روپیہ وصول کرتے رہیں گے؟ بند کریں یہ سب انصاف دیں اپنی عوام کو۔۔

ہم انکے محافظ ہیں یہ ہماری اولاد جیسی ہے جیسے ایک باپ اپنے بچوں کا محافظ ہوتا ہے انہیں سرد گرم ہوائوں سے بچاتا ہے ویسے ہی ہم اپنی عوام کے رکھوالے محافظ ہیں پھر کیوں ہم نے ان پر ہی ظلم ڈھانا شروع کر دیا ہے،

کیا یہ ہم اپنے بچوں کے ساتھ کر سکتے ہیں؟

کیا اپنے بچوں پر ہوئے ظلم پہ دوسری پارٹی سے تگڑی رقم وصول کر، انکی ایف آئی آر جھوٹی کر کے اس بے گناہ پر ہی کیس کروا سکتے ہیں؟ "سرخ آنکھیں، غصے سے وہ کہہ رہا ماحول میں سکوت چھا گیا۔

"ان شاء اللہ کمشنر جلد ہی یہاں آکر ہمارے سوالات کے جوابات دیں گے۔ جو آپ کو اپنے حق کیلئے اٹھانے ہیں۔"

وہ کافی کچھ کہتا لوگوں کے دل دھڑکا رہا تھا۔۔۔۔

"میری آخری بات یاد رکھیں رونے آنسوؤں بہانے سے کچھ نہیں ہوتا قدم بڑھائیں اپنے ہم آپکے ساتھ ہیں۔۔"

یہ ہاتھ پیر رب نے صرف سجاوٹ کیلئے نہیں دیئے اپنے حق کیلئے لڑیں اے ایس آئی کے پاس جائیں وہاں سے کچھ نا ہو تو سب انسپیکٹر، ڈی ایس پی، ایس پی، ایس ایس پی، آئی جی تک جانا پڑے تو جائیں خود کو کمزور مت سمجھیں کیونکہ خاموشی ظلم کی ہم شریک ہے۔ "اپنی بھاری سحر انگیز آواز میں کہتا کتنوں کی آنکھیں چمکا گیا۔ اور کتنوں کی ہمت باندھائی کہ ہر طرف ناکامی نہیں ہوتی انصاف آپکی راہ میں ہے، گھر بیٹھے ملتا نہیں تو خود اس راہ پر چل کر حاصل کریں پر خاموش نارہیں۔

اسے ضرورت نہیں تھی کسی دوسرے ہتھیار کو اٹھانے کی اسکے پاس اسکے ہتھیار موجود تھے جن سے وہ بے خوف لڑ سکتا تھا۔

"کون ہو سکتا ہے اللہ خیر!" اپنی بیٹی کو یاد کرتے اسنے دھڑکتے دل سے موبائل نکالا تو کوئی ان ناٹون نمبر تھا جسے فوراً ٹرک کیا۔۔

لوکیشن مری کے ایک بنگلے کی جبکہ نمبر کمشنر کا تھا۔۔۔۔۔

"ہیلو! ارمان فیری کی طبیعت کیسی ہے؟" اسنے ارمان کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے اسکے پک کرنے پر پوچھا۔

"سرا بھی کوئی امید نہیں دلائی بٹ ان شاء اللہ ہمیں یقین ہے وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔" وہ اپنے سر سے کافی امپریس تھا اور آج کی باتوں نے اسکا دل جیت لیا تھا۔

اسکا دل سے دعا آئی کہ اللہ نے چاہا تو وہ ہمیشہ اپنے سر کا گارڈ بن کر رہے گا۔

"ان شاء اللہ! اچھا ارمان میں صبح تک پہنچ جاؤں گا میری بیٹی کا خیال رکھنا کوئی بھی ایمر جنسی ہو تو فوراً مجھ سے رابطہ کرنا۔" وہ کہتا اسکی جی سرائو کے سنتا کال ڈسکنیکٹ کر گیا۔

اسے کمشنر سے اپنے حساب لینے تھے اپنی بربادی کا جس نے اسکی بیٹی کو موت کے قریب اسکی کزنز کو ان درندوں کے حوالے جبکہ ماں باپ کو چھین لیا تھا ہمیشہ کیلئے۔۔۔

اسے ایسے ہی تو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

گاڑی ہاسپٹل کے پارکنگ ایریا میں روکتے وہ اندر بڑھا اور دوسری طرف سے سب کو دھول جھونک وہاں سے نکلا۔

وہ نا اپنی گاڑی لے رہا تھا نا ہی کوئی لوکیشن شو کرنی تھی تبھی موبائل لاک کر گیا اور لوکل ٹرانسپورٹ کو اہمیت دی۔

مہوش علی

\*-----\*-----\*

"ح۔۔ حور!" اس کے دکھتے حلق سے بھاری زخموں پر خراشیں ڈالتی سرگوشی حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔  
آنسوں باہر آنے کو مچل رہے تھے پر آنکھوں کا چپک جانا بھی اذیت ناک تھا۔  
اسکا سجا سراپا پور پور زخم بن چکا تھا جبکہ وجود سے ٹیسیں اٹھ رہیں تھی۔۔

"مما۔۔!!" وہ زمین پر ہاتھ مارتی کروٹ بدلنے کیلئے کوشش کرنے لگی پر ناکام ہو گئی ٹیسیں اس قدر جان لیوا تھی کہ اس کے منہ سے سسکیاں نکل گئیں۔۔۔

اسے اپنی بہن کی فکر ستانے لگی پتا نہیں کیا کرے گا اسکی معصوم بہن کے ساتھ وہ۔۔۔



"یا اللہ مجھے ہمت دیں میرے مالک۔۔۔!!" وہ اپنے حلق سے کچھ کہہ نہیں پار ہی تھی زمین پر سیدھی پڑی  
سک کر بے آواز بے آنسو رونے لگی۔

وہ اسے پکارنے لگی۔۔۔ اور ذرا سی کوشش کی لگا جیسے حلق میں کسی نے خنجر گھونپ دیا ہو۔۔  
کیا ان حیوانوں نے اس کے گلے میں اسلئے گرم مادہ انڈیلا تھا کہ وہ زخمی ہو کر کچھ بول ناسکے

"ح۔۔۔ حور۔۔۔!" ایک بار پھر اس نے کوشش کی اور وہ ناکام نہیں ہوئی۔۔  
مدھم بھاری غ کے ساتھ اسکی سرگوشی نکلی اور وہ درد سے تڑپ کہ چیخنے کیلئے مچلنے لگی۔۔۔

مہوش علی

"پاپا ہمیں بچالیں۔۔۔"

مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔۔

مجھ سے نہیں برداشت ہو رہا یہ اندھیرا یہ اذیتیں وحشتیں۔۔۔ کوئی تو ہماری مدد کرے کوئی تو ہمیں یہاں سے  
نکالے، یا اللہ آپ کے پاس اتنی سی غلطی کی یہ سزا ملتی ہے یا یہ دنیا ہی درندگی کا گھر بن چکی ہے۔ "وہ دل ہی دل  
میں روتی اپنے حلق سے تھوک نہیں نگل پار ہی تھی جبکہ پیاس سے اسکا پورا وجود ناکارہ ہو گیا تھا وہ تڑپ رہی  
تھی پانی کیلئے پر وہ کہہ نہیں سکتی تھی نا ہی پی سکتی تھی۔۔۔

"یہ کتنا اچھا ہے ناں!" وہ سیلو لیس سفید برائیدل گائون میں بالوں کا جڑا بنائے صوفے پر بیٹھی تھی

"ہاں اور تم نے پہنا ہے تو اور بھی خوبصورت ہو گیا ہے۔" زمان پاس بیٹھا ہوا بولا۔

"نکاح ہو جائے گا ناں تو میں نور العین کو دیکھاؤں گی۔" وہ مسکرائی اور گائون کی جالی پر ہاتھ پھیرتی محسوس کر کے مسکرائی

سامنے بیٹھا وہ لودیتی نظروں سے اسکے وجود کے خدو خال میں کھویا ہوا تھا

"فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے یہ مولوی ابھی کیوں نہیں لایا۔" غصے سے غراتے زمان نے دروازے کی سمیت دیکھا۔

مہوش علی

"نکاح۔۔۔!! کس کا نکاح!" نور سنتی و حشر زدہ سی ہو گئی

اسکی بہن کا تو پہلے نکاح ہو چکا ہے۔۔۔

پھر کیا یہ حیوان اس سے نکاح کر رہا ہے اور حور کیوں خوش ہوتی خاموش ہے؟ کیا وہ اس نکاح سے خوش ہو رہی ہے یا کچھ اور بات ہے۔۔۔!

پروہ نہیں جانتی تھی اس پر رب سائیں کی رحمت برسی ہے جو وہ جدائی کی اذیت سے آزاد ہوتی اپنی مستی میں مگن تھی۔۔۔

اگر یہ ہوش حواس میں ہوتی تو ضرور اسکا دل پھٹ سکتا تھا اپنے عالم کی دوری پر۔۔۔

ضرور اسکی سانسیں بند ہو جاتیں ان حیوانوں کے قبضے میں خود کو پا کر۔۔۔

"یہ مت کرو میری بہن کے ساتھ حیوان۔۔۔!!" وہ اپنے حلق کی پرواہ کیے بغیر پوری قوت سے چلا کر بولی اور اٹھ کر بیٹھتی تڑپ اٹھی۔۔۔

"مما۔۔۔!!" اسنے سکتے اپنے گلے کو تھاما اور آنکھیں زور دیکر اپنی بہن کو بچانے کیلئے ہر درد کی پرواہ کیے بغیر کھینچی اپنی آنکھیں کھولنے لگی تھی۔

"نور۔۔۔!!" حور نے چونک کی اس چیخ کی سمیت دیکھا پروہ اندھیرے کی شہزادی کیادیکھتی کہ اجالوں میں کیا قیامتیں ڈھائی جارہی ہیں۔

نور درد سے نڈھال ہوتی مزید کچھ بھی کہنے کی ہمت ناپاتی زمین پر سر ٹکائے ہچکیاں کھاتی ہوئی سر پیٹنے لگی۔۔۔

"اللہ میری بہن کو بچا لیا اللہ اسے بدلے مجھے مار دیں انکے حوالے کر دیں میری بہن کو بچالیں۔۔۔" وہ روتی ہوئی دل میں اللہ سے مخاطب ہوتی سر زمین پر پیٹ رہی تھی

اور دوسری طرف زمان جو پہلے سے ہی بپھرا بیٹھا تھا نور کی حرکت پر قہر بھری نظروں سے گھورا۔

وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا اور جب زور سے نور نے سر زمین پر مارنا چاہا تو وہ سیدھا زمان کے سیاہ بوٹ پر لگا۔۔۔ وہ چونکی اور ہاتھوں سے اسکے پائوں کو ٹٹولا۔۔۔

"اللہ کے واسطے میری بہن کو چھوڑ دو اسکے بدلے میرے ساتھ جو آئے کر لو میری معصوم بہن کو چھوڑ دو جانے دو اسے اسنے کیا بگاڑا ہے تم لوگوں کا۔۔۔" وہ پوری قوت جمع کیے بول رہی تھی جبکہ منہ گرم پانی سے پڑے چھالے پھٹ گئے اور ان کا درد برداشت کرتے دماغ سنسناٹھا۔

"قصور نہیں اسکی خوش قسمتی ہے وہ میری بلا سنڈیوٹی ہے۔۔۔"

تم فکر مت کرو بے بی اسے میں دنیا کی ہر خوشی دوں گا اسنے دماغی توازن کھو کر مجھے جتنی خوشی دی ہے اس سے بڑھ کر دوں گا اسے خوشیاں۔۔۔

اور رہی تمہارے بات ہا ہا۔۔۔" وہ قہقہہ لگا اٹھا۔

جبکہ دماغ توازن کا سنتے نور بے جان ہو گئی۔۔۔

اندر جیسے وہ مرنے لگی۔۔۔

"تمہیں تو اس کے پاس بھیج رہا ہوں جسکے پاس حیوان بھی توبہ کرتا ہے۔۔۔"

بہت جلد تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ تمہاری زندگی کیا ہے۔" وہ کہہ کر اسکے سر کو ٹھوکر رسید کرتا اسے

گڑ گڑاتے سسکتے چھوڑ کر وہاں سے ہٹا۔۔۔

"بخش دو ظالم میری بہن معصوم ہے، اللہ کا قہر پڑے گا تم پر میرے مالک کا قہر تمنے دیکھا نہیں۔۔۔"

سعیر تمہیں جلانے گا۔۔۔

اسکی آگ میں تم جلو گے، اسکی آگ تم لوگوں کو جلانے کی جل کر مرو گے تم حیوانوں۔۔۔!!" وہ پیچھے

گری چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی جسے سن کر حور العین خود میں سمٹ گئی۔۔۔



"بی۔۔۔ یہ میری بہن رو کیوں رہی ہے اسے کک۔۔ کیا ہوا ہے؟" وہ حور سی بنی بیٹھی اپنی بہن کی لہولہان حالت سے انجان پر اس کے لہجے اس کی تکلیف پر تڑپ اٹھی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا وہ ٹھیک ہے تم اپنا موڈ ٹھیک کرو ایسے کسی کیلئے پریشان نہیں ہوتے سمجھایا ہے نا مینے؟" اس کے جبرے کو پکڑ کر چہرہ اونچا کرتے وہ غرا کر بولا ڈبڈباتی آنکھوں سے حور نے فوراً سر ہلایا۔۔۔

ہاں اسے کچھ دیر پہلے اپنے نکاح اور کچھ باتیں سمجھائی تھیں کہ وہ صرف اس کی ہے اس کی رہے گی۔۔۔ شہزادہ نہیں ہوتا اور ایسے اپنے ہونے والے شوہر کے سامنے کسی کیلئے پریشان نہیں ہوتے۔۔۔

وہ کیا سمجھتی! خاموشی سے سر ہلا گئی۔۔۔

"سر۔۔۔!" مولوی کو لیکر اس کا آدمی اندر داخل ہوا

"کہاں مر گئے تھے تمہیں معلوم نہیں نکلنا ہے یہاں سے!" چٹاخ کے ساتھ اس کے منہ پر تھپڑ مارتے وہ

دھاڑا۔۔۔

"سوری سر کچھ دیر ہو گئی۔" اس نے معذرت کی جب زمان نے مولوی کو اندر داخل ہونے کیلئے کہا

اور مولوی پریشان سا صوفے پر بیٹھی سفید لباس میں حور کو دیکھتے دور ایک کونے میں تڑپتی روتی پڑی سرخ لہنگے میں لڑکی کو دیکھنے لگا۔

"آجائو جلدی وہاں کیا گھور رہے ہو بڈھے!" زمان اسے وہیں کھڑے دیکھ کر گر جا جبکہ اسکے پیچھے کھڑے اسکے آدمی نے آگے کودھکا دیا

"بی۔۔۔ یہ نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔!!" اسنے ڈرتے ڈرتے کہا۔

تب ہی فضا میں سرسراتی ہوئی سائلنسر لگے پسٹل کی گولی اس مولوی کی ٹانگ پر لگی۔۔۔

"اب اور بکواس کرنی ہے یا سیدھا نکاح پڑھو گے۔! اسے گھسیٹ کر صوفے پر پھینکتے ہوئے بولا اور خود آکر حور العین کے پاس بیٹھا جو بے چین سی ہوتی پھڑپھڑا کر دور ہو بیٹھی۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا کچھ خوفناک ہونے والا تھا کچھ بھاری آوازیں اسکے کانوں میں ہونے لگی

جیسے کوئی دیو اسے قید کرنے کیلئے اسکی طرف بڑھ رہا ہو جیسے سرد ہوائوں کا جھونکا اسکی سمیت اٹھ رہا ہو۔۔۔ وہ نا سمجھ بچی کی طرح الجھتی رونے لگی۔۔۔

"کوئی آ۔۔۔ آ رہا ہے۔۔۔!!" خوفزدہ سرگوشی اسکے حلق سے نکلی

"کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟" مولوی اپنے سر پر رکھی گارڈ کی گن سے ہر اسماں ہوئے نکاح پڑھوانے لگا۔۔۔

"قب-----

ٹھاااا۔۔۔۔۔ اسکا بھی جملہ حلق سے مکمل ہو کر نکلا ہی نہیں تھا کہ ٹھا کے ساتھ ایک سرسراتی گولی فضا میں گھومتی مولوی کے سر میں گھس گئی اور وہ ایک ابکائی دیئے باقی کے الفاظ منہ میں رکھے وہیں ڈھیر ہو گیا۔

"آہہ۔۔۔۔۔!" حورالعین کے منہ سے دل خراش چیخیں نکلی وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی  
پر زمان کی ساکت نظریں سامنے دروازے پر ٹکیں تھی جس سے نمودار ہوتے وجود کو دیکھتے اسکی سانسیں بند  
ہونے لگی تھی۔۔۔

"ک۔۔۔ کنگ آآ۔۔۔ آپ پی۔۔۔ یہاں؟" سپید پڑتے چہرے کے ساتھ زمان نے کہا  
اور اسکی آواز پر ہوش میں آتے کنگ نے نظریں اس پر ٹکائیں۔۔۔۔

"یہ میری بیوٹی ہے ہاں؟ زمان جسے تمہیں ڈھونڈنے کیلئے بھیجا تھا۔۔۔؟" اسکے قدم اندر رکھنے سے سارے  
سیاہ فام گارڈز جدید ہتھیار لیس اندر پھیل گئے۔۔۔

جبکہ باقی کے باہر کھڑے تھے پہرا دیتے۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگا زمان میں نے تمہیں ایسے ہی چھوڑ دیا تھا بیوٹی کی تلاش میں۔۔۔  
اور بلیک کنگ اندھا ہو کر بیٹھ جائے گا وہ بھی بیوٹی کے معاملے میں؟" اسکی مکروہ بھاری آواز حورالعین  
نورالعین کے کانوں پر ٹھو کریں بن کر برس نے لگی۔۔۔۔

\*\_\_\_\_\_\*

"نکلو شہر یار سعیر افغانستان کی طرف جارہا ہے مجھے ابھی معلوم پڑا ہے جلدی۔۔۔!" آلف نے کال لگاتے ہوئے شہر یار سے کہا۔

"ہاں! میں اسکے پیچھے جارہا ہوں مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کچھ دیر ہوئے۔۔۔" شہر یار نے گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا

داد سر ہلا کر اپنے افیسرز کی طرف سے ملی اس کی نیوز کے پیچھے بھاگ رہے تھے

یہ بھی سنا تھا کہ اسکے ہاتھ میں سرخ خنجر ہے جبکہ خود لانگ کوٹ میں ملبوس افغانستان جارہا تھا۔۔۔

داد کیلئے بہت مشکل ہو رہا تھا نور العین کا سامنہ کرنا وہ لب بھینچے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔

خفیہ جگہ بنی ہیڈ آفس پہنچ کر اسنے ساری صورتحال سے آگاہی دی اور اپنے ہتھیار لیکروہاں سے نکلے۔۔۔

اسکے پیچھے ہی شہر یار کی گاڑی آرہی تھی۔۔۔

\*\_\_\_\_\_\*



اسکی گاڑی کے روکتے دیکھ کر اسکے آدمی انتظار میں کھڑے بھاگتے ہوئے اسکے پاس پہنچے اور گاڑی کا ڈوران لاک کیا۔

"سر کہاں ہے تمہارے؟" کوٹ جھٹک کر وہ گاڑی سے نکلتی آنکھوں پر پہنے گلاس سے نظریں محفوظ رکھتی

بولی

"باس سر تو ایک کام سے گئے ہیں بتا کر نہیں گئے البتہ آپکی بیٹی ہاسپٹل کے ایک روم میں ہے۔" اسنے مودب جواب دیا

گلووز میں مقید ہاتھوں سے بریف کیس اسکی طرف پھینکتی وہ لمبے ڈگ بھرتی ہوئی ہسپتال کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔

پچھے بریف کیس تھا مے اسکا آدمی بھگتا آرہا تھا۔

"سعیر کہاں ہے؟؟ ملا؟" وہ رک کر بولی

"لیڈی باس وہ کمشنر کے آدمیوں کو مار کر پتا نہیں کہاں غائب ہو گیا ہے مجھے لگتا ہے آپکی تھوڑی توجہ کی ضرورت ہے وہ ضرور آپکو ملے گا۔" وہ مودب سا بولا

مسکان نے نظر انداز کرتے ہوئے کچھ سوچ کر داد کو کال ملائی رنگ جا رہی تھی  
اور اسنے کال کاٹ دی۔۔۔۔

وہ پارکنگ ایریا میں کھڑی موبائل میں داد کے نمبر کی لوکیشن معلوم کر رہی تھی جو میپ میں کراچی کے حدود  
سے نکل چکا تھا بلکہ اسکا رخ افغانستان کے بارڈر کی طرف تھا۔۔۔۔

وہ سر کو خفیف جنبش دیتی سر ہلائے اندر کی سمیت بڑھی جبکہ لوگوں کی شکاڈ ششدر حیران نظریں اس پر  
تھی جو لانگ کوٹ، بلیک بوٹ میں سنہری بالوں پر بلیک کیپ پہنے آنکھوں پر چشمہ ہاتھوں میں سیاہ گلووز  
چڑھائے ہوئی تھی۔۔۔۔

لوگ مبہوت تھے جبکہ خود انکی نظروں سے لاپرواہ لفٹ میں داخل ہوئی۔۔۔۔

"سیڑھیوں سے جائوں اور یہاں موجود سب ڈاکٹرز کو وہیں اکٹھا کروا کر کوئی اف کر تو ٹھوک دینا کہیں  
بھی۔۔۔" وہ سرد لہجے میں تحکم بھرے لہجے میں بولی اور لفٹ بند ہو گئی۔۔۔

اسکے حکم پر فوراً عمل کرتے وہ سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔۔۔۔

"دودن ہونے والے تھے اسکی بیٹی کی حالت نہیں سنبھلی تھی سالے حرام کھا رہے تھے سب" اسنے سوچ کر دانت پر پیسے اور موبائل پر سوتیلے بچھو کی کالزدیکھ کر موبائل آف کر دیا۔

"اومائی گاڈ!" برہان بنگلے کے گیٹ کے پاس پڑے بے جان ساکت برف سے جمے وجود کو دیکھتے برہان ششدر اسکے پاس بیٹھا اور گلووز پہنے ہاتھوں سے اسکی نبض چیک کرنے لگا۔۔

پر ذبح جانور کی طرح دیکھ کر وہ افسوس کرتا اٹھ کر اندر بڑھ گیا۔۔

وہ سمجھ گیا تھا اس سے پہلے یہاں سیر آچکا ہے۔۔

اور ہو سکتا ہے مس کال بھی اسنے ہی دی ہو اسے۔۔ برہان سوچ کر مسکرایا۔۔

جس طرح مسکان نے اسے ایک ریپر کے ذریعے وہاں تک پہنچایا تھا۔۔

اور ریپر اپنا دے کر آفر دی تھی اپنی ٹیم کا حصہ بننے کی پر برہان ایسا نہیں کر سکتا تھا۔۔

انکی ٹیم میں کئی دفعہ ایسے غیر قانون کام ہوتے تھے جو برہان کرنے سے قاصر تھا۔

پراسکے بعد آج اسے ماننا پڑ رہا تھا کہ بیسٹ کی ٹیم نے اسکے اتنا مخالف ہونے کے باوجود ہمیشہ مدد کی تھی۔۔

سب سے بڑھ کر اسکی سر پھری بیوی نے جو جاتے ہوئے ریپر دے کر گئی تھی کہ کام آئے گی۔۔

اور کام آگئی تھی۔۔

وہ سب کچھ پہلے سیٹ کر چکی تھی اسکے لئے کہ یہاں اسے ایسے بھیجنا ہے، آفر بھی ریپر کی دینا مطلب گینگ میں

آنا۔ ساتھ فرض بھی سامنے رکھنا ہے۔۔۔

اور اسنے خوش دلی سے اپنا فرض چنا تھا۔

روم میں آتے اسنے سامنے دیکھا جہاں کمشنر باندھا ہوا تھا۔۔۔

اسکے منہ نکلے باہر دانتوں کو دیکھ کر وہ چونکا نہیں بلکہ اس بات پر خوش ہوا کہ چلو اس بار تو ٹکڑے سمیٹنے نہیں

پڑیں گے بلکہ کرنے پڑیں گے۔۔۔

"ہاں تو سعیر صاحب ہمارے لئے چھوڑ کر گئے ہیں! مطلب احسان ایک اور۔۔۔"

آخر چاہتا کیا ہے یہ بندہ مجھ سے؟؟

کیا سب کا ٹھیکا لے رکھا ہے یا بہت حساس ہے سب کے درد محسوس کرنے والا اور اپنی طرف سے مٹانے کی جدوجہد رکھنے والا۔۔۔ "وہ بڑبڑا کر مسکرایا جبکہ قدموں کی آہٹ پر درد سے بے جان ہوتے کمشنر فوراً آنکھیں کھولیں اور سامنے برہان کو دیکھ کر پھٹ پھٹا۔۔۔"

"آف۔۔ آفیسر۔۔ اسکی غرغراہٹ گونجی برہان سر ہلا کر مسکرایا۔۔۔"

"یس سر!" وہ چلتا اسکے پاس آیا اور اسکی شکل آئینے میں دیکھنے لگا جسکے سامنے بھیانک بنا کر سعیر اسے بیٹھا کر گیا

تھا کہ یہ ہے تم لوگوں کی اصلی شکل جہیں تم دنیا سے تو چھپا سکتے ہو پر سعیر عالم سے نہیں۔۔۔

"مم۔۔ مجھے ب۔۔۔ بچاؤ!" کمشنر نے ہل کر کہا



"ہاں ہاں ضرور سر پر سر صاحب تو یہاں اپنا ہتھیار بھی رکھ کر نہیں گیا اب میں کیسے آپ کی جان بچاؤں؟" وہ پریشان ہوتا مسکرایا

اسے خوشی ہو رہی تھی کہ اسکے ماں باپ کا قاتل اسکے سامنے تھا۔

روتے ہوئے کمشنر کی آنکھیں سے آنسوؤں نکل آئے جبکہ خوف سے اب اپنی موت کو سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔  
"میں کیسے آپ کی تکلیف کم کروں سر؟" وہ پریشانی سے یہاں وہاں دیکھنے لگا  
کہ سامنے ہی اسکی نظریں گن پر گئی اسکی پرکشش چمکتی آنکھوں میں مزید چمک آگئی۔۔۔  
آئینے کے پاس ہی تو گولیاں وہ رکھ کر گیا تھا۔۔۔  
"اتنے احسان،، یا اللہ یہ بندہ مجھ سے کیا چاہتا ہے بتا بھی دیں؟  
گیا کہاں؟" وہ گولیاں اٹھاتا بولا۔۔۔

"بہت شوق تھا آپکو مجھے نوکری سے نکالنے اور دنیا سے بھیجنے کا سر!" گن سامنے کرتے وہ اسپیشل گلووز پہنے ہوا  
تھا جن سے ناتوا اسکے فنگر پر نٹس مل سکتے تھے نا ہی کمشنر کی موت کی وجہ۔۔۔  
ظاہر ہے کل کی اخبار میں دہشتگردوں کے ہاتھوں ہوئی موت کمشنر کی لکھا ہوگا۔۔۔

اور فضا سے دھند ہٹ کر سویرہ پھیلے گا۔۔۔

ایک نئی صبح ہوگی کل۔۔۔

اچانک فضا میں ٹھاک کی آواز گونجی اور خون کا پھوار آئینے پر پھیل گیا۔۔۔  
برہان کے دل کی دنیا میں ٹھنڈک اتر آئی۔۔۔

وہ اپنے ماں باپ کا وجود سامنے رکھتا کمشنر کے سینے میں گولیاں اتارتا لب بھینچے ہوا تھا۔۔۔

جبکہ کمشنر اسے دیکھ رہا تھا، سعیر نے اسے کہا تھا کہ اگر تم نے اپنے سپاہیوں سے انصاف کیا ہو گا تو وہ ضرور تمہیں  
بچائیں گے۔۔۔

دفعۃً ہی اس نے اپنا بوٹ اسکے منہ پر مارا اور اسے کرسی سمیت پیچھے گراتے ہوئے منہ پر اپنا بوٹ رکھ کر چہرہ مسلنے  
لگا۔۔۔

وہاں سے فارغ ہوتے ہی اس نے گن اسے تھمائی اور باہر آتے ہوئے واپس اپنی راہ کیلئے روانہ ہو گیا۔۔۔

"کہاں سے سفر شروع ہوا تھا اور کہاں آکر اختتام ہوا ہے"۔۔۔

اب تو اسے بس اس دشمن جان کے پاس جانا تھا۔

"سب آگئے میم!" وہ یہاں اسے لیڈی باس نہیں کہہ سکتا تھا تبھی میم کہہ کر پکارتا لائے ہوئے ڈاکٹر کی سمیت توجہ دلانے لگا۔

مسکان نے سوئی ہوئی فیری سے مسکراتی نظریں ہٹا کر قہر بھری سنہری آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔

"کیا ہو رہا ہے یہ؟" وہ اپنی بیٹی کی طرف اشارہ دیتی کرخت لہجے میں بولی  
پر ڈاکٹر تو اسکی سنہری لہو آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔  
"میم علاج چل رہا ہے ان شاء اللہ جلد ہی بہتر ہو جائے گی۔" ایک ڈاکٹر نے اسکے سراپے سے نظریں ہٹا کر  
تھوک نگلتے ہوئے کہا۔۔

"کب ٹھیک ہوگی؟؟ اتنے دن کیا کر رہے تھے چوڑیاں پہن لیں تھی کیا؟ تم لوگوں سے ایک بچی کا علاج نہیں  
ہوتا نو نسنس!" وہ غرائی اور ایک کو پکڑ کر بیڈ کے قریب کیا۔

"دیکھو اسے! ڈر کر بیہوش ہوئی تھی اور تم لوگوں نے اسے یہ آکسیجن یہ یہ انجکشن کیا ہے سب؟؟" وہ  
چینیں۔۔۔

اور کھینچ کر سے اس سے الگ کیے۔۔۔  
اسکی بیٹی ہو کر اتنی کمزور کیسے ہو سکتی تھی۔۔

"میم آپ ہوش میں ہیں آپ ہیں کون؟ کیوں انکی جان کی دشمن بنی ہوئی ہیں؟" سینئر ڈاکٹر غصے سے بولا  
مسکان نے گھورتے ہوئے انجکشن اسکی سمیت پھینکا۔۔۔ "آج اگر میری بیٹی کو کچھ ہوتا تو میں تمہاری اور اس  
ہاسپٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتی"

اسکی غراہٹ دھمکی پر سینئر ڈاکٹر نے مسکان کو گھورتے ہوئے وہ انجکشن دیکھا جو ایک جوان کو لگانے کا  
تھا۔۔۔  
جبکہ سامنے بسترے پر وہ تقریباً آٹھ نو سال کی کمزور بچی تھی۔۔۔  
انکی رنگت زرد پڑ گئی اور برہان کا خوف آنے لگا اسکی محبت تو وہ دیکھ چکے تھے اگر انہیں انکی لاپرواہی کا معلوم پڑتا  
تو وہ کیا کرتے اسے ساتھ۔۔۔  
اور اگر انکی بیٹی بھی انکی لاپرواہی سے چلی جاتی تو کیسا حشر کرتا انکا۔۔۔

"ا۔۔۔ ایم سس۔۔۔ سوری میم!" وہ گھبرا کر فیری کی طرف بھاگا اور اسکا چیک اپ کرنے لگا۔  
نرس سسز کو حکم دیتے وہ فیری کا علاج کرنے لگا۔

"کون کر رہا تھا اسکا علاج؟؟" وہ گرج کر بولی ایک ڈاکٹر سامنے آیا  
"سوری میم غلطی سے لگا دیا یہ انکا نہیں تھا وہ غلطی سے بھول کر ہم نے انہیں لگا دیا۔" وہ ڈرتے ہوئے بولا



جبکہ مسکان نے آگے بڑھتے چٹاخ کے ساتھ اسکے منہ پر نشان چھوڑے  
"تمہیں اندازہ ہے تمہاری اس بھول سے میری بیٹی کا کیا حشر ہوتا؟" وہ غرائی سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"میم آپ فکر مت کریں اسے ہم دیکھتے ہیں ایسے لاپرواہ ڈاکٹر کی وجہ سے کتنوں کی جان جاچکی ہیں۔۔۔ جب  
ان سے ذمہ داری نبھائی نہیں جاتی تو کیوں اٹھاتے ہیں؟" ارمان نے کہتے اس ڈاکٹر کو گرفتار کیا کہ وہ گڑ گڑا کر

معافی مانگنے لگا۔۔

پر وہ تو جیسے کانوں سے بہری ہو گئی تھی کیونکہ اسکی وجہ سے انکی بیٹی ایک خوف سے نکل کر زندگی اور موت  
کے بیچ چلی آئی تھی۔۔

اگر آج اسنے ساری دوائیاں چیک ناکی ہوتی ڈسٹن سے نکال کر بھی تو اسے کبھی پتا نہیں لگتا اسکی بیٹی کیوں اس  
حالت کو پہنچی ہے۔۔۔

کیسے کیسے سادہ لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے یہ لوگ۔۔

اسے برہان پر افسوس ہونے لگا۔۔

وہ چلتی اپنی بیٹی کے پاس آئی آئی اور پاس بیٹھتے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔

"مجھ سے چیک کرو انوڈیم فول!" اسے انجکشن لگا رہے تھے کہ وہ غرائی

ڈاکٹر نے اسے دیکھتے لب بھیج کر ایک نظر کوٹ سے جھانکتی بیلٹ میں لگی اسکی گن کو دیکھا اور پھر خاموشی سے انجکشن اسکے حوالے کیا۔

ساتھ دوائیاں بھی سامنے رکھی جنکے حوالے سے وہ سوال کرتی رہی جبکہ وہ جواب دیتے رہے۔۔۔

"سب کے دماغ میں یہ سوال تھا کہ یہ تھی کون؟

کیا ایس پی صاحب کی بیوی تھی۔۔

ایک غنڈی۔۔۔۔۔!!!"

"کہاں گیا ہے تمہارا سر؟" اسنے ارمان سے اچانک پوچھا وہ بوکھلا گیا

"میم وہ سر ایک۔۔۔ آئی مین آتے ہوں گے ایک آپریشن پر گئے ہیں۔" وہ مودب سا بولا

کچھ بھی تھا سر کی وائف تھی انکے لئے قابل احترام تھی۔۔۔

وہ فیروی کے جاگنے تک تھی پھر اسے ایس پی کے حوالے کر کے اسے بھی سعیر کے پاس جانا تھا۔

"میم آپ سب باہر جائیں ہمیں بے بی کو ٹریٹمنٹ دینا ہے!۔" ڈاکٹر زڈسٹرب ہوتے بولے

مسکان نے اسکی جرات پر حیرت سے دیکھا اور ابرو اچکایا

"سیر سلی۔۔؟؟ ایڈیٹ بکواس بند کر کے کام کرو ورنہ ایسا ٹریٹمنٹ تمہارا کروں گی بغیر آکسیجن اوپر پہنچ جائو گے!" جھٹکے سے گن نکالتے وہ ڈاکٹر کے سامنے کرتی بولی کہ وہ بوکھلا گیا۔

ارمان نے لب بھینچ کر اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔  
اب وہ کیا کر سکتا تھا۔۔

اسکے سر کی بیوی تھی اوپر سے ان ڈاکٹر کی اتنی بڑی غلطی اسکا تودل کر رہا تھا ان کی طرح اگر اس وردی نے ہاتھ ناباندھے ہوتے تو ایسے انسانوں کی جان لے لیتا جو دوسری کی جان معمولی سمجھ کر کھیلتے ہیں۔۔۔  
ابھی تو اس ڈاکٹر کی اسکا سر آ کر خبر لے گا جب انہیں معلوم پڑے گا اسکی بیٹی کی طبیعت ان ڈاکٹر کی لاپرواہی کی وجہ سے بگڑ گئی تھی۔۔۔

\*-----\*-----\*

"تم بھول گئے کہ کنگ کتنا ٹڑپا ہے اپنی بیوی کیلئے؟  
تم زمان!! کہ تم میرے کتے ہو کر مجھے ہی کاٹنے لگے ہو۔ تم بھول گئے یہ میری رکھیل ہونے والی ہے، تمہیں اسلئے پاکستان اتنی محنت سے بھیجا کہ تم میری بیوی پر بری نظر رکھو؟" اپنے پھولے لمبے دیو نما وجود سیاہ رنگت سے وہ مزید دہشتناک لگ رہا تھا۔

بھاری قدم اٹھاتا ہوا بالکل کانپتی نچلے لب پھیلائے روتی حور العین کے سامنے کھڑا ہوا۔

زمان کی آنکھیں پھیل گئی اسے اپنی بیوٹی کے اتنے پاس دیکھ کر۔۔

جبکہ کنگ چمک اپنی حیوانی مکر وہ سیاہ آنکھوں میں لیے گہرے گلے سلیو لیس سفید جالیدار گائون میں ملبوس ہاتھوں پر سفید ہی کمنیوں تک گلووز، سیاہ بالوں کا بڑا خوبصورت بنا جڑا جس میں سفید چھوٹی چھوٹی مصنوعی

پھول سجادیے گئے تھے۔۔

لبوں پر لگی ڈیپ سرخ لپ اسٹک اسکے حسن میں آگ سی برپا کر گئی تھی۔

وہ معصوم بچی کی طرح خود پر سایہ محسوس کرتی پیچھے کھسکتی یہاں وہاں دیکھتی رو رہی تھی۔۔۔

"مم۔۔۔ مم کہتی ہے شہزادہ ہے!" وہ زمان کو مخاطب کرتی سوں کر کے بولی۔

"نن۔۔۔ نور مم۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے!" وہ سسکتی ہوئی ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیے اپنی بہن سے بولی

نور جو ذرا سی آنکھیں کھولے اس دیونما سیاہ انسان کو دیکھ رہی تھی اسے اپنی بہن کے سامنے خاموش کھڑے

دیکھ کر وہ خوفزدہ ہوتی گرتی پڑتی اٹھی۔۔۔

"پیچھے ہٹو حیوان کتوں میری بہن سے!" وہ اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر زخمی حلق سے غراتی ہوئی بولی۔۔

بھاگتے ہوئے حور کے وجود کے گرد اپنی شادی کا سرخ خون آلودہ دوپٹہ اٹھائے لپیٹ دیا۔



"ہٹاؤ اپنی کتے جیسی غلیظ نظریں میری بہن سے۔" سو بے منہ، جلے سرخ ہونٹ، جگہ جگہ پڑے نیلے سرخ نشان دردِ افیت سے اسکا معصوم نازک وجود کانپ کر ہل رہا تھا جبکہ اسکی ادھ کھلی لہورنگ آنکھیں اس بد صورت انسان پر ٹھہری تھیں جو شکل سے جتنا خوفناک بد صورت تھا اسکی آنکھوں اتنی ہی غلیظ تھی اسکا دل کیا نوچ لے۔۔۔

بلیک کنگ نے حیرت سے اسکی سمیت دیکھا اور پھر اپنی بیوٹی کی طرف جو روتی سر اثبات میں ہلاتی سوں سوں خوف سے کر رہی تھی

کلاسیک اردو منیریل

اور اب اسکے سحر انگیز نازک دلکش وجود کے گرد سرخ دوپٹہ دیکھے وہ بپھر گیا

"تمہاری یہ مجال۔۔۔!!" اسنے غراتے ہوئے اپنے گارڈ کے ہتھیار کا نشانہ نور العین پر دیکھتے ہاتھ سے روکا۔۔۔

"تم اس بار میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے کنگ! پہلے مینے ڈھونڈا تھا اسے، یہ میری پسند میری محبت تھی پر تم لوگوں نے حق جمع لیا پر اب نہیں، تم اسے چھو نہیں سکتے

یہ میری ہے میری رہے گی، آپکے لئے مینے اس اٹھوایا ہے۔" زمان حور العین کی طرف اٹھتا کنگ کا ہاتھ دیکھ کر چیخنا پیچ میں آگیا انکے، نور حور کو لیکر پیچھے ہٹی اس حیوان سے بھی جسنے سب کو ختم کر دیا تھا۔۔۔

"زمانہ بیچ میں مت آؤ یہ میرے بیسٹ کی کمزوری ہے اور میں اپنے بیسٹ کو اسکے وسیلے ہی پاسکتا ہوں اسلئے بہتر ہے تم بیچ میں مت آؤ ورنہ میری موت بہت بری ہے۔۔۔"

کہ نایہ تمہاری ہوگی نامیری اور ناہی بیسٹ کی۔۔۔" بازو سے پکڑ کر زمان کو ایک طرف پھینکتا وہ نور کو غور سے دیکھنے لگا۔۔۔

"تم خوبصورت ہو بہت پر تم بلا سنڈیوٹی نہیں ہو بے بی۔۔۔"

تم وہ نہیں ہو جو پہلی نظر دیکھنے پر کمزور مدہوش کر دے۔۔۔

وہ یہ ہے جو جادو کرتی ہے سب پر۔۔۔

یہی ہے اندھیرے کی شہزادی اجالوں کے کنگ پر راج کرنے والی۔۔۔" وہ بے دردی سے نور کے بال مٹھی میں جکڑے سرد آواز میں بول رہا تھا جسکی آنکھیں درد سے آنسوؤں کی رفتار بڑھا گئی تھی نظر بالکل دھندلی سی پڑ گئی تھی۔۔۔

"دور رہو اس سے۔" وہ دھاڑتا نور کو بے جان مٹی کے ڈھیر کی طرح نیچے پھینک گیا تھا کی اسکا سر سیدھا زمین پر جا لگا۔

آہ۔۔۔ حلق سے ایک دل خراش چیخ گھر کی فضا میں گونجی جبکہ زمان ساکت بت بنا روتی چلاتی ہاتھ پر مارتی کبھی حور کو دیکھتا تو کبھی پیٹھ کے بل پڑی نور کو۔۔۔

"تمہیں اس غداری کی سزا میں میرا بیسٹ آکر دے گا قہر زمان۔" کنگ اچانک اسکی سمیت پلٹا اور اسکے کالر کو جھکے سے پکڑ کر اسکا منہ سیدھا دیوار کی طرف پھینکا کہ بروقت اسنے خود کو سنبھالا

پرا بھی وہ سنبھلا ہی کہاں تھا کہ پیچھے سے اچانک سر پر ہاتھ مارتے اسکا منہ دیوار سے لگا دیا۔۔۔۔

آہ۔۔۔۔ بھیانک دھاڑ نما چیخ زمان کے منہ سے نکلی اور وہ مسلسل چیختا اپنے منہ ناک ہاتھوں میں چھپائے  
رونے لگا۔۔۔

جبکہ سر سے خون بہاتی نور زین پر پڑی تھی۔۔۔

"تم سب یہیں رکو اور جیسا مینے کہا ہے ویسا کرو۔" اس کے حکم پر اسکے آدمی نے فوراً بیگ کندھے سے اتارے  
اس میں سے ایک چھوٹا لپ ٹاپ نکال کر دیوار میں کلپ فٹ کرتا وہاں رکھتے اسے آن کر دیا۔۔۔  
اور ڈیوائس ایکٹیو کیے۔۔۔

"چلو بلا سنڈ بیوٹی۔۔۔!" اسنے کہتے ہی خوف سے لہرا کر گرتی حور العین کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔

اور مسکراتا ہوا خود اکیلا وہاں سے نکلا۔۔

"یہ تمہارے لائق ہے زمان اس سے خوش رہو کنگ کی بیوٹی کے بارے میں سوچنے کی ہمت بھی مت  
کرنا۔" دروازے پر رک کر وہ غرائے بولا اور نیچے پڑی نور کی سمیت اشارہ دیا

زمان پھر آج پھر اسے خود سے دور ہوتے دیکھتا رہا۔۔۔۔ پر کر کچھ ناسکا۔۔

"مائی فٹ! اس میں بچا کیا ہے؟" وہ نور کے سر سے نکلتے خون کو دیکھتا غرایا جس پر سارے گارڈ نے گھورتے ہتھیار کا منہ اسکی طرف کر لیا۔

"او کے! او کے ریلیکس۔" وہ سٹیٹا گھبرا کر سر ہلاتا جا کر صوفے پر سر تھامے بیٹھ گیا۔۔  
اسنے سب کے ساتھ اتنا بڑا گیم کھیلا اور اسکے ساتھ کنگ نے کھیل کھیلا۔۔

مطلب وہ سمجھ گیا تھا وہ کیسے بھی کر کے بیوٹی تک پہنچ سکتا تھا تبھی اس پر نظر رکھائی اور بیوٹی کے ملتے ہی فوراً پہنچ گیا۔۔۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

جبکہ دوسری طرف اپنے طیارے میں بیٹھتے بیہوش سفید جالیدار فراک میں ملبوس اس حور کی کمر کے گرد بیلٹ باندھتے ہوئے وہ مسرور ہونے لگا۔  
اسکے سیاہ بڑے بھاری ہاتھ جب اسکی کمر کے گرد گھومے تو وہ غلیظ مکروہ نظروں سے اسکے سپید گلابی رنگت والے چہرے کو دیکھتا بیسٹ کی قسمت پر رشک کرنے لگا۔

"اب تمہیں آنا پڑے گا میرے پاس بیسٹ۔۔۔!"

اگر اپنی شہزادی چاہیے تو اپنی زندگی میرے حوالے کرنی پڑے گی۔۔۔ "طیارے کے فضائوں میں بلند ہوتے وہ اس گھر کو دیکھنے لگا جس میں بلا سنڈ بیوٹی موجود تھی کچھ دیر پہلے۔۔۔  
اور اب اسکے پاس بیٹھی تھی پر ہوش و حواس سے بیگانی۔۔۔  
اس گھر کے گرد وہ اپنے سارے قطر اور اسرائیل کے گارڈ چھوڑے جا رہا تھا۔۔۔



"آنو ملتے ہیں بیسٹ اسرائیل میں ہا ہا ہا۔۔۔" وہ قہقہہ لگا کر بولا اور فضاؤں میں او جھل ہو گیا۔۔۔ "جہاں  
میری سلطنت تمہاری سانسیں چھینیں گی۔۔۔  
اور اب سے میرا دوسرا بیسٹ جنم لے گا۔۔۔!" وہ حورالعین کے پیٹ کو دیکھتا پراسرار سا مسکرایا۔۔۔

\*\_\_\_\_\_\*\*\_\_\_\_\_\*

"بیسٹ تمہیں کنگ بلارہا ہے۔۔۔!" سیاہ گاڑی کے شور کے ساتھ رکنے اور اس سے بلیک ہڈی میں ہاتھ میں  
خنجر پکڑے بیسٹ کو دیکھتے بلیک کنگ کا آدمی بھاگتے اسکے سامنے آیا اور مودب سا بولا۔۔۔

مہوش علی

سعیر نے اپنی نظریں اٹھائیں اور اسکے سر کو دیکھا۔۔۔  
یہ اسکی رکاوٹ تھی اندر بڑھنے کی۔۔۔

"کنگ۔۔۔!!" وہ بڑبڑایا اور دوسرے ہی لمحے ہاتھ میں موجود خنجر اسکی سائیڈ گردن کے اندر گھونپ کر  
اسے گول گھما دیا۔

"میری شہزادی کو کچھ ہوا تو اس سے برا حال کنگ کا ہو گا۔۔۔" وہ اسکے دھردھر پھواروں کی صورت نکلتے  
سرخ خون سے بھینگتا سر کو پکڑ جھٹکا دیا اور کھینچ کر ہڈی کو کھٹک کی آواز سے ٹوڑتے ہوئے نیچے پھینک کر اس  
آدمی کے چہرے پر اپنا بوٹ مسلنے لگا۔۔۔

آس پاس کھڑے گارڈ جو اتنے سال ٹریننگ کے دوران اسکی مثالیں سنتے تجسس رکھتے تھے بیسٹ کو دیکھنے کا اسکی درندگی دیکھ کر سانسیں روکے زمین پر پڑے اپنے ساتھی کو خوف سے دیکھ رہے تھے۔۔۔  
ڈر کر انہوں نے ہتھیاروں کا منہ اسکی طرف کر لیا۔۔۔

"کیا وہ سچ کا حیوان ہے؟" سب کے دل میں ایک ہی بات تھی جب سعیر نے چہرے سے ہڈی ہٹائی اور گھر اور اسکے چاروں اور کھڑے آدمیوں کو دیکھا۔۔۔

اسکی لہو نما بھوری آنکھ وہاں موجود سب کی آنکھ میں چمکتی انہیں ہراساں کر گئی۔۔۔  
اسکے چہرے پر پڑے سائیڈ کٹ، جب وہ عام انسان بنتا تو پراسرار بن جاتے اور جب وہ حیوان کا روپ لیتا تو حیوانی شکل اختیار کر لیتے۔۔۔

مہوش علی

وہ آگے بڑھا بھاگنے کے انداز میں اور بند دروازے کو لات مار کر کھولتے اندر داخل ہوا۔۔۔

زمان کی سانسیں خشک ہو گئی اور جھٹکے سے صوفے سے اٹھ کر دروازے کی سمیت آہٹ سے پہچانتا نفی کرنے لگا۔۔۔

"ب۔۔۔ بیسٹ میں نے کچھ نہیں کیا تمہاری بیوٹی کے ساتھ۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ کک۔۔۔ کنگ اٹھا کر لے گیا اسنے مجھے مجبور کیا بیوٹی کو وہاں سے لانے کیلئے اسنے میرے بچوں کو کڈنیپ کروایا اور مجھے بلیک میل کیا میں سچ میں ایسا نہیں ہوں۔۔۔  
مینے تو تمہیں اپنے بچے کی طرح پالا ہے۔۔۔" وہ بے ربط بولتا اپنی پھولی سانسیں درست کرنے لگا۔۔۔

"شہزادی کہاں ہے" بھاری خوفناک یکسر مختلف آواز میں بولتا وہ اپنے قدم اندر رکھنے لگا تو ویسے ہی زمان نے قدم پیچھے لیے۔۔۔۔

"کنگ تمہیں بلارہا ہے بیسٹ۔۔۔" زمان کا آدمی اسکے سامنے کھڑا ہوتا دھاڑا۔

اسکا نہیں سب کا یہی پیغام تھا جتنے بھی یہاں موجود تھے سب کی آنکھوں میں یہی بیسٹ کیلئے پیغام تھا۔۔۔

جبکہ زمان کی خوفزدہ نظریں کبھی نور العین پر جاتیں تو کبھی سعیر کے ہاتھوں میں موجود ٹپ ٹپ خون کی بوندیں گراتے خنجر پر۔۔۔

کوئی اس سے لڑ نہیں رہا تھا مطلب صاف تھا یہ زمان کیلئے نہیں گاڑیہ کنگ کی طرف سے بیسٹ کو لانے کیلئے تھے۔۔

سعیر نے پھر سے اس سیاہ فام کو دیکھا۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی گردن میں بازو ڈالنا چاہا کہ وہ بدک کر پیچھے ہوتا اپنے ہاتھوں سے بچائو کرتے مکے سامنے کرتا فائٹ کی دعوت دینے لگا۔۔۔

ابھی سعیر نے فیصلہ بھی نہیں لیا تھا کہ اس ہال نما روم کی فضا میں فائرنگ کی آواز شدت سے گونج اٹھی اور نشانہ وہ تھا جو بیسٹ سے لڑنے کیلئے آیا تھا۔۔۔

گولیوں سے چھلنی وہ لہو لہان ہو کر زمین پر گرا اور ڈھیر ہو گیا۔۔۔۔۔  
بیسٹ کے دیکھنے پر وہ مودب سے سر کو خم دینے لگے۔۔۔۔۔

"بب۔۔۔ بیسٹ یہ یہ تمہاری شہزادی یہ رہی۔۔۔۔۔!" زمان نے بوکھلا کر خوف سے جھٹکے سے کھینچ کر  
نور العین کو اسکے سامنے کیا۔۔۔۔۔

سعیر نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے نور العین کا معصوم خوفزدہ چہرہ اگھوما۔۔۔۔۔

اور اب اسکی جگہ یہ لہو لہان بے جان وجود دیکھتے اسکا خون اسکی رگوں میں ٹھو کریں مارنے لگا۔

"یہ میری شہزادی نہیں۔۔۔۔۔!" وہ بھاری سرد آواز میں کہتا اسکی طرف قدم اٹھانے لگا اور زمان قدم قدم  
موت کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر نور العین کو گھسیٹتا پیچھے ہونے لگا۔

"ا۔۔۔ اگر بیسٹ مجھے کچھ ہوا تو میں۔۔۔۔۔ میں اسے ختم کر دوں گا۔۔۔۔۔!" وہ اپنی گن نور کی ٹھوڑی پر

ٹکائے دھاڑا۔۔۔۔۔

"راستے سے ہٹو مجھے جانے دو بیسٹ ورنہ میں اسے مار دوں گا۔۔۔۔۔

اور نہیں ملے گی تمہیں بیوٹی۔۔۔۔۔ وہ کسی کی نہیں ہو سکتی صرف موت کے علاوہ۔۔۔۔۔ ہا ہا وہ میری نہیں۔۔۔۔۔

تمہاری نہیں۔۔۔۔۔ کنگ کی نہیں۔۔۔۔۔ کسی کی نہیں۔۔۔۔۔" وہ ہذیاتی انداز میں قہقہے لگاتا ہوا بولا



"وہ مر جائے گی دیکھنا۔۔۔ یا اسے بچاتے تم مر جاؤ گے پر دونوں کبھی ساتھ نہیں جی سکتے کیونکہ یہاں وحشت ہے دشت وحشت جس میں کبھی دو وجود نہیں رہ سکتے۔۔۔۔

وہ حور ہے۔۔۔ اور تم بیسٹ!! تم دونوں کا کوئی جوڑ نہیں۔۔۔ ہا ہا کوئی جوڑ نہیں۔۔۔۔  
مجھے مار کر تمہیں کچھ حاصل نہیں ہونے والا بیسٹ۔۔۔ ہا ہا کچھ نہیں! کیونکہ میں تباہ کر چکا ہوں تمہیں۔۔۔

تمہاری شہزادی۔۔۔ شہزادہ کہتے جہنم میں چلی گئی۔۔۔ جہاں سعیر نہیں وحشتوں کی آگ جلائے گی  
اسے۔۔۔۔ "وہ پاگل ہو گیا تھا خوف سے اسکا دماغی توازن پل میں بکھر گیا۔۔۔۔  
وحشت نے اسے پاگل کر دیا اور وہ گن کو دیکھتا سعیر کو دیکھتا تو کبھی اپنے پاس موجود نور العین کو دیکھتا۔۔۔۔

موش علی

"مجھے بیوٹی چاہیے مجھے بلا سنڈ بیوٹی۔۔۔ وہ بچوں کی طرح چلانے لگا۔۔۔  
اور نور العین کو غصے قہر سے نیچے پھینکا ہی تھا کہ ایک جست میں سارا فاصلہ مٹاتے سعیر نے اسے تھام لیا۔

وہاں موجود سب زمان کی حالت شکوہ کر دیکھ رہے تھے جبکہ سعیر بیڈ پر پڑا حور العین پیچ کلر لباس۔۔۔۔  
پاس مردہ وجود پڑا مولوی کا دیکھتا پھر سے ہنستے کھلکھلاتے زمان کو دیکھنے لگا جو بیوٹی کی باتیں خود سے کرتا پاگل

ہو رہا تھا۔۔۔۔

"تمنے مجھے مارا میرے بھائی کو مارا۔۔۔۔ مینے تم سے تمہاری بیوٹی چھین لی ہا ہا وہ چلی گئی اسے لیکر چلا گیا وہ  
دیو۔۔۔۔ "وہ قہقہہ لگاتا سعیر کو دیکھتا بولا۔۔۔۔

"نور۔۔۔ ال۔۔۔ عین۔۔۔!" سیر ٹھہر ٹھہر کر اپنے حصار میں بے جان پڑی نور العین کے وجود کو دیکھتا  
پکارنے لگا۔۔۔

وہ اسکی حالت پر ایک نظر ڈالتا اسکا جلا ہوا منہ سرخ آنکھیں چہرے پر پڑے نشانات کو دیکھتا آنکھیں میچ کر اسکا  
سر سینے سے لگا گیا۔۔۔

ان کی وجہ سے اس معصوم کی یہ حالت ہو گئی تھی۔۔۔

انکی وجہ سے وہ اس قدر درندگی کا نشانہ بنی تھی نم آنکھوں سے دیکھتے سیر نے جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ  
دیا۔۔۔

اسے لگا سا منے اسکی سہمی ہے اور وہ کئی سال پھر پیچھے چلا گیا ہے۔۔۔

"نور آنکھیں کھولو بیٹا۔۔۔! وہ اسے صوفے پر ڈالے، اپنی دیر اور شہزادی کی دوری پر خود ٹوٹا ہوا تھا پر اسکی  
تکلیف تو مزید نور العین کی حالت دیکھ کر بڑھ گئی۔۔۔  
اسکے گال پر انگلیاں رکھ کر اسکا چہرہ اٹھتھپانے لگا۔۔۔  
وہ حور العین تھوڑی تھی ناہی سہمی ناہی مسکان تھی جو یہ سب برداشت کرتی اور ہنستی رہتی۔۔۔

ان جیسا درد تو ابھی اسنے برداشت نہیں کیا تھا اسنے وہ تکلیف کہاں دیکھی تھی جو اس وحشت کی شہزادیوں نے  
دیکھی تھی۔۔۔

پر وہ جانتا تھا اسکے معصوم وجود نے ابھی بھی بہت سے ظلم برداشت کیے ہیں۔۔۔

اسکے منہ میں پڑے بوائے پانی کا درد تو سیرسہ چکا تھا کتنی تکلیف دیتا تھا۔  
جب بھی انہیں کوئی ہارڈ ٹریننگ دینی ہوتی تھی تو ایسے ہی توانگی آواز بند رکھتے تھے۔  
نا اس درد سے بچتے نہ ہی اس درد سے۔۔۔

سیر نے لہو حیوانی آنکھوں سے مڑ کر زمان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"قہر۔۔۔ زمان۔۔۔!"  
کلاسیک اردو منیریل

تم زمانے پر قہر تھے تو میں تم سب کا بادشاہ دنیا کا بیسٹ ہوں۔۔۔۔۔" وہ چلتا زمان کے سامنے رکا یکا اسکا  
وجود ایسے پھیلا تھا یا زمان کو لگا جیسے اسکے سامنے کوئی پھر حیوان آکر کھڑا ہو گیا ہے۔

زمان نے خوف سے قدم پیچھے لیے۔۔۔

"آگ بجھاؤ یہاں۔۔۔۔۔!" اسنے وہاں موجود آدمیوں کو حکم دیا جو پھرتی سے اسکے حکم پر عمل کرتے وہاں  
لکڑی کی پڑی کرسیاں اور میز اٹھا کر توڑتے ہوئے اسے ڈھیر کر کے دوسرے مٹی کا تیل اٹھالائے کچن سے اور  
دیکھتے ہی دیکھتے وہاں آگ شعلہ بن کر بھڑک اٹھی۔۔۔۔۔

زمان کبھی بھڑکتے شعلوں کو دیکھتا تو کبھی سیر کو۔۔۔

اسے دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

سیر نے ہاتھ بڑھا کر اسکی جیب سے موبائل نکالا اور ویڈیو ریکارڈنگ آن کی۔۔۔

"میں ہوں بیسٹ! سعیر عالم!" اسنے اپنا چہرہ سامنے کیاریکا رڈنگ میں تاکہ دنیا جستجو سے بچ سکے۔۔۔  
جب بھی انکے ذہن میں بیسٹ آئے تو سعیر عالم کا چہرہ فوراً ہی لہرا جائے تاکہ وہ مایوس ہوں کہ بیسٹ انہونے  
دیکھا نہیں۔۔۔۔

"میں وہی بیسٹ ہوں جسنے درندگی پھیلائی۔۔۔ کیونکہ مجھے امید نہیں تھی کسی سے کوئی انصاف کرے گا!

مجھے خود سے امید تھی۔۔۔ کہ میں انصاف کروں گا! اور میں نے کیا۔ میں نے اپنا قانون بنایا اور یہ بنا رہے گا

میں اس قانون کو ختم نہیں کروں گا اسکے لئے چاہے برہان علوی آئے چاہے کوئی بھی۔۔۔۔

اگر تم سب کو انصاف دینا ہوتا تو آج سے کئی سال پہلے سعیر عالم اور اس جیسے ہزاروں گمشدہ بچوں کی فائل

لاوارث ہو کر بند ناکی ہوتی۔۔۔

کوئی معصوم ناجلی ہوتی آگ میں۔۔۔۔

میری وحشت کبھی ختم نہیں ہوگی اور میں آؤں گا جب جب مجھے لگا میرا آنا ضروری ہے۔۔۔۔

تب تب میری وحشت دنیا دیکھے گی۔۔۔ "وہ کہہ کر رکا اور موبائل کی کیمرہ آنکھیں پھیلانے کھڑے زمان

کے سامنے کی۔۔۔

"کون ملا ہوا تھا تمہارے ساتھ قہر زمان؟" اسنے اس دہشتگرد سے دھاڑتے ہوئے پوچھا جسنے خود اس وجود کو

جنم دیا تھا۔

آج اس سے ہی خوفزدہ تھا۔



"کک۔۔۔ کمشنر۔۔۔ ملا ہوا تھا۔" زمان نے جلدی سے بتایا۔

"سب کچھ بتاؤ!" وہ گرجا

"کمشنر نے مدد دی تھی بلکہ اسنے بلاسٹ کا کہا تھا بیوٹی اور بیسٹ کو حاصل کرنے کیلئے، برہان علوی اور اسکی فیملی کو تباہ کرنے کیلئے، اسکی بیٹی پر فائر۔۔۔ پر میں اپنے بیسٹ سے غداری نہیں کر سکتا تھا، مجھے جتنا سپورٹ دیا کمشنر نے میں نے اس سے کم کیا اور صرف بیچ میں جو آیا اسے ہٹا کر اپنی بلاسٹ بیوٹی کو حاصل کیا بس۔" اسنے ہکلاتے ہوئے ساری حقیقت اس ریکارڈنگ میں بیان کی۔۔۔

جسے سعیر نے خاموشی سے بریگیڈر اور برہان علوی کے نمبر پر سینڈ کر دیا۔۔۔

اور موبائل اس بھڑکتی آگ میں پھینک دی۔۔۔ جس طرح زمان کی موبائل جل رہی تھی زمان کو خوف سا آیا اسنے تھوک نگلی۔۔۔

"ہمت کیسے ہوئی میری زندگی پھر سے آنے کی۔۔۔؟ میری شہزادی کو چھونے کی؟

آغوش میں ہے وہ تمہارے۔۔۔! قریب ہے وہ تمہارے! تمہاری ہے وہ! تم اسے چھین لو گے؟؟" دفعتاً کسی کو سمجھنے کا موقعہ دیئے بغیر اسنے پوری قوت سے دونوں ہاتھوں کے پنچے اسکے کانوں پر مارے کہ ٹھاکے ساتھ ہی اسکے ناک منہ سے خون کے پھوارے پھوٹ نکلے۔۔۔

سرپور اگھوم اٹھا۔۔۔ نظریں دھندلی سی اور کان کے پردے پھٹ گئے وہ ایک وار پر لہرانے لگا۔۔۔

"میری شہزادی کے خواب دیکھو گے؟" اسنے غراتے ہوئے اسکے کان مٹھیوں میں جکڑے اور اگلے ہی لمحے کھینچ کر نوچے کہ دردناک چیخوں کے ساتھ وہاں موجود سب نے نظریں آگ پر ٹکادیں۔۔۔

سب کی روح بلبلا اٹھی خوف کی سرد لہریں ان کے وجود میں ہلچل مچانے لگی تو کسی کی ٹانگیں لرز گئی۔۔۔ کوئی تھوک نگلتا اپنے کان محسوس کرنے لگا۔۔۔

"ان کانوں سے سنا ہو گا تمنے اسے قہر زمان؟ ان کانوں سے تمنے اسکی باتیں سنی؟" وہ گرجتا ہوا بولا اور لہو آنکھوں سے اسکے نوچے ہوئے کان آگ میں پھینکے۔۔۔

"یہی وہ آنکھیں ہیں ناجوا اسکے خواب دیکھتی اسے دیکھنے لگی تھی؟" وہ زمان کے ہاتھوں کی پھڑ پھڑاہٹ نوچنے کی کوشش ناکام کرتا اسکی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

"انہیں آنکھوں سے تمنے شہزادی کی بہن کو اذیت دی؟" وہ غرایا اور بھاری ہاتھ کا پنجا مار کر زمان کی آنکھ نوچ کر نکالی۔۔۔

ایک بلور جیسی گول پتھر مانند سرخ مادے سے لپٹی وہ غلیظ آنکھ نیچے گری جس پر سعیر نے اپنا بوٹ رکھ کر مسل دیا۔

آہ۔۔۔ آہ۔۔۔ وہ کر بناک چیخیں مارنے لگا اور سامنے کھڑے گارڈ کی طرف ہاتھ بڑھا کر ان سے مدد لینے لگا تھا۔

"مجھے بچاؤ یہ حیوان مار ڈالے گا میں تم لوگوں کا باس ہوں بچاؤ مجھے۔۔۔۔" وہ چیخیں مارتا دوسری آنکھ سے اپنا بہتا خون دیکھ رہا تھا۔

پراس حیوان کی موجودگی میں کسی میں ہمت نہیں پڑ رہی تھی اسکی سمیت بڑھنے کی۔۔۔ اسکا حال دیکھ کر انکے پاؤں جیسے سن ساکت پتھر کے بن گئے کئی کی تو سانسیں چڑھ گئی تھی جب انہوں نے بوٹ سے مسلی آنکھ دیکھی اور قہر زمان کے چہرے کے نوچی آنکھ کا گڑھا، وہ ایک بھیانک شکل اختیار کر چکا تھا۔

"تم نظر ڈالو گے سعیر کی عزتوں پر۔۔۔۔" تم لوگ مجھے اذیتیں دو گے؟ تم لوگ مجھ سے میری شہزادی چھینو گے؟ ہا ہا ہا بیسٹ کا خوف صرف دنیا پر نہیں زمان! کنگ کی نس نس میں بستا ہے۔۔۔" وہ قہقہہ لگاتا ہوا بولا اور انگلیاں اسکی دوسری آنکھ میں گھونپ دیں۔

زمان کے سن دماغ کے پردوں پر وہ لڑکا لہرایا جو خوفزدہ سا ہوتا تھا جسے ٹارچر سیلوں میں رکھ کر حیوان بنایا گیا تھا۔۔۔

جسکے ہاتھ میں سب سے پہلے سعیر عالم نام کا خنجر اسنے تھمایا تھا کنگ تو بعد میں سب سے پہلے تو قہر زمان نے اسے قتل کرنا سیکھایا۔۔۔

اور آج وہی درندہ اسکے سامنے کھڑا اسکی گڑھے نما آنکھوں میں دونوں انگلیاں پھنسائے خون سے لہو لہان "سعیر عالم" کے نام سے بنا خنجر اسکے سینے کو چیرنے لگا تھا۔

"ن۔۔۔ن۔۔۔" اسے جب سیر نے زمین پر پھینکا تو زمان ہاتھ پاؤں مارتا چلا یا۔۔۔

جبکہ اب سیر اسکے سینے پر بوٹ رکھ کر بیلٹ سے خنجر نکال کر اسکے منہ میں خنجر دیتا سر کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے اسکی بانچھوں سے لیکر کانوں تک چیرنے لگا۔

زمان اسے نوچنے لگا پھر پھڑانے غرغری کی آوازیں نکالنے لگا پر وہ حیوان بنا اسکے سینے پر چڑھا اسکے دونوں طرف بانچھیں چیر کر اس میں ہاتھ ڈالتے زبان گدی سے کھینچ کر نکالی۔۔۔۔

ہنستے ہوئے اسنے اس لو تھڑا بھی اسنے اسی بھڑکتی نکلتی آگ میں پھینکا۔۔۔

اسکا منہ دو حصوں میں کھلا ہوا تھا باہر شدید اندھا دھند فائرنگ کی آوازیں آرہی تھیں جبکہ اندر وہ حیوان بنا ہوا تھا جواب قہر زمان کی انگلیاں کاٹا ہوا، اسکے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے آگ میں پھینک رہا تھا۔۔۔

"قہر زمان اب تمہیں معلوم ہوا ہوگا۔۔۔"

قہر نہیں وحشت بھاری ہے۔۔۔

پیٹھ پیچھے بیسٹ سے کھیلنے والوں کا انجام یہی ہوتا ہے۔۔۔۔" قہقہہ لگاتا اسکے چیرے ہوئے وجود سے اندرونی

عصاء میں پھٹکتا پھڑپھڑاتا ہوا مادہ جسے دل کہا جاتا ہے بیسٹ نے اسے دیکھا۔۔۔

اسی نے جرات کی تھی اسکی شہزادی کے خواب دیکھنے کی۔۔۔

خنجر دوسرے خون آلودہ بھیگے ہاتھ میں رکھتے اسنے وہ لو تھڑا کھینچ کر ہر رگ سے جدا کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں دیکھا۔۔۔



جوا بھی تک پھڑ پھڑا رہا تھا جبکہ زمان تو کب کا ساکت کانوں تک چیرے منہ ---  
گڑھے نما آنکھیں جن سے ابل ابل کر خون باہر نکل رہا تھا نیچے پڑا تھا۔

کوئی اسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا سوا سوا سامنے لگی اسکرین کے اس پار بیٹھے دہشتگردوں کے جن کے چہرے پر  
جاندار مسکراہٹ تھی ---

اسکا دل دہلا دینے والا چیخیں مارنے والا ایک ایک لمحہ وہ بہت شوق سے دیکھ رہے تھے بلکہ سراہا رہے تھے کنگ  
کو جس نے واقعی ایک بیسٹ بنایا تھا۔

میرے دشت کے زخمی آسمان  
پر پھیلے سیاہ غموں کے بادل  
جب بھی برستے ہیں تب  
خون کا دریا بہتا ہے

اشکوں کا سیلاب آتا ہے

یہ جو دشت جنوں ہے

یہاں عشق و حشت ہے

یہ دشت ہجر ہے

و حشت ہے

یہ گھنے دکھوں کے سایے  
پھر سے منڈلانے لگے ہیں  
لبوں پر یہ دعا ہے کہ  
خدا میرے اب اس کی چشم کو  
اشکوں سے بچائے

وہ بچپن جو گزارا ہے ہم نے  
وہ ہم ہی تھے یا تھا کوئی اور اس میں  
اب تو ان یادوں سے وحشت ہوتی ہے  
سکتے ہوئے جذبوں کی  
درد بھری آہیں ہیں  
یہ زیست نہیں ہے  
یہ افیت ہے اور اب  
اس افیت کے سوا باقی بچا کیا ہے  
اب تو یہی زیست

دشت و حشت ہے میری  
(شیخ اقرآنور)

اسنے اٹھ کر زمان کے مردہ وجود کو اس بھڑکتی آگ میں پھینکا۔۔۔

"یہ جنگ میری ہے اور میں اس جنگ میں وحشتِ آگ لگاؤں گا۔۔" وہ بھاری آواز میں کہتا خنجر بیلٹ میں لگا کر نور العین کی طرف بڑھا۔۔۔

\*\_\_\_\_\_\*\_\*\*\_\_\_\_\_\*

پاک فوج کی گاڑیوں کے پہنچنے پر افغانی فوج بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔۔

جنرل اشرف محمود، بریگیڈر یوسف، شہریار ملک، دائود آلف علوی افغان کی سرحدیں لانگ کراندر داخل ہوئے اور جلال آباد میں موجود اس گھر پر پہنچے جہاں اسرائیل اور قطر کے گینگ کے دہشتگرد ہتھیار لیس وہاں موجود پہرہ دار رہے تھے جبکہ پاک فوج کا سنیٹے ہی افغانی فوج وہاں پہنچ چکی تھی۔۔۔

ڈیو نیٹرز، دستی بم، اسلحہ بارود راکٹ لانچر گولے، مارٹر گولے، ڈائنماٹس، گرینیڈز سمیت سینکڑوں خطرناک و ممنوعہ بور کے کارتوس لیے وہ سب مقابلے میں تھے۔۔۔

شیر، آلف کے ہاتھوں راکٹ لانچر تھے۔۔۔

فضا میں شعلے بھڑک اٹھے تھے سب اس گھر کو گھیرے میں لیے مقابلے میں تھے جن سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ اندر موجود بیسٹ کو سیف کر رہے ہیں یا زمان کو۔۔۔

آلف کے اندر کہیں جو تڑپ تھی کہ بونی کیسی ہوگی۔۔۔  
اب اندر عالم کا سوچتے وہ کچھ پر سکون ہوا تھا پر وہ خود پر ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اسکی نظریں شیر پر گئی اور اسکی گاڑی پر جسکے اوٹ میں تھا وہ۔۔۔  
پر مخالف سمیت سے آتا راکٹ۔۔۔

"شیر۔۔۔!!" وہ دھاڑا اور بھاگتے ہوئے جھپٹ کر شہر یار کو کھینچتا نیچے جھکا اور گھسیٹ کر کافی دور ٹرائی کے  
آڑ میں آئے۔۔۔

دن کے وقت بھی فضا میں دھند پھیل گئی تھی راکٹ فائرز کی آوازوں نے کان کے پردے پھاڑنے لگے  
تھے۔۔۔

جبکہ انکے سامنے کئی نمک حرام آگئے تھے۔۔۔  
"ہمیں اندر تک جانا ہے آلف!" زمین پر لیٹا شیر آنکھوں پر دور بین لگائے دیکھ رہا تھا بلکہ اس پر نصب جدید  
تھرمل امیجنگ سائٹ کی مدد سے ویڈیو ریکارڈنگ کر رہے تھے۔

پاس ہی آلف راکٹ لانچر لیے دشمن کا سینا چیر رہے تھے۔۔۔  
"میں جا رہا ہوں۔۔۔!" آچانک آلف اٹھا تو ساتھ شہر یار بھی اسکے کھڑا ہوا

"ضرور جائیں گے۔۔۔!" اسنے کندھے پر راکٹ لانچر رکھا۔۔۔



دونوں نے اللہ ہوا کبر کا نعرہ لگاتے ہوئے بوٹ میں مقید بھاری قدم انکی سمیت بڑھائے۔۔۔

انکے حوصلہ کو دیکھتے پاک آرمی نوجوان بھی بلند نعرے لگائے پیچھے ہوئے۔۔۔

اور وہ بیچ میں آتے ہر پتھر کو ٹھوکر رسید کرتے انکے سینے چیرتے جارہے تھے۔۔

زمین لہو لہان ہو گئی حوصلے بلند ہوتے گئے دشمنوں کے سینے پر بوٹ رکھتے وہ گھر کو خود گھیر گئے۔۔۔

دفعۃً ایک ٹولہ آلف پر جھپٹا۔۔۔

وہ جو پہلے ہی ان نمک حراموں کی اصلیت پر پھر اہوا تھا بھڑک اٹھا۔۔۔

پیچھے کھڑے اسکی گردن دبوچے افغانی فوج کے بندے اور آگے کھڑے اسکے سینے چیرنے کیلئے کنگ کے آدمی کو دیکھتے اسکی آنکھیں لہو لہان ہو گئی۔۔۔

ایک دم وہ جھکا اور نیچے سے اسکی ٹانگ کھینچ کر پیچھے والے کو ٹھا کے ساتھ پیٹھ بل نیچے گرایا جب اسکی پیٹھ پر مضبوط کمئیاں ماری گئی آلف نے لب بھینچ غراتے ہوئے بانوں میں بلیڈ لگا اپنا نیچہ اس سیاہ فام کے سینے میں مارا وہ جب تک سنبھلتا اسنے جھک کر اپنا لانا نچرا اٹھایا۔۔۔

نیچے پڑے وجود کے منہ پر بوٹ رکھتے اسنے نشانہ اس سیاہ فام کا لیتے پیچھے کلاباری ماری۔۔۔۔

تیز بھڑکتے شعلوں کے ساتھ وہ دوسروں سے گتھم گتھا ہو گیا جسے دیکھتے شیر بھاگتا اسکے پاس پہنچا اور اب دونوں ملکر ان سے لڑ رہے تھے۔۔۔

"آگے بڑھو۔۔۔!!" بریگیڈر کی آواز پر انکے حوصلے مزید بڑھے اور شیر کی غراہٹ کے ساتھ انہوں نے خود لہو لہان ہوتے انہیں بے جان کر دیا۔۔۔

"ہمارے ملک پر اپنی مکروہ نظریں رکھو گے تو ہم گھر میں گھس کر وہ نظریں نوچیں گے۔" آلف نے دھاڑتے ہوئے نیچے پڑے آدمی کی آنکھیں نوچیں۔۔۔

مہوش علی

اور اسے چیختے چھوڑ کر آگے بڑھا۔۔۔

"رکو۔۔۔!!" یکایک فضا میں اس دھاڑ سے خاموشی چھا گئی۔۔۔  
اور بے شک یہ دھاڑ فضاؤں میں گونجی والی انکے بیسٹ کی تھی۔۔۔

خاموشی کے ساتھ ہی دھند چھٹی شام کے سائے میں وہ دروازہ کھلا۔۔۔  
جس سے لہو لہان پھیلا چوڑا وجود باہر آیا۔۔۔

"سعیر۔۔۔!!" شہر یا اسے دیکھتا مسکرایا

"نور۔۔۔!!" آلف اسکی بانہوں میں موجود سرخ لہنگے میں وجود کو دیکھتے بڑبڑایا۔۔۔

"بب۔۔۔بونی۔۔۔!!" اسکے دل نے سرگوشی کی اور وہ جو اس سے نفرت جتا رہا تھا اسے سامنے پا کر تڑپ گیا۔۔۔  
سعیر سب کو دیکھتا مسکرایا۔۔۔

اور چلتا ہوا داد کے پاس آیا جس پر اس نے لب بھیج کر سرخ لہو آنکھوں سے نور کے وجود کو دیکھا اور مشکور نظروں سے سعیر کو دیکھتے بائیں پھیلائیں۔۔۔

"قہر زمان کہاں ہے بیسٹ؟" جنرل نے فضا میں جلنے کی بو اور گھر سے دھواں دیکھتے کرخت لہجے میں پوچھا۔  
"اندر ہے۔۔۔!" سعیر نے کہتے نور العین کو داد کے حوالے کیا۔۔۔

جبکہ بریگیڈ ر اپنے موبائل پر ایم ایم ایس دیکھنے لگا۔۔۔  
"آپ کہاں سعیر؟" وہ ان سیاہ فام کے ساتھ جاتے دیکھتے شیر بھاگتے اسکے سامنے آیا۔  
"حور العین کہاں ہے؟"

داد نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا جبکہ باقی سب زمان کیلئے اندر بڑھے تھے۔۔۔

"اسے ہی پانے جا رہا ہوں ایک بار پھر۔۔۔!" وہ کہہ کر رکائیں انہیں ششدر چھوڑے وہاں سے نکلا۔۔۔

"عالم کیا کہہ رہا ہے آلف یہ کہاں جا رہا ہے؟ حور العین کہاں گئی؟  
کیا ہمنے دیر کر دی؟" شیر بھڑک کر بولا

"آلف نے ضبط سے سرخ چہرے کے ساتھ دھند میں اوجھل ہوتی اسکی چوڑی پشت اور پیچھے جاتے سوٹ

بوٹ میں ہتھیار لیس آدمیوں کو دیکھا۔۔ اور پھر شیر کی آنکھوں کو۔۔۔۔۔

"یہ عالم نہیں رہا۔۔۔!!" وہ صرف اتنا بولا۔

"ہمیں دھوکہ دیا ہے بیسٹ تم نے!!"

زمان کو جلا دیا ہے۔" جنرل غصے سے دھاڑتا ہوا باہر آیا پر وہاں سعیر کو ناپا کر وہ سچ میں شذر رہ گئے۔۔۔

"اسے فوراً ٹریمنٹ کیلئے لے چلو!" داد کے سینے سے لگی نور العین کو دیکھتا شہر یار بولا۔

\*-----\*-----\*

"سر!" ہیلی کاپٹر کے کچھ فاصلے پر کھڑا وہ آدمی سیاہ کپڑا لیکر سعیر کے سامنے آیا جبکہ دوسرا سرخ کپڑا ہاتھوں  
میں پھیلا کر لایا۔۔۔

سعیر نے پہلے اس سر کپڑے پھر اپنے خنجر کو دیکھا تھا جس میں کئی حیوانوں کی طاقتیں تھیں۔۔۔۔

اب وہ نہیں جانتا تھا یہ کون تھا مے گا۔۔ اور اس پر کس کا نام لکھا جائے گا۔



اسنے آہستہ سے اس خنجر کو اس کپڑے پر رکھا تو سر کو خم دیتے مسکراتے ہوئے وہ اس میں لپیٹ گئے۔۔

اسکے سر کی خفیف جنبش کو اجازت سمجھتے ہوئے پیچھے کھڑے آدمی نے اسکی آنکھوں پر پٹی باندھی اور اسے لیکر ہیلی کاپٹر میں بیٹھے۔۔۔

سعیر کی اس بند آنکھوں کے پیچھے وہ ہنستی شہزادی کا چہرہ لہرایا جس پر وہ مسکرا دیا اور اسے مسکراتے دیکھ کر سب حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔

ہیلی کاپٹر کے پروں نے جب بلندیوں کو چھوا تب نیچے سے شہر یار کی غراہٹ گونجی۔۔۔

"مت کرو ایسا سعیر۔۔۔!!" وہ چلایا  
پر سعیر عالم اس روک سے آگے نکل چکا تھا۔۔۔

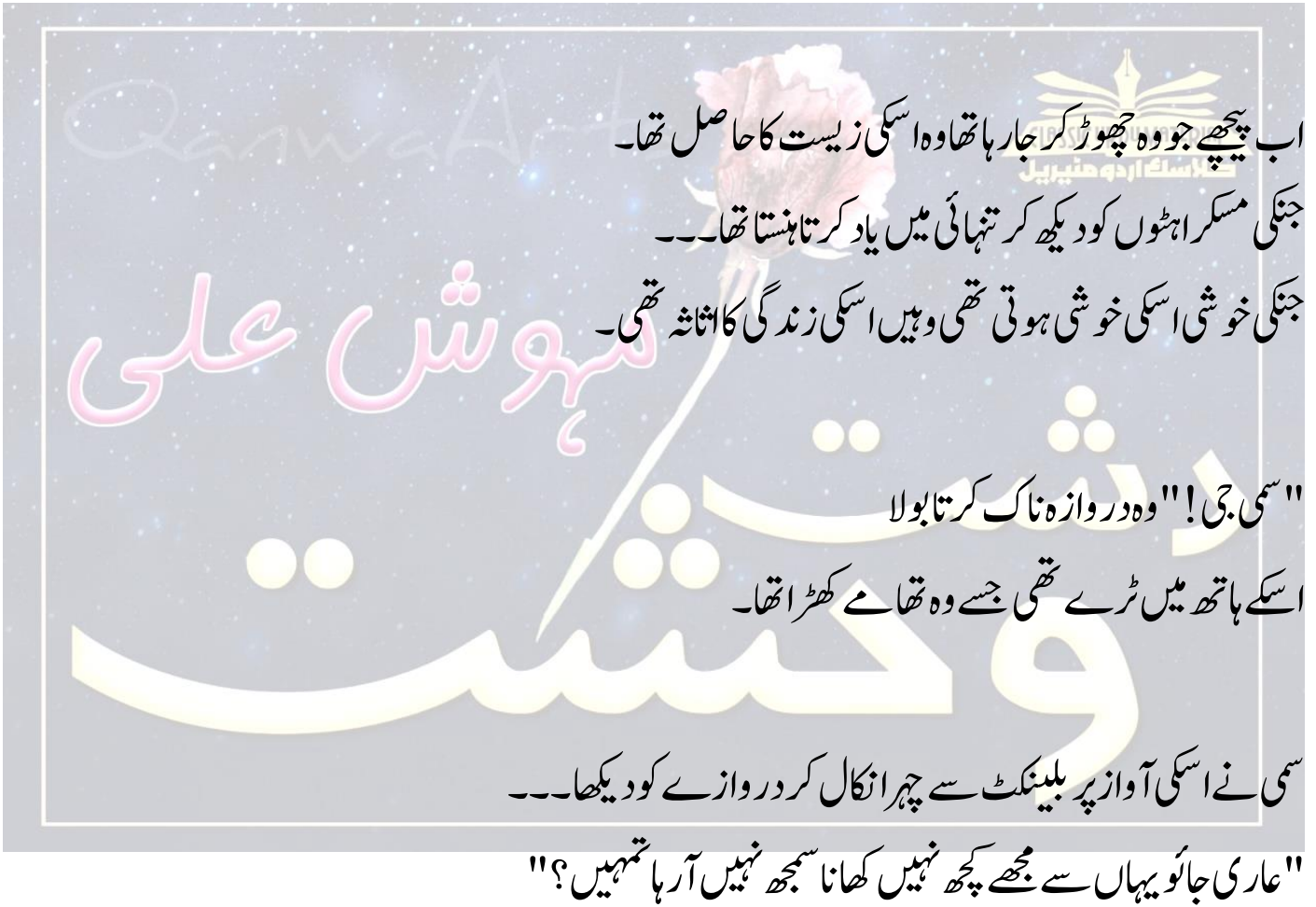
"عالم مار دیں گے تمہیں۔۔!!" پیچھے وہ چیخیں دھاڑیں تھی جب کہ وہ اپنا سب کچھ لٹانے کیلئے تیار تھا کیونکہ ابھی تو اسے اپنی شہزادی کو اجالے دیکھانے تھے کہ کتنی روشنی ہے دنیا میں۔۔۔

اسے ڈر تھا تو صرف اسکا کہ اسکے پیچھے وہ پاگل سر پھری لڑکی نا آجائے۔۔ جسے دیکھتے ایک باپ کے احساسات جنم لیتے تھے۔

اسکے پیچھے وہ عزل نا آجائے جسے اسنے بیٹے کی طرح سنبھالا تھا۔۔۔

بس وہ چاہتا تھا کہ اب وہ اپنا بچاؤ کر سکتے تھے، اس قابل تھے کہ اب انکی طرف بری نظر اٹھانے والی کی آنکھ  
نوچ لیں۔۔۔

تو اب اپنی زندگی میں خوش رہیں اور اسکی سہمی کو خوش رکھیں۔۔۔  
وہ جانتا تھا کہ وہ شکوہ کرے گی پر جب اسے اسکی شہزادی ملے گی تو ضرور اسکے زخم بھر جائیں گے۔۔۔  
اور اسکی نمازوں قرآن پاک کی تلاوت کے بعد دعائوں میں ضرور ہوگا۔۔۔



"آپ کیوں غصہ کر رہی ہیں سہمی جی! آپ کو اپنے بھائی کیلئے دعائیں کرنی چاہئے اور آپ رورہی ہیں۔" وہ خود ہی  
ڈور کھول کر اندر داخل ہوتا کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتے بولا۔

سمی نے گھور کر اسے دیکھا "تمہیں ذرا کی ذرا تمیز نہیں کسی لڑکی کے روم میں بغیر اجازت کے اندر نہیں آتے۔" وہ بھڑک اٹھی

"اوہ! شکر آپ نے مانا تو سہی کہ آپ لڑکی ہیں ورنہ تو اس دن بیٹے والے سین پر میں صدمہ میں تھا، اور یہ تمیز کیا ہمارا تو پالا التمز سے پڑا ہے سمی جی۔ پراگر آپ چاہتی ہیں تو میں اپنی التمز چھوڑ کر تمیز سیکھنے کیلئے تیار ہوں بشرطیہ آپ سیکھائیں۔" وہ اس پر ایک نظر ڈالتا نظریں روم میں گھمانے لگا۔۔۔

اسکے اس انداز اور باتوں پر سمی نے نا سمجھی سے دیکھا اور پھر خود کو دیکھنے لگی۔۔۔ پہلے تو اسنے سٹپٹا کر اپنے کندھوں پر دوپٹہ سیدھا کیا اور سر پر پہنا۔۔۔

"جانو یہاں سے!" اسنے ڈبڈباتی نظریں جھکائے کہا کہ عارب کی مسکراہٹ فوراً سمٹ گئی اور وہ ایک جست میں اس تک پہنچا۔

"سمی جی!" ٹھوڑی پرانگی ٹکائے اسنے سر بلند کیا سمی نے غصے سے ہاتھ جھٹک دیا اسکا۔

"میں دعائیں کر رہی ہوں اسے، میری ہر دعا میں میرا شہزادہ اور شہزادی ہے عارب،، وہ میرے جینے کی وجہ ہیں۔

مجھے یوں گہری نیند سے جگا کر خود جانے کہاں چلا گیا ہے۔۔۔ کیا اسے نہیں معلوم اسکی سمی اسکے بغیر کھانا نہیں کھاتی؟

کیا وہ نہیں جانتا اسکی سہمی اس سے باتیں کیے بغیر اسکے شفقت بھرے ہاتھوں کا لمس سر پر محسوس کیے بغیر نہیں سوتی۔

کیا اسے نہیں معلوم جب وہ صبح آکر مجھے نہیں دیکھتا باہر نہیں جاتا۔  
اسنے تو کہا تھا کہ وہ جب میرا چہرہ دیکھتا ہے تو اسکے دن خوبصورتی سے گذرتے ہیں تو اب اس سے پوچھو کیسے گذر رہے ہیں اسکے دن۔۔۔؟؟

مجھے بہت درد ہو رہا ہے عاری اسے یاد کر کے، بہت بے چینی، بہت تڑپ ہے، پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے، ایسا کیسے کر سکتے ہیں "اللہ پاک" میرے ساتھ؟ میں بھی تو اسکی بندی ہوں مجھ پر ترس کیوں نہیں آتا اسے؟ کیا میں صرف اس دنیا کی درندگی جھیلنے کیلئے پیدا ہوئی ہوں۔۔۔؟ "وہ ہاتھوں میں چہرہ اچھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی جبکہ ششدر شا کڈ عارب اسکے سامنے بیٹھا گنگ تھا۔  
وہ کچھ نہیں بول رہا تھا اور بولے بھی کیا اسے سمجھ ہی کچھ نہیں آ رہا تھا البتہ اسکی خاموشی پر سہمی نے بھیگی آنکھیں اٹھائیں اور اسکی آنکھوں میں سوال پڑھ کر ہلکے سا ہنسی۔۔۔

"یہ جو اپنے دل کے بے حد قریب ہوتے ہیں ناعارب! یہ انسان کو جھوٹ بولنے انجان بننے پر مجبور کر دیتے ہیں۔۔۔

میرے ساتھ کچھ ایسا ہی ہے۔۔۔

میں کچھ نہیں بھولی اس درندوں کی درندگی، مجھے خود پر بتی ایک ایک افیت یاد ہے، پر مجھے انجان بننا پڑا مجھے جھوٹ بولنا اور بلوانا پڑا اکٹرز سے کہ میں سب کچھ بھول گئی ہوں۔



پر میں نہیں بھولی کچھ۔۔۔! مجھے اپنے جان سے زیادہ پیارے بھائی کیلئے بھولنا پڑا سب کچھ۔  
اسے ہنسانے مسکرانے کیلئے میں سب بھول گئی۔۔۔" وہ سسکی۔۔۔  
عرب کی آنکھیں لال انگارہ ہو گئی۔۔۔  
بھائی بہن بھی کتنی حسین نعمت ہے۔

بہن کو تکلیف ہو تو بھائی دوسروں کی جان نکالنے پر آ جاتا ہے  
اور بہن بھائی کی مسکراہٹ کیلئے ساری اذیتیں خاموشی سے جھیل لیتی ہے۔۔۔

"آپ روئے نہیں سمی جی میں سب آپکو بھلوا دوں گا۔" وہ اسکا ہاتھ بڑی جرات سے تھامے بولا  
سمعیہ نے رونا چھوڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ یہ کھانا کھالیں میں کچھ کام سے باہر جا رہا ہوں۔ جب آئوں تو آپ مسکراتی ملیں مجھے۔" اسکے گال کو  
پتھتھپا کر کہتا وہ اٹھا۔

"تم کہاں جا رہے ہو لڑکے اس وقت؟ اور کیا بھلوا دو گے مجھے؟ مطلب کیسے؟" اسکے ارد گرد خطرے کی  
گھنٹیاں بھجیں

عرب مسکراتا رکھا اور مڑ کر سویٹ شرٹ کی آستینیں فولڈ کرتا اسے اپنی سکڑیں آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

سمی جو اسے دیکھ رہی تھی غصہ پتی نظریں چرا گئی۔۔۔

"نکاح! مابدولت! یعنی میں الشریف العاری اپنی السمی جی سے نکاح کر رہا ہے وہ بھی کل صبح۔" وہ چلتا بیڈ کے پاس آیا اور مسکراتے ہوئے نرمی سے بولا جبکہ سمی جو اسے سن رہی تھی سن رہ گئی۔۔۔۔

"لگ گیا ناشاک! ہا ہا ہا بس کیا کریں میں بندہ ہی ایسا ہوں کہ شاک پر شاک کرنا میری عادت ہے اور آپ سے پیار کرنا میری زیست کا حاصل۔۔۔" وہ مسکراتا اسکی آنکھوں میں جھانک کر گھمبیر جذبات سے چور لہجے میں بولتا اسے کانٹوں پر گھسیٹ گیا

"تمہارا دماغ تو کام کر رہا ہے؟ کیا بکو اس کیے جارہے ہو، منہ توڑ دوں گی اگر آئندہ ایسی بکو اس میرے سامنے کی! اور کچھ نہیں تو بد تمیز لڑکے اپنی عمر ہی دیکھ لو۔" وہ غرائی عارب بھی سنجیدہ ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے میری عمر کو؟ اچھا خاصا جوان مرد ہوں! اور بد تمیزی میں نے ابھی کہاں کی ہیں؟ یہ تو سراسر الزام ہے سمی جی۔" وہ معصومیت سے بولا سمی کا دل کیا اسکا منہ نوچ لے مطلب پاگل تھا یہ لڑکا جو اندھا بن کر اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔

"جاؤ یہاں نکلو میرے روم سے تم سے بات کرنا ہی فضول ہے فضول دماغ سے عاری انسان۔۔۔!" وہ کہتی منہ پھیر گئی

"کیا آپ کو میری عمر سے پر اہلم ہے؟" وہ کافی سنجیدہ سپاٹ لہجے میں بولا

سمی نے ناگواریت سے دیکھا

"ہاں ہے یہی پر اہلم ہے اب بس!" وہ چلائی

عرب نے دیکھتے ہوئے نچلے لب دانتوں میں دبایا۔۔

"اب کیا ہے جاؤ یہاں سے!" تلخ ہو کر بولی اسے یونہی کھڑے دیکھ کر سر پر اسے الجھن ہونے لگی تبھی پلکیں جھپکا کر نرمی اندر اتارنے لگی تھی کہ اچانک اسکا سانس رکا

دفعۃً اسے بیڈ پر دکھیلے وہ اسکے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھے اس پر جھک آیا۔۔

سمی آنکھیں پھیلائے خود پر جھکے اسے بے یقینی ششدر ہو کر دیکھ رہی تھی۔۔

"یہی سوچتی ہیں آپ کیا؟ اب چھڑوا کر دیکھائیں خود کو۔" مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہنسا

"اب چھڑوائیں کہاں کھو گئی۔۔؟ بہت ہی بڑی ہیں نا آپ مجھ سے۔۔

میں تو چھوٹا دودھ پیتا بچہ ہوں میرے تو ابھی دانت بھی نہیں گئے۔۔" اسنے دانت پیس کر طنز کیا جبکہ وہ سانسیں روکے پڑی تھی

اور کہاں اس سے اس قدر جرات کی توقع رکھتی تھی کہ وہ ایسا کرے گا۔۔

وہ تو اسے نظریں بھر کر دیکھتا نہیں تھا اور اچانک۔۔۔

اسکی گرم دکھتی سانسیں چہرے پر محسوس کرتے اسنے ڈر سے آنکھیں میچ کر پھڑپھڑانا چاہا۔۔

"تمہیں شرم کیوں نہیں آتی میں تم سے عم۔۔۔۔"

"اب اگر آپ نے ایسی فضول بات کی تو میں ابھی کے ابھی نکاح پڑھوا دوں گا ہمارا۔ عالم کو تو ویسے بھی منظور ہو گا کیونکہ میرے جیسا الشریف بندہ اسے بہنوئی مل جائے تو وہ ناز کرے گا خود پر اور فخر کرے گا اپنی قسمت

پر۔۔۔"

اور آپ سے تو مجھے صرف محبت چاہیے سہی جی! وہ محبت جو میرے عشق میں پائی جاتی ہے۔

عمر خواہشات ضرورت کو مت دیکھیں۔۔۔

میں بہت خوش رکھوں گا آپکو۔۔۔" وہ اسکی پیچی آنکھوں دیکھتا سرگوشی میں کہہ کر اٹھا۔

تب ہی سسکتے ہوئے سہی نے اپنے بازو سہلائے اور خود پر بلیںکٹ پھیلا دیا۔

عارب کو افسوس تو ہوا پر وہ خاموش رہ گیا۔

"سہی۔۔۔"

بکواس بند کرو اور دفعہ ہو جائو نہیں کروں گی تم سے شادی سمجھے مر جائوں گی پر تم سے شادی نہیں کروں گی۔" وہ ایک دم پھر کر غرائی اور پاس پڑا کشن اٹھا کر اسے مارا۔

"ٹھیک ہے ایسے تو ایسے سہی!



میں نے آپ سے ہزار بار پوچھا پر آپ نے انکار ہی کیا پر میں اس انکار کو نہیں مانتا کیونکہ مجھے آپ سے ہی شادی کرنی ہے۔

میں اپنے بچوں کو جلد ہی بلندیوں تک پہنچانا چاہتا ہوں، جو میں نہیں کر سکا وہ اپنے بچوں کو کرتے دیکھنا چاہتا ہوں۔

خوشیاں چاہتا ہوں اور میں جانتا ہوں بلکہ مجھے یقین ایمان ہے میں آپ کو بہت خوش رکھوں گا آپ کی اذیت پر اپنی محبت کا مرہم رکھوں گا پر آپ ماننے کو تیار نہیں سو۔۔۔

یہ العاری اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ کل صبح ہمارا نکاح ہو گا، اور بہت جلدی آپ میرے سنگ کھلکھلانے لگیں گی۔۔۔

اب جب عالم واپس آئے گا تو آپ کو خوش دیکھ کر ضرور مجھ پر فخر کرے گا۔ "وہ ایک ہی سانس میں بولتا سے دیکھنے لگا جس سے تھوک نگنا محال ہو رہا تھا

"تم جانتے نہیں ہو میرے بھائی کو کاٹ دیں گے تجھے۔" وہ چیخی

"آہ قسم سے کیا فلمی ڈائلاگ بولا ہے میں بھی یہی چاہتا تھا کہ کچھ بدلاؤ آئے۔۔۔

اور سیٹ ہو گئی نا آپ عارب کی ہیر وئن کی سیٹ پر ہا ہا" اس نے قہقہہ لگاتے کہا

"رہی بات عالم کی تو اس نے مجھے آپ کا خیال رکھنے کیلئے کہا ہے سو میں اسے کہہ دوں گا کہ میرے خیال رکھنے والا یہی اسٹائل ہے۔

کہ عالم کی زندگی کو اپنی زندگی بنانا چاہتا ہوں

میری سادگی دیکھو میں کیا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ کہتا کھلکھلا کر ہنسا  
سمی بت بنی اسے دیکھ رہی تھی یہ تو کوئی اور ہی بد تمیز دماغ سے عاری لگ رہا تھا۔

"عالم کب آئو گے۔" وہ گھٹنوں میں منہ چھپائے سسکی۔

"آپ ضدی نا کریں سمی جی۔۔۔!" وہ تڑپ کر قریب آیا کہ وہ چلائی

"خبردار میرے قریب بھی آئے یا مجھے چھوا۔" اسنے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔

عرب لب بھیج کر وہیں رکتا گہرا سان بھر کر اسے دیکھنے لگا۔

"ضد سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا اسلئے خوش رہیں اور اٹھ کر نماز پڑھیں۔۔۔"

رہی بات چھونے کی تو مجھے کوئی جلدی نہیں ہے ویسے بھی کل تو آپ میری ہونے والی ہیں پھر دیکھیے گا۔۔۔  
کیا کیا ہوتا ہے۔" معنی خیزی سے کہتے خود کو گھورتی سمی کو دیکھ کر آنکھ دبائی اسکی تو جیسے سانسیں تھم گئی۔۔۔

"چلیں ڈریں نہیں میں ایک کام سے جا رہا ہوں دو منٹ میں آتا ہوں جب تک آپ یہ کھانا ختم کریں نہیں تو  
مجھے کھانا آتا ہے اور جب میں کھلائوں گا اس سے آپکو ہی تکلیف ہوگی کہ چھو کیوں۔" وہ ٹرے اٹھا کر اسکے بیڈ  
پر سامنے رکھتا بولا۔

سمی نے خاموشی سے دیکھتے ہوئے کھانا قریب کر لیا اور عرب اس پر ایک جان لٹاتی نظریں ڈالتے وہاں سے  
نکلا۔۔۔۔

"ہاں بولو نظم۔۔؟" روم سے نکلتے اسنے بجٹا موبائل جیب سے نکال کر دیکھا تو اپنے آدمی کا نمبر دیکھ پک کرتے پوچھ رہا تھا۔

"سرایس ایس پی برہان نے کمشنر کو ختم کر لیا۔ اور مسی لیڈی باس انکی بیٹی کے پاس بیٹھی ہیں۔"

"ٹھیک! اچھا میں دیکھتا ہوں۔" وہ کہتا موبائل رکھ کر گیٹ لاکڈ کرتا وہاں سے نکلا جبکہ پیچھے لا تعداد گارڈ فورس کھڑی تھی۔۔۔

عالم کے حکم پر وہ رمشا کو ڈھونڈنے اسکے گھر گیا تھا پر وہاں سے صرف اسکے ماما می کی لاشیں ملی تھی جبکہ خود غائب تھی۔۔۔

اور اب وہ اسکی ہی تلاش میں تھا کہ وہ اسکے ہاتھ چڑھے تو وہ اسے سیدھا اوپر پہنچا دے بغیر ٹکٹ کے۔۔۔

اس سوتیلی ناگن کی خبر تو بعد میں لینی تھی اس وقت تو اسکے دماغ میں عالم چھایا ہوا تھا پتا نہیں کیسے لڑ رہا ہو گا ان دشمنوں سے جو ناصر ف اسے ملک کے دشمن تھے بلکہ اسکے اور اسکی شہزادی کے بھی تھے۔۔۔۔۔

\*\_\_\_\_\_\*

"آریو شیور شیر کہ ہمیں تمہارے گھر جانا چاہیے؟ مطلب کہ بھابھی کافی نازک مزاج ہیں اگر انہوں نے اسے ایسی حالت میں دیکھ لیا تو خوفزدہ ہو جائیں گی۔" شہریار کی گھوری پر وہ تفصیل سے بولا۔

اسکی آنکھوں میں پری کا سراپا گھومتے ہی لبوں پر گہری مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں وہ نہیں ڈرے گی بلکہ اس وقت نور کو اپنوں کی ضرورت ہے اور اب آنٹی (آسیہ) بی تو۔۔۔۔۔  
ایم سوری پر حقیقت یوں ہی ہے۔" اسنے بات بچ میں چھوڑ کر کہا

دادا اپنے وجود میں اٹھتی ٹیسوں پر لب بھینچ گیا۔  
اور اپنے گود میں سر رکھے پڑی نور العین کو دیکھا جسکے ماتھے پر داد کی شرٹ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

گاڑی شہریار چلا رہا تھا جبکہ پیچھے گود میں سر رکھے پڑی نور العین اور داد تھا۔

"ہم! جیسا بہتر لگے پھر نکلتا ہے۔" وہ کہتا سر سیٹ سے ٹکا کر نور کا چہرہ دیکھنا لگا جو زخم سے نیلا تھا

دفعۃً اسکی آنکھوں میں وہ منظر لہرایا جب وہ اسکے روم میں گیا تھا گھڑی لینے۔۔۔

وہ شادی کا گھر۔۔۔ اور گھر میں بھرے پڑے مہمان مسکراتی اسکی ماں ہنستا فخر سے سر بلند کیے چلتا اسکا

باپ۔۔۔ اسکا ہنستا بھائی

متبسم سی بی۔۔۔۔



باری باری سب اسکی نظروں میں گھومنے لگے اسنے ازیت سے دانت پیستے آنکھیں میچلیں۔

"ویسے تمہارا کیا خیال ہے عالم کا دنیا سے تعارف سامنے آجائے گا یا سرا سے ایسے ہی خفیہ رکھیں گے لوگوں سے۔" عالم کے چلے جانے کے بعد وہ وہاں سے باقی کے لوگ لیے پاکستان لوٹ آئے تھے وہ بھی بریگیڈر کی بات پر کہ یہ جنگ صرف عالم کی نہیں ملک کی ہے برائی کے خلاف ہے

اس میں ہمیں ضرور ساتھ دینا۔۔۔

انہیں اجازت ملی تھی نور کی حالت دیکھتے اسے اپنوں کے پاس چھوڑنے کی اور اب وہ اسلام آباد شہر یا ملک کے گھر جا رہے تھے تاکہ پری کے حوالے نور کو کر سکیں۔۔۔

مہوش علی

"اگر وہ خفیہ رکھتے ہیں بیسٹ کو دنیا سے تو سمجھو ہمارے تعلقات کبھی خراب نہیں ہوں گے بیسٹ اور اسکی ٹیم سے۔۔۔"

اگر نہیں ہوا تو سمجھو بیسٹ سے ہمارے تعلقات ہمیشہ خوشحال نہیں رہیں گے وہ پاک کا بیسٹ نہیں رہے گا۔

"میں نے روم سیٹ کروا دیا ہے تمہارے لئے۔" اسکی بات پر داد نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور مر میں اسکی آنکھوں میں اپنی لہو نمکالی آنکھیں گاڑ دیں

"ایک؟" وہ ناگواریت سے بولا تھا۔

"ہم! کیونکہ اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ تم اسکے پاس رہ کر علاج کرو۔" وہ سنجیدگی سے بولا کہ داد تلخ سے ہنس کر خاموش ہی رہنا بہتر سمجھا۔

"سر میم آئیں ہیں!" ارمان نے اسے کوریڈور میں اپنی طرف تیزی سے آتے دیکھ کر بھاگتے ہوئے سرگوشی

میں بتایا۔

"کون میم؟" برہان حیران ہو کر پوچھنے لگا۔

"سر! وہ آپ کی بیوی۔" اسنے پھر سے سرگوشی سے بتایا جبکہ برہان ساکت ہو گیا۔

"بیوی!" بڑبڑاہٹ پر اسکے نظروں میں چھنک سے مسکان کا سراپا لہرایا لبوں پر بڑی گہری مسکراہٹ آنے دیا۔

"کیوں آئی ہے؟؟" وہ غصے سے بولا پر یہ تو وہی جانتا تھا کہ کتنا خوش ہوا ہے اس ظالم عورت کے واپسی کا سن کر مسکراہٹیں بکھر گئی۔

قدموں میں تیزی آگئی اور وہ روم کے سامنے کھڑا ہوا۔

اسکی دھڑکنیں ساکت تھی۔۔

اسکے موبائل پر ایم ایم ایس آیا ہوا تھا پر اسے نہیں سنا، سوچا تھا فرصت سے دیکھوں گا پر شاید اب ضرورت پڑ گئی تھی سننے کی۔۔۔

وہ دروازہ کھول کر دبے قدموں سے اندر داخل ہوا۔  
حورالعین کے جانے کے اتنے عرصے بعد آج پھر اپنی دھڑکنیں بکھری محسوس کر رہا تھا۔

بغیر اسکی طرف دیکھتے اسے اندر سے روم لاک کیا۔۔

اور نظریں اسکی طرف اٹھائی کہ مہبوت رہ گیا۔۔

سامنے ہی وہ دشمن جان چیئر پر بیٹھی بیڈ پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی، سر پر پہنی ٹوپی اور کندھے چیئر پر بکھرے سنہری بال۔۔

"فیری!" وہ مسکان کے پاس بیٹھی اسے مسکرائے دیکھتی فیری کو دیکھتا ششدر ہوا۔۔

"شش! بابا ماما سو رہی ہیں آواز نا کریں

وہ میرے لئے ساری رات جاگتی رہی ہیں۔" فیری نے ڈرپ لگے ہاتھ کی چھوٹی سی انگلی زرد لبوں پر رکھی

اسے ہوش میں دیکھتے برہان نے خوشی سے لب آپس میں بھیج لیے اور پل کو آنکھیں میچ کر اوپر اس پاک ذات کا شکریہ ادا کیا کہ اسے اپنی رحمت اسے لوٹا دی۔۔

برہان چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔

اور آہستہ سے مسکان کو چیئر سے اٹھا کر ایک سائیڈر رکھے تھری سیٹر صوفے پر ڈالا۔۔

وہ اپنا بازو اسکی گردن سے نکالنے والا تھا جب نظریں اسکی پلکوں پر ٹھہریں۔۔۔

اسکا دل کیا تھپڑ مار کر اسکا منہ سرخ کر دے جو اسکے ایک دفعہ کہنے پر چلی گئی تھی یوں کہیں دور کہ اسکے سائے کے جاتے ہی وہ پیچھے ذرا ذرا سا ہو گیا۔۔

اسکے سوئے ہوئے تیکھے نقوش سے بمشکل نظریں چراتے وہ اسکے سر کے نیچے کشن ٹھیک کرتا سیدھا ہوا کہ نظریں اسکی بیلٹ میں لگی گن پر گئی۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر نکالنا چاہا کہ تب ہی مسکان کا ہاتھ اسکی کلائی میں گیا دوسرے ہی لمحے وہ ششدر تھا جب اسکی نبض پر بلیڈ رکھے سنہری سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

سپوش علی

"بی کیئر فل سوامی!" وہ چبا کر بولی برہان نے لب بھینچ کر ہاتھ پیچھے کر لیا اور اسکے اوپر کوٹ سیٹ کر دیا۔

"انا کے پیشنٹ!" وہ بڑبڑائی اور آنکھوں پر بازو رکھ لیا

برہان کو اس سے یہ امید نہیں تھی۔۔

تبھی تلملا کر اسے دیکھا پر وہ سونے لگی تھی۔

"نفسیاتی مریض!" اسنے بھی غصے سے بلند آواز کہا اور فیری کی طرف مڑا جو اسکے پلٹنے پر اپنی بانہیں پھیلا چکی تھی۔۔۔

"بابا دادا دادو کہاں ہیں؟" سسکتی ہوئی فیری اسکی بانہوں میں سمائی۔



"مر گئے ہیں۔" برہان کے بجائے پیچھے مسکان کی آواز آئی فیری کی آنکھیں پھیل گئی خوف سے جبکہ برہان نے غصے سے اسے گھورا

"تم اپنا منہ بند رکھ سکتی ہو؟" اسنے چبا کر پوچھا جس نے مسکان نے نفی میں سر ہلایا

"تم اسے بہادر بنا سکتے ہو؟ ناکہ ڈر پوک جو ذرا سی آوازوں پر اتنے دن بے ہوش رہے۔" وہ تلخی سے بولتی اٹھ بیٹھی۔



اسکی تلخی پر برہان نے اسکے لبوں کو دیکھا جن سے وہ کانٹے جھاڑ رہی تھی۔  
اسے اندازہ نہیں تھا کیا، کہ وہ اسکے ماں باپ تھے جن کے بارے میں وہ اتنی آسانی سے کہہ رہی تھی  
مر گئے۔۔۔

سہووش علی

کچھ تو احساس ہوتا ہے انسان میں۔۔۔۔  
"وہ تمہارے ساس سر تھے! تمیز سے بھی بتا سکتی ہو۔"

"ساس سر نے کبھی یہ بھی تو تسلیم نہیں کیا کہ یہ انکی پوتی اور میں بہو ہوں۔" وہ غصہ ہونے لگی۔

"ریلیکس! وہ تسلیم کر چکے تھے انہوں نے فیری کو تسلیم کر لیا تھا۔

اور اب کیا تک بنتی ہے بحث کی، وہ تو جا چکے ہیں۔" برہان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیا کہے اسے۔۔

"ویل آپ کہہ سکتے ہیں۔ پر انہوں نے نا مجھے تسلیم کیا نا ہی میری بیٹی کو اور یہ حقیقت ہے جسے آپ جھٹلا نہیں سکتے۔

صرف اپنے بیٹے کیلئے اس لڑکی کو آپکی زندگی شامل کرنا چاہا یہ سامنے رکھتے ہوئے کہ وہ پڑھی لکھی خاندان والی، امیر ویل اسٹیٹس اسٹینڈرڈ، بیک گراؤنڈ مضبوط اعلیٰ قسم کا تھا، اور ظاہری بات ہے ایسی لڑکی ملی تو آپ بھی شادی کے بعد دوسرا پیار سمجھ کر اللہ اللہ خیر صلح پڑھ کر نئی شروعات کر دیتے اور آپکے بچے فیملی پھر کہاں اس یتیم کی اہمیت رہنی تھی، آپکی کی امی جی کا خواب تو پورا ہو جاتا اور وہ بیوی صاحبہ کہاں برداشت کرتی کہ اپنے منے چھوڑ کر دوسرے کو پیار کرو اور کہیں یہاں آپکو بھی اپنے بچوں سے زیادتی لگتی۔ "وہ کہتی اٹھ کر واش روم میں چلی گئی فیس واش کرنے۔

"بابا ماسیج کہہ رہی ہیں؟" فیری نے کمزور کو اس کے آغوش میں چھپاتے ہچکی لیکر پوچھا  
برہان سرخ پڑتی آنکھیں میچے لب اس کے سر پر رکھے خاموش کھڑا تھا  
"اس کے نظر میں میں نے اپنا میج خراب کیا ہے یا وہ سوچتی ہی مجھے ایسا؟" وہ خود سے سوال کرنے لگا اور فیری کے سوال پر ہوں کرتے سر ہلا دیا۔

"آپ سیڈ مت ہوں بابا میرے دادا دادو بھی جنت میں جائیں گے میرے اماں ابا کی طرح۔" وہ دعا کیلئے اپنے چھوٹے ہاتھ اٹھاتی مدھم آواز میں اللہ سے مغفرت اور جنت کی دعا مانگنے لگی، برہان نے نم آنکھوں سے مسکراتے اسے خود میں بھیج کر آمین کہا تو واش روم سے باہر نکلی مسکان بھی آمین کہنے لگی۔

اس بار برہان نے اسکی طرف نہیں دیکھا کیونکہ جانتا تھا وہ بہت ظالم ہے فوراً دل جلانے لگی۔۔۔

"آپکے ابو صاحب نے بتایا نہیں کہ اتنے پیسوں کا اب کیا کرنا ہے؟ آئی مین کہ ماشاء اللہ اتنی دولت جمع کر گئے ہیں اور معلوم ہی نہیں کہاں کھپانی سے سالی ہا ہا۔۔" وہ ہنستی ہوئی بولی برہان نے غصے سے اسے دیکھا

"آخر چاہتی کیا ہو؟ نمک چھڑکنے آئی ہو؟" وہ نیچے آواز میں گرجا۔

"آپ دونوں کبھی ہنس کر بات کر سکتے ہیں پلیز!" اپنے ماں باپ کا موڈ دیکھتے وہ بوکھلائی التجا کرتی بولی

مسکان نے خاموش نظریں پر ڈالی جو اسے محبت سے دیکھ رہی تھی۔

مہوش علی

"آفکورس سوئیٹ ہارٹ! میں تو کرتی ہیں نرم لہجے میں بات ہوں۔

ہماری نیچر ایسی ہی کہ غصہ کر ہی نہیں پاتے۔" وہ پر جوش سے فیری کو بتانے لگی جو خود سن کر مسکرا دی۔

"میں کیا چاہوں گی آپ سے ایس ایس پی؟ ہمنے تو کبھی نمک کو چھوا نہیں چھڑکنا دور!

یہ تو میں بس بتا رہی تھی آپکو کہ دولت شولت تو سالی یہیں پڑی ہے کام وہیں گزبھر کی گئی زمین کا ٹکرا آیا اور

حیرت کی بات ہے وہاں سب کے ساتھ لوگ مٹی میں سو جاتے ہیں پتا نہیں یہاں کیوں اتنا فرق بنایا ہوا

ہے۔۔۔

خیر چھوڑ مجھے لگتا ہے میں دل جلانے میں اکسپرٹ ہو گئی ہوں۔

میں چھوٹے پیکٹ کو دیکھنے آئی تھی چلتی ہوں۔

"وہ ٹوپی پہنتی فیری کے پاس آئی اور اسے روتے دیکھ کر سینے سے لگا دیا

برہان اسکے پیچھے کھڑا سر کو دیکھتا اسکے الفاظ کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں آجائوں گی کچھ کام ہے شاباش ماما کی جان روتے نہیں۔۔۔"

بہادر بن کر دیکھاؤ۔۔۔"

"لائیک یو ماما؟" وہ سسکتی سراٹھا کر اسے دیکھتی بولی ماما پہلے چونکی پھر ہنس پڑی  
"یس! سوئیٹ ہارٹ لائیک می۔" وہ اسکے دونوں گال چومتی گویا ہوئی جبکہ پشت پہ اسکی گرم سانسیں نظروں  
کی تپش شکوے خوب محسوس کر رہی تھی پر بالکل انجان بن کر

مہوش علی

"کہاں جا رہی ہو؟" وہ غصے سے اسکی کلائی پکڑ کر بھڑکا

"اور پہلے اتنے دن کہاں تھی؟"

مسکان نے حیرت سے یوں ابرو اچکا کر کچھ اسکے ہاتھ کو پھر اسکی آنکھوں میں دیکھا کہ وہ دانت کچکا کر پکڑ میں  
سختی کر گیا۔

"کہیں بھی! اور آپ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے ہاں؟ کیا آپ نے بلایا تھا مجھے۔۔۔؟"

آپ نے بتایا تھا مجھے کہ آپکے ماں باپ مر گئے ہیں یا آپ اکیلے ہو گئے ہیں یا یہ کہ میری بیٹی ہاسپٹل میں ہے؟

نہیں نا! پھر کس حق سے پوچھ رہے ہیں؟



دیکھیں ایس ایس پی صاحب آپکی انا کی بڑی مضبوط دیوار ہے جو ہم غریبوں سے گرانا بہت مشکل ہے اسے صرف آپ ہی لات مار سکتے ہیں۔۔

اور ریمبر سوامی! جب تک آپکی یہ انا نہیں جاتی تب تک مجھے مت بلائیے گا، میں اپنی عزت نفس نہیں روندوا سکتی۔۔

ناؤ دیوانڈر سٹنڈ مائی ورڈز؟

لینے آؤ ایسے جیسے اپنی بیوی کو مان عزت سے لایا جاتا ہے پر پہلے، کال کرنا پھر منانا، اور ڈیٹ پر لے جانا، اسکے بعد کوئی پر گرام سوچنے۔۔۔

اب چلتی ہوں اللہ حافظ! "دوانگلیوں کا سلام بھیجتی وہ اسے ساکت چھوڑ کر اسکی آنکھوں کی پیاس بجھائے بغیر ٹک ٹک کی آواز اسکی سماعتوں میں چھوڑتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"کیا آپ انہیں نہیں لانا چاہتے بابا؟" فیری نے بیٹی ہو کر اسکا مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر پوچھنے لگی برہان ہوش میں آتا اسکے چھوٹے مگر کمزور ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیکھ کر اسکی آنکھوں چمک آگئی

"نہیں ایسی بات نہیں! آپکی اماں بنا چکے ہیں اس بد تمیز کو لانا تو پڑے گا۔" جبراً مسکراتے ہوئے اسنے اسے سینے سے بھینچا۔

"اچھا سنو ایس ایس پی! اس ڈاکٹر کو ایسے مت چھوڑنا اگر اسے پنیش نامی تو میں اپنے طریقے سے دوں گی اور آئی ایم شیور وہ تمہیں پسند نہیں آئے گی اسلئے اس بے غیرتے کو اچھا سبق سیکھانا۔" وہ موبائل پر آنکھیں ٹکائے ادھی روم میں داخل ہوتی بولی

"کون ڈاکٹر کیوں پنیش دینی ہے؟" وہ حیران فیری کو انجان ہو کر کندھے اچکاتے دیکھ کر اس سے بولا پر اسکا بیٹیٹو ڈی اپنا تھا بات ختم کر کے اسکی سنے بغیر موبائل سے الجھتی وہاں سے نکلتی چلی گئی اور پیچھے وہ ارے کہتے رہ گیا

"آپ جیل والوں سے پوچھ لیں نا" فیری نے آئیڈیا دیا برہان نے سر ہلاتے موبائل نکالا اور اسکی بات کو سمجھنے کیلئے پولیس اسٹیشن کال کی اور وہاں اس ڈاکٹر کی لاپرواہی کا سنتے اسکی آنکھیں انگارہ جبکہ دانت دانت پر جمع دیئے۔

"یہ تو کل افغانستان میں تھے نا پھر یہاں اسلام آباد کیسے پہنچ گیا۔۔۔!"  
کیا عالم واپس آ گیا ہے۔" وہ حیران پریشان سوچتی موبائل ڈیش بورڈ پر پھٹکتے اسنے سوچا

پیچھے اسکا آدمی بیٹھا تھا ہتھیار سمیت جبکہ اسنے گاڑی کا رخ عالم ولا کر لیا۔

\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \_ \_ \_ \_ \*

دروازہ ناک ہوا عارب نے مڑ کر دیکھا تو سہمی انگلیاں مروڑتی اندر داخل ہوئی

"زے نصیب واللہ السہمی جی ولعاری کے دربار میں حاضری خیریت تو ہے؟" وہ شوخ ہوتا اسے غصہ دلا گیا

"اپنی بکو اس بند کر کے میری۔۔۔"

"اچھا سنائی کون سی البکو اس کرنی ہے مابدولت حاضر جی جان سے۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹ کر بولا۔

"میں تم سے شادی نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔!"

"پھر وہی بات!" اسنے جتا کر کہا سہمی سٹپٹا گئی

"میرا مطلب کہ میں ابھی تم سے شادی کرنا نہیں چاہتی عالم آجائے تب کروں گی ابھی تم مولوی کو انکار کر دو مجھے تم سے شادی نہیں کرنی۔" اسکی جھجھکتی باتیں سن کر عارب پہلے دونوں آنکھیں پھیلا گیا کہ اسکی چھوٹی آنکھوں کو یوں اچانک پھیلا ہوا دیکھ کر سہمی گھبرا گئی۔

"ناں ناں الجانم! اینا بھی الشریف نہیں مانا کہ شرافت مجھ پر ختم ہے، پر یہ مت بھولیں ختم ہے شروع نہیں۔۔"

آپ کے کپڑے بھیج دیئے ہیں جا کر تیار ہو لیں مولوی آنے ہی والا ہے۔" وہ خود پر پر فیوم چھڑکتا بولا

سہمی صدمے سے اسے دیکھنے لگی۔

"اگر آپ نکاح نہیں کریں گی تو میں جا کر آپکو پورا لاک کر دوں۔ اور زبردستی نکاح چہ چہ مطلب گناہ۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوا بولا جبکہ روتی ہوئی سہمی اسے دیکھتی گالیاں دیتی پائوں پٹخ کر وہاں سے نکلی۔۔۔۔

"اچھا آپ ٹینشن نالیں فرسٹ نائٹ والا سسٹم عالم کے آجانے پر رکھیں گے ٹھیک ہے؟" روم سے باہر نکلتے اسکی پشت کو دیکھتا بولا

سہمی منہ پر ہاتھ رکھتی روم میں آ کر دروازہ لاک کر چکی تھی۔۔۔  
کتنی ہمت کر کے عرضی لیکر گئی تھی وہ اپنی بکواس کیے جارہا تھا۔۔۔

"اللہ کہاں پھنس گئی۔۔۔" بیڈ پر رکھے سرخ جوڑے کو دیکھتی وہ آنکھیں مسلنے لگی۔

صبح ہوتے وہ آیا اور اسے کپڑے دیکر گیا کہ نکاح ہے جلدی تیار ہو لیں مولوی گواہ آنے والے ہیں۔"  
سہمی جو ساری رات سوئی نہیں تھی اسکی باتوں کی وجہ سے اب یہ سب سن کر اسکا دماغ گھوم گیا مطلب وہ جو خود کو ساری رات دلا سے دیکر کہہ رہی تھی کہ جھوٹ ہے بکواس کر رہا ہے۔۔۔

اصل میں وہی اسکے دلا سے جھوٹے تھے۔

وہ اسکے ساتھ نکاح کیلئے سیریس تھا۔۔۔

وہ بند کیے خود کو اندر بیٹھ گئی اور خدا سے دعا کرنے لگی کہ یہ سب جھوٹ ہو۔۔۔۔



پرا بھی اسکی باتوں نے ساری خوش فہمی ہوا کر دی۔۔

"سمی جی تیار ہیں مولوی صاحب آگئے ہیں۔۔۔!" دروازہ ناک کرتے باہر سے عارب کی آواز آئی کہ سمی کے پسینے چھوٹ گئے۔۔۔

"میں ہرگز نہیں کروں گی یہ نکاح چاہے تم مجھے مارد و یا میری موت آجائے۔" وہ بھیگی بھاری آواز میں چلائی  
بلیک تھری پیس سوٹ میں موجود نک سک سے تیار عارب نے حیرت سے دروازے کو دیکھا۔  
"اور میں نے یہ بھی کہا تھا آپ سے صبح اگر آپ نے انکار کیا تو اس صورت میں میں اپنی جان دینے سے گریز نہیں  
کروں گا۔  
کیوں نہیں سمجھتی پیار کرتا ہوں آپ سے! پاگل ہوں آپ کے لئے سمعیہ عالم۔۔۔  
اگر آپ نہیں ملی تو اپنی جان دیدوں گا پر ساتھ آپ کی بھی لے لوں گا۔" وہ دروازے پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔

سمی ساری باتیں سن کر سہم گئی

ہاں وہ پاگل انسان اسے کپڑے تھما کر دھمکیاں بھی دیکر گیا تھا۔۔

اور سمی نے اسکی آنکھوں میں جو جنون دیکھا تھا اس سے خفا ہو گئی تھی جبکہ وہ خود مگن سا ساری رات باہر کہاں  
گزار کر صبح شاپنگ بیگز لیے اندر آیا اور اسکے لئے ناشتہ بنا کر ٹیبل پر رکھتا پھر سے تیاریوں میں لگ گیا۔

صفائی کیلئے ملازمہ اور مالی آکر چلے گئے اور اب اسکا نکاح تھا۔۔۔

"تم کر لو مجھ سے نکاح تمہیں تو میرا بھائی آکر پوچھے گا۔۔۔۔۔" وہ سسکتی ڈوران لاک کرتی ہوئی بولی

"آپ تیار نہیں ہونیں؟" وہ ایک بھر پور نظر اسکے سادہ سراپے پر ڈالتے پوچھا

سہمی چلتی ہوئی بیڈ کے پاس آئی اور غصے سے اسکا ڈریس اٹھا کر قالین پر پھینکا۔

"چلیں ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔۔۔۔۔" اسے بیڈ پر ایسے ہی بیٹھتے دیکھ کر وہ بولا اور وہاں سے نکل گیا۔۔۔

پچھلے وہ ہاتھوں میں چہرہ اچھا کر پھسپھس کر روئی پر اس بے حس پر ذرا سا بھی اثر نہ ہوا بلکہ کچھ ہی دیر میں مولوی اور کچھ گواہوں کی موجودگی میں اسکے روم میں واپس داخل ہوا۔

سہمی نے گھبرا کر اپنے ہی چہرے پر گھونگھٹ کر لیا خوف شرم سے کہ یہ سب کیا کہیں گے اتنی بڑی عورت سے شادی کر رہا ہے پاگل ہو گیا ہے۔۔۔

اسکے برعکس اسے گھونگھٹ میں دیکھ کر عارب دل و جان خوش ہو گیا۔۔۔

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟" مولوی کی آواز دوسرے دفعہ روم میں گونجی پر ہوش کسے تھا۔

مولوی نے حیرت سے عارب کو دیکھا جس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔

اور سہمی سچے دل سے کسی کے آجانے کی منتیں کر رہی تھی رب کو کہ آئے اور اسے قید سے نکالے۔۔

"سمعیہ عالم آپ کو عارب ہمدانی سے نکاح قبول ہے؟" مولوی نے پھر سے دہرایا

"سہمی! کیا چاہتی ہیں آپ؟" عارب نے غصے سے سخت لہجے میں ٹوکا اور اسکے سر کو گھورتے اٹھے قدم لیتا سچ میں اپنی کلائی کاٹنے کیلئے وہاں سے جانے لگا تھا کہ پیچھے آتی آواز نے اسکے قسم روک دیئے۔

"قبول ہے۔" اسکی ہچکیاں بندھ گئیں۔

اور عارب جانتا تھا یہ صرف اب کیلئے ہیں آئندہ وہ اس پیاری لڑکی کو کبھی رونے نہیں دیگا۔۔

اسے اتنی محبت دیگا کہ وہ خود پر ناز کرے گی۔۔۔

بلکہ وہ اپنے عالم کی آنکھوں میں چمک لائے گا جب وہ سہمی کو ہنستہ کھلکھلاتا دیکھے گا۔۔۔

روم میں دوسرے پھر تیسری دفعہ اسکے قبول ہے کی آواز گونجی۔۔۔

آخری قبول ہے پر عارب پھولے نہیں سما پا رہا تھا جبکہ سہمی ہاتھوں میں چہرا چھپا کر پھوٹ پھوٹ پڑی پر اسے ترس نا آیا۔۔۔

"میں آتا ہوں سہی دروازہ مت لاک کرنا۔" مولوی کو لیکر وہاں سے جاتے ہوئے بولا پر سمعیہ نے دانت پیس لیے۔۔۔

انکے وہاں سے نکلتے ہی اسنے گھونگھٹ ہٹا کر بھاگتے دروازہ لاک کیا اور بیڈ پر منہ بل گر کر سسک کے رونے لگی تھی

کہ آخر آج وہ ہو گیا جسکا اسے ڈر تھا۔۔۔

اسنے دماغ سے عاری لڑکے نے اپنی ضد منوالی اور سمعیہ عالم پھڑ پھڑا بھی ناسکی۔۔۔

"پر میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں ایک بار عالم کو آنے دوساری حقیقت بتائوں گی۔"

"یہ مولوی اور اتنے لوگ کیوں آئے تھے؟" مسکان وہاں سے بھری گاڑی کو نکلتے دیکھ کر لائونج میں چھوہاڑے کو دیکھتے عارب کو دیکھا۔

مسکان کی نظریں جب چھوہاڑوں پر پڑی تو ساکت ہو گئی اسکے نکاح میں بھی تو ایسے چھوہاڑے تھے۔

"یہ سب کیا ہے سوتیلے بچھو؟" وہ غرائی عارب نے کافی ناگواریت سے دیکھا۔



"شادی کر لی ہے میں نے یعنی تمہارے سوتیلے بچھونے شادی کر لی ہے بغیر کسی جھنجھٹ بغیر کسی روک ٹوک کے۔۔۔" وہ چھوہاڑے اسکے منہ میں ڈالتا پوچھنے لگا پر مسکان سر جھٹک گئی۔

"کس سے پاگل انسان؟"

"پاگل! کیا پاگلپن ہے بھئی شادی کی ہے ایک تو اسے الگ صدمہ چڑھ گیا ہو گا۔۔۔" وہ منہ بنائے بولا۔

"کیا نام ہے اس سوتیلی بھابھی کا؟" وہ دھڑکتے دل سے پوچھنے لگی تبھی قہقہہ لگاتے عارب نے کہا

"سمعیہ عالم!" وہ خوشی سے بولا

"تمنے سمعیہ جی سے نکاح کر لیا عقل سے عاری انسان ہو؟ عالم کی بہن ہے سے۔۔۔۔۔!" وہ سر تھامے

گر گئی صوفے پر جبکہ عارب حیرت سے اسے دیکھتا چھوہاڑے کی پلیٹ سامنے کرتے بولا

"لو کھالو ایسا نا ہو صدمے میں فوت ہو جائو۔ اور میرے معصوم الشریف بچے پھوپھو پھوپھو کرتے روتے رہیں۔۔۔"

"بکواس بند کرو اور سیدھی طرح بتاؤ یہ کیوں کیا تم نے؟ تمہیں معلوم نہیں کہ عالم تمہارا کیا حشر کریں گے؟

کیوں مرنا چاہتے ہو اسکے ہاتھوں۔۔۔؟ اس نے تمہیں خیال رکھنے کو کہا اور تم!" وہ بھڑک کر بولی

"تم دونوں کو میری باتیں بکواس کیوں لگتی ہیں؟

کیا شریف بندے کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی؟" وہ زچ ہو کر بولا

"کیونکہ تم کرتے ہی بکواس ہو! اور شرافت تو تمہیں آکر عالم دیکھائے گا۔۔۔"

یہ جو چنی چنی آنکھیں ہیں نازکال کر مسل دے گا جب اسے معلوم پڑے گا تم نے اسکی بہن پر ایسی نظر رکھی ہوئی تھی کہ اسکے جاتے ہی اپنی اوقات دیکھا دی۔ "مسکان کو اسکی یہ گستاخی قطعی پسند نہیں آئی تھی تبھی

بھڑک رہی تھی۔

"تم تو کہو گی ایسے، جلتی جو ہو میری حسین آنکھوں سے!

ارے لڑکیاں مرتی ہیں میری آنکھوں پر۔۔۔"

دن میں سودو سو میت اٹھتے ہیں جب میں کسی کی طرف دیکھتا ہوں۔۔۔ "کالر جھٹکتے ہوئے وہ بولا۔

مسکان ایک افسوس کرتی نظر اسکے خوبصورت چہرے پر ڈال کر رہ گئی۔۔۔

اب کیا کہے اس سے، کس طرح سے ہرٹ کیا تھا اسنے عالم کو۔۔۔

"کیا تم بھول گئے اپنی بہن والے دن عارب۔۔۔؟"

کیا بھول گئے جب وہ حیوان ہوا کرتا تھا پھر بھی ہمارے لئے احساس کو جنم دیا اور تمہاری بہن کو بھیڑیوں سے

بچایا؟

ہم کچھ نہیں تھے ہمیں اس قابل بنایا کہ آج ہم سب سے لڑ سکتے ہیں، اپنے حق کیلئے بول سکتے ہیں، کسی کی غلیظ

اٹھتی نظر نوچ سکتے ہیں اتنی ہمت دی کما کر کھا سکتے ہیں وہ ہنر دیئے، خود کو بھوکا رکھ کر ہمارے پیٹ پالنے

والے کیلئے ہمارے پاس یہی ہے بدلے میں کہ جب وہ ہمارے سہارے اپنی عزت چھوڑ گیا تو ہم نے اسے یہ دیا  
موٹ میں؟ "اسکی آنکھیں بھیگ گئی اور وہ پہلی دفعہ سسکا اٹھی

عرب جانتا تھا وہ عالم کے معاملے میں کافی حساس ہے تبھی مسکراتا ہوا اسکے پاس بیٹھا۔ اور اسکا سر سینے سے لگایا

"تم کیوں ایسا سمجھتی ہو کہ ہم اسکے احسانوں کا بدلہ چکائیں پاگلی۔

کیا اسنے کبھی ہم پر احسان جتائے ہیں کہ مجھے بدلے میں یہ چاہیے یا وہ۔۔۔؟

بے شک اسنے خود کو بھوکا رکھ کر ہمیں کھلایا ہے، کیا اسنے یہ کبھی کہا کہ مجھے کھلاؤ تم دونوں؟ اسنے ہمیں اپنا  
سمجھ کر پالا ہے دل کے بے حد قریب۔۔۔

تم یہ سوچ کر فاصلے مت بنائو مسی۔۔۔

ایسا سوچو کہ اسنے جو کیا وہ ایک باپ، ایک بھائی ایک بڑے کا حق ادا کیا ہے، اسکی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ  
ہم اسے اپنا سمجھیں اس سے جھجکنا کریں اسے اپنا سب کچھ سمجھیں اور میں کر رہا ہوں۔۔۔۔

رہی بات سہی جی کی تو مجھے نہیں لگتا میں نے کچھ غلط کیا ہے۔۔۔۔

کیا کوئی بھائی چاہے گا اسکی بہن ایسے ہی زندگی بسر کرے؟ اسکا کوئی جیون ساتھی نا ہو۔

اسے کوئی نا چاہے دوست عزیز ہمسفر کے روپ میں۔۔ وہ ایسے افیت دیکھنے دنیا میں آئی تھی اور ویسے ہی  
سسکتی چلی جائے مسکان!

کیا اسکا خوشیوں پر کوئی حق نہیں؟ کیا وہ اس رشتے کیلئے لائق نہیں اسے لئے کہ وہ اتنے سال اس حیوان کے قید  
میں رہی ہے۔ تم خود سوچو کیا عالم کی خواہش نہیں ہوگی اسکی بہن کا کوئی ہاتھ تھامے؟

ضرور ہوگی۔۔۔! ہم زیادہ اسکی زندگی کے بارے میں نہیں جانتے پر اتنا تو جانتے ہیں نا کہ اسکی بہن چھوٹی تھی تب اس سے بچھڑ گئی، تو کیا تب اس بھائی کے آنکھوں میں بہن کی خوشیوں کیلئے کوئی خواب نہیں ہوں گے؟ مسی جس طرح میں نے خواب دیکھے کہ میری بہن کو کوئی ایسا جیون سا تھی ملے جو اسے ہمیشہ خوش رکھے اسکے ہر دکھ سکھ میں شریک رہے، اسے کوئی دکھ نا پہنچائے ویسے ہی عالم کے بھی خواب ہوں گے جن سے تم نا واقف ہو سکتی ہو پر ایک بھائی ہونے کے ناتے میں سمجھ سکتا ہوں میں فیل کرتا ہوں جب وہ اسکے ہاتھوں کو

دیکھتا ہے، جب وہ اسکی مانگ کو دیکھتا ہے مجھے وہ سب فیل ہوتا ہے،

اور میری زندگی تو ویسے بھی اسکی ہے۔۔۔

اب اسکی بہن کی ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے میں سچ میں چاہتا ہوں سہمی کو، میں اسکے بنا نہیں رہ سکتا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے سمعیہ کبھی مجھ سے شادی کیلئے راضی نہیں ہوگی اور جب میں عالم سے بھی مانگوں گا اسکا رشتہ تو وہ پہلے اپنی بہن کی مرضی دیکھے گا اور جب وہ انکار کرے گی تو آئی ایم شیور وہ کبھی راضی نہیں ہوگا اسکی شادی مجھ سے کروانے پر۔۔۔

اسلئے مجھے یہی بہتر لگا اور مجھے امید نہیں یقین ہے کہ سہمی جی کو میں منالوں گا کیونکہ عورت صرف عزت اور محبت چاہتی ہے اور جب میں وہ دونوں دوں گا اسے تو یقیناً مان جائے گی۔ "وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہتے مسکان کو لا جواب کر گیا۔

مطلب ایک طرف وہ عالم کی بہن کی زندگی بچا رہا تھا تو دوسری طرف اپنی محبت کو لا حاصل ہونے سے بھی بچا گیا۔

"سو تیلے بچھو۔۔۔!!" مسکان نے اسے محبت لگاؤ سے دیکھ کر مکہ مارتے پکارا



"مر و نکلو گھڑ کی کیڑی تمنے میری المبارک آنکھوں کو چنی چنی کہا نکلو ورنہ ضائع ہو جاؤ گی۔" منہ پھیر کر وہ ناراض ہو گیا۔

مسکان نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا۔

"ہاں تو دفع ہو منا کون رہا ہے سدا ناراض رہو۔" اسنے فوراً اسکی خوشفہمیوں کو ٹھوکر ماری کہ وہ بلبلا اٹھا ایسے

جیسے چھت سے گرایا ہوا سے

"عالم کہاں ہے؟" ایک دم وہ سنجیدہ ہو کر بولی

"مجھے نہیں معلوم میں آلف سے رابطہ کرنے کی کوشش میں ہوں۔" عارب بھی سنجیدہ ہوتا اٹھا اور اسکے پیچھے آفس کیلئے بڑھے۔

"عالم کی لوکیشن نہیں معلوم ہو رہی البتہ آلف شیر دونوں اسلام آباد میں موجود ہیں۔۔۔" وہ اسے پتہ بتاتا بولا

"اگر یہ دونوں یہاں پہنچ گئے تو عالم کی کیوں لوکیشن نہیں معلوم پڑ رہی ہے؟ یہ ہو کیا رہا ہے کوئی مجھے بتائے گا؟" وہ بھڑک کر تیز لہجے میں بولی

"ریلیکس! میری جان مجھے لگتا ہے ہمیں شیر کے گھر چلنا چاہئے وہیں سب کچھ معلوم ہو گا کیوں؟" عارب نے اسکرین سے نظریں ہٹا کر کہا۔

مسی لب بھیج کر سوچ میں چلی گئی۔۔۔

"یہی بیڑ رہے گا! پر سہمی جی کا کیا کریں گے اسے کہاں چھوڑیں گے ابھی خطرہ ٹلا تو نہیں ہے انہیں اکیلا تو نہیں چھوڑ سکتے نا!" وہ عارب کی پشت پر کھڑی چیمڑ پر ہاتھ ٹکاتی بولی

"اسے ساتھ لے چلتے ہیں اچھا رہے گا کچھ کھلی تازی فضا میں سانسیں لے گی۔۔۔!" عارب نے کھڑے ہوتے کہا مسکان سر ہلا گئی

"یورائیٹ! ویسے بھی ایسے ہی ہاتھ پر ہاتھ رکھے نہیں بیٹھ سکتے۔ پر اس سے پوچھے گا کون کہ وہ چل رہی ہے کہ نہیں؟"

"اسکی فکر مت کرو میں بات کرتا ہوں اس سے۔" عارب نے اسکی ٹوپی اتار کر پہنی

"چلو میں چینیج کر کے آتی ہوں جب تک تم اپنی السمی جی کو ول منالو۔۔۔"

دنیا کچھ کرے نا کرے ہمیں اپنے عالم تک پہنچنا ہو گا۔" وہ ہاتھ مار کر اسکے سر پر سچی اپنی ٹوپی گراتی ہوئی کہہ کر چلی گئی

عارب اسکی پشت گھورتا ٹوپی اٹھا کر واپس پہن گیا بلکہ سہمی کا مقابلہ کرنے کا سوچتے ہوئے منہ پر رکھ دی۔

اور اپنی ضرورت کی چپ ڈیوائس اٹھا کر بیگ میں رکھتے اپنے ہتھیار الماری سے نکالے اور انکے میگزین چیک کر کے بیگ میں رکھتے زپ بند کرتے وہاں سے نکلا اور اپنے روم میں گیا وہاں سے ایک سنہرا کیس لیکر سٹی کے روم کی طرف قدم اٹھائے

\*\_\_\_\_\_\*\*\_\_\_\_\_\*

وہ دروازہ ناک کر کے دھڑکتے دل لبوں پر آیت الکرسی کا ورد کرتا اندر داخل ہوا۔

کلاسک اردو منیریل

اسے لگا تھا اسکا سواگت جو توں سے ہو گا پر وہاں سکوت چھایا دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔

سپوش علی

"سٹی جی!" وہ اسے بیڈ پر سوئے دیکھ کر پاس آ کر بیٹھا۔

"سمعیہ!" کندھے سے پکڑ کر اسکا رخ زبردستی اپنی طرف کرتے وہ اسکا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھتا لب بھیج گیا۔

"سٹی!"

"نام مت لو۔۔۔ نکلو یہاں سے میں تمہیں کبھی معا۔۔۔۔۔"

"پلیز۔۔۔!" عارب نے تڑپ کر اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا "ایسا تو مت کہیں! چاہے جوتے مار لیں مجھے دکھ

نہیں ہو گا پر ایسا مت کہیں کہ آپ مجھے معاف نہیں کریں گی۔۔۔

میں مانتا ہوں میں گناہگار بن بیٹھا ہوں پر میں مجبور تھا پلیز۔۔۔!" وہ التجا کرتا منتوں پر اتر آیا سہمی نے سرخ  
بھگی غصے بھری آنکھوں سے دیکھنے نظریں پھیر لیں۔

"مجھے کچھ نہیں سننا تم سے میرے سامنے اپنی شکل مت لاؤ جاؤ یہاں سے،، میرا بھائی آکر خود تم سے حساب  
لے گا۔" وہ سوچ نہیں سکتی تھی اسے سوچتے خود سے شرم آرہی تھی کہ یہ سامنے جوان لڑکا بیٹھا اسکا شوہر

ہے۔

ڈوب کیوں نہیں مر گئی اس مقام پر۔۔۔

کیا دے سکتی ہے وہ اسے کچھ بھی نہیں پھر کیوں اسے خود کی زندگی برباد کی بلکہ اسے بھی نظریں اٹھانے کے  
قابل نہیں چھوڑا۔

مہوش علی

"جب پیار کیا تو ڈر نہ کیا

جل گئے ہمارے دشمن، عشق ہم پاگل ہا ہا۔" وہ بھونگی شاعری پڑھتا قہقہہ لگا اٹھا

"ویسے اتنا بھی کیا بندے کا سڑا ہوا ہونا، ہنسنا نہیں واہ تو کر ہی سکتی ہیں۔" وہ اسے اپنی بھونگی باتوں سے ہنسانے

لگا تھا جس پر سہمی کے اندر طیش برپا تھا

"تم جارہے ہو یا میں تمہارا سر پھوڑ دوں!" اچانک وہ چیخی ہڑبڑا ہٹ میں عارب کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔



"جاؤ یہاں سے ابھی اسی وقت نکلو میرے سامنے میرے روم سے۔" اسے کشن مارتے وہ بیڈ سے اٹھانے لگی تھی کہ بروقت بوکھلا کر عارب نے اسکا بازو پکڑتے واپس بیڈ پر گرایا۔۔۔  
سمی کی تو آنکھیں پھیلی تھی ساتھ عارب بھی اپنے اس عمل پہ حیران تھا۔

اسکی سپید رنگت دیکھ کر وہ مسکراہٹ دبا کر شرارت پر مچل اٹھا اور آہستہ سے اپنا بازو اسکے اوپر سے لے جا کر دوسری طرف رکھا اور اس پر جھک آیا۔

"کیوں اتنا چڑتی ہیں سمی جی اپنے اس الشریف و لشوہر سے۔۔۔"

چراغ لیکر نکلی گی تب بھی مجھ جیسا شریف نیک بندہ پوری دنیا میں بھی نہیں ملے گا۔۔۔  
آپ مانے یا نامانے مجھے شرافت کا ایوارڈ مل چکا ہے۔" وہ اسکی سبز بھگیے نین کٹوروں میں دیکھتا ہوا بولا۔

سمی نے اسے دیکھتے تھوک نگلا۔۔۔

"د۔۔۔ دور ہو مجھ سے۔۔۔۔۔" وہ مچل کر اٹھنے لگی کہ عارب شریر مسکراہٹ کے ساتھ مزید جھک گیا کہ سمی سانسیں روک کر سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔۔۔

"پیار کرتی ہیں؟" اسکے سفید گال پر انگلی پھیرتے ہوئے پوچھا سمی نے سختی سے بھگی آ نکھیں میچ لیں۔۔۔

"یا اللہ یہ کیا ہو رہا تھا اسکے ساتھ۔۔۔۔۔!" وہ لب دبا کر سسکی

"بتائیں ناں سمی مجھ سے پیار کرتی ہیں؟" وہ محبت سے چور لہجے میں بولتا اسکے رونے پر مجبور کر گیا "میں تم سے

نفرت بھی نہیں کرتی محبت تو دور۔"

بے شک وہ بڑی ہو گئی تھی وہ بہت بڑی تھی اس سے، پر ہمت نہیں تھی۔۔۔  
ہمت حوصلہ اس میں بالکل نہیں تھا اگر ہوتا تو وہ حیوان کبھی نانوچ سکتا اسے۔  
اور اب اسے یہ چھوٹا سا لڑکا بھی اس طرح مجبور نہیں کر پاتا۔

وہ کافی کچھ اس سے امید رکھ چکی تھی، کہ یہ لڑکا اسے اکیلا دیکھ کر اسکی مجبوری کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔۔۔  
وہ اسکی نرم گرم چہرے پر پڑتی سانسوں سے سمجھ گئی تھی کہ وہ اب کیا کرنے والا ہے۔

عرب نے مسکراتے اسکے بیڈ پر رکھے کپکپاتے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور ان میں اپنی انگلیاں الجھاتے ہوئے  
جھک کر عقیدت سے اسکی مانگ پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی۔  
سمعیہ کا سانس اسکے شدت بھرے لمس پر رک گیا کہ اسے لگا وہ مر جائے گی۔۔۔

"آپ چاہیں ساری عمر نفرت بھی کرتی رہیں سہی جی پر میں آپ سے محبت کرنا نہیں چھوڑوں گا پھر چاہے اپنے  
الشرف شوہر کو کٹ ہی کیوں ناپڑوائیں اپنے باڈی بلڈر بھائی سے۔۔۔"

میں الشرف المعصوم بندہ خاموشی سے کھالوں کا مار۔۔۔۔۔ "وہ اسکے کان میں سرگوشی سے کہہ رہا تھا۔

سمی ناس سے اپنی انگلیاں آزاد کروا پار ہی تھی نا ہی اسکے حصار سے نکل پار ہی تھی۔

عرب سیدھا ہوا تب اسنے گہرا سانس بھرا پرا بھی سنبھلی ہی کہاں تھی جب وہ پاس رکھا سنہری رنگ کا کیس  
کھول کر ان میں سے سرخ چوڑیاں نکالتا اسکی سونی کلائیوں میں پہنانے لگا۔

"آپکو معلوم ہے آپکی چوڑیوں سے بھری بھری کلائیاں مجھے پاگل کرتی ہیں، انکی کھنک مجھے اپنے دل میں سنائی دیتی ہے۔۔۔" وہ اسکی دونوں کلائیاں دیکھتا بولا

"چلیں تیار ہو لیں اسلام آباد جانا ہے ہم تینوں کو اٹھیں فاسٹ میری دلہن۔۔۔" اسکی سپید ہتھیلی پر لب رکھتا وہ اسکے وجود میں سر دلہریں پیدا کر گیا۔

سمی نے غصے سے جھٹک کر ہاتھ کھینچے جس سے روم کی خاموش فضا میں چھنک مچ اٹھی۔

"مجھے کہیں نہیں جانا سنا تم نے!" وہ غصے سرخ چہرے سے بولی اور منہ دوسری طرف کر گئی۔

عرب نے کچھ پریشانی سے اسکے چہرے کو دیکھا۔

"کیا ارادے ہیں سمی جی؟" وہ ہنستا ہوا معنی خیزی سے اسکے گلابی لبوں کو دیکھنے لگا۔

سمی اسکا اشارہ سمجھ کر سرخ اناری ہو گئی۔۔۔

"دفع ہو جائو یہاں سے بد تمیز لڑکے میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔" ہاتھ مار کر اسے بیڈ سے دھکا دینے کی کوشش کرتی چلائی

"اوکے! اوکے العاری کی الجانم غصہ تو مت کریں جارہا ہوں پر پلینز آپکو یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔"

تیار ہو جائیں چلیں شہاباش میری تازی تازی بیوی۔" وہ جھپک کر اسکی چوڑیوں کو چھو کر وہاں سے نکلتے ہوئے بولا کہ اس افتاد پر سعی تو خاموش بت بنی رہ گئی۔۔۔

"اگر آپ اپنے نازک پاؤں کو ذرا سی تکلیف دے دیں تو ٹھیک ورنہ یہ نیکی میں آکر کر سکتا ہوں پھر تو چینیج بھی میں۔۔۔۔۔۔" وہ بے باک بن کر دروازے پر کھڑا ہوتا بولتا اسکے سر اُپے پر اپنی سکڑی نظریں گاڑھ

دیں۔

سہمی کا دل کیا اس کا منہ نوچ لے۔۔۔

"تم دفع ہو رہے ہو یہاں میں تمہارا سر پھاڑ دوں؟" وہ آنسوؤں روکنے کی کوشش میں نڈھال ہوتی چلائی۔۔۔

عرب دونوں ہاتھ معافی کیلئے اٹھاتا اسے فلانگ کس کرتے وہاں سے نکل گیا

اور سہمی نے گھبرا کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا جیسے کس چہرے پر لگی ہو، وہ سوچ کر جھرجھری لے اٹھی۔۔۔

اور بیزاریت سے اٹھ کر تیار ہونے لگی۔۔۔

پتا نہیں اسے کہاں لیکر جا رہے تھے اسکا بھائی کہاں تھا۔۔۔

اسکی شہزادی کہاں چلی گئی تھی۔۔۔

"میں تنہا ہو گئی ہوں پھر سے شہزادے۔۔۔" وہ سسک کر دیوار سے پشت ٹکائے رونے لگی۔۔



"کہاں ہو تم۔۔؟ تمہیں اپنی بہن یاد نہیں آرہی؟ کہاں لیکر چلے گئے میری شہزادی کو۔۔۔ میں نے تمہیں کہا تھا اسے پھول کی طرح رکھنا، اسکی تاریک اندھیری دنیا میں جگنو بن کر جانا پر تم نے تو اسے کھو دیا کہیں۔۔۔ لیکر آؤ اسے میرے بھائی کو سیر! میرے عالم کو مجھ تک پہنچا دو۔۔۔ میری شہزادی کو واپس کر دو سیر ایسا مت کرو۔۔۔!" اسکی مدھم بھگی آواز کے ساتھ سسکیاں گونج رہی تھی جو وہ دونوں بھائی بہن نم آنکھوں سے دروازے پر کھڑے سن رہے تھے۔۔۔

"میں دیکھتی ہوں۔" مسکان عارب کی آنکھوں میں اذیت کرب دیکھتی ہوئی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی

"اپنا۔۔۔!" اسنے محبت سے پکارا کہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس روتی سہمی بوکھلا کر چہرے دوسری طرف کرتی اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔۔۔

"میں ابھی تیار نہیں ہوئی جاؤ آجاؤں گی خود!" وہ سرد لہجے میں کہتی اٹھ کر چلتی وارڈروب کے پاس آئی اور اسے کھولا تو سامنے ہی اسکے بھائی کے لائے کپڑے بھڑکیلے چمکیلے پھولوں والے فراک شلوار قمیض ہر ڈیزائن موجود تھی جو اسکی سہمی پہن سکتی تھی۔۔۔

وہ بے دردی سے لب کچلتی ہوئی اپنی ہچکیاں دبانے لگی تھی۔۔۔

تب ہی پیچھے سے مسکان نے اسے اپنے حصار میں لیا اور سر کندھے پر ٹکاتے اسے دیکھا۔

سمی کسمائی پر کہاں خود کو اس سے چھڑوا سکتی تھی۔۔

"آج میں اپنی جانم کیلئے کپڑے سلیکٹ کروں گی۔" وہ ہاتھ بڑھا کر ہینگ کپڑوں میں سے سلیکٹ کرنے لگی جبکہ اسکے حصار میں کھڑی سمی اپنے آنسوؤں دوپٹے سے صاف کیے۔۔۔

"آں یہ بیسٹ ہے!" اسنے ایک سرخ رنگ کا سوٹ نکالا جو کافی گہرے رنگ میں تھا جسے سمی دیکھ کر سٹپٹا گئی

"میں ایسے گہرے رنگ کے کپڑے نہیں پہنتی مسکان، ہٹو پیچھے میں خود سلیکٹ کرتی ہوں اپنے کپڑے۔" وہ ایک پھیکے کلر کے سوٹ کو نکالتی ہوئی خفگی سے بولی بلکہ اپنی کلائیوں بھی اس سے چھپا رہی تھی جسکی یہ معصوم کوشش مسکان کی زیرک نگاہوں سے کہاں چھپ سکتی تھیں۔

"آپ یہی پہنیں گی سوئیٹ ہارٹ۔۔۔"

عالم جب وہاں تمہیں دیکھے گا تو کتنا خوش ہو گا سوچیں۔" وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتی بولی

"ک۔۔ کیا عالم کے پاس جارہے ہیں مطلب شہزادی کے پاس؟" وہ خوش ہوتی یقین دہانی کرنے لگی

مسکان نے سر ہلاتے پلکیں جھپکی۔۔۔

"چلیں اب اس خوشی میں ایک ببل ہی کھالیں موڈ فریش رہے گا۔" اسنے کہتے سمی کو سمجھنے کا موقعہ دیئے بغیر

منہ میں ببل ڈال دیا زبردستی کہ وہ بلبلا اٹھی۔۔۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے مسکان۔۔۔!" اسنے غصے سے جھڑکا پر میٹھے ببل کے ذائقے کو محسوس کرتی جھینپ کر ہنس پڑی۔

"اب آئی ہے نا اونٹنی پہاڑ کے نیچے ہا ہا ہا" ہنستے وہ اسے باتھروم کی طرف دھکیلتی اندر بند کر چکی تھی اور سہمی بھی اپنے بھائی کے پاس جانے کا سوچتی مسکرا رہی تھی۔۔۔

مسکان اسکے بالوں کا ہیئر اسٹائل سوچتی جیب سے موبائل نکال کر دیکھنے لگی جہاں اسکے آدمیوں کے کالز کے علاوہ جسے وہ دیکھنا چاہتی تھی وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔۔

تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں ایس ایس پی بڑا غرور ہے خود پر بڑی انا ہے نا تمہیں۔۔۔

معلوم پڑ جائے گا بچو جلد ہی کہ مسی کیا چیز ہے۔۔۔۔" سہمی کیلئے ایک بالوں کا ہیئر اسٹائل سلیکٹ کرتے وہ بڑبڑاتی اور وہاں رکھی نیل پالیش اٹھا کر ناخنوں پر لگانی لگی۔۔۔

خود اس وقت بلیک جینز وائٹ شرٹ کے ساتھ لیڈر کا جیکٹ گلے میں مفلر اور کمنیوں تک فولڈ آستینیں،

بالوں کی فرنیچر چوٹی بنائے ببل چباتی دونوں ہاتھ جیکٹ کی جیب میں پھنسا ئے کھڑی روم پر سرسری سی نظر ڈال رہی تھی۔۔۔

سہمی اور اسکے روم میں فرق یہ تھا کہ اسکے پاس بھاگنے کیلئے کھڑکی موجود تھی جبکہ سہمی کو یہ سہولت مہیا نہیں تھی۔۔۔

اور وہ بیچاری تو اپنے بھائی پر جان دیتی تھی کہاں اسے ٹیس کر کے گدگدی کرتا مزاحا حاصل کرنا جو مسکان کو عالم کو تنگ کر کے ملتا تھا۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

گاڑی شہریار کے بنگلے کے سامنے رکی گاڑنے بھاگ کر گیٹ کھولا اور وہ اندر داخل ہوئے۔۔۔

"گھر میں کون کون ہیں؟" گاڑی سے باہر نکلتے آلف نے پوچھا

شہریار نے دور دور تک پھیلے سرسبز لان کو دیکھا

"اس وقت تو صرف میری بیوی موجود ہے مباحی ہی مشال کی طبیعت خراب ہونے پر نکلی ہیں۔" آلف نے سنتے سر ہلادیا اور شہریار کے پیچھے نورالعیین کو بانہوں میں بھرے چلنے لگا۔

انہیں چاہیے تھا کہ وہ نور کو کسی بہترین ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرواتے پر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔۔

ایک تو خطرہ ابھی ٹلا نہیں تھا دوسرا اگر باہر کسی کو بھی معلوم پڑ گیا کہ جس دلہن کو دہشتگرد لیکر گئے تھے اسکی

اس حالت میں واپسی ہوئی ہے تو دھماکہ بن جاتا۔۔

اور اسکے اشتہار لگ جاتے۔۔ پھر ضرور اسکے گرد و سرا خطرہ منڈلاتا رہتا اور شاید آگے زندگی میں وہ بڑھ نہیں

پاتی بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا اسلئے اس سب کو دیکھتے بریگیڈ نے فیصلہ لیا تھا کہ ساری ضرورتیں انہیں مہیا

کی جائیں گی، اور آرمی سے ماہر ڈاکٹر بھی بھیجے جائیں علاج کیلئے انہیں صرف سیف جگہ پر تم لوگوں کو رکھنا ہے

ایسا ناہو ہارتا ہوا کنگ پھر دوسری بہن کو نشانا بنائے۔۔۔



دیکھ کر تو وہ حیوان گیا تھا اسے واپس حاصل کرنا اس حیوان کیلئے بڑی بات نہیں تھی بلکہ انہیں خفیہ رکھنا تھا۔۔۔

"یہاں پلیز۔۔۔!" وہ اسے کہتا ایک خوبصورت ہال نما روم میں داخل ہوا اور آلف کو بیڈ کی طرف اشارہ دیا۔

آلف نے آگے بڑھتے ہوئے نور العین کو بیڈ پر ڈالتے لب سختی سے بھیج کر اسکے چہرے لبوں کو دیکھا

"میں سر کو کال کر کے پہنچ جانے پر انفارم کرتا ہوں تاکہ وہ جلد از جلد ڈاکٹر ز بھیج سکیں۔" شہریار نے موبائل نکالتے ہوئے کہا اور ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر وہاں سے ڈور بند کرتا نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی آلف نے نور کے گال پر ہاتھ رکھتے انگلیوں سے اپنے زخمی نقوش کو چھوا۔

"بونہ۔۔۔!" جھک کر ماتھے پر پیار کرتے وہ اسے خود میں چھپا کر رونے لگا۔

"کیوں کیا ایسا بونہ دیکھو سب ختم ہو گیا۔" بھیگی بھاری آواز میں سرگوشی کرتا اسکے گالوں کو چومتا سینے سے لگا کر اسکی حالت پر اپنے اندر کی تڑپ مٹانے لگا۔

"یہ عالم اپنے اچھا نہیں کیا اسے حیوان کو ہمارے حوالے نہیں کیا جس نے میرے ماں باپ کے ساتھ میری بیوی کی یہ حالت کی ہے۔۔" وہ بے آواز آنسوؤں بہاتا اسکے جلے لبوں کو آہستہ نرمی سے چھوتے اسکی خون آلودہ آنکھوں کو چومنے لگا۔

"سینہ چیر کر میں اسکے ٹکڑے کر دیتا عالم اس نے میری بونی کی یہ حالت کی۔۔"

کیسے برداشت کی ہوگی اس نے اتنی تکلیف جسے میں نے پھول بھی کانٹوں والا نہیں تھا منے دیا میری معصوم بونی کی حالت کی ہے اس حیوان نے رہنے دیتے میرے لئے میں آنکھیں نوچ لیتا کتے کی۔۔۔" غصے طیش سے اسکی رگیں پھول چکی تھی وہ بالکل آپے سے باہر ہو رہا تھا کہ اسکا دل کر رہا تھا ابھی زمان اس کے سامنے آئے تو وہ اسے دو حصوں میں چیر کر کتوں کو کھلا دے۔

یا اس کتے کنگ کی گردن کاٹ کر اسے گھسیٹتے کانٹوں پر جیسے وہ معصوموں کو بھگاتا تھا

"نور۔۔۔! میری بونی آنکھوں کھولو دیکھو میں آگیا تمہارا داد آگیا ہے آنکھوں کھولو جان۔۔۔!" اپنی سرخ آنکھیں مسلتا ہوا وہ اسکی ہتھیلیاں دیکھتا ان پر بوٹ کے نشان کچلی ہوئی اسکن، اسے درد سے دوچار کر گئی کہ تڑپ کر اسے سینے میں چھپائے وہ اوپر دیکھتا آنکھیں میچ گیا

"کہاں ہے ڈاکٹر ز سر کب بھیج رہے ہیں؟" وہ بے چین ہوتا اپنی موبائل پر کانٹیکٹ کرتا ہوا اپنے افسر سے بولا۔

"ریلیکس آفیسر نکل چکے ہیں کچھ ہی دیر میں پہنچنے والے ہیں۔" آفیسر نے تحمل سے کہا وہ غصہ پیتا کال  
ڈسکنیکٹ کر گیا۔

"آجائو۔۔۔!" دروازہ ناک ہونے پر اسنے اجازت دی اور تکیے پر پڑی اپنی متاع جان کو دیکھا

"سریہ صاحب نے دیئے ہیں۔" ملازمہ سامنے بیڈ پر بیٹھے لڑکے کو بلیک یونیفارم میں دیکھتی اسکے خون آلودہ  
بوٹ ہلکی ہلکی شیو ہلکی مونچھیں، ہاتھوں پر پہنے بلیک گلووز وہ ملازمہ کا دل ساکت کر گیا۔۔

اسنے اپنے صاحب کو تو دیکھا تھا وہ خوبصورت تھا کافی اور فوجی کی وردی میں اس قدر حسین لگتا تھا کہ وہ بیان  
نہیں کر پاتی تھی خود سے

پر اس سامنے بیٹھے دھول مٹی خون سے آلودہ سیکرٹ ایجنٹ کی وردی والے نے اسکی دھڑکنیں ساکت کر دیں  
تھی۔

مسلسل خاموشی پر آلف نے سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں خاموش گم سم کھڑی ملازمہ کو پایا جسکے  
ہاتھ میں کپڑے تھے۔

"فرمائیے؟" گلا کھنکارتے آلف اسے ساکت مزید نہارنے پر چڑ کر مگر تمیز سے بولا۔

"اوہ جی! سرجی وہ صاحب نے یہ کپڑے آپکی بہن کیلئے دیئے ہیں۔" پری نے بتایا بھی تھا کہ وہ اسکی بیوی ہوگی جسے کپڑے دینے ہیں پر اسکا دل نہیں کر رہا تھا اس قدر سوہنے منڈے کی بیوی کا سوچنے کا۔۔۔

"یہ میری بیوی ہے بہن آپ کپڑے یہاں ٹیبل پر رکھ کر جاسکتی ہیں۔" اسنے میٹھے لہجے میں چبا کر کہا اور رخ نور کی طرف کر لیا جبکہ اسکے منہ سے اپنے لئے بہن سن کر وہ ہکا بکارہ گئی۔۔۔

"سوری پری میں آپکی بہن نہیں ہوں!" ملازمہ نے کپڑے پٹختے غصے سے کہا کہ آلف نے سرخ آنکھوں کی گھوری ڈالی وہ ہڑبڑا کر مڑی اور دل پر ہاتھ رکھتی وہاں سے نکلتی بھاگ گئی۔۔۔

مہوش علی

"عجیب مخلوق ہے!" بڑبڑا کر اسنے دروازہ بند کیا۔

اور اس ٹرے سے کاٹن اٹھاتا ہاتھ روم سے ایک کٹورا نیم گرم پانی کالا کر اسکی آنکھیں صاف کرنے لگا تھا۔

ساتھ ہی آہستہ آہستہ سے اسکے وجود سے بھاری کپڑوں کے بھوج جدا کرتے زخم پر پاپوڈین لگاتے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

وہ پور پور زخم تھی آلف اسکے نازک سراپے کے پور پر اپنے ہاتھوں سے مرہم کرتا لب دانتوں تلے دبا کر اس پر اپنے لب رکھ چکا تھا

یہ سوچیں دماغ کی رگیں پھاڑنے کیلئے کافی تھی کہ اسے ٹھوکرے ماری گئیں ہیں۔۔۔

جھک کر اسکی پشت پر لب رکھتے زپ بند کر دی۔۔۔



\*-----\*-\*-\*-----\*

خود پر گرم شدت بھرا لمس پا کر پری کسمائی اور کروٹ بدلنے لگی تھی کہ شیری نے اسے جکڑ کر اسکی کوشش ناکام کر دی۔

"چھ۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔!" اسے پیچھے دھکیلتی وہ پھڑپھڑائی۔۔۔  
"ڈارلنگ۔۔۔!!" اسکے ہاتھ تکیے سے لگاتے شیری نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔

اسنے جھپٹ کر آنکھیں کھولیں  
مطلب یہ خواب نہیں حقیقت تھی وہ سچ میں اسکے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

"آ۔۔۔ آپک۔۔۔ کب آئے؟" وہ آنکھیں مسلتی اسے دیکھ کر خوش ہوتی چلائی۔

"شش! بتایا تھا نا کہ گھر میں مہمان آنے والے ہیں آہستہ۔۔۔" ایک دم اسکے سرخ لبوں پر انگلی رکھتے وہ بولا  
پری کی آنکھیں پھیل گئی۔

"اک۔۔۔ کون۔ وہ ٹی وی والی دلہن آئی ہے؟" اسنے رازداری سے پوچھا شیر نے سر ہلایا جس پر پری کی  
آنکھیں چمک گئی۔۔۔

"ہمم!" وہ اسکے بالوں میں چہرہ چھپا کر بولا۔

"جلد سے مزید ارناشتہ تیار کرو انو بہت بھوک لگی ہے پھر نکلنا ہیں جلدی کرو۔۔۔" اسکا گال تھپتھپا کر بولتا وہ سیدھا لیٹ گیا۔

پری کا دماغ تو کہیں اور پہنچا ہوا تھا اگر حوریہ بیمار ناہوتی تو ضرور اسے بتاتی کہ اسکے پاس وہ ٹی وی والی دلہن آئی ہے۔۔۔

"شش۔۔ شیریں۔۔ وہ میں سیلفی لے سکتی ہوں اسکے ساتھ؟" وہ انگلیاں مروڑتی اجازت چاہنے لگی شیریں نے آنکھیں کھول پاس بیٹھی بیوی کو دیکھا جو اسکی غیر موجودگی میں اسکی ٹی شرٹ پہن کر سوتی تھی۔۔

"تم میرے ساتھ سیلفیاں لو ہنی۔" جھٹکے سے اسکا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا اور اسے بازوؤں میں جکڑتے پھڑ پھڑانے کی اجازت نہیں دی۔

"خوش آمدید خوش آمدید آخر آہی گئے واپس اپنی دنیا میں بیسٹ" ہیلی کا پٹر سے اسے اترتے دیکھ کر کنگ اپنی کامیابی پر قہقہہ لگاتا ہوا بولا۔

"کیسا رہا سفر بیسٹ؟ مجھے امید ہے تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی ہوگی اپنے کنگ کے پاس واپس لوٹنے میں۔" وہ طنزیہ جتا کر بولا۔۔۔

وہ مضبوط چال چلتا ہوا سرد تاثرات کے ساتھ بالکل اسکے سامنے رکا۔  
"ہماری دنیا میں واپس آنے پر خوش آمدید!" اسرائیل کی زمین پر قدم رکھے سامنے کھڑا کنگ اور اسکے ساتھ کھڑے باقی کے اسکے ساتھی خوش آمدید کرنے لگے۔

"اتنا خوش آمدید مت کہو کنگ کہ تمہیں رخصت کرتے وقت میں ٹھیک سے بائے بھی نابول پاؤں۔  
تم اچھی طرح مجھے جانتے ہو میں ان فار میٹیز سے دور رہتا ہوں، اسلئے سیدھے طرح بتاؤ۔۔۔۔  
میری بیوی کہاں ہے؟" اسنے فالتو کی بات کو نظر انداز کرتے سرد لہجے میں پوچھا۔

کنگ اسکے ہاتھ کی کلائی کو دیکھنے لگا جو خون سے آلودہ تھی پر اسے وہاں وہ (BK) کا اپنا نشان نظر نہیں آیا۔۔۔

اسنے مٹا دیا تھا وہ بالکل الگ بن چکا تھا اس سے۔۔۔ مطلب قطر اسرائیل کے ساتھی ٹھیک کہہ رہے تھے اس سے وہ اسکا نہیں رہا وہ پاکستان کا بن چکا ہے۔۔۔

"اپنے رائیٹ سائیڈ والے کو مار دو!" کنگ نے حکم دیا سب نے بڑے تجسس سے دیکھا تھا اور منتظر رہے  
بیسٹ کے ایکشن کے پر وہ خاموش کھڑا رہا جیسے سنا نہیں۔۔۔۔۔

"میری بیوی کہاں ہے کنگ؟" اس بار وہ ٹھہر ٹھہر کر غرایا، کنگ نے بہت ناگواریت سے دیکھا اسے جس نے اس کے حکم کو سنا ان سنا کر دیا تھا۔

وہ سب اسے حیرت بے یقینی سے سامنے کھڑے دیکھ رہے تھے۔

کنگ کے تعارف کرانے پر معلوم ہوا تھا وہ تاریک اندھیرے میں بغیر آہٹوں کے لڑ سکتا ہے۔  
آنکھوں پر پٹی باندھے بھی ہزاروں کے دل نوچ سکتا ہے۔

وہ اس قدر خطرناک تھا کہ منٹ میں کنگ کے قدموں میں دس لوگوں کے وجود کے پھڑپھڑاتے لو تھڑے نکال کر رکھ دیتا تھا۔

وہ تجسس کا پہاڑ جس نے دنیا میں اپنے بیسٹ نام، اپنی حیوانگی سے تھر تھری مچادی تھی آج سامنے تھا، آنکھوں پر پٹی خون آلودہ لمبا پھیلا وجود سینا تان کر دشمن کے سامنے بے فکر بے خوف تھا۔  
یہ جانتے ہوئے کہ کنگ غداری پر سزا موت دیتا ہے پر اسے فکر نہیں تھی۔

جبکہ اسکے پیچھے پروں کو گھماتا ہیلی کاپٹر تھا اور دائیں بائیں وہی گاڑی گارڈ جو اسے یہاں لیکر آئے تھے۔  
"تمہاری بیوی بالکل سیف ہے" میرے پاس "بیسٹ۔۔۔" اس نے میرے پاس پر کافی زور دیکر کہا جیسے اسکی مجبوری سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔۔۔۔۔

"میری طاقتوں کو آزمانے کی جرات مت کرو کنگ، میں آج بھی وہی حیوان ہوں۔" اسکے کہنے پر کنگ نے پاس کھڑے اپنے گاڑی کو اشارہ دیا۔

جس نے بے آواز بغیر آہٹ کے قدم پیچھے لیتے ہوئے بالکل بیسٹ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا سامنے۔۔۔



دونوں نے فضا میں آہستہ سے ہاتھ بلند کیے اور اسکے کانوں پر اپنے پنچے مارنے چاہے۔۔  
وہ قد وجود میں اسکے برابر کے تھے سفید سرخ رنگت والے۔۔۔

سب دم سادہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ اب وہ کیا کرنے والا ہے کیا کنگ کا کہا سچ ہو گا یا وہ پہلے وار پر ہی اپنے  
کان کے پردے پھاڑ چکا ہو گا۔

"آہ۔۔۔۔۔!" دونوں نے پوری قوت سے غراتے ہوئے اپنے پنچے مارنے چاہے ہی تھے دفعتاً وہ برقی کی  
تیزی سے جھکا

ٹھا کے ساتھ دونوں کے ہاتھ کی تالیاں بجی اور اگلے ہی لمحے چیخیں بلند ہوئی جب نیچے سے بڑا سا بھاری پنجا  
دونوں کے منہ پر آیا اور کھینچ کر دونوں کی پشت ایک دوسرے سے ٹکراتے اسنے پوری قوت لگائی اور اپنی  
انگلیاں انکی آنکھوں کے اندر تک گاڑھ کر نوچے۔۔۔۔

"آہ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔!" وہ دونوں منہ پر ہاتھ رکھے بلند چیخیں مارتے دھاڑ رہے تھے اور متبسم سا سعیر  
آہستہ سے آنکھوں سے پٹی کھولتا اس سرخ کپڑے پر انکی آنکھوں کا لہو صاف کرنے لگا۔

"اپنے کتے مجھ پر بھیجنے سے پہلے یہ کیوں بھول جاتے ہوئے کہ انکی فطرت ہوتی ہے بھونکنے سے پہلے کاٹیں  
گے نہیں۔" پینٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسائے وہ تمسخرے سے سامنے محل دیکھتا اور آگے انہیں کھڑا دیکھ کر

بولا

"تم واقعی میں بدل چکے ہو بیسٹ آئی ایم امپریس! تم اور بھی وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔۔۔  
تیز تلوار شیر کی دھاڑ ہو۔۔۔۔۔" کنگ نے خوش ہوتے کہا

"تمہیں معلوم ہے یہاں یہ سب پچاس ملکوں کے میرے ساتھی دہشتگرد موجود ہیں صرف تمہیں دیکھنے کیلئے  
بیسٹ۔۔۔۔۔"

ہزاروں سالوں میں، ہزاروں وجودوں میں صرف ایک وجود ملتا ہے بیسٹ کا۔۔۔۔۔ اور وہ تم ہو کروڑوں میں  
ایک۔۔۔۔۔" CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل  
"بہت کر لی بکواس کنگ! بتاؤ میری شہزادی کہاں ہے اگر اسے کچھ ہوا ہے تو یہ بیسٹ بعد میں، مت بھولو  
پہلے یہ سیر ہے!  
سیر عالم۔۔۔! عالم میں موجود ان حیوانوں کیلئے سیر!۔۔۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹ کر غرایا فضا میں سکوت  
چھا گیا اسکی غراہٹ کے بعد۔۔۔۔۔  
قطر کے شہزادے نے گھور کر کنگ کو دیکھا وہ گڑ بڑا گیا۔۔۔۔۔

"آؤ پہلے آؤ بیسٹ اندر آؤ اور اپنی شہزادی سے بھی مل لو اسکے بعد ہم تمہیں بتائیں گے تمہارا مستقبل کیا  
ہوگا۔" دائیں بائیں ہوتے اسنے سفید روش پر بچھے سرخ مخمل کے قالین کی سمیت اشارہ دیا۔

جسکے اینڈ پر وہ بڑا سا سفید گیٹ تھا جہاں سالوں پہلے بھی کچھ یوں ہی ایک گیٹ بنا تھا جس کے اندر داخل ہوتے  
اسکی زندگی بدل چکی تھی۔۔۔۔۔

سعیر نے سر جھٹکتے ہوئے قدم آگے بڑھائے کنگ نے مسکراتے ہوئے سب کو دیکھا۔

"رشتے انسان کو کمزور کر دیتے ہیں بیسٹ! یہ میں نے تمہیں سمجھا کر پھر ہی جذبات سے عاری کیا تھا۔  
پر تم بھٹک کر وہیں پہنچ گئے جہاں تمہیں نہیں جانا چاہیے تھا۔" کنگ اسکی پشت کو دیکھتا ہوا سوچنے لگا۔

اور سعیر کی سوچ اس سے مختلف تھی۔۔۔

رشتے احساسات کمزوری نہیں انسان کی طاقت ہوتی ہے۔۔۔

جیسے آج اسکی شہزادی کا احساس اسے کھینچ کر لایا تھا اس حیوان کے خاتمے کیلئے۔۔۔

یہ رشتوں کا مان احساس طاقت ہی تو تھی کہ جن پر آنچ آنے کا سوچتے ہی اسکے رگوں میں حیوان جوش سے  
ٹھو کریں مارتا اسے جگا کر درندگی تباہی پر اکسارہا تھا۔۔۔

اور وہ خود پر برف کی تہہ جمائے پہلے اپنی شہزادی کو دیکھنا چاہتا تھا سہی سلامت اسکے بعد ہی وہ فیصلہ کرے گا  
ان حیوانوں کو کیسی موت دینی چاہیے۔۔۔

گیٹ کے پاس پہنچنے پر گارڈز نے مودب سے سر کو خم دیکر سلام کیا اور بڑا سا گیٹ کھول دیا انکے اندر جانے  
کیلئے۔۔۔

اسکے اندر جانے سے پہلے اسکا ہیلی کاپٹر پرواز ہوا اور اسکی جگہ دوسرے نے سنبھالی جس میں ایک دیو قد کا سرخ  
انگڑوں جیسی رنگت والا بلند پہاڑ جیسا وجود باہر نکلا۔۔۔۔  
جونہایت ہی پھیلے وجود کا مالک تھا۔۔۔۔

"تم خوش نصیب ہو تمہیں پک کرنے اتنے لوگ آئے تھے بیسٹ جبکہ یہ سامنے آنے والا امریکہ کا ہر مقابلہ

جیتنے والا ڈیول ہے۔۔۔۔

دنیا جانتی ہے اسے پردیکھو یہاں کیسے اکیلے آ رہا ہے۔۔۔" سعیر نے سر جھٹک دیا اور اندر بڑھ گیا جبکہ اسکے  
دماغ کے کونے میں مقابلہ لفظ باز گشت کر رہا تھا۔۔۔۔

مہوش علی

کیا اسے یہاں بلانے کیلئے کنگ کا مفاد تھا؟  
کیا یہاں ان کا مقابلہ ہونے والا تھا پر کیوں؟

وہ اس محل کے اندر داخل ہوا سب مختلف راہداریوں سے گذر کر اندر بڑھ گئے جبکہ کنگ اسے لیکر ایک ہال نما  
روم میں لایا۔۔۔۔

جسکے ایک طرف بڑا سا بیڈ تھا تو دوسری طرف ایک سرسائز کے ساری مشین موجود تھیں۔

ٹریڈ مل، ویٹ، بار بیل، کروس ٹرینر، ڈیمب بیل سب کچھ تھا ہر وہ چیز تھی جو اسکی تیاری کیلئے ضروری  
تھی۔۔۔۔



ساری روم پر نظریں ڈالنے کے بعد جب وہ اپنی شہزادی کو نہیں پایا تو رخ کنگ کی جانب کیا۔

اسے الجھتے نا سمجھی سے دیکھتے ہوئے کنگ اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

"میری بیوی کہاں ہے تمہیں سنائی نہیں دیتا؟" ایک دم آگے بڑھتے اسکے کالر کو جکڑتے ہوئے وہ اس پر دھاڑا کہ کنگ کو لگا اسکے کان کے پردے پھٹ جائیں گے۔۔۔

جبکہ اسکی لہو بھوری آنکھیں اسکی آنکھوں میں گھور رہی تھی۔

اسکی حرکت کو دیکھتے سینکڑوں دیوار میں لگے الیکٹرونک سپر کارخ سعیر کی جانب ہو گیا۔

جسے کنگ نے مسکراتے اور سعیر نے غصے سے دیکھا۔

"قید سعیر عالم۔۔۔ ہا ہا ہا" وہ مکر وہ انداز میں قہقہہ لگاتا اسکی بے بسی کا مزاق بنا رہا تھا۔۔۔۔

"تم بے خبر نہیں کنگ مجھے کوئی قید نہیں کر سکتا، اور جو یہ جرات کرے گا وہ خود کو ہی جلا کر راکھ کر دیگا اسلئے

سنجھل جاؤ میری بیوی میرے حوالے کر دو اسکے بعد ہم حساب کتاب شروع کریں گے۔" وہ غرایا

"آں ہاں! بیسٹ سالوں بعد تمہاری کمزوری ہاتھ آئی ہے ایسے ہی جانے دوں تمہیں؟

چلو تمہیں بتا دیتا ہوں اس لحاظ سے کہ تم میرے بیسٹ ہو تمہیں میری طرف سے لڑنا ہے اب۔۔۔۔" وہ

کہہ کر رکا اور چلتا ہوا دیوار گیر اسکرین کے سامنے آتے اسے آن کیا۔۔۔۔

سعیر کی نظریں جب اسکی طرف اٹھیں تو ساکت رہ گئیں۔۔۔

"دیکھو تمہاری شہزادی کو شہزادی کی طرح رکھا ہے، مجھے احساس ہے وہ میرے بیسٹ کی شہزادی ہے میں اسکی قدر کرتا ہوں اسی طرح اب تم میری کرو گے!" وہ اسکے سر دسپاٹ چہرے کو دیکھتا بولا

سعیر کی نظریں اس اسکرین پر موجود تھیں جس میں اسکی شہزادی مچل کے ایک بڑے سے بیڈ پر دونوں ہتھیلیاں گال کے نیچے ٹکائے گہری نیند سو رہی تھی۔۔۔

اسکا پہنا لباس جسکی وجہ سے سعیر بھر گیا۔۔۔

گہرا گلا سیلیولیس بازو بڑے سے سرخ لباس میں وہ کسی شہزادی کی طرح ہی سوئی ہوئی تھی۔

اسکے سیاہ کھلے بال بکھرے پڑے تھے۔۔۔

دائیں بائیں دو لڑکیاں بیٹھی تھی۔

سعیر کی حسیں اسے الرٹ کرنے لگی وہ کیوں اس طرح آرام سے اس سے الگ ہو کر سو رہی تھی۔

اسکی شہزادی ٹھیک تھی۔۔۔؟؟؟ کیا ہوا ہے اسے کیا وہ اسے بھول گئی تھی؟

"بہت رور ہی تھی شہزادے کیلئے ہا ہا ہا

اسکی سہمی نے کہا تھا اسکا شہزادہ آئے گا اور وہ ابھی تک نہیں آیا اسلئے رو رہی تھی اور چپ نہیں کر رہی تھی اسلئے  
ہی مینے اسے آرام کی دوائی دی ہے وہ اس وقت سکون میں سو رہی ہے۔  
گھبراؤ مت تمہارے بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی۔  
کیا پتا وہ ایک الگ سعیر ہو مضبوط۔۔۔ بیسٹ!"

"خبردار میرے بچے کو بیسٹ کہا میں تمہاری جان نکال دوں گا!" ایک دم اس پر دھاڑتے وہ اسے مارنے کیلئے  
آگے بڑھتا ہی فضا میں آواز ٹھاک کی گونجی اور سکوت چھایا۔۔۔

پر یہ آواز اس کے پاس نہیں اس کے روم میں نہیں یہ آواز تو اس اسکرین کے پاس رکھے لائوڈ سے آئی تھی۔  
سعیر نے چونک کر دیکھا جہاں حورالعین کے پاس دائیں طرف بیٹھی لڑکی بیڈ پر منہ کے بل پڑی تھی اور خون  
اسکی گردن سے ابل کر نکلتا بیڈ پر گر رہا تھا۔

سعیر نے دھڑکتے دل سے نشانے کی طرف دیکھا اور یہ دیکھ کر اسکی جان پر بن آئی کہ وہاں بھی وہی دیوار میں  
ویسپرز نصب کئے گئے تھے اور کوئی دوسری طرف بیٹھا نہیں کنٹرول کر رہا تھا۔

دفعۃً اسکرین سیاہ ہو گئی۔۔۔

سعیر ہوش میں آتا کنگ کو دیکھنے لگا۔

"کھیل رہے ہو میرے ساتھ؟" اس نے تمسخرے سے پوچھا جبکہ نظروں کے سامنے اسکی معصوم بہن اور شہزادی کا چہرا گھوم رہا تھا۔

"اس محل میں چار سو رومز ہیں۔۔۔۔"

اور ان چار سو روم میں ایک میں تمہاری شہزادی موجود ہے۔

اور اسے پانے کیلئے تمہیں وہ کرنا پڑے گا جو میں چاہتا ہوں!" اسنے مکروہ آواز میں اصلی مقصد کیلئے آغاز کیا۔

"کیا چاہتے ہو؟" اسنے گرج کر پوچھا اور اس سکرین کو دیکھا جواب سیاہ تھی

"یہ کی ہے نامیرے بیسٹ والی بات بابا ہا" خوش ہوتے بلیک کنگ نے قہقہہ لگایا

سعیر نے ناگواریت سے اسکے شیطانی روپ کو دیکھا۔

"کل رات مقابلہ ہے سب دہشتگرد کو بیچ!"

تمہیں معلوم ہے چمن سے پاک فوج نے ہمیں برباد کر کے نکال دیا اب میرا مستقبل ٹھکانہ کوئی نہیں

رہا۔۔۔۔

پاکستان سے اسکی فوج پولیس نے سارے راستے بند کر دیئے، میرے سارے لوگ مارے گئے ہیں، تمنے زمان

کو بھی ختم کر دیا تو اب مجھے اپنے مستقبل کا سوچنا ہے۔۔

میرا اسرائیل اور قطر کے دہشتگردوں کے ساتھ مقابلہ ہے جس میں تمہیں اپنے جان کی بازی لگا کر وہ جنگ

جیتنی ہے اور انکی حکومت کو مجھے دلانا ہے، پھر چاہے تم میرا ساتھ دے سکتے ہو ہم ملکر حکومت کریں گے اگر

نہیں تو جیتنے کے بعد تمہیں تمہاری شہزادی دی جائے گی اور آزاد کیا جائے گا،



اور اگر ہار گئے! تو اس کی صورت میں تم تو وہیں جان سے جاؤ گے اور پیچھے تمہاری شہزادی کو بھی بھیج دوں گا، جس طرح مجھے تم پر یقین ہے بیسٹ تم جیتو گے!  
اور وہ مقابلہ جیت کر زندگی سے ہار بھی گئے تو میرا تم سے وعدہ ہے تمہاری شہزادی باحفاظت پاک بھیج دوں گا۔" وہ بات ختم کر کے اسے دیکھنے لگا۔

"اور ایک بات تمہیں باور کروادوں یہاں اپنا دماغ مت استعمال کرنا کیونکہ یہاں جتنے لوگ نہیں ان حساب سے کیمرہ لگے ہیں، اتنے ہی ہتھیار ہیں، تم پر اور تمہاری ایک ایک حرکت پر میں نے خاص نظر رکھائی ہے اگر تم میں کہیں سے بھی دھوکے کی بو آئی تو میں تمہیں جو دھوکہ دوں گا اسکی صورت تم ساری زندگی روتے رہو گے۔" کنگ کہتا بغیر رکھے وہاں سے نکلا پر نکلتے ہوئے یہ بولنا نہیں بھولا۔

"وقت ہے جتنی جو تیاری کرنی ہے کر لو، یہ دماغ میں رکھتے کہ تمہاری ذرا سی خاموشی تمہاری بیوی کی ہمیشہ کیلئے خاموشی بن سکتی ہے مائی بیسٹ ہا ہا ہا!"  
وہ اپنی سیاہ مکر وہ صورت لیے چلا گیا۔۔۔  
اسکے جاتے ہی سعیر نے سر جھٹکتے ہوئے اسکرین کو آن کرنا چاہا پر وہاں سیاہی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

"وہ ٹھیک نہیں!" اسنے بڑبڑا کر سامنے ٹیبل پر ہاتھ مارا اور غرایا

"تمنے اپنی موت کو دعوت دی ہے کنگ!  
مجھے یہاں بلا کر اپنی موت کو بلایا ہے۔" وہ غرایا اور روم تھس تھس کرنے لگا تھا۔

"کیا ہوا؟" موبائل کان سے لگاتے اسنے کرخت آواز میں پوچھا۔۔  
دوسری طرف اسکی آواز پر الفاظ تو ترتیب دینے لگے۔

"وی آر سوری بلیک کنگ۔۔۔!"

بچہ ابھی تین ماہ کا نہیں ہوا، ہمیں اسے ماں کے وجود سے نہیں نکال سکتے، اگر ہم نے ایسا کیا تو سب برباد ہو جائے گا!

آپ سمجھ رہے ہیں مطلب ابھی ہم بچے کا جنس معلوم نہیں کر پا رہے اسے ماں سے جدا کرنا مشکل ہوگا  
ڈسٹروئڈ ہو جائے گا۔ "ڈاکٹرز تحمل سے اسے اپنی بات سمجھانے لگی جبکہ ان کے بیچ مشینوں میں جکڑی بیڈ پر  
وہ سوئی ہوئی تھی۔

"کچھ بھی کرو جو چاہے کرو مجھے وہ بچہ چاہیے اور یہ تم لوگوں کے ہاتھ میں ہے کیسے کرتی ہو مجھے بس اپنے  
بیسٹ کا بچہ چاہیے اس پر میرا حق ہوگا۔۔۔" وہ غصے سے دھاڑا ڈاکٹرز سب سہم گئی اور ایک دوسرے کو

دیکھا۔

"تم سب جانتی ہو اگر مجھے وہ بچہ سہی سلامت دوسری عورت کے وجود میں ناملا تو میں تم سب کو ختم کر دوں گا  
اور یہاں سے نکل کر تم سب باہر جانیں سکتی جب تک میرا کام نہیں کر سکتی۔" اسکی آواز نے انکے روح لرزہ  
دیئے۔

"ہہ۔۔۔ ہم سوچتے ہیں کیا کرنا ہے!" پاس کھڑے ہتھیار لیس گارڈ سے خوفزدہ ہوتی وہ موبائل بند کر چکی تھیں اور اب ملکر سوچنے لگی تھی کہ کیا کرنا چاہیے۔۔۔۔

قسمت آزمانی چاہیے یا کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

"مجھے لگتا ہے ہمیں ایک بار قسمت ضرور آزمانی چاہیے! ہو سکتا ہے ہم کامیاب جائیں" ایک ڈاکٹر حور العین کے معصوم چہرے پھر اسکے پیٹ کو دیکھتے کہا۔

"تم جانتی ہو اس سب میں وہ اپنی جان سے جائے گی اگر ہم ہارے تو!" دوسری ڈاکٹر فوراً بولی

"تو اسکے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ بھی نہیں۔ اگر یہاں سے سب ڈسٹر ویوڈ ہوا تو ہمیں کنگ کو دوسرا آپشن دیں گے،

اور اگر ہم نے یہ ناکیا تو ہم کبھی اس قید سے آزاد نہیں ہو سکتے ہیں۔۔۔ پھر بھی تم سب کے پاس وقت ہے سوچ لو

اچھی طرح کیا اپنی قسمت آزمانے کیلئے میرے ساتھ ہو۔۔۔۔"

سینئر ڈاکٹر نے کہا وہ چار سوچ میں چلی گئی۔۔۔

"اچھے سے سوچو چار کے بعد بتاؤ۔" وہ انکی پیٹھ تھپتھپا کر اٹھی۔۔۔

"ہمیں انہیں ہاسپٹل شفٹ کرنا ہو گا رجنٹ!" ڈاکٹر نے چیک اپ کرنے کے بعد شہریار اور آلف کو مخاطب کیا۔

"ٹھیک تو ہو جائے گی خطرے کی تو کوئی بات نہیں نا؟" آلف نے تڑپ کر پوچھا ڈاکٹر کافی سیریس لگ رہا تھا اسے۔۔۔

جبکہ شیریں اسکی بھیگی پلکوں سرخ آنکھوں سے نظریں چرا رہا تھا۔  
پری ساکت سی دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی سامنے پڑی لڑکی کی حالت دیکھتے اسکا سانس خشک ہو گیا تھا۔۔  
بلکہ اسے خوف آ رہا تھا وہ دیکھ نہیں پار ہی تھی اسے پر اس کے بعد بھی ایک بار کا دیکھا بار بار اس کے سامنے گھوم رہا تھا کہ گھبرا کر سپید ہوتی رنگت کے ساتھ اسے وہاں سے نکل کر بھاگنا پڑا۔  
"ہاں ایک قریب ہاسپٹل۔۔۔" خوفزدہ پری کو جاتے دیکھتے شہریار نے کہا  
"اچھا ہوا گروہ گورنمنٹ ہو!"  
"گورنمنٹ ہاسپٹل کافی دور ہے یہاں سے، یہ پرائیوٹ ہے، اور جس کا ہے وہ کافی جان پہچان کا بندہ ہے۔" اس نے تفصیل بتائی۔

"ہم ایسے کسی پر یقین نہیں کر سکتے لوگ آجکل کامیاب ہونے کیلئے کچھ بھی کر رہے ہیں ایسا نا ہو جس ہاسپٹل میں ہم اسے ایڈمٹ کریں وہاں کا مالک ہاسپٹل کی کامیابی کیلئے اسے میڈیا کے سامنے کر دے، دیکھ تو رہے ہیں وقفے وقفے سے ٹی وی، نیوز، کیسے دونوں بہنوں کیلئے میڈیا نے ادھم مچایا ہوا ہے!"



اگر کسی کو معلوم پڑ گیا، تو اسکی جان کو سو فیصد خطرہ ہو سکتا ہے آگے آپ سب کی مرضی۔ "ڈاکٹر زکیمہ کر بیڈ پر پڑی نور کا معائنہ کرنے لگے۔۔۔

آلف کا دل کر رہا تھا دنیا ہی تھیں نہیں کر دے بالکل پاگل ہو رہا تھا کیا کرے اپنی بونی کو کہاں لے جائے اگر ایسے چھوڑا پھر تو وہ یا گونگی ہو جائے یا شاید بلا سنڈ۔۔۔

"نہیں۔۔۔!!" تصور کرتے ہی وہ جھرجھری لے اٹھا اور اپنی سوئی ہوئی زندگی کو دیکھا۔۔۔ کیا بچا تھا اسکے پاس اسکے علاوہ صرف یہی تو تھی اور ایک بھائی جس نے منہ پھیر لیا تھا۔

"تمہیں میں کچھ ہونے نہیں دوں گا کچھ بھی نہیں۔۔۔" وہ بڑبڑایا اور اسے دیکھنے لگا۔ اسکے پاس صرف یہی تو روپ نہیں تھا وہ صرف داؤد آلف ایجنٹ تو نہیں تھا وہ آلف بھی تو تھا۔

"کیا چاہیے ہو گا علاج کیلئے آپ سب کچھ بتائیں آپکو سب کچھ یہیں مہیا کر دیا جائے گا۔" سرد لہجے میں اس نے کہا اور اپنا موبائل نکال کر گینگ کو کال کرنے لگا تھا۔

"آلف یہ غلط ہے۔" شیریں اسکے ارادے سمجھ کر بولا

آلف نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا اور بولا تو صرف اتنا

"محبت میں سب جائز ہے!

اگر ضرورت پڑی تو ہسپتال بنا دوں گا اپنی بونی کیلئے اگر اسے کچھ ہو تو دنیا کو آگ لگانے سے گریز نہیں کروں

گا"

سرد بر فیلے انداز میں کہتا ڈاکٹر زکی بتائیں وہ ساری مشینز اور دوائیاں ہر ضرورت کی چیزیں منگوانے لگا چھوٹی سے چھوٹی کہ بعد میں پریشان ناہونا پڑے یا ذرا سالیٹ ناہوا سکی بونی کا علاج

"جلد لیکر یہاں پہنچو فاسٹ!" اس نے گرج کر حکم دیا وہ یس سر کہتے اپنے اپنے گھروں ٹھکانوں سے

نکلے۔۔۔

آلف نے کال ڈسکنیکٹ کرتے ہوئے موبائل جیب میں رکھا  
"عالم نہیں اسکا گینگ سہی!" معنی خیزی سے مسکراتا ہوا بولا شیریں سر ہلا گیا۔۔۔

"آؤ تب تک فریش ہو جاؤ پھر کھانا کھاتے ہیں۔" شیریں نے اسکے بازو کو پکڑا آلف نفی میں سر ہلاتا رہ گیا۔

"جب تک اس کا خون بہتا نہیں دیکھو گا اسے تڑپتے نہیں دیکھو گا جنہو نے ہمارے ملک میں اس قدر  
حیوانیت پھیلانی ہے ایک بوند پانی نہیں پیوں گا۔" وہ سرد لہجے میں بولا شیریں کا دماغ سنسنا اٹھا

"کچھ دیر میں ہمیں آرڈر ملنے والے ہیں ہمیں نکلنا ہو گا اسرائیل اور تم یہ سب کر رہے ہوں پاگل ہو؟"

"ہمارے ملک کے دشمنوں کو پہنا دینے والے کا جب لہوند یو کی طرح بہتا دیکھو گا تب ہی سکون سے کچھ  
کھاؤں گا بس" وہ اپنے الفاظ ارادوں سے پیچھے ہونے کیلئے تیار نا تھا۔

شیری اسے خاموشی سے دیکھتا رہ گیا جسکی کرب بھری نظریں نور العین پر ٹکی تھی۔۔  
جبکہ وہ کتنے دنوں سے بغیر کھائے پیے چل رہا تھا۔

"صاحب کوئی عارب اور مسی آئے ہیں۔" ملازمہ دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوتی شیری کو بتانے لگی  
دونوں نے چونک کر دیکھا اور فوراً سر ہلاتے انکے پیچھے آئے۔۔

"عالم کہاں ہے؟" مسکان آلف کو دیکھتی اسکی طرف لپکی  
جبکہ سہمی انہیں خاموشی سے دیکھ رہی تھی

وہ اسے یہاں اپنے بھائی سے ملانے لائے تھے پر یہاں تو پوچھا جا رہا تھا عالم کہاں ہے۔  
اسنے حیرت سے عارب کی طرف دیکھا جسکی آنکھیں لہو ہو رہی تھی۔

"آلف جواب دو میری حور العین کہاں ہے؟" وہ آپے سے باہر ہو کر غرائی  
پری حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔  
اسے تو وہ مووی والی ہیر وئن لگی جو غنڈوں سے لڑتی ہیں۔۔

اسکا دل آج اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر مچل تھا کہ کاش وہ اس کے ساتھ بھی سیلفی لیتی اور حوریہ کو دیکھاتی  
پرسدا افسوس یہاں ماحول اس قدر خطرناک لوگوں کو دیکھ کر گرم ہو رہا تھا اور اس چڑیاسی دل رکھنے والی لڑکی  
کا سانس رک رہا تھا مجبوراً شیری کے آتے ہی وہ کھسک گئی۔۔

"پتا نہیں کون سے غنڈے غنڈی آئے ہیں،، ویسے یہ کون سا ان سے الگ ہیں لوگوں کو تو ایسے ہی بے دردی سے مارتے ہیں شاید اللہ نے ایک ہی کمپنی کے بنائے ہیں، اور جو میری جیسی ہیں وہ تو غنڈہ موالی کمینہ لے گیا۔" وہ سوچ کر وہاں سے نکلی۔۔

"کنگ کے پاس گیا ہے حور العین کو چھڑوانے!" شہر یار نے آلف کو خاموش دیکھا تو بتایا

مسکان عارب سہمی تینوں کے سروں پر جیسے آسمان ٹوٹ پڑے۔۔۔  
کانوں سے بہرے اور آنکھوں کے سامنے جیسے دھند سی چھا گئی ہو۔۔۔۔  
وہ تینوں ہی تو کنگ سے واقف تھے کہ وہ کتنا گھٹیا چالاک حیوان ہے اس کے بھائی کا کیا ہوگا۔۔۔  
"ج۔۔۔ حور۔۔۔ مم۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ لے گیا!" مسکان سپید پڑتی بڑبڑائی۔۔  
"عالم نے نہیں بچایا اسے؟" وہ حیران ششدر سا بولا  
"اسے بچانے کیلئے ہی وہ کنگ کے بلاوے پر چلا گیا جانتے ہوئے کہ وہ حیوان ضرور کچھ پلان کیے بیٹھا ہوگا۔"  
آلف نے کرب بھرے لہجے میں کہا۔

مسکان عارب سکتے میں چلے گئے کسی کا سہمی کی طرف دھیان نہیں گیا۔۔۔  
جسکی رنگت پل پل زرد پڑ رہی تھی۔



"لوکیشن کیا ہے جہاں عالم کو لیکر گئے ہیں؟" مسکان ہوش میں آتی شیری سے پوچھنے لگی  
اسکے قریب آتے ہی ملازمہ جو آلف کے پاس کھڑی اسے دیکھ رہی تھی اسے دیکھتی آنکھیں پھیلانے پر  
ہٹ گئی۔

"تمہیں یہیں رہنا ہے مسی کچھ دیر میں ہم یہاں سے نکل رہے ہیں اور عارب کی وہاں کافی ضرورت پڑ سکتی  
ہے اسلئے تمہیں یہیں پیچھے رہنا ہوگا۔" وہ اسے اسرائیل میں موجود کنگ کے ٹھکانے اور محل کی لوکیشن دیتا

بولتا۔

مسکان خاموشی سے موبائل میں لوکیشن دیکھتی محل کی، پیچھے ہٹ گئی۔

"نن۔۔ نہیں مم۔۔ میرا ششہ۔۔ شہزادہ!!" سسی سانسوں کے اٹکنے پر گہرے گہرے سانس لینے کی کوشش  
میں نڈھال سی نفی میں سر ہلاتی بولی  
عارب نے تڑپ کر اسکی سرگوشی سنی۔۔

"سمعیہ۔۔!!" اسے لہرا کر صوفے پر گرتے دیکھ کر وہ چیخا  
"سسی۔۔!!" مسکان بوکھلا کر اسکی سمیت بھاگی جسکا سر عارب کی گود میں تھا اور وہ اسکا گال تھپتھپا رہا تھا۔

"سرپانی!" ملازمہ نے آلف کو پانی دیا جس نے جھپک کر لیتے سمعیہ کے پاس آیا ہی تھا کہ عارب نے اسکے ہاتھ سے  
گلاس چھین کر چھینٹیں خود ماریں اسکے چہرے پر۔۔۔

شیری اور آلف نے چونک کر اسکے جنونی روپ کو دیکھا۔

"سہمی آنکھوں کھولو دیکھو کچھ نہیں ہوگا عالم کمزور نہیں وہ لڑ سکتا ہے سب سے،، وہ اپنے دشمن کو ضرور ختم کرے گا ضرور اسے مٹی میں ملا دیگا آپ آنکھیں کھولیں پلینز سہمی تنگ مت کریں۔" اس کے گال پر ہاتھ رکھے وہ اس کا چہرہ اتھامے عاجزی التجائیہ انداز میں کہتا اسکی آنکھوں سے بہتے اذیت کے آنسوؤں چننے لگا۔۔۔

اس دوران کسی کو احساس ہی نہیں ہوا مسکان کا کہ وہ کہاں غائب ہو گئی بیچ سے۔۔۔۔

اسے معلوم تھا سب کچھ پیچھے وہ سنبھال لیں گے پر اس کا عالم اور اس کا بچہ اکیلا ہے۔۔۔

وہ ناک کیے اندر داخل ہوئی ڈاکٹر نے مڑ کر اسے دیکھا اور مسکان ان پر دھیان دیئے بغیر لب بھینچے بیڈ پر پڑی نور کو دیکھ کر پل کو آنکھیں تکلیف سے میچ گئی۔۔۔

"اگر اسکی یہ حالت ہے تو اسکے بچے کی کیا حالت کریں گے" اس کا دماغ سوچ کر سنسنا اٹھا رگوں میں خون لاوا بن کر بھڑک اٹھا اور وہ بغیر کسی کی طرف دیکھے وہاں سے بھاگنے کے انداز میں سنہری آنکھوں میں لہو لیے نکلی۔۔۔

آخری بار اسنے موبائل نکال کر دیکھا اور جو دیکھنا چاہتی تھی ویسا کچھ نہیں تھا۔۔۔

"آئی ہیٹ یو اڈیٹ!" وہ غراتی موبائل پوری قوت سے دیوار پر مار کر کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔

گاڑی کا ڈور کھول کر اسنے اپنا مفکر وہیں پھینک دیا اور جیسٹک کی زپ بند کرتی وہ گاڑی میں بیٹھی۔۔۔

"اب یا ہم نہیں یا تم نہیں کنگ۔۔۔!!" وہ ایک عزم سے کہتی وہاں سے گاڑی بھگا لیکر گئی۔۔۔۔

"مع۔۔۔ عارب میرا بھائی۔۔۔!" آنکھیں جھپک کر سہمی روتی ہوئی اسکا ہاتھ پکڑ کر سسکی

"کچھ نہیں ہوگا آپ ہمت کریں دعا کریں کچھ نہیں ہوگا آپکے بھائی کو سہمی جی۔" آلف گھٹنوں کے بل پاس صوفے کے بیٹھ کر بولا عارب نے آنسوؤں صاف کرتے سر ہلایا

"آپکے بھائی ابھی زندہ ہیں انکے ہوتے ہوئے ہمارے عالم کو کچھ نہیں ہو سکتا آپ دعا کریں اللہ آپکی سنتا ہے وہ آپ سے بہت پیار کرتا ہے اپنے بھائی شہزادی کیلئے دعا کریں کہ انہیں اپنے حفظ امان میں رکھے۔" شیریں بھی محبت سے بولتا سمجھانے لگا

مہوش علی

سہمی تینوں کے چہرے کو دیکھتی سر ہلا گئی۔۔۔

"مجھے نماز پڑھنی مجھے جائے نماز دیں۔۔۔" وہ فوراً اٹھتی رب کے دربار کی طرف بھاگی کہ اس بار نہیں۔۔۔ اب وہ برداشت نہیں کر سکتی پہلے سسکتی حیوانوں کے چنگل میں پھنس گئے دونوں بہن بھائی ساری جوانی ان درندوں نے نوچ لی ساری زندگی افیت میں گزری اب نہیں۔۔۔

انہیں بخش دے اب اور امتحان نالیں اسکے بھائی کو اپنے حفظ امان میں رکھے۔۔۔

پری نے اسے وضو کا پانی دیا وہ روتی ہوئی وضو کرتی انکی آنکھیں نم کر گئی۔۔۔

اسکے آنکھوں کے سامنے وہ سیاہ حیوان گھومنے لگا جس نے اسکی کلائی میں پہنی وہ سرخ چوڑیاں توڑیں تھی۔۔۔

جسنے اسکے خوبصورت سے خواب آنکھوں سے نوچ کر اسکے پور پور پر اپنی حوانیت کا ثبوت دیا تھا۔۔۔  
جسکی درندگی نے اسے ہفتوں تک دنیا جہاں سے غافل کر کے ڈاکٹروں کے حوالے کر دیا تھا۔۔۔

اسکا وجود ابھی بھی تو دکھ رہا تھا وہ سجدے میں سر جھکائے پھوٹ پھوٹ کر روتی دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔

"نہیں میرے مالک کوئی تکلیف مت دینا۔۔۔

میں برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔

جوانی سے اس عمر تک تکلیفیں جھیلیں ہیں اب نہیں۔۔۔

اماں کہتی تھی جن پر تکلیف امتحان آتے ہیں ان پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔۔۔

یا اللہ میرے بھائی پر اپنی رحمت نازل کر اسے ہر امتحان میں سرخرو کر

وہ ایسے نالوٹے دشمنوں کا سینہ چیر کر واپس آئے اپنی شہزادی کے ساتھ۔۔۔

ان حیوانوں کا سینہ نوچ کر انکی غلیظ آنکھیں نوچ لے میرے مالک اسے طاقت دینا وہ ان حیوانوں کا مقابلہ

کر سکے اسے وہ طاقت دینا جو آپ شیطان سے لڑنے کیلئے اپنے پیارے بندے کو دیتے ہیں میرے سوہنے

رب"

روم کے کونے کونے سے اسکی سسکی اٹھ رہی تھی اسکی پکاریں آہیں اٹھ رہی تھی جبکہ آلف عارب شیریں

مشینیں اندر رکھواتے انہیں سیٹ کر رہے تھے۔۔۔

پری کچھ ناسوجھتے وضو کر کے سمعیہ کی تکلیف کو محسوس کرتی روتی ہوئی قرآن کی تلاوت کرنے لگی۔



"تم لوگ یہاں کی فکر مت کرو یہاں میرے آدمی انکی پوری پروٹیکشن کریں گے۔۔۔" عارب سب سیٹ کرتے کہا

"گڈ ابھی کچھ دیر میں آفیسرز پہنچنے والے ہیں یہاں رکنے کیلئے۔۔"

ہمیں لگتا ہے اب ہمیں نکلنا چاہیے آرڈرز آگئے ہیں۔" آلف نے سوئی ہوئی گہری نیند میں نور العین پر ایک نظر ڈالتے اپنے موبائل کی اسکرین پر موجود میسج کو پڑھ کر کہا۔

\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \_ \_ \_ \_ \*

"یہ۔۔۔! اسکا ڈیٹریک کرو" اسنے دیوار میں لگا لیپ ٹاپ نکال کر آفیسر کے حوالے کیا وہ لیکریس سرکہتا باہر کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بھاگا۔۔۔

ابھی رات ہی تو اپنی بیٹی کو سلا کر اسنے وہ ایم ایم ایس دیکھا تھا اور پھر اسلام آباد میں صرف آلف شہریار کی موجودگی عالم کی غیر موجودگی کو سنتا فوراً فوسرز لیے افغانستان کی وہی جگہ پہنچا جہاں زمان کو عالم نے موت دی تھی۔

وہ عالم کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا اسکا احسان اسے چکانا تھا اور اسنے سوچ لیا تھا وہ چکائے گا کچھ بھی ہو جائے۔۔۔ اپنی بیٹی کو پروٹیکشن دیئے وہ اب یہاں ایسا ثبوت ڈھونڈ رہا تھا جس سے وہ عالم تک پہنچ جائے۔۔۔

یہاں سوال صرف عالم کے احسانوں کا نہیں اسکی کزن کا تھا اس ملک کے محسن جس نے بغیر کسی مفاد کے اتنے درندوں کا خاتمہ کیا تھا اسے ایسے کیسے اب اکیلے چھوڑ سکتے تھے۔۔۔۔

"بے شک سعیر عالم تمہاری گمشدگی کی فائل پہلے بند کی گئی تھی پر اب نہیں۔۔  
اب یہاں کوئی فائل بند نہیں ہوگی۔۔

اس بار اس درندوں کی آنکھیں نوچی جائیں گی جس نے ہمارے معصوموں پر ظلم ڈھائے ہیں۔"

"سر۔۔۔۔! یہ کوڈورڈز۔۔۔!" وہی آفیسر ایک چٹ پر کوڈورڈز لکھ کر اسکی سمیت بھاگتا آیا۔

مہوش علی

"(PFZPW+CY)"

"اسکا کیا مطلب ہو اسر؟ صرف یہی شو ہو رہا ہے آئی تھنک جس نے بھی یہ کنیکٹ کیا ہے بہت چالاکی سے کسی ماہر سے کنیکٹ کروایا ہے کوئی ڈیٹا شو نہیں ہو رہا۔"  
ارمان نے حیرت سے دیکھتے پوچھا۔

برہان لب بھینچ کر دیکھ رہا تھا۔

"PFZ PW + CY"

یہ کس کا کوڈ ہو سکتا ہے۔۔۔۔ کوڈ کو چینیج کیا ہے الجھانے کیلئے۔۔۔"

وہ سوچتا بھئی آگ سے ایک کوئلہ اٹھا کر نیچے بیٹھا اور زمین وہ الفاظ لکھنے لگا۔

دوسرے ہاتھ میں موبائل تھا مے وہ انکے بیک ورڈز بھی دیکھ رہا تھا پر ایسا کچھ ان سے معلوم نہیں ہوا تو وہ زمین پر لکھے الفاظ پر غور کرنے لگا۔

“P9, F7, Z2, P9, W3+C5, Y.....”

وہ انہیں لکھتا غور کرنے لگا۔

“PW+ , 93+”

وہ مسکرایا یہ یہیں کا کوڈ تھا۔۔۔۔

”سریہ تو افغانستان کو کوڈ ہے مطلب دوسرے کا بھی اس میں ہی ہے؟“ ارمان پاس بیٹھ حیرت سے ششدر ہوتا بولا۔

برہان نے کندھے اچکا دیئے۔۔۔

اور باقی کے الفاظ کی طرف متوجہ ہوا۔

”972۔۔۔۔“ اسنے یہ الفاظ موبائل میں سرچ کیے پر ایسا کوئی کوڈ نہیں تھا۔

"792----" اس پر بھی ٹرائی کیا پر کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔

729-----

"بار کوڈ۔۔۔۔۔"

"اسرائیل کوڈ۔۔۔۔۔" وہ ہاتھ جھاڑتے اٹھا اور ان الفاظ کو بوٹ سے مٹایا۔

"پر سر CY۔۔۔۔؟" باقی کے الفاظ دیکھتا ارمان نے پوچھا

"ہر الفاظ کی معنی نہیں ہوتی اور جنگی ہوتی وہ چھپتی نہیں۔"

مہوش علی

\*-----\*

"میں لڑوں گا پر ایک شرط پر۔۔۔۔۔!" سوچ سوچ کر وہ پاگل ہو گیا تھا اور اب ایک فیصلہ کیے کنگ کو بلا یا جو  
مکروہ آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیسی شرط؟" کنگ نے غصے سے گھورا

"مجھے میری بیوی سے ملا یا جائے اسے مجھے سامنے دیکھنا ہے پھر کوئی جنگ مقابلہ ہو گا ورنہ نہیں۔۔۔۔۔!" وہ

سرد آنکھوں سے اسکی سیاہ کالی آنکھوں میں دیکھتا بولا



"ایسا کچھ نہیں ہو رہا۔۔۔"

تمہاری بیوی ٹھیک ہے۔۔۔! تم لڑو گے اسے پانے کیلئے ورنہ میں جو کرتا ہوں اسکا تمہیں معلوم ہے۔۔۔"

کنگ آپے سے باہر ہوتا دھاڑا۔۔۔

سعیر نے غصے سے پھر کر اسکے کالر کو مٹھیوں میں جکڑا۔۔۔

"مجھے میری بیوی کو دیکھنا ہے آنکھوں کے سامنے ورنہ میں تو مروں گا ساتھ تمہیں بھی مار دوں گا اتنا تو تم مجھے جانتے ہو۔۔۔!" وہ اسکے منہ پر دھاڑ رہا تھا

اور اتنی ہمت اس میں ہی تھی جو کنگ کا مقابلہ کر سکتا تھا اس سے کنگ باخوبی واقف تھا۔

"بیسٹ تم کھیل نہیں سکتے میرے ساتھ۔۔۔ مجھے پتا ہے اپنی بیوی کو سامنے پا کر تم ہاتھ سے نکل جاؤ گے اور سن لو میں ایسا کوئی رسک نہیں لوں گا مجھے تم پر اب یقین نہیں رہا۔۔۔!" اسنے غراتے ہوئے سامنے اسکرین آن کی جس میں حورالعین ویسی ہی سوئی ہوئی تھی صرف کروٹ بدلی گئی تھی

"اسے نہیں اسکے اوپر دیکھو۔۔۔!" کنگ نے اسکی توجہ اوپر چھت پر ڈالائی جہاں ہتھیار سمیت لیزر لائٹ کو کنٹرول صرف ایک شیشے کی تہہ کیے ہوئی تھی۔۔۔

سعیر کا دل جیسے کسی نے نوچ لیا۔۔۔

"اب بتاؤ تم لڑ رہے ہو! تمہارے پاس صرف چند گھنٹے ہیں تیاری کے؟" اسنے اسکی حالت پر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

سعیر نے بھوری لہو آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

"بتاؤ سعیر تمہاری ایک نا سے ختم کر سکتی ہے۔۔۔

جوسار اسارا وقت عالم شہزادے کا ورد کرتی رہتی اسی کی وجہ سے۔۔۔ ہمیشہ۔۔۔

"بس!!!!" وہ غرایا اور کنگ کی طرف لپکا پر اسکی تصویر سامنے آتے اسکے قدم زمین نے جکڑ لیے۔۔۔

"نہیں مار سکتے مجھے سعیر میری جان کو ذرا سی ٹھیس پہنچی وہاں سے دیکھتا کیمرہ فوراً تمہاری جان کی جان نکال لے گا ہا ہا

"اب بتاؤ لڑو گے کرو گے مقابلہ ان حیوانوں سے؟؟

تمہارے پاس طاقتیں ہیں تم اپنی شہزادی کو بچا سکتے ہو۔۔۔

اگر تم خود کا سوچ۔۔۔

"میں لڑوں گا۔۔۔!" وہ اسکی بات کاٹ کر دھاڑا

اسکی تھی ہی وہی کیا اسے چھوڑ کر وہ خود کا سوچ سکتا تھا۔۔۔

وہ تو صرف نام کا مطلبی تھا کبھی اسے چھوڑ کر بھول کر اپنا مطلب نہیں دیکھ سکتا تھا اور کب اسے کہا تھا وہ اپنے آپ سے محبت کرتا ہے۔۔۔

"اسنے محبت تو اپنی ماں بہن سے عشق اور بیوی کو چاہا تھا اگر انکے لئے اسکی طاقتیں کام نہیں آئیں گی تو کس کیلئے ہوں گی؟؟"

"خوب بہت خوب مجھے تم سے یہی امید تھی۔۔۔!" اسکا جواب ملتے ہی وہ اسکرین واپس سیاہ ہو گئی

"تمہیں اسکی ضرورت پڑ سکتی وہاں حیوان تم سے بڑھ کر ہیں۔۔!" انگ نے سیر کو مشینوں کی سمیت اشارہ دیا

وہ ایک نظر ڈالتا ہوا حور العین کو سوچنے لگا۔

حور العین کی جب آنکھ کھلی تو سامنے خاموشی سے دیکھنے لگی جبکہ اسکے گرد ساری ڈاکٹر زکھری تھیں۔

ڈاکٹر نے حیرت سے اسے دیکھا جو سامنے دیکھ رہی تھی بغیر اپنے گرد موت کو دیکھے۔۔

ایک ڈاکٹر نے ہاتھ بڑھا کر اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا پر وہ بغیر پلکیں جھپکے اپنی سوچوں میں تھی۔۔

اسے اپنے گرد سناٹا محسوس کر کے خوف سا آ رہا تھا۔ وہ آنکھیں گھمانے لگی۔۔

"مما۔۔!!" اسنے اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کی پر وہ بیڈ کے ساتھ لگی کڑیوں میں قید تھے۔

"کوئی ہے۔۔۔!"

پاپا مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔!" وہ رونے لگی وہاں کھڑی ڈاکٹر کی رنگت زرد پڑ گئی لب بھیچے انہوں نے مڑ کر سفید شیشے اور پردے کے اس پار کھڑے گارڈز کو دیکھا۔

"شش۔۔۔ ش از بلا سنڈ!" ایک سرگوشی سی منہ سے نکلی ڈاکٹر کے وہ قدم پیچھے لینے لگی۔

حور نے چونک کر اس سرگوشی کو دیکھا۔

"کون ہے؟ پلیز میری مدد کریں مجھے کھولیں ڈر لگ رہا ہے۔" وہ روتی پھڑپھڑا کر بولی اسکی خوبصورت آنکھوں سے گرتے آنسوؤں گالوں پر دیکھ کر انکا حلق خشک ہو گیا۔

"ش از بلا سنڈ!! آئی کانٹ۔۔۔! نو نو پلیز!" ہاتھ میں موجود انجکشن پھینک کر ڈاکٹر ہذیاتی انداز میں چیختی پیچھے ہو کر وہاں سے نکلتی بھاگی کہ ایک دم سامنے گارڈ کھڑے ہو گئے۔

سب سانس روکے پردے ہٹائے دیکھنے لگی حور کی مانوسانسیں حلق میں پھنس گئی۔۔۔

وہ اپنے مزید الفاظ روکے وحشرہ سی انہیں دیکھنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی۔۔۔

"اک۔۔۔ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ ہے مم۔۔۔ مجھے چھوڑیں جانے دیں مجھے۔۔۔!! ان۔۔۔ نور ماما مجھے

بچائیں۔۔۔ مم۔۔۔ میرا شہزادہ آئے گا" بے ربط سانسوں کے درمیان وہ چیخیں مارنے لگی۔۔۔



وہ اسے دیکھتی پردہ ہٹا کر اس ڈاکٹر کا انجام دیکھ رہی تھی جو بھاگنے لگی تھی۔

"ریلیکس بے بی کچھ نہیں ہو رہا!" سینئر ڈاکٹر اسکے پاس آئی اور اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔  
حور نے بھیگی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جاؤ واپس!" گارڈ نے ڈاکٹر کو پیچھے دھکیلا

وہ روتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"نہیں جائوں گی!" وہ چلائی

اسکی چیخ پر گارڈ نے اسکی طرف قدم بڑھائے پر وہ پیچھے نہیں ہٹی

اس سے یہ گناہ نہیں ہو پارہا تھا۔

"وہ ایک مسلمان ہو کر دوسری مسلمان کے ساتھ یہ نہیں کر سکتی تھی اور وہ بھی اس قدر معصوم بلا سنڈلڑکی کے ساتھ۔"

"جاؤ۔۔!!" وہ سب ملکر دھاڑے اس پر

"میں نے کہا نہیں!!" وہ بھی غرائی

گارڈ نے گھورتے ہوئے اسکے ماتھے پر گن رکھی۔

"جاؤ گی یا مرنا پسند کرو گی؟" وہ اسکی سپید رنگت دیکھتے تمسخرے سے ہنستے ہوئے بولے۔

اس ڈاکٹر نے بے بسی سے پیچھے مڑ کر ان ڈاکٹرز کو دیکھا جو اسے منت کر رہی تھیں واپس آنے کیلئے۔  
اور وہ پیچھے بیڈ پر پڑی حور کو دیکھتی اسکی آنکھوں کے آنسوؤں دیکھنے لگی۔

"یا اللہ یہ کیسا امتحان ہے!" وہ روتی آنکھیں میچ گئی تب ہی اسکی نظروں کے سامنے محبوب شوہر اور بیٹے بیٹیوں کا چہرہ الہرایا۔

ماتھے پر گن کا دباؤ بڑھا اور وہ اپنے شوہر کے محبت بھرے لمحات بچوں کے ساتھ گزارے خوبصورت لمحات یاد کرتی نفی کرنے لگی۔

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ" بند آنکھوں سے وہ مسکراتی بولی تبھی ہی فضا میں ٹھا کے ساتھ اسکی ایک سسکی گونجی۔۔۔

"اور کون ہے آجائے سامنے!" اسکے لاش کو ٹھوکر مار کر سائیڈ کرتے وہ دھاڑے کر بولے  
منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیاں دباتی وہ شیشے پر لگی خون کی چھینٹوں کو دیکھتی پردے برابر کیے حور العین کو دیکھنے لگیں۔

"میں اپنی جان نہیں دے سکتی!" سینئر ڈاکٹر چیخی اور اس شہید ڈاکٹر کے پھیکے انجکشن پرپائوں رکھتی دوسرا انجکشن اٹھانے لگی تھی۔

حورالعین آنکھیں میچے نفی کرنے لگی۔۔۔

"کوئی نہیں آرہا اللہ۔۔۔"

آپ تو آجائیں۔۔۔ مجھے بچائیں۔۔۔ میں نہیں مرنا چاہتی۔۔۔ مجھے اپنے شہزادے کے پاس جانا ہے چھوڑیں مجھے۔۔۔! "اپنی کلاسیاں بیڈ پر مارتی وہ سسک رہی تھی ڈاکٹر لب بھیج کر منہ پر ماسک چڑھائے اسکے گرد گھوم گئیں۔

حور کو لگاموت اسکے سر پر آگئی ہے اور ڈرنے اسکے سارے حواس جکڑ لیے۔۔۔  
یہ کیا تھا کون سی وحشت تھی وہ سمجھ نہیں پارہی تھی نا ہی یہ جانتی تھی وہ کہاں ہے۔۔۔

اسے لگ رہا تھا وہ اجالوں سے دور ہے! بہت دور ایک تاریک اندھیری کی کوٹھی میں جہاں نا کوئی انسان ہے نا ہی اجالابس حیوان ہیں اسے نوچنے کیلئے۔۔۔  
سوچ کر اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔

"تمہیں ڈر لگ رہا ہے؟" اسکے کان میں گھمبیر مردانہ سرگوشی ہوئی۔  
اور ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی بالوں پر ہاتھ پھیرے اسکا سر اپنے نام سے دھڑکتے سینے پر رکھے پاس بیٹھا ہے

اسکے بہت قریب۔۔۔

"ہے۔۔۔ ہاں ب۔۔۔ بہت ایسا ل۔۔۔ لگ رہا ہے جیسے یہ یہ ٹھاکا کی آواز میں نے سنی ہے۔۔۔" وہ سر ہلاتی گولی کی آواز یاد کرتی بولی۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے نا! جب ڈر لگے تو کیا کرنا چاہئے؟" اس کے سر پر بوسہ دیکر وہ بولا۔

"آ۔۔ آیت الکرسی پڑھنی چاہیے۔۔ اس سے اللہ حفاظت کرتا میری۔" وہ روتی مسکراتی بولی ڈاکٹر ساکت ہاتھ روکے اسے دیکھنے لگی جو خود سے ہی باتیں کر رہی تھی۔

"شبابش میری شہزادی! ہاں اب پڑھو۔۔۔" اسکی شاباشی پر وہ مسکراتی سر ہلا گئی۔

"آپ پڑھائیں مجھے۔۔۔۔۔" وہ دماغ پر زور دیتی ہوئی ناکام ہو کر بولی اسنے مسکراتے سر ہلایا بھلا اپنی شہزادی کی بات ٹال سکتا تھا۔۔۔۔۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" ایک گھمبیر مگر خوبصورت سحر انگیز آواز اس کے کانوں میں گونجی وہ سر ہلاتی دہرانے لگی۔

اور اسے بسم اللہ پڑھتے سن کر ان ڈاکٹر کے ہاتھ کانپنے لگے۔۔۔

"اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (۲۵۵)

ترجمہ:



اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خود زندہ ہے، دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور لوگ اس کے علم میں سے اتنا ہی حاصل کر سکتے ہیں جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی آسمان اور زمین کو اپنی وسعت میں لئے ہوئے ہے اور ان کی حفاظت اسے تھکا نہیں سکتی اور وہی بلند شان والا، عظمت والا ہے۔"

اسنے اس سحر انگیز مردانہ اپنے شہزادے کی آواز کے ساتھ پڑھی اور جیسے جیسے پڑھتی گئی اسکے جسم روح میں سکون کی لہریں اٹھنے لگی۔۔۔

"اب میں نہیں ڈر رہی۔۔۔"

مجھے معلوم ہے اللہ میرے ساتھ ہے "وہ مسکرائی پر اسے اب وہ آواز نہیں آئی جو اسکا ڈر ختم کرنے کیلئے اسکے گرد حصار ڈال گئی تھی

وہ بھول گئی تھی پر وہ خدا تو جانتا تھا۔۔۔

اسکے ماضی کے وہ خوبصورت لمحات جب اسکی پیاری اندھیروں میں رہنے کے باوجود کبھی اس سے شکوہ شکایات نہیں کی۔۔۔۔

اپنوں سے تکلیف پا کر اپنے شریک حیات کے کندھے لگ کر روئی تھی۔۔۔

اسے بتایا کہ اسکے کانوں میں وہ گولیوں کی آواز وہ اسکے ماں باپ کی سسکیاں گونجتی ہیں جو اسکے بہت قریب ہوئی تھیں۔

جو اسکے ضد کی وجہ سے اس سے الگ ہوئے تھے۔۔

تب ہی تو اس نے اسے بتایا کہ وہ اسکے وجہ سے نہیں، نصیب کے لکھے کی وجہ سے چلے گئے۔۔  
اس میں اللہ کی رضا تھی۔۔۔

تمہیں سہمی کے پاس جانا تھا۔۔۔ اور اسکی آہیں سسکیاں بھائی تک پہنچانی تھی۔۔۔

تمہیں ظلم کو روکنا تھا مگر اہوں کو راہ پر لانا تھا اور کیا تم نے نہیں کیا عین۔۔۔۔  
اسی وقت ہی تو اسے اپنے حصار میں لیکر "آیت الکرسی" پڑھائی تھی۔

وہ آہستہ سے غنودگی میں جانے لگی پرسکون سی۔۔۔  
پاس کھڑی معانوف دماغ کے ساتھ ڈاکٹر ز کے وجود سن پڑ گئے تھے اور وہ اس رب کی رحمت حصار کے سامنے  
جھک کر پیچھے ہو گئیں۔۔۔۔

"میں نہیں کر سکتی آئی ایم سوری۔۔۔!" "دوسری ڈاکٹر اسکی نیند کا خیال کرتی ہوئی باہر نکلی۔۔۔"

"مجھے معاف کر دو۔۔۔!" "تیسری ہاتھ جوڑتی سسکتی ہوئی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔"

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ" اس کے منہ سے کچھ دیر پہلے کی مسلمان ڈاکٹر کے الفاظ  
گوئی۔۔۔۔

"لا اِلهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

"میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور میں گواہی دیتی ہوں کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" اس ڈاکٹر نے سسکتے ہوئے بھیگی آنکھوں لبوں پر مسکراہٹ سجائے کہا۔

وہیل اس قدر حسین تھے سینئر ڈاکٹر کبھی سکون سے سوئی ہوئی حورالعین کو دیکھتی تو کبھی ان آخری لمحات میں سسکتی اسلام کو قبول کرتی ہوئی ڈاکٹر زکو۔۔۔۔۔

خشک حلق سے وہ حورالعین کے پیٹ میں پڑے اس بچے کو دیکھنے لگی جسکا تحفظ وہ دو جہان کا مالک خود کر رہا تھا۔ وہ اس بلا سنڈلڑکی کی حفاظت کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔۔۔۔۔

باہر اللہ کے نام کے ساتھ سسکتی ڈاکٹر ان شیطان کے درندگی کا نشانہ بنتی چلی گئی۔۔۔۔۔

جب خون کی چھینٹیں اس بار پھر اس شیشے کے کین کے دروازے پر لگی۔۔۔۔۔

"میں اس ماردوں کی اسنے سب کو ختم کروا دیا ہے۔۔۔۔۔!" سینئر ڈاکٹر چیخ کر نائف اٹھا کر حورالعین کی طرف لپکی تبھی ہی پیچھے بیٹھی دونوں ڈاکٹر نے اسکی چوٹی کو پکڑا۔۔۔۔۔

"خبردار اسے ہاتھ لگایا۔۔۔" وہ اسے پیچھے دھکیلتی اسکے بیڈ کے سامنے دیوار بن کر کھڑی ہو گئیں۔۔۔

"تم دھوکہ کھا گئی ہو تم مرو گی۔۔۔"

یہ یہ۔۔۔ لڑکی تم سب کو گمراہ کر رہی ہے۔۔۔

کوئی اللہ نہیں۔۔۔ یہ دھوکہ ہے۔۔۔" وہ غرائی جب اس کے الفاظ پر انہونے لہو آنکھوں سے اسے دیکھا

"اللہ ہوا کبر۔۔۔" CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

اللہ ہوا کبر۔۔۔

اللہ ہوا کبر "وہ بلند نعرے لگاتی اس پر جھپٹی اور پاس آپریشن کیلئے رکھے نائف سیز راٹھا کر اسے مارنا شروع کر دیا۔

اس ڈاکٹر کی چیخیں پورے کیمین میں گونجنے لگی پر اس کی گستاخی پر وہ جنونی آپے سے باہر ہو گئی تھی۔۔۔  
تبھی ہی دروازہ دھاڑ سے کھلا اور تینوں گارڈز اندر داخل ہوئے۔

کیمین میں پھیلا خون اور اس ڈاکٹر کے ہاتھ خون آلودہ دیکھتے وہ حورالعین کو دیکھنے لگے جس پر چادر ڈال دی گئی تھی۔۔۔

اور وہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے سوئی ہوئی تھی اس جہان سے غافل سی۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟؟" وہ غرائے۔

دونوں ڈاکٹر ایک دوسرے کو دیکھتے مسکرائیں۔



"سزا۔۔۔ اس گستاخ کی سزا جس نے کہا ہے نعوذ باللہ اللہ نہیں۔۔۔"

یہ ہمیں دھوکہ دے رہی ہے۔۔۔

یہ اسے مارنے والی تھی جو ہمارے تاریک دل ایمان کی روشنی سے روشن کر گئی ہے۔ "ان دونوں نے اس حیوانوں کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے تم سب نے کنگ کے حکم سے انکار کیا ہے؟" وہ پاگل ہوتے دھاڑے

"حکم میرے رب کا ہم صرف انہیں مانتے ہیں!" وہ دونوں غرائیں اور چلتے ان کی نظروں سے حورالعین کو اوجھل کرتی اسکے سامنے آئی گئیں جبکہ انکے سفید اور آل لہو لہان تھے۔۔۔

"تم سب کا یہی حال ہو گا۔۔۔"

وہ بھیجے گا کسی کو جو تم سب کو اس سے بدتر موت دے گا۔۔۔

تم حیوان انسان ہو کر انسان کو نوچ رہے ہو اللہ تم سب کو بد سے بدتر موت دیگا" وہ انگش غرا کر کہہ رہی تھیں۔

"دیکھ لیں گے تم دونوں کو۔۔۔۔" وہ باہر نکلتے کنگ کو کال کرنے گیا۔

اگر ان دونوں کو مار دیا تو حکم پورا کیسے ہوتا

دروازے پر کھڑے دونوں گارڈز قہر آلودہ آنکھوں سے دونوں کے فتح مندی سے مسکراتے چہروں کو دیکھ کر  
تیج و تاب کھاتے رہ گئے  
اور وہ ہنستی اپنے چہرے سے خون کی چھینٹیں مٹا کر آہستہ سے مشین کی تاریں کھینچ کر نکالنے لگی اور وہ گنگنائی  
اسکے سامنے آگئی۔۔۔۔

کچھ بھی ہوائے ہوتے اسکی نیند میں خلل نہیں پڑ سکتا تھا۔۔۔۔



\*-----\*-----\*

موش علی

رات کی تاریکی میں فضائوں میں پرواز کرتے جہاز اسرائیل کی فضائوں کیلئے روانہ تھے۔  
جن میں بیٹھے پاک فوج کے نوجوان نعرے لگا کر اپنے لہو کو جوش دلاتے سر پر کفن باندھے مجاہد نکلے تھے۔  
جہاز فضا میں سرسراتی آواز کے ساتھ ایک کے بعد دوسرے گذر رہے تھے جنگی لائٹ پائلٹ نے بھادی  
تھی۔

اسرائیل کی فضائوں میں پہنچے پائلٹ نے گرین سگنل دیا۔۔۔

شہر یار آلف اور عارب تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے ایک بار پھر "اللہ ہوا کبر" کا نعرہ لگایا تب ہی جہاز کے  
دروازے کھول دیئے گئے اور وہ سب دودو کی جوڑے میں آگے بڑھتے ہوئے دشمنوں کی فضائوں کی وسعتوں  
میں گم ہوتے گئے۔۔۔۔

جو کہہ رہے تھے کہ انہوں نے دہشتگردوں کو پناہ نہیں دی۔۔۔۔  
انہوں نے ان کے بیسٹ اسکی شہزادی کو قید نہیں کیا۔۔۔۔

کامیاب لینڈنگ کے بعد وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہو کر وہاں پہلے سے موجود اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنے

لگے۔۔۔۔

چاروں اور گھنا جنگل تھا جبکہ اسکی وسط میں وہ کھڑے تھے۔۔۔۔  
انہیں اینگل کی آواز سنائی دینے لگی جو انکا سگنل تھا۔۔۔۔  
موٹ میں میجر شہزیار نے سگنل دیا۔ اور اس گرین سگنل پر انکے ساتھی بڑے سے صندوق اٹھائے انکے پاس پہنچے۔۔۔۔

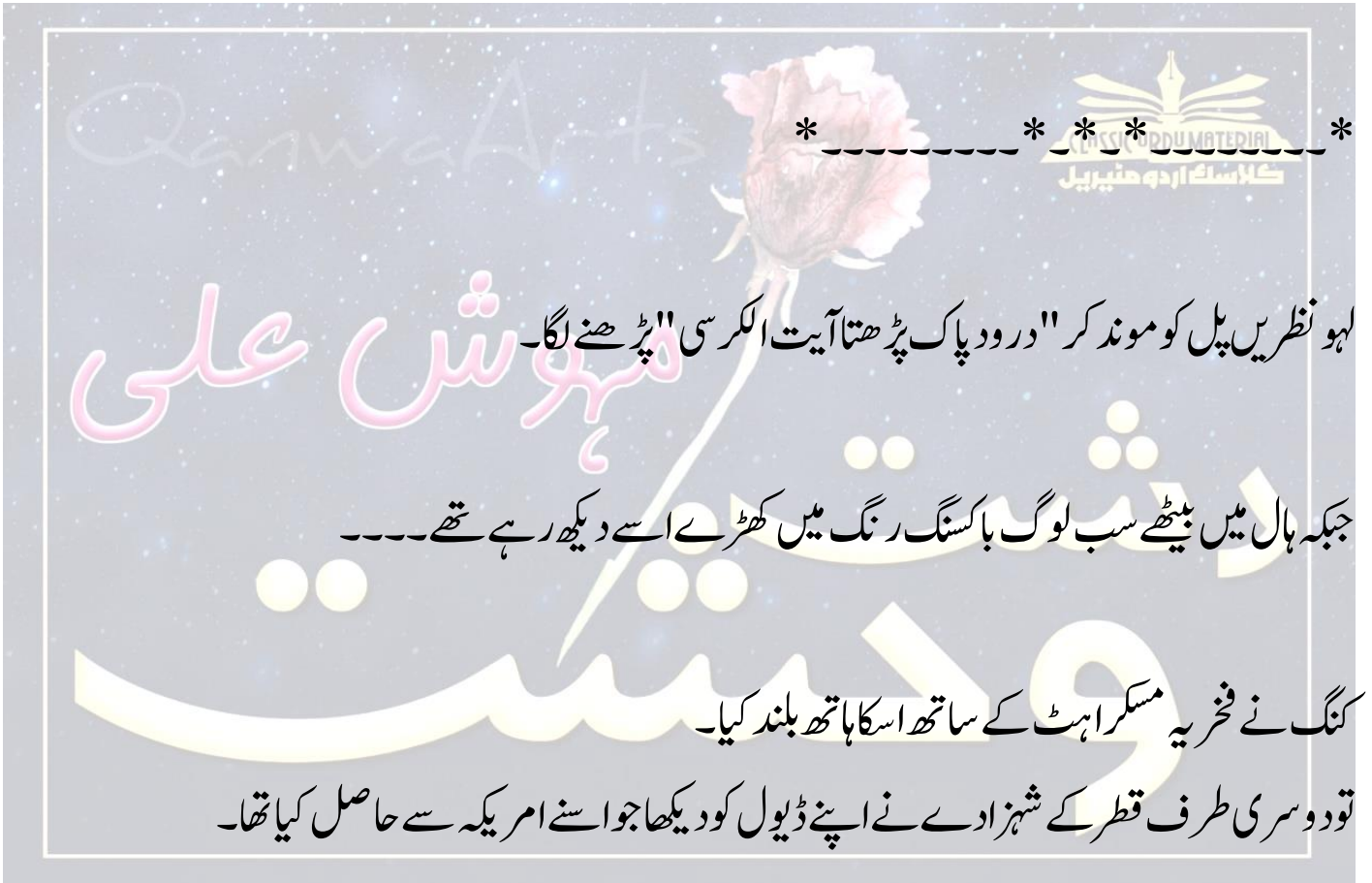
"گڈ جاب!" آلف نے کہتے ہوئے وہ صندوق کھولی اور ان سے سب اپنے اپنے ہتھیار اٹھا کھڑے ہو گئے۔

دوسری طرف بلیک گیٹ اپ میں کھڑا عارب دوسری صندوق کی طرف متوجہ ہوا جس میں اسکے لئے لائے گئے سامان تھے۔

اسے فخر تھا اپنے ہنر پر کہ آج وہ اپنا ہنر ملک کیلئے استعمال کرنے والا ہے  
اسنے تو کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔۔

"سب لوگ اپنی پوزیشن سنبھالیں فاسٹ۔۔۔!" عارب کو بیگ کندھے پر ڈالتے دیکھ کر میجر شہریار نے حکم دیا۔

اور دشمن کی زمین پر اپنے بھاری بوٹ کی چھاپ چھوڑتے ہتھیار سنبھالے پھلتے گئے۔۔۔



"سوچ لو کنگ چھوڑ دو یہ ضد میرا ڈیول کبھی کوئی رنگ نہیں ہارا!" شہزادے نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے وارن کیا جبکہ ڈیول نے سعیر کی بھوری لہو آنکھوں میں دیکھتے اپنی گردن کو دائیں بائیں جھٹکادیا۔

پر سعیر کا اسکی طرف دھیان کہاں تھا اسکی تو پوری توجہ اپنی شہزادی کی طرف تھی۔



"تمنے ابھی ٹھیک سے بیسٹ کو نہیں جانا پہچان جاؤ گے ابھی۔۔۔!" وہ قہقہہ لگاتا ہوا بولتا سیر کی خون چھلکاتی نظروں کو دیکھنے لگا جسکی نظروں کا مرکز وہاں موجود وہ سب لوگ تھے تماشا دیکھنے۔۔۔

جبکہ وہ جانتا تھا یہ سب وہ تھے جو کنگ کے آخری جشن میں نہیں پہنچ پائے تھے اور سمعیہ عالم کے ملتے ہی اسنے

ایک کا حکم دے دیا تھا۔۔۔

ڈپول مچنے لگا سیر کی طرف بڑھنے کیلئے غراتا ہوا۔

اور سیر نے ایک حیوانی مسکراہٹ پھینکتے اپنے وجود سے چپکی ہوئی ٹی شرٹ کو دیکھا جس پر پاکستان کا پرچم بنا ہوا تھا

اسے کنگ کے نام کی شرٹ بھیجی گئی تھی پر اسنے انکار کرتے یہ لی۔۔۔

اسے پہنتے دیکھ کر کنگ کو تاؤ تو بہت آیا پر اس سے ضد نہیں کر سکتا تھا خاموش ہو گیا تھا اور اب باکسنگ رینگ میں کھڑے تھے۔۔۔

منہ پر بندھا مفلر، سر پر پہنی بلیک کیپ، ہاتھ پر پہنے اسپیشل گلووز وہ اندھیرے میں اس وقت محل سے کئی دور دیوار کے پاس بیٹھی آنکھوں پر نائٹ ویژن دور بین لگائے سامنے دیکھ رہی تھی جہاں ہتھیار لیس گارڈ کئی تعداد میں کھڑے تھے۔۔۔

اور سب کے آگے بیچ میں بڑا سا موٹا پہاڑ نما وجود ریپیٹر تھامے کھڑا تھا۔

وہ کچھ سوچ کر ہاتھ میں دور بین پکڑے اٹھی اور دیوار سے ہاتھ بھر کا فاصلہ رکھتی اندھیرے میں آگے بڑھنے لگی تھی۔۔

اسے کوئی سیف جگہ دیکھنی تھی جہاں سے وہ اندر محل میں گھس سکے۔

سمنٹ کی سیدھی بلند دیواریں تھیں جن سے اندر گھسنانا ممکن میں سے لگ رہا تھا۔

"کون ہے؟" کچھ فاصلے پر دھاڑ نما آواز

مسکان ایک دم الرٹ سانس روک کر گھپ اندھیرے میں چلی گئی پر دیکھ کر اسکی سانسیں مزید گھٹ گئیں جب وہ بھاری قدم دھپ دھپ کے ساتھ اسکی طرف آرہے تھے۔

بغیر جانچ کے ناوہ پیچھے بھاگ سکتی تھی اور ناہی آگے بڑھ سکتی تھی جبکہ وہ قدم اسکی طرف ہی بڑھ رہے تھے۔

اسنے دور بین گردن میں ڈال کر بیلٹ سے پستل نکالی جبکہ باقی کے بھاری ہتھیار اسکی پیٹھ اور کمر میں لگے ہوئے

تھے۔

سامنے نشانہ لیتی وہ بالکل تیار تھی اٹیک کیلئے جب ہے اندھیرے سے وجود نمودار ہوا اور اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر

ایک دم سے پیچھے دیوار کی طرف گھسیٹ لیا۔۔

اور اسے دیوار سے لگائے منہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا۔

اسکی خوشبو احساس لمس پر مسکان آنکھیں پھیلائے اسے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"ہوں س۔۔۔!" وہ پھڑپھڑائی غصے سے۔۔۔

برہان نے اس پاگل لڑکی کی بیوقوفی پر آنکھیں نکالیں۔

"شش۔۔۔! پاس ہیں یہیں آرہے ہیں۔" وہ بالکل اسکے کان پر لب رکھے اتنے آہستگی سے بولا کہ وہ آنکھ میچ کر

رہ گئی۔

"ہم انہیں مار سکتے ہیں۔۔۔!" وہ کچھ لمحے بعد بولی۔۔۔

"ہاں آنے دو اسے یہاں اندھیرے میں۔۔۔!" وہ متفق ہوتا بولا۔ اور اس سے دور ہو کر ساتھ دیوار سے لگ گیا۔

جبکہ اسکے فاصلہ بنانے پر مسکان نے اپنا رکاوٹ کا ہوا سانس بحال کیا اور ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ ششدر نہیں ہوئی کہ وہ یہاں کیسے پہنچا۔۔۔

وہ حیران بھی نہیں ہوئی کہ کیوں آیا اپنے دشمن کیلئے۔

انکے لئے یہ باتیں سوچنے کا وقت نہیں ہوتا تھا وہ بندے کو پرکھ کر پہچان بڑھاتی تھے۔

اور ایس ایس پی صاحب سے یہ امید رکھی جاسکتی تھی کہ وہ جو ٹھان لے اس کے مردے اکھاڑ لے۔۔۔

"پسٹل پر سائلنسر ہے؟" اسنے جھک کر کان میں پوچھا۔

وہ پیچھے ہوتی گھور کر سر ہلا گئی۔

وہ تو ایسے پوچھ رہا تھا جیسے وہ پہلی دفعہ ایسے دشمنوں کے بیچ آئی ہو ننھی ہو بالکل ہونہہ۔۔۔  
اسے تاؤ آنے لگا اس پر۔۔۔۔

وہ نیچے بیٹھ کر آہستہ سے کھسکتی دور ہوتی گئی برہان نے حیرت سے اس کے سائے کو دیکھا۔

"کہاں جا رہی ہے دیکھ لی جائے گی پاگل عورت۔" اسکا دل کیا سر پیٹ لے، دیوار سے کیوں فاصلہ بنا کر سامنے جا رہی ہے۔

سامنے دور دور تک سرسبز میدان تھا اور اسکے بعد جنگل کی شروع ہو کر سمندر کی لہروں تک رکتا تھا۔  
وہ اسے دیکھ رہا تھا جب اچانک سے دیوار کے بائیں طرف سے دو دیو نما وجود نمودار ہوئے۔۔۔۔۔  
اسنے ایک کے ماتھے کا فوراً نشانہ لیا جبکہ دوسرا اسکی طرف لپکا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک دم بوٹ اسکی ٹانگ پر  
رکھتی بازو اسکی موٹی سیاہ گردن میں ڈال کر پائوں پر پوری قوت سے زور دیتے دھڑام کے ساتھ اسے منہ کے  
بل زمین پر گرایا اور فوراً اسکے سر پر نشانہ لیتے ٹریگر دبا دیا۔

برہان لب بھینچے اسے دیکھ رہا تھا جواب اس سیاہ مردہ دیو کی پیٹھ دو سر پائوں اسکے سر پر رکھتی اسکے آگے سے  
نکلے۔۔

وہ داد میں ابرو اچکا کر اسکے پیچھے ہوا۔



"ہمیں اندر داخل ہونا ہے۔۔۔!" وہ یہاں سے دیوار کے کچھ ہائٹ میں کم دیکھ کر بولی۔

"میں جانتا ہوں اور کب سے یہیں کوشش کر رہا ہوں مجھے لگتا تھا ہمیں ساتھ سیڑھی لانی چاہیے تھی۔"

"بکواس چھوڑیں، مجھے اوپر پہنچائیں دیوار پر اور پھر میں تمہیں ہاتھ دوں گی جب تم چڑھ جائو گے تو دونوں ساتھ

دوسری طرف اتریں گے۔" وہ سنجیدگی میں بولی

"دونوں ساتھ میں کیوں؟ تم کون سا مجھے ساتھ لائی تھی؟" وہ گھور کر بولا۔

"سوری میں بیوہ ہوں میرے پاس زیادہ پیسے نہیں تھے سواء میرے ٹکٹ کے۔۔۔"

اب سنو میں جب یہاں پاؤں رکھوں گی تب میرے دوسرے پاؤں کے نیچے اپنا کندھا رکھنا یاد سے۔" وہ اپنے سالم زندہ کھڑے شوہر کے سامنے خود کو بیوہ کافی سنجیدگی سے کہتی آرڈر دیکر پیچھے ہوئی جبکہ برہان ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ دیوار سے دور ہوتی پیچھے الٹے پاؤں احتیاط سے بھاگی اور ایک گہرا سانس بھر کر دیوار کی نیچ پر اپنا فوکس قائم کرنے لگی۔

اور کلابازی مار کر برہان کی آنکھوں کے سامنے اسے ششدر چھوڑ کر اسنے سیدھا پاؤں دیوار پے ٹکایا جب وہ پیچھے سے بھاگ کر اسکے پاؤں کے نیچے اپنا کندھا دیر کر اسے سہارا دیا۔

"گڈ جاب۔۔۔!" وہ بڑبڑاتی اور کچھ نیچے جھک کر اپنی باڈی کا فضا کے سپرد کرتے خود کو پوری قوت سے اوپر کو اچھالا فوراً ہی دیوار پر ہاتھ ٹکائے وہ اس پر لیٹی اس پار دیکھنے لگی۔

"مجھے ہیلپ دو۔۔۔!" برہان کہتا پیچھے ہوا اور پوری رفتار سے بھاگ کر دیوار پر چڑھا پر مسکان ایک سرسری سی نظر ڈال کر پر اس پار اترنی کی تیاری کرنے لگی۔

"ٹرائی کرتے رہو۔۔۔!" وہ کہتی آگے رینگنے لگی دیوار پر اور برہان پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔

"دھوکے باز عورت۔۔۔!" وہ اسے کمنیوں سے اوپر رینگتا دیکھ کر بڑبڑایا اور خود وہاں سے نکل کر دوسری جگہ تلاش کرنا لگا جس سے وہ اندر بڑھ سکے۔

مسکان کیمرہ کا خیال کرتی بالکل اندھیرے میں سرک کر نیچے اتری دیوار سے۔۔۔  
وہ لیڈیز گارڈز کی افواج میں داخل ہوتی الرٹ کھڑی ہو گئی ان میں۔۔۔  
ترچھی نظروں سے وہ سامنے محل کے داخلی ڈور کو بھی دیکھ رہی تھی۔

جب کچھ وقفے بعد نظریں سامنے گیٹ سے داخل ہوتے انکے لباس میں برہان کو دیکھا۔  
وہ کوئی میزائل اٹھائے دوسروں کے ساتھ اندر بڑھ رہا تھا اور مسکان اسے خاموشی سے دیکھتی۔۔۔

کتنا چالاک تھا دشمن کی افواج میں گھس گیا۔ اور انہیں معلوم بھی نہیں پڑا جبکہ وہ سرخ روش کے پاس قطار میں کھڑی تھی جب وہ اسکے پاس سے گذرتے ترچھی نظروں سے دیکھتا آگے بڑھ گیا۔

اسے اب اندر جانا تھا پر وہ جائے کیسے یہاں تو بری طرح پھنسی تھی۔  
یہ تو شکر تھا سب ہتھیار لیس تھیں جو اسے پہنچانا ممکن میں سے تھا۔

وہ اپنا مفکر کیپ چھپا چکی تھی۔۔۔

اب صرف اسے بچ چھوڑ کر لاسٹ میں جا کر کھڑے ہونا تھا۔۔۔  
"ہوش میں آؤ!" اسے وہیں کھڑے دیکھ کر لڑکی غرائی مسکان نے ناگوار نظروں سے گھور کر نظریں پھیر لیں۔

"گو بیگ!!! ایسی سستی نہیں چاہیے جاؤ اندر۔۔۔!" بازو سے پکڑ کر اسے اندر کی طرف دھکیلا۔۔۔  
اسکی مرادیوں اس طرح فوراً پوری ہو گئی اسنے تصور نہیں کیا تھا۔

اسے اندر دھکیلا گیا وہ خاموش سی اندر بڑھی پیچھے دوسری دولڑکیاں آرہی تھیں۔

"تمہیں سرو کرنا ہے!" وہ اس پر تمسخرے سے ہنس رہی تھیں۔  
"میں کافی اچھا سرو کروں گی!" وہ طنزیہ بولی دونوں ہونہہ کرتی رہ گئی۔

"اور اس سرو کے دوران جو تمہارے ساتھ ہو گا وہ جلد معلوم پڑے گا آئندہ ہمیشہ ایکٹور ہوگی۔" وہ اسکے سراپے، خوبصورت چہرے کو دیکھتی بولی۔

"جلدی چلو۔۔۔" دوسری نے ٹوکا اور آگے بڑھی

آس پاس سے لمبے ترنگے دیوناہتھیاریس آدمی گزر رہے تھے پاس سے دیواروں میں کیمرہ فٹ تھے کہ وہ یہاں وہاں نظریں نہیں پھیر سکتی تھی۔۔۔

"کہاں سرو کرنا ہے؟" اسنے سرسری ساپوچھا۔

"نئی ہو یہاں؟" دونوں اسکے سامنے آگئی

"ہمم!" مسکان ابرو اٹھا کر سر ہلایا

"اوہ تبھی ایسا ٹیٹیوڈ ہے۔" وہ گھور کر آگے بڑھی

مسکان دانت پیس کر انکی چوڑی پشت دیکھی۔

"آئی ڈونٹ انڈر سٹینڈ! عورت عورت کو دیکھ کر پہلے جلنے پر کیوں تیار ہو جاتی ہے۔" کندھے اچکا کر اسکے

سوچا۔



"کس علاقے سے ہو؟ کیا شہزادے کے ساتھ آئی ہو۔" وہ پھر سے رک کر بولیں مسکان غیر محسوس انداز میں گھڑی میں وقت دیکھا۔

"شہزادے کے ساتھ آئی ہوں اپنی بیٹی کیلئے۔" اسنے سنجیدگی سے کہتے پینٹ کی جیب میں انگلیاں پھنسنائی اسکا اعتماد قابل دید تھا۔

بے خوف سچ بولے اب انکی حیرت بھری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"کیا تم ماں ہو؟" دونوں یک زبان ہو کر بولیں۔

"میں شہزادے کی ساس ہو" وہ عالم کا ذکر کرنے لگی جبکہ وہ قطر کے شہزادے کا سمجھ رہی تھیں۔

"اوہ رینکی! پر تم لگتی تو نہیں ہو!" وہ اسے گھوم کر دیکھتی ہوئی ششدر ہوئیں

"وہ بھی نہیں مانتا کہ میں اسکی ساس ہوں" اسنے لا پرواہی سے کہا۔

سعیر کہاں مانتا تھا کہ وہ اسکی ساس ہے حالانکہ وہ حورالعین کو اپنی بیٹی مانتی تھی جس طرح سعیر اسے اپنی بیٹی۔۔۔

وہ اسکی ساس بننے میں خواہش مند تھی پر وہ اسے بیٹی بنائے بیٹھا تھا۔

وہ سر جھٹک کر انکی ہونقوں کی طرح صورت دیکھتی ہوئی آگے بڑھی۔

"تو پھر منائو اسے۔" ایک نے حیرت سے کہا

"اسلئے ہی آئی ہوں پر وہ مل نہیں رہا۔" اسنے مایوسی سے کہا۔

"مقابلے میں چلی جائو۔۔۔"

"محل کافی بڑا ہے سمجھ نہیں آ رہا کہاں؟ جبکہ اسنے کہا تھا وہ مقابلے میں ملے گا اور اب معلوم نہیں یہ مقابلہ کہاں ہو رہا ہے۔" وہ ادا اس ہوئی

"سیونٹھ ایم ای پ۔۔۔۔۔"

"پر تم اتنی کم اتج کیوں ہو؟ کیا لگاتی ہو؟" وہ ساتھ چلتی ہوئی بولیں

ابکی بار مسکان نے حیرت سے دیکھا۔

"فیر لولی لگاتی ہوں، وہاں سلیم کے دکان سے مل جاتی ہے! اگر رہی زندگی آپکی، تو ضرور پارسل کروں گی۔" وہ منہ میں ببل ڈالکر بولی۔

دونوں حیران خاموش سی ہونہہ کر کے آگے بڑھ گئی وہ سمجھ گئی تھی انکا مزاق اڑا رہی ہے۔

مسکان مخلص مشورہ دے رہی تھی پر انکے چہرے کے زاویے دیکھ کر کندھے اچکائے پیچھے ہوئی۔

"جائو اندر۔۔۔!" دونوں نے اسے اندر کی سمیت اشارہ دیا جہاں دیکھ کر وہ لب بھینچ گئی۔  
"یہاں جا کر اچھے سے سرو کرنا۔" وہ اسے گھورتی وہاں سے نکل گئی۔

اندر تیز میوزک قہقہے مشروبات کی بو وہاں تک اسے آرہی تھی۔

"یہاں کیوں کھڑی ہو؟" وہ راہ داریاں دیکھتی الجھ گئی تھی کہاں جائے جب بھاری آواز پیچھے سے گونجی۔

مسکان نے بوکھلاہٹ پر بمشکل قابو پاتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سیاہ فام تھا۔

"شہزادہ۔۔۔" وہ بس اتنا بول سکتی جبکہ اسے سر سے پاؤں تک گھورتے ہوئے وہ اندر چلنے کا اشارہ دینا لگا۔

اسکی آنکھوں میں ہوس دیکھ کر مسکان کی سانسیں تھم گئی۔۔۔

"شہزادے کہاں مجھے اس تک ضروری پیغام پہنچانا ہے" وہ ناگواری سے بولی ہی تھی کہ اسکا بھاری پنجااسکی بازو میں کھپ گیا۔

"چلو بتا دیتا ہوں۔" وہ مکروہ لہجے میں کہہ کر اسے گھسیٹ کر اندر بڑھنے لگا ہی تھا کہ دوسری طرف سے دوسرے وجود نے طیش میں مسکان کا بازو پکڑا۔

مسکان نے حیرت سے مڑ کر دیکھا سامنے اسکا اپنا محافظ کھڑا تھا سیاہ آنکھوں میں لہو لیے۔

"بر-----  
"شہزادے تک ارجنٹ پیغام پہچانا ہے۔" وہ کہہ کر مسکان کو گھسیٹتا لے گیا۔  
جب کہ وہ اسکی غصے سے لہو آنکھوں کو دیکھتی مسکرائی۔

"میں کب سے ڈھونڈ رہا ہوں پر مجھے عالم نہیں مل پارہا محل کافی بڑھا ہے۔" وہ اسکی کلائی کو جکڑے ہوئے سرگوشی میں بولا۔

مسکان نے اسکے زیب تن کیے یونیفارم کو دیکھا جوان آدمیوں میں سے کسی ایک کا تھا

"سیونٹھ ایم ای پارٹ یا پورشن۔۔۔!" وہ مسکرائی برہان نے ٹھٹھک کر آنکھیں سکڑتے اسے دیکھا۔

"تمہیں کیسے معلوم؟

کیا اس سیاہ گینڈے سے کافی دیر سے باتیں کر رہی ہو!" اسکی کلائی پر گرفت مضبوط کرتے پوچھا۔



وہ اسکے گال پر سرخ لپ اسٹک کے نشان دیکھتی جل کر اسکی ہاتھ کی پشت پر اپنے ناخون چھائے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی

اور برہان درد سے لبوں کو گولائی میں کرتاسی کرنے لگا۔

"پھنس گیا تھا اندر یار گھسیٹ لیا تھا ان بندریوں نے۔۔۔ اگر بروقت انکی آہستہ گردن نامروڑتا تو آج قیامت

آجاتی۔۔۔" وہ سرگوشی میں اپنا کارنامہ بتانے لگا۔۔۔

مسکان کی آنکھیں پھیل گئی

"تم لڑکی مار کر آئے ہو؟"

"ہاں دونوں کو، کیونکہ خود کو کسی کیلئے سیف کرنا تھا اب چلو۔" وہ کہتا بغیر اسکی پھٹی آنکھوں میں دیکھے گھسیٹ کر آگے بڑھا۔

"ڈیول ڈیول ڈیول!" چاروں طرف اسکی چیخیں گونج رہیں تھیں۔

اور وہ دونوں باکسنگ رنگ میں ایک دوسرے کو دیکھتے گھومے۔

وہ دائیں بڑھا تو سعیر بائیں۔۔۔۔

ڈیول اسکی شرٹ کو دیکھتا منہ کھولے غرایا وہ اسکے لئے لاکار تھی۔۔۔

اسکا ارادہ پہلے اسکے وجود سے یہ شرٹ نوچنی تھی۔ اور سعیرا اسکی غلیظ آنکھیں دیکھا اپنی انگلیوں کو حرکت دینے لگا کہ پہلے اسکی آنکھیں نوچنی تھی۔

"آہہ۔۔۔۔!" وہ غرا کر اسکی طرف بڑھا اسکی گردن پر زور کا مکہ مارنے کیلئے

اور دوسری طرف سعیرا اپنی انگلیوں کو مضبوط بنا کر اسکی طرف بڑھا  
اسکا مکہ گردن پر پڑنے سے پہلے ہی وہ پلٹ کر مڑا اسکے دائیں سے بائیں ہوتا گھما کر اسکے پیچھے سے مکہ کان کے پاس مارا اور سیدھا رنگ سے زور سے لگا۔

ڈیول غرا کر مڑا پھر سے اسکی طرف بھاگا اور سعیرا بھی۔۔۔  
سب سانس روکے دیکھ رہے تھے جبکہ لائن میں کئی ایسے حیوان اسکے انتظار میں تھے کہ انہیں موقع ملے اندر جانے کا۔

"بیسٹ بیسٹ۔۔۔۔!" کنگ اور اسکے آدمی نعرے لگانے لگے۔

ڈیول نے اسے زور کا مکہ سامنے سینے پر مارا اور سعیرا نے اسے ٹھوڑی نے نیچے سے کہ اسکا سارا خون دماغ میں چڑھ کر اسے سن کر گیا اور دونوں دھڑام سے پیچھے جا گرے۔۔  
سعیرا کا بھی سانس اسکے مکے پر سینے میں لمحے کو رک گیا۔

بیسٹ۔۔۔۔

ڈیول۔۔۔۔

فضا میں نام گونجے حوصلے کیلئے ڈیول دھاڑتا اٹھا اور سعیر کے پلکوں کی سطح پر حورالعین کا چہرہ لہرایا جبکہ دونوں کمنیاں اسے مارنے کیلئے ڈیول اس کے سینے پر اوپر اپنے پہاڑ نما وجود کے ساتھ گراتھا ہی کہ بروقت وہ ہٹا اور اس کے دھڑام سے گرنے پر وہ اس کی گردن کو جکڑے غراتا نیچے مارنے لگا۔

نیچے سے اس کی چیخیں نکل رہی تھی اور ایک دم ہی غراتے سعیر کو پیچھے دھکیلا۔  
وہ گہرے گہرے سانس بھرتا اس کے سائیڈ فیس کو دیکھنے لگا جو سرخ انگارہ ہو گیا تھا۔

"آہہ۔۔۔۔" وہ دھاڑتا سعیر کی سمیت بھاگا اور گردن کو بازو میں جکڑے اس کے سر پر اپنے ہتھوڑے جیسے مکے مارنے لگا۔۔۔

سعیر کا سر پورا گھوم گیا اس نے بروقت اپنی ٹانگ اس کی ٹانگ میں الجھاتے کھینچا جس سے دھڑام سے وہ دونوں نیچے گرے پر اس حیوان نے اس کی گردن آزاد نہیں کی بلکہ اب اس کے کندھے پر بھارے ہاتھ کے مکے مار رہا تھا۔

سعیر کے منہ سے خون نکل آیا دماغ کا، اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر کو پکڑا اور پوری قوت سے گھومتے سر کے ساتھ اپنی طرف کھینچا کہ اس کی دھاڑ گونجی اور وہ اس کا سر چھوڑ کر پیچھے ہو گیا۔

سعیر نیچے پڑا گہرے سانس لیتا ہوا خون کی تھوک نکال کر پھینکی۔۔۔

اس نے لہو آنکھوں سے اسے دیکھا جواب پھر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

پورے ہال سے ڈیول کی پکار گونج اٹھی تھی۔

اور وہ منہ کھولے دھاڑ مارتا شیر ہو گیا پھیل کر۔۔۔۔

اور اپنے پائوں سمیت اسکے سینے پر گرنے لگا تھا کہ ایک دم ہی اٹھتے سعیر نے اسکی گردن پکڑ کر بازوؤں میں

جکڑتے گھمایا



"ایسے ہی ماروں گا۔۔۔" اسکے منہ پر پوری قوت سے مکے مارتا وہ غرایا اور اسکے پہاڑ جیسے وجود کو نیچے گراتے ہوئے لات اسکی گردن پر جمائے وہ حیوان کا روپ لیتا اسکی آنکھیں پھوڑ رہا تھا۔

جبکہ ڈیول دھاڑیں مارتا اسے مارنے کی کوشش میں تھا

جب اسے پوری طرح ڈیول پر حاوی دیکھ کر جہاں کنگ قہقہے لگا رہا تھا وہیں دوسری طرف شہزادے اور اسرائیل کے دہشتگرد نے اپنے دوسرے لائن میں کھڑے آدمیوں کو اندر جانے کا اشارہ دیا۔

اشارہ ملتے ہیں انہوں نے دوڑ لگائی باکسنگ رنگ کی طرف۔۔۔۔

ایک بھاگتا ہوا سعیر کی گردن کو دبوچ کر پیچھے کھینچنے لگا تو دوسرے نے اسکی پیٹھ پر مکے برسائے شروع کر دیا۔



"یہ یہ کیا ہو رہا ہے شہزادے یہ دھوکہ ہے!" کنگ اپنے بیسٹ پر تین تین کو دیکھتا دھاڑا پر اسکی طرف کسی نے توجہ نہیں دی بلکہ سب مقابلہ دیکھ رہے تھے۔۔۔

"تم سب نے کہا تھا باری باری جائیں گے یہ دھوکہ ہے غداری ہے۔" وہ چلا یا پر کسی پر اثر نہیں پڑا۔۔۔

"چپ کر کے دیکھو وہ اب تمہارا نہیں ہے، اسکے وجود پر دیکھو! ہم اسے بتائیں گے ہم سے غداری کی کیا سزا ملتی ہے۔" شہزادے نے غصے سے کہا کنگ ساکت ہو گیا۔۔۔

"تو کیا یہاں مقابلہ نہیں ہو رہا؟" وہ غرایا صوفی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں۔۔۔!" وہ تمسخرے سے ہنس کر بولا۔

"یہاں بیسٹ کا خاتمہ ہو رہا ہے۔۔۔"

جسنے ساری دہشت ختم کر دی ہے سارے گینگ تباہ کر دیے ہیں۔۔۔ "شہزادہ اور اسرائیل دہشتگرد دونوں کہتے کنگ کی ساکت حالت پر قہقہہ لگا اٹھے۔

"تم فکر مت کرو اسکے خاتمے کے بعد تمہیں ہم بہت بڑا حصہ دیں گے واپس سے آباد ہو جانا۔" اسے واپس بیٹھا کر وہ بولے کنگ کنگ سا بیٹھ گیا

مطلب جس طرح زمان کھیلا بیسٹ سے، کنگ کھیلا زمان سے، اور قطر اسرائیل کھیلا کنگ سے۔۔۔

وہ چپ کا چپ رہ گیا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے کیا نہیں جبکہ رنگ میں اکیلا سعیر ان تینوں حیوانوں سے  
الجھ رہا تھا۔

اور نیچے ابھی سب کھڑے تھے۔۔۔ موت اسکے سر پر تھی، اسے موت کیلئے بلایا گیا تھا۔۔۔

کنگ سامنے دیکھنے لگا جہاں ایک پہاڑ جیسا وجود تھا اسکا۔۔۔  
اور آنکھوں کے سامنے وہ چھوٹا سسکتا لڑکا گھوم گیا۔  
کتنی محنت دن رات ایک کر کے اسے حیوان بنایا تھا آج اسکا بیسٹ اسکے سامنے موت کے منہ میں جا رہا ہے اور  
وہ خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے حوصلہ رکھنا چاہئے میں دوسرا وجود میں لائوں گا بیسٹ۔۔۔" وہ ہنسا۔۔۔

اسے ہنستے دیکھ کر شہزادہ اور اسرائیل دہشتگرد دونوں مکروہ انداز میں مسکرائے۔

وہ دونوں سعیر کو بازو سے جکڑے کھڑے تھے جبکہ لہو لہان چہرے کے ساتھ ڈیول سامنے کھڑا تھا۔

وہیں سعیر کے بھی ناک منہ سے خون رس رہا تھا۔

اور آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھی۔۔۔

"آہ۔۔۔۔۔" غراتے ہو اڈیول اسکی طرف بھاگا اسکے سینے کا نشانہ لیتے۔

وہ جب قریب پہنچا خاموش کھڑے سعیر نے ایک دم آگے بھڑتے اپنا سر پوری قوت سے اسکے سر کے ساتھ ٹکرایا۔۔۔

دونوں کا سر گھوم گیا۔۔۔

پیچھے سے دونوں نے اسکی پیٹھ کر بھاری ہاتھ کے مکے مارے اور سعیر نے غراتے اپنے بازوؤں کی طاقت لگائی گھسیٹ کر ان دونوں کا سینہ آپس میں ٹکرایا منہ منہ سے۔۔۔۔۔

وہ چیخ اٹھے جب سعیر پیچھے کافی ہوتے ایک دم بھاگ کر اپنے بھاری ہاتھ کے دونوں مکے انکی پیچھے گردن پر مارے وہ بلبلا اٹھے۔۔۔

فضاساکت سی ہو گئی۔

اور سائیں سائیں کرتے دماغ کو سعیر دونوں ہاتھوں سے تھام کر رینگ سے لگا کھڑا ہو گیا۔

اسکے ناک منہ سے پھوارے مانند نکلتا لہوا اسکی شرٹ بھگو نے لگا پر اپنے خون کے علاوہ اسنے کسی کو چھونے نہیں دیا اسے۔

ڈیول ہوش میں آتا اپنا بڑا سامنہ کھول کر غرایا اور اپنے سینے پر مکے مارتے اسکی طرف لپکا۔۔۔

سعیر نے ہاتھ کی پشت سے ناک سے خون صاف کر کے سر دائیں بائیں جھٹکا اور اسے دیکھا۔۔۔۔۔

وہ دونوں حیوان نیچے پڑے کراہ رہے تھے جبکہ سعیر اور ڈیول ایک بار پھر الجھ گئے بری طرح اور ایک دوسرے کی گردن توڑنے کیلئے بازوئوں میں جکڑ کر ریڑھ کی ہڈی پر زور دار مکے برسانے لگے۔۔۔

جہاں درد سے سعیر کی دھاڑیں تھیں وہیں ڈیول بلند بانگ دھاڑیں مار رہا تھا پر ایک دوسرے کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔۔۔

اچانک سے ڈیول نے پوری قوت سے اسکے بازو پر دانت گاڑھے اور غراتے ہوئے اسکے گوشت کا ٹکڑا کھینچ کر نوچہ کہ درد کی غراہٹ کے ساتھ ہی سعیر نے اسکی گردن پر کاری وار کرتے اسے پیچھے دھکیلا اور خود سیدھا رنگ سے لگا اور گہرے سانس بھرتا اس کتے کے کاٹے ہوئے بازو کو دیکھنے لگا جس سے گوشت نوچا گیا تھا اور اب خون ابل کر باہر نکل رہا تھا۔

"ہا ہا ہا۔۔۔ اصلیت دیکھا دی ڈیول نہیں ڈاگ ہو۔۔۔!" وہ قہقہہ لگا کر اپنی تکلیف بھلائے بولا۔  
ماحول پر سکوت چھا گیا اسے اس حالت میں قہقہہ لگاتے دیکھ کر۔۔۔

"بھول ہے تم لوگوں کی کہ اسے مار سکتے ہو!" کنگ نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر کہا اور رنگ میں کراہتے ڈیول کے ساتھ اٹھنے کی کوشش کرتے ان دونوں کو دیکھا۔

"وہ ابھی ہمارے نہیں کنگ۔۔۔!" شہزادے نے گردن اکڑا کر کہا کنگ سر جھٹک گیا۔  
"دیکھ لینا۔۔۔"



سعیر نے اپنے خون آلودہ لبوں پر زبان پھیری اور سامنے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔۔  
وہ دونوں اسکی طرف بھاگے اور سعیر انکی طرف

ایک جھپک کر اسکے چوڑے کندھوں پر چڑھا اور گردن کو دبوچے پوری قوت سے مکے مارنے لگا

تو دوسرا اسکی پیٹھ پر مکے برسا رہا تھا۔

اسکے وجود کا پور پور زخمی تھا شہزادے نے ابرو اچکا کر کنگ کو دیکھا کہ اب کیا کہنا ہے۔۔۔۔۔

کنگ نے مسکراتے سامنے کی طرف اشارہ دیا کہ دیکھتے جاؤ۔  
مہوش علی

سعیر نے ایک دم خود کو ڈھیلا کر دیا اور ڈھرام سے نیچے پیٹھ بل گرا کہ اسکے پیچھے کھڑا وجود اسکے نیچے دب گیا اور  
اوپر کندھو پر جھپٹا ہوا بھی نیچے جا گرا۔۔۔۔۔

اسنے اپنی لہو بہاتی آنکھوں سے اپنا بھاری پائوں اٹھا کر اسکے سینے پر مارا اور نیچے پڑے وجود سے اٹھ کر اسکی  
گردن پر اپنا گھٹنار کھا۔۔۔

فضا میں پھر خاموشی چھا گئی جب وہ اپنے بھاری ہاتھوں کے مکے ان دونوں کے منہ پر مارتا انکا چہرہ مسل گیا۔

"بیسٹ بس کرو۔۔۔!" اسکے مکے کلائیاں انکے خون سے سرخ دیکھ کر کنگ دھاڑا جبکہ شہزادہ غصے سے پاگل ہو گیا اپنے مردہ دونوں آدمیوں کو دیکھتے۔

کچھ الگ حالت اسرائیل کے دہشتگرد کی نہیں تھی۔

"بیسٹ!!" ڈیول خوشوار ہو کر بھاری آواز میں دھاڑا  
سعیر نے ہاتھ روک کر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

اسکی بھوری آنکھ کے کونے سے خون کی بوند ٹپک کر گری بازو سے نوچہ گوشت، منہ ناک کان سے خون نکل رہا تھا اور حیوانیت اسکے دماغ کے سارے حصوں پر سوار ہو گئی تھی۔

وہ اٹھا اور لات مار کر دونوں کی لاش کو رنگ سے باہر پھینکا اور در در کرتی گردن کو جھٹکا دیکر اسنے کندھوں کو جھٹکا دیا۔

ڈیول غور سے اسکے تیور دیکھتا تھوک نگل گیا۔

"اب تم نہیں یا میں نہیں۔۔۔!" وہ مڑا اور سامنے بیٹھے کنگ کو دیکھنے لگا کہ اسکی بیوی کو اب بلایا

جائے۔۔۔

کنگ سمجھ کر سر ہلا گیا۔

ڈیول نے دوڑ لگائی اسکی طرف جب ایکدم ہی مڑ کر سعیر نے پوری قوت سے مکا اسکے جہڑے پر مارا خون کے پھوارے اسکے منہ سے باہر نکلا جبکہ ڈیول کا پڑا مکا سعیر کے آنکھوں کے سامنے پل کیلئے اندھیرہ چھا گیا۔

اور اس اندھیرے میں اسے اپنی شہزادی دکھی جو قہقہہ لگاتی اسکے پھول نوچ کر مٹی میں کھیل رہی تھی۔

سعیر کے لبوں پر خود بخود مسکراہٹ آگئی اور اسنے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔۔  
سب کو لگا اسکے آنکھوں موندنے سے اب تو یہ گیا پر دوسرے پل انکی غلط فہمی دور ہوئی جب اسنے پلٹ کر ایک دم خود پر وار کرتے ڈیول کی گردن زوردار کہنی ماری۔  
"آہہ۔۔۔۔۔!" ڈیول بلبلا کر دور ہوا۔  
سعیر نے آنکھیں کھولیں اسکا نور بھی واپس آچکا تھا۔  
"جائو سب۔۔۔۔۔!" شہزادہ، گردن پکڑے کھڑے ڈیول پر تائو کھاتا اسرائیل کے آدمیوں کو اندر جانے کو اشارہ دیا وہ کب سے یہ موقعہ چاہتے تھے دونوں نے ایک دوڑ لگائی اور رنگ میں داخل ہوئے۔

ایکدم سے ڈیول اور ان دونوں نے سعیر کو جھپٹ لیا۔۔۔۔۔  
"باسٹرڈ۔۔۔۔۔!!" غرا کر دائیں طرف سے بھاگتی مسکان رنگ میں داخل ہوئی دائیں طرف سے برہان اندر داخل ہوئے اور دونوں کی فضا میں بلند لاتیں انہیں لگی۔

اسرائیل کا کوڈ جب اسے ملا تھا تب اسے فوراً آئی جی سے کنٹیکٹ کیا اور اسے ساری صورتحال سے آگاہی دی۔۔۔۔

اسکے بعد وہ نہیں جانتا تھا کہ کیسے آئی جی نے بریگیڈر سے کانٹیکٹ کیا پر اسے حکم ملا تھا ہتھیار لیس صندوق لیکر اسرائیل کے مقامی لوگوں کے لباس میں انکا بارڈر کر اس کرنا اور پھر وہ ہتھیار ایگل کے سگنل پر پاک افواج کے حوالے کیے خود محل کی طرف روانہ ہوا کہ عارب کیلئے راستہ ڈھونڈ سکے اندر محل میں گھسنے کیلئے پر تبھی ہی

اسے اچانک سے مسکان مل گئی۔۔۔

اور اب وہ ایم ای پورشن ڈھونڈتے جب یہاں الگ الگ لفٹ میں داخل ہوتے پہنچے کہ سامنے ہی رنگ میں مقابلہ دیکھ کر پہلے تو سکت رہ گئے پر جب سعیر پر جھپٹے تینوں حیوانوں کو دیکھا انکا خون کھول اٹھا۔۔۔

اور بھاگتے کسی کی پرواہ کیے بغیر رنگ میں داخل ہوتے لات انہیں مارتے دونوں پیچھے گرے اور جب لات کے درد سے انکی پکڑ سعیر پر کم ہوئی تب ہی اسنے موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آہ کر کے غراتے ہوئے بازوؤں کو فضا میں بلند کرتے انہیں پیچھے دھکیلا اور ہاتھ گھما کر بائیں طرف والے کے جڑے پر مکارا خون کے پھوارے کے ساتھ ہی اسکے منہ سے دانت نکل کر باہر گرے۔۔۔

جسے جھپک کر مسکان نے پیچھے سے دبوچا اور اسے سنبھلنے کا موقعہ دیتے ہوئے اس پر مکوں کے بارش کر دی۔۔۔

تو دوسری طرف برہان اس سے لچھنے لگا۔۔۔



سعیر نے غصے سے مسکان کو دیکھا اور ڈیول کی گردن کو جھپک کر دبوچتے سر پر مکے مارنے شروع کر دے۔۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہ کون ہے اندر کیسے گھسے۔۔۔!" شہزادہ کنگ سب کھڑے ہو کر دھاڑے۔۔۔۔

تب ہی فضا میں اندھا دھند فائرنگ کی آوازیں چیخیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔۔۔۔

انکے حواس جھنجھلا اٹھے۔۔۔۔

اور سعیر یہ آواز کیسے نہیں پہچانتا۔۔۔۔

کنگ کی طرف ایک پراسرار مسکراہٹ پھینکتے ہوئے اسنے ڈیول کو گھمایا اور اسکی ریڑھ کی ہڈی پر گھٹنار کھتے دبوچی ہوئی گردن کو اپنی طرف کھینچا کہ اسکی دل دہلا دینے والی دھاڑ کے ساتھ کھٹک کی آواز بلند ہوئی اور ڈیول کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔

اسکی گردن کی ہڈی سے یہ آواز نکلی تھی اور سعیر نے مسکراتے ہوئے اسکی آنکھوں میں اپنے دونوں بچے مار کر اسکی آنکھیں نوچ کر نکال دیں۔۔۔۔

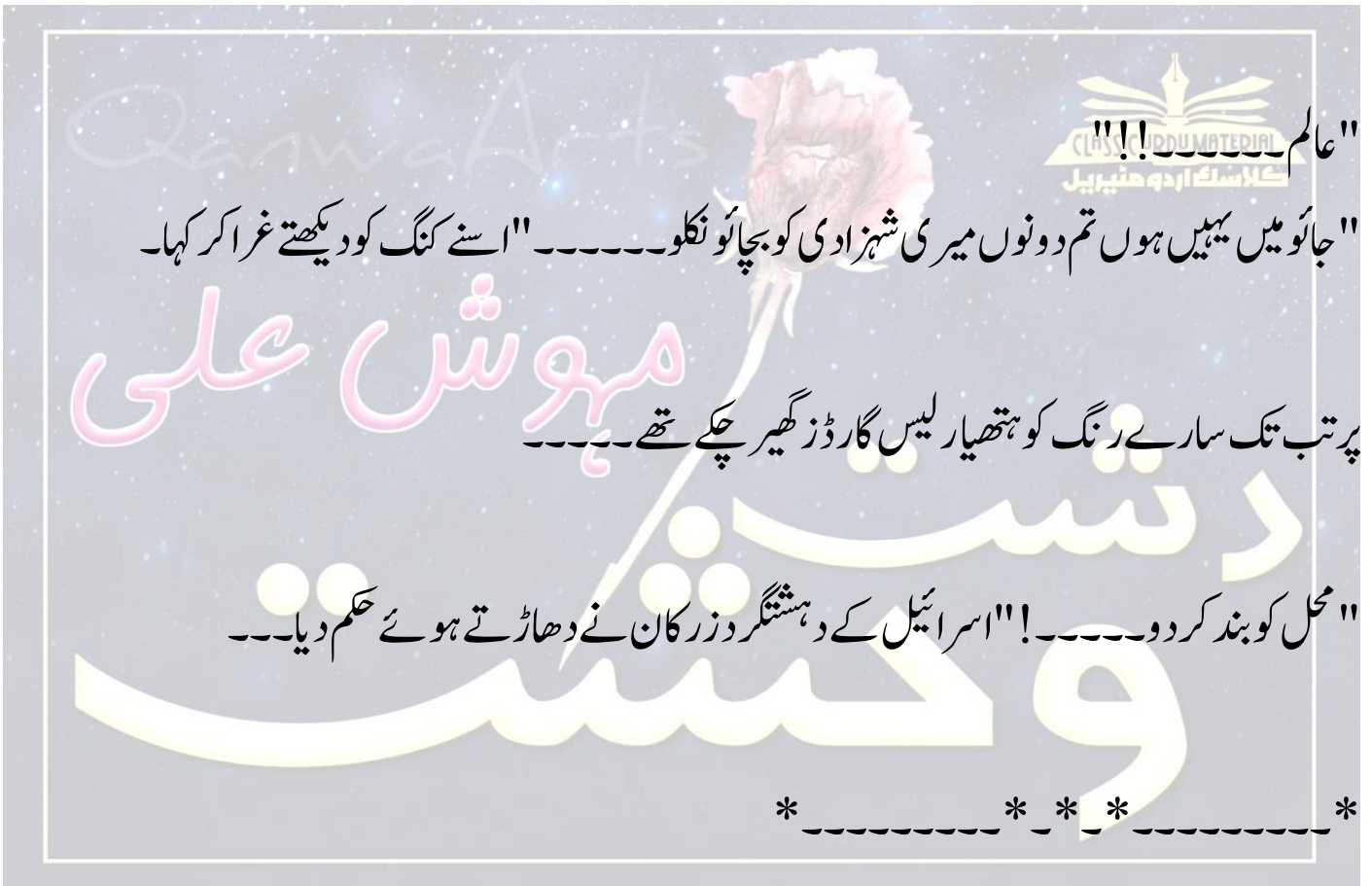
سب اپنی آنکھوں سے یہ حیوانی منظر دیکھ رہے تھے جب مسکان سے اس آدمی کو لیتے اسنے اسکے منہ پر پنجمارا وہ پھڑپھڑانے لگا اور سعیر نے دوسرا ہاتھ اسکے پیچھے گردن پر رکھتے ہاتھوں کو گھمایا اور مسکان کے سامنے کیا وہ

پوری قوت سے اپنے گھٹنوں سمیت اسکی کمر پر گری تب ہی سعیر نے ہاتھ نکالے اور مسکان اسکے اوپر تو وہ مردہ  
وجود نیچے پڑا تھا۔۔۔۔

وہ گھومتے سر کے ساتھ گھٹنوں کے بل گرا۔۔۔۔

"سعیر! مسکان کا دل جیسے کسی نے نوچ لیا اسکی حالت پر۔۔۔۔

برہان نے اس آدمی کے بازو توڑتے جب سعیر کو دیکھا تو اسے رنگ کے باہر پھنکتے اسکی سمیت لپکا۔۔۔۔



برہان کی ایگل کے آواز میں سگنل پر عارب آہستہ سے جنگل سے نکلا اور اسکے پیچھے آیا۔

"میں جب اندر جائوں گا اور ان سب کی توجہ اپنی طرف کروں گا تب تمہیں یہ دیوار پھلانگ کر جانا ہے  
اندر۔۔۔۔" وہ عارب کو سمجھاتا خود محل کے گارڈ کے سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔

جوانے ابھی چینج کیا تھا۔

"اوکے۔" وہ اپنا بیگ تھامے بولا۔

برہان آل دابیسٹ کہتا دوسری طرف بھاگا جہاں مین گیٹ تھا۔۔۔

اور سامنے کھڑے گارڈز اسے آتے دیکھ کر حیران ہوئے۔۔۔

"وہاں کیا کر رہے تھے؟" انہوں نے اسے اپنے لباس میں دیکھتے ہوئے مشکوک ہو کر پوچھا۔۔۔

پر برہان گھبرا یا نہیں۔۔۔

"مجھے لگا تھا کوئی تھا وہاں باس بھی گیا ہے دیکھنے۔" وہ اس اپنے کچھ دیر پہلے کے مسکان کے ساتھ ملکر مارے آدمیوں کو کہنے لگا۔

"باس نہیں جابرون ہے اسے باس کہلوانا پسند نہیں آسندہ خیال کرنا اور اب جائوں انکے ساتھ میزائل اندر

لیکر جائوں۔" وہ غراتے ہوئے بولے برہان سر ہلا کر انکی مشکوک نظروں سے اوچھل ہوتا سامنے اندر جاتی

میزائل کی طرف بھاگا اور انکی ہیلپ کروا کر انہیں اندر لے جانے لگا تھا۔

عرب پیٹھ پر رکھے بیگ کے ساتھ دیوار پر ریختا ہوا اوپر محل کی طرف بڑھنے لگتا کہ وہ ٹھیک سے سگنل پا کر کر مین روم میں پہنچ کر سارے کیمرہ ڈی ایکٹیویٹ کرے اور ساتھ دیواروں میں نصب ہتھیاروں کا بھی کچھ کرے تاکہ وہ ٹھیک سے ان پر حملہ آور ہو سکے۔۔۔۔

وہ محل کی چھت پر پہنچا اور وہاں بھیچھی تاروں سے سنبھلتا ہوا چیکنگ ہاتھ میں مشین سے اپنی مطلوبہ ڈیوائس کے سگنل ڈھونڈنے لگا جو کمپیوٹر میں موجود ہوتا ہے اور وہ کمپیوٹر سے یقین تھا وہیں پائے جائیں گے جہاں سے وہ سارے کیمرہ کو ڈی ایکٹیویٹ کر سکتا تھا۔

وہ تھم تھم کر قدم رکھ رہا تھا کہ انہیں معلوم نا پڑ سکے۔۔۔۔  
اسے زیادہ ڈھونڈنا نہیں پڑا جلد ہی وہ اپنی تلاش میں کامیاب ہو گیا اور اسکی چیکنگ مشین پر وہ سگنل نمودار ہوئے۔۔۔۔

"مطلب یہیں ہے روم۔۔۔" وہ چھت کو دیکھتا ہوا سوچنے لگا۔  
"مل گیا عزل؟" آلف کی آواز اس کے کان میں لگے ڈیوائس سے گونجی

"ہاں مل گیا ہے اب مجھے اندر جانا ہے جب تم لوگوں کو سگنل دوں تب پہنچ جانا۔۔۔" اسنے کہتے چھت کے نیچے جھکتے کھڑکی کو دیکھا۔۔۔۔

رسک بہت تھا پر اسے وہاں پہنچنا تھا۔ اور وہ مشن بیگ میں رکھتا ہوا زپ بند کیے آہستہ سے کلاسیاں چھت سے ٹکا کر نیچے اترنے لگا۔۔۔۔



ایک نظر نیچے زمین کو دیکھتے ہوئے اسنے اپنا پاؤں کھڑکی پر مار کر دیکھا اور یہ دیکھ کر خوش ہو گیا کہ وہ کھلی ہوئی ہے۔۔۔۔

"بسم اللہ رحمن رحیم" پڑھتے اسنے خود کو نیچے کی طرف پھینکا۔۔۔  
اگر وہ گر جاتا تو اسکے ٹکڑے ہو جاتے پر اللہ پاک انکے ساتھ تھا اور اسکے ہاتھ کھڑکی تک پہنچ چکے تھے۔۔۔

اور وہ ایک دم کھڑکی کے اندر گر تا اندر موجود آدمیوں کو ششدر چھوڑتے ہوئے سائنلنسر لگے پسٹل سے انکا نشانہ لیا۔۔۔

پلک جھپکتے ہی وہ سب کا خاتمہ کرتا کلا بازی مار کر اٹھا اور دروازہ اندر سے لاک کرتے ہی اپنا بیگ اتار کر اس سے اپنے ڈیوائس نکالے سارے سسٹم کو ان سے جوڑ کر اپنے لیپ ٹاپ سے انہیں ڈی ایکٹیویٹ کرنے لگا۔

اسنے روم پر نظریں ڈالیں تو دیوار گیر اسکرین پر مسکان اور برہان کو فوکس کیا ہوا تھا۔۔۔

"اوہ گاڈ مطلب وہ انکے شک میں تھے۔۔۔۔!" وہ بڑبڑایا مسکان کو یہاں دیکھ کر شکاڈ بھی ہوا تھا۔

جلدی جلدی سے انگلیاں لیپ ٹاپ پر چلاتے ہوئے وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اس گرین لائن کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

"اللہ ہو جائے۔۔۔۔!" سعیر کا مقابلہ دیکھتا دعا کرنے لگا جلدی ہو جائیں۔۔۔۔۔

"کیا ہوا عرب؟؟" آلف نے اسکی خاموشی پر پوچھا۔  
وہ سب اسکی ایک ہاں کے انتظار میں تھے۔

اور آلف اپنی قسمت کو دیکھ رہا تھا کہ آج وہ کتنا پاس ہوتا ہے اپنے ہنر میں۔۔۔۔۔

اچانک ہی سسٹم الرٹ ہوا اسنے بھاگ کر سرخ بٹن دبایا اور اسکے آواز کو بند کر دیا۔  
جبکہ اسکرین ساری سیاہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

"ہو گیا۔۔۔۔۔!" اسکی سرسراتی ہوئی آواز آلف والوں کے روح میں جوش پیدا کر گئی۔۔۔۔۔

کیمرہ سارے بند ہو گئے تھے اور وہ سب ہتھیار سامنے کیے ایک کے بعد دوسرے دیواریں پھلانگ کر اندر  
گرتے ہوئے اپنی پوزیشن سنبھالنے لگے جبکہ باقی کے سارے محل کو گھیر گئے۔۔۔۔۔

فضا فائرنگ کی آوازوں سے سرد ہو کر دھندلی ہو گئی اور دھاڑے چیخیں عروج پر تھی جبکہ وہ سامنے ہتھیار  
کیے ٹھاٹھا کے ساتھ فائرنگ کرتے بھاگتے اندر گھس رہے تھے۔

وہ سامنے آتے دشمنوں کا سینہ چیرتے انہیں لہو لہان کرتے آگے بڑھتے آئے۔  
"ماروا نہیں!"

فلسطین کی سرزمین پر قبضہ کرنے والے اسرائیل کے وہ ہشتگرد پاک افواج کو دیکھتے بدحواس ہوتے دھاڑ کر بولے۔۔۔

جبکہ بھاری بوٹوں کی دھب دھب چھوڑتے نیچے پڑے دشمنوں کے سینے پر قدم رکھتے اندر محل میں داخل ہوئے۔۔۔

"آلف تم اپنی ٹیم کو لیکر سعیر تک پہنچو میں یہاں سنبھالتا ہوں گو فاسٹ۔۔۔!" شہریار نے فائرنگ کرتے آلف سے کہا جو اندر جانے کا راستہ بنا رہا تھا سر ہلا گیا۔  
آلف نے بھاگتے ہوئے کلابازی مار کر سامنے کھڑے آدمی کے سینے پر لات ماری اور آنکھوں کا نشانہ لیتے فائر کیا۔۔۔

"پیچھے ہو جاؤ!!" شہریار انکے ہاتھ میں بم دیکھتا دھاڑا۔۔۔  
اچانک انہوں نے انکی طرف بم پھینکا فضا میں شعلے بھڑک اٹھے۔۔۔  
میجر شہریار کے ساتھ کرنل باقی آفیسرز پیچھے زمین پر لیٹ گئے۔۔۔

دھواں دھند سی پھیل گئی قریب موجود آفیسرز کی چہری پگھل کر جل اٹھی۔۔۔ تو کئی فضا میں بلند ہوتے گئے۔۔۔

"آریو او کے سر!" شہریار اٹھ کر کرنل کو ڈھونڈنے لگا جبکہ زمین تپ کر انگارہ ہو گئی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں تم باقی آفیسرز کو دیکھو۔۔۔!" کرنل اٹھ کر بولا۔

جبکہ آلف اپنی ٹیم کے ساتھ اندر بڑھ گیا تھا۔

"سر!۔۔۔" میجر شیر اپنے آفیسرز کی حالت دیکھتا ہوا آنکھوں سے اذیت میں پکارا۔۔۔

"اٹھو میجر!" کرنل نے اسے اٹھایا وہ انکا لہو لہان وجود دیکھتا اٹھ کر کھڑا ہوا اور سامنے محل کو دیکھا۔

"ہمیں جلد ہی کنگ کو حاصل کر کے بیسٹ اور اسکی بیوی کو لیکر نکلتا ہے چلو۔" وہ سب لیکر واپس بڑھے۔۔۔

"ہمارا جتنا خون بہنا تھا بہہ گیا اب نہیں۔۔۔!" شیر غرا کر بولا بیسٹ تھا مے ہتھیار لیس تھے۔

"نعرے تکبیر اللہ ہوا کبر

نعرے تکبیر اللہ ہوا کبر

نعرے تکبیر اللہ ہوا کبر"

وہ سینا پھیلا کر دشمن کو لٹکارتے ہوئے بولے اور قدم پھر سے آگے بڑھا دیئے بغیر اب جان کی پرواہ کیے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی اور جو جو سامنے آتے گئے اللہ ہوا کبر کرتے انکا سینا لہو لہان کرتے گئے۔۔۔۔

کرنل نے لات مار کر سامنے کھڑے آدمی کو گرایا اور محل میں داخل ہوا جبکہ پیچھے اس آدمی کو اٹھتے دیکھ کر شیر نے فائر کیا۔



"اس طرف جائو۔۔۔!" کرنل نے دو ٹیم بنا کر ایک کو دائیں تو دوسرے کو بائیں بھیج دیا اور خود سامنے اندر بڑھ گئے۔۔

وہ جیسے جیسے بڑھتے گئے سامنے آتے دشمنوں کو لہو لہان کرتے گئے۔

"سارے رومز چیک کرو سیر عالم کی بیوی یہیں روم میں ہے ایک میں، خیال رکھنا اسکی بیوی بچے کو کچھ نہیں ہونا چاہئے، جو سامنے آئے ختم کرتے جائو۔" کرنل کے حکم دیا وہ سنتے یس سر کہتے اس پر عمل کرنے لگے۔

وہ سارے سسٹم کو ہیک کر کے اپنا ہتھیار بیگ سے نکال کر باہر نکلتا تب سامنے ہی اسکی طرف آتے آدمیوں کو دیکھتے اسنے فائرنگ شروع کر دی۔۔۔

"مارو اسے۔۔۔۔!" انکی دھاڑ سے پہلے ہی اسنے آنسو گیس کا استعمال کیا۔۔۔

محل میں فائرنگ مستقل جاری تھی اور اب اسنے آنسو گیس پھیلا کر اندھا دھند فائرنگ کرنا شروع کر دی تھی۔۔۔

پیچھے سے آلف کی ٹیم نے ان پر اٹیک کیا۔۔۔

"سیر ایم ای پورشن میں ہے!" عزل نے آلف سے کہا اور ساتھ بھاگے۔

"ہمیں حورالعین کو ڈھونڈنا ہے وہاں شیر اور سر جارہے ہیں۔" اسنے کہتے راہداری کے سارے روم چیک کرنے لگے۔

"حورالعین تو یہاں کسی روم میں نہیں تھی۔" اسکی سرسراتی آواز پر بھاگتا آلف ساکت ہو کر رک گیا۔

"کیا مطلب؟؟؟ وہ یہاں نہیں تو کہاں ہے سعیر نے مسکان سے کہا ہے وہ اسکی بیوی کو ڈھونڈے تو مطلب وہ یہیں ہوگی۔۔۔" آلف نے ششدر ہو کر کہا۔

"نہیں میں چار سو روم کو دیکھتے پھر کیمرہ ہیک کیے یہاں حورالعین نہیں اسے کہیں اور رکھا گیا ہے، سعیر کو دھوکہ دیا ہے انہونے۔۔۔" وہ غرایا۔

"ہمیں سعیر کے پاس پہنچنا ہوگا۔" آلف نے کہتے قدم بڑھائے پیچھے عزل بھی تھا۔  
اور انکی باتیں ساری ٹیم سن رہی تھی غصہ سے سب کا دماغ کھول اٹھا کنگ کی دھوکہ بازی پر۔۔۔۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

سعیر ان سب کا گھیراؤ دیکھتا واپس سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور منہ سے خون صاف کیا۔

"ہال کے سارے دروازے بند کر دو"۔۔۔ زرکان نے حکم دیا۔  
اور دھاڑ نما آواز میں اسکا حکم ہوا جو فوراً عمل میں لایا گیا۔۔۔  
"چلیں شہزادے!" قطر کے شہزادے گارڈا سے اپنی سیفٹی میں لیکروہاں سے نکلے۔۔۔

"مم۔۔۔ میں۔۔۔!" بلیک کنگ بدحواس پھرے کھڑے سعیر سے خوف کھاتا ہوا بولا۔

"تم جانو تمہارا بیسٹ!" شہزادہ غراتا ہوا بولا۔

"ہمنے تمہیں نہیں کہا تھا حیوان کو بناؤ اب بھگتو!"

پاک افواج کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔۔۔

"ماروا نہیں بیسٹ۔۔۔!!" کنگ کچھ نا سمجھتے ہوئے دھاڑا۔

زرکان دہشتگرد بدحواس سا بوکھلایا ہوا تھا جبکہ محل کو پوری طرح سے فوج نے گھیر لیا۔

"ضرور۔۔۔!" سعیر اسکی آنکھوں میں خوف دیکھ کر بولا اور رنگ کی دیواریں نوچ کر باہر آیا۔

"اسے پکڑو۔۔۔!" بلٹ پروف جیکٹ پہنے ہوئے مسکان نے ہتھیار برہان کی طرف پھینکا جس نے دیکھتے پیٹھ

سے اپنے ہتھیار کو نکالا۔۔۔

"ہلنا نہیں ہتھیار پھینکو نیچے!" مسکان اور برہان کے سر پر ہتھیار رکھے وہ بولے

سعیر نے آواز پر پلٹ کر رنگ میں کھڑے برہان مسکان کو دیکھا اور پھر سامنے کنگ کی طرف بڑھا۔

اسے آگے بڑھتے دیکھتے ہوئے کسی میں ہمت نہیں ہو رہی تھی اسے روکنے کی جبکہ زرکان کنگ پر چیخ رہا تھا۔

"شہزادی کہاں ہے؟" سرد آواز میں پوچھتا وہ تخت پر رکھے ہتھیار میں سے سرخ رومال میں لپٹا اپنا خنجر اٹھا کر

بولا

"مجھے یہاں سے نکالو میں تمہیں شہزادی تک پہنچا دوں گا!" وہ اسکی خون آلودہ آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

"چلو۔۔۔!!" سعیر نے کہا تو اسنے سیڑھیوں کی سمیت اشارہ دیا۔

اسرائیل دہشتگرد زرکان کو وہیں چھوڑ کر سعیر کنگ کو لیکر وہاں سے نکلا۔

پیچھے مسکان اور برہان نے ہتھیار انکے حوالے کر دیئے اور خاموشی سے سعیر کو دیکھنے لگے۔

جبکہ موت انکے سر پر تھی

"کون ہو!" ایک گارڈ نے غصے سے غرا کر پوچھا

مسکان نے ناگواریت سے برہان کو دیکھا۔

"دشمن! تم اسے مار دو میں تمہیں بچالوں گی!" وہ برہان کیلئے بولی جسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔

"تم سب اسے ساری گولیاں مارو تاکہ میں عزت سے شادی کر سکوں۔۔۔!" وہ پھر کر بولا

جب دوسرے ہی لمحے گھومتا ہوا تیغ اسکے منہ پر پڑا۔۔۔

"تمنے مجھے مارا! تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے مارنے کی؟" وہ غرایا



"ایسے!" اسنے کہتے دوسرا بیچ اسکے جبرے پر مارا

"تمہاری تو میں۔۔۔۔!" برہان نے دھاڑتے ہوئے اسکے منہ پر مکارا۔۔۔

"یو۔۔۔!" وہ غرائی اور لبوں سے خون صاف کر کے برہان کو خون آشام نظروں سے گھورا۔

"بس کر ظالم دل کا کمزور ہوں۔" اسنے دل میں سوچا جب اچانک ہی مسکان نے اس پر حملہ کیا۔۔۔

دونوں گتھم گتھا ہو گئے جبکہ وہ آدمی کھڑے حیران انہیں دیکھنے لگے۔

دونوں ڈھرام سے نیچے گرے۔۔۔

"سیدھے ہو جاؤ!" اسرائیل آدمیوں نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں جان سے مار دوں گی دھوکے باز۔۔۔!" وہ اسکو مارنے کیلئے ہتھیار اٹھانے لگی تو دوسری طرف برہان نے بھی اسکی چوٹی کو پکڑتے ہتھیار کو کھینچ کر اٹھایا۔

"سعیر چلا گیا یہاں سے کنگ کو لیکر۔" مسکان نے سرگوشی سے کان میں لگے چاول جتنی چپ میں بولی جو

سب نے سنا اور اپنے قدموں کی رفتار کو بڑھا دیا۔

جب خود کو مارنے کیلئے اٹھائے گئے ان دونوں نے ہتھیار کا رخ اچانک انکی طرف کرتے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔

"پیچھے ہو جائو۔۔۔!" برہان نے سامنے فائرنگ کرتے مسکان کو کہا وہ فوراً پائوں کی مدد سے کھسکتی ہوئی فائرنگ سے بچتی پیچھے ہوئی رنگ سے باہر نکلی۔۔۔

وہاں سے کئی دہشتگرد جو مقابلہ دیکھنے آئے تھے سیڑھیوں سے چڑھتے وہاں سے بھاگ نکلے جبکہ رزکان

مقابلے سے خوفزدہ سا تھا۔

"اٹیک۔۔۔!!" غرا کر اندر داخل ہوتے آلف نے کہا اور چاروں اور فائرنگ کی آوازیں مچ اٹھیں انکے پیچھے ہی کرنل داخل ہوا۔

مسکان انہیں وہیں چھوڑ کر سیڑھیوں کی طرف بھاگی جہاں سے سعیر کنگ کو لیکر گیا تھا۔ اسے یقین تھا وہ پیچھے سب پکڑ لیں گے پر سعیر اکیلا کہاں جا رہا تھا اسے وہیں جانا تھا۔۔۔

وہ سیڑھیوں سے چڑھ کر اوپر چھت پر آئی تو کئی ہیلی کاپٹر پرواز کر رہے تھے۔۔۔

"بزدل۔۔۔!!" وہ شہزادے کے بھاگنے پر تمسخرے سے بولی۔

اسے سامنے ایک سرنگ دکھی وہ بھاگتی ہوئی اس میں داخل ہوئی تو گھپ اندھیرا تھا۔۔۔

سنجھل کر قدم اٹھاتی وہ ہاتھ میں پسٹل پکڑے الرٹ سی اندھیرے میں آگے بڑھ رہی تھی سرنگ میں۔

وہ جس رفتاری سے نیچے اتر رہی تھی اسے ایسا لگ رہا تھا وہ واپس محل میں داخل ہو رہی ہو۔  
وہ سرنگ نیچے جا رہی تھی زمین کی تہہ میں شاید۔۔۔۔

"کہاں جا رہے ہیں؟" اچانک اسکی سماعتوں میں سعیر کی بھاری آواز گونجی وہ سنبھل کر سانس روکے رک گئی۔۔۔

"تمہاری شہزادی کے پاس۔" کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔  
"جس طرح تم نے آج میری فوج سے جان بچائی ہے میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔" وہ مکروہ ہنسی ہنستا ہوا بولا  
سعیر نے اسے گھورا جس پر وہ فوراً سنبھل گیا۔  
"میں سچ کہہ رہا ہوں میرے بیسٹ آج تم نے واقعی ایک مثال قائم کی ہے وفاداری کی۔" وہ آگے بڑھتے گئے کہ کچھ دور ہی انہیں کچھ اجالا نظر آیا۔

سرنگ کے باہر آتے سمندر کی لہریں انکے بوٹ کو چھونے لگی جبکہ کئی جہاز کھڑے تھے۔

کنگ بھاگتا ہوا ایک جہاز کی طرف بڑھا کہ اسی وقت سعیر نے اسکی گردن میں پنجاڑال کر اسکی سانس خوف سے روک دیں۔۔۔۔

"وہیں ہے تمہاری شہزادی۔۔۔" اسنے ہر اسماں ہوتے جواب دیا۔  
سعیر نے گھورتے ہوئے اسے پیچھے دھکا دیا اور خود اسکی سمیت آگے بڑھا۔۔۔

جبکہ کنگ اسے جہاز کی طرف جاتے دیکھ کر خود بوٹ کی طرف بھاگا۔۔۔  
وہ جانتا تھا اب تک اسکا بچہ مر بھی چکا ہو گا اور اسے یہاں سے نکل کر بھاگنا تھا کیسے بھی کر کے پھر دیکھا جاتا

اسے۔۔۔۔

"رکو۔۔۔۔!" سعیر نے دھاڑ کر کہا کنگ کی سانس رک گیا۔۔۔۔

"کنگ۔۔۔۔ کیا جائو وہ وہاں ہے" اسنے خوفزدہ ہوتے کہا۔

"چلو میرے ساتھ۔۔۔۔!" سعیر نے اسے اشارہ دیا۔

کنگ کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔

"تم یہاں کیا رہی ہو؟" سرنگ سے حلیہ دیکھ کر وہ سمجھ گیا مسکان وہاں آئی ہے غرا کر بولا تو اسے بھی مجبور  
سامنے آنا پڑا۔

"آپ اس پر یقین نہیں کر سکتے!" وہ غصے سے بولی۔۔۔۔

"مجھے معلوم ہے!" اسنے کہتے کنگ کو اشارہ دیا جو دونوں کو خوفزدہ ہو کر دیکھتا تو کبھی اس جہاز کو جس میں اسکی  
بیوی کو قید کیا تھا۔



وہ ایک دم بائیں طرف بھاگ پر اپنے پھیلے وجود سمیت کہاں بھاگ سکتا تھا۔

"جاوید۔۔۔!" "سعیر نے غراتے ہوئے کہا اور جھپٹ کر اسکی گردن کو دبوچے۔۔۔"

"جائو اندر دیکھو۔۔۔!" "اسنے مسکان سے کہا وہ سر ہلاتی جہاز کی طرف بھاگی

"بیسٹ۔۔۔!!" "وہ دونوں گتھم گتھا ہو گئے جب سعیر کے بھاری ہاتھ کے وار پر کنگ دھاڑا اور اسکے ہاتھ سے خنجر پھینک دیا۔۔۔"

"بند کرو بکواس اپنی۔۔۔!" "سعیر نے غرا کر کہتے اپنے بھاری ہاتھ کا زور دار مکا گھما کر اسکی پسلیوں نے نیچے مارا کنگ اپنے پھیلے جسم کے ساتھ نیچے گرا۔۔۔"

اور جھپٹ کر نیچے پڑا سعیر کا خنجر اٹھا کر مسکرایا پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

سعیر نے اسکے ہاتھ میں دیکھا اور پھر کنگ کو جو شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ سعیر کو دیکھ رہا تھا۔

"تم سب کو مار سکتے ہو بیسٹ پر مجھے نہیں میں تمہارا کنگ ہوں تم میرے پالتو کتے۔۔۔!" "اسنے قہقہہ لگا کر کہتے سعیر کی طرف دوڑ لگائی

اور سعیر نے اسکی طرف۔۔۔۔

کنگ کا خنجر والا ہاتھ گھومتا ہوا سعیر کے سینے کو چیرتا گیا جب کہ سعیر کا مکہ اسکے جڑے پر لگا وہ دور جا گرا۔۔۔۔

"آہ۔۔۔۔!" اسکے منہ سے درد سے آہ نکلی اور اسنے اپنے سینے سے پھوارے کی صورت نکلتے خون کو دیکھا۔  
اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔

حواسوں پر درد غالب ہونے لگا۔

پراس حیوان کو ختم کرنے سے پہلے وہ آنکھیں نہیں پور سکتا تھا۔

سعیر کے گھومتے سعیر کا فائدہ اٹھاتے کنگ ایک دم ہی اسے پر دوسرا وار کرتے اسکے سینے پر لات مار کر اسے پیچھے گرایا۔۔۔۔

وہ ڈھرام سے گیلی ریت پر گرا۔۔۔

"اب بھونک۔۔۔ مجھے مارے گا؟" کنگ غراتا ہوا اسکے سینے پر پوری زور سے اپنا ہاتھ جیسا پائوں مارا کہ سعیر

کے منہ سے ابل کر خون نکلا۔۔۔۔

جبکہ سر میں ایسا لگ رہا تھا بھاری آوازیں گھوم رہی تھی آنکھیں سیاہ ہو کر دھندلی ہو گئی۔۔۔

اسکا دماغ کام کرنا چھوڑ چکا تھا اور کنگ اسکا فائدہ اٹھا کر اسے زوردار ٹھو کریں مار رہا تھا۔

"تمہارا قصہ میں ہی ختم کرتا ہوں۔۔۔۔۔" کنگ دھاڑتا ہوا اسکی گردن کاٹنے کیلئے سینے پر پاؤں رکھ کر بیٹھا۔

"تمہیں میرے جیسے حیوان ہر راہ میں ملیں گے یہ کبھی نہیں مر سکتے۔" اس کے کانوں میں اس کے باپ کی آواز گونجی جبکہ خنجر کی تیز دھارا اسکی شہ رگ پر آئی۔  
سعیر نے دھندلی سی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔

اور خود پر بیٹھے کنگ کو دیکھا۔

"تمہارا قصہ ختم بیٹ۔۔۔۔۔"

میں نے تمہیں بنایا تھا اور آج میں ہی تمہیں ختم کر رہا ہوں بابا بابا۔۔۔۔۔" قہقہہ لگاتے اسنے ہاتھ کو گھمانا ہی چاہا اسکی گردن پر کہ ایک مضبوط ہڈیوں کو توڑتی ہوئی گرفت اسکی کلائی پر آئی۔۔۔۔۔

کنگ چونک گیا اور اسکی ادھ کھلی بھوری سرخ آنکھوں کو دیکھتے پوری طاقت لگائی اسکی گردن کاٹنے کی پر دوسری طرف بھی پوری قوت لگائی گئی تھی۔۔۔۔۔

اسنے دانت پیستے اس کے لہو لہان وجود میں ابھی اتنی طاقت دیکھ کر اس کے سینے پر پڑے خنجر کے کٹ پر بوٹ رکھے مسلنے لگا جس کے درد سے سعیر کی سانسیں اس کے سینے میں ہی دب گئی۔۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔!!" وہ پوری قوت سے دھاڑا کہ اسکی دھاڑ آسمانوں تک پہنچنے کی طاقت رکھتی تھی۔

گردن سے ایک دم خنجر ہٹا اور دائیں طرف جبرے سے کٹ شروع ہوتا کان کو کاٹا ہوا سر سے گذر گیا۔

اسکا خنجر جیسے گردن سے ہٹا سعیر کا دوسرا گھومتا ہوا مکا اسکے منہ پر پڑا ساتھ ہی اسے ایک دم پلٹ کر نیچے گرایا  
سینے سے اور سنبھلنے سے پہلے ہی اسکے ہاتھ سے کھینچ کر کنگ کو حاصل کیا۔

"بیسٹ۔۔۔!!" بازی کے اچانک پلٹنے پر کنگ گرجا اور خوفزدہ نظروں سے سعیر کو دیکھا جسکے سر کان  
جبرے سے خون ابل کر بہہ رہا تھا سینے کے ساتھ۔۔۔۔

وہ اس قدر خوفناک ہو گیا تھا کہ کنگ کی سانسیں رکنے لگی اسے دیکھتے  
موت سر پر دیکھتے اسکی سانسیں بند ہونے لگی

مہوش علی

گرتا پڑتا سعیر اٹھا اور ہنسا۔۔۔۔

"ح۔۔۔ حیوان۔۔۔ صرف ای۔۔۔ ایک ہو گا۔۔۔۔

اور۔۔۔ وہ صرف۔۔۔۔ س۔۔۔ سعیر۔۔۔ عالم ہو گا دایسٹ! ہا ہا ہا" زوردار قہقہہ لگاتے اسنے دھندلی  
نظروں سے کنگ کو دیکھا

"مجھے سرخ چوڑیاں لادو شہزادے۔۔۔۔

اسکے بھاری خوفناک ہاتھ مجھ پر سنگتے ہیں عالم۔۔۔ وہ مجھے کہہ رہا ہے وہ مجھے رکھیل بنائے گا مجھے بچالو۔۔۔۔  
سمعیہ عالم کا بھائی ایک شیر ہے خوبصورت شیر جسے کوئی نہیں ہرا سکتا۔۔۔" اسکے کانوں میں سسکتی کھلکھلاتی  
زندگی سے بھرپور آوازیں گونجتی اسکے دماغ کو مزید سن کرنے لگی تھی



اسکی کھلتی بند ہوتی آنکھیں دیکھتا کنگ اسے گرانے کیلئے اسکی ٹانگوں کو پکڑ کر گرانے لگا تھا کہ اچانک ہے اسکا  
بھاری پاؤں کنگ کے سینے پر آیا۔۔۔

"میری سہی کو تکلیف دی تھی تم نے بلیک کنگ۔!!" وہ سر ہلا کر خود کو ہوش میں رکھتا ہوا گرجا

"میری بیوی کو تکلیف دی۔۔۔!!" اسنے پاؤں اٹھا کر پھر سے مارا کنگ کی دھاڑیں بلند ہوئیں فضا میں جبکہ  
سعیر کا ٹپکتا خون بھی اس پر گر رہا تھا۔

"میری جان سے پیاری بہن میرے عشق کو تکلیف دی تھی تم نے یاد کرو۔۔۔!!" وہ اسکے پاس گرنے کے  
انداز میں بیٹھا۔

"مجھے معاف کر دو!" کنگ پیچھے ہوتا سکا۔

"بابا ہامعافی نہیں۔۔۔! میں نے مانگی تھی اتنے عرصے میں کبھی؟" وہ قہقہہ لگاتا اپنا پاؤں اٹھا کر اسکے سینے پر

رکھتا ہوا بولا۔

"میں تمہیں زندگی دوں گا تمہیں ایک نئی پہچان دوں گا تم میرا یقین کرو مجھے چھوڑ دو یہ سب زمانے نے کیا تھا وہ  
تمہیں لایا تھا میرے پاس مجھے تو معلوم نہیں تھا کون رشید عالم کون سعیر عالم۔" اسنے ہاتھ جوڑے سامنے

"ہاہا اور کون سمعیہ عالم۔۔۔؟" سعیر نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسکی بات مکمل کی۔

"تمہیں اسکی زندگی کی فکر ہے نا؟؟ میں اس سے شادی کر لوں گا تم فکر مت کرو مجھے۔۔۔۔۔"

"آہ۔۔۔۔۔ بکو اس نہیں خبر دار میری بہن کا نام لیا تو۔۔۔۔۔!" اسنے غراتے ہوئے بھوری آنکھیں کھول کر

کنگ کو دیکھا اور اسکے کھلے منہ میں ایک دم خنجر گاڑ دیا۔۔۔۔۔

اسکی آنکھیں پھیل گئی پوری۔۔۔۔۔

وہ پھڑپھڑاتا ہوا رہ گیا جب سعیر نے اپنی شرٹ اتار کر اسکے ہاتھ باندھے۔۔۔۔۔

"میرا ہنر دیکھو جو تمنے مجھے دیا ہے۔۔۔۔۔"

میرا دماغ دیکھو جسے الیکٹرک شاک دیکر تمنے بنایا ہے۔

میری طاقت دیکھو جسے تمنے مار مار کر پتھر بنایا ہے۔" وہ ہنستا ہوا بولا۔

"جب تمہارے ہاتھ کسی کو ملیں گے ان میں بندھائیہ پرچم سمجھا دے گا کہ اسکی طرف آنکھ اٹھانے ہاتھ

بڑھانے والے کی کیا حالت کرتے ہیں اس پرچم تلے رہنے والے۔" اسنے کہتے خنجر کو منہ سے نکالا اور اسکے

چہرے پر آہستہ سے کٹ ڈالنے لگا۔۔۔

اسکی آنکھوں کے اوپر گالوں پر جڑے پیشانی ہر جگہ کٹ ڈالتا ہوا وہ اسکی دھاڑیں چیخوں سننے سے پہلے ہی بہرا

ہو گیا تھا۔

اسکی آنکھوں پر حیوانیت چھائی تھی جسکا وہ بھرپور فائدہ اٹھا کر اب خنجر کی نوک کنگ کے دماغ پر رکھتا مچھلی میں  
پڑے چاک کی طرح اسکے چہرے پر ویسے ہی چاک دینے لگا۔

اور وہاں سے ہوتا اسکے ناک کے سوراخ میں خنجر ڈال کر چیرتا دماغ کی طرف لے گیا۔۔۔

کنگ کب کا بیہوش ہو گیا تھا پر وہ مگن تھا اپنے کام میں۔۔۔۔  
سمندر کے کنارے رات کے اس اندھیرے میں لہروں کے بیچ ریت پر ایک پائوں رکھے دوسرا کنگ کے سینے  
پر رکھے دو جہان سے غافل تھا۔۔۔۔

"منہ کھولو۔۔۔!" وہ غرایا پر اس میں ہوش ہوتا تو حکم پر عمل کرتا غصے سے سعیر نے کھینچ کر اسے تھپڑ مارا اور  
خنجر اسکی گردن میں کھبا کر چیرتا ہوا سینے تک لانے لگا۔۔۔  
"تمہارے خون میں کافی بو ہے! گندگی کی بو۔۔۔!" وہ ناگواریت سے کہتا اسکا سینا چیرنے لگا۔

"مجھے پہلے اسکی گردن کاٹنے چاہیے۔۔۔!" وہ سوچتا ہوا اسکی گردن کو دیکھنے لگا جو اسے در سے الگ کرنی  
تھی۔

"مجھ سے دھوکہ کرنے والے میری عزت پر بری نظر رکھنے والے کا انجام میں آج تمہیں دیکھا نو کنگ۔۔۔  
مجھے جواب دو۔۔۔!" وہ دھاڑتا ہوا جانور کے ذبح کرنے کے انداز میں اسکی گردن کو کاٹنے لگا۔

جس پر کنگ کا وجود پھڑپھڑایا پر اسکا بھاری وجود اسکے اوپر تھا تو کیسے وہ مزاحمت کرتا۔۔۔

"تکلیف نہیں ہوگی بعد میں چپ کرو۔۔۔۔!" گردن میں پھنسے خنجر سے ہاتھ نکال کر وہ اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑے بولا اور پھر گردن کی ہڈی کو کاٹنے کیلئے خنجر کو آگے پیچھے کرنے لگا۔

اس دوران اسکے سارے ہاتھ خون آلودہ ہو گئے تھے جبکہ لہریں بھی اس بدبودار خون سے آلودہ تھیں

"میں نے ہمیشہ چاہ رکھی تھی تمہیں کہیں سکون والی جگہ پر ماروں۔۔۔

اور آج دیکھو کتنا حسین موسم ہے۔۔۔ اس میں تمہاری یہ گردن نہیں نکل رہی۔۔۔" وہ مسکرا کر کہتا چڑ گیا اور خنجر اسکی ہڈی پر رکھ کر اسکے اوپر مکے مارنے لگا کہ ہڈی ٹوٹ جائے اور وہ گردن الگ کر سکے۔۔۔۔ اور ویسا ہی ہوا کھٹک کے ساتھ اسکی گردن وجود سے الگ ہوئی خون کا پھوار ادور تک جانے لگا جب سعیر نے سر کے بالوں کو مٹھی میں پکڑتے سر کو اٹھا کر اپنے سامنے کیا اور اسکے چہرے کو دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔

"آہ بلیک کنگ کا سر میرے ہاتھ میں آہ مر گیا کیا؟

نہیں یہ کیسے مر سکتا ہے۔" وہ خود سے بہکی بہکی باتیں کرتا دھندلی نظروں سے سر پاس رکھ کر اب اسکے پیٹ کی طرف آیا تھا اور پائوں ہٹا کر وہ اسکے پاس بیٹھا۔۔۔۔

"تمہارا دل دیکھنا چاہتا ہوں کیسا ہے کنگ۔۔۔۔!" وہ اسکی سروالی جگہ سے خون کے پھوارے کو دیکھتا ہوا

بولا۔



"تم بہت خوبصورت لگ رہے ہو کنگ۔۔۔ صرف سر نہیں تمہارے پاس۔۔۔" وہ پریشان ہوا اور یہاں وہاں دیکھتا اپنے بوٹ کو دیکھنے لگا۔۔۔

"ہاں مل گیا تمہارا سر۔۔۔!" اپنا بوٹ اتار کر وہ اس کے سر کی جگہ فٹ کیے ہنسا۔۔۔  
"اب تم لگ رہے ہو کنگ۔۔۔! بوٹ کنگ ہا ہا۔۔۔" وہ قہقہہ مار کر اس کی پیٹ میں خنجر گھونپ اس چیرنے لگا۔

سرد ہوائوں کا زور بڑھ گیا اور وہ پرواہ کیے بغیر دونوں ہاتھوں سے اس کے پیٹ کو چیرے اس سے اٹھتی خون کی بدبو پر چہرہ اگھما کر جہاز کو دیکھنے لگا۔  
"عین۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔!!" وہ تڑپا سے یاد کر کے جبکہ اس کا دماغ کچھ بھی کام نہیں کر رہا تھا اسے معلوم نہیں پڑ پارہا تھا آگے اسے کیا کرنا ہے۔

پر پھر بھی وہ لگا رہا اسے اتنا ضرور یاد تھا کہ یہ وہی ہے جس نے اس کی بہن کی معصومیت چھینی اسے پاگل کر دیا۔۔۔  
اس کی بیوی کو وحشتوں کا مسافر بنا دیا۔  
وہ اس کی اسکن نوچ کر اتارتا ہوا اس کی موٹی پسلیوں تک پہنچا۔۔۔

اور کچھ دیر میں ہی اس کے سارے اندر کے اعضاء باہر نکالے انہیں خنجر سے کاٹا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر رہا تھا۔

اس کے دل کو کھینچ کر نوچے اور اس سے جڑی ساری رگیں نوچ کر باہر نکال کر پھینکتے وہ ہاتھ میں موجود خون آلودہ لو تھڑا رکھتے خنجر سے اس کے بچوں کا ٹٹا ہوا اسے پہلے چار حصوں میں پھر چھوٹے ٹکڑوں میں کرتا پوری قوت لگائے ہاتھ میں مسلنے کچلنے لگا کہ خون اس کی انگلیوں کے بیچ سے بہہ نکلا۔۔۔

سرخ جھاگدار مادہ اور ٹکڑے اسکی ہتھیلی سے نکلے۔۔۔۔

سعیر اسے ایک طرف جمع کیے اسکے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں کاٹتا ہوا بازو سب کچھ ایک ساتھ جمع کرنے لگا۔  
اور پھر سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھتا وہ خنجر سے اسکی آنکھیں زبان جبرٹا کاٹتا ہوا انہیں بھی اس ڈھیر میں جمع کرتے  
وہ اسے ٹکڑوں میں کاٹ کر اٹھا۔۔۔

اسکے ہاتھ میں خون بہاتا سر تھا جسکے بالوں سے پکڑتا وہ لڑکھڑاتا ہوا جہاز کی طرف بڑھنے لگا جبکہ دوسرے ہاتھ  
میں وہی "سعیر عالم" والا خنجر تھا جو اسے ان ہی درندوں نے تنہا یا تھا اور آج وہی خنجر انکے ٹکڑے ٹکڑے کرتا  
انہیں ڈھیر کر گیا تھا۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

عالم کے حکم پر وہ جہاز کی طرف بڑھی اس میں داخل ہوتی وہ آہستہ سے قدم رکھنے لگی تھی کہ سامنے ہی اسے  
کئی سیاہ فام نظر آئے جو وہاں پہرہ دے رہے تھے  
تو مطلب واقعی میں حورالعین یہیں تھی۔۔۔

کنگ سعیر کو دھوکہ دینے والا تھا پر افسوس نا اسے سعیر عالم نے موقعہ دیا نا ہی پاک افواج نے۔۔۔۔

وہ جانتی تھی ابھی تک سعیر اسکا خاتمہ کر چکا ہو گا۔۔۔۔

"ہے یو۔۔۔۔!" وہ پیچھے بیلٹ میں ہتھیار چھپائے ایک سیاہ فام کو پکارنے لگی۔

سب نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

"کون ہو اور یہاں کیسے پہنچی؟" وہ غرائے اس پر اور سب نے ہتھیار کارخ اسکی طرف کر لیا۔۔۔

"میں مسی بولے تو مسی لیڈی باس۔۔۔۔"

مجھے میرا شوہر نہیں پسند اسلئے میں اسے مروانا چاہتی ہوں تم لوگوں میں سے کوئی انٹر سٹ رکھتا ہے اسے مارنے میں؟ "وہ اپنی گھنی پلکیں جھپکا کر بولی۔۔۔۔  
انہونے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔"

"مسی لیڈی باس فرام پاکستان؟" انہونے پہچانے کی کوشش کی

"اوہ گڈ جی تسی تو مینو جانتے ہو جی۔۔۔۔"

اے لے گڈ ہو گیا جی۔۔۔۔ "وہ منہ میں بیل ڈالتی ہوئی کھلکھلا کر بولی۔۔۔۔"

"بکو اس بند کرو یہاں کیوں آئی ہو۔۔۔۔؟" ایک جو غصیلا تھا وہ دھاڑ کر بولا۔

"اوہ۔۔۔۔!! چلو کوئی بات نہیں میں اس سے گزارہ کر لوں گی ویسے اب تو مر مٹا ہے مجھے معلوم ہے

اسکا۔۔۔۔!" اسنے منہ بنا کر کہا اور بیل کا ایک غبارہ بنایا۔۔۔۔"

وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگے ہو کیا گیا تھا ایسی بہکی باتیں کیوں کر رہی تھی۔

سب کی توجہ اسکے غبارے کی جانب ہوئی تب ہی ایک دم سے اسنے پیچھے سے پسٹل نکال کر اچانک ہی ان پر فائر کیا اور پھر وہ رکی نہیں انکے وار کو ناکام کرتی وہ ایک دم ڈرم کے آڑ میں ہو گئی۔۔۔۔

اور بیلٹ میں لگے ہتھیار سے گیس بم نکال کر اسنے انکی طرف پھیکا کہ فضا ساری دھندلی سی ہو گئی۔۔۔۔

"پکڑو اس چالاک لومڑی کو۔۔۔!" وہ انگلیش میں دھاڑتے ہوئے بولے۔۔۔

"کمینے تجھ میں کیڑے پڑیں کتے کی دم میرے کو چالاک لومڑی بولا۔" وہ دانت پیس کر غراتی اور منہ پر واپس مفلر باندھ کر وہ آگے بڑھی تبھی دھند میں سرسراتی ہوئی گولی اسکا بازو چیرتی گئی۔۔۔ وہ لب بھینچ کر بغیر آہ کیے بغیر ر کے اندر بڑھی کیونکہ جانتی تھی کچھ ہی دیر میں بم سے نکلتا یہ زہریلا گیس انکی رگیں چیر چکا ہوگا۔۔۔

اور بعد میں ٹھیک پندرہ منٹس کے پورا جہاز تباہ ہو جائے گا۔۔۔

"میرا بچہ عین!!" وہ اندر اسے ڈھونڈتی ہوئی چلائی۔۔۔

"حور العین۔۔!!" اسنے دھاڑ ماری۔۔۔

"کون ہو۔۔۔؟" پیچھے سے دھاڑ گونجی

اسنے مڑ کر سرخ آنکھوں سے دیکھا "تیری موت!" کہنے کے ساتھ ہی اسنے کلا بازی مار کر بوٹ میں مقید پاؤں اسکے سینے پر مارا اور اسکے اٹھنے سے پہلے ہی خود اٹھتی اسے سنبھلنے کا موقعہ دیئے بغیر اسکے اوپر پسٹل تان گئی۔۔۔

"بیسٹ کی بیوی کہاں ہے؟" وہ چلائی

"آ۔۔۔ آپ کون؟" پیچھے سہمی سی آواز آئی مسکان نے پلٹ کر دیکھا تو خون آلودہ اور آل پہنے ڈاکٹرز تھی۔۔۔

"حور العین کہاں ہے؟" اسکا بھی پوچھنا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک دم اسکی گردن کو اس سیاہ فام نے دبوچ لیا۔



"کون ہو بتاؤ؟" وہ غریبا مسکان نے نظریں اس کے بھاری ہاتھ پر ڈالی  
اسکی اتنی ہمت کہ وہ اسے چھو رہا تھا۔۔۔

"پہلے لڑنا تو سیکھ کتے۔" پوری قوت سے اس نے اپنا سر اس کے منہ پر مارا کہ وہ بلبلا اٹھا وہ ایک دم جھک کر اسکی ٹانگ  
کو آگے کھینچنے لگی کہ پیچھے وہ ڈھرام سے گرا ایک دم ہی اس نے گھومتے اسے سنبھلنے کا موقعہ دیئے بغیر پسٹل نکال کر  
اس کے دماغ کا نشانہ لیا۔۔۔

"بیسٹ کو تو بغیر جانے پہچان جاتے ہو! میرے کو ہمیشہ تعارف کروانا پڑتا ہے۔۔۔  
میں اسکی ساس۔۔۔!" ٹھاکے ساتھ دوسرا فائر اسکی کھلی آنکھ میں کرتی ان ڈاکٹرز کی طرف پلٹی۔۔۔

"کہاں ہے عین؟"  
"ہمارے پیچھے آئیں۔۔۔!" وہ بولتیں اندر بڑھی مسکان بھی تیز قدم اٹھاتی ہوئی آگے بڑھی اور وہاں پہنچی جہاں  
وہ آرام سے سوئی ہوئی تھی۔۔۔

"عین میرا بچہ!" مسکان بھاگتی اس کے پاس بیڈ پر پہنچی اور اس کے ماتھے پر لب رکھتے اس کا گال تھپتھپایا۔۔۔

"آج انکی وجہ سے ہمیں معلوم پڑا ہے کہ اللہ صرف ایک ہے اور وہ ہی دو جہان کا مالک ہے۔۔۔"  
انکی وجہ سے ہم میں طاقت آئی ہم نے اسلام کو جانا ہے اس کے رب کو جانا ہے کہ وہ کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا نا ہی اپنے  
پیاروں کو اکیلا کرتا ہے۔۔۔" دونوں نم آنکھوں سے مسکان کو دیکھتی بولیں۔۔۔

"بے شک۔۔۔! میرا مالک کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔" وہ مسکرائی اور حورالعین کے گالوں پر بوسے دیتی بھیگی آنکھوں سے اسے بانہوں میں بھر کر سیدھی ہوئی۔۔۔

"جلدی نکلو۔۔۔ جہاز بلاسٹ ہونے والا ہے۔۔۔!" وہ کہتی ہوئی آگے بڑھی اور وہ ڈاکٹر زخم آنکھوں سے وہاں پڑی ڈاکٹر کو دیکھتی اسکے پیچھے بھاگی ان مردہ درندوں کے اوپر لات رکھ کر۔۔۔

"سائنس مت لینا اور سیدھا میرے پیچھے آؤ۔۔۔!" باہر آتی وہاں پھیلا گیس دیکھ کر بولی اسے حورالعین کی فکر ہونے لگی کہ یہ سائنس نالے لے اس زہر میں۔۔۔

"رکو۔۔۔!" ایک دم سے اچانک سامنے پہاڑ جیسا وجود کھڑا ہو کر دھاڑا ڈاکٹر زخم مسکان کے پیچھے ہو گئیں۔

"لڑکی ہمارے حوالے کرو!" اسنے دھاڑ کر مسکان کی طرف قدم اٹھائے۔  
وہ ہراساں اپنی بانہوں میں عین کو دیکھتی نفی کرتی چلائی۔  
"بکو اس بند کرو راستے سے ہٹو!"

بم بلاسٹ ہونے میں چند منٹس ہی رہے تھے اور اسے یہاں سے نکلنا تھا عین کو لیکر۔۔۔

"تم دونوں جاؤ سیدھے نکلو یہاں سے۔۔۔!" وہ خوفزدہ کھڑی ڈاکٹر زخم سے بولی اور اس سیاہ دیو کو دیکھنے لگی جو اسے خون آلودہ نظروں سے دیکھ رہا تھا جسنے سب کو بیہوش کر دیا تھا۔

"پر۔۔۔ پر آپ اور یہ۔۔۔۔!" وہ ہر اسماں دیکھنے لگی

"تم دونوں جاؤ نکلو۔۔!" اسنے غرا کر کہا وہ روتی سر ہلاتی بھاگی۔۔۔

اس سیاہ فام کو حور العین سے مطلب تھا اسلئے انکے پیچھے نہیں بھاگا بلکہ مسکان کی طرف قدم اٹھائے۔۔۔۔  
دھند چھٹ گئی اور فضا میں بم کے سیکنڈ چلنے لگے۔۔۔۔

مخصوص بم کی آواز پر وہ سیاہ فام مسکرایا۔۔۔

"یا اللہ اب تک جتنی مدد کی تھوڑی اور۔۔۔!" وہ حور العین کو دیکھتی اسے سینے میں بھیج کر بولی۔

"ہٹو سامنے سے ورنہ جان سے مار دوں گی کتے!" وہ موت کو قریب آتے دیکھتی آپے سے باہر ہوتی  
چلائی۔۔۔۔

"جاؤ۔۔۔۔!"  
تبھی ہی فضا میں مخصوص جانی پہچانی آواز آئی مسکان نے چونک کر سامنے دیکھا۔

"سعیر۔۔۔۔!" مسکان اسے دیکھتی خوش ہوئی

"نکلو یہاں سے۔۔۔!" وہ پھر بولا اور اس سیاہ فام کو دیکھنے لگا۔۔۔

"سس۔۔۔ سعیر تمہاری حالت۔۔۔!" وہ اسکی حالت دیکھتی چیخی۔

"جاؤ۔۔۔!" وہ غرا کر بولا کہ اسکی روح تک کانپ گئی۔۔۔۔

"تم چلو اسے لیکر جاؤ میں اسے سنبھال لوں گی۔۔۔!" وہ روتی ہوئی حور کو اسکے حوالے کرنے لگی۔۔۔

سعیر نے چونک کر اسکی بانہوں میں سوئی ہوئی حور کو دیکھا اسکی دھندلی آنکھوں میں اسکا چہرہ الہرایا وہ مبہوت سا دیکھنے لگا۔

"شہزادی ہے۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا اسکی طرف ہاتھ بڑھا کر چھونا چاہتا تھا پر اپنے ہاتھ میں خنجر تو دوسرے میں کنگ کا سر دیکھ کر وہ ساکت سا رہ گیا۔

دوسرے ہی پل ایک گہرا سانس بھر کر آنسوؤں کا گولہ حلق سے نیچے اتارہ۔۔۔

"اس سے کہنا کوئی شہزادہ نہیں تھا۔۔۔!"  
اسے اجالوں کی سیر کروانا میں اسے تمہارے حوالے کرتا ہوں اب جاؤ۔۔۔!" وہ کنگ کا سر پھینک کر مسکان کا بازو پکڑتا اسے باہر کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔

"میں نہیں جاؤں گی آپکو چھوڑ کر۔۔۔!" وہ چلائی۔۔۔

"کیا اپنے سعیر کا ایک آخری حکم نہیں مانو گی؟" خون کے ساتھ ہی آنسوؤں ٹوٹ کر اسکی پلکوں سے گرا۔۔۔۔

مسکان نے روتے نفی میں سر ہلایا کہ سعیر کا دماغ گھوم گیا۔۔۔۔



"جائو۔۔۔!!" وہ پوری قوت سے دھاڑا کہ مسکان کی روح تک کانپ گئی مجبور ہو کر اسے وہاں سے بھاگنا پڑا  
اسکی شہزادی کو بچانے کیلئے۔۔۔

"وہ کہیں نہیں جائے گی!" سیاہ فام سیر کو دیکھتا روتی ہوئی اسے دیکھتی جاتی مسکان کی طرف لپکا تھا کہ اسی  
پل سیر نے اسکی گردن میں پیچھے سے بازو ڈالتے اسے جکڑ لیا۔۔۔

جبکہ اسکی دھندلی نور سے بے نور ہوتی آنکھیں اسے سامنے اوجھل ہوتے دیکھتا رہا۔۔۔  
نظریں اسکے لٹکے ہوئے ہاتھ پر ٹکیں تھیں۔۔۔

تو کبھی اس بیٹی کی پشت پر جاتی جو جاتے ہوئے اس پر اتنا بڑا احسان کیے جا رہی تھی۔۔۔  
اسنے اپنی شہزادی کی حفاظت کیلئے اسے چنا تھا اور آج وہ اسے نبھا گئی تھی۔۔۔

"عالم کی شہزادیاں۔۔۔!!" وہ ہنسا اور پھڑپھڑاتے ہوئے سیاہ فام کی گردن پر دوسرے ہاتھ سے آہستہ سے خنجر  
گھمایا۔۔۔

"کچھ نہیں بگاڑ سکتے تم سب پاکستان کا۔۔۔!!" اسکی سرگوشی فضا میں گونجی۔۔۔

\*\_\_\_\_\_\*

وہ زرکان کو پکڑے باندھ کر وہاں سے نکلے ہی تھے کہ انہیں سامنے ہی مسکان آتی دیکھائی دی اور اسکے بازوؤں میں حورالعین۔۔۔

"سعیر کہاں ہے ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا جلدی۔۔!" عارب اسے روتا دیکھ کر بھاگتا پاس آیا اور اس سے حورالعین کو لے لیا۔

"کنگ کہاں ہے؟ اسے سعیر عالم لیکر گیا ہے نا؟" کرنل نے غصے سے پوچھا  
سب نے حیرت سے مسکان کو دیکھا۔

"کنگ نہیں رہا۔۔۔!" وہ لڑکھڑاتی ہوئی زبان میں بولی۔۔۔

"اوہ شٹ۔۔۔!" کرنل غصے سے دھاڑا

"ہمیں یہاں سے جلدی نکلنا ہوگا اسرائیل افواج کے پہنچنے سے پہلے۔" بریگیڈر نے بروقت معاملہ  
سنجھالا۔۔۔

"پر سعیر کہاں ہے مسکان؟" برہان خوفزدہ ہو کر بولا۔

مسکان نے لب کچل کر اسے دیکھا۔۔۔

اور دونوں ہاتھوں میں چہرا چھپا کر سسک اٹھی۔۔۔

"مم۔۔۔ مسی نن۔۔۔ نہیں۔۔۔!" عارب کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔۔۔  
خوف اسکے گرد پھیل گیا جبکہ آلف شہریار سب ساکت کھڑے روتی ہوئی مسکان کو دیکھ رہے تھے۔۔۔  
اسکے پیچھے ہی وہ دونوں ڈاکٹر موجود تھی جنکے آنسوؤں ترا تر بہہ رہے تھے۔۔۔۔

"نکلو یہاں سے بس۔۔۔! اسنے جو کیا خود کیا، ہم پر ذرا یقین نہیں رکھا اسکا انجام یہی ہونا تھا۔" کرنل نے غصے

سے کہتے وہاں سے قدم آگے بڑھائے۔۔۔

"ہوا کیا مسکان بتاؤ مجھے۔۔۔!" وہ جہازوں کی طرف بھاگتے ہوئے افواج کو دیکھتے بولے۔  
"وہ ہمیں بچانے کیلئے خود اس جہاز میں آگیا جہاں میں نے انکے حیوانوں کیلئے بم پھینکا تھا۔۔۔  
اسنے مجھے زبردستی وہاں سے نکال دیا اور خود پیچھے رہ گیا۔۔۔!" وہ روتی ہوئی بولی۔۔۔

شہریار آلف نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"جہاز بلاسٹ نہیں ہوا تھا؟" برہان نے ایک دم اسکے بازو کو پکڑ کر جھٹکا دیتے پوچھا۔

"نہیں! ہم وہاں سے نکل آئے پر اسکی حالت بہت خراب تھی وہ پور پور کٹا ہوا تھا۔ اسکے سینے سر منہ آنکھ  
کانوں سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔

اسکے ہاتھ میں خنجر دوسرے میں کنگ کا سر تھا۔۔۔

اور اسنے مجھے وہاں سے بھیج کر اس سیاہ فام کی گردن دبوچ لی جبکہ پیچھے بم کے چند سیکنڈ بچے تھے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔۔۔!" وہ سسکتی ہوئی بتانے لگی۔۔۔

"نکلو یہاں سے جلدی۔۔۔!" بریگیڈ رُاور کرنل نے انہیں حکم دیا سب نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔۔

"تمہیں دھماکے کی آواز آئی تھی؟" عارب نے پوچھ کر لب بھینچے۔۔۔

سب نے ایک آخری امید سے مسکان کو دیکھا

"ہاں۔۔۔! جب ہم محل کی چھپ پر پہنچے تھے تو پیچھے دھماکہ ہوا تھا۔۔۔!" اسکی سرگوشی والی آواز ساروں کی امیدوں کو نوچ گئی۔۔۔

عارب نے بھیگی آنکھوں سے اپنے بازوؤں میں موجود سوئی ہوئی حورالین کو دیکھا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو موسیٰ میں اسکو اسکی بہن کو کیا جواب دوں گا؟" وہ اذیت سے پاگل ہوتا غرایا

باقی سب ساکت سے تھے جبکہ کچھ شہید اٹھا کر جہازوں کی طرف لیکر جا رہے تھے۔۔۔

"چلو۔۔۔!"



"الحمد للہ بچہ ٹھیک ہے!" لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ حور العین کا ڈاکٹر روم سے باہر نکلتا برہان مسکان اور عزل کو دیکھتے بولا۔

پاکستان پہنچتے ہیں انہوں نے سب سے پہلا کام یہی کیا حور العین کو ہاسپٹل لیکر آئے تھے۔  
جبکہ کراچی میں سناٹا چھایا ہوا تھا دہشتگردوں کی موت پر۔۔۔

اس جنگ سے سب ناواقف تھے کہ یہ جنگ سعیر عالم ایک بیسٹ کی تھی اور خاتمہ بھی اسنے ہی کیا تھا۔

یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ بیسٹ ہی عالم ہے کیونکہ سینئر آفیسرز نے سعیر کے بھجے ویڈیو کو ڈیلیٹ کر دیا تھا۔۔۔  
وہ نہیں چاہتے تھے کسی کو معلوم ہو عالم نہیں رہا یا بیسٹ کا اینڈ ہو چکا ہے۔  
وہ اس وحشت کو قائم رکھنا چاہتے تھے دشمنوں کیلئے کہ بیسٹ کبھی نہیں مر سکتا وہ زندہ ہے اور رہے گا۔۔۔  
انہیں کنگ کے بدلے زرکان مل گیا تھا اسرائیلی دہشتگرد۔۔۔

البتہ کنگ اور زمان کے خاتمے سے وہ کافی پر سکون تھے وہیں عالم کیلئے افسوس بھی تھا۔  
آلف شیر دونوں آن ڈیوٹی تھے ابھی۔۔۔

انکا مشن ابھی مکمل نہیں ہوا تھا جبکہ برہان مسکان عزل سب کچھ ہار کر لوٹ آئے تھے۔۔۔

کئی آفیسرز شہیدوں کو سلامی پیش کر رہے تھے جو دشمنوں کے ساتھ لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔

برہان نے تو یہاں سے جانے سے پہلے ہی سن کر ڈیلیٹ کر دیا کہ بیسٹ کا تجسس کبھی ختم نہیں ہو گا نا ہی وہ  
ہونے دیں گے۔۔۔۔

انہوں نے اپنا ساتھ دیا تھا بیسٹ کو وہ کبھی بیسٹ کو نہیں ختم کر سکتے ہاں وہ خود ان سے ضرور الگ ہو گیا تھا۔۔۔۔

"میرا بچہ حو۔۔۔ حور العین کیسی ہے؟ وہ ٹھیک اسے کچھ ہوا تو نہیں وہ بتائیں اسکے بارے میں بتائیں پلیز۔۔۔" مسکان تڑپ کر ڈاکٹر کے پاس آتی بھیگی آواز میں بولی۔۔۔

"سوری ٹو سے! پر وہ کافی کچھ بھول چکی ہے اپنے ماضی کے بارے میں۔۔۔ انہیں بڑا صدمہ دیا گیا ہے۔۔۔ وہ پہلے ہی ایک مراضہ تھی سب جانتے ہیں پھر بھی ان پر پھر سے دماغی ایٹیک ہوا ہے انکی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا۔۔۔ آپ مہربانی کریں سعیر عالم کو کال کر کے بلائیں ہمیں ان سے تفصیل جانی ہے۔۔۔ وہ کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔ جب کسی کی کیئر کر نہیں سکتے تو ذمہ داری لیتے کیوں ہیں۔۔۔" ڈاکٹر غصے میں آگیا جسے مسکان خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"شٹ اپ یو باسٹرڈ! تم جانتے کیا ہو میرے عالم کے بارے میں گھٹیا انسان وہ اسکی کیئر نہیں کرتا تو تیرا باپ آکر کرتا ہے۔۔۔۔" وہ ہڈیاتی ہو کر چیختی آپے سے باہر ہو کر ڈاکٹر کے کالر کو جکڑے اسکے چہرے پر مکے مارنے شروع کر دیئے کہ وہاں کھڑے برہان عزل بو کھلا گئے۔۔۔۔

"واٹ دا ہیل آریو ڈو ننگ مسکان!" برہان غصے سے دھاڑتا ہوا اسے بازو سے جکڑ کر اپنے شکنجے میں قید کر گیا۔

"چھوڑو مجھے تم! اسکا آج خون کردوں گی یہ میرے عالم کو لاپرواہ کہہ رہا ہے چھوڑو۔۔۔!!" وہ سوجی  
آنکھوں بکھرے بالوں سے بالکل پاگل ہوتی برہان کے مضبوط شکنجے میں پھڑپھڑائی

جبکہ اسکی چیخوں دھاڑوں پر جہاں ڈاکٹر وہاں سے خوفزدہ ہو کر بھاگتا وہیں دور دور سے اسے حیرت ششدر  
لوگ دیکھ رہے تھے۔۔۔

"بس کر دو کیا کرنا چاہتی ہو؟ تماشہ لگا رہی ہو؟ یہی چاہتی ہو اسکا علاج کوئی ناکرے؟" عزل سامنے آتے اسکے  
دونوں ہاتھ پکڑ کر غراتے ہوئے بولا۔  
مسکان نے ایک دم ساکت ہو کر اسکی شہد رنگ سے سرخ آنکھوں میں دیکھا جو چھپ چھپ کر روتے لہو ہو گئی  
تھی۔۔۔

"تماشہ نہیں بنائوں عالم کے بارے میں کسی نے اف بھی کہا تو لہو بہادوں گی ریممبر!" وہ غرائی اور جھٹکے سے  
عزل سے اپنے ہاتھ چھڑوا کر برہان سے دور ہوئی۔۔۔

"مسکان۔۔۔!" اسکی حالت دیکھتے برہان تڑپ کر اسکی طرف بڑھا پر مسکان نے ہاتھ سے روک دیا۔

"پلیز۔۔۔! وہ نالا پرواہ تھا نا ہی برا۔۔۔"

"وہ جو ہے میری نظروں میں وہی رہے گا۔۔۔" اسنے سسکتے ہوئے کہا اور روتی ہوئی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

"میں گھر دیکھتا ہوں۔۔۔ سب بڑی ہیں نور اور سہمی کو دیکھ کر آتا ہوں اسے یقین دلائوں کہ۔۔۔۔۔۔" بھگی

آواز میں عارب کہتا بغیر کسی کی طرف دیکھے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

بلکہ اپنی جان عزیز بہن کو دیکھنا گوارہ نہیں کیا کہ کہیں اسکا ضبط ناٹوٹ جائے۔

"مجھ سے نہیں ہوگا اسکا علاج۔۔۔"

وہ ہوش میں آکر پوچھے گی مجھ سے عالم کہاں ہے؟ اسکا شہزادہ کہاں ہے تب میں کیا کہوں گی؟

اسنے مجھے سے کہا تھا وہ جب دیکھے گی تو سب سے پہلے اپنے شہزادے کا چہرہ دیکھے گی۔۔۔

وہ بہت ضدی ہے میں اسے منا نہیں پائوں گی برہان پلیر شوٹ می۔۔۔

ماردو مجھے میری افیت ختم کرو پلینز شوٹ پلینز زرز۔۔۔۔۔" وہ ہچکیاں بھر کر کہتی ایک دم اٹھ کر اس کے

گریبان سے پکڑ کر چینی۔۔۔

"ہوش میں آؤ مسکان کیا کر رہی ہو۔۔۔!"

ہمیں اسکا علاج کروانا ہے اسے روشنی دینی ہے تاکہ وہ آگے اپنی زندگی گزار سکے ہمیں اسے مضبوط کرنا ہے پھر

چاہے وہ کبھی اپنی ماضی کو نایاد کرے۔ اسکے سامنے ایک خوبصورت ماضی رکھنا ہے جس میں اسکا شہزادہ ایک

بہت حساس دل اور بہادر جانباز تھا۔

جسنے ملک کے دشمنوں کو ختم کرنے کیلئے۔۔۔۔۔

جسنے اپنی شہزادی کو بچانے کیلئے۔۔۔

جس نے اپنی بہن کا بدلہ لیتے۔۔۔



جسنے ایک بیٹی کو بچاتے۔۔۔۔۔  
خود کو قربان کر دیا۔۔۔۔۔

ہم دونوں ملکر کر اسے بتائیں گے کہ وہ کتنا پیارا شخص تھا بہت معصوم تھا۔۔۔  
وہ عالم تھا سب کا درد محسوس کرنے والا عالم۔۔۔ جو اپنی شہزادیوں کو اپنی جان سے زیادہ محبت کرتا تھا۔۔۔  
وہ اپنی شہزادیوں سے عشق کرتا تھا جس کا کوئی حساب نہیں تھا۔

ہم اسے بتائیں گے مسی کہ ایک شہزادہ تھا تنہا ٹوٹا ہوا۔۔۔ پر مضبوط پہاڑ سے زیادہ۔۔۔  
رات کا پہرہ تھا ستارے کے بیچ چمکتے چاند کی موجودگی میں بیچ راستے تنہا گزرتے اچانک اسے ایک حور ملی تھی  
ایک شہزادی سے اس کا ٹکراؤ ہوا تھا جو اکیلی تنہا روتی ہوئی موت کی دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔  
وہ شہزادہ اسے دیکھ کر رک گیا۔۔۔۔۔  
اسکی منزل مل گئی۔۔۔ وہ رک گیا اور اس کے قریب آ کر اس سے باتیں کرنے لگا۔۔۔  
اسکے آنسوؤں پونچھے اس کا درد اپنے سینے میں محسوس کیا۔۔۔  
اسے چھپا دیا ایک پہاڑ کے پیچھا جہاں صرف اس کا ٹھکانہ تھا اس کا سایہ تھا اور وہ تھا۔۔۔۔۔  
اور پھر وہاں اسکی شہزادی کو بھی لیکر آیا دنیا کے تیر طنز پتھروں سے بچا کر۔۔۔۔۔

اندھیرے میں رہ کر اسے اجالوں کا سیر کروایا۔۔۔

ایک خوبصورت احساس رشتے سے قید کر لیا اسے۔۔۔

اسے محبت کا باسی بنا دیا اس روتی سسکتی چھپی شہزادی کو اپنی سلطنت کی شہزادی بنا کر بیٹھایا۔۔۔۔۔

پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "اسکی آنکھیں نم ہو گئی آواز بھاری ہو گئی اور بولنا نہایت ہی مشکل ہو گیا کہ اسے رکنا پڑا اور

آنکھیں میچ کر سر بلند کرتے ہاسپٹل کی فضا میں گہرے سانس لینے پڑے۔۔۔۔۔

"پھر وہ چلا گیا۔۔۔۔"

اچانک ہی۔۔۔۔

اسکے گرد ساری وحشتوں کو مٹا کر ایک سسکتا ہوا احساس سو نہ گیا۔۔۔

وہ کہہ کر گیا کہ وہ سب خواب ہے۔۔۔۔

اسنے بتا دیا شہزادے نہیں ہوتے۔۔۔۔ اگر ہوتے بھی ہیں تو دنیا نہیں جینے دیتی انہیں۔۔۔۔ کیوں وہ



کیوں۔۔۔۔ میں کیوں نہیں۔۔۔۔ اس پر میں قربان کیوں نہیں وہ کیوں ایس پی۔۔۔۔ کہاں گئی تمہارے پاورز کہاں ہیں

تمہاری پاورز استعمال کرو اسے۔۔۔۔

بھیک مانگ کر خدا سے لاؤ۔۔۔۔

اپنی حورالعین کیلئے لاؤ پر پلیر لے آؤ اسے۔۔۔۔

ہم تو ہیں ہی گناہگار قاتل شخص۔۔۔۔

پر تم لوگ تو حق پر مارتے ہو جاؤ اس سے پوچھو کہ کیسے وہ اسے چھین سکتا ہے جس نے کبھی خود کا سوچا نہیں اور

جب سوچنے کا وقت آیا تو اس سے وہ وقت چھین لیا۔۔۔۔ "وہ اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر

روتی ہوئی بول رہی تھی۔۔۔

رات کے پہر وہ دونوں اس وقت اکیلے کوریڈور میں کھڑے تھے جبکہ لوگ دور سے اس لڑکی کی بکھری

حالت دیکھ رہے تھے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا جیسے اسکی دنیا جڑ گئی ہو۔۔۔۔

جیسے کوئی بہت پیارا بچھڑ گیا ہو۔۔۔۔۔

"اس سے کہو برہان سب جھوٹ کر دے وہ آجائے ایسے جیسے کوئی رب کا کرشمہ ہوا ہو۔۔۔۔۔  
وہ حافظ قرآن تھا۔۔۔ اسے تو ابھی اپنی شہزادی کو قرآن پڑھانا تھا وہ کیسے جاسکتا ہے ایک سسکتی روتی ہوئی بہن  
کو چھوڑ کر۔۔۔۔۔

کیوں انکے عشق کی اتنی تھوڑی زندگی ہے۔۔۔

کیوں وہ بار بار ملکر پھر بچھڑ جاتے ہیں یہ کیسا عالم وحشت ہے۔۔۔۔۔

یہ کیسا انصاف ہے کوئی بتائے مجھے۔۔۔

میرے وجود کے ہزار ٹکڑے کر کے وہ چلا گیا۔۔۔۔۔

میری حورالعین کو وہ تنہا کر گیا۔۔۔

ایک عالم کو تنہا کر دیا جس نے تو ابھی آنکھ بھی دنیا میں نہیں کھولی۔۔۔

کل جب وہ پوچھے گا بابا تو کیا اسے بھی یہی کہوں گی بابا ایک شہزادہ تھا اور شہزادہ صرف کہانیوں میں ہوتے ہیں

حقیقت میں کہیں انکا وجود نہیں۔۔۔۔۔ بتاؤ مجھے کیا وہ مان لے گا میری بات۔۔۔۔۔؟ "وہ سسکتی ہچکیاں

کھاتے وجود کے ساتھ آہستہ سے اسکے قدموں میں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

جبکہ اسے اپنے بازو کی کوئی پرواہ نہیں تھی جسے گولی چیرتی ہوئی گئی تھی۔۔۔

اسے وہاں درد کہاں محسوس ہو رہا تھا جتنا اس اپنے باپ کے بچھڑنے کا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"میں یتیم نہیں ہونا چاہتی برہان۔۔۔۔۔

میں نہیں پھر سے لاوارث ہونا چاہتی۔۔۔ میرا وارث ہے۔۔۔ اسنے کہا تھا وہ ہمارا سب کچھ ہے اسکے ہوتے کبھی ہم دونوں خود کو اکیلا نا سمجھیں پھر کیسے آج وہ ہمیں۔۔۔۔۔ اکیلا۔۔۔۔۔ کرنے۔۔۔ لگا ہے برہان؟" برہان اسکی سرگوشیاں سنتا گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھا۔۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا جانِ برہان اللہ پر یقین کرو وہ جو کرتا ہے سب کی بہتری کیلئے کرتا ہے۔۔۔" اسے آہستہ

سے اسے خود میں سمیٹ کر وہ اسکے وجود کو خود میں چھپانے لگا۔۔۔

جبکہ دروازے کے اس پار وہ چھت کو دیکھتی مسکرا رہی تھی۔۔۔

اسے معلوم پڑا تھا وہ پریگنٹ ہے۔۔۔

اسکا شہزادہ ہے جسکا نام عالم ہے۔۔۔

"عالم۔۔۔۔۔ وہ بڑبڑائی اور کھلکھلا اٹھی۔۔۔

"مما کی بات سچ ہو گئی میرا شہزادہ ہے نور وہ گندے آدمی جھوٹ بول رہے تھے میرا شہزادہ ہے عالم۔۔۔"

روم کے پاس بیٹھے مسکان برہان نے چونک کر اسکی کھلکھلاہٹ اسکی آواز سنی۔۔۔

وہ روتی نفی کرتی اٹھی اور ڈور کے پاس آکر ونڈوسے اسے ہنستے مسکراتے شرماتے دیکھنے لگی۔۔۔

"عالم جب آئے گا تو میں اسے کیسے دیکھوں گی؟

یا اللہ مجھے روشنی دے دیں مجھے اپنے شہزادے کو دیکھنا ہے۔۔۔۔۔" وہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگی



"آمین۔۔۔۔!" مسکان نے سرگوشی کرتے دروازے سے پشت ٹکادی۔۔۔

اسکی آواز پر حور نے چونک کے اسکی طرف چہرا کیا۔۔۔

جبکہ سامنے برہان کھڑا اسے پہلی باریوں بکھر کر روتے دیکھتے ہوئے محبت سے آنسوؤں پونچھ رہا تھا۔۔۔

"مت رومسی بالکل اچھی نہیں لگتی مجھے روتے۔۔۔" اسکا سر سینے سے لگائے وہ اسکی پیٹھ تھپتھپانے

لگا۔۔۔

اور اسنے خود کو سہارہ دینے کیلئے اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ لیا۔۔۔

"پھر تم بتاؤ کیسے اب میں اسے یقین دلاؤں گی؟

کیسے اپنے باپ کے آخری موتی کو سیسہ بنا کر اسکے کانوں میں انڈیلوں گی؟"

"نور تم ہو؟ مجھے یہاں سے لے جاؤ۔۔۔

مجھے عالم کے پاس جانا ہے۔۔۔" وہ اپنے ہاتھوں میں لگی ڈرپ کو محسوس کرتی چڑ کر بولی۔

جب کہ مسکان نے سختی سے لب بھینچ لیے تھے اسے جیسے وہ اپنی سانس بھی اس تک نہیں پہنچانا چاہتی تھی پھر

ایسا نا ہو وہ اپنی بیٹی کو خود اذیت کا ذائقہ چکھائے۔۔۔

اسکے سیاہ رات کے جگنوؤں خود نوچ لے۔۔۔۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

"السلام علیکم بھابھی۔۔۔!" وہ لائونج میں جیسے داخل ہوا تو سامنے ہی پری کو پا کر احترام سے بولا۔

"و۔۔۔و علیکم السلام۔۔۔!"

وہ سب ک۔ کہاں ہیں۔۔۔؟" پری کانپتے ہاتھوں سے پانی کے جگ کو مضبوطی سے پکڑتی اسکی بھیگی سوجی آنکھیں دیکھ کر خوف سے سکڑتے دل کے ساتھ بولی۔۔۔

"آرہے ہیں۔۔۔!" اسنے تھک کر کہتے صوفے پر بغیر اجازت کے گر گیا۔۔۔

پری نے حیرت سے اسے دیکھا جسکے بوٹ خون آلودہ تھے جبکہ خود سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔ اور گلووز پہنے ہاتھوں کو چہرے پر رکھ کر صوفے کی پشت سے سر لٹکا دیا۔

"آ۔۔۔آپ ٹھیک ہیں ع۔۔۔عرب بھائی؟" وہ سرا سیمہ ہو کر بولی

عرب اسکی سوچ کا اندازہ لگاتا فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

"جی میں ٹھیک ہوں الحمد للہ۔

سمی کیسی ہیں اور نور العین؟" وہ خود کو سنبھال کر مسکراتا بولا۔

جس سے پری کو تھوڑا بہت حوصلہ ملا۔

"ج۔ جی سمی ک۔ کو بہت تیز بخار تھا ڈاکٹر نے انہیں آرام کی دوائی دے کر س۔ سلا دیا ہے۔۔۔ باقی

نور۔۔۔ کا علاج ہو رہا ہے۔" وہ دوپٹہ درست کرتی سر پر بولی

عرب نے چونک کر سہمی کو سنا تھا۔۔۔

"کیوں کیسے ہوا انہیں بخار۔۔؟ کیا وہ ٹھیک ہیں؟" وہ ایک دم کھڑا ہوتا ہوا بوکھلا کر پریشان سا بولتا ہوا  
سیڑھیوں کی جانب بھاگا۔

اس روم کی طرف جہاں وہ اسے جائے نماز پر دیکھ کر گیا تھا آخری بار۔۔۔

پری نے ابھی منہ کھولا ہی تھا جبکہ وہ سیڑھیاں ڈبل پھلانگتا ہوا اوپر پہنچا تھا۔۔۔

اسے شرمندگی سی ہونے لگی پر حیران بھی تھی آخر وہ جوان مرد رویا کیوں ہے۔۔۔

"اللہ سب کو اپنے امان میں رکھیے گا۔" اسنے دل میں دعا مانگتے ہوئے قدم روم کی طرف بڑھا دیئے کہ صبح تک  
شیری بھی پہنچ جائیں گے۔۔۔

دروازہ دھڑکتے دل کے ساتھ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو نظریں سیدھا سامنے بیڈ پر سوئی ہوئی سمعیہ کے پر نور  
چہرے پر رکیں جو آنسوؤں کی رفتاری سے بھگیا ہوا تھا۔۔

وہ چونک گیا جب نظریں اسکی آنکھوں کے کونے پر گئیں جہاں سے سوتے ہوئے بھی اسکے آنسوؤں بہہ کر نکل  
رہے تھے جبکہ چہرہ ایک افیت کا عالم تھا۔

"سہمی۔۔۔!" وہ تڑپ کر آگے بڑھا اور چلتا ہوا اسکے پاس بیڈ کے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔

وہ سوئی ہوئی تھی پر پھر بھی اسکے لب ہل رہے تھے اور آنسوؤں تیزی سے بہہ کر گالوں کو بھگوئے جارہے تھے۔۔۔

عارب نے اس منظر کو غیر یقینی سے دیکھنا قابل یقین تھا کہ کوئی کیسے بیہوشی میں دوائوں کے زیر اثر آیت الکرسی پڑھ کر اپنے عالم کیلئے مضبوط حصار بنا رہا ہے۔۔۔۔۔  
وہ غافل تھی دوائوں کے زیر اثر پڑی تھی پر اسکے لب اسکا دل اسکی آنکھیں اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔۔

اسکا وجود غافل تھا وہ دوائوں کی زنجیروں میں قید تھا پر اسکی روح آزاد تھی اور وہ اپنا فرض نبھا رہی تھی۔۔۔۔۔  
"سہمی جی!" اسنے سرگوشی میں پکارا  
پر ناہی اس میں کوئی جنبش آئی نالاب رکے نا ان پر چلتا اور دتھا۔۔۔۔۔

آنسوؤں میں تیزی آگئی تھی پر وہ رکی نہیں ناہی اسکا گلا خشک ہو رہا تھا البتہ اس منظر کو دیکھتے عارب کے رونگٹے ضرور کھڑے ہو گئے تھے کہ کیا عشق یہ ہے۔۔۔۔۔

یہ کیسا عشق تھا بہن بھائی کا۔۔۔

کیا عشق ایسا بھی ہوتا ہے۔۔۔۔۔



کس قدر انمول رشتہ تھا دونوں کے بیچ کیسا پاکیزہ عشق تھا کہ افیت میں ایک تھا تکلیف دوسرے کو ہو رہی تھی۔۔۔

عرب نیچے بیٹھا بیڈ پر سر ٹکا کر خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

اسکی محبت اتنی خوبصورت ہے وہ کس قدر خوش نصیب ہے۔۔۔

"جس بھائی کے پیچھے ایسی بہنیں ہوں انہیں کیسے دشمن ختم کر سکتے ہیں۔۔۔

مسی بھی پاگل ہے بھلا سہمی کے شہزادے کو کچھ ہو سکتا ہے؟  
جب اسکی شہزادی دشمنوں کے چنگل سے جیسی گئی تھی ویسی ہی لوٹ آئی تو بھلا اسکے شہزادے کو کیا ہو سکتا ہے۔۔۔" وہ مسکراتا کہتا بیڈ پر سر ٹکا کر بے آواز رونے لگا۔۔۔

"وہ میرا باپ ہے یا رب اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔

جتنے بد صورت حیوان دیکھائے پھر ان کے بیچ فرشتہ دیکھا کر کیسے چھین سکتے ہیں ہم سے۔۔۔" وہ آستینوں

سے آنکھیں پونچھتا وضو کرنے چلا گیا۔۔۔

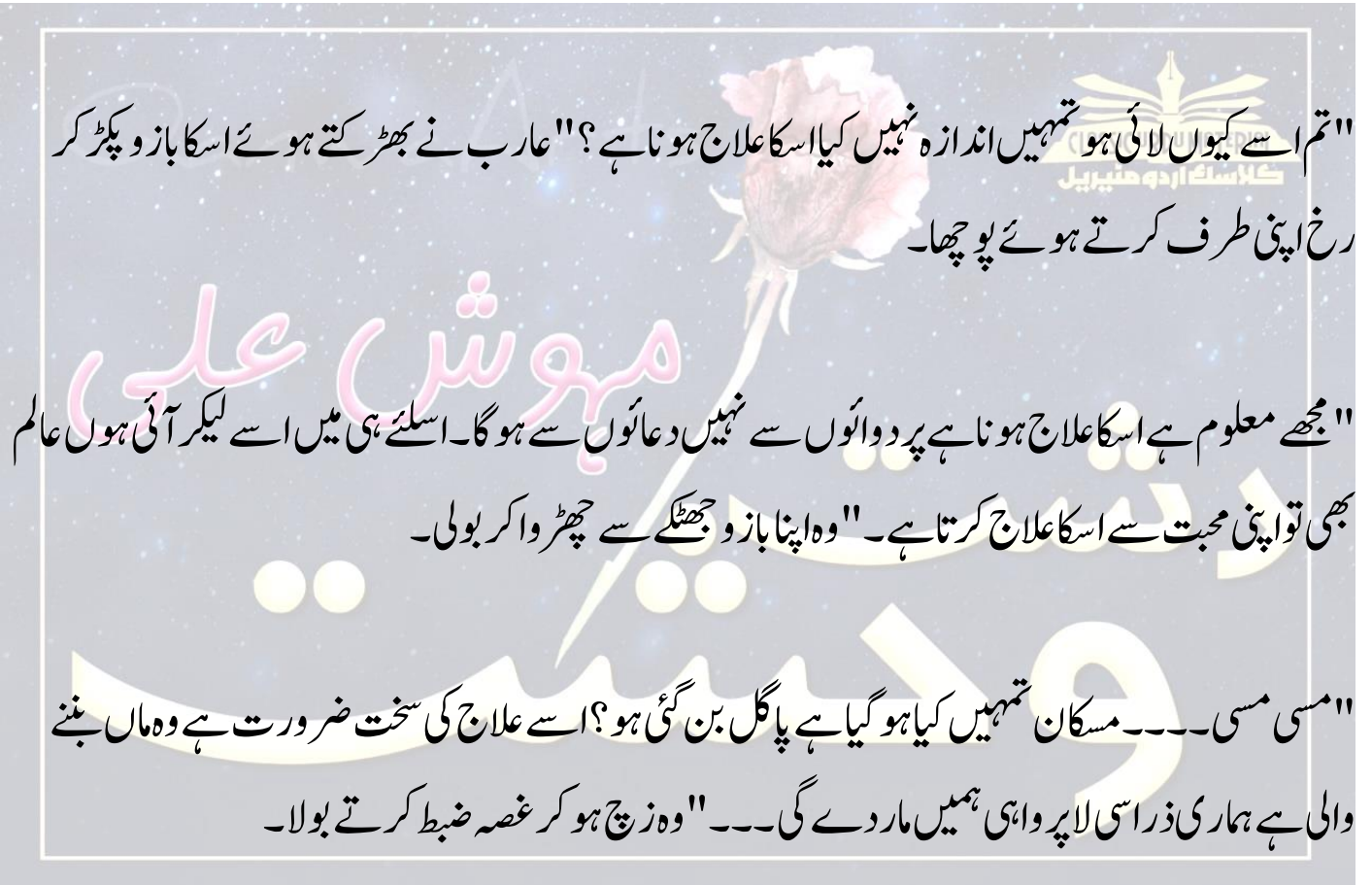
ابھی تہجد کا وقت تھا ابھی اسکے رب سے باتیں کرنے فریاد کرنے کا وقت تھا کہ انکے وارث کو کچھ ناہو۔۔۔

ان سب کی زندگی عالم سے ہے اور عالم کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔

وہ اپنی عرضی لیکر اسکے در پر جا رہا تھا جسکے لئے ہر روز راتوں میں تہجد پڑھ کر اسکی لمبی خوشحالی کیلئے دعائیں مانگتا تھا پھر بھلا کیسے انکے باپ کو کچھ ہو سکتا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اسی جائے نماز پر کھڑا ہو گیا جس پر سمعیہ عالم پڑھتے ہوئے بیہوش ہو گئی تھی اور اس بیہوشی میں بھی اسکے لبوں پر قرآن پاک کی تلاوت جاری تھی۔۔۔۔

کیونکہ وہ حافظ قرآن تھی جنکی روح بھی قرآن کی تلاوت کرتی ہے۔



"ویٹ! تمہیں کیوں لگتا ہے ہم اسکے معاملے میں لاپرواہ ہوں گے؟" اسنے غصے سے پوچھتے قہر بھری نظروں سے دیکھتے برواچکایا۔۔۔

عرب نے گہرا سانس لیتے لان میں لگے پھولوں کو دیکھا۔

وہ اپنی آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلنے لگا۔

"کیونکہ ہم عالم کی برابری نہیں کر سکتے! ہم اسکا اتنا خیال نہیں رکھ سکتے مسی جتنا عالم رکھتا ہے۔ تمہارا اپنا گھر ہے تمہیں وہیں جانا ہے برہان کو تمہاری ضرورت ہے اسکی بیٹی کو تمہاری ضرورت ہے۔ سہی جی خود اس قابل نہیں رہیں کہ انہیں یہ بتا سکیں اسکا بھائی۔۔۔۔۔"

خیر میں خیال رکھ سکتا ہوں اسکا پر عالم جتنا نہیں وہ اسے اپنے وجود میں چھپا کر محفوظ رکھتا ہے جب اچانک وہ ڈر جاتی ہے، کبھی خوفزدہ ہو کر اٹھتی ہے تو وہ اسے یوں دل سے لگا کر رکھتا ہے جس حصار کا میں یا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔

میں اچل نکلی نہیں بنا سکتا کیونکہ اسے ہمیشہ سیکرٹ میں بنائی تھی اپنی شہزادی کیلئے۔ "عرب کی باتوں پر سنہری سرخ سوچی آنکھوں سے مسکان اسے گھور رہی تھی جبکہ اپنے لبوں کو سختی سے کاٹنے لگی جس سے اس کے منہ میں خون کا ذائقہ گھلنے لگا۔

"تم یہ نہیں کر سکتے عرب۔۔۔۔۔! پر میں کر سکتی ہوں۔" وہ اسکی سب باتوں کو انور کرتی اندر بڑھ گئی۔۔۔۔۔

"اور ہاں گھر خالی پڑا ہے چلو۔۔۔" وہ رک کر اسکی پشت کو دیکھتی بولتی چلی گئی۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی عرب نے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔۔۔۔۔

"ایسے ہی چلیں پھر نور العین کو یہاں اکیلا چھوڑ دیں؟" وہ اسکے پیچھے آتا ہوا بولا

مسکان کے قدم تھم گئے اور نظریں سامنے بند ڈور پر گئی جہاں وہ لمحہ لمحہ موت زندگی کا کھیل کھیل رہی تھی۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے تم یہیں رک جاؤ میں عین اور سعی کو لیکر جا رہی ہوں۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"تمہیں ترس نہیں آتا مسکان ایک بہن کو دوسری سے دور کرتے۔۔۔"

وہ جب سے آئی ہے کبھی عالم تو کبھی نور کہہ رہی ہے ایسے میں تم اسے یوں جدا کر کے لے جاؤ گی خوف نہیں آتا تمہیں؟" وہ سامنے آ کر اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

"نہیں! میں اس معاملے میں بہت پتھر دل ہوں میں اپنے رشتوں کیلئے کسی حد تک جاسکتی ہوں۔ میری ساری دعائیں ہیں نور کیلئے میں مانتی ہوں انہیں الگ کر کے اچھا نہیں لگے گا پر میں اپنی بچی کو ڈپریشن میں نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔"

میں اسے ہنسنا چاہتی ہوں اور یہاں رہ کر تو وہ بالکل نہیں ہنس سکتی۔۔۔ مجھے ایک بار پھر معاف کر دو کہ تمہاری بہن کے سارے احساسات عالم اور اسکی عین سے جڑے ہیں باقی سب الگ ہیں اور وہ کبھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اگر سمعیہ کو عالم سے عشق ہے تو مجھے اپنے عالم اور اپنی بچی سے ہے اب یہ مت پوچھنا مجھ اس سے عشق کب

ہوا۔۔۔

میں نے جب ان آنکھوں سے پہلی بار اسے سیڑھیاں اترتے دیکھا تھا کنگ کے محل میں عالم کا معلوم نہیں پر میں تب سے اس شہزادی سے عشق کرتی ہوں۔۔۔ اسکی خوشی دکھ تکلیف سب کچھ مجھے خود میں محسوس ہوتی ہے۔۔۔" وہ کہتی بغیر رکے چلی گئی۔



عارب کا دل کیا خود کے بال نوچ لے۔۔۔  
وہ اپنی بہن کو خود نہیں سمجھ پارہا تھا وہ کس راستے کی مسافر ہے۔۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

"تم ٹھیک ہو؟" شیر آلف کے پاس بیٹھتا مسکرا کر بولا۔  
"ہاں اب ٹھیک ہوں۔" وہ مسکرا کر بولا۔  
"گڈ پھر اب کیا کرو گے؟" پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے اسنے دوسرا آلف کے سامنے کیا جسنے مسکراتے ہوئے  
تھام لیا۔

مہوش علی

"کچھ نہیں یاد گھر جائوں گا نور کے پاس۔۔۔" وہ ہنس کر بولا۔  
"حور کیلئے کیا سوچا ہے؟" کچھ توفیق کے بعد اسنے کہا  
آلف نے اسکی طرف دیکھتے پانی کا گھونٹ حلق سے اتارا۔۔۔  
"وہ کافی صابر ہے۔۔۔ مجھے امید ہے کبھی نہیں ٹوٹے گی بلکہ حوصلہ رکھے گی۔

مسکان ہے عارب سہمی سب اسے حوصلہ دیں گے تو وہ سنبھل جائے گی۔" اسنے مسکراتے ہوئے کہا

اسکا کندھا تھپتھپا کر وہ بینگ ہوئے کپڑے اٹھا کر چینج کرنے جانے لگا۔

"یہاں سے کب نکلنا ہے؟" باتھ روم کے ڈور پر رکتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم نہیں ابھی میٹنگ ہے جس میں ہماری شراکت ضروری ہے یونو۔۔۔"

زرکان، کنگ کی موت۔۔۔

خاص کر کے عالم کی۔۔۔۔۔"اسکی بات سنتے سمجھتے آلف سر ہلا کر ہاتھ روم میں بند ہو گیا۔

اور شہریار گہرا سانس بھرتے وہاں پڑے بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

"جمال انکل کے ریسٹورنٹ کا کیا کرنا ہے تم لوگوں نے؟" آلف کے باہر آنے پر اسنے سوچتے ہوئے پوچھا

مہوش علی

آلف نے چونک کر دیکھا۔۔۔

"بتاؤ تو یار پھر میرے دماغ میں ایک مشورہ ہے۔"

"کرنا کیا ہے نوریاحور سے پوچھنا ہے میں کیا کر سکتا ہوں مجھے بھائی کو تو اس میں انٹرسٹ نہیں۔۔۔ انہو نے ابو

سے بھی لے لیے تھے پیپرز۔۔۔۔"

"اچھا! پھر میری مان حور کیلئے اس واپس سے اوپن کریں اور اسے اس میں بزی کر دیں۔۔۔" وہ اٹھ بیٹھا آلف

نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہوش میں ہیں! اسکی یہ کنڈیشن ہے ریسٹورنٹ سنبھالے پتا ہے کتنی ذمہ داریاں ہوتی ہیں؟"

"بھڑک کیوں رہے ہو مسمیٰ پھر کس کام آئے گی اسے ساتھ لگا دو بہت خوبصورت وقت گزر جائے گا۔" وہ معنی خیزی سے مسکراتا بولا۔

آلف سوچ میں پڑ گیا۔

"میں ابھی تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔"

یہاں سے جاتے مشورہ کروں گا عارب اور مسمیٰ سے۔۔۔ "برش بالوں میں کرتے ہوئے اس نے سوچ کر بتایا۔

"گڈ! سوچنا ضرور بہت اچھا رہے گا اسکے لئے۔" وہ کہتا خود فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

وہ اس وقت ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے۔

کچھ دیر میں ان کے لئے ایک لڑکا کھانے کی ٹرے لیکر آ گیا۔

جسے تھام کر آلف نے ٹیبل پر رکھا۔۔۔

اور بیٹھ کر لب بھینچے حور اور اپنی بونی کے بارے میں سوچنے لگا کہ اس پر کیا بیت رہی ہو گی۔۔۔

وہ کیسے کاٹ رہی ہو گی وہ اذیت بھرے لمحات۔۔۔

اس کے دل میں تڑپ مزید بڑھ گئی اور دل چاہا اڑ کر اسکے پاس پہنچ کر اسے خود میں چھپا دے۔۔۔

اور اگر وہ ہوش میں نا ہو تو اپنے شدت بھرے تڑپ زدہ لمس سے اس کی بیہوشی کو مدہوشی میں بدل دے۔۔۔

اسے سوچ کر ہی اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

تو کہیں اذیت بھرے لمحات نظروں میں گھومے۔۔۔

وہ سر جھٹک کر ایک گہرا سانس بھرتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔  
اور آکر کھڑکی کے پاس رکتے گہرے سانس بھرے۔

"میں کیسے تمہیں حوصلہ دوں گا حور!  
تم اپنے نصیب میں اتنی تکلیفیں کیوں لکھوا کر آئی ہو؟ کیا تم برداشت کر سکو گی کہ تمہیں۔۔۔۔۔

"آج یار کھانا کھالے ورنہ ایسا ناہو تمہاری شہید باڈی لے جانی پڑے مسز بونی کے پاس۔" اسے زخموں کی  
زنجیروں سے کھینچ کر نکالتے شہر یار نے اسکا بازو پکڑتے ہوئے چیخ پر دھکیلا۔۔  
وہ ہلکا سا مسکراتا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"اب کیا چاہتا ہے نوالہ بنا کر تیرے منہ میں ڈالوں؟" اسے سوچوں میں دیکھتے شیر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔  
آلف نے پہلے نا سمجھی سے دیکھا پھر بات کو سمجھتے ہنس پڑا۔

"نہیں بھائی یہ تو اپنی بیگم کے ساتھ کیا کر اچھا لگے گا۔۔۔" اسنے ہاتھ اٹھا کر کہا شہر یار قہقہہ لگا اٹھا۔

"اسکے پاس ہوتا ہوں تو وہ چھپنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔" اسنے مایوس ہو کر کہا آلف چونک گیا۔

"کیوں؟" نوالہ میں رکھتے اسنے اسکے چہرے کو دیکھا۔



"یار بس کیا بتائوں اس سے میری اچھائی برداشت نہیں ہوتی۔۔۔ حالانکہ میں اسکے معاملے میں کافی شریف ثابت ہوا ہوں اتنا شریف ہوں کہ عارب میرا شاگرد رہ چکا ہے۔" اسنے کہتے نفی میں سر ہلاتے پانی کا گلاس منہ سے لگایا

آلف نے آنکھیں سکڑ کر اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں شرارت خوب تھی۔۔۔

وہ ہنس پڑا۔۔۔  
"ہاں بھی تم جیسے منہ بولتے شرافت کے بھائی کچھ زیادہ ہی ملک میں بڑھتے جارہے ہیں۔۔۔  
مجھے لگتا نیکسٹ مشن سر ہمیں شرافت کے پیچھے ہی لگنے کا دیگا جسنے اتنے سارے نوجوانوں کو بے غیرتی کا چیلہ بنا دیا ہے۔" وہ کہتا اٹھا  
شہر یار اسکا منہ تکتا رہ گیا۔  
اور آلف مسکرا ہٹ چھپائے پیٹھ پھیرے کھڑا تھا۔  
"یار میں تو تمہیں کافی معصوم سمجھتا تھا۔۔۔  
شکل سے اتنے معصوم لگتے ہو۔" اسنے صدمے میں کہا۔۔۔

"باہا با سب کو یہی غلط فہمی ہے۔۔۔ اسی غلط فہمی نے تو میری بونی کو بھٹکا دیا۔۔۔

میں نے توبہ کر لی ہے معصومیت سے، سالی نے گھرا جاڑ دیا۔

اب توجو ہوں وہی جانوں گا اپنی بونی کے پاس۔" اسنے اپنے ارادوں سے آگاہی دی شہر یار خاموش ہو گیا

کیونکہ وہ جانتا تھا اس مزاق کے پیچھے بھی بہت افیت چھپی تھی۔۔۔

کیونکہ ماں باپ کو کھونا کوئی کم موت نہیں۔۔۔

جیتے جی تو مار دیتے ہیں جاتے ہوئے۔۔۔ اور موت ایسی کہ سسکی بھی نالینے دے۔ پھر جس طرح اسکے ماں باپ کی موت ہوئی اسکا سلام تھا ان دونوں بھائیوں کے حوصلے پر کس طرح بلند حوصلے کے مالک تھے۔

\*\_\_\_\_\_\*\_\*\_\_\_\_\_\_\*

"میرا بچہ! تم سے کچھ کہنا ہے۔" صوفے پر بیٹھی وہ ہاتھوں میں موجود سیپ کے موتیوں سے کھلتی حورا لعین کے پاس آتی نیچے سامنے بیٹھی۔۔

"ہاں کہو!" حور نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا مسکان نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اسکی گود میں سر رکھ دیا۔۔

حور مسکرائی اور اپنا ہاتھ اسکے بالوں پر پھیرا۔۔۔  
"کیا ہوا مسنی؟ تم ٹھیک ہو؟" وہ اسکی گال پر ہاتھ رکھتی نمی محسوس کر کے پریشان ہوئی

"واپس چلیں؟" وہ بھرائی آواز میں بولی

"کہاں؟ عالم کو تو آنے دیں وہ لے چلیں گے ہمیں۔۔

تمنے ہی تو کہا تھا وہ آرہے ہیں یہاں۔" حورا لعین نے پریشان ہوتے کہا

"ہاں ناں میری جان وہیں چلتے ہیں جہاں وہ رہتا ہے۔" وہ اسکا نازک ہاتھ لبوں سے لگاتی بولی

"اچھا وہ وہاں ہے تو پھر تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو۔۔۔؟ چلیں ناں انکے پاس۔۔" وہ بے چین ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی

اسکے اٹھتے ہی اسکے گود میں موجود تمام سیپ کے موتی بکھر کے قالین پر پھیل گئے۔

"آہ مسنی یہ پری کے ہیں اسنے مجھے رکھنے کیلئے دیئے تھے اور میں نے سارے پھینک دیئے۔" وہ ہنس کر

شرمندہ ہوتی بولی  
"کوئی بات نہیں میں سمیٹ لوں گی۔" وہ اسکے سامنے آتی اسکے چہرے سے بال سنوار کر ہاتھوں میں چہرے بھرتے ہوئے بولی

اور جھک کر اسکی دونوں آنکھیں چومتی ماتھے پر لب رکھتے اسے خود میں سمیٹ لیا۔

"اچل نمکی کھاؤ گی؟" اسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے اسنے پوچھا

"وہ کیا ہوتا ہے؟" حور نے حیرت سے پوچھا۔

"ایسا مت کہو عالم ناراض ہوگا۔۔۔"

وہ تمہارے لئے خاص بناتا ہے۔۔۔ کسی کو نہیں بتاتا مجھ سے بھی غلطی ہوگی تھی ایک دفعہ بنالی تھی پر اب میں یہ غلطی بار بار کروں گی وہ سب کچھ کروں گی جس سے اسے غصہ آتا ہے۔۔۔

اور اسی غصے میں وہ ضرور واپس آئے گا تمہیں مجھ سے بچانے۔" وہ دل میں بولتی اسکے گال چوم کر اسے سرخ کرتی نم آنکھوں سے ہنس پڑی۔

"چلو میں جب تک سہمی جی کو تیار ہونے کا کہتی ہوں تم یہاں بیٹھو!" وہ اسے بیڈ پر احتیاط سے بیٹھا کر سارے موتی نیچے سے سمیٹتی ہوئی روم سے نکل گئی۔

"وہ میرے پاس کیوں نہیں آرہے مسنی تو کہہ رہی ہے بہت پیار کرتے ہیں مجھ سے۔۔۔"

پھر یہاں سے لینے کیوں نہیں آئے کیا وہ کافی مغرور ہیں؟

یا میں اندھی ہوں اسلئے مجھے پسند نہیں کرتے ہوں گے؟ کہیں مسنی مجھ سے جھوٹ تو نہیں بول رہی۔۔۔؟  
نہیں ایسے نہیں عالم۔۔۔ یہ میں کیا سوچ رہی ہوں شہزادے ایسے تھوڑی ہوتے ہیں وہ تو اپنی شہزادی کو بہت پیار دیتے ہیں۔۔۔۔

دیکھنا ضرور انہیں کوئی کام ہو گا اور جب میں وہاں جائوں گی تو مجھے بہت پیار دیں گے اور یہ جان کر تو اور پیار کریں گے کہ ہمارا بچہ بھی آنے والا ہے۔" وہ خود سے سرگوشیاں کرتی ہوئی باتیں کر رہی تھی۔۔۔

"اگر میں وہاں گئی اور مجھے نہیں ملے کہیں کام سے پھر چلے گئے تو میں کیا کروں گی۔۔۔؟" ایک اور اندیشہ پیدا ہوا۔

"نہیں! نہیں مجھے معلوم ہے اللہ سائیں مجھے بہت پیار کرتے ہیں اور میرا شہزادہ بھی کرتا ہے وہ ضرور مجھے وہاں ملیں گے۔" سرنفی میں ہلاتے اپنے خیالوں سے انکار کرتی وہ اپنا لب دانتوں تلے دبا کر ڈبڈبائی آنکھوں کو ہتھیلی کی پشت سے صاف کرنے لگی۔



ڈاکٹر نے انہیں منع کیا تھا کہ کسی بھی بری خبر کو سمعیہ عالم سے دور رکھا جائے۔۔  
اور عارب مسکان نے مجبور ہو کر کہا تھا کہ عالم ایک کام سے گیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے جلد ہی انکے بچے آئے  
گا۔۔۔

سمی خاموش تو ہو گئی تھی پر اپنے بھائی کے کامیابی کے دعائیں ضرور مانگ رہی تھی اور خوش بھی تھی کہ اسکا  
بھائی سہی سلامت واپس لوٹ آیا تھا۔۔۔۔

مہوش علی

اسے یقین نہ ہوتا اگر اپنی شہزادی کی کھلکھلاہٹیں گھر میں ناسنتی۔۔۔  
جب شہزادی یہاں تھی تو اسے اپنے اللہ پر پورا یقین تھا اسکا شہزادہ بھی ضرور ہے۔۔۔

اسنے جب سے ہوش میں آکر عالم کی خیریت کی خبر سنی تھی تب سے اللہ کے سامنے شکرانے کے سجدے ادا  
کر رہی تھی۔

اور اب فیصلہ پایا گیا تھا کہ عارب یہیں رہے گا نور العین اور پری کے پاس جبکہ برہان سمعیہ اور حور مسکان کے  
ساتھ جائے گا کراچی۔۔۔۔

"کھانا کھا کر جاتے تو اچھا ہوتا مسکان۔۔!" پری انہیں جاتے دیکھ کر پاس آکر بولی

"نہیں پھر کبھی سوئیٹ ہارٹ فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔!" اسکی گال چھو کر وہ بولی پری سر ہلا گئی۔

سمی نے چور نظروں سے سامنے کھڑے خاموش عارب کو دیکھا۔  
وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا اور یہ دیکھ کر سمعیہ گھبرا کر نظریں پھیر کر وہاں سے نکلی۔

اسکی اس قدر بے رخی پر عارب ضبط سے اپنے لبوں کو آپس میں بھینچتا اسکی پشت کو دیکھنے لگا۔  
"ان شاء اللہ شام تک آلف آجائے گا تو میں بھی آجائوں گا خیال رکھنا دونوں کا بہت بڑی ذمہ داری ہے  
مسی۔" عارب نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے کہا اور مسکراتے سر سینے سے لگاتے خود کے اندر سکون اتارا۔

"ڈونٹ وری۔۔۔!" وہ کہتی اسکے ماتھے پر بوسہ دیتی مڑ گئی  
جبکہ عارب ساکت سارہ گیا اسکے سالوں بعد یوں ماتھا چومنے پر۔۔۔۔

"خیال رکھنا اپنا گڑیا بہت سارا بھائی جلد ہی پہنچ جائے گا۔" گہرا سانس خارج کرتے اسنے حور العین کو کہا وہ ہنس  
کر سر ہلا گئی

برہان نور کے ماتھے پر بوسہ دیتا اسکی بند آنکھیں دیکھ کر باہر آ گیا۔  
اور انہیں تیار دیکھتے عارب سے ملتا پری کے سر پر ہاتھ رکھتا وہاں سے نکلتے گاڑی میں بیٹھے۔

وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی برہان ڈرائیونگ پر جبکہ سمعیہ پیچھے اپنی شہزادی کو اپنے ممتا بھرے حصار میں لیکر بیٹھی۔

حور لبوں پر مسکراہٹ چھپاتی ہوئی چہرہ سمعیہ میں چھپا گئی کہ وہ اپنے عالم کے پاس جا رہی ہے۔۔۔۔

"پتا نہیں کیا کہیں گے مجھے!"

"بونہ۔۔۔!" وہ اسکے پاس بیٹھا اسکی گال پر ہاتھ رکھتے اسے ہوش و حواس سے بیگانہ دیکھتے ہوئے اذیت کے ایک عالم میں بولا۔

مہوش علی

پر وہ کہاں سن رہی تھی۔۔

خاموش پڑی مدھم سانسیں کھینچ رہی تھی آکسیجن ماسک میں۔

آلف کی آنکھوں میں نمی پھیل گئی۔

"بونہ اب اٹھ جاؤ جاننا۔۔۔!" وہ اسکے ڈرپ لگے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے ہوئے بولا پر جواب ندارد

"سر۔۔۔!" نرس نے اسے ڈسٹرب کرنے سے روکا

"شش! وہ مجھے سن رہی ہے۔" آلف نے لبوں پر انگلی رکھتے سرخ آنکھوں سے کہا کہ اسکے سرد انداز کو دیکھتے

نرس خاموش ہو گئی

اور داد اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتا اس سے سرگوشی میں باتیں کر کے بتا رہا تھا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔۔

"کتنا وقت لگے گا اسے مجھ سے باتیں کرنے میں؟" وہ پیچھے کھڑی نرس سے مخاطب ہوا۔

"سرا نکلے حلق سے لیکر اندر تک انہیں جلایا گیا تھا بوائے پانی سے، علاج کافی مشکل تھا انکا۔۔۔  
فریکچر ہوئے ہیں۔۔۔"

دو ماہ یا سرتین ماہ۔۔۔ "وہ نور کے نازک سراپے کو دیکھتی ہوئی بولی۔

آلف کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔!"

میں اتنے سیکنڈ منٹ گھنٹے دن ہفتے ماہ کیسے رہوں گا تمہاری اس جان لیتی خاموشی کے ساتھ نور۔۔۔  
پلیز بے بی ڈونٹ ڈرائیومی کریزی پلیز مائی انوسنٹ بیوٹی۔۔۔ "وہ سرگوشی میں بڑبڑاتا ہوا اپنی انگلیوں سے اس کے  
نقوش چھو رہا تھا۔۔۔"

"داد آپکو باہر عارب صاحب بلارہے ہیں!" ملازمہ بغیر ناک کے اندر داخل ہوتی انتہائی بے تکلف لہجے میں  
بولی۔

آلف نے گہرا سانس بھرتے نظریں گھما کر دروازے کی طرف دیکھا۔

اور ملازمہ اسکی سرخ کالی آنکھوں کے سر دپن کو دیکھتی گر بڑا گئی۔

"سوری سر۔۔۔!" اسنے جلدی سے کہا اور جھپاک سے وہاں سے بھاگ گئی البتہ آلف کے یوں غصے سرد

نظروں سے دیکھنے پر اسکی دھڑکنیں الگ ہی لے پردھڑک رہیں تھیں۔



"اٹھ جاؤ ظالم ملازمین بھی مجھ یتیم پر ڈورے ڈال رہی ہیں انہیں کچھ کہتی کیوں نہیں تم؟" اسکے گال پر انگلیاں رکھے وہ بولا

اور پھر کافی دیر تک تے رہنے کے بعد مایوس ہوتا وہاں سے نکلا جبکہ نرس اسکی شکل دیکھ رہی تھی۔۔۔ جس کی ادا اس صورت اس قدر حسین تھی پر یہ ہنستے ہوئے کیسا لگتا ہوگا۔

وہ سوچتی خود سر جھٹک کر ہنس پڑی کہ کہیں یتیم بچہ یہ نا سمجھ لے ڈورے ڈال رہی ہے۔

"تم سمجھ رہے ہو عزل؟" شہریار کے خاموش ہونے آلف نے پوچھا۔  
عرب نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"ہمم! سمجھ رہا ہوں۔" سر ہلاتے ہوئے گہرا سانس بھرا۔

"یہ سب تو ٹھیک ہے۔۔۔ ہماری دعائیں ہیں پر ریسٹورنٹ کا مجھے نہیں لگتا حورالین سنبھال پائی گی۔۔۔ وہ ویسے ہی مسی کے ساتھ خوش ہے اور مسی اسے سنبھال رہی ہے ان شاء اللہ تم لوگ فکر مت کرو یہ مشکل وقت کٹ جائے گا۔" وہ انکاری ہوا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم دونوں کو جو بہتر لگے! پر ہم ابھی حورالین کی آنکھوں کا علاج نہیں کروا سکتے کافی رسی ہوگا۔۔۔

ان شاء اللہ بے بی کے پیدائش کے بعد کروائیں گے۔" آلف کی مزید بات پر وہ خاموشی سے سر ہلا گیا۔

"ایسا ہو سکتا ہے اگر ہم مسکان کے ساتھ حورالعین کو کہیں بھیج دیں۔۔۔  
آئی مین کسی دوسری کنڑی؟" شہریار نے سوچ کر کہا وہ دونوں چونک گئے۔

"کہاں؟۔۔" عارب نے سانس روکتے پوچھا۔

"کسی کیلئے شاہک۔۔۔۔۔  
جیسے شاہک ہمیں کیا گیا ہے۔۔۔  
کوئی سزا۔۔۔" داد نے کہا۔  
عارب غصے سے دیکھنے لگا

"ایسا میں بالکل نہیں ہونے دوں گا آلف۔۔۔  
میں یہ قطعی نہیں چاہوں گا زندگی کے کسی راستے وہ ایک پل کیلئے عالم کو بھول کر دنیا کی رنگینی میں کھو جائے۔"  
وہ بھڑک کر بولا۔

"پر میں ایسا چاہوں گا عزل کہ میری کزن بہادر بنے بے خوف۔۔۔  
کسی کے سہارے نہیں بلکہ اپنے بل بوتے پر جینے والی۔۔۔۔  
میں حورالعین کو بدل دوں گا بالکل اگر تم میرا ساتھ نہیں دے رہے تو تمہاری مرضی بٹ یہ ہو کر رہے گا۔۔۔  
جتنا کڑوا صبر ہمیں اس سے لینا ہے نا اتنا اسے مضبوط بنانا پڑے گا۔۔۔

کہیں ایسا ناہو صبر کی سولی پر قطرہ قطرہ زندگی ہار جائے اور پھر ایک بار آنکھیں بھیگی کیے ہم بیٹھے رہ جائیں۔۔۔۔" وہ سوچ چکا تھا اسے کیا کرنا ہے اسلئے کافی غصیلے انداز میں کہتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"وہ اسے کہاں بھیجنا چاہتا ہے؟" عزل نے ششدر ہو کر پوچھا۔  
بھلا وہ کیسے سہمی سے اسکی شہزادی کو دور کرتا جو اسکا چہرہ دیکھتے تو اپنے شہزادے کا انتظار کر رہی تھی

"پتا نہیں! یہ تو اسنے اچانک فیصلہ لیا ہے ہمیں نہیں بتایا سنے۔" شہزیار نے لا عملی کا اظہار کیا۔

عرب ساکت سا رہ گیا۔

اور کچھ کہے بغیر وہاں سے نکلتا کر اچی کیلئے روانہ ہوا بغیر انکی سنے۔۔۔

\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \_ \_ \_ \_ \*

"کیا ہو رہا ہے میرا بچہ؟" وہ ٹرے کھانے کی لیکر اسکے پاس آکر جھولے پر بیٹھی اور ٹرے سنبھال کر اپنی گود

میں رکھی۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔" وہ کہتی ہلکا سا مسکرائی۔

"کیا ابھی بھی نہیں آ رہا شہزادہ؟

دن گذر رہے ہیں راتیں ایسے ہی بیت رہی ہیں وہ کہاں ہے مسنی؟

ایک بار نہیں آیا مجھے دیکھنے ناملنے کوئی ایسے تو نہیں کرتا اپنی شہزادی کے ساتھ۔ "وہ اداس کھوئی ہوئی بولی مسکان نے گہرا سانس لیا۔

"حوصلہ رکھو میری جان جلد ہی وہ ہمارے پاس ہوگا۔" نوالہ بنا کر اسکے منہ کی طرف کرتی وہ بولی حور نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے دکھ سے آنکھیں میچ لیں۔۔

"کاش میں بہت حوصلے والی ہوتی۔۔۔" وہ سرگوشی میں کہتی نوالہ منہ میں لے گئی۔

"تم ہو میرا بچہ تم ہو کافی حوصلے والی۔۔۔" عالم نے کہا ہے ناکہ وہ جلد تمہارے پاس آئیں گے۔ "وہ تڑپ کر اسکی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں چنے لگی۔

"ہو نہہ! یہ کیسا شہزادہ ہے جو ایک بار اپنی شہزادی سے نہیں ملتا۔۔۔

نااس سے باتیں کرتا ہے بس کہہ دیا ہے عارب بھائی سے وہ جلد لوٹے گا۔۔۔

کب لوٹے گا جب میں پوری طرح تھک جاؤں گی یا تب جب میں بکھر کر ختم ہو جاؤں گی؟  
تم کہتی تھی وہ میرے اندھیرے کو محسوس کرتا تھا۔۔

مجھے اجالوں میں رکھتا تھا۔ میرا حکم شہزادی سمجھ کر پورا کرتا تھا پھر کہاں گیا وہ میری زندگی کا مالک مسنی کیا وہ مجھ سے بیزار ہو گیا ہے؟ "اسنے سسکتے ہوئے پوچھا مسکان نے سختی سے آنکھیں میچ کر اسکے لبوں پر ہاتھ جمالیا۔

"ایسا نہیں کہتے حور العین شہزادی۔۔۔



دیکھنا وہ تمہاری زندگی میں بہار بن کر لوٹے گئے ان شاء اللہ اپنے رب پر یقین رکھو پاگل کیوں بنتی ہو میرا بچہ۔"

وہ اسکے پانی کا گھونٹ پلا کر دوسرا نوالہ کھلانے لگی جس پر اسنے نفی کی

"ایسا نہیں کرو عین عالم ناراض ہوگا، اسے اپنا بچہ اور فتنہ دونوں خوش باش چاہیے اگر ایسا نہیں ہوا تو مجھے مارے گا۔۔۔" وہ منت کرنے لگی

"مارو مجھے عالم واپس لادیں۔۔۔!" اسنے سسکی بھرتے ہوئے ضد لہجے میں کہا۔

"اچھا تم نا کھائو بے بی کو کھلائو اسے بھوک لگی ہے۔" وہ اسکے گال پر کس کرتی بولی حور نے پھر سے نفی کی

"نہیں بے بی کو بھی بابا چاہیے، وہ مجھے سے کہہ رہا ہے اسے بابا چاہیے۔۔۔"

ہمیں عالم چاہیے بلا دیں انہیں تمنے کہا تھا گھر چل کر ملے گا آج تیسرا دن ہے وہ نہیں آرہے۔۔۔ مسکان اسکی سوچی آنکھیں دیکھتی رہ گئی۔

"تمہیں معلوم ہے وہ تمہیں تنگ کر رہا ہے میرا بچہ وہ دیکھنا چاہتا ہے اسکی عین کتنی بہادر ہے۔" وہ اسے سمجھانے لگی

"اچھا!!" وہ حیران ہوتی پل میں آنکھیں پھیلا کر مسکان کی جانب ہوئی

"ہاں۔۔۔! اور تم رو کر ثابت کر رہی ہو کہ تم بہادر نہیں اس سے تو وہ اور دن لگائیں گے آنے میں۔۔۔"

تم صبر کرو ہمت کرو خوش رہو اسکے بارے میں سوچو بہت اچھا اچھا پھر جب آئیں تو انہیں بتاؤ ٹھیک ہے میرا بچہ؟" وہ اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھر کر بولی  
حور کی آنکھوں میں جگنو چمک اٹھے۔۔۔

"ہاں اور جب وہ آئیں گے تو میں خوب ناراض ہوں گی ٹھیک ہے!" وہ پر جوش ہو کر بولی

"ضرور! اور اس ناراضی کا طریقہ میں تمہیں سیکھائوں گی۔" وہ اسکے پھولے گال پر بائٹ لیتی ہوئی گویا ہوئی  
حور العین کھلکھلاتی جھینپ گئی۔

"شکرا ایک تو آزادی ہے کہ تمہیں جس طرح چاہے کھا سکتی ہوں۔" وہ ہنستی ہوئی بولی حور نے منہ بنا لیا۔۔

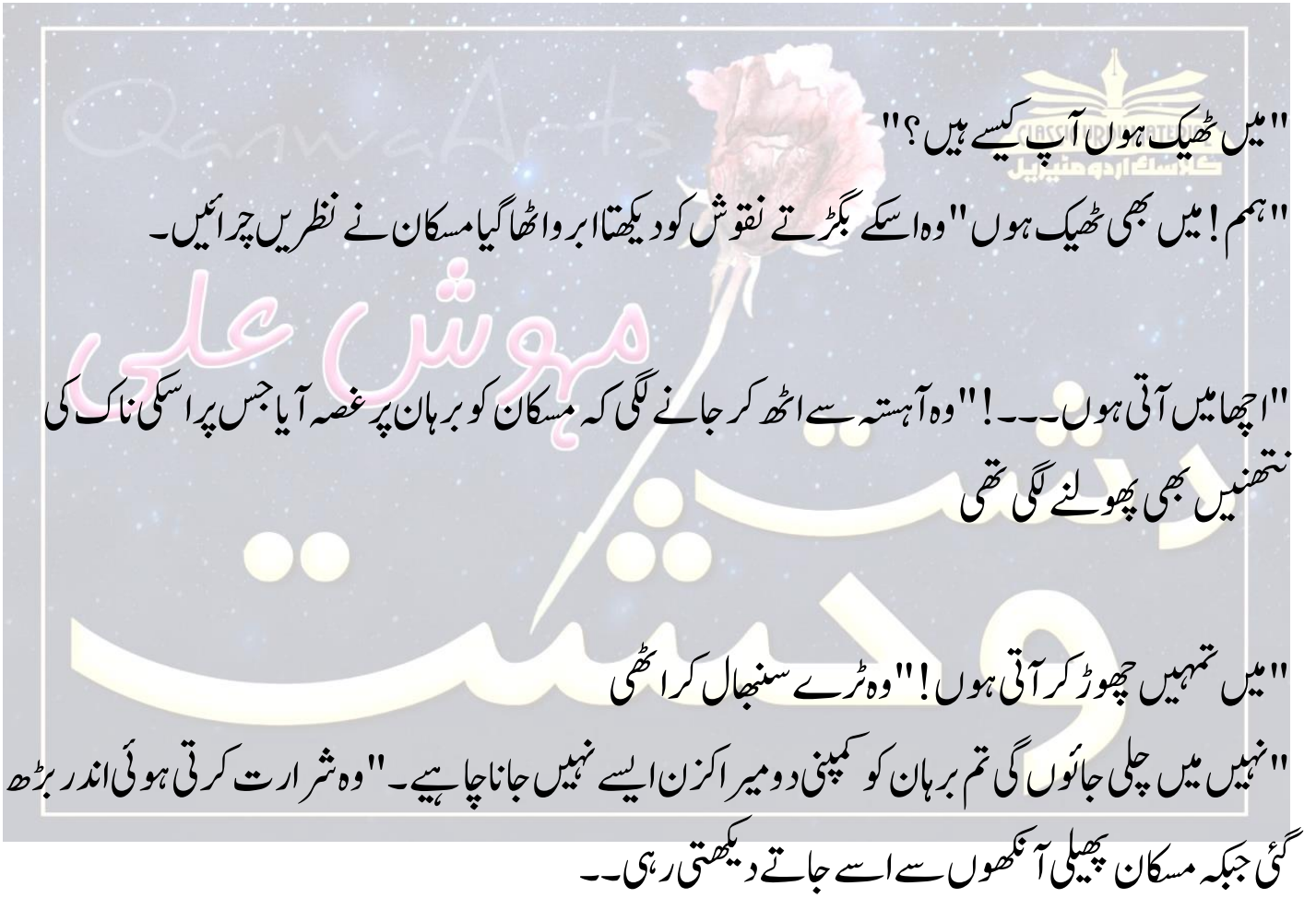
"اور جب وہ آئیں گے تو میں انہیں یہ بھی بتائوں گی کہ کیسے تم مجھے کاٹتی چمیاں دیتی تھی۔" سرخ زبان  
چڑھاتی ہوئی وہ بولی مسکان ہنس پڑی۔

"تمہیں معلوم ہے اسکا سیکھا یا کوئی دوسرا ہنر نہیں بٹ بھاگنے والی کوالٹی مجھ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔"  
اسنے جتا یا اور حور منہ بنا گئی

"السلام علیکم!" وہ ابھی مزاق ہنسی میں کھانا کھا رہی تھی جھولتے ہوئے تبھی وہاں یونیفارم میں برہان آیا۔

"وعلیکم السلام!" مسکان نے اسے دیکھتے منہ بنالیا۔  
جبکہ حورالعین نے خوش دلی سے سلام کا جواب دیا۔

"کیسی طبیعت ہے حوری؟" وہ اسے پیار سے ہمیشہ حوری ہی کہتا تھا یا کبھی حوریہ۔۔۔  
نظریں اسکے مسکراتے چہرے پر ڈال کر وہ مسکان کو دیکھنے لگا جو بنت بیزار تھی۔



وہ اٹھ کر اسکے پیچھے جانے لگی تھی جب برہان نے اسکی کلائی جکڑ لی۔  
"میں تمہارے لئے آیا ہوں اتنی بے رخی کیوں؟" وہ جھٹکے سے کھینچ کر اسے اپنے برابر کرتا ہوا بولا۔

مسکان نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔  
"پھر تو تم کافی غلط وقت پر آئے۔۔۔۔۔"

"غلط وقت پر نہیں آیا مجھے معلوم ہے۔۔۔ تمہارا دیدار ہی میرے نصیب میں خطرناک لکھا ہے میں پھر بھی وہ  
خطرہ اٹھانے کیلئے تیار ہوں ہر وقت ہر سیکنڈ۔۔" وہ اسکے لبوں پر انگلی رکھے کلائی چھوڑ کر بازو اسکی کمر میں

ڈالے قریب کھسکاتا ہوا بولا۔

"میں پھر بھی کہوں گی غلط۔" وہ سختی سے بولی۔  
"تم کہہ سکتی ہو۔۔۔"

میں صرف اپنی محبت کا اظہار کرنے آیا ہوں۔۔

کہ میں تم سے بہت محبت کرنے لگا ہوں اتنی کہ اب تم مجھے ایک تیج مارو گی تو میں بدلے میں تمہیں پانچ  
ماروں گا، اور اگر تم مجھے پانچ مارو گی تو میں تمہیں دس ماروں گا۔۔۔۔۔"  
"اور اگر میں نے لات ماری تو؟" وہ آنکھیں سکڑ کر بولی۔  
"تو میں تمہاری ٹانگ توڑ دوں گا۔"

"اور اگر میں نے تمہاری آنکھیں پھوڑ کر تمہیں لنگڑا کر کے بیڈ پر بیٹھا دیا تو؟" وہ اسکے گریبان کو مٹھیوں میں  
پکڑے غصے سے بولی۔

برہان دوسرا بازو بھی اسکی کمر میں ڈالے اسے سینے سے لگاتا آس پاس کسی کو ناپا کر سوچنے لگا۔  
"تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا!" اسنے مسکراتی آنکھوں سے کہا۔



مسکان حیران ہوئی اسے اچانک ہو کیا گیا تھا۔

وہ کھڑوس سا بندہ اسے کہہ رہا تھا اسے محبت ہے اس سے۔۔

اور محبت کیسی تھی کہ وہ اسکی مار پر ڈبل ہو کر مارے گا۔۔

"توڑو میرا منہ۔۔!" وہ غرائی اور غصے سے جھٹکتے اسکے کالر کو کھینچا برہان مسکراہٹ دبا کر کبھی اسکی آنکھوں

میں دیکھتا تو کبھی ہونٹ سرخ ناک کو۔۔

"اگر میں نے توڑ دیا تو تمہیں شکایات تو نہیں ہوں گی ناں؟" وہ اسکی پیٹھ پر انگلیوں سے کچھ لکھ رہا تھا۔

مسکان کی ساری توجہ اس طرف چلی گئی کہ وہ اسکے سوال کا جواب نہیں دے سکتی۔

"کیا میں محبت میں تمہارا منہ توڑ سکتا ہوں بیگم؟" وہ سمجھ کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جو اجازت مانگ رہا تھا

اسکا دل کیا اسکا ابھی منہ توڑ دے۔

"ہا۔۔۔۔۔" وہ ابھی کچھ سخت سنانے والی تھی کہ اسکے ہا پر ہی وہ اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے اچانک اسکے

چہرے پر جھک گیا۔

اسکی آنکھیں پھیلی اپنی جگہ پر۔۔۔ اسکے یوں اس انداز کو دیکھتے اسکا دماغ سن ہو گیا۔

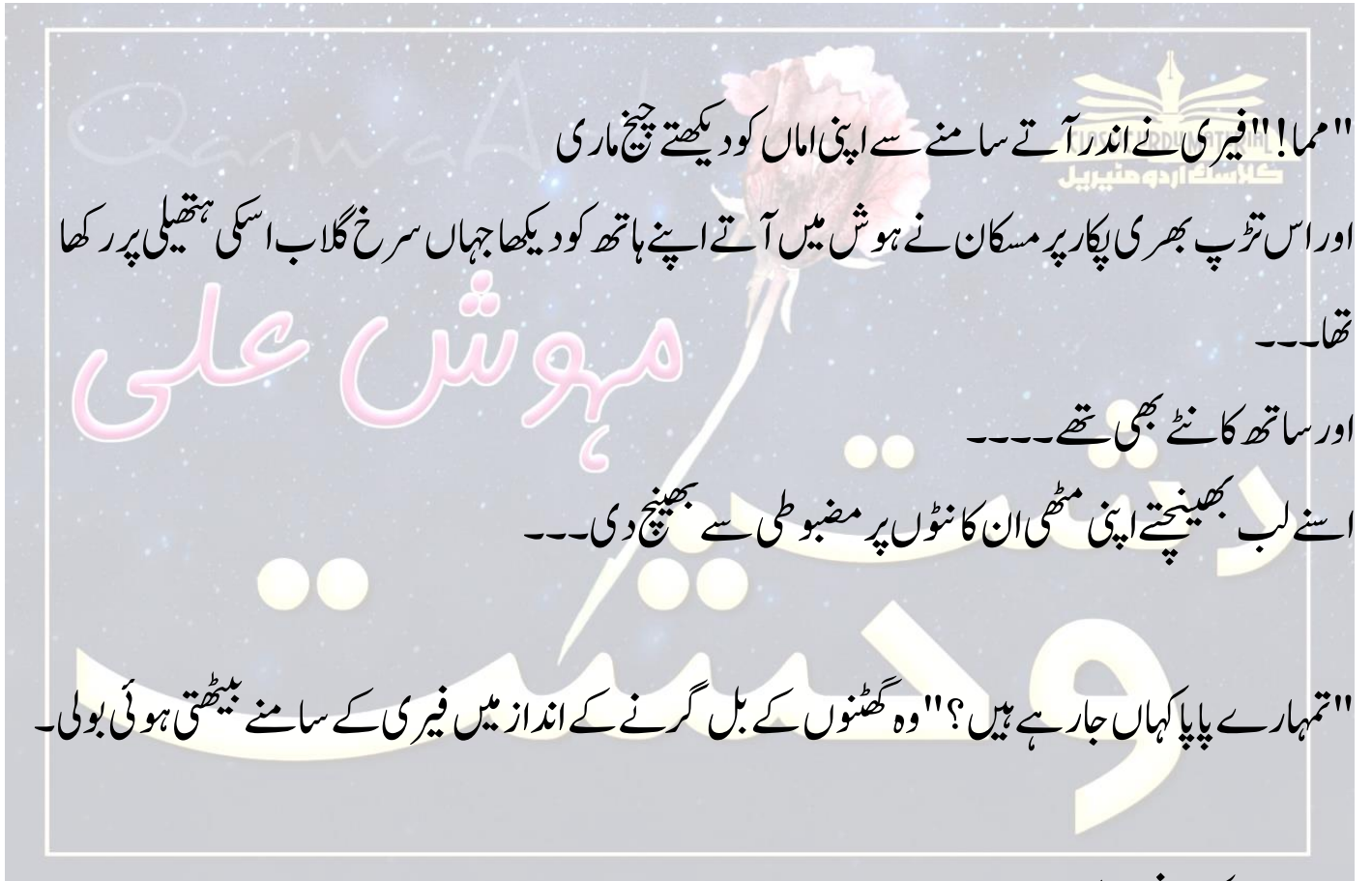
"ہمارا منہ توڑنے کا انداز کچھ مختلف ہے مسی میڈم! خیر مناؤ اپنی۔۔

جلد ہی آؤں گا اور پھر اس سب کا ہی بدلہ لوں گا۔ تب تک میری بیٹی کا خیال رکھنا۔" اسکے چہرے پر اپنی نرم

گرم سانسیں چھوڑتے ہوئے وہ اپنا انگوٹھا اسکے لبوں پر پھیر کر دور ہوتا ہوا بولا۔

وہ کیا سمجھتی ساکت کانچ کابت بنی کھڑی تھی جب وہ ایک بھرپور نظر اسکے سراپے پر ڈال کر ایک دم آگے بڑھا اور ہاتھوں کے پیالوں میں چہرے کو بڑھ کر ماتھے پر شدت سے بوسہ دیا۔

اور اسکی آنکھیں ناک گال چومتے ہوئے ایک ہاتھ اپنی جیب میں ڈال کر وہاں سے کچھ نکالتے ہوئے اسکے ہاتھوں میں تھمایا اور مڑتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ مسکان سانسیں روکے کھڑی تھی۔۔۔



"مما وہ پاپا کو ٹرانسفر کے آرڈر آئے ہیں۔۔۔"

وہ چلے گئے۔۔۔! پر انہوں نے کہا ہے وہ جلد ہی لوٹے گے اور پھر ایک خوشحال فیملی کی ہم شروعات کریں گے۔"

فیری آنکھیں پونچھے مسکان کو دیکھنے لگی۔

"ہمم! تو سب کا جانا ضروری تھا۔۔۔"

سب کا اکیلا کرنا ضروری تھا پھر وفا کی امید صرف ہم سے کیوں رکھی جاتی ہے؟ "وہ اپنے چہرے پر اسکے لمس کو محسوس کرتی حلق میں گھلتی نمی کو نگلنے لگی۔

"اگر ہم بے وفائی پر آئے تو ڈھونڈتے رہ جائو گے سب۔!" وہ تلخ ہو کر سوچتی فیری کو کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتی

خون آلودہ ہتھیلی پر رکھے گلاب کو دیکھنے لگی۔

"کہیں سے بھی ڈھونڈو اس ڈاکٹر کو مجھے وہ ہر قیمت پر سامنے زندہ چاہیے۔۔

اگر نہیں ملی تو اپنی خیر کی خیرات کرنا مجھ سے کوئی امید مت رکھنا۔" وہ گرجتا ہوا موبائل پہ گھر میں داخل ہوا۔

مسکان نے اسے دیکھا جہاں وہ تھکا سا میٹنگ سے لوٹا تھا۔

عالم کی غیر موجودگی میں سارے گینگ کو اسے ہی سنبھالنا پڑ رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہے؟" وہ سامنے آتی ہوئی بولی

فیری عارب کو دیکھتی مسکرا دی

"ہاں سب ٹھیک ہے۔۔۔! بس وہ ڈاکٹر کہیں غائب ہو گئی ہے۔۔ کہیں اتا پتا نہیں اسکا۔" وہ مسکرایا اور فیری

کو گود میں اٹھاتے اسکی ناک سے ناک ملائی۔

"ڈونٹ وری کتنا بھاگے گی۔۔؟ ان شاء اللہ جلد ہی ہمارے پاس ہو گئی۔"

"کیسی طبیعت ہے اب؟" وہ دروازہ ناک کرتا روم میں داخل ہوا سہمی اسے دیکھ کر گھبراتی اٹھ بیٹھی۔

"ٹھیک ہوں۔" وہ دوپٹہ سر پر رکھتی رات کے وقت اسکے یوں کمرے میں آنے پر ناگواریت سے بولی جو عارب نے آسانی سے محسوس کر لی۔

"میرا حال نہیں پوچھیں گی سہمی جی؟" وہ بالکنی کا گلاس ڈور بند کرتا پردے برابر کر کے چیئر کھسکا کر اسکے پاس بیٹھا۔

"ٹھیک تو ہوا اور کیا پوچھوں؟" اسنے ایک سرسری سی نظر ڈال کر کہا  
"پر میں تو ٹھیک نہیں ہوں؟" وہ ادا سی سے بولا۔  
البتہ اسکی بولتی نظروں سے سہمی کی ہتھیلیاں بھینگنے لگی تھیں

"کیا ہوا ہے؟" وہ جان چھڑوانے کیلئے بولی

"بخار۔۔۔!" وہ مسکراہٹ دبا کر بولا

"تو میں کیا کر سکتی ہوں جانو ڈاکٹر کے پاس دماغ سے عاری میرا سر مت کھائو!" وہ چڑ کر بولی



"ڈاکٹر کے پاس گیا تھا!" وہ معصومیت سے بولا سہمی نے چونک کر دیکھا

"پھر؟ کیا کہا؟" وہ جھجھکتے ہوئے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔

واقعی اسکا منہ سرخ پڑ رہا تھا۔۔۔

"کہانی بوی کی توجہ کی ضرورت ہے۔" اسنے شرارت کی سمعیہ کا چہرہ سرخ ہو کر تپ گیا۔

"تم سے اسی بکواس کی امید تھی اب نکلویہاں سے مجھے سونا ہے!" وہ زچ ہو کر بولی

عارب ہنس پڑا۔

"سچ بتا رہا ہوں ظالم آپکے الشریف و لشوہر کی طبیعت ناساز ہے کچھ علاج کر دیں۔" اسکی باتوں پر سہمی کا دل خوف سے دھڑک اٹھا۔۔

"ک۔۔ کیسا علاج؟" وہ ہراساں نظروں سے دیکھتی بولی، اسے لگا ذومعنی باتیں کر رہا ہے۔

"سرد بادیں۔۔ تھوڑا سا یا کافی بنادیں میں کافی تھک گیا ہوں۔" وہ بولا جس سے سہمی کے سانس میں سانس

آئی اور سر ہلا کر وہاں سے بھاگنے کیلئے اٹھی۔

"کہاں؟" عارب نے حیرت سے اسے دیکھا اور کھڑا ہوتا پاس آیا کہ سہمی نے کچھ چونکتے دیکھ کر قدم پیچھے

لیے۔

"اگ۔۔ کافی بنانے تمہارے سر میں درد ہے نا!" وہ حلق تر کرتی ہوئی کہتی اسکا بھاری ہاتھ اپنی کلائی کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہاں سے جھپاک کر کے نکلی۔

عرب اس کے بھاگنے پر ہنس پڑا اور پائوں سے بوٹ اتار کر کوٹ اتارتے ہوئے اس کے پاس بیڈ پر لیٹ کر کچھ دیر پہلے کا اس کے سر کے نیچے رکھا ہوا تکیہ اٹھا کر اپنے چہرے پر رکھ کر گہرے سانس لیے۔

اور اسکی خوشبو کو جیسے سانسوں میں اتارنے لگا تھا۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ جب بلیک کافی کا مگ ٹرے میں رکھ کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی روم میں آئی تو اسے اپنے بیڈ پر دراز دیکھ کر اسکی سانسیں حلق میں اٹک گئی  
آخر اس کے ارادے کیا تھے۔۔۔

وہ خوفزدہ سہمی سی کانپتے ہاتھوں سے ٹرے پکڑ کر روم میں داخل ہوئی جب چوڑیاں کی مدھم کھنک پر عرب نے تکیہ چہرے سے ہٹا کر اسے دیکھا۔۔۔

سمی اسکی آنکھوں میں جذبات کے سمندر کو دیکھتی تھوک نکلتی رہ گئی

"تت۔۔ تمہاری کافی اب نکلو!" ٹرے سمیت کافی اسے تھامتے وہ جھڑک کر بولی پر لہجے کی سکیپا ہٹ نظروں کا خوف وہ سارا محسوس کر گیا تھا۔

"سرد باد و پھر جانوں گا۔ نہیں رات یہیں گزری گی وہ بھی آپکی آنکھوں کی نینداڑائے۔۔۔" وہ معنی خیزی سے دیکھتا بولا

سہمی کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔

"تم اپنی بکواس بند کرو مت بھولو کہ میرا بھائی ہے۔۔۔"

اسکے آنے پر میں تمہاری وہ حالت کروائوں گی کہ یاد رکھنا۔۔۔

اب شرافت سے نکلو ورنہ۔۔۔۔۔"

"ورنہ۔۔۔۔۔؟" عارب نے طیش میں چھوڑا ہوا اسکا جملہ پورا سمجھنا چاہا

سہمی نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔

"ورنہ میں مسکان کو بلاؤں گی۔۔۔! اور اس سے دھلائی کروائوں گی تمہاری اگر عزت پیاری ہے تو نکلو یہاں سے؟" اسکی دھمکی پر عارب ہنس پڑا۔

"سنو الجانم وہ میری بلی ہے۔۔۔ میں نے اسے سیکھایا ہے میاؤ کرنا۔۔۔"

اب اگر تمہیں اپنی العزت پیاری ہو تو بھائی شرافت کو گولی مارو اپنے الشریف شوہر کی خدمت میں پیش ہو جاؤ۔۔۔

ورنہ جب ہم پیش کریں گے خود کو تو مسئلہ آپکو ہی ہوگا۔" اسکی دھمکی پر سمعیہ کی رنگت زرد ہو گئی تھی۔

اب وہ اس سے چھوٹا سا لڑکا دھمکیاں دے گا۔۔۔ اسے سوچ کر رونا آنے لگا۔

"دیکھو۔۔۔۔"

"دیکھ رہا ہوں۔۔۔ آپکو ہی دیکھ رہا ہوں اور کتنا دیکھوں۔۔۔ ویسے اگر ذرا قریب آؤ تو اچھی طرح دیکھ لوں گا کیونکہ مابہ دولت کی دور کی نظر کچھ کمزور تھی۔" اسنے آنکھ دبا کر کہا۔

سمی لب بھیج کر آنسو پینے لگی۔۔۔۔

ایسی کہاں اس سے خطا ہوئی کہ اس سر پھرے لڑکے کی نظر اس پر آگئی۔۔۔

"اب آ بھی جائیں یار" وہ کافی ختم کرتا اسے وہیں بت بنا دیکھ کر کچھ جتا بولا۔

سمعیہ انگلیاں پٹختی اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی من بھر کے قدم اٹھائے دوسری طرف سے آنے لگی۔

"ڈور تو بند کر آئیں کس خاندان کو دعوت دی ہے اندر آنے کی؟" اسنے چھیڑا سمی کا چہرہ تپ کر سرخ لال آگ بگولہ ہو گیا۔

"بکو اس بندر کھو میں بتا رہی ہوں تمہیں بد تمیز لڑکے ایک تو زبردستی نکاح کیا ہے۔۔۔ اوپر سے میرے بھائی کو کام پر بھیج کر خود نواب بنے گھر میں بیٹھے ہو۔۔۔"

صرف ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار عالم کو آنے دو تمہاری میں نے ان چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو نوچ کر ناکلویا تو میرا نام سمعیہ عالم نہیں۔۔۔۔" وہ بھڑک کر بولی عارب سن کر ہلکا سا ہنس پڑا۔



سمعیہ نے چونک کر اسکی مسکراہٹ دیکھی۔۔۔

"آخر اس ڈھیٹ لڑکے پر کچھ اثر کیوں نہیں ہوتا؟" وہ تملائی اور اسکی سکڑی آنکھوں سے گھبراتی مڑ کر ٹھاکے ساتھ دروازہ بند کر گئی اور تائو میں چلتی ہوئی اس سے کافی فاصلہ بنا کر ہاتھ تھپڑ مارنے کے انداز میں اسکے ماتھے پر رکھا اور غصے سے دبائے لگی۔

"جس طرح سے دھمکیاں دی ہیں اس سے مجھے احساس ہوا ہے کہ میں واقعی میں الحمد للہ شادی شدہ ہو گیا ہوں۔" وہ آنکھیں کھولے اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا جبکہ خود پر ضبط کیے بیٹھی اسکے ماتھے پر اپنے نرم ہاتھوں سے دباؤ دیتی نظریں کترائی ہوئی چھت دیواروں پر پھیر رہی تھی

عرب کو ہنسی تو کافی زور کی آئی پر وہ لب دانتوں میں دبا کر اسکے نقوش کو دیکھنے لگا۔

"اگر یہ اس عمر میں اتنی حسین پر نور لگتی ہے تو پہلے کیسی ہوگی۔۔۔" اسکے دل سے ہوک نکلی کہ کاش سمعیہ عالم میں تمہیں بچا لیتا ان درندوں سے۔۔۔

کہیں چھپا دیتا۔۔۔ کہیں بہت دور جہاں تم پر کوئی براسا یہ بھی پڑنے نا دیتا۔" وہ سوچتا اسکے چہرے کو دیکھتا رہا

"ایک ہوتے ہیں ڈھیٹ دوسرے ہوتے ہیں ماہا ڈھیٹ۔۔۔

اور اسکے بعد آتا ہے دماغ سے عاری انسان۔۔۔

کیا گھور رہے ہو؟؟؟" اسکا ضبط جب جواب دینے لگا تو بھڑک اٹھی اور وہاں سے اٹھ کر جانے لگی تھی کہ اسی پل عرب نے اسکی کلائی جکڑ لی۔۔۔



سمی کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں اٹھیں وہ خوفزدہ سانسیں روکے اسکے کندھے کو تھام کر دور کرنے کی  
بھرپور سی کوشش کرنے لگی جبکہ اسکے بخار کی تپش زدہ وجود کا لمس اسکے لبوں کا شدت بھرالمس اسکے رونگٹے  
کھڑے کر گیا۔۔

وہ نم آنکھیں میچ بے بس سی ہو گئی۔۔۔

"پلیز عارب۔۔ ایسا مت کرو۔۔۔!" وہ ہچکی لیتی سسکی۔۔۔

"سمی جی! عارب ایک دم سیدھا ہوتا اسکی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ کر ششدر رہ گیا۔

"بکواس بند کرو۔۔۔!" سمی غراتی جھپک کر دوپٹے خود پر پھیلا کر کروٹ بدل گئی۔

عارب کو اپنے کارنامے کا احساس ہوا تو اسکا خود چہرہ اسرخ پڑ گیا۔۔۔

"سمی معاف کر دیں پلیز۔۔۔"

ایسا نہیں ہو گا آئندہ۔۔۔ سوری میں خود۔۔۔ عالم کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔

میں ایسا نہیں چاہتا تھا پتا نہیں کیسے ہو گیا۔۔۔" اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے اسنے بیچارگی سے کہا۔۔۔

"میں نے کہا نکل جاؤ یہاں سے۔" وہ غصہ ضبط کرتی آنکھیں صاف کرتی بولی

عارب لب بھینے سے دیکھا۔

"ایسے نا کریں سمی جی میں سچ میں شرمندہ ہوں میں مزاق بس۔۔۔"

"تمہیں اندازہ ہے تم مزاق میں کیا کرنے لگے تھے؟" وہ چیختی اٹھ بیٹھی  
عرب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہاں مجھے اندازہ ہے کوئی غلط نہیں کر رہا تھا! آپ نا بھی روکتی تو میں صرف آپکو تنگ کر رہا تھا میرا کوئی غلط  
ارادہ نہیں تھا سمجھنے کی کوشش کریں اگر مجھے ایسا کرنا ہوتا تو میں پہلے۔۔۔۔" وہ کہتا کہتا رک گیا۔

سمی آنکھیں پھیلانے سے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں کہو کہو پہلے ہی کیا؟ کیا کرنے لگے تھے پہلے میرے ساتھ؟" وہ آپے سے باہر ہوتی چلائی

عرب کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔

اسنے ایک دم ہاتھ بڑھا کر اسکے منہ پر رکھتے آنکھیں نکالی اس پر۔

"ایک تو تم لڑکیوں کو صرف چیخنے کے علاوہ کوئی کام ہے؟

ہم کتنے تحمل سے باتیں کرتے ہیں سمجھاتے ہیں غلطی مانتے ہیں اور آپ۔۔۔۔

گلے پھاڑ کر چیختی ہیں کہ آس پاس کے قبرستان سے مردے اٹھ آئیں آپ پر ہوتا ظلم دیکھنے۔۔" وہ جل کر بولا۔

سمی اتنے سیریس ماحول میں اسکی بکواس سنتی غیض و غضب میں بیٹھی تھی۔



"ہو نہہ۔۔۔" وہ پھڑپھڑائی اور عارب نے اس کے منہ پر گرفت بڑھا دی

"غلط سمجھ رہی ہیں اپنے عاری کو اپ۔

صرف محبت کرتا ہوں اور کچھ نہیں چاہتا آپ سے۔

ایک بار کہہ دیں آپ کو بھی محبت ہے پلیز یہی چاہتا ہوں اور کوئی غلط سوچ نہیں رکھتا آپ کے بارے میں۔۔۔" اس کے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتا وہ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولا۔

"تو عالم کی جگہ تم کام پر جاؤ جہاں اسے جانا ہے میرے بھائی کو واپس لاؤ دیکھتے نہیں میری شہزادی کس طرح ٹوٹ کر اسے یاد کرتی ہے۔" وہ سرگوشی کرتی بھیگی آواز میں بولی۔

عارب ہنس پڑا۔۔۔

وہ کیا جانے اگر اس کے بھائی کے بدلے مرنا پڑتا تو مر جاتے یہ تو کام کی باتیں کرتی ہے۔

"اگر عالم کا جانا ضروری نہ ہوتا تو ضرور میں چلا جاتا میری سہیلی جی۔۔۔" وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر محبت سے گویا ہوا۔

"بکواس کرتے ہو صرف ایسا کچھ نہیں۔۔۔۔!" وہ بھیگی آواز میں جھڑک گئی

عارب اس کی تکلیف سمجھتا اس کا سر سینے سے لگا گیا اور سہیلی سہارے ملتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

"ابھی اور کتنا کام کرنا ہے اسے۔۔۔؟ دن گزر رہے ہیں تم سے باتیں کرتا ہے ہم ایسے ہی اسکی آواز سننے کو ترس رہے ہیں تڑپ رہے ہیں اسے کوئی پرواہ ہی نہیں۔۔۔!" "وہ روتی ہوئی کہہ رہی تھی اور عارب اسکے سر پر لب رکھے اسکی پیٹھ تھپتھپاتا ہوا حوصلہ دے رہا تھا۔۔۔"

"عاری۔۔۔!" "کچھ دیر گھرے سکوت کے بعد اسکی بھیگی بھاری آواز آئی عارب کا دل زور سے دھڑکا



"پلیز میرے ساتھ ایسا کچھ مت کرو۔۔۔" میں اپنے بھائی کی مرضی بغیر کچھ نہیں کر سکتی تمہاری طرف دیکھ بھی نہیں سکتی پلیز۔۔۔ سمجھ جاؤ کیوں زندگی برباد کر رہے ہو؟" وہ سرخ آنکھیں اٹھائے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی "ہماری محبت کے احساسات میں فرق ہے سہی جی۔۔۔" پر جتنی آپ عالم سے محبت کرتی ہیں اتنی ہے میں آپ سے۔۔۔ جس طرح آپکے لئے ناممکن ہے بھولنا عالم کو اسی طرح میرے لئے آپکو۔۔۔"

میں محبت کرتا ہوں آپ سے آپکی خوشی میں خوش رہنا چاہتا ہوں۔۔۔ چاہے کچھ نادیں مجھے پریوں بھی نا کہیں میں اپنے جذبات کی بے قدری نہیں برداشت کر سکتا۔۔۔ اور آپ میری طرف سے بے فکر رہیں کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوگی آپکو۔۔۔ مجھ پر ایک بار یقین کر کے دیکھیں میں نفس کا مارا پوجاری نہیں ہوں۔۔۔"

مجھے بس آپکے اس نور سے محبت ہے۔۔۔۔" وہ اسکا چہرہ انگلیوں پر اٹھائے مدھم مگر سحر انگیز بھاری آواز میں کہہ رہا تھا اور سہمی خاموشی اسکی آنکھوں میں سچائی کو پڑھ رہی تھی

"یقین کریں گی نا مجھ پر؟" وہ بہت آس سے دیکھا پوچھنا لگا تھا۔ ڈر تھا کہ کہیں نہ نا کہہ دے۔۔۔  
اگر وہ انکار کر دیتی تو ضرور آج اپنے اس دراز قد مضبوط وجود سمیت وہ پاش پاش ہو جاتا۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔!" سہمی نے بہت خوف سے سر اثبات میں ہلایا کہ وہ خوشی سے ساکت سا رہ گیا۔

"یقین کریں گی آپ مجھ پر؟" وہ اسے سیدھا سامنے بیٹھا کر پھر سے پوچھنے لگا غیر یقینی میں

"کروں گی!" سہمی نظری جھکا کر بولی  
عرب نے سننے خوشی سے آنکھیں میچلیں

"بہت بہت شکریہ آپکا لسمی جی آپنے آج اپنے عاری کو ایک نئی زندگی دی ہے اپنا مان بخش کر اور مجھ پر یقین

ایسے ہی قائم رکھیے گا ان شاء اللہ میں آپکی امید پر پورا اتروں گا اب سے بے خوف رہیے آپ۔" وہ ایک دم اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا ہوا بولا اور ایک آخری نظر اسکے چہرے پر ڈالتے آنکھیں صاف کر کے وہاں سے نکلا۔

سہمی اس سے کہنا چاہتی تھی کہ رک جائو وہ اسکا سر دبا دیتی پر وہ اتنی خوشی میں اسکے ذرا سے ہاں پر نکلا تھا کہ سہمی کچھ کہہ ناسکی۔

پروہ خود نہیں اندازہ لگا سکی تھی کہ اسنے اپنا مان بخش کر اسے کتنی خوشی دی ہے۔  
اسے ایک خوبصورت زندگی اسکی خواہش پوری کی ہے۔ کہ اس پر اسکی جیون ساتھی کو اتنا ہی یقین ہونا چاہئے  
تھا۔

"عجیب بندہ ہے!" وہ سر جھٹک کر اٹھتی دروازہ بند کیے واپس آ کر بیڈ پر لیٹ گئی

اور اپنے ماضی کو سوچنے لگی جہاں وہ تھا اسکا شہزادہ،

جسکی صورت دیکھ کر لوگوں کے منہ سے خود ماشاء اللہ نکلتا تھا۔

اسکی آنکھیں دیکھ کر لوگ تھم جاتے تھے کہ کیسے اس قدر خوبصورت ہو سکتی ہیں۔

اسکے لہجے کا ٹھہراؤ بولنے کا سنجیدہ انداز، محبت شفقت سے بھرپور الفاظ کا چناؤ کرنا۔

اسکی خاموشی اپنے کام سے کام رکھنا سب کچھ اتنا حسین تھا، اسکی ماں تھی اور خود تھی خوشحال زندگی تھی پھر

اچانک سے اسکے بھائی کی خوبصورتی کو نظر لگ گئی۔

اور بہت بے رحمی سے اسکے چہرے کو کاٹا گیا کہ اسکے خوبصورت چہرے پر وہ نشان ایک پر اسرار سی داستان

بیان کرنے لگے تھے۔

انکی خوشیاں انکا باپ نکل گیا انکی ہنسی اسکے بھائی کے قہقہے اسکی ماں کی محبت ممتا بھری جھڑکیں سب ہی تو نوچ

گیا وہ۔۔۔

وہ جوں جوں سوچتی گئی ویسے ہی اسکا تکیہ بھگیتا گیا۔

"ایک بار تم لوٹ آؤ عالم میں سارے غم بھلا دوں گی۔" آنکھیں سختی سے میچے وہ بولی



تو دوسری طرف کھڑکی کے پاس کھڑا عرب آج بے انتہا خوش تھا۔۔۔  
 اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ اسکا مان جیتے گا اسے خوشی دیگا بے انتہا خوشی۔۔۔  
 اسکی سوچ پہ پورا اترے گا۔۔۔۔  
 بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بیڈ پر آگیا۔۔۔

خوشی سے آج نیند آنکھوں سے کو سو دور تھی جبکہ ماتھے پر اسکے ہاتھوں کا لمس تو سانس میں اسکی مہک بسی ہوئی تھی۔



مہوش علی

\*-----\*-\*-\*-----\*

"یہ نمبر آف مت کرنا میں اس سے کانٹیکٹ میں رہوں گا تم سے" وہ دائیں طرف سوئی حور تو بائیں طرف سوئی فیری کو دیکھتی ہوئی پھر موبائل کو دیکھنے لگی جہاں برہان کا لاتعداد میسجز کالز تھیں۔  
 وہ اسے یاد کر رہا تھا بہت۔۔۔

مسکان خاموش سی پڑھتی رہ گئی۔

ابھی کچھ دیر پہلے اسکی بات داد سے ہوئی تھی جو اسے مشورہ دے رہا تھا کہ وہ حور کو لیکر جائے یہاں سے کہیں دور جہاں اسے محبت کے ساتھ ہمت بہادری دے سکے۔

اسے کھلی فضا میں بے فکر ہو کر سانس لینے کی طاقت دے سکے۔

مسکان نے سنتے ہی انکار کر دیا ہوٹل سے بھی اور کہیں دور جانے سے بھی۔  
اسکے انکار پر آلف غصہ تو بہت ہوا پر وہ اگنور کر گئی۔  
اور اب اسنے خود کہا تھا کہ وہ کچھ کرے گا۔  
مسکان بھی سوچنے لگی تھی وہ کیا کرنے والا تھا۔

"بندہ پڑھ کر سپلائے ہی دیدے گناہ نہیں ملے گا محرم ہوں تمہارا۔" وہ ابھی اپنی سوچوں میں تھی جب مسیج ٹون ہوئی اور اسنے دیکھا تو واٹس اپ پر برہان کا ہی مسیج تھا۔

"میں جواب ہی ٹائپ کر رہی ہوں۔" وہ دانت پیس کر بولی۔۔۔  
"اچھا پھر میں انتظار کر رہا ہوں۔" وہ خوش ہوتا کس ایمو جی سینڈ کرتے بولا۔

مسکان نے پڑھ کر سر اثبات میں ہلایا اور آہستہ سے موبائل سے سم نکال کر دانت نے نیچے رکھے دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دی۔۔۔

"میں مسیج ہی ٹائپ کر رہی ہوں۔۔۔" وہ گنگنائی اور اپنا دوسرا موبائل اٹھا کر اسنے کسی کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔  
رنگ جارہی تھی اور کچھ ہی دیر میں دوسری طرف سے آواز آئی۔۔۔

"میں صدمے میں ہوں!" وہ سچ میں اسکے کال کرنے پر صدمے میں تھا۔

"اچھا پھر ایسا کرو تھوڑا وقت نکال کر فوت ہو جاؤ۔" زچ ہو کر اسنے دانت پیسے

"جولیٹ کیوں دل کے ٹکڑے کر رہی ہو۔۔

ایک تو پہلے ہی رومیو قبر میں ہے اس معصوم نے کیا بگاڑا ہے۔۔" وہ سسکا اٹھا  
مسکان نے گہرا سانس بھرتے حورالعین کے معصوم چہرے کو دیکھا۔

اور پھر برہان کا سوچتے مسکرائی۔

"کسی کو کڈنیپ کروانا ہے!" کچھ توفیق بعد وہ بولی۔۔۔  
رومیو خاموش رہ گیا۔۔۔

بھلا اڑانے والے کب سے کڈنیپ کرنے لگے

"بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟" اپنے کام کی بات پر وہ سیریس ہو گیا۔

"بکواس۔۔!" مسکان نے تپ کر جواب دیا۔۔۔

"نہیں وہ تو تم فری میں کرتی ہو پیسوں کی بات کرو۔" وہ کافی سنجیدگی سے بولتا چاکلیٹ کے پیسے کو منہ میں  
رکھتا سامنے ٹیبل پر بیٹھے آدمی کو کافی سرو کرنے لگا۔

"مل جائیں گے کہ تمہارا منہ بند ہو جائے گا۔" اسنے ناگواریت سے کہا رومیو کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اوہو خیرت جو لیٹ بڑی مہربان ہو رہی ہو؟ اگر تم پاکستان سے چلغوزے دلوادو گی تب بھی میں تمہارا کام کر دوں گا۔" اسنے سخاوت دیکھاتے ٹرے انگلی پر گھمائی۔۔۔

"بکواس۔۔۔۔"

"وہ تم ابھی کر رہی ہو چلو اس معصوم کی تصویر اور ڈیٹیل سینڈ کر دو تمہارا کام ہو جائے گا۔"۔۔۔

"ہم! گڈ ویسے میرے مشورے پر غور ضرور کرنا۔" وہ مسکرائی ریلیکس ہو کر اسنے سوچا تھا بہت منت کرنی پڑے گی اس صدمے والی بیمارے کے مریض کو۔۔۔۔

"نہیں! تمہیں مار کر پھر فوت ہوں گا ریلیکس سا۔ اور وہاں حساب دینے کے بجائے تمہارے بارے میں سوچتے مجبوراً مجھے جہنم میں آکر تمہیں کڈنیپ کرنا پڑے گا۔" وہ دوسرا آرڈر لیکر ٹیبل پر جانے لگا۔

"اوہو تو خود کو جنتی سمجھتے ہو؟" وہ ضبط سے بولی

"کوئی شک میری جو لیٹ؟ بندہ میرے جیسا ہو تو سیدھا جنت میں ہو گا کیونکہ میرے معاملے میں سب کنفیوز

ہو جاتے ہیں۔" وہ تہقہہ لگاتا ہوا بولا مسکان نے کوفت سے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور وہ اس قدر انسلٹ پر

صدمہ میں آگیا تھا۔۔۔



"سر!۔۔۔" ویٹر نے اسے ہلایا جسکی آنکھیں سامنے بیٹھی انگریزن کی سفید ٹانگوں پر تھی تو منہ کھلا ہوا تھا کچھ کہنے کیلئے۔۔

"میں صدمے میں ہوں!" وہ بڑبڑایا۔۔۔  
دکھ اس بات کا تھا جولیٹ نے ہمیشہ اسے دکھ ہی دیے تھے۔

اسکی دوسری بات ابھی منہ میں ہی تھی جب اسکے موبائل اسکرین پروٹس اپ کا میسج شو ہوا اسنے دیکھا تو اسکی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔

جولیٹ کی طرف سے ڈیٹیل اور تصویر تھی جسے کڈنیپ کرنا تھا اسے۔۔۔

"یہ لڑکی میرے کفن بریانی کا انتظام تو نہیں کر کے بیٹھی؟" وہ بڑبڑایا اور آگے بڑھ گیا۔

"عارب! حور العین کہاں ہے؟" سنی عین کو ڈھونڈنے کے بعد تھک کر گھر میں داخل ہوتے عارب کو دیکھ کر

بولی۔

"کیا مطلب؟ وہ یہیں ہوں گی کہاں گئی؟

گھر میں دیکھیں یہیں کہیں ہوگی۔" عارب نے پریشان ہوتے کہا۔

"میں دیکھ چکی ہوں پورا گھر پر وہ کہیں نہیں مل رہی مجھے!" اسکی آنکھیں بھینگنے لگی۔  
عرب ششدر ہو گیا۔۔۔

"ایسے کیسے کون آسکتا ہے گھر میں؟  
مسکان کہاں گئی وہ تھی نا یہاں کہاں گئی پھر؟ اور فیری وہ۔۔۔؟" اسنے غصہ ضبط کرتے پوچھا اور سارا گھر  
ڈھونڈنے لگا۔۔۔

پراسے نامسکان ملی نا فیری نا ہی حورالعمین۔۔۔

"یہ کہاں گئی پاگل عورت مینٹل سانگی خود مرے گی ہمیں بھی مروائے گی!" وہ غراتا ہوا بھاگتا آفس میں  
پہنچا۔۔۔  
پروہاں اسکے لئے جھٹکا تیار تھا کہ اسکا سسٹم پھر سے ہیک تھا۔۔۔

اور یہ کون کر سکتا تھا اتنی ہوشیاری سے کہ پہلے اسکے الرٹ سائرن آف کیے پھر سسٹم ہیک کیا۔

لب دانتوں میں دبائے اسنے سب کچھ سیٹ کیا۔۔۔  
وہ اس دوران دعا مانگنے کا کہ یہ سب خواب ہو مسکان ایسا کچھ نا کرے۔۔۔

اس جذباتی لڑکی سے کوئی امید نہیں رکھی جاسکتی تھی۔۔۔  
جس طرح کے اسکے پچھلے دن سے تیور تھے اسے سمجھ جانا چاہیے تھا یہ خاموشی طوفان کی آہٹ تھی۔۔۔

"پتا نہیں وہ کہاں لیکر گئی اسے۔۔" وہ دروازے پر کھڑی سہمی کی بھیگی آنکھیں دیکھتا لب بھینچ گیا۔۔  
اور پھر کافی وقت بعد اسکا سارا سسٹم ٹھیک ہوا کیمرہ ایکٹو ہوئے تو اسے سامنے ہی باہر بیک سے سائیڈ دیوار پر  
سرخ ایر و نظر آئی۔

سہمی نے بھی چونک کر دیکھا تھا۔۔

"یہ تو بیک سائیڈ ہے نا؟" اسنے عارب کو دیکھتے خوفزدہ ہو کر پوچھا۔

"ہاں!" وہ سر ہلاتا وہاں سے نکلتا بھاگا سہمی بھی پیچھے ہوئی اور بیک سائیڈ پہنچتے اسے دیوار پر وہ ایر و نظر آیا عارب  
نے آس پاس دیکھا پر کچھ نظر نہیں آیا۔

"وو۔۔۔ وہ بھی ہے!" سہمی نے دوسری دیوار کی طرف اشارہ دیا اور وہ اس سے آگے بنے ایر و کے پیچھے گیا۔  
وہاں بھی کچھ نہیں تھا۔

چاروں طرف دیوار پر ایر و بنے ہوئے تھے اور انکارخ واپس دروازے کی طرف تھا۔

"پھر باہر!" وہ بڑبڑاتا ہوا باہر نکلا۔

"کیا اندر کوئی آیا تھا؟"

"ہاں آج کام والی کی جگہ اسکا پیٹا آیا تھا۔" اسنے اسکا موڈ دیکھتے ڈرتے ہوئے بتایا

عارب دانت پیس کر تھم گیا۔

"اسے اندر آنے کی اجازت کس نے دی؟"

"مسکان نے۔" سمعیہ نے بتاتے منہ پر ہاتھ رکھ لیا مطلب یہ سارا کھیل مسکان نے کھیلا تھا وہ حور العین کو یہاں سے کڈنیپ کروا کر گئی تھی۔

عارب سارا گھر میں بنے ایرو سے گھوم کر جب باہری گیٹ پر آیا تو وہاں قریب ہی نیچے ایک چٹ پڑی ملی۔۔۔

وہ اب سمجھا تھا کہ کیوں مسکان نے گارڈز ہٹائے تھے گیٹ سے۔۔۔ بالکل پابندی ہٹادی تھی گھر سے مطلب وہ سب پہلے ہی تیار کیے بیٹھی تھی بس کسی آدمی کا ساتھ لیکر حور العین کو نکال کر یہاں سے لے گئی۔

"ڈیئر خواب والے سالے!"

السلام علیکم:

معذرت خواہ ہوں تم لوگوں کی شہزادی میں نے ہی چرائی ہے ساتھ بچی اور غنڈی کو بھی، اب یہ مت سوچیے گا کہ کسی غنڈے شنڈے نے کڈنیپ کیا ہے۔ اللہ کی قسم میں اتنا شریف بندہ ہوں جتنے تم بھی نہیں ہو۔ یہ تو صرف چلغوزے کی بھوک سے مجبور ہو کر میں کڈنیپ کیا ہے۔ لڑکی بچے سمیت ٹھیک ہے اگر سہی سلامت چاہیے تو ایک چلغوزہ دیکر پتلی گلی سے نکل جانا۔



توجہ سے پڑھنے کیلئے شکر یہ۔  
"فقط چلغوزہ"

اس چٹ پر ٹیپ سے رکھا ہوا سالم چلغوزہ دیکھتے عارب لب بھیج گیا۔  
کہ یہ کس گھٹیا انسان کی حرکت ہو سکتی ہے۔

"کیا لکھا ہے؟" سہمی نے اسے خاموش سرخ رنگت سے کھڑے دیکھ کر پوچھا  
"فقط چلغوزہ" وہ بڑبڑایا  
سہمی حیران ہوئی۔۔۔

"نہیں اس چلغوزے کا نہیں پوچھ رہی اس میں لکھا کیا ہے؟" وہ چٹ پر رکھا چلغوزہ دیکھتی بولی  
"یہی لکھا ہے خود پڑھ لیں۔" وہ غصے سے چٹ اسکے حوالے کرتا گھر کے اندر بڑھ گیا سہمی نے بوکھلاتے ہوئے  
تھاما اور اسکی پشت دیکھتی وہ چٹ دیکھنے لگی جہاں وہی لکھا تھا۔

"عارب یہ کیا ہے؟" وہ گھبراتی ہوئی اندر بھاگی جہاں عارب آلف کو کال کر رہا تھا۔۔۔

"ہاں عزل بولو؟" دوسری طرف مصروف سی آواز آئی آلف کی  
"حور العین کہاں ہے؟" وہ غصے سے غرایا

آلف پہلے چونکا پھر حیران ہوا  
"کیا مطلب کہاں ہے تم لوگ لے گئے تھے مجھے کیا پتا کہاں ہے؟"

"آلف مجھے تم لوگ غصہ مت دلاؤ کیا تم ملے ہوئے ہو مسکان سے اگر ہاں تو مجھے بتاؤ کہاں لیکر گئی ہے وہ

حورا لعین کو؟" وہ دھاڑا

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا عزل! میں نے کہا نا مجھے نہیں معلوم وہ کہاں لیکر گئی ہے۔" آلف سے  
نیکسٹ مشن کی فائل بند کرتے ناگواریت سے کہتا آفس سے باہر نکلا۔

"او کے! ویل فائن! بتاؤ کیا تم نے مسکان سے اپنے نایاب مشورے کا تذکرہ کیا تھا؟" اس نے جتایا آلف ٹھٹھک  
گیا اور پھر اسکے لبوں کو بھولی بھٹکی مسکراہٹ چھو گئی۔

"ہاں!" اس نے سر اثبات میں ہلایا

عرب آنکھیں میچ کر لبوں پر زبان پھیرتا بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"پھر کیا امید رکھوں میں بتاؤ مجھے تم لوگ!" وہ غرایا سہمی اندر سے سہم سی گئی۔

"عرب یار سمجھنے کو شش کیوں نہیں کرتے! اسے اس سب کی ضرورت تھی۔۔"

چھوڑو سب کو بس اچھے کی امید رکھو میں معلوم کروانا ہوں اسکا۔۔  
ویسے گھبراتے کیوں ہو یا وہ لیڈی باس ہو کر مردوں کو مار گراتی ہے پھر ایک شہزادی کو سنبھالنا کون سی بڑی  
بات ہوگی؟ "اسے سمجھایا  
پر جو عارب چاہتا تھا وہ کہاں سمجھ رہا تھا۔

"مجھے اپنی بہن کی ہمت قابلیت پر شک نہیں! پروہ عالم کی عین کو بدل دے گی میں یہ برداشت نہیں کر سکتا  
عزل!! "اسنے افیت سے بتایا۔۔۔  
اسکی سوچ سن کر کچھ پل تو آلف خاموش ہو گیا۔۔۔  
اور پھر ہلکا سا ہنسا۔۔۔  
"اگر اسکی محبت میں طاقت ہوگی تو کوئی کچھ نہیں بدلے گا بس تم اب محبت کا کھیل دیکھو۔  
اچھا چلو میں ایک میٹنگ میں ہوں بعد میں بات کرتا ہوں۔" اسنے کہا اور آہستہ سے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔  
عارب کبھی موبائل کو دیکھتا تو کبھی سامنے کھڑی سہمی کو جو اسے آس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"سہمی جی! اگر میں کہوں کہ عالم کے انتظار کے ساتھ تمہیں اب شہزادی کا انتظار کرنا پڑے گا تو؟" وہ چلتا ہوا  
اسکے سامنے کھڑا ہوا۔

اسکے سوال پر سہمی کی رنگت زرد پڑ گئی اور وہ اسکے بے بس چہرے کو دیکھنے لگی۔۔

اسنے مسکرانے کی کوشش کی۔۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔

میں انتظار کرنے کی عادی ہو گئی ہوں!

مجھے اسکا ذائقہ معلوم ہے اور مجھے برا نہیں لگتا۔۔ اس انتظار میں میں اپنے رب کے مزید قریب ہو جاتی ہوں، اور مجھے لگتا ہے وہ چاہتا ہی ہے کہ میں بہت قریب ہو جاؤں اسکے!" اسنے بھیگی آنکھوں مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور ہاتھ میں موجود رومیو کی چٹ کو نیچے پھینک کر چھوٹے سے قدم اٹھائے اندر بڑھ گئی۔

عرب اسکے الفاظ کے سحر میں جکڑا بت بنا اسکی اذیت محسوس کرتا اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"سمی!" اسنے پیچھے پکارا وہ تھم کر رک گئی۔ اور آنکھیں پونچھ کر مڑتے اسے دیکھا

وہ ہنس پڑا جسے دیکھتے سمی بھی ہنسی۔۔

"مجھ سے دوستی کریں گی شریفوں والی؟" وہ چلتا بالکل اسکے سامنے رکا سمعیہ نے حیرت سے اسکی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا جہاں کہیں کوئی شرارت نہیں تھی۔

"لڑکے لڑکی کی دوستی جائز نہیں!" وہ منہ بنا کر بولی البتہ آواز آنسوؤں کی نمی سے بھیگی ہوئی تھی۔



"ہم جائز بنا چکے ہیں ناں! آپ ہاں کر دیں۔۔۔"

کوئی بد تمیزی نہیں کروں گا اچھا سانیک پیارا دوست بنا رہوں گا پر اس۔ "وہ التجائیہ بولا

"ایسا۔۔۔۔"

"سسی پلیز!" اسکی بات کاٹ کر کر بولا۔

وہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"اگر اللہ نے گناہ دیا تو؟" وہ بولی

"ہم بانٹ لیں گے ناں آپس میں۔" وہ محبت سے بولا۔

سسی پہلے چونکی پھر ہنسی۔۔۔۔

"شہزادی ٹھیک ہے ناں؟" وہ بہت امید بھری نظروں سے دیکھتی بولی

"ہاں ٹھیک ہے!" اسکی ہاں سنتے وہ سر ہلا کر مڑی عارب بوکھلا گیا

"آپنے جواب نہیں دیا؟" اسنے سامنے آتے پوچھا سسی نے بروقت برے تصادم سے خود کو بچایا۔۔۔

"ٹھیک ہے اگر بانٹ لیں گے گناہ تو سہی!" وہ ہنسی۔۔۔

سب کچھ اپنے رب پر چھوڑ کر  
کیونکہ پریشان تو وہ ہوتے نہیں جنہیں ناامیدی ہوتی ہے۔۔۔  
اور وہ ایسی کہاں تھی۔۔۔

اسنے اپنے رب پر یقین رکھا تھا اور وہ اپنے بھائی سے بھی مل گئی بلکہ عزت سے حفاظت کی خوبصورت چار  
دیواروں کے اندر محفوظ بیٹھی تھی۔۔۔

اب اسے اپنے بھائی اور بھابی کیلئے بھی رب سے دعا مانگنی تھی کہ وہ جلدی اسکے پاس لوٹ آئیں۔

"چلو پھر کافی بنا دو تم!" عارب صوفے پر خوش ہوتے بیٹھتا بولا  
اندر جاتی سمعیہ نے چونک کر دیکھا  
"آپ سے تم۔۔۔"

"بھئی اتنا شاک کیوں ہو رہی ہو دوستی میں کیسی شرم جائو!" اسنے کہا کہ وہ غش ہوتے پچی

اور آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھتی اسکی آنکھوں کے اشارے پر کچن میں جانے لگی  
یہ دیکھ کر عارب مسکرا دیا کہ وہ اپنی سہیلی کو کبھی منٹ کیلئے بھی پریشان نہیں ہونے دیگا بلکہ اسے ایک  
خوبصورت زندگی سے آشنا کروائے گا جہاں خوبصورت وہ قہقہے لگائے گی اور وہ بے فکر ہو کر سنے گا۔

"ان شاء اللہ۔۔۔۔۔"

عالم کے آنے سے پہلے ہی چڑیا بیٹ جائے گی۔ "اسکی کلائیوں میں سرخ چوڑیاں دیکھتے بولا اور قہقہہ لگا اٹھا۔

"دماغ سے عاری!" وہ اسے غصے سے دیکھتی لب داگئی۔۔۔۔۔"

\*-----\*-----\*



"طبیعت کیسی ہے؟"

وہ اس کی لڑرتی ہوئی پلکوں پر ایک نظر ڈالتا ہوا کپڑے چینیج کرنے لگا۔۔۔۔۔

"لیٹ جائو واپس!" اسے اٹھتے دیکھ کر داد نے سخت لہجے میں ٹوکا۔۔۔۔۔

نور نے چونکتے ہوئے اسکی طرف دیکھا جہاں وہ الماری سے شرٹ نکال رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکی چوڑی پشت پر نظر پڑتے ہی وہ فوراً پھیر گئی۔۔۔۔۔

وہ بے بس سی لیٹ کر پانی کی طرف اشارہ دینے لگی۔۔۔۔۔

"دیتا ہوں!" وہ وائٹ شرٹ پہنتا بٹن بند کرتا ہوا اسکے پاس آیا جہاں پاس ہی ٹیبل پر جگ رکھا تھا داد نے اسے

مسکراتی نظروں سے دیکھتے پانی کا گلاس بھرا اور پاس بیٹھتے اسے تکیوں کا سہارا دیکر گلاس لبوں سے لگایا۔

تھوڑا پی کر اسنے منہ دوسری کرتے ہوئے نفی کی۔

داد نے گلاس دوسری طرف رکھتے ہوئے انگلی لبوں پر پھیر کر صاف کیے۔۔۔۔۔

نور کی آنکھوں میں نمی پھیل گئی

اسے دو ماہ ہوئے تھے ہوش میں آئے اور دائود آلف اسکی سنبھال کسی بچی کی طرح کر رہا تھا جیسے وہ ذرا سا خود اٹھی تو اسے تکلیف پہنچے گی۔

اور وہ ایسا ہوتا بھی کیوں ناچار ماہ بعد تو وہ کچھ سنبھلی تھی ورنہ وہ اسے کتنی دفعہ دیکھ چکا تھا۔

دو ماہ بعد جب اسے ہوش آیا تھا تو وہ کتنا چیختی کتنا تڑپتی تھی۔۔۔

وہ اپنے پورے پورے اذیت محسوس کرتی گلا پکڑ کر بری طرح دھاڑیں مارنے لگتی کہ ناچار ڈاکٹرز کو اسکے ہاتھوں باندھنے پڑتے تھے۔۔۔

اور پاس کھڑا دائود آلف کس اذیت میں اسے دیکھتا تھا یہ صرف اسکا دل جانتا تھا جب اسے انجکشن پر سلا یا جاتا سارا سارا دن بیہوش ہوتی۔۔۔  
اور جب کبھی آنکھ کھل بھی جاتی تو صرف چھت کو ہی گھورتی رہتی۔

وہ بول نہیں رہی تھی پراٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو گئی تھی بس اسکے لبوں پر ایک اذیت بھری خاموشی چھائی تھی جو داد کو تکلیف تو بہت دیتی تھی پر وہ کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اسے ہنسانے کھلکھلانے کی بہت سی کوشش کر چکا تھا ان دو ماہ میں پر اسکی ایسی چپ تھی کہ کبھی کبھی اسے بھی توڑ دیتی تھی۔



کتنا ترسا ہوا تھا وہ اسکے لبوں سے ایک لفظ سننے کیلئے اور شدت سے انتظار کر رہا تھا اسکے بولنے کا پر ہمیشہ کی طرح گھر آ کر مایوسی ہی ہوتی تھی۔

ایک ماہ پہلے اسنے یہ فلیٹ لیا تھا۔۔۔

جہاں نور العین کو لیکر آیا تھا ڈاکٹرز کی پر میشن کے ساتھ

انہیں آئے پورا ماہ ہو گیا تھا اور اس ایک ماہ میں وہ اسکے اشارے سے پہلے ہی اسکی ہر چیز اسکے سامنے رکھتا تھا چاہے کھانا ہو چاہے پانی کپڑے کچھ بھی وہ اسے کسی چھوٹی بچی کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔۔۔ اور کرتا بھی کیوں نا بھائی کے بعد وہ تو تھی اسکی دل کے بہت قریب۔۔۔

حور العین کو تو مسکان جانے کہاں لیکر چلی گئی تھی۔ اسکا اپتا نہیں تھا کسی کو۔۔۔

عرب برہان خود سب ڈھونڈ کر تھک چکے تھے پر وہ ایسے غائب ہوئی تھی جیسے ملنے کی کوئی امید نا ہو۔ یہ بات برہان کو بھی معلوم ہو گئی تھی اور اسے بھی ایسی چپ لگی تھی کہ الفاظ کسی کے پاس نہیں بچے تھے۔ وہ غصہ تھا مسکان پر کہ اسے جانا تھا تو خود جاتی اسکی بیٹی کو کیوں لے گئی۔ اسے یہ ٹیشن کھائے جاتی تھی پتا نہیں کس حال میں ہوگی۔۔۔

"میں کھانا لاتا ہوں۔۔۔!" سر جھٹکتے ہوئے اسنے کہا اور اسکا گال تھپتھپا کر اٹھا ہی تھا کہ نور نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"کچھ کہنا ہے؟" دادا واپس بیٹھتا اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ کر بولا

اسے اسکی سرخ ہوتی آنکھوں میں ساری اذیت دکھ رہی تھی کہ کیا ہو رہا تھا اسے۔۔۔

"میں کھانا لاتا ہوں کھا کر پھر آرام سے باتیں کرتے ہیں" انگلیوں کی پوروں سے اسکا گال سہلاتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا کہ بے بسی کی مور تی بنی ہوئی نور اسکی پشت نظروں سے او جھل ہوتے دیکھتی رہ گئی۔

وہ کتنی بار اسے اپنے دل کا بھوج بتانے کی کوشش کر چکی تھی پر وہ کبھی سنتا ہی نہ تھا۔

ہمیشہ کوئی نا کوئی رکاوٹ بیچ میں آ جاتی۔۔۔

اور وہ جو کہنا چاہتی اسکی خاموشی ٹھہر جاتی

ابھی بھی تو ویسا ہی ہوا تھا۔۔۔

وہ خون کے آنسوں پیتی آنکھیں میچے پڑی رہی تھی جبکہ نظروں کے سامنے کمال صاحب اور آسیہ بیگم کا چہرا لہرایا وہ چیخیں گھونٹنے کیلئے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑے آنکھیں سختی سے میچ گئی۔

"مجھے معاف کر دو سب۔۔۔"

حور پتا نہیں تم کس حال میں ہو گئی۔۔۔ میرے کیے کی سزا پتا نہیں کس افیت میں تم نے جھیلی ہو گئی۔۔۔ اور

عالم آپنے کیوں مجھے زندہ چھوڑ دیا۔۔۔

مار دیتے مجھے میں ہی تھی آپکی بربادی کی وجہ کیوں زندہ چھوڑ گئے "وہ کروٹ کے بل پڑی آنسوں بہاتی سوچ رہی تھی پتا نہیں کب اسکی آنکھ لگ گئی۔۔۔

آلف جب ٹرے اٹھائے روم میں داخل ہوا تو نور العین کو سوتا ہوا پایا۔۔۔

وہ اسے جگائے بغیر کھانا ٹیبل پر رکھتا اسکے پاس آکر بیٹھ گیا۔۔۔

"کیا ہوا ہے میری بونی؟" اسکا بھگیا چہرہ دیکھتے وہ سرگوشی کرتا تھا چوم کر بال سنوارنے لگا۔۔۔

اسکے لمس پر نور نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور اسے پاس بیٹھا دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی کہ اب جو وہ کہے گی پہلی بار تو کیا۔۔۔ تب بھی وہ اسے ایسے ہی آغوش میں لیے بیٹھا ہوگا۔

"کھانا کھائیں پھر وقت پر دوائی بھی تو دینی ہے میری بونی کو ہاں؟" اسکے رخسار پر نگوٹھا پھیرتے اسکی آنکھوں میں دیکھا

مہوش علی

ناچار نور گہرا سانس بھرتی سر ہلا گئی۔۔۔

"شباباش میری شونی بونی!" اسکے ناک کو چھوتے ہوئے کہتا اٹھا اور اسے لے جا کر ہاتھ روم سے ہاتھ منہ دھولوا کر آیا۔۔۔

"پہلے کیا کھائو گی؟ یہ چاول میں نے بنائے ہیں خاص تمہارے لئے اور باقی کچھ سب شیر خان نے بنایا ہے۔۔۔

تم کیا کھانا پسند کرو گی؟" وہ اسے دیکھنے لگا کہ کچھ بولے۔۔۔

نور جو بولنا چاہتی تھی وہ شاید سننا نہیں چاہا ہاتھ۔۔۔

اسنے خاموشی سے بریانی کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔۔۔

دادی چارگی سے دیکھتا گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"میں کھلا دوں؟" اس کے ہاتھوں سے چیخ لیتے ہوئے اجازت چاہی وہ سر ہلا گئی۔۔

"میری غیر موجودگی میں تمہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں پڑی نا؟" وہ اسے کھلاتا خود بھی وہی چیخ منہ میں ڈالتا اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھنے لگا۔

نور نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"شاپنگ پر چلیں گے کل ٹھیک ہے؟ کچھ فریش ہوا بھی لے لینا گھر میں بند رہتی ہو۔" نور سن کر سر ہلا گئی۔۔  
وہ جانتی تھی شاید یہ صبح کبھی نہیں آئے گی۔ جس میں وہ اسے لیکر جائے گا باہر۔۔

اسنے ہاتھ سے روک دیا کہ اسے نہیں کھانا مزید۔۔۔  
داد نے اسے چند گھونٹ پانی کے پلاتے باقی خود پی لیا۔۔۔  
وہ صرف دیکھتی رہی کہ کتنی پختہ عادت تھی کچھ بھی ہو جائے اسکا جھوٹا کھانا نہیں بھولتا تھا۔۔۔  
آخر ملتا کیا تھا اسے اس کے جھوٹے میں۔

وہ چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آکر کھڑی ہو گئی اور باہر چاند کو دیکھنے لگی جب پیچھے وہ اس کے حصار میں لیکر اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے اپنے لب اسکی گردن پر رکھتے مسکرایا۔۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو بونی؟" اسکا سر سینے سے لگاتے ہوئے بونی پر زور دیا وہ ہلکا سا ہنس پڑی



"کچھ نہیں!" وہ اچانک بولی تھی چاند کو دیکھتی کہ داد شاک میں آکر اسے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"پھر سے بولو!" اس کا رخ اپنی طرف کرتے اس نے غیر یقینی سے کہا۔۔  
نور العین اس کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھتی سر ٹکائے سسکی دبانے لگی۔۔

"داد۔۔۔!" وہ لب اس کے سینے پر رکھے اس کے سینے کے گرد با نہیں ڈالے منہ چھپانے لگی۔

"جانِ داد آج میں بہت خوش ہوں میری بونی آج بہت خوش ہوں!" وہ گردن جھکا کر اس کے سر پر بوسہ دیتا ہوا خوشی سے بولا نور کی ہچکی بندھ گئی

"داد کچھ کہنا ہے!" اچانک سے وہ الگ ہوتی آنکھیں صاف کیے اس کی بدلتی دھڑکنوں سے خائف سی چاند کو دیکھنے لگی۔۔۔

"کچھ کیوں بونی! بہت کچھ کہو میں صرف تمہیں ہی تو سننا چاہتا ہوں۔۔۔

تمہیں اندازہ ہے ظالم کان ترس گئے تھے اس یتیم کے تمہاری آواز سننے کو۔۔۔" وہ نرم آواز میں کہتا اس کی گردن میں منہ چھپائے ہنسا

"تم کہاں یتیم تھے داد! یتیم تو تمہیں میں نے کیا ہے۔" وہ دل میں سوچتی اسکے سینے سے سر ٹکا کر سامنے تماشہ دیکھتے چاند کو دیکھنے لگی جو اسے ساتھ نہیں تو حوصلہ بھی نہیں دے رہا تھا۔

"بولوناں؟" وہ اسکی شہ رگ پر لب رکھتے سرگوشی میں بولا

اسکے لبوں کے دہکتے لمس پر نور اپنے آگے بندھے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتی آنکھیں موند کر خود میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کرتی اسے لمس اسکے چھونے محبت کسی سے نہیں پگھلنا چاہتی تھی۔۔

"داد اس قہر زمان کو میں نے کال کر کے بلایا تھا شادی میں۔۔۔۔

داد وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا تمہاری ہر ایک ٹوٹی پر مجھ سے نظر رکھواتا تھا۔۔۔

اسنے مجھ سے کہا تم ایک غنڈے ہو اور جیسا میں نے تمہیں دیکھا۔۔۔ میں وہ اسکا کہنا سچ سمجھ کر اس بربادی میں شامل ہو گئی۔۔۔

داد تم یتیم نہیں تھے میں نے تمہیں یتیم کیا۔

تمہارے ماں باپ کو میں نے مروا یا داد

حور العین کو میں نے ان حیوانوں تک پہنچایا بلکہ ساری بربادی کی ذمہ دار میں ہوں داد۔" وہ سب کچھ کہہ کر

خاموش ہو گئی اور بے آواز رونے لگی تھی کہ اتنے ماہ بعد بولا بھی کیا۔۔۔

پر وہ اپنی محبت کو دھوکے میں نہیں رکھ سکتی تھی۔۔

وہ اس اذیت میں نہیں جی سکتی تھی جس میں اسکے شوہر کو نہیں معلوم اس حیوانیت میں وہ برابر کی حصہ دار

ہے۔۔۔۔

داد نے ویران نظروں سے اسکے سر کو دیکھا۔۔۔

"نور میں مذاق کے موڈ میں نہیں میری جان!" وہ ڈوبتے دل کے ساتھ بولا

ایسا لگ رہا تھا جیسے دل کی دھڑکنیں ساکت پڑ رہی ہوں۔۔۔

ویسے ہی اسکے گرد حصار مضبوط ہونے کے بجائے کمزور ہو رہا تھا۔

"یہ جھوٹ نہیں یہی حقیقت ہے جو تم سے چھپائی گئی۔۔۔

تم صرف یہ جانتے ہو نا کہ قہر زمان ہمیں لے گیا۔۔۔

یہ نہیں جانتے داد کہ اسے بلانے والی میں تھی۔

تمنے اپنے ماں باپ کی قاتل کو زندہ رکھا ہوا ہے داد۔۔۔

ان بے گناہ کو مارنے والی کی اتنی دیکھ بھال کر کے اسے چلنا سیکھا رہے ہو۔۔۔ ابھی وقت نہیں گذرا زیادہ تم مار

سکتے ہو مجھے میرا گلا ابھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوا۔۔۔

تم میرا گلا گھونٹ دو میں کچھ نہیں کہوں گی کیونکہ میں جانتی ہوں میں یہ ڈیزرو کرتی ہوں۔" وہ مڑکی اسکی بھیگی

پلکوں ساکت سرد آنکھوں زرد پڑتے چہرے کو دیکھتی سر جھکا کر سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔

جبکہ آنسوؤں ٹپ ٹپ داد کے پائوں پر گر رہے تھے اور وہ اب خاموش کھڑی تھی۔۔۔

"ہا ہا ہا۔۔۔!" اچانک وہ ہنسا اور زوردار قہقہہ لگا کر اس سے دور ہوتا ہنسنے لگا۔۔۔

نور نے خوفزدہ ہو کر اسے دیکھا جو قہقہے لگا رہا تھا۔۔۔

"مجھے کسی نے بتایا نہیں نور کہ۔۔۔۔۔" وہ کچھ بولا نہیں اس سے بولا نہیں گیا کیونکہ آنسوؤں کا گولا اسکے حلق میں پھنس گیا تھا۔۔۔

"عجیب اتفاق ہوا ہے میرے ساتھ نور العین۔۔۔۔۔"

آج کی تاریخ میں میں نے پہلی بار تمہیں دیکھا تھا اور ہنستے کہا تھا کہ یہ تو بونی ہے۔۔۔

اور آج اسی تاریخ پر تمہیں دیکھ رہا ہوں پر وہاں میری بونی نہیں وہاں قاتل کھڑی ہے ہا ہا ہا۔۔۔۔۔  
میرے ہی ماں باپ کی قاتل کھڑی ہے دیکھو لو گوں میری محبت مجھے بتا رہی ہے کہ اسنے اسکے ماں باپ کا قتل کیا ہے ان حیوانوں سے مل۔۔۔۔۔" دفعتاً وہ خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔  
نور جو خوفزدہ ہر اسماں اسکے ہذیاتی انداز سے سہمی ہوئی تھی اچانک سکوت چھانے پر اسنے سر اٹھایا تو ان بھیگی آنکھوں کو خاموشی سے خود پر ٹکا پایا۔۔۔

"تم جانتی ہو میں تمہیں مار نہیں سکتا اسلئے بتایا ہے ناں؟" وہ آستیں سے آنکھیں پونچھ کر بولا۔

"اتنی جلدی کیوں بتایا نور ابھی تو یتیم ہوئے پانچ ماہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔ کچھ تو رحم کھاتی۔۔۔"

میں انسان تھا نور العین۔۔۔" وہ مسکراتا ہوا بولا پر اسکے لہجے کی ٹوٹ پھوٹ نور کا دل چیر گئی کہ وہ نفی کرتی روتی ہوئی گھٹنوں کے بل اسکے سامنے گر گئی۔۔۔

"مجھ پر بہت بھوج تھا داد۔۔۔ میں اپنی محبت کو دھوکہ دے رہی تھی،



میں سو نہیں سکتی تھی۔۔۔ بول نہیں سکتی تھی۔۔۔ سوچ نہیں سکتی تھی میں معذور ہو گئی تھی خوف سے داد مجھے معاف کر دو۔۔۔ "وہ گھٹنوں کے بل بیٹھی سسکتی ہاتھ جوڑ گئی۔

داد سن کر مسکرایا۔۔۔

"یہاں تو تم نے صرف اپنا سوچا ہے نور! میرا کہاں سوچا ہے۔۔۔

محبت کیا ہوتی ہے نور؟ میں واقعی نہیں جانتا یہ محبت کیا ہے؟" وہ دونوں انگلیوں سے اسکے آنسو صاف کرتا پچکار تے ہوئے بولا  
CLASIK اردو منیریل  
نور نے خوف سے دیکھا۔۔۔

مہوش علی

"بتاؤ ناں محبت کیا ہے؟" اس نے پھر سے پوچھا

"جج۔۔۔ جو تم کر۔۔۔

"نانا سے محبت مت کہنا یہ پتا نہیں کون سا مرض ہے۔۔۔

یہ کون سی افیت ہے جو تمہیں تکلیف میں دیکھ کر ہر خطا معاف کرنے کو کہتی ہے!

یہ محبت تو ناہوئی نور۔۔۔

اگر محبت ہوتی تو تم مجھے بتا کر اپنا سچ ایسے افیت نادیتی۔۔۔

مجھے اندھیرے میں رکھتی نور، میں کوئی گلا نہیں کرتا۔۔۔

تم نے توڑ دیا بونی۔۔۔۔۔ ختم کر دیا سب کچھ۔۔۔

ایک بار پھر مار دیا مجھے کیوں۔۔۔۔؟" اسکی بات کاٹ کر اسکے کانپتے لبوں پر آخری خاموشی کی زنجیریں باندھے

وہ اٹھا۔۔۔

"داد۔۔۔!" خوفزدہ ہوتی نور نے چیختے اسکے پاؤں پکرنے چاہے ہی تھے کہ اس سے پہلے ہی وہ روم سے جا چکا تھا۔۔۔

"د۔۔۔ دادن۔۔۔ نہیں! مجھے مت چھوڑ جانا پلیر میرا کوئی نہیں داد۔۔۔!" وہ سسکتی ہوئی اٹھ کر بھاگتی

دروازے پر آئی پروہاں خالی لائونج اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔

"داد۔۔۔ مجھے ڈرے لگے گا داد۔۔۔!" منہ پر ہاتھ جمائے وہ بمشکل لڑکھڑاتے قدموں سے چلتی ہوئی باہر تک آئی پرسنسان راہ اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

مہوش علی

"داد کہاں چلے گئے مجھے معاف کر دو۔۔۔

میں صرف تمہیں دھوکہ نہیں دینا چاہتی تھی داد!" اسکی آہیں سسکیاں عروں پر تھیں پروہ جانے کہاں چھپ گیا تھا کہ ایک بھی آنسوں نا تھا مانا ہی پونچھا۔۔۔

مجبور وہ سڑک پر بیٹھی آنسوں کی بوند کو ملاتی اس سے "داد" لکھ کر قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

وہاں سے گذرتے لوگ حیرت سے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو زمین پر انگلیاں گھماتی ہنس رہی تھی۔۔۔

"میم!" مینجر دروازہ ناک کرتا اندر داخل ہوا۔

الماری سے فائلز نکالتے ہوئے اسنے اسکی طرف دیکھا۔  
 "ہوں!" وہ ایک نظر دیکھتی ہوئی مطلوبہ فائل لیکر واپس چیئر پر بیٹھی۔  
 "میم! باہر کچھ لڑکے ہیں جھگڑا کر رہے ہیں ماحول خراب کر رہے ہیں،  
 ہمنے بہت سمجھایا بٹ وہ بد تمیزی پر اتر آئے ہیں جانہیں رہے میم اسلئے آپکے پاس آنا پڑا" وہ مودب ہو کر  
 بولے۔

"تو ایسے لو فروں کو اندر گھسنے کس نے دیا؟" ساری بات سن کر وہ ماتھے پر تیوریں سجا کر غصے سے بولی  
 "میم! اندر آئے تھے تمیز سے ایک ٹیبل پر بیٹھے پر کچھ لڑکیوں کو دیکھتے وہ بد تمیزی پر اتر آئے اور جب ہمنے  
 انہیں منع کیا تو ہم سے بد اخلاقی کرتے غنڈہ گردی کر رہے ہیں۔  
 ان لڑکیوں پر گندے فقرے کس رہے ہیں، میں نے کہا میں پولیس کو کال کروں گا تب ان میں سے ایک نے  
 میرا لڑ پکڑ کر کہا "جا اپنے باپ کو کال کر"۔۔۔۔۔ سر جھکائے مینجر شرمندہ سا بتا رہا تھا جبکہ اسکا پارہ سر چڑھ گیا  
 "یہ ہیں کون بد تمیز!" فائل پٹخ کر وہ غصے سے اٹھی۔۔۔۔۔ حجاب میں اسکا معصوم خوبصورت سا گلابی چہرہ غصے کی  
 زیادتی سے سرخ انگارہ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ سیاہ آنکھوں میں غضب کا قہر تھا۔  
 وہ اٹھی اور موبائل ٹیبل سے اٹھا کر مینجر کو ساتھ چلنے کا کہا۔۔۔  
 انہوں نے سر ہلاتے اسکے لئے دروازہ کھولا اور انکے پیچھے چلتے ہوئے وہ لفٹ میں داخل ہوئی تو خود سیڑھیوں کی  
 طرف بھاگے۔

"تینوں اپنا اپنا نمبر دو!" وہ چاروں دوسری لڑکیوں کے جانے پر پھر ایک ٹیبل پر آتے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے۔

تینوں لڑکیوں نے اچانک گھبرا کر انہیں دیکھا۔۔

"کیوں کس لئے؟ اور یہ کیا بد تمیزی ہے جائیں یہاں سے ورنہ میں مینجر کو کہوں گی۔" لڑکی گھبرا کر غصے سے بولی۔۔

ہال میں موجود سب نے انکی طرف دیکھا۔

"اوہو جانم باتیں کرنے کیلئے ایک دوسرے کو پہچاننے کیلئے اور کس لئے۔" نمبر دو! اور کیا مینجر کچھ ہوتا سوتا ہے تمہارا جو اسکے پاس جائو گی؟" ایک لڑکی غصے سے گھور رہی تھی باقی کی سہمی ہوئیں تھی۔۔

وہاں موجود سارے لوگ بیٹھے تماشائی تھی کسی میں ہمت نہیں ہو رہی تھی جا کر ان لو فروں کے گلے سے پکڑے اور پوچھیں کیا ہے کیوں تنگ کر رہا ہے۔۔

پر نہیں انہیں اپنی عزت پیاری تھی۔۔ پتا نہیں کس عزت کو پیارا رکھ رہے تھے۔۔ وہ کون سی عزت تھی حالانکہ سامنے بیٹھی لڑکیاں انکی ماں بہن کی جگہ تھیں۔۔ آج یہ ہیں تو کل خدا نخواستہ انکی بیٹیاں بہنیں بھی ہو سکتی تھیں پر وہ عزت الگ تھی جو انہیں محفوظ رکھنی تھی۔۔



"چلو! پتا نہیں کہاں کہاں سے آ جاتے ہیں!" وہ لڑکی اپنی دوستوں کو کہتی بیگ اٹھا کر وہاں سے نکلنے لگی کہ دفعتاً اس لڑکے نے انکی کلائیاں جکڑ کر انکے قدموں تلے زمین نکال دی۔

وہ ششدر انکی جرات پر مڑیں جہاں وہ آنکھوں میں ہوس کی بھوک لیے انہیں تک رہے تھے۔

"ہاؤڈیو پوٹج می؟؟" وہ غرائی اور دوسرے ہی لمحے چٹاخ سے اس لڑکے کے چہرے پر نشان چھوڑ دیئے۔

"مینجر!! مینجر! کہاں ہے مینجر یہ کیسا ریستورنٹ ہیں کیسے کیسے کتے گھس آئے ہیں اندر کوئی خیال نہیں!" وہ اب چلا کر کہہ رہی تھی کہ مینجر کچھ ہی دیر میں بھاگتا ہوا وہاں پہنچا۔

جبکہ وہ لڑکے ششدر کھڑے تھے۔۔۔

"\*\*\*\* تمہاری یہ جرات!" وہ لڑکا غراتے اسکے بالوں کو جکڑنے لگا تھا کہ اسی وقت اسکا ہاتھ مضبوطی سے کسی نے جکڑ لیا اور زور سے نیچے جھٹکا۔۔۔

تینوں نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

لڑکیاں جو سسہمی سی سر جھکا گئی تھی کچھ ناہونے پر سراٹھایا تو سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھتی حیران ہوئیں۔

"کون ہو؟" وہ اسے سر سے لیکر بلیک نفیس سی ہیلز میں مقید پاؤں تک دیکھتا غصے سے بولا۔۔۔

بلیک کپڑوں پر بے بی پنک حجاب پہنے سیاہ گھنٹی پلکیں سیاہ گہری رات سی آنکھوں پر وہ لاجبئی پلکیں انتہائی خوبصورت لگ رہیں تھیں، چھوٹی سی غصے سے سرخ ناک گلابی پنکھڑیوں سے ہونٹ حجاب کے ہالے میں اسکا چہرہ دمک رہا تھا کہ اس لڑکے کی نظریں اس پر ساکت سی پڑ گئی بلکہ مزید الفاظ منہ میں ہی گم ہو گئے۔

"دیکھیں سسٹریہ ہمیں تنگ کر رہا ہے!" وہ لڑکیاں جلدی سے بولیں

"کیا یہی ہیں؟" نور اس لڑکے کا سوال انکسرتی میختر کی طرف مڑی۔۔۔

"یس میم یہی ہیں تینوں لڑکے! پہلے دوسری لڑکیوں کو تنگ کیا وہ چلیں گئی اب انکو تنگ کر رہے ہیں۔" میختر نے فوراً کہا

وہ لڑکے چونکیں پھر نور العین کو دیکھا۔۔۔

"ہا۔۔۔!! یہ بونی کیا کر لے گی؟؟ اسے تو ہمارے حوالے کر دو کیوں معصوم کے سراتنی ذمہ داریاں ڈالیں ہیں۔۔۔ آجائو بے بی میں تمہیں گود۔۔۔۔۔"

"چٹاخ۔۔۔!!" وہ قہقہہ لگا کر ابھی بول ہی رہے تھے جب اسکا ہاتھ گھوما اور اس لڑکے کے منہ پر نشان چھوڑ

گیا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی لڑکی جانتی ہو کس کا بیٹا ہوں!!"

منسٹر کا چاہے تو ابھی اٹھا کر لے جائوں کوئی کچھ نہیں کر سکے گا!" وہ نور العین پر غرایا جو وہ نہایت ہی خاموشی سے سنتی سر ہلا گئی۔۔۔

"ویل! گھٹیا بکواس کر لیتے ہو اپنی طرح۔ اب نکلو!" اسنے سرد لہجے میں باہر کی طرف اشارہ دیا۔  
ان تینوں نے چونک کر اسکے بے فکر انداز کو دیکھا جسے اس پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔

یہ ریسٹورنٹ اوپن کیے ابھی کچھ ماہ ہوئے تھے پر ان چند ماہ میں جن بھی لو فروں کو معلوم پڑتا یہاں کی اونر لیڈی ہے تو فوراً گھس آتے بد معاشی کیلئے۔۔

کتنی دفعہ تو وہ انہیں ذلیل کیے یہاں سے دھکیل کر نکلو اچکی تھی۔۔  
پر وہی ایک گیا تو دوسرے۔۔۔

یہ "عین" ریسٹورنٹ اسکے لئے ایک چیلنج بن چکا تھا اور وہ اس چیلنج کو بے خوف ایکسیپٹ کر رہی تھی۔  
اسنے النور نام ہٹا کر دونوں بہنوں کے نام کا اینڈ "عین" نام رکھ لیا تھا، شروعات میں اسکی مدد برہان اور عارب نے بہت کروائی تھی پر اب وہ سب کچھ اپنے بل بوتے پر کر رہی تھی۔۔

اور آسانی سے کر بھی لیتی تھی اپنی اذیتوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے پرنچ میں یہ ہوس پرست لوگ آجاتے تھے عورت کو کمزور سمجھ کر انہیں توڑنے نوچنے۔۔

وہ بونی ضرور تھی پر اب وہ کمزور نہیں رہی تھی۔۔۔ جب سے اسکا دادا اس سے نکھڑا تھا تب سے وہ کہاں حساس رہی تھی۔۔

وہ حساس ہوتی بھی تو اسکے لئے تھی کہ وہ اسے کبھی تکلیف پڑنے نہیں دیگا اور جہاں اسے آنچ بھی آتی تو وہ  
 سسک اٹھتی اور اسکا دادا سے خود میں سمیٹ لیتا تھا متاع جان کی طرح۔۔۔  
 پر اب وہ سب کہاں تھا۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں ویسا رہا تھا۔۔۔ اس ایک سال میں سب کچھ بدل گیا تھا لوگ، حال،  
 دل۔۔۔۔۔ اپنے۔۔۔

لوگ سب حیرت سے یہ تماشا دیکھتے چیخ و پکار سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے کہ اب یہ چھوٹی سی لڑکی ان سے  
 لڑے گی کیا۔۔۔  
 "نہیں جائیں گے تو کیا کر لو گی؟" وہ نور العین کی آنکھوں میں جھانک کر بولا کہ وہ ڈر جائے پر وہ نڈر بے خوف  
 پر اعتماد ہو کر انکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔  
 "لگتا ہے تمہیں اپنی عزت پیاری نہیں!" اسنے غصے سے جتایا۔۔۔  
 "نہیں ہمیں تو اب آپ پیاری ہیں۔۔۔ واللہ کیا آفت ہیں۔۔۔ چھوڑو یہ سب پری ہمارے ساتھ چلو عیش  
 کروائیں گے۔۔۔ بیکار میں جوانی۔۔۔۔۔"

"شٹ اپ باسٹرڈ! آٹوٹ، آئی سے گیٹ آٹوٹ فرام ہیئر!" وہ ان پر غرائی اور وہ محظوظ ہوتے ڈھیٹ ہڈی کی  
 طرح سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔



"میم یہ لاتوں کے بھوت ہیں باتوں سے نہیں مانے گے آپ ایسا کریں پولیس کو بلائیں وہ خود ہینڈل کرے گی انہیں۔" مینجر انہیں وہیں کھڑا دیکھ کر گھبراتا ہوا بولا  
جبکہ ویٹر سارا ماجرہ دیکھتا موبائل نکال کر کسی کو کال کرتا سائیڈ ہو گیا۔

"ابے چپ کر سالے!" ایک لڑکے نے آگے بڑھتے ہوئے مینجر کو پیچھے دھکا دیا وہ لڑکھڑا کر خود کو سنبھال

دیا۔۔

نور العین بوکھلا گئی۔۔۔  
کلاسیک اردو منیریل

"جانتے ہو کس کے ساتھ ایسا کر رہے ہو ایس ایس پی برہان علوی کی بہن ہے!" مینجر غصے سے پاگل ہوتا نہیں  
پیچھے دھکا دیتا بولا

"آہ! سچ یار پھر تو یہ پری ہماری گہری رشتنداری ہوئی ایس ایس پی اپنا ہے آدمی ہو گا۔۔۔

چلو ملکہ تمہیں جنت کی سیر کروا۔۔۔۔۔" اسنے آگے بڑھتے مزید تماشے کو ختم کرتے سیدہ نور العین کے  
بازو کو جکڑا۔۔۔

"چھوڑو مجھے کتے!" وہ غرائی سب ششدر ساکت سے کھڑے یہ دیکھ رہے تھے جہاں وہ نور العین کو بازو سے  
دبوج کر لے جا رہے تھے باہر کھڑی گاڑی میں۔۔۔

مینجر نے فوراً پولیس کو کال کرنے لگا۔۔

لوگ بوکھلائے ہوئے تھے جبکہ وہ لڑکیاں سہمی سی تھی کہ کیا انکے ساتھ بھی یہی حال ہونے والا تھا

"چپ نہیں تو یہیں ایسا حال کریں گے!" ابھی گلاس ڈور کے قریب پہنچتے غرائے ہی تھے تب ہی انکے دروازہ کھولنے سے پہلے ہی مضبوط ہاتھ بڑھا کر اسنے کھولا۔۔۔

قدم اندر رکھتے ہی سب سے پہلی نظریں سامنے اس غصے سے سرخ آنکھوں پر گئیں۔۔۔

نور العین نے پہلے کھلتے ڈور کو دیکھا پھر اس سے اندر داخل ہوتے اس وجود کو۔۔

"داؤد بھائی! "لوگوں کے منہ سے سرگوشی نکلی جب نظریں اس پر گئیں۔۔۔  
وہ لڑکے بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

رف حلیے میں چھ فٹ سے نکلتا قد چوڑا سینا مضبوط ورزشی جسامت گھنی مونچھیں ہلکی سی شیو۔۔  
عنائی لبوں میں ہر وقت رہنے والا سگریٹ،  
ہمہ وقت رہنی والی لہو آنکھیں انگلیوں میں موٹی رنگ۔۔  
وہ سیدھا سادہ سالٹ کا ایک غنڈہ بن بیٹھا تھا۔۔۔  
جسکی شہرت ہر شہر گلی میں عروج پر تھی۔

"کیا ہو رہا ہے؟" ایک سکوت کے بعد اسکی سرد بھاری مردانہ آواز گونجی۔۔  
ایک سرسری سی نظر نور العین کے وجود پر ڈالتے اسنے ان لڑکوں کی طرف رخ کیا۔۔

وہ اسے دیکھتے کچھ گھبرا گئے تھے۔۔۔

داؤد بھائی کو کون نہیں جانتا تھا اسکی مار کٹائی سے سب واقف تھے کہ ایک بار پکڑ لے تو لہو لہان کر کے چھوڑتا تھا کہ انکے پاس سانسیں چھوڑنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں بچتا تھا۔

"کام ہے!" وہ خود میں ہمت پیدا کرتے ڈٹ کر بولے نور کی خاموش نظریں جو اٹھی تھیں اسے دیکھ کر کچھ پل کھمیں پھرا سکی آنکھوں میں اجنبیت دیکھ کر پھیر دی اس سے۔۔۔

"چھوڑو!" وہ غصے سے اپنا بازو چھڑوانے لگی انکی پکڑ میں درد کر رہا تھا پر رونا تو اسنے کب کا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ تب سے جب اس بے حس شخص نے اسے روتے دیکھ کر سہارہ نہیں دیا تھا یا تب سے جب ایک گھر میں دو اجنبیوں کی طرح رہ رہے تھے۔۔۔

اسے چھوڑ کر جانے والا لوٹ کر تو آیا تھا پر کبھی داد کو واپس نہیں لایا جسکی نور العین کو بہت ضرورت تھی اس بھری دنیا میں۔۔۔

اسنے اپنا حلیہ ہی بدل دیا۔۔۔ وہ ایک شریف لڑکے سے غنڈہ سچ کا بن گیا۔۔۔ سب کا داؤد بھائی بن گیا پر کبھی نا آلف کو ساتھ لایا نا ہی داد کو کیونکہ وہ دونوں شخصیت وہ مار چکا تھا جنکے حسین لمحات اس کے ساتھ گذرے تھے۔

اس رات جب وہ لوٹا تھا تب ناداد بن کر لوٹا تھا نا ہی آلف۔۔۔ وہ گیا تو اپنے ساتھ سب کچھ سمیٹ گیا نور العین کی ہنسی خوشی کھلکھلاہٹ۔۔۔ اسکا داد اسکا آلف۔۔۔ اور جب آیا تو ساتھ تاریکی سیاہی تنہائی سرد پن۔۔۔ داؤد بھائی کو ساتھ لایا جو کہ ایک بے حس سرد وجود تھا۔۔۔

جسکے پاس کوئی احساسات نہیں تھے۔

"ہٹو!" دائود نے اسکی مزاحمت دیکھتے ان لڑکوں کو دور رہنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

پر وہ نہیں مانے اور نور کو خوف سا آنے لگا۔۔۔۔

ہاں ایک خوف اسے تھا جو وہ اسکے لئے لایا تھا۔۔۔ خود سے ڈرانے والا خوف۔۔۔

وہ سچ میں مضبوط ہو گئی تھی سب سے لڑ سکتی تھی پر وہ دائود کے سامنے اسکے لہجے کے سامنے نظروں کی تپش سے گھبرا کر سہم جاتی تھی۔۔۔۔

"دائود آ۔۔۔ آپ بچ میں۔۔۔۔!" وہ کچھ کہنے کی ہمت کرنے لگی۔۔

"میں نے کہا ہے ہٹو لڑکی سے دور!" بہت تحمل سردپن سے اسنے کہا پر وہ ڈھیٹ ڈھیٹ تھے کہاں مان رہے تھے۔۔۔

اگلے ہی لمحے اسکا مضبوط ہاتھ نور العین کے دوسرے بازو میں پڑا اور جھٹکے سے اسے کھینچتا ان سے دور کر گیا کہ وہ لہراتی سیدھا اسکے سینے سے لگی۔۔۔

جہاں سب کے منہ کھلے تھے وہاں جھٹکے سے دائود نے اسے خود سے دور کیا کہ وہ لڑکھڑاتی دور گرنے لگی تھی کہ ان لڑکیوں نے اسے بروقت سنبھالا

"میم آپ ٹھیک ہیں!" وہ اسے سنبھالتی ہوئی بولیں وہ بوکھلا کر سر ہلاتی سیدھی ہوئی ہی تھی کہ ٹھاکا کی آواز گونجی اسنے گھبرا کر دیکھا تو وہاں وہ تینوں اور دائود سے الجھے ہوئے تھے۔۔۔



"بہت چربی چڑھ گئی ہے سالے!" لڑکے کے کان کو پکڑے وہ اسے ایک کے بعد دوسرے تھپڑ مارتا نیچے پٹخ کر دوسرے کو گردن سے دبوچے مکے برسانا شروع کر دیئے۔۔۔

"دائود نہیں!!" وہ چیخنی پر اس پر کہاں اثر ہونے والا تھا سب کو حواس باختہ چھوڑے وہ زمین پر پڑے لڑکوں پر لاتیں برساتا چیخا اٹھا کر انکے سر پر ماری جب ہی نور العین کی چیخ نکلی۔۔۔

"اٹھائو انہیں!" وہ غرایا اور زمین پر لہو لہان پڑے تینوں کو باہر پھینکنے کا اشارہ دیا جس پر میخرا اور ویٹر بھاگتے ہوئے آئے اور انہیں ریسٹورنٹ سے باہر نکالنے لگے۔

وہ سیدھا ہوا گردن کو جھٹکا دیکر وہاں توڑ پھوڑ دیکھتا نظریں گھما کر ان لہوں آنکھوں کو سیاہ پھیلی آنکھوں پر ٹکایا۔۔۔

وہ چلتا ہوا سگریٹ دوسرا منہ میں ڈالتے اسکے سامنے آیا۔۔۔

نور العین کی سانسیں تھم گئی۔۔۔

"جب خود کی حفاظت نہیں کر سکتی تو چلاتی کیوں ہو یہ اڈا؟" وہ سرد لہجے میں بولا

لڑکیوں کی آنکھیں اس پر ٹکی تھی پہلی بار دائود بھائی کو یوں سامنے اتنے قریب سے دیکھتے۔۔۔

انہیں کہاں امید تھی کہ یہاں دائود بھائی آئے گا وہ بھی یوں اچانک۔۔۔

سب کا شاک ہونا بنتا تھا۔۔۔

نور نے خود کو سنبھالتے لب بھینچے اور ان آنکھوں میں دیکھنا چاہا پر ہمت کہاں ہوئی تھی۔۔

"تمیز سے بات کریں آپ! یہ کوئی اڈا نہیں ہے ریسٹورنٹ ہے! اور میں آپ کو دعوت نہیں دی سر کہ بیچ میں آئیں۔

مہربانی آپ کی آپ جاسکتے ہیں اب بہت کر لیا تماشہ!" وہ ایک دم بھڑک کر کہتی اسکی غصے سے بدلتی رنگت دیکھے بغیر میجر کو وہاں کی صفائی کا حکم دیتی لوگوں سے معذرت کرنے لگی۔۔

جبکہ دائود ایک سرد نظر اس پر ڈالتا ہوا غصے سے اسکے پاؤں میں پہنے ہیلز کو دیکھا جیسے ابھی کچھ کر دے گا۔۔ وہ ایک سر سری سی نظر وہاں ڈالتا فضا میں سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے نکلتا چلا گیا۔

نور نے بہت ضبط سے اپنی سسکی دباتے ہوئے اسکی پشت کو دیکھا تھا۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

"مم۔۔ مجھے زیادہ نہیں معلوم سر!" اسنے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

"تو پھر تمہیں کتنا معلوم ہے؟" وہ سرد لہجے میں بولا

اس کی سانسیں سینے میں اٹک گئی اسکی آنکھوں میں دیکھتے۔

"ب۔۔۔ بس اتنا کہ لیڈی باس بیسٹ کک۔۔۔ کی بلا سنڈ بیوٹی کو ل۔۔۔ لیکر گئی ہے یہاں سے!" تھوک نکلتے ہوئے اس نے بتایا سامنے چیئر پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھے وجود نے سر ہلایا۔۔۔

"کب؟" اسکی آنکھیں معنی خیزی سے مسکرائیں۔

"ج۔۔۔ جب سے ب۔۔۔ بیسٹ غائب ہونے کے بعد۔۔۔ وہ اسے یہاں سے لیکر گئی سال ہونے کو آیا ہے اسکا کوئی اتاپتا نہیں معلوم کسی کو۔۔۔"

کئی گینگ اسکا معلوم کر چکے ہیں بیسٹ کے بچے کو ختم کرنے کیلئے پر نہیں ملا کوئی بھی!" بتاتے ہوئے اسکے پسینے چھوٹ رہے تھے جبکہ سامنے بیٹھا وہ وجود خاموشی سے اب سن رہا تھا البتہ اسکے مضبوط ہاتھ میں دبا سگار گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں سے سفر کر کے واپس ٹیبل پر جاتا جہاں رکھے سٹون سے اسکی انگلیوں کھیل رہیں تھیں۔

"کیوں ڈھونڈنا چاہتے تھے بیسٹ کے بچے کو؟ حالانکہ بیسٹ تو رہا نہیں تھا!" پھر تیسرا سوال

وہ انتہائی کا گھبرا یا ہوا تھا۔۔۔

کیوں اس نے اسے اچانک سے کڈنیپ کیا تھا اور اسی کے آفس لایا تھا۔

کس وجہ سے اور اب بیسٹ کے بابت یوں دلچسپی سے جان رہا تھا جیسے کوئی گہرا تعلق ہو۔۔۔

"وو۔۔۔ وہ ب۔۔ بیسٹ ختم ہو گیا تو انہیں لگا اسکی جگہ اسکا بیٹا نالے بڑا ہو کر اسلئے اسکے نسل کو ختم کرنا چاہتے تھے! پر لیڈی باس نے اسے غائب کر دیا ہے مل۔۔۔ مل نہیں رہی۔" اسنے پھر حلق تر کرتے بتایا

"انٹر سٹنگ!۔۔" وہ ہنسا

اس آدمی کی نظریں پل کو اس پر تھمی پر جب اسکی نظریں اسکی طرف اٹھی تو وہ بوکھلا سا گیا۔

"اور تم!" اسنے اسکی طرف اشارہ دیا

رفید کا خوف سے چہرہ سفید پڑ گیا۔۔۔

آ خراب اسکا کیا ذکر۔۔۔ وہ اسے کڈنیپ کر کے یہاں لایا تھا اور جو پوچھا موت کے ڈر سے اسنے سب بتا دیا اب کیا بتائے خود کے بارے میں کہ اسے اس سے موت کی بو آرہی ہے۔

"مم۔۔۔ میں کیا سر؟" اسکے لبوں میں دبا سگار دیکھتے اسنے الجھ کر پوچھا۔

"تم کیوں انٹر سٹڈ ہو بیسٹ کی بیوی کو ڈھونڈنے میں؟" یک بیک اسکا لہجہ کچھ سرد سا ہوا

آنکھوں میں بھی عجیب سی چمک جاگی تھی جو نا انسان کی تھی نا ہی حیوان کی۔۔۔

"یہ کون تھا اور کیوں اسکے پیچھے اچانک پڑا تھا" سوچ کر اسکی ٹانگیں کانپنے لگی جبکہ وہ سامنے والا وجود اس پر

ایک نظر ڈالتا اٹھا سگار لبوں میں دبائے اسنے گرے کلر کوٹ کا بٹن بند کرتے اسے دیکھا۔



"بتایا نہیں؟" بھاری مگر سحر انگیزی آواز تھی پر اس میں ایسا پرسرا سا احساس تھا کہ رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے جبکہ وہ کافی ریلیکس موڈ میں بات کر رہا تھا۔

"آآ۔۔ آپ کک۔۔ کون ہیں؟" آخر کار اس نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا سوال۔۔۔  
سامنے والے وجود نے توجہ نہیں دی جیسے کوئی بات ہوئی ہی نا ہو۔۔۔

"خاموشی رضا ہوتی ہے! اب میں تمہاری خاموشی کا کون سا مطلب اخذ کروں رفید بلوچ؟  
موت کی یا خوف کی؟" وہ چند لمحے بعد بولا اور اسے بوکھلا گیا۔

"مم۔۔ میں پیسوں پر کام کرتا ہوں سر! مم۔۔ مجھے سرور کے گینگ نے بیسٹ کی معلومات حاصل کرنے کیلئے کہا ہے، اور اس دوران ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ اسکی بیوی غائب ہے،، جبکہ بیسٹ کا سب کو معلوم ہے وہ ایک کام سے آؤٹ آف کنٹری ہے۔  
پر اسکی اتنی لمبی غیر حاضری پر سب کو شک ہو گیا ہے کہ اسرائیل سے جنگ میں بیسٹ نہیں رہا!" وہ لڑکھڑاتی زبان میں کہنے لگا سامنے والے نے سنایا نہیں پر اسکی سرد آنکھیں فائل کے صفحات پر گھوم رہی تھیں۔

اسے وہم سا ہوا جیسے اس نے ناسنا ہو۔۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے بیسٹ ہے یا نہیں؟" اس نے بولتے اس فائل کو رکھتے دوسری نکال کر کھولی۔

"مجھے؟ مجھے لگتا ہے مر گیا ہے۔ کیونکہ اتنی غیر حاضری وہ بھی پاکستان میں اسکی ناممکن میں سے ہے۔۔۔!" وہ

ہنستا ہوا بولا

اسنے فائل سے نظریں ہٹا کر اسکے مسکراتے چہرے پر ڈالیں۔

"بہت خوب!" وہ ہنسا اور ایک ہاتھ جیب میں پھنسا ئے دوسرے میں سگار دبائے وہ چلتا اسکے سامنے آ کر کھڑا

ہوا۔۔۔

جبکہ "بہت خوب" سننے وہ ساکت سا اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"مجھے پسند آئے تم!" اسنے کہتے ہوئے جیب سے پھنسا ہاتھ نکالا اور اسکی ویران آنکھوں میں دیکھتے ہوئے

مسکرایا جبکہ رفید بلوچ کو اپنی گردن پر گھومتی ہوئی چبھن محسوس ہوئی۔۔۔

اور پھر کندھے پر اسنے کچھ صاف کرتے واپس جیب میں رکھا۔

"اسلئے سکون سے رخصت کر رہا ہوں!" وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ لمحے کے وقفے بعد جب اسنے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تب ہی ڈھرام سے وہ وجود منہ بل زمین پر گرا پر اس سے

پہلے ہی خون کے پھوارے دور دور تک پھیلے تھے۔۔۔

اور اب وہ وجود پھڑکتا پھڑکتا آخری سانسیں چھوڑ رہا تھا۔

رات کی سیاہ گہری تاریکی میں وہ لمبا چوڑا وجود پارکنگ ایریا میں آیا اور وہاں کھڑی گاڑی کا ڈور کھولتے اندر بیٹھتا

لبوں میں سگار کے گہرے کش لیتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

"ونس اگین۔۔۔۔۔!"

"میں اپنے ریسٹورنٹ کا نام مرحومہ جولیٹ رکھنے کا سوچ رہا ہوں!" وہ ٹرے پکڑے کان سے لگے موبائل میں دوسری طرف اپنے دوست سے کہہ رہا تھا۔

"ہیں؟؟؟؟ تو پاگل ہو گیا ہے پہلے جولیٹ کھولا اب مرحومہ جولیٹ؟ پاگل نا ہو مرے گا۔۔ بلکہ وہاں کے لوگ پتھر مار کر وہاں سے نکالیں گے کیونکہ انکے دل میں ان کیلئے کافی عزت ہے وہ انہیں مرے ہوئے سمجھتے

نہیں۔" اسکا دوست سمجھانے لگا رومیونے منہ بنالیا

"تو میں کیا کروں کریں عزت دفع کریں میرا معصوم دل ٹوٹ گیا ہے۔۔

سال پورا اس جولیٹ کے پیچھے رہا اسکا چھوٹا سے چھوٹا کام کرتا کہ وہ سمجھے اسکے لئے میرے سے بہتر پارٹنر کوئی نہیں پر آخری الفاظ نے میرا سینا چیر دیا۔" وہ منہ بنا کر بولتا جو سسر کر رہا تھا ٹیبلز پر۔

"کیا کہا تمہاری اس خطرناک جولیٹ نے؟" دوسری طرف سوال آیا رومیو کا دل سسکا اٹھا

"مت پوچھ!" آنسوؤں پونچھتا ہوا بولا حالانکہ اسکی آنکھوں میں شرارت بھری پڑی تھی آنسوؤں کا دور دور تک

اس سے واسطہ نہیں تھا۔

"اوکے جیسی تیری مرضی!" اسکا دوست سر ہلا گیا

جس پر رومیونے موبائل کو گھورا

"لعنت تیری دوستی پہ بیغرتیا تجھ سے یہی امید تھی جلدی پوچھ فورس کر مجھے ورنہ تجھے صدمے میں بیچھ دوں گا" وہ ایک ٹرے کا نوٹر پر رکھ کر دوسری اٹھاتا ہوا بولا  
دوسری طرف قہقہہ گونج اٹھا۔

"اچھا چل نابتا کیا ہوا ہے؟"

"اسنے کہا۔۔۔ وہ اس کھڑوس ایس ایس پی سے پیار کرتی ہے  
اللہ پوچھے اس ایس ایس پی کو جس نے میری جو لیٹ کو ہڑپ لیا ہے۔۔" وہ سسک اٹھا اور ایک ٹیبل پر ٹرے رکھ کر بیٹھا۔۔

سامنے والا بیٹھا بندہ اسے دیکھتا ٹرے سے جو س اٹھا کر پینے لگا۔۔

"میرا بس چلے اس ایس ایس پی کے منہ میں ستر اچلغوزے ساتھ ڈال کر سات دن اسے چاکلیٹ نادوں منحوس جب پیدا ہوا ہو گا تو شیطان کی برسی ہوگی۔۔" وہ اپنے جلے دل کی بھر اس نکال رہا تھا۔

دوسری طرف اسکا دوست قہقہہ لگا رہا تھا جس سے چڑ کر اسنے کال ڈسکنیکٹ کرتے موبائل ٹیبل پر پٹھا اور جیب سے چاکلیٹ نکال کر ریپر سے آزاد کروانا کھانے لگا۔

"ہو گیا یا ابھی باقی ہے؟" گلاس رکھتے اسنے پوچھا

رومیو چونکا سیدھا ہوا۔۔

آنکھیں پھیلائی اور آہستہ سے صدمے میں گردن گھمائی۔



"میں پہلی فرصت میں یہیں آیا ہوں۔" وہ تمسخرے بھری مسکراہٹ سے بولا  
اور رومیو کو صدمہ تھا وہ اس تک پہنچا کیسے۔۔۔

"آہاں بھائی صاحب کو چائے پیش کی جائے!" وہ ہوش میں آتا مسکرا کر اٹھا۔۔

اسکی مسکراہٹ اور اٹھنے کے انداز کے ساتھ وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

رومیو کبھی اسے دیکھتا تو کبھی سامنے بیرونی ڈور کو۔۔۔

اسکے سامنے سے گذرنا بھی موت برابر تھا۔۔۔

کچھ نا سمجھتے اسنے سر کھجایا۔۔۔

"چائے میں بالکل نہیں پیتا!" جیب میں ہاتھ پھنسا کر وہ مسکراتا ہوا بولا اور چلتا رومیو کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"فقط چلغوزہ!" اسنے جیب سے چٹ نکال کر پڑھی رومیو کو آج واقعی صدمہ لگا تھا۔

"بہت خوب! کافی پسند ہیں تمہیں چلغورے۔"

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں چلغوزیاں بھی پسند کر لیتا ہوں الحمد للہ۔" اسنے منہ بنا کر کہا اور نا آؤدیکھانا تاؤ

سیدھا دوڑ لگانی چاہی ہی تھی پر اسکا بھاری مضبوط ہاتھ گھومتا ہوا اسکی گردن میں آیا کہ وہ پھڑ پھڑا اٹھا۔

"تمہیں بہت شوق ہے لوگوں کو کڈنیپ کرنے۔۔۔"

کیوں بھول گیا شہزادے کہ ہم کڈنیپ کر کے سیدھا اوپر کی ٹکٹ مفت دیتے ہیں۔" وہ ہنستا ہوا بولا جبکہ رومیو کی سانسیں اسکی گردن میں اٹکی ہوئی تھی لوگ حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے بلکہ نظریں سب کی اس خوبصورت شہزادے پر ٹکیں تھی۔۔۔

جسکی بھوری خوبصورت آنکھیں متبسم سی رومیو پر ٹکی تھی۔۔۔

"چھوڑ دے سب کے باپ۔۔۔ میں بتا رہا ہوں سب کچھ۔" اسنے سرخ چہرے کے ساتھ دونوں ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔

تبھی سامنے کھڑا آدمی بڑا سا سرخ کپڑے سے دھکا تھاں اٹھا کر رومیو کے سامنے آیا جو اپنی گردن سہلا رہا تھا تھاں کو دیکھتے اسکی آنکھیں چمک اٹھی۔

"ہیں پارس لائے ہو میرے لئے!" اسکی آنکھیں چمکتی ہوئی تھاں پر گئی وہ جھپٹا ہوا کپڑے ہٹا کر دیکھنے لگا۔۔۔

جہاں اسنے سگار سے گہرا کش لیا تھا وہیں اتنے بڑے تھاں پر ایک اکلوتا چلغوزہ دیکھتے وہ صدمے میں تھا۔۔۔

"سر!۔۔۔" ویٹر نے پاس آتے اسے متوجہ کرنا چاہا

"دفع ہو جا آج میں سچ میں صدمے میں ہوں!" اسنے کہتے چٹکی میں چلغوزے کو بڑے احترام سے اٹھاتے فضا میں بلند کیا اپنی آنکھوں کے سامنے۔۔۔

چاروں طرف لوگوں کے قہقہے گونج اٹھے تھے جنہیں بڑے صدمے سے رومیونے دیکھا۔

"دیکھ جولیٹ تیرے عشق میں آج لوگ مجھ پر ہنس رہے ہیں!" وہ نم آنکھیں پونچھنے لگا۔

سگار اپنے بندے کے حوالے کرتے اسنے آستینیں فولڈ کیں۔۔۔

اور اچانک ہی رومیو کندھے پر ہاتھ رکھا کہ وہ اچھل کر مڑا اور مڑتے ہیں گھومتا ہوا بھاری ہاتھ کا مکہ اسکے ہوش اڑا گیا۔

"اوائے کمینوں پولیس کو کال کرو غنڈہ گھس آیا ہے شرافت کی دکان میں!" وہ اردو میں بولتا چیخا پر ناسا منے والے کا ہاتھ رکنا ہی اسکی بات کسی کو سمجھ آئی۔

\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \* \_ \_ \_ \_ \_ \*

یونان کے اس خوبصورت شہر ایتھن کی ایک خوبصورت صبح تھی جہاں وہ بیڈ پر منہ کے بل پڑی تھی اور ساتھ ہی چار ماہ کا بیٹا اسکی طرح ہی ساتھ منہ کے بل پڑا مزے کی نیند لے رہا تھا کیونکہ ساری رات تو اپنی ماں کا سر کھاتا تھا یہ صبح کا ہی وقت ہوتا تھا جہاں اسے نیند آتی تھی۔

کھڑکیوں سے پردے اڑنے لگے تھے مدھم سی ہوا روم میں داخل ہوتی کھنک پیدا کر چکی تھی۔

"آپی۔۔۔!" فیری روم میں داخل ہوتی انہیں جھنجھوڑتی ہوئی کھڑکیاں بند کرتی پاس پڑے بے بی پر چھوٹا سا بلینکٹ ٹھیک کیا پر ہمیشہ کی طرح وہ ٹانگ مار کے اپنی پیٹھ سے ہٹا چکا تھا بغیر لمحے لیے بلکہ منہ بیڈ میں چھپائے

پیٹھ اوپر کواٹھائے سو رہا تھا۔

فیری اسکے انداز کو دیکھتی ہنس پڑی۔۔۔

"فتنہ کہیں کا!"

موش علی

اسکی بھوری آنکھیں بھورے بال سرخ سپید میدے جیسی رنگت اسے ایک جن کی شکل دے رہی تھی کہ فیری تو اس چھوٹے سے فتنے کی چیخوں سے پناہ مانگتی تھی جب اسے احساس ہوتا کہ دو تین چیخوں پر ماما پاس نہیں۔۔۔

اسکی آواز آسمان کو چھوتی تھی کہ لوگ پاس والے فلیٹ سے ڈسٹرب ہو جاتے تھے۔

وہ کافی ہوشیار تھا کہا جاتا ایک چالاک بچہ تو غلط نہ تھا۔

سیکنڈ میں سمجھ جاتا تھا کہ ماما بھی پاس نہیں ہے اس لئے اسے گلا پھاڑ کر چیختے زبردستی پاس بلانا پڑتا تھا اور جب

حورا لعین اسے گود میں اٹھاتی تھی تب وہ فخر سے مسکراتا اپنی ماما کے چہرے کو دیکھ کر سکون سے سو جاتا تھا۔

یہ الگ بات تھی رات کو خود نہیں سوتا نا ہی اپنی ماں کو سونے دیتا تھا۔

ابھی سے ہی اسنے محض چار ماہ کا ہونے پر اپنا میٹھیو ڈبنا لیا تھا۔

مسنی تو صدقے لیتی تھی کہ وہ بالکل اپنی نانی پر گیا ہے ایک آنے کا فرق نہیں۔۔۔



البتہ فیری اور حورالعین کے ناک میں دم کیا ہوا تھا۔

"آپی اٹھے ناں!" فیری واپس اسکے پاس آئی اور انکے بالوں کو چہرہ سے ہٹا کر آنکھوں پر بندھی سفید پٹی کو دیکھا جو انہوں نے آنکھوں کے علاج کے بعد کسی کو نادیکھتے فوراً باندھی تھی کہ یہ آنکھیں دیکھیں گی تو صرف اسے ورنہ کسی کو نہیں۔

وہ انتظار میں تھی کہ کب وہ آئے گا اور اسے دیکھے گی۔۔۔ مسنی اسے کڈنیپ کروا کر سال پہلے یہاں لیکر آئی تھی بلکہ اسکے ساتھ رومیو بھی تھا جو اسکے بے بی بورن اور آنکھوں کے علاج کے بعد ابھی اسپین چلا گیا تھا۔۔۔

"آپی۔۔۔۔!" فیری زچ ہوتی تیز آواز میں بولی  
"ہوں ہوں جاگ رہی ہوں گڑیا!" اسنے سر ہلایا اور کروٹ اپنے فتنے کی طرف لی۔۔۔

پاس پڑے فتنے نے مانوس آواز پر ایک آنکھ کھولی اور روم میں گھمائی جلد ہی اسے اپنی ماما کے پاس کھڑی چڑیل نظر آگئی جو اسے ہمیشہ قبضے میں کیے رکھتی تھی۔۔۔  
اسے غصہ تھا اس پر دل کرتا منہ نوچ لے اسکا پر وہ چار ماہ کا ہو کر کیا کر سکتا تھا اس آفت کا۔

البتہ گھور تو سکتا تھا پر اسکے گھور نے پر پتا نہیں کیوں انہیں اس پر پیار آ جاتا کہ فٹافٹ چمیاں دیکر اسکا بی پی ہائی کرتی چمٹ جاتی تھی چڑیلوں کی طرح۔

اور ایک تھی اسکی ماما جسنے کبھی آنکھوں سے پٹی ہٹا کر اسے دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا۔ دل کرتا تھا ابھی ہاتھ بڑھا کر آنکھوں سے پٹی ہٹالے کہ ماما اسے دیکھے پر وہ سنتی کہاں تھی اسکی بے چینی۔۔۔

پر یہ بھی سوچ لیا تھا کہ اگر اسے نہیں دیکھ رہی اسکی جگہ پہلے کسی اور کو دیکھا تو اس انسان کا اچھا نہیں ہوگا  
مستقبل کیونکہ فتنہ ہمیشہ چھوٹا نہیں رہے گا۔۔۔

یہ تھیں چار ماہ کے بچے کی سوچ جو بیچارہ ابھی بولنے کیلئے ماما کی ٹرائی کر رہا تھا پر اسکی فیملنگس انتہائی خطرناک تھی  
کہ بڑا ہو کر پہلے تو اس قریب والی چڑیل کو ہٹائے گا جو اسکی ماما کو اسکے پاس آنے نہیں دیتی۔۔۔

البتہ اسکی نانی۔۔۔

ہائے اسے دیکھ کر تو اسکے دل پر برف کے پھوارے پڑتے تھے۔ جو اسے زیادہ وقت اسکی ماں کے پاس  
چھوڑنے کی ہر ممکن کوشش کرتی تھی۔

بس وہ چاہتا تھا اسکے اور اسکی ماں کے بیچ کوئی نا آئے۔۔۔  
وہ ابھی سے چار ماہ کا ہو کر کافی پوزیسو تھا اور اپنی ماں کے پیار میں کسی کو حصہ دار نہیں کر سکتا تھا اسکی ماما صرف  
اسکی تھی۔۔۔

وہ تو سوچ رہا تھا ذرا سا پائوں پر کھڑا ہو جائے پہلے تو ان دونوں عورتوں کو اسکی ماں سے ہٹائے گا پرے اور پھر  
صرف اپنی ماں سے اپنے لاڈ اٹھائے گا۔

اس وقت اسے جتنا غصہ جتنے خطرناک جذبات آرہے تھے اسے امید تھی بڑا ہو کر انہیں راستے سے ہٹانا اسکے  
لئے بڑی بات نہیں ہوگی۔

"آپی آپکا ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے گا! ماما کہہ کر گئی ہیں کہ آکر کھالیں ورنہ اچھا نہیں ہوگا!" اسنے جاتے ہوئے  
دھمکی دینی لازمی سمجھی جس پر فتنے نے گھور کر اسکی پشت کو دیکھا

دل کیا پاس والا میز اٹھا کر اسے مارے اور سر پھاڑ دے اسکا جو اسکی ماں کو دھمکیاں دے رہی تھی پرہائے رے  
قسمت کہ وہی رونا وہ ابھی چار ماہ کا تھا۔۔۔

"ہاں آرہی ہوں!" حور العین نے خود سے بلیںکٹ ہٹایا جو فتنے نے غور سے دیکھا۔۔  
اور اسکے ارادے سمجھ کر اپنی چھوٹی سی ٹانگ اٹھا کر اسکے اوپر رکھنی چاہیے پر سرک سی گئی۔۔۔  
اسکو غصہ آیا اپنی ٹانگ پر دل کیا کاٹ دے کس کام تھی اسکے لئے۔۔۔

"تم جاگ رہے ہو؟" حور العین اپنے بازو پر اسکے چھوٹے سے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتی اسکی آنکھوں پر ہاتھ  
پھیرا جو کھلی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ کھلکھلایا۔۔۔ کامیاب جو ہو گیا تھا۔۔۔  
اسکی کھلکھلاہٹ سن کر حور العین مسکرا دی۔۔۔

"تمہیں سونا ہے بے بی۔۔! جلدی سو جاؤ شہزادہ میرا پیلا شہزادہ سو جاؤ بے بی!" وہ اسکے چھوٹی سی مٹھیوں  
سے اپنے بال نکالنے کی کوشش کرتی اٹھنے لگی تھی پر وہ بالکل چمٹ گیا تھا اس سے کہ حور العین بوکھلا گئی۔

"فتنے! واٹ آر یو ڈوننگ بے بی؟" وہ لیٹ کر اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے بال چھڑوانے لگی تھی پر  
وہ الٹا روتا ہوا اس میں سمٹ گیا۔

"الے الے میرا بچہ کیا ہو امیرے شہزادے!" وہ بوکھلا کر فوراً اسے خود میں سمیٹ کر سیدھی لیٹ گئی اور  
اسے سینے پر لیٹا دیا۔۔۔

جس سے اس فتنے کے منہ پر مسکراہٹ چھا گئی اور اسنے سسکتے ہوئے چہرہ اسکی گردن میں چھپا دیا۔۔  
حورالین ہنستی ہوئی اسکے چھوٹے سے روئی جیسے وجود کو سینے سے لگا کر سمیٹ گئی خود میں۔۔  
"مجھے پتا تھا سچی آپی یہ فتنہ آپکو نہیں چھوڑے گا۔۔۔"

کوئی سمجھے نا سمجھے میں جان گئی ہوں اسے بہت بڑی آفت ہے یہ اتنا تیز ہے ماشاء اللہ ایک بار عالم آگیا نا پھر دیکھیے گائیڈ کے نیچے پڑا ہو گا۔۔ "فیری ہنستی ہوئی بولی

"اللہ جی میرے شہزادے کو آفت نابولویہ تو میرا فتنہ ہے معصوم سا!" حور نے منہ بناتے کہا اور اسکے چھوٹے چھوٹے رخسار محبت سے چومنے لگی تھی جس پر وہ اوں اوں کرتا سکون حاصل کر رہا تھا۔  
جبکہ اسکی ایک آنکھ فیری پر تھی جو ابھی وہیں کھڑی اسے زہر لگ رہی تھی۔

"اچھا نہیں بولتی آپ پلیز ناشتہ کر لیجئے گا!" وہ بڑے ٹیبل پر رکھ کر وہاں سے چلی گئی۔

اسے صرف اب اپنے باپ کا انتظار تھا۔۔  
جانتی تھی جس طرح اسکی ماں اسے کڈنیپ کر کے آئی تھی چھوڑے گا تو اسکا باپ بھی نہیں انہیں۔۔

اب پتا نہیں کیا ہو گا بس نتیجے کے انتظار میں تھی۔

ویسے اسے بہت یاد آتی تھی اپنے باپ کی کہ کئی کئی دن مایوس رہتی تھی پر اپنی ماما سے شکایت نہیں کرتی تھی۔۔

شروع میں تو روئی تھی بہت اپنے بابا کیلئے پر آہستہ آہستہ اپنی ماما کی سوچ سمجھ کر سنبھل گئی کہ وہ صرف حورالین کو خوش رکھنا چاہتی ہیں۔۔۔



اور وہ اپنی ماما کو۔۔۔۔

مسکان جاب پر گئی تھی۔۔۔

ایک شاپ پر جاب کرتی تھی جو اسنے اور رومیونے ملکر اوپن کیا تھا۔

وہ تو چلا گیا پر مسکان نے اس سے وہ لے لیا۔

جبکہ حور العین گھر میں ہوتی تھی فیری کے ساتھ۔۔

وہ شاپنگ کیلئے بھی خود جاتی تھی۔۔۔

وہ اٹھی تو ساتھ اسکے گردن میں وہ بھی ننھا سا روئی جیسا وجود چمٹا ہوا تھا۔۔  
حور العین مسکراتی اٹیچ واشروم میں داخل ہوئی برش کرتی وہ مسلسل مسکراتی ہی تھی کیونکہ اسکے دماغ کے  
پردوں پر وہ حسین لمحے گزر رہے تھے جب اسکا شہزادہ اسے برش کرواتا تھا اپنے حصار میں لیکر۔۔۔

"تمہیں معلوم ہے فتنے تمہارے بابا تم سے زیادہ پوزیسو ہیں! پتا نہیں تمہارا کیا ہو گا۔" وہ ہنستی ہوئی سوچتی منہ  
تولیے سے صاف کر کے باہر آئی اور بیڈ پر بیٹھ کر ٹیبل سے ناشتہ اٹھا کر کرنے لگی جبکہ وہ ابھی تک اسکے گلے میں

چمٹا ہوا تھا۔

اسے معلوم تھا مسکان سارے کام کر کے گئی ہو گی اب اسے بس سبزی لانی تھی روز کی طرح۔۔۔

\* \_ \_ \_ \_ \_ \* \_ \* \_ \_ \_ \_ \_ \*

"سرچائے لائوں؟" ملازمہ اسے صوفے کی پشت پر سرٹکائے ماتھے دباتے دیکھتی ہوئی بولی

"نہیں!" برہان نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور مدھم مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا کرو سر درد کی ٹیبلٹ لادو!" وہ کچھ سوچ کر بولا وہ فوراً سر ہلا کر چلی گئی۔

اور کچھ ہی دیر میں ٹیبلٹ پانی کا گلاس لادیا جس پر شکریہ کہتے برہان نے تھام لیا۔۔

ٹیبلٹ کھانے کے کچھ دیر بعد وہ کچھ سہی ہوا تو فائل اٹھا کر گود میں رکھتے پھر سے کام کرنے لگا۔۔

تبھی موبائل پر اسکی کال آئی۔۔

اسنے اٹھا کر دیکھا تو دوست کی تھی۔۔

کچھ دیر میں ہائے ہیلو کہنے کے بعد اسنے شکوے سنتا ہوا مسکرایا۔۔

اسکا ٹرانسفر واپس کراچی ہوا تھا پر اسکا گھر سنسان تھا۔

آلف نے الگ سے فلیٹ لے لیا تھا جس میں وہ نور العین کے ساتھ رہتا تھا جبکہ خود اس گھر کو چھوڑنا نہیں چاہتا

تھا تبھی اتنے بڑے گھر میں خود ملازموں کی موجودگی میں پڑا رہتا تھا۔۔

واپس کراچی میں آنے پر اسکے دوست چھوٹی سی پارٹی دینا چاہتے تھے خوشی میں پر وہ رضامند نہیں تھا۔

شور گلا تو اسے پہلے ہی پسند نہیں تھا کافی سنجیدہ بندہ تھا پر اسکی فیری نے آکر اسکی دنیا میں کھلکھلا ہٹیں بھریں تھی  
پر زیادہ دیر تک نہیں۔۔۔

اسے واپس سے اکیلا کیے چلی گئیں تھی کہ اب بس اسکا دل کر رہا تھا وہ مسنی ہاتھ چڑھ جائے تاکہ اسکا گلا اپنے  
ہاتھوں سے کاٹے دھوکے باز عورت۔۔۔

اسنے کتنا انتظار کیا مسیج کا پوری رات بار بار موبائل کی سکرین کو دیکھتا رہا پر اسکا جھوٹ جلد ہی معلوم پڑا جب  
کچھ ہی دن میں معلوم ہوا مسنی حور العین اور فیری کے ساتھ فرار ہو چکی ہے۔  
اسے تو یقین نہیں آیا وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں بھاگ آیا اور سوچا تھا کہ مذاق ہو گا پر نہیں ایک قیامت سچ  
میں اسکے انتظار میں تھی۔۔۔  
اور آج دشت تنہائی اسے کاٹ کر کھاتی تھی کہ واقعی وہ ظالم لڑکی تھی۔۔۔  
جسے ایک بار چوٹ دی جائے تو وہ ناسور دیتی ہے۔  
اسنے موبائل آف کر کے رکھنا چاہا کہ تب ہی نظریں اسکی وال پکچر پر گئیں۔۔۔

سامنے ہی وہ سینے پر فیری کو لیٹائے گہری نیند میں تھی۔۔۔  
اسے یاد تھا یہ تصویر صبح ڈیوٹی سے لوٹتے وقت اسنے کھینچی تھی۔۔۔  
اور چھپا کر سیو کر لی تھی پر اسنے نہیں معلوم تھا یوں اسکی تنہائی کا خاص سا تھی بنے گی۔

اسنے دونوں کی تصویر پر لب رکھے اور مسکراتے ہوئے واپس موبائل رکھتے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا۔

ارادے اسکے اچھے نہیں تھے مسنی کیلئے بس اسکی ٹیم تھی اسکے پیچھے ایک بار ذرا معلوم پڑ جائے کہ کہاں ہے وہ  
پھر وہ جو حساب لے گا اس سے مسنی نہیں مسی کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔۔۔

سوچ کر مسکراتے ہوئے اسنے سر جھٹکا۔۔

ابھی تو صرف عالم کا انتظار تھا وہ آجائے تو سارا کچھ ٹھیک ہو جاتا۔۔۔  
اسے یہ بھی ڈر تھا کہ وہ بندہ کیا حال کرے گا اسکی مسنی کا جب معلوم پڑے گا کہ اسنے کڈنیپ کیا ہے اسکی بیوی  
کو۔۔۔

وہ کوٹ لاؤنج میں صوفے پر پھینکتا ہوا آستین فولڈ کرتا سیدھا سیڑھیوں کی طرف بڑھا جہاں نور العین کا روم  
تھا۔

اسکی نظروں کے سامنے صرف اسکی ہیل گھوم رہی تھی جو ایک بونی کو بدل گئی تھی حالانکہ اس حلیے نے اسکا  
گرمی سے برا حال کیا ہوا تھا۔

وہ جلد از جلد اپنے روم میں جانا چاہتا تھا پر پہلے اسے اپنا کام کرنا تھا۔



ہاتھ بڑھا کر اسنے دروازے دھکیلا جو کھلتا چلا گیا۔۔۔

اور قدم اندر رکھے جہاں نظریں شوزرینک ڈھونڈنے لگی تھی وہیں ٹھاکی آواز پر نور العین بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔۔

"کک۔۔۔ داد۔۔!" وہ کون پوچھنے والی تھی پر سامنے کھڑے وجود کو دیکھتے اسکی سانسیں سینے میں اٹک گئی۔۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" اسنے حیران ہوتے اسے دیکھا اور پھر گھڑی کو جہاں رات کے دو بج رہے تھے اور اس وقت اسکایوں اندر روم میں آنا سانسیں لے رہا تھا۔

وہ تھوک نگلتی اسکی سرخ آنکھیں دیکھ کر خوفزدہ سی ہو گئی تھی۔۔۔

داؤد بغیر اس پردھیان دیئے شوزرینک میں رکھی ساری ہیلز کو خونخوار ہو کر دیکھنے لگا تھا۔۔۔

اور دوسرے ہی لمحے وہ آگے بڑھتا نور کو الجھا خوفزدہ چھوڑ کر ساری ہیلز اٹھا کر کھڑکی سے باہر دوسری طرف سڑک پر پھینک دیں۔

"بی۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا کیا اپنے۔۔۔؟؟ یہ میری ہیلز ہیں آپ کر کیا رہے ہیں؟ کیا ہو گیا ہے آپکو؟" وہ حواس باختہ سی بھاگتی کھڑکی کے پاس آئی۔۔۔

دانو نے ساری ہیلز کھڑکی کے باہر پھینکتے کھڑکی بند کر دی اور جب مڑا ہی تھا کہ سیدھا نظریں اسکے سراپے پر گئیں۔۔

پنک ناٹھی میں کھلے سیاہ بکھرے بال، کچی نیند کی وجہ سے سیاہ بڑی بڑی آنکھوں میں بیک وقت خوف، غصہ، ہرساں، الجھے تاثرات اور سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔

دوپٹے کے بھوج سے آزاد سراپا تو بہ شکن تھا اسکی نظریں تھم سی گئیں اس پر۔۔

"کیا؟" نور کو ساکت دیکھتے اسنے سرد لہجے میں پوچھا  
"یہ۔۔ یہ آپنے کیا کیا؟" وہ ہر اسان نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

"کیا کیا ہے؟" ابرو اچکا کر اسنے پوچھا اور قدم اسکی طرف اٹھاتے اسکے لرزتے لبوں کو دیکھا اور وہاں سے نظریں ہوتی اسکی گردن پر آئیں اور وہاں سرکتی گئی۔۔

"بی۔۔ یہ میری ہیلز۔۔ کک۔۔ کیوں باہر پھی۔۔ نک دیں آپنے اب میں نے کیا کیا ہے؟" وہ آنکھیں مسل کر بولی جانے کیوں رونا سا آ رہا تھا۔

پہلی بار شاید وہ اس سے بول رہا تھا یا وہ جس قدر سرد ہو کر بول رہا تھا اس سے۔۔

"کیا کیا ہے؟" اسکے پھر اسی سوال پر نور نے نظریں کھڑکی سے ہٹا کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اور اسکی آنکھوں کے تاثرات دیکھتے اسکی سانسیں تو خشک ہو گئی بلکہ دھڑکنیں بھی ساکت پڑ گئی۔۔۔  
وہ سپید ہوتی رنگت کے ساتھ من بھر کا قدم بھرتی پیچھے ہوئی۔۔۔

آلف نے پھر سے قدم اسکی طرف اٹھائے کہ وہ بوکھلا کر وہاں سے بھاگنے لگی ہی تھی کہ مضبوط ہاتھ نے جکڑ کر اسے وہی واپس کھڑا کیا تھا۔

"جج۔۔۔ جانو یہاں سے آپکا تو کام ہو گیا۔۔۔!" آنسوؤں ٹوٹ کر اسکے رخسار پر پھسلا

"اگر ناجائز تو؟" سگریٹ کا گہرا کش بھرتے اسنے دھواں سیدھا اسکے منہ پر پھینکا وہ بوکھلا کر بری طرح کھانستی اپنا بچاؤ بھی اس افتاد سے نہیں کر پائی تھی۔۔۔

"میں چیخوں گی۔۔۔" وہ روتی ہوئی بولی۔۔۔

"چیخو!!! وہ لا پرواہ ہوتا بولا اور معنی خیزی سے اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا متبسم سا مسکرایا۔

"قریب آؤ!" اسنے سرد لہجے میں تحکمانہ انداز میں کہا۔۔۔

وہ اسے دیکھتی تھوک نگلتی دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"جانو پہلے دروازہ لاک کر آؤ۔۔۔!" سگریٹ کو بوٹ سے مسلتے وہ اسکے پاس سے گذرتا ہوا بیڈ پر بیٹھا اور دوسرے ہی لمحے نور العین کی پھیلی آنکھوں کے سامنے اپنے چوڑے توانا وسیع سینے سے شرٹ کو الگ کرتے اسکے منہ پر پھینک دی کہ وہ سانس روکے اسے بوکھلا کر تھام گئی۔

"ک۔۔۔ کیوں۔۔۔؟" وہ لرزتی ٹانگوں سے بمشکل کھڑی اسے دیکھتی بولی جواب بالکل سیدھا لیٹ کر بڑی فرصت سے اسکے سراپے کو بغیر کسی آنچ دیے تاثر سے دیکھ رہا تھا کہ نور العین خود میں سمیٹتی لب دانتوں تلے بھیج کر وہاں سے بھاگنے کی تیاری کرنے لگی تھی۔۔۔۔

"غنڈہ لو فر۔۔۔!" اسنے سسکی دبائی اور اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے قدم دروازے کی سمیت اٹھائے۔۔۔ وہ اسکی پشت پر بکھرے سیاہ بالوں کو دیکھنے لگا تھا۔

"کس سے پوچھ کر ہیلز پہنی تھیں؟" اسے پیچھے سے آواز آئی اور اسنے اندازہ لگایا وہ غصے میں تھا۔

"بڑا شوق ہے تمہیں دائود کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر بات کرنے کا۔۔۔۔ آؤ یہاں۔۔۔!"

"اب میں نے کیا کر دیا ہے؟ بتائیں تو سہی؟" اسنے گھٹی آواز میں سسکی دبا کر پوچھا



وہ بہت خوفزدہ سی ہو رہی تھی اسکے وجود سے سرد لہریں اٹھنے لگی حلق خشک ہوتا کانٹے چھنے لگے تھے۔ اس سے اپنے پیروں پر کھڑا رہنا محال ہو گیا۔

بار بار وہ لبوں پر زبان پھیرتی اپنی بھیگی ہتھیلیوں کو اسکی شرٹ پر صاف کرتی خاموش اسکی طرف پشت کیے دروازے کے پاس وہیں بت بنی کھڑی رہ گئی۔

"یہاں آؤ بتائوں!" دونوں ہاتھ سر کے پیچھے رکھتے اسنے نرمی سے کہا

کیونکہ اسے لگ رہا تھا اب اگر ذرا سی سختی کی وہ یہیں پڑی زمین پر ملتی اور آج جو اسے سزا دینے کا دل کر رہا تھا اس سے مایوس سا ہو جاتا۔

"نن۔۔ نہیں۔۔!" وہ نفی میں سر ہلا کر باہر بھاگی

"بونی۔۔!!" وہ غصے سے دھاڑا نور العین کی سانسیں خشک ہو گئی تھی اور وہ سیڑھیوں پر کھڑی اوپر کود دیکھنے لگی جہاں روم سے اسکے قدموں کی آواز آرہی تھی۔

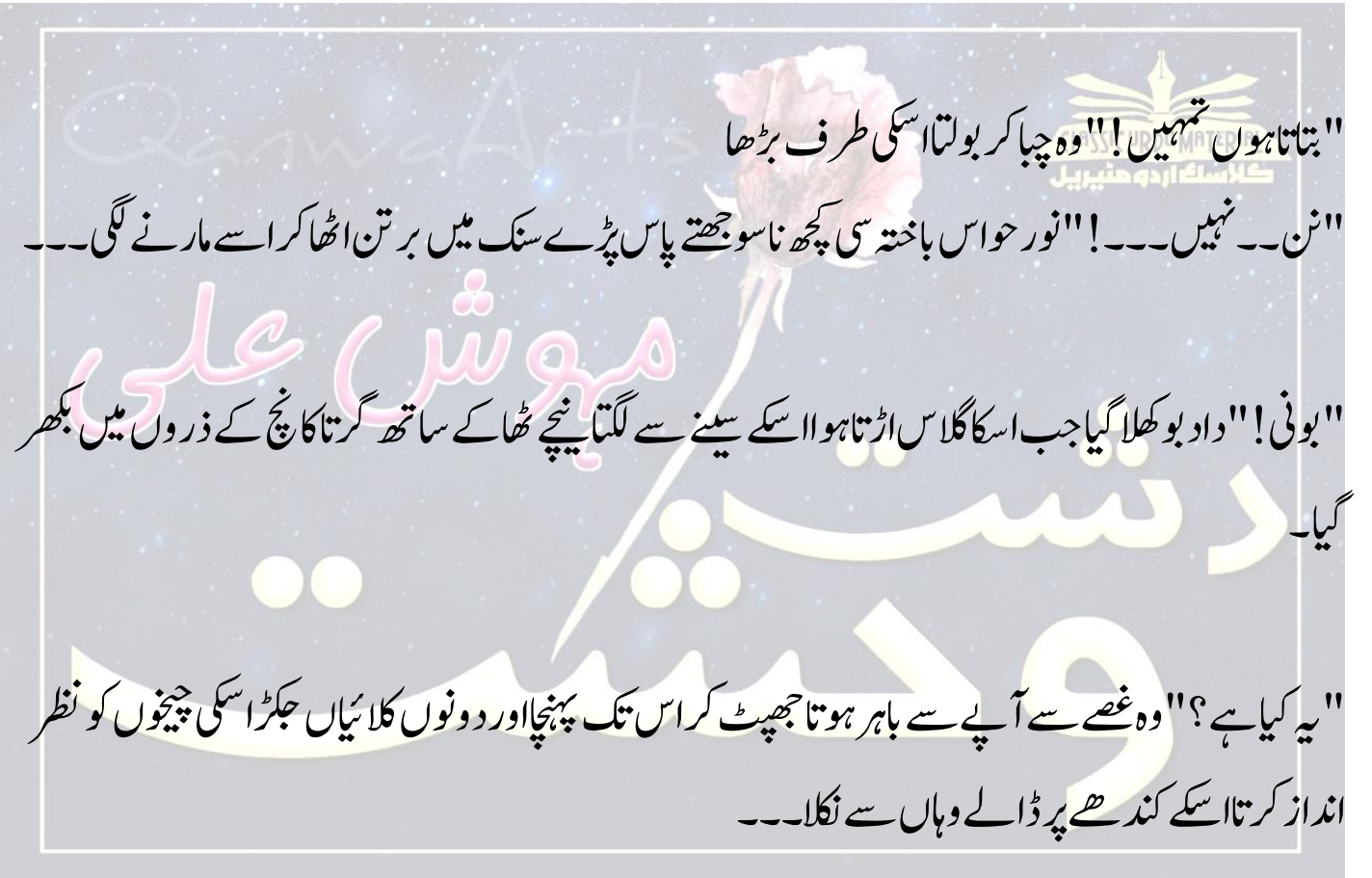
"میں نہیں آؤں گی۔"

اسنے شرٹ وہیں پھینک کر کچن کا رخ کیا اور اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کرنے لگی تھی کہ پیچھے ہی ایک دم دروازے کے نیچے داد نے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"آہ۔۔!! داد!" نور العین نے سسک کر فوراً دروازے کو چھوڑ دیا اور آنکھیں پھیلائے اسکے ہاتھ کو دیکھتی پیچھے ہوتی کانٹوں سے جا لگی۔۔

"کہاں بھاگ رہی تھی؟؟" وہ سرد لہجے غصے بھری نظروں سے اسے دیکھتا ہوا اپنے ہاتھ پر پھونک مارنے لگا تھا۔

"اک۔۔ کیا چاہتے ہیں پھر!" ہوش میں آتے اسکے ہاتھ کو دیکھتی آنکھیں مسلنے لگی تھی



"چھوڑ مجھے حیوان۔۔!! چھوڑ ورنہ میں مار دوں گی تمہیں!" وہ اسکی پیٹھ پر دونوں ہاتھوں کے مکے برساتی چیخ رہی تھی جبکہ داد لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے اسکے کمرے میں لے جانے کے بجائے اپنے کمرے میں آیا۔۔

"آہ۔۔۔!" اسنے جس انداز میں اسے اپنے جہازی سائز بیڈ پر پھینکا تھا نور کی سسکی نکل گئی۔۔۔

"یہی رہنا! اگر باتھ روم یا کہیں اور جانے کی کوشش کی تو وہاں بہت برے سین ہوں گے جن کا تم تصور نہیں کر سکتی!" وہ وارن کرتا اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھتا دروازے کی طرف بڑھا اور اسے لاک کرتے مڑ کر نور کو دیکھا جو اسے دیکھتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر سسکا اٹھی تھی

"کیا نائٹ ہے؟" پاس آ کر وہ غرایا اسکی سانسیں خشک پڑ گئیں۔

"آپکو کیا فرق پڑ رہا ہے؟" وہ اس پر غرائی۔۔۔

داد نے اسکی خوبصورت بھیگی آنکھوں میں خوف دیکھتے بمشکل مسکراہٹ چھپائی۔

"فرق پڑ رہا ہے ڈر سٹرب ہو رہا ہوں بند کرو یہ نائٹ!" وہ انگلیوں سے رنگ نکالتا بیلٹ نکالنے لگا جس میں گن لگی ہوئی تھی۔

اسنے آہستہ سے وگ نکالی لمبے بالوں والی اور مونچھیں اتارتا ہوا بالکل پہلے والا داد اسکے سامنے موجود تھا جبکہ

نور العین اسکے سامنے بیڈ پر پڑی ساکت نظروں سے اسکی کارکردگی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"آتا ہوں خبردار یہاں سے ایک انچ بھی ہلی ہو!" غصے سے گھورتے ہوئے وہ سرد لہجے میں کہتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا باتھ کیلئے۔۔۔

اور نور العین ہلتی کیا بیڈ سے وہ تو سن وجود کے ساتھ اسکی چوڑی پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تو کیا ایک بار پھر اسکا حلیہ صرف دھوکہ تھا!!"

اور اسکا دھوکہ پہلے تو کوئی اور نہیں بلکہ اسکی اپنی بیوی ہی کھا جاتی تھی اور غم میں ڈوبی رہتی کہ وہ کیا سے کیا بن گیا۔۔۔۔

"تو کیا وہ پھر اپنے مشن پر تھا اور میں کیا کیا سمجھتی رہی۔۔۔!"

پہلے آلف اب دائود بھائی۔۔۔!"

"میں اتنی بیوقوف کیسے ہو سکتی ہوں" وہ بڑبڑاتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

وہ روتی ہوئی تکیے میں منہ چھپا گئی تھی پر اسکا نازک سا سراپا ہچکیاں لے رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ جب تولیے سے سر پونچھتا ہوا روم میں داخل ہوا نظریں سیدھا اسکی پشت پر گئی جو اسکی طرف تھی جبکہ وہ کروٹ بل لیٹی منہ تکیے میں چھپا کر رو رہی تھی داد اندازہ لگاتا ہوا گہرا سانس بھر کر سر جھٹک گیا۔۔۔

"بس کرو مرا نہیں ہوں ابھی جو اس طرح رو رہی ہو!" وہ غصہ سے بولتا تولیہ پھینک کر اسکے پاس آکر لیٹا۔۔۔  
نور اسکی موجودگی محسوس کرتی کھسکنے لگی تھی پر دوسرے پل داد نے اسکے بازو کو پکڑ کر جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کیا۔



"کیوں ماتم مچار کھا ہے؟ مر گیا ہوں کیا یا بیوہ ہو گئی ہو؟" وہ چین چین کر الفاظ کا ترچلاتا اسکا دل جلانے لگا تھا۔  
نور نے گھورتے ہوئے اپنی سرخ انگارہ آنکھیں اٹھا کر اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔  
دونوں کی نظریں ملیں تھیں وہ غصے شرم سے پھیر گئی جبکہ دادا اسکی بھیگی پلکیں، آنکھوں کی سرخی پر مبہوت سارہ  
گیا۔

نور نے گھورتے ہوئے اپنی سرخ انگارہ آنکھیں اٹھا کر اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔

دونوں کی نظریں ملیں تھی وہ غصے شرم سے پھیر گئی جبکہ دادا اسکی بھیگی پلکیں، آنکھوں کی سرخی پر مبہوت سارہ گیا۔

کیا

اسنے کروٹ اسکی طرف لیتے اسکی نازک کمر میں بازو ڈالا اور اسے فوراً گھسکا کر فاصلے مٹا دیے۔۔۔

"داد۔۔۔!" وہ اسکے سینے سے لگ کر سسک ہی سکی تھی۔۔۔ جب اسکا بھاری ہاتھ اسکی بھیگی گالوں پر گھوما اور

اسکے آنسوؤں مٹا کر وہاں جھکتے اپنے لب رکھنے لگا۔۔۔

نور آنکھیں میچ کر اسکی پشت پر ہاتھ ٹکا یا جب وہ حصار تنگ کرتا اسکی گردن یہ جھکتا بغیر اسکی سنے بغیر صفائی

دیئے اسکی خوشبو اسکے لمس اسکے روئی جیسے ریشم وجود سے خود کو سیراب کرنے لگا تھا۔

"داد۔۔۔۔۔پ۔۔۔۔۔پلیز!" اس کے تنگ ہوتے حصار میں اس کی سانس اکھڑنے لگی

اور داد نے سر اٹھاتے اسکی مچی آنکھوں کو دیکھا

"شش!!" وہ اسے بیڈ پر ڈالے خود اس پر جھکتا اسکے لبوں پر انگلی رکھ کر سرگوشی میں بولا۔۔۔

نور نے بہت مشکل سے آنکھیں کھول کر اسکی طرف اٹھائیں وہ پہلے ہی اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جب

دونوں کی نظریں ملی۔۔

وہ کچھ جھکا اسکے چہرے پر۔۔۔۔۔ نور کا تنفس بگڑنے لگا تھا وہ اتھل پٹھل سانسوں کے بیچ کبھی اسکے لبوں کو دیکھتی تو کبھی اسکی آنکھوں کو جو اسکے نقوش پر گھوم رہی تھیں۔

اسنے اپنے چہرے پر اسکی دہکتی گرم سانسیں محسوس کی تو آہستہ سے آنکھیں موند لیں جانتی تھی اس سے فرار ہونا ناممکن میں سے تھا اور جب وہ اس پہ مہربان ہو رہا تھا تو وہ کیوں اپنی خوشیاں جھولی میں ناسمیٹتی۔۔۔

وہ اسکے چہرے پر جھکا اسکی گال سے اپنی گال سہلانے لگا۔۔۔ نور حلق تر کرتی بیڈ شیٹ کو چھوڑ کر اسکے گرد بازو ڈالے خود کو اسکے سپرد کر دیا۔۔۔

داد نے مسکراتے اسکی بند آنکھوں اور بگڑے تنفس کو دیکھا  
"سمجھدار ہو!!" وہ اسکے بال چہرے سے سنوار کر اسکی پھولی رخسار کو لبوں سے چھوتا اسکی آنکھوں کو چومنے لگا۔۔۔

جبکہ نور العین کے ہاتھ سرکتے اسکے بالوں میں آگئے۔۔۔  
"خبردار اگر تم نے کبھی اپنے پاؤں میں ان ہیلز کو پہنا!!"

پھر مجھے تمہارے پاؤں کاٹنے یا ان دکانوں میں آگ لگاتے ذرا افسوس نہیں ہوگا۔ "وہ اچانک اسکے کان میں سیسہ پھگلاتا ہوا بولا جہاں نور نے سمجھتے خوف سے آنکھیں پھیلائیں تھی وہیں داد نے اسکے کان کی لو کو دانتوں میں دباتے اسکے لبوں سے سسکی سی آزادی۔

"بہت پسند ہے تمہیں مجھ سے بھاگنا ہے نا؟" وہ اسکی گردن کی شہ رگ پر ہونٹ رکھتا اسکی دھڑکنیں ساکت کر گیا۔

"مم۔۔۔ میں ایسا کک۔۔۔ کب کرتی ہوں؟" وہ رونے کو تیار ہو گئی جب وہ اسکے وجود میں اپنی جنونیت کے حصار میں لیتا اسے خود میں بھینچنے لگا تھا کہ وہ سسکی بھرتی رہ جاتی۔

"اچھا نہیں یاد تمہیں؟" اسکے جبرے کو مٹھی میں پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔

نور اپنی بھاری ہوتی پلکوں کے بھوج سے آنکھیں موندیں پڑی اس میں سمٹنے لگی تھی۔

جسے محسوس کر کے داد کے عنابی لبوں پر بھولی بھٹکی مسکراہٹ اپنی چھپ دیکھانے لگی۔۔۔  
جسے وہ کس قدر چاہ کر بھی چھپا نہیں سکا۔۔۔

اسکے چہرے کو دیکھتے اسنے جھک کر نرمی سے اسکے لرزتے لبوں پر بوسہ دیا۔۔۔  
اور سر اٹھا کر اسے نقوش میں گھلتی سرخی کو دیکھتا انگلیوں کے پوروں پر اسکی پھولی گال سہلانے لگا۔۔۔

"کیا سمجھتی ہو تم مجھے؟؟؟"

کیوں تمہیں مجھ پر کبھی یقین نہیں آتا؟" وہ ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کرتا اسکے کان میں سرگوشی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"میں نے کہا تو ہے مجھے معاف کر دو۔۔۔!!" نور سال بعد پھر وہ لمحات یاد کر کے سسکا اٹھی اور مضبوطی سے اسکی گردن میں بانہوں کا حصار ڈال کر اسکی گردن میں منہ چھپائے سسکنے لگی تھی۔۔۔

"میں بس آپ سے پیار کرتی ہوں داد!

ناداؤد سے نا آلف سے۔۔۔

انہونے مجھے ہمیشہ ہرٹ کیا ہے۔۔ میں آپکی ہوں داد صرف آپ سے محبت کرتی ہوں!! پتا نہیں کیسے بھٹک گئی۔۔" اسکے گالوں پر اپنے بھیگے لب رکھتی وہ روتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

البتہ اسکی گستاخیوں جسارتوں پر وہ سہمی سی تھی۔

فسوں خیز لمحات دونوں کے بیچ سرکنے لگے۔۔

اور وہ سانسیں روکے اسکے تنگ مضبوط پناہوں میں اپنے پور پور پر اسکے دہکتے لمس شدت بھری جسارت محسوس کرتی حلق تر کرنے لگی۔

وہ اسکے کچھ کہنے کے انتظار میں تھی پر اس سے کوئی امید رکھنا بیکار تھی۔۔

"دوں تمہیں اب تڑپ کی سزا؟" وہ اسکے بالوں کو انگلیوں میں پھنسائے چہرہ اونچا کرتا اسکی سانسیں اپنی سانسوں سے الجھانے لگا۔

نور نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔

"نن۔۔ نہیں!" وہ کہہ کر لب دانتوں میں دبائی



دادا برواچکا کر اسکے لبوں پر نظر ڈالتا ہوا اسکی گردن پر لب رکھتا اسکی ٹھوڑی کو چوم کر اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔۔۔

"بونی ہو بونی بن کر رہو۔۔!! میرے سامنے پھڑ پھڑانے کی ضرورت نہیں! پر کاٹتے مجھے منٹ بھی نہیں لگتے جسکا اندازہ تمہیں ہوئی جائے گا بے بی۔" وہ اسکے لبوں کو آزادی بخشتا اسکے کانوں میں سرگوشی کرتا نور کے گہرے سانسوں کی آواز پر اسکے لبوں پر انگلی رکھ دی۔۔

سیاہ رات کے گذرتے سرکتے لمحات کے ساتھ اسکی جسارتوں میں شدت آتی گئی۔  
نور العین اسکی شدتوں میں اسکی محبت پا کر خود پر اپنے نصیب پر ناز کر رہی تھی کہ وہ جتنا بھی اس سے نفرت کرنا چاہے جتنا دور رہنا چاہے پر وہ ہو نہیں پاتا تھا نا ہی کبھی اس سے نفرت کر پاتا تھا کیونکہ وہ تو اسکی محبت تھی اسکی رگ رگ میں بسی ہاں یہ الگ بات تھی کہ وہ ہمیشہ اسکی اسکی قصور وار رہے گی اسکی خوشیوں کو نکلنے والی۔۔۔۔

پتا نہیں یہ کیسی محبت تھی جیسے وہ خود سمجھ نہیں پار ہی تھی۔۔۔  
جس میں وہ اسکی قصور وار بھی تھی پر اسکے بعد بھی وہ اس پر تشدد کرنے کے بجائے اس سے نفرت کرنے اسے دھتکار کر طلاق دینے کے بجائے اسے کسی نازک گڑیا کی طرح بانہوں میں سمیٹ کر اسکے چھوٹے سے وجود کو اپنے چوڑے وسیع سینے میں چھپائے ہوا تھا۔۔

اور اس قدر محبت سے چاہت سے اسے چھو رہا تھا احتیاط سے کہ جیسے وہ نازک کانچ کی ہو ذرا سا کچھ ہونے پر اس سے ٹوٹ جائے گی۔۔

وہ تو یہ سوچ کر اس سے دور بھاگ رہی تھی کہ وہ اسکے پور پور پر درندگی لٹائے گا۔۔

پر وہ کیوں بھول گئی کہ وہ صرف اسکا "داد" تھا۔۔۔۔

اسکا بزدل ساداد جو اپنی محبت کے سامنے ہتھیار ڈال کر سسک اٹھتا تھا۔

اس میں بزدلی اسکی یہ نہیں کہ وہ درندوں سے ڈرتا تھا وہ تو انکے لئے ان شیر تھا بزدل تو یہاں اپنی محبت کے سامنے تھا جہاں آکر ہمیشہ وہ گٹھنے ٹیک دیتا تھا۔

"بونی۔۔۔!" اپنی گردن میں چھپے اسکے چہرے کو دیکھتے اسنے گال پر اپنی گال کو سہلاتے پکارا  
وہ شرم سے کوئی جواب نہیں دے پار ہی تھی۔۔۔ جسے محسوس کرتا داد بمشکل ہنسی چھپائے اسے مزید چھیڑنے  
لگا تھا اسکا سر اٹھا کر اچانک سے اسکی ناک پر دانت گاڑھے۔۔۔

مہوش علی

یہ محبت بھی ایک افیت ہے۔۔۔

اسے تو صرف معلوم تھا کہ کوئی قہر زمان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔۔۔

اسے لگا تھا کوئی انکی ٹیم میں انسے ملا ہوا ہے پر اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اسکی بونی ہی ان سے ملی ہوئی ہے۔۔۔  
وہ خود سے زیادہ اندھا اعتماد کرتا تھا اس پر۔۔۔ وہ سوچتا تھا کہ اگر کہیں تکلیف ہوئی یا زندگی کے کسی موڑ پر وہ  
الجھی لڑ کھڑائی تو سب سے پہلا ہاتھ ہی اسکا تھا مے گی۔۔۔

پر وہ کیسے بھول گیا کہ اسکی بونی بیوقوف کے ساتھ ماشاء اللہ سے معصوم تھی اور اسکی معصومیت نادانی اسکی  
خوشیاں نوچ گئی

اس دن جب اسکے منہ سے جان کر وہ ٹوٹ کر وہاں سے نکلا تھا اور کہیں دور جانا چاہتا تھا پر اسے سڑک پر پاگلوں  
والی حالت میں دیکھ کر اسکا دل سینے سے باہر کو آ رہا تھا۔

وہ اپنا تو غم بھول گیا اسے صرف سامنے اپنی بونی کی سچائی اور آنسوؤں دکھ رہے تھے۔

وہ جانتا تھا کہ اندھا اعتماد دھوکہ ہے تاریک کھائی ہے پر وہ بار بار اس کھائی میں گرنا چاہتا تھا وہ بالکل اسکی محبت میں پاگل ہونا چاہتا تھا اسلئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسکے پاس لوٹ آیا یہ الگ بات تھی اسکے ماں باپ کا غم اسے کبھی کچھ بولنے نہیں دیتا تھا اس سے۔۔

اور اسے ڈرتھا اگر وہ کچھ بولے گا ایسا نہ ہوا اسکی بونی ہرٹ ہو اس سے کیونکہ جسے وہ یتیم تھا ویسے ہی تو اسکی بونی

بھی تو اکیلی تھی پھر کیسے اپنا درد محسوس کرتا اور اسے تنہا چھوڑ دیتا۔۔

کیسے تکلیف دیتا پر انجان بنکر سرد بن کر پتھر بن کر بھی اسے تکلیف دینے لگا تھا۔

اسے لگا تھا شاید وہ اسے نہیں چاہتی اسلئے ہی اسنے پورا سال اسکے حوالے کر دیا کہ ایک دن ضرور آئے گا جب وہ خود اس سے علیحدگی کی ڈیمانڈ کرے گی۔۔

پر وہ دن کبھی نہیں آیا اور اگر آتا بھی تو شاید ساتھ آلف علوی کو بھی لے جاتا کیونکہ وہ نہیں تصور کر سکتا تھا اپنی بونی کے بغیر جینا۔۔۔

اسکی ماں کی آخری بات یاد تھی اسے کہ کبھی اسے اکیلا مت کرنا "وہ بہت معصوم ہے"

اور شاید اسنے اکیلا کیا تھا تبھی وہ حیوان اسے جھپٹ گئے تھے۔۔

اسے نہیں لگتا تھا کہیں بھی اسکی بونی کی غلطی تھی کیونکہ غلطی ساری داد علوی کی تھی جسنے اتنا توڑ دیا تھا اپنی بونی کو جو دوسرے پر یقین کرنے کیلئے مجبور ہو گئی۔۔

وہ جانتا تھا وہ دائود بھائی کے حلیے سے ڈرتی ہے اسے نہیں پتا تھا کہ وہ دائود بھائی نقلی ہے بلکہ وہ سچ سمجھ کر پھر سے اس سے خوفزدہ ہونے لگی تھی

اور اسکا خوف غصہ دیکھ کر داد سمجھ گیا تھا کہ وہ کبھی نہیں سدھری گی۔۔

ایک جذباتی بیوقوف سی بونی تھی اور وہی رہے گی۔۔

اور اس بونی کو آئی تھی بڑی ہیل پہن کر بدلنے۔۔۔

وہ اپنے مشن قطر کے شہزادے کے ساتھ ملے دہشت گردوں انجام تک پہنچانے میں مصروف تھا اور کبھی اس دور ان اس پر توجہ نہیں دی تو وہ خود کو ہی بدلنے لگی تھی۔

داد نے سوچ کر سینے پر سر رکھے سوئی نور العین کو دیکھا۔

"مجھے چھوٹے چھوٹے بونے بونی چاہیے" اسنے اپنے ہاتھ میں موجود اسکی انگلیوں کو لبوں سے لگاتے سرگوشی کی۔۔۔

نور نے پٹ سے آنکھیں کھول اس جملے کا پس منظر سمجھنا چاہا اور وہ سمجھ کر کان کی لوتک سرخ پڑتی اسکے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔۔

"کیا ہو گیا!" داد اچانک اسکے حملے سے گھبرانے کی ایکٹنگ کرتا اسکی دونوں کلاسیاں جکڑ کر اسے بیڈ پر ڈالتا تھتھہ لگا اٹھا۔

"اب تم بچو مجھ سے بیوٹی۔" وہ خاص کر کے بیوٹی پر زور دیتا بولا نور کی شکل رونے جیسی ہو گئی

"میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی! دھوکے باز انسان" وہ غرائی اور جھٹکے سے کلاسیاں چھڑوا کر اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑے کھنچنے لگی تھی



داد قہقہہ لگا کر اسکے لبوں پر کودیکھتا یکدم اسے ہوش ٹھکانے لگاتے چہرے پر جھک گیا۔۔۔

"داد کی زہریلی بونی!"۔۔۔۔۔ وہ مدھم سی سرگوشی کرتا اسکے رونے کیلئے پھیلے لب پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

\*-----\*-----\*

"کھانا تیار ہے اسمی جی؟" وہ بچن میں آتا بریف کیس وہی رکھ کر کوٹ اسکے شانوں پر ڈالتے ہوا بالکل پیچھے کھڑا ہو گیا کہ اسکی سانسیں سمی گردن پر محسوس کرتی کچھ آگے کھسک گئی۔۔

"پکار ہی ہوں تم جانو چیخ کر کے آؤ" وہ سٹیٹا کر بولی اور دوسری طرف سے کھسک کر وہاں سے نکلنے لگی۔۔

"کیا ہو گیا اسمی جی ایسے کیوں کر رہی ہیں؟" وہ اسکے احساسات جان کر بھی انجان بننا ہوا بولا

سمی نے گھور کر اسے دیکھا۔۔

کوئی بہت ہی چپکودوست تھا جو اسکے گلے پڑتا اسے اپنا عادی بنا گیا تھا اور اب جب وہ اپنی فیلنگز پر شرمندہ سی اس سے چھپ رہی تھی تو وہیں یہ ایسے چھیڑ کر پتا نہیں کیا ارادے رکھتا تھا۔  
"کیا ہوا ہے مجھے؟ بتاؤ مجھے!" وہ نظریں چراتی ہوئی رینک سے پلیٹ نکالنے لگی تھی۔

"ٹھہریں میں نکال دیتا ہوں۔" وہ ایک ہاتھ اسکے گرد گھمانے کے انداز میں کانٹو ٹرپر رکھتا دوسرا بلند کرتے اسکے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھتے رینک سے پلیٹ نکالی۔۔۔  
اس دوران سمی نے سخی سی آنکھیں میچلی تھیں۔

بلکہ اسکی دکھتی سانسیں اپنی گردن پر پا کر اسکے وجود میں سرد لہریں اٹھ رہی تھیں اور وہ لرزتے ہاتھ کو نیچے کرتی دونوں کو بے بسی سے آپس میں الجھا کر پیچھے کھڑے عارب سے سچ میں تنگ تھی۔۔

کوئی شیطان قسم کے دماغ کا انسان تھا۔  
ہر وقت موقع حاصل کرتا رہتا تھا اور اب۔۔۔  
"تت۔۔۔ تم جانو فریش ہو کر آؤ میں کھانا لگواتی ہوں!" وہ مدھم سا مسکراتی مڑی اور سانسیں روکے اسکی ہمیشہ کی طرح شرارت سے مسکراتی شہد آنکھوں سے نظریں چرائے پلیٹ اسکے ہاتھ سے چھین کر وہاں سے ہٹی تب ہی اچانک سے عارب کی انگلیوں نے اسکی کمر کو چھوا تھا۔۔۔  
بلکہ جان بوجھ کر چھوا تھا کہ اسکے سپید رنگت میں سرخی اس قدر پھیلی کہ اسکی پلکیں لرز گئیں اور وہ غصہ کرنا چاہتی تھی پر اس عمر میں اسے رونا آ رہا تھا کتنا چالاک لڑکا تھا۔

"تم جارہے ہو یا میں تمہارا سر پھاڑ دوں؟" وہ اسے پیچھے دھکا دیتی ناراضگی دیکھانے لگی اور وہ ڈھیٹ بن کر ہنستا اسکے دیکھنے پر آنکھ دبا گیا۔

"تم ایک نہایت ہی۔۔۔۔۔"

"الرومینٹک بندہ ہوں آپ صرف الموقعہ تو دیں سہی جی رات کو السورج کا دیدار کروا کر آئیں گے۔" وہ قہقہہ لگا کر چھیڑتا بولا

سہی آنکھیں پھیلا کر اسکے بدلے بدلے انداز کو دیکھنے لگی۔۔

"سوری نہیں کہوں گا ایسے دیکھ کر میری نیت خراب نا کریں۔" ایک دم آگے بڑھتے جھک کر اسکے رخسار پر لب رکھے اور اسکی ساکت آنکھوں میں دیکھتے لا بنی پلکوں پر پھونک ماری۔

"خوشبو بہت" مدہوش کن "ہے کھانے کی، میں فریش ہو کر آتا ہوں" وہ اسکے پیچھے سے کھانے کو دیکھتے اسکے قریب ہو کر گہرا سانس لیتے سر سر سے ٹکڑا کر ہوش کی دنیا میں پختا ہوا سیٹی کی دھن پر وہاں سے نکلا۔

"اللہ جی!" وہ صدمے میں اپنے گال پر ہاتھ رکھتی اسکی سانسیں خود ہر محسوس کرتی اسکی پشت کو دیکھ رہی تھی

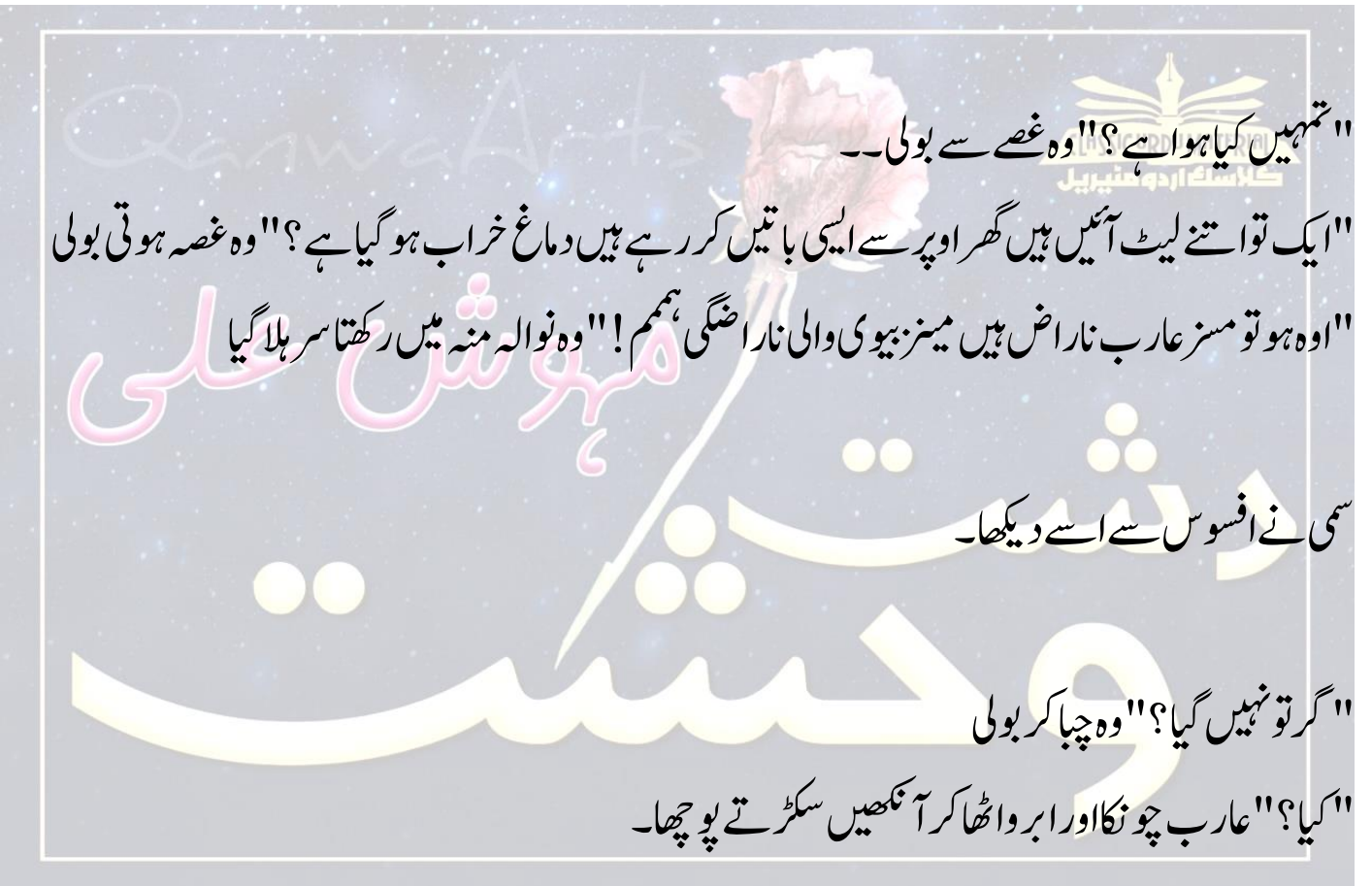
"میں تمہاری ٹانگیں تڑوا دوں گی دماغ سے نہیں عقل سے عاری انسان!" پلیٹ کاؤنٹر پر ٹیچ کر وہ پھر اسکی پشت کو دیکھنے لگی۔

یہ بات الگ تھی کہ وہ آج ضرورت سے زیادہ خوش لگ رہا تھا ورنہ ایسی گستاخی اسنے کبھی نہیں کی تھی نا ہی اتنا بدلاؤ انداز ہوا تھا۔

کافی احترام عزت سے کٹا تھا اسکا یہ سال پر اچانک آج اسکی پہلے والی بھٹکی روح شاید اس میں واپس آگئی تھی اور سہی کو خطرے کی گھنٹیاں سنائی دینے لگی تھیں۔

"آجائیں اگر سو گئی ہیں وہیں تو میں اپنا التکیہ لیکر آؤں؟" چیئر کھسکا کر بیٹھتا ہوا وہ بولا سہمی ہو کھلا کر ٹرے اٹھائے  
ڈائننگ ٹیبل پر آئی کہ کہیں سچ میں وہ اسکے پاس ہی نا آجائے۔

"اوہ یار رہ لیتی دو منٹ وہیں!" وہ بد مزہ ہو کر بولا



"تمہارا دماغ!" وہ بھڑک کر بولی جس پر عارب کا زوردار قہقہہ گونج اٹھا۔

"الحمد للہ واللہ میرا معصوم شریف الدماغ اپنی جگہ ہے خیال کریں آپ کا دل آپ سے غداری نا کر گیا ہو!" وہ  
ہنستا ہوا بولتا سٹپٹانے ہو کھلانے مجبور کر گیا۔



صبح کی سنہری کرنوں پر اسکی آنکھ کھلیں اسنے کسماتے ہوئے کھڑکی کو دیکھا اور چہرے سے بال سمیٹ کر وہ اٹھنے لگی تھی پر خود کو مضبوط حصار میں پا کر وہ جھینپ سی گئی۔

"کہاں بونی!" بازو اسکی کمر میں ڈالتے اسے مزید قریب کرتے وہ نیند سے بو جھل گھمبیر آواز میں بولا۔

نور العین کے نقوش میں سرخی مزید بڑھ گئی وہ اسکے مضبوط بازو پر سر رکھے پڑی تھی جبکہ داد کی ٹانگ اسکی ٹانگ پر تھی اور بازو اسکی کمر میں ڈالے بالوں میں منہ چھپائے سو رہا تھا۔

"نن۔۔۔ ناشتہ بنانا ہے!" وہ اسکی طرف کروٹ لیتی اسکے چہرے کو دیکھتی بولی۔

جسے سن کر داد نے مسکراتے آنکھیں کھولیں۔۔۔

اسکی خمار آلودہ آنکھیں اسکی سرخ آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔۔

نور کی پلکیں لرز سی گئی اور نظریں خود جھک گئی۔

"بعد میں ملکر بنائیں گے۔" وہ اسکی گردن سے بال سمیٹ کر وہاں لب رکھتا ہوا بولا

نور لب بھیج کر خاموش سی پڑی رہی۔۔۔

"دیر ہو جائے گی ریٹورنٹ جانا ہے!" اسکے سینے پر انگلی پھیرتی وہ منمنائی۔

"جانے کون دے رہا ہے؟ کچھ دن تم یہیں اس گھر، اس روم، اس بیڈ پر، اس معصوم میرا مطلب ہے کہ داد

کے ساتھ یہیں رہو گی۔

نامیں کہیں جارہا ہوں ناہی تم کہیں جانے والی ہو نکال دو دماغ سے خیال۔ "وہ معصوم بولتا ایک دم ہوش میں آ کر جھرجھری لے کر بولا۔

نور نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر سمجھ کر قہقہہ لگا اٹھی۔

"نہیں نہیں آپ معصوم ہیں بابا۔" وہ ہنستی ہوئی زبان دیکھا کر اسے چڑانے لگی

"تم بھول رہی ہو کہ تم کس کے قبضے میں ہو! بھول گئی کیا؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا معنی خیزی سے بولا نور سٹیٹا سی گئی

"دماغ ناکھائیں داد چھوڑیں مجھے آپ نے مجھے بہت ستایا ہے اتنے ماہ دن تنگ کیا!" وہ مصنوعی سانپاڑاں ہوتی اسکے مضبوط شکنجے سے پھر پھڑا کر نکلنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی تھی پرداد مسکراتا ہوا اسے بیڈ پر ڈالے کلائیوں کو جکڑ کر تکیے سے لگائے اسکی پھیلی آنکھوں میں مسکراتے دیکھنے لگا۔

"بولو اب؟" جھک کر اسکے لبوں کو چھوتے ہوئے وہ ہنسا۔۔۔

"بہت برے ہو تم جانے دو داد۔۔۔!" وہ التجائیہ انداز میں کہتی معصوم صورت بنانے لگی

"براہوں نا تو اب دیکھو برا کیسا ہوتا ہے۔۔۔" اسکے پھولے گال کو ناک سے سہلاتے وہ سرگوشی میں بولا

نور بے بس ہوتی ایک بار پھر اسکی دسترس میں خود کو اسکے سپرد کر گئی اور مزاحمت چھوڑے اسے گھورتی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

"بس۔۔۔!! ختم۔۔!" وہ ہنستا ہوا اسکے سرخ لبوں پر اپنے لب رکھ کر کلاہیاں چھوڑتے اسکی کمر میں دونوں بازو ڈال اسے سینے میں بھیج دیا۔

دفعۃً فسوں خیز ماحول میں موبائل بج اٹھا جس پر دونوں نے چونک کر ٹیبل کی طرح دیکھا۔

"کون ہے۔۔۔۔!" وہ غصہ میں نور کو دیکھتا ہوا موبائل کی جانب متوجہ ہوا اور ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا جب وہ موقعہ دیکھ کر بھاگنے لگی۔

"ایسے ہی میری جان۔۔۔!" اپنا موبائل فوراً پانی کے بھرے جگ میں ڈالتے بیڈ سے بھاگتی نور العین کی کمر میں دونوں بازو ڈال کر کھینچا وہ آہ داد کرتی چیختی اسکے اوپر گری جس پر داد بھر پور انداز میں قہقہہ لگاتا اسے اسکی ناک سے اپنی ناک رگڑنے لگا۔

"داد ناشتہ بنانا ہے بہت کام ہے پلیز سمجھو!" وہ غصے سے جھنجھلا کر بولی

"شش!" اسنے اسکے گلابی پنکھڑیوں جیسے لبوں پر انگلی رکھتے گال پر بوسہ دیا۔

"ساتھ کریں گے ناں سب کام۔۔۔"

ملکر کریں گے سب کچھ تاکہ زیادہ وقت ہم اپنے بونے بونی کو سوچ سکیں۔" اسکے وجود پر پہنی خود کی شرٹ کے کالر کو اسکے کندھے سے سرکانے لگا۔۔۔

"سٹاپ اٹ داد!" وہ غصے سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی چیخی اور اس کی سرخ ٹماڑ والی صورت دیکھتے داد قہقہے پر قہقہے لگاتا اسے مزید شرمندہ کر رہا تھا۔

"کوئی بونا بونی نہیں۔۔۔"

میرے بچے آپ پر جائیں گے بونی بونا نہیں ہوں گے!" وہ غصے سے منہ بناتے بولی جس پر داد نے اسے آنکھیں دیکھائیں

"ایسی بکواس دوبارہ مت کرنا بونی! مجھے اپنے بچے چھوٹے چھوٹے ہی چاہیے۔۔۔ تاکہ جب تم باہر نکلو تو وہ بدک کے بچوں کی طرح تمہارے پیچھے پیچھے آئیں لائن سے۔" اس نے نقشہ کھینچا اور نور تصور کرتی اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے لڑکیوں لڑکوں کی لائن چیخ اٹھی۔

"نہیں سٹاپ!! ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ وہ بڑے ہوں گے سٹاپ داد پلیز!" وہ غصہ سے اسے ہاتھ مارنے لگی جن سے بچائو کے خاطر داد ہنستا اس کی گردن منہ میں چھپائے شہ رگ پر اپنے دہکتے لب رکھتا گہرے سانس بھر کر نور العین کو آنکھیں میچنے اور شرم سے سرخ کرنے پر مجبور کر گیا۔

وہ واپس پٹری سے اتر رہا تھا اور نور اسے دھکے دیکر وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی پر کہاں آزادی بخش پارہا تھا وہ اسے اپنے شکنجے سے۔۔۔



"اب تمہیں میں نہیں چھوڑوں گی!" وہ غصے سے غراتی ہوئی اسکے گال پر دانت گاڑھے اسکے بالوں پھر سے نوچنے لگی۔۔۔

اور وہ قہقہہ لگا اٹھا۔ "چھڑوا کون رہا ہے ظالم!"

\*-----\*-----\*

"آپی میں ماما کے پاس جا رہی ہوں آپ خیال رکھیے گا!" فیری شوز پہنتی حجاب پہنے حور العین کے روم میں آئی جو بے بی کو فیڈ کر رہی تھی۔

مہوش علی

"ہاں خیال سے جانا!" اسکے کہنے پر فیری مسکراتی سر ہلا کر چلی گئی

حور بے بی کو فیڈ کروا کر اسے بے بی کاٹ میں ڈالا جب وہ خود ہی کروٹ لیتا منہ بسترے میں چھپا کر پیٹھ بلند کر چکا تھا۔۔۔

"بد معاش!" حور محسوس کرتی ہنستی اسکی پیٹھ پر ہاتھ مار کر وہاں سے نکلی۔

اور اسکی مسکراہٹ پر وہ مسکراتا ہوا ایک آنکھ کھولے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا جب وہ چلی گئی تو سیدھا ہو کر لیٹا ہوا سامنے بے بی کاٹ میں لگے اسے بچوں کے کھلونو کو دیکھنے لگا جو اسے اریٹ کرتے تھے۔

پتا نہیں اسکی ماما کو چھوڑ کر باقی وہ دونوں چڑیلیں اسکی فیلنگس کیوں نہیں سمجھ رہی تھی کہ ہر بچہ کھلونا کھیلنے کیلئے پیدا نہیں ہوتا نا ہی ہر بچے کو کھلونا پسند ہوتا ہے۔۔۔

کچھ اسکے جیسے بھی ہوتے ہیں جوان چیزوں سے اریٹھٹ ہوتے ہیں۔۔

اسے تو بالکل یہ بچوں والی چیزیں پسند نہیں تھی۔

اسنے نظریں گھمائیں اور اپنی چھوٹی سے سفید ٹانگ دوسری ٹانگ کے اوپر رکھتے ہاتھ سر کے پیچھے کرنے چاہے پر رونا وہی کہ ابھی وہ چار ماہ کا تھا اور بازو بالکل چھوٹے کہ اسکے پورے سر کے نیچے نہیں جا رہے تھے ورنہ اس

چڑیل (فیری) کو وہ اسے سوتے غور سے دیکھ چکا تھا۔

وہ مایوس نہیں ہوا بلکہ سر پر دونوں ہاتھ رکھے چھت کو گھور رہا تھا۔

وہ شکر کر رہا تھا کہ اسکا باپ نہیں ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا تیسری جنگ عظیم ان دونوں میں ہوتی۔

باپ کا سوچ کر وہ بد مزہ ہو گیا تھا کیونکہ اسکا ارادہ بڑے ہو کر خود سب کا باپ بننے کا تھا۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں پڑا تھا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی اسے ان دونوں چڑیلوں پر غصہ آ رہا تھا جو اسکی ماں کو ایسے کام کیلئے چھوڑ گئی تھی جبکہ دوسرا غصہ یہ بھی تھا کہ اسے تو ابھی کوئی نام بھی نہیں ملا۔۔

آخر وہ کہاں سے؟ کس اینگل سے؟ بچہ لگتا تھا۔۔

اسکے چھوٹے سے ماتھے پر تیور سج گئے اور بھوری آنکھوں میں بے انتہا غصہ تھا۔

دل کر رہا تھا ابھی یہاں سے نکل کر روم تہس نہس کر دے پر کیسے اسکی ماما ہرٹ ہوتی اچھا نہیں ہوتا۔۔

شاید اپنی پیاری خوبصورت سی ماما کیلئے اسے خود پر کنٹرول کرنا تھا۔

اور وہ کر رہا تھا خود کو مایوس کرنے کیلئے نہیں بلکہ دنیا کو مایوس کرنے کیلئے۔

اب باپ تھا تو وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔۔۔

سوچ کر اسکے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ بکھر گئی جس سے اسکی سپید پھولی گالوں میں دونوں ڈمپل اپنی

چھپ دیکھاتے غائب ہو گئے۔۔

وہ اپنی ماما کو بلانا چاہتا تھا پر جیسے بلانے کیلئے منہ کھولتا بچوں کی آواز نکلتی جو اسے سخت ناپسند تھی۔۔

اسلئے خاموش پڑا تھا۔

البتہ ناک پہ غصہ ماتھے پر تیور برقرار تھے۔

مہوش علی

\*-----\*-----\*

"سر یہی گھر ہے!" اسکے آدمی نے ایڈریس دیکھتے چٹ پر پھر اس فلیٹ کو دیکھا اور اسے مخاطب کرتے کہا۔

وہ مسکرایا جسکا ساتھ اسکی آنکھیں دینے لگی تھی۔۔

پاس کھڑے اسکے آدمیوں نے چونک کر اسکی گہری مسکراہٹ دیکھی۔

"جاؤ تم لوگ!" وہ انہیں حکم دیتا سگارا نکلے حوالے کرتا ہاتھ پر پھونکے مار کر انہیں ششدر چھوڑتا منہ کی

خوشبو سونگنے لگا۔۔۔

"پانی ہے؟" اسنے اپنے آدمی کی طرف رخ کیا وہ بوکھلا گیا۔۔۔

"یہ۔۔۔ یس سردومنٹ بس ایک منٹ!" وہ بھاگتا گاڑی کی طرف گیا جبکہ دوسرے مودب سے ہتھیار لیس گارڈ حیرت سے ساکت تھے کہ یہ کر کیا رہا تھا۔

پران پر توجہ دیئے بغیر وہ پانی پیتا بوتل انکے حوالے کر کے انہیں وہاں سے ہٹا دیا۔۔۔

وہ تو حکم کے غلام تھے فوراً وہاں سے ہٹ گئے جب اسنے ساکت دھڑکنوں سے بیل بجانا چاہی پھر کچھ سوچ کر اسنے لاک گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

وہ ٹھٹھکا اور ماتھے پر تیوریں آگئی کہ دروازہ لاک کیوں نہیں تھا۔

وہ اندر داخل ہوا اپنے دراز قد کے ساتھ۔۔۔

اسنے آنکھیں پورے گھر میں گھومائیں کہ اچانک برتن گرنے کی آواز کچن سے آئی۔

وہ چونک کر بائیں طرف دیکھنا لگا۔۔۔

غصے سے اسکا چہرہ ادھک کر انگارہ ہو رہا تھا کہ اسکی شہزادی اس چھوٹے سے فلیٹ میں رہ رہی تھی۔

"فیری اتنی جلدی آگئی!" حور دروازہ کھلنے کی آواز سنتی پھر بھاری قدم کی آواز پر الجھتی ہوئی بالوں کا جوڑا بنائے باہر کچن سے نکلی۔۔۔

اسے حیرت ہوئی تھی اور اسی حیرت کو چھپانے کیلئے اسنے پوچھا۔



دو بھوری بے چین آنکھیں لالوئج سے ہٹ کر آہستہ سے کچن سے نمودار ہوتے اس وجود پر ٹکی جسکے لئے وہ پل پل تڑپا تھا۔

"کون ہے بھئی جواب تو دے؟" اسے غصے سے پوچھا۔

جبکہ سعیر عالم کی آنکھیں اسکے وجود سے الجھی ہوئی تھی۔

کبھی اسکی آنکھوں پر بندھی سفید پٹی پر جاتی تو کبھی وہاں سے سرکتی اسکے سرخ لبوں پر۔

میرون شلوار قمیض پر دوپٹے کے بھوج سے آزاد سر اپا بھگیے ہاتھ وہ اسکے سامنے ویسی ہی کھڑی تھی جیسی وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

مہوش علی

"کون ہے؟" ابکی بار اسکی آواز سرد ہوئی تھی

عالم چونکا اور پھر مسکرایا۔۔۔

کتنی خواہش تھی ممتا کے ہر ہر پل کو آنکھوں سے دیکھنا وہ سارے ماہ اسکی خوشی اسکے پھولے جسم کی خواہش۔۔۔

اپنے فتنے کی حرکات۔۔۔ کتنی خواہشات وہ چھپائے بیٹھا تھا پر کیا ہوا۔۔۔

ایک گہرا سانس بھرتے متبسم نظروں سے دیکھتے ہوئے قدم اسکی طرف اٹھائے۔

"کون ہے بد تمیز؟" ابکی بار وہ گریک لینگوئج میں غصے سے بولی۔

"دیکھو جو کوئی بھی ہوا بھی آٹوٹ ہو جاؤ تم جانتے نہیں میں کس کی بیٹی اور کس کی بیوی ہوں!" وہ غصے سے غرائی اور قدم پیچھے لیے۔

سیر اتنا بدلائو دیکھتا برا ہوا اٹھائے حیرت کا اظہار دینے لگا

اسے واقعی شاک لگا تھا کہ وہ اسکی ساس ایسا کچھ کرے گی۔

وہ کیا چاہتی تھی اسکا نفع نقصان؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اسکی ساس چاہتی کیا تھی اس سے۔

وہ چلتا بالکل اسکے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

"دیکھ۔۔۔۔۔"

اسکا بھی جملہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ اسکا بھاری ہاتھ کی انگلیاں گھومتی اسکی کمر پر ٹکیں۔۔۔

اور آہستہ سے سرکتی پیچھے بڑھنے لگی تھی جبکہ حورالین کا خون خشک پڑ گیا۔

"چھ۔۔۔۔۔"

وہ ہمت کر کے کچھ کہنے کی کوشش کرنے لگی تھی وہ اسے مکہ مارنا چاہتی تھی پر اسکی گرم سانسوں پر اسکی روح

کپکپا اٹھی جب جھٹکے سے اسے کھینچ کر اس چوڑے وجود نے اپنے وسیع سینے سے لگایا۔۔

اور جیسے ہی وہ اسکے وجود کا حصہ بنی ایک گہری آسودہ مسکراہٹ اسکے لبوں پر چھائی اور وہ گہرا سانس بھرتا پیل کو

آنکھیں موند کر اس رب کا شکر کرنے لگا جس نے سہی سلامت اسکی بیوی اس تک پہنچائی تھی۔۔۔

"شش-----

وہ پھڑ پھڑائی جب سیر عالم کا دوسرا ہاتھ اسکی ٹھوڑی پر آیا اور چہرہ بلند کرتے مسکرا کر دیکھنے لگا۔۔۔

"تت-----

وہ پھر سے کسمائی پر اس بار اچانک ہی وہ بغیر کچھ کہے بغیر اسکی داستان سننے اسکے لبوں پر جھک کر اپنے لب ان پر رکھتے دوسرے ہاتھ سے اسکے بالوں کا جوڑا کھول کر انہیں اسکی نازک پشت پر بکھیر دیا۔

حور اس شدت بھرے حصار میں تڑپنے لگی پر وہ بے حس بن کر اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسائے کبھی اسکی گال پر اپنا چہرہ سہلا کر اسے کچھ سمجھنے کا احساس دلاتا تو کبھی اسکی سانسیں بند کر دیتا۔

وہ ناچنچ پار ہی تھی نامز اہمت کر پار ہی تھی کسی پہاڑ نما وجود نے اسے اپنے مضبوط شکنجے میں جکڑ لیا تھا جسکی دیوانگی بے خودی شدت بھری جسارت پر وہ بے جان سی اسکی بانہوں میں بکھیر گئی تھی۔

سیر کی مسکراتی نظریں اسے دیکھتی اسکی پیٹھ سہلانے لگی تو گال اسکی گال سے ملائے وہ سہلانے لگا۔۔۔  
"پپ۔۔۔ پلیز۔۔۔" اس سے اپنے پائوں پر کھڑا نہیں ہو پار ہاتھا۔۔۔

سیر نے سمجھتے ہوئے اسے بانہوں میں بھر کر اٹھا لیا اور اپنی ناک اسکی گردن پر رگڑتے وہ گہرے سانس بھرتا پاگل سا واپس لب اسکے بھیگے لبوں پر رکھ دیئے۔۔۔

حور کو لگا آج اسے مار دیگا۔۔۔

وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگی۔

"شش!!!" وہ سسکی تبھی ہی اسنے اسکے نازک وجود کو سینے سے لگاتے ہوئے پیٹھ سہلائی اور کسی بچے کی طرح بہلاتا ہوا مسکرا رہا تھا جیسے زندگی واپس اسکے قید میں آگئی تھی۔

"جتنا دنیابدلے تمہیں میرے آگے وہی بچہ ہی رہو گی!" وہ سوچتا ہوا اسکے ہاتھ کی انگلیوں کو لبوں سے چھوتا ہوا صوفے پر بیٹھا اور اسے اپنی گود میں بیٹھا کر اسکے نقوش کو چھوتا جیسے پورے سال کا حساب لینے لگا تھا۔

حورالعین کا پہلے ہی تنفس بگڑا ہوا تھا اسکی پھر سے جسارتوں پر سسکا اٹھی۔

"چھوڑ مجھے۔۔۔" اسکے ہاتھ جھٹکنے پر عالم نے چونک کر اسکے چہرے کو دیکھا۔

کیا وہ اسے نہیں پہچان پارہی۔۔۔! اسکا دل ڈوبنے لگا تھا۔

"میں ناراض ہوں۔۔۔!" وہ غرائی

اور عالم کی سانس میں سانس آئی وہ ہنس پڑا۔۔۔۔

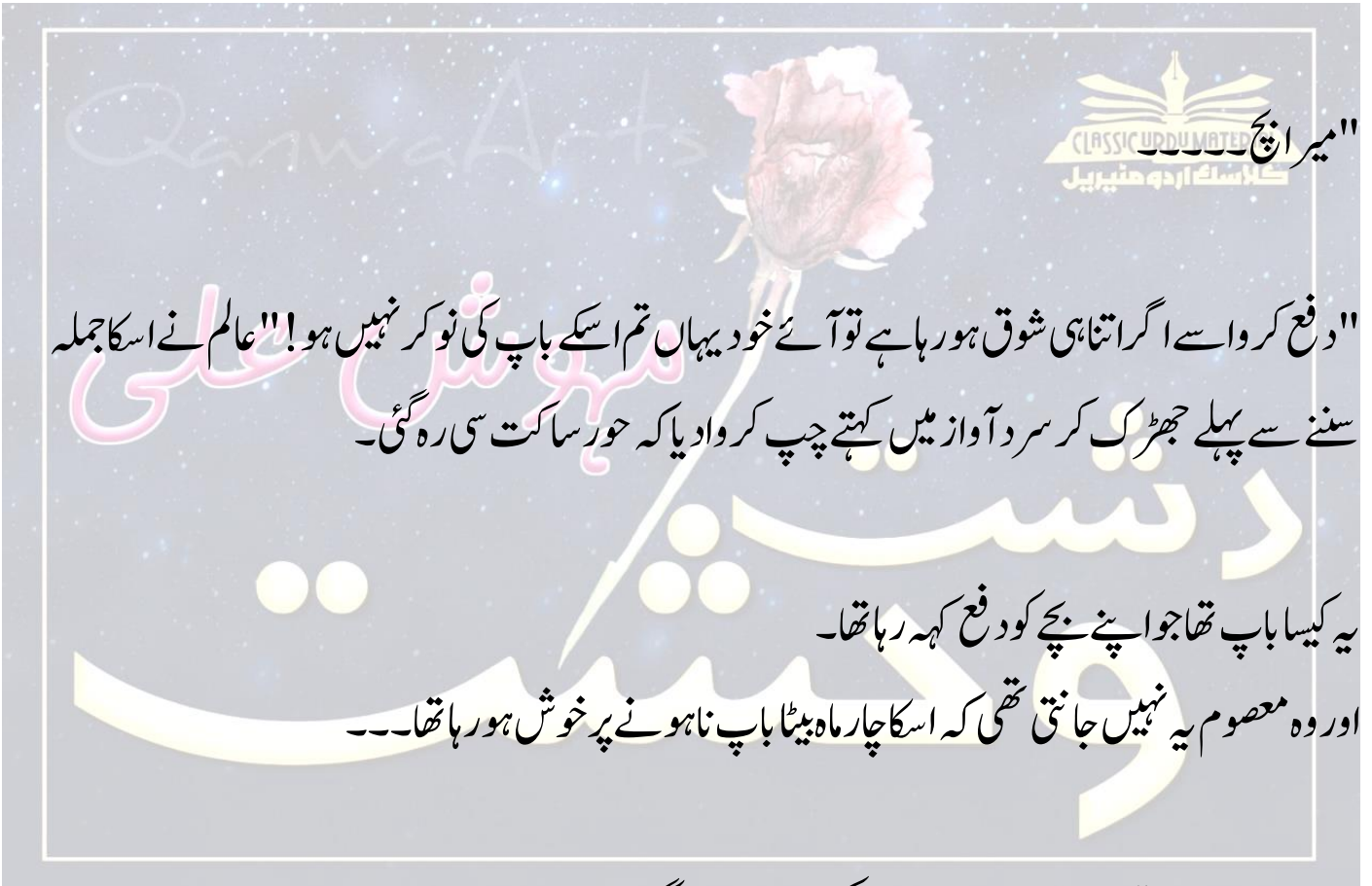
"مجھ سے ناراضگی شہزادی!" وہ سرگوشی میں بولا اور پھر اسکے جبرے کو پکڑ کر اسکے لبوں کو قریب کرتا نرمی سے چھوتا اسے حواس سے بدحواس کر رہا تھا۔

تبھی ہی روم سے بچے کے رونی آوازیں آنے لگی۔۔۔



"یہ کیسے رو رہا ہے؟" عالم کو اسکار و نام نائک کی بوزیادہ محسوس ہوئی جبکہ حورالعیین اپنے بچے کی آواز سنتی مچل اٹھی

"چھوڑیں مجھے، میں نے فائٹ سیکھی ہے!" وہ دھاڑی اور اسے بتانے لگی کہ اس سے ناراضگی رکھنے کیلئے اس نے مسکان سے فائٹ سیکھی تھی کہ ضرورت کے وقت کام آئے پر سامنے والا انسان کم پہاڑ زیادہ تھا۔



"یہ خواب تھا یا حقیقت۔۔۔۔" اسے چکر سے آنے لگے۔۔۔  
"آپ کو اسکے پاس جانا چاہیے!" وہ بمشکل اپنے سر کو سنبھالتی بولی۔

"کیوں میں کیوں جاؤں! کیا وہ لنگڑا پیدا ہوا ہے؟ اسے اگر باپ کی ضرورت ہو تو اسے کہو خود چل کر آئے۔" وہ روعب سے بولا۔

آخر وہ باپ تھا کیوں جھکتا۔۔۔

جبکہ جانتا تھا پہلے ہی اپنے سپوت کے نیک خیالات کہ وہ کیا سوچ رہا ہو گا اسکے بارے میں۔۔۔

"وہ چار ماہ کا ہے۔۔۔۔!" وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولی سعیر نے غصے سے اسے دیکھا۔

"تم نہیں جانتی میرا بچہ کہ وہ کیا بلا ہے۔" اسنے اسکی گال سہلا کر بہلاتے کہا پر یہ سنتے ہی حور العین لہرا کر اسکی بانہوں میں گر گئی۔

"شہزادی!" اسنے حیرت سے اسکی گال تھپتھپائی جبکہ روم سے آوازیں اور بلند ہوتی جارہی تھی ضد میں۔۔۔۔۔  
پر آگے سعیر عالم تھا۔۔۔۔۔

"گلا پھاڑ دو اپنا!" وہ اسکی مداخلت پر جل کر بولا۔

اور اندر کاٹ میں پڑا فتنہ حیران تھا کہ کیا ہوا اسکی ماں کو پہنچ کیوں نہیں رہی۔

وہیں اسکے سوچ میں جاتے خاموش ہونے پر سعیر نے سر جھٹکا۔

"میں رات کا آؤں گا۔" وہ جھک کر اسکے لبوں کو چھوتا اسکی گردن میں منہ چھپا کر سہلاتا ہوا اسے ٹھیک سے

صوفے پر لیٹا کر تمسخرے بھری نظریں روم پر ڈالتے ہوئے وہاں سے ایک ضروری کام کیلئے نکلا۔

اور اس فتنے سے تفصیل ملاقات کا سوچا تھارات۔۔

"تم میں سے ایک یہیں ٹک جائے جب تک میری ساس کو میرا سر نہ لیکر جائے!  
احتیاط سے!" حور العین کے اتنی جلدی بیہوشی پر وہ جل کر گارڈ سے بولتا سنگار منہ میں دبائے گاڑی میں بیٹھتا  
وہاں سے نکلا۔

"یہ کیسا خواب تھا یا اللہ!" کچھ ہی دیر میں حور ہوش میں آتی اس سب کو خواب تصور کر کے جھرجھری لے  
اٹھی۔

"اگر یہ خواب ہے تو کافی ڈر اُنوناہیں! کوئی باپ بیٹا ایسے تھوڑی ہوتے ہیں!  
عالم تو آتے ہیں اپنے بچے کو پیار دے گا۔" وہ روم سے چیخوں پر بڑبڑاتی وہاں سے بھاگی

دوسری طرف عالم کے اشارے پر اسکے گارڈ نے سر ہلاتے موبائل نکالا جبکہ سعیر عالم کی بھوری آنکھیں سن  
گلاس کے پیچھے اس شاپ پر تھی جہاں وہ سنہری بالوں والی دراز قد لڑکی عورت سے بحث میں اسے خوفزدہ  
کر رہی تھی۔

اسے یہ بحث کم اسکا غصہ اور مارنے کی نیت زیادہ لگی۔  
اسکے منہ میں ہلتا ببل ساری کٹھاسنار ہاتھا۔

"ایڈریس کا خاص خیال رکھنا!" اسنے مسکراتے معنی خیزی سے اپنے آدمی سے کہا وہ سر ہلاتا مسکراتا مسکان کو دیکھتا حکم پر توجہ دینے لگا جبکہ گاڑی آہستہ سے اسکے سامنے گزری اور وہ بحث میں اب شرٹ کی آستیں فولڈ کر رہی تھی۔

"نہیں تو میرے کو سمجھائے گی سالی!" وہ اردو میں غرائی اور سامنے کھڑی عورت بوکھلا سی گئی۔

"سر۔۔۔!!" ارمان نے برہان کو پکارا جو موبائل کو دیکھ رہا تھا۔  
"سیٹ بک کرو اور ارمان۔۔۔!" وہ معنی خیزی سے مسکراتا ہوا بولا۔

ابھی ہی تو کچھ دیر میں اسکے آدمیوں نے اسے نیوز دی تھی کہ اسکی بیوی مل گئی ہے۔  
دوسرے لمحے اسے دوسرے نمبر پہ کال آئی تھی وہ بھی اسکی بیوی کا بتا رہا تھا۔  
اسے تو برہان نہیں جانتا تھا پراسکی نیوز سن کر حیران تھا آخر وہ کیوں اسے بتا رہا تھا اسکی بیوی کی معلومات۔۔۔  
سر جھٹکتے اسنے ارمان کو حکم دیا یونان کی فلائٹ کے ٹکٹ کا اور اپنی دو ماہ کی لیو لکھی۔۔۔

کچھ دیر میں وہ کال پر بات کرتا مسکرا رہا تھا۔۔۔

"ہاں بالکل۔۔۔! جیسا چاہتا ہوں ویسا ہی ہونا چاہیے۔۔۔!" اسنے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔



دوسری طرف سے مطمئن جواب وصولتے ہوئے وہ مسکرا دیا۔

"بے بی ہائوس" کا خاص خیال رکھا جائے۔۔۔!" اسنے جتایا اور وہ سر ہلا کر اسے اپنی طرف پھر سے مطمئن کرنے لگے جبکہ اب برہان موبائل رکھے اوپر روم کی طرف بڑھا۔

اسکے خوبصورت سے لبوں پر آسودہ مسکراہٹ تھی کہ اب تم بچ کر دیکھاؤ میسنی کہیں کی۔۔۔

اسنے ملازمہ کو حکم دیا اور خود بیٹھ کر سوچنے لگا تھا کہ کون سی سزا دینی ہے اسے جس سے اسکے مردے بھی پناہ مانگیں۔۔۔

"کچھ بھی ہو چھوڑوں گا تو تمہیں نہیں غنڈی جتنا مجھے تڑپایا ہے اتنا تمہیں تڑپائوں گا پل پل کا حساب اپنے طریقے سے لوں گا۔۔۔" وہ بڑبڑاتا ہوا ٹیبل سے فیری اسکی اور خود کی تصویر لیکر کھڑکی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

"کتنے حسین پل تھے۔۔۔"

امی تھی ابو تھا داد نور تم میں فیری۔۔۔ سب ساتھ تھے۔۔۔

سب کہاں بکھر گیا مسکان۔۔۔؟ بہت تکلیف ہوتی ہے مجھے،، تمہیں کیوں اندازہ نہیں ہو سکا میں اپنی اسی تکلیف کو چھپانے کیلئے یہاں سے نکلا تھا پر مجھے کیا پتا تم ہی ہاتھ سے نکل جاؤ گی۔۔۔" وہ سوچتا سگریٹ سلگا کر منہ میں دبا گیا۔۔۔

کیونکہ یہ ایک سہارہ تھا جو اسے ساتھ دیکر اذیت سے بچاتا تھا اور نہ تو اس ویران گھر نے اسکی جان لینے میں کوئی  
قصر نہیں چھوڑی تھی۔

"مجھے پہلے داد کے پاس جانا چاہیے تاکہ وہ یہاں آسکیں۔۔۔!" وہ گہرا کش لیکر سوچتا ہوا بولا۔۔۔

"میں کھانا باہر سے کھا کر آؤں گا شیر خان کو بولنا وہ نابنائے آج!" وہ ملازمہ کو کہتا ہوا کوٹ اٹھا کر کندھے پر  
ڈالتا کیز لیکر وہاں سے نکلا۔

زیادہ دور نہیں تھا داد کا فلیٹ کچھ فاصلہ تھا مگر اتنا نہیں۔۔۔  
وہ چند گھنٹوں کی رش ڈرائیونگ کے بعد اسکے فلیٹ کے سامنے پارکنگ ایریا میں موجود تھا۔

گاڑی لاک کرتے وہ مسکراتا ہوا ڈور پر آکر بیل بجانے لگا۔۔۔  
وہاں سے گذرتے لوگ اسے دیکھنے لگے تھے جو بلیک پیٹ وائٹ شرٹ ہاتھ میں کوٹ تھا مے کمنیوں تک  
فولڈ آستین، کافی ہیڈ سم لگ رہا تھا۔

اسکی سرخ سپید رنگت پر اسکی سیاہ کالی آنکھیں کافی خوبصورت تھی۔۔۔  
سنجیدگی اسکی ذات کا حصہ تھی اور اس وقت بھی کافی سیریس لگ رہا تھا حالانکہ وہ بہت خوش تھا پر اسے معلوم  
نہیں تھا کہ خوش کیسے ہوتے ہیں۔۔۔



"میں سیریس ہوں اور تم سے سیریس ہونے کی گزارش کرتا ہوں کہ کیا خیال ہے؟" وہ اسکے کان میں کہتا  
اسکی پلکیں لرزہ گیا۔۔۔

"آپکو تو ہر وقت بکواس سو جھٹارہا ہے ہٹیں میں جا کر دیکھتیں ہوں۔" وہ گیس بند کرتی اسکے ہاتھ سے مروڑ کر

اپنا ہاتھ چھڑواتی پلٹی جبھی مسکراتے داد نے اسے حصار میں کائونٹر سے لگا دیا

باہر کھڑا برہان داد کے موبائل پر کالز کرنے لگا جو پانی میں ڈبکیاں لے رہا تھا۔

"جار ہا ہوں خوش!" اسکے چہرے سے سراٹھاتے ہوئے اسکے لبوں پر انگوٹھا پھیر کر وہ گال تھپتھپاتا ہوا وہاں  
سے نکلا۔

نور بے بسی سے اسکی پشت دیکھتی ہوئی واپس ڈنر کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

"بھائی آپ!" داد نے جیسے بیرونی گیٹ کھولا کہ واپس جانے کی تیاری پکڑتے برہان نے کافی غصے سے اسکی  
طرف دیکھا۔

"شرم نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے!" غصے سے کہتے وہ اندر داخل ہوا داد قہقہہ لگا اٹھا۔

"اچھا پھر وہ کس دکان سے ملتی ہے؟" اسنے شریر ہو کر پوچھا اور ساتھ چلنے لگا۔



برہان صرف گھورتارہ گیا۔

"کیسے ہیں بھائی؟" برہان کی آواز سن کر نور گیس بند کرتی بھاگتی لائونج میں آئی اور برہان کے پاس آتی ہوئی مسکرا کر بولی۔

"الحمد للہ میں ٹھیک ہوں، تم کیسی ہو؟" اسکے سر پر ہاتھ رکھتے وہ اسکے سرخ تہمتاے چہرے کو دیکھتا پر سکون ہو گیا تھا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں!" وہ خوشی سے نظریں جھکائے بولی  
"آپ بیٹھے نا بھائی اس بونی میں تو عقل ہی نہیں!" داد نے کہتے برہان کے ہاتھ کو پکڑا اور انہیں لے جا کر صوفے پر بیٹھایا۔۔۔

نور نے حیرت سے اسے دیکھتا۔۔۔

"کچھ دیر پہلے تو تعریف میں زمین آسمان ایک کر رہا تھا اور ابھی ہی "اس میں عقل نہیں"۔" وہ سوچ کر ساکت ہو گئی جس کا صدمہ آلف خوب محسوس کرتا قہقہہ لگا اٹھا۔

"سمجھا کر ونا میری جان تبھی انسان ایسی ہی بہکی بہکی جھوٹی باتیں کرتا ہے!" وہ سوچ کر مسکراہٹ دباتا خاموش رہ گیا جبکہ اسکی مسکراہٹ نور کو آگ لگا گئی۔

"کیا ہو رہا ہے یہ! ابھی تک اسے تنگ کرنا نہیں چھوڑ رہے داد؟" برہان نور کی اتری صورت دیکھ کر داد سے غصے میں بولا۔

"رہنے دیں بھائی اب تو میں اسکا جینا حرام کرنے لگا ہوں جیسے مجھ سے شادی کر کے اسنے میری زندگی برباد کی ہے۔" وہ منہ بنا کر بولا نور کی آنکھیں پھیل گئی

"دفع ہو جاؤ شکل دیکھی ہے منحوس!! خود پڑے تھے میرے پیچھے بونی بونی کر کے مرتے رہتے تھے جیسے جانتی نہیں تھی میں تمہیں کالے سانپ تھے تمہاری نیت میں! بھائی اس سے کہیں ابھی کے ابھی میرے گھر سے نکل جائے ورنہ اسے میں ہی آج شہید کر دوں گی۔" وہ متغیر چہرے ساتھ آپے سے باہر ہوتی اسکا خون کرنے پر تلی ہوئی تھی

برہان نے کھلکھلاتے داد اور خونخوار بنی نور کو دیکھا۔

دونوں کو دیکھ کر یہ تو یقین ہو گیا تھا کہ خوشیاں ان پر مہربان ہو گئی ہیں۔۔۔

جس طرح نور العین کا صبر تھا جس طرح دائود آلف چاہ کر بکھرا اور پھر بکھر کر چاہا تھا اسے بھی اپنی منزل مل گئی تھی اور اسکی منزل ایک تو اسکا فرض تھا جو دشمن راستے میں تو آئے تھے پر خود آگ کے نذر ہوتے لہو لہاں ہو گئے تھے۔

دوسری منزل اسکی محبت جسے سامنے زچ کیے ویسا داد کھڑا تھا جسنے محبت کرنا شروع کی تھی اور کانٹوں کو سمیٹ کر آج پھول پکڑے کھڑا قہقہے لگا تھا۔

برہان نے دل ہی دل میں دونوں کو دیکھتے الحمد للہ کہا اور اللہ سے انکی دائمی خوشیوں کی دعا مانگی۔

"میں نہیں کر رہی تم سے بات بھائی انہیں سمجھا دیں مجھ سے بات نا کرے۔" وہ منہ بنا کر بولتی رخ دوسری طرف کر گئی۔

"کہیں میں نے یہاں آکر پھوپھو والا کام تو نہیں کر دیا؟" اسے شک سا ہوا اسکے آنے پر دونوں میں جھگڑا تو نہیں ہوا۔

"ارے نہیں نہیں بھائی یہ تو بونی ہے ہی جھگڑا لو سارا دن مجھ سے جھگڑتی رہتی اور میں ٹھہرا مع۔۔۔" وہ کہتا کہتارک گیا اور نور نے چونک کر دیکھتے قہقہہ لگایا

"ہا ہا ہا بولو معصوم ہو تم!" وہ زبان دیکھاتی بولی

برہان ہنسا اور اسکی معصومیت دیکھنے لگا جب کہ داد اسکے دیکھنے پر ایک دم ہی اسے چھچھوڑے طریقے سے آنکھ ماری نور کا دل ڈوب سا گیا اور وہ فوراً منہ پر ہاتھ رکھے آنکھیں پھیلانے داد کو دیکھنے لگی جو برہان کی جیب سے موبائل نکالے اب اس میں کچھ دیکھ رہا تھا۔

برہان نے اسکی پھیلی آنکھیں دیکھتے داد کو دیکھا جو اسکے موبائل میں محو تھا۔

"یہ دونوں بیوقوف ہیں یا ملکر مجھے بنا رہے ہیں!" وہ بڑبڑاتا ہوا رہ گیا جسے سن کر داد اور نور کا مشترکہ قہقہہ پڑا۔

"آپکو کوئی بیوقوف بنا سکتا ہے ایس ایس پی صاحب؟" اسنے ہنستے کہا برہان محض مسکرا دیا۔  
اب وہ کیا بتائے اسکی بیوی اسے بیوقوف بنا چکی تھی

اسے ایک پیغام کے انتظار میں بٹھائے خود پیغام کے ساتھ فرار ہو گئی تھی

"اچھا بھائی بتائیں مسنی بھابھی کا کچھ معلوم ہوا؟ وہ میری بہن کو لیکر فرار ہو گئی۔" نور پوچھتی مایوس ہو گئی  
ماحول فوراً گھمبیر ہو گیا۔

داد خود حیران تھا کہ جب وہ اسے آفر کر چکا تھا حورالین کو یہاں سے نکالنے کی تو وہ کیوں اسکی آفر ٹھکرا گئی  
تھی۔  
اور ایسے کس بندے کے ساتھ اسے لیکر گئی تھی جو غیر قانونی راستے انہیں یہاں سے لیکر گیا تھا کہ کوئی ثبوت  
نہیں چھوڑے فلائٹ تک کے نہیں۔

شاید اسلئے ہی اس "فقط چلغوزے" کا ساتھ لیا تھا۔

اور داد یہ سوچ رہا تھا کہ یہ فقط چلغوزہ کون ہے جو اس طرح غیر قانونی طور انہیں وہاں سے لیکر گیا مطلب کہ  
وہ کوئی معمولی بندہ نہیں تھا کافی پہنچ رکھتا اور اس میں ماہر تھا۔

"کہیں وہ کڈ نیپر تو نہیں تھا؟" اسنے سوچا۔۔۔



"نہیں وہ تو ایک جگہ ٹکتا نہیں مسنی کو کیسے پتا لگے گا وہ کہاں ہے۔۔۔"  
اس کیڈ نیپر کو خود معلوم نہیں ہوتا وہ کہاں ہے پھر دنیا کیسے اسکا پتا لگائے گی۔  
یہ تو عالم ہی اسکا پتا لگا سکتا تھا۔"

"ہاں مل گیا اسکا پتا!" وہ مسکرایا  
نور کی آنکھیں پھیل گئی جبکہ داد گھور کر اپنے بھائی کو دیکھنے لگا۔

"پھر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ اور وہ کہاں ہے حور کہاں ہے؟" اسنے حیرت سے پوچھا۔

"حور تو ٹھیک ہی ہوگی اب،، البتہ مسکان یونان میں ہے!" اسکی بات سنتے کر داد لب بھیج گیا۔

"وہ یونان میں تھی اور ہمارے آدمی اسے کہاں کہاں ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔!" داد نے حیرت سے کہا برہان  
ہنس پڑا۔۔۔

دونوں نے چونک کر انکی مسکراتی آنکھوں کی خوشی دیکھی تھی۔

"وہ ہے ہی ایسی سائیکو عورت کسی کی تکلیف کا وہ اندازہ نہیں لگا پاتی شاید۔۔۔"

خیر تم دونوں چلو گھر میں دو ماہ کیلئے آؤٹ آف کنٹری جا رہا ہوں اسلئے چاہتا ہوں اس گھر میں دونوں کو ہنستا ہوا  
چھوڑ جائوں۔۔۔" وہ کہنے لگا جسے سن کر نور العین کی رنگت زرد پڑ گئی

اسے یقین تھا اگر وہ اس گھر میں گئی تو ضرور پاگل ہو جائے گی کیونکہ وہاں اسنے بی تائی اور تایا اتنے لوگوں کو آنکھوں کے سامنے مرتے دیکھتا تھا۔۔۔

داد کی نظریں نور کے چہرے پر تھیں جو گھبراہٹ خوف سے سپید پڑ گیا تھا۔

"میں آتی ہوں!" اسے اندازہ تھا داد ہاں ہی کرے گا اسلئے سائیں سائیں کرتے کانوں کے ساتھ تھوک نگلتی لبوں پر زبان پھیرے وہاں سے اٹھی۔

"نہیں!" برہان نے ایک دم اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔  
"بھائی پلیز!" وہ سسکا اٹھی برہان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے پاس بٹھایا اور ماتھے پر لب رکھتے سر سینے سے لگا دیا۔

"ڈر کیوں رہی ہو میری جان وہ تمہاری وجہ سے نہیں نصیب کے لکھے کی وجہ سے ہوا ہے!" اسکے آنسوؤں صاف کرتے وہ ماتھے پر عقیدت بھرا بوسہ دیتا سر سہلانے لگا۔

"نہیں بھائی مجھے تسلیاں نادیں میں جانتی ہوں اس سب پر میری منحوسیت پڑی ہے" وہ بڑبڑائی جو دونوں ناسن سکے

نور ایک ہمدرد بھائی کے احساس والا لمس پاتی اس میں سما کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

"آپ داد کو لے جائیں مجھے وہاں ڈر لگے گا۔" اسنے سوس سوس کرتے کہا۔۔  
اور اسے ایسے کرتے دیکھ کر داد کی آنکھوں کے سامنے حورالعین لہرا گئی۔

اسکی بھی یہی عادت تھی روتے ہوئے سوس سوس کرنا اور بغیر کسی کا خیال کیے ملازموں کے سامنے بھی تیار شیار  
عالم کے پہلے کوٹ پر ناک صاف کرنا۔

اور وہ عجیب بندہ تھا مسکرا دیتا تھا۔۔۔

"سوری بھائی۔۔۔! میں آتا رہوں گا" اسنے نظریں جھکاتے معذرت کر لی۔۔

نور نے حیرت سے اسے دیکھا جو سر جھکائے برہان کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

"آخر یہ شخص محبت کیلئے اور کون کون سی قربانیاں دے گا!" وہ سوچ کر سسکا اٹھی۔

"اچھا کوئی بات نہیں۔۔۔ میں تم دونوں کی خوشی میں خوش ہوں۔۔۔

وہ تم دونوں کا گھر ہے جب دل چاہے آ جانا بس!" وہ نورالعین کی خوبصورت آنکھوں سے بہتے آنسوؤں صاف

کرتا مسکرایا وہ بھی جھینپ کر مسکرا دی۔

داد اسے مسکراتے دیکھ کر ہنس پڑا۔

"نہیں بھائی ہمیں پرانیویسی چاہیے!" وہ اچانک کافی سنجیدگی سے بولا

جہاں نور کو پانی پیتی اچانک اچھو لگا تھا وہیں اسے کھانستے دیکھتے برہان نے سر ہلادیا۔۔

"ٹھیک۔۔!!" اسے لگ رہا تھا اسے چھوٹا بھائی کافی بے شرم بد تمیز ہو گیا تھا۔  
"اچھا میں چلتا ہوں میری فلائٹ کا وقت ہے کچھ دیر میں!" وہ کہتا اٹھا۔۔

"ایسے کیسے کھانا کھا کر جائیے گا۔۔" داد نے فوراً انکو بازوؤں میں جکڑتے کہا برہان ہنس پڑا۔

"نہیں یار میں تمہیں پرائیویسی دے رہا ہوں۔" اسنے شرارت سے کہا داد قبضہ لگا اٹھا۔۔

"وہ تو آنے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا نا آپکو" اسنے آنکھ دبا کر کہا۔۔

نور کا وہاں کھڑا رہنا محال ہو گیا وہ گھورتی داد کو دانت پیستی وہاں سے کھسک گئی کچن میں۔۔

جبکہ اسے یوں آہستہ سے نکلتے دیکھ کر دونوں ساتھ ہنسے تھے۔

"تنگ مت کیا کرو اسے داد میں وارن کر رہا ہوں تمہیں!" برہان نے آنکھیں میں دیکھتے کہا اور واپس دونوں صوفے پر بیٹھے۔

"چھوڑیں بھائی جب تک اسے تنگ نہیں کرتا مجھے جینا جینا نہیں لگتا۔۔

آپکو اندازہ نہیں میں نے یہ سال کیسے گزارا ہے" وہ کہتا گہرا سانس بھر گیا۔۔



"تمہارے ایک کا نہیں دادیہ سال سب کا اذیت بھر اسال تھا۔۔۔۔۔  
اور ہم سب سے زیادہ اس کا۔۔۔۔۔" وہ جسکا حوالہ دے رہا تھا داد سر ہلا گیا۔

"رفید بلوچ کے بارے میں کیا کہنا ہے ابھی کوئی نیوز نہیں؟" داد نے سوچ کر پوچھا

"کہاں تین ماہ سے ایس پی نادر اسکے پیچھے تھا۔۔۔  
اور وہ کہیں غائب تھا کب گھر آتا کہاں سے آتا کسی کو معلوم نہیں تھا۔۔۔۔۔  
بس پھر وہی ہوا جو ہونا تھا۔۔۔۔۔

جہاں ہماری ذرا سی دیر ہوتی ہے وہیں اسکی آمد ہوتی ہے!" وہ مسکرایا داد سر ہلا گیا۔

"آپکو معلوم ہے کہاں ہیں؟" آلف کے پوچھنے پر برہان نے اسے دیکھا  
"جہاں خود ہے وہیں مجھے بلایا ہے!" اس کے جواب پر داد کا ابرو داد میں اٹھ گیا۔

"اس قدر فاسٹ!!" وہ جانتا تھا بیسٹ کو پھر اس اندازہ نہیں تھا ایک دن میں وہ حورالعین تک پہنچ جائے گا  
جس کے تک پہنچنے کیلئے انہیں سال پڑ گیا پھر بھی وہ ہاتھ نہیں آئی۔

"عارب کو معلوم ہے؟" برہان نے سوچتے ہوئے پوچھا داد ہنس پڑا۔

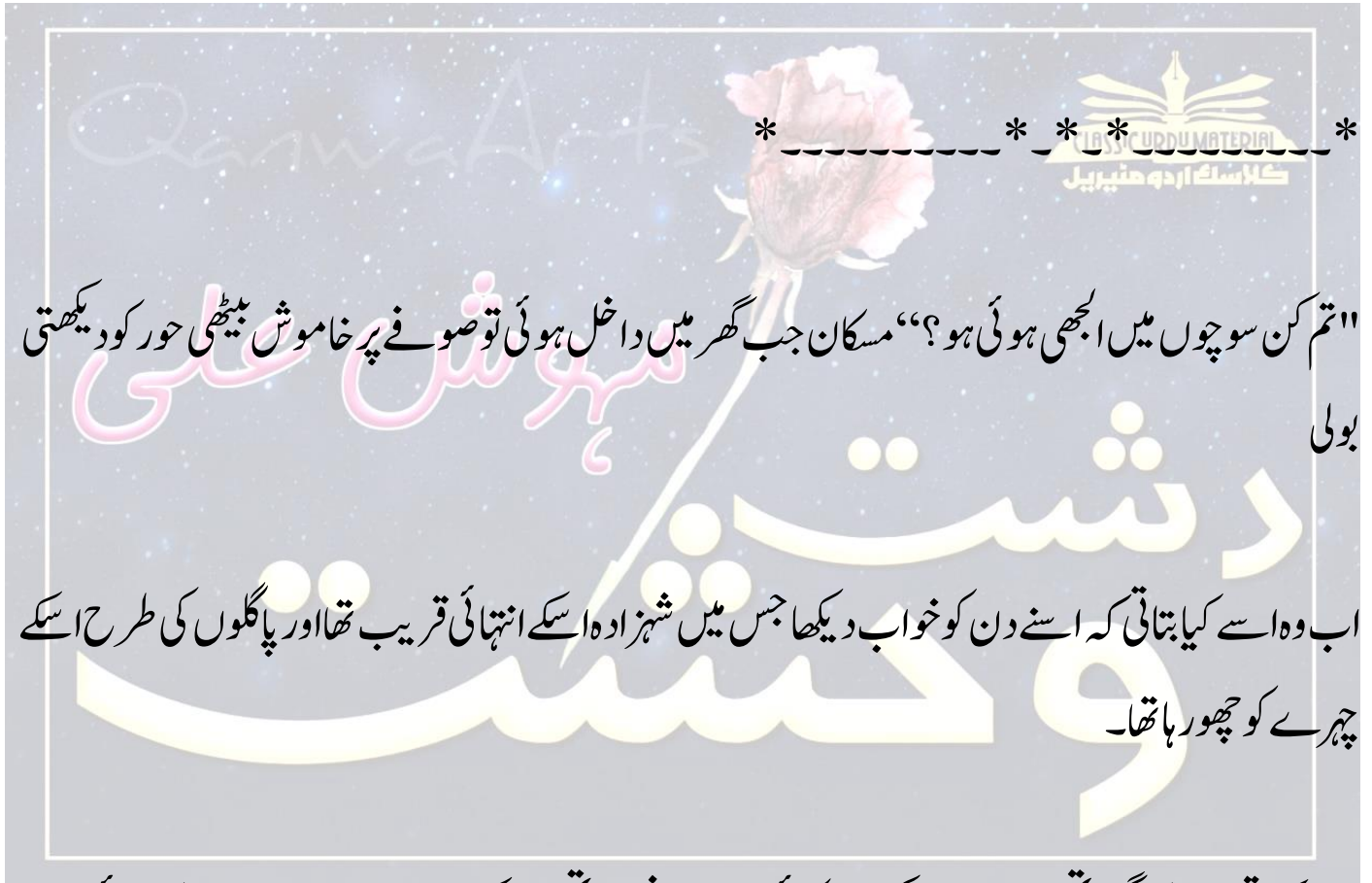
"وہ گھڑ کا کیڑا تو گلی گلی میں رینگتا ہے یہ ممکن ہی نہیں اسے معلوم نا پڑا ہو۔۔۔"

سب سے پہلے تو وہ ہی جان گیا ہو گا بیسٹ کے بارے میں۔۔۔۔"

"یہ بھی خوب کہا گھڑ کا کیڑا نہیں گینگ کا کیڑا ہا ہا۔۔۔۔"

باتیں لمبی ہوتی گئی جب اس دوران نور نے کھانا ریڈی ہونے کا بتایا۔۔۔

داد برہان نے اسے بٹھا کر خود دونوں نے ٹیبل پر لگایا اور ملکر ڈنر کرنے لگے ہنسی قہقہوں کے بیچ۔۔۔



وہ یاد کرتی سرخ پڑ گئی تھی اور مسکان کیلئے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی وہ اکثر اسے خیالوں میں سرخ سٹپٹائی دیکھتی رہتی تھی۔

"مسنی!!" وہ کچھ سوچ کر پکارنے لگی۔۔۔

مسکان جو اسکی گود سے بے بی کو لیے اسکے گال چوم کر اسکی غصے بھری آنکھوں میں دیکھ کر ہنس رہی تھی اسکے پکارنے پر اسے دیکھا۔

"ہاں بولو میرا بچہ؟" وہ اسکے گال انگلیوں کے پوروں سے چھو کر بولی اور یہ سارا کچھ وہ خاموشی سے پڑا دیکھ رہا تھا۔

یہ اسکی جرات تھی کہ اسکے سامنے وہ اسکی ماں کو ٹھہر کیوں کی طرح چھو رہی تھی جو اسکی غیرت پر کلہاڑی کے وار کی طرح پڑ رہا تھا۔

"مسنی کیا کوئی دن میں خواب دیکھ سکتا ہے؟" وہ کافی سوچ وچار کے بعد بولی ٹیبل پر پلیٹ لگاتی فیری نے چونک کر دیکھا تھا۔

"کیوں نہیں آپ! انسان کے دل پر ہے جہاں دل چاہے بیٹھے اور جو دل چاہے خواب دیکھ لے!" وہ کہتی تھقہ لگا اٹھی

"بی سیریس چھوٹا پیکٹ!" جب کہ مسکان نے اسے گھورا تھا۔ "سوری ماما!" وہ مسکراہٹ چھپا کر پونی جھلاتی کچن میں گھس گئی

"جی میرا بچہ دیکھ سکتی ہو تم!" وہ بولی۔۔۔۔۔  
حور سر ہلا گئی۔۔۔۔۔

"اچھا آجاؤ کھانا کھائیں۔۔۔ تمہارا جب دل چاہے دیکھ لو کسی کے باپ کے نہیں خواب“  
وہ گال سہلا کر اٹھی اور کندھے پر بچے کو ڈالے وہاں سے نکلی جبکہ فتنہ روز کی طرح آج پھر اسکے کندھے پر  
خاموش پڑا تھا جانتا تھا اب یہ مصیبت ابھی کہاں جان چھوڑے گی جب تک اسکی ماں ٹھیک سے کھانا کھالے۔

کھانا سکون سے کھا کر جب حور نے پانی پیاتب ہی وہ چیخیں مارنے لگا۔

مسکان نے سرنفی میں ہلاتے اسے حور کے حوالے کیا جس پر وہ سکون سے مسکرایا دیا۔  
آخر گھر میں عقل مند عورتیں بستی تھی اسکے ذرا سے اشارے کو فوراً سمجھ جاتی تھیں  
حور اسے لیکر بیڈ روم میں چلی گئی اور مسکان ٹیبل صاف کرتی کچن کی صفائی کرتی فیری کے ساتھ اپنے روم میں  
چلی گئی۔  
وہ بیڈ پر خاموش پڑا تھا۔۔۔ اور حور ڈریس چینج کرنے گئی تھی جب ہی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔  
”فتنہ!!!!“ سوچ کر مسکراتے اسنے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور کوٹ کو ایک طرف رکھتے وہ چلتا ہوا بیڈ کے  
پاس آیا۔۔۔

جہاں فتنہ اس انجان چہرے کو اپنے روم میں گھستے اور اتنی دیدہ دلیری سے خود کو تکتے پا کر چونکا تھا وہیں عالم غور  
سے اس نمونے کو دیکھ رہا تھا۔

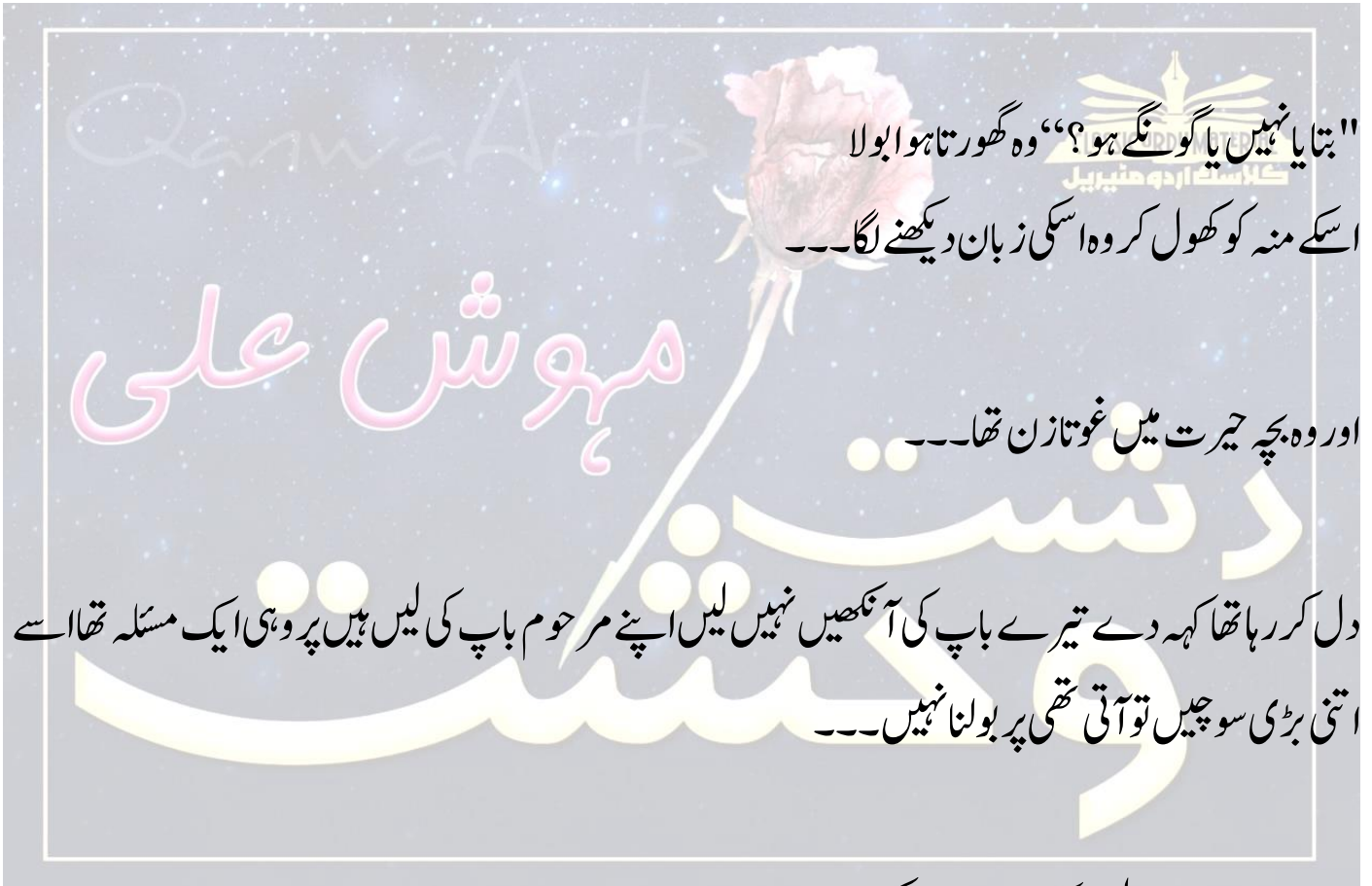


"تم نے آنکھیں بال میرے جیسے کیوں لیے ہیں؟" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا اسے الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

اور وہ چھوٹا بچہ صدمے میں تھا کہ وہ کیا رہا تھا مینٹل آدمی۔۔۔

ابھی تک تو کسی نے اسکا ایسے چیک اپ نہیں کیا تھا۔۔۔

یہ کون سی مخلوق تھی جو اسے الٹ پلٹ کر آگے پیچھے اوپر اٹھا کر نیچے کرتے دیکھ رہی تھی۔



"بتایا نہیں یا گونگے ہو؟" وہ گھورتا ہوا بولا

اسکے منہ کو کھول کر وہ اسکی زبان دیکھنے لگا۔۔۔

اور وہ بچہ حیرت میں غوطا زن تھا۔۔۔

دل کر رہا تھا کہ دے تیرے باپ کی آنکھیں نہیں لیں اپنے مرحوم باپ کی لیں ہیں پر وہی ایک مسئلہ تھا اسے اتنی بڑی سوچیں تو آتی تھی پر بولنا نہیں۔۔۔

"سننا آتا ہے؟" عالم اسکے کان اندر دیکھتا ہوا بولا۔

اور اسکی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر سر ہلا گیا۔

"اسے جانتے ہو؟" وہ اسکے سامنے بیٹھتا ہوا گن نکال کر دیکھانے لگا جیسے وہ چار ماہ کا نہیں دس سال کا ہو۔۔۔۔

اور وہ فتنہ سوچ رہا تھا کہ ضرور کسی پاگل خانے سے بھاگ کر آیا ہو گا۔۔۔۔۔  
"چلانا جانتے ہو؟" وہ سنجیدہ پوچھ رہا تھا۔۔۔

اس بچے کی آنکھیں پھیل گئی اور دائیں بائیں سر گھما کر کسی کو دیکھنے لگا کہ کوئی اس مینٹل آدمی کو سمجھا دے وہ ابھی چار ماہ کا ہے۔

"او بھائی تھوڑا وقت دے دے تجھے سب سمجھا دوں گا!" وہ دل میں بولتا بے بسی کی انتہا کو چھو رہا تھا کہ اب پھر کیا پوچھے گا۔  
"اسے پکڑو!" عالم نے تمسخرے سے مسکراتے ہوئے اس کے چھوٹے نازک روئی سے نرم ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں سے گن پکڑائی۔۔۔۔۔  
اور دوسری طرف اس کا فتنہ کبھی اسے دیکھتا کبھی اپنے ہاتھ میں اس گن کو۔۔۔۔۔  
کاش چلانا آتی تو پہلے ہی اس کے بھیجے میں ٹھوکتا۔۔۔۔۔  
اسنے بڑی بڑی بھوری آنکھیں غصے سے گھمائی۔۔۔۔۔  
آخر یہ اس کا ہمشکل آدمی اس کے روم میں آکر جتنا کیا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

اسے ڈر تھا اسکی ماں نا اس کے سامنے آجائے وہ تو بچی معصوم تھی، اور اسکی غیرت پر کہاں گوارہ تھا اس مینٹل آدمی کے سامنے اسکی ماں آئے ایسا نا ہو پھر اس معصوم کے ہاتھ میں بھی گن تھما دے۔۔۔۔۔  
پھر وہ اسے دنیا سے رخصت کروانے میں وقفہ نہیں لگاتا۔۔۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" عالم اسے سوچ میں دیکھ کر بولا۔

وہ چھوٹا سا بچہ بڑی بیزاریت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم میں کافی ایٹیٹیوڈ ہے!"

قد دیکھ کر ضرور شرم آتی ہوگی، کیوں؟ "وہ اسکا دل جلانے لگا تھا کیونکہ چار ماہ کم نہیں تھے وہ اسکی عین کے اتنے قریب رہا تھا بدلتے تو لینا تھا اسے۔

گن سائیڈ ٹیبل پر رکھے وہ پورا اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"تم ابھی بول نہیں سکتے، ہے نا!" وہ ہنسا اس پر چھوٹے فتنے کا منہ سرخ پڑ گیا۔

وہ پتا نہیں کس طرح ضبط سے خاموش پڑا تھا۔

ورنہ دل کر رہا تھا ایسی چیخیں مارے کہ اس قد آور نمونے کے کان کے پردے پھاڑ دے۔

مہوش علی

"میں جب چھوٹا ہوتا تھا تو بولتا تھا!" اسنے فخریہ بتایا۔

اسکی فیلنگس عجیب تھیں سامنے بیڈ پر خاموشی سے ایسے دیکھتا چھوٹا سا بچہ اسکا تھا۔

ایسے کون سی فیلنگس ظاہر کرنی چاہیے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

اللہ نے جتنا اسے آزمایا اس سے بڑھ کر دیا تھا۔

اسکی شہزادی سہی سلامت اسکے سامنے تھی اسکا بچہ اسکے سامنے تھا۔

اسکی بیٹی نے وہ سب کر دیکھا یا تھا جسکی اسے شہزادی کے زندگی میں آنے کے بعد امید تھی۔

وہ جب جب اسے دیکھتا تھا اسے خود کیلئے خاص احساسات نظر آتے تھے اپنی بیوی کیلئے کئی محبت بھرے احساس نظر آتے اسکی سنہری آنکھوں میں۔

اور ان احساسات پر سعیر عالم کو آج فخر محسوس ہو رہا تھا۔

عالم کے اتنے بڑے جھوٹ پر فتنے کی بھوری چمکتی بڑی سی آنکھیں پھیل گئیں۔

"تمنے مجھ سے جو چرایا وہ میں معاف کر رہا ہوں تمہیں، خیر منائو اپنی کہ تمنے اپنی ماں سے کچھ نہیں چرایا ورنہ انجام اچھا نہیں ہوتا تمہارا، میں اپنی شہزادی کا ایک بال بھی کسی کے طرف برداشت نہیں کر سکتا۔"

تمہیں معلوم ہے جب میں اسے بالوں میں برش کرتا تھا تو اسکے گرتے بال اپنی جیب میں رلھ کر آخر میں

سنبھال کر خزانے کی طرح رکھتا ہوں، تم اندازہ نہیں لگا سکتے وہ کیا ہے میرے لئے،، شہزادی لفظ مجھے اسکے سامنے کمتر لگتا ہے،

جب وہ میرے سامنے آتی ہے تو دل کرتا ہے اپنا سینا چیر کر اسے اندر چھپا دوں، اسے بانہوں میں سمیٹ کر

کہیں دور لے جاؤں جہاں ہم دونوں کے علاوہ کوئی زی روح ناہو،

یہ سب باتیں میں تمہیں اسلئے بتا رہا ہوں کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ میرے لیے کیا ہے، یہاں سب

جانتے ہیں شہزادی سعیر عالم کیلئے کیا ہے اسکی اہمیت کیا ہے۔۔۔

اسلئے تم پہلے ہی اس سے دور رہنا تاکہ کل کلاں ہمارے بیچ بد مزگی ناہو،

میرے پاس چاہیے بہت قریب آنا میں محبت دوں گا تمہیں شہزادے۔۔

پر اپنی ماما سے دور رہنا یاد سے پانچ فٹ۔۔۔" وہ سرگوشیوں میں اسے سمجھا رہا تھا اور وہ چھوٹا سا بچہ ضبط کی

بلندیوں کو چھوتے پڑا تھا۔

"یہ ہوتا کون ہے مجھ سے ایسے بات کرنے والا۔۔

مجھ سے ساتھ بات کرنے سے پہلے میرا باپ مر گیا اور یہ بندہ اتنی جرات سے میرے سامنے بیٹھا ہے بلکہ

جھوٹ پر جھوٹ پھینک رہا ہے"



"اسے بتادینا چاہیے تاکہ اس مینٹل آدمی کی خوش فہمی دور ہو، میں مکسچر ہوں اپنے مرحوم باپ معصوم ماں کا۔"

"ہوں۔۔۔!" اسنے ہاتھ پاؤں مار کر اسے متوجہ کرنا چاہا پر اسکے متوجہ کرنے کے انداز پر سعیر مدہم قہقہہ لگا

اٹھا۔

چھوٹا سا بچہ سمجھ گیا تھا کہ اسکے نابولنے پانے پر ہنس رہا ہے۔۔

"کیوں نا اسے فوت کر دیں۔"

وہ خفت زدہ ہوا تھا پر اپنی شرمندگی جلدی چھپائے عالم کی بھوری آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتے ہوئے

مدہم سا مسکرایا۔۔۔

سعیر عالم نے اسکے متوجہ کرنے پر ابرو اچکایا اور اسکی مسکراتی آنکھیں دیکھتا جب گالوں پر آیا پہلے تو

چونکہ۔۔۔۔

دفعاً اسکی بھوری آنکھوں میں غصے کی سرخی پھیل گئی۔۔

"یہ تو وہی ڈمپل ہے جو اسکی بیوی اسکی شہزادی کے گال پہ ہوتے تھے!! اب اس فتنے کے پاس!!"

"کس مقصد سے آئے ہو؟ سچ بتاؤ؟" وہ اسکے چھوٹے سے منہ کو انگلیوں میں تھام کر ابرو اچکائے غصے سے

بولا۔

اس بچے کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔  
بھلا وہ کس مقصد سے آسکتا تھا۔۔۔  
اسکا دل کیا اس سے پوچھے تم کس مقصد سے آئے ہو، پر اسنے نہیں پوچھا۔۔۔  
کیا پتا بچہ ڈر جاتا۔۔۔

"تمہیں بتا رہا ہوں میرے سامنے ہنسنے کی کوشش مت کرنا ورنہ تمہارے لئے اچھا نہیں ہوگا جیسے میں  
سرجری کروا کر آیا ہوں منہ کی تمہاری بھی کروادوں گا۔" اسے جلن ہو رہی تھی۔۔۔  
وہ جل رہا تھا دہکتی آگ میں۔۔۔

اس سے سچ میں براشت نہیں ہو پارہا تھا کہ اسکی شہزادی کے نین نقش چرائے۔۔۔  
ہاں بیٹی ہوتی تو جی بسم اللہ کرتا، پر یہ فتنہ باپ سے ویسے ہی جلتا نظر آ رہا تھا۔  
اوپر سے اسکی عین کے ڈمپل چرا کرتا نہیں کیا ثابت کرنا چاہتا تھا اس پر۔۔۔

کہ اسکی عین کے ڈمپل اس فتنے کے پاس تھے۔۔۔  
وہ کیسے برداشت کرے یہ سب کچھ۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے

وہ ترچھی نظروں سے دیکھ رہا تھا اسے، جو چھوٹا سا نا سمجھ معصوم بچہ ہو کر اسکی وارنگ کو بھاڑ میں بھیجتا مسکرا کر  
اسے جلا رہا تھا۔

"مجھے معلوم ہے تمہارے ارادے نیک نہیں!" اسنے اسے اٹھایا اور قریب سے اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔

فتنے کے چہرے پر غصے سے سرخی پھیل گئی۔۔۔  
"اس انجان کی ہمت کیسے ہوئی اسے چھونے کی۔  
اسے کوئی نکالتا کیوں نہیں۔۔۔

کہاں گئی وہ دونوں منخوسہیں ت جو اس سے چمٹی ہوئی تھی۔۔۔  
یہ ہے کون۔۔۔؟؟؟" وہ مختلف سوالات کی سوچوں میں الجھا ہوا تھا

"بڑے پریشان لگ رہا ہے میرا شہزادہ خیرت؟" وہ ہنسا اس۔۔۔  
بہت پیارا لگ رہا تھا اسے اپنا شہزادہ۔۔۔

"میرے بیٹے تمہیں میں جب ماں کے پیٹ میں آئے تھے تب ہی پہچان گیا تھا کہ تم فتنے ہو ایک!  
تمہیں معلوم ہے میرے شہزادے میں ہزاروں کی تعداد میں خون کر چکا ہوں!  
کوئی اور نہیں! تمہارا باپ ہوں سعیر عالم۔۔۔" اسنے سناتے اسے سناتوں کے زد، صدمے میں چھوڑ کر اسکے  
دونوں پھولی گال کو چومے۔۔۔

اور ایک خوبصورت انوکھا سا احساس اسکے وجود میں اتر گیا۔۔۔  
"بیسٹ اب باپ بن گیا۔!" وہ سوچ کر ہنس پڑا اور اس عجیب مخلوق کو دیکھتے انوکھے انمول احساس کے ساتھ  
اسکی پیشانی پر بوسے دیتا اسکی دونوں گالیں باری باری چومنے لگا تھا۔۔۔

اور وہ چھوٹا سا بچہ اسکی چھتی بھوری شیو سے کسمانے لگا۔۔۔

"تمہاری بھلائی کیلئے ایک بات بتا دوں میرے شہزادے! کہ جب دیکھنا ہم دونوں شوہر بیوی ساتھ ہوں تو منہ پھیر کر لیٹ جانا اس میں تمہاری بھلائی ہوگی نہیں تو میں اپنی شہزادی کو پا کر دنیا بھول جاتا ہوں پھر تم تو اس میں رہنے والے ایک چھوٹے سے فتنے ہو"

وہ اسکی گردن میں بوسہ دیتا ایک ہاتھ میں پکڑے وہ اسکے چھوٹے سے ہاتھ چوم رہا تھا۔

"میرا باپ مرا نہیں تھا؟" اسنے اس بھوری آنکھوں میں دیکھتے سوچا۔

"نہیں اسکے پاس کیا ثبوت ہیں یہ میرا باپ ہے؟" وہ اسکے بوسے سے اریٹھ ہوتا پھر سے کسمسا کر چہرے پر ناپسندگی دیکھانے لگا کہ اسکا چھونا اسے بالکل پسند نہیں آیا۔

"میری بات کان کھول کر سنو شہزادے! اپنی ماں سے دور رہنا!! وہ معصوم ہے اسکا مطلب یہ نہیں تم اسکی معصومیت کا فائدہ اٹھائو۔۔۔  
سمجھ رہے ہونا؟

ہاں دور رہنا اس سے۔۔۔۔

تھوڑا سا فاصلہ رکھنا تاکہ تم سکون والی زندگی گزار سکو۔۔۔

وہ اسے سامنے اٹھائے اسکی پھیلی شاکڈ آنکھوں میں دیکھتا ہوا بول رہا تھا بلکہ کافی سنجیدگی سے سمجھا رہا تھا۔

وہ مدھم سرگوشیاں کر رہا تھا دفعتاً باتھ روم کے دروازے پر کھٹکا ہوا۔



عالم نے فوراً گردن گھمائی

وہاں سے نمودار ہوتے وجود کو دیکھتے کئی لمحات مبہوت سا اسے دیکھتا رہا جواب پہلے سے کئی زیادہ حسین لگ رہی تھی۔

بلیک ہاف سیلونائی کھلے بکھرے سیاہ بال جنہیں وہ جوڑے کی شکل دینے کی کوشش میں چڑچڑی سی ہو رہی تھی۔

اور اسے چڑچڑا دیکھتے عالم کا دل شدت سے دھڑکا۔ اس کا دل کیا بھاگ کر جائے اور بہت محبت سے اس کے سارے بال سمیٹ کر اسے اس چڑچڑاہٹ کے قید سے آزاد کرواتے اسے موم سے سراپے کو خود میں سمو لے۔

اسکی آنکھوں میں نور دیکھنے کی بے قراری اس کے وجود میں بے چینیاں بڑھانے لگی۔ وہ سراپا آتش بنی اسکی سال بڑھ کی تڑپ میں مزید تڑپ پیدا کرنے لگی۔

اس کے سراپا خدو خال حسین نقوش کو شدت جنونی انداز میں چھونے کی پیاس وقت کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی جبکہ وہ الجھتی الجھتی سی نائی کی ڈوریاں باندھتی دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔

پروہاں پہلے لگا لاک ہاتھوں سے محسوس کرتی الجھ گئی کہ اسنے تولا لک نہیں لگایا تھا۔

"لگتا ہے بھولنے کی بیماری پھر سے آگئی ہے۔" وہ سر پر ہاتھ مارتی کھڑکی کے پاس آتی پردے برابر کیے بالکنی میں آگئی۔

"ایسا کیوں لگ رہا ہے آپ بہت پاس ہیں!

پہلے جو دوری، بے چینی، اذیت، کمی محسوس ہوتی تھی آج وہ میرے وجود میں کہیں نہیں ہے، میرا وجود میرا دماغ میرا دل پر سکون سانسیں کیوں لے رہا ہے عالم!" گرل پر ہاتھ ٹکائے وہ گہرے سانس لیتی سیاہ اندھیرے میں کھڑی اسکے احساس سے ہم کلام تھی۔

"کیا آپ کو میری، اچھل نمکی کی یاد نہیں آتی ہوگی!

کیا آپ کو میں بھول گئی عالم۔۔۔

آپ کیوں بھول گئے مجھے؟ آپ نے کتنی سرگوشیاں کی تھی میری سماعتوں میں کہ میرا ہر پل خوشبو بنائیں گے، میرے ہر قدم میں پھول نچھاور کریں گے، میرے ضد کو پورا کرتے مجھے بالکل ایک بگڑی ضدی شہزادی بنا دیں گے، مجھے نخریلی بنائیں گے کہاں گئے آپکے وہ سارے وعدے محبتیں شدتیں۔۔۔؟؟

آپ نے کہا تھا بے بی کے آنے کے بعد آپ مجھے اپنی سنگت میں دنیا کا اجالا دیکھائیں گے۔۔۔

مجھے اجالا تو مل گیا عالم پر تاریکی نے مجھے قید کر لیا ہے۔۔۔

وہ مجھے نہیں چھوڑتی۔۔۔ مجھے آزاد نہیں کرتی، مجھے اس سے صرف آپ بچا سکتے ہیں عالم۔۔۔ مجھے ہر اذیت تکلیف سے صرف آپ بچا سکتے ہیں باقی کوئی نہیں۔۔۔

مجھے اندھیرے نکل رہے ہیں۔۔۔ مجھے ویرانیاں نوچ رہیں۔۔۔

میرے پورے پورے چھتے ہیں۔۔۔ مجھے کسی۔۔۔ کسی درندے کی طرح نوچ رہی ہیں عالم۔۔۔

مجھ سے جینا نہیں ہوتا۔۔۔ میں نہیں جی پار ہی آپکے بنائیں نے یہ ایک سال سکتے گزارا ہے میرا خدا گواہ ہے میری سسکیوں آہوں کا۔۔۔

مسنی کو کہیں لے جائے بے بی کو مجھے آزاد کر دیں ان سانسوں سے ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گی آپکے لئے عالم۔۔۔۔

کوئی اپنی شہزادی کو اتنا ترپاتا ہے عالم۔۔۔؟؟ جتنی آپنے افیت دی۔۔۔  
 میرا عالم کس حال میں ہے مجھے کوئی نہیں بتاتا۔۔۔  
 میں دیوانیوں کی طرح پوچھتی ہوں آپکا اور یہ سب مجھے انجیکشن لگا کر خاموش کروادیتے ہیں۔۔۔  
 اب تو مجھ پر یہ سونیاں بھی اثر نہیں کرتی۔۔۔  
 آکر دیکھ لیں اپنی شہزادی کو وہ پور پور زخم ہے۔۔۔

جتنی تو تکلیف ان درندوں کے کاٹنے سے نہیں ہوئی عالم اتنی آپکی اس دشتِ تنہائی سے ہوتی ہے۔۔۔" وہ  
 دونوں ہاتھ گرل پر رکھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائوں کے سپرد خود کو کیسے سک کر سرگوشیاں لر رہی تھی۔  
 جبکہ اسے اپنے حصار میں لیتی وہ مخصوص کلون کی خوشبو اسے پاگل بنا رہی تھی۔  
 اسے وحشتوں میں دھکیل رہی تھی کہ اسکے احساس اتنا پاس ہے تو وہ کیوں نہیں پاس۔  
 اسکی آواز آتی ہے اسکی کمی محسوس نہیں ہو رہی اب۔۔۔  
 اسکا احساس پوری طرح اسکے حواسوں پر چھایا ہوا ہے پھر بھی وہ کہیں نہیں ہے۔۔۔  
 یہ کیسی افیت تھی!!! کیسا محنت تھا۔۔۔  
 کیا وہ اسے پاگل کرنا چاہتا تھا۔۔۔؟؟

اسکی سرگوشیاں عالم کو اپنے دل میں سنائی دے رہی تھی۔۔۔  
 جبکہ اسے روتے دیکھ کر اسکی حالت غیر ہوتے دیکھ کر اسکا چہرہ لہو رنگ ہو رہا تھا۔۔۔  
 بھوری آنکھیں ضبط سے لہو ہو رہیں تھیں جیسے ابھی ان سے خون ٹپک پڑے گا۔  
 وہ اپنے ہاتھوں میں موجود اپنے بیٹے کو دیکھتا  
 مسکرا کر اسے سینے سے لگائے اٹھا۔۔۔

"دیکھ رہے ہو اپنی شہزادی ماما کی حالت۔۔؟" وہ اسے جھولے میں ڈالتا ہوا بولا۔۔۔۔۔  
جہاں عالم کی آنکھوں میں نمی آگئی وہیں اسکے چھوٹے سے بچے کا لب پھول گیارو نے کیلئے جسے دیکھتے عالم نے  
اسے اٹھالتے پھر سے محبت بھرے بو سے دیئے۔

"تمہیں ابھی بہت پیار دیتا میرے شہزادے پر میری شہزادی رو رہی ہے اور اسے میں روتے ہوئے نہیں دیکھ  
سکتا،" اسنے کہتے بالکنی میں کھڑی اپنی شہزادی کی طرف دیکھا۔

"اسلئے رونا نہیں اچھے بیٹے کی طرح خاموشی سے سو جانا تا کہ میں تمہاری ماما کو اس اذیت سے نکال کر محبت کا  
ذائقہ چکھا آؤں۔" وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسکے گال سر کو پھر سے چوم کر ایک بار سینے سے لگائے ایک  
گہرا سانس بھرتے دل ہی دل میں رب رحمن کا شکریہ ادا کیا اور اسے بے بی کاٹ میں ڈالتے اوپر سے کھولنے  
کاٹ سے ہٹا کر وہاں گن سے بلٹ نکال کر خالی گن کو اپنے رومال سے باندھ دیا۔  
جسے وہ چھوٹا سا فتنہ آنکھیں پھیلائے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔  
اسنے اتنے دن میں اس آدمی کو یوں اچانک پہلی بار ابھی دیکھا تھا جسنے آتے ہی معصوم چار ماہ کے بچے کا سر گھما  
دیا تھا۔

وہ اس سے بولنا چاہتا تھا کہ "باقی سب گیا بھاڑ میں مجھے صرف یہ ثبوت دے کہ تم میرے باپ ہو! میں یہ  
صدمہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرا باپ زندہ ہے اور وہ بھی اور کوئی نہیں یہ مینٹل آدمی۔۔۔!" وہ دل ہی  
دل میں سوچتا خاموش تھا کیونکہ اسکی ماں روز کی طرح آج پھر وہاں ادا اس کھڑی تھی۔



عالم اسے دیکھتا اسکی روئی سے گال پر انگلی پھیرتے مسکرایا اور وہاں سے کاٹ کا رخ گھوما کر اسنے دور سری طرف کر لیا۔

فتنے کا دماغ غصے سے گھوم گیا کہ وہ اسکی ماما کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔۔۔

یہ ہے کون اسے کوئی نکالے۔۔۔

اسکا دل، گھومتا بھڑکتا دماغ کر رہا تھا اس انجان کو اٹھا کر باہر پھینک آئے پر وہی بے بسی وہی رونا تھا۔۔۔۔

عالم اسے وہیں بے بس چھوڑ کر بیڈ پر بیٹھا اور پائوں سے شوز اتار کر اسنے اپنی واچ اور ٹائی نکال کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی اور خود چلکر اسکے پاس بالکل قریب ہو کر کھڑا ہو گیا کہ اسکی صراحی دار گردن پر اسکی دکھتی سانسیں حور العین کو محسوس ہونے لگی۔۔۔

"میں آگیا ہوں نامیری شہزادی۔۔۔!" گرل پر رکھے اسکے ہاتھوں کے اوپر اپنے ہاتھ رکھتے اسنے اسکی گردن پر اپنی ناک کو رگڑا۔۔۔

حور اچانک سے اسکے احساس کو یا خواب کو محسوس کرتی لبوں کو دانتوں تلے جمائے گرل کو مضبوطی سے پکڑے سانسیں روک گئی۔۔۔

"میں تمہیں بہت مس کیا ہے۔۔۔"

تمہاری ایک ایک ادا کو۔۔۔ تمہارے نازک پائوں کے ناخوں سے سر کے بالوں تک کو میں نے مس کیا ہے۔۔۔۔

میں نے اتنا مس کیا ہے تمہیں کہ میں جب خاموش تاریکی میں تھا مجھے ایسا لگا تم میرے آغوش میں ہو۔۔۔۔۔ تم  
میرے پاس ہو بالکل قریب ہو۔۔۔۔۔ اتنی قریب جتنا میں اس وقت تمہاری سانسوں کے ہوں۔۔۔۔۔ "اسنے  
جب اپنا چہرہ اسکے بالوں میں سہلایا اسکے ریشمی سیاہ بال بکھر کر اسکی پیٹھ پر پھیل گئے۔۔۔۔۔  
اور اس فریب کی ستم گری پر وہ سن خاموش سسکیاں دبائے کھڑی تھی۔

عالم اسے بے یقینی فریب کے جال میں دیکھتا پریشان ہو گیا۔۔۔۔۔  
اسکی عین کو یقین کیوں نہیں ہو رہا کہ اسکا عالم آ گیا ہے۔۔۔۔۔  
وہ ایک برا خواب تھا گذر گیا اب عالم عین واپس ایک ہیں پر وہ کیوں یقین نہیں کر رہی۔۔۔۔۔  
خاموشی کیوں۔۔۔۔۔  
"میرا بچہ۔۔۔۔۔!!!" اسنے ایک محبت بھری سرگوشی اسکے کان میں کی جس سے حورالعین کی سسکی نکل گئی۔  
"دھوکہ ہے سب۔۔۔۔۔  
آپکی یہ سرگوشیاں آپکا یہ لمس سب فریب ہے۔۔۔۔۔

مجھے معلوم ہے میں آپکو نہیں پسند اسلئے آپ نہیں آرہے۔۔۔۔۔  
آپ جانے کہاں گھم ہو گئے مجھے بھول گئے۔۔۔۔۔ اور میں بے بس سی ایک اندھی عورت رونے پیٹنے کے علاوہ  
کچھ نہیں کر سکتی۔ "عالم اسکی بھاری بھیگی سرگوشی سن کر تکلیف سے آنکھیں میچ گیا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے تمہارا عالم تمہیں چھوڑ سکتا ہے میرا بچہ۔۔۔؟" وہ اپنے ہاتھوں میں اسکے ہاتھ لیکر گرل سے ہٹائے اسکی نازک سی کمر کے گرد لپیٹ گیا اور آہستہ سے کھینچ کر مزید قریب کرتے اسکے بالوں میں گہرا سانس بھرنے لگا۔۔۔۔

حورا لعین پھوٹ پھوٹ کر روتی پھڑپھڑانے لگی۔۔۔

"چھوڑ و پلیز۔۔۔ مجھے نہیں رہنا انکے ساتھ میں نہیں رہنا چاہتی انکے ساتھ مجھے آزاد کر دیں اس دنیا



سب کو تو کرتے ہیں مجھے بھی کر دیں۔۔۔

میری اذیتوں سے چھٹکارا دیں۔۔۔ ہر کوئی آکر مجھے توڑ جاتا ہے۔۔۔

سب چلے گئے ہیں کوئی نہیں بچا میرے پاس دیکھ لیں کتنی اکیلی ہوں میں۔۔۔

سب کچھ تو آپ تھے میرے لئے ہر رشتے کا احساس تو آپ نے پورا کیا پھر اچانک چلے گئے کیوں۔۔۔؟؟؟

دنیا تو توڑتی ہے آپ کب سے اپنی ہی شہزادی کو توڑنے لگے؟؟؟

مجھے آپ سے یہ امید کبھی نہیں تھی عالم۔۔۔

آپ کو میں نے پہلے دن کہا تھا کہ مجھے جانے دیں میں نہیں رہنا آپکے ساتھ!! پر پھر بھی آپ نے مجھے اپنا عادی بنا

دیا۔۔۔

نشا ہو گیا ہے مجھے آپکا۔۔۔ آپکے لمس آپکے احساس آپکی باتوں، آپکی سانسوں، آپکی محبت آپکی اپنائیت آپکی پکار

کا" وہ سرگوشی میں بڑبڑاتی ہوئی رو رہی تھی اور عالم کو وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

اسکی شہزادی اتنی مایوس ہو گئی تھی کہ جب وہ لوٹ آیا ہے تو اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔

اس سے بڑی موت اور کیا ہو سکتی تھی سعیر عالم کیلئے۔۔  
کیسے یقین اسے دلائے کہ وہ حقیقت ہے۔۔۔  
اسکا عالم اسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔

"شش۔۔۔ عین عالم!!!!!" اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے وہ اسکے لبوں پر انگلی رکھے اسے خاموش کروانے

لگا۔۔

"میں کرتا ہوں نامیرا بچہ پھر سے تمہاری سماعتوں میں سرگوشیاں۔۔۔  
میں حاضر ہوں اپنی جان کے ساتھ تمہارے دربار میں شہزادی۔۔۔!!  
شش روتے نہیں اچھے بچے نہیں روتے خاموش۔۔  
گذر گئے ہمارے تکلیف کے دن۔۔۔  
ختم کر دیئے میں نے وہ وجہ جن سے تمہیں خوف آتا تھا۔۔۔  
مٹادی میں نے وہ درندیں جنگی وجہ سے تم رات کو تڑپتی تھی میری بانہوں میں۔۔۔  
اب صرف صبح کا اجالا ہے۔۔

اور اندھیرا دور تک نہیں۔۔۔۔۔ میں نے پھول بچھائیں ہیں تمہاری راہوں میں سارے کانٹیں سمیٹ لیے  
اور انہیں سمیٹتے کچھ ہاتھ زخمیں ہو گئے تھے بس اور کچھ نہیں۔۔۔۔  
مجھے یاد ہے تمہاری اچھل نکمی۔۔۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔۔  
صرف سلام کر دو میں تمہارے سلام کیلئے تڑپا ہوں بہت۔۔۔۔۔" وہ جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کرتا  
اسکی گال پر اپنی ناک رکھے مدھم آواز میں کہتا اپنی دکھتی سانسوں سے اسے جھلسانے لگا تھا۔۔۔



"جھ۔۔جھ۔۔جھوٹ۔۔۔!!" بری طرح طر زتے کانپتے لہجے میں اسنے کہا تھا

ویسے ویسے ہی حورا لعین کے حواس اسکا ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔۔

"ہاں اب سب کک۔۔ کچھ جھوٹا۔۔۔"

یہ ایک عالم کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔ اور اسکی دڑکن کافی تیز ہوئی تھی کہ حور خاموشی سے اس پر سر ٹکائے  
سننے لگی۔۔۔

"عین۔۔۔!!" عالم نے اسے مسکراتے دیکھا۔۔

اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے وہ خاموش سناٹے میں کھڑی وہ دھک دھک کرتی دھڑکن سن رہی تھی۔

عالم نے خاموشی سے اپنی گال اسکے سر پر ٹکادی اور بانہوں کا حصار اسکے گرد ڈالتے ہوئے اسے خود میں سمیٹ لیا۔۔۔

"آئی وانٹ ٹو سپینڈ ایوری سیکنڈ مائے لائف و تھ یونے مجھے سارا بھگودیا ہے"  
عالم کے آس پاس سے آواز آئی وہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔

"I want to spend every second my life with you"

مہوش علی

وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔۔۔  
حور نے کافی گہرا سانس کھینچا اسکے احساس میں۔۔۔  
جسے دیکھتے عالم نے آہستہ سے اسکا چہرہ اٹھوڑی سے پکڑ کر انگلیوں پر رکھا اور اونچا کرتے اپنی اسکی ناک سے  
ملاتے اسکی سانسوں سے اپنی دہکتی سانسیں الجھاتے اسے گھما کر خود اسنے پیٹھ گرل سے ٹکادی۔۔۔  
حور العین لب بھینچے گہرے سانس لیتی اسکے پاؤں پر اپنے پاؤں رکھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔  
"یہاں تو بارش نہیں۔۔۔!!" وہ حلق تر کرتی منمننا کر بولی۔۔۔

عالم نے آنکھیں کھول کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔  
وہ ابھی بھی بارش کو یہی سمجھتی تھی۔۔۔۔۔

"آجائے گی۔۔۔!!" اسکی گال انگلیوں پر سہلاتے اسنے سرگوشی کی۔۔۔

حورالعین کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ دوڑ گئی۔۔۔

وہ پھڑپھڑا کر دور ہونے کیلئے مچلی پر عالم کا بازو اسکی کمر میں کی گرد لپٹا ہوا تھا جس سے اسے دور ہونے سے باز رکھ گیا۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں مجھے تـت۔۔۔ تکلیف دیتی ہے آئی وانٹ ٹو سپینڈ ایوری سیکنڈ مائے لائف و تھ یو!" وہ مچلتے افیت میں ڈوبی رونے لگی جسکے بہتے آنسوں عالم کے دہکتے لب باری باری سمیٹ رہے تھے۔

"اب نہیں دے گی میں آگیاں ہوں نا۔۔۔!" اسکی بڑھتی سسکیوں پر عالم نے خاموشی سے اسکے لبوں پر اپنے لب رکھتے اسے خاموش کروا دیا۔۔۔

حورالعین نے افیت سے اسکی گردن پر اپنے نانخون چھو دیئے۔۔۔  
جس پر عالم مسکرا دیا۔۔۔۔

\*-----\*-\*-\*-----\*

"یہی ہے نا!!!!" اسنے ساتھ کھڑے ارمان سے پوچھا۔

"جی سر یہی ہے آپکی منزل!" وہ شرارتا بولا۔

ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرتے برہان ہنسا۔

"کیسا لگ رہا ہوں؟" اسنے ارمان کی طرف رخ کرتے پوچھا۔

وہ سٹپٹا گیا۔۔۔ "سر اب میں آپ کو کس نظر سے دیکھوں؟"

اسکے جواب کے منظر برہان یہ جواب سن کر حیران رہ گیا۔

"ہیں؟ کیا مطلب عزت سے دیکھ بھی؟!" وہ گھور کر بولا ارمان کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"عزت سے ہی دیکھتے ہیں آپکو سر! میں پوچھ رہا تھا میڈم کی نظر سے دیکھوں یا عوام کی؟" وہ ہنستا ہوا بولا

"تم رہنے دو اگر اسکی نظر سے دیکھو گے تو دوسرے سیکنڈ یہاں مجھے ہی اپنی قبر بنانی پڑے گی۔" اسنے سخت گھوری ڈالتے بدمزہ ہو کر کہا اور آگے بڑھتے ہوئے فلیٹ کا دروازہ کھولنا چاہا۔۔

"ویٹ آ سیکنڈ۔۔!!" اچانک سے انکے پیچھے سے آواز آئی برہان ارمان نے چونک کر دیکھا جہاں ہتھیار لیس گارڈ کھڑے تھے۔

"کون ہیں دونوں؟" گارڈ نے گھورتے انہیں سر سے پاؤں تک دیکھتے پوچھا۔

وہ گرے کلر کے تھری پیس سوٹ میں نک سک سے تیار اپنے سیاہ گھنے بالوں کو گاڑی میں ہی دوبارہ سے سیٹ کرتے وہ آیا تھا۔

چوڑی مضبوط کلائی میں مہنگی واچ پہنی تھی اسے سراپا متاثر کن تھا کہ لڑکیاں ٹھٹھک کر اسے دیکھتی مڑ کر دیکھنے ہر مجبور تھیں۔



یہاں گاڑی پارک کرتے جب وہ فلیٹ کی طرف آرہے تھے تب بھی کتنی بے باکی سے اسے دیکھا تھا۔۔

برہان کو عجیب لگ رہا تھا۔۔ وہ اپنے شوہر کو یہاں بلوا کر کیوں بچے کو بدنام کروانا چاہتی تھی۔  
پہلے بھی اسرائیل کے وہاں محل میں اس سے کافی چمٹ چپک گئی تھیں جنہیں وہ مار کر دور ہوا تھا۔

اس نے اپنی عزت محفوظ رکھتے انکا سر کاٹا تھا خاموشی سے۔۔۔  
اور اب یہاں سب کا تکیا اسے کوفت میں مبتلا کر رہا تھا۔  
اوپر سے وہ غنڈی چڑیل اس قدر خطرناک تھی کہ سوچ سوچ کر جانا پڑ رہا تھا ایک شوہر کو اپنی بیوی کے پاس۔  
کوئی میرا جیسا بد نصیب انسان ہوگا جس کا دل زبردستی اس غنڈی نے چھینا تھا۔  
وہ بے بسی زبردستی کی موت مر رہا تھا۔  
"انسان۔۔۔!!" ارمان نے کافی فخر سے جواب دیا برہان نے گھورا وہ بوکھلا گیا  
"تو کیا تمہیں شک ہے خود پر؟" اس نے دانت پیستے پوچھا۔

"نن۔۔ نہیں سر! میں اسلئے بتا رہا تھا کہ انہیں شک نا ہو کہ ہم ڈاکا ڈالنے والے ہیں۔" اسے سمجھنا آیا کیا  
جواب دے اپنے سر کو اسلئے بوکھلا کر بولا۔

"بات سیم ہے ارمان۔۔!!" اس نے چبھتے لہجے میں کہا ارمان شرمندگی سے سر جھکا گیا

"سر پھر آپ دے دیں جواب۔۔۔!" اس کے کہنے پر برہان نے ابرو اچکایا "میں دینے والا تھا تمہیں شوق چڑھا ہے غیر مخلوق بننے کا!"

"سرجب سے آپ سے میڈم دور ہوئی ہیں تب سے آپ ہم پر طنز کرتے چڑتے ہیں۔" اس نے منمناتے شکایت کی برہان نے خو نخوار گھوری ڈالی وہ نظریں پھیر کر گردن اکڑائے الرٹ کھڑا ہو گیا

"تمہاری میڈم کو تو میں آج سیدھا کرتا ہوں۔۔۔!" اس نے بتایا۔۔۔  
ارمان کو ہنسی آگئی۔

"جی سر اسلئے کلوروفل لائے ہیں۔" اس نے سرگوشی میں مسکراہٹ ضبط کرتے کہا برہان کا پارہ سر چڑھ گیا پر وہ کافی ضبط سے اس زہر کو پی گیا۔

"میں ایس ایس پی برہان علوی! اور یہ انسپیکٹر ارمان۔۔۔" اس نے اپنا تعارف کروایا جس کا ان پر خاک اثرنا ہوا۔  
"یہاں کیا کر رہے ہو؟ یہ سر کا گھر ہے! یہاں اسکی فیملی اسے کر رہی ہے۔" انہوں نے گھورتے ہوئے کہا

"کام سے آئے ہیں۔۔۔!" اس نے ڈبل گھوری ڈالتے کہا اور دروازہ کھولنا چاہا کہ وہ دونوں گارڈ دروازے کے سامنے اپنے پھیلے تو انا جسم کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

"کس رشتے سے یہاں آئے ہیں؟ کس مقصد سے آئے ہیں سب بتائیں۔۔۔"

ایس ایس پی ہزار ہیں سر کے دشمن ہم ایسے کیسی کو گھسنے نہیں دیتے۔"  
انکے الفاظ پر اسے تاؤ آ گیا پر جانتا تھا یہ کس کا حکم بول رہے ہیں۔

"مسکان کا شوہر ہوں! اس سے ملنے آیا ہوں۔" وہ چبا کر بولا۔

شاید دنیا میں پہلا مرد تھا جو اپنی بیوی سے چوری چھپے ملنے کیلئے اپنی بیوی کا تعارف ساتھ لگا کر اندر گھسنے جا رہا

تھا۔

"کون مسکان؟ سیدھا تعارف کروائیں کیا لگتے ہیں انکے اور یہاں کیوں آئے ہیں؟ مسکان کون ہے؟" انہوں نے غصے سے بولا۔

مہوش علی

بریان پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

"انکی دنیا میں کیا صرف زبردستی چلتی ہے؟" وہ ارمان کو گھور کر بولا۔

"سر مجھے کیا پتا میں شریف بندہ ہوں!" وہ منمننا کر پھر سے گردن سیدھی کرتا لڑھکا ہوا گیا۔

برہان حیران ہوا

تو اس کا مطلب کیا تھا کہ وہ بد معاش ہیں۔۔۔۔

"تمہیں بعد میں آکر پوچھوں گا!" اسنے دانت پیستے کہا اور رخ ان غنڈوں کی طرف کیا۔

"میں ایس ایس پی برہان علوی مسی دالیڈی باس کا سوامی ہوں اور آج سال بعد سویم تشریف لیکر آیا ہوں اس سے ملنے بلکہ بیسٹ کے چچوں آئی مین آدمیوں کے حکم مطابق اس بگڑی عورت کو یہاں سے لے جانے تاکہ اب گھر میں سکون آجائے اور میں اپنی زندگی ٹھیک سے برباد کر سکوں کیونکہ سکون مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔" اسنے جل کر کہا کہ آنکھیں پھیلا کر سنتا رہا آخر میں قہقہہ لگا اٹھا۔۔

"واہ سر کیا تعارف کروایا ہے۔  
میں تو آپ کا فین۔۔۔۔"

"شٹ اپ!!! وہ غصے سے بولا ارمان الرت ہو کر مسکراہٹ پھر سے ضبط کر گیا۔" ایس سر!"

"ڈیم فول ایک بار واپس آنے دو۔" وہ کہہ کر ان آدمیوں کی سمیت متوجہ ہوا جو سر ہلا کر کر مودب سے اب وہاں سے جا چکے تھے جیسے اسکے منہ سے اقرار یہی سننے آئے تھے۔

"وہ مسی دالیڈی باس کا سوامی ہے۔ مطلب کہ وہ اسکے منہ سے اقرار سننا چاہتے تھے اسنے مسی کو اسکے پروفیشن کے ساتھ قبول کیا یا نہیں۔۔۔۔"

"چلیں سر میں آپ کا یہیں انتظار کرتا ہوں۔!" ارمان کلور و فل اور رومال اسکے حوالے کرتا اسے حیران چھوڑ کر سائیڈ کھڑا ہو گیا۔



"پر تم تو ساتھ چلنے والے تھے نا؟ ساتھ پلان بنایا ہے!" اسنے یاد دلایا

"جی سر پلان تو ساتھ بیانا تھا پر سراندر نہیں نا آسکتا ابھی سال۔ ہوا ہے شادی کو بیوی امید سے ہے اسے بیوہ نہیں کر سکتا نا ہی اپنے بچے کو یتیم۔۔۔"

آپ جائیں مجھے آپکی قابلیت پر پورا یقین ہے زندہ لقت آئیں گے دیکھنا۔۔۔ "وہ کہتا آگے بڑھ کر اسکے چوڑے کندھے پر ہتھ رکھتا حوصلہ دیتے پیچھے ہو گیا۔"

برہان نے کافی جل کر اسے دیکھا تھا اور اسکا دل کیا اس میسنے آدمی کی مسکراہٹ نوچ لے ضرور اسکا مزاق اڑا رہا ہے۔

"تم سے تو آکر پوچھتا ہوں!" اسنے چبا کر کہا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"یس سر میں انتظار کر رہا کروں گا۔۔۔" اسنے انتظار کو کافی کھینچا اور مدھم قہقہہ لگا قٹھا جبکہ برہان اس چھوٹے مگر خوبصورت فلیٹ کے لائونج میں کھڑا پریشان تھا کہ وہ بلا کس طرف چلے کر رہی ہے۔۔۔۔

دفعۃً وہ چونکا جب بائیں طرف سے کھٹ پٹ کی آوازیں آئیں۔۔۔۔۔

"شاید کچن ہے۔۔۔۔۔ پر اس وقت وہاں کون ہوگا؟" وہ الجھا اور قدم کچن کی طرف بڑھائے۔۔۔۔۔

پر اس سے پہلے کلور وفل اور رومال جیب میں چھپا دئے بلکہ خود کو بھی سیٹ کرنے لگا۔۔۔

"ریلیکس صرف چند جوتے پڑیں گے سات لاتیں یا پانچ مکے باقی سب اوکے ہے۔۔۔" وہ اپنی دھک دھک کرتی دھڑکنوں پر ہفتہ رکھے انہیں سمجھانے لگا تھا

نومبر کے خوبصورت دن کی دھلتی دوپہر سنہری شام کے وقت تھا۔۔۔  
سر سبز گھاس پر ننگے پاؤں وہ شانوں پر نیلے رنگ کا دوپٹہ پھیلائے گنگنائی لبوں پر شرمگین مسکراہٹ سجائے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔  
کل دونوں نے اتنے ماہ بعد ملکر سارے لان کی سجاوٹ کی تھی۔  
اور اس وقت چاروں اور سرخ گلابی رنگارنگ گلابوں سے سجا ہوا تھا تو آس پاس چھوٹے چھوٹے دوسرے خوبصورت پودے لگے تھے۔  
ماحول میں ٹھنڈک کے ساتھ ہلکی سے کھنک تھی ہوا لہروں کی صورت اسکے پیٹھ پر پھیلے سیاہ گھنے بالوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی کانوں میں خوبصورت سرگوشیاں کر رہی تھی۔

وہ بلیک رنگ کے ٹرائوز پر شارٹ نیلا کرتا پہنے ہاف سیلیوز میں کھلے سیاہ بال لبوں پر گہری سرخ داد کی فرمائش پر لپسٹک لگائے کھڑی تھی

اسکا سراپا مبہوت کر دینے والا تھا وہ صرف لپسٹک لگائے خود سے ہی جھینپ رہی تھی۔  
حالانکہ ایسے کئی لمحات آئے تھے پہلے جب وہ اسکے سامنے کہیں جانے کیلئے فل تیار ہو کر آئی تھی۔۔۔

پر اب جانے کیا تھا کہ صرف لپسٹک لگائے ہی اسکا تصور کرتے اسکی دھڑکنیں اٹھل پٹھل تھیں تو دل پسلیاں توڑ کر باہر کو جیسے آرہا تھا۔

وہ بیچارگی سی اپنی گلابی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی جن کی لکیروں میں پسینے کی نمی جگمگا رہی تھی۔

اسکے سپرد خود کو کر کے اسکی پناہوں میں آکر وہ سٹپٹائی بو کھلائی ہوئی تھی۔

حیا سے اسکی نظریں جھکی تھی اور جب وہ پاس ہوتا تو دل سب سے چھپنے کیلئے کرتا تھا۔۔۔

اسکی محبت شدت کی بارش میں بھیگ کر وہ صبح کا مہکتا پھول بن گئی تھی۔

اسکے پنکھڑیوں سے لبوں پر اسکے دہکتے لمس کی شدتیں اسکی سانسیں الجھا رہی تھی۔۔

وہ ابھی پاس نہیں تھا پر وہ ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے وہ اسکے تنگ حصار میں ہو اسکا سحر ایسا تھا جیسے وہ کوئی

جادو گر ہو اور اس پر اپنا طلسم پھونک دیا ہو۔۔

وہ دوپہر سے کال آنے پر کسی کام سے گیا تھا اور وہ کچھ سکون کا سانس لے پائی تھی ورنہ جب تک وہ گھر میں ہوتا

اسکا سانس لینا بھی محال کیے رکھا تھا۔

کام میں ہاتھ بٹانا کم اسکے لئے کام بڑھانا زیادہ ہوتا تھا۔۔ وہ جب کوئی کام کرتی تو اسکے ہاتھ مصروف دیکھ کر وہ

اپنی شرارتوں پر اتر آتا اور اسے شرم سے پانی پانی کر دیتا کہ وہ رو کر اپنی جان چھڑواتی تھی ورنہ تو وہ تنگ کیے

بیٹھا ہوتا اور دو منٹ محض شرافت میں گزار کر پھر سے پٹری سے اتر آتا۔۔

سارے کام بگاڑ کر اپنی بے باکیوں سے اسے تنگ کیے آخر میں کھانا اسے آرڈر ہی کرنا پڑتا۔

وہ اسکا لمحہ بہ لمحہ سانسوں میں اترتا رہتا اسکے روح میں بس رہا تھا کیونکہ وہ اسکا داد تھا ناداؤدنا ہی آلف صرف اسکا

داد جو اسکی روح پر قابض تھا۔۔

وہ اپنی زندگی میں بہت خوش تھی اب بس اسے اپنی بہن کے آنے کا انتظار تھا۔۔۔  
تاکہ وہ کھل کر داد کے حصار میں کھلکھلا کر اسکی خواہشات کو پوری کرے

پراس سب کے بعد اسے دوسری فکر کھائے جارہی تھی۔۔

"کیا میرے بچے بھی بونے ہوں گے!  
اور داد جیسے کہتے ہیں کہ وہ سارے میرے پیچھے پیچھے آئیں گے؟" وہ پریشان سی کندھے پر لڑکھتا دوپٹہ ٹھیک  
کیے ہوئے بڑبڑائی۔

"نہیں اللہ جی وہ بڑے بڑے ہوں چھوٹے قد کے ناہوں ورنہ تو داد مجھے چھوڑیں گے نہیں۔۔۔" جب سے  
اسنے نقشہ کھینچا تھا اسکے چھوٹے چھوٹے بچوں کا وہ پریشان تھی تو داد بے انتہا خوش۔

اور وہ اس قدر بد تمیز انسان تھا کہ دوسرے دن بطخ لیکر آیا تھا جسکی آوازیں اسکے سوئمنگ پول سے آرہی تھی۔  
اور وہ بہت چڑھی تھی دل کر رہا تھا اس کمینے کا سر پھاڑ دے جسنے صرف اسے زچ کرنے کیلئے گھر میں بطخ لائی  
تھی۔۔

"میں اسکا قتل کر دوں گی۔" وہ بگڑ کر کہتی سبز ٹھنڈی گھاس پر اپنے ننگے سپید پاؤں رکھتی سوئمنگ پول کی  
طرف بڑھی۔

"ہیلز سے بھی اسے پر اہلم ہے بونی بھی کہتا ہے۔۔



خود سے بھی برابری کا کہتا ہے۔۔

یہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گا۔۔" وہ طیش میں بڑبڑاتی دوسری طرف چلتی جا کر سوئمنگ پول کے پاس ٹھنڈے ٹھنڈے فرش پر رکی اور غصے سے بار بار کندھو سے لڑکھتا دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔  
اسکی چھوٹی سی ناک کی نتھنیں پھول رہی تھی تو سیاہ رات سی گہری آنکھوں میں غصہ ہلکورے لے رہا تھا۔

"میں نہیں ہوں تمہاری طرح سنا تمنے!" کچھ دیر وہاں تیرتی بطم کو گھور کر وہ غصے سے چلائی

"کہاں تم ٹیں ٹیں کرنے والی اور کہاں میں داد۔۔۔" وہ کہتی کہتی رک گئی۔۔۔

"یہ میں کیا کہہ رہی ہوں کیا میں اسکی طرح داد کہتی ہوں۔۔۔؟"  
عادت تو ایک جیسی ہوئی۔۔۔!" وہ سٹپٹا گئی اور کانوں کے پیچھے لٹوں کو اڑتے ہوئے اسنے آس پاس نظریں دہرائی کہ کہیں اسے کسی نے سن تو نہیں لیا۔

"بس بات ختم میں تمہاری جیسی نہیں ہوں نا ہی میرے بچے چھوٹے ہوں گے وہ پیدا ہی بڑے بڑے ہوں گے اور میری لڑکیاں تو سب سے بڑی ہوں گی۔۔۔" اسنے ہاتھ نچا کر کہا اور غصے سے پائوں پٹخ کر جانے کیلئے مڑی تھی کہ تب ہی ایک بات دماغ میں آئی اسنے گھورتے بطم کو دیکھا۔۔۔

"دیکھو آنٹی اگر اپنی عزت پیاری ہو تو یہاں سے نکلو۔۔۔"

بلکہ رات کو چلی جانا کل کو تمہاری لڑکیاں ہوں گی اور آجکل کا ماحول تو تمہیں معلوم ہے آس پاس والا کوئی لٹو ہو جائے تو بدنام تو ہمیں ہی ہونا ہے! اور میں تمہیں بتا رہی ہوں ایسا ماحول میرے گھر میں نہیں چلے گا اسلئے اپنی عزت کو پیارا کرو اور نکلو یہاں سے تمہاری وجہ سے میرا شوہر مجھ پر طنز کر رہا ہے۔۔۔

کہاں سے میں تمہاری جیسی ہوں کتنا فرق ہے ہم میں پھر بھی وہ جب پاس آکر رکتا ہے تو مجھے بونی کہتا ہے اور میرے بچوں کو تمہارے ماحول سے سوچتا ہے۔۔۔

میں یہ اور برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ کل کو میرے بچے مجھے بطنخا ماما کہیں گے اس سے بہتر ہے میرے ہاتھوں قتل ہونے سے پہلے نکل جاؤ۔۔۔ "ایک ہی سانس میں کہتی غصے سے سرخ ہو گئی۔۔۔

تبھی ہی اسکی بات ختم ہوتے ہی بطنخا کی ٹیٹیں گونجی۔۔۔

نور کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟؟

کس مقصد سے آئی ہو؟" وہ غصے سے جیسے پاگل ہو رہی تھی۔

"میرے شوہر پر ڈورے ڈالنے آئی ہو؟

ہا ہا ہا میں بتا دوں تمہیں میرا شوہر مجھ سے پاگلوں کی حد تک پیار کرتا ہے اگر ایسی کوئی نیت بھی ہے تو بتا دوں

چپ چاپ خاموشی سے نکل جاؤ۔۔۔

اگر نہیں گئی تو پھر مجھے مت کہنا! میں منہ نوچ لوں گی تمہارا "وہ تمسخرے سے بولتی بھڑک اٹھی۔۔۔

پراس پردھیان دیئے بغیر بطنخا اپنے تیرنے کے مزے لوٹ رہی تھی۔

اور یہ بات اسے مزید طیش دلارہی تھی کہ اسکے سامنے کیا وہ بھونک رہی ہے۔

جو وہ میم صاحبہ اس پردھیان نہیں دے رہی۔

اسکا دل کیا ابھی اندر اتر جائے اور اسے گردن سے پکڑ کر گھر کے باہر پھینک آئے۔۔۔

"سمجھتی کیا ہو خود کو ڈائن۔۔۔؟" وہ آس پاس سے پتھر ڈونڈنے لگی تاکہ اسے مار کر قصہ ہی ختم کر سکے۔

آس پاس سے بے خبر وہ نظریں یہاں وہاں پھیرتی اسے بے خود کیے جا رہی تھی۔۔۔  
اوپر سے ظلم یہ کہ اسکے لبوں پر گہرا سرخ رنگ۔۔۔  
دل موہ لینے والی باتیں۔۔۔۔

اسکی سیاہ آنکھیں اسے دیکھتی لودینے لگی۔ اور وہ ہاتھ لینے کے بجائے سیدھا اسکی طرف قدم بڑھانے لگا تھا  
حالانکہ جانتا تھا آجکل وہ اسکی شدتوں پر سہم سہم سی جا رہی تھی۔۔۔

"ارے ارے میری بونی۔۔۔ غصہ ہو رہی ہے ہا ہا ہا!" قہقہہ لگاتا داد اسے پتھر ڈھونڈتے دیکھ کر ایک دم پیچھے  
سے اپنے حصار میں لیتا بولا

"آہہ!! آپ۔۔۔!" نور کی اچانک اس افتاد پر چیخ نکل گئی۔

"ہا ہا ہا آئے ہائے صدقے میری بونی اتنی پازیسو کہ ایک بطخ سے جیلس ہو رہی ہے میری چھوٹی سی بونی۔" وہ  
اسے گھماتا اپنی طرف کرتا چھیڑنے لگا نور العین کے گالوں پر سرخی پھیل گئی۔

"ایسا کچھ نہیں داد بکو اس ناکریں آپ۔۔۔!"

مجھ پر الزام لگا رہے ہیں آپ!" اسکے سب کچھ سن لینے پر وہ بوکھلائی سی خود کو چھڑوانے کی کوشش میں  
روہانسی ہوتی چیخ کر بولی

"اچھا ایسی بات نہیں تو کیوں اس معصوم کو مارنے لگی تھی؟ ہا ہا ہا یاد مجھے تو سوچ کر ہنسی آرہی ہے کیسے تم ایسا کہہ  
پارہی تھی۔" وہ ایک بار پھر قہقہہ لگاتا اسکے پیچھے اپنے ہاتھ باندھ کر اسکی گردن میں منہ چھپا گیا۔

"داد جائیں چہنچ کریں آپکا حلیہ گندہ ہے پر فیوم اتنا تیز ہے چھوڑیں مجھے۔۔۔!" وہ مچلتی ہوئی بولی جبکہ وہ اسکی خوشبو میں مدہوش سا پول کے کنارے پر کھڑا اسکی گردن میں جھکا اپنے دہکتے لبوں سے جا بجا اپنا لمس چھوڑ کر اسے بوکھلارہا تھا۔۔

ستم یہ کہ وہ پھڑپھڑا نہیں پارہی تھی کیونکہ اسنے بڑی چالاکی سے اسکے بازوؤں کے اوپر سے ہاتھ لیکر پیچھے کمر پر مضبوطی سے باندھ دیئے تھے اور وہ نازک سی چڑیا جتنی لڑکی کیا اس دیو کا مقابلہ کرتی۔

"داد میں رو دوں گی۔۔۔!" اسنے بھرائی آواز میں کہتے حلق تر کیا۔  
جبکہ وہ اسکی شہ رگ سے لب ہٹا کر اسکے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

"رو دو۔۔۔! پر اس بطم کو دیکھانے دو تمہارا داد تمہارے لئے کس حد تک پاگل ہے۔۔۔!" وہ اسکی پیٹھ سے ہاتھ سرکا کر اسکی گردن میں لایا۔۔  
نور کی سانس خشک ہو گئی۔۔

وہ اسے دیکھ پانے کی ہمت نہیں کر پارہی تھی اور آخر کرتی بھی کیسے اسکی بے باک سی جسارتیں اسے سرخ انار جیسا کر رہی تھی۔



"دو۔۔ داد۔۔ مم۔۔ مجھے سردی لگ رہی ہے۔۔۔!" اپنے لبوں پر زبان پھیرتے وہ لرزش کرتی پلکوں کے ساتھ منمننائی۔۔۔

"یہ کیسی سردی ہے داد کی بونی جس میں تمہیں پسینے آرہے ہیں۔۔؟ ذرا سمجھاؤ مجھے۔۔۔ کچھ اکسپلین کرو۔۔۔!" وہ اسکی جھکی نظروں کو دیکھتا جھک کر اسکے لبوں کو نرمی سے چھوتا ہوا سرگوشی میں بولا۔

نور نے لب بھیج کر شکوہ کرتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

پر دوسرے ہی لمحے آنکھیں ہی میچلیں۔۔۔

"ایسے نام مجھے تم دیکھو سینے سے لگالوں۔۔۔

تم کو میں کھا جائوں گا بونی۔۔۔

دل میں بسالوں گا۔۔۔" وہ اسکے کان میں گنگناتا ہوا اسکے ایرنگ کو اپنے لبوں سے چھوتا اسکے چھکے چھڑوا گیا۔۔۔

"د۔۔ دادپ۔۔۔ پلینز نا نہیں کک۔۔ کرتی کچھ ایسا۔۔۔" وہ سانس روکے اسکے لبوں کو گردن پر سرکتے

محسوس کرتی اسکی خون کے دھبے لگی سفید شرٹ کو مٹھیوں میں بھیج گئی۔۔۔

"یہ سجاوٹ یہ چہرے کی سرخی یہ سب میرے لئے ہے نا۔۔۔؟" اسکے کندھے سے بال سمیٹ کر دوسری

سائیڈ رکھتے وہ اسکے شولڈر کو چھونے لگا۔۔۔

"دو۔۔ داد ہم روم میں ن۔۔ نہیں۔۔ آپ کک۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ مجھے کھانا بنانا ہے۔۔" وہ اسکے سینے پر پیشانی ٹکائے سرگوشی میں گویا ہوئی۔۔

وہ ایسے ہی اسکے سامنے اسکے لمس اسکی گرفت تنگ حصار میں کمزور پڑ جاتی تھی جیسے ابھی وہ اپنی منمنائیوں پر اتر آیا تھا اور وہ کمزور سی مزاحمت کے علاوہ کوئی طاقت نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔

"ہم اپنے گھر میں ہیں میری بونی وہ بھی اکیلے اکیلے تنہا گھر میں۔۔۔ جہان تمہارا داد کے علاوہ کوئی نہیں یہاں۔۔۔" وہ اسکا چہرہ اوپر کیے اسکے گالوں کو نرمی سے اپنی انگلیوں کے پوروں پر سہلانے لگا۔۔۔

نور مدہم سانس لیتی آنکھیں میچی کھڑی تھی پر وہ جانتی تھی اسکی نظریں اس پر ہیں وہ انکی تپش سے واقف تھی اور اسے محسوس کر کے سمٹنا چاہتی تھی وہ ظالم ایسی اجازت کہاں دیتا تھا۔  
اسنے جھک کر اسکے لبوں کے قریب گہرا سانس لیا نور اپنی سانسیں روک گئی۔۔۔  
"داد چھو۔۔ چھوڑیں نا۔۔۔!!" وہ اسے اپنے وجود سے دوپٹے الگ کرتے دیکھ کر جھنجھلائی اور بمشکل گھورنے لگی۔۔۔

جسنے مسکراتے ہوئے اسکا دوپٹہ نیچے گھاس پر پھینک دیا۔۔۔

"کیا؟؟؟" اسکے چھوڑیں پر داد نے غصے سے سرد آواز میں تھوڑی پکڑتے پوچھا وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

"کھ۔۔ کھانا بنانا ہے۔۔۔!" وہ اسکی سرد آنکھوں میں دیکھتی اچانک سے اسکے بدلے موڈ پر ہچکچا کر بولی۔۔۔  
داد نے اسکے تاثرات دیکھتے مسکرایا اور آہستہ سے اسکی آنکھوں پر پھونک ماری۔۔۔

"سنو۔۔!!" وہ اسکی کمر پر زور دیتا سے خود میں بھینچنے لگا تھا کہ دونوں کے بیچ فاصلہ مٹ چکا تھا۔۔۔  
بلکہ وہ اپنے چہرے پر پڑتی داؤد آلف کی دہکتی آگ برساتی سانسوں سے آنکھیں موندیں کھڑی تھی اسکے بلانے  
پر لرزتی بو جھل پلکیں بمشکل اٹھائیں۔۔۔

"تت۔۔ تم کک۔ کیا کر۔۔۔"

"آپ۔۔!!" اسکا جملہ مکمل نہیں ہوا تھا ابھی جب وہ سر زش کرتا ہوا بولا نور نے حیرت سے آنکھیں

پھیلا دی۔۔۔۔۔  
کلاسیک اردو منیریل  
CLASSIC URDU MATERIAL

"اٹل گرل۔۔!!" وہ مدھم سے سرگوشی میں بولا۔۔۔  
نور کے وجود میں اس نام کی سرگوشی سے سرد لہریں اٹھنے لگے۔۔۔

"میری طرف دیکھو۔۔!!" انگوٹھے سے اسکے لبوں کی زماہٹ کو محسوس کرتا وہ سرد لہجے میں حکم دینے لگا۔  
نور کی پھیلی آنکھیں اسکی طرف اٹھیں کہ یہ اچانک اسے کیا ہو گیا۔۔۔  
وہ داد سے آلف کیوں بن گیا اسنے بھلا کیا کیا۔۔۔

"جج۔۔ جی۔۔!!" اسکی آواز بھر آئی۔۔۔

جب وہ جانتا تھا اسے اسکے اس روپ سے ڈر لگتا ہے اسے صرف داد پسند ہے تو وہ کیوں اس سے اس طرح سرد  
لہجے میں بات کرتا ہے۔۔۔

"میری شرٹ کے بٹن کھولو۔۔۔!!" وہ اسکے چہرے پر شرارت کرتی لٹوں کو سنوارتا ہوا بولا۔۔۔

نور کی بڑی سی آنکھیں پھیل کر مزید بڑی ہو گئی اور وہ نا سمجھی سے ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"تمنے سنائٹل گرل میں نے کیا کہا؟" اسکی گھنی سیاہ پلکوں کو چھو کر وہ بولا۔۔

نور نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ "کک۔۔ کیوں۔۔؟؟"

"شرٹ اتارو میری بس یا اور اپنے انداز میں سنائو۔۔۔؟" اسکے لبوں پر انگوٹھا گھماتے ہوئے وہ اسکی لپسٹک کو مٹانے لگا جو اسے پاگل کر رہی تھی۔۔۔

کہ اس سے ایسا کچھ نا ہو جائے جس سے اسکی بونی کو تکلیف ہو۔۔۔

"آپ۔۔ آپ بہت برے ہیں۔۔۔ داد۔۔۔ مجھے پتا ہے تنگ کر رہے ہیں۔۔۔" وہ غصے سے آنسوؤں بہاتی اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی اور اپنی آنکھیں بھی صاف کر رہی تھی جسے وہ محبت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسنے دھندلی نظروں سے جب اسکی شرٹ کی طرف توجہ دی اور وہاں خون کے دھبے اور بیلٹ میں لگا خنجر دیکھ کر اسکے ہاتھ پاؤں سن پڑ گئے۔۔۔

وہ خاموش سن سی کھڑی رہ گئی۔۔۔

"مطلب وہ پھر سے ویسا آلف بن گیا جس کا سامنے کرنے سے اسکی سانسیں رکتی تھی۔۔۔" اسے معلوم نا ہوا سوچ کر کرب اسکی دھڑکنیں معمولی سے بڑھ گئی۔۔۔



آخر وہ کیوں اتنی بزدل ہے جب اسے معلوم تھا کہ وہ ایک ایجنٹ ہے اور ساتھ ایک غنڈہ بھی تو وہ کیوں اس سچائی کو قبول کر کے اپنا ڈر ختم کیوں نہیں کر پار ہی۔۔۔

کیوں وہ حورالعین جیسی نہیں جو ایک حیوان کے ساتھ رہتے ہوئے اتنی بہادر ہے۔۔۔  
اتناسب کچھ جھیل کر بھی وہ کس قدر بہادر ہے۔۔۔

اور ایک خود تھی جو اسے دیکھتے اسکی اصلیت جانتے بھی اس سے خوفزدہ تھی۔۔۔  
پروہ کیا کرتی جب جب سوچتی تھی کہ وہ انسانوں کو مارتا ہے انکا خون بہاتا ہے انکی گردنیں کاٹتا ہے اسکی سانسیں رک جانے کو آجاتیں تو وہ اپنا ڈر کیسے ختم کر پاتی۔۔۔  
وہ ایک معمولی سی عام لڑکی تھی۔۔۔  
اور وہ بہر و پیا کبھی جانور تو کبھی پیارا۔۔۔  
سوچ کر اسکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔۔۔

"اتارو۔۔۔!!" اسکی شہ رگ کو انگوٹھے سے سہلاتے اسنے کان میں سرگوشی کی وہ جھڑ جھڑی لے اٹھی۔۔۔  
اسکا دل کیا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسکے منہ کو نوچ لے پر اتنی ہمت بھی کہاں سے آئے جبکہ وہ اسے دیکھ اس طرح رہا تھا اور وہ معصوم سی چڑیا جیسی لڑکی اسکے قبضے میں تھی

اسنے کانپتی انگلیوں سے آہستہ سے اسکے کندھوں سے شرٹ سرکائی۔۔۔  
اور وہ مسکراتا انگلیاں اسکے بالوں میں الجھا کر انہیں آہستہ آہستہ سے سہلاتے دوسرا اپنا مضبوط ہاتھ اسکی پیٹھ پر رکھا۔۔۔

نور سن حواس کے ساتھ کانپتی ٹانگوں سمیت اسکی شرٹ اتار کر ایک طرف پھینک گئی اور اب لب دانتوں میں دبا کر کھڑی تھی۔۔۔

جبکہ انگلیاں اسکے سفید بے داغ سینے پر موجود خون پر پڑی آنوں خود پھلس کر گالوں پر گرے۔۔۔  
"اوپر دیکھو۔۔۔!!" وہ اسکے جھکے سر کو دیکھتا بولا نور نے حلق تر کرتے لبوں پر زبان پھیر کر آہستہ سے نفی میں سر کو جنبش دی۔۔۔

داد نے اسکے انکار پر جھٹکے سے اسکا سر اوپر کیا۔۔۔  
اسکے بالوں سے پکڑ کر سر اونچا کرنے پر ایک بار پھر وہ آنکھیں پھیلا گئی۔۔۔  
"کک۔۔۔ کیا ہو گیا۔۔۔ ہے۔۔۔ آآ۔۔۔ آپکو۔۔۔؟" وہ ڈر ڈر کر بولی جب وہ متبسم سا مسکراتا انگلی اپنے لبوں پر رکھتے اسے جو اشارہ دیا اس سے نور العین کے سامنے تارے ناچ گئے۔۔۔  
"کک۔۔۔ کیا۔۔۔ مم۔۔۔ مطلب؟" وہ نفی میں سر ہلاتی بولی۔۔۔  
"تم سمجھ گئی ہو!!۔۔۔ کم آن ڈارلنگ ڈونٹ ویسٹ ٹائم لٹل گرل۔۔۔ کیونکہ اب تم تمہاری سانسیں تمہارا وجود سب کچھ میرا ہے۔۔۔!"

تمہیں معلوم ہے یہ خواہش تو اس دن پیدا ہوئی تھی جب تم پہلی بار ابو سے چھپنے کی کوشش میں میرے ہوٹل روم میں آ گئی تھی۔۔۔

جو خواہش وہ لڑکی چاہ رہی تھی مجھ سے تمہیں وہاں دیکھ کر مجھ میں جگنے لگی۔۔۔ پر افسوس تھا مجھے کیونکہ تب ہمارا بیچ کوئی مضبوط رشتہ نہیں تھا اور وہ جو کچھ میں چاہتا تھا وہ سوچنا بھی گناہ تھا اسلئے کب کا اپنی خواہشات پر ضبط

کے پہاڑ بیٹھائے آرہا ہوں پر اب نہیں کیونکہ اب تم میری ہو صرف میری۔۔۔!" وہ اسکی پھیلی آنکھوں میں مسکراتا دیکھتا اپنا آپ کھول رہا تھا۔۔۔

جسے سن کر نور کچھ بھی سمجھنے کی جیسے صلاحیت کھو بیٹھی تھی۔۔۔

"اب تم کرو گی یا میں اپنے طریقے سے لوں۔۔۔؟" وہ وارننگ دیتا پوچھنے لگا۔۔۔

"چھوڑیں م۔۔۔ مجھے۔۔۔!!" وہ اسکے خطرناک ادارے دیکھ کر اسکی فرمائش پر سرخ لال سی حیا سے

پھڑپھڑائی۔۔۔

"بتائو۔۔۔؟؟" وہ جھک کر بولا نور سن سی پڑ گئی۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں کبھی نہیں!" وہ غصے سے بولی اور اسکے وسیع مضبوط سینے پر مکے مارنے لگی۔۔۔

اور داد نے اسے دیکھتے ڈھلتی شام کے سائے دیکھے جو پورے لان پر پھیل گئے تھے۔۔۔

پول کا نیلا پانی نہایت ہی خوبصورت لگ رہا تھا اس پل۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر پیچھے دیکھنے لگا۔۔۔

نور حیران ہوئی اسکے لبوں پر اپنے انکار کے بعد پر اسرار سی مسکراہٹ سے۔۔۔

وہ ابھی کچھ سمجھتی یا سوچتی ایک دم ہی وہ ہوا جسکا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

داد جھٹکے سے گھما اور اسے کھینچ کر سینے سے لگایا وہ کیا سمجھتی جب اچانک سے ہی وہ اپنی پیٹھ پول کی طرف کیے

اسے اپنے حصار میں لیکر پیٹھ کے بل پول میں ڈھرام سے گرا کہ نور کی چنچیں بلند یوں کو چھونے لگی۔۔۔

اور دونوں دوسرے لمحے پول کے ٹھنڈے تخی پانی میں پڑے تھے۔۔۔  
"آہ آہ آہ آہ۔۔۔!!" وہ داد کے سینے پر پڑی پانی میں ڈوبتی چیخیں مارنے لگی۔۔

"چپ!! ایکدم چپ کچھ نہیں ہوتا۔۔!!" وہ سیدھا ہوتا اسے بلند کیے بولا جبکہ وہ ہچکیاں لیتی رور ہی  
تھی۔۔۔۔

"مم۔۔۔ مجھے باہر نکالیں میں ڈوب جاؤں گی۔۔!!" ایکدم اسکی گردن میں دونوں بازو باندھے وہ روتی  
ہوئی بولی۔۔۔

اور اپنے پانی میں تیرتے پائوں سے خوفزدہ ہو گئی کہ اگر اسنے چھوڑ دیا تو وہ تو ڈوب ہی جائے گی اسے بھلا تیرنا  
کہاں آتا تھا وہ بھی اتنے گہرے پانی میں جو یقیناً اسے تو ڈوبا کر مار سکتا تھا۔۔۔

"باہر صرف ایک ہی شرط پر نکلو گی جب میری فرمائش کو پوری کرو گی۔۔!!" اسکے بھگے سیاہ بال جو کہ بھیگ کر  
اسکے چہرے گردن سے چپک گئے تھے انہیں انگلیوں سے سمیٹ کر پیچھے کرتا بولا۔

نور بے بسی سے رونے لگی۔۔۔

"میں نہیں کروں گی سنا آپنے۔۔!!" وہ چیخ پڑی۔۔۔

"اچھا؟؟؟ ٹھیک ہے نا کرو۔۔!!"



میں بھی تمہارے ساتھ ساری رات یہیں اس ٹھنڈے پانی میں رہوں گا۔۔۔" وہ کندھے اچکا کر کہتا پیچھے  
گرنے لگا تھا کہ نور کا دل ڈوب سا گیا۔۔۔

"نن۔۔۔ نہیں داد نہیں پلیز میں مرجائوں گی۔۔۔!" وہ اس میں سمٹ کر چیختی۔۔۔

"ہاں کہہ دو۔۔۔ پھر!!" وہ آہستہ آہستہ سے نیچے بیٹھ رہا تھا اور نور پانی کو اپنے سینے تک محسوس کرتی نیلی پڑ رہی  
تھی۔۔۔

ایک تو نومبر کی شام ٹھنڈی ہوائیں اوپر سے تخی پانی، اسکا جسم سن پڑ رہا تھا۔۔۔

"ہاں کر رہی ہو یا لگائوں پانچ چھ ڈبکیاں؟؟؟" وہ ابرو اچکا کر بولا۔۔۔

"تمہیں رحم نہیں آ رہا مجھ پر۔۔۔؟؟" وہ روتی اسکے کندھے پر مکامار کر بولی۔۔۔

"تمہیں آ رہا ہے مجھ پر؟؟؟" وہ گھور کر بولا نور سٹپٹا گئی۔۔۔

اور بیچارگی سے آس پاس نظریں گھمائیں۔

"کسی نے دیکھ لیا تو؟؟؟" وہ ہچکچا کر بولی داد کو اس پر ہنسی آگئی۔۔۔

"کون دیکھا گا یہ ہمارا گھر ہے چارو طرف بند ہے کوئی نہیں۔۔۔ یہاں!" وہ اپنے بھیگے بالوں پر ہاتھ پھیر کر  
انہیں پیچھے کرتا بولا۔

نور نے سرخ ڈبڈبائی نظروں سے دیکھا کہ اسے رحم آجائے۔۔۔

"دیکھو اس یتیم کو بلیک میل نا کرو۔۔۔!"

کر رہی ہو یا میں لگاؤں ڈکیاں۔۔۔؟"

"کر رہی ہوں مریوں رہے ہو۔۔۔!" وہ چڑ کر جلدی سے بولی۔۔۔  
"ہاں تو کرو اب دیکھ کیا رہی ہو؟" وہ دوسرا بازو بھی اسکی نازک کمر کے گرد لپیٹ کر بولا۔

نور العین کی حالت ویسے ہی اپنے سر آپے کو دیکھ کر غیر ہو رہی تھی اوپر سے اسکی فرمائش۔۔۔  
"آنکھیں بند کرو۔۔۔!!" وہ غرائی۔۔۔  
داد قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

"اچھا غصہ کیوں ہو رہی ہو؟ حق وصول رہا ہوں۔۔۔  
کر رہا ہوں نامیری بونی بیوی۔۔۔!" اسکے بھینگے گال پر لب رکھتے وہ آنکھیں موند کر گیا۔۔۔  
نور کو اس ٹھہر کی پر جی بھر کر غصہ آیا۔۔۔  
پراس وقت سردی سے اسکے دانت کٹکٹانے لگے تھے وہ جلد از جلد یہاں سے نکل کر بھاگنا چاہتی تھی۔۔۔  
"میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔!" مسلسل خاموشی پا کر اسنے یاد دلائی۔۔۔  
نور نے بمشکل ہمت کرتے نظریں اٹھائیں۔۔۔

سرخ سپید رنگت ہلکی شیو موچھیں خوبصورت لبوں پر مدھم سی شرارت بھری مسکراہٹ وہیل میں داد بن  
گیا تھا حالانکہ ابھی کچھ دیر پہلے وہ اسکے سامنے ایک الگ ہی روپ میں تھا۔۔۔  
اور اسنے کچھ دنوں سے نوٹ کیا تھا کہ جب بھی اسے اسکی کوئی چیز ناگوار لگی تھی تو ایسے ہی وہ اسے سزا دیتا تھا  
کسی بھی بہانے۔۔۔

لیکن اس وقت اسنے کون سی غلطی کردی جو اسے ناگوار گذر رہی تھی۔۔۔

وہ اسکے چہرے کو دیکھتی اپنی ہی سوچوں میں کھو گئی داد نے گھورتے آنکھیں کھولیں اور اسے خود کو تکتا پا کر وہ دانت پیس گیا

"تمہارا ہی ہوں دل بھر کر بعد میں دیکھ لینا۔۔۔ اس وقت جو کہا ہے وہ کرو!" وہ گھورتا ہوا بولا۔

پر اسے اپنی سوچوں سے ہوش ہو تو جواب دے۔۔۔

داد نے کچھ ناسو جھٹتے ایکدم ہی اسے وجود سے اپنا حصار ہٹا دیا۔

کہ جو کمزور گرفت کیے اسکی پناہوں میں اسکے دم پر کھڑی تھی ایکدم ہی پھڑپھڑا اٹھی۔۔

"د۔۔۔ داد۔۔۔!!!" وہ چلائی۔۔۔ اسکے سیاہ بال سارے پانی میں پھیل چکے تھے اور وہ ہاتھ پیر مارتی نیلے

پانی کو دیکھتی سن دماغ کے ساتھ مرنے ہی لگی تھی کہ ایک دم ہی قریب سے پانی میں اسکا رینگتا ہاتھ سرکتا

اسکی کمر میں لپٹا اور کھینچ کر اسے فضا میں بلند کر گیا۔۔۔

وہ باہر آ کر گہرا سانس بھرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

"تم۔۔۔ آپ۔۔۔ مر جائیں۔۔۔!!!" وہ ہچکیاں بھرتی کچھ دیر پہلے موت کو خود سے دو قدم پر محسوس کرتی

اسکی گردن میں مضبوطی سے بازو لپیٹ کر اسکی گردن میں منہ چھپائے ہچکیاں بھرنے لگی۔۔۔

"کہا تھا مان جاؤ مان جاؤ پر تمہیں سمجھ کہاں آتا ہے۔۔۔

اب کر رہی ہو بونی یاد و سراڈو زدوں؟"

اسکی بات پر نور نے سرخ بھیگی آنکھوں سے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔  
اور داد نے اسکی سرخ ڈوروں والی آنکھوں میں جسکی گھنی سیاہ پلکوں سے ٹپ ٹپ کرتی بوندیں گر رہی  
تھیں۔۔۔

اسکے بھیگے بال بھیگا سراپا۔۔۔  
نم سپید گال بھیگے ہونٹ اسے بے خود کیے جا رہے تھے۔۔۔

شام ڈھل کر سیاہی میں بدل رہی تھی اور وہ اس مخ ماحول میں اسکے ساتھ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں بغیر شرٹ  
کے، اسکے بھیگے وجود کو بانہوں میں سمائے پول میں کھڑا تھا۔

نور نے ایک پل کیلئے آنکھیں موندیں اور گہرا سانس بھرا اور وہیل وہ منظر اس قدر مدہوش کن تھا کہ وہ  
مبہوت سا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

"مجھے سردی ل۔۔۔ لگ رہی ہے" وہ آخری کوشش کرنے لگی  
"میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔!" وہ اسکی بات نظر انداز کرتا اسے خود میں سموں گیا۔

نور نے اسکے شانے پر سر رکھتے اسکے چہرے کو دیکھا داد کی نظریں بھی اسی پر ٹکیں تھیں پر اسے اپنے مطالبے سے  
ہٹانے کی التجائیں کرتی وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

"تم۔۔۔!!" ابھی وہ کچھ کہتا کہ ایک دم ہی وہ سراٹھا کر اسکے لبوں پر اپنے بھیگے لب رکھ کر آنکھیں سختی سے  
میچ گئی۔۔۔



ایک لمحے کیلئے وہ اچانک اسکے نرم لمس پر حیران ہوا پر دوسرے ہی لمحے ہوش میں آتے ہی خوشی کی انتہائی کو چھوٹا سے خود میں بھینچ کر سرشاری سے کھوسا گیا۔۔۔

ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالے دوسرے اسکے بھگے بالوں میں الجھائے کھڑا تھا۔۔۔  
دونوں کی سانسیں الجھ سی گئی جب نور نے آنکھیں کھول کر اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اسکی سیاہ آنکھوں میں جزبات کا سمندر دیکھتے وہ گہرے گہرے سانسیں لیتی اسکی گردن میں منہ چھپا گئی۔  
داد کو ابھی بھی اس اچانک ہونے والے حسین اتفاق پر یقین نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔  
پر اپنے لبوں پر اسکا لمس یاد کرتے اسے یقین کرنا پڑ رہا تھا کہ وہ خود اسکے قریب ہو گئی تھی یہ الگ بات تھی کہ اسے راضی کرنا پڑا تھا۔۔۔

اسکے کانپتے وجود کو دیکھتے وہ باہر نکلنے کیلئے قدم بڑھاتے اسے بانہوں میں بھر کر نکلا۔۔۔

اسکے باہر نکلتے ہی ہوا کا سر جھونکا انکے وجود سے ٹکرایا وہ کانپ کر اسکے وجود میں سمٹ گئی۔۔۔  
"میرا درد۔۔۔ دوپٹہ؟" وہ کٹکٹاتے دانتوں کچھ لمحے پہلے کے گذرے حادثے پر وہ حیا سے جھینپی ہوئی تھی کہ بات کرتے وقت اسکی آواز پھنسی پھنسی سی تھی۔

داد نے جھک کر اپنی شرٹ اٹھاتے موبائل والٹ اور دوسری چیزوں کے ساتھ اسکا دوپٹہ اپنی مٹھی میں جکڑا۔۔۔

وہ لائونج میں داخل ہوتا اپنے روم کی طرف بڑھا جہاں اسنے سارا سیٹ اپ کیا ہوا تھا کہ اب وہی انکا بیڈ روم تھا۔۔۔

"مم۔۔ مجھے نیچے اتار دیں بب۔۔ بیڈ بھیگ جائے گا۔۔!!" وہ بھیگے وجود کو دیکھتی اسکے ٹھوکر مار کر دروازہ کھولتے اندر داخل ہوتے دیکھ کر بولی۔  
 پر اسنے ایسے ان سنا کیا جیسے سنا ہی نا ہو۔۔  
 "دد۔۔ دادنی۔۔!!" وہ نانا کرتی رہ گئی جب اسنے آہستہ سے اسے بیڈ پر ڈالا نور لب بھیج گئی۔۔

"اب سوئیں گے کہاں۔۔!!" کٹکٹاتے دانتوں کے ساتھ اسنے غصے سے کہا۔۔  
 البتہ اسکے بغیر شرٹ کے بھیگے سینے آنکھوں میں دیکھنے سے اجتناب کیا۔۔  
 "میری بانہوں میں" اسکے حیا سے سرخ نقوش کو دیکھتے گھمبیر آواز میں کہا۔۔  
 "ننگے پاؤں کیوں چل رہی تھی گھاس پر۔۔؟؟" اسے اٹھتے دیکھ کر وہ ایک دم اس پر جھکا۔۔  
 نور سانسیں روک کر اسکے اچانک خود پر جھکنے سے بیڈ پر گرسی گئی۔۔

ایک تودوپٹہ پاس نہیں تھا اوپر سے اسے اپنے حلیے سے شرم آرہی تھی۔۔  
 پر ابھی اسکی باتوں سے سمجھ گئی تھی کہ اسے غصہ اسکے ننگے پاؤں گھاس پر چلنے پہ تھا۔۔

اور اس غصے میں جناب اس سے ایسے ہو رہے تھے بلکہ سیدھا اس پول میں لیکر چلے گئے واہ کیا انکی کیئر تھی۔

"اچھا لگ رہا تھا۔۔!!" وہ کہہ کر اپنے بھیگے نچلے لب کو دانتوں میں دبا گئی جسے کافی غور سے داد نے دیکھا۔۔  
 "اب میں تمہیں بتاؤں مجھے کیا اچھا لگ رہا ہے؟؟" اسنے اسکی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھا کر بیڈ سے لگا دیئے  
 جنہیں دیکھتی نور حلق تر کرنے لگی۔۔۔

"مم۔۔ مجھے کھانا۔۔ کک۔۔ کا۔۔ م کرنا ہے۔۔!" وہ اسکی دکھتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی  
بڑبڑائی۔۔۔۔

"پر مجھے لگتا ہے تمہیں اس وقت میری پناہوں میں آنا چاہیے کیونکہ اس وقت تمہیں میری بہت ضرورت  
ہے۔۔۔!"

سب بھول جائو بونی بس سوچو کہ تمہارا بونا اس وقت تمہارے پاس ہے۔۔! کھانا ہم منگوالیں گے

نا۔۔۔!" وہ اسکی سخ انگلیوں کے پوروں کو سہلاتا ہوا بولا۔۔۔

نور کیا کہتی وہ تو اسکی گردن میں جھک کر اپنی منمائیوں پر اتر آیا تھا کہ اسکے لبوں کا بھیگامس پا کر کر تڑت سی  
گئی۔۔۔

"شش۔۔۔!!" اسکے گال چھو کر بھاری سرگوشی کرتا اسکی انگلیوں آپس میں الجھائے وہ آہستہ کچھ کہنے کیلئے  
مزاہمت کیلئے لبوں سے ادا ہوتے الفاظوں کو اپنے اندر منتقل کر گیا اور اسکی سانسوں کو پی کر وہ اسکے سراپے کو  
خود میں سمیٹنے لگا تھا۔۔۔

نور پھر سے اسکی بڑھتی شدتوں کے سامنے بے بس سی ہوتی اسکی بانہوں میں سمٹ کر اسکے چوڑے سینے میں  
چھپنے لگی۔۔۔

"داد۔۔۔!!" وہ اسکی گردن میں چہرا چھپائے سرگوشی میں بولی۔۔۔

داد نے اسکے چہرے کو دیکھا اور ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسکے لبوں پر نرم سا بوسہ دیا کہ اسکی پلکیں حیا کے  
بوجھ سے جھک گئی۔۔۔

"بولو۔۔؟" وہ کبھی اسکی لرزتی پلکیں کبھی گال کبھی لرزتے لبوں کو دیکھتا ہوا بھاری گھمبیر آواز میں بولتا اسکی  
دھڑکنوں میں ادھم مچا گیا۔۔۔

"مجھے بہت سردی ل۔۔ لگ رہی ہے۔۔!" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولتی ہاتھوں میں چہرہ اچھپا گئی۔۔۔  
داد نے متبسم لبوں سے اسکی ادا کو دیکھا۔

اور جھک کر اسکے دونوں ہاتھوں پر باری باری بوسہ دیتے اٹھا۔۔۔  
اسکی خوشبو کے دور ہوتے ہی نور نے گہرا سانس بھرا اور جھپاک سے اٹھ بیٹھی۔۔۔  
پر نظریں جب اس پر پڑی تو سانسیں روک گئی۔۔۔

جہاں وہ کھڑکیاں بند کرتا ان پر پردے برابر کیے دروازہ بند کرتا روم میں معنی خیز خاموشی اور اندھیرا پھیلا گیا  
جسے دیکھتے نور کے وجود میں سرسراتی لہریں اٹھنے لگی۔۔۔

"اب ٹھیک ہے میری بونی" دروازہ لاک کیے وہ اسکی طرف مڑتا ہوا بولا اور اپنی بیلٹ نکال کر انگلیوں سے  
رنگز نکالنے لگا۔۔۔  
"مم۔۔ میں چ۔۔ چہنچ کر لوں۔۔!!" اپنی آنکھیں جھپک کر نظریں جھکائے وہ انگلیاں آپس میں پٹختی ہوئی  
بولی۔

وہ اسکے جھکے سر کو دیکھ کر مسکرایا اور سر ہلا کر وارڈروب کی طرف بڑھا۔۔۔  
وہاں سے اسکے لئے اپنی شرٹ نکالتا ہوا مسکرایا۔۔۔

وہ اسے اپنے کپڑوں میں چھوٹی سی کافی کیوٹ لگتی تھی کہ وہ خاص کر کے اسے اپنی شرٹ پہناتا تھا۔۔۔  
نور نے ذرا سی نظریں اٹھا کر اسکی چوڑی وسیع پیٹھ کو دیکھا۔۔۔  
اسکے چوڑے کندھے اور مضبوط توانا بازو کے ڈورے دیکھتی وہ سہم سی جاتی تھی۔۔۔

اور اب بھی وہ اپنے مضبوط پہاڑ سے وجود کے ساتھ اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔



دفعۃً وہ چونکی۔۔۔

جب وہ پلٹا اور اسکے ہاتھ میں اسکی بلیک شرٹ دیکھ کر اسکی سانسیں رک گئی۔۔۔۔

"مم۔۔م۔۔میرے کک۔۔کپڑے۔۔۔۔!" وہ بھاگنے کیلئے اٹھی ہی تھی کہ ایک دم ہی وہ اسکے سامنے کھڑ  
ہو گیا اور وہ اسکے سینے سے ٹکرا کر واپس ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔

"ہم! جانتا ہوں میری بونی۔۔۔!" وہ پیچھے کھسکی اور ڈبڈبائی نظروں سے دیکھتے التجا کی، پر وہ شروع سے کمینہ  
تھا۔۔۔۔

نور نے کچھ ناسوجھتے کشن اٹھا کر اسکے سینے پر مارا "نہیں کرو داد پ۔۔۔ پلیز!" وہ لبوں پر زبان پھیرتی کشن میں  
اپنا چہرہ اچھپا کر سمٹ گئی۔۔۔۔

"ہا ہا ہا ایسا ہی ہو گا داد بونی!" وہ قہقہہ لگاتا اس سے کشن چھین کر بیڈ کے نیچے پھینکتا شرٹ سائیڈ رکھتے اسے  
بانہوں میں سمیٹ گیا۔۔۔۔

نور العین اسے گھورنے لگی جب داد نے اسے شرارت سے آنکھ دبائی کہ وہ سٹیٹا سی گئی اور اچانک ہی اسکی گردن  
میں بازو ڈالتے اپنے دانت اسکے کندھے پر گاڑ دیئے۔۔۔۔

"اس مار کٹائی میں بھی اپنا مزہ ہے ہا ہا ہا۔۔۔!" وہ اسکے دانتوں کے دباؤ پر لب بھینچتا اسکے بال گردن سے  
سمیٹنے لگا کہ نور کی سانسیں خشک سی ہو گئی۔۔۔۔

وہ کانٹنا چھوڑ کر اسکے چوڑے سینے میں سمٹ کر گردن میں منہ چھپانے آنکھیں میچ گئی اسکے شدت بھرے  
لمس کو اپنی گردن پر محسوس کرتی۔۔۔۔

"دو-داد-۔۔۔۔۔!!!"

"ہشش۔۔۔!" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی جب اسنے لبوں پر انگلی رکھتے اسے آہستہ سے تکیے پر ڈالا اور مسکراتے  
اسکی لرزتی پلکوں پر پھونک ماری۔۔۔۔۔

"مجھے بونے بونیاں چاہیے تمہیں بتایا ہے نا؟" وہ کان کے پیچھے بال اڑتا ہوا سرگوشی میں بولا نور نے سنتے نہ چلا

لب پھیلا کر اسے دیکھا۔۔۔

"مجھ پر سب ہنسے گے داد بونے بونیاں نہیں ناں۔۔۔!" وہ ہٹ دھرمی سے بولی وہ مسکرا دیا۔

مہوش علی

"کون ہنستا ہے تم پر ظالم۔۔۔

میں تو پیار کرتا ہوں دیکھ لو۔۔۔!" اسکے ہاتھوں کی انگلیوں پر بوسے دیتے اسکا چہرہ اونچا کر کے اسکا پھیلا ہوا لب  
دیکھا۔۔۔

"ایسی ایسی حرکتیں کر کے پاگل بناتی ہو اور پھر شکایت بھی خود لگاتی ہو۔۔۔!" وہ انگوٹھے سے لب سہلا کر کہتا

اپنی تمام تر شدتوں سے اسکے چہرے پر جھک گیا کہ نور بے بس سی اسکے گردن میں حصار ڈالے خود کو اسکے  
سپر دکر گئی اسکی مضبوط پناہوں میں وہ رفتہ رفتہ بڑھتی مہکتی شدتوں پر سمیٹ کر گلنار سی ہونے لگی۔۔۔۔۔

وہ خود پر اپنی قسمت پر ناز کرنے لگی تھی کہ اسکے ماں باپ کی دی ہوئی دعائیں قبولیت کے درجے پاگئی تھی تبھی  
آج خود ایک شہزادے کی پناہوں میں تھی۔۔۔

یہ بات الگ تھی کہ وہ شہزادہ ایک بہر و پیا تھا۔۔۔۔۔  
جیسے اسکی بہن کی زندگی میں شہزادے کے روپ میں بیسٹ آیا تھا پر وہ تھا تو ایک شہزادہ ہی۔۔۔

"داد حور کیسی ہے۔۔۔؟؟" وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسائے بولی۔۔۔

"خوش ہے۔۔۔!!" داد مسکراتا اسکے گال سے اپنی گال رگڑ کر بولا نور چھن پر اسکے بال مٹھی میں نوچنے لگی

جس سے وہ کراہ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔"ہا ہا سچ میں بونی کے روپ میں ایک ظالم بھوتنی ہو۔۔۔!!"

"اچھا سنو۔۔۔!" وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا ہوا بولا "ہوں۔۔۔!" اسکی گردن میں منہ چھپائے پڑی وہ  
کسمپائی اور کروٹ بدلی۔۔۔

داد نے مسکراتے اسکی نازک کمر میں بازو ڈالتے خود کے قریب کیا اور پشت اسکی اپنے سینے سے لگائے ٹھوڑی  
اسکے ماتھے پر ٹکادی۔

"مجھے مری جانا ہے کل۔۔۔!" وہ اسکی انگلیوں کے پوروں کو سہلاتا ہوا بولا  
آنکھیں موندیں پڑی نور نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

"کیوں؟؟ کیوں جانا ہے آپکو۔۔۔!" وہ اسکی طرف کروٹ لینے کیلئے مچلی پر داد نے اسکی کوشش پر پانی پھیرتے  
اسکی نازک پائوں پر اپنے بھاری پائوں رکھ کر کوششوں کو ناکام کر دیا۔

"کسی کو ٹپکانا میری بونی۔۔۔!"

"کک۔۔۔ کیسے۔۔۔؟" وہ آنکھیں میچ کر اسکے ٹپکانے کے انداز کو یاد کرتی اسکے سینے میں سمٹ گئی۔

"تم جانتی ہو کیسے ٹپکانا ہے۔۔۔"

پوچھ کر کیوں خود کو ٹکانا چاہتی ہو؟

اچھا دفع کرو اس بات یہ سنو تم رہ لو گی ناچند دن۔۔۔۔؟" مسکراتے اسکے سر پہ بوسہ دیا  
"نہیں قطعی نہیں۔۔۔۔"

آپکی زندگی میں آکر تو مجھے پل پل سے ڈر لگتا ہے میں آپکو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی کہیں۔۔۔۔  
مجھے آپکو ساتھ ہی جانا ہے۔۔۔" وہ مچل کر اسکی طرف کروٹ لیتی اسکے چوڑے سینے کے گرد بازو کا حصار

ڈال کر سینے پر سر رکھے سمٹ سی گئی اسکے حصار میں۔۔۔

داد نثار ہوتے اسکے چھوٹے سے وجود کو چھپا لیا۔۔۔

"نمبر کا مہینہ ہے میری بونی۔۔۔ تمہیں سردی لگ جائے گی اور بیمار پڑ جاؤ گی جو میں کبھی برداشت نہیں  
کر سکتا۔۔۔۔!" وہ پیار سے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔

نور نے مسکراتے اسکے سینے پر اپنی گال سہلائی کہ داد کی تیز چلتی دھڑکنوں میں مزید آتش برپا ہو گیا۔

"اچھا اتنی ہی فکر تھی تو یہ کیا تھا کچھ دیر پہلے۔۔۔؟" اسنے چبا کر طنز کیا وہ ہنس پڑا۔۔۔

"ارے وہ۔۔۔۔!!"

وہ تو محبت تھی، کچھ سزا تھی، اور کچھ بہک جانے کی وجہ تھی۔۔۔۔!" وہ اسکے کانوں میں سرگوشی کرتا اسے

سرخ کر گیا کہ نور منہ اسکے سینے میں چھپائے داد کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔۔

"داد۔۔۔۔!" کچھ دیر بعد وہ گویا ہوئی آنکھیں موندیں اسکے لمس کو محسوس کرتے داد نے سر ہلایا۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔!!"

"داد مجھے چلنا ہے نا!! آپکو اکیلے نہیں چھوڑوں گی۔۔۔"



اور طبیعت کو کچھ نہیں ہوتا میں گھر سے باہر نہیں نکلوں گی سچی۔۔!" وہ لاڈ سے ایک بار پھر اسکی گردن میں بازو ڈالے اسکے گال پر اپنی گال ٹکا کر بولی۔۔۔

دادا اس قدر حسین اظہار پر اسکی گردن پر بوسہ دیتے اسکی کمر کو جکڑے خود میں جھٹکے سے بھینچ گیا۔

"اچھا سوچ لو۔۔؟"

وہاں بہت سے زیادہ سردی ہوگی۔۔

گھر بہت سے زیادہ چھوٹا ہوگا کہ تمہیں موو کرتے میری سانسوں سے الجھنا پڑے گا۔۔۔

تمہیں لمحہ بہ لمحہ مجھے سے ٹکرانا پڑے گا۔۔۔

خود کو میرے سپرد کرنا پڑے گا۔۔۔

وہاں ایک روم ہوگا اور وہ بھی کافی چھوٹا جہاں تمہیں میری شرارتوں سے جھینپنا پڑے گا۔۔۔

سنگل بیڈ ہوگا، کبیل تنگ ہوگا۔۔۔

کھڑکیوں کے پٹ نہیں ہوں گے۔۔۔

ٹھنڈی برف آلودہ ہوائیں چلیں گی۔۔

سورج سویر چھپ جائے گا۔۔۔

رات گہری سیاہ تاریک ہوگی۔۔۔

چاند کی روشنی تمہارے سر اُپے کو بھیگا دے گی۔۔۔

اور جہاں میں رہوں گا وہاں تمہارے پاس بچنے کی کوئی راہ فرار نہیں ہوگی۔۔۔۔۔" وہ اسکی پیٹھ سے ہلاتا اسکے

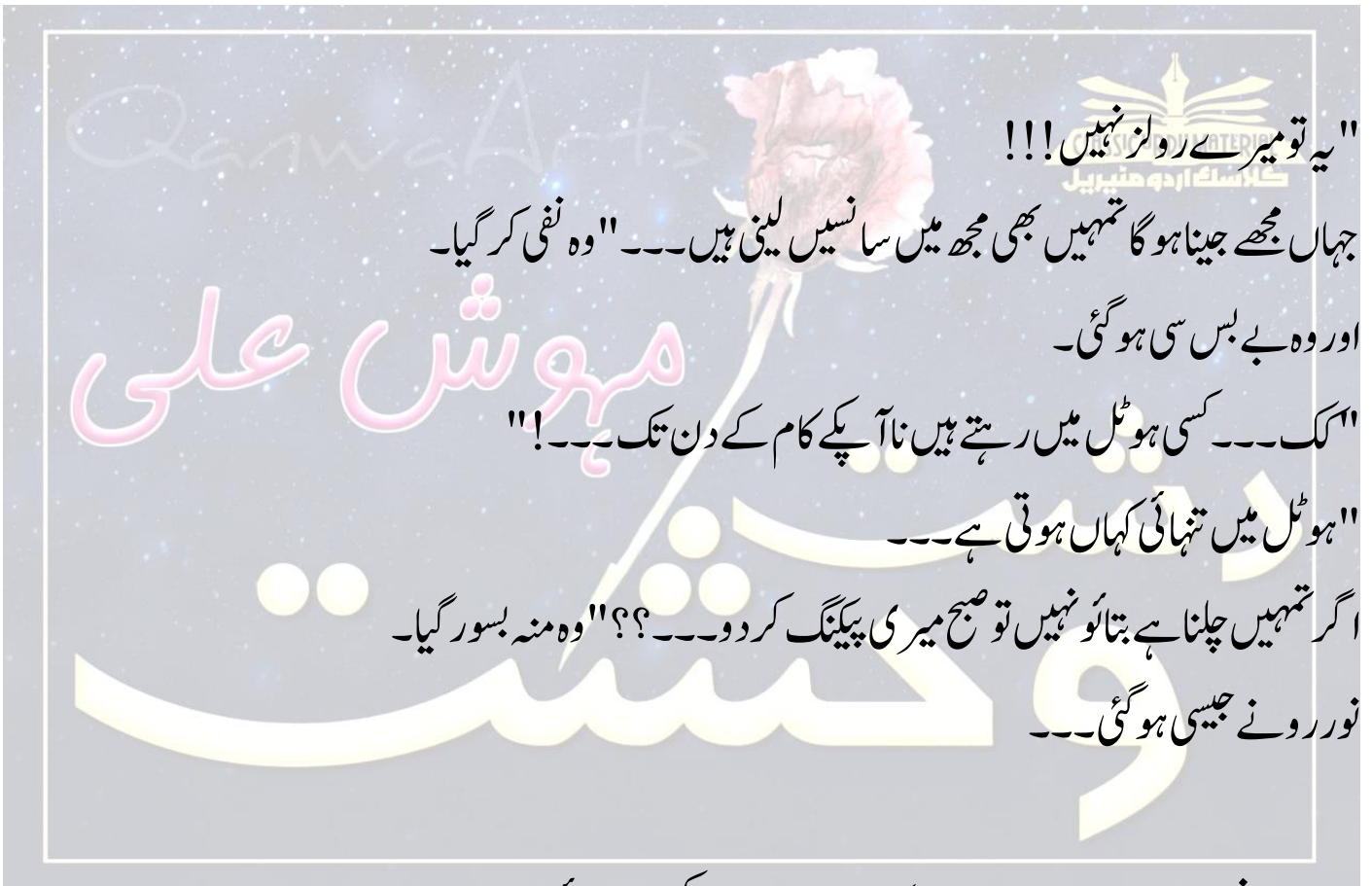
کانوں میں سرگوشیاں کرتا اسکی سانسوں میں اتھل پتھل مچا گیا۔۔۔

وہ تصور کی دنیا میں ابھی اسکی مزید کسی بات کو سننے سے نفی کرتے نور نے اپنی لرزتی ٹھنڈی انگلیوں کو اسکے لبوں پر رکھ دیا۔

"چلو گی۔۔۔؟؟" داد اسکی انگلیوں چومتے ہوئے بولا۔

کہ وہ خشک حلق تر کرتے ناہاں کر پار ہی تھی اور ناہی نفی۔۔۔

"گگ۔۔ گھر۔۔ فلیٹ میں لل۔۔ لیتی ہوں وہاں۔۔۔!" وہ کہہ کر آنکھیں میچی لب دانتوں میں دبا گئی۔



"ایسے تو نہیں ہوتا داد۔۔۔!!" وہ اسکے ماتھے پر لب رکھتی منمنائی۔۔۔

داد مسکراتا ہوا اسکی گردن میں گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔

"ایسا ہی ہوتا داد کی بونی۔۔۔!!"

"اور اگر میں ایسی کنڈیشن میں بیمار پڑ گئی تو؟؟؟"

"کیسے بیمار پڑو گی جب تمہارا سراپا قید اور سانس الجھی ہوں گی؟؟؟" وہ حد سے زیادہ بے باک ہو گیا کہ نور آنکھیں میچ کر لاجواب ہو گئی۔۔۔

"اگر آپکے ارادے مجھے ڈرا کر نالے جانے کے ہیں تو میں بتا دوں آپکو میں چلوں گی اور چلوں گی۔۔۔!" وہ خفگی سے بولتی منہ بنا گئی۔۔۔  
داد کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔۔

"ڈرا کون کافر رہا ہے جانِ داد۔۔۔؟؟"

میں تو صرف بتا رہا ہوں کہ جو یہ تم بعد میں شکایتی نظروں سے دیکھتی ہو اس سے اجتناب برتو۔۔۔  
باقی اب اقرار ہو گیا ہے تو بونی مکرنا نہیں۔۔۔

ورنہ سزا میں تمہاری سانسیں چھیں لوں گا اور اپنی سانسوں میں بسا دوں گا۔۔۔!" وہ شدت سے کہتا اس پر حصار تنگ کر کے ایک دم ہی اسے بیڈ پر ڈال کر اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔۔

اور وہ سوچ رہی تھی کہ پتا نہیں کب تک وہ اسے یوں دیکھتی رہے گی جب وہ باہر کسی کو حیوان کی طرح کاٹ کر خون آلودہ لوٹتا ہے۔۔۔  
وہ کتنا چھپ پائے گی اس کے اس روپ سے۔۔۔

کب اسے احساس ہو گا کہ اسکی بونی کمزور دل کی ہے۔۔۔

وہ اسے یوں خون بہاتے نہیں دیکھ سکتی نا ہی کسی کی گردنیں کاٹتے ہوئے سوچ سکتی ہے۔۔۔  
پر وہ اسکے خلاف اف بھئی تو نہیں کر سکتی تھی۔۔۔  
کیونکہ تب اسکا داد نہیں ہوتا۔۔۔

تب وہ حیوان آلف بن جاتا اور اسکے خلاف افس پر اسے افیت ناک سزائیں سناتے ذرا سا احساس نہیں کرتا کہ وہ اسکی بونی ہے۔۔۔

جسکی اتنی افیت دینے کے بعد بھی خود اس پر چھائوں بنا رہا۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی اسکی یہ زندگی اسے اور کون کون سے موڑ دیکھائے گی پر وہ یہ جانتی تھی کہ وہ اسے روکنا

چاہتی ہے اس سے۔۔

پر وہ ڈرتی تھی اس سے یہ بھی ایک کڑوا سچ تھا کہ وہ آلف سے خوف کھاتی ہے۔۔۔

وہ اس پاگل سر پھرے روپ سے سہمی خوفزدہ ہوتی ہے۔۔۔

اور ابھی جو اس پر ٹوٹ کر محبت برسا رہا تھا اگر یہ آلف پر افس کرتی تو ضرور یہ محبت افیت میں بدل جاتی۔۔۔

کیوں نہیں سمجھ پاتی وہ اس بہرہ پیے کو۔۔!!

"تم لوگوں کو ایسے کیوں مارتے ہو؟؟؟" وہ اسکے چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

"برائی میں وحشت پھیلانے کیلئے۔۔۔!!" وہ اسے دیکھتا اسکے لرزتے بھگے لبوں پر انگلی رکھ کر مسکرایا۔۔

"تم مجھے خاموش نہیں کروا سکتے۔۔۔!!" وہ اسکے خلاف جا کر زبردستی بولی۔۔

دادنے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور خود میں محسوس ہوتی اسکی بے ترتیب دھڑکنوں کی زبان پڑھی۔۔۔



"میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔!!" کچھ دیر اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ اسکے بالوں میں الجھی انگلیوں کو جھٹکے سے دائیں طرف گھمایا کہ نور کی سانسیں بند ہونے کو آگئی جب وہ اسکے گال پر اپنی شیو والی گال سہلانے لگا۔۔۔

"میں تمہیں روک لوں گی۔۔۔!!" وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔۔

کہ وہ بیل کو تھم سا گیا۔۔۔  
"تم جانتی ہوں۔۔۔" کلاسک اردو منیریل  
تم "خود" کو "داؤد آلف" کی کرنے کے علاوہ کچھ "نہیں" کر سکتی۔۔۔!! "وہ سرد ٹھہرے پر اسرار لہجے میں بولتا اسکے پاس سے سارے الفاظ چھین گیا۔۔۔

"اچھا یہ بتاؤ داد کیوں کہتی ہو مجھے؟؟" بلینک درست کرتے ہوئے اسکے اوپر اسے خود میں سمیٹتے ہوئے پوچھا۔

نور نے مخمور نظروں سے دیکھا جب داد نے بھی اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اور وہ اسکی خمار آلودہ نظروں کی تاب نالاتی نظریں جھکا گئی شرم سے حالت غیر سی ہو گئی تھی۔۔۔

"بتاؤ نابونی۔۔۔" اسکے شرم سے تلملاتے چہرے پر مدھم پھونک مار کر گویا ہوا۔

"جو ظلم کی انتہا کرتا ہے اسے ہی داد کہا جاتا ہے!" اپنی انگلیوں سے اسکی انگلیوں کو الجھتے محسوس کر کے وہ سرگوشی میں بولی۔۔۔

جبکہ اسکے لمس پر اسکا تنفس بگڑ رہا تھا۔

"بونی کیوں کہتے ہیں؟؟" اسکا بھوج خود پر پا کر اسنے آنکھیں موند لیں۔۔۔

داد نے قریب سے اسکے سرخ لرزتے لبوں کو دیکھتے گھسنی بھیگی پلکوں کو دیکھا۔

"جو معصومیت کی موت دیتی ہے اسے ہی بونی کہا جاتا ہے۔" اسکے ہاتھوں کو تکیے سے لگاتے اسکی بھیگی پلکوں پر لب رکھے۔۔۔

"اپنا قصور میرے سر پر ڈال کر  
آپ سوچتے ہیں حقیقت بدل گئی"  
وہ ہنس کر بولی داد سمجھتا سر ہلا گیا۔۔۔

"ہم نے تو خود کو تم پر لٹایا ہے

اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے تباہ کیا ہے"

"داد دد دد دد۔۔۔۔۔" وہ سن کر چیخ اٹھی۔۔۔ "ہا ہا ہا جانِ داد۔۔۔!" اسکے چہرے پر جھکنے سے پہلے وہ اسکی چیخ پر قہقہہ لگا اٹھا کہ ایک نرم شرمگین مسکراہٹ لبوں پر آگئی جسے داؤد آلف نے اپنے لبوں پر سمیٹ لی۔۔۔



وہ خود کوریلیکس کیے کچن کی طرف بڑھنے لگا حالانکہ اسے روم میں جانا چاہیے تھا پر وہاں اس غنڈی کا روم پتا نہیں کہاں تھا۔

اور اس وقت تو شاید وہ بیسٹ بھی موجود تھا گھر میں ایویں کسی کے روم میں گھس جائے غلطی سے اور صبح میت پر بھائی بھی ناپہنچے۔

"ویسے کافی انوکھا کام کرنے جا رہا ہوں ایس ایس پی ہو کر کڈ نیپنگ ہو رہی ہے بھئی۔" داد دیتے وہ سوچتا مسکرایا۔۔۔

اسنے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ ایک سڑو نام سے مشہور تھا۔۔۔ لوگ بات کرتے وقت سوچتے تھے کہ کیا پتا کونسی بات بری لگے اسے۔

لڑکیاں آپیں بھرتی دوستی کی خواہشات کرتی نا تھکتی اسکے آگے پیچھے ہوتی تھیں یونی میں پر اسنے پلٹ کر نا دیکھا۔۔۔

ہمیشہ تنہائی خاموشی کو ترجیح دی اور آج۔۔۔

آج وہ اس بلا کو کڈ نیپ کرنے جا رہا تھا جس کے قدم رکھنے سے بھونچال آجاتا تھا طوفانی سمندر کی لہروں کی طرح اسکی زندگی میں۔۔۔

اور اب وہ اپنی زندگی میں بھونچال لانے والا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا ایک غنڈی کو کڈنیپ کرنے کا انجام اسے ساری زندگی بھگتنا پڑے گا۔۔۔

دل گردے سب اسے وارن کر رہے تھے پر اس اب کچھ سوچنا بھی تھا اپنا نہیں تو اپنے بچوں کا ہی۔

"کوئی۔۔۔۔"

(مجھے آواز نہیں کرنی چاہے میں لڑکی اٹھانے آیا ہوں یا اپنی موجودگی کا بتانے) وہ خود کو جھڑکتا باقی کی آواز حلق میں دبا گیا۔

نامحسوس انداز میں گلا کھنکارتا ہوا ہم کیے اندر کی طرف بڑھا کہ کچن کی چوکھٹ پر ٹھٹھک کر ساکت ہو گیا۔۔۔ سامنے ہی شخصیت کو کھڑا دیکھ کر اسکے الفاظ تو چھین گئے کچھ کہنے کیلئے بچا نہیں سوا ایک نام کے۔۔۔

"سیر۔۔۔!!"

اپیرن باندھے وائٹ شرٹ کی آستیں کہنیوں تک فولڈ کیے چولہے کے سامنے کھڑا کچھ بنانے میں مصروف تھا۔

پہلے جب اسکی دشمنی ہوتی تھی ایک حیوانی مجرم سمجھ کر تب بھی لڑکیوں کی نظریں وہ اس پر کئی بار محسوس کر چکا تھا پبلک پلیس میں جب وہ آمنے سامنے ہوتے تھے۔  
پھر اب تو شاید ہی کوئی اسکے قابو میں بھول کر اسے دیکھے۔



"پتا نہیں کیا کھاتا ہے؟" وہ اس کے وجود کو دیکھتا سوچنے لگا۔

بلکہ اسے حور العین پر ترس سا آگیا کہ وہ اس پہاڑ جیسے وجود کے سامنے تو چیونٹی تھی۔

"یہ تو سائنڈ کا باپ ہو گیا ہے اب تو اس بچی کی جان نکل جائے گی جب اس پہاڑ کو دیکھے گی۔۔۔"

"مجھے امید تھی تم ایک پیغام پر بھاگ آؤ گے!" اس نے سپاٹ لہجے میں بغیر اس کی طرف دیکھے کہا برہان جل بھن

کرا بر واچکا گیا۔۔۔

"ہاں بیوی کے معاملے میں ہر کوئی ایسا ہی ہوتا ہے، اپنی ہی مثال لے لو ایک دن بھی تو پاکستان نہیں ٹک

سکے۔" برہان نے طنزیہ کہا۔

مہوش علی

سعیر مدہم مسکرایا۔۔۔

"بہت خوب!۔۔۔"

"لوگوں کو تم سے شکایت ہے تم نے عورتوں والے طنز شروع کر دیے ہیں۔" سعیر نے چلی سوس پین میں ڈالتے ہوئے کہا۔

وہ حیران نہیں ہوا کہ اسے کیسے معلوم۔۔۔

جان جائے فطرت سے ناجائے۔

"ویسے کان لگانا بری بات ہے۔" اس نے میٹھا سا طنز کیا اور ناک پر رومال رکھ دیا۔

"میں برا ہوں۔" اس نے بغیر وقفہ لیے فوراً حامی بھری کہ برہان تیج و تاب کھاتا رہ گیا۔

"مجھے معلوم ہے برائی تمہارے منہ سے ٹپک رہی ہے۔۔۔" وہ کہاں پیچھے رہتا۔۔

اسے پیدائشی خار تھا سیر عالم پر۔۔

"ہمم! تمہاری اچھائی کسی کو دیکھائی نہیں دیتی۔" اسنے حقیقت دیکھائی

اسے طنز کرنا نہیں آتا تھا وہ جو بات تھی صاف کہتا تھا پھر چاہے اسکا باپ کیوں نا ہو۔۔

"ہاں اور تمہاری برائی ہر جگہ پھیل چکی ہے اسکو کیا نام دو گے؟ ویسے اپنے باپ کا کیا کیا تمنے؟ کوئی معلوم نہیں

کر پارہا؟" عالم کے چہرے پر اسراریت سی آگئی اسے معلوم تھا اسکی یہی کوشش تھی کہ اسکے باپ کا سن



"باپ کو اپنا ہنر دیکھا یا وہ ٹھیک سے داد نہیں دے سکا۔" اسنے تاسف سے بتایا برہان کی آنکھیں پھیل گئی۔۔

"ویسے یہ کیا منحوس چہرے پر چوبیس گھنٹے منحوسیت پھیلائے رکھتے ہو؟ کبھی مسکرائے ہو۔۔؟" اسنے آگے

بڑھتے ایک گاجر اٹھایا اور دانت نکالے اسے معلوم تھا تیر لگے گا اور زور کا لگے گا۔

شریر مسکراہٹ کے ساتھ اسنے گاجر کھایا۔

"مجھے گدھوں کی طرح دانت نکالنا نہیں آتا؟" اسکے ٹھہرے ہوئے جواب پر برہان کی مسکراہٹ فوراً سمٹ

گئی۔۔

"نہیں یہ مجھے گدھا بول رہا ہے۔" وہ دل میں سوچتا مٹھیاں بھیجنے لگا۔

گاجر کا ٹیسٹ ہی زہر میں بدل گیا کہ اسنے پیچ کر رکھا جسے عالم نے اٹھا کر ڈسٹن میں پھینک دیا۔

اور یہ دیکھتے برہان کی غیرت پر شدید وار ہوا کہ ایک لاڈلی بیٹی کے شوہر گھر کے خوبصورت داماد کی حیثیت یہ

ہے ان مجرموں کے سامنے کہ اسکی چھوٹی ہوئی چیز کو اٹھا کر ڈسٹن میں پھینک دیا۔

اگر وہ انکے گھر کا داماد نہیں ہوتا تو آج اسی وقت وہ اسکے بھیجے میں ساری گولیاں ٹھونس دیتا۔

"میں تمہاری بیٹی کو کڈنیپ کرنے آیا ہوں۔" اسنے پھر سے اسے جلایا اور اسکی غیرت پروار کیا۔۔  
اور فخریہ مسکراتے ساس پین میں جھانکا پر اس سے عالم نے اس پر ڈھکن رکھ دیا۔۔۔  
اور برہان صبر کا گھونٹ بھر کر رہ گیا۔۔۔

"ہم! اچھا کام کر رہے ہو۔" اسکی توقع کے برعکس اسے جواب ملا وہ شذر رہ چکا تھا  
اسے لگا اسکی غیرت پروار کرے گا پر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ تو پہلے ہی اسے نکالنا چاہتا تھا۔

"روم سامنے دائیں طرف دس قدموں پر ہے۔" وہ پھر بولا برہان دانت پیس کر رہ گیا۔  
"مجھے پہلے حور العین کو دیکھنا ہے اسکے بچے کو دیکھنا ہے۔  
اور یہ تم کیا بنا رہے ہو! ویسے تم بیوی کے غلام ہو،  
ہر کام خود کرتے ہو۔۔"

مجھے دیکھو!! میری بیوی میری ایک جھڑک پر کانپ جاتی ہے اسلئے وہ مجھ سے خوفزدہ ہو کر پاکستان چھوڑ کر  
بھاگ آئی۔" اسنے کچھ روعب سے بتایا سیر عالم نے سر کو اثبات میں جنبش دی۔

"اپنے کام سے کام رکھو ایس ایس پی! ورنہ ایک سال پھر بھول جائو۔۔۔  
یہاں مت دیکھو، وہیں رکو بد نظر لگ سکتی ہے،، میں کوئی رسک نہیں لے سکتا اپنی بیوی کی معاملے میں۔  
ہممم! سہی میں اسکا غلام بننا پسند کرتا ہوں۔

اچھا! میں اسے بلا دیتا ہوں جھگڑا ختم کرو اور دونوں نکل جائو۔۔" اسنے ساری باتیں تحمل سے سنتے باری باری سب کا جواب دیکر برہان کو کافی بد مزہ کر دیا۔۔

"تم سے مجھے سڑے ہو آلو کی خوشبو آتی ہے۔۔"

برہان کے تن بدن میں آگ لگ گئی جس کا اسنے صحیح بدلہ لیا۔ پردور سی طرف رسپانس نہ دیکھ کر اسے اپنی ہی

انسٹ محسوس ہوئی۔۔



یہ بندہ اسے جلا رہا تھا یا اسکی باتوں سے لوگوں کو خود آگ لگ جاتی ہے۔

"خیر مجھے تو جان بوجھ کر ایسے کہہ رہا ہے،، ہے ہی اپنی بیٹی کی طرح مینا!" وہ چھتی نظروں سے اسے کلنگ کرتے دیکھتا ہوا سوچنے لگا۔

"نہیں تم رہنے دو یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے، یونوپر سنل۔۔۔!!"

ویسے کام کی بات بتا دوں تم ایک برے باپ ہو تمہارے سامنے ایک آدمی تمہاری بیٹی کو کڈنیپ کرنے آیا ہے اور تم اتنے ریلیکس ہو کر مجھے پتا بتا رہے ہو چھپی۔۔!" وہ شرمندہ کرنے کیلئے طنزیہ بولا

"اس آدمی کو شاید میں نے ہی بلا یا ہے۔۔۔"

تمہاری زنگ آلود میموری کیلئے بتا دوں وہ آدمی اسکا شوہر ہے جو موت کے ڈر سے رات کو کڈنیپ کرنے آیا ہے۔

اور برا باپ تو میں ہوں کیونکہ یہاں معاملہ پھر شہزادی کا آتا ہے جسکے لئے برا باپ بننا پسند کرتا ہوں۔



اور اب تم جاسکتے ہو۔۔

وہ اٹھ جائے گی اور میں نہیں چاہتا کہ اسکی صبح یہاں ہو

پر جہاں تک تمہیں جانتا ہوں ایس ایس پی جو امید میں نے تم سے لگائی ہے وہ بیکار ہے۔۔ "اسکے سر دسپاٹ والا انداز برہان کو سلگا گیا۔

"تمہاری امید کی ایسی کی تھیں!! میں پہلے شہزادی سے۔۔۔۔۔

"میرے میری بہن کے علاوہ کوئی اسے شہزادی نہیں بولے گا وہ صرف میری شہزادی ہے انڈر سٹینڈ!!!"  
دفعتا وہ غصے سے غرایا  
برہان ششدر رہ گیا۔

مہوش علی

"منخوس گلا تو آہستہ پھاڑ، لڑکی جاگ گئی تو لاش تمہاری بھی ساتھ لیکر جائوں گا۔" وہ بڑبڑاتا خود پر جبر کیے  
سعیر کو غصے سے گھورتا ہوا وہاں سے مڑا۔۔  
اسکے نکلتے ہی سعیر کے لبوں پر مدھم مسکراہٹ پھیل گئی۔

اسنے محسوس کیا تھا دونوں بھائی کے مزاج مختلف نہیں صرف قسمت مختلف تھی۔

وہ کچن کے چوکھٹ پر کھڑا اسکی چوڑی پشت کو دیکھ رہا تھا جو حور والے روم میں جھانکنے کی کوشش میں تھا پر  
دروازہ لاک دیکھ کر شاید ہی اسکے خلاف بڑبڑانے لگا تھا۔۔۔

"جانو گے کہاں۔۔۔ ایس ایس پی ہوں میرے ہی ملک آرہے ہو۔۔۔" وہ دھمکی دینے لگا۔

"اور تمہارا۔۔۔ رضیہ پھنس گئی غنڈوں میں، یہ حال ہے۔۔۔" اسکی بات سنتے برہان نے حیرت میں ڈوبکی لیتے اسے دیکھا تھا۔

"میں رضیہ ہوں؟؟؟" اسنے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے صدے میں پوچھا۔

"غفلت کیلئے اشارہ کافی ہے۔!" وہ کہہ کر واپس کچن میں چلا گیا۔۔۔

"اس بندے کا کچھ کرنا چاہیے سارے کے سارے لوگ سائیکو ہیں اسکی ٹیم کے۔

ہم معصوم کو پھنسا دیا محض عشق ورنہ کہاں اس سائیکو عورت سے شادی کرنا۔۔۔"

وہ زچ ہو کر بڑبڑاتا ہوا بند دروازے کے سامنے رکا۔

اسکی دھڑکنیں بے ساختہ ہی اسپید پکڑنے لگی تھی۔

وہ کیسی ہوگی ویسی ہی ہوگی یا بدل گئی ہوگی۔۔۔

اسکی بیٹی کیا ویسی ہی معصوم ہوگی؟؟؟

یا اپنی ماں جیسی مسنی بن گئی ہوگی۔۔۔؟؟

"نہیں وہ میری بیٹی ہے معصوم رہے گی کبھی نہیں بدلے گی۔" اسنے خود کو دلاسا دیا اور ایک گہرا پرسکون سانس لیتے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولنا چاہا کہ تب ہی کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا برہان نے چونک کر پلٹتے اس بھاری ہاتھ والے کو دیکھا تو وہاں سعیر کو پا کر وہ بد مزہ ہو گیا۔۔۔

"مانا کہ حسین ہو پر اسکا مطلب یہ۔۔۔۔۔"

"یہ چابی لوروم لاک ہے!" وہ اسکی بات کاٹ کر چابی اسکی جیب میں ڈالتا وہاں سے واپس کچن کی سمیت بڑھ گیا۔

برہان ہکا بکا سے دیکھتا رہا کہ کیسا باپ تھا خود اپنی لڑکی کو کڈنیپ کروانے والے کو چابی دے رہا تھا۔۔

ویسے میں کیوں شک ہو رہا ہوں ان مجرموں میں تو ویسے بھی معلوم نہیں پڑتا یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں یا دشمن۔۔۔" وہ سر جھٹک کر جیب سے چابی نکالتا ہوا دروازہ کھولنے لگا۔

اسنے لبوں پر تبسم سجائے قدم روم میں رکھا۔۔

دل کی دھڑکنیں بے خود تھی تو احساس بہکے۔۔

مہوش علی

اسکے ساتھ گذرہ لمحہ بہ لمحہ اسکی نظروں کے سامنے گھومنے لگا کہ تڑپ زدہ نظریں سیدھا سامنے گئیں۔۔ جہاں مدھم بکھری اسکے بالوں جیسی سنہری روشنی میں وہ دشمن جان سامنے ہی سیاہ لباس میں ہوش و حواس سے بیگانی کسی کی نیندیں چین لوٹ کر آرام فرما رہی تھی۔

اس مضبوط توانا مرد کی ہر رات آنکھوں کی نیند چھیننے اسے کانٹوں کا بسترہ دیئے خود سکون فرما رہی تھی یہ محسوس کیے ہوئے کہ اسکے لمس میں کتنی شدت تڑپ تھی جو ادھوری رہ گئی تھی۔

اب وہ اس سے سارے بدلے چن چن کر تڑپا کر لینا چاہتا تھا کہ اسے اسکی نانی یاد آجائے۔

وہ اپنی گذری راتوں بے چین دنوں کے بارے میں سوچتا اسے آرام سے سوئے دیکھ کر دانت پیس گیا

"مجھے رب پر یقین ہے کہ جنہوں نے مجھے بے سکون کیا ہے، وہ پر سکون ہونے کی جتنی بھی اداکاری کر لیں سکون میں وہ کبھی بھی نہیں رہ سکتے" اس کے کانوں میں الفاظ گونجنے لگے۔

دل ڈوب سا گیا کہ اس لاپرواہ سی لڑکی کا اتنا گہرا یقین تھا کہ اسے کانٹوں کے بسر کر دیا۔

اب تو صرف رونے کی قصر چھوڑی تھی اسکی جدائی نے باقی تو سارے ضبط توڑے تھے۔۔۔  
خود ٹوٹ کر اسے یاد کیا تھا کبھی بکھرا تھا تو صرف اسکے لئے۔  
اسے خود پر ترس آتا تھا کہ ہر کوئی اسے کیوں چھوڑ جاتا ہے۔۔  
اسے ایک ساتھ سچا کیوں نہیں ملتا۔۔۔ پر وہ بھول گیا کہ اس میں کچھ کمیاں ہیں جو اسے دور کرنی ہیں اور اسنے  
خود سے عہد کیا تھا آنے سے پہلے کہ ابھی مسکان برہان کے آگے ہمیشہ برہان علوی ہوگا۔  
اور اسکے ہر فیصلے کو اپنا فیصلہ مانے گا کیونکہ وہ جان چکا تھا یہ دنیا دشت ہے اور اس میں دہشت ختم کرنے کیلئے  
انکی وحشت ضروری ہے۔

جس طرح پاکستان میں اچانک رفید بلوچ کی موت نے تھر تھری مچادی تھی۔  
وہ عالم کو مرا سمجھ کر جس طرح عارب کو اکیلا سمجھتے اس پر حملہ آور ہونے کی تیاری میں تھے اچانک سے رفید کی  
موت اسکے ہی آفس میں وہ بھی گردن کاٹ کر یہ کام صرف سعیر عالم ہی کر سکتا تھا کیونکہ اتنا پاور وہ ہی رکھتا تھا  
کہ ایک فورس والے آدمی کو پہلے کڈنیپ کرے پھر اسکی ہی جگہ میں جا کر مار آئے۔۔۔



چارواور سکوت چھا گیا تھا کہ کوئی اف بھ بھی نہیں کر پار ہا تھا جیسے سکوت آ گیا تھا سمندر کی لہروں میں۔۔۔  
پولیس کی تفتیش جاری تھی ہمیشہ کی طرح۔۔۔ نیوز پر بیسٹ کا ایک اور قتل سامنے آ رہا تھا۔۔۔ تو کوئی رفید  
بلوچ کے کالے چتھے سامنے رکھ رہا تو کسی کا تجسس بیسٹ پر برقرار تھا۔

وہ سر جھٹک کر آہستہ سے قدم بڑھا کر اسکے سامنے کھڑا ہو گیا۔

اور نظریں فیری پر ڈالیں۔۔۔۔

وہ چونک گیا۔۔۔۔ "اسکے بال تو سیاہ تھے؟" وہ کمبل میں دبی ہوئی فیری کے پیٹھ پر بکھرے سنہری مسکان  
جیسے بال دیکھتا صدمے میں بڑبڑایا۔

"یا اللہ میری معصوم بیٹی کو پتا نہیں کیا کیا اذیت دی ہوں گی اس سائیکی عورت نے!" وہ تڑپا اور گھوم کر چلتا  
اسکے پاس آ کر بیٹھا۔۔۔

وہی معصوم نین نقوش تھے ذرا بھی فرق نہیں تھا اس میں۔۔۔ ویسی ہی کمزور سی معصوم نازک سی فیری۔۔۔  
اسنے انگلی آہستہ سے اسکی ٹھوڑی پر ٹکا کر اسکا چہرہ اوپر کیا اور جھکتے اسکے ماتھے پر نرمی سے بوسہ دیتے اسکے احساس  
کودل میں اتارہ۔۔۔۔

"پتا نہیں کتنا تڑپی ہو گی میری معصوم فیری اپنے بابا کیلئے۔۔۔" اسکے دل سے ٹپسیں اٹھیں۔۔۔  
احساسات اس قدر بکھرے کہ اسکی آنکھیں نم ہو گئی اور دل کیا ابھی نیند سے جگا کر اسے سینے میں بھینچ کر ایک  
تڑپتے باپ کی تڑپ کو ختم کرے ایک سسکتے باپ کو سکون دے پرا بھی اسے اس غنڈی کو قبضے میں کرنا تھا۔

جسنے اسے افیت کا ذائقہ چکھایا بلکہ تنہائی اور اپنی پائی پائی کا حساب چکایا۔۔۔

وہ ایک محبت بھری نظر گہری نیند میں سوئی ہوئی فیری پر ڈالکر مسکان کی سائیڈ آیا جس کا نازک ساسرا پاسیہ نائیٹی میں مہبوت کرتا اپنی طرف نظروں کو کھینچ کر ان میں بغاوت پیدا کر رہا تھا۔

وہ اسکے پاس کھڑا تھا بہت پاس کہ ہاتھ بڑھا کر اسے خود میں بھینچ سکتا تھا۔۔

اپنے اندر کی پیاس تڑپ کو پل راحت دے سکتا تھا پر وہ خاموشی سے اسکے نقوش دیکھتا رہا جس میں گلابیاں کھلی تھیں۔



وہ ایک قدم بھر کر فاصلہ مٹائے بالکل اسکے پاس آہستہ سے بیٹھا اور ایک نظر فیری کی پیٹھ پر ڈالتے مسکان کے دائیں بائیں ہاتھ ٹکا کر اسکی مدھم چلتی سانسوں کے قریب ہوتا ان میں گہرے سانس بھرنے لگا۔۔۔

"وہی خوشبو وہی مدھم ہوشی وہی نشا۔۔۔۔۔"

بدلے ہیں تو سرکار کے تیور۔۔۔۔

ورنہ انداز ابھی چاروشانے چٹ کرنے والے ہیں۔۔۔" وہ فاصلہ مٹائے آہستہ سے بازو اسکی کمر کے گرد لپیٹ کر اسے کھینچ کر بے رحمی سے سینے سے لگاتے اسکے کان میں مدھم سی سرگوشی کی کہ وہ صرف اسکے سانسوں کی زبان سمجھ سکی اور آنکھیں سختی سے موندیں لب دانتوں میں دبایا۔۔

"یہ جو دوریاں بنائی تھیں نا انہیں اس قدر مٹائوں گا کہ تمہیں سانس میری اجازت سے ملے گی۔۔۔" وہ بالکل بے رحم بنا اسکے نازک وجود کے گرد سخت گرفت ڈالے اسکی سانسیں سینے میں دبا رہا تھا پر وہ خاموشی سے پڑی رہی بغیر انف کیے۔

"میری سانسوں میں اپنا لمس چھوڑ کر پھر یہ جو دوریاں اختیار کی، مجھے تڑپایا جس قدر اس سے بڑھ کر حساب لوں گا کہ میرے لمس پر تم تڑپ جاؤ گی۔۔۔" وہ جنونی انداز میں اسکی گردن سے اپنے لب سر کا کرا سکی کان کی لو کو دانتوں کے بیچ رکھے اسے افیت کے عالم میں تڑپا گیا۔

وہ نم آنکھوں کے گوشوں کے ساتھ افیت کی لذت سے چور سرخ چہرے کے ساتھ ضبط کی بلندیوں پر پہنچی اسکے جنون کی شدت کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔

اسکے بگڑے تنفس کی مدہوشی پر سرخ غصے بھری لہو آنکھوں سے برہان اسکی ادھ کھلی سرخ ڈورے والی سنہری آنکھوں میں دیکھتے اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر اسکا چہرا جھٹکے سے پیچھے کھینچ کر بلند کر گیا۔

"میری خاموشی کو تم کیا رنگ دینے لگی ہو۔۔۔"

میری تڑپ کو محسوس کیے نظریں پھیرنے لگی ہو۔۔۔ "اپنی مضبوط انگلیوں سے اسکی گال سہلاتے وہ وہاں بے رحمی دیکھانے کیلئے جھکنے لگا تھا کہ مسکان نے گہرا سانس بھرتے ہوئے ایک دم گردن گھما کر دوسری طرف چہرا کر دیا کہ اب برہان کے سامنے صرف اسکی بے داغ میدے جیسی صراحی دار گردن تھی۔۔۔۔"

"یہ سفر کافی لمبا ہو گا جہاں تمہاری خاموشی میرا انتقام ہو گا۔" وہ اسکی گردن پر انگوٹھے سے سیدھی لکیر کھینچتا ہوا اسکے وجود میں سرسراہٹ پیدا کر گیا۔

وہ ترچھی نظروں سے اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگی جو کوئی بدلہ ہوا انسان لگ رہا تھا۔۔۔۔

"مجت کسے کہتے ہیں؟؟" وہ جھٹکے سے اسکا چہرہ اسیدھا کرتا ٹھوڑی کو مٹھی میں جکڑے ابرو واچکا گیا۔

اسکے سر دلہجے پر مسکان مدھم سا مسکرائی۔۔۔

"خاموشی۔۔" وہ اسے دیکھ رہا تھا جب اسکی آنکھوں میں چمک سی پیدا ہوئی اور برہان کو اسکے چہتے ہوئے

ناخون اپنی گردن سے سرکتے بالوں میں محسوس ہوئے۔۔۔

اسنے داد دیتے سر کو ہلکی سی جنبش دی تھی کہ وہ جھٹکے سے اسکے بال مٹھی میں جکڑ گئی۔۔۔

"جانتے ہو مجت کیا ہے؟ میرا واسطہ صرف جنون سے پڑا ہے۔۔۔۔

اور بس وہ جنون جو آپ ہیں۔" وہ سرگوشی میں کہتی اسے گھورنے لگی

برہان کو اسکی آواز اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔۔۔۔

وہ خاموش سارہ گیا اسکی آواز کو ترسا تھا اب وہ سامنے تھی اسکے حصار میں بے بس نہیں ظلم بنی ہوئی تھی آج

بھی اس پر ستم ڈھا رہی تھی۔۔۔

"اور تم جانتی ہو میرا جنون تم ہو۔۔۔۔

تمنے یہ جو سال کو بیچ میں ڈالکر میری محبت کو تڑپ زدہ جنون میں بدلہ ہے اس سے اب تمہیں ہی مسئلہ

ہوگا۔۔۔

کیونکہ تمہارا جنون صرف دل تک سفر کرتا ہے اور میرا جنون سانسوں سے لیکر روح میں اترنے کا فن رکھتا

ہے۔۔۔۔

شاید تمنے میرے اس اظہار کو ایسے ہی مذاق سمجھ لیا تھا دشمن جان۔۔۔۔؟



پر وہ ایک وارنگ تھی سائیکو عورت کہ میں کافی شدت پسند انسان ہوں۔۔۔۔ تمہیں میری محبت چاہیے تھی  
نا۔۔۔

تو کر لی ہے میں نے محبت وہ بھی تم سے اس قدر کہ تمہاری جویہ دوری والی سزا ہے اسنے مجھے رلایا ہے۔۔۔  
مجھے خود میں کیاں دیکھائیں ہیں کہ عورت صرف عزت اور ساتھ چاہتی ہے۔۔۔۔  
اور اب مجھے لگتا ہے میں تمہارے لئے پرفیکٹ ہوں کیونکہ مجھے صرف تم سدھار سکتی تھی باقی کسی میں یہ ہمت  
نہیں تھی۔۔۔

میں شکر کر رہا ہوں مجھے تم ملی۔۔۔۔! "وہ اسکی گردن میں اپنا چہرہ اسہلاتا ہوا اسکے کانوں میں نہایت مدھم سی  
سرگوشیاں کر رہا تھا کہ وہ سیدھا کہیں اور بکھرنے کے بجائے مسکان کے روح میں اتر رہی تھیں اپنے سحر کے  
ساتھ۔۔۔

وہ سمٹنے لگی اسکے وجود میں جب اسکے دھکتے لمس کو گردن سے سرکتا محسوس کیا۔۔۔  
اپنی ابتر ہوتی سانسوں سے خوفزدہ ہوتے اسنے اپنا منہ سختی سے بند کر دیا۔۔۔  
اسکی ہلکی ہلکی شیو کی چھن کو محسوس کرتی بے بس سی ہونے لگی تھی۔۔۔

"چلیں۔۔۔۔؟؟" وہ اسکے گلابی گال چوم کر محبت سے پوچھنے لگا تھا۔۔۔

اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے کلوروفل کی ضرورت نہیں پڑے گی اسکی میسنی بیوی اسکے ساتھ ایسے ہی چلی  
آئے گی۔۔۔

سوچ کر اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی جسے مسکان نے کافی غور سے دیکھا تھا۔۔۔

"ہاں چلیں۔۔" وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

برہان مہبوت اسکے گلابی لبوں پر ہلکے سے اپنے لب رکھتے وہ مسکرا کر اٹھا۔

مسکان اپنی نائیٹی کی بے ترتیبی درست کرتی مسکرائی اور اسے دیکھتے بیڈ سے اٹھی۔

وہ نہال ہو گیا اس پردل اسے خود میں بھیج کر چھپانے کیلئے اکسار ہاتھا۔

اسکی لودیتی نظروں سے وہ بھی بلش کر رہی تھی پر اسکے شکر فی لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

"تم چیخ کر لوجب تک میں اپنی فیری ہواٹھاتا ہوں۔۔" وہ اسکے قریب ہونے لگا پر مسکان نے قدم پیچھے لئے تو

وہ سر ہلاتا جانِ غنیمت سمجھ کر فیری کی طرف پلٹا ہی تھا دفعتاً پیچھے کمر پر گھومتی ہوئی لات پڑی کہ دوسرے لمحے

وہ ڈھرام سے ٹھا کے ساتھ گھٹنوں کے بل گرنے لگا تھا پر بروقت کارروائی کرتے قالین پر ہتھیلیاں ٹکا کر خود

کو اپنے منہ کو محفوظ کر لیا۔

مہوش علی

وہ اتنی سیکیورٹی سے یہاں پہنچی تھی بلکہ الیگل وے سے تاکہ اس تک کوئی نا پہنچ سکے اور نا ہی کوئی مداخلت

کرے ان کے بیچ پر یہ یہاں کیسے آیا وہ شکڈ ہوئی تھی۔

اسے اچانک یوں رات کے وقت خود کے قریب دیکھتے۔۔۔

کئی لمحات تو اسے اپنی سانسیں گھٹتی محسوس ہوئی تھی کہ وہ یہاں آکر اسے لے جانے کی باتیں کر رہا تھا۔

وہ کیسے جاسکتی تھی اور وہ بھی ایسے ہی اس کے ساتھ جسنے اسے اتنا ذلیل کیا۔۔

جانتے ہوئے بھی اسے چھوڑ گیا جب اسے سخت ضرورت تھی اسکی۔

اسے سہارہ چاہیے تھا اور وہ آکر اسے محبت کی چاشین چھکا کر یوں پلٹا جیسے اسکے احساسات ہی نا ہوں۔ وہ پتھر کی

ہو جو جب چاہے اسکا دل کرے۔

پہلے پیپر میرج پھر فریب لمس کی آہٹ نظروں کا کھیل اور اچانک طلاق کی دھمکی۔

پھر تنہا کر دینا پھر اچانک آنا اور حق جتنا۔۔۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا ماما۔۔۔!" اس ڈھرام کی آواز پر فیری چیچ بوکھلا کر اٹھی اور سامنے کھلے بال سیاہ نائیٹی میں کھڑی اپنی ماما کو دیکھتی نیند سے بو جھل آنکھیں مسلنے لگی تھی۔

"واٹ ہسپنڈ ماما۔۔۔! رات کے وقت آپ کس کے ساتھ فائٹنگ کر رہی ہیں سو جائیں پلیز، نو خون خرابا۔۔۔" بیزار لہجے کہتی فیری جمائی لیتی آنکھیں مسل کر سونے لگی تھی جس کی آواز سن کر برہان سن تھا۔۔۔ اس کے وجود اس کے بے چین روح میں اس کی آواز سکون کی لہرون مانند اتری تھی

"تمہیں نہیں معلوم میرا بیٹا تمہاری ماما کو دورے رات کے وقت ہی پڑتے ہیں؟" وہ ایک دم جھٹکے سے اٹھ کر اس کے برابر آتا مسکراتا ہوا بولا۔

اس کی بات پر مسکان کی آنکھوں میں قہر سا اتر آیا۔ جبکہ فیری جو سونے کی کوشش میں تھی ساکن سی اس بھاری سحر انگیز آواز پر پڑی رہ گئی۔۔۔

کس قدر تڑپی تھی وہ اس آواز کیلئے۔۔۔ "بابا۔۔۔!!"

اس کی سسکی نکلنے لگی جس پر اس نے سختی سے منہ پر ہاتھ جما لیا پر وہ کیسے نامحسوس کر سکتا اس کی روح کی سسکیاں جو اس کے وجود سے نکلی اس کے روح کو بے سکون کر رہی تھیں۔۔۔

"بابا کی جان۔۔۔!" وہ اس کی طرف مڑا کہ ایک دم بیچ میں مسکان کھڑی ہو گئی۔

"جس طرح آؤ ہو اسی طرح ہی واپس نکلو۔۔۔"

اور خبردار کسی کو بتایا ورنہ تمہاری قبر میں بیڈ کے نیچے بناؤں گی۔۔۔۔" وہ اس کے سامنے آتی غرائی۔  
برہان کی آنکھوں میں ناگواریت پھیل گئی۔

"جو کرنا تھا کر لیا تم نے۔۔۔"

بہت ہو گئی تمہاری غنڈہ گردی اب مجھے۔۔۔۔

"کیوں آئے ہو یہاں؟؟" اس کی بات کاٹ کر وہ اس کے کالر کو مٹھی میں جکڑے بیچ میں غرائی۔۔۔

"چلو اس بہانے قریب تو آئی۔۔۔۔" وہ اس کے فاصلہ مٹانے پر دل میں سوچتا اپنی بیٹی کو دیکھنے لگا جو بھیگی  
آنکھوں میں شکوہ شکایات لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں اپنی بیٹی کو لینے۔۔۔" اس نے سنجیدہ ہو کر جواب دیا جس پر مسکان کے تن بدن میں آگ لگ گئی  
تھی۔۔۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ یو۔۔۔!! سمجھتے کیا ہو خود کو جب دل چاہا چھوڑ کر گئے جب دل چاہا پالیا۔۔۔  
میں کوئی کھلونا ہوں تمہارے لئے۔۔۔؟؟ میرے احساسات نہیں، میں انسان نہیں۔۔۔۔  
دفع ہو جائو ابھی کے ابھی ورنہ قتل کردوں گی تمہارا یہاں۔۔۔"



لینے آؤ ہواں؟ گئے کیوں تھے پھر؟؟؟؟؟" وہ ہڈیاتی ہو کر چیختی اسے پیچھے دھکا دینے لگی۔۔  
برہان لڑکھڑا کر سنبھالا۔۔۔

"بابا۔۔!!" فیری سسکی بھر کر بیڈ سے اترنے لگی تھی کہ مسکان کی وارن کرتی سرخ آنکھوں اور اپنے باپ کی تسلی دیتی نرم نظروں سے وہ ہاتھوں میں منہ چھپائے رونے لگی۔۔۔

"واٹ از یور پرابلم ممما؟ کیوں آپ پاپا کو مجھ سے الگ کر رہی ہیں۔۔۔۔

یونونا ممما میرے بابا کے بغیر میں اور نہیں رہ سکتی پلیز!!" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی بولی۔۔۔

"فیری۔۔!! بابا کی جان تم اس ڈائن کی وجہ سے رو رہی ہو۔۔۔

بیڈ میں تمہیں اور اس بھوتنی کو لینے ہی آیا ہوں۔۔۔

دیکھتا ہوں کون سی غنڈی باسنی لیڈنی مجھے روکتی ہے۔۔۔" وہ غصے میں دنیا کا دیا ہوا اسکا لقب بگاڑتا ہوا بولا۔

"یو ایڈیٹ ناسینس گیٹ آؤ فرام ہیر۔۔!!" اچانک ہی اسکا گھومتا مکا برہان کے منہ پر پڑا وہ سٹیٹا گیا جبکہ فیری بھی اپنے بابا کے منہ سے خون دیکھ کر جھرجھری لے اٹھی۔

"تمہاری تو میں۔۔۔ انگریزن کی اولاد۔۔!!" وہ منہ صاف کر کے اسکی طرف پلٹا اور اسے سنبھلنے کا موقعہ دیئے  
بغیر گٹھنے پر لات مارتے اسے ایک دم نیچے گرا دیا کہ وہ دوسرے ہی لمحے گٹھنوں کے بل نیچے گری۔۔۔

جہاں فیری سہمی تھی وہیں برہان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھو اپر زیادہ دیر تک ناٹک سکی تھی جب اسکے فیری کی سمیت پھر سے اٹھتے قدم کو دیکھتے ہی مسکان نے کلابازی مارکر لات اسکی پیٹھ پر ماری وہ ڈھرام سے نیچے گرا۔۔۔

"آہ ظالم۔۔!!" وہ سسک اٹھا پر شکر ایک بار پھر سے اتنے ہتھیلیاں ٹکا کر خود کو بچا لیا۔  
"بابا۔۔" فیری کے منہ سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی وہ بھاگ کر بیڈ کے کنارے پر آئی۔۔  
پر اپنے باپ کا بچاؤ دیکھ کر اسکے سانس میں سانس آگئی۔۔

"مما پلیز اسٹاپ اٹ!" اپنی ماما کے خطرناک تیور دیکھ کر وہ چلائی۔  
"تو چپ کر پیکٹ!" مسکان نے غصے سے اسے کہا کہ فیری سٹپا گئی۔۔  
"تم چپ کرو!!"

میری فیری اس سائیکو چڑیل کو میں سیدھا کرتا ہوں۔۔!!" برہان نے کہتے اٹھ کر جھپٹنا چاہا کہ اسی پل ہی مسکان اس پر جھپٹتی پیٹ پر گھٹنا مار کر بالوں کو مٹھی میں پکڑے منہ پر مکے مارنے لگی کہ برہان کی دہائیاں عروں پر تھی۔۔۔

"اوہ اللہ کو مان میری ظالم چڑیل میں تمہارا نازک سا شوہر ہوں۔۔!!" وہ اسکے ہاتھ پکڑتا کراہ کر بولا۔۔۔  
جبکہ اسکے ناک منہ سے خون نکل پڑا تھا۔۔۔  
اور یہ تھی اسکی بیوی جو سال بعد ملنے پر اسے تحفہ دے رہی تھی۔۔۔

وہ دونوں گتھم گتھا ہو گئے جسے فیری خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔  
اسے اندازہ ہو گیا تھا دنیا بدل جائے گی یہ نہیں بدلیں گے۔۔۔

"جب آپ دونوں کا یہ ختم ہو جائے تو یاد کر لیجئے گا ایک بیٹی بھی ہے۔۔۔!" وہ دانت پیس کر کہتی کھسک کر  
تکیے میں منہ دیے سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

ساتھ میں مسلسل بڑبڑا بھی رہی تھی اور یہ تب ہی کرتی تھی جب اسے کچھ پسند نہیں آتا تھا۔۔۔  
اسکی ماں کا انداز تھا کچھ ناپسند آئے تو اسے بگاڑ دو کہ وہ سب کو ناپسند آئے اور اس کا انداز تھا کچھ ناپسند آئے تو اسے  
بڑبڑا ہٹ میں اتنا کچھ سنا دو کہ وہ ناپسند خود کو ہی کو سننے لگے۔۔۔  
"جار ہے ہو یا اپنی لاش لیکر جانی ہے؟" وہ غصے سے غرائی اور اپنی کلاٹیاں چھڑوانے کی پوری کوشش میں  
تھی۔۔۔

"اگر تم ابھی اسی وقت میرے زخم بھر دو تو میں چلا جاؤں گا۔۔۔!" اسنے اپنے چہرے کی سمیت اشارہ  
دیا۔۔۔

اس کا سوٹ سارا پھٹ چکا تھا اور جتنا ویل سٹینڈر ڈھو کر اندر آیا تھا اتنا ہی پھٹے حلیے سے باہر نکلے گا۔۔  
سوچتے ہی اسے جھر جھری آگئی کہ وہ ارمان کیا کہے گا اسے۔

مسکان نے اسکی بات سن کر اسکے ناک اور لبوں کو دیکھا۔۔۔  
"چلے جاؤ گے؟" وہ گھورتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

"ہم!" برہان نے سر ہلاتے اسکی کلائیوں چھوڑ کر اسکی کمر میں بازو ڈالے اور جھٹکے سے اسے خود پر گرا لیا۔۔۔  
وہ گہرا سانس بھر کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"وہ نہیں بدلہ تھا۔۔۔! آج بھی اسے چھوڑنے کیلئے تیار تھا۔۔۔" سوچ کر اسکا دماغ کھولنے لگا۔۔۔

"یہاں سے جاتے طلاق کے پیپرز بھیجو گے؟؟" وہ چپتے لہجے میں پوچھنے لگی۔۔۔

برہان کا چہرہ ہیل میں سپاٹ ہوا اور آنکھوں میں سرد تاثرات چھا گئے۔۔۔

"ہم!" وہ ہنکارا بھر کر رہ گیا۔

مسکان کا دل کیا اسکا منہ نوچ لے آخر یہ آیا کیوں تھا۔۔۔

کیا اسکی اذیتوں میں اضافہ کرنے یا اسے تڑپانے۔۔۔

"تمہیں محبت کبھی نہیں چھو سکتی۔۔۔!!" وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

اور جھٹکے سے اچانک ہی اسکا چہرہ اٹھوڑی سے پکڑ کر اسکے زخموں پر اپنے لب رکھ کر اسے ساکت کر گئی۔۔۔

وہ سن سا اسکے نازک سے بھوج تلے پڑا اسکے نرم لبوں کے لمس کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتا رہ گیا۔

"بدلہ چکار ہی ہو یا احسان کر رہی ہو؟" وہ سرگوشی میں بولا اور اسکی کمر پر اپنی مضبوط انگلیوں کا کھب دیا کہ وہ

آنکھیں میچ کر سسکا اٹھی۔۔۔

"تمہیں میں بتا دوں گا محبت کیا ہے!"

اور محبت مجھے چھو رہی ہے اسکا احساس تمہیں بھی ہے۔۔۔!" وہ اسکے لبوں کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔۔۔

مسکان اسکی آنکھوں میں عجیب سے رنگ دیکھتی مچل کر اٹھنے لگی۔۔۔



"جنون پتا ہے کیا ہے؟" وہ اسے خود پر گرا کر اسکے بالوں میں انگلیاں الجھاتا ہوا انہیں سخت پکڑ میں لے کر اسکی سانسوں کو خود کے قریب کرتا ان میں گہرا سانس بھر کر بولا۔

مسکان کو تو یہ کوئی اور ہی لگا۔۔

برہان تو ایسی شدت نہیں دکھاتا تھا۔۔

"جنون تم ہو اور وہ بھی میرا۔۔۔

تمہیں جنون تھا نامیرا؟ اب میرا جنون تم ہو۔۔۔

تمہیں افیت دیتے ذرا احساس نہیں ہوتا، تو اب مجھے کیسے ہو گا۔۔۔!" وہ اسکے سر کو جھٹکے سے اوپر کیے اسکی ٹھوڑی پر لب رکھتے اسکی گردن پر سرکانے لگا کہ مسکان کی سانسیں تھم گئی اسکے لمس پر۔۔۔

"سس۔۔۔ سو امی۔۔۔!" اس بولڈ سی غنڈی لڑکی کے چھکے چھوٹ گئے اسکے سامنے۔۔

اسنے مضبوطی سے اسکے شانوں کو جکڑا۔۔۔

مسکان لب دانتوں میں دبا کر آنکھیں میچ گئی۔۔۔ جب اسنے لب اسکی شہ رگ پر رکھتے ناک سہلائی تب اسے لگا وہ دوسرا سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔

"باہا با۔۔۔" کچھ ناسوجھتے ہوئے اسنے ایک دم مکہ اسکے گال پر مارا کہ وہ قہقہہ لگا اٹھا اسکی حالت پر۔۔۔

"میں تمہیں مار دوں گی۔۔۔

چھوٹے پیکٹ گن دو میری۔۔۔!" وہ غرائی غنودگی میں جاتی فیری ہڑ بڑا کر اٹھی اور خوفزدہ ہوتے اسے آس پاس دیکھا

پر جب دماغ بیدار ہوا اور ساری صورتحال کا احساس ہوا تو کچھ سوچتے ہوئے وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

"ایک گولی خود کو بھی مار دینا۔۔۔!" اسنے چڑتے ہوئے کہا اور تکیے کے نیچے سے گن نکال کر کھسکتے ہوئے انکے حوالے کی۔۔

برہان ہکا بکاسا اپنی معصوم فیری کو دیکھنے لگا جسنے اپنی ماں کو اپنے باپ کو مارنے کیلئے گن تھمائی تھی۔

"پلیز کوئی ایک تو اپنا قصہ ختم ہی کر دینا۔۔۔!" وہ اکتاہٹ سے کہتی واپس کھسک گئی پیچھے۔۔

"کیا یہ اسکی ناراضگی تھی۔۔۔"

اسکی معصوم سی بیٹی ناراض ہونا سیکھ گئی۔۔

یا اللہ یہ میری بیٹی ناراضگی میں مارنے کا کہہ رہی ہے۔۔۔!" وہ صدمے میں پڑا تھا اور اسکی حالت پر مسکان قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

"تم!!! چڑیل عورت مجھے برباد کر دیا!!!" وہ غراتا ہوا اس پر جھپٹا۔۔

پراس سے پہلے ہی "ٹھا" کے ساتھ آواز گونجی۔۔۔

ساتھ ہی سکوت چھا گیا۔۔۔

"چلو اب آرام کرنا دونوں۔۔۔!" فیری کی آواز روم کی خاموش فضا میں گونجی۔۔

برہان ہوش میں آکر مسکان کے ہاتھ میں گن دیکھتے اپنی بازو کو دیکھنے لگا جہاں بے دردی سے نشانہ لیا گیا تھا۔۔۔

"چلو اب نکلواتاؤ وز کافی ہے یا اور دوں؟" وہ اسے وہیں ساکت چھوڑتی اٹھی۔۔

اور وہ درد سے سی بھی نا کر سکا۔۔۔

"لاتوں کی چڑیلیں باتوں سے نہیں مانتی۔۔۔!" وہ اپنے بازو کو دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ سے جیب سے کلوروفل سے بھگار و مال نکالا۔۔

مسکان کی اسکی طرف پیٹھ تھی اور وہ جانتی تھی اتناؤز اسکے لئے کافی تھا اب کوئی فائننگ نہیں ہوگی اسلئے ہی وہ گن رکھتی ٹیبل پر رکھے بل میں سے ایک اٹھا کر کھانے لگی ہی تھی کہ فیری کی آنکھیں اپنے پیچھے دیکھ کر وہ چونکی۔۔۔

"تم۔۔۔!!" وہ ابھی کچھ کہتی ہی کہ ایک دم سے ہی برہان کا بھارتھ اسکے منہ پر آگیا۔۔۔ اور اسکا گھٹنا برہان کے پیٹ پر۔۔۔

جہاں فیری کھلکھلائی تھی وہیں اپنے بابا کی سرخ رنگت دیکھ کر پریشان بھی ہوئی تھی۔۔۔

"کڈنیپ۔۔۔!!" پھر سے ہا ہا ویسے اس عورت کے ساتھ ہونا بھی چاہیے یہ مجھے دھوکے سے یہاں لیکر

آئیں اور اب ہم اسے یہاں سے لیکر جائیں گے وہ بھی کڈنیپ کر کے ہا ہا۔۔۔" وہ اس گزرے سال میں پہلی بار کھلکھلا کر تالی بجاتی جوش سے بول کر مسکان کو حیران کر رہی تھی۔۔۔

"پر اس چڑیل نے تو میرے میدے گردے پیس کر رکھ دیے ہیں۔۔۔!" وہ کراہ کر اسے بیڈ پر دھکا دیتا

بولا۔۔۔

کیا سوچ کر آیا تھا کہ صرف چار پانچ مکے لاتیں پڑیں گی پر یہاں تو لاتیں مکے گولیاں چلیں اس پر۔۔۔  
"تم مجھے کہیں نہیں لیکر جاسکتے ایڈیٹ۔۔۔"

میرا بچہ اکیلا ہو جائے گا میں تمہاری زندگی برباد کر دوں گی اسے کچھ ہوا تو۔۔۔!! "وہ نظروں سے سامنے چھاتا  
اندھیرا دیکھتی اٹھنے کی ناممکن سی کوشش کرتی گرجی اس پر۔۔۔"

پروہ دونوں اسے کسی عجوبے کی طرح بیہوشی میں جاتے خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"گئی۔۔۔!!" فیری نے سرگوشی کی۔۔۔

"نہیں بہت تیز ہے چالاک بھی ایسے نہیں گئی۔۔۔!!" برہان نے غور سے دیکھتے کہا۔  
"نہیں اب گئی دیکھو لو۔۔۔!!" فیری پاس کھسکتی اسکی پلکوں کو پکڑ کر آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتی بولی۔

"گئی بابا سچ میں گئی۔۔۔!!" فیری نے خوشی سے چیختے کہا۔۔۔

برہان اپنے بازو پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔۔۔

"گئی سائیکو چڑیل۔۔۔!!" وہ قریب آیا اور اسکے ٹھوڑی کو ہلایا پروہ سوچ میں بیہوش تھی جسے دیکھتے برہان  
کے لب مسکرا اٹھے۔۔۔

"گئی آہ ہووووو۔۔۔!!" فیری چیخیں نعرے مارتی بیڈ پر ناچنے جھومنے لگی برہان حیران سا اسے دیکھنے لگا جو  
کھلکھلا رہی تھی۔



"میں آجائوں کیا؟؟؟" وہ منہ بنا کر بولا

اسکی بھاری گھمبیر آواز پر فیری ایکدم ہوش میں آتی رک کر خاموشی سی اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔  
دفعۃً وہ چونکا جب اسکی سیاہ آنکھوں میں آنسو اچانک سے ٹپ ٹپ کر گالوں پر گرنے شروع ہو گئے جیسے اسی لمحے کے انتظار میں تھے۔۔۔

"آپ آگئے ہیں بابا۔۔ اتنے بڑے انتظار کے بعد۔۔!!" وہ روتی سرگوشی میں بولی

برہان نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔۔۔

"اور دیکھو آتے ہی کیسے کیسے زخم ملے ہیں!" وہ بازو منہ دکھاتا شکوہ کرنے لگا تو وہ روتے روتے ہنس پڑی۔۔

"بابا۔۔۔!" وہ بھاگتی سیدھا اسکے گلے میں بازو ڈال کر چیخی۔۔

"میری فیری۔۔۔!" اسے سینے میں سمیٹ کے اسکے چھوٹے سے وجود کے گرد دونوں بازو پھیلا کر ماتھے پر بوسہ دیا۔

اور وہ اسکے گردن میں بازو ڈالے چٹی چہرہ اچھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔

"بابا ماما چیڑ ہیں انہوں نے کہا تھا چلو بابا سے ملنے جانا ہے پھر اس چلغوزے کے ساتھ مجھے آپ کو دھوکے سے

یہاں لے آئیں۔۔۔

مجھے بہت ڈر لگتا تھا مجھے لگا آپ کبھی ہم تک نہیں پہنچ پائیں گے۔۔۔" وہ روتی ہچکیاں بھرتی ہوئی بولی۔۔۔

"بس بس میرا بیٹا دیکھو اسنے آپ کو چیٹ کیا مجھے کیا حوری کو کیا اب ہم دونوں ملکر اسکا بدلہ لیں گے۔۔۔

دیکھو اسے کڈنیپ کیے اب ہم لیکر یہاں سے جائیں گے اور اسے تڑپائیں گے۔۔۔ پر جیسا میں کہتا ہوں بس ویسا کرنا اوکے۔۔۔!" وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیئے بولا

فیری نے بھیگی آنکھیں پھیلا کر اپنے باپ کو دیکھا۔۔۔

"بابا پھر یہ غنڈی ماما آپ کو ماریں گی۔۔۔!!" وہ سخت ہراساں ہو گئی۔

"بیٹا جی آپ کا بابا تو ابھی اس غنڈی کو لڑکی سمجھ کر ہینڈل کیے آرہا ہے۔۔۔

ورنہ آپکے بابا نے بہت سے ایسے سائیکو کیس کو سدھارا ہے تم سے دیکھتی جاؤ اپنے بابا کا کمال اب اسے تڑپانے کی باری ہے اور ہماری انجوائے کی۔۔۔!" وہ ہنستا ہوا بولا فیری اپنے بابا کو دیکھتی پھر بیڈ پر پڑی اپنی ماما کو دیکھنے لگی۔۔۔

"پر بابا وہ ماما ہیں۔۔۔۔ بہت اچھی۔۔۔۔" وہ جھجک گئی۔

کیونکہ باپ کے پاس سے لیکر آکر اسنے اسے اتنا پیار دیا تھا کہ رات کو اپنی بانہوں میں سمیٹ کر سلاتی تھی اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سارے دن کی تھکی ہوئی جب رات ہوتی تو خود آرام کرنے کے بجائے اسکے کپڑے بال نیلز اسکی صفائی بالوں میں تیل ڈالکر مالش کرتی آخر میں جب اسے چپ چپ فیل ہوتی سر میں تو وہ بانہوں میں سمیٹ کر بلینکٹ میں اسے کہانیاں سناتی کہ وہ کئی دفعہ شذر رہ جاتی کہ کوئی ایک یتیم کیلئے اتنا کچھ کرتا ہے۔۔۔

"اب ماما اچھی ہیں؟ فیری جی تم پارٹی بدل رہی ہو مت بھولو تمہارے بابا یتیم ہیں اور اس پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔۔۔

انہیں زخمی کیا جا رہا ہے ایک بیٹی کے سامنے اسکے باپ پر گالیاں چلائی جا رہی ہیں اور ظلم تو یہ کہ گن اٹھا کر دینے والی وہ بیٹی ہی تھی۔۔۔ "وہ شاکد، دہائیاں دینے لگا۔

فیری حیرت سے اپنے باپ کے اس انوکھے انداز کو دیکھتی آخر میں کھلکھلا کر ہنستی اسکے چہرے کو چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر زور سے گال پر پی دینے لگی۔۔۔

"بابا آئی ایم سوکھی۔۔۔!"  
میں جب سوچتی ہوں نا تو ششدر رہ جاتی ہوں کہ اس دور میں بھی ایسے لوگ ہیں جو یتیم بچوں کو اس قدر محبت دیتے ہیں۔۔۔!" وہ روتی اسکے شانے میں سر چھپا گئی۔۔۔  
اسکا یتیم کہنا برہان کو برا تو لگا پر اسے احساس ہو گیا اسکی باتوں سے کہ اسکی فیری اب بڑی ہو رہی ہے۔۔۔  
"کیوں بیٹا آپکو بابا مر گیا ہے جو آپ خود کو یتیم کہہ رہی ہیں؟" وہ اپنے بازو کا درد بھلائے اسے دیکھنے لگا اور فیری کا تو دل جیسے کسی نے نوچ لیا ہو۔

"اللہ اللہ بابا ایسا تو نہیں کہتے اللہ آپ دونوں کو میری عمر دے دے ایم سوری۔۔۔" وہ اسکے گالوں پر ہاتھ رکھے اسکے چوڑی پیشانی پر اپنے چھوٹے گلاب سے لب رکھتی ڈبڈباتی نظروں سے مسکرائی  
برہان کے اندر جیسے سکون کی لہریں اتر گئی جیسے سالوں کے زخموں پر اس مسیحا نے مرہم رکھ دیا۔۔۔  
کیا اولاد کے بوسے میں اتنا سکون ہوتا۔۔۔

وہ سوچتا اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھنے لگا جو محبت سے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تمہیں پتا ہے فیری تمہیں پا کر اب میں اس رب کے صرف شکرانے ادا کرتا ہوں۔۔۔"

مانگنا تو تمہیں پا کر مینے کب کا چھوڑ دیا کیونکہ مجھے لگتا ہے تمہیں میرے سارے نیکیوں دعاؤں سے بڑھ کر دیا ہے اور اتنا قیمتی تحفہ دیا ہے کہ مجھے کبھی غرور سا ہونے لگتا ہے خود پر کہ اللہ نے مجھے اپنی نعمت سے نوازہ ہے۔۔۔

مجھے اس لائق سمجھا ہے کہ اتنے لوگوں کو چھوڑ کر اسنے اس فیری کی رکھوالی کو مجھے چنا ہے۔۔۔

اس چھوٹی سی فیری کو مجھے دیا۔۔۔ "وہ اسکے نقوش پر شفقت بھرے بو سے دیتا اسے خود میں سمیٹ گیا۔"

"بابا آپکو معلوم ہے میں نے ایک دن ماما سے کہا تھا کہ میں یتیم ہوں۔۔۔"

اور آپکی بیٹی نہیں پھر بھی آپ مجھ سے اتنا پیار کیسے کرتی ہیں۔۔۔

کل آپکے بچے ہوں گے تو کیا مجھے تب بھی ایسے ہی پیار دیں گی۔۔۔! "وہ کہہ کر خاموش رہ گئی۔"

برہان نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔

"پھر آپکی ماما نے کیا کہا؟" اسے جاننے کا تجسس ہوا کہ وہ کیا سوچتی ہے اسکی بیٹی کیلئے۔۔۔

فیری نے سر ہلایا اور گزرے وقت کی باتیں یاد کی۔۔۔

"تب ممانے۔۔۔! ممانے تھپڑ مارے زور سے دو۔۔۔"

اور بس اتنا بولیں کہ وہ بھی یتیم ہے۔۔۔ اور اسکا باپ سعیر عالم ہے جس طرح تمہارا برہان۔۔۔

کہا کہ ہماری کہانی الگ نہیں ہم ایک ہی کہانی کے ایک ہی کریکٹر ہیں سیم۔۔۔!!

ایک ہی کتاب کے حرف ہیں جو دوبارہ دہرائے جا رہے ہیں۔۔۔ فرق یہ ہے کہ پہلے ایک بیسٹ کے سامنے

سسکتی اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کیلئے ایک مسکان آئی تھی جسے اسنے لیڈی باس کا درجہ دیا۔۔۔



اور دوسری بار ایک برہان علوی کے پاس پہنچی تھی ایک مسکان۔۔

جسے اسنے خوشیاں بکھیرنے والی فیری کا درجہ دیا۔۔۔

وہ بولیں کہ ایک بیسٹ تھا تو دوسرا محافظ۔۔۔

پر دونوں ہماری کہانی کے مین کریکٹرز ہیں۔۔۔ دونوں ہی اللہ کو پیارے ہیں۔۔

اور یہ ایک تمہارا باپ ہے تو دوسرا میرا پھر ہم کیسے یتیم ہوئے۔۔۔

ہمارے پاس اتنے مضبوط باپ ہیں۔۔۔

ہمارا یتیم سوچنا بھی ایک گناہ ہے۔۔۔

تب مجھے احساس ہوا کہ میری ممدانیا کی سب سے بہادر الگ ماما ہیں جو رشتے بھی نبھانا جانتی ہیں اور دنیا کے

جانوروں سے لڑنا بھی۔۔۔ "وہ اسکی گردن میں منہ چھپائے بولی۔۔۔"

بیہوش علی

"بابا میں آپ سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ اب ماما سے مت لڑیے گا انہیں ہم پیار دیں گے بہت سارا کیونکہ

بابا وہ بہت اکیلی ہوتی ہیں سب کچھ خود سنبھالتی ہیں۔۔۔

ہم سب سے پیار کرتی ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتی ہیں پر اس سے تو کوئی پیار نہیں کرتا۔۔۔ "وہ روتی ہوئی گویا

ہوئی

برہان کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا اسکا دل کیا مسکان اسکی ساری باتیں سنیں۔۔۔

پر اسکی جو بیہوشی والی ادا تھی وہ اسے خود بھاگتی تھی۔۔۔

دل چاہا کہ وہ اسکی بانہوں میں ہوتی اس وقت اور اس پر نیم بیہوشی طاری ہوتی۔۔۔ تاکہ وہ اچھی طرح سے اس

سے اپنے اوپر کیے ہر ظلم کا بدلہ لے سکتا۔۔۔

"ہاہاہا۔۔۔ آپکی یہ غلط فہمی کیونکر ہوئی فیری کہ اس سے کوئی پیار نہیں کرتا۔۔۔  
 میری مانو اس پر کچھ خراشیں دیتے ہیں پھر تمہیں معلوم پڑے گا کہ اسے کون کون چاہتا ہے۔۔۔  
 تم معصوم ہو اس عورت کے جھانسنے میں مت آؤ یہ ایک گہرا سمندر ہے۔۔۔  
 تمہیں صرف اتنا بتا دوں کہ جو آپکے چاہا ہیں نا اگر اس چڑیل کو کچھ ہو جائے وہی دنیا ہلا دے۔۔۔ باقی کے کا  
 سوچنا بھی غلط ہی۔۔۔"

یہ گھڑکی کیڑی سب کی دل کو مٹھی میں لیے گھومتی ہے۔۔۔  
 اور یہاں جو دنیا میں بیٹ ہے یہ اسکی بیٹی ہے پھر آپ کیسے کہہ سکتی ہیں یہ اکیلی ہے۔۔۔!" وہ اسکی  
 معصومیت پر مسکرایا اور اسے خود میں بھینچ کر محبت کو محسوس کرتا آنکھیں موند گیا۔  
 "بابا آپ کو ساتھ لے چلیں گے وہ تو ماما کے بغیر اکیلی ہو جائیں گی اور اگر ہم اکیلے گئے نا پھر ماما ہمارا قتل کر دیں  
 گی اگر انکے بچے کو اکیلا کر دیا تو۔۔۔"  
 اور بابا اپنے آپ کا فتنہ دیکھا ہاہاہا۔۔۔!" وہ سعیر کے بیٹے کو یاد کرتی قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔  
 "نہیں فیری کہاں دیکھ سکا۔۔۔" وہ سعیر کو یاد کرتا بد مزہ ہو گیا جس نے نابوی کو دیکھنے دیا نا ہی اپنے بیٹے کو۔۔۔  
 یہ انسان اسکی سمجھ سے باہر تھا پتا نہیں کیوں دوسروں کو بے بس کیے اسے سکون ملتا تھا۔۔۔

"ہاہاہا بابا مت دیکھیے گا۔۔۔" وہ کھلکھلائی  
 "کیوں؟" برہان چونکا کہ ایسا کیا ہے اس میں

"بابا کیوں مت پوچھیں! کیا کیا پوچھیں ہا ہا ہا۔۔۔" وہ قہقہہ لگا کر کھلکھلائی  
"آپکو میں بتاتی ہوں۔۔۔"

وہ ناسکی بھوری بھوری بڑی آنکھیں۔۔۔ ماتھے پر چوزے جتنا ہو کر تیوریں سجائے رکھتا ہے۔  
جب آپنی اسے اٹھاتی ہے تو مسکراتا ہے اور جب ہم اٹھاتے ہیں تو وہ سرخ پڑ جاتا ہے غصے سے شاید ہا ہا  
جب آپنی کوئی کام کرنے لگے تو فوراً تیز تیز روتا ہے جیسے کچھ ہو گیا ہو اسے۔۔۔ ہم ڈرتے ہیں۔۔۔

اور جب آپنی پاس نہیں ہوتی تو وہ اسے ڈھونڈتا ہے اور اسے پتا نہیں کیسے معلوم پڑ جاتا ہے کہ ماما پاس نہیں اور وہ  
محسوس کر کے پھر سے تیز چیخیں مارتا ہے۔۔۔ "وہ آہستہ آہستہ فتنے کی ساری حرکات برہان کے گوش گزارانے  
لگی کہ وہ گنگ سا کھڑا سا کت رہ گیا۔۔۔"

موش علی

"بابا۔۔۔!!" فیری بات ختم کر کے شاکڈ برہان کے کندھے کو ہلانے لگی۔۔۔  
"یہ فیری فتنہ نہیں۔۔۔"

تم لوگوں کو پہچانے میں غلطی ہوئی ہے میں بتاتا ہوں۔۔۔

ڈیول۔۔۔!! ڈیول ہے یہ بیسٹ کا ڈیول!" وہ حیرت سے بولا  
فیری کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"اللہ اللہ بابا وہ بہت معصوم ہے!" وہ شرارت سے بولی برہان نے ہاتھ جوڑنے کی قصر چھوڑ دی بس جسے دیکھتے  
فیری کا جاندار قہقہہ گونجا۔

"بس بات سن لو تم کیا بنو گی۔۔۔"  
آئی ایس آئی میں جاؤ گی۔۔۔

اور میرے بیٹے اسپیشل پولیس فورس میں جائیں گے  
اور چھوٹی بہن۔۔۔" وہ سوچ میں پڑ گیا

"وہ مار کٹائی کرے گی رائیٹ!" فیری جملہ مکمل کیے قہقہہ لگا اٹھی برہان کا دل دہل گیا۔

"تمہارے بھائی بہن سارے شریف اور نیک بنے گے اچھے کام کریں گے کوئی اپنی ماں جیسا نہیں بنے گا تم بھی  
نہیں۔۔۔!" وہ جتا کر بولا فیری اپنی مسکراہٹ چھپانے لگی۔  
"بابا آپ کا کیا کریں گے؟" اسے پھر سے حور کی فکر کھانے لگی۔  
اور ایسا اسکی ماں نے ہی تو کیا تھا کہ اسے اتنا پیار دینا ہے اپنی ماما سے زیادہ کیونکہ وہ اسکی ماما کا لولو ہے اسکا بچہ  
ہے۔۔۔

"اسکا۔۔۔۔۔"  
"اسکے لئے سیر عالم ابھی زندہ ہے۔۔۔۔۔!" برہان کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ناک کرتا عالم روم میں داخل  
ہوا۔۔۔  
جہاں بھاری گھمبیر آواز پر فیری چونکی تھی وہیں منہ بناتا ڈور ناک پر برہان مسکان کے اوپر بلینکٹ سیٹ کر گیا۔

"بابا۔۔۔۔۔!!" اسنے سامنے کھڑے اس روعبدالر شخصیت سے خوفزدہ ہوتے برہان کا بازو تھاما جبکہ نظریں  
ابھی بھی سیر کے چہرے پر شاگڈ سی ٹکی تھیں۔۔۔



"بابا یہ ٹوفیس مین ہے۔۔!!" وہ اسکے گال کی طرف دیکھتی برہان کو سرگوشی سے کہنے لگی کہ وہ عالم کے چہرے کو دیکھتا جل گیا۔۔

"پہلے تو لڑکیاں ایک دوسرے کو دیکھ کر جلتی ہیں اب وہ دور گیا تو لڑکے ایک دوسرے کو دیکھ کر جلیں ہو رہے ہیں حد ہے ویسے۔۔" وہ اپنی فیلنگز کا اندازہ لگاتا بد مزہ ہوتے بڑبڑایا فیری سن کر چو نکتی اپنے بابا کو دیکھنے لگی کہ یہ کیوں جلتے ہیں ان سے۔۔

"گولی کی آواز آئی تو سوچا دیکھوں زندہ ہو یا لاش پاکستان پہچانے کا انتظام کروں۔۔!" اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے لہجے میں وہ بولتا بیڈ پر پڑی مسکان پر ایک نظر ڈالنے لگا کہ جب وہ ہوش میں آئے گی خود ہی سمجھ جائے گی کہ اسکا پتا تب کتنا ہے جب بیسٹ ہوتا ہے۔۔

"ناہی ہمنے آپ کو اسکی زحمت نہیں دی۔۔!" برہان بظاہرہ مسکرا کر مگر جل کے بولا  
ایک مدھم سی مسکراہٹ سعیر کے لبوں پر آئی۔

"ویل! زحمت نہیں! ہمارا کام ہی کچھ ایسا ہے کہ ہم لوگوں کو انکی جگہوں پر ہی مارتے ہیں اب تم خود چلکر آئے تھے تو سوچا تمہاری جگہ نا سہی تمہاری لاش گھر تک پہنچا دوں آفر آل آفیسر چھٹیوں پر نکلا ہے۔۔۔ اور بیوی کو کڈنیپ کرتے مارا گیا۔۔

بہر حال اب صرف ایک بات کا افسوس ہے کہ میں نے اس میں رشتوں کو نبھانے کی صلاحیت جو چھوڑی ہے یہ مجھ پر بھاری ہے۔۔!" وہ کہتا قریب آیا۔۔

برہان اسکے وجود کو دیکھنے لگا۔  
وہ پہلے سے کافی طاقتور لگ رہا تھا۔  
فیری تو ابھی سکتے میں تھی۔۔۔

"کیا یہ جو دیکھ رہی ہے وہ خواب نہیں حقیقت ہے۔۔۔"

سعیر عالم اسکی آپنی کاشوہر جس کیلئے اسکی آپنی اتار وئی تھی کہ پاگل ہونے کو آگئی تھی۔۔  
اور وہ آج اچانک انکے سامنے یوں کھڑا تھا کہ کوئی یقین کرے بھی تو کیسے۔۔

"کیا اسکی آپنی کو معلوم ہے اسکا عالم آگیا۔۔۔ وہ سوچنے لگی۔۔۔"

"نہیں اسکی ماما کو بھی تو نہیں معلوم۔۔"

یہ اچانک کیا ہو رہا ہے پہلے بابا باب بیسٹ۔۔۔!! "وہ کچھ نا سمجھتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ سی گئی۔۔۔"  
اسکے چھوٹے دماغ یہ شک جھیلنے کے ابھی قابل ہی نہیں تھا۔۔ اسلئے خاموش سی بیٹھی رہ گئی کہ اب اسکا بابا  
کچھ کرے اپنے بازو کا اور اسے موقع ملے تو جا کر جھنجھور کر آپنی کو بتا دے کہ اسکا عالم آگیا ہے اب آپ نہیں رو  
سکیں گی۔۔۔

اور ناہی آپکو روتے دیکھ کر ماما کو تکلیف ہوگی۔۔۔

سعیر نے کسی پر بھی نظر ڈالے بغیر دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا برہان ششدر تھا تو فیری کو تو پہلے ہی کچھ  
سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

اسے تو اپنے ماں باپ سمجھ نہیں آتے تھے کس کمپنی کے ہیں بھلا اس بلا کو کیسے سمجھتی۔۔۔

"نشانہ جان بوجھ کر غلط جگہ پر مارا ہے افسوس۔۔۔! اسکے بازو کا معائنہ کرتے وہ گولی کو گوشت میں دیکھ کر  
کہتا لب بھینچ گیا

برہان نے گھورا۔۔

"مطلب کیا ہے۔۔؟

تم مجھے مارنا چاہتے تھے۔۔!" وہ غصے سے بولا

سعیر نے اپنا لایا گیا خنجر دیکھا اور برہان گھوم کر فیری کے سامنے کھڑا ہو گیا کہ وہ اس منظر کو نا دیکھ سکے۔۔  
اس لمحے وہ یہ بھول گیا کہ اسکی فیری سال پورا کس کے ساتھ گزار چکی ہے۔۔

"میرا یہ خنجر صرف کاٹنے کے کام سرانجام دیتا ہے پر آج دیکھ لو وہ کیا کام کر رہا ہے۔۔"

"ہاں مجھے معلوم ہے۔۔ تمہارے تو ہاتھ بھی نوچنے کیلئے کام آتے ہیں پتا نہیں حوری پر کیسے محبت لٹاتے  
ہیں۔" اسکا دل کیا اسے طنز کے تیروں سے مار دے۔۔

سعیر نے ذرا سی نظریں اٹھا کر برہان کی آنکھوں میں دیکھا

اور برہان اسکی بھوری آنکھوں میں سرخ لکیریں دیکھ کر الجھ گیا۔۔

"مجھے پسند نہیں آتا اس پہ کوئی غیر نام رکھے۔۔

مجھے پسند نہیں آتا اسکا ذکر دوسرے لبوں پر آئے۔۔

مجھے یہ بھی پسند نہیں آتا اسکی سوچ کسی دماغ میں آئے۔۔ "وہ کافی وحشی انداز میں کہہ رہا تھا کہ برہان اسکی کیفیت سے الجھ ہی گیا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔۔

مجھے امید ہے ایسا آئندہ نہیں ہوگا۔۔! "وہ جھٹکے سے گولی اسکے بازو سے نکالتا ہوا وہاں پٹی کر کے بولا اور خنجر سامنے کرتے برہان کی آنکھوں میں اپنی بھوری مسکراتی آنکھیں ڈالی دوسرے ہی لمحے خنجر پر لگا خون برہان کے کندھے پر صاف کیے اسنے خنجر بیلٹ میں لگایا اور ایک مسکراتی نظر فیری پر ڈالکر اسکا گال چھوا۔۔

"یہ حقیقت ہے!

سعیر عالم (دایسٹ) از بیک! "وہ گال تھپتھپا کر کہتا وہاں سے نکل گیا۔ فیری سانس روکے اپنے گال پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی جیسے آج اسکا خواب پورا ہو گیا تھا بیسٹ نے اس سے بات کی تھی۔۔

"ہی از ریلی بیک! بابا۔۔۔" وہ سرگوشیانہ بولی۔۔

برہان نے اپنی بیٹی کو دیکھا جو کھوئی ہوئی دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ گذرا تھا۔۔

"وہ کتنا برا ہے پھر بھی لوگوں کے دلوں میں کیسے رہ رہا ہے؟؟؟" وہ بڑبڑایا۔۔

"وتعز من تشاء وتعزل من تشاء" فیری بڑبڑائی

برہان کے دل میں ایک احساس سا جاگا۔۔

"بے شک۔۔۔!!!" وہ بڑبڑایا۔۔



"یاہووو۔۔۔!!" وہ چیختی خوشی سے پاگل ہوتی نعرہ لگائی۔۔  
برہان نے ناپسندگی سے گھورا۔۔

"بھاڑ میں بھیجو بیک کو! مجھے یہ بتاؤ کہ اسنے ہماری باتیں سنی ہیں؟" وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

فیری نے چونک کر اپنے بابا کی سرخ رنگت دیکھی۔

"نہیں انکی ایسی عادت نہیں مما کہتی ہیں کہ وہ دور سے سن لیتے ہیں۔۔

کافی شارپ ماسنڈ ہیں ہائے۔۔۔!" وہ گالوں پر ہاتھ ٹکائے بولی۔۔

برہان کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔۔

"تم اسکے بارے میں نہیں میرے بارے میں انفارمیشن کلیکٹ کیا کرو میں کافی پراسرار سا بندہ ہوں۔۔۔!"

اپنی پھٹی جیب ٹھیک کرتے وہ بولا۔۔

"بابا ہا اچھا مذاق کر لیتے ہیں۔۔!" فیری کھلکھلاتی ہوئی اٹھی اور الماری کی طرف بڑھی برہان نے چونک کر

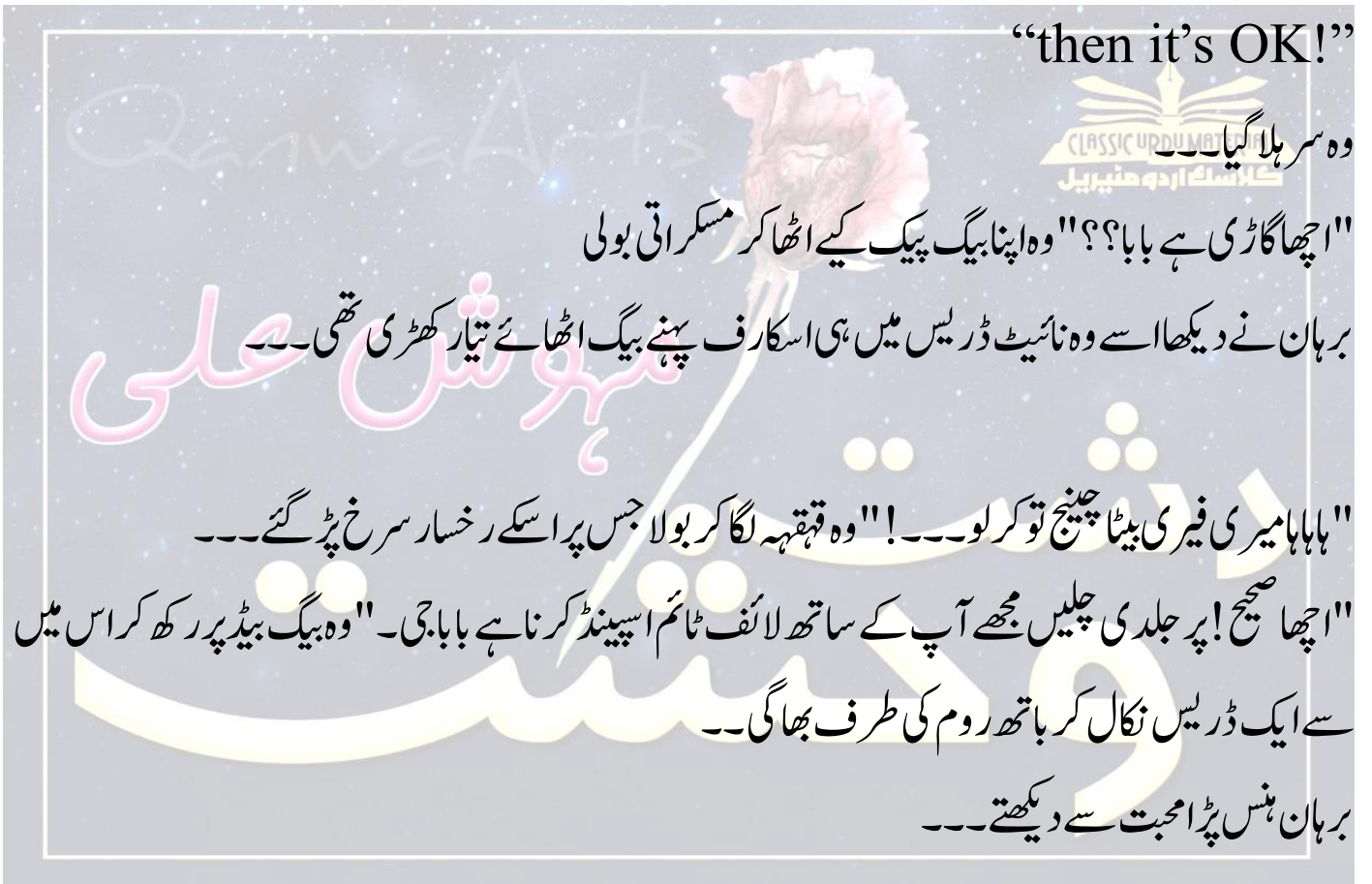
اسکی پیٹھ دیکھی۔۔۔

"یہ میری بے عزتی ہے یا تعریف؟" وہ مسکان کے پیپر زڈھونڈتا ہوا استفسار کرنے لگا۔

"I admire, I don't know why people misinterpret it!"

(میں تو تعریف ہی کرتی ہوں، لوگ پتا نہیں کیوں غلط معنی اخذ کرتے ہیں) وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔۔

(واہ فیری اچھا چونالگاتی ہو)



"کتنے لمحات میں نے مس کر دیئے جو اسکی معصومیت سے بھرپور تھے۔۔۔!" وہ سوچ کر لب بھیج گیا۔۔

اور مسکان کے کچھ سوٹس پیک کرنے لگا ساتھ اسکی ضرورت کی چیزیں اٹھاتا لب گول شپ میں کیے شرارت سے مسکرا رہا تھا۔۔۔

وہ پیک کیے کھڑا ہوا جب شارٹ شرٹ بلیک اسکرٹ میں بالوں کو پونی میں باندھی اسکی فیری باہر آئی  
برہان تو ششدر رہ گیا کہ یہ اتنی بڑی ہو گئی اپنے بال خود باندھ رہی تھی۔۔۔

“Everyone here is fooling me...”

(یہاں سب مجھے بیوقوف بنا رہے ہیں۔۔۔)

“Baba! You are misrepresenting...”

وہ ہنستی بولی برہان ہونہہ کرتا رہ گیا۔

مہوش علی

"اچھا میں جاتی ہوں باہر گاڑی میں آپ ماما کو لیکر آجائیں۔۔۔"

"ارکو آپکی ماما کا شاپ کون سنبھالے گا؟" انفارمیشن دوران اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ فلاور شاپ چلاتی ہے  
یونان کے گریس شہر میں۔۔۔

اسے دھچکا لگا تھا کہ ایک لیڈی باس، ایک ایس ایس پی کی بیوی، سعیر عالم کی بیٹی کا درجہ رکھنے والی لڑکی شاپ  
چلاتی ہے۔۔۔

پر یہ حقیقت تھی جو اسے کافی اذیت کے ساتھ قبول کرنی پڑی۔۔۔

اور اب اسکے بارے میں خیال آتے فوراً پوچھا۔۔۔

"بابا وہ ماما کے یہاں دو بھائی بھی ہیں نا وہ سنبھالیں گے۔۔۔" ڈور پر رک کر بتاتی وہ مسکرائی

برہان چونکا اسکے دو اور سالے کہاں سے آگئے۔۔۔ "کون؟؟؟ نام کیا ہیں؟"  
"وہ علی رضا اور مستقیم گجر۔۔۔"

دونوں بہت اچھے بھائی ہیں ماما کے اور شاپ پر، سیلپر ہیں، پر اب ماما کے جانے کے بعد وہ دونوں سنبھالیں گے۔۔۔

اور مجھے بہت اچھے لگتے ہیں میرے پیارے ماموں ہیں دونوں۔۔۔ "وہ بیگ پکڑے وہاں سے نکلی برہان تو ویسے ہی شاکد تھا اب کیا کہتا سر ہلا گیا۔"

اسکے جانے کے بعد دروازہ لاک کرتے اسنے مسکان کو دیکھا جسکے پاؤں نیچے لٹک رہے تھے اور خود آدھی بیڈ پر پڑی تھی۔۔۔

مہوش علی

"ہم! تو سائیکو ڈار لنگ اب آپ بالکل میرے رحم و کرم پر ہیں۔۔۔"  
افسوس شدید افسوس۔۔۔!! "وہ اسکے لئے الماری سے نکالا گیار ائل بلوسوٹ لیے بیڈ پر آیا اور کھینچ کر اسکے اوپر سے بلینکٹ ہٹائے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اس پر جھک آیا۔۔۔"

"کیا ہوتا اگر تم مجھ سے شرماتی۔۔۔"

مجھے دیکھ کر سارا دوپٹہ شرم میں کھا جاتی۔۔۔

کیا ہوتا اگر صرف نیلز رنگنے کے بجائے تم میرے لئے چوڑیاں پہنتی۔۔۔

خوبصورت بھڑکیلے لباس پہنتی اپنی ناک میں نوز پن کانوں میں ایرنگز بالوں میں پھول مہکاتی۔۔۔!! "وہ اپنے لب اسکے گال پر رکھتے اسکے چہرے کی معصومیت کو دیکھنے لگا۔"



سنہری لمبے بال جو سفید بیڈ پر بکھر پڑے تھے سیاہ لابی پلکیں، شکر فی پنکھڑیوں سے بھرے بھرے لب،  
تیکھی سی ناک۔۔۔

ایک کش ایک تیکھا پن تھا اسکے نقوش میں کہ ظالم پہلی جھلک پر ہی ساکت کر دے۔۔۔

اسے یاد تھا جب وہ اسکے مکمل نوٹس میں آئی تھی اس کلب میں جہاں وہ ملی تھی پاگل بگڑی ہوئی لڑکی کے روپ  
میں اور اسنے اچھی خاصی لیڈی آفیسر سے پڑوائی تھی۔۔۔

"آہ کاش معلوم ہوتا تو اپنے ہاتھوں سے پنش دیتا تمہیں۔۔۔!" وہ اسکی ناک کو دانتوں میں دبا کر اسکے دونوں  
ہاتھوں کی انگلیوں کو الجھائے اسکے سر کے پیچھے باندھ گیا۔۔۔

"اور وہ پنش یہاں سے شروع ہوتی یہاں پر ختم۔۔۔" وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا اسکے لبوں پر رکا۔

اور بیڈ پر گرتے اسکے وجود کو اپنے سینے پر گرالیا جبکہ اسکے سنہری بال پورے اسکے چہرے پر بکھر گئے۔۔۔  
برہان گہرا سانس بھرتا اسکی سانسوں کو خود پر محسوس کرنے لگا۔۔۔

"واہ کتنا سکون ہے تمہاری خاموشی میں۔۔۔!" وہ کروٹ کے بل پڑا اسکے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑے اونچا  
کرتے اسکی آنکھیں چومتا ہوا گویا ہوا۔۔۔

"اب پتا نہیں میرا کیا ہو گا کالیا۔۔۔"

جب تمہیں معلوم پڑے گا کہ میں کیا کیا کر چکا ہوں۔۔۔

بلکہ جب تمہیں ہوش آئے گا اور تم میرے قبضے میں ہو گی ہا ہا۔۔۔" وہ ہنستا ہوا اسکے لبوں پر شدت سے جھک  
کر جسارتوں بے باکیوں پر اتر آیا۔۔۔

اور اسکی گردن میں چہرا چھپائے اسکے نازک سے سراپے کو قبضے میں لیے پوری طرح اس احساس کو خود میں محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"کاش یہ بیہوشی نہیں۔۔۔"

نیم غنودگی ہوتی۔۔۔ "اسکے سرخ بھیگے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے وہ اسکی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہ وہ محسوس کرتی ہے اسے۔۔۔"

"جتنی تم خوبصورت ہو اتنی ہی تمہاری یہ سانسیں مدہوش کن ہیں۔۔۔" وہ اسکی ناک سے ناک سہلاتا اسکے لبوں کو چھونے لگا نرمی سے اور ساتھ ہی اسکے ہاتھوں کی انگلیاں سرکتی اسکی نایمی کی ڈوریوں سے الجھنے لگی۔۔۔

"آئی کین ناٹ ویٹ اپنی مور سائیکو بے بی! چلو چلنے کی تیاری کریں۔۔۔" اسکے شانوں پر لب رکھتے اسکے گالوں کو لبوں سے چھوا اور اسکی انگلیوں کو چھو کر اسے چیخ کر دانے لگا۔

"آج ایک شوہر اپنی بیوی کو کڈنیپ کرے گا واہ واہ۔۔۔۔"

سلام ہے مجھ پر میں ایک ورلڈ فینس غنڈی بولے تولیڈی باس کو کڈنیپ کر رہا ہوں۔۔۔

بھاڑ میں جائیں مشہور کڈنیپر مجھ سے تیز کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ "وہ کالر جھڑکتا ڈریس لیکر اسکے پاس بیٹھا۔۔۔"

کچھ دیر میں وہ خوبصورت اسکرٹ ٹی شرٹ میں ملبوس تھی بیڈ سے کچھ فاصلے پر وارڈروب کے ساتھ ہینگ

لانگ کوٹ اٹھا کر اسکے پاس آیا ہمیشہ کی طرح پہننے والا بلیک لانگ کوٹ اسنے پہنایا۔۔۔

رینک سے لانگ بوٹس نکال کر اسکے پاؤں میں پہنا کر گہرا سانس بھرتے اٹھا۔۔۔

میز پر رکھے بیل ریپر سے آزاد کرتے خود منہ میں ڈال کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

باقی کے ٹیبل سے مٹھی بھر کر کچھ اپنی جیب میں رکھے تو کچھ اسکی جیب میں۔۔۔

"اب بیہوشی میں تمہیں گلاس پہنانے سے رہا۔۔

اور ببل بھی نہیں کھاسکتی اسلئے یہ دونوں کام میں کر لیتا ہوں۔۔۔" وہ آنکھوں پر گلاس لگائے ببل چباتا ہوا

اسے اٹھا کر سامنے کھڑا کیا جس پر اسکا سر لہرا کر برہان کے کندھے پر آیا۔۔۔

اس ادا پر وہ نہال سا ہو کر اسکی نازک کمر میں بازو باندھے جھولنے لگا۔۔۔

تو لب اسکی گردن پر رکھ دیئے۔۔

The Way She Came Into The Place

I Knew Right Then And There

There Was Something Different

About This Girl

The Way She Moved

Her Hair, Her Face, Her Lines

Divinity In Motion

As She Stalked The Room

I Could Feel The Aura

Of Her Presence

Every Head Turned  
Feeling Passion And Lust

The Girl Was Persuasive  
The Girl I Could Not Trust

The Girl Was Bad  
The Girl Was Dangerous

I Never Knew But I Was  
Walking The Line  
Come Go With Me  
I Said I Have No Time  
And Don't You Pretend We Didn't  
Talk On The Phone

My Baby Cried  
She Left Me Standing Alone

She's So Dangerous  
The Girl Is So Dangerous



Take Away My Money  
Throw Away My Time  
You Can Call Me Honey  
But You're No Damn Good For Me

She Came At Me In Sections  
With The Eyes Of Desire  
I Fell Trapped Into Her  
Web Of Sin  
A Touch, A Kiss  
A Whisper Of Love  
I Was At The Point  
Of No Return

Deep In The Darkness Of  
Passion's Insanity  
I Felt Taken By Lust's  
Strange Inhumanity  
This Girl Was Persuasive

This Girl I Could Not Trust

The Girl Was Bad

The Girl Was Dangerous

I Never Knew

But I Was Living In Vain

She Called My House

She Said You Know My Name

And Don't You Pretend

You Never Did Me Before

With Tears In Her Eyes

My Baby Walked Out The Door

She's So Dangerous

The Girl Is So Dangerous

Take Away My Money

Throw Away My Time

You Can Call Me Honey

But You're No Damn Good For Me

Dangerous  
The Girl Is So Dangerous  
I Have To Pray To God  
'Cause I Know How

Lust Can Blind  
It's A Passion In My Soul  
But You're No Damn Lover  
Friend Of Mine

I Can not Sleep Alone Tonight  
My Baby Left Me Here Tonight  
I Cannot Cope 'Til It's All Right  
You And Your Manipulation

You Hurt My Baby

And Then It Happened  
She Touched Me  
For The Lips Of

A Strange Woman  
Drop As A Honeycomb  
And Her Mouth Was  
Smoother Than Oil  
But Her Inner Spirit And Words

Were As Sharp As  
A Two-Edged Sword  
But I Loved It  
'Cause It's Dangerous

Dangerous  
The Girl Is So Dangerous  
Take Away My Money  
Throw Away My Time

You Can Call Me Honey  
But You're No Damn Good For Me

"پر پھر بھی میری ہو!!!" سونگ کے اینڈ پروہ مسکرایا۔۔۔  
کندھے پر ڈالے دوسرے ہاتھ میں اسکا بیگ تھامے روم پر سر سری سی نظر ڈالی۔۔۔



"مجھے پتا ہے تمہیں یہاں کی بہت یاد آئے گی پر۔۔۔"

تمہاری زندگی میں خوشیاں بھی لانی ہیں میری جان۔۔۔!" وہ بڑبڑاتا بیگ رکھ کر دروازہ کھولتا بیگ اٹھائے باہر نکلا۔۔۔

اور لائونج میں ہی اسے جیب میں ہاتھ پھنسائے کانوں میں لگے بلوٹو تھ کسی سے اپنے مخصوص رو عہدار سرد

لہجے میں مخاطب، شرٹ کے بازو کمٹیوں تک فولڈ کیے، اپنے دراز قامت چوڑے وجود کے ساتھ سعیر عالم کھڑا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس پر نشان کس نے ڈالے تھے وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیوں اپنا ماضی دفنا چکا تھا۔۔۔

بس وہ اتنا جان پایا تھا کہ اس پر نشان ضرور اسے بد صورت کرنے کیلئے ڈالے گئے ہوں گے۔۔۔

پر کہتے ہیں جسے رب رکھے اسے کون چکھے۔۔۔

وہ رب کا تخلیق تھا۔۔۔

اسے بد صورت بنانے کی پوری کوشش تھی پر وہ بن نہیں سکا۔۔۔

بلکہ اسکی وحشت اسکا طلسم لوگوں پر اس طرح چھا جاتا کہ وہ ٹھہر سے جاتے تھے۔

سعیر نے سامنے کھڑے اپنے آدمی کو اشارہ دیا جس نے مؤدب سے بھاگ کر برہان سے بیگ لیا اور برہان نے بیگ

اسکے حوالے کرتے مسکان کو ٹھیک سے بازوؤں میں بھرا۔۔۔

"خیال رکھنا یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی!" وہ مسکان کے ماتھے سے بال سنوار کر بوسہ دیتا شا کڈ

کھڑے برہان کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

"ہم! ہوں۔۔۔!" وہ سر ہلا گیا۔

"کیا یہ بندہ نرم دل بھی ہے؟؟" وہ الجھتا خود سے ہی سلجھتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔

اب ان جیسے لوگوں کو تو بائے یا الوداع کہنے سے رہا۔۔

اسے کہتے خود شرم آجائے یا اس بندے کی نظروں سے قہقہہ لگا اٹھے ایویں خود ہی شرمندہ ہو جائے۔۔

"ویسے میرا بھی کوئی اسٹینڈرڈ ہے ایویں مجرم لوگوں کو الوداع بائے کہتے اچھا لگوں گا۔۔" وہ بڑبڑاتا ہوا نہہ کرتا باہر نکلا۔۔

"واہ سر کمال کر دیا۔۔۔"

ویسے مجھے امید نہیں تھی آپ زندہ آئیں گے۔" ارمان اسکی بگڑی حالت بازو پر پٹی پھٹی جیب پھٹا لب، نیل پڑے آنکھ پر نشان۔۔ سرخ ناک دیکھتا مسکرا کر جوش و خوشی سے بولا۔

"مجھے بھی۔۔۔!" گردن اکڑاتے ہوئے برہان نے آدمی کو ڈور کھولے دیکھ کر اسے سائیڈ ہونے کا اشارہ دیتا اندر سیٹ پر مسکان کو ڈالا۔۔

دفعۃً وہ ٹھٹھکا۔۔

سیدھا ہوا اور جیب ٹھیک کرتے آنکھیں برو سکڑ کر مڑا۔

"اس بکو اس کا مطلب؟؟" وہ پھرے ہوئے تیوروں سے ارمان کے سامنے آیا جس سے قہقہہ دبانا مشکل ہو گیا۔۔

"سر مجھے لگتا ہے کوئی دوسرا کوٹ پہن لیں۔۔

یہ لیں میرا پہنہ اگر پاکستان میں یہ نیوز پہنچ گئی ناکہ ایس ایس پی برہان علوی بیوی کو لینے جاتے ہوئے، بیوی کے ہاتھوں زخمی بکھرا پھٹا گولی کھا کر باہر نکلا تھا۔۔۔

تو سر ہمارے عظیم ہستی کی انسلٹ ہو جائے گی پلینز۔۔۔

لوگ کیا کہیں گے کہ اتنی بڑی ہستی اتنی بڑی فورس پر کنٹرولر کی بیوی نے درگت۔۔

انکی گھر میں بیوی کے پاس یہ عزت۔۔۔

توبہ توبہ استغفر اللہ۔۔۔ "وہ جھر جھری لیکر معصومیت سے بولا۔

"بکو اس بند کرو! یہ تم کہہ رہے ہو یاد نیا؟؟" برہان حیرت سے سنتا اس نمونے کی بکو اس پر بھڑک اٹھا کہ ارمان کا زور دار قہقہہ گونج اٹھا۔۔

"کر لے بکو اس مجھے آنا وہیں ہے فرصت سے ملاقات کریں گے۔۔

یو آر ڈسمس!!" وہ غصے سے بولا

"ہاں تو پھر شکریہ سر پر کتنے دن کیلئے چھٹیاں کروں؟" وہ مؤدب ہوتا بتیسی دیکھا کر بولا

برہان بھڑک گیا

"یو آر ڈسمس!!! وہ چبا چبا کر اسکے منہ پر بولا

"ایس سر دو ماہ کیلئے!

تھینکس سر!!! "وہ سیلوٹ کرتا لرٹ کھڑا ہوا

"میں نے یہ کب کہا؟؟؟ مار میں نے کھائی ہے دماغ تمہارا ہل گیا ہے!!" وہ غصے سے بولا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا اسکا کچھ کر دے۔۔

"سر آپ جانتے ہیں آپکے بغیر میرا دل نہیں لگتا ڈیوٹی میں۔۔!" وہ مایوسی سے بولا حالانکہ اپنے سر کی حالت پر اسکا دل قہقہہ لگا رہا تھا۔  
"نہیں بیٹا جب میں مرجائوں گاتب بھی دل لگانے قبر میں آئے گا۔۔۔  
مجھے تو تمہاری نیت ذرا برابر ٹھیک نہیں لگتی بیوی سے جوتے کھا کر مجھ سے تو نہیں دل لگا رہے؟  
بندہ بن اور اب نکل یہاں سے، آکر تم سے فرصت میں میٹنگ کروں گا!" وہ کہتا غصے سے ڈور کھول کر اندر بیٹھا۔  
ارمان قہقہہ لگا اٹھا۔  
جب اسے غصے سے گھورتے آنکھوں پر گلاس چڑھا کر وہ زن سے گاڑی وہاں سے اڑا لے گیا۔۔۔

ارمان پیچھے مسکراتا دیکھتا رہ گیا۔۔۔  
دفعۃً خاموش فضا میں اسکی موبائل رنگ ہوا۔۔۔  
اسنے دیکھا تو اسکرین پر ایس ایس پی برہان علوی جگمگا رہا تھا۔



"ارے ارے سر آپکو اتنی جلدی میری یاد آگئی ہا ہا ہا!" کال اوکے کرتے کان سے لگاتے وہ کہتا تھہہ لگاٹھا  
آج جانے کیوں وہ سارے سال کے طنز کا حساب برابر کرتا دل کھول کر اپنے سر کو جلا رہا تھا۔

"بکواس بند کرو اور جا کر مرو پر یاد رکھنا صرف ایک ماہ!"

میری برابری کرنے کی مت سوچو عزت سے جا کر ماہ بعد ڈیوٹی جوائن کرو!" وہ غصے سے بولتا بند کرنے لگا تھا

کہ بیچ میں ہی وہ بول پڑا۔



"سرون منٹ! وہ کلوروفل تو ہے نا آپکے پاس؟" اسنے فکر مندی سے پوچھا برہان الجھا

"کیوں؟ پوچھنے کی وجہ؟"

"یس سروجہ یہ ہے کہ میم جاگ جائیں گی تو آپکو ضرورت پڑے گی اسلئے ورنہ تو سراتنی دور جارہے ہیں آپکی

لاش۔۔۔

استغفر اللہ میں بھی کیا کیا بولارہا ہوں۔۔۔

معذرت سرپردوسروں کے ملک میں آکر ہم رولز نہیں توڑ سکتے آپ اس وقت ڈرائیونگ کے دوران

موبائل یوز کر رہے ہیں جو "اگینسٹ آف ٹریفک لاء" ہے!" وہ کافی سنجیدگی سے بولا

"شٹ اپ!!!"

یہاں سب میرے ماں باپ بننے کی کوشش مت کرو!" اسنے جھڑکا۔۔۔

"اٹس اوکے سریہ ہمارا فرض تھا آپ شکریہ نا کریں!" اسکے غصے سے بھڑک جانے کے بعد بھی وہ باز نہیں

آیا۔

برہان نے اسکا جواب سنتے تھمل سے سانس خارج کی۔

"بیٹا تم مجھے واپس آنے تک اپنی منحوس آواز مت سنانا۔۔!" اسنے کہتے کھٹک سے کال ڈسکنیکٹ کی۔۔

"بابا ارمان انکل کتنے اچھے ہیں نا!" بیک سیٹ پر بیٹھی فیری مسکراہٹ چھپا کر اپنے باپ کی حالت کا اندازہ لگا کر شرارت کرتی بولی۔۔

"ضرورت سے زیادہ۔۔! اور اسکی اچھائی ہم پاک چکر فرصت سے دیکھیں گے!" وہ جبراً مسکراتا گویا ہوا اور غصے سے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکا کہ فیری کھلکھلا اٹھی اسے چہرے کو مرر میں دیکھتے وہ بھی مسکرا دیا اور پاس بیٹھی مسکان کو کھینچ کر اپنے حصار میں لے لیا۔

"اب ٹھیک ہے!" برہان کو مسنی کو اپنے حصار میں لیتے اسے ماتھے پر بوسہ دیتے دیکھ کر فیری نے فلائنگ کس کرتے آنکھیں میچیں۔۔

"یس بابا کی جان!!" بد لے میں برہان نے کس بھیجتے کہا اور دھیان دونوں پر دینے کے ساتھ سامنے ڈرائیونگ بھی کرتا رہا۔۔

-----❤-----

"آہ۔۔۔!!"

"اللہ خیر۔۔!!" وہ جیسے روم سے نکلا سامنے سے آتی اپنے ہی خیالوں میں گم سمی سیدھا اسکے وجود سے ٹکراتی لہرا کر گرتی کہ عارب نے بوکھلا کر اسکی کمر کے گرد بازو ڈالتے اسے تھاما۔

سمی کے تو حواس ہی اڑ گئے وہ چیخیں مارتی عارب کو کندھوں سے جکڑ گئی۔۔

"ریلیکس البیوی کچھ نہیں ہوا۔۔!" وہ سیدھا ہوتا اسے کھینچ کر سینے سے لگاتے کان میں بولا کہ تنگ حصار اسکے لمس، پسینے کی خوشبو پر وہ سن پڑ گئی اور پل میں اسے پہچانتے میچی آنکھیں پٹ سے کھولیں۔۔

"تم۔۔!!" وہ اسکے حصار میں مچلی پر عارب نے ہنستے ہوئے اسکے دونوں بازو جکڑ کر فوراً اسکے پیچھے کمر سے باندھ دیئے کہ وہ مکمل بے بس سی اسکے حصار میں آگئی۔

"بی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو بد تمیز تمہیں شرم نہیں! چھوڑ مجھے۔۔!" وہ سرخ سی اسکے سینے سے لگی خفت سے غرائی

"مجھے یہ بتائیں شرم کس بلا کا بام ہے۔۔"

اچھا اسے دفع کریں آپ مجھ سے باتیں کریں کیا حال ہیں؟؟ چھپ کیوں رہی ہیں مجھ سے؟" اسکی مزاحمت دیکھتے اسنے اسے کھینچ کر دیوار سے لگاتے اسکی کلائیاں ساتھ قید کر دیں۔۔

سمی آنکھیں پھیلا کر حلق تر کرتی اپنی دیوار سے لگی دونوں کلائیوں کو دیکھتی سہم گئی۔۔

"یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے عا۔۔۔ عاری۔۔!" وہ اپنی کلائیاں چھڑوانے کی کوشش کرتی بے بسی سے بولی۔

"آپ کچھ ہونے کہاں دیتی ہیں!" اسکے سرخ چہرے کو دیکھتے وہ اپنا چہرے اسکے قریب کرتے بولا سمی دیوار سے چپک سی گئی۔۔۔

"میں بتا رہی ہوں تمہیں بے بہت براحشر کروائوں گی۔۔۔!" وہ غصے سے بولی  
اسے خوف تھا کہیں وہ اسکی بڑھتی دھڑکنیں ناسن لے جو یوں اسکے ایکدم قریب آنے پر اتھل پتھل مچا رہی تھی  
سینے میں۔

"میری چوڑیاں ٹوٹ جائیں گی۔۔۔!!" وہ کلائی میں پہنی کالی چوڑیوں کو دیکھتی منمنائی۔۔

عرب اسکے ماتھے پر چمکتے ننھے شبنم کے قطروں کو دیکھتا ہنسا۔۔

"میں دوسری پہنا دوں گا۔۔۔"

ویسے میری دسترس میں آنوگی تب انہیں تو الگ ہونا پڑے گا تم سے۔۔۔!" وہ اسکی کلائی سے ہاتھ سرکاتا اسکی  
انگلیوں سے انگلیاں الجھا کر آہستہ سے مزید فاصلہ مٹا گیا کہ اب تو سہمی اسکی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر  
محسوس کرتی بالکل اپنی سانسیں روکے سیدھی کھڑی ہو گئی۔۔۔

"میں نہیں اتاروں گی انہیں۔۔۔!!" وہ غصے بے بسی سے بولی

پرانجانے میں وہ اظہار کرتی اسے خوشی کی بلندیوں پر پہنچا گئی۔۔۔

"میں اتاروں گا نا تم کیوں اتنی تکلیف کرو گی۔۔۔" وہ سرگوشی میں کہنے لگا

اور وہ اسکی معنی خیز بے باک بات سن کر کانوں کی لوتک سرخ پڑتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

"مم۔۔۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔"

صرف ایک بار شہزادے کو آنے دو وہ خود تمہاری عقل ٹھکانے لگائے گا۔۔۔



تم میں نام کی بھی شرم نہیں احساس ہی نہیں میں تم سے۔۔۔۔

"باقی تو شہد کی طرح بولتی ہیں، دل کرتا ہی پی جائوں پر جب بڑی ہونے کا دور اپڑتا ہے تب الفاظ زہر لگتے ہیں آپکے۔۔" اسکی بات سنتے سہمی کی آنکھیں پھیل گئی۔۔

"مطلب میں اسے زہر لگتی ہوں" اسنے لب بھینچ کر سوچا۔۔

"ہاں زہر تو لگوں گی آخر اتنی بڑی جو ہوں" اسکا بس نہیں تھا ابھی اسے دھکیل کر وہاں سے بھاگ جائے۔۔

"دور رہو مجھ سے بیہودہ انسان۔۔" وہ غصے سے مچلنے لگی پر عارب مسکراہٹ روکے اسکے نقوش میں سرخی کو دیکھنے لگا۔۔

"چھپ کیوں رہی تھیں؟؟" شہد رنگ آنکھیں سکڑ کر وہ اسے دیکھنے لگا۔۔

اور اسکے دیکھنے کے انداز سے سہمی کو لگا اسکے سارے بھید جان جائے گا۔۔

وہ نظریں چراتی کترا کر بھاگنا چاہتی تھی پر اس لڑکے پر کہاں روعب چلتا تھا بڑی ہونے کا، ناہی اسکے بھائی کا خوف تھا۔۔

"کب چھپی؟" وہ غصے خفگی سے بولتی اسکی دہکتی سانسوں سے الجھتے آنکھیں پل کو میچ کر کھڑی تھی۔

"یہ چھپنا ہی تو ہے نا صبح ناشتہ پر ہیں، ناہی رات کو ڈنر پر کیوں؟

پہلے اپنے الشریف شوہر کے جاگنگ سے آتے اپنے ہاتھوں سے فریش جو س دیتی تھی تولیہ تھماتی تھی ڈریس نکال کر رکھتی تھی پر اب ایسا کیوں نہیں۔۔۔

مجھ سے ڈر رہی ہیں؟؟؟" وہ کافی دکھ سے بولا سسی نے تڑپ کر آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔

اور نظریں چار ہونے پر وہ سٹیٹا کر سر جھکا گئی۔

"نہیں لگتا تم سے ڈر۔۔۔!!" وہ مدھم آواز میں منمنائی۔

"تو۔۔؟؟ پھر کس سے لگتا ہے؟" اسنے ہاتھ چھوڑ کر اسکے رخسار پر ہاتھ ٹکا کر اسکا گال انگوٹھے سے

سہلایا۔

سسی کے سارے وجود کا خون سمٹ کر اسکے چہرے پر آگیا۔

اسکے انگوٹھے کے لمس پر اسکا دل جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آ رہا تھا۔

اوپر سے اسکی لودیتی پر شوق نظریں اپنے چہرے کے نقوش سے الجھتے دیکھ کر تو سانسیں بھی بند ہو رہی تھی۔

"کسی سے نہیں ہٹو پیچھے۔۔!!" اب وہ اسے کیسے بتاتی کہ اسے خود سے ڈر لگ رہا ہے۔

خود ہی ڈر رہی ہے کیونکہ وہ کسی پل ان احساسات کے ہاتھوں پاگل نا ہو جائے جو اسے تنگ کرتے اسکی راتوں کی نیند اڑا گئے تھے۔

وہ جانے کیوں سمجھتا نہیں تھا، کیوں اسکے لئے اور مشکلات پیدا کر رہا تھا

پر وہ معصوم بھی تو نہیں تھا کتنا تیز تھا سب سمجھتا تھا پر پھر بھی اسے تنگ کر رہا تھا۔

اسے دن بدن کمزور کرتا اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا۔

جو وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی!! پر ایسا ہو رہا تھا۔

"آپکو اس وقت اتنی سردی میں الیسینے کیوں آرہے ہیں؟" وہ انگلی اسکے ماتھے پر پھیر کر اسکے ننھے ننھے شبنم

کے قطرے سمیٹ گیا۔

"کک۔۔ کوئی نہیں آ۔۔ آج گرمی ہے۔۔ ب۔۔ بہت!" سہمی بوکھلا کر دوپٹے سے ماتھا صاف کرتی حلق تر کیے مسکرانے کی ناممکن سی کوشش کرنے لگی۔۔

"اچھا۔۔ ہاں گرمی تو مجھے بھی لگ رہی ہے" بہت۔۔!!" وہ سر ہلاتا بہت کو کھینچ کر بولا۔۔

سہمی اپنے ہاتھ سہلاتی کھنک کرتی چوڑیوں سے اسکی دھڑکنوں میں شور مچاتی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی جس نے بہت کو کافی کھینچا تھا۔

عرب نے اسے دیکھتے گلے سے تولیہ نکالا اور اسکی گردن میں ڈالتے جسامت سے چپکی ٹی شرٹ کو جھٹکے سے اتار دیا۔۔

"ت۔۔ تمہیں ب۔۔ بھی تو پسینہ آیا ہے۔۔!!" وہ اسکے ارادوں ہر اسماں اسکی بھیگی شرٹ کی طرف اشارہ دیتی تولیے کو مٹھیوں میں بھیج کر اسے دیکھنے لگی۔

"یہ مجھے جم میں جانے کی وجہ سے آیا ہے۔۔۔ اور آپ کو؟؟؟" اسنے بھیگی شرٹ اسکے سر پر ڈالی۔۔

سہمی بغیر پلکیں جھپکے ساکت سی اسکے چوڑے وجود کو دیکھ رہی تھی جو سچ میں شرم سے ناواقفیت رکھتے اسکے سامنے شرٹ اتار کر اب دونوں اطراف دیوار پر ہاتھ ٹکائے کھڑا تھا۔۔ وہ تھوک نگلتے کبھی اسکے توانا بازو کو دیکھتی تو کبھی چوڑے شانوں کو۔۔

"یہ تو سچ میں کہیں سے چھوٹا نہیں لگتا۔" اسکا دل رونے لگا اسکے وجود دیکھتے۔۔۔

"مم۔۔۔ مجھے تو لگ۔۔۔ گرمی سے پسینا آرہا ہے دماغ سے عاری بد تمیز بے شرم سب کچھ۔۔۔!!" وہ بھرائی  
آواز میں غصے سے بھڑک اٹھی۔۔۔

"اوہ ہو وہی تو الجا نم مجھے بھی الپسینہ و لگرمی سے آرہا ہے ڈونٹ وری ہماری الکنڈیشن و لسیم ہے۔۔۔!" وہ  
اسکی ڈبڈبائی نظروں میں دیکھتا آنکھ دبا کر بولا کہ سہمی کے حلق میں جیسے کانٹے چبھ گئے۔  
"تم ایک نہایت ہی بکواس بے شرم بندے ہو تمہیں تمیز نہیں بڑوں کے سامنے ننگے۔۔۔ آئی مین کہ شرٹ  
نہیں اتارتے۔۔۔" وہ بوکھلا کر کہتی وہاں سے جانے کیلئے پر تو لنگی پر وہ بازو ہٹائے تو وہ جائے نا جیسے گھیرے  
میں لئے کھڑا تھا  
سہمی کا دل ڈوب سارہا تھا۔۔۔  
اسکے بغیر شرٹ کے وجود کے سامنے کھڑے ہوتے اسکے انگ انگ سے پسینے چھوٹ رہے تھے تو پلکیں شرم کا  
بھوج سمیٹ کر جھک سی گئی تھی۔

"نہیں آپ کا دل ایکسر سائز کر رہا ہے آپکو اسلئے پسینے آرہے ہیں۔۔۔

اگر یقین نہیں آرہا تو مجھے چیک کرنے دیں۔۔۔

میں ڈاکٹر رہ چکا ہوں۔۔۔

آپکا بھائی جب کسی کا آپریشن کرتا ہے، تو پہلے انکا چیک اپ میں ہی کرتا ہوں!" وہ ہاتھ بڑھانے لگا جس پر سہمی  
کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔۔۔



"کک۔۔ کیا بیہودگی ہے۔۔!" وہ غصے سے بولتی اسکی شرٹ کو سینے سے لگائے بازو باندھ گئی۔۔  
جبکہ نظریں سہمی سی اسکے مضبوط مسلز پر جا رہی تھی جس نے دونوں طرف سے اسے گھیر رکھا تھا تو کبھی  
سامنے اسکے سکس پیک پر۔۔

"ارے ارے اتنی سیفٹی میں کوئی برا بندہ نہیں بہت الشریف و بلندہ ہوں یقین کر لیں آپنے اتنا وقت ساتھ  
گزارا ہے کبھی ایک کس کی ہے آپکو یہاں۔۔۔؟" وہ اسکی شرم سے جھکی لرزتی کبھی اٹھتی آنکھوں میں  
جھانکتے اسکے لبوں کو دیکھتا بولا۔

سہمی پہلے تو اسکی بے باکی پر ساکت پڑ گئی۔

اور دوسرے ہی لمحے بوکھلا کر اپنے لب بھیج لیے۔۔۔  
"اسے آج کیا ہو گیا ہے۔۔" وہ بے بسی سے سوچتی نظریں نہیں اٹھا پارہی تھی۔

"اچھا ایسا کریں میری ہی چیک کر لیں۔۔۔!" اسنے کہتے بغیر اسے سمجھنے کا لمحہ دیتے اسکی چوڑیوں بھری کلائی کو  
تھامتے ہوئے سیدھا اپنے دل کے مقام پر اسکے سپید ہاتھ کی ہتھیلی ٹکائی۔۔  
جہاں وہ مسکرایا اسکے لمس پر وہیں سہمی بالکل سن سی پڑ گئی۔۔۔

اسکی دھک دھک کرتی دھڑکنیں اسکے اپنے ہاتھ سے منتقل ہوتی اپنے پورے وجود میں دھڑکتی محسوس  
ہوئی۔۔

کہ اسکا وجود ہولے ہولے سے لرزنے لگا تھا۔

"دھڑکنوں کی دھک سے لرزنے لگی ہو۔۔"

گلے کیسے لگاؤں تم اتنی نازک ہو۔۔۔" عارب اسکی کیفیت اسکے لرزش دیکھتا جھک کر کان میں سرگوشی میں بولا۔

"آپ کا دل کرتا ہے یا نہیں آپ چیک کرنے نہیں دیتی پر قسم مانے میرا دل جب بھی آپکی چوڑیوں بھری کلائی جھکی نظریں دیکھتا ہے تو یو نہی ایکسر سائز کرتا ہے۔۔۔"

"اور ستم یہ کہ کوئی مسیحا ہی نہیں پاس کہ چیک اپ کر کے راحت دے۔۔۔  
خود ہی ظلم جھیلتا برداشت کرتا آپیں بھرتا ہوں"

"یہ تہ۔۔۔ تم اچھا نہیں کر رہے تمیز سے ع۔۔۔ عاری مم۔۔۔ میں تم سے بڑی ہوں۔۔۔!" وہ رو دینے کو تھی اسکی دھکتی سانسیں رخسار پر محسوس کرتی۔  
ترچھی نظروں سے وہ انگلی بھر کے فاصلے پر اسکی لبوں کو اپنے رخسار سے دیکھتی بالکل سانس روکے آنکھیں میچ گئی۔

"آپ بڑی ہیں تو مقابلہ بھی بڑا کریں۔۔۔"

اگر میں بو سے کی تمنا رکھوں۔۔۔

تو آپ اپنا بڑا پن دیکھائیں اور اس تمنا کو پورا کر دیا کریں تاکہ مجھے یقین ہو آپ سچ میں بڑی ہیں۔۔۔

اگر میں الگے لگنے کی وخواہش کروں۔۔۔

"بس کرو کون سے دورے پڑ گئے ہیں تم پر بیہودہ انسان جعلی عربی۔۔۔" اسکی سانسوں کو سرکتا اپنے چہرے سے لبوں تک کا سفر کرتے دیکھ کر وہ اسکی بے خودی کا فائدہ اٹھاتی ایک دم ہی اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے دھکیلاتی سرخ تلملاتے چہرے کے ساتھ رونے جیسی ہو گئی اور وہاں ایک پل بھی کھڑی رہے بغیر دور بھاگی۔ کہیں وہ سچ میں ہی نا کر دے جو وہ خواہشات پال رہا تھا یا آجکل اسے دیکھتے جو حرکات بے باکیاں کر رہا تھا۔

"السمی جی و لشوہر کا تولیہ تو دیتی جائیں۔"

یہ کوئی اشارہ سمجھوں؟" اسے بھاگتے دیکھ کر ہنستے ہوئے عارب نے دہائی دی جس پر اسکے قدم تھمے اور وہ دلکشی سے مسکراتا آنکھیں سکڑ کر اسکی چوٹی کو دیکھتا بھیگے بالوں میں انگلیاں الجھا گیا۔۔

"مرو۔۔۔!!" وہ غصے سے تولیہ نکال کر دور سے اسی سمیت پھینکتی سرخ سی بڑ بڑائی۔

"اور شرٹ۔۔۔؟؟" وہ آگے بڑھی جب وہ پھر بولا

"نہیں آپ رکھ لیں بعد میں آخر لیتا ہوں!" دونوں ہاتھ فضا میں اٹھا کر اسنے التجا کی۔۔

سمی نے چونک کر سینے سے لگی مٹھیوں میں بھینچی اسکی شرٹ کو دیکھا۔۔

"ہم نا صحیح! ہماری شرٹ ہی صحیح! پر پھر بھی اگر اسے یونہی سینے لگائے رکھیں گی السمی جی تو یہ ہمارے ساتھ نا انصافی ہوگی۔۔

اگر آپ بڑے لوگ ایسے نا انصافی کرے گے تو ہم چھوٹے بے ایمانیوں پر ضرور اتر آئیں گے نا۔۔!!" وہ وارن کرنے لگا جس پر سمی کا دل سکڑ سا گیا۔۔

"تمہارا میں کچھ کردوں گی بد تمیز عاری بد دماغ کہیں کے۔۔۔!!" وہ زچ ہوتی پائوں پٹختی شرٹ کو نیچے پٹخ کر وہاں سے بھاگی جس پر عارب نے زوردار قہقہہ لگایا جو اسکے روم میں بند ہونے تک سنائی دیا۔

اسنے آگے بڑھتے تولیہ اٹھایا اور کچھ آگے سے شرٹ اٹھائی۔۔۔

"اگر اسکی جگہ آپ اپنے چھوٹے سے شوہر کو سینے سے لگاتی اسے بہلاتی نہلاتی اسکی خواہشات آرزو پوری کرتی

تو زیادہ اچھا رہتا۔۔۔

ہم چھوٹے لوگوں کیلئے میں نے فرمایا ہے!

کہ اے بڑی بیویوں انہیں خوش کیا کرو اللہ بدلے میں الثواب دیتا ہے۔۔۔" اسنے دروازہ ناک کرتے کہا۔۔۔  
فاصلے پر مرمر کے سامنے کھڑی سہمی اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتی اسکی اچانک آواز سنتی سٹپٹا اٹھی۔  
اور اسکا فرمان سن کر بمشکل ہنسی دبائی ورنہ دل کر رہا تھا اب اسکا کچھ کر دے۔۔۔

"کیا بکواس ہے ایسا کچھ نہیں۔۔۔!" اسکی بات سمجھتی شرم حیا سے لال ہوتی بولی۔۔۔

"ہمارا کوئی رشتہ نہیں تمنے دھوکہ کیا ہے جسکا حساب تم سے میرا بھائی لے گا۔"

"آپ کر کے دیکھیں اگر آپکو الثواب نالے تو مجھے سے کہنا۔۔۔!" وہ لاک دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا بولا

سہمی کی جان ہاتھوں میں آگئی وہ بھاگ کر بوکھلائی سی دروازے سے لگ گئی جیسے وہ ابھی اندر آ کر اپنی منمنائیوں کرے گا۔۔۔

"سہمی جی!!" مسلسل خاموشی پا کر اسنے شرارت سے جذبات سے چوڑا آواز میں پکارا سہمی سمٹ کر ہاتھوں میں چہرا چھپا گئی۔



اسے ابھی بھی خود پر اسکی ریختی سانسیں محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔  
جوانے گستاخیوں پر اترنے کی کوشش میں اسکے چہرے پر چھوڑیں تھیں۔۔

"آکر ذرا کپڑے تو نکال کر دیں۔۔۔"

کھانا دیں یا۔۔۔ بھوکا ماریں گی کیا؟ پیاسا تو پہلے ہی رکھا ہوا ہے۔۔۔!! "وہ دروازے سے پیٹھ لگائے گھمبیر

آواز میں بولا۔

سمی کا چہرہ خون ٹپکتا آنکھوں میں آنسوؤں آگئے اس پاگل کی باتوں پر۔۔۔

"پانی پلا دیں یا ریپاسا ہوں۔۔۔"

پہلے جب آتا تھا فوراً اسے پانی کا گلاس سجالاتا تھا خوبصورت ہاتھوں کھنکتی چوڑیوں میں کہ ساری تھکن دور ہو جاتی تھی۔۔۔

اب تو آتا ہوں تنہائی پیاس ہی رہ جاتی ہے۔۔۔ تھکن بڑھ رہی ہے میری۔۔۔! "اسکی ساری باتوں پر وہ خاموشی سے سن رہی تھی بغیر اف کیے البتہ اسکی حالت اسکے الفاظ اسکے گھمبیرتا سے غیر ہو رہی تھی۔۔۔  
دل کر رہا تھا اسکی آہٹ سے چھپ جائے۔۔۔"

"السمی جی آپ خود تشریف لائیں گی یا میں ڈور کھڑکیاں توڑ کر ڈاکا ڈالوں؟" کچھ ناسوجھتے وہ دھمکی پر اتر آیا۔۔۔  
سمی کی آنکھیں پھیل گئی۔

"میں بب۔۔۔ ہاتھ لینے جا رہی ہوں میں بڑی ہوں۔۔۔!" وہ دونوں ہاتھ دروازے پر ٹکائے وال گلاس کو دیکھنے لگی۔

"واللہ!! میں نے بھی باتھ لینا ہے!! پھر کیا خیال ہے؟" اسکی بات پر وہ صدمے میں گر کر کھلتے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

"آپ نابتائیں مجھے پتا ہے الخاموشی و لرضا مندی۔۔۔!" وہ بمشکل قہقہہ دبائے سرخ ہوتا بولا۔

"شٹ اپ! یوجسٹ شٹ اپ بد تمیز میں تمہارا منہ نوچ لوں گی۔۔۔"

ماردوں کی کچھ کردوں کی تمہارا آؤٹ! آؤٹ فرام ہیئر۔۔۔!!" وہ چیختی بھاگ کر باتھ روم میں بند ہو گئی جیسے وہ ابھی ہی باہر آ جائے گا۔۔۔

دوسری طرف اچانک اسے آگ برساتے ری ایکشن پر وہ چھت پھاڑ قہقہہ لگاتا مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کیے اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ کانپتی لرزتی سمی شاوہ کے نیچے کھڑی ہوتی سوچ رہی تھی کیا وہ آج سچ میں آجاتا اندر اور پھر۔۔۔۔

مزید سوچنے سے پہلے ہی وہ جھرجھری لے اٹھی۔۔۔

اور اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی جن سے اسکی ہتھیلیاں جڑی ہوئی تھیں۔

اسنے اپنا چہرہ اشاور کی طرف کر دیا جس پر صرف اسکی آگ مانند سانسوں کی مہک تھی۔۔۔

وہ پور پور بھیگ کر دیوار سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھ کر گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکا گئی۔۔۔

"کیا وہ سچ میں اس سے۔۔۔۔"

اور بھائی کیا اس پاگل کو چھوڑیں گے جب انہیں اسکی حرکت کا معلوم پڑے گا۔۔۔" وہ خود ہی سرگوشیاں کرتی سوچوں میں گم تھی۔۔

اسے معلوم ہی نا پڑا وقت گزرنے کا۔۔۔

وہ بھول گئی تھی کہ اسے جلد ہی سونا ہے تاکہ جب وہ کسی بھی بہانے اسے مخاطب کرے تب وہ سوئی ہوئی

ہو۔۔۔

اور وہ اسکی نظروں اسکی پیغام گستاخ الفاظ سے بچ سکے۔۔۔

پر آج وہ جو بہانے کر کے اندر گھسی تھی اسے وقت گزرنے کا اندازہ نہیں ہوا۔

اپنی کچھ ٹوٹی چوڑیاں کی جگہ وہ اسکے لمس کو اپنی کلائی پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔

جب وہ اسکی کلائیاں دیوار سے لگا کر اسکے قریب آیا تھا۔۔۔

اسکی نظروں کے سامنے وہ منظر گھوم رہا تھا جب وہ اسے جگانے لگی تھی اسکے روم میں پر بیڈ کے پاس پہنچ کر ہی

وہ اچانک سے لہرا کر اسکے سینے پر گری۔۔۔

پر ابھی وہ سنبھلتی یا کچھ سوچتی جب اسکا مضبوط بازو اسکی کمر کے گرد لپیٹ کر وہ اسے کمبل میں لیے اسکی گردن

میں منہ چھپا کر سو گیا تھا۔۔۔

تب پہلی بار اسکے مکمل مضبوط حصار میں آکر وہ خوفزدہ ہوئی بلکہ اسکی دھڑکنوں نے الگ ہی لے بدلی تھی۔۔۔

اور پھر اسنے کتنی منتوں التجائوں سے اسے چھوڑا تھا۔۔۔

پر چھوڑنے سے پہلے اسکے لبوں کا لمس سانسوں کی گستاخیاں اسے اپنے گردن اپنے چہرے پر محسوس ہوتی تھی

آج بھی۔۔۔

بعد میں اسے صفائی کرتی ملازمہ نے بتایا کہ صاحب کے بیڈ کے پاس آئل پھیلا ہے۔۔۔

وہ کئی لمحے توششدر رہی تھی کہ اسنے نیچے قالین پر آئل پھیلا یا تھا اور اسکے گرتے ہی جیسے انتظار میں تھا فوراً  
نیند کے بہانے اسے خود میں سمیٹ کر بلینکٹ میں لے گیا۔

اور اسکے جگانے پر اسکے کانوں میں سرگوشی کرتے بتایا تھا کہ یہ اسکی زندگی کی خوبصورت صبح ہے۔۔۔  
اور وہ ہر صبح ایسی صبح کی خواہش رکھتا ہے۔۔۔

سہمی وہ سب یاد کرتی لب دانتوں میں دبا کر شرماتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔

وہ اب بالکل بدل گیا تھا۔۔۔

پہلے وہ اسے کپڑے یا ضرورت کی چیزیں دینے جاتی تو وہ خاموشی سے لتا مسکرا دیتا تھا۔

اور اب جب وہ کپڑے نکالتی تب اسکے پیچھے قریب کر کھڑا ہو جاتا کہ اسے موو کرنے میں پریشانی ہوتی۔۔  
وہ اسکے زلفوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا۔۔

اسکی چوڑیوں پر انگلیاں پھیر کر اسے بدحواس کرتا۔۔

اسے پریشان کرتے اس پر گہراؤ تنگ کرتا یا بالکل اسکے سامنے کھڑا ہو جاتا کہ وہ کام نہیں کر پاتی تھی۔۔

یہ سب دیکھتے وہ بھاگنا چاہتی تھی کہ اب جب وہ آتا وہ سوئی ہوئی ہوتی اور اسے کھانا ملازمہ دیتی جو عارب نے  
رکھی تھی۔۔۔

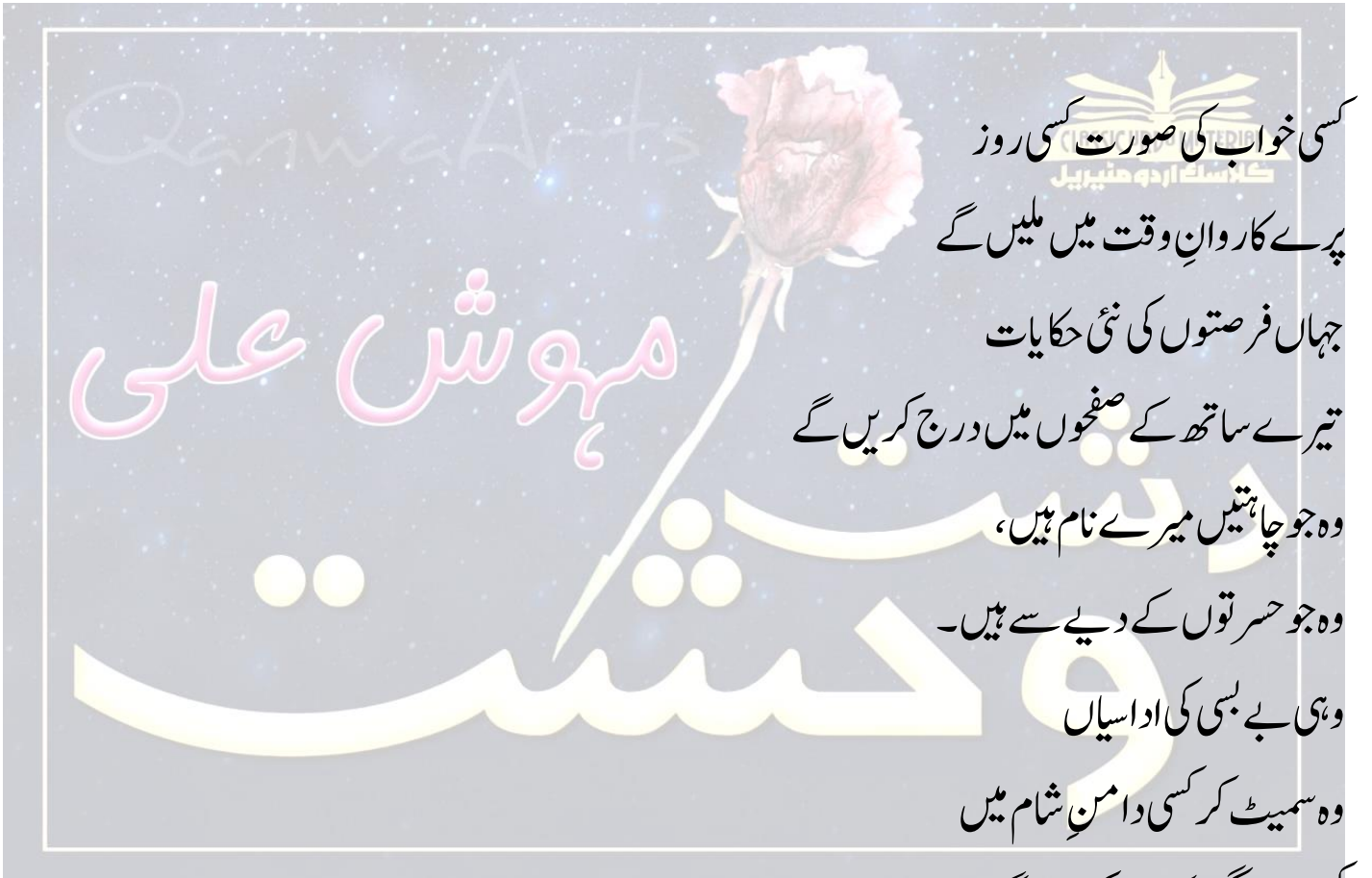
اور خود جلدی کام کر کے بسترے میں گھس آتی تھی۔۔

پر آج وہ سمجھی تھی کہ سو گیا ہو گا کیونکہ اس وقت وہ روم میں بند ہوتا تھا۔

پر اسے نہیں معلوم تھا کہ اسے اس وقت جم سے ملے گا۔۔۔



وہ اپنی ہی سوچوں میں تھی جب اچانک ہی اس سے ٹکرائی تھی۔  
اور پھر وہ پٹری سے ہی اتر کر اسے سہانے لگا تھا۔۔۔  
ویسے اسے اس سے اس وقت جم جانے کی توقع نہیں تھی۔۔۔  
پر وہ جاسکتا تھا کیونکہ عاری جو تھا۔۔۔ دماغ سے عاری۔۔۔  
وہ سوچ کر ہنس پڑی۔۔۔



پھر ایک محبت کر لیں گے  
پھر تیرے ذکر پر مسکرا دیں گے  
(آمنہ تحریم)

وہ فریش ہو کر چینج کیے باہر آیا تو اسے دیکھتے ہی ملازمہ نے سلام کرتے کھانا ٹیبل پر لگایا۔۔

"تمہاری میڈم نے کھانا کھالیا؟؟" سرسری سی نظر ٹیبل پر ڈالتے اسنے پوچھا  
"نہیں سر پہلے تو کھا لیتی تھی آپ سے پہلے آج نہیں کھایا۔۔!" ملازمہ مؤدب کہتی ٹیبل پر کھانا سجانے لگی  
تھی۔۔

عرب کے منہ کی طرف بڑھتا ہوا گلاس وہیں رک گیا۔  
"اوہ۔۔۔!!" وہ معنی خیزی سے مسکرایا کہ آخر چور پکڑا ہی گیا۔۔  
"چلیں میں انہیں لیکر آتا ہوں جب تک آپ کھانا گالیں۔۔" وہ کہتا اٹھا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے اسنے  
قدموں کا رخ عالم کے روم کی طرف کیا کیونکہ سہمی کے روم کی ایکسٹرا کیڑوہیں ہوتی تھیں۔۔  
اسنے ایک سرسری نظر سارے روم پر ڈالی دل میں جیسے اداسی سی اتر آئی۔۔

جیسے خالی سا ہو گیا۔۔

"شکر آپ آگئے ہیں۔۔!" وہ گلاس وارڈ روم میں لٹکے ہوئے عالم کے سوٹس دیکھتا ان پر ہاتھ ٹکا کر بولا۔  
وہ آج کافی لیٹ آگیا تھا کیونکہ سارے گینگ باہر ملک کے اچانک رفید بلوچ کی یوں موت سے ہراساں  
تھے۔۔

اور سب بوکھلائے ہوئے تھے کہ یہ تو بیسٹ کا کام ہو سکتا ہے ورنہ کوئی ایسے اسے سیکیورٹی سے نکال کر کون مار سکتا ہے۔۔

سارے لوگ خوفزدہ تھے اچانک سے وحشت یوں چھائی تھی پولیس، میڈیا میں ہلچل مچ گئی تھی کہ سال بعد پھر سے اس طرح ہو رہا تھا۔۔

پھر سے اچانک یوں بیسٹ کا انداز ظاہر ہوا تھا کہ سب کی سٹی گم ہو گئی تھی۔

اور اس سب کو ہینڈل کرتے وہ آجکل میٹنگز میں کافی لیٹ ہو گیا تھا۔۔

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ بیسٹ کے سوا اسکے گینگ اسکی سلطنت کو کوئی نہیں سنبھال سکتا۔۔

کیونکہ اس سے کافی گینگ ٹوٹ رہے تھے جو بیسٹ کی موجودگی میں سہمے سے رہتے تھے اب وہ ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔۔

اور اب یوں رفید کی موت کا سنتے سب پر سکتا تھا سب اس سے کانٹیکٹ کرنا چاہتے تھے پر اسے ساروں کو بیسٹ کیلئے چھوڑ دیا تھا۔۔

اور وہ سب وحشرزدہ تھے کہ اس غداری کا جب بیسٹ کو معلوم پڑے گا وہ ضرور اسکی جان لے لیگا۔۔

انکے گینگ کو مٹا دیگا کیونکہ اسے غداری بے ایمانی سے سخت نفرت تھی اور انہوں نے ایسا کیا تھا۔۔

پر اب وہ عزل کو منتیں کر رہے تھے واپس شامل کرنے کیلئے گینگ لسٹ میں پر وہ مان نہیں رہا تھا۔۔

اور وہ زیادہ تنگ بھی نہیں کر سکتے تھے اسے کیونکہ وہ جانتے تھے اسے غصہ آگیا تو انڈر ورلڈ سے انکا باب ختم ہو جائے گا۔۔

انہیں لگتا تھا اب وہ ختم ہیں اسلئے دوسرے گینگ کو منتیں کر رہے تھے کہ بیسٹ کو سمجھایا جائے۔۔

وہ بھول گئے تھے بیسٹ ہے اور رہے گا۔۔

ان سے گستاخی ہو گئی وہ بے ایمان بن گئے پر اب وہ ایسا نہیں کریں گے۔۔

سب کا یہی جواب تھا اسکا فیصلہ بیسٹ کرے گا۔۔

کیونکہ اسنے آج تک کسی کی سفارش نہیں سنی بلکہ کبھی کسی میں ہمت نہیں ہوئی اسکے سامنے سفارش کرنے کی۔۔

اب بس انہیں بیسٹ کے بیٹے شہزادے کے آنے کا انتظار تھا جو سب کیلئے سر پر اُتر تھا کہ بیسٹ کا شہزادہ ہے۔۔

اور وہ جب اپنی پوری فیملی کے ساتھ پاک آئے گا تو انڈر ورلڈ شاک ہوگی جو کنگ والے قصے سے واقفیت رکھتی تھی۔

کیونکہ انہیں لگتا تھا کنگ مر ا تو ساتھ اپنا بیسٹ لے گیا۔

پر وہ بھول گئے جب تک برائی ہے تب تک سیر ہے۔۔۔

عرب یہ بھی جانتا تھا بیسٹ کا بیٹا شہزادہ۔۔۔!! یہ ایک مزاق تھا کیونکہ اسے امید تھی وہ اپنے باپ پر جائے گا۔۔

اور بہن ماں کیلئے ضرور شہزادہ ہو گا پر وہ در حقیقت شہزادہ نہیں ہو گا۔۔

اور اسے یہ بھی معلوم تھا سیر کی موجودگی میں وہ اپنی پہچان آپ بنائے گا اور اس دن کا کسی کو ہونا ہو پر عزل

کو بے چینی سے انتظار تھا کہ ایک بیسٹ کا بیٹا کیا روپ لیتا ہے۔۔

وہ وسیع سفید روئی سے نرم بیڈ کے اوپر لگی دیوار گیر حور العین کی تصویر کو دیکھنے لگا،

سیر کی موجودگی میں یہ گستاخی ہر گز نہیں کر سکتا تھا۔



سیاہ شانوں پر بکھرے بال، سیاہ تاریک آنکھوں میں چمکتے چاند ستارے سی خوشیاں لابی گھنی سیاہ پلکیں، گلابی ہونٹوں پر مدہم سی دل کو موہ لینے والی ساکت کردینی والی مسکراہٹ، چھوٹی سی سرخ ناک، جیسے خیالوں کی دنیا میں محو کوئی شرماتی حور، اسکی دکھتی سرخ رنگت ایک انوکھی سی کہانی بیان کر رہی تھی۔۔۔  
وہ ہاتھ میں پھول پکڑے بے خیالی میں شاید اسکی پتیاں نوچ رہی تھی، اور وہ یقین سے کہہ سکتا تھا یہ بلا سنڈ بیوٹی کے ہاتھ میں سرخ گلاب بیسٹ کے گارڈن کے تھے۔۔۔

"کیا اس گلاب کو نوچتے دیکھ کر بیسٹ کو غصہ آیا ہوگا؟؟" عارب نے اس حور کی تصویر پر نظر ٹکاتے ہوئے سوچا۔۔۔

اور ہنس پڑا۔۔۔

موش علی

"میں کیسے بھول گیا کہ یہ بلا سنڈ بیوٹی اپنے بیسٹ کی زندگی تباہ بھی کر دے تو بیسٹ اف ناکرتا۔۔۔"  
وہ نیچے مٹی میں بیٹھی تھی تصویر میں اسکے ہاتھ مٹی سے بھرے تھے کپڑوں پر بھی دھبے لگے تھے۔۔۔  
اور اسکی بے خیالی میں اسکی یہ تصویر نکالی گئی تھی اور اسی خاموشی سے دیوار کی زینت بنائی گئی تھی۔۔۔  
اسے بھی دیکھنا نصیب نا ہوتی اگر وہ آج نا آتاروم میں یا اسکے روم پر نظر نا ڈالتے۔۔۔

اسکاروم بیوٹی کے آنے سے پہلے فرینچر سے فل تھاہر ضرورت کی چیز موجود تھی پر اسکے آتے ہی دبیز قالین اور بیڈ سائیڈ پر صوفے کا نوچ تھا بس۔۔۔

بیچ ہال سارا خالی تھا کہ اسکی رکاوٹ کوئی نا بنے۔۔۔

عزل کے لبوں پر مسکراہٹ تو آنکھوں میں نمی آگئی۔۔۔

کس حد تک وہ اس سے محبت کرتا تھا کہ دنیا کی اف ناسننے والا خاموشی سے کتنا کچھ خود میں بدل گیا۔۔۔

خاموشی اور تاریکی کا بھی ایک وجود قائم ہو گیا۔۔

وہ خاموشی ہو کر دنیا میں شور مچا دیتا تھا  
اور وہ تاریک ہو کر اجالا پھیلا دیتی تھی۔۔

وہ ہنسنا بیٹے پل کا وہ لمحہ یاد کر کے۔۔۔

جب سعیر عالم پر آشکار ہوا تھا کہ اسکی شہزادی کو مٹی میں کھیلنا پسند ہے۔۔

وہ کیسے خاموش تھا۔۔

زندگی میں پہلی بار عارب نے اسکے ماتھے پر پریشانی کی لکیریں دیکھی تھیں۔

جو یہ جان کر آئی تھی کہ اسکی بیوی کو۔۔

مٹی میں کھیلنا شدید پسند ہے۔

وہ برف کھانے کی شوقین ہے۔

اسے پھولوں کی پتیاں نوچنا پسند ہیں۔۔

اسے کتے کے بچے کو بے بی کہنا اچھا لگتا ہے۔۔

اور وہ بلی کو بھی رکھنا چاہتی تھی جو اکثر سعیر کے پاس بیٹھ کر اس سے سرگوشی میں کہتی رہتی تھی پر وہ ایسے انکسور کرتا جیسے سنا ہی ناہو۔

اور وہ عارب آلف سن کر ایسے بن جاتے جیسے انکے پاس کان ہی ناہوں البتہ لبوں پر امدتی مسکراہٹ کا بہت مشکل سے گلا گھونٹ کر بیٹھتے یا کسی کام سے بھاگ جاتے تھے۔

"اب آجائیں دونوں اپنے شہزادے کو لیکر ہم کافی اکیلے ہیں۔۔"

ایک بہن کے انتظار کو اسکا ناسور مت بنائیں سیر۔۔۔!! "وہ چابی اٹھاتا چانک غم گین ہو کر وہاں سے نکلا۔  
"سب ہی مطلبی ہیں یہاں۔۔"

وہ گھڑ کی کیڑی ایک ماتھے پر بوسہ نہیں چونا لگائے یوں غائب ہو گئی کہ اسے ڈھونڈنا مشکل ہو گیا۔  
اور نکلی کہاں ایک آسان سے ملک سے جہاں کا انہوں نے تصور نہیں کیا تھا بلکہ وہ بڑے بڑے ممالک کی گلیوں کو

چھان رہے تھے ایک لیڈی باس کے اسٹینڈرڈز کے حساب سے۔۔

اور وہ یونان کے شہر گریس کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہائش پذیر ایک فلاور شاپ کی اونر تھی اگر یہ  
بات انڈر ورلڈ میں پتا لگتی تو کتنی سبکی ہوتی۔۔۔

مہوش علی

سر جھٹک کر وہ روم سے نکلا۔۔

کیونکہ اسے معلوم تھا اسے تو اب تک ایس ایس پی لیکر چلا گیا ہو گا اور اب انکے واپس آنے تک ہی اس سوتیلی  
ناگن سے ملاقات ہو سکتی تھی۔۔

وہ کتنے ماہ اپنی فیری سے نہیں ملا۔۔۔

اسکا بس چل رہا تھا اس چڑیل کا گلا گھونٹ دیتا جو سب کی ماں بن بیٹھی تھی۔۔

سب کو مجبور کر دیا تھا ایک پتے کو پھینکتے۔۔۔

برائون شرٹ بلیک پینٹ پر کمنیوں تک بازو فولڈ کیے، مضبوط کلائی میں مہنگی واچ، بالوں کو سیٹ کیے بلیک  
شوز میں وہ مسکراتا ہوا الب دانتوں میں دبا کر لاک کھولتا ہوا روم میں داخل ہوا ہی تھا جب کانوں سے داخل  
ہوتے کھنک سی آواز ٹکرائی اور نظریں اس کھنکھاتی آواز کی تلاش میں پورے روم سے گھومتی ایک جگہ پر  
ساکت سی مبہوت رک گئی۔۔

وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی کلائی سے اپنی چوڑیاں اتارتی۔۔

بالوں میں لپٹا تولیہ پاؤں کو چھوتے ہاتھ روب میں ملبوس بھگے سے سراپے کے ساتھ آہٹ پر چونکتی پلٹی ہی تھی جب سامنے ساکت کھڑے عارب کو دیکھتی وہ سن پڑ گئی۔۔۔

"تت۔۔ تم۔۔ کک۔۔ کیسے۔۔ اسکا بکھرتا تنفس اسے کچھ کہنے کی ہمت ہی نہیں دے پارہا تھا جبکہ اچانک سے خوش نما رنگ اسکی شہد سی آنکھوں میں پیدا ہوئے اور ہاتھ سے پیچھے دروازہ بند کرتے پیٹھ اس سے ٹکا کر

گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں تم بغیر اجازت کے اندر کیسے آئے؟؟" اس کے غصے سے پوچھنے پر اس کے سراپے کا اپنی تپش دیتی نظروں میں اتارتے مضبوط قدم اسکی طرف اٹھے۔۔

موش علی

"کک۔۔ کوئی کام ہے۔۔ عع۔۔ عاری۔۔ عربی۔۔ عارب۔۔؟؟" اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ الجھ کر سانسیں روکے اس کے قدموں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر پیچھے ہوتی بولی۔

"ہمم!! بہت بڑا کام ہے۔۔" وہ سرگوشی میں بولا اور بیڈ کی طرف دیکھا جہاں اسکا ہرے رنگ کا سوٹ رکھا تھا۔۔

اسکی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔

اور وہی مسکراتی نظریں اسنے سمی کی طرف اٹھاتی جسکا شرم سے چہرہ اتممتا ہوا تھا اور وہ بار بار لبوں پر زبان پھیرتی اس کے قدموں کو دیکھ کر پیچھے ہو رہی تھی۔۔



"تت۔۔ تمہاری ہہ۔۔ ہمت کیسے ہو۔۔ ہوئی مم۔ میرے روم میں آنے کی۔۔؟؟" وہ کانپتی آواز گھٹے پھنسے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

"بس دل کھینچ کر لایا۔۔!" وہ دلکش گھمبیر آواز میں بولا جس کے لہجے پر سمی کی ساکت دھڑکنوں میں اتھل پتھل مچ گئی۔۔

وہ مزید پیچھے ہوتی دیوار سے لگتی باتھ روم کو دیکھنے لگی۔۔۔  
"آں ہاں وہاں مت جانا آج میرا موڈ کافی خراب ہے کچھ بھی ہو سکتا ہے، پھر مجھ سے مت شکایت کرنا۔۔" وہ چلتا اسکے سامنے رکا۔۔  
سمی اپنے حلیے کی وجہ سے سمٹ سی گئی تھی خود میں۔۔۔  
وہیں عارب کی نظریں اسکی بھگی گردن چپکی سیاہ بالوں کی لٹیں، تو کہیں ان بے خود کرنے والی بوندوں کو دیکھنے لگا۔۔  
"ویسے تو روز پوچھتا ہوں سمی جی نے کھانا کھایا۔۔۔

پر آج تو قیامت ہی ہو گئی۔۔۔

میں نے ملازمہ سے پوچھا میری معصوم کچھ زیادہ ہی باتونی بڑی بیوی نے تھانا تھایا۔۔۔

تب جواب ملا کہ پہلے تو زور کھالیتی تھیں آپ سے پہلے میڈم۔۔۔

پر آج نہیں کھایا۔۔۔ اور یہ سن کر میری ہارٹ بیٹ مس ہوئی کہ میری سمی جی آج میرے ساتھ کھانا چاہتی

ہے کیوں نا نہیں لے آئیں۔۔۔

پھر اس سوچ پر لبیک کہتے ایک منٹ لیے بغیر اٹھالی سالے صاحب کے روم سے چابی۔۔  
اور یہاں پہنچا تو مرتے مرتے۔۔۔ مر گیا ہوں۔۔۔" وہ انگلی سے چپکی لٹ کو گردن سے دور کرتے وہاں  
ٹھہری پانی کی بوند چھونے لگا۔۔

"مم۔۔ میں کھانا کھ۔ کھ۔ کھا چکی ہوں۔۔" وہ بھرائی آواز میں بولتی اسکے لمس پر خود میں سمٹ گئی۔۔

"میں بھی۔۔!" اسکی انگلی سر کی جب غصے سے جھٹک کر سہمی نے ہٹائی۔۔۔  
"جاؤ یہاں سے آتی ہوں۔۔!" وہ اسکی جسارت پر غصے سے بولتی وہاں سے نکلنے کیلئے آگے بڑھی ہی تھی جب  
وہ تن کر دیوار کی طرح اسکے سامنے کھڑا ہوا جس سے سہمی کا سر سیدھا اس سینے سے ٹکرایا۔۔

عرب کی نتھنوں سے ایک بھیگا مہکتا جھونکا ٹکرایا وہ گہرا سانس بھرتا ہوا دیوار پر دونوں ہاتھ ٹکا گیا کہ وہ بدک کر  
پچھے ہوئی۔۔

"تم ہٹو یہاں سے عاری میں سچ میں تمہیں مار پڑوانوں گی۔۔  
تمہیں شرم نہیں کسی کے روم میں بغیر اجازت کے آنا۔۔

میں تم سے بڑی۔۔۔"

اسکا بھی جملہ مکمل ہی نہیں ہو پایا تھا جب عرب نے ایک دم اسکے منہ پر ہتھیلی ٹکا دی۔۔  
"تو کیا ہوا؟؟"

اور اگر ہیں بڑی تو میری ایک بات مانیں پھر میں کبھی تنگ نہیں کروں گا آپکو!!" وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا اور  
ہاتھ ہٹا کر واپس دیوار پر رکھ لیا۔

سمی نے چونک کر دیکھا۔۔  
"کون سی۔۔؟؟" وہ خوش ہو گئی۔۔  
"مانیں گی؟؟؟"

"ہاں اگر ٹھیک ہوئی تو مان جاؤں گی۔۔ پر یاد رکھنا وعدہ کرنا پڑے گا آئندہ تنگ نہیں کرو گے۔۔" وہ جوش سے کہتی سر ہلا گئی جس پر کئی بوندیں پھسل کر اسکی شفاف گردن پر گری۔۔

"ہمم! ٹھیک ہے۔۔!" وہ اسکی کلائیوں پکڑ کر بولا۔۔  
سمی نے بے بسی سے اپنی کلائی کو دیکھا اور پھر اسکی نظروں کو جو اس سے ٹکراتی اسکے بازوؤں سے سرکتی جا رہی تھیں۔۔

"نہیں۔۔!!" اسنے سرخ ہوتے جھٹکے سے چھڑوانا چاہیں پر اسکی گرفت مضبوط ہونے کی وجہ سے قید سی ہو گئی۔۔

"تھینکس۔۔!" وہ مسکراتا اسکی کچھ نیچی چوڑیوں کو اتار کر ہاتھ بڑھاتا سائیڈ ٹیبل پر رکھنے لگا۔  
"بتاؤ اور جاؤ یہاں سے۔۔" وہ اسکی انگلیوں کے لمس سے گھبراتی ہاتھ چھڑوا کر غصے سے بولی۔

عرب نے اسکے چہرے کو دیکھتے اسکے ہاتھ کو پکڑا اور اپنے دہکتے لب اسکی کلائی پر رکھے۔۔

اسکی اچانک جرات پر سمی کے پورے وجود میں سرد لہریں سی اٹھنے لگی۔۔

اسکے وجود سے سرسراہٹ سی اٹھی۔۔

جب اسنے اسکی دوسری کلائی پکڑی اور وہاں رگ پر لب رکھتے ہاتھ اسکے گال پر رکھا۔

سمی حلق تر کرتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں الگ ہی رنگ آباد ہو رہے تھے۔۔

اسکی معنی خیز خاموشی گستاخی پر آنکھیں موند گئی۔۔۔

"انہیں کھول دو۔۔۔!" وہ جھک کر اسکے کان کے قریب سرگوشی کرتا تولیہ آہستہ سے اسکے بالوں سے نکال کر نیچے پھینک گیا۔

جب لہرا کر اسکے بھیگے بال کندھوں پر دائیں بائیں گرے۔۔۔

عارب نے انہیں سمیٹ کر پیچھے کیا جب اسکی انگلیاں سمی کی گردن پر رینگتی وہ حلق تر کرتی سٹپٹا کر اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑ گئی۔۔۔

"چھوڑ دو۔۔۔" وہ جھنجھلائی اور اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

"خوشبو کافی مدہوش کن ہے" اسنے انگلیاں اسکے بھیگے بالوں میں الجھائیں اور گہرا سانس بھرتے کہا۔۔۔

سمی سے اپنی ٹانگوں پر کھڑے رہنا مشکل ہو گیا۔۔۔

"اک۔۔۔ کسی کی؟؟" وہ غصے سے اسے پیچھے دھکادیتی بولی۔

عارب ہلکر سنبھل کر واپس دیوار پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"دیواروں کی خوشبو کافی مدہوش کن ہے!"

دل کرتا ہے بہت قریب سے انہیں فیل کروں، اور دیوار کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں محسوس کروں۔۔۔

وہ دیوار کے قریب ہونے کے بہانے اسے بے انتہا قریب ہوتے اسکے کان کی لو کو لبوں سے چھونے لگا۔

سمی گھبرا کر کھسک گئی دوسری جانب وہ ہنس پڑا۔

"یہاں اکبر کوئی نہیں ورنہ تمہیں دیواروں میں چنواں دیتے۔۔۔

پر میں تمہاری خواہش ادھوری نہیں چھوڑ سکتی، میرا بھائی آجائے پھر تمہاری یہ آرزو پوری کی جاسکتی ہے۔۔۔

اور اب زیادہ بکواس ناکرو مجھے وہ کام بتاؤ جس سے تم دفع ہو جاؤ گے" وہ غصے سے بولتی اسکی آنکھوں سے

گھبرانے لگی۔



"یہ ہوئی نابویوں والی بات۔۔" وہ ہنسا۔۔

سمی ضبط سے صبر کا گھونٹ پی گئی۔

"تو مائی ڈیر بڑی والی واٹنی بات یہ ہے یہاں اپنے یہ پنکھڑیوں جیسے لب رکھ دو۔۔!" اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں

کے پیالے میں بھر کر اسنے اپنے لبوں کی طرف اشارہ دیتے کہا۔۔

"مجھے آپکی سانسوں کی یہ مدہوش کرتی المہک چاہیے۔۔" وہ ایک دم سے بدل گیا سہمی ابھی کچھ سمجھی بھی نا تھی

جب اسنے جھٹکے سے بازو اسکی کمر میں ڈالا اور کھینچ کر سینے سے لگاتے، چہرہ اوپر کیے اسے سیکنڈ بھی دیئے بغیر

سمجھنے کیلئے پوری شدت سے جھک گیا۔۔

"بہک جائوں۔۔۔؟؟" وہ اسکے رخسار پر بوسہ دیتا اسکی آنکھیں چوم کر کان کے پاس سرگوشی کرتے

گردن لب رکھتا اسے دونوں بازوؤں میں جکڑ گیا۔

"چھ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ عا۔۔۔ رب۔۔" وہ اسکے لمس سے پسینا پسینا ہوتی کسمپائی پر اسنے پکڑ مزید مضبوط کر کے

اسے حصار میں قید کر لیا۔

ابھی تو وہ اسکی بے باکی گستاخی سے نہیں سنبھلی تھی کہ اسکے تنگ حصار اسکی سانسیں اکھڑنے لگی۔۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے۔۔۔؟؟" جھٹکے سے وہ اسے بازوؤں میں بھر کر بیڈ کی سمیت بڑھا جسے دیکھتے سہمی کی

آنکھیں پھٹ گئی۔۔۔

"بی۔۔ یہ تم کک۔ کیا کر رہے ہو۔۔۔؟؟" وہ خوفزدہ سی پھڑپھڑائی جب اسنے اسے آرام سے بیڈ پر ڈالا اور خود اسکے اطراف میں ہاتھ رکھ کر اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔۔۔

"عارب۔۔۔۔!!" ابتر بکھری سانسوں سے وہ اسکے شانوں کو پکڑ کر گہرے سانس لیتی تڑپی۔۔

"عارب کی جان۔۔۔! باہر چلیں کہیں۔۔۔؟" اسکی گردن پر بوند بوند لبوں سے سمیٹا کانوں میں رس گھولنے لگا۔  
اسکے بھیگے لبوں پر انگلی پھیرتا اسکے رخسار سہلانے لگا۔

"نہیں۔۔۔۔!!" وہ غصے سے بولتی اسے پیچھے کرنے لگی پر وہ ہنستا اسے خود پر گرائے بیڈ پر لیٹ کر اسکی کمر میں دونوں بازو باندھ لئے۔۔

"اب بتائیں چھوٹے کی بیوی کوئی شکایت ہے۔۔۔؟" وہ شرارت سے بولا اسکی سانسوں کی مہک کو اپنی سانسوں میں محسوس کرتا۔۔

وہ کیا جواب دیتی اسکی بے باکیوں نے اسکے الفاظ ہی کھینچ لیے سارے تھک کر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

"ہائے مر گیا العاری۔۔۔!!" اسکی ادا پر وہ نثار ہوتے سدا لگائی۔۔

اور جھٹکے سے بازو پر گرائے اسکے بال چہرے سے ہٹا کر اسے دیکھنے لگا پر سہمی سرخ سی اسکے بازو میں منہ چھپائے پڑی تھی۔۔۔۔

"سہمی۔۔۔؟؟" اسکا چہرہ اوپر اٹھائے اسکے مدھم آواز میں پکارا۔۔۔  
سمعیہ نے لرزتی پلکیں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا پر وہاں جذبات کا سمندر دیکھ کچھ اجازت مانگتے تاثرات  
دیکھتے ہوئے پھر سے چہرہ اسکے بازو میں چھپا گئی۔۔۔

"اجازت ہے؟؟" وہ اسکی ناک سے ناک ملائے اسکی سانسوں سے الجھتا ہوا بولا۔۔۔

سہمی نے آنکھیں کھول کر بے بسی سے اسے دیکھا۔۔۔

"تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟" وہ آنکھیں مسلتی ہوئی بھینگے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

"پھر سے کر کے دیکھاؤں؟" اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اسنے بے باکی سے کہا سہمی بوکھلا گئی۔۔۔

"نہیں۔۔۔!" وہ خفا ہوئی چہرہ موڑ گئی عارب نے لب بھینچ کر اسکی گردن کو دیکھا۔۔۔

وہ اٹھنے لگی جب عارب نے واپس گرا لیا۔

"باہر چلیں۔۔۔؟؟" وہ اسکا چہرہ اپنی طرف کرتا اسکی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ کر محبت سے گویا ہوا۔۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔!" وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر بولی۔۔۔

"تم اپنی کافی حدیں کر اس کرچکے ہو میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔۔۔" وہ سسکی۔۔۔

"ارے میری السہمی جی تو میں کب کہہ رہا ہوں مجھے چھوڑیں۔۔۔

میں تو آپکی بانہوں میں چھپ کر لوو سٹوری والی لوڑی سننا چاہتا ہوں۔۔۔

آپکے نقش نقش کو چھو کر چھیڑ چھاڑ کر ناچا ہتا ہوں محبت بھری سرگوشیاں کر کے آپکو اپنی بانہوں میں بے بس کرنا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ اسکے آنسوؤں لبوں سے چلتا ہوا اسکے بھگے بالوں میں چہرہ اچھپا گیا۔

"یا میرے ساتھ چلو باہر یا اجازت دو۔۔۔"

یار ایسے ہی میری بانہوں میں رات گزار لو۔۔۔

نہیں تو وہ والی بات مان کر مجھے مار دو۔۔۔!"

"تم اتنے گندے کیوں ہو؟؟؟" سرخ دہکتے چہرے ابتر دھڑکنوں کے ساتھ وہ غصے سے استفسار کیا۔

موش علی

"کیونکہ آپ التمیز والی ہیں۔۔۔!" وہ دانت دیکھا کر مسکرایا۔

"اپنی وے رفع دفع کریں صرف میرے مطلب کی بات بتائیں۔۔۔!"

"اگر میں سب سے انکار کر دوں تو؟؟؟" وہ چبا کر بولی۔۔۔

"مجھے امید ہے آپ اس سمجھدار بڑی بیوی ایسی غلطی نہیں کریں گی۔۔۔"

اگر آپ بڑے لوگ ایسی غلطی کریں گے تو ہم چھوٹے لوگ غلطستان میں رہائش کریں گے۔۔۔" وہ جھک کر

اچانک سے اسکے لبوں کو چھو کر بولا۔

سمی سٹپٹا کر اپنے لبوں پر ہتھیلی ٹکا گئی۔۔۔



"مجھ سے اچیلنج مت کریں کہ نازک سے ہاتھ کو آسمان بنا کر۔۔۔" وہ اسکے ہاتھ کے اوپر بوسہ دیتا بے شرمی سے ہنسا

سہمی بوکھلائی سی اسکے اوپر دوسرا ہاتھ رکھ گئی۔

اور اس وقت وہ عارب کو اتنی معصوم لگی دل کیا سینے میں چھپا دے۔

"میری معصوم سی الکشی (کس) پھر بھی وہیں جا کر لگے گی۔۔۔" وہ کہتا اسکے دوسرے ہاتھ کے اوپر لب رکھ گیا۔

مہوش علی

"تو پھر کیا جواب ہے۔۔۔؟؟"

اجازت؟ محبت؟ ساتھ؟"

"اجازت میں کیا ہے؟؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی بے بسی سے بولی۔

"میں بہک جاؤں۔۔۔" وہ سرگوشی میں بولا سہمی نے فوراً خوفزدہ ہوتے نفی کی۔۔۔

"محبت؟؟؟؟" پھر سے ڈر کر پوچھا عارب اسکے تاثرات اسکی بدلتی حالت دیکھتا مسکرا ہٹ روکے پڑا تھا۔

"آپ بہک جائیں۔۔۔!" وہ اسکے کان کی لو کو چھوتا بولا۔

"نہیں۔۔۔۔۔" اسنے ہڑبڑا کر کہا

"ساتھ؟؟؟؟" یہ آخری تھا اپنی جان بچانے کا حالانکہ وہ پہلے سے ہی باز نہیں آ رہا تھا اسکے پور پور پر اپنا لمس

چھوڑتا اسکی سانسیں روک رہا تھا۔۔۔

"ساتھ۔۔۔!! دونوں بہک جائیں۔۔!" وہ اسکی کلاںیاں پکڑ کر بیڈ سے لگتا ہوا اسکی گردن پر جھکا۔۔  
سمی کی جان اسکے ہاتھوں میں آگئی۔۔۔

"مم۔۔ میں ڈنر پر چل رہی ہوں۔۔ باہر کہیں۔۔" وہ اسکے حصار میں مچل اٹھی۔۔

عارب نے سراٹھا کر اسکی مونڈیں آنکھوں گہرے گہرے سانس بھرتے وجود کو دیکھا۔۔

"پکا۔۔؟؟" اسکے پوچھنے پر سمی نے فوراً سر ہلایا۔۔

"پپ۔۔ پکا پکا۔۔"

"ہائے روح صدقے میرا دل صدقے میری بہن صدقے اسکا شوہر صدقے، کمینہ داد صدقے۔۔" وہ اسکی  
دونوں گالیں چومتا ہوا دوسری طرف گر کر چٹ لیٹا قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اسکے پیچھے ہوتے ہی سمی بوکھلا کر اسکی بکواس پر توجہ دیئے بغیر وہاں سے کپڑے سمیٹ کر اٹھی۔۔

ابھی اسنے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا تھا کہ ایک دم اسکی کلائی میں مضبوط گرفت آئی سمی چونک سی گئی۔۔

"کہاں۔۔؟؟" ایک دم ہی کلائی کو جھٹکا دیکر کھینچا کہ وہ لہراتی آہ کرتی سیدھا اسکے اوپر گری۔۔

"عاری۔۔۔!!" اسکی خوف سے چیخ نکلتی رہ گئی۔۔

"جانِ العاری۔۔"

"ساتھ" چن لو بعد میں شکایات شکوہ کریں گے نا۔۔"

"آپ کہنا سب تمہاری وجہ سے ہوا۔۔"

اور میں کہوں گا کہ آپ کی وجہ سے ہونا آپ میرے سامنے ایسے آتی نا وہ سب کچھ ہوتا۔۔۔  
پھر آپ کہنا۔۔! تم خود آئے تھے بغیر اجازت کے اور منمنائیوں پر اتر آئے اور میں کہوں گا ہاں تو آپ کی ادائیں  
بہکانے والی تھیں۔۔

پھر آپ رونا اور میں آپ کو منائوں گا۔۔  
آپ ناماننا۔۔ میں منتیں کروں گا۔۔

آپ روٹھ جانا۔۔ میں التجائیں کروں گا آپ شکوہ بھری نظروں سے دیکھنا اور اپنی ان خوبصورت کلائیوں  
میں خوبصورت چوڑیاں پہن کر انکی کھنک سے تڑپانا۔۔  
میں انکی کھنک کو محسوس کرنے کیلئے گھٹنوں کے بل آؤں گا آپ غرور کرنا۔۔  
اور دل پر پتھر رکھ دینا۔۔

میں گڑ گڑائوں جب ٹوٹ جائوں تب ہنس کر کہنا مزاق کر رہی تھی۔۔۔  
اور میں روٹھ جائوں کہ آپ کے مزاق نے میری جان نکالی تھی۔۔۔  
تبھی آپ قریب آنا اور مجھ سے کہنا آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں۔۔  
میں حیران ہو جائوں سن کر، تب آپ میری بانہوں میں سمٹ جانا اور مجھے بہکا دینا۔۔  
اور میں اس حسین اظہار پر نومبر کی بارش کی بوند بوند بنکر آپ پر برسوں۔۔۔

اور آپ کو مہکا دوں جب صبح ہو تو آپ میری بانہوں میں آنکھیں کھولیں اور مجھ سے پوچھے ابھی ناراض تو  
نہیں۔۔

تب میں حصار تنگ کر کے کہوں آپ ناراض کہاں رہنے دیتی ہیں السمی جی۔۔! "اسکے لفظ لفظ میں محبت کی  
چاشنی تڑپ تھی جسے سمی دیکھتی سنتی محسوس کرتی لب بھیج گئی بے بسی سے۔۔

"جائیں تیار ہو جائیں ورنہ آج یہ آپکا عاری برا ہو جائے گا۔" اسکے لبوں کو نرمی سے چھو کر وہ بیڈ پر گر گیا۔

سمعیہ آزادی ملتے ہی اپنی کمر کے جکڑے اسکے ہاتھ کو جھٹک کر اٹھی اور اپنے کپڑے سمیٹ کر بھاگنے لگی تھی کہ عارب نے آہستہ سے اسکے بالوں کو پکڑ لیا۔۔۔

"اب۔۔۔؟؟" وہ تنگ ہو کر مڑی اور گہرا سانس بھرتے بے بسی کی انتہائی پر اسے دیکھا۔

عارب نے جن نظروں سے اسے دیکھا اسکی پلکیں لرزا اٹھی اور وہ بے بسی کی موت مرتی اپنے بال اسکی گرفت سے چھڑوانے کی بے بس کوشش کرنے لگی۔۔۔

موش علی

"سنو محبت کب کرو گی؟" وہ اٹھتا اسے پیچھے سے حصار میں لیکر ٹھوڑی اسکے کندھے پر رکھتا بولا۔۔۔

سمی پھر سے قید ہوتی پسینا پسینا ہو گئی۔۔۔

اسکے لمس پر اسکی جان جا رہی تھی اور وہ پتا نہیں کیوں نہیں سمجھ رہا تھا اسے، نادان تو نہیں تھا، انجان بھی نہیں تھا، پھر کیوں بے بسی کی موت مار رہا تھا۔

"کبھی نہیں۔۔۔!!!" ایک دم ہی پلٹ کر اسکے منہ پر اپنے کپڑے مارتی وہ غصے سے کہہ کر وہاں سے بھاگی۔

عارب نے ابھی کپڑے تھامے ہی تھے جب وہ باتھ روم میں بند اپنی دھڑکنوں پر ہاتھ رکھے خوف سے انکا شور سن رہی تھی۔۔۔



"ہائے میری بہن صدقے میری اسمی جی مار ڈالو گی ان قاتل اداؤں سے ہا ہا ہا! " وہ تھہہ لگا اٹھا اور ان کپڑے کو وہیں چھوڑ کر وار ڈروب کی سمیت بڑھا۔

وہاں ہر ڈیزائن موجود تھی اسے حساب سے بھڑکیلے سے چمکیلے سادہ نفیس تیز رنگ تو ہلکے۔۔  
پروہ ہمیشہ سادے کپڑوں کو ترجیح دیتی تھیں۔

رنگ اچھے کپڑے اتنے سادہ پہنتی کہ جیسے کام کرنے والیاں پہنتی ہیں پتا نہیں کس بات کا خوف اسے تیار ہونے نہیں دیتا تھا اور نہ اسکی تو حسرت ہی رہتی ہے کہ وہ تیار ہو کر چوڑیاں کھنکاتی اسکے سامنے آئے۔

"ابھی تو سالے صاحب پتا نہیں کون سی درگت بنائیں اپنے جیجاکے۔۔۔"

ایک تو یہ ظالم اکبر کا ہونا ضروری تھا دنیا میں!

"ہاں شاید ضروری تھا کیونکہ اگر یہ ناہوتا تو یہ میری اسمی جی ولانا رکلی کیسے آتی۔"

"انارکلی کا دوسرا پارٹ سہمی جی اور شہزادہ سلیم عرف العاری۔۔۔"

ہم تاریخ بدلیں گے اور ایک ہو جائیں گے ان شاء اللہ۔۔۔ " وہ بڑبڑاتا ہوا اپنا فیورٹ سرخ کلر کے پاؤں کو چھوتا گولڈن نفیس کڑائی والا فراک نکالا۔۔۔

"واللہ آج یہ الحسینہ و قتل کردے گی مجھ معصوم چھوٹے بچے کو۔" وہ تصور میں اسے سجا سنورا دیکھ کر کانوں کو ہاتھ لگا گیا

البتہ دھڑکنیں بے ترتیب تھی اسکا تصور کرتے۔۔۔

ایک خوبصورت سی سینڈل زریں سے نکال کر رکھی۔۔۔

اور ڈور ناک کیا۔

"کیا ہوا؟؟؟" لب دانتوں میں دبائے کھڑی اچھل کر اسکے ناک کر پر دور ہوئی۔  
"کپڑے لے لیں الجانم! لیٹ ہو جائیں گے۔"

وہ چاہت سے بولا  
سمی کی رنگت متغیر ہو گئی۔

"نہیں لینا مجھے کپڑے میں ایسے ٹھیک ہوں!"

اور خبردار مجھے ایسے واہیات ناموں سے مخاطب کیا!" وہ غصے سے غرائی۔

"اگر نہیں لیں گی تو ایسی حالت میں نقصان اٹھائیں گی سوچ لیں المحبوبہ۔۔۔"

میں بھی یہیں بستر اشفٹ کر رہا ہوں۔" وہ اسکی دھمکی پر شرارت سے آنکھیں سکیرٹ گیا۔

اور محبوبہ خاص کر کے اسکی نازک طبیعت پر بھوج ڈالنے کیلئے استعمال کیا۔۔۔

اور وہ سن کر سچ میں منہ پر ہاتھ رکھ گئی کہ اسے سچ میں شرم نہیں۔۔۔

"بکو اس بند کرو۔۔۔!" بھرک کر کہتی مجبوری اور ڈر سے ہاتھ باہر نکال کر کپڑے لینے چاہے عارب نے  
شوق سے اسکی کلانی دیکھی۔۔۔

"دے دوں؟؟؟" وہ گھبیر آواز میں بولتا اسکی انگلیوں کو لبوں سے لگا گیا۔

اسکے دہکتے لبوں کے لمس پر ہاتھوں کی گرمائش پر سمی نے خوفزدہ ہوتے اپنے دل پر دوسرا ہاتھ رکھا۔

"عاری تنگ مت کرو ورنہ میں نہیں چلوں گی۔" وہ جھنجھلائی

"گڈ!!! میں بھی چاہتا ہوں نا چلیں۔۔۔"

دیکھ لیں بھگی بھگی بوندیں برس رہی ہیں تخی ہوا کے جھونکے ہیں، دل کی حالت غیر ہے،  
گھر میں ایک میں ہوں اور ایک آپ۔۔۔" وہ خمار آلودہ آواز میں بولتا اسکی انگلیوں کے پور سہلاتا اسکی سانسیں  
خشک کر گیا۔

"میں چل رہی ہوں۔۔۔ کک۔۔۔ کپڑے دو۔۔۔" وہ ڈرتے ہوئے بولی عارب نے گھر اسانس بھرتے

خاموشی سے اسکے ہاتھوں میں کپڑے تھما دیئے۔۔۔

"بہت ہی کوئی الظالم ہو۔۔۔۔ ایک ننھے سے شوہر کو خوش نہیں رکھ سکتیں۔۔۔" اسے افسوس ہوا اقر خود کو  
ننھا تصور کرتے ہنسی بھی۔۔۔

"آتا ہوں جب تک آپ تیار رہے گا۔" وہ کہتا وہاں سے نکلا پر پہلے ٹیبل پر اسکی سرخ کالج کی چوڑیاں باکس  
سے نکال کر رکھنا نہیں بھولا۔۔۔

کپڑے ملتے ہی سہمی نے شکر ادا کرتے ہی دروازہ لاک کیا اور اسکی باتوں پر اپنی غیر ہوتی حالت کو دیکھتی سر  
دیوار سے ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

اسکی آنکھوں کے پیچھے وہ چند منٹس پہلے کے لمحات گذرے جس میں وہ عارب کے سینے میں منہ چھپائے اسکے  
حصار میں پڑی تھی۔

اسے اپنے گرد اسکا تنگ حصار، دکھتی سانسیں، جان لیوا لمس، محسوس ہو رہا تھا کہ سوچتے محسوس کرتے اسکا  
خیال آتے اسکے وجود میں سرد لہریں اٹھیں۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس منہ سے اپنے بھائی کے سامنے آئے گی۔۔

اور یہ کس طرح بچے گا اسکے بھائی سے۔۔۔

سوچ سوچ کی پریشانی سے دماغ پھٹ رہا تھا اور اس انسان کو کوئی فکر ہی نہیں تھی ایسے بیسیو کر رہا تھا جیسے کچھ کیا ہی ناہو۔۔۔

عالم کی بہن سے اسکی غیر موجودگی میں زبردستی نکاح کر کے وہ خود کو پتا نہیں کیا سمجھ رہا تھا۔۔

متخلف سوچوں میں وہ سر جھٹکتی ہوئی باہر آئی اور آئینے کے سامنے کھڑی ہوتی اپنے بال برش کرتی انہیں سمجھانے لگی تھی کہ وہاں رکھی لپسٹک ایرنگلز چوڑیاں اسے دماغ ہلا گیا۔

"یہ چاہتا کیا ہے مجھ سے۔۔۔ اللہ جی کہاں پھنس گئی ہوں میں" اسکی حالت رونے والی ہو گئی۔۔  
اور غصے سے بالوں کی چوٹی بنائے چوڑیاں پہننے لگی جانتی تھی اگر ایسا نہیں کیا تو پھنسنے کی پھر سے اس بندے کا  
بھروسہ نہیں تھا کچھ بھی کر گذرے۔۔

وہ تیار ہوئی چوڑیاں پہن کر اور لب بھیچ کر اسے جانے کس رو میں بہک کر آنکھوں میں کا جل کی سیاہ لہریں  
ڈال لیں۔۔

اس میں بھی عارب کا سامنے کرنے کا سوچ کر اسکی دماغ کی سوچیں بکھر گئی اور وہ کچھ لمحے تو خاموش پڑ گئی کہ  
کیا وہ جو کر رہی ہے صحیح کر رہی ہے۔

وہ ایک غیر مرد کی موجودگی میں خود کو یوں سنوار کر چلے گی تو ٹھیک رہے گا۔۔

اسنے خود کو آئینے میں دیکھا۔۔۔



خوبصورت آنکھوں میں سیاہ کالج لبوں پر گہری سرخ لپسٹک، کانوں میں جھولتے سفید موتیوں سے بھاری  
جھمکے سیاہ گھنے بالوں کی چوٹی۔۔

وہ خود کو دیکھ کر سرخ پڑ گئی کہ اگر عارب دیکھے تو۔۔۔۔

"یہ میں پاگل ہو گئی ہوں اللہ اللہ۔۔۔" وہ بدحواس سی بوکھلائی ٹشواٹھا کر جلد سے اس سب کو مٹانا چاہتی تھی پر

اسکے لبوں کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ ایک دم ہی کسی نے جھٹکے سے تھام لیا۔  
اور دوسرے ہی لمحے یوں کھینچا کہ وہ لہراتی اسکے چوڑے سینے کا حصہ بن گئی۔

"کچھ زیادہ نہیں سوچ لیا جانِ عارب!" پیچھے اسکی کمر پر اسکی دونوں کلائیاں باندھتے ہوئے اسنے مسکرا کر پوچھا  
پر سہمی تو سن پڑ گئی تھی اپنے لب اسکی گردن پر محسوس کرتی۔۔۔  
"بی۔۔۔ یہ کیا ہو گیا۔۔۔" سنبھل کر اسنے مچلتے سراٹھا کر اسکی گردن کو دیکھا جہاں سرخ رنگ کے دو لب بنے  
ہوئے تھے۔۔۔

"بہت کچھ ہو گیا صرف آپ ہی نہیں سمجھ رہیں۔۔۔!" مرر میں اسکے سراپے کو دیکھتا اپنی گردن پر بنے اسکے  
لب دیکھتے معنی خیزی سے مسکرایا۔۔۔

"قسمے انہیں محسوس کر کے دل میں گد گدی ہو رہی ہے۔۔۔" وہ ہنسائی نے حیرت سے اسکے چہرے کو  
دیکھا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم تو مٹاؤ اسے پاگل شخص کہیں کے۔۔" کلاسیاں چھڑوا کر وہ ہاتھ بڑھا کر مچلتی ہوئی ٹشو اٹھانے لگی پر عارب نے اسکی کوشش کو ناکام کرتے ہوئے اسے ٹیبل سے دور کر دیا۔

"یا اللہ مجھے صبر دے۔۔۔" گھومتے دماغ سے اسنے اپنا سر پکڑا۔۔

"یا اللہ آج مجھے صبر عطا فرما ورنہ آج اس بچے سے بہت کچھ ہو جائے گا اور اپکی معصوم بندی کچھ سمجھتی

نہیں۔۔۔" وہ اسکی کلاسیوں میں سرخ چوڑیاں دیکھتا ضبط سے آنکھیں میچ گیا۔

"خود کو بچے کہہ کر بچوں کی توہین مت کرو!" وہ اسکی باتوں سے سرخ پڑتی اسکے حصار میں پھڑپھڑاتی ہوئی بولی۔۔۔

"ہیں!! ہائیں!!! سچی تو آپ کو یقین ہو گیا میں بچہ نہیں؟" عارب نے حیرت خوشی سے آنکھیں سکڑ کر اسکی آنکھوں میں دیکھا سمی بوکھلا گئی اسکی نظروں کی ذومفہومی سمجھتی آنکھیں ہی میچ گئی۔۔۔ اور اسکی اس ادھر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

"عاری مٹاؤ اسے ورنہ اچھا نہیں ہوگا!" وہ غصے سے چیخی

"ہا ہا ہا اچھا کیا کریں گی؟" اسکے نچلے لب کے کنارے پر انگلی پھیرتے وہ اسکی کالج سے گھائل کرتی آنکھوں میں ڈوبنا چاہتا تھا پر وہ ایسا موقعہ دے کہاں رہی تھی اسے۔

"مار دوں گی سچی۔۔۔" اپنے کان پر انگلی کا لمس پاتے وہ سر جھٹکتی کسمائی۔

"مار تو دیا ہے اور کتنا ماریں گی آپ۔۔۔؟؟

روح پر تو قبضہ کر لیا ہے رہا جسم تو وہ اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیں۔۔۔" وہ گھبیر بھاری آواز میں کہتا پیچھے بیلٹ میں لگی پستل نکال کر اسکے ہاتھ میں تھماتے واپس بازو اسکی کمر میں باندھ لیا۔

وہ بے جان وجود سے اپنے ہاتھوں میں پستل کو دیکھ رہی تھی جو اچانک ہی پلکیں جھپکے بغیر اسے تھما دی گئی تھی۔ اور اب وہ زرد پڑتی رنگت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ کیوں بھول گئی کہ وہ کتنا سر پھڑا اور غنڈہ ہی ہے ایک۔۔۔  
"چھوڑو مجھے۔۔۔" سرد آواز میں کہتی حلق تر کرتے اسنے پستل دور پھینکی اور کسمسا کر نکلنے کیلئے مچلی۔۔۔

عرب نے اسکے تاثرات جانچتے ہوئے پستل کو دیکھا۔  
"مطلب مارنا نہیں چاہتی مجھے؟ ہممم!" وہ دلکشی سے مسکراتا اسے زہر سے بھی زیادہ کڑوا لگا۔

"تو اب آپکے یہ لب جو میری گردن پر خوشی سے ملن کی چاہ میں پڑے ہیں انہیں میں مٹا دوں؟" وہ اسے ٹیبل سے لگاتا چہرے کو دیکھنے لگا۔

"تم مٹا۔۔۔۔۔!" اسکے لفظوں کے مکمل ہونے سے پہلے ہی عرب نے اسکے لبوں پر انگلی رکھ دی۔

"پر اہم کیا ہے آپکی سہی جی۔۔۔؟؟

کبھی مجھ سے، کبھی میری نظروں سے، کبھی میری قربت سے، کبھی ہمارے رشتے سے، کبھی ہماری عمر سے، کبھی میری تعریف سے، اور اب اپنے لمس سے بھی!!

اسے مٹانا چاہتی ہیں نا۔۔۔

بتادوں یہ تو نہیں مٹے گا البتہ اسکی جگہ میں حساب برابر کر دیتا ہوں۔۔۔" اسنے کہتے اچانک جھک کر سمعیہ کی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھ دیئے کہ وہ اس اچانک افتاد پر اچھل کر اسکے شانوں کو سختی سے مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

"حساب ہو برابر۔۔۔؟؟" وہ اسکے جھمکے کو لب سے چھوتاتا اسکے کان پر لب رکھے بولا۔

سمعیہ نے بگڑتے تنفس کے ساتھ ہی اپنے لب اسکی شرٹ پر رکھ دیئے اور مضبوطی سے اسکو تھام لیا۔۔۔

"اب ایسے کریں گی تو ہم یہاں سے ہل بھی نہیں سکیں گے بلکہ صبح روتی مجھے کوستی ہوئی ملیں گی۔۔۔" اسکے الفاظ تھے یا بے باکی کی حد۔۔۔

وہ ہوش میں آتی اسے غصے سے پیچھے دھکیل کر پلٹ گئی اور گہرے سانس بھرتی ٹیبل کی سطح کو تھام گئی۔

"میں باہر انتظار کر رہا ہوں آجائیں۔۔۔"

ویسے وہ کھانا میں نے ملازمہ کو دے دیا کیونکہ مجھے احساس ہوا تھا آج اپنے نہیں بنایا کھانا سو میرے کسی کام کا نہیں تھا۔۔۔

اب کسی اچھے ریسٹورنٹ میں کھانا کھاتے ہیں۔" اسکے پیچھے آتے اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر آئینے میں اسکی جھکی پلکیں بھینچے لب سرخ چہرہ دیکھتے کندھے پر ٹھوڑی ٹکا کر خود میں بھینچتے ہنسا۔



"دل ہی نہیں کر رہا آپکو دو منٹ کیلئے چھوڑوں۔۔  
کتنی وہ ہیں۔۔۔!" وہ کان میں بولتا دور ہوا سہمی نے آنکھیں پھیلا کر دیکھا۔

"کیا وہ۔۔۔؟؟" وہ حیرت سے بولی

جس پر باہر کو نکلتے دہلیز پر کھڑے عارب نے رک کر مسکراتے اسے دیکھا۔۔  
"وہ میسنز وہ، سمجھا کرو میری الجانم!" وہ ہنس کر آنکھ دباتا وہاں سے نکلا۔۔۔  
سہمی غصے سے مٹھیاں بھیجنے لگا گھرے سانس بھرتی رہ گئی کہ شکر بچ گئی۔۔۔  
اسنے پلٹ کر اس پسٹل کو دیکھنا چاہتا کہ اٹھا کر باہر پھینک سکے پر وہاں خالی صاف قالین دیکھ کر لب بھیجنے لگی۔  
"پتا نہیں کیا کرتا ہے پسٹل اپنے پاس رکھ کر۔۔۔  
ایک بار شہزادہ آجائے اسکی تو خیر نہیں۔۔۔" وہ غصے سے بڑبڑاتی ہوئی سینڈلز پہن کر دوپٹا اٹھاتی شانوں پر  
پھیلا کر سر پر اوڑھا۔  
اور جاتے ہوئے ایک بار آئینے کے سامنے آئی اور اس قد آور آئینے میں اپنا سراپا دیکھتی جھینپ گئی۔۔۔۔

"اللہ اس بندے کو عقل دے دلہن کا روپ دے دیا ہے۔" مٹھیاں بھیجنے لگا وہ کچھ دیر سوچتی ٹشواٹھا کر اپنے  
لب آنکھیں صاف کیے وہاں سے نکلی۔۔۔

اور پہلی باریوں اس سر پھڑے انسان کے ساتھ گھر سے باہر نکلتے اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ رہے تھے پر اسکا ساتھ بھی تھا جو اسکی حفاظت کر سکتا تھا بھائی جتنا نہیں تو پھر بھی اسے امید تھی وہ اسکے لئے جان کی بازی لگا سکتا تھا۔

وہ پہلے کچن میں گئی پروہاں لائٹ آف اور سب کچھ صاف ستھرا دیکھ کر حیران ہو گئی۔۔

ٹیبیل پر آئی تو وہ بھی کلین تھی۔۔۔

"یہ انسان میری سمجھ سے باہر ہے۔۔۔"

جب یہ سب کچھ خود کر سکتے ہیں تو انہیں بیویوں کی ضرورت کیوں پڑ رہی ہے! "غصے سے بڑبڑاتی وہ پاؤں پیچ کر پورچ میں آئی جہاں وہ اسکے لئے گاڑی کا دروازہ کھولے پہلے سے کھڑا تھا۔

سمی نے چونک کر دیکھا تھا۔

بلیک لانگ کوٹ پہنے بلیک شوز میں گاڑی سے ٹیک لگائے کان میں لگے بلوٹو تھ پہ کسی کو حکم سنارہا تھا۔۔

وہ ایک لمبا چوڑا تو انا مرد تھا جسے اب بچہ کہتے اسے خود شرم آجائے پر حقیقت تو یہی تھی ناکہ وہ اس سے چھوٹا تھا۔۔

ہاں یہ الگ بات تھی کہ وہ دیکھنے میں اس سے بڑا لگتا تھا پر حقیقت تو کوئی نہیں جھٹلا سکتا کہ وہ اس سے کافی بڑی ہے۔

اگر ہوتی پانچ چار سال تو وہ کپڑے مارتی کر لیتی پر یہاں کئی سال کی بات تھی جنہیں نظر انداز کرنا آسان نہیں تھا  
اسکے لئے۔۔۔

پر اس پاگل کو کون سمجھائے۔۔۔

"ہمم! جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہو۔۔۔"

روڈ بلاک کروادو۔۔۔

میں نہیں چاہتا اسے ذرا سی پریشانی ہو!" وہ حکم دیتا کان سے بلوٹو تھ نکال گیا۔

اور اسکی آسانی کیلئے جہاں سے اسے گذرنا تھا وہاں سے سارے روڈ سنسان کروا دیئے تھے کہ اس پر کسی کی نظر  
ناپڑے آخر کار وہ اپنے ذمہ پر سعیر عالم کی لاڈلی شہزادی بہن کو اسکے محل سے نکال کر لے جا رہا تھا ایسے ہی تو  
نہیں لیکر جاتا کہ اس پر سب کی نظر آئے۔۔۔

"آئیے مادام آپ کا غلام آپکے انتظار میں تھا!" اسکے شانوں پر اپنی شال لپیٹتے ہوئے اسنے محبت سے ماتھے پر بوسہ  
دیا۔۔۔

سمی بوکھلا کر اس پاس دیکھنے لگی پر وہاں کسی کو ناپا کر اسے پیچھے دھکیل گئی۔

پر وہ اس سے ہلنے سے رہا۔۔۔

"کچن کے کام تمنے کیے ہیں؟" وہ گھور کر بولی عارب پہلے چونکا پھر آنکھیں سکڑ گیا۔

"کردی نابویوں والی بات۔۔۔"

کہاں انارکلی اور کہاں ممتاز بیگم۔۔۔" وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ دینے لگا پر وہ تو ممتاز بیگم پر شکا کڈ تھی

"تمنے" وہ" بھی کیا بولا تھا اور اب ممتاز بیگم کسے بول رہے ہو دماغ سے عاری انسان!" اسکی بات پر عارب نے آنکھیں گھمائیں

"اللہ قسمے ایک دم گھریلو بیگم لگ رہی ہیں جسکی شان میں معصوم شوہر سے گستاخی ہو جائے اور وہ ارطغل کی

بہن بن جائے۔"

"آپ تو العاری کی الحسینہ ہیں" اسے وہیں بت بنا دیکھ کر مجبوراً اسنے اپنا بازو اسکی کمر میں ڈالا اور آگے کرتے اندر بٹھایا۔

مہوش علی

"مجھے پیچھے بیٹھنا ہے!" وہ غصے سے بولی۔

"نہیں آگے بیٹھیں اور موسم کو انجوائے کریں تاکہ پھر میں آپکو جی بھر کے دیکھ سکوں!" وہ کہتا ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔

اور سہمی کو وہ کافی خوبصورت لگ رہا تھا لانگ بلیک کوٹ میں۔

پر وہ اتنی بے باک نہیں تھی جو اس کہہ دے بلکہ منہ پھولائے بیٹھی تھی۔

اور یہ اسکی خفگی زیادہ دیر تک نہیں ٹک سکی جب گاڑی گیٹ سے باہر نکلی اور آہستہ سے گاڑی کی چھت غائب ہو گئی۔۔۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔؟" وہ گھبرائی عارب مسکرا دیا۔

پر جب سہمی کی نظر ٹپ ٹپ چھوٹی سی بوندیں کو برساتے آسمان کے چمکتے تاروں پر گئی وہ مبہوت سی رہ گئی۔۔۔



اور وہی گاڑی کو آٹومیٹک پر ڈالتے عارب مبہوت سا اسے دیکھتا سٹیئرنگ بھی سنبھالے ہوا تھا۔

"یہ اتنا خوبصورت کیوں ہے موسم عاری؟

کیا عالم آرہا ہے؟ اسلئے وہ اپنی رحمت برسا کر مجھے خوش کر رہا ہے؟" اسکی انگلیوں کو اپنی انگلیوں سے الجھتے

محسوس کر کے وہ بولی۔

"یہی سمجھ لیں جان العاری!" اسکی العاری پر سمی نے چونک کر دیکھا اور اسکے سیریس تاثرات دیکھتی وہ کھلکھلا اٹھی۔

"تم سے یہ جعلی عربی کی عادت کب جائے گی؟" وہ کھلکھلاہٹ کے درمیان بولی۔

عارب بے خود سا اسکے سفید موتیوں جیسے دانت، بے بس کرتے لبوں کو دیکھتا سر ہلا گیا۔

"جب آپ مجھ میں سما جائیں گی!" وہ بڑبڑایا جو سمی نے نہیں سنا کیونکہ اسکی ساری توجہ سنسان بھیگتی سڑک،

ہواؤں کے سرد جھونکوں، سیاہ آسمان پر تھی۔ "یہ کافی خوبصورت ہے ماشاء اللہ۔۔۔" سردی سے وہ اپنے گرد شال اوڑھ کر اسے دیکھتی مسکرائی۔

"پہلے کھانا کھانے چلتے ہیں پھر کہیں دور۔۔۔!" وہ ویران سڑک پر گاڑی بھگاتا ہوا اسکے ہاتھ کو لبوں سے لگا

کر بولا۔

"باز آجاؤ۔۔!" وہ ہاتھ چھڑوا کر اسکی پہنچ سے دور ہوئی۔

عارب سر کو خم دیتا محبت پاش نظروں سے دیکھ کر سامنے دیکھنے لگا۔

کچھ دور ہی اسنے ایک ریسٹورنٹ بک کروایا تھا۔۔۔  
صرف اسکی سہمی کیلئے ان گھنٹوں کار ریسٹورنٹ اونر کو چیک دیا تھا۔

"یہاں اتنا سناٹا کیوں ہے عاری لوگ کیوں نہیں ابھی تو اتنی رات نہیں ہوئی؟" وہ سڑک دکان بند دیکھ کر

حیرت سے بولی۔

"کیونکہ۔۔۔!" وہ الجھاب اسے کیا جواب دیتا کہ اسکے عاشق نے اسکی دیوانگی میں لاک ڈاؤن کروایا ہے شہر  
میں۔۔۔

"کیونکہ۔۔۔؟؟" سہمی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ سردی زیادہ ہے!" اسنے دانتوں کی نمائش کرواتے کہا

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی اتنی سردی نہیں ہم تو چل رہے ہیں بغیر چھت والی گاڑی میں۔۔۔!" وہ منہ بنا کر  
بولی

عرب بوکھلا گیا کہ وہ کیسے بھول گیا پاس بیٹھی سعیر کی بہن ہے۔

"ہم! میں بھی ان سے بولا تھا کہ کیوں بند ہے یہ شہر ہمارا کراچی تورات کودن اور دن کودن کرنے والا شہر

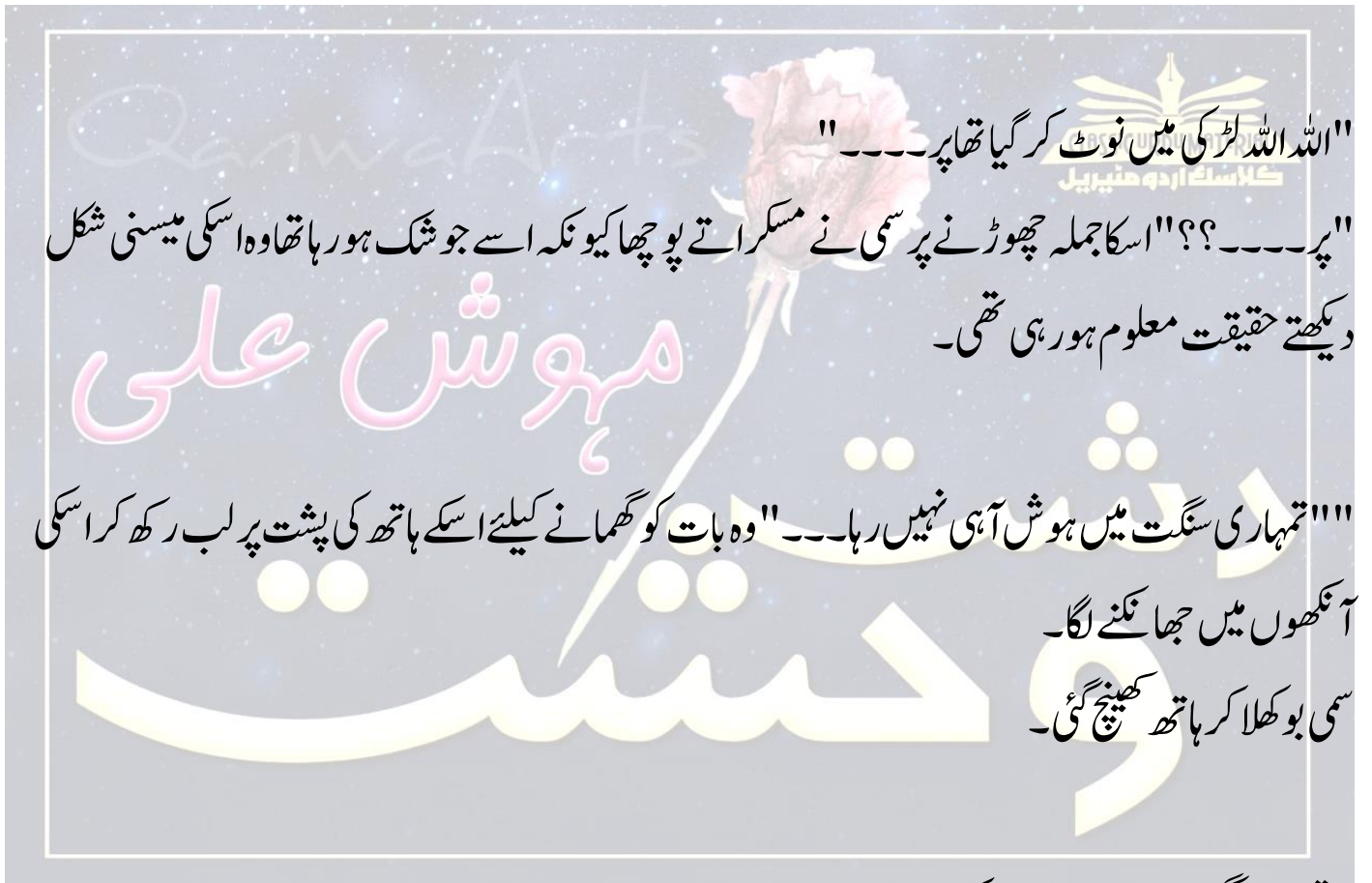
ہے۔۔۔" اسنے سر ہلاتے کہا سہمی نے اسے ڈائلاگ پر گھورا۔

"کب بولا تمنے؟ اور کس سے" اسکی گھوری پر وہ کھسیا گیا۔

"آنے سے پہلے۔۔۔" اسنے بچارگی سے نظریں یہاں وہاں گھماتے کہا۔۔۔

اسے معلوم پڑ گیا تھا بیوی سے جھوٹ کتنا مہنگا پڑ سکتا ہے اور بیوی بھی کوئی عام ناہو کسی ڈان کی بہن ہو تو اس بندے کا اللہ ہی خیر کرے۔

"کیا آنے سے پہلے تمہیں معلوم پڑ گیا تھا میں یہ سوال کرنے والی ہوں؟ کیونکہ اتنی دیر تو تم نے نوٹ نہیں کیا یہ تو میں نے تم سے کہا تب سے بوکھلا رہے ہو عاری!"



"تم بات گھما رہے ہو!" وہ چڑ کر بولی

"ارے ارے میری الجان میں کہاں بات گھما رہا ہوں آپکو تو معلوم ہے ہمارے کراچی والے کتنے حساس ہیں۔۔۔"

انہیں سردی لگتی ہوگی اسلئے جلدی جلدی رضائی میں گھس جاتے ہیں۔۔۔" وہ سائل پاس کرتا بولا۔

"یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی تمہارے جیسے بھی ہوں گے یہاں بہت جن کے سر پر خواری کا بھوت سوار ہوگا۔"  
اسنے طنز کیا اور شمال کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹا۔۔۔  
موسم کے سرد پن سے وہ آہستہ سے اسکی سمیت کھسکی۔۔  
"اوں ہوں السمی جی!! یہ غلطی مت کریں آپکا العاری دا ون اینڈ اونلی ہے۔۔" وہ سر نفی میں ہلاتا بولا اور اپنا بازو اسکے گرد ڈالتے اسے اپنے شانے سے لگا دیا۔۔۔

"گاڑی کی چھت کہاں گئی مجھے اب سردی لگ رہی ہے۔۔۔" وہ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیکر اسکے سینے میں ٹھنڈک پہنچا گئی۔۔۔

"میں چاہتا ہوں آپکو اور سردی لگے اور آپ میرے شانے کے بجائے سینے سے لگ جائیں۔۔" وہ سرگوشی میں بولتا اسکے ہاتھ ایک ہاتھ سے سہلانے لگا اور سمی نے مسکراتے گاڑی کی چھت کو دیکھا جو واپس آگئی تھی۔۔۔

عرب نے لوٹپیر پچر پر ہیٹر چلایا جس پر وہ واپس کھسک گئی پیچھے۔۔

"یہ کیا ستیاناس ہو گیا میرے سے لڑکی خود دور بھگادی۔۔۔" وہ دل مسوس کر سوچتا رہ گیا۔

کتنا حسین منظر تھا جب وہ اسکے شانے سے لگی بیٹھی تھی اور وہ ایک ہاتھ سے اسکے ہاتھ سہلا رہا تھا۔۔۔

"ایک تو یہ خود اپنی بیوی کے پاس پہنچ کر سکون سے رہ رہا ہوگا ہمیں ہی انتظار کی سولی پر لٹکایا ہوا ہے۔۔" اسکا غصہ اب عالم پر اتر رہا تھا جو آہی نہیں رہا تھا کہ اسکی کشتی کنارے لگے اور وہ بھی اپنے چوزوں کو گود میں لے سکے۔



"السمی جی!" وہ اسے کھڑکی پر سر ٹکائے باہر کے منظر میں محو دیکھ کر بے چین ہوتا پہلو بدل کر بولا۔

"ہوں۔۔۔!!"

"یار مجھ سے باتیں کریں میں چنے بھیجنے آیا ہوں کیا؟" وہ چڑ کر بولا کہ اسکا جواب سن کر سمی کا ہتھہ گاڑی کی فضا میں گونجا۔

"میں کیا کر سکتی ہوں عاری جب باہر کے منظر اس قدر حسین ہیں۔۔۔" وہ اسے چڑانے کیلئے آنکھیں میچ کر بولی اور اسکی اس ادھر تو جیسے وہ جی جان سے لٹ گیا۔۔۔

"جیسا بہتر لگے ویسا کریں ہمیں تو ویسے بھی مار ہی ڈالا ہے ان اداؤں سے۔۔۔" وہ ہتھیار ڈالتا ہوا گھٹنے ٹیک گیا اور گاڑی ریسٹورنٹ کی طرف موڑ دی۔۔۔

سمی نے نا سمجھی سے دیکھا پر اسکے لبوں پر تبسم دیکھ کر وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

عرب نے ہاتھ بڑھا کر میوزک آن کیا جس سے فضا میں کھنک سی آواز پھیل گئی اور خاموشی کو توڑتی گلوکار کی آواز معنی خیز احساسات جگانے لگی کہ کھڑکی کے باہر دیکھتی سمی الفاظ کی ہیر پھیر میں الجھ کر رہ گئی۔۔۔

"سنپولیا۔۔۔" وہ اسے ترچھی نظروں سے دیکھتی بڑبڑائی۔۔۔

"میں سنپولیا نہیں سانپ ہوں، آپ حصار میں تو آئیں خود معلوم پڑ جائے گا اس سانپ کی گرفت سے۔۔۔"

اسکی گال کو انگلیوں سے چھو کر وہ بولا

سمعیہ سرخ سی لاجواب ہو گئی اور جھٹکے سے اسکے ہاتھ کو پیچھے کرتے رخ موڑ گئی پر اس کے گانوں کا گلا کیسے  
گھونٹے۔۔۔

وہ لب بھیجے بیٹھی تھی۔۔

اسے کہاں ایسے گانیں سننے کی عادت تھی۔۔

پر یہاں فضا میں بکھرے ہوئے الفاظ سے اسے گھبراہٹ سی ہو رہی تھی۔۔



وے میں تیری ہوگی آں

تو مینوں رول نادیوں

اینا میریاں اکھیاں توں

ہنجو چون نادیوں

جیویں کوں گاویں رہ لاں گی

ہس ہس کے سب کج سہ لاں گی

ماہیا تو وعدہ کر کدی دور نا جاویں گا

تو میرے لیکھاں چوں کیتے ہو رنالیوں گا

میری صبح وی تو یوں ایں تے تو یوں شام ایں

اس زباں تے اک ہی نام او تیرا نام ایں

کٹ پتلی تیری میں جیویں مرضی کھڈ لویں

ترے لئی لڑ جاؤں رب نال آزما کے ویتخ لویں

تو ہسدا ایں تے میرا رب ہسدا  
ترے اندر میرا خدا و سدا  
ماہیا تو وعدہ کر کدی دور نا جاویں گا  
تو میرے لیکھاں چوں کیتے ہو ر نالویں گا

ترے لئی جگ چھڈیا تو مینوں چھڈ دیویں  
تے عشق دے باغاں چ ناکر تو اڈ دیویں  
کنڈیاں تے نچا لئی توں ناسی کروں سونے  
تاں وی میں ہس ہس کے جی جی کروں سونے  
میرے ترے نال میں چا سجننا  
تو منزل تو یوں راہ سجننا  
ماہیا تو وعدہ کر کدی دور نا جاویں گا  
تو میرے لیکھاں چوں کیتے ہو ر نالویں گا  
وے میں تیری ہوگی اں

تو مینوں رول نا دیویں  
اینا میریاں اکھیاں توں  
ہنچو چون نا دیویں

"بس۔۔۔!" اس سے مزید برداشت نا ہوا تو ہاتھ بڑھا کر میوزک سسٹم آف کر دیا۔

عارب نے چونک کے اسکے چہرے کی سرخی دیکھی۔

"ایویں ہی بس الجانم ابھی تو شروعات ہے۔۔" اسکے بازو کو جکڑتے اسنے جھٹکا دیا کہ وہ آہ کرتی لہراتی اسکے ساتھ لگی۔۔۔

"عاری۔۔!" خوف سے اسکی سسکی نکل گئی پر وہ بے پراہ ہو کر اسکی کمر میں بازو ڈالے اسے ساتھ لگا گیا۔

"العاری کی الجانم ایسے دور بیٹھ کر سانسیں لے رہی ہو میری۔۔۔"

جب معلوم تو ہے، سانس مجھے تب آتی ہے جب آپکی سانسیں قریب ہوتی ہیں۔۔" اسنے کہتے جھک کر اسکی گال سے اپنا ناک سہلائی اور گہرا سانس بھرا کہ وہ اسکی دھکتی سانسوں پر سمٹ سی گئی اور غصے سے اسے دور دھکیل کر خود فاصلہ قائم کیے اس سے ہاتھ چھپا کر اپنی دھڑکن پر رکھا۔۔

زیرک نگاہوں سے دیکھتے عارب نے زوردار قہقہہ لگا کر اسے سٹپا دیا کہ وہ بوکھلا کر اپنے ہاتھ گود میں رکھے باہر دیکھنے لگی۔۔۔

پر وہ اسکی شرمندگی سے مچی آنکھیں دیکھ چکا تھا۔

"تیری دھڑکنیں کیا کہتی ہیں الجانم

ذرا پاس آ کر سناؤ مجھے من محرم

بے چین کیا ہے مجھے ان دوریوں نے

کچھ فاصلے مٹاؤ، کچھ سنو میری

کیا کہتی ہیں خاموشیاں تجھ سے۔۔۔۔



"بس کردو آستین کے سنیو لے!!" وہ ابھی مزید کچھ کہتا گنگنا تا سنی سے سننا سکی تب ہی اسکی ایک سنے بغیر چیخ اٹھی

جسکے ساتھ ہی گاڑی جھکٹے سے پھولوں برقی قمقموں سے سچے ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں رکی۔

۴

"آہ آستین کا سانپ۔۔۔۔! میں؟؟؟" اسنے حیرت سے سنی کے چہرے کو دیکھتے کہا۔  
"کیا ہی خوب کہا ہے الجانم میں آستینوں میں چھپائے رکھنا چاہتی ہیں مجھے اف۔۔۔  
میں سوچ کر پاگل ہو جاؤں گا اتنا پیار مجھ سے۔۔" وہ اسکی طرف رخ کیے آنکھیں سکڑے پر شوق نظروں سے دیکھتا کہہ رہا تھا۔۔  
سنی کا دل کیا اسکے بال نوچ لے۔۔  
کیسا انسان تھا؟؟ اسنے سوچا تھا کہ آستین کا سانپ کہتے اسے برا لگے گا پر یہ تو اپنا ہی مقصد نکال کر بیٹھ گیا  
"کیا؟؟؟ چاہتے کیا ہو مجھ سے؟" وہ بھنا کر بولی  
ناک کی نتھنیں پھول سی رہی تھیں غصے سے۔۔

اور اس نرم سی سمعیہ کا یہ روپ اسے مزید دلکش لگ رہا تھا۔

"اب آپکو کیا بتائیں کیا چاہتے ہیں السنی جی۔۔۔

اکسپائرڈیٹ آنے والی ہے اسلئے پتھر کو پھگلا نا چاہتا ہوں پر شاید اپن کی قسمت میں سالے صاحب سے اکسپائر

ہونا ہی لکھا ہے۔۔۔" وہ بڑبڑایا اور سنی کے دیکھنے پر اسے آنکھ مارتا گاڑی سے نکالا۔

اور آس پاس زیرک نگاہیں گھمائیں جب دور اپنے آدمی کھڑے الرٹ نظر آئے تو سر ہلاتا دوسری طرف آیا۔  
"آئیے انارکلی۔۔۔! اکسپائر ہونے سے پہلے شہزادہ سلیم آپکی خدمت میں حاضر ہے  
خدا رہ توجہ فرمائیں۔۔۔" اسنے مؤدب سے گاڑی کا ڈور اوپن کیا۔۔۔

سمنے گہرا سانس بھرتے اسے دیکھا جو لانگ بلیک کوٹ میں خوبصورت خوب رو لگ رہا تھا۔

اور اسکے سامنے یوں جھکا اسے بالکل پسند نہیں آرہا تھا۔

وہ اسکے ہاتھ کو انور کرتی شال سنبھال کر باہر آنے کیلئے ہاتھ آگے کیا ہی تھا کہ عارب نے جھٹکے سے اچک کر  
اسے باہر نکالا۔۔۔

"کیوں اتنی خفا خفا سی رہتی ہیں الجانم۔۔۔؟" وہ دلچسپی سے دیکھتا اسے گاڑی کا ڈور اوپن کرنے لگا تھا۔۔۔

"سر۔۔۔ سر پلیز بات سنیں۔۔۔

اویے ہینڈ سم۔۔۔!"

عارب نے ابھی کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا کہ فاصلے پر کھڑے بوکھلائے اپنے آدمیوں کو دیکھا جہاں سے کچھ  
لڑکیوں کے ٹولے سے اسے بلایا جا رہا تھا۔۔۔

"یہ کیا ہے؟ تمہیں مخاطب کر رہی ہیں عاری!" سمنے الجھ کر عارب کے چہرے کو دیکھا جو سرد نظروں سے  
اپنے آدمیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ہم ہاں وہ۔۔۔۔۔"

"سر پلیز ہمنے یہاں پہلے بنگ کر وائی تھی پلیز ہمیں سلبریشن کرنے دیں پلیز سر۔۔۔۔۔" عارب کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہاں سے لڑکی گلا پھاڑ کر بولتی اسے بوکھلا گئی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں؟؟" اسنے پوچھ کر لب بھیجے۔

"کچھ نہیں ایسے ہی۔۔۔ میں دیکھتا ہوں شاید بچی کو میری مدد چاہیے۔۔۔" کھسیا کر اسنے زبردستی مسکراتے بتایا اور سامنے کھڑے اپنے آدمی کو اشارہ دیا جو بھاگتا ہوا اسکے پاس پہنچا۔۔۔

"یہیں رکو اپنی میڈم کے پاس میں دیکھتا ہوں۔۔۔" اسنے اسے گھورتے ہوئے کہا اور سہمی کے دیکھنے پر بیٹھی مسکان پاس کرتے گیٹ کی سمیت بڑھ گیا۔

"سنپو لیا پتا نہیں کیا چھپا رہا ہے۔۔۔" اسکی میسنی مسکان کو دیکھتے وہ اسکی چوڑی پشت دیکھتی سامنے کھڑے گارڈ پر نظر ڈالے اب یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔۔

"لگتا پارٹ ٹو میں اکبر مجھے ہی چنوائے گا دیواروں میں۔۔۔"

اس لڑکی پر تو کچھ اثر ہونے سے رہا۔۔۔

کم از کم بندی کوئی اشارہ ہی کر دے تاکہ مستقبل نظر آئے۔۔۔

ابھی تو سب کچھ بلیک اینڈ وائٹ ہے۔۔۔" وہ بیلٹ سے گن نکالتا ہوا ہاتھ میں پکڑے کوٹ کے اندر ہاتھ کیے دوسرا ہاتھ شیو پر پھیرتا ان لڑکیوں کے سامنے آیا جو اس بلیک لانگ کوٹ، شہد سی سکڑی آنکھوں والے کو مبہوت ہو کر دیکھ رہی تھی۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے؟؟"۔۔۔۔۔ وہ اپنے آدمی کو گھورتا ترچھی نظروں سے سمی کو دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہی

تھی وہ ایک دم مسکرا دیا۔۔۔۔۔



"ہاں بس یہاں سے ایک ہوٹل میں جائیں گے کچھ ریلیکس کے بعد وہاں سے پھر فلائٹ ہے۔۔" وہ موبائل پر دوسری طرف داد سے بات کرتا ٹریفک میں رکا ہوا تھا۔

"میں کچھ کام سے مری جا رہا ہوں۔" وہ نور کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا بولا۔

"ہاں تم جاف پر رہائش کہاں کرو گے؟" وہ ونڈو سے باہر دیکھتا کلائی میں ٹائم دیکھنے لگا۔۔

کافی لیٹ ہو رہے تھے۔ سوچ کر وہ لب بھینچ گیا۔

"رہائش کی فکر نہیں شیر کہہ رہا ہے اسکا وہاں گھر ہے، پر میں نے انکار کر دیا ہے سوچ رہا ہوں فلیٹ لے لوں وہاں مستقبل کا بھی سوچنا ہے۔



اگر کل کلاں میں نارہا تو میرے بچوں کے پاس اپنا تو گھر ہو۔ اور وہ ایک ناہو میں چاہتا ہوں انکے پاس تین تین گھر ہوں تاکہ ضرورت کے وقت وہ ایک کو بھیج دیں تو دوسرا موجود ہو۔۔ "نور جو مسلسل سے اسکے تنگ حصار میں کسمسار ہی تھی اسکی بات پر سن سی اسکا چہرہ اتکتی رہ گئی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو داد!! ہوش میں تو ہو یا آکر تمہارے ہوش ٹھکانے لگاؤں؟" یکا یک برہان اسکی بکواس پر گرج اٹھا۔۔

اسکی رگوں میں خون آگ کی طرح گردش کرتا اسے جیسے جلانے لگا تھا۔

"داد۔۔۔۔!!" نور کی سسکی نکلی داد نے اپنے ہاتھ اسکے لبوں پر رکھ دیا۔  
"بکواس نہیں کر رہا بھائی حقیقت بتا رہا ہوں۔ ہماری زندگی کا بھروسہ مت کیا کریں ہمارا صرف ایک ہی وجود ہے اور وہ ملک کا ہے باقی کسی کا نہیں۔ اور جو وطن کے ہوتے ہیں وہ کسی کے نہیں ہوتے سواء پاک ذات اور مٹی کے۔

میرے ہزاروں روپ ہیں۔ کب کون سے روپ میں آپ سب کے سامنے آؤں اور آپ سب پہچاننے سے انکاری ہو جائیں۔۔۔

کیونکہ رشتوں میں اعتماد ہوتا ہے۔ جو روح کا درجہ رکھتا ہے، وہی مجھے میسر نہیں رشتوں سے۔ "وہ مسکرا کر نور العین کی پیٹھ سے ہلاتا بول رہا تھا۔۔۔

اور برہان کا دل کیا ابھی ایک مکامو بائل سے مار کر اسکا دماغ ٹھکانے لگا دے۔

"کچھ نہیں ہو گا تمہیں! آگے ذرا سی بکواس مت کرنا، تمہارا بھائی ابھی زندہ ہے۔ مرا نہیں میں۔۔۔" وہ غرایا۔۔



دوسری طرف برہان ہیلو ہیلو کہتا اسکے قہقہے کو سن کر مسکرا دیا۔

تھپتھپایا جسکی ہچکیاں بندھ گئی تھی

جبکہ اسکی شرٹ میں اسکا خوبصورت سراپا دلکشی کی انتہائی کو چھو رہا تھا۔

"چھوڑ مجھے نہیں رہنا مجھے تم جیسے غدار شخص کے ساتھ۔۔۔!" اس کے کندھے، بال نوچتی وہ آپے سے باہر ہوتی بھیگی آواز میں غرائی۔۔۔ دادا اسکی معصومیت پر ہنس پڑا۔

میری محبوبہ بونی کی یہ اداسی کہیں رائیگاں نہ جائے " وہ اپنے لبوں سے اسکے کان کے لو کو چھوتے بولا

"تم چھیڑو میں تمہارا منہ نوچ لوں گی۔۔" وہ خونخوار اسکا منہ نوچنے کیلئے مچلی ہی تھی جب داد نے اسکی کلائیاں جکڑ کر پیچھے کمر باندھ دیں اور روز سے ہنسا۔

"ایک تو اتنی سی ہو، جیسے بیوی نہیں بچی گودلی ہے۔ اوپر سے غضب خدا کا موم سی ہو جیسے ہاتھ لگانے سے پگھل جاؤ گی۔" اسکے گالوں کو چھونے کی کوشش میں اس پر جھکتا بولا جبکہ نور پیچھے کو اپنی گردن کیے اسکی یر کوشش کو ناکام کر گئی تھی وہ یہ ظلم دیکھتا لب دبا گیا۔

"یہ مجھے گالیاں دینا بند کرو! میں تمہاری طرح بے شرم نہیں کہ پگھل جاؤں۔ میں آج سچ میں تمہیں قتل کروں گی۔" وہ اپنی کلاسیاں چھڑوانے کی کوشش میں نڈھال سی ہو رہی تھی

"استغفر اللہ! تمہیں گالیاں کون دے رہا ہے میری بونی؟ تم تو میری جان ہو! دشمنِ جان ہو۔"

اچھا ناب لڑنا بند کرو میں اپنی بونی کو شعر سناتا ہوں۔

قسم سے جب بات نہیں ہوتی تھی تو یہی شعر پڑھ کر آہیں بڑھتے وقت گزاری کرتا تھا۔

اب تو میں آدھا شاعر ہو یقین کر لو یہ الگ بات ہے شاعری اپنی نہیں۔۔۔" وہ اٹھ کر بیٹھتا اسے اپنے حصار میں لیکر بیٹھا اور اسکے مچلنے پھڑپھڑانے کو اثر لیے بغیر بلیں کٹ اپنے گرد لپیٹ لیا جبکہ وہ اسکی بانہوں کے حصار میں اندر سینے سے لگی بیٹھی تھی۔

"اداس چہرہ، مخمور آنکھیں، زلف غزل کی لام جیسی

ہے اک لڑکی میٹھی دھن سی وہ صوفیانہ کلام جیسی۔" وہ اندر اسکے بالوں کو چھو کر بولا نور اپنی مکا اسکے سینے پر مار

کتھر چہرہ اس میں چھپا گئی۔۔۔

"ابھی سنو ظالم حسینہ۔۔!!"



”تمہ — ارے بنایہ دھ — ٹرکنا ہی نہیں چاہت —  
یقینی — ن مانو کچھ پ — اگل سا ہے دل می — را

دم گفت — ار ترے ہونٹ سے رست — می ہوئی — می بات

جیس —ے یاقوت کی س — ل چیر کے جھ — رنا پھوٹے "اسکا چہرہ انگلیوں کے پوروں پر اٹھا کر  
انگوٹھا اسکے نچلے لب پر گھمایا۔۔

"بون — می۔۔!!" اسے خاموش دیکھتے داد نے جھک کر اسکے لبوں کو چھو کر بھاری لہجے میں پکارا وہ  
سانس روک کر مٹھی بلہنکٹ جکڑے اسکے سینے میں سمٹ کر چھپنے لگی۔۔

"ڈر لگتا ہے اب۔۔" بھیگی بھاری آواز میں وہ سسکی بھر کر بولی۔

"مجھے چھوڑ جرم ت جائے گا داد میں نہیں جی پاؤں گی آپکے بغیر۔۔

میں دنیا سب سے بیوقوف لڑکی ہوں مان لیتی ہوں، اگر آپ نے اکیلا کیا تو یہ بیوقوف لڑکی بدگمانیاں پال لے  
گی اور کسی کے سمجھانے سے نہیں سمجھے گی۔۔" اسکی باتیں داد کے دل کو لگی کہ اسنے حصار تنگ کرتے اسکے  
خود میں بھیج کر گہرا سانس فضا میں بھرا۔

"میں کہیں نہیں جا رہا جاناں۔۔!" اسکے علاوہ وہ کوئی دلا سہ نہیں دے سکا کیونکہ جانتا تھا انسان کوئی حیثیت  
مقام نہیں رکھتا جس پر مان بھروسہ اعتماد رکھا جائے۔

ان سب احساسات کیلئے تو ایک ہی واحد ذات ہے جس سے سب مانتے ہیں وہ پاک پیاری ذات جو سب کا مالک  
رحمن رحیم ہے۔۔

"اب رو نابد کرو!! آؤ تمہیں ایسی شاعریاں سناتا ہوں کہ تمہارے کانوں سے دھواں نکل جائے گا۔" اسکی  
بات پر نور نے گھور کر بھیگی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔  
وہ بے خود سا ہو گیا اسکے چہرے کے بھیگے سرخ نقوش دیکھ کر۔۔

"بھاڑ میں بھیج جو سب کچھ میں۔ خود ایک شعر بن جاتا ہوں، تم محسوس کرو۔" اس کے بھیگے روئے نقوش  
نے جو اس پر ظلم ڈھایا کہ وہ بے خود سا ہو کر اسے خود میں دبوچ گیا۔

اور نور اس پر کیا اپنے ستم یاد کرتی اسکی گردن میں خراشیں دیکھ کر پشیمان ہوتی اسکی گردن میں بانہیں ڈال کر  
وہاں اپنے لب رکھ کر اسے شاکد کر دیا۔

"کوئی جھوٹا وعدہ ہی کر دیں مجھ سے داد۔۔!! جب سے مجھ سے ملیں ہیں صرف تنگ ہی کیا ہے۔"  
"میں نہیں کر سکتا میری بیوقوف بونی تم ان جھوٹے وعدوں کو پکا سمجھ لو گی۔۔

چلو چھوڑو آؤ نا اقرار کریں۔ دیکھو کتنا حسین موسم ہے اقر تم میرے حصار میں قید ہو۔۔

ان لمحات کیلئے تو سالوں تڑپایا ہے اب ملے ہیں تو انہیں محسوس کریں ان میں جی لیں۔۔" وہ اسکے کندھے پر  
لب رکھتا بولا اور بلینکٹ کو اچھے سے اسکے گرد لپٹا۔۔

"آپ کو احساس ہے میرا۔۔۔۔۔"

"احساس ہے نا۔۔ احساس ہی تو کر رہا ہوں کہ تم اس وقت کتنی قریب ہو۔۔۔  
اور تمہیں معلوم ہے میری شرٹ میں کتنی وہ لگتی ہو۔۔۔" وہ بے باکی شرارت سے بولا۔

نم آنکھوں سے نور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"وہ کیا؟؟؟"

"وہی۔۔۔!!" داد نے آنکھوں سے دور کا اشارہ دیا نور اور الجھ گئی

"وہی کیا؟؟؟" نور نے بھی دور کا اشارہ دیتے پوچھا۔

"چھوڑو تم نہیں سمجھو گی اگر سمجھ بھی گئی تو فوت ہو جاؤ گی۔۔" مسکراہٹ دباتے اس نے کہا اور سیدھا لیٹ گیا  
جبکہ نور نے اسکے سینے پر بازوؤں رکھ کر وہاں اپنی ٹھوڑی ٹکادی اور اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"نہیں میں سمجھ جاؤں اور فوت بھی نہیں ہوں گی مجھے بتاؤ کہ میں کیا لگتی ہوں تمہاری شرٹ میں۔۔" اسکی  
بات سنتے داد نے گہرا سانس بھرا اور لب دانتوں میں دبا کر اسکی کمر کے گرد حصار تنگ کر دیا۔

"کان قریب لاؤ۔۔" اسکے اشارے پر نور نے پہلے آنکھیں پھیلائیں پھر لب بھیچ کر کچھ سوچتے کھسک کر  
اسکے چہرے کے قریب آتی کان اسکے لبوں کے پاس کیا۔

داد بمشکل اپنا قہقہہ دبائے بیٹھا تھا۔۔

اور جان بوجھ کر اسکے کان میں بے باک بات کہہ دی کہ نور کا شرم سے چہرہ اسرخ انگارہ ہو گیا۔۔۔۔۔

"داد داد داد۔۔۔۔۔ تم بیہ۔۔۔۔۔ وہ انسان۔۔۔۔۔" اسکی بات سنتے ہی وہ غصے سے چیخ پڑی۔۔۔  
"ہاہاہاہاہ۔۔۔۔۔ کہا تھا رہنے دو تم برداشت نہیں کر سکتی پر تمہیں بیوقوف بون۔۔۔۔۔ کی کون سمجھائے کہ شوہر سے  
ضد۔۔۔۔۔ نہی۔۔۔۔۔" اسکا بھی جملہ مکمل ہی نہیں ہوا تھا کہ اسکا گھومتا مکاسیدھا اسکے گال پر پڑا داد کی آنکھیں  
پھیل گئی۔

"بون۔۔۔۔۔ ی۔۔۔۔۔ !!!" اسکی صدمے سے آواز گونجی پر نور العین پر کوئی فرق نہیں پڑا وہ تو ابھی  
تک کانوں کی لو تک سرخ تھی اور کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتی مارنے کی حد تک آگئی۔۔۔۔۔  
"بے شک بیوقوف ہوں کچھ بھی ہوں اور دنیا سے کچھ سیکھنا سیکھا ہوا اتنا جان گئی ہوں کہ تم ایک گھٹیا  
بیہودہ فضول قسم سے شخص ہو۔۔۔۔۔  
تمہیں لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں۔۔۔۔۔  
کمی۔۔۔۔۔ نے ہو۔۔۔۔۔ !!! ایک نمبر کے بڑے کمی۔۔۔۔۔ نے ہو! "وہ نیچی آواز میں غرائی۔۔۔۔۔

"یہ ہوئی نابات۔۔۔۔۔ ہاہاہاہاہ

اب بھائی بھی سمجھ جائیں گے۔۔۔۔۔

میں بس ضرورت سے زیادہ معصوم ہوں اور میری بیوی ضرورت سے زیادہ بیوقوف۔ ہماری کہانی ہی یہی  
ہے۔۔۔۔۔ "وہ قہقہہ لگاتا بولا۔



"نہیں ایک اور کہانی بھی ہے جس میں تم ضرورت سے زیادہ بے حس و حسی طبیعت رکھتے ہو اور اس میں ضرورت سے زیادہ بے بس ہوں۔۔۔" وہ اسکے چہرے کو دیکھتی اس میں داؤد آلف کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتی بولی اور ایک گہرا سانس بھر گئی۔

"سچ بتاؤں تو تم اس لمحے بڑی وہ لگ رہی ہو ہا ہا۔۔۔" وہ اسے تنگ کرنے کیلئے پھر سے بولا جس پر نور چیختی تنکیہ اٹھانے کیلئے مچلی پرداد کی پکڑ میں وہ ہل بھی ناسکی بے بسی سے اسے دیکھتی رونے کی تیاری پکڑنے لگی جس پر داد کو ٹوٹ کر پیار آیا اور اس معصوم سی پری کو خود میں سمیٹ کر اسکے کان میں سرگوشی سے گویا ہوا۔۔۔

"تم کچھ بھی لگو پر تم داد کی بونی ہی رہو گی، کیوٹ سی معصوم نا سمجھ سی۔۔۔" وہ شرماکر سر ہلا گئی جس پر داد قہقہہ لگا اٹھا۔

"بونئی کو چھوڑ کر باقی سب جھوٹ تھا!!!" اسنے آنکھ دبائی اور نور کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔۔۔

"داد داد داد!!!" وہ بے بسی سے غرائی

"ہا ہا ہا تمہارا چیخنا بھی بونی ایک ساز ہے۔۔۔" ایک سرگوشی کرتے اسکے سرخ بھیکے لبوں پر انگلی رکھ دی۔۔۔

کوئی کر کے بات زمانے کی

کوئی چھیڑ کے قصہ ماضی کا  
اک راز تمہیں بتلانا ہے  
اک بات انوکھی کہنی ہے  
کوئی کہہ کے بات مذاقاً ہی  
تیری ہنسی کو قید میں رکھنا ہے

تیرے چہرے کے خزو خال بھی کچھ  
محسوس سے کرتے رہنا ہے  
تیرے کانوں میں پھر چپکے سے  
کوئی سرگوشی سی کرنی ہے  
ذرا چھو کر تیری پائل کو  
کوئی سازِ عشقم چھیڑنا ہے  
اس ہجر کو وصل کر کے پھر  
کچھ لحمے سمیٹ کے رکھنے ہیں  
کچھ دیر کو بیٹھ کے فرصت سے

اب ایک محبت کرنی ہے  
تم سے محبت کرنی ہے  
(آمنہ تحریم)



"بات سنو!!! اسنے بایک والے کے کندھے پر ہاتھ رکھا جسنے مڑ کر اسکی طرف حیرت سے دیکھا۔

"کیا ہے؟؟؟" اسنے گریک میں پوچھا

"بایک دو کام سے جانا ہے ایک!" اسنے بیزاریت سے کہتے پیچھے گاڑی کو دیکھا۔

اور اس آدمی نے غور سے لپچاتی نظروں سے اسکے سراپے کو۔

پر زیادہ تو چین چھننے والے اسکے تیکھے نقوش تھے۔

"فرام پاک؟" اسکے لانگ کوٹ میں دیکھتے وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکا کیونکہ یہاں ایسی لڑکیاں پردہ نہیں کرتی

تھی جس طرح اسنے کپڑوں کے اوپر لانگ کوٹ پہن کر کیا تھا۔

حالانکہ وہ نقوش سراپے انداز سے کوئی قاتل حسینہ لگ رہی تھی۔

"نہیں تیرے باپ کے گھر سے سالے کیوں بھیجا پکارا ہے؟ چل!!" وہ جو پہلے ہی غصے میں تھی اسے لبوں پر

زبان پھیرتے دیکھتے کر اپنا دماغ مزید گھوم گیا کہ کالر میں ہاتھ ڈال کر نیچی آواز میں غرائی۔

"کیا کہہ رہی ہو؟؟؟ اور یہ کیا بد تمیزی ہے؟؟؟" اسکی بکواس اور بدحواسی پر مسنی نے نظریں آس پاس دہرائیں

جہاں اسے وقت پر آدمیوں کے پاس پہنچنا تھا وہی اس بیوقوف آدمی کو دیکھ کر دل کر رہا تھا ٹھوک دے۔

پر پھر یہاں دس بیس منٹ فضول میں ویسٹ ہو جاتے کالز لاش اٹھانے اور مسئلہ حل کرنے میں۔

"سیکنڈ میں ضائع ہو جائے گا سالے چابی نکال اپن کا بھیجا پہلے وہ سٹھیا ہوا ایس ایس پی گرم کر چکا ہے۔۔۔"

نہیں وہ اپن کو کڈنیپ کرے گا!!" اسے یاد کر کے طیش سا آگیا۔۔

اگر اندر گاڑی میں اسکی بیٹی نامیٹھی ہوتی تو اس سوامی کی بینڈ بھجادیتی۔۔۔

"ریلیکس پاک بیوٹی آؤ میں تمہیں چھوڑ دوں!" اسنے کہتے چابی نکالی مسنی نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور

کوٹ کے اور اسے مارنے کی چاہ پر ضبط کرتی جیب سے ببل نکال کر منہ میں ڈالا۔۔۔

"بیٹھو!!!" اسے پیچھے کا اشارہ دینے لگا۔

"شادی نہیں ہوئی؟؟" وہ بانیک پر بیٹھا اور اسکے لئے پیچھے تھوڑی سی جگہ چھوڑی جس دیکھتے غبارہ پھوڑ کر

مسنی نے پوچھا

"ہوگئی ہے، طلاق بھی ہوگئی۔۔۔" اسنے بتیسی دیکھا کر کہا۔

"اتنے فاسٹ! آئی ایم ایمپیریس" وہ ابرو اچکا گئی

"بیٹھو!" اس آدمی نے بے تابی سے پھر اسے کہا

"اگر میں تمہیں ابھی مار دوں تو؟" اسے مزید پیچھے کھسکتے اسکے لئے جگہ تنگ چھوڑتے دیکھتے مسکان مسکرائی

اس بیوقوف پر۔۔۔

معلوم نہیں تھا کس سے اور کیسے بات کر رہا ہے۔۔

اسے دیکھ کر تو اندازہ لگا گئی تھی کہ اگر اسے معلوم پڑ جائے سامنے "مسی لیڈی باس" کھڑی ہے تو یقیناً اسکی

نسل اس ٹھکر سے توبہ کر جاتی۔۔



"میں تمہارے ہاتھوں مرنے کیلئے۔۔۔۔۔"

"ہاں بولوں!!" اسکی ابھی بات سچ میں ہی تھی جب مسکان کے کان میں لگے بلو تو ٹھہرے اسکے آدمی کی آواز آئی۔۔

"ڈسٹرب کیلئے معذرت لیڈی باس! آپ کا کانٹریکٹ بارہ کا تھا ابھی بارہ پانچ ہو گئے ہیں؟ وہ جلدی مچا رہا ہے!" اسنے میٹنگ میں آئے آدمیوں کی صورت حال سے آگاہی دی۔

"بات سن! اپن اسکے باپ کی ملازمہ نہیں لیڈی۔۔۔ مسکان ہے، اس سے انتظار نہیں ہو رہا تو ٹھوک دو سالے کو میں آکر فاتحہ پڑھ لوں گی!" اسکا پارہ ہائے ہو گیا غرا کر غصے سے بولتی اس آدمی کی پھیلی آنکھیں دیکھ کر بد مزہ ہوتی لیڈی باس کہتے رک گئی۔

"آریو آل رائیٹ لیڈی باس؟" اسکے آدمی پریشان ہو کر الرٹ ہوتے کھڑے ہوئے

"ہاں ٹھیک ہے بس پہنچ رہی کوئی اف کر تو اپن کو کال نہیں بلکہ تیری بندوق سے گولی نکلتی چاہیے!" کہہ کر اسکے یس سننے سے پہلے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

"ہاں بولو کہاں تھے؟؟" اسنے رخ اس آدمی کی طرف کیا جو آنکھیں پھیلائے مسکان کو دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ کک۔۔ کون ہیں؟؟؟" زرد رنگت کے ساتھ اسنے خشک لبوں پر زبان پھیریں اور حلق تر کیا

"اپن تیری بہن ہے تو بات بتا میرے ہاتھوں مرنا پسند کرے گا؟؟؟" اسکے کالر کو جکڑ کر وہ بولی اور اس آدمی کے پسینے چھوٹ گئے۔۔۔  
اسے یقین ہو گیا کسی غلط لڑکی سے پنگالے لیا ہے۔۔

"سسٹر مم۔۔۔ مجھے جانا ہے میرے بچے بب۔۔ بھوکے ہوں گے!" بانیک اسٹارٹ کرتے وہ پھڑپھڑایا۔۔

"اپن لگتا ہے تیری کھوپڑی عزیز نہیں!! اپن جو بک رہی ہے وہ تیرے بھیجے میں نہیں گھس رہا؟؟؟" اتر اور چابی دے ٹھکر کی ترسی مخلوق اپن کا دماغ پہلے سے گھوما ہوا ہے تیری کھوپڑی نا اڑا دے!" بیلٹ سے گن نکالتے اسنے اس آدمی کو اشارہ دیا جبکہ آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑ گئے تھے جنہیں وحشزدہ سا وہ آدمی دیکھتا کاپیتی ٹانگوں سے لرزتا اتر۔۔

"بچیاں ہیں؟؟؟" بانیک پر بیٹھے اسنے گن واپس بلیٹ میں لگائی اور کوٹ ٹھیک کیا۔۔

بانہیں باندھ کر زرد رنگت سے کھڑا وہ آدمی جھٹ سے سر ہلا گیا۔

"کہاں ہیں؟؟؟"

"اپنی ماں کے پاس۔" اسنے شرمندگی سے جواب دیا اور سر جھکا دیا۔۔

"اس بے غیرتی کو چھوڑ کر جاؤ اپنی بیٹیوں کے پاس، اس سے پہلے وہ کل کو اپن جیسی بن جائیں! بانیگ تجھے صبح یہی سے طمل جائے گی اب شکل دفع کر!" ہیلیمٹ پہنتے اسنے بانیگ اسٹارٹ کی وہ اجازت ملتے خوفزدہ سا مسکان کو دیکھتا پیچھے ہوا جب ہی وہ بانیگ کو ریس دیتی اسکی آنکھوں میں دیکھ قہقہہ لگاتی وہاں سے نکلی۔۔۔

"سالا چوزہ۔۔۔!!" پیچھے وہ صرف اسکا قہقہہ اور پیٹھ پر لہراتے سنہری بال ہی دیکھتا رہ گیا۔۔۔

"کیا تھی۔۔۔ شکر بچ گیا!! ڈینجرس گرل!!!" وہ اپنے ماتھے سے پسینہ صاف کرتا وہاں سے بھاگا جبکہ آنکھوں کے سامنے تو صرف اسکی خونخوار آنکھیں اور وہ ہاتھ میں موجود گن گھوم رہی تھی۔

مہوش علی

"یہ پاک بیوٹی نہیں ڈینجرس بیوٹی تھی!"۔۔۔۔۔

"بٹ ہوزاز سوامی؟" وہ ٹھٹھک کر رک گیا کہ کس بیچارے کی موت آئی ہوگی اسکے ہاتھوں؟



"ایوری تھنگ از اوکے بابا؟" وہ ابھی موبائل کو گھور رہا تھا جب پیچھے سے فیری کی آواز آئی۔

"جی بیٹا بس آپکے چاچو کا دماغ خراب ہو گا ہے" گاڑی اسٹارٹ کرتے بھنا کر کہا۔۔

"ایک تو ان ترقی یافتہ ملکوں کی یہی بیماری ہے کہ رات سونے کیلئے کم اور بھاگنے کیلئے زیادہ استعمال کرتے ہیں"

وہ چڑ گیا تھا ٹریفک سے اور چڑتا بھی کیوں نا اتنی ٹریفک اوپر سے داد کی بے وجہ بکواس۔۔۔

"اور آپکی بڑی بیماری یہ ہے بابا کہ آپکو غَس میں آس پاس سب سے توجہ ہٹا دیتے ہیں! بس ایک ہی جگہ فوکس دیتے ہیں نیورمانڈیٹ یہ ایک قسم کی تباہی ہے جواب آپکو معلوم ہوگی!" وہ نرم مسکراہٹ کے ساتھ بولی

برہان نے ٹھٹھک کر گردن گھماتے اسے دیکھا

"پلیز سامنے فوکس کریں یہ پاک نہیں!!" اسنے پھر طنز کیا

"محترمہ آپنے کچھ فرمایا؟؟؟" برہان نے حیرت سے اپنی فیری سے شاکیڈ میں ابرو اچکا کر پوچھا۔

"محترم آپ مہربانی کر کے آس پاس پر توجہ فرمائیں!" اسکی بات سنتے برہان نے الجھ کر اسے دیکھا اور اسکی آنکھوں کے اشارے پر دائیں بائیں نہارا

اقر پھر مسکرا کر فیری کو دیکھا۔۔۔

"آپ پلیز یہ ٹھنڈا پانی پی لیں!!" اسنے بوتل اٹھا کر اسکی سمیت بڑھائی

"شکریہ محترمہ!!" اسنے ڈرائیونگ کے دوران ہاتھ پیچھے کر کے تھام کر لبوں سے لگائی اور دوسرے ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالا۔۔۔۔



دفعاً اسکی آنکھیں پھیلی۔۔۔ یک بیک اسے زوردار اچھو لگا کہ گاڑی الٹ ہوتے ہوتے پچی۔۔۔

"اللہ خیر۔۔۔!!" فیری نے فوراً گاڑی کو تھاما۔۔۔

بوتل کو پھینکتے ہی اسنے گاڑی سائیڈ لگائی جبکہ سارے لوگ حیرت سے اس گاڑی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

"یہاں کا بھوج کہاں گیا؟؟؟" وہ تقریباً غرایا

"آپ سے سنبھالا نہیں گیا تو۔۔۔۔!!" وہ دوسری بوتل نکال کر منہ سے لگاتی بولی اور کندھے اچکا گئی۔۔۔ "تو چلی گئی!!!"

"تم میں اتنا صبر کہاں سے آگیا؟؟؟ اور تمنے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ اسے ہوش کب آیا؟ وہ یہاں سے نکلی کب اور گئی کہاں؟؟؟" وہ پورا اسکی سمیت پلٹ کر شاؤڈر بول رہا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ ہو کیا رہا ہے

ابھی تو بس صرف لینے گیا تھا تب ہی زندگی اتنی اتھل پتھل سی ہو گئی جب وہ پوری زندگی میں آئی گی تو اسکا کیا حال ہوگا؟؟؟

"آپکی بیوی بے آپ جانے!!"

مجھے تو اپنا ہی غم ہے ماما آتی ہے بابا جاتے ہیں بابا آتی ہے تو ماما جاتی ہے! پتق نہیں یہ دونوں پیس ساتھ کب ملیں گے؟" وہ بیزاریت دکھ سے بڑبڑائی

"کیا مطلب؟؟؟" زنگی تو ویسے ہی اس عورت نے الٹی کر دی تھی اب تو کچھ سمجھ بھی نہیں آرہا تھا

"مطلب یہ کہ مجھے پیرنٹس ساتھ کب ملیں گے؟؟" اسکی بات سن کر برہان کی سانس میں سانس آئی

"اوہ شکر!! میں سمجھا تم پیس بولی ہو" اسنے شکر خدا کا ادا کیا۔۔۔ (پیس مطلب وہ چڑیل! اللہ معاف کرے میری فیری معصوم ہے اس چڑیل جیسی نہیں۔ کہاں چڑیل کہاں فیری)

"وہ کہاں گئی ہوگی کوئی اندازہ ہے؟ اور یہ بیگ کیوں اوپن کیا ہے؟" اسنے کھلے بیگ کو دیکھتے نہایت پریشانی کے عالم میں فرنٹ خالی سیٹ کو دیکھا۔

"کاش میں اسے باندھ کر رکھتا!"

"نہیں کوئی اندازہ نہیں!! اور یہ بیگ!!! آں ہاں یہ تو گن کی ضرورت پڑ سکتی تھی اسلئے ساتھ لائی تھی، اور

ابھی آپکی چاچو سے گفتگو کے دوران انہیں ضرورت پڑی تو دے دی۔۔۔" وہ مسکان کے ساتھ بولی برہان نے صدمے کی حالت میں اسکی بات سنتے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔

"تمنے اسے گن دی؟؟؟" اسکی آواز حلق میں پھنس گئی

ایسے لگا جیسے دور کہیں کھائی سے آئی ہو۔۔۔" تم اپنے ساتھ گن لائی تھی ف—یری؟؟؟"

"یہ سب کیا ہے؟؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا، مجھے لگ رہا ہے جیسے ساری دنیا میرے خلاف ہو گئی ہے۔۔۔  
اور یہ داد کو اتنی رات مجھ میں یہ فضول باتیں کرنے کیلئے ٹائم ملا تھا جبکہ اسکے پہلو میں۔۔۔" وہ سارا ماجرہ سمجھتا  
ہوا بھڑک اٹھا۔

"شکر بابا آپ نے بھی کچھ دماغ تو استعمال کیا ورنہ ماما کو دیکھ کر تو آپ ماموں کی طرح دماغ سے عاری ہو جاتے  
ہیں" فیری نے منہ بناتے طنز کا تیر پھیکا برہان بلبلا اٹھا۔ "فیری!!!"

"بابا ساری دنیا آپکے خلاف ہو سکتی ہے بٹ یہ آپکی فیری نہیں! ایم پور بیٹی ڈونٹ وری" اسنے آنکھیں پٹیائیں  
برہان ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے کس پر یقین کرے اسکے معصوم چہرے پر یہاں اسکے الفاظ پر۔۔۔  
اگر یہ اسکی بیوی جیسی غنڈی ہوئی تو معصومیت سے ہی دہشتگردی مچا دے گی۔۔۔۔  
"استغفر اللہ" وہ سوچ کر جھڑ جھڑی لے اٹھا

"گن کے پیپر ز ہیں تمہارے پاس؟؟" وہ باہر نکلتا ہوا باہر کا ٹھنڈا موسم دیکھتا لب بھینچ کر اس ظالم پر فیری کا  
ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا اور اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے اسے اٹھا کر گاڑی کی چھت پر بٹھاتے سوال پوچھا۔

"اپس!! میں تو وہ بھول گئی گھر۔" اسنے سر پر ہاتھ مارا

"کیا مطل۔۔۔؟؟؟" وہ شکد ہو نقوں کی طرح اسکا چہرہ دیکھنے لگا  
"کیا مطلب بابا پولیس والے کی بیٹی ہوں، گن لائنسنس گھر پڑے ہیں منگوا لیتے ہیں سمپل! اب اس سے تو  
زیادہ پہنچ ہے ہماری۔" وہ ناک سکور کر بولی

برہان کا دل کیا اپنا سر پکڑ کر پیچ سڑک پر بیٹھ جائے

اس عورت نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔ اسکی معصوم بیٹی جو گولیوں کی آواز سے زندگی اور موت کی جنگ  
بچ آگئی تھی آج بغیر لائنسنس کے گن اپنے پاس رکھ کر ایسی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ بلکہ گن لیے ایئر پورٹ چل  
رہی تھی۔۔۔

موش علی

"پر پیٹا یہ ہمارا ملک نہیں! ناہی تمہارے ابا یونان کے ایس ایس پی ہیں" اسنے چبا چبا کر کہا

فیری جو غبارے بنا رہی تھی اپنے باپ کو دیکھنے لگی

"بس اتنی سی بات! بابا کا نا صحیح ماں کا راج ہے دنیا پر بی بریو بابا اپن کی ماں باس ہے دنیا کی۔۔

انکی ہمت جو اپن کو ہاتھ لگائیں وہ بھی ہماری ماما کے سامنے۔

بائے داوے اب کیا کریں گے کوئی آئیڈیا ہے" وہ اگمور کر کے بولی برہان اسے دیکھتا رہ گیا۔۔

کچھ ناسوجھتے اسنے موبائل نکال کر داد کو کال ملائی پردوسری طرف نمبر آف دیکھ کر اسکا دماغ گرم ہو گیا۔۔

"شٹ!!! موبائل جیب میں رکھے وہ غصے سے گاڑی کے پاس چکر کاٹنے لگا۔



"کوئی اندازہ ہے وہ آج کہاں جانے والی تھی؟ اور کب تک لوٹے گی؟؟؟" وہ پھر اسکے سامنے آیا جس پر فیری نے اسکی اضطرابی حالت کا اندازہ لگاتے بہت مشکل سے سکراہٹ روکی۔

"آپ ماما کو کیوں چھوڑ کر گئے؟؟؟" اسکی تو توقع کے خلاف جواب پر برہان نے گھور کر دیکھا جس پر فیری آنکھیں پٹپٹا کر ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر انہیں دیکھنے لگی

"مجرم محافظ کبھی ایک نہیں ہو سکتے!" ناچاہتے ہوئے بھی اسے یہ کہنا پڑا  
حالانکہ وہ کچھ دوسرا بول سکتا تھا پر اسنے ہمیشہ اپنی بیٹی سے سچ بولا تھا جو اس وقت بھی بول دیا۔

"پھر لوٹ کر کیوں آئے؟؟؟" اسے جیسے معلوم تھا اپنے باپ کا جواب جو وہ پہلے ہی سوال تیار کیے بیٹھی تھی  
فوراً اسے بول اٹھی

اور برہان کو اندازہ ہو گیا تھا اسکی فیری بڑی اور سمجھدار ہو چکی ہے

"بیٹا یہ آپکو تب سمجھ آئے گی جب آپکے ہاتھوں میں مہندی لگے گی!" برہان نے کہتے اسکی ہتھیلیوں پر بوسہ دیا

جبکہ فیری نے سن کر ابرو اچکایا

"مہندی کیوں لگے گی؟" اسنے آنکھیں سکیڑ کر پوچھا

اس وقت وہ برہان کو عارب کی کاپی لگی

اسکے تسلسل سے ہو ک سی اٹھی کہ اسکی بیٹی کو پوری طرح قبضے میں لے چکے ہیں۔

(کوئی بات نہیں برائی جلدی پھیلتی ہے) سوچ کر اسنے خود کو حوصلہ دیا کہ وہ اپنی بیٹی کو سنبھال لے گا

"کیونکہ پھر آپکی شادی ہو گئی، اور تب اس محبت کے مفہوم سے آپ واقف ہوں گی" وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اسے سارے بندھن توڑ کر بے حس کی محبت کھینچ لائی جسے ذرا احساس نہیں تھا اسکے جذبات کا کہ بیچ میں ہی دھوکے سے بھاگ گئی

"اقر مہندی میں کیوں لگاؤں گی بابا؟ مہندی تو وہ لگائے گا ناجو مجھ سے شادی کرے گا" وہ منہ بنا کر بولی کہ برہان اسکا چہرہ اکتارہ گیا۔

"بیٹی تو پتا نہیں کس معصوم برہان کو تباہ کرنے والی ہے؟" اسکے دل سے آواز آئی  
"ہاں جیسے تمہاری ماں نے میری زندگی رنگین کی ہوئی ہے۔ صحیح جا رہی ہو جاری رکھو۔"  
وہ جل کر بولا اور دور ہو کر کچھ سوچنے لگا، اسے اپنی زندگی بلیک اینڈ وائٹ لگ رہی تھی۔  
وقت گزر رہا تھا اسے ایک ہوٹل میں اسٹے کرنا تھا اور کچھ ریسٹ کے بعد چھ بجے انکی فلائٹ تھی۔۔۔

"مطلب وہ بیہوش بھی ہوئی تھی یا نائٹ سے پڑی تھی؟" اسکے دماغ کے پردوں میں کی گئی اپنی وہ بے باکیاں لہرائی جن میں اگر وہ ہوش میں ہوتی تو اسکے دماغ کا بلب بلیک کر دیتی۔۔۔  
"ایک بار کیا چل کر آئی، اب اتنا تڑپا رہی ہے ظالم بھوتنی چڑیل ڈائن کہیں کی۔  
سارے مل کر مجھ سے کھیل رہے ہیں۔۔۔" سوچ کر وہ مٹھیاں بھینچ گیا

"تمہیں کہاں جانا ہے ماما کے پاس یا میرے؟ کس کے ساتھ ہو؟" چل کر فیری کے پاس آیا اور اس سے پوچھا

"اپن آئی مین کہ مجھے کہاں جانا ہے میں تو آپ کے ساتھ ہوں بابا۔" اسنے کھسک کر اپنی بانہوں کا ہار برہان کے گلے میں ڈالا جس پر وہ مسکرا کر اسے خود میں سمیٹ گیا۔

"میری فیری۔۔" اسنے سینے سے لگاتے اسکا ماتھا چوما۔۔

وہ نہال ہو گیا اسکے اظہار محبت پر ورنہ اسکے بس میں نہیں تھا کہ ابھی اس میسنی عورت کا کچھ کر دیتا وہ اتنی آسانی سے اسکے پاس سے نکل گئی، اور اسکا بھائی اس وقت کال کر کے اسے بیوقوف بناتا مرنے کی باتیں کر رہا تھا مطلب کہ ایک غنڈی کا ساتھ دے رہا تھا۔۔

مہوش علی

"ایسا نہیں کہ بھائی کے بچوں کا بھی سوچ لے جو کب سے پینڈنگ لسٹ میں پڑے ہیں، خود کمینہ چھوٹا ہو کر بیوی کے پاس پڑا ہے ایک میں اتنی سردرات میں بیوی کو کڈنیپ کرنے آیا تھا وہ الٹا مجھے چونا لگا کر نکل گئی۔ اسے بھی شرم نہیں آیا کہ ایک پیکٹ سے کیا ہو گا ہے، مزید چند پیکٹ ہونے چاہیے پر اس بیوقوف بے عقل عورت کو شرم نام کی گولی کھلائی گئی ہو تو اسے میرا خیال آئے۔"

وہ سوچ سوچ کر دل کی بھڑاس نکال رہا تھا اندر ہی اندر۔۔

"پتا نہیں بوڑھی ہونے تک کتنے خون کرے گی۔" افسوس سے بڑبڑا کر اسنے فیری کو گاڑی میں بیٹھایا اور اسے سیٹ بیلٹ باندھ کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔

"میری رائے مطابق لیڈی باس بوڑھی نہیں ہوتی البتہ وقت سے پہلے اپنے شوہر کو بوڑھا کر دیتی ہے۔" فیری نے اسکی بڑبڑاہٹ سن کر بتایا اور برہان دکھ سے اس کڑوے سچ کا زہریلا گھونٹ بھر کر رہ گیا

"ڈنٹ وری بیٹا پولیس کی غنڈہ گردی ابھی دیکھی نہیں! ہم بھی وقت سے پہلے مائی لیڈی کو بوڑھا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔۔" قہقہہ لگا کر اسنے مسکان کو سوچتے کہا

"اتنی دوریاں بڑھا کر پتا نہیں کیسے جی لیتی ہے۔" وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا تبھی بازو میں چھن سی محسوس ہوئی

"دیکھ لی ہے غنڈہ گردی۔۔" پیچھے فیری نے جتانے اسکے بازو کو دیکھتے کہا۔۔

جس پر برہان نے سوچوں سے نکل کر چونکتے اسے دیکھا اور اسکا طنز سمجھ کر بھاری دلفریب قہقہہ لگا اٹھا۔

وہ اسے پیاری کیوٹ بھی لگ رہی تھی تو کچھ سڑو سنجیدہ بھی۔۔۔

اسکے ساتھ مکس پلے کر رہی تھی اور وہ خوب انجوائے بھی کر رہا تھا۔

اگر اسے عقل ہوتا تو اتنا ہی سمجھ لیتی کہ وہ اسکا باپ ہے اور اس عورت کا شوہر۔۔۔

سب سے بڑا رتبہ رکھتا ہے تو بھلا کیسے وہ اسے چونا لگا سکتی تھی۔

وہ ٹھہر گیا اور خاموش ہو گیا تھا۔

دوسری طرف اسے ہنستے دیکھ کر فیری نے گہرا سانس بھرا۔



"وہ وہاں پتا نہیں کتنے ٹپکار ہی ہو گی اور یہاں یہ صاحب ہنس رہے ہیں!

میں کیوں پاگل ہو رہی ہوں اس مینٹل کپل کے پیچھے جو پاس آ کر پھر دور، پھر پاس آ کر پھر دور۔۔۔" اس نے جل  
بھن کر سوچا اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی وہاں گذرتے خوشحال کپل کو دیکھتے اپنے باپ کو دیکھا جو اکیلا بیٹھا  
ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا جا کر اپنی غنڈی ماں کو اٹھا کر آتی اور اپنے باپ کے پاس والی سیٹ پر بیٹھا کر انکا پیپی  
کپل ہو جائے۔

"پر پتا نہیں وہ سائیکو بیکٹ کب سدھرے گا۔" سر نفی میں ہلا کر وہ خاموشی سے کانوں میں ہینڈ فری لگا کر بیٹھ  
گئی اور باہر کے نظاروں سے پرہیز کر لیا کہ کہیں اسکا میسٹر شاٹ نا ہو جائے اور یہاں سے ہی انہیں گالیاں دینا  
شروع کر دے۔۔

حالانکہ اسے اپنے باپ کو مطمئن رکھنا تھا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ رہ کر بھی معصوم ہے اس پر اسکی ماں کا اثر  
نہیں ہوا۔۔

پر معلوم نہیں اس میں وہ کامیاب ہوئی بھی تھی کہ نا۔۔

"بابا آپ خوش ہیں ماما کے جانے پر؟؟ آپ کچھ کر کیوں نہیں رہے؟" اسکے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تب بھڑک  
اٹھی

ڈرائیونگ کرتے برہان نے چونک کر اسے دیکھا تو جس پر فیری فور آنر می سے مسکرا دی

"بیٹا بابا کیا کر سکتے ہیں جب وہ چڑیل خود ہی بابا کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی! بس بابا اس میں خوش ہیں کہ بابا کو اپنی فیری مل گئی اب بابا کو کچھ نہیں چاہیے!" اس نے مسکرا کر محبت کا اظہار کرتے فیری کو ششدر کر دیا کہ وہ اپنے چھوٹے سے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ گئی۔۔۔

"صحیح!! بہت خوب!! جیسا آپ دونوں کو بہتر لگے!" اسکی بات پر برہان کو جھٹکا لگا اور اسنے مر ر مین دیکھا جہاں وہ واپس کانوں میں ہینڈ فری ٹھونس رہی تھی۔۔۔

"بہت خوب !!!" وہ بڑبڑایا جب اس جملے کے ساتھ اسکی آنکھوں میں عالم کاروپ لہرایا وہ لب بھیج کر پھر سے اپنی بیٹی کو دیکھنے لگا۔

”بس رہی تھی ایک اس فراڈی داد کی کمی جو اسکی معصومیت نے پوری کر دی۔۔۔

بس وہ سمجھ گیا تھا آنے والے وقت میں انکے ماں باپ آرہے ہیں ناکہ انکی اولادیں۔“ وہ سعیر کے بیٹے پھر اپنی

اس نانی کو دیکھتا سوچتے رہ گیا۔۔۔۔۔

پر اس وقت اسے اپنا سوچنا تھا۔۔۔۔۔

”میں کتنا یتیم ہوں۔۔۔۔۔“



"سروہ ہمارے پوائنٹ پر ہے آپ حکم کریں۔" اسکے کان میں لگے بلوٹو تھ سے آواز گونجی۔۔

"نہیں۔۔!" وہ سرد لہجے میں جواب دیتاڑے اٹھائے روم کی طرف بڑھا۔

دشمن کو نشانے میں لیے کھڑے اسکے آدمی چونک گئے۔۔

"سروہ نشانہ فلیٹ۔۔۔"

"آگے ایک لفظ نہیں!"

ورنہ اسکی جگہ، تمہیں شہادت کا لقب ملے گا!" وہ بغیر تاثر کے آہستہ سے بولاتا کہ اسکی شہزادی کی نیند نا خراب

ہو۔۔۔

پروہ تو صرف اس سے خوف کھاتے و حشر دہ سے ہو جاتے تھے۔

انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ کس روپ میں زیادہ خطرناک ہے نرم میں یا حیوانیت میں۔۔

نرمی برتے جانے پروہ ہر احساس تاثر سے عاری ہو جاتا ہے۔

اور غصے میں وہ صرف اپنے خنجر پر لکھے نام کو خون آلودہ کر دیتا تھا۔۔

اسکے دونوں روپ جان لیوا و حشتناک تھے تھے۔۔

سر جھٹکتے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اسنے بیڈ پر سوئی ہوئی اپنی شہزادی کو دیکھا۔۔

پتا نہیں اسکے لمس میں کون سا احساس تھا کہ وہ پناہوں میں آتے ہی گہری نیند کی وادیوں میں اتر جاتی جیسے

برسوں کی جاگی ہوئی ہو۔۔

ایسا کون سا احساس اسے جکڑ لیتا تھا کہ وہ یوں کھو جاتی تھی بغیر اسے محسوس کیے۔۔

اور آنکھ کھلتے ہیں اسے ایک خواب سمجھ لیتی۔۔

"یہ اچھا نہیں!!" وہ پاس بیٹھتا اسکے چہرے سے بالوں کی لٹوں کو پیچھے کرتا سرگوشی میں بولا اور اسکی مدھم سی سانسوں کو دیکھنے لگا۔

"تمہارے یہ بڑے ناخوں، کپڑوں کی چینجنگ، الفاظوں کی ہیر پھیر، آنسوؤں کا بغیر اجازت آنا، میرے بغیر اجالا نادیکھنا۔۔۔

یہ سب اچھا نہیں۔۔۔

خاص کر کے کسی اور کی پسند کے کپڑے پہننا یہ بالکل اچھا نہیں۔۔۔" وہ اسکے بڑے ہوئے ناخوں وجود پر ناسٹی دیکھتا بے تاثر لہجے میں کہہ کر متبسم ہوا۔

"تم آزاد تھی، جب تک میں دور تھا۔ تم بھاگ سکتی تھی، جب تک میں نہیں تھا۔ تمہیں جانا تھا، جب میں تھا۔ اب تم قید ہو، کیونکہ میں واپس آیا ہوں۔۔۔

اب تمہاری آزادی ختم کیونکہ میں تمہاری سانسوں کے قریب ہوں۔۔۔۔۔" وہ اسکے اطراف میں ہاتھ تکیے پر رکھے آنکھیں موند کر اسکی گردن کے قریب فاصلہ رکھے سرگوشی میں کہتا اسکی خوشبو سانسوں کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔

"جب جب پیاس لگی ہے تب تب تمہاری سانسوں کی کمی محسوس ہوئی ہے۔۔۔" اسکے کان پر لب رکھتے وہ بولا۔۔۔

جس پر حورالعین کسمائی اور وہ اسکی ناک کے قریب ناک رکھ کر گہرا سانس لیتا اسکی خوشبو پا کر جیسے پاگل سا ہونے لگا تھا۔

کہ اسکی آنکھوں پر بندھی سفید پٹی کو دیکھتے اسنے تکیے کو مٹھی میں بھینچا۔۔۔



اور وہ دور ہوا اسے اسکے وجود کو پر اسرار سادہ بیکھتا مسکرایا۔

حورالین خود پر گرم سانسیں محسوس کرتی گھبرا کر نیند میں اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی پر کچھ نا محسوس کرتی کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔

سعیر نے متبسم نظروں سے اسکی پشت پر بکھرے بال دیکھے۔۔۔

"میرا معصوم بچہ۔۔۔" اسکی ادائیں اسکے نخرے اسکی ضد کو یاد کر کے جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

اسکی نازک کمر پر انگلیاں رکھتے اسکی پشت کو کھسکا کر اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

"عالم۔۔۔!!" وہ غنودگی کے زیر اثر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی سسکی۔۔۔

"آجائیں اب۔۔۔! مجھے آپکی بہت ضرورت ہے۔۔۔" وہ بڑبڑائی۔۔۔

کہنی کے بل پڑے عالم نے مسکراتے دیکھا۔۔۔

"مجھے اب کوئی شک نہیں کہ تم صرف میری ہو! اور کسی کی نہیں!!!"

یہاں اس جگہ رکھ کر تمنے جس طرح صرف عالم کو یاد کیا ہے وہی ہے تمہاری محبت تمہاری ضرورت۔۔۔

"My baby you're Aalam addict"

اب تو دور جانے کا شوق ختم ہو گیا ہوگا!" اسنے جھک کر کان میں سرگوشی سے کہتے اسکے شانے پر لب رکھے۔۔۔

وہ ہوش آتے پھڑپھڑائی "عالم۔۔۔۔۔" پچل کر اسنے ایک دم سے اسے چھو ناچاہا کہ اسی وقت وہ اسکے پاس سے

دور ہوا اور فاصلہ قائم کرتے اسے وجود کے اینگ اینگ میں تڑپ دیکھ کر مسکراتا چلتا ہوا بے بی کاٹ کے پاس

آیا۔

جہاں وہ اسکا بیٹا بھوری آنکھیں گن پر ٹکائے خاموش پڑا تھا۔

سعیر کو اسکی خاموشی پسند آئی۔۔۔

"تم کافی سمجھدار ہو۔۔۔"

مجھے ایسے ہی لوگ پسند ہیں جو ایک ہی بار میں سمجھ جائیں۔ اور اگر تم ایسے ہی رہے، میری بیوی سے دور تو میں سعیر عالم بتا رہا ہوں کہ تم کافی ترقی کرو گے اور اپنے باپ کی محبت پاؤ گے۔" اسکی پھولی گال تھپتھپا کر وہ بولا جس پر وہ ہاتھ پاؤں مارتا مسکرایا۔۔۔

اسکی پھولی گالوں میں نمودار ہوتے ڈمپلز دیکھ کر سعیر کے لبوں سے مسکراہٹ گم تو وجود میں زہر سا پھیل گیا "مجھے امید ہے یہ تم بری نیت سے نہیں مسکرا رہے۔۔۔" وہ بے بی کاٹ کے دونوں اطراف ہاتھ رکھتے وہ اس پر جھک کر سرگوشی میں بولا جس پر اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"میں تمہیں وارن کر رہا ہوں میں تمہارے چہرے کی سرجری کرواؤں گا۔۔۔"

مجھ سے نہیں برداشت ہوتا تمہارا مسکرانا۔ (میں جیلز ہو رہا ہوں پر تمہیں بتاؤں گا نہیں) "وہ غصے پہ ضبط کرتے سرد لہجے میں اس معصوم چار ماہ کے بچے سے کہہ رہا تھا۔

جس کی مسکراہٹ سعیر عالم کی سرخ رنگت دیکھ کر مزید گہری ہوتی جا رہی تھی اور سعیر سے خود پر ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

اسے لگا وہ پاگل ہو جائے گا وہ اتنا سا بچہ اسے جیلز کروا رہا تھا۔۔۔

"تمنے ابھی اپنے باپ کو پہچانا نہیں۔۔۔"

تمہیں معلوم ہے کس سے پنگے لے رہے ہو؟؟

سعیر عالم ہوں۔ دنیا بیسٹ کہتی ہے۔

انڈر ورلڈ کا ڈان ہوں اور تمہاری ماما کو لگتا ہے میں بیسٹ ہوں اور لوگوں کو صرف تھپڑ مارتا ہوں  
پر تمہاری غلط فہمی دور کردوں میں تھپڑ نہیں گلا کاٹتا ہوں، اور یہاں جو پھڑ پھڑاتا خون سے لتھڑا ہے نا۔۔"  
اسنے اسکے سینے پر انگلی رکھی۔

وہ بچہ مسکراتا ریلیکس سے پڑا اسکی سن رہا تھا۔۔

سعیر کے انگلی سینے پر اسکی نظریں انگلی پر گئی اور وہاں سے ہوتی سعیر کی بھوری آنکھوں پر ٹک گئی۔۔

"اس دل کو نکال کر مٹھی میں مسل دیتا ہوں۔۔

تم کل کے انڈے سے نکلے چوزے مجھے نہیں جانتے، ہزاروں پھڑ پھڑاتے دل اس مٹھی میں مسلے ہیں، کتنوں  
کی آنکھیں نوچی ہیں۔" وہ آہستہ آہستہ اسے بتا رہا تھا کہ کہیں یہ الفاظ حور کے کانوں میں ناچلے جائیں۔

وہ چھوٹا بچہ اسے دیکھتا اسکی باتوں کو سیریس لیے بغیر مسلسل مسکراتا رہا تھا کہ اب سعیر کا دل کیا اسے پتھر مارے  
پر وہ بہت چھوٹا تھا ایسا ناہولینے کے دینے پڑ جائیں۔

وہیں وہ فتنہ مسکرا کر اسے دیکھتا سوچ رہا تھا کہ

"کہ تو اگر سب کا باپ ہے تو یہاں میں تیرا باپ ہوں۔ اگر تمنے ساری دنیا پر وحشت طاری کی ہے تو میری  
دیکھ لو ایک بیسٹ کو اتنا بے سکون کر دیا ہے کہ اسے اپنا آپ بیان کرنا پڑ رہا ہے۔ کیا یہ کم ہے اسکے لئے کہ وہ

بچہ نہیں سب کا باپ ہے۔

اور مجھے جتنا ڈرانا ہے ڈرالے کیونکہ ابھی میں چار ماہ کو ہوں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی ہو اس۔"

وہ کہنا چاہتا تھا پر وہ چار ماہ کا تھا جسے اسکی باتیں سمجھ آنا دور معنی معلوم کرنا مشکل تھا پھر بھی وہ فطرتاً مسکراتا رہا تھا  
اور سوچیں دور تک تھیں۔۔

"میری بیوی کا خیال رکھنا، یہ گن تمہارے کھیلنے کیلئے نہیں لٹکائی ہے، میں ایک کتے کو ٹپکانے جا رہا ہوں، اگر کوئی گھسے گھر میں تو اڑا دینا۔۔۔"

یاد رہے میری بیوی کی نیند خراب نہیں ہونی چاہیے اور نا ہی تمہارا لاؤڈ اسپیکر یہاں چلے۔ "وہ اسے سمجھاتا سیدھا کھڑا ہوا۔۔۔"

وہ چھوٹا بچہ تو خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا کہ

یہ میرا سچ میں باپ ہے؟

کیا باپ ایسے ہوتے ہیں؟

اگر یہ زندہ ہے تو میرا مر اہو باپ کہاں گیا؟

اور یہ مرتا کیوں نہیں؟ سب تو یہاں اسکا سوگ منا رہے تھے یہ زندہ کیسے ہو کر آیا؟

اور کیا اسکا آنا ضروری تھا؟

اسکا دل کر رہا تھا ابھی اسکے سامنے اس سے بڑا ہو کر کھڑا ہو جائے اور اسے ڈرائے۔۔۔

پر کیا وہ ڈرتا؟ یہ اسکی ماں پر قبضہ نہیں کر سکتا۔۔۔

یہ میرا باپ کیسے ہو واجب میں اسے اپنا باپ مانتا نہیں!

میرا باپ تو تب ہو گا جب یہ قبر میں پایا جائے گا!

سعیر ایک نظر اسکی بھوری خود پر ٹکی آنکھوں کو دیکھتا ہنسا۔۔۔

"صدمہ لگ گیا میرے شہزادے کو؟

لیکن ایک سچ بتا دوں تمہیں۔ میرے اور میری شہزادی عین کے بیچ میں تمہاری ویلیو صرف ایک فتنے جتنی

ہے۔۔۔



تمہیں فتنہ نام اسلئے دیا ہے کہ وہ تمہیں فتنہ بلائے اور میرے دل میں سکون پڑے۔۔  
یونو میں دور کی سوچتا ہوں اور اب تم ایک فتنے ہو! ہم دونوں کے بیچ کے فتنے "وہ کہہ کر ہنسا اور جھک کر محبت  
بھرا بوسہ دیا۔

"میرا چھوٹا فتنہ"۔۔۔ اسنے فتنے پر کافی زور دیا اور ایک جتنا ہی نظر ڈال کر روم ڈور بند کیے وہاں سے نکلا۔

"آیا بڑا مجھے جیلس کروانے۔۔" سعیر روم پر نظر ڈالتا ہوا ہنسا اور سر جھٹکا۔۔  
"میری بیوی کے ڈمپل لیکر یہ بندہ مجھ پر جتنا کیا چاہتا تھا کہ اسکے پاس اسکی بیوی کے ڈمپل ہیں۔۔۔" دل کی  
جلن سے اسکا برا حال تھا معلوم نہیں ہو رہا تھا نا ہی سمجھ پا رہا تھا کیا کرے۔۔۔  
"لوگوں کو معصوم بچے ملتے ہیں مجھے تو شروع میں ہی کوئی الگ ہی نمونہ ملا ہے۔۔  
اتنی سی عمر میں یہ حال ہیں۔۔  
مجھے عین کو اپنی طرف کرنا پڑے گا یہ بندہ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا نا ہی اسکی نیت صحیح ہے" اسنے بڑبڑاتے باہر  
قدم لیے ارادہ اٹل کر لیا۔

"ایک تو میری اسکی بیچ پر ابلمز ختم نہیں ہوتی۔۔۔

پہلے پریشانی تھی اسکے جانے کی۔۔۔

پراسکے "Aalam addict" ہونے اب یہ فتنہ بیچ میں آگیا ہے۔۔۔"

اسکے گیٹ کے قریب قدم رکھتے پورے ایریا میں لائٹ بند ہو گئی۔۔

وہ اندھیرا دیکھتے مسکرایا۔

اور اوپر سیاہ آسمان کو دیکھا۔۔

"تیرے بندے بڑے نادان ہیں گناہ کر کے ایسے بھول جاتے ہیں جیسے انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں۔

اور تو بڑا رحمن ہے معاف ایسے کر دیتا ہے جیسے تو نے دیکھا ہی نہیں۔

اور وہ بڑے ذلیل ہیں کہ پھر سے اسی گند میں منہ مارتے ہیں جسے تو پہلے معاف کر چکا ہوتا ہے"

وہ لمبا چوڑا پھیلا وسیع جسامت رکھنے والا بندہ پر اسرار سا مسکراتا ہوا ہوا بیلٹ میں لگے خنجر پر اپنی انگلیاں ٹکانے لگا۔۔

اور وہ خنجر ہزاروں کے ٹکڑے کرنے والا اپنے مالک کا لمس محسوس کرتا سمجھ گیا ہو گا کہ اسے اب کیا کرنا ہے۔۔

شیطان اتھل پڑے تھے صرف سعیر سے اسکا خنجر دور کرنے، پر نتیجہ کیا ہوا اس خنجر سے ہی انکے ٹکڑے ہو گئے۔۔

وہ بھوری چمکتی سرد نظریں سامنے بلڈنگ کے ٹاپ فلور پر ٹکائے خنجر پر بنے "سعیر عالم" پر اپنی زبان کی نوک گھمانے لگا۔۔

فلسطین کی سرزمین پر قابض اسرائیل کے دہشتگردوں سے ہوئی جنگ کے بعد جہاں کئی حیوانوں کی نظر میں سعیر کا وجود آیا تھا وہیں اسکے دشمن میں اضافہ ہو گیا تھا۔

زرکان اور بلیک کنگ کی موت کے بعد وہاں سے کئی حیوان اس ڈر سے جاگے تھے کہ کہیں ان دونوں کے بعد انکی تو باری نہیں؟

اس خوف و ہراس میں انہوں نے بیسٹ کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو آج تک انکی جدوجہد جاری ہے۔  
اسکی گمشدگی کے بعد وہ بیسٹ کی فیملی کے پیچھے پڑے تھے۔  
پر وہاں انہیں لیڈی باس سے ناکامی کھانی پڑی۔

پر بیسٹ کی واپسی پر جہاں انڈر ورلڈ میں ہلچل مچ اٹھی تھی وہیں شاید ہی کہ اسکی فیملی سے نظر ہٹ کر انکی نظر واپس سے سعیر عالم پر آئے...

دنیا تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ بیسٹ کے پاس اسکا بیٹا ہوا ہے۔۔۔  
اگر سعیر نار ہا تو سقر قہر مچا دیتا۔

اور سعیر اسکی رنگ بدلتی نظروں کے جو تاثر ابھی سے دیکھتا تھا اسے اندازہ تھا کہ "سعیر" بیسٹ بنانے کیلئے ہزاروں حیوانوں نے جنم لیا تھا پر "سقر" پیدائشی ایک آگ برساتا وجود ہے۔۔۔  
جس کی پہچان سعیر عالم ایک نظر میں کر گیا۔  
اسنے امید چھوڑ دی کہ اسکا بیٹا بڑا ہو کر اچھا آدمی بنے گا۔

یا وہ ہر باپ کی طرح خواب دیکھتا کہ اسکا بیٹا ڈاکٹر پروفیسر بنے گا۔

اسے معلوم تھا کہ اسکا بیٹا اسکی پر چھائی بنے گا۔

وہ سعیر عالم کا سقر عالم بنے گا۔۔۔

"عالم۔۔۔۔!!!" وہ اسکی خوشبو اسکے طلسم کو دور محسوس کرتی تڑپ کر بیڈ سے اٹھی اور دروازے کی سمیت بھاگی۔۔۔

"عالم آپ یہیں ہیں پلیز ایک باری تو مجھے احساس دلائیں۔۔۔۔

میری آنکھوں سے اس پٹی کو اتاریں مجھے بتائیں میں دیکھ سکتی ہوں کہ نہیں۔۔۔" وہ لڑکھڑا کر نیچے گری۔۔

اور دہلیز پر گھٹنوں کے بل سی کرتی ہاتھ زمین پر رکھتی اسکے لمس کو محسوس کرنے کیلئے آہیں بھرنے لگی۔۔

"مجھے بتائیں مجھ پر وہ روٹھار ب مہربان ہوا ہے کہ نہیں۔۔۔

سب تو چھوڑ گئے ہیں۔۔۔۔

میں اپنا شہزادہ نہیں کھونا چاہتی مجھے تھام لیں آپ تو میری آنکھوں کی پلکوں کو نم ہونے کی اجازت نہیں دیتے

تھے تو آج کیوں انہیں بھگینے کی اجازت دے رہے ہیں؟؟؟

مجھے چھپالیں اس سے پہلے کوئی اور حیوان ہمیں الگ کر لے عالم۔۔۔۔!!" وہ گھٹنوں میں سر چھپائے

سر گوشیوں میں کہتی سسک رہی تھی۔۔۔

وہ اپنے شہزادے کیلئے مچل کر تڑپ رہی تھی جو اس سے برے سائے مٹانے کیلئے حیوان بنا ہوا تھا جسکی سوچ

دور تک اس شہزادی کو نہیں تھی کہ اسکا شہزادی ہی ایک طاقتور حیوان ہے۔۔۔۔

وہیں بے بی کاٹ میں پڑا اسکا چھوٹا سا بچہ جو ان آنسوؤں کو شروع سے دیکھتا مانوس ہو گیا تھا اور اب جانا تھا کہ یہ

اس شخصیت کیلئے لمحہ بہ لمحہ اسکی ماں کی پلکیں بھگوتے ہیں۔۔۔

"وہ آج بھی نہیں۔۔۔۔۔۔



وہ میرا خواب بن کر آتا ہے میری وحشتوں میں اضافہ کر جاتا ہے۔۔۔۔۔

اے رحمن رحیم تو تو دلوں کا حال جانتا ہے میرے مالک۔۔۔

مجھے اور مت تڑپا اسے لوٹا دے۔۔۔

وہ میرا کل اثاثہ ہے مجھے میرے عالم سے ملا دے۔۔۔

میری انگلیاں ترس گئی ہیں اسے محسوس کرنے کیلئے۔۔۔

میں کان خون بہانے لگے ہیں اسکی آہٹ کو سننے کیلئے۔۔۔

میری آنکھیں بھٹکی ہوئی ہیں ناکامی اور کامیابی کے سفر میں۔ اس کے انتظار میں کہ وہ آئے مجھے بتائے میں گناہگار

آپکی یہ دنیا دیکھنے کے لائق ہوں یا نہیں۔۔۔۔۔

میں اجالوں میں اپنے ہمسفر کے سنگ سفر کر سکتی ہوں یا نہیں۔۔۔

اے قل جہان کے مالک اس اندھی لڑکی کا اور امتحان مت لیں۔۔۔

میں ٹوٹ گئی ہوں میں بکھر گئی ہوں۔۔۔

مجھے سمیٹنے والے کو لوٹا دے۔۔۔

میں اسکی انگلی تھام کر چلتی ہوں وہ مجھے انجان راہوں میں چھوڑ گیا ہے۔۔۔

مجھے میرے آس پاس سیاہ تاریک جنگل محسوس ہوتا ہے۔۔۔

اسے کہوں تمہاری شہزادی بھٹک گئی ہے ایسا نا ہوں وہ کھو جائے مجھ سے اسے ملا دے۔۔۔ "اسنے دعا کیلئے ہاتھ

بلند کیے۔۔۔

اور آنسو اسکی آنکھوں کی سفید پٹی کو بھگوتے ہوئے گالوں پر بہہ رہے تھے۔۔۔

"میں نابینا تیری طاقتوں، تیری رحمتوں، نعمتوں، عنایتوں، کو ماننتی تیرے سامنے دامن پھیلا کر سجدہ کرتی

ہوں اسے اور نادور رکھ مجھ سے۔۔۔

اب اس اذیت کی سولی سے اتار دے مجھے درد ہوتا ہے مجھے مالک۔۔۔

اسے آس پاس ناپا کر بہت درد ہوتا ہے۔۔۔

وہ پاس ہوتا ہے تو ہر نعمت رحمت احساس ساتھ ہوتا ہے۔۔۔

اسکے دور جاتے میں کچھ نہیں بچی ایک دھول رہ گئی ورنہ اسنے تو سانسیں دیں ہیں مجھے جینے کیلئے۔۔۔

جو مجھ سے تیرے بندے کوچ لیتے تھے میرے مالک۔۔۔

کہاں جینے دیتے ہیں مجھے۔۔۔

وہی تو تیرا بھیجا محافظ ہے جو مجھے حیوانوں سے بچا کر خود کو قربان کرنے سے نہیں ڈرتا۔۔۔

اسے کہو آجائے۔۔۔

مہوش علی

اس سے کہو جینا سکھایا ہے عین کو

عالم کے بنا نہیں جینا سکھایا عین نے

وہ مجھے محسوس کرتا ہے میری اذیت محسوس کرتا ہے جانے کیوں وہ تڑپا رہا ہے جانے کون سی تکلیف میں ہے

میرا عالم۔۔۔

وہ سب کچھ کر لیتا ہے میرے لئے، اب وہ کہاں ہے کس مصیبت تکلیف میں ہے، میں کچھ نہیں کر پاتی اسکے

لئے۔۔۔

مجھے یہ احساس جینے نہیں دیتا میں اس سے دور رہ کر سانسیں لوں۔۔۔

کوئی جیسے اپنے خنجر سے میرے پور پور کو کاٹ رہا ہے۔۔۔

ایسی افیت کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے جیسے مجھے آگ میں پھینک دیا ہو کسی نے میرا پورا پورا جھلس رہا ہے اور تاریکی اس قدر ہے کہ وہ کہیں دیکھائی نہیں دیتا بس اسکی خوشبو ہی آس پاس ہوتی ہے۔۔۔

یا اللہ اگر اسکے بغیر جینا ہے مجھے تو میرے مالک مجھے معاف کر دے۔۔۔

میں گناہگار نہیں جی سکتی تیری یہ زندگی اسکے بغیر۔۔۔

یہاں مجھے افیت دیتے ہیں صرف وہی مرہم رکھتا ہے اسے بھی چھین لیں گے تو میں کمزور سی بندی نہیں جی

سکتی تیری اس دنیا میں مجھے معاف کر دے۔۔۔

مجھے بلا لے اپنے در پہ میں یا اسکے پاس بھیج دے جس نے دھول سے بنے وجود کو تیرا ذکر کرنا سیکھایا ہے۔۔۔

جس نے بتایا ہے کہ الف سے "اللہ" ہے باقی سب فانی ہے۔۔۔

مہوش علی

"اے یارب العالمین میں تو خاک تھی دھول تھی

اس دشت و حشت میں مجھے نا پنا شعور تھا

یارب العالمین تو نے کرم کیا اس گناہگار پر

تیرے عالم نے مجھے درود پاک پڑھنا سیکھا دیا۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی وہ لمحے یاد کرنے لگی جب اسکے

گمراہ لبوں نے "اللہ" کا ورد کیا تھا اسکے سنگ۔۔۔

اسکی سنگت میں اسکے لبوں نے درود پاک کی تسبیح پڑھی تھی۔۔۔

وہ سب لمحات اسے رونے ہنسنے سکھنے پر مجبور کر رہے تھے کہ کچھ نا سو جھتے وہ آج اللہ سے التجائیں کرتی ہٹ

دھرمی سے وہیں روم کی دہلیز پر سر رکھے سجدے میں جا چکی تھی کہ آج اسے بس وہی اٹھائے گا ورنہ وہ یہاں

سے ہلے گی بھی نہیں۔۔۔۔

”میں آپکی عادی ہوں عالم۔۔۔

مجھے آپکی عادت پڑ گئی ہے۔۔۔  
یہ عین عالم کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔  
آجائیں عالم۔۔۔۔۔  
ساری خوشیاں روٹھ گئی ہیں۔۔۔  
مجھے آپکی ضرورت ہے۔۔۔۔۔“

”آپ آجائیں ورنہ میں پی پی کو بے بی کہوں گی اسے پیار کروں گی اور کسی سے نہیں کروں گی  
آجائیں۔۔۔۔۔ نہیں تو مر جاؤں گی۔۔۔۔۔“  
”اے اللہ تعالیٰ۔۔۔  
اے دلوں کے مالک  
اے دو جہان کے بادشاہ۔۔۔  
بھیج دے اسے۔۔۔ اس سے تکلیفوں کو دور رکھنا اسکے حصے کی اذیتیں تکلیفیں میری جھولی میں ڈال دیں اسے  
اپنے حفظ امان میں رکھیں اسے لوٹا دیں میرے پاس۔۔۔“ وہ گڑ گڑاتی سر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور اسکی  
آہیں سسکیاں گونجنے کیلئے مچلتی اس تک پہنچنا چاہتی تھی پر وہ انجان انہیں دبانے لگی۔۔۔

اور بندہ اول سے انجان اپنے مالک کی رحمتوں سے کہ وہ ہمارے دل کی حالت سے واقفیت رکھنے والا ہمیں ستر  
ماؤں سے بڑھ کر چاہنے والا کیسے ہمیں افیت میں رکھ سکتا ہے۔۔۔

وہ رب العالمین کیسے اپنے بندے کو مزید تڑپا سکتا تھا۔۔۔



اور اب اسے بندے کو احساس ہو گا کہ تُو جب جب اسے سچے دل سے پکارے گا وہ ہمیشہ تجھے اپنے دل اپنے سر پر  
رحمت کا سایہ بن کر ملے گا۔۔۔

اسے احساس ہو گا اس کا رب اسے کتنا چاہتا ہے کہ اسے دشت و حشت میں بھیج کر مہتاب بنایا ہے جسے چھونے کا  
حق صرف سعیر عالم کو دیا۔۔۔

اسے یہ یقین دلائے گا کہ تو نے جب جب اپنے رب کو بلایا ہے وہ حاضر ہوا ہے اور تیری حفاظت کی ہے۔۔۔  
اسے احساس ہو گا کہ اس کا شہزادہ بھیج دیا ہے اس کے مالک نے صرف اس کے سر پر مڈلاتے آج بھی ان برے سائے  
کو مٹانے کیلئے۔۔۔

اسے احساس ہو گا اس کی آہوں کی تسکین ہو گی۔۔۔  
جب اس کے آنسوؤں کو وہ اپنے پوروں پر چن کر اس کا سرد ہلیز سے اٹھا کر سینے سے لگائے گا اور اس تاریکی میں بھٹکی  
ہوئی شہزادی کو یقین ہو جائے گا۔۔۔

"عالم آگیا ہے۔۔۔۔۔"

"وہ آجائیں میرے مالک اور میں کیا مانگوں گی تجھ سے صرف اس کے علاوہ جس کا تمنے مجھے عادی بنایا ہے۔۔۔"

سجدے میں پڑی حور العین کے لبوں سے سسکی نکلی۔۔۔

دیکھنے والے بتاتے ہیں مجھ کو  
کہ میرے گرد سیاہ سا سایہ  
ایک حصار سا باندھے ہوئے ہے  
اور میں متبسم سی نگاہوں سے انہیں دیکھتی،

جھرنوں سا کھلکھلا دیتی ہوں  
کہ یہ بے حسی سے بھرے لوگ  
کہاں واقف ہیں محبت کے رنگوں سے  
کے جان پائیں کہ یہ وہ دعائیں ہیں  
کہ جن کے حرف حرف کو تم نے

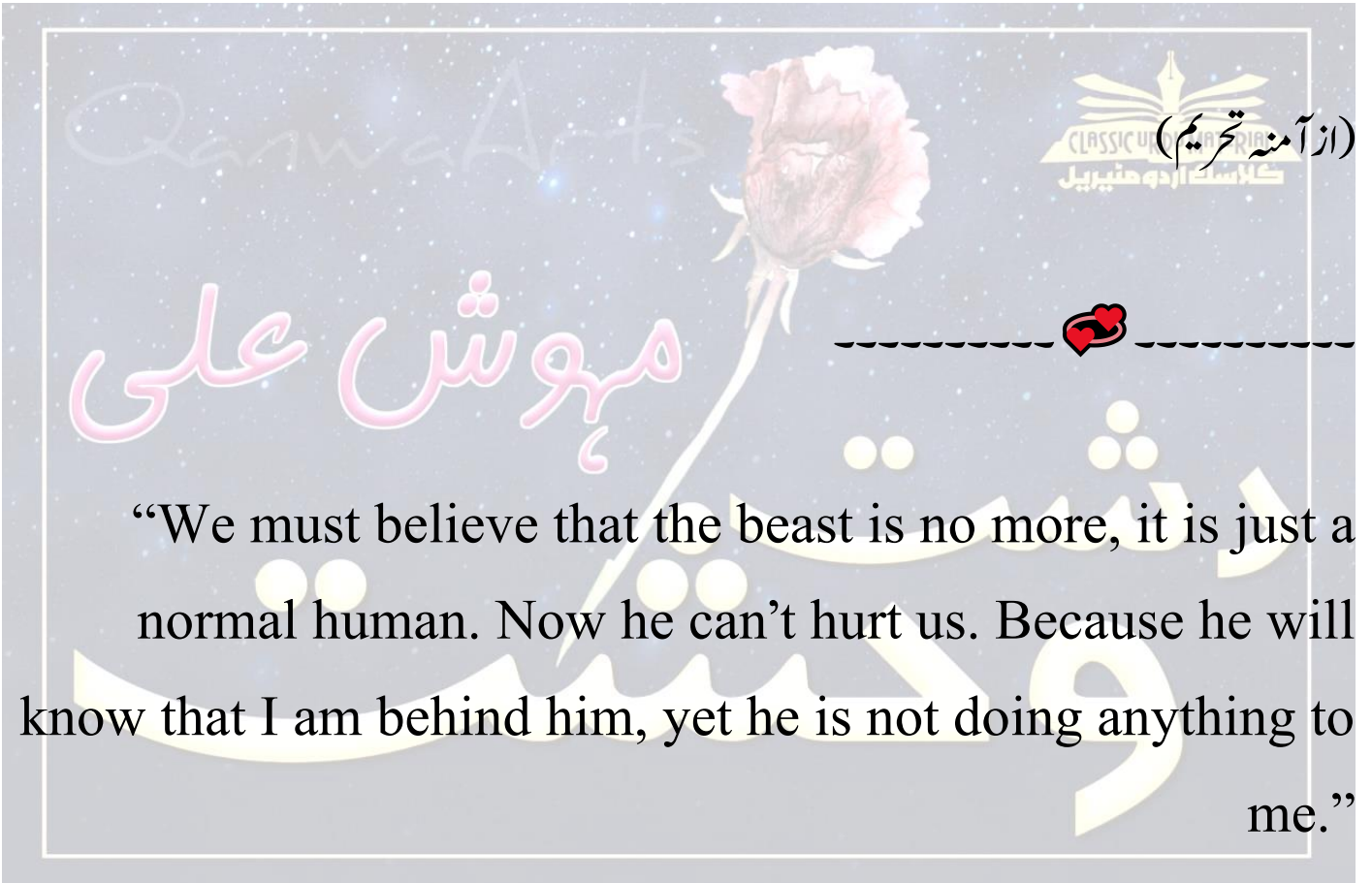
عقیدت سے چھوتے میرے گرد لپٹا ہے  
اہلِ قفسِ فریب کہاں یہ جانتے ہیں  
کہ محبت کے پیروکار "مبرا" ہوتے ہیں  
ان بے سبب کی الجھنوں سے،  
کھو جانے کے خدشوں سے،  
زوال کی تاریکی سے  
اور جدائی کے پر خوف تخیل سے  
تو تھام کر ہاتھ کو میرے  
آج غم دور ان پر ہنسیں

اور رقصِ مونِ محبت کریں

سنو،

جنہیں محبت "میسر" ہو جائے  
انکو کہاں فکر "حصولِ محبوب" سے  
کہ جنکا حاصل "محبت" ہو جائے

وہ وجود سے لا تعلق ہو جاتے ہیں  
وہ او جھل آنکھوں سے بھی مجسم ہو جاتے ہیں  
سو میں نے دیکھا ہے تمہیں،  
محبت کی نظر سے۔  
ابد کی نظر سے



(ہمیں یقین کر لینا چاہیے بیسٹ نہیں رہا، اب صرف ایک عام انسان ہے۔ اب وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔  
کیونکہ اسے معلوم ہو گا میں اسکے پیچھے ہوں پھر بھی وہ کچھ نہیں کر رہا میرا۔)

“Fools! Don’t believe it. Do your job and get out of there. You didn’t see the news?? He beheaded a man in his own office”

(بیوقوف! اس پر یقین مت کرو اپنا کام کر کے نکلو وہاں سے۔ تم نے نیوز نہیں دیکھی! اس نے ایک آدمی کا سر کاٹ دیا ہے اسکی آفس میں۔)

کان میں لگے بلوٹو تھ سے دوسری طرف اپنے باس سے مخاطب وہ بلندنگ کے ٹاپ فلور پہ ایک اندھیرے میں ڈوبے روم میں بیٹھا کھڑکی سے اس فلیٹ پر نشانہ لگائے بیٹھا تھا۔

مہوش علی

“Nothing like that”

اپنے باس کی بات پر وہ ہنسا۔۔۔۔

دفعۂ غصے کا منظر تاریکی میں ڈھل گیا۔۔۔

اس نے نشانہ فٹ کیا اور بلاسٹ کرنے لگا تھا ہی کہ چاروں اطراف اندھیرا چھا گیا۔

“what’s this? Why this? Why darkness?”

Why did the light go out there? Nothing is visible there.

How to target now?”

(یہ کیا ہے؟ یہ کیوں؟ اندھیرہ کس لئے؟)



لائٹ کیوں چلی گئی وہاں کی؟ کچھ دیکھائی نہیں دے رہا وہاں۔ نشانہ کیسے لوں اب؟ (وہ سامنے اچانک اندھیرا دیکھ کر بوکھلایا گھبراہٹ سے بولا۔)

ہڑبڑا کر اسنے نائٹ ورژن دور بین آنکھیں سے لگائی اور سامنے اندھیرے میں ڈوب فلیٹ دیکھنے لگا۔  
اسکے ہاتھوں ماتھے پر پسینے آگئے۔۔۔

اسے اس فلیٹ کو بلاسٹ کر ناتھانسانے سے آج ہی۔۔

بہت مشکل سے تو وہ مسی لیڈی باس تک پہنچ پائے تھے۔

“What nonsense is this?

Who is with you now?”

(یہ کیا بکواس ہے؟)

تمہارے ساتھ اس وقت کون کون ہے؟)

“Me and my two companions are standing outside, they are very clever. My target is fit. Don't be afraid. The beast

cannot reached me, nor can its man. I will do my job in a second and give you the good news, the tragic end of the

beast.”

(میں اور دو ساتھی ہیں باہر کھڑے ہیں، وہ کافی ہوشیار ہیں۔)

میرا نشانہ فٹ ہے بے خوف رہیں بیسٹ مجھ تک کبھی نہیں پہنچ سکتا نا ہی اسکے آدمی۔ میں سیکنڈ میں اپنا کام کر کے آپکو خوشخبری دیتا ہوں، بیسٹ کے افسوسناک اختتام کی۔)  
وہ سامنے کسی کو ناپا کر فوراً سے اپنے ڈر کو ختم کیے مسکرایا۔۔۔

“You don’t have any brains you idiot. You already know there’s beast, whole goddamn country is lit up then why is your area dark?  
Move from there already before your life becomes dark  
"-instead

(تمہارے پاس دماغ نہیں بیوقوف انسان۔ جب تمہیں معلوم ہے وہاں بیسٹ ہے، پورا ملک روشن ہے تو تمہاری جگہ پہ اچانک اندھیرا کیوں؟ وہاں سے نکلو جلدی اس سے پہلے تمہاری زندگی میں اندھیرا چھا جائے۔  
اپنے باس کیا ڈر اور بات سن کر وہ ہنس پڑا۔۔۔

“Wait a minutes. Jack’s call is coming”

(ایک منٹ انتظار کریں جیک کی کال آرہی ہے)  
اسنے کہتے دوسری طرف جیک سے رابطہ کیا۔۔۔

اسکا باس ویٹ کہتا رہ گیا پر اسنے کال ڈسکنیکٹ کرتے دوسری طرف جیک سے رابطہ قائم کیا جو اسکے آدمی تھے اور وہ دونوں باہر بلندنگ کے کھڑے تھے نظر رکھے اسے الرٹ رہنے کا کہنے کیلئے۔

“You can’t escape me, beast”  
غصے سے چیختا موبائل فون مٹھی میں بھینچتا بڑبڑایا۔۔۔

“Will die, it will die. Now I have to find someone else but  
I will not leave you The Beast.

Neither I nor the world will leave you now.”

(مرے گا، یہ مرے گا۔ اب مجھے کسی اور کو ڈھونڈنا پڑے گا پر تمہیں چھوڑوں گا نہیں بیسٹ۔۔

نابیں ناہی اب دنیا تمہیں چھوڑے گی۔)

وہ غرانے لگا تھا دفعتاً وہ ٹھٹھک گیا۔۔۔

اور گرل پر ہاتھ ٹکا کر آنکھیں سکڑی۔۔۔۔

“مائی بیوٹی۔۔۔۔!!” سامنے سہمی روتی ہوئی وہاں سے نکلتی لڑکی کو پہچانتے وہ دوسرے لمحے غصے کے

باوجود مسکرا دیا۔

البتہ مبہوت سی نظریں ابھی تک اسکے شولڈر پر ٹکی تھیں۔۔۔۔

اور وہ دنیا جہاں سے ڈری سہمی سی وہاں سے بھاگنے کی کوشش میں تھم تھم کر پاؤں رکھتی دیواروں پر ہاتھ

ٹکائے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

وہ اسکی کوشش دیکھتا مسکرایا اور بالکنی سے ہٹ کر اس ہال نما سونے کی سجاوٹ سے سجے روم سے نکلتا بے آواز قدم سرخ قالین پر رکھتے سامنے دیوار پر ہاتھ ٹکائے کھڑی اپسرہ کی طرف بڑھ رہا تھا جو دنیا جہاں کی وحشت سے خفا شولڈر لیس میکسی سے الجھتی گرتی پڑتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ اور اس کی میکسی کارلشیم سا سرخ کپڑا پیچھے سرخ قالین پر پھیلا ہوا تھا۔۔۔

“My blind beauty where are you going darling? You’re the

Evil is here!”

وہ لمبے لمبے ڈھک بھرتا ایک دم اسکے پاس پہنچ کر اسکے کان کے قریب سرگوشی میں بولا۔۔۔

”آہہ آہہ۔۔۔ چھوڑو مجھے چھوڑو۔۔۔!!!“ وہ اچانک اس پر اسرار روح میں سرسراہتی سرگوشی پر بلند چیخیں مار کر پیچھے ہوئی ہی تھی کہ ایک دم سے ہی اسکا مضبوط ہاتھ گھومتا اسکی نازک کمر میں پڑا۔۔۔ اور اس پر انگلیاں کھب سی گئی۔۔۔

وہ بازو اسکی نازک کمر کے گرد کسی زنجیروں کی طرح باندھ گیا۔۔۔ وہ کتنی محنت سے اتنا فاصلہ طے کر کے نکل آئی تھی۔۔۔

اور پھر یہ سب ہو گیا۔۔۔

”میں نہیں ہوں بلا سنڈ بیوٹی۔۔۔

مجھے بخش دو جانے دو مجھے۔۔۔۔“

وہ ہاتھ اسکے سینے پر مارتی اسے نوچنے کیلئے مچل رہی تھی۔



پر وہ مسکراتا اسے اپنی شیطانیت سے کمر سے ڈبوچ کر جکڑ گیا۔۔۔

“You can’t run away from me, you can’t run away from here darling!”

جب وہ پھڑپھڑا کر ٹھک گئی تو اسنے جھک کر اسکے کان میں سرگوشی سے کہا۔۔

"تو مار دوا نہیں،، ساتھ نارہنے دوا نہیں۔۔۔

قصہ ختم کر دو بیسٹ کا اسکی بیوٹی کا۔۔۔" وہ اسکی حیوانی پکڑ میں سسکتی ہوئی غرائی۔۔۔

"ہا ہا ہا ایس ڈارلنگ ڈونٹ وری جسٹ ویٹ اینڈ وایچ!"

"Tonight is the last night for the beast and his family

اسے لمبے لمبے سانس بھرتے دیکھ کر اسنے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور سسکی کے منہ سے نکلنے سے پہلے

"شش" کہتے لبوں پر انگلی رکھ دی۔۔

"نہیں سر سب ٹھیک ہو گیا۔۔ آپ بے فکر ہو کر کام کریں۔"

جیک نے مسکراتے کہا۔۔۔

"لائٹ۔۔۔؟؟؟" امریکن شوٹر باریل غصے سے بولا سامنے ابھی تک اندھیرہ پا کر۔۔۔

پر دوسری طرف سناٹا چھا گیا۔۔۔

اور اسکے ساتھیوں کی نظر ساکت سی سامنے ٹکی تھی۔۔۔

جہاں سیاہ گیٹ پر تاریکی میں کوئی وجود آکر رکھا تھا۔۔۔

“Wait! I’m coming”

“who is?”

اسنے باریل کو کہہ کر اپنے ساتھی کو دیکھتے کال ڈسکنیکٹ کی اور سامنے کھڑے وسیع توانا وجود سے غصے میں غرا کر پوچھا۔

“Leave it! Do your work!”

اسنے مارک کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا کہ جا کر باہر لائٹ چیک کرے۔۔

وہ سرنفی میں ہلا گیا۔۔۔

اور اس دراز قامت وجود کو دیکھنے لگا۔۔

“This is not a normal man jack!”

وہ بڑبڑایا۔۔۔

"واٹ ریش! تمہارا مطلب ہے یہاں بیسٹ آئے گا؟ وہ کوئی غیبی مخلوق ہے جسے معلوم پڑ جائے گا کہ اتنے فاصلے پر ایک انجان سی جگہ پر ہم انجان ہو کر اسکے فلیٹ پر اٹیک کر رہے ہیں؟ اسکے باپ کو بھی نہیں معلوم پڑنا اس بار۔۔۔

ختم سمجھو۔۔۔ باریل کبھی نہیں ہارا۔۔۔ یہ گیا اسکے سامنے۔۔۔!

اور ویسے بھی وہ بیسٹ رہا ہی نہیں ہا ہا ختم سمجھو بیسٹ فنش! اب وہ صرف ایک نارمل انسان ہے جو کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔"

“Could you believe it? Beast is back!”

سعیر کے ساتھ موجود اسکے آدمیوں سے برداشت نہیں ہوا اور ان میں سے ایک فوراً ہی تمسخر سے کہہ اٹھا

"جج۔۔ جیک !!!" اس بھاری گھمبیر سرد آواز پر دونوں نے چونک کر دیکھا جو وجود کئی فاصلہ پر کھڑا تھا انکی ان باتوں کے دوران اتنا پاس آ گیا۔۔۔۔۔  
دونوں کی ٹانگ لرزا اٹھی۔۔۔۔۔

"پی۔۔۔یس۔۔۔یس۔۔۔"

ننن۔۔۔نو۔۔۔نو۔۔۔"دونوں یک زبان ہو کر الجھ کر بولے۔

“Not a normal man!!”

یاس کھڑا مارک بڑ بڑایا۔۔۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ ڈیم فول!" جیک بھڑک اٹھا۔

# “Who are you?”

اسنے غصے سے پوچھنے سامنے تاریکی میں کھڑے وجود کو دیکھا۔۔

سامنے کھڑے سعیر عالم اسکے لہجے کی کیکپا ہٹ پر مسکراتا سگار کا کش لینے لگا۔

“Sa’eer The Beast!”

وہ مسکرایا۔۔۔ جب پاس کھڑے مارک نے جواب دیا جیک نے گھور کر اسکی حالت کو دیکھا جسے پسینے آ گئے تھے۔۔۔

“He will kill us!”

اسنے سرگوشی میں حلق تر کرتے کہا۔۔

خوف اس قدر حاوی تھا جیسے سانسیں بند ہو رہی تھیں

یہ سوچ ہی جان لیوا تھی کہ بیسٹ اسکے سامنے کھڑا ہے کچھ فاصلہ پر اور وہ اگر کھڑا ہے تو ضرور اسے معلوم پڑ

گیا ہو گا کہ وہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔

"ڈرو نہیں وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہمارا۔۔۔" جیک نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا اور دل سے سدا لگائی کہ باریں اپنا کام کر لے جلدی۔۔۔

"تم سب پاگل ہو گئے ہو۔۔۔!! مر جاؤ گے یہ بیسٹ ہے حیوان سامنے کھڑا ہے۔۔۔" دفعتاً اسکے جھوٹے دلا سے پروہ حلق پھاڑ کر چیخ اٹھا۔۔۔  
وحشت جو حواس پر طاری ہوئی تھی کہ سامنے موت کے علاوہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

“Shut up!! He can’t kill.....

اسکا بھی جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا جب بیسٹ کی پرچھائی اسکے اوپر آئی۔۔۔

وہ سہم کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

“shoot him mark....!!”



اسنے کانپے لہجے میں بمشکل غرا کر کہا۔۔۔

"جب بیسٹ کی پر چھائی برداشت نہیں ہوتی تم انسانوں سے تو ایسے کام کرتے کیوں ہو جس سے بیسٹ کو جاگنا پڑے؟" وہ سرد ٹھہرے لہجے میں بولا

ان دونوں کی نظریں کبھی اسکے ایک ہاتھ میں موجود خنجر پر جاتی تو کبھی دوسرے ہاتھ میں موجود سگار پر۔۔۔

اسکے خنجر کی سفید چمک سے دونوں کے دل خفا ہو کر سکڑ رہے تھے خود میں۔۔۔  
مارک کا وجود ہی سن پڑ رہا تھا جبکہ جیک میں کچھ حوصلہ تھا تبھی اسنے گن کارخ ایکدم ہی بیسٹ کی طرف کیا۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے مار دو گے ہمیں ہا ہا ہا۔۔۔" اسنے قہقہہ لگاتے کہا۔

"تم تو ابھی بچے ہو بیٹا!" اسکی دھمکی پر سعیر مدھم سا مسکرایا اور دوسرے ہی لمحے آہستگی سے اسکے ہاتھ سے گن لے لی۔۔۔

مارک جو جیک کے ذرا سے گن سامنے کرنے پر حوصلے میں آیا تھا وہی گن بیسٹ کے ہاتھ میں اتنی آسانی سے

جاتے دیکھ کر اسکی رنگت زرد پڑ گئی۔۔۔

"ہا ہا ہا بچے ہیں پر تم ہمیں یہاں نہیں۔۔۔۔۔" اسکے ایک بار پھر الفاظ منہ میں رہ گئے جب پیچھے سے اچانک انکے منہ پر کپڑا باندھ دیا گیا کہ وہ پھڑ پھڑائے چیخ بھی ناسکے جب بیسٹ کے آدمیوں نے انکے ہاتھ منہ سختی سے جکڑ کر لیے۔۔۔

"میں کہیں بھی، کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔"

کیونکہ میں حیوان ہوں، اور حیوان سوچتا نہیں عمل کرتا ہے۔ "اسنے کہتے ہی وہ سفید چمکتا خنجر جیک کی پھیلی وحشت زدہ آنکھ میں گاڑ دیا۔

جہاں آنکھیں پھیلانے ماؤف دماغ سے مارک جیک کی آنکھیں میں سفید چمکتا خنجر دیکھ رہا تھا وہیں سعیر کے خنجر گھمانے سے ایک سفید بلور ابل کر بیسٹ کی ہتھیلی میں گرا۔۔۔

پیچھے کھڑے اسکے آدمی اپنے بیسٹ کی ہتھیلی پر رکھی خون آلودہ آنکھ دیکھتے ہنس پڑے۔۔۔

"تمہیں کیوں لگا بو قوف کہ بیسٹ نہیں؟

تمہاری ہمت کیسے ہوئی کہ میری فیملی! بیسٹ کی فیملی پر ایک کروانے میں شامل ہونے کی۔۔۔

اتنا آسان ہے میری فیملی تک پہنچنا؟" وہ مسکراتا پوچھنے لگا۔۔۔

اور بلیک اسپیشل گلوڑ پہنے ہتھیلی سے وہ سفید سرخ مادے سے آلودہ بلور نیچے گرایا۔۔۔

ابکی بار کسی نے نہیں دیکھنا اسکے آدمیوں نے ناہی مارک نے جسکی آنکھیں بیسٹ کی حرکت کے ساتھ حرکت کر رہی تھیں۔۔۔۔

اسکا بھاری بوٹ ذرا سا اوپر ہوا اور اس سفید بلور پر جم گیا۔۔۔

"انٹر سٹنگ!!" وہ مسکرایا اور پاؤں کو گھما کر مسئلہ اس بلور کو۔

جیک کی حلق میں دبی چیخیں عروج پر تھیں۔۔۔ پر جہاں بیسٹ ہو وہاں چیخیں کون سنے؟

اسکی خون ابلاتی آنکھ سے خنجر نکال کر اسنے دوسری میں گاڑ دیا اور وہاں سے وہ سفید بلور انگلیوں کی مدد سے

کھینچ کر نکالا کہ پیچھے کھڑے اسکے آدمیوں کی روح لرزہ اٹھی۔

“The Beast doesn’t mean the best and sincere! It means the  
butcher who eliminates evil”

وہ سرد بر فیلے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتا سرخ آلودہ خنجر کو اسکے گال پر صاف کرنے لگا جبکہ اسکی آنکھوں  
میں بڑے بڑے گڑھے پڑ چکے تھے۔۔

جن سے خون اپنی تیز روانی سے ابل کر باہر نکل رہا تھا اور پیچھے اسکی خوفناک چیخوں کو گھونٹنے کیلئے جس سختی  
سے سیاہ پٹی باندھی گئی تھی وہ اسکی بانچھیں چیر رہی تھی۔

خون آلودہ ہاتھ سے اسنے سگار کاش لیتے واپس لبوں میں دبایا اور اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر سر کو اوپر کھینچا  
جس سے اسکا سر پیچھے کی طرف الٹ گیا۔

"اب تمہیں یقین ہو گا کہ ہر کوئی بیسٹ ہی ہے اس دنیا میں۔۔۔"

"پرسب کا باپ ایک ہے سعیر دابیسٹ!" متبسم ہو کر اسنے اسکے گلے پر خنجر کی نوک رکھی اور اپنی طاقت سے  
ذرا سا زور لگا کر اسکے حلق میں خنجر گھونپ کر نیچے کی سمیت کھینچا۔۔

یہ ایک وحشتناک منظر تھا جہاں ایک پہاڑ نما وجود رکھنے والا حیوان اپنے نام کا خنجر ہاتھ میں پکڑے ایک انسان  
کا سینہ بے خوفی سے چیر رہا تھا۔

“Sir! He is dead!”

مارک کے وجود کو لہرا کر گرتے دیکھ کر اسکی دھڑکن جب چیک کی تو وہاں خاموشی پا کر انہوں نے سعیر عالم سے کہا۔

"انہیں یہاں سے لے جاؤ!" وہ کہتا اپنے خون سے رنگیں گلوں کو صاف کیے آگے بڑھا۔۔۔

تبھی ہی پیچھے انہوں نے ان دونوں کے چہرے پر اپنی گن رکھ کر سائلنس فائر شروع کر دیئے کہ انکے دونوں کے چہرے پر جگہ جگہ گولیاں کھب گئی بلکہ شکل پہچاننے سے مشکل ہو گئی۔

"ہم انہیں لے جا رہے ہیں پیچھے یہ صاف کر دو!" وہ دونوں آدمی انکی لاش کو باہر گاڑی کی طرف لے جانے کیلئے اٹھاتے ان دونوں سے بولے۔۔۔

"اوکے۔۔۔!"

"انکی لاش کہاں پہنچانی ہے؟"

"کہیں نہیں بس کچھ سیر کروانی ہیں انکی لاش کو تاکہ انہیں اوقات کا معلوم پڑے بیسٹ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہ!" ساتھ چلتے ساتھی نے تمسخر سے ہنس کر کہا اور پلاسٹک میں لپٹی دونوں لاشوں کو گاڑی کی بیک میں ڈالتے ہوئے ان میں سے ایک نے کال ملائی اور کسی سے رابطہ کرتے سعیر عالم کا حوالہ دیا جس سے انہیں مثبت

جواب ملا۔

"کیا ہوا؟" ساتھ کھڑے ساتھی نے پوچھا۔

"نہیں چلو اب یہاں سے نکلنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔۔۔"



باقی کا وہ سنبھال لیں گے۔ "وہ بیسٹ کے ساتھ دوسرے آدمیوں کا حوالہ دیتے گاڑی میں بیٹھے اور وہاں سے روانہ ہو گئے جبکہ اس تاریکی میں چند ایک اس ویران بلندنگ کے لان سے وہ بہا خون صاف کر کے اسے واپس پہلے جیسا بنارہے تھے جیسے وہاں کچھ ہوا نہیں۔

اور سی سی ٹی کیمرہ تو وہ اپنے کام کیلئے ہی ہیک کر کے آئے تھے یہ سوچے بغیر کہ اس سے ان کا کام نہیں البتہ بیسٹ کا کام زیادہ آسان ہو جائے گا بلکہ اس کا وقت زیادہ نہیں ویسٹ ہوگا۔

وہ بھاری قدم سیڑھیوں پر رکھے لبوں میں سگار دبائے اوپر بڑھ رہا تھا۔

“When will the light come?”

(لائٹ کب آئے گی؟) قدموں کی آہٹ پر اسے لگا جیک ہے۔۔۔

مہوش علی

“When you will not alive!”

(جب تم زندہ نہیں رہو گے) ایک بھاری مگر سرد آواز دروازے پر گونجی۔۔۔

باریل سن کر ساکت سا رہ گیا۔۔۔

”ک۔۔ کون؟؟“ گھٹی گھٹی سی آواز اسکے حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔

”مجھے ڈرنا نہیں ہے میرے پاس ہتھیار ہیں اگر یہ بیسٹ ہے تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔“ وہ ماتھے سے پسینا

صاف کرتا دل میں بولا

تو مطلب وہ سب سچ کہہ رہے تھے یہ اندھیرہ بیسٹ نے کروایا تھا بلیک لائٹ سے۔۔

“You can’t hurt me The Beast!”

وہ اپنے ہتھیار کا رخ اسکی طرف اچانک کرتے غرایا

اور وہیں تاریکی میں وہ سامنے کھڑا تھا۔

“Everything is possible for The beast!”

اسے طاقتور حیوانی وجود کے پیچھے سے اسکے آدمی کی غراہٹ آئی۔

سگارا اپنے آدمی کے حوالے کرتے اسنے خنجر کو دونوں انگلیوں سے صاف کیا جس سے سرخ مادہ صاف ہوتے ہی اسکی چمک سامنے کھڑے باریل کو صاف دیکھائی دینے لگی کہ اسکی خوف سے سانسیں خشک پڑ گئی۔۔۔

“Nothing is possible for.....

ہتھیار کو چلانے کی تیاری پکڑتے ہی وہ بھڑکا۔۔۔

"باسٹرڈ!!!"

اب کہاں وہ اپنے بیسٹ کیلئے اس \*\*\* کی بکو اس سن سکتے تھے۔۔

اسکے جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی بیسٹ کے پیچھے سے نکلتے بھاگ کر اسکی ٹھوڑی پر لات ماری کہ وہ جو اچانک

اس افتاد پر سنبھلا نہیں تھا اچھل کر پیچھے جا گرا۔۔

سعیر نے مسکراتے اپنے آدمی کو دیکھا جو خونخوار نظروں سے باریل کو گھور رہا تھا

اور باریل سعیر کو دیکھنے کی کوشش کرتا منہ سے نکلا خون صاف کر رہا تھا۔

وہ غصے سے چیخنے لگا پر اسکا جبر اسن پڑ گیا تھا۔

اسنے گھور کر سامنے کھڑے اس وجود کو دیکھا جسکی تاریک پر چھائی اس پر پھیلی ہوئی تھی

"تم بیسٹ کو نہیں جانتے تو تم سعیر سے مل لو۔۔۔"

وہ ہر برائی کا انجام ہے۔۔۔" اسنے کہتے اپنا خنجر دیکھا

دفعۃً سعیر نے سرد تاثرات کے ساتھ آگے بڑھ کر ٹھوکر مارتے ہتھیار دور پھینک دیئے اسکی پہنچ سے کہ وہ خوفزدہ ہو کر آنکھیں پھیلا گیا۔

مہوش علی

یک بیک اسکی آنکھوں میں غصہ کی جگہ وحشت سے چھائے موت کو دیکھتے۔۔

"تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے!" بار بار ایک ہی بات کی رٹ لگائے وہ غرایا اور گرتا پڑتا ٹھننے کی کوشش کرنے لگا ہی تھا جب سامنے آتے سعیر کے بھاری بوٹ کی ٹھوکر اسکے منہ پر لگی کہ وہ اچھل کر پھر سے آہ کرتا پیچھے گرا۔۔۔

"جگہ اچھی تلاش کی ہے کافی پرسکون ہے۔۔

اور کافی انٹیلجنٹ ہو کہ کیمرہ بھی ہیک کر لیے یہاں کے! بہت خوب آئی ایم ایپریس۔" وہ تعریف انداز میں کہتا چلتا اسکے سامنے آیا۔۔۔

جبکہ اسکے توانا وجود کو دیکھتے باریل سمجھ گیا تھا کہ وہ اسکے سامنے چیونٹی سی اوقات رکھتا ہے اس انسان کا موت دینا اسے کوئی بڑی بات نہیں۔۔۔۔

سوچ کر ہی آنسوؤں بہنے لگے ساتھ غصہ بھی آیا خود کو کہ لائٹ کیوں نہیں چل رہی۔۔۔

"شوٹر!!!! داباریل شوٹر!! ہاہاہا" سعیر نے نام دہراتے ہوئے قہقہہ لگایا۔۔۔  
واقعی ایک مزاق تو تھا وہ ایک ٹکے کا لڑکا اٹھ کر آیا تھا بیسٹ کو مارنے یا اسکی فیملی کو نقصان پہنچانے۔۔۔

"تم جانتے ہو تم میرے سامنے چیونٹی سی اوقات رکھتے ہو! میں تمہیں پل میں مسل دوں۔۔۔  
یہ جو سامنے میرے شیر کھڑے ہیں یہ بھی سیکنڈ میں تمہارے وجود کے چتھڑے اڑدیتے میرے ایک اشارے پر۔۔۔

پر تمہیں معلوم ہے ایسا کیوں ہوا کہ سعیر عالم اپنا قیمتی وقت چھوڑ کر تمہارے پاس آیا؟؟؟؟" وہ اسکے سامنے بیٹھتا ہوا تمسخر سے ابرو اچکا کر استفسار کیا

یہ تو واقعی سوچ کہ بات تھی جس پر باریل اپنا لرزتا ہاتھ اٹھا کر ناک صاف کرتا دھندلی آنکھوں سے قریب بیٹھے اس حیوان کو دیکھنے لگا۔

لمحے کی بات تھی جب اسکے چہرہ بالکل پاس تھا۔۔۔

باریل کا وجود جیسے اسکا ساتھ دینے سے انکاری ہو گیا جب اسکی خوفزدہ نظریں اٹھتی اسکے چہرے پر رکی۔۔۔

"ٹٹ۔۔ ٹو۔۔ ٹو سائیڈ!!"

وو۔۔ ون سائیڈ۔۔۔ مین۔۔



ون سس۔۔ سائیڈ۔۔ ب۔۔ بیسٹ!! "وہ اپنی دھندلی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھتا سسکی بھر کر بولا۔۔

"بابا بابا۔۔۔۔!!" اسکی بات پر سعیر قہقہہ لگا اٹھا۔۔  
"کون سا بیسٹ والا حصہ ہے؟؟؟" دفعتاً مسکراہٹ روک کر اسنے دلچسپی سے پوچھا۔

باریل حلق تر کرتا اسکے دونوں طرف چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔  
نظریں ایک سائیڈ ٹک گئی۔۔۔  
فرق کہاں تھا۔۔۔۔؟؟؟ کیا الگ تھا جس سے اسے خوف آرہا تھا۔۔۔۔  
حالانکہ کوئی بڑی بات نہیں تھی، پر جب موت سر پر ہو اور نام بیسٹ، اور وحشت سی چھائی ہو تو کیسے نا وہ اس کو وحشتناک سمجھتا۔۔۔  
بھوری چمکتی آنکھ سرخ سپید رنگت، بھوری داڑھی گھنی مونچھیں وہ اسکے سائیڈ فیس کو دیکھتا جھجھکا۔۔  
بے ساختہ سی جھڑ جھڑی لے اٹھا۔

"بتاؤ؟؟؟؟" اسے خاموش دیکھ کر سعیر نے سرد آواز میں ٹوکا۔۔  
"ب۔۔ بتا رہا ہوں۔۔" اسے دیکھ کر لگ رہا تھا اسکی زندگی میں اندھیرا جو پھیلنے والا تھا وہ سچ ہو رہا ہے۔

اسکی کپکپاتی نظریں دوسری سائیڈ گئی۔۔۔۔  
"آہہ۔۔۔۔۔" دفعتاً ایک دلخراش چیخ اسکے حلق سے نکلی۔۔۔

کسی نے کوئی رسپانس نہیں دیا خاموشی سے اسکے جواب کے منتظر رہے۔۔۔  
اور سامنے بیٹھا سیر بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ جسکی خاموشی اسکی وحشت سے کئی گنا زیادہ خوفناک تھی۔

یہ پہلا موقع تھا جہاں بیسٹ خاموشی سے بیٹھا اسکے سامنے اسکے جواب کے منتظر رہا تھا اور نہ تو اسنے کسی کی سنی نا تھی زندگی میں۔۔

پچھے کھڑے مودب اسکے آدمی حیران تھے اور تجسس میں بھی کہ دیکھا جائے گا کیا جواب ہو گا اس کا اور کیاری  
ایکشن ہو گا بیسٹ کا۔

اسنے پھر سے جائزہ لیتے دوسری بھوری آنکھ میں دیکھا۔۔۔  
وجود میں جیسے چیونٹیاں رینگ اٹھی اسے دیکھتے۔۔۔

اس سے نظر ملانا ایک خوفناک لمحہ تھا کہ اسکے دل کی دھڑکن سست پڑ کر مدھم ہو گئی۔۔۔  
اسے اپنے دل میں درد کی ٹیس اٹھی محسوس ہوئیں۔۔۔  
اسنے فوراً اسے پہلے اپنی نظریں چرائیں۔

جانے کون سی چمک تھی کہ دل سے خوف کی دھاڑے اٹھ رہی تھیں۔۔

اسکا بس نہیں تھا کہ وہ چیخیں مار کر یہاں سے بھاگتا اور جا کر بتاتا اسے کہ وہ آگیا ہے۔۔ وہ سچ ہے، وہ بیسٹ ہے  
ایک حیوان ہے جو انسان کا دل نکال کر مسل دیتا ہے۔۔۔

وہ ایک وحشی ہے جسکے نام سے انسان کے وجود میں سرسراہٹ پھیل جاتی۔۔  
وہ ایک آگ ہے جو برائی کو سہا دیتی ہے۔۔

اسکی جڑ جلا دیتی ہے۔۔۔

پروہ جانتا تھا اسے اندازہ ہو گیا تھا اب اسے موت ہی آسکتی ہے۔۔۔ وہ بیسٹ کے پاس تھا اسکے گھرا اسکی فیملی کو بلاسٹ کرنے والا تھا کیا ہو گا اسکا انجام۔۔۔  
سوچ کر آنسوؤں روانی سے بہنے شروع ہو گئے۔۔۔

وسیع پیشانی، بھوری آنکھ، اور اسکے نیچے سے جاتا دل دہلا دینے والا کٹ۔۔۔  
"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ بیسٹ ہے!!!" مدھم سے اجالے میں سرخ سپید رنگت پر موجود ان نیلے نشانوں کی طرف انگلی کو اٹھاتے اشارہ دیا۔

جو اسکے چہرے کی ایک سائیڈ ایک پراسرار وحشتناک کہانی بیان کرتے تھے۔ اور وہ کہانی کل بھی تھی آج بھی۔۔۔

نابدلہ تھا سعیر عالم ناہی اسکے چہرے پر موجود وہ پراسرار سے نشان۔۔۔  
"غلط۔۔۔!!!" سب خاموش سے دیکھ رہے تھے کہ کیا یہ سچ ہونے والا ہے جواب کہ اچانک پراسرار

گھٹنزدہ خاموش فضا میں اسکی آواز گونجی۔۔۔

"آہسہ۔۔۔ آہسہ۔۔۔" اسکی بلند چیخوں کے ساتھ ہی فضا میں اٹھی اسکی انگلی سعیر کے ہاتھ کے ہلتے ہی وہ دور جا گری۔۔۔

باریل اپنی کٹی انگلی، خنجر کو دیکھتا چیخنے لگا تھا جب سعیر عالم کے دیکھنے پر اسکا آدمی بریف کیس اٹھا کر بھاگ آیا۔۔۔

باریل نے روتے خوفزدہ ہوتے اسے بلیک بریف کیس کو دیکھا جس سے اسنے ایک ڈبی نکالی اور اس میں سے بلیک گلو زپہنے ہاتھوں میں سیاہ "چپ" نکال کر اچانک ہی باریل کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے سر دوسری طرف جھٹکتے ناخون میں لگے بلیڈ سے تھوڑا سا چاک دیکر اس پر چپ فٹ کر دی ساتھ ہی پیچھے کھڑے آدمی کو انگوٹھے کا اشارہ دیا جس نے سر ہلاتے ہاتھ میں موجود پیڈیہ انگلیاں چلاتے فوراً سے چپ اکیٹو کی۔۔۔

"آہہ۔۔۔۔" باریل دل دہلا دینے والی چیخ نکلی ہی تھی جب اچانک سے اسکی آواز حلق میں دب گئی۔۔۔

"آہ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔" وہ گلا پکڑ کر چیخنے کی کوشش میں نڈھال سا ہو گیا اسکی سپید رنگت میں خون ٹپکنے لگا پر مدھم سی آہ کے علاوہ حلق سے کوئی آواز نا نکلی۔۔۔

"بہت خوب!!!" ساعی کاروائی خاموشی سے دیکھتے سعیر متاثر ہوا اس سے۔۔۔

"تھینکس سر! عزل نے بھیجی ہیں" وہ مؤدب ہو کر کہتا پیچھے کھڑا ہو گیا۔۔۔

باریل کو درد سے تڑپتے دیکھتے سعیر نے سر ہلایا۔۔۔

سعیر جانتا تھا کہ وہ ٹیکنالوجی کی دنیا میں بہت آگے نکل چکا ہے۔۔۔

ابھی ہی اسنے انڈر ورلڈ میں ایک چپ متعارف کروادی تھی جو انسان کے جسم میں فٹ کر کے اسے اکیٹو کر دیا جائے تو وہ اپنی مخصوص جگہ پر جا کر اس عضو کو ناکارہ کر سکتی ہے۔۔۔۔



اس چپ کو متعارف کرواتے انڈر ورلڈ میں ٹھہر ٹھہری مچ گئی تھی۔ سب جانتے تھے کہ وہ ٹیکنالوجی کا "ٹیک باس" ہے، اس کے لئے کوئی کام ناممکن نہیں۔۔

پر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اپنی ٹیکنالوجی سے ایسی چپ ڈیوائس میک کرے گا جس سے انسان ناکارہ ہو جائے۔۔

وہ ایسا حیوان ہو گا یہ کسی کو نہیں معلوم تھا۔۔

وہ اپنے دماغ ہنر سے جنگ لڑتا تھا کہ اس کا مقابلہ ایک خوفناک خواب تھا۔۔

اس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ واقعی بیسٹ کارائیٹ ہینڈ ہے۔۔۔

جس کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔۔۔

اس نے ایسی اذیت کو وجود دیا تھا انڈر ورلڈ میں جو کوئی نہیں کر سکتا تھا۔۔

پچھلے سال ہی اس نے ایسی ڈیوائس متعارف کروائی تھی کہ اس ڈیوائس کو انڈر ورلڈ میں عام کرنے کے بعد ان کے مخالف کے کمپیوٹر کا سارے ڈیٹا کی تفصیل اس کے کمپیوٹر کی اسکرین پر موجود ہوئی تھی۔

اور سعیر کو امید تھی کہ اس چاول جنتی سائز والے ڈیوائس کو کسی ضروری وجاہت کے بنا پر متعارف کروا چکا ہو گا۔۔۔

"بولنا ہے؟؟؟" اس نے تڑپتے ہوئے باریل کو سیدھا کیا اور پوچھا جس نے روتے ہاتھ جوڑتے سر ہلادیا۔۔

سعیر متبسم ہوا۔۔ "یہ کھالو!" اس نے اپنے گلووز پہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر وہ کٹی ہوئی انگلی رکھتے سامنے کی۔

جہاں باریل کی آنکھیں پھیلیں وہی پیچھے کھڑے آدمیوں نے لب بھینچ کر چہرہ موڑ لیا۔۔۔

"تمہارا جواب غلط تھا! اسلئے یہ اٹھی انگلی جھک گئی۔

اب تمہاری سوچ غلط ہے اسلئے یہ انگلی تمہارے منہ میں جائے گی۔۔۔

رہی بات بیسٹ کی تو۔۔۔!!!

میں چہرے سے نہیں فطرت سے حیوان ہوں!" اسنے کہتے خنجر کو سامنے کیا جسکا اشارہ سمجھتے ایکدم ہی خوفزدہ

ہوتے باریل نے اسکی ہتھیلی سے انگلی جھپٹ کر اپنے منہ میں ڈالکر دھاڑتے دل کے ساتھ کرچک کرچک کی

آواز سے چبانے لگا کہ پیچھے کھڑے آدمیوں کا دل خراب ہو گیا۔

اسک آواز سے انہیں الجھن ہونے لگی۔۔۔

سیر متاثر ہوتا اسکے منہ کو دیکھنے لگا جہاں وہ اپنا ہی گوشت چبا چبا کر کھا رہا تھا۔۔۔

"ان انگلیوں سے تمنے وہ نشانہ فٹ کیا تھا صحیح!!" اسنے اسکا ہاتھ پکڑا کہ باریل مچل اٹھا اسکے ہاتھ کی پکڑ میں۔

پراسکی سرد نظروں کی سرزش پر اس میں ذرا سی ہمت نہیں ہوئی۔۔۔ بلکہ وہ جیسے سن پڑ رہا تھا اعضا جیسے ناکارہ ہو رہے تھے۔

"ان انگلیوں کو یہاں نہیں رہنا چاہیے!!" اسنے کہتے انکی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں بھینچتے پیچھے کی طرف

مروڑا کہ کھٹک کی آواز کے ساتھ باریل کی آنکھوں سامنے اندھیرا پھیل گیا۔

دماغ میں زوں کی ایک سڑ سڑاتی آواز اٹھی کانوں سے دھواں نکل اٹھا۔۔۔

اسے کچھ معلوم ہی ناہو جب سعیر نے اسکی انگلیوں کو کٹر سے کاٹ کر اپنے بوٹ کے نیچے مسل کر وہ کچلتی ہوئی انگلیاں اٹھا کر اسکے درد سے کھلے منہ میں بھر دیں۔۔۔

"کھاؤ اسے!" سرد غصیلی آواز پر روتے ہوئے باریل نے اپنے دانتوں کا دباؤ ان پر دینا شروع کر دیا کہ اسے ابکائی سی آگئی پر سامنے بیٹھے حیوان کے ہاتھ میں چمکتا خنجر دیکھتے اسکی سانسیں رک رہی تھیں۔

اس بات سے کون ناواقف تھا کہ یہ حیوان انسان کو دل نکال کر مسلتا ہے!

وہ ایسا نہیں چاہتا تھا اسلئے روتے درد سے نڈھال ہوتے اپنی ہی کچلی انگلیوں کے گوشت۔۔ اپنے وجود کے گوشت کو نوچ کر کھا رہا تھا۔

"اچھا ہے نا امریکن ڈینجرس شوٹر باریل؟" اسکے پوچھنے پر باریل نے فوراً سر ہلایا جبکہ سرخ مادہ اسکے منہ سے رس رہا تھا۔

سب اس سے نظریں پھیرے کھڑے تھے سواء سعیر کے جو اسے کافی غور سے دیکھ رہا تھا۔

جو کسی بھوکے کتے کی طرح اپنا گوشت نوچ کر کھا رہا تھا

"تم سے تفصیل بات ہوتی پر وقت کی کافی قلت ہے۔۔" اسنے کہتے اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑا تب سب

الرٹ کھڑے ہوئے جب سعیر کا خنجر باریل کی آنکھوں کو نکال کر وہاں گڑھا بنا گیا۔۔۔

وہ پھڑ پھڑا رہا تھا مچل رہا تھا پر اپنا بچاؤ نہیں کر سکا۔

جبکہ وہ اسکی آنکھیں نکال کر اسکے سینے میں خنجر گھونپ کر وہاں سے چیڑ تادل کے مقام تک آیا تو ایک پراسرار

سی مسکراہٹ کے ساتھ چمک بھوری آنکھوں میں ابھری۔۔

اسے اپنے خنجر میں دھک دھک سی محسوس ہوئی اسکے دل کی، جسکے ساتھ ہی ایک کشش ایک طاقت اسکے وجود میں پیدا ہوئی اور ہاتھ پر دباؤ دیتے ہی خنجر اسکے دل کے سائیڈوں پر گھونپ کر اس جگہ کو اکھاڑنے لگا تھا۔۔

یہ منظر اس قدر خوفناک تھا کہ سامنے کھڑے اسکے آدمی ایک بار پھر نظریں جھک گئی اور وہ جنونی انداز میں باریل کے سینے کو اکھاڑتا وہ دھک دھک کرتا گوشت کا لتھڑانکا لے لگا جو جسم میں دل کا مقام رکھتا تھا۔ گوشت کی تہہ کو کاٹ کر وہ ہڈیوں کے پنجرے کو دونوں ہاتھوں سے اکھاڑ کر سامنے دھک دھک کرتا مادہ دیکھتا مسکرایا جبکہ جس نے بھی اچانک سے نظریں ڈالی تھی خوف سے مجمند ہو گئے تھے۔

مہوش علی

وہ کتنا خوفناک وحشتناک ہو گیا تھا اب۔۔۔

سب کی سانسیں اکھڑنے لگی تھی وہاں روم بڑا ہونے کے باوجود انہیں تنگ پڑ رہا تھا جبکہ سعیر کا مضبوط ہاتھ کا پنجا اس مادے پر گیا اور کھینچ کر باہر نکالا۔۔۔

شکریہ منظر وہاں کسی نے نہیں دیکھا ورنہ ایک دلخراش چیخ ضرور نکلتی۔۔

"دیکھ لو تمہاری طرف نظر اٹھانے والے کا حال میری شہزادی۔۔۔"

اور اگر تم دور گئی تو دنیا کا کیا حال ہو گا ضرور سوچنا۔

میں اچھا نہیں برا ہوں کافی برا اور مطلبی۔۔۔۔۔ "وہ اسکے دھک دھک کرتے دل کو بھوری آنکھوں سے دیکھتا مٹھی میں بھیج کر باریل کے وجود دیکھنے لگا جبکہ اسکی انگلیوں کے بیچ سے سرخ مادہ ٹپ ٹپ کرنے لگا نیچے اور وہ



دھک دھک کرتا دل مسل کر پیسج گیا اسکی مٹھی میں، اور وہ مسئلہ ہوا دل اسنے باریل کا منہ کھول کر اس میں ڈال کر خنجر سے اندر کر دیا۔

اور اب اسکے وجود کے ٹکڑے کرنے کا لگا تھا سب سے پہلے اسکے گلا کا ٹنا شروع کیا ساتھ ہی چپ نکال کر اپنے آدمی کے حوالے کی جسنے صاف کر کے اس بریف کیس میں رکھ دی۔

سعیر کا ہاتھ مسلسل کام کرتا اسکے ہاتھ بازو کا ٹنا سے ایک جگہ ٹکڑوں میں جمع کر رہا تھا۔  
کچھ ہی دیر میں وہاں وہ باریل نامی امریکن مشہور شوٹر ٹکڑوں میں جمع ہوا رکھا تھا۔  
سعیر اسکی شرٹ پر ہاتھ خنجر صاف کرتا اٹھا۔

"اسے اسکی جگہ تحفہ کی صورت بھیج دو۔"  
معلوم پڑ جائے گا سعیر ابھی زندہ ہے۔۔۔  
اور شہزادی کے پاس اسکا عالم موجود ہے "وہ کہتا وہاں سے نکلا سب نے اسکے قدم اٹھانے پر مؤدب سر جھکائے  
اور اسکے وہاں سے نکلتے ہی وہ سب باریل کے ٹکڑوں کو بیگ میں جمع کرنے لگے۔

"ڈائلاگ تو اتنے بڑے مار رہا تھا سالا میں سمجھا کہ کوئی بہت ہی اوپر والی چیز ہے اسنے تو بیسٹ کی پر چھائی پر  
ہتھیار پھینک دیئے "ایک آدمی کچھ دیر پہلے کا منظر یاد کرتا ہنس کر بولا تو باقی بھی تمسخر سے ہنس دیئے۔۔

"اچھا کیا بچے نے ورنہ وہ موت بہت ہی وحشت ناک ہوتی اگر بیسٹ سے الجھ جاتا۔۔" ان میں سے ایک نے کہا دوسرے سوچ کر جھڑ جھڑی لے اٹھے۔

"تھا ہی کوئی ڈائلاگ باز۔۔!! اگر شہزادی پر حملے کی بات نا ہوتی تو بیسٹ ایسے پر اپنا اتنا وقت ضائع نا کرتا۔" دوسرے کی بات پر سب متفق ہوئے۔

"میڈم کے معاملے میں سر کافی خوفناک ہو جاتے ہیں مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔۔" باکس بند کرتے ایک نے اپنے احساس سامنے رکھے تو دوسرے ہنس پڑے

"تم خوفناک کی بات کرتے ہو اگر میڈم کو خروج بھی آجائے کسی کی وجہ سے تو اس وجود کی نسل بھی دوبارہ جنم لینے سے پہلے دوبار سوچے۔۔"

"یہ جانتے ہو یہاں کے کونے کونے پر بیسٹ کا آدمی موجود ہے صرف اسلئے کہ کہیں کوئی میڈم کو ہرٹ نا کر دے باہر نکلتے۔۔"

یہ اتنی زندگی آزادی سے جی ہے وہ سر کی اجازت اور اسکی سکیورٹی میں۔۔

تم ابھی جانتے کہاں ہو!!

وہ بیسٹ کی بلا سنڈ بیوٹی ہے

اور جب باہر قدم رکھتی ہے تب بے جان چیز بھی اسکی فکر میں لگ جاتی ہے کہیں اسے کوئی ہرٹ نا کر دے۔  
بیسٹ کے آدمی تو الٹ ایسے ہوتے ہیں کہ چلتی ہوا کو بھی چیک کرتے ہیں کہیں اس میں کسی کی سازش تو نہیں۔۔۔

یہ تینوں یہاں موجود ہیں وہ اسلئے کہ بیسٹ کو تحفہ دینا تھا اپنے خفیہ دشمن کو جو چھپ کر وار کرنے لگا تھا وہ بھی اتنا کمزور۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔

سب سے بڑھ کر تو ایک "لیڈی باس" جو دنیا پر حکومت رکھتی ہے وہ اسکی پروٹیکشن کرتی تھی۔۔  
تو کیا اس بیوٹی تک یہ پہنچ سکتے ہیں؟؟

جس میں بیسٹ کی سانسیں قید ہیں!!! "روم کو پہلے جیسا صاف کرتے وہ روم کو رقالین پورے روم میں جو پھلائی ہوئی تھی وہ اتار کر لپیٹتے ہوئے وہاں سے نکلے۔۔۔

"جہاں دشمن کی سوچ ختم ہوتی ہے وہیں سے بیسٹ کی شروع ہوتی ہے۔۔" وہ رقالین کو دیکھتا ہوا مسکرایا جو باریل کے آنے سے پہلے خون خراب سے احتیاط کیلئے بچھایا گیا تھا پہلے ہی۔۔۔۔۔۔

"انتالیٹ؟" شہوازا سے داخل ہوتے فلیٹ میں دیکھ کر اسکے پاس پہنچا۔۔

وہ پہلے خود سے اٹھتی ایس ایس پی کے کلون کی خوشبو سے الجھی ہوئی تھی اس پر توجہ دیئے بغیر اندر کی سمیٹ بڑھی۔۔۔

"ہاں ایک ٹھر کی تھا جس سے بائیک لی دوسرا وہی عام سائیک ہوا۔۔ پانچ چھ رکاوٹ کرنے آگئے پر پھر خود ہی سالے بھاگ نکلے۔۔۔" وہ کلائی میں وقت دیکھتی لفٹ میں داخل ہوئی۔۔۔  
پچھے ہی شہوازا آیا۔۔۔

"کتنا وقت ہوا ہے انہیں آئے؟" کوٹ کے گریبان کوناک کے قریب کرتی اسنے سونگھا۔۔

وہی خوشبو تھی جس پر وہ لب سختی سے بھینچ گئی۔۔

سیکنڈ فلور پر پہنچ کر لفٹ اوپن ہوتے وہ باہر نکلی۔۔

"تقریباً تین گھنٹوں سے بیٹھے ہیں۔۔" پیچھے آتے وہ گویا ہوا مسکان سر ہلا گئی۔۔

"بیوقوف۔۔" شہباز کے ڈور اوپن کرنے پر وہ اندر داخل ہوئی پیچھے وہ بھی آیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔۔

انکے بڑھے ہوئے ہاتھ انکے گن ٹیبل پر رکھ کر چیئر پر بیٹھی۔۔

کہ دونوں ہاتھ نیچے کر کے گلا کھنکارتے رہ گئے۔۔

"آپ چاہیں تو سیکنڈ میں مافیا گینگ کو ختم کروا سکتی ہیں پھر آپ کیوں مافیا گینگ میں آنا چاہتی ہیں حالانکہ آپ کا رتبہ کسی گینگ میں آنے کا نہیں اسے مٹانے کا ہے!" جوزف نے بہت گہرائی میں جاتے اسکی سنہری آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے پوچھا تھا۔

اور یہ سچ بھی تھا سب جانتے تھے لیڈی باس کوئی گینگ میں آنے کیلئے تو نہیں تھی۔

وہ چاہے تو گینگ مٹا کر ان پر اپنا راج کر سکتی تھی پر یہاں قصہ ہی الٹا تھا وہ میٹنگ اریج کروا کر اس سے کہہ رہی تھی اس مافیا میں آنا ہے۔

اور یہ انکے لئے خطرناک ہو سکتا تھا کیونکہ یہ لیڈی باس تھی گر لڑہرا سمنٹ، سپلائی کے سخت خلاف تھی اگر اسنے مختلف مافیا گینگ کے کام دیکھ لیے تو کیا یہ انہیں زندہ چھوڑے گی؟



"صاف بول! تیرے کو پر اہلم اپن سے ہے یا لیڈی باس سے؟" ٹیبل پر رکھے اپنے بلیک بوٹ میں مقید پاؤں ہلاتی انگلی میں گن گھماتے اسنے ابرو اچکایا

"بیسٹ نے بلوچ کو مارا ہے! پھر خاموشی کے بعد وحشت پھیلائی ہے بیسٹ آگیا ہے! کیا یہ تم لوگوں کا نیا ٹارگیٹ ہے مافیا؟" تھوک نگلتے پاس بیٹھے نوئم بھی چپ نہیں رہ سکا۔

"ہم ٹارگیٹ نہیں رکھتے چوزے۔"

اپن لوگ جب کسی کو دیکھتا ہے غلط کام میں، تب سوچتے یا ٹارگیٹ نہیں لیتے بس فاتحہ پڑھ لیتے ہیں، سمجھا؟" اسنے اپنے آدمی کو گن سے اشارہ دیا

"ایڈوانس۔۔۔!! ایک کروڑ ہیں!" اسکے اشارے پر بیگ کھول کر دیکھا یا اور وہاں پیسے دیکھ کر دونوں ہکا بکارہ گئے۔

"ہمیں کوئی وجہ بتائیں لیڈی باس کہ آپ کیوں مافیا گرل بننا چاہتی ہیں؟

مافیا ڈان کو ہمیں جواب دینا ہوگا! وہ کبھی اجازت نہیں دیگا بیسٹ کے گینگ سے کسی کو مافیا میں آنا کی۔ اور آپ تو پھر بھی لیڈی باس ہیں۔۔۔" پیسے دیکھنے کے بعد بھی اسنے صاف ہری جھنڈی دیکھائی۔

ان دونوں کو دیکھتے بیگ بند کرنے کا اشارہ دیا اسکا آدمی سر ہلاتا بیگ بند کیے پیچھے ہٹ کر بیگ تھامے کھڑا ہو گیا۔

اور مسکان نے گن ٹیبل پر رکھتے انگلی سے کان پٹی دبائی۔۔

"آپ ناراض ناہوں لیڈی باس، آپکی ایک آواز پر ہم اٹالیہ سے بھاگ پہنچے ہیں یونان صرف آپکی پکار پر۔۔۔  
ہم صرف اپنی سہولت کیلئے چند سوال کریں گے اسکے بعد اگر آپکے سوال مطمئن رہے ہمارے لئے تو پکا ہماری  
ہر ڈیل آپ سے ہوگی۔"

انکی باتوں پر جہاں پیچھے کھڑے شہواز کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی وہیں مسکان نے دونوں کو دیکھتے جیب  
سے بیل نکال کر ریپر سے آزاد کرواتے منہ میں ڈالا۔۔۔  
وہ سیدھی ہوئی اور گن کو ٹیبل سے اٹھایا۔۔۔

کوئی نہیں سمجھا کہ اسکے اردے ٹھیک سے بیٹھنے کے ہیں یا اوقات میں رکھنے کے۔۔۔

"پہلا جواب! تیری اوقات نہیں اپن سے سوال کرنے کی"

"دوسرا جواب! ڈیل تجھ سے نہیں تیرے باپ سے کرے گی اپن"

"تیسرا جواب! اب مافیا میں مجھے تیرا باپ خود بلائے گا"

"چوتھا جواب! چل شہواز فاتحہ پڑھ بچوں پر۔" اسکے چوتھے جواب کو سنتے خاموش کھڑا اسکی ایک ایک ادا کو

گہرائی سے دیکھتا شہواز ہڑبڑا کر بیگ نیچے رکھتا فاتحہ کیلئے ہاتھ اٹھالیے۔۔

اور ابھی جوزف یا نوئم اسکو سمجھتے اسنے گن کا رخ انکی طرف کیا۔۔

"Chiamiamo dall'alto per domande e risposte"

(چلو اوپر سے بلاوا آیا ہے سوال جواب کیلئے)

دفعۃً اسکے جملہ کے اختتام پر ہی فضا میں ٹھاک کی کے ساتھ فائر گونجے کہ شہواز ہکا بکارہ گیا  
"یہ لیڈی باس نے کیا کیا؟؟" وہ سوچ کر لب بھینچ گیا جبکہ جوزف اور نوئم دونوں کے ماتھے پر نشانہ لیا گیا تھا  
جس سے اب خون نکلتا اسکے ناک کے اوپر سے رستے گریبان میں جا رہا تھا۔۔۔

"اسے کہتے ہیں اپنا خون اپنے گریبان!" وہ ہنسی اور گن کو بیلٹ میں لگایا۔۔۔

"معذرت! یہ ٹیم کے رولز خلاف ہے کہ کسی کو بلا کر مارے جائے، ہم انکی جگہ پر جا کر مارتے ہیں بلا کر نہیں  
لیڈی باس!" ساکت سے دیکھتے شہواز نے مداخلت کی۔۔۔

"پہلی بات اپن رولز فالو نہیں کرتی! رولز اپن کو فالو کرتا ہے!!  
دوسری بات تجھے میرے ماتھے پر ویلی باس لکھا نظر آ رہا ہے جو میں سارے کام چھوڑ کر انکے پاس جاتی؟" وہ  
دروازہ کھولتی اسے دیکھ کر بولی شہواز شرمندہ ہو گیا۔۔۔

"آپنے سوال تو پوچھے نہیں؟" وہ پھر جھجھکتا ہوا بولا۔۔۔

"اسکے لئے تو میرے پہلے جواب پر غور کر اپنے لئے بھی وہی جواب سمجھ!"

"آخری لیڈی باس آپنے انہیں مارا کیوں؟؟" وہ روم سے باہر نکلی پیچھے بیگ پکڑے شہواز بھاگتا آیا اور بوکھلا کر  
سوال کیا۔۔۔

"تیرا قصور نہیں بیٹے تو جس سوتیلے بچھو کے ساتھ رہتا ہے تیرے پاس اتنا ہی دماغ ہونا تھا۔۔۔" وہ اسے سر  
سے پاؤں تک دیکھتی دانت پیس گئی۔

شہواز کو عزل یاد آیا۔۔۔

شہواز پہلے عزل کا آدمی ہوا کرتا تھا پر ار جنٹ میں اسے یونان آنا پڑا وہ بھی ”چپ“ لیکر سعیر کے پاس، پھر ساتھ ہی لیڈی باس کے آرڈر پر وہ اٹالین سے آئے مافیا کے آدمیوں کو لیکر فوراً اس سیکرٹ جگہ پر پہنچے جہاں لیڈی باس کا حکم تھا اور انہیں خاص کر کے بلایا گیا تھا اور وہ انکے ایک پکار پر بھاگتے پہنچے تھے۔۔۔  
پر مارا کیوں یہ تو انکے کام آسکتے تھے۔۔۔

"میم عزل سر کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اسکے پاس ٹیلنٹ ہے!" وہ متاثر تھا سر جھکائے مودب بولا مسکان کے لبوں پر بھٹکی سی مسکراہٹ اپنی چھپ دکھلانے لگی

"تو سچ میں جانا چاہتا ہے؟" اسے بے ساختہ مسکراہٹ آئی اسے پر تبھی کوٹ کی جیب میں ہاتھ پھنسائے وہ آگے بڑھی۔۔۔

"جی!!" وہ مسکرایا اور اسکے پیچھے پیچھے اسکی ہر ادا کو دیکھتا ہوا۔۔۔

وہ سچ میں مبہوت کر دینے والی تھی۔۔۔

یہ جگہ شہر کی روشنیوں سے دور تھی جو انہوں نے خاص کر کے منتخب کی تھی میٹنگز کیلئے۔۔۔  
پر اب تو اسے اٹلی جانا تھا سیدھا مافیا گرل بننے کیلئے اور پھر واپس آنا تھا۔۔۔

اسکے لب اب مسلسل مسکرا رہے تھے کیونکہ "وہ" سانسوں کے بہت قریب محسوس ہو رہا تھا۔۔۔



وہ جو سانسیں لے رہی تھی اس میں اسے "اسکی" سانسیں محسوس ہو رہی تھی۔۔

اپنے گالوں پر دہکتی سانسیں یاد کرتے اسنے جیب سے گلووز میں مقید ہاتھ نکال کر اپنے گال پر پھیرا۔۔۔

اور ہلکا سا ہنس کر اپنے سنہری بالوں میں انگلیاں الجھا دیں۔۔۔

"تو سن!! جو ایک پکار پر آئے وہ بیوقوف!"

جو دوسری پکار پر آئے وہ واجب القتل!

جو تیسری پکار پر آئے وہ ڈھیٹ۔۔۔

اور جو بغیر پکار۔۔۔۔۔ کے آئے وہ ماہ ڈھیٹ۔

اور یہ ساری خصوصیات رکھنے والے کیلئے مسی کے پاس صرف ایک ہی آپشن ہے۔۔۔

وہ ہے موت!" اسنے ہنس کر کہا۔۔۔

شہواز کافی متاثر ہوا اس سے۔۔۔

اسے حیرت ہوئی تھی کہ بنتِ حوا اتنی مضبوط ہو سکتی ہے کہ دود و خون کیے یوں مسکراتی بے خوف سنسان

راستے پر اسکے ساتھ چلتی ایک مثال نظر آئے۔

کیا بنتِ حوا کے پاس اتنی طاقت ہے کیا وہ اتنی مضبوط ہے کہ مردوں کا مقابلہ کر سکے؟

اسکا سحر ایسا تھا کہ پیچھے چلتا شہواز اسکے سنہری بال کی چمک دیکھتا ساکت ہو رہا تھا۔۔۔

اسکا انداز مخاطب  
اسکا انداز گفتگو  
اسکا انداز بیان  
اسکا انداز وفا  
ایک لیڈی باس ہونا۔۔۔

سب کچھ تو منفرد تھا۔۔۔  
وہ سب لڑکیوں سے منفرد تھی۔۔۔  
پاک کی بیوٹی جہاں ڈری سہمی ہوا کرتی ہیں وہاں اسکا یہ روپ دیکھتے وہ حیران نہیں شکوہ ہوا تھا۔۔۔  
اسنے اس کو شکوہ کر دیا تھا اسنے۔۔۔  
اسکا دل کیا اسکے بالوں کو چھو لے انہیں اپنی انگلیوں کے پوروں پر محسوس کرے۔۔۔  
"یہ تو ہو گا۔۔۔۔۔" گردن کو ٹیڑھا گھما کر اسنے اسے دیکھا اور اپنے ہاتھ، اسکے قدموں کا فاصلہ دیکھا۔۔۔

دفعۃً اسکی کلائی میں پہنی گھڑی سگنل دینے لگی جو صرف اسکی نبض ہی محسوس کر سکتی تھی۔۔  
اسنے کان میں بلوٹو تھ سیٹ کیا۔۔۔

"ہمم!!" اسکی ہمم میں غصہ ضبط قہر تھا جس پر دوسری طرف مؤدب ہو گیا

اور پیچھے وجود نے پانچ قدموں کا فاصلہ مٹاتے اسکے بالکل پیچھے کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کے لمس کو چھو کر اس پر اپنی مہر لگانا چاہی۔۔۔

"یو آر فنش لیڈی باس!" وہ اندر ہی اندر گنگنایا۔۔۔

"تمہارے پاس جو آدمی پاک سے آنے والا تھا اسکا کسی نے مرڈر کر دیا ہے۔۔۔

کوئی ہے یہاں جو شہواز کی جگہ کام کر رہا ہے یہاں ہمیں بیگ پہنچایا ہے اور خیال سے تمہارے ساتھ ناہو

وہ۔۔۔

بی الرٹ لیڈی باس! میں سر کی طرف سے اطلاع دے رہا ہوں۔

اچھا ہو آپ ایس ایس پی کے ساتھ چلی جائیں یہاں گیم۔۔۔ بیسٹ سب سنبھال لیں گے۔"

دوسری طرف سے اسکی ٹیم کا آدمی بول رہا تھا جبکہ الرٹ حواس سے اپنے پیچھے سرسراہٹ محسوس کرتی مسکان لب بھیج گئی۔۔۔

"شہواز۔۔۔۔۔ ہو آریو۔۔۔۔۔؟؟" رابطہ ختم کرتے وہ بڑبڑا کر ایک دم اٹیک کیلئے پلٹی تھی کہ جہاں اسکا وار خالی گیا وہیں ساکت سی کھڑی رہ گئی۔۔۔۔۔

دور دور تک سیاہ تاریک سسنان راستہ آس پاس خالی ویران بلڈنگز کسی زی روح کو ناپا کر وہ حقیقتاً پریشان ہو گئی۔۔۔

اسکے پاس قدموں میں بیگ پڑا تھا پر وہ کہیں دور تک نہیں تھا۔۔۔ البتہ اسکی ساری حسیں اسے خطرے کا سائن دے رہی تھی۔۔۔

"چھپنا بزدل کا کام ہے!! سامنے آؤ جو کوئی بھی ہو!!" وہ نیچے پڑے شہواز کے چہرے کے ماسک وگ کو  
ٹھوکر رسید کرتی غرائی۔۔۔

اس کا خیال ہی جان لیوا تھا کہ ذرا سا اس کا سحر چلا موت اتنے پاس آگئی۔۔۔۔  
"ایس ایس پی جان لیوا ہو۔۔۔۔۔" وہ مسکرائی تب ہی اسکے چہرے پر دائیں بائیں سے سفید آنکھوں کو چبھتی

روشنی پڑی مسنی نے ایک دم آنکھوں پر پلکیں گرائیں۔۔۔۔۔

دفعۃً یونان کے شہر گریس کی تاریک خاموش فضا کو چیرتی ہوئی "ٹھا" کی آواز کے بعد فضا میں سکوت چھا  
گیا۔۔۔

مہوش علی

"یہاں آج بنگلہ کینسل ہے تو مہربانی کریں میری بات کو سمجھیں اور کہیں دوسری جگہ  
جائیں۔" وہ کب سے سمجھا رہا تھا انہیں پر انہیں سمجھ آئے۔ بلکہ اس سے ضد کر رہی تھیں  
کہ پلیز آج انہیں سلبریٹ کرنے دیں۔

عرب کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر کیوں وہ یہی جگہ ٹپکنا چاہتی ہیں کہیں اور بھی تو جاسکتی  
تھیں۔

"اتنی سکیورٹی اتنے آدمی ضرور آپ کوئی بڑی شخصیت ہوں گے سر کیا اتنا نہیں کر سکتے  
ہمارے لیے؟" وہ تینوں معصوم صورت بنا کر آنکھیں جھپکاتی ہوئی بولیں۔

عرب بے ساختہ انکی حرکت پر قہقہہ لگا اٹھا۔



بڑی شخصیت اور وہ، اچھا مزاق تھا۔

کب سے دور اسکے انتظار میں کھڑی سی کبھی لڑکیوں کو ہنستے تو کبھی انکے انداز دیکھتی اور اب عارب کو قہقہہ لگاتے دیکھ کر اس سے ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔  
"مجھے انتظار میں کھڑا کیے خود چھپھورے لڑکوں کی طرح قہقہے لگا رہا ہے۔" وہ تنک کر سوچنے لگی۔

"الشکریہ۔۔۔" اسنے ہنستے کہا۔۔۔

اور اسکا الشکریہ سننے سے آگ سی لگ گئی۔

کہ یہ جعلی عربی وہ صرف اسکے لیے بولتا تھا پر اب۔۔۔

"الشکریہ۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔" تینوں لڑکیاں دہراتی، انکی کھلکھلاہٹیں گونج اٹھیں۔

"اگر تمہاری جعلی عربی ہوگئی ہو تو مجھے گھر چھوڑ آؤ گے یا میں جانوں اکیلی؟" اسکی غصے

خفگی بھری آواز پر عارب نے چونک کر پیچھے دیکھا۔

مقابل ہی وہ کھڑی غصے سے بھری اسے ہی گھور رہی تھی۔

عارب کا اسکے چہرے پہ ضبط کے تاثرات سرخی دیکھتے دل بہار ہو گیا کہ اب تو پورا یقین

ہو گیا تھا اسکے دل میں بھی کچھ کچھ ہے۔

"کیوں؟ اتنی جلدی کیا ہے؟ ان سے باتیں کریں کتنی نائیس لیڈیز ہیں۔" اسنے شرارت سے

کہا

"ایکسیوز می ہینڈسم مین! لیڈیز ہم نہیں آپکے ساتھ کھڑی ہیں، ہم تو ابھی گرلز ہیں ہا ہا ہا۔"

ان میں کھڑی ایک لڑکی شرارت سے کہتی کھلکھلائی جہاں سمعیہ کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا

تھا وہیں عارب کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔

"جی بالکل! میری پیاری بہنوں یہ بیوٹیفل لیڈی میری وائف ہیں اور میں انکا ننھا محبوب شوہر کیوں جاناں؟" چاہت سے کہتے سہی کے شانوں کے گرد بازو پھیلا کر مسکراتے آنکھیں سکڑیں

وہ سٹپا گئی اسکے نقوش میں سرخی پھیلی وہیں ان لڑکیوں کے پاس الفاظ کم پڑ گئے۔  
"واؤ سر ماشاء اللہ بہت پیارا کپل ہے آپکا "

"بہت پیاری ہیں آپکی مسز۔۔"

دونوں ساتھ بہت زیادہ پیارے لگ رہے ہیں۔ "تینوں خوشی سے الگ الگ الفاظ سے انکی تعریف کرنے لگیں۔۔ پر وہ خاموش ہی رہی۔۔ عارب جان گیا تھا کہ اسکی بدگمانی کو مزید ہوا مل گئی ہے۔۔۔

"کیا ہو رہا تھا یہاں؟" کچھ بھی کہے بغیر سہی نے عارب سے پوچھا۔

"میم پلزز آپ سر سے کہیں وہ ہمیں سلبریٹ کرنے دیں ہم شور بھی نہیں کریں گے، نا ہی آپ دونوں کے رومینٹک ڈنر کو خراب پلزز پلزز" دفعتاً ان تینوں کا رخ سہی کی طرف ہوا اور التجائیں شروع کر دیں بغیر بریک کے۔۔۔  
عارب تو سٹپا کر رہ گیا۔۔۔

اور سمعی سن کر تاسف سے عارب کو دیکھنے لگی کہ اپنے لیے وہ انکی خوشی ہڑپ رہا تھا  
"آپ آجائیں یہ ہمارا تھوڑی ہے ہم تو بس آپکی طرح ایسے ہی ڈنر کرنے آئے ہیں۔" وہ کہہ کر انکی تھینکس یا عارب کی شکڈ نظریں دیکھے بغیر اندر کی سمیت بڑھی۔  
"تھینکیو تھینکیو سو مچ سر۔" انہوں نے شرارت سے عارب کو دیکھ کر نعرہ لگایا اور کھلکھلاتی ہوئی اندر کی طرف بڑھنے لگیں۔۔۔

"بہت بہت پیارا کپل ہے آپکا اور آپکی کیوٹ سی بیوی بہت خوبصورت ہے۔ بلکہ آپ تو ننھے نہیں لگتے وہ لگتی ہیں ہاہا "معاً رک کر قہقہہ لگا کر کہتی اندر کی سمیت بھاگیں۔۔"

"بتا نہیں سکتے تھے وہ پیچھے آرہی ہے!" سب کے جاتے ہی اسنے نیچی آواز میں گرج کر اپنے آدمیوں کو جھڑکا جو سر جھکا گئے۔

سر جھٹک کر پیچھے عارب سہی کے رویے پر غور کرتا ہوا اندر بڑھا۔۔

"میں تمہاری بیوی نہیں سمجھے مجھے اپنی بیوی سے مت تعارف کروایا کرو نا ہی میری ذات کا مزاق بناؤ۔" اسکی خوشبو کو پیسے محسوس کر کے نم سرخ آنکھوں سے کہتے اسنے ایک ٹیبل کو منتخب کیا اور خاموشی سے بیٹھ گئی

"کیا ہوا آپکو سہی ناراض ہوگئی ہیں کسی بات پر۔" وہ ساتھ بیٹھتا پریشان سا بولا۔۔

اچھی بھلی تو آئی تھی ساتھ اچانک کیا ہوگیا اسے۔۔

"اگر برا نا مانو تو ڈنر کریں پھر گھر چلیں مجھے نیند آرہی ہے میں اتنی دیر جاگنے کی عادی نہیں۔" وہ انتہائی سخت لہجے میں بولی اور اپنے ہاتھوں کی لکیریں دیکھنے لگی۔

عارب کچھ دیر تو اسے دیکھتا رہا۔۔

وہ بات کرتی تھی اس سے سخت لہجے میں پر اس طرح کی سختی غصہ کبھی نہیں محسوس کیا

تھا اسنے۔

لب بھیج کر ویٹر کو اشارہ دیتے اسنے سمعیہ کو دیکھا۔

معاً موسم کی برستی ہلکی ہلکی بوندوں کو دیکھتے فضا میں ہلکی سی رومینٹک دھن چھیڑ دی گئی۔

جہاں عارب مسکرایا تھا وہیں سہی کے ماتھے پر تیوریاں سج گئیں۔۔"بھلا کیا ضرور تھی اس

فضول میوزک کو چلانے کی"۔۔۔

"الناراض ہیں آپ؟" ٹیبل پر رکھے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اسنے محبت فکر مندی سے پوچھا  
"یہ تمہارا گھر نہیں عارب جو یہاں یہ چھپھوری حرکتیں کر رہے ہو، دوسری بات میں  
تمہاری بیوی نہیں جو تم میرا ایسا تعارف کرواتے ہو۔

اگر عزت سے جینا چاہتے ہو تو چھوڑو اب نادانی اور مجھ سے راستے الگ۔۔۔

"بس کریں آپ سمعیہ!!" اسکی مزید بات سننے دے پہلے عارب نے کافی غصے سے سرد لہجے

میں ٹوکا۔

"مجھے معلوم ہے میں نے کیا کیا ہے اور کیا کرنا ہے مجھے، آپ مجھے فری کی ایڈوائز نا دیں  
تو اچھا ہے۔

صرف میری محبت کو سمجھیں تو ہی کافی ہے میرے لیے۔" غصے سے بات کرتے آخر میں  
اسکی بے یقینی سے پھیلی آنکھیں دیکھ کر واپس سے نرم پڑ گیا اور کافی چاہت سے بولا۔  
کچھ دیر اسکی شہد رنگ سی آنکھوں میں دیکھتی سی ضبط سے لب بھینچے دوسری طرف دیکھنے  
لگی۔

وہ ان لمحات کو پچھتا رہی تھی جب وہ اسکی ضد پر اسکے ساتھ باہر آئی۔

"میرا بھائی غائب ہے اسکا کچھ معلوم نہیں اور میں یہاں باہر کھانا کھا رہی ہوں۔" ٹیبل پر

لگتے مختلف لذیذ لوازمات کو دیکھ کر اسکے دل سے ہوک اٹھی۔

"یہ تو ہے ہی دماغ سے عاری مجھے تو کچھ عقل کرنی چاہیے تھی۔" اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں

جنہیں وہ عارب سے چھپانا چاہتی تھی پر کیا وہ اس سے چھپا سکتی تھی جسکی دعائیں محبتیں تو

اب اسکی سانسوں کی بھی رکھوالی کرتیں ہیں۔

"آپکے بھائی کو زیادہ خوشی اس پر ہوگی سی جی کہ آپ جب خوش ہوں گی اور خوشی خوشی



اسکا انتظار کریں گی ناکہ ایسے رو دھو کر۔

اسکی تو یہی آرزو اور خواہشات ہیں کہ اسکی سمعیہ شہزادی خوش ہو۔ "

"تم نہیں جانتے تو چپ کرو۔ اگر تمہیں میرے بھائی کی آرزو خواہشات کا اتنا ہی احترام ہوتا تو اسکے پیٹھ پیچھے تم اسکی بہن کے ساتھ یوں نکاح کر کے اسے باہر زبردستی ڈنر نہیں کروا رہے ہوتے۔ "وہ دکھ سے تنک کر کہتی رو پڑی

عارب کے تو جیسے کسی نے دل میں چھڑا گھونپ دیا۔

وہ خاموشی سے سمعیہ کو دیکھنے لگا جو سر جھکائے آنسوؤں ٹشو سے صاف کر رہی تھی۔

"آپ کھانا کھائیں باقی باتیں بعد میں کرتے ہیں۔ "وہ دل میں ان لڑکیوں کو کوستا ہوا بولا۔

"نا مجھے کھانا کھانا ہے نا ہی تم سے مزید بات کرنی ہے مہربانی کر کے مجھے گھر چھوڑ آؤ ابھی

اسی وقت۔ "وہ تلخی اور دبے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

"دیکھیں جسکے لیے آئے ہیں وہ پورا کیے بغیر نہیں جائیں گے۔

اسلیے آپ میرے پیسے ویسٹ نا کریں۔ ورنہ میں تو پہلے ہی آپکی نظر میں سانپ سنبولا بچھو

غدار ہوں، عزت سے کھالیں ورنہ کسی کی پرواہ کیے بغیر اپنے پاس بٹھا کر کھلائوں گا سوچ

لیں "اسنے سامنے دوسری ٹیبل پر بیٹھیں ہلا گلا کرتی لڑکیوں کو دیکھتے اس سے کہا۔۔

سمی نے حیرت سے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں ان میں سے ایک لڑکی ان

دونوں کی طرف ہی متوجہ تھی۔۔

ان لڑکیوں کو غصے بھری نظروں سے گھورتی سمی کا دل کیا ساری ٹیبل اٹھا کر عارب کے

سر پر مار دے۔۔۔

"عالم پوچھے گا تم سے ایک ایک حساب لے گا۔ "عارب کو اپنے پاس چیئر ٹھیک کرتے دیکھ

کر اسنے جزبز ہوتے نوالہ بنایا اور بھرائی غصے بھری آواز میں کہتی نوالہ منہ میں رکھ دیا۔  
"عالم کیوں؟ تم پوچھ لو ہمارا حساب اچھا رہے گا۔ بلکہ میری میتھ کافی زبردست ہے۔۔ برابر  
کے حساب رکھیں گے۔۔ اگر بیچ میں ایک دو عدد کو تسچن مارک) بچے (آگئے تو خیر ہے پھر  
دوبارہ سے حساب شروع کریں گے۔" ہنس کر سرگوشیانہ ذو معنی بولا۔  
جہاں اسکی بے ہودگی سمجھتی سمی نا چاہتے کانپ کر شرم سے کٹ گئی وہیں اب وہ مسکراتا

اب پرسکون شو کرتا کھانا کھا رہا تھا۔  
وہ بیچ بیچ میں کچھ نوالے بناتا اسکے منہ کھولنے پر اسے کھلادیتا اور وہ غصے سے مٹھیاں بھیجنے کر  
رہ جاتی۔  
کوئی نہیں تھا آس پاس صرف ان تین لڑکیوں کے اور سمی کو لگ رہا تھا اب کہ اسنے ان  
تین لڑکیوں کو بلا کر اپنے ہی پائوں پر کلہاڑی ماری ہے۔  
وہ تو کہیں سے باز نہیں آرہا تھا۔  
جبکہ سمی کی خفگی کچھ دور کعبین میں بیٹھی لڑکیوں کو بھی محسوس ہوگئی تھی اور اب وہ سر  
جوڑ کر کچھ سوچ رہیں تھی کہ ایسا کیا کیا جائے جو ان کا ڈنر جیسا سوچ کر آئے تھے ویسا  
ہی ہو۔

میوزک کی مدھم دھن باہر برستی نومبر کی بوندا بوند کو گلاس وال سے دیکھتے ایک انتہائی  
خوبصورت محسوس کن ماحول میں ڈنر کیا گیا۔  
فضا میں رچی بسی پھولوں کی خوشبو سانسوں میں اتر کر کہیں اسکا موڈ پورا نہیں تو تھوڑا  
بہت اچھا کرگئی تھی۔

وہ ماحول سے کافی ایمپریس ہوئی تھی پر دوسری طرف یہ اسے کافی اور لگ رہا تھا کیا اسکی

یہ عمر تھی ایسے ماحول میں ڈنر کرنے یا ایسے لڑکے کے ساتھ ڈنر کرنے کی جسکی خواہشات ان لڑکوں جیسی ہی تھیں جو آجکل اپنی شریک حیات کے ساتھ زندگی چاہتے تھے۔ وہ جتنا ان سوچوں کو جھٹکنے کی کوشش کرتی اتنا ہی اسے شرمندگی گھیر لیتی۔۔۔  
"تھینکس"! ویٹر کیلئے ٹپ ٹرے میں رکھتے اسنے شکریہ ادا کیا۔

"سر"! وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تھے کہ ان تینوں لڑکیوں میں سے ایک چلتی انکی ٹیبل کے پاس آئی اور کافی التجائیہ انداز میں پکارا۔

سمی عارب دونوں نے بیک وقت چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

"جی"! عارب نے مسکرا کر جواب دیا تو وہ خود میں ہمت پیدا کرتی یہاں تک آنے کے مقصد کا آغاز کرنے لگی۔

"سر ہم تینوں بہنیں یتیم ہیں۔ یتیم خانے میں پلی بڑھی ہیں۔ آج یہ سلبریشن اسلیے ہے کہ ہم میں سے ایک بہن نے سی ایس ایس کا امتحان پاس کیا ہے اور اسکی کامیابی ہم دونوں کی کامیابی ہے۔"

ہمارے پاس جو پیسے تھے وہ پہلے بکنگ کروالی تھی کہ اپنے اچانک ریسٹورنٹ بک کر لیا۔ پھر ہم یہاں آئے اور معلوم ہوا تو کافی سیڈ ہوئے پیسے تو واپس مل رہے تھے پر کہیں اور

اس وقت جا نہیں سکتے تھے کیونکہ یہ جگہ قریب تھی ہمیں۔

ہمنے آپ سے ضد کر لی اور آپ دونوں کے ڈنر میں۔۔۔ "وہ ابھی کہہ رہی تھی کہ حیرت بے یقینی سے سنتے سمی عارب دونوں کھڑے ہو گئے۔

"ہم معذرت کرتے ہیں میم سر اگر ہماری کسی وجہ سے آپ دونوں کی دلازاری ہوئی ہے۔"

وہ دو بھی پاس آکر اب تینوں یک زبان ہو کر بولیں۔

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں آپ غلط سمجھ رہی ہیں،، یہ میری بیوی کا ویسے ہی مجھ پر غصہ چلتا ہے آپ لوگوں کی مداخلت یا ایسی کسی غلط فہمی کو مت رکھیے دماغ میں۔" عارب نے بہت نرم سے انکی غلط فہمی دور کی اور سہمی نے بھی محبت سے اپنے نرم لہجے میں سمجھایا کہ ایسی بات نہیں جو وہ سمجھ رہی ہیں۔

دونوں کو مبارک باد دیکر وہ انکے ساتھ باتیں کرنے لگے۔

معاً جو وہ سوچ کر یہاں آئی تھیں اس پر ایک دوسرے کو اشارہ کرنے لگی۔

جسے سہمی نے دیکھ کر عارب کی طرف دیکھا اور عارب نے لاعلمی کا مظاہرہ کرتے کندھے اچکا دیئے۔

"سر میم آپ دونوں کا بہت پیارا اور پرفیکٹ کیل ہے ماشاء اللہ۔ میم تو کافی پیاری ہیں۔

آپ کے بے بیز ہیں؟ کیا اینورسری ہے آپ کی؟" دفعتاً انکے یک بیک سوالات پر سہمی بوکھلا گئی وہیں عارب نے محظوظ ہوتے قہقہہ لگایا۔

"ابھی تو نہیں پر ان شاء اللہ جلدی ہی آپ تینوں پھوپھو ہوں گی، ابھی تو میں اپنی روٹھی بیوی کو منانے آیا ہوں یہاں، اینورسری تو ہم دونوں بعد میں منائیں گے کیوں بیگم؟" اسنے

شرارت سے پوچھا وہ تینوں لڑکیاں مسکرا پڑی پر سہمی سے اسکی بے باکی پر یہ بھی نا ہو سکا۔

"چلیں اب۔" زبردستی مسکرا کر اسنے کہا اور شال کو درست کیا۔

"سر ایک ڈانس میم کے ساتھ پلیز!" اچانک انکی فرمائش پر سہمی کو سو وولٹ کا جھٹکا لگا وہیں عارب بتیسی نکالتا مسکرایا۔

"چلو عا۔۔۔۔"



"کیوں نہیں میری پیاری بہنوں۔

بلکہ اس خوشی میں یہ پارٹی میری طرف سے میری بہن کو کامیابی پر اور یہ ایک ڈانس بطور گفٹ اپنی بھابھی کی طرف سے۔" اسنے کہہ کر شاگڈ سن کھڑی سہی کے ہاتھ کو تھاما۔ وہ "یاہو بھائی" کا نعرہ لگاتی میوزک سسٹم آن کیے تالیاں بجانے لگی اور انکے چہرے پر خوشی دیکھ کر عارب خود مسکرایا دل سے کہ اسکی بیوی کا لیا گیا فیصلہ اسکی کامیابی خوشیوں

کی چابی ہے۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے عارب۔۔" وہ نیچی آواز میں چلانے کیلئے مچلی پر اسنے مسکراہٹ پاس کرتے اچانک ہی شال کے اندر سے ہاتھ گھما کر اسکی کمر میں بازو ڈالا اور شال اتار کر سامنے کھڑی لڑکی کو تھما دی۔

سہی کی سانسیں اٹک گئیں اسنے تو کبھی ڈانس دیکھا تک نہیں تھا کرنا تو دور۔ انکے خود کے گھر میں ٹی وی نہیں تھی پھر تو زندگی وحشت تھی اور اب بھائی کے گھر بھی اسے کہاں شوق تھا ٹی وی دیکھنے کا۔ اسکی زندگی کا مرکز صرف ایک ذات تھی وہ تھی اللہ کی جسے وہ دن رات پوجتی تھی اسے ہی یاد کرتی سنتی دیکھتی محسوس کرتی تھی۔۔

"کسی کے لبوں پر مسکراہٹ لانا بھی ثواب ہے السہی۔

اور ان تینوں کی مسکراہٹ زندگی کی خوبصورتی ہے۔ بلکہ زندگی کہلاتی ہیں یہ تینوں، اور

زندگی کو اداس نہیں رکھا جاتا بلکہ اسے کھلکھلایا جاتا ہے جیسے اب یہ ہمارے وجہ سے مسکرائیں گئی تاکہ زندگی مسکرائے۔" وہ اسکے کان میں بالوں کی لٹ کو اڑستا سرگوشی سے بولا۔

سہی کی نظریں اٹھی اور سامنے کھڑی ان تینوں پر گئیں۔۔

پر شوق نظروں اور تتلیوں کی طرح کھلکھلاتے احساسات سے انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔  
"ہم تینوں یتیم ہیں۔" اسکے کانوں میں ایک جملہ گونجا۔

اور سہمی کے اندر خالی پن سا محسوس ہوا کیونکہ اسکا بھائی بھی تو اسکے قریب نہیں تھا۔ نا ہی  
ماں باپ۔۔

پھر سامنے کھڑے ہوئے اس مسکراتے وجود کی بھی تو بہن پاس نہیں تھی نا ہی ماں

باپ۔۔۔۔

تو پھر انکی زندگی کیا ہوتی؟ جنکے پاس انکے ماں باپ نہیں ہوتے۔ جن کے سر پر وہ سایہ دار  
ٹھنڈی چھائوں والا باپ نہیں ہوتا۔۔۔

"کبھی اپنی" میں "سے نکل آنا میری بستی میں،  
پھر معلوم ہوگا ایک اور ویران دنیا بھی ہے آپکے منتظر۔" تمام ہال کی لائٹس کے آف  
ہوتے اسنے پھر سے سرگوشی کی  
سہمی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ایک سپورٹ لائٹ کا مرکز بنتے ہی فضا میں میوزک کی لہریں چھیڑ دی گئیں۔  
"واؤ ماشاء اللہ" ان تینوں نے خوشی سے چیخیں ماری جب عارب نے سہمی کے ساتھ ایک

ہمقدم پر اسٹیپ اٹھایا۔

اور آہستہ آہستہ ڈانس کرتے وہ اسکے ساتھ موو کرتی خفت سے سرخ تھی۔۔ اس دوران  
کہیں سے بھولی بھٹکی مسکراہٹ اسکے لبوں پر بکھر گئی جسے چھپانے کی کوشش کرنے کے  
باوجود بھی وہ کھلکھلا اٹھی۔

"ہاہاہا۔۔۔ مجھ سے نہیں ہوگا عاری۔" قہقہہ لگا کر وہ نفی کرتی بولی اور اسے ہنستے دیکھ کر وہ

تینوں لڑکیاں بھی کھلکھلا اٹھیں

"نہیں میم آپ تو بہت زبردست کر رہی ہیں۔ سر سے بیڑ۔"

"جھوٹ!! مجھے تو آتا نہیں یہ نچانا۔" ناک سیکوڑ کر وہ بولی اور اپنے پاؤں کو دیکھنے لگی۔ وہیں عارب نے اسکے لبوں پر بکھری آزاد مسکراہٹ کو جو اچانک نکھر اٹھی تھی۔  
"میں سیکھا دیتا ہوں۔"

میں ایکسپرٹ ہوں اس میں۔ "اسنے شرارت سے کہتے نامحسوس انداز میں اسکی کمر میں موجود گرفت کو تنگ کیا۔"

"کیا بیہودگی ہے شرم کرو۔" اسکے قدم کے ساتھ قدم رکھتی سہمی جبراً مسکرائی۔

"میں السہمی چاہتا ہوں میری شرم سے بنتی نہیں۔" اسکے ہاتھ کو اپنے کندھے پر رکھ کر وہ پھر سے ڈانس کے اسٹیپ لینے لگا۔

"ایک بات تو کان کھول کر سن لو کہ مجھے یہ بار بار مت کہا کرو میں دیکھا دیتا ہوں۔" اسکی ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تبھی بیچ میں ٹوک اٹھی  
"ہاں میں جانتی ہوں تمہیں بیہودگی میں مہارت حاصل، پر مجھے بار بار مت کہا کرو، میں عالم۔۔۔"

"دوسری بات میری دل میں بیٹھا لو کہ میں آپکو ہر چیز سیکھانا چاہتا ہوں جسکی آپکو میری زندگی میں آنے کے بعد اشد ضرورت پڑنے والی ہے، اور یہ سب اگر آپکا شوہر جانتا ہے اور سیکھا دیتا ہے فری میں تو منہ کیوں بنا رہی ہیں؟

تیسری بات کان بند کر کے سن لیں مجھے میرے سالے کی دھمکیاں مت دیا کریں، میں اسکا بڑا الحجبا ہوں اس پر فرض ہے میری عزت کرنا، الاسلام خود کہتا ہے۔"

"تم ایک دماغ سے عاری انسان ہو اور اپنی یہ جعلی عربی مجھ پر مت استعمال کیا کرو سمجھے۔  
چھوٹے ہو تو چھوٹے بن کر رہو۔" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو یہی بول سکی اور ویسے بھی  
اسکی بکواس سے آگاہ تھی پہلے۔ ہمیشہ لاجواب ہی تو ہو جاتی تھی۔  
"یہ جعلی عربی نہیں ہے ماضی کے دو ہزار بیس میں عربی بادشاہ العارب نے یہ ایجاد کی  
تھی۔"

اور یہ زبان تاریخی زبان ہے کیونکہ یہ واحد لینگویج ہے جو بادشاہ سلامت العارب نے اپنی  
ہونے والی بیوی کو دیکھتے اسکے شان میں ایجاد کی تھی۔  
پہلے دنیا تاج محل کی مثال دیتی تھی اب محبوب مطلب کہ دنیا بادشاہ العارب کی لینگویج کی  
مثال دیتی ہے۔ اور آپ ان کی شان میں گستاخی نہیں کر سکتی السمی۔ "اسکی بات پر حیرت  
سے سمی کا منہ کھل گیا تو کیا یہ اسکی جعلی عربی نہیں کسی بادشاہ کی لینگویج تھی۔  
سمی کے چہرے پر سیریس تاثرات دیکھ کر عارب کو خود پر فخر ہونے لگا۔ "مجھے تو خود پر  
غرور ہے دنیا جانے کیوں نہیں فخر کرتی مجھ پر۔  
ویسے دنیا کا قصور نہیں گھر کی مرغی دال برابر ہی ہوتی ہے۔  
آج اگر میں کسی دوسرے سیارے کا ہوتا تو یہی دنیا مجھے ناپاکر افسوس میں کتاب لکھ چکی  
ہوتی۔" اسکی خوش فہمیاں بلندیوں پر تھیں۔

وہیں بیچاری سمی کو بھی سوچوں میں جھونک دیا۔ کہ شاید یہ بادشاہ العارب کہیں سنا ہوا تھا  
نام۔

اور اگر عارب یہ شاید سن لے کہ اسکی بیوی اسکے نام کے سامنے شاید سوچ رہی ہے تو یہ  
بیچارہ حقیقتاً دوسرے سیارے چلا جاتا۔



"جس رفتاری سے آپ دونوں سوچوں میں گم ہیں اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں جلد ہی ایک نیا پاکستان بن جائے گا۔" انکی سوچوں میں ہی میوزک کو ختم ہوتے دیکھ کر ان تینوں لڑکیوں نہیں کھلکھلاتے طنز کیا۔

عرب سہی چونک کر ہوش میں آئے۔

"دوسرے کا معلوم نہیں۔ میرا چھوٹا سا پاکستان ضرور بنے گا جہاں صرف میری پیاری بیٹی فیملی ہوگی کیوں اسمی جی؟" لائیٹ کے آن ہوتے وہ مسکراتے انکے پاس آئے۔

سمی مجبوراً مسکرائی ورنہ اسکی بے باکی پر دل کر رہا تھا ابھی عالم آئے اور ابھی اسے سبق سکھائے۔

"ویسے آپ دونوں پہلے کپل ہوں گے جو ناچتے سوچوں میں چلے گئے ہیں ہاہا۔" ایک دوسرے کو تالی مار کر انہوں کہا اس بار وہ دونوں ہنس پڑے۔

"میں تو نہیں سوچ رہی تھی۔" سمی نے شال لیتے شانوں پر اوڑھ کر اپنا بچائو کیا۔

"جاناں جھوٹ بولنا بری بات ہے، آپ بھی مجھے سوچ رہی تھیں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔" اور وہ واقعی سچ بھی تھا جس سے سمی انجان تھی کہ وہ بادشاہ العرب کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جو بد قسمتی یا زبردستی سے اسکا چھوٹا سا شوہر ہی تھا۔

"آپ تینوں سے ملکر بہت اچھا لگا اللہ پاک آپ تینوں کو کامیابی کی بلندیوں تک پہنچائے آمین۔" سمی تینوں کو باری باری گلے لگاتی بولی۔

"یہ لیں میری پیاری بہنیں میرا کارڈ جب ضرورت پڑے اپنے بھائی کو ضرور یاد کر لیجئے گا، یہ بھائی اپنی تمام خوبصورتی سمیت حاضر ہو جائے گا۔" وہ انہیں کارڈ دیکر اپنا شفقت بھرا ہاتھ انکے سر پر رکھتا وہاں سے نکلا پر پہلے انہیں بھائی کا حق باور کروانا نہیں بھولا کہ کہیں

بھی ضرورت ہو تو بے جھجک اسے یاد کریں۔

وہ تینوں بے تحاشہ خوش ہو گئیں اور عارب نے جاتے ہوئے انہیں پارٹی فری دیتے انکے پیسے انہیں لوٹا دیئے جس سے انکی نظروں میں اور عزت بنی کہ اللہ پاک نے ابھی بھی ایسے انسان دنیا میں چھوڑے ہیں جنکی وجہ سے دنیا چل رہی تھی۔

اور دوسرے طرف وہ یہ سوچ رہا تھا کہ زندگی کیسے کیسے رنگ دکھاتی ہے کبھی یتیم تو کبھی بے بس۔

کبھی ہزاروں میں بھی تنہا، تو کبھی ہزاروں کا لاڈلا  
اگر آج وہ لڑکیاں انکی اصلیت جان جاتیں تو بھی کیا انہیں اتنی عزت دیتیں؟ ہر سننے والا تو پہلے یہی کہتا ہے کہ سزا دینے والے آپ کون ہوتے ہیں؟ پر یہ نہیں جانتی کہ اللہ پاک سزا دینے کیلئے بھی وسیلے بناتا ہے۔ پھر اچھا برا وہ تو اس رب کی مرضی ہوتی ہے۔ اور ان حیوانوں کو سزا دینے والے وسیلے سعیر عالم کی ٹیم تھی۔  
"آپ اداس ہیں؟" گاڑی اسٹارٹ کرتے عارب نے سہمی سے پوچھا وہ لب بھینچ کر نم آنکھوں سے سر ہلا گئی۔  
"کیوں؟" وہ جانتا تھا پر پھر بھی اس سے بات کرنے کیلئے بولا

"کیونکہ اب اسکی یاد آرہی ہے بہت جیسے اللہ پاک اب میری آزمائش ختم کرنے والا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے اب وہ آنے والا ہے ایسے کب سے احساس ہو رہے ہیں کہ وہ مجھے یاد کر رہا ہے اور جلد آنے والا ہے۔" وہ اپنے دل کا حال کھول کر بتانے لگی۔  
عارب کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔

وہ اپنا سر پرائز نہیں خراب کرنا چاہتا تھا پر اسے بھی اسکی تکلیف سے تکلیف ہو رہی تھی۔

"پتا نہیں میری شہزادی کیسی ہوگی۔ اور اسنے بیٹی کو جنم دیا ہوگا یا بیٹے کو۔  
میرے بھتیجی یا بھتیجا کیسا دکھتا ہوگا؟

میری شہزادی اب دیکھ سکتی ہے دنیا کو؟ کچھ نہیں جانتی بس اللہ سے صبر مانگتی ہوں کہ وہ مجھے صبر دیں اور میری فیملی کو مجھ سے ملا دے۔

جانے کیوں آج اذیت ہو رہی۔ "دوپٹے سے آنکھیں پونچھ کر وہ مسکرائی۔

"ہو سکتا ہے وہ آپکو یاد کر رہا ہو اور آپکی آزمائش ختم ہوگئی ہو۔ "ٹرن موڑتے عارب نے معنی خیزی سے کہا وہ آمین کے ساتھ ان شاء اللہ کہتی باہر دیکھنے لگی۔  
"آئس کریم کھائیں گی؟" وہ اسکا موڈ ٹھیک کرنا چاہتا تھا تبھی آئس کریم پارلر کے سامنے گاڑی روک کر بولا۔

"سردی میں کون آئس کریم کھاتا ہے؟" سمی نے تعجب سے پوچھا۔

"اوہ آپ نہیں کھاتی واہ زبردست اسلیے تو میں آپکو سب سے منفرد کہتا ہوں اسلیے تو مجھے آپ پسند ہیں۔" وہ جوش و خروش سے لمبی پھینکنے لگا۔ سمی کو حیرت ہوئی

"نہیں میں کھاتی ہوں کافی شوق سے، بلکہ بچپن میں میں اور عالم اماں کی ڈانٹ سے چھپ کر ہمیں جو اماں کبھی چیز لینے کیلئے پیسے دیتی تھی تو ہم چھپا کر رکھتے اور ایسے موسم میں

اکٹھے کرتے پھر عالم آئس کریم لیکر آتا تو اماں سے چھپ کر کھا لیتے تھے۔" ماضی کی

حسین یادوں میں وہ کھوئی کھوئی سی سامنے ونڈو سے باہر کھڑے بچوں کو دیکھتی مسکرائی۔

"کبھی پکڑے نہیں گئے؟" عارب نے دلچسپی سے پوچھا۔

سمی ہنس پڑی۔۔۔ "عالم کو کچھ نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ تو ابا سے مار کھا کر بھی ایسے ہوتا جیسے

کچھ ہوا نہیں۔ اور میں پکڑی جاتی تھی کیونکہ میرا گلا جلدی خراب ہوتا تھا اور صبح مجھ سے



بولنا نہیں ہوتا، اماں سمجھ جاتی ہمنے کیا کھایا ہے۔ پھر وہ ہمیں دھمکیاں دیتی کہ اب نہیں دوں گی پیسے۔

وہ کہتی تھی میں چھپا چھپا کر تم دونوں کو دیتی ہوں تاکہ میرے بچے باہر دوسرے محلے کے بچوں کو دیکھ کر ترسیں نا اور تم دونوں اچھی چیزیں کھانے کے بجائے یہ ٹھنڈی آئسکریم کھا کر مجھے مزید پریشان کر دیتے ہو۔ "سسی کی آواز بھرائی گئی۔

عارب نے فوراً پانی کی بوتل اسے تھمائی جس سے اسنے انکار کر دیا اور دوپٹے سے آنکھوں کے کونے صاف کرنے لگی۔

"اللہ پاک میرے ماں باپ کو جنت الفردوس میں درجہ بلند عطا فرمائے، ابا کا معلوم نہیں اماں بہت پریشان ہو جایا کرتی تھیں۔

پھر پیسے نہیں دیتی بلکہ خود جب کچن کا سامان لیتی تھی تب رضوان چاچا سے خود ہمارے لیے ان کے مطابق اچھی چیزیں یعنی بادام لے آتیں اور ہمیں دیتی تھیں کہ کھایا کریں۔ عالم کہتا تھا اماں میرے دماغ ان بادام کی ضرورت نہیں آپکے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ وہ آپکے لمس اور دعاؤں سے روشن ہوتا ہے ناکہ ان بادام سے۔ "وہ سسکی آنے پر سانس روک کر چپ رہی اور باہر سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا۔ "ابا کو جانے کس کی نظر لگ

گئی۔۔ "اسکی ہچکیاں بندھنے لگی۔۔۔

"کیا عالم ہوشیار ہوتا تھا مطلب کہ ذہین بچہ؟ "عارب نے بات گھماتے ہوئے پوچھا۔۔ اور اسے عالم کے بارے میں جاننے کا تجسس بھی تھا۔۔

تبھی کچھ دیر خاموشی کے بعد آخر پوچھ ہی لیا کیونکہ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا ہے کیا تھا۔ انہیں تو صرف یہ معلوم تھا وہ مہربان ہے اور حیوان



"ہاں ماشاء اللہ وہ کافی ذہین تھا اور ہے۔ میں اس سے بڑی تھی پر اسنے سب بچوں سے پہلے قرآن حافظ کیا تھا، اور دسویں تک وہ اول پوزیشن لیتا تھا اسکول میں۔ کافی ٹیچرز کا پسندیدہ شاگرد رہا تھا۔

پر کچھ مجبوریوں کی وجہ سے وہ مزید پڑھ نہیں سکا اسکے باوجود بھی وہ دسویں تک انگلش میں اپنے استادوں سے باتیں کرتا تھا۔

ہمارے محلے والے کافی چاہتے تھے عالم انکے بچوں کو ٹیوشن دے پر یہاں بھی چند مجبوریاں تھیں کہ وہ نہیں دے سکتا تھا۔ "اب وہ اسے کیا بتاتی کہ اس محلے والے مفت میں بچوں کو ٹیوشن دلواتے تھے اور رشید عالم سعیر کو مارتا تھا کہ اس سے پیسے چھپاتا ہے۔ اسلئے سعیر نے پڑھانے سے منع کیا تھا۔ اور کافی لوگ تو اسکے باپ کی وجہ سے اپنے بچے انکے گھر سے دور ہی رکھتے تھے۔ عارب شاکڈ بیٹھا تھا۔ "کیا عالم دسویں تک پڑھا ہے؟" اسکے لیے حیرت سے سن ہونے کا مقام تھا۔ "جی۔۔۔!!" سہمی اسکی حیرت سے انجان اپنے ماضی میں تھی۔۔۔ اب وہ کیسے یقین کرے کہ ایک دسویں پاس اس قدر ہوشیار کہ سب کچھ جانتا بلکہ کئی ممالک کی زبانیں بول لیتا تھا۔

"اماں کی اس پر بہت دعائیں ہوتی تھیں وہ سوتی نہیں تھی جب تک عالم نا سو جائے، ہمارے لیے ہمارا عالم ایسے تھا جیسے انسان کے جینے کیلئے اسکی سانسیں۔ ہم دونوں ماں بیٹی کیلئے ہمارا عالم قلب روح کا درجہ رکھتا ہے۔۔۔ اسے جب معلوم ہوا مجھے چوڑیاں پسند ہیں تو وہ کما کر آتا اور ان پیسوں سے میری چوڑیاں لاتا۔

وہ کافی صابر بچہ تھا میں نے اپنی اس زندگی سے اس کے جیسا صابر بچہ نہیں دیکھا۔  
میں تو پھر بھی کبھی بھوک سے اللہ کے سامنے شکوہ کر دیتی تھی پر وہ مجھے کہتا شہزادی ایسے  
مت کہو، اللہ ہم سے آزمائش لے رہا ہے اور ہمیں اس میں پاس ہونا ہے، وہ کہتا تھا کہ  
ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ کی توجہ ہمیں حاصل ہے اور وہ ہم سے آزمائش لے رہا  
ہے۔

"سورة نمبر 31 لقمان

آیت نمبر 17

کلاسیک اردو منیریل

ترجمہ:

اور تمہیں جو تکلیف پیش آئے، اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔"  
اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے، انہیں بے حساب اجر دیا جاتا ہے۔  
اور جب اللہ کی ذات سے محبت ہو تو صبر آسان لگتا ہے۔  
میرا بھائی تو اس پر بے تحاشا خوش ہوتا تھا سوچ کر کہ اللہ اسکے ساتھ ہے۔  
وہ مجھے روتے دیکھتا تو صرف اتنا کہتا تھا کہ تکلیف ہو رہی ہے۔ میں ہاں کہتی تو وہ ہاتھ پکڑ  
کر چھت پر لے جاتا اور کہتا اپنی طرف مت دیکھو اوپر آسمان کو دیکھو اور اس سے کہو کہ  
تم اس میں خوش ہو تو میں بھی تمہاری رضا میں خوش ہوں۔ "وہ ماضی کا ذکر کرتی مسکرا  
رہی تھی اب۔۔

جہاں وہ چھوٹے سے تھے اور انکی چھوٹی سی باتیں۔۔۔ بڑے مطلب۔۔۔  
"مجھے میرے بھائی کے ذکر سے سکون ملتا ہے۔ اور جس صبر کے تم قائل ہو وہ صبر مجھے  
میرے رب نے میرے بھائی کے وسیلے دیا ہے۔ میرے پاس میرا صرف رب اور اسکا دیا

یہ بھائی ہے جو مجھے اس جہاں سے پیارا ہے کیونکہ وہ بھائی ہے میرا۔ میری زندگی کل دعاؤں کا اثاثہ "

اسکا ایک ایک لفظ سچا موتی معلوم ہو رہا تھا عارب کو۔  
اسنے گاڑی چلانے کا اشارہ دیا تو وہ سر ہلا کر اسٹارٹ کرنے لگا۔

"پتا ہے سمعیہ جب جب میں عالم کی محبت کو دیکھتا ہوں تمہارے لیے تب تب مجھے اپنی بہن پر ٹوٹ کر پیار آتا ہے۔ حالانکہ وہ نافرمانی کرتی ہے پر عالم کو دیکھ کر اسکے انداز کو دیکھ کر مجھے میری بہن سچا موتی معلوم ہوتی ہے۔"

"میری نظر میں ماں باپ کے بعد جو رشتہ اللہ نے خوبصورت بنایا ہے وہ بہن بھائی کا ہے۔  
ہاں مانتا ہوں ہم سفر ہم شریک کے آنے کے بعد کافی بہن بھائی دور ہو جاتے ہیں پر آزما لینا ایک وقت ضرور آتا ہے جب اسکی آنکھوں سے اشک بہتا ہے اپنے بہن بھائی کیلئے جنہیں وقت کی سلگتی ریت میں بہا دیا تھا۔

میں اپنی بہن کا چہرا دیکھتا ہوں تو مجھے اس میں سے ماں کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسنے جب سے میری پیشانی پر بوسہ دیا ہے مجھے لگتا ہے کہ میری پیشانی چمکتی ہے اسکے لمس کو پا کر۔"  
وہ ڈرائیو کرنے کے ساتھ اسے اپنے محسوسیات بتانے لگا۔ اور سعی محسوس کر سکتی تھی کہ

اسے اپنی بہن سے کتنا پیار ہے۔

"اسے تکلیف ہوتی ہے تو وہ روتی نہیں، پر میں روتا ہوں۔ میرا دل روتا ہے کیونکہ وہ میری کرب کی ساتھی میری بہن ہے۔ جسنے افیت میں مجھے اپنی گود دی تھی جس میں سر چھپا کر میں رویا ہوں۔

پہلے وہ بھی رو لیتی تھی میرے سامنے، پھر جانے کیا ہوا کہ اسنے دنیا سے اپنے آنسو چھپا

کر سمندر کے حوالے کر دیئے۔

جانے کیوں وہ اپنے بھائی کو چھوڑ کر سمندر کو ہم راز بناتی ہے اپنی اذیتوں کا۔ "وہ کہتا لب بھینچ گیا۔۔۔"

"وہ اپنی خوشی کس سے شیر کرتی ہے؟"

"مجھ سے کرتی ہے، ضد مجھ سے کرتی، غصہ، محبت، نفرت بھی۔ بلکہ وہ مارنے پر آجاتی

ہے۔ منفرد ہے میری بہن دنیا سے۔

اسے کسی کے کندھے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ خود کسی کا کندھا بن جاتی ہے۔

اسے اپنے فیصلے نہیں کرنے پڑتے کیونکہ وہ جانتی ہے اسکے فیصلے پہلے سے ہی ہو گئے ہیں۔

وہ پلان نہیں بناتی کیونکہ وہ جانتی ہے اسکی گیم کا پلانز اوپر ہے۔ "وہ اپنی بہن کے ذکر پر

متبسم تھا۔

دونوں ہی اپنوں کے ذکر میں خوش تھے۔

"وہ کافی مضبوط ہے۔" سسی جان کر داد دیئے بغیر نہیں رہ سکی۔

"نہیں وہ آپ سے مضبوط نہیں سمعیہ عالم۔۔۔"

مجھے آپ سے مضبوط کوئی نہیں لگتا۔ بلکہ آپ سے زیادہ مضبوط کوئی ہو نہیں سکتا۔"

ہو سکتا ہے آپکو میری یہ باتیں کچھ دوسرے مقصد سے لگے فریب! پر ایسا ہر گز نہیں۔

میں مانتا ہوں میری بہن مضبوط ہے پر وہ سمعیہ عالم سے زیادہ مضبوط نہیں ہو سکتی جسکی بند

آنکھوں کے پیچھے دل جاگتا ہے، جسکے لبوں سے کلام پاک خود روا ہوتا ہے، جو اپنا دماغی

توازن کھو کر رب کو اپنے بھائی کو یاد رکھے بھلا اس سمعیہ جیسا کوئی مضبوط ہو سکتا ہے؟"

"مسکان آپ سے ہر گز مضبوط نہیں ہو سکتی سمعیہ عالم کیونکہ وہ ایک سال انتظار پر نا معافی



دے سکتی ہے نا ہی وہ کسی کیلئے رکتی ہے۔ "وہ اس بات سے سخت انکار کر گیا۔  
سمی خاموشی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

بھلا وہ کہاں مضبوط تھی؟

"میں نے عورت کی وفا نفرت کو خوب پڑھا ہے پر کہیں لکھا گیا تھا عورت ذات میں صبر نہیں۔

تب وہاں میرا دل کرتا ہے آپکی ذات کو بیان کر آؤں۔۔

عورت میں صبر نہیں تو لکھنے والے ذرا ذاتِ سمعیہ عالم پر غور کر تمہیں وفا سے صبر کی مثال ملے گی۔"

"آپ مت سوچیے گا کہ میں عام لڑکوں کی طرح آپکو ایمپریس کر رہا ہوں۔" وہ کہہ کر ہنسا سمی تو ابھی تک حیرت میں سن بیٹھی تھی کہ وہ اس عام سی گناہگار بندی کو کیا کیا کہہ رہا ہے۔

"میں نے عورتیں دیکھیں ہیں ہر طرح کی۔۔ میں ایک کوٹھے میں پلا بڑا ہوا ہوں۔ مجھے جنم دینے والی اس کوٹھے کو چلانے والی بائی تھی۔۔ اسے دیکھ کر اور وہاں جتنی عورت کو دیکھتا تھا مجھے عورت ذات سے گھن آتی تھی۔

پر پھر جب نظر اپنی معصوم بہن پر پڑتی تب میں توبہ کر کے سجدے میں گر جاتا کہ اے میرے مالک میں کون سے گناہ کر رہا ہوں۔ بے شک تو نے تخلیق کیا ہے پر تو نے سب کو ایک جیسا تخلیق نہیں کیا۔ اور نا ہی مجھے اس کا حق دیا ہے کہ میں اس سے گھن کھائوں جسے تو نے تخلیق کیا ہے۔

پہلے مجھے اپنی ماں پر ترس آتا کہ وہ اپنا جسم بیچ کر ہمارا پیٹ بھرتی ہے۔ پھر مجھے اس ماں

پر دکھ ہوتا کہ وہ دوسریوں کا جسم بیچ کر جھولی بھرتی ہے۔  
میری نظر میں عورت ایک الجھی پہیلی ہے جسے کوئی آج تک نہیں سلجھا سکا۔  
مجھے عورت وہ کتاب لگتی ہے جو کھلی تو ہے پر اسے پڑھ کوئی نہیں سکتا۔ اور جو پڑھنے کا  
دعویٰ کرتا ہے ہمیشہ وہ غلط ثابت ہوا ہے۔"

پورچ میں گاڑی روکتے اسنے باہر نکل کر اسکی طرف کا ڈور کھولا

سسی اسکا چہرا دیکھنے لگی جو راتوں کو اٹھ کر تہجد ادا کرتا ہے۔ وہ حقیقت میں ایک کوٹھے والی  
کا بیٹا تھا۔  
جسے رب نے اپنی تعریفِ ذکر کیلئے چنا تھا۔  
"میں یہ بتا کر آپکی ہمدردیاں نہیں چاہتا دراصل اسلیے بتایا ہے کہ میرے نام کے سامنے  
تاریکی کیوں ہے۔

کیوں میں صرف عارب بلایا جاتا ہوں۔۔۔" اسنے مسکرا کر کہا۔

سسی ہنسی پہلی بار اسکی بات پر۔

"میں بھلا کیوں تمہیں اپنی ہمدردیاں دینے لگی؟ کیا میں واقف نہیں کوئی خاک ہے تو کوئی  
سونا۔

سنوارنے اجاڑنے والا وہ اوپر بیٹھا ہے۔

جسے چاہے لکیر بنائے ہدایت کی، جسے چاہے فقیر بنائے اپنے نام کی صدا کا۔ "وہ کہہ کر  
شال ٹھیک کرتی گاڑی سے نکل کر اندر بڑھ گئی۔

پیچھے کھڑا اسکی پشت کو تکتا عارب ہنس پڑا

"ایسے ہی تو نہیں پاگل یہ بچہ۔" ڈور بند کرتے وہ گاڑی پارک کر کے چابی گھماتا اندر آیا

تب پہلی نظر اسکے روم پر پڑی۔

"کاش میرے جذبات تمہیں قائل کرپائیں سہی مجھے اب خوف آتا ہے کہ تم دور ہوگئی تو؟"  
وہ شدید پریشانی میں اپنے روم میں آیا اور شوز اتار کر ایسے ہی بیڈ پر گر گیا۔  
"جانے کیا ہوگا اب؟ کیا اسکے دل میں میرے لیے صرف عام سے احساسات ہیں؟ کیا وہ  
عالم کے آتے مجھ سے جان چھڑوا لے گی؟

بے شک میں نے غلط کیا ہے بہت پر میں بھی تو مجبور تھا کیا وہ کبھی مانتی مجھ سے نکاح  
کیلئے؟  
اب بھی اس رشتے کے باوجود وہ اتنی کڑواہٹ رکھتی ہے ایک عام سمجھتی ہے کیا تب مجھے  
حیثیت دیتی جب میں اسکے شرعی رشتے سے دور کا تعلق نا رکھتا۔"  
"جانتا ہوں جواب ایسا ہر گز نا ہوتا۔ جیسا میں چاہتا ہوں۔  
ایسا بھی قطعی نا ہوتا جو اب وہ بلا جھجک بات کرتی ہے، تب تو شاید ہی وہ میرا سامن کرنا  
گوارہ کرتی۔ اب میں کیسے بتاتا اسے کہ میں اس سے پیار کرتا ہوں۔" وہ اٹھ کر بیٹھا اور  
ہاتھوں میں سر گرا لیا۔  
کیونکہ اسکی محبت ہر طرح سے ہارتی نظر آرہی تھی۔  
"وہ نہیں کرے گی مجھ سے محبت کبھی نہیں۔

یا اللہ اگر میرے جذبات سچے ہیں بغیر غرض مفاد کے ہیں تو میرے مالک اسکے دل میں  
میرے لیے ایسے ہی جذبات ڈال جس طرح سے میرے دل میں ڈالے ہیں۔  
اسے بھی مجھ سے محبت ہو جائے۔ اسکی دعاؤں میں بھی مجھے پانے کی چاہ آجائے۔  
یا اللہ میرا عشق حاصل کر دے میرے مالک مجھے میری سمعیہ دے دے، میں اپنے سارے

جذبات دعائیں تمنائیں تیرے در پر رکھتا ہوں اب چاہے وہ ٹھکرا دے چاہے اسکے دل میں ڈال دے۔

میں آپ سے ہی مانگتا ہوں، کیونکہ آپکے در کے سواء تو چارو طرف اندھیرا ہی نظر آرہا ہے۔ "وہ کھڑکی میں کھڑا ہوتا سیاہ آسمان کو دیکھتا بول رہا تھا۔  
تہجد میں کافی وقت تھا ابھی۔

وہ سونا چاہتا تھا پر نیند آنکھوں سے کوسو دور تھی۔

سب کچھ تو دور تھا اس سے۔

عالم عین، اپنی بہن، اور سمعیہ بھی۔ وہ اپنے اندھر خالی پن سا محسوس کر رہا تھا۔

اور اس مایوسی کی چادر کو دور پھینکنے کیلئے اس کے پاس صرف ایک ہی چارہ تھا۔

کوٹ اتار کر وہ شرٹ کے بازو فولڈ کرتا وضو کرنے چلا گیا۔

جب وضو کر کے آیا تو سر پر ٹوپی پہن کر اسنے الماری میں رکھا کلام پاک قرآن کریم نکالا

اور صوفے پر بیٹھ کر بسم اللہ پڑھتے تلاوت کرنے لگا۔ تلاوت کے بعد تھوڑی سی نیند

آجائے شاید اور وہ تہجد کیلئے اٹھ سکے۔

اگر آپ اللہ کے راستے پر ہیں، آپ اس کو پکار رہے ہیں تو وہ آپ کو اس اندھیرے سے

ضرور نکالتا ہے گمراہی کا اندھیرا، تکلیف اور غم کی سیاہی، وسوسوں کی بے چینی، گناہوں کی

نحوست، مستقبل کے خوف کا اندھیرا سب ختم ہو جاتا ہے اللہ کی رحمت سے اس کی مدد

سے اس کے نور سے۔

ہدایت کا نور، رحمت کا سکون، اس کی مدد، اس رب کا مضبوط سہارا اپنے بندے کو

اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور پھر کبھی بھٹکنے نہیں دیتا۔



”اے اللہ! میں آپ کی محبت، آپ سے محبت کرنے والی کی محبت اور اس عمل کا جو مجھے آپ کی محبت تک پہنچا دے، کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ اپنی محبت کو میرے لیے میری جان، مال، اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی محبوب بنا دے۔“  
اسکے لبوں سے آمین نکلا۔

وہ جانتا تھا اللہ اپنے بندے کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، اللہ تو سننے والا ہے بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب اسے پتہ ہے آپ کے دل میں کیا ہے کیا چیز اس کو پریشان کر رہی ہے کیا چیز اسکو کھائے جا رہی ہے۔ اپنے رب پر بھروسہ کریں مشکل میں بھی صرف اسے پکاریں کیونکہ وہی تکلیف دور کر سکتا ہے اور کوئی نہیں جب کوئی نہیں سنتا تو وہ سنتا ہے۔

وہ ناممکن کو ممکن کرتا ہے مشکل کو آسان کرتا ہے کیا اس نے یونس علیہ السلام کا اندھیرا دور نہیں کیا؟ کیا ہاجرہ علیہ السلام کی دعا کی لاج نہیں رکھی؟ کیا اللہ نے اپنے بندے کو ضائع کر دیا؟  
اسے معلوم تھا اسکا رب اسے زیادہ نہیں آزمائے گا اور نا ہی وہ بندے کو اسکی بساط سے زیادہ آزماتا ہے۔

اسکا ایمان مضبوط تھا اور اب وہ سکون سے تلاوت کر رہا تھا۔  
اب وہ خوش ہو رہا تھا کہ اللہ پاک نے اس پر رحمت کی اور وہ اس قدر خوبصورت لمحات گزار آیا۔

اور کسی کے لبوں کی مسکراہٹ کی وجہ بھی بن گیا۔  
دعا سے تو نصیب بدلے گئے تھے، اور اسکے دل میں خیال بھی تو اسلیے آیا تھا کیونکہ اسکا

رب چاہتا تھا، پھر وہ کیوں مایوس اداس ہو جب اسکے رب نے اسے خود چاہا ہے کہ اسکے ہاتھ اٹھے اسکی طرف۔

وہ دعا کر رہا تھا اس کی تلاوت کر رہا تھا تاکہ اسکا رب راضی ہو اور کوئی ایسی دعا ہو جس سے اللہ اپنی بندی کے دل میں نرم گوشہ پیدا کر دے جس طرح اسکے دل میں کیا تھا سمعیہ کیلئے۔

ورنہ وہ کیا تھا اور کہاں وہ تھی ضرور اسکے رب نے چاہا تبھی تو ان نظروں کا اٹھنا ہوا اور دل حصول کی دعاؤں میں سجدہ کرنے لگا۔  
اسکی خوبصورت سی آواز روم کی فضا میں گونج رہی تھی اور ہر کونے کو روشن کر رہی تھی۔ وہی دوسری طرف اپنے روم میں بیڈ کے پاس نیچے قالین پر بیٹھی، ایک ہاتھ میں سعیر اور عین کی تصویر پکڑے دیکھتی دوسرے ہاتھ میں تسبیح پڑھتی آنکھوں سے اشک بہا رہی تھی۔  
"اے اللہ جتنا سکون تو نے ایک بہن کیلئے بھائی کے ہونے میں رکھا ہے اتنا سکون اس دنیا میں نہیں۔  
دل میں خوشی ہے جیسے میرا بھائی آج خوش ہے بہت۔  
من میں اداسی ہے کیونکہ وہ پاس نہیں۔"

"اے اللہ یہ تیری تخلیق کی گئی دنیا ہے، تیرے دو جہاں میں تیری مرضی کے سواء پتہ نہیں ہلتا۔

اے اللہ تجھ سے یہ بہن دامن پھیلا کر دعا مانگتی ہے اپنے دو جہانوں میں میرے بھائی کیلئے آسانیاں پیدا کر، اسے اب خوشیاں دے۔  
اسے لوٹا دے مجھے۔

فقیر کی صدا سے تو راضی ہوتا ہے۔۔ اس بھکارن کی صدا سن جو تیرے در پہ جھولی پھیلا  
کر اپنے بھائی کی خوشیاں مانگتی اپنے بھائی کو مانگتی ہے۔

اے میرے محبوب، میرے معبود، رحمن و رحیم، میرے پاک پروردگار، میرے عظیم رب،  
کن فیکُن کے مالک، ارض و سما کے خالق، اے قادرِ مطلق بے شک انسان بہت کمزور ہے  
اُس پر اپنا رحم نازل فرما۔

اے خالق کائنات اے رب العزت ہماری بہت سی دعائیں آپ کے "کن فیکُن" کی منتظر  
ہیں اب "کن" "فرما دیجیئے۔" وہ سسکتی اس تصویر کو سینے سے لگا گئی۔  
"اب" "کن" "فرما دیجیئے۔"

\*-----♥♥♥-----\*

مہوش علی

کچھ وقت لیتے وہ اپنا کام ختم کر کے اندر فلیٹ میں داخل ہوا اور گیٹ بند کر دیا تب ہی  
روشنی واپس سارے اندھیرے کو لپیٹ گئی اپنے روشن حصار میں۔  
اسکی بیلٹ میں خنجر لگا ہوا تھا اور کئی دھبے تھے کپڑوں پر جنہیں خود بھی دیکھ رہا تھا بلکہ  
پاس کھڑے گارڈ کی بھی نظر ان خونی دھبوں پر تھیں۔

اور وہ جانتا تھا، سوچ رہے ہوں گے کیسا حیوان ہے انسانوں کو کاٹ کر آتا ہے اور اتنا  
ریلیکس رہتا ہے خوفِ خدا نہیں ہوتا۔۔

پر وہ جانتے ہیں وہ سعیر ہے۔۔۔

بھڑکتی آگ، بھڑکتا شعلہ۔۔

یہ وہ نام ہے جو جس نے بھی سنا آج تک چونکا ہے۔۔

تو پھر حیرانی کیسی؟ کیسی ناواقفیت؟

سب جانتے تو ہیں برائی کیلئے سعیر ہی ہے، پھر کیسی نادانی؟

"اس دنیا نے جو مجھے دیا وہ میں نے انہیں لوٹایا"۔۔

اور لوگوں نے جو چاہا مجھ سے وہ ہی میں نے انہیں دیا"

"انسان کو جو ملتا ہے وہ اپنے عمل سے ملتا ہے ناکہ مجھ سے۔۔

وہ جو کرتے ہیں انہیں وہی دیتا ہوں جنکے وہ مستحق ہوتے ہیں"

"پھر یہ چیخ حیوان کی یہ وحشت سعیر کی کیوں؟؟؟

اپنے عمل کو کیوں نہیں دیکھتے کہ انہیں سعیر میں کیوں پھینکا گیا؟

اسلئے ہی ناکہ وہ اوپر والے کو بھلا کر ہوس پرست بنے۔۔

اپنے رحمن رحیم کو بھلائے اس نفس کی پوجا میں جھٹ گئے، جھک گئے نفس کے آگے۔۔

تو ایسوں کیلئے کیوں نا ہو سعیر۔۔؟؟؟

کیوں نا ہو ان کے لئے سعیر جنہوں نے معصوم پھول نوچے ہیں۔

جنہوں نے ماں کا کلیجہ نوچا ہے۔۔

باپ کی گردن جھکائی ہیں، بھائی کا سر کاٹا ہے تو کیوں نا ہو ان کے لیے سعیر۔۔

جنہوں نے معصوموں کا لہو پانی کی طرح بہایا ہے انکے اعضا کو کاٹا، اپنے پیٹ کیلئے انہیں

لوگوں کی ٹھوکریں کھلوا کر بھیک منگوائی ہے۔۔

کالج اسکول جاتے معصوم پھولوں کو اغوا کر کے انہیں اپنی درندگی کا نشانہ بنایا بلکہ انہیں کاٹ

کر پھینکا گیا۔

پھر بھی ان وحشی کتوں کیلئے سعیر نا ہو تو کس کیلئے سعیر ہو؟



ہر انسان کے اندر ایک حیوان ہوتا ہے !  
کوئی اسے نفس کیلئے دنیا کے سامنے لاتے ہیں تو کوئی ان نفس کے پوجاریوں کو مٹانے کیلئے  
سامنے آتے ہیں جو نادیکھتے کسی کی بہن نا بیٹا۔  
کل بیٹی کو گھر میں بیٹھا کر ڈر لگتا تھا ان حیوانوں کا،  
آج بیٹی کو قبر میں اتار کر بھی ڈر لگتا ہے ان حیوانوں سے تو پھر کیوں نا ہو سعیر!

جب یہ سماج کسی طرح بیٹی کے حق میں نہیں۔۔۔ !

دنیا کو اختلاف ہے اس سے کہ سعیر کیوں ہے؟

یہ وحشت یہ حیوانگی کیوں ہے۔۔۔؟؟

وہ مطمئن ہے، اسے کوئی اختلاف نہیں خود سے کہ سعیر کیوں ہے۔۔۔؟؟

اپنے وجود میں بڑھتی دن بدن طاقت کا اسے اندازہ تھا کہ یہ سعیر خاموش رہنے کیلئے  
نہیں۔۔۔

بلکہ یہ سعیر وحشی کتوں کو مٹانے کیلئے ہے۔۔۔ اور وہ رب العالمین اسے مزید ہمت طاقت  
دے رہا ہے ان حیوانوں سے لڑنے کیلئے تو تو وہ کیوں رکے؟؟ جانتا ہے یہ فعل برا ہے  
اسے نہیں مارنا چاہیے انکو اللہ کو برا لگتا ہوگا۔۔۔

پر اسے جو ایمان یقین ہے پختہ کہ وہ "رحمن رحیم" ہے۔۔۔

وہی اسکی ہمت کی کل کائنات ہے۔۔۔

ہاتھوں سے خون آلودہ گلو رز اتارتا ہوا وہ فلیٹ کے اندر داخل ہوا۔۔۔

اسکا رخ پہلے دوسرے روم کی طرف تھا تاکہ شرٹ دھو کر ڈرائے کر سکے اور کہاں وہ خود

پر مزید ضبط کر پارہا تھا کہ اسکے وجود پر اسکے منتخب کردہ کپڑے نا ہوں!

اسکی عین پر کسی دوسرے وجود کی پسند ہو یا خود اسکی عین کے ہی کیوں نا ہو وہ گوارہ نہیں کرتا تھا۔

وہ اس روم میں داخل ہوا جہاں رومیو رہتا تھا۔

بیڈ پر خنجر والٹ بلوٹو تھ پھینکتے۔۔۔

اسنے سرسری نظر روم پر ڈالی اور باتھ روب اٹھا کر کپڑے چنچ کرتے شرٹ کو الیکٹرونک

واشنگ مشین میں ڈالا۔۔

اور وہاں سے نکالتے ڈرائیر میں ڈالتے ٹائم سیٹ کر کے خود باتھ لینے چلا گیا۔۔۔  
باتھ کے دوران اسکے ذہن تصور دل نظروں میں طرف ایک ہی وجود کا رقص تھا۔ اور وہ اسکی عین تھی۔ جسکے پاس جانے، اسے سینے میں چھپانے کی بے تابی حد سے بڑھ رہی تھی۔۔

وہ سمجھ رہا تھا اسے کیسے یقین ڈلانا ہے کہ اسکا عالم آچکا ہے۔۔۔

پر اسے اپنی شہزادی کے دماغ پر آج بھی دکھ تھا کہ اسے کیوں یقین نہیں آرہا، کیوں وہ بے یقینی کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔۔۔

جبکہ اسکا رب اسے کبھی تنہا ویران اکیلا نہیں کرتا بلکہ ہر جگہ سے اسے اپنے حفظ امان میں

رکھتا ہے کہ مگر مچھ کے منہ سے بھی وہ ایسے نکل آئی جیسے وہ گئی نہیں تھی ہاں خراشیں

آئی تھی پر وہ شیطانوں کی بد نیتوں سے دونوں بار بچ نکلی تھی صحیح سلامت۔

اسے امید تھی اسکی بیوی کا ایمان مزید مضبوط ہو گیا ہوگا اپنے رب کی رحمتوں پر، جسنے

اندھیروں میں اجالوں کی سیر کروائی۔ لبوں پر اپنا ذکر نصیب کر کے خود سے قریب کر لیا۔۔

اسے فخر تھا اپنی بہن پر جو حیوانوں کی حیوانگی میں، سب کچھ بھول گئی، دماغی توازن کھو بیٹھی پر نا بھولی تو اپنے رب کے ذکر کو جو آج بھی اسکے دل میں زندہ تھا کہ وہ دماغی غیر حاضری میں بھی اپنے ایمان سے روشن دل سے پڑھ سکتی ہے۔

اور اسے فخر تھا اپنی بیوی پر جس نے تاریکی کے باوجود، ظلم و ستم، زہریلے لوگوں کی زہریلے لہجے، تشدد، وحشت کے بعد بھی ایک بار جی کر پھر سے نا صرف اسکی امانت کو دنیا میں لائی بلکہ اس قدر اذیت میں رہ کر اسکا انتظار کرتی رہی روشنی کو پا کر بھی اندھیرے میں اسکے انتظار میں رہی کہ وہ اسکے لیے آئے گا۔

پھر کیوں نا کرتا سعیر عالم اس شہزادی سے محبت جسکی محبت صرف سعیر عالم تھا نا کہ یہ دنیا۔

کیونکہ وہ دنیا کو پا کر خالی رہی، اسکی آس میں رہی، اسکے لیے ابھی تک اندھیرے میں رہی۔۔۔

کتنا غلط تھا اسنے سوچا تھا اسکی شہزادی دنیا کو پا کر اسے بھول جائے گی۔۔۔ پر وہ اسے پا کر دنیا بھول گئی جو وہ ایک سال اس رنگین ملک میں رہ کر اسے یاد رکھے ہوئے تھی جبکہ اسکے

پاس اجالا ہی اجالا تھا۔

اسکا دل کر رہا تھا بھاگ کر اپنی بہن کو بتائے کہ دیکھو میری شہزادی بہن، میری عین مجھے نہیں بھولی میرے سارے ڈر خوف ختم ہو گئے کہ میری عین مجھے چھوڑ جائے گی۔۔۔

باتھ دوران اسکے لبوں پر دھم سی مسکراہٹ تھی جو صرف حورالعین کیلئے تھی۔

باتھ روب میں ملبوس تولیے سے سر پونچھتے وہ باہر نکلا۔۔۔

اور شرٹ ڈرائیر سے نکال کر بیڈ پر رکھتے خود تولیہ پھینک کر بالوں میں برش کرنے لگا۔

کچھ سوچ کر وہ آئینے کے سامنے ہٹا اور بیڈ سے موبائل اٹھا کر اس پر اپنا کام کرنے لگا۔

اسکی بھوری آنکھوں میں محبت لبوں پر اسکی تڑپ کا تبسم تھا۔

وہ جب تک فریش ہوا تب تک اسکا آرڈر پہنچ گیا تھا۔

اسکے آدمی کی طرف سے کال آئی جسے ڈسکنیکٹ کر کے وہ شرٹ کے کف فولڈ کرتا اپنا خنجر

بلیٹ میں پیچھے لگایا اور واچ پہنتے موبائل جیب میں رکھ کر روم سے نکلا۔

وہ باہر آیا تو اسکا آرڈر لیے آدمی کھڑا تھا جسے لیکر اپنے آدمی کو انگلی سے باہر جانے کا اشارہ

کرتے وہ اندر کی سمیت بڑھا۔

"میں نے اسے اجازت دی ہے جانے کی۔ اور یہ میرا آخری فیصلہ ہوگا اور زندگی کی

شروعات۔" اسے یاد تھا کہ جانے سے پہلے اسنے اسکے کان میں کہا تھا کہ اجازت ہے جانا

چاہتی ہو تو ابھی وقت ہے چلی جائے۔

اسکی دھڑکنیں بے ساختہ ہی سوچ کر دھڑک اٹھیں۔

وہ ہاتھ میں بیگ پکڑے لب بھینچے جا رہا تھا۔

"اتنی خاموشی کہیں وہ۔۔۔ ابھی اسکی سوچ بچ میں ہی رہ گئی جب اسکی نظریں روم کی

دہلیز پر گئیں۔



”عین۔۔۔“!! نائیٹی میں اسکے لرزتے وجود کو یوں سجدے میں دہلیز پر سر ٹکائے دیکھ کر  
سعیر عالم کے سر پر جیسے ساتوں آسمان ٹوٹ پڑے۔ وہ ہپھڑا غصے قہر سے غرا اٹھا اسکی  
حالت پر۔۔۔

اسکا پورا توانا وجود ہلکر رہ گیا اپنی شہزادی کو اس حالت میں دیکھ کر۔۔

”میرا بچہ۔۔۔“!! پھولتی دماغ کی رگوں کے ساتھ اسنے بیگز کو طیش میں نیچے پھینکتے ایکدم  
آگے بڑھتے اسکے وجود کو بانہوں میں بھرا۔  
پر دوسرے ہی پل دھک سے رہ گیا جب حورالعین کی آنکھوں پر بندھی پٹی کو بھیگا دیکھتے  
اسکے زرد پڑتے چہرے کو دیکھا۔

اسکا دل کیا سب تہس نہس نہس کر دے۔۔۔

”یہ کیا حالت کی ہے تمنے۔۔۔؟؟“ گھومتے دماغ کے ساتھ اسے سینے میں بھیج کر دھاڑا۔۔

جبکہ دوسری طرف جو عین کب سے قدموں آواز سن کر پھر خاموشی چھا جانے پر سک  
اٹھی تھی ابھی پھر دمک کرتے بھاری قدموں کی آواز سے سسکتی لرز رہی تھی اپنے نصیب  
آہوں پر کہ یہ اسکے وہم ہیں کہ اسے لگ رہا ہے اسکا عالم ہے۔۔

پر چند پل میں اپنی طرف بڑھتے قدموں کی دھک سے جو ہراساں ہوئی تھی بھاری آواز  
میں گھن گرج ”میرا بچہ“ سن کر اسکا پورا وجود دماغ سن پڑ گیا کہ وہ اسکے بازوؤں میں  
اٹھانے پر جیسے ہوا میں لہرا اٹھی۔

تاریک راتوں میں جیسے کسی نے دیا جلایا ہو۔۔

سکوت میں ٹھہرے سمندر کی لہروں میں جیسے طوفان برپا ہو گیا ہو۔

"ع۔۔۔ع۔۔۔" اسے کانپتے لبوں نے سرگوشی کی جو عالم کو اپنے سینے پر محسوس ہوئی کہ اسے اسے سر کو دیکھتے اسے نازک سے وجود کو سینے میں چھپا دیا۔

"جانِ عالم" وہ ضبط سے آنکھیں میچ کر کہتا اسے سینے سے لگائے سامنے بیڈ کی طرف بڑھا۔

اور ایک نظر بے بی کاٹ کی طرف ڈالی جہاں وہ نوابزادہ آرام فرما رہا تھا۔

جبکہ اسکی چھوٹی سی ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی تھی اور سونے کا اسٹائل ہی اپنا تھا کہ عالم کا دل کیا ٹوٹ کر اس پر محبت برسائے پر وہ اپنی عین کی حالت پر تڑپ ہی تو اٹھا تھا۔۔۔ باہر کھڑے اسے آدمی جہاں اسکی گھن گرج دھاڑ پر حیران ہوئے تھے وہیں اس میں میڈم کے نام کی پکاڑ پر ایک دوسرے کو دیکھتے خاموش ہو گئے۔

"کیوں وہاں تھی۔۔؟ اتنی افیت دی ہے میں نے؟" اسے سرگوشی میں پوچھتے عین کو بیڈ پر ڈالا۔

"پھر جارہے ہیں؟؟؟" وہ جیسے سیدھا ہوا اسے کانپتے وجود پر بلیںکٹ ڈالنے کیلئے کہ ہاتھ کو جھپٹ کر وہ ہذیاتی ہو کر چیخنے لگی کہ اسی پل عالم نے اسے لبوں پر ہاتھ ٹکا دیا۔

"شش!! کہیں نہیں جارہا۔۔۔ یہیں ہوں تمہارے پاس تمہارے قریب تمہارا عالم۔۔۔

تمہارے لیے ہی آیا ہوں۔" اسے چہرے کو صاف کرتے وہ اسے بہلانے لگا۔

"چھوڑو مجھے میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔۔۔

تم میری حقیقت ہو عالم۔۔۔ وہ حقیقت جو ہم جیتے ہیں۔۔۔

عالم ہیں نا آپ حقیقت ہیں نا؟؟؟ آپ بتائیں نا مجھے۔۔۔ مجھ سے باتیں کریں مجھے افیت

مت دیں اس خاموشی کی۔۔

کیونکہ اب آپ پاس آکر افیت دیتے ہیں اور دور جاکر مار دیتے ہیں۔ روشنی سے خواب کیوں بن گئے عالم۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکے ہاتھ کو چھوڑ کر جنونی سی پاگلوں کی طرح اسکے چہرے کو ہاتھوں سے اسکے نقوش چھونے لگی۔

"عالم۔۔۔!!" جانے کس افیت کی پل صراط سے گذرتی وہ چیخی۔۔ اور ہذیاتی انداز میں

اسکے بالوں کندھوں بازوؤں چہرے کو چھو رہی تھی جیسے کوئی پاگل ہو۔۔

"نہیں جاتی عین۔۔۔"

کہیں جاتی عین عالم۔۔۔

لوٹ آئیں مکمل۔۔ اور مت آزمائیں مجھے، ٹوٹ گئی ہوں ایسا نا ہو مٹ جاؤں۔۔۔ پھر شکایتیں آپکو ہی ہوں گی۔۔۔" وہ سسکتی گھٹی گھٹی آواز میں رو رہی تھی اور عالم اسکے لبوں سے نکلے ایک ایک لفظ کو افیت سے سن رہا تھا۔

"جانتا ہوں برا ہوں۔۔۔ شہزادی۔۔۔"

پر بتا دو کیسے لوٹ آؤں کہ تمہاری ہر شکایت ختم ہو جائے؟ "اسکے لبوں پر انگلی رکھتے اسنے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے اسکے گال صاف کیے۔ پر اسکے ہاتھوں کو نہیں روکا جو اسے محسوس کرتے چہرے پر گھومتے بال میں آرکے تھے۔

دفعۃً اسکی آواز پر ساکت ہوتی حورالعین کو تو جیسے سو وولٹ کا جھٹکا لگا۔

"عالم۔۔۔!! وہ بے یقینی سے پکارنے لگی۔۔۔  
عالم نے لب بھینچ کر اذیت سے آنکھیں میچیں "ہوں"  
اور اسکی "ہوں" سنتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔

"میرا عالم۔۔۔ میرا شہزادہ۔۔۔  
مما پاپا دیکھو وہ لوٹ آیا ہے۔۔۔ وہ مجھے اکیلا نہیں کر گیا۔۔۔

وہ میرے لیے آگیا۔۔۔  
آپ آگئے نا عالم آگئے نا۔۔۔  
بتائیں ممّا پاپا کو بتائیں سب کو بتائیں عالم آپ آگئے ہیں۔۔۔" وہ گھومتے دماغ کے ساتھ اسکی  
ناک منہ آنکھوں لبوں کو انگلیوں سے محسوس کرتی اسکے ایک ایک چہرے کے نقوش کو چھو  
کر دیکھ رہی تھی۔۔۔  
جبکہ دل کر رہا تھا دھاڑے مارے چیخے چلائے اور سارا غبار نکال کر پاگل ہو جائے مٹ  
جائے اسکی بانہوں میں۔۔۔  
اسے دکھائے کتنے زخم دیئے ہیں۔۔۔

"بتائوں گا سب کو بتائوں گا۔ بس میرا بچہ۔۔۔" اسکے ہاتھ پکڑ کر اسکے آنسوؤں لبوں سے  
چنتا سینے میں اسکے کانپتے وجود چھپانے لگا۔  
"اے اللہ تو نے لوٹا دیا مجھے میرا عالم۔۔۔  
اے میرے مالک میں گناہگار بندی کیسے تیرے شکر ادا کروں تو نے لوٹا دیا میرے عالم  
کو۔۔۔"



وہ میرے سامنے بیٹھا ہے۔۔۔

میں یقین کر لوں میرے دو جہان کے مالک۔ "اسکے لبوں سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ نکلتے رہے تھے جبکہ اسکی ناک اسکی آنکھوں برستی رہی تھیں کہ سیر عالم پر آشکار ہوا اسکی بہن کے بعد کوئی اور وجود بھی اسے پاگلوں کی طرح چاہتا ہے۔۔۔

وہ اسے دیکھتا رہا اسے چپ کروانا چاہتا تھا پر وہ کہاں چپ ہو رہی تھی۔۔۔

پر اسکے آنسوں دیکھ کر آج ایسا لگ رہا تھا جیسے خود اسکا وجود سیر میں جل رہا ہے۔ ہوں گی وہ عورتیں خوش نصیب جنہیں پانے کیلئے مرد روتا ہے۔  
پر یہاں وہ اس قدر خوب نصیب خوش نصیب تھا جسکے لئے اس پاک ذات کی رحمت رو رہی تھی۔۔۔

"مسکان۔۔۔ مسنی دیکھو کون آیا ہے۔۔۔

دیکھو میرے رب نے اپنی نابینا گناہگار بندی کی آپہیں سن لیں کن فرما دیا دیکھ لو ہمارا عالم آگیا۔۔۔ "وہ پاگلوں کی طرح اب بھاگ کر بیڈ سے اترتی مسکان کو بلانے والی تھی کیونکہ اسے بھی معلوم تھا وہ کافی یاد کرتی ہوگی یہ الگ بات ہے وہ کسی کے سامنے نہیں روئی نا ہی کمزور پڑی پر وہ بھی دل رکھتی تھی، "اپنے" رکھتی تھی۔

"وہ چلی گئی اپنے شوہر کے ساتھ۔۔۔ "مسکراتے عالم نے اسکی بہتی ناک کو دیکھتے اسکے سامنے اپنا توانا بازو کیا کہ وہ راستہ بند دیکھ کر دھڑکتے دل کے ساتھ رک گئی اور نا سمجھی سے عالم کی آواز سمیت دیکھا۔

"بب۔۔ برہان کے ساتھ؟ "بھاری آواز میں اسنے صدمے سے پوچھا اور آگے بڑھتے اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے ناک صاف کی وہ نہال ہو گیا اس کی ادا پر۔۔۔

"ہاں برہان کے ساتھ۔۔" اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے اسنے سر پر لب رکھے اور جیب سے رومال نکال کر اسکے بھگے چہرے سے آنسوؤں سمیٹے جو بندھی پٹی کا بندھن توڑ کر گال پر گر رہے تھے اور وہ اندازہ لگا سکتا تھا وہ بے آواز کتنی شدت سے رو رہی ہے۔ اور اسکے پاس بیٹھا اسے دل کا غبار نکالنے دے رہا تھا۔

دفعۃً اسکی نظر اسکے سراپے پر موجود نانٹی پر پڑی اور اسے اپنے پسند کیے کپڑے یاد آئے۔۔

"تمہیں یہاں آنا تھا تو تمہیں کپڑے بھی ساتھ لانے چاہیے تھے نا عین۔۔" اسکے بکھرے بال سمیٹتے اسنے چہرا اوپر کر کے انگوٹھے سے اسکا گال سہلایا کہ وہ اسکا لمس سالوں بعد ایسے ہوش میں محسوس کرتی وحشرہ سی ہو رہی تھی۔۔

"پپ۔۔ پتا نہیں تھا۔۔ م۔۔ مجھے نہیں پتا تھا آپ۔۔ آپ اتنے دور ہو جائیں گے۔۔" وہ ہچکیاں لیتی ہوئی بولی۔

عالم اسکا گال تھتھپاتا ہوا اٹھا ہی کہ عین کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا۔  
"نہیں۔۔ نہیں۔۔۔ عالم مت جائیں۔

اب مت جائیں مجھے چھوڑ کر مت جائیں دیکھیں آپکا بیٹا بھی ہے مجھے بتائیں وہ دیکھ سکتا

ہے۔۔۔

اسکی آنکھوں میں نور ہے، وہ میری طرح بے نور تو نہیں۔

مجھے بتائیں وہ کیسا ہے۔۔

مجھ پر میرا رب مہربان ہوا ہے اسنے مجھے اپنے نور سے نوازہ ہے، اب آپ مہربان ہو جائیں۔۔۔" وہ چیختی اسکے ہاتھ بازو شرٹ کو جکڑتی اسے پورا جکڑنے کی کوشش کرنے لگی خوفزدہ سی اسکے پھر سے خواب بننے کے تصور میں پاگل ہذیاتی ہو گئی۔

"بس بس میرا بچہ میں آگیا بس۔۔۔ کہیں نہیں جا رہا تمہیں چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔  
 اس ذات کے سوا یہ دنیا اتنی طاقت نہیں رکھتی کہ ہمیں الگ کر سکے میری شہزادی "وہ  
 اسے بہلاتا اسکے آنسو صاف کرنے لگا۔  
 اور جھک کر اسکے کانپتے لبوں کو نرمی سے چھوا پر نا وہ شرمائی نا ہی جھجک کر پہلے کی طرح  
 بوکھلائی سمیٹی۔

عالم کو حقیقت میں تشویش ہونے لگی کہ اسنے آہستہ سے اسکے لرزتے وجود کو خود میں  
 سمیٹ کر اسے سینے سے لگا دیا کہ حورالین سینے میں چھپ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے  
 لگی۔۔

مہوش علی

"مت جائیں نا عالم۔۔

کہیں مت جائیں۔۔۔ یہ دنیا بہت بری ہے۔۔۔" اسکے کالر کو مٹھی میں جھینچے وہ سسکی

"یہ دنیا بری نہیں میری شہزادی دنیا کے لوگ حیوان ہو رہے ہیں۔۔

کہیں نہیں جا رہا تمہارا عالم۔۔۔

اعتبار کر سکتی ہو۔ "وہ بہت مان سے اسکی پیٹھ تھپتھپاتا ہوا بولا۔۔ پر اسکا دماغ کہاں اسکا ساتھ

دے رہا تھا جو وہ یقین کر لے۔

عین خاموشی سے اسکے الفاظ کو سنتی دھڑکنوں پر سر ٹکا گئی۔۔

"میں کک۔۔ کیسے یقین کروں۔۔ عالم۔۔

مم۔۔ میرے پی۔۔ یہاں کک۔۔ کچھ معلوم نہیں پڑتا۔۔

یہ دماغ ساتھ چھوڑ گیا جیسے تم چھوڑ گئے۔۔۔  
یہ دل اکیلا کر گیا۔۔۔۔۔ جیسے تم کر گئے۔۔۔

حیوان ہیں، عالم۔۔۔ میں کہتی تھی حیوان ہیں وہ ہمیں الگ کر دیں گے دیکھا آپ نے الگ کر گئے۔۔

میرے عالم۔۔۔ میری بہن۔۔۔ میرے تائی تایا۔۔۔ میری بی۔۔۔ عالم سب کچھ مجھ سے چھین گیا میں برباد ہو گئی عالم۔۔۔ میں ویران ہو گئی۔۔۔

میرے ماں باپ پہلے چھین لیے اب تو سر پر سایہ چھین لیا۔۔۔  
مجھے بتائیں عالم آج بتا ہی دیں کہ مجھ اندھی لڑکی سے کون سی ایسی خطا ہو گئی۔۔۔ میں نے کون سی غلطی کر دی۔۔۔

مجھے بتا دیں عالم تاکہ میں ناک رگڑ کر اس رب کے سامنے دامن پھیلاؤں کہ مجھے معاف کر دے اس خطا پر۔۔۔

مجھ سے اب کسی کو مت چھینے کہاں غائب ہوا ہے میرا شہزادہ جس کے کندھے پر سر رکھ کر سوتی جسکے ہاتھ میں ہاتھ دیکر خود کو محفوظ سمجھتی اس شہزادے کو لوٹا دے۔۔۔  
اس خواب و فریب کی دنیا سے نکال لائے مجھے حقیقت دیکھائے۔۔۔

آپ جانتے ہیں دنیا ایمان لاتی ہے وہ رحمن رحیم، غفور رحیم ہے وہ اپنے بندوں کو مانگنے ہاتھ پھیلانے پر دے دیتا ہے رحمت برسا دیتا ہے وہ مجھے بھی دیگا مجھے معاف کر دے گا ایک بار مجھے بتائیں۔۔۔

مجھے معافی دلوائیں عالم۔۔۔

میں مطلبی ہوں مجھے کسی بھی طرح میرے عالم کو لوٹا دیں۔۔۔



اسکے بغیر نہیں جی سکتی کیونکہ وہی ہے جو مجھ تک آتی سرد و گرم ہوا کو روکتا ہے۔۔۔۔  
کیونکہ وہی ہے جو اللہ کے بعد میری غلطیاں معاف کرتا ہے۔۔  
کیونکہ وہی ہے جو مجھے جینا سیکھاتا ہے۔۔

کیونکہ وہی ہے جو اللہ پاک کی ذات کی طرف سے دیا میرا سر پرست سایہ میرا مسیحا میری  
چھت ہے۔۔ "وہ اسکا ہاتھ اپنے سر پر رکھے اسے اپنے دماغ کی توازن دیکھاتی روتی ہچکیاں

بھرتی سسک کر کہتی کبھی چھپتی تو کبھی اسے محسوس کرتی اپنے دل کا حال بتا رہی تھی  
جسے سن کر عالم کا دل کیا اس دنیا کو تھس تھس نہس کر دے جس نے اسکی عین کو تڑپایا،  
اپنے اس وجود کو، اپنے نام کو مٹا دے جس نے اسکی شہزادی کو ہنسانے کھلکھلانے کے  
بجائے رلایا توڑ کے زیرہ زیرہ کر دیا کہ وہ اسکے آغوش میں بکھرے سمندر کی طرح تھی  
جسے سمیٹنا ناممکن تھا۔

وہ سمندر بن کر بکھر گئی تھی  
وہ بھڑکتی آگ کا شعلہ بنا سرخ لہو آنکھوں سے اسکے درد کو محسوس کرتا اپنے وسیع سینے  
میں اسے سمیٹ رہا تھا۔

"جتنا بکھرو گی اتنا میں تمہاری روح میں اتروں گا۔۔" اسکے آنسو صاف کرتے اسکے لبوں  
پر انگلی پھیر کر سرگوشیانہ بولا۔

"تمہارا دماغ تمہارا دل ساتھ نہیں دے رہا کیونکہ اب یہ میرے پاس ہیں۔۔۔  
تم مجھ میں قید ہو چکی ہو شہزادی۔۔۔  
تم قیدِ عشق بن چکی ہو۔۔

اس قید میں جینے کا حق نہیں ہوتا بس قیدی بنا جاتا ہے" عشق کا قیدی۔۔۔

تم بھی قیدی ہو گئی ہو میری، میرے عشق کی۔۔  
ع سے شروع عشق کی ذات ہوتی ہے میری شہزادی  
سیرابِ عشق بنکر وہ منزلِ عشقِ قیدی بن جاتی ہے صرف اسکے روح میں اترے عشق کا  
ق جس تک پہنچ کوئی کوئی ہی خوش نصیب رکھتا ہے۔

میں نے جب جب ہاتھ اٹھائے تنہائیوں میں ہمیشہ مانگا اس رب سے کہ عین میری رہے  
اسکے پاک دل پر میری بادشاہی ہو۔۔ میرے ہاتھ اٹھے صرف اسکے لیے۔  
میں گر گڑا یا صرف تمہارے لیے۔

اور بے شک وہ صبر آزما کر دیتا ہے تو ہمارے مانگے ہوئے سے بڑھ کر دیتا ہے۔۔  
"فبای آلاء ربکما تکذبان"

ترجمہ: اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے  
اسنے دو سمندر کو ملا کر ایک بنایا ہے  
اسنے تمہارے مانگنے پر تمہیں تمہارا عالم موت سے لوٹا کر دیا ہے  
اور پھر بھی شکوہ کرتے ہیں "ہمارے رب" نے نعوذ باللہ دیا کیا ہے۔

میں مضبوط کیوں ہوں عین؟

کیونکہ میرے پیچھے میرے پاس دو دو رحمتوں کی دعائیں ہیں۔  
میری بہن میری بیوی کی دعائیں ہیں، انکی آنکھوں سے گرے آنسوؤں کے قطرے ذرے کی  
دعائیں ہیں کہ میرا رب مجھے میری ذات حیثیت سے زیادہ نہیں آزماتا۔۔  
اسکی رحمتیں مجھے دعائیں دیتی ہیں

مجھ گنہگار پر اسکی ذات کی بہت رحمتیں ہیں کہ اسکی راہ میں سر قلم کروادوں تب بھی میں

اس ذات کی ایک رحمت کا بدلہ نہیں چکا سکتا۔  
میں اسکا شکر گزار ہوں اسنے مجھے تمہیں سونپا۔

مجھے چنا تمہاری ذمہ داری دینے کیلئے تو پھر کیسے جاسکتا ہے تمہارا عالم اپنے رب کی دی ہوئی  
ذمہ داری کو جھٹلا کر جس سے اسے عشق ہے۔۔۔

اسکے عشق کا قیدی ہے وہ عالم جسکے لیے تم اپنے یہ قیمتی موتی بہا رہی ہو وہ پہلے سے ہی

تمہاری روح میں اترا تمہارے دل پر سلطنت کرتا، تمہیں عشق کے قید میں گھیرے رکھا ہوا  
ہے وہ عالم نہیں جاسکتا جنکی ذات ہی ع سے عشق ہے۔۔۔

جنکی مثال خود عشق دے وہ روح کیسے جدا ہوں جنہیں رب ملا کر رکھے۔

ہمارے اوپر ہمارے رب کی رحمت ہے۔۔۔

اس پر یقین رکھو تمہارا عالم تمہارا ہے اسے لوٹ کر تمہارے پاس ہی آنا ہے، کامل یقین  
رکھو اس ذات نے مانگتے تمہارے صبر کو آزماتے تمہیں تمہارا عالم تمہارا سرتاج تمہارا عشق  
لوٹا دیا ہے۔

یقین کر لو عالم، عین کا ہے، ہوگا، رہے گا اور آگیا ہے۔۔۔" وہ خاموش ہوا اور گہرا سانس  
بھرتے اسکی سانسوں کو اپنے سینے پر محسوس کیا۔

اور نظریں اسکے چہرے پر ٹکائیں۔۔۔

اسکے چہرے پر بندھی پٹی کو دیکھتے وہ مسکرایا دل گویا سجدے میں رب کے جھک گیا۔

بھیکے چہرے کو دیکھتے اندر میں صرف ایک ہی آواز اٹھ رہی تھی

"فبای آلاء ربکما تکذبان"

"عین؟؟؟" کانوں کے پیچھے بالوں کو اڑتے اسنے انگلیوں کے ترستے پوروں کو اسکے گالوں پر پھیرا اور انکی تڑپ کو سیراب کیا۔

جو کہ اسکا پسندیدہ عمل تھا کہ وہ اسکے گالوں کی زراہٹ کو اپنے دل میں محسوس کرتا تھا۔  
"تم سو گئی پھر شکوہ کرتی ہو یہ خواب و فریب ہے؟" اپنے آغوش میں اپنے عشق کو دیکھتے اسنے سر اوپر اٹھا کر سرخ بھوری آنکھیں موندتے اپنی بیوی اپنے بیٹے کی سانسوں سے رچی بسی فضا میں گہرا سانس کھینچا۔

اور انکی سانسوں کو اپنے اندر اتارتے اپنی نم ہوتی آنکھوں کو جھپکا کہ وہ آخر اپنے مقام تک پہنچ کر سب کچھ پا گیا جو وہ چاہتا تھا۔

اسکے اندر کی آگ ٹھنڈی ہو گئی جو ہمیشہ اپنی بہن بیوی کو اذیت میں دیکھ کر بھڑکتی تھی اسکے وجود پر پڑے ان گاہوں میں ٹھنڈک آگئی جنہیں دیکھتے وہ خود کو آگ میں محسوس کرتا تھا۔

آج وہ منزل پا کر کامیاب ٹھہرا تھا فاتح بن کر لوٹا تھا۔  
ہاں اس پر اسکی بیوی بہن پر آزمائش آئیں پر اسکے رب نے اسکے بنے پلان کو ترک کر کے اپنے پلان سے اسکے سب دشمنوں کو نیست و نابود کر کے اسے اپنی منزل لوٹا دی جسکے لیے وہ ایک حیوان بنا گھومتا تھا۔

بے شک وہ جو کرتا ہے سب بہتری کیلئے کرتا ہے۔

ہو سکتا تھا اس کے پلان سے سب کچھ کھوجاتا پر اسکے رب نے اسے اپنے طریقے سے فاتح دلائی جو وہ کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔

اس دشت وحشت میں فاتح بنا جسے رب نے دنیا میں عالم سعیر بنا کر بھیجا۔



سیر کو یاد تھا وہ افیت بھرا لمحہ جب اسکے سامنے اسکی آزمائش کے آخری پلوں میں اور  
سب سے دل دہلا دینے والے پلوں میں تھا وہ پل جب اسکی عین اس سے دور جارہی تھی  
اور اسکا دور جانا اسکے لیے خوشی کا باعث تھا پر وہ افیت جو اسنے محسوس کی تھی وہ کیسے  
بھولتا جب وہ زندگی کی آخری سیڑھی پر کھڑا اسے خود سے دور جاتے خاموشی سے دیکھتا رہا  
تھا۔

تب ان پلوں میں جانا تھا کہ جب وحشت خود پر سوار ہو تو کیسا لگتا ہے۔

جب بے بسی خود پر آئے تو کیسا لگتا ہے۔

جب کوئی اپنا دور ہو جائے تو کیسا لگتا ہے۔

تب اس پر آشکار ہوا ہے کہ عین عالم کی محبت نہیں اسکا عشق ہے۔

ہاں اسکا عشق ہے سمعیہ عالم، عین عالم۔

انہوں نے اسے بتایا اسکی ماں سے اسنے جانا کہ عورت کیا ہے اسکا رتبہ کیا ہے۔

وہ تو سراپا عشق ہے چاہے ماں کے روپ میں ہو چاہے بہن کے، یا بیوی کے۔۔۔

عشق ذاتِ پاک ہے جو اسے ہوا تھا اپنی ماں بہن اور اب بیوی سے۔

اسنے افیت کا ہر روپ دیکھا تھا۔

دنیا کو حقیقت میں گھومتے دیکھا تھا

دشت وحشت میں وجود کو لہولہان دیکھا تھا۔

سیر عالم نے حقیقت میں سیر کو پار کر کے عشق کو جیتا تھا۔

کتنی دیر وہ اسے ایسے ہی آغوش میں لیے بیٹھا تھا۔۔۔

پر ایک چھن یہ تھی جو اسکے دل کو آگ کی طرح جلا رہی تھی کہ اسکی عین پر انتخاب کسی

اور کا۔۔

وہ اپنی محبت پر نظر کسی کی برداشت نا کرے اور اب کہاں اسکے ہوتے ہوئے بھی اسکے وجود پر ملبوسات کسی اور کے انتخاب کے ہوں۔۔

مزید ایک پل بھی وہ برداشت نہیں کر سکا کہ ایک دم ہی آگے بڑھتے اسے بیڈ پر ڈالا۔  
"عالم۔۔۔" حورالعین پھر سے اسے دور جانے کی کوشش میں دیکھتی بوکھلا کر نیند کی

وادیوں سے نکلتی اسے بازو سے جکڑ گئی

عالم نے حیرت سے اپنے بازو میں اسکی پکڑ پھر اسکے ہراساں تاثرات کو دیکھا۔

"تم سو رہی تھی؟" اسنے سر پر ہاتھ پھیرا

حورالعین نے فوراً سے سر ہلادیا۔۔ "ج۔۔ جی" اسکے معصومیت سے سر ہلانے پر وہ متبسم ہوا۔

"میرا دل کر رہا ہے یہیں بس رہ جائوں جہاں تم اتنی فرمان بردار ہو اور نا یہاں کتے کا بچہ ہے نا ہی مٹی۔۔

ایک فتنہ ہے اسکے لیے تمہارا عالم کافی ہے۔"

اسنے سنجیدگی سے کہا کہ اپنے بے بی کو یاد کرتے اسکے آنسوؤں پھر سے پٹی کو بھگونے لگے۔

"آپ نا جائیں عالم۔۔ مجھے بے بی کی شادی کروانی تھی۔۔ مسنی نے پرامس کیا تھا وہ

بے بی کی بیوی بھی لا کر دے گی جب آپ آجائیں گے۔" وہ کھسک کر اسکے پاس آئی اور

سک کر بولتی اسکے گرد اپنا حصار ڈالنے کی کوشش کرتی اسکی شرٹ پر پھر سے ناک

رگڑا۔۔

وہ مسکرایا اپنی شرٹ پر جگہ جگہ بھگے دھبے دیکھ کر۔۔۔

"پرامس کی معنی کیا ہے؟" اسنے پوچھ کر لب بھینچے اور انگلیاں اسکے بالوں میں چلائیں۔

"وعدہ۔۔ مجھے اب انگلش آتی ہے اور یہ وعدہ والی فل آتی ہے اب میں پڑھتے زیادہ تنگ نہیں کروں گی عالم۔۔۔"

مسنی نے مجھے پڑھانا چاہا پر میں نہیں پڑھی کیونکہ مجھے صرف آپ پڑھا سکتے ہیں وہ غلط پڑھاتی ہے۔۔۔

وہ چلنے کو واک کہتی ہے اب کہاں بچ سے چلنا اور کہاں و سے واک، کہیں دور تک بھی بچ و میچ ہوتے ہیں؟ جو ان کی معنی ایک ہو جائے۔

میں نے کہہ دیا کہ میں نے نہیں پڑھنا مجھے بس عالم پڑھائیں گے۔ "ہاتھ کی ہتھیلی سے گال صاف کرتی بولی۔

"ہوں!! بہت فخر والا کام کیا ہے مجھے تم پر فخر ہے میری جان، پر ایک غلطی کر گئی ہو تم۔" واپس اسکے پاس بیٹھتے اسنے محبت سے کہا۔

جہاں وہ آہستہ آہستہ اسکی موجودگی پر یقین رکھتی اپنی دعاؤں کی قبولیت پر ایمان لا رہی تھی وہیں عالم اپنی عین کو واپس پا کر اسکے یقین رکھنے پر نہال تھا۔

"اک۔۔ کون سی؟" مسلسل رونے سے اسکی ہچکیاں بڑھ گئی تھی کہ بات کرتے مشکل پیش آرہی تھی۔

"تمہیں اسنے غلط بتایا کہ پرامس کی معنی وعدہ ہے۔۔۔" اسکے دونوں آنکھوں کو چوم کر اسنے کہا۔۔۔

"نن۔۔ نہیں عالم مم۔۔ مجھے معلوم ہے اسکی معنی پرامس ہے۔۔ رومیو بھائی نے کہا تھا پرامس وہ ضرور مجھ سے پھر ملے گا اور فتنے کو واپس آکر ڈھیر سارا پیار دے گا انہوں نے پرامس کیا تھا یعنی وعدہ۔۔" وہ آہستگی سے اسے سمجھانے لگی تھی۔ شاید اسکا عالم انگلش بھول گیا تھا۔۔

اور وہ سمجھ گیا تھا یہ رومیو نواب وہی ہے جو فقط چلنوزے سے بیوقوف بنانے چلا تھا۔  
"تمہیں یقین کس پر ہے یہاں؟" اسکے سنجیدہ لہجے پر وہ پزل سی ہو گئی کہ بوکھلائی اسکے سینے پر ہاتھ رکھ گئی کیونکہ اسکا یقین تو وہی تھا۔

"میرے عالم پر۔۔! وہی میری زندگی وہی میرا یقین کامل ہے۔" آگے بڑھ کر اسنے اپنے لب عالم کے سینے پر رکھ کر اسے ششدر کر دیا۔  
"پھر میں بتاؤں گا وہی سچ ہو گا نا۔۔" اسنے اسکا چہرا ہاتھوں میں بھرا اور اسکے ماتھے پر لب رکھے۔

"جی۔۔ وہ تو ہے پر عالم پرامس کو تو سب وعدہ کہتے ہیں نا۔" وہ جھجک کر بولی۔  
سعیر ہنس پڑا۔

"تم بھول گئی انگلش کے رولز؟"

"نہیں۔۔ نہیں میں نہیں بھولی۔۔ میں کچھ نہیں بھولی عالم۔۔ اس بار میں کچھ نہیں بھولا سکی کیونکہ پچھلی بار میں خوف کی شکار ہو کر سب کچھ بھولا بیٹھی اپنے رب کو یاد نہیں کیا اسلیے سب کچھ بھول گئی۔۔"

پر اس بار میں نہیں بھولی کچھ کیونکہ میرے عالم نے مجھے آیت الکرسی پڑھائی تھی اور وہ مجھے یاد تھی تو میں کیسے کچھ بھول سکتی تھی عالم؟



میں بیمار ہوئی تھی آپکے دور جانے پر! پر میرا علاج ہوا اور مسنی روز صبح رات کو مجھے قرآن پڑھ کر سناتی تھی پھر میں کیسے بھولتی کچھ؟

مجھے آپکے ساتھ بتائے ایک ایک پل یاد ہیں میں بھول نہیں سکتی۔ "

"تم سمجھدار ہو گئی ہو اب شہزادی۔" اسنے سمیٹ کر خود میں اس سے کہا اور سر پر گال ٹکا کر مسکرایا۔

"مجھے امید ہے اب تم ناکتے سے کھیلو گی نا ہی مٹی میں کیونکہ اب تم ایک بچے کی ماں ہو۔" اسنے باور کروایا۔

"ہاں میں نہیں کھیلوں گی کیونکہ اب میں اچھی بیوی بنوں گی اپنے ہاتھوں سے کھانا بنائوں گی۔"

ہمارا روم سنواروں گی آپکے کپڑے دھوؤں گی انہیں استری کروں گی۔ ہمارے بیٹے کو سنبھالوں گی۔"

"ویٹ آ منٹ! تم کیوں اسے سنبھالو گی؟ میں میڈارینج کروں گا وہ سنبھالے گی بلکہ ایک نہیں اسکے ہر کام کیلئے ملازمہ رکھوں گا۔ تم ملازمہ نہیں ہو اسکی۔ ہماری بات کرو۔" دفعۃً

اسے ٹوک کر وہ بے بی کاٹ میں سوئے بیٹے کو دیکھتا سختی سے بولا

حورالعین حیران رہ گئی کہ اسکے اپنے بچے کیلئے میڈ کیوں آئے گی۔

"پر عالم۔۔۔"

"ہماری بات!!" اسکے نچلے لب پر انگلی پھیرتے اسنے محبت بھری سرزش سے کہا وہ گھبرا گئی کہیں ناراض نا ہو جائے کہیں چھوڑ نا جائے۔

"میں۔۔ میں آپکے سارے کام کروں گی آپ صرف مجھے اچل نمکی بنا کر دیں گے؟" بھرائی  
آواز میں کہتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی بازو اسکی گردن میں ڈالکر چہرا وہیں چھپا دیا۔

"اب میں آپکو نہیں کہوں گی کہ میں مجھے جانا ہے۔۔"

مجھے کہیں نہیں جانا عالم، مجھے آپکے ساتھ رہنا ہے ہمیشہ، میں نہیں جائوں گی کہیں نا آپ  
کو جانے دوں گی۔

میں اللہ کو تنگ کر کے آپکو حاصل کر لوں گی وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ میری دعائیں  
سنتے ہیں۔۔۔

میں جب جب زیادہ تکلیف میں ہوتی ہوں اکیلی ہو جاتی ہوں دنیا میں تو وہ آپکو بھیج دیتے  
ہیں۔۔۔

جیسے پہلے آپ آئے تھے میرے بلانے پر میری زندگی میں۔۔

ویسے ہی اب آگئے میرے بلانے پر میری زندگی میں۔"

"بے شک اللہ تم سے پیار کرتا ہے اور تمہاری سنتا بھی ہے۔

اب رو نہیں ورنہ اس کتے کو باہر پھینک دوں گا۔" اسکی ساری سسکیاں سنتے عالم نے گہرا

سانس بھرتے کہا اور اسکی شفاف صراحی دار گردن پر اپنے لب رکھے اور اسکی نازک کمر

کے گرد دونوں بازو ڈالکر بیڈ سے اٹھا۔

"میں نہیں روتی۔۔۔" وہ فوراً سے مسکراتی اپنے آنسوؤں پر ضبط کے پہر بٹھانے لگی۔

"مجھ سے جب انگلش پڑھو گی تو میرے رولز الگ ہوں گے جو صرف تم پر لاگو ہیں۔ اور

تمہارا فرض ہے ان پر عمل کرو۔۔

جیسے انہوں جو پرامس کیا تھا اسکا مطلب جھوٹ ہے۔۔

یعنی کہ وہ نہیں آئیں گے تم سے ملنے۔۔) کیونکہ میں انہیں تم تک آنے نہیں دوں گا  
اب " )

اسکے کہنے پر حورالعین پہلے تو شکاڈ ہوئی پھر جھٹ سے سر ہلادیا۔

"شباباش۔۔" اسے بازوؤں میں بھر کر وہ باہر سے اپنے بیگز اٹھانے کیلئے آگے بڑھا  
"پھر وعدے کو کیا کہتے ہیں انگلش میں؟"

عالم نے جھک کر بیگز اٹھائے تب عین نے بوکھلا کر اسکی گردن میں بازو ڈالے ہی تھی کہ  
اسی بوکھلاہٹ میں اسکے لب عالم کی گال سے ٹکرائے جہاں وہ جھینپ گئی اور سمٹ کر  
گردن میں چہرا چھپایا وہیں عالم کے عنابی لبوں پر جاندار مسکراہٹ بکھری۔

مہوش علی

Wanna love you"

اس نے بیگز اٹھا کر سیدھے ہوتے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔

اسکے انداز سے جہاں لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ بکھری وہیں لہجے کے معنی خیزی  
پر سٹپٹا گئی۔

"I wanna love you...

کو وعدہ کہتے ہیں؟ اتنا بڑا اور وعدہ اتنا چھوٹا؟ "وہ سوچنے کے انداز میں اپنے سرخ لب بائیں  
طرف سکڑ گئی۔۔

جہاں عالم اسکے الفاظ پر ٹھٹھک کر رکا تھا وہیں اسکے چہرے کی طرف دیکھتے ہی نظریں جب اسکے لبوں پر پڑی تو مسکراہٹ لبوں پر بکھر گئی۔

”میں بھی یہی چاہتا ہوں۔“ وہ خود پر ضبط کھو کر بے ساختہ ہی جھکا کہ اسکی رگ روح خواہش سے واقف عین کھلکھلا کر چہرا موڑ گئی۔

”آپ کیا چاہتے ہیں عالم؟ میں وہ پوچھ رہی وعدہ چھوٹا اور I wanna love you اتنا بڑا کیوں؟“ اسکی ناک کو اپنے گال پر محسوس کرتے وہ جھجھکی۔

”دونوں کے جذبات سے اندازہ لگا لو۔“ الفاظ کی تعداد مت دیکھو۔۔۔ اور میں کیا چاہتا ہوں۔؟“ اسنے بیڈ پر اسے بٹھایا ہی تھا کہ حور نے گھبرا کر اسکا ہاتھ پکڑا۔ اسکی ہر ادا انداز میں خوف جھلک رہا تھا۔ کہ وہ ابھی چھوڑنا جائے۔ عالم کو بہت تکلیف ہو رہی تھی اسے اس طرح دیکھ کر کہ کب وہ یقین کرے گی اسکا عالم ہمیشہ اسکے پاس آگیا ہے۔

”مطلب وعدہ I wanna love you ہوتا ہے۔ اور آپ کیا چاہتے ہیں؟“ وہ اسکی چوڑی ہتھیلی پر اپنی ہتھیلی ٹکا کر انگلیوں کو اسکی انگلیوں سے الجھانے لگی۔

وہ خاموشی سے دیکھنے لگا جب اسنے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے وہاں اپنا لمس چھوڑ کر اسنے ہاتھ کو اپنے دھک دھک کرتے دل پر رکھا جہاں سے وہ اندازہ لگا گیا وہ کس قدر خوفزدہ ہے۔



”شاباش!! میں جو چاہتا ہوں وہ تمہیں اب زندگی کے آنے والے ہر پل میں بتاؤں گا کہ میں کیا چاہتا ہوں اپنی شہزادی سے۔“

وہ اسکے چہرے پر جھکا سرگوشیانہ انداز میں بولا اور حورالعین اپنے چہرے پر اسکی دکھتی سانسیں محسوس کر کے پیچھے کھسکنے لگی تھی کہ بوکھلاہٹ، جاگتے احساسات میں ابھی بیڈ پر رکھے ہاتھ پھسلنے پر سیدھی پیچھے گری۔

مسکراتے عالم نے اپنے ہاتھ میں موجود اسکے ہاتھ کو دیکھتے اسکے چہرے کو دیکھا۔ جو لب دبائے اپنی سانسیں بھر رہی تھی۔

”ان نظروں پر پردہ کیوں لگایا ہے؟“ اسکے ہاتھ کو لبوں سے لگاتے وہ جھک آیا اس پر جسے محسوس کر کے حورالعین نے اپنی اتھیل پتھل ہوتی سانسیں روک دیں۔

”مجھے صرف آپکو دیکھنا ہے۔“ وہ بھرائی آواز میں گویا ہوئی۔

”آپ کہاں چلے گئے تھے مجھے بہت ضرورت تھی ان لمحات میں جہاں ہر عورت کو اپنے شریک حیات کی ضرورت ہوتی ہے۔“

میں چاہتی تھی جب ہمارا بیٹا دنیا میں آئے تب ہم ملکر اسکا ویلکم کریں گے پر آپ نہیں تھے میرے پاس ناہی ہمارے بیٹے کا مسنی کے علاوہ کسی نے ویلکم کیا۔“

”اسکے ویلکم کیلئے بہت سے لوگ ابھی موجود ہیں شہزادی اور بہت بے تابی سے عالم کے بیٹے کا انتظار کر رہے ہیں۔

پر ایک بات تمہیں بتا دوں ”!اسنے سنجیدگی سے کہتے اسکے بالوں میں انگلیاں الجھا کر اسکا چہرہ آہستگی سے اپنے سامنے کیا کہ دونوں کی ناک ایک دوسرے سے ٹکرا گئی۔

جہاں سال بعد اسکی اچانک موجودگی اچانک سے آنے پر وہ صحیح سے یقین نہیں کر پارہی تھی خواب و فریب کے کشمکش میں تھی وہی اسکی قربت اسکے حواس جھنجھور کر رکھ گئی۔

”ک۔۔ کونسی؟؟“ وہ مدہم سانس لیتی سرگوشی سے کم آواز میں بولی۔

”جب میں تمہارے پاس تمہارے قریب ہوں تو تم میرے علاوہ کسی کو اپنے ذکر میں نہیں لائو گی۔۔

نا ہی اس وقت میں ان لبوں پر کسی کا نام برداشت کروں گا پھر چاہے وہ میرا بیٹا ہو یا بیٹی۔

صرف تمہارا عالم۔۔۔ ”انگوٹھے سے آہستہ سے اسکے لب سہلاتے وہ سرد آواز میں بول رہا تھا کہ حورالعین کی حقیقت میں سٹی گم ہو گئی۔

”ب۔۔ بے بی ک۔ کا؟“ اسنے اٹک کر کہا۔

اسکے لبوں کو دیکھتے اسکی بیوقوف بات پر عالم نے گھور کر اسکے چہرے کو دیکھا۔

”کون سا بے بی؟“ اسے توقع نہیں تھی کہ وہ ایسا کچھ پوچھے گی صرف تو صرف ہی ہوتا ہے پھر بے بی کون سا آگیا۔

”ہمارا۔۔۔ بے۔۔۔ بی۔۔۔! عالم آپ ہمارے ب۔۔۔ بی کو بھول گئے۔۔۔

آپ کیا کیا بھول گئے۔۔۔ آپ آئے آپ نے ایک بار بھی مجھ سے آنکھوں کا نہیں پوچھا۔  
آپ آئے اچانک اور مجھے منایا بھی نہیں۔

آپ آئے کب سے مجھے رلا رہے ہیں۔ آپ نے ایک اچل نکمی کا چچ بھی نہیں کھلایا  
میں۔۔۔ کیا کروں اب۔۔۔

میرا عالم بدل گیا ہے اسے ہمارے بی کا نہیں معلوم۔۔۔ مسنی۔۔۔ ”وہ اس سے شکایت  
کرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کہ ہکا بکا عالم ایکدم سیدھا ہوا ہی تھا کہ وہ جھٹ کر اسکے  
بازو کو تھام گئی اور اسکے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔

”عین میری جان!!“ اسے حقیقت میں روتے دیکھ کر عالم کی آنکھیں لہو ہونے لگی اسے  
اندر سے تکلیف ہونے لگی اسے روتے دیکھ کر۔

”ہمارا بی فتنہ؟؟ میری شہزادی تو میں اس سے ملوں گا نا میں اس سے صبح ملوں گا ابھی  
وہ سو رہا ہے اور میں اسکا چہرا دیکھ کر۔۔۔“ وہ کہتا کہتا رک گیا کہ وہ کیا بتاتا اسکا چہرا دیکھ

کر اسکے اندر جیسے ہونے کی فیلنگز آتی ہیں اسکی مسکراہٹ میں وہ نمایا ہوتے ڈمپلز اسکی  
شہزادی کے، اسے جلا دیتے ہیں جب جب وہ دیکھتا ہے تو، وہ نمونا مسکرا کر اسے جھلسا دیتا  
ہے۔۔۔

”کیا ہوا عالم؟ کیا ہوا ہمارے بیٹے کے چہرے کو؟ ”عین کا دل جیسے بند ہونے کو آگیا اسنے رونا بھول کر عالم کے ہاتھ کو تھام لیا۔

”کچھ نہیں! بہت خوبصورت ہے اور معصوم بھی۔ ”اسے پریشان دیکھ کر اسکے بال سنوارتے دل پر پتھر رکھ کر اسنے بتایا پر جھوٹ بولتے اسکے دل پر بھوج آگیا۔

اور اسکے تاثرات ایسے تھے گویا خود پر ضبط کے پہاڑ بٹھائے ہوں کہ اس فتنے نے آتے ہی اس سے جھوٹ بلوا دیا۔

پر دوسرے ہی پل وہ بے خود رہ گیا جب اسکے لبوں پر آسودہ مسکراہٹ دیکھی۔

”آپ کو معلوم ہے اسے جنم دیتے مجھے سب سے بڑا خوف یہی تھا کہ یہ میری طرح نور کے اجالے سے محروم نا ہو۔

ایک صدمہ آپکے پاس نا ہونے پر مار رہا تھا دوسرا یہی تھا میں بہت اکیلی تھی عالم۔۔۔ ”وہ اذیت بھرے گذرے وقت کو یاد کرتے وہ ہنس پڑی۔

”آپ حقیقت ہیں نا عالم؟ ”وہ درد کرب سے بولی لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیوں جیسی

اذیت تھے جیسے وہ اسکے اندر چبھ رہی ہوں۔

عالم نے خاموشی سے اسکے چہرے کو دیکھا۔



اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں میں الجھاتے ایکدم ہی اسے کھینچ کر قریب کیا اور دوسرے پل اسے سمجھنے کا موقعہ دیئے بغیر اسکی نازک کمر کو جکڑتے اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔۔

اچانک سے اس افتاد پر جہاں حورالعین کا دماغ گھوم گیا تھا وہیں اسکے شدت بھرے لمس کو محسوس کرتے اسکی بند آنکھوں کے پیچھے تارے ناچ گئے۔

وہ نڈھال سی ہوتی اسکی شدت میں اسکے کندھوں پر ہاتھ مارنے لگی پر وہ نظر انداز کرتا اسکے نرم لمس میں کھویا رہا اور لمحہ بہ لمحہ اپنے انداز میں شدت بڑھادی کہ وہ اسکے شانوں کو جکڑ جاتی۔۔۔

ایسا تو اسکا عالم نہیں تھا اس حد تک جنونی تو وہ نہیں تھا۔۔۔

کہ اسکی سانسیں خود میں قید کر لے۔

اپنے بالوں میں چلتی سہلاتی اسکی انگلیاں۔۔۔

اور اپنے نقوش پر جنونی اسکا لمس۔۔۔

کہ کچھ نا سوجھتے جب وہ تڑپ اٹھی تھی تب اسکی گردن میں اپنے ناخون کھب دیئے اور عالم انکی بچگانہ حرکت پر مسکراتا ہوا آگے کی طرف جھکتے اسے بیڈ پر ڈالا۔۔۔

“ہاں میں حقیقت ہوں۔” ہلکے سے اسکے لبوں پر اپنا لمس چھوڑ کر وہ دور ہوا تو حورالعین نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

وہ اس پر جھکا اسکی سانس خود پر محسوس کرتا اسکی نڈھال حالت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔  
”ہمارا بے بی مطلب پی۔۔“ وہ غصے سے غرانے لگی تھی کہ اپنے بیٹے کی نیند کا خیال  
کرتے گھٹی آواز میں بولی۔

”ہمارا بے بی؟“ عالم کے حواس جھنجھلا اٹھے۔۔

”میں نے کتنی بار کہا ہے تم سے وہ کتے کا بچہ ہے تم بار بار اسے ہمارا بچہ کیوں بنا رہی  
ہو؟“

وہ کتا ہے، کتا ہے اور کتا ہے خبردار اسکا ذکر بھی آئندہ میرے سامنے کیا یا تو اس کتے کو  
آئندہ میرا بچہ کہا۔ ”اسکی ٹھوڑی کو پکڑے وہ سخت غصے سے بول رہا تھا۔  
جبکہ اسکی ستم گری پر جہاں رونے کیلئے اسکا لب پھیلا تھا وہیں اپنے بے بی کو بار بار کتا کہنے  
پر اسکا دل بھاری ہو گیا۔

”آپ بہت برے ہیں عالم۔۔ آپنے ساری زندگی مجھے تکلیف دی ہے۔۔

کبھی ریسٹورنٹ کے پیپرز پر دھوکے سے نکاح۔۔ تو کبھی میری پسند پر پابندیاں لگانا۔۔

کبھی چھوڑ کر جانا تو کبھی ڈانٹنا۔۔ ”وہ پھر سے رونے لگی۔۔

کہ عالم نے دیکھتے گہرا سانس بھرا۔

”مم۔۔ میں I wanna love you کرتی ہوں ساری بری باتیں آپکی آپکی کو بتاؤں گی کہ کس طرح آپ مجھے تکلیف دیتے ہیں۔“ اسے سینے سے ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلتی بولی کہ اسکا جملہ سن کر عالم قہقہہ لگا اٹھا۔

”بتا دینا انہیں کہ میں نے ابھی کیا کیا تھا تمہارے ساتھ۔۔ شکایت لگانا اسے کہ میں نے یہاں اپنے لب رکھ کر تمہاری سانسوں کی ساری راہیں بند کر دیں اور انہیں خود میں

اتار لیا۔“ اس کے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے اس نے اپنی ناک کو اس کے گال سے سہلایا  
”نن۔۔ نہیں بولتی۔۔۔“ شرم سے سرخ ہوتی وہ اسکی پیٹھ پر شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے منمنائی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ کو آف کیا اور اس کے سمجھنے سے پہلے اس کے لبوں پر زنجیریں لگاتے اس کے وجود کو اپنے حصار میں قید کیا۔

حورالعین اس کے ارادے بھانپ کر شرم سے مرنے جیسی ہو گئی کہ پھڑپھڑائی پر اس کے آگے کون سی مزاحمت کی طاقت رکھتی تھی۔

وہ پور پور کو اس کے شدت بھرے لمس سے سیراب ہوتے محسوس کرتی اس کے منتخب کردہ لباس میں ملبوس ہو کر اس کے سینے میں چھپ گئی۔

”عین۔۔۔!! اس کے بالوں میں انگلیوں کو سہلاتے ہوئے وہ لیمپ کی روشنی میں اس کے وجود پر اپنے لباس کو دیکھ کر سکون بھرا سانس لیتے مسکرایا۔۔

”میں جواب نہیں دے رہی۔۔“ وہ اس کے سینے پر ہاتھ مار کر خفگی سے بولی۔ اب تو اسکی آنکھوں کا نور آگیا ہے اور وہ اس سے کیسے نظریں چار کرے گی۔

دل کی نظروں سے تو وہ اسے دیکھتی تھی پر اب آنکھوں سے تو۔۔۔ پریشانی یہ بن گئی تھی۔۔

یہ ایک سنہرا پل ہوگا جب وہ اپنی ابتر ہوئی دھڑکنوں سے اپنی آنکھوں سے اپنے عالم کو دیکھے گی۔۔

وہ پل کیسا ہوگا جب دونوں کی نظریں چار ہوں گی۔۔

”کہاں؟“ اسے اٹھتے دیکھ کر عالم نے اس کے بالوں کو ہاتھ پر لپیٹا اور قریب کیا کہ وہ بے بسی سے وہیں ٹک گئی پر اف بھی نا بولی۔

”یقین ہو گیا میں آگیا ہوں؟“ اس کے بالوں کو سائیڈ کرتے اس نے اپنے لب اسکی گردن پر رکھے۔۔

”جی۔۔ جی۔۔ میں وہ۔۔ پانی پی لوں۔۔ ہم گھر چلیں۔۔“ وہ لڑکھڑاتی زبان میں بولی۔

”پر مجھے یقین نہیں آرہا کہ میں اپنی عین کے پاس ہوں۔۔ اسے محسوس کر رہا ہوں، دیکھ رہا ہوں۔

کیا تم حقیقت ہو شہزادی؟“ اس کے کان کی لو کو لبوں سے چھوتے آہستہ سے اسکی کمر میں بازو ڈالا اور شرارت میں بولا۔۔



”نہیں۔۔۔ عال۔۔۔ عالم۔۔۔ میں یہیں ہوں آپکے پاس۔۔۔“ کچھ دیر پہلے کے انداز کو یاد کرتے وہ ایکدم بوکھلا کر اس سے دور ہوئی۔۔۔ اور ننھے قطروں کو ماتھے سے صاف کیا جبکہ اسکا اگلا قدم سوچتے ہی اسکے پسینے چھوٹ رہے تھے اور دل فل اسپید سے بھاگ رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر آج ہی باہر آجائے گا۔

”ویسے میں تمہیں بہت بہادر سمجھتا تھا۔ پر میری ساری خوش فہمیاں۔۔۔“ وہ کہتا لب بھیج کر پاس ٹیبل پر رکھی ٹرے اٹھاتے دوسرے ہاتھ سے حورالعین کے بازو کو جکڑ کر اپنی سمیت کھینچا اور اپنے آغوش میں بھر لیا۔

کھلے بکھرے سیاہ آبشار کی طرح بال، آنکھوں پر بندھی بھیگی سفید پٹی، چھوٹی سی سرخ ناک سرخ ہی کانپتے لب۔۔۔ پنک نائیٹی میں موجود اسکا سراپا مدہوش کن تھا۔

”میں۔۔۔ حقیقت ہوں عالم۔“ وہ بوکھلا کر جلدی سے اسکے ہاتھ کی پشت پر کاٹ کر اسے دیکھانے لگی۔

”نہیں میں حقیقت تب سمجھوں گا جب تم اسے ٹیسٹ کرو گی۔“ اسنے اسکی کاٹی ہوئی جگہ پر اپنے لب رکھتے سامنے رکھی ٹرے سے انگلی بھر کر اسکے ہونٹوں سے لگا دی۔

جہاں حیا بوکھلاہٹ سے وہ جزبہ ہوئی تھی وہیں اپنے لبوں پر زبان پھیرتے وہ سن سی رہ گئی۔۔

بے ساختہ ہی بند آنکھوں کے گیلے کونوں سے آنسوؤں لڑکھ کر پٹی میں جذب ہوا  
”کیا ہوا؟ اچھا نہیں لگا؟“ اس کے چہرے کو اپنی طرف کرتے وہ اس سے پوچھنے لگا اب  
حورالعین کیا کہتی۔۔

وہ کس کس کیلئے ترسی تھی کیا کیا اسے بتاتی۔۔

”ہاں بری ہے بہت، آپ کو ابھی کوشش کرنی چاہیے۔“ اس نے روتے مسکراتے کہتے پیالے  
سے انگلی بھر کر اپنے منہ میں ڈالنے ہی لگی تھی کہ اس کی تیز رفتاری کے باوجود بھی وہ نیچ  
میں ہی رک گئی

”بری عادت“!! اس نے ٹوکا اور اپنا رومال نکال کر اس کی انگلی کو صاف کیا۔

حورالعین منہ بناتی رہ گئی، ”خود کرے اچھی عادت، میں کروں بری عادت“

”میں بہت صفائی پسند ہوں“! حور نے بھی جتنا ضروری سمجھا۔

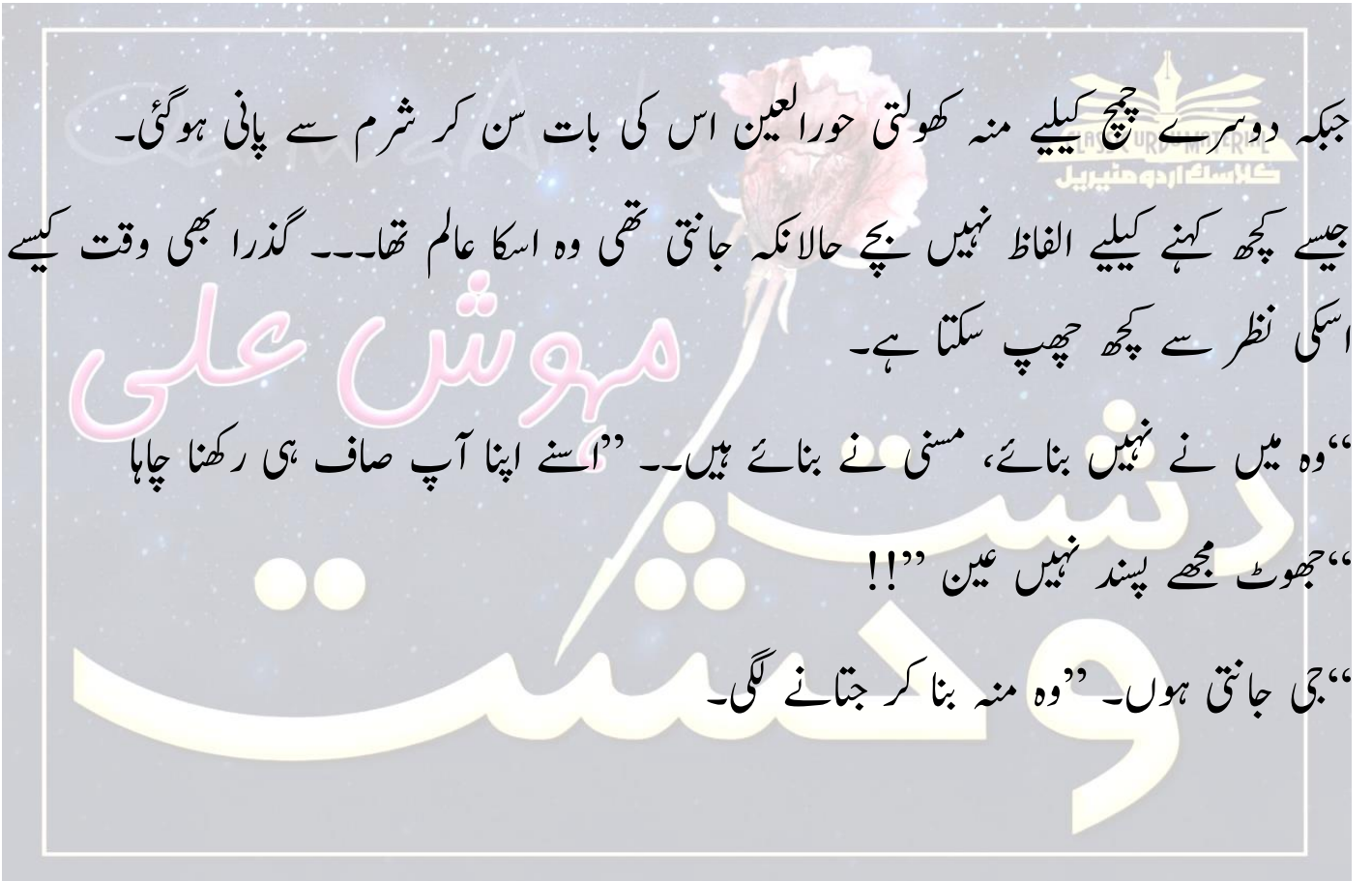
”مجھے دکھ رہا ہے“!! اس کے ونڈوں کے باہر کچھ دیر پہلے کے دیکھے مٹی کے بنے چھوٹے

چھوٹے گھر کو یاد کرتے وہ سر ہلا گیا۔

اس کے سر پر بوسہ دیتے لبوں سے چچ لگایا۔

”اب میں مٹی میں نہیں جاتی۔۔“ اسنے منہ کھولتے کہا

”ہاں جانتا ہوں اب تم میں کچھ مزید عادتیں آگئی ہیں ایک مثال جھوٹ کی ہی لے لو !  
اپنے ناخون ہی دیکھ لو۔“ اسنے سپاٹ لہجے میں کہا کیونکہ اسے برا لگا اسکا جھوٹ بولنا۔



”بس؟؟“ ”کچھ چچ کھلا کر اسنے کہا۔

”کیوں؟“ ”مزے سے کھاتی اپنی خوش بختی پر ناز کرتی حور گھبرا کر اسکے چچ والے ہاتھ کو پکڑ گئی۔

”کیونکہ رات گذر رہی ہے،، اور یہ زیادہ اچھی نہیں تمہاری صحت کیلئے۔“ اسنے کہنے کے ساتھ ہی ٹرے اٹھا کر ٹیبل پر رکھی

حور کے منہ میں جو سال بعد یہ ذائقہ آیا تھا وہ ٹھیک سے پیٹ بھی نہیں بھر سکی تھی کہ اس ظلم پر تڑپ اٹھی۔

”عالم۔م۔م۔۔۔۔۔!! وہ ابھی غصے سے مزید کچھ کہتی عالم نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر پیچھے تکیے پر ڈالا۔۔۔۔۔

”ہہ۔۔۔۔۔ہمارا بیٹا۔۔۔۔۔آپ اس سے تو بات کریں اسے دیکھیں۔۔۔۔۔” وہ گڑبڑا کر اسکے تکیے پر ڈالنے سے ہراساں ہوتی اٹھ بیٹھی۔

”میں اسے دیکھ چکا ہوں بلکہ اس سے باتیں بھی کرچکا ہوں۔“ اسکی بوکھلائی حالت سے محظوظ ہوتے کہا، وہ جان گیا تھا اسکا گریز اسکی شرم و حیا۔۔۔۔۔

”اوہ۔۔۔۔۔!!! اسنے گہرا سانس بھرتے“ اوہ ”کو کافی لمبا کھینچا اور سوچنے لگی کیا کرے ورنہ اسکی قربت کو سوچتے اسکا دل پھٹ جائے گا۔

”کیا ہوا؟ گھبرا رہی ہو؟“ اسکی بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹ کر اسنے ذرا سا اپنی طرف کھینچتے کان میں گھمبیر آواز سے استفسار کیا۔

”نہیں مجھے پیاس لگی ہے میں پپ۔۔۔۔۔پانی پی کر آتی ہوں۔“ وہ ایکدم دائیں طرف سے بیڈ سے اترنے کیلئے بھاگنے لگی تھی کہ وہیں لاک سی رہ گئی۔۔۔۔۔



اسکے سانس خشک ہو گئی جب سامنے اسکا مضبوط بازو دیوار کی طرح آگیا اور بالوں کی لٹ  
اسکی انگلیوں میں الجھی رہی کہ اسکی گردن اسکی سمیت ہی رک گئی۔

”باہر ٹھنڈ ہے میں تمہیں یہیں پانی دیتا ہوں۔“ اسکے بالوں کی لٹ کو لبوں سے چھو کر وہ  
دور ہوا کہ خشک لبوں پر زبان پھیرتی حورالعین فوراً سے بیڈ سے اتر کر کھڑی ہوئی۔

اسکی ٹانگ لرز رہی تھیں جن کے سہارے وہ بمشکل کھڑی تھی۔

جب کہ اسنے جو پہنا ہوا لباس تھا جسے وہ نائیٹ سمجھ رہی تھی وہ گھیراؤ کرتا اسکے پاؤں کے  
گرد قالین پر بکھر گیا۔

حورالعین نے بوکھلا کر اپنے لباس پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا تب اسے احساس ہوا وہ گھیریدار  
فراک میں موجود ہے۔

اسکے لبوں پر خود بخود مسکراہٹ بکھر گئی۔

اور اسے مسکراتے دیکھ کر عالم پانی کا گلاس بھر کر اسکے پاس لایا۔

دفعۃً وہ لرز گئی جب اسکی کمر میں بازو ڈالکر اسنے اپنی طرف کھینچا اور لبوں سے گلاس پانی کا  
لگایا۔

پیاس نا ہوتے بھی وہ سارا پانی کا گلاس پی گئی۔

گلاس سائیڈ پر رکھتے اسنے اسکی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالکر پیچھے سے زور دیتے اسکا چہرا اوپر کیا۔

“اب؟؟؟” وہ جس طرح سے معصوم چھوڑ کر گیا تھا مسکان نے ویسی ہی اسے لوٹا دی۔  
وہی تو تھی اسکی عین۔۔

ہراساں شرارتی خوفزدہ معصوم۔

“میں۔۔ میں۔۔ واش۔۔ روم۔۔” اسکی سانسوں کو چہرے پر محسوس کرتی وہ بوکھلا کر پھڑپھڑائی

“ہم۔۔!! جانو” عالم نے ہنکارا بھرا اور اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اسے آزاد کیا۔

عین کو جو لگ رہا تھا کہ اب اسکا ذرا سا لمس پا کر اسکا دھک دھک کرتا دل پھٹ جائے گا عالم کی جازت ملتے ہی وہ یوں اسکے سامنے سے ہٹی جیسے وہ اسے کھا جائے گا۔  
اور اسکے انداز دیکھتے وہ مبہم مسکرا رہا تھا جس سے وہ بالکل انجان تھی۔

وہ سمجھ رہی تھی کہ اسکے اس قدم سے وہ کافی ناراض ہوگا اور واش روم میں کھڑی دیوار سے ٹیک لگائے وہ اسی فکر میں تھی کہ وہ کیوں اپنے عالم سے بھاگ رہی ہے۔

”اگر وہ چلے گئے ناراض ہو کر؟“ اس کے گرد خوفناک آواز میں جیسے سرگوشیاں گونجیں۔۔۔  
بند آنکھوں کے پیچھے وہ خود کو پھر سے روتے تڑپتے دیکھ کر زرد پڑ گئی

”عالم۔۔۔!! گھبراہٹ خوف و ہراس میں ایکدم دروازہ کھول کر باہر نکل کر اسکی سمیت  
بھاگنا چاہتی تھی کہ گھیریدار فراک میں پاؤں الجھنے سے آہ کرتی منہ کے بل گرتی دفعتاً  
مضبوط سہارے نے اسے بانہوں میں اس طرح سمیٹا جیسے وہ کانچ کی گڑیا ہو۔

”جانِ عالم“ اسنے بانہوں میں بھر کر اوپر اٹھالیا۔

”آپ مجھے۔۔۔۔۔ اس کے الفاظ کی وحشت سے اندازہ لگاتے اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی  
”تمہیں یاد ہے نا کہا تھا I want to spend every second my life with you  
”اسے بیڈ پر ڈالتے کان سے بال ہٹا کر گھمبیر سرگوشیانہ کہا

”پر بارش تو نہیں ہو رہی۔“ وہ اسکی دکھتی سانسوں پر خود پر ضبط کیے پڑی کسمائی۔  
”میں برسا دیتا ہوں اپنی عین کیلیے۔“ اسنے ہاتھ بڑھا کر لیمپ آف کیا اور اس کے پاس لیٹ  
کر اسکی کمر میں بازو ڈالتے قریب کھینچا کہ وہ سانس کھینچ کر رہ گئی۔

”آپ۔۔ آپ کیسے برسائیں گے؟“ اس کے سینے میں منہ چھپاتے اسنے پوچھا۔

”ایسے۔۔۔!! مسکراتے عالم نے اسکی گردن سے بال سمیٹ کر وہاں اپنے لب رکھے کہ  
وہ سمٹ گئی شرم سے۔

”ہمارے بیٹے کا نام کیا رکھیں گے آپ۔۔؟؟“ اسکی شرٹ کے بٹن سے چھیڑ چھاڑ کرتی وہ اسے باتیں کرنے پر اکسانے لگی تھی۔

اتنا تو وہ بھی سمجھ رہا تھا۔

”کچھ دیر پہلے میں نے کیا کہا تھا؟“ اسکی سپاٹ سرزش کرتی آواز پر وہ لب بھیج کر اسکے لمس پر سمٹ رہی تھی۔

”مسنی ایسے کیسے چلی گئی عالم؟ مجھے بتایا بھی نہیں اسنے“! اچانک اسکی بات یاد آتے بھرائی آواز میں کہتی وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی تھی

اسکی کمر سے بازو ہٹا کر عالم نے گہرا سانس بھر کر اسے دیکھا۔

”یہ پٹی تمہاری آنکھوں پر نہیں تمہارے لبوں پر ہونی چاہیے۔“ غصے سے کہتے اسنے اسکی کمر میں مضبوط گرفت ڈالکر اسے اپنے سینے پر گرایا اور کروٹ بدلتے اسے تکیے پر ڈالکر خود اس پر جھکتے سارے الفاظ احتجاج خود میں سمیٹ لیے۔

”مجھے یاد کیا، دعائیں قبولیت ہو گئیں، میں واپس آگیا، سب باتیں ہو گئیں، اب خاموشی سے خود کو میرے سپرد کر دو۔۔۔۔“ گھمبیر بھاری لہجے میں اسکے کانوں میں سرگوشی کی کہ گہرے سانس بھرتی متغیر سی عین اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھیچے منہ چھپا گئی۔



جہاں سال بعد اسکے احساس دہکتے لمس قربت پر سانسیں خشک ہو رہی تھی وہیں شرم سے جان نکل رہی تھی۔۔

دل کی دھڑکنیں ادھم مچائے اسکا سانس لینا محال کر رہی تھیں۔

”آ۔آ۔آپ نے کک۔۔ اس کہانی کی سیزن ٹو نہیں سنائی؟“ یہ آخری بہانا تھا اسکے پاس۔۔

عالم نے اسے دیکھا۔۔

وہ سوچ رہا تھا وہ نہیں بدلی۔۔

پر وہ غلط ثابت ہو رہا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ چالاک ہو گئی تھی۔

”میں تمہیں سیزن ٹین سنانے والا ہوں اسے ہضم کرو۔“

اسنے سوچا نہیں تھا اتنے وقت بعد اسے یہ سننے کو ملے گا اپنی عین سے۔

”نہیں آپ مجھے سیزن ٹو سنائیں۔۔

اور عالم اسکے کتنے بچے ہوں گے اب؟“ ایکدم سے وہ سیریس ہوتی سوالات پر اتر آئی اور

جہاں وہ آج اپنی تڑپ محبت اس پر لٹانا چاہتا تھا اسکے پور پور کو خاص بنانا چاہتا تھا اسکے

سوالات سن کر لب بھینچے لیمپ آن کیا۔

”وہ مر گئی اسے کینسر تھا۔ اسکا شوہر اچانک آگ (دوزخ) لگنے سے جل گیا۔۔“ کافی تھل

سے وہ اٹھ کر بیٹھتے بولا۔

”عالم۔۔۔۔۔کب۔۔کب؟ انکی تو شادی ہوئی تھی؟؟ مم۔۔ میں سوچتی تھی اسکے پاس بھی ایک فتنہ ہوگا ”!ایکدم بھرائی آواز کہتی وہ روتی بولی

اور وہ کہاں اسے روتے دیکھ سکتا تھا اپنے الفاظ پر لب بھینچ کر اسکا سر سینے سے لگایا۔  
”نہیں وہ اس عذاب سے بچ گئے۔

بس روتے نہیں میری شہزادی انکی زندگی ہی اتنی تھی شاباش بہادر بنو۔ ”اسکی پیٹھ سہلاتے وہ پچکارنے لگا پر ہمیشہ کی حساس وہ جو پل پل سوچتی تھی کہ عالم نے جو اسٹوری سنائی تھی اب انکے پاس بھی ایک چھوٹا بیٹا یا بیٹی ہوگی انکے بچے ہوں گے جنکا سیزن ٹو ہوگا پر اب انکا انجام سن کر اسکا دل پھٹ رہا تھا

مہوش علی

”نہیں عالم وہ نہیں مر سکتے۔ آپ کہہ دیں یہ جھوٹ ہے۔ ”وہ ہچکی بھر کر بولی  
اور وہ اس قدر رومینٹک ماحول پر آگ لپیٹ کر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار کر بیٹھا تھا۔  
”مجھے اندازہ ہو رہا ہے وہ تمہارا بیٹا ہے۔ ”وہ اپنے بیٹے کا سوچتے رہ گیا۔

”بس روتے نہیں جو ہونا تھا ہو گیا شاباش۔۔۔ ”اسکے بالوں پر لب رکھے بہلایا۔۔

”اللہ! ہیرو جل گیا اور ہیروئن کو کینسر ہو گیا۔۔ اللہ پاک انہیں مغفرت عطا فرمائے عالم  
ہمیں دعا کرنی چاہیے انکے لیے۔ ”اسنے روتے ہاتھ اٹھائے جنہیں پکڑ کر عالم نے اپنی  
گردن میں ڈال دیا اور اپنے بازو اسکی نازک کمر کے گرد لپیٹ کر اسے کھینچ کر اپنے سینے  
سے لگایا۔

”اللہ انہیں جنت میں جگہ (نا) دے جنہوں نے میری بیوی کے دماغ میں کھلبلی مچائی ہے۔“ اسکی شہ رگ پر لب رکھتے اسنے کہا۔

”مجھے بہت نیند آرہی آپ بھی آکر سو جائیں۔“

اور پلینز دوسری کہانی مجھے صبح ضرور سنائیے گا۔ اور ہم چلیں یہاں سے۔

مجھے سب کی یاد آتی ہے۔ ”وہ بات مکمل کرتی عالم کے بال سنوار کر ماتھے پر لب رکھ کر اسے مہوت کرتی کسمسا کر اسکی گرفت سے نکلی اور اپنی جگہ پر لیٹ کر اپنے کھینچ کر کمبل ڈالتی ایسی بن گئی جیسے گہری نیند میں ہو۔

پر اس سب کے علاوہ جسنے عالم کو مسکرانے پر مجبور کیا تھا وہ تھی اسکے ہاتھ کی گرفت اسکی شرٹ پر کہ کہیں چلا نا جائے۔

”ٹیلنٹ !! بہت خوب۔“ وہ سچ میں اسکی اداکاری سے ایمپریس ہوا تھا۔

”میں فتنے کو دیکھ آؤں۔“ جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیتے وہ اسکی گرفت سے شرٹ نکال کر اٹھا۔

اور حورالعین دھک دھک کرتے دل کے ساتھ پڑی تھی اس آواز پر کہ کہیں دروازہ کھلنے کی آواز نا آئے۔

پر اسکے آنے پر جو سکون روح میں اترتا تھا ساری افیت زخم مٹا گیا تھا کہ وہ مسکراتی نیند کی وادیوں میں اترنے لگی اس ایمان پر کہ اللہ نے سچ میں اسکا عالم لوٹا دیا ہے۔

دل میں جو شیطان کے وسوسے تھے انہیں کچلتی سکون کی نیند سونے لگی جو ہمیشہ اسکے پاس ہونے پر آتی تھی۔

”فتنہ“! اسے شاہانہ انداز میں سوتے دیکھ کر عالم کو اپنے بیٹے پر فخر سا ہونے لگا۔  
”ایسے ہی شاہانہ انداز اور گردن بلند رکھنا۔“ اسکے اوپر کمرل ڈالتے ہوئے جھک کر اسکے ماتھے پر لب رکھے کہ سوئے ہوئے اس چھوٹے سے بچے کے لبوں پر اس لمس پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اسنے اپنی کلائی دیکھی جہاں اسے ”BK“ ٹیو جلا کر دیا گیا تھا، پر آزاد ہوتے ہی اسنے وہاں خنجر سے ہزار نشان لگادیئے تھے صرف اسے مٹانے کیلئے۔ وہ جگہ اسکن جلائی تھی۔

وہاں سے نظریں ہٹا کر اسنے اپنے بیٹے کی کلائیوں پر نظریں ڈالی تو آسودہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

”سعیر عالم کا غرور۔“ وہ ناچاہتے اسے بے بی کاٹ سے نکال کر صوفے پر بیٹھا۔



جہاں نیند سے بھری اسے چھوٹی بھوری آنکھیں کھولی تھی وہیں عالم نے دیکھتے مسکراہٹ پاس کی۔

”خوش مت ہونا کسی غلط سوچ پر سوچا تمہیں بتادوں فیملی کے بارے میں کہ کون کون ہیں تمہارے رشتے میں۔“

”سب سے بڑی اور میری عزیز جان میری زندگی میری بہن سمعیہ عالم تمہاری پھپھو جان۔ جو کہ صبر و ایمان سے ہمارا انتظار کر رہی ہے دن گن گن کر۔“

دوسرے نمبر پر ہے میری بیوی یعنی کہ صرف میری عین جو کہ تمہارے لیے قابل احترام ہے کیونکہ وہ تمہارے باپ کی بیوی ہے۔

تیسرے نمبر پر ہے مسکان تمہاری بہن یا پھوپھو۔ وہ اس پر ہے کہ وہ اپنی عزت کرواتا ہے یا نہیں۔

حقیقت میں تمہیں اس سے دشمنی ہونی چاہیے کیونکہ وہ تمہارے باپ کی خوشیوں کی ملٹی دشمن ہے۔۔

اور سخت غصے والی بات کہ وہ ہمیشہ میری عین پر حق جماتی ہے۔ ”اسے“ میرا بچہ ”لفظ سوچ کر طیش آگیا۔

”چھوتے پر ہے تمہاری خالہ جسکی سمجھ نہیں آتی، زیادہ معصوم ہے زیادہ بیوقوف، یا زیادہ نور۔۔ بہر حال وہ تمہاری ماں کو کافی عزیز ہے۔۔۔“

”پانچوے پر ہیں“ تین ”تمہارے ماموں عارب دائود برہان، یہ نام کے جتنے سیدھے ہیں کام کے اتنے ہی اٹے۔۔

عارب اسکی لہجے کی مٹھاس میں نمک ہے۔

داد اسکے انداز میں کمینہ پن ہے

برہان یہ بیچارہ ہو گیا ہے اب۔۔

”چھٹے نمبر اور خاص بھی مسکان مکس پرو، مجھے افسوس ہے کہ یہ بچی کبھی اسکول جانے کے بجائے پاگل خانے نا پہنچ جائے بہر حال۔۔۔

اب ہے تمہارے لیے سب سے خاص اور قابل احترام، تمہارا با۔۔۔۔۔ ”ابھی اسکی بات منہ ہی تھی کہ اسکے ہاتھوں میں موجود آنکھیں اس پر ٹکائے سنتا اسکا پیٹا کسمسا کر اسکے ہاتھوں میں انگڑائی لیکر کروٹ بدلتا آنکھیں موند گیا۔

اس قدر بداخلاقی پر سعیر کا خون جل کر سیاہ ہو گیا۔۔۔

سب کی غور سے سنتا اسکی باری آنے پر ب سے ہی اسنے آنکھیں موند کر کروٹ لے لی۔

جہاں اسے غصے آیا کہ اس نمونے فتنے کو ڈسٹبن میں پھینک آئے، پر وہیں اپنے ہاتھوں میں سوئے اس چھوٹ سے وجود نے آنکھوں کو سکون اس قدر دیا کہ وہ ہنس کر اسے قریب کرتا پھولی گال چومنے لگا۔

اور اسکی مونچھوں کی چیخن سے وہ بھی کھلکھلانے لگا۔

کچھ بھی تھا جانتے تھے کہ دونوں ایک دوسرے کے بڑے مخالف اور دشمن ہیں پر اسکے باوجود جو احساس لمس تھا دونوں کو مسکرانے پر مجبور کیا کہ اسنے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ سعیر کی گالوں پر رکھے اور منہ کھول کر آہ آہ کرتے اسکے گال پر رکھا۔

”ہا ہا ہا۔۔۔۔۔“ اس کے محبت کے انداز پر سعیر کا جاندار قہقہہ روم کی فضا میں گونجا اور وہ اسے سینے سے لگا کر کھڑا ہوا۔

”میرا غرور میرا فخر میرا فتنہ۔۔۔۔“!! رات کے ایک بجے وہ روم میں ٹھہلتا اپنے بیٹے سے باتیں کرتا اس پر اپنی محبت کی انتہا لٹا رہا تھا۔

اور فضا میں وقفے وقفے سے کبھی قہقہہ گونجتا تو کبھی قلقاریاں۔

اور کوئی سعیر سے پوچھتا کہ کتنی سرور بخش تھیں اسکی قلکاریاں۔۔۔

اگر کوئی اس سے پوچھ لیتا کہ زندگی کیا ہے تو وہ آنکھ موند کر اپنے رشتے ان کے سامنے رکھتا کہ سعیر عالم کی زندگی یہی ہیں۔۔

وہ کتنا خوش ہو رہا تھا اس کے ساتھ کھیل کر۔۔

اسکے اندر اٹھتے وہ باپ کے احساسات جنہوں نے اسے انوکھا سرور بخشہ تھا جسے وہ بیان نہیں کر پارہا تھا۔

اپنے ہاتھوں میں موجود اس چھوٹے سے وجود کو دیکھتے وہ اندازہ نہیں لگا پارہا تھا کہ اسے سینے میں چھپائے یا دل میں کہ یہ اسکا بیٹا ہے اسکا پھولا جگر۔۔ اسکا اپنا خون۔۔

”کیا ہر باپ کیلئے اسکی اولاد یہی اہمیت احساسات رکھتی ہے؟“ وہ ان چھوٹی سی بھوری آنکھوں میں دیکھتا سوچنے لگا۔

”ہاں ضرور، بے شک۔۔۔“ فوراً سے جواب آیا تبھی اسنے سینے سے لگایا اسے جہاں اسکے دل دھڑکتے مقام پر اسکا چھوٹا ہاتھ پڑا۔

”پھر رشید عالم کیلئے سعیر عالم کیوں نہیں؟“

کس زخم نے آواز اٹھائی۔

وہ ہنس دیا۔۔

”اسلیے تاکہ سعیر عالم مزید محبت کرے اپنے بیٹے سے۔۔“ وہ اسکی چھوٹی سی شکن آلودہ پیشانی پر لب رکھتا اسکی آنکھوں میں نیند دیکھ کر بے بی کاٹ کی طرف بڑھا۔۔



اور ایک نظر بیڈ کی سمیت ڈالی جہاں وہ پنک لمبے گھیریدار فراک میں بیڈ پر سوئی ہوئی تھی۔

اسکے سامنے وہ پل گذرے جب اسنے محل میں اسے دیکھا تھا۔

وہ کتنا بے بس تھا۔ کس قدر اذیت میں تھا اسے خود سے یوں دور دیکھ کر۔

پر آج وہ اسکے سامنے تھی شکر اللہ کا کہ اس بار کی اذیتیں اسے یاد نہیں۔

اسے امید تھی اب اسکی عین ایک نارمل زندگی گزارے گی۔

اور وہ اسے دیکھائے گا اپنی سنگت میں ساری دنیا پر اس سے پہلے وہ اسے دیکھائے گا اسے جس کا سب سے پہلے حق ہے عین کی آنکھوں پر۔

”پھر صبح بات ہوگی کیونکہ اب تمہیں مجھ سے ہی باتیں کرنی ہیں ناکہ میری بیوی سے۔“  
اسے بے بی کاٹ میں ڈالتے عالم نے گال تھپتھا کر کہا جس پر وہ مسکرا کر ایسے قلقاریاں مارنے لگا جیسے کسی بچے کی بات پر محفوظ ہو کر ہنسا ہو۔

”بہت خوب۔“ سیر سر ہلا کر سیدھا ہوا۔۔۔

سمجھ رہا تھا سب کو۔۔۔

ایک مسکان گئی دوسرا دشمن پہنچ گیا۔

جیسے سب پہلے سے ہی پلان ہو۔

\*-----❤❤❤-----\*

گولی کے چلتے ہی وہ ایکدم ہی نیچے جھکی۔۔۔

گولی سرسراتی ہوئی اسکے سر کے اوپر سے گذری۔۔۔

”یو باسٹرڈ“!! وہ غرائی اور سیدھی ہوتے ہی اسکے پیچھے کلابازی لگائی۔

اسکی تلوار سے تیز کلابازی پر سامنے والا بوکھلا گیا۔

صرف زمین پر کبھی بوٹ تو کبھی گلووز میں مقید ہاتھ ہی دیکھتا رہا۔۔۔

ہوا کی سرسراہٹ کے ساتھ اسکی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔

حقیقت میں وہ ششدر تھا کہ کیا وہ بغیر ہتھیار کے بھی ایک ہتھیار ہے۔۔۔؟

بغیر وقفہ لیے ہی وہ اپنے پلان کے تحت پیچھے قدم لیتا بھاگا اپنی منزل کی طرف۔۔۔

اور مسکان نے بلندنگ میں موجود آدمیوں پر توجہ نہیں دی کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ وہ

صرف ایک مہرہ ہیں اسکی توجہ سے کھیلنے والے۔۔۔

اگر حقیقت میں یہ اسکو ٹارگیٹ کرتے تو ابھی تک اس پر فائر کر چکے ہوتے۔۔۔

یہاں کچھ گڑبڑ تھی۔۔۔

اس پر فائر کرنے سے پہلے اسے روشنی کے تھرو متوجہ کیوں کیا گیا۔ جو کہ وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔۔

وہ کلابازی چھوڑ کر اسے بھاگتے دیکھتی خود اسکے پیچھے بھاگنے لگی۔۔

“وہ اتنی آسانی سے اسکے پاس سے گن کیسے نکال گیا۔۔” سوچ کر وہ دانت پیس گئی۔۔

“یہ سب اس نکمے ایس پی کی وجہ سے ہوا تھا کہ اسکے آتے ہی وہ اپنے دشمنوں سے یوں ہاری تھی۔۔”

دفعۃً ٹھا کے ساتھ اس پر پھر سے فائر ہوا۔۔

آہ سے وہ اپنا بچاؤ کرتی پیر مڑنے پر دھرام سے گری۔۔ سامنے بھاگتا وجود ایکدم رکا اور مڑ کر اسے دیکھنے لگا جو لب بھینچیں نیچے سے اٹھی۔۔

وہ بہت مشکل سے قہقہہ دبائے کھڑا رہا۔۔

اور مسکان جانتی تھی یہ اسکا غصہ کس بات پر ہے۔۔۔

اسنے باسٹرڈ کہنے پر اس پر فائر کیا تھا۔۔

اور یہ غصہ صرف ایک شخص کر سکتا تھا۔۔

“If you treat me like a princess than I will treat you like a king.

But if you treat me like a game than I'll show you how to play it.”

وہ کہتی اٹھی کہ فاصلے پر کھڑا وہ وجود باآسانی سن سکتا تھا۔ اور سمجھ بھی گیا کہ وہ جان گئی ہے اسے۔۔۔ اب زیادہ پردہ پوشی کسی کام کی نہیں تھی۔۔۔

“آں ہاں! گیم کھیلنا وہ بھی آپ جناب محترمہ سے۔ چہ چہ کب ہوتا ہے ایسا، کوئی بیچارا یتیم شوہر اپنی بیوی سے گیم کھیلے؟ پھر اس یتیم شوہر سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا زندہ قیامت کسے کہتے ہیں۔” اسنے بیک وقت افسوس ہمدردی کا اظہار کیا۔

“Wait my dear handsome husband...”

وہ اٹھی اور ایکدم کھڑی ہوتی اسکی طرف بھاگی۔۔۔

ہینڈسم سن کر اسے فوت ہونا چاہیے تھا پر وہ اتنا وقت کہاں دے رہی تھی۔ اس لفظ کے کانوں میں آتے ہی اسکے دل نے فوت ہونے کی خواہش مچائی۔۔۔ یہ دھوکا تھا سراسر کوئی جال تھا۔۔۔

پر ابھی اسے سمجھنے کیلئے اسکے پاس اتنا وقت نہیں تھا اسے پیچھے آتے دیکھ کر ہی برہان نے بھی رفتاری دکھائی اور تیز بھاگا۔۔۔

یونان کی سڑکیں، گلیاں، فضائیں، آسمان، تارے چاند انکی شوخ کھلکھلاہٹوں اور ایک دوسرے کو چند فاصلے پر پا کر مسرتوں، دھڑکنوں کی اتھل پتھل کے گواہ بن چکے تھے۔

اسکی آنکھوں سے اٹھتی جذبات کی تپش ہوائیں پیام پیام سمجھ کر اسے تک پہنچا رہی تھیں۔۔۔ اور اسکی دھڑکنیں بغاوت کر کے اسکے ضبط کے خلاف جنگ کرنے پر تیار تھیں۔۔۔

“تمہیں شہید ہونا ہے آج میرے ہاتھوں۔” وہ پیچھے غصے سے غرائی۔



”میں تم سے شادی کر کے پہلے ہی شہادت کا لقب پاچکا ہوں۔۔

دن میں کئی بار تو زخمی ہوتا ہوں ڈائن تمہارے ہاتھوں۔ ”وہ دودو بولا۔۔۔

”پر آج تم نہیں بچو گے۔۔۔ ”وہ آج اسے مارنے کا پورا پلان بنا چکی تھی۔۔۔

بلکہ یہیں سے وہ اٹلی کی فلائٹ سے یہاں سے ہی جانے والی تھی کہ پھر جب وہ آئے گی تو پھر سارے قصے حل کرے گی۔۔۔

اسکا پلان تیار تھا فلائٹ بک ہوگئی تھی ابھی تک۔۔۔

ہوسکتا تھا یہ آخری لمحات ہوں اپنے سوامی کے ساتھ۔۔

اور وہ اسے اس قدر یادگار بنانا چاہتی تھی کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے۔۔۔

اب اس پر تھا کہ افیت سے یا محبت سے۔۔

تکلیف تو برہان کو ہو رہی تھی۔۔۔ جتنا تیز بھاگ رہا تھا اسکے بازو سے مزید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

وہیں مسکان کے ماتھے میں تکلیف ہو رہی تھی جسے وہ اپنے ضبط کے حد تک آزما رہی تھی۔

وہ مسکرائی کیونکہ اسکی منزل قریب تھی۔

وہ اس پر پہنچنے ہی والی تھی ایک ہاتھ کا مکا بنا کر دوسرے سے تین قدموں کے فاصلے پر بھاگتے برہان علوی کے کوٹ کے کالر کو جکڑنے کیلئے بڑھایا۔

”یہ آیا۔۔۔۔ ”وہ خوشی سے چیخی ہی تھی کہ دفعتاً اچانک کھلنے والی کھڑکی ٹھا کر کے سیدھا اسکی پیشانی پر لگی۔۔۔

”آہ۔۔۔۔۔“ اس بار مسکان کے منہ سے تیز چیخ نکلی۔۔۔

اور اسکی اس کراہ پر برہان کے قدم آگے بڑھتے ہوئے تھم گئے۔۔

وہ مڑا اور دیکھا تو مسکان کمر بل نیچے گلی میں پڑی تھی۔۔

”اوہ! ڈارلنگ یہ سونے کی جگہ نہیں اٹھو جلدی شاباش ہری اپ منزل ابھی دور ہے

کافی۔“ وہ کچھ فاصلے پر کھڑا شوخ لہجے میں بولتا قہقہہ لگا اٹھا۔

مسکان درد کے باوجود ششدر تھی کہ یہ اسکا شوہر تھا؟ کھڑوس، نخریلہ، بدمزاج، جس سے بات کرو تو ایسا لگتا منہ میں زہر گھل جاتا ہے اور اب اتنا مزاحیہ کلام۔۔۔

یہ واقعی بدلاؤ تھا یا ایک چال؟

اور وہ پرفیوم کی خوشبو جو اپنی سانسوں میں محسوس کر رہی تھی، وہ وہم یا خیالات نہیں درحقیقت وہ اسکے پاس ہی تھا تبھی۔۔۔۔

شکر کہ وہ اس دھوکے سے بچی اور ان بلڈنگز میں موجود لوگوں کے پیچھے نہیں گئی۔

”پر یہ تو یہاں ابھی آیا تھا اتنی سپورٹ اسکی کس نے کی؟“ بہر حال یہ سوال غور و فکر کا حائل تھا۔

وہ چاہتی بوٹ میں لگے اپنے چاقوں نکال کر اسکی ٹانگوں کا نشانہ لے سکتی تھی، اور اسے ابھی یہیں گرا کر اپنی گزری ساری افیت کا پل میں حساب بے باک کر سکتی تھی پر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔۔

بلکہ اسکے لبوں پر یہ جان کر ہنسی آئی تھی کہ یہ جان لیوا اٹیک اسکے ایس ایس پی نے کیا تھا۔

”عورت کو پیچھے بھگانا اچھی بات تو نہیں نا ہی عادت، پر پوائنٹ واضح رکھا جائے یہاں عورت کے بابت کہا گیا ہے، ناکہ عورت کے بھیس میں مرد کو۔“ وہ اسکے حوصلہ ہمت کا قائل ہوا تھا تبھی بلند و بانگ لہجے میں گویا ہوا کہ قابل تعریف ہونے کے بعد بھی مسکان خود کو ایک عورت ہی سمجھتی تھی تبھی اسنے یہ لقب حاصل کیا تھا، ”لیڈی“ کو مد نظر رکھتے۔ اور ابھی اپنے شوہر کا انکار عورت سے اسے تاؤ آگیا۔

اسے غصہ تھا اسکی بات پر۔

”قسماً دنیا کو مجھ پر تاریخ درج کرنی چاہیے، کتاب بننے چاہیے ایس ایس پی برہان علوی کی ذات پر۔۔۔“

پر وہی نادان دنیا اور اسکے معصوم لوگ، جب تک بندہ خود جگنو پکڑ کر انکے قدم میں نا رکھے کوئی ہمت نہیں کرتا، نا ہی خود قدم بڑھا کر جگنو کو مٹھی میں قید کر کے راہ منزل

تک جانے کی ہمت کرتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں اگر مجھ پر کتاب بنی تو دنیا میں انقلاب آئے گا جو ہر مرد مجاہد دیکھے گا۔ ”وہ آج مسرتوں سے خلاف عادت بول رہا تھا۔

اور مسکان سیدھی پڑی اوپر واضح نظر آتا ستاروں سے جگمگ کرتا سیاہ آسمان دیکھنے لگی۔

جیسے سیاہ چادر نے اپنے اوپر نگینوں کی بارش کی ہو۔۔۔

چاند نظروں سے اوجھل تھا یا اسکی پشت پر تھا پر وہ جانتی تھی وہ اسے اسکے سوامی کو دیکھ رہا ہوگا۔

“مسو! میری مسو جاناں تم زندہ ہو؟ اگر زندہ ہو تو میں بھاگوں؟ اگر کوچ کر گئی ہو جواب دو تاکہ صورتحال کو مد نظر رکھتے تمہارے بھائیوں کو بلاؤں کہ آکر زمین کا بھوج لے جائیں۔

مجھے جواب دو بھوتنی عورت! تاکہ میں رسک موت سے بچ سکوں۔ ”کچھ فاصلے پر کھڑا وہ اسکی کھلی آنکھوں کی لرزتی پلکیں دیکھ رہا تھا۔

اسکے لہجے میں گنگناہٹ تھی جیسے آج اسے دیکھ کر اسکے زخم بھر گئے ہوں۔ جیسے اسکا دیدار کر کے ساری افیت پل میں ختم ہو گئی ہو۔ اور خوشیاں اسکے گرد رقصاں ہوں۔۔۔

“شٹ! یہ کھڑکی کھلی کیسے؟” اسے وہیں ساکت پا کر اسے تشویش ہوئی بلکہ جی بھر کر غصہ اس کھڑکی پر آیا کہ ابھی اکھاڑ کر باہر پھینک دے۔

وقت گذر رہا تھا اور ایک اسکی بیوی اسکی پناہوں میں ہونے کے بجائے زمین بوس تھی۔

“ناشکری عورت! اتنا حسین خوبرو، پیٹڈ سم شوہر ہونے کے باوجود خاک میں پڑی ہوا جمق، ہونہہ “!! وہ سر جھٹک کر دائیں بائیں پانی ڈھونڈنے لگا۔

“آج میرا یقین کامل ہو گیا، عورتوں کا عقل انکے گھٹنوں میں ہوتا ہے۔ ”جل بھن کر وہ بڑبڑایا۔



گلی زیادہ تنگ نہیں تھی، دونوں اطراف میں گھروں کی بیک تھی جنکی کھڑکیاں گلی میں کھلتی تھیں۔ اور وہاں سائیڈوں پر پرانے استعمال شدہ سامان رکھے تھے جن میں سرفہرست میں رنگ برنگیں ٹب تھے۔

“ان میں پانی ضرور ہوگا۔” اتنا اندازہ تھا کہ یہ پانی وغیرہ کیلیے استعمال ہوتے تھے۔  
توقع مطابق اسے ان میں سے ایک میں پانی مل ہی گیا۔

“آہ شکر یہ لو ڈارلنگ ہوش میں آؤ، اتنی جلدی میرے سحر میں جکر کر دنیا جہاں سے کیوں غافل ہو رہی ہو، ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے۔” وہ شرارت میں ذو معنی گویا ہوتا مڑا ہی تھا کہ بوکھلا گیا۔

“برہانننن۔۔۔”!! وہ غرائی اور ایک دم اٹھ کر اسکی سمیت بھاگی۔

“مسکان۔۔۔!!!! برہان بوکھلاہٹ میں کچھ نا سوچتے ایکدم ہی اسے الرٹ کرتا پانی سے بڑھا آدھا ٹب اسکی سمیت پھینکا اور ساتھ ہی آگے کی طرف تیز ڈور لگائی۔

“اللہ۔۔۔” وہ اسکی پکار پر بوکھلا کر دائیں ہوئی کہ ٹب پیچھے لڑکھتا چلا گیا۔

اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا کہ شکر اسنے الرٹ کیا پر۔۔۔

اسکی نظریں سامنے گئی جہاں وہ اس سے کافی فاصلے پر چلا گیا۔

“ہوش میں آؤ میں یہاں ہوں۔” کافی فاصلے پر کھڑا اسنے بائیں پھیلائیں اسکی طرف۔

مسکان جو اسے دیکھ رہی تھی اور اسکے ارادے بھی اسکی طرف تھے وہیں اسکی پھیلی بائیں دیکھ کر اسکا چہرہ کانوں تک سرخ ہو گیا۔

پر بھاگنا تھا مجبوری تھی۔۔

”منحوس چالاک انسان۔۔“ وہ پائوں پٹختی کھڑکیوں کے اس پار عورتوں کی غراہٹیں سنتی  
اسکی سمیت بھاگی۔۔

برہان قہقہہ لگا کر بھاگا۔

”خود کو میرے حوالے کر دو ایس ایس پی۔“ گلیوں کی حدود سے نکلتے جب وہ کھلے آسمان  
تے سڑک کنارے بھاگنے لگے تب وہ چلائی۔

”واہ میرے آقا کیا زمانہ آگیا ہے۔ پہلے شوہر کہتے تھے“ خود کو میرے سپرد کر دو ”اور  
اب بیویاں کہہ رہی ہیں“ خود کو میرے حوالے کر دو ”ہاہاہاہ۔“ اسنے بلند و بانگ دہائی دی  
کہ آس پاس سے حیرن پریشان لوگ جو انہیں دیکھ رہے تھے اردو سے واقفیت رکھنے والے  
قہقہہ لگا اٹھے۔۔

مسکان خفت غصے سے سرخ ہو گئی۔۔

وہ سوچ رہی تھی ایک بار ہاتھ آجائے اسکے جسم کی ساری ہڈیاں ڈبل کر دے گی۔

پر اب تک تو وہ پچھلے گھنٹے سے بھاگ رہے۔۔

یہ بھاگ کہاں رہا تھا؟ اور کیوں؟؟ یہ کیسی گیم تھی کیسے کھیل رہا تھا؟ اسے کچھ سمجھ نہیں  
آ رہا تھا ماسوائے اسکے کہ اسے پکڑ کر بدلہ لینا ہے بس۔

”بس آج تمہارا قصہ ختم کر کے ہی چھوڑوں گی!“

”آج تو تم نہیں یا میں نہیں ایس ایس پی“ وہ جواباً چلائی۔

”کیسا رہے گا جب ہم دونوں نا رہیں، غافل ہو جائیں دنیا جہاں سے؟“ اس کے طیش بھرے  
لہجے کے باوجود وہ برجستہ بولا۔

مسکان تلملا گئی اور لوگ حیرت سے انہیں بھاگتے دیکھ رہے تھے۔

”بس چند منٹ سر! آگے جا کر لفٹ جائیں پھر رائیٹ مڑ جائیں۔“ کانوں میں لگے ٹرانسمیٹر  
سے آواز گونجی۔۔

جنہیں صرف وہ سن سکتا تھا۔ برہان کو وہ نہیں سن سکتے تھے۔ یہ ٹرانسمیٹر برہان کے پلان کو  
مد نظر رکھتے دیا گیا تھا۔

”اوہ ایسے نہیں میری شیرنی!“ وہ جو اس کے قدموں کی رفتار کم دیکھتی اسے ایک بار پھر  
جھپٹنے کی تیاری میں تھی برہان اس کے ارادے بھانپتے قہقہہ لگاتا چھلانگ لگا کر پھر سے فاصلہ  
برقرار کر گیا۔

”شٹ!“ وہ مٹھیاں بھیج کر چلا اٹھی۔۔

کچھ منچلے اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتے قہقہہ لگا اٹھے کہ شرمندگی کے باعث اسے پھر  
سے بھاگنا پڑا۔

”ایک بار ہاتھ چڑھ جاؤ دونوں ٹانگوں سے معذور نا کیا تو کہنا!“ اس کے اردے اب جان لیوا  
تھے۔۔

پر اس کے برعکس اس کے ارادوں سے برہان کے دل میں گدگدی سی ہونے لگی۔

اسکی مسرور حالت سے اسے چڑ ہوئی اور اسنے ایسے قدم اٹھائے جیسے زمین کو چھو نا رہی ہو۔

حالاں کہ اسکی اس حرکت سے اسکی سانسیں چڑھ گئی جنہیں بحال کرنا اب اسکے بس کی بات نا تھی۔

پاؤں کی موج کمر کا درد ماتھے پر کھڑکی لگنے سے درد۔۔۔ سب کچھ بھلا دیا صرف اسے قبضے میں کرنے کیلئے۔

اسے ایسا لگ رہا تھا وہ رکی تو سانسیں چلیں گی ورنہ وہ آج نہیں بچے گی۔

پر وہ رکی نہیں۔۔۔ نا ہی سانسوں کا ساتھ دیا، اسے ہار نہیں ماننی تھی، ہار جائیں سانسیں ہار جائیں وہ نہیں ہارے گی۔

اسنے ضد جنون بنالیا اس تک پہنچنے کا۔

وہ لفٹ سائیڈ مڑا۔۔۔ اور وہ بھی۔۔

اسکا دل کیا سہارا لے، بلکہ وہ مچلا اسے بلانے کیلئے۔

پر اسکی انا زور تھی، اسنے فضا میں گہرا سانس بھرا کہ اندر سے شدید درد کی ٹیسیں اٹھیں۔۔ کہ مجبوراً اسنے سانس لینے سے انکار کر دیا۔

سرد بخ فضا میں بھی اسکے کن پٹی ہتھیلیوں، چہرے پر شبنم کے چمکتے چاند کی روشنی میں قطرے نمودار ہوئے۔

وہ رائیٹ سائیڈ بھاگا۔۔۔ اور اسنے بھی اسے فالوو کیا۔



لوگ حالات فضا گاڑیاں ٹریفک سب کچھ وہ جیسے پیچھے چھوڑ آئے۔۔۔

حالاں کہ ساتھ تھے پر وہ غافل ہو گئے صرف فاصلے مٹانے کیلئے۔

ساری سوچیں محو ہوئیں لیڈی باس کے دماغ سے صرف ایک سوچ ہی رہ گئی کہ اس تک  
”رسائی“ حاصل کرے۔

یہ کیسا گیم تھا کہ وہ خود اس سے بھاگی تھی۔۔

اور اب اس تک پہنچنے کیلئے سانسوں کی بازی لگا رہی تھی۔۔

”کیا وہ ایک گیمر تھا کہ بازی پلٹ دی۔۔؟“

”وہ ایک عام سا ایس ایس پی تھا“

”اپنے عہدے سے وفا کرنے والا“

سرد ہواؤں کے تھپڑ اسکے چہرے پر پڑے، اسکے باوجود پسینے کی بوندیں ٹپ ٹپ گری۔۔

جیسے بیتے سارے موسم خود پر جھیل رہی ہو۔

نارسائی، بھاگ دوڑ، تڑپ، سانس کی بازی، بے بسی، بے حسی، منزل سے دوری،

تھکن، زخم۔۔ کس کس کا وہ بدلہ لے رہا تھا صرف ایک گیم میں ہی۔

فضا میں اسکا لانگ کوٹ، سنہری بال اڑ رہے تھے۔ سفید رنگت سے سرخ لہو ہو گئی،

آنکھیں جو چاند سی سنہری تھیں سرخ سی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ اسے اپنے سامنے سرخ

دھند محسوس ہوئی جیسے سامنے خون کی بارش ہو رہی ہو۔

”برہان۔۔۔۔“ ”!! اسکے لب پھڑپھڑائے اور ایکدم ہی گھٹنوں کے بل نیچے گری۔۔۔۔

شومی قسمت کہ ساحل کنارے بھیگی ریت پر گھٹنوں کے بل صرف مسکان ہی نہیں اسکے ساتھ برہان علوی بھی مقابل آکر گرا تھا۔۔۔

دونوں کے سر آپس میں ملے ہوئے تھے اور تیخ بستہ رات میں ساحل کنارے گیلی ریت پر گھٹنوں کے بل بیٹھے سر ایک دوسرے سے ٹکرائے گہرے سانس لے رہے تھے تاروں سے جنگ کرتے آسمان تلے۔۔

”تھک گئی؟“ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر وہ سرگوشیانہ انداز میں بولا۔

آنکھیں موندیں سر جھکائے بیٹھی مسکان نے اقرار کرتے اثبات میں سر ہلایا۔

”میں نے تو سال ایسے صحرائی مسافت طے کی ہے تم گھٹنوں میں تھک گئی؟“ وہ ہنس کر بولا۔

لہجہ عام سا تھا پر مسکان علوی کے وجود کو ہلا کر رکھ گیا۔

دل دونوں کے کن پٹی میں آکر جیسے دھڑک رہا تھا کیونکہ وہ پاس آچکے تھے کہ انکی سانسیں ایک دوسرے سے الجھ رہی تھی۔

”موت سر پر آئی ہے تو ڈائیلاگ بازی شروع۔“ وہ خود کو سنبھال کر ایکدم اٹھ کھڑی

ہوئی اور جھٹکے سے اپنے ہاتھ اسکے ہاتھ سے علیحدہ کر لیے۔

وہ خاموشی سے اسکی سرخ رنگت اور حرکات دیکھنے لگا۔

جبکہ مسکان کھڑی ہو کر اپنے سر کو تھامتی اب ارد گرد دیکھنے لگی کہ گنگ رہ گئی۔۔

وہ اسے ساحل کنارے لے آیا تھا جہاں سرد رات میں اس پار کوئی آنے کو تیار نہیں تھا۔  
ہوائیں جیسے وجود میں گھستی رگوں کو چیر رہی تھیں۔

ایسے میں ان دونوں کو اکیلا ہونا۔

دور دور تک چھائی سنسان تاریک ریت۔۔۔

کیا مقصد تھا اسکا کیا چاہتا تھا۔۔۔

”میری محبت کو تم ڈائیلاگ بازی کہتی ہو تو لو پھر میں نے ڈائیلاگ بازی میں پی ایچ ڈی  
کر لی ہے اب مجھے اپنے دل میں عہدہ دو تاکہ میں اپنی سلطنت بسا سکوں۔“ وہ جان نثار  
نظروں سے دیکھتا بولا۔

اسکی جذبے سے چور آواز پر مسکان کی ٹانگیں لرز گئی۔

یہ پہلا موقعہ محل تھا کہ وہ اس طرح ہاری بھی تھی اسکا نام پکار کر اور کانپ بھی گئی تھی  
لہجے میں چھپی اس کی تڑپ نظروں کی تپش۔

”کیا تم میری محبت کو اپنائو گی؟ کیا تم مکمل طور میری بنو گی؟ مجھے سمجھنے والی، مجھ سے  
لڑنے والی۔ میں باہر مجرموں کو سزائیں دوں۔“

اور گھر میں تم مجھے سزائیں دو؟

کیا تم میرے بچوں کی پرپر ماں بنو گی؟ میں تمہارے اس سمندر دوست کو گواہ بنا رہا ہوں  
کہ اپنی آخری سانسوں تک تم سے محبت کروں گا کیا تم میری محبت کو قبول کرو گی؟ ”اسکی

بات وہیں آکر رکی جہاں سے شروع ہوئی تھی مطلب اسکی التجا ہی یہی تھی کہ اسکی محبت کو قبول کیا جائے۔۔

تو کیا وہ سمجھ رہا تھا اسنے اسکی محبت کو ٹھکرایا ہے۔

مسکان کا دماغ اس صورتحال کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ اسے آج مکمل طور پر حورالعین کے احساسات کا اندازہ ہو رہا تھا کہ جب وہ کہتی ہے میرا دماغ کچھ نہیں سمجھ پارہا تھا تو کیسا ہوتا ہے وہ احساس۔۔ جو آج ابھی خود محسوس کر رہی تھی۔

بیچاری کیوں ایسی ہو جاتی تھی کیوں اچانک کی تبدیلیوں کو قبول کرنے سے انکاری ہوتی تھی۔ اور اب جو کہ ایک لیڈی باس کی حیثیت خطاب طاقت رکھتی تھی۔ اچانک دشمن جاں کو اپنے سامنے گھٹنوں بل دیکھ کر سارے احساسات سے عاری، خالی وجود بے جان روح کھڑی تھی جیسے ابھی ہوا کا جھونکا اسے اڑا کر لے جائے گا۔

”شاید تمہیں میرے پرپوز کو انداز اچھا نہیں لگا۔“ اسکی خاموشی سے اسنے اخذ کیا۔  
”فکر مت کرو ہماری دشمنی کا تم جانتی ہوں، پس پردہ ہم ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں اور ارہیں گے یہ الگ بات ہے، ہماری دشمنی میں، دل نے ٹانگ اڑا دی ہے۔۔ پر اب کھیل میں مزا دوگنا آئے گا۔ کچھ محبت ہوگی، کچھ دشمنی۔۔

پہلا اہم مقصد اپنی محبت کے اظہار کو گواہ اس سمندر کو بنا رہا ہوں۔

دوسرا مقصد، تمہیں لینے کی شرائط کو پورا کر رہا ہوں جو آنے سے پہلے تمنے مجھے میسج میں کی تھی پرپوزل اور ڈنر۔۔ وہ آج بھی دل پر لکھی ہیں۔



مسکان نے ایک گہرا سانس کھینچا اور سمندر کی روشن لہروں کو دیکھا جو چاند کی روشنی کو خود میں جذب کرنے کا فن آشکار کر رہی تھیں۔۔

وہ سرخرو ہوئی اپنی نظروں میں کہ اسنے بھیک نہیں مانگی، نا ہی اسکے آگے کبھی گر گڑائی۔  
اسکے لبوں پر تلخ مسکراہٹ آئی۔

”تمہیں سچ میں یہ انداز پسند نہیں آئے یا الفاظ؟“ خاموشی سے تھک کر اس نے پوچھا۔  
 ”دونوں۔۔۔۔“ اس کے لب فقط ہلے پر وہ سمجھ گیا۔

”معذرت! تمہیں یہاں جان کر مایوسی ہوگی کہ میں ان بیوقوف مردوں میں سے نہیں۔ دوسری بات ذرا شرم کر لو تم اپنے شوہر سرتاج کے سامنے غیر مردوں کا نام لے رہی ہوں۔“ اس نے شرم دلائی اور دبے غصے سے بولا۔

”میں شرم و رحم سے عاری لڑکی ہوں۔“

”شکر تمنے محبت سے نہیں کہا۔“ تشکرے بھرا سانس لیتے وہ گویا ہوا۔ ”سب سے“ وہ بے حس ہو کر بولی مقصد صرف اسکی ہر طرح کی خوش فہمی کو مارنا تھا۔

”اوہ! غیرت تو ہے نا؟ بے غیرت آئی مین غیرت سے عاری تو نہیں ہوگئی؟“ اسنے مسکراہٹ چھپاتے پوچھا۔ مسکان شعلہ بار نظروں سے دیکھتی رہ گئی۔

”اچھا غصہ تھوک دو نا چڑیل دیکھو میں تمہیں پرپوز کرنے آیا ہوں۔“ اسنے محبت پاش نظروں سے دیکھتے کہا۔ انداز التجائیہ تھا۔

”میں انکار کرتی ہوں کیونکہ ہمارے راستہ الگ ہو چکے ہیں۔ تمہارے پیچھے آنا، صرف یہ مقصد تھا کہ تمہیں مار سکوں پر ابھی میرا موڈ نہیں میں لیٹ ہو رہی ہوں۔“ وہ پتھر لے لہجے میں گویا ہوتی ایک دم پیچھے ہوئی۔

اس زوردار دھچکے سے برہان ساکت خاموش اسے دیکھتا رہ گیا۔

اور مسکان کو چاہیے یہی تھا کہ اسکا بھرم ٹوٹ جائے۔

”ہمارے راستے الگ تو تمہارا باپ بھی نہیں کر سکتا! اسلیے پیار سے ہاں کر دو اور ساتھ چلو۔

اگر یہ انداز پسند نہیں آیا تو کوئی دوسرا ٹرائی کرتا ہوں میں آنے سے پہلے کافی پریکٹس کی ہے۔“ اسنے بپھر کہا اور اپنی ٹائی ڈھیلی کرتے گلا کھنکارہ، بیٹھنے کا انداز وہی تھا سمندر کی گیلی ریت تخی پانی کی لہروں میں گھٹنوں بل اسکے سامنے تھا۔

”کیا تم میرے لیے دوزخ، اور میرے بچوں کی جنت بنو گی؟“

”کیا تم میرا جنازہ جائز کرو گی؟“ گھمبیر رومیٹنک انداز میں بولا۔ اور بولا بھی کیا؟ کہ سن کر وہ دم بخود رہ گئی۔

”اور میں کہوں کہ میں تمہاری بیوہ بننے میں زیادہ انٹرسٹڈ ہوں تو؟“ خود کو سنبھالتے اسنے چبا کر کہا۔

برہان نے پہلے آنکھیں پھیلائیں اور پھر سمجھتے ہنس پڑا۔

”تو زیادہ کچھ نہیں بس اسکے لیے تمہیں پہلے مرنا ہوگا۔ کیونکہ جب مسکان ہی نہیں رہے گی تو برہان علوی کیا رہے گا۔ سو پھر میں مرجائوں گا اور تم اپنا بیوہ والا شوق قبر میں انجوائے کرنا۔ بلکہ میرا بھی کوئی سین تو ہوگا بیوہ والا ساتھ مزے کریں گے۔“ اسنے خاصی لاپرواہی اور سنجیدگی سے کہا۔

وہ غیظ و غضب سے مٹھیاں بھیج گئی۔

”تو گویا تمہیں مارنے کیلئے پہلے مجھے مرنا ہوگا؟“ وہ استہزائیہ ہنس کر غرائی

”کوئی شک نہیں۔۔۔“ وہ بولتا اسکے سامنے آگیا۔

اسے ہارتے دیکھ کر مسکان اب اسے ہر حال میں یہاں سے بھیجنا چاہتی تھی۔۔۔

وہیں برہان کو اس نخریلی کے انداز پر تائو آ رہا تھا۔

”چلو۔“ انگلی بے ساختہ ہی اسکے سوکھے لبوں پر پھیر کر بھاری جذب سے بھرپور آواز میں

بولا کہ وہ سٹپٹا کر فوراً سے دو قدم پیچھے لے گئی۔

”ڈر۔۔۔ ہاہا۔۔۔“ اسنے ہنستے آنکھ دبائی۔ ”ابھی تو بہت کچھ ہے۔ بہت تڑپ جنون ہے۔ پھر کیا کرو گی؟“ ذومعنی لہجے میں کہتے اسنے ابرو اٹھائی۔

”تم میری محبت کیلئے کیا کر سکتے ہو؟“ سر جھٹکتے اسنے بات بدلی۔ وہ اسے یہاں سے بھیجنا چاہتی تھی ہر حال میں

”کچھ نہیں“ نفی میں سر ہلاتا برہان اسے ششدر کر دیا۔

”کیوں؟“ اسنے غرا کر زخمی شیرنی کی طرح بلبلا تے پوچھا۔

”کیونکہ محبت کی ہے سوداگر نہیں بننا چاہتا مسکان“! اسکے جواب کو سنتے وہ مٹھیاں بھینچ گئی۔

”تم بھول گئے میں ایک طوائف کی بیٹی ہوں“! رخ موڑتے اسنے کڑوی حقیقت بیان کی۔

”تم بھول رہی ہو تم ایس ایس پی برہان علوی کی بیوی ہو۔ تم پاک ہو، تمہارا قلب پاک

ہے میری محبت پاک ہے تو طوائف کی بیٹی ہو یا ایکس وائے زی کی مجھے فرق نہیں پڑتا۔

میرے لیے تمہاری ذات اہم ہے ناکہ تمہاری ذات کا رہ چکا حوالہ۔

میرے لیے مسکان اہم ہے ناکہ اسکا بیک گراؤنڈ۔۔۔“

”شٹ اپ!! دھوکہ مت دو مجھے!! یاد ہے مجھے تمہارے حرف۔۔۔ قلب پر رکھے ہیں زبان

کے خنجر سے۔۔۔ ہاں یہاں آنے سے پہلے میں یہ بھول آئی۔ سب کچھ بھول آئی ہوں

بس!!!“

”اسلیے میں یہاں آیا ہوں تمہیں یاد دلوانے۔ خطائوں کی معافی کیلئے۔“



”کوئی فائدہ نہیں، میری فطرت نہیں بھولی باتیں یاد کرنا۔ اور ناکسی کو معاف کرنا۔“

”محبت فائدہ نہیں دیکھتی! نا ہی محبت بھولا کرتی ہے۔ معافی نا دو، پر میں آخری سانس تک مانگتا رہوں گا۔“ وہ جذب سے بولا۔ سنہری آنکھوں سے ٹوٹ کر موتی گیلی ریت پر گرا۔

”یہاں آنے سے پہلے کیا پڑھ کر آئے تھے؟“

”خوش مت ہونا تمہارا ورد نہیں کیا، صرف اللہ سے دعا مانگی ہے۔“



”میں لینے آیا ہوں، تم سے پوچھنے نہیں مسز برہان علوی۔“

”تم نے خوش فہمیاں پال لی ہیں اور کچھ نہیں۔“

”تمہیں کہنے کا حق ہے بات ہی ختم۔“

”میں یہ حق چھوڑ آئی۔“

”حق چھوڑنے کیلئے نہیں جتانے کے ہوتے ہیں۔“

”یہ بحث فضول ہے ایس ایس پی صاحب، مجھے اب کچھ نہیں چاہیے۔“

”فضول کچھ نہیں ہوتا، ہر بحث کا ایک موضوع ہوتا ہے، جیسے میری ذات کا موضوع تم ہو، اور میں بہت کچھ چاہتا ہوں تم سے۔“ اسکی ہر بات اس پر آکر ٹکتی جس سے مسکان اکتا گئی چڑ گئی کیوں وہ اسے نہیں بھول رہا۔

”ٹوٹلی ٹائم ویسٹ۔“ وہ چبا کر بولی۔

”ٹائم قطعی ویسٹ نہیں ہوتا، ہم جس ٹائم کو ویسٹ کہتے ہیں دراصل وہ ہمارے لمحات کا سکون ہوتا ہے۔“

”جو سکون تم یہاں سے لینے آئے ہو وہ درحقیقت تمہاری زندگی کی بربادی ہے۔“ اسنے باور کرواتے تنک کر کہا۔

”پہلے سے برباد شخص کو اور کیا برباد کروگی؟ چلو اگر یہ بربادی ہے تو مجھے منظور ہے۔“ اسکے الفاظ نے اسے اندر سے زخمی کر دیا۔

پر وہ اسکے بہکاوے میں نہیں آسکتی تھی۔

”مجھے الفاظ سے مت کمزور کرو۔ کمزور ہونا میں کب کا چھوڑ آئی ہوں، یہ سب بیکار ہے،“ اب مسکان صرف خود کیلئے جیتی ہے دنیا کی پروا، محبت کے پیچھے بھگانا وہ سب احمق پن چھوڑ آئی۔ ”اسنے تڑخ کر کہا وہ ہنسا۔۔

”تمہیں لگ رہا ہے کہ میں تمہیں کمزور کر رہا ہوں، تو تم یہ یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ تمہارے احساسات نہیں رہے۔“ اسکی روشن آنکھوں میں جیسے امید کے جگنو پیدا ہوئے

”ہاہا خوش فہمی۔۔ بہر حال جائو یہاں سے اب کچھ مزید نہیں سننا چاہتی۔“ اسنے ہنستے کہا۔۔

صرف وہ اور اسکا خدا جانتا تھا کہ اسنے کس افیت سے یہ الفاظ لب پر لائے ہیں۔۔

”چلا جائوں؟؟“ کچھ دیر سکوت کے بعد اسنے اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے پوچھا۔۔

اور چلتا اسکے روبرو اسکے مقابل آگیا۔

”ہاں چلے جائو سمجھ کیوں نہیں آتی تمہیں۔۔ جائو بس یہاں سے، مجھ سے، میری دنیا سے دور جائو۔“ ایک دم بپھر کر اسنے سینے پر ہاتھ مارتے اسے پیچھے دھکا دیا۔

برہان لڑکھڑا کر سنبھلا۔

”یہ سب میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہو کہ برہان علوی چلے جائو۔“ اسنے کہتے گن نکالی اور اپنی کن پیٹی پر رکھی۔۔

”بی۔۔ یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔“ مسکان بوکھلا کر ہراساں اسکی سمیت بڑھی کہ نفی میں

سرہلاتے برہان نے پیچھے قدم اٹھائے جس سے مسکان کی رنگت سپید ہوگئی۔

”بتائو مجھے میری آنکھوں میں دیکھ کر کہ میں جائو تمہاری دنیا سے تم سے دور؟“ وہ سرخ آنکھوں سے بپھرا غرایا۔

مسکان جی جان سے لرز اٹھی اسکے ارادے دیکھ کر۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ اسلئے اسنے اسکی گن لی تھی اور نا ہی اچانک اس افتاد کو سمجھی تھی  
ورنہ کب کی اس سے چھین لیتی۔

جبکہ برہان علوی کی آنکھیں مسکان کے دلکش نقوش کے طائف کر رہی تھیں۔  
”رک۔۔رکو۔۔“ ”حوصلہ گناتے اسنے کہنے کی ہمت باندھی۔

”نہیں! کچھ کہو پر جواب دو۔ اسکے بعد تم برہان علوی کے نام ذات، دائرے حصار سوچ و  
عالم سے آزاد ہو۔۔۔ تمہیں آئندہ زندگی میں کہیں بھی برہان علوی نہیں ملے گا روکنے  
والا۔۔۔۔۔ بس آج جواب دو ہاں یا نا کہہ دو۔“ وہ پاگل ہو کر چیخا۔

اسکی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ وجود میں جیسے کپکپی طاری ہوئی۔  
اسکے ارادے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔۔

اور جواب۔۔۔ بے ساختہ ہی سنہری آنکھوں میں چمکتا پانی لڑکھ کر گالوں پر پھسلا۔۔۔

”کیوں کرتے ہو بے بس؟؟ کیوں بنایا ہے مجھے مذاق؟ کیا بگاڑہ یے میں نے تمہارا برہان  
علوی؟؟؟

پہلے دل پر حکمت کی، حواسوں پر سوار ہوئے، میری سوچوں میرے جنون کو جگایا۔ مجھے  
احساس دلایا کہ میں ایک دل رکھتی ہوں۔ پھر نکاح کا کہہ کر خوش گمان کیا۔ اور گمانی ختم  
کرنے کے لیے ذات کا مذاق بنایا، میری عزت نفس کی دھجیاں بکھیر دی۔۔

تم واحد شخص ہو جسنے مجھے اپنی فیملی سے طوائف کی بیٹی کہہ کر تعارف کروایا تھا۔ حالانکہ  
میں سعیر کی سنگت اسکی محبت میں وہ سب اپنی خوش گمانی میں بھولنا چاہتی تھی۔۔



پر تم نے مجھے خوش گمانی کے پہاڑ سے دھکیل کر منہ بل گرایا تھا۔۔

اسکے باوجود تم سے نبھایا، نتیجہ کیا ملا؟؟؟ ”وہ ایک دم ہذیبانی انداز میں چلاتی چیختی اسکے کالر کو جکر کر جھنجھوڑنے لگی۔

اسکے احساس اسکے جذبات ضبط، آج اسکے کنٹرول سے باہر ہو گئے۔ نتیجاً وہ رو بھی رہی تھی اسکے سامنے، اور ہر وہ زخم سامنے لا رہی تھی جسکی پردہ پوشی کی گئی تھی آج تک سب سے۔

”جب چاہے نکاح کرو، تم جب چاہو آؤ، تم جب چاہو دھتکارو، تم جب چاہو مجھے پالو۔ کیا اتنی مذاق ہے میری ذات تمہارے سامنے؟ کیا اتنا سستا کھیلونا ہوں میں تمہارے سامنے؟ کیا میں ایک طوائف کی بیٹی ہوں اسلیے میری عزت وقار نہیں؟ میری عصمت کی دھجیاں بکھیر دی جاتی ہیں صرف اس لیے کیونکہ میں ایک عورت ہوں؟ مجھے اپنے حق اسلیے استعمال کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ ایک طوائف اپنا جسم و حقوق بھیجتی ہے حق نہیں لیتی؟“

”پلیز اسٹاپ اٹ مسو!! بار بار خود کو گالی دیکر میرا سینا مت جلاؤ۔ تم ایسی نہیں تو کیوں خود کو ایسا بول رہی ہو؟ کیوں مجھے اذیت دینے کیلئے خود کو گالی دے رہی ہو؟“

میں جانتا ہوں میں ہوں بے وفاء، دھوکے باز، خود غرض، انا پرست پر وہ خدا گواہ ہے میں نے تم سے محبت کی ہے جس میں کوئی خود غرضی، دھوکے بازی، انا، بے وفائی نہیں ہے۔“

”میں مانتا ہوں! نہیں مکر رہا۔ میں مانتا ہوں کہ میں نے تمہارے بیک گراؤنڈ کو نشانہ بنایا وہ بھی صرف اسلیے کیونکہ میں اپنے ماں باپ کو دکھانا چاہتا تھا کہ زندگی جینے کیلئے دولت نہیں رشتے ضروری ہوتے ہیں۔ انسان کا بیک گراؤنڈ نہیں بلکہ اسکا خلوص و احساس دیکھے

جاتے ہیں اسکا دل سیرت دیکھا جاتا ہے۔ باخدا اسکے علاوہ کوئی میرا مقصد نہیں تھا۔ میں نے کوئی مہرہ نہیں بنایا تمہیں محض تمہاری محبت کو ہی دیکھا اور دیکھتے دیکھتے جانے کب کیسے مجھ بھی محبت نے جکڑ لیا۔۔۔

میں تمہاری عزت اتنی ہی کرتا ہوں جتنی میں عورت ذات کی کرتا ہوں۔ اگر مجھے تمہارے بیک گراؤنڈ سے کچھ لینا دینا ہوتا تو میں تمہارا انتخاب نہیں کرتا تمہارے علاوہ اور بھی بہت

سی لڑکیاں ہیں جو میرے اشارے پر اپنی جان دے سکتی ہیں۔ پر میرے قدم خود بہک اٹھے تمہاری طرف۔۔۔

میں جب سوچتا تھا کہ تم مجرم ہو اور تم جانتی ہو میں ایک پولیس والا جیسے ایک لحاظ سے مجرم کا دشمن ہی سمجھ لو۔ وہ ہوں پھر بھی تمہاری ہمت دیکھتا تھا کہ کیسے تم اپنی آنکھیں آنکھوں میں ڈال کر دیدہ دلیری سے محبت کا اعتراف کرتی تھی۔۔۔

اور ایک میں تھا کمزور خود غرض، ماں باپ کی محبت کی زنجیروں میں جکڑا کہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی حوری کو جدا ہوتے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

حقیقت میں تم سے ملا تو جانا کہ محبت کیسے کی جاتی ہے اور اسکے لیے لڑا کیسے جاتا ہے۔۔۔

تم مجھے جہاں کہیں بھی مشکل میں دیکھتی اپنی جان کی پروا کیے بغیر بھاگی آتی۔۔۔

اور ایک میں تھا جو اسے کانٹوں کے نذر کر کے تماشا دیکھتا رہتا تھا اور بہانہ یہ تھا کہ مجھے زنجیروں نے جکڑا ہوا ہے۔۔۔ میں اپنے حق کیلئے آواز نہیں اٹھا سکتا تھا ظلم کے خلاف نہیں جاسکتا تھا حالاں کہ میں ظلم تشدد کو ختم کرتا تھا پر اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھ کر بھی خاموش تھا۔

ہمیشہ عورت نے مرد سے سیکھا ہے پر اس مرد نے پہلی بار عورت سے محبت کرنا اور اس کے لئے لڑنا سیکھا ہے وہ بھی تم سے۔

تم جب میرے لیے لڑتی تھی تو میں ڈنگ رہ جاتا کہ کیا محبت یہ ہے؟ اور اپنے گریبان میں جھانکتا تو مجھے غصہ آ جاتا کہ یہ جان بوجھ کر مجھے اپنی نظروں میں گرانا چاہتی ہے۔

اسی لیے میں نے تم سے نفرت کا اظہار کیا، پر کبھی کی نہیں کیونکہ میں نے عورت ذات سے نفرت کرنا سیکھا نہیں۔۔ کیونکہ اس میں میری ماں بھی شامل ہوتی ہے۔

تم یاد کر کے بتاؤ کیا میں نے تمہیں یہ کہا تھا تعارف کے وقت کہ تم ایک طوائف ہو؟ نہیں باخدا میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے تمہارے بیک گراؤنڈ کو استعمال کیا کیونکہ میں اپنے ماں باپ کو افیت دینا چاہتا تھا انہیں دیکھنا چاہتا تھا کہ جس بھائی کی بیوی کو ایک ماڈل ہونے کی وجہ سے نکالا تھا انہیں رات دن بھوکا پیاسا سلایا جبکہ خود سونے کے چچ میں نوالہ کھانے والے آج اپنے بیٹے نے وہ غلطی کی ہے ذرا اسے تو باہر نکال کر دیکھو۔۔ ذرا اسے تو ٹھکرائو۔۔ ذرا اسے تڑپنے کیلئے چھوڑا، اسے بھی دنیا کی ٹھوکروں کیلئے چھوڑو۔۔ پر نہیں جب انکے کلچے کی آزمائش آئی تو انہوں نے سمیٹ لیا دامن آزمائش سے۔

انہوں نے انکار کر دیا۔۔

میرا مقصد تمہیں رسوا کرنا نہیں مسکان علوی، میرا مقصد صرف جمال علوی جس نے سونے کے چچ میں نوالہ کھا کر بڑا ہوا اور اسے ایک ماڈل سے محبت میں اپنوں نے ٹھکرا دیا بلکہ یہاں ختم نہیں ہوا اسکی اولاد کو ٹھوکروں، نفرتوں اذیتوں پر رکھا گیا، انکا احساس دلوانا تھا۔۔

میں نے تو صرف تمہیں وسیلہ بنایا کسی کے لبوں پر مسکراہٹ لانے کیلئے۔

میں نے اتنا استعمال کیا تمہیں کہ رات بھر جو کمرہ گھٹی سسکیوں آہوں سے گونجتا تھا وہاں سے مسکراہٹیں آسودگی ہو۔۔

نا میں نے تمہیں رسوا کیا نا میں نے تم سے یا تمہاری ٹیم سے بدلہ لیا وہ بھی ایک عورت کے تھرو۔۔۔

میں نے تو بس تمہاری ذات کا استعمال کر کے دو بہنوں کے سسکیاں کو ختم کر کے انکے لبوں پر مسکراہٹ لانی چاہیے۔۔

”پر مجھے نہیں معلوم تھا ایک کے لبوں پر مسکراہٹ لائوں گا تو دوسری کی نوچ لوں گا۔۔۔“ وہ کہہ کر گن سمندر میں پھینکتا آنکھیں موند کر گہرا سانس بھرنے لگا۔ مسکان نے بغور اسکے سرخ چہرے کو دیکھا۔

جس پر وحشت چھائی تھی آج۔۔۔

بھلا یہ بھی ممکن تھا دشت وحشت میں قدم رکھ کر وہ دامن بچا سکتا تھا؟

بھلا یہ ممکن تھا دشت وحشت کی باسی سے کلام جوڑ کر وہ قدم بچا لیتا۔۔۔

ممکن تو یہ ہوا، وحشت کے پیچھے بھاگتے اسے ختم کرنے لے چکروں میں، خود آج وحشت کا شکار ہو گیا۔

”میں کہاں ہوں؟“ کہیں دور سے جیسے سمندر کی گہرائیوں سے سکوت کو چیرتی ہوئی آواز برہان علوی کے کانوں سے ٹکرائی۔۔

اسنے پٹ سے آنکھیں کھولی تو سیدھا سرخ سنہری آنکھوں سے ٹکرائو ہوا اسکا۔۔



دونوں کی نظریں ملیں دونوں کی آنکھوں میں دشت وحشت کی رقم تحریر تھیں۔۔

”تم۔۔۔!! اس کے گھنی مونچھوں تلے بھینچے لب پل کو پھڑپھڑائے۔۔

”ہاں میں۔۔۔! میں مسکان۔ کہاں ہوں؟ کیا بائی کیلے پیسے کا وسیلہ، تمہارے لیے اپنوں کی تکلیف دور کرنے کا صرف ایک وسیلہ ہوں؟“

”کیا میں اس دو جہان میں کہیں نہیں؟ کیا میرا وجود، میری اذیت کا کسی کو اندازہ نہیں ہوتا؟“

ارے ہوتا بھی کیوں آخر میں ہوں کیا؟ ایک مغرور، گھمنڈی، قاتل مجرمہ ہاباہا جن سے ہمدردی نہیں کی جاتی۔۔۔۔” اس کے الفاظ باقی کے منہ میں ہی رہ گئے جب اس نے ایکدم آگے بڑھتے اس کے منہ پر سختی سے اپنا مضبوط ہاتھ جما لیا۔

مسکان نے ایکدم ہوا کے جھونکے کی طرح قریب آتے برہان علوی کو دیکھا جسکی لہو نما آنکھیں اسکی سنہری آنکھوں سے چار تھیں۔

جبکہ اس اچانک قربت پر دونوں کی دھڑکنوں کا عالم زیر و زبر تھا۔

”یہاں ہو تم!! محبت کرتا ہوں تم سے، جانتا ہوں خطہ وار ہوں، پر محبوب تو تمہارا ہوں،

لوٹ کر تیرے در دل پہ دست دینے آیا ہوں اب چاہے ٹھکرا دو ایک فقیر سمجھ کر، اپنا لو ایک بادشاہ سمجھ کر۔ اور مجھے حق دو میں تمہارے دل کی سلطنت پر حکمرانی کر سکوں۔“ اپنا ایک ہاتھ اس کے منہ پر تو دوسرا اپنے دل پر رکھتے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر تھکے ہوئے بوجھل آواز میں حرف بہ حرف سچائی سے بولا۔۔

مسکان بت بنی اسکی دھڑکنیں سنتی، خاموشی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

اسکے اقرار انکار کے منتظر برہان اسکی خاموشی سے جیسے بکھر گیا اور زخمی سا مسکرایا۔  
سمندر کے تخی پانی کی لہروں دونوں کے پاؤں کو بھگونے کی کوشش میں تھی۔  
عالم مسرور تھا دو دلوں کے رقص پر۔۔۔ پر یہ کیا۔

دفعۃً برہان کا ہاتھ لڑکھ گیا اسکے لبوں سے۔۔ اور اپنے ہاتھ موجود اسکے ہاتھ پر گرفت ڈھیلی  
ہوئی کہ مسکان کا ہاتھ سرک گیا سینے سے۔۔

دو رقص کرتے دل تڑپ کر زیر ہوئے۔۔۔

جب برہان کا قدم پیچھے ہوا۔

اسکی آنکھوں میں لرزش ہوئی اور نظریں اسکے پیچھے ہٹتے قدموں سے ہوتی برہان کے چہرے  
پر آئی۔۔

وہ اسے ہی دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

جس مسکراہٹ میں ضبط، افیت محبت کی کرچیاں، دل کی التجائیں تھیں۔۔

”پر اب میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ نا ہی کوئی محبت کی زنجیریں باندھوں گا۔ سب تم

پر چھوڑ دیا میں نے۔

آج میں خود کی نہیں سنوں گا۔ نا ہی تم سننا کیونکہ یہ تمہیں مجبور کرے گا اور میرے حق  
میں فیصلہ دیگا۔

جو کہ ایک سفارش ہوئی اور محبت میں سفارش کا قائل میں نہیں۔

آج سب کچھ مسکان کی ذات پر ہے۔ آج تم فیصلہ کرو گی کہ تم برہان علوی کے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا نہیں۔۔ ”اسنے پتا نہیں کس طرح یہ الفاظ ادا کیے اور ایسے سانس بھرا جیسے سینے پر تلواروں پر وار کیے جارہے ہوں۔

دل جیسے حیوان بنا سینے کو خود نوچ کر کھا رہا ہو۔۔ کہ سارے وجود میں ٹیسیں اٹھ کر اسکے وجود کو ناکارہ بنا رہی تھیں۔۔

منہ سے زبان چھین رہی تھی جن سے وہ الفاظ کو زبان دے رہا تھا۔۔  
”یا اللہ یہ محبت کا کیسا روپ ہے۔۔

یہ تو ایک موت ہے۔۔ ”اسنے گھومتے سر سے آسمان کو دیکھا۔۔  
اور پھر مسکان کی تمسخرہ بھری آنکھیں دیکھ کر اسنے پھر سے ہمت کی سر کو جھٹکا ضبط کو تھاما۔۔

”ڈرنا نہیں تمہارے انکار کو سنتے میں حرام موت نہیں مروں گا۔ کچھ دیر تو پہلے وحشت طاری تھی حواسوں پر۔۔ اب میرے ہوش ٹھکانے ہیں، حق انصاف نظر آرہے ہیں۔ پہلے خود غرض تھا اب اندھا اور بہرا ہوں۔

قسم سے ایسا کچھ نہیں کروں گا بس تمہارے انکار کے بعد تمہاری نظروں سے اس طرح اوجھل ہو جاؤں گا جیسے برہان علوی کی ذات ہی نہیں اس رقص زمین پر۔۔۔ ”اسنے پھر سے گہرا سانس بھرا اور اسے دیکھا۔۔

”تم۔۔۔۔ ”مسکان نے کچھ کہنے کیلئے لب وا کیے برہان نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

”گھبراؤ نہیں۔ کمزور نہیں تمہارا سوامی۔ حرام موت سے دور بھاگ جائے گا بس تمہیں خوش کرنے کیلئے خود سے غافل ہو جائے گا۔“ اسنے کہہ کر فیصلے کے منتظر نظروں سے مسکان کو دیکھا۔۔

دونوں کے جسم یوں تھے جیسے روح پرواز کا وقت ہو۔۔

ناخ ٹھٹھا دینے والی ہوا ان پر اثر انداز ہو رہی تھی نا ہی موسم کا یہ سرد جنون۔۔

حواس پر غالب تھا تو ایک دوسرے کی ذات کا جنون۔۔

جس سے دونوں واقفیت رکھتے نظریں یوں اچانک کیوں پھیرنے لگے تھے۔۔

دفعۃً وجود میں لرزش آئی۔۔

برہان کا دل دھڑکا۔۔

جانے اگلا قدم اسکی طرف تھا یا دور۔۔۔۔

وہ قدم پیچھے لینے لگی۔۔

چھانک سے کئی محبت کی کرچیاں اسکے وجود میں پیوست ہوئیں۔۔

”ہاہاہاہاہ۔۔۔“ اندر جانے کس کونے سے اسکی ذات پر قہقہہ لگا کر کوئی پھوٹ پھوٹ

کر رویا۔۔

برہان نے گھبرا کر رخ ساحل سمندر کی جانب موڑتے دور اس سمندر کے دل دہلا دینے

والے منظر کو دیکھنے لگا جیسے اس کی گہرائی میں برہان علوی کی ذات گم ہو رہی ہو۔۔

جبکہ اسکی سماعتیں پیچھے اس دشمن جاں کے قدموں سے جڑی تھیں۔۔



اسکا ایک ایک پیچھے ہٹتا قدم اسکے جسم سے روح کے کھینچنے کا کام انجام دے رہا تھا۔  
”اسکی مسکان اس سے دور جارہی تھی۔۔۔“ یہ خیال دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برسا۔  
دور جاتے قدموں کے بعد جیسے فضا میں سکوت چھا گیا۔  
برہان نے سختی سے مٹھیاں بھیج کر آنکھیں میچلیں۔

ضبط اس قدر تھا کہ اسکا سر پھٹنے لگا تھا، دماغ بازو ہاتھ کی رگیں پھول کر نمایا ہو گئی تھیں۔  
”مسکان۔۔۔!! جب اسے احساس ہوا وہ دور جا چکی ہوگی تب ایک دل دہلا دینے والی  
غراہٹ فضا میں گونجی۔۔۔  
سیاہ رات ساحل سمندر تخیل بستہ ہوائیں چاند ستارے سب اسکی بے بسی ضبط کے گواہ تھے۔۔  
حرام موت سے بچانے کیلئے اسکا دل خود جیسے بند ہونے کیلئے پر تولنے لگا تھا۔  
آس پاس ریگستان جیسی ویرانی چھا گئی تھی۔۔  
اور آنکھوں میں آنسوؤں کی دھند۔۔۔  
اسکے اندر موت جیسا عالم اتر رہا تھا، اگر وہ مرد نا ہوتا تو چیخ چیخ کر روتا کہ اکیلا ہو گیا وہ۔۔

ہم نے دیکھا ہے وحشتوں کا بسیرا

جب نظریں جھک کر دل کی طرف گئی ہیں۔

”پاپا مجھے یہی ماما چاہیے۔“ کہیں دور سے اسکے کانوں میں سور کی طرح فیری کی آواز  
گونجی۔۔

”پلیز بابا اب ماما کو لیکر آئیے گا، ان سے کہیے گا فیری سب جانتی ہے نا ماما بابا کے بغیر رہ سکتا ہے نا بابا ماما کے بغیر۔“ وہ جب آرہا تھا تو اسکی بیٹی نے یہ پیغام دیا تھا۔

”تجھ سے کیسے اس وعدہ کا پاس ہے ورنہ میری موت کا گواہ یہی وقت ہوتا مسکان۔۔۔“  
اندر سے کوئی روٹھا بچہ سسک سسک کر اسے بلانے لگا۔ پر وہ کہیں نہیں تھی اسنے اپنی آزادی چنی تھی۔۔

جس پہ برہان علوی خوش تھا کہ اسے فخر ہے اسکی محبت کمزور نہیں۔

”بابا جلدی آئیے گا۔“ کانوں میں پھر سے الفاظ گونجنے اور وہ آنکھیں پونچھتا سمندر کو دیکھنے لگا۔۔۔

”تیری دوست بہت گہری ہے۔۔ اور تمہاری طرح مضبوط کہ ڈوبا سکتے ہو ڈوب نہیں۔“  
ایسا سحر طاری کرتے ہو لوگ چل کر آتے ہیں۔ اور ایسے ٹھکراتے ہو محسوس نہیں کرنے دیتے۔“

وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرایا۔

اسنے ایک گہرا سانس بھرا، حال دل کو مد نظر رکھتے اسے امید نہیں تھی اس سانس کے بعد وہ دوسرا سانس لے پائے گا۔

دفعۃً وہ ساکت ہو گیا جب دو موم سے ہاتھ سرکتے پیچھے سے آتے آگے اسکے سینے پر آئے۔۔

اور پیشانی تھک کر اسکی چوڑی پشت پر ٹکادی کہ وہ پتھر کا بت بن گیا ساکت منجمد۔۔۔

”سوامی۔۔۔“!اسکی مسرت سے بھرپور شریر و شوخ آواز اسکی پشت سے آئی۔۔۔

وہ پتھر کا بت کیا جواب دیتا اپنا وہم گمان سمجھ رہا تھا۔۔

مسکان مسکراتی اسکی پشت کو دیکھتی آگے سے اسکے دل پر ہاتھ رکھ دیئے اور اپنے لب اسکی چوڑی پشت پر رکھے۔۔

”منجھد ہو گیا میرا محبوب“

”جب دیکھا خود کو مجھ سے دور“

اسکے کندھے پر پیشانی ٹکا کر، جذبات سے بو جھل لہجے میں گنگناتے اسکے گرد گرفت سخت کی۔۔۔

اسکے لمس پر برہان کے فنا وجود میں جیسے ایک نئی جان پھونکی گئی۔۔

اسکا دل۔۔۔۔۔ کیسا چالاک تھا کہ فوراً سے اپنی کارکردگی میں آگیا تھا جیسے اسکے جسم سے نہیں دشمن جاں سے تعلق رکھتا ہو۔

وہ دور ہوئی تو اسنے قطعی تعلق کیا وہ پاس آئی تو اسنے بغیر شرمندگی کے اپنا عہدہ سنبھال لیا۔

”کیوں آئی ہو؟“ وہ یہ سوال تو نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ اسے پلٹ کر سینے میں بھینچنا چاہتا تھا کہ وہ پھڑپھڑا بھی ناسکے، پر غیظ و غضب میں پوچھ بیٹھا۔

”ہاہا سرکار ضبط عالم سے ہار گئے کیا؟“ اسکا کھنکدار قہقہہ فضا میں پھیلا سوگوار سکوت کو چیرتا کھلکھلاتی تتلیاں بکھیر گیا۔

بے ساختہ ہی اسکے بھیچے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔ اور نظریں اسکے ہاتھوں پر گئی گو بلیک گلووز سے آزاد سپید ہاتھ کی مخروئی انگلیاں سامنے تھی دل سے شدید خواہش نکلی کہ ان ہاتھوں کو تھام کر انکا لمس محسوس کرے۔۔

جانے کیوں یہ خود سر ضدی مغرور انا پرست سی لڑکی واپس لوٹ کر آئی سب کچھ پاؤں تلے کچل کر۔۔۔

کیا آسان تھا اسکے لیے سب کچھ کچلنا یا صرف برہان علوی کو زندہ رکھنے کا ایک وہم سہارا تھا۔

”جانِ سرکار ہم کب کے ہار بیٹھے خود کو۔“ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیکر اسنے ایک جھٹکے سے اسکو گھمایا کہ وہ لہراتی گھوم کر سیدھا اسکے چوڑے سینے میں چھپ گئی۔۔۔

”تمہاری جگہ پشت پہ نہیں سینے میں ہے۔۔“ اسنے اسکی نازک کمر میں بازو حائل کرتے جھٹکے سے اسے سینے میں بھیچا کہ وہ نم آنکھوں سے مسکراتی اسکی گردن میں بازو ڈال کر منہ چھپائے بے ساختہ ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

”تم سوداگر نا بنو! پر میں مسکان علوی اپنی وفائوں محبت جنون کا سودہ تم سے کرنا چاہتی ہوں تاکہ مجھے سودے میں اپنی ساری وفائیں، محبتیں، قسمیں دو۔۔“

”ہوں! بتائو کرو گے مجھ سے سودا؟ میرے خاطر؟“ اسکی بھیگی بو جھل آواز گونجی۔۔

اسے یقین آگیا تھا کہ یہ اسکی چڑیل ہی ہے۔۔

”آج سچ میں بیوہ ہو جاتی اگر ایک پل کی تاخیر کرتی۔“



”تم سودے کا کہتی ہو! میں خود کو تمہارے دربار میں وار دوں گا۔“ اسنے خوشی سے کہتے  
ایکدم ہی اسے اوپر اٹھاتے جوش و سرور میں گول گول گھمانے لگا۔  
مسکان اسکے انداز پر کھلکھلا اٹھی۔۔

ہرسوں جیسے روشنی پھیل گئی۔۔

ہوا بادل فضا گنگنا اٹھی اور دور سمندر اپنی دوست کو خوش و مسرور دیکھتا لہروں سے اچھل  
کوڈ کرنے لگا فضا میں۔۔

دونوں کے لبوں پر آسودہ مسکراہٹ بکھر گئی۔۔  
”اچھا اب اتارو مجھے ایک کال کرنی ہے۔۔“ وہ کسمسا کر بولی۔۔

برہان کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا پر ابھی ابھی صلح ہوئی تھی فوراً سے جھگڑے کے موڈ میں  
نہیں تھا۔

”اگر نا اتاروں تو؟“ اسنے محبت سے پوچھا۔

مسکان مسکرا دی، اور برہان نے مسکراتے چاہت سے اسکی پیشانی پر بوسہ دیکر سرخرو ہو گیا  
محبت کے آگے۔۔

آج اسنے اسے جیت لیا اسکے حق چھینے بغیر۔۔

اسکے بوسے پر مسکان مسرور سی فضاؤں میں جیسے رقصاں ہو گئی۔۔ روح میں اسکے لمس  
سے سرشاری اتر گئی۔۔

اور مغرور ہوتی جان نثار نظروں سے ان روشن آنکھوں دیکھا جو اسکے چہرے کا طائف کر رہی تھیں۔

دونوں جیسے فاتح ہو گئے اور اس نشے میں چور آس پاس کے ماحول سے غافل پیشانی ایک دوسرے سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔

برہان اسکی اجازت کا خیال کرتے اسے نیچے اتارا اور وہ مسکراتی اسے دیکھ کر ایک طرف ہوئی۔۔

زندگی سے بھرپور سرشار متبسم لبوں پر سجائے اسنے پشت پر پھیلے سنہری بالوں کو دیکھا۔۔

اور سامنے آسمان کو دیکھتے گہرا پرسکون سانس بھرا۔۔

اندر کا انتظام جیسے نئے سرے وجود میں آیا ہو۔۔

ہر سوں سکون ہی پھیلا تھا غم کے بادل چھٹ گئے تھے، روشن و صاف آسمان چاند تاروں سے جگمگ کر رہا تھا۔۔

”مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں“

”تو میرا شوق دیکھ، مرا انتظار تو دیکھ“

وہ سمندر کی جھومتی لہروں کو دیکھتا مطمئن مسرور گنگنایا۔

بے ساختہ وہاں سے نظر پھیر کر مسکان کی طرف گھمائی جو کلائی میں موجود واچ سے کچھ کرتی اب وہاں سے ایک ڈیوائس نکال کر رابطہ کرنے کی کوشش میں تھی۔۔

برہان متاثر ہوئے بغیر نا رہ سکا۔

اسکے لبوں کی آسودہ مسکراہٹ کو اسنے کچھ زیرک گہری نگاہوں سے دیکھا۔ اور چونکتے مسکرایا دوسری طرف متوجہ ہوا۔۔۔

”میں تم سے آکر پوچھوں گی غدار ”! وہ تڑخ لہجے میں لبوں پر مسکان سجائے بولی۔  
یہ ایک فیس ایکپریشن گیم تھا جس سے وہ سامنے والے کو باآسانی دھوکہ دے سکتی تھی۔۔

”مم۔۔ لیڈی باس میں مجبور تھا۔۔ ”شہواز کی خوفزدہ آواز گونجی۔۔۔

مسکان کے تیور ایسے تھے کہ ابھی سامنے ہوتا تو شوٹ کر دیتی۔

”بکواس بند کرو فلائٹ بک ہے نا؟ ”اسنے غصہ ضبط کرتے مسکراتے پوچھا

”جج۔۔ جی پر۔۔۔ ”!! اسنے الجھ کر جواب دیا۔

”پر ور کو چھوڑو مجھے جیسے ہی موقع ملا ایئرپورٹ پہنچ جاؤں گی صبح اٹلی میں ملیں گے بی ریڈی۔۔ ”اسنے پراسرار مسکراہٹ سے کہا۔

اور خود کو مسکرا کر دیکھتے برہان کو محبت سے دیکھا

بے شک وہ اسکا جنونِ عشق تھا۔

”اا۔۔ اوکے۔۔ ”دوسری طرف مثبت جواب پاتے اسنے رابطہ منقطع کیا اور گھڑی سیٹ کرتے

ایک گہرا پرسکون سانس لیتے سامنے کھڑے برہان کی طرف قدم اٹھائے۔۔

دفعۃً اسکی نظر سمندر کی گیلی ریت اور لہروں پر پڑی تو مسکرا کر جلدی سے اپنے پائوں بوٹ

کے قید سے آزاد کر دیئے۔۔۔

”مسکان ایسا مت کرو سردی لگ جائے گی۔“ برہان نے فکر مندی سے کہتے اسکی سمیت قدم بڑھائے وہ بے فکری سے کندھے اچکا گئی۔

”میں نازک تتلی نہیں سوامی۔ اور یہ تمہیں یہاں لانے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا۔“ پائوں کو چھوتے تنخ بستہ پانی کے لمس کو محسوس کرتی گلاب کی طرح نکھر کر بولی۔ اور اپنی بانہیں دونوں اطراف فضا میں پھیلا دیں۔

برہان نے مبہوت ہو کر یہ منظر دیکھا جہاں پورے چاند کی روشنی میں وہ سنہری تتلی پر پھیلائے سکون کو اپنے اندر اتار رہی تھی۔

مخمور نظروں سے دیکھتے وہ چلتا اسکے بالکل سامنے رکا۔

چاند کی سنہری روشنی میں اسکے سنہری بال نہا کر سونے کے بال معلوم ہو رہے تھے۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر انگلیوں کے پوروں پر انہیں محسوس کیا اسکے لمس پر مسکان مسکرائی اور آنکھیں کھولیں تو اسے سامنے پایا۔

”کیا دیکھ رہے ہیں؟“ اسنے آگے بڑھتے اسکے بوٹ پر پائوں رکھے اور گردن میں بازو ڈالے۔

برہان نے جھک کر اسکی گردن میں گہرا سانس بھرا۔

”نازک تتلی نہیں سنہری تتلی ہو۔“ اسنے گھمبیر لہجے میں کہا۔

”چلیں؟“ وہ بولا۔

”کہاں؟“ مسکان نے مدھم لہجے میں پوچھا۔



”اٹلی۔۔۔“ اس کے جواب پر وہ جھٹکے سے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں  
الفت وارفستگی کے جذبے تھے

”پر تمہیں۔۔۔۔۔“ اسنے کچھ بولنا چاہ کہ برہان نے آنکھوں کے اشارے سے روک دیا۔  
”جہاں تم وہاں تمہارا سوامی۔ تمہاری خوشی کامیابی میں ہم قدم ہوں۔“ اسنے محبت خلوص  
سے کہا۔ اور اس کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی۔

اور یہ جملہ مسکان کے لبوں پر مسکراہٹیں بکھیر گیا۔ ایک لمحہ نا لگا اسے فیصلہ کرتے۔۔  
”نہیں جہاں برہان علوی وہاں مسز برہان علوی۔“

”پر تمہارا مشن؟“ وہ پریشان فکر مند ہوا مسکان کو ہمیشہ کی طرح اپنی سانسوں میں محسوس  
ہوا۔

”بعد میں۔۔“ شرماسنے اقرار کیا اور جھپٹ سے چہرا اس کے سینے میں چھپایا۔

کہ اس اچانک افتاد پر وہ شاکڈ رہ گیا۔  
اور جب سمجھ آیا تو قہقہہ لگا اٹھا۔

”ہاہا اوہ مائی گاڈ تم شرما رہی ہو مسو؟“ اسے یقین نہیں آیا۔ ساتھ مسکان بھی ہنس پڑی۔۔

یہ احساسات جذبات انوکھے سے تھے۔۔ اقرار کرتے اسے زندگی میں پہلی بار شرم محسوس  
ہوئی۔۔ کہ نظریں نا ملاتے وہ چھپ گئی۔۔

”پہلے؟“ خوشگوار حیرت سے پوچھا۔

”تم۔۔“ اسنے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

اور وہ بے خود ہوتا اسے مہبوت دیکھتا رہا۔ بے شک عورت کے اقرار میں سکون تھا۔

”چلیں؟“ اسنے پھر سے پوچھا

”کہاں؟“ ابرو اچکا کر استفسار کیا کہ یہ ادا تیر کی طرح برہان کو دل پر وار کرتی محسوس ہوئی۔ پر وہ برداشت کر گیا۔

”پھولوں کے دیس میں۔“ ایک الوداعی نظر سمندر کی جھومتی لہروں پر ڈال کر اسنے مسکان کو بازوؤں میں اٹھا اور روانی کیلئے قدم اٹھائے۔

دونوں پر سکون مسرور تھے۔۔۔

مسکان کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی، وہ ایک بار پہلے بھی عارب کے ساتھ وہاں جا چکی تھی ایک کیس کیلئے۔۔

”سوئزر لینڈ؟“ وہ خوشی سے بولی اسے بہت پسند تھا۔

”ہاں سنہری تتلی کیلئے پھولوں کا دیس ہی خوب رہے گا۔“ اسنے معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ اور ان نظروں کا مفہوم سمجھتے مسکان کے نقوش میں سرخی تیزی سے دوڑی ساتھ ہی اسکا چہرا متغیر ہو گیا۔ جسے دیکھ کر برہان دل کھول کر ہنسا۔

”تم مجھے بھول رہے ہو ایس ایس پی۔“ اسنے تیوروں کو بدل کر اپنی خفت مٹائی۔

”تم کیا بھولنے والی چیز ہو؟“ اسنے پھر سے ذو معنی کہا وہ سٹپٹا اٹھی اور برہان نے اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتے جاندار قہقہہ لگا اٹھا۔

“سر”!۔۔۔ وہ فٹ پاتھ پر اسے بانہوں میں بھر کر چل رہا تھا کہ پاس ہی بی ایم ڈبلیو کے ٹائروں کی چڑچڑاہٹ ہوئی اور پلک جھپکتے ان میں سے دو آدمی نکل آئے۔

مسکان نے چونک کر دیکھا جو مؤدب سے اس سے ٹرانسمیٹر لے رہے تھے اور گاڑی کی کیز انکی جانب بڑھائی۔

دوسرا برہان کے کہنے پر بھاگ کر مسکان کے بوٹ لے آیا اور انہیں گاڑی میں رکھتے خود اجازت لیکر وہاں سے دوسرے کی گاڑی میں چلے گئے۔

”یہ سب کیا تھا؟“ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی مسکان حیرت سے گویا ہوئی۔

”سب کیا نہیں! بس اتنا تھا کہ جب تم چکما دیکر گاڑی سے بھاگی تو میں اپنی بیٹی کو ایئرپورٹ پر زمان کے حوالے کر کے سعیر عالم کے پاس گیا اور اس سے اپنے پلان کے حساب سے مدد مانگی۔۔۔

وہ بہت بھلا آدمی تھا سنتے فوراً سے مدد کیلئے اپنے دونوں آدمی سوئپ دیئے جنہوں نے مجھے کافی ایمانداری سے گائیڈ کیا۔ اور میں نے اسکی مدد سے اپنا پیار حاصل کر لیا۔ ”اسکے ہاتھ کی پشت پر لب رکھتے اسنے گھمبیر لہجے میں سب کچھ سنا دیا۔

”خاموش بیٹھی مسکان ایکدم خونخوار ہو کر چیخی۔۔۔۔۔“

“ہاہاہاہا کیا ہوا؟ بہت بھلا آدمی ہے یار۔ ” برہان نے قہقہہ لگاتے پوچھا۔

”بھلا آدمی نہیں ہے۔ کوئی بھلائی نہیں کی تم سے۔ چالاک خود غرض مطلبی انسان ہے۔ اسے معلوم تھا اگر میں تمہارے ساتھ نہیں گئی تو اسکی زندگی جہنم بنا دوں گی تبھی۔ راستے سے صاف کیا ہے۔“ اسکی بات سن کر برہان دل کھول کر ہنسا۔۔۔

”چلو کچھ بھی! میرا تو بھلا ہوا اللہ اسے اجر دیگا۔“ محظوظ لہجے میں کہتے اسنے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

مسکان کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی اس چالاک انسان کو سبق سیکھا آئے پر۔  
اسنے گردن گھما کر برہان کو دیکھا جو مسرور سا متبسم ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

اسے خوش دیکھ کر خود بھی مسکرا دی اور ونڈو کے باہر یونانی کی روشنیوں کو دیکھتی الوداع کہنے لگی۔۔

بے شک مشکل وقت میں اس روشنیوں سے نہاتے خوبصورت ملک اور اسکے حسین مخلص لوگوں سے بھرے شہر گریس نے اسکا بہت ساتھ دیا تھا۔۔۔  
اور یہاں ہر ایسے کتنے ہی لوگ تھے جو نہایت ہی مخلص تھے بلکہ کئی تو یہاں اسے اپنے ملک کے دوست بھی ملے تھے۔۔

”ویسے کتنی چھٹیاں ہیں؟“ برہان نے بازو اسکی گردن کے گرد حائل کر کے اسے اپنے قریب کیا اور مسکان نے آسودگی سے اسکے شانے پر سر رکھا۔

”دو ماہ! پر اب ارادہ بدل گیا ہے۔“ اسنے بہکی نظروں سے اسکی جھکی پلکیں دیکھ کر کہا  
مسکان کی سٹی گم ہو گئی۔۔

”اب کیا ارادہ ہے؟“ وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔

”چار ماہ۔۔۔“ اسنے ہنس کر بتایا وہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی اور اسکی حیرت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھتے آنکھ دبا کر اسنے بلند و بانگ قہقہہ لگایا جو پوری گاڑی میں گونج اٹھا۔



فضائیں اس انوکھے ملن پر گنگناتی انکی گاڑی کے گرد رقصِ محبت میں تھی۔۔

اسے سمٹتے دیکھ کر گاڑی کے ونڈو بند کرتے اسنے ہیٹر آن کیا۔

“کیا سوچ رہی ہو؟ ”اسکے بالوں پر بوسہ دیتے مسلسل خاموشی پا کر اس نے پوچھا۔

”سوچ رہی ہوں ہم دونوں کو ساتھ دیکھ کر چھوٹے پیکٹ کا کیا ری ایکشن ہوگا؟“

”—————”

اسکے سوال کے ساتھ ہی دونوں کا قہقہہ ساتھ گونجا۔۔۔

“سوری ”! اپنے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے وہ بولی۔

برہان نے کچھ چونکتے اسے دیکھا۔ اور پس مطلب جان کر وہ بپھر گیا۔۔

”بات مت کرو مجھ سے۔“ اس نے غرا کر کہا اور اسکی حالت پر مسکان کا قہقہہ لگا۔

”یہ تو ممکن نہیں۔“ اس کے گلے میں بازو ڈال کر اس نے محبت پاش نظروں سے دیکھا۔ وہ برف کی طرف پگھل گیا۔

”بہت بری ہو۔“ افسوس سے نفی میں سر ہلاتے اسنے کہا اور نظریں سامنے روٹ پر

جماعتیں۔

“اب جیسی بھی ہوں قبول کیا ہے، اور اللہ نے تمہیں برباد کرنے کیلئے میرا ہی انتخاب کیا

”ادا بے نیازی سے بال جھٹکتے ہوئے بولی۔

”بدلہ چکائو گی بتا رہا ہوں۔“ اسنے وارن کیا مسکان نے کندھے اچکا کر ببل نکالا۔۔

“ویسے تمہیں وہاں سے نکالنے میں کس کا ہاتھ تھا۔ ”اسنے جان کر انجان بنتے پوچھا۔

”چھوٹے پیکٹ کا۔“ بیل چباتی ہوئی مسکاتی نظروں سے باہر دیکھتی گویا ہوئی۔

”کیا بنا دیا ہے اسے۔“ افسوس ہی افسوس تھا۔

”ہاہا اپن کا پیکٹ۔“ قہقہہ لگا کر وہ بولی۔

”میرے پیکٹ تمہیں وہاں چل کر فرصت سے سمجھائوں گا۔“ ایک بازو اسکی کمر میں ڈالکر خود میں بھینچتے ہوئے بولا۔

اور وہ مسکراتی اسکے دل کے مقام پہ لب رکھ گئی۔

برہان محبت کی اس عنایت پر مسرور سا ڈرائیونگ کرتا باتوں کے دوران ایئرپورٹ کی طرف روانہ تھا۔

مہوش علی

\*-----❤❤❤-----\*

وہ گہری نیند میں سوئی ہوئی تھی دفعتاً اسے اپنی کمر پر ہاتھ کی مضبوط انگلیاں سرکتی محسوس ہوئی۔

رات کا جانے کون سا پہر تھا۔ جب اسے آہستہ سے اپنے حصار میں وہ قید کر رہا تھا۔

اسکی شدت جنون پر وہ کسمائی اسے اپنے پاس اسکی موجودگی کا احساس ہوا۔

اسکے کلون کی خوشبو سے نیند کی وادیوں میں اتری حورالعین کی سانسوں میں روانی آگئی۔

”جب میں تمہیں سب پہلے بتا دیا تھا کہ تمہیں بہادر بننا ہے پھر جان کر انجان کیوں بن گئی؟ اور خود کو اتنی تکلیف کیوں دی؟“ اسکی کمر میں اپنا مضبوط بازو ڈالتے اسکے اپنی طرف کھسکایا کہ وہ سرکتی اسکے سینے سے لگی۔

اسکے لمس کو پاتے ہی اسکے وجود میں سرسراہٹ سی ہونے لگی۔ پور پور سے سرد لہرے اٹھنے لگی۔

حالاں کہ وہ اسکا عالم تھا، جس سے وہ اب ڈر رہی تھی ناچاہتے ہوئے بھی۔  
اسکی انگلیاں ریختی اسکی گردن پر آئیں اور اسکی گردن پر بکھرے بالوں کو سمیٹ کر وہاں پر جھکتے اسنے اپنے لب رکھے اور اسکی خوشبو میں گہرا سانس بھر کر اسکی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتارا۔  
وہ جو مدھم سی سانسیں بھر رہی تھی ایکدم سے اسکے دہکتے لمس کو گردن پر محسوس کرتے اسکے حصار میں مچلی۔ سانسوں نے شور مچاتے دھڑکنیں بڑھا دیں کہ اسکا پورا سراپا دھڑکن بن گیا۔  
”شش!! اسے مچلتے دیکھ کر وہ پراسرار سا مسکرایا۔

اور اپنی شش پر اسے ساکت پا کر بار بار لبوں کو تر کرتے دیکھ کر نچلے لب کے کنارے پر انگلی پھیری۔

”میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے مجھے جواب دو عین؟“ مسلسل خاموشی پر سرد لہجے میں کہتے اسنے اسکی بند مٹھی کو اپنی گرفت میں لیا۔

”مم۔۔ میں م۔۔ مجبور تھی! آ۔آپ جانتے ہیں۔“ وہ جانتی تھی کہ اسکی سانسوں سے سمجھ گیا تھا وہ جاگ رہی ہے حالانکہ اسنے بڑی کوشش کی وہ سمجھے سو رہی ہے پر وہ کیا کبھی اس شخص سے جھوٹ بول کر بچ پائی ہے؟

کہنے کے ساتھ اسنے اسکی سمیت سے چہرے کا رخ گھمایا۔

”تم مجبور نہیں! میری ہو۔ اور میری عین مجبور نہیں مضبوط ہونی چاہیے۔“ اسکے بالوں میں انگلیاں الجھا کر عالم نے جھٹکے سے اسکے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا۔ وہ کانپ سی گئی اسکے برتاؤ پر۔

”میں آپکے ہونے سے مضبوط ہوں۔“ اسکے لب پھڑپھڑائے۔  
”میں تمہارے پاس ہی تھا پھر کیوں کمزور ہوئی؟“ جھک کر اسکی سانسوں کی روانی کو اپنی دہکتی آگ مانند سانسوں سے الجھاتے اسے تڑپا رہا تھا۔

”پاس نہیں تھے اگر ہوتے تو کبھی میری پلکوں کو نم ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔“ وہ اسکی گرفت سے ہاتھ نکال کر اسکی سانسوں پر رکھ گئی۔

وہ جل رہی تھی اسکی آگ مانند سانسوں سے مزید سہن نا کر سکی تو سامنے ہاتھ کر دیا۔

”مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔“ اسکے لہجے میں التجا تھی۔

معصومیت بے بسی۔۔



”مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے!! جب تمہارے آنسوؤں کا سوچتا تھا۔ ہوتی تھی مجھے تکلیف، جب تمہاری کمزوری کو محسوس کرتا تھا۔ محسوس مجھے اپنی سانسوں اپنی روح سے کیا کروں سہارے سے نہیں۔

سہارا میں نہیں تمہارا، تمہارا سہارہ وہ ہے جسے تم تکلیف میں یاد کرتی ہو ”اسنے اپنی جیب سے رومال نکالتے اسکی دونوں کلائیوں کو پکڑ کر سر کے اوپر باندھ دیا۔

”عالم۔۔۔؟؟؟“ اسکے بدلے سرد لہجے، اپنی بندھی کلائیوں کو محسوس کرتے خوف سے سانسیں خشک ہو گئی کہ اسکے حصار میں مچل اٹھی۔

”جب آپ جانتے ہیں میں کمزور ہوں۔ پھر کیوں ایسے کر رہے ہیں؟“ وہ خوفزدہ اپنی کلائیاں کھولنے کیلئے مچلی۔۔

اسکا عالم تو ایسا نہیں تھا۔

”کیونکہ تمہیں مکمل اپنے حصار میں لینا چاہتا ہوں، تمہیں بے بسی کا ذائقہ چکھانا چاہتا ہوں۔“ اسکے ماتھے سے انگلی کے پور پر بال سمیٹ کر جھک کر بھاری لہجے میں سرگوشی کی۔

”میں آپکے حصار میں ہوں مکمل، مجھے بے بس کر کے آپکو کیا ملے گا عالم؟“ اپنی گردن پر اسکی مونچھوں کی چھن سے سمٹ کر کہا۔

”تم میری ہو! یہ تم جانتی ہو! تم میری ہی رہو گی یہ تم جان لو آج کہ عالم عین سے دور نہیں ہو سکتا پھر عین کیوں رو کر اسے تکلیف دیتی ہے؟“ اسکی آنکھوں کو چومتا اسکے ناک کو لبوں سے چھونے لگا۔

حور نے اسکے لمس پر مسکراتے، تکیے کو مٹھی میں بھیج لیا۔

”میں نہیں جان سکتی نا آج نا ہی کل،، اگر چاہتے ہیں کہ میں جان لوں تو آپکو مجھے زندگی کی آخری سانس تک یاد دلانا پڑے گا کہ عالم میرا ہے اور عین اسکی۔

میں ایک دماغ سے کمزور لڑکی ہوں، اگر آپ مجھے ہر سانس کے ساتھ یقین دلائیں گے کہ عین تم عالم کی ہو! تب مجھے یاد رہے گا ورنہ تو میں سانس لینا بھی بھول سکتی ہوں یاد رکھنا۔۔۔۔۔ ”وہ اسکے رخسار سے اپنی ناک سہلا رہا تھا جب اسکے الفاظ سنے اور پراسرار سا مسکرا کر اسکی بند پٹی کی آنکھوں کو دیکھا۔

”باندھ کر پٹی آگ سے نہیں کھیتے شہزادی ! تمہیں یاد رکھنے کا کون کہہ رہا ہے؟ تم سے کہہ کون رہا ہے کہ تم یاد رکھو تم عالم کی ہو؟ میں نے پوچھ کر تمہیں حاصل نہیں کیا تھا ! تمہیں دیکھ کر تم پر حق جما لیا کہ تم میری ہو ”اسکی کمر کے گرد تنگ حصار ڈالتے اسے کھینچ کر سینے سے لگایا۔

”میں نے آگ کو دل دیا ہے آپ کھیلنے کی بات کرتے ہیں۔

میں تو دل دے کر بیٹھی ہوں سعیر۔ ”عالم کے نشان پر اپنے لب رکھتی آہستہ سے ناک گال پر سرکا کر اسکی ناک کے قریب رکھتے اسکی آگ جیسی سانسوں کو محسوس کرتے مسکرائی۔

وہ اسکی ہمت پر مسکراتا انگوٹھے سے اسکی شہ رگ سہلانے لگا کہ اسکے لمس کی حرارت پر وہ تڑپ کر دور ہونے لگی پر کمر میں موجود اسے حصار سے پھڑپھڑا کر رہ گئی۔

”کیا ہوا؟ ڈر گئی؟“ وہ اسکے پیچھے ہونے پر ہنسا۔

”عالم۔۔۔“ وہ لب بھیج کر منمناتی رہ گئی۔

”میری شہزادی سعیر کا سایہ بھی تم برداشت نہیں کر سکتی۔ تم اپنے عالم کو چاہو جو تمہارے لیے برف ہے۔ پھگل سکتا ہے تو تمہیں سمیٹ بھی۔

سعیر تمہارے لیے نہیں ”!اسکے بالوں میں انگلیوں کو سہلاتے اسنے کان میں کہا اور کان کی لو کو اپنے دانتوں میں دبا لیا۔

”مجھ میں ہمت ہے، بہادر ہوں تب جب آپ ہوں گے پاس۔

میں کمزور ہوں، بزدل بھی ہوں تب جب آپ پاس نہیں ہوں گے۔ اور میں عین سعیر عالم ہوں جسکو بدلنے کی یہ دنیا طاقت نہیں رکھتی۔ ”وہ جانتی تھی وہ اسے ستانا چاہتا ہے۔۔۔ اسے تکلیف میں دیکھنا تو عالم نے کبھی سوچا نہیں تھا دینا تو دور کی بات ہے۔

ابھی بھی اسکے دانتوں کی نرم گرفت سے وہ کھلکھلا اٹھی۔

”آپ مجھے تکلیف نہیں دے سکتے مان لیں۔ ”اسنے اپنی بندھی کلائیوں کا ہار اسکے گلے میں ڈالا۔

”اتنا غرور!” وہ مبہوت سا اسکی کھلکھلاہٹ دیکھتا بھاری لہجے میں گویا ہوا۔

عالم جانتا تھا وہ سچ کہہ رہی ہے۔ وہ کہاں اپنی عین کو تکلیف دے سکتا تھا جسے پان لینے کیلئے وہ جان دے کیلئے تیار تھا۔

کیا اس تکلیف دے سکتا تھا جسے تکلیف سے بچانے کیلئے وہ اپنے دشمن کے سامنے ہار اٹھا تھا اسے اپنا ہتھیار اپنا وجود سوئپ دیا تھا۔

اسکی چال کو سمجھتے ہوئے بھی اسے خود کو سوئپ دیا، بلکہ اپنی بہن کے گناہگاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے سانسیں چلتے دیکھ رہا تھا صرف اسلیے تاکہ عین کو تکلیف نا ہو۔

”ہاں ہے! اور میں ہوں مغرور کیونکہ میرے پاس میرا شہزادہ ہے۔ میرے خوابوں کا شہزادہ۔“ اسکے ماتھے پر بوسہ دیکر بولی

اور مزید ہمت دیکھاتی اسکی چوڑی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکا کر اپنی چھوٹی سی ناک اسکی ناک سے ملائی اور دھڑکتے دل سے اسکی مونچھوں کو لبوں سے چھوا۔

وہ خاموش بغیر کچھ کیے اسکی شرارتیں دیکھ رہا تھا متبسم سا۔

”تمہیں کیوں ایسے لگتا ہے میں تمہیں تکلیف نہیں دے سکتا؟“ اسنے کہنے کے ساتھ ہی اسکی کمر کو جھٹکا دیا کہ اسکے لب جو فاصلہ رکھے ہوئے تھے اسکی حرکت پر بالکل وہ مٹ

گیا۔۔۔

حورالعین سہم کر ساکت سی ہوگئی۔۔۔

”یہ تمہاری محبت سمجھوں یا بہادری؟“ شولڈر لیس پنک جالیدار لانگ فراک میں وہ اپنی دکتی بے داغ رنگت، آنکھوں پر بندھی سفید پٹی، ریشم سے دراز سیاہ بال پشت کے ساتھ



اسکے بسترے پر پھیلے ہوئے تھے، اسکے لمس پر نقوش میں ابھرتی سرخی، مضبوط حصار میں پڑی وہ کسی حور سے کم نہیں تھی۔

”یہ میرا جنون سمجھیں آپ۔“ وہ گردن اکڑانے لگی، تاکہ ذرا سا فاصلہ بنائے اپنی سانسوں کو اجازت دے آزادی کی۔

پر وہ جو اسکے لمس کو محسوس کر رہا تھا اس میں کسمساہٹ دیکھتے ایک دم اس پر گرفت تنگ کردی۔

”آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔“ ”یک بیک وہ پزل سی ہو گئی۔۔

”ہاہاہاہاہ۔۔۔ پیار! اپنی عین کو پیار کرنا چاہتا ہوں۔“ اسے سہمتے پا کر وہ قہقہہ لگا اٹھا

”کوئی ایسے پیار کرتا ہے؟“ اسکی گردن میں منہ چھپا کر اسے شرم سے گھٹی آواز میں کہا۔

”اچھا تو کیسے کرتے ہیں مجھے بتاؤ؟“ اسے حصار میں سمیٹ کر اسکے شولڈر پر لب رکھتے اسے شرارت سے کہا اور کروٹ بدلی۔

”میں سچ میں بتائوں پھر ویسے ہی کریں گے؟“ کچھ دیر سوچتے اسے کہا۔

”ہم! ویسے ہی کروں گا میرا بچہ۔“ بال سمیٹتے اسے انگلیاں ان میں سہلائی۔۔

اسکے راضی ہونے پر حور نے لب دانتوں میں بھیج لیے۔

اور عالم اسکی بڑھتی دھڑکنیں محسوس کرتا ہنسا۔

”ایسے۔۔۔“ ”ایکدم اچک کر اسے اسکے گال پر لب رکھے اور پھر سے اسکے سینے میں چھپ گئی۔

”اُتی تیزی سے اسکے پیار کرنے اور چھپنے پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی قہقہہ لگا اٹھا۔“

“نا میں ایسے پیار کر سکتا ہوں نا ہی ایسے چھپ سکتا ہوں، ہاں یہ بات الگ ہے اگر تم چاہتی ہوں تو یہاں پیار کر سکتا ہوں۔ ”اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر چہرا اونچا کرتے اسنے ٹھوڑی پر لب رکھتے اسکے دونوں پھولی گالوں کو چھوا۔

“عالم میں آپکو کب دیکھوں گی؟

میں نے صرف آپکو دیکھنے کیلئے یہ آنکھیں ابھی تک روشنی دنیا سے چھپائی ہیں تاکہ ان پر سب سے پہلے جس کا حق ہے اسکا حق ادا کر سکوں۔ ”وہ مسکراتی اپنے دل کی بات بولنے لگی۔

“اور میں اس میں پورا ساتھ دوں گا بلکہ ان آنکھوں پر حق ادا کروں گا جسکا ہے، تھوڑا صبر اور میری شہزادی۔

پھر دیکھ لینا اپنے عالم کو جی بھر کر۔ ”اسکی دونوں آنکھوں کو چوم کر اسنے اسکی کلائیاں کھول دیں کیونکہ اسے اپنی عین بے بس پسند نہیں آرہی تھی۔

اور وہ تو پہلے سے جانتی تھی۔۔

یہ تو صرف اسے ڈرا رہا تھا کہ وہ ڈر جائے پر وہ جتنا ہوسکا ڈٹ گئی۔

ایک واحد دنیا میں وجود تھا جو کہ سعیر عالم کے سامنے ڈٹنے اور ضد کر کے منوانے کی طاقت رکھتی تھی تو پھر وہ کیسے نا ہوتی بہادر مضبوط، مغرور۔۔

”جیسا آپ چاہیں! میں اب فرمانبردار بیوی ہوں۔“ وہ نہیں جانتی تھی اسکا جملہ اس پر بھاری ہونے والا ہے۔

وہ تو اپنے عالم کے سامنے ہمیشہ اچھی رہنا چاہتی تھی بنسبت دوسری لڑکیوں کے۔ اور عالم یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ یہ سب کس بیوقوفی میں کرتی ہے کہ اسکا عالم کسی اور طرف نا دیکھے۔

اور اب تو اسکی خوشی کا کوئی ٹھکانے نہیں تھا کہ اللہ نے اسے نور دے دیا تھا کہ وہ اپنے عالم کو دیکھ سکے اور دوسری چڑیلوں کی نظروں سے محفوظ رکھے۔

وہ اندازہ نہیں لگا پایا تھا کہ اسکی عین ان چند لمحات میں اسکے آنے سے ہی وہ کتنا کچھ مستقبل کا سوچ چکی ہے۔

ابھی بھی وہ سوچتی عالم کے نقوش کو انگلیوں کے نرم پوروں پر محسوس کرتی، اپنے گھر جاکر اسکے کام اپنے ہاتھوں سے کرنے کا سوچ رہی تھی۔ جیسے حق جتا کر عالم اسکے کرتا تھا۔ ”چلو اب اپنی فرمان برداری دکھاؤ اور خود کو میرے سپرد کر دو۔“ اسکی کمر سہلاتا وہ حور کی پھولی گالوں پر اپنی ناک سہلا رہا تھا۔

جس سے حور کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔

اچانک سے چھوتا اسکا لمس، اسکی ہلکی سی بڑھی ہوئی داڑھی، گھنی مونچھوں کی چھن سہم کر رکھ دیتی۔

وہ بات گھمانے کی اپنی سی کوشش کرنے لگی۔

”عالم اب میں آپکے کپڑے پسند کروں گی اور کھانا بھی میں بنائوں گی۔“ اسنے کہنے کے ساتھ اپنی انگلیاں اسکے بالوں میں پھنسا دیں۔۔

وہ جیسے قریب کرتا جا رہا تھا عین کو ہی مشکل پیش آرہی تھی سانس لینے میں۔۔۔ وہ اسکی سانسیں اپنے چہرے اپنی سانسوں میں محسوس کرنا چاہتا تھا پر وہ گریز برت رہی تھی جو عالم کو ذرا پسند نہیں آرہا تھا۔

وہ آہستہ سے اسکی کمر میں اپنے بازو کی گرفت مضبوط کرتا عین کے نازک سے سراپے پر محبت کا سایہ بن کر جھک آیا۔

”ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا، ویسا ہی رہے جس سے معلوم ہو میری عین شہزادی ہے۔۔

اور اب تم خود کو بچانے کے لیے یہ بچکانہ حرکتیں چھوڑ دو، اور فرمان بردار بیوی ہو کر اپنے عالم پر وہی جنونی محبت دکھائو جو اب خود تمہیں دکھانے والا ہے۔۔۔۔“

آنکھیں موندیں پڑی عین سہم کر اپنے لب تر کرنے لگی۔

اسکی بڑھتی سانسیں بار بار حلق اور لب خشک کر رہی تھیں جن پر وہ زبان پھیرتی کوئی پیاسی مچھلی ہی لگ رہی تھی۔۔۔

”تمہاری یہیں ادائیں تو جنونی بناتی ہیں۔۔۔۔“ اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اسنے جھٹکے سے سر اٹھایا اور اپنے قریب کرتے اسکی حرکات دیکھ کر بولا۔

وہ ایکدم ساکت خاموش ہوگئی بلکہ سانسیں بھی رک رک کر چھوڑنے لگی



دفعۃً اندھیرے میں اسکا سایہ محسوس کرتی وہ بے بس سی اسکے حصار میں چڑیا کی طرح سہمی پڑی اپنی شہ رگ پر ایک دکھتا لمس پاتی مچل اٹھی کہ اسکی مزاحمت پر محبت سے شش کرتے عالم نے اسکی کلائیوں تکلیے سے لگائیں۔۔۔

”عالم مجھے ڈ۔۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔“ اسکے لمس میں محبت نرمی ہونے کے باوجود سہم رہی تھی۔۔

”کیوں؟“ عالم نے مسکراتے اسکی گال سہلائی حور کیا کہتی بس وہ خود سہم رہی تھی سال بعد اسکے حصار میں آکر۔۔۔

”پتا نہیں۔۔۔“ اسنے نفی میں سر ہلاتے بیچارگی سے لب کاٹنے لگی جسے دیکھتے عالم نے فوراً انگلی سے اسکے لب کو آزاد کروایا اور اس عادت پر اسے سختی سے گھورا۔۔

”میں نے کتنی دفعہ کہا ہے ایسی بری عادتیں مت اپنایا کرو۔۔۔۔۔“ وہ سختی سے بولا اور فوراً خاموش ہو گیا اسکی کنڈیشن دیکھتے۔۔۔

”اچھا بتاؤ کس سے ڈر لگ رہا ہے میری شہزادی کو؟“ اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسنے ماتھے پر لب رکھے۔

”معلوم نہیں۔۔۔“ وہ جھجک کر کہتی اسکی گردن میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

”میں معلوم کروں؟؟“ ”ذو معنی لہجے میں گویا ہوتا حور کو سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔

اور وہ اسکے گرد بازو ڈال کر اس میں چھپنے لگی۔

”دل میں جانا چاہتی ہو؟“ وہ محبت سے کہتا دونوں کے اوپر بلیںکٹ ڈال کر اسکے سر پر بوسہ دیا۔

”ہیں دل میں کیوں؟ آپ تو پورے میرے ہیں۔ میں آپکی روح میں بھی اتر چکی ہوں  
سیر عالم۔۔“ اسکے بازو سے سر اٹھا کر اسنے غرور سے کہا۔

اور اسکا یہ غرور عالم کو بہت بھا رہا تھا۔

”کوئی شک؟“ گھمبیر لہجے میں کہتے وہ جھک کر اس پر اپنی شدت لٹانے لگا۔ حورالعین نے  
اسکی شرٹ کو مٹھی میں بھینچا تب وہ مزید شدت پسند ہو گیا اور اسکی کمر کو سہلانے لگا۔

”اب ہوا ڈر ختم؟“ اسے بازو پر ڈال کر اسنے محبت سے گال سہلایا۔

”آپ بہت برے ہیں۔ آپ سچ میں برے ہیں۔۔۔“

پہلے چلے جاتے ہیں پھر آجاتے ہیں۔۔۔

پھر محبت کرتے ہیں، پھر ڈانٹتے ہیں۔۔۔

روک ٹوک کرتے ہیں۔۔ عالم آپ سچ میں برے ہیں۔۔ آتے ہوئے میرے بے بی کے

کپڑے نہیں لائے۔

میں اسکی شادی۔۔۔۔ ”موقعہ ملتے ہی اسلی سلٹ کھل چکی تھی۔۔۔ اسکی ساری شکایات

سننے اسکی سوئی پھر سے بے بی کی طرف جاتے دیکھ کر اسنے فوراً سے منہ پر ہاتھ لٹکایا۔

”تم اس کتے کو گولی مارو ورنہ میں ماروں گا۔۔۔“

تمہاری ہر بات، ہماری قربت، تنہائی میں وہ ٹانگ ضرور اڑاتا ہے۔

مجھے خود عجیب لگ رہا ہے کہ میں نے ابھی اسے زندہ رکھا ہی کیوں ہے؟  
تم اسے بھول جاؤ ورنہ یہ جو روشنی کی امید میں بولنے گستاخیاں کر رہی ہو۔۔  
میں اس سے محروم کردوں تمہیں۔۔۔ ”وہ سرد لہجے میں اسکا چہرا ٹھوڑی سے پکڑ کر بولتا  
عین کو ششدر کر گیا۔

”ع۔۔۔ عالم۔۔۔“!! کانپتے لبوں سے اسکا نام لیتی ہوئی سسکی۔۔

”شش!! رونا نہیں! بالکل نہیں۔۔۔“

رونے کے بجائے سمجھ کیوں نہیں آتی تمہیں؟؟؟

میری ہو،، صرف میری۔۔۔!!! نہیں پسند آتا مجھے تمہارے لبوں سے کسی کا نام۔۔۔  
نہیں پسند آتا تمہاری سوچ میں کسی دوسرے کو پھر چاہے وہ جانور ہو یا انسان یا بے جان  
چیز۔۔۔

میرے علاوہ مجھے کوئی نہیں چاہیے تمہاری سوچ و چار، اس دل و دماغ میں، حتیٰ کہ مجھے  
تمہارے لبوں پر بھی صرف عالم چاہیے۔۔

میں برداشت نہیں کر سکتا جب تمہارے وجود پر کسی کے منتخب کردہ کپڑے تو تمہاری سوچ  
میں کیسے کر سکتا ہوں عین؟

تم ٹھیک کہتی ہو! میں برا ہوں۔۔

بہت برا ہوں تمہاری سوچ وہاں نہیں پہنچ سکتی جہاں تک میں برا ہوں۔۔۔

پر تمہارے ساتھ میں اچھا ہوں۔۔

تم پر دھوپ کا سایہ برداشت نہیں کر سکتا، کسے کے سخت لہجے کی آنچ، کسی کا حکم، میرے علاوہ تم پر کوئی محبت اپنائیت سے دیکھے مجھ سے وہ برداشت نہیں ہو سکتا۔ ”وہ برف سے ٹھنڈے لہجے جنونی انداز میں بولتا اس پر کیا کچھ باور کروا گیا تھا۔

حور ہمیشہ کی طرح اسے پاگل کر کے اسکے کالر کو مٹھی میں بھینچے شرٹ پر رونے کی وجہ سے بہتی ناک صاف کر رہی تھی۔

”سمجھی؟؟“ اسکا چہرا اوپر اٹھا کر اسنے غصے سے پوچھا۔

”جی۔۔۔“ اسنے زور و شور سے سر ہلایا۔

”شباباش۔۔۔ روتے نہیں بس۔“ فی الفور اسکے آنسو صاف کرتے اسنے آغوش میں بھر کر تھپتھپایا۔

”میں بے بی کی شادی کرواؤں گی۔۔

آپ مت آئیے گا۔ میں اسے گولی بھی نہیں ماروں گی۔

اسکے بچوں سے میں اور ہمارا بیٹا کھیلے گا۔

آپ ہمیشہ سے جلتے ہیں بے بی سے، مجھے مسنی بتا چکی ہے۔

آپ ہمارے بیٹے سے جلتے ہیں، میرے بے بی سے جلتے ہیں، حتیٰ کہ مسنی سے جلتے ہیں۔

مجھے سب وہ بتا کر گئی ہے۔ ”اسنے سوس سوس کرتے کہا۔۔ ایک طرح سے بات الگ تھی

حورالعین کے مطابق پر عالم کے سامنے وہی بے بی والی ہی سوئی اٹکی ہوئی تھی۔۔

اور یہاں آکر سعیر عالم کا ضبط آزمایا جاتا تھا۔



یہاں آکر وہ محسوس کرتا تھا بے بسی مجبوری کیا ہے۔

محبت کے سامنے بے بسی کس بلا کا نام ہے۔

وہ حیوان بھی بے بس ہو جاتا تھا جو دنیا کو انگلی پر نچاتا تھا خوف اپنے دبدبے سے۔۔

بڑے بڑے گینگسٹر، مافیا ڈان، سیریل کلاز اسکے نام سے خوف کے حصار میں قید ہوتے تھے

اور یہاں وہ خوف و وحشت پر بادشاہت کرنے والا بندہ خاموش بے بس پڑا اسے تک رہا

تھا۔

،تمہیں اس میسنی عورت نے میرے بارے میں کچھ نہیں بتایا؟ ”اسنے پوچھ کر لب بھینچے۔۔

کیا دن آگئے تھے۔۔

ایک بیسٹ اس میسنی عورت کی باتیں پوچھ رہا تھا۔

وہ کیسے بھول گیا کہ عام سی بات ہے اگر سعیر کی بیوی مسکان کے پاس ہو تو وہ کیسے نہیں اسے بگاڑے گی؟

کیوں نہیں بھڑکائے گی؟۔۔

کیا بتا کر گئی تھی اسکی بیوی کو کہ وہ جلتا ہے۔۔۔

سعیر عالم جلتا ہے۔۔۔؟؟؟

سوچ کر اسنے لب بھینچے۔

،بتایا نا کہ عالم بہت اچھا انسان ہے۔۔

وہ اپنی عین پر کبھی غصہ نہیں ہو سکتا۔

چاہے عین کچھ بھی کر لے وہ اپنی عین کو تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

اسے عین کی ضد پسند ہے پر وہ بتائے گا نہیں۔

اسے عین کا غصہ پسند ہے پر وہ بتائے گا نہیں۔

بلکہ میں مٹی میں کھیل سکتی ہوں، ہمارے گھر چل کر آپکے پھولوں سے کھیل سکتی ہوں، اور آپ بڑی سی پارٹی ارنج کروائیں گے تاکہ اس میں ہمارے بے بی کی شادی اور بیٹے کا تعارف ہو سب سے۔

آپ بہت اچھے ہیں عالم۔ ”وہ ایک دم رونے بھول کر خوشی سے چہکتی خاموش پڑے عالم کی گردن میں بازو ڈالے ماتھے پر بوسہ دیتی اسے جیسے بے بسی کی موت مارنے لگی۔۔۔  
پر وہ سدا کا مطلبی شخص۔

کیسے اپنے مطلب کو مار سکتا تھا۔

”میری شہزادی اس سب میں تمہیں ایک بات بتاؤں؟“ متبسم ہو کر اسکے پنکھڑیوں سے سرخ لبوں پر جسارت کرتے اسنے پاس کیا اسے۔

”جی۔۔۔“ وہ اسکی جسارت پر جھینپ گئی۔

”یہ سب کچھ جو تمہیں وہ میسنی عورت بتا کر گئی ہے وہ سب میرے مزاج کے خلاف ہیں۔۔۔

اسنے تمہیں حقیقت نہیں بتائی بلکہ حقیقت کے برعکس جھوٹ بتایا ہے تاکہ تم میری غیر  
حاضری میں بہل جاؤ۔

اور تم سدا کی معصوم میرا بچہ اس پر یقین کر لیا۔۔۔

پر کوئی بات نہیں تمہارا عالم آگیا ہے نہ۔

تمہارے دماغ کے ڈھیلے اسکرو سیٹ کر دے گا۔ ”اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے اسنے محبت و تحمل  
سے سمجھایا۔۔۔

حورالعین تو ابھی کچھ سمجھ بھی نہیں پارہی تھی ہونقوں کی طرح اسکے حصار میں پڑی  
تھی۔ ”مم۔۔ میں سمجھ۔۔۔

”تمہیں سمجھا کون رہا ہے۔۔۔“ اسنے قہقہہ لگاتے اسے خود میں بھینچا اور اسے اف کہنے کی  
مہلت دیئے بغیر اس پر اپنی تمام تر شدتوں کے ساتھ جھک گیا۔

”میں۔۔۔ سمجھ۔۔۔۔۔“ وہ غصے سے غرانے لگی تھی کہ ایک بار پھر وہ اس پر ہنستے اسکے غصے  
طیش تاؤ احتجاج کو خود میں سمیٹتا اسکی سانسوں کو قطرہ قطرہ پینے لگا۔

اسکی بے باکیوں، محبت نرمیوں، گستاخیوں پر وہ سارے جزبات ہار کر شرم سے اسکی بانہوں  
میں چھپ گئی۔۔۔

رات رفتہ رفتہ سرکتی گئی اور سسک کر انتظار کرتی حورالعین اپنے صبر کے انعام میں اپنی  
چاہتوں کے مضبوط حصار میں تھی جہاں اسکا شہزادہ اس پر محبت کی براش برساتا اسے خود  
میں سمٹ رہا تھا۔

اور وہ شرمائی لجائی سی اسکی تنگ گرفت میں اپنے پور پور پر اسکی شدت بھرا لمس جھیلی  
لبوں پر شرمگین مسکراہٹ سجائے ہوئی تھی۔

چہرے پر اپنے محبوب شوہر کو پا کر رنگ رقصاں تھے۔

دھڑکنوں اسکی گستاخیوں پر اتھل پتھل مچی تھی۔ سانسیں تو پہلے ہی اسکے حصار میں آتے  
بکھری تھیں۔

اسے آج ساری دنیا فضائیں گنگناتی محسوس ہو رہی تھیں۔

موسم سرد تھا جیسے باہر برف گر رہی ہو۔۔

اور وہ اپنے محبوب شوہر کے حصار میں انگڑائی لیتی اسکے کندھے پر سر رکھ کر ایک جہان و  
دنیا میں کھو گئی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں ایک دنیا آباد تھی۔۔

ایک خوبصورت فیری ٹیل کی دنیا جہاں، ایک فتح عالم شہزادے کے پاس اسکی پرنس بیٹا  
ساری وحشیتیں، تکلیفیں، دکھ جھیل کر اب ایک بڑے سے محل میں اپنی فیملی کے ساتھ  
بیٹھا تھا جہاں ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔

پھولوں پرندوں کے بچے بہتا شفاف پانی کا جھرنا، رنگ و رنگی تتلیوں کے رقص، فضا میں  
پھیلی پھولوں کی محسوس کن خوشبو۔۔۔

اور زمین پر ناچتا مدہوش مور۔۔۔

”عالم! کتنی خوبصورت ہے نا؟“ وہ خیالوں میں کھوئی ہوئی بولی۔۔۔



”تم سے کم۔۔۔“ ”نمار آلودہ نگاہوں سے اسکے سراپے کو دیکھتے وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔  
”عالم میں دنیا کے بارے میں ہوں۔“ ”وہ شرما کر لب دباتی اسکے بالوں کو پکڑ کر جھنجھورنے لگی۔

”میں بھی اسکے بارے میں کہہ رہا ہوں۔

تم سے کچھ حسین نہیں۔“ ”وہ کھلکھلا اٹھی۔

”میں بہت خوبصورت ہوں؟“ اسے سوال پوچھتے خود شرم آگئی۔

حالانکہ اسے اندازہ تھا کیونکہ وہ اسے کئی بار اسکے نقوش کے بارے میں بتا چکا تھا کہ وہ بہت حسین ہے۔

غیر معمولی حسین کی مالک ہے۔۔۔

پر وہ مطمئن نہیں ہوتی تھی اسے ڈر ہوتا تھا کہ کوئی اسکے عالم کو چھین ہی نالے۔

”تمہاری تعریف کیلئے آج تک دنیا میں الفاظ نہیں وہ بنے جن سے میں تمہیں بیان کر سکوں۔“ ”وہ اسکے تل پر لب رکھتا اسکی سانسیں خشک کر گیا۔

”میں بتاؤں اپنی تعریف؟“ ”بہت مشکل سے اسنے الفاظ منہ سے نکالے اور حلق تر کیا۔

”بتاؤ۔۔۔“ ”عالم نے جھک کر کان میں سرگوشی کی۔۔۔

”میں اتنی حسین ہوں کہ ایک شہزادہ جو ہر لڑکی کا خواب ہوتا ہے وہ میرا نصیب ہے۔“ ”وہ

کافی چاہت مان غرور سے بولی۔

عالم کو اسکی معصومیت پر بے انتہا پیار آیا۔۔۔

”اب غرور مت کیجئے گا ورنہ پھر سے ہنسنا بھول جائیں گے۔“ ناک بھنوں سکڑ کر وہ بولی۔

”کیا مجھ پر غرور نہیں اچھا لگے گا؟“ اسنے مسکراتے پوچھا۔  
”ہوں۔۔۔۔۔!! وہ سوچ میں چلی گئی۔۔۔

”ہاں آپ کو غرور کرنا چاہیے۔۔۔“ جواباً وہ گردن اکڑا کر بولی۔

”کیوں؟؟؟“ ”برجستہ استفسار کیا۔

کلاسیک اردو منیریل

”کیوں کہ تمہارے پاس بیوٹی ہے۔۔۔“ اسکی بات پر وہ متبسم ہوا۔۔۔ کیونکہ وہ بیوٹی تھی ہی اسکی تو اسے کیسے نہیں ملتی۔

”اور میں اسکا بیسٹ۔۔۔“ وہ کان میں پراسراریت کسے بولا۔

ناجانے کیوں وہ مسکرا رہی تھی کہ اسکی سرگوشی پر اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔

”بیسٹ تو حیوان ہوتا ہے نا عالم؟ پر آپ تو شہزادے ہیں۔۔۔؟“

”ہماری زندگی کے دو پہلو ہیں۔۔۔

ایک شہزادہ اور اسکی شہزادی کا۔

دوسرا بیسٹ اور اسکی بیوٹی کا۔۔۔

جس طرح شہزادہ ایک انسان ہوتا ہے ویسے ہی بیسٹ ایک حیوان ہوتا ہے۔۔۔

اور وہ دونوں عالم کہلاتے ہیں۔۔۔“ حورالعین اسکے جواب میں الجھ گئی۔۔۔

اور عالم صرف عین کا۔۔۔ ”وہ خود سے گویا ہوئی اور لب بھینچ کر رہ گئی کہ یہ ہے کیا۔

وہ شب بخیر کہتی کروٹ بدلنے لگی۔

“Why not!”

وہ ہنس کر اسے بازوؤں میں بھینچتا جھکنے لگا۔

حورالعین بوکھلا گئی۔

شہ

”اتنی جلدی؟؟“ اس کے کانوں میں سرگوشی کرتے وہ اسکی مزید کمزور التجائیں اپنی بانہوں میں ہی توڑ گیا۔

اور اسکے ہارے وجود کو سمیٹ کر اسکے نقوش پر شدت سے محبت برسانے لگا کہ پور پور

بھیگ گئی اسکی محبت میں۔

”پتا نہیں کیا پڑھاتے کیا بولتے ہیں عالم۔۔۔“ وہ خفگی سے اس کے مضبوط بازو پر ہاتھ مارتی

اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔

“ہاہاہاہا۔۔۔۔۔!! وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”آگے ایک داستان پڑی ہے پڑھنے کیلئے۔“

\*-----❤❤❤-----\*

”طبعیت ٹھیک ہے آپکی؟“ شدت گریہ سے اسکی سوجی آنکھیں دیکھ کر وہ بے چینی سے پہلو بدلتا استفسار کیے بنا نہیں رہ سکا۔

نوالہ منہ میں رکھتی سہمی نے خالی متورم آنکھیں اٹھائیں وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نظروں کے اس تصادم پر سہمی نے سر جھکا دیا۔ جبکہ وہ اسکا حال دیکھ کر مچل اٹھا تھا۔

”سمعیہ؟؟“ اسنے تڑپ کر پکارا۔

”میں ٹھیک ہوں عاری اپنا ناشتہ کرو لیٹ ہو رہے ہو۔“ سپاٹ لہجے میں کہتے وہ ناشتہ کرنے لگی۔ پر وہ کیسے کرتا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے اسے حوصلہ دے۔

”کیا اتنے انتظار کے بعد اب حوصلہ ہار رہی ہیں؟ اپنے صبر کا صلا یوں کھو دینا چاہتی ہیں؟“ وہ نوالہ پلیٹ میں رکھ کر دکھ سے بولا

سہمی جیسے تڑپ گئی۔

”خدا نا کرے عاری میرا حوصلہ ٹوٹے یا صبر ہاروں۔۔ یہ تو بس مجھے وہ یاد آگئے تو اشک خود رواں ہو گیا۔ ورنہ میرا خدا گواہ ہے نا میں حوصلہ ہاری ہوں نا ہی میں نے صبر کا دامن چھوڑا ہے۔ اگر صبر حوصلہ نا ہوتا تو اب تک تم اس مٹی کے ڈھیر کو یہاں نہیں خاک میں گھلتے دیکھتے۔“ نشو سے آنکھیں پونچھ کر اسنے بھیگی بھاری آواز میں کہا۔



عارب کا پور پور تڑپ میں بے چین ہو گیا۔

دل کیا اٹھ کر سینے سے لگاتے اسے حوصلہ دے پر کل رات جیسا حوصلہ پھر کہاں سے لائے۔

وہ تو پہلے ہی کافی شرمندہ تھا اسکے سامنے۔

”کچھ نہیں ہوا میں ٹھیک ہوں تم ناشتہ کرو اور جائو۔“ اسکی تکتی نظروں سے زچ ہو کر وہ بولی اور سر جھٹکتے ناشتہ کرنے لگی۔

عارب بھی لب بھینچتے زہر مار کر نوالہ نگلنے لگا۔

”کیا میری وجہ سے روئی ہیں۔۔۔؟“ وہ نادم سا سر جھکا گیا۔  
”تمہیں کہا ہے ناشتہ کرو خاموشی سے عاری۔“ اب وہ غصے سے بولی ناچار وہ خاموش ہو گیا۔  
البتہ اٹھتی بھٹکتی نظریں اس پر ہی تھی۔

خاموشی سے ناشتہ کر کے وہ اٹھا تو اسنے نیپکن سے ہاتھ صاف کر کے اسے کوٹ اور بریف کیس ہمیشہ کی طرح تھمایا جس پر اسنے مجبور کیا تھا یہ عادت ڈالنے کیلئے۔

اور یہ سب اسنے دوستی کی عار میں چھپ کر کیا کہ وہ اس عادت کے خود پر قابض ہوتے دیکھ کر بھی سنبھل نا سکی۔

”اچھا سنو نا!“ وہ بریفکیس تھام کر جانے لگی کہ عارب نے مچل کر کلائی پکڑی۔

”کیا ہے؟“ ناچاہتے رک کر سہمی نے تند و تیز لہجہ اپنایا۔

”سوری!“ عارب کی نادم سی آواز بمشکل اسکی سماعت تک پہنچی۔

”کیوں؟ تم نے تو جو کیا تھا وہ اپنا حق وصول رہے تھے پھر اب یہ شرمندگی کیوں؟“ اشتعال میں آکر اس نے تلخ ہو کر کہا اور جھٹکے سے اپنی کلائی آزاد کروائی۔

”آپکو کیوں لگا میں اپنا ذرا سا حق وصول کرنے پر سوری کر رہا ہوں؟“ واپس سے اسکی کالی چوڑیوں والی سپید کلائی کو جکڑتے کھینچا وہ اچانک اس افتاد پر لہراتی اسکے سینے پر آئی۔ عارب نے وہی بازو اپنا اسکی کمر پر باندھ دیا۔

اس کے اچانک حملے پر وہ ساکت جامد سی اسکی شہد آنکھوں میں دیکھتی ہر اسماں تھی۔

”سوری اسلیے جانم کہ اگر یہ آنسو میرے کسی عمل پر آئے ہیں تو پھر سے سوری۔ پر یہ مت سوچنا میں نے کل رات کچھ غلط کیا یا میں اس پر نادم ہوں۔ یہ بھی مت سوچنا کہ میں آپکو چھوڑ دوں گا یا دستبردار ہو جاؤں گا۔“ وہ اٹل ٹھوس لہجے میں کہتا اپنی گہری بولتی آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

”تم۔۔۔۔“ سہمی کو سمجھ نہیں آیا اسے کیا برا بھلا کہے وہ سختی سے لب بھیج کر مزاحمت پر اتری کہ اسے ضد کرتے پشت پر موجود اپنے ہاتھ پر دباؤ دیا کہ وہ اسکے سینے سے لگی۔

جہاں سہمی سرخ لال ہو گئی وہیں اسکے لبوں پر شوخ و شریر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔

دونوں کے چہرے میں ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ وہ اسکی پرفیوم کی خوشبو سانسوں کی تپش سے جھیل رہی تھی۔

وہ بغور اسکے نقوش دیکھتا بے خود ہو کر اچانک جھکا اور اسکے گال پر خوبصورتی سے اپنی محبت کی مہر ثبت کر کے اسے ساکت کر دیا۔

اپنے گال پر اچانک دھکتے لبوں کا لمس اسکے وجود میں ہلچل مچا گیا، جبکہ دل کی حالت بری تھی جیسے ابھی پسلیاں توڑ دے گی۔

”بہت محبت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔“ سرگوشی میں دل کی گہرائیوں سے یہ جملہ ادا کرتا اسے اپنے شکنجے سے آزاد کر کے بریفکیس اٹھا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

آج اسکی اہم میٹنگ تھی۔۔۔ اسے اس حال میں چھوڑ کر جاتا تو نہیں پر جانتا تھا اگر وہ رہتا تو وہ اور پریشان ڈسٹرب ہوتی۔

اسلیے ہی وہ گیا دوسرا یہ میٹنگ اٹینڈ کرنا کافی ضروری تھی۔

”میم“! دفعتاً مؤدب آواز پر اسکا سحر جیسے ٹوٹا اور وہ ہوش میں آئی تو سامنے ملازمہ کو کھڑا پایا۔

جبکہ پورٹیکو سے گاڑی کی آواز آرہی تھی۔۔

”تم ٹیبل صاف کرو میں کچن میں ہوں۔“ اسے ہدایت دے کر وہ کھوئی ہوئی اسکے لمس میں خود سے الجھتی ایک نئی کشمکش میں تھی۔۔

”کیا یہ شخص یہ جان کر مجھے قبول کر لے گا کہ میں نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے ساتھ آدھی سے زیادہ زندگی ایک دیو نما وحشی درندے کی رکھیل رہ کر گزاری ہے۔

جس کی بربریت سفاکیت کو جھیلنے نا صرف یہ وجود ناکارہ کچل مسل گیا تھا بلکہ دماغ بھی اس بے رحمی درندگی سے اپنا توازن کھو بیٹھا۔۔۔۔“

”اسنے کیا دیکھ لیا ہے اب مجھ میں؟؟ کچھ بھی تو نہیں بچا مجھ پھر کیوں یہ خسارے کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔۔ اپنے ارمان اپنی آرزو جو ہر نوجوان لڑکے کی ہوتی ہیں خواہشات اپنی شریک حیات کیلئے وہ سب کیوں مسل رہا ہے۔۔۔

کیوں اس پاش پاش ہوئے وجود کو حاصل کرنا چاہتا ہے جسے پا کر اسے کچھ وصول نہیں ہوگا دوپل کا سکون بھی نہیں پھر بھی وہ پاگل۔۔۔۔۔ ”افیت ناک سوچوں میں وہ کچن کی صفائی کر رہی تھی صرف خود کو مصروف رکھنے کیلئے پر سوچیں جان سے چمٹی ہوئی تھیں۔ لاکھ چاہنے کے باوجود پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔

”میم آپ سے سر عارب بہت محبت کرتے ہیں نا ”!اسکی پشت سے ملازمہ کی آواز آئی سی چونک گئی۔۔

اب ملازمین بھی اسکی سفارش پر اتر آئے تھے۔۔۔۔۔ سی کا چہرہ متغیر ہو گیا۔۔۔ وہ ملازمین کو جھڑک نہیں سکی وہ عادتاً ہی ایسے کم گو نرم طبیعت تھی۔۔

اسے ڈر ہوتا تھا اسکے کسی فعل سے کسی کا دل ناکھے۔۔ اور اسکی اسی عادت سے شاید ہی وہ لڑکا ہاتھ دھو کر پیچھا آسب کی طرح چمٹ گیا تھا کہ اپنی عمر اپنی خواہشات کو گلا گھونٹنے پر آگیا تھا۔۔۔

وہ حقیقتاً پریشان تھی کہ عالم اسے کس طرح سمجھائے گا۔۔۔

اسے اب رہ رہ کر احساس ہو رہا تھا کہ کیا وہ اسے مارے گا۔۔ یہ سوچ ہی بے چین کر رکھتی کہ وہ اس نادان کو مارے گا۔۔ جسنے نادانی میں یہ خطا کی تھی۔



یا اصل وجہ سے وہ منہ موڑ رہی تھی۔۔۔ حقیقت یہی تھی وہ جانتی تھی اسنے نادانی میں نہیں محبت میں یہ قدم اٹھایا ہے پر جان کر انجان بننا اسے خوب آتا تھا۔۔۔

اپنی ہی سوچوں میں گم وہ ہلکی پھلکی صفائی میں مدد دیکر بددلی سے یہاں وہاں لائونج میں ٹہلتی آخر کار تھک کر بیک سائیڈ گارڈن میں آگئی جہاں ہلکی ہواؤں کی لہروں پر سرخ گلاب جھوم رہے تھے۔۔

فضا میں ایک فسوں خیز سحر تھا انکا۔۔ حواسوں پر چھا جانی والی مہک تھی۔۔ وہ مسکرائی ریلیکس دماغ سے ٹی ہائوس میں رکھے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔۔ کچھ ہی دیر میں اسکے پیچھے پی بھاگ کر آیا تو سہمی نے اسے اٹھا کر ٹیبل بٹھا لیا۔۔ اپنی مالکن کی طرح اسے بھی مٹی میں کھیلنا کافی پسند تھا۔۔ اور اسے یاد کر کے رونا بھی۔۔ اکثر سہمی نے اسے خاموش عین کے روم کے باہر دروازے پر بیٹھا روتا ہوا پایا تھا۔۔ اسے لگتا تھا اس بند دروازے کے پیچھے اس دیو نے اسکی پری کو قید کیا ہے پر حقیقت سے وہ معصوم نا واقف تھا کہ اصل میں اس دیو نے اسکی پری کو حیوانوں سے بچایا ہے۔۔ پر وہ جانور کہاں سمجھتا تھا بس اسکو آس پاس نا پا کر روتا رہتا تو کبھی اسکی یاد میں جھولے پر تو کبھی مٹی میں کھیلتا رہتا ۔

پر اس ایک سال میں وہ ایک دن بھی اسے نہیں بھولا تھا بلکہ ہر وجود کے ساتھ اس جانور کو بھی شدت سے اس دن کا انتظار تھا جس دن وہ اپنی پری کی نرم بازوؤں کے حصار میں جا کر سکون حاصل کرے گا۔۔ اور اس سے بے تحاشہ محبت وصولے گا۔۔

ملازمہ کچھ دیر میں ٹی بنا کر چھوٹی ٹرے میں اسکے سامنے ٹیبل پر رکھ گئی اور پی پی کو بھی اسکا کھانا دیا۔۔۔

اسکے جانے کے بعد سسی ٹی ہائوس میں بیٹھی کپ پکڑے وہاں کے کونے کونے کی خوبصورتی کو دیکھ رہی تھی۔۔

پودوں کے بیچ دائرے میں مور کے بڑے اسٹیچو تھے جن کی چونچ اوپر اٹھی ہوئی تھی اور اس سے پانی کے پھوارے نکل رہے تھے۔۔

آس پاس سرخ لہراتے گلاب سائیڈوں پر دوسرے رنگوں کے پھولوں کی قطاریں ایسا دلکش محسوس کن منظر تھا کہ وہ چاہ کر اسکے سحر سے آزاد نا ہو پائی۔

یہ اسکے لیے تھا جو اسے بھی پسند تھا بلکہ اسکی شہزادی شہزادے کو بھی۔

لان میں اس سے مختلف شیر کا اسٹیچو تھا جبکہ ایک ٹی ہائوس وہاں بھی تھا۔

یہ گھر کسی شہزادی کے خواب محل سے کم نہیں تھا۔

وہ خیالوں میں کھوئی وہاں سعیر کے چھوٹے سے بیٹے کو بھاگتے کھلکھلاتے ہوئے دیکھتی رہی۔۔

خاموش گھر میں اسے اسکی قلقاریاں عروج پر ہوتی محسوس ہوئی، اداس چہرے پر رونق اور لبوں پر گہری آسودہ مسکراہٹ اپنے رقص دیکھانے لگی۔

وہ مکمل فیملی کیلئے ترسی ہوئی بہن خیالوں کے جہان میں ڈائینگ ٹیبل پر پوری فیملی کے ساتھ بیٹھی مسکرا رہی تھی۔۔

”ان شاء اللہ۔۔۔“ ایک گہرا سانس بھرتے اسکے لبوں سے آسودگی سے نکلا۔۔۔

اسکا بھائی جنگِ انصاف لڑنے حیوانوں کو مٹانے گیا تھا۔ اور وہ جانتی تھی اسے بہت صبر کرنا ہوگا اسکے لوٹ آنے کیلئے۔ وہ ایک مضبوط ماں شیر دل بھائی کی بہن تھی جسکے حوصلے اس قدر بلند اور رب پر یقین کامل تھا کہ اسے جہنم سے بھی زندہ سلامت لایا گیا۔

اور وہ اب جانتی تھی اب امتحان اسکے بھائی کا ہے وہ انہیں درندوں کو ختم کر کے فاتح ہو کر لوٹے گا۔

جہاں ایک یہ خوشی تھی وہیں اب عارب کے حال کا سوچتے دل میں انجانی سے کھسک تھی۔۔۔

جس سے انجان بن کر بھی اب انجان نہیں ہو پارہی تھی۔۔۔

دشمن  
موش علی  
\*-----❤❤-----\*

دن کی روشنی ہر سوں پھیلی ہوئی تھی۔

سورج کی کرنیں کب سے پردوں سے الجھ کر لڑتی اس سوئی ہوئی شہزادی کے چہرے کو چھو کر سیراب ہونا چاہتی تھی۔۔۔

جسکے لبوں کی آج مسکراہٹ ایک انوکھی ہی داستان بیان کر رہی تھی۔۔۔

ہمیشہ کی طرح چہرہ آنسوؤں کے نشانوں سے پاک تھا بلکہ آج اسکے نقوش میں سرخی گھلی ہوئی تھی۔۔

جیسے اسے پور پور کو سراہیا گیا ہو، جیسے اس پر اسکے بادشاہ کی محبت نچھاور کی گئی ہو جسکے سحر میں وہ ابھی تک جکڑی بیٹھی نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔

دفعۃً اسکے دماغ میں رات کا بیتا ایک لمحہ لہرایا۔۔۔

اسکی دھڑکنیں اتھل پھل ہو گئیں۔۔

جیسے وہ ابھی اس کے تنگ حصار ہو۔۔۔

پر اسے محسوس ہوا وہ اسکے سحر میں ہے، ناکہ اسکے حصار میں۔۔۔

من میں بیٹھی محبت کی تتلیاں رقص میں مدہوش اسکے خیالوں پر کھلکھلا اٹھیں۔

کہ انکی شرارتوں پر منہ بسورتی عین پھر ہنس کر لب دانتوں میں دباتی چہرا شرم سے تکیے میں چھپا گئی۔۔

کانوں میں رس گھولتی اسکی بھاری گھمبیر سرگوشیاں ابھی تک سنائی دے رہی تھی کہ اس سے سانس لینا محال ہو گیا۔

”آپ بہت برے ہیں اپنے طلسم سے میری سانسیں خشک کر دیتے ہیں۔۔

دل تو جیسے ابھی باہر آجائے گا۔

جیسے آپ مجھے کھا جائیں گے۔۔۔ ”وہ اپنی سوچ پر ہنسی اور انگلی دانتوں میں دبا کر تکیے کو بانہوں میں بھینچا۔۔



”صبح بخیر جانِ عالم۔۔“ اس کے کان میں کچھ دیر پہلے کی سرگوشی اور چہرے پر پانی کی چھینٹیں محسوس ہوئی وہ بوکھلا گئی۔۔

تبھی یاد آیا کہ وہ تو صبح تھا۔

اس سے سونے کی ضد کر کے سو گئی تھی۔۔

تکیے کو اٹھا کر اس نے اس میں گہرا سانس خارج کیا۔۔

”نشے کا سنا ہے پر دیکھا نہیں کیسا ہوتا ہے کیا ہوتا ہے۔۔۔“

پر آپکی خوشبو کا مجھے نشہ ہے جسے میں جان بھی گئی ہوں پہچان بھی۔۔۔“ اس نے منہ اس میں دبا کر سانس کھینچا حالانکہ اسکی سانسوں میں اسکی سانسوں کی مہک شامل تھی جو اسے اپنے اندر محسوس ہو رہی تھی۔۔

”میرا دل کر رہا ہے ڈانس کروں۔۔ جھوموں سارے جہاں کو بتائوں کہ میرا عالم آگیا ہے۔۔۔“ اسکا من مچلنے لگا جھومنے گانے کیلئے۔۔

پر شرم آڑے آرہی تھی۔۔

وہ کسمائی اور انگڑائی لیکر کروٹ بدلی۔۔

”یہ میرا خواب تو نہیں؟“ دفعتاً ایک خوفناک خیال دماغ میں آیا کہ اسکی ساری حسیں سن کر گیا کہ پھکی پڑتی مسکان کے ساتھ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سر کو تھاما اور گھومتے دماغ کے ساتھ اٹھ بیٹھی۔۔

”یہ سچ نہیں اسنے ساری رات مجھے محبت دی۔۔۔“ بمشکل مسکرائی حالانکہ سرسراہٹ سی  
گو نجاتی دماغ میں سارا سر بھاری کر گئی صرف ایک نیگیٹو سوچ سے۔۔۔

”عالم۔۔۔“! بہت مشکل حوصلے سے لبوں پر مسکراہٹ سجاتے اسنے پکارا۔۔

روم سے گو نجاتی آواز دیواروں سے ٹکرا کر اسکے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برس پڑیں۔۔

”عالم۔۔۔۔۔“!!! ابکی بار وہ زور سے پکارنے لگی۔۔

اسے ایسا لگا جیسے کانوں سے خون نکل رہا ہے۔۔۔

خوف سے دل دھڑک اٹھا کہ سانسیں جیسے الجھنے لگی۔۔

جسکے آغوش میں رات محبت پا کر سوئی تھی اسے اب غائب پا کر اسکی سانسیں ہی تو رک  
رہیں تھی۔۔۔

”یا اللہ یہ خواب نا ہو۔۔۔ میرا عالم میرے پاس ہو۔۔۔ ورنہ میں۔۔۔ میں آج زندہ نہیں  
رہوں گی۔۔۔

عالم آپ یہیں ہیں نا۔۔۔“ بھرائی آواز میں کہتی اسنے پاؤں بیڈ کے نیچے رکھے تبھی کھنک  
سی ہوئی پاؤں میں پر اسکا دھیان وہاں کہاں تھا۔۔

پازیب لہرا کر سفید پاؤں میں گری۔۔۔

پر وہ تو خوف و وحشت میں بدحواس تھی۔۔

دماغ خوف کی حراست میں اسکا ساتھ کہاں دے رہا تھا۔

کہ جان سکے اسکا عالم سچ میں اسکے پاس ہے ورنہ آج اسکی دھڑکنیں بند ہو جائیں گی۔۔

”فتنہ۔۔؟؟“ وہ روتی ہوئی بے بی کاٹ کے پاس آکر وہاں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔  
 پر اسے خالی پا کر اسکی سانسیں تھم گئی کہ کیا اسے فیری سنبھال رہی ہے؟  
 یاد کر کے وہ سسک اٹھی۔۔۔  
 ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔

”وہ خواب نہیں میری زندگی کی خوشیاں ہیں۔۔۔  
یہ میری صبح کا ایک وہم ہے کہ میرے پاس عالم نہیں۔۔۔  
میرا عالم میرے سانس ہے اسکی خوشبو مجھے محسوس ہو رہی ہے وہ یہیں ہے۔۔۔  
مجھے جینا دیا جائے مجھے سانسیں لینی دی جائیں۔۔۔“ وہ لڑکھڑاتی روتی دیوار کا سہارا لیکر روم  
سے باہر نکلی۔۔۔  
”ع۔۔۔ع۔۔۔ع۔۔۔“!! گھر میں سنٹا پا کر اسکی سانسیں الجھ گئی وہ لہرا کر گرنے لگی تھی پر  
بروقت خود کو سنبھال لیا۔۔۔  
”عالم آپ یہیں ہیں نا؟“

مسس۔۔مسکان۔۔مم۔۔مسنی یہ میرا خواب نہیں سچ میں خواب نہیں۔۔۔۔

فیری۔۔فیری تم نے میرے بیٹے کو نہیں سنبھالا نا؟ مم۔۔مجھے معلوم ہے تم اپنے بابا کے ساتھ چلی گئی ہو۔۔”وہ روتی خود سے سرگوشیاں کرتی لائونج میں قدم رکھتی سن ہوئی جب فضا میں مانوس سی قلقلیاں گونجی۔۔۔۔

“فف۔۔فتنہ۔۔؟؟”

“عالم۔۔۔۔۔”!! اس بار اسکی آواز سرگوشی سے کچھ بلند تھی کہ پیش اپ کرتے سیر عالم کی نظریں لمحے کی توفیق کیے بغیر اسکی سمیت اٹھیں۔۔۔

سیاہ کمر پر لہراتے ریشم سے بال، آنکھوں پر بندھی سفید رنگ پٹی اسکی دودھ سی رنگت سے میچ کرتی، اسکے روئے سرخ نقوش کو نمایا کر رہی تھی۔۔

اسکی رت جگے سے خمار آلودہ سرخ بھوری نظریں اسکے نقوش سے الجھتی پھڑپھڑائے گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لبوں پر آرکیں۔۔۔

جو من ہی من میں کچھ بڑبڑاتے اسکی نظروں میں شدت پیدا کر رہے تھے۔۔۔

اسکی بھوری تپش دیتی نظریں سرک کر اسکی صراحی دار گردن پر آئیں۔۔۔  
سفید دودھ سی بے داغ شفاف گردن کی رگیں نمایا کر رہیں تھیں۔۔۔

وہاں سے سرک کر اسکی نظریں اسکے سراپے پر آئیں۔۔۔

گھٹنوں کو چھوتی سفید سیر عالم کی شرٹ میں اپنے وجود پر زیب تن کیے، اپنے حلیے سے انجان وہ خوفزدہ تھی۔۔۔

اسکی پنڈلیوں سے نظریں سرکتی اسکے پاؤں میں پہنی پازیب پر آرکی۔۔۔

“عالم یہ آواز کیوں نہیں کر رہی؟” اسکے کانوں میں آواز گونجی۔۔۔

آواز کیسے کرتی جبکہ اسکا عالم چاہتا ہی نہیں تھا کہ اسکے پاؤں میں وہ پازیب آواز کرے اور کسی کی نظر اسکے پاؤں یا اسکی طرف اٹھے۔۔۔



گلابی نرم سے پائوں پھولوں کے راستے پر رکھنے کیلئے تھے، پر وہ ننگے پائوں ٹھنڈے فرش پر کھڑی تھی۔۔

اسکی آستیں جو رات اسنے کمنیوں تک فولڈ کی تھیں ویسے ہی تھی۔۔  
وہ کوئی برف کی شہزادی معلوم ہو رہی تھی۔۔

یا کسی اور جہاں کی حور جو بھٹک کر اس بیسٹ کے پاس آگئی تھی۔۔

جیسے کسی دیو کی کہانی۔۔۔

اسکے قید میں ایک پری۔۔

وہ جو صبح اٹھ کر اسے جگانا چاہتا تھا پر اسکا سونے پر اسرار دیکھ کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا اپنے بیٹے کو لیکر لائون میں آگیا۔۔

اور اسے فیڈر بنا کر فیڈ کرواتے اب اسے اپنی پشت پر کوٹ سے باندھ کر خود پیش اپ کر رہا تھا دفعتاً سسکی کی آواز کے ساتھ اسکی آہٹ پر خاموش ہو گیا ساتھ فتنہ بھی عالم کے ساکت ہونے پر خود بھی خاموش ہو گیا۔۔۔

”عالم۔۔۔“ اسکی بھرائی آواز میں سرگوشی ہوئی۔۔

”فتنہ۔۔۔“ وہ پھر بولی۔۔۔

جس پر اس چھوٹے سے بچے نے کھلکھلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور عین چونک گئی۔۔

”فتنہ۔۔۔“ میرا جانو بیٹا آپکے پایا ہیں یہاں؟؟“ اسنے ناک ہاتھ کی پشت پر رگڑتے پوچھا۔

پر جواب ندارد۔۔۔۔

مبہم مسکراہٹ کے ساتھ سیر اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔

بلیک پینٹ پر بغیر شرٹ کے چوڑے توانا وجود کی پشت پر کوٹ سے بندھا سقر کھڑا ہو جانے پر کھلکھلا اٹھا۔۔

وہ کب سے مزے لوٹ رہا تھا اپنے باپ کی محبت کے۔۔

کیونکہ اسکی ماما سو رہی تھی اور وہ اپنی ماں کی نیند خراب کرنے کا قائل نہیں تھا۔

اب اسے اچھا بننا تھا اپنی ماں کی نظروں میں۔۔

وجہ مقابل دشمن جو آگیا تھا۔

وہ پشت پر لٹکا بندھا ہوا تھا پر اسکے باوجود وہ قلعاریاں مارتا کھلکھلا رہا تھا جو کہ عالم کیلئے ضبط آزمانہ خطرناک تھا کہ وہ رو کر برا نہیں بن رہا کیوں؟

حالانکہ سب بچے روتے ہیں اور یہ کھلکھلا رہا ہے۔۔

اسنے ڈرانے کیلئے اسے اوپر نیچے کیا بلکہ پھینکا جیسے۔۔

پشت پر باندھا، پر وہ جیسے قہقہے لگا رہا تھا اسکی حرکتوں پر لطف اندوز ہوتا۔

”فیری کیا تم ہو؟؟“

”کوئی بول کیوں نہیں رہا؟؟“ اپنے ماتھے کو مسلتی درد کی شدت سے وہ چیخ اٹھی۔۔

تبھی اچانک پیچھے سے ایک مضبوط ہاتھ اسکی کمر میں سرکتا آگے آیا اور جھٹکے سے کھینچ کر

اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔

“صبح بخیر زندگی۔۔ ”گھمبیر بھاری آواز میں سرگوشی کرتے اسے اپنے ہونے کا احساس دلایا۔۔

اور کندھے سے بال سمیٹ کر اسکی گردن کی شہ رگ پر اپنے دھکتے لب رکھ دیئے کہ  
حورالعین کی سانسیں اس اچانک حملے سے رک گئی۔۔۔۔۔  
”عالم۔۔۔“ ایک گہرا سانس بھرتی وہ سسک اٹھی۔۔۔

”م۔ میں سمجھی آپ۔۔۔۔خ۔خوا۔۔۔“مزید اس سے بولا نہیں گیا۔۔۔

اور جھٹکے سے گھوم کر اسے حصار میں لینے کیلئے بانہیں پھیلاتی سینے میں چھپ گئی۔۔۔

”میں تمہیں حقیقت میں لا سکتا ہوں۔۔۔

تمہارے بکھرے ہوش بھی ٹھکانے لگا سکتا ہوں۔۔۔”

”چونا لگا رہا ہے فراڈی انسان میری معصوم ماں کو۔۔۔“ اسکی سرگوشی سن کر فتنہ مچل اٹھا۔۔۔

اور عالم فوراً اس کے احتجاج سمجھتا مسکرایا۔

“م۔۔۔۔۔ ”ایک غصے بھری معصوم چیخِ سعیر کے پیٹھ سے بلند ہوئی جبکہ فتنہ بپھرا ہوا

تھا کہ ابھی ہاتھ پاؤں کھلیں تو وہ اس انسان کی گردن کاٹ دے۔۔

“یور ٹائم از اوور فتنہ”! مسکرا کر کہتے اسنے کچھ دیر پہلے فیڈر کی نپل نکال کر جو جیب میں رکھی تھی احتیاطاً۔۔۔۔

اسکے ساتھ ٹیپ کو نکالا۔۔

اور اسکے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی اسنے اسکے رونے کیلئے کھلتے منہ میں نپل ڈال کر اوپر ٹیپ لگا دیا۔۔۔

اور پشت گھما کر سامنے دیوار میں سجاوٹ کے لیے لگے شیشے میں دیکھا جہاں اسکی پھیلی بھوری آنکھیں اور منہ میں پڑا فیڈر جس پر لگا ٹیپ۔۔۔

غصے سے اسکی آنکھیں شیشے میں گئی جیسے ابھی سعیر کو مار دیگا۔۔۔

اور اسکے دیکھنے پر ہی سعیر نے فلائنگ کس بھیجی، اگر اسکا منہ کھلا ہوتا تو ضرور اس کس پر الٹی کر دیتا۔۔۔

پر یہ کیسا ظلم تھا رات کو محبت لٹابے والا شخص اس پہر منہ بند کیے باندھا ہوا تھا۔۔۔ کوئی گھر میں نہیں تھا وہ دونوں چڑیلیں نظر نہیں آرہیں تھی جو شاید اسکی ماں کو بچا سکیں۔۔۔

ظلم کی انتہا تھی وہ صرف اپنے چھوٹے چھوٹے پاؤں ہی اسکی پیٹھ پر مار سکتا تھا باقی تو پورا کوٹ سے باندھا ہوا تھا۔۔۔

سعیر کا عجیب سا نقشہ پیش آرہا تھا اگر اس وقت کوئی دیکھ لیتا تو بیہوش ہو کر ضرور گرتا باپ کے اس روپ پر۔۔۔

اگر عین ہی دیکھ لیتی اپنے بیٹے کے ساتھ عالم کا یہ حشر تو ضرور بچاری کا دل بند ہوتا۔۔۔ پر وہ سدا کا مطلبی شخص اپنی محبت کو سامنے پاتے ہی سب کچھ بھلا گیا کہ اسکی پشت پر کوئی روئی کا گڈا باندھا ہوا ہے۔۔۔



”فتنہ۔۔۔مم۔۔میرا بیٹا کہاں ہے عالم۔۔“رونے کی وجہ سے اسکی آواز اٹک رہی تھی  
پر بیٹے کے رونے کی ذرا سی آواز پر مچل اٹھی۔۔

”وہ سو رہا ہے سامنے صوفے پر۔۔تم اپنا بتاؤ کیوں بار بار رو کر تکلیف دیتی ہو؟؟“اسکے  
بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اسنے جھٹکے سے گردن کو پیچھے کیا اور چہرے پر جانچتے کچھ  
ناپسندگی سے اسکے آنسوؤں دیکھے۔۔۔۔

”اب نن۔۔نہیں روئوں گی۔۔“وہ خوفزدہ سی بمشکل بول پائی۔۔  
اور اپنے بیٹے کے سونے کا سنتے خوش ہوئی پر یہ بھی حیرت کی بات تھی وہ رات سے نہیں  
رویا تھا۔۔

اسکی روٹیں کیوں چینج ہوگئی تھیں حالاں کہ اسے صبح اسکا بیٹا جگاتا تھا۔۔  
”مم۔۔مجھے فف۔۔فتنے کو فف۔۔فیڈ کروانا ہے۔۔“اسکے حصار میں کسمسا کر اسنے کہا۔۔  
”وہ کھا چکا ہے جو اسے کھانا تھا۔۔

تم فریش بھی نہیں ہوئی؟“اسکا جواب دیتے بات فوراً سے گھمائی اسکے سراپے کو دیکھتے۔۔  
حورالعین شرمندگی سے لب دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔۔

”جواب دو۔۔۔“!!وہ غصے سے بولا۔۔

”میں ڈر گئی تھی۔۔عالم۔۔مجھے لگا سب خواب ہے۔۔

لگا کہ اتنی مکمل خوشی کیسے مل سکتی ہے۔۔

اسیے ڈر گئی کہ خواب نا ہو میرا۔۔۔۔ ”رونے کی تیاری کرتی اسکی بانہوں میں چھپتی بولی۔۔۔۔

مجبوراً اسے ہی نرم ہونا پڑا اور اسکی کمر میں پڑے بازو کو کھینچتے اسے کچھ اوپر کر لیا۔۔۔۔ جبکہ پیچھے غصے سے سرخ بھوری آنکھوں والا انکا بیٹا اسکی پشت پر بندھا اسکی کھسر پھسر اپنی ماں سے سنتا غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔۔ پر کچھ کہنے چیخنے سے قاصر تھا۔

اسکا دل کیا ابھی چھلانگ لگا کر اسکی پشت سے اترے اور اسکی ٹانگوں بازوؤں پائوں میں کاٹے ہوئے اسے زخمی کر کے گھر سے باہر پھینکے تاکہ اسکی ماں سے یہ منحوس سایہ ٹل جائے اور وہ اپنی ماں کے ساتھ خوشحال زندگی گزارے۔۔۔۔

ایسا دشمن قہری تھا اس معصوم بچے کو ایک بار بھی اپنی ماں سے ملنے کی اجازت نہیں دے رہا تھا جب سے آیا تھا۔۔۔۔

اور اب ظلم کہ اسکے منہ میں نیل ڈال کر اسے اوقات دکھاتا اوپر ٹیپ لگادی کہ وہ منہ سے نکال نا پائے۔۔۔۔

”یہ کیسا باپ تھا؟؟“

”کیا باپ ایسے ہوتے ہیں؟“

”ایک معصوم سے وجود پر ظلم کی انتہا تھی اور اسکے خلاف آواز اٹھانے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ جرم کا بادشاہ تو پہلے ہی یہاں موجود تھا اب انصاف کون دلائے۔۔۔۔“ اسکی بے بسی دیکھو وہ کچھ نہیں کر پارہا تھا۔۔۔۔

اسکے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔

”تمہارے پاس تمہارا عالم ہے تو ایسی ہی مکمل خوشیاں ہوں گی۔۔“ وہ اسے اٹھائے روم کی طرف بڑھا۔۔

اس ڈائلاگ پر وہ احتجاج کرنا چاہتا تھا کہ یہ کیسی مکمل خوشی تھی اسکی بھولی ماں کو اسکے بیٹے سے دور رکھا ہوا تھا۔۔۔

یہ خوشیاں تو مکمل نہیں ہوئی۔۔۔

وہاں تو صرف خود ہے اسکے پاس کیسے مکمل خوشی ہوئی؟

”باہر آنے سے پہلے کپڑے ہی چینج کر لیتی تو آج آرام سے فریش ہونے چلی جاتی۔۔۔“ اسکے کان میں سرگوشی کرتے وہ اسکے بالوں کی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتا روم کی طرف بڑھا۔۔۔

اور وہیں حورالعین جو اپنے ارد گرد سکون پا کر اپنے حواسوں کے بحال ہونے پر ششدر تھی ”کیا عالم اسکے لیے جینے کی دوا بن چکا ہے؟ کیا وہ اسکے لیے آکسیجن بن چکا ہے کہ اسکے پاس نا ہونے کے وہم سے اسکی زندگی موت کی طرف بڑھتی سانسیں تھم جاتی ہیں۔“

”کیا کسی کا عادی ہونا ایسے ہوتا ہے۔۔۔؟“

جیسا وہ محسوس کرتی ہے کہ جیسے وہ پاس نا ہو تو موت کی دہلیز تک پہنچ جاتی ہے۔۔“  
دفعۃً کان میں مدھم سی سرگوشی کو سمجھتی کان کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔

”عالم۔۔۔“ وہ احتجاج کیلئے چیخی پر تب تک وہ اسے بیڈ پر نرمی سے ڈال کر اسکے آنسوؤں اپنے لبوں سے چنے لگا۔۔۔

اور پیٹھ پر وہ بندھا الٹا چلتا اب یوں چھت کو دیکھتے اس معصوم سے بچے کا سر گھوم گیا کہ اسکے ساتھ ہو کیا رہا ہے یہ آدمی کبھی اٹھک بیٹھک تو کبھی الٹا چلتا، اب یوں جھک گیا۔۔۔ کاش وہ گن اسکے ابھی پاس ہوتی۔۔۔

پر اسکے ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے۔۔۔۔

”آخر اسکی ماں کیوں نہیں سمجھتی اس فراڈی کو جسے وہ آتے ہی سمجھ گیا تھا۔ اس انسان کے ساتھ اسکی ماں سالوں گزرنے کے بعد بھی اس کا مکروہ چہرہ نہیں پہچان سکی آخر کیوں؟؟؟

یہ کیسا ظلم ہو رہا ہے ایک بچے کے ساتھ؟ کوئی آواز کیوں نہیں اٹھاتا اس تشدد کے خلاف؟ بچوں کو ہراساں کیا جا رہا تھا دن دھاڑے۔۔۔

یہ کیسے باپ دنیا میں آرہے ہیں کوئی اس سسٹم کو بند کیوں نہیں کرتا۔؟“ اسکا دل کیا اپنے باپ کا نام لیکر دھاڑے۔۔۔۔

پر سدا کا افسوس وہ ابھی۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ بندھے ہوئے تھے منہ پر ٹیپ لگائی گئی تھی۔۔۔

کوئی انصاف کیلئے آواز نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔

کوئی اسکے حق میں نہیں تھا۔۔۔



اور اسے پورا یقین تھا اس نفسیاتی انسان نے ضرور ان دونوں چڑیلوں کو بھی گھر سے نکال دیا ہوگا۔۔۔

اسے افسوس ہونے لگا مسنی اور فیری پر۔۔۔

”عالم ہمارا بیٹا باہر اکیلا ہے صوفے سے گر جائے گا چھوڑیں۔۔۔“ وہ اسکے سینے پر شرٹ نا پاکر جھجھکتی اسکے لمس پر سمٹی گویا ہوئی۔۔۔

”شش۔۔۔ میں نے اسے سنبھالنے کا پورا انتظام کیا ہے۔۔۔

وہ سکون کے مزے لوٹ رہا ہے تم خاموش رہو۔۔۔“ اسکے لبوں پر انگلی رکھتے وہ گردن پر جھک گیا۔۔۔

وہ اسکی بڑھتی جسارتوں گستاخیوں پر بوکھلا کر پیچھے کھسک گئی۔۔۔

”کیا ہوا۔۔۔؟؟“ مسکراہٹ دباتے عالم نے اسکے ہاتھ کو پکڑا۔۔۔

جسکی کی دھڑکنیں اتھل پتھل تھی۔۔۔

وہ جیسے کانپ رہی تھی۔۔۔

”آ۔۔۔آ۔۔۔آپ جائیں باہر م۔۔۔مجھے فریش ہونا ہے۔۔۔“ وہ کھسک کر دوسری طرف اتری۔۔۔

”چلی جانا۔۔۔“ سعیر نے بازو پکڑ کر اچانک کھینچا کہ وہ ہراساں لڑکھ کر ٹوٹی ٹہنی کی

طرح اسکے پاس آئی۔۔۔

”ب۔۔۔بھوک لگی ہے۔۔۔“ اسکی انگلیوں کو اپنے کالر بون پر گھومتے دیکھ کر وہ مچل کر کھڑکی

کے پاس آئی اور اپنے سامنے کھینچ کر پردے کر دے۔۔۔

وہ تہقہہ لگا اٹھا وہیں سرخ سی حورالعین جھینپ گئی۔۔۔ ”بہت برے ہیں آپ۔۔!! جائیں نا یہاں سے۔۔۔“

”رات بھی یہی کہہ رہی تھی۔۔۔“ اسنے چھیڑا۔

جسے یاد کر کے عین کے ہتھیلیوں میں پسینہ اتر آیا۔

”آپکو تکلیف کیا ہے؟؟“ وہ پاؤں پٹخ کر بولی جانتی تھی اس سے بچنا ممکن نہیں۔۔۔

”تم پاس آؤ گی تو بتائوں گا۔“ یہ آواز بہت قریب سے آئی کہ حورالعین بوکھلا گئی۔۔۔

”میں نہیں۔۔۔ جائیں آپ۔۔۔“ وہ مچلنے لگی تھی کہ تبھی ہی پردوں کے پیچھے سے گھومتا بازو اسکی کمر میں بندھا وہ سٹپٹا گئی۔

”عالم۔۔۔۔۔“ اسنے بے بسی سے پکارا۔

”میرا شونا۔۔۔۔۔“!! پردوں سے باہر لا کر اسنے اسے دیوار سے لگایا۔۔۔

”نہیں میں آپکی شونا۔۔۔۔۔“

جب سے آئیں ہیں تنگ کرتے جارہے ہیں کوئی اپنی بیوی کو تنگ کرتا ہے۔۔۔

پہلے تو آپ بہت پیار کرتے تھے۔۔۔“ اسنے نروٹھے پن سے کہا۔

وہ متبسم ہوا۔۔۔“ پیار تو ابھی بھی کر رہا ہوں۔“ اسکی ناک کو انگلی سے چھو کر بولا۔

”کوئی ایسے پیار کرتا ہے بھلا؟“ اسنے ناک سیکڑا جب عالم نے اسکی کلائیوں ہاتھ میں پکڑیں

”تو کیسے کرتا ہے جانِ جاں۔“ اسکے دونوں ڈمپلز والے رخسار کو لبوں سے چھو کر کہا۔

اسکے طرز مخاطب پر وہ شرما گئی۔۔۔

”جیسے آپ میں اور ہمارا بیٹا بیٹھ کر ساتھ باتیں کریں ناشتہ کریں ایسے۔۔۔“ اسنے مسکراہٹ دباتے کہا پر اسکے باوجود گال میں نمودار ہوئے ڈمپلز نہیں چھپ سکے۔۔

عالم نے دیکھتے فوراً سے اسکے ہاتھ چھوڑ کر چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور اسکے ڈمپلز پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔۔

”میرا دل کیا کہتا ہے عین۔۔۔“! وہ سرگوشی میں کہتا اسکے دوسری رخسار کو چھونے لگا۔۔۔ اور وہ دیوار سے پشت لگائے جھپنی سی اسکی مونچھیں داڑھی کی میٹھی سی چھن پر شرما رہی تھی۔۔

بے ساختہ ہی اسکا ہاتھ اٹھ کر اسکے رخسار پر گیا اور نرم روئی سی ملائم انگلیاں سعیر کے گال پر ہلکی سی بھوری شیو کو سہلانے لگی اور وہ اپنے پوروں پر محسوس کرتی مسکرائی۔۔۔

”کیا کہتا ہے۔۔۔؟؟“ ”پوچھنے کے ساتھ ہی دوسرے ہاتھ کی انگلیوں اسکے نقوش کو چھونے لگی۔۔۔

”کہتا ہے کبھی تمہیں کھا لوں تو کبھی سینے میں چھپا لوں، ایسی جگہ لے جاؤں صرف ہم دونوں ہوں۔۔۔) اور ہمارا بیٹا“ (یہ بیٹے والی بات دل میں رکھ گیا کہ اسے خوش فہمی نا ہو جائے۔۔۔

”ہاہاہا پر ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔“ وہ کھلکھلائی۔۔۔

اور اسکی کھلکھلاہٹ کو دیکھتے وہ مسکرا دیا کھل کر۔۔۔

”تم مجھے اتنا محسوس کیوں کرتی ہو شہزادی؟“ اسکی انگلیوں کو ناک اور گال پر دیکھتے اسنے پوچھا۔

عین مسکرا دی۔۔۔۔

”میرا دل نہیں بھرتا۔۔۔ آپکو محسوس کرنے، تصور کرنے، سوچنے، جاننے سے میرا دل نہیں بھرتا۔۔۔ آپ جس طرح چاہتے ہیں میں بھی وہی چاہتی ہوں کہ میں بس آپکی ذات میں گم ہو جاؤں شہزادے۔۔۔“ وہ اسکے طلسم میں جکڑی گویا ہوئی۔۔۔

اور اسکی انگلیاں اسکی گھنی مونچھوں تک آتی عنابی لبوں پر انگلی سرکی ہی تھی جب سعیر نے اسکی انگلی دانتوں میں لے لی۔۔۔۔

”یسی۔۔۔۔“!! وہ سی کرتی بوکھلا کر ہوش میں آئی اور مچل اٹھی۔۔۔۔۔“عالم انگلی چھوڑیں۔۔۔۔“

وہ تڑپی اور عالم نے مسکراتے اسکی دوسری انگلی ہاتھ میں پکڑی کہ وہ مچل کر بلند ہوگئی پائوں کی انگلیوں پر سیدھی کھڑی ہوتی۔۔۔۔

وہ اسکی حالت سے کافی لطف اندوز ہونے لگا۔۔۔

”کھا جائیں اب بھوکے۔۔۔“ اسنے تڑپ کر غصے سے کہا۔

”کھا جاؤں؟“ اسنے محبت پاش نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔۔

عین جو اسکے منہ میں انگلی سے سہمی ہوئی تھی پوچھنے پر مچل اٹھی۔۔۔۔



”ہاں ہاں کھا جائیں آپ کو بھوک ہی یہی ہے سال سے کہ مجھے کھایا نہیں ہے تو بھوک  
مٹالیں ساری انگلیاں کھاجائیں بیسٹ کہیں کے۔۔۔“ وہ غیظ و غضب سے تلملائی۔۔

اسکے انداز تہوار لاڈ غصے پر وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

”نہیں یہ سال کی بھوک ایک دم سے تو نہیں مٹے گی اسکے لیے تمہیں روز کھانا پڑے

گا۔۔۔۔

اور ابھی اجازت دی ہے تو تھوڑا چھک ہی لیتا ہوں ٹیسٹ کو۔۔۔ ”ذو معنی لہجے میں کہتے  
اسکی انگلی چوم کر گرفت سے آزاد کی۔۔۔

اور ابھی اسے سمجھنے خوش ہونے کا موقع بھی نہیں دیا تھا کہ اسکے چہرے کو ہاتھوں کے  
حصار میں لیکر وہ اس پر جھک گیا۔۔

دونوں کی سانسیں یکجا ہو گئی تھیں۔ اور دونوں ایک دوسرے کے سحر میں جکڑے کھوئے  
ہوئے تھے۔۔۔

حورالعین کے دودھیاں ہاتھ اسکے مضبوط چوڑے شانوں پر رکھے تھے جبکہ سعیر کے اسکے  
دونوں اطراف دیوار پہ

ہاتھ ٹکائے وہ اسکے چہرے پر جھکا اپنی شدتیں لٹاتا اپنی تشنگی مٹا رہا تھا۔۔

اپنی شدتوں کے باوجود ایک نرم سا احساس تھا جو اپنی شہزادی کے پاس آکر وہ اس پر لٹاتا  
تھا کہ کہیں وہ اسکی کانچ کی شہزادی اسکی ذرا سی سختی پر ٹوٹ کر بکھرنا جائے۔۔۔

وہ پتھر وجود ایک دم اسکے پاس آنے پر موم میں بدل جاتا تھا، اور اسکی گستاخیوں غلطیوں پر چاہنے کے باوجود کبھی اس پر سختی نہیں برت سکا۔

وہ اسکے سحر انگیز شخصیت کی پہلے ہی قیدی تھی اسکے یوں طلسم میں قید کرنے پر اس میں پوری طرح کھو کر گئی۔۔۔

اسکا کھو جانا خود میں اور ہم قدم ہونا عالم کو بہت بھایا تھا ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اسکے ساتھ تھی اور اس کے سحر میں کھو رہی تھی۔۔۔  
جیسے دھند آلودہ بادلوں میں گم ہو رہی ہو۔۔۔

اور ایسا ہی تو تھا اسکی دھڑکنیں بڑھ رہی تھیں۔ پر ان دونوں کو کوئی ہوش نہیں رہا تھا آس پاس کا ہوش تک نہیں رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے کیا نہیں۔۔۔

انہیں بس یاد تھا کہ وہ ایک دوسرے میں بسنا چاہتے ہیں، خود کو گم کرنا چاہتے ہیں، اور اپنی عین کی بھی یہی خواہش دیکھ کر اسنے پوری طرح اس پر سحر طاری کر دیا اور وہ اپنی چاہ من سے اس میں ڈوبنے لگی۔۔۔

شاید آج وہ پل لمحے منٹوں، گھنٹوں، یہ سحر نہیں توڑنا چاہتے تھے بلکہ جیسے دونوں کی خواہش تھی کہ وہ زندگی بھر خود میں کھوئے رہیں۔۔۔ دنیا جہاں کو بھول جائیں صرف ایک دوسرے میں گم ہو جائیں۔۔۔

اور شاید انہوں نے دل کی آواز پر لبیک کہہ بھی دیا تھا، تبھی تو موبائل کی بیل پر بھی وہ ہوش میں نہیں لوٹے۔۔۔ سب کچھ فراموش کر بیٹھے تھے پر یہ دنیا کہاں فراموش کرنے دینے والی تھی۔۔۔

دفعۃً سانسوں کے اس میلپ میں خلل ڈالتے موبائل ایک بار پھر سے چیخ اٹھا۔

اور اس کی چیخوں پر دونوں ہی ہوش کی دنیا میں لوٹے۔۔۔

“وو۔۔۔ وہ آپکا مم۔۔ موبائل۔۔۔۔۔” اپنی سانسیں بحال کرتی حورالعین اس سحر کے ٹوٹ جانے پر بوکھلائی سٹیٹائی کترانے لگی۔۔۔

عالم نے کافی دلچسپی سے اسکے چہرے کی دودھیاں رنگت میں سرخی کو دیکھا۔۔۔

کچھ لمحات پہلے کا ہی تو حادثہ تھا جب وہ جہاں کے سارے احساسات کو پس پشت ڈالے اسکے پاس اسکی عین تھی۔۔۔

جسے عالم خود میں سمانے کی ہر ممکن سی کوشش کرنے لگا تھا کہ اب وہ اپنے کھوئے الفاظ، اپنی سانسیں ڈھونڈنے میں نڈھال دیوار سے ٹیک لگائے سانس لے رہی تھی۔۔۔

“اپنے ٹیسٹ کا نہیں پوچھو گی؟” اسکی غیر سنجیدہ، انتہائی گھمبیر لہجے میں کہے جملے پر وہ کان کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔۔  
بے ساختگی سے سر جھکا لیا۔۔۔

“بولو؟” وہ اسے اکسانے لگا بولنے پر حالاں کہ جانتا تھا کہ اسکے پاس سے سارے الفاظ چھین لیے ہیں۔۔۔

اور حورالعین کو ایسا لگا اس سے جواب وصول کرنے سے پہلے وہ یہاں سے ہلے گا بھی نہیں۔۔۔

گہرا سانس بھرتے مجبوراً اسے سر ہلانا پڑا۔۔۔

اور اسکی اس ادا پر وہ مر مٹا تھا۔۔۔

”ایسا ہے کہ اگر اسے میں نے روز ٹیسٹ نہیں کیا تو تمہارے ہاتھوں سے تمہارا عالم خاک ہو کر بکھر جائے گا۔“ وہ اسکے چہرے پر جھک کر کان میں گھمبیر بھاری سرگوشی میں بولا۔

”عین تڑپ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

اسکی خاک ہو کر بکھرنے والی بات جیسے کیل بن کر دل میں چبھی تھی۔

”ڈر گئی؟“ اسکی گال سہلاتے چاہ کے عالم میں ڈوبا استفسار کیا۔۔۔ ”اے ایسی باتیں

ناکریں۔۔۔“ اسنے بھرائی آواز میں التجا کی۔۔۔ ”ڈر نہیں مر جاتی ہوں۔۔۔“

اسکی بات سے عالم کے دل میں گھونسا پڑا۔۔۔

اور اسنے تڑپ کر اسکے لبوں پر اپنا انگوٹھا رکھ دیا۔

دونوں کا ہی یہی حال تھا کہ ایک دوسرے پر سرد ہوا کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں تھے۔

”تو کرواؤ گی ٹیسٹ روز صبح شام؟ ایسے ہی ایک دوسرے میں کھو کر۔۔۔؟“ زندگی میں

پہلی بار وہ اس سے بہکے بہکے لہجے میں فرمائش کر رہا تھا۔

”یہ سمجھ کر کہ یہ تمہارے عالم کے جینے کی دوا ہے! کر پاؤ گی یہ حورالعین“ اسنے پہلی

بار اسکا پورا نام لیا تھا کہ حور اسکے لبوں سے اپنا نام سے کر پور پور لرز اٹھی۔۔۔

اسکی دھڑکنوں سے جیسے کائنات کی ہر چیز وجان دھڑک اٹھی تھی۔۔۔

اسے لگا آج اسکی دھڑکن سے، بے جان میں بھی جان آگئی ہوگی، اس قدر بلند دھڑک سے

دل دھڑکاں کہ عین کے کانوں نے خود با آواز بلند یہ دھڑکن سنی۔۔۔



اور عالم نے مسکراتے اسکی دھڑکن کو شانت کروانے کیلئے اسکے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔  
وہ صحرا کی ریت بن کر اسکے وجود میں بکھرتی گئی۔۔۔

”یہ شہزادی تو پوری جان و روح سے آپکی ہے عالم۔۔“ اسنے روح سپردگی کے عالم میں سر  
اسکے سینے پر رکھ دیا۔۔

اور اس مغرور فتح عالم نے اسکے سر پر لب رکھ دیئے۔۔۔

”اب سے یہ یاد رکھنا کہ تمہاری جان و روح سعیر عالم کی ہے۔“ وہ مغروریت سے بولا۔  
”مجھے یاد کرنے کی کیا ضرورت ہے سعیر عالم؟“

مجھے معلوم ہے جو فاتح ہوتا ہے وہ جسے چاہے فتح کر لیتا ہے۔ اور آپکے عشق کے سامنے یہ  
مٹی کا بت کیا اہمیت رکھتا تھا احتجاج کرتا۔۔۔

جب آپ ایک عالم فتح کر سکتے ہیں تو یہ خاکسار کیا اہمیت رکھتی ہے آپکے ارادوں آپکی منزل  
کو ٹھکرانے والی۔“

”وہ تو خود چاہتی ہے کہ وہ قید ہو جائے عشق عالم میں۔۔۔“

وہ تو خود یہی چاہتی ہے کہ آپ اسے قید کر لیں۔۔

آپ مجھے قید کر لیں عالم۔۔۔

مجھے دنیا نہیں عالم چاہیے۔۔۔۔

مجھے ایسی جگہ لے جا کر قید کر لیں جہاں عین اور اسکا عالم ہو بس، اور وہ اسکی قیدی ہو کر اسکے قدموں میں باقی کی زندگی گزار لے۔۔۔ ”وہ خود سپردگی سے کہہ رہی تھی بلکہ ایک دیو کو دعوت دے رہی تھی کہ وہ اسے قید کر لے۔۔۔

اپنے انجام کی پرواہ کیے بغیر۔۔۔

اور سعیر عالم عشق کے اس روپ کو دیکھتا دم بخود تھا۔۔۔

وہ گنگ کھڑا اپنی عین کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

زندگی میں پہلا یہ لمحہ آیا تھا اور اچانک کہ سعیر عالم حقیقتاً حیرت کے سمندر میں ڈوب چکا تھا۔۔۔

یہ رس گھولتی سرگوشیاں، یہ آہیں بھرتی سرگوشیاں، یہ التجائیں کرتی سرگوشیاں، خود کو لٹاتی، آپنا آپ اس پر مٹاتی سرگوشیاں اسکی عین کی تھیں جنہیں سننے کیلئے وہ ترسا تھا۔۔۔

رات رات جاگ کر اسی فکر میں گذارتا تھا کہ وہ اس سے چھین جائے گی دنیا کی رنگینیوں کو دیکھتے، اور وہ اسکی خوشی کے خاطر اف تک کرنے کا حوصلہ نہیں رکھے گا۔۔۔

پر آج۔۔۔۔۔

آج کا یا ہی الٹ تھی۔۔۔ دنیا ہی اور تھی، جہان بدلہ ہوا تھا، فضائیں گنگنا اٹھی تھیں۔۔۔

یونان کی سرزمین پر سعیر عالم کی عین نے عشق عالم میں قید ہو کر اسکے سامنے دامن پھیلایا تھا کہ وہ اسے قید کر لے اپنی دنیا اپنے جہان میں، جہاں صرف عالم اور عین ہوں۔۔۔

جہاں محبت اور عشق سراپا عین ہو۔۔۔

یہ کیسا لمحہ تھا کہ سیر عالم خود حیران کھڑا تھا عشق کے اظہارِ قید پر۔۔۔۔  
رات وہ اسے آزادی دے رہا تھا اور اب وہ قید کی التجائیں کر رہی تھی۔۔۔  
تھکی تھکی سی آہیں، بکھری سانسیں تھی اسکی جیسے لمبی مسافت طے کر کے آئی ہو۔  
ہر سانس میں قید ہو جانے کی التجا تھی۔۔

اور سیر عالم کو چاہیے ہی اسکے علاوہ کیا تھا زندگی میں۔۔۔

کچھ گنوا یا تو بڑھ کر پارہا تھا۔۔۔

اسکی پیٹھ پر اسکے وجود کا حصہ، اسکا خون بندھا ہوا تھا جو اسے اپنی سانسوں سے عزیز جان تھا۔۔

اسکا غرور اسکا جگر تھا فخر تھا اور مستقبل کا عالم تھا جو اسے اسکی بیوی سے ملا تھا انمول تحفہ۔۔۔

اور بیوی بھی وہ جس نے اسکی بہن کی زندگی کے خاطر خود کو دائو پر لگایا تھا۔

اور اب اسکے انتظار میں پتی صحرا میں ننگے پاؤں بھاگتی لمبی مسافت طے کی تھی اور اب

اسکے پاس اسکے آغوش میں پہنچ کر، بجائے دنیا مانگنے کے اسکا قید مانگ رہی تھی۔۔

جانتے ہوئے بھی کہ وہ حیوان ہے وہ ایک خونخوار حیوانی دیو کی طاقتوں سے بنا ہوا پتھر ہے

اسکے سامنے دامن پھیلا رہی تھی کہ وہ اسے قید کر لے اسکی زندگی میں۔۔۔

”ہوں! تو تم قید ہو جانا چاہتی ہو؟ بالکل قید اپنی سانسیں مجھے دیکر؟“ اسکی آواز کافی پراسرار تھی جیسے لہجے میں باز آنے کی سرزش ہو، سنبھل جانے، ہوش میں لانے کی کوشش ہو۔۔۔۔

پر وہ نہیں جانتا تھا کہ عین عشق عالم میں کس قدر آگے نکل چکی ہے کہ اب پیچھے مڑ کر دیکھنے کی گنجائش ہی نہیں ہوتی تھی۔۔۔۔

”جج۔۔ جی بالکل قید، اپنی ہر سانس آپکو دیکر بالکل آپ میں قید ہو جانا اور آپکے صرف خود میں قید کرنا چاہتی ہوں اور یہ سعیر عالم کی بیوی حورالعین کا آخری فیصلہ ہے جسے اب خود وہ بھی توڑنے یا جھٹلانے، بدلنے کی طاقت نہیں رکھتی۔۔۔“ اسنے اپنا آپ مضبوط بنا کر مضبوط لہجے میں کہا۔

”سب کچھ چھوڑ دو گی؟ ہر رشتہ؟“ اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔

جیسے اسکا امتحان لے رہا ہو۔۔۔۔

”اگر پاپا اپنی محبت کیلئے سب کچھ چھوڑ سکتے ہیں تو میں بھی اپنے محرم کے عشق میں یہ دنیا اور اسکے ہر رشتہ کو ختم کر سکتی ہوں اور سب کو پس پشت ڈال کر صرف آپکو قید چاہتی ہوں۔۔۔“ وہ ایک بدلی ہوئی بالکل ضدی لڑکی لگ رہی تھی۔۔۔

یہ کیسی پری تھی جو خود دیو کا قید چاہتی تھی۔۔۔

”اچھا ایسا کرو پہلے ان آنکھوں سے پٹی ہٹنے دو اور مجھے جان لو پھر یہ فیصلہ لینا۔۔۔“ وہ جان بوجھ کر بولا تاکہ وہ کچھ ڈگمگا جائے حالاں کہ وہ خود بھی چاہتی تو سعیر عالم کے شکنجے سے خود کو چھڑوانا پاتی چاہے دنیا اسکی مدد کیلئے آجائے۔۔۔۔



”نہیں کبھی نہیں! میں آپکو جانتی ہوں پہچانتی ہوں۔۔

میں اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔۔

میں نے آپکو قبول پہلے ہی کر لیا ہے۔۔ شاید تب جب پہلی بار مدد کیلئے پاؤں میں جھکی تھی۔۔

یا تب جب اپنے آئس کریم پارلر میں مجھے مارنے کے بجائے کہا تھا کہ میں اندھی ہوں حالاں کہ میرے باپ نے دیکھ لیا تھا۔۔

پھر بھی اپنے طور پر اپنے ہماری زندگی بچائی تھی۔۔

اور مجھے جو نئی زندگی دی تھی وہ صرف آپکی تھی۔۔

ساری دنیا آپکے خلاف تھی پر میں ساری رات جاگ کر آپکو سوچتی رہی تھی۔۔

جہاں دنیا آپ سے خوف سے چھپتی تھی وہیں میں نے تمنا کی تھی کہ کاش میں آپکو دیکھ سکتی۔۔

جہاں دنیا بیسٹ کا مطلب جان کر آپ سے وحشت زدہ ہو جاتی تھی وہیں میں نے جب جانا کہ بیسٹ معنی حیوان ہے تب جانے کیوں مجھے یقین نہیں آیا کہ آپ حیوان ہو سکتے ہیں بلکہ، میرے دل نے پہلے بار الگ لے بدلی تھی۔

مجھے کوئی مہلت نہیں چاہیے بلکہ عشق میں مہلت کی تو گنجائش نہیں ہوتی۔۔ ”اسکی امید کے خلاف توقع وہ ڈمگانے کیلئے ہر گز تیار نہیں تھی۔۔

سعیر نے پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ اسکے گرد بازوؤں کا حصار ڈالتے سخت کر دیا۔۔

”اب یہ قدم ڈمگانے نہیں چاہیے ورنہ، سیر عالم ڈمگانے والوں کو جینے کا حق نہیں دیتا۔۔۔“ اس کے بالوں میں چہرا چھپانے کی کوشش کرتے سرد لہجے میں گویا ہوا تھا۔

حورالعین کی ٹانگیں کانپ گئیں۔۔۔

”اب بھول جاؤ خود کو۔۔۔“ بھاری سرگوشی میں کہتے اسکی سانسیں خشک کر دیں پر وہ مطمئن تھی۔۔۔

”میں خود بھ۔۔۔ بھولنا چاہتی ہوں خ۔۔۔ خود کو۔“ اسکی آواز لرز گئی۔۔۔

”ہوں۔۔۔ !!! بہت پسند آرہی ہو مجھے اس انداز میں۔۔۔“ اسنے کھلے دل سے سراہیا۔۔۔

”کیا مطلب پہلے پسند نہیں تھی؟“ معاً اسکا جملہ سن کر وہ غصے غم سے حیران چلائی۔۔۔

”ایسا کس نے کہا؟ تمہیں تو اب عشق کا احساس ہوا ہے۔۔۔ تمہیں دیکھ کر مجھے ہر لمحے نئے سر سے عشق ہوتا ہے۔“ اسکی بھاری ہوتی آواز بڑھتی جسارتیں گستاخیوں پر وہ سٹپٹا گئی۔۔۔

”عالم۔۔۔۔۔ فتنہ؟؟؟ کچھ تو خیال کریں۔۔۔

اور یہ کیا ہے؟؟“ وہ کسمسا کر فاصلہ قائم کرنے کی کوشش میں اسے سینے پر روز دیکر

ہٹانے لگی تھی کہ ہاتھ کوٹ کے گڑھے پر پڑے تو نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔

اسکی آواز پر سیر کی نظریں بھی اپنے سینے پر گئی اور پیچھے بیٹے کی یاد آئی۔۔۔

دفعۃً ہی روم کی فضا میں بلند قہقہہ گونجا۔۔۔

”ہاہاہاہا۔۔۔ کچھ نہیں ہے جاؤ چینج کر آؤ شاباش جب تک میں ناشتہ ٹیبل پر لگاتا ہوں۔۔۔“

اسکی سوئی فتنے پر جاتے دیکھ کر اسنے ایکدم اسکا ٹرن ہاتھ روم کی طرف موڑا۔۔۔

حور اچانک افتاد پر بوکھلا گئی۔۔۔

”پ۔۔۔ پر ہمارا بیٹا۔۔۔۔۔“

”میں نے کہا ہے نا وہ سو رہا ہے۔۔۔ تم جاؤ فریش ہو جاؤ میں اس کے پاس ہی جا رہا ہوں۔۔۔“  
اس نے باتھ روم تک اسے پہنچاتے ہاتھ میں ڈریس تھمایا۔

”ہم گھر کب چل رہے ہیں؟“ وہ گھر جانے کا کوئی ذکر نا سنتے کب سے بے چین ہوتی آخر

کار پوچھ بیٹھی۔۔۔۔۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

”ہممم!! یہ اچھا سوال ہے۔۔۔

پر اس کا جواب تمہیں عمل طور ملے گا تو جلدی فریش ہو جاؤ مجھے ابھی کچھ کام ہیں جنہیں  
نمٹانا ہے شاباش۔۔۔“ آخر کار اس کی ایک بھی نا سنی گئی وہ ارے کرتی رہ گئی اور سعیر نے  
اسے باتھ روم میں بھیج دیا۔۔۔

گہرا سانس بھر کر اس نے ہاتھ پیچھے کرتے بیٹے کا گال چھوا۔۔۔

”شاباش میرا فرمان بردار بیٹا۔۔۔“ وہ با آواز بڑبڑاتا موبائل اٹھائے باہر آیا۔

جبکہ پیچھے غصے بے بسی سے وہ باتھ روم کے بند دروازے کو تکتا سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

مزید سرخی تو اس منہ میں پڑی بچوں کی فیڈر کے نیل پر آرہی تھا کہ سب تھس نہس  
کردے ساتھ اس پہاڑ کو بھی۔۔۔

پر وہ تھا کتنا۔۔۔ اس کا اندازہ اسے باخوبی تھا۔۔۔

وہ اس کی چوڑی پیٹھ پر چوزے کی طرح بندھا ہوا تھا۔۔۔

اور کب سے ترسا اپنی ماں کو ایک نظر بھی دیکھ نہیں پایا تھا صرف انکے منہ سے آپنا ذکر سننے کے علاوہ۔

جتنی بے چینی اسکے ماں کے لہجے میں تھی اس سے کئی گنا زیادہ اسے طیش آرہا تھا اس ظالم سماج پر۔۔۔۔۔

”تو کب پاکستان آنے کا ارادہ ہے؟“ سلام دعا کے بعد بریگیڈر نے پوچھا۔  
”آپکے کیا ارادے ہیں؟“ وہ الٹا اس سے سوال کرتا کان میں بلوٹو تھ سیٹ کیے اپنے بیٹے کو باہر رکھے بے بی کاٹ میں ڈالا اور جھک کر ماتھے پر بوسہ دیتے کچن کی سمیت بڑھا۔  
”ارادے تو بہت نیک ہیں آپ پاکستان میں قدم رکھیں معلوم ہو جائیں گے۔“ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔  
سعیر مسکرا دیا  
”یہ خواہش تو پھر پوری کرنی پڑے گی۔“ خلاف عادت وہ آج مسکرا کر بات کر رہا تھا جسکا اندازہ بریگیڈر لگا چکے تھے۔

ورنہ تو ایسے بات کرتا جیسے ربوٹ ہو۔۔

یا سرد ہوا کے جھونکے۔

”تو سمجھ جائیں آپکے قدم کل پاکستان میں ہوں گے؟“ انہوں نے خوش ہوتے پوچھا



”میں نے خواہش کا کہا، خوش فہمی کا نہیں بریگیڈر صاحب۔“ اسکی مسکراہٹ غائب تھی بلکہ وہاں چھیڑ تھی جسے سمجھتے بریگیڈر صاحب قہقہہ لگا اٹھا۔

”تو آپ یہ خوش فہمی حقیقت کر دیں عالم صاحب!“

ویسے آپکو وکیل ہونا چاہیے تھا، بات کو پکڑنے کا خوب فن رکھتے ہیں۔ ”وہ شوخ مزاجی سے بولا۔

ٹیبیل پر ناشتہ لگاتے سیر مسکرایا۔

”آج میری ڈبئی کی فلائٹ ہے۔۔

جانتا ہوں زندگی) سمعیہ (انتظار میں ہے۔۔ پر اسکی زندگی کی خوشی کو پہلے خوش کرنا ہے تو لہذا کوئی ڈسٹرب نہیں چاہتا۔

بیسٹ کے آنے کی اطلاع آپ تک ضرور پہنچ جائے گی۔

بلکہ پاکستان کی زمین بیسٹ کے قدموں سے محروم نہیں رہے گی۔۔ ناہی وہاں کے درندے میری وحشت سے۔“ اسنے کہہ کر اللہ حافظ کہتے کال ڈسکنیکٹ کی۔

”یہ آج کیا ہو رہا ہے عالم؟

میرے بیٹے کی کوئی آواز نہیں؟

وہ ٹھیک تو ہے؟

آپ جب سے آئیں ہیں وہ خاموش ہو گیا ہے؟ وہ اتنا تو نہیں سوتا! مجھے لگتا ہے اسکی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔

وہ کہاں ہے مجھے پہلے اسے دیکھنا ہے۔۔ ”بے چینی سے بوچھاڑ سوالات کی کرتی وہ بڑا سا بلیک دوپٹہ سر پر ٹھیک سے ٹکانے کی کوشش میں جھنجھلائی ہوئی لائونج میں آئی۔۔

حالاں کہ اتنی دیر سے اپنے بیٹے کی خاموشی پر تڑپ اٹھی تھی۔۔

ایک ہی سانس میں کیے گئے سوالات پر سیر کی نظریں اس پر اٹھیں۔۔

اور وہیں اٹھتی رہ گئی۔۔

سامنے ہی وہ ساحرہ بلیک گھیریدار فراک جسکے بارڈر پر شیشے کا نفیس کام تھا اور ساتھ سلور وائیٹ کی کڑھائی جو دوپٹے پر بھی خوبصورتی سے کی گئی تھی جسے سنبھالتے وہ حقیقتاً کوئی آسمان سے اتری حور لگ رہی تھی۔۔

صرف فرق تھا کہ اسکی آنکھوں پر سفید پٹی تھی جو اسے کوئی پراسرار سی حور کا بھیس دے رہی تھی۔

”کہاں ہیں آپ؟ ہمارا بیٹا کہاں ہے عالم مجھے اسے اٹھانا ہے اسے فیڈ کروانا ہے۔۔“ اسکے کلون کی خوشبو کو محسوس کرتی وہ اسکی موجودگی پا کر جواب نا دینے پر غصہ ہو گئی۔۔

ممتا جو تڑپ اٹھی تھی۔۔

”ریلیکس۔۔“!! ہوش میں آتے اسنے گلا کھنکارہ اور متبسم لہجے میں اسے سرزش کی۔

”کیسے۔۔۔۔۔

”ناشتہ کرلو پھر اس سے مل لینا وہ پاس ہی ہے۔۔“ قطعی لہجے میں گویا ہوتا اسے بازو کے

حصار میں لا کر چیئر پر بیٹھایا۔۔

”میں ناشتہ کیسے کر سکتی ہوں عالم؟ میرے حلق سے نہیں اترے گا پہلے مجھے میرا بچہ تو دیں۔۔

اسنے کچھ نہیں کھایا آپ سمجھیں پلیز۔۔ ”وہ اسکے نوالے پر چہرا موڑتی بھرائی آواز میں التجائیہ ہوئی۔۔

اسکی بات پر گہرا سانس خارج کرتے عالم نے نوالہ پلیٹ میں رکھا اور اسکے گال کو انگلیوں سے سہلایا۔

”میں نے صبح یہاں کے مشہور ڈاکٹر کے نسخے پر منگوایا گیا دودھ پلایا ہے، اور اب وہ آرام کر رہا ہے اسلیے تم بھی آرام سے کھاؤ بے شک ناشتہ کے بعد تمہارا بچہ سالم تمہاری گود میں ہوگا۔

بشرطیکہ تم اب ریلیکس ہو کر ناشتہ کرو۔۔

اگر خود کو بھوکا رکھا تو یہ جو رات سے پاس نہیں دن کو بھی موصول نہیں ہوگا، سو شاباش۔۔ ”وہ کس انداز سے اسے بلیک میل کر رہا تھا کہ حورالعین التجا کیلیے جو تیکھے الفاظ استعمال کرنے والی تھی ضد کرنے والی تھی گنگ سی رہ گئی۔۔

اور عالم اسے سکتے میں دیکھ کر خود ہی دوسرے ہاتھ سے اسکا منہ کھولتا نوالہ رکھ کر ماتھے پر جھکے لب رکھے۔۔

”تمہاری تعریف کیلیے آج بھی کوئی الفاظ نہیں، اور مجھے معلوم ہے تم الفاظ کی محتاج نہیں ہو۔ ”سرگوشی میں کہتے اسنے دوسرہ نوالہ منہ میں ڈالا اور وہ بمشکل حلق سے اتارتی دوسرا کھانے لگی۔۔

کیسا ظالم تھا اسکے ننھے سے بچے کو باہر کا دودھ پلا کر ایسے پوز کر رہا تھا جیسے بہت ہی کوئی ٹوپ کام کر لیا ہے اور اب وہ اسے اس کام کے شان کے حساب سے ہار پہنائے گی۔

”آپ گھر کب چلیں گے؟“ وہ اپنے بچے کے انصاف کیلئے جلد ہی سمعیہ کے پاس پہنچنا چاہتی تھی تاکہ اسکا بچہ اسکے ظلم سے محفوظ رہے۔

جبکہ دوسری طرف اسکا جو اپنے بچے کیلئے احساسات کا انکشاف ہوا تھا اس پر سن تھی۔

جانتی تھی، وہ جنونی ہے، شدت پسند ہے، پر اس قدر ہوگا کہ اپنے بچے کے ساتھ ہی یہ غیروں والا سلوک۔۔۔۔۔

”آپ جانتے ہیں وہ محض کچھ ماہ کا ہے، اسکے لیے یہ دودھ نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے پھر آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں“ جو س کا گھونٹ بھرتے ہوئے وہ تاسف سے کہہ رہی تھی۔

”تم ڈاکٹر نہیں ہو، ڈاکٹرز سب جانتے ہیں انہوں نے جو لکھ کر دیا ہے وہ اسکی اتج کے حساب سے دیا ہے۔ فکر مت کرو اس نمونے کو تم نے جانا نہیں ہے اسلیے کہہ رہی ہو۔

میری آنکھوں سے پہچانوں پورا شیطان ہے جسے تم جنم دیکر بیٹھی ہو۔“ وہ سرد بے لچک لہجے میں گویا ہوا۔

”توبہ استغفر اللہ کیا کہہ رہے ہیں آپ عالم؟ میرے معصوم بیٹے کو شیطان کہہ رہے ہیں؟ آپ ایسا بول کیسے سکتے ہیں وہ کتنا معصوم ہے۔“ وہ ایکدم رونے کیلئے تیار تھی بھڑک اٹھی

”یہی حقیقت ہے ڈارلنگ۔“ سانس خارج کرتے عالم نے اسکا سر سینے سے لگایا۔



”ایک بات سنیں، اپنے بچوں کیلئے ماں ہی ڈاکٹر وکیل استاد سب کچھ ہوتی ہے تو آپ مجھے ایسا طعنہ مت دیں اور اگر میرا بیٹا آپ کو پسند نہیں تو بھلے۔۔۔۔۔

”ایک نہیں سو سناؤ پر اس وقت وکالت نامہ بند کرو اور خاموشی سے ناشتہ کرو۔۔۔

آئندہ خبردار جو میرے سامنے اس فتنہ کا کیس کھولا ”! اس کے سرد لہجے میں سخت سرزنش غصہ تھا کہ وہ ایک دم گھبرا کر خاموش ہو گئی۔

اس کے مطابق ناشتہ کر کے جب اٹھی تو اس نے آگے بڑھ کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور پٹی کے پیچھے دونوں مونڈیں آنکھوں پر لب رکھتے خود سے لگایا۔

”اپنے دعوے مت بھولو! صرف میری ہو۔“ جھک کر جسارت کرتے اس نے اس کے مرجھائے چہرے پر سرخ گلاب بکھیر دیئے۔۔۔

اور گال تھپتھپا کر بے بی کاٹ میں پڑے بیٹے کی بے بسی پر ایک جتنا کاٹ دار مسکراہٹ اچھالتے اس کے منہ سے ٹیپ ہٹایا۔۔۔

اور اس کا ہٹانا ہی تھا کہ اس نے غصے سے خود منہ سے نیل لڑکھا کر پھینکا۔

دوسرے ہی لمحے گھر پورا اس کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

حورالعین تو حورالعین سعیر حیرت سے ششدر اس کے کھلے حلق کو دیکھ رہا تھا۔۔

جہاں سے جانے کیسے لائوڈ اسپیکرز نما آواز نکل رہی تھی۔۔

”اللہ اللہ میرا بچہ۔۔۔“ گہرائی بوکھلائی حور بھاگتی بے بی کاٹ تک پہنچی اور جھک کر بیٹے کو

نکالا۔۔۔

“الے میلا بچہ۔۔۔” اسنے خود میں سموتے بے تحاشہ اسکے گال آنکھوں نقوش چومنے شروع کر دیئے۔۔

اور اسکے اس والہانہ محبت پر سعیر ہکا بکا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

اچانک اسے جلن کا احساس ہوا تو اپنے ہاتھ کی سمیت دیکھا جہاں کھڑوچ تھی۔۔

اور نظریں حورالعین کی سمیت اٹھائی تو سامنے والے منظر سے سعیر عالم کے دماغ کی رگیں چٹک گئیں۔

“اپنی حد میں رکھو اسے۔۔” دونوں کی آپس میں والہانہ محبت سے جلتا کڑھتا وہ بھنا کر بولا۔

پر اسکی طرف دھیان دیئے بغیر حورالعین اسے سینے سے لگائے صوفے پہ بیٹھی اور آنچل میں چھپالیا۔

سعیر سے ایک منٹ کیا سیکنڈ بھی وہاں کھڑا رہنا برداشت نا ہوا تو مٹھیاں بھینچتا وہاں سے نکلا۔

جبکہ اسکے ماتھے کی رگیں ابل کر پھٹنے تک آگئیں تھی۔۔

بس نہیں چل رہا تھا کہ اٹھا کر اسے باہر گلی میں پھینک دیتا پر مجبور تھا کیونکہ وہ اسکا خون تھا۔

خود ہی باہر چکر کاٹتا لب بھینچے ہوا تھا۔۔

نظروں کے سامنے بار بار اس چھوٹے سے فتنے کی جلاتی مسکراہٹ گھوم رہی تھی جو اپنی ماں کے بوسے محبت پاتے اسکی بھوری آنکھیں سعیر کی سمیت اٹھیں اور لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

اس لمحے سعیر کو وہ کوئی ڈیول لگا، اسکی خوشیوں کا دشمن۔۔

سب سے زیادہ تو اسے غصہ دونوں ماں بیٹے کے گال میں ابھرتے ہوئے ڈمپلز سے آرہا تھا۔۔

بے ساختہ ہی اسکے ہاتھ اپنے گال کی طرف اٹھے۔۔

اور زندگی میں پہلی بار سعیر عالم نے اپنے چہرے کو چھو کر کسی کمی کو محسوس کیا تھا۔۔  
”وہ جب اپنی آنکھوں سے اسکے ڈمپلز دیکھے گی تو؟“ ایک سوچ اسکے دماغ میں آئی۔۔  
وہ بے چین ہو اٹھا۔۔

اسکے حکم سے لایا گیا سگار ملازم سے لیتے اسنے لبوں میں دبایا۔۔۔

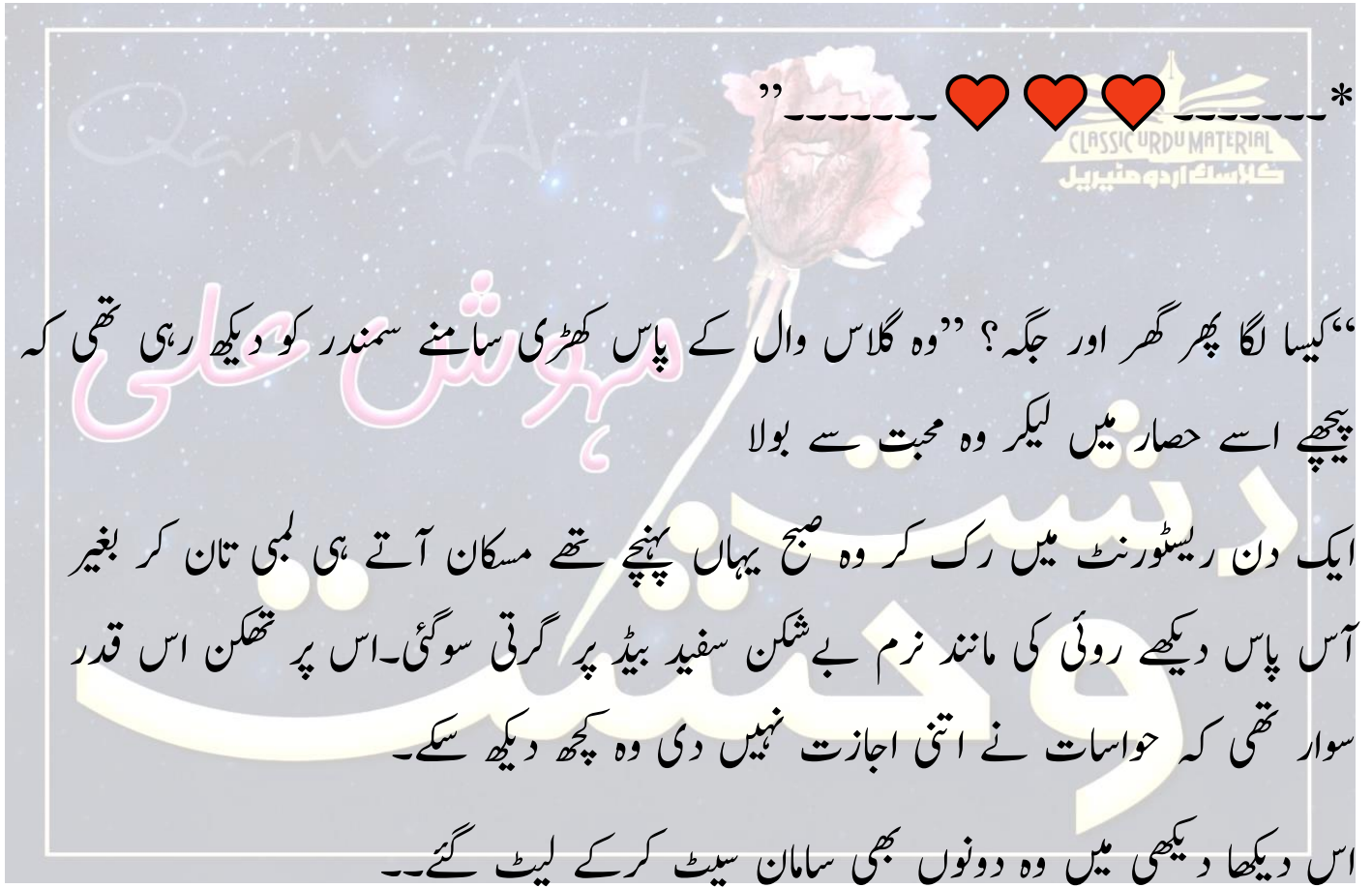
”جاؤ تم“! سرد لہجے میں اسنے اپنے آدمی سے کہا وہ مؤدب وہاں سے چلا گیا۔

اور سعیر نے آس پاس نظریں دہرا کر جب وہاں کسی کا نا پایا تو موبائل جیب سے نکالتے ہوئے اسنے کیمرا میں اپنا چہرا دیکھا۔۔

”کیا وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے؟“ ایک الجھتی بھٹکتی سوچ اسکے دماغ کے پردوں پر لہرائی۔۔

اور یہ واحد شخص تھا جس نے سیر عالم کو آئینہ دیکھنے بلکہ اپنی صورت جانچنے پر مجبور کر لیا تھا۔۔

اندر کے ماحول کا سوچنا اسکے بس کی بات نہیں تھی ورنہ وہ آپے سے باہر ہو کر کچھ بھی کر گزرنے پر آرہا تھا۔



برہان فیری کے روم میں اسکے ساتھ ہی لیٹ گیا۔ دونوں باپ بیٹی کتنی دیر باتیں کرتے رہے پھر آخر کار نیند مہربان بن کر انکے حواسات پر سوار ہوئی اور وہ دونوں گہری نیند سو گئے۔۔ پھر تقریباً برہان کی آنکھ تین کے قریب کھلی۔۔



فیری کو سوتے دیکھ کر ماتھے پر بوسہ دیتے اسکے روم سے نکلا اور مسکان کے پاس اپنے روم میں آیا جہاں وہ باتھ لیے نم بالوں کے ساتھ گلاس وال کے سامنے کھڑی تھی۔

”میں ابھی صرف یہی ویو دیکھا ہے پورا ہٹ نہیں دیکھا۔“ اسکی بوجھل سانسیں محسوس کرتی بولی۔

”وہ کب دیکھو گی؟“ اسکے بھگے بالوں میں چہرا چھپانے کوشش کرتے اسکے ہاتھوں کو تھام لیا۔ مسکان کا دل سوکھے پتے کی طرح اسکی دکھتی سانسوں پر لرزہ۔

”فیری کہاں ہے؟“ اسکا دھیان بٹانے کیلئے اسنے کوشش کی۔ وہ مضبوط بولڈ لڑکی اسکے حصار اسکے لمس میں بوکھلائی پزل ہو رہی تھی۔

”سو رہی ہے۔“ برہان نے مسکراتے ایک جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کیا اور پشت گلاس وال سے ٹکادی۔

اب وہ اپنے دراز قد کے ساتھ اسکے سامنے کھڑی اسکی لو دیتی نظروں سے کترا رہی تھی۔ اگر وہ نور جیسی چھوٹی ہوتی تو چھپ چھپا لیتی خود کو۔

کتنا آسان ہوگا نور کا داد سے کترانا۔ وہ سوچ کر رہ گئی۔

اور چھت میں لگے سفید فانوس کو دیکھنے لگی۔ ”گھبرا رہی ہو؟ انٹر سٹنگ“! وہ سرگوشی میں کہتا ہنسا۔

”خوش فہمی تمہاری“! مسکان ناک سکوڑ کر گھورا اسی سے برہان نے اسکی سنہری آنکھوں میں جھانکا۔

ناجانے کیا تھا اسکی آنکھوں میں کہ مسکان کی دھڑکنیں دھول کی طرح بجنے لگی سیاہ گھنی پلکیں لرز کر ہار بیٹھیں۔

”آرام پورا ہو گیا ہوگا تمہارا! اب ہٹ کو بھی دیکھو لو اور کچھ دیر میں کھانا بھیج دوں گا کھا لینا۔ اسکے بعد تمہیں تیار کرنے کیلئے دو لڑکیاں آئیں گی۔ تیاری کے بعد رات کو تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا دیں گی۔“ نرمی کے ساتھ اسکی گردن سے بال سمیٹ کر اسنے کہتے وہاں لب رکھے۔

مسکان نے سانس روک کر اسکے لمس پر اسکی شرٹ کو تھام لیا اور آنکھیں میچلیں  
”وہ سب کیوں؟“ خشک حلق بے ترتیب سانسوں دھڑکنوں کے درمیان وہ بمشکل گویا ہوئی۔

”جان جائو گی، کیوں!“ وہ بازو کا معائنہ کرتی مسکان کے رخسار کی نرمی کو اپنی انگلیوں کے پوروں پر محسوس کرنے لگا

”میں چیخ کر لوں۔“ مسکان وہاں سے نکلنے کیلئے پرتولنے لگی پر برہان نے جھٹکے سے اسے گلاس وال سے لگا کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا کہ مسکان کی سانسیں سینے میں اٹک گئی۔

”بعد میں۔“ گھمبیر لہجے میں کہہ کر اسنے اسکا چہرا ہاتھوں میں بھرا اور بھگے لبوں پر انگلی پھیرتے اسکی جھکی نظروں کو دیکھتے آہستہ سے جھکا۔

”یاد ہوگا تمہیں یہ تشنگی ادھوری رہ گئی تھی!“ اسکی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا کر اسنے سرگوشی کی۔

اور مسکان کو عالم ولا کے لان کا وہ منظر یاد آگیا جہاں وہ اس پر آخری لمس چھوڑ کر نکلا تھا۔

یاد کر کے اسکا تنفس بکھر گیا اور اسنے آہستے سے شیشے سے سر ٹکا دیا۔ برہان نے مسکراتے اسکی اجازت پر دائیں بائیں ہاتھ ٹکا کر اسکے چہرے پر مزید جھکتے سارے فاصلے مٹا دیئے۔ اور وہ اسکے دہکتے لمس کو محسوس کرتی اسکے سحر انگیز شخصیت میں جکڑتی گئی۔

”مما۔۔۔ بابا!“ اچانک فسوں خیز فضا میں فیری کی نیند سے بوجھل آواز پر وہ دونوں ہڑبڑا کر ہوش میں آتے ایکدم دور ہوئے۔۔۔

”مما! بابا یہیں ہیں؟“ وہ دروازے پر سر ٹکائیں آنکھیں موندیں بولی۔

برہان مسکان دونوں اندر سے یہ منظر دیکھ کر ہنس پڑے۔

”دیکھو کتنا بدگمان کر لیا ہے اسے میری طرف سے۔ حالاں کہ اسے یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ بابا ممما یہیں ہے۔“ برہان نے ناراضگی سے کہا مسکان اسکی بلو پہنی شرٹ کے بٹن بند کرتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

”تم اسکی بات کا مفہوم نہیں سمجھے۔“ وہ کہہ کر ہنسی برہان نے نا سمجھی سے دیکھا۔

”دراصل وہ طنز کر رہی کہ اب ممما آگئی تو بابا بھاگ تو نہیں گئے۔ توقع مطابق اسے لگتا ہے ایک آگیا ہے تو ایک پھر بھاگ گیا ہوگا۔“ وہ تفصیل بولی اور برہان بات سمجھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔

”چلو اسے میں یقین دلاتا ہوں کہ اب کوئی نہیں بھاگے گا بلکہ یہاں اسکے لیے ننھے بچوں کو انتظام کیا جائے گا جو ہمیشہ اسکے ساتھ رہیں۔ تم چیخ کر لو میں نہیں چاہتا میرے علاوہ تمہارا زاہد شکن سراپا کوئی دیکھے۔“ اسکی کمر میں بازو باندھتے اسنے قریب کیا اور کان میں سرگوشی کی۔

”کیا بکواس ہے۔“ مسکان اسکے تھرڈ کلاس ڈائیلاگ پر ناک بھنویں سکوڑ کر بولی اور دھپ کندھے پر لگائی۔

”بکواس نہیں ہے! ذرا میری آنکھوں میں دیکھو تمہیں ان دومنٹ کے اپنے نشے کا اندازہ ہو جائے گا۔“ اسنے اپنی خمار آلودہ سرخ آنکھوں کی طرف اشارہ دلویا جسکا اسے بخوبی اندازہ تھا۔

مسکان نے بے ساختہ ہی نظریں اٹھائیں دوسرے ہی پل اسکی سانسیں خشک ہوتی گئی اور اسنے کترا کر آنکھوں کا رخ موڑ لیا۔ برہان ہنس دیا

”رات کو ملاقات ہوگی۔ میرے دسترس میں آنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔“ جھک کر ایک بوسہ دیتے اسنے سرگوشی کی اور اسے آزاد کر دیا۔

مسکان اپنی دھڑکنیں سنبھالتی چینجنگ روم کی طرف بڑھ گئی اور برہان ایک گہرا سانس بھرتا خود کو پرسکون کر کے دروازے کی طرف پلٹا جہاں اب سرٹکائے وہ سو رہی تھی۔

شرارت سے اسنے اچانک دروازہ کھولا فیری لہراتی اسکی بانہوں میں آگئی اور ہڑبڑا کر خوف سے چیخ اٹھی۔



”بابا۔۔۔“!! اسے لگا وہ منہ بل زمین پر گری ہے پر دوسرے لمحے خود کو اپنے باپ کی بانہوں میں پا کر اڑی ہوئی رنگت نارمل ہوئی۔۔۔

”بابا۔۔۔ بابا کی جان۔“

”جب تک بابا ماما تمہارے پاس ہیں تمہیں سرد ہوا بھی نہیں چھو سکتی۔“ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ روم کی طرف بڑھا۔۔۔ فیری نے آسودگی سے اس کے کندھوں پر سر ٹکا دیا۔

جانتی تھی یہی حقیقت اور اس رب پاک کی رحمت ہے۔۔۔ دنیا میں ابھی بھی برہان اور مسکن جیسے لوگ موجود ہیں جن کی وجہ سے یہ دنیا قائم دائم ہے۔

اور اگر یہ نا ہوتے تو ایک اور زینت بے آبرو ہو جاتی۔ اور کسی کو بھنک بھی نہیں لگتی۔  
”کہاں جانا ہے؟“ اپنے باپ کو الماری سے کپڑے نکال کر دیکھتی وہ آنکھیں مستلی حواس بحال کرنے لگی۔

”بابا کے ساتھ سوئزرلینڈ کے ان خوبصورت مناظر کی سیر اور یہاں کے پنیر سے لطف اندوز ہونے کیلئے۔“ الماری میں ہینگ ایک ڈریس اسکی جانب پھینکتے اس کے بال بکھرے۔  
”اوہ یو مین یہاں کی پنیر مشہور ہے؟“ وہ کپڑے تھامتی اپنے بال درست کرتی بولی۔

”ہم کہہ سکتی ہو۔ اب یہ تو کھا کر معلوم ہوگا تمہیں کہ کتنا مشہور ہے۔ بعض اوقات لوگ فیمسٹی کیلئے بڑھا چڑھا کر بتاتے ہیں جن میں اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں، اسلیے میری رائے کے مطابق انسان جب خود نا ٹیسٹ کر لے کسی کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے کیوں کہ ہر انسان کی اپنی چوائس ہوتی ہے۔ دیگر بھی ایسی بہت سی ڈشز ہیں جو کئی ممالک میں مشہور ہیں۔“ وہ اسکا سامان نکالتے اپنے مخصوص نرم ٹھہرے لہجے میں بتا رہا تھا۔

اور اسکا یہ لہجہ یہ باتیں فیری کے دل میں اتر رہی تھیں۔ وہ ہمیشہ ہی اسے یونہی سمجھاتا تھا۔ ہر بات کے نقطے زیر زبر سمجھانا اسکی عادت تھی تاکہ اپنے بچوں کی اچھی پرورش کر سکے۔ اور اسکا سمجھانے کا انداز ایسا ہوتا کہ انسان خود اسکے سحر میں جکڑا دلچسپی سے سنتا تھا۔

”بابا لگتا ہے یہاں کئی اور لڑکیاں بھی میری ممانے کیلئے تیار ہوں گی۔“ آئینے کے سامنے آتے وہ بالوں میں انگلیاں پھیر کر شرارت سے بولی۔

اسکا اشارہ اپنے باپ کی جاذب ہینڈسم پرسنالٹی کی طرف تھا۔

برہان نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔ ”لگتا ہے تم اسی ہٹ میں میری قبر کی فل تیاری کر کے آئی ہو۔“ اسکے منہ بسور کر کہنے پر فیری استغفار پڑھتی کھلکھلا اٹھی۔

”آپکا مطلب ہے آپ ممانے سے خوفزدہ ہیں؟“ وہ کپڑے سینے سے لگا کر دلچسپی سے بولی جبکہ اب برہان موبائل تھامے صوفے پر بیٹھا تھا۔ اور اسکی ساری ضرورت کی چیزیں بیڈ پر رکھی تھیں

”ہونہہ! اب ایسا بھی نہیں۔ میں تمہارے باپ سے بھی نہیں ڈرتا۔“ کالر جھٹک کر وہ

بولی۔

”میرے باپ پر مت جائیں آپ وہ ایس ایس پی ہے۔“ فیری ان کے انداز پر مسکرائی۔  
تمسخرے بھری مسکراہٹ برہان کو چیلنج لگی۔

”کچھ دیر پہلے یہاں آئی ہیلپر کو اگر میں نے دو منٹ میں سیٹ کر لیا تو کیا انعام دو گی؟“  
برہان کو صبح کا وقت یاد آیا جب انہیں سٹینگ کروانے کیلئے دو ہیلپر ہٹ کے آنز کی طرف

سے بھیجی گئی تھیں جن میں ایک پروفیشنل ہونے کے باوجود اسکی آنکھوں میں پسندیدی اور جذبات پڑھ چکا تھا۔

آخر کیوں نا پڑھ سکتا وہ زیرک نگاہ رکھنے والا ایک آفیسر تھا، لوگوں کی چال چلن انکے انداز سے بتا سکتا تھا کون کتنے پانی میں ہے۔

”اچھا میں ماما سے پوچھ لوں وہ خاتمے میں مٹن بریانی ہوگی یا چکن بریانی۔“ وہ مسکراہٹ روک کر کپڑے سینے سے لگاتی دروازے کی سمیت بڑھی۔ اس اچانک افتاد پر برہان بوکھلا اٹھا۔

”یہ تم پھپھو کے کام کب سے کر رہی ہو۔“ جھپٹ کر اسکے دروازے تک پہنچنے سے پہلے اٹھا کر ہاتھ روم میں بند کرتے جارحانہ انداز میں بولا۔

فیری کی کھلکھلاہٹیں عروج پر تھیں۔ ”دیکھو فتنی والی حرکات مت کرو اپنے باپ کے ساتھ۔“ دروازے پر ہاتھ مار کر وہ بولا

”ہائے بابا مجھے فتنے یاد آگیا، آنے سے پہلے میں نے اس سے باتیں نہیں کیں نا ہی کس کیا۔“ وہ فتنے کو یاد کر کے دل مسوس کر رہ گئی۔

”فیری اس سے دور ہی رہو تو اچھا ہے، مجھے امید ہے وہ اپنے باپ کی طرح ہی نفسیاتی ہوگا، دونوں ہی کوئی عجیب مخلوق ہیں۔ کس سے کس وقت کیا چھین جائیں معلوم ہی نہیں پڑے گا اسلیے خیال رکھنا۔“ برہان کہتا جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

”اچھا! اب دروازہ تو کھولیں میں ماما کو بتادوں۔“ سر جھٹک کر وہ دروازہ پیٹنے لگی۔ بہر حال اسکے پاس ایسا کیا تھا جو فتنہ ایک معصوم سا بچہ اس سے کچھ چھینتا۔

”تمہارا دماغ ٹھکانے ہے فیری سے چڑیل کیوں بن رہی ہو؟ اندازہ ہے کتنی محنت سے میں نے اسے منایا ہے۔“ وہ سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا۔

”اوہ یہ تو بھول گئی میں خیر! چلیں اتنا ترس کھا ہی سکتی ہوں! اندازہ ہے کس طرح منایا ہوگا، چلو پھر صبح بتا دوں گی رات سکون سے سو کر گذاریں ابھی تو بازو کا زخم بھی ٹھیک نہیں ہوا۔“ وہ احسان کرنے والے انداز میں بولی برہان کا چہرا دیکھنے والا ہو گیا کہ یہ اسکی

فیری ہے۔۔

وہ کتنی معصوم ہوا کرتی تھی اسے کیا ہو گیا۔) ظاہر اسکے ساتھ رہ کر انسان، انسان رہ پاتا ہے؟ (

”پتا نہیں معصوم سی حور کا کیا حال کیا ہوگا۔“ مہوش علی

”مجھے معلوم ہے بتائے بغیر تمہارا کھانا ہضم نہیں ہوگا۔ اسلیے ابھی نہیں کسی کمزور لمحے میں بتانا جب وہ مجھ سے ہاتھ پائی کرنے کی ہمت میں نا ہو۔ اور میں اسے اچھے سے منا بھی سکوں۔“ ہار کر وہ بولا۔

فیری سے اپنے قہقہے دبانا مشکل تر ہو گیا

”اوکے ڈن۔“ وہ ہنستی ہوئی بولی۔۔ برہان دل مسوس کر باتھ روم کے دروازے کو دیکھتا رہ گیا۔

”جانے فیری میں چڑیل کی روح کیسے گھس گئی۔“ وہ بڑبڑاتا خود تیار ہونے کیلئے باہر نکلا۔

اور مسلسل پاکستان کانٹیکٹ کرنے کی کوشش میں تھا پر داد کا موبائل آف تھا۔



کچھ سوچتے اسنے عارب کے نمبر پر ٹرائی کیا جو کچھ توفیق کے بعد پک کر لی گئی کال۔  
”سب سو رہے ہو کیا؟“ سلام کا جواب دیتے اسنے جل کر کہا دوسری طرف وہ دھیرے  
سے ہنسا۔

”کیوں آپکو وہ سوتیلی ناگن سونے نہیں دے رہی کیا؟“ وہ برجستہ بولا۔

برہان نے سوتیلی ناگن پر سامنے دیکھا جو بیڈ پر بیٹھی ایک ہاتھ میں کپ تھامے وال گلاس  
سے سمندر کی لہروں اور اسکے سامنے سرسبز زمین اور پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔

”سوتیلی ناگن ہاہا کیا کاہہ منیشن ہے واہ“! وہ بیچ میں قہقہہ لگاتا بولا عارب ہنسنے لگا مسکان  
دوسری طرفین کا اندازہ لگاتی جل بھن گئی

”لاؤ مجھے دو میں اس سوتیلے بچھو سے بات کروں۔“ اسنے اندر کی تڑپ کو زبان پر نخوت  
سے سجایا۔

پر وہ اسکے ہر ہر انداز سے اب واقفیت رکھتا تھا بغیر ستائے اسکی طرف پھینکا۔  
حالاں کہ عارب نا نا کرتا رہ گیا۔

”کیا بکواس کر رہے تھے میرے سوامی سے؟“ وہ غرائی۔

”خبردار مجھ سے بات کی منہ توڑ دوں گا“!! عارب سرخ چہرے سے دھاڑا اور ایکسکیوز کرتا  
بے وقت اس میٹنگ سے باہر آیا۔

حالاں کہ یہ کافی ضروری تھی۔۔۔ ارنج بھی اسنے ہی کی تھی۔ کوئی اور ہوتا موبائل پر تو  
ڈسکنیکٹ کر دیتا پر اس وقت جو شخصیت موجود تھی اسکے لیے تو وہ پل پل تڑپا تھا۔

”ہاہا اچھا جوک تھا مجھے ہنسی نہیں آئی۔“ ہنس کر اسنے ناک سکیرا۔

برہان منہ پر ہی جھوٹ سے عیش عیش کر اٹھا۔

”تمنے مجھے ہرٹ کیا ہے بہت! اور دوسری دفعہ۔“ وہ روٹھ کر گویا ہوا مسکان بے چینی سے اٹھ کر گلاس وال کے پاس آئی۔

”پر تم تو ابھی زندہ ہو! ہرٹ ہوئے لوگ جلدی سے کوچ کر جاتے ہیں۔“ وہ لہجے کی نمی چھپانے کیلئے طنزیہ ہوئی۔

”اگر ذرا سی مزید بے حسی دکھاتی تو میں آج تمہارے تیجے کا چنا پلاؤ کھا رہا ہوتا۔“ اسکی بات پر مسکان بل کھا کر رہ گئی

”خوش فہمی ہے۔“

”جیسے تمہاری! کہ میں اس دشمن کیلئے مروں گا۔ میرے سر سے ایسے سو دشمن قربان۔“ مسکان کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی موبائل سے نکل کر اسکی اس بکواس پر منہ توڑ دے۔

”مت بھولو میرے آدمی وہاں موجود ہیں۔“ وہ غرائی۔

”یہ تم مت بھولو کہ وہ مجھ سے تنخواہ لیتے ہیں۔“ وہ الٹا ہنس کر جلانے لگا۔

”تیرے باپ کے پیسے نہیں ہوتے سعیر کے ہوتے ہیں۔“ وہ چلائی اور وہ جیسے آج اسے بھسم کر دینا چاہتا تھا۔

ساکت بھونچال کھڑا برہان کا دل کیا ان دو گینگسٹر کی ویڈیو بنا کر شوشل میڈیا پر چھوڑے کہ دیکھو دو پچھڑے بھائی بہن ملے ہیں۔

”ہاں تو وہ میرا باپ ہی ہے۔“ اسنے کالر ٹھیک کرتے کہا۔

”شرم تو مجھے معلوم ہے چھو کر نہیں گزری اپنی پھپھو سے شادی کرے گا۔؟ واہ کیا جوڑی ہوگی پھپھو بھتیجا! بابا۔“ وہ قہقہہ لگاتی کھلکھلائی۔

عارب کا چہرا سرخ متغیر ہوا۔ اور کان میں سسی کا پہلا لفظ ”بیٹا“ گونجا۔ وہ سٹپٹا گیا۔

”استغفر اللہ نعوذ باللہ کیا البکواس کر رہی ہو، میرا رشتہ خراب نا کرو النخوسیت۔“ وہ غرایا اسے پر اور مسکان ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوگئی۔

”سو پر“ ایک ”بھاری“ مسکان دی لیڈی لباس ”اسنے اپنے نام کا نعرہ لگایا۔

”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ وہ باآواز بڑبڑایا جسے سن کر جہاں جھٹکے سے مسکان نے گردن موڑتے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا وہیں دوسری طرف عارب نے سن کر قہقہہ لگایا۔

جبکہ برہان اب مکمل انجان بنا وارڈروب سے اپنا لباس نکال رہا تھا۔

”کیا کہا تمنے ذرا پھر سے کہنا سواپی۔“ اسنے مسکرا کر سوامی کو چباتے پوچھا برہان چونکنے کی ایکٹنگ کرتے اسکی سمیت مڑا، ”کیا تمنے مابدولت کو مخاطب کیا؟“ اسکا انداز ایسا تھا جیسے اسے معلوم ہی نا تھا روم میں اسکے علاوہ بھی کوئی موجود ہے۔

”ہاں ہم نے تم سے کہا کیا بولا تمنے؟“ وہ تنک کر جواباً بولی۔

”اوہ“ وہ سمجھتا سر اثبات میں ہلانے لگا جبکہ دوسری طرف صورتحال کا تصور کرتے عارب کا ہنس ہنس کر برا حال ہونے لگا۔

“میں نے پڑھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ، یہ کلمہ عرش کے نیچے جنت کا خزانہ ہے۔ اور جنت کی چھت عرش الہی ہے۔ اسکے پڑھنے سے اعمال صالحہ کے اختیار کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق ہونے لگتی ہے۔ اس معنی میں یہ جنت کا خزانہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ “لاحول ولا قوۃ الا باللہ ”ننانوے( دنیاوی و آخروی ) بیماریوں کی دوا ہے۔ جن میں سب سے ادنی بیماری غم ہے۔ ( چاہے دنیا کا ہو یا آخرت کا )

یعنی اس سے دل سے غم دور ہوتا ہے۔ دل میں سکون و اطمینان آجاتا ہے۔ جب بھی دل میں پریشانی و غم محسوس کرو تب ایک جگہ بیٹھ کر سو دفعہ یا اس سے زیادہ دل ہی دل میں دھیان توجہ سے پڑھن۔۔

“انشاء اللہ ”دل میں سکون و اطمینان آجائے گا۔ اور گناہوں سے دور ہو جائو گی۔

جب بندہ اس کلمہ کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش پر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرا بندہ فرماں بردار ہو گیا اور سرکشی چھوڑ دی۔ یہ نعمت کیا کم ہے کہ بندہ زمین پر یہ کلمہ پڑھتا ہے اور حق تعالیٰ عرش پر فرشتوں کے مجمع میں اس کا ذکر فرماتے ہیں۔ ”اسنے بیچارگی سے تفصیل بتائی۔۔۔

“سبحان اللہ ماشاء اللہ“ مابدولت ”کیا فرمایا ہے سن کر سکون آگیا ان شاء اللہ اب میں بھی اس پر عمل کروں گا۔ اللہ پاک تمہیں اسکا اجر دیگا۔ ”موبائل کے اس پار عارب سب کچھ سنتا چہک کر خوشی سے عارب بولا۔

برہان شکریہ کرتے بمشکل قہقہہ دبائے ڈریس تھام کر باتھ روم میں جلدی سے بند ہوا۔



اور وہ خاموشی سے اسکی پشت دیکھ رہی تھی۔۔ بات ایسی کردی گھما کر کہ وہ کچھ کہہ نہیں سکی۔

”میں بتا رہی ہوں اسنے بات گھمائی ہے بڑا مینا ہے۔“ اسکا بس نہیں تھا برہان کا سر پھاڑ دے۔

”چھوڑو اس معصوم کو کتنی اچھی بات بتا کر گیا ہے۔ تم سنائو وہاں کیسے پہنچی۔“ کلائی میں واچ پر شو ہوتی اسکی لوکیشن دیکھتا وہ بولا۔

یہاں سے جانے سے پہلے اسنے سارے ڈیوائس چپ ڈی ایکٹیو کی ہوئی تھیں جنکا لنک اس سے تھا۔ اور عرب لاتعداد کوششوں کے بعد بھی انہیں ایکٹیو نہیں کر سکا کیونکہ وہ جانے سے پہلے پاسورڈ چنچ کر گئی تھی۔

اور وہ دیکھتا سر پیٹ کر رہ گیا کیونکہ اسنے ہی سب کچھ اسے احتیاطی اقدام طور سیکھایا تھا۔ پر معلوم نہیں تھا وہ سب کچھ اس پر بھاری پڑے گا۔ کل رات ہی یونان کے شہر گریس میں اسکی لوکیشن شو ہوئی تھی۔ پہلے تو وہ دیکھ کر چونکا پر پھر یاد کر کے کیا فائدہ کیونکہ سیر کے تھرو انہیں سب کچھ معلوم ہو چکا تھا۔

”مت پوچھو! وہ دشمن میرے بچے تک آتے ہی پہنچ گیا اور مجھے نکال دیا، ویسے اسنے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔“ نوم کا صوفہ کھینچ کر گلاس وال کے پاس بیٹھی ہوئی بولی۔

”اچھا! اب پرانی بیوی پر حق مت جتاؤ، وہ صرف اسکی ہے اور جو یہ بات نہیں سمجھتا اسے ڈیتھ کی اسپیننگ سمجھا دیتا ہے تو میری مانو اب حقیقت تسلیم کرلو۔ اور چھوڑو انہیں ویسے بھی ساتھ لے جا کر کون سا تیر مار لیا۔“

بات دماغ میں بٹھائو اسنے صرف کیئر کیلئے اپنی بیوی کے پاس تمہیں چھوڑا تھا حق جتانے کیلئے نہیں۔ تمہیں معلوم ہے اگر، اس ”پر حق جتانے والی مسکان نا ہوتی تو اب تک اس وجود کا کیا حال ہوچکا ہوتا، اور آج میں تمہارے چالیسویں کی بریانی کھا رہا ہوتا میرے بچے خوب دعائیں دیتے تمہیں۔“ اسنے حقیقت کا آئینہ مزاق مزاق میں دکھایا۔

مسکان گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

”مجھے امید ہے یہ بچو والا خواب خواب ہی رہ جائے گا۔“ وہ پرسکون لہجے میں بولی۔

”دوسری بات کان کھول کر تم سن لو، صرف حق نہیں رکھتی اس سے عشق کرتی ہوں، بلکہ وہ میری جان سے پیاری ہے۔ اور تیر کی بات نا کرو جا کر دیکھو کیسے چھا ہے اس بیسٹ صاحب میں۔ پہلے جو منمنا کر مزاحمت کرتی تھی اب تن کر کرتی ہے۔“ اسنے یاد کر کے قہقہہ لگایا

بلکہ اس سے نامل آنے کی تکلیف اسکے لہجے کی کرچکیوں سے عیاں ہوگئی جس پر عارب ساکن کھڑا تھا۔

”تم پاگل تو نہیں ہوگئی اگر سعیر کو معلوم پڑ گیا تو؟ انجام کا معلوم ہے تمہیں؟ وہ انسان یہ برداشت نہیں کرتا کہ وہ اپنی بہن سے بات کرے، یہ نہیں چاہتا کہ وہ مجھ سے بھائی کہہ کر بات کرے یا کوئی رشتہ رکھے، وہ بے زبان بے جان سے اسکی محبت برداشت نہیں کر سکتا، اور تم یہاں اتنی دیدہ دلیری سے اعتراف کر رہی ہو !

وہ نا صرف پازیسو ہے اسکے معاملے میں بلکہ تم سے بڑا جنون رکھتا ہے، مت بھولو کہ تم اس حد تم لانے والا وہی ہے، ورنہ تم ایک عام سی سسکنے والی لڑکی تھی، جنون محبت آتش سے نا واقف عارب کرنے والی۔

دیکھو ہوگی تم لیڈی باس! پر میں اپنی بہن کو نہیں کھو سکتا، اسلیے کچھ بھی کرو میری بہن تمہارے پاس امانت ہے مائنڈ اٹ!” وہ باور کرواتا سرد لہجے میں گویا ہوا تھا

”کیا فضول ہانک رہے ہو۔ میں نہیں ڈرتی موت ہے۔“ وہ کندھے اچکا کر بیزاری سے بولی  
”ہم!” عارب نے گہرا سانس کھینچا۔ ”مجھے پس معنی بتاؤ! حقیقت بتاؤ آج۔“ وہ تحمل سے  
گویا ہوا مسکان چونکی اور دفعتاً سمجھ کر دانتوں میں لب کچلنے لگی۔

”مسکان مجھے حقیقت بتاؤ انڈرسٹینڈ! دومنٹ نہیں لگے گے وہاں پہنچتے مجھے۔“ مسلسل  
خاموشی سے اکتا کر وہ نیچی آواز میں غرایا۔

”میں جنہیں چاہتی ہوں، میں جنہیں دیکھ کر جیتی ہوں وہ انکی زندگی ہے کیا یہ کافی ہے  
تمہارے لیے؟“ شدید ضبط کے باوجود اسکی آواز لرز گئی۔ دوسری طرف عارب دنگ ساکت  
رہ گیا۔ اسے ایسا لگا ٹھا ٹھا کر کے ساتوں آسمان اسکے سر پر آگرے ہوں۔

کتنی ہی دیر دونوں کے بیچ خاموشی چھائی رہی۔ نا وہ کچھ بولا نا مسکان میں ہمت تھی  
”تم واقعی ایک سمندر جیسی گہری ہو۔ جب تک خود نا چاہو کوئی تمہارے اندر کو نہیں جان  
سکتا۔“

”بہر کیف میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں، اپنی زندگی کی پرسکون ہو کر نئی شروعات کرو،  
امید ہے سب کی دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی خاص سعیر کی۔ اس سے بدگمان مت ہو

اسنے بس چاہا ہے کہ ہم خوش رہیں اپنی زندگی میں اور اسے معلوم ہے تمہاری خوش برہان علوی سے ہے اسلیے آتے ہی سب سے پہلے اسنے تم تک تمہاری خوشی کو پہنچایا۔ ”وہ مسکرا کر بول رہا تھا۔ اسے اپنی بہن کیلئے دکھ ہونا لگا، پر مرد ضبط عالم میں بادشاہ کا لقب رکھتے ہیں اسلیے وہ بھی مسکرا رہا تھا۔

”چلو خیر! تم سنو سوتیلے بچھو میرے آنے تک شادی مت کرنا۔ ویسے تو مجھے امید ہے سعیر کی ایک کک سے اب تم باہر ہو گے پھر بھی اگر اللہ نا کرے چانس بن جائے تو میرا انتظار کرنا۔“ برہان کو دیکھ کر وہ اپنی ذات سے موضع بدلتی بولی۔ عارب، ”اللہ نا کرے“ پر جل بھن گیا۔

”بات سنو مجھے اپنی زندگی آباد کرنی ہے! برباد نہیں۔ مبارک باد میں تم سے فون پر وصول کر لوں گا۔“ وہ بولا

”اب ہر کوئی میرا جیسے بیوقوف تھوڑی ہوگا، جو اپنی بربادی خود اٹھا آئے۔“ وہ آئینے کے سامنے باآواز بڑبڑایا عارب نے قہقہہ لگا کر کال ڈسکنیکٹ کی۔

”تم کو بیچ میں اگر بکواس کرنی ضروری ہے تو میں جائوں واپس؟“ وہ غرائی۔ برہان نے ہنستے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگایا جس پر وہ مسکراہٹ ضبط کرتی رخ موڑ گئی۔“ میں بربادی ہوں اور خود آباد ہیں۔“ وہ بڑبڑائی اور عارب کو دھمکیاں لکھنے لگی۔

”اگر میرا انتظار نہیں کیا تو میں آکر تمہاری سکون بھری زندگی تھس نہس کردوں گی۔“ وہ اسکی دھمکی پڑھ کر مسکرایا۔



”تم بے فکر رہو اے بنت حوا میں تمہارے آنے تک اسے پوری طرح شیشے میں اتار لوں گا۔ ویسے کام کی بات بتاؤں وہ فین ہے میری عربی کی۔“ اس نے ہنستے ٹائپ کیا دوسرے ہی پل دیہروں دھکیاں گالیاں وصول ہوئیں جنہیں اعزاز سمجھ کر وصول کر لیا۔

اسے فخر تھا اپنی بہن پر کہ وہ ہر رشتے کو سمجھنے والی سمجھدار مضبوط لڑکی تھی۔ اس نے عالم اور برہان کی محبت سے نفرت نہیں کی بلکہ اس نے اپنی بھی محبت بنالیا۔

وہ عام لڑکیوں جیسی تو ہر گز نہیں تھی۔ نا ہی وہ محبت میں جلیس یا نفرت کی قائل تھی۔ مسکان دا لیڈی باس اسکا فخر، ایک الگ تھی دنیا کی لڑکیوں سے۔ سب سے الگ انوکھی بہن تھی اسکی۔

وہ جب دیکھتا اسے اسکا غرور اور سر بلند ہو جاتا۔ وہ سوچوں میں مسکراتا خود کو پرسکون کر کے میٹنگ روم کی طرف بڑھا جہاں سعیر نے اسے اریخ کر کے اپنا حکم صادر کرنے کی تلقین کی تھی۔

”جنہوں نے بیسٹ کے پیچھے بے ایمانی کی کوشش کی ہے انہیں موت کی بے ایمانی کا فیصلہ سنانا تھا۔ غداروں کا خاتمہ کرنا تھا ”عرب جانتا تھا ان غدار گینگ کو ختم کرتے پھر سے وحشت پھیلے گی سرد ہوائیں لگے گیں۔

وہ ایسا ہی تو تھا۔ قدم رکھنے سے پہلے اسکی وحشت پھیل جاتی تھی۔۔

ایسے ہی تو دنیا نہیں کہتی ہے۔

”جن کے دلوں میں خوفِ خدا نہیں

انکے مقدروں میں وحشتِ سیر ہوتی ہے۔ ”

”میں فیری کو لیکر جا رہا ہوں باہر اگر آنا ہے تو آؤ۔“ وہ اسکے پیچھے آتا اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر صوفے کی پشت پر ٹکائے جھک کر ماتھے پر بوسہ دیتے ان نم آنکھوں کو چومتے ناک پر لب رکھے۔۔

اسکے آگے کا سوچتے جہاں مسکان کی سانسیں مدھم پڑی وہیں اسنے آہستے سے اسکے لبوں کو چھوا اور پیار سے گال سہلا کر بولا۔

”نہیں تم جائو۔“ وہ نفی کرتی اٹھی۔ برہان نے کندھوں پر بازو رکھ کر اسے قریب کیا۔ ”اداس ہو گئی؟ میرا ارادہ یہ نہیں تھا کہ تم اس سے بات کر کے اداس ہو جائو۔ میں نے جسٹ خوش کرنا چاہا تمہیں۔“ وہ نادم لہجے میں بولا۔

مسکان آہستے سے مسکرائی اور اسکے گرد بائیں ڈالیں۔ ”ایسا کچھ نہیں واقعی میں بہت خوش ہوئی ہوں ورنہ میں سوچ رہی تھی شروعات کیسے کروں، کیونکہ مجھے لگا تھا وہ مجھ سے بہت ناراض ہوگا۔ پر تم نے بہت اچھے طریقے سے سب ہینڈل کر لیا تھینکس۔“ اسنے دل سے کہا تھا برہان دیکھتا رہ گیا۔

”تم شرماتی بہت زیادہ خوبصورت لگتی ہو۔“ اسنے اپنے دل کی بات بتائی۔ جب اسے شرماتے دیکھا تھا دل کیا وہیں کہہ دے پر ارادہ ترک کر دیا پر اب کہے بنا رہ نہیں سکا۔

”ہاں میں کوشش کر رہی ہوں زیادہ اچھے سے شرمائوں۔“ اسکی کلین شیو پر انگلیاں پھیرتی مسکرائی۔۔

برہان جو اسکی بات سن کر مسکرایا تھا دفعتاً چونکا۔

“واٹ؟؟؟” وہ چیخا

“ہاہاہا بس بھی کرو میں تمہاری خواہشات تو پوری کر رہی ہوں نا، اب اصلی شرمائوں یا تمہیں خوش کرنے کیلئے بات تو سیم ہے۔” وہ ہنستی بولی۔

برہان کو اس سے بہت ہی پیاری لگی کہ اسے یوں قریب سے ہنستے دیکھ کر اسکا دل دھڑک اٹھا۔

اسکے دانت سفید موتیوں جیسے تھے۔ گلابی لبوں کے بیچ سفید دانت۔۔ وہ صرف دیکھتا گیا۔

“تم بہت بری لڑکی ہو۔” اسنے جھلا کر کہا اور اسکی گردن دبوچی۔  
پر دوسرے ہی لمحے کراہایا جب اسکا گھٹنا پیٹ پر پڑا۔ “مجھے سوکاڈ سسکتی ہیروئن کی طرح مت سمجھو۔” وہ اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہٹ کا جائزہ لینے لگی۔

“دیکھ لوں گا تمہیں بڑی آئی الٹرا ہیروئن۔ سارے کس بل نا نکالے تو میرا نام بھی برہان نہیں۔” بڑبڑا کر برہان دانت پیتا فیری کی پکار پر وہاں سے نکلا۔

“واٹو۔۔”

وہ ہٹ سے باہر آکر دور دور تک بلند و بالا پہاڑ انکے بیچ نیلے پانی والا گہرا سمندر، سر سبز میدان وہ جھرمت کے روپ میں سرخ و سفید پیلے پھول اسکی آنکھوں کو خیرہ کر گئے۔۔

“وہاں بھی ہماری طرح لوگ آئے ہیں؟” وہ کافی فاصلے پر دوسرے ہٹ دیکھتی بولی۔

“ہاں دوسرے لوگ ہیں فیملی کے ساتھ۔” وہ اسکی انگلی تھامے گاڑی کی سمیت بڑھا۔

”آپ کتنی بار آئے ہیں یہاں؟“ وہ ساتھ چلتی لوگوں کو دیکھتی بولی

کچھ فاصلے پر اسکے ہم عمر لڑکے لڑکیاں فٹ بال سے کھیل رہے تھے۔ اسکے دیکھنے پر دو تین نے ویو کیا تو وہ بھی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتی ویو کرنے لگی

”میں یہاں تو پہلی بار تم لوگوں کے ساتھ آیا ہوں۔ تمہاری ماما کے ریکارڈ میں سوئزرلینڈ کی سیر کا لکھا ہوا ہے۔ البتہ میں سٹی کے بعد فریشنیس کیلئے اپنے دوستوں کے ساتھ سوئزرلینڈ آیا تھا اور سوئزرلینڈ کے علاقے لائبرون میں پہاڑ پہ واقع پڑگوریا ہوٹل میں اسے کیا ہم دوستوں نے۔“ وہ بتاتا گاڑی کے قریب آیا۔

”وہ پہاڑ پہ تھا تو آپ وہاں کیسے جاتے تھے؟“ اسنے حیرت سے پوچھا۔  
”ظاہر ہے چیئر لفٹ سے۔ میں تمہیں لیکر جاؤں گا زیادہ تجسس میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔“ اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر اسنے گاڑی کا ڈور بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ کی سمیت بڑھ رہا تھا جہی پاس سے گذرتی لڑکی پر نظر پڑی۔

”ہائے!! وہ جیسے اسکے دیکھنے کے منتظر تھی فوراً ہاتھ ہلایا۔ برہان نے اپنے آس پاس دیکھا۔“ اوہ! تو وہ مجھ سے ہے۔“ اسنے سوچا اور اخلاقاً سر ہلایا۔

وہیں ونڈو پر سر رکھے شرارت آنکھوں میں سمائے فیری دلچسپی سے اس لڑکی کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ جو ذرا سی نوازش پر گلاب کی طرح کھل اٹھی تھی۔

تھی بھی کیوٹ پیاری سی۔

”وہ آپ سے پیار کرنے لگی ہے شاید۔“ مسکراہٹ چھپا کر بولی پر دوسرے پل برہان کی سرزش کرتی نظروں کو دیکھتے شرمندہ ہو گئی



”ایم سوری بٹ مجھے محسوس ہوا۔ ”اسنے صفائی دی

”تمہاری توجہ پڑھائی اور کھیل کی طرف ہونی چاہیے، ان فضول باتوں میں نہیں۔ ”وہ نرمی سے سمجھا رہا تھا فیری مسکراتی اسکے بازو میں حصار ڈال کر سر ہلا گئی۔

”ویسے آپ کافی خوبصورت ہیں۔ ”وہ اپنے گندمی ہاتھوں کی رنگت پھر برہان کے سرخ و سپید ہاتھ دیکھتی بولی۔

”بیٹا خوبصورتی اہمیت نہیں رکھتی انسان کی سیرت دل اہمیت رکھتا ہے۔ مضبوط بنو فیری ایسے خیالات دماغ میں لاؤگی تو مار پڑے گی مجھ سے۔ ”وہ اسکے لہجے میں کامپلیکس کو محسوس کر چکا تھا۔ ”انسان اپنے اعمال اپنی مضبوطی خوب سیرت سے پرفیکٹ ہوتا ہے، رنگ و بو سے نہیں میری شہزادی۔ ”اسکے گرد بازو کا حصار ڈالتے بولا۔

”آپ تو میرے لیے پرفیکٹ ہیں بابا۔ ”اسکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے گویا ہوئی برہان اسکی محبت پر شفقت سے دیکھتا رہ گیا، ”جیسے میری بیٹی میرے لیے۔ ”

♡♡♡♡♡♡♡♡

جگہ اسے کافی پسند آئی تھی وہ محسوس سی گھوم پھر کر دور عورتوں سے بھی ہائے ہیلو کر آئی۔

انہوں نے اسے بہت عزت دی جب جانا پاکستان سے ہے۔ بدلے میں مسکان نے بھی ان سے تمیز و ادب کا مظاہرہ کیا۔

گھوم پھر کر سمندر کے سیر کے بعد وہ چلتی واپس ہٹ میں داخل ہوئی۔

پورا ہٹ سفید تھا فرنیچر سے لیکر پینٹ ڈیکوریشن پیس تک۔ دبیز سفید قالین، سفید بیڈ تکیے، صوفے چیر۔

وہ اسے وائٹ ہٹ کو دیکھتی مسکرائی۔

اسے کافی زیادہ پسند آیا بلکہ وہ کافی متاثر بھی ہوئی۔

کہیں کہیں کونے میں رکھی میز پر ایک قدیم ٹھنیوں والے درخت نما ڈیکوریشن رکھے تھے۔

ماحول کافی خواب ناک تھا یہاں کا جیسے فیری لینڈ کا۔ اور سوئزر لینڈ تھا ہی ایسا محسوس کن

مسرور کن ساکت کر دینے والا اپنی خوبصورتی سے۔

وہ سارا ہٹ گھوم کر اس بیڈ روم میں آئی جہاں وہ اسٹے کر رہے تھے حالاں کہ اسکے

سامنے والا روم ابھی بند تھا۔

اسکے سفید ڈور پر دل نما ایک تالا بند تھا۔

وہ کچن میں آئی جہاں ہر کھانے کی ضرورت کا سامان موجود تھا بلکہ فریج بھی فل تھا۔ وہاں

دیکھتی پھر فیری کے پرنس ڈیکوریٹڈ روم میں آئی وہ بھی بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

”یس“! دفعۃً ڈور پر ناک پہ اسنے اجازت دی تو دو مسکراتی لڑکیاں ایک ساتھ اندر داخل

ہوئی۔

ان میں ایک نے اپنا تعارف کروایا جو شارٹ کندھوں تک آتے سفید بالوں والی سیلی تھی

جبکہ پاس سرخ رنگت خوبصورت نقوش والی روزی

”میں آپکی گگ ہوں۔“ روزی نے مؤدب ہو کر بتایا۔

”اور یہ میرے ساتھ آپکو تیار کرنے میں بھی مدد دے گی۔“ سیلی نے مسکراتے بتایا تو

روزی سر ہلانے لگی۔

مسکان سر ہلاتی دونوں سے ملی۔۔

”آپ کی لو میرج ہے؟“ روزی نے مسکان کو سر سے پاؤں تک دیکھتے پوچھا  
وہ اس وقت بلیک گاؤن میں ملبوس تھی سنہری بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا جو لڑکھ کر اسکے  
کندھے پر گرا تھا۔

اس رف حلیے اپنے تیکھے نقوش سے وہ روزی کو مایوس کر گئی۔

مسکان نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا جسے سیلی ٹھوکا مار رہی تھی۔

مسکان اسکے ایکدم پرسنل ہونے پر منہ توڑ سکتی تھی پر وہ یہاں اپنے شوہر کے ساتھ ہنی  
مون پر آئی تھی نہیں چاہتی تھی کوئی بدمزگی ہو۔

اس نے تیز نظروں سے اسکی آنکھوں میں دیکھا تو وہ گر بڑا گئی اپنے سوال پر۔۔

”اگر اس وقت میں اچھے موڈ میں ناہوتی تو یوں میرے شوہر کے معاملے میں گھسنے والوں  
کو اچھے سے جواب سناتی، پر خیر تمہاری قسمت اچھی ہے۔

جی الحمد للہ پہلے اسنے جھوٹ سے شادی کی پر اب پر اپر نکاح تسلیم کر لیا، میں نے اپنے دل  
کی رضا پر تین چار دفعہ نکاح کو سنا ہے پھر ہاں کی ہے۔ سمجھ گئی؟“ اسنے جواب دیا سیلی  
روزی ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی جو انہیں جواب دیکر اندر چلی گئی تھی۔

”کوئی دبو سی پاکستانی لڑکی نہیں احتیاط کرو۔“ سیلی ادے گھورتی، مسکان کے پیچھے لپکی وہ  
ہاتھ ملتی رہ گئی۔۔ اسے امید تھی وہ کافی بیوقوف پاکستانی دبو قسم کی لڑکی ہوگی مشرقی سی۔۔

اور وہ اس بینڈسم پر اپنا جادو کر لے گی پر یہاں تو سب کچھ الٹا تھا۔

اونچی ہیل کی آواز میں ٹک ٹک کرتی وہ بھی پیچھے آئی۔

اندر آتے ہی وہ سیلی کی طرح لٹھے مانند سپید پڑ گئی۔

سامنے ہی وہ گن کی میگزین میں گولیاں ڈال رہی تھی۔ توجہ کہیں اور تھی۔۔

”آجائو اب سکتا ہو گیا ہے کیا؟“ وہ اکتا کر بولی دونوں خوفزدہ سی اندر داخل ہوئیں اور لبوں

پر زبان پھیری۔

”میں بتا رہی ہوں یہ خطرناک ہے۔“ سیلی نے روزی کو سرگوشی میں کہا جسکی سانسیں خشک تھیں۔۔

”مم۔۔۔ میم۔۔۔“ اسنے کاہنتی آواز میں مخاطب کیا۔۔

”ہاں۔۔۔“ وہ سر ہلاتی انکے پاس آئی جب اسے گن اٹھا کر اپنی طرف بڑھتے دیکھتی وہ ایک دوسرے کے پیچھے چیخیں مار کی بھاگیں۔

”ارے؟“ مسکان حیران پریشان بیگز اپنے پاؤں میں گرے دیکھ کر وہیں کھڑی رہ گئی۔

”میں نے کیا کیا؟ اب مجھے تیار کون کرے گا؟“ وہ دکھ سے سوچتی گن کو دیکھنے لگی۔۔

دفعۃً خالی ہٹ میں اسکا قہقہہ گونجا۔

”کوئی بات نہیں۔۔ میں اپنے سوامی کیلئے خود کو اپنے ہاتھوں سے سجاؤں گی۔“ اسنے خوش

ہوتے سوچا اور سامان اٹھا کر بیڈ پر رکھا۔۔ سامنے پڑے ان ڈرپوک لڑکیوں کے ہیلز کو

گھور کر پیٹ پوجا کیلئے کچن کی سمیت بڑھی۔۔



ظاہر تھا اب گگ تو ہاتھ میں صرف گن دیکھ کر جوتے پہنے بغیر بھاگ گئی تھی تو کھانا اسے ہی بنانا پڑ رہا تھا۔

”دوٹکے کا ایس ایس پی ٹھیک سے کک نہیں رکھ سکا کہ اپنی دلہن کو کھانا ہی آرام سے کھلا سکے۔“

نخوت سے وہ سر جھٹک کر گنگناتی ان لڑکیوں کے جوتے ہٹ سے باہر پھینک کر دروازہ بند کرتی کچن میں آگئی اور اپنے لیے ڈنر کا احتتام کرنے لگی۔

مہوش علی

\*-----❤❤❤-----\*

اسنے جو لڑکیوں کو ہراساں کیا تھا اونر نے بلا کر اسے بتایا۔

برہان انسے معذرت کرتا سارا معاملہ حل کر کے وہاں سے نکلا ورنہ وہ لڑکیوں مسکان پر ہراسمنٹ کا کیس کرنے والی تھی۔ اور آگے جو ہراسمنٹ وہ سائیکو عورت دیکھاتی اس سے پہلے ہی وہ سنبھال چکا تھا۔

مجبوراً برہان کو بتانا پڑا کہ وہ ایک ایس ایس پی ہے اسنے اپنی فیملی پروٹیکشن کیلئے گن پاس رکھی ہے۔

ہٹ اونر کے بعد اسنے ان لڑکیوں سے معذرت کی جن میں سے روزی جھینپ گئی برہان حیران انہیں وہیں چھوڑ کر ہٹ کیلئے بڑھا فیری نے جاتے ہوئے روزی کو ویو کیا وہ خوش ہو گئی۔۔

”یہ تمہاری چڑیل ماں میری سمجھ سے باہر ہے۔“ ”برہان کو رہ رہ کر غصہ آرہا تھا اگر اسنے ان لڑکیوں کو بھگا دیا تھا تو پھر اسنے تیاری کیسے کی ہوگی جیسا کہ وہ چاہتا تھا اور اس روم میں کیسے گئی ہوگی جس پر تالا تھا۔۔

وہ مختلف پر رونق بازاریں گھومتا فیری کو ایک پر لطف ڈنر کروا کر ڈھیر ساری شاپنگ کے بعد جب واپس ہٹ کیلئے روانہ ہوا تو اچھا خاصا اندھیرا پھیل چکا تھا۔

فیری پوری طرح تھکی ہوئی تھی تبھی اسکی باتوں پر ہوں ہاں کر رہی تھی۔۔“ ”تمہیں کیا ہوا؟“ ”برہان کو اسکی حالت پر ہنسی آگئی۔۔

”بابا نیند!“ وہ جھومتی بولی اور برہان نے ہنستے اسے بازوؤں میں اٹھالیا جسکے بعد اسنے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔۔

ہٹ قریب پہنچ کر اسنے دور بیٹھے لوگ کے ہائے ہیلو پر ہاتھ ہلایا اور ڈور اوپن کر کے اندر داخل ہوتے لاک لگا دیا۔۔

ہلکی سفید روشنی سے ہٹ پورا روشن تھا۔ وہ پائوں کی ٹھوکر سے فیری کے روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ایک طرف صوفے پر شاپنگ بیگز پھینکتے آگے بڑھ کر بیڈ پر سوئی ہوئی فیری کو ڈالا۔۔

اسکے اوپر بلینکٹ ڈالتے جھک کر ماتھے پر بوسہ دیا اور لائٹ آف کر کے ہلکی سفید لیمپ کی روشنی آن کر دی۔

وہ ایک انگڑالی لیکر وہاں سے نکلا اور کچن میں آکر کافی بناتے وہاں کا جائزہ لیا تو اندازہ ہوا وہ ڈنر کر چکی ہے۔۔

ایک طرف یہ بھی وسوسے تھے کہ کہیں بھاگ ناگئی ہو۔ کیونکہ اس سرپھری عورت کا یقین نہیں تھا کچھ بھی کر گزرے۔۔ ہمیشہ توقع خلاف تو ہوتی تھی۔۔

کافی پی کر اسکے اعصاب ریلیکس ہوئے تو بازو کو دیکھتے رخ روم کی طرف کیا۔

”کچھ بھی کر سکتی ہے پر وہ اسکے لیے سچ کر نہیں بیٹھ سکتی۔“ ایک مایوس سوچ اسکے دماغ میں آئی۔۔

ٹھیک ہی تو سوچ رہا تھا اسنے کبھی اسے خوش کیا ہے۔۔

کبھی اسکی آرزوؤں خواہشات کو اہمیت دی ہے؟

وہ کیا چاہتا ہے کیا نہیں۔۔۔ اسکی خواہشات کیا کہتے ہیں اسکی آنکھیں نہیں پڑھتی جو دل کا حال بیان کرتی ہیں۔۔

اسکے دماغ میں تو چوبیس گھنٹے خون خرابا ہوتا ہوگا، یہاں اسے ٹپکانہ ہے وہاں اسے مارنا ہے۔۔

روم میں آکر وہ فریش ہوا اور وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس اسنے اپنا پرفیوم اسپرے کیا۔  
بالوں میں برش کرتے وہ روم کی بکھری حالت بھی دیکھ رہا تھا۔ یہاں وہاں اسکی چیزیں  
کپڑے پھیلے پڑے تھے۔

اسنے نظریں سامنے اٹھائیں اور چلتا گلاس وال کے پاس آیا جہاں اس وقت سمندر کے شفاف  
پانی میں چاند کا عکس نمایا تھا۔

ایک لمحے کو اسکی دھڑکنیں بلند و بے ترتیب ہوئیں۔

اسنے ترچھی نظروں سے اس لاک روم کو دیکھا جسکا لاک اب کھلا ہوا تھا۔

برہان کے لبوں پر متبسم پھیل گیا۔

وہ ایک سگریٹ سگا کر اس کے چند گہرے کش لیتے مسکرا رہا تھا۔ سگریٹ کے بعد اس  
نے رخ اس روم کی طرف کیا جہاں وہ متاع جاں تھی۔

اسکے بھاری دھمک پیدا کرتے قدم اسکی دل پر محسوس ہو رہے تھے۔ وہ خود میں سیکڑ گئی نا  
چاہتے ہوئے بھی ساری بولڈنیں جیسے ہوا ہونے لگی۔

برہان نے ہاتھ بڑھا کر روم کا دروازہ کھولا۔ اور مسکان نے دھڑکنوں پر ہاتھ رکھتے آنکھیں  
میچ کر گہرا سانس کھینچا۔ اس پر پل پل لمحہ بھاری تھا۔

اسکی ہتھیلیاں بھگنے لگی تھی جنہیں محسوس کرتی وہ مسکرائی۔۔۔ ”میرا یہ حال ”! وہ لب  
دانتوں میں دبا گئی کچھ بھی تھا جیسی بھی تھی پر وہ ایک مشرقی لڑکی تھی۔۔۔

اسکے طرف بڑھتے قدموں کا مالک اسکا من چاہا ہمسفر تھا تو یہ حالت کیوں نا ہوتی۔۔۔



برہان نے دروازہ دھکیل کر سرخ پھولوں سے مہکتے روم میں قدم رکھا ساتھ ہی مسکان نے اپنی سانس روک لیں۔۔

جسے وہ سن لے گا اور اس تک پہنچ جائے گا۔۔

اسکا یہ روم اسپیشل نائٹ کیلئے پہلے سے آرڈر پر سجایا گیا تھا۔ قالین کو پھولوں کی چادر سے ڈھانپ لیا گیا تھا، کونے کونے ہر جگہ میز پر سرخ پھولوں کے ساتھ پانی کے کٹورے میں پھولوں کی پتیاں اور ان میں سیفی سے کینڈلز جل رہی تھیں۔

دیواروں پر سرخ پردے لٹکے ہوئے تھے، چھت سے فانوس کی ہلکی مدھم سی روشنی بکھری ہوئی تھی، روم کا ماحول فسوں خیز خواب ناک تھا۔

کمرے کے بیچوں بیچ ایک سرخ ہارٹ شیپ بڑا سا بیڈ تھا جو قدرے اونچا تھا۔ جیسے اوپر کو اٹھی ہوئی دل۔۔

سرہانے ایک بڑا سا خوبصورت لیمپ رکھا تھا۔۔ اسے چونکانے والی چیز تھی چھت۔۔ جو شیشے کی تھی جس سے چاند ستارے واضح طور نظر آرہے تھے۔

اس شیشے کی چھت پر ایک گلاب کی طرح فانوس لٹک رہا تھا۔ وہ روم ایک خود سحرزدہ کرنے والا تھا۔ اسکی سجاوٹ قابل دید تھی۔۔

اسنے پائوں ٹھنڈی گلاب کی پٹیوں پر رکھے اور انہیں پائوں تلے مسلتا ہوا آگے بڑھا۔۔

وہ ہارٹ نما بیڈ پر سرخ بھاری دوپٹے کا گھونگٹ لیے بیٹھی اسے ساکت کرگئی تھی ایک پل کیلئے۔۔۔

”کیا یہ واقعی مشرقی ہوگئی ہے؟“ وہ انجھے میں گرٹھا سوچنے لگا تھا۔

”کہیں کوئی خطرہ تو نہیں۔۔ ایسا نا ہو اس اسپیشل نائیٹ کو لاسٹ نائیٹ کردے۔“ وہ بڑبڑاتا اسکے مقابل بیڈ پر بیٹھ کر گلا کھنکارنے لگا۔

”مسو؟“ اسنے نام پکارا پر جواب ندارد۔۔۔

”شرما تو نہیں رہی حقیقتاً؟“ اسنے سوچا اور مسکراہٹ دبائی۔۔

”اگر تم سچی والا شرما رہی ہو تو حقیقت میں مجھے بہت بھا رہی ہے تمہاری یہ ادا۔“ اسنے محبت پاش لہجے میں کہا۔

”منہ میں گرڈ ڈال لیا ہے کیا جواب تو دو؟“ مسلسل اسکی خاموشی پر وہ چڑا۔

”ایسا تو نہیں آنے والے لمحات کا سوچتے ساری باس گری ہوا ہوگئی ہے؟“ وہ ہنس کر تمسخر اڑانے لگا۔۔

”اچھا اپنا ہاتھ ہی دے دو جسے تھام کر میں اپنے سارے جذبات تم پر آشکار کر سکوں۔ ویسے تو تم جانتی ہو میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں، اتنا کہ جسکا خود میں اندازہ لگا نہیں سکتا۔ بے انتہا بے حساب اور اس محبت کو پانے میں تمنے صرف یہ حق ادا کیا کہ تم میرے

سامنے بے مول ہو کر گرگڑائی نہیں۔ نا ہی اسے حاصل کرنے کیلئے میرے آگے پیچھے ہوئی۔“

”مسکان آج میں اپنے سارے جذبات تمہارے سامنے رکھتا ہوں، اپنے الفاظ میں تم پر نچھاور کرتا ہوں۔

تم ایک گینگسٹر ہو یا کچھ بھی، تمہیں دنیا احساس سے عاری لڑکی کا بھی خطاب دیتی ہے۔  
 پر جو احساس جذبات میں نے دیکھے ہیں تمہاری ان سنہری سورج جیسی آنکھوں میں، میں  
 ایسے ڈوبا ہوں جیسے سورج سمندر میں۔ اور تم مجھ میں ایسے جیسے چاند بادلوں میں، اب میں  
 تمہیں ایسے خود میں جذب کر دینا چاہتا ہوں جیسے صحرا، بوند پانی کو۔ ”وہ گھمبیر بھاری  
 جذبات سے چور لہجے میں لفظ لفظ شہد کی مانند اسکے کانوں میں اندیلنے لگا۔

اسکے احساسات بدلنے لگے وہ اسکی قربت کو محسوس کرنا چاہتا تھا، وہ بے خود سا ہو کر اسے  
 اپنے قریب کر دینا چاہتا تھا۔“ آج ایک قدم تم بڑھائو، باقی کے فاصلے میں مٹاؤں گا، اور  
 تمہارے اس پور پور پر اپنی محبت نچھاور کر کے خود سیراب ہو جانا چاہتا ہوں، آج میں تم پر  
 اپنی پیاس، شدت، جنون، سب سے بڑھ کر اپنے جذبات نچھاور کرنے والوں ہوں جیسے بوند  
 بوند برستی بارش کسی مجسمے پر۔۔۔

آج میں تمہیں ہر مزاحمت اور چالاکی سے عاری چاہتا ہوں۔ ”اسنے کہہ کر نچلا لب دانتوں  
 میں دبایا۔۔۔

معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بیڈ سے بے آواز نیچے قدم رکھا۔

”آہہ۔۔۔“ اچانک ہی اسکی چیخ گونجی جب برہان نے پردے ہٹا کر اسے ایکدم سے دبوچ  
 لیا۔۔۔

”ہاہا تمہیں کیا لگا اس مجسمے پر دوپٹہ ڈال کر تم برہان علوی سے بچ جاؤ گی؟“ وہ قہقہہ لگا  
 کر اسکی نازک کمر کو دبوچتا گھسیٹ کر پردوں سے باہر لایا۔

”ہاہاہاہا۔۔۔“ اچانک صورت حال کو سمجھتی اس سے لطف اندوز ہوتی کھلکھلا اٹھی۔۔۔ اسکی جلت رنگی ہنسی اسکے دہکتے دل پر بارش کا کام کرنے لگی۔۔۔

”کافی حد تک تو بیوقوف بن ہی چکے تھے۔“ اسکی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔۔۔  
اس سے لاپرواہ کہ اسکی ہنسی مقابل کا کیا حال کر رہی ہے۔۔۔

احساس تو تب ہوا جب اچانک اسکی مضبوط انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کیا۔۔۔

ناصرؑ اسؑی کھلکھلاہٹیں دم توڑ گئی بلکہ اٹھی پلکیں لرز گئی۔۔۔

”بیوقوف نہیں کافی سے زیادہ پاگل بن چکا ہوں۔“ وہ اس کے پور پور کو مدھم سنہری روشنی میں سجا دیکھ کر سرخ بھاری نگینوں سے سجے لہنگے سرخ ہی بلاؤز میں دیکھتا بولا۔

اس کے سنہری بال جنہیں اس نے خوبصورت اسٹائل دیکر آگے سے باندھے پیچھے کمر پر بکھیر دیا تھا، اسے پاگل کرنے کیلئے۔۔۔ کانوں میں لٹکتے ایرنگز جن کے لٹکے موتی اس کی گردن کو چھو کر برہان کی پیاس میں اضافہ کر رہے تھے جیسے ساکت دریا میں پھینکا پتھر ہلچل مچائے۔۔

اس کی صراحی دار گردن میں سفید ڈائمنڈ کانیکلیس کے چھوٹے چھوٹے موتی گردن کی شفاف سطح پر بکھرے اسے تڑپا گئے۔۔

اسکی سیولیس کلائیوں میں پہنی سرخ چوڑیوں کی ذرا سی کھنک اسکے دل پر بھاری پڑنے لگی  
حالاں کہ اسنے خود یہ خواہش کی تھی پر اس وقت اس پر بھاری تھی یا وہ اسکی کلائیوں میں  
ان چوڑیوں کی تاب نہیں لاپارہا تھا۔



ان بھاری انگوٹھیوں کے قید سے آزاد ہونے کیلئے اسکی مخروطی انگلیاں بے چین تھی یہ تشدد برداشت کرتی۔۔ اس کے لہنگے کے بلاؤز سے جھلکی سفید شفاف کمر جس پر اسکی انگلیاں پھسل آئیں اور اس نے خمار آلودہ نظروں سے دیکھتے انگوٹھے سے سہلا کر چھوا۔۔ وہ اسکی بانہوں میں ماہی بے آب کی طرح تڑپی۔۔

بالکل ایک کمزور مشرقی حیا سے سرخ لڑکی۔۔ بالکل ویسی جو کئی سال پہلے تھی جب آنکھیں ایک کوٹھے میں ہو کر چھپ کر ایک راجکمار کے خواب دیکھتی۔۔ اور اگلے پل خوف سے جھٹک دیتیں۔۔ پر آج۔۔ وہ اس کے سامنے تھا اسکا محرم بنا اسکا ہمسفر سرتاج، اس کے پور پور کا مالک، اسے اپنی ملکیت سمجھنے والا اس پر حق رکھنے والا۔ اور جس کے لیے اس نے اپنے پور پور کو سینٹ سینٹ کر رکھا تھا۔

اس نے اپنے اس بے تحاشہ حسین وجود جسکی امانت سمجھ کر پاک و محفوظ رکھا تھا دنیا کے ہوس پرست بھیڑیوں سے، آج سرخرو ہو کر اس کے حوالے وہ امانت کرنے لگی تھی۔۔ اسکی سیاہ خمار آلودہ آنکھیں اس کے دوپٹے سے بے نیاز وجود سے اٹھ کر جب چہرے پر آئیں تو اسے لگا وہ کئی میل صحرائی مسافت طے کر کے آیا ہو۔۔

اس کے ہونٹوں پر بچھی وہ سرخ چادر بڑی قاتل تھی، اسکی حیا سے جھکی گھنی لرزتی پلکوں کے وار اس کے دل پر پڑ رہے تھے، اس کے ناک میں پہنی نتھ کا موتی جب لہک کر اس کے لبوں کو چھوتا تو اسکی تڑپ شدت میں اضافہ کر دیتا جیسے سارے بندھن توڑنے کی جستجو میں تھا۔۔ وہ زاہد شکن، پور پور مہکتا سراپا صرف برہان علوی کی ملکیت میں تھا۔ کتنے دیوانوں کے ہمکتے دلوں پر لات رکھ کر وہ غرور و فخر سے اسکی بانہوں میں سمائی تھی۔۔

اپنی بانہوں میں موجود اسکے نازک سے وجود سے اٹھتی بھینی بھینی مدہوشکن خوشبو اس  
فسوں خیز ماحول میں اسکے اعصاب پر حاوی ہوتی اسے خود میں جکڑ گئی۔۔

وہ مغرور و گھمنڈی ایک سلطنت کی شہزادی اسکی بانہوں میں تھی، جسکے نام سے روح لرزہ  
جاتی تھیں وہ باحیا پاکیزہ پھول کی طرح اپنے محرم کے حصار میں تھی۔ وہ ثابت کر گئی کہ  
عورت چاہے دنیا فتح کر لے، چاہے برباد۔۔۔

اسنے ایک عام سی لڑکیوں کی طرح ضرور خواب سجائے تھے پر ان خوابوں کے حصول کیلئے  
اسنے خود کو بے مول نہیں کیا بلکہ ایک دنیا فتح کر کے اسکے حصار میں سرخرو ہو کر آئی تھی  
کہ نا اسکے پاس ایک حرف تھا اس پر اٹھانے کیلئے نا وہ چاہتا تھا۔۔۔

وہ کس قدر سرخرو ہوئی تھی کہ اگر دنیا چاہے بھی تو ان کے پاس حرف نہیں تھا اٹھانے  
کیلئے کہ وہ کہیں وہ یہاں اسے پانے کیلئے اس کے سامنے گر گڑائی، یہاں وہ عورت کی  
عصمت کو بے مول کر گئی، یا وہ یہاں ایک لڑکی کے کردار کو غلط ثابت کر گئی۔۔۔

نہیں اس پر اٹھانے کیلئے ایک الفاظ نہیں تھا وہ ایک لڑکی ہو کر، جسے دنیا کمزور کے نام سے  
بلائی ہے، وہ لڑکی ہو کر حیوانوں سے ٹکر لیکر انہیں نیست و نابود کرنے کی طاقت رکھتی  
تھی۔۔۔

وہ روئی تو ان مقدس رشتوں کیلئے جو حق رکھتے تھے ناکہ لڑکی ذات کو بے مول کرتے  
تھے۔۔۔

وہ طاقت تھی۔۔ دنیا کیلئے ایک مثال تھی اور وہ جھک کر اسکے کانوں میں سرگوشیوں سے  
اعتراف کرنے سے خود کو باز نا رکھ سکا۔۔

یہ وہی انسان تھا جس نے کسی وقت اسے بے حیا کا لقب دیا تھا۔۔۔

یہ وہی انسان تھا جو ایک سے اس پر نظر ڈالنا گوارہ نہیں کرتا تھا حقیر نفرت سے دیکھتا تھا، اور آج اس ہی شخص کی آنکھوں میں محبت کا پاکیزہ احساس تھا وہ اسے مغرور ہو کر دیکھ رہا تھا کہ یہ کنول کا پھول جو اسکی بانہوں میں مہک رہا تھا اسکا نصیب تھا جسے نا ٹوٹنا پڑتا تھا نا ہی توڑنا۔۔۔

”کیا یہ پور پور میرے سجایا ہے؟“ وہ جھک کر اس کے کان میں بھاری سرگوشی سے پوچھنے لگا۔

مسکان اس کے بدلے لہجے پر سانسیں روک گئی۔۔۔ ”نہیں تمہاری آتما کیلئے“ وہ غصہ کرنے کی کوشش کرنے لگی پر اسکا لہجہ اسکی کیفیت سے لڑ کر اسکی سنگت میں ہم قدم ٹھہرا۔۔۔

”پھر تو بہت ظلم ہوگا آج تمہارے ساتھ کیوں کہ یہ آتما چٹ جانے کی طاقت رکھتی ہے۔“ اسکی کمر پر زور دیکر اسنے اپنی طرح کھسکایا، اور وہ ٹوٹی ہوئی ٹہنی کی طرح پھسلتی اس کے سینے کا حصہ بن گئی۔۔۔

”میرا رشتہ تمہاری سانسوں سے وجود سے نہیں۔ وجود کا دھوکہ مجھے نا دو میں تمہاری

سانسوں سے جڑا ہوں۔“ ایک ہاتھ اسکی کمر پر تو دوسرا اس کے سر پر پیچھے سے رکھے اسنے جھک کر جسارت کرتے اپنے دہکتے ہونٹوں سے نتھ کے لہکتے مہکتے شریر موتی کی چھوا۔۔۔

مسکان اس کے دہکتی سانسوں سے آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔۔

”تمہاری اس غضب ناک منہ دیکھائی میں جی تو چاہتا ہے یہ مچلتا تڑپتا دل نکال کر تمہارے حوالے کر دوں پھر چاہے مسل دو یا نوچ، بس تمہاری امانت تمہارے حوالے کر دوں۔“ اسکی بات پر مسکان نے پلکیں اٹھا کر ان سیاہ آنکھوں میں اپنی سنہری آنکھیں گاڑھ دیں۔۔۔

سوال تھا کہ ”کیا میں اسے مسل اور نوچ سکتی ہوں؟“ وہ دھیرے سے ہنس پڑا

”ہٹ میں داخل ہوتے دل نے ایک پل کیلئے گھبرانا شروع کیا کہ کہیں وہ چھوڑ تو نہیں گئی۔۔۔“ وہ اسکی گردن میں پڑے نیکس کے ننھے موتیوں کو انگلیوں سے چھوتا اسکے لیے مشکل پیدا کر رہا تھا۔۔۔

وہ بکھرے تنفس کے ساتھ کھڑی اسکی یہ جسارتیں برداشت کر رہی تھی۔ اور کیسے یہ اسکا دل اور ضبط جانتا تھا۔ اسکے وجود کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر جمع ہو گیا تھا اور انگلیوں میں ایک بے نام سی لرزش ہونے لگی۔۔۔

”پر روح نے فوراً نفی کی کہ وہ ایسی نہیں اگر ساتھ چلنے کیلئے راضی نا ہوتی تو وہیں ٹھکرا دیتی۔۔۔ اگر ساتھ آئی ہے تو پورا ساتھ دے گی ناکہ دھوکہ۔۔۔۔۔“ وہ اسکے کانوں کے لو کو چھوتا موتیوں کو لبوں سے چھونے لگا۔۔۔

اسکی دہکتی سانسوں آگ جیسی قربت نے مسکان کو اسکی بانہوں میں بکھیر دیا۔۔۔

”برہان۔۔۔“ وہ ایک سرگوشی کے ساتھ مچل کر اسکا حصار توڑ کر دور ہوئی۔۔۔ اور گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔

اسکی اس حرکت پر سرگوشیاں ساکت ہوئی اور فسوں خیز فضا میں اس جسارت پر احتجاج کرتی کھنکتی چوڑیاں گونج اٹھیں۔۔۔



”جانِ برہان ”! وہ مسکرایا

دوپٹے سے بے نیاز اسکا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا اور یہ اس قدر انوکھا مدہوش کن منظر تھا کہ وہ ساکت جامد اسے دیکھے گیا۔

”فاصلے کیوں بڑھا لیے؟“ وہ پوچھ رہا تھا اور لب دانتوں میں دباتی وہ اپنی بھیگی ہتھیلیاں دیکھنے لگی۔۔۔

”میں سمیٹ نہیں سکتی۔“ وہ اپنی کمزوری بیان کرتی منمنائی، اسکی کیفیت انوکھی و عجیب ہو رہی تھی۔۔۔ حیا سے پلکیں بوجھل ہو رہیں تھی تو دوسری طرح اس سے خوفزدہ بھی ہو رہی تھی۔۔۔ بغور اسے دیکھتا وہ ہنسا۔

”میں سمیٹ سکتا ہوں، اور سمیٹنا چاہتا ہوں۔“

”میں اب یہ فاصلے نا بڑھانے دوں گا، نا ہی خود بڑھائوں گا مسکان۔“ وہ اس پر جتا کر قدم اٹھاتا پاس آیا۔۔۔

وہ خاموش سی سر جھکا گئی۔۔۔

برہان کو اس پر ترس آگیا۔۔۔

”یہ لو۔۔۔“ اسنے جگ سے پانی کا گلاس بھر کر اسے تھمایا وہ مشکور نظروں سے اسکے ہاتھ کو دیکھتی تھام گئی۔۔۔

اسنے کانپتے ہاتھوں سے گلاس لبوں سے لگایا جس سے بوندیں پھسل کر اسکی شفاف بے داغ گردن پر گریں۔۔۔ اور بہکنے کی جسارت کرتی اسے تڑپا رہی تھیں۔۔۔

وہ خشک حلق گھونٹ گھونٹ سے نم کرتی گئی تو وہ صحرائی حال میں کھڑا تھا اسکے سامنے۔۔۔

”بس یا اور؟“ اسنے گلاس لیتے پوچھا۔۔

مسکان نے معصومیت سے سر ہلایا، اور ”۔۔۔ برہان نے گھور کر دیکھا وہ ایک فل گلاس پی چکی تھی۔۔۔

پر وہ ضبط کرتا دوسرا بھر آیا اور وہ تھام کر پینے لگی۔۔۔

”ایک اور ”! اسکی فرمائش پر برہان کا سر گھوم گیا۔۔۔

”دماغ ٹھکانے ہے؟ تیسرا گلاس مانگ رہی ہو؟“ سارا خمار نشہ بھول کر وہ اس پر ضبط سے غرایا۔۔۔

تبھی وہ خونخوار نظروں سے گھورتی لہنگا اٹھا کر اسکے سامنے سے گذری اور جگہ کو ٹیبل سے اٹھا کر لبوں سے لگا گئی۔۔

وہ ہونقوں کی طرح اسکی پشت پر سنہری بال دیکھ رہا تھا۔۔۔

”کیا پورا سال پانی نہیں پیا تھا؟“ جل بھن کر پوچھا اسکے نشے کو ہرن کرنے والی کو دل کیا دبوج کر جھنجھوڑ دے۔۔۔

”بس یا ایک اور جگ لادو؟“ جل کر طنز کرتے اسنے چھتی نظروں سے دیکھا۔

”ظالم چڑیل عورت خود ہی لپسٹک کھا گئی بھوتنی کہیں کی۔“ وہ مٹھی بھینچ کر گلاس ٹیبل پر پٹختا سوچ نے لگا۔

”کہاں؟“ اسے سامنے سے ہٹنے دیکھ کر برہان نے کلائی تھامی اور حیرت سے پوچھا۔۔۔

”ظاہر ہے ہاتھ روم میں۔“ لاپرواہی سے کہتی کلائی آزاد کروا گئی۔۔۔

وہ ہل کر رہ گیا۔۔۔ ایک ایک جذبات منہ پر تھپڑ کی طرح برستا گیا اور اسنے سر ہلاتے جا کر بیڈ سے وہ مورتی ہٹائی جو باہر سے لائی گئی تھی اور خود بیٹھ گیا۔۔۔

وقت دھیرے دھیرے سرکتا گیا۔۔۔ اسنے آنے کے انتظار میں سگریٹ سلگایا۔۔۔ اسکے

گہرے کش لیتے وہ ہاتھ روم کے بند دروازے کو دیکھنے لگا۔۔۔

وقت کافی گزر گیا اور اب برہان کو تشویش ہونے لگی۔۔۔

”مسکان؟“۔۔۔“ میسنی عورت؟“ وہ جل کر بلانے لگا پر جواب نہ ارد۔۔۔

اسکے دماغ نے خطرے کا ہارن دیا۔ وہ بوکھلا کر اٹھا اور ہاتھ روم کے دروازے کی سمیت بھاگا۔۔۔

ایک جست میں پہنچ کر اسنے لات مارتے دروازے کو کھولا۔۔۔

”یو!! سچ ہی کہتے ہیں لاتوں کی بھوتنی باتوں سے نہیں مانتی۔“ اسے اوپر کھڑکی سے بھاگتے

دیکھ کر وہ غرایا۔۔۔

”مجھے ہاتھ لگایا تو قسم سے ایس ایس پی کاٹ دوں گی۔“ وہ اسکے لمس کو برداشت نہیں

کر پار ہی تھی اور اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ تھا فرار۔۔۔

اسنے تو سوچا نہیں تھا اس قدر بھاری خطرناک یہ لمحات ہوں گے۔۔۔ اسکی قربت سے اسکے

پسینے چھوٹ رہے تھے اسکی خود کی کیفیت اسے ہراساں کر گئی تھی۔۔۔

اور ایک لمحے میں اسکے دماغ میں یہی خیال آیا تھا۔

”کٹ نوچ تو آج میں تمہیں لوں گا چڑیل عورت“! اسکا آدھا حصہ باہر تھا کھڑکی میں صرف کمر لگی ہوئی تھی اور برہان نے شکر کرتے ایکدم آگے بڑھتے اسکی کمر کو دبوچا۔۔۔

”بچائو بچائو۔۔۔ ہیلپ ہیلپ“! وہ اندر واپس جاتی زور سے چیخنے مچلنے لگی۔۔۔

برہان اسے واپس اندر گھسیٹ چکا تھا اور اب اس پر حاوی ہوتا دبوچ کر باتھ روم سے باہر لاپا۔۔۔

”یہاں جتنی ہیلپ لینی ہے لے لو۔“ اسے اٹھائے اس سرخ ہارٹ نما بیڈ پر پٹخ کر اسکر ہاتھ جکڑے ورنہ وہ اپنے روپ میں آتی تو بڑی مشکلات کھڑی ہونی تھیں۔۔۔

فرسٹ نائٹ تو گئی بھاڑ میں یہ لاسٹ نائٹ بنانے چلی تھی۔۔۔

”بلاتو مجھے پور پور تمہاری ہیلپ کیلئے بے چین ہوں۔“ وہ گھمبیر آواز میں اس سے الجھتا کھینچ کھانچ کر دوپٹے سے اسکے ہاتھ باندھ کر مسکرایا۔

“میں نے تو سوچا تھا تم ڈٹ کر مقابلہ کرو گی پر جہاں اس گزرے سال میں مزید دوشیزہ ہوئی ہو وہیں مجھ سے ڈرنے بھی لگی ہو انٹر سٹنگ ویری انٹر سٹنگ۔ ”وہ ہنس کر اسکے پاس کہنی بل گرتا بولا۔

”تم میرے ساتھ زور زبردستی نہیں کر سکتے سوامی۔“ وہ بل کھا کر غرائی۔



”پہلی اطلاع تمہارے لیے تم خود سچ کر یہاں آئی تھی، ماحول اور تمہاری سجاوٹ کو دیکھ کر کہیں سے نہیں لگتا تم پر کوئی زور زبردستی ہے، دوسری طلاع یہ وال سائونڈ پروف ہیں سوئیٹ ہارٹ ”!اسکے لبوں پر انگلی پھیرتے جلانے والے انداز میں مسکرایا۔  
وہ دیکھ کر تلملا اٹھی۔۔۔

”اچھا یہیں انتظار کرو میں اس کھڑکی پر شیشہ فٹ کر کے آتا ہوں۔ ”اس پر جھکتے سلگتی پیشانی پر نرمی سے مہر ثبت کر کے وہ اٹھا۔  
کچھ دیر تو وہ ویسی ہی پڑی چھت کو دیکھتی رہی حالاں کہ وہ بھاگ سکتی تھی پر یہ تو صرف اسے تنگ کرنے کا ایک اسٹائل اور اسکے جذبات کو ستانا تھا۔  
سوچ کر خود ہی ہنس پڑی۔۔۔  
”یہ تمہاری منہ دیکھائی۔ ”اسکے پاس بیٹھتے اسنے اسکی کلائیوں کو دوپٹے کی گرفت سے آزاد کیا اور ساتھ ہی کلائیوں سے چوڑیوں کو اتار کر ان پر دہکتے ہونٹ رکھتے ہتھکڑیاں پہنائی۔۔۔

وہ محسوس کر کے خاموش آنکھیں موندیں پڑی تھی حالاں کہ اسکے دل کی حالت قریب برہان پر بھی عیاں تھی۔ اسکی بکھری تیز سانسیں اسے جسارتوں پر اکسا رہی تھیں  
”ذرا آنکھیں کھول کر اپنے سوامی کی دی ہوئی منہ دکھائی ہی دیکھ لو۔ ”وہ اسکی طرف جھک کر کان میں سرگوشی کرتا بولا۔  
مسکان نے بمشکل بھاری پلکیں اٹھائیں۔۔۔

سامنے ہی برہان علوی کے ہاتھ میں اپنا موبائل تھا جس میں چلتی“ ویڈیو ریکارڈنگ ”بطور  
اسکی منہ دکھائی تھی۔۔۔

“تم۔۔۔”!! اس کے منہ سے فقط یہی صدمے میں نکلا۔۔۔ وہ اسکی متغیر رنگت دیکھتا کھل کر  
ہنسا۔

اور اپنی سیاہ چمکتی آنکھیں اسکی ویڈیو ریکارڈنگ کی سمیت اٹھائی جہاں منظر کچھ یوں تھا کہ  
ایک لیڈی باس سامنے دو آدمیوں کو اپنی گن سے ہمیشہ کیلئے گہری نیند سلا چکی تھی۔  
“یہ دکھا کر تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟” وہ ایکدم غصے سے غرائی۔۔۔

“وہی جو تم ابھی پانی پی کر ہاتھ روم جا کر ثابت کر چکی ہو”! وہ معصومیت سے بولتا کندھے  
اچکا گیا۔

“ایس ایس پی مجھ سے گیم مت کھیلو جو بات ہے وہ صاف کہو”! اسکا بس نہیں چل رہا تھا  
ہاتھ بندھے نا ہوتے تو اس حال برا کر دیتی۔۔۔

پہلی رات ہی اس قدر مکروہ دھوکہ۔۔۔

“ارے میری بے بس بھوتنی اتنی خونخوار کیوں ہو رہی ہے۔” وہ اسے چڑانے کیلئے اسکی  
خوبصورت سی پتلی کمر میں بازو ڈالتا اسے اپنی سمیت کھینچ کر بولا۔

“میں تمہارا خون پی جائوں گی اگر مرد ہو تو ہاتھ کھولو بتائوں تمہیں۔” وہ اس پر گھٹنوں  
سے وار کرنے لگی تھی کہ برہان نے ہنستے اسکی ٹانگوں پر اپنی بھاری ٹانگیں رکھ دیں۔

وہ آہستہ آہستہ اس پر حاوی ہوتا آواز بدل کر بھاری سرگوشیوں میں تبدیل کر گیا۔

”تم جانتی ہو اگر یہ تمہارا ویڈیو اٹلی کے مافیا ڈان تک پہنچ جائے تو تمہارا پلان پانی میں بہہ جائے گا۔ جو تم چاہتی ہو وہ ہرگز نا ہوپائے گا۔ اور اگر یہ ویڈیو لیک ہوا تو کسی بھی فیک آئی ڈی سے کسی بھی ملک کے کونے سے، تو تمہارے چہتے سعیر عالم کیلئے کتنی مصیبتیں کھڑی ہو سکتی ہیں۔۔۔ پرابلمز پرابلمز۔۔۔“ اسکے رخسار کو انگلیوں کے پوروں پر چھو کر اسکے ناک سے آہستہ سے نتھ اتارتے گنگنا یا

وہاں سے انگلیاں سرکتی کانوں میں پڑے ایرنگز نکالنے لگیں۔

”تم ایسا کیوں کر رہے ہو وہ بتاؤ؟“ وہ آنکھیں میچ کر اسکے آگ کی مانند لمس کو جھیلیتی بڑبڑائی۔۔

”تم انجان تو نہیں ہو۔“ اس کے چہرے کے قریب جھک کر اس کے سانسوں میں گہرا سانس بھرا۔۔۔۔

”ہک۔۔ کیا بدلہ لے رہے ہو؟“ بے ساختہ اسکی زبان ہکلا گئی۔۔

”تم بدلہ لینے کی چیز ہو؟“ وہ اس کے کان میں سرگوشی سے بولتا اس کی گردن سے آہستگی سے نیکلس اتار کر پیچھے پھینک گیا۔

”ت۔۔ تم کیا چاہتے؟“ وہ بے بس ہونے لگی۔۔۔

”جو تم چاہتی ہو۔“ وہ جواباً بولتا اسکی شفاف گردن کو لبوں سے چھونے لگا۔۔۔

”محبت۔“ اسکے لبوں سے بے ساختہ پھسلا۔

”کوئی شک؟“ وہ مسکرایا اور اسکے گالوں کو اپنے دہکتے ہونٹوں سے چھوا۔

”تو پھر ایسا کیوں کر رہے ہو؟“ وہ تڑپ کر بولی۔۔

”تمنے کیوں کیا؟“ اسنے الٹا سوال کیا اور اسکے بالوں کو بکھیر کر ان میں اپنی انگلیاں الجھائیں۔۔۔

”تمہیں تنگ کرنے کیلئے۔“ وہ کچھ توفیق بعد سانس بحال کرنے کی کوشش کرتی بولی

”اور میں نے تمہیں قید کرنے کیلئے۔“ وہ بھاری آواز میں گولا۔

”قید کیوں؟ میں تو تمہارے پاس ہوں۔ وہ تو ایک مذاق تھا۔“ وہ اس بار اسکے کان میں

سرگوشی سے بولتی اسکی گردن میں منہ چھپا گئی۔۔۔

برہان نے سرشار ہو کر اسکے وجود کو اپنی بانہوں کے تنگ حصار میں سمیٹا۔

”ویسے نہیں جس طرح میں چاہتا ہوں۔“ اسنے حصار مزید تنگ کیا کہ مسکان کو اپنی تسلیاں

ٹوٹتی محسوس ہوئیں۔

”کس طرح چاہتے ہو؟“ وہ گہرا سانس اسکے پرفیوم میں بھرتی مسکرائی۔۔

”تمہیں معلوم ہے۔“ وہ اسکی سپردگی پر پرسکون مسکرایا۔۔

”یہ ایک طرح کی بلیک میلنگ ہے!“ وہ جتنا نا بھولی تو اسنے ناک سے مکھی اڑائی۔۔



”کیس کہاں درج کروائو گی بلیک میلنگ کا؟“ اسکا چہرا سینے سے اٹھا کر اسکی جھکی پلکوں لرزتے ہونٹوں کو دیکھا۔

”یہاں۔“ ذرا سی پلکیں اٹھا کر اسکے دل کی طرح اشارہ دیا۔۔۔ وہ نہال ہو گیا اس پر۔۔۔  
”اپنی سلطنت میں اپنا کیس کون درج کرواتا ہے؟ کوئی اور قانون ڈھونڈو۔“ وہ مسکراتا بولا  
اور مزید ضبط نہ کرتے ایکدم اسکے جواب کو سننے کے بجائے اسکے لرزتے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔۔۔۔۔

”پر مجھے یہیں سے انصاف چاہیے۔“ اسکی آزادی دینے کے بعد گہرے سانس بھرتی اپنے تنفس بحال کرتی بولی۔۔۔۔۔

”یہ قانون انصاف کا نہیں نا انصافی کیلئے ہے۔“ وہ اسکی گردن پر اپنی جنون کی جھلکیاں دیکھتا اسے سمٹنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

”اگر تمہارا قید یہ نا انصافی ہے تو مسز برہان علوی کو قبول ہے۔“ حیا آلودہ مسکراہٹ لبوں پر سجاتی وہ جھکی نظروں سے اعتراف محبت کرتی بولی۔۔۔

”ان ڈائلاگ بازی کے بعد بھی میں تمہیں آزاد نہیں کر سکتا، کیوں کہ میں نہیں بھولا پس پردہ ہم ایک دشمن ہیں۔“

اسکی بات سن کر فسوں خیز ماحول میں اسکا کھنکدار قہقہہ گونجا۔۔۔

”ڈرپوک“ اسکی گردن میں بائیں ڈال کر اسنے چڑایا۔

”اگر تمہیں بے بس وقید کرنا میری بزدلی ہے تو مجھے اعتراف جرم کرنے میں کوئی عار نہیں کہ مجھے یہ بزدلی جی جان سے قبول ہے۔ کیونکہ میں تمہیں ان لمحات میں سانسوں سے روح سے بھی قریب تر محسوس کرنا چاہتوں ہوں۔“ اسکا کہنا تھا کہ وہ آسودگی سے اسکے شانے پر سر رکھ گئی۔۔۔

”تم کہاں سے بزدل ہو؟ تم تو دل کے بادشاہ ہو۔۔۔“ بدلے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

برہان نے مسکراتے اسے تکیے پر ڈالا، مسکان کی دھڑکنیں منتشر ہو گئیں۔۔۔ اور اسے وہ دھڑکنوں کے قریب تر ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

روم میں آہستہ سے فانوس کی روشنی گل کردی گئی اور اب ماحول پر چھائی کینڈلز کی سنہری مدھم سی روشنی میں ان کی سانسوں کی میلاپ پر، شرماتے چاند نے سمندر سے اپنا عکس سمیٹ کر بادلوں کی چادر اوڑھ لی۔۔۔۔۔

فضا گنگنا اٹھی ماحول پر دونوں کا طلسم چھا گیا۔۔۔

اور وہ دو جان ایک قلب ہجر کے کانٹیں سمیٹ کر خوشیاں اپنے دامن میں سمیٹ رہے تھے۔۔۔

اسکی آسودہ مسکراہٹ بڑھتی گھمبیر سرگوشیاں اس پر آشکار کر رہی تھیں کہ وہ کس قدر اہم اور خاص ہے اسکے لئے۔۔۔

اسکے جنون کی حد سے وہ ہراساں ہو رہی تھی۔۔۔

اور اپنی جنونِ محبت کو پا کر وہ قلب اور عصمت کے سامنے سرخرو تھی۔

اور گذرتے لمحات کے ساتھ اسکی محبت عمل میں شدتیں بڑھتی گئیں، بڑھتی بے باکیوں  
جسارتوں کے ساتھ وہ سمٹنے لگی اسکے سینے میں۔۔

صحیح معنوں میں جان تو تب ہوا ہوئی جب اسکے مضبوط ہاتھوں کی انگلیاں اسکی پشت پر  
محسوس ہوئیں۔۔۔۔

”برہان۔۔۔“ اسنے کانپ کر اسے پکارا۔۔۔۔

”جانِ برہان“! مخمور لہجے میں کہتے اپنی سانسوں کی گرمائش اسکی بکھری سانسوں میں اتار کر  
اسے خاموش کروادیا۔۔۔

اور آہستہ سے مضبوط حصار میں لیکر اپنی پناہوں میں چھپالیا ہمیشہ کیلئے خود میں قید  
کر کے۔۔۔

اسنے ویڈیو اسلیے ریکارڈ کیا تھا کیونکہ اسے یقین تھا وہ سرپھری ضرور اسے تنگ کرے گی۔۔  
اور اب وہ مجبور تھی کیونکہ جب تک وہ نا چاہتا اسکے حصار میں قید پھڑپھڑا بھی نا سکے۔۔  
اسکی کمزوری جو حاصل کر لی تھی، ”سیرِ عالم“ جس پر آنچ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ تو  
بھلا اسے پریشانیوں میں کیسے دیکھ سکتی تھی اسکی لیڈی باس۔۔۔۔

اسکے گھنی مونچھوں تلے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی جو مسکان نے بھی محسوس کر لی تھی۔۔

برہان کو ٹوٹ کر اس پر پیار آیا، کیونکہ وہ تھی ہی سراپا محبت وہ سمجھ گیا تھا۔۔۔

”زندگی کے ایک نئے سفر میں تمہارا ویکم جانِ برہان“! کانوں سے بکھرے بال سمیٹ کر  
سرگوشی کرتے، اپنی دہکتی سانسوں سمیت جھک کر اسکے لبوں کو چھوا۔۔

اور اسکے بکھرے تنفس، دھڑکنوں کے ساز سننے لگا۔ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے سے الجھ کر ایک فسوں خیز سحر طاری کر رہی تھی۔

مسکان اسکے شدت بھرے لمس سے سیراب ہوتی گئی، وہ جس طرح کی شدتیں اس پر لٹا رہا تھا مسکان کو لگ رہا تھا کہ وہ زیرہ زیرہ ہو کر اسکی بانہوں میں بکھر جائے گی۔

اسکی سرگوشی کا کیا جواب دیتی آسودگی سے مسکرا کر اسکے چوڑے شانے پر سر رکھ دیا۔ اور وہ نومبر کی بہکی بارش کی مانند پور پور اپنے لمس سے بھگا رہا تھا۔ جس میں مسکان کی کوئی احتجاج نہیں بلکہ اس مہربان سائے کی تشنگی شدت چاہت تھی۔

جسنے اسکی زندگی کی کتنی تلخ حقیقتوں کو قبول کر کے اپنی محبت میں اسے پایا تھا، کہاں ملتے ہیں ایسے سراپا محبت شوہر جنہیں اپنی شریک حیات پر خود سے زیادہ بھروسہ مان ہو۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو پا کر آج مکمل ہو گئے تھے۔ اور زندگی انہیں دیکھ کر مسکرانے لگی تھی۔



\*-----❤️❤️❤️-----\*

”تمنے بلایا؟“ وہ ناک کر کے یس کی آواز پر اندر داخل ہوتی بولی۔

”ہاں ذرا شرٹ میں بٹن لگا دیں پلیز۔“ اسنے ہتھیلی پر بٹن دیکھا کر منت کی۔ سہمی جزبز ہو گئی۔



”یقین کر لیں تنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں آفیس کیلئے لیٹ ہو رہا ہوں آج اہم میٹنگ ہے فارن پارٹی سے۔“ وہ اسے یقین دلانے لگا۔ سہی نے بغور اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں کہیں اسے شرارت یا چھچھورا پن محسوس نا ہوا تو مارے باندھے انداز میں اندر داخل ہوئی۔۔۔

”تمہاری تو آج چھٹی تھی آفس سے پھر کیسے آگئے؟“

یقین تو نہیں تھا اس پر پھر بھی وہ اسکی معصومیت طاری شکل پر ترس کھا گئی ورنہ پچھلے واقعات اسے بھولے نہیں تھے۔۔ انتہائی درجے کا چھچھورا بد تمیز مزاج لڑکا۔

”تھا تو نہیں پر ایک فارن ڈیلیگیشن کے ساتھ میٹنگ اچانک فکس ہو گئی ہے۔۔ کینسل نہیں کر سکتا۔“

”شرٹ دو۔“ وہ وارڈروب سے سوئی دھاگا نکال کر بٹن لیکر اسے شرٹ دینے کیلئے بولی۔

”دو؟“ وہ ایسے بولا جیسے دوں اسے سمجھ نہیں آیا ہو۔۔۔

”جی۔۔۔“ سہی نے حیرت نا سمجھی سے دیکھا

”اتنی البدگمان کیوں ہیں سہی جی یقین کریں میں اس وقت جلدی میں ہوں اور فل تیار بھی ہوں ابھی پھر کوٹ اتاروں پھر ٹائی اور پھر آپکے سامنے شرٹ اتارتے اچھا لوں گا؟“ وہ جس قدر معصومیت سے بولا سہی سٹپٹا گئی۔۔۔

”بول تو ایسے رہا تھا جیسے بغیر شرٹ کے کبھی سامنے آیا نا ہو، کتنی بار بد تمیزی کر کے بیٹھا تھا۔ اور یہ اگر بٹن ٹوٹا ہے تو تیار کیسے ہوا یہ ٹائی کوٹ۔۔۔“ وہ حیران پریشان سوچتی پاس آئی۔۔۔

“اف! حد ہے السمی جی اتنی بدگمانی۔ ابھی ہی ٹوٹا ہے میں جارہا تھا کہ اچانک وایج الجھنے سے ٹوٹ گیا۔ ”یہ ایک بھونگا بہانا تھا پر اسے معلوم تھا کام کر جائے گا۔ بھلا شرٹ تھی دوپٹہ تھوڑی۔۔

مسکراہٹ چھپانے کیلئے کافی مشکل سے اسنے تاثرات سنجیدہ رکھے اور اوپر دیکھتے گہرا سانس بھرا۔

یقین تو سمی کو نہیں آرہا تھا پر باہر رکھے ناشتے اور اسے آفس کیلئے لیٹ ہوتے دیکھ قریب آگئی۔۔۔۔۔

اسکی شہد رنگت آنکھیں اسکے سراپے سے ابھی سکڑی ہوئی تھیں۔۔۔ اور وہ جب یوں آنکھیں سکڑ کر اسے دیکھتا تھا سمی کا پور پور دھڑکن بن جاتا تھا، ابھی بھی یہی حال تھا تبھی اسکے ماتھے پر ننھے قطرے خود بخود نمودار ہوئے۔۔۔

“مابدولت نے اے سی آن رکھی ہوئی ہے۔ ”اسکے پسینے کے قطرے دیکھتے اسنے لب دبائے۔۔۔

سمی نے کوئی توجہ نہیں دی۔۔۔

“یہ رنگ آپ پر بہت اچھا لگتا ہے۔ ”رائیل بلو پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس کلائیوں میں کانچ کی بلو ہی چوڑیوں تھیں وہ جائزہ لیتا مسکرایا۔۔۔

“تم ٹھیک سے کھڑے رہو۔ ”سمی نے غصے سے کہا اور وہ ایسے سیدھا الرٹ ہوا جیسے ٹیچر کے کہنے پر بچہ۔۔

سمی نے اسکی حرکت پر اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔

”سالم کہتے ہیں جو لڑکی آئی مین بڑی بیوی مسکراہٹ چھپائے سمجھو اسکے دل میں ہلچل شروع ہوگئی ہے۔“ وہ اسکی مسکراہٹ دیکھ چکا تھا تبھی گنگناتے بولا

”سالم یہ بھی کہتے ہیں کہ فضولیت سے پرہیز کیا جائے اور بڑوں کی عزت کی جائے۔“ وہ تنک کر گویا ہوئی

”سالم نے یہ بھی کہا ہے جب شوہر باہر جائے کام پر تو بیوی اسے محبت دیکر روانہ کرے تاکہ شوہر ہنسی خوشی کام پر جائے۔“ ابکی بار وہ ذرا جھکتا اسکے کان میں بولا اسکی جھلسا دینے والی سانسوں سے بوکھلا گئی

”بد تمیزی مت کرو!“ اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتی وہ غصے سے بولی وہ بیچارگی شکل لے کر رہ گیا۔۔۔

اور یہ لمحہ بہت بھاری گذرا جب اسے جھک کر وہ دھاگا توڑنا پڑا تھا۔۔۔

لرزتی پلکوں سے وہ بمشکل اسکی ہلکی ہلکی شیو کو دیکھتی جھکی۔۔۔

اسکی نظروں کے سامنے اسکا مردانہ مضبوط سینا تھا۔۔۔ وہ پزل ہو کر شرمندہ نظریں چرا گئی۔۔۔

”آں ہاں۔۔۔“ وہ جیسے مڑی تبھی اسکی کمر میں مضبوط بازو ڈالکر بڑھتے قدم روک کر اسکی پھیلی آنکھوں کے سامنے اپنی ہتھیلی کی جہاں ساری شرٹ کے بٹن رکھے تھے۔۔۔

”بی۔۔۔ یہ کیا ہیں؟“ وہ بوکھلا کر اسکے سر کو دیکھنے لگی۔۔۔

”البٹن ہیں جو آپکے لمس کو محسوس ناکر کے الپیا سے ہو کر ہتھیلی میں گر پڑے ہیں اگر آپ انہیں زندہ سالم دیکھنا چاہتی ہیں تو پلیز انہیں انکے مقام تک باحفاظت پہنچادیں بڑی مہربانی ہوگی ہم غریبوں پر۔“ وہ نہایت معصومیت سے بولا سہمی کا دل چاہا اسکا سر پھاڑ دے۔۔۔

”تت۔۔ تم نے۔۔۔“

”الزام نہیں سہمی جی ننھا سا شوہر ہوں دل بھی ننھا رکھتا ہوں الالزامات لگا کر آپ ولشوہر کو اپنی ہی نظروں میں مت گرائیں۔“ اسنے دوسرا ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے سامنے کیا اور سینے سے لگالیا۔۔۔

سہمی کا چہرا حیا سے سرخ پڑ گیا کیونکہ اسکے لب کی جسارتیں اسے اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

”مم۔۔ میں کر رہی ہوں تت۔۔ تم پیچھے ہو۔“ وہ کسمسا کر بولی۔۔

عارب کے گلابی لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

”دور ہونے کی کیا ضرورت ہے جب پاس آپ میرے ہی آنا ہے۔“ اسنے کہتے اسے جھٹکے سے بازو گھمایا اور پیچھے کمر پر ہاتھ باندھ لیے۔۔

سہمی کا تنفس بکھر گیا وہ کسمسائی مزاحمت کرنے لگی پر کوئی کام نہیں آئی اسکی جھنجھلاہٹ۔۔۔

”تمنے کہا تھا تنگ نہیں کرو گے۔“ وہ غصے سے بولی

”میں کہاں تنگ کر رہا ہوں؟“ اسنے انجان بنتے حیرت سے استفسار کیا۔۔



”تو یہ کیا ہے؟“ وہ خونخوار ہو کر گھورتی اپنے گرد حصار کی سمیت اشارہ دینے لگی۔۔۔  
”آپکو تو التنگ و لمحبت میں فرق نہیں معلوم سہی جی۔“ وہ شریر نظروں سے دیکھتا ہنسا۔۔  
”اسے کہتے ہیں التنگ۔“ اچانک جھک کر اسنے اسکے دائیں بائیں رخسار پر لب رکھے۔۔  
”اور اسے کہتے ہیں محبت۔“ کہنے کے ساتھ پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کی۔۔

سہی کی سانسیں تھم گئیں۔ اسکے گال پیشانی دہک اٹھیں اسکے لمس سے۔۔  
”اب لگا دیں بٹن ورنہ میں دیوانہ سا دروازے کو کٹدی نا لگا دوں۔“ وہ گھمبیر سرگوشی سے  
بولے۔۔

”بہت بد تمیز ہو۔۔۔“ گہرا سانس بھر کر سہی خفت خجالت سے اپنے کانپتے ہاتھوں سے بٹن  
لگانے لگی اور وہ قریب سے اسکے دلکش نقوش میں اتری سرخی سے محفوظ ہوتا محبت سے  
اسکے گالوں کی لالی دیکھ رہا تھا۔  
”ہو گئے۔۔“ کچھ دیر بعد اسکی مدھم آواز نے اسکا سحر توڑا اور وہ مسکراتا اسکے سر پر لب  
رکھ کر اسے سینے سے لگا گیا۔۔

جس کی طرح اسکی کیفیت تھی اس سے کچھ الگ سہی کی نہیں تھی۔۔

”بہت محبت کرتا ہوں آپ سے سمعیہ۔“ وہ گھمبیر لہجے میں اعتراف محبت کرتا اسے ساکت  
کر کے وہاں سے بیگ لیکر نکلا۔۔

حالاں کہ وہ جانتی تھی وہ اس سے محبت کرتا ہے، اسنے کئی بار کہا بھی تھا پر آج جانے  
کیوں اس کا یہ اظہار اسکے دل کی دنیا ہی بدل گیا۔۔

وہ گم صم سی چھوٹے قدم اٹھاتی اسکا روم سمیٹ کر ہر چیز اپنی جگہ رکھتی سوئی رکھ کر وارڈ  
روب بند کر کے جب باہر آئی تب وہ وہاں سے جاچکا تھا۔

”اسنے ناشتہ کیا؟“ ملازمہ کو دیکھتے اسنے پوچھا۔

”نہیں میم آپکا انتظار کرتا رہا جب کافی دیر ہوگئی تو معذرت کہہ کر چلے گئے۔“ اسکی  
معذرت اسے پشیمان کرگئی وہ نادام سی بے چینی میں خود بھی ناشتہ سے انکار کر کے اسکا  
سوچنے لگی کہ بغیر ناشتہ کے نکلا ہے اب ٹھیک سے کھانا بھی ملے گا کہ کہیں۔۔

اسنے سارا ناشتہ ملازمین کو دے دیا اور خود اوپر آکر اپنے بھائی کے کپڑے نکالتی پریس کرتی  
اسکی شفقت مہک کو محسوس کرنے لگی۔۔

اسکی یہی تو مصروفیت تھیں کہ جب جب اسکی یاد حد سے بڑھ کر ستاتی تو آجاتی اسکے روم  
میں اور اسے نئے سرے صاف کرتی ہر ہر چیز کو چمکانے لگتی۔۔۔

آئرن ہوئے کپڑے پھر سے استری کرتی وہ مسکرا رہی تھی۔۔ کافی دیر جب سنبھلی تو ہمت  
کر کے اسکے نمبر پر کال کی۔۔

”نن۔ نہیں وہ کیا سوچے گا۔“ اسنے گھبرا کر سوچا اور کھڑکی کے پاس آئی۔۔

نظریں بے ساختہ جھولے پر بیٹھے پی پی پر گئیں تو آنکھیں نم اور لب مسکرا رہے تھے۔۔

”کھالے گا خود۔۔“ اسنے دل کی مسلسل بے چینی پر سوچا اور اسکی کال آنے کے ڈر سے  
موبائل آف کر دیا۔۔

موبائل پر شو ہوتی، ”جانِ عارب“ کی مس کال اور پھر موبائل آف سنتے۔۔۔

دوسری طرفین کی کیفیت و صورتحال سمجھتا دلکشی سے مسکرایا۔۔۔

”جتنا چاہیں چھپا لیں سہی جی! پر یہ راز آج تک کسی سے چھپ پایا ہے جو آپ اپنے عاری سے چھپا لیں گی۔“ ”بٹن پر موجود اسکے لمس پر لب رکھتے اسنے خود کلامی کی۔۔

میٹنگ کے بعد وہ آفیس گیا اور جب فارغ ہو کر لوٹ کے تھکا تھکا گھر آیا تب تک اندھیرہ کافی پھیل چکا تھا۔۔

گاڑی پورٹیکو میں روک کر اسنے ایک ہاتھ میں کوٹ اور بریفکیس تھاما ہوا، دوسرے سے گاڑی لاک کر کے اندر کی سمیت بڑھا۔۔

دعا تو یہی تھی وہ روبرو ہو۔۔

پر یہ دعا شاید کسی اور بہتر وقت کیلئے سنبھال کر رکھی گئی۔ وہ گھر میں داخل ہوا تو سناٹا چھایا ہوا تھا۔

اسے بے سکونی ہونے لگی پہلے دل چاہا جا کر سمعیہ کو اٹھا کر ساتھ بیٹھ کر باتیں کریں پھر خیال آیا کیا معلوم وہ گہری نیند میں ہو اور اسے جگانے سے مزید بدگمان ہو جائے۔

پھر اسکے باغی دل کا بھی تو بھروسہ نہیں تھا، نہیں معلوم کب کس وقت لے بدل کر بغاوت پر اتر آئے۔۔ پھر تو دونوں کیلئے ہی مشکل پیدا ہو جاتی تھی۔۔

فریش ہو کر جب وہ نیچے آیا تو ٹیبل پر کھانا سجا ہوا تھا، اسنے سوچا ملازمہ رکھ کر گئی ہوگی۔

بھوک کی شدت کی وجہ سے بغیر زیادہ سوچے اسنے بسم اللہ پڑھتے کھانا کھانا شروع کیا۔۔  
پہلے نوالے سے ہی اسکے ہاتھ کا ذائقہ روح میں سکون اتار گیا۔۔

”پھر کہتی ہیں میں بد تمیزی ہوں، تمہارے ہاتھ کا کھانا کھانے کے بعد دل تمہیں بھی کھا لینے کیلئے اکساتا ہے۔“ وہ رغبت سے کھاتا بڑبڑایا۔۔

کھانا کھا کر اسنے شکر اللہ کا ادا کیا اور برتن سمیٹ کر خود ہی واش کر دیئے۔ ساتھ ایک کپ کافی بنانے لگا کہ اسکے ہاتھ کی چائے یاد آئی۔۔

لب بھینچ کر خود بھی چائے تیار کر کے کپ میں انڈیل کر ٹی وی لائونج میں آیا، سینٹر صوفے پر بیٹھ کر چھوٹے چھوٹے سپ لیتے نیوز دیکھنے لگا۔۔

یہاں وہاں کی چھوٹی موٹی خبروں کے ساتھ آج کے ہوئے مردرز کی بھی تفصیل بتائی جارہی تھی۔۔ عارب سر جھٹک کر ٹی وی کے ساتھ لائونج کی لائٹ آف کرتا کچن میں آیا اور کپ واش کر کے لائٹ بند کر کے سیڑھیوں کی سمیت قدم بڑھائے۔۔

اس ڈنر کے بعد وہ کچھ زیادہ ہی کترانے لگی تھی اس سے۔ عارب نے بہت نوٹ کیا تھا۔۔  
”پتا نہیں کب سمجھیں گی آپ سہی۔“ دل کی ایک نظر دیکھنے کی چاہ پر لبیک کہتا وہ اسکے

روم کی طرف بڑھا۔۔

”شٹ!“

لائٹ آف روم لاک دیکھ کر وہ دل مسوس کر رہ گیا۔۔“ اتنا بھی کیا ڈرنا اپنا ہی بندہ ہوں یار۔“ خالی ہاتھ جاتے وہ خفگی سے منہ بنا کر بڑبڑایا۔۔



پر اسے کون سمجھائے۔۔ جسکے سر پر بڑے ہونے کا بھوت سوار تھا۔۔

\*-----❤❤❤-----\*

“بابا! فیری کی مسلسل کالز پر پر وہ کچی نیند سے بیدار ہوا۔ اور موبائل اٹھا کر کان سے

لگایا۔۔۔

“جانِ بابا! اسنے جواباً محبت سے کہا۔

“اٹھ جائیں بابا آئی ایم ویٹنگ! مجھے ناشتہ دیں بھوک لگی ہے۔” وہ کہہ کر اسکا“ اوکے آرہا ہوں” سنتی کال ڈسکنیکٹ کر گئی۔۔۔

برہان نے مسکراتے اپنے سینے پر سر رکھے سوئی مسکان کو دیکھا۔ نظریں اسکے سنہری بالوں پر گئیں جو اسکے چوڑے مردانہ سینے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔

اسکی آنکھوں میں رات کے گذرے لمحات لہرائے گھنی مونچھوں تلے لب خود بخود

مسکرائے۔۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی تو اسکی آزادی بخش نے پر سوئی تھی۔۔

اسکی مدھم سانسیں وہ اپنے سینے پر محسوس کرتا سکون سے پڑا تھا۔۔ وہ چاہتا تھا یہ وقت

ٹھہر جائے اور وہ تاحیات اسکے سینے پر سر رکھے پڑی رہے۔

پر یہ کہاں ممکن تھا۔۔

اسنے آہستہ سے اسکا سر اٹھا کر بازو پر رکھا نتیجاً اسکا چہرا اسکے قریب آگیا اور وہ اسکی جھکی پکوں گلابی لبوں کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

”خوبصورت زندگی کی حسین صبح بخیر میری چڑیل۔“ انگلی سے اسکے بال سمیٹ کر اسنے کان میں لگائے اور اسکے چہرے کو دیکھتے بھاری گھمبیر آواز میں بولا۔

مسکان کے لبوں پر ایک حسین مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔ نیند کے بھوج سے بھاری پلکیں  
بمشکل اٹھا کر اسکی نیند کی سرخی والی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

”آپکو بھی ”وہ سرگوشی میں بولتی اسکے حصار میں چھپ گئی۔۔۔“

“ہاہاہاہا۔۔ کیا ہوا؟” قہقہہ لگاتے برہان نے اسے حصار میں لیا۔

”جاؤ مجھے سونا ہے۔“ وہ فوراً سے اسکے پر حدت حصار سے کسمسا کر نکلی اور کروٹ بدل کر تکیے میں منہ چھپالیا۔

”نہند تو میری بھی پوری نہیں ہوئی تو کیا خیال ہے؟“ پشت دیکھتے اسکی کمر میں بازو ڈال کر قریب کرنے لگا۔

”ہر گز نہیں دور رہو ”! مسکان کو جیسے کرنٹ لگا وہ ایک دم بیڈ چھوڑ کر دور ہوئی۔

“ارے ہاہاہا ”برہان بے باک نظروں سے اس کے سراپے کو دیکھتا اس کے ری ایکشن پر چھت بھاڑ قہقہہ لگانے لگا۔

مسکان پر جیسے گڑوں یانی آٹرا۔

”کیا ہوا یاد بھاگ کیوں رہی ہو؟“ وہ ایک جست میں بیڈ سے اتر۔۔۔

”دیکھ س۔ سوامی میری طرف مت آؤ میں بہت بری طرح پیش آؤں گی۔“ اس کے قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر انگلی اٹھائے وارن کرتی وہ بوکھلاہٹ میں بولی۔۔

نیند سے ایک بر حال دوسرا بکھرا حلیہ۔۔۔

سنہری کھلے بال سرخ نین و نقوش گلاب کی طرح نکھر کر مہکتا سراپا جو اس وقت سفید قمیض میں ملبوس تھی۔۔۔

تو پھر وہ کیسے ناپاگل ہوتا۔۔

مسکان کی جیسے جان پر بن آئی۔۔ ایک تو حیا شرم سے پلکیں نہیں اٹھ رہی تھیں۔۔ اوپر سے اسکی بے باکیاں جسارتوں نے ساری رات اسے سونے نہیں دیا تھا۔۔  
برہان کو جیسے اس پر رحم آگیا۔۔ پاس آکر اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر اسکا سر اونچا کیا۔۔  
”شیرنی کیا ہوا؟“ اسنے محبت استفسار کیا۔۔۔

اور مسکان نے نظریں اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا جو وہ چاہتا تھا۔۔ اسکی سرخ سنہری آنکھوں کو دیکھتے اس کے لب متبسم ہوئے وہ فوراً جھکا گئی۔۔

شاید سمجھ گئی تھی کہ وہ صرف ان آنکھوں کو دیکھنا چاہتا تھا ٹھیک سے قریب سے۔۔

”یہ جو جھکی نظروں کی ادائیں دکھا رہی ہو ان سے تمہارے لیے ہی مشکل بڑھ رہی ہے۔“  
اس کے بال شانے سے سمیٹ کر کمر سے تھام کر قریب کرتے اسنے اس کے کان میں سرگوشی سے کہا۔۔

وہ اسکی گرم دہکتی سانسوں کو کان پر محسوس کر کے جیسے سانس لینا بھول گئی۔۔۔

”آج میں ناشتہ بنا رہا ہوں کل مجھے ان ہاتھوں سے چاہیے۔۔“ اسکی انگلیوں سے اپنا انگلیاں  
الجھاتے اسنے انہیں موڑ کر اسکی پشت پہ کمر پر رکھے اور جھٹکے سے اسے قریب کھینچ کر اسکی  
گردن پر جھکا۔۔۔

اسکی بڑھتی جسارتوں پر اسنے کسمسا کر اسے دور کرنا چاہا تب وہ ہوش میں آکر اسکے سرخ  
چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

اسنے ہاتھوں کو چھوڑ کر بازوؤں میں اٹھالیا بیڈ کے قریب اور آہستگی سے اسے اسکی جگہ  
پر لیٹا دیا۔۔۔

اس کاروائی کے دوران مسکان نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔  
وہ مسکراتا ہوا جھکا اس پر اور محبت بھری جسارت کرتا دور ہوا تو وہ فوراً سے کمبل میں گھس  
گئی۔۔۔

برہان دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔“ شیرنی سے بھیگی بلی بن گئی ہو ”انگلیوں سے اسکے پائوں  
کے تلوں کو چھو کر وہ اسے شرارت کرتا فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

مسکان جس طرح اچھلی تھی خونخوار نظروں سے اسکی پشت کو گھورتی ناک سکڑ گئی۔۔۔

برہان فریش ہو کر باہر آگیا جہاں ہٹ سے باہر لڑکیوں لڑکوں کے ساتھ فیری فٹ بال  
کھیل رہی تھی۔۔۔

برہان کو گلاس وال کے پاس دیکھ کر فلائنگ کس پاس کی جسے اسنے تھام کر اپنے گال سے  
لگائی تو وہ کھلکھلا اٹھی۔۔۔



سب پر شوق نظروں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے جہاں وہ دونوں اپنی فلائنگ کس کا تبادلہ کر رہے تھے اور ایمانداری سے انہیں انکی جگہ پہنچا کر برہان مسکراتا کچن میں آیا۔

”اب یہ میم صاحبہ کون سا ناشتہ کرے گی؟“ وہ مسکان کے بارے میں سوچتا ایپرن باندھ کر ایک فرائی کرنے لگا۔

اچھے برے اسے پراٹھے بھی بنانے آتے تھے جو اسنے شیرخان سے سیکھے تھے۔

بوائے ایک، ایک فرائی، جیم بریڈ، فریش اورنج جو س پراٹھے باقی کے لوازمات وہ اٹھا کر ڈائننگ ٹیبل پر آیا۔

”آجائو۔۔۔“ ہٹ سے باہر آکر اسنے کہا اور ایپرن کندھے پر ڈال کر اندر واپس آگیا۔ وہ انجان نہیں تھا کہ کتنی نظریں اسکی طرف اٹھی تھیں اور ٹھہر گئیں تھیں۔

اسکے گھنے سیاہ بال نم سے اسکی چوڑی پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔ بلیک شرٹ کے اوپری کھلے بٹن سے اسکا مردانہ سینہ نمایا ہو رہا تھا، شرٹ کی آستیں کہنیوں تک فولڈ کیے وہ کندھے پر ایپرن رکھے اپنے اس رف حلیے میں کتنے دل دھڑکا گیا تھا۔

”ہائے! ہائو آریو؟“ روزی آج دوسری لڑکی کے ساتھ تھی، قریب سے گزرتی جب اسکی نظریں برہان کی پشت پر گئی تو خود کو اسکی سمیت بڑھنے سے روک نہیں پائی۔

برہان اس نسوانی مدھم آواز پر چونک کر مڑا۔

اور روزی کو سامنے پا کر بیزار ہوا تھا۔۔۔ ”الحمد للہ ٹھیک اور آپ؟“ وہ مسکرایا جسکے ساتھ روزی کا دل زور سے دھڑکا چہرے کے گلابی پن میں بھی اضافہ ہو گیا۔

دل کیا بس اسے دیکھتی جائے اور یہ پل یہ لمحے یہیں ٹھہر جائیں۔۔۔ کیسا سحر تھا اسکی شخصیت میں کہ وہ خود کو اس سحر میں جکڑنے سے بجا نہیں پا رہی تھی۔

اسکی نظریں اسکی شرٹ کے کھلے بٹنوں سے مردانہ سینے پر گئیں جنہیں محسوس کرتے برہان نے نامحسوس انداز میں رخ گھمایا۔۔۔

”ایکسیوز می ”! وہ معذرت کرتا کوفت سے واپس مڑا۔۔۔

”کیا مجھے آپکا نمبر مل سکتا ہے؟ ”وہ کتنی جرات سے بولی تھی برہان کے اٹھتے قدم ساکت ہو گئے۔۔۔

”ضروری ہے؟ ”فوراً سے خود کو سنبھال کر اسنے پوچھا  
”بہت۔۔۔ ”وہ سر جھکا کر بولی برہان کیلئے مسکراہٹ چھپانا مشکل ہو گیا۔۔۔

اگر یہ سین اسکی چڑیل دیکھ لیتی تو دونوں کا کیا حال کرتی وہ سوچ نہیں سکتا تھا۔۔۔

”ابھی اتفاق سے واقعہ ہوا تھا، اور میں نے اس لڑکی کو کہا کہ جاکر میری بیوی سے لے لو تب جانتی ہیں کیا ہوا؟ ”وہ مسکراہٹ دبا کر بڑے سنجیدہ انداز میں بول رہا تھا۔۔۔

روزی کی آنکھیں پوری پھیل گئی مسکان اسے بھولی نہیں تھی۔۔۔ ”کک۔۔۔ کیا؟ ”

”افسوس ”! اسنے اپنے بازو کی سمیت اشارہ دیا۔

روزی نے پھیلی آنکھیں زرد رنگت سے دیکھا، ”ا۔۔۔ اور وہ لڑکی؟ ”اسنے خوفزدہ سرگوشی سے پوچھا دل جیسے ساکت ہو رہا تھا اور حالت ایسی کہ ابھی تھوڑا سا اونچا بولا وہ اسکی جان نکالنے کیلئے آجائے گی۔۔۔

”اسکے لئے ہی تو افسوس ہوتا ہے کہ ذرا سے جذبات میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی۔“  
وہ چاہتا تو سختی سرد لہجے میں اسے ٹوک سکتا شرم دلا سکتا تھا پر اس خوبصورت سی لڑکی کا  
دل ایسے توڑنا اسے گوارہ نا ہوا۔

اسکے گالوں پر پھیلا گلابی رنگ اسے مسکراتا رہا تھا اور اب وہ اسکی زرد رنگت سے مسکراہٹ  
چھپانے کی مشکلات میں تھا۔

اسکی حالت ایسی ہوگئی جیسے پیچھے ہی وہ گن پکڑے کھڑی ہو۔۔ اور وہ اس سوچ پر بدحواس  
بوکھلائی خوفزدہ۔۔۔

”آ۔آ۔آپ کیسے رہتے ہیں اسکے ساتھ؟“ ”برہان اپنا قہقہہ دبائے پلٹا تھا کہ اسکے دوسرے الفاظ  
نے اسکے قدم روکے۔۔

”کڈنیپ کیا ہے اسنے۔“ ”اسکی دکھ بھری آواز میں جواب سن کر وہ بل کھا کر پیچھے  
ہوئی۔۔۔

”گ۔گ۔گڈ۔۔۔نائیس۔۔۔آئی۔۔۔تھنک۔۔۔مجھے جانا ہے۔“ ”ہاتھ ہلاتی کانپتی لرزتی وہ نمبر پر لعنت  
بھیجتی وہاں سے اٹے قدم لیتی بھاگی۔۔

”ارے ارے نمبر تو لے لو۔“ ”برہان نے پریشانی سے کہتے اندر کی سمیت اشارہ دیا۔۔۔

اسکی جان ہوا ہوگئی جیسے ابھی مسکان نکل کر اسے دبوچی گی وہ ایکدم فل رفتاری سے  
بھاگی۔۔

”ہاہاہاہا۔۔۔محبت۔“ ”وہ قہقہہ لگا کر تمسخرہ اڑاتا اندر آیا اسکے پیچھے ہی کھلکھلاتی فیری کیونکہ وہ  
سب سن چکی تھی۔۔

”آپنے میری ماما کو اتنا برا تصور دیا ہے ویری بیڈ بابا“! ہینڈ واش کر کے وہ چیئر کھسکا کر بیٹھتی بولی۔

”تو تمہاری ماما کون سے لوگوں پر اچھے تاثر چھوڑتی ہے۔“ اسنے لاپرواہی سے کہتے کندھے اچکائے۔

”ماما کو تو جگا دیں جب سے آئی ہیں سوتی ہی رہی ہیں۔“ وہ نوالہ منہ میں رکھتی بولی۔

”تمہاری ماما کو نیند کی سخت ضرورت ہے بیٹا۔ انہیں آرام کرنے دیں“ وہ مسکراہٹ چھپا کر بولا۔

”اوکے“! فیری کندھے اچکا گئی۔

”آج کیا پلان ہیں؟“ کچھ لمحے بعد اسنے پوچھا

برہان نے کپ لبوں سے لگاتے اسے دیکھا۔ وہ بہت بااعتماد مضبوط بہادر ہو گئی تھی۔

ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑی اس سہمی فیری کے برعکس۔

”جو آپ چاہیں“! وہ سر کو خم دیتا بولا تو فیری ہنستی اس سے اسکا موبائل لیکر وہاں کی خوبصورت جگہوں کے میپ دیکھنے لگی۔

”بابا آپنے اس ریسٹورنٹ کا کہا تھا وہیں چلیں؟“ اچانک اسے یاد آیا تو وہ بولی۔

”کل؟“ ”برہان نے الٹا اجازت چاہی وہ ہنس پڑی“ ضرور! پھر آج میں نیو فرینڈز کو ٹائم دوں اور آپ میری ماما کی ناراضگی ختم کریں۔“ وہ کہتی جوس کا گلاس لبوں سے لگائے جھپاک سے وہاں سے نکلی۔



”سارا ٹائم تو اسکا ہے۔۔۔“ ”برہان مسکراتا رہ گیا۔۔۔“

وہ بیٹھا کافی پیتا موبائل ساتھ یوز کر رہا تھا جب کھٹکے کی آواز پر نظریں اٹھائیں۔۔۔  
ڈیپ ریڈ ساڑھی میں وہ فریش فریش لبوں پر گہری ریڈ لپسٹک لگائے کچن میں داخل ہوئی۔۔۔

اسکی نظریں اب موبائل کے بجائے اسکے سراپے پر تھیں اور لبوں سے کپ لگائے چھوٹے چھوٹے سیپ ساتھ لے رہا تھا۔۔۔

یہ اسکے نظروں کی پتش ہی تھی کہ سامنے آکر بیٹھتی مسکان کے رخسار تپ اٹھے۔۔۔

پر نظر انداز کیے وہ ناشتہ کرنے لگی۔۔۔ بھوک جو زوروں کی لگی تھی۔۔۔  
”فیری کہاں ہے؟“ ”اچانک اسے فیری کی یاد آئی اسے دیکھا نہیں تھا تبھی چونک کر بولی۔۔۔“

”ابھی ناشتہ کر کے باہر اپنے نیو فرینڈز کے پاس گئی ہے کھیلنے۔“ ”اسنے نظریں اسکے سرخ لبوں پر ٹکائے کہا وہ اسکی بے باک نظروں سے خفا سر ہلا گئی۔۔۔“

”کہیں جانے کا پروگرام نہیں؟“ ”معنی خیز خاموشی سے گھبرا کر بولی۔

گویا آج وہ ارادہ باندھے بیٹھا تھا کہ اسے ہر طرح سے خفت شرمندگی سے دوچار کرے گا۔

”کتنا بے باک تھا۔۔۔ پہلے تو اتنا سڑو کھڑوس اور اب۔۔۔“

”نہیں کل ہے پروگرام آج مکمل ریٹ؟“ ”اسکے تاثرات کو پڑھتے وہ ذومعنی بولا۔ مسکان کا

دل زور سے دھڑکا ایک پل کو ہاتھ میں کپ جیسے لرزہ

وہ ہاں ہوں بھی نہیں کر سکی۔۔۔

”تم جلدی اٹھ گئی؟“ وہ اب مگ رکھ کر کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے مکمل طور اسکی طرف متوجہ ہوا۔ اور پہلی بار وہ کمزور پڑنے لگی۔

”بس مجھے زیادہ سونے کی عادت نہیں۔“ وہ کندھے اچکا گئی۔

”یہ تو اچھی عادت ہے بلکہ بہت اچھی۔“ وہ معنی خیزی سے بولا اسکا چہرا سرخ پڑ گیا وہ سٹیٹا گئی۔

”ناشتہ اچھا تھا تھینکس“ اسے نظر انداز کرتی وہ اٹھی اس میں ہی بھلائی تھی۔

”کھانا میں بنائوں گی۔“ اسنے جاتے ہوئے کہا برہان کندھے اچکا گیا، ”تمہاری مرضی۔“

”یہ ٹیبل کون صاف کرے گا؟“ اسنے حیرت سے اسے جاتے دیکھ کر پوچھا۔

”ظاہر ہے جب کھانا میں بنائوں گی پھر یہ تو تمہیں کرنا پڑے گا سوئیٹ ہارٹ۔“ اسنے آنکھیں پٹیٹا کر کہا وہ کھول اٹھا۔

”تم اپنے شوہر سے کام کروا رہی ہو؟“ اسنے شرم دلانا چاہا۔

”شوہر کو کیا ضرورت تھی ساری رات۔۔۔۔۔ وہ کہتی کہتی رک کر زبان دانتوں میں دبا گئی۔۔۔

”ہاہاہا ہاں ہاں بولو کیا کیا اس بیچارے شوہر نے ساری رات؟“ قہقہہ لگا کر وہ مزے سے بولا اور ایک جست میں اسکی طرف لپکا کہ مسکان کھلکھلاتی جھاپک سے روم کی طرف بھاگی۔۔۔

”بہت بے شرم بد تمیز شوہر ہے“ اسے زبان چڑھا کر اسنے دروازہ لاک کیا۔۔

”تم دروازہ کھولو اب تمہیں بتاؤں بے شرم کسے کہتے ہیں۔“ وہ مصنوعی غصے سے دروازہ بجاتا بولا۔

”ہاہا جاتو برتن دھو۔“ وہ جیسے محظوظ ہونے لگی۔ اور سورج کی تپش بڑھتے دیکھ کر اسنے بٹن پیش کرتے چھت کور کرلی۔

”میں دو منٹ میں آرہا ہوں اگر دروازہ نہیں کھولا تو تمہاری خیر نہیں۔“ وہ اسے دھمکتا ہوا کچن کی سمیت بڑھ گیا۔

دوسری طرف روم میں کافی پی کر اب مسکان کو کھٹکا لگا رہا کہ وہ کسی بھی وقت اس پر آکر حاوی ہو جائے گا اور پھر اسکی بڑھتی وارفستگی جسارتوں سے اسکی سانسیں روک لے گا۔ انگلیاں چٹختی یہ وہ لب دانتوں میں دبائے مختلف راہ فرار کی سوچوں میں تھی کہ کوئی اسی سرنگ ہو جس سے وہ نکل کر بھاگے اور پیچھے وہ ہاتھ ملتا رہ جائے۔ اب یہ کیسے ممکن ہوگا اسے ہی سوچنا تھا۔

”سوچ مسکان سوچ۔“ روم میں چکر کاٹی وہ نڈھال ہو کر بیڈ پر بیٹھی۔  
دفعۃً تاخیر سے ہی سہی پر دماغ پر ایک آئیڈیا لہرایا۔

”وہ اس وقت کچن میں ہے اور۔۔۔۔ میں آسانی سے نکل سکتی ہوں۔“ چٹکی بجا کر وہ ستارا آنکھوں میں سجائے اٹھی۔

پہلی ہی نظر ہیل پر گئی اور بڑی فرصت سے انہیں نکال کر سائیڈ رکھا۔ آگے سے ساڑھی کو ہاتھ میں تھامتی ہوئی بے آواز دروازہ کھول کر پہلے گردن باہر نکالتے جائزہ لیا۔

وہ لائونج خالی تھا جس سے اسے آہستہ سے گذر کر فرار ہونا تھا۔۔۔“ چل مسکان بیٹا نکل ورنہ آج یہ ایس ایس پی سٹھیا گیا ہے۔“ وہ خود کو کہتی باہر قدم رکھ کر روم سے نکلی۔۔۔  
”کیا دن آگئے ہیں ایک لیڈی باس کو یوں چوروں کی طرح فرار ہونا پڑ رہا ہے۔“ وہ خود پر شکی تھی۔

”میں تمہارا خون پی جائوں گی۔ پر میں تمہارے پاس آنے کی گستاخی نہیں کروں گی۔“ وہ اسے مارنے کی چاہ دل میں دبائے آگے بڑھ رہی تھی۔ دبے قدم آہستہ آہستہ اٹھائے وہ دیوار کے ساتھ لگی کچن کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

سامنے ہی کچھ فاصلے پر ڈور تھا اور اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ دے گا۔  
”ہیل کیوں اتار دیئے؟“ وہ سنجیدگی سے اس کے سپید پائوں دیکھتے بولا

”آواز پر وہ متوجہ ہو جاتا۔“ مسکان نے آگے گردن کرتے جھک کر اسے دیکھا ارادہ تیز رفتاری سے دوڑ لگانے کا تھا۔ پیچھے سے آتی آواز کے مداخلت پر سخت بدمزہ ہوتی بولی۔  
وہ جواب سن کر تعجب خیز اسے دیکھنے لگا معاً بات سمجھ آئی تو فوراً سے اپنا فہقہہ دبایا۔۔۔  
پر مسکان کی آنکھیں دماغ چلنے پر پھیل گئی۔۔۔ اس کے کانوں سے دھواں نکل گیا۔۔۔

”آہہ۔۔۔۔۔“ اچانک وہ گلا پھاڑ کر چیختی بدک کر دور ہوتی اس سے پہلے ہی ایک جست میں اس تک پہنچتے برہان نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے حصار میں جکڑا۔۔۔  
”تم!! وہ چیخی



”ہاہا ہاں میں ہو گیا متوجہ جاناں۔۔“ اسنے قہقہہ لگاتے دوسرا بازو اسکی کمر میں ڈالا اور اسے قریب کیا۔

”بھاگ رہی تھی؟“ وہ محظوظ ہوتا بولا۔

”غلط فہمی میں بس یہاں واک کرنے جارہی تھی اسلیے تو سینڈلز اتار دیئے۔ وہ تو بس ایسے ہی تم سے مذاق کیا۔“ شرمندگی سے وہ ناک سیکوڑ کر گویا ہوئی۔

”اچھا“! وہ استہزائیہ ہنسا۔ وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔

”چلو۔“ مخمور نظروں سے دیکھتے اسکے انگوٹھا اسکے نچلے لب پر پھیر کر اسے دیکھا۔

”کہاں؟“ وہ آنکھیں پھیلا کر بولی۔۔

”محبت کرنے۔“ وہ قہقہہ لگا کر بے باکی سے بولا مسکان کے چہرے پر سارے جسم کا خون سمٹ آیا۔

”بہت بد تمیز ہو۔۔“ دفع ہو جاؤ۔“ وہ ہنستی اسکے سینے پر مکا مار کر کندھے پر سر ٹکا گئی۔

برہان نے چاہت سے اسے خود میں سما یا۔۔

”ہم دس دن یہاں ہیں پھر تمہاری پسند پر چلیں گے جہاں تم چاہو۔“ وہ اسے مستقبل کے پلان سے آگاہ کرنے لگا۔

”میں ایک ماہ بعد اٹلی جاؤں گی تو اس سے پہلے میں ایک جگہ جانا چاہوں گی کیا تم راضی ہو گے؟“ وہ سامنے آکر اسکے پائوں پر اپنے نرم پیر رکھتی گردن میں بانہوں کا ہار ڈالے چاہت سے استفسار کرنے لگی۔

وہ تو اس کے اس انداز لاڈ پر نہال ہو گیا۔۔۔

”تم ایک جگہ کہہ رہی ہو میں تمہارے ساتھ کیلئے دنیا کی ہر جگہ جانے کیلئے تیار ہوں اس پل خود کو صرف میرے نام کر دو۔“ وہ بہکے گھمبیر بھاری لہجے میں بولا۔

اسکی پر شور پر تپش نظروں کے معنی خیزی تاثرات اسے بھلا کہاں تک بچائے رکھتے۔

”میں تو تمہاری ہوں۔“ وہ جھک کر اسکے کان میں بولی۔ برہان نے آسودگی سرشاری سے اسے بانہوں میں بھرا، ”تمہیں رہنا بھی میری ہی ہے۔“ وہ جتا کر بولا اور مسکان کو اسکا یہ حق جتنا بہت بھایا۔

ہاں وہ تو اول دن سے اسکی ہی تھی تبھی تو کیچڑ میں پاکیزہ تھی۔۔۔

”بابا مجھے بھی ایک سسٹر چاہیے۔“ اچانک سے دروازے سے داخل ہوتی فیری کی روٹھی جھنجھلائی درحقیقت نم آواز گونجی۔

وہ دونوں بوکھلا کر دور ہوئے۔ اور اسکے مطالبے پر جہاں مسکان نے حیا کی لالی سے سٹپٹا کر اسے گھورا وہیں برہان نے اسکی ڈیمانڈ پر کئی نوٹ اس پر وار دیئے۔

”صدقے میری شہزادی دل جیت لیا۔“ وہ ہنستے نثار ہوتے بولا اور اسے اوپر اٹھایا فیری حیران ہو گئی اپنا دکھ بھلائے۔

مسکان موقعہ دیکھ کر آہستے سے وہاں سے کھسکنا چاہتی تھی کہ برہان کی زیرک نگاہیں اس تک پہنچ گئی۔۔۔

”پکڑو اسے وہیں سے ہمیں تمہاری بہن ملے گی۔“ برہان نے فیری کے دماغ کی بتی جلائے اگلے ہی پل دونوں نے جھپک کر مسکان کو دبوچا۔۔۔

”میں دونوں کا حشر نشر کردوں گی اگر مجھ سے ایسی واہیات ڈیمانڈ کی تو۔۔“ وہ غصے سے غرائی پر اسکی بات پر توجہ دیئے بغیر دونوں اسے بیڈ پر دھکیلتے اس پر جھک گئے۔۔۔

”حشر نشر تو ہم آپکا کریں گے ماما، اگر ہماری ڈیمانڈ پوری نہیں ہوئی تو۔“ فیری اسی کے انداز میں بولی۔۔۔

مسکان نے غصے سے گھورا برہان قہقہہ لگا اٹھا۔۔

”اسے کہتے ہیں جیسی کرنی ویسی بھرنی۔“ اسنے فیری کو اشارہ دیا۔۔۔ اگلے ہی لمحے وہاں مسکان کی چیخیں تھیں تو برہان فیری کے قہقہہ۔۔۔۔

دونوں اسے بری طرح گدگدا رہے تھے اور وہ ہنس ہنس کر نڈھال ہوتی اب چیخیں مار رہی تھی۔۔۔۔ ”چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے میں۔۔۔ سچ میں آج مرجائوں گی۔“

فیری کو تو ویسے ہی اپنی ماما بہت پسند تھی اور آج انہیں اس طرح ہنستے دیکھ کر وہ آہستے سے انکے پیچ آکر لیٹتی دونوں کے سر کے نیچے اپنا بازو دے کر انہیں خود سے لگا گئی۔۔۔

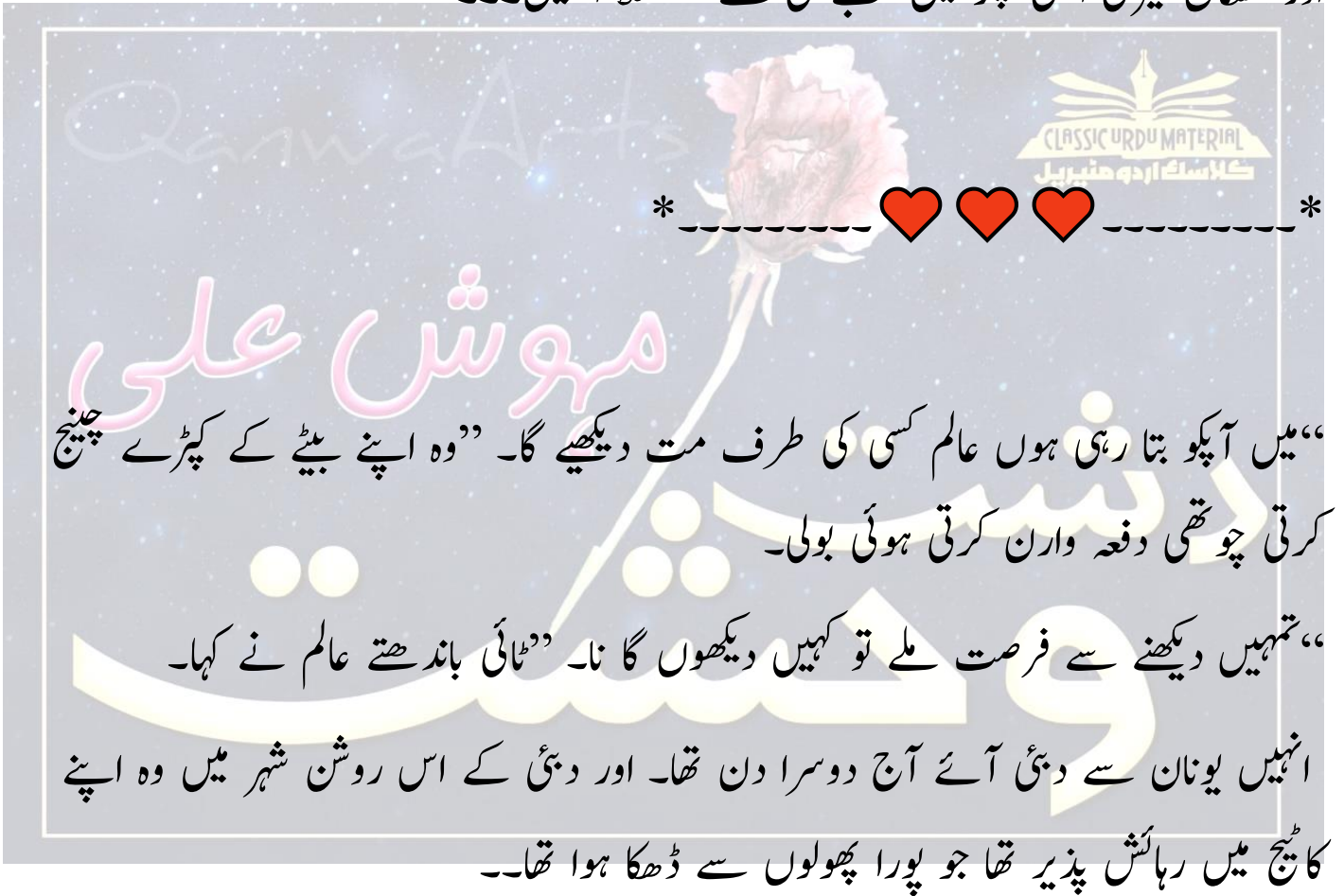
”ہماری جان۔۔۔“ دونوں نے محبت سے اسے خود میں سمیٹ لیا۔۔

اسی پل مسکان نے برہان کو آنکھ مار کر اشارہ دیا اور وہ سمجھ کر سر کو خم دیتا اسکے ساتھ مل گیا۔۔۔۔

”بابا! چیسٹر ہاہاہا چھوڑو۔۔۔“ اگلے ہی لمحے مسکان کی جگہ فیری کی چیخیں کھلکھلاہٹیں  
تھیں۔۔۔

وہ اپنی مکمل فیملی کو دیکھتا آسودگی سے مسکرایا۔۔۔ پر جب اسکی باری آئی تب بہت آسانی  
سے اسنے دونوں کو دبوچ لیا۔۔۔

اور مسکان فیری اسکی پکڑ میں بے بسی سے کھلکھلا اٹھیں۔۔۔



جیسے اس خوبصورت کاٹیج نے رنگ برنگی پھولوں کی چادر اوڑھی ہو۔ وہ جانتا تھا کہ اسکے  
دشمنوں کو معلوم ہے کہ سعیر کی فیملی یونان میں ہے۔۔۔

وہ اپنی بیوی اور بچے کیلئے مزید رسک نہیں چاہتا تھا اسلیے وہاں سے چلا آیا۔ اگر وہاں ہوتا تو  
بھی انہیں منہ دے سکتا تھا اسکے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی پر پھر بھی وہ اپنی عین اور



بیٹے پر رسک نہیں لے سکتا تھا یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اب انکے قریب ایک چیخ بھی گونجے۔۔

وہ اپنی عین کو اب پر سکون امن والی زندگی دینا چاہتا تھا۔۔ اسلیے اس دن ہی دوپہر کی فلائٹ سے وہ دبئی ایئرپورٹ پر لینڈ ہوئے تھے۔

جہاں اسکے ناچاہتے ہوئے بھی ایئرپورٹ پر کئی لوگوں نے استقبال کیا تھا جن میں آرمی کے آفیسر سرفہرست پہ تھے۔

آئی جی سندھ بریگیڈیئر سے اسکی اچھی خاصی بات چیت تھی۔

اور وہ اس وجہ سے ہی اسکا استقبال خوبصورت کرنا چاہتے تھے اسلیے وہاں اسکی آمد سے پہلے پہنچ گئے۔۔

سعیر نے عین اور اپنے بیٹے کو فل سیکیورٹی پروٹیکشن میں اپنے کاٹیج پہنچایا تھا جبکہ خود سب سے ملکر بعد میں یہاں آیا جہاں وہ اسکے انتظار میں خوبصورت لائونج میں صوفے پہ پریشان خوفزدہ بیٹھی تھی۔۔

اور اسکے سارے آدمی بے چین تھے اسکا بیٹا دیکھنے کیلئے۔

جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا تھا دیکھنا۔ نا ہی اتنی مہلت دی تھی سعیر نے۔۔

دو دن مکمل آرام کے بعد آج وہ کچھ ضرورت کی شاپنگ کیلئے جارہے تھے۔۔

رات کے نو بجے تھے۔ روشنیاں عروج پر تھیں۔ اور وہ یونان میں رہ کر جان چکی تھی کہ ان آزاد ملک میں لڑکیاں کافی بے باک اور بولڈ ہوتی ہیں۔

وہ نہیں چاہتی تھی اسکے عالم پر انکی پرچھائی بھی پڑے۔۔ دل میں عجیب سے وسوسے پیدا ہو رہے تھے۔ بے چینی حد سے سوا تھی۔

اضطرابی کیفیت میں وہ بیڈ پر پڑے اپنے بیڈ کے کپڑے چینج کر رہی تھی۔ اور اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتے وہ متبسم تھا۔ بالوں میں برش پھیر کر اسنے ہینگ کوٹ اٹھا کر پہنا اور کلائی میں گھڑی باندھتے گن نکال کر پیچھے بیلٹ میں لگائی۔

وہ بالکل تیار ہوتا مضبوط قدم اٹھا کر چلتا اسکے پیچھے کھڑا ہوا اور بانہوں کا گھیرا اسکی نازک کمر میں ڈالا۔

”آپ۔۔۔“ حور سٹیٹا کر سیدھی ہوئی۔

”ہاں میں! کیوں اتنا پریشان ہو؟ میں بس تمہارا ہوں۔ کہو تو آنکھیں نکال کر تمہاری ہتھیلی میں رکھ دوں؟“ اپنی مخصوص سنجیدہ آواز میں کہتا اسکے پشت پر پھیلے بالوں پر لب رکھے۔

”اللہ اللہ کیسی باتیں کرتے ہیں آپ، میں ایسا تو نہیں کہہ رہی میں بس یہ۔۔ یہ چاہتی ہوں کہ ناکسی کے قہقہے کی طرف توجہ دیجئے گا نا ہی کسی لڑکی کی طرف۔۔“ اسنے جھجھکتے ہوئے کہا عالم نے بھرپور قہقہہ لگایا۔

اور اسے گھوما کر اپنے حصار میں لیا۔۔

”آپ ہنس رہے ہیں عالم۔۔“ وہ خفت سے چڑ گئی۔۔

”جب میرے پاس قہقہے لگانے والی، مجھ سے پڑھنے والی، مجھے چاہنے والی، محبت کرنے والی موجود ہے تو کیا ضرورت ہے انہیں دیکھنے کی۔ تم چاہتی ہو کہ میں کسی کی طرف نا دیکھوں تو ایسا کیا کروں، صرف مجھے سے قہقہے لگانے کے وعدے اور محبت کیا کرو پھر مر جائے گا

عالم تمہارے علاوہ کسی کی طرف نہیں دیکھے گا۔ بصورت دیگر نہیں کیا تو تم۔۔۔۔۔ ”اسنے  
جملہ ادھورا چھوڑا پر عین سمجھ کر بوکھلا گئی۔۔

”میں۔۔ میں ہوں نا میں آپکو قہقہے لگا کر دکھاتی ہوں کہا تو تھا۔ اور محبت بھی تو کرتی  
ہوں بہت۔ ”اسنے جلدی سے کہا اور اسکے گرد بانہیں ڈالیں۔

عالم نے محبت پاش نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھا اور ایک بازو کمر میں ڈالتے دوسرا  
بالوں میں الجھاتے چہرے پر جھک گیا۔۔

”بس پھر فکر مت کرو۔ ”اسکے لبوں کو آزاد کرتے بو جھل لہجے میں گویا ہوا اور اسکے گالوں  
پر لب رکھے۔۔

حور کے چہرے کے خد وخال میں تیزی سے سرخی پھیل گئی۔۔

”کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ”وہ جھینپی اپنے بیٹے کا سوچتی کسمسا کر دور ہونے لگی پر عالم نے بیڈ  
پر پڑے خود کو گھورتے فتنے کو دیکھ کر اسے واپس سے جکڑ لیا۔

”محبت۔۔ ”اسے اٹھائے وہ ڈرینگ آئینے کے سامنے آگیا۔۔

فتنہ وہیں تائو کھاتا رہ گیا۔ اسے صرف یہی غم تھا کہ کب وہ بڑا ہوگا۔ اور اس دیو سے اپنی  
ماں کو آزاد کروائے گا۔

”میں نے ہمارے بیڈ کو تیار نہیں کیا۔ ”وہ سعیر کو اپنے بالوں میں برش کرتے محسوس  
کرتی پریشانی سے بولی۔

”کردینا پہلے خود ہو جاؤ تیار۔“ اس کے احتجاج کو خاطر میں لائے بغیر اس نے بیڈ کی طرف دیکھا جہاں پیٹ کے بل بغیر پیچمر کے پڑا بھوری غصے بھری آنکھوں سے وہ عالم کو ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کے دیکھنے کے انداز و تیوروں سے وہ اسے کوئی غیر مخلوق معلوم ہوا۔۔۔ اور جلانے کیلئے قہقہہ لگا اٹھا ساتھ میں عین کے بالوں پر لب رکھتے گردن میں منہ چھپا کر بازوؤں کے تنگ گھیرے میں لے لیا۔

وہ اس کی جسارتوں پر جھینپ گئی۔۔

”بہت اچھے سے تیار کر رہے ہیں۔“ اس نے اپنی گردن پر اس کے لبوں کا دھکا لمس اور کمر پر آہنی بازوؤں کا حصار پاتے طنز کیا۔

”تم سے بہتر کون جانے۔“ گھمبیر بھاری سرگوشی میں بولتا بے خود ہو گیا۔ اور عین اس کے آگے ہمیشہ کی طرف بے بس کمزور تھی۔۔ احتجاج وہ خود اپنے عالم کے سامنے نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

اس وقت وہ اس کی انتخاب کی ہوئی بلیک اسکرٹ اور پنک ٹاپ میں ملبوس تھی۔۔ پشت پر لمبے دراز گھنے سیاہ بال کسی آبشار کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔۔ جن میں ابھی اس کی مضبوط انگلیاں الجھی ہوئی تھیں

اس کا نازک زہد شکن سراپا جب بھی سعیر عالم کے سامنے آتا اسے مبہوت کر دیتا۔

ابھی ابھی اس کا ہی جادو تھا کہ وہ اسے تیار کرنا بھول کر اس کے نقوش پر محبت کی بارش برسا رہا تھا۔



اور وہ معصوم نا سمجھ سا بچہ پیٹ بل پڑا، اپنے باپ کے کرتوت دیکھنے سے استغفار کرتا پیشانی  
بیڈ ٹکائے پڑا تھا دکھ کی بات تو یہ تھی کہ اسکی ماں نے اسے پیپر بھی ٹھیک سے نہیں  
پہنایا۔

بیچارہ شرمندگی سے چہرا جھکائے پڑا تھا۔ جبکہ وجود پر صرف وائیٹ ٹی شرٹ تھی۔ جو  
سعیر نے اسکے لیے پسند کی تھی۔

ان گذرے دنوں میں عالم نے ٹوٹ کر حورالعین پر محبت لٹائی تھی کہ ساری تشنگی تڑپ  
کہیں دور جا سوئی تھی۔

وہ سوکھے پتے کے بجائے ایک مہکتا گلاب بن کر اسکے حصار میں نکھری تھی۔  
”لیٹ ہو رہے ہیں۔“ ”کسما کر اسنے وقت کا احساس دلایا۔

”شش! ہونے دو۔“ ”اسنے لب کندھے پر رکھے۔ ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھی عین لب چبانے  
لگی۔

”میں کہیں بھاگ تھوڑی رہی ہوں۔“ ”وہ تنک کر بولی عالم مطلب سمجھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔  
”میں تمہیں یہاں سے ہلنے کی اجازت دوں تو بھاگنا۔“ ”بھاری مخصوص آواز میں کہتے اسکے  
بالوں میں تین بل ڈاکر باندھ دیئے۔

سجے سنورنے کی تو اجازت تھی نہیں، پرفیوم اٹھا کر اسے گردن پر اسپرے کیا اور جھک کر  
گہرا سانس بھرا۔ اسکی جسارت پر حور کے وجود میں سرسراہٹ پھیل گئی۔  
”بہت خوب۔“ ”وہ مسرور ہوتے بولا اور بازو کمر میں ڈال کر سرکاتے اسے نیچے اتارا۔

باہر کا کھانا وہ اسے ہر گز نہیں کھلا سکتا تھا اسکا ارادہ بس ضروری شاپنگ کے بعد واپس آنے اور اسکے کیلئے کھانا تیار کرنے کا تھا۔

”الے نالاج ہو گیا میرا شہزادہ۔“ تیاری کے دوران اپنے بیٹے کا خاموش روٹھا انداز نوٹ کرتے اسے بانہوں میں بھر کر سینے سے لگاتی لاڈ سے گویا ہوئی۔۔۔

اور اسے ٹوٹ کر اپنی معصوم ماں پر پیار آیا تبھی قلقاریاں مارتا اسکے سینے میں چھپا۔۔۔

عین نے محبت سے اسے خود میں چھپایا اور یہ منظر دیکھتا عالم بھی مضبوط قدم اٹھا کر پاس آیا آہستہ سے عین کے حصار سے اسے لے لیا۔

”چلو!“ اسکی کمر میں بازو ڈال کر آگے بڑھا۔

لانگ کوٹ اور پنک حجاب میں اس کا چہرا دمک رہا تھا۔ اور گرے تھری پیس سوٹ میں عالم کے مضبوط توانا جسم میں وہ چھپ گئی۔۔۔

ایک بازو عین کی کمر میں ڈالے دوسرے میں بیٹے کو اٹھائے وہ روم سے باہر نکلے۔۔۔

جبکہ اپنی ماں کے حصار سے نکل کر اسکے حصار میں آتے ہی فتنے نے گلا پھاڑ کر رونا شروع کر دیا۔ پر سعیر نے نا اسکا نوٹس لیا نا ہی عین کی منمنہاٹ کا۔

باہر کھڑے سعیر کے گارڈ انکی موجودگی میں احترام سے نظریں تو نہیں اٹھا سکتے تھے پر جب بھٹکی ہوئی نظر اس آسمان سے اتری حور جیسی لگتی اس سفید سرخ رنگت والی عین کی آنکھوں پر بندھی پٹی پر گئی بھونچال کر رہ گئے۔

اور یہ تو عین بھی نہیں جانتی تھی اسکی یہ پٹی کب اترے گی۔۔۔



چائے کا مگ تھامے وہ کھڑکی کے پاس مختلف سوچوں میں گھری چھوٹے چھوٹے سپ لیتی  
برف باری سے لطف اندوز بھی ہو رہی تھی۔

اس رات داد کے آگاہی مطابق وہ دن کے دوپہر کو ہی مری کیلئے نکل آئے تھے۔ وہ تو  
اسکے گھر کا سوچتے ہر اسماں رہی سارے راستے اور وہ چھیڑ چھاڑ میں اسکی پریشانی سے مزہ لیتا  
رہا۔ پر یہاں آکر اس خوبصورت تین کمروں پر مشتمل فلیٹ کو دیکھتے خوش سے نہال  
پر سکون ہو گئی۔

کشادہ روم میں عالیشان برائون فرنیچر نے اسے مزید پر سکون خوش کر دیا۔ اس لیگزری فلیٹ  
میں وہ بہت خوش تھی ہاں وہ نہیں بدل رہا تھا اسے تنگ کرنا اسے چھیڑنا ستانا اپنی جگہ تھا  
پر جو اسنے اپنے گھر کا نقشہ کھینچا تھا ویسا نہ پا کر وہ بہت خوش ہوئی تھی۔

شکر اسنے انکار نہیں کیا ساتھ آنے سے، اور وہ چالاک انسان جان بوجھ کر اسے ستائے تنگ  
کر رہا تھا کہ وہ انکار کر دے ساتھ چلنے سے پر وہ بھی اپنی ضد کی پکی تھی ساتھ آکر ہی دم  
لیا۔

شام کا سحر پھیل رہا تھا۔ روم کے باہر گرتی سفید روئی سی برف کو دیکھتی وہ سوچتی  
مسکرائی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے پر کوئی بھولا بھٹکا برف کا قطرہ آکر اسکی چائے کے کپ  
میں گرتا وہ مسکرا دیتی۔

زندگی کتنی خوبصورت ہو رہی تھی۔۔

اسنے سوچ کر سر کھڑکی سے لگایا اور ایک گہرا سانس بھر کر اس ماحول کی خوبصورتی سکون کو اپنے اندر اتارتے کپ ہونٹوں سے لگانے ہی والی تھی کہ ہمیشہ کی طرف دبے قدموں سے پیچھے آکر اسنے کپ اسکے ہاتھ سے لیتے اپنے لبوں سے لگا دیا۔۔

اور دوسرا بازو اسکی نازک سی کمر میں ڈالا۔۔۔

”ایسے چوروں کی طرح آنے کی ضرورت؟ جب جانتے ہیں چاہے سو قدموں کے فاصلے پر بھی آپکی موجودگی سے آگاہ ہو جاتی ہوں۔“ اسکی بات سن کر وہ مسکرایا اور سر پر لب رکھے۔۔

جبکہ اسکا جھوٹا کھا کر وہ مسرور تھا۔

”کیا سوچ رہی تھی؟“

باہر سے نظریں ہٹا کر اسکی نظریں الفت اس پر ٹھہری جو سر پر بلیک ٹوپ لائنگ ہائی نیک سویٹر جسکی آستیں لمبی ہونی کی وجہ سے اسکے ہاتھوں کو ڈھانپنے ہوئی تھیں جن سے صرف آدھی انگلیاں ہی باہر کپ تھام ہوئی تھیں، ریڈ ہائی نیک سویٹر جو گھٹنوں تک آرہا تھا بیلو

جینز پہنے اس لباس میں ملبوس کوئی گول مٹول سرخ سپید گڑیا لگ رہی تھی۔۔

”کچھ نہیں بس آپکے کارنامے یاد کر رہی تھی کہ کیسے آنے سے پہلے جھوٹے انسان ڈرا رہے تھے۔“ پیچھے کہنی اسے مار کر وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔

”اوہ! تو تم چاہتی ہو کہ سب ویسا ہوتا۔ واؤ انٹرسٹنگ یار۔“ وہ پرجوش سا ہو کر بولا نور سٹیٹا گئی۔۔



”کیا بد تمیزی ہے اللہ نا کرے میں تو ایسا نہیں چاہتی تھی۔“

”کیوں کیوں اللہ نا کرے؟ کیا اپنے خو برو شوہر سے اس قدر بیزار ہو؟“ دونوں بازو اسکی کمر میں ڈالتے اسنے اپنے قریب تر کیا اور خشکیوں نظروں سے دیکھتے پوچھا۔

”اللہ اللہ اس میں بیزاری والی بات کہاں سے آگئی داد؟ میں تو کیا کوئی بھی بیوی نہیں چاہے گی کہ اسکا چھپھورا شوہر چو بیس گھنٹے اس سے گھٹیا ہیرو والی حرکات کرتا رہے۔“ اسنے ہاتھ نچا کر صفائی دی۔

داد کا موڈ سنورے کے بجائے مزید بگڑا۔ ”اوہ! تو تم اب مجھے میری بے انتہا لاغرض محبت عشق کو چھپھورا پن کہہ رہی حالاں کہ میں بس یہی چاہتا ہوں جلدی سے دوسرے بونے بونیاں آجائیں۔ اس میں کون سا چھپھورا پن ہے بتاؤ مجھے۔“

”کس اینگل سے میں تمہیں گھٹیا ٹائیپ ہیرو لگتا ہوں؟“ وہ اسکا بازو پکڑ کر اسے گھمائے سامنے کرتا کڑے تیوروں سے پوچھ رہا تھا۔

نور نے نظریں اٹھا کر اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑی۔

”کیا تم چھپھورے ہیرو نہیں ہو میرے؟“ اسنے کپ ٹیل پر رکھتے اسکے پاس آکر اسکے

بوٹ پر اپنے بوٹ میں مقید پاؤں رکھتے، اچک کر اس چھ فٹ سے نکلتے قد کے ہیرو کی گردن میں بازو حائل کیے اور بڑے دلربا انداز میں پوچھا کہ وہ پور پور گھائل ہو گیا اسکی ادا پر۔۔۔

”بونی ایسے کرو گی تو چھپھورا نہیں دیوانہ ہو جائوں گا۔“ کہاں گیا غصہ ناراضگی وہ ایک دم سے بوجھل آواز میں کہتا اسکی کمر میں بازو ڈالتے مزید قریب کر گیا۔

نورالعین کے چہرے پر حیا کے رنگ تیزی سے رقصاں ہوئے جبکہ لمبی دراز پلکیں لرز کر  
سجدہ زیر ہو گئی عارضوں پر۔۔

“مار ڈالو گی ان ادائوں سے بتا رہا ہوں پہلے میری موت کی وجہ تمہاری یہ ادائیں بنے  
گی۔” جذبات سے بو جھل بھاری آواز میں کہتا جھکا اور اسکے ماتھے پر محبت دیوانگی کی مہر  
ثبت کی۔

نورالعین کو ایسا لگا جیسے اسکے وجود پر مہکتے پھولوں کی بارش کی گئی ہو کہ ان میں خود بھی  
پور پور مہک گئی۔۔

“کیسی باتیں کر رہیں ہیں داد اللہ نا کرے آپکو کچھ ہو چھوڑیں ان باتوں کو، بتائیں نا میرے  
چھچھورے ہیرو ہیں نا؟” اسنے سر اونچا کر کے اسکی کھڑی مغرور ناک سے اپنی ناک ملائی۔۔

“کیا بات ہے بونی؟ شاک پر شاک دے رہی ہو؟” وہ مسرور مبہوت ہوتا اسکی ادا سے، خود  
میں بھیج گیا۔۔ اور خوشی سے اظہار حیرت کیے بنا نہیں رہ سکا۔

“کوئی شاکڈ نہیں پیار کرتی ہوں آپ سے۔” سینے پر سر رکھ کر اسنے جتا کر کہا۔ داد کو  
ایسا لگا باہر برف نہیں اندر گرنے لگی ہو۔۔

“اور میں تمہارا چھچھورا پاگل دیوانہ عاشق سب کچھ ہوں۔ پر صرف تمہارا۔” وہ جذبات  
میں کہہ کر اسکے لبوں کو دیکھتا جھک کر خود کو سیراب کرنے لگا تھا کہ ایک دم ہی وہ  
کھلکھلا کر دو ہوئی۔۔

“ہاہا بس ہو گئے نا چھچھورے ہیرو۔۔ بڑا آیا، نا ”کرنے والا۔۔۔“ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ  
ہوتی وہ نقل اتارتی بولی اور داد تو شاکڈ اسے دیکھنے لگا۔

”تو کیا اس بونی نے ناٹک کیا تھا اس سب کا؟ صرف اس سے چھپھورا بلوانے کیلئے۔“ اسکی سیاہ آنکھیں پھیلی۔۔

”بونی۔۔۔“!!! وہ دھاڑا اور قہقہہ لگاتی نورالعیین ایکدم باہر کی سمیت دوڑ لگائی۔۔۔

”آج تم میرے ہاتھ لگو! نہیں چھوڑو گاتمہیں۔۔۔“ وہ غراتا بولا اور اسکا کی کھلکھلاہٹیں

عروج پر تھی۔۔۔

”یہ قوف ہو قوف ہا ہا ہا۔“ وہ با آواز بلند نعرے لگاتی سیڑھیاں پھلانگتی نیچے لائونج میں آئی۔۔۔

”دیکھو بونی عزت سے پاس آجاؤ کم پنش دوں گا اگر میں نے پکڑا تو اچھے کی توقع مت رکھنا۔“ وہ صوفے کے گول گول بھاگتے ہوئے گر جا۔

”پہلے پکڑ کر تو دیکھائیں پھر کچھ بگاڑ لیجئے گا۔“ وہ کھلکھلا زبان چڑھاتی بولی اور اسے قریب پیاکر کی ایکدم ہی باہری گیٹ کی طرف دوڑ لگائی۔

“بونی واپس آؤ باہر برف گر رہی ہے بیمار ہو جاؤ گی۔” وہ غصے سے کہتا اسکے پیچھے بھاگ رہا تھا پر اس پر تو بھاگنے کا جنون جیسے سوار تھا۔

کھلکھلاتی باہر آگائی جہاں برف کی برسات ہو رہی تھی اور نیچے پاؤں اس میں دھنس رہے تھے۔۔

“اب تم گئی۔” داد غصے سے غرا کر بولا اور اسکی طرف بڑھا نور نے بوکھلاتے ایکدم برف کے گول بنا کر اسے مارنے شروع کر دیئے۔

”دیکھو داد میرے قریب مت آؤ میں بڑی خطرناک ہوں اگر مجھے کچھ کیا تو کچا چبا جائوں گی۔“ وہ پیچھے ہٹتی ہراساں وارن کر رہی تھی ساتھ ساتھ برف کے گولے اسکے سینے پر مار رہی تھی۔۔

جبکہ اسکے تیوروں سے خوفزدہ بھی تھی۔۔

”ہائے اب۔۔۔“ وہ دور دور تک سفید برف کی چادر پھیلی دیکھ کر پھر سامنے آتے اس دیو کو دیکھتی اپنا ہی سر پیٹتی رہ گئی۔۔۔

”دیکھو میرے پیارے داد میرے ہینڈ سم شوہر ہونا میں۔۔ میں سوری کرتی ہوں تم بہت اچھے ہو پلینز پلینز۔۔“ وہ پیچھے کو بھاگتی ہوئے التجائیہ عاجزانہ بولی۔۔۔

”نہیں بیگم اپنی زبان پر اچھائی کا بھوج مت ڈالو، میں برا ہوں، میں چھچھورا ہیرو گھٹیا، بیوقوف سب کچھ ہوں۔“ اسنے لاپرواہی سے سب قبول کیا۔۔

اب کہاں جانے دے سکتا تھا جب مچھلی پوری طرح جال میں آکر پھنسی تھی۔۔

”کہا تھا عزت سے پاس آجائو پنش کم کروں گا پر تم۔۔۔ اب بھگتو جتنا بھاگو گی دور اتنی ہی پنش بڑھے گی۔۔ اور میری پنش کا تم سے زیادہ کسی کو اندازہ نہیں ہوگا۔“ وہ ٹھہر ٹھہر کر

کہتا مضبوط قدموں سے اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

اسکی باتیں سن کر نورالعین حواس باختہ ہوگئی۔۔

کرنے کو تو اسنے شرارت کرلی تھی پر اب سوئے شیر کو جگا دیا تھا کیسے بچائو کرے۔۔

”دادو جان داد میرا پیارا شوہر پلینز اگنور کردو نا۔۔۔



میں کان پکڑتی ہوں سوری کرتی ہوں۔۔۔ پلیرز جانو۔۔۔ ”! وہ محبت پاش نظروں سے دیکھتی  
بھرائی آواز نکالتی لاڈ سے کہہ رہی تھی۔

اسکی پتلی حالت دیکھ کر داد کو زوروں کی ہنسی آئی جو وہ خوبصورتی سے چھپا گیا۔  
بھاگتے بھاگتے وہ اپنے فلیٹ سے کافی دور نکل آئے تھے۔

”ڈارلنگ باقی سب تو معاف کر دیتا پر جزبات جگا کر اچانک فرار ہونا، جزبات سے کھیلنا یہ  
میں قطعی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے تو سزا ضرور ہوگی اور ایسی ہوگی کہ آئندہ تم  
بھول میں بھی یہ بھول نہیں کروگی۔“ اس نے کہتے اچانک چیتے کی طرح اسے جھپٹ کر  
گرایا۔

”آہ۔۔۔۔۔“!!! خاموش فضا میں اسکی دلخراش چیخ گونجی اور دوسرے پل ہی بند ہو گئی۔  
”ہاہاہاہاہ۔۔۔۔۔ بس! خرگوش جتنا بھی تیز کیوں نا ہو ایک چیتے کو مات نہیں دے سکتا۔ ویسے ہی  
تم کتنی ہی چالاک کیوں نا بن جاؤ اپنے داد کو اب الو نہیں بنا سکتی۔“ تھقہہ لگاتے وہ اس کے  
اوپر دائیں بائیں ہاتھ رکھے جھکا تھا۔

اور وہ پھیلی آنکھوں سے خود پر جھکے داد کو گھور رہی تھی کہ ”کیا وہ پکڑی گئی۔۔۔؟“

”آہ آہ آہ۔۔۔۔۔“ اچانک ہاتھ پاؤں برف پر مارتے وہ اس کے نیچے حلق بل چلا رہی تھی۔  
اور وہ بہت پر سکون انداز میں اسے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی فکر ہی نہیں۔۔۔

”دیکھو داد میں نے جھوٹ نہیں کہا میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں پلیز نو پنش ”! اسنے  
رونی صورت بنا کر کہتے اسکی گردن میں بازو ڈالنے چاہے داد نے جھپٹ کر برفت سے  
لگا دیئے۔۔

اب وہ مکمل اسکے شکنجے میں بے بس پڑی تھی۔۔

”بڑا شوق ہے تمہیں اپنے داد سے کھیلنے کا ہاں؟ ”اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے طنزیہ  
پوچھا۔۔

نور نے سوچ کر معصومیت سے سر ہلایا۔ ”تو کس سے کھیلوں؟ ”اسنے آخری ہنر آزماتے  
آنکھیں پٹپٹائیں۔

پر اس بار وہ ہاتھ آنے والا نہیں تھا۔۔ ”کھیلو بے شک کھیلو، پر کھیل ہارنے پر انجام بھی  
بھگتو۔ ”بات کرتے دونوں کے منہ سے بھانپ نکل رہی تھی۔۔

شکر وہ مکمل کور تھی ورنہ اس برف میں گر کر اسکے شکنجے میں آکر کیا حال ہوتا اسکا۔۔  
”چلیں نا فریش ہو جائیں پھر کھانا کھائیں ساتھ، میں نے اپنے ہاتھوں سے آپکے لیے چکن  
بریانی بنائی ہے۔ ”وہ محبت سے پچکارنے لگی جیسے وہ کوئی چھوٹا بچہ ہو۔

اسکی حرکت پر داد نے قہقہہ لگایا۔ اسے ہنستے دیکھ کر نور اپنی بیوقوفی پر خفت سے شرمندہ  
ہو گئی۔

کوئی جائے فرار نا دیکھتے اسکی مزاحمت دم توڑ گئی اور وہ بے دم ہو کر برف میں گر گئی۔۔

”ہوں تو مطلب اب تم پنش کیلئے تیار ہو؟“ اس کے رخسار کو چومتی چھوٹی سی لٹ کو انگلی سائیڈ کر کے اس نے انگوٹھا اس کے سرخ و گلابی لبوں پر گھمایا۔

حیا سے نور نے اپنی آنکھیں میچلیں اور اس کی حرکت پر وہ دل کھول کر ہنسنے لگا۔

”تو آج تمہاری پنش ہوگئی اس حیا سے بے حال ہونے کی۔“ وہ بھاری گھمبیر آواز میں

بولا۔

اس ذومعنی بات کا مفہوم سمجھتے نور کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی کانوں سے جیسے دھواں نکلنے لگا۔

اسے مزاحمت ترک کرتے دیکھتے وہ اس کے لرزتے خشک ہوتے لبوں پر آہستہ سے جھکا اور اس کی کلائیاں چھوڑ کر برف میں ہتھیلیاں ٹکائیں یہی تو وہ لمحہ تھا جو نور چاہتی تھی۔۔۔

ابھی اس کی سانسیں ہی ایک دوسرے سے الجھی تھیں کہ ایک دم ہی کھلکھلاتے اسنے پوری قوت سے اسے ایک طرف دھکیلا۔

”سائیڈ ہو بچو ہاہا۔۔۔“ وہ جھپٹتی ہنستی برف کو نوچتی اٹھی۔

داد جو ایک بار پھر پورے جزبات سے اس پر جھکنے والا تھا اس کی دھوکے حملے سے بوکھلا گیا اور دوسری جانب گرنے سے پہلے ہی سنبھلا ساتھ ہی ایک جست میں جھپٹ کر اسے پاؤں سے پکڑ کر کھنچا۔۔۔

”داد۔۔۔“!!! وہ چیخ کے ساتھ برف میں گھسیٹتی اسکے حصار میں پھڑپھڑاتی چڑیا کی مانند قید ہوگئی۔۔۔

”یہ جو تمہیں دیکھ کر بے خود ہوتا ہوں بیوی! اسکا ناجائز فائدہ مت اٹھایا کرو، مت بھولو ہم سرپھرے لوگ ہیں جناب، جسے عام عوام سائیکو کہتی ہے۔ پھر سزائیں ویسی دیتے ہیں جو ایک عمر کھوپڑی میں ٹیوب لائٹ کی طرح روشن رہتی ہے۔“ وہ اسے برف کی مٹھیاں بھر کر منہ پر مار رہی تھی اور داد نے جکڑ کر نیچے پھینکتے اپنے پورے توانا بھاری وجود کے ساتھ اس کو مل نازک سراپے کے اوپر گرا کہ نور کی سسکی نکل گئی۔۔۔

”پیچھے ہٹو کمینے داد۔۔۔“ وہ غرائی اور اسکے بالوں کو بے دردی سے مٹھی میں جکڑا پر وہ پروا کیے بغیر اسکے کانپتے وجود پر جھک گیا۔۔۔

اوپر سے گرتی روئی سی برف انکے اوپر تہہ جما رہی تھی اپنے آپ میں چھپانے کیلئے۔۔۔

اور داد بے خود سا اسکی نازک سی کمر کو دونوں بانہوں میں جکڑتے اسکے نرم لمس پر مدہوش ہو رہا تھا۔۔۔

نور ایسی چڑیا کی طرح ہوگئی جو تنگ پنجرے میں پر بھی پھڑپھڑانا سکی۔۔۔

”دیکھو کروا دیا نا نقصان۔“ انگلی سے اسکا آنسوں سمیٹ کر بولا۔۔۔

وہ غصے بھری سرخ آنکھوں سے اسکا ہاتھ جھٹک گئی۔۔۔

”ہاہا آگئی بونی کی حیثیت میں۔“ اسنے جیسے ہنسنے کیلئے منہ کھولا غصے سے کھولتے دماغ کے ساتھ نورالین نے برف سے بھری مٹھیاں ایکدم سے اسکے منہ میں ٹھونسنا شروع کردی۔



ہوں ہوں کرتا داد بوکھلا کر اسے چھوڑتا پیچھے ہوا۔۔

”کمینے انسان مجھ سے ایسی گھٹیا حرکات مت کیا کرو ورنہ ٹانگیں توڑ کر، آنکھوں نوچ کر ہاتھ میں نکال کر دوں گی۔“ وہ غصے سے اس پر گرجتی کہتی وہاں سے بھاگی۔

داد ششدر بیٹھا حیرت میں منہ صاف کرتے اٹھ کر اسکے پیچھے بھاگا۔۔ پر اسے خفا خفا کچن میں مصروف دیکھ کر خود بھی فریش ہونے چلا گیا۔

فلیٹ میں ہیٹر آن تھا اسلیے باہر کی ٹھنڈ سے وہ محفوظ تھے۔۔ وہ جب تک کھانا ٹیبل پر لگانے لگی داد سب کھڑکیاں دروازے بند کر آئی۔

وائیٹ شرٹ بلیک ٹراؤزر، رف حلیے میں وہ آکر چیئر کھسکاتا ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا۔ جو کچن میں ہی سیٹ تھی۔

وہ اون سے کچھ نکال رہی تھی۔۔۔

اور داد کی نظریں اسکے سراپے پر ٹکی تھیں جن سے وہ خود آگاہ تھی۔۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا اسکی پر تیش نظروں وہ آگاہ نارہے۔ پر بری طرح انور کر رہی تھی۔

ابھی کچھ دیر پہلے وہ باہر دی گئی تکلیف بھولی نہیں تھی۔

اسے دیکھتے اسکی رگ شرارت پھڑکنے لگی پر چھوٹی سی ناک کی نوک پر رکھا غصہ خفگی اسے باز رکھ رہا تھا۔۔

وہ کھانا لگاتی ساتھ چوکلیٹ کیک اسکے سامنے رکھنے لگی۔

داد نے استفامیہ نظروں سے دیکھا۔

”ٹرائی کیا تھا سوچا“ آپ ”کو چھکا دوں۔“ وہ“ آپ ”کو دانتوں میں کچل کر بولی۔  
اسکے لبوں پر محظوظ کن مسکراہٹ آگئی۔

”شکریہ نوازش۔۔“ ٹیبل پر سبے خوشبودار لوازمات دیکھتے اسکی بھوک چمک اٹھی اسنے اپنی  
پلیٹ میں نکال کر چمچا بریانی سے بھرا

ابھی منہ کی طرف لے ہی جارہی تھی دفعتاً ہر سوں اندھیرا چھا گیا۔۔

”یہ لائٹ کو بھی ابھی جانا تھا۔“ وہ جی بھر کر بدمزہ ہوا۔

”میں کینڈلز جلاتی ہوں آپ کھانا کھائیں۔“ نور چیئر کھسکا کر کین میں رکھی کینڈلز نکال کر  
جلاتی پاس آئی اور ٹیبل پر رکھے۔۔

کینڈلز کی سنہری روشنی میں اسکا سفید گلابی چہرا دمک رہا تھا۔ اسکی نظریں سرک کر اسکے  
نچلے سرخ لب پر گئی۔۔

دل میں ندامت سی ہونے لگی۔۔

”اب ٹھیک ہے۔۔؟“ اسنے چار پانچ کینڈلز جلائیں کچن سارا سنہری روشنی سے روشن ہو گیا۔

اسنے ہاتھوں سے دستانے اتار کر سائیڈ رکھے اور انہیں آپس میں رگڑتی اپنی پلیٹ میں بریانی  
نکالنے لگی۔۔

”کیا ہوا کھا نہیں رہے؟ اچھی نہیں بنی؟“ وہ کچھ دیر پہلے کی زیادتی بھول کر فکر مندی سی  
پوچھنے لگی۔۔

اور یہ بیوی لقب ہی کیسا ہوتا ہے، جسے عورت پا کر مردہ سی بن جاتی ہے کہ طرح طرح کی اپنے شریک حیات کی زیادتی برداشت کرتی مسکراتی رہتی ہے۔۔ اور اپنے سرتاج کی ذرہ سی تکلیف پر ایسے مچلتی ہے جیسے اسے اٹھا کر کسی نے آگ کے ی دہکتی بھٹی کی نذر کیا ہو، ویسی بے چینی بے بسی اسکے انگ انگ میں سرایت کرتی ہے۔

شاید اسکا بس چلے تو وہ اپنے شریک حیات سرتاج کی تکلیف بھی اپنے وجود میں جذب

کر لیں۔ اور شوہر صاحب بدلے میں کیا دیتے ہیں انکے اتنے خلوص اتنی وفا کا؟

کیا اپنے ماں باپ کی لاڈلیاں انکی شہزادیاں لیکر ہی اس لیے آتے ہیں کہ ایک بندھے جانور کی طرح ان پر تشدد کریں۔ کس نفس کو تسکین دیتے ہیں؟ اس ہستی کو افیت دیکر جو انکے ذرا سے بخار میں تپتے وجود کو محسوس کرتی ساری رات انکی خدمت کرتی روتے دعائیں کرتی گذارتی ہیں اور صبح اٹھ کر انہیں کام چوری کا طعنہ دیا جاتا ہے۔۔

یہ کیسا ابن آدم کا انصاف تھا۔

وہ اسلام ہے جس میں عورت کو بلند رتبہ دیا گیا ہے، اسے رحمت کا لقب دیا گیا ہے، اور آج اس اسلام کے بے حس مرد اسی رحمت کو افیت، اسی رحمت بلند رتبہ رکھنے والی عورت کو اپنی بربریت کا نشانہ بنا کر اپنی مردانگی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور وہ اف کرے تو بے حیا، آواز اٹھائے بدکردار، چپ رہے ظلم میں برابر کی شریک۔ آخر کہاں جائے اور کیا کرے بے بس عورت؟

”کھا کیوں نہیں رہے کیا اچھی نہیں بنائی؟“ داد کو خاموش چچ بریانی میں گھماتے دیکھ کر نور پہلو بدل کر فکر مندی سے گویا ہوئی۔

”نہیں اچھی ہے بلکہ بہت اچھی ہے۔“ وہ اسکی آواز پر ہوش میں آتا سر ہلاتے بولا اور چیچ بھر کر منہ میں ڈالا۔

نور پر سکون ہو کر خود کھانے لگی تھی۔

ابھی اسنے دوسرا چیچ منہ میں ڈالا تھا کہ اچانک داد پر کھانسی کا دورا پڑا، اسکے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

”داد۔۔۔“!! وہ بوکھلاتی چیچ پلیٹ میں پھینک کر گلاس تھامتی اسکے پاس آئی۔ ”یہ لیں پانی پیئے“ اسنے کانپتے ہاتھوں سے اسکے منہ سے گلاس لگایا۔ اور داد اسکا جھوٹا پانی پی کر پر سکون ہو گیا۔

”جب جب کوئی بے چینی ہوتی ہے تمہارا جھوٹا کھا کر ختم ہو جاتی، یعنی کہ تمہارا جھوٹا کھا پی کر میرے اندر سکون آ جاتا ہے۔“ وہ گلا میز پر رکھتا اسے دیکھ کر نہایت پر سکون لہجے میں گویا ہوا۔

”یو!! یعنی یہ کھانسی؟“ شکڈ میں اس سے کچھ بولا نہیں گیا۔ اسکی حالت دیکھ کر اسکے ہاتھ پاؤں کانپ گئے تھے اور اصلیت کیا تھی؟

”تمہیں پاس بلانے کیلئے۔“ اسنے ایکدم چیئر پیچھے کھسکائی اور اسکا بازو پکڑ کر کھینچا تو وہ اچھل کر اسکے اوپر آگری۔

”داد۔۔۔“!! اس افتاد سے سنبھل کر اسنے غصے خفگی سے احتجاج کرنا شروع کیا۔



”خاموش بیٹھی رہو نور“! وہ مصنوعی جارحانہ انداز میں بولا کہ اسکی مزاحمت ختم ہوگئی اور وہ اسکے حصار میں منہ پھیلانے بیٹھی تھی۔

”لو کھائو۔“ اسنے بریانی کا چچج بھر کر اسکے منہ کے قریب کیا۔ نور اسے ایک تیکھی نظر سے نوازتی بہر حال اپنی بھوک سے نہیں لڑ سکتی تھی۔

مجبوراً اسے منہ کھولنا پڑا۔۔ اور وہی اسکی بھوکرپن کہ آدھا اسے کھلا کر محبت پاش نظروں سے دیکھتے آدھا اپنے منہ میں رکھ لیا۔

پہلے پہل تو وہ اسکی ان عادتوں سے سٹیٹا بوکھلا جاتی، بلکہ شرم سے نظریں نہیں اٹھا پاتی تھی پر اب اسے جیسے عادت ہوگئی تھی۔۔

پہلے تو تحکمانہ انداز میں بلا کر ایسے کرتا آج شاید اسکی خفگی کا انداز تھا تبھی ایسے بہانے سے بلایا۔

خفگی کا یاد آتے نور نے ناک بھنویں سکیر لیے۔

”ہیک تو زبردست ہے پر کیک کو شیر کرنے والی کا ٹیسٹ اس سے بھی زیادہ زبردست ہے۔“ اسکے لب کے کنارے پر لگے چاکلیٹ کو چچج سے سمیٹ کر اسنے اپنے منہ میں

رکھا۔۔

شدید خفگی غصے ناراضگی کے باوجود نور کا چہرہ سرخی سے متمتا گیا۔ پھولے رخسار دہک گئے۔۔

”کیا بد تمیزی ہے یہ۔“ وہ سخت جھنجھلائی۔۔ ارادہ صرف اپنی شرم حیا کو چھپانے کا تھا پر اسکی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ ن رکھ سکی۔۔

”ہاہا بد تمیزی نہیں داد کا رومانس اپنی بونی سے۔“ قہقہہ لگا کر اسنے مسرور لہجے میں کہا۔  
”ہاں داد واد کا رومینس۔۔۔۔“ وہ نقل اتار کر بولی، ”پہلے تکلیف دو بعد میں محبت جتاؤ۔ یہ تو تم مردوں کا خلاصہ ہو گیا ہے۔“ وہ سخت لہجے میں گویا ہوئی

”نہیں! پھر تمنے کیا کیا؟ بھڑکتی آگ میں پیٹرول چھڑک کر فرار ہونا بھی تو ایک قسم کا ظلم ہونا نا آب و ہوا پر۔“ خفیف نفی میں سر کو جنبش دیتے اسنے معصومیت سے جتایا۔  
ناچاہتے اسکی ذومعنی بات پر نورالین کے گال سرخ ہوئے۔

”مجھ پر الزام تراشی سے گریز کرو داد میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔“ وہ نظریں چراتی ٹھوس لہجے میں منمنائی

وہ کھانے کھانے کے ساتھ مصنوعی خفگی سے بحث کر رہے تھے۔ داد کا ارادہ اسکی خفگی ختم کرنے کا تھا اور نور کا ناراضگی لمبے عرصے تک قائم رکھنے کا۔۔۔

”سوری چلے گا؟“ کچھ دیر خاموشی سے ڈنر کرنے کے بعد اسنے کہا۔ نور نے آنکھیں گھمائیں، ”قطعی نہیں۔“ اسکے جواب پر وہ افسوس سے اثبات میں سر ہلانے لگا۔

”ہوں!! تو گویا سخت خفا؟“ اسنے اخذ کیا وہ نور کے اثبات میں سر ہلانے پر درست ثابت ہوا۔

اسنے بیچارگی سے فضا میں گہرا سانس بھرا۔

”یہ رومیسٹک ڈنر سے بھی ختم نہیں ہوئی؟“ اسنے کینڈلز ڈنر کی سمیت اشارہ دیا نور دانت پیس کر گھورتی نظروں سے شرم دلانے لگی۔) شرم کرو یہ اتفاقہ تھا)

”ہم!! وہ سمجھتے سر ہلانے لگا۔ اشارہ تھا کہ سمجھ گیا شرم دلوانے والی کیا بات ہے۔۔۔

داد خاموش ہوا تو نور لاپرواہی میں چاکلیٹ کیک نکال کر خود کھانے لگی۔

جہاں داد کی معصوم التجا کرتی نظریں اس پر ٹکی تھیں وہیں نور کی لاپرواہی ایک ادا سے نظر انداز کرتی ہر چیز کو دیکھ رہی تھیں سواء اسے۔

اس زیادتی پر وہ التجا کرتا بھی کیسے۔

کچھ دیر اسکی التجائیں بھی تو نہیں سنی تھیں اب اسکی باری۔

”بونی!! اسکے ہاتھ میں چچ تھام اپنے منہ میں رکھتے اسنے معصومیت سے پکارا۔

وہ ادا بے نیازی سے اسکے حصار میں ایسے بیٹھی تھی جیسے بہری اندھی ہو گئی ہو۔

”چھوڑو اسے بھوکر بونی۔“ اسنے جھپٹ کر اسکے ہاتھ سے پلیٹ چھینی اور میز پر پٹنی۔ اسے

اپنے سے زیادہ اس پلیٹ پر اسکی توجہ قطعی طور برداشت نا ہوئی۔

اس سے لیکر وہ اسکی نظروں دھڑکنوں کے معاملے میں کافی شدت پسند جنونی تھا جسکا

احساس باخوبی نور کو تھا اسلیے خاموش بیٹھ گئی۔

پر پھر سے اسکی نظروں التجائوں منتوں سے بچنے کیلئے پلیٹ تھامے چڑیا کی طرح چونگ رہی تھی۔

”بو۔۔۔ نی۔۔۔!! اسنے خمار دلکشی سے اسکا نام ادا کیا وہ زچ ہو گئی۔

”کیا ہے؟؟؟“ اسنے گھور کر اسے خفگی سے دیکھا پر اسکی نظروں کی التجا پر دل موم کی طرح

پگھلا۔۔۔

”ایک شرط پر معافی ملے گی ”! اسنے اپنے سر سے ٹوپی اتار کر داد کو پہنائی اور ہنسی۔

”کس پر بتاؤ مجھے منظور ہے۔ ”وہ چمک کر بولا۔“ سوچ لو؟ ”

”اسکی فکر مت کرو صرف بتاؤ مجھے منظور ہے۔ ”اس پر گرفت مضبوط کرتے بولا۔

”ہم! پھر شرط یہ ہے کہ آپ ”! اسکے سینے پر انگلی رکھتے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔ داد

جیسے ان سیاہ رات سی گہری آنکھوں میں ڈوبنے لگا۔ بے بس ایسا تھا کہ خود کو بچانا سکا یا بچانا چاہتا ہی نہیں تھا۔

آخر بچاتا کیوں وہ اسکی شریک حیات محبوب بیوی تھی۔

”تم حکم کیا کرو جانم۔ ”اسکی انگلی پکڑ کر لبوں سے لگاتے ہوئے بولا نور حیا سے گلنار ہو گئی۔

”بات کو گھمائو نہیں! آپ مجھے یہاں کیبل کار میں بٹھائیں گے اور یہاں پر جتنی بھی سیر تفریح کی جگہیں ہیں وہاں لے جائیں گے۔ اب بولیں منظور ہے؟ ”اسکی شرط سنتے وہ پہلے حیران ہوا اور پھر سوچ میں پڑ گیا۔

”یہ بھی کوئی شرط ہے؟ رکھنی تو کوئی خطرناک رکھو جان پر کھیلنے والی۔ پر ٹھیک ہے شاید اپنے قد کو دیکھتے دی ہے منظور ہے جی جان سے منظور ہے۔ ”وہ اسے بانہوں میں بھر کر چیئر سے اٹھا اور کچن سے باہر نکلا۔

”داد مجھے برتن دھونے اور سمیٹنے تو دیں کہاں لے جا رہے ہیں۔ ”اسکی بانہوں میں ہڑبڑائی ہوئی مچل کر بولی۔



”تمہاری شرط منظور ہو چکی ہے اب خاموش رہو ”! زینے طے کرتا وہ روم کی طرف جا رہا تھا نور اسکی نظروں کا پیام سمجھتی سرخ ہو گئی۔

”آج جلدی آگئے؟“ اسکی شرٹ کے بٹنوں پر انگلی پھیرتے اسنے خاموشی سے گھبرا کر پوچھا۔

”ہاں کام ہی اتنا تھا۔ کیوں تم خوش نہیں ہوئی؟“ پائوں کی ٹھوکر سے دروازہ کھول کر اسنے براہ راست اسکی آنکھوں میں جھانکتا۔

”ایسی تو بات نہیں۔“ وہ بیڈ پر بیٹھتی آہستہ آواز میں بولی۔

”ہوں تو مطلب خوش ہو نا؟“ اسکے پاس بیٹھ کر اسکی ناک کو پوروں پر چھوتے بولا۔

”اب ایسا بھی نہیں۔“ وہ ہنس کر کہتی اسکے ہاتھ پیچھے کر گئی۔

”ایسا بھی نہیں ویسا بھی نہیں، تو کیسا ہے؟“ اسے بانہوں میں بھرتے وہ جھک کر کان میں سرگوشیانہ بولا۔

نور کو اچانک کچن میں جلتی موم بتیاں یاد آئیں۔ ”داد کچن میں ویسی ہیں موم بتیاں جل رہی ہیں۔“

”بھاڑ میں بھیجو تم یہاں رہو۔“ وہ سخت لہجے میں کہتا اس پر قابض ہو گیا نور ہنستی اسکے بازو پر مکے مارنے لگی۔

”ویسے گھومنے کب چلیں گے؟“ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی بولی۔

”کل۔۔۔“ اسنے یک لفظی جواب گھمبیر خمار آلودہ آواز میں کہا۔

”کل آپ فری ہیں؟“ اس کے لہجہ آواز داد کو دیوانہ بنانے لگا۔“ ہوں ”میں جواب دیتے  
اسنے اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی اور نور اسکی دسترس میں سینے پر سر رکھ کر سکون سے  
آنکھیں موند گئی۔

”صبح برتن مجھے دھلے ہوئے چاہیں۔۔“ اسنے آرڈر دیا داد ابرو اچکا کر اس کے چہرے کو دیکھنے  
لگا پر اسکی حیا سے جھکی پلکیں اسے کچھ بھی کہنے سے باز رکھ گئیں۔۔

سواء اس سراپا محبت کو محبت سے سمیٹنے کے۔۔۔

CLASSIC URDU MATERIAL  
کلاسیک اردو مٹیریل

مہوش علی

\*-----❤❤❤-----\*

”آپ تیار ہیں؟“ وہ روم ناک کر کے سہی سے بولا۔

جسنے چادر اوڑھ کر سر ہلایا۔

وہ آج اس کے پرزور اسرار پر شاپنگ کیلئے جارہے تھے۔ حالاں کہ وہ سخت بیزار تھی جانا نہیں  
چاہتی تھی پر اسکی بیہودہ دھمکیوں سے بچنے کیلئے حامی بھرنی پڑی۔

توقع عین مطابق وہ ملازمین کو ہدایات دینے لگی جسے دیکھ کر عارب کو ہنسی آگئی۔۔

ویسے بھی آجکل اسکا موڈ بہت خوبصورت رہنے لگا تھا جسے سہی نوٹ کر چکی تھی، اسنے وجہ

پوچھی پر عارب خوبصورتی سے ٹال مٹول کر اپنی باتوں میں اسے الجھا کر زچ کر گیا۔۔

پھر تو اسنے توبہ کر لی کچھ پوچھنے سے۔۔

”ڈارلنگ ہنی مون پر نہیں چند گھنٹوں کی شاپنگ کیلئے جارہے ہیں۔ آپ تو سب کو ایسے ہدایات دے رہی ہیں جیسے ہم گھر انکے حوالے کر کے ہنی مون پر کہیں دور نکلیں ہوں۔“ وہ اسکے پاس آکر گلا کھکارتا ہوا گھمبیر لہجے میں شرارت سے بولا۔

سمی سن کر سٹپٹا گئی۔۔ اور اسے اپنے عمل پر جھینپنا پڑا تھا۔۔ صحیح تو کہہ رہا تھا وہ حد سے زیادہ ہدایات دے رہی تھی۔۔

”بس فضول ہیں بولنا۔“ اپنی خفت مٹانے کیلئے اسے جھڑکتی وہ چادر درست کر کے آگے بڑھی۔

”اچھا ہم الفضول بولتے ہیں تو آپکا یہ نورانی چہرہ لال و لگنار کیوں ہو جاتا ہے؟“ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اسنے سیٹ بیلٹ باندھا۔۔ سمعیہ بغیر جواب دیئے بیٹھی تھی۔۔

“ایک سوال کا جواب دیں گی؟ ”گاڑی گیٹ سے نکالتے ہوئے وہ اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا۔  
سمی نے استفہامیہ نظروں سے دیکھا

”پیار کب کریں گی؟“ وہ فدائیان ہوتا پوچھ بیٹھا۔ سہمی کے چہرے پر تیزی سے حیا کے رنگ پھیلے۔۔

”تمہیں ذرا شرم۔۔۔۔۔“

”مجھے معلوم ہے الجانم میں آپ سے چھوٹا ہوں۔ اب میرے سوال کا جواب دیں۔“ وہ اسکی بات کاٹ کر برجستہ بولا۔

”کبھی نہیں۔“ وہ غصے سے بول کر باہر دیکھنے لگی البتہ اسکے جواب پر عارب قہقہہ لگا اٹھا۔

وہیں دھڑکنوں کے زیر و بم پر اسکے ہاتھ کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔“ کتنا بے شرم ہے جیسے فضولیت میں پی ڈی ایچ کی ہوئی ہو۔“ وہ کلس کر سوچتی رہ گئی۔

“اچھا چلیں میں خود کروالوں گا رخصتی کے بعد مجھے دوسرے سوال کا جواب دیں۔“ کچھ دیر بعد وہ پھر سے گویا ہوا۔ اندازہ سراسر چھیڑنے والا تھا سہمی کی ہتھیلیاں بھیگ رہی تھیں۔

“لسٹ بنائی؟“ کچھ جھکتے اسکی طرف رازداری سے پوچھا۔ سہمی نے الجھ کر اسے دیکھا “کیسی لسٹ؟“ یہ کیسا سوال تھا وہ بالکل نہیں سمجھی۔ البتہ اسکے اپنی طرف جھکنے پر پیچھے ضرور کھسکی۔ اس سے کوئی بعید نہیں تھی وہ سرے عام جسارت کر بیٹھتا۔

“وہی یار الیڈیز کا ولپر سنل سامان۔“ اسکے جواب سہمی کے کانوں پر بوجھ بن کر ٹوٹا۔ نا صرف دل کی دھڑکنیں سست ہوئیں بلکہ اس سے نظریں اٹھائی نا گئیں۔ سخت ناگواریت سے وہ چہرا موڑ گئی اور اس کے اس طرح کے جواب پر عارب قہقہہ مار کر ہنستا اسے زہر سے زیادہ کڑوا لگ رہا تھا۔

“دیکھو بے شرم نا مجھ سے اپنی یہ جعلی عربی بولو نا ہی ایسی فضول واہیات باتیں کرو ورنہ ابھی شور مچا کر سب کو بلا کر پٹوائوں گی۔“ وہ غصے سے دھمکی دیتی لوگوں کی طرف متوجہ کرنے لگی۔

عارب دل ہی دل میں اسکے عتماد کی بحالی پر سکون سے سانس بھر کر رہ گیا۔



”اچھا ہوتا کہ آپ اپنے ہاتھوں سے مجھے پیٹتیں۔“ اسنے آہیں بھریں سہی کا یہاں بیٹھنا مشکل ہو گیا۔

”کس قدر بد تمیز شخص تھا کیسے گذرے گی اسکی۔“ سوچ کر وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

”آپکے ہاتھوں کی ہتھیلیاں سرخ گلاب کی پتوں جیسی ہیں۔“ بدلی نظروں سے وہ اسکے ہاتھوں کی گلابی ہتھیلیاں دیکھتے گویا ہوا۔

سہی نے سرخ ہوتے اپنی ہتھیلیاں چادر میں چھپائیں۔ ”ترسی مخلوق“ وہ بڑبڑائی پر عارب نے آسانی سے سن لی۔

”آپ کیلئے ترستا ہوں رات و دن کو بس اور کوئی آرزو خواہش نہیں صرف آپ کو پانا ہی آخری جنون ہے۔“ ایکدم اسکی ہتھیلی سے اپنی ہتھیلی ملا کر بولا۔

اسکے لمس کے گرم حدت سے وہ اندر تک کانپ گئی۔ اپنی انگلیوں سے ابھی اسکی انگلیاں دیکھ کر اسنے عارب کو دیکھا۔ جسنے مسکراہٹ پاس کی۔

”زیادہ مت سوچیں بس ایک بار دل سے کہہ دیں آپ بھی یہی چاہتی ہیں تو اس بھکاری کو جینے کیلئے زندگی مل جائے گی۔“ وہ گھمبیر آواز میں بولا۔

سہی نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ونڈو سے باہر بھاگتی دوڑتی دنیا کو دیکھنے لگی۔

”کیا یہ دنیا میرے لیے ہے؟“ اسنے آسمان کو دیکھتے سوچا۔

عارب اپنے ہاتھ پر اسکی انگلیوں کی گرفت سے پرسکون ہو گیا اور محبت سے اسکے سر کو دیکھا۔

”آپ کچھ نا کہیں سمعیہ پر یہ عارب آپ کو زندگی کے رنگوں میں ضرور نہلائے گا۔“  
گاڑی شاپنگ مال کے سامنے روکتے وہ اسے لیکر اندر بڑھا۔

”سچی بتائیں آپ کوئی پرسنل سامان نہیں لینا چاہتی؟“ اچانک راستہ روکتے وہ بولا۔  
سمی نے جواباً خونخوار نظروں سے نوازہ وہ ہنس کر سائیڈ ہوا اور اسے لیکر ایک بوتیک کی  
سمیت بڑھ گیا۔

”یہاں اپنے بھتیجے بھابھی بھائی شوہر نند اپنے لئے شاپنگ کرنی ہے کریں میں جب تک کچھ  
اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔“ وہ کہتا گال تھپتھپا کر سائیڈ ہوتا نکلا۔

”عارب!“ سمی کی جان ہاتھوں میں آگئی۔ پر وہ کوئی بچی نہیں تھی خوفزدہ ہو کر بھاگ  
جائے۔

کیونکہ اسے امید تھی اسکا بھائی سب حیوانوں کو ختم کرچکا ہوگا جنہوں نے سمعیہ عالم کو برباد  
کیا تھا۔

وہ گہرا سانس بھرتی خود کو پرسکون کر کے آیت الکرسی کا ورد کرتی آگے بڑھی۔

اور اسے پیچھے سے دیکھتا عارب اس میں خوف ختم دیکھ کر اللہ پاک کا شکر یہ ادا کرنے  
لگا۔

وہ انجان نہیں تھا جانتا تھا جن کے دلوں میں روشن رب ہو انہیں دنیا کے حیوان کیا موت  
بھی ہراساں نہیں کر سکتی۔ اور سمعیہ عالم کیلئے تو رب پاک نہیں کئی مضبوط سہارے دیئے  
تھے۔

ایک عالم کی حفاظت میں تھی تو دوسرے عارب۔۔

”ویسے بڑی دھوکے باز نکلی مجھے تو کہا تھا یہاں نہیں آئوں گی؟“ اسے لیڈیز شاپنگ کرتے دیکھ کر وہ مسکراہٹ دباتا پیچھے آیا اور سرگوشی میں بولا

”تم۔۔!“ سہمی اسکی آواز پر اچھلی۔۔ ایکدم سے اسکا چہرا انار جیسا ہو گیا۔

”جی مابدولت! الچھپ کر کیوں شاپنگ کرتی ہیں ہم سے جی؟ کیا الپردہ ہے جانم۔“ وہ شرارت سے بولا۔

سہمی کچھ نا سوچتے ایکدم پاؤں پٹخ کر اسے بیگنز تھماتی وہاں سے نکلی۔۔

سیلر گرلز عارب اور سہمی کو دیکھتی مسکرا رہیں تھیں۔۔

وہ سامان تھام کر پے کرتا وہاں سے نکلا۔۔

”یار شاپنگ کی ہے یا۔۔۔“ وہ بیگنز کو گاڑی کی بیک سیٹ پر رکھتا بولا۔

”یا؟؟؟“ سہمی نے کڑے تیوروں سے بولا۔ ”یا ہمارے مستقبل کے بچوں کی خریداری ساتھ کر لی۔“ وہ اسکی آنکھوں آنکھیں ڈال کر بولا۔

سہمی نے جس اعتماد سے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا اتنی ہی تیزی سے اسکی بات سن کر بوکھلائی۔۔

”کتنے بد تمیز ہو فضول باتوں کا ایوارڈ ملنا چاہیے تمہیں۔“ وہ جھنجھلا کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھی۔۔

”بتائیں نا پہلے بیٹا ہوگا بیٹی؟“ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اسنے اسرار کرتے سنجیدگی سے پوچھا۔

”دیکھو عاری تنگ مت کرو ورنہ کچھ کردوں گی تمہارا۔“ وہ غصے سے نیچی آواز میں غرائی۔

”ہاہا کر ہی دیں کچھ مجھ سے رہا نہیں جاتا اب۔“ تھتھہ لگاتے اسنے بے باکی سے کہا۔

سمی کا دل کیا یہیں سے کوڈ کر بھاگ جائے۔۔۔“ کتنا عجیب بد تمیز لڑکا ہے۔۔۔ کہاں سے لاتا ہے ایسی باتیں۔۔۔ دماغ میں فضولیت کا اسٹاک ہے جیسے ہونہ۔۔۔“

”چلیں کچھ پلاننگ کرتے ہیں۔ آپ بتائیں اگر بیٹا ہوگا تو کیا نام رکھیں گی، اور میں بتائوں گا بیٹی ہوئی تو کیا نام رکھوں گا۔“ وہ پھر باز نا آیا مسلسل اسے زچ کر رہا تھا۔

سمی نے ضبط سے مٹھیاں بھیج لیں۔۔۔ اور غصے سے گہرے سانس بھرنے لگی۔

”ارے آپ تو غصہ ہوں گئیں۔ ویسے ایمانی بات بتائوں غصے میں جیسے گلابی گلاب لگتی ہیں۔۔۔ جیسے گلاب پر شبنم کے قطرے ویسے آپکو لب ہیں۔۔۔ جھیل سی آنکھیں۔۔۔ آبشار جیسے آپکے بال۔۔۔ دل کرتا ہے ان سے الجھ جائوں ایسے کہ آپ چاہیں بھی تو سلجھنا نہ سکو۔“ وہ

مدھم سرگوشیوں میں بول رہا تھا سمی سرخ چہرے سے ضبط کی حدود کو چھوتی بیٹھی تھی۔

”ایک دلی خواہش بتائوں آپکو۔۔۔؟“ وہ اسکی سمیت جھکا سمی پیچھے ہونے لگی تھی کہ وہ خود بول پڑا۔

”یہ جو شبنم کے قطرے ہیں انہیں پینے کو دل چاہتا ہے۔“ بے باکی کی حد تھی سمی آنکھیں میچ گئی۔



عرب نے اسکی حالت پر متبسم ہوتے ونڈوز بند کر دیئے۔

”ڈنر کریں گی؟“ اسکے ہاتھ کو تھامتے بولا۔

”مجھے گھر جانا ہے۔“ سہمی اسکا ہاتھ جھٹک کر بولی۔

”آپ تو ناراض ہو گئیں عموماً لڑکیاں تعریف پر پگھل جاتی ہیں۔“ وہ کافی سنجیدگی سے گویا

ہوا۔

”میں لڑکی نہیں ہوں یہ بات دماغ میں رکھ لو۔“ وہ چبا کر بولی۔

”اوہ انٹر سٹنگ۔۔ مجھے بھی لڑکیاں خاص پسند نہیں۔ ہماری چوائس کافی ملتی ہے ویسے۔“ وہ خوش دلی سے بولا۔

اسکا دل کیا چار پانچ تہذیب والی گالیوں سے نواز دے پر اسکا مقام فی الحال دیکھتی خاموش ہو گئی۔

”اچھا اب سیریس بتائیں ڈنر کریں گی؟“ اسکے سوال پر سہمی نے کوئی جواب نا دیا تو مجبوراً اسے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روکنی پڑی۔

”آجائیں روٹھی الزوجہ محترمہ۔“ اسکی طرف کا ڈور کھول کر ہاتھ بڑھایا جس پر سہمی نے کوئی حس و حرکت نہیں کی۔

”اگر ایسے کریں گی تو ماحول کافی رومینٹک ہو جائے گا جب میں آپکو گود میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ اور پھر جو لمبی لمبی سانس دور بیٹھ کر لی تھیں وہ قریب لینے پر مجبور کردوں گا۔ پھر جانتی ہیں سانسیں کھینچنے کا عمل مجھے ماہرت سے آتا ہے یو نو جیک آف آل ٹریڈز) ہر فن

مولا۔) ”جس قدر بہت آرام سے اسنے فضول گوئی کی اس سے کوئی بعید نا تھی عمل کرنے سے پرہیز کرے۔۔۔

مجبوراً اسے ضد چھوڑ کر باہر آنے پڑا وہ بھی زبردستی اسکا ہاتھ تھام کر۔۔  
پچھلی بار کی طرح اس بار ریسورنٹ دوسرا تھا۔ وہ اسکی سنگت میں چلتی ایک ٹیبل پر بیٹھی۔۔

کتنے ہی لوگوں کی نظریں اٹھی تھیں سسی خواجواہ ہی شرمندہ ہو رہی تھیں حالاں کہ انکی نظروں میں ستائش بھی تھی۔۔

اب لازمی نہیں ہر کوئی ہمارے ساتھ متفق ہو۔۔ ہر کوئی کہے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔  
جلن حسد اور تنقید انسانی زندگی کا ایک اہم پہلو ہیں۔۔ کوئی کسی ایک جذبے کتنا بھی دعوے کرے پر جی نہیں سکتا۔۔ نا ہی ایک ہی تعریف برداشت کر سکتا ہے۔۔  
اگر تنقید نا ہو تو بھی انسان وسوسو میں ہوتا ہے اگر تنقید ہو تو بھی۔۔۔  
اگر سارے جذبات ایک ساتھ ملیں تو بھی انسان قلعی خوش نہیں ہوگا۔ انسان ایک پہیلی ہے جسے سلجھانا خود انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ چاہتا کیا ہے۔۔

بس وہ یہ چاہتا ہے کہ جیسا میں چاہوں ویسا ہی ہو۔ جب میں چاہوں مجھے یہ سننے کو ملے جب یہ چاہوں تو یہ۔۔

پر ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور اسی وجہ سے انسان اپنی ہنستی بستی زندگی ناخوش گواری میں گنوا دیتے ہیں۔۔۔

عرب کی چھیڑ چھاڑ سہی کے ساتھ جاری تھی کبھی وہ خود مسکراہٹ چھپانے کیلئے جائے ڈھونڈتی تو کبھی شرم و حیا سے گلنار ہو جاتی۔۔

ایک نظر ٹھہر کر جب اسے دیکھتی تو معتبر ہو جاتی کہ رب کریم نے اس کے مقدر میں اس قدر مخلص زندگی سے گنگناتا شخص لکھ دیا۔۔

اسے لگ رہا تھا اسے شکرانے کے نوافل ادا کرنے چاہیے۔۔

اور اسی وجہ سے اسنے ڈنر کے بعد گھر کی سمیت اشارہ دیا حالاں کہ عرب کا ابھی موڈ لانگ ڈرائیو کا تھا اور سہی نے نماز کی طرف توجہ دلائی تو سوری کرتا رہ گیا۔۔

”ویسے ایک بات ہے آپ میرے لئے بڑی فائدے والی بیوی ثابت ہوئی ہیں۔ میرے بچے مجھے دعائیں دیں گے ایسی ماں دی ہے انہیں۔“ اسکی نماز کی طرف توجہ دلانے پر وہ اندر سے سرشار ہو گیا تھا اور پھر اسکی رگ ظرافت پھڑکی وہ پٹری سے اتر گیا۔۔

سہی پوچھنا چاہتی تھی کہاں ہیں تمہارے بچے۔۔

پر وہ زیرک انسان اسکا سوال جان کر جن نظروں سے دیکھنے لگا وہ خود نظریں نہیں اٹھا پائی البتہ بڑبڑا کر رہ گئی

”ہاہاہاہاہ۔۔ ویسے آپ میری اتنی تعریف کر کے شرمندہ کر دیتی ہیں سہی جی۔“ گاڑی کی فضا میں اسکا جاندار قہقہہ گونجا۔

”میں آپکا لشکریہ ادا کس طرح کروں کوئی موقعہ نہیں دیتیں۔۔“ گاڑی پورچ میں روکتے اسنے سہی سے کہا اور فوراً سے عمل کرنے کیلئے اسکا ہاتھ بھی پکڑنا چاہ ہی تھا کہ اس کے انداز

قدم سمجھتی سی بل کھا کر پیچھے ہوئی اور دھرام سے دروازہ کھولتی گاڑی سے نکل کر اندر بھاگی۔۔۔

”باہا باہا اسے کیا ہوا؟“ کان کھجاتے وہ ہنستا اسکی پشت ہی دیکھتا رہ گیا۔۔۔



آخر کار آج وہ دن آن پہنچا تھا جسکا انتظار عالم ولا سے علوی کا اور اسکی ہر دل عزیز ہستی کرتی تھی۔۔ وہ شام آن پہنچی تھی جسکے انتظار میں ہر دھڑکن و روح دعائیں مانگتی تھی۔ سب کی دلیں اس وقت کا بے صبری سے انتظار کرتی تھیں اور وہ وقت آن پہنچا تھا جب وہ شہزادہ اپنی شہزادہ کی آنکھوں سے سفید ہٹی ہٹا کر اسکی آنکھوں کو نور کی روشنی میں نہلائے۔۔

وہ وقت آ پہنچا تھا جسکا حورالعین کو بے صبری سے انتظار تھا، جسکے لیے اسنے اتنی اذیتیں برداشت کی تھیں۔ جسکے لیے وہ اندھیروں کی بیوٹی ہو کر گھومی تھی۔۔۔

وہ لمحہ وہ گھڑی اب اسکی دھڑکن کے بے حد قریب تھے۔۔ وہ پلک جھپکتے ہاتھ بڑھا کر ان جگنو کو چھو سکتی تھی۔۔

آج وقت آیا تھا جب وہ جھکی بند پلکیں اٹھا کر اپنے مسیحا کو دیکھتی۔ اپنے بیٹے اپنے یر عزیز کو دیکھتی۔۔ اپنوں کے چہروں کو دیکھتی۔۔ رب کی بنائی خوبصورتی سے آشکار ہوتی، اس دنیا کی خوبصورتی کو دیکھتی۔۔



سب سے بڑھ کر اپنے عالم کو دیکھتی، اور وہی وہ چاہتی تھی، وہ بس اسے دیکھے، اسے اپنی نظروں میں اتارے، اسکی آنکھوں سے اپنی آنکھیں ملائے۔۔

اور اسکے لیے وہ بے چین و بے قرار تھی۔۔

”آج تمہیں اندھروں سے نکال کر روشنیوں لایا جائے گا۔ اسلیے میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں تم سب سے پہلے کیا دیکھنا چاہتی ہو؟“ بیوٹیشنز جب روم سے نکلیں تو وہ اپنے بھاری قدموں سے اندر داخل ہوتا اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر بولا۔

وہ اس وقت ہوٹل کے ایک ماسٹر بیڈ روم میں موجود تھے جہاں آکر لڑکیوں نے اسے سجایا تھا۔۔

سفید پائوں کو چھوتے گائوں ہاتھوں پر سفید گلووز اور چہرے پر نقاب تھا کہ صرف سائیڈ سے ہٹا کر اسکی آنکھوں کی پٹی ہٹاتے واپس نقاب لگا دیا جاتا۔

وہ بالکل پرفیکٹ تھی جیسا سیر چاہتا تھا۔۔

”سیر عالم کو۔“ اسنے بغیر وقت لیے کہا۔ خوف سے اسکی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں۔

عجیب سے صورتحال تھی اسکی۔ گھبراہٹ بوکھلاہٹ ایسی حالت تھی کہ ناجانے کیا ہو رہا

ہے حالاں کہ اس دن کا اسے پیدائش سے لیکر آج تک انتظار تھا۔ انکے ماں باپ بہن کی خواہش تھی۔

وہ ہمیشہ سے سوچتی تھی جب یہ وقت آئے گا تو اسکے پاس سمعیہ مسکان نور داد عارب برہان سب ہوں گے۔۔ وہ بالکل بھی اکیلی نہیں ہوگی ایسے وقت میں۔۔۔

وہ آج اپنے دل کے بادشاہ کو دیکھنے والی تھی اور وہ کافی حوصلہ ہمت پشت پناہی چاہتی تھی پر یہاں تو رب اور اسکے شریک حیات کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

یہ اسکی زندگی کا سب سے بڑا دن تھا جسکا اسنے بچپن سے اب تک کا سوچا تھا۔ پہلے ماں باپ کو دیکھنے کا شوق، پھر دنیا کو دیکھنے کا شوق، اور اب اپنے شوہر کو دیکھنے کا جنون۔۔۔

اور آج جب یہ دن آیا ہے تو اسکی حالت ہی عجیب ہو رہی تھی دماغ کہہ رہا تھا کہ ”نہیں عالم مجھے کچھ نہیں دیکھنا بس چھپا دو آپ مجھے۔“

اور دل بے ترتیب بکھری حالت سے انتظار میں تھا کہ وہ اس ہستی کو دیکھے جسنے نا صرف عین کو سنبھالا بلکہ اسکو توڑنے بکھیرنے والے حیوانوں کو نیست و نابود کیا۔

اسے ہر بار اللہ سے مانگ کر نئی زندگی دی۔ اسے اپنے رب کی نعمتوں رحمتوں سے آشنا کروایا۔۔۔

”اور میں کچھ اور چاہتا ہوں عین۔“ کچھ توفیق بعد اپنے گرم و مضبوط ہاتھوں کے لمس میں اسکے ہاتھ لیکر سہلاتے بولا۔

”کک۔۔ کیا؟“ وہ حیرت سے بولی۔۔ کیا وہ اس قدر جنونی انسان نہیں چاہتا کہ اسکی عین دنیا دیکھنے سے پہلے ہی اسے دیکھے۔

”میں چاہتا ہوں پہلے تم اسے دیکھو جس کا تم پر حق ہے۔ جیسے بچہ پیدا ہو کر ماں کو دیکھتا ہے ویسے ہی آج تمہیں اس ہستی کو دیکھنا چاہتا ہوں جو ہمیشہ تمہاری آنکھوں میں نور بن کر روشن رہے۔ تمہارے ذہن میں تاحیات روشن رہے۔ جب جب تم اپنی پہلی نظر کو

یاد کرو تو تمہارے دماغ کے لہروں پر وہ عکس روشن ہو کر لہرائے جسے تم نے پہلی نظر دیکھا تھا۔ ”وہ گھمبیر بھاری لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا۔

اور عین سوچ رہی تھی اسکی زندگی میں عالم فتنے کے علاوہ ایسی کون سی ہستی ہے جسے وہ اس قدر چاہتا ہے بلکہ ایک جنونی شخص خود کو دیکھانے کے بجائے اسے دکھانا چاہتا ہے۔۔۔  
الچھتے ذہن کے ساتھ اسنے ہاں کر دی۔۔۔ اور عالم نے اسے ساتھ لگا لیا۔۔۔

کچھ دیر میں ہی ایک درقہ نامی ملازمہ ساتھ ہوئی جس نے انکے سوئے بیٹے کو سنبھالا۔۔۔ اور عالم اپنے ساتھ عین کو لیکر روم سے باہر نکلا۔۔۔ کئی نظریں ان کی طرف اٹھیں کئی لوگ دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگے۔۔۔

رک رک کر گردن موڑ کر لوگوں کی توجہ ان پر سناکت ہوئی۔۔۔  
عشاء کا وقت نزدیک تھا، جہاں سے وہ گذر رہے تھے روشنیوں سے نہائی ہوئی جگہیں تھیں۔۔۔

ایک ایک قدم کے ساتھ حورالعین کی دھڑکنیں زیر و زبر تھیں۔۔۔ ہاتھ پاؤں بالکل سن ہو رہے تھے اور وہ سعیر عالم کے مضبوط حصار میں تھیں۔۔۔

کئی لوگوں کا دل چاہا اس منظر کو اپنی موبائل کیمرہ میں قید کر لیں۔۔۔ پر ساتھ چلتے گارڈ ایسی کوئی حرکات کرنے کی جرات نہیں دے رہے تھے۔۔۔

”ع۔۔۔ عالم ہم کہاں جا رہے ہیں؟“ اسکی سن ہوتی سماعتیں آسپاس کی آوازوں کو سمجھنے سے قاصر تھیں۔

”کچھ منٹ! دیکھنا نہیں چاہو گی کیا؟“ اسکی متبسم سی آواز حورالعین کی حالت عجیب کر گئی۔۔

”مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔“ وہ گھبراہٹ کے زیر اثر منمنائی۔۔

”بس تھوڑی دیر!“ سر پر بوسہ دیتے اسنے اپنے ہونے کا احساس دیا۔

کچھ دیر پہلے تیار کرتی ہوئی لڑکیوں کی یہی رٹ تھی کہ، ”میم یو آر ویری لکی“ ”حورالعین کو تو سمجھ میں نہیں آیا اسلیے اسنے عالم سے پوچھنے کا سوچا۔۔

سر پر ایسا خوف سوار تھا جیسے پہلی بار اس سے نکاح کرتے وقت ہوا تھا۔ جب وہ جبراً اس سے نکاح کر رہا تھا۔ اور اسکی حالت مرنے جیسی ہو گئی تھی۔۔ اسنے سوچا تھا وہ مر ہی جائے گی۔۔۔ پر نہیں ہوش میں آتے اسنے خود کو اس دیو کے قید میں پایا۔۔۔ اور پھر وقت چلتے اسے احساس ہوا کہ وہ دیو تو نہیں۔۔

وہ تو اسکا شہزادہ ہے جس کا اسنے اتنا انتظار کیا تھا، جسکے لئے اسکی ماں باپ کی دعائیں تھیں۔ جس سے حورالعین کو عشق ہے۔۔ اور اب بھی وہ اپنے عشق کو دیکھنا چاہتی تھی جسنے اسے پہلے سے ان روشنیوں سے آشنا کروایا تھا پر وہ یہ نہیں چاہتا تھا۔۔

وہ کچھ اور چاہتا تھا۔۔۔ اور حورالعین نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے۔۔۔

وہ اسکے ساتھ اتنے دن خاموش تھی یہ سوچتے کہ شاید وہ صحیح وقت کا انتظار کر کے اسے دکھنا چاہتا ہے۔ یا پاکستان چل کر اسکی بہن کے سامنے اسکی آنکھوں کی پٹی اتارنا چاہتا ہے پر ایسا تو کچھ نہیں ہوا یہاں تو سب الٹ ہو رہا تھا۔۔۔



یا وہ ابھی اس سب کیلئے تیار نہیں۔ پر اتنا ضرور معلوم تھا کہ وہ سب سے پہلے خود ہی اسکی آنکھوں میں نور دیکھے گا۔۔۔۔

پر نہیں اس بار اسکا عالم بدل گیا تھا یہاں۔۔۔۔

وہ اسے خود کو دکھانے کے بجائے جانے کیا دکھانے لے جا رہا تھا۔۔

ایسی کون سی ہستی تھی جسکا کا عکس وہ تاحیات اسکی آنکھوں میں دیکھنا چاہتا تھا۔۔

یہ وہی عالم تھا جو اپنی عین کے منہ سے کسی کا نام برداشت نہیں کرتا تھا، اور آج اتنے بڑے دن میں وہ اسے خود کو نہیں دکھا رہا حالاں کہ اسے ایسا جنونی ہو جانا چاہیے تھا کہ کہیں دور لے جا کر اسے خود کو دکھاتا جہاں نا دنیا کے لوگ ہو نا ہی عین کی توجہ اس سے ہٹانے کیلئے کوئی جان بے جان چیز۔۔۔۔

سب بدلہ بدلہ سا تھا۔۔ اتنا کہ جنہیں سمجھنے کیلئے عین کا دماغ نا کافی تھا۔۔

”یا اللہ آپ ہی جانتے ہیں کہ کیا ہے میرے عالم کے دل میں۔“

”میں تو صرف اتنا جانتی ہوں وہ جو کچھ بھی ہوگا میرے حق میں بہتر ہوگا۔“

”پر اللہ آپ میرے دل کو بھی جانتے ہیں کہ میں صرف اپنے عالم کو دیکھنا چاہتی ہوں۔

اور وہ جو کچھ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں، جس طرح میرے عالم کو دیکھ کر میرے روح و دل

میں سکون اترے گا ویسے ہی یا اللہ اس ہستی کو دیکھا کر میرے اندر روح و دل میں سکون

اتار دیجئے گا۔“ وہ ساتھ چلتی اللہ سے دل میں مخاطب تھی۔۔

”عین۔“ ”دفعۃً اسے سنبھال کر جہاں قدم رکھائے گئے اس جگہ قدم رکھ کر پاؤں کو جس ٹھنڈ و سکون نے چھوا اسکا وجود عالم کی پرسکون سرگوشی پر بے تاب ہو گیا۔“

”عالم۔“ ”وہ فضا میں پھیلی عطر کی خوشبو سے چونک گئی۔۔۔ بے ساختہ ہی اسکے مضبوط ہاتھوں کو تھاما۔۔۔“

”ہم پہنچ گئے۔“ ”عالم کی سرگوشی ایک بار پھر سے گونجی جسکے ساتھ ہی عین کا رواں رواں دھڑکن بن گیا۔“

اور دل جیسے سمندر میں ڈوب کر ابھرا ہو۔۔۔

”ہہ۔۔۔ ہاں ہم۔۔۔ پہنچ گئے۔“ ”وہ ہکلا کر بولی اسکے ہاتھوں پاؤں کی لرزش سیر پر مضبوط پکڑ اسکے کم حوصلے کی واضح طور نشانی تھی۔“

”ایمان رکھو جو تمہیں دکھانے والا ہوں اسکو دیکھ کر تم خود پر ناز کرو گی۔“ ”اسکے ہاتھ تھپتھپا کر حوصلہ دیتے مزید آگے چند قدم بڑھے۔۔۔“

عین کے پاؤں میں محسوس ہوتی ٹھنڈک فرش کی، وجود میں سرور بن کر دوڑ رہی تھی۔۔۔ سانسوں میں بستے عطر و مشک سانسیں مہکا گئے۔۔۔

”ہم جنت میں ہیں؟“ ”بے ساختہ اسکے لبوں سے جملہ پھسلا۔۔۔“

عالم نے مسکرا کر اسکے نقاب میں قید چہرے کو دیکھا۔

”ہاں۔“ ”وہ سر ہلا گیا۔“

”آ۔آ۔ آپ مجھے جج۔۔۔ جنت میں لائے ہیں؟“ ”وہ حیران شاکی ہوئی۔۔۔“

”نہیں اسنے تمہیں بلایا ہے، میں تو بس تمہیں سہارا دیکر لایا ہوں۔“ وہ پرسکون مسکراہٹ کے ساتھ بولا اور فضا میں گہرا سانس بھرا۔۔۔

”کک۔۔ کس نے مجھے جنت میں بلایا ہے؟“ وہ حیران ساکت سی رہ گئی اسکے جواب پر۔۔۔ ”کیا اسکے ماں باپ نے؟“

”جسے تم ابھی دیکھنے والی ہو۔“ اسنے جواباً جس سکون سے کہا عین کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔۔ پر وہ بے چین ہوگئی اسے دیکھنے کیلئے۔۔۔ ”اسکے ماں باپ تو زندہ نہیں۔۔۔“ وہ بے چین ہوگئی اسے دیکھنے کیلئے جس سے وہ خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔۔

اور اب اسکا دل بے چین ہونے لگا رواں رواں دعا گو ہوا کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے اسے جسنے اسے بلایا ہے۔۔ اور اسکا عالم بھی اسکی پکار پر سر خم کر گیا ہے۔۔ حالاں کہ وہ اپنی عین کے معاملے میں دماغ کی بھی نہیں سنتا سواء دل کے۔۔

”ع۔۔ عالم مم۔۔ مجھے دد۔ دیکھنا ہے۔“ وہ کانپتے لبوں سے بمشکل لفظ ادا کر پائی۔۔۔ ”وہ کون ہے جسے دیکھنے کیلئے اسے پہلے وضو کرنا پڑا تھا؟“ ”وہ کون ہے جسکا سوچتے اسکا دل بے ترتیب ہوا تھا؟“

”وہ کون تھا جسکے سامنے اسکا سعیر عالم گٹھنے ٹیک کر سر جھکاتا تھا؟“

آس پاس کے لوگوں کی وہی نظریں وہیں توجہ تھی پر سعیر عالم کی نظریں سامنے تھیں اور اپنی شریک حیات کے لبوں سے نکلے الفاظ اسے مسکرانے پر مجبور کر گئے۔۔۔

”عالم میرے بیٹے کو بھی دکھائو اسے۔“ وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر بولی۔۔۔

”ضرور!“ سیر نے ملازمہ کے بازوؤں میں اپنے بیٹے کو دیکھا جو پہلے ہی سامنے دیکھ رہا تھا۔

اور اسکی بھوری آنکھوں میں سامنے والے کا عکس پوری طرح سے چھایا ہوا تھا۔

”میں کھولنے لگا ہوں تمہاری پٹی“! وہ مسکرایا اور اسکے سامنے آیا، اپنی آنکھیں پہلے بند رکھنا تاکہ میں سائیڈ ہو جاؤں۔“

”اور اپنی نظریں اٹھانا بغیر کہیں دیکھے سیدھی طرف سامنے اٹھانا۔“

”دل میں یہی سوچو آج تمہارا جنم ہوا ہے، میں تمہیں دنیا کی خوش نصیب لڑکی کا خطاب دینے والا ہوں جسکی آنکھیں سنیا میں کھلتے ہی جو دیکھنے جارہی ہیں قہ دنیا و آخرت خفش نصیب ترین لڑکی ہے۔۔۔۔“

وہ اسے ہدایات دیتا اسکے حجاب میں ہاتھ ڈال کر اسکی پٹی کی گرہیں کھولنے لگا۔

اور وہ جیسے جیسے کھول رہا تھا عین کا دل اتنی ہی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اسے لگا اسکی دھڑکنیں رک جائیں گی اور وہ کوئی احتجاج بھی نہیں کر سکے گی۔

سیر نے مسکراتے اسکی آنکھوں سے پٹی ہٹالی اور اسکے ہاتھ کو تھام کر، بند آنکھوں والی حورالعین کو لیے آگے بڑھا۔

وہ من من بھر کے قدم اس ٹھنڈے سفید فرش پر رکھتی آگے بڑھتی گئی۔۔۔

وہ ایک جگہ منتخب کر کے اسے وہاں کھڑا کر چکا تھا۔

اسکی آنکھوں سے پٹی اتار دی گئی تھی اور حور کو روح سے بھاری بھر وزن ہٹتا محسوس ہوا۔



وہ اسکی پٹی پر لب رکھتا پیچھے ہوا“ اب تم آنکھیں کھول سکتی ہو۔ ”

یہ سرگوشی اسکے شریک حیات ہمسفر کی تھی اور آج کی رات عین کیلئے جیسے پیدائش رات تھی، جیسے ایک بچہ دنیا میں آکر آنکھیں کھولتا ہے ویسے ہی ہو رہا تھا۔

”مما۔۔۔! لرزتے لبوں سے ایک تڑپزدہ سسکی آزاد ہوئی۔۔۔ جیسے ہر بچے کی پکار ہوتی ہے ویسے ہی اسکی ہوئی۔ اسنے ماں کا حق نہیں چھینا۔۔۔

اسکا ہاتھ اپنے شریک سفر کے مضبوط ہاتھ میں تھا۔ اسکے لبوں سے دوسری سسکی اسکے باپ کے لیے تھی۔۔۔ جنہیں وہ اس وقت شدید یاد کر رہی تھی انکی کمی محسوس کر رہی تھی پر اسے امید تھی وہ اسے دیکھ رہے ہوں گے۔۔۔

اور خوش ہوں گے کہ اسکی بیٹی کو نا صرف اسکا شہزادہ ملا بلکہ اسے روشنیاں بھی مل گئی۔۔۔ اسکی آنکھوں میں نور اتارہ گیا تھا۔۔۔ جن میں لکھی ایک تحریر بے صبری سے سعیر عالم کے منظر تھی۔۔۔۔

اسکی پلکیں لرزیں، پلکوں پر جیسے دنیا بھر کا بوجھ آگرا ہو۔۔۔ اس سے اٹھانا محال ہو گیا۔

”حوصلہ“ اسکے لرزتے ہاتھ پر ذرا سا دباؤ دیتے حوصلہ دیا گیا وہ خفیف جھٹکے سے سر ہلا گئی۔۔۔

”میں دیکھ سکوں گی نا؟“ اسنے تسلی چاہی۔۔۔ آنکھوں اشک رواں ہونے لگا جنہیں وہ روک نہیں سکتی تھی۔۔۔

نقاب کے نیچے اسکے لب لرز رہے تھے وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔۔۔

اسکی کیفیت و احساسات ایسے تھے جیسے ایک پیدا ہوئے بچے کے۔۔۔ جسے انہیں کچھ سمجھ نہیں آتی صرف ماں کے علاوہ ویسے ہی اسے اس پہر کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

”تم یقین کامل رکھو“ وہ جواباً بولا۔

”آپ پاس ہیں؟“ وہ پھر سے گویا ہوئی۔

”ہم پاس ہیں۔“ اسنے ملازمہ کے ہاتھوں میں اپنے بچے کو دیکھا جسکی بھوری آنکھوں میں سامنے منظر کا عکس نمایا تھا۔

وہ ہولے سے ہنسا کہ یہ چھوٹا نہیں بہت بڑا ہے اپنا اچھا بھلا ابھی سے سمجھ رہا ہے۔۔۔

”بسم اللہ رحمن رحیم“ اسنے پوری ہمت و توانائی سے ان الفاظ کو ادا کیا اور آہستے سے لرزتی بھیگی سیاہ پلکیں اٹھائیں۔۔۔

اسے دیکھتے شرطے بھی مسکرائے۔۔۔ جیسے سارا جہاں مسکرایا ہو۔۔۔

اس منظر کو دیکھتے ایک نہیں ہزاروں لوگ مسکرائے۔۔۔

یہ وہ پاک جگہ تھی جہاں، اس ”کی محبت کو پانے کیلئے لوگ بے چین و بے قرار تھے۔

اسکے دیدار و محبت کیلئے دامن پھیلائے ہوئے تھے۔۔۔ روتے سسکتے صدائیں لگاتے تھے۔

جھولیاں پھیلاتے تھے اسکی محبت و دیدار کیلئے۔۔۔

اور آج وہاں اسے بلایا گیا تھا اسکی محبت کو پانے اسکے دیدار کیلئے۔ جسکے گھر کے پھیرے

لگائے جاتے ہیں اسے سچے دل سے چوما چمٹا جاتا ہے۔۔۔

اسنے لوگوں کی آہیں سسکیاں سنیں تھی، کہ ہمیں، اپنی ”محبت دے دو ہمیں“ اپنا ”محبوب بنالو، ہماری جھولی بھر دو۔۔

اور وہ دیتا ہے“ اپنی ”محبت وسیع پیمانے پر کہ لوگوں کی جھولیاں تنگ پڑ جاتی ہیں پر“ اسکی ”محبت نہیں۔۔

”مما میں کتنی بدنصیب ہوں نا کہ اللہ کی اس بنائی دنیا کو نہیں دیکھ سکتی جنہیں اللہ نے اتنے پیار سے بنایا ہے؟ مما کیا میں اللہ کو پسند نہیں ہوں؟“ اسکے سوال آج موٹ کر اسکے کانوں میں گونجا۔

آنکھوں سے اشک اور تیزی سے رواں ہوا۔

”نہیں بیٹا ایسے نہیں کہتے تم اس سیاہی سے کیوں خفا ہوتی ہے تمہیں معلوم ہے جس سیاہی میں تم رہتی ہو وہ رنگ کتنا مقدس ہے۔ یہ کتنا اللہ کے قریب ہے؟“

”کتنا مما؟“ اسکے لرزتے لب کا پنے۔۔

”اتنا جتنا تمہارے وجود میں اس وقت تمہارے قریب ہے۔ تمہیں معلوم ہے یہ سیاہی صرف تمہاری آنکھوں پر نہیں ایسا ہی سیاہ غلاف کعبہ شریف کے پر چڑھا ہے۔۔ دیکھنا جب تمہاری آنکھوں سے یہ سیاہی اترے گی تب تم دنیا کی خوش نصیب لڑکی ہوگی۔ یہ ایک ماں کہہ رہی ہے تم سے۔“

اسکے گرتے موتیوں میں روانی تیزی سے آگئی جب اسکے نور نے حرم پاک کو چوما۔

اور دیکھا ہاں واقعی اسنے سیاہ غلاف چڑھایا ہوا تھا۔۔۔ اس سیاہ غلاف میں بیت اللہ کو چوما جسنے دنیا سے چھپا کر اسے پہلے اپنے دیدار کیلئے بلایا تھا۔۔۔ اور اسکی آنکھوں و دماغ میں سب سے پہلے اپنا عکس چھوڑا۔۔۔

اسکے بے چین روح و دل میں سکون کی۔ لہریں اٹھنے لگی اعصاب پر سکون ہو گئے دھڑکنیں رقص مدہوش تھیں۔۔۔

”مما میں واقعی سب سے خوش نصیب عورت ہوں۔“ اسکے لب ہلے اور ہاتھوں میں حرکت ہوئی وہ دعا میں اٹھے۔۔۔

اسکے لبوں سے دعائے مغفرت نکلی اپنے ماں باپ کیلئے۔ دوسرے بار اپنے مجازی خدا کیلئے دعائیں نکلی۔۔۔

وہ سر سے پائوں تک سجدہ زیر تھی۔۔۔

فضا میں عشاء کی نماز آذان گونجی اسے پہلے ہی عورتوں کیلئے مخصوص صفوں میں اسکے شریک حیات نے کھڑا کر دیا تھا۔۔۔

حرم پاک کی آذان، دنیا کی خوبصورت ترین آذان اسکے کانوں میں گونجی۔۔۔

اسکے سامنے ایک چوڑا توانا وجود آگے بڑھا اور اسکی دھڑکنوں میں شور برپا کر گیا۔۔۔

”وہ تھا اسکا شریک حیات“

تکبیر ہوئی اسکے بعد نماز شروع ہو گئی، دنیا کی عظیم و بلند ہستیاں سر سے پائوں تک جھکی اسکے سامنے سجدہ زیر تھی۔۔۔ ”نا“ میں میں ”تھا نا“ تو تو۔۔۔



بس لب پر ایک نام جاری تھا جسکی صدا سے ہر دھڑکن گونج رہی تھی، ”اللہ“  
 وہ اپنی خوش بختی پر ناز کرتی سب سر سجدوں میں جھکے دیکھ کر خود بھی سجدہ زیر ہو گئی۔۔۔  
 آنکھوں سے اشک خونخود رواں تھا لب اسکے ذکر میں مدہوش تھے۔۔ دل رقص الہی میں گم  
 پور پور سجدہ زیر۔

یہ ہوتی ہے عشق الہی کی نشانی۔۔

نماز کے بعد سورۃ یسین کی تلاوت ہوئی وہ سجدے سے نا اٹھی۔۔ کئی سر ابھی اسکے بارگاہ  
 میں جھکے تھے۔۔ دل کی چاہ تھی وہ جھکے رہیں

اسکے جھکے سر پر ایک نظر ڈالتے سعیر نے نماز کے بعد ملازمہ سے اپنا بیٹا لیا اور درقہ بھیگی  
 آنکھوں سے تشکر بھری نگاہوں سے دیکھتی نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی۔۔ با وضو وہ  
 ہوٹل سے ہی آئے تھے اسلیے یہاں وضو کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔۔

”عین“ وہ اسکے سجدے میں خلل ڈالنا نہیں چاہتا تھا پر شرطے وہاں سے راستہ بنانے کیلئے  
 سب کو اٹھا رہے تھے مجبوراً اسے اپنی شریک حیات کو سہارا دینا پڑا۔۔  
 اسکی پکار پر حورالعین نے جھکا سر بھیگی آنکھیں اٹھائیں۔۔

اسے اس مقام تک اپنے رب کی بارگاہ میں لانے والا کوئی اور نہیں دنیا کا بیسٹ اسکا  
 شہزادہ، ”سعیر عالم“ تھا۔

”عالم“ اس کے لب کانپے۔۔۔

وہ ساکت نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جسکے ایک بازو میں اسکا بیٹا دوسرے میں ہاتھ میں اسکی کلائی پکڑے وہ قدرے رش کم ہونے تک کچھ دور جارہا تھا۔

کعبہ طواف شروع ہونے تک وہ اسے صحن میں لایا اور ایک سائیڈ متبسم سا اسے لیکر بیٹھ گیا۔

”عالم“ اسکے سرگوشی نما آواز میں پھر لب ہلے۔۔۔

اور وہ بھوری آنکھیں اس پکار پر اسکی طرف اٹھیں۔۔۔

تصادم ہوا بھوری، اوشن نیلی آنکھوں میں۔۔۔

ناصرف سعیر عالم بلکہ حورالعین ساکت سی تھی۔۔۔

سعیر کو لگا صرف وہ نہیں دنیا ساکت ہے۔۔۔

اسکے سحر میں عین کو اپنی پوری زندگی حیات لگی۔۔۔ جانے کب ہاتھ اٹھا کب دل ساکن ہوا، کب لب ہلے، دل نے پکارا، اور اسکے لرزتے ہاتھ کی کانپتی انگلیاں فاصلہ مٹا کر اسکے نشانہ پر ٹکیں۔۔۔

بھوری آنکھیں ایک دم جھکی اور میچلی گئیں۔۔۔

”میں آپ سے محبت کرتی ہوں عالم“

خنجر کی مانند کچھ چبھا۔۔۔

ایک جملہ اسکی سماعتوں میں سور کی طرح پھونکا گیا تھا جو آج اپنی آب و تاب سے گونجا۔۔۔

”ع۔۔ عالم میں نے آپکو دیکھا ہے۔۔“ ایک اور دوسرے لہجے آواز مٹھاس سکون میں لرزتا جملہ گونجا۔۔

پر۔۔۔!! ہاں وہ جانتا تھا ان اوشن آنکھوں نے اسے دیکھا ہے اور بڑی جرات مندانہ سے اظہارِ محبت بھی کیا تھا۔

یہ آنکھیں اسکے سامنے تڑپی بھی تھیں۔۔۔ پر آج۔۔۔

”یہی آنکھیں اسکی عین کا سکون بنیں تھیں“

کیسا انکشاف تھا کیسا اے رب تیرا انصاف تھا۔

اس تکلیف پر ان بھوری آنکھوں سے اشک رواں ہوا کہ اللہ تو نے بڑی اذیت میں ڈال دیا۔

وہ کیسے دیکھے گا اپنی عین کی آنکھوں میں یہ اوشن آنکھیں۔۔

وہ کیسے برداشت کرے گا کہ اسکی "عین" "نہیں" وہ "دیکھے اسے۔۔۔

”مم۔۔ میں نے تو آپکو پہلے دیکھا ہے عالم۔۔ تب جب میں آپکو ان پوروں پر محسوس کرتی تھی۔“ دوسرا جملہ گونجا اور وہ بھوری آنکھیں شدید حیرت کے جھٹکے سے اٹھیں۔۔

”کک۔۔ کیا؟؟“ اس کے عنابی لب ملے۔۔۔

”ہاں عالم مجھے آپکو دیکھنے کیلئے“ ان ”آنکھوں کی ضرورت نہیں، میں آپکو پہلے ہی“ اُن ”بند آنکھوں سے دیکھ چکی ہوں۔ آپ ہی تو ہیں وہ واحد ہستی جو میرے اندھیرے میں

میرے ساتھ ہوتے تھے۔۔ جس سے میں ہم کلام ہوتی تھی۔ آپ ہی وہ ہیں جنہیں سوچ دیکھ کر میں اپنی خوش بختی پر ناز کرتی آئی ہوں۔ ”وہ کہہ رہی تھی اور عالم ساکن تھا۔۔ وہ عشقِ عالم میں پور پور گرفتار تھی تو پھر وہ شکوہ کیوں کرتا اپنے رب سے ان آنکھوں کا جنہوں نے اسکی عین کو مکمل بنایا تھا۔۔

حالاں کہ اسکی خوش بختی وہ آنکھیں اسکی عین کے وجود میں سجاوٹ کے علاوہ کچھ نہیں تھیں۔۔۔

وہ اس سے پہلے روبرو تھی۔۔۔

ایک گہری مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی۔۔ آج سارے زخم وہ رب مٹا رہا تھا۔ اپنے در بلا کر ہر اذیت سے چھٹکارا دے رہا تھا۔۔ وہ کبھی کعبہ تو کبھی اپنے بیٹے کو دیکھتی رو رہی تھی چوم رہی تھی۔۔۔

”بی۔یہ آپ کے جیسا ہے“

”بالکل آپکی طرح دیکھتا، سوچتا“ اسکی سرگوشی نما آواز سیر کی سماعتوں میں گونج رہی تھیں۔۔

--

اس آگ نما سیر کو آج اس پاک ذات نے مکمل کر دیا تھا اسکے دکھ چھین لیے بلکہ اسکی جھولی سکھوں سے بھر دی۔۔



ہاں وہ گنہگار تھا پر اپنے رب کے دربار میں آکر وہ کئی سال پیچھے چلا گیا تھا اتنے سال پیچھے جہاں دل میں عشق بیت اللہ سینے میں حفظِ قرآن رکھنے والا سحیر ایک ماں ایک بہن کا لاڈلا شہزادہ تھا۔۔

وہ دیکھ رہی تھی، وہ دیکھ سکتی تھی، اسنے دیکھ لیا تھا۔ اسکے دماغ پر سب سے پہلا عکس بیت اللہ شریف کا تھا۔ سیاہ غلاف میں لیپٹا وہ بیت اللہ شریف جہاں ہر اسکی خلقی ذات سجدہ زیر ہونے کی خواہشمند تھی۔۔

وہ اللہ کے گھر میں اپنے ہمسفر، ممتا کے احساس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔

ان تینوں کی نظریں سامنے بیت اللہ شریف پر تھیں۔ عین کے کانوں میں اپنے سرتاج کی میٹھی سکون بھری گھمبیر آواز میں تلاوت قرآن گونجی۔۔

ایک آسودہ مسکراہٹ دونوں کے لبوں پر تھی۔۔

وہ فاتح عالم تھا، تو وہ عشق عالم تھی۔۔ اور دونوں برابر سجدہ زیر تھے اس ذات کے سامنے جسنے انہیں ملایا بلکہ انہیں اپنے گھر بلایا۔

وہ اسے دیکھنے لگی جو اس وقت نا دنیا کا بیسٹ تھا نا اسکا عالم۔۔ بلکہ وہ ایک معصوم بچہ تھا

جو اپنے مالک کے سامنے ذکر اللہ میں مشغول و غافل جہاں تھا۔

اسکی بھوری آنکھیں جن میں اسنے دیکھا تھا جو اسکی روح میں بستی تھیں اس وقت ان میں اشک رواں تھا۔

وہ سیاہی میں لیپٹی ایک حور تھی۔۔

اور آج نور کی روشنی میں عین عالم بن گئی تھی۔  
اسکی ماں کا کہنا سچ ہوا تھا وہ واقعی خوش بخت عورت تھی۔  
”جسے سامنے کعبہ، گود میں ممتا کا احساس، پہلو میں سرتاج تھا۔“  
اب سے پہلے وہ ادھوری تھی آج یہاں آکر وہ مکمل ہو گئی تھی۔

اسکے دیکھنے کا پہلا تجربہ تھا، اور پہلے تجربے میں اس خوش بخت عورت نے کعبہ کی زیارت  
کی سعادت حاصل کی تھی۔  
کیونکہ وہ صابر شاکر عورت تھی۔  
وہ کس قدر بلند بخت عورت تھی جسے رب پاک نے اپنے دربار بلایا تھا اور دنیا کو دیکھنے  
سے پہلے اپنی زیارت نصیب فرمائی تھی۔  
کعبہ کی رونق کعبہ کا منظر، اللہ اکبر اللہ اکبر  
دیکھوں تو دیکھے جاؤں برابر، اللہ اکبر اللہ اکبر  
حمد خدا سے تر ہیں زبانیں کانوں میں رس گھولتی ہیں اذانیں

بس اک صدا آ رہی ہے برابر اللہ اکبر اللہ اکبر  
تیرے حرم کی کیا بات مولیٰ تیرے کرم کی کیا بات مولیٰ  
تا عمر لکھ دے آنا مقدر اللہ اکبر اللہ اکبر  
مانگی ہیں میں نے جتنی دعائیں منظور ہوں گی، مقبول ہوں گی

میزاب رحمت ہے میرے سر پر اللہ اکبر اللہ اکبر

حیرت سے خود کو کبھی دیکھتا ہوں

اور دیکھتا ہوں کبھی میں حرم کو

کہ لایا کہاں مجھ کو میرا مقدر اللہ اکبر اللہ اکبر

یاد آگئیں جب اپنی خطائیں اشکوں میں ڈھلنے لگیں التجائیں

رویا غلافِ کعبہ پکڑ کر اللہ اکبر اللہ اکبر

بھیجا ہے جنت سے تجھ کو خدا نے چوما ہے تجھ کو میرے مصطفیٰ نے

اے سنگِ اسود تیرا مقدر اللہ اکبر اللہ اکبر

پاس سے کوئی گنگنا رہا تھا وہ مسکراتی اپنے گود میں بیٹے کے نقوش انگلیوں سے چھونے لگی۔۔۔

معاً وقت آیا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر وہ اٹھی اور آگے بڑھی کعبہ شریف کے طواف کیلئے۔۔۔

”اے دو جہان کے بادشاہ! میں تیرے دربار آنے کا لائق نہیں تھا، پر جب تیری بندی کو لایا تو دیکھ کر تیرا گھر، میں گنہگار سجدہ زیر ہوئے بغیر رہ نا پایا۔“

یہ وہ الفاظ تھے جو عالمِ سعیر کے لبوں سے ادا ہوئے۔۔۔

\*\_\_\_\_\_❤️❤️❤️\_\_\_\_\_\*



”یہ چینجنگ کیوں ہو رہی ہے؟“ وہ ملازمہ سے حیران پریشان سی پوچھنے لگی۔۔۔ کچھ دن سے نوٹ کر رہی تھی آہستہ آہستہ گھر کا سامان بدل رہا تھا۔

ساری چیزیں نکال کر سارا گھر خالی کر دیا تھا اور اب نئی چیزیں لائی جا رہی تھیں۔۔۔ اس سے یہ سب برداشت نہیں ہوا کیونکہ یہ گھر اسکے بھائی کا سجایا ہوا تھا اسکی عین کیلئے کہ وہ کہیں گرے تو اسے تکلیف نا ہو۔

یا ایسی کوئی چیز اسکی رکاوٹ میں نا آئے جو اسکے گرنے یا تکلیف ٹکرانے کا باعث بنے۔۔۔ وہ یہ سب زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتی غصے سے آکر ملازمہ سے بولی جو اسکی آواز سن کر بوکھلائی اور مؤدب ہوئی۔۔۔

ایسا آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ سمعیہ عالم نے کسی ملازمہ پر غصہ کیا ہوا۔

”میم سر عارب کے حکم سے یہ سب ہو رہا ہے۔“ وہ گھبرائی بولی۔

سمی نے متوقع اسکا جھکا سر دیکھا تو لب بھیج لیے۔۔۔

”تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ یہ سر آنکھیں مت جھکایا کرو میرے سامنے یہ صرف رب کے سامنے جھکنے کیلئے ہیں، تم اپنے حق حلال کا کما کھا رہی ہو، یہاں کوئی تم پر احسان نہیں کر رہا نا ہی کوئی تمہارا مالک ہے۔ ہم ضرورت مند ہیں تمہارے، جس طرح تم ہماری پھر



ہمیں بھی تمہارے آگے جھکنا چاہیے؟ حالاں کہ ہماری ضرورتیں صرف ایک ہی ذات پوری کرتی ہے جس سے نادان انسان ناواقف نہیں۔ ”کتنی بار اس سے کہا تھا پر اسکی وہی عادت۔۔۔

اس بار مجبوراً جس وجہ سے غصے میں تھی اس سے بھی سخت لہجے میں کہتی وہاں سے نکلی۔۔۔

”مجھے سمجھ نہیں آتی جب ہمارے مسلمان بھائی بہن واقف ہیں کہ انسان کی ضرورتیں پوری کرنے والا کوئی دوسری طاقت نہیں واحد لاشریک کی ذات ہے پھر بھی، جب دیکھو جھکے سر جھکی نظریں۔۔۔ ”وہ بڑبڑائی۔۔۔

”مجھے اس سے سختی نہیں برتنی چاہیے تھی۔ ”اچانک اسے اپنے سخت لہجے کا احساس ہوا وہ سیڑھیوں پر رک کر پیچھے دیکھنے لگی۔۔۔

ملازمہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ سہمی احساس شرمندگی سے مسکرائی اور بدلے میں ملازمہ فراخدلی کا مظاہرہ کرتی نرمی سے مسکراتی مشکور نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

”جتنا وقت ان مٹی کے بت کے سامنے نظریں گردن جھکاتے گذارتے ہیں اتنا وقت اللہ

کے سامنے شکرانے میں گذاریں تو ہر انسان کی زندگی و آخرت سنور جائے، اور پرسکون خوشحال زندگی گزارے۔۔۔ کیونکہ میرا پیارا رب شکر کرنے والے کو پسند کرتا اور جسے رب پسند کرے تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کے بتائو اسے زندگی و آخرت ناپسند کر سکتی ہے؟ ”وہ مسکرائی آگے بڑھی کیونکہ اسے بازپرست کرنی تھی عارب سے کہ یہ سب کیا ہے؟

”اچھا سنو ”! وہ کچھ یاد آنے پر مڑی ملازمہ یس میم کہا۔۔ اس کے لہجے میں نرمی، احترام عزت تھی۔۔

کیونکہ عزت احترام دینے پر ملتی ہے۔۔

”یہ جو میرے سامنے نظریں جھکاتی ہو یہ بدلے میں اپنے ماں کے سامنے جھکایا کرو کیونکہ۔۔“

”اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرتے رہنا۔“ (الانعام)

”اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔“ (النساء)

”اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔“ (العنکبوت)

”کیا اس سے زیادہ ٹھوس ثبوت احکام چاہیے؟“ اس نے نرمی سے پوچھا۔

”نہیں میم! ان سے زیادہ کوئی احکام میرے سامنے اہمیت نہیں رکھتے جزاک اللہ خیراً کثیراً“

وہ احترام سے مسکرا کر آسودگی سے بولی۔۔

”واپاک۔۔“ وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔۔

”یہ اتنی تیاری چینجنگ کیوں؟“ دروازہ ناک کرنے کے فوراً بعد جواب یس میں موصول

ہوا وہ اندر داخل ہوتی بے چینی سے استفسار کرنے لگی۔۔

عرب نے نظریں اسکی سمیت اٹھائیں زرد کپڑوں میں زرد اور کالی چوڑیاں پہنے وہ سیدھا

اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔

اسے شرارت سو جھی۔۔

”جانِ عالم! میرا برتھ دے قریب آرہا ہے اور گھر کی سٹینگ پرانی ہو رہی ہے تو سوچا چیخ کر وا لوں۔“ جس طرح جانِ عالم سن کر سہمی کی رنگت حالت بدلی تھی عارب انجان نہیں تھا کہ اس مخاطب پر دوسری طرف کیا بیت رہی ہوگی۔

اور وہی تو تھا جو مدینہ منورہ میں بیٹھا اچانک اپنی متاع حیات کی خفگی و غصے کے ساتھ بے چینی بھری آواز سن کر پتھراؤ ہو گیا تھا، جس تڑپ پر پہاڑوں سے مضبوط بھاری ضبط کے پہرے بٹھائے تھے اچانک اسکی آواز میں چھانک سے ٹوٹے اور بکھرتے اسکے اعصاب پر گرے۔

اسکی بیوی مقدس جگہوں کی زیارت کر رہی تھی اور وہ اسکی آواز پر بت بنا ایک جگہ ساکت کھڑا تھا۔ دھڑکنیں رقصِ تڑپ میں نڈھال تھیں۔

”سہمی! اسکے خشک لبوں سے آزاد ہوتے پکار کے پرندوں کو آزادی بخشی جنہوں نے دوسری طرفین کو بے چین و بے قرار کر دیا۔۔۔

وہ سراپا عشق تڑپ اٹھی۔

”ع۔۔ع۔۔ع! عالم کب آئے گا عارب؟“ وہ سب کچھ بھول کر تڑپتی اسکی جانب لپکی۔۔ جیسے اس پکار نے کھینچا ہو۔

”عالم۔۔“ ”دفعاً وہ اس تک پہنچ نا سکی اچانک نڈھال سی ہو کر گھٹنوں کے بل گری۔

کیوں کہ نا صرف سمعیہ عالم گری تھی بلکہ وہ بھی اپنے دراز قامت پہاڑ سے مضبوط وجود کے ساتھ گھٹنوں بل گرا تھا۔

عارب کی رنگت جیسے رزد پڑ گئی۔

اسنے دونوں کو ہی گھٹنوں بل گرالیا تھا وہ بدحواس ہو گیا کہ اسنے ٹھہرے سمندر میں پتھر پھینک کر جیسے عظیم گناہ کر دیا ہو۔۔۔

بے ساختہ خوف کے زیر اثر اسنے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔  
”سہی“ وہ گڑبڑا کر اسکے پاس آیا۔

اگلے لمحے وہ جیسے خود ساکت بت بن گیا۔۔۔ جب اسنے پکار پر سرخ آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں اٹھائیں۔۔۔

اور عارب کی پوری ہستی ہل کر رہ گئی۔۔۔ وہ پہلے ہی اسکے محبت میں پور پور ڈوبا ہوا تھا پر جب نظریں اس سرخ بھیگی آنسوؤں سے ٹکرائیں جن میں تڑپ افیت تنہائی محبت عشق کیا کیا نہیں چیخ چیخ کر آہیں بھر رہا تھا۔

اسکی لمحوں میں ہوتی سرخ آنکھوں میں جیسے کانچ کی کرچیاں بکھیر دی گئیں ہوں۔۔۔

وہ سب کچھ بھول بھال کر صرف اسکے عشق میں قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔۔۔

”ع۔۔۔ عارب م۔۔۔ میں اسکی پکار سنی۔۔۔ م۔۔۔ میرے دل نے سنی اسکی پکار۔۔۔ وہ مجھے

پ۔۔۔ پکار نے لگا ہے۔۔۔ اسکے لبوں سے چپ ٹوٹی ہے وہ۔۔۔ وہ مجھے بہت قریب جگہ سے

پ۔۔۔ پکار رہا ہے۔۔۔“

”وو۔۔۔ وہ رو رہا ہے ع۔۔۔ عارب اسے کہو مت روئے اسکی سہی کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔ اسے

کہو مت روئے۔۔۔“ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی سک رہی تھی۔۔۔ اور وہ خاموش بت بیٹھا

اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔



”ت۔۔ تم یقین نہیں کرو گے۔۔ تم میرے دل کی حالت دیکھو وہ کیسے بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے اسکے عالم نے اسکے شہزادے نے اپنی بہن کو پکارا ہے۔۔ وہ یہیں ہے۔۔ وہ بہت قریب ہے میرے۔۔ مم۔۔ میں نے اسکی پکار سنی۔۔ ان کانوں نے سنی، میرے قلب نے سنی۔۔

عرب وہ یہیں کہیں ہے اسے بولو سامنے آئے مجھے نا تڑپائے۔۔ ”وہ سسک رہی تھی گڑ گڑا رہی تھی۔۔

ضبط کے بندھن ٹوٹے تھے آنسوؤں نے اسکی ایک نا سنی۔۔

”میں اسے ڈھونڈوں گی وہ ہمارے پاس ہے یہیں ہے۔۔ تم خاموش کیوں ہو؟ کیا تمہیں سنی پر یقین نہیں؟“ وہ اسے ساکت دیکھ کر روتی پوچھنے لگی۔۔

اور عرب کا دل پھٹنے لگا کیسے اسے بتائے کہ وہ تو اسکے جھوٹ پر بھی یقین رکھتا ہے۔۔ پھر یہ تو۔۔۔۔۔۔

اسکی شہد رنگ آنکھوں میں ویسا ہی لہو اترتا جیسا وہاں اس پہاڑ جیسے وجود کی بھوری آنکھوں میں اترتا تھا۔۔

ویسے ہی جیسے اس سسکتی بہن سراپا عشق کے آنکھوں میں اترتا تھا۔۔

اسنے اپنی زندگی میں ایسا مقدس عشق کہیں نہیں دیکھا تھا۔۔ بے غرض۔۔

”کیسا پاک عشق تھا ایک بہن کو اپنے بھائی سے۔۔“

اسے خاموش دیکھ کر وہیں چھوڑتی وہ صدائیں لگاتی روم کے کونے کونے کو ڈھونڈ رہی تھی  
ویسے ہی جیسے بچپن میں کھیلے وہ اس سے چھپتا تھا۔۔۔

”میں تھک چکی ہوں شہزادے ایسا نہیں کرو آجائو سامنے۔۔“ وہ روتی ہاتھ کی پشت سے  
آنکھیں رگڑتی اسکا روم بکھیر گئی۔۔

”میں تمہیں ہمیشہ کی طرح ڈھونڈ لوں گی، جیسے بچپن میں ڈھونڈا، جس طرح تم نے مجھے  
جہنم میں ڈھونڈا، ویسے آج میں تمہیں ڈھونڈ لوں گی تم نے مجھے پکاڑا ہے میں نے سنا  
ہے۔۔۔۔۔“ وہ سرگوشیاں کرتی رہی۔۔۔

اور یہ سرگوشیاں عارب کے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ رہی تھیں۔۔۔  
کتنی تڑپ تھی کتنی محبت عشق تھا ان سرگوشیوں میں کہ اتنا کوئی محبوب بھی اپنے عشق کو  
نا چاہے۔۔۔

”سمعیہ بات سنیں۔۔۔۔۔“ وہ اٹھ کر اسے سنبھالنے کیلئے بڑھا ہی تھا کہ بکھرے کانچوں پر  
اچانک ہی وہ لہرا کر گرنے لگی تھی جنہیں وہ تہس نہس کر چکی تھی۔۔۔

”سمی۔۔۔!! وہ تڑپ کر چیخا اور بغیر کانچ کے ٹکروں کی پروا کیے ایکدم اسے اپنے بازوؤں  
میں چھپا کر زمین کی اس افیت کو خود میں جذب کر لیا۔۔۔

”ا۔۔۔ اس سے کک۔۔۔ کہو میں انتظار کر رہی ہوں۔“ ایک سسکی سی اسکے لبوں سے آزاد  
ہوئی اور وہ ہوش و حواس سے بیگانا ہوتی اسکی بانہوں میں بکھر گئی۔۔۔

عارب نے اسے سینے سے لگاتے نظریں قالین پر ٹکائیں جہاں گلدان کی کرچیاں اسکے سفید  
پائوں کی سرخ تہہ میں چھب کر لہولہان کر گئے۔۔

اور اسے احساس ہوا کہ اسنے کس کو افیت دی تھی۔۔

یہ شرارت اس پر بھاری پڑی تھی پر وہ مسکرا رہا تھا۔۔

لہذا اسنے اس شرارت سے سبق ضرور سیکھ لیا تھا کہ کسی بے بس کی بے بسی سے لطف اندوز نہیں ہونا چاہیے۔۔

کیا پتا اس کی بے بسی میں وہ مالک کتنا راضی ہے اس سے۔۔

وہ اسے اٹھائے نادام سا بیڈ پر ڈال کر بلیکٹ ٹھیک کرتا خود پاس ہی بیٹھ کر پاؤں کی تہہ میں چھبے ان کانچ کے ٹکروں کو نکالنے لگا۔

لہو بوند بوند ٹپک کر نیچے قالین پر گر رہا تھا پر اسے اسکی افیت نہیں اسے تو اس کی شرمندگی تھی کہ اسنے دونوں کو رلا ڈالا۔

دونوں کے ضبط توڑ کر وہ احساس گناہ سے آنکھیں میچ گیا۔۔ ”وہ اپنی ہی سہی کی افیت کا سبب بنا تھا۔“ کیا یہ افیت کافی تھی اس دیوانے پاگل کیلئے اسنے اپنے عشق محبت دیوانگی کو تڑپایا تھا۔

وہ جیسے خود کو عشق ستمگر کہلانے لگا۔

اپنے پاؤں کی تہہ سے خون صاف کر کے اسنے پٹی کی اور سلپرز پہنتے باہر آکر ملازمہ کو روم کی صفائی کیلئے بھیجا یہ ہدایت دیتے کہ اسکی نیند کی دخل اندازی نا کی جائے۔۔

ملازمہ کو بھیج کر وہ گھر کی چینج سٹینگ میں مصروف ہو گیا۔۔ کان میں لگے آلے سے دوسری طرف بھی ہدایات تلقین جاری تھیں۔

آج سالوں بعد ہر چیز اپنی سابقہ جگہ پر واپس آرہی تھی جو عین کے آنے پر ہٹائی گئی تھیں۔

سنہری فرش پر بچے دبیز قالین اٹھائے جارہے تھے بلکہ وہاں واپس سے سرخ قالین بچھائے جارہے تھے۔۔

انٹرنیس سے لیکر راہ داریوں تک۔۔ سیڑھیوں پر بھی پھر سے سرخ قالین بچھائے گئے۔۔

لائونج کی وسط میں اوپر چھت پر لگا سنہری کرنوں والا وہ بڑا سا پھیلا ہوا فانوس جو کونے کونے کو روشن کر رہا تھا۔ میز پر ڈیکوریشن پیسز، مہارت سے بنائے گئے مجسمے۔۔

عالم ولا آج پھر سے محل کا لباس پہننے جارہا تھا۔ پھر سے سجایا جارہا تھا کیونکہ اسکی شہزادی مکمل ہو کر لوٹ رہی تھی۔۔

باہر لاتعداد گاڑیوں میں گھر کا فریخچر آرہا تھا پرانا جارہا تھا۔۔

جہاں آسمان پر سنہری روشنیاں چاند نے بکھیر دیں وہیں عالم ولا میں ہر کونا اس فانوس نے روشن کر دیا۔

سنہری در و دیوار جیسے زرک سے نہائی ہوئی تھیں۔۔

کافی کا مگ تھامے وہ لائونج میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔

سامنے پی اپنے کھیل میں مشغول گول گول چکر کاٹ رہا تھا۔

ہر چیز رقص مدہوش تھی۔۔

محل نما گھر اپنے اصلی روپ میں آگیا تھا۔



کیونکہ اس سلطنت کا“ بیسٹ ”اپنی ریاست میں لوٹ رہا تھا۔

“سر کافی ٹائم ہو گیا ہے آئی تھنک کہ میم کو ہوش آگیا ہوگا ”ملازمہ کی آواز پر وہ اس خالی گھر پر سرسی سی نظر ڈالتا مگ اسکے حوالے کرتا سر ہلا کر سیڑھیوں کی جانب مڑا۔۔۔ اسکے سامنے وہ منظر لہرایا جب وہ اپنی شہزادی کی کمر میں بازو ڈال کر نیچے اترتا تھا۔ انہی سیڑھیوں سے جن پر اسکے قدم رکھے تھے۔۔۔

اسکے کانوں میں انقریب آنے والی اسکے قدموں کی دھمک گونجنے لگی تھی۔۔ گھر میں پھر سے اسکی مہک پھیلنے لگی تھی کیونکہ وہ پاس تھا بہت پاس۔۔۔

اپنی شہزادی بہن کے گرتے آنسوؤں چنے کیلئے وہ نہایت ہی پاس تھا۔۔۔ وہ ایک بیسٹ کے ساتھ ایک شہزادہ تھا۔۔۔

سر جھٹک کر اسنے مزید قدم سرخ قالین والے زینے پر رکھا جانتا تھا، مطمئن تھا، وہ اسے منالے گا کیونکہ وہ اسکی، ”اسمی جی“ تھی۔۔۔



آجکل وہ کافی لیٹ آرہا تھا جس سے نورالعین کافی پریشان تھی۔۔ وہ روز اسکا انتظار کرتی سو جاتی تھی اور وہ جانے کب آتے اور صبح کب چلا جاتا اسے معلوم نہیں ہوتا سواء خود پر اسکے لمس کی مہک سے۔۔۔

آج بھی کچھ ایسا ہی تھا وہ اسکا انتظار کرتی روتی ہوئی سو گئی تھی۔۔ وہ اسے مری گھما کر جیسے اب سزا دے رہا تھا۔ یا صرف نورالعین کو ہی ایسا لگ رہا تھا۔۔ اسکے بغیر کھانا بھی وہ زہر مار کر کھاتی تھی اور سارا دن اس گھر میں بولائی بولائی پھرتی۔۔

اسنے رو رو کر تکیہ بھگو دیا نیند کی مہربان پری اس پر کب نازل ہوئی اسے معلوم نہیں پڑا۔ ابھی محض آنکھ لگے چند منٹ ہی گزرے تھے کہ کھٹکے سے روز کا روم کا ڈور

کھلا۔۔۔

غنودگی میں ہونے کے باوجود اسکا دل دھڑک اٹھا۔ وہ چند دن کیا دور ہوا اسے معلوم ہو رہا تھا جیسے کئی میل دور ہو گیا ہے۔۔

جانے کیا کھاتا تھا یا نہیں بھوکا پھرتا۔ اس غم نے اس حساس لڑکی کو مزید نڈھال کر دیا تھا پر اسے فکر ہوتی تو کچھ اپنے متعلق آگاہی دیتا، ظالم

آنکھوں پر رکھے بازو سے دیکھا تو وہ بانہیں پھیلا اسکے لئے ہی کھڑا تھا۔

نورالعین نے سخت غصے سے منہ پھیر کر کروٹ بدلی۔۔

”آہ میری بونی ناراض ہے کیا؟“ وہ لپک کر اسکے پاس آیا۔

پر دوسری طرف کوئی جواب نہیں دیا گیا جسکا مطلب سختی ناراضگی تھی۔

”تمہیں معلوم تو ہے کام کیلئے آیا ہوں۔“ پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیکر وہ محبت سے سمجھانے کے انداز میں گویا ہوا۔

”ہاں تو کریں کام میں نے روکا؟ بس دور رہیں مجھ سے آپکو کیا اگر میں مر بھی گئی  
تو۔۔۔۔۔ ”وہ پھکاری پر دوسرے لمحے اسکی آواز بھیگ کر تھم گئی اور وہ ہچکیاں بھرنے  
لگی۔۔

”نور!!! خبردار ایسا کہا آئندہ منہ توڑ دوں گا۔ ”اسے اپنے سینے سے لگاتے پہلے غصے سے  
گر جا۔۔

یہ ایک جب بھیگے سینے کا احساس ہوا فی الفور رویہ بدلتے لگاؤ سے ڈانٹا جس پر نور کو اور  
تیز رونا آیا۔۔۔۔۔

”نہیں آپ جائیں کام کریں یہاں کیوں آئے ہیں۔ ”وہ مچل کر دور ہونے کی کوشش میں  
چینی۔۔

”بس کرو یا رلوٹ کر تو تمہارے ہی پاس آتا ہوں رات کو اور تمہارے سونے سے فائدہ  
لیکر ڈھیر سارا پیار بھی تو کرتا ہوں بغیر تمہاری روک ٹوک کے۔ ”وہ اسکے بازو تھام کر  
تکیے سے لگاتا اس پر جھک کر شریر پن سے بولا

اسکی اس طرح بے باکی پر وہ رونا بھول کر سرخ ہوتی سٹپٹا گئی۔۔۔۔۔ داد نے دیکھتے بلند قہقہہ  
لگایا۔ وہ مزید خفت و خجالت سے دور چار ہوئی۔

”چھوڑیں مجھے۔ ”معاً اسے پھیلے دیکھ کر وہ خود کو سنبھال کر چینی

”چھوڑنے کیلئے تھوڑی پایا ہے۔ ”وہ گھمبیر بھاری لہجے میں کہتا اس کے چہرے پر جھک کر  
پیاری سے جسارت کرتا پیچھے ہوا۔۔

جسکے ساتھ ہی نورالعین کی ساری خفگی ناراضگی شکوہ سمیٹ گیا۔ وہ حیا سے لال گلابی ہو رہی تھی۔۔

”کل چلیں گے واپس ٹھیک ہے اب خوش؟“ شرٹ اتار کر پھینکتے اسنے کہا اور اسے حقیقتاً خوش کر گیا جسکا اظہار وہ چیخ کر کرنا چاہتی تھی پر داد نے اسکے لبوں پر انگلی رکھ دی۔۔

”اب میں تمہاری ناراضگی کو دور کرنے کے موڈ میں ہوں کوئی چیخ چلاہٹ مزاحمت نہیں برداشت نہیں کروں گا بونی۔“ اسکے گلابی انگلیوں کو چوم کر وہ بولا۔۔۔

نورالعین نے حیا سے پلکیں جھکادیں۔

”آپکا کام ہو گیا؟“ وہ اسکے سینے پر سر رکھ کر بولی۔

”ہوں ہاں ہو گیا۔“ اسکی بھاری خمار آلودہ آواز اسے گڑ بڑا گئی۔

وہ مزید پوچھنا چاہتی تھی کہ آپ ابھی اور کتنا داؤد بھائی کے روپ میں چلے گے پر اسنے اسے اتنی مہلت نہیں دی۔

نورالعین اسکی دہکتی سانسوں کو خود پر محسوس کر کے آنکھیں میچ گئی۔۔

”تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔“ اسنے کہہ کر اسے کوئی ری ایکشن دینے کو موقعہ دیئے بغیر اسکی سانسیں خود میں سمیٹ لیں۔۔۔

نورالعین اسکی پشت پر خنجر کے گہرے کٹ کو دیکھتی افیت سے آنکھیں میچ گئی۔

اسکے نم بال اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ اسنے یہاں آنے سے پہلے ہاتھ لیا

ہے۔۔



اور نور جانتی تھی کیوں۔۔۔ کیونکہ شاید ہی وہ اب اسے خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا خود سے۔۔۔

”کھانا کھایا آپنے؟“ وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی بولی۔۔۔

”ہم! کھایا لیا۔۔۔“ اسکے سر پر بوسہ دیتے اسنے جواب دیا۔

”سرپرائز کیا ہے داد؟“ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھر کر وہ پیار سے پوچھنے لگی۔۔۔

”داد کی جان سرپرائز سرپرائز ہوتا ہے ایسے نہیں بتایا جاتا۔۔۔“ محظوظ ہوتے اسنے ہنس کر کہا نور منہ بسورے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ اور داد نے سائیڈ ڈسکراہٹ کے ساتھ اسکے معصوم چہرے کو دیکھا۔۔۔

”میری سیٹیاں تو بالکل تمہاری جیسی ہوں گی۔۔۔“ وہ اسکی ناک کو انگلی سے چھو کر بولا۔۔۔

نور نے غصے سے گھورا۔۔۔ ”داد وہ بونی نہیں ہوں گی۔۔۔“ وہ ضدی پن سے چیخی۔۔۔

”ہاہا ویٹ آ منٹ! مطلب تم مانتی ہو ناکہ تم بونی ہو؟“ قہقہہ لگاتے اسنے بات پکڑی نور اسکی بات پر غور کرتی اپنا جواب یاد کر کے سٹپٹا گئی۔۔۔

”داد میں بونی نہیں۔۔۔“ وہ جھنجھلا کر بولی۔۔۔

”داد کی جان تم بونی ہی ہو۔۔۔“ وہ محظوظ ہو کر ہنستا اسکے پھولے گال کھینچنے لگا وہیں روم کی فضا میں پھر سے نورالعین کی چیخیں اور اسکے قہقہے گونجنے لگے تھے۔۔۔

زندگی بہت خوبصورت تھی بس اپنوں کی کمی تھی جو ہنستے ہنستے آنکھوں میں نمی سمیٹ لاتی تھی۔۔۔



”آپ تیار ہیں سہی؟“

وہ ناک کر کے اندر داخل ہوا تو مبہوت سا رہ گیا۔ میرون نفیس زرک کڑھائی والے شلوار قمیض شانوں پر میرون شال اوڑھے سر پر خوبصورت میرون زرک والے دوپٹے کو حجاب اسٹائل باندھے وہ اسکی دل کی دنیا میں ادھم مچا گئی۔۔۔

یہ سوٹ اسنے ہی لیکر دیا تھا پر اسے معلوم نہیں تھا کہ اس پر اس قدر خوبصورت لگے گا۔۔۔

قدم خود بخود اسکی سمیت اٹھے فاصلے کم ہوتے گئے اور سہی کی دھڑکنیں زیر و زبر۔۔۔

”ہاں۔۔۔“ اسنے جھجھکتے سر ہلایا۔ اور کلائیوں میں چوڑیاں پہنے لگی تھی پر پیچھے سے اسے حصار میں لیتے عارب نے اسکے ہاتھوں کو روک دیا۔۔۔

”یہ میں کر لیتا ہوں۔“ اسنے جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔ سہی کا چہرہ حیا کی لالی سے سرخ پڑ گیا۔ اسکی پرحدت جھلساتی قربت سے وہ کسمپاتی اس حصار کو توڑنے لگی پر وہ کہاں ایسی اجازت دیتا تھا۔

اسکی دہکتی گرم سانسیں اسے اپنے گالوں پر محسوس ہو رہی تھیں اور اسکے ہاتھوں کا لمس اپنے کلائیوں پر اسے بوکھلا دے رہا تھا۔

”گفٹ کے طور رخصتی کی اجازت دے دیں۔“ چوڑیاں پہنا کر انہیں اپنی انگلیوں کے پوروں پر محسوس کرتے اسکے کہا۔

”کیا بد تمیزی ہے عاری۔“ وہ گڑبڑا گئی۔

”کیوں آپ آج کوئی گفٹ نہیں دیں گی؟“ اسنے خفا ہوتے پوچھا۔ سہی نے مسکراہٹ چھپاتے نفی میں سر ہلایا۔

”یہ تو معصوم شوہر کے ساتھ الزیادتی ہے سہی جی!“ اسنے نروٹھے پن سے کہا۔

”کوئی زیادتی نہیں دور رہو۔“ وہ اسکا حصار توڑ کر سخت لہجے میں کہتی دور ہوئی۔

”یہ بھی ایک قسم کی زیادتی ہے اور میں زیادتی کے خلاف ہوں۔“ ایک جھٹکے سے اسنے اسکی کلائی پکڑ کر کھینچا دوسرے ہی لمحے وہ اسکے مضبوط حصار میں پھڑپھڑا گئی۔

”عارب!“ وہ غصے ہوتی اسکے سینے پر کمنیاں ٹکا کر دور کرنے لگی۔

”عارب کی جان۔“ گھمبیر لہجے میں کہتے وہ اسکے ماتھے پر لب رکھ کر جیسے پیچھے ہٹنا بھول گیا ہو۔

سہی نے بے ساختہ آنکھیں موندیں۔

اسکا لمس اسکے دل کی دنیا بدل رہا تھا، وہ خاموش ہوتی مزاہمت ترک کر گئی۔

”کیا تمہیں پچھتاوا نہیں ہوگا؟“ اسنے تلخ لہجے میں استفسار کیا عارب مسکرایا۔

”کیوں بھلا؟ ہیرا پا کر جوہری کیوں پچھتائے گا؟“ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر وہ بولا۔

”تم کبھی سنجیدگی سے اپنی اور میری عمر پر سوچنا۔“ اسکی نمی آواز ابھری۔۔۔

”سمی کیا میں اپنا دل نکال کر آپکے قدموں میں رکھ دوں پھر آپ یقین کریں گی؟ کہ مجھے نا آپکی عمر سے فرق پڑتا ہے نا ہی ماضی سے۔“ معاً وہ سنجیدہ ہو کر تھکا تھکا سا بولا۔

”کیوں آخر کیوں تمہیں فرق نہیں پڑتا عارب؟“ وہ نیچی آواز میں اذیت سے چیخی۔۔۔

”کیونکہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ اور محبت کو آپ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا۔ آخر آپ بھی کسی سے محبت کرتی ہیں۔“ اسکے بازوؤں کو پکڑ کر عارب نے اسکا رخ اپنی طرف کیا اور اپنی محبت کا احساس دلاتے اسنے عالم کی محبت کا حوالہ دیا کہ وہ ساکت سی اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

مہوش علی

ہاں محبت انسان کو بے بس اندھا کر دیتی ہے۔۔۔

”میری خوشیاں آپکے ہاتھ میں ہیں سمی جی۔ میں آپکو مجبور نہیں کروں گا کہ مجھ سے محبت کریں یا زبردستی کروں گا۔“

”زبردستی ہی تو آئے ہو۔“ اسنے جتایا عارب ہنس پڑا۔۔۔

”زبردستی محبت نہیں کروا رہا بس یہ جان لیں اگر آپ میرے ساتھ نا بھی رہیں تو، آپکے ساتھ میرا نام ہمیشہ رہے گا۔“ اسنے جھک کر اسکے ناک کے قریب گال پر اپنی ناک سہلائی۔۔۔

اسکے پرفیوم کی خوشبو دکھتی آگ مانند گرم سانسیں اسے اپنی سانسوں میں اترتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔



”میری بس ایک ہی خواہش ہے کہ کوئی مجھے بھی چاہے۔“ وہ بولا تو سہمی نے آنکھیں کھول کر حیرت سے اسے دیکھا۔

”تمنے مجھ سے زبردستی نکاح کیا۔“ اسنے اسے اسکا غلط عمل کا احساس دلایا۔

”میں مجبور تھا جانتا تھا آپ کبھی مجھے نہیں چاہیں گی۔ آپکی زندگی میں عالم کے سواء کوئی نہیں آسکتا مجبوراً مجھے زبردستی آنا پڑا۔“ وہ نادام سا ہو کر بولا۔

”آپ سہمی جی اتنا تو جان لیں کہ میں نفس پرست نہیں نا ہی آپکی خوبصورتی پر بہکا ہوں۔۔۔“ وہ افسردہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ سہمی سر جھٹک کر رہ گئی اور اسکے تیور دیکھتے عارب نے گہرا سانس بھرا۔۔

”چلیں تیار ہیں تو تھوڑا ویٹ کریں مہمان آتے ہی ہوں گے۔“ وہ کہہ کر چلا گیا۔  
پر سہمی نے دیکھا اسکی آنکھیں کتنی بے بس تھیں کچھ یوں کہنا چاہتی تھیں کہ ”وہ بس محبت کا مارا ہے۔۔“  
سہمی تھک کر بیڈ پر بیٹھی۔۔

وہ جانتی تھی کہ اس سے محبت کرتا ہے، وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسی محبت میں اسنے سب کچھ بھلا دیا ہے حتیٰ کہ اسکی عمر کو بھی۔

اسکے بیتے ماضی، سب کچھ بھلائے وہ بس اسے چاہنے لگا ہے۔ اور اسکی شدت سے وہ بھی وقف تھی کہ وہ پاگل ہو گیا ہے اسکی محبت میں۔۔

پر اسے ڈر تھا کہ اگر زندگی کے کسی موڑ پر اسے اسکی طرف سوالیہ نظریں اٹھائیں تو اسی لمحے سہی مر جائے گی بلکہ اپنی ہی نظروں میں گر جائے گی۔

پر وہیں اسکی محبت کہہ رہی تھی کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا تمہیں یقین کرنا ہوگا اس پر۔  
اور دماغ مسلسل نفی کر رہا تھا کہ محبت پر بھروسہ مت کرنا وہ کسی بھی پل رسوا کر دے گی سہی کو۔۔۔۔

”یا اللہ میں نے سب آپکے حوالے کر دیا ہے آپ جو بھی فیصلہ لیں گے مجھے آنکھیں بند کر کے منظور ہوگا۔“ وہ اپنے رب سے ہم کلام ہوتی شال درست کر کے روم سے باہر آئی۔

گھر پورا بدلہ ہوا تھا بلکہ کسی دلہن کی طرح سچے محل کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔ پر ویران جس میں ایک دو افراد کے علاوہ کوئی نا ہو۔۔۔۔

”عرب کہاں گیا؟“ نیچے آکر اسے وہاں نا پاتے اسنے ملازمہ سے پوچھا۔ اسے کچھ عجیب عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

جیسے وہ اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔۔۔ کچھ تو ہونے والا ہے۔۔۔

اگر اسکی برتھ ڈے ہوتی تو کچھ تو ہوتا کوئی سلبریشن کوئی دوست، کچھ مہمان یا کیک ہی۔۔۔

پر یہاں تو الگ ہی ماحول تھا۔ صرف گھر کی سجاوٹ بدلی تھی اسے سجایا گیا تھا، خود تیار ہو کر غائب ہو گیا تھا۔

اسکی دھڑکنیں اچانک بدلی تھیں ہاتھ پاؤں انجانے احساس سے کانپ رہے تھے کہ وہ ملازمہ کی کھوجتی نظروں سے بچتی خاموشی سے لائونج میں آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔

اسکے پیچھے پیچھے ملازمہ بھی پریشانی سے اسکی حالت دیکھتی آئی۔۔

”میم! سر نے جاتے ہوئے کہا تھا، آپ انتظار کریں۔“ اسنے مؤدب ہو کر جواباً کہا۔۔

سمی نے سر ہلا کر بغیر جواب دیئے اسے جانے کا اشارہ دیا تو وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔ اور سمی لفظ ”انتظار“ پر پوری سن ہو گئی۔۔۔

”یہ انتظار وہ کسی اور کا نہیں بس ایک ہی شخص کا کر رہی تھی۔ تو کیا۔۔۔؟“ سوچ کر اسکا دل دھڑکا۔۔

وہ باوضو تو وہ تھی ہی اسلیے دل کی خواہش پر لبیک کہتے لبوں پر خوجود سورۃ یسین کا ورد شروع کر دیا۔۔ اسکی حالت جو غیر ہونے لگی تھی۔۔۔

یہ انتظار صرف وہ نہیں اسکی سانسیں کر رہی تھیں۔۔۔ اسکے دل کا انتظار تھا، ”عالم“۔۔۔



”کب آئیں گے؟“ ”داد نے بے چین ہو کر پوچھا۔۔ اسے بے صبری سے سیر اسکے بیٹے اور حورالعین کا انتظار تھا۔۔۔

انکی غیر موجودگی میں جیسے دنیا ہی سونی ہو گئی تھی۔۔ سب کچھ بکھر سا گیا تھا سب الگ اور بکھرے ہوئے۔۔

انکے ہی دم سے رونق تھی اور داد وہ رونق واپس چاہتا تھا جب سب ساتھ ہوں گے ایک بار پھر۔۔۔

اور اس بار تو رونقیں دوبالا ہو جائی گی کیونکہ اس بار ایک نیا فرد نیا باس جو آگیا تھا۔۔

”حالت تو ایسی ہو رہی ہے جیسے تمہاری محبوب آرہا ہو۔“ عارب نے محظوظ ہوتے طنزیہ کہا۔  
”اَسْتَغْفِرُ اللہ کیسی نحوسیت والی باتیں کر رہے ہو۔ یہ میرا محبوب بنا تو میں تمہیں دوسرے دن ہاسپتال کے بیڈ پر ملتا۔“ اسنے جھر جھری لیکر کہا عارب کا فلگ شفاف قہقہہ سب کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔

”وہ تو بلا سنڈ بیوٹی تھی اسلیے شاید اس پر رحم آگیا ہوگا۔“ اسنے منہ بناتے کہا عارب نے جانے کیسے قہقہہ دبایا۔۔

”ویسے سب سے بڑا تھا اور جلدی ثابت بھی کر دیا، اب تم کب خوشخبری دے رہے ہو؟“ اسنے سعیر کے بیڈ کی سمیت اشارہ دیا اسب بار قہقہہ لگانے کی باری داد کی تھی۔۔

”ان شاء اللہ ایک دو دن میں۔۔“ اسنے آنکھ مار کر بے باکی سے کہا عارب نے اسے کمر پر دھموکہ جڑا وہ کراہ کر اس سے دور ہو گیا۔

”بے غیرت پہلے ہی زخمی ہوں۔“ غصے سے گھورتے ہوئے بولا عارب نے لا پرواہی سے کندھے اچکائے کہ تکلیف تمہیں ہے مجھے تھوڑی۔۔



”ویسے تجھ پر مجھے بہت ترس آتا ہے۔ ہماری طرف سے تو مزید چند خوشخبریاں آ بھی جائیں تمہاری طرف ساری عمر مایوسی ہی رہ گی۔“ اسنے ہنستے ہوئے کہا عارب کا چہرا متغیر ہوا۔۔

”کیوں؟“ وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

”ظاہر ہے بھئی ہاتھ ہی ایسی جگہ مارا ہے ہاہاہاہاہا۔۔“ قہقہہ لگا کر بولتا وہ قدرے محتاط ہو کر فاصلے پر ہو گیا۔

پر اسکے محتاط ہونے کے برعکس عارب کے چہرے پر مسکینیت طاری ہو گئی۔۔

داد کو جی بھر کر اس پر ترس اور ہمدردی محسوس ہوئی۔۔

”تو فکر مت میرے پاس ایسے بابا کا پتا ہے جسکے پاس اگر ایک بار مسئلہ لے جائیں گے۔ وہ ہمیں ایسا تعویذ دے گا کہ تمہارا آنے والا خاندان اس بابا کو یاد کرتا رہے گا۔ ہمیں صرف

پانی میں گھول کر اسے پلانے ہوگا دیکھنا دوسرے دن وہ خود تمہارے ساتھ اپنی بہن

رخصت کر دیگا۔“ وہ اسکے کان میں جھک کر سرگوشیانہ بولا۔۔

عارب کی آنکھیں پھیل گئی۔۔“ قسم اٹھا؟“

”قسم کو بھاڑ میں بھیج! مجھے دیکھ لے۔ تمہاری بھابھی کہاں مجھے گھاس ڈالتی تھی آج دیکھو

آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے مان لے یہ آفر چند منٹ تک دستیاب ہے۔“ بلیک پینٹ کوٹ

میں نک سک سا تیار وہ داؤد آلف آج کچھ الگ ہی موڈ میں تھا۔

عارب کشمکش میں مبتلا ہو گیا۔۔ یہ تو حقیقی بات تھی نور واقعی اس“ گدھے ”کو پہلے گھاس

نہیں ڈالتی تھی۔۔

”کب تک ملے گا وہ؟“ وہ کھسیاہٹ سے بولا داد نے بمشکل اسکی سرخ رنگت پر مسکراہٹ دبائی۔۔

”کیا؟“ اسنے قہقہہ دباتے انجان بن کر پوچھا۔ جیسے سنائی نہیں دیا ہو۔۔۔

”وہی یار وہ سالے صاحب کو منانے والا تعویذ۔“ وہ چڑ کر بولا

داد کا دل کیا وہیں فرش پر لیٹ کر اسکی حالت پر قہقہہ لگائے۔۔۔۔

(بیچارہ شیر کی گچھا میں ہاتھ ڈال کر اب کیسے فقیروں کے در تلاش رہا تھا۔ اسے کہتے اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔ (وہ بھی ایک نمبر کا کمینہ تھا اب ایسا موقع ہاتھ آیا تھا تو جانے کیوں دیتا۔

”تمہیں شام تک مل جائے گا۔“ اسکا کندھا تھپتھپا کر اسنے حوصلہ دیا عارب سنجیدہ اسکی بے غیرتی کمینے پن سے انجان سر ہلا گیا۔

اور اب داد کو اپنا اڈنے والا قہقہہ دبانا تھا اسیلے ایکسیوز کر کے وہ قدرے دور جاکر پوری طرح ہنسنے قہقہے لگانے لگا۔ آتے جاتے لوگ حیرت سے اسے دیکھتے مسکرا رہے تھے جو کہ عارب کو بیوقوف بنا کر اب یہاں اپنے ابلتے قہقہہ لگا رہا تھا۔۔۔

”اب ٹھیک ہے۔“ گلا کھنکار کر اسنے خود کو پرسکون کیا اور ایک گہرا سانس بھر کر ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرتے پروقار چال چلتا واپس عارب کے ساتھ سنجیدہ ہو کر کھڑا ہوا۔

”کہاں گئے تھے؟“ عارب نے چبھتے ہوئے پوچھا۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ وہ کس کیلئے یہاں کھڑے ہوئے ہیں جو یہ محترم یوں منہ اٹھا کر چل دیئے۔۔

”یار پریشان ہو! اور میں یوں منہ اٹھا کر کھڑا رہوں اچھا لگتا ہے کیا؟ گیا تھا اس بابا کو تعویذ کا کہنے کہ شام تک ریڈی چاہیے۔“ اسنے دوستانہ لب و لہجہ اپنایا

”تمہیں وہ کیسے ملا بابا؟“ اسنے کچھ چونکتے پوچھا داد گڑبڑا گیا پر اپنے تاثرات ظاہر ہونے نہیں دیئے۔۔

ویسے بھی وہ دھوکہ دینے میں ماہر بہروپیا تھا۔۔

”تم نہیں سمجھو گے درویش کا درویشوں سے ہی پالا پڑتا ہے۔ ضرور تمنے بھی کوئی نیکی کی ہوگی جسکے عوض میں تمہیں ملا ہوں۔“ اسے زبردستی گلے لگاتے ہوئے بولا۔

”داد اور درویش؟“

عارب کو بری طرح دھچکہ لگا وہ کچھ کہتا کہ اسی سے فضا میں نمودار ہوتا مطلوبہ طیارہ دیکھ کر سب کی توجہ اس جانب ہو گئی۔۔

کراچی ایئرپورٹ پر طیارہ لینڈ ہوا۔۔

بے چین کھڑے وجود کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔ دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلا اور سڑھیاں سرکتی سفید فرش پر آئیں۔۔

سامنے ہی سب انتظار میں کھڑے بے تابت مضطرب تھے بس نہیں چل رہا تھا فوراً سے ان بے کار لمحات کو بیچ سے ہٹا کر انہیں سامنے لادیں۔۔

ان لاتعداد لوگوں میں ان سب کے آگے مسکراتے چہروں کے ساتھ بلیک فور پیس سوٹ میں عارب داؤد آلف تھے۔

سیڑھیاں زمین پر نہیں جیسے ان کے دلوں پر آئیں ہوں، انکے احساسات تاثرات دیکھنے والے ہو گئے۔۔

عرب داد کو دیکھتا قہقہہ لگا اٹھا۔

”یار میری حالت ایسی ہو رہی سچ میں جیسے میرا محبوب آرہا ہو۔“ داد اعتراف کرتا اپنے دھڑکتے دل کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

”میری تو حالت ویسی ہی پتلی ہو رہی ہے جیسے سالا نہیں باپ آرہا ہو۔ میں پہلا داماد ہوں جو اپنے ہی سالے سے ڈر رہا ہوں۔“ اسنے اپنی حالت کا اعتراف کیا اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے قہقہہ لگا اٹھے۔۔

چمکتی آنکھیں سامنے تھیں جہاں سیڑھیوں پر اس لمبے چوڑے مضبوط وجود نے متبسم بھوری نظروں سے دیکھتے اپنا بھاری قدم پہلی سیڑھی پر رکھے۔۔

اور پاکستان کی فضاؤں میں اپنے سگار کا دھواں بکھیرا تھا۔۔

انہوں نے دیکھا اور جیسے ساکت رہ گئے۔۔ وہی سرد سپاٹ برفیلا انداز وہیں بھوری آگ ماند چمکتی آنکھیں۔۔

وہ پہلے سے کئی گنا زیادہ وجیہہ مبہوت کر دینی والی پرسنالٹی کے مالک ہو گئے تھے۔ اسکی جسامت مزید چوڑی توانا ہو گئی تھی جیسے کئی حیوانوں کو مار کر انکی طاقت خود میں سمائی ہو۔۔

اسکے چہرے کا وہ کٹ آج بھی پورے تاب و غرور سے جھلک رہا تھا جو اسکی شخصیت کا خلاصہ تھا کہ وہ حیوان انسان دونوں کی خصوصیات رکھتا ہے۔ وہ دونوں روپ رکھتا ہے ایک ڈبل فیس انسان تھا جسکے دونوں فیس نمایا تھے۔۔



”داد کچھ کر ورنہ اب اسکا ایک مکہ مجھے قبر کی سیر کروا کر آئے گا۔“ عارب کی خوفزدہ کپکپاتی آواز نے ماحول کا سحر توڑا معاً داد نے جیسے ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے چونک کر اسے دیکھا اور جب اسکی بات سمجھا مسکراہٹ دبا گیا۔ بہر حال وہ قہقہہ لگا کر کوئی گستاخی والا کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ کئی ممالک کا بادشاہ بن کر ان پر سلطنت کر کے لوٹ رہا تھا ایسے میں کیا اسکی موجودگی میں قہقہہ لگا کر اس پر ظاہر کرے کہ آپ جس طرح کمینہ داد چھوڑ کر گئے وہ ویسا ہے آپکے سامنے پیش ہے؟

نہیں وہ اپنی خوب رو پر سنالٹی کے ساتھ سنجیدہ شخصیت سے پیش ہونا چاہتا تھا۔ ایک طرح کا رعب چاہتا تھا۔۔۔

جبکہ اسکے برعکس عارب کو اب اپنی موت واضح نظر آرہی تھی۔۔۔

”بیٹا اگر تیرے درویش کے تعویذ نے کام نہیں کیا نا تو پھر دیکھنا تجھے درویش سے مرحوم کا لقب کیسے دلواتا ہوں۔“ سرد آہ بھرتے عارب نے اپنی تعین دھمکی دی وہ ناک سے مکھی اڑا کر رہ گیا۔

معاً فضا میں گاڑیوں کی آوازیں گونجی عارب اور داد نے پلٹ کر دیکھا تو کئی گاڑیاں لائن میں کھڑی ہوئیں اور ان میں سے بریگیڈر، جنرل، میجر شہریار، آئی جی ایک ساتھ نکلے، شیر کو تو بھول گئے۔ ”داد نے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

”تو فکر نا کر اسے سب یاد رہتا ہے بلکہ اسکی نظر ہم پر ہمہ وقت رہتی ہے جاسوس جو ٹھہرا۔“ عارب نے مزے سے بتایا۔۔۔

وہ دور سے مسکراتا آرہا تھا اور دونوں کو دیکھتے فضا میں ہاتھ بلند کیلئے۔۔

”یہ لعنت کا اشارہ دے رہا ہے یا سلام کا؟“ اسکی کھلی انگلیاں دیکھتے داد نے الجھ کر پوچھا۔  
”میں تو سلام ہی سمجھوں گا کچھ بھی ہو۔ تم چاہے تو لعنت سمجھ سکتے ہو تم پر سوٹ کرے گی۔“ عارب نے دانت نکوستے کہا داد کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔۔

”تجھے تو مجنو دیکھ لوں گا۔“ وہ تیج و تاب کھاتا کلس گیا۔۔ جب تک وہ سب قریب آچکے تھے اور ان سے مصافحہ کر کے سامنے متوجہ ہوئے،

جہاں زمین پر کھڑے اس کے انتظار میں افراد عزیزوں پر ایک سرسری سی بھوری نظریں گھما کر اسنے ایک ہاتھ میں سگار پکڑے دوسرے کو اندر کی سمیت کیا جیسے کسی کو سہارا دیا ہو۔۔

دوسرے ہی لمحے انہوں نے دیکھا ایک گلابی گلووز میں مقید ہاتھ اسکے چوڑے مضبوط ہاتھ میں آیا، متبسم نظروں سے تھام کر سعیر عالم نے اسے اپنی سمیت کیا سب کے دل جیسے تھم گئے۔۔۔“ کیا اسٹائل ہے۔“ داد نے آہ کرتے کہا۔

”سٹائل کیوں نہیں ہوگا بیسٹ اپنی بیوٹی کو فتح کر کے جو لوٹ رہا ہے۔“ انکے تیج آتے شہریار نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔۔۔

”بیسٹ نہیں فتح عالم ہے۔“ داد نے فخریہ کہا شیر دھیرے سے ہنسا کر قبول کیا۔۔ سچ ہی تو تھا وہ جانتا تھا۔۔

گلابی آتش گھیریدار لہنگا چولی جسکے بارڈر پر زرک اور نگینوں کے بھاری کام کیا ہوا تھا جو دور ہو کر آنکھوں میں چمک رہا تھا، پہنے بڑے سے گلابی بھاری دوپٹہ جسکا بھاری زرک نگینوں

سے بارڈر آگے گھونگٹ کی طرح نکالا گیا تھا باقیہ سارا گلابی دوپٹہ نگینوں زرک کے چھوٹے چھوٹے پھولوں سے سجا تھا۔۔۔

ایک ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیئے دوسرے میں گفٹ کیے ہوئے سرخ گلاب کا بکے تھاما ہوا تھا۔ گلابی ہیل میں مقید سپید پائوں اسکے قدم کے ساتھ ساتھ ملایا تھا۔

ان دونوں کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھری۔۔۔“ وہ کس طرح اپنی عین کو چھپاتا تھا۔ ” ایک سوچ نے انہیں اسکا اسیر کر دیا۔

“وہ ہر ناممکن کو ممکن بنا کر اپنی عین کو چھپا لیتا تھا۔ ”عرب اسکی جانب قدم بڑھاتے ہوئے سوچنے لگا۔

جبکہ ایک دو دوسرے کے قدم سے قدم ملاتے ایک سنگت میں وہ سیڑھیاں طے کر کے فرش پر آگئے تھے۔۔۔

پاک کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی اسنے فضا میں گہرا سانس بھرا۔

“Welcome to back Sa'eer Aalam”

کئی آوازیں انکے کانوں سے ٹکرائیں معاً اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر ان تک پہنچتے تین وجود لمبے ڈگ بھرتے ایک دم سے انکے سامنے آکر رکے۔۔۔

حورالعین کا سر جھکا ہوا تھا پر اسکے باوجود انکی مہک سے وہ جان چکی تھی ایک کو چھوڑ کر باقی دونوں وجود اسکے اپنوں کے ہیں۔۔۔

مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد سعیر اسے پارلر لے گیا تھا وہاں سے اسے بیوٹیشن نے تیار کیا۔ حورالعین تو اپنا عکس دیکھتے مبہوت ہو گئی تھی، جہاں تک اسے یاد تھا اسکی آنکھیں سیاہ تھی نورالعین جیسی۔

پھر یہ اوشن نیلی آنکھیں۔۔۔؟؟

وہ گھبرا گئی کہیں اب سعیر اسے ٹھکرا تو نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ خاموش تھا جب سے اسے دیکھا تھا۔ اسنے اپنے سراپے پر نظریں ڈالی کہیں وہ کہیں سے چنچ تو نہیں ہو گئی۔۔۔ پر نظریں مایوس ہو کر لوٹ آئیں کہیں کوئی ایسا نقص نظر نہیں آیا جس سے سعیر کی خاموشی کا زار حاصل ہو۔۔۔ اسکی آنکھوں میں سعیر عالم کا سراپا لہرایا، اسکی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہو گئی تھیں جب جب اسکے دماغ کی لہروں پر سعیر عالم وہ جنون خیز قربتیں یاد آتی وہ لرزہ جاتی۔ اسکا پورا وجود پسینا ہو گیا اور گھبراہٹ میں حالت ایسی غیر کہ بیوٹیشنز گھبرا کر اے سی کی کولنگ بڑھائے اسے سنبھالنے لگیں۔

اچانک اسکا دل بے ایمان ہوا، کہ وہ چاہنے لگا اسے کہیں دور جا کر چھپا دے۔“ پر کیا وہ اسے چھپا سکتی تھی؟ ”اس سوچ نے اسے شرمندہ کر دیا کیونکہ وہ اسکے سامنے جب جب آئی بالکل دب سی گئی تھی۔۔

کہاں وہ اسے اس دنیا سے چھپائے۔۔۔ اسے جی بھر کر اپنی بے بسی پر رونا آیا۔ آنکھیں چھلک پڑیں کچھ بھی تھا وہ آنکھیں اب اسکی تھیں اسکے حال پر چھلک نے والی اسکے غم دکھ بے بسی کو محسوس کرنے والی اسکے وجود کا ایک حصہ۔۔

جسنے اسے مکمل کیا اسکے عالم کو دیکھنے کا سکون بخشا۔



اسنے بے ساختہ سب کو نظر انداز کرتے اپنے آپ کو اس آئینے میں ہر طرح سے دیکھنے لگی۔  
اسکی بے چینی تڑپ پر وہ بیوٹیشن مسکرا رہی تھیں۔۔

اسنے اپنا عکس آئینے میں دیکھا اور عالم کو پاس محسوس کیا تو کس قدر جھینپ گئی اسکا اندازہ  
اس ان لڑکیوں کے قہقہوں سے ہوا۔

اس ساری صورتحال کو ملاحظہ کرتی لڑکیوں نے اسے تھام کر یقین دلایا کہ اسکا شوہر اسے  
ہی چاہتا ہے۔۔

حور نے الجھ کر پوچھا تم لوگوں کو کیسے معلوم؟

وہ اردو سے واقف تھیں اسلیے حور کو سہولت ہو رہی تھی۔۔  
انہوں نے بتایا اسکے شوہر کا جنون کہ کیسے وہ اسکی ذرا سی ذرا بات پر بھی ہزار ہدایات دے  
رہا تھا۔۔

اس پر انکی ذرا سی پسند سنتے انہیں بری طرح جھڑک دیا کہ جیسا وہ چاہتا ہے ویسی ہونی  
چاہیے انکی ایک بھی پسند کی چیز اس پر نہیں لگنی چاہیے۔

وہ حور العین کو یقین دلانے لگی کہ ان کا جوڑ پرفیکٹ ہے۔

وہ کم نہیں ایک حسین غیر معمولی حسن کا مجسمہ ہے۔

وہ مسکرا دی کیونکہ اسکی پوزیشنیں سے واقف تھی مطلب کچھ وجہ سے وہ خاموش ہے۔

تیار کرنے سے پہلے اسے اسکے بیٹے کو دیا گیا فیڈ کروانے کیلئے۔ اسنے دیکھا وہ بالکل اپنے

باپ جیسا تھا۔۔ صرف ہنسنے پر اسکے گالوں میں اپنے جیسے ڈمپلز نمایا ہو رہے تھے۔۔

اسکی بھوری آنکھوں میں چمک ہی عجیب تھی الگ سی جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔  
اسنے تو آج تک محسوس کیا تھا، دیکھنا اور دیکھ کر سمجھنے کا فن اس میں ابھی نہیں آیا تھا  
تبھی خاموش ہو گئی۔۔

البتہ جب اسنے فیڈ کروا کر اسے پیار کیا اور اپنے بیٹے کی قلقاریوں پر کھلکھلانے لگی تبھی  
فوراً جن کی طرح ایک دراز قد خاتون نمودار ہوئی۔۔۔

جو کہ کب سے انکے ساتھ تھی بلکہ اسکے بیٹے کو سنبھال رہی تھی۔۔  
اس سے اسکے بیٹے کو لیکر فقط اتنا بولی کہ وہ ”درقہ“ ہے اسکے بیٹے کی کیئر ٹیکر وہ روتے  
ہوئے اسکے بیٹے کو لے جانے لگی جب حور نے جھپٹ کر لینا چاہا تب وہ رک کر بولی کہ  
”سر نے جتنا ٹائم دیا ہے وہ ختم ہو گیا ہے لہذا آپ کو مزید پیار کرنے کیلئے واپس اس وقت  
کا انتظار کرنا ہوگا جو سر نے سیٹ کیا ہے۔“ وہ چلی گئی پر گم صم کھڑی حور تو اپنے بیٹے کو  
دیکھ کر خاموش تھی جسنے پوری بات سن کر اپنی ماں کو دیکھتے مسکرایا تھا۔۔  
حور کا دل دھڑکا اسے لگا وہ اتنا سا بچہ جیسے سب سمجھ گیا ہے اور اب اسے مسکراہٹ سے  
دلا سے دے رہا ہے۔۔

پر یہ کیسے ممکن تھا؟ اسنے اپنے غلط خیال کو جھٹکا اور پائوں پٹخ کر رہ گئی اسے سیر سے  
شدید قسم کا شکوہ ہوا کہ اسکے بیٹے سے پیار کرنے کیلئے ٹائم سیٹ کیا ہے اور خود جب چاہے  
جہاں چاہے جس وقت چاہے اس پر اپنی محبت لٹانا شروع کر دیتا ہے۔۔۔

یہ کہاں کا انصاف تھا یہ تو سراسر جیلسی تھی اپنے ہی بیٹے سے جو حور کو شدت سے محسوس  
ہوئی۔۔



”یہاں آؤ۔“ اسے پیچھے ہٹتے دیکھ کر اسنے واپس اپنے پاس بلا یا۔۔ وہ جھینپ کر پاس آیا اور ایک چھوٹے بچے کی طرح اندر ہی اندر سسکتا اسکے چوڑے سینے میں چھپ گیا۔۔۔

”اتنا کوئی انتظار کرواتا ہے۔“ وہ شکوہ کرنے لگا بدلے میں عالم نے مسکراتے اسکے گرد گرفت تنگ کی۔۔

”وہ ہنس پڑا۔۔۔“

”میں بھی ایک قسم کی تڑپتی محبوبہ ہوں۔“ داد نے شکوہ کیا عارب قہقہہ لگا اٹھا۔

عالم نے مسکراتے اسے ساتھ لگایا۔۔۔

”میری محبوبہ بننے کیلئے تمہارے جیسی نازک مزاجی کام نہیں آئے گی۔“ وہ بدلے میں اپنے مخصوص گھبیر لہجے میں بولا جس سے حور کے کانوں سے دھواں نکل گیا۔۔

جبکہ اس جملے سے محفوظ ہوتے عارب اور داؤد کا معنی خیز قہقہہ فضاؤں کے سپرد ہوا اور انکے اس طرح کے قہقہوں پر حورالعین کا وہاں کھڑا رہنا مشکل ہو گیا وہ کانوں کی لو تک سرخ ہو گئی۔

اسکے دل کیا دونوں کے منہ پر گارڈ سے کہہ کر مکے برسائے۔۔ بے شرم ”کہیں کے۔۔ بھلا سالوں بعد آئے اپنوں سے کوئی ایسا رویہ رکھتا ہے؟

سب کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر عالم نے عارب کو عین کو گاڑی کی طرح لے جانے کا اشارہ دیا۔۔



وہ دونوں مؤدب سر کو خم دیتے حورالعین کی اطراف میں آئے اور جھک کر اسکے لہنگے کو ذرا سی چٹکیوں میں تھام کر گلا کھنکارتے خادم کی طرح عرض کرتے بولے۔۔۔

”چلیں ملکہ عالم“! انہوں نے آگے کی سمیت اشارہ دیا حور جھینپ کر دونوں کے بازوؤں میں اپنے ہاتھ ڈالتی انہیں خوشگوار حیرت میں مبتلا کر گئی۔۔

انہوں نے پلٹ کر سعیر کی جانب دیکھا جہاں وہ انکی طرف متوجہ نا ہو کر بھی سرد نظروں سے کھڑا تھا۔

”ہا ہا جی ہم تو آپکے قدموں میں نچھاور ہو جائیں چلیں چلیں آپکی سلطنت آپکے منتظر ہے۔“ وہ یک زبان میں بولے اور آگے بڑھ گئے۔۔۔

حورالعین سرخ سی دل چاہا کھلکھلا جائے پر سعیر کی ناراضگی سے سختی سے لب بھینچے چل رہی تھی۔۔

ایک لمبی سی سیاہ گاڑی انکے منتظر تھی گاڑی نے انہیں گاڑی کی طرف آتے دیکھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔

”کیا آپکا حور چہرہ ہم دیکھنے کی جسارت کر سکتے ہیں ملکہ؟“ وہ شریر لہجے میں بولے حور سٹیٹا کر نفی میں سر ہلاتی انہیں مایوس کر گئی۔۔۔

”وہ بیسٹ تو یہاں نہیں پھر؟“ وہ چڑ کر بولے حور اپنی جان پھنستے دیکھ کر ایکدم آگے بڑھتی انہیں بوکھلائے ساکن چھوڑ کر گاڑی میں اندر بیٹھ گئی۔۔۔

”یہ پہلے سے تیز نہیں ہو گئی؟“ عارب نے صدمے سے دہائی دی۔۔۔

”یہ تمہاری ناگن بہن کے کرتوت ہیں۔“ داد نے دانت پیسے۔۔

”حور میں تمہارا کزن جیجا؟“ صدے میں ڈوبی آواز آئی۔

وہ ایسے انجان بن گئی جیسے بہری ہو۔۔۔

”یہ ہماری حور نہیں۔ ہمیں دیکھنے دیں اسکا چہرہ کہیں وہ کسی اور کو تو نہیں اٹھا کر لایا۔۔۔“

دروازہ بند ہوتے دیکھتے وہ دکھ صدے تکلیف کی کیفیت سے دوچار ہوئے۔

معاً داد نے اچانک اس پر حملہ کیا ایک زوردار اس کے منہ پر گھونسا جڑتے عارب کو لڑکھڑاتا بوکھلایا ہوا چھوڑ کر وہ پیچھے ٹرن گھماتا واپس بھاگا۔۔۔

”خبردار اسے چھوا بھی میں تمہارا قتل عام کردوں گا بے غیرت۔۔۔“ !!! عارب سنبھل کر دھاڑا اور سب کو بوکھلائے گھبرائے چھوڑ کر اسکے پیچھے ہی بھاگا۔۔۔

انکے وہاں سے بھاگنے پر ہی بلٹ پروف سعیر عالم کی گاڑی میں بیٹھی حورالعین کی گاڑی کا دروازہ ناک کر کے درقہ نے اسکی گوڈ میں سوئے ہوئے بیٹے کو ڈالا اور گاڑی کے دروازے لاک کر دیئے۔۔۔

حورالعین کا لمس پا کر کر اسنے اپنی بھوری آنکھیں اسکی اوشن آنکھوں میں ڈالی اور ایک کھلکھلاتی قلقاری ماری۔۔۔

”میرا معصوم شا بیٹا۔“ وہ اسے سینے میں بھینچ کر بانہوں میں چھپا گئی۔۔۔

درقہ یورپین مشہور کنگفو اور کک باکسنگ لیڈی تھی جسے سعیر نے خاص طور اپنے بیٹے کیلئے ہائر کیا تھا، اس جاب کو اسنے اپنی سعادت عقیدت سے قبول کیا بلکہ فوراً اس ڈیوٹی کا جوائن

کرنے کی درخواست بھی کردی پھر بھلا سعیر کو کیا اختلاف ہو سکتے تھے اسنے بلا لیا اسے سعودی عرب میں ہی۔۔

وہ کھینچ کھانچ ایک دوسرے کو مارتے گرتے پڑتے جب سعیر کے پاس پہنچے تو وہاں ڈھونڈنے سے بھی انہیں کوئی چھوٹا پس نظر نہیں آیا۔۔

”کہاں گیا فتنہ؟“ وہ دونوں سعیر کو سر سے پیر تک جانچتے طیارے میں بھی دیکھ آئے پر انہیں پورے ایر پورٹ پر کہیں نہیں ملا۔۔

”وو۔۔ وہ کہاں گیا؟“ انہوں نے پریشان بوکھلاہٹ دکھ سے سوچا اور ایک دوسرے سے نظریں چرانے لگے کہ ان میں ایک کو اسے پہلے ہی ڈھونڈنا چاہیے تھا۔۔

”سعیر عالم کا بیٹا کہاں ہے؟“ عارب بھاگ کر گاڑد کے پاس گیا جو سعیر کے ساتھ ہی آیا تھا۔

”مس درقہ کے پاس۔“ وہ مؤدب ہو کر بولا دونوں نے الجھ کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر اسے۔

”یہ مس درقہ کون ہے؟“ انہوں نے نا سمجھی سے پوچھا۔

جبکہ دونوں کے ہاتھ پائی سے منہ سے خون نکل رہا تھا جسے وہ رومال سے صاف بھی کر رہے تھے۔

”بے بی کی کیئر ٹیکر ابھی انہیں میم کے پاس ہی لے گئی ہیں۔“ گارڈ نے انہیں پہلے کے انداز میں جواب دیا۔۔

”چل دیکھتے ہیں درقہ شارقہ مارکہ چالا کو کون ہے جسنے ہمیں اپنے چھوٹے بیسٹ سے دور رکھا ہے فتنی کہیں کی۔“ داد نے لڑائی کے انداز میں بازو فولڈ کیے اور گاڑی کی سمیت خطرناک انداز میں بڑھا۔

انکے پیچھے ہی سعیر سب سے مصافحہ کر کے الوداعی کلمات ادا کرتے مسکراتے گاڑیوں کی سمیت بڑھے۔ ان دونوں کی بے چینی اسکی آنکھوں سے چھپی ہوئی نہیں تھی۔

”ہو از ڈریکولا آئی مین درقہ؟“ گاڑی کے پاس پہنچتے انہوں نے غصے سے کس قدر دھاڑ کر پوچھا گاڑی گھبرا گئے۔

”کیا ہے؟“ بھاری کس قدر سخت آواز پر دونوں آس پاس کے بجائے گاڑی کے ڈور کی طرف دیکھا جہاں سیاہ مائل رنگت والا کوئی چوڑا لمبا پھیلا وجود انکے سامنے بازو سینے پر باندھ کر کھڑا ہوا۔

اسکے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے اور سیاہ گہری غصے بھری آنکھوں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

داد عارب کا حلق خشک ہو گیا اسے دیکھتے۔

وہ تو ان سے لمبا چوڑا پہاڑ جیسا وجود رکھتا تھا۔

”دور۔۔۔۔۔ عارب نے داد کو کندھا مارا کہ بول۔۔۔

داد نے سر ہلاتے گلا کھنکرا اور قدرے شائستگی کا مظاہرہ کرتے کہا، ”بھائی صاحب! ہم مس ڈریکولا کو ڈھونڈ رہے ہیں جو ہمارا بھتیجا لیکر غائب ہوئی ہے چڑیل عورت۔“ بات کرتے وہ درقہ کے نام پر غصہ ہو گیا



سامنے والے وجود کی آنکھوں میں چنگاریاں بھڑک اٹھی جسے عارب دیکھ کر داد کو ٹھوکا مار کر متوجہ کیا۔

”دیکھو بھائی ہماری آپ سے کوئی جنگ نہیں آپ کوئی بھلے آدمی لگتے ہیں، ہم اس چڑیل ڈائن بھوتنی کو ڈھونڈ رہے ہیں جس نے ہم سے ہمارا جگر کا ٹکڑا چھینا ہے۔ ہماری آپیں لگے گی اس پھپھیا کٹنی کو۔“ داد کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے ہوتی تو اس کا حشر نشر کر دیتا۔

سمجھتی کیا تھی وہ انکے سامنے انکے شہزادے کو غائب کرنے والی۔۔۔ اسے معلوم ہی کیا تھا کتنے تڑپے تھے وہ فتنے کیلئے اور وہ محترمہ اڑا کر لے گئی بیچ سے۔۔۔

”تو بھی کچھ بول میسنے۔“ وہ خاموش کھڑے عارب پر چڑھ دوڑا جو بوکھلا گیا۔۔۔“ ہہ۔۔۔ ہاں چڑیل کوئی بھٹکی آتما ہوگی۔“ اس نے جیسے گڑبڑا کر تاکید کی۔۔۔

”میں ہی ہوں درقہ (بے بی کی کیئر ٹیکر۔“ وہ دونوں کے چہرے کو دیکھتی سینے پر بازو باندھ کر سکون سے بولی۔ درحقیقت اسکے لہجے میں ضبط کی چنگاریاں تھیں وہ اردو سے واقف تھی، اور انکی ساری باتیں بھی اپنے بارے میں سن سمجھ چکی تھی۔

”ہاہا اچھا مزاق ہے بھائی۔ تجھے تو ٹھیک طرح سے عورت کی طرح بولنا نہیں آتا۔۔۔“ داد

نے قہقہہ لگاتے اسکے پھولے بازو پر ہاتھ مارا۔ وہ صرف دیکھتی رہی عارب بھی بے تحاشہ ہنسنے لگا۔

”وہ سچ کہہ رہی ہے۔“

دفعۃً عالم نے متبسم لہجے میں دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر درقہ کی تعارف کی تاکید کی اور انکے بیچ سے نکلتے ڈور کھول کر اندر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

اسکے بیٹھے ہی گاڑیاں ایک دوسرے کے پیچھے وہاں سے نکلی اور اب وہاں سے صرف عارب  
داد اور درقہ کھڑی تھی۔۔۔

”ہاہا انجوائے اٹ!“ شیر نے گاڑی میں بیٹھ کر انکی حالت سے محفوظ ہوتے قہقہہ لگایا ساتھ  
ہی کہتے آنکھوں پر سن گلاس لگا کر وہاں سے خود بھی نکل گیا۔۔۔

جہاں حسین چہروں سے مسکراہٹ سمٹ گئی تھی وہیں چہرے کا رنگ بھی ساتھ اڑتا نظر  
آیا۔۔۔۔

درقہ پر سکون نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی کہ اب بتائو میں ہوں ڈریکولا؟

”بہنا!! داد کے منہ سے شفقت بھری سسکی نکلی۔۔۔

”ہماری مرد نما بہنا!“ عارب نے مان بھری پکار لگائی۔۔۔

”ہماری معصوم درقہ!“ وہ دونوں ایک قدم پیچھے لیتے ساتھ سکے۔۔۔

”میں اس الدوجہان کا معصوم ولجہ آپکے الشان میں ولگستاخی کر کے معافی کا الطلبگار ہوں  
میری معصوم د۔۔ درقہ بہنا!“ وہ کپکپائے لہجے میں کہتا داد کو ایک قدم آگے چھوڑ کر پیچھے

ہوا۔۔

”مم۔۔ میں۔۔ میں۔۔۔۔

”بکرے کی طرح میں میں بند کر میری لائیں بول بہت سی امپریس کی ہیں۔“ داد کی

گڑبڑائی مسکین صورت کے ساتھ کچھ بولنے کیلئے میں میں کرتے دیکھ کر اسنے سرگوشی

کی۔۔۔

”میں الہدین کا معصوم و بچہ آپکے عالیشان میں گلستان کر کے معافی کا تبلیغگر ہوں“ میری ”  
معصوم ڈڈر۔ ڈڈر۔ ڈڈر۔ ڈڈر۔ کو۔۔۔ لا ”وہ اسکا نام بھول کر بری طرح بوکھلاہٹ کا شکار  
ہو گیا اور دوسرا قہر اس کمینے پتا نہیں کیا کیا بولا تھا اسے جو سمجھ آیا وہ بولتا گیا اب اسکا نام  
بھول کر اسکی رنگت زرد پڑ گئی تھی۔۔

”ہاہاہاہاہ۔۔“ جہاں ایک جست میں دوڑ لگاتے عارب نے قہقہہ لگایا تھا وہیں درقہ نے ایکدم  
اسکی گردن میں بازو ڈالکر اسے اپنے شکیجے میں کھینچا۔۔

”ب۔۔۔ بابی مرجائے گا۔“ ”داد بوکھلا کر وہاں سے بھاگتا صدمے سے عارب کی رنگت دیکھ  
کر بولا۔

”یہاں آؤ میں تمہاری عالیشان میں گلستان کرتی ہوں۔“ ”انے دھاڑ کر داد کی کمر میں بازو  
ڈالا۔۔۔

”عارب مجھے بچاؤ۔“ ”اسکی چنچیں عروج پر تھیں وہیں عارب اسکے ساتھ گھسیٹتا جاتا مرنے  
جیسا ہو گیا تھا۔۔۔

”یہ عالم نے کس گناہ کی سزا دی ہے۔“ ”عارب نے پھنسی پھنسی آواز میں دہائی دی۔۔

”بے غیرت کمینے تجھے ہی کیڑے نے کاٹا جو حور کے بازو تھامے۔“ ”داد نے غرا کر کہا اور  
درقہ کو مکے برسانے لگا جو سکون سے انہیں گھسیٹتے ہوئے جارہی تھی۔۔

”عارب جانی مجھے لگتا ہے میری عزت خطرے میں ہے۔“ ”داد نے روتے ہوئے جیسے دہائی  
دی۔۔

”لعنت ہو تیری اس سوچ پر۔“ عارب نے کلس کر کہا اور دونوں معصومیت سے درقہ کو دیکھنے لگے۔

جسنے داد کی کمر میں گرفت اس طرح سخت کی کہ اسے اپنی ہڈیاں ٹوٹتی معلوم ہوئیں۔

”میری بونی کا خیال رکھنا اس سے کہنا اسکا داد اس سے بہت محبت کرتا تھا۔“ اسنے مصنوعی سسکی بھری

”میری تو ابھی رخصتی نہیں ہوئی اے بہنا ہم پر رحم کر۔“ عارب نے درقہ کو دیکھتے دہائی دی جسنے خونخوار نظروں سے گھورا۔۔۔

”سر کی طرف لے چلو۔“ وہ بھاری آواز میں بولی کہ دونوں خوفزدہ ہو گئے۔۔۔

”ہمارا معصوم بے بی۔“ وہ دونوں بے بی کو یاد کر کے سکے۔ جانے کیسے گزرے گی اس معصوم کی۔۔۔

یہ عالم نے کون سی سزا دی تھی اپنے ہی معصوم بیٹے کو۔

انکی ابھی سسکیاں مکمل بھی نہیں ہوئی جب درقہ نے بے دردی سے داد کو گاڑی میں پھینکا۔ اور فوراً سے خود بیٹھ کر عارب کو اندر گھسیٹ لیا۔۔۔ بغیر وقت کے اسکا دوسرا بازو داد کی نازک گردن کو دبوچ گیا۔۔۔

”مسی! مسنی! مسو جاناں کہاں ہو بے بی؟“ عارب کو شدت سے اپنی بہن کی یاد آئی۔۔۔

ایسی بلاؤں کو وہی سنبھال سکتی تھی۔۔۔





گاڑی جیسے ہی عالم ولا قریب پہنچ رہی تھی حورالعین نے دھڑکتے دل کے ساتھ عالم کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام لیا۔

“ریلیکس! کچھ نہیں ہوتا۔” وہ اسکے ٹھنڈے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیکر سہلاتا ہوا لبوں سے لگا کر بولا۔

“مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے عالم۔” وہ گھبرائے لہجے میں بیچارگی سے بولی۔۔۔

“میں ہوں نا قریب۔” اسکے گرد بازو ڈال کر اپنے ساتھ لگاتے سر پر بوسہ دیا۔ وہ اسکی کیفیت سمجھ رہا تھا اسلیے ساتھ لگا کر حوصلہ دینے لگا۔

سب گاڑیوں سے آگے وہ شاندار گاڑی تھی جو روٹ پر پھسلتی سیدھا اس محل نما سچی خوبصورت عمارت کے سامنے آئی، سیاہ وسیع گیٹ اسکی گاڑی کے نمبر کو ٹریک کر کے خود بخود وا ہوتے چلے گئے۔

گارڈز ویسے ہی مستعد کھڑے تھے اسکی گاڑی کو دیکھتے کھل کر مسکرائے اور خوشگوار حیرت و سکتے میں انہوں نے سلام کیا جس پر عالم نے سر ہلا کر جواب دیا۔

مین گیٹ سے گاڑی سفید ماربل کی روش پر پھسلتی جا رہی تھی جیسے مچھلی پانی میں تیرتی ہوئی۔ سفید روش کے دونوں اطراف سرسبزہ تھا، دور دور وسیع پیمانے پر پھیلا یہ لان عالم ولا کا تاج تھا، لان میں موجود خوبصورت لہلاتے پھول، جن پر تتلیاں دور سے رقصاں نظر آرہی تھیں، اونچے قد آور درخت جو شان بے نیازی سے گردن اکڑائے کھڑے تھے، لان

میں مجسموں کے منہ سے نکلتا پھوارے مانند پانی جیسے خواب نگر میں آگئے ہو۔ پر یہ درحقیقت ایک بیسٹ کا محل تھا جہاں وہ اپنی بیوٹی کو لا کر رہا تھا۔۔۔

شہریار جو اس کا ویکم کرنے خاص اسلام آباد سے کراچی آیا تھا۔ اس سے ملکر بے تحاشہ خوشی کا اظہار کرتے اس سے میٹنگ میں پھر ملنے کا کہتے واپس اسلام آباد چلا گیا تھا۔۔۔ عارب داد بھی پیچھے آرہے تھے۔۔۔

ایک بار پھر سطل بیٹھے تھے ساتھ۔۔۔

”ہم پہنچ گئے؟“ سفید روش پر چلتی گاڑی جب گول ستونوں والے پورٹیکو کی چھت تلے دیگر گاڑیوں کے ساتھ آرکی اور وہ گاڑی سے نکلتے ہوئے اسکی طرف ڈور کھول کر اسے نکالا تب وہ بوکھلائے ہراساں لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

دھڑکنیں تو عالم کی بھی بے ترتیب تھیں پر اس سے زیادہ اسے سرشاری تھی جب وہ فاتح بن کر اسکی بہن کر سامنے رکے گا کہ ”میں تمہارے گنہگاروں کا وجود اس زیر زمین سے مٹا چکا ہوں۔“ تب کتنا فخریہ لمحہ ہوگا اس بھائی کیلئے۔۔۔ وہی محسوس کرنا چاہتا تھا اور اپنی بہن کی تڑپ انتظار کو ختم کرنا تھا جیسے اپنے اندر کی بھی۔۔۔

اسنے بغیر کچھ کہتے اسکے گرد حصار ڈالا اور گھر کی سمیت چل پڑا۔۔۔ حورالعین کی چال میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی، پر سعیر کا سہارا کہاں اسے گرنے دے سکتا تھا بلکہ اسکے لڑکھڑاتے قدموں کو مضبوط کر لیا اپنے ساتھ۔۔۔ انکا بیٹا ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔

اسکی دھڑکنیں حد سے سوا تھیں۔ کانوں میں فضائیں عجیب سا شور مچا رہیں تھیں اسکے سامنے  
پپی مخصوص آواز میں بھائو بھائو کر رہا تھا۔ اور سہمی کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔  
وہ صوفے سے ایدم اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسکی حالت کیفیت نے اسے عجیب سی کشمکش میں  
مبتلا کر لیا تھا کہ اب جیسے دل پھٹنے کے قریب آگیا تھا۔

”میرے رب یہ کیسا وقت لمحہ ہے، یہ کیوں مجھ پر میری کیفیت پر بھاری پڑ رہا ہے۔“ وہ  
اللہ کو صدا لگانے لگی۔۔۔

اسے لگا باہری گیٹ جیسے کھلا ہے، اور ایک پرسکون جھومتا ہواؤں کا پرجوش پرشریر رقصاں  
جھونکا اسکے دل و احساس کو اپنے گھیر میں لیکر اس پر حصار بنا گیا، اور جب سکتے میں بیٹھی  
سہمی نے اس جھونکے میں روتے ہوئے گہرا سانس بھرا جیسے منجمد ساکت و جامد ہو گئی۔  
سنسنی خیز لہر اسکے پورے وجود میں دوڑ گئی۔ دھڑکنیں یوں زیر و زبر تھیں، جیسے جوگی  
منزل عشق پا کر مدہوشی میں رقصاں ہو۔۔۔

ماحول انوکھے جلت رنگ ساز میں گنگنا رہا تھا، کچھ دیر جو وہ اکیلی اس محل نما گھر میں بیٹھی  
سک رہی تھی کہ کیسا گنگنا کھلکھلاتا روشنیوں سے پر گھر تھا آج سکوت میں چھایا وہ تنہا  
وجود رہ گیا تھا۔

وہ وحشرہ سی اس گھر میں اکیلی بیٹھی تھی جیسے دور کہیں دور بھی زی روح نا ہو۔۔  
ماحول اس قدر وحشت ناک تھا کہ اسکی گھٹی گھٹی کر بناک چینیں سسکیاں گونج رہیں  
تھیں۔۔

وہ سچے سنورے گھر میں تنہا تھی، جہاں کبھی متبسم نظروں سے اسکا بھائی اپنی شہزادی کو دیکھتا تھا، جہاں مسکان کی شرارتیں ہوا کرتی تھیں، جہاں عارب کی معنی خیز پر عالم سے سہمی نظریں ہوا کرتی تھیں، جہاں دو بھائیوں کی چھیڑ چھاڑ تو کبھی داؤد آلف بھی شامل ہو جایا کرتا تھا۔

جس گھر میں زندگی گنگناتی تھی وہاں قبرستان سے گہرا سناٹا چھایا دیکھ کر اسکا دل پھٹنے پہ آگیا تھا۔

عالم ولا میں زندگیاں گنگناتی رقصاں تھیں، ایک عالم کے جاتے سارے بکھر کر دور ہو گئے تھے۔ اسے لگا جیسے شہر و ملک مٹی ویران و حشرزدہ ہو اسکی غیر موجودگی سے۔۔۔ ملک سے مٹی تک میں جیسے سکوت اترا محسوس ہوا ہے۔

وہ اللہ سے دعائیں مانگنے لگیں کیونکہ اسکا ایمان کامل تھا کہ دعائیں ہی وقت نصیب حالات بدل سکتی ہیں۔ اور دعائیں وہ ہوں جن میں وسوسے، ڈگمگاہٹ، گھبراہٹ، مایوس یا بدگمانی دور تک نا ہو۔ نا ہی یہ سوچے کہ ایسا تو ممکن نہیں بھلا پھر کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ کیوں نہیں ممکن ہو سکتا کیا نعوذ باللہ میرے رب کی ذات کسی چیز کو کسی نصیب کو بدلنے کی طاقت نہیں رکھتی؟ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اسکے پاس نا ممکن کچھ نہیں وہ دو جہان کا بادشاہ کل کائنات کا ملک ہے جسنے مٹی سے انسان بنایا اور اس انسان میں روح پھونکی کہ وہ بولنے چلنے لگا۔ آجکل دجال صفت شخصیتوں کو زعم ہونے لگا ہے خود پر کہ انکے پاس کچھ بھی نا ممکن نہیں۔۔۔



پر انسان پتلے تو بنا سکتا ہے مٹی سے، میرے پاک رب اس رحمن رحیم کی طرح اس میں روح نہیں پھونک سکتا۔۔ انسان چاہے جتنی مرضی ناممکن کو ممکن کرنے میں سرف کردے پر جب تک میرا رب العالمین نہیں چاہے وہ چیز و کام ممکن کی منزل طے نہیں کرتا۔

صرف اور صرف ایک ہی چیز اسے ممکن بنا سکتی ہے اور وہ ہے یقین کامل ایمان سے اپنے پاک رب بے نیاز بادشاہ دوجہان کے مالک سے گڑگڑا کر دعا مانگی جائے، دعا تو بکھرے

نصیب بدل دیتی ہے، سبز قدم کو خوش بخت بنا دیتی ہے اس دعا میں اتنی طاقت ہے۔۔۔ کیونکہ میرے رب کو اپنے بندہ کا مانگنا بہت پسند ہے حالانکہ وہ ناواقف نہیں ہوتا اس سے کہ اسکا بندہ کیا چاہتا ہے، اسے اس وقت کس کی ضرورت ہے۔۔ وہ واحد لاشریک سب جانتا ہے، اسکے بندے کو کیا چاہیے پر وہ چاہتا ہے اس کا بندہ اس سے مانگے۔ کیونکہ اسے اپنا بندہ بہت زیادہ پیارا ہوتا ہے جو اپنی مشکلات میں اپنے رب سے مانگے، بغیر جھجھکے، بختہ ایمان سے۔۔۔

پھر وہ کہتا ہے بندہ اگر تو مجھ سے ایک دعا مانگے گا تو میں تمہاری جھولیاں بھر دوں گا۔ بشرطیکہ تو مانگ مجھ سے اپنے رب سے مانگ کیونکہ میں ہی ہوں تیرا، باقی یہ دنیا تو فانی ہے فریب ہے، تجھے کسی سے نہیں مانگنا تو صرف مجھ سے مانگ کیونکہ یہ تو ساری میری خلقی مخلوقات ہے وہ تیری ضرورتیں پوری نہیں کر سکے گی، جسکے سامنے تو مجھ چھوڑ کر ہاتھ پھیلاتا ہے، جسکے سامنے تو مجھے چھوڑ کر گڑگڑاتا ہے، اگر کوئی تیری دعا قبول کرنے کی طاقت رکھتی ہے تو وہ صرف پاک کل جہان کے رب کی۔۔۔

مان امیدیں صرف اللہ پر رکھی جاتی ہیں جس طرح اس سسکتی بہن نے رکھی۔۔ اللہ پاک نے اس کے پاس دولت کی اتنی تو ریل پیل کی تھی کہ وہ اب نکل کر اسے دنیا میں

ڈھونڈنے لگے یا اپنے ملازمین کو بگھائے اسے ڈھونڈنے کیلئے۔۔ یا تو یہ بھی ہو سکتا اسکے سامنے چلتے اس مضبوط سینے چوڑے توانا وجود کے مالک عارب کو بھی کہہ سکتی تھی اس پر بھی مان امیدیں جوڑ سکتی تھی پر نہیں! اسنے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ جانتی تھی یہ دنیا ہے چند منٹوں کا تماشاء، یہ لوگ ہیں گڈا گڈی جنگی ڈور اوپر بیٹھے بے نیاز بادشاہ دو جہان کے مالک کے ہاتھ میں ہے پھر وہ کیا ان سے آس امید مان توقعات باندھتی جنگی ڈوری تو وہ

پہلے اپنے ہاتھ میں تھامے بیٹھا ہے۔۔

اسنے بھی ان لوگوں سے مان نہیں باندھا نا ہی توقعات، وہ اپنے رب کے سامنے گر گڑائی، جیسے ابھی اپنے گھر کی طرح بڑھتے دھک دار قدموں کی آواز سنتی کاپیتی دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔۔

ایک ایک بھاری قدموں کی دھک اسکے دل پر آرہی تھی۔۔ جیسے کوئی جان سے عزیز اسکی طرف بڑھ رہا ہے۔۔ اس دن سے اسکی پکار سن کر وہ مسلسل شکرانے کے نوافل ادا کر رہی تھی کہ اسکے رب اس پر رحمن ہوا ہے اسنے اسکے ترستے کانوں میں شہد گھولا ہے تو وہ کیوں نا اسکے نوافل ادا کرتی۔۔

وہ پورے لائونج میں اکیلی دروازے کی سمیت پشت کیے کھڑی درحقیقت اپنے وجود سے ختم ہوتی تڑپ سسک، آہوں، صدائوں، درد تکلیف کو محسوس کر رہی تھی۔۔ وہ ایک دم کیوں خود کو توانا محسوس کرنے لگی ہے۔۔

اسکے وجود میں خوف پھیل گیا کہ کیوں اسکے دل سے تڑپ ختم ہوئی اسکے بھائی کی، وہاں جیسے صبح کا اجالا پھیل گیا بس ایک رب کے نام کی بازگشت تھی۔۔

اسکا دل بس رب سے ہم کلام تھا اور اسکی مٹی کے وجود کی ضرورتیں آہیں بالکل ختم ہو گئی تھیں۔

”کیوں اللہ؟“ وہ جیسے اپنے بھائی کی تڑپ کو ختم ہوتے پا کر کر خود مچل اٹھی۔۔۔ اسکا رواں رواں پر سکون ہو رہا تھا پر وہ نہیں، نا ہی اسکی آنکھیں۔۔۔

دفعاً ایک بار پھر سب کچھ ساکت سن ہو گیا، سب کچھ ویران پڑ گیا، ہر طرف گہری خاموشی کی وحشت چھا گئی۔۔۔

معاً اس وحشتناک خاموشی میں کوئی سرسراہتی سرگوشی گونجی۔۔۔

”کیونکہ اللہ نے انتظار ختم کر دیا۔ اسکا شہزادہ بھائی لوٹا دیا ہے۔“ اسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی سے بولا۔

وہ کیسے نا سمجھتا اسکی کیفیت؟ کیونکہ سعیر عالم کی کیفیت اس سے جدا تو کبھی نہیں رہی تھی۔

وہ دونوں تو ایک ہی آگ میں جلے تھے، فرق تو یہ تھا ایک وجود جل کر کندن ہو گیا، تو دوسرا حیوان۔۔۔

ظلمات سمعیہ عالم برداشت کیے، ظلمات سعیر عالم نے سہے۔۔۔

دشت وحشت کی وہ بھی باسی رہی ہے، دشت وحشت کا وہ بادشاہ۔

اسنے دامن بچا کر خدا کا سہارا لیا، اسنے خنجر اٹھا کر حیوان کا خاتمہ کیا۔۔۔

اسنے عشق مقدس میں ہجر کی گھڑیاں جھیلی خود پر، اور اسنے عشق مقدس حق نبھا کر، فاتح عالم ”کا جھنڈا لہرایا۔۔

”تمہیں چھپنا چاہیے تھا، اور مجھے ڈھونڈنا۔“ سسکیوں کے درمیان التجائیں ہوئیں۔۔

اس آہ پر وہ کہنا چاہتا تھا کہ اب مزید یہ کھیل مجھ سے نہیں کھیلا جاتا پر الفاظ ہی ساتھ چھوڑ گئے۔۔۔

”میں بڑا ہو گیا ہوں، چھپ کر آپکی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔“ بھوری آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوؤں گر کر اسکی بھوری شیو میں جذب ہو رہے تھے۔۔

وہ بھیگی آنکھوں سے اسکے میرون دوپٹے میں ڈھانپنے سر کو دیکھتے برس رہیں تھیں۔۔۔

”اور میں تھک گئی اس ہجر کے کھیل سے عالم“! وہ ایک دم لہرا کر گھٹنوں کے بل نیچے گرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

”اور میں یہ التجا کر آیا ہوں اس سے عشق عالم کو مت تڑپائیں۔“ وہ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل گرتا سسک کر بولا۔۔۔۔

انکے پیچھے جو گاڑیاں داخل ہوئی تھیں ان سے نکل کر بھاگتے جو اندر پہنچے عارب داد درقہ نورالعين دھڑکتے دل سے اندر داخل ہوئے تھے سامنے کا منظر ان کی روح کا گھائل کر گیا وہ سر سے پاؤں تک لرز اٹھے۔۔۔۔

لائونج میں دونوں ایک دوسرے کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے سسک رہے تھے۔۔

سعیر کا سر اسکے سامنے جھکا تھا تو اسکے اپنے رب کے۔۔۔



وہ بھی ہاتھ جوڑ معافی کا طلبگار تھا، تو وہ اپنے رب کے شکرانے میں محو تھی۔۔۔

”مجھے معاف کر دو سہی! یہ عالم ہمیشہ تمہیں اذیت دینے کا باعث بنا ہے۔۔۔“ وہ ہاتھ جوڑ کر سسکنے لگا۔ ”میں تمہیں کبھی نہیں بچا پاتا اذیت تکلیف سے۔ میں چاہ کر تمہیں خوشیاں نہیں دے پارہا حالاں کہ تمہیں خوشیاں دینے کیلئے میں خود کو نوچ لوں تو بھی گریز نا کرتا۔۔۔“

”اماں دیکھ کر کتنی ناراض ہوگی کہ میں ایک بہن کو بھی خوش نہیں رکھ پاتا۔۔۔“ سب ساکت خاموش بت ہو کر اس بھاری گھڑی میں سانس روکے دل دہلا دینے والا منظر دیکھنے لگے۔۔۔

وہ پہاڑ جیسا مضبوط وجود ساری دنیا کو اپنے رب کی دی طاقتوں سے ہرا کر صرف ایک ہستی کے سامنے سر جھکائے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔۔۔

اور وہ ہستی اور نہیں اسکی ماں کا مقام رکھنے والی اسکی ”بہن“ تھی جس سے یہ دشت وحشت کی شرعات ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ طاقتور عالم کے روپ میں آیا جسکے لئے وہ فاتح عالم ٹھہرا۔۔۔

وہ سراپا عشق کے سامنے ہاتھ جوڑے رو رہا تھا۔ بے تحاشہ رو رہا تھا، اتنا کہ جتنا وہ اپنی ماں کی قبر پہ نا رویا، اتنا جتنا وہ اپنے باپ کو مارتے نہیں رویا، اتنا رویا جتنا وہ اسے بچپن میں کاٹتے ہوئے درد پر نا رویا۔۔۔

وہ رو رہا تھا آج بالکل اسکے سامنے بکھر کر ٹوٹ کر۔۔۔ کیونکہ وہ اسکی ماں جیسی بہن تھی جو اسکا عشق مقدس تھی۔۔۔

وہ سیر عالم کا عشق تھی سعمیہ عالم ---

اس پہاڑ کو عشق کے سامنے گھٹنا ٹیک تے دیکھ کر اسکے زیر ہوتے دیکھ کر سب کی آنکھوں سے اشک رواں تھا۔۔

”فاتح ایسا نہیں! تم فاتح ہو کر لوٹے ہو تو وہ بھی میرے لیے، تم نے اذیتیں جھیلیں وہ بھی میرے لیے۔۔ کون بھائی اس وقت ایسا کرتا ہے ایک بہن کیلئے جتنا تم موت سے بھی لڑ جاتے ہو؟“ اسکے لب سرگوشی میں ہلے اسکی میچی لہو کی مانند سرخ انگارہ آنکھیں کھل کر اسکے کانپتے لبوں پر آئی۔۔

دھڑکنیں جیسے ساکت ہو رہی تھی وہ اسے انعام دے رہی تھی جو اسے دنیا سے نہیں اس سے چاہیے تھا۔۔

سسی نے کانپتا لرزتا ہاتھ بڑھا کر صدیوں کے فاصلے مٹاتے اسکی آنکھوں کے اشک اپنی کانپتی انگلیوں پہ چن کر پھوٹ پھوٹ کر روتے اسکے وسیع سینے میں سر چھپا گئی۔۔۔ اسکی چپخیں ہچکیاں آہیں آج عالم ولا کی در دیواریں ہلا رہی تھیں۔۔۔

”دیکھو میرے رحمن رحیم میرا عالم لوٹ آیا ہے۔“ اسکی صدائیں عرشِ الہ تک جا پہنچی۔۔

اسکے پور پور میں سکون اتر رہا تھا۔ اسکا نور سے بھرا دل سجدہ زیر تھا، اسکا انگ انگ شکرانے کے نوافل ادا کر رہا تھا، وہ عشق عالم میں عشق حقیقی تک جا پہنچی تھی۔۔

اسکی روشن آنکھوں میں اسکے رب کا نوازہ نور اتر آیا تھا۔۔ معاً وہ خاموش ہو گئی اور سب نے حیرت سے دیکھا۔

عالم نے گھبرا کر اپنے سینے سے لگے اسکے ہو چکولے کھاتے وکود کو اچانک ساکت پڑتے دیکھ کر ہلایا۔۔۔۔

”سی ”عالم نے پکارہ اور جب اسکی آنکھیں اسکی سمیت اٹھیں تو وہ جیسے پور پور کانپ گیا ہو۔۔

وہ روشن تھی کافی روشن چمکتی ہوئی آنکھیں۔ جن میں خوشی کی لہریں تھیں یا کچھ اور وہ سمجھ نہیں پایا۔۔۔

دفعۃً وہ اس نور کو سمجھا اور مسکرایا۔۔۔۔

سعیر نے مسکراتے اسے خود میں سمویا۔۔ اور باری باری اسکی آنکھیں چومتے اپنی پیشانی پر شفقت بھرا بوسہ دیا۔۔۔

”جانِ عالم ”وہ اسے خود میں چھپائے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا پرسکون ہو گیا۔۔ اپنے اندر سکون اتارنے لگا۔۔۔

ہاں وہ آگ کا وجود اسکے سامنے برف سے بھی کئی گنا زیادہ پگھلنے کی رفتار رکھتا تھا۔۔۔ مسکرائی تو وہ بھی تھی اور یہ مسکراہٹ کافی پرسکون تھی جیسے زندگی کو فاتح کر گئی ہو۔۔

”میری شہزادی؟ ”وہ کئی لمحات یونہی سکون میں گزرے جب اسے اپنی شہزادی کی یاد آئی مسکرا کر بولی۔۔۔

پچھے سب پریشان تھے کہ وہ چیخ چیخ کر روتی سمعیہ اچانک اتنی پرسکون کیسے ہو گئی۔۔۔

سب سے زیادہ دل تو عارب کا دھڑک رہا تھا،“ وہ کیوں اسکی شکایات نہیں لگا رہی؟ کیوں بتا نہیں رہی دماغ سے عاری نے اسے کتنا رلایا تنگ کیا ہے۔ وہ ایک نمبر کا چھپچھورا ہے ” ایسے ہی لاتعداد سوالات داد اور نورالعین کے دماغ میں بھی تھے۔

درقہ تو بیسٹ کو ایک عورت کے سامنے گھٹنوں بل جھکے دیکھ کر سکتے میں تھی۔

درقہ جانتی تھی یہ وہ شخصیت تھی جس نے انڈر ورلڈ میں وحشت برپا کی ہوئی ہے۔ لوگ اسکی وحشت سے ہراساں تھے چار ماہ پہلے ہی کی تو بات تھی جب وہ اس سے ملا تھا یورپ میں جہاں وہ ایک قیدی کی زندگی گزار رہی تھی پر اسنے اسے آزادی بخشی بلکہ وہاں رہائش پذیر حیوان کے بھی ٹکڑے سب کے سامنے رکھے تھے۔

اس طاقت ور وجود کو دیکھتے اسنے یہ سوچا تھا کہ وہ قطعی کسی کے سامنے زندگی میں جھکا ہوگا، اسکے کاٹنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسنے ایک نہیں لاکھوں وجود آج تک کاٹتے آرہا ہو۔ بلکہ اسے دیکھ کر تو وہ حیوان کھڑا ہو گیا اور اسکے قدموں میں جھک گیا کہ ”فارگیومی بیسٹ“

تب درقہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا کہ یہی ہے دنیا کا، ”بیسٹ“ جسکی

وحشت وہاں تک بھی پھیلی ہوئی تھی۔ اور آج وہ یہاں ایک عورت کے سامنے سر جھکا کر رو رہا تھا بلکہ ہاتھ جوڑ کر خود کو قصور وار بھی ٹھہرا رہا تھا۔

”خود دیکھ لیں۔“ عالم متبسم سا بولا سہمی نے اس سے دور ہوتے اسکی آنکھیں دوپٹے سے صاف کیں اور آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔ سیر کے رگ رگ میں سکون بھر گیا۔۔۔ وہ پر سکون سا آنکھیں میچ گیا۔۔۔



وہی لمحہ تھا جب سب کی آنکھیں رواں ہوئیں کیونکہ وہ ان پر بیتے ہجر انکی محبت سے آگاہ تھے۔

اور آج اس فاتح کے ماتھے پر ممتا بھرا بوسہ اسے سرخرو کر گیا تھا۔۔۔  
عالم نے سہارہ دیکر اسے اٹھایا تو دروازے پر کھڑے وہ سب آنکھیں پونچھ کر مسکراتے اندر آئے۔۔۔

نورالعین داد کے انتظار میں تھی کہ وہ ساتھ عالم ولا جائیں گے۔۔ کیونکہ عارب کا برتھ ڈے تھا۔۔۔

پر یہاں اسے دھچکہ لگا تھا بلکہ اسکی رنگت سپید پڑ گئی بلاشبہ وہ گلابی آتش لہنگے گھونگٹ میں کوئی اور نہیں اسکی حور تھی۔۔۔  
آج پھر حور نور سامنے تھیں۔۔۔

فرق یہ تھا کہ نور کو اپنے جذبات پر قابو پانا آگیا تھا اور حور اپنی منزل پاچکی تھی۔۔۔  
سعیر کو دیکھ کر وہ مسکرائی تھی کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ ”بیوٹی کیلئے اس بیسٹ کا وجود لازمی ہے“

ہر بیوٹی کیلئے ایک بیسٹ لازمی ہونا چاہیے تاکہ اسے باہر کے درندوں کی درندگی سے بچائے رکھے۔۔۔

وہ عالم کے سہارے اٹھ کھڑی ہوئی تو نظریں سامنے گھونگٹ میں کھڑی حورالعین پر گئی،  
جکے گھونگٹ سے ٹپ ٹپ آنسو کی برسات جاری تھی۔۔۔

وہ مدھم ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔۔

دوسرے پل سہمی کی بھیگی آنکھیں زہزادی کی بانہوں میں بھتیجے پر گئیں جو بھوری آنکھوں سے ٹکر ٹکر سہمی کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ نظروں تصادم پر وہ مسکرائی بھیگی آنکھوں سمیت آسودگی سے مسکرائی۔۔۔

اور عالم کا سہارہ چھوڑ کر چلتی عین کے سامنے آئی جسکا پور پور بھیگا ہوا تھا پسینے میں۔ اسے لگا کئی میل مسافت طے کی ہوں۔۔۔  
اسکے ٹپ ٹپ آنسوؤں اسکے بیٹے کے گالوں پر گرنے لگے وہ سہمی سے نظریں ہٹا کر اپنی ماں کو دیکھتا کلکاریاں لگانے لگا۔۔۔

وہ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہوا اپنی روتی ہوئی ماں کو ہنسانے کی کوششوں میں تھا۔  
”شہزادی“ اس کے لبوں سے سرگوشی ادا ہوئی جس پر حورالعین سسک گئی۔۔۔  
”ہاں یہ وہی تھی جس نے تپتی صحرا میں اسکے وجود کو نوچنے سے درندوں کی درندگی سے چھپایا تھا۔

یہ وہی پکار تھی جو اسکے سماعتوں میں آج بھی بازگشت کرتی تھی۔۔۔

یہ وہی سہمی تھی جس کے لئے وہ ایک بیسٹ کے قدموں میں گری تھی بغیر موت کی پرواہ کیے۔

یہ وہی سہمی تھی جس نے اپنی شہزادی کو اپنے شہزادے کیلئے محفوظ رکھتے بار بار ان درندوں کے سامنے اسکی آبرو چھپاتے خود کو پیش کر دیا تھا۔۔۔

اس پاگل عورت نے اس پاگل پن میں بھی اپنے بھائی کی امانت میں کسی کو خیانت نہیں کرنے دیا بلکہ خود ان درندوں حیوانوں کے پنہوں میں چیختی چلاتی رہتی تھی۔۔

اپنے وجود پر کوڑے برسائے اسے اپنی ٹھنڈے آغوش میں چھپایا۔۔

اپنا حلق خشت رکھا سب سے لڑ کر اسکے حلق کو نم، اپنے پیٹ کی بھوک کو چھپایا اور اسکا

پیٹ بھرا۔۔۔

وہ ممتا تھی وہ عشق تھا وہ کیا کچھ نہیں تھی انکے لیے۔۔۔

اسکے احسانوں اسکی محبت اسکے عشق کے سامنے وہ دب گئے تھے۔۔۔۔

”سمی۔۔۔“ ہچکیاں بھرتی حورالعین کے منہ سے ایک تیز سسکاری نکلی۔۔ اسے لگا وہ اپنے پورے قد سمیت لہرا کر گر جائے گی۔۔ زیرہ زیرہ ہو جائے گی کہ اب اسکی ٹانگوں میں ذرا سی بھی ہمت طاقت نہیں بچی تھی۔۔۔

وہ جیسے پتی دھوپ سے چھائوں میں آگئی وہ اپنی منزل تک پہنچ گئی تھی۔۔۔

”جانِ سمی۔“ وہ اسکی پکار پر تڑپ گئی فوراً سے ہاتھ بڑھا کر گھونگٹ اٹھاتے اوپر رکھا۔۔۔

سامنے ہی وہ حسین حور کو مات دیتا مکھڑا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اور اسکی دراز پلکیں

عارضوں پر جھکی۔۔۔۔

عین کو لگا اگر تھوڑی سی دیر وہ اسی کیفیت میں اس سے دور رہی تو اسکا دل پھٹ جائے

گا۔۔۔

اور اسکی کیفیت کو سمجھتے، آگے بڑھ کر عالم نے اسکی بانہوں سے اپنے بیٹے کو لیکر اسکی مشکل آسان کی۔۔۔

حورالعین کی لرزتی پلکیں ان سپید پائوں سے اٹھ کر ان کھنکتی چوڑیوں سے سرکتی جب اوپر آئیں تو ایکدم دل کی دھک دھک بڑھی اور اسکی اوشن نیلی آنکھیں ساکت۔۔۔۔

سامنے ہی وہ نورانی چہرے والی کوئی اور نہیں اسکی سہمی تھی۔۔۔۔ کیسی روشن چہرے والی تھی، یا وہ پہلے سے ہی روشن چہرا رکھتی تھی۔۔؟

اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا جسکی آواز اسے اپنے کانوں میں نہیں اپنے گھر میں سنائی دے رہی تھی۔۔۔

سہمی اسکی ساکت کیفیت دیکھتی ایک قدم کا فاصلہ خود مٹا کر آگے بڑھی اور اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر، پہلا بوسہ اسکی پیشانی پر دیا اور پھر اسکی دونوں آنکھیں چوم لیں۔۔۔۔

”تم ہم دونوں کی متاع جان ہو حورالعین۔“ وہ اسے خود میں بھینچے ہوئے بولی۔۔۔۔

اس احساس سے دفعتاً وہ ہوش میں آئی اور خود کو ممتا بھری پناہوں میں پا کر پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکے آغوش میں یوں چھپی جیسے کوئی چھین کر الگ نہ کر دے اسے۔۔۔۔

وہیں عالم کے بازوؤں میں آکر فتنے کا منہ بن گیا تھا اسے لگا جیسے اسکی ماں نے کڑوی دوا منہ میں ڈال دی ہو۔۔۔



عالم اسکی کیفیت سمجھ رہا تھا اسے غصہ تو آیا اسکے ایٹیٹیوڈ پر، پر کسی پر اشکار کر کے وہ پاگل کو اب پاگل قرار نہیں دینا چاہتا تھا حالاں کہ وہ کوئی سچ مچ کا فتنہ جیسے اسکے بازوؤں میں پڑا ہو۔۔۔

”بس کرو میری جان اب رونے کے دن دن گئے اب تو خوشیاں آئی ہیں ہماری زندگی میں۔۔۔ انہیں مسکرا کر خوشامدید کہتے ہیں رو کر نہیں۔۔۔“ وہ اسکی پشت سہلاتی سر پر بوسے دے رہی تھی۔۔۔

وہ جان گئی تھی کہ ساری دنیا سے گھونگٹ میں چھپ وہ چاند چہرہ اسکے دیدار کیلئے آیا تھا۔۔۔“نن۔۔۔ نہیں مجھے رونا ہے۔۔۔“ وہ ہچکیاں بھر کر تڑپی۔۔۔ اسکی ضدی لہجے پر وہاں سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

”مم۔۔۔ مجھے کہیں نہیں جانا س۔۔۔ سی مم۔۔۔ مجھے آپکے پاس رہنا ہے۔۔۔“ اسنے ہچکیاں بھرتے کہا۔۔۔

نور اپنی آہیں دبائے کیلئے منہ پر سختی سے ہاتھ جما گئی۔۔۔  
دفعۃً فضا گونج اٹھی۔۔۔

اچانک سے بھاری وجود دھرام کی آواز سمیت زیر بوس ہوا۔۔۔

”آہسہ۔۔۔۔“ ایک ہولناک چیخ نورالعین کے حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔ وہ وحشت زدہ پھیلی آنکھوں سے زرد چہرے کے ساتھ منہ پر ہاتھ جما کر ساکن کھڑی ہو گئی۔۔۔

سب نے حیرت شذر، کہیں بوکھلا کر دروازے کی سمیت دیکھا۔۔۔ حور وحشرہ سی سن کھڑی سی کے بازوؤں میں سہم گئی۔۔۔

اسنے ڈرتے ڈرتے آواز کی طرف پلکیں اٹھائیں۔۔۔ دوسرے لمحے خود بھی ساکت ہو گئی۔۔۔

سامنے ہی زمین پر عارب چٹ پیٹ بل پڑا تھا، اور اسکے بازو، انکی طرف بڑھتے داد کی ٹانگ کو زبردست جکڑ میں لیے ہوئے تھے۔۔۔

نور ٹھٹھر کانپ رہی تھی۔۔۔ اسے لگا عارب کی ساری ہڈیاں منہ ہاتھ ٹوٹ چکے ہوں گے۔۔۔

”مجھے چھوڑ ورنہ میں تمہارا خون کردوں گا عارب۔“ وہ غرایا۔۔۔  
”خون میں کروں گا تمہارا اگر یہاں کوئی میدان مارا!“ عارب کا بس نہیں چل رہا تھا اسکی ٹانگ کو کاٹ کر پھینک دے۔۔۔

سب کی سمجھ سے باہر تھی انکی حالت۔۔۔  
سمی کا تو دل کانپ گیا جب سوچا اس دھرام کی آواز کسی اور کی نہیں عارب کی تھی۔۔۔  
عالم کی محظوظ نظریں ان کی حالت پر تھیں۔

جبکہ اب حور کی نگاہیں سامنے دروازے کے پاس اپنے آئینے پر گئی۔۔۔ فرق یہ تھا کہ آئینے میں جو اسکا عکس تھا اسکی آنکھیں سیاہ تھیں سیاہ رات کی طرح برستی بارش۔۔۔  
”ن۔۔۔ نور العین!“ اسکے لب پھڑپھڑائے سمعیہ نے چونک کر دیکھا۔۔۔

اسکے دیکھ کر پکارنے پر نور حیران نہیں ہوئی نا ہی ششدر، وہ اسکی آنکھوں کو دیکھ کر جان گئی تھی کہ اس بیسٹ نے اسکی بہن کو اجالوں کا مسافر بنادیا ہے۔

وہ اسے اندھیروں سے کھینچ لایا ہے۔۔۔

”حور۔۔۔!! وہ روتی ایکدم بھاگی حور نے مسکراتے اسکے لیے بانہیں پھیلائیں۔۔۔

جنہیں دیکھ کر وہ اچانک سہم کر بیچ میں ہی رک گئی۔۔۔

اور روتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ دیئے۔۔۔

”نن۔۔ نور پپ۔۔ پلیر ”!! اسے لگا وہ آج بھی نفرت کرتی ہے۔۔۔

حالاں کہ نور اپنے قدموں کو روک اسلئے لیا تھا کہ وہ بھولی نہیں تھی کچھ۔۔۔  
اسنے اسکی زندگی اجڑن اپنے ہاتھوں سے کی تھی۔۔ پھر کیسے اب اسکے بانہوں میں سمائے۔۔  
وہ تو تھی نادان سی کسی سے تو اسنے نفرت کرنا سیکھا نہیں تھا۔۔

پر نور العین۔۔۔؟؟؟؟

کچھ مفاصلے پر کھڑے عالم فوراً اسکے تاثرات پڑ گیا تھا۔

جو زمین کو دیکھ کر سسکتی پیچھے قدم اٹھا رہی تھی۔۔۔

داد اسکے قدم پیچھے لیتا دیکھ کر تڑپ اٹھا۔

آس سے چھپی تو نہیں تھی اسکی تڑپ اور آج جب یہ تڑپ ختم ہونے کو آئی تھی تو نور  
کیوں حور سے بھاگ رہی تھی۔۔۔؟؟

”رکو“! کڑخت لہجے میں کہتے عالم نے اپنے بیٹے کو سمعیہ کی کے بانہوں میں ڈالا اور اپنے مضبوط قدم اٹھا کر جب نور کی طرف بڑھنے لگا تو اسے خوفزدہ ہوتے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔۔

”مم۔۔۔ مجھے مم۔۔۔ معاف کر دیں۔۔۔ پلیز۔۔۔ میں نے وہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا۔۔۔۔۔۔“

وہ وحشرزدہ اسکے بھاری قدموں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر پیچھے سرکتی آگے ہاتھ جوڑ کر سسکنے لگی۔۔۔

”نور نہیں۔۔۔“!! داد مچل اٹھا اسے لگا اسکے وجود پر کسی نے تلواریں ماری ہوں۔۔۔ وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا نور کی آنکھوں میں اب آنسو۔۔۔

وہ اسے سر پرانز دینا چاہتا تھا!! کل شام ہی تو اسے کراچی لایا تھا، اور اسکے کتبے اسرار کے بعد بتایا کہ عارب کا برتھ ڈے ہے۔۔۔

اسی لیے ہی اسے کال کر کے یہاں عارب کی برتھ ڈے پر بلایا تھا۔۔۔

وہ ہلکا پھلکا تیار ہو کر نفیس رائیل بیلو گھیریدار فراک میں شانوں پر دوپٹی پھیلائے، سفید حجاب پہنے لبوں پر پنک لپسٹک لگائے اسکے انتظار میں تھی کہ داد کے ساتھ جائے گی عارب کی برتھ ڈے پارٹی میں۔۔۔

پر اچانک اسکے فلیٹ کے سامنے گاڑی آرکی اسے لگا داد آیا ہے پر جب ڈرائیور کو دیکھا تو حیران پریشان ہو گئی۔۔۔

ڈرائیور نے کہا کہ صاحب کہہ رہے ہیں وہ ایک کام میں بڑی ہیں آپ چلیں میرے ساتھ

”عالم ولا“۔۔۔



نور کو تو بغیر گفٹ کے چلتے شرمندگی ہو رہی تھی کیونکہ داد نے کہا تھا وہ آتے ہوئے گفٹ لائے گا پر اسے یوں اکیلے جانا پڑے گا یہ اسنے تصور نہیں کیا تھا۔

طوبا کرہا وہ گاڑی میں آ بیٹھی اور جب اسکی گاڑی عالم ولا کی طرف روٹ پر آتی لاتعداد گاڑی میں شامل ہوئی اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں۔۔ اسے لگا وہ خواب نگر آگئی ہے۔۔۔ وہ خوفزدہ ہو کر گھبرا گئی۔۔

اسنے ڈرائیور سے پوچھا، پر اسنے معذرت کر لی کہ وہ نہیں جانتا۔۔۔  
پھر یہ سوچ کر نور مطمئن ہو گئی شاید کیسٹس ہوں۔۔۔

پر اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ حقیقت میں سرپرائز ہو جائے گی۔  
وہ جب گاڑی سے نکلی تب اسنے اس وجود کی پشت دیکھی جس سے وہ ایک وقت میں خوفزدہ ہوتی نفرت کرتی تھی پر اب۔۔۔۔

اب وہ احترام محبت شرمندہ اپنی کوتاہیوں پر نادم تھی۔۔

اسے احساس ہوا جیسے وہ اسکا بڑا بھائی ہو انکا تحفظ ہو اسکی بہن کی محبت تھا وہ پھر کیسے نور العین نفرت کرتی اس سے جسے آخر میں جہنم سے نکالنے والا وہ سعیر عالم تھا جسکے لئے اسنے خود موت کا انتظام کیا تھا درندوں سے مل کر۔۔۔

وہ اپنی ہی خیالوں میں شرمندہ سسک رہی تھی جب عالم نے آگے بڑھتے اسکے ہاتھوں کو تھاما اور اسے اپنی چھوٹی بہن کر طرح ساتھ لگا کر سر پر بوسہ دیا۔۔

بے ضرر معصوم نادان سی لڑکی نے وسیلہ بنایا کہ وہ ان حیوان تک پہنچے، اسکی معصومیت ہی تھی جسے استعمال کیا گیا تھا، وہ نادان تھی جسے معلوم نہیں تھا کہ وہ جس حصار کو اپنی بہن کے گرد توڑنے جارہی ہے وہ اس حصار کو نہیں اپنی بہن کو توڑنے لگی ہے۔۔۔

”بھ۔۔۔ بھائی مجھے معاف کر دیں پلیز مم۔ میں وہ سب جان بھ۔۔۔۔۔

”شش! جو بھی ہوا ہے بہتر کیلئے ہوا بلکہ تم تو اپنے بھائی کی فتح کا سبب بنی ہو۔ تمہاری ہی وجہ سے میری راہیں آسان ہوئیں بلکہ تمہارے نور کی وجہ سے میری رائیں روشن ہوئیں۔“ وہ اسے پل بھر میں حقیر سے معتبر کر گیا تھا اور نور ساکت سی اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

وہ تھا ہی ایسا۔۔۔ ایسے ہی تو مسکان نہیں دیوانی تھی اسکی۔۔۔ ایسے ہی تو اسکے عشق میں سمعیہ عالم پاگل نہیں تھی۔۔۔

ایسے ہی تو اسکی بہن حورالعین روح کا حصہ نہیں بنی تھی۔۔۔

کیا سچ میں سعیر عالم کی فتح کا سبب نورالعین حورالعین تھیں؟؟؟  
ہاں!!! یہ دونوں بہنیں تھیں۔۔۔

حورالعین نے اسکی بہن تک جانے کا راستہ دکھایا۔۔۔

ایک نورالعین تھی جس نے اپنے نور سے اسے دشمنوں تک پہنچنے کا راستہ دیا۔۔۔

وہ اسکے سینے پر پیشانی ٹکا کر سک اٹھی

اور داد کے دل میں جیسے برف سی ٹھنڈک اتر آئی تھی کہ اب اسکی بونی مضطرب نہیں رہے گی۔۔۔

عرب وہیں لیٹا داد کی ٹانگ پر سر ٹکائے مسکرا رہا تھا۔

عالم اسے لے جا کر حورالعین کے سامنے کھڑا کیا تھا اور وہ کتنا اپنی پرچھائی سے دور رہ سکتی تھی بھیگی آنکھوں والی اپنی ہم شکل چھوٹی سی نورالعین کو دیکھتی مسکرا کر اسکے سامنے ہاتھ پھیلا دیا۔۔۔

نور سسکی بھر کر اپنا گلابی مومی ہاتھ اسکی پھیلی ہتھیلی پر رکھا حور نے مسکراتے اسکی آنکھوں دیکھا اور جھک کر اسکی ہتھیلی پر بوسہ دیا۔۔۔

”حور!! وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی دوپٹے سے ناک صاف کر رہی تھی۔۔۔

انکی حالت سے سب نم آنکھوں کے ساتھ محظوظ بھی ہو رہے تھے  
دیوارِ نور میں تیرہ شبوں کا ساتھی ہو

کوئی تو ہو جو مری وحشتوں کا ساتھی ہو

خود بڑھ کے ڈھلے نور کے سانچے میں اندھیرے

یادوں کو تیری شمع سفر ہم نے بنایا

سخن کے نور سے کردار کے اُجالے سے

یہ کائنات بنی ہے ترے حوالے سے”

وہ سحر انگیز جلت رنگ ساز جیسی مدھر آواز میں گنگنائی تھی۔۔۔ اسکے خاموش ہوتے جیسے سب

سے سحر ٹوٹا تو حور نے اختتام پر اپنے سے چھوٹی معصوم گلاب جیسی بہن کو کھینچ کر سینے

میں بھینچا۔۔۔

”میں نے بھرپائے سارے حور و قصور

اتنا کہہ دیجئے معاف قصور

مضطرب تھی جو خاطر مہجور

آنسو آنکھوں میں بھر کے بولی وہ نور

جاناں تجھے جو دیک کر بہوچند بھری کہتے ہیں

کوئی حور کوئی پد من کوئی شہ پری کہتے ہیں”

”سبحان اللہ واہ واہ مرحبا واللہ ہم لٹ گئے جاناں یہ کیا عالم ہے ایک نور ہے تو دوسرے حور کہاں جائیں اب یہ بندہ بشر۔ ”نور کے خاموش ہونے پر داد نے تالیاں مار کر بلند و بانگ انداز میں آہیں صدائیں لگائی۔

نور حور نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھتی کھلکھلا اٹھیں۔۔

”او شہ پری حور پری! مجھے دیکھو میں ہوں آپکا بھائی عارب ”داد نے سینے پر ہاتھ رکھتے سر کو خم دیکر انہیں اپنی جانب متوجہ کیا وہ دونوں کھلکھلا اٹھیں۔

”سوری پر میں تو آپکو داد سمجھی تھی۔ ”حور نے آنکھیں پٹیٹا کر کہا عارب جو اسے آنکھیں پھاڑ دیکھ رہا تھا قہقہہ لگا اٹھا۔



”سالی صاحبہ تو ہم سمجھ لیں؟ آپ ہمیں ہماری سحر انگیز خوبصورتی سے پہچان گئی ہیں؟“  
اسنے عارب کی کھا جانے والی نظروں کو نظر انداز کرتے بالوں میں ہاتھ پھیر کر نور کی بھیگی  
آنکھوں میں دیکھا۔

وہ سرخ پڑ کر اپنی بہن میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

”نہیں محترم ہم آپکی آنکھوں میں اپنی بہن کیلئے محبت سے پہچان گئے۔“ وہ آسودگی و شری  
پن سے مسکرا کر بولی

”حور۔۔۔“ نور نے عالم کی موجودگی میں اس بے باکی پر احتجاج کیا داد، ”شکریہ“ کہتا قہقہہ لگا  
اٹھا۔۔۔

”یہی ہوتی ہے بے غیرتوں کی نشانی ہے جو بڑوں کی موجودگی میں بھی اپنے کینے پن سے  
باز نہیں آتے۔“ عارب نے بغیر تاخیر کیے لتاڑا وہ شرمندہ ہوئے بغیر کھلکھلایا۔

”پیٹا تو کر لے، جتنا بھونکنا ہے بھونک لے! تیری اختتام غیرت قریب ہے۔“ داد سعیر کی  
سنجیدہ نظریں عارب پر دیکھتا محظوظ ہو کر بولا

عارب نے نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو گڑبڑا کر فوراً کوٹ جھاڑتے اٹھ کھڑا ہوا۔

”عالم!! ہم اپنی بہنا کو ساتھ لائے تھے۔ اسلیے تاخیر ہو گئی۔“ وہ سٹیٹاتا درقہ کی طرف اشارہ  
دیکر اپنی گردن سہلاتا حور کی طرف متوجہ ہوا جسکی آنکھوں میں عارب کو دیکھتے محبت سمائی  
تھی۔۔۔

”ہم تھوڑے مختلف سے ہیں!“

کوئی شریر کہتا ہے تو کوئی بد تمیز ”اسنے چور نظروں سے سنی کو دیکھتے حور کے سامنے  
پھلجھڑی چھوڑی۔۔۔

”اسلیے تو آپ میرے عارب بھائی ہیں داد بھائی جیسے۔ ”اسنے آگے بڑھ کر محبت سے عارب  
کی ہتھیلی پر بوسہ دیا۔۔

”ہمنے آپ کو تنگ کیا نا؟ ”وہ روتی بولی۔۔۔ اسکا حوالہ یہاں سے مسنی کے ساتھ غائب  
ہونے کا تھا۔۔۔

عارب کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔۔۔

”ارے پگی بہنیں ہی تو بھائیوں کا مان فخر ہوتی ہیں وہ بھلا تنگ نا کریں تو کون کرے گا؟  
اگر بہنیں نا ہوں تو بھائی کن پر فخر مان کرے گا؟ ”وہ اسکا سر سینے سے لگا کر خود بھی رو  
پڑا۔۔۔

اسکی آواز بھیگ گئی اور عارب اسکے آنسوؤں صاف کرتا اسکی آنکھوں میں دیکھ کر عالم کو  
دیکھنے لگا جسنے سپاٹ نظریں وہاں سے ہٹالی تھیں بلکہ اب گھر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

”یہ کیا سین ہے بھئی؟ ”داد نے آگے بڑھ کر حور کو اس سے جدا کیا اور سامنے اپنی  
پیشانی پیش کر دی۔۔۔

حور کھلکھلاتی اسکے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر بوسہ دینے لگی ہی تھی کہ دفعتاً تو وہ نم  
آنکھوں سے اسے خود میں چھپا گیا۔۔۔

”امی ابو تم سے بہت پیار کرتے تھے حور۔ ”وہ سرگوشی میں بولا حور کی سسکیاں بڑھ  
گئیں۔۔۔

”میں بھی انہیں بہت پیار کرتی ہوں داد ب۔۔ بہت۔“

”عین“!! اسکا رونا عالم سے برداشت نہیں ہوا تو اسنے آگے بڑھتے داد کو گھور کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔

”شش! روتے نہیں۔“ اسکا چہرا صاف کر کے وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا اسکے باوجود اسکی توجہ اتنے سارے لوگوں کے بیچ خود پر پا کر وہ جھینپ گئی۔۔۔

کسی اور نے نہیں بلکہ آنکھیں صاف کرتے داد نے محظوظ ہوتے بلند و بانگ قہقہہ لگایا جس میں کھی کھی عارب کی بھی شامل تھی پر زیادہ دیر یہ سب نہیں چلا کیونکہ عالم سرد نظریں جب ان پر آئی انکا منہ تالوں سے چپک گیا۔۔۔

”نام کیا ہے اسکا؟“ اس ہنسی مزاق گھٹی گھٹی سرگوشیوں میں سہمی کی آواز گونجی جسکے آغوش میں سعیر کا فتنہ تھا۔۔۔

”مجھے لگتا ہے فتنہ۔“ داد نے الجھتے ہوئے کہا

وہ اسے دیکھنے کیلئے مچل رہے تھے پر اس وقت اتنی گستاخی نہیں کر سکتے تھے کہ سہمی کے ہاتھوں سے لے سکیں۔۔۔

اسکے فتنہ کہنے پر سہمی نے سخت نظروں سے گھورا وہ گر بڑا گیا۔۔۔

”وہ عالم۔۔۔۔“ اسنے اپنی پوزیشن صاف کرتے عالم کی سمیت اشارہ دیا پر اسکی حالت سے مزہ لیتے عارب قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”کوئی فتنہ نہیں استغفر اللہ!! اسنے سامنے کیا بھوری آنکھوں والے اس ننھے سے بچے کو۔۔۔

”تو پھر کیا ہے؟“ عارب داد نے الجھتے پوچھا۔

سعیر حور اور نور کی بھی نظریں سمعیہ پر آگئیں۔۔۔

”یہ اسکے بیٹے کی خوش بختی تھی کہ اسکا نام سعیر عالم کی بہن رکھ رہی تھی۔۔۔“ سعیر سوچ کر مسکرایا۔۔۔۔۔

”یہ میرا“ فاتح عالم ”ہے میرے عالم شہزادہ کا بیٹا“ فاتح عالم۔ ”اسنے بلند آواز میں کہتے جھک کر فاتح کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

سعیر جو اسے سقر سوچ کر بیٹھا تھا اپنی بہن کے نام دینے پر خاموش ہو گیا کیونکہ اسکے لئے یہ بڑی سعادت تھی کہ اسکے بیٹے کا نام اسکی بہن رکھے پھر چاہے وہ فاتح عالم ہو یا سقر۔۔۔

”فاتح عالم واہ نام تو بڑا یونیک ہے۔ بندہ بھی آتے ہی باپ کی سیٹ ہڑپ گیا۔۔۔ ہاہاہا“ داؤد بڑبڑا کر ہنسنے لگا۔ نور نے آنکھیں نکالیں۔۔۔

وہاں سب کو بھی یہ نام پسند آیا تھا۔

”تم کیا کہتے ہو شہزادے؟“ اسنے عالم کی رائے لی اور بھلا سمعیہ کی پسند سے عالم کی پسند الگ ہو سکتی ہے؟ اسکی منتخب کردہ شہزادی بھی تو اسے پسند آئی تھی۔۔۔



”ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے سہی؟ یہ ہمارے فاتح کیلئے اعزاز کی بات ہے۔“ عالم کے بجائے حور نے جواباً خوشی سے کہا وہ اثبات میں سر ہلا کر مسکرایا۔۔۔

”ٹھیک کہہ رہی ہے عین! آپکی پسند میں ہی ہماری پسند بھلائی بہتری ہوتی ہے۔“ وہ متبسم لہجے میں کہتا عین کو دیکھنے لگا کہ دیکھ لو اپنی پسند۔۔۔

جو میرے جینے کی وجہ بن چکی ہے۔۔۔

”چلو تم دونوں ریٹ کرو تھک کر آئے ہو گے۔“ اسنے عالم اور حورالعین کو مخاطب کیا۔۔۔  
عالم نے آگے بڑھتے اسکے ماتھے پر ایک بار پھر بوسہ دیا۔۔۔

”مجھے امید مان ہے یہ ضرور فاتح ٹھہرے گا۔“ وہ فاتح کے گال چھو کر کہتا حور کو اپنے حصار میں لیکر سیڑھیوں کی سمیت بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ حورالعین کی آنکھیں ستائش سے اس محل کے کونے کونے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

”عالم مجھے کبھی کبھی بتائوں کیسا محسوس ہوتا ہے؟“ وہ اسکی سنگت میں چلتی ہوئی بولی۔  
”بتائو؟“ وہ متبسم ہو کر اجازت دی۔۔۔

بھلا اسکی عین کو اجازت کی کیا ضرورت پڑی ہے۔۔۔

”جیسے ہماری زندگی ایک کہانی ہو اور ہمارے کردار۔۔۔۔۔“ وہ خاموش ہوئی۔

”کیسے کردار؟“ عالم مسکرایا۔۔۔

”بلائنڈ بیوٹی اور اسکا بیسٹ۔“ اسکے کانپتے لب ہلے۔۔۔۔۔

عالم نے ہمہم کہتے اسے ساتھ لگایا اور دروازہ کھول کر اپنے آرام گاہ میں داخل ہوئے۔۔۔

ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی اور عالم جانتا تھا یہ ایک بہن کا انتظار تھا۔۔۔  
”یہ میرا کمرہ ہے؟؟“ اپنے روم کو دیکھتے حورالعین کے منہ سے بے ساختہ کھل گیا  
”آپ تو بہت امیر ہیں عالم!“

وہ ستائش سے گداز دبیز قالین پر پائوں رکھتی چھت پر لگے بڑے سے فانوس کو گردن اٹھ  
کر دیکھنے لگی۔۔۔ اسکے گردن اٹھانے پر اسکی صراحی دار گردن واضح ہو گئی تھی اور بھاری  
دوپٹہ ڈھلک گیا۔۔۔

”ہاں کیونکہ میرے پاس عین ہے۔“ اسے پیچھے سے حصار میں لیکر اسنے اسکی گردن میں  
چہرا چھپا کر گہرا سانس بھرا۔۔۔

عین خود آنکھیں بند کر کے اسکے لمس کو محسوس کرنے لگی۔۔۔ اسکا یہ انداز عالم کو بہت بھایا  
تھا۔ وہ خود چاہتا تھا اسکی قربت میں اسکی آنکھیں بند رہیں۔۔۔۔۔

”جاؤ فریش ہو جاؤ!“ اس سے الگ ہوتے اسنے اسکے لئے ایک ڈریس نکالا اور پاس آکر  
اسے تھمایا

”ر۔۔۔ راستہ کہاں ہے؟“ وہ جھکی آنکھوں سے بولی۔۔۔

عالم نے لو دیتی نظروں سے دیکھا۔۔۔

”ہم! بہت خوب۔“ اسے جھٹکے سے بانہوں میں بھر کر اسنے قدم آگے بڑھائے۔۔۔

حورالعین اسکے سینے میں منہ چھپا کر کھلکھلا گئی۔۔۔

تبھی ہی کونے سے پی کی بھائو بھائو نکلی۔۔۔

”بے بی ”! حور کا دل بے ساختہ دھڑکا۔۔۔

اگلے ہی لمحے اسکی چچیں فضا میں گونجی اور عالم کی زبردستی جسنے اسے کندھے پر اٹھا کر ہاتھ روم کا دروازہ ہی بند کر دیا۔۔۔۔۔ ”آپ بہت برے ہیں عالم ”وہ روتی ہوئی بولی عالم مبہم سا مسکرایا۔۔۔۔۔

”اگر آپ مجھے جانے دیں تو میں نے آپ کے لئے بھی کچھ یاد کیا ہے۔ ”وہ ہار کر جیسے لالچ دینے لگی۔۔۔

”کیا؟؟“ وہ ہرگز اس کتے کے بچے کے پاس اسے نہیں جانے دے سکتا تھا پھر بھی خواہش مند تھا کہ اسکے لئے بھی کچھ ہے۔۔۔

حور نے دروازے پر سر ٹکایا اور لبوں پر مسکراہٹ سجائی۔۔۔

میرے ہم سفر

تھی خطا انکی، مگر جب آگئے وہ سامنے

جھک گئی مری ہی انکھیں رسم الفت دیکھتے

ہو گئے ہیں دونوں جل کر راہ الفت میں فنا

ایک ہی مرقد میں خاکِ شمع و پروانہ رہے

”مجھے پسند آتے یہ الفاظ اگر تم کتے کے پاس جانے کی لالچ میں نا سنا تے ”! اسکے لبوں نے

ابھی اختتام نہیں کیا تھا جب ایکدم سے دروازہ کھلا اور وہ دوسرے ہی لمحے اسکے مضبوط

حصار میں تھی کہ پھڑپھڑا بھی نا سکی۔۔۔۔۔

وہ کیا جانے اسکے“ بہت خوب ”میں حورالعین کی دھڑکنیں بستی تھیں۔۔



“فاتح!!!! ہمارا فاتح”!!!

عالم کے جاتے ہی ایکدم سے عارب داد نے آگے بڑھتے بوکھلائی سہمی سے فاتح کو لیکر اس پر ٹوٹ پڑے۔۔۔

پر اگلے ہی لمحے اسکی چینیں غصے نے انہیں حواس باختہ کر گیا۔  
“یہ تو سچ مچ میں عالم جیسا لگ رہا ہے۔ ”عارب کی بیچارگی آواز پر داد نے حیرت سے فاتح سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

“مجھے تو یہ فاتح نہیں کوئی اور ہی بلا لگ رہی ہے۔ ”داد نے بھی تاکید کی تھی اور دونوں نے سمعیہ سے بچتے آنکھوں کے اشارے دیئے اگلے ہی پل محظوظ ہو کر کھلکھلا اٹھے۔  
“کیا فضولیت ہانک رہے ہیں معصوم کیلئے۔ ”نور نے سن کر جھڑکا اور فاتح کو لینا چاہا کہ داد نے اوپر کر کے معنی خیز نظروں سے کوئی پیام دیا جس پر وہ سٹیٹا گئی۔۔۔

“آآ۔۔ آپ سنبھالیں میں آتی ہوں۔ ”عارب کی موجودگی کا احساس کرتی وہ ایکدم ہی وہاں سے بھاگی۔۔

“ہاہا رک جائو اچی سنتی تو جائو میری بونی کیوں نا ہم اپنی بونی۔۔۔

“بڑا کمینا ہے داد تو۔ ”اسکا جملہ مکمل ہونے سے پہلے عارب نے دھپ لگائی اور جھپٹ کر اس سے فاتح کو لے لیا۔۔



اسکا سرخ چہرا اسکے ضبط کی گواہی دے رہا تھا اور اس چھوٹے سے عالم کے اس قدر  
خطرناک تیوروں پر انکے قہقہے فلک شگاف تھے۔۔۔

”مان نا مان یہ بڑا فتنہ ہوگا“! داد نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آہستہ بھونک ابھی سہی جی نے سن لیا تو بیڑا غرق ہو جائے گا۔“ عارب نے جھڑکا

داد کی بے تاب نظریں بونی کو ڈھونڈنے لگی تھیں جسے کچن میں کھڑی نور مسکراتی دیکھ رہی  
تھی۔

وہ جانتی تھی اب اسکی الفت لٹاتی نظریں کیا پیغام دینا چاہتی ہیں۔۔۔

وہ ان پیام دیتی نظروں سے ہی تو خائف ہو رہی تھی۔۔۔

داد تھک کر فاتح کی جانب متوجہ ہوا اور بار بار اسے چھیڑ کر مزہ لے رہے تھے، ساتھ  
لائونج میں بیٹھے درقہ کو بھی دیکھ رہے تھے بلکہ اس ڈریکولا کو چڑا رہے تھے۔۔۔

انہوں نے احتیاطاً دونوں نے گن سنبھالی ہوئی تھی کیونکہ آتے ہوئے انکی کافی درگت بن  
چکی تھی اس ڈریکولا سے۔۔۔

لائونج میں ان کے چھت پھاڑ قہقہے پڑ رہے تھے۔ نور کچن سے اٹھا کر لوازمات ٹیبل پر سجا  
رہی تھی اور سہی شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلی گئی تھی۔۔۔

اب صرف مسکان اور برہان فیری کی ہی کمی تھی جو عارب حورالعین کو شدت سے محسوس  
ہو رہی تھی۔۔۔

عالم جیسے ہی فریش ہونے گیا حورالعین تولیہ پھینک کر ڈور کے پاس بیٹھے مایوس روتے ہوئے  
پی پی کو اٹھا کر ڈریسنگ روم میں بند ہو کر اسے پیار کرتی خود بھی رونے لگی۔۔  
رو تو پی پی بھی رہا تھا اس لمس کو پہچان کر جسکے لیے وہ پل پل ترسے یاد کرتے آرہے  
تھے۔۔

”تم اب فکر مت کرو میں آگئی ہوں نا تو تمہاری بھی شادی کروا دوں گی تاکہ کل کلاں ہم  
کہیں جائیں تو تمہارے ساتھ تمہاری ساتھی ہو۔“ وہ اسکے سفید دودھیا بالوں میں انگلیاں  
پھیرتی بھیگی آواز میں بولی۔۔

”تمنے بال ڈرائے نہیں کیے عین اندر کیا کر رہی ہو؟“ عالم کی سخت آواز پر اسکے اوسان  
خطا ہو گئے۔۔

پھر جانے کیا سوچ کر قدرے ریلیکس ہو گئی۔۔

”آپ کر دینا پر ابھی نہیں۔“ وہ کافی سکون سے اندر بیٹھی وہیں سے بولی۔

”اگر تمہارے پاس وہ کتے کا بچہ ہوا تو اچھا نہیں ہوگا باہر آؤ۔“ وہ دروازے پر ہاتھ مار کر  
نیچی آواز میں گرجا

”پہلے پرامس کریں بے بی کی شادی کروائیں گے۔“ وہ شرارت سے بولی۔۔ گود میں پی پی  
لیے بیٹھی تھی۔

عالم گہرا سانس بھر کر خود کو پرسکون کرنے لگا۔

”کیا تم اسے زندہ دیکھنا چاہتی ہو؟“ وہ سرد لہجے میں گویا ہوا

”میں جانتی ہوں آپ اسے کچھ نہیں کریں گے اسلئے مجھے ڈرائے نہیں صاف صاف جواب دیں ڈارلنگ“! وہ کہہ کر خود زبان دانتوں میں دبائے جھپینی۔

اسکے ”ڈارلنگ“ کہنے پر عالم کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

”اچھا باہر آؤ مجھے بتاؤ کیا چاہتی ہو؟“ اسکا لہجہ بدلا اور نرم پڑ گیا۔ حورالعین سمجھ کر سرخ پڑ گئی۔

”اب تو ہر گز نہیں آؤں گی۔“ اسنے ناک سکیر کر کہا ہی تھا جب اچانک کھٹکے کے ساتھ دروازہ وا ہوا

حورالعین نے نظریں اٹھائیں تو سامنے ہی وہ اپنی تمام تر وجاہت خوبصورتی سے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ پھنسائے کھڑا کچھ سخت نظروں سے اسے دیکھنے لگا جسکی گود میں پیپی تھا اور خود نیچے بیٹھی تھی۔

اسکے بھگے بالوں سے نکلتی بوندیں اسکی گردن سے بہتی ڈریس میں جذب ہو رہی تھیں۔ بال بھگے ہونے کے نتیجاً اسکی گردن گالوں سے چپکے ہوئے تھے جس سے کپڑے بھی بھگ گئے تھے اور وہ اپنے سراپے سے انجان بس اپنے پیپی میں ہی کھوئی ہوئی تھی۔

سیر کو دیکھتے ہی پیپی فوراً الرٹ ہوا اور آہستہ سے اپنی مالکن کو چھوڑتا چھوٹے چھوٹے قدم لیکر فرمانبرداری سے وہاں سے نکل گیا۔ کیونکہ وہ حور سے کبھی الگ ہونا نہیں چاہتا تھا۔ حور ہکا بکا سی اسے جاتے دیکھتی رہی۔

عالم اسکے عقل سے متاثر ہوا تھا جبکہ اب سامنے وہ بیٹھی لب دانتوں میں دبائے انگلیاں پٹخا رہی تھی۔ ”گویا اپنی بیوقوفی پر خود ماتم کر رہی ہے۔“

”ہو گیا؟ یا ابھی باقی ہے؟“ اسنے سرد آواز میں پوچھا عین نے گھبرا کر اسے دیکھا۔۔۔  
”ہہ۔۔ ہو گیا۔۔۔“ وہ منمنائی۔۔۔

اور عالم نے آگے بڑھتے جھک کر اسے بازوؤں میں اٹھالیا۔

”کیا بول رہی تھی اب کہو؟“ اسنے بغیر کسی تاثر کے سخت لہجہ اپنایا۔۔۔  
”ڈڈ۔۔ ڈارلنگ۔“ وہ گڑبڑا کر بولی۔۔۔

”معنی معلوم ہے؟“ اسنے اسکی طرف دیکھا جسکی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں۔  
”نن۔۔ نہیں آپ کہتے ہیں نا۔“ حورالعین نے خفت سے آہستہ آواز میں کہا کہ وہ اسکے الفاظ کی کاپی کرنے لگی ہے۔۔۔

”میں کیا کہتا ہوں؟“ اسے بیڈ پر ڈالتے سعیر نے پوچھا  
”یہ۔۔ یہی ڈڈ۔۔ ڈارلنگ۔۔۔“ سانس روک کر اسنے آنکھیں موندیں جب اسکی مضبوط

انگلیوں نے آہستہ سے اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔۔۔

”بی۔۔ یہ کیوں؟“ وہ ہراساں وحشت سے پھیلی آنکھوں سمیت اٹھ بیٹھی۔۔۔

”میں چاہتا ہوں تم جب میرے قریب آؤ تو صرف مجھے محسوس کرو۔“ اسنے جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کی اور لبوں سے اسکے بالوں کو چھوا۔۔۔۔

حورالعین کے لبوں پر شرمگین مسکراہٹ رقصاں ہوئی



وہ بھی تو یہی چاہتی تھی کہ صرف اسے محسوس کرے۔۔۔

بھلا وہ اتنی قربت میں کہاں اسے دیکھنے کی تاب لا سکتی تھی، اگر دیکھ لیتی اسے اپنے اتنے قریب سے تو یقیناً اسکا دل سلامت نا رہتا جسکا اندازہ اسے ابھی سے بڑھتی دھڑکنوں سے تھا۔۔۔

اسکا لمس ایسا تھا ہمیشہ کی طرح جیسے وہ کسی کانچ کی گڑیا کو چھو رہا ہے جسے ذرا سی ٹھیس پہنچنے سے ٹوٹ جائے گی۔۔۔

وہ شدتیں لٹاتا بھی اس انداز میں کہ حور کو فیل ہوتا کہ وہ کوئی مومی گڑیا یہ کوئی ایسی خاص ہستی جسے وہ نہیں چاہتا ذرا سی تکلیف پہنچے۔۔۔

وہ اسکی اتنی کیڑا اتنی فکر میں آبدیدہ ہو کر اسکے حصار میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

آخر کار سب ساتھ ہو گئے تھے، اسکا عالم سہمی، داد نور، عارب اسکا فاتح بھی سب کے بیچ تھا اور وہ جانتی تھی اسے کس قدر چاہ رہے ہوں گے۔۔۔

اور حقیقت بھی یہی تھی نور اسے لیکر کہیں چھپ گئی تھی اور عارب سہمی داد سمیت وہ سارا گھر حواس باختہ سے ڈھونڈ رہے تھے۔۔۔

جب کہ وہ گھر کے پیچھے درخت کی آڑ میں چھپی فاتح پر اپنی محبت لٹاتی اسے بے تحاشہ چوم رہی تھی۔۔۔

وہ اسکی بہن کا بیٹا تھا اور وہ اسکی خالہ۔۔۔

یہ احساس ہوتے ہی وہ پھر سے اسے سینے میں بھینچ لیتی، اتفاقیہ فاتح بھی خاموش تھا، اس محبت کی بارش میں پرسکون پڑا اپنی بھوری آنکھوں سے اس چھوٹی بونی کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت اسکے لیے رحمت بن کر نازل ہوئی تھی۔۔۔ سچ میں ان دو (عرب، داد (پاگل مخلوق سے سیف نور کی بانہوں میں ہی تھا۔۔۔

ورنہ ان کی چھتتی ہوئی گندی چمیاں اسے حال سے بے حال کر دیتی۔۔ جاہل ترسی کوئی مخلوق تھی جو بچے کو دیکھتے ٹوٹ پڑے تھے دونوں۔۔۔۔۔

ورنہ اسے تو اپنا ہی غم بڑا تھا اسکی آنکھوں کے سامنے وہ دیو نما آدمی اسکی ماں کو لیکر جانے کہاں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

پتا نہیں وہ دونوں چڑیلیں کہاں غائب ہو گئی تھی دکھنے میں نہیں آرہی تھیں۔۔۔۔۔

ورنہ ان سے ہی مدد لے لیتا کیونکہ ان میں بڑی چڑیل اسے جانتی تھی اچھی طرح کہ وہ کیا چاہتا ہے۔۔۔۔۔



شام گہرے سائے پھیلے جہاں سورج اپنے پر سمیٹ کر چاند کو اپنی چاندنی سمیت آسمان پر ساری رات سلطنت کیلئے خوشامدید کہہ رہا تھا وہیں یہ عالم ولا کا خوبصورت ترین منظر میں سے ایک تھا۔۔۔۔۔

وسیع لائونج میں اس وقت سارے افراد موجود تھے۔ صوفے پر عالم ہاتھ میں کافی کا مگ  
تھامے گود میں لیپ ٹاپ لیے بیٹھا تھا وہیں اسکے دائیں بائیں نیچے آرام دہ پوزیشن میں داد  
اور عارب بیٹھے اسے لیپ ٹاپ پر کچھ بتا رہے تھے۔۔۔

آج انہوں نے ڈنر کی جلدی رٹ لگائی ہوئی تھی کیونکہ ماہ و سالوں بعد آج پھر سے سحیر  
عالم نے اپنی رونق اس ویران سے کچن کو بخشی تھی بلکہ ڈنر خود تیار کیا تھا۔

اسنے سہمی کو بھی قریب نہیں آنے دیا کچن کے کیونکہ اسے اکیلے سب کچھ بنانے کی عادت  
تھی اسنے کبھی کسی سے مدد نہیں لی تھی اور سہمی اپنے بھائی کی عادت سے واقف تھی اسلیے  
منہ پھیلانے بیٹھی حورالین کے پاس آگئی جسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تھے فاتح  
کو درقہ کی بانہوں میں دیکھ کر۔۔۔

عالم نے درقہ کا تعارف سب سے کروا دیا تھا اور اسکی جاب بھی سب پر باور کروا دی۔۔۔  
سب خاموشی سے یہ ظلم ہوتے دیکھتے رہے، نور منہ پھولائے اپنی بہن کے آنسو صاف کر  
رہی تھی، سہمی شکوہ کن نظروں سے عالم کو دیکھ رہی تھی پر وہ ایسے لاپرواہا جیسے کچھ  
دکھائی نہیں دے رہا ہو۔۔۔

اس وقت سہمی نے عالم کو کافی ناگواری سے جھڑکا تھا کہ یہ تمہاری اچھی حرکت نہیں ماں  
سے اس عمر میں اپنا بچہ دور کرنے کی۔۔۔

انہوں نے درقہ سے فاتح کو لیا تب انکا دل خود بے ایمان ہو گیا کیونکہ اسکی بانہوں میں آکر  
وہ منہ پھولائے غصے والا بچہ چیخی کلتاریاں کھلکھلاہٹیں مچا رہا تھا۔۔۔

گھر میں جیسے گنگناہٹیں آنے لگی، اسکی کلتاریوں سے سارا گھر روشن پر رونق ہو گیا۔۔۔

”فاتح! فاتح!“ کی آواز پکاریں شرارتیں گھر کو الگ سی رونق بخش گئی تھیں۔۔

وہ ابھی اس شش و پنج میں تھی کہ آہستہ سے خود لے جائے یا حور کے حوالے کرے کہ تبھی نورالعین بیچ سے اس سے اچک گئی اور سہمی خود منہ پھولائے حورالعین کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

”جیسی کرنی ویسی بھرنی۔“ حور انکی نیت سمجھ گئی تھی تبھی قہقہہ لگا کر بولی اور سہمی نے اسے بانہوں میں سمیٹ لیا۔۔۔

”جیسی ویسی نا میرے لئے تم آجاؤ وہی کافی ہے۔“ اسنے محبت سے سمیٹ کر کہا۔۔

اور نور بہت مزے سے فاتح کی بھوری عجب سی چمک والی آنکھوں میں دیکھتی کھلکھلا جاتی جس پر فاتح کے ماتھے پر تیوریاں سج جاتی۔۔۔

”حور میں تمہیں بتا رہی ہے یہ چھوٹا شوٹا کوئی معمولی بچہ نہیں کسی دیو کا بچہ لگتا ہے۔“ وہ قہقہہ لگا کر حور کے کان میں سرگوشی سے بولی۔۔۔

اور حورالعین نے سرخ پڑتے اسے دھپ لگائی۔۔

”نور پٹوگی میرا بچہ میرا فاتح بہت معصوم ہے تم سب اس پر پتا نہیں کون سے الزامات لگاتی ہو۔“ حور نے جب فاتح کی طرف دیکھا تو اسکی بڑی بڑی آنکھوں میں نمی تھی وہ جیسے رونے کی تیاری میں تھا۔

ایک معصوم سا بچہ تھا بالکل ایک گلاب جیسا گول مٹول سا جو ایسے دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں سے اس ظالم سماج کی داستان سنانے لگتا۔۔۔



حورالعین نے نورالعین پر ملامت کرتی نظریں ڈالکر اسے اپنے آغوش میں بھر لیا، کچھ ہی میں ہنستی نور نے فاتح کو دیکھا۔۔

پر اسکی مسکراتی نظریں خود پر جتنا پیار وہ ساکت سی بیٹھی رہ گئی۔۔

وہ شرمندگی کی وجہ سے کسی سے کہہ بھی ناسکی کہ وہ بچہ اسے دیکھ کر پتا نہیں عجیب انداز میں مسکرا رہا تھا اگر کہتی بھی تو داد اسے ہی قصور وار ٹھہراتا کہ اسکی بونی سٹھیا گئی ہے۔۔

حالاں کہ ایک عالم ہی تھا جو اسکی سپید رنگت پر نظریں ڈالکر مبہم سا مسکرایا تھا۔

”یہ پتا نہیں عجیب بچہ ہے۔ کیا بچے ایسے ہوتے ہیں؟“ اسنے سر کھجاتے سوچا۔

وہ خود سے الجھتی وہاں سے ہٹی۔۔ پہلے کبھی ان کے بیچ اتنا چھوٹا بچہ آیا نہیں تھا جو وہ اس فتنے کو سمجھتی۔۔

”وہ تو عالم ولا اور علوی ہائوس کا لاڈلا بن کر پیدا ہوا تھا۔۔

اپنی سوچ پر اسنے خود کو کوسا۔۔“ بیوقوف ہوں میں! بچے بھی تو انسان ہیں وہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔“ اسنے اگیری کرتے فاتح کو دیکھا۔۔

حور اسکے مقابل صوفے پر بیٹھی اپنے فاتح پر محبت برسا رہی تھی فاتح بھی اپنی ماں کے معصومیت سے کھلکھلا رہا تھا۔۔

جبکہ سامنے بیٹھی درقہ کی سنجیدہ نظروں سے چڑ بھی رہی تھی۔۔

یہ چبھن تو فاتح کو بھی تھی جسکی حور سے نظریں ہٹ کر اس پر کبھی کبھی بھٹک جاتی۔۔

وہ جانتا تھا اسکے باپ نے یہ بھینس نما عورت اسکے قید کیلئے لائی ہے۔“ پر بیٹا عالم کب تک؟ ”ایک دن تو وہ بھی بڑا ہو ہی جائے گا اور اسکا یہ سائیکو باپ بڑھا۔۔۔۔۔

داد عارب کی جلدی جلدی کی رٹ پہ کھانا اسی رفتاری سے نور سہمی نے ٹیبل پر سجایا اور عالم کی موجودگی باعث خاموشی پر سکون ماحول میں پیٹ بھر کر کھایا گیا۔۔

کھانے کے بعد وہ سب لائونج میں جمع ہوئے اور چائے کافی کا دور چلا تو خواتین نے چائے کو سرفہرست ٹھہرایا، اور عالم داد عارب درقہ نے کافی کو جو کہ داد کو گالیوں سے نوازتے عارب بنالایا تھا۔۔۔

پر اسکا جی چاہ رہا تھا وہ سہمی کے ہاتھ کی چائے کا کپ اٹھالے۔۔ اسکی بھٹکی تڑپتی نظریں انہیں پر تھیں جو داد دیکھتا اپنی مسکراہٹ چھپائے محفوظ ہو رہا تھا۔۔

اس وقت وہ سب وہیں جمع تھے جہاں ایک طرف عالم داد عارب بیٹھے تھے، انکے مقابل سہمی اور اسکی گود میں سر رکھے لیٹی حورالعین جو اسے مدینہ منورہ اور بیت اللہ کی مقدس جگہوں کی زیارتوں بارے میں بہت جوش و خروش سے بتا رہی تھی۔۔

اسکی آنکھوں میں واضح عکس تھا بیت اللہ شریف جنہیں سہمی نے باری باری اسکی آنکھیں چوم لیں اسے اپنے بھائی پر فخر ہوا کہ اسنے بروقت جذبات سے نہیں عقل سے فیصلہ لیا اور حورالعین کے دماغ پر جو پہلا عکس تھا ٹھہرایا وہ بڑی سعادت نصیب کی بات تھی۔۔

جبکہ سہمی کے قدموں کے پاس فاتح کو گود میں لیے بیٹھی نورالعین بھی انکی باتیں سنتی اپنی بہن کی قسمت پر ناز کرتی بہت پر سکون تھی البتہ اسکی آدھی توجہ تو فاتح کی چھیڑ چھاڑ میں

تھی جسکا بس نہیں چل رہا تھا ابھی جھپٹ کر نورالعین کے بال منہ نوچ لے جسنے اسکی ماں کے چہرے کو کاپی کیا تھا۔۔۔

نورالعین اس معصوم کے خیالات سے انجان بار بار اسکے خوبصورت نقوش کو چام رہی تھی جو فاتح کے ضبط کیلئے قابل ستائش بات تھی۔۔

وہ اچانک سے اپنے جذبات بدل گیا تھا جب اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی اس سیم چھوٹے پیکٹ کو دیکھا تھا۔۔

اسنے ٹانگیں سیدھی کی ہوئی تھیں، داد والوں کی سمیت اور اسکی سمیت داد کی، جبکہ اسکا سر عالم کی تھائی کے پاس تھا۔۔

اسکی نظریں تو ساری لیپ ٹاپ پر چلتے منظر پر تھیں پر دل و دماغ نور کے پاؤں کی چھوٹی چھوٹی گلابی انگلیوں پر اٹھنے ہوئے تھے۔۔

اسکے پاؤں کے تلوے اسکی جذبات میں شوخ بڑھا رہے تھے۔۔ رگ ظرافت پھڑک رہی تھی۔۔

اسنے سر کھجاتے انگلی ایک اسکرین پر اچلتے نقاب پوش پر رکھی جسکے جانب عالم کو متوجہ کیا تھا حالاں کہ وہ اس کی جانب ہی متوجہ تھا۔۔

موقعہ دیکھتے ہی داد نے اپنے پاؤں کا انگوٹھا نور کے تلوے پر پھیڑا۔۔

”آہہ۔۔۔“ ”دفعاً اسکی زوردار چیخ گونجی کہ سب حیران پریشان نور کو دیکھنے لگے۔۔

”کیا ہوا نور؟“ سہمی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے پوچھا۔۔۔ حور پریشان بوکھلائی اپنی بہن کے پاس آئی جسکی رنگت اپنی اس اچانک چیخ پر سرخ پڑ گئی تھی۔۔

”تم ٹھیک ہو بونی کیا ہوا؟“ داد خود بوکھلایا اس کے پاس آیا تھا حالاں کہ وہ نور کی اچانک چیخ سے گر بڑا گیا تھا۔

اسے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ چیخ اٹھے گی۔۔

اسے خود پر لمحے بھر کیلئے آتی سعیر کی ملامت کرتی نظریں خفت زدہ کر گئی تھی اور ابھی اسی جھینپ کو مٹانے کیلئے وہ فکر مند ہو گیا۔ اسکا پاؤں پکڑ کر سہلانے لگا۔۔۔

”میں ٹھیک ہوں چھوڑو۔“ وہ اسکی انگلیوں کی سرسراہٹ سے سرخ لال ہوتی اس کے ہاتھ جھٹک پر سمیٹ گئی۔۔۔

اور حور صورتحال کو سمجھ کر مسکراہٹ دباتی واپس جاکر سہمی کی گود میں لیٹی اسے پریشان ہوتے دیکھ کر آنکھوں سے ہی تسلی دی تو وہ ہنس پڑی۔۔۔۔

”بہت بے شرم ہیں قسم سے داد کبھی، تو فضول حرکات سے باز آجایا کرے۔“ وہ دبے لہجے میں سرگوشی مشابہت بولی۔۔۔

”رات کیوں نہیں آئی؟“ وہ فاتح کے گال سہلا کر اسکی آنکھوں دیکھتا خفگی سے گویا ہوا۔

وہ آدھی رات تک اس کے انتظار میں بیٹھا رہا کہ اب آئے گی اب آئے گی پر اسے اپنی بہن پر محبت لٹانے سے فرصت ملے تو وہ اس کے پاس آئی۔۔



عالم رات کسی میٹنگ میں چلا گیا تھا، تبھی وہ حور کے ساتھ اسکے روم میں ہی سوئی تھی۔۔  
 آدھی رات تک انکے ساتھ سی بھی تھی اسکے بعد وہ تہجد کیلئے انہیں سونے کی تاکید کرتی  
 چلی گئی، پھر وہ تھی اور حور فاتح جسکے ساتھ محبت کھیل چھیڑ چھاڑ میں انکی رات گزری۔۔  
 حور اسے اپنے گزرے وقت کے بارے میں بتانے لگی اور نور بار بار روتی اس سے لیٹ  
 جاتی۔۔

اسکی آنکھوں میں وہ اذیتیں گزرنے لگی جو اسے حور العین کو تڑپاتے دی تھی پر اسکے لبوں پر  
 ایک بھی شکایت نہیں تھی بلکہ وہ تو گزرے وقت کو یوں بھول گئی تھی جیسے کچھ تھا  
 نہیں۔۔

البتہ انکی دعائوں میں تایا، تائی، بی، کیلئے محبت تھی بے تحاشہ۔۔  
 نور نے اسے بتایا کیسے تایا تائی نے اسکے لئے اپنی جان کی بازی ہاری اور وہاں پھر وہ پھوٹ  
 پھوٹ کر تڑپی جسے حور نے اپنی بانہوں میں بھر کر سنبھالا۔۔۔  
 اور حور نے اسے یہ بتایا کہ کیسے مسکان اپنے دوست کے ساتھ کڈنیپ کر گئی تھی۔۔  
 وہ اسے مسکان کے دوست رومیو کی دلچسپ باتیں بتانے لگی جو اسے کافی پسند آیا تھا اور وہ  
 تھا ہی ایسا کہ روتے ہوئے کو بھی ایسے ہنسائے ایسے کہ وہ توبہ کر جائے۔۔

اسے بھی تو وہ سنبھالتا تھا کافی، خوبصورت الفاظ میں اسے حوصلہ دیتا بلکہ ایک پیارے بھائی  
 کی طرح اسے حفاظت میں رکھتا تھا۔۔

البتہ مسکان کیلئے اسکی فیلنگز حور کے سامنے بھی واضح تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی کی بیوی ہے۔۔

بلکہ وہ تو اس قدر بے حس بے خوف ہوتا تھا کہ اچانک کہتا، ”جولیٹ ابھی پاک سے کال آئی ہے ایس ایس پی برہان علوی اس دنیا فانی سے کوچ کر گیا ہے۔“

اس بات پر کئی بار انکی ہاتھ پائی ہو چکی تھی اور وہ بھی اچھی خاصی کہ رومیو کئی دن تک تو بیڈ پر پڑا رہتا تھا یا مسکان اپنا بازو ٹانگ تھامے پڑی رہتی تھی۔۔

انکی ہمیشہ ہاتھ پائی گھر کی چیزیں پھینک کر ہوتی یا لاتوں گھونسوں سے۔۔

وہ کافی بار زخمی بھی ہو چکے تھے۔۔ نور کو تو وہ بندہ کافی دلچسپ لگا پر اپنے بڑے بھائی کزن کیلئے اسکی بکواس پر وہ بپھر گئی۔۔

اسنے تجسس میں گھر کر اسکا پوچھا تھا کہ وہ کہاں ہوتا ہے تب حور العین نے مایوسی سے بتایا کہ وہ ایک جگہ نہیں ٹکتا۔۔

البتہ اسنے یہ ضرور بتایا کہ رومیو نے کہا تھا کہ وہ اس سے ضرور ملنے آئے گا بلکہ اسکے عکس (نور العین) کو بھی دیکھے گا۔۔

فجر کی آذان ہوئیں تو نور سوتے ہوئے فاتح کو پیار کر کے وہاں سے چلی گئی، روم میں آئی تو داد گہری نیند سویا ہوا تھا وہ بھی نماز ادا کر کے اسکے پاس ہی سو گئی۔۔

”میں تو آج رات بھی حور کے پاس جاؤں گی۔“ نور نے منہ بناتے کہا۔

”دماغ خراب ہے تمہارا؟ ٹانگیں توڑ دوں گا اگر دس سے پہلے روم میں نہیں آئی۔“ دانت  
پیس کر اسے گھورتے خونخوار دھمکی دی۔

”پیچھے دیکھ کر باتیں کریں، وہ میرا بھائی بیٹھا ہے پیچھے اگر میری ٹانگوں کا ہاتھ بھی لگایا تو  
وہ تمہارے ہاتھ زمین پر نہیں پھینکے گا۔۔۔“ بڑی محبت بھری آواز میں اسنے جتایا۔۔۔

داد دھک سے رہ گیا۔۔۔ اور ہونقوں کی طرح اس طونی کا منہ دیکھنے لگا۔۔۔“ گویا وہ اپنے  
داد کو عالم کی دھمکیاں دے رہی تھی؟ ”

”بیٹا یہاں آجا بہت ہوگئی سرگوشیاں۔“ عارب نے شرم دلانی چاہیے جو سب کی موجودگی  
میں نور کے ساتھ کھسر پھسر لگا کر بیٹھا تھا۔۔۔

”آرہا ہوں تجھے تو بڑی مرچیں لگ رہی ہیں۔“ وہ جل کر برے موڈ کے ساتھ کہتا اسکے  
پاس آیا۔

عالم نے اس فقرے پر گھورا وہ سٹپٹا گیا اور نور سرخ لال سی لب دانتوں میں دبا کر چہرا  
فاتح پر جھکا گئی۔۔۔

اسے رہ رہ کر اپنے بے باک سرتاج پر غصہ ہو رہا تھا جس سے ایک رات بھی اپنی بیوی سے  
دوری برداشت نہیں ہوتی تھی۔۔۔

”ہاہاہاہاہ۔۔۔“ فضا میں ایکدم ہی حورالعین کی کھلکھلاہٹ اور سہمی کی دبی مسکراہٹ پھیلی  
سب نے چونک کر اسے دیکھا داد اسکی ہنسنے کی وجہ خود کو پا کر خود بھی ہنس پڑا۔۔۔

”میرے کام کا کیا ہوا؟ خود تو کمینے موبے مار رہا شرم نہیں آتی اپنے دوست کی ویران حالت پر؟ ”معاً اسکی موبائل اسکرین پر لعنت ملامت کرتا عارب کا میسج چمکا۔۔۔

”تڑپ کیوں رہا ہے تیرا کام ہو گیا ہے۔ ”داد دبی دبی ہنسی کے ساتھ میسج ٹائپ کر کے اسے کچن میں آنے کا اشارہ دیکر وہاں سے کپ اٹھاتا نکلا۔۔۔

”میں دو منٹ میں آتا ہوں، آفس میں۔ ”عالم کو اٹھتے دیکھ کر عارب نے جلدی سے کہا وہ ہم کہتا آفس کی سمیت بڑھ گیا۔۔۔

عارب نے بے بسی سے سمعیہ کو دیکھا جس نے اسے بری طرح کل سے اگنور کیا ہوا تھا کہ اسکے دل پر جیسے خنجر برس رہے تھے۔۔۔

وہ جانتا تھا اسے غلط کیا، پر اسے برا تو نہیں کیا۔۔۔

وہ بے بس تھا اسکے آگے بہر حال آخری فیصلہ اسکا اور اسکے بھائی کا ہونا تھا، یہ سچ تھا کہ اگر جان جائے تب بھی وہ سہمی سے دستبردار نہیں ہوتا۔۔۔

کل شب تو اُس کی بزم میں ایسے لگا مجھے!

جیسے کہ کائنات مری دسترس میں تھی

جو بچھا سکوں ترے واسطے، جو سجا سکیں ترے راستے،

مری دسترس میں ستارے رکھ، مری مٹھیوں کو گلاب دے

کون سی چیز دل کے بس میں نہیں



دل مگر اپنی دسترس میں نہیں

دسترس کے حصار سے آگے

سیرِ ناممکنات کی جائے

ارادے سے عمل تک کچھ تو اپنا دسترس ہوتا

بغل میں پالتے کیوں یاس دل سے دشمن جان کو

وہ جاتے ہوئے گنگنانے لگا سہمی کا چہرہ اسکی گھمبیر آواز پر جھک گیا اور حور چونک کر کبھی اسکے چہرے کے رنگ کو دیکھتی تو کبھی جاتے ہوئے عارب کی چوڑی پشت کو۔۔۔

یہ ایک دھماکے سے چھوٹی بات نہیں تھی پھر بھی وہ خود کو سنبھال گئی کیونکہ اسنے اب تو خود کو سنبھالنا سیکھ لیا تھا اسکی زندگی خود دھماکے سے کم تھوڑی تھی۔

”ویسے آپ عارب کتنا پیارا نے نا؟ اسکی شہد رنگ آنکھیں، اور وہ شرارت سے جب انہیں چھوٹی کر کے دیکھتا ہے ہاہا۔“ ”شگوفہ چھوڑ کر اسنے لب دانتوں میں دبایا اور سہمی کے چہرے کو بغور دیکھا جسنے ایسے ری ایکٹ کیا تھا جیسے اسکی بات سنی نہیں۔۔۔

پر اسکی حیا سے بدلتی رنگت حورالعین کی نظروں سے چھپی نہیں تھی۔۔۔

”ہاہاہا میری پیاری آپ۔“ اسنے کھلکھلاتے اسکے گرد بانہیں پھیلائیں۔۔۔

”باز آجاؤ شہزادی کوئی پیارا نہیں دماغ سے عاری ہے پورا۔“ اسنے حور کے سر پر چپت مارتے مصنوعی غصے سے کہا حالاں کہ عارب کے آہ بھرنے پر اسکے چہرہ سرخ تمٹما اٹھا تھا۔۔۔

”اویسے ہوئے بہت جانتی ہیں ہاں؟“ اسکے اس طرح کہنے پر حور نے آنکھیں پٹپٹائی اور اسکی اس حرکت پر سہمی سٹپٹا گئی۔۔

”بہت بد تمیز ہو گئی ہو۔“ وہ زچ ہو کر بس یہی کہہ سکی۔۔

”بس آپ کے بھائی کی کرم نوازی ہے۔“ وہ آہ بھر کر بولی اور سہمی کے آنکھیں دکھانے پر نور کے ساتھ خود بھی قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

”ٹھیک ہے میں اس سے پوچھتی ہوں کہ کیوں اسے بد تمیز بنایا ہے۔“ وہ اسکا سر اٹھا کر خود دوپٹہ ٹھیک کرتی فی الفور اٹھی اگر یہاں سے نا جاتی تو ضرور آج یہ جو دونوں شریر بہنیں آنکھوں سے اشارے دے رہی تھیں اسکا برا حال کر دیتیں۔۔۔

”استغفر اللہ! آپی سہمی۔۔۔“ معاً بوکھلا کر حور العین نے ایکدم صوفہ چھوڑا اور سہمی سے لپٹی اسکا دل سینے کے اندر ڈول کر رہ گیا۔۔

”کتنا ڈرتی ہو تم بھائی سے حالاں کہ وہ کتنے سوئیٹ ہیں۔“ نور ینستی اسکی رنگت پر فاتح کو اسکے حوالے کر کے وہاں سے نکلی۔۔۔

”آپی!! وہ مسکینی صورت بنائے بولی سہمی کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔

”مذاق کیا تھا میری جان جائو اسے فیڈ کرواؤ۔“ اسکا ماتھا چوم کر وہ جھک کر بھوک سے کسماتے فاتح کے ماتھے پر بوسہ دیتی وہاں سے نکلی۔۔۔

اور حور العین نے شکرانے بھرا گہرا سانس بھرا۔۔۔

”آج تو بچ گئے میرے فاتح عالم اگلی دفعہ؟“ وہ فاتح سے مخاطب ہوتی خود ہی اپنی بات پر کھلکھلائی اور اندر روم کی سمیت بڑھ گئی۔۔۔

\*-----♦♦♦-----\*

”کیا بنا میرے کام کا؟“ کچن میں آتے ہی عارب نے اسے جھپٹ کر پوچھا۔

”عزت سے مخاطب کر اور یہ کون سا طریقہ ہے مدد مانگنے کا۔“ داد نے طوطے کی آنکھ پھیری

”بھاڑ میں بھیج تیری عزت کو اس پل میرے مستقبل کا سوچ جلدی بتا اس بابا نے دیا تعویذ اور کیا کہا عالم مان جائے گا نا؟“ وہ چیخ کر بولتا ایک دم مسکین ہوا۔

”اگر میری عزت بھاڑ میں جائے تو ساتھ تجھ پر لعنت اور تیرا مستقبل جائے بھاڑ میں اسکے ساتھ تو بھی ہٹ راستے سے کھینے۔“ وہ مصنوعی پھاڑ کھانے والے انداز میں ایک دم پھر گیا اور عارب بوکھلایا، اسے لگا اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔۔۔

اس میں اسکا ہی کام تھا وہ بھی اہم کہ اسکے لئے جان دے سکتا تھا۔۔۔ اس پل تو وہ خود پر ضبط کرتا یہ سوچ کر رہ گیا کہ ایک بار رخصتی ہونے دے پھر اسے دیکھ لے گا۔۔۔

”یاد رہے گا یہ دور حیات ہم کو۔۔۔

کیا خوب تر سے ہیں اک شخص کیلئے۔۔۔

ان کو پانے کی چاہ میں ریت بن گئے ہیں۔۔۔ ”وہ سرد آہ بھر کر گنگنایا داد اسکی مجنونانہ انداز پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

گویا گوڈے گوڈے اسکی محبت میں ڈوب چکا تھا۔۔۔  
”مت ستایا کر ہمیں، ہم پہلے سے ستائے ہوئے ہیں۔۔۔

خدوخال کی دھجیاں اڑا دیتا ہے۔۔۔

ہاے، یہ ہجر مذاق تھوڑی ہے۔۔۔ ”توڑ پھوڑ کر کے شاعریاں بنانا اسے التجائیہ منت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا داد محظوظ ہوتا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔۔۔

”کہاں گیا وہ تیرا ایڈیٹیوڈ کہ ایک بار ملے شرماتے پر ہم خود مجبور کریں گے؟“  
”حالاں کہ الٹا پڑ گیا وہ ملی تو تجھے بھکاری بنانے پر مجبور کر گئی۔۔۔“ اسنے اسکا دعویٰ یاد دلایا عارب ہنس کر سر کھجانے لگا۔

”ہاں تو کب غلط بیانی کی ہے شرماتی تو ابھی بھی ہے پر اسکا ظالم سماج دیو جیسا بھائی مجھ معصوم بچے پر تھوڑا رحم نہیں کرے گا۔“ اسکی بے بسی پر وہ جی بھر کر مزے لوٹ رہا تھا۔۔۔

”تو بس اس بابا کا نمبر دے میں خود بات کرتا ہوں۔“ کمینے صفت انسان کو دانت نکوستے دیکھ کر وی اسکے دانت توڑنے کی خواہش دل میں دبا کر بے حد ضبط سے گویا ہوا۔  
”کک۔۔ کیوں؟“ ”داد ایک دم بوکھلا گیا جسکا اپنی ٹینشن میں عارب نوٹ نہیں کر سکا۔۔۔



”کیا مطلب کیوں؟ وہاں ایئرپورٹ پر کیا بھونک رہا تھا؟؟ اب کچھ دیر پہلے لائونج میں جو بے بس بچے کے سامنے حرکات کر رہا تھا؟ دل کیا منہ پکڑ کر بھا بھی کے تلوے پر لیٹا دوں۔“ پھر کر اسکے کینے پن کو بھی سامنے رکھ گیا۔

توقع مطابق داد اسکی حالت کا اندازہ لگاتا چھت پھاڑ قہقہہ لگا اٹھا۔

”اچھا چل اب بکواس چھوڑ یہ پکڑ!“ اسنے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکی ہتھیلی پر موٹا تعویذ رکھا۔ عارب زندگی پہلی بار یہ تعویذ کو دیکھ رہا تھا اسلیے الجھ کر پوچھا یہ کیا بھلا ہے۔

داد مسکراہٹ دبا کر دل کیا سر پیٹ لے۔

”یہ بابا نے تعویذ دیا جسے صبح عالم کے جوس میں گھول کر دینے سے پہلے تمہیں تین دفع یہ کہنا ہے کہ“ اس میں جو بھی لکھا ہے وہ سچ ہے“ بس پھر اس جوس کو عالم پی لے سمجھ تیرا کام ہو گیا۔“ وہ اسکے کندھوں کے گرد بازو ڈالے اسکی سمیت جھک کر رازداری سے بتا رہا تھا۔

”ایسا کیا لکھا ہے اس میں۔“ عارب نے مشکوک ہوتے تعویذ سے دھاگے اتارنے چاہے داد نے گڑبڑا کر اسکے ہاتھ سے جھپٹا۔

”اگر دیکھ لے گا یہ تو اثر میرا ٹھینگا کرے گا!“ اسکے غصے بھرے سخت رویے پر عارب کام بگڑتا سدیکھ کر سنبھلا۔

”نہیں ایسی بات نہیں! مطلب میرا تعویذ والا پہلا ایکسپیرینس ہے تو یار مجھے خاک سمجھ آئے گی۔“ وہ بیچارگی سے گویا ہوا، داد کو اسکی مسکین شکل پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

”تو میرے یارا یہ داؤد آلف کس لیے ہے کیا یہ اپنے دوست کی ذرا سی مدد نہیں کر سکے گا؟“ وہ صداقت وری سے بولا عارب نے اپنے دوست کو شکرانہ نظروں سے دیکھ کر گلے لگایا۔۔

”اللہ کے بعد بس تمہارا ہی تو ساتھ ہے اس وقت۔ اللہ سب کو تمہارے جیسا یار دے۔ بہت خوش نصیب ہوں میں جو مجھے تیرے جیسا یار ملا۔“ اسے خود میں بھینچتے وہ دل سے بول رہا تھا۔۔

”اچھا اب بس کر اور میرا اعتبار کرنا۔“ وہ اسے الگ کرتا منہ بنا گیا۔۔ عارب شرمندہ ہو گیا اسے اپنے دوست پر شک نہیں کرنا چاہیے تھا وہ اس کے لئے اتنا کچھ کر رہا تھا۔۔

”سوری یار بس بہت ٹینس ہوں۔“ پشیمان ہوتا وہ اسے منانے لگا اور داد اس سے ناراض ہو سکتا تھا بھلا

اس لیے فوراً سے سر جھٹک کر اب وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ کس طرح اسے صبح کسی بھی طرح عالم کے جاگنگ سے آنے سے پہلے یہ جوس میں گھول کر دینا ہے۔۔

”اگر پکڑا گیا تو؟“ وہ عالم سے پکڑے جانے کے ہر خدشے سے چھٹکارا چاہتا تھا تبھی اسے دیکھ کر فکر مندی سے بولا۔۔

”اگر اتنا ہی ڈر ہے تو مجھے جگا دینا اس کارنامے سے پہلے۔ بلکہ میں خود آجائوں گا۔“

”نوازش“ عارب مشکور ہو گیا۔۔

وہ سرشار ایک بار پھر اسکا شکریہ ادا کرتا اسے گلے لگا چکا تھا اور داد نے محبت سے اسکی پشت تھپتھپائی۔۔



”کیا ہوا نو؟“ نرم میٹھی سی آواز توقع مطابق سہی کی ہی تھی جو اسکے سرخ گھبرائے روپ کو دیکھتی پاس آئی فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔۔

”کک۔۔۔ کچھ نہیں وہ سوچ رہی تھی کپڑے چینج کر لوں۔“ اسنے بہانہ بنایا اپنے کپڑے جھاڑتی وہاں سے جلدی سے نکلی۔۔۔

”آہم“! نور کے جاتے ہی گلا کھنکار کر عارب نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔

پر وہ ہوئی نہیں، کیونکہ اسکے قدموں کی آہٹ سے پہلے ہی چونک چونکنا تھی۔۔۔  
”کیا ایک چائے کا کپ مل سکتا ہے؟“ بے بسی ہی بے بسی تھی لہجے میں جسے محسوس کر کے وہ لب بھیج گئی۔۔۔

جہاں سہی اسکی اب بد تمیزیوں سے بچ کر سکون کا سانس لے رہی تھی وہیں عارب بہت بے چین تھا کیوں ایک طرف عالم کا کوئی بھی کڑوا غصیلا رسپانس نہیں ملا تھا اور ناہی ہے کوئی اسکے کیے کی چوں چراں تھی۔۔۔

اسے لگتا تھا جیسے ایسے ہی نا گذر کر بات ختم ہو جائے۔۔۔ اس سوچ سے ہی دل اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتا۔۔۔

”ابھی تو کافی پی تھی؟“ سہی نے حیرت سے مڑ کر اسے دیکھا پہلے تو ایسا نہیں کرتا تھا بلکہ ایک ہی وقت کی اس سے چائے لیتا تھا۔۔۔

اسنے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا جن میں سرخی آہستہ سے تہہ جما رہی تھی۔۔۔  
(مطلب کہ اب وہ چائے دینا چھوڑ رہی ہے) اسنے دکھ سے سوچا۔۔۔



عجیب تقاضے ہیں چاہتوں کے۔۔

بڑی کٹھن یہ مسافتیں ہیں۔۔

میں جس کی راہوں میں بچھ گیا ہوں۔۔

اسی کو مجھ سے شکایتیں ہیں۔۔

شکایتیں سب بجا ہیں لیکن۔۔

میں کیسے اس کو یقین دلاؤں۔۔

جو مجھ کو جاں سے عزیز تر ہے۔۔

اسے بھلاؤں تو مر نہ جاؤں۔۔

میں خاموشی کی انتہا میں کہاں کہاں سے گزر گیا ہوں۔۔

اسے خبر بھی نہیں شاید۔۔

میں دھیرے دھیرے بکھر گیا ہوں۔۔

گھمبیر لہجے میں اسنے اسکے کانوں میں کہا سہمی اپنا سرخ چہرا لیے رخ موڑ گئی اور عارب اسکے

نظریں چرانے پر جیسے پور پور زخم ہوا۔۔

”تم لائونج میں بیٹھو لا رہی ہوں۔“ گہرا سانس بھر کر وہ بولی اور عارب کو جانے کیوں

سراسر اپنی توہین لگی جیسے جان چھڑوا رہی ہو۔۔۔

”نو تھینکس“! سرد تلخ لہجے میں کہتے وہ جھٹکے سے ملازمہ سے بریف کیس کوٹ جھپٹ کر

وہاں سے نکلا۔۔۔

“عاری”! سہی جو اسکے لہجے پر ساکت تھی بوکھلا کر مڑی پر جب دیکھا تو گھبرا گئی وہ کہیں جارہا تھا فل تیار ایک ہاتھ میں بیلو کوٹ تھامے دوسرے میں بریف کیس وہ لمبے ڈگ بھرتا بہت دور ہو گیا اس سے۔۔۔

“کہاں جارہا ہے؟” اسکی آنکھوں ایک دم نمی تیر گئی۔۔

بھلا اتنی سی بات میں کیا تک تھی روٹھنے کی وہ دے تو رہی تھی چائے اسے۔۔

معاً اسے یاد آئی کل بھی اسنے نہیں دی تھی اسے چائے، حالاں کہ وہ اسکے ہاتھ کی ایک دن بھی سونے سے پہلے چائے نا پیئے تو سر شدید درد سے پھٹنے لگتا تھا۔ وہ عادی ہو گیا تھا اسکے ہر کام اسکے ہاتھوں کی چائے کا۔۔۔

“معلوم نہیں میم سر سے صرف اتنا کہہ رہے تھے صبح تک پہنچ جائیں گے۔” ملازمہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی اور سہی بے چین سی لب دبا کر دوپٹے کی مدد سے آنکھوں کی نمی صاف کرنے لگی۔۔۔

“کیا ضرورت تھی اسے انگور کرنے کی۔” اسکا دل بھاری ہونے لگا۔ اسے معلوم تھا اب اسے ساری رات سر درد سے نیند نہیں آئے گی اور ضدی بھی بھلا کا تھا دوسرے کی ہاتھ کی چائے دیکھ کر جیسے پھر جاتا تھا۔۔

کچھ دن پہلے ہی کی تو بات تھی، اسنے ناراضگی میں ملازمہ کے ہاتھ کی بنا کر اوپر پہنچا دی تھی پتا نہیں کیسے وہ اس چائے کو پہنچان کر ہنگامہ کھڑا کر گیا تھا اور کتنے دن ناراض رہا اس سے بلکہ چائے خود ہی بنا کر پیتا رہا۔۔ پر پھر جانے کیا ہوا الٹا پھر خود ہی مان گیا۔۔۔

وہ بھاری قدم اٹھاتی سیڑھیاں چڑھتی اپنے روم میں جانے لگی۔۔ اسکا دل جیسے ہر چیز سے اکتا گیا۔

”کیا ہوا جانِ عالم؟“ سیڑھیوں کے اختتام پر کھڑے عالم نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔ پہلے تو سہمی گڑبڑا گئی پھر فی الفور بھائی سے نظریں چرا کر مسکرائی۔۔

”کچھ نہیں بس تھوڑی تھک گئی ہوں۔“ اسنے آہستگی سے کہا ساتھ ہی سر عالم کے سینے پر ٹکا دیا۔۔۔

اسکا دل چاہ رہا تھا اپنے بھائی سے پوچھے کہ وہ کہاں گیا ہے یوں اچانک اتنی جلدی میں کہ اسکے پلٹ کر پکارنے کا ہمیشہ منظر رہا تھا آج منہ پھیر کر ان سنی کرتا نکل گیا تھا۔۔۔  
پر وہ چاہ کر بھی پوچھنا پائی بھلا کس لحاظ سے پوچھتی کیوں پوچھتی اسنے جو کیا تھا اگر عالم جان لیتا تو کیا نہ کرتا اسکے ساتھ۔۔۔

”میں آرام کرنا چاہتی ہوں تم بھی اب آرام کرو جب سے آئے ہو کام سے چپکے رہے ہو۔“ وہ سوچ کر ہول گئی اور بغیر اسکی جانب دیکھے کہہ کر اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

اسے جیسے عالم کی گہری نگائیں اپنی پشت پر محسوس ہونے لگی وہ لب کچلتی رہ گئی اس بے دردی سے کہ اسکے منہ میں خون کا ذائقہ گھل گیا۔۔

”میں نے عارب کو بھیجا ہے اسلام آباد وہ کچھ دیر کی فلائٹ سے روانہ ہو جائے گا اور صبح تک آجائے گا۔“ ”موبائل کان سے لگائے وہ دوسری جانب موجودہ ہستی سے کہتا اپنے دھمک دار قدموں سے سیڑھیاں اتر گیا پر یہ الفاظ سہمی کے کانوں میں اتار گیا۔۔۔

سمعیہ کے آگے بڑھتے قدم ساکت ہو گئے اسے لگا جیسے عالم نے اسے سنانے کیلئے بتایا  
ہو۔۔۔

اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا ہاتھ پاؤں بری طرح کانپنے لگے ہوں۔۔  
خوف و ہراس سے اسنے ایکدم آگے بڑھتے رینگنے سے جھک کر نیچے دیکھا اور یہ دیکھ کر اسکا  
دل سکون کا سانس لینے لگا کہ وہ اب بھی کسے سے محو کلام تھا۔۔۔

ورنہ اسے لگا اگر آج اسکے بھائی جان گیا تو بھائی کے مان کو توڑنے پر وہ زیرہ زیرہ ہو جائے  
گی۔۔۔

”یا اللہ میں ہمیشہ آپکی شکر گزار رہوں گی۔“ گہرے سانس بھر کر خود کو پرسکون کر کے وہ  
آگے بڑھی۔۔۔

”کاش وہ مجھ سے محبت کا خواہ نا ہوتا۔“ وہ الگ منزل کی مسافر تھی کیوں وہ راہوں میں  
یوں آکر بکھرا تھا اسکے۔۔ کہ نا دھتکار سکتی تھی نا ہی تھام۔۔۔

\*-----\*

اسنے آنکھیں چھت سے ہٹا کر اسے دیکھا۔۔

چہرے پر دنیا جہان کی معصومیت سجائے اپنے گال کے نیچے ایک ہاتھ کی۔ ہتھیلی ٹکائے،  
عارضوں پر جھکی سجدہ زیر گھنی سایہ فگن پلکیں، گلابی لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ وہ اپنی



تمام تر خوبصورتی مدہوش سراپے کے ساتھ اسکی پناہوں اسکے تنگ حصار میں بازو پر سر رکھے گہری نیند میں تھی۔۔

عالم جھک کر ماتھا چومتے اسکے چہرے پر بکھرے بالوں کی چھوٹی سی لٹوں کو ہٹایا۔۔

بیڈ کے ساتھ ہی سونے کے ایک بڑے اور جدید ماہرت سے بنے خوبصورت پالنے میں اسکا شہزادہ فاتح عالم سو رہا تھا جسے جھلاتے جھلاتے جب وہ سو گیا تو آکر اسکے حصار میں چھپ کر سوئی تھی۔۔

یہ پالنا عالم ہر گز یہاں برداشت نہ کرتا اگر وہ اسے محبت کے انوکھے انداز سے مناتی نا۔۔ اسنے وعدہ کیا تھا اس سے اسکی محبتوں میں کمی نہیں آئی بلکہ اور بھی شدت آجائے گی۔۔ عالم نے بھی سخت سرد آواز میں وارن کیا تھا کہ اگر اسکی محبت یا توجہ بھٹکی تو وہ خود اس فتنے کو نکال کر باہر ملازمین میں پھینک دے گا۔۔

اور یہ اسکی دھمکی بہت اثر رکھتی تھی کہ اسکے روم میں آتے ہی حورالعین کی بوکھلائی بوکھلائی سی ساری توجہ اس پر ہوتی تھی۔۔۔

عالم مبہم سا مسکرا کر اسکے چہرے کو دیکھا اور جھک کر اسکے ناک پر اپنے لب رکھ لیے۔۔۔

وہاں سے لب ہٹا کر وہ اسکی گہری نیند میں چلتی سانسیں سننے خود پر محسوس کرنے لگا تھا۔۔

”تمہاری اداؤں سے زیادہ، مجھے تمہاری ان سانسوں کو رقص مبہوت کرتا ہے۔ اگر کبھی من ہو مائل کرنے کا تو ان سانسوں کو ذرا قریب لانا عالم خود مہربان ہو جائے گا تم پر۔“

سرگوشیانہ انداز میں کہتے آہستہ سے اسکی کمر میں بازو ڈالکر پاس کر لیا۔۔

جب اسکی مدھم سی سانسیں اور سعیر کی آگ کی مانند جھلساتی سانسوں سے الجھیں تب وہ کسمائی۔۔

ہاں یہ حورالعین اس سے اعتراف کر چکی تھی کہ اسکی قربت جان لیوا ہے۔۔

وہ اسکے دہکتے آغوش میں آکر زیرہ زیرہ ہونے لگتی تھی۔۔ جسے سعیر کافی مشکل سے سے سمیٹتا تھا۔۔

”سو نے دیں عالم۔۔“ اسکی گردن میں بازو ڈاکر وہ اسکے مزید قریب ہوتی شانے پر سر ٹکائے ذرا سی مسکائی اور پھر سے گہری نیند میں چلی گئی۔۔

”سو جائو عین عالم۔“ ماتھے پر بوسہ دیکر اسنے اسکا سر تکیے پر ڈالا اور کمفرٹر درست کرتے وہ نائٹ سوٹ پر گائون پہن کر ڈوریا کستے ہوئے روم سے باہر نکلا۔۔

داد نچلے پورشن میں اپنے روم میں سیٹ تھا اور سہمی کا پہلے سے ہی اوپر روم تھا جو کہ عالم نے خود اپنے ہاتھوں سے سجایا تھا۔۔

موبائیل پر دو منٹ پہلے کی شو ہوئی لویکیشن پر اسکا شکار تیار بیٹھا تھا اور اب اسے وہیں پہنچنا تھا۔۔

ایک نظر گھر پر ڈالکر وہ آفس میں ڈور دھکیل کر آیا اور سسٹم ایکٹو کرتے اسنے اپنے شکار کو دیکھا۔۔

لوکیشن ٹھیک تھی ٹائم بھی مناسب۔۔۔

وہ عارب سے کانٹیکٹ کرتا اسکی خیر خیریت دریافت کرتا کام کی بابت جاننے لگا۔ وہ گیا تو ایک دن کیلئے تھا پر اسے کوئی کام مزید پڑ گئے تھے جنہیں سمیٹتے اسے آج وہاں تیسرا دن تھا۔۔

اسنے اپنے بیتے ماہ و سال کی کارکردگی و کامیابی ساری ایک فائل کی صورت بنائی اور اسے آرمی ہیڈ کوارٹر بھیجنے کیلئے عارب کو بھیج دیا۔

”میں نے فائل پہنچا دی ہے، اب اپنے فلیٹ میں ہوں۔“ عارب کی پرسکون آواز ماؤتھ پیس سے گونجی پر عالم کافی زیرک تھا اسے دھوکہ دینا کیا عارب جیسے بندے کا کام تھا۔ جبکہ اسے دنیا کے بڑے سے بڑے حیوان نہیں ہرا سکے۔

فتح کے بعد عالم نے ایک خفیہ میٹنگ میں باقاعدہ آرمی سے ہاتھ ملایا تھا کہ وہ ایک ایسی سروس وجود میں لائے گا جو ہوگی تو ایک وحشتناک پر ٹھیک راہ پر چلنے والوں کیلئے نہیں بلکہ ان اچھے انسانوں کی جان کے دشمنوں کیلئے، اس پاک وطن کے دشمنوں کیلئے وحشتناک ہوگی۔۔۔

سب جانتے تھے بیسٹ ایک عام وجود نہیں جسے دنیا سے مٹادیا جائے۔۔ اس کے زندہ ہونے سے کئی دشمن گرگڑا رہے تھے اس کے آگے کیونکہ وہ خود ایک پاکستانی تھا۔

”او کے تم صبح پہنچ جانا۔“ وہ حکم دیتا رابطہ منقطع کر گیا۔۔

آفس سے نکلتے سسٹم ڈی ایکٹیویٹ کر کے وہ واپس روم میں آیا تو حورالعین ویسی ہی گہری نیند میں تھی۔

ایک سرسری مگر گہری نظر اسکے سراپے پر ڈال کر وہ ڈریس لیتا ہاتھ روم میں گیا اور چیخ کر کے باہر آکر اسنے اپنا خنجر نکالا ہی تھا کہ نظریں بے ساختہ پالنے کی طرف اٹھیں جہاں وہ بھوری شمسی آنکھیں اسی پر ٹکی تھیں۔

سعیر کی نظریں فاتح سے ہٹ کر اپنے ہاتھ میں موجود خنجر پر آئیں۔۔ اور پھر فاتح کو دیکھ کر گہری مسکراہٹ سے چلتا بالکل اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔۔

”کیا دیکھ رہے ہو فتنے؟“ اسکے پالنے پر جھک کر وہ اس پر پہاڑ نما سایہ بن گیا۔۔۔  
فاتح کا دل کیا اب رو کر آواز سے اپنی ماں کو اٹھائے اور اس“ بڑے فتنے ”کے ہاتھ میں موجود اس حیوانی ہتھیار کو سامنے لا دے جس سے وہ اپنی ماں کو محروم رکھا ہوا تھا۔۔۔  
دکھائے انہیں کہ یہ بڑا فراڈی فتنہ خود ہے سب سے بڑا کہ آپ سے پیار کرنے کے ڈھونگ میں یہ دیکھو کیا چھپا کر آرہا ہے۔۔۔

”آں ہاں! یہ غلطی سے بھی مت کرنا، کیونکہ اگر تمہاری آواز سے میری بیوی کی نیند خراب ہوئی تو جو اسکی مہربانی سے یہاں سونے کے پالنے میں پڑے ہو اگلے لمحے ڈسٹن میں نظر آئو گے۔ اب یہ سوچ کر تو ہرگز غلطی مت کرنا کہ میں تم پر مہربان ہو گیا ہوں۔“

اسنے بروقت اسکے منہ میں فیڈر ڈالتے کہا۔۔

غصے سے فاتح کی چھوٹی سی سپید ناک سرخ انگارہ ہو گئی، اور آنکھوں ہی آنکھوں سے جیسے اس بڑے فتنے کو بلاسٹ کر دے گا۔

مطلب اب وہ اس پر اسکی حیثیت جتائے گا کہ وہ اسکی مہربانی پر سونے کے پالنے میں ہے۔۔۔۔



”میری شہزادی نے منایا ہی کچھ اس انداز میں کہ اپنے دشمن پر بھی رحم کھا گیا حالاں کہ یہ میری فطرت نہیں۔ پر وہ اتنی طاقت ضرور رکھتی ہے کہ سعیر کے ارادوں کو تھس نہس کر سکے۔“ وہ ایک نظر سوئی ہوئی عین پر ڈال کر فاتح سے کہہ رہا تھا۔۔۔

اور وہ غیر تمند بچہ جو کب کا اپنے باپ کو مرا ہوا تسلیم کر چکا تھا اب اس آدمی کے اچانک قبضے اور اسکی ماں کو چھیننے، اس سے یوں بے شرموں کی طرح اظہار کرنے وہ بھی ایک بیٹے کے سامنے اس کا بس نہیں تھا کہ اس اٹھا کر کسی پہاڑ کے نیچے ہمیشہ کیلئے پھینک آئے اور آکر اپنی ماں کے آغوش میں آرام بھری زندگی گزارے۔۔۔

آخر کار دھن دولت تو اس آدمی کی بعد میں اسکے نام ہی ہونی تھی کیونکہ وہ اسکا بیٹا ہی تھا چاہیے ہو یا نا پر دنیا کے سامنے پر اپرٹی معاملات میں تو ضرور تھا۔۔۔

”ابھی تو تم یہاں ہو۔ ویٹ کرو نیکسٹ سال کا تم اس روم سے ہی آؤٹ ہو گے اور یہاں ہمارے بیچ ایک ننھی شہزادی ہوگی، سعیر عالم کی پرنسس۔“

”بلکہ نیکسٹ سال کیوں، نیوز کے آتے ہی یو نو آؤٹ۔“ اسنے انگلی سے یوں پھینکنے کا انداز دکھایا جیسے روم کے باہر فضول سامان پھینکا ہو۔۔۔

اپنی اتنی تذلیل توہین پر فاتح عالم کا حال بپھر چکا تھا، غصے سے اسنے جھٹکے سے منہ سے فیڈر نکالا۔۔۔

اسنے پورے جسم کو طاقت دیکر اس پر جھپٹنے کی اسکا منہ نوچنے کی کوشش کی۔۔۔

نتیجاً وہیں کا وہیں پڑا رہا بلکہ ایک اٹے کیڑے کی طرح گرا صرف اپنے ہاتھ پاؤں ہی جھنجھور سکا تھا۔۔۔

وہ اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا، کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔

بے بسی ہی بے بسی تھی غصہ اسکا سوا نیزے پر تھا، نازک سی سرخ سکن سرخ لال انگار ہو گئی تھی۔

”چہ چہ! شاباش سو جاؤ ننھے منے فتنے۔“ محظوظ ہوتے اسکی بے بسی سے اسکے گال چھو کر اسے مزید تاؤ دیتا وہاں سے مڑا۔۔۔

اور وہ صرف اسے جاتا ہوا دیکھتا ہی رہا کچھ بگاڑ نہیں پایا۔۔۔

وہ تیار ہو کر خنجر پیچھے لگاتا کوٹ پہن کر عین کی طرف آیا۔۔

فاتح کے وجود میں جیسے بچھو کاٹنے لگے اور زیر خند ہو کر اسنے ترچھی نگاہیں پھیری۔۔

سعیر عالم لطف اندوز ہوتا ہنس کر سوئی ہوئی عین کے گلابی نرم لبوں پر ایک محبت بھری مہر ثبت کرتا وہاں سے نکلا۔۔۔

غم و غصے میں کہ اللہ نے اسے اتنا چھوٹا کیوں بنایا، وہ چھوٹا سا وجود باقی کی رات آنکھوں میں ہی کاٹنے لگا۔۔

جبکہ عین اسکے نرم گرم لمس پر پرسکون سوئی ہوئی تھی۔۔

\*---❤️❤️---\*

”مم۔۔ مجھے معاف کر دو بی۔۔ یہ میرا کاروبار نہیں مم۔۔ میں تو ایک ملازم ہوں ایک معمولی

خادم میں۔۔“ وہ روتا اسکے سامنے گڑ گڑا رہا تھا جبکہ سامنے ہی ٹرک رکا ہوا تھا۔۔

”سر ٹرک سے تین برہنہ لڑکیاں موصول ہوئی ہیں، کم سن ہیں شاید کالج اسٹوڈنٹ، ان کے ساتھ زیادتی کے بعد جسم کو اپنے حیوانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے، اور انہیں مارا پیٹا ہے کسی بھیڑیے کی طرح، باقی ٹرک میں تیس غیر قانونی منشیات کی پیٹیاں ہیں۔“ اسکا آدمی مؤدب ہو کر اسے بتانے لگا۔۔۔

”باقی کے ٹرک کس راستے ہیں؟“ وہ اس روتے ہوئے آدمی کے سامنے آیا جو جذبات پر بندھنا باندھ سکا اور اپنے نفس کی تسکین کیلئے یہیں ویرانے میں ہی ٹرک روک دیا۔۔۔  
اسے لگا اس تک کوئی نہیں پہنچے گا کیونکہ یہاں تو دور دور تک کوئی زی روح نا تھی، اور وہ خوشی سے ٹرک کے دروازے کھول کر جب ان بیہوش لڑکیوں کی سمیت بڑھا ہی تھا کہ اچانک ہی جانے کہاں سے سیاہ بڑی سی گاڑیاں اسکے ٹرک کے سامنے آگئیں اور پہلا نشانہ اسکے ساتھی کا لیکر اسے باہر کھینچ لائے۔۔۔

گہری سیاہی ہر سو پھیلی ہوئی تھی کہ وہ چاہ کر اپنے سامنے کھڑے اس دیونما وجود کو پہچان نہیں پارہا تھا۔۔۔ بلکہ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا مسلسل رو رہا تھا۔  
اسکی بارعب سرد بھاری آواز اسکے وجود میں کپکپی طاری کر گئی،

اسے لگا شاید پولیس کا کوئی بڑا آفیسر ہے۔ یا کسی دوسری فورس کا بندہ ہے۔۔۔

”تمنے سنا میں نے کیا کہا؟“ اسکے کندھے پر لات رکھ کر وہ لبوں سے سگار نکالتا ہوا کچھ اس سمیت جھک کر سرد لہجے میں بولا۔۔۔

”جج۔۔ج۔۔جی ہاں وہ۔۔۔۔

گڑبڑا کر اسنے رٹے ہوئے طوطے کی طرح سب کچھ اگل دیا تاکہ وہ اسے یہاں سے جانے دیں۔۔

”یہ لڑکیاں کہاں جا رہی تھیں؟“ دوسرے سوال پہلے سے تیار تھا۔

”یہ بیرون پارٹی کیلئے گفٹ کے طور پر ہیں، ہر ٹرک میں پانچ لڑکیاں موجود ہیں۔ شہر کے چھوٹے کالجز سے اٹھائی گئی ہیں۔“ وہ روتے ہوئے جان بخشنے کی بھیک مانگتا ہوا سب کچھ

بتانے لگا۔۔

موت کے خوف سے یہ بھی بتا دیا کہ انہیں پہلے ہی انکا باس اور خاص آدمی اپنی منظور نظر رکھتے ہیں کچھ دن بعد جب اکتا جاتے ہیں تو بیرون ممالک کے پارٹنر کو بطور انعام یا تحفہ پیش کر دیتے ہیں۔ کئی کے اندرونی اعضاء نکال کر بھیجے جاتے ہیں، جیسے کہ دل، گردے، آنکھیں۔ اگر کسی کے وجود میں قدرتی مہک ہو تو انہیں مزید آگے بھیج کر ان سے ایک نشا آور خوشبوئیں، پرفیوم بنتی ہیں جو لاکھوں نہیں کڑوروں تک میں سیل ہوتی ہیں۔ ”اسکی ساری باتیں سن کر سعیر نے گہرا سانس بھرا۔۔

انسان، اب انسان کہاں رہا تھا۔ انسان نے حیوان سے ریس لگا لی تھی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہونا چاہتا تھا۔

انسانیت نہیں اب کامیابیاں دیکھی جاتی ہیں، چاہے حیوانگی میں ہو یا پیسے میں۔۔۔

”نام میں بدنام حیوان! یہاں تو انسانیت کے ہی الگ رنگ و روپ آگئے تھے۔“ ”آلف کا بس نہیں چل رہا تھا اسکے وجود کے سو ٹکڑے کردے پر اس وقت انکے سامنے“ سعیر ”موجود تھا۔



وہ چاہ کر کوئی گستاخی یا پہل نہیں کر سکتے تھے۔

”میں نے سب کچھ بتا دیا ہے اب مجھے جانے دیں پلیز میں کسی کو کچھ نہیں بتائوں گا بلکہ یہاں سے دور چلا جائوں گا۔“ وہ روتا ہوا ہاتھ باندھ گیا۔

”میرے چھوٹے بچے بیوی ہے انتظار میں۔“

”اگر شوہر تمہارے جیسا ہو، تو بیوی کیلئے انتظار اچھا ہوگا، اور بچوں کیلئے یتیم لقب خوب!“ وہ برفیلے لہجے میں بولتا اپنا پاؤں نیچے رکھ کر اسنے آلف کو اشارہ دیا جس نے پھرے حیوان کی طرح جھپٹ کر اس آدمی کے منہ میں، اسکے منہ سے بڑا پتھر ٹھونس دیا جس سے اسکی نا صرف بانچھیں بلکہ حلق تک منہ بھی لہولہاں ہو گیا تھا۔

آنکھیں ابل کر باہر تو پھر پھڑپھڑا ہٹ مزاحمت بلندیوں پر۔۔۔

اسکی غوں غراں کا اس پھرے انسان پر ذرا برابر اثر نہیں ہوا۔۔۔

جب پتھر اسکے حلق میں اٹکا تب سعیر نے اپنا سگار آدمی کے حوالے کرتے پیچھے سے خنجر نکالا۔۔۔

جس پر چمکے حرف، ”سعیر عالم“ صاف واضح ہوئے اندھیرے میں اور اس آدمی کی آنکھوں کے سامنے جیسے زمین و آسمان ایک ہو کر اسکے اوپر گرے۔۔۔

اسکے منہ کی بانچھیں پتھر کی وجہ سے چیرتی جارہیں تھیں اور درد سے اسکا دماغ و دل سن۔۔۔

وہ چیخنا چاہتا تھا کہ ”سعیر“

”ہاں! بیسٹ ”آلف نے چمکتی آنکھوں سے اسکی حرکت سے محفوظ ہوتے سرگوشی میں اسکے کان میں سیسہ اندیلا۔۔۔

اسے حقیقت میں اپنا آپ جہنم کی دہکتی آگ میں محسوس ہوا۔

جب اسنے ہاتھ بڑھا کر بغیر کپکپائے اسکی آنکھوں میں پورا خنجر اتار کر نیچے کی سمیت پوری قوت سے سفر کرنے لگا۔۔۔

اسکے حلق میں موجود پتھر سے ٹکرایا پر اسنے اثر نہیں لیا محض لمحہ رکا اور پھر پوری توانائی سے حلق پار کرتا گیا۔۔۔

اس وجود سے روح پرواز ہوئی اور اس حیوان نے بغیر کپکپائے سڑک کے بیچ اسکے اعضاء نکال کر باہر رکھے۔۔۔

”پولیس کو اطلاع کر دو لاش کی تفتیش کیلئے۔“ وہ حکم دیتا گلووز اور کوٹ اتار کر اپنے آدمی کے حوالے کرتا خنجر حسب عادت اس وجود کے ساتھ پھٹے کپڑے پر صاف کر کے لمبے ڈگ بھرتا ہوا وہاں سے جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

آلف نے ایک سرسری نظر اس منظر پر ڈالی۔۔۔

سنان سڑک کے پیچوں بیچ رکے ٹرک کے سامنے وہ ٹکڑوں میں بٹا انسانی وجود ایک گند کے ڈھیر کی طرح جمع ہوا رکھا تھا، اور اسکے اوپر ہی اسکا سر۔۔۔

جسکی آنکھوں کی جگہ گہرے گڑھے تھے۔ خون کو زمین جذب کرنے سے انکاری تھی تو وہیں سرخ لہو کا ننھا سا تالاب بن گیا تھا۔۔۔

وہ پراسرار سا مسکرایا کہ یہ منظر پھر ہر نیوز پیپر اسکرین کی زینت بنے گا۔“ بیسٹ کی وحشت ”

“میری نظر ہے (2k) اور (0Z) کی ٹیم پر، میں نے زیروزی کے بھائی کو مری میں اغوا کیا تھا اور اس سے اگلوایا تھا اس پرفیوم کے بابت، یہ بندہ سچ کہہ رہا تھا، ان دونوں ٹیم کا آپس میں کانٹیکٹ ہے اور یہ پاک سمیت مختلف ممالک سے لڑکیاں اٹھاتے ہیں۔“ وہ اس کے پاس آکر بولا سعیر پر سوچ انداز میں سر ہلا گیا۔

“کل صبح میٹنگ اریج کروانا جب عارب پہنچ جائے۔“ وہ کہہ کر گاڑی گھماتا وہاں سے نکل گیا۔

آلف ایک سرسری نظر وہاں ڈال کر اپنے آدمی کو چلنے کا اشارہ کرتا وہاں سے دور ہوا، پر اس سے پہلے انہوں نے نظریں پھیر کر ان لڑکیوں پر احتیاطاً چادریں ڈال دی تھیں۔ ان کی گاڑیاں دور تھیں جب ارمان کے ساتھ ایس پی اور ڈی ایس پی کی گاڑیاں وہاں پہنچی تو وہ بے فکر ہو کر روانہ ہوئے۔

یو ایس بی میں بیان ریکارڈ، آلف نے ہیڈ کوارٹر بھیجا، اور وہاں آفیسر سے چند پوائنٹس پر ڈسکس کرتے وہ سعیر کے کچھ دیر بعد ہی گھر پہنچ کر وہ فریش ہوا۔

واپس بیڈ پر آیا تو اسکی طرف پشت کیے پڑی نورالعین کو دیکھا۔

“بونہ۔۔۔!! وہ گہرا سانس بھر کر اسے حصار میں لیتا آنکھیں موند گیا۔

“داد۔۔۔“ وہ اس کے تنگ حصار میں غصے سے چیخی۔۔۔ پر اسکی مزاحمت کا اس پر الٹا ہی اثر ہوا اسنے مزید حصار کس لیا کہ اسکی سانسیں جیسے سینے میں اٹک گئیں۔

نڈھال ہوتے اسنے مزاحمت ترک کی اور اسی حالت میں آنکھیں موندیں۔۔

اسے اب عادت ہو جانی چاہیے تھی اسکے کمینے پن کی پر وہ تھی کہ اس سے اختلاف پر اڑی رہی۔۔ بھلا وہ اس سے کبھی جیت سکی تھی۔۔؟

”میری بونی۔“ وہ محبت نیند کے خمار میں بڑبڑایا نور کا دل چاہا اسکے بال نوچ لے پر اس وقت اسکا خود نیند سے برا حال تھا کہاں ان سب جھیلے میں پڑتی۔۔۔

اسکے بھاری ٹانگوں کا وزن، بھاری بازو اس چھوٹے سے نازک روئی سے وجود کو باندھے ہوئے تھے، اور اب اسے مزاحمت نا کرتے دیکھ کر موندیں آنکھوں سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

”بس جلدی سے بونے بونیاں آجائیں۔۔“ اسکی خواہش پھر لبوں پر آئی۔۔ اور نور کو پریشانی ہونے لگی۔۔۔

اسکے اندر وسوسے سے سر ابھارنے لگے کہ اگر وہ ماں نا بن سکی تو؟ اسکے پاس ابھی خوشخبری کیوں نہیں آرہی۔۔۔

وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھتی چھت کو گھور نے لگی، جب سوچ سوچ کر تھکی تو اسکی سمیت کروٹ بدلتی متوجہ ہوئی۔۔

اسکے گالوں پر شیو کی نیلاہٹ اسے بہت پسند تھی، اسکی پلکیں۔۔ کھڑی مغرور ناک، اسکے لب۔۔۔



نور نے مسکراتے انگلی اسکے لبوں پر رکھی، وہ سو رہا تھا تو اسکی ہمتیں بڑھی۔۔۔ اور انگلیوں کے پور اسکے لبوں پر گھماتی اسکے گال پر نیلاہٹ محسوس کرتی، جھک جرماتھے پر بوسہ دیتی اسکے شانے پر سر ٹکا کر سکون سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

داد نے مسکراتے اسے دیکھا اور محبت سے سمیٹا۔۔۔

وہ تھی ہی ایسی اظہار کرنے سے ڈرتی اور غصے سے جھپٹنے کیلئے ہمیشہ تیار۔۔۔

اسلئے تو اسے اسکی بونی پسند تھی کہ وہ اس سے لڑ کر اسکے اندر زندگی کو جگائے رکھتی تھی۔۔۔

اسے سکون دیتی محبت بغیر جتائے کرتی۔۔۔

اسنے زور زبردستی سے اسے حاصل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ سے مانگا تھا اور اسکا نصیب اسے مل گیا تھا اس چھوٹی بونی کے وجود کی صورت میں۔۔۔

اس خوبصورت دل رکھنے والی بونی کے صورت میں۔۔۔

وہ تو بس یہی سوچتا تھا کہ یہ اتنی چھوٹی کیوٹ ہے تو اسکے بچے کیسے ہوں گے؟

”ظاہر ہے بونی کے بچے بونے ہی ہوں گے۔“ اسکے دماغی تصور میں چھوٹی چھوٹی سرخ گلابی لڑکیاں لڑکے بھاگتے کھیلتے نظر آئے۔۔۔

”ہاہاہاہا ”معاً وہ سوتے ہوئے قہقہہ لگایا کہ غنودگی میں جاتی ہوئی نور اچھل کر ہراساں ہوتے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

”دو۔۔ داد؟“ اس کے گال کو چھو کر دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اس نے پکارا پر وہ گہری نیند میں تھا۔۔

”کیا نیند میں قہقہے لگا رہا ہے؟“ اس کی پریشانی حد سے سوا تھی۔۔

وہ عجیب کشمکش میں گڑھی پھر سے سونے کی کوشش کرنے لگی اور داد پلکوں کی اوٹ سے اس کی بوکھلائی حالت پر دوسرا قہقہہ دبائے اب سونے لگا تھا۔۔

\*-----♦♦♦-----\*

وہ گھر لوٹا اور اپنا خنجر آفس میں موجود الماری کے دراز میں سنبھال کر رکھے اسے لاک کر کے باہر آیا اور سیڑھیاں چڑھتے روم میں جانے لگا ہی تھا کہ بے خیالی میں اس کی نظریں سہمی کے روم کی طرف اٹھیں۔۔

وہ چونکا روم کی لائٹ روشن دیکھ کر۔۔۔“ کیا وہ اس وقت جاگ رہی ہے؟ ”جانے سے پہلے بھی اس کا روم ایسے ہی روشن تھا اور اب جب وہ تین گھنٹوں بعد لوٹا تھا تب بھی۔۔۔ اس نے احتیاطاً اپنے اوپر نگاہ ڈالی۔۔

وہ پہلے ہی حور کی وجہ سے خود کو خون کی چھینٹوں سے صاف رکھنے کیلئے اوور کوٹ پہن کر کام انجام دے چکا تھا پھر بھی اس نے ایک نظر ضرور دیکھنا چاہا کہیں کوئی چھینٹ آ ہی نا گئی ہو کپڑوں پر۔۔

وہ ٹھیک تھا کوئی داغ دھبہ نا تھا کپڑوں پر کوٹ بازو پر ڈال کر اس نے سائیڈ میز پر رکھا اور کف فولڈ کرتے وہ روم کے پاس آکر ہلکے سروں میں ناک کرنے لگا۔۔

”سمی“! اسکی بھاری آواز سمی بوکھلا گئی۔

پر دوسرے ہی پل اسنے جلدی سے چہرا صاف کرتے اپنا حلق تر کیا اور کھنکار کر جواب  
”جی“ کی صورت میں دیا۔

سعیر جی کی مدھم آواز سنتے دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا تو نظریں جائے نماز پر بیٹھی  
سفید دوپٹے کے ہالے میں دکتے روشن چہرے والی اس خوبصورت بہن کی طرف اٹھی۔

”جانِ عالم جاگ رہی ہو ابھی تک؟“ وہ بوٹ سے پاؤں آزاد کروا کر چلتا اسکے پاس آیا اور  
تکیہ اٹھا کر آکر اسکے پاس ہی لیٹا گود میں تکیہ رکھ کر اس پر سر رکھ لیا۔

سمی نے مسکراتے جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔ وہ اسکے لیے ایک بچے کی طرح تھا۔  
جیسے ماں کیلئے اسکا بچہ، ویسے ہی سمعیہ کیلئے عالم تھا۔  
”نیند نہیں آرہی تھی تو۔“ اسنے تسبیح سامنے کی۔

عالم نے اسکے ہاتھ چومے۔

”سوئیں گی تو نیند آئے گی نا میری جان“! وہ محبت سے بولا سمی سرخ چہرے سے نظریں  
چڑا کر سامنے دیکھنے لگی۔

سعیر کی نظریں پاس رکھے قرآن پر گئی جو سرخ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ ضرور وہ پڑھ کر  
اب تسبیح پڑھ رہی تھی۔

”تم مجھ سے کچھ مانگتی نہیں سمی؟“ اسے شکوہ ہوا۔

سمی کا دل جیسے ڈوب سا گیا۔

”میرے بھائی میں کیا مانگوں؟ مجھے رب نے بن مانگے ہی تو اتنا سب کچھ دے دیا ہے، میرے لئے تو تم اور شہزادی زندگی کی ساری خوشیاں ہو اور اس بے نیاز رحمن رب نے میری جھولی بھر کر مجھے ایک چھوٹا سا شہزادہ بھی دے دیا، کیا ابھی بھی کچھ مانگنے کیلئے رہ گیا ہے؟ میری خوشیاں تو پوری ہیں سب تو ہے پاس۔“ وہ اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی اپنے نرم نفیس لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

اسکے بولنے کا انداز ایسا ہوتا جیسے سامنے والے کے اندر ٹھنڈی ٹھنڈی برف اتر جائے۔۔۔ اور یہ صرف اسکی شہزادی اور شہزادے کیلئے ہوتا تھا۔ باقی سے وہ کم ہی مخاطب ہوتی تھی۔۔۔

”اپنے لئے کچھ نہیں مانگتی؟“ اسنے کچھ تاخیر بعد نظریں اسکے صبح چہرے پر ٹکا کر پوچھا، جہاں آسودگی ہی آسودگی تھی۔ پر اسکے سوال پر یکلخت زردی پھیر گئی۔۔۔

اسکا دل زیر و زبر ہوا، سینے میں ڈوب سا گیا۔ جانے وہ کیا پوچھنا چاہتا تھا کہ آنکھیں پانیوں سے بھر آئیں اور نظریں جھک گئی جیسے بڑا گناہ کر لیا ہو۔۔۔

ہاں یہ اسکے سامنے گناہ ہی تو تھا کہ اسکا بھائی جس لڑکے کے سہارے اسے چھوڑ گیا اسنے زبردستی اس سے نکاح کر لیا۔ اور آج جب اسکے بھائی لوٹ آیا تھا تو وہ چاہ کر اس کے بابت اسے کچھ نہیں بتا پارہی تھی۔۔۔

یہ ایک بھائی سے دھوکہ ہی تو ہوا تھا ایک بہن کا۔۔۔

اسکا وجود بھر بھر ریت مانند بکھرا، وہ جیسے اتھاہ گہرائیوں میں گری تھی۔۔۔

یہ سوچ ہی سوہا روح تھی کہ وہ اپنے بھائی سے ایک غدار کو چھپا رہی تھی پر وہ کیا کرتی۔۔۔۔۔



بے بسی ہی بے بسی تھی اسکے پاس صرف اللہ کو پکارنے کے علاوہ کوئی راہ نجات نہیں تھی۔۔

”میرے لئے تمہاری ہی خوشی اہم ہیں۔ تمہاری خوشی ہی تو میری خوشی ہے۔“ اسکے چوڑی پیشانی سے بال سنوارتے وہ محبت سے بولی۔۔ گلا بھرایا گیا آواز جیسے بھیگ گئی۔۔

”اور میرے لئے جو تمہاری خوشی اہم ہے اسکا کیا سہی؟ میں تمہاری زندگی کو مزید آزمائشوں کے نذر نہیں کر سکتا۔ میں تمہیں اب ہر حال میں خوش اور مطمئن اپنی زندگی میں آسودہ دکھنا چاہتا ہوں۔ سہی! میں۔۔۔۔۔“ وہ اسکی سپید گلابی ہتھیلیاں دیکھتا ہاتھ لبوں سے لگا کر وہ اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔ اور آخری جملہ جان بوجھ کر چھوڑ گیا۔

سہی نے چونک کر اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا، اور وہ جیسے اسکی روح میں اترنے لگی۔۔۔۔۔ ایک بیک وہ گھبرائی۔۔

”جائو سو جائو اتنی دیر کیوں جاگ رہے ہو شہزادی اکیلی ہے جائو۔“ وہ اسے اٹھانے لگی حالاں کہ وہ سمجھ رہا تھا کترا رہی تھی۔۔

وہ نہیں اٹھا ویسا ہی پڑا رہا کہ سہی نے تھک کر اسے دیکھا۔۔ ”جواب دیں؟“ وہ کافی سپاٹ ہو کر بولا۔۔

وہ جانتی تھی کتنا ضدی ہے ہر گز نہیں مانے گا۔ اسلیے اسے ہمت ہارنی پڑی۔۔

”پھر تم خوش رہو، تمہاری بہن خوش ہے بہت۔“ اسکے گال پر ہاتھ رکھتے اسنے کہا۔

”اور آزمائش کی بات تم خوب کر رہے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں زندگی ایک آزمائش ہوتی ہے؟ تم نے سورۃ الکھف میں واضح پڑھا ہوگا کہ زندگی ایک آزمائش ہے۔۔۔ ”وہ اسے سمجھانے لگی عالم اسکے ساتھ جیسے یہیں ساری زندگی گزارنے کیلئے ارادہ باندھ آیا تھا۔۔۔“ نہیں آپ بتائیں پھر میں آپ سے کچھ پوچھتا ہوں۔۔۔ ”وہ اسے دیکھتا بولا۔۔۔

سہمی چونکی باز اوقات وہ پوچھنے کیلئے پہلے قطعی کسی کی رائے نہیں لیتا تھا آج ایسا کیا تھا۔۔۔ بہر حال وہ اسکی فرمائش پر لبیک کہتی اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔۔۔

”کھف کی معنی غار کے ہے، اس سورۃ میں غار والوں کا قصہ بتایا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام کھف رکھا گیا ہے۔ واضح رہے اس سورۃ میں سب سے پہلے یہی بتایا گیا ہے کہ دنیاوی زندگی ایک آزمائش ہے۔ ”وہ بتانے لگی تھی اور سعیر کا بال بال ہمہ تن گوش ہو گیا۔۔۔

وہ اپنی سماعتوں اپنے حواسات احساسات سے اسکی سمیت متوجہ ہوا جیسے دنیا سے غافل جہان ہو کر۔۔۔۔

سہمی اسکی احساسات سے دوچار کیفیت سے آگاہ تھی تبھی اسکے گال پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔

”تمہیں یاد ہے سہمی اماں نے ایسے ہی ہمیں یہ سورۃ پہلے بھی سنائی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ کبھی شکوہ مت کرنا، کیونکہ ہم سے پہلے بھی بہت سے لوگ آزمائش سے گذر چکے ہیں جن کا سورۃ الکھف میں واضح ذکر ہے، اور آزمائش اللہ اپنے پیارے بندوں سے لیتا ہے۔۔۔ ”وہ آنکھوں سے اسکے نورانی چہرے کو دیکھتا ہوا بولا۔۔۔

لہجے میں بقی زندگی کی کرچیاں تھیں۔

ہاں انہیں یاد تھا جب وہ چھوٹے تھے، اور تہجد کیلئے اٹھ کر وہ تہجد ادا کر کے بھاگ کر اپنی ماں کے پاس پہنچے تھے تب سعیر نے شکوہ کر دیا تھا، ”اماں محلے میں سب اچھا اچھا کھاتے ہیں انکے ابا اتنے اچھے پیارے ہوتے ہیں ہمارے ساتھ ایسا کیوں؟ ہم پر اتنی آزمائشیں کیوں؟“

آپ نے کہا اللہ پاک کے ہم لاڈلے ہیں پھر ہم اماں بھوکے کیوں سوتے ہیں؟ اچھے کپڑے دوسرے بچوں کی طرح کیوں نہیں پہنتے؟ اچھا اچھا کیوں نہیں کھاتے؟ یہ محض عالم کے نہیں اسکی بہن کے بھی سوال ہوتے تھے وہ دونوں غمگیں ہو کر سوچتے پھر اپنی ماں کے پاس پہنچ جاتے۔۔۔

وہ تب چھوٹے تھے بالکل نا سمجھ پر جب انکی ماں نے انہیں بتایا کہ تہجد کے وقت اللہ بالکل اپنے پیارے بندے کے پاس آجاتا ہے اور اسکے عشق کو خود عشق سے جواب دیتا ہے۔ عشق تو محبت کا سب سے بلند درجہ ہے،

اور جب محبت میں درجہ عشق پر فائز ہو جائیں تو ہر طرف محبوب ہی محبوب ہوتا ہے، تہجد اللہ سے عشق کی علامت ہے، اور عشق ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا، اس درجے کو پہنچنے کے لئے اپنا آپ مارنا پڑتا ہے، خاک ہونا پڑتا ہے، سونے کو کندن ہونا پڑتا ہے، تب جا کر ملتی ہیں ایسی خوبصورت ملاقاتیں، تہجد تو عشق کی نماز ہے، نصیب ہاں جاتا ہے تہجد کی نمازوں کے سامنے۔

انہوں نے مزید دونوں کو بتایا کہ تہجد اللہ پاک کی لاڈلی عبادت ہے تو سوچو اسکے پڑھنے والا اللہ پاک کا کتنا لاڈلا ہوگا۔۔۔“

تب سے انہوں نے کہا تھا کہ ”کیا ہوا ابا کے لاڈلے نہیں پر وہ اپنے اللہ کے لاڈلے تو ہو سکتے ہیں نا“ وہ اپنے اللہ سے عشق کریں گے۔۔۔

اور پھر دونوں نے تہجد پڑھنا شروع کیے تھے، اللہ کے قریب ہونے، اسکے لاڈلے بننے کیلئے۔ وہ سب سے کہتے تھے کہ کیا ہوا اگر انکے ابا انہیں نہیں پسند کرتا وہ انکے کیلئے لاڈلے نہیں وہ اللہ پاک کے لاڈلے ہیں۔۔۔۔

اور پھر ہم عمر بچے انہیں حالات کے طنز مارتے کہ اگر اللہ کے لاڈلے ہو پھر اللہ نے تم لوگوں کا یہ حال کیوں رکھا ہے۔۔۔

تب دلبرشتہ ہو کر اپنی ماں سے ان آزمائشوں کا شکوہ کیا تھا۔۔۔

”ہم نے زمین کی چیزوں کو اس زمین کیلئے باعث رونق بنایا، تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں سب سے اچھے عمل کون کرتا ہے۔“ (آیت نمبر ۷)۔۔۔

وہ کہنا شروع ہوئی اسکے بالوں میں انگلیوں پھیرتے ہوئے اور وہ بڑے غور سے اسے سننے لگا۔۔۔ جیسے پتی ریت سے ایک دم قدر آور چھائوں دار درخت تلے آگیا ہو۔۔۔۔

”سورة الکہف میں چار قصوں اور آزمائشوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں ہر ایک میں ان ہر ایک قصے میں ان آزمائش سے حفاظت اور بچائو کا طریقہ موجود ہے، جو ہر کسی کو پیش آتی ہیں، اور تقریباً سورة کے درمیان میں ابلیس شیطان کا ذکر کیا گیا ہے جو انسان کا کھلا دشمن ہے اور راہ راست سے بھٹکاتا ہے۔۔۔

۱) غار والوں کا قصہ۔



۲) دو آدمی اور دو باغ والوں کا قصہ۔

۳) موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا قصہ۔

۴) ذوالقرنین کا قصہ۔

۱) اس سورۃ میں سب سے پہلے دین و ایمان میں پیش آنے والی آزمائش کا ذکر ہے۔

غار والوں کے قصے سے ہمیں یہ نصیحت ملتی ہے کہ انسان اپنے دین و ایمان کے بارے میں فتنے اور آزمائش میں ڈالا جاسکتا ہے، پر اس سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ کی رسی مضبوطی سے تھامے رہے۔

دین و ایمان کی آزمائش سے بچنے کا ایک اور طریقہ اللہ نے بتایا کہ انسان نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے تاکہ غفلت و نسیان کی صورت میں وہ اسکی تنبیہ کریں، یاد دہانی کی صورت میں وہ اسکی مدد کریں، اور راستے بھٹکنے کی صورت میں وہ اسے راہ راست پر لائیں۔  
□ اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اسکی رضا جوئی کیلئے کرتے ہیں، اور دنیاوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپکی آنکھیں یعنی توجہات ان سے ہٹنے نا پائیں۔ اور ایسے شخص کی کہنا نا مانیں جسکے قلب کو ہم نے اپنی

یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسیات خواہش پر چلتا ہے اور اسکا یہ حال حد سے گذر گیا ہے۔) آیت نمبر ۲۸)

۲) سورۃ الکہف کا دوسرا حصہ مال اور اولاد کی آزمائش کے بارے میں ہے۔

دو باغ والوں کا قصہ جن میں ایک بے حد غریب تھا اور دوسرے کو اللہ پاک نے بہت سی نعمتوں سے نوازا تھا۔ اسکے پاس رزق کی فراوانی تھی، ان سارے انعامات و اکرامات پر اللہ کا

شکریہ ادا کرنے بجائے اسنے ناشکری اور ناقدری کا راستہ اختیار کرتے ہوئے یوم آخرت کا انکار کر دیا اور اپنے مال و دولت پر ناز و غرور کیا۔

چنانچہ مال و دولت اس فخر و مباہات کی پاداش اور لوگوں کے سامنے غرور و تکبر کرنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اسکے ناغائے کو تباہ و برباد کر دیا اور اسے لوگوں کیلئے سامان عبرت بنایا۔

■ مال اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بدرجہا بہتر اور امید کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہیں (آیت نمبر ۴۶)

۳) (تیسرے قصے میں علم کی آزمائش کا ذکر ہے، جب موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے پوچھا: سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: میں ہوں۔

تو اللہ پاک نے انکی سرزش کی کیونکہ جواب میں انہوں نے یہ نہیں کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا ہمارا ایک بندہ خضر ہے جو دو دریاؤں کے سنگم پر رہتا ہے اسکے پاس جو علم ہے وہ تمہارے پاس نہیں۔ لہذا علم کی آزمائش سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کیلئے واضح و خاکساری اختیار کرے اور ہمیشہ اللہ کے اس فرمان کو یاد رکھے۔

”وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا“

(اور تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔ الا اسراء\_ آیت نمبر ۸۵)

۴) چوتھے قصے میں بادشاہت و سلطنت اور جاہ و منصب کے فتنے کا ذکر ہے۔ ایک نیک بندے ذوالقرنین کا قصہ بیان کیا ہے جس کے پاس مشرق سے لیکر مغرب تک کی حکمرانی اور اسباب و وسائل کی فراوانی تھی، مگر اس بندے نے زمین پر فساد کے بجائے اصلاح کا کام کیا اور غرور و تکبر کرنے بجائے تواضع و خاکساری کا راستہ اختیار کیا۔ اور ایک قوم کے لوگوں نے جب ان سے شکایت کی کہ یاجوج ماجوج زمین پر فساد پھیلا رہے ہیں اسلئے آپ

ہمارے اور ان کے درمیان ایک بند تعمیر کر دیجئے تاکہ ہم لوگ یاجوج ماجوج کے فتنے و فساد سے محفوظ رہیں۔ اور آپ نے بلا جرت وہ دیوار تعمیر کر دی اور یاجوج ماجوج قید ہو گئے، اسی طرح تاقیامت قید رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں نکلنے کی اجازت نا دے۔

مہوش علی

اس سورۃ کے آخر میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

”تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔“ (آیت نمبر۔ ۱۱۰)

مختصراً دنیا کی آزمائش اور فتنوں سے بچنے کیلئے اللہ پاک کی رسی مضبوطی سے تھامے رکھیں اور یاد رکھیں کہ یہ دنیا متاعِ قلیل ہے۔“

”اور آزمائش اللہ کے پیاروں سے ہی ہوتی ہے یہ یاد رکھنا میرے شہزادے کہ تمہاری بہن ان آزمائش سے کبھی کمزور نہیں پڑے گی اسے اپنے مالکِ رحمنِ رحیم پر یقین کامل ہے کہ وہ اپنے بندوں کو کبھی اکیلا نہیں کرتا، نا ہی اسکے جو حقیقی بندے ہیں اسکی رسی کو چھوڑتے ہیں۔“

اسکے لہجے کی مٹھاس میں عالم آنکھیں موندیں سنتا ٹھنڈی چھاؤں میں پڑا تھا۔

اسے ایسا لگا جیسے وہ اپنی ماں کے گود میں سر رکھے پڑا ہو، اسکی چھاؤں میں ہو۔۔۔ یہ بہنیں بھی کیسی نعمت ہوتی ہیں بھائیوں کے لئے جان دینے والی۔ اپنے بھائیوں کیلئے اپنے اولاد جیسی محبت مٹھاس رکھنے والی۔

“سمی پہلے غار کے قصے میں فتنے اور فساد سے بچنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اگر اس وقت کوئی اس بچاؤ کے طریقے کو اپننا چاہتا ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ یا وہ نیک وجود اسے اپنے صحبت میں رکھے گا یا دھتکار دیگا؟ ”کافی سوچ وچار کے بعد اسنے الفاظ کا چناؤ کیا۔۔۔ اسکے گھنے بالوں میں انگلیاں گھماتی سمی نے کچھ ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔۔۔

پر اسکی آنکھیں بند تھی اور چہرے بے تاثر جس سے وہ کوئی مطلب یا پس معنی اخذ نہیں کر پائی۔۔۔

بہر کیف اسکے سوال کا جواب دینا اس پر فرض تھا وہ دین و ایمان کی بات تھی جسے وہ نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

“کیوں دھتکار دیگا شہزادے؟ اللہ پاک کے نیک بندے کبھی اسکے پیارے بندوں کو نہیں

دھتکارتے بلکہ انہیں راہ راست پر لانے کی جدوجہد میں ہوتے ہیں، پھر اگر جو چل کر انکے پاس آئے وہ تو انکی خوش بختی ہوگی کہ اللہ پاک نے اپنے بندے کو اسکی صحبت کیلئے چنا ہے، یقیناً اللہ کو اپنے نیک بندے کی صحبت بہت بہتر لگی ہوگی اسلیے ہی تو اسنے اپنے دوسرے بندے کو راہ راست پر لانے کیلئے اسکی صحبت کا خیال دل میں دیا۔ بہر حال جواب یہ ہے کہ اللہ پاک کے نیک بندے اللہ کی راہ کی طرف بڑھتے بندوں کی ہمت بڑھاتے



انکی مدد کرتے ہیں، دھتکارتے نہیں۔ وہ جو کوئی بھی ہے اگر اللہ کی راہ پر جانے چاہتا ہے اور اللہ کے نیک بندے کی صحبت چاہتا ہے تو وہ بے جھجک جائے اسکے پاس۔ اللہ کے بندے دھتکارتے نہیں تھامتے ہیں۔ ”وہ جواباً متبسم سی گویا ہوئی۔۔

پر اگلا سوال اس پر آسمان ٹوٹ کر برسنے کے موافق تھا۔

”تمہیں عارب کیسا لگتا ہے سہمی؟“ اسنے اچانک ہی سہمی کے سر پر دھماکہ پھوڑا۔۔۔ وہ اپنی ہستی سمیت ہل کر رہ گئی، آنکھوں کے سامنے جیسے دھند سی چھا گئی۔۔۔

اسنے آنکھیں کھول کر متبسم نظروں سے اسکے دھواں دھواں چہرے کو دیکھا۔۔۔

وہ خاموش تھی بالکل خاموش سامنے دیکھتی۔ اسکے دور دور تک یہ خام خیال نہیں تھا کہ وہ اس سے یہ سوال بھی کرے گا۔

اسکا دل سست ہو کر جیسے دھڑکنا بھول رہا تھا ہاتھ لیکھت ٹھنڈے ہونے لگے۔۔۔

کئی لمحات یوں ہی ساکت بیٹھی سہمی کو دیکھتے گذر گئے۔۔۔ وہ کچھ بھی نہیں بول رہی تھی اور عالم اب جواب کے منتظر اسکی ٹھنڈی ہتھیلیاں اپنے سامنے پھیلائے دیکھ رہا تھا۔۔۔

”جواب دو سہمی میں منتظر ہوں۔“ وہ آہستہ سے بولا۔۔۔

”اتنے ماہ کہاں تھے کہ تمہارے بغیر شہزادی کو اتنے کٹھن حالات کا سامنا کرنا پڑا۔“ وہ جھٹکے سے ہوش میں آئی اور سرد سانس خارج کرتے اسکا سوال گول کر کے اپنے موضوع پر آئی جسے وہ جاننے میں متجسس تھی۔۔۔

سعیر نے خاموش نظر سہمی کے چہرے پر ڈالی۔۔۔ بغیر شکوہ بغیر شکایات بغیر دکھ۔۔۔

اسکے باوجود سہمی کا چہرا سرخ لال ہو گیا۔

سیر نے محسوس کرتے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے اٹھ بیٹھا اور اسکا سر اپنے شانے سے لگایا۔۔

”مجھے یاد کیا تھا؟“ وہ مسکراتا ہوا پوچھنے لگا۔۔

”نہیں۔“ بھرائی آواز میں کہتے اسنے نفی کی، جبکہ اسکی نفی سے اختلاف کرتے آنسوؤں روانی سے بہتے گئے۔۔

”اچھا!“ وہ اس خوبصورت سے منظر سے محظوظ ہوتا ہنسا اور اسکے آنسوؤں پونچھتے اسے واپس ساتھ لگایا۔۔

”بتاؤ مجھے کہاں تھے بات گھماؤ مت؟“ وہ بھیگی بھیگی آواز میں مصنوعی غصے سے بولی۔۔

”بتا رہا ہوں جان عالم، پہلے مجھے آپ سے ایک شکایت ہے۔“ وہ منہ بنا کر بولا ایک چھوٹے بچے کی طرح سہمی نے شاکی نظروں سے دیکھا۔۔

دل پر ایک خوشگوار جھونکا پڑا۔۔

”کیسی شکایت ہے میرے شہزادے کو بتاؤ مجھے۔“ وہ اسکے نارمل سے بیسیو پر پھولے نہیں سما پارہی تھی۔۔

فوراً سے لاڈ اٹھانے والے انداز میں پوچھا۔۔

”سب نے فاتح مجھے کہا یہ مجھے لقب و عزاز دیا اور آپنے جا کر یہ نام اس پر رکھ کر میری ساری محنت اذیت تکلیف دکھوں کو جھیلنے کا کریڈٹ کسی دوسرے کو دے دیا یہ کیا بات

ہوئی؟ ”وہ شکایتی انداز میں کہتا سمی کو بہت زیادہ پیارا لگ رہا تھا جیسے ایک روٹھا بچہ اپنی ماں سے شکایت کرتا۔۔۔

”وہ کوئی دوسرا نہیں تمہارا بیٹا ہے عالم ! وہ تمہارے نام سے پہچانا جائے گا تم اس کے نام سے نہیں۔ ”وہ ہنس کر اپنے بھائی کی اپنے بیٹے سے جیلی محسوس کرتی بولی۔۔۔

عالم نے سر جھٹکتے ناراضگی کا اظہار کیا۔۔۔

”اللہ اللہ عالم ! عقل سے کام لو میرے جان وہ تمہارا اپنا خون ہے۔ اگر وہ فاتح ہے تو تمہاری وجہ سے۔ وہ تمہارے پیار کا خوبصورت ثبوت ہے۔ ایسا کیوں کر رہے ہو دیکھو تمہیں بھی اسے پیار دینا چاہیے تاکہ اسے کوئی محرومی نا رہے سمجھ رہے ہو نا؟ ”وہ اسکا چہرا نرم ہاتھوں میں بھر کر بولی

عالم نے اسکی خوبصورت آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

جہاں بیتے ماضی کی دردناک محرومیوں سے بھرپور اذیتناک تحریر آج پھر نئے سر سے نمایا تھی۔۔۔

”میں نہیں چاہتی عالم کہ کوئی دوسرا عالم اپنے باپ کو دیکھ کر ترسے یا کوئی دوسرا عالم اپنے باپ سے نفرت کرے اس کے لہجے اس کے انداز کی وجہ سے۔ ”وہ بولی تو عالم دل کھول کر ہنسا جس پر سمی نے خفگی سے گھورا۔۔۔

کہ وہ اس پر ہنس رہا ہے۔۔۔

”تمہیں کیا لگتا ہے سمی؟ میں اپنے فاتح کو نہیں چاہتا؟ ”وہ اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتا محبت سے پوچھنے لگا۔ سمی نے مسکراتی استفہامیہ نگاہوں سے جانچا۔۔۔

”میں اس سے اتنا پیار کرتا ہوں سہی کہ جب اپنا ہوش نہیں تھا تو اسکی فکر تھی کہ میرا شہزادہ جب دنیا میں آئے گا تو ضرور اپنے باپ کو ڈھونڈے گا اور مایوس لوٹے گی اسکی آنکھیں تو کتنا درد ہوگا اسے۔۔ اس درد نے مجھے کتنا تڑپایا ہے کتنا رلایا ہے اسکا اندازہ میرا رب ہی لگا سکتا ہے کیونکہ میں صرف اندھیروں میں اسکے سامنے رویا ہوں۔“

”اپنے بیٹے کیلئے میں رب کے سامنے گرگڑا کر اپنی صحت یابی کی دعائیں کی ہیں تاکہ جلدی سے اس تک پہنچ کر میں اپنے آگ ماند جلتے سینے کو ٹھنڈا کر سکوں اسے اپنے سینے سے لگا سکوں۔۔“ وہ اسکے سامنے ماضی کا حال رکھنے لگا اور سہی خاموشی سے ساکت سننے لگی۔۔

”جب میں نے اس وحشی کو ختم کر لیا تھا اور اپنی شہزادی کو آزاد کروا کر مسکان کے حوالے کیا تھا، تب میرا پور پور زخم تھا میری ریڑھ کی ہڈی متاثر تھی، چہرا اور وجود لہو لہان تھا کہ اتنی سکت نہیں بچی تھی جا کر اپنی عین کو اپنی شہزادی کو ایک بار سینے سے بھینچ سکون جسنے میری وجہ سے اتنی اذیتیں جھیلی تھیں۔۔

میں اسے خود سے الگ نہیں کرنا چاہتا تھا سہی، میں اسے بہت چاہتا ہوں شدت سے کہ مجھے کل کائنات توڑ دو تو بھی میں انہیں نوچ کر ان سے اپنی شہزادی کو چھپالوں۔۔ میں نے اسے بچایا اسے وہاں سے نکالا پر جب اسکا دور جانے کا وقت آیا تو میرے اندر جیسے لاوا پھٹ پڑا۔۔

میں رویا گرگڑایا رب کے سامنے کہ مجھے مہلت دے میں اسے جا کر سینے میں بھینچ سکوں، اسکی چلتی سانسوں کو محسوس کروں، مجھے محلت دے میں اپنی سہی کو شفقت بھرا بوسہ دوں اسے کسی مضبوط سہارے کے حوالے کروں، مجھے میرے رب اتنی مہلت دے کہ میں اپنے بیٹے کو ایک دفع دیکھ سکوں اسے محبت دے سکوں۔۔



تمہیں نہیں معلوم سہی جب مجھ سے تم تینوں دور جارہے تھے تو میرا کیا حال تھا۔۔۔

تب میں رویا تھا نا اپنی تکلیف پر نا ہی اذیت پر۔۔۔

بس میں اتنا سوچ کر رویا کہ اب شاید ہم نا مل سکیں۔ ”وہ سر جھکائے کہہ رہا تھا اور سہی کی اسکے سینے پر گھٹی گھٹی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔۔

وہ بہری جہاز میں کھڑا اندھیروں میں اس سے کئی میل دور ہوتی گئی اور وہ خاموش موت کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

وہ گھٹنوں بل گرا اس رب کے سامنے اور سکنے لگا۔

اسکے سامنے اسکی عین اسے چھوڑ کر چلی گئی کہ وہ خالی نظروں سے صرف اسکے ہاتھ کو ہی دیکھتا رہا۔۔۔ اسکی لاڈلی لیڈی باس اس سے دور ہوئی جسکی چھیڑ چھاڑ عالم کے روح کو سکون دیتی تھی۔۔۔

اسکا عارب اس سے نہیں مل سکا جو اپنے باپ جیسے عالم کو بھاگتا آیا تھا بچانے، اسکا شرارتی داد اس سے نہیں ملنے آیا۔ وہ اس سے نہیں مل سکا۔ وہ جس سے مصنوعی نفرت جتاتا تھا برہان اسے بھی ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اسکی چھوٹی سی فیری کو بھی دیکھنا محبت دینا چاہتا تھا کہ وہ اکیلی نہیں اسکے ساتھ ہم سب ہیں۔۔۔

وہ اپنے شیر سے نہیں مل سکا۔۔۔ وہ ان مجاہدوں سے نہیں مل سکا جو اس بیسٹ کی زندگی کیلئے خود کے سروں پر کفن باندھ کر نکلے تھے۔۔۔

وہ موت کی دہلیز پر پڑا کس کس غم کا دکھ مانتا رہا کہ یلکھت اسے احساس ہوا کہ اسکے پنجوں سے کتنے کتے نکل کر بھاگے تھے ابھی۔۔۔

کتوں کی بھیڑ میں سے صرف دو ہی کتے پکڑے گئے باقی کے دشمن یونہی گکھا سے بھاگے۔۔۔

کیا سعیر ہار چکا تھا؟ جبکہ اسکے وطن کو نوچنے کیلئے ابھی لائن لگی تھی کتوں کی۔۔۔

کیا سعیر ہار تسلیم کر دیتا جبکہ اسکے حیوان لومڑیاں ابھی گھیراؤ کرنے کے چکر میں تھی، کیا سعیر خود سے لگائی امیدوں کو توڑ دیتا کہ وہ ایک بیسٹ کی عہدے کے قابل نہیں، وہ ہار رہا ہے ذرا سی تکلیف پر۔۔۔

کیا اسکے اندر موجود زخموں سے حیوان کے گوشت نوچے، کتے کے کاٹنے، اسکے کٹے گال کان، لہولہان وجود کئی گنا زیادہ تکلیف دہ تھا کہ وہ ان حیوانوں کو چھوڑ کر جا رہا تھا کہ اسکے پیچھے اسکی سہمی اسکی شہزادی اسکے آنے والے شہزادے اسکی لیڈی باس کو نوچ کر کھا جائیں؟؟؟ اسکے عزل آلف کو کمزور سمجھ کر اسے راستوں سے ہٹا دیں کیا یہ گوارہ کر سکتا تھا بیسٹ۔۔۔۔؟؟؟

کہ وہ چلا جائے پیچھے اسکی سہمی اسکی شہزادی کو پھر سے نوچنے کیلئے بھیڑیے آگے بڑھیں اور اس بار عالم دور دور تک نا ہو نا ہی وہ اللہ سے دعا کر سکیں کہ اسکے عالم انہیں بچائے۔۔۔

ایسا کیسے ممکن تھا عالم انہیں چھوڑ کر چلا جائے۔۔۔۔ کیسے ممکن تھا پھر سے سیاہ کوٹھری میں اسکی عین سہمی کو قید کیا جائے۔۔۔

اسنے لہو ٹپکاتی نظروں سے بمب کو دیکھا جس پر ابھی سات سیکنڈ باقی تھے۔۔۔

اسکے وجود میں جیسے سویا حیوان بیدار ہوا۔۔۔ اور اسے وہ ساری ٹریننگ یاد آئی جو اسے  
حیوان بنانے کیلئے کام آئی تھی۔۔۔

کیا اسکی رفتار سات قدموں پر کھڑی موت سے زیادہ نا تھی؟؟

اسکی رفتار تو ایسی تھی کہ وہ کئی حیوانوں کو مات دے چکا تھا مات دینے کی رفتار جہاز سے  
تیز تھی۔۔۔

وہ موت کو مات دینا چاہتا تھا اور اسنے دی۔۔۔۔

ایک بھاری بھری فضا میں دھاڑ گونجی۔۔۔۔

”نعرے تکبیر ”اس آسمانوں کو چیرتے نعرے کے ساتھ ہی جہاز سے سمندر کے گہرائی میں  
چھلانگ لگائی اگلے ہی لمحے جہاں اسکے وجود کو اپنے آغوش میں لیتا سمندر سمیٹتا دور لے چکا  
تھا وہیں فضاؤں میں ٹھا کے ساتھ ہی بھڑکتے شعلہ فضاؤں کو چیرتا قیامت خیز منظر آباد  
کر گیا۔۔۔۔

اسکے ساتھ ہی لہروں نے اس وطن کے بیٹے کو اسکی سانسوں سمیت زمین کو لوٹایا۔۔۔۔

سعیر کو ہوش آیا جب اسکی پکار اسکے کانوں میں گونجی اور اسنے بھیگی اندھیروں میں ڈوبی نظر  
ان پر ڈالی پر اسے سیاہی کے علاوہ کوئی صورت نظر نہیں آئی۔۔۔۔

اسکے باوجود اسے محسوس ہوا عارب شیر اور آلف کی سرگوشیاں سمیت مضبوط بازو اسے  
اٹھائے جنگل کی سمیت بھاگ رہے تھے۔۔۔

ہاں یہ وہی جوان تھے جنہوں نے اسے نہیں چھوڑا بلکہ موت کو سر پر باندھ کر اسکی سمیت بھاگ آئے اور باقی کے جہازوں کو پرواز کر دیا فضاؤں میں۔۔۔

انکے پیچھے اسرائیل افواج بھوکے بھیڑیوں کی طرح پڑی تھی پر ان میں بھی موجود پاک ملک کے پاک مٹی کے باسی وفادار جان نشین مارخور آئی ایس آئی آڈرز کی تعمیل کرتے مضبوط ڈھال کی طرح سامنے تھے۔۔۔

اور دشمنوں کے منہ پر دھول جھونک کر وہ اپنے بیسٹ کو چلتی سانسوں سمیت فضاؤں کی پرواز کرتے وہاں سے روانہ ہوئے۔۔۔

کوئی کچھ نا بگاڑ سکا بلکہ وہ تہس نہس کر کے انکے ناک کے نیچے انکے منہ پر دھول جھونکتے پاک سرزمین پر پہنچے۔۔۔

انکا مشین انکمپلیٹ تھا اسکے باوجود کہ وہ بلیک کنگ قہر زمان اور اسکے ساتھ دیگر کتوں کو نیست و نابود کر چکے تھے، اور کچھ کو اپنی تحویل میں لے چکے تھے۔۔۔

پر اب جو سامنے دشمن آئے تھے انکے خاتمے تک مشن نامکمل تھا اور اسے بیسٹ کو مکمل کرنا تھا۔۔۔

دوسری دفعہ جب اسے چند منٹوں کیلئے ہوش آیا تو وہ زیر نگرانی میں ہاسپٹل کے بیڈ پر تھا زیر علاج۔۔۔

تب اسے خود کو زندہ دیکھ کر ذرا سی بھی حیرانی نہیں ہوئی کیونکہ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ اس دشت وحشت میں تنہا نہیں۔۔۔

اگر وہ ہارے گا بھی تو وہ اسے ہارنے نہیں دیں گے۔۔۔



جس طرح اسے اسرائیلی افواج سے وہ بچا کر نکلے تھے بلکہ وہاں تباہیاں مچائی تھیں بغیر اپنا عکس چھوڑے ان پر یہ قابل دید تھا اور ہوتا بھی کیوں نہیں وہ تینوں کوئی عام نہیں پاک ملک کے افواج سے تھے جنہیں موت خود سلام کرتی ہے۔۔۔

جن کے ماتھے پر شہادت اور سینے پر کفن تو ہاتھوں میں دشمن کو تھس نہس کرنے کا جنون ہوتا ہے۔۔

جبکہ لبوں پر فقط صرف ایک ذات کا نام ہوتا جو واحد لاشریک ہے اسکا نعرہ ہوتا جسے سن کر دشمن کے سینے لرز کر سکڑ جاتے ہیں۔۔۔

نعرے تکبیر سن کر دشمنوں کے بھیس میں بھیڑیوں کے وجود کپکپا جاتے ہیں۔۔۔

اسے لے کر وہاں سے آئے تھے، اور وہ لہولہان ہونے کے باوجود اسکی سانسیں بتا رہی تھیں کہ اسکے اندر کی آگ ابھی ٹھنڈی نہیں ہوئی وہ ابھی انہی کی طرح دشمنوں کے جڑوں کو نوچنا چاہتا ہے۔۔

اسنے ہوش میں آتے عارب سے کہا تھا، ”اپنی بہن حفاظت کیلئے وہ اسے چننا ہے اسکے انتخاب غلط نہیں ہونا چاہیے“

اور مسکان کے ہاتھوں میں تو ویسے بھی اپنی متاع جان کو سونپ چکا تھا۔۔۔۔

تب سب نے اسکے کندھوں پر بھونج ڈالتے کہا تھا کہ اسے لوٹ کر آنا ہے یہیں۔۔۔۔

اور پھر وہ ایک آخری حکم دیتے بولا کہ، ”اسکے چہرے سے اسکے باپ کی نشانی کہیں نہیں جانی چاہیے۔“

وہ سب ساکت خاموش ہو گئے جیسے لب سیل لیے ہو پھر ڈاکٹر کیا کر سکتا تھا اسکی مرضی کے خلاف حالاں کہ سب چاہتے تھے وہ اس نشان کو مٹا ڈالے۔۔

پر اسنے نہیں ہونے دیا۔ سب جانتے تھے سعیر اپنے باپ سے نفرت کرتا ہے کبھی زندگی میں بھی اسنے بھول کر انکا ذکر نہیں کیا تھا۔۔

پر اسکا نشان مٹانے سے منع کرنا ششدر کر دینے تک تھا وہ لمحہ۔۔۔

پر وہ کیا جانتے ایک درندے کیلئے دوسرے درندے کی نشانی کتنی اہمیت رکھتی ہے، وہ کیا جانے جب ایک حیوان دوسرے حیوان کی طاقت کو دیکھتا ہے تو خود میں کتنی طاقت کا اضافہ پاتا ہے۔۔۔

وہ بھی تو اپنے چہرے پر ان نشان کو دیکھتا تھا اسکی درندگی وحشتناک ہو جاتی تھی اور وہ اور اسے دردناک خوفناک بننا چاہتا تھا۔۔۔

اسکا علاج شروع ہوا اور آپریشنز کامیاب ٹھہرے پر وقت گذرتا گیا وہ جیسے گہری نیند جا کر سویا تھا۔۔

سب پریشان ہو گئے تھے، کہ اسے ہوش کیوں نہیں آرہا حالاں کہ آپریشنز کامیاب ٹھہرے تھے ڈاکٹرز نے انہیں اسکی صحتیابی کی خود مبارک باد دی تھیں۔

پر پھر جب بعد میں چیک اپ ٹیسٹس ہوئے تو معلوم پڑا کہ وہ کوما میں جا چکا ہے۔۔

یہ بات آفسیرز پر ہر ایک پر کسی دھماکے سے کم نا تھی، سب پریشان مایوس ہو چکے تھے۔

پر ڈاکٹرز نے انہیں امید دلائی کہ دعا کریں ہو سکتا ہے لازمی نہیں ماہ و سال کیلئے کوما میں جائے دعائیں تو قسمت بدل دیتی ہیں انکی دعائیں بھی لگ سکتیں ہیں۔۔

ہو سکتا ہے وہ بارہ گھنٹوں یا ہفتے میں ہی کوما سے باہر آجائے، اور پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہو سکتا ہے وہ اس کوما میں ہی مایوس لوٹا دے۔۔۔

وہ شاکی تھے کیونکہ وہ جس رفتاری سے ریکوری کر رہا تھا انہیں امید تھی جلد ہی وہ انکے سامنے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوگا پر وہ جیسے ڈھے گئے جب کوما کو سنا۔۔۔۔

دوسری طرف انہوں نے ایک ماسٹڈ گیم تیار کیا جس میں انہوں نے انڈر ورلڈ میں یہ باور کروایا کہ بیسٹ زندہ ہے، پر اپنے چھپے رویے سے یہ بھی تاثر دیا جیسے وہ انکے بیچ اب نا رہا ہو۔۔۔

کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ ان پر خفیہ نظر رکھی ہوئی ہے۔ تبھی انہوں نے مسکان کے وسیلے اور عارب کے بکھرے حال سے یہ جتا دیا کہ ہاں وہ جو سمجھ رہے ہیں وہ صحیح ہے، اور وہ جو خدشہ ہے وہ بھی درست ہے۔۔

مختصراً یہ تھا کہ وہ انکے دماغ، سوچوں، دل سے کھیل رہے تھے انہیں ایک طرف ہراساں تو دوسری طرف خوش کر رہے تھے تاکہ وہ اسی کشمکش میں ہی الجھے رہیں۔۔۔

اور ہوا بھی انکی توقع مطابق۔۔۔

انہوں نے منظر عام سے حورالعین کو ہٹا دیا کیونکہ وہ اس وقت نازک کنڈیشن میں تھی اور اسے فل پرسکون اور خوشگوار ماحول کی ضرورت تھی۔ اور اسے مسکان کی تحویل میں مہیا ہو سکتا تھا۔

انہوں نے فنلینڈ سونز لینڈ، دونوں میں سے کسی ایک کو سلیکٹ کرنا تھا۔۔ تاکہ ان پر ابھی کوئی ٹارگیٹ نہیں رکھا گیا تھا نا ہی وہاں کسی کے سوچنے یا تصور میں بھی جاسکتا تھا کہ بیسٹ کی بیوی وہاں ہو سکتی ہے۔۔۔

انہیں ختم بھی بیوٹی سمیت اسکے بچے کو کرنا تھا جو قطعی ممکن تو کیا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔۔

بھلا چلتی سانسوں کے ہوتے بیسٹ کی بیوٹی کو کچھ ہو سکتا تھا؟

برہان کو اس سب کا نہیں معلوم تھا وہ سمجھتا رہا سچ میں سعیر نہیں رہا اب انکے بیچ۔۔ پر جب اسے داد کی طرف سے معلوم ہوا کہ یہ صرف ایک پلان ہے اور سعیر کوما میں ہے کیونکہ اسکے دماغی کافی افیت دی گئی ہے۔۔

اسکی دماغی رگوں کا ڈیج ہونے کا اندیشہ تھا، کیونکہ اسکے ساتھ دھوکہ کیا گیا تھا اسے ایک سے لڑانے کا کہہ کر سب نے ملکر اس پر اٹیک کیا تھا۔۔

آپس میں کسی کو نہیں لڑایا بلکہ اس سے لڑایا سب کو اور یہ ایک دھوکہ پلاننگ ہی تھی اسکے خلاف جو سعیر کو سمجھ آگئی تھی بلکہ کنگ کے ساتھ خود دھوکہ ہوا تھا اسکے وسیلے

بیسٹ کو وہاں بلایا گیا اور اسے اس طرح مارنے کا پلان تیار کیا۔۔

پر ہوا انکی سوچ کے خلاف کہ صرف کنگ اور کچھ مزید کتوں کی موت کو دیکھتے ہی وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے بھاگے۔۔



اور اپنی یہ ہار انہیں اندر ہی اندر نوچ رہی تھی کہ سب بپھرے ہوئے تھے پر صورتحال نے انہیں الجھا دیا تھا کہ کہیں سے معلوم ہوتا بیسٹ زندہ ہے تو انکے ساتھیوں سے معلوم ہوتا مردہ۔۔۔۔

اس زندہ مردہ کے کھیل میں وہ خود کو ہی نوچنے لگے تھے اور نا آر ہو رہے تھے نا پار۔۔۔ جہاں انکی موجودگی تھی وہیں ٹکے تھے اور یہ ایک جال ہی تھا پھنکا جس میں وہ بیوقوف خود الجھ پڑے تھے۔۔۔ بہر حال وہاں دماغ کی ضرورت تھی۔۔۔

برہان سے چھپا کر مسکان کا رکھنا یہ برہان کیلئے کافی افیتناک تھا کیونکہ وہ اس سے مخلص ہو چکا تھا، اسنے جب اصلیت جانی تھی بیسٹ کی تو انکے ہم قدم ہونے سے خود کو روک نہیں پایا تھا پھر کیوں مسکان نے اس سے اتنے بڑے سچ کو چھپایا۔۔۔  
”کیا وہ اسے ابھی بھی انکے خلاف سمجھتی تھی“ ایسی کئی سوچوں اسکے دماغ آئی تھی اور ان سے چھٹکارے کی صورت یہی تھی کہ وہ اپنا ٹرانسفر نا کروائے بلکہ اسنے خود کو منظر سے ہٹانے کیلئے ہی قدم اٹھایا تھا پر اس پر یہ قدم بھاری پر گیا جب اسکے پیچھے ہی دلبرشتہ ہوتی مسکان بھی فوراً سے حورالعین کو لیکر وہاں سے نکلی تھی۔۔۔

وہ اس گھمبیر صورتحال میں خود کو ہی بھول گئی تھی کیونکہ اسکا محسن مسیحا کوما میں پڑا تھا، اسکی ایسی حالت اسکے دماغ کی رگیں ہلا چکی تھی پھر بھلا وہ کہاں برہان کو بتاتی اس سب کا۔۔۔

وہ بس وہی کرتی گئی جسکا اسے آرڈر ملا تھا، اور اسنے وہی کیا کیونکہ اسکے لئے سب سے اہم اسکا مسیحا تھا۔ اور اسکی حورالعین پھر کیوں نا کرتی وہ ایسا۔۔۔

پر جب برہان کے ٹرانسفر کی اطلاع خود اسکے منہ سے سنی تو وہ پوری طرح ڈھے سی گئی۔۔  
نا اسنے صفائی مانگی نا مسکان نے دی، وہ فیصلہ کر کے پیچھے ہٹا تو اسنے مزید قدم پیچھے ہٹا کر  
اسکی جان سولی پر لٹکا کر اسے افیت و فراق کی گھڑیاں تھما دیں جنہیں دیکھ دیکھ کر وہ اندر  
ہی اندر ٹوٹتا رہا۔۔۔

دوسری طرف اسکے اچانک جانے سے عارب کو بھی غصہ آیا کیونکہ وہ انکے فیصلے کے خلاف  
اسے لیکر وہاں سے نکلی تھی۔ حالاں کہ وہ دوسرے ممالک پر ابھی غور و فکر کر رہے تھے  
کہ کہاں اسکا جانا صحیح رہے گا پر مسکان اتنا بڑا رسک لیکر اسے وہاں سے لے نکلی تھی اور  
کسی سے کانٹیکٹ میں بھی نہیں تھی۔۔۔ اسے پہلے شک تھا کہ اسکا کانٹیکٹ آلف سے ہے پر  
یہاں بھی وہ غلط ثابت ہوا کیونکہ وہ حقیقتاً سب سے کانٹیکٹ ختم کر چکی تھی بلکہ اسکی چیپ  
ڈیوائس سب ڈی ایکٹیویٹ کر چکی تھی۔۔

برہان پر تو وہ شک نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ خود الگ غصے میں تھا، اسے تو اسرائیل بھی  
داؤد لیکر گیا تھا ساتھ، کیونکہ یہ جنگ صرف سعیر کی نہیں اس دشت وحشت نے سب کو  
نوچا تھا۔۔

ابھی اس حادثے کو ٹھنڈا ہوتے وقت گذرا ہی کتنا تھا کہ اوپر سے اچانک سے بیسٹ کی  
ہاسپٹل سے غیر موجودگی انہیں خوفزدہ کر گئی۔

طرح طرح کے سوال خدشات تھے، کیا وہ کڈنیپ ہو چکا تھا۔ وہ کوما میں تھا تو وہاں سے  
کیسے جاسکتا تھا، کیا اسکے دشمن وہاں پہنچ گئے تھے؟

پر سی سی ٹی وی کیمرہ نے انکے سارے خدشات دھو دیئے بلکہ وہ ششدر تھے۔۔

بریکنگ نیوز جنرل آئی جی لفٹیننٹ سب نے بیٹھ کر پرسکون ماحول میں اسکا آخری پیغام سنا تھا۔۔

فوٹیج سے انہوں نے اسے وہاں سے جاتے دیکھا تھا، اور پیغام۔۔!! کراچی ملنے کا پیغام چھوڑ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔۔۔

انہیں لگا وہ مسکان کے پاس گیا ہوگا، یا اپنے گھر عارب کے پاس اپنی بہن کیلئے۔۔۔

پر انکی سوچیں خیال غلط ثابت ہوئے جب وہ ان دونوں کے پاس پہنچنے کے بجائے اپنے ادھورے رہنے والے مشن کو مکمل کرنے کیلئے روانہ ہو گیا تھا۔

پورے تین ماہ بعد وہ ہوش میں آیا تھا آتے ان سے ملے یا اپنی بہن بیوی سے ملے بغیر اپنے فرض اپنے ادھورے رہے وعدے کو پورا کرنے کیلئے نکل چکا تھا۔

وہ سب کافی متاثر ہوئے تھے اس سے ایک خوشگوار ماحول بنا ہوا تھا، اور مسکان کی فکر سے بھی اب پرسکون تھے کہ بیسٹ ہوش میں آچکا تھا تو ضرور اسکی نظر اپنی بیوی پر بھی ہوگی۔۔ یہ سوچ ہی سب کیلئے خوش گوار تھی، اور وقت کے ساتھ غلط بھی نا تھی۔۔

ہاں سعیر سب جانتا تھا کہ اسکی بیوی مسکان کے پاس ہے اور کہاں ہے پر وہ اپنی بیوی کیلئے مشکلات نہیں پیدا کر سکتا تھا، نا ہی اپنا ادھورا مشن وہ چھوڑ سکتا تھا۔۔

اسنے ان چھپے ہوئے کتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالا تھا پر اس سب کے باوجود ایک ایسا دشمن ضرور تھا جو ابھی تک آج بھی چھپا ہوا تھا۔۔

اسے کئی ماہ بیت گئے اس مشن کو پورا کرتے کیوں انکے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ٹکڑے کیے تھے۔۔ وہ دنیا کا کونا کونا گھوم آیا تھا ان ماہ و سال میں، اور کتنے ہی وجود کاٹے تھے ٹکڑوں میں کتنی طاقتیں نوچی تھیں یہ گنتی سے سوا تھے۔۔

اسنے دنیا کے کونے کونے میں وحشتیں برپا کی تھیں۔ ٹکڑے راستوں پر ملے تھے کن کے، وہ اکیلا تھا اور کئی اسلام آباد ہیڈ کوارٹرز میں پہنچائے تھے دہشتگرد ایسے جو چھپ کر گوشہ نشین ہوئے تھے۔۔۔

اسے معلوم تھا آنکھوں کے آپریشن دوران اسکی شہزادی پر اٹیک ہونے والا تھا پر وہاں کڈنیپر اور لیڈی باس کی موجودگی یا کسی اور باعث وہ کچھ نہیں بگاڑ سکے پر جو اہم بات تھی آنکھوں کی۔۔۔

جسنے عین کو آنکھیں دی تھیں۔۔ جنہیں مسکان تو نہیں پہچان سکی پر سعیر نے مکہ مکرمہ میں دیکھ کر ہی فوراً پہچان لیا کہ یہ آنکھیں کس کی ہیں۔۔۔

وہ بھولا نہیں تھا ان آنکھوں کو جنہوں نے اس سے اسکی عین چھیننے کی کوشش کی تھی۔۔

پر وہ اچانک وہاں سے کہاں غائب ہو گئی تھی؟ وہ وہاں کیسے پہنچی؟ اسنے اپنی آنکھیں کیوں

دیں؟ اب وہ کہاں ہے؟ یہ سوالات قابل غور تھے۔۔ اور بیسٹ کیلئے وہی سیڑھی تھی

آخری منزل تک کی اور قطر کے شہزادے تک پہنچنے کی۔۔۔

”عالم۔۔“ سہمی نے سسکتے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔

اسکا بھائی اتنی اذیتیں جھیل چکا تھا۔۔ وہ روتی سسکتی اسکے سینے میں چھپی تھی وہ کہاں

برداشت کر سکتی تھی اس پر دھوپ کی آنچ کجا کہ اس پر اتنی اذیتیں۔۔۔



حالاں کہ سیر نے اسے صرف یہی ہی بتایا تھا کہ وہ کوما میں تھا اتنا عرصہ۔۔

”یہ سب آپکی اور شہزادی کی دعائیں تھیں سہی کہ آج میں تم دونوں کے سامنے ہوں۔“ وہ اسے محبت سے دیکھتا بولا۔۔

”یہ سب میرے رب کی رحمت احسان ہیں مجھ گنہگار بندی پر کہ اسکا بھائی اسے ہر بار صحیح سلامت لوٹا دیا بلکہ ہمیں اس وحشی دنیا میں ٹوٹنے سے بھی ٹوٹنے نہیں دیا۔ دنیا چاہ کر بھی سمعیہ کو اسکے عالم سے الگ نہیں کر پائی۔“ وہ بھیگی بھاری آواز میں کہہ رہی تھی۔۔

اسکا بھائی کتنی اذیتیں جھیل چکا تھا اور وہ آرام سے گھر میں بیٹھی تھی۔۔

کتنی دردناک تھیں یہ سوچ ہی۔۔ کتنا اذیت ناک تھا بے خبری کا وہ ماضی جسے یاد کرتے اسکے وجود میں چیونٹیاں رینگ رہی تھیں۔۔

”بے شک“ وہ مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا اور اسکے آنسو صاف کیے۔۔

باقی کی رات وہ اس سے چھوٹے چھوٹے سوالات کے جوابات دیتے اسے خوبصورت سی آیتوں کی معنی سمیت بتاتے گزاری۔۔

اسنے یہ خوبصورت وقت اپنی سہی کے ساتھ گزارا تھا جو اسے بہت اچھا لگا تھا اور سہی کو

بھی اپنے بھائی کے ساتھ گزارا وقت جان سے عزیز تھا۔

”اب تم تھوڑا آرام کر لو میری جان اٹھو۔“ وہ اس سے کہتا خود اٹھا۔

”میں بس سونے ہی والی ہوں تم جاؤ اب شہزادی اٹھ جائے گی اور تمہیں نا پاکر پریشان ہوگی جاؤ شاباش آرام کرو۔“ وہ اسے بھیجنے لگی اور خود کا ہاتھ اب پھر قرآن پاک پر گھوم رہا تھا۔

عالم اسکی لگن محبت دیکھتا رہ گیا۔

راتیں اسکے انتظار میں جاگ جاگ کر گزارتے اب تو جیسے نیند اسکی خوبصورت آنکھوں سے روٹھ گئی تھی۔

”سمی اپنا خیال رکھو تمہارا دلہا مجھ سے شکایت کرے گا۔“ وہ جھک کر سر پر بوسہ دیتا بولا اور سمی پھیلی آنکھوں سے اسکا چہرہ تکتے لگی۔

بے ساختہ اسے لود نظریں چرائی پڑیں۔

”مجھے بس یہی دکھ ہے کہ میں اتنے کڑے وقت میں تم لوگوں کے پاس نہیں تھی عالم نا تمہارے پاس تمہیں سکون کی نیند دینے کیلئے، نا شہزادی کے پاس اسکے کڑے وقت میں جہاں اسے سب سے زیادہ اپنوں کی ضرورت ہوتی وہاں وہ اکیلی اس تکلیف دہ وقت سے لڑی تھی۔“ معاً وہ رنجیدہ ہو کر سر جھکائے بولی۔

دکھ تو عالم کو بھی تھا اور کافی گہرا بہر حال وہ گہری سرد سانس خارج کرتا رہ گیا۔

”کوئی بات نہیں اس بار ہم دونوں ساتھ ہوں گے نا۔“ اسکا اشارہ آنے والی خوشی کی طرف تھا سمی اسے دیکھتی سمجھ کر ہنس پڑی۔

”ان شاء اللہ۔“ اسے اپنا بھائی شرارت کرتے بہت بھا رہا تھا اتنا کہ وہ چاہتی تھی وہ سب سے ایسے ہی ہنسی مسکراہٹ کے ساتھ بات کرے پر شاید یہ ممکن نہیں تھا کیونکہ وہ سہمی کے دیکھتے ہی نظروں بہت سپاٹ کیے وہاں سے نکلا۔۔۔

”ضدی نخریلا۔“ وہ ہنس کر پیچھے اسکے زبان چڑھا گئی جو حسب عادت تھی اور دروازے کے باہر اسے مدھم قہقہہ سنائی دیا جس پر وہ سرخ ہو گئی۔۔۔

عالم کوٹ ہاتھ میں پکڑ کر کندھے پر ڈالتا اپنے روم کی سمیت بڑھا۔۔۔  
روم میں آکر اسنے جب اسکی نظریں بیڈ پر آئی تو دماغ کی رگیں تن گئی جبکہ ہاتھوں کی سختی سے مٹھیاں خود بخود بھینچ گئیں۔۔۔

مہوش علی

منظر ہی کچھ یوں تھا کیوں نا وہ غصے سے باہر ہوتا۔۔۔

وہ چلتا بیڈ کے پاس آیا جہاں وہ ہوش و جہان سے غافل نیند کے مزے لوٹ رہی تھی وہیں اسکے بازوؤں میں پڑا وہ فتنہ چھوٹی سی ٹانگ کو اس پر رکھنے کی ناممکن سی کوشش کی وجہ سے لڑکھ گئی تھی۔۔۔

اپنا چوزے جتنا وجود لیکر وہ مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ میٹھی پر سکون نیند کے مزے

لوٹ رہا تھا۔۔۔

اس منظر سے صاف ظاہر تھا کہ اسکے جاتے ہی ناصرف اسکی بیوی کی نیند خراب کی گئی تھی بلکہ اپنی ساری منمنایا کر کے اب بیہوش چوزے کی طرح پھیلا پڑا تھا۔۔۔

کوٹ ہینگ کر کے اسنے بیلٹ نکالی خنجر تو اب روم سے الگ کر ہی چکا تھا، گن وارڈروب میں رکھتے وہ اسکی سمیت بڑھا۔۔۔

اسکے تیور ارادے خطرناک تھے۔

واردروب کی آواز پھر خود پر سایہ سا محسوس کرتی حورالعین ہڑبڑا کر اٹھی۔ ”آآ۔ آپ!“ ہراساں ہو کر اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتے اسنے فوراً سے فاتح کو خود میں بھینچا۔

”آآ۔ آپ کہاں گئے تھے اتنی رات عالم؟“ ہکلا کر کہتی وہ ایک دم سے اٹھ کر فاتح کو بانہوں میں بھرتی پالنے میں ڈال کر سکون بھرا سانس لینے لگی۔

یہ سب اسنے اتنی تیز رفتاری میں کیا کہ اسکی سانسیں پھول اٹھی تھیں۔ عالم ماتھے پر لاتعداد تیوریاں سجا کر اسے دیکھ رہا تھا جو کچھ زیادہ ہی چالاک ہو گئی تھی۔

”آپ کہاں تھے بتایا نہ۔ نہیں؟“ وہ ایک جست میں چلتی مسکراتی اسکے پاس آئی اور شرٹ کے کھلے تین بٹنوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگی حالاں کہ اسکی انگلیاں کپکپا رہی تھیں۔

”یہ سب کیا تھا؟“ اسکی ٹھوڑی کو انگلیوں میں پکڑے سر اونچا کیا۔  
حورالعین کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

”آآ۔ آپ۔ تو نہیں تھے نا یہاں پھر و۔ وہ رو رہا تھا کیا ماں اپنے بچے کو روتے دیکھ سکتی ہے؟“ اسنے ایموشنل کرنا چاہا اور آنکھیں پٹپٹائیں۔

عالم کا بس نہیں چل رہا تھا اسے اٹھا کر باہر پھینک آئے مطلب اسکے جاتے ہی وہ اپنے کام پر شروع ہو گیا تھا۔

”آآ۔ آپ ناراض کیوں ہو رہے ہیں عالم۔۔۔ پلیز۔“ اسکی آواز بھرائی گئی۔



”رونا نہیں۔۔۔“ اسنے سرد آواز میں سرزش کی۔۔

حور منہ بسور گئی۔۔

”ٹھیک ہے میں نہیں بولتی۔“ وہ اسے چھوڑ کر بیڈ پر چڑھ گئی اور اپنے تکیے میں منہ دیکر سونے لگی۔۔

”سن لیں آپ! بہت برے ہیں۔“ وہ اپنا تکیہ کلام دہرانا نہیں بھولی۔ لہجے میں خفگی ناراضگی دکھ رنجش سب کچھ سموئے بولی۔۔۔

عالم نے ایک چوری دوسری سینہ زوری پر گھور کر اسکی پشت کو دیکھا۔

جبکہ ترچھی نظریں جو اٹھی تھیں پالنے کی طرف کچھ چونکا کیونکہ مدھم نمایا ہوتے ڈمپلز اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ مسکرایا ہے۔۔

عالم نے گھوری ڈالی تبھی اسکی مسکراتی بھوری آنکھیں کھلیں۔۔ ”یہ بچہ تھا؟“ اسے لگا وہ جیسے عین سے اسکی رویے پر مزے لے رہا ہو یا اسکا تمسخرہ اڑا رہا ہو۔۔

”عین میری شہزادی!“ اسنے پکارا عالم نے دیکھا اسکی مسکراہٹ سکڑ گئی اور اسے ساری بات سمجھ آگئی تھی۔۔

”میں نہیں آپکی شہزادی۔“ وہ روٹھی ہوئی منمنائی

عالم شوز اتار کر اسکے پاس آیا۔۔

شرٹ اتار کر اسنے ایک طرف رکھی۔۔ اسکے چوڑے وجود پر سیاہ بنیان پہنی ہوئی تھی۔۔

”کیا نہیں ہوئی؟“ اسکا لہجہ سرد سپاٹ تھا کہ وہ کھسیا گئی۔۔

”صرف ڈانٹتے ہیں آپ۔“ اسنے جیسے شکوہ کیا

”نہیں ڈانٹتا میری شہزادی کو۔“ اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے قریب کھینچتے سرگوشی کی اور ہاتھ بڑھا کر لائیٹ آف کردی۔

”اب بولو نہیں ہو میری شہزادی؟“ اسے بانہوں میں بھر کر اسنے اپنی انگلیاں اسکے بالوں میں سہلائی۔

حورالعین کے پور پور میں سرشاری اتر گئی۔۔۔ ہاں یہی سچ تھا کہ وہ اسے دومنٹ کیلئے روٹھنے نہیں دیتا تھا اور اسی کا ہی تو وہ فائدہ اٹھاتی تھی۔۔۔

”سب کچھ ہوں آپکی۔“ اسنے لاڈ سے کہتے اسکے گلے میں بازو ڈالے شانے پر سر رکھ دیا۔

”سب کچھ میں کیا کیا؟“ اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسنے لو کو لبوں سے چھوا کہ وہ سمیٹ کر چھپنے لگی مزید کچھ کہنے کی اس میں ہمت کہاں بچی تھی۔

”تمہیں یہ حق نہیں انکار کا دماغ میں بٹھالو!“ وہ نرمی سے اس طرح کہہ رہا تھا کہ وہ سمجھ نہیں سکی وہ محبت سے کہہ رہا ہے غصے سے۔۔

البتہ شریکین ہونٹوں پر مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلا گئی یہ الگ بات تھی کہ وہ سدھر کہاں سکتی تھی؟

-----

موبائیل کی ٹوں ٹوں پر وہ چادر تہہ کرتی دوپٹہ درست کر کے جو بیڈ پر بیٹھی تھی چونک کر سائیڈ ٹیبل رکھی موبائل کو دیکھا۔

یہ موبائل اسے عارب نے ہی تحفے میں دی تھی۔ اسنے کافی انکار کرنا چاہا پر اسنے زبردستی اس میں سم لگا کر اسے تھمائی تھی کہ زندگی میں ان ضرورتوں کی کافی اہمیت ہے انہیں خاص نہیں تو عام کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھنا پڑتا ہے تاکہ بروقت کسی ٹائم اپنوں سے رابطہ تو قائم کیا جاسکے۔۔

اسکے باوجود سمی کو اسکی قطعی ضرورت محسوس نہیں تھی بلکہ اتنے ماہ کے بعد بھی سمی نے صرف تین بار عارب کو کال کی تھی، اور دو بار نور سے باتیں اسکا حال احوال پوچھا تھا۔۔ گہرا سانس بھر کر اسنے موبائل اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی عارب کا پیغام جگمگا رہا تھا۔۔ اسکا دل جیسے ڈوب گیا۔۔ وہ لب بھینچ کر بند دروازے کو دیکھنے لگی۔۔۔  
”تمہیں عارب کیسا لگتا ہے سمی؟“ اسکے دماغ میں ہتھوڑے کی مانند آواز گونجی۔۔۔  
دوسری طرف وہ جیسے واقف تھا کہ وہ اس وقت جاگتی ہے عشق الہی میں۔۔۔  
کانپتی انگلی سے اسنے اسکرین پر ایک ٹچ کیا۔۔۔  
یہاں چاہتوں کا صلہ نہیں

یہاں دوستی کا مزا نہیں

یہاں جانے کیسی ہوا چلی

رہی دوستوں میں وفا نہیں

یہاں جل گیا میرا آشیاں

ابھی بادلوں کو پتہ نہیں

تیرے در پہ دستک دے سکوں  
یہ حق تو تم نے دیا نہیں  
میں راہی ہوں راہ امید کا  
مجھے منزلوں کا پتہ نہیں

بے بس ہوں جہاں میں اس قدر  
جیسے میرا کوئی خدا نہیں  
میری سادگی میرا جرم ہے  
کوئی اور میری خطا نہیں  
وہ پڑھ کر ہک دق رہ گئی۔۔۔ تبھی ایک بار پھر ٹون بجی۔۔۔ اسکی نظریں اٹھیں۔۔۔  
مجھے شاخ شاخ سے توڑنا  
پھر بیچ بیچ سے جوڑنا  
یہ ادا ادا بھی کمال ہے

یہ سزا سزا بھی کمال ہے  
یہ شام شام کے دھندلے  
اور قطرہ قطرہ سی بارشیں  
مجھے پیاس پیاس میں ڈال کے



پھر دشت دشت میں چھوڑنا  
ہے وحشت وحشت بارشوں کا برسنا

یہ اداس اداس اداسیاں

اور دور دور کی دوریاں

مجھے اشک اشک بکھیر کے

پھر ہنس ہنس کر سمیٹنا

یہ آگ آگ کا کھیل ہے

اسے روز روز نہیں کھیلنا

مجھے ورق ورق کھولنا

پھر حرف حرف پہ سوچنا

یہ جفا جفا کے راستے

اور وفا وفا کی منزلیں

مجھے ڈھونڈ ڈھونڈ کے ڈھونڈنا

پھر چھوڑ چھوڑ کے چھوڑنا

وہ چہرہ چہرہ حجاب ہے

مرے درد درد کا علاج ہے

مجھے دور دور سے دیکھنا

یہ ادا ادا بھی کمال ہے

یہ سزا سزا بھی کمال ہے

”سمعیہ عارب“

ابکی بار اسکا چہرا سرخ متمتا گیا کہ وہ ایک دم ہی موبائل سائیڈ ٹیبل پر پٹخ کر دوسری طرف کروٹ بدل کر آنکھیں موند گئی۔۔ اسنے پہلی بار سمعیہ عالم کے بجائے سمعیہ عارب لکھا تھا۔۔ ایک عجیب سے کیفیت ہو گئی اسکی کہ وہ بے ساختہ درود پاک پڑھنے لگی۔۔

”یہ سدھرتا کیوں نہیں ابھی تک؟“ وہ منمنائی۔۔

دشخت  
\*-----\*

وہ صبح جلدی جلدی سے وہاں سے نکلا۔۔

اسنے فلائٹ کے بجائے رات ہی ڈرائیونگ سے ہی کراچی کیلئے سفر کیا، ابھی فجر کی اذانوں سے قبل وہ کراچی پہنچا تھا مزید تیس منٹ کی رش ڈرائیونگ کے ساتھ وہ عالم ولا کے سامنے گیٹ پر رک کر ڈیوائس چیکنگ کے بعد گیٹ ان لاک ہوا اور وہ گاڑی سفید ماربل کی روش پر چلاتا پورٹیکو میں آ رکا اور گہرا سانس بھرا کہ وقت سے پہلا پہنچ چکا تھا۔۔

”شکریہ“! وہ آسمان کو دیکھتا سرشاری سے مسکرایا۔۔

گھر کے اندرونی حصے میں داخل ہوا جہاں ہر سو خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

وہ فریش ہوا تھوڑی دیر لیٹا اور پھر موبائل کو دیکھا پر اسکا کوئی ریپلائی کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

”السنک دل جانم“ وہ بڑبڑاتا ہوا بیڈ سے اٹھا۔

اور فجر کی نماز کیلئے گھر سے نکلا۔

اسکے ساتھ داد بیدار ہو گیا تھا۔

”السمجان اللہ“ سر پر ٹوپی پہنے جب داد کو دیکھا تو اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

”ہاہا چپ کر جعلی عربی۔“ وہ ہنس کر اسے جھٹک اٹھا عارب بھی ہنس پڑا۔

”ویسے آج سورج کہاں سے بیدار ہو رہا ہے؟“ اسنے ساتھ چلتے ابرو اٹھائی۔

”جہاں سے کچھ دیر بعد تیرا رخ ہوگا۔“ وہ معنی خیزی سے بولا عارب نا سمجھی سے اسے دیکھا پر اسے اپنی ہی ترنگ میں دیکھ کر وہ سر جھٹک گیا۔

”کچھ سویر نہیں پہنچ گیا؟“ داد نے ٹھوکا مار کر طنزیہ بتایا عارب نے گھوری ماری۔

”اپنی باری تو بڑا الاتاؤلا ہو رہا تھا اب میری باری پر طنز مار رہا ہے عورتوں کی طرح!“ اسنے چہچہے لہجے میں کہا ایک پل کیلئے داد کھسیا گیا پر وہ داد ہی کیا جس پر زرم زیادہ دیر ٹھہرے؟

”ابے چل نا جانتا ہوں تجھے آیا بڑا! ایک بات تو مان لے میں اتنا تو اتاؤلا نہیں ہوا۔“ اسنے جھٹلایا۔ عارب نفی میں سر ہلاتا سر جھٹک گیا اور اسکے ساتھ ہلکی پھلکی باتوں میں مسجد

پہنچے۔

فجر نماز ادا کرنے کے بعد جب عارب نے ہاتھ اٹھائے تب اس نے اپنی ہتھیلیوں کے لکیروں کو دیکھتے ان میں اس کا چہرا ڈھونڈنا چاہا۔۔۔

”بس اتنی سی دعا ہے کہ اپنے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھام کر آپکے گھر آنا چاہتا ہوں میری یہ دعا قبول فرما دیں۔“ وہ سچے دل سے بولا۔۔۔۔



عشق حاضر جواب آنکھیں...

عشق دنیا عشق فردا

عشق آدم عشق عیسیٰ...

عشق دریا عشق صحرا



عشق خانہ خراب آنکھیں...

عشق زلفیں عشق چہرہ

عشق پلکیں عشق لہجہ...

عشق باتیں عشق آواز

عشق وہ لاجواب آنکھیں...

عشق غزلیں عشق نغمے

عشق نظمیں عشق قصے...

عشق الفاظ عشق لہجہ

عشق دو مہتاب آنکھیں...

عشق غالب عشق حالی

عشق مومن عشق فانی...

عشق ساحر عشق سمندر

عشق اس کی شباب آنکھیں...

عشق چلنا عشق ہنسنا

عشق مڑنا عشق کھونا...

عشق جھکنا عشق اٹھنا

عشق وہ نقاب آنکھیں...

وہ تلاوت کے بعد جب اٹھی تب پھر سے اس ٹون پر موبائل اٹھایا اور پیغام پڑھ کر بے بس ساکت ہو گئی۔

”کیا اب وہ مجھے ایسے ستائے گا؟“ کتنی بے بسی تھی اسکی سوچوں میں جسکا وہ اندازا نہیں لگا سکتا تھا۔

کیوں اسکے عشق میں حائل ہو رہا تھا یہ کیسا دیوانہ پن تھا اسکا۔

ہر چیز سے نظریں پھیرے بس اسکے طلب میں ریت کی مانند بکھرنے کو تیار تھا۔

یہ پاگل پن نہیں تو اور کیا تھا؟؟ ”کیا یہ بھی ایک عشق تھا؟“ وہ سوچ کر جھرجھری لے اٹھی اور ہراساں سے اس روح لرزہ خیز سوچوں سے سر جھٹکتے تسبیح کی طرف متوجہ ہو گئی اور پھر جیسے دنیا سے ہی غافل تھی۔

آنکھوں صرف ایک چمک ایک نورانی روشنی تھی جیسے اسے اپنی منزل مل گئی ہو۔۔۔

جو عارب سمجھ نہیں پارہا تھا بلکہ اسکے پیچھے بھاگ رہا تھا جو خود اس پاک ذات کے عشق میں پور پور ڈوب چکی تھی۔۔ اور پھر رب اسے کیوں نا کھینچتا اپنی طرف جبکہ اسکی پیاری بندی نے اتنی اذیتوں کے بعد بھی کبھی اس سے شاکہ نہیں ہوئی نا ہی کوئی شکوہ شکایات کیں۔۔۔

وہی تو اللہ کا پیارا بندہ مومن ہوتا ہے جو ہر حال میں اسے یاد رکھتا ہے اور اسکی رسی کو مضبوطی سے تھامے چلتا ہے۔۔

جو حاوی ہونے لگی تھیں عارب کی سوچیں وہ بھی جانے کہاں سوئیں تھیں بلکہ وہ پک کر  
کندن میں بدل گئی تھی۔۔

پر ابھی تو ایک اور قربانی لازمی تھی۔۔۔۔

\*-----♦♦♦-----\*

وہ جب لوٹے تو انہوں نے گھر سے نکلتے عالم کو ٹرینگ سوٹ، کان میں لگے آلے کے  
ساتھ انکے سلام کا جواب سر ہلا کر دیتے ہوئے نکلتے عالم کو دیکھا۔۔

داد کو شرارت سو جھی۔۔۔

“وہ دیکھ تیرا سالا جا رہا ہے۔” اسنے خیشیت سے کہا کہ عارب بری طرح جھینپ گیا اور  
اسے جھینپتے دیکھ کر وہ فلگ شفاف قہقہہ لگا اٹھا۔۔

“ہاہاہ۔ ویسے مجھے بے غیرتوں کا شرمانہ بڑا لطف دیتا ہے۔” وہ ہنستے ہوئے بول۔۔۔

تو عارب بھی قہقہہ لگا اٹھا جسکے ساتھ داد کے قہقہوں میں تیزی آگئی معاً عارب ٹھٹھکا۔۔۔  
اسکا جملہ سمجھ میں آیا۔۔۔

“تیرے اس کینے پن سے ابلیس ضرور متاثر ہوتا ہوگا۔” وہ جل بھن کر بولا کمر میں ایک  
گھونسا جڑھ کر اندر کی سمیت بڑھ گیا جب پیچھے کراہتے داد نے ہانک لگائی۔۔۔

“بچے ہم درویشوں سے پنکا بہت مہنگا پڑ سکتا ہے، ہم اللہ لوکی لوگ ہیں کب کس کیلئے منہ  
سے بد دعا نکل جائے پھر تجھتاتے رہو زندگی۔” اسکی درویشیانہ خیالات پر عارب ایک  
زوردار قہقہہ لگا اٹھا۔۔

وہ ساتھ اس وقت لان میں چہل قدمی کر رہے تھے ملازمہ دونوں کو چائے کے کپ تھما کے جا چکی تھی۔۔۔

”لو۔۔“ داد نے ایک خود تھام کر دوسرا اسے تھمایا خلاف توقع اسنے سر نفی میں ہلا کر سپاٹ سے انداز میں انکار کر دیا۔۔

”نہیں یار دل نہیں ہے ابھی کچھ بھی کھانے کو۔“ اسنے صاف انکار کرتے بونگا بہانہ تراشا۔۔

”چل بکواس بند کر یہ بہانے اس کے سامنے کر جو تجھے جانتا نا ہو، لے پکڑ اور دماغ نا کھا، بڑا آیا کچھ نا کھانے والا۔“ داد نے رعب غصے سے کہتے اسکے ہاتھ میں زبردستی کپ تھما دیا داد اسکی عادت سے اچھی طرح واقف تھا وہ کافی نہیں تو چائے کا شدید شوقین تھا۔ اور یہ بھی جانتا تھا کہ شام اور رات کو وہ بغیر چائے یا کافی کے نا سوتا تھا نا ہی اسکی صبح بیدار ہوتی تھی۔ اگر رات کو نا پیتا تو سر درد اسے سونے نا دیتا اگر صبح سویر نا پیتا تو بے سکونی تھکن دماغ پر سوار رہتی۔۔

اور وہ بلا کا ذہین تھا اسکی روٹین اسکے کھانوں کی عالم خود سختی سے ملازمین کو ہدایات دیتا تھا، اسے کبھی بغیر کھانے پینے کے سونے نہیں دیا تھا۔ اسکی شدید طلب ہونے کے باوجود اسے کبھی سگریٹ یا ایسی بری چیزوں کا عادی بنے نہیں دیا تھا۔

جو عام حالات میں اکثر نوجوان نسل عادی ہوتی جا رہی تھی ان نشوں کی، بلکہ داد خود کبھی کبھار سگریٹ کے چند کش لگا لیتا تھا، پر عارب کے ایک دفعہ پینے اور عالم کے پکڑ لے جانے پر اس دوسرے دن کئی میل لانگ مارچ لی گئی تھی۔۔۔ کہ اسکے بعد اسنے کانوں کو



ہاتھ لگایا، خدا قسم میرے باپ کی توبہ جو میں نے کبھی سگریٹ کو چھوا بھی ”اسنے اپنے بوٹ سے پائوں نکالتے کراہتے کہا تھا۔

داد مسکان بڑے محفوظ ہو رہے تھے پر جب اسکے بوٹ میں مقید پائوں کو دیکھا تو بیچارے پر ترس آگیا انہیں، مسکان حسب عادت وہاں بھی طنز سے باز نہیں آئی تھی۔

پر عارب عرف عزل کا وہ پہلا اور آخری ہی کش تھا جو اسے لان میں پیتے اوپر کھڑکی سے رات کے وقت عالم نے دیکھ لیا تھا۔

اسکے بعد اس قدر سخت پنیش سے اسکے ابا دادا توبہ تابی کر چکے تھے کہ وہ ایسے چیز ہر گز نہیں اپنائے گا۔

یہ چائے کی لت اسکی غیر موجودگی میں لگی تھی اب تک اس سے خفیہ تھی، یا نہیں۔۔۔ بہر حال اسنے ایک احسن طریقے سے انکی پرورش کی تھی جہاں نا کبھی اسکے کردار میں جھول آنے دیا نا ہی انکی عادتوں میں۔۔۔

اسنے دو کم سن لڑکی لڑکے کی ذمہ داری اٹھائی اور آج انہیں اس قابل اپنے پائوں پر کھڑا کیا تھا کہ وہ دو منٹ میں دنیا کو ہلا سکتے تھے۔

انہیں طاقتوں کے ساتھ ایک اعتماد ایک جائز غرور دیا تھا اپنی ذات کیلئے کہ وہ سرخرو تھے اپنے کردار کے سامنے۔

وہ ایک کوٹھے کی اولاد ہونے کے باوجود کردار میں مہکتے گلاب تھے۔

نا کبھی انکے قدم بہکے تھے نا ہی انکے سرپرست کی موجودگی میں ان کی یہ جرات ہوئی تھی کیونکہ اسکی تربیت وہ بھولے نہیں تھے۔۔

انکے مسیحا نے بھی تو ایک لڑکی کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا تھا خوبصورتی سے چاہے حالات کیسے بھی تھے پر وہ اس کے حق میں بہتر تھے۔۔

اسکا کردار ایک مثال تھا کہ دونوں کچڑ میں کنول کا پھول بن کر مہکتے تھے اور اپنی مہک جذبات صرف ایک اپنی شریک حیات کیلئے محفوظ کرلیے۔۔

اسنے بے خیالی بددلی سے کپ لبوں سے لگائے ایک سیپ بھرا پر جب چائے کا گرم لمس اور اس لمس میں موجود احساس اسکے رگ و دل میں ہلچل برپا کر گیا وہ چونک اٹھا دفعتاً حیرت کے شدید زیر اثر دوسرا گھونٹ بھرا۔۔ وہی لمس وہی ذائقہ سب سے بڑھ کر وہی احساس۔۔ کپ سے اٹھی اسکے ہاتھوں کی مہک اسکے حواسات پر چھائی تو وجود میں ایک خوشگوار جھونکا پڑا۔۔

انگ انگ سرشاری سے گنگنا اٹھا اور لبوں پر گہری مسکراہٹ جب کہ خوشی کے ملے جلے تاثرات سے اسکی شہد رنگ آنکھیں سکڑ گئی۔۔

”آہم۔۔ آہم! خیریت بیٹا اکیلے اکیلے مسکرایا جا رہا ہے۔“ داد جو اسکے انداز میں کب کی بجھی بجھی اداسی محسوس کر رہا تھا اسکے لہجے کی لڑکھڑاہٹ ایک الگ قصہ بتا رہا دفعتاً یوں اچانک اسکی شہد آنکھوں چمک لبوں پر شریر مسکراہٹ الگ کچھ انوکھا سا قصہ بیان کرنے لگی۔۔ جو داد کو کافی بھلی لگی کہ اسنے دل سے اسکی خوشیوں کی دعا مانگی۔۔

وہ خوبصورت تھا پر اس انوکھے اندازِ شریر مسکراہٹ سکڑی شہدِ رنگ جیسی چمکتی آنکھوں نے  
الگ ہی وجاہت بخشی کہ وہ بہت ہی خوبرو لگا اسے۔۔۔

”اک مدت سے محفل میں میرا قہقہہ نہیں گونجا،  
اک مدت سے یار کو میری خاموشی کا دکھ ہے“

اسکی مداخلت پر وہ مسکراتا متوجہ ہوا اور کپ لبوں سے لگا کر وہ ایک ہاتھ سے ماتھے پر  
بکھرے بال سنوار کر گنگنایا اور پھر دونوں نے معنی خیزی سے ایک دوسرے کو دیکھتے قہقہہ  
لگا اٹھے۔

”بڑی کوئی خبیث روح ہے تو۔“ چند گھونٹ میں کپ کی ساری چائے اپنے سینے میں اتار  
کر اسنے کپ ٹرے میں رکھا اور دھپ جڑھتے دانت کچکچائے۔۔۔

”اب ایسا بھی نہیں! ایک موکل چار سو جن قبضے میں کیے ہوئے ہیں، اچھا! کوئی ایسا ویسا  
درویش نہیں ہوں۔“ ”داد نے تفاخرے غرور سے کالر جھٹکا اور اپنی مغرور کھڑی ناک کی  
نوک سے جیسے مکھی اڑائی۔۔۔

”ہاں ایک بونی دیکھ چکا ہوں۔“ عارب نے قہقہہ لگاتے شگوفہ چھوڑا بڑا معنی خیز قہقہہ تھا  
مطلب وہ اسکی بونی کو جنوں سے تشبیہ دے رہا تھا۔۔۔

وہ اپنی بونی کے بابت کہاں بکواس برداشت کر سکتا تھا غرا اٹھا۔۔۔

”میں تمہاری لاش گھڑ میں پھینکوا دوں گا خبیث بھگی منحوس روح اگر تو نے اسکے بارے  
میں کچھ بھی کہا۔“ اسکے پیچھے بھاگتے وہ اسے مارنے کے در پہ تھا۔۔۔

کھڑکی میں پردے کی آڑ میں کھڑی سی اسکا کھلکھلاتا چہرا دیکھ کر جیسے پرسکون ہوگئی اسکے  
اعصاب سے بھاری بوجھ ہٹا اور وہ آسودہ سی مسکرائی۔۔۔

شانوں پہ کس کے اشک بہایا کریں گی آپ  
رُوٹھے گا کون؟ کس کو منایا کریں گی آپ

وہ جا رہا ہے صَدُوحِ مَحَبَّت کا کارواں

اب شام کو کہیں بھی نہ جایا کریں گی آپ

اب کون، خود پرست ”ستائے گا آپکو

کِس ”بے وفا“ کے ناز اُٹھایا کریں گی آپ

پہروں شبِ فراق میں تاروں کو دیکھ کر

شکلیں مِٹا مِٹا کے بنایا کریں گی آپ

گمنام الجہنوں میں گُزاریں گی رات دن

بیکار اپنے جی کو جلایا کریں گی آپ

اب ”لذتِ سماعتِ رہرو“ کے واسطے

اُونچے سُرُوں میں گیت نہ گایا کریں گی آپ

ہمجولیوں کو اپنی بسوزِ تصورات

ماضی کے واقعات سُنایا کریں گی آپ

اب وہ شرارتوں کے زمانے گزر گئے



چونکے گا کون، کسکو ڈرایا کریں گی آپ؟

فرقت میں دورِ گوشہ نشینی بھی آئیگا

مِلنے سہیلیوں سے نہ جایا کریں گی آپ

غصے میں نوکروں سے بھی الجھیں گی بار بار

معمولی بات کو بھی بڑھایا کریں گی آپ

پھر اُسکے بعد ایک وہ منزل بھی آئیگی

دل سے مرا خیال ہٹایا کریں گی آپ

حالاتِ نو بہ نو کے مسلسل ہجوم میں

کوشش سے اپنے جی کو لگایا کریں گی آپ

آئے گا پھر وہ دن بھی تغیر کے دور میں

دل میں کوئی خلش ہی نہ پایا کریں گی آپ

نقشِ کُہن “کو دل سے مٹانا ہی چاہئیے“

گزرے ہُوئے دنوں کو بھُلانا ہی چاہئیے

ایک نئی دنیا آباد کرنی ہی چاہئیے

خود کو سفر کیلئے تیار کرنا ہی چاہئیے

مرے سنگ راستوں کا انتخاب کرنا ہی چاہئیے۔

اسکے علاوہ کچھ اور کرنا پائیں گی آپ

وہ مسیح کی ٹون کے ساتھ جو پاس آئی تھی دھک دھک دل سرخ چہرے کے ساتھ“ سمعیہ عارب ”کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔ تو گویا وہ اسے کھڑکی سے دیکھ چکا تھا تبھی تو اسکی آنکھیں سیکڑی تھیں۔۔۔

سوچ کر اسکا پور پور پسینہ ہو گیا جبکہ چہرا متغیر۔۔۔۔۔  
وہ سدھرنے والی روح ہی نا تھی جو سدھر جائے۔۔۔

وہ اپنے کانپتے لرزتے ہاتھوں سے جوس کا گلاس تھامے جیب سے تعویذ نکالتا دھک دھک کرتے سینے کے ساتھ اسے دیکھنے لگا۔  
اسنے بے بسی سے پھر مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں داد اسکی چوکیداری میں باڈی گارڈ کھڑا تھا۔  
”یار بہت مشکل اسے بھنک پڑی میری ایک ہڈی سلامت نہیں رہے گی۔“ اسنے دکھ خوف بے بسی کے ملے جلے کیفیت سے دوچار ہو کر کہا داد کا دل کیا اپنا ہی سر پیٹ لے کب کا نخرے برداشت کر رہا تھا اسکے جیسے وہ اپنی سمی کیلیے فری میں کر رہا ہو۔۔۔۔۔

”وہ تو تیری بیٹا ویسے بھی نہیں رہیں گی۔“ اسنے دانت کچکچائے اور ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی۔۔۔

”اگر تجھے کرنا ہے تو کر! فالتو میں وقت برباد نا کر وہ آگیا اور تیرے ہاتھ میں، تیری پیاسی محبوبہ) موت (کا خط دیکھ لیا کہ وہ تیرے فراق میں تاریک سیاہ کمرے) قبر (میں بائیں

پھیلائے آہیں بھر رہی ہے، تو قسم لے لے سیر اتنا رحم دل ہے ایک سیکنڈ نہیں لگائے گا تجھے اس پیاسی محبوبہ کے پاس بھیجنے میں۔ ساتھ میرا ٹکٹ فری میں لگ جائے گا۔ ”وہ ڈوبو ڈوبو کر مار رہا تھا عارب کھسیا گیا۔

”بہت خطرناک فیلنگز آرہی ہیں یار۔“ وہ منمنایا۔۔

”چل دفع ہوتے نظر آ فالتو میں ٹائم ویسٹ کر رہا ہے کمینے مجھے میٹنگ کیلئے لاہور جانا ہے۔“ وہ نیچی آواز میں غرایا کر وہاں سے جانے لگا ہی تھا کہ عارب نے ایک جست میں اسے جکڑا۔

”ایسے کیسے یار تیرے جیسے دوست تو قسمت سے ملتے ہیں کر رہا ہوں نا!!! بس تو مجھے یہ بتا کہ یہ اثر تو کرے گا نا؟ عالم کو کچھ نقصان تو نہیں ہوگا نا؟“ اسنے اپنا خدشہ ڈرتے ڈرتے بیان کیا کیونکہ داد کا موڈ ایسا خونخوار تھا ابھی شہید کردے گا۔

”عارب میرا دل کر رہا ہے تیرا یہ بھوسے نما سر پھاڑ کر پی پی کو کھلا دوں۔ تجھے کیا لگتا ہے؟ ہمارے تعویذ عالم کو نقصان پہنچائیں گے؟ یا میں ایسا رسک لے سکتا ہوں؟ ایک بات کان کھول کر سن! جتنا تو عالم کو چاہتا ہے اتنا ہی میں، میں تجھ پر سب کچھ سہہ سکتا ہوں پر عالم پر نہیں۔“ وہ سخت سپاٹ لہجے میں کہہ کر رخ پھیر گیا۔

عارب ابھی نظروں سے اسکے سرد تاثرات والے چہرے کو دیکھنے لگا۔ اسے جیسے گڑبڑ کی بو آنے لگی۔۔

”اب یہ کتے کے کام بند کر اور جا انسان کے کام سرانجام دے ورنہ اگر عالم نے دیکھ لیا تو میں سیدھا نکل جاؤں گا تو ہاتھ ملتے رہنا۔“ وہ اسے وہیں کھڑا دیکھ کر چڑھ دوڑا کہ عارب جھنجھلا گیا۔۔

”جارہا ہوں بھونک کیوں رہے ہو۔“ سخت گھوری ڈالتے وہ مڑا۔۔ معاً اسے احساس ہوا کہ وہ صرف اسکی مدد نہیں بلکہ خود کو بھی رسک میں ڈال رہا تھا صرف اسکے لئے۔

اسے شرمندگی ہوئی۔۔ اسے اس لہجے میں اس سے بات نہیں کرنی چاہیے تھی وہ تو جو کر رہا تھا وہ اسکے فائدے زندگی کی خوشیوں کیلئے تھا ناکہ اسکے خود کیلئے۔۔۔

اسے احساس ہوتا وہ مڑا داد باہر کی طرف دیکھ رہا تھا اور عارب اسے۔۔۔

”سن!“ اسکی پکار پر چونک کر اسے دیکھا۔۔

جب عارب نے فلائنگ کس بھیجی۔ ”میرے سب سے پیارے یار کیلئے۔“ اسنے کہا تو داد محبت سے ہنس پڑا بلکہ دل سے اسکی محبت پر مشکور ہوا۔

”چل اب شرمندہ نا کر کام کر جلدی۔“ اسنے ہنستے ہوئے جھڑکا عارب ہنس کر سر ہلاتا جوس بنانے لگا۔۔۔

فریش فریش جوس گلاس میں انڈیتے اب وہ کپکپاتے ہاتھوں سے ٹرے میں رکھتا خشک حلق تر کرنے لگا۔۔۔

”کبھی سوچا نہیں تھا عالم کو منانے کیلئے تعویذ کا سہارا لینا پڑے گا۔“ اسنے دل میں مسکینت سے کہتے جیب سے موٹا سا تعویذ نکالا سفید کاغذ اوپر پلاسٹک پر دھاگے لپیٹے ہوئے تھے۔۔۔



اسے یہ جوس میں ڈبو کر نکالنا تھا اور تینوں بار یہیں ورد کرنا تھا کہ ”اس میں جو لکھا ہے وہی سچ ہے“ یہ داد نے اسے خاص تاکید کی تھی کہ بلند آواز میں تین بار ڈبونے کے ساتھ یہی ورد کرنا ہے تاکہ فرشتے سن کر یہ خاص پیغام اللہ تک پہنچائے اور فوراً سے اس خاص پیغام پر کن فرمائے۔ اور موکل بھیج کر عالم کو رخصتی کیلئے منائیں گے۔۔۔۔

عرب کو یاد کر کے ٹوٹ کر داد پر پیار آیا پر اس وقت عالم پہنچنے ہی والا تھا اسے جلد از جلد یہ کام نمٹانا تھا۔۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ گلا کھنکار کر اسنے شرعات کی۔۔ اور سر پر ٹوپی درست کی۔۔

”اس میں جو لکھا ہے وہی سچ ہے۔“ ”با آواز پڑھتے اسنے پہلی بار ڈبو کر تعویذ باہر نکالا۔۔۔۔ جوس پلاسٹک سے ٹپ ٹپ واپس گلاس میں گرنے لگا بغیر پلاسٹک کے اندر موجود تعویذ کو چھوئے۔۔

یہ بھی عرب نے پوچھا تھا تو داد بولا کہ ”انکی کرامتیں باہر ہی ہوں گی اندر تو سیاہی ہے کیا وہ پلائے گا عالم کو؟“

یہ بات تو سینس کی تھی عرب فوراً سمجھ کر سر ہلا گیا اور مطمئن ہوا کہ صحیح تو کہہ رہا ہے الفاظ کی کرامتیں تو باہر ہوتی ہیں الفاظ کے اندر نہیں۔۔

اسلیے اسے کرامتیں بھگونی تھیں ناکہ تعویذ کی سیاہی۔۔

وجود میں ایسا پہلی بار کام کر کے سنسنی سی دوڑ گئی، عجیب کیفیت تھی ڈر خوف کشمکش۔۔۔ اسنے سر جھٹکا۔۔

”داد نے کہا تھا شیطان ورغلائے گا باز رکھنے کیلئے۔“ اسنے اندر کی آواز کو دبایا۔۔



”مجھے دیکھائیں! کیا ہے؟“ داد حیران پریشان آگے بڑھ آیا اور قدرے جھجھکتے عالم کے ہاتھ سے لے لیا۔

”یہ جانے کیا ہے میں تو پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ کیا ہے عارب؟ اس میں کون سا اور کیا سچ لکھا ہے؟“ وہی سوال تھا جو عالم پوچھا تھا۔۔۔

صرف نام کیلئے بیچ میں ٹانگ اڑائی تھی۔۔۔

اسکی ابھی نا سمجھتی آنکھیں عارب پر مکی تھیں۔۔

عرب ہونقوں کی طرح داد کو دیکھنے لگا۔“ وہ مدد کر رہا تھا یا سچی انجان بن رہا تھا؟“

”ایسے کیوں کر رہا تھا؟؟ کیا نشہ کر لیا تھا اسنے؟“

“بتائو کیا ہے یہ؟ ”عالم اسکے عجیب و غریب حرکت سے بپھر کر نیچی آواز میں غرایا۔

عرب تو عرب پاس کھڑا داد بھی خشک حلق تر کر کے سر جھکا گیا۔۔

[illegible]

ک۔۔۔کک۔۔۔کر۔۔۔کرا۔۔۔مم۔۔۔تت۔۔۔تیں۔۔۔دد۔۔۔در۔۔۔درو۔۔۔ویش۔۔۔درویش

6

تت۔۔۔ عمو۔۔۔ یز۔۔۔ اسکی۔۔۔ کرامت۔۔۔ ہہ۔۔۔ ہماری۔۔۔ مم۔۔۔ مطلب۔۔۔ آپ۔۔۔

کی رخصتی م میرا مطلب آپ کی ب بہن

”شٹ اپ !!! اس کے ہکلا نے عالم دھاڑ اٹھا۔ دھاڑ ایسی کہ انکی روح لرز اٹھی۔۔

اس دھاڑ و گرج پر روم سے گھبرائی نورالعین باہر نکلی سمعیہ، عین فاتح کو درقہ کے حوالے کرتی بوکھلائی سے سیڑھیوں پر آئی۔۔

وہ بدحواس سراسیمہ پھیلی آنکھوں سے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔۔

سامنے سرخ چہرے کے ساتھ کھڑا پھرا عالم، کسی چیز سے داد دھاگے ہٹا رہا تھا۔۔

اور عالم کے پاس کچھ فاصلے پر عارب سر جھکائے کھڑا تھا۔۔

ایک سیکنڈ میں صورت حال سمجھتی سمی کا حلق منہ کو آگیا۔۔

وہ کانپتی چند سیڑھیاں مزید اتر آئی۔۔

”م۔۔ میرا۔۔ ایسا کوئی۔۔ دا۔۔۔“

”آئی سے جسٹ شٹ اپ“! ابکی بار وہ اس قدر بلند غرایا کہ عین سمی کے ساتھ لگ گئی اور درقہ فاتح کو لیکر منظر سے ہٹ گئی۔۔

انکی جیسے ٹانگیں لرزنے لگی۔۔ عارب کی تو سانس خشک ہو گئی۔۔

”میں پڑھوں؟“ تعویذ کھول کر داد نے مؤدب ہو کر عالم سے پوچھا۔

”پڑھو“! وہ خونخوار نظروں سے عارب کو دیکھتا جواباً بولا۔

عارب بھی متجسس ہوا کہ ایسا کیا لکھا تھا تعویذ میں، یہ ایک فطری تجسس تھا جاننے کا، کیونکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا تھا۔

داد نے مسکراتی آنکھوں کی بھرپور نظر عارب کے جھکے سر پر ڈالی اور کمینگی کی حد کر اس کرتے گلا کھنکارا۔۔



جس پر عارب فوراً سے متوجہ ہوا اور اسکے دیکھتے ہی داد نے آنکھ ماری۔۔۔

یہ کمینگی کا سگنل تھا جس سے عارب کے چودہ طبق روشن ہو گئے، اسکے کانوں سے دھواں نکلنے لگا اور پائوں تلے جیسے زمین سرک گئی۔۔۔

روح ڈوب گئی، اسے لگا وہ فضاں میں لہرا گیا ہو۔۔۔ ”دھوکہ !! تباہ کن دھوکہ ” وہ

بڑبڑایا۔۔۔

نور کو دل کیا بھاگ کر اسکا گلا گھونٹ دے بیچارے معصوم کو کس قدر مصیبت میں پھنسا دیا تھا۔۔۔

”میں اپنے ہوش و حواس میں یہ تعویذ لکھاوا رہا ہوں“ بابا منچلا جو کرے سب کا بھلا ” سے، میں اپنے سالے سعیر عالم کے سامنے کھلے دل دیدہ دلیری، بغیر کسی خوف و حراس دباؤ کے یہ اعتراف کرتا ہوں اس تعویذ میں کہ میں نے اپنی طاقت کا استعمال کرتے روتی گرگڑاتی معافی کی بھیک مانگتی سمعیہ عالم سے جبراً عالم کی غیر موجودگی میں اس سے نکاح کیا، چنانچہ اسکا ثبوت میرا نکاح نامہ، گواہ میری بہن مسکان عرف میسنی مسی سوتیلی ناگن حال ہی میں وہ ایک گھڑ کی کیڑی سے دریافت ہوئی ہے، نکاح میں محترم داؤد آلف علوی، محترم برہان علوی کو خبر نہیں دی سواء مسکان علوی کے۔ چونکہ نکاح ایک جبراً خفیہ تھا اسلیے انہیں بے خبر رکھا گیا۔۔۔

مجھے معلوم ہے یہ جان کر میرے سالے کو کافی تکلیف ہوگی، پر مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ کیونکہ میں اسکی بہن میرا مطلب میری منکوحہ سمعیہ عالم سے شدت سے عشق کی صراط پر چل نکلا ہوں، اور اسکے علاوہ مجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا کجا کہ اپنا سالہ۔۔۔

ہاں میں مانتا ہوں کہ میں نے اپنی منکوحہ کو تنگ کیا، رلایا، دھمکایا، یہاں تک کہ اسے سکے، چھپ چھپ کر رونے پر مجبور کر دیا۔

پر میں کیا کرتا میں اس سے محبت کرتا تھا، اور وہ مجھے سمجھتی نہیں تھی۔ وہ مجھ سے بات کرنا ناپسند کرتی تھی، پھر زبردستی میں نے اس سے باتیں کرنا شروع کیں اسے باہر گھمانے پھرانے لے جانے لگا۔ اس دوران وہ سخت بدگمان ہو گئی تو میں نے اس سے معافی مانگی پر وہ نہیں مانی، اسکی ایک ہی رٹ تھی اسکا بھائی یعنی کہ میرا سالا آئے گا وہ اس سے میری ہڈیاں تڑوائے گی بلاں فلاں۔

ہمنے اچھے دوست بن کر ساتھ وقت گزارا مجھے امید تھی کہ اسے بھی مجھ سے محبت ہو جائے گی پر اچانک کسی آسیب کی طرح اسکا بھائی آگیا۔ کچھ بھی ہے بہر حال میں اس سانڈ سالے سے ڈرتا ہوں۔ اب مجھے اپنی رخصتی نکاح کے انکشاف کا ڈر خوف ہے، جانے وہ سانڈ میرے ساتھ کیا کرے گا۔ میں ایک نازک معصوم چھوٹا سا لڑکا اور کہاں وہ پہاڑ دیوار جیسا سانڈ۔

میں ”بابا منچلا کرے سب کا بھلا“ کے پاس آیا ہوں، اور ان سے ریکویسٹ کر کے تعویذ بنایا ہے کہ مجھے ایسا تعویذ دیں جس سے میرا سالا رخصتی کیلئے تیار ہو جائے اور بغیر چوں چراں کے اپنی بہن کو عزت میرے ساتھ احترام ادب سے رخصت کرے۔ ”وہ شاکڈ کی کیفیت میں پڑھتا گیا اور ساتھ پھیلی آنکھوں سپید رنگت مسلسل ہر حرف پر نفی میں سر ہلاتے عارب کو دیکھتا گیا۔۔۔

اسے لفظ لفظ پر یقین نہیں تھا اسلیے اور جملے کے ساتھ حیرت کے شدید صدمے زیر اثر اس سے رائے بھی لے رہا تھا۔۔۔

سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ایسے بت کی طرح پھیلی آنکھوں سے کھڑی تھیں۔ سہی کو یقین نہیں ہوا وہ اپنے کیے کا خود اعتراف کرے گا۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ کچھ منچلا ہے اسلیے شاید اوٹ پٹانگ سوچ کر ایسے اپنے کیے کا اعتراف کیا ہوگا۔

اسے اسکی یہ حرکت بری نہیں لگی۔ بلکہ بہت اچھی لگی کہ اسنے ساری سچائی ایمانداری سے عالم کے گوش گزار کی۔۔

حورالعین نے منہ پر ہاتھ رکھ کر سکتے میں عارب کو دیکھا وہی حالت نور کی تھی پر اسکے برخلاف نور کا دل داد کے لبوں میں چھپی کمینی مسکراہٹ نوچنے کا کر رہا تھا۔  
سعیر کی رنگت سرخ ہو رہی تھی اور آنکھوں میں ایک قہر آباد تھا۔

عارب کو حلق سے اپنی آواز ہی محسوس نہیں ہو رہی تھی، ایسے لگ نہیں رہا تھا کہ وہ کبھی بولتا ہوگا۔۔ وہ کچھ کہنے کیلئے منہ کھولنے لگا کہ اوں غوں کے علاوہ کچھ نا نکلا۔۔

”لگتا ہے تمہیں پانی کی اشد ضرورت ہے! یہ لو پی لو، حلق نم کر کے پھر کچھ بولو۔“ داد نے اپنائیت ہمدردی کا مظاہرہ کرتے پاس رکھا وہی عارب کا بنایا ہوا تعویذ والا جوس کا گلاس اسے تھمایا۔۔

عارب نے آج پہلی بار گالیاں دی تھیں، اور اسے جو جو گالیاں آتی تھی وہ اس اس کتے غدار کمینے بے غیرت بے شرم کو دے دیں۔۔ اور بھی جی بھر کر دے رہا تھا۔

وہ دوست نہیں دوست کے روپ میں ایک سنپولا تھا۔ ایک زہریلا سانپ تھا، جسنے ایسی جگہ جاکر ڈسا تھا کہ وہ نا دیکھا سکتا تھا نا چھپا۔۔

”کیا یہ سچ ہے؟“ معاً ساکت فضا میں عالم کی غراہٹ گونجی۔ ایک نظر اپنی بہن کو دیکھا جس نے افسوس سے سر جھکا لیا۔۔۔ آخر یہ ہونا ہی تھا۔۔۔ کب چھپتی حقیقت، سچ کبھی چھپا ہے کیا۔۔۔

”سیر وہ کہہ تو رہا تھا کہ“ اس میں جو بھی لکھا ہے وہی سچ ہے۔۔۔ ”داد نے بیچارگی دکھ سے اپنے دوست کو دیکھتے یاد دلایا۔۔۔

عرب نے جھٹکے سے اسے دیکھا۔۔۔ ”تو گویا۔۔۔ کینے کی۔۔۔ پلاننگ۔۔۔۔۔“ اسکا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔۔۔ اسے شہید کردے سچ مچ۔۔۔ کردے مار دے کینے کو ختم کردے اس، جس نے زلیل کر کے رکھ دیا بلکہ موت کے منہ میں پھینک دیا تھا۔۔۔ غصے دکھ افسوس غدار سانپ کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں سرخی اٹھ آئی۔۔۔

”نہیں عالم۔۔۔“ عرب نے ہمتوں سے سر اٹھا کر جب کچھ کہنا چاہا کہ اسکی بھوری آنکھوں میں خون چھلکتا دیکھ کر اسکی ساری ہمتیں ہوا ہو گئیں۔۔۔

ادھر بھائی کی حالت اور عرب کو دیکھتے سمی کا دل اب گھبراہٹ سے دھک دھک کرنے لگا تھا، رات ہی تو اسکے بھائی نے اسکے بارے میں پوچھا تھا، اگر یہ ایسا نا کرتا تو کتنا اچھا کردار ثابت ہوتا اسکا۔

”کیا اس میں لکھا سچ ہے؟“ اسکے سامنے آتے داد سے پیپر ز جھپٹ کر اسنے عرب کے سامنے لہراتے اسکے کندھے کو جکڑ کر جھٹکا دیتے سرد لہجے میں پوچھا۔۔۔

سب جیسے گنگ ہو گئے۔ سانسیں سینے میں ہی اٹک گئیں ہوں۔۔۔ حورالعین کے ہاتھ پاؤں لرزنے لگے تھے اسے یوں پہلی بار غصے میں دیکھتے۔۔۔



اسکا یہ روپ اس سے دیکھا نہیں گیا اور اسنے اپنا چہرہ سہمی کے آغوش میں چھپالیا۔ ”کچھ نہیں ہوتا ریلیکس۔ ”سہمی نے اسکی پشت سہلانی حالاں کہ ہاتھ اسکے بھی کانپنے لگے تھے اسے کیا دلا سہ دیتی۔۔

دیتی بھی تو ایک کمزور دلا سہ۔۔۔ جو اس وقت بھی دے رہی تھی لرزتی آواز میں۔۔۔  
”میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں کیا یہ سب سچ ہے؟“ اسکے جڑے کو پکڑ کر اسنے آنکھوں کے سامنے پیپر کر کے دھاڑ سے پوچھا۔

لہجے میں آگ اور آنکھوں میں چنگاریاں تھیں جس سے عارب جیسے بھسم ہونے لگا تھا۔۔  
داد کو لگا اگر ہاں کر دے گا تو دوسرے پل اسکی لاش گھر سے نکلے گی۔۔۔  
”یہ تعویذ جج۔۔ جھوٹا ہے۔“ ناچاہتے اسکی آواز لڑکھڑائی۔۔۔ عالم نے گہرا سانس بھرا۔۔۔  
”میرے سوال پر غور کرو عارب!“ وہ گرجا۔

”تم جو وہ کچھ دیر پہلے کچھ پڑھ رہے تھے نا اسے دہرائوں وہی تو سچ ہے عارب۔“ داد نے صورتحال کو دیکھتے آگے بڑھ کر ہمدردی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسنے محبت سے پچکارہ۔۔

عارب کا دماغ گھوم گیا دل چاہا منہ نوچ لے کینے کا۔۔۔ ابھی کر بھی دیتا پر عالم کے سامنے یہ ممکن نہیں تھا تبھی غصے کی انتہا کو چھوتے اسنے جھٹکے سے اپنا کندھا پیچھے کیا۔۔  
اسکے خطرناک ری ایکشن پر داد نے مسکراہٹ چھپائی۔۔

”اوہ تو اصلیت جان گئے جاناں؟“

عرب کو پورا یقین تھا کہ یہ صرف اس کمینے کا نہیں اس گھڑ کی کیڑی کی بھی ملی بھگت ہوگی۔۔ تبھی تو اس طرح معصوم ہو کر انکے جال میں پھنسا تھا۔

“ا۔۔ اس میں جو لکھا ہے وہی سچ ہے۔ ”مر مر کر اندر سسکتے اس بے غیرت کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے اسکی یاد کروائی ہوئی لائن چوتھی بار دہرائی۔۔

اگر صورتحال اتنی سنجیدہ نہیں ہوتی تو داد نیچے گر کر تڑپتی پھڑکتی مچھلی کی طرح قہقہے لگاتا اسکے حال پر۔۔ ایک لمحے کو نورالعین کو ہنسی آنے لگی پر وہ لب دانت میں دبا کر چھپا گئی۔۔۔

وہ تو صرف اس شاطر انسان کو دیکھتی رہ گئی تھی جس نے کس طرح اس معصوم کو پھنسایا تھا۔۔۔

اسے تو داد نے کافی وقت پہلے بتادیا تھا کہ عرب نے سہمی سے نکاح کر لیا ہے،، تب بتاتے ہوئے وہ کتنا کافی خوش تھا، پر اسے کیا معلوم تھا اس معصوم کو درگت پڑوانے کیلئے خوش تھا۔۔۔

“چٹاخ ”!! اچانک ہی ساکن فضا میں زوردار دھماکے کی آواز گونجی اور عرب لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔۔۔

“آہہ۔۔۔ ”سب سن سے ہو گئے سواء حورالعین کی چیخ گونجنے کے۔۔۔

عرب نے آنکھیں میچ کر سر جھکا دیا۔۔۔ اور سہمی کو لگا اسکا دل کسی نے نوچ کر باہر پھینکا ہو۔۔۔ دل تو دل سانسیں رک گئیں۔۔۔

”یہ کیا ہے بتاؤ غدار؟؟؟“ وہ گرج کر اسکے کالر کو جکڑا واپس اپنی طرف کھینچ کر منہ پر دھاڑا۔۔۔

داد سکتے میں بت ہو کر رہ گیا۔۔۔ یہ سب تو اسکی توقع خلاف ہو گیا تھا۔ اسے لگا شاید عالم کے کہنے پر وہ سہمی سے نکاح کر چکا ہے۔۔۔ وہ تو بس ایک انٹریٹمنٹ کیلئے یہ صورتحال بنا گیا تھا پر اسے سچ میں اندازہ نہیں تھا کہ واقعی عالم نا واقف ہوگا۔۔۔

”اسیے میں نے تمہیں اپنے گھر میں رکھا تھا؟؟؟“ جھٹکے سے کاغذ پھینک کر اسنے غراتے اسکے کالر کو دونوں میٹھیوں میں بھینچا۔۔۔

”نہیں۔۔۔“!! سر جھکا کر اسنے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

”تو پھر کیا سچ کر یہ جرات کی؟؟؟“ ایک زوردار جھٹکے سے اسے نیچے پھینکتے وہ غرایا۔۔۔

”عالم“!! داد چلا اٹھا اور عارب کی سمیت لپکا۔۔۔

”خبردار اسے سہارا دیا، دور رہو اس سے“! اسنے سرد برفیلے لہجے میں وارن کرتے داد کو باز رکھا۔۔۔

عارب نے بھی ہاتھ اٹھا کر داد کو بچ میں آنے سے روک دیا۔۔۔

نور کے بے آواز آنسو بہنے لگے تھے،

”دیکھ لیا اب نتیجا۔۔۔“ وہ روتی ہوئی بڑبڑائی اور داد نے لب آپس میں پیوست کر کے

اسے دیکھا کہ ”مجھے کیا معلوم تھا یہ سب ہوگا۔۔۔“ نور نے روتے غصے سے منہ

پھیرا۔۔۔ وہ ضبط کی انتہا پر مٹھیاں بھینچے صرف اسکے چہرے کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔

”کیا سوچ کر تم نے یہ سب کیا میرے ساتھ عارب؟ کہ مر گیا ہوں میں؟؟ واپس نہیں آؤں گا؟ اب وہ ہمیشہ تمہارے رحم و کرم پر ہوگی جو آئے سیر عالم کی بہن کے ساتھ کرلو؟؟ یہ سب سوچا تھا نا؟؟؟“ وہ جو ابھی سنبھل کر اٹھا تھا ایک زوردار مکا منہ پر پڑنے سے لہرا کر واپس صوفے پر گرا۔۔

”تمہاری ہمت کیسے ہوئی سیر عالم کی بہن سے زبردستی نکاح کرنے کی؟؟“ اسکی خوفناک دھاڑ کے ساتھ عارب کے منہ پر پڑتے مکے اسکا سر چکرا کر رکھ گئے۔۔

عالم ولا کے در و دیوار پر وحشت سی چھا گئی، حورالعین اس منظر کو دیکھنے کی تاب نہ لاتے سہمی میں ٹھٹھہر کانتی چھپ گئی تھی۔۔

سمعیہ بھی رو رہی، اسی دن کا تو ڈر تھا، اسلیے ہی تو بار بار اسے کہتی تھی عارب سنبھل جاؤ سدھر جاؤ چھوڑ دو میرا راستہ۔۔۔

پر نہیں محبت کا بھوت سر پر سوار تھا، اب دیکھو کیسے لہولہان پڑا تھا۔۔

”نہیں عالم ایسا۔۔۔۔۔

”خبردار میرا یا میرے گھر کے کسی فرد کا بھی نام اپنی زبان پر لائے! یقین توڑا ہے میرا

تم نے! مان غرور خاک کیا ہے۔۔ تمہارے ٹکڑے کردوں گا نام لیا تو۔۔“ اسکی غراہٹ اسکا لہجہ وحشتناک حد تک سرد تھا۔۔

لہجے میں خونخوار حیوان کی گرج، جیسے ابھی جھپٹ کر اسے نوچ کھونچ لے گا۔۔

عارب کا سر مزید جھک گیا۔۔۔ ”مادریں عالم! میری سانسوں کا حق کب کا سونپ چکا ہوں آپکو۔۔



پر محبت کی ہے سہی جی سے، گناہ نہیں۔۔۔۔ ”وہ سپاٹ لہجے میں سر جھکائے گویا ہوا حور کا دل جیسے سینے سے باہر آگیا۔۔۔

وہ بھی تو عالم سے محبت کرتی تھی، اور عالم اس سے۔۔۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو داد سچ مچ اس ڈانلاگ پر قہقہہ لگا اٹھتا پر اس وقت اسکے منہ سے بہتے خون کو دیکھتے اسے اپنے یار کیلئے افسوس دکھ ہو رہا تھا۔۔۔

”تو تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں اس گستاخی بے ایمانی کے بعد چھوڑ دوں گا؟؟“ ”جھک کر اسکے کالر کو جکڑ کر کھینچتے وہ اسکے منہ پر گر جا۔۔۔

”مار دیں۔۔۔!!“ وہ سر جھکا کر بولا۔۔۔

عالم نے سرخ لہوں آنکھوں سے اپنے سامنے جھکے سر کو دیکھا۔۔۔

”سچ میں مار دیں مجھے! جانتا ہوں غلط کیا ہے، یہ بھی جانتا ہوں سعیر کے ساتھ غداری کی سزا موت ہے۔۔۔ انجان نہیں میں کسی سے بھی۔۔۔

بہت برا کیا ہے میں نے۔ میرا اختتام موت ہی ہے مار دیں آپ مجھے۔۔۔۔

پر اس سے پہلے آپ بتائیں عالم کیا اس راستے کے علاوہ سمعیہ مجھے قبول لیتیں؟ یا آپ مجھے سمعیہ کو دیتے؟ ”وہ ندامت کے احساس سے جھکے سر کے ساتھ اس سے سوالات کر رہا تھا۔۔۔

اسکے سوال پر سمعیہ نے نظریں گھمالیں۔۔۔ اور عالم نے اسے دیکھا، پھر عارب کو۔۔۔

چٹاخ۔۔۔

”کھو چکے ہو کسی بھی سوال کے جواب کا حق“! ایک زوردار تھپڑ مارتے اسنے کہا۔۔۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔

”پاگل ہو گئے ہو کیا بھونک رہے ہو۔۔۔“ داد ایکدم پھر سے مداخلت کرتے غصے سے جھنجھور کر کہا۔۔۔

”عالم وہ۔۔۔۔۔۔

”تم بیچ میں مت بولو! سمجھ نہیں آئی تمہیں میری بات۔۔۔“ عارب سرخ آنکھوں سے چلا اٹھا اس پر۔۔۔ لہجے میں غصہ قہر کیا کچھ نہیں تھا۔۔۔

داد اپنے بال پکڑ کر کھڑا ان دونوں کو دیکھتا رہا۔۔۔

”گن دو مجھے“! دفعتاً ماحول پر قیامت خیز خاموشی چھائی جب عالم نے ہاتھ داد کی سمیت بڑھایا۔۔۔

وہ حیرت سکتے کے عالم میں کھڑا عالم کو دیکھتا رہا۔۔۔“ عالم وہ عارب ہے ہمارا۔۔۔۔۔۔

”دائود گن دو مجھے“!! اسکی بات کاٹ کر عالم نے سرد سپاٹ لہجے میں اپنے الفاظ پر زور

دیا۔۔۔

داد صدمے کی کیفیت میں خاموش کھڑا انہیں تک رہا تھا۔۔۔

”گن دو مجھے سمجھ آئی تمہیں میری بات؟؟“ اسے ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ کر اچانک ہی

وہ دھاڑا۔۔۔

داد نے بے بسی کے عالم میں سمعیہ کو دیکھا جسکی رنگت زرد ہوگئی تھی۔۔ نور روتی اسے  
قصور وار ٹھہرا رہی تھی پر اسنے جان بوجھ کر تو نہیں کیا تھا۔۔

کاش اس وقت مسی ہوتی تو یہ صورتحال نا ہوتیں۔۔ کہاں تھی وہ۔۔ داد حور اسے بلانے  
لگے۔۔

”عالم سمجھنے کی کوشش کریں یہ ہمارا عارب۔۔۔۔

”نہیں ہے یہ عارب! دھوکہ دیا ہے پیٹھ میں چھڑا گونپا ہے اسنے مجھے۔ مان بھروسہ یقین  
سب توڑ دیا، تو کیسے میرا عارب ہوا؟ میری بہن کو مجبور کر کے اس سے زبردستی نکاح کیا۔  
اسے ہراساں خوفزدہ رکھا، میں اسکے حوالے اپنی بہن کر کے گیا تھا جسنے اسے بے بس  
کر دیا۔۔۔۔ ”وہ پھر کر عارب کی سمیت بڑھا اور اسے مکے گھونسے مارے پر وہ انف بھی  
نہیں کر رہا تھا۔۔۔

اسکا چہرہ سرخ تھا ناک منہ سے خون نکل رہے تھے، اور وہ خاموش نیچے بیٹھا تھا گھٹنوں  
کے بل جیسے موت کا انتظار کر رہا ہو۔۔۔

”ٹھیک ہے اگر آپ اسے مار سکتے ہیں تو یہ لیں اور ماریں۔۔ ماریں اسے کہ اسنے آپکی  
غیر موجودگی میں آپکی بہن سے نکاح کیا۔۔

ماریں اسے جسنے نکاح کر کے آپکی بہن کو صحیح سلامت رکھا اپنے تحفظ میں، ماریں اس وجہ  
سے کہ وہ انہیں اپنا نام دے بیٹھا تھا، ماریں اس لیے کہ وہ ایک کوٹھے والی کا بیٹا ہے  
اور کہاں وہ کہاں آپ ہیں۔۔۔

بھلا کیسے میچ ہو سکتا ہے اسکا اسٹینڈرڈ جو وہ آپکی بہن کے قابل ہو۔۔۔ لیجئے اور مارد بچئے کیونکہ وہ آپکی بہن کے قابل نہیں۔۔۔ اسنے اس سے نکاح کر لیا، گناہ کر لیا اسنے ماردیں اسے۔۔۔ ”وہ غرا کر چیختا اسکے ہاتھ میں گن پکڑا کر اب خاموش کھڑا ہو گیا جیسے اب بس آخری تماشا دیکھنا چاہتا ہو۔۔۔

پر دھچکہ اسے تب لگا جب عالم پر اسکی ایک بھی بات کا اثر نہیں ہوا، گولیاں چیک کرتے اسنے اب رخ عارب کی سمیت کر لیا تھا۔۔۔

وہ کہیں سے بھی انکا عالم نہیں لگ رہا تھا، وہ کوئی اور تھا جو داد کی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔ کیا اتنی سی بات کیلئے مارنا ٹھیک رہے گا؟ وہ معافی تو مانگ رہا تھا پھر بھی۔۔۔ اسنے شکوہ کن نظروں سے سہمی کو دیکھا جو عارب کے جھکے سر کو وحشت بھری آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

”نہیں عالم آپکو میری قسم عارب بھائی کو کچھ مت کریں عالم۔۔۔“ ”اچانک وہ چیختی سہمی کو چھوڑ کر بھاگتی عالم کے سینے سے لگتی ہاتھ پکڑ کر رونے لگی۔۔۔

”آپ ایسا نہیں کر سکتے وہ ہمارا عارب ہے۔۔۔ دیکھیں اسکی حالت کیا ہو گئی ہے۔۔۔ معاف

کردیں آپکو میری قسم معاف کردیں عالم۔۔۔“ ”ٹھہر ٹھہر کانپتی وہ لہو لہان عارب کو دیکھتی اسکے سامنے منت سماجت کر رہی تھی۔۔۔

”جاؤ روم میں، میں آتا ہوں۔۔۔“ ”یکا یک لمحے کی تاخیر کیے بغیر اسکے تاثرات لہجہ بدلا۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں کے آنسو صاف کر کے نرمی سے بولا۔۔۔ حور جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو خاموشی سپاٹ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ حورالین سسک اٹھی۔۔۔



”پلیز۔۔۔“ اس نے ہاتھ جوڑ لیے۔۔۔

”عرب اسے التجائیں کرتے دیکھ کر منت کرنے لگی کہ وہ دھاڑ  
اٹھا۔

”بکواس بند کرو !!! نام نالو اسکا۔۔“ اسکے گھن گرج اتنی پاس سے سن کر حور سہمتی اسکے سینے سے لگی۔۔۔

”عالم نہیں ایسا مت کریں پلیز! وہ بھائی ہے میرا کچھ رحم کریں۔۔ میں معافی مانگتی ہوں

“خبردار جو تم نے اسکی معافی مانگی ہاتھ توڑ دوں گا میں۔ کچھ نہیں لگتا وہ تمہارا۔۔۔ میں ہوں صرف میں تمہارے سب کچھ۔۔۔” وہ غرایا اس پر حور سانس روکے سینے پر پیشانی ٹکائے کھڑی رہ گئی۔۔۔

کافی دیر تو ماحول پر سکوت چھایا ہوا تھا، وہ بے آواز سسکنے لگی۔

“سہمی! سہمی! آپ کہیں نا سہمی۔۔۔” اچانک خیال آتے ہی وہ سہمی کے سامنے گر گڑائی عارب  
تڑپ اٹھا۔۔

وہ مچل کر سہمی کے کو منانے کیلئے اس کے پاس جانے لگی تھی پر عالم کی گرفت کمر پر اس کے قدم جکڑ گئے۔۔۔

سمعیہ کی نظریں سامنے اٹھیں اور بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو کہ سر اٹھائے اب اسکی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔

اسکی آنکھوں میں جنون خیز تاثرات دیکھ کر وہ روح تک لرز اٹھی۔ وہ ضدی، اناپرست،  
عنصیلہ پاگل تھا اسے پوری امید تھی جانے دینے سے بھی باز نا آتا پر اسے چھوڑتا نہیں کبھی  
نہیں۔۔۔۔۔

”نور لے جاؤ اسے“! عالم نے سامبے کھڑی نور کو پکارا وہ خوفزدہ ہوتی بوکھلا گئی۔۔۔

”نہیں مجھے نہیں جانا کہیں نہیں جانا۔۔۔ آپ بہت برے ہیں مجھے نہیں جانا پلیز عالم مت  
کریں ایسا پلیز معاف کر دیں عارب بھائی کو۔۔۔“ وہ چیختی اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں  
جکڑے جھنجھورنے کی کوشش کرتی گر گڑا نے لگی۔۔۔

”جاؤ روم میں عین۔۔ نور اسے لے جاؤ۔۔۔“ وہ ضبط کرتا ایک بار پھر بولا۔۔۔  
اور اسے ایک طرف کرتے عارب کی سمیت بڑھا، اسکے تیور خطرناک تھے شاید وہ جان سے  
مارنے کیلئے اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

حورا لعین نور کو لگا وہ انکا دل پھٹ جائے گا۔۔۔

”عالم بس کرو“! اچانک ہی دفعتاً وہ چیختی۔۔۔

سب نے چونک کر دیکھا۔۔۔

عالم نے بھی حیرت سے دیکھا، وہ اسے ہی دیکھتی آنکھیں پونچھ رہی تھی۔۔۔

”سمی“! اسنے حیرت سے پکارا۔۔۔

”بس کرو میرے بھائی!! کچھ غلط نہیں کیا اسنے میرے ساتھ، کچھ برا نہیں کیا۔۔۔“ وہ

منہ پر ہاتھ رکھ کر سسک اٹھی۔۔۔

”کیوں برا نہیں کیا تمہاری مرضی کے خلاف تم سے نکاح کیا ہے کیا یہ ٹھیک ہے؟“ وہ غرا اٹھا۔۔۔

سمی نے دوپٹے سے آنکھیں صاف کرتے ہچکیاں دبائیں۔۔۔ اب جو وہ بولنے جا رہی تھی عام حالات میں تو ایک عورت مر کر بھی نا بولتی یوں سب کے سامنے پر اس وقت اگر وہ نا بولتی ایسا تو ضرور سب کچھ تہس نہس ہو جاتا اور وہ کبھی خود کو معاف نہیں کر پاتی۔۔۔

”تو آپ کروادیں اب اپنی رضا میری حامی سے۔۔۔“ اسنے بھیگی آواز میں سر جھکائے کہا۔۔۔

عرب جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

ماحول پر جیسے گہرا سکوت چھا گیا، موت جیسی خاموشی پھیل گئی۔۔۔

داد نور حور کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی جبکہ عالم سکتے میں تھا۔۔۔

”سمی!! وہ گر جا۔۔۔۔“

”مجھے معاف کر دیں بھائی، شاید میں تمہیں خود بتا دیتی تو آج یہ تماشہ نا ہوتا۔۔۔ نا ہی تم کسی کو مارنے کی نیت سے اسکی سمیت بڑھتے جسے جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔۔۔“

”سمی۔۔۔!! اسنے کچھ کہنا چاہا کہ پاس آکر اسنے خاموش کروادیا اسے۔۔۔

”رات تمنے ہی تو کہا تھا نا کہ عرب کیسا لگتا ہے مجھے۔۔۔؟“ وہ نظریں جھکا کر بولی۔۔۔

”ہم!! عالم نے کچھ بھی کہے بنا اسے کھینچ کر سینے سے لگایا۔۔۔

”میں۔۔۔۔“

”واہ کیا ایکٹنگ ہے۔۔ اپن سرپرائزڈ کے ساتھ ایمپریسڈ! اس گھر میں بھی بڑے بڑے ایکٹر موجود ہیں۔۔ ایک مووی تو یہاں بھی بن سکتی ہے اپن ایویں ہی باہر گھومتی رہی۔۔۔“  
دفعۃً ٹھا ٹھالتیاں کی آواز کے ساتھ وہ متاثر ہوتی گویا ہوئی۔۔۔

سب چونک کر حیرت سے دیکھا کہیں کانوں کا دھوکہ تو نہیں۔۔۔

سامنے ہی لمبی ہیل کو جھولاتی صوفے کی پشت پر بیٹھی، سر پر گلاس لگائے لانگ کوٹ میں ہمیشہ کی طرح اپنی حسین شخصیت کے ساتھ وہ محسوس کر گئی۔۔۔  
”مسی؟؟؟“ داد نے اپنی آنکھیں مسلیں۔۔۔

”کیا ہو گیا عالم ماریں اسے، صرف نکاح نہیں اور بھی بہت سی بے غیرتیاں کر چکا ہو گا جنکا آپکو علم نہیں۔۔۔“

آپنے تو صرف نکاح کی اجازت دی تھی اسے۔۔ اسنے تو جینا حرام کر دیا بچی کا، مجھ سے پوچھ لیں بلکہ بہت کچھ سوچ کر بیٹھا ہے، آپ اسکی سزا ہی دے لیں نکاح کو چھوڑ کر آفرآل آپکی موجودگی کے نا ہونے کے باوجود آپکی حامی تو تھی نا نکاح میں۔۔۔ ”ہاتھ میں اپنی گن کو گھماتی مزے سے بل چباتی وہ کہہ رہی تھی۔۔۔“

عارب کا سر چکرا گیا، دل کیا پیچھے سے آتی اس سوتیلی ناگن کی آواز کو گلا دبا کر حلق میں ہی دبا دے۔۔۔

وہ فتنی پہنچ چکی تھی تباہی تو اب ہونی تھی اسکی۔۔۔

ٹھا ٹھا کر کے آسمان داد نور حور سمعیہ کے سر پر ٹوٹے۔۔۔



انہیں لگا انہوں نے غلط سن لیا ہے۔۔۔

حورالعین نے چونک کر سامنے اس سنہری آنکھوں سونے جیسے بالوں والی اس خوبصورت سمارٹ منفرد سی لڑکی کو دیکھا جو دراز قد کے ساتھ اپنے حلیے سے کوئی عام نہیں لگ رہی تھی مزید اسکے لمبے ناخن والے ہاتھ میں گن۔۔۔

پر وہ کوئی اور نہیں اسکی اپنی، مسنی ”تھی۔۔

ہاں وہ سامنے بیٹھی بل چباتی مسنی ہی تو تھی جو موڈ آف ہونے پر زبردستی اسے بھی بل ڈال دیتی تھی۔۔۔

وہ اسے شوہر کی طرح چاہنے والی، ماں کی طرح ممتا لوٹانے والی، بہن کی طرح عزیز رکھنے والی مسنی تھی جسے دیکھتے حورالعین کے چہرے میں یکایک سرخی دوڑ گئی۔۔۔

وہ اس قدر پیاری تھی اسنے تو سوچا بھی نہیں تھا۔

اسکے سپید پاؤں میں ہیل، مردوں جیسا بڑا کوٹ، کھلے دراز بال، لبوں پر ڈیپ ریڈ لپسٹک، نظریں عالم پر ٹکائے وہ معنی خیزی سے مسکرا رہی تھی کہ، ”دیکھ لو میں آگئی“

، ”ویکم ٹومی ”سب کو خاموش بت دیکھ کر اسنے خود سے ہی کہا۔۔۔

وہ جھٹکے سے صوفے کی پشت چھوڑ کر کھڑی ہوئی۔۔

حورالعین کا دل دھڑک اٹھا۔۔

واقعی وہ ایسی تھی کہ برہان چاہے اسے، اسکے تیور اسکے تیکھے نقوش، اسکی ادائیں گھائل کرنے والی تھیں۔۔

وہ خطرناک محفوظ مسکراہٹ کے ساتھ چلتی ہوئی عالم عارب کے قریب آگئی۔۔۔

”موویز کا ایک رول ہوتا ہے! دھماکے دار بات کوئی مین کریکٹر اچانک سے آکر سناتا ہے جیسے مجھے ہی دیکھ لیں۔۔۔“ وہ بیلٹ میں گن لگاتی عالم سے بولی۔۔۔

”عالم مسکان کیا کہہ رہی ہے۔۔۔“ سمعیہ نے حیرت سے ششدر ہو کر اپنے بھائی سے پوچھا۔۔۔

وہ مسرور ہوتی جیب میں ہاتھ پھنسائے کھڑی تھی۔۔۔

عالم سرد نظروں سے اسکے چہرے کو ہی دیکھ رہا تھا اور مسکان اسے۔۔۔

”شاید اپنی مسکان کو اچانک سامنے پا کر وہ الفاظ بھول گئے ہیں، کوئی نہیں پر اپن ہے نا! بتاتی ہے اصلیت۔۔۔“

وہ کہہ کر بغیر عالم کی سرد سرزش کرتی نظروں کو دیکھتی سامنے کھڑی خود کو پٹر پٹر گھورتی اس معصوم کو دیکھنے لگی جو ہونقوں کی طرح اپنی مسنی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

دونوں کی نگاہیں ملی حورالعین نے مزید غور سے اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

”دور رہو اس سے“! وہ گرجا پر اس پر کون سا اثر ہونا تھا وہ تو عین کے معاملے میں ڈھیٹ ماہا ڈھیٹ تھی۔۔۔

”میرا بچہ مجھے دیکھ رہا ہے۔۔۔“ اسکے سامنے آکر اسنے حورالعین کا چہرا ہاتھوں میں بھرا اور اسکے گالوں پر بہتے آنسوؤں دیکھ کر جھک کر اپنے لبوں سے چن لیے۔۔۔

سب نے ششدر ہو کر اس منظر کو دیکھا، عالم کے وجود میں تو گویا چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔۔۔۔

”مسنی؟؟“ پھیلی آنکھوں سے وہ اسے سامنے دیکھ سرگوشی میں بولی۔۔

”یہ مائی بے بی! میں ہوں تمہاری مسنی۔“ اس نے بانہوں کا گھیرا بنا کر اسکے گرد ڈالنا چاہا ہی تھا کہ اچانک ہی کسی نے اسے جھٹکے سے پیچھے کرتے اسکا بازو سختی سے جکڑ کر اسے حور کی پہنچ سے دور کیا اور حور کے اچانک کھینچ کر ساتھ لگالیا۔۔۔

”خبردار اسے ٹچ بھی کیا۔۔۔“ وہ ٹشو سے حور کے گال صاف کرتا غصے سے دھاڑا۔

”کوئی پر اہلم نہیں میں یہیں ہوں کسی بھی وقت میں اپنے بچے کو پیار کر لوں گی۔۔۔“ وہ بال جھٹک کر بغیر شرمندگی کے بولی۔۔۔

جیسے عالم کے دور کرنے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا، بلکہ وہ ڈھیٹ بنی دوسرا اپنا آپشن پیش کر رہی تھی۔

”بات کیا ہے مسکان! تم نے ابھی کیا کہا نکاح کے بارے میں“! داد کی سوئی وہی اٹکی ہوئی تھی۔۔

صرف داد نہیں سب حیرت سے وہیں اٹکے ہوئے تھے۔۔۔

”مس!“ عارب نے غصے سے باز رکھنا چاہا۔۔۔

وہ کندھے جھٹک گئی۔۔۔ جیسے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔

سمعیہ نے حیرت سے کھڑے ہوتے عارب کو دیکھا جس نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

”بات کیا ہے مسنی؟“ عالم کے سینے سے سر اٹھا کر حورالعین نے متجسس ہو کر استفسار کیا

--

وہ اسکی ہر ہر ادا کو دیکھ رہی تھی، اور مسکان سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی، ”کتنے خوش نصیب برہان ہیں جنہیں ایسی بیوی ملی۔۔۔“ وہ اپنی سوچ پر مسکرائی۔۔۔

”لو اب تو اپن کے بچے نے بھی فرمائش کر دی ہے اب تو میرے موت بھی بتانے سے نہیں روک سکتی تو بھی نہیں بچھو“ وہ کہتی عارب پر جتا کر بولی۔۔۔

اسکا دل کیا اپنے بال نوچ لے کہاں سے ٹپک پڑی تھی اچانک یہ مصیبت۔۔ کب سے آئی تھی اور ساری بات سن رہی تھی۔۔

شاید ابھی ہی آئی تھی جب عین عالم کے پاس پہنچی تھی۔

اور یہ برہان فیری کہاں تھے اپنے اس دھماکے کو کیوں بھیج دیا تھا پہلے۔۔۔۔

”بات دراصل یہ ہے کہ جب آپ پہلی بار آئیں تھی اس گھر میں میرے سوتیلے بچھو کو تب ہی آپ سے محبت ہو گئی تھی اور یہ بات عالم صاحب سے چھپی ہوئی نہیں تھی۔۔

اسنے دبے دبے لہجے میں اسے وارن کیا تھا پر وہ باز نہیں آیا سالہ۔۔۔

میں نے اسے اپنی ہاسٹل فرینڈ کے بارے میں کہا وہ اسے پسند کرتی یے اسکے بارے میں کیا خیال ہے، تب جناب غصہ ہو گئے اور فوراً شادی سے انکار کر دیا۔۔



میرا اس وقت یقین پختہ ہو گیا۔۔۔

پر ختم یہاں نہیں تھا مزے کی بات یہ تھی وہ آپکا پیچھا ہاسپٹل میں بھی کر کے پہنچ گیا، اور وہاں ہفتے میں ایک بار آپکے پاس حاضری لگا کر آپ سے ملاقات کر کے آپکی تکلیف پر رونا اس پر لازم ہو گیا تھا۔۔۔

پر یہ کتنا وقت چلتا، یا ایک بھائی کتنا برداشت کرتا، ہوا یوں کہ اچانک چھاپا پڑا ہاہاہا۔۔۔ ”وہ کہتی کھلکھلا اٹھی عارب نے ضبط سے لب بھینچ لیے اور سمعیہ کا تو کاٹو بدن میں لہو نہیں وہ حال ہو گیا تھا اسکا۔۔۔“

اتنا بڑا سچ اس سے چھپا ہوا تھا کہ اس سب کو اسکا بھائی جانتا تھا۔ وہ مزید بول رہی تھی، جسے سن کر حور کان منہ کھول گیا، ہکا بکا سنتی تو کبھی اپنے شوہر کو دیکھتی کہ یہ سچ ہے آپ سچ میں اس میں شامل تھے تو پھر وہ سب کیا تھا؟؟؟ داد کا سر گھوما ہوا تھا، اسکا بس نہیں تھا عالم کے ہاتھ سے گن چھین کر عارب کے سر میں مارے۔۔۔

”کمینہ الٹرا کمینہ گھنا مینا اتنا دھوکے باز نکلا تھا۔“

جبکہ عارب کو وہ دن یاد آئے جب، وہ ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑی سہمی کا ہاتھ تھامے بیٹھا اسے اٹھنے کیلئے منت کرتا رو رہا تھا۔ دفعتاً اس وقت وہاں اچانک عالم ڈور سے نمودار ہوا تھا۔۔۔ اسے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقعہ دیئے بغیر اسکے منہ پر تھپڑ رسید کر دیئے۔

عارب بوکھلا تو گیا تھا پر وہ خاموش ہو گیا، بہر حال وہ خطا کار تھا۔

عالم اس پر غصہ ہوا تھا اسے وہاں سے جانے اور آئندہ نا آنے کا کہا تھا پر وہ وہیں کھڑا رہا اور جھکے سر سے ہی اعتراف کر دیا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے، اور جب تک وہ یہاں ہے انتظار کرتا رہے گا۔

عالم تو کچھ لمحے کیلئے خاموش رہ گیا اسکی جرات پر، پر کوئی ایکشن لیتا ہی کہ وہ اچانک بیچ کی دیوار کو ہٹا کر اسکے سینے سے لگ کر رونے لگا کہ وہ اسے بہت چاہتا ہے۔

دل اسکے بغیر جی نہیں سکتا۔۔۔

وہ اسے ایک بہن کا بھائی نہیں بلکہ اپنا سرپرست سمجھ کر ساری حالت سنا رہا تھا، سب کچھ اسکے سامنے واضح رکھ دیا کیونکہ انکا باپ اور ماں تو وہی تھا۔۔۔

اسے ڈر تھا وہ دھتکار دے گا، اسے یہ بھی لگا تھا کہ وہ مارے گا بلکہ اس سے غداری سے وہ اسے چٹری اڈھیر دے گا۔ پر نہیں ہوا ایسا کچھ بھی بلکہ وہ سیر عالم تھا۔

اسنے سب فرض نبھائے۔۔

وہ اسے سمجھانے لگا، اسے حقیقت دکھانے لگا، پر وہ اپنی بے بسی کے ساتھ اسکے سامنے تھا۔

اور پھر اسکے الفاظ آج بھی اسکے کانوں میں گونج رہے تھے، ”اگر اسکی سہمی کی بھی ہاں ہوگی، وہ چاہے گی تو وہ ضرور اس سے اسکی شادی کروائے گا، اگر وہ انکار کرے گی تو وہ ایسے بھول جائے گا، ایسے جیسے سہمی کا دل پاک ہے۔۔۔“

وہ دونوں میں کسی پر جبر کرنے کیلئے تیار نہیں تھا، ایک حق کا فیصلہ تھا، جو اسنے سنایا تھا دونوں افراد کی بہتری میں۔۔۔

اور عارب کو یقین کامل تھا رب پر کہ اسکے دل میں جس طرح محبت کے پھول مہکائے ہیں، اسکے دل میں بھی ضرور مہکائے گا۔

وہ ضرور چاہے گی اسے، وہ سوچ کر مسکراتا حامی بھر گیا اور عالم نے حوصلہ دیتے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا، عارب سمجھ گیا وہ بھی اسکے ساتھ ہے۔۔۔

ایک الگ سی مزید توانائی اسکے وجود میں آئی تھی جو اسکے حوصلے بلند کر گئی، اسنے ٹھان لیا کہ وہ اسے ضرور خود سے محبت کرنے پر مجبور کرے گا، بغیر زور زبردستی۔۔۔  
تبھی کسی دوسرے لمحات میں عالم نے جو الفاظ ادا کیے تھے، وہ ابھی اسکے کانوں میں گونج اٹھے تھے۔۔۔

”میرے بعد میری بہن کا خیال رکھنا عارب! زور زبردستی سے نہیں سیر عالم کی بہن سمجھ کر اسے تحفظ دینا۔“  
اور پھر سہمی کی گہری نیند بھی ٹوٹی وہ بیدار ہوئی، انکے بیچ ہنستی مسکراتی آئی۔  
وہ وقت بھی آیا جب ایک بار پھر عالم نے اسے سے کہا تھا کہ وہ اسکی بہن اسکے حوالے کر کے جا رہا ہے۔۔۔

تب وہ وقت تھا جب اسے جانا تھا، کسی کو نہیں معلوم تھا وہ لوٹ آئے گا بھی یا نہیں۔۔۔  
اسکے الفاظ اسکے ساتھ کو دیکھتے ہی عارب نے یہ قدم اٹھائے تھے اور سمعیہ کو اپنے تحفظ میں لیا تھا اپنا نام اسے دیکر۔

پھر جب وہ فاتح ٹھہرا تھا اور اندھیروں سے اجالوں میں آیا تب تو صاف اسکا ہاتھ تھام کر اسے اپنی بہن سوینی تھی۔۔۔

عرب تو اسکا مشکور تھا، رو رہا تھا اسے بتایا تھا کہ اسنے نکاح کر لیا ہے اسے اپنے تحفظ میں لیا ہے، اس سے گستاخیوں کی معافی مانگ رہا تھا، اس سے کہا تھا کہ وہ سمعیہ سے محبت کرتا ہے آپ بس جلدی ٹھیک ہو جائیں عالم۔۔۔

”ہاں تو بھابھی جان حقیقت یہی ہے کہ آپکا بھائی اور میرا بھائی دونوں ملے ہوئے تھے۔۔۔“ وہ بہت پرسکون آخر میں کہہ رہی سہی نے روتے ہوئے سر جھکایا۔۔۔ وہ جیسے ڈھے گئی، اس سے وہاں کھڑا رہنا مشکل ہو گیا۔۔۔

”سمی؟؟؟“ عالم نے سرزشتی انداز میں اسے پکارا پر وہ ایک بھی سیکنڈ رکے بغیر وہاں سے روتی بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی۔۔۔

”کیوں آئی ہو؟ منحوسیت سب بکھر دیا۔۔۔“ عرب غرا کر اسکی سمیت لپکا۔۔۔

”آن ہاں ہاتھ مت لگانا، ورنہ یہ ہاتھ تمہیں کسی گندے نالے میں نظر آئیں گے مسٹر بچھو!“

وہ پہلے الرٹ ہو گئی۔۔۔

”آپ کیا سمجھے نکال کر پھینک دیں گے تو قصہ ختم؟“



”پر مت بھولیں میں مسکان ہوں! مسی دی لیڈی باس! مجھے الگ کر کے خوشی سے تو آپ سب بھی جینے سے رہے۔۔۔ لو میری انٹری بھی ہوگئی مووی مکمل کامیاب۔۔۔“ اسکا اشارہ اپنے اور سمعیہ کی طرف تھا۔۔۔

وہ عالم کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر کہتی حورالعین کو محبت سے دیکھتے مسکرائی اور پھر دفعتاً ہی زوردار قہقہہ لگایا جس سے عارب کا تن من جل اٹھا۔۔۔

”جانے کیوں میرا نام ہی الٹ اثر دکھاتا ہے لوگ مسکرانے کے بجائے رونے لگ جاتے ہیں۔۔۔“ وہ عارب کی سرخ آنکھوں میں دیکھ کر ایک ادا سے گویا ہوئی۔۔۔

حورالعین اس کے انداز کو دیکھتی اپنی مسکراہٹ ضبط کر گئی۔۔۔

”تمہارا قصور ہی نہیں جانتی ہوگی منحوسیت جب جب سچلی ہے لوگ روتے ہی ہیں۔۔۔“ وہ برجستہ تنک کر بولا۔۔۔

”ہاں وہ تو تمہاری موجودگی سے اندازہ ہو رہا ہے۔۔۔“ وہ مسنی ہی کیا جو اپنے پر کچھ برداشت کرے۔۔۔

”ایک کام تم نے برا کیا کہ یہاں آئی! دوسرا کام اچھا یہ کیا کہ تم نے سب حقیقت بتائی جو کہ میں بعد بتانے والا تھا پر خیر۔

اب بات غور سے سنو! تمہیں کیا لگتا ہے صرف تمہارے لوگ تمہیں ہی بتا سکتے ہیں ہم کہاں جا رہے ہیں؟ ہمیں نہیں بتا سکتے کہ ہمارا پیچھا کون کر رہا ہے؟“ سرد بے تاثر لہجے میں

چابک کی مانند سوال سوال پھینک کر رکا نہیں غصے سے بپھری کھڑی حورالعین کو لیے وہاں سے نکلا جو مسکان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

“ایک بات آپ بھی سنتے جائیں اب کوئی بدلہ نہیں ہوگا! آپ نے میرے بچے کو رلایا خواہ مخواہ میں نے آپ کی بہن کو رلایا، وہ میں نے تو نہیں رلایا آپ لوگوں کے کرتوت دیکھ کر روئی ہے پھر بھی حقیقت میں نے بتائی۔۔۔ اس لیے حساب برابر۔۔۔ ” وہ بال جھٹکتی اسکی چوڑی پشت کو گھور کر دیکھتی بولی۔۔۔

عرب کا دل کیا اسکا سر پھاڑ دے“ کیوں اس مصیبت کو کسی کا خوف نہیں آتا تھا کچھ بھی بول رہی تھی اندھی کھائی۔۔۔

“بیوقوف عورت تم یہ تب ہی جان پاتی ہو جب وہ چاہتا ہے۔۔۔ ”عرب نے دانت پیس جھٹکے سے بازو پکڑ کر اپنی طرف رخ کیا۔

“چلو جو ہوا سو ہوا میرے دل سے تو بوجھ ہٹ گیا کہ میں نے بہن ہونے کا فرض نہیں نبھایا۔۔۔ ” وہ سر جھٹک کر احسان جتانے والے انداز میں بولتی نورالعین سے ملنے لگی۔۔۔

“تمہیں اللہ پوچھے گا! سوتیلی ناگن سب کچھ بگاڑ کر اب مزے لوٹ رہی گھڑیلی چڑیل!

ٹھیک کہتا ہے برہان ڈائن ہو تم، اپنوں کی خوشیوں کی ڈائن بھوتنی۔۔۔ تمہیں لیڈی باس کا نہیں بھوتنی عورت کا خطاب ملنا چاہیے۔۔۔ ”!! اس کے اتنے بے فکر ہونے پر عرب جل جل کر اپنا غصہ ابلتے پانی کی طرح نکال رہا تھا بس اب تو رونے کی ہی دیر رہ گئی تھی۔۔۔

کچھ نا سو جھتے وہ اسکی جانب لپکا، اسکی آہٹ پر ہی مسکان فوراً الرٹ ہوئی اس پر وار کرنے کیلئے تبھی انکے بیچ اچانک ہی داد سرخ چہرے سے کھڑا ہو گیا۔۔۔

”اور کمینے \*\*\*\*۔۔۔ \*\*\*\* تجھے کون سا القاب ملنا چاہیے؟؟“ وہ جدید القاب سے نوازتا  
ہوا اس پر جھپٹا۔۔۔

”میری بات تو سن داد دو منٹ یار وہ عالم نے چپ رہنے کا اشارہ دیا۔۔۔۔“ عارب گرگڑا  
کر پیچھے ہوتا پچکار کر بولا۔۔۔

پر وہ داد ہی کیا جو اب سمجھے جھپٹ کر اسکے گلے میں پکڑا۔۔۔“ کمینے بندے تیرے لیے  
اتنے تڑلے کیے، غصہ بے بسی دکھ، خود کو کوسنا، بیوی کی نظروں میں گرنا۔۔۔۔“ وہ کون  
کون سا دکھ روتا گھما کر اسکے منہ پر اچانک سے تیخ مارا عارب بلبلا اٹھا۔۔۔

”ہاہاہا۔۔۔“ عارب کے بلبلانے پر مسکان کا قہقہہ زوردار تھا۔  
”مارو سالے کو! اپن سے چھپایا، گھنا مینا سب کے پرسنل میں گھس جاتا اور اپنے سب سے  
چھپا کر رکھتا۔۔۔“ وہ اور طیش دلانے لگی داد سن کر سوچتا غصے قہر سے سرخ ہو گیا۔۔۔

”کمینے ہوش میں آ یہ مار تیری اس بے غیرتی کی وجہ سے پڑی ہے کم ہے کیا۔۔۔“  
”رکو! پہلے یاد کرو تم نے کیا مجھے بتایا کہ تم بھابھی سے پیار کرتے تھے؟ یا اس بھوتنی نے  
بتایا وہ تیرے بھائی پر کالا جادو کر رہی ہے؟ ایک عالم ہی تھا جس نے پسند کی لڑکی اور اٹھا کر  
نکاح کے ساتھ لے آیا پر تم دونوں کا تو لمبا چکر چلا کیا اس میں مجھے بھنک پڑنے دی؟؟“  
وہ اب داد کے کالر جکڑے غصے سے غرا رہا تھا۔۔۔۔

”یہ تو ہے!! داد نے سوچ کر حامی بھری۔ تبھی گھومتا ہوا تیخ عارب کا اسکے منہ پر آیا وہ  
کراہ کر پیچھے ہوا۔۔۔

مسکان بے ساختہ قہقہہ لگا اٹھی “اب دفع ہو پیچھے پہلے ہی حالت وہ بری کر چکا ہے میری ہڈیاں منہ۔۔۔” داد کو پیچھے دھکیل کر وہ صوفے پر گرتا کراہیا۔۔۔

خود کو سنبھال کر داد نے جوتا اتارتے اسے مارا وہ سیدھا عارب کو لگا جس پر چلا اٹھا۔۔۔  
“دفع ہو جاؤ منحوسوں! سب کچھ بگڑ گیا ہے۔۔۔” وہ دکھ سے غرایا اور وہی جوتا زور سے پھینک کر داد کی پیٹھ میں مارا جس کا برا منائے بغیر اسنے پہن لیا۔۔۔

“چھوڑوں گا نہیں تم دونوں کو پائی پائی کا حساب لوں گا۔۔۔” اسنے کراہتے دھمکی دی۔۔۔  
اسے بے تحاشہ سہمی کی ٹینشن ہونے لگی جانے اب وہ کیا سوچ رہی ہوگی کہ ہمنے اسکے ساتھ گیم کھیلا۔۔۔

“کہیں وہ اپنے بھائی اور اس سے بدگمان ہی نا ہو جائے۔۔۔” سوچ سوچ کر عارب پاگل ہونے لگا اور جی بھر کر مسکان کو کوس رہا تھا۔۔۔

جس پر وہ سامنے کھڑی محظوظ ہو رہی تھی۔۔۔

“بھائی فیری کہاں ہیں؟” داد انکی غیرحاضری اسے مسلسل اکیلا دیکھتا اب حیرت سے پوچھنے لگا نور نے بھی استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔

“آ۔۔۔

“میں یہاں ہوں میرے جگر “! دروازے سے آتی گھمبیر آواز پر سب نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔



وہ سامنے ہی فیری کا ہاتھ تھامے بلیک پینٹ بلیک ہی شرٹ میں کندھے پر ایک ہاتھ سے کوٹ تھامے کھڑا اپنی خو برو پر سناٹے سے مسکان کا دل دھڑکا گیا۔۔۔

فیری نے بھی سیاہ گھیریدار فراک پہنا ہوا تھا۔۔۔

مسکان نے بھی سیاہ پینٹ اور ریڈ ٹاپ بلیک کوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔

کلانی میں سیاہ گھڑی، سیاہ نیل پالیش۔۔۔

”انہوں نے بلیک ڈے منایا ہے کیا؟“ نور نے حیرت سے سب کو جانچتے پوچھا۔۔۔ مسکان کا اسکی معصومیت پر بے ساختہ قہقہہ عالم ولا کے لائونج میں گونجا۔۔۔

”آپ سچ میں معصوم ہیں بھابی! پر اصلیت یہ ہے ڈائن نے ان پر بھی سیاہ جادو کر لیا ہے معصوم بیچارے چہ چہ“! عارب نے نور کو کہتے آخر میں جل بھن کر تاسف سے دیکھا انہیں اندر آتے بریان نے سن کر قہقہہ لگایا۔۔۔

”دیکھ لو انصاف! لوگ اپنی جان بچاتے، چڑیل کو اٹھا کر کسی بھی معصوم کے گلے ڈال دیتے ہیں، مطلبی لوگ، خود غرض زمانہ“! برہان اندر آتے اپنا دکھ رویا۔۔۔

”بھائی آپ میری بھابی کے خلاف کچھ نہیں بول سکتے، یہ وہی ہے جنہوں نے مجھے گمراہی سے بچایا بلکہ اس منحوس کا مکروہ چہرہ دکھایا ہے۔۔۔

میرے لیے یہ روشن راہ ہے۔۔۔“ داد فوراً سے میدان میں کوڑ آیا۔۔۔

”سوچ لو بیٹا اپنے بیان سے پھرنا نہیں۔۔۔“ وہ جانتا تھا جسکی وہ سائیڈ لے رہا ہے وہ تو اپنے بھائی شوہر کی نہیں ہوتی اسکی کیا ہوگی۔۔۔

”ویسے سالے صاحب کو کس نے توڑا ہے؟“ وہ عارب کی حالت دیکھتا حیرت سے بولا۔  
”ہاہا یہ جس کا تھا اسی نے پھوڑا ہے۔“ قہقہہ لگاتے داد نے جواباً کہا عارب صرف گھورتا رہ گیا۔

”آپ لیٹ کیوں آئے بھائی؟ اور آپ تینوں کا دو ماہ کا پروگرام تھا نا؟۔“ ”نورالعین نے سمجھ والا سوال کیا وہ دونوں سٹیٹا گئے۔۔۔

”چاچو مس یو مائی فیری۔“ داد نے فوراً سے آگے بڑھتے فیری کو اٹھایا۔ ”می ٹو چاچو“  
”ہاں پروگرام تو دو ماہ کا تھا کہ بیچ میں اسنے اچانک فرمائش کردی کہ اسے پاک جانا ہے تو مجبوراً ٹکٹ کنفرم کروانی پڑی اب تم تو جانتی ہو اس بھوتنی کو اگر نامنتا تو کون سا میں سکھ کا سانس لے پاتا سیلے۔۔۔!!!

ایک ہی فلائیٹ سے آئے تھے ساتھ، یہ یہاں آگئی اور میں فیری کے ساتھ سوٹ کیس گھر چھوڑ کر پھر آیا۔ ”اسکی بات کے اختتام پر عارب کو مسی کو دیکھ کر جھلا اٹھا البتہ داد کا قہقہہ بلند تھا۔۔۔

”اس منچلے بابا کی آنکھوں کے سامنے آپکا فیوچر بہت واضح دکھ رہا ہے۔۔“ داد نے

کھلکھلاتے کہا عارب نے وہی سے جوتا پھینکا جو اسکی کمر میں زور سے ٹھا کر کے لگا وہ سٹیٹا گیا۔۔۔

”یہ ہوا کیا اور کیوں ہے؟“ ٹھیک عارب کی حالت کا معائنہ کرتے برہان نے تشویش سے پوچھا

”ہاہا قہر ٹوٹا ہے نازک کلی پر وہ بھی سیر کے تھپڑوں لاتوں کا۔“ اس کے قہقہے طنز پر عارب سرخ ہو گیا اور برہان نے داد کو گھورتے نورالعین سے پوچھا تو وہ گہرا سانس بھر کر اسے سارا کچھ بگانے لگی جو اب تک وہ سمجھی تھی۔۔۔

”شروعات میں ہی سمجھا دیا ہاہاہا۔۔۔“ ساری بات سمجھتے برہان کا چھت پھاڑ قہقہہ تھا۔۔۔ عارب منہ بسورنا چاہتا تھا پر جڑے کی تکلیف سے وہ منہ بھی پھیر نہیں پارہا تھا اسکی حالت سے وہ سب ہی قہقہہ لگا اٹھے سواء فیری کے۔۔۔

”چپ کریں میرے ماموں کی حالت دیکھیں ہنس رہے ہیں، یہ تربیت دے رہے ہیں مجھے؟“ دفعۃً وہ غصے سے کہتی عارب کے پاس آئی اور اس کے زخم کا معائنہ کرنے لگی۔۔۔ ”واقعی آج یقین ہو گیا یہ اللہ کے پھول ہیں۔“ اسے سینے میں سمیٹتے عارب نے سہمی کے بند دروازے کو دیکھا۔۔۔

”جب سب سو جائیں تو چپکے سے جا کر معافی مانگ لیجئے گا، مامی بہت اچھی ہیں معاف کر دیں گی ماموں جان۔“ اس کے کان میں جھک کر وہ سرگوشی سے بولتی عارب کے کانوں سے دھواں نکال گئی۔۔۔

”یہ تو میرے باپ سے بھی ہوشیار نکلی۔۔۔“ اس نے ہونقوں کی طرح فیری کے چہرے کو دیکھا۔ وہ آنکھ دبا کر کھلکھلائی۔۔۔

ساتھ عارب بھی قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”اگر پکڑا گیا تو؟ پھر تو ہڈی پسلی بھی ایک نہیں بچنی اس کے بھائی کو دیکھا ہے؟ ابھی تو صرف تھپڑوں سے منہ سے خون نکال دیا ہے جب لاتیں گھونسنے پڑیں گے تب؟“

”کچھ نہیں ہوتا موویز نہیں دیکھتے؟ اب کیا واضح بتائوں کہ جب وہ چپے تو منہ پر ہاتھ رکھ لیجئے گا۔“ وہ اتنی سی تھی پر اسکے دماغ پر وہ ہکا بکا دیکھتا رہا۔۔۔

”پر برہان تو تمہیں موویز نہیں دیکھنے دیتے؟“ عارب نے آنکھیں پھیلاتے کہا۔

”تو میں نے کب کہا بابا دیکھنے دیتے ہیں؟ یہ تو مامی کے گھر دیکھی تھی تب سے یاد ہے۔۔۔“

”آپ وہ سب چھوڑیں! بس معافی مانگنی ہے تو جائیے گا۔“ وہ منہ بناتی بولی

”کچھ موویز تو میں نے بھی دیکھی ہیں، دیکھتا ہوں رات کو۔۔۔“ وہ اسکے کان میں سرگوشی سے بولا۔

”تو دوستی پکی؟“ عارب نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔۔۔

”ڈن! پر ہر بار میں دماغ نہیں دوں گی۔“ وہ جتا کر بولی۔ عارب نے آنکھیں سکیریں۔۔۔

”تو کیا مطلب میرے پاس دماغ نہیں؟“ اسکے سوال پر وہ کھلکھلا اٹھی۔۔۔

برہان داد مسکان نور نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔۔

”کیا کھسر پھسر ہو رہی ہے؟؟؟“ برہان نے مقابل صوفے پر بیٹھتے استفسار کیا اپنی بیٹی سے

پر عارب نے اشارے سے فیری کو خاموش رہنے کے تلقین کی۔

”کچھ نہیں بابا! بس ماموں رات کو جائیں گے۔۔۔۔۔“ اسکے آگے بات سے عارب

بوکھلاہٹ سے گڑبڑا کر اسے دیکھنے لگا۔



داد نے مچلتے ہوئے پوچھا نور بھی متجسس ہوئی۔۔۔

”کہاں؟؟“ مسکان نے آنکھیں پھیلانیں۔۔۔

”فیری؟؟“ ”عرب کا دل دھک دھک کرنے لگا عالم کو معلوم پڑا تو اسکے ٹکڑے سچ میں کردے گا اور مسکان تو یہ موقعہ قطعی ہاتھ سے جانے نہیں دے گی“ زہریلی ناگن جو ٹھہری۔۔۔

”کہاں بولو بھی؟“ سب سے زیادہ بے چینی بھی اسے ہی تھی۔۔۔

”اما گھومنے اور کہاں جاسکتے ہیں؟“

”اپنی ویڈینگ کا گفٹ دے رہے ماموں مجھے کیوں ماموں؟“ وہ عرب کے گلے میں بانہیں ڈال کر آنکھیں پٹیٹا کر بولی۔۔۔

جہاں مسکان مایوس ہوئی وہی عرب قہقہہ لگا کر اسے سمیٹ گیا خود میں۔۔۔

”مجھے لگا عرب بھائی رات کو سہمی کو منانے جائیں گے۔۔۔“ نور نے جو سمجھا وہ معصومیت سے کہہ دیا پر جہاں عرب فیری کو اچھو لگا وہیں سب نے نظریں سکیر کر عرب کو دیکھا۔۔۔

”ہیں؟؟؟“ ”داد نے چبھتی نظروں سے آنکھیں گھمائیں

”مم۔۔۔ میں مجھے مرنا ہے؟“ وہ بھڑک کر فیری کو لیے وہاں سے اٹھا۔۔۔

”ہاہاہاہا واہ میری بونی۔۔۔“ ”برہان کی موجودگی میں داد نے محبت سے سراہیا وہ سٹیٹا گئی۔۔۔

”حوری کہاں ہے؟“ ”برہان اسے دیکھنا چاہتا تھا جسکی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی تھی۔۔۔

”فتنہ کہاں ہے؟ ”مسکان بھی اسکے ساتھ کھڑی ہوئی۔۔۔

”وہ معصوم دونوں قید ہو چکے ہیں۔۔۔“ عارب داد کی مایوس آواز نے انہیں الجھن میں ڈالا

”کیا مطلب؟ ”اس بار ان دونوں کے ساتھ فیری کی آواز ساتھ تھی۔۔۔

”فتنہ نہیں وہ فاتح عالم ہے اور وہ ڈریکولا میرا مطلب کہ درقہ بہنا جو کہ اسکی کیئر ٹیکر ہے

اسکے حوالے ہے۔۔۔“ ”داد نے مایوسی سے بتایا“ اور حوری عالم کے پاس۔۔۔“

”جائو عارب لیکر آؤ میں دیکھوں یہ کس منہ سے فتنہ سے فاتح بنا ہے۔۔۔“ مسکان نے

طنزیہ کہا فیری نے منہ بنایا۔۔۔

”مما وہ معصوم تو ہے۔۔۔“ ”فیری نے منمننا کر منہ بنایا۔۔۔

مسکان تمسخرے سے سر جھٹک کر رہ گئی۔۔۔

”سو تیلی! مجھے تو معاف ہی رکھو اتنا کہ اپنی شادی تو اٹینڈ کر سکوں جائو یہ شوق اپنے دیور

سے نکلواؤ۔۔۔“ ”چبا چبا کر کہتا عارب وہاں سے نکل گیا۔۔۔

برہان مسکان نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

”اسے تو تم ہی سنبھال سکتی ہو جائو خود سنبھال لو۔۔۔“ ”داد نے بھی ہری جھنڈی دکھائی۔۔۔

”میں خود دیکھتی ہوں۔۔۔“ ”وہ غصے سے پاؤں پیٹتے ہوئے اٹھی اور وہاں سے جانے لگی۔۔۔

برہان نے پھر سے ماجرہ سمجھنے کیلئے نور کو مدد طلب نگاہوں سے دیکھا وہ کھلکھلا اٹھی۔۔۔

اور جو داد نے اسے بتایا وہ سب کچھ اسے گوش گزار نے لگی کہ اب برہان کو اپنی بیوی کی ٹینشن ہونے لگی۔۔۔

”تو یہ ہے فاتح عالم؟“ اپنی بانہوں میں موجود وہ اکتایا ہوا بچہ دیکھتی مسکان نے تمسخرہ اڑایا۔۔۔

”تم لے آئی۔۔۔؟“ داد آنکھیں پھیلا کر بولا۔۔۔۔

”عورت عورت کو ہی سنبھال سکتی ہے۔“ وہ قہقہہ لگا اٹھی اور فاتح کو لیکر برہان کے پاس آئی جس نے اپنی بانہوں میں بھر کر اپنی حوری کے بیٹے کو دیکھا۔۔۔۔

”اسکے گالوں میں ڈمپل ہیں۔۔“ وہ جھک کر اسکی پیشانی چومتا ہوا دل کے قریب لے آیا۔۔۔

وہ انکا اپنا بچہ تھا، انکی لاڈلی حوری کا بیٹا کیوں نا ہوتا انہیں پیارا۔۔۔۔

”پیارا ہے نا بالکل عالم جیسا۔۔“ داد نور بھی پاس آگئے۔۔۔

اور اب فاتح آنکھیں پھیلا کر حیرت سے انہیں ان سب کے بھیانک چہرے دیکھ رہا تھا۔۔۔

”روز نئے نمونے دکھنے کو مل رہے تھے۔۔۔“

اچانک ہی خود کھلکھلا اٹھا۔۔۔

انہوں نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

”یہ ہم پر ہنس رہا ہے؟“ برہان نے داد سے پوچھا۔۔

”یہ سب پر ہنستا ہے!“ مسکان نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے یا یہ تو ابھی بچہ ہے چھوٹا سا۔“ وہ ماننے کیلئے تیار نہیں تھا اور یہی اسے بچہ کہہ کر خود سے دشمنی پالی تھی جس سے وہ انجان تھا۔۔۔

”کچھ نہیں بچہ صدمے میں ہے باپ نے آتے ہی پھینک دیا ہے اسلیے۔۔۔“ مسکان کا ابھی طنز کرنا تھا ہی کہ وہ سمجھتا لمبی لمبی چیخیں مار کر جیسے اسے مارنے کے در پر تھا اسکی حالت سے داد برہان نور بوکھلائے گئے پر ایک سائیکو کو دوسرا سائیکو ہی سمجھ سکتا تھا جیسے مسکان نے اسے، تبھی کھلکھلاتے برہان سے لیکر اسے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔۔

”فلم ہے یہ تو۔۔۔“ جھر جھری لیکر برہان نے کہا۔۔۔۔

”فلم نہیں فتنہ ہے ہمارا معصوم سا۔۔۔“ مسکان نے تصحیح کی وہ سر ہلا کر خود ہی قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔

”عرب کا کیا بنے گا؟“ اب سب کو یہی فکر تھی۔۔۔

”عالم گیا ہے ان شاء اللہ جلد ہی خوش خبری ملے گی۔“ نور نے ایکسائٹڈ ہوتے کہا۔۔۔ وہ یک زبان ہو کر آمین بولے۔۔۔۔

مسکان اور برہان کو اب حور سے ملنے کا انتظار تھا اور انہیں صرف موقعہ چاہیے تھا۔ جہاں وہ اسے گھیر سکیں بغیر عالم کی موجودگی کے۔۔۔

\*-----❤❤❤-----\*



”آپ نے جھوٹ بولا میں ناراض ہوں مجھے ہاتھ مت لگائیں۔۔۔“ وہ غصے سے چیختی اسکے ہاتھ جھٹکنے لگی۔۔۔

”عین تمہیں کہا تھا نا جائو، میں تمہیں آکر بتانے والا تھا تم اس عورت پر یقین کر رہی ہو، جسے دیکھا بھی پہلی بار ہے۔“ ضبط سے وہ اسے شانوں سے جکڑ کر سمجھانے لگا۔۔۔

”ہیں؟؟ یہ کیا بات ہوئی دیکھا آج ہے جانتی تو شروع سے ہوں۔“ وہ حیرت سے بوکھلا گئی۔۔۔

”جانتی تو ہو پر کیا اسے دیکھا تھا پہلے؟“ وہ آنکھیں نکال کر بولا۔۔۔ حورالین نے گڑبڑا کر سر نفی میں ہلایا۔۔۔

”تو پھر اس پر یقین کیسے کر رہی ہو؟ جسے دیکھا بھی پہلی بار ہے! مجھے توقع نہیں تھی تم اتنا بے عقلی سے کام لوگی۔ میں آکر تمہیں بتانے لگا تھا اسیلے کہا تھا جائو وہاں سے۔۔۔“ وہ سپاٹ لہجے میں کہتا ماتھے پر بل ڈالے اب اسے انگور کرتا اپنے کپڑے لیکر ہاتھ روم میں چلا گیا۔۔۔

حورالین حیران پریشان بیڈ پر بیٹھی رہ گئی۔۔۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے میں تو مسنی کو جانتی ہوں پہلے سے“ اسنے لب دبائے سوچا۔۔۔

”عرب بھائی کو بھی خوا مخواہ اتنا پیٹا بیچارے کے چہرے منہ سے خون آگیا۔۔۔“ اسنے افسوس سے جھرجھری لیکر سوچا۔۔۔

”مجھے توقع نہیں تھی تم اتنا بے عقلی سے کام لوگی“ دفعۃً اسکے کانوں میں اسکے افسوسناک جملہ گونجا حور کا دل ڈوب گیا۔۔۔

بھلا وہ کیوں اسکی توقع سے غلط ثابت ہو سکتی تھی۔۔ وہ ہمیشہ اپنے عالم کی نظر میں اچھی رہنا چاہتی تھی۔۔۔

”تو پھر کیا سوچا؟“ وہ جو پریشانی سے روم میں ٹہلتی اس بابت سوچ ساتھ رہی تھی اسکے اچانک پیچھے آکر حصار میں لینے اور بھیگے لب گردن پر رکھنے سے کانپ گئی۔۔۔

”اچھا میں نہیں یقین کر رہی آپکے علاوہ کسی پر! پر پھر بھی آپ مجھے بعد میں منائیں گے؟“ انگلیاں پٹختے ہوئے وہ بولی۔۔

عالم نے حیرت سے ابرو اچکا کر اسے سائیڈ فیس کو دیکھا پر وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔ معاً ہی روم کی فضا میں اسکا بلند قہقہہ گونجا۔۔

”ہم! تو یہ بار بار ناراضگی صرف منانے کی خواہش میں جتائی جاتی ہے؟“ اسکی گال پر اپنا گال سہلاتے وہ محظوظ ہو کر بول رہا تھا حور جھینپ گئی۔۔۔

”ایسی بات نہیں عالم میں بس وہ۔۔۔“ اسنے بوکھلا کر صفائی دینی چاہیے پر اسکی موجودگی میں جھوٹ بھی تو نہیں بول سکتی تھی۔۔

”اوکے! پھر طے ہوا تمہارا عالم فری ہو کر صرف اپنی عین شہزادی کو منائے گا۔“ اسکی کمر میں بازو ڈال کر سینے میں بھینچتے ہوئے کہا۔۔۔

حور کسمسا اٹھی۔۔۔ ”آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔۔۔؟؟“ اسنے موضوع بدلنا چاہا کیونکہ اسے خود اپنی فرمائش سے شرم آرہی تھی وہ کیسے اسے منائے گا اب تو سوچتے سٹپٹا رہی تھی حالاں کہ وہ ایسا منانا نہیں صرف اپنی فرمائش پوری کروانا تھیں۔۔

”ہاں کہنا یہ چاہتا تھا کہ ہماری سہی ناراض ہے تمہارے شوہر سے، پھر تم کیا کرو گی اب؟“ وہ اسے ماتھے پر بوسہ دیکر ڈاریس نکال کرنے چینیج کرنے لگانے لگا۔۔۔

”میں؟“ ”حورالعین نے گڑبڑا کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ اور عالم نے جن نظروں سے دیکھا وہ سمجھ گئی کہ ہاں اسکے بارے میں ہی بول رہا ہے۔۔۔

”کیوں تمہیں یہاں سہی کی دوسری بھابھی نظر آرہی ہے؟“ اسنے الٹا سنجیدگی سے سوال کیا۔ حورالعین چکرا گئی۔۔۔ ”اللہ نا کرے عالم کیسی باتیں کر رہے میں اس چڑیل کو اپنے ہاتھوں سے مار دوں گی اگر کسی نے آپکی طرف دیکھا بھی۔۔۔“ وہ طیش میں بولی ناک کی نتھلیاں بھی پھولنے لگی۔۔۔

بات ایسی تھی کہ غصے کی وجہ سے کان کی لو بھی سرخ ہونے لگی تھی اور عالم آئینے میں یہ منظر دیکھا مسکراہٹ چھپا گیا۔۔۔

”میں سہی کی اکلوتی بھابھی ہوں، میں اسے منائوں گی ظاہر ہے اتنا اچھا رشتہ ہے میرے بھائی کا وہ کیوں ٹھکرائے گی میری ضرور مانے گی جس طرح میں نے اسکی بات مان کر اسکے بھائی کے خواب سچائے تھے۔۔۔“ وہ جتا کر بولی

”وہ خواب دیکھنا تم پر فرض تھے، باقی وہ کوئی تمہارا بھائی نہیں۔ تم ایک بات سمجھ ہی جائو تو اچھی بات ہے۔ اور جب میں سمجھاتا ہوں تو تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی کہ وہ صرف میرے پارٹنر ہیں تمہارے کچھ نہیں عین“! ایکدم اسکے سامنے آتے وہ غصے سے سمجھانے لگا حور نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

”آپ سمجھ کیوں نہیں جاتے عالم کہ وہ میرے بھائی ہیں اور سہی میری جان، آپ میرے شوہر عشق سب کچھ بس بات ختم کرتے ہیں اور تیار ہو کر سہی کو منانے چلتے ہیں نا۔۔۔“ وہ اسکے گرد بازو پھیلا کر لاڈ سے بولی۔۔۔

عالم نے گھور کر دیکھا، مطلب کوئی رعایت نہیں تھی۔۔۔

”اوکے چلو نند کے شوہر کے حساب سے تو کہہ سکتی ہوں نا؟“ وہ منہ بسور کر ہتھیار ڈال چکی تھی۔۔۔

”ہاں ٹھیک ہے پر آئندہ خیال کرنا تم صرف میری ہو یہ اعتراف کر چکی ہو بار بار۔۔۔“ وہ ایک بازو اسکی کمر میں ڈال کر دوسرے ہاتھ سے بال پکڑ کر اسکا سر اوپر اٹھایا۔۔۔

”اوکے! اب بھی کرتی ہوں، صرف آپکی ہوں کسی کی نہیں ہوں آپکی ہی رہوں گی۔۔۔“ وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہی تھی۔۔۔

کافی بے خوف ہو چکی تھی، یا سعیر کی محبت نے اسے بے خوف کر دیا تھا۔

”قائم رہا کرو زبان پر“! وہ سرد لہجے میں جتا کر بولتا اسکے ماتھے پر مہر ثبت کر کے پیچھے ہوا۔۔۔

”میں قائم رہوں گی آخری سانس تک۔۔۔“ وہ بولتی کپڑے نکالنے لگی عالم کے حالاں کہ وہ نکال چکا تھا پر اسے خود دینے تھے۔۔۔ وہیں عالم بھی پیچھے کھڑا اسکے سر پر لب رکھے دیکھ رہا تھا۔۔۔

”یہ رہے تمہارے جائو فاسٹ چہنچ کر کے آؤ۔“ حور نے جب اسے کپڑے دیئے تب ہی دوسرے ہاتھ میں عالم نے دیئے وہ کھلکھلا اٹھی اور گھٹنوں تک آتا گھیریدار نیلے رنگ کا



فراک جس پر سرخ رنگ کی نفیس کڑھائی کی گئی تھی، ریڈ پاجامہ تھامے وہ ہنستی ہاتھ روم میں بند ہو گئی۔۔۔

اور عالم اسکے دیئے ہوئے نیلے رنگ کے تھری پیس سوٹ کو دیکھتا مسکرا کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔۔

”عالم پیچھے ہٹیں مجھے جلدی سے چوٹی بنانی ہے۔۔۔“ وہ اسکے چوڑے پیچھے وجود کو آئینے کے سامنے سے ہٹانے کی کوشش کرتی چڑچڑی ہو کر بولی۔۔۔

”آجاؤ“! برش رکھتے کلائی میں گھڑی پہن کر اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے کھینچ کر سامنے کیا۔۔۔

حور مسکرا کر اسے آئینے میں دیکھنے لگی جو سنجیدہ تاثرات کے ساتھ اسکے بال ڈرائی کر رہا تھا، کچھ دیر پہلے کی محبت کا شک شبہ تک نا تھا۔۔۔

”آپ نے عارب کو کیسے منتخب کیا سہی کیلئے؟“ وہ اپنے دماغ میں گھومتے ہوئے سوال کو زبان پر لے آئی۔۔۔

عالم نے نظریں اٹھا کر اسے آئینے میں دیکھا اور مبہم سا مسکرایا۔۔۔

”یہ مجھ سے بہتر اسے کوئی نہیں جان سکتا، دوسری بات میں نے کبھی انکی کوئی آرزو رد نہیں کی۔۔۔“

”آج نہیں کل تو مجھے اسکی شادی کروانی تھی، میں سمعیہ کو ایسے تو زندگی تنہا گزارتے نہیں دے سکتا تھا، اسے خوش و آباد دیکھنا سعیر عالم کی آرزو ہے۔

اور عارب کو خوش دیکھنا بھی سعیر عالم کی خواہش اسلیے اگر یہ دونوں ایک رشتہ جڑنے سے ممکن ہے تو مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے یہ تو میرے لیے خوشی کی بات ہے میری آرزو وخواہش ایک ساتھ پوری ہو رہی ہے۔۔

رہی بات عمر کی تو اسکے لیے رسول ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے خوبصورت مثال ہے۔۔ اس سے بڑھ کر تو کچھ نہیں ہو سکتا اور رہی زمانے کی بات تو نا سعیر اسکی پرواہ کرتا ہے، نا ہی سعیر کا عارب۔۔

”آپکی سوچ بہت اچھی ہے بالکل میری سوچ جیسی۔“ وہ خوشی سے مسرور ہو اٹھی۔۔ عالم نے چوٹی بناتے ہاتھ روک کر اسے دیکھا کہ ”اسکی بھی سوچ اس جیسی ہے؟ کیا واقعی ہی؟“

”عالم سہی مان جائے گئیں؟“ اسنے دوسرا سوال پوچھا۔۔ اسکے چہرے سے لگ رہا تھا وہ اس تیر مارنے والے کام کیلئے کافی پر جوش تھی۔۔

پر حقیقت یہ تھی وہ اپنا بھابھی پن جتانے والی تھی اسلیے ہی اسے گدگدانے والی فیلنگز مسکراہٹ آرہی تھی جسے جانے کیسے چھپائے کھڑی تھی۔۔

”کیا ہم دونوں منانے جائیں گے بھائی بھابھی تب بھی نہیں مانے گی؟“ اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر پاس کرتے وہ اسکے آئینے میں دیکھنے لگا۔۔

حورالعین بغیر دوپٹے کے اسکی نگاہوں سے خود میں سمٹ گئی۔۔۔“ ک۔۔ کیوں نہیں مانے گی، میں منالوں گی۔۔۔“ اسنے لرزتی پلکوں کے ساتھ کہتے سامنے رکھے کانوں کے ٹاپس اٹھائے۔۔۔

جنہیں عالم لیکر اسکے کانوں میں پہنانے لگا۔۔۔

”پھر یہ سوال کیوں؟“ وہ اسکے کان میں سرگوشی سے بولا۔۔۔ حور کے وجود میں سرور  
سمایا۔۔۔

”ایسے ہی۔۔۔“ اسنے کہتے لب دانتوں میں دبا لیا۔۔۔

”کہہ دو مجھ سے باتیں کر کے اچھا لگتا ہے“! اپنی طرف گھما کر سامنے کھڑا کرتے اسکے  
لبوں کو انگلی سے آزاد کروا کر اسنے اکسایا۔۔۔

”میں نہیں کہتی۔۔۔“ وہ ناک سکیر کر بولی۔۔۔

”کیوں؟“ ”معاً اسکا لہجہ متبسم سے بدلہ اور سپاٹ ہو گیا شاید اسکا انکار ناگوار گذرا تھا۔۔۔

”مجھے شرم آتی ہے۔۔۔“ وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر کہتی اسکے سینے میں چھپ گئی اور عالم اسکے  
سر کو دیکھتے کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”اچھا میں جب منائوں گا تب بتانا کیوں شرم آرہی ہے اپنے عالم سے۔۔۔“ وہ اسکا گال  
انگلیوں کے پوروں پر سہلا کر پرفیوم دونوں پر اسپرے کرتے دفعتاً ہی اسکی گردن پر کر کے  
گہرا سانس بھرتے اپنی ناک سہلائی اور پیچھے ہوا۔۔۔

اسکے لمس پر خشک حلق تر کرتے حور نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا اور ڈرینگ ٹیبل کو  
مضبوطی سے تھاما۔۔۔

”آجائو“! وہ اسے سینڈلز کی طرف اشارہ دیتا خود پہننے لگا۔ اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ سینڈلز، دوپٹے لیے وہ تیار عالم کے ساتھ روم سے نکلی۔۔۔

”نہیں یہ ہماری معصوم حوری جیسا نہیں۔“

وہ راہ داری سے گذر رہے تھے جب اچانک انکے کانوں سے بھاری دلکش قہقہے کے ساتھ ہی برہان کی مسکراتی آواز ٹکرائی۔۔۔

”برہان“!!! حور خوشی سے چہکی۔۔۔

”برہان بھائی بول سکتی ہو۔“ اسنے ایکدم اسکی کمر میں بازو ڈال کر ساتھ لگاتا سرد لہجے میں جتایا۔۔۔

اسے بالکل پسند نہیں آیا اسکا چمکنا۔۔۔

”ہیں! پر آپنے تو کہا تھا کسی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں رکھنا اسلیے یہ صرف برہان ہوئے نا؟“ وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی عالم نے اسکی شرارت سمجھتے لب بھینچے۔۔۔

”ہم! پھر کس رشتے سے یوں چہک رہی ہو؟“ وہ چبھتے ہوئے لہجے میں گویا ہوا۔

”کزن ہے میرا“! وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

”کزن بھائی ہوتا ہے۔“ وہ جتا کر بولا۔۔۔

”ہیں جب عارب کو بھائی نہیں بول سکتی تو اسے کیوں بولوں؟ نہیں بھائی وہ میرے۔“ اسنے سخت اختلاف جتایا جو عالم کو کافی ناگوار گذرا۔۔۔



”تمہارے ماننے نامانے سے کچھ نہیں ہوتا، حقیقت تسلیم کر لیا کرو، عارب سے تمہارا کوئی رشتہ نہیں، اسلیے وہ تمہارا کچھ نہیں۔ برہان تمہارے تایا کا بیٹا ہے اسلیے وہ تمہارا بھائی ہے۔۔۔ اب خاموش! میں مزید بحث نہیں چاہتا اس پر۔۔۔“ اسے منہ کھولتے دیکھ کر لبوں پر سختی سے انگلی ٹکائی بے تاثر گویا ہوتا دروازے کے سامنے آکر ناک کرنے لگا۔۔

شاید اسے اب سخت ہی ہونا پڑے گا اسکے معاملے میں، ویسے بھی منانا تو تھا ہی اسلیے، کوئی وجہ ہی بنا لے ماننے کی، بے وجہ لاڈ بھی لوگ بگاڑ دیتے ہیں۔۔۔

وہ اپنی عین کو بگاڑنا نہیں چاہتا تھا، بس اپنی کرنا چاہتا تھا جو اسکی تھی ہی۔۔۔

”سمی؟؟؟“ وہ محبت سے بلانے لگا پھر سے دستک در پہ دیکر۔۔۔

”عالم چلے جاؤ میں ہرگز دروازہ نہیں کھولوں گی۔۔۔“ وہ بھرائی آواز میں غصے سے بولی۔۔

اسکا لہجہ رونے کی وجہ سے کافی بھاری ہو گیا تھا، الفاظ پھنس کر حلق سے نکل رہے تھے۔۔۔

”سمی ہماری بات سنیں نا پلیز۔۔۔“ حور العین التجہ کی، پر وہ کہیں سے بھی سننے کیلئے آمدہ نہیں تھی۔۔۔

”نہیں بالکل نہیں! شہزادی لیکر جاؤ اسے مجھے کچھ نہیں سننا، میں قطعی دروازہ نہیں کھولوں گی بتا رہی ہوں۔۔۔“ وہ طیش میں نیچی آواز میں بولی۔۔

حور سٹپٹا کر عالم کو دیکھنے لگی،

”ٹھیک ہے مت کھولو! میں دروازہ کھولنی کی وجہ سے تمہیں مزید ناراض نہیں کر سکتا۔“  
وہ جیسے ہتھیار ڈال چکا سمی نے چونک کر دیکھا۔۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے وہ اتنی آسانی سے ہتھیار ڈال دے۔ اسکا دل دھڑکا۔  
”ہائیں؟؟؟“ نے ہونقوں کی طرح عالم کو دیکھا۔

جب اسنے جیب سے چانی نکال کر ڈور ان لاک کیا وہ حیران ہوئی پر پھر خود ہی سمجھ گئی  
بھلا۔۔

وہ کیسے اپنی بہن کو ناراض رہنے دیتا۔۔

”کیوں آئے ہو۔۔۔“! وہ غصے سے چیختی دوپٹہ درست کر کے بیڈ سے اٹھی اور وہاں سے  
جانے لگی۔۔۔

”کہاں؟؟؟“ اسکے ننگے پاؤں، الٹا سیدھا دوپٹہ دیکھتے عالم دروازے کے سامنے تن کر کھڑا  
ہوتا پورا دروازہ اپنی پشت کے پیچھے کر کے راستہ بلاک کر دیا۔۔

حورالعین کا دل دھڑک اٹھا اسکے پھیلے سینے کو دیکھتے، جبکہ سمی ضبط سے دانت بھیج گئی۔۔

”اپنے گھر جارہی ہوں، سیدھے سے سامنے ہٹو مجھے جانا ہے ایک منٹ نہیں رکوں گی  
یہاں۔۔“ وہ روتے ہوئے بولی۔۔

”پر وہاں اب کوئی اور لوگ رہتے ہیں بلکہ گھر اپنے نام کروا چکے ہیں۔۔“ عالم نے پیٹ کی  
جیب میں ہاتھ پھنسا کر کہا۔۔

”تو کیا ہوا؟ گھر تو اصل میں ہمارا ہے نا؟ کیا وہ مجھے رہنے کیلئے ایک روم نہیں دیں گے۔۔

میں ہر گز دھوکہ دینے والے لوگوں کے ساتھ نہیں رہوں گی، مجھے چیٹ کیا گیا ہے۔۔۔ ”وہ روتی ہوئی بولتی پیٹھ اسکی جانب کر کے ہچکیاں دبانے لگی۔۔۔

”چلو پھر ساتھ چلتے ہیں، وہیں رہیں گے اب اکیلا تو بہن کو کرنے سے رہا۔ جنکے لیے بار بار موت کو مات دیکر آئیں، وہی اکیلے کر جائیں تو اچھا لگتا ہے کیا؟ ”وہ اسکے ہچکیاں کھاتے وجود کو دیکھتا شانوں سے پکڑ کر گھماتے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔

”نہیں چلنا مجھے تمہارے ساتھ! اکیلا تم نے مجھے کیا ہے، بلکہ پرایا کیا ہے۔ لگتا ہے بھونج بن گئی ہوں تم پر اسیلے اب کسی کے ساتھ بھی بس نکالنا چاہتے ہو۔۔۔ ”وہ بدگمان ہوتی سسک کر رونے لگی اسے روتے پا کر حورالعین کو بھی رونا آیا۔۔۔۔

”تم خاموش کیوں ہو تم بھی کرو مجھے پرایا، اپنے شوہر کے ساتھ پرایا کرنے آئی ہونا مجھے؟ خوش ہو جائو چلی جاتی ہوں میں۔۔۔ ”اسنے آنکھیں پونچھتے حورالعین کو جھڑک کر کہا۔۔۔ وہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اور اسکی صورت پر عالم کا دل کیا قہقہہ لگائے۔۔۔

شاید ایسے اپنوں کے گھریلو جھگڑے پہلی بار وہ دیکھ رہی تھی وحشت کے بعد۔۔۔۔

”نن۔۔ نہیں آپی میں نے تو نہیں جانا! نن۔۔ نا ہی آپکو جانے دینا ہے۔۔۔ اگر عالم چلے تو میں بھی ساتھ چلوں گی ورنہ نہیں۔۔ ”اسنے گڑبڑا کر صفائی دی۔۔

ناصر ف اسکی حالت سے روتی ہوئی سہی ہنسی تھی بلکہ عالم بھی دل کھول کر ہنسا۔۔۔

”اب شکوہ گلہ کر لیں؟ ”وہ اسے تھام کر بیڈ پر بٹھتایا ہوا خود اسکے مقابل نیچے بیٹھ گیا۔۔۔

حور بھی اسکی پیروی کرتی، عالم کے پاس آکر نیچے بیٹھ گئی اور اسکی صورت حال پر دونوں بھائی بہن کو ہنسی آرہی تھی۔۔۔

”جانے کب بڑی ہوگی وہ۔۔۔“ سہمی نے سوچتے گردن گھما کر چہرہ انکی طرف سے پھیر لیا۔۔

توقع تھی اسکی حرکات پر وہ کسی بھی وقت کھلکھلا سکتی تھی۔۔۔

”اب بتائو کیا بات بری لگی میری؟“ عالم اسکے ہاتھ تھام بولا پر سہمی نے غلطی سے بھی منہ نہیں کھولا۔۔

”آپی!“ حور نے پکارتے گھنٹوں بل کھسکتی ہوئی اسکے پاس آئی اور ہاتھ بڑھا کر سمعیہ کا رخ اپنی طرف کیا۔۔

وہ سرخ نم بھیگی آنکھوں سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔ ”آپی بولیں نا؟“ وہ منت بھرے لہجے میں بولی۔۔۔

”کیا بولوں عین؟“ اسنے مجھ سے اتنی بڑی بات چھپائی ہے بچا کیا ہے جو میں اسے بولوں؟ اسنے اجازت دی اور وہ آکر مجھ سے زبردستی نکاح۔۔۔۔ ”اس سے مزید کہنا نہیں ہوا آواز

آنسوؤں میں دب گئی۔۔۔ اسنے جھٹکے سے رخ موڑ لیا۔۔

حور کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں بہنے لگے۔۔۔

”آپنے بہت برا کیا۔۔۔“ وہ روتی اب عالم سے بولی اور عالم اسے دیکھتا رہ گیا، کہ وہ اسکا ساتھ دینے آئی ہے یا مسئلہ بڑھانے؟ اب وہ کس کے آنسوؤں صاف کرے؟ کس کا شکوہ

دور؟



”شش! رونا نہیں!” وہ اسکے آنسوؤں صاف کرتا اسے چپ رہنے کا اشارہ دینے لگا حور سر ہلاتی چہرہ صاف کر کے سہی کی طرف اشارہ دینے لگی۔۔۔

”تو میں جب اسے سزا دے رہا تھا، اس گستاخی کی تب تم بچ میں کیوں آئی؟” وہ جتانے سہی کا دماغ گھوم گیا۔۔۔

”بس کرو، سب پلاننگ تھی صرف مجھ سے زبردستی ہاں کروانے کی اور کچھ نہیں۔۔۔ نہیں تھی یہ کوئی سزا سزائیں ایسی ہوتی ہیں کہ اللہ کے بنسے ماردیئے جائے؟” وہ جھڑک کر غصے سے بولی۔۔۔

”جو غلط کرے اسکی سزا ہم دے سکتے ہیں! مجھے بعد میں معلوم پڑا اسنے تم سے زبردستی کی ہے سہی، اور اسکی اس جرات پر میں جا کر اسے شوٹ کر دیتا ہوں قصہ ختم ہو جائے گا۔۔۔” وہ اٹھا سہی کا دل ڈوب سا گیا اسنے بوکھلا کر عالم کا ہاتھ جکڑ لیا۔۔۔

”بس کرو!” وہ غصے افیت سے چیخی۔۔۔

”کس بات کی بس؟؟ اسنے سعیر عالم کہ بہن کے ساتھ زبردستی نکاح کیا ہے۔ اسے انجام تو دکھانا پڑے گا۔۔۔” وہ گرج کر بولتا اپنا ہاتھ نکال کر وہاں سے نکلنے لگا۔

”عالم۔۔۔!! حورالعين اسکے تیوروں سے خوفزدہ ہوتی چلا اٹھی اسکے سامنے ابھی ہی تو زخمی عارب گزرا تھا جسکی حالت کھڑے ہونے کی بھی نہیں تھی۔۔۔

”تمہیں قسم ہے! اگر ایک بھی قدم باہر نکالا واپس آؤ“! سمعیہ بمشکل آواز سنبھال پائی  
ورنہ دل پھوٹ پھوٹ کر رونے کیلئے کر رہا تھا۔۔۔

”تو کیا کروں سہی تم خود انصاف کرو! طلاق دلوا دوں اس سے تمہاری؟ یہی آخری راستہ  
ہے اسکی سزا کا۔“ وہ واپس آکر سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

سہی کے ساتھ حورالعین دہل کر عالم کو دیکھنے لگی، کہیں غلط تو نہیں سن لیا۔۔۔

”اللہ نا کرے عالم۔۔۔ اللہ نا کرے۔۔۔“ وہ پھوٹ پھوٹ کر بے ساختہ سینے سے لگی نفی  
میں سر ہلاتے رونے لگی۔۔۔

عالم اسے پاس بٹھاتا سر تھپتھپانے لگا جسکے ساتھ ہی اسکے رونے میں مزید شدت آگئی۔۔۔  
”میں ایسا تو نہیں چاہتی تم یہ کیا کہہ رہے ہو شہزادے۔۔۔“ وہ مسلسل نفی کر رہی تھی ان  
الفاظ کی جو سور بن کر کانوں میں پھونکے گئے

حور اسکی بات سنتی گہری مسکراہٹ کے ساتھ مسکرائی۔۔۔

”تو کیا چاہتی ہو مجھے بتاؤ تمہارا بھائی اپنا سر اور ان سب کا قلم کردے گا جو تمہارے  
انصاف کے آڑے آئیں گے۔“ وہ اسکے ارادوں اسکی آنکھوں کی سرخی سے وحشرزدہ ہو کر  
اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

حور نے حیرت سے اپنے عالم کے الفاظ کو سنا، اور ٹکڑ ٹکڑ اسے دیکھنے لگی۔۔۔

پر وہ اس سے فرصت میں حساب لینے کا سوچ رہا تھا۔۔۔

”کیا تمہارے عالم کو اتنا حق نہیں وہ تمہارے لیے لڑکا پسند کر سکے؟“ اسے کشمکش میں دیکھتے وہ اسکے بال سنوار کر بولا۔

”ایسی بات نہیں میرے جان! سب تم دونوں کو حق ہیں میری زندگی کے، پر تم عالم میری اور اسکی عمر دیکھ لو میرے شہزادے۔“

”کیسے کرلوں میں اس سے شادی، جو مجھ سے تین چار سال نہیں بلکہ کئی سال چھوٹا ہے بتائوں مجھے یہ کہاں ممکن ہے، یہ سماج قبول کر لے گا اس رشتے کو؟“ وہ بے بسی سے اسے کڑوی حقیقت دکھانے لگی۔

عالم سن کر مسکرایا اور گہرا سانس بھرا۔

”سمی مسلمان ہیں نا ہم؟“ وہ اس سے سوال کرنے لگا۔ بھلا یہ کیسا سوال تھا سمی حور نے چونک کر اسے دیکھا۔

”ہاں۔۔۔“ وہ سر ہلا گئی۔

”رسول ﷺ ہمارے لیے راہ نجات، راہ نیک، راہ راست پر لانے کیلئے ایک خوبصورت دنیا و آخرت کی مثال ہے، جو نا کبھی نعوذ باللہ جھوٹی ہوگی نا ہی فریب۔۔۔ جب تک دنیا ہے تب تک اسکی ذات اسکی ذات کی مثال ہمارے لیے صراط مستقیم پر چلنے کیلئے روشن جگنو کی مانند ہے۔

رسول ﷺ کی زندگی کی مثال پر عمل کر کے ہم آخرت کے غذاب سے نجات پاسکتے ہیں۔۔

یاد ہے نا تمہیں حضرت خدیجہؓ کا جب نکاح ہوا تھا تو رسول ﷺ سے تو آپؐ کی عمر مبارک محض پچیس سال تھی، اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال۔

تو اب بتاؤ کیا انکے زمانے میں سماج نہیں ہوتا تھا؟ کیا انکے ہاں عمر کا حساب نہیں ہوتا تھا؟ کیا وہاں مرد چھوٹا یا عورت بڑی مرد بڑا یا عورت چھوٹی نہیں ہوتی تھی۔۔۔

سہمی سماج کو مت دیکھو، وہ کرو جس سے دل مطمئن ہو، اور آخرت میں راہ نجات۔۔۔

رسول ﷺ کی زندگی تمہارے لیے خوبصورت مثال ہے، حضرت خدیجہؓ کی زندگی تمہارے لیے مثال ہے۔۔۔

کیا اب بھی تم چاہتی ہو لوگوں کی سننا؟

تم چاہتی ہو؟ تم ایسے ہی بیٹھی رہو اور اماں کی قبر میں عذاب پڑے کہ اسکا فرض انہوں نے ادا نہیں کیا تھا؟ ”وہ بول رہا تھا سہمی نے تڑپ کر اسکے لبوں پر پھر سے ہاتھ رکھا۔۔۔“ اللہ کیلئے ایسا مت بولو عالم پلیرز ”! وہ سسک اٹھی اور اپنی ماں کیلئے دعائیں مانگنے لگی۔ جس پر عالم عین دونوں آمین کہنے لگے۔۔۔

”اگر تم مجھے کوئی سزا دینا چاہتی ہو تو دے دو! میں اف نہیں کہوں گا، پر ایک نظر ہماری طرف بھی دیکھ لو۔۔۔۔

تمنے میرے لیے شہزادی کو پسند کیا حالانکہ وہ میری آدھی عمر جتنی بھی نہیں تھی۔ وہ بھی مجھ سے کتنی چھوٹی تھی پھر بھی دیکھو ہماری زندگی خوشحال گذر رہی ہے نا؟؟



میرا بیٹا دنیا کی سننا دیکھنا چھوڑو، وہ دیکھو جو ٹھیک ہے وہ دیکھو جو تمہارے لیے بہتر، تمہاری آخرت کیلئے اچھا ہے۔۔۔

”تم سوچو ٹھنڈے دماغ سے سوچو! پھر مجھے جواب دو اگر پھر بھی تمہیں یہ رشتہ اچھا نہیں لگتا تو میں اسے ناماروں گا ناہی کوئی سزا دوں گا بس اتنا کروں گا کہ اسے ہماری نظروں سے دور کر دوں گا۔ کہیں دور بھیج دوں گا جہاں وہ اپنی زندگی گزار سکے۔۔۔“ وہ اسکا ہاتھ

تھامے سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

سمی کی دھڑکنیں سست پڑ گئیں۔۔۔

”سمی عارب بھائی بہت اچھا ہے آپ ہاں کر دیں نا آپ، مجھے ناچنا ہے آپکی شادی میں۔۔۔“ وہ اپنی چھوٹی سی ناک دوپٹے سے صاف کرتی روتی ہوئی منت کرتے بولی۔۔۔

”ہاہاہاہاہ۔۔۔“ دفعۃً ہی فضا میں سمعیہ کا کھلکھلاتا قہقہہ گونجا۔۔۔

”آپ ہنس رہی ہیں؟ میں آپکے ساتھ ہوں سمی آپکے ساتھ ساتھ رہوں گی اپنے ہاتھوں سے آپکو تیار کروں گی۔۔۔“ وہ خوشی سے چہک کر بولی۔۔۔ پر احتیاطاً عالم کی گھورتی نظروں کو دیکھتی آنکھ دبانا نہیں بھولی کہ سب جھوٹ ہے۔۔۔

سمی اسکی یہ حرکت دیکھ چکی تھی اسلیے سر پر چیٹ مارتی دھیرے سے ہنس دی۔۔۔

”پر میں تم دونوں سے الگ نہیں ہونا چاہتی، بار بار مجھے الگ کر دیتے ہو۔ میں نہیں جی سکتی تم دونوں کے بنا۔۔۔“ معاً وہ اچانک روتی ہوئی بولی۔۔۔

عالم کے سینے پر جیسے کسی نے تلوار سے وار کیا وہ چیرتا گیا دل تک۔۔۔

”تو کون کر رہا ہے تمہیں الگ میرا بیٹا؟ میں نہیں کر رہا تمہیں خود سے دور۔ یہیں رہنا اپنے بھائی کے سینے میں، یہ گھر تمہارا ہے یہ دل تمہارا، یہ عالم تمہارا، کسی میں ہمت نہیں تمہیں مجھ سے جدا کرنے کی۔۔۔“ اسکی نیم رضامندی پر وہ مسکراہٹ چھپانے لگے تھے۔۔۔

سمی اندر ہی اندر کسمسا رہی تھی، اسکا دور جانا گوارہ نہیں تھا تو اسکا پاس آنا بھی۔۔۔

یہ حالت اسکی سمجھ سے باہر تھی، وہ جانے کیا چاہتی تھی اسے خود نہیں معلوم تھا۔۔۔

”رات تم نے کہا تھا کہ اللہ کے بندے اپنی طرف بڑھتے بچاؤ کی راہ کیلئے لوگوں کو نہیں ٹھکراتے؟“ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔۔

سمی ساکن ہو گئی۔۔۔۔“ میں چاہتا ہوں سمی تم اسے تھام لو، اسکے خواب بہت خوبصورت ہیں، وہ بہت اچھا شاید ہماری زندگی سے دور ہے اسکی زندگی کا سفر اسلیے چاہتا ہوں اسے تم تھام لو، اسکی راہ بدل کر اسے بچاؤ کا راستہ دکھائو۔۔۔“ اسکے فرار اسکی کشمکش بے سکونی، سارے راستے وہ بند کر گیا ایک ہی بات میں، ایک ہی سوال، ایک التجا میں۔۔۔

جیسے اندر سے اٹھتے سوالات کے منہ پر بھاری پتھر پڑ گئے کہ ایک بھی سسکی نا گونج سکی۔۔۔

دل میں بے ساختہ سکون اتر آیا اور وہ اسکا ہاتھ تھامنے کیلئے تیار تھی، وہ اسکا ساتھ قبولنے کیلئے تیار تھی کیونکہ اسکے سامنے رسول ﷺ کی زندگی مثال تھی۔۔۔

”مجھے میرے رب پر کامل یقین ہے، وہ مجھے کبھی وہ طعنہ نہیں دے گا جس سے یہ سمی نظریں چرا جائے منہ موڑ جائے زندگی سے۔۔۔“ وہ دل میں ہی رب سے مخاطب ہوئی۔۔۔

اور جواب بھی اسے کافی پر سکون آسودہ کر گیا تھا، عالم اسکی کیفیت سے انجان اسے ساتھ لگا کر سر پر بوسہ دینے لگا۔۔۔

”آآ۔۔ آپي ہاں کر دیں نا ہم اپنے بچوں کی شادی کروائیں گے۔۔“ دفعتاً وہ بیچ میں پھر سے بولی نا صرف سمعیہ کو بوکھلا گئی بلکہ عالم کا قہقہہ چھت پھاڑ تھا۔۔

سمعیہ نے جن نظروں سے محض اسے دیکھا حور عالم کی پرشوق نظروں کو دیکھتی، خود سے ہی نظریں چرا گئی۔۔

”مم۔۔م۔۔ میں ب۔ب۔برہان بھائی سس۔۔ سے مل کر آتی ہوں۔۔“ وہ گڑبڑا کر اٹھی ہی تھی ایک نظریں عالم کی سرد سرزش کرتی بھوری آنکھوں سے ملیں اسکے قدم وہیں تھم کر آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے اور وہ وہیں کھڑی انگلیاں پٹخانے لگی۔۔

دل کر رہا تھا بھاگ جائے پر وہ خود کو مزید کسی بھی گستاخی سے باز رکھ رہی تھی، عالم نے متبسم نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھا جو کان کی لو تک سرخ متمتا رہا تھا۔۔

”اب میں باہر جا رہا ہوں، اگر تمہیں کچھ مزید کہنا ہے تو اپنی بھابھی سے کہہ لو، بڑے دعوے کر کے آئی ہے۔۔“ اسکا سر تھپتھپا کر بولا اور اٹھا۔۔

”مجھے تمہارے سارے فیصلے منظور ہیں! مجھے معلوم ہے میرا بھائی کبھی اپنی سہیلی کیلئے غلط فیصلہ نہیں لے سکتا۔“ وہ ہاتھ تھام کر سر جھکائے بولی۔۔ وہ نادم تھی اپنے پچھلے رویے پر۔۔

حورالعین کی دھڑکنیں اسکے اقرار پر زیر ہو گئیں وہیں عالم نے مان فخر سے اسکے سر کو دیکھا۔۔

”ہم! ان شاء اللہ۔ بہت فخر ہے مجھے تم پر سمعیہ تم میرے لیے ایک مثال ہو جینے کی۔۔“ وہ اسکی پیشانی چوم کر بولا۔۔

سہمی اسکے سینے سے لگ گئی۔۔۔

عالم نے سامنے کھڑی اپنی معصوم جان کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی خوش سی۔۔۔  
”یہاں آؤ؟“ اسنے اشارہ دیا وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی پاس آئی تو سہمی نے ہاتھ تھام کر  
اسے پاس کر لیا۔۔۔

ور وہ دائیں بائیں عالم کے سینے سے لگی کھلکھلا اٹھیں۔۔۔

عالم نے بھی باری باری دونوں کے سر چوم کر انہیں وہیں چھوڑتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔  
”کہنے تو وہ سوتیلا بچھو ہے سمعیہ

پر آپکے قابل نہیں تو، کم بھی نہیں ہے۔۔۔“  
وہ آپکے لیے بنا ہے، اسلیے تو ابھی تک زندہ ہے۔۔۔“

ڈور دھکیل کر وہ ٹک ٹک کرتی ہیل کے ساتھ پاؤں اندر رکھتی بولی۔۔۔

اسکی الفاظ چناؤ پر دونوں نے حیرت سے دیکھا۔۔۔“ بہن تھی دشمن؟ ”

وہ آکر سہمی کے پاس کھڑی حور کے بازو کو تھام کر جھٹکے سے اپنی طرف کھینچتی سینے سے لگا  
کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

”مسنی؟؟“ ”حورالعبین کی چیخ نکلتے نکلتی گھٹ گئی۔۔۔

”میرا بچا کترا کیوں رہی ہو؟“ وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتی بولی۔۔۔

حور سے دیکھنا محال ہو گیا ان سنہری آنکھوں میں۔۔۔۔



”آپکی آنکھیں کیا ناگن جیسی ہیں مسنی؟“ وہ معصومیت سے بولی۔۔۔ سنی کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔۔۔

”تمہیں کسے کہا؟“ مسکان نے بل کھا کر اس کمنٹ پر پوچھا۔

کتنی چاہ تھی خود کے بارے میں جاننے کی اور شروع میں ہی یہ سب۔۔۔

”عرب بھائی کہتے ہیں کہ آپ گھر کے پاس بنے نالے میں گرنے کی وجہ سے اندھی ہو گئی تھیں، اور ڈاکٹر نے آپ کیلئے دوسری آنکھیں مانگیں تب۔۔۔ کسی نے نہیں دیں آپکو آنکھیں اسلئے مجبوراً آپکی آنکھوں میں سوتیلی ناگن کی آنکھیں ڈالنی پڑی۔۔۔“ کہنے کے ساتھ مسنی کے دکھ پر اسکی آواز بھرائی گئی۔۔۔

دونوں بھائی بہن کی حالت پر سنی افسوس سے نفی میں سر ہلانے لگی، مسکان کا دل کیا جا کر اس سالے کو شوٹ کر آئے جس نے اسکا امیج خراب کیا تھا۔۔۔

”ہاں مجھے تو لینی پڑی کیونکہ ضروری تھا پر اس سے نہیں پوچھا جو جہاز کے نیچے آکر اپنی آنکھیں کھو بیٹھا تھا مجبوراً دوسری نالنے پر ہمیں اسے گدھے کی آنکھیں لگانی پڑی۔۔۔“ وہ چبا چبا کر بولتی میدان پر بدلہ چکا گئی۔۔۔

سنی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔ اسکی نظروں میں عرب کی شہید سی آنکھیں گھوم گئیں۔۔۔

”پتا نہیں! پر وہ تو کہتے ہیں انکی آنکھیں اللہ کے تحفے سے آئیں تھیں۔“ وہ معصومیت سے بولی اور اسکی سنہری آنکھوں میں غور سے دیکھنے کہ آج اسے سوتیلی ناگن کی آنکھیں بھی دیکھ لی۔۔۔

”میرا بچہ! اس سالے کا قصور نہیں تم اسکے پاس بیٹھا مت کرو بکواس کرتا ہے پھر اپن کے ہاتھوں شوٹ ہو جائے گا پھوکٹ میں ہی۔۔۔“ اسکا بس نہیں چل رہا تھا عارب کو ابھی شوٹ کر دے۔۔۔

بہن تھی دشمن۔۔۔

”اللہ نا کرے مسنی ایسی باتیں مت کریں سہی آپنی کا شوہر ہیں۔“ وہ گڑ بڑا گئی۔۔۔

مسکان نے بے ساختہ ہی قہقہہ لگایا وہ سوتیلا بچھو اسکا شوہر تھا کمینہ کتنا لمبا ہاتھ مارچکا تھا دیکھ کر وہ تعجب میں تھی بھلا کیسے عالم کو ہینڈل کر گیا۔۔۔

پر اسکے دماغ سے بھی کون لڑے۔۔۔

وہ سمجھتی تھی شاید ہی کوئی ٹریک آزمائی ہوگی، پر وہ کیا جانے پس پردہ وہ عالم کے آگے کتنے آنسوں بہا چکا ہے۔۔۔

یہ بھی راز اور عارب کی کمزوری چھپی ہوئی تھی داد مسکان سے اور وہ سکون بھرا سانس لے رہا تھا رونہ جانے اسکا کیسی درگت بناتے۔۔۔

”میں۔۔۔۔۔ اسکے لب ہلنے پر مسکان نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسکے چہرے کو تھاما۔۔۔

”میری یاد آئی؟“ وہ مسکرا کر بولی۔۔۔

دونوں نے ساتھ زندگی گزاری تھی بھلا کیسے اسکی یاد نا آتی ، حورالعین نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

”آہ میرا شہزادہ بچہ۔۔۔“ وہ لاڈ سے کہتی اسے سینے میں بھینچ گئی ایک ماں کی طرح اسکے لاڈ بھی نرالے تھے، جیسے حور اسکی ننھی بچی اور خود بڑی ماں۔۔۔

سمی کو ہنسی بھی آئی اور پسند بھی۔۔۔

”رات کو ہی چھوڑ کر چلی گئی میں نے کتنا پکارا تمہیں۔۔۔“ وہ منہ بنا کر آنکھیں صاف کرتی رنجیدگی سے بولی۔۔۔

”نہیں جاتی اب کہیں تمہیں بنا بتائے، مجھ سے دھوکہ ہوا، میرا بچہ خیر چھوڑو! چھوڑنے والی تو میں بھی نہیں۔۔۔“ وہ پختہ ارادوں سے بولی۔۔۔

حور نے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا پر وہ اسکے چہرے کے نقوش پر بوسے دیتی اسے کھلکھلانے پر مجبور کر گئی۔۔۔

”اب یہیں ہوں جتنا پکارنا ہے پکار لو، اس بیسٹ کے سامنے تمہیں محبت دوں گی دیکھتی ہوں کیا کرتا ہے۔۔۔“ وہ اٹل لہجے میں گویا ہوتی حور العین کو بوکھلا گئی۔۔۔

کیسے سمجھائے اسے کہ پھر مشکل اسکے لیے پیدا ہوتی ہے۔۔۔ اور کیسے وہ بتا نہیں پائے گی کیونکہ وہ سمجھتا تھا اسے محبت چاہیے، اور وہ اپنے انداز سے محبت دیتا کہ وہ بوکھلا کر سٹیٹائی رہ جاتی۔۔۔

”سمعیہ!“ مسکان اسکے پاس آئی۔۔۔

”ہوں!“ وہ متوجہ ہوئی۔۔۔

”میں یہ کہنا چاہتی ہوں خاص کر کے! اگر اس سفر کے بیچ کسی موڑ پر بھی تمہیں میرے بھائی نے کوئی طعنہ دیا، اول تو وہ ایسا ہے نہیں، اگر ایسا ہوا تو سمجھنا اسے تمہیں نہیں، اپنی بہن کو طعنہ دیا ہے۔ کیونکہ اپن کی زندگی مختلف نہیں۔۔۔

اپن کی طرف سے آپکو فل اجازت ہوگی کہ سیدھا ٹھوک دینا سینے میں، یہ کیس اپن خود ہینڈل کرے گی۔۔۔ ”غور سے سنتی سمی چکرا کر رہ گئی۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔۔۔ ”اللہ اللہ مسکان کیسی باتیں کرتی ہو! وہ بھائی ہے تمہارا بڑا بھائی۔۔۔“

”دفع مار سالے کو! ہر جگہ تو سوتیلے بچھو نے بدنام کر دیا ہے گھڑ سے، سالا!!! لگتا ہے بچپن سے ریختا آیا ہے گھڑ سے۔۔۔“ اسکا بس نہیں تھا ابھی کچھ کر دے لہجے میں غضب کا طیش تھا۔۔۔

سمعیہ تو دہل کر ان دونوں کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔ ”کیسے بھائی بہن تھے، کتنا بے خوف ہو کر موت مارنے کی باتیں کرتے۔۔۔“

”مار کھاؤ گی تم آئندہ خبردار ایسی باتیں کیں تو۔۔۔“ وہ مصنوعی روعب سے بولی۔۔۔

مسکان نے ہنس کر سر جھٹکا۔۔۔ یہ تو چلتا ہی آتا تھا ہمیشہ سے۔۔۔

”ہاہا اوہ گاڈ میں کیسے بھول گئی وہ سوامی ہے آپکا۔۔۔“ دفعتا وہ قہقہہ لگا کر بولی حورالعین بھی کھلکھلا اٹھی۔۔۔

سمعیہ کا خفت سے چہرہ سرخ پڑ گیا کیا جواب دیتی انہیں خاموشی سے اپنے کپڑے نکالنے لگی۔۔۔



”چلو جلدی ناشتہ کرو عالم جیجو بلا رہے ہیں۔۔“

معاً دروازہ ناک کر کے نورالعین اندر داخل ہوئی۔۔

انکے لبوں پر مسکراہٹ دیکھ کر ٹھٹھک گئی ”خیریت؟“ اسنے دونوں ابرو ساتھ اٹھائیں۔۔

حور نے حیرت سے اپنی بہن کی اس ادا کو دیکھا اور خود کے کرنے لگی پر دماغ میں آتے

چکر سے بوکھلا گئی۔۔

”چلو نکلو ناشتہ کرو میں آرہی ہوں“! سمعیہ دوسری شیطان کی نانی کو دیکھتی جلدی سے

انہیں بھگانے لگی۔۔

”آپی راضی ہو گئیں؟“ نور کی آنکھیں چمکی

سمی کو جسکا خدشہ تھا وہی ہوا وہ اس چھوٹی سی بونی کو گھورتی رہ گئی۔۔

”ہائے چلو بیچارے عارب بھائی کو یہ دھماکے دار خوشخبری دیں پڑے ہیں بیچارے بیڈ پر،

فیری ساری تیمار داری کر رہی ہے۔“ نور نے اچانک جوش و خروش سے کہا سمعیہ بوکھلا کر

کر اسکی جانب لپکی۔۔

”خبردار ایک قدم باہر نکالا۔۔“ وہ اسکا بازو پکڑ کر بولی وہ تینوں کھلکھلا اٹھیں اسکی سرخ

رنگت بوکھلائی حالت سے۔۔

”تم کہاں؟“ وہ مسکان کو جاتے دیکھ کر خفگی سے بولی۔۔

”ہاہا یار میں فاتح کے پاس جارہی ہوں۔“ وہ محظوظ ہو کر روم سے نکلی۔۔

”پھر شادی کی تیاریاں بھی تو کرنی ہیں، سوتیلے بچھو کی شادی ہے کوئی کمی تو نہیں چھوڑ سکتے۔“ دروازہ پر دونوں ہاتھ ٹکا کر وہ نگاہیں گھماتی بولی۔

”مسکان!! سمعیہ نے اسے پکڑنا چاہا پر وہ ہنستی وہاں سے بھاگ گئی۔ اسکا چہرہ آنے والے وقت کو سوچ کر دہک اٹھا۔

وہ ان دونوں سے بھی نظریں چرانے لگی جبکہ انکی معنی خیز مسکراہٹ سے واقف تھی۔۔

”آپ نے معاف کیا نا عالم اور عارب کو؟“ اسے تھکے انداز میں بیڈ پر بیٹھتے دیکھ کر حور اسکے پاس آئی۔

نور بھی دائیں طرف آکر بیٹھی۔۔

”وہ سب آپکی بھلائی کیلئے کہہ رہے تھے، آپ ان سے بدگمان تو نہیں نا آپ؟“ اسنے ہاتھ تھام کر کہا۔

سمی کو ٹوٹ کر اپنی شہزادی پر پیار آیا وہ کیسے پریشان تھی اپنے شریک حیات کیلئے۔۔  
اسے فخر ہونے لگا اپنے انتخاب پر۔۔ شاید پھر کوئی وقت ایسا آئے اسے اپنے بھائی کے انتخاب پر بھی فخر ہو۔

دل میں جانچنے سے بھی تو کہیں اپنے بھائی کیلئے بدگمانی یا کوئی گلہ شکوہ نہیں ملا۔

”بے فکر ہو میری جان، جو دل کے قریب ہوں، جن پر مان ہوں اسنے ناراض نہیں ہوا کرتا دل۔“ وہ اسکے ہاتھ لبوں سے لگا کر گویا ہوئی۔



”چلو اب ناشتہ کریں میں تو عالم جیجو کا پیغام دینے آئی تھی۔“ نور نے سر پر ہاتھ مارتے  
یاد دلایا۔

”تم دونوں جاؤ مجھے بھوک نہیں بعد میں کھالوں گی۔“ سمعیہ کترا کر نکلی۔

”آپی ایسے کیسے بھائی نے خاص تاکید کی ہے آپکو لانے کی۔“ نور نے منہ بسورہ۔

”آپ بس سہمی! عارب سے کترا رہی ہیں حالاں کہ عالم نے اس میں اتنی سکت نہیں  
چھوڑی بیڈ سے اتر سکے۔ بے فکر چلیں ورنہ عالم ناراض ہوں گے اور خود بھی ناشتہ نہیں  
کریں گے، پھر میں بھی نہیں کروں گی اور فاتح بھی نہیں کرے گا، مجھے دیکھ کر مسکان  
نہیں کرے گی، مسکان کو دیکھ کر برہان بھائی نہیں کرے گا، اور برہان کو دیکھ کر داد نہیں  
کرے گا، داد کو دیکھ کر نور نہیں کرے گی۔“

مختصراً کوئی نہیں کرے گا۔“

”اچھا اچھا میں جا رہی ہوں فریش ہونے آتی ہوں۔“ اسکی لمبی تقریر پر ہنستے گال پر ہلکا  
تھپڑ مار کر وہ ہاتھ روم کی سمیت بڑھی۔

نور حور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسی۔

”ویسے مزے والی بات بتائوں مجھے لگتا ہے رات کو عارب بھائی آئے گا، سہمی کو منانے۔“  
وہ فوراً سے پاس کھسکتی اسکے آکر کان میں سرگوشی سے بولی۔

حور کی آنکھوں میں تارے چمک اٹھے اسے منظر کو امیجن کرتے۔



”ہائے نور کتنا مزے والا منظر ہوگا۔۔۔“ وہ کھوئی کھوئی سی بولی۔۔

”شرم کر پرانی پرائیویسی میں گھستے تجھے تو شرم بھی نہیں آرہی، ترسی مخلوق! بھول گئی؟ عالم جیجو کیسے زبردستی نکاح کر کے اٹھا کر لے گئے تھے۔۔“ اسنے اسکا منظر یاد دلایا حور آہ بھر کر رہ گئی۔۔۔

”سن کر ہی حسین لگتا ہے ورنہ جس پر بیتا ہے، قیامت لگا ہے۔“ وہ سرد سانس خارج کر کے بولی۔۔

”ویسے تمہارے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا نا داد کتنا اچھا ہے۔۔“ وہ اس سے بولی اب نور اسے کیا بتاتی کہ اس نے اسے کیسے کیسے ذلیل کیا تھا، نا صرف بہروپیہ بن کر بلکہ داد سے بھی۔

وہ کیسے اسے بتاتی اس چھپھورے کی حرکاتیں۔۔۔

کبھی آلف تو کبھی داد، ایسا ہی جینا مشکل کیا ہوا تھا آج تک، جیسے مرگی کے دورے پڑے ویسے ہی اسے لگتا تھا۔۔

”انکی بات نرالی ہے۔۔“ وہ چبا کر بولی حور ہنس پڑی۔۔۔

”کن کی؟“ اسی سمے ڈور کھول کر روم میں آتی سمعیہ نے انکا آخری جملہ سن کر استفسار کیا۔۔

”عالم جیجو کی اور کن کی۔۔“ حور کو منہ کھولتے دیکھ کر وہ برجستہ بولی۔۔۔

سمی کو مسکراتے دیکھ کر حور سرخ پڑ گئی، بونی سدھر جائو ابھی داد بھائی کو بلاؤں جنکے بارے میں کہہ رہی تھی۔۔۔ ”وہ دانت پیس کر بولی۔۔۔

“حور!!!! نورالعین خود کو بونی سن کر چیخ اٹھی سمی حیران پریشان اچانک انکے تاثرات پر کھڑی بالوں میں برش کر رہی تھی۔۔۔

نور کو اپنی طرف لپکتے دیکھ کر حورالعین قہقہہ لگا کر سمعی میں چھپی اور آگے سمی کو کر دیا۔۔۔

“آپی آپ اس سے کہیں نا کہاں سے بونی ہوں میں۔۔۔ ”وہ روہانسی ہو کر جھنجھلاتی چیخی۔۔۔

“حور بہن کو تنگ نہیں کرتے بیٹا سوری کرو۔۔۔ ”سمی نے اسکے حالت زیر سرزشی کہا۔۔۔

“آپی میں کہاں تنگ کر رہی ہوں؟ میں تو بس یہی کہہ رہی وہ تو داد کو معلوم ہوگا نا کہاں سے بونی ہے یہ۔۔۔ ”وہ آنکھیں جھپکا کر کہتی کھلکھلا اٹھی۔۔۔

نور نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں۔۔۔ ”میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ ”وہ غصے سے چیخی اسکی پیچھے لپکی۔

حور بھاگ کر روم میں سمعیہ کی بانہوں میں چھپ گئی۔۔۔

“سب بومی کہنے لگے ہیں میں نہیں بونی۔۔۔ ”وہ رونے جیسی ہو گئی۔۔۔

“اچھا بس میری جان دیکھنا تمہارے بچے تمہارے ساتھ ہوں گے۔۔۔ ”اسکی رونی صورت دیکھ کر حور فوراً پاس آتی محبت سے بولتی جان سے پیاری بہن کے آنسو صاف کرنے لگی۔۔۔

”نہیں ہوتے سب باپ کی سائیڈ ہوتے ہیں وہ بھی داد کی سائیڈ ہوں گے۔“ وہ دکھ غم سے منہ بسور گئی۔

”نہیں! پر دیکھنا تمہارے بچے تمہاری ٹیم میں ہوں گے۔“ وہ پیار سے بولی۔ نور کو حوصلہ ہوا سہمی بھی متجسس ہوئی۔

”کیسے؟؟“ اسنے پر جوش ہوتے استفسار کیا۔

”ایسے کیونکہ وہ بونے ہوں گے ہاہاہاہاہا“ وہ زودار قہقہہ لگا کر جھپاک سے وہاں سے بھاگی۔ ”آہستہ حور کہاں جارہی ہوں۔۔۔“ اسکی بھاگنے کی رفتار دیکھ کر دل تھامتی ہولتے سہمی نے کہا۔

”ہاہاہا کچھ نہیں ہوتا فاتح پاس جارہی ہوں“ اسکی آواز دور سے گونجی۔

”اب تو معمولاً لڑکیاں میرے قد کی ہیں، یہ لامبوں ہو گئی ہیں تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔“ وہ سہمی سے شکایت کرنے لگی۔

”نہیں میری جان تمہاری ہائیٹ نارمل ہے وہ بس تمہیں چڑا رہی تھی، بہت دنوں بعد گھر میں اسکی چہکار گونجی ہے کہ میں چاہ کر اسے نہیں ٹوک پاتی، بس اسے سننا چاہتی ہوں۔۔۔“ اسنے گول مٹول سپید سی گڑیا جیسی اس پیاری سی موٹی آنکھوں والی لڑکی کا ماتھا چوما۔

نور بھی اسکی غیر موجودگی یاد کرتی نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ ”ہاں کان ترس گئے تھے، اسکی جلت رنگ ہنسی کو سننے کیلئے۔“ اسنے دکھ سے حامی بھری سہمی مسکرا دی اور اسکا گال تھپتھپا کر دونوں ساتھ باہر نکلیں۔

توقع مطابق وہ جب سیڑھیاں اتر کر لائونج میں آئے تو حورالعین کو مسکراتا برہان کے مقابل پایا۔۔۔

”اب یہ نمونے تمہارے سامنے ہوں گے فرصت سے دیکھ لینا ابھی چل کر ناشتہ کرو!“  
لائونج کی فضاء میں عالم کی ناگواریت بھری آواز گونجی۔۔۔

سمی نور سب کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ آئی کیونکہ اسکی بے چین کیفیت سے واقف ہو رہے تھے۔۔۔

”تو پھر کیسا لگا تمہیں۔۔۔“ وہ رازداری سے جھک کر پوچھنے لگا۔۔۔ کوئی شک نہیں تھا وہ ایک خوب رو جوان تھا، جس پر واقع مسکان جیسی لڑکی مر مٹے۔۔۔  
”بس نئے نئے چہرے ہیں۔۔۔“ وہ سر جھکا کر ہنس کر بولی۔۔۔

”ہاہا تو ظاہر ہے نا پہلی بار دیکھا ہے اسلیے نئے نئے ہیں آہستہ سے پرانے بھی ہو جائیں گے۔۔۔“ وہ قہقہہ لگا کر شرارت سے بولا۔۔۔

”نہیں میں نے عالم کو تو پہلے ہی دیکھا تھا نا سب نئے نہیں، عالم کو پہلے دیکھ چکی ہوں۔۔۔“  
اسکا جھکے سر معصوم سا جواب سب کو مسکراتے پر مجبور کر گیا۔

”لو بھئی ایسے تو ہماری لڑکی پاگل نہیں تھی۔۔۔“ داد نے ہاتھ پر ہاتھ مارتے سارا قصہ ہی ختم کیا نور حور دونوں قہقہہ لگا اٹھیں۔۔۔

حور ہنس کر بھاگتی عالم کے پاس جا کر پیچھے کھڑی ہوئی۔۔۔  
تنہائی میں خاک، محفل میں مغرور کر گئی اسے۔۔۔



”چلو جی ہم تو نئے نئے ہیں۔۔“ ”برہان نے اعلان کیا، مسکان سے بولا۔“ ”فیری کہاں ہے؟“

”وہ سوتیلے بچھو کے پاس ڈبل پالیسی انجام دے رہی پتا نہیں پھر اسے کون سا صدمہ لگائے گی۔“ ”اسنے ہنس کر طنز کیا برہان بھی مسکرا دیا۔

”وہ طے کر آئی ہے سب ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کا، بہت ٹرپایا ہے تمنے اسے اپنوں کیلئے چڑیل۔“

عالم حور سہمی کو اپنے ساتھ لے جا کر ڈارمننگ ٹیبل پر بیٹھا انکے ساتھ ہی باقی سب بھی پیچھے پیچھے آئے۔۔

”فاتح کہاں ہے؟“ ”فاتح کی غیر موجودگی محسوس کر کے اسنے تڑپ کر عالم کو مخاطب کیا۔۔۔

وہ تو نیچے فاتح کیلئے آئی تھی کہ اچانک برہان کو سامنے پا کر سانس ہی روک گئی تھی۔۔

پر سامنے ہی تو اسکا شریک حیات بیٹھا تھا جسے دیکھ کر اس میں حوصلہ آیا تھا۔

”جب تم ناشتہ کر لو گی تو تمہیں مل جائے گا۔“ ”وہ سب کی موجودگی کو انور کرتا گال چھو کر بولتا اسے ناشتہ سرو کرنے لگا حور سٹیٹا گئی۔۔

نور نے بے ساختہ مسکراہٹ چھپائی جس پر حور نے گھورا پر وہ اسے اتنا تنگ کر کے آئی تھی کہاں چھوڑنے والی تھی۔۔

”حور عالم سے بہت محبت کرتی ہے نا۔۔“ ”اسنے مزے سے ناشتہ کرتے شگوفہ چھوڑا۔۔

حورالعین کی جان پر بن آئی جب سب اسکے سرخ چہرے کو دیکھ کر قہقہہ لگانے لگے۔۔۔  
”ہاہاہا“! دفعتاً خود بھی کھلکھلائی جب عالم نے اس سے کہا سچ پر ہنسنے والے بیوقوف ہوتے  
ہیں پر افسوس ان مسکان بھی تھی۔۔

اسکے بعد ناشتہ کے وقت وہ خاموش ہی رہی، وہ لوگ چھوٹی موٹی باتیں بنا رہے تھے پر  
عین خاموش ہی تھی، وقتاً فوقتاً برہان پر نظر پڑتی تو مسکرا دیتی۔۔

وہ مسکان کے نصیب پر دل سے خوش تھی، اپنی بہن کو بھی سامنے مسکراتے پا کر سرشار  
تھی، سب سامنے تھے اور وہ سب ایک بار پھر ساتھ تھے۔۔

وہ دیکھ بھی رہی تھی اور احساسات سمجھنے کی کوشش میں بھی تھی۔  
فاتح کو زبردستی کس کرتے وہ حورالعین کے گال سہلا کر اللہ جافظ کرتا آفیس میں ایک  
میٹنگ کیلئے روانہ ہو گیا۔ یہی حال مسکان کا بھی تھا وہ بھی تیار شیار ہو کر کہیں نکل گئی۔  
البتہ داد کہیں گیا اور جلدی ہی پہنچ کر عارب کی تکلیفیں باڑھانے میں کوئی موقعہ نہیں چھوڑ  
رہا تھا۔ بارہ بجے تک برہان یہیں تھا اسکے بعد اسے بھی کال آئی اسے سے ملکر کر وہاں سے  
چلا گیا تھا کہ جلد ہی آئے گا۔۔۔

مسکان گھر میں تھی نہیں تو اسے ہی بتا گیا کہ وہ آئے تو اپنی جعلی ماں کو بتا دینا۔ فیری  
عارب کے بعد اس سے ملکر فاتح کے ساتھ کھیلنے لگی۔۔

اور جب ایک بار پھر شام کے قریب وہ سب ساتھ ہوئے، تو چند گھنٹے بیٹھ کر شادی پر  
ڈسکس کرنے لگے جس میں مسکان برہان آگے تھے اور اپنا فرض احسن طریقے سے نبھا رہے  
تھے۔۔۔

بات یوں طے ہوئی کہ ایک بار پھر سب کی موجودگی میں نکاح ہوگا، اور اس نکاح میں فاتح کا نام بھی اناؤنس کیا جائے گا، شادی میں صرف چند دوست عزیز ہوں گے۔۔ کیونکہ وہ دونوں بڑا ہنگامہ نہیں چاہتے تھے۔۔

یہ سمعیہ کی ضد تھی سادگی کی۔۔

البتہ یہ بات سب پر عالم کے سپاٹ سرد بے تاثر الفاظ نے بیان کردی کہ سمعیہ عالم ’عالم ولا چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی۔۔

حورالعین تو سن کر پھولے نہیں سما پارہی تھی، اسنے چھپ کر سب کچھ عارب کو بھی سنایا اور سمعیہ کو بھی، دونوں اب مطمئن تھے۔۔

زندگی کے نئے سفر کیلئے۔۔۔۔

مہوش علی

دشتِ وحشت



رات کا جانے کون سا پہر تھا کہ وہ گہری نیند میں تھی، اس گہری نیند میں اسکے خوابوں میں کوئی دستک دینے لگا۔۔ وہ اسکی شرارت سمجھ کر مسکراتی کروٹ بدلنے لگی۔۔

”ٹھک ٹھک“ ”دفعاً ایک بار پھر وہی آواز گونجی۔۔ سمی نے جھٹکے سے آنکھ کھولی۔۔

”کک۔۔ کون ہے؟؟“ ”وہ ہراساں ہو کر اندھیرے میں اٹھ بیٹھی۔۔

”ٹھک ٹھک۔۔“ تیسری بار پھر گونجی اور سہی کو معلوم پڑا یہ دستکِ دل نہیں دستکِ کھڑکی ہے۔۔ وہ بھوچکا کر رہ گئی، اسے ہوش گمان میں بھی نہیں تھا ایسا کچھ ہوگا۔۔

”کک۔۔ کون؟؟“ ”وہ بدحواس بیڈ سے اتری اور گھبرائی آواز میں ہکلاتے ہوئے پوچھا۔۔

”کھڑکی کھولیں۔۔“ ”باہر سے التجائیہ آواز آئی۔۔ سہی متحیر سی رہ گئی اور ہونفتوں کی طرح بند کھڑکی کو دیکھنے لگی۔۔

”سہی جی کھولیں گر جانوں چند پسلیاں بھی ٹوٹ جائیں گی۔۔“ ”اسنے آہستہ آواز میں دہائی دی وہ ہوش کی دنیا میں آتی بوکھلا کر کھڑکی کھولے سائیڈ ہو گئی۔۔

”عاری۔۔“ ”!!! اسکی آنکھیں پھیل گئی جب وہ کھڑکی سے آہستہ بے آواز چھلانگ لگا کر اندر داخل ہوا، سہی کا دل دھک سے رہ گیا۔۔

وہ پیچھے ہٹ گئی اسے یقین نہیں آرہا تھا سامنے سو جھے منہ کے ساتھ کھڑا اسکا عاری ہے۔۔

”گھبرائیں نہیں، باہر وہ کمینہ کھڑا ہے اپنی نیند خراب کر کے گارڈ بنا صرف مجھے تکلیف دینے کیلئے، اسلیے کھڑکی سے آنا پڑا۔۔“ ”وہ کھڑکی بند کرتا بولا۔۔

”مم۔۔ میں لائیٹ جلاتی ہوں۔۔“ ”سہی لائیٹ کی جانب لپکی۔۔

”نہیں ایسی غلطی مت کریں، بلکہ آواز بھی نا نکالیں، مسکان داد دونوں مجھ پر نظریں ٹکائے

بیٹھے ہیں اگر پکڑ لیا تو عالم کے حوالے کر دیں گے، پھر تو ٹھیک ہونے میں سال لگ جائیں

گے۔۔“ ”وہ ایک دم اسکے سامنے آتا سرگوشی میں گویا ہوا کہ اسکے سینے سے ٹکرانے سے

بچتی سہی سانس روک گئی۔۔



اندھیرے میں وہ اسے دیکھتی بدحواس متحیر تھی اسکی نسبت وہ اس اندھیرے میں اسے سامنے پا کر مدہوش سا تھا۔

”یہاں کیوں آئے؟“ وہ نظریں کترا کر چراتی ہوئی اس سے فاصلہ قائم کر گئی، لہجے میں غصہ خفگی ناراضگی واضح عود آئی۔

”آپ سے سوری کرنے بار بار کرنے، ہر بار کرنے۔“ اسکی سرگوشی نما بھاری آواز پر سہمی کی دھڑکنیں سست پڑ گئیں۔

”ہم! ٹھیک ہے جاؤ اب ہو گیا۔“ وہ جلدی سے یہاں سے بھیجنا چاہتی تھی اس سے پہلے کوئی یہاں آجائے۔

نیم اندھیرے کے باعث وہ دیکھ نہیں پارہا تھا تاثرات، ورنہ اسے اندازہ ہوتا وہ کس قدر ڈر رہی ہے اس تنہائی سے۔ بلکہ اسے خوف تھا اگر وہ پکڑا جاتا، یا وہ سر پھرے انکے روم میں آجاتے۔

”مم۔۔ میں لاک چیک کرتی ہوں۔“ وہ ہڑبڑا کر دروازے کی جانب لپکی۔ عارب نے اسکی کلائیوں پر تھام لیں کہ سمعیہ کی حالت غیر ہونے لگی۔

”آپکی چوڑیاں شور مچا رہی ہیں۔“ ذرا سا پاس آکر وہ سرگوشی میں گویا ہوا، سہمی نے سانسیں تھام لیں۔

”مم۔۔ میں اتار دیتی ہوں تم جاؤ۔“ وہ بھیگی ہتھیلیوں کی مٹھی بناتی اپنا تنفس بحال کرنے کی کوشش میں تھی۔

”تم چوڑیاں اتارو میں چلا جائوں، یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔؟؟“ دفعتاً اسنے جھک کر کان میں معنی خیز گھمبیر سرگوشی کی۔۔۔ سہی کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔۔۔

یہ ایک اسے ماحول، انکے بیچ رشتے تنہائی سے خوف آنے لگا۔

”عاری جائو یہاں سے ورنہ میں خود پھر عالم کو بلا لوں گی۔۔۔“ جھٹکے سے دور ہوتی وہ غصے سے بولی اسکے باوجود لہجہ بری طرح کانپ رہا تھا، ٹانگیں بھی سن سی تھیں۔۔۔

”آپنے میرے زخم نہیں دیکھے، ان پر مرہم نہیں لگایا، ناہی میرا حال احوال پوچھا کہ میں نے کچھ کھایا بھی ہے کہ نہیں؟ میں نے کیسے آج کا دن گزارا بغیر آپکو دیکھے، شادی کے دن بندھنے سے میرے احساسات تمہارے احساسات کیا ہیں وہ بھی نہیں شہر کیے ناہی مجھے یہ بتایا کہ آپنے مجھے معاف بھی کیا کہ نہیں۔۔۔“

اتنا بے یقین ہوں؟ اتنا برا ہوں کہ خوف کھا رہی ہیں مجھ سے؟ ”وہ سامنے آکر اس سے سوالات کی بوچھاڑ کرنے لگا۔۔۔“

سہی کا دل بھاری ہوگیا، بے چین تو وہ تھی اسکے حال کیلئے، فکر مند تھی اسنے کھایا بھی کہ نہیں۔۔۔

احساسات بوکھلا رہے تھے، بار بار سرخ رنگ برسا رہے تھے چہرے پر، دل کی دنیا بری طرح بدل رہی تھی پر اسکے باوجود وہ کچھ کہہ نا پائی۔۔۔

وہ لاجواب ہونے کے باوجود کچھ کہنے کیلئے منہ کھولنے ہی والی تھی دفعتاً فضا میں ایک بار پھر دستک کی آواز گونجی۔۔۔

”سمعیہ کا آپ جاگ رہی ہیں؟“ یہ آواز کسی اور کی نہیں بلکہ مسکان کی تھی۔۔ نا صرف سہی بلکہ عارب بھی بھوچکا گیا۔۔

”سمعیہ؟؟؟“ وہ محظوظ ہوتی بلانے لگی۔

”ا۔۔اب۔۔؟؟“ ”وہ سرک آئی اسکے پاس۔۔ نیم اندھیرے میں عارب کے قریب آتا وہ حواس باختہ چہرہ لبوں پر مسکراہٹ بکھیرنے لگا۔۔

”اب؟؟؟“ ”وہ الٹا اس سے بولا۔۔ سمعیہ کی دھڑکنیں سست پڑ گئیں۔۔

بھلا وہ آیا کیوں اسکے پاس، دماغ خراب تھا اس انسان کا، ذرہ سا احساس نہیں گھر میں عالم موجود ہے اسے بھنک پڑ گئی تو ٹانگیں توڑ دیتا اسکی۔۔

اسکی بہن کے روم میں آنے سے تو شاید جان لے لیتا پر وہ نادان تھا یا جان بوجھ کر یہ سب انجام دے رہا تھا۔۔

سمی نے ہاتھ مسلتے روم میں نظریں دہرائیں، اسکا دل فل سپیڈ سے بھاگ رہا تھا جیسے پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔۔

”تت۔۔ تم ہاتھ روم میں جائو جلدی۔۔“ ”دفعۃً اسے خیال آیا اور کہنے کے ساتھ ہی اسکے ہاتھ کو پکڑ کر وہ کھینچتی ہوئی ہاتھ روم کے پاس لائی۔۔

”آر یو شیور چلا جائوں اندر؟“ ”وہ جانے کس کی تسلی چاہتا پر سمعیہ کے حواس پر خوف سوار تھا، اگر پکڑی جاتی تو کیا ہو جاتا اسکا وہ تو نظریں نہیں اٹھا پاتی اسکی وجہ سے۔۔

”ہاں پلیز ”! وہ التجا کرنے لگی، عارب کندھے اچکا کر اندر چلا گیا اور سہمی نے آہستہ سے دور بند کیا اور گہرے سانس بھر کر اس سے پشت ٹکا گئی۔۔۔

اسکے وہم و گمان میں نہیں تھا ایسے بھی دن آئیں گے اسکا حال برا ہو رہا تھا، پر وہ تو جیسے سچ کا عاری دماغ سے بنا گیا تھا۔۔

”سمو! آئی ایم ویٹنگ پیٹل۔ ”مسکان کی آواز نے اسے حقیقت و ہوش میں پٹھا۔۔۔

”ہا۔۔۔ ہاں آئی۔۔۔ ”وہ بوکھلا کر دروازے کی جانب بھاگ آئی اور کھٹکے کے ساتھ ہی دروازہ کھولا تو سامنے ہی وہ مسکراتی اپنی سنہری چمکتی آنکھوں کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔

”کیا ہوا آپ ٹھیک ہو؟ ”وہ انگلیوں سے اسکے ماتھے پر سب سے ننھے شبی قطرے سمیٹتی ہوئی مسکرا کر بولی۔۔۔

”ہہ۔۔۔ ہاں ٹھیک ہوں! تم بتاؤ خیریت رات کے دو بج رہے ہیں اس وقت یہاں؟ ”اسنے بات گول کر کے اس سے وجہ پوچھی۔۔۔ خوف اس قدر حاوی تھا وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیسے رویہ اختیار کرے کیسا برتاؤ کرے۔۔۔

پر وہ انجان تھی سامنے کون سی بلا کھڑی ہے، اسے رویہ لہجے برتاؤ دھوکہ نہیں دے سکتے تھے۔ وہ زیرک نگاہ تھی، اپنی خوبیوں خاصیتوں سے ان سب کو پیچھے چھوڑنے والی۔۔۔

”عارب کے روم کی طرف جارہی تھی، تمہاری آواز سنی سوچا پوچھ لوں سب ٹھیک ہے؟ ” وہ مسکرا کر بولی۔۔۔

سہمی کو لگا وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گی اسکے باوجود وہ گہرے سانس نامحسوس انداز میں لیتی سر ہلا گئی۔۔



”اچانک آنکھ کھل گئی۔۔۔وہ۔۔۔“

”چلو کوئی بات نہیں، میں سمجھ سکتی ہوں کھڑکی بند کر کے سو جانا۔“ وہ بڑوں کی طرح ہدایت دیتی اسکا گال تھپتھپا کر وہاں سے جانے لگی۔۔

سہمی تو ہکا بکا اسے بس جاتے دیکھتی رہ گئی، اور جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا تو واقعی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔۔ سامنے چاند کھڑکی سے اپنی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔۔

”عرب کا روم تو نیچے ہے اور اسکا بھی پھر۔۔۔“ وہ حیران پریشان ڈور بند کر کے اندر آئی۔۔

”کہیں اسے معلوم تو نہیں پڑ گیا عرب۔۔۔“ وہ دل دھک سے حلق میں اچھل آیا اور وہ پھیلی آنکھوں سے دروازے سے پیٹھ لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔

”عاری۔۔ عاری میں تمہارا کیا کروں۔۔۔“ اسکا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔۔ ہر بار ایسے حالات پیدا کرتا کہ وہ چہرہ اٹھا بھی نہیں سکتی تھی۔۔

ابھی اسکی بہن کو معلوم پڑ گیا، اور انکے تعلق تو اتنے مضبوط تھے کہ اگر عالم کو بھنک بھی پڑی عرب کی خیر نہیں ہوگی پھر کھڑکی تک آنا کیا بیڈ تک جانے کی بھی سکت نہیں بچے گی اس میں۔۔۔

پر وہ کہاں باز آنے والا تھا، کہ ایکدم اسکے حواسات پر اندر سے گرتے پانی کی آواز چھائی۔۔۔

یہ تو شاور کی آواز ہے۔۔۔ تو کیا وہ ہاتھ لے رہا؟؟؟

“عاری؟؟؟” ششدر ہراساں ہڑبڑا کر ہاتھ روم کے پاس آئی۔۔

“عاری کی جان۔۔۔” دیوار پر ہاتھ ٹکائے شاور کے نیچے کھڑا وہ مسکرایا۔۔۔

“تم شاور لے رہے ہو؟ یہ کون سا وقت ہے شاور کا؟ تم اس وقت میرے روم میں ہو کیسے شاور لے سکتے ہو؟؟؟” وہ پاگل ہونے کو تھی۔۔

دبے دبے لہجے میں غصے سے بولی۔۔۔

“جتنا تم نے وقت لگایا اتنے میں تو بندہ شاور لے لے۔۔۔” شاور بند کر کے وہ شرٹ کندھے پر رکھ کر بالوں میں ہاتھ گھماتا ہوا ہاتھ روم کے دروازے سے نمودار ہوا۔۔

سمی بدک کر پیچھے ہوئی، اور حیرت سے گنگ اسے دیکھنے لگی اسکے کندھے پر شرٹ تھی اور خود بلیک پینٹ میں ٹپ ٹپ پانی کی بوندیں گرا رہا تھا۔۔

“جاؤ تم اب”! دفعتاً اسے احساس ہوا جیسے سب غلط ہو رہا ہے۔۔ اسکے مردانہ سینہ چوڑے شانے دیکھتی وہ نظریں گھما کر اسکی طرف کر گئی۔۔۔

“حساب کتاب، معافی دوستی۔۔۔؟؟؟” وہ ایک قدم بڑھا کر پاس آتا شرٹ صوفے پر پھینک کر بولا۔۔۔

سمعیہ کی ٹانگیں کانپنے لگی، اسکی حالت غیر ہو رہی تھی، جان جیسے ہاتھوں میں آگئی تھی۔۔

اسکی نظروں کے سامنے اسکا سینہ گھومنے لگا، وہ کتنا بڑا تھا اس سے، سوچ کر جھرجھری لے اٹھی۔۔

”جاؤ معاف کر دیا بس اب جاؤ۔۔“ وہ بھاگ کر کھڑکی کھولنے کیلئے بڑھی ہی تھی کہ ایک دم سے اچانک اسکی کلائی کو جکڑتے کھینچا وہ آہ کرتی لہرا کر سیدھا اسکے بھینگے وسیع سینے سے ٹکرائی۔۔۔

”عاری!! اسکی سہمی سہمی سی سرگوشی نکلی۔۔۔

”اب کہو معاف کیا؟“ اسکی کلائیاں پیچھے باندھ کر اسے سینے سے لگاتا وہ مسکرا کر سرگوشی میں بولا۔۔۔

سمعیہ کا حلق خشک پڑ گیا، وہ ٹھٹھر کانپ رہی تھی۔“ پلیز جاؤ کیا نا معاف،، اب جاؤ رات بہت ہو گئی ہے ع۔۔۔ عالم آگیا تو؟؟“ وہ کسمسا کر اسکا حصار توڑنے کی کوشش کرتی التجا کرنے لگی۔۔۔

”تو اس بار دونوں چھپیں گے۔۔“ وہ جواباً شرارت سے کہتا حصار تنگ کرنے لگا۔۔۔  
سمی کانوں کے لو تک سرخ پڑ گئی۔۔۔“ تم بہت تنگ کرتے ہو۔۔“ وہ ہتھیار ڈال کر لب بھینچتی ڈبڈباتی نظریں جھکا گئی۔۔۔

”مانتا ہوں سزا دے لیں پر اپنے بھائی سے سزا دلوا کر کیوں مارنا چاہتی ہیں۔۔“ وہ بھی شکایتی لہجے میں بولا۔۔۔

سمعیہ نے نگاہیں اٹھا کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

آنکھوں کے پاس لب ناک پر گہرے سیاہ نیل تھے۔۔

”یہ بھی دیکھ لیں۔“ وہ اپنی گردن دیکھانے لگا جہاں سفید گردن پر سرخ نیلے نشان پڑ گئے تھے۔

”یہ کیسے پڑے عالم نے تو گردن سے نہیں پکڑا تھا!“ وہ حیران پریشان اسکی گرفت کمزور ہونے پر ہاتھ چھڑواتی انگلیاں پھیریں وہ لب بھیج کر مسکراہٹ چھپانے لگا۔

نیم اندھیرے میں چاند کی روشنی کے سامنے اسکی اڑی اڑی رنگت سامنے تھی۔ جیسے خوفزدہ ہو۔

”کیا اسکے گردن پکڑنے کی ضرورت ہے؟ کالر سے پکڑا تھا سختی سے اسکے نشان پڑ گئے ہیں۔ ابھی تو کمر میں درد ہے صوفے لگا ہے۔ توڑ دیا یا۔۔۔“ وہ اسکے زخم دیکھ کر رہی تھی اسنے شکایتی لہجے میں کہا سہمی بے ساختہ ہنسی۔

”تم تو مرنے کی باتیں کرتے تھے نا؟“ وہ چھیڑنے لگی۔

”وہ تو تم ابھی سے اندازہ لگا لو۔۔۔“ اچانک ہی جھک کر اسکی گردن کو شدت سے چھونے کی جسارت کرتا وہ سرگوشی میں بولا۔

سہمی سانس روک کر اسے پیچھے دھکیلنے لگی۔ ”بی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو عارب جائو یہاں سے۔۔۔“ وہ اسکے اچانک شدت بھرے لمس سے سن پڑ گئی۔

”بتا رہا ہوں تمہیں پانے کی راہ میں اگر موت بھی آجائے گھبراؤں گا نہیں سہمی۔۔۔“ وہ حصار تنگ سے تنگ کر رہا تھا سہمی کو اپنی سانسیں اکھڑتی محسوس ہوئیں۔

”بی۔۔۔ یہ تم مجھے منانے آئے ہو۔۔۔“ وہ خفگی غصے طیش کے ملے جلے تاثرات سے کہتی نڈھال سی اسکا حصار توڑنے کی کوشش میں تھی۔



”تم مان بھی تو نہیں رہی۔۔۔“ وہ ہنس کر اس کے گال چھوتا ہوا بولا۔۔۔  
”ہاں تو جائو نہیں مان رہی میں۔۔۔“ وہ غصے سے جھٹک کر حصار توڑتی اس سے دور  
ہوئی۔۔۔

اس کا تنفس بکھرا ہوا تھا، دھڑکنیں اس کے لمس پر اتھل پتھل تھیں۔۔۔

”اف! اتنا خوفزدہ ہو گیا تھا سہی جی ایسا لگا ابھی عالم نے کوئی خلاف فیصلہ سنایا تو میری  
سانسیں تھم جائیں گی۔۔۔“ وہ بیڈ پر گرتا گہرا سانس بھر کر بولا۔۔۔ اس کے وجود کی خوشبو  
اپنی سانسوں میں محسوس کرتا گہری مسکراہٹ لبوں پر سجائے گہرے سانس بھرنے لگا۔  
”تم بھیگے ہوئے ہو۔۔۔“ وہ بوکھلا کر بولی۔۔۔

یہ سو کیوں رہا تھا یہاں۔۔۔ اس کی حالت سوچ کر بری ہونے لگی۔۔۔

آخر یہ دماغ سے عاری انسان معافی مانگنے آیا ہے یا مزید تنگ کرنے۔۔۔

”آپ بھی تو بھیگ چکی ہیں۔۔۔“ اس نے معنی خیزی سے اس کے سراپے کی طرف اشارہ دیا سہی  
بھوپکا کر اپنا دوپٹہ درست کرتی یہاں وہ دیکھنے لگی۔۔۔

”تم جائو بہت وقت ہو گیا ہے کچھ ہی دیر میں تین بج جائیں گے۔۔۔“ وہ جلد از جلد اسے  
یہاں سے بھگانا چاہتی تھی اس سے پہلے داد وہاں چھاپا مارے۔۔۔

بہر حال پہلے تو ہمت نہیں ہوگی اس وقت اس کے روم تک آنے کی پر اگر پھر بھی عالم کو  
بتادیا تو۔۔۔۔

اگے سوچنا محال تھا۔۔۔ پر وہ سر پھرا لاپروا انسان سمجھے تب نا۔۔۔

”آپکو معلوم ہے میں تو سیدھا شادی کی رات معافیاں مانگنے کا پلان بنا رہا تھا یہ تو بھلا ہو میری جان فیری کا جس نے لمبی میٹنگ کے بعد بالآخر کھڑکی سے کود کر آنے کا نیک فائنل مشورہ دیا۔۔

اور داد کمینے کی بے غیرتی دیکھیں وہ میری کھڑکیاں باہر سے لاک کرچکا تھا، پھر مجھے دو گھنٹے تو صرف کھڑکیوں کو نکالنے میں لگے۔۔ ”سہمی جو غیردماغی سے سن رہی تھی آخری بات پر اسے جھٹکا لگا۔۔۔

”کھڑکیوں کو نکالنے؟؟؟؟“ وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتی اسکے پاس آئی۔۔۔

”ہاں آپ اتنی حیران کیوں ہو رہی ہیں؟ توڑی نہیں صرف انکے نٹ بولٹ ہی نکال کر آیا ہوں جاکر واپس لگا دوں گا۔“ وہ کس قدر ریلیکس ہو کر بتا رہا تھا سہمی کا تو سن کر سر چکرا گیا۔۔

”مرہم ہی لگا دیں۔۔ تکلیف بڑھ رہی ہے۔۔“ وہ اپنے چہرے کی طرف اشارہ دینے لگا۔۔۔

سہمی لب بھیج کر اسے دیکھنے لگی۔۔ ”تم جاکب رہے یہاں سے۔۔“ وہ ضبط سے بولی

”جب آپ آکر مرہم لگائیں گی زخموں پر“! وہ لاپرواہی سے بولا نظریں چھت پر ٹکائی ہوئی تھیں۔۔

”مسکان سے جاکر بولو۔۔“ وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی اس طرح بھلا کیسے کر سکتا ہے۔۔

اسکے انداز اسے تائو دلا رہے تھے۔۔

”یہ کام بیوی کا ہے؟“ وہ جتا کر بولتا اسے گنگ کر گیا۔۔

پھر کیسے یہ بحث شروع کرے کہ وہ اسکی ابھی بیوی نہیں بنی۔۔۔“ دیکھو عارب کوئی آگیا تو پھر کتنا مسئلہ ہو جائے گا سمجھو بات کو پلیز جانو صبح مسکان سے کہہ کر لگاوا لینا۔۔۔” وہ منت سماجت پر اتر آئی پر اس پر کہاں فرق پڑنے والا تھا۔۔۔ کندھے اچکا گیا۔۔۔

سسی نے ضبط سے مٹھیاں بھیج لیں ورنہ دل پھر سے چاہ رہا تھا جا کر عالم کو خود لیکر آئے۔۔۔

“اچھا اگر لگا دوں تو چلے جانو گے؟” وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

“پکا چلا جانوں گا بس یہی تو چاہتا ہوں آپ مرہم لگائیں تاکہ جلن کم ہو جائے۔۔۔” اسنے جس انداز میں کہا سسی کا دل دھڑکا اسے احساس ہوا شاید کچھ زیادہ تکلیف ہے اسلیے ضد کر رہا تھا۔۔۔

ناچار چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی سائیڈ ٹیبل کے دراز سے مرہم نکالتی، بیڈ پر اسکے کچھ فاصلے پر بیٹھی۔۔۔ عارب بھی اسے دیکھتا مسکراتا ہوا اوپر کھسک آیا۔۔۔

اسکی لہراتی لمبی موٹی چوٹی کو دیکھتے اسکا دل چھونے کیلئے اکسا رہا تھا پر وہ ایسا کچھ بھی کرنے سے خود کو باز رکھنے لگا۔۔۔

وہ پوری اسکی ملکیت تھی اسکے پاس ہی آنے والی تھی۔۔۔

“ٹھیک سے دکھائی نہیں دے رہا لائیٹ جلاتی ہوں” وہ اسے آگاہ کرنے لگی پر عارب نے منع کرنا۔۔۔

”پاس آئیں گی تو دکھائی دے گا نا، لائیٹ جلا کر سب کو شک پڑوانا چاہیں گی آپ؟“ اسکی بات میں دم تھا۔ وہ ناچار تھوڑا سا فاصلہ مزید کم کرتی ٹیوٹ سے مرہم انگلی پر نکالتی اسکے چہرے کی طرف بڑھانے ہی لگی تھی کہ بیچ میں ہی اسکی کلائی کو جھٹکے سے تھاما۔۔۔

”یہ کیا ہے؟“ ”سمعیہ نے گھورا اور اسکی گرفت کی طرف اشارہ دیا۔۔۔۔“ یہ کلائی ہے اس کلائی پر میری گرفت ہے۔۔۔“ کہنے کے ساتھ ہی جھٹکا دیکر اپنی سمیت کھینچا ساتھ ہی تکیے پر ڈالتے خود اس پر جھک گیا۔۔۔

”جمع۔۔۔ عاری۔۔۔۔۔“

یہ سب اس برقی رفتاری سے کیا کہ وہ اپنے حواس بحال نہ کر سکی اور اسکے حصار میں قد ہو چکی تھی۔۔۔

”ہاں اب بولو معاف کیا؟“ اسنے اسکی کلائیاں تکیے سے لگاتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

وہ متحیر سی اسکے چہرے کو تکتی رہ گئی۔۔۔“ ”مرہم؟؟“ ”سرخ چہرے کے ساتھ اسنے دور جاگرے مرمر کا احساس دلایا۔

”لگاؤ۔۔۔“ ”اسنے اپنے چہرے کی طرف اشارہ دیا اور سعی اسکا اشارہ سمجھتی پانی پانی ہو گئی۔۔۔

”آپ سے کہا ہے! جب تک مرہم نہیں لگاؤ گی میں نہیں جائوں پھر چاہیے رات ہی کیوں نا ایسے گزارنی پڑے۔۔۔“ ”وہ اس پر جتا رہا تھا سعی کا برا حال ہو گیا۔۔۔

”تم ایسا کیسے کر سکتے ہو، تمنے اس مرہم کے بارے میں کہا تھا۔۔۔“ ”وہ نیچی آواز میں بے بسی سے اس پر غرائی



”میں نے صرف مرہم کا کہا نا کہ اس مرہم کا، میں تو بیوی سے اس مرہم کی فرمائش کرنے آیا ہوں۔۔“ وہ کہنے کے ساتھ جھک کر اچانک ہی اسکے ہونٹوں کو چھوتا اسکے وجود میں سنسنی خیز لہریں دوڑا گیا۔۔

وہ خاموش چہرہ دوسری طرف موڑ گئی۔۔

”بتاؤ معاف کیا۔۔؟؟“ اسکے کان پر ناک سہلاتے اسنے سرگوشی میں پوچھا۔۔ اسے اپنی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دینے لگی۔۔۔

”کر دیا معاف پلیز جائو۔۔۔“

”اوکے چلا جاتا ہوں پر کچھ جوابات دے دو پھر۔۔۔“ اسنے پھر سے ایک شرط رکھی سی لب بھیج گئی۔۔۔“ بولو؟“ اپنا سر جھٹکتے اسنے کہا۔۔

پر وہ ایسی کوئی حرکات نہیں کرنے دے رہا جس سے وہ اپنی جان چھڑوا پاتی۔۔

”کیسے سوال؟“ وہ چھتے لہجے میں بولی۔۔

”صرف سچ پوچھوں گا جواب وہی دینا جس پر ایمان سے عمل کر سکو، بلکہ اس جواب کے بعد جب عمل کا وقت آئے گا کبھی نہیں کترائو گی۔۔“ جواباً کہنے پر سی حیران پریشان سی اسکا چہرہ تکتے لگی وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

”بولو؟“ اسکے جواب طلب پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔

”پھر چلے جائو گے سچ میں؟“ اسنے مشکوک ہو کر پوچھا۔

”پکا چلا جائوں گا۔۔“

”او کے ٹھیک ہے پوچھ لو۔۔“ وہ ہارتے ہوئے سر تکیے پر گرا کر بولی۔۔ عارب نے مسکراتے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔ اور قریب آتے اسکے کان پر جھکا۔۔

سمعیہ نے اسکی خوشبو، احساس قربت پر آنکھیں میچلیں۔۔

کہنے کو تو فیری اسے مخلص مشورہ دے گی تھی، پر وہ کیا جانے معصوم بچی کہ کیسا ظلم ڈھا گئی ہے سمعیہ پر۔۔ اسکے لبوں کی سرسراہٹ کان پر اسے سمٹنے پر مجبور کر گئی۔۔



یہ کیسا سوال تھا سمعی ٹھٹھک کر اسے گھورنے لگی۔۔

”جواب دو سچ دونوں دلوں کو گواہ رکھ کر۔۔“ وہ بات پر زور دیکر بولا۔۔

سمعیہ کو ناچار ہتھیار ڈالنے پڑے۔۔ ورنہ وہ کیسے جاتا یہاں سے اگر کسی کو معلوم پڑ جاتا صبح اسکے جاتے تو؟ اور اسکی ایسی حرکتیں تھیں اگر چند منٹ مزید رہا۔۔۔۔ آگے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

”شادی کریں گی؟“

”ہاں۔“

”پکا؟“

”ہاں۔“

”میری غلطیاں معاف کریں گی؟“

”ہاں۔“

”ناراض تو نہیں ہوں گی؟“

”نہیں۔“

وہ کان پر جھکا اسکے کان میں مدھم گھمبیر لہجے میں سرگوشیاں کرتا اپنی دکھتی سانسوں سے اسکے حواس جھنجھور کر رکھ رہا تھا۔

سمعیہ بکھرتے تنفس کو سنبھالتی جوابات دے رہی تھی۔

”میں کبھی ناراض ہوں؟“

”نہیں۔“

”کبھی بھی نا؟“

”نہیں۔“

”بڑے ہونے کے طعنے دیں گی؟“

”نہیں۔“

”کبھی اکیلا تو نہیں کریں گی؟“

”نہیں۔“

”ڈانٹیں گی؟“

”نہیں۔“

”ہمیشہ ساتھ رہیں گی؟“

”ہاں۔“

”نماز ساتھ پڑھیں گے؟“

”ہاں۔“

”قرآن ساتھ پڑھیں گے؟“

”ہاں۔“

”نوافل ساتھ ادا کریں گے؟“

”ہاں۔“

”معافی ساتھ مانگے گے؟“

”ہاں۔“

”عالم سے بچائو گی؟“



”ہاں۔“

”ہر مشکل میں ساتھ رہیں گی؟“

”ہاں۔“

”مجھے چھوٹا کہیں گی؟“

”ہاں۔“

”مجھے عاری کہیں گی؟“

”ہاں۔“

”اسنے مسکراہٹ چھائی۔۔“

”میری آنکھوں میں دیکھیں گی؟“

”ہاں۔“

”میری بات مانیں گی؟“

”ہاں۔“

”چائے بنا کر دیں گی؟“

”ہاں۔“

”کھانا بنائیں گی؟“

”ہاں۔“



”رات دیر تک باتیں کریں گی؟“

”ہاں۔“

”صبح وقت پر جگائیں گی؟“

”ہاں۔“

”میرے کام کریں گی؟“

”ہاں۔“

”ٹائی باندھیں گی؟“

”ہاں۔“

”کھانا بنائیں گی؟“

”ہاں۔“

”مجھے کھلائیں گی؟“

”ہاں۔“

”آپ پیار کریں گی؟“

”ہاں۔“

”ہمیشہ کریں گی؟“

”ہاں۔“



”روز کریں گی؟“

”ہاں۔“

”ابھی کریں گی؟“

”ہاں۔“

”پکا کریں گی؟“

”ہاں۔“

”مجھ سے زیادہ کریں گی؟“

”ہاں۔“

”میں پیار کروں؟“

”ہاں۔“

”ہمیشہ کروں؟“

”ہاں۔“

”روز کروں؟“

”ہاں۔“

”ابھی کروں؟“

”ہاں۔“



آپ سے بڑھ کر کروں؟”

”ہاں۔“

”پکا کروں؟“

”ہاں۔“

”ساتھ دیں گی؟“

”ہاں۔“

”پکا دیں گی؟“

”ہاں۔“

”سوچ لیا؟“

”ہاں۔“

”ہمارے بچے ہوں گے؟“

”ہاں۔“

”ہاہاہاہا۔۔۔“ ”دفعاً وہ اسکی بے خودی میں“ ہاں۔ ”پر مدھم سا تھتھہ لگا اٹھا۔۔۔“

سمعی نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

اور اسکے سوالات پر غور کیا تو حواس جھنجھلا اٹھے۔ ”کیا؟؟؟؟؟“ ”وہ چیخنے لگی تھی کہ ایکدم

ہنستے عارب نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔



”ظاہر ہے نا جاناں پیار کے بعد بچے ہوں گے۔۔“ وہ ہنستے ہوئے محفوظ ہوتا گویا ہوا سمعی کا چہرہ ایسا تھا کہ ابھی خون چھلک پڑے گا۔۔

”تمنے چیٹ کیا ہے مجھے میں نہیں مانتی۔۔“ وہ غصے سے بولی۔۔

”بھئی یہ کیا بات ہوئی؟ دو دلوں کو گواہ بنا کر سوال کر رہا تھا چیٹنگ کہاں کی؟ اب تو جو تھا وہی تھا۔۔

”میں نہیں مانتی میرے منہ سے روانی میں ہاں نکلتا گیا۔۔“ وہ زچ ہو کر بولی۔۔

”کیسی روانی میں نے تو آپکے حواس بحال ہی رکھے ہوئے تھے کیسی روانی؟“ وہ گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا سہمی کا دل دھڑک اٹھا سینے میں اسکی معنی خیز بات پر۔۔

”تم ایک انتہائی کے بد تمیز ہو عاری! پیچھے ہو جائو جائو یہاں سے۔“ وہ اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرتی بولی۔۔

”ایسے کیسے جو بھی ہوا آپکے سوالات ایمان کی سچائی میں تھے اب تو پورے ہوں گے۔۔

چلیں جلدی سے میرے زخموں پر مرہم لگائیں تاکہ میں جاسکوں۔۔“ وہ گھوم کر پھر اپنی فرمائش میں الجھاتا اپنی بات پر آرکا تھا۔۔

”اگر انکار کیا تو میں وہ سب کروں گا جسکی تم بہت پرسکون ہو کر اجازت دے چکی ہو۔۔“ اسنے سپاٹ لہجے میں دھمکی دی سہمی کا حلق خشک ہو گیا۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں بے بسی سے دیکھنے لگی۔۔ پر اس پر جیسے کوئی اثر نہیں پڑ رہا تھا۔۔

اور وہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی اسکی دھڑکنوں سے محفوظ ہو رہا تھا۔۔

”پھر چلے جائو گے؟“

”ہاں۔“

”پکا؟“

”ہاں۔“ اسنے گہری مسکراہٹ سے کہا جب اسکے نرم لبوں کا لمس اپنے زخموں پر محسوس کیا، بے ساختہ بے خود مبہوت ہوتے خود میں بھیج کر وہ اس کے چہرے پر بے تحاشہ محبت کی برسات برساتا اسکا تنفس بکھیرتا ہوا اس سے دور ہوا۔۔۔

”بہت جلدی ہی ایک ہو جائیں گے اب مکمل طریقے سے میری ہونے کیلئے تیار رہیں، پھر بتائوں گا یہ دماغ سے عاری انسان کتنا عاری اور چھوٹا ہے۔۔۔“

وہ کہہ کر رکا نہیں اسکی چوٹی کو لبوں سے چھو کر جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔۔۔

سمعیہ میچی آنکھوں سے اسکی سانسوں، خوشبو کو خود میں محسوس کرتی چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔۔۔

اس سے سوچنا محال تھا، بہت بوکھلائے دے رہا تھا وہ تصور جب وہ مکمل اسکے دسترس میں ہوگی۔۔۔

وہ چلا گیا تھا، پر اسکا احساس اسکی خوشبو اسکا لمس سہمی کے گرد وہی تنگ حصار باندھے ہوئے تھے جن سے نا وہ جان چھڑوا پارہی تھی نا ہی وہ چھوڑ رہے تھے۔۔۔



اسکے دیکھتے ہی دیکھتے تیاریاں عروج پر پہنچی، سہمی خاموش تھی البتہ مسکان نورالعین حور کی کھلکھلاہٹیں بلندیوں پر تھیں۔

نور اور مسنی کی بھاگ دوڑ شاپنگ کی طرف تھی، عالم ولا سرخ پیلے، سفید پھولوں سے سجایا جا رہا تھا جسے دیکھتے پہلی نظر میں ایک سچی ہوئی دلہن کا گمان ہوتا۔

پورے سفید روش پر سرخ پھولوں کی بارش کی ہوئی تھی جیسے پھولوں کی چادر بچھائی ہو۔۔۔ برقی جگمگ فینسی لائٹس کے علاوہ پھولوں کی چادر اوڑھی ہوئی تھی اندر باہر سے گھر میں۔۔۔

اور ہوتی بھی کیوں نہیں عالم کی لاڈلی بہن شہزادی جیسی بہن کی آج شادی تھی۔ سمعیہ نے کسی بھی دوسری رسموں سے منع کر دیا تھا، نامایوں نا ہلدی ہوئی ڈارکٹ مہندی وہ بھی حورالعین کی ضد پر۔۔۔ جس میں انہوں نے جی بھر کر انجوائے کیا، نور حور کی ساری آرزوئوں پوری ہو رہی تھی۔۔۔ آج رخصتی تھی۔۔۔

سب کو دعوت دی گئی تھی، شہریار ملک کی فیملی، صائم زیدی کی فیملی، حیدر شاہ کی فیملی، ہارون شاہ، خصوصاً جان مرزا مدعو کیا گیا تھا۔

دعوت تو یاور خان کو بھی تھی پر دبئی ہونے کی وجہ سے اسے میٹنگ میں جانے کے بعد فلائٹ سے لیٹ ہونا پڑا۔۔۔

اسیے اسنے دوستانہ سلوک کے ساتھ معذرت کرلی۔ اسکے علاوہ شجاعت چودھری اپنی فیملی کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔۔۔

ملک کے معروف بزنس ٹائیکون بھی اس فنکشن میں مدعو تھے، جن میں سرفہرست میں بہرام بہزاد اپنی وائیف کے ساتھ تھے، اور اس فنکشن میں ہادی چوہان بھی اپنی وائیف رومیصہ کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔

پھولوں کی روش پر چلتی ایک کے بعد دوسری بڑی گاڑیاں عالم ولا کے پورٹیکو میں رکیں۔۔۔  
”واہ“! گاڑی سے نکلتے ہی گھر کی سجاوٹ اسکی خوبصورت کو دیکھتے ہی سفیان کے منہ سے  
واہ نکلا۔۔۔

”مجھے تو ایسا فیل ہو رہا ہے جیسے کسی بادشاہ کی سلطنت میں آگیا ہوں۔“ ہادی نے ہنستے  
رائیل بیلو خوبصورت میکسی میں ملبوس ماہر بیوٹیشن کے ہاتھوں سے سچی رومیصہ کی کمر میں  
بازو ڈالتے کہا۔۔۔

وہ دونوں محل نما گھر کو ستائش سے دیکھتے اندری کی سمیت دوسرے گیسٹس کے ساتھ  
بڑھے۔۔۔ انکے پیچھے ہی شہریار اور بہرام بہزاد کی گاڑیاں رکیں۔۔۔

بلیک ٹیکسڈو میں ملبوس بہرام نے باہر قدم رکھتے گاڑی کا ڈور کھولا۔۔۔

میرون لانگ نگینوں سے سچی بھاری میکسی میں بہزاد کے ہاتھوں میں ہاتھ دیکر ہانیپ خان اپنی  
تمام تر دوشیزگی سمیت گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔ کہ کئی نگاہیں دونوں پر ٹھٹھک کر ٹھمکیں۔۔۔

ساتھ ہی سیاہ مرسدیز سے بیلو فور پیس سوٹ میں نک سک سے تیار شہریار کے ساتھ گرین  
گھیراؤدار، کامدار بھاری فراک میں ملبوس خوبصورت بالوں کو پشت پر پھیلائے، اسکے ہاتھ میں



ہاتھ دیکر شانوں پر دوپٹہ درست کرتی پری ہم قدم اندر کی سمیت بڑھی، انکے پیچھے ہی شہریار سے مصافحہ کرتا بہرام بہزاد ہانیہ کو سنبھالے جو پانچ ماہ پرگینٹ تھی، پر وہ حورالعین نورالعین کو دیکھنے کے تجسس میں سمعیہ کی رخصتی میں ضد کر کے آئی تھی، اور اس کے ضد کے سامنے بیری کبھی جیت پایا ہے جو آج اس سے جیت جاتا۔۔۔

شجاعت چودھری کی گاڑی آکر رکی اسکے ساتھ ہی جان مرزا کی۔ دونوں بیک وقت گاڑیوں سے نکلے۔۔۔

اسے دیکھ کر لمحے کو شجاعت چودھری ٹھٹھکا، کیا یہ بھی مدعو تھا ”یہ شخصیت کوئی عام یا چھپی ہوئی تو نہیں تھی۔۔۔“

شاید اسلیے ہی باہر میڈیا رپورٹرز اینکرز کی اتنی رش بھیڑ تھی کہ انکے گاڑوں نے گاڑیاں چھوڑ کر انکی گاڑیوں کیلئے راستہ بنایا تھا۔

جان مرزا ایک سرسری نظر شجاعت پر ڈالکر لبوں میں ہمہ وقت رہنے والا سگار سلگاتے اندر کی سمیت بڑھا تھا۔

اسکی بزنس ٹائیکون سعیر عالم سے اچھی جان پہچان تھی اسلیے ہی وہ خاص انوائیڈ تھا۔

جان پہچان تو سعیر کے ساتھ شجاعت کی بھی تھی، یہاں آنا تو عنایت اللہ چودھری چاہتے تھے پر انکی طبیعت ناسازی کی باعث شجاعت کو آنا پڑا۔

جان مرزا کے پیچھے ہی وہ پھولوں بھری روش پر بھاری قدم جماتا اندر سمیت بڑھا۔

اسکا موڈ بحال ہوا، گہرا سانس خارج کیا خان وہاں مدعو نہیں تھے۔

انکے پیچھے ہی صائم زیدی کے ساتھ حیدر شاہ کی گاڑی آکر رکی۔ اور دونوں بیک وقت باہر نکلتے ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔۔۔

حیدر شاہ کی بے ساختہ نظریں گاڑی سے نکلتی تقویٰ پر ٹھہریں۔۔

آسمانی نیلے جدید تراش خراش کے لباس میں ملبوس سر پر حجاب پہنے وہ سادگی میں بھی وقار اور پرجاذب نظر آرہی تھی، ناچاہتے ہوئے بھی وہ اسے دیکھنے لگا، باسجستگی پر جب احساس ہوا مسکرا کر سر جھٹکتے اسنے اپنی چیونٹی کیلئے ڈور اوپن کیا جو جلدی جلدی کی رٹ میں اب اندر بیٹھی اپنے اونچی ہیل کی اسٹریپس باندھ رہی تھی جو ہاتھ میں اٹھا کر اسکے ساتھ بھاگ بھاگ آئی تھی۔۔۔

یہ ہیلز اسکے قد کا مقابلہ کرنے کیلئے محترمہ چیونٹی نے پہنے تھے تاکہ ہاتھی کو مات دے سکتے اسکے قد میں۔

”میں گر تو نہیں جاؤں گی نا؟“ اسکا مسکین معصوم چہرہ اسکے سامنے تھا۔

”کیا تمہیں میں گرنے دوں گا؟“ اسکے حجاب میں مقید چہرے کو دیکھا جو آنکھیں پٹپٹا رہی تھی جس سے اسکی سیاہ گھنی پلکوں کا جھالرا اٹھ کر پھر سے سجدہ زیر ہو جاتا۔۔۔

”نہیں۔۔۔“ خوبصورت سی مسکان لبوں پر سجا کر اسنے اسکے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور آہستہ سے گاڑی سے باہر نکلی جسکے ساتھ ہی اسکا پنک گھیریدار نگینوں سے سجا فراک بھی سرک آیا اسکے پیچھے۔۔۔

”تقویٰ آپ!۔“ حجاب تقویٰ کو دیکھا جیسے آنکھوں میں دیے جل اٹھے۔ اس پکار پر متوجہ ہوتی صائم کی شریر نظروں سے بچنے کا اچھا بہانہ مل گیا تھا۔

سلام دعا کے بعد وہ اس سے ملی تبھی نظریں بے ساختہ حیدر شاہ کی سمیت اٹھی۔۔۔  
وہ مسکرا دی اسکی نرم مسکراہٹ کو دیکھتے۔۔۔

”کیسے ہیں آپ؟“ صائم کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اسنے پوچھا۔ صائم کو اسکے ساتھ بغلگیر ہوتے دیکھ چکی تھی۔۔

حیدر نے اسے جواباً پوچھا، تبھی انکے دو قدم بڑھتے ہی ہارون شاہ کی گاڑی وہاں آکر رکی جسکے ساتھ مسکراتی زرش بھی تھی۔

ساحل اور تین ماہ کا صمصام پھوپھو، اور سائرہ بیگم کے پاس چھوڑ کر آئے تھے۔۔

”واہ ہمارا انتظار ہو رہا تھا۔“ ہارون نے خوش دلی سے کہا  
صائم حیدر مسکرائے۔۔۔

”خوش فہمی کی دنیا کو خیر آباد کہہ آؤ جگر یہاں تیرے جگر کا انتظار ہو رہا ہے۔“ گاڑی سے نکلے دانیال خان نے قہقہہ لگاتے کہا۔  
ہارون اسے دیکھ کر اندر سے سرشار ہو گیا۔۔۔

”چل تیرا میرا ایک ہے ہمارا۔“ اس سے بغلگیر ہوتے خود میں بھینچا۔۔۔

اسکے ساتھ مسکرائی جھجھکتی پریل بھاری خوبصورتی ساڑھی نفیس سی جیولری میں عائشہ پر تقویٰ کو ٹوٹ کر پیار آیا اسکی دوست آج بھی محفل کو ٹھٹھکانے والا حسن رکھتی تھی۔  
اور اسکے لمبے چوڑے خوبصورت سے بھائی کے ساتھ جیسے چاند چاندنی کا جوڑ تھا۔

بچوں کے بعد تو وہ اور بھی حسین ہو گئی تھی، آخر کار خان کی خانم تھی جس پر وہ بے تحاشہ اپنی محبت کی بارش کرتا ہے۔۔۔

”ہو گیا تو چلیں اب؟“ سب کو اپنی اپنی بیگمات میں نہارتے دیکھ کر صائم نے ٹوک کر ہوش کی دنیا میں پٹھا۔۔۔

”چلو یار یہ کوئی ترسی مخلوق ہیں ہا ہا ہا۔“ تقویٰ کو تھام کر وہ قہقہہ لگاتا آگے بڑھا۔۔۔

پچھے اسکے جملے پر ان سب کے بلند و بانگ قہقہے باقی کیسٹس کو متوجہ کر گئے۔۔۔

”یہ کیوں نہیں کہتا اسکی بیگم اسے ایسی گستاخی کی اجازت نہیں دیتی تبھی جل رہا ہے۔“

ہارون کیا کم تھا ہنس کر بولا۔ تبھی وہ تقویٰ کی چھپی مسکراہٹ دیکھتے دل مسوس گیا۔۔۔

”گھر جاکر بتاؤں گا کہ میری بیوی مجھے کتنی اجازت دیتی ہے۔“ اسکے سرگوشی نما جملہ تقویٰ کو سنانے کیلئے کہا جسکی رنگت سرخ ہو کر دہک اٹھی۔۔۔

”ہم شریف مخلوق ہیں بھائی سرے عام یہ کام ہمارا نہیں۔“ اسنے جاتے ہوئے بتانا ضروری سمجھا کہ اس بار حیدر کا قہقہ بلند تھا۔

وہ کتنا شریف تھا یہ تقویٰ کی سرخ رنگت بتا رہی تھی۔۔۔

ہنسی قہقہوں کے درمیان خان اور شاہوں کی یہ خوبصورتی مسکراتی فیملی عالم ولا کے اندر داخل ہوئی جہاں انٹرنس پر ایک سائیڈ مہمان کے استقبال کیلئے نک سک سا تیار لمبا چوڑا وجود لیے داؤد آلف سیاہ شیروانی گلے میں مفلر پہنے کھڑا تھا، شیروانی پر گولڈن نفیس سا کام تھا، سلیقے سے جیم سے سجے بال، نیلی شیو، گھنی مونچھیں، سپید پائوں میں سیاہ شوز پہنے وہ انتہائی خوبرو وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔۔۔



اسکے سامنے ہی دوسری سائیڈ پہ آج اونچی ہیل میں اسکی بونی اسکے ہم رنگ سیاہ زرک کے تراش و خراش والی بھاری ساڑھی میں ملبوس بالوں کا خوبصورت ہیئر سٹائل بنائے، لبوں پر سرخ ڈیپ رنگ لپسٹک لگائے، نفیس سی ڈائمنڈ کی جیولری پہنے کھڑی تھی۔

داد کی بے تاب نظریں بار بار بھٹک کر اس پر جارہی تھیں۔۔۔ پر بیچ میں پھر سے مہمان آتے اسے موڈ غرق کر جاتے ورنہ آج دل چاہ رہا تھا اس میں کھو جائے۔۔

وہ جس طرح سچی سنوری کھڑی تھی اپنی دوستوں کے ساتھ کھلکھلاتی اسکے ہوش اڑا رہی تھی۔۔

اسے اپنا آپ نکما سا لگا بس دل چاہا چھوڑ چھاڑ کر سب اسکے پاس پہنچ جائے اور اسے چھپالے خود میں، اسکا غیر معمولی حسن آج حشر برپا کر رہا تھا، اسکا حسن جیسے سارے ماحول پر سحر تاری کر رہا تھا۔۔۔

پر اس سے سحر میں زیادہ دیر وہ جکڑا نہیں رہ سکا۔ جب صائم کے قہقہے پر اسے متوجہ ہونا پڑا۔

نورالعین لیڈیز کو ویلکم کر رہی تھی، اور سامنے داؤد میلز کو۔۔۔

اندر پورا لائونج مہمان سے بھرا ہوا تھا، کھانے کا انتظام لان میں ایک سائیڈ کیا گیا تھا یہاں فنکشن لحاظ سے سجاوٹ تھی

ایک طرف خوبصورت فینسی لائٹس، پھولوں سے سجا ہارٹ شیپ اسٹیج بنا ہوا تھا۔

عالم اور عارب کسی بینکوک کو بک کروانا چاہتے تھے پر سسی کی ضد کہ سادگی سے ہونا چاہیے پر اسکے باوجود بھی، حور نور مسکان نے یہ سب اپنی طرف سے کروالیا تھا، پھر ان سب کو مدعو کرتے دیکھ کر عالم دائود عارب نے اپنوں فرینڈز کو بھی لگے ہاتھوں انوائٹڈ کر لیا۔ اسکے ساتھ عالم نے اپنے خاص دوست کو اسپیشلی انوائٹ کیا تھا جو کہ بمع اپنی شریف لے آئے تھے۔

“غالب ”نظر کے سامنے حسن و جمال تھا،  
 “محسن ”وہ بشر خود میں سراپا کمال تھا،  
 ہم نے، “فراز ”ایسا کوئی دیکھا نہیں تھا،  
 ایسا لگا، “وصی ”کہ وہ گدڑی میں لعل تھا،  
 اب، “میر ”کیا بیان کریں اسکی نزاکت۔،  
 ہم، “فیض ”اسے چھو نہ سکے یہ ملال تھا،  
 اسکو، “قمر ”جو دیکھا تو حیران رہ گئے،

اے، “داغ ”تیری غزل تھا وہ بمثال تھا،

“اقبال ”تیری شاعری ہے جیسے باکمال،

وہ بھی، “جگر ”کے لفظوں کا پرکیف جال تھا،

بلکل تمہارے گیتوں کے جیسا تھا وہ ”قتیل ”

یعنی، “رضا ”یہ سچ ہے کہ وہ لازوال تھا،

انٹرنس خالی دیکھ کر وہ محبت پاش نظروں سے نور کو دیکھتے گنگنایا۔۔۔  
پہلے وہ چونکی پھر قدرے جھینپ کر اسکی بے باک نظروں پر سمٹ گئی۔۔۔

”آج تمہاری ہیل بری نہیں لگ بس دل کر رہا ہے یونہی پاس آجاؤ تاکہ کچھ شرارتیں  
گستاخیاں ہم بھی سرانجام دیکر تمہارے حسن کو خراج تحسین پیش کریں۔“ وہ جست میں  
اسکے پاس پہنچ کر سرگوشی میں یہاں وہاں دیکھتا گنگنایا۔۔۔

نور العین سرخ متغیر ہو گئی۔۔۔ ”بد تمیزی نا کریں داد، کافی نظریں ہم پر ٹکی ہیں کچھ شرم  
کر لیں مجھ پر نوازش ہوگی۔“ اسنے غصے سے دبے لہجے میں گیسٹس کی سمیت متوجہ کروانا  
چاہا۔

”نوازش ہی تو کرنا چاہتا ہوں تم پر! کیا ہوتا اگر تم بیک سائیڈ پر آجاؤ۔“ وہ اس سے کہتا  
اچانک سجدہ ہو کر وہاں سے ہٹا۔۔۔

نور العین کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

وہ حیران پریشان اسے گیسٹس کے ساتھ مصافحہ کرتے بیک گارڈن کی طرف جاتے دیکھ کر  
لب کچلنے لگی۔۔۔

وہ پاؤں پٹخ کر تقویٰ حجاب باقیوں کی سمیت آئی ہی تھی جب ہاتھوں میں موجود موبائل  
پر اسکی کال آنے لگی۔۔۔

”داؤد بھائی کی کال ہے۔“ اسے اگنور کرتے دیکھ کر حجاب نے لب دبائے پوچھا اور نور  
کے سرخ چہرے سے نظریں ہٹا کر کرنے عائشہ سے باتیں کرنے لگی۔۔۔

”جا کر دیکھ لو۔“ تقویٰ اسکی پھولے گال پر ہاتھ رکھ کر کہتی خود برائیل روم سمیت چلی گئی۔

”جار رہی تھی۔“ نور نے جیسے خود کو باور کروایا اور غصے سے سرخ بیک سائیڈ من من بھر کے قدم اٹھائے آئی۔

یہاں ڈور کے پاس بھی چند ایک کپلز کھڑے تھے۔ اسکی سانسیں خشک ہو گئیں۔

شہریار، جان، بہرام ملک اور اپنے دیگر دوستوں سے باتوں میں مصروف تھے۔ وہ آہستہ سے ڈور دھکیل کر اندر آئی۔

اسکی دھڑکنیں زیر و زبر تھیں۔

جبکہ سردی میں بھی ماتھے پر ننھے ننھے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

”داد!“ وہ اسکو ڈھونڈنے لگی۔۔۔

پورے گھر کے ساتھ گارڈن کو بھی نفیس فینسی لائٹس سے سجایا تھا۔

درخت پھولوں اسٹیچو میں لائٹس لگی ہوئی تھیں۔ فضا کے لہر لہر میں پھولوں کی مہکتی خوشبو تھی۔

جن میں سب سے زیادہ رات کی رانی کی تھی۔۔۔

اسکی جیسے سانسیں مہکنے لگی، ماحول ایسا تھا کہ اسکا انگ انگ سرشار ہو گیا۔۔۔

سامنے نیلے پول کے پانی میں لہروں میں جھومتے چاند کو دیکھتی وہ مبہوت سی قدم اٹھا کر اسکے پاس آکر کھڑی ہوئی۔



چاند کے ساتھ اب چاندنی میں اسکا عکس واضح مبہوت کردینے والا تھا کہ وہ بھی خاموشی سے خود کو دیکھنے لگی معاً اسکے عکس کے ساتھ ہی دوسرا عکس نمودار ہوا۔

اسکی رینگتی انگلیاں اپنی کمر پر محسوس کرتے اسنے سمٹ کر آنکھیں موند لیں حیا سے۔۔۔

”کچھ یاد آیا؟“ اسکی پشت اپنے سینے سے لگاتے اسنے جھٹکے سے قریب کیا۔

نورالعين اسكے پرفيوم كى خوشبو ماحول كى محسور كر دينے والى فسوں خيز خوشبو ميں كهآا اپنے حواس بحال ركھ پارھى تھى۔۔۔

”بولو!“ اسے خاموش پا کر اسکے شانے سے بال سرکا کر وہاں پر اپنے لب رکھے۔۔

اسکا لمس محسوس کرتی وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

”ہاں۔۔۔“ وہ بمشکل بول پائی تھی اور کترا کر وہاں سے جانے لگی تھی کہ ایکدم ہی جھٹکا دیتے داد نے کھینچ کر اسکی پشت دیوار سے لگائی اور پلک جھپکتے اسکی دونوں کلائیاں دیوار سے قید کیں۔۔۔

”کیا ہو گیا ہے داد وہاں ہمارا سب انتظار کر رہے ہوں گے سہمی آپنی کو اسٹیج پر لانا۔۔۔۔۔“

وہ ابھی مزید جھنجھلا کر بولی تبھی اس نے اسکے سرخ چادر اوڑھے حیا سے کانٹے لبوں پر ہاتھ

\_\_\_\_\_ کا

“جانتا ہوں انتظار کر رہے ہوں گے،، ساتھ نظروں ہی نظروں میں سب اپنی بیگمات سے پیار بھی کر رہے ہوں۔ یہ تو رب کا مجھ پر رحم ہوتا ہے کہ ہر بار مجھے عملی محبت جتانے کا موقعہ فراہم کر دیتا ہے۔ اور یہ سنہری خوبصورت موقعہ میں لوگوں کے انتظار کے نذر نہیں

کر سکتا۔ ”وہ گھیر بوجھل آواز میں کہتا ہے سنورے نقوش کو دیکھتا لرزتے ہونٹوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

”پہلے یہاں تم ایک آلف کی نفرت میں آئی تھی، تب ہزار ضبط کے پہاڑ دل پر بٹھائے بھی، کس طرح بہک کر محبت جتائی تھی، پر اب تم یہاں داؤد آلف کی محبت میں آئی ہو تو تمہارے حسن قدم کو خراج تحسین پیش کرنا اس دیوانے کا فرض نہیں جنون ہونا چاہیے۔“

اسکے کچھ بھی کہنے سے پہلے وہ کہتا اس پر سایہ سے بن گیا اور شرمائے چاند کے سامنے اپنی چوڑی پشت کر لی۔ نور بجائے کسی مزاحمت کے اس بار شرمائی گھبرائی اس خراج تحسین کو دل سے اپنا حق سمجھ کر وصول کرنے لگی۔۔۔۔۔❤

مہوش علی

\*-----♦♦♦-----\*

Have I told you how good

It feels to be me

When I'm in you?

I can only stay clean

When you are around.

Don't let me fall.

Oh, no.

If I close my eyes forever would it ease the pain?

Could I breathe again?

Baby, I'm addicted.

I'm out of control,

But you're the drug that keeps....

وہ گنگناتی صوفے پر بیٹھی سامنے رکھی شیشے کی میز پر اپنے پاؤں میں پازیب پہنانے لگی تھی  
تبھی ڈور دھکیل کر عالم اندر داخل ہوا۔

”تمہیں زیادہ تیار نہیں ہونا پھر اتنی لیٹ کیوں؟“ غصے بھرے لہجے میں کہتا اندر آتا عالم  
ٹھٹھک کر رک گیا۔۔۔

اور اسکے ٹھٹھکنے پر حورالعین نے شرارتی نظریں اسکی سمت اٹھائیں۔۔۔

”کیسی لگ رہی ہوں؟“ آنکھیں پٹیٹا کر اسنے پازیب میز پر رکھیں اور فوراً سے اسے

دیکھانے کیلئے لہنگا ٹھیک کرتی کھڑی ہوگئی۔۔۔۔

گولڈن بھاری زرک کے کامدار لہنگے، چولی میں اپنے ہوشر با حسن کے ساتھ، بالوں کو  
خوبصورت سا اسٹائل دیکر ان میں خوبصورت چھوٹے چھوٹے سرخ مصنوعی پھول نگ لگائے  
آگے رکھا ہوا تھا، پیشانی پر ایک خوبصورت ترین اسٹائل دیا گیا تھا، کہ وہ اسکے بالوں کے  
اسٹائل پر ہی مبہوت تھا، پتلی نازک سی کمر پر وہ چولی کا گھیر اسے اپنی سمت کھینچنے لگا۔

سپید گلابی ہاتھوں پر مہندی کے نیل بوٹے ہاتھوں میں خوبصورت ڈائمنڈ سونے کی انگوٹھیاں پہنے کلائیوں میں آج اسے بھی بھر بھر کر چوڑیاں پہنی تھیں۔

لبوں پر گہری سرخ لپ سٹک، آنکھوں پر ماہرت سے کیا گیا میک اپ اسکی آنکھوں کو مزید حسین تر کر گیا، ناک میں پہنی نفیس سی ڈائمنڈ کے چھوٹے سے لٹکتے ہیرے والی نتھلی، کانوں میں ڈائمنڈز ایرنگز، صراحی دار گردن میں سفید چمکتا نیکلس وہ خود نظروں کو خیرا کرنے والے حسین سے دلہن بنی ہوئی تھی۔۔۔

”کیا یہ اسکی سادگی تھی؟“ جس پر سعیر عالم وقت کا اندازہ لگانا بھول گیا کتنی دیر اسکے نقش نقش، پور پور کو فرصت سے دیکھا تھا۔۔۔

اسکی گہری بھوری آنکھوں میں بیک وقت الگ سی چمک نمایا ہو گئیں۔ وہ اسکی روک ٹوک کے باوجود آج اپنی تمام منمنائیاں انجام دیکر ایک آسمان سے اتری حور لگ رہی تھی۔۔۔

عین اسکی نظروں کی لو پر جھجک کر سیاہ گھنی پلکوں کا باڑھ گرا لیے۔۔۔ اسکا یوں پلکیں جھپکانا گویا بجلی زمین پر اتر آئی ہو۔۔۔

اسکی محیط ٹوٹی۔۔۔

گہرا سانس بھر کر وہ خود کو کمپوز کرتا، بلیک سیاہ فور پیس سوٹ میں اپنے دراز قامت سمیت بھاری قدم اٹھاتا وہ اسکی سمیت بڑھا۔



بالوں کو سلیقے سے اپنے اسٹائل میں سیٹ کیے، گھنی بھوری مونچھوں تلے نرم مسکراہٹ دبائے، نظروں میں لو دیتے جزبات، معنی خیز تبسم لیے، وہ اسکے بالکل سامنے آیا کہ وہ اپنے زاہد شکن سراپے کے ساتھ اسکے سامنے جیسے دب گئی۔۔۔

حور کی شرم سے بھاری پلکیں اسکے سیاہ بوٹ پر ٹکی تھیں جبکہ اسکی ٹانگیں سراپا ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ جیسے وہ اسے کھا جائیں گے، یا ڈانٹیں گے۔۔۔

”کیا ہوا؟“ انگلی اسکی ٹھوڑی پر ٹکا کر چہرہ اونچا کیا اپنی نظروں کے زد میں کہ حورالین نے اسکے لمس پر سختی سے آنکھیں میچلیں۔۔۔

”وو۔۔۔ وہ۔۔۔ سہمی آپنی نے ت۔۔۔ تیار کیا؟“ دفعتاً ہی اسکی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر آئیں۔۔۔

”تو کیا تمہیں انکار کرنا نہیں آتا؟“ اسنے سپاٹ نظروں سے دیکھتے دبے لہجے میں پوچھا۔۔۔ حورالین کی باقی کی جان جیسے ہوا ہو گئی۔۔۔ رہی سہی امید کہ وہ بھول جائے گا سب کچھ، پر یہاں تو سعیر ہی تھا جو سب کیلئے بدل سکتا تھا اسکے لئے ویسا ہی ایک ہی روپ میں۔۔۔ وہ انگلیاں چٹختی اسے دیکھتی پھر سے نظریں جھکا لیتی۔۔۔ ”مم۔۔۔ میں نے کیا تھا۔۔۔ پر

آ۔۔۔ آپنی نے کہا اچھی لگوں گی آپکو۔۔۔ ا۔۔۔ اسلیے میں نے۔۔۔“ اسکی آواز بھرائی وہ مزید کچھ کہہ نہیں سکتی ضبط کرتی آنسوؤں پینے لگی۔۔۔

”کیا تمہیں یہ بھی نہیں معلوم تم مجھے کس طرح پسند ہو؟“ ابکی بار سعیر کے لہجے میں دبا دبا غصہ تھا۔۔۔

حور کو لگا جیسے وہ سانس نہیں لے سکے گی۔۔۔

اسنے پانیوں سے بھری سرخ ہوتی اوشن نیلی آنکھیں اٹھا کر اسکی بھوری سرد نظروں میں لمحہ بھر کو دیکھا۔ پر دوسرے سے تاب نالائے فوراً سے سجدہ زیر ہوئیں۔۔۔

”جانتی ہوں۔“ ابکی بار دے دے غصے سے کہتے اسنے اپنی انگلیاں اسکے کوٹ کر بٹن پر پھیریں۔۔۔

”پھر یہ سب کیا ہے؟“ عالم نے کہتے اسکے لبوں پر انگلی کو پھیرا۔۔۔ اس لمحے بھر کے لمس پر حورالعین کو سانسیں سینے میں اٹک گئیں۔۔۔

”کاش مجھے یہ آنکھیں نامی ہوتی دیکھنے کیلئے۔ میں ایسی ہی اسے محسوس کرتی رہتی اور ضد کرتی رہتی پر اب۔۔۔۔۔“ وہ بے بسی سے سوچتی لب دانتوں میں دبائے لگی تھی کہ اسکے اگلے قدم کو سمجھتے اسکے دانتوں کے بیچ لب کے بجائے سعیر کی انگلی آگئی۔۔۔

حورالعین آنکھیں میچلیں پور پور تک لرز گئی۔۔۔ وہ کس حد تک اسے جانتا تھا کہ اسکی سوچ سے لیکر اسکے اگلے قدم کو سمجھنے والا۔۔۔ اور ایک وہ خود۔۔۔۔۔

اسے خود سے باندھنے کے چکر میں ہمیشہ الٹا کر جاتی۔۔۔

وہ مسکان کے ساتھ ملکر سہمی کو تیار کروا رہی تھیں کہ ان دونوں نے ملکر اسے چیر پر

بٹھادیا اور خود تیار ہونے کے بجائے بیوٹیشن سے اسکو تیار کروادیا جس کی ہیلپ میں سمعیہ اور مسنی پیش پیش تھیں۔۔۔

وہ اپنی بھابھی کو اپنے بھائی کیلئے تیار کر رہی تھی یہ جانے بغیر کہ اسکا بھائی ان مصنوعی سجاوٹ سے سخت خار کھاتا ہے۔

اور مسکان اپنے بچے کو تیار کر کے دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

پھر اسے تیار دیکھ کر دونوں نے پیار بھی تو اتنا کیا اور تعریفوں پر اسے جھینپا دیا کہ انجانے میں ہی وہ اس خوف سے آزاد ہو گئی کہ عالم ناراض ہوگا۔

وہ مسرور سی روم میں یہاں پازیب پہنے جیولیری پہنے آئی تھی اور پھر جب عالم کو مبہوت خود میں گم ساکت دیکھ کر ہی تو اسکے سارے ادھ موئے وہم و سوسے فرار ہوئے تھے پر اسے کیا پتا تھا وہ اسکے معاملے میں کبھی کمپروماز نہیں کرے گا۔

”تمہارا یہ روپ کس کیلئے ہے؟“ اسکی کمر میں بازو ڈال کر جھٹکے سے ساتھ لگاتے اسنے محبت سے پوچھا۔۔۔

وہ بھلا کس کیلئے تیار ہو سکتی تھی؟

”آپ کیلئے۔“ اسکے سینے کے گرد بازو پھلا کر وہ چاہت سے بولی۔۔۔ تبھی عالم مسکراتا اسے لیکر آئینے کے سامنے آیا اور اسکے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

قد آور مرر کے سامنے ان دونوں کا مبہوب کردینے والا عکس نمایا ہوا۔۔۔

”تمہیں کہاں کی محسوس ہوتی ہے میرے پیار میں؟“ اسکے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر وہ اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔

”نن۔۔ نہیں کک۔۔ کہیں نہیں۔“ اسے یقین نہیں تھا وہ اس سے یوں ایسا سوال کرے گا۔

بوکھلاہٹ خوف سے وہ زرد پڑ گئی۔۔۔

”اگر تمہیں زیادہ محبت، مجھ سے تعریف سننا پسند ہے تو تم مجھ سے کہہ دیا کرو ان مصنوعی سجاوٹ کا کیوں سہاروں لیتی ہو؟ ”اس قدر حوصلہ پست کرنے والی بات بھی وہ عام و سنجیدہ لہجے میں گویا ہو رہا تھا۔۔۔

اسکے برعکس حورالعین کی ہتھیلیاں بھیگ گئی۔۔۔ ”کیا وہ جانتا ہے میں اس سے مزید محبت تعریف کی خواہش رکھتی ہوں؟ کیا اسے معلوم ہے کہ میری سانسیں اسکی محبت سے بڑھتی ہیں، مجھ میں جینے کی خواہش زوروں سے پیدا ہوتی ہے۔ مجھے ہر رات و صبح کا اسکی سنگت میں سانس لینا کا بے صبری سے انتظار ہوتا ہے، مجھے اسے ساتھ وقت گزارنے کیلئے ایسی بچکانہ حرکات کرنی پڑتی ہیں۔۔۔

کیا وہ یہ بھی جانتا ہے، کہ حورالعین اسکی توجہ کیلئے ایسی حرکات انجام دیتی ہے جس سے وہ اسے ڈانٹیں اسے سرزش کرے۔ اسے سنوارے بالکل ایک بچے کی طرح۔۔۔

کیا وہ یہ بھی جانتا ہوگا کہ وہ اس کے لبوں سے زیادہ سے زیادہ محبت بھری تعریف سننے کی خواہش مند ہے۔۔۔ کہ وہ اس پہاڑ نما ناممکن تسخیر شخص کے لبوں پر اپنا ذکر ہمہ وقت چاہتی ہے۔۔۔

وہ اسکے نشے اسکے عشق چاہت میں مدہوش ہونا چاہتی ہے۔۔۔ وہ جانتی ہے کہ اسے بچوں والی حرکات پسند نہیں پر اسکے باوجود اگر وہ کرے گی تو اسے سرزش کرے گا سنبھالے گا توجہ دے گا۔ اسلیے ہی وہ ایسی ہی رہنا چاہتی تھی۔۔۔

کیا وہ جانتا ہے کہ اسکی عین ایڈکٹ عالم ہے۔۔



مختلف سوچوں میں وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اور وہ متبسم پراسرار سی نظروں سے اسکی آنکھوں اس عجیب سی چمک کو۔۔۔

بھلے وہ آنکھیں کسی اور کی تھیں پر یہ عجیب سی پراسرار سی چمک اسکی اپنی عین کی تھی۔۔۔ اس کے ہاتھ دبانے پر وہ سی کرتی ہوش میں آئی اور اسے دیکھنے لگی ہوش و حواس میں۔۔۔

”نہیں۔۔۔“ اسکی آنکھوں کا مطلب سمجھتی وہ ضدی انداز میں نفی کرنے لگی تبھی عالم نے گھورتے اسے کھینچ کر بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

”میں جانتا ہوں! تم پر کیا اچھا لگتا ہے کیا نہیں۔ اور تم کس میں زیادہ خوبصورت لگتی ہو۔ ایک بات دماغ میں بٹھالو! میں کبھی تمہیں سب کی نظروں کا مرکز بنتے برداشت نہیں کروں گا۔ نا ہی تمہیں شوپیس بنانا پسند کروں گا جسکی سجاوٹ پر سب کی ستائش بھری نظریں آکر ٹکیں۔۔۔“ وہ دبے لہجے میں غرایا حورالعین سرا سیمگی سے دیکھنے لگی۔۔۔

جبکہ وہ اس کے حال پر متوجہ ہوئے بغیر ٹشو اٹھا کر اس کے لبوں سے رنگ اتارنے لگا پر وہ سرخ چادر اس کے لبوں سے ٹس مس ہونے کیلئے تیار نہیں تھی۔۔۔

”یہ کیا لگایا ہے؟؟؟ ہونٹوں پر پیٹ کر وایا ہے کیا؟“ وہ اپنی بہن کو کچھ کہہ نہیں سکتا تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو آج وہ اچھا خاصا ہنگامہ کھڑا کر دیتا۔۔۔

”ہاہاہا۔۔۔ عالم آپکو کچھ بھی نہیں معلوم۔۔۔“ اس کے پیٹ کہنے پر حورالعین ایکدم کھلکھلا اٹھی۔۔۔

”عین!! اسکا قہقہہ دیکھ کر عالم نے ناگواریت سے سرزش کی کہ مجھے بتائو کیسے اترے گا

”پلج ناں ”! اسنے محبت سے آنکھیں پٹپٹا کر اچک کر اسکے گلے میں بانہوں کا ہار پہنایا۔۔۔

لمحے کیلئے اچانک اسکے نرم لمس پر وہ ساکت ہوا۔۔۔

”سمجھنے کی کوشش کرو شہزادی۔ ”وہ ایکدم ٹھنڈا پڑ گیا اور اسکے گال کو انگلیوں سے سہلاتے نرمی سے بولا۔۔۔

”نہیں ناں پلیرز صرف آج کیلئے آئندہ کبھی نہیں کروں گی میک اپ پلج پلج۔ ”اسکی کھڑی مغرور ناک سے اپنی نتھلی والی ناک کو سہلاتی اسنے جیسے ایک جادو اس پر کرنا چاہا۔۔۔

جس سے کیا وہ انجان تھا۔۔۔ وہ اسکے رگ رگ سے واقفیت رکھتا تھا۔۔۔ اس گیم کو بھی جان چکا تھا تبھی اپنی ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو کو اسکی گردن پر سہلائی۔۔۔ وہ چھین سے کراہ کر سی کرتی دور ہونے لگی پر یہ کہاں اب ممکن تھا۔

”ڈونٹ ڈرائیومی کریزی بے بی! ورنہ مشکلات تمہارے لیے ابھی پیدا ہو جائیں گے۔ ”وہ حد سے تھوڑا بڑھا کہ حورالعین متغیر چہرے کے ساتھ جھپٹ کر اسکے حصار سے نکلتی بیڈ پر بیٹھی اور اپنا تنفس بحال کرنے لگی۔

”وا۔۔۔ واٹر پروف ہے۔۔۔ ”اسنے لرزتی پلکوں کے ساتھ کہا۔۔۔

”بلٹ پروف سنا تھا! اب یہ ہتھیار واٹر پروف بھی آگئے۔۔۔؟؟“

”تو اب یہ اترے گی کیسے؟“ اسکے بغور چہرے کو دیکھتے استفسار کیا۔۔۔

”جیسے اپنے پہلے نیل پولیش اتاری تھی۔ ”اسنے ناک چڑھا کر کہا اور منہ بسورے لیٹ گئی۔۔۔

عالم نے اسے گھورتے ہوئے موبائل تھاما اور اس پر سرچ کرنے لگا تھوڑی ہی دیر میں وہ روم سے باہر گیا اور بیوٹشن کے پاس سے اسکا حل ساتھ لایا۔۔۔۔

سمعیہ مسکان صرف اسکے ہاتھ کو دیکھتی رہ گئی جہاں انکی محبت کی بربادی لیکر جارہا تھا۔ انہوں نے روکنا چاہا پر اسکی ایک نگاہ ہی کافی تھی جو انکے الفاظ حلق میں دبا گئی۔۔

اسکے ناں ناں کرنے کے باوجود بھی اسکے زیور اتار کر اسکا میک اپ ریموو کیا اور پھر سے اسے زیور پہننے کا حکم دیتے اسکے لبوں پر گلابی لپگلوں دے دیا لگانے کیلئے۔۔۔

اس دوران حورالعین غصے سے بپھر کر خونخوار ہو گئی تھی کہ وہ ذرا سا بھی چھیڑتا اس پر جھپٹ جاتی۔۔۔

پر دوسری طرفین پر خاموشی کا سکتہ چھایا ہوا تھا۔

بغیر اف کیے اسکے ناخنوں سے گولڈن نیل پالیش اتارتا، نیل کاٹنے لگا۔۔۔

”میں اپنی اکلوتی نند کی شادی میں جارہی ہوں، اسکول نہیں۔“ وہ دکھ تاسف سے تقریباً نیچی آواز میں چیخی۔۔۔

وہ اسکے غصے کو دیکھ کر ہولے سے ہنسا۔۔۔۔

”میں تمہیں ہمارے فتنے کی شادی میں بھی تیار ہونے نا دوں، یہ تو پھر بھی نند کی شادی بول رہی ہو۔ میں تمہیں خود کیلئے بھی نا سجاؤں تم لوگوں کیلئے کہہ رہی ہو۔“ اسے سچ میں مصنوعی سہاروں سے چڑھتی اور یہ واحد اس میں انسانوں جیسی عادت تھی جسے سوچ کر وہ غصے کے باوجود ہنس پڑی۔۔۔

”شکر آپ کوئی تو عام انسان والی بات کہی۔“ اسنے ناک چڑھاتے کہا۔۔

”اچھا پھر کیا بیویوں سے پیار عام انسان نہیں کرتے؟“

”یا یہ صرف میرے جیسے الگ شخصیت کرتے ہیں؟ یا تو میرا الگ انداز ہے پیار کرنے کا۔“ اسکے سوالوں کی بوچھاڑ پر وہ بوکھلا گئی۔۔۔

اور اسکی بوکھلاہٹ دیکھتے عالم نے قہقہہ لگایا۔۔۔

”اب لگ رہی ہو میری شہزادی عین۔“ اسکے ناخون فریش صاف پاک چہرا دیکھتے وہ مسکرایا۔۔۔۔

”میں نہیں چل رہی ایسا چہرا لیکر، سب تیار ویا رہیں اور میں خالی خالی چہرے والی۔۔۔“ اسنے ناک سیکڑتے روٹھے انداز میں کہا اور ہاتھ جھٹک کر اسکی سمیت پشت کر کے لیٹ گئی۔۔۔

”عین!“ عالم نے گھوری ڈالتے غضبناک لہجے میں پکارا۔۔۔ ”غلط سوچ مت پالو۔ تمہارا چہرہ خالی نہیں بہت کچھ ہے اس پر یقین نا آئے دیکھ لو آئینے میں۔“

”تو پھر کیسے چلوں ایسے ہی منہ اٹھا کر؟“ وہ ایکدم اٹھ کر اپنا میک اپ سے مبرا چہرا سامنے کرتی پھنکاری۔۔۔

عالم کو وہ اب اپنے پاک معصوم و صاف چہرے پر زیور پہنے شہزادی کی مانند لگی۔۔

اسکی گلابی سپید رنگت کو کیا کسی میک اپ کی ضرورت تھی؟ یا اسکے قدرتی گلاب کی پتیوں جیسے گلابی لبوں کو کسی رنگ کی ضرورت تھی۔۔۔



”تمہیں خالی چہرہ لیکر نہیں جانا تو ایسے سہی۔“ اسنے ایکدم اسکا بازو جکڑ کر اپنی سمیت کھینچا اور ایک بازو اسکی کمر میں حائل کرتے دوسرے ہاتھ میں اسکی ٹھوڑی جکڑ کر اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔۔

”اب جو رنگ آئیں گے وہی تمہارا اصلی سنگار ہوگا۔“ اسکنے کان میں سرگوشی کی اور پھر اسکے نقوش پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔

حورالین کے چہرے پر جیسے کسی نے لال رنگ نچھاور کر دیا ہو، اسکے پھولے رخسار دہک کر لال ہو گئے، سیاہ پلکوں کا بھاری جھال عارضوں پر سجدہ زیر ہوا۔۔۔  
بھگی گلابی لب مسلسل لرزنے لگے۔ اسکے کومل نازک سراپے پر ہولے ہولے لرزہ طاری ہو گیا اسکی شدت جھیلنے۔۔۔

عالم نے قریب سے مسکراتی نظر اس پر ڈال کر آہستہ سے ایک بار پھر اسکے لبوں کو چھوتے خود سے الگ کیا اور جاکر میز سے اسکی پازیب اٹھالایا۔۔۔  
حورالین نے اسکی نظروں پر اپنے پائوں اسکے سامنے رکھے، دل عجیب سے لے پر دھڑک رہا تھا یہ وقت یہ سب کچھ پہلے بھی تو ہوا تھا۔۔۔

”کیا اسکی زندگی اب نارمل ہو گئی۔۔۔“ اسکے انگ انگ سرور کی لہریں اٹھی۔۔۔ اسکے لبوں پر مدہوش کن مسکراہٹ جھللا رہی تھی اوشن نیلے رنگ کی آنکھوں تیزی سے بہار اپنے جھپ دکھلانے لگا۔۔۔

جبکہ اسکے سامنے وہ فاتح جہان بیٹھا اسکے پائوں میں پازیب پہنا کر وہاں اب اپنے لبوں کی مہر ثبت کرتے اسے ششدر کر چکا تھا۔۔۔

پہلے یہ منظر دیکھنے سے وہ عاری تھی پر اپنی آنکھوں کے سامنے اس پہاڑ جیسے وجود کو اپنے پاؤں پر بوسہ دیتے دیکھ کر اسکی دھڑکنیں ساکت ہو گئی۔۔۔

خوف سے دھڑکتے دل کے ساتھ اسنے پاؤں سمیٹ لیے۔۔۔ وہ کیا اس سے گلہ کرتی جو اسکے لیے بھری دنیا کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکنا کوئی عیب یا انا نہیں سمجھتا۔۔۔

وہ کیسے اس سے گلہ کرتی جو اسکو سنوار سجا کر اپنے ہی محبت بھرے لمس سے رکھتا تھا، جسکا چاہت بھرا لمس اسے ہر قسم کے مصنوعی میک اپ سے بھی حسین کر جاتا تھا، وہ کیوں اس سے گلہ کرے جو شخص دنیا کے لوگوں کو اپنے سامنے جھاکتا ہے، وہ اسکی عزت اسکی محبت میں اسکے سامنے جھکتا ہے۔۔۔

”عالم۔۔۔!! بھلا سچی پاک عورت چاہے گی اسکا سرتاج اسکے سر پر نہیں پاؤں میں آئے۔۔۔

وہ بھی ایک عورت تھی اسلام کی عورت جسنے تڑپ کر اپنے پاؤں سمیٹے اور سک کر اسکے سینے پر سر رکھا۔۔۔

”آج ماما پاپا تائی تایا بی کتنے خوش ہوں گے ناسب کے انکی بیٹی کو شہزادے جیسا ہمسفر مل گیا جسکے لئے سب پریشان ہوتے تھے۔“ اسکے ہاتھوں کی پشت کو چوم کر آنکھوں سے لگاتی وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔۔

”سب سے زیادہ میں خوش ہوں کہ مجھے میری شہزادی مل گئی۔۔۔“ وہ کوئی جواب نہیں دے سکا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ معصوم سی لڑکی انجان تھی کہ شہزادی تو وہ خود ہے۔۔۔

جسے وہ شہزادہ سمجھ رہی ہے وہ دنیا کا بیسٹ ہے جو ابھی کتنے ہی سر کاٹ کر خوف سے  
دھڑکتے پھڑپھڑاتے دل اپنی اس مضبوط ہتھیلی میں مسل آیا ہے۔۔۔

وہ اپنی چوڑی مضبوط پتھریلی ہتھیلی کو دیکھنے لگا جس نے کتنے پھڑپھڑاتے دل مسلے تھے، معاً ایک  
کوئل روئی جیسا لمس سپید ہاتھ سرکتا آیا اور اسکی مضبوط انگلیوں سے الجھ گئی۔۔۔

اسے گھما کر انکی سپید سرخ ہاتھ کی پشت پر اپنے بھیگے نازک نرم لمس والے لب رکھ  
دیئے۔۔۔

انہیں عقیدت سے چوم لیا۔۔۔ اور اسکے جھکے سر کو دیکھتے عالم نے آسودگی سے اسکے سر پر  
جھک کر بوسہ دیا۔۔۔

دفعۃً روم کے باہر بچے کی چڑچڑی چیخنے کی آوازوں پر دونوں چونکے۔۔۔

”فاتح“! حورالعین اپنا لہنگا درست کرتی لپک کر بیڈ سے اٹھی۔۔۔

”فتنہ۔۔۔“ اسکی یوں مداخلت پر عالم نے جل کر فاتح کی فتنے میں درستگی کی۔۔۔

”لو سنبھال لو ہمارے فاتح عالم شہزادے کو۔۔۔“ یہ آواز مسکان کی تھی جو کافی فخریہ نام کا  
اعلان کر رہی تھی۔۔۔

”ہونہہ! آیا بڑا عالم فتح کرنے والا۔“ عالم نے ہنکارہ بھر کر برش پٹخا اور پلٹا کہ سامنے ہی

وہ بیڈ کی سمیت واپس بڑھتی جنونیت سے فاتح کا چہرا چوم رہی تھی۔۔۔

اور وہ بھی مسکراتا مزے سے پڑا تھا، کہاں گیا رونا، کہاں گیا چیخ چڑنا۔۔۔

”مجھے تو کبھی ایسے نہیں چوما۔۔۔ نا ہی کبھی یوں خود سے چپکی ہو یا ایسی جنونی دکھائی ہو۔۔۔  
ہمیشہ مجھے ہی محبت میں پہل کرنی پڑتی ہے۔۔۔ ”وہ لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگا جب وہ  
اسے بیڈ پر لیٹا کر محبت پاش نظروں سے دیکھتی اسکے کپڑے چینج کر رہی تھی۔۔۔

”جلدی کرو باہر سب انتظار میں ہیں۔ تمہارے چونچلے ہی ختم نہیں ہوتے۔ ”کچھ سخت لہجے  
اپناتے ہوئے وہ کڑوے کیلے انداز بولتا ایسے ہی وارڈ روب کھول کر یہاں وہاں دیکھتا انہیں  
بھی شیشے میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

”کر رہی ہوں، پر کیا کروں جتنی بھی محبت دوں دل ہی نہیں بھرتا۔ ”وہ جزبات سے  
بولی۔۔۔

عالم کے تن بدن میں مزید آگ بھڑکی جب فتنہ کسی بات پر کھلکھلایا اور ساتھ ہی بات کی  
اختتام پر حورالعین۔۔۔

اسے لگا جیسے دونوں اس پر کھلکھلائے ہوں۔۔۔

پر اسکے غصے سے مڑ کر پر حورالعین کو گدگداتے دیکھ کر مزید بھڑک اٹھا۔۔۔

”میری دفعہ تو جلد ہی کسمانے پر آجاتی ہو، جیسے میں نگل ہی لیتا ہوں تمہیں۔ یہاں

احساس ہے باہر سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں دلہن کے بھائی، دلہے صاحب کی منہ بولی نام  
کی بہن کے۔ ”اسکے اندر جتنی آگ بھڑک تھی وہ سب اپنے لہجے میں اتارنے لگا۔۔۔

خشمگیں نظروں سے دونوں کو گھور رہا تھا۔۔۔

حورالعین اچانک اسکے بدلتے موڈ پر پشیمان ہوتی سراسیمہ ہو کر اسے دیکھنے لگی جب، عالم نے  
آگے بڑھتے بیلو بے بی کمبل میں لپیٹے ہوئے پھولے روئی جیسے گلابی گالوں میں ڈمپلز لیے،



بھوری مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھتے اس روئی کے گڈے کو جب اٹھانے کیلئے جھکا تو بے ساختہ ہی ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگا۔

دونوں آنکھیں ملیں یکجا ہوئیں۔۔ ایک مسکراہٹ گہری ہوئی تو دوسرے کے لبوں پر ہی مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔

اسکے دل سے،، فاتح ”کی سرگوشی ہوئی تھی۔۔۔ ہاں وہ ابھی سے ایسا ہی تو تھا خوبصورت حد سے زیادہ کے دیکھتے ہی اگلے کے دل کو چٹکیوں میں فتح کر لے۔۔۔

،، تم پتا نہیں کس کو فاتح کرنے کیلئے آئے ہو۔۔۔ ”وہ سوچتا اسے دونوں مضبوط بازوؤں میں بھر کر اپنے چوڑے سینے سے لگا چکا تھا۔۔۔

مہوش علی

،، ضرور آئے گی وہ شہزادی جسے تم فاتح کرو گے۔ ”کچھ بھی تھا ناراضگی جیلیسی اپنی جگہ پر جب یہ دونوں سینے ملتے آگ پر جیسے برف کے پہاڑ بکھر کر گرتے تھے۔۔۔

،، چلیں اب؟ ”پنا دوپٹہ کچھ دیر پہلے بیوٹشن کی ’کی گئی ہدایت مطابق سیٹ کر کے وہ اسکے پاس آئی۔۔۔

،، میں پہلے آپکے ساتھ نیچے چلوں گی پھر آپ کی لینے جاؤں گی اگر وہ تیار ہو گئی ہوں گی۔ ”مسکرا کر کہتی وہ اسکے ساتھ آ لگی۔۔۔

عالم نے نظریں اٹھا کر قد آور آئینے میں دیکھا۔۔۔

ایک خوشحال فیملی کو دیکھتے وہ مسکرایا اور اسے ساتھ لیکر روم سے باہر نکلا۔۔۔

آنے کے بعد بھی اسنے فرنیچرز کی چینجنگ کے علاوہ کچھ بھی چینج نہیں کروایا تھا۔

وہی بیڈ سرانہ پر اٹلارج عین کی تصویر تھی جہاں وہ دنیا جہان سے لاپرواہ اپنے پسندیدہ سرخ پھول کو مسل رہی تھی۔۔

بیسٹ کیلئے یہی کافی تھا کہ اسکی بیوٹی نے اسکے گارڈن کے پھول کو خود لیا تھا۔

گلاس کی ٹکرانے کی آواز ہنسی قہقہوں سے جلت رنگ کرتی کھلکھلاہٹیں، سرگوشیاں تو کہیں زوردار خوشی سے بھرپور فلگ شکاف قہقہے، مختلف مہنگے پرفیوم، کلون کی خوشبو، پھولوں کی مہک فضا میں چھائی رچی بسی نیچر کی خوشبو نے آج عالم ولا کو بدل کر رکھ دیا تھا۔

لائونج کی وسط میں بڑے روشنیوں سے جگمگاتے سنہری برقی لائٹس کی کرنوں کو بکھرتے فانوس کے نیچے کھڑے مسکراتے کپلز بے صبری سے سعیر عالم کی بیوٹی کے انتظار میں تھے۔۔

تو کہیں دل اسکی بہن کو دیکھنے کیلئے دھڑک رہے تھے۔۔

ایک سائیڈ دانیال خان، حیدر شاہ، شجاعت چودھری، کچھ بزنس مین کا ٹولا تھا تو دوسری سائیڈ جان مرزا، صائم زیدی، شہریار ملک، سفیان دراب کا ٹولا کھڑا قہقہے لگا رہا تھا، قدرے فاصلے پر ہارون شاہ بھی کچھ نئے پرانے دوستوں کے ساتھ کھڑا تھا۔۔

ایسے ہی لڑکیوں کا ٹولا تھا جس میں پری حوریہ زریش عائشہ مشال کے گھیرے میں سیاہ ساڑھی میں نورالعین گھیری گئی تھی۔۔

کیونکہ انہوں نے اسے بیک سائیڈ سے آتے دیکھ لیا تھا اور اب اس پر فقرے کستے اسے لال ٹماٹر کر دیا تھا کہ وہ شرم حیا سے گلنار کھلکھلاتی داد کو کوس رہی تھی۔۔

”آپ تو رہنے دیں آپکی دیوانگی کے قصے ہمیں معلوم ہیں۔“ نور نے کھلکھلاتی پری کو نشانے میں لیا کہ اسکی ہنسی کو اچانک بریک لگی جس پر ابکی بار سب اس پر ہنسی۔۔۔

”اے۔۔۔ ایسا تو نہیں انہیں ج۔۔۔ جب سے فرصت نہیں ملتی۔“ وہ ناک سیکوڑ کر بولی مطلب اپنا دامن بچانہ تھا۔۔۔

”ہاہا ہا بھئی یہ شکوہ کوئی شہریار بھائی تک پہنچائے انکی پری کو شکوہ ہے انکے پاس پری کیلئے فرصت نہیں۔“ عائشہ نے اسکا جملہ پکڑتے کھلکھلاتے کہا۔۔۔

پری کی تو جیسے جان اٹک گئی۔۔۔“ مم۔۔۔ میں ایسا۔۔۔“ اسنے بوکھلا کر صفائی دینی چاہیے پر انکی کھلکھلاہٹوں میں دب سی گئی۔۔۔

دفعۃً دانیال کی مسکراتی نظریں عائشہ پر آئیں اور جیسے ٹھہر سی گئی۔۔۔

جہاں عائشہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا وہیں وہ سب معنی خیز اشارہ دیتی گلا کھنکارنے لگیں۔۔۔

”کیا بد تمیزی ہے۔۔۔“ اپنی باری پر وہ جھینپ کر رخ موڑ گئی۔۔۔

”ہائے۔۔۔“ حوریہ نے آہ بھری۔۔۔

اور نور کہاں باز آنے والی تھی اسے اتنا تنگ کیا تھا اپنی باری پر یوں پیٹھ موڑ جانا بچنے کی راہ نہیں تھی۔

اسنے بھی سرد سی مصنوعی آہ بھری سب کھلکھلا اٹھیں۔۔۔۔

“واؤ ماشاء اللہ۔۔۔”!! عائشہ نے جو رخ موڑا اور جب نظریں اٹھائیں سرخ قالین والی لاتعداد سیڑھیوں سے اترتے کپل کو دیکھتے اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا سامنے چوڑے وجود کو دیکھتے دل بے ساختہ دھڑکا تھا۔۔

نورالعین نے اس آواز پر نظریں سامنے اٹھائیں بلیک فور پیس سوٹ بلیک ٹائی، اور بیلو کمبل میں لپیٹے ہوئے فاتح کو تھامے پروقار مضبوط قدم اٹھاتا وہ توانا جسامت کا مالک سعیر عالم اور

اسکے ساتھ ہی گولڈن بھاری لہنگے ڈائمنڈ کی جیولری سے سجی، آگے بیوٹشن کی ماہرت سے چھوٹے نگینوں اور پھولوں سے سجے ہیرے رکھے، چھوٹی سپید برف جیسی رنگ والی ناک میں چمکتے ہیرے والی نتھلی پہنے۔ گلابی قدرتی رنگت والے ہونٹوں پر مدہم سی مسکراہٹ لیے، اسٹائل سے سر پر دوپٹہ سجائے اسکے قدم کے ساتھ قدم اٹھاتی حورالعین تھی۔۔۔

سب کی نظریں سیڑھیوں کی جانب تھیں صائم جو تقویٰ کو ڈھونڈنے کیلئے نظریں اٹھا چکا تھا، حیدر جو حجاب کی تلاش میں نظریں محفل میں دہرا رہا تھا سامنے ساکت سے رہ گئے۔۔۔

ماشاء اللہ واؤ بیوٹیفل ایسے کتنے ہی فقرے تھے جو انکے قدم قدم میں بکھر رہے تھے پھولوں کی بارش کی طرح۔۔۔

میک اپ سے مبرا چہرہ اس تعریف پر حیا سے گلزار ہو گیا جبکہ اسکی سنگت میں وہ پلکوں کا گھنا سیاہ جھالر گرائے آرہی تھی۔۔۔

کتنے ہی لمحات تو جان مرزا بھی ساکت سا اس کپل کو دیکھتا گیا۔۔۔

“واقعی رب نے فرصت سے بنایا تھا دونوں کو۔۔۔” اسنے دل میں اعتراف کیا کہ شاید یہ دنیا کا خوبصورت ترین کپل ہو۔۔



وہ جو اس جنگل والی سہمی سی لڑکی کو سوچ رہا تھا غور و فکر کر رہا تھا کہ اس سے زیادہ بھی کوئی معصوم پاکیزہ چہرہ ہوگا۔۔۔۔

تو آج سیڑھیاں اترتا وہ چہرہ اسے نفی میں جواب دے گیا تھا کہ رب نے اپنے بے مثال حسن کو دنیا میں اتارہ تھا تو ساتھ کئی بیوٹیز کیلئے انکا رکھوالا بھی بھیجا تھا۔۔

جیسے ایک ساتھ آتا وہ ڈبل فیس، “سعیر، عالم” جسکا اپنی بیوٹی کی جانب ایک خوبصورت فیس تھا۔ انتہائی حسین بھوری آنکھوں والا سفید سرخ رنگت والا۔۔۔

وہی دوسری سائیڈ اسکا خطرناک پراسرار سا فیس تھا جسکا راز جاننا ناممکن بن چکا تھا۔۔۔۔ جب تک وہ خود نا چاہے۔۔۔۔

“یہ اتنی خاموش کیوں چھا گئی۔” “نروس ہوتی حورالعین نے منمنا کر عالم سے پوچھا۔۔۔۔“ شاید تم آتے ہوئے آئینہ نہیں دیکھ کر آئی تھی حالانکہ لڑکیاں تو سیکنڈ میں جب تک آئینہ پاس ہوتا ہے چپکی ہوتی ہیں۔” “سکوت کو توڑنے کیلئے عالم نے قہقہہ لگا کر اس سے آہستہ سے کہا۔۔۔

اسکے قہقہے کے ساتھ کئی دل زیر و زبر ہوئے۔ جس سے وہ واقف تھا یا نہیں پر نظریں ساکت ہوئی تھیں اس پر۔۔۔۔

“آپکو تو بڑا ہی معلوم ہے نا لڑکیوں کے بارے میں۔” اسنے تڑخ کر جلے کٹے انداز میں کہا وہ دل کھول کر ہنسا۔۔۔

“افکورس عین۔” اسے چڑانے اور لوگوں سے توجہ ہٹانے کیلئے اس سے باتیں کرنے لگا۔ حورالعین نے تڑپ کر اسے دیکھا اور اسی لمحے عالم نے بھی اسکی آنکھوں میں جھانکا۔۔۔

وہ لمحہ بڑی تیز تراری سے فوٹو گرافر نے کیمرہ میں قید کر لیا ہمیشہ کیلئے۔۔۔

”ایک تو آپ مجھے فل انگلش نہیں سکھاتے، مجھے بھی انکورس کہنا ہے۔“ لمحہ کا وقفہ تھا اسکی آواز بھر آئی اس زیادتی پر۔۔۔

اور عالم نے اس ڈرامہ کونین کے ڈرامے پر جاندار قہقہہ لگایا۔۔۔

فوٹو گرافر اسکے قدم قدم کے ساتھ فوٹو لینے لگا جب تک وہ اتر کر آخری سیڑھی پر آئے۔۔۔

”کوئنگراچولیشن“! سب سے پہلے جان مرزا نے آگے بڑھتے ہوئے فاتح کو دیکھا اور حورالعین سے مل کر انہیں مبارک باد دی۔۔۔

جسے عالم نے خوشدلی سے وصولا۔۔۔

وہ سب جانتے تھے اسکی بیوی بلائینڈ تھی اور یہ بھی کہ حال ہی میں اسنے آپریشن کروایا تھا اسکی آنکھوں کا۔۔۔

تبھی جان سمجھ گیا تھا وہ اسے دیکھ کر چونکی نہیں ورنہ محفل میں اسکے لیے سرگوشیوں کے وہ انجان نہیں تھا۔۔۔

کئی لڑکیوں کو تو وہ آٹوگراف دے چکا تھا۔ اور لڑکیاں بھی ایسی دیوانی محفل کی پروا کیے بغیر اسکے ساتھ پوز میں تصویریں لیتی آٹوگراف کئی لے چکی تھیں۔۔۔

اللہ اللہ کر کے شہریار ملک اور صائم زیدی نے اسکے جان چھڑوائی۔۔۔

ورنہ اسکے گارڈ اور سیکرٹری لان میں ہی تھے۔۔۔ اسے لگا ضرورت پڑنے والی ہے۔۔۔

”واہ آج تو بڑے بڑے صاحب تشریف لائے ہیں۔“ بلیک تھری پیس سوٹ میں نک سک  
ساتیار وجاہت کا شاہکار برہان علوی کو محفل میں آتے دیکھ کر شہریار نے پھلجھڑی  
چھوڑی۔۔۔

”ہاہاہاہا۔۔۔“ برہان نے قہقہہ لگایا اور قدرے شرارتی انداز میں سعیر کو دیکھ کر گلا کھنکارا۔۔۔

رنگ محفل چاہتا ہے اک مکمل انقلاب  
چند شمعوں کے بھڑکنے سے سحر ہوتی نہیں

”واہ واہ کیا بونگا شعر تھا۔۔“ وہ جو شعر سنا کر داد کیلئے سر کو خم دے چکا تھا سفیان کے اندازِ داد پر تڑپ کر اٹھا۔۔۔

“لڑکے بڑوں کی تمیز کرنا سیکھو۔” اس نے روعب سے کہا اور سفیان نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی جس سے محفل میں قہقہے گونج اٹھے حورالعین بھی مسکرا دی اسے یوں برہان کی موجودگی میں قہقہے لگاتے دیکھ کر۔۔۔۔۔

دل چاہتا ہے محفل سچے۔۔۔۔۔

اور اس محفل میں کسی کا قہقہہ تھمے۔۔۔

اسنے اپنے اگلے قدم کو شاعرانہ انداز میں بیان کیا۔۔

عالم چونک کر اسکی نظریں حورالعین پر دیکھتے سنجیدہ ہوا۔۔

وہی حورالعین کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

”معذرت برہان بھائی یہاں نا قہقہہ تھمے گا نا ہی کوئی چوٹ دل پر لگے گی کیونکہ آج میری نند اور بھائی کی شادی ہے۔“ اسنے بڑے میٹھے انداز میں برہان بھائی کہا کہ عالم نے فلک شکاف قہقہہ لگا کر سب ہنسنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

”متلیاں پھول کو دیکھ کر رنگ ہی بدل رہی ہیں۔“ اسنے دہائی دی۔۔

اسنے حورالعین کی کمر میں سعیر کا بازو دیکھ کر آنکھیں پھاڑتے کہا۔۔۔

چارو اور اسکی حالت پر محظوظ ہوتے قہقہے پڑے۔۔۔

”میں مسنی کو بلاتی ہوں لگتا ہے آپکی طبیعت ٹھیک نہیں بھائی۔“ اپنی طرف سے دھمکی دی جو برہان کی متلاشی نظروں میں ٹھنڈک بن کر اتری۔۔۔

”یہ تو ہم پر کرم نوازی ہوگی بھابھی کہ آپ ہمارے چاند کو ربو یار لائیں۔“ اسنے اپنے مخصوص انداز بھاری خوبصورت آواز میں کہا شجاعت نے قہقہہ لگاتے دادیہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا وہی صائم نے توبہ کی کہ یہاں تو اس سے اوپر کی بلائیں ہیں وہ تو بیچارہ نام میں ہی بدنام ہے۔۔۔

”مجھے لگتا ہے بیٹے اب آپ کافی فریش ہیں تو کل سے ڈیوٹی جوائن کر لیں؟“ دفعۃً انکے

ٹولے میں آئی جی نے آکر عالم سے مصافحہ کرتے برہان کو کہا وہ سٹیٹا گیا۔۔۔

اسکی حالت سے محظوظ کئی قہقہے گونج اٹھے۔۔

”ہاں آفیسر کافی فریش لگ رہے ہیں کیوں ڈاکٹر صاحب؟“ حیدر نے آنکھ مارتے شرارت

میں حصہ لیا صائم اثبات میں سر ہلاتا قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔



”ہمارے ہونہار قابل آفیسر ابھی تین گھنٹے کی ریسٹ پر یہاں پہنچے ہیں آپکا کیا خیال ہے؟“  
میجر شہریار کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے انہوں نے برہان سے رائے لی۔۔۔  
”میرا ماننا ہے جب انسان اپنے عہدے سے فیئر نہیں تو کسی رشتے سے نہیں۔“ دوسری  
طرف عالم نے گھیرا۔۔۔

”معذرت کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے صاحب! اپنے سالے کی شادی ہے جہاں بڑے اکلوتے  
جیجا کو سب سے پہلے موجود ہونا چاہیے وہیں، چھٹیوں کے باوجود میں آپکی مہربانیوں کرم  
نوازیوں سے ایک کیس ہی ہینڈل کر کے مہمانوں کی طرح یہاں آیا ہوں۔ اور اب مجھے تو  
اس قربانی سے معاف رکھیں، میری ابھی کافی لمبی چھوٹیاں پڑی ہیں میں قربان ہونے والا  
بکرا نہیں اس بچے کو کرپیا معاف فرمائیں اپنی کرم نوازی سے۔“ وہ ہاتھ جوڑ کر معذرت کی  
درخواست کرتا وہاں سے کھسکا۔۔۔

اسکی طنزیہ بھیگی بلی والی حالت پر سب نے بھرپور محظوظ ہوتے قہقہے لگائے۔۔۔  
عالم حورالعین کا سب سے تعارف کروانے لگا اپنے دوستوں پہنچان والوں کو انکی بیگمات کے  
ساتھ۔۔۔

حجاب تقویٰ وہاں نہیں تھی اسلیے اسے صرف حیدر صائم سے ہی ملنا پڑا۔۔۔  
باقی سب سے مل کر اسے بہت اچھا لگا۔ زیادہ خوبصورت سی سنہری گڑیا جیسی عائشہ اور  
معصوم پر یہ پسند آئی تھی۔۔۔

باقی بھی اپنی جگہ حسین بے مثال تھیں۔۔۔

جن سے ملتے وہ متاثر ہوئے بغیر نارہ پائی۔۔۔

اتنی ساری بھیڑ لوگوں خوبصورت چہروں کو دیکھتے جو پہلے گھبرائی ہوئی تھی اب وہیں انکی شوخ مزاجی دیکھ کر پرسکون ہو گئی۔۔

وہ بھی اسکے طرح انسان ہی تھے کیا ہوا جو وہ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی پہلے بھی تو انکی موجودگی محسوس کرتی تصور کرتی تھی انہیں۔۔۔

قد قامت والے سیر عارب داد کے دوستوں میں کافی سارے شادی شدہ تھے جنکی بیگمات سے وہ ملی تھی، جن میں سرفہرست پر ”ہانیہ خان“ تھی خوبصورت مغرور دکھنے والی وہ لہجے کی کافی چلبلی تھی اور مسکان کی طرح اپنے شوہر کو آنکھوں میں ہی رکھا ہوا تھا۔۔

سب کی بیگمات تھیں چند ایک اور جان مرزا جو کہ کافی سنجیدہ لگ رہا تھا اور شجاعت چودھری جو گائوں سے آیا ہوا تھا۔۔ یہ دونوں ہی غیر شادی شدہ تھے۔۔

باقی تقریباً شوخ مزاج قہقہہ پر قہقہہ لگانے والے۔۔۔

حورالعین کے بعد فاتح کے تعارف پر سب نے باری باری فاتح کو چوما کھلکھلایا تھا۔۔ وہ مجبوراً طوعاً کرہاً ہنس رہا تھا۔۔

”ماشاء اللہ کتنا پیارا ہے حور اسکے ڈمپلز بالکل تمہاری گالوں کی طرح۔۔“ ”مرد حضرات ایک سائیڈ چلے گئے تھے اب یہ گھیرا خواتین کا حورالعین کے گرد تھا۔۔

پری نے جھٹ سے اسکے دونوں گال چوم کر کہا۔۔

”میں پہلے دیکھتی تو ضرور اس سے ہی شادی کرتی۔“ ”حوریہ نے کھلکھلاتے فاتح کی پھولی گال پر چٹکی کاٹی۔۔۔

”بہت پیاری لگ رہی ہو۔“ فاتح کو عائشہ کی گود میں سوہنے ہوئے اسنے نور کے گال کو چھو کر کہا وہ جھینپ گئی۔۔

”اور تم جیسے قیامت اس پوری محفل پر چھائی ہوئی۔“ اسکے دونوں ہاتھ تھام کر ایک پل کو آنکھیں میچتے اسنے شدت سے کہا حور اسکے انداز پر ہنسی۔۔

”مجھے معلوم ہوتا تو میں بھی میک اپ نا کرتی تم دیکھو کتنی پیاری لگ رہی ہو۔“ اسنے جیسے روٹھ کر کہا۔۔

”ارے میں تیار ہو رہی تھی پاگل پر عالم نے نہیں ہونے دیا۔ اور بیوقوف تم ماشاء اللہ کتنی خوبصورت لگ رہی ہو اگر مجھ پر یقین نہیں ہو رہا تو داد بھائی سے پوچھ لو۔“ عین نے حیرت پھر ستائش سے کہتے داد کا نام لیا مشال زرش عائشہ پری حوریہ کے ساتھ سب کے کان کھڑے ہوئے۔۔

”ہمارے والوں کی طرح اسے بھی داؤد بھائی سائیڈ لے جا کر یقین دلا چکے ہیں نوٹسکی کر رہی ہے ہاہاہا۔۔“ مشال کے فقرہ کسنے پر نور کانوں کی لو تک حیا سے گلزار ہو گئی۔۔ اسنے بوکھلانے پر حور العین سمیت سب قہقہہ لگا اٹھیں۔۔

”یہ عارب کہاں رہ گیا؟“ ایک نظر مہمان کے ساتھ برہان عالم کو مصروف دیکھتے اسنے عارب کی تلاش میں نظریں اسٹیج پر پھیری جہاں ساحل شاہ اور فیری دوسرے بچوں کے ساتھ پی سے کھیل رہے تھے۔۔

”وہ داد اور اپنے دوستوں کے ساتھ روم میں ریڈی ہو رہا ہے۔“ نور نے ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے بتایا۔

حورالعین نے محبت پاش نظروں سے دیکھ کر اسکا گال چھوا۔۔

“فاتح کا خیال رکھنا وہ ابھی سو کر اٹھا ہے کافی چڑچڑا ہوگا، میں ذرا آپنی کے پاس جا رہی ہوں۔” کہتی وہ ایک نظر سگار سلگاتے سعیر پر ڈال کر وہاں سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔۔



“تمنے میک اپ کیوں اتار دیا؟” دروازے سے اندر داخل ہوتی حورالعین کے میک اپ سے مبرا چہرہ دیکھتے مسکان نے پریشانی سے پوچھا۔

چوڑیاں پہنتی سمعیہ نے چونک کر دیکھا اور واقعی اسکا سادہ زیوروں سے سجا چہرہ دیکھ کر حیران ہوئی۔

“وہ عالم کو نہیں پسند آیا۔” روم میں بیوٹشن کے علاوہ دو انجان لڑکیوں کو دیکھتے اسنے جھجک کر بتایا۔۔

جبکہ حجاب تقویٰ کی نظریں اس غیر معمولی حسن کی مالک لڑکی پر ٹھہری ہوئی تھیں۔۔ وہ ایسی لگی جیسے پرستان کی پری راستہ بھٹک گئی ہو۔۔

مسکان نے غصے سے لب بھینچ لیے۔۔ کتنے شوق ارمان سے سجایا تھا اسکے نقش نقش کو اور اسنے چٹکیوں سے سب کچھ ختم کر دیا۔۔



”تم ناراض نا ہو مسنی مجھے خود پسند نہیں آرہا طبیعت بو جھل ہو رہی تھی اسلیے عالم نے صاف کروایا۔“ اسنے سارا قصور اپنے سر لیا جس سے وہ انجان نہیں تھی۔۔

”آؤ یہ لپ سٹک لگا لو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔“ اسکے نا نا کرنے کے باوجود مسنی نے زبردستی اسکے لبوں پر گہری سرخ لپ سٹک لگا کر آگ میں جیسے پیٹرول والا کام کیا۔۔

”ماشاء اللہ۔“ سمنی نے بے ساختہ اسکے اوپر سے نیلے نوٹ وار کر ملازمہ کے حوالے

کر دیئے۔۔۔

”بہت پیاری ہے اللہ نظر بد سے بچائے۔“ تقویٰ نے بھی بے ساختہ کہا۔

”بہت نہیں بہت بہت بت سے زیادہ بہت۔“ حجاب چمک کر بولی جہاں حور جھینپ گئی وہیں سب ہنس پڑے اسکے انداز پر۔۔

”انکی جیسی ایک اور بھی تھی نا کیوٹ کیوٹ سی کالی آنکھوں والی۔“ اسنے نور کا حوالہ دیا۔۔۔

”ہاں جی وہ میرے بچے کا کاپی پیس ہے۔“ مسکان کے انداز پر سب کھلکھلائے۔۔۔

”وہ میری جڑوا بہن ہے نورالعین دائود علوی اور میں حورالعین سعیر عالم۔“ حور نے نرم

لہجے میں تعارف کروایا تو تقویٰ اور حجاب نے بھی اپنا کروایا۔۔۔

حورالعین کو یاد آیا وہ انکے شوہر سے ابھی نیچے مل کر آرہی تھی۔۔۔

اسے دونوں بہت پسند آئیں تقویٰ تو کچھ کم گو سی لگ رہی تھی پر پر جوش سی حجاب چلبلی بہت پیاری کیوٹ تھی۔۔

”آپ تیار ہیں؟“ حورالعین سمعیہ کی طرف آئی جو بیڈ پر مسکان کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔  
مسکان کو دیکھا جو آج اپنے بھائی کی شادی کی خوش میں بے انتہا خوش تھی۔۔۔

سمی نے اس خوبصورت پتلی سی لڑکی کے کافی تاثرات جانچنے چاہے پر اسکے ہر انداز سے خوشی جھلک رہی تھی۔۔۔ سہی پھر خاموش ہوگئی کہ شاید وہ اسکے بھابھی کے روپ میں دیکھ کر خوش ہے۔۔۔

اوشن نیلے لہنگے چولی پر سنہری بالوں کو کھلا چھوڑ کر مہارت سے کیے گئے میک اپ، سرخ ڈیپ لپسٹک میں ڈائمنڈ کی جیولری پہنے وہ قیامت خیز حسن کے ساتھ کسی سے کم نہیں تھی۔۔۔

سب سے نمایا اسکا دراز قد تھا جس پر لہنگا اپنی خوبصورتی سفید چمکتے نگینوں ہیروں سے جھللا رہا تھا۔۔۔

اسکے ساتھ دلہن کے میرون لہنگے میں ملبوس بھاری نگینوں زرک کے کام سے سجا دوپٹہ سلیقے سے سجائے، کندن ڈائمنڈ کی جیولری میں، ناک میں پہنی نتھ، لبوں پر زندگی میں پہلی بار لگائی لپ سٹک سے وہ آج ایک خوبصورت اپنی عمر سے کئی گنا چھوٹی لگ رہی تھی۔

اسنے پروقار انداز میں ایک شانے پر میرون زرک کی کامدار شال ڈالی ہوئی تھی۔۔۔

”ہاں تم لوگ یہیں بیٹھو میں نیچے دیکھ کر آتی ہوں۔“ مسکان کہہ کر حور کے گال چومتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔

اور حور سہی کی پھیلی بانہیں دیکھ کر چلتی ان میں سمائی۔۔۔

”فاتح کہاں ہے؟“ اسکا ماتھا چومتے پوچھا

اور حور انہیں بتاتی ساتھ تقویٰ حجاب کے ساتھ سمعیہ ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی۔۔  
اس دوران معلوم ہوا کہ تقویٰ کا بھی ایک چھوٹا سا بیٹا ہے صمصام جو کہ اس وقت اسکی  
پھوپھو پاس ہے۔۔

اور دونوں میاں بیوی ڈاکٹر ہیں۔۔۔

وہ امیجن کرتی انہیں مسمرائیز ہو گئی۔۔۔

”کتنا خوبصورت ہوگا نا جب وہ دونوں ہاسپٹل جائیں گے اور پھر شام کو گھر آئیں گے ساتھ  
ساتھ نوکری کریں گے۔“ وہ انہیں دیکھ سہمی سے بولی۔۔

تقویٰ حجاب دونوں ہنس پڑیں۔۔۔

”ایسا کچھ نہیں، وہ رات کی ڈیوٹی دیتے ہیں کبھی تو کبھی میں، اگر وہ ڈے میں ہوتے ہیں تو  
میں نائٹ، اور اگر سنڈے کو ساتھ ہوں تو سوتے ہی انکا دن گذرتا ہے۔ اور میں تو صمصام  
کے ساتھ کافی وقت گذارتی ہوں۔“ وہ بات بنا کر بولی۔۔

حالاں کہ صائم کی بے تابیوں سے صرف وہ ہی واقف تھی اگر ایک دن بھی اسکے ساتھ  
حجاب پر آگیا ڈے کی تو اسکا جینا محال ہوتا وہاں۔۔۔

وہ اچانک روم میں پھیلے قہقہوں پر ہوش میں آئی اور اسے اندازہ ہوا وہ دونوں شریر لڑکیاں  
اسکی سرخ رنگت پر ہنس رہی ہیں۔۔

اسنے جھینپ جھجھکتے سہمی کی جانب دیکھا جو لبوں پر نرم مسکراہٹ سجائے کھلکھلاتی حورالعین  
کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تقویٰ ایک نند کی اپنی بھابھی کیلئے محبت پر حیران تھی۔۔“ کیا ایسے بھی رشتے ہوتے ہیں؟ ”  
اسکی آنکھوں میں محبت کا سمندر تھا جیسا۔۔

اللہ نے اسے محبت کی مٹی سے بنایا ہو، نرم، شگفتہ، مٹھاس سی لہجے میں جب ان سے بات  
کرتی روح میں ٹھنڈک اتر جاتی۔۔

تقویٰ کو اسکا بھائی یاد آیا۔۔

اسے جھجک سی ہوئی کہ اتنے بڑے پہاڑ جیسے وجود کی بیوی اس قدر معصوم پیاری سی۔۔  
کیا وہ اسکا غصہ، ناراضگی ایک گھوری بھی جھیل سکتی ہوگی؟ اچانک سوچیں بھٹکی۔۔  
اور نظریں اس روئی سی بنی برف جیسی گڑیا پر گئی جو اصل میں ایک کتابی بیوی لگ رہی  
تھی۔۔

اور وہ ایک کتابی دیو یا طاقتور شہزادہ۔۔۔۔؟؟

”استغفر اللہ میں بھی کیا سوچ رہی ہوں۔“ اسنے فوراً سے سوچوں کی سرکتی رسی کو کھینچ  
لیا۔۔

”میں آپکا بیٹا دیکھنا چاہتی ہوں۔“ متجسس سی حجاب نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔۔

”ارے کیوں نہیں جانو، وہ نیچے ہال میں عائشہ بھابھی کے پاس ہے۔ وہیں میری کاپی پڑیں  
بھی موجود ہے۔“ اسنے شرارت سے کہا وہ کھلکھلائی اور فوراً سے ہیل پہنی ۔

”کتنا مزا آئے گا نا آپی جب آپ ہم سب یہاں ہوں گے ہمیشہ کیلئے ایک خوبصورت سی  
فیملی کی طرح پھر آپکے بھی بچے ہوں گے۔ اور اگر آپکی بیٹی ہوگی تو ہم فاتح اور اسکی



شادی کروائیں گے۔۔ بس خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی اب۔۔ ”اسکے لہجے میں مستقبل  
سنہرے سہانے سپنے تھے۔۔

جہاں سہمی سرخ بھی ہوئی تھی تو اسکی خوشی ان شاء اللہ کہہ کر خاموش رہ گئی۔۔  
تقویٰ نے بھی ساتھ کہا پر وہ جانتی تھیں ہونا وہی ہوتا ہے جو رب کو منظور ہوتا ہے۔۔  
جو کہ ایک بڑا اور خوبصورت پلانر ہے۔ جسکا نا کبھی پلان فیل ہوا ہے نا ہی غلط۔۔

”اور اگر تمہاری سہمی آپنی کو بیٹا ہوا تو؟“ تقویٰ نے شرارت سے پوچھا حورالعین چونکی اور  
پھر کھلکھلائی۔۔

”تو میری بیٹی ہوگی نا اس سے شادی کروادیں گے کیوں آپنی؟“ اسکی پلاننگ عروج پر تھی  
وہ دونوں ہنس پڑی۔۔

”اور نور کے بچے؟“ سہمی نے مذاق میں پوچھا۔ اسکا اداس موڈ قدرے اسکی شرارتوں پر  
بہتر ہوا۔

”اسکے پھر مسکان کے بچوں کے ساتھ۔“ وہ برجستہ بولی سہمی اور تقویٰ اسکی باتوں پر کھلکھلا  
اٹھیں۔۔

”میری شہزادی۔“ سہمی نے اسکا ماتھا چوما۔ تقویٰ محبت سے دیکھا۔۔

”پتا نہیں مسنی کہاں رہ گئی۔“ اسنے بے چینی سے کہا۔۔۔

\*-----♦♦♦-----\*

”اور کتنی دیر؟ لڑکیوں کی طرح بیسیو کر رہے مجھے سخت زہر لگ رہے ہو۔“ وہ سخت لہجے میں بیزاریت سے چیخا۔۔۔

”بکواس بند کر بڑا اتلاؤلا ہو رہا ہے سمجھ رہا ہوں۔“ داد نے غصے سے جھڑکا۔

”عرب یار صبر رکھ تجھے ہی تیار کر رہے ہیں پیارے اگر تو حسین لگے گا تو عزت تو ہماری ہی ہو گی نا۔“ فہد نے محبت سے کہا بلال اور حسن نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

”یار باہر دیر ہو رہی ہے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے کیسا تیار کر رہے ہو؟ عالم کی جھڑکیں شادی کی رات پھر مجھے سننے کیلئے ملیں گی۔“ اسنے بیچارگی سے کہا۔۔۔

صائب داد کو مطلوبہ چیزیں تھمانے لگا اور فہد بلال نے عرب کو تھاما ہوا تھا جبکہ حسن خاموش صوفے پر بیٹھا مسکراہٹ چھپائے سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

”لو جان یاروں میں بھی آگیا دلہے کی خاص تیاری میں۔“ ڈور ناک کر کے اندر آتے سفیان نے شرارت بھرے لہجے میں صورتحال کو ملاحظہ کرتے کہا۔۔۔

”شکر!! سیفی یار تو ہی کچھ سمجھا انہیں اتنا کون تیار کرتا ہے۔“ عرب نے جھنجھلا کر جیسے گذارش کی۔۔۔

”ہاہا یار خاص لوگوں کو خاص تیار کیا جاتا ہے ڈونٹ وری۔۔۔ ابھی کوئی باہر جلدی نہیں کیونکہ بھابھی بھی ابھی تیار ہو رہی ہیں اور عالم اپنے دوستوں کے ساتھ بڑی ہیں۔“ شانے تھپکتے ہوئے اسنے حوصلہ دیا عرب نے گہرا سانس بھر کر سر چیئر کی پشت سے ٹکادیا۔۔۔

اسے اپنے رحم و کرم پر دیکھ کر داد کے ساتھ سب نے قہقہہ لگایا۔۔۔

“مرو! اکیلا ہوں اسلیے یہ سب کر رہے ہو۔۔ اپنی باری پر بڑے لاڈلے سپوت نک سک سے تیار ہو کر گئے تھے جلدی جلدی جیسے شوگر کا جہاز غرق ہونے والا تھا، میری باری ضرور مروائو گے۔۔۔ ”وہ جلے کٹے انداز میں بڑبڑا رہا تھا۔۔۔

“یہ میری پلکیں کیوں بھاری ہو گئی ہیں؟ ”اسے اپنی پلکوں پر کچھ لگاتے دیکھ کر وہ مشکوک ہوا

“عرب ”! داد یا کسی کے جواب دینے سے پہلے شجاعت چودھری کی آواز پر وہ کھل اٹھا۔۔۔

“ہاں میں یہاں ہوں ”! اسنے اٹھنا چاہا کہ بروقت کاروائی کرتے سفیان نے اسکے کندھوں کو جکڑا۔۔۔

اب تو تین تین طاقتور مردوں کے قید میں وہ پھڑپھڑا بھی نہیں سکتا تھا۔۔

یہ سب کمینے داد کی وجہ سے ہوا تھا اچھا خاصا وہ خود تیار ہو رہا تھا کہ وہ سب کو ساتھ لیکر اسکے پاس آگیا اسے خاص تیار کرنے۔۔۔

تب سے اب تک جانے کون سی بے غیرتیاں انجام دے رہا تھا کہ کئی بار مجبوراً عرب کو اسے دھمکیاں دیکر کسی بے غیرتی سے باز رکھنا پڑا تھا۔۔۔

اب اس پر کتنا اثر ہوا وہ تو خدا ہی جانتا تھا پر عرب کے گرد خطرے کی گھنٹیاں مسلسل بج رہی تھیں۔۔۔

“یہ کیا ہو رہا ہے؟ ”شجاع جو اس سے ملنے کیلئے یہاں پہنچا تھا کہ کافی لیٹ ہو رہا ہے یہاں کا ماحول دیکھ کر ششدر ہوا۔

”بتائو یار کیا ہو رہا پلیز۔۔۔“ عارب نے بند آنکھوں سے اچھل کر پوچھا۔۔۔

”تو بکواس بند کرے گا یا میں جائوں احسان فراموش۔“ داد چیخ اٹھا۔۔۔

شجاع نے بے ساختہ مسکراہٹ چھپائی سفیان کی منت سماجت پر۔۔۔

”کک۔۔کچھ نہیں بس وہ۔۔“ جھوٹ اس سے بولا نہیں گیا اور وہ مزید اس میں شامل ہونا

نہیں چاہتا تھا تبھی ایک امپورٹنٹ کال کا کہہ کر ایکسیوز کرتا وہاں سے نکلا۔

باہر کچھ فاصلے سے آتا اسکا قہقہہ یہاں بخوبی سنا گیا تھا جو بلاشبہ کالر کے ساتھ جوڑا گیا تھا۔۔۔

”اور؟“ ابکی بار وہ جھجک کر بولا مبادہ وہ ناراض ہی نا ہو جائے۔۔۔

”بس اب دو منٹ۔“ داد نے بلال سے برش تھاما اور دوسرے کچھ لیکر اسکے بال بنانے لگا۔۔۔

”دیکھنا عارب اس زمانے کی شادی کے سب سے خوبصورت دلہے ہو گے۔۔۔“ عارب دل

میں جل کر لبوں پر مسکراہٹ سجائے اثبات میں سر کو جنبش دینے لگا۔۔۔

”کوئی شک نہیں تیرے جیسا (منخوس) دوست لاکھوں میں ایک (کمینہ) ہوتا ہے۔“ اسنے دل

سے تعریف کرتے اس سچ کو قبول کیا۔۔۔

دوسری طرفین قہقہہ دبانے کی کوشش میں سرخ انگارے ہو گئے تھے۔۔۔

داد نے حسن کو اشارہ دیا جسنے جھپکتے ہوئے آئینے پر کپڑا ڈال دیا۔۔۔



”اب تم آزاد ہو۔۔۔“ جلدی شوز پہنوں چلیں۔۔۔ ”کچھ تاخیر بعد اسکے اوپر سے کپڑے ہٹایا اور جلدی جلدی کی رٹ لگائی۔۔

وہ ہڑبڑا گیا۔۔

”پہلے اتنا وقت لگایا اب یوں جلدی۔۔۔“ ”منہ بنا کر وہ بولتا آئینے کی جانب پلٹا کہ ٹھٹھک کر اسکی طرف استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

”یہ خوبصورت چہرہ دیکھنے کا حق پہلے صرف بھابھی کو ہے۔“ ”داد نے اپنی طبیعت حساب سے لاپرواہی سے کہا۔

”یہ کیا بات ہوئی؟“ ”اسنے غصے مشکوک انداز میں پوچھا۔۔۔“ ”کوئی بات نہیں ہوئی رول از رول! جو مستقبل میں ہر ایک کو اپنانے ہیں۔“ ”وہ کندھے اچکا کر بولتا اپنا مفلر ٹھیک کرنے لگا بلاشبہ وہ نہایت خوبصورت لگ رہا تھا سیاہ شیروانی میں۔۔

”دیکھ لے داد اس بار کچھ الٹا کر کے سیدھے کی تمہید باندھی منہ توڑ دوں گا۔۔“

”چل نا! احسان فراموش اگر میں کچھ نا کرتا۔۔۔

”ابے چل بار بار جتا کر مجھے شرمندہ کرنے کی کوشش نا کر جو کہ میں ہونے والا نہیں۔“ ”عارب نے بیچ میں ہی ٹوک دیا داد نے دانت پیسے باقی سب محفوظ ہو رہے تھے۔۔۔

”گدھے کبھی شرمندہ ہوئے ہیں۔“ اس کے کہنے پر عارب نے سر جھٹکا جیسے سب کے کلیجے منہ کو آگئے۔۔۔

داد بھی فوراً سے خاموش ہو گیا۔۔۔

”یار پتا نہیں کیا بنایا ہوگا۔۔۔ بڑا عجیب فیل ہو رہا ہے۔“ شوز پہنتے اس نے مردانہ خوبصورت میرون شال شانوں پر پھیلائی۔۔۔

”واہ کیا حسن ہے ایک تصویر تو بنتی ہے۔“ سفیان نے توصیفی انداز میں کہتے فوراً سے موبائل پر کلک کیا اور اگلے ہی پل عارب کے شانے پر بازو رکھے اس ماہر بیوٹشن داؤد کی تصویر دلہے کے ساتھ آگئی۔۔۔

”اسکی شادی میرے تعویذ کی وجہ سے ہو رہی ہے۔“ اس نے جتنا ضروری سمجھا پر سب سمجھ کر قہقہہ لگا اٹھے کہ اسکا تعویذ کیسا ہوگا۔۔۔

”اب بس کرو چلو۔“ اس نے جھڑکا اور سب مسکراہٹ دبائے اس کے بائیں بائیں لیکر وہاں سے نکلنے لگے۔۔۔

”یار مجھے ایک بار آئینہ تو دیکھنے دو۔“ وہ مسلسل مزاحمت کر رہا تھا اسے ذرہ برابر بھی داد پر یقین نہیں تھا کہ اسے تیار کرتے وقت کوئی بیہودگی نا دکھائے۔۔۔

”بکواس بند کرو۔“ سفیان نے ڈور کھولا۔۔۔ اور داد نے غراتے ہوئے اسے آگے کو دھکیلا وہ آہ کرتا اس اچانک افتاد پر لڑکھتا ہوا سیدھا باہر نکلا۔۔۔

پچھے انکے روم میں چھت پھاڑ قہقہے گونج اٹھے اور عارب کا سر چکرا رہا تھا مسلسل۔۔۔

اسے لگا سر دیوار سے ٹکرایا ہے اور وہ شادی سے پہلے ہی شہید ہو جائے گا۔۔۔

”مسی۔۔۔“ اسکی کراہ نکلی اور سر کو تھام کر اسنے سامنے دیکھا تو سعیر دیکھ کر اسکے

اوسان خطا ہو گئے۔۔۔

”عرب کہاں ہے؟“ اس کے سنبھلتے ہی عالم نے سامنے والے وجود کو گھورتے سرد لہجے میں پوچھا جبکہ اس کے ساتھ پیچھے جان مرزا صائم زیدی حیرت سے آنکھیں سیکڑے کھڑے تھے۔

”عرب کہاں ہے؟“ یہ جملہ گونج عرب کے کانوں میں اور وہ اپنی پوری ہنستی سمیت ہل کر رہ گیا۔۔۔

زمین و آسمان جیسے سامنے گھوم گئے اور آنکھوں کے گرد چاند تارے ناچنے لگے۔۔۔

”ہاہا ہا عارب یار۔۔۔۔۔ رکو تو سہی۔۔۔“ قہقہہ لگاتے داد جو روم سے باہر نکلا تھا۔ سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر اسکی سٹی گم ہو گئی۔۔۔

”کہاں ہے عارب؟ کیا دلہن بن رہا ہے؟ اتنی دیر لگا دی ہے ساری رات تیار ہونے میں لگائے گا۔“ عالم غصے سے بولا۔۔۔

داد کا بے ساختہ اڈتا قہقہہ جان صائم حسن سفیان بلال فہد سب کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

سارے لوگ حیرت متجسس سے اس گھیرائو کو دیکھ رہے تھے جبکہ ان سب کے بیچ عارب ہونقوں کی طرح کھڑا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

عالم کی نظریں اسکی آنکھوں کی جانب اٹھی اور ان میں کچھ ایسا ضرور تھا کہ عارب نے بھی وہیں دیکھا۔۔

”یہ۔۔۔۔۔!! یہ۔۔ کیا ہے یہ۔۔۔۔۔ میرا ہاتھ۔۔ ”ایک دم اسکی چیخ گونجی۔۔۔۔۔“

بابا بابا۔۔۔ فلگ شگاف قہقہے کے ساتھ داد اپنی پوری ٹیم کے ساتھ وہاں سے نوے کی اسپید سے بھاگا۔۔۔

اور عارب سن سا اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں پہنی رنگز کے ساتھ نیل پر لگی سرخ نیل پالش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسنے التجائیں آنکھیں عالم کی غصے بھری آنکھوں کی سمیت اٹھائیں۔۔۔

جہاں باقی سب کے قہقہے پڑ رہے تھے وہیں ابکی بار عارب سو کی اسپید سے روم میں بند ہو کر داد کو دھاڑوں سے گالیاں دے رہا تھا۔۔۔

”کینے انسان میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔“ اسکی غراہٹیں عروج پر تھیں۔۔۔ اسے رہ رہ

کر خود پر غصہ تائو آرہا تھا کہ اسکی پچھلی بار کی بات مان کر کتنی مار کھائی تھی اس بار کیوں

مانا۔۔۔

اور اپنی بوکھلاہٹ اپنی حالت کے زیر اثر وہ انکی کارکردگی کو سمجھ کیوں نہ سکا۔

غصے سے اسے کھینچ کر آئینے سے کپڑے اتار اگلے ہی پل اسکی پوری ہستی ہل کر رہ گئی۔۔۔



وہ زوردار دھچکے سے سن کھڑا آئینے میں دیکھ رہا تھا جہاں عرب نہیں عاربی کھڑی تھی۔۔۔۔۔  
سفید تیز پاؤڈر اس کے چہرے پر، لبوں پر گہری سرخی، لال گال، آنکھوں پر لال رنگ، پیشانی  
پر کالا بڑا سا ٹیکا، نظر کا ٹیکا۔۔۔

گھنے بالوں کی بنی پونی جس سے لٹکتا اوپر ہی چھوٹا سا ٹیکا۔۔

“ہاہاہاہا۔۔۔ ” ایک جلتزنگ کرتا قہقہہ اسکے عقب میں گونج عارب نے ہوش میں آتے

آئینے میں پیچھے دیکھا جہاں اسکے روح کا سکون شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

”دیکھ رہی ہو۔۔۔“ منہ بنا کر کہتے اسے لُشو اٹھایا۔۔۔

”یار چل کرو یہی تو ہوتی ہیں دوستیاں۔۔“ مسکان نے کہتے اسے تھام کر بیڈ پر بٹھایا اور

ریمور سے اسکا میک اپ اتارنے لگی۔۔۔

”ہاں تم تو کہو گی نا، آخر کار تمہارا لاڈلا دیور جو ٹھہرا۔ ہم تو ٹھہرے سوتیلے بچھو۔“ وہ

آنکھیں پھیر کر بولا۔۔۔

اسکے حساس دل سے مسی واقف تھی تبھی اسکے کندھوں پر بازو رکھے اور پیچھے بالوں کو پکڑ

کر چہرا اپنی طرف کیا۔۔

“میرے بھائی سے کوئی زیادہ پیارا ہو سکتا ہے مجھے؟” اس نے اسکی شہد سی آنکھوں میں دیکھ کر

پوچھا۔۔۔

عرب نے محبت سی اسکی سچی سنہری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

”میں۔۔ہاہاہا۔۔“ پیچھے ڈور سے جھانک کر داد نے ہانک لگائی دونوں اسکی جانب متوجہ ہوئے عارب تو کوئی بڑی چیز ڈھونڈنے لگا کہ اسے مار کر اسکا قصہ ختم کرے جبکہ مسکان نے جوتا اتار کر اسکی سمیت پھینکا۔۔

”نکل یہاں سے شیطان کہیں کے۔۔“ وہ غراتی اسکی جانب لپکی داد زوردار قہقہہ لگائے وہاں سے بھاگا مسکان نے ڈور لاک کر دیا۔۔

”اچھا نا میں اپنے یار سے معافی مانگنے آیا ہوں۔“ دروازہ پیٹتے اسنے کہا۔۔

”داد یہاں سے دفع ہو۔۔“ عارب نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

”چل نا کیا خیال ہے تم حسین میں جوان۔۔“ اسنے چھیڑا۔۔

”ہاہاہا توبہ داد میں برہان کو بلاؤں۔“ مسکان نے عارب کا سرخ چہرہ دیکھ کر کھلکھلاتے کہا۔

”بلاؤ بھلے بلاؤ میرا کیوں بہانہ بنا رہی ہو بھابھی جان۔“ وہ باز نہیں آیا اس بار مسکان سرخ ہوئی اور عارب داد کا قہقہہ اسے غصے سے سرخ کر گیا۔

پر اس سے پہلے عارب نے اٹھ کر اسے ساتھ لگایا۔۔

”بہت پیاری لگ رہی ہو۔“ اسکے حیا سے سرخ چہرے کو ایک نظر دیکھ کر وہ جان گیا کہ برہان نے اسکی بہن کو کتنی محبت دی ہے۔۔۔ اور وہ دعاگو تھا کہ ہمیشہ ایسے ہی کھلکھلاتی خوش و آباد رہے۔۔۔

”آؤ تیار ہو جاؤ، دیر ہو رہی ہے۔“ مسکان اسے اپنے ہاتھوں سے تیار کرنے لگی۔۔۔

اور وہ اپنی بہن کو محبت سے دیکھنے لگا جو بالکل بدلی ہوئی لگ رہی تھی۔۔

”ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟“ اسکے بالوں میں برش کرتے مسکان نے پوچھا۔۔۔

”دیکھ رہا ہوں میری مہی بڑی ہو گئی۔۔۔“ اسکے ہاتھوں کو چومتے ہوئے وہ بولا۔۔

اسکی پانیوں سے بھری سنہری آنکھیں عارب کے چہرے پر آئیں۔۔۔

”ہاں کیوں کہ اس جگہ ایک ماں اپنے بیٹے کو تیار کرتی ہے، اور ہماری تو ماں ہی نہیں اسلیے مجھے بڑا ہونا پڑا۔ اتنا کہ اپنے بھائی کو تیار کر سکوں۔

اور زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں سوتیلے بچھو کہ میں تمہیں سکھ سے جینے دوں گی۔“ اسکے سینے پر سر ٹکا کر وہ شانے پر ہاتھ مارتی روتے ہستے ہوئے بولی۔۔

”جانتا ہوں۔ تم دشمن ہی اچھی لگتی ہو۔“ اسکا موڈ ٹھیک کرنے کیلئے وہ قہقہہ لگا اٹھا اور سر جھکا کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

\*-----♦♦♦-----\*

کچھ ہی دیر میں ہوٹنگ شور شرابے کے بیچ وہ اپنے دوست عزیزوں کے ساتھ گولڈن شیروانی شانے پر میرون شال ڈالے اپنے دراز قد جاذب پرسنالٹی خوبرو سا عارب پروقار مضبوط چال چلتا لائونج میں آیا۔۔۔

عالم نے دلہے صاحب کی تشریف میں ہوٹنگ سے متاثر ہوتے مڑا تو سامنے خوش سے دکتے چہرے کے ساتھ دائود برہان کے بیچ کھڑے عارب کو دیکھا۔۔۔

وہ واقعی ہی اسے عزیز تھا جسے آج دلہے کے روپ میں دیکھ کر ایسا فیل ہوا جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کو دیکھتا ہے۔۔۔

جیسے آج اسکے ارمان پورے ہو رہے تھے۔۔۔

عرب مسکراتا ہوا چل کر اسکے پاس آیا اس کی آنکھوں میں یلخت پانی تیر گیا۔۔۔ اور عالم نے دیکھتے اسے سینے میں بھینچا۔۔۔

”بزدلوں کی طرح رو کر میری تربیت پر انگلی مت اٹھائو۔“ اسکی پیٹھ تھپتھپا کر وہ بولا۔۔۔

عرب کا دل بہت شدت سے چاہا اسکے ایک بار بابا بول دے۔۔۔ پر اسکی ہی بہن سے شادی کرنے کا سوچتے وہ روح روح تک نادم ہو گیا۔۔۔

”مجھے تو آپکی قسمت پر رونا آرہا ہے کہ ساری عمر مجھے جھیلنا پڑے گا۔“ وہ دوبار بولا عالم ہنسا۔۔۔

”خوش ہو؟“ اسکے سامنے کرتے پوچھا۔۔۔

”بہت بہت۔“ وہ شرما کر بولا کہ دائود کے ساتھ اس بار برہان کا قہقہہ زوردار تھا

مسکان نے کھا جانے والی نظروں سے گھورا وہ ہنسی چھپانے کیلئے چہرہ موڑ گیا۔۔۔

”سالا جھوٹا۔“ ترچھی نظروں سے مسکان کو دیکھ کر وہ بڑبڑایا داد اور زور سے ہنسا کہ اسکی ہنسی کو عالم کی گھوری نے بریک لگایا۔۔۔

سب کی ہوٹنگ زور شوروں پر تھی جب عالم نے مسکان کے ساتھ عرب دونوں کا ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔



اور اپنے ساتھ عارب کو لے جا کر اسٹیج پر بٹھایا۔

وہ دونوں بہن بھائی اس گھنے سائے کو دیکھنے لگے جس نے نہ صرف سایہ دیا بلکہ دیوار بھی خود بنا کر سرد ہوائوں سے بچانے کیلئے دی۔

آج خوشیاں بھی خود سمیٹ کر انکی جھولی میں ڈالی تھیں، ورنہ کیا ایک طوائف کی اولاد اتنی عزت حاصل کر سکتی تھی جو اس وقت انہیں حاصل تھی۔

ان دونوں نے بیک وقت اسٹیج کے نیچے کھڑی ان بڑی بڑی ہستیوں کو دیکھا جن میں بریگیڈر کرنل آئی جی بزنس مین، زمیندار تو چودھریوں سمیت فلم اسٹار، جنگی دنیا دیوانی تھی، ڈاکٹرز بھی وہاں موجود تھے۔

دونوں نے پہلے اسے دیکھا اور پھر دل میں خدا کا شکر و انہ ادا کرتے آسودگی سے مسکرائے۔  
”میں دلہن کو لیکر آتی ہوں۔“ مسکان ایکسکلیوز کرتی اسٹیج سے اتری پر اگلے لمحے ساکن ہوئی  
جب اسکے ساتھ بھاری قدم بھی ملے  
اور وہ سعیر عالم کے تھے جو اپنی بہن کو خود لینے جا رہا تھا۔۔۔  
مسکان بے ساختہ مسکرائی۔۔۔

”میں کتنا غلط تھا نا مسی“! اس آواز پر اس نے چونک کر سیڑھیوں سے نظر ہٹاتے اپنے پاس کھڑے اس وجود کو دیکھا جو اسکے سر تاج کی حیثیت رکھتے تھا۔

”بہت۔“ وہ محض اتنا ہی بولی۔ اسکی آواز بھر آئی جس پر برہان نے اسکے گرد بازو پھلایا۔۔۔

”پر ان شاء اللہ اب ایسی نوبت نہیں آئی گی خدا نے چاہا تو۔“ وہ پر یقین لہجے میں بولا۔۔۔

”ہاں کیونکہ اب صرف پاک کا نہیں وہ دنیا کا بیسٹ بن چکا ہے اسلئے، اسکی اب پولیس نہیں دنیا دشمن جان بن چکی ہے۔“ وہ محض دل میں سوچ کر رہ گئی۔۔۔

”تم سے کوئی گلہ نہیں سوامی۔“ وہ خود کو فریش کرنے لگی۔۔۔ جس میں برہان نے کافی ساتھ دیا۔۔۔

”ویسے تم کافی خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔“ وہ اسکے سراپے کو دیکھ کر بولا۔۔۔

”کیوں میں پہلے نہیں لگتی تھی؟“ وہ نیچی آواز میں غرائی برہان کا سارا نشہ ہرن ہوا اسکی جگہ وہ بوکھلا کر سٹپا گیا۔۔۔

”توبہ تمہاری تو تعریف کرنا گناہ ہے چڑیل بھوتنی عورت۔“ وہ کلس کر اپنی خفت مٹاتے ہوئے اس پر بڑبڑاتا وہاں سے دور ہوا۔۔۔

اور اسکی حالت پر پیچھے وہ کھلکھلائی۔۔۔ چہرے پر جھولتی لٹ کو پھونک مار کر آگے بڑھی۔۔۔

”لیڈی باس میرے بابو۔“ فضاؤں نے سرگوشی اسکے کانوں تک۔ پہنچائی وہ مڑ کر اسکی پشت پر سنہری بال لہراتے دل مسوس گیا۔۔۔

کچھ ٹھہر جاتی اور وہ جی بھر کر اسکی تعریف کر لیتا تو کیا ہو جاتا۔۔۔“ بھوتنی کہیں کی ”

”کسی کو چاہنا محبت نہیں، بلکہ کسی کی ذات کے تمام تلخ پہلو کو دل سے تسلیم کرنا محبت ہے۔“

اسنے دروازہ ناک کیا،

سمی کی بے ساختہ اس دستک پر دھڑکنیں شور مچانے لگی۔۔ وہی حورالعین بھی  
چونکی۔۔۔ ”عالم“

اسکے نام لینے پر سمعیہ نے عین کو دیکھا۔۔۔

”شاید آپ کو لینے خاص آپکے بھائی آئیں ہیں۔“ شوخ لہجے میں کہتی وہ جھپک کر اٹھی اور  
آگے بڑھتے دروازہ وا کیا توقع مطابق سامنے اپنے دراز قد قامت کے ساتھ عالم ہی کھڑا  
تھا۔

اسکی نظریں اٹھتے ہی پہلے اسکے سرخ ہونٹوں پر گئی، حور اندر تک سرشار ہوئی کیونکہ اسکی  
آنکھوں میں ایسے جذبات تھے کہ وہ جھینپ جاتی حیا سے۔۔۔

”سمعیہ آپ!۔“ اسنے سائیڈ ہو کر اسے آنے کیلئے جگہ دی۔۔۔

مبادا وہ تقویٰ سمی بیوٹشن کی موجودگی میں کچھ کہہ ہی نا دے۔۔۔

سعیر کی متبسم نظریں اسکے بوکھلائے تاثرات سے ہٹ کر سامنے گئی جہاں بیڈ پر لبالب

پانیوں سے بھری آنکھوں سے سمی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

عالم کے دیکھنے پر اسنے فی الفور نگاہیں جھکا لیں۔۔۔ وہ کھل کر مسکرایا۔۔۔

آج اسکی ماں کی اور اسکی خود کی دلی خواہش برآئی تھی۔ وہ دلہن کے سرخ جوڑے میں

بالآخر سچی سنوری ہاتھوں پر لال مہندی لگائی بیٹھی تھی۔۔۔

عالم کو شدت سے اپنی ماں کی کمی محسوس ہوئی، کاش وہ ہوتی تو ان دونوں کو پیار کر کے اپنی بہو کو بھی دیکھتی اور اپنی بیٹی کو خود اسٹیج پر لے جا کر بٹھاتیں آہ کاش۔۔۔

اس کاش میں جانے کتنی سسکیاں جڑی ہوتی ہیں۔۔  
کتنی حسرتوں امیدوں پر برا سایہ۔۔۔

کتنا حسین لفظ ہے یہ، کاش ”اور کتنا اندر سے کھوکھلا یہ“ کاش

”جانِ عالم“ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے گرتے آنسوؤں کو فوراً سے مٹھی میں قید کر لیا۔۔

وہ کہنا چاہتی تھی کہ یہ ضروری ہے کیا؟  
پر وہ کہہ نہیں سکی اپنے بھائی کی آنکھوں میں خوشی دیکھ کر اپنے دل کا سکون دیکھ کر۔۔  
”خوش ہو؟“ اس نے بالوں پر ہاتھ پھیرتے پوچھا۔

عالم نے اس کے ہاتھ تھام کر اپنے سامنے کیے جو مہندی کی گہرائی پر سے سرخ تھے۔۔

”اس مہندی کے رنگ سے اندازہ لگا لوں جو تمہارے سونے ہاتھوں پر سج کر انہیں

خوبصورت بنا کر رونق بخش گئی ہے۔“

”آؤ چلیں“! اٹھ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تب اچانک ہی سمعیہ اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

”ارے ارے میری جان دیکھو لالی خراب ہو جائے گی۔“ وہ اسے بہلانے لگا۔۔



”میں کہیں نہیں جائوں گی عالم تمہیں نہیں نظروں سے دور کر سکتی اب۔“ اسنے سسکتے کہا۔۔

عالم آنکھیں موند کر ایک گہرا سانس بھرا۔۔

”یہ بھائی خود اب اپنی شہزادی کو خود سے دور نہیں کر سکتا۔“ اسکے آنسوں انگلی کے پوروں پر چنتے لبوں سے لگائے اور آہستہ سے جالیدار گھونگٹ اٹھا کر اسکے چہرے کے سامنے کیا۔۔  
سمعیہ نے سرخ سبجی آنکھیں اٹھائیں جالی سے دوسرے طرف بھوری ضبط سے لہو آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔۔

وہ مسکرایا تو سہمی بھی اسے حوصلہ دینے کیلئے مسکرا دی۔۔  
تبھی عالم نے پاس ہچکیاں بھرتی حورالعین کی جانب توجہ دلائے جسے تقویٰ خاموش کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

”تم کیسے بھول گئی کہ وہ دیکھ سکتی ہے اب تمہارے آنسوں۔“ اسکے جتانے پر سہمی ہنسی اور بانہیں پھیلا کر اسے پاس بلایا۔۔ تو وہ آپی کہتی سک کر اسکے ساتھ لگی۔۔۔

”آپ رویامت کریں سہمی پلیز میرا دل پھٹنے کے قریب آجاتا ہے۔“ مکانتی آواز میں وہ بولی

عالم نے اپنی شریک حیات کو دیکھا۔۔

”بس ہشش“ اسکی سرزش نما آواز پر وہ سر ہلا گئی اور آنکھیں صاف کرنے لگی۔۔

تقویٰ تجب سے سب دیکھ رہی تھی، اگر وہ کبھی روتی تھی تو صائم کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے، پھر منتیں پچکاریں، محبتیں کیا کچھ نہیں کرتا اسے بہلانے کیلئے پھر چاہے سب کے سامنے ہو یا اکیلے۔۔۔

کتنا الگ تھا یہ شخص سب سے۔۔۔

وہ انجان تھی بلکہ دنیا انجان تھی اس شخص کے مختلف پہلو سے۔۔۔ جیسے ابھی وہ سہمی اسکی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر سعیر کی شرٹ پر ناک رگڑ رہی تھی۔۔۔

جہاں سعیر اور سعیمہ مسکراہٹ چھپائے اسکا سر سہلا رہے تھے وہیں تقویٰ ششدر تھی۔۔۔ کچھ ہی دیر میں دوسری لڑکیاں مسکان کے ساتھ وہاں داخل ہوئی۔۔۔

حورالین نیچے آئی تو نور نے منہ بسور کر روٹھے انداز میں اسے درقہ کی سمیت اشارہ دیا جو فاتح کو سنبھالے کھڑی تھی۔۔۔ حور کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔

”ایک منٹ“ وہ جھلس کر آگے بڑھی بغیر تماشے کے درقہ نے خاموشی سے فاتح کو اسکے حوالے کر دیا۔۔۔

حور پہلے حیران ہوئی پر اپنے بیٹے کو روتے روتے مسکراتے دیکھ کر خود بھی ہنس پڑی۔۔۔

کچھ ہو جائے اسکی گود میں آتے ہی وہ پھول کی طرح مہک جاتا تھا۔۔۔

”مجھے تو حور یہ ہمارا چھوٹا بھائی لگ رہا ہے جو ماما سے کہتے تھے ہمیں ایک بھائی چاہیے مجھے ویسی فیلنگز آرہی ہیں فاتح سے۔“ نور نے ہنس کر کہا۔۔۔

”نہیں یہ میرا شہزادہ بیٹا ہے فاتح عالم، سعیر عالم کا غرور۔“ حور نے نفی کرتے اسے چوما،  
تبھی فضا میں دلہن آگئی کا شور بلند ہوا۔۔۔

انہوں نے گردن موڑ کر دیکھا بلکہ حورالعین نے فاتح کو بھی دکھایا جہاں سرخ سیڑھیوں  
سے، بلیک سوٹ بوٹ میں سعیر عالم بھوری مسکراتی آنکھوں سے اپنے حصار میں میرون  
لہنگے میں قدم اٹھاتی آنکھوں کے سامنے نگینوں والی جھالر کا گھونگٹ ٹکائے سر جھکائے آرہی  
تھی۔۔۔

جسکے ایک سائیڈ مسکان تقویٰ تھی تو دوسری سائیڈ سعیر۔۔۔ وہ اسے لیکر سیڑھیاں اترتے نیچے  
آ رہے تھے۔۔۔

چمکتی قہقہوں کھلکھلاہٹ جلت رنگ ساز سے بھرپور فضا یکدم ساکن ہوئی۔۔۔۔۔  
سحر ہی ایسا تھا دونوں بھائی بہن کا فضائیں ساکت ہوگئی کہ آخر وہ فاتح تھا خوشیوں کو فاتح  
کر ہی گیا۔۔۔

دشت وحشت کی گلیاں لہولہان کیے وہ ایک لہو کی برسات بھری تحریر چھوڑتا آج فاتح بنا  
خوشیوں کو اپنی مٹھیوں میں قید کرچکا تھا۔۔۔

پر کہتے ہیں خوشیوں کی عمر بنسبت دکھ کے بہت کم ہے، اب یہ وہ واحد القہار ہی جانتا تھا  
کہ کس کے مقدر میں کتنی خوشیاں اور کس کے مقدر میں کتنے دکھ ہیں۔۔۔

”یا اللہ میرے اس سفر کو ہمارے نصیب میں بہتری لکھ دے آمین۔“ ذرا سی نظریں اٹھا کر  
اسنے خوشی سے سرشار کھڑے شہد سی آنکھوں میں جگنو سبائے عارب کو دیکھا اور پھر  
نظریں جھکا لیں۔۔۔

وہ اتنی سی نظرافت پر نثار ہو گیا اپنی متاع جان پر۔۔۔

تیری دشت وحشت کی گلی میں۔۔

ہمنے دشت دیوانگی کا پیغام بھیجا۔۔

تو نے ہنس کر جو پڑھا۔۔

ہمنے خود کو تجھ پر وار دیا۔۔۔

قبول یوں ہوا ہمارا پیغام۔۔

دشتِ وحشت کو، دشتِ دیوانگی بنا دیا۔۔۔

داد کی گنگناہٹ پر حیا سے نورالعین کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

پر یہ الفاظ عارب کے دل میں اترے اسے ایک نظریں اپنے ہاتھ میں اسکے ہاتھ کو دیکھا جو اسے تھامنے کیلئے سہارا دیا تھا ہمیشہ کیلئے۔۔۔

یکلخت ہوٹنگ شور شرابا عروج چھونے لگا پر وہ اسکے سحر میں قدم اٹھاتا چلتا ہوا اسٹیج پر رکھے ہارٹ شیپ بڑے سے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

فضا میں اڑتی مشینوں سے پھولوں کی بارش ہونے لگی من پسند دل کی تار کو چھیڑتے گانے عروج پر تھے۔۔

ایک سائیڈ سعیر عالم کھڑا تھا اپنے دوستوں کے ساتھ دوسری طرف برہان اور دائود اپنے دوستوں کے ساتھ۔۔



اسٹیج پر برقی لائٹوں پھولوں کی مدھم بارش میں وہ دونوں بیٹھے تھے۔ عارب کے لبوں پر گہری پرسکون مسکراہٹ تھی جیسے آج منزل مل گئی ہو۔

وہیں سر جھکائے بٹھی سہمی پر حیا کے رنگ تیزی سے چڑھے جب اسکے ہاتھوں میں سرکتی اسکی مضبوط پردت انگلیاں الجھیں۔

وجود میں پردت بھری لہریں سرسراہٹ کرنے لگی اسنے حیا سے ہاتھ چھڑوانا چاہا بھی تو عارب نے اسکی کوشش ناکام کردی۔

وہ چونکہ تب جب عالم مولوی کے ساتھ اسٹیج پر آیا۔

عارب سمعیہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو دونوں کو دیکھ کر مسکرایا۔

”میں چاہتا ہوں یہ نکاح سب کی رضا خوشی میں پھر سے ہو۔“ اسکی بات پر جہاں عارب پرسکون ہوا وہیں سہمی کی آنکھوں میں نمی چھا گئی۔ وہ بھی تو یہی چاہتی تھی کہ اسکا نکاح اسکے بھائی کی موجودگی دعائوں میں ہو۔

”بہت خوب۔“ داد نے بڑے پن کے انداز سے عالم کا کندھا تھپتھپایا اور اسکی نقل اتاری۔

جس پر سب کی دبی دبی ہنسی گونجی وہی عالم کی ایک سرد سی گھوری پر وہ ہڑبڑا کر فاصلہ قائم کر گیا۔

”میں تو جسٹ ٹرائی کر رہا تھا کہ اگر میں عالم ہوتا تو کیسا لگتا۔“ اسنے کھسیا کر کہا فضا میں قہقہے گونج اٹھے۔

”بیٹا تو یہ خواب دیکھنا چھوڑ دے۔“ جان مرزا نے کندھے کے گرد بازو ڈالتے ساتھ لگایا۔

وہ اس سے چھوٹا تھا چلبلا سا۔۔

”کیوں؟“ ”داد تڑپ گیا۔ نور کی ہنسی چھوٹ گئی جس پر اسنے گھورا۔۔“ ”میرے بچے ہوں گے تب میں بھی ایسے ہی ان سے بیسیو کروں گا۔“ ”اسکی اگلی بات پر جہاں سب نے قہقہے لگائے وہی نور نے منہ بسور کر شکایتی انداز میں برہان کو دیکھا۔۔

جسکی کی سرزش کرتی سخت گھوری جسب توقع کام کرتی داد کے دانت چھپا گئی۔۔

”جلتے رہنا سب جب یہاں کبھی بونے بونیاں قطار لگا کر آئیں گے۔ اور ان سب کے آگے میں ہوں گا۔“ ”اسنے مفکر درست کرتے ایک سٹائل سے کہا۔۔

حیا سے سرخ انگارہ ہوتی نور العین اسکی سرگوشی پر روہانسی ہو گئی۔۔۔

”تمہاری خیر نہیں بونی ہاہا۔“ ”اسکی حالت کو دیکھتے وہ باز نا آیا نتیجاً نور اپنی ہیل اسکے پائوں پر رکھ کر کھڑی ہو گئی کہ داد کے اگلے الفاظ اسکے حلق میں دب گئے اور چہرہ سرخ۔۔

”اوہ ہو شرما رہے ہو خیریت تو ہے؟“ ”سفیان نے قہقہہ لگاتے اسکی سرخ رنگت پر چوٹ کی مسکان کی نظریں فوراً سے نور کے پائوں پر گئی جو ساڑھی کے گھیر میں تھے پر وہ سمجھ گئی اور ہنستی عائشہ کے ساتھ مل کر عارب اور سہمی کے بیچ جالیدار سرخ کپڑے کا پردہ حائل کرنے لگی۔۔۔

نکاح کی رسم شروع ہو چکی تھی۔۔

مولوی صاحب پہلے عارب کی سائیڈ تھے۔۔

”تم کیا جانو ہمارے درد ظالم سماج کبھی کبھی تو ایک بونی ہم پر بھاری پڑ جاتی ہے۔“ اسنے  
آہ بھری جو صرف نور ہی سن سکی۔۔

نکاح کی رسم کے دوران وہ قہقہہ نہیں لگا سکی اسلیے لب دبائے کھڑی تھی کہ انجانے میں  
ہی نظریں اسکی سمیت اٹھائیں اور اب اسکے انتہائی سے زیادہ سرد تاثرات دیکھ کر اسکی حلق  
میں ہنسی دب گئی۔۔۔

اپنی جان بچانے کے خاطر اسے وہاں سے کھسکنا پڑا۔۔۔

وہ جانتی تھی اس پر دورا پڑا تھا آلف کا جس میں وہ انسان سے جنگلی جانور بن جاتا تھا۔۔۔  
جبکہ اسکی پشت دیکھتا داد مسکراہٹ چھپانے کیلئے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر اپنے پاؤں کو  
دیکھ رہا تھا۔۔۔

فضا میں عارب کی” قبول ہے ”کا جملہ تین بار گونجا۔۔۔  
ساتھ ہی مبارک باد شروع ہوئی۔۔

سب سے پہلے عارب نے اٹھ کر عالم اور پھر برہان کو گلے لگایا۔۔۔

پھر دائود کے سینے لگتا اسنے یوں بھینچا کہ پیچھے اسکی ابلی زبان باہر دیکھ کر سب قہقہے لگا  
اٹھے کہ دلہے راجا اپنا بدلہ چکا رہا ہے سنگت میں۔۔۔

سفیان حسن سب نے ملنے سے انکار کرتے دور سے ہی مبارک باد پیش کیں۔۔

جنہیں منہ بنا کر قبول کر لیا گیا۔۔۔

اور پھر سمعیہ کی طرف آئے جسکے پاس حورالعین فاتح کو گود میں لیے بیٹھی تھی جبکہ پیچھے مسکان تھی اور آگے عالم کا ہاتھ اسکے سر پر تھا۔۔۔

اسکی مدھم آواز پر قبول ہے سعیر عالم کے رگوں میں سکون بن کر دوڑی۔۔  
دونوں نے سوچا نہیں تھا خدا انہیں اتنی خوشیوں سے نوازے گا۔۔۔

اندھیری تاریک تہہ خانوں کی وہ راتیں، جس میں ایک اللہ تھا دوجی انکی سسکیاں صبر۔۔۔  
اور آج سنہری روشیوں سے جگمگ کرتا یہ گھر جہاں ایک اللہ تھا دوجہ صبر کا پھل، ساتھ کتنی خوشیاں کہ وہ جھولی بھر جائے پر تنگ پائے سامنے۔۔۔۔

اسے احساس ہوا کہ بروقت رب انے اسے اپنے بیٹے کو ایسا نام رکھنے سے روکا ورنہ وہ ایک اور اذیت کا باب شروع کرچکا ہوتا۔۔۔

شکر وہ رشید عالم نہیں بنا نا ہی سعیر جیسا سقر لایا یہاں۔۔۔۔

پر جانے کیوں اسکے رگ رگ میں احساس تھا آنے والا باب نہایت خوفناک، اذیت تلخ ہوگا۔۔۔

اس بار وحشت ہوگی نا نہیں پر اسے ان بھوری آنکھوں کی چمک اچھی نہیں لگ رہی تھی اب۔۔۔۔

اسنے بچے کی آنکھوں چمک کو دیکھا جو اسکا خون تھا۔۔

مولوی اور موجودگی ہدایات میں سعیر نے بظری محفل میں فاتح عالم کے بائیں کان کے “آذان ”دائیں کان میں“ اقامت ”کہی۔۔۔



اس خوشیوں بھری محفل میں سب کی موجودگی میں اسکا نام“ فاتح عالم ”پکارا۔۔

اور وہ اپنے باپ کی مضبوط بانہوں میں پڑا مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی ایک ہی چمک ایک ہی آنکھیں تھیں پر قسمت نصیب مستقبل الگ۔۔

سفر الگ، وحشت الگ۔۔

پر شوق نظروں سے سب انہیں دیکھا، عالم سر جھٹک کر وہ سہمی کی جانب متوجہ ہوا۔۔

سمعیہ حورالین نے تہہ دل سے رب کا شکریہ ادا کیا۔۔

“ان شاء اللہ مجھے اللہ سے امید ہے ہمیشہ خوش رہو گی۔ وہ واحد رحمن رحیم ہے جس پر مان امید رکھی جاسکتی ہے، جو کبھی اپنے بندے کو مایوس نہیں کرتا۔ جیسے اسنے ہمیں نہیں کیا۔ ہم اپنے آنے والی اولاد کیلئے ایک مثال ہیں کہ خدا کبھی مایوس نہیں کرتا۔ صبر کا انعام وہ شاندار دیتا ہے اسکے بندے کی توقع سے بڑھ کر۔”

“تمہارا یہ فیصلہ بھی اسکی رضا ہے اور ہم پر فرض ہے اسکی رضا میں خوش رہیں۔” وہ اسکے سر پر بوسہ دیتے بولا سہمی نے سر ہلاتے اسکے سینے پر سر ٹکا دیا۔۔

حورالین نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا وہ مسکرا دی۔۔

رب نے اسے بڑھ کر دیا تھا۔۔

وہ اپنی مکمل فیملی کو دیکھتی دل میں شکرانے ادا کرنے لگی اس پاک ذات کے۔۔

بچ سے پردا ہٹا دیا گیا۔ عارب نے بہت چاہ سے اسکا ہاتھ تھاما سمعیہ خاموش ہو گئی۔۔

مزاہمت کے طور اف بھی نا کہی کیونکہ اس کا پیارا رب اسی میں خوش تھا اور یہ اسکا دوسرا سفر تھا دشتِ وحشت کے بعد۔۔۔

جہاں خوشیاں پر پھیلائے اسکے انتظار میں تھیں۔۔۔

حورالعین اپنی سہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی کتنا حسین منظر تھا یہ جہاں اسکی سہی پاگل نہیں تھی بلکہ ایک حسین دلہن کے روم میں سر جھکائے اپنے شاندار ہمسفر کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔

شادی کی رسمیں عروج پر تھیں جس میں نور حور مسکان سب سے آگے تھیں۔۔۔

شہریار سب سے اعلیٰ کارنامہ دکھاتے ہر رسم میں پری کو ساتھ لگا کر ادا کر رہا تھا۔ وہ معصوم سی پری جب ہکلا کر انکار کرتی تب تک وہ اپنا کام کرچکا ہوتا۔۔۔

داد نے تو کافی طنز پھینکے جسے وہ ہنس کر ڈھیٹوں کی طرح وصولتا رہا۔۔۔ جب اس پر اپنے باپ کے طنز اثر نہیں دکھاتے تھے تو یہ داد کس کھیت کی مولیٰ تھا۔۔۔

پر جب اسکی باری آئی تو ڈھٹائی کی حد کرتے وہ بھی باز نا آیا نورالعین کے ہاتھ کو تھام کر وہ بھی قہقہہ لگاتا رسم ادا کرنے لگا۔۔۔

پوری محفل میں یہ رسمیں ادا ہو رہی تھیں جس میں سہی اور عالم کی رضا تو شامل نہیں تھی پر نوجوانوں کی ضد کے آگے وہ خاموش کھڑے مسکرا رہے تھے۔۔۔

جہاں دودھ میں ہاتھ ڈالے وہ عارب کے ساتھ انگوٹھی ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

دفعۃً اسے احساس ہوا جیسے اسکی انگلی میں رنگ کو پہنایا گیا ہے۔۔۔

اسنے تصدیق کیلئے ہاتھ جیسے باہر نکالا تو شور شرابا عروج پر پہنچ گیا۔۔

”بڑا تیز ہے اصلی کمینہ“! قہقہہ لگا کر داد نے پیچھے دھپ لگائی۔۔

عرب ٹھیک سے جواب بھی نہیں دے سکا اسے محفل میں۔۔

”جیت یوں ہوئی کہ ہارنے دیا صنم نے نا ہار خود مانی۔“ شہریار کے شعر پر وہ قہقہہ لگا

اٹھا۔

”ایک سو نگ ہو جائے؟“ داد کی آواز پر عرب کے کان کھڑے ہوئے۔۔

”واہ تم گا رہے ہو؟“ صائم نے خوشی سے پوچھا۔

”ہاہا میری آواز سے آپ جناب محفل چھوڑ کر نا بھاگ جائیں۔“ اسنے قہقہہ لگایا ساتھ

حیدر ہارون کا بھی شامل تھا۔۔

سعیر کے ساتھ جان اور باقی سب قدرے دور صوفوں پر بیٹھے بات چیت کر رہے تھے۔

سعیر کی گود میں فاتح مسکرا رہا تھا جبکہ عین ان رسموں میں شامل تھی۔۔

”پھر؟“ نور نے تعجب سے پوچھا مسکان مسکرا دی۔۔

”میری ماموں۔“ داد کے کچھ کہنے سے پہلے ہی برہان کے پاس کھڑی فیری نے چمک کر

کہا۔۔

عرب ہڑبڑا گیا۔۔

”رائیٹ! عارب صاحب اس خوبصورت گھڑیوں میں آپ اپنے دل کی آواز کو باہر لائیں ہم بے چین ہیں سننے کیلئے۔“ داد گویا ہوا جس پر سب نے عارب کے انکار سے پہلے ہی ہوٹنگ شروع کر دی۔۔

سب متجسس تھے کہ دلہے صاحب گاتے بھی ہیں۔۔

عارب نے شکایتی نظروں سے مسکان کو دیکھا جس نے کندھے اچکا دیئے۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ صرف وہی جانتی تھی وہ گاتا تھا اسکے لئے۔۔۔

اور پھر الگ ہونے کے بعد اسے گانا کب کا چھوڑ دیا تھا اس دشت وحشت میں ساری خوشیاں تو چھین لی گئی تھیں پھر کہاں کا گانا بجانا۔۔۔

”یار مجھے نہیں آتا کافی وقت ہو گیا ہے چھوٹا تھا تب کبھی کبھار مسی کی ضد پر گالیتا تھا۔“ سر جھکائے بیٹھی سمعیہ کی سماعتوں سے اسکی جھنجھلائی آواز گونجی۔۔

پر اسکے باوجود مسی لفظ پر جو محبت تھی وہ اسے شدت سے محسوس ہوئی کیونکہ اسکا بھائی بھی تو سہمی کہہ کر بہت محبت سے بلاتا تھا۔۔

وہ پرسکون ہو گئی کافی۔۔۔ کیونکہ جو شخص اپنے رشتوں سے اتنی محبت کرتا تھا تو اپنی محبت سے کتنی محبت کرے گا

اسکے انکار میں خاطر میں ہی نہیں لایا گیا کیونکہ انکے ساتھ مسی کی ضد بھی شامل تھی وہ بھی عارب عارب کی رٹ لگائے ہوٹنگ میں پیش پیش تھی۔۔۔

”کیا ہو رہا ہے؟“ عالم اس شور پر پاس آگئے۔۔



”سب ضد کر رہے ہیں گانا گائو حالاں کہ مجھے گانا۔۔۔

”ہاں تو گا لو اچھا ہے میں بھی سن لوں۔“ فاتح کے گال چوم کر وہ متبسم نظروں سے اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

”ہوو۔۔۔۔۔“ ”مسکان کا بلند نعرہ گونجا حورالعین کھلکھلا اٹھی کیونکہ اب کوئی راہ فرار نہیں تھی۔۔۔

سب اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور عارب نے عالم کو دیکھ کر انکار ترک کیا بلکہ سر کو خم دے دیا۔۔۔

”یہ لو!“ داؤد نے اسکی سمیت مائیک پھینکا جسے مسکراتے عارب نے تھاما اور ایک پر شوق نگاہ سنی کے جھکے سر پر ڈالی۔۔۔

”اگر کوئی گستاخی سرزد ہو جائے تو پہلے ہی معذرت!“ اسنے عالم کو دیکھتے کہا۔۔

”کھلی چھوٹ!“ حورالعین نے کھلکھلاتے اجازت دی عالم گھور کر اسے دیکھا وہ ہڑبڑا گئی۔۔۔ اور اس منظر سے سب محظوظ ہوتے کھلکھلا اٹھے۔۔۔

تمام لائیٹس آف کر دی گئی اور ایک اسپورٹ لائیٹ آن ہوتی عارب کے دراز قامت کو اپنے حصار میں لے لیا۔۔۔

اس وجیہہ سراپا نوجوان کو دیکھتے کئی دل منتشر ہوئے، اسکی شہد رنگ سیکڑی آنکھوں نظروں کو ترچھا کر کر اپنی متاع جان کو دیکھنا۔۔۔

کتنا خوبصورت منظر تھا کہ پلکیں ساکن سی ہو جاتی ان پر۔۔۔۔

”ماشاء اللہ کتنے پیارے لگ رہے ہیں نا ”حورالعین نے مسکراتے عالم کو دیکھا۔۔۔  
وہ محض مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

”ون“

”ٹو“

”تھری“

داؤد نے کانٹوننگ کی۔۔۔

فضائوں میں ساز چھیڑے گئے۔۔۔

داؤد نے کھینچ کر ہادی کو اسکے ساتھ کھڑا کیا۔ وہ وائٹن کا فنکار تھا۔۔۔

اسکی لہر ایک سرور بکھیر گئی فضاؤں میں۔۔۔ عارب نے اسے دیکھا اور مسکرایا۔۔۔

”اس نے کبھی مجھے نہیں بتایا۔۔۔“ ہانیہ غصے سے بہرام سے بولی۔۔۔

”آج بخش دو بعد میں حساب لوں گا۔۔۔“ وہ منت کرتا بولا ورنہ ابھی سے وہ گارڈ کی چیخ

سے اسے سب کے بچ شرمندہ کر دیتی۔۔۔

”اگر تم نے اسے سزا نہیں دی تو میں تمہیں گھر میں گھسنے نہیں دوں گی۔“ وہ غیظ غضب

سے بولتی اسکے کندھے پر سر ٹکائی اور سامنے دیکھنے لگی۔۔۔

ہوا ہے آج پہلی بار جو ایسے مسکرایا ہوں۔۔۔

تمہیں دیکھا تو جانا یہ کہ کیوں دنیا میں آیا ہوں۔۔۔

اسکی خوبصورت سحرانگیز آواز نے ایک طلسم قائم کیا۔۔۔

وہ خاموش ہوا دھڑکنیں تھمیں۔۔۔

داد کی پوری آنکھیں اسکی آواز پر پھیلی۔۔۔ اسنے تو سوچا تھا مائیک پر اسکی آواز قیامت برپا کرے گی لڑکیاں اپنے جوتے برسائیں گی قہقہے پڑیں گے پر یہاں تو کایا ہی الٹ تھی۔۔۔

”اوو مائی گاڈ“! نورالعین نے دھڑکنیں تھام کر کہا۔۔۔

داد کے وجود میں چیونٹیاں رینگنے لگی۔۔۔

اور صرف داد کا نہیں جس جس کی بیوی سن رہی تھی سب کو عارب سے خدا واسطے کا بیڑا ہوا کہ انہوں نے کہا کیوں۔۔۔

شہریار نے ایک دفع گانا سنایا تھا پری جسنے اللہ اللہ کر کے اسکا منہ بند کروایا اور اب اسے مسکراتے سامنے سنتے دیکھ کر اسنے دل ہی دل میں داد کو گالیاں دیں جسنے یہ شوشہ چھوڑا تھا۔۔۔

ہوا ہے آج پہلی بار جو ایسے مسکرایا ہوں۔۔۔

تمہیں دیکھا تو جانا یہ کہ کیوں دنیا میں آیا ہوں۔۔۔

یہ جاں لیکر کہ جاں میری، تمہیں جینے میں آیا ہوں۔۔۔

میں تم سے عشق کرنے کی اجازت رب سے لایا ہوں۔۔۔

زمین سے آسمان تک ہم، ڈھونڈ آئے جہاں سارا۔۔۔

بنا پایا نہیں اب تک خدا تم سے کوئی پیارا۔۔۔

گانے کے دوران اسکی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگی۔ اور تلاش کے اختتام پر ہولے سے مسکرایا۔

زمین سے آسمان تک ہم، ڈھونڈ آئے جہاں سارا۔

بنا پایا نہیں اب تک خدا تم سے کوئی پیارا۔

مائیک اڑتا ہوا مسکان کے ہاتھ میں آیا وہ بوکھلا گئی۔

اسنے سوالیہ نظروں سے دیکھا جبکہ سب کی نظریں اس پر ٹکی ہوئی تھی عالم سمیت۔۔۔

عرب نے اشارہ دیا گانے کیلئے، دوسری طرف برہان نے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔

باتوں میں تیری ہیں بد معاشیاں۔۔

سب بے وجہ کی ہیں تعریفیاں۔۔۔

اسکی آواز پر سب ششدر تھے کتنے چھپے رستم تھے دونوں۔۔۔

برہان نے شاکی نظروں سے دیکھا اسے مسکان ہنس پڑی اور مائیک پھر اسکی سمیت پھینکا جسے اسنے خوبصورت سے کھینچا۔۔

میں لکھ دوں آسمان پر یہ، کہ پڑھ لے گا جہاں سارا۔

ہوا نا ہوگا اب کوئی، یہاں ہم دو سا دوبارہ۔۔

میں دنیا بھر کی تعریفیں تیرے سجدے میں لایا ہوں۔۔

میں تم سے عشق کرنے کی اجازت رب سے لایا ہوں۔۔



رب سے لایا ہوں۔۔۔۔۔

تو ہے جو روبرو میرے، بڑا محفوظ رہتا ہوں۔۔

تیرے ملنے کا شکرانہ، خدا سے روز کرتا ہوں۔۔

تو ہے جو روبرو میرے، بڑا محفوظ رہتا ہوں۔۔

تیرے ملنے کا شکرانہ، خدا سے روز کرتا ہوں۔۔

ہم کو پتا ہے یہ نادانیاں ہاں۔۔۔

آوارگی کی ہیں یہ آواریاں۔۔

یہ دل پاگل بنا بیٹھا، اسے اب تو ہی سمجھالے۔۔

دکھے تجھ میں میری دنیا، میری دنیا تو بن جارے۔۔

ہوں خوش قسمت جو قسمت سے، تمہیں ایسے میں پایا ہوں۔۔

میں تم سے عشق کرنے کی اجازت رب سے لایا ہوں۔۔



رب سے لایا ہوں۔۔۔

اسکی فسوں بکھیرتی آواز کے آخری لمحات میں وہ چلتا ہوا سیدھا سمعیہ کے سامنے بیٹھا۔۔

”وہ فخر لیلیٰ میں رشکِ مجنوں

کہ یار مجھ میں، میں یار میں ہوں“

وہ اسکے سامنے گھٹنوں بل بیٹھا گنگنایا۔۔

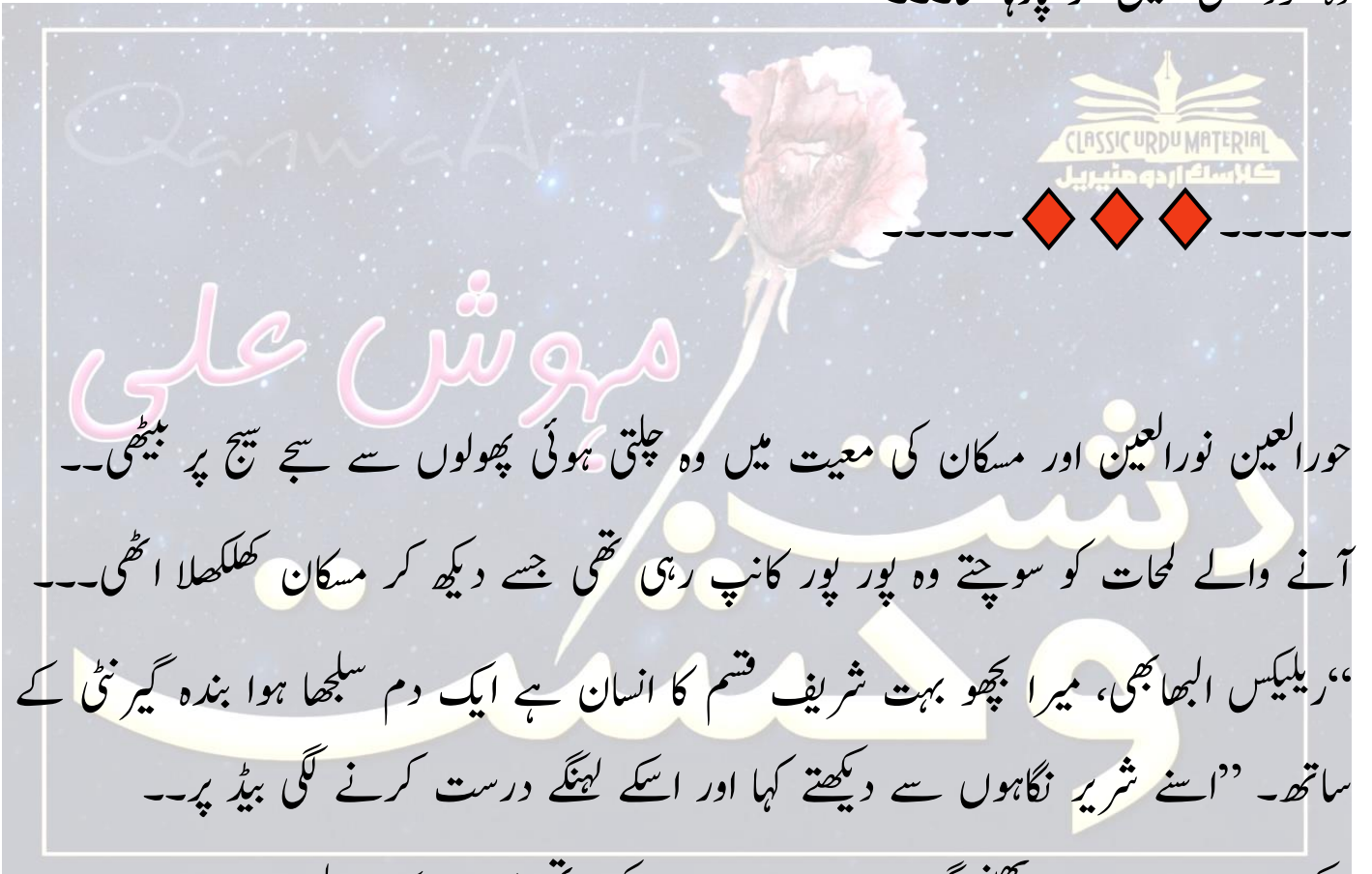
حیا سے اسکا چہرا مزید جھک گیا فضا میں تالیوں تعریفوں کا شور گونج اٹھا ہوٹنگ عروج پر  
تھی اسکے انداز کو سراہیا جارہا تھا جبکہ وہ عالم جہاں سے غافل محبوب کی شرمائی ادا میں  
مبہوت تھا۔۔۔

”واہ پیارے کیا درد ہے تیری آواز میں۔“ داد نے قہقہہ لگاتے کہا کئی دھپ اسے جڑی  
گئیں۔۔

”درد نہیں، خوشی“! سفیان نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔  
”ہاں ہاں وہی۔۔ ہمیں تو درد ہی محسوس ہو رہا ہے۔“ ”سرد آہ بھرتے اسنے سامنے نور کو  
دکھا جو عارب کی تعریفیں میں سرخ ہو چکی تھی۔۔۔  
”ہاہا پھر یہ درد بہت گہرا ہے۔“ ”ہادی نے کہتے ٹھوکا مارا سب ہنس پڑے۔۔۔  
”یہ درد ہمارے اندر سے اٹھ رہا ہے اور کہنے یہ صرف تیری وجہ سے۔“ ”شہرہار کا بس  
نہیں تھا داد کا کچھ کر دے  
جبکہ وہ قہقہہ لگا کر بمشکل اپنی جان بچاتا وہاں سے کھسکا۔  
رخصتی ہو کر جب وقت سمعیہ کو عارب کی سیج پر لے جا کر بٹھانے کا آیا اس وقت اسکے  
انگ انگ پسینہ ہو گیا۔۔۔

داؤد اور باقیوں کی کتنی کوششیں تھیں عارب کو جکڑ کر قید کرنے کی پر خاص جو عالم برہان  
کی سرزش کرتی نگاہیں تھیں وہ چاہ کر کچھ کر نہیں پا رہے تھے۔۔۔  
داد کا بس نہیں تھا عارب کا کچھ کر دے۔۔۔ وجہ

مسلسل اسکے کان میں پڑتی نورالعین کی عارب کیلئے تعریفیں اسکا خون خشک کر گئی تھی۔۔۔  
 رخصتی کا جب شور ہوا سہمی نے مضبوطی سے حورالعین کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔ مسکان نورالعین  
 باقی سب کی سنگت میں وہ بھاری لہنگا تھام کر اٹھی۔۔۔  
 عارب کی دھڑکنیں رقصِ عشق میں مسرور غافل تھیں کہ انہیں روکنے سنبھالنے کی جسارت  
 وہ خود بھی نہیں کر پارہا تھا۔۔۔



اسکی بات پر سہمی لب بھینچ گئی اب یہ تو وہی بتا سکتی تھی کہ وہ کتنا سلجھا ہوا ہے، جسنے اپنے  
 سے بڑی عمر کی عورت کو بیوی بنالیا۔۔۔

روم کو روایتی انداز سے سجایا گیا تھا، سرخ پھولوں سے مہکتا، حواس بہکاتا۔۔۔  
 وسیع جہازی سائیز بیڈ کے چاروں اطراف پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھی، قالین پر بچھی  
 پھولوں کی چادر۔۔۔

سرخ لٹکے پردے، چھت پر بڑا سا روشنیاں بکھیرتا فانوس، عمدہ قیمتی فرینچر۔۔۔

وہ ایک سرسری نظر میں جائزہ لیتی جھجک کر سر جھکا گئی۔۔۔ اس نے اپنی مہندی سے سچی ہتھیلیاں دیکھیں جو پسینے سے نم تھیں۔

اسکا انگ انگ لرز رہا تھا جب جب اسکی بے تابیاں، قربتیں، دیوانگی یاد آتی وہ کانپ سی جاتی۔۔۔ ابھی وہ اس رات والے لمحات نہیں بھولی تھی جب وہ اسے بے خود کر کے اپنی ساری باتیں منوا گیا تھا۔۔۔

اس وقت آنے والی گھڑیوں کو سوچتی وہ حیا کے پسینے سے نم تھی، پلکوں کا گھنا جھال عارضوں پر بچھا ہوا تھا۔

چہرے پر گھونگٹ جاتے ہوئے وہ نکال گئی تھیں۔۔۔

عجب ارمان، خواب سجنے لگے کہ وہ خود سے خوفزدہ ہو گئی۔ دل نے جیسے نکاح کو یاد کیا وجود میں سرور کی لہریں اٹھیں اور یہ شاید اسیلے تھیں کیونکہ اب نکاح کو یاد کر کے اسکا دل مطمئن تھا۔۔۔

وہ جس بندھن میں اب بندھی تھی اس میں سب کی رضا خوشی شامل تھی اور اب اسکا دل بھی انوکھے انداز میں دھڑک رہا تھا۔۔۔

دھڑکنوں میں تلاطم برپا تھا، بکھر کر اسکے پور پور میں دھڑک رہی تھیں۔۔۔ بس نہیں چل رہا کہیں چھپ جائے،

”یہ کیا ہو رہا ہے مجھے؟ میں کیوں ڈر رہی ہوں؟ وہ مجھ سے چھوٹا ہے، میری عزت کرے گا۔“ اس نے ایک بوگی سے دلیل دی سوالات کو۔۔۔



اور ایک گہرا پرسکون سانس خارج کر کے خود کو پرسکون کیا۔

وہ سرشار سا پروقار چال چلتا ہوا اپنے روم کی سمیت آیا لبوں پر گہری مسکراہٹ تھی کیونکہ لٹکے چہرے، بڑبڑاتی داد کی گالیاں جو سن کر آرہا تھا جسے کچھ بھی ہاتھ پیر لگانے کی عالم نے اجازت نہیں دی تھی۔۔۔

شکر کہیں تو اسے مات پڑی ورنہ کمینے نے اچھا خاصا ذلیل کیا تھا۔۔۔

”کیا ہوا بھئی؟“ دروازے کے سامنے نور مسکان حور کو دیکھتے اسے تعجب سے پوچھا  
”خیریت سہی جی ٹھیک ہیں؟“ وہ پریشان ہوا۔

”الحمد للہ سب ٹھیک ہے۔“ نور نے مطمئن کیا وہ جیسے سکون کا سانس جی اٹھا۔  
”پھر یہاں کیوں میری بہنیں کھڑی ہیں آؤ اندر بیٹھتے ہیں باتیں وائیں کرتے ہیں۔“ اس نے خوش دلی سے کہا۔

ان سب کی آنکھیں پھیلی پیچھے اس نوٹنکی باز کو داد نے جی بھر کر گالیاں دیں۔۔۔  
”بڑا استاد ہے قسمے شیریں مجھے پکڑ ورنہ میں آج کچھ کر ہی دوں گا اسکا۔“ لڑکیوں کو اس پر نہال ہوتے دیکھ کر وہ نیچی آواز میں غرایا۔۔۔

”ابے چل اپن کے سامنے یہ ناٹنک مت کر، سیدھی سی بات ایک عدد رسم کے مطابق نیگ دو اور اندر جائو، میرے کو کوئی شوق نہیں باتیں بگاڑنے کا۔“ مسکان کے الفاظ نے داد کے سینے میں ٹھنڈک پیدا کر دی۔۔۔

”قہقہہ یہ ہوئی ہماری باس“ اس نے قہقہہ لگاتے کہا اور چلتا ہوا پاس آیا۔۔۔

”چل اب پیسے نکال تین لاکھ۔“ وہ سامنے تین لڑکیوں کو دیکھتا ہوا بولا۔۔۔

”عین“! دفعتاً مہمان کو رخصت کر کے سوئے ہوئے فاتح کو تھام کر عالم وہاں آیا۔۔۔

”جی“! اسنے منمنا کر کہا اور عالم نے اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھا جو ساری رات جاگنے ہلے گلے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

”آ جاؤ اب سونے شہابش“! وہ لہجے میں سختی سموں کر بولا کہ وہ بیچارگی سے دیکھتی پھر مسکان کو دیکھنے لگی۔۔۔

”تھوڑا ویٹ کرو وہ آجائے گی۔“ اسکی کمر میں بازو حائل کرتے مسکان نے کہا۔۔

عالم کی آنکھوں میں دیکھتے حور کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی اسنے تڑپ کر مسکان کا بازو اپنی کمر سے ہٹایا اور خفت سے مسکرائی۔۔۔

”مم۔۔۔ مجھے نیند لگی ہے بہت، صبح لوں گی پیسے۔“ وہ منمنا کر کہتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے پاس آگئی۔۔۔

عالم نے ایک سرد نظر مسکان پر ڈالتے اسے اپنے ساتھ لگایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

کچھ بھی ہو وہ اس سے جیت نہیں پاتی تھی۔۔

”اسکے جانے سے یہ مت سوچنا پیسے کم دینے پڑیں گے یاد کرو اسنے کہا تھا صبح لے گی۔“ داد نے بتایا۔

عرب سر کھجانے لگا۔۔۔

”بیٹا حقیقت اور تیری بھلائی یہ ہے کہ میں اس وقت کچھ شریف بننے کی ٹرائی کر رہا ہوں اسلئے تیرے پر پھڑپھڑانے لگے ہیں۔ یہ رات گزرنے دے پھر صبح ہم بات کریں گے۔“  
داد کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے اسنے ایک ٹھنڈی مگر بھڑکتی دھمکی اسکے گوش گذاری۔۔۔

”پیسے نکال!“ وہ اسکا بازو جھٹک کر بولا۔۔۔  
اگر سامنے برہان نا ہوتا تو ابھی گھسیٹ لیتا اسے۔۔۔

”نکال رہا ہوں میں تیرے جیسا کنجوس نہیں پورا والٹ انکے حوالے کر رہا ہوں جائیں عیش کریں میری شہزادیاں۔“ اسنے کہنے کے ساتھ ہی جیب سے والٹ نکال کر مسکان نور دونوں کے ہاتھ میں ساتھ رکھا۔۔۔

”دیکھنا اب اکاؤنٹ نا خالی کیا تو میرا نام دائود آلف نہیں۔“ اسنے دانت پیسے۔۔۔  
شیری حیران تھا کہ اسنے اتنی آسانی سے کیسے پورا والٹ دے دیا۔۔۔

”اس معاملے میں کافی سخی ہوں۔“ اسکے سوال کو پڑھتے اسنے سامنے سے ہٹتی مسکان کو ماتھے پر بوسہ دیا اور نور کا سر تھپتھپا کر دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا دوسرے ہی پل اندر سے لاک لگایا۔۔۔

”کچھ تو گر بڑ ہے!“ شیری والٹ کو دیکھتا بڑبڑا  
”مسی پیسے خود رکھو کارڈ مجھے دو۔“ اسنے مسکان کو دیکھتے کہا۔۔۔

اسکا ارادہ عارب کو بھیک منگوانے کا تھا۔۔۔

”میرے ہو گئے۔۔۔“ مسکان نے اپنے حصے کے پیسے نکال کر نور کو دیا۔۔۔ اور نور کچھ

حیران پریشان سی داد کو دیکھتی والٹ کو دیکھنے لگی۔۔۔

”کیا ہوا نکالو پیسے اور میرے حوالے کرو۔“ اسنے جھڑکا۔۔۔

”یہ والٹ تمہارے والٹ جیسا کیوں لگ رہا ہے۔“ وہ پریشانی سے جھجک کر بولی

”ہاہاہا کمینہ کاپی کیٹ تو ہے کرتا ہوگا میرے اسٹائل کو کاپی۔“ کالر جھٹک کر اسنے قہقہہ

لگاتے فخریہ کہا۔۔۔

اسکے ساتھ ہی سفیان شجاع اور بلال شیریں کا قہقہہ پڑا۔۔۔

”بیٹا توجہ فرما۔“ شیریں نے ہنستے ہوئے اسے نور کی سمیت دھکا دیا جسنے الجھ کر دیکھا۔۔۔

”کیا ہوا؟“ کارڈ پڑھتی نور کے پریشان بوکھلائے چہرے کو نا سنجھی سے دیکھا

”عارب بھائی کے پاس آپکا کریڈٹ کارڈ کیوں؟“ اسنے سامنے کیا۔۔۔

”ہیں!“ داد نے ہونقوں کی طرح اپنے کارڈ کو دیکھا۔۔۔

”ہاہاہا وہ تجھے کاپی نہیں، ٹوپی پہنا گیا۔“ شیریں نے صدمے میں کھڑے دائود کے شانو کو ہلایا

اور ہنستی ہوئی نور سنبھالنے کا اشارہ دیتے وہاں سے مڑا۔۔۔

سعیر سے وہ پہلے ہی الوداعی مصافحہ کرچکا تھا۔۔۔

”کیا خیال ہے کسی ہوٹل میں روم بک کروائیں؟“ پری کے کان میں جھک کر سرگوشی کی

وہ کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔۔



سامنے ہی دراب مشال، حوریہ سفیان جارہے تھے اپنی گاڑیوں کی طرف۔۔  
”عزت سے بچ۔۔ چلیں ملک پیلس وو۔۔ ورنہ پاپا کو ب۔۔ بتائوں گی۔“ اسنے دھمکی دیکر اسکی  
پہنچ سے دور بھاگ کر فاصلہ قائم کیا۔۔  
”چلو گھر“! دراب نے اسے حکم دیتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔

”زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہنی! مت بھولو وہاں ہمارا روم الریڈی بک ہے۔“  
اسکے گلابی گال چھو کر اسنے سیٹ بیلٹ باندھی۔۔  
پری حیران پریشان سی انگلیاں چٹھانے لگی اور شیریں اسے بے باک نگاہوں سے دیکھتا اسکی  
جان مزید فنا کر گیا کہ اسنے روہانسی ہو کر کچھ کہنا چاہا بھی تو اسنے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔  
”بڑا ستایا ہے آج دور رہ کر، مجھے بیس بچے چاہیے مت بھولو“! وہ جتا کر بولا  
وہ منہ چڑھا گئی کہ نہیں دینے اللہ نے بیس بچے۔۔  
”ویسے داد بھائی کے ساتھ برا ہوا۔“ اسنے بات بدلی  
”ہاہا! تم نہیں جانتی ڈارلنگ وہ لائق ہی اسکے تھا۔“ شیریں حقیقت اب اس بات سے توجہ  
ہٹا کر داد کا سوچتا محظوظ ہوتا مزید پری کو اسکی کارستانیوں کے بابت بتا رہا تھا جس سے وہ  
ہنس ہنس لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔

”آآ۔ آپ ٹھیک ہیں داد؟“ وہ ڈر میں ہمیشہ اسے آپ کہا کرتی تھی جیسے ابھی اس وقت۔  
اسے کتنی دیر خاموش ساکن دیکھ کر سراسیمہ سے اسکا کندھا ہلا کر پوچھا۔۔

”یہ یہ۔۔۔ یہ حقیقت ہے بونی؟“ خالی کھوکھلے لہجے میں اسنے اپنا کارڈ والٹ تھاما۔۔  
مسکان اس سے سارے پیسے جو نکال کر چلی گئی تھی۔ اپنے اور حور کے حصے کے۔۔۔  
”دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے جی ہاں۔“ اسنے آنکھیں پٹیٹا کر کہا۔۔۔  
پر اگلے ہی پل اسکے حلق سے چیخ برآمد ہوئی جب اسکی غراہٹ سنی۔۔۔

”باہر نکل کینے میں تیری آنکھیں نوچ لوں گا غدار چور چار سو بیس کہیں ہے،“ باہر نکل آج  
میں تجھے دکھاتا ہوں فرسٹ نائیٹ۔ ”وہ آپے سے باہر دھاڑ رہا تھا برہان ہڑبڑا کر اسکی  
سمیت بھاگا۔۔۔

جبکہ ڈور سے پشت ٹکائے ری ایکشن کے انتظار میں کھڑے عارب کا قہقہہ گونج اٹھا۔  
”یہ کیا حرکت ہے دائود ہوش میں ہو؟؟“ ”برہان نے بازو پکڑ کر اسے جھٹکا دیتے ہوش  
دلایا۔۔۔

”بھائی چھوڑیں میں اسکا آج کچھ کردوں گا اسنے میری جیب کاٹی ہے، ننگ کی صورت میں  
اسنے میرا والٹ چورا کر انکے حوالے کیا مجھے لوٹ لیا ہے۔“ ”رونے جیسی صورت بنا کر وہ  
اسے خود پر بیتا ستم بتا رہا تھا۔۔۔

ساری بات سمجھ کر برہان نے بمشکل اپنا قہقہہ دبایا۔۔۔

”عزت تو سلامت ہے نا؟ کیوں لوگوں کو بتا رہے ہو ایک عام آدمی تمہاری جیٹ کاٹ  
گیا۔“ اسنے جھڑکا

داد کا صدمے سے منہ کھل گیا۔۔۔

”کیا مطلب بھائی آپکی زوجہ مرد نما محترمہ میرے سارے پیسے لوٹ گئی اپنے بھائی کا والٹ سمجھ کر میرے پاس کریڈٹ کارڈ کے علاوہ کچھ نہیں بچا، آپ جانتے ہیں میں کتنا غریب ہوں، ایک پولیس آفیسر ہو کر آپ کیسے ایک مجرم کو چھوڑ سکتے ہیں؟“ اسکی دہائیاں عروج پر تھیں۔۔

”پیشے کی بات نا کرو، میں کون سا اب مخلص رہا ہوں اپنے پیشے سے۔ خاموشی سے چلو گھر بہت ٹائم ہو گیا ہے۔ جانتا ہوں کتنے غریب ہو۔“ اسنے ایک نظر بل چباتی سوئی ہوئی فیری کو تھامے کھڑی مسکان کو دیکھا اور داد سے قدرے سخت لہجے میں گویا ہوا۔

”مگر بھائی۔۔۔“ وہ ایسے کیسے خود پر ظلم برداشت کرتا۔۔۔  
”غلطی تمہاری ہے، تمہیں خیال رکھنا چاہیے تھا جب وہ تمہارے گلے لگا۔ اب چلو بہت ہو گیا۔“ اسنے جھڑکا۔

”پر مجھے کیا پتا وہ اتنا آگے کا سوچے گا۔“  
”جنہیں اللہ سے اچھے کی امید ہوتی ہے وہ ہمیشہ آگے کی ہی سوچتے ہیں، اور دوسرے مخالف بھی ہمیشہ آگے رہتے ہیں۔“ برہان نے اس سے کہا۔۔

داد ہاتھ مسلتا رہ گیا جانتا تھا ابھی کچھ نہیں کرنے دے گا برہان ورنہ وہ اسکی آج یہ رات حسین بتانا جگ دیکھتا۔۔

”بہت مہنگا پڑے گا تجھے کینے دیکھ لوں گا تجھے۔“ دروازے پر ہاتھ مارتے اسنے کہا۔۔  
”دائود!! برہان نور کو سہمتے دیکھ کر سرزش کی۔۔

”اپنی دہشت چیک کر رہا ہوں۔“ اسنے کھسیا کر کہتے بونی کو دیکھا۔۔

”تجھ سے تو پورے حساب لوں گا بونی کہیں کی۔“ وہ دانت پیسے بولا نور کی جان ہوا ہو گئی۔۔

”میں نے کیا کیا؟“ وہ برہان کو دور دیکھ کر منمنائی۔۔

”تم بتا نہیں سکتی تھی یہ میرا والٹ ہے۔“ راستہ روک کر وہ غصے سے بولا۔۔

”میں نے کہا تو تھا داد!“ نور اس الزام پر رونے جیسی ہو گئی۔۔

”کہا تو تھا داد۔“ اسنے نقل اتاری نور ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی

”ایسے نہیں کہہ سکتی تھی داد یہ تمہارا والٹ ہے۔ پر تمہارے قد کے ساتھ تمہاری نظر بھی بونی ہو گئی ہے۔“ وہ جل بھن گیا۔۔

نور نے لبالب پانیوں سے بھری آنکھیں ایک پل کو اس پر ٹکائیں اور دوسرے پل نظریں جھکا لیں۔۔

اچانک ہی فضا میں اسکی چیخ گونجی جب نور نے زوردار لات اسکے پاؤں پر رسید کی۔۔

”آہ ظالم بونی عورت!“ وہ کراہتا پاؤں پکڑ کر درد سے گول چکر کاٹنے لگا۔۔

”اب چلو بھی دائود!“ برہان نے اسے وہی لائونج میں دیکھ کر غصے سے کہا۔۔

اسکے ساتھ ہی مسکان کھڑی تھی۔۔

”کہاں؟“ ابکی بار وہ سنجیدہ ہوا نور نے چونک کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔

”گھر!“ برہان نے گہرا سانس خارج کرتے کہا۔۔



”آپ جائیں میں کچھ دیر میں نکلتا ہوں۔“ نور کو ساتھ لگاتے اسنے کہا۔

اور وہ آنسوؤں بھرے نینوں سے اسے دیکھنے لگی جو محبت میں ہر قربانی کیلئے تیار تھا۔

”بھائی ہم آرہے ہیں!“ برہان کے کچھ کہنے سے پہلے نور نے کہا وہ دونوں کو دیکھتا پرسکون سر ہلا کر وہاں سے نکلا۔۔۔

”کہیں اور نہیں جارہے سیدھا گھر ہی جانا ہے بونی!“ وہ سخت لہجے میں بولا اسکی اگلی بات کو دباتے۔۔۔

”میں بھی یہی تو کہہ رہی ہوں سیدھا گھر جانا ہے۔۔۔ اپنے گھر۔“ اسنے محبت سے دیکھ کر کہا۔۔۔

مہوش علی

”تم ہوش میں تو ہو؟“ وہ اسکے پرسکون تاثرات جانچتے ہوئے بولا۔

”بالکل! اگر اپنے گھر جانے کیلئے ہوش ٹھکانے چاہیے تو میرے اپنے ٹھکانے ہی ہیں اور الحمد للہ میں بالکل ہوش میں صحیح سلامت اپنے شریک حیات کے ساتھ اپنے سسرال جانے کیلئے تیار کھڑی ہوں۔“ اسنے داد کے چوڑے سینے پر سر ٹکا کر لاڈ سے کہا۔

اس وسیع پھولوں سے سجے لائونج میں وہ تنہا کھڑے تھے۔

”سوری جانناں پر میں بالکل تیار نہیں وہاں جانے کیلئے۔“ اسکے گرد بازو حائل کر کے وہ اٹل لہجے میں بولا۔

”پر میں ہوں دائود آلف! مجھے اپنے گھر جانا ہے جہاں میرے بابا رہتے تھے جہاں میرے دادا دادی تایا تائی رہتے تھے، جہاں اب میری فیملی رہتی ہے وہاں مجھے جانا ہے پلیز وہیں رہنا ہے۔“ وہ ضدی بھرائے لہجے میں گویا ہوئی۔

حلق سے جیسے بمشکل الفاظ ادا کر رہی ہو۔

”اگر تم میرے لئے یہ سب کر رہی ہو تو نہایت ہی فضول قسم کی قربانی ہے میں ہرگز ایمپریس ہونے والا نہیں۔“ وہ جتا کر ناگواری سے بولا۔

”تمہیں ایمپریس کرنے کی مجھے کیا ضرورت؟“ اسکی نظریں اپنے نقوش سے الجھتی دیکھ کر وہ شرارت سے بولی داد سمجھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔

مہوش علی

”چلیں!“ اسنے محبت سے کہا۔

”بونی پلیز! بند کرو میں ہرگز تمہیں افیت میں نہیں دیکھ سکتا۔“ وہ التجائیہ بولا۔

”داد اپنوں کے ساتھ رہنے سے تکلیف افیت نہیں، محبت ملتی ہے۔“ وہ برجستہ بولی۔

”بس کرو یار کیا تم رہ لوگی وہاں؟ جہاں ہم نے سب کچھ کھو دیا تھا۔“ وہ تلخ ہو کر نیچی آواز میں بھڑکا۔

”ہاں!“ وہ پرسکون مسکرائی سی اسکے ہاتھ میں انگلیاں الجھا کر بولی۔ ”میں رہ لوں گی داد!

کیونکہ ان افیت سے زیادہ طاقتور میرے سرتاج کی محبت ہے اسکا ساتھ زیادہ حاوی ہے مجھ پر اسکی الفت چھائی ہے۔ یہ افیت کچھ نہیں کر سکتی میرا کیونکہ میرا داد میرے ساتھ ہے۔

تم ہو نا میرے ساتھ؟“ وہ مان بھرے انداز میں کہتی پوچھنے لگی۔

داد نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں سچائی رقم تھی۔۔۔

”پہلی سانس سے آخری سانس تک اور اسکے بعد اگر سانسیں ملیں گی تو وہ بھی تمہاری سنگت میں گزارنے کی رب سے التجائیں کرتا ہوں۔“ اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر وہ چاہت سے گھمبیر لہجے میں بولا اور محبت سے اسکی پیشانی پر مہر ثبت کی۔۔۔

”پھر چلو اپنوں کی سنگ زندگی گزارنے۔“ وہ اسکا ہاتھ تھام کر آگے بڑھی۔۔۔

جہاں سامنے ہی پورٹیکو میں گاڑی سے ٹیک لگائے برہان بہت آس سے انہی کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔۔

اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھ کر وہ کھل اٹھا۔۔۔

”چلیں؟“ ایک امید ایک آس مان سے پوچھا کہ وہ چاہ کر نہیں توڑ سکا۔۔۔

”جی!“ اسنے سر ہلا کر نور کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑا

سچ تو یہ تھا وہ اپنی بونی کو ذرا سی تکلیف بھی نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

پر وہ مجبور کر رہی تھی جانے کیوں؟

برہان کی گاڑی وہاں سے نکلی۔۔۔

اور جب اسکی گاڑی سٹارٹ ہوئی تو اسنے عالم ولا کو مسکراتے دیکھ کر داد کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔۔۔

ہمیشہ داد ہی کیوں قربانی کیلئے۔۔۔

محبت تو اس نے بھی کی تھی۔

اور جب محبت کی جائے تو قربانی تو دینی ہی پڑتی ہے، جیسے ابھی وہ تیار تھی محبت میں قربانی کیلئے۔ اپنے خشک پتے کی طرح لرزتے دل کو سرزش کرتی لبوں پر مسکراہٹ سجائے وہ شناسا سڑکوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

”حور کتنی خوش تھی نا عالم کے ساتھ۔“ اسکی نظروں کے سامنے اسکی بہن کا چہرہ گھوما اللہ کے شکرانے ادا کرتی وہ بولی۔۔۔

”فاتح بالکل عالم جیسا ہے صرف ڈمپلز ہی اسنے ہمارے لیے ہیں بس۔“ اب موبائل میں فاتح کی تصویریں دیکھ کر اسنے ہنستے کہا۔۔۔

داد نے ایک پر شوق نظر اسکے چہرے پر ڈالی۔۔۔

”سب سے پہلے چھت پر چلیں گے۔“ وہ اسکے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بولا۔۔۔

”کیوں؟“ نور نے الجھ کر استفسار کیا

”ایک پرانی بیتی حسین یاد کو تازہ کرنے۔“ وہ اسکے لبوں کی گہری سرخی کو دیکھ کر معنی خیزی سے بولا۔

نور کا دل دھڑک اٹھا۔۔۔

وہ چاہ کر نہیں کہہ سکی کہ داد نہیں پرانی یادوں کو بھول جاتے ہیں ایک نئی شروعات کرتے ہیں۔۔۔

پر وہ کیسے کہہ سکتی تھی یہی تو قربانی تھی۔۔۔



اسنے سامنے برہان کی گاڑی کو دیکھا جسنے ٹرن علوی پیلس کی طرف موڑا تھا۔۔ اور پھر داد کے ہاتھوں کو جو اسٹیرنگ تھامے اسے فالو کر رہے تھے جیسے۔۔

\*-----♦♦♦-----\*

فاتح کو پالنے میں ڈال کر وہ اسکے اوپر کمبل درست کرتی ہوئی ایک انگڑائی لیکر اپنی جگہ پر آئی۔۔

چینج وہ پہلے کر چکی تھی۔ بلکہ عالم کے پرزور پر ایک نیم گرم پانی سے باتھ بھی لے چکی تھی جس سے اسکا انگ انگ تھکن کے درد سے آزاد ہوتا پرسکون ہو گیا تھا۔

اب بس ایک لمبی تان کر سونا چاہتی تھی۔۔۔  
پر وہ آجائے تب ہی تو سو سکتی تھی۔۔۔

اسکا انتظار کرتی وہ اپنے ناخون دیکھتی منہ بنانے لگی۔ کتنی محبت سے بڑے کیے تھے ایک جھٹکے میں سارے شہید کر دیئے اسنے۔۔۔

اب تو وہ منہ میں بھی نہیں ڈال سکتی تھی۔۔۔ اسنے منہ میں رکھ کر سوچا

”بہت خوب! ایک اور بری عادت کا اضافہ ہو چکا ہے۔“ باتھ روم کا دروازہ دھکیل کر وہ تولیے سے سر رگڑتا جب باہر آیا تو نظریں سیدھا اس پر گئیں اور اسکی حرکت دیکھ کر وہ ٹوکے بغیر کہاں چپ رہ سکا۔۔۔

”وو۔۔ وہ دیکھ رہی تھی۔“ حور اچھل ہی تو پڑی تھی۔۔

”تم کم ہی دیکھا کرو اسکے لئے میں ہوں۔“ اسنے جتایا اور بالوں میں برش پھیر کر چلتا ہوا اسکے پاس بیٹھا۔۔۔

”ہاں دیکھ لیا، اچھا خاصا اتنا پیارا میک اپ کیا تھا سارا ہی سیکنڈ میں اتروا لیا۔ دیکھا آپنے آپکے دوستوں کی کتنی حسین حسیں بیویاں آئی تھیں۔ میں تو انکے سامنے بالکل جیسے غریب لگ رہی تھی، جیسے میرے پاس کوئی میک ہی نا ہو۔ یا میں ایک جاہل ہوں جسے میک اپ لگانا نہیں آتا ہو۔“ وہ ناک سیکوڑ کر دکھ سے بولتی آخر میں بھڑک گئی۔

”تمہارا یہ ماتم کب ختم ہوگا؟“ عالم نے اسکی طرف کروٹ لیتے سر کے نیچے کشن رکھ کر اونچا کیا۔۔۔

”ہاں آپکو تو یہ سڑا پڑا ماتم لگے گا۔ خود بغیر کلون یا پرفیوم کے جاتے، برش بھی نا لگاتے۔“ وہ جل کر بولی۔۔۔

”یہ تو تم بھی لگا کر گئی تھی، بلکہ بالوں کا اسٹائل تو مجھ سے بہتر تھا۔ ہاں تھوڑا اوور تھا پتا نہیں پھول پتیاں ہیرے نچھاور کیے تھے، بہر حال پرفیوم تم لگا کر گئی تھی۔ جس پر میں نے بالکل روک ٹوک نہیں کی حالاں کہ مجھے کرنا چاہیے تھی، اسلام میں منع ہے۔ عورت کا غیر مردوں میں خوشبو لگا کر جاننا۔“ وہ اسکے بالوں کو جانچتا عام لہجے میں کہہ رہا تھا۔

حورالعین تڑپ گئی، دوسرا اسکی مشکوک سی حرکت، مطلب اسے اتنا یقین نہیں تھا کہ وہ اسکی اجازت بغیر بال کٹوائے گی۔۔۔

”عالم!“ اسنے عاجزی سے تنک کر پکارا۔

”بولو میری شہزادی!“ اسکی کمر میں بازو ڈال کر قریب کرتے وہ محبت سے بولا۔۔۔

”یہ کیا کر رہے ہیں آپ کو اتنا یقین نہیں مجھ پر؟“ وہ اسکے ہاتھ بالوں سے نکال کر دکھ سے بولی۔

”کس نے کہا مجھ تم پر یقین نہیں؟ اب کی بار اسکا لہجہ نہایت سنجیدہ تھا حور پل کو سٹپٹا گئی“ تو میرے بال کیوں دیکھ رہے ہیں؟“ اسنے جھجھکتے کہا

”کیوں میں نہیں دیکھ سکتا؟“ اسکے بالوں میں انگلیاں الجھا کر اسے جھٹکا دیا کہ وہ بالکل اسکے چہرے کے ساتھ لگی۔۔

حور نے ہراساں ہوتے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں ناراضگی اپنی جلال سے جھلک رہی تھی۔۔ اسکی سانسیں خشک ہونے لگی۔۔

”کون تھی وہ؟“ اسکے اگلے سوال پر جیسے روح فنا ہوئی اسکی بالوں میں پکڑ سخت نہیں تھی نرم تھی پھر بھی وہ سہم رہی تھی۔۔۔

اسکی پلکیں جھک کر لرزنے لگی اور وہ بے بسی میں لب کچلنے لگی جسے سینکڑ میں ہی اسنے آزاد کروادیا۔۔۔

”مم۔۔۔ مسنی نے کہا تھ۔۔۔ تھوڑے کک۔۔۔ کٹوالو۔۔۔ ب۔۔۔ بہت بڑے ہو گئے تھے۔۔۔ میں بیٹھتی تھی تو نیچے آجاتے تھے اس سے سر پیچھے جھک کر تکلیف دیتا تھا اسلیے۔“ اسنے بے بسی سے کہتے اسکی گردن میں منہ چھپالیا۔۔۔

”کاٹے کسنے تھے؟“ اسکی پشت سہلاتے وہ محبت سے بولا۔۔۔

اسکے باوجود حور ڈر رہی تھی کیونکہ کچھ تو تھا اسکے لہجے میں جس سے وہ کانپ رہی تھی۔۔

”بب۔۔ میک اپ کرنے والی نے۔“ اسکی گردن پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ آہستہ سے بولی۔۔۔

”ہم!“ ہنکارہ بھرتے ہوئے وہ اسے دور کرتا موبائل تھام کر اٹھا حور نے پریشانی سے اٹھ بیٹھ کر اسے دیکھا جو ٹیرس پر چلا گیا تھا۔۔۔

”انہیں کیا ہوا۔“ وہ گہرا سانس بھر کر آئینے کے سامنے آتی اپنے بال دیکھنے لگی۔۔۔

”کیسے دیکھ لیے یار بالکل چھوٹے تو کٹوائے تھے ذرا سے۔“ وہ سیاہ بالوں کا جھالر ہاتھ میں تھام کر بولی۔۔۔

اور بے بسی سے چھوڑا تو لہرا کر پوری پشت پر بکھر گئے یہ منظر عالم دیکھتا مسکرایا وہ روم میں آیا اور حور نے ڈریسنگ ٹیبل سے پشت ٹکا کر اسے دیکھا جو لیٹا اب اسے پاس بلا رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر خاموشی سے اسکے تاثرات جانچتے اسنے سوئے ہوئے اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔ اور گہرا سانس بھر کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے پاس آئی۔ بیڈ کے پاس پہنچتے ہی عالم نے اپنا بازو اسکی کمر میں حائل کر کے اسے خود پر گرا لیا۔۔۔

دھڑکنوں کے میلاپ پر اسکی آنکھیں بند ہوئیں۔۔۔

”عالم افکورس کو اردو میں کیا کہتے ہیں؟“ اسکے بازو پر سر رکھ کر اسنے پوچھا۔

وہ کھل کر ہنسا۔۔۔“ ذرا نزدیک آؤ۔“ اسنے کان میں سرگوشی سے بتایا حورالعين سر سے پائوں تک سرخ پڑ گئی۔۔۔



”شکر میں نے انہیں کہا نہیں۔“ وہ سکون بھرا سانس لے اٹھی۔

”اور“ مجھے سونا ہے ”کو انگلش میں کیا کہتے ہیں؟“ خود کو سنبھال کر وہ بولی۔

”گیومی ون ٹائیٹ ہگ۔“ وہ دوبارہ سے مسکراہٹ دبا کر سرگوشیانہ بولا۔

حورالعین کو سن کر عجیب تو لگا پر اس پر شک کون کرے۔

درقہ فل انگلش بولتی تھی اور اسنے عالم کو بھی اسکے ساتھ انگلش میں گفتگو کرتے سنا تھا۔

تب اسے درقہ کے تاثرات سے کہیں سے بھی نہیں لگا اسکا شوہر انگلش غلط بول رہا ہے۔

بلکہ وہ بڑی توجہ سعادتمندی سے اسے سن رہی تھی جیسے اسکے سامنے کوئی بڑا آفیسر بول رہا

ہو۔

حورالعین کو دیکھ کر خوشی بھی ہوئی اور فخر بھی تبھی تو وہ گردن اکڑائے چلتی عالم کے

ساتھ کھڑی ہوئی تھی کہ یہ فرفر انگلش بولتا حورالعین کا شوہر ہے۔

اور وہ اسے بھی تو سکھا رہا تھا، آہستہ آہستہ وہ بھی سیکھ جائے گی تبھی ضد کر کے سب کے

ساتھ یوں ہی فرفر انگلش بولے گی۔

وہ سوچ کر مسکرائی۔

”ول یو کس می اور گیومی ون ٹائیٹ ہگ۔“ سرشاری سے اسنے شب بخیر کہتے اسکے سینے پر

سر رکھا اور کمر سے بازو ہٹا کر اپنے تئیں اسے“ مجھے سونا ہے ”بولا تھا۔

وہ اتنی خوشی تھی کہ کوئی انتہا نہیں تھی وہ دو دو جملے انگلش کے بول چکی تھی بغیر اردو کا

سہارا لیے۔

”پر بیچ میں“ اور ”آگیا۔“ اس کے دل سے ہوک اٹھی۔۔۔

”عالم اور کو انگلش میں کیا کہتے ہیں؟“ اس نے سر اٹھا کر پوچھا جس کا چہرہ قہقہہ دبانے سے سرخ ہو گیا تھا۔

”اور کو؟“ اس نے جیسے پوچھا حالاں کہ جملہ تیار تھا۔

”ہاں نا میں فل انگلش میں بولنا چاہتی ہوں۔۔۔“ اس نے معصومیت سے کہا۔

”اوہ!“ اس نے سمجھتے سر ہلایا اور اس کے بالوں کی لٹ کو کانوں میں اڑسا۔۔۔“ پھر جملے کے حساب سے اس میں“ اور ”کو انگلش میں“ پلیز ”پڑھا جائے گا۔“ اس کے کہنے پر حورالعین نے تعجب سے دیکھا“ ہیں ایسا ہوتا ہے؟“

”یس ڈرانگ! انگلش گرامر۔ اب بولو پورا جملہ۔“ اس کے بالوں کو ہاتھوں پر لپیٹ کر اس نے کچھ قریب کیا۔۔۔

”ول یو کس می پلیز گیومی ون ٹائیٹ ہگ۔“ وہ پوری طرح انگلش میں دونوں جملے ادا کر کے کھلکھلا اٹھی۔

”ہاہا“ اس کے ساتھ ہی فضا میں عالم کا جاندار قہقہہ گونج اٹھا جس پر فاتح کسمسایا اور حورالعین نے بوکھلا کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔

”کیا کر رہے ہیں!“ اس نے گھورا اور عالم نے اس کے لبوں کو دیکھا۔۔۔

”عمل!“ سرگوشیانہ کہتے اس نے ایک مضبوط حصار اس کی کمر میں حائل کر کے اسے جھٹکے سے ساتھ لگایا اور دوسرے پل سینے سے لگا کر اس کے چہرے پر جھکا۔۔۔

حورالعین نے آنکھیں میچلیں۔ دھڑکنیں کانوں میں شور مچانے لگی جبکہ وہ متبسم سا اسے سچ بتانے کی ہرگز غلطی نہیں کر سکتا تھا ورنہ وہ روز ایسے ایسا کیسے کہتی۔۔۔۔

جسے سن کر اسکے وجود میں سرور سا پھیل جاتا تھا۔۔۔

”یہ تیری انگلش تجھے لے ڈوبے گی عالم میں۔“ وہ دل میں سوچتا ہنسا۔ وہ جیسے انگلش میں مجھے سونا ہے کہتی عالم ہنس کر اس پر گرفت سخت کر جاتا کہ آخر میں اسنے تھک کر خود کو اس کے سپرد کر دیا۔۔۔

وہ جاندار قہقہہ لگا کر اسے خود میں سمیٹ گیا۔۔۔۔

\*-----❤❤❤-----\*

دروازے سے شور کے ختم ہوتے ہی عارب ہلکا سا مسکرا کر سامنے سچی گلابوں بھری سیج پر گھونگٹ میں سر جھکائے بیٹھی اپنی دلہن کو دیکھنے لگا۔۔۔

جبکہ اسکے بھاری قدموں سے سسی کا دل پھر سے دھڑکنے لگا تھا۔ اسکی ہتھلیاں، پور پور پسینہ ہونے لگا۔۔۔

اسکے سامنے وہ منظر گھوما جب وہ بغیر شرٹ کے اسکے اطراف دونوں ہاتھ دیوار پر رکھے جھکا تھا۔ اور پھر اس رات بھیگے وجود کے ساتھ۔۔۔

اسکے چوڑے توانا وجود کو سوچتے وہ جھر جھری لے اٹھی۔

”آہم“ اسنے گلا کھنکار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔۔

”السلام علیکم“ اور پھر سلام کرتے پھولوں کی لڑیاں ہٹا کر بیڈ پر قدرے فاصلے پر بیٹھا۔۔۔

سمی نے منتشر دھڑکنوں سے محض سر ہلادیا۔

”وہ مجھ سے چھوٹا ہے میں کیوں ڈر رہی ہوں۔“ اسنے ایک بار پھر خود کو باور کروایا نتیجاً اسکی ساری گستاخیاں اسکا روعب دبدبا، ایک ایک منظر ہراساں کرتا اسکے دماغ پر سمندر کی لہروں کی مانند پھیلا۔۔۔

کتنے ہی لمحات یوں ہی سرک گئے فسوں خیز خاموشی میں۔۔ جس میں مدھم سی سانسیں ایک ساز کی مانند لگ رہی تھیں عارب کو جنہیں وہ چاہت سے خاموشی سے سن رہا تھا۔۔۔ جیسے ان میں ہی زندگی کا راز ہو۔۔۔

”تو پھر کچھ کہنا ہے؟“ شرارت سے کہتے اسنے اسکا ہاتھ تھاما۔۔ اسکے پرحدت لمس پر سمی کانپ کر رہ گئی۔ گرم چاہت بھرا لمس اسکے پورے وجود میں سرسراہٹ کر گیا۔۔۔

”ک۔۔ کیا؟“ اسنے جھجک کر کہتے اپنا ہاتھ فی الفور کھینچ کر نکالا اسکی گرفت سے۔۔ جسکی نرمی کو وہ اس انداز میں محسوس کر رہا تھا کہ سمی کی دھڑکنیں اسکے کانوں میں سنائی دینے لگیں۔۔۔

”ویسے تمہاری آواز کافی اچھی ہے۔“ اسنے خود کو سنبھالا اور نارمل کیا۔۔۔

بہر حال وہ اس سے چھوٹا تھا۔۔۔



”آہ آپکو پسند آئی میرے لیے سعادت کی بات ہے۔ فقیر کی صدا کسی دل کو ہی بھاتی ہے اور دل یقیناً خالص ہوتا ہے۔“ وہ گھمبیر لہجے میں بولا سہمی مسکرائی۔۔۔

وہ باتیں بگاڑنے میں ماہر تھا جسے ماننے سے اسے کوئی عار نہیں تھی۔۔۔

”ماشاء اللہ۔۔۔“ وہ سر جھکائے بیٹھی تھی دفعتاً اسنے پہل کرتے اسکا گھونگٹ اٹھایا اور دوسرے پل جیسے ساکت مبہوت سا رہ گیا۔۔۔۔۔

حسین تو سعیر عالم کی بہن تھی ہی جس پر دنیا کا سیاہ درندہ اپنا آپ ہار بیٹھا تھا، پر آج وہ جو اپنے شریک حیات کیلئے پور پور سہمی تھی یوں معلوم ہوا جیسے پرستان سے کوئی بھٹکی ہوئی پریوں کی ملکہ راستہ بھول کر اسکے پاس آگئی ہو۔۔۔

وہ بے ساختہ ماشاء اللہ کہہ بیٹھا جس پر اسے کوئی خفت نہیں تھی، وہ تھی ایسی کہ اسے بیٹھ کر سجدوں میں رب کی تعریف کرنی چاہیے تھی جسنے اس دوشیزہ کو بنایا تھا۔۔۔

”آپ کس قدر حسین ہیں سہمی!“ اسکے کانپتے لرزتے ہاتھ کو اپنے پر حدت ہاتھوں کے حصار میں لیکر ہولے سے دبایا۔۔۔

اسکے لمس پر سہمی کے پور پور میں جیسے کرنٹ پھیل گیا، اسنے کسمسا کر اپنے ہاتھ آواز کروانے چاہے پر وہ کہاں تیار تھا آج آزادی کیلئے۔۔۔

”کیا تم حسن پرست ہو؟“ سہمی نے الٹا سرا سیمہ نظروں سے دیکھتے پوچھا۔۔۔ جس پر عارب کا جاندار قہقہہ اسے خفزدہ کر گیا۔۔۔

”تھا تو نہیں! پر ابھی اس وقت اپنی دلہن کو دیکھ کر یہ دورا ضرور پڑا ہے۔۔ اور بندہ ہوں  
بھئی رب نے اتنی حسین بیوی دی ہے کیا وہ حسن پرست نہیں ہو سکتا؟“ اسکی ٹھوڑی  
انگوٹھے سے اونچی کر کے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔

سمی نے جیسے ہی ہمت کر کے ان شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا، ماحول کا فسوں، گلابوں کی  
مہک، رات کی تنہائی، اس میں اسکی آنکھوں میں جذبات کے ٹھاٹھیں مارتا سمندر وہ روح  
تک لرز اٹھی۔۔۔

بے ساختہ ہی اسکا ہاتھ ٹھوڑی سے ہٹا کر پیچھے کھسکی۔۔۔

یہ فطری حیا تھی یا خوف وہ سمجھ نہیں پایا۔۔۔

پر سمی اسکے پاکیزہ محبت کے جذبات سے خوفزدہ نہیں ہو رہی تھی، بلکہ اس شریر لڑکے کے  
اگلے قدم سے جھجک رہی تھی۔۔۔

اسکے دل ایک مکان تعمیر ہوا تھا جس پر عارب کا نام لکھ ہوا تھا تب سے جب سے اسنے  
جانا کہ اس سے نکاح جبر زبردستی کرنے میں اسکی ضد یا زور مردانگی نہیں بلکہ اسکے بھائی کا  
سونپا ہوا مان بھروسہ اور اختیار تھا۔۔۔ اسکے بھائی کی رضا شامل تھی اس نکاح میں۔۔۔

وہ سوچ کر بیتے حادثات سے قدرے پرسکون تھی۔ پر جب جب اسکی شرارتیں، گستاخیاں یاد  
آتیں وہ جھرجھری لے اٹھتی۔ حیا سے اسکی پلکیں بھاری ہو کر اٹھنے سے معذرت  
کر لیتیں۔۔۔

”خوف زدہ ہیں مجھ سے؟“ اسنے بچھے دل سے پوچھا

سمی پر گرہوں پانی آپڑا۔

”نن۔۔ نہیں میں نہیں خوفزدہ۔ میں کیوں ہونے لگی خوفزدہ وہ بھی تم سے۔“ جواباً وہ جو بولی عارب کو جھٹکا لگا وہ حیرت زدہ ہوا

”ہیں کیوں؟ آپکو آنے والے لمحات سے کچھ نہیں ہو رہا؟“ وہ ڈاریکٹ اسکے چہرے پر جھک کر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا بولا۔۔

اس اچانک کے افتاد پر سہمی کی گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔۔ دھڑکن کی دھک دھک اسکے کانوں میں کیا پورے روم میں سنائی دینے لگی۔۔ جبکہ اسکی حالت کو دیکھتا عارب اب آنکھوں میں شرارت لیے اسے دیکھ رہا تھا کہ کیا کہنا ہے خوف بابت۔۔

”مم۔۔ میں کیوں ڈرنے لگی۔۔ تت۔۔ تم مجھ سے چھوٹے ہو۔“ بکھرے تنفس کو سنبھالتے وہ ڈٹ گئی۔۔ پر ہاری نہیں۔۔

”ہاہاہا۔۔ یہ بھی خوب کہا۔“ عارب کا اسکے جواب پر زوردار قہقہہ پڑا۔۔“ میں وہ واحد شخص ہوں جس کی فیوچر کی بیوی نے اسے بیٹا کہہ کر مخاطب کیا تھا۔“ وہ محظوظ ہوتا قہقہے لگا رہا تھا۔۔

اور سہمی کا دل کیا کہیں چھپ جائے کیا ضرورت تھی اسکے منہ لگنے کی۔۔ دماغ سے عاری تو وہ پہلے ہی تھا۔۔

”اب آپکے کیا انخیالات ہیں؟“ معاً وہ خاموش ہو کر ایکدم ہاتھ بڑھاتے اسکی نتھلی کے ہیرے کو چھوتا ہوا گھمبیر لہجے میں استفسار کرنے لگا۔۔

یکایک اسکا لہجہ جذبات سے بوجھل ہو گیا کہ سہمی کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ پھیل گئی۔۔۔

عرب نے آہستہ سے اسکی کلائی سے ان بھاری چوڑیوں کو اتارہ۔۔۔۔

وہ اسکے لمس اسکے قدم سے لرز رہی تھی۔۔ اسکا پور پور پسینہ تھا، چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھی کہ وہ کیا کرنے لگا ہے اب۔۔۔

”م۔۔ میں فریش ہو لیتی ہوں۔“ اسنے ایک مری ہوئی کوشش کی پر کوئی فائدہ نہیں وہ ایسا بن گیا جیسے اسنے سنا نا ہو۔۔

اور مزید کچھ کہنے کی سہمی میں ہمت ہی نہیں ہوئی۔۔ اسکی انگلیاں کے پوروں کے لمس سے وہ اندر تک کانپ رہی تھی۔۔

”مجھے آپکے چہرے کے قابل کچھ نا لگا اس دنیا میں کہ آپکو منہ دکھائی طور دے سکوں، کیونکہ رب کے نور کا قابل تو ابھی انسان کچھ بنا ہی نا سکا ہے۔

بس آپکے شوق کو مد نظر رکھتے ایک حقیر سا تحفہ ہے میری طرف سے، میری جمع پونجی کا۔“ وہ اسکے گال سہلا کر کہتا اٹھا۔۔

اپنے گال پر اسکے لمس سے وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اپنے گال کو چھونے لگی۔۔  
کتنا پاکیزہ لمس محسوس ہوا اسے یہ۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسوؤں آگئے کہ رب نے واقعی صبر کے انعام کا جو وعدہ کیا تھا کہ وہ جتنا صبر بڑا ہے اس قدر انعام بڑا دیگا۔۔۔



اور اسے انعام کے طور پر اس قدر پاکیزہ ساتھی کو دیتے اس پر احسانوں کا بوجھ ڈال دیا تھا کہ وہ ساری زندگی شکرانے کے نوافل ادا کرتی رہے تو بھی کبھی احسان نا چکا سکے گی۔

وہ الماری کے دراز سے ایک سرخ بڑا کیس اٹھاتا اسکے پاس آکر مقابل بیٹھا۔

اس بار وہ پیچھے نہیں ہٹی نا ہی سمٹی خود میں، ہاں حیا سے پلکیں ضرور لرز رہی تھیں۔۔۔

عرب نے ایک محبت پاش نظر اس پر ڈالی۔

”سمی میں اچھا نہیں! بالکل بھی اچھا نہیں کہ آپ کے قابل بن سکوں یا آپ کے حصول کا سوچتا۔ آپ تو مجھے ایک پاکیزہ ہیرا لگتی تھیں۔ جس کی چمک مجھے اس طرح کھیچتی تھی کہ میں چاہ کر بھی اپنے قدم جکڑ نہیں سکا۔۔۔“

میں مجبور ہو گیا، اور خود کو اپنے دل کو آپ کے سحر میں قید ہونے سے بچا نا پایا۔ نا ہی بچانا چاہا۔۔۔

میں زیادہ کچھ نہیں بتائوں گا آپ کو بس اتنا کہوں گا کہ مجھ میں ہزار قسم کی برائیاں ہیں، پر میرا کردار صاف ہے اور وہ صرف آپ کے لیے ہے۔ میں نے اگر کسی کو محبت بھری نظر سے دیکھا ہے تو صرف آپ کو، جس کو جیون ساتھی کے روپ میں دیکھنے کی چاہ کی وہ بھی

آپ تھیں۔ یہ مت سوچیے کہ میں برا ہوں یا میں نے جو آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔

اسکے باقی کے الفاظ سمی کے ہاتھ نے منہ میں دبا دیئے۔ جب اسنے تڑپ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔

اور یہ بے ساختہ حرکت تھی جس پر وہ خود ششدر ہو گئی۔۔۔

”تت۔۔ تم برے نہیں۔“ وہ حیا سے سمٹ کر صرف اتنا ہی کہہ پائی۔۔۔ عارب پر جیسے پہاڑ سا وزن اٹھالیا گیا تھا۔

وہ جس خدشے میں تھا کہ سہمی کے ساتھ زبردستی تو نہیں، یا وہ مجبور ہے، یا اسنے مجبوراً اسکے ساتھ سفر باندھا ہو۔۔۔

پر لمحے کیلئے اٹھی اسکی آنکھوں میں اپنے لئے محبت دیکھ کر وہ روح تک سرشار ہو گیا۔ مسرور سا جھوم اٹھا۔

”پھر کچھ کہو“! اسکی حیا سے لبریز آواز نے اسکی دل میں شدید خواہش بیدار کی کہ وہ بولے اور خاموش سا سنیں۔۔۔

پر وہ کچھ نہیں بولی۔ عارب شکوہ کن نظروں سے دیکھتا دل مسوس ہو کر رہ گیا۔

سہمی اسکی حالت پر بے ساختہ ہنسی۔۔۔ ”دماغ سے عاری۔“ وہ بڑبڑائی  
”ہاں دماغ سے عاری تو اپنے کرہی دیا ہے جاناں۔“ اسنے ایکدم جھک کر اسکی نتھلی کے موتی کو چھو لیا۔

اور وہ پل جب اسکے دہکتے لب گرم سانسیں سہمی کو چہرے پر محسوس ہوئیں وہ جی جان لرز گئی۔ دھڑکنیں منتشر ہوئیں اور تنفس پل میں بکھرا۔

جبکہ وہ اسکے حال سے انجان بننے کی کوشش کرتا، اسکی سفید مرمری کلائی میں سات رنگی چوڑیاں پہنانے لگا تھا۔

سمی نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر دیکھا۔ اور وہاں نہایت نفیس سے چوڑیوں کے بیچ ایک بھاری کنگن بھی تھا۔ جس پر ایک بھاری ہیرا جڑا تھا۔۔۔

اسنے سوالیہ نظروں سے عارب کو دیکھا۔۔۔

”بتایا تھا نا کہ میری جمع پونجی ہے۔ ان میں سب رنگ ہیں چوڑیوں کے اسے کبھی خود سے الگ مت کرنا، میرا دل تمہاری ان کلائیوں کی کھنکتی چوڑیوں میں قید ہے انہیں سونا مت کرنا۔“ وہ چوڑیاں پہنا کر اسکی کلائیوں پر لب رکھتا بولا۔۔۔

سمعیہ کی پلکیں ایک بار پھر جھک کر سجدہ زیر ہوئیں اور سر مدھم سی جنبش میں ہلا۔۔۔

”میں زیادہ باتیں نہیں بگاڑوں گا، بس یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ میری سنگت میں یہ سفر کرنے کیلئے تیار ہیں؟“ اسکا ہاتھ تھام کر وہ بڑی چاہ سے استفسار کرنے لگا۔

سمی کو اس سے زیادہ کیا چاہیے تھا۔ وہ اسکے بھائی کی پسند تھا، اسکی عزت کرتا تھا، رب خود راضی تھا اس سفر کیلئے، اسکے لئے رب کا انتخاب تھا تو وہ کیوں ناشکری کرتی اپنے رب کی۔۔۔

اسکی اتنی جرات کہاں تھی کہ وہ کسی کی محبت کو ٹھکرائے اور محبت بھی وہ جو پاکیزہ محرم کی تھی۔۔۔

اسنے حیا سے پلکیں جھکا کر سر اثبات میں ہلا دیا، تبھی مانوں عارب کو جیسے دو جہاں کا خزانہ مل گیا تھا۔۔۔

”کیا میرے ساتھ شکرانے کے نوافل ادا کریں گی سمی جی؟“ وہ شرارت سے گویا ہوا اسنے اسکے سامنے ہاتھ بڑھایا۔۔۔

سمی کو پہلے سے اندازہ تھا تبھی تو بھائی کی پسند پر فخر محسوس ہو رہا تھا۔  
اسنے بغیر جھجھکے ایک پل بھی نہیں لگایا اسکے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے۔۔

ایک خوشگوار حیرت، محبت سے وہ اسکا ہاتھ تھامے ہوئے سے دبا کر اسکے چہرے پر پھیلے حیا  
کے تمام رنگوں کو پرشوق نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

”کیا میں سمجھوں آپکو یہ دماغ سے عاری، جعلی عربی پسند آئی ہے؟“ اسنے ہنس کر پوچھا۔  
سمی بھی ہولے سے مسکرائی۔ اور حیا گلنار ہوتے چہرے کے ساتھ آنکھیں پل کو بند  
کر لیں۔۔

پلکوں کے اس پار ایک خوبصورت جہاں آباد تھا اور پرسکون زندگی اسکے ویلکم کیلئے بائیں  
پھیلائے کھڑی تھی، اور سب سے واضح چہرا اس انسان کا تھا جو اسکا ہاتھ تھامے اپنی شہد  
رنگ آنکھوں میں لاتعداد جذبات، محبتوں کے مان، دل کی دھڑکن کا راز بنا کھڑا تھا۔  
وہ بھی اس سے یہی پوچھ رہا تھا کہ کیا اسے یہ عارب قبول ہے؟  
سمی کا دل اسے اس خدشے سے نکالنا چاہتا تھا، اسے بتانا چاہتا تھا کہ ”ہاں عارب تمہیں  
سمعیہ قبول کرتی ہے۔“

یہ الفاظ اسنے سوچے تھے پر بے خودی میں جانے کیسے زبان نے بھی ساتھ بغاوت کرتے ادا  
کر لیے۔۔

یہی تو شریک حیات کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے محرم کی محبت کا جواب محبت سے دے۔  
انکے مان کو سرکا تاج بنا کر پہنے جسے نا توڑ سکیں نا ہی اتار۔۔



اسے اپنا وقار، آبرو سمجھیں۔

جو اپنے شریک حیات کی محبت سے منہ پھیرتی ہیں اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔۔۔  
اللہ پاک دنیا کی ہر عورت کے دل میں اپنے ہمسفر کیلئے چاہت کی دنیا آباد رکھے، انہیں  
گمراہ، فریبی بھیڑیوں سے بچائے، ایسے ہی ہر مرد کے دل میں اپنی پاکیزہ دامن شریک  
حیات کیلئے محبت آباد رکھے آمین۔

اس نکاح کے رشتے میں چھپی مقدس محبت کو اللہ بھیڑیوں کے بھینٹ چڑھنے سے محفوظ  
رکھے۔ میرا مالک نکاح محبت کو ہمیشہ آباد قائم دائم رکھے دنیا کی تمام لڑکی لڑکیوں کو گمراہ  
فریب، اندھی کھائی، شہد کی چاشینی میں ڈوبے لہجوں سے محفوظ رکھے جو درحقیقت ایک  
جہنم کی آگ ہے۔ وہ جس میں کوئی نہیں بچا سکتا جلنے سے۔ اللہ پاک اسلام کی شہزادیوں  
کی آبرو قلب کو میلی نظر سے محفوظ رکھے۔ بھائی باپ شوہر کے فخر مان کو سلامت رکھے  
آمین

فخر مان اپنوں پر کیا جاتا ہے اور اپنے وہی جن سے امیدیں ہوتیں ہیں اور اللہ پاک اگر  
بندی کی کہیں امید باندھوتا ہے تو وہاں دل کا رشتہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ ایک باپ کا بیٹی،  
بھائی کا بہن، شوہر کا بیوی سے۔

یہ تین مان بھروسے کی آج بھی جیتی جاگتی مثالیں ہیں، پر فرق صرف یہ پڑا ہے کہ شہد  
کی چادر اوڑھے غلاظت نے انکی زبان پر چڑھنے کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے۔ اور وہ راستہ دینے  
والے انسان خود ہے۔

اس غلاظت میں ڈوبے بھیڑیے نا صرف اسلام کے مان اسکی شہزادیوں سے جلتے ہیں بلکہ اسلام کے اول دشمن ہیں۔

اسکا فخر اسکی شہزادیوں کے تاج انکی آبرو نوچنے کی جان نشین کوششوں پر کمر بستہ ہیں۔

پر وہ واحد رحمن رحیم اپنی رحمت نازل کرتا رہتا ہے وہ کبھی اسلام کا سر جھکنے نہیں دے سکا۔ اسکا آج بھی سر فخر و مان سے بلند ہے۔ کیونکہ اسکی شہزادیاں اسلام کے اصول مطابق پاکیزہ رشتوں میں بندھ کر اپنے اسلام کا سر فخر سے بلند کرتی ہیں، اور اپنی پاکیزگی کے ساتھ اپنے شوہر کا گھر آباد کرتی ہیں۔۔

جو چار دیواری پردے کو اپنا زیور سمجھتی ہیں ناکہ گھٹن۔۔۔

مہوش علی

اسنے ہاتھ تھام کر اسے بیڈ سے اتارہ۔۔۔

،،سنجھل کر ”!لہنگا درست کرتے وہ قدرے لڑکھڑا گئی کہ فوراً سے عارب نے اسکی کمر میں بازو ڈالتے اسے سنبھالا اور گرنے سے بچنے کیلئے سمی نے اسکے کندھوں کو تھاما۔۔۔

دھک دھک کرتے دھڑکنوں کے میلاپ پر یلخت دونوں کے چہرے سرخ پڑ گئے۔۔۔

خوشبو سے نہایا ہوا وہ نازک سا وجود جب اسکے چوڑے سینے سے لگا، عارب کا دل بغاوت کرتا مچل اٹھا۔۔

اور سمی کو بھی اے سی کی کولنگ کے باوجود پسینا آنے لگا۔۔

،،وہ لہنگا پائوں کے نیچے آگیا تھا۔ ”نا چاہتے ہوئے بھی اسنے صفائی دی۔۔۔ عارب نے مسکراتے اسکے حیا شرم سے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔

اسکے سرخ رنگ ہونٹ کپکپا رہے تھے، پلکوں میں تیزی سے لرزش اتری، کہ ایک سیکنڈ بھی اگر وہ اسکے مقابل یوں قریب کھڑا رہا جہاں اسکی مدھم سی سانسیں اسکی دھڑکنوں میں تلاطم برپا کر رہی تھیں اسکے لگا وہ جذبات کے بے لگام گھوڑے سے ضبط کھو دے گا۔

اسکا یوں قریب آنا اور اسکے نظریں پھیر دینا بھی تو ایک توہین لگی اسے۔

اسنے جھک کر اسکے ماتھے پر عقیدت بھری مہر ثبت کی۔۔“ تم سے نظریں پھیرنا مجھے اپنی توہین لگتی ہے۔ ”وہ سرگوشی میں بولا۔۔۔

سمعیہ مسکراتی نظریں جھکائے لہنگا تھام کر اسکے حصار سے نکلی اور وارڈ روب سے اپنا ڈریس نکال کر سر جھکائے ہی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

پیچھے عارب لب دانتوں میں دبائے اسے سامنے بیٹھا کر دیکھنے کی خواہش پر ضبط کے پہاڑ بٹھائے، بالوں میں ہاتھ پھنسا کر کھڑا باتھ روم کے بند دروازے کو تک رہا تھا۔

اسے پا کر وہ یوں خود کو مکمل محسوس کر رہا تھا جیسے وہ کبھی اکیلا تھا ہی نہیں۔۔

اسے اپنی دنیا پھولوں سے مہکتی محسوس ہو رہی تھی، اسکے خواب سجانے والی، اسکے ہمقدم چلنے والی اسکی شریک حیات آگئی تھی جو اسکے تنہائیوں کی ساتھی بننے والی تھی۔۔۔

عارب کو اپنی منزل مل گئی تھی، جس طرح سمعیہ کو رب کی محبت۔

شکرانے کے نوافل ادا کرتے وہ اپنی مرضی سے اس سے دو قدم پیچھے کھڑی تھی۔

حالاں کہ عارب کا کافی اسرار رہا کہ وہ اسکے ساتھ کھڑی رہے پر وہ نہیں مانی۔۔ وہ اپنے سر تاج کے سائے میں رب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی جس نے اسے اس قدر عزت بھری زندگی سے نوازہ تھا۔۔

دعا میں ہاتھ اٹھاتے وہ رو پڑی۔۔۔

اسے وہ سیاہ رات یاد آئی جب وہ پاگل ایک تہہ خانے میں قید ہوتی تھی۔ اس نے اس وقت خود کو دیکھا جہاں سامنے ہی اسکے چوڑی وسیع مضبوط پشت والا اسکا سر تاج تھا۔ جو اسکے وجود کے نہیں اسکے دل کے حصول کیلئے خود کو قربان کرنے کیلئے تیار تھا۔

اسکی محبت کتنی پاک تھی بغیر ہوس کی۔۔ پاکیزہ محبت اسکے نصیب لکھی گئی تھی۔۔ وہ رب کی رحمتوں کی ایک جیتی جاگتی مثال تھی۔۔

دعا کے بعد جب اس نے سر سجدے میں گرایا، شکرانے کے آنسوؤں سے روتی چلی گئی۔۔ اسکا دل کیا ساری زندگی یونہی سجدہ کرتی رہے۔ اسے سجدہ کرنے میں بھی کتنا دل کا سکون تھا۔۔ جنہیں الفاظ میں تو قطعی بیان نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ پاس آکر بیٹھا تو اس نے مسکراتے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

عارب نے آہستہ سے مسکراتے اسکی گود میں سر رکھا اور لیٹ گیا

وہ مسکرا دی آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ جبکہ اسکی نازک مخروقی انگلیاں دھیرے سے اسکے گھسنے بالوں میں سرکنے لگی۔۔ عارب کے روح میں سکون کی ٹھنڈی لہریں اٹھنے لگی جبکہ اسکی سکڑی آنکھیں اس پر ٹکی تھیں جیسے اسکے اندر کا حال جاننے چاہتا ہو۔۔



وہ چہرہ شناسائی تھا۔ آسانی سے بھید جان لیتا تھا۔

”سمی میں اتنا زندگی میں کبھی پرسکون خوش نہیں ہوا جتنا آج آپکو پاکر ہوا ہوں۔“ اسکے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

”ایسا کیا ہے مجھ میں؟“ وہ مدھم آواز میں بولی اسکے بچکانہ سوال پر عارب ہنس پڑا۔۔

”یہ پوچھیں کیا نہیں آپ میں عارب کا؟ میرا سکون، میرا قرار، میری محبت، میرا عشق، میری منزل ہیں آپ۔ کیا اب بھی جاننا ہے کہ آپ میں ایسا کیا ہے جس نے اس عارب کو اسیر بنایا ہے؟“ وہ اٹھ کر اسکے ماتھے پر مہر ثبت کرتا بولا۔

”کیا؟“ وہ جاننے کیلئے متجسس ہوئی، پلکیں بدستور جھکائے ہی رکھیں۔

”آپکی پاکیزگی۔“ وہ آہستہ سے بولا سمعیہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔۔ جن میں بے اعتباری دیکھ کر وہ اسکی نادانی پر ہنسا۔۔

”ہاں سمعیہ مجھے آپ کی پاکیزگی نے اسیر کیا ہے۔ یہ عشق کی صراط میں نے ایسے نہیں طے کی اس میں آپکی پاکیزگی نے مجھے پاک رکھا ہے۔“ وہ بول رہا تھا اور سمی کے آنسوں بہہ نکلے۔۔

وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں پاک ہے؟ اسکے کب پاک چھوڑا ان درندوں نے۔۔“ کیا وہ جانتا ہے سمعیہ ایک روندی نوچی ہوئی عورت ہے؟“ خوف کی ایک شدید سرد لہر اسکے وجود میں دوڑی۔۔

وہ ہراساں لرز کر رہ گئی۔۔

اگر ایسا ہوا تو وہ جیتے جی مر جائے گی شاید پھر کبھی نظریں نہیں اٹھا سکے گی اسکے سامنے۔۔۔

”ع۔۔۔ عارب۔۔۔ میں۔۔۔ کہاں پ۔۔۔ پاکیزہ۔۔۔ ہوں۔۔۔“ اسنے لڑکھڑاتی زبان سے بمشکل یہ جملہ ادا کیا۔۔۔

”ایسا کبھی مت سوچنا سہمی! میرے لئے میری زندگی کی پاکیزہ عورت تم ہو۔ جسے میں نے اپنی شریک حیات بنانے کی خواہش کی تھی اللہ کے سامنے۔۔۔“ اسکے لبوں پر انگلی رکھ کر عارب نے اسکے باقیہ الفاظ حلق میں ہی دبا دیئے اور جو بولا اس سے سہمی روتی اسکے سینے میں سر چھپا گئی۔۔۔

”عاری! ک۔۔۔ کبھی جو پچھتاوے ہوں تو مڑ کر مجھے مت دیکھنا پلیزز۔۔۔“ وہ سسکتی بولی۔۔۔

عارب اسے بازوؤں میں سمیٹتا ہوا اٹھا۔۔۔ اور جائے نماز بھی ساتھ اٹھا کر ایک طرف احتیاط سے رکھی۔۔۔

وہ اسے لیے بیڈ کی سمیت بڑھا سہمی کی دھڑکنیں بے ترتیب سی ہو گئیں۔۔۔

”پچھتاوے اول تو مجھ سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے میں انکے گھر میں گھسا ہوں۔“ وہ کہہ کر ہنسا۔۔۔

”اور اگر ہیں بھی تو اسکے کہ اتنے حسین لمحات ہمیں رب نے مہیا کیے تھے ساتھ تنہا گزارنے کیلئے سب آپکی بیوقوفیوں کے نذر ہو گئے۔۔۔“ اسے بیڈ پر ڈال کر اسکے اطراف میں ہاتھ ٹکائے اس پر جھکا منہ بنا کر بولا۔۔۔

سمی کی آنکھیں پھیلی۔۔۔۔۔“ نہیں مطلب وہ اسے اور کیا آگے بڑھنے دیتی۔ ”اسنے غصے سے سوچا۔۔۔

“سوچیں تو صحیح کتنے پیارے پیارے لمحات تھے، اس دن جب آپ نہا کر سفید ڈریس میں نکلی تھیں روم سے اف۔ ”اسنے اس انداز میں کہا کہ سمی کے ہاتھ پاؤں کانپ گئے اسکی بے باکی پر۔۔۔

“کیا بد تمیزی ہے۔ ”وہ اسے پیچھے دھکا دیکر کروٹ بدل گئی۔۔

اسکا انداز کافی دلفریب تھا جس پر عارب قہقہہ لگا اٹھا۔۔

اور سمی اپنے یوں بے جھجک ہو کر اسے پیچھے دھکیلنے پر خفت زدہ ہو گئی۔۔  
پر وہ کیا کرتی اسنے اتنا فری کر دیا تھا دوست بناتے کہ وہ آج پہلی رات اتنی بے تکلفی بے ساختہ برت گئی۔۔

“کیا ہوا جاناں ابھی اور تو سنو! ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں آپ نے اپنے دماغ سے عاری کو بالکل عاری بنا دیا تھا۔ ”وہ اسکے پیچھے سے کان پر بالکل جھکا سرگوشی میں بولتا اسے تنگ کرتے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔

“میں عالم۔۔۔۔۔ ”وہ حسب عادت جملہ بولتے ایکدم رکی اور زبان دانتوں میں دبا لیا پر دوسرے ہی پل روم میں چھت پھاڑ قہقہہ گونج اٹھا۔۔۔

“اپکی الاطلاع کیلئے عرض ہے السالے صاحب نے آپکو خود مجھے السونپا یے یہ کہتے کہ جا بیٹا تیرا العشق زور ہے۔ ہاہاہاہا۔ ”وہ محظوظ ہوتا ہنستے ہوئے بولا۔۔

سمی شرم سے لال پڑ گئی۔۔۔

”بند کرو اپنی جعلی عربی۔“ وہ چڑ کر کروٹ اسکی طرف لیتی غصے سے بولی۔۔۔

پر دوسرے ہی لمحے اسکا دل دھک سے ساکت ہوا اسکی آنکھوں دیکھتے جہاں محبت کے بادل  
برسنے کیلئے اسکے اختیار سے باہر ہو رہے تھے۔۔۔

”یہ کیا ہے نا عقل والا کام۔“ بیڈ شیٹ سے سرخ گلاب کی پتیاں اٹھا کر اسکے شہابی چہرے  
پر ڈالتے وہ بھاری سرگوشی میں بولتا اسکی دھڑکنیں منتشر کر گیا۔۔۔

سمعیہ کی حیا سے پلکیں بھاری ہو کر جھک گئی وہ اسکے دہکتے لبوں کا لمس اپنے چہرے پر  
محسوس کرنے لگی جو آہستہ سے پتیوں کو سمیٹ رہے تھے۔۔۔

روشن صبح جیسا روم دفعتاً اندھیرے میں ڈوب گیا۔ اور آہستہ سے لیمپ کی مدھم نیلی روشنی  
روم میں پھیلی۔۔۔

اس فسوں خیز ماحول میں سمعیہ کی بکھری سانسیں اسکے اور قریب ہو گئی جب عارب نے بیچ  
کے تمام فاصلے ایک جھٹکے سے اسکی کمر میں مضبوط بازو ڈال کر سمیٹ لیے۔۔۔

وہ سیدھا اسکے سینے سے ٹکرائی، مدھم سانسیں لیتی سمی نے آنکھیں موند لیں اور خود کو اسکے  
سپرد کر دیا۔۔۔

وہ اسے اپنی دسترس میں لیکر مغرور ہوتا مسکرایا، گرفت تنگ کرتے اسنے اسکا چہرا تھام کر  
اونچا کیا اور آہستہ سے اسے تکیے پر ڈال کر اسکے چہرے پر جھکتے اپنی محبت کی بارش برسانے  
لگا۔۔۔



رات دھیرے دھیرے سرک رہی تھی۔ چاند بادلوں کی اوٹ میں شرمتا ہوا چھپ گیا۔۔۔  
پر بادلوں کی شریر پن پر جیسے کھلکھلاتے ستارے جگمگ کرنے لگے تھے آسمان پر۔۔۔  
وہ اسکی بے تحاشہ محبت کی برسات میں پور پور بھیک چکی تھی، اسکی سرگوشیوں پر سمٹ رہی  
تھی تو کبھی شرمگین مسکراہٹ کے ساتھ شرما جاتی۔۔۔

عرب اپنی محبت کو اپنے آغوش میں سمیٹ کر پرسکون ہوتا مسکرا دیا۔ یہ آسودہ مسکراہٹ  
گواہ تھی کہ آگے اس پر آنچ بھی آنے نہیں دینے والا تھا، اسے دنیا کی ہر خوشی دینے والا  
تھا جسکی وہ مستحق تھی۔۔۔

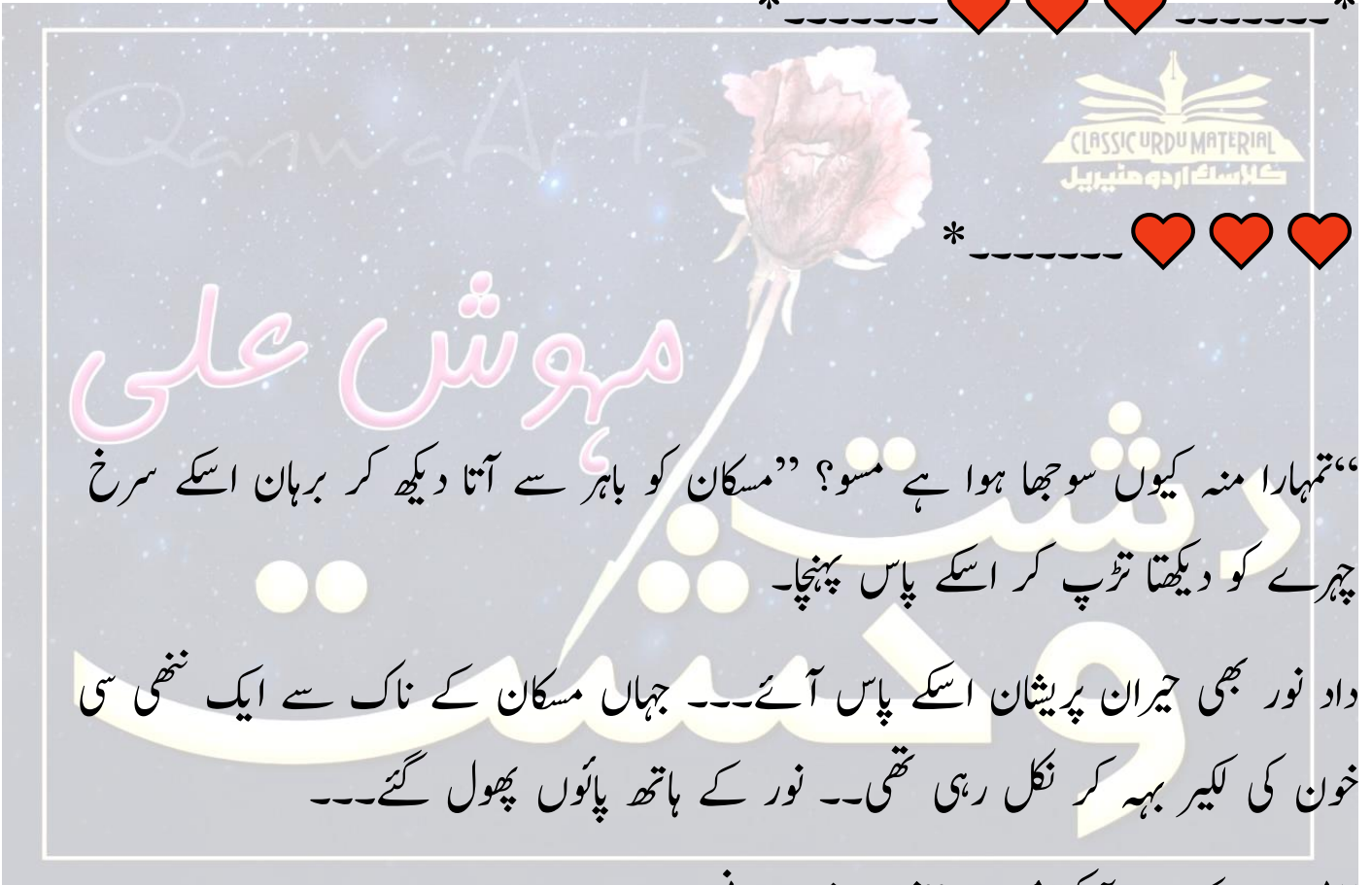
یہ احساس ہی انوکھا تھا کہ وہ اسکے لئے بنائی گئی تھی، اتنی خاص، اتنی پاکیزہ۔ جسکے چہرے کو  
دیکھتے اسکے دل اس نور پر دھڑک جاتا تھا جو رب نے اسکے چہرے پر اتارا تھا۔۔۔  
اسکی زندگی میں محدود سی خواہشات تھیں جن میں سرفہرست پر سمعیہ عرب اور اس سے  
جڑی خوشیاں تھیں۔۔۔

وہ خوش تھا اسکی بہن خوش تھی اپنی زندگی میں، اور اب وہ اپنی متاع جان کو دنیا کی ہر  
خوشی دینا چاہتا تھا۔

وہ سمعیہ عرب کو اب کھلکھلاتے دیکھنا چاہتا تھا۔ اور اسے یقین تھا یہ ضرور ممکن ہوگا۔۔۔  
وہ پرسکون اسکے چوڑے سینے پر سر رکھے لیٹی تھی آسودہ مسکراہٹ سجائے سوچتی کہ ایک  
پرسکون صبح اسکے منتظر ہوگی جہاں مکمل خوشیاں اسے ملنے والی تھیں۔۔۔

دفعۃً اسکی شریر سرگوشی پر وہ شرما کر چہرہ چھپا گئی اور روم کی فضا میں عارب کا مسکراتا قہقہہ گونجا۔

”ہاں میرا رب کسے خالی دامن نہیں لوٹاتا، دیر سویر جھولی بھر دیتا ہے۔“



”تمہارا منہ کیوں سو جھا ہوا ہے مسو؟ ”مسکان کو باہر سے آتا دیکھ کر برہان اسکے سرخ چہرے کو دیکھتا تڑپ کر اسکے پاس پہنچا۔

داد نور بھی حیران پریشان اسکے پاس آئے۔۔۔ جہاں مسکان کے ناک سے ایک ننھی سی خون کی لکیر بہہ کر نکل رہی تھی۔۔۔ نور کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔

”بی۔۔۔ یہ کیا ہوا آپکو مسی؟ ”نور نے پریشانی سے پوچھا۔

”کچھ نہیں وہ۔۔۔۔۔

”ہمت کیسے ہوئی وہ کی تم پر ہاتھ اٹھائے، مجھے بتائو میں ٹانگیں توڑ کر گردن ناکاٹ کر تمہارے قدموں میں لایا میرا نام داد نہیں۔“ داد ایک دم بھڑک کر بولا اسکا جلال دیکھنے لائق تھا کہ مسکان کی بات سچ میں ہی رہ گئی۔۔

دوسری طرف برہان پریشان سا پاس کھڑا اسکا چہرا تک رہا تھا۔ جیسے یہ معمولی بات ہو۔۔  
”ہاں معمولی ہی بات تھی اس سائیکو عورت کیلئے خون خرابا“

”درقہ تھی بیوٹیشن کا ایڈریس پوچھنے، اور حورالعین کو صلاح دی کہ بال کچھ کٹوالو اسلیے  
سعیر کی طرف سے آئی تھی چیلنج دینے کہ اس سے دور رہوں۔“ اسنے مکمل بات بتائی نور  
نے حیرت سے دیکھا۔۔

”سعیر وہ خاموش سے جیجو؟“ اسے یقین نہیں آیا۔۔  
جو الفاظ ادا کرتے کافی کنجوسی سے کام لیتا تھا، یا صرف جیسے حورالعین سے ہی بات کرنے کا  
وعدہ کیا ہوا تھا۔ وہ درقہ کو بھیجے گا مسکان کو وارن کرنے اس انداز میں۔۔  
البتہ داد کی سٹی درقہ نام پر ہی گم ہوگئی تھی۔۔  
”کون ہے درقہ؟“ برہان نے حیرت سے پوچھا۔ اسے یہ نام کچھ جانا پہچانا سا لگ رہا تھا  
جیسے کہیں سنا ہو۔۔۔  
مسکان نے خاموش کھڑے داد کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

”وہ دد۔ ڈریکولا۔۔ میرا مطلب درقہ۔۔ فاتح عالم کی کیئر ٹیکر ہے۔“ اسنے اپنا لہجہ بمشکل  
نارمل رکھا ورنہ کمر جیسے ابھی پھر سے درد کرنے لگی تھی۔۔

”اوہ! پر اسنے تمہیں کیوں مارا؟“ برہان اب حقیقتاً الجھا۔

”میں نے میرے بچے کو مشورہ دیا تھا کہ بال تھوڑے کٹوالے اسلئے درقہ سعیر کی طرف  
سے آئی تھی میں جیسے کھلے گیٹ سے پوچھا کون تب اچانک اسنے میرے منہ پر وار کیا، اور

کہا کہ یہ وارنگ ہے سیر عالم کی طرف سے اسکی بیوی سے دور رہوں۔ اور پھر مؤدب ہو کر اس بیوٹیشن کا ایڈریس پوچھا۔ پھر میں نے بھی دو مکے ساتھ مار کر بتا دیا پر اس موٹی نے دوسرا مکہ مجھے بھی مار دیا۔ ”وہ ناک بھوں چڑھا کر بولی۔۔

ساری بات ایک طرف اسکا“ میرے بچے ”کہنے پر داد کا دل کیا چیخیں مار کر اپنے سارے بال نوچ لے۔۔

”تمہیں ضرورت کیا تھی اسے یہ فالتو کے مشورے دینے کی محترمہ جب تمہیں معلوم ہے کہ وہ اپنی بیوی کیلئے کتنا پازیسو ہے۔ ہمیں عین تک بولنے نہیں دیتا تم آئی تھی اسکے بال کٹوانے کے مشورے دینے۔۔

اب نا جانے اس بیوٹیشن کے ساتھ کیا ہوگا۔ ”داد بھنا کر اس پر چڑھ دوڑا۔۔

مسکان ہکا بکا اسے دیکھنے لگی۔۔

”بہر حال میرا نام داؤد آلف ہے داد سمجھنے کی کوشش کوئی نا کرے۔ اور دوسری بات بزدل مت سمجھنا تمہارے کام ہی ایسے ہیں کہ میں فالتو میں ایک معصوم بہن پر ہاتھ اٹھائوں تو بہ استغفار۔ ”وہ کانوں کو ہاتھ لگا گیا۔۔

جبکہ اچانک نور کھلکھلا اٹھی۔۔

”یہ کیوں نہیں کہتے ڈریکولا بہن نے اچھی خاصی ڈھلائی کی ہے، اور اب تم اس ڈریکولا کے پاس جانے سے ڈر کر اپنا نام داد خود ہے بدل چکے ہو ہاہاہا۔ ”نور جو عارب کے منہ سب کچھ جان چکی تھی ایرپورٹ والا حادثہ اور اس دن انہیں گھسیٹتے ساتھ لاتے بھی دیکھ چکی تھی تبھی اب داد کے کترائے انداز پر کھلکھلا اٹھی۔۔



”یہ کیا بد تمیزی ہے شوہر کے سامنے ایسے منہ پھاڑ کر ہنستے ہیں گستاخ“! اسنے برہان مسکان کی تمسخرہ اڑاتی نظروں پر آنکھیں چراتے ہنستی نور کو جھڑکا وہ ناک سیکڑ کر رہ گئی۔۔۔

”تم سے بہتر اپنے فرض نبھاتی ہوں بزدل ہاہاہا۔“ وہ کہہ کر کھلکھلائی۔۔۔ مسکان برہان ہنس پڑے۔۔۔

”ایک بار پھر غلطی پر ہو“! اسنے معنی خیزی سے دیکھ کر کہا ابکی بار نور کی کھلکھلاہٹ گھٹ گئی۔۔۔

”بہر کیف! وہ آدمی پازیسو نہیں ایک نفسیاتی کیس ہے۔ کوئی بال کاٹنے پر کسی کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے؟“ برہان نے منہ بنا کر اپنی سنجیدہ رائے دی ہی تھی کہ ایک دم ہوا میں اڑتا مکا ناک پر پڑا۔۔۔

اگلے ہی پل وہ کراہیا۔۔۔“ سائیکو عورت“! وہ مسکان پر چڑھ دوڑا۔ اسکی ہمت کیسے ہوئی اسکے بھائی بھابھی کے سامنے اس پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔

پر اسے تمیز کون سے سکھائے اگر سکھائے بھی تو دوسرے لمحے سر سے گذر جاتی تھی۔۔۔ لمحے کیلئے وہ آپ ہوتا یا اسکا میری ہوتا۔۔۔

پھر دوسرے ہی لمحے وہ“ تم“ اور اسکا“ اپن“

نور داد آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔

”خربدار سعیر کے خلاف کچھ بولے اپن کی تمیز برداشت ختم پھر سمجھو سوامی“! وہ دانت پیس کر غرا کر کہتی بل چبانے لگی جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو۔۔۔

نور نے شکایتی نظروں سے داد کو دیکھا۔ اور اسکی نظروں کی معنی پڑھتے وہ سٹپٹا گیا۔۔۔  
”پاگل ہو گئی ہو بونی عورت! یہ تو خاندانی سائیکو ہیں۔“ اسکی بات پر برہان کراہتے کراہتے  
ایک دم قہقہہ لگا اٹھا۔

اور مسکان کا دل کیا داد کا گلا دبا دے۔۔۔

”شکر کوئی ماما کی بھی ٹکر کی آئی ورنہ انہوں نے تو میرے معصوم بابا کو مار مار کر برا حال  
کردینا ہے۔“ اس آواز پر سب نے چونک کر سیڑھیوں سمیت دیکھا جہاں وہ سوئی جاگتی  
کیفیت میں سیڑھیوں کے بیچوں بیچ فیری زینے پر بیٹھی تھی۔

اسکا طنز تھا یا ساتھ برہان سمجھنا سکا پر سب کے ساتھ خود بھی کھلکھلا اٹھا۔  
چائے کی ٹرے ملازمین کے ساتھ لاتا لائونج میں سب کے قہقہے سن کر آج پھر اس ویران  
گھر کو آباد دیکھ کر شیرخان اپنی آنکھیں پونچھنے لگا۔۔۔

”آگیا میرا بر شیر!“ داد نے اسے دیکھتے بازو پھیلائے۔۔۔

سب مل چکے تھے اس سے سواء داد کے جو اب مل رہا تھا۔۔۔

روتا ہوا شیرخان سیدھا اسکے سینے سے لگا۔۔۔“ ام کو بہت یاد آتا تھا آپکا داد بیٹا۔“ اسکی بھیگی  
آواز پر داد کی آنکھیں نم ہو گئی اور نور کے آنسوؤں ٹپ ٹپ کرنے لگے۔۔۔

”کیا یار لڑکیوں کی طرح رو رہے ہو، بر شیر کا نام دیا ہے مجھے شرمندہ نا کرو۔“ اسنے پیٹھ  
تھپتھپاتے کہا نور نے داد کی سرخ آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا جسکی سسکتی نظریں اپنے  
ماں باپ کے روم کے بند دروازے پر ٹکی تھیں۔۔۔۔

نور کو لگا اسکا دل و دماغ بند ہو جائے گا،

معاً وہ ہنستا شیرخان کو چھیڑنے لگا پر ان سیاہ آنکھوں میں ممتا شفقت کیلئے جو تڑپ اسے دیکھی تھی اس سے اب وہ کیا ہنس پاتی۔۔۔

وہ جتنا آسان سمجھ رہی تھی زندگی اور یہ قربانی اتنی آسان تو نہیں تھی۔ کہ جس سے محبت کی اسے ہی اپنوں ہاتھوں افیت کی گہرائیوں میں پھینکا اور آج وہ اسے اپنے سامنے تڑپتے دیکھ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔

”اس بیوٹیشن کا کیوں ایڈریس پوچھا؟ یہ کیا بد معاشی ہے ذرا مجھے بتاؤ؟“ صوفی پر سب کے ساتھ بیٹھتے برہان نے سنجیدہ ہو کر مسکان سے پوچھا۔ اور مسکان نے اسے دیکھا دل چاہا سارا منہ ہی اسکا سو جا دے ابھی وہاں کیا کہہ رہا تھا اور یہاں۔۔۔

اس انسان کو تو صرف وہ ہی سیدھی کر سکتی ہے۔۔۔ اور اسکے لئے اسے جلدی بازی سے کام لینے کی ضرورت نہیں تھی اسنے سوچ لیا تھا وہ آہستہ آہستہ اسکے سارے پیچ ٹھیک کردی گی۔

”عالم کسی کے ساتھ بد معاشی یا زیادتی نہیں کرتا! وہ بس اس بیوٹیشن کے درقہ اتنے ہی بال کاٹے گی اور اسکے پیسے بھی دے گی ساتھ میں یہ کہہ گی آئندہ کسی کے شوہر سے پوچھے بغیر اسکی بیوی کے بالوں کو ہاتھ لگانے کی جرات مت کرنا۔“ مسکان نے لاپرواہی سے کندھے اچکا کر کہا۔۔۔

”اور اگر اس لڑکی نے کیس کر دیا تو؟“ برہان نے جتا کر پوچھا۔۔۔

”کیا بچوں جیسے سوال کر رہے ہیں بابا! افکورس آج تک کوئی خوف میں آواز اٹھا پایا ہے؟ ظاہر ہے جہاں وحشت ہوگی، دشت میں خاموشی ہی پائی جائے گی۔ بس قصہ ہی ختم لڑکی رو دھو کر اپنے بال واپس بڑے کر لے گی۔ بلکہ پیسا سب کا باپ ہے۔

آپنے سنا ہوگا ”نا عیسیٰ نا موسیٰ سب سے بڑا پیر پیسہ“ وہی کام ہوگا ہر درد دکھ ختم اور لڑکی جا کر صبح شاپنگ کرے گی۔ ”وہ معاملہ چٹکی میں ختم کرتی واپس سیڑھیاں چڑھ کر اوپر سونے کیلئے جانے لگی۔۔۔

اسکی پشت پر بکھرے بال، اسکی چال کا انداز، اسکے لہجے کا روعب، الفاظ میں تلخیاں کچھ بھی تو برہان کو اچھا نہیں لگا۔۔۔

وہ اتنی بڑی کیوں ہو رہی تھی۔۔۔ اس طرح بدل کیوں رہی تھی؟ نور حور جیسی معصوم کیوں نہیں بن رہی تھی۔ بہت سے سوال اسکے ارد گرد بھاگ دوڑ کرنے لگا۔۔۔

”یہ لیڈی صاحبہ آپ سے دو قدم آگے ہوگی دیکھنا۔“ داد نے ہنستے اچانک کہا۔ مسکان مسکائی۔

”میں اسے ایس پی بنائوں گا۔“ برہان نے اپنا حتمی فیصلہ سنایا۔ جس سے وہاں خاموش چھا گئی سواء نور کے مسکرانے کے۔۔۔

”کیا اس میں آپکا فیصلہ شامل ہے؟“ داد نے برائے راست مسکان سے پوچھا۔

”میں زور زبردستی کی قائل نہیں۔ سب کی اپنی مرضی ہے۔“ وہ صوفے سے پشت لگا کر حسب عادت ازلی انداز میں جواب دیتی آنکھیں موند گئی۔۔۔



”میرے بچے میوزم میں جائیں گے۔“ اس کے اچانک شوشہ چھوڑنے پر جہاں نورالعین تپ کر سرخ ہوئی وہیں مسکان برہان دائود کا چھت پھاڑ قہقہہ پڑا۔

وہ جانتے تھے اسنے بونی پر چوٹ کی ہے۔۔۔ اس بار بات ہی ایسی تھی کہ وہ اسے ڈانٹنے کے بجائے خود ہنس پڑے۔۔۔

”بکواس بند کرو خبردار میری دیورانی کا مزاق اڑایا! منہ توڑ دوں گی ایک تیج سے۔“ مسکان نور کی پانیوں سے بھری سیاہ آنکھیں دیکھ کر داد پر چڑھ دوڑی۔۔۔

”خبردار میری بونی پر قبضہ جمانے کی کوشش کی اگلے دن شمشان گھاٹ پہنچا آؤں گا۔ قسمت سے کوئی ایسی ملتی ہے۔“ وہ ڈھٹائی بے شرمی سے نورالعین کے گرد بازوؤں کا حصار ڈالے بولا۔۔۔

دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔ کتنا تیز تھا فوراً رنگ بدلنے والا گرگٹ۔۔۔

”میرا تو پھر بھی لاکھوں میں ایک پیس ہے یونیک! کیوں بونی؟“ اسنے بے باکی کی حد کرتے نور کا چہرہ انگارہ کر دیا۔۔۔

جبکہ اسکی لرزتی پلکیں ذرا سی اٹھیں اور دل دھک سے رہ گیا کیونکہ سامنے ہی مسکراتی شرارتی نظروں سے وہ روشن آنکھیں اس پر ہی جمی تھیں۔۔۔

اسکا دل کیا داد کا منہ نوچ لے کیا سوچ رہا ہوگا۔۔۔

”بھائی آپ ہنس رہے ہیں کہیں نا انہیں۔“ اسکی پھنسی پھنسی آواز میں التجا خفگی شکوہ پر داد قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”چھوڑو اب بے غیرتی،“ بچی کی جان نکالو گے کیا۔ ”مسکان نے شرم دلاتے کہا داد ہنس کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا دور ہوا۔

”میں تو بس اپنا روعب چیک کر رہا تھا۔“ اسنے ہنستے ہوئے ایک سٹائل سے کہا کہ اگلے پل برہان کی طرف سے اڑتا ہوا کشن اسکے منہ پر پڑا۔

اور سارا سٹائل جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔۔

”آئندہ ایسی حرکات کی تو اچھا نہیں ہوگا۔“ برہان نے بہت مشکل سے خود کو ہنسنے سے باز رکھتے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

”اوکے! ڈرائنگ اب جب ہمارا موڈ ہوا تو ہم روم میں چلے گے۔“ وہ سعادت مندی سے برہان کے سامنے سر کو خم دیتا نور کی سمیت پلٹا۔۔۔

”بھائی!“ وہ التجا کرتی چڑچڑی ہو گئی۔۔۔۔

”دیکھا صرف باہر باہر سے ایکٹنگ کر رہی ہے ورنہ یہ بھی خوش ہوتی ہے میرے پیار جتانے سے۔ ابھی دیکھ لیں روم کا بولا تبھی احتجاج۔“ وہ جتا کر بولتا ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر پشت صوفے سے ٹکائے قدرے ریلیکس انداز میں بیٹھا اور بازو صوفے کی پشت پر پھیلا دیئے۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ نورالعین کے کندھوں کے گرد حصار ڈالے محبت سے بیٹھا ہو۔۔۔

مسکان کی ملامت کرتی نظروں پر اسنے ڈھٹائی کی حد کرتے انجان بننے کی ایکٹنگ کی۔۔۔

نور اپنے بازو پر اسکے انگوٹھے کے سہلانے کے لمس پر چہرہ جھکائے سرخ ہوئی بیٹھی تھی۔۔۔

وہ تو انتہائی بے شرم تھا لہذا نور کو ہی اٹھ کر وہاں سے دوسرے صوفے پر بیٹھنا پڑا کہ داد کا منہ لٹک گیا۔۔

”تم چائے نہیں پی رہی؟“ برہان نے مسکان سے پوچھا جو خاموش بیٹھی تھی  
”اچھا رکو میں کوئی مرہم لاتا ہوں۔“ وہ کہہ کر بغیر اسکی سنے گال تھپتھپاتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔۔

اسکے گال تھپتھپانے پر مسکان کے گال دھک اٹھے اور داد نے اسے دیکھتے آنکھیں پٹیٹائی۔۔  
البتہ نور ایسے ہی چھت اور فانوس کو دیکھنے کی کوششوں میں تھی جیسے اسنے کچھ دیکھا ہی نا ہو۔۔۔

جہاں مسکان کو اسکی حرکت پر پیار آیا وہیں داد کی کمینی حرکت پر تاؤ۔۔۔  
”چلو چائے پی لو ٹھنڈی ہو رہی ہے۔“ داد نے نور کو متوجہ کیا اور وہ سر ہلا کر کپ تھام گئی۔۔۔

ایک کپ بنا کر داد کو تھما دیا مسکان نے نفی میں سر ہلایا اور نور نے اسکی کنڈیشن دیکھتے زیادہ اسرار نہیں کیا۔

مسکان اپنی ہی سوچوں میں تھی کہ ”کیا اسکی بیٹی اسکی طرح بن رہی ہے یا وہ ایک الگ ہی مسکان بن رہی ہے۔۔۔ اسے یہ خوف تھا کہ وہ لبوں پر مسکان لائے گی یا چھین لے گی۔۔۔؟“

برہان کچن میں آیا تو شیرخان کو وہیں مسکراتے بیٹھا پایا۔۔۔ ”برہان بیٹا ام بہت خوش ہے آج، امار گھر یہ پھر سے آباد ہو گیا ہے۔“ شیرخان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

”ان شاء اللہ اب یہ گھر آباد ہی رہے گا بابا آپ پریشان نا ہوں ایسے ہی خوش رہیں۔ اور ہماری غیر موجودگی میں جس طرح گھر کو سنبھالا ہے یہ گھر واقعی آپ کا لگ رہا ہے بابا۔“ وہ انکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتا ہوا بولا۔

اسے انکے ہاتھوں میں سے “بی “کی خوشبو آنے لگی۔ جنہوں نے کیسے قربان کیا تھا خود کو دو بہنوں کیلئے جنہیں اسے اپنی بیٹیوں کی طرح چاہا تھا۔

برہان نے اسکی بیٹی کو بامشکل سنبھالا تھا۔۔۔ اسے دکھ ہوا تھا انہیں اپنی ماں کیلئے تڑپتے دیکھ کر اسکی شکایتیں تھیں کہ اسنے جنکے لئے اپنی بیٹی کو نظر انداز کیا وہی اسے قبر میں اتار گئیں۔ اور بھی جانے کیا راز تھے جو وہ چھپا گئی تھی برہان سے۔۔۔

یہ باتیں اسنے نور حور سے چھپائی تھیں ورنہ تو شاید ہی وہ کبھی دوبارہ ایسے جی پاتیں۔۔۔ حور کو تو پھر بھی عالم سنبھال لیتا پر حساس سی نورالعین شاید ہی کبھی زندگی دوبارہ جی پاتی دوبارہ۔۔۔

”آپ جائیں اب ریٹ کریں خواہ مخواہ داد نے آپکو جگایا۔“ برہان نے منع کیا تھا شیرخان کو نا جگانے کیلئے پر وہ سنتا کب ہے وہی بونگا ڈائلاگ کہ اسے دیکھنے کیلئے روح دل تڑپ رہا ہے۔۔۔

اسنے سینا مسلتے کہا تھا برہان ہنسا تو اسے چھوٹ مل گئی۔۔

”نہیں بیٹا ام ٹھیک ہے نیند پوری ہوگئی ہے۔ اگر کچھ چاہیے تو بتا ام کو۔“ اسنے محبت سے کہا۔۔۔



”ارے نہیں بابا اب کچھ نہیں چاہیے آپ جائیں آرام کریں وہاں کسی کے سونا کا ارادہ نہیں، آپ جائیں۔“ ”برہان نے ایک نا سنتے اسے وہاں سے آرام کیلئے بھیج دیا۔

اور تھک کر اسے پیار دیتا شیرخان اپنے کوارٹر کی سمیت چلا گیا تھا۔

تب وہ لبوں پر تبسم سجا کر مرہم ڈھونڈنے لگا۔ باہر سے وقفے وقفے بعد کھلکھلاہٹیں قہقہے یہاں پہنچ رہے تھے۔

وہ مرہم فرسٹ ایڈ باکس سے نکال کر مڑا ہی تھا کہ تبھی اچانک اسکے دماغ میں کھلبلی مچی۔۔۔۔

شریر سی نگاہوں سے اسے شلف پر نظریں گھمائیں اور گلا کھنکارتا مطلوبہ چیز ملنے پر گنگنانے لگا۔

”یہ کیا ہے؟“ ”داد برہان کے ہاتھ میں چھوٹی سی پلیٹ دیکھتا بولا مسکان آنکھیں موندیں پڑی تھی۔۔۔

”یار مریم ہے ٹیوب خراب تھا تو ایسے نکال آیا تھوڑی۔“ ”جواب پر داد نے سر ہلا کر نور کی سمیت دیکھا جو اسکے اشاروں، جھوٹی چائے پینے سے خفت زدہ بیٹھی تھی۔۔۔

برہان نے مسکراہٹ لبوں میں دباتے ہوئے مسکان کے نچلے ہونٹ اور ناک پر مرہم لگایا۔ اور پلیٹ ٹیبل پر رکھی۔۔۔

ابھی دو سیکنڈ بھی نہیں ہوئے تھے، مسکان جو اسکی انگلیوں کے لمس پر دل میں سرشار تھی اچانک سی اسکی آنکھیں پھیلیں۔۔۔



ان دونوں کا بیسیور دیکھتے داد نور دونوں کے کانوں سے دھویں نکل رہا تھا۔

”یہ کیا ہے داد؟“ نور نے گھبراتے داد کا بازو تھاما۔۔

تبھی گلاس پیٹخ کر مسکان ایکدم سے اسکے پیچھے بھاگی۔۔ فضا میں برہان کا قہقہہ گونج اٹھا۔

”رکو ہمت ہے تو مقابلہ کرو“! وہ غراتی اسکے پیچھے بھاگی۔۔

ابکی بار مسکان کی خونخوار حالت برہان کی تیز رفتار سے داد نور کی کھلکھلاہٹیں گونج اٹھیں۔۔

علوی پیلس کے در دیوار کھلکھلا اٹھے تھے جیسے فضا خوشگوار ہو گئی۔

”پکڑ لو ہمت ہے تو“! وہ اسے مزید طیش دلاتا ہوا لان میں بھاگ رہا تھا۔ اور پیچھے پیچھے

بمشکل اپنی ساڑھی سنبھالے مسکان غیظ و غضب کے تاثرات لیے۔۔

برہان اسے رکتے نا دیکھ کر برا پھنسا تھا کہ اب تو راہ فرار نا تھی اسکے پاس۔۔

اگر اسکے ہاتھ لگ جاتا تو اور کچھ نہیں اسکا حسین منہ بگڑ جانا تھا۔۔

رہ رہ کر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔ خود کو بچاتے ہوئے برہان نے اسکے چہرے کو

دیکھا جو سرخ لال ہوتے سوج چکے تھے

برہان نے کچھ نا دیکھتے ایک دم سے کوٹ اتار کر پھینکتے پول کی سمیت دوڑ لگائی اور نا آؤ

دیکھا نا تاؤ سیدھا چھلانگ لگائی۔۔

دوسرے پل ایک دھرام کی آواز سے وہ پول کے پانی میں گرا۔۔ مسکان کا پارہ مزید چڑھ

گیا۔۔

”ہاہا اب آجائو“! پانی سے سر باہر نکال کر اسنے آنکھ دبائی اور دونوں ہاتھوں سے پیشانی پر سے بال پیچھے ہٹائے۔۔۔

”تم۔۔۔ تم باہر آؤ ورنہ اچھا نہیں ہوگا برہان علوی“! وہ بپھر کر چیخی۔۔ بالکل پول کے پاس اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

”بدلہ تمہارا، کام تمہارا، گھر تمہارا، اور یہ برہان علوی تمہارا آنا ہے تو خود آؤ۔ بندہ جی جان سے حاضر ہے۔“ اسنے پول کے نیلے پانی میں بائیں پھیل کر خود کو پیش کیا۔۔۔ اسے معلوم تھا وہ اندر نہیں آئے گی۔۔۔ تبھی بھرپور انداز میں اسے چھیڑ رہا تھا بلکہ انداز چیلنجنگ تھا۔

مسکان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔ ”تم اس پول کو راہ فرار سمجھ رہے ہو؟“ وہ تمسخرے بولی۔۔۔

”کوئی شک؟“ ”برہان ہنس کر ہاتھ سے پانی اسے مارنے لگا ہی تھا کہ اگلے ہی پل وہ ایک چھلانگ کے ساتھ ٹھا سے پانی میں گری کہ برہان کی پوری آنکھیں وا ہو گئیں اور وہ آنکھیں پھاڑے اپنے سامنے دو قدم کے فاصلے پر پانی سے نمودار ہوتی مسکان کو دیکھنے لگا جو بھیکے بال ہاتھوں سے پیچھے کر رہی تھی۔۔۔

”کیا ہوا سوامی؟“ اسنے قہقہہ لگا کر پوچھا۔

”اب کیا ارادے ہیں؟“ ”وہ اسکے پیچھے آسمان پر چمکتے اپنی آب و تاب سے چاند کو دیکھتا مبہم مسکراہٹ سے بولا

”ارادے تو بہت ہی نیک ہیں۔“ ”وہ تمسخرہ اڑاتی بولی۔۔۔



”اسکے لئے تو فاصلے مٹانے پڑیں گے۔“ وہ قہقہہ لگا کر بولا اس صورتحال میں بھی باز نہیں آیا جب وہ بالکل سامنے کھڑی تھی سر پر۔۔۔۔

جیسے ہی مسکان نے اسکا منہ مکوں سے پھوڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا ایکدم ہی برہان نے جھک کر وار ناکام کرتے، پانی میں غائب ہوتے اسکی کمر میں دونوں بازو باندھ کر، نیچے فرش پر رکھے اسکے پاؤں پر پاؤں مارتے اسے لڑکھڑانے کے ساتھ ایکدم کھینچا کہ اس اچانک اٹیک سے وہ پھسلتی لہراتی پانی میں سیدھا اسکے سینے سے جا لگی۔۔۔۔

”تمم“!!! وہ غرا اٹھی اسکی چالاکی پر۔۔۔۔

”ہم!“ برہان نے آہستگی سے اسکے کان میں سرگوشی کی کہ اسکی بھاری سرگوشی پر مسکان کا دل دھک سے رہ گیا۔۔

”دور رہو!“ اپنے بچاؤ کیلئے اسکے بروقت تھامے کندھوں اب پیچھے دھکیلتی وہ چیخ پڑی

”دور ہی تو نہیں رہا جاتا۔“ وہ اسی انداز میں بولتا اسکی دھڑکنیں منتشر کر گیا۔۔

کتنا ڈھیٹ تھا اپنے بھائی سے بھی زیادہ کہ وہ اسے مارنے آئی اور وہ کیا انداز دکھا رہا تھا۔

”خاموش کیوں کھڑی ہو اب مارو۔“ اپنا ایک ہاتھ نکال کر اسنے اسکا ہاتھ پکڑتے اپنے گال

گردن پر رکھا۔۔

مسکان اسکے بدلے انداز، لب و لہجہ بھاری، آنکھوں کے لو دیتے جذبات سے وہ نا چاہتے خود میں سمٹنے لگی۔۔۔

”ارے ارے کیا ہوا؟ ”برہان اسکا احتجاج دیکھتا حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتے اسے خود سے مزید قریب کرنے لگا۔۔

”چھوڑو بعد میں دیکھ لوں گی تمہیں۔ میں بھیگ گئی ہوں چنچ کرنا ہے مجھے، داد یا نور آگئی تو ہماری کنڈیشن دیکھ کر کیا کہیں گے۔ ”وہ غصے سے بولتی اسے پیچھے دھکیلنے لگی تھی پر وہ اب دور کرنے کیلئے کہاں تیار تھا۔

سارے فنکشن تیاری سے لیکر شادی کے اختتام تک تو وہ دوریاں بنائے بڑے خوب انداز میں اس سے دامن بچا رہی تھی۔۔

یہاں تک کہ فوٹو سیشن میں اسے جب ایک رومینٹک پوز کیلئے اسکی کمر میں بازو ڈالا وہ بدک کر فاصلہ قائم کرتی، اسکے کندھے پر بازو ٹکائے اپنی ہی ادائیں دکھاتی فوٹو بنوانے لگی۔۔ بہر حال وہ اس میں بھی خوش تھا، کیونکہ سونز لینڈ کی سیر دوران ہی انہوں نے بے تحاشہ تصویریں کھیچیں، خود کھیچی تھیں بلکہ کافی فوٹو گرافر نے بھی شوقیہ اس خوبصورت مشرقی ایشین کپل کی فوٹو کھیچیں۔۔

”نہیں آتے بس تم سزا دو مجھے۔ ”آہستہ سے اسکے دونوں ہاتھ پیچھے اسکی کمر پر باندھ کر وہ فرمائشی انداز میں گویا ہوتا اسکی پلکیں لرزہ گیا۔۔

”میں سچ میں ماروں گی سوامی۔ ”اپنا اعتماد بحال کرتی وہ چبا کر بولی پر وہ اثر لیے بغیر الٹا ہنس پڑا۔

”وہی تو کہہ رہا ہوں۔ ”چاند کی روشنی میں اسکے رخسار پر چمکتی بوند کو دیکھ کر اسنے آہستہ سے اسے ہونٹوں سے چھو لیا۔۔

مسکان کے وجود میں جیسے بجلیاں دوڑ گئیں۔ اسکے اچانک لمس پر وہ سانس روکے اسنے دیکھنے لگی۔۔۔

”درد ہوا تھا؟“ اسکے سرخ چہرے پر نظر ڈال کر ناک اور ہونٹ کو دیکھا۔ مسکان نے بمشکل اپنا بکھرتا تنفس سنبھالا۔۔

”نہیں سکون ملا۔“ وہ مصنوعی چٹخ کر غصے سے بولی اور چہرا دوسری طرف موڑ گئی۔ اسکی دکھتی گرم سانسیں اسے جھلسا رہی تھیں۔۔۔

”میں مرہم لگا دوں؟“ گھمبیر سرگوشی جھک کر اسکے کان میں کی وہ بے ساختہ آنکھیں موند کر نفی میں سر ہلاتی اسکی گرفت سے نکلنے کیلئے مزاحمت کرنے لگی۔۔

”جواب دو!“ اسنے ذرا غصے سے کہتے گرفت مزید سخت کی کہ اسے لگا اسکی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔۔ سخت غصے برہمی سے اسے دیکھا۔

برہان اسے غصے میں دیکھ کر ہنس پڑا۔ ”یار مرہم ہی تو لگانا چاہتا ہوں، کوئی غلط نیت نہیں۔“ اسنے یقین دلایا مسکان طوعاً کرہاً حامی بھر گئی۔

پر دوسرے ہی پل وہ بل کھا کر رہ گئی جب وہ محبت سے مسکراتا اسکے چہرے پر جھک کر ان زخموں کو آہستہ نرمی سے چھونے لگا۔۔۔

اسکی قربت اسکا دکھتا لمس پل بھر میں مسکان کو جیسے خاک کرنے لگا تھا۔ وہ احتجاج بھی کرنے سے قاصر تھی۔ نا ہی اس محبت سے لبریز لمس سے بھاگنا چاہتی تھی۔۔

”تمہیں تکلیف دینے میں جتنا سکون ہے اتنا ہی سکون پھر تم سے پیار کرنے میں آتا ہے، یہ کیا ہے کیوں ہے میں سمجھ نہیں پا رہا۔ پر ہم دونوں کی حالت ایک سی ہی ہو گئی ہے

اب۔ ”اسکے ہاتھ چھوڑ کر اسکے چہرے کو تھاما اور جھکی بھیگی پلکوں کو باری باری چھو کر پھر سے سرک آیا ان زخموں پر۔۔۔

اسکی آواز سرگوشیانہ تھی۔ اور لمس دکھتا جھلساتا ہوا۔۔۔ پر اسکے بعد بھی سکون تھا جو مسکان کے دل وروح میں اتر رہا تھا۔

اسنے اپنی جھکیں پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اسکے ایسے بھیگی بلی والے تاثرات پر برہان اپنا قہقہہ دبانا سکا۔۔۔

بے ساختہ ہی فضا میں اسکا قہقہہ گونجا۔۔۔

اور وہ سمجھتی بل کھا کر دور ہوتی اسے پیچھے پانی میں دھکیل گئی۔۔۔

”ہائے۔۔۔“ اسنے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر بانہیں پھلاتے خود کو پانی کے سپرد کر دیا۔۔۔

مسکان کا بس نہیں چل پارہا تھا اسکا منہ پھوڑ دے چالاک انسان۔۔۔ وہ شرمندگی کے باعث لب دانتوں میں کچلتی خون کا ذائقہ منہ میں محسوس کرنے لگی۔۔۔

”اب میرے قریب آئے منہ پھوڑ دوں گی گھٹیا سوامی۔“ وہ غراتی تیر کر وہاں سے نکلتی بھاگی۔۔۔

”ہاہا سنو تو یار ایک اہم بات۔“ قہقہہ لگاتے اسنے سیدھے ہو کر کہا مسکان نا چاہتے ہوئے بھی رک گئی۔۔۔

پول کے کچھ فاصلے پر وہ کھڑی تھی۔۔۔



”چینج مت کرنا میں آرہا ہوں۔“ اپنے تئیں اسنے ضروری بات بتائی جس سے مسکان کے تن بدن میں آگ بھڑک اٹھی۔۔۔

”میں تمہاری ٹانگیں توڑ کر ہاتھ میں دے دوں گی اگر اب پاس بھی آئے۔“ وہ شعلہ بارود بنی ہوئی تھی۔ اس پر چلا کر کہتی چھتری کے نیچے ٹیبل پر رکھے ڈیکوریشن پیس کو اٹھا کر اسے دے مارا اور سرخ انگارہ چہرا لیے وہاں سے جانے لگی کہ تبھی فضا میں ٹھا کے ساتھ

آہ گونجی۔۔۔

اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔“ کہیں اسے تو نہیں لگا بھاری پیس۔“ خوفناک سوچ کے ساتھ وہ ایک دم پلٹی۔۔۔

منظر یہ تھا کہ وہ صحیح سلامت کھڑا اسکے دیکھنے پر معنی خیز اشارے دینے لگا۔۔۔ اور مسکان نے اشاروں پر اپنے سراپے کو دیکھتے لب بھینچے۔۔۔ وہ پوری بھگ چکی تھی۔۔۔ اس کی روح جل کر خاک ہوئی۔۔۔ انگ انگ سلگ اٹھا بس نہیں تھا کہ وہ جاتی اور پیس اٹھا کر اسکے سر پر مار دیتی۔۔۔ پر اسکے مرنے کے چانسز زیادہ تھے تبھی پاؤں پٹخ کر رہ گئی۔۔۔

”مرو تم جنگلی ایڈیٹ ناسینس سب کچھ۔“ شدید جذباتیت میں سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔۔۔ چنچ کر یہی کہتی وہ مڑ گئی۔۔۔

”اچھا بیک سائیڈ سے جانوں میں بھی وہی سے آرہا ہوں۔“ ہنستے ہوئے وہ بولا۔۔۔ اور مسکان مجبوراً سراپے کو دیکھتی بیک سائیڈ مڑ گئی جبکہ وہ بھی چلانک مار کر پول سے نکلتا بال پیچھے کرتا اسکے پیچھے ہی آنے لگا تھا۔۔۔

اسکی گنگناہٹ مسکان کو اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی اور اسکا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا۔۔۔

”ابھی ہمیں اٹلی جانا ہے، میں سوچ رہا ہوں وہیں کوئی فلیٹ بک کروائوں یا پرائیویسی کی مجھے سخت ضرورت پیش آنے والی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے اس بابت؟“ وہ پیچھے آتا گنگناہٹ روک کر اچانک بولا۔۔۔

پر دوسرے ہی لمحے آہ کے ساتھ کراہیا جب اڑتا ہوا پتھر سر پر پڑا۔۔۔

”تمہاری تو چڑیل بھوتنی!“ غرا کر ایکدم اسکے پیچھے بھاگا اور مسکان ساڑھی سنبھالتی کھلکھلا کر اپنی تیز رفتاری سے اسکی پہنچ سے دور ہوتی گئی۔۔۔

پر منزل وہی تھی جہاں اسے بھی جانا تھا۔۔۔

”ہاہا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میرا۔“ زبان دکھا کر وہ گھر میں داخل ہوئی اور ہنستی ہوئی بھاگتی اپنے روم میں داخل ہوتی دروازہ بند کرنے ہی لگی تھی کہ ایکدم ہی اسنے پاؤں داخل کرتے اسکی کوشش ناکام کردی اور اسے پیچھے دھکیلتے اندر گھس کر دروازہ بند کر دیا۔۔۔

”اب تم سستے پولیس والے کی طرح پیش آؤ گے؟“ وہ ہنستی ہوئی پیچھے ہوتی گئی۔۔۔

”نہیں میں اب مہنگے شوہر کی طرح پیش آؤں گا۔“ وہ سر سے بہتا خون صاف کر کے اسکی جانب خونخوار ارادوں سے بڑھا۔۔۔

مسکان کا دل دھڑکا۔۔۔ اسے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں سنائی دینے لگی۔۔۔ اسکے تیور ہی کچھ یوں تھے کہ اسنے بمشکل حلق تر کیا۔۔۔

”ہاہاہاہا۔۔۔“ اچانک باتھ روم کا خیال آتے ہی وہ قہقہہ لگاتی اس طرف بھاگی ہی تھی کہ ایک جست میں اس تک پہنچتے اسکی نازک کمر میں اپنا بازو ڈالکر اسے جکڑ لیا۔۔۔ اور کھینچ کر بیڈ پر پھینکتے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے ابرو اچکانے لگا۔۔۔

”کیا لگا بھاگ جاؤ گی سائیکو عورت ہاہاہا۔“ وہ قہقہہ لگا کر اپنے پورے وجود کے ساتھ بیڈ پر پاس گرا گیا۔۔۔

مسکان نے سر ترچھا کر کے اسے دیکھا جو چھت کو دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے برہان نے مسکراتے سے دیکھا۔۔۔

”کیا ملتا ہے مجھے تکلیف دیکر؟“ وہ اسکی سنہری آنکھوں میں دیکھتے دلچسپی سے پوچھنے لگا۔

”جو سب کو نہیں ملتا۔“ وہ چمکتی آنکھوں سے بولی۔۔۔

”وضاحت کرو گی؟“ وہ پاس آکر کان میں بولا۔

”میں وضاحتیں نہیں دیتی۔“ وہ ناک سکوڑ کر بولی۔

”بہت مغرور ہو دو منٹ میں اوقات پر لے آؤں گا۔۔۔“ وہ اسے دیکھتا معنی خیزی سے

شرارت میں بولا۔

مسکان نے برائے راست اسکی آنکھوں میں جھانکا۔۔

“اپنی دنیا میں مست رہنی والی۔ مغرور، ضدی، انایرست، گھمنڈی ہوں، تمہاری اوقات نہیں

مجھے اوقات دکھانے کی جلتے پھرتے نظر آئو۔ ”وہ انگلی ماتھے کے تازہ زخم پر رکھتی دبانے

گئی۔۔۔۔۔

برہان کے ماتھے میں ٹیسیں اٹھیں پر انتقام کے اس انداز پر وہ مسکراتا اسے قریب کھینچ گیا۔۔۔۔

”کون کافر تم دور جانا چاہتا ہے۔۔۔؟“

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا ساتھ ہی دونوں بیک وقت قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔۔ کچھ ہی لمحوں میں آسودہ مسکراہٹ دونوں کے لبوں پر چھا گئی۔ اور اگلے ہی لمحے جیسے وہ اسے کھینچنے لگا اور بڑی توجہ سے اب اسکے زخموں پر نرمی سے نرم لگا رہا تھا اپنے لمس سے۔۔۔۔ جس میں وفا شفا دونوں تھیں۔۔۔۔

مہوش علی

\*-----♦♦♦-----\*

”اب یہاں آجاؤ بھائی تو پھر بھائی نکلے مجھ سے پہلے ہی میسنی کا شوہر مینا۔۔۔۔۔“ وہ جل کر بولا۔۔۔۔۔

”شرم کرو داد وہ تمہارا بڑا بھائی ہے۔“ سرخ ہوتی نور نے شرم دلانا چاہا جسے وہ ناک سے مکھی کی طرح اڑا گیا۔

”تم آرہی ہو یا میں آؤں وہاں؟“ اسنے آنکھیں نکال کر دھمکی کی دی نور گڑبڑا گئی اور آس پاس دیکھا پر پورا لائونج خالی تھا سواء انکے کوئی زی روح موجود نہیں تھی۔

وہ مٹھیاں بھیج کر اٹھی اسکے پاس آئی ہی تھی کہ پاس پہنچتے ہی داد نے ہاتھ کھینچ کر اسے خود پر گر لیا۔۔۔



نور آہ کرتی گھبرائی اسکے اوپر گری جسے بازوؤں میں لیکر داد صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔  
”داد! بھائی آجائے گا شرم کرو ہٹو پیچھے بد تمیز انسان۔“ وہ اٹھنے لگی پر اسنے کوشش ناکام  
کردی۔۔۔

”وہ نہیں آئے گا آرام سے پڑی رہو۔“ اسنے سخت لہجے میں ٹوکا

”تمہیں کیوں لگتا ہے وہ نہیں آئیں گے؟ آسکتے ہیں بلکہ کوئی بھی آسکتا ہے ہٹو ناں۔“ وہ

بدستور مزاحمت کرتی بولی

”کیونکہ بونی ہمیں تجربہ ہے، نہیں آئیں گے۔“ وہ سر اونچا کرتا سرگوشی میں بے باکی سے  
بولا وہ خفزدہ ہو گئی۔۔۔

”بہت ہی بد تمیز ہے تم داد کچھ خیال کرلو، وہاں عارب بھائی کو اتنا تنگ کیا یہاں پھر۔۔۔“  
وہ کہتی لب بھیج گئی۔۔۔

”ہاہا میری بونی اسی میں ہی تو مزا ہے تم ایک بار مجھے تنگ کر کے دیکھ لو مزا نا آئے پھر  
کہنا۔“ وہ ہنستا ہوا اسے تھام کر اٹھ بیٹھا۔

نور نے گھورتے ہوئے ایکدم اسے مکا مارنے کیلئے ہاتھ بڑھا۔۔۔

”آں ہاں! خیال سے تم مسکان جتنی مضبوط نہیں لٹل گرل۔“ اسکا ہاتھ ہوا میں ہی تھام  
کر وہ سرزشی انداز میں سرد لہجے میں گویا ہوتا اسکا ہاتھ مروڑ کر پیچھے باندھ گیا کہ وہ سی  
کرتی رہ گئی۔۔۔۔

”نا ہی میں برہان علوی جیسا ہوں۔“ اسکی کان کی لو پر ناک سہلاتے اسنے کہا نورالعین کو حقیقتاً اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔

”داد آپکو معلوم تھا نا عارب بھائی آپکا والٹ جیب سے نکال رہے ہیں؟“ نور نے اسے دیکھتے پوچھا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے داد کی جیب سے والٹ جائے اور اسے معلوم ہی نا ہو۔۔

”مممم“!! وہ سر ہلا گیا۔۔

”تو آپنے انہیں روکا کیوں نہیں؟؟“ وہ حیرت کے جھٹکے سے اسے تکتے لگی۔۔

داد نے بغیر جواب دیئے کچھ جیب سے نکال کر اسکے سامنے کیا۔۔

”یہ کیا ہے؟؟ یہ آپکا تو نہیں کس کا ہے؟؟“ پھیلی آنکھوں سے اسنے داد کے ہاتھ میں اسکے والٹ کے ساتھ دوسرا بھرا ہوا والٹ دیکھا ساتھ ہی اسکی شیروانی کا بیچ۔۔

”وہ سمجھتا ہے صرف وہی چار سو بیس ہے ہاہاہا اسے نہیں معلوم اس کام میں ہم اسکے باپ ہیں۔۔“ قہقہہ لگا کر وہ فخریہ بیان کر رہا تھا۔۔

مطلب عارب داد کی جیب کاٹ گیا، اور داد جیب کاٹنے کے ساتھ مزید بھی لٹ کے لے آیا۔۔

”آپ کتنے تیز ہیں بیچارے کو دے دیجئیے گا۔“ نور ہنستی ہوئی اسکے سینے پر ہاتھ مار کر بولی۔۔۔

”پر تم سے دھوکہ کھا جاتا ہوں۔۔“ وہ اسکے بات بدلنے کے حرکت کو پکڑتا اسکے چہرے پر جھکتے بولا۔۔

نور ہڑبڑا گئی کہ اسے معلوم پڑ گیا۔

”تین دن بعد سب جا رہے ہیں گھومنے۔ ہم بھی چل رہے ہیں پیرس ہنی مون کیلئے۔“ وہ اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھ کر بتاتا اسے بازوؤں میں بھر کر اٹھا اور مسکراتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

”کیا ہوا؟“ اسکے دیکھنے پر دائود نے ابرو اچکایا

نور العین دھڑکتے دل کے ساتھ نفی میں سر ہلاتی اسکے سینے میں منہ چھپا گئی یہ دیکھے بغیر کہ اسکے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ مچنے لگی تھی۔۔۔

مہوش علی

\*-----♦♦♦-----\*

ایک بار پھر سب ایک ساتھ تھے۔۔۔ ملنے کیلئے۔۔۔

کل سب کی فلائیٹ تھی۔۔۔

برہان مسکان کی اٹلی کی اور انکے ساتھ فیوری بھی تھی۔۔۔ خوشی سے پھولے نہیں سما پار ہی تھی۔۔۔

بلکہ اپنے دوست ساحل شاہ کو کال کر کے جوش و خروش سے بتا رہی تھی۔۔۔ جبکہ اس ویڈیو کال میں کچھ اسکے سوزر لینڈ کے دوست بھی شامل تھے۔۔۔

وہ بیک سائیڈ گارڈن میں بیٹھی تھی گود میں پی پی کو اٹھائے سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر انہیں بتا رہی تھی جبکہ وہ بھی باری باری اپنے پلان اسے بتا رہے تھے۔۔۔

پُر ہمیشہ کی طرح وہ خاموش ساحل شاہ سنتا حسبِ عادت چپ چاپ تھا۔

”تم کچھ بولو؟“ وہ غصے سے اس سے اردو میں مخاطب ہوئی

”کیا؟“ اس نے ابرو اچکایا انداز وہی تاثرات سے عاری تھا۔

اس نے نوٹ کیا تھا وہ ایسا ہی اکھڑے مزاج کا تھا، کوئی بات پسند نا آئے مارنے کو آجاتا۔ یا کسی سے دو الفاظ سے زیادہ بات کرنا اپنی توہین سمجھتا۔۔

کچھ بھی پھوٹ دو۔ ”وہ چڑ کر بولی

جبکہ باقی فرینڈ آپس میں گفتگو کر رہے تھے

”کچھ نہیں۔“ وہ سر جھٹکتا ہوا بیزاریت شو کرنے لگا۔

فیری کا دل چاہا سر پھاڑ دے اسکا اور اسکے تاثرات بھی وہ سمجھ چکا تھا تبھی مدھم مسکرا دیا۔۔

”زیادہ تیور دکھانے کی ضرورت نہیں، کوئی پلان نہیں میرا ابھی اور جب کروں گا پلان بڑا ہوگا جس میں بہت کچھ ہوگا شامل۔“ وہ آنکھوں میں چمک لیے بولا۔

”مجھے ضرور بتانا۔“ وہ دلچسپی سے مسکراتی ہوئی بولی ساحل نے کندھے جھٹک دیئے کہ سوچوں گا۔۔

فیری نے ناک سے مکھی اڑائی کہ تجھے سوچنے کون دیگا۔

ان دونوں کی آپس میں گہری دوستی تھی۔

اور ایک بار پھر وہ اپنی بتانے لگی، ساحل معذرت کرتا اٹھ گیا۔



کیونکہ اسکی بہن کے جاگنے کا وقت ہوچکا تھا۔ ثمن کی اہمیت اسکی زندگی میں کیا ہے اس سے فیری واقف تھی تبھی بغیر اسرار کے وہ مسکراتی اپنے باقی دوستوں کے ساتھ مصروف ہوگئی۔۔

داؤد نور کی پیرس کی ٹیکٹ تھیں اور عارب سمعیہ کی عمرے کی۔۔

وہ ایک دن پہلے سب اپنی تیریاں کر کے آج عالم ولا میں موجود تھے۔۔۔

سب سے آخر میں بہت جدوجہد کے بعد سسی کے وسیلے جان پائے کہ عالم اور حورالعین کا ورلڈ ٹور کا پلان تھا دو سال کا۔۔۔

وہ سب شک رہ گئے جان کر۔۔ اور احتجاج بھی کیا کہ انکے بغیر کیسے رہیں گے اتنا عرصہ پر عالم کو اپنی عین کو دنیا بھی دکھانی تھی اسلئے سب یہ سن کر خاموش ہو گئے تھے۔۔۔۔

حالاں کہ انکا دل نہیں چاہتے تھا انہیں اتنا عرصہ خود سے دور رکھنے کیلئے۔ وہ رشتوں کا نہیں جیسے روح کا میلاپ بن چکا تھا ان سب کے بیچ۔۔۔۔

”آج کا ڈنر عالم صاحب کے ہاتھوں کا اور بہت خاص ہونا چاہیے۔“ لائونج میں نیچے فلور کشن کے سہارے پڑے داد نے اعلان کیا۔۔۔۔

”میں باہر ڈنر کرنے جا رہا ہوں۔“ برہان نے فوراً منہ بنا کر کہا۔

”پر میں تو یہیں ڈنر کرنے آئی ہوں۔ تمہیں اکیلے جانا ہے جائو فیری بھی یہیں کرے گی۔“ مسکان نے اپنی طرف سے اسکی رائے لیتی آنکھوں کو دیکھتے ہری جھنڈی دکھائی۔

وہ اندر سے تپ اٹھا پر کہا کچھ نہیں۔۔ مسکان کو ترچھی نظروں سے گھورا بھی پر وہ اسکی جانب متوجہ نہیں تھی کب سے کانوں میں ہینڈ فری لگائے سامنے لیپ ٹاپ رکھے مصروف تھی۔۔۔

”یہ عارب کہاں ہے؟“ داد کو سکون نہیں آیا تو وہ اب عارب کے پیچھے پڑ گیا۔  
پنک خوبصورت نفیس سی کڑائی والے سوٹ میں ملبوس فاتح کو پیار کرتی سمعیہ کو دیکھتے اسنے پوچھا۔۔۔

”وہ عالم کے ساتھ آفس میں ہیں۔“ حورالعین سے باتیں کرتی نور نے بتایا۔۔۔  
جبکہ سمعیہ گلابی آتشی نفیس کڑائی والے لباس میں فاتح کو تھامے اسکے ساتھ محبت کرتی کھیل رہی تھی۔۔ جبکہ اسکے گال ہمہ وقت شادی کے بعد گلابی رہنے لگے تھے جو کہ عارب کی بے تحاشہ محبت کا رنگ تھا۔

سب انہیں دیکھ کر پر سکون تھے جبکہ داد کی الگ سے چھیڑ چھاڑ تھی عارب کے ساتھ جسکا نشانہ عالم کی غیر موجودگی میں سہمی بھی ہو جاتی تھی۔۔

”کیوں خیریت تو ہے یاد کر رہے ہو؟“ اسی لمحے وہاں عارب نمودار ہوتا مسکرا کر بولا۔

اور برہان کے گلے مل کر مصافحہ کرنے لگا۔

”نہیں بس دل تمہاری غیر موجودگی برداشت نہیں کر پارہا تھا۔“ اسکا نشانہ سہمی تھی۔۔۔  
اور کھلکھلاہٹیں نور حور کی گونج اٹھیں۔۔۔

سب نے دلچسپی سے ہم رنگ فیروزی لباس، فرنچ بالوں کی چوٹی، کانوں میں ایک سے ایرنگز پہنے ایک جیسی بن کر بیٹھی نور حور کی طرح سے دیکھا۔

اب دونوں میں فرق یہ تھا کہ ایک کی آنکھیں اوشن نیلی تھیں جبکہ دوسری کی سیاہ، ایک کا قد بڑا تھا تو دوسری کا چھوٹا۔۔۔

ان سب کی پرشوق نظروں سے دونوں ساتھ جھینپیں۔۔۔ ابکی بار قہقہہ لگانے کی باری ان سب کی تھی۔۔۔

”اگر عالم اجازت دے دے قسم سے دونوں کی تصویریں دنیا کو دیکھاتا کہ دیکھو ہمارے پاس بھی عجوبے موجود ہیں۔“ داد نے قہقہہ لگا کر کہا پر جانتا تھا جب عالم نے اپنی بہن کی شادی میں اپنی بیوی کو تصویریں نہیں بنانے دیں تو اسے کیا اجازت دیتا۔۔۔

عالم نے پسند نہیں کیا کہ اسکی بیوی کی تصویریں کوئی اور لے بلکہ حورالعین کی ضد پر اسنے کہا تھا کہ وہ اسکی لے گا خود تصویریں وہ بھی فرصت تنہائی میں صرف ہم دونوں کیلئے۔۔۔ وہ چاہتا بھی تو یہی تھا عین عالم تک محدود رہ جائے۔۔۔

سمی خاموش بیٹھی فاتح کو دیکھ رہی تھی جبکہ خود پر بھٹکتی عارب کی نظریں اسے خاص طور محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

اسنے جتنا اسے پیار دیا تھا جتنا چاہا تھا اتنا اسنے تو خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ اسکی محبت چاہت پر وہ ششدر تھی۔ اور ایمان لے آئی تھی اسکی محبت پر۔

”چلو میں چلتا ہوں مجھے ایک کام سے پہلے اپنی آفس جانا ہے، پھر ایک بزنس میٹنگ میں بھی جانا ہے شام کو آجائوں گا۔“ برہان کہہ کر اٹھا۔

داد جھٹ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ”بھائی اگر برانا لگے تو بزنس میٹنگ میں مسی کو بھیج دیں، بس میٹنگ ہی تو اٹینڈ کرنی ہے باقی کا کام تو مینجر کا ہے۔ اس طرح وقت بھی بچ جائے گا پھر کہیں آؤٹنگ پر چلتے ہیں سب ساتھ۔“ داد کے مشورے پر عارب نے حامی بھری کہ وہ اس سے متفق ہے۔۔

”پر! وہ کیا ہینڈل کر سکے گی؟“ برہان نے شش و پنج میں پڑتے پوچھا وہ جانتا تھا مسی کے پاس بہت کم ڈگریاں ہیں جس سے ایک بزنس تو سنبھالنے سے رہی

”پریشان نا ہوں وہ کر لے گی۔“ عارب نے اسکی سوچ کو پڑھتے ہوئے کہا۔ برہان نے سب سے لا تعلق بیٹھی میٹنگ میں گم مسکان کو دیکھا جو کان میں لگے بلو توٹھ باتیں بھی کر رہی تھی جبکہ فائل ساتھ ٹائپ کر رہی تھی۔۔

اسے دیکھ کر ایک انوکھی خوشی ہوئی دلی۔

”بھیج دو میں باہر گاڑی میں بیٹھا ہوں۔“ سر ہلاتے وہ اپنے ہمسفر کی قابلیت پر مسکراہٹ لبوں پر سجا کر آنکھوں پر سن گلاس پہنتا وہاں سے نکلا۔

وہ پورٹیکو میں آیا ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے گاڑی باہر لایا اور اسکا انتظار کرتے فرنٹ سیٹ کا ڈور کھول دیا۔۔

عارب اور داد کے کہنے پر مسکان اپنا کام داد کے حوالے کرتی کوٹ اٹھا کر وہاں سے نکلی۔۔

میٹنگ میں دائود ہی چلا جاتا پر اسے کچھ ہی دیر میں اپنے ایک کام سے نکلنا تھا جو نہایت ضروری تھا اور ساتھ آج رات اسے ایک گینگ کا بھی تو خاتمہ کرنا تھا، جسکے بچے جال پر ایک نظر بھی ڈالنی تھی۔۔



”کہاں رہ گئی؟“ کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے سامنے دیکھا کہ ٹھٹھک کر پلکیں ساکت ہوئی اور آنکھیں مبہوت۔۔۔

اسکا ہاتھ بے ساختہ ہی گلاس پر گیا اور اسنے آنکھوں سے اتار کر اسے دیکھا۔۔۔

برائون لیڈر کے لانگ کوٹ میں، گن کو پیچھے ہیلٹ میں لگاتی، آنکھوں پر برائون ہی سن گلاس لگائے وہ اپنے دراز قد کے ساتھ بلیک ہیلز میں ٹک ٹک کرتی گھر کے اندرونی حصے سے نمودار ہوئی۔

اسکے سنہری دراز بال پشت پر پھیلے ہوئے تھے، وہ اسکی آنکھوں کو خیرہ کرتی دھڑکنوں میں تلاتم برپا کر گئی۔

اسے خبر ہی نہیں ہوئی کب وہ اسکی گاڑی کے ڈور کو نظر انداز کر کے اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور پیچھے دھواں چھوڑتی وہاں سے نکلی۔۔۔

برہان ہڑبڑا کر ہوش میں آیا، تبھی موبائل کی ٹون بجی۔ اسنے حیرت سے اپنی موبائل کو دیکھا۔۔۔

”آپکی ہی ہوں سوامی۔“ ایک شائے ایبوجی کے ساتھ الفاظ پڑھتے ایک زوردار قہقہہ گونج اٹھا اسکا۔۔۔

”ہونا بھی میرا ہی تھا تمہیں سوامی کی جان۔“ اسے میٹنگ کی لوکیشن سینڈ کرتے وہ گنگناتا گاڑی وہاں سے بھگا لے گیا اپنی راہ لیتا پر دھڑکنیں اب کہاں اسے دیکھنے کے بعد راہ راست پر آنے والی تھیں۔۔۔

دل کی بغاوت اسے بے چین کر رہی تھی جس پر زبردستی کے پہر بٹھائے وہ اپنے نئے کیس کی کڑیاں ملاتا سلجھانے لگا تھا۔

اس چھوٹے سے وقت کے وقفے کے بعد تو سفر پھر ایک ساتھ کرنا تھا جہاں اس سے اسکی اگنورنس کا جس طرح چاہے اس طرح حساب لے سکتا تھا۔

\*-----♦♦♦-----\*

”سمی جی میں نے وہ کل آپکو ریڈ فائل دی تھی وہ مجھے دے دیں۔“ ”لائونج میں آکر عارب نے عجلت میں کہا۔

”آپی فاتح کو مجھے دے دیں۔“ ”حور نے اس سے فاتح کو لیا۔ اور سمی سر ہلاتی عارب کے پیچھے چلی گئی البتہ پیچھے فضا میں بلند ہوتی داد کی سیٹی پر عارب کا قہقہہ جہاں گونج اٹھا وہیں سمعیہ سرخ پڑ گئی۔۔۔

”ایک نمبر کے کینے ہو۔“ ”وہ کوستے ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا۔۔۔

سمی سے تو سر بھی نہیں اٹھایا گیا۔

”داد ایسا کیوں کرتے ہیں؟“ ”حور نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

داد نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھائیں اور اسکے پاس ہی بیٹھی نور کو دیکھا جو فاتح کے چہرے پر جھکی ہوئی تھی۔

”اپنی بہن سے پوچھ لو سالی صاحبہ۔“ ”اسکا معنی خیز اشارہ نور کو کانوں کی لو تک سرخ کر گیا۔۔۔

”ہاہا حد ہے۔“ حورالعین نے کھلکھلاتے ہوئے کشن اسے دے مارا جس نے گھورتے ہوئے کھینچ کر سنبھال لیا اور لود بھی ہنس پڑا۔

”مجا آیا ہے۔“ اسکا آخری فقرہ کھلکھلاہٹیں برپا کر گیا۔

-----

”ریڈ تو آپنے دو فائلز دی تھیں مجھے کل۔“ سمعیہ نے اسکی فائلز کی الماری کھولتے دراز سے فائل نکال کر اسکے سامنے کیں۔

عارب نے موبائل سے نظریں ہٹا کر پہلے اسے پھر فائل کو دیکھا اور سر ہلاتے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔

”نہیں یہ دونوں نہیں، شام کو جو دی تھیں وہ دو جلدی۔“ اسکے انکار پر وہ سر ہلاتی واپس الماری کے سمیت آئی اور ڈھونڈنے ہی لگی۔

”عاری یہاں تو بہت سی فائلز ہیں ریڈ، آپنے کل دو ہی یہی دیں۔“ اسنے پریشان ہوتے کہا ”ہاں تو اوپر والی اٹھا لو نا۔“ اسکے پیچھے آتے اسے حصار میں لیکر اپنی ٹھوڑی اسکے کندھے پر رکھی اور مسکراتے بولا۔

”یہ تو دکھائی تھی میں نے۔“ وہ مسکرا کر بولی اور وہی پہلے والی فائل اٹھالی۔

”پر قریب آکر تو نہیں دکھائی تھی نا؟“ وہ اسے خود میں بھینچتے ہوئے بولا سہمی کا رنگ متغیر ہو گیا۔

”چلو باہر پھر داد باتیں سنائے گا۔“ اسنے کسمساتے ہوئے کہا۔

”یار چھوڑو اسے پھینچھا کٹنے کو اسکا کام ہی یہی ہے۔“ وہ چڑ کر اسکا رخ اپنے سامنے کرتے الماری کے ایک بند پٹ سے لگا کر اطراف میں ہاتھ ٹکا دیئے۔۔۔

”میں بہت خوش ہوں تمہارے اس گفٹ پر۔“ اسکا اشارہ عمرے کی ٹکٹ کی طرف تھا۔  
”اور میں خوش ہوں تمہیں خوش دیکھ کر۔“ وہ چہرے پر جھکتے ہوئے بولا سہمی نے مسکرا کر پلکیں جھکا دیں۔۔۔

”ایسی فرمانبرداری دکھائو گی تو ابھی میرے لیے مشکل پڑ جائے گی۔“ وہ ایک محبت بھری جسارت کرتا اسکا سرخ چہرہ اوپر اٹھا کر بولا۔۔۔

”تو جائو عالم انتظار کر رہا ہے۔“ وہ پلکیں اٹھائے بغیر بولی۔۔۔ آواز میں تنفس کا بکھراؤ، لہجے کی کپکپاہٹ شامل تھی جو اسے بے خود کر گئی۔۔۔

”اسکا کام ختم ہو گیا اب میرا ہے، اگر لیٹ ہو بھی گیا تو کوئی پوچھنے والا نہیں۔“ وہ آنکھوں میں جذبات، لہجے میں انکی لو سمائے بولا۔

سہمی کیلئے مشکل کھڑی ہو گئی اسکی جھلساتی سانسوں سے۔۔۔

”ویسے تمہیں ایک خوش خبری دینی تھی، عالم نے مجھے سنائی اور میں سب سے پہلے آپکو سنانا چاہتا ہوں۔“ اچانک وہ خوشی سے بولا سہمی نے مسکراتے نظریں اٹھائیں۔۔۔

”عالم نے سنائی؟“ ”سمعیہ مسکرائی اسکی آنکھوں میں اپنے بھائی کیلئے محبت عقیدت دیکھتے۔

”ہاں نا!! اب تمہیں سنا رہا پر پہلے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔“ وہ مسرور سا بولا۔“ کیا؟ ”  
اسنے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔



”میری زندگی میں آپکو قدموں کے پڑتے ہی مجھے پہلی کامیابی ملی ہے، سوچ سکتی ہیں کس قدر خوش بخت ہیں میرے لئے آپ۔“ وہ اسکی کمر میں بازو ڈالتے ساتھ لگا کر بولا۔۔۔

”یہ میری وجہ سے نہیں اللہ نے کامیابیاں دی ہیں اور بھی دیگا ان شاء اللہ۔“ وہ مسکراتی ہوئی بولی۔

”ہاں وہ ہے پر وجہ تم ہی ہو۔“ اسنے جھک کر ماتھے پر بوسہ دیا۔

”اچھا اب سنو! پر پہلے منہ میٹھا کروانا بنتا ہے۔“ وہ کہتے اچانک رکا اور سہمی نے روم میں منہ میٹھا کروانے والی کسی چیز کو ڈھونڈا۔۔۔

پر وہاں ڈرائی فروٹس، کچھ فروٹس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کیا کیا جائے پھر تبھی اچانک ہی وہ اسکے گلابی لبوں پر جھک گیا۔۔۔

اور سہمی کی جان جیسے ہاتھوں میں آگئی۔۔۔ ایک پیاری سی شرارت کے بعد وہ دور ہوا اور اسکے لال انگارہ ہو کر دہکتے چہرے کو دیکھ کر ہنسا۔۔۔“ اس سے زیادہ کچھ میٹھا نہیں ہو سکتا۔“ اسکی ناک پکڑتے ہلائی۔

”اچھا اب سنو، عالم نے میری نیو ڈیوائس کو کچھ ٹیکنالوجی کے سائنسدان کو بھیجی تھی، جن میں آرمی بھی شامل تھی۔ اور انہوں نے اب مجھے بلایا ہے بلکہ میری ڈیوائس کو بھی پسند کیا گیا ہے۔“ وہ اسکے سامنے ٹیکنالوجی ہتھیار کا نام نہیں لے سکا جو اسنے کچھ عرصے پہلے ہی بنائے تھے جو نا صرف دشمن کی لوکیشن ٹریک کر کے اس تک پہنچا سکتی تھی بلکہ اس سے نکلتی لیزر لائیٹ اہم وقت پر احتیاطاً دشمن کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی اسے خاک کر سکتی تھی۔۔۔

یہی نہیں ایسے بہت سے ڈیوائس کا سیمپل عالم نے اوپر بھیجا تھا جنہیں پسندیدگی پیغام دیا گیا۔  
اس میں بریگیڈر انکے ساتھ تھا۔

”ماشاء اللہ مبارک ہو بہت بہت اللہ پاک مزید ڈھیر کامیابیوں سے نوازے آمین۔ تم واقعی  
ہوشیار ہو صرف تھوڑے سے دماغ سے عاری ہو۔“ ”سمی خوش ہو کر شرارت سے بولی۔  
اسکے ہمسفر کی کامیابی میں اسکی ہی تو کامیابی تھی۔

جبکہ عارب بے تحاشہ خوش نظر آ رہا تھا، اسکے آخری جملے پر قہقہہ لگا اٹھا۔“ وہ تو بس  
آپکے سامنے پاتے دماغ سے عاری ہو کر صرف دل کی سنتا ہوں۔“

اسے ابھی عالم نے ہی بتایا تھا اور وہ سب سے پہلے اسے ہی بتانے کیلئے یہاں لیکر آیا تھا  
”اچھا اس سے کیا ہوگا؟ آپکو بڑی نوکری ملے گی؟“ اسنے معصومیت سے پوچھا۔۔

”ہاں بہت بڑی نوکری کہ تمہارے عاری کو دنیا یوں جانے گی“ ٹیکنالوجی سائنسدان  
عارب ”ہاہاہا۔“ ”وہ خوش سے قہقہہ لگا کر بولتا اسے فضا میں اٹھا کر گول گول گھمانے  
لگا۔۔

اسکے ساتھ ہی سمی کی فضا میں کھلکھلاہٹ گونج اٹھی۔۔

”جائو تم سب کو سناؤ میں اللہ کے شکرانے ادا کرتی ہوں۔“ وہ اسکے کندھوں کو تھام کر  
بولی

گو گول گھومتا عارب ٹھٹھک کر رک گیا ”مبارک نہیں دو گی؟“ اسنے فرمائش کی۔۔

”دی تو تھی؟“ وہ نظریں جھکائے بولی۔۔

”سمعیہ“!! اسنے محبت سے پکارا اور سسی نے پلکیں اٹھا کر اسکی مسکرانے کی وجہ سے سیٹری  
شہد آنکھوں میں دیکھتی آہستہ سے اپنے گلابی لب اسکی پیشانی پر رکھ دیئے۔۔۔

عرب کے روح میں سکون کی لہریں اتریں۔۔۔

”میں بھی ساتھ ادا کرنا چاہتا ہوں اور انہیں رات کو دوں گا جب برہان بھی ساتھ  
ہوگا۔۔۔۔۔“ اسنے بھی اللہ سے شکرانے ادا کرنا ضروری سمجھے۔۔۔

”اور مسکان؟“ سسی نے حیران ہوتے پوچھا۔۔۔

”عالم کے ساتھ وہ تھی اس جدوجہد میں اور مجھے شادی کا تحفہ دیا ہے۔“ وہ اپنی بہن کی  
محبت پر جتنا اللہ کا شکریہ ادا کرتا کم تھے۔۔۔

وہ دیکھ رہا تھا دونوں کو اپنی اپنی پہچان مل رہی تھی۔۔۔

جبکہ انڈر ورلڈ میں انکی پہچان اپنی جگہ تھی۔

لیڈی باس اور عزل کی۔۔۔

عالم مسرور تھا، اسکے عرب مسکان کی زندگی خوشیوں سے بھری تھی بلکہ اسکی سسی بھی آباد  
تھی۔۔۔

\* -----♦♦♦-----\*

”آپکا کا ڈنر میں بناؤں گی۔“ عالم کو ڈنر کی تیاری کیلئے جاتے دیکھ کر حور فاتح کو چومتی  
ہوئی نور کو دیکر اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔

”اللہ خیر کرے۔“ داد نے بے ساختہ آہ بھرتے کہا۔ حور کے قدم تھمے اور وہ مٹھیاں بھیج کر شرمندگی غصے سے مڑی۔۔۔

”داد!! وہ سرزشی چیخی۔۔۔

”ہاہا میں نے کیا کیا یار؟ میں تو بس اللہ سے خیریت کی دعائیں مانگ رہا ہوں۔“ اسے معصومیت طاری کی چہرے پر وہ پائوں پٹخ کر ایک گھوری ڈالتی عالم کے پیچھے چلی آئی۔۔۔

”داد اگر ہمیں اولاد نا ہوا تو؟“ داد کے پاس بیٹھنے پر نورالعین نے دھڑکتے دل سے کہا۔۔۔۔

داد نے فاتح کو پیار کرتے اسکے چہرے کی زرد رنگت کو غور سے دیکھا۔۔۔  
”تو کیا ہوا میرے لئے تم ہی کافی ہو بونی تمہیں کھیلاتا رہوں گا ساتھ میں پیار بھی۔“ دفعتاً فضا میں قہقہہ گونجنے کے ساتھ اسے سرگوشی میں اسے کہا۔۔۔۔

”تمہیں مجھ سے شکایت نہیں ہوگی؟“ وہ حیرت زدہ ہوئی۔۔۔

”تم سے کیسی شکایت میری جان، اولاد ہمارے ہاتھ میں تو نہیں یہ تو اللہ کی نعمت ہے وہ جسے دے ہم چھین تو نہیں سکتے نا۔ اور تمہیں فکر مند یا پریشان ہونے کی ضرورت

نہیں۔۔۔ اولاد شوہر کے نصیب میں ہوتی ہے اگر ہمیں نی ہوئی تو تم مجھے معاف کر دینا۔“ وہ سارا قصور خود پر لیکر اسے معتبر کر گیا اپنی محبت میں۔۔۔

”آپ کیوں معافی مانگ رہے ہیں اولاد دینا تو اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔“ اسے تڑپ کر کہا اور اسے یاد آیا وہ بھی یہی کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔



تب اسے احساس ہوا کہ محبت اپنے محبت کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی جس طرح وہ اسے اور نور اسے۔۔۔۔

ایکدم وہ ساری پریشانیاں جھٹک کر آسودگی سے مسکرائی کیونکہ اسکی محبت ہی اتنی طاقتور تھی۔۔۔۔

”پر میں اللہ سے ضرور دعائیں مانگوں گی تاکہ اپنے داد کی دلی خواہش پوری کر سکوں۔“ اسنے دل میں خود سے عہد کیا۔۔۔

دعاؤں اور صبر کی طاقت انعام وہ دیکھ چکی تھی سمعیہ اور اپنی بہن کو ملتے سامنے۔۔۔ دونوں نے بیک وقت دل میں اللہ سے دعاؤں میں سب کی خوشیوں کے ساتھ اپنی خوشیاں مانگتے شکرانہ ادا کرتے سر جھکا کر گود میں دیکھا۔۔۔

جہاں وہ بھوری آنکھوں میں غصے کی سرخی، سرخ چہرہ لیے پڑا تھا اسکے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ جیسے انکی گفتگو سمجھ کر وہ غصے بیزاریت سے بپھر گیا ہو۔۔۔

نور نے خوفزدہ ہوتے داد کو دیکھا اور داد جو کہ ہونفتوں کی طرح ابھی بھی فاتح کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

”یہ کس قسم کا پیس ہے؟“ اسکے منہ سے سرگوشی نکلی پر بولنے کے انداز پر ایک دم نورالعين کھلکھلا اٹھی۔۔

”ہاہاہا فاتح عالم، سعیر عالم کا بیٹا۔“ اسنے فخریہ بیان کیا۔۔۔

”مجھے معلوم ہے یہ کوئی اور ہی بلا ہے۔۔۔ پر اتنا یقین ہے! میرے اللہ کی رضا سے ہوں گے تو میری طرح بہت معصوم تمہاری طرح کے بیوقوف۔۔۔“ وہ ہنستے ہوئے کہتا نورالعین کے خونخوار تیور دیکھ کر قہقہہ لگا کر وہاں سے بھاگا۔۔۔

درقہ نے وقت تمام ہوتے ہی فاتح کو نور سے لے لیا جس کا منہ بن گیا درقہ کو دیکھ کر۔۔۔

وہ تو جیسے سایہ تھی وقت کی پابند۔ ایک منٹ بھی نا اوپر نا نیچے۔۔۔ جتنے چھنٹے عالم اسے کہتا انہیں دیتی اور ٹائم کے اینڈ ہوتے ہی کسی جہن کی طرح انکے سر پر سایہ بن کر بچہ چڑیل کی طرح کے لے لیتی۔۔۔ کبھی کبھی تو اسے اپنا بچہ سوچتے حورالعین کا دل کانپتا تھا جسکا اظہار اسنے عالم نور دونوں سے کیا تھا۔

نور نے تو اس سے ہمدردی جتائی تھی پر عالم کی طرف سے کوئی رسپانس نہیں ملا۔

\* ----- ◆ ◆ ◆ ----- \*

”آپ میرے لئے اچلمکمی بنائیں گے۔“ وہ اسکے پاس آتی فرمائش سے بولی۔۔۔ اور عالم نے اسے دیکھتے قریب کھینچ کر اپرن باندھا۔

ساتھ میں ہی اسکے بال سمیٹ کر پیچھے کر کے باندھ لیے۔۔۔ حور کی لرزتی پلکیں آس پاس گھبراتی دیکھ رہی تھی کہ کہیں داد یا نور نا دیکھ لے۔۔۔

”تم کیا بناؤ گی میرے لئے؟“ وہ اس سے پوچھ رہا تھا فرینج کا جائزہ لیتا۔۔۔

”بتائوں گی نہیں۔“ اس کے چہک کر کہنے پر عالم نے سر ہلایا جبکہ لبوں میں چھپی مسکراہٹ تھی۔۔۔

جانتا تھا اسے آتا ہی کیا ہے کھانا بنانے میں، پھر سے اسے اپنے میدے کا امتحان لینا پڑے گا۔۔۔

”کیوں؟“ وہ دلچسپی سے پوچھتا اپنی مطلوبہ چیزیں وہاں نکال لایا۔۔۔ اور اس کی دیکھا دیکھی میں حورالعین نے بھی وہیں سے شروعات کی۔۔۔

وہ وہی کر رہی تھی جو عالم کر رہا تھا پر فرق یہ تھا کہ وہ اس کے الٹ چیزیں لے رہی تھی، جیسے اس نے گھی اٹھایا اور حورالعین نے پانی۔۔۔۔۔  
عالم متفکر سا اس کے لیے بنائی جارہی ریسپی کو دیکھنے لگا جس سے اس کی زندگی کو بھی شاید خطرہ لاحق ہونے والا تھا۔

”یہ کون سی ریسپی ہے مجھے ذرا بتائو آئیڈیا ہو!“ عالم نے چھری اٹھا کر اس کے بالوں کی سامنے جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے کیا جس سے وہ وحشت زدہ سی آنکھیں پھاڑے دیکھنے لگی۔

”بتائو؟“ وہ چاقو کی نوک کو گال سے سرکاتا ٹھوڑی پر آیا اور اس کی مدد سے اونچا کیا۔۔۔

حورالعین کی آنکھیں پھیلی حد سے بڑی ہوئی۔۔۔

”پپ۔۔پیاز لہسن، آلو مٹر۔“ اس نے وحشت میں دماغ میں آئے ناموں سے جلدی سے ریسپی کی ترتیب دی۔۔۔

”ہم! انٹر سٹنگ۔ بہت خوب میں کھانا پسند کروں گا اس ڈش کو۔“ اسنے سر ہلاتے حامی  
بھری حورالعين کا چہرہ دہک اٹھا خوشی سے۔۔۔

”سچ؟“ اسنے جوش سے پوچھا۔ کچھ آپ نکالتے عالم نے سر ہلایا۔۔۔  
”یہ کیا ہے؟“ وہ اب بے فکر ہو کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

”کچھ آپ!“ اسنے کہنے کے ساتھ چاقو کچھ آپ سے بھر کر اسکے لبوں پر لگایا۔۔۔ حورالعين  
سراسیمگی سے دیکھنے لگی معاً وہ جھکا اور اسکے گلابی لبوں پر لگے کچھ آپ کو خود ہی سمیٹ  
لیا۔۔۔۔

اسکی پلکیں جھکی ہوئی تھی جب اسنے پھر سے انگوٹھا بھر کر اسکے لبوں پر لگایا۔۔۔ حورالعين  
ڈرتے ہوئے زبان پھیری کہ ٹیسٹ پر اسکی آنکھیں چمک اٹھی۔۔۔۔  
”تھوڑا سادیں۔“ ایکدم ہی وہ ساری شرم بھلا کر اسکے سامنے ہتھیلی پھیلا کر معصومیت سے  
مانگنے لگی۔۔۔  
”نہیں ملے گا!“ وہ ہنس کر کہتا اسکے ہاتھ کو پکڑ کر کھینچتا اپنے سامنے کر کے خود کلنگ  
کرنے لگا۔۔۔

اپنی پشت اسکے سینے پر محسوس کرتے اسکے لمس پر وہ پور پور سلگ کر دہک اٹھی۔۔۔  
داد یا نور کے دیکھنے کے ڈر سے وہ کترا کر نکلنے لگی پر دوسرے ہی لمحے اسکا بازو سامنے آگیا  
اور حور سانس روک گئی۔۔۔



”ان کے ساتھ کلنگ کیلئے آکر اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔“ وہ سوچتی لب کاٹنے لگی اور دوسری طرف اسکی ڈش جل رہی جسے دیکھتے عالم نے الیکٹرونک چولہا بند کر دیا۔۔۔

”عالم کوئی آجائے گا پلیز۔“ وہ التجائیں کرنے لگی پر اسنے جیسے کانوں پر پردے ڈال دیئے ہوں مجبور اسکے حصار میں کھڑی اسکی سانسوں کے لمس گستاخیوں پر اسکی بنائی جارہی ڈش دیکھ رہی تھی ساتھ ساتھ ہر چیز کا پوچھنا اور کھانا بھی جاری تھا۔۔۔

جبکہ نظریں بار بار کیچ اپ پر بھٹک کر جارہی تھیں۔۔۔ پر اسے حوصلہ تھا کہ وہ اسکا ہی کچن ہے عالم کی غیر موجودگی میں وہ کبھی بھی آکر کھا سکتی ہے۔۔۔

یہ سوچتے ہی وہ پرسکون ہو گئی۔۔۔۔۔

لائونج خالی دیکھ کر اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی جان بوجھ کر یہاں نہیں آ رہا۔۔۔

”عالم کوئی آجائے گا پلیز۔“ ایک بار پھر اسنے کوشش کرتے عاجزانہ کہتی بس ہاتھ جوڑنے کی دیر تھی۔۔۔

”شش“! دوسرے ہی پل شش کے ہاتھ اسکے ہاتھ میں موجود چاقو سیدھا اسکے لبوں پر آرکا۔۔۔ وہ پھر روح و جان سے کانپ گئی۔۔۔ زرد ہوتی رنگت کے ساتھ اسنے آواز تو کیا

لب ہی پیوست کر لیے آپس میں۔۔۔ چاقو جتنا تیز تیکھا لگ رہا تھا مبادا اسکے لب ہی نا کاٹ لے۔۔۔

بالآخر وہ مجبوراً ہی ہراساں اسکے سامنے کھڑی مدد کیلئے راضی ہو گئی۔۔۔ اور پھر آہستہ آہستہ اسے بھی مزا آنے لگا کلنگ میں، وہ کوئی چیز ڈالتا اور وہ احتیاطاً چیچ چلاتی بیچ بیچ میں وہ اسکے

منہ میں کچھ کھانے کیلئے دے رہا تھا۔ کتنا مزے والا سین تھا وہ خوش سے پھولے نہیں سما پارہی تھی۔۔۔

دفعۃً وہ اسکی کمر میں بازو ڈالکر ماتھے پر بوسہ دیتا کچھ اٹھانے لگا اوپر سے۔ اسکے لمس پر وہ سانس روک کر آنکھیں میچ گئی۔۔

”کوئی یہ پہلا شوہر ہوگا جو کلنگ کا شوقین اور یوں بیوی سے مدد لیتا ہوگا۔“ وہ دل میں سوچتی ہنس پڑی اور پھر پرسکون ہوکر سلاد کیلئے دیئے گئے سامان کو کاٹنے لگی اپنے اناڑی پن کا مظاہرہ کرتی۔

”ہم پہلے کہاں جائیں گے گھومنے؟“ وہ کام کے دوران آہستگی سے بولی۔ کیونکہ عالم کو پسند نہیں تھا کام کے دوران باتیں کرنا۔

اسنے نوٹ بھی کیا تھا وہ کافی خاموش تھا اگر کوئی چیز اسکی پہنچ کے قریب ہوتی تو بھی اسکے اٹھانے کیلئے صرف اشارہ کرتا۔۔

”تم کہاں جانا چاہتی ہو؟“ وہ سمجھ گیا تھا تبھی گال لمحہ کیلئے سہلاتے پوچھا۔ عین کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی توقع مطابق وہ سمجھ گیا تھا۔

”ترکی چلیں؟ نور کہتی ہے وہ بہت خوبصورت ہے۔ پلینز وہاں سے اسٹارٹ کریں۔ بعد میں بھلے آپ کہیں اور اپنی پسند سے لے جایئے گا پر پہلے یہیں سے استنبول از میر گھومے دوسرے شہروں کو دیکھنے وہاں کا کھانے شاپنگ کرنے چلیں گے پلینز۔“ وہ منت سماجت پر اتر آئی گویا ابھی ہاں کروا کر ہی خاموش ہوگی۔

اور بھلا عالم کو اس میں کا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ تو بس یہی چاہتا تھا کہ وہ خوش رہے۔ اور اگر اسکی خوشی اسی میں تھی تو لازماً اسکی بھی تو خوشی اپنی عین میں تھی۔۔۔

”اوکے۔ پر ایک شرط“! اسے کچھ یاد آیا تو وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

”کیا؟“ وہ چہکی اور خوشی سے چیخ اٹھی۔۔۔ ”مجھے سب شرائط منظور ہیں بس۔“

”سوچ لو تم جانتی ہو! میری شرائط کو“! اسنے کان میں جھک کر سرگوشی کی۔۔ اور عین کو اسکی زندگی کی پہلی شرط یاد آئی جو تین کروڑ کی تھی اور وہ ہمیشہ اسکی ہوگئی بلکہ اسکے عشق میں پاگل ہی تو ہوگئی تھی۔۔۔

”مجھے منظور ہے“! اسنے مسکراتے کہا ایک مان اعتماد تھا لہجے میں اسکے لئے کہ وہ جو بھی کہہ گا وہ آنکھیں بند کر کے منظور کرے گی آخر کو وہ اسکا عالم تھا کیا اپنی شہزادی کیلئے مشکلات قائم کر سکتا تھا؟

”تین ہی پہر کے کھانے میرے ساتھ ایسے بنانے پڑیں گے، پھر چاہے کوئی بھی ملک شہر جگہ ہو۔“ وہ اب مصروف ہوتا بولا۔۔۔

”مجھے کک۔۔ کیا کرنا ہوگا؟“ وہ تھوک نگلتی ہوئی بولی۔۔ یہ آسان نہیں تھا وہ جانتی تھی۔۔ اسکی قربت یوں سہنا آسان بھی تو نہیں تھی۔۔

اور وہاں تو شاید ہی کوئی ہو آس پاس۔۔۔

وہ ساری سوچیں جھٹک کر اسکے ساتھ کام میں مصروف ہوگئی یہ الگ بات تھی اسکا چہرا دہک رہا تھا اور گال بھی لال تھے۔

اب وہ اسکے پاس کھڑی اسکی ہدایات کے مطابق آٹا گوندھ رہی تھی اور اسے بڑا مزا آ رہا تھا اسکی جلت رنگ کرتی کھلکھلاہٹیں عورج پہ تھیں۔۔۔

اور کبھی بیچ بیچ میں آٹے سے آلودہ انگلیاں اچک کر اسکی بھوری شیو پر مل دیتی۔۔ جس پر عالم گھورتا تو اسکی بھوری آنکھوں میں بسی محبت سے کھلکھلا اٹھتی۔۔۔

”روٹیاں میں بناؤں گی۔“ اسنے چہکار سے کہا۔

”مسئلہ ہو جائے گا تمہارے لئے۔“ وہ معنی خیز بات تاثرات سے گویا ہوا پر اسکی نسبتاً حورالعین متغیر ہو گئی۔۔۔ اور اسنے روٹی بنانے کی غلطی نہیں کی بلکہ اسے غور سے دیکھنے لگی جیسے سیکھنے کیلئے ایک ایک حرکات و سکنات غور سے دیکھ رہی تھی۔

”آپکو کھانا پکانے کا شوق کیسے ہوا عالم؟ معاشرے میں تو میں نے سنا ہے کوئی مرد کلنگ نہیں کرتا، بلکہ نا پاپا کرتے تھے، نا تایا ابو، برہان داد عارب کوئی بھی تو نہیں کرتا۔“ وہ حیرت و اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

”مجھے پہلے کوئی شوق نہیں تھا، پر تمہارے ملنے سے پہلے جہاں رہتا تھا وہاں اکیلا ہوا کرتا تھا، اور تنہائی پسند بھی تھا اسلئے اپنا کام آپ تحت کھانا کپڑے دھونا سب کچھ خود کرتا

تھا۔۔۔

مختصراً یہ کہ مجھے اپنا کام کرنا پسند ہے، اور پھر کھانا بنانا کب شوق میں بدلہ یہ ابھی تمہاری طرف سے معلوم ہوا، ورنہ تو میرا ایک ہی شوق ہے جو تمہاری سمجھ آنے سے باہر ہے۔“ وہ زندگی میں پہلی بار اس سے آپ ڈسکس کر رہا تھا بلکہ اپنے متعلق بتا رہا تھا۔۔۔



حورالعین اس پر خوش ہو یا چنیں اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ مطلب اب وہ اپنے عالم کیلئے اتنی اہم ہے کہ ساری دنیا کو ٹھکرا کر اس سے آپنا آپ بیان کر رہا تھا۔۔۔  
خوشی سے اسکے گال دہک اٹھے۔ اور وہ اسکی کیفیت سے انجان نا ہوتے بھی انجان بن رہا تھا تاکہ وہ شرمندہ نا ہو۔۔۔

”آپ کا کون سا شوق ہے؟“ کھانے والی شوق کی وضاحت اسکے سر سے اوپر گذر گئی پر ایک بات دماغ میں بیٹھی کہ اسکا کوئی شوق ہے۔۔۔  
”اسے جاننے کیلئے میری آخری بات پر غور کرو۔“ وہ پیالی میں سوپ نکال کر اسے چچ سے ٹیسٹ کروانے لگا۔

اسکے ساتھ کھڑے رہنے کا ایک فائدہ تھا کہ وہ اپنی مزے والی ٹیسٹی ڈشز جلدی جلدی سے بنانے کے ساتھ آخر میں اسے ٹیسٹ بھی کرواتا جارہا تھا جس سے اسکے مزے تھے وہ اب بے صبری سے اسکی ڈش کے انتظار میں تھی کہ جلدی بنے اور وہ ٹیسٹ کرے۔۔۔  
وہ اب کام عالم کیلئے ڈنر بنانے کی طرف سے توجہ ہٹا کر بس اپنے لالچ میں کھڑی تھی اور اس کی یہ بچکانہ تاثرات عالم سے چھپے نہیں تھے اسلئے ہی اسکے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

”آپ آج جلدی ڈنر کیوں بنا رہے ہیں؟“ اچانک خیال آنے پر وہ حیرت سے پوچھنے لگی۔  
”مجھے ایک کام سے جانا ہے۔“ اسنے جواب دیا۔  
”پر ہم سب کو ساتھ ڈنر بھی تو کرنا ہے نا۔“ اسنے یاد دلاتے منہ بنایا کہ کہیں اسکا موڈ بدل تو نہیں گیا۔

اسنے سوچ لیا تھا اگر وہ نہیں کرے گا ڈنر تو وہ بھی اکیلی نہیں کرے گی اور بھوکی رہے گی۔ اگلی بات پر اسکی موڈ بنانے والی ساری پلاننگ پر پانی پھر گیا جب اسنے کہا کہ وہ کچھ دیر کیلئے جا رہا ہے ڈنر سے پہلے وقت پر پہنچ جائے گا۔

”اچھا صحیح“ اسنے سر ہلایا۔۔ اور ٹشوز اٹھا اب اسکے پائوں پر کھڑی ہوتی اسکا چہرا صاف کر رہی تھی جبکہ سعیر اس پر ایک پیار بھری نظریں ڈالتا پیچھے کام کر رہا تھا۔۔۔  
”آہم آہم“! دفعتاً پانی کیلئے اندر آتا داد گلا کھنکارتے ہوئے اپنی موجودگی کا احساس دلانے لگا۔۔۔

اور حور العین جو کہ یوں لگ رہا تھا سعیر کی بانہوں میں کھڑی ہے ایک دم سے ہڑبڑا کر پیچھے اچھلتی جل جاتی۔۔۔  
”عین“ غصے سے دھاڑتے عالم نے بیلن پھینک کر اسے بازوؤں میں سمیٹ کر سینے میں چھپایا۔۔۔  
”حور“!! داد بھی اپنی غلطی پر بوکھلا گیا۔۔۔

اسکا دل گھبرا رہا تھا کہ اگر عالم بروقت اسے بازوؤں میں نہ لیتا تو یقیناً وہ پیچھے چولہے میں لگ کر اپنا ہاتھ بازو جلا ڈالتی اور پھر عالم۔۔۔۔۔

یہ سوچ ہی خطرناک خوفناک تھی۔ جسے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔ پر اپنے اوپر آگ برساتی لمحے کیلئے آتی بھوری نظروں کو وہ شرمندگی سے محسوس کر چکا تھا۔۔۔

”وہ۔۔ وہ میں انکا بچہ۔۔ چہرہ صاف کر رہی تھی۔ ”دھک دھک کر خوف سے سپید پڑتے چہرے کے ساتھ وہ سہمی خرگوش کی طرح بھرائی آواز میں ٹشو سامنے کر کے سیر کے سینے میں چہرا چھپا گئی۔۔۔۔

کتنی سسکی ہو رہی تھی اسے داد سے نظریں ملاتے آخر ضرورت کیا تھا اسے اتنا بولڈ پن دکھانے کی کہ وہ اسکے پاؤں پر ہی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔

داد معذرت کرتا مسکراہٹ دبائے پانی کا گلاس لیکر وہاں سے چلا گیا پر کچن کے حدود سے باسلامت اپنی جان بچا کر نکلتے وہ زوردار تہقہ لگا رہا تھا۔۔۔۔

”عالم۔۔۔۔!! عین شرمندگی سے روتی ہوئی چیخی۔۔۔۔

”مجھے نہیں دیکھنا کچھ مجھے میری آنکھیں واپس چاہیے۔۔۔۔“ اسنے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔ بس نہیں چل رہا تھا خود چھپ جائے یا داد کو کہیں دور بھیج دے۔۔۔۔

اب اسکا سامنہ کیسے کری گی یہ سوچ ہی اسے رلا رہی تھی۔۔۔۔

”شش! کچھ نہیں ہوا میں تمہارا شوہر ہوں بوائے فرینڈ نہیں جو اتنا شرمندہ ہو رہی ہو۔“ وہ اسکے آنسوؤں صاف کرتا ہوا بولا جبکہ اسکے اتنی اپنائیت کیئر جو وہ اسکی کر رہی تھی بغیر

جھجھکے اسے بگاڑنے پر داد پہ بے تحاشہ غصہ تھا جس سے اسکی آنکھوں لہو ہو رہی تھیں۔۔۔۔

”بوائے فرینڈ کیا ہے؟“ وہ روتی سوں سوں کرتی ایک دم سنجیدہ ہوئی۔۔۔۔ وہی آنکھوں میں انگلش کی چمک بیداری ہوئی۔۔۔۔

سیر دیکھ کر لب پیوست کرتا رہ گیا۔۔۔۔“ بتائیں نا؟“ وہ اسرار کرنے لگی بھلا کہاں انگلش کو جانے دے سکتی تھی۔۔۔۔

”گھٹیا انسان۔“ وہ جل کر بولا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ اس وقت واپس سے اسکی کیر چاہتا تھا اس انگلش سے جلن ہونے لگی۔۔

کیا کچھ نہیں تھے اسکے رقیب میں ”پیٹا“ ”مکتا“ ”مسنی“ اور اب یہ ”انگلش“ بھی۔۔۔۔۔  
”استغفر اللہ! آپ خود کو گھٹیا انسان تو نا بولیں۔“ وہ فوراً سے ٹوک گئی۔۔۔۔۔

جہاں سعیر نے حیرت سے اسکا چہرا دیکھا وہیں کچن کی سمیت آتے داد عارب کا قہقہہ چھت پھاڑ تھا۔۔۔۔۔

”ہا ہا ہا ہا چہ چہ معصوم بچی کیا بول گئی!“ انہوں نے سعیر پر افسوس بھری نظریں ڈالیں جبکہ نور اور سعمیہ باز رکھنے کیلئے اشارہ کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

تبھی حور کو احساس ہوا وہ غلط بول چکی ہے۔۔۔ اور یہ دونوں عالم کا مذاق بنا رہے ہیں۔۔۔ شوہر کے خلاف انہیں دیکھ کر وہ خالصاً بیویوں کی طرح تپ اٹھی اپنے سر تاج کیلئے۔۔۔  
”آپ ہوں گے بوائے فرینڈ!“ وہ دونوں پر چیخی۔۔۔۔۔

ایک دم سناٹا ہوا سعیر کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا کہ وہ انہیں بوائے فرینڈ کہہ رہی ہے جبکہ اب سارا معاملہ سمجھتے وہ وہیں لوٹ پوٹ ہو گئے۔۔۔۔۔

”ہیں میں غلط بول گئی؟“ اب کی بار وہ اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتی منمنائی۔۔۔۔۔

”رات کو بتائوں گا!“ اسکی رونے جیسی صورت اس سے دیکھی نہیں گئی اور اگلے پل وہ انہیں ششدر چھوڑتا حور کو ساتھ لگا کر اسکا سر چوم گیا۔۔۔۔۔



داد اور عارب نے جھٹکے سے سیدھے ہوتے اپنی بیویوں کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر انکی طرف پشت کر لی۔۔۔

”ہاہاہاہا۔۔۔۔۔ اور ابکی بار قہقہہ لگانے کی باری عالم کی تھی انکے حیرت زدہ چہرے دیکھ کر۔۔۔۔۔“

”دیکھ رہے ہو اپنے باپ کے کام؟“ درقہ کی گود میں سرخ چہرے والے فاتح کو مخاطب کرتا داد بھریور طنزیہ بولا۔۔۔

اور عالم جانتا تھا وہ اس فتنے کا خون جلا چکا ہے جسکی گواہی اسکا سرخ چہرا دے رہا تھا کہ سب کے سامنے اسکی ماں اسکے سینے سے لگی ہوئی تھی اور وہ ایک ملازمین کے پاس

تھا۔۔۔

”یہ باپ تھا؟“ فتنہ بس یہی کہہ سکا اور اگلے پل اسکی بلند ترین چنچیں گونجی کہ وہ فاتح کرتی چیخ کر اسکی سمیت بھاگی۔۔۔

”اللہ خیر کیا ہوا؟“ سب بوکھلا گئے۔۔۔

”میرا شہزادہ میرا بیٹا کیا ہوا؟“ گلا پھاڑ کر روتے فاتح کو بے تحاشہ چومتی حور سینے میں بھینچے  
سک رہی تھی۔۔

اور سب فکر مند سے اسکے گرد تھے جبکہ عالم مٹھیاں بھینچے کھڑا اس فتنے کی چال کو سمجھ گیا تھا۔۔۔

سینڈ میں کایا پلٹی وہ سعیر کے سینے سے لگی نہیں بلکہ فاتح کو سینے میں بھینچے کھڑی تھی۔۔۔۔

اور ایک مسکراتی بھوری آنکھ دوسری غصے سے لہو آنکھوں میں دیکھ کر جیسے پوچھ رہی ہو  
”پھر کیسا لگا میرے باپ؟“

”عالم دیکھیں نا اسے کیا ہو گیا ہے؟“ سینے میں بھیچے وہ اسے عالم پاس لائی۔۔۔

”میں نے ابھی ڈاکٹر سے بات کی ہے اسنے کہا ہے اسے تین دن فریج میں رکھ دو تاکہ  
اسکی آگ ٹھنڈی پڑے۔“ وہ جل بولتا وہاں سے نکلا۔۔۔

سب ہکا بکا تھے سوائے داد کے جو مزے سے ہنس رہا تھا۔۔۔

”ہیں کیا فاتح کو آگ لگی ہے؟“ حورالعین نے ہونقوں کی طرح پوچھا اور فاتح کو دھچکا  
لگا۔۔۔

اسکی ماں نے ہی اس پر وار کر دیا۔۔۔

وہ رونا بھول کر حیرت دکھ سے اپنی ماں کو دیکھنے لگا اور ایکدم ہی قلقاریاں مارنے لگا مبادا  
وہ اسے فریج میں ہی نا ڈال دے۔۔۔

اسکی نقلی قلقاریاں پر داد کھلکھلا اٹھا۔۔۔ وہیں حور نے فاتح کو سینے میں بھیچ لیا ممتا سے،

پر اسے عالم کی ناراضگی کی بھی فکر تھی پر وہ جانتی تھی جب وہ پاس جائے گی منائے گی  
تب وہ سب کچھ بھول جائے گا۔۔۔

بلکہ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ اپنی عین سے ناراض ہوئی نہیں سکتا تھا۔۔۔

اور وہی سچ ہوا جب وہ تیار بلیک بوٹ سوٹ میں اپنے دراز قد کے ساتھ جھک کر دونوں کے پیشانی باری باری چوم کر وہاں سے نکلا تب اسکے چہرے پر ذرا بھی ناراضگی کا شبہ نہیں تھا۔۔۔۔

کیونکہ وہ شہزادی عین کا شہزادہ عالم تھا۔۔۔۔۔

جلدی ہی گوں گوں کرتی فاتح کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اسکی اس آواز پر حورالعین کھلکھلا اٹھی۔۔

اسے اپنی وجہ سے ہنستے دیکھ کر فاتح بھی پرسکون مسکرا رہا تھا بہر حال وہ اس رقیب کے قبضے سے اپنی ماں کو ضرور آزاد کروا لینا چاہتا تھا۔۔

پر دونوں جیسے یہ بھول گئے تھے

رقیب، فتنے کے پیچھے وہ دونوں باپ بیٹا تھے۔۔۔

\*-----♦♦♦-----\*

یہ منظر ایک خفیہ تہہ خانے کا تھا جہاں سیکرٹ ایجنٹ دائود آلف سیاہ کپڑوں میں ملبوس تھا اور اسکے ساتھ دو آدمی بھی تھے۔۔۔

جبکہ سامنے ہی کرسی پر دو آدمی باندھے ہوئے تھے اور یہ دو وہی تھے جو لڑکیوں کی اسکن سے پرفیومز بناتے تھے مختلف کیمیکلز کا استعمال کر کے۔۔۔

داد کو جو چاہیے تھا وہ اسکا بیان اسکی انگلیاں کاٹ کر لے چکا تھا، اور اب بیسٹ کا انتظار تھا جسنے آکر اس گینگ کی وسیع پیمانے کی معلومات حاصل کرنی تھی۔۔

”یہ یو ایس بی ہیڈ کوارٹر پہنچا دو“! داد نے اپنی ٹیم کے آدمی کے حوالے تمام ہدایات کے ساتھ وہ یو ایس بی حوالے کی۔۔

تہ خانے میں ایک زیرو پاور بلب روشن تھا وہ بھی اس چیئر پر بندے ہوئے آدمی کے نیچے جسکے ہاتھوں کی کٹی ہوئی انگلیوں سے خون ٹپک رہا تھا اور وہ درد سے بار بار بیہوش ہو رہا تھا پر الیکٹرونک جھٹکوں سے وہ بار بار ہوش کی دنیا میں قدم رکھتا درد سے چیخیں مار رہا تھا۔۔

تہ خانہ زمین کے کافی گہرائی میں تھا اور اوپر کئی منزل بلندنگ تعمیر تھی جس وجہ سے اسکی چیخیں اس تہ خانے میں ہی دب گئی تھیں۔۔۔

”بیسٹ آرہا ہے“! ایکدم آدمی نے اندر آکر مؤدب ہوتے بیسٹ کی آمدگی سے آلف کو باخبر کیا وہ سر ہلا گیا۔۔۔

”اچھا تم جائو اب“! آلف کے حکم پر سر خم کرتا وہ آدمی جا ہی رہا تھا کہ تبھی اسی سے تہ خانے کی سیڑھیوں پہ بھاری قدم رکھتا وہ اندر آرہا تھا۔

اسے دیکھتے ہی وہاں موجود دونوں آدمی مؤدب ہو کر سر خم کر گئے۔ وہ تھا ہی ایسی شخصیت کا مالک کہ اسکی طرف دیکھنے یا سر اٹھانے کی انکی ہمت ہی نہیں ہوتی۔

بیلو پینٹ پر وائیٹ شرٹ پہنے، جو اسکے وسیع وچوڑے سینے سے چپکی ہوئی تھی بازو پر بیلو کوٹ ڈالے فولڈ آستین بلیک شوز میں بھاری قدم رکھتا ہوا نیچے اترا۔۔۔



معمولی کی برخلاف آج اسکے منہ میں سگریٹ تھا، جسکا دھواں منہ ناک سے نکل رہا تھا۔  
اسکے حلیے کو دیکھ کر لگ رہا تھا وہ ایک لمبی میٹنگ سے سیدھا یہیں آرہا ہے۔۔۔

”سر!“ اسکے دامی نے پلک جھپکتے سعیر کے بازو سے کوٹ لیا اور مؤدب تھام کر پیچھے ہو گیا  
جبکہ دوسرا اسے سلام کرتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔

”تمہارا کام ہو گیا؟“ سعیر نے لب کشائی کی۔۔۔

پھیلی مگر دھندلی آنکھوں سے بیسٹ کو دیکھنے کی کوشش کرتے اس بندھے آدمی نے کمزور  
مزاحمت کی موت کو سر پر پا کر۔۔۔

موت تو پہلے ہی باخبر کر چکی تھی پر بیسٹ کے ہاتھوں موت سے اسکا روح کانپ گیا۔۔۔ وہ  
روتا ہذیاتی انداز میں چیخ چلا رہا تھا۔

”ہاں اور میں نے وہ ہیڈ کوارٹر بھیج دیا ہے ہوپ سو وقت پر پہنچا دے۔“ اسنے سر ہلاتے  
جواب دیا۔۔۔

”یہ کافی نڈھال ہو چکا ہے کیا تمہارے سوالات کے جوابات دے سکے گا؟“ اس آدمی کی  
حالت زیر پیش اسنے کہا۔

”ضرور دیگا!“ وہ استہزائیہ گویا ہو کر اس آدمی کا معائنہ کرنے لگا جسکی بس انگلیاں ہی کاٹی  
گئی تھی۔۔۔

کیا انصاف تھا اپنی صرف انگلیوں کے کٹنے پر روتے بھیک مانگ رہے تھے اور ان معصوم  
کلیوں کی چمڑی اتار کر ان سے پرفیوم جیسے غیر قانونی کام سرانجام دیتے تھے ان پر انہیں  
کوئی رحم نہیں آتا تھا۔۔۔

بہر حال رحم تو اس میں بھی نہیں تھا اسلئے وہ اس موضوع کو دماغ میں ہی دفن کر چکا تھا۔  
”ہاں پھر؟ کیسا لگ رہا ہے بیسٹ کے پاس آکر ہوپ سو کہ آج پھر ایک کی دلی خواہش قبول ہوئی اور اسنے بیسٹ کا دیدار کر لیا۔۔۔

پر افسوس ہے مجھے کہ جو بھی دیکھتا ہے وہ دوسرے کسی کو بتانے کیلئے زندہ ہی نہیں رہ پاتا۔۔۔ ”اسکے کئی انگلیوں والے ہاتھ پر اپنے گلووز پہنے ہاتھ رکھتا وہ اس پر جھکا۔۔۔

”آہ۔۔۔ ”درد سے ایک بلبلائی چیخ تہہ خانے کے در و دیوار ہلا گئی۔۔۔

”مم۔۔۔ میں کسی کو نن۔۔۔ نہیں بتائوں گا مم۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔ بب۔۔۔ بیسٹ۔۔۔ ”وہ روتا بمشکل یہ ٹوٹے الفاظ ادا کر پارہا تھا ورنہ بیسٹ کے ہاتھوں کے دبائو سے اسکا دماغ درد سے ماؤف ہو رہا تھا۔

”ہوں!! اسکی بات سنتے اسنے ہنکارہ بھرا۔

”بہر حال یہ بات قابل غور ہے کہ یہاں آکر سب کی یہی فرمائش ہوتی ہے۔ اور اسے کیسے پورا کیا جائے۔ ”اسکی بات پر اسکے چہرے کے کٹ کو دیکھتے اس آدمی کی آنکھیں خوش سے چمکی۔۔۔

”پر بیسٹ کافی انصاف پسند ہے،، اگر تمہیں چھوڑا تو ان لڑکیوں کی اسکن انکی خوشیاں، انکی زندگی مسکراہٹیں، عزتیں وجود کیا تم مجھے واپس دو گے؟ ”وہ اسکی آنکھوں میں آگ کی طرح دکھتی بھوری آنکھوں کو گاڑھ کر دریافت کر رہا تھا۔  
پر آنکھوں کے برخلاف لہجہ کافی سرد ٹھنڈا تھا۔

”ہم۔۔۔ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔میں تمہیں دوں گا لڑکیاں۔۔۔بہت بہت دوں گا۔۔۔صرف مجھے زندہ چھوڑ دو بیسٹ میں تمہیں بہت سے لوگ لا کر دوں گا جنہیں تم خوشی سے کاٹ سکتے ہو۔۔۔۔۔“ وہ سسک اٹھا خوف و ہراس سے اسکا رواں رواں کپکپا رہا تھا۔۔

ہاتھ اب درد سے سن ہو چکے تھے۔۔۔

”اور وہ لڑکیاں آدمی کہاں سے لا کر مجھے دو گے؟“ وہ محظوظ ہو کر بولا۔۔۔

آلف دلچسپی سے دیکھتا چیخ کھسکا کر اسکی پشت سے سینہ ٹکائے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔۔

”وہ۔۔۔مم۔۔۔میں ہم کڈنیپ کریں گے پر آپکو بب۔۔۔بہت دیں گے بہت۔۔۔۔۔“ وہ

سسکا۔۔۔

بس نہیں چل رہا تھا بیسٹ کے پاؤں میں گر جائے۔۔۔

اسنے جتنا خطرناک سنا تھا اسکے برعکس وہ تو کافی نرم گو معلوم ہو رہا تھا۔ انکی سوچ میں تو بیسٹ کے ہاتھ میں ”چینسا“ ہوتی تھی اور وہ خون آلودہ کپڑوں میں ایک جنگلی آدم خور سے کم نہیں ہوتا تھا۔۔

پر یہاں تو سوچیں ہی الٹ تھی وہ ایک پڑھا لکھا بزنس مین سعیر عالم تھا۔

تو کیا سعیر عالم بیسٹ تھا؟؟؟؟؟

کتنی افسوس ناک بات تھی کہ وہ کسی کو بتا نہیں سکتا تھا موت سر پر تھی اور وہ چاہتا تھا سب کے سامنے اس بزنس مین کا چہرہ سامنے لائے کہ بیسٹ انسانوں کے بھیس میں انکے بچ اتنے معروف شخصیت سے رہ رہا تھا۔

”ہم! بہت خوب۔“ وہ متاثر ہوتا پاس پڑی چیئر کھینچ کر بیٹھا تبھی تہہ خانے میں دو آدمی ساتھ داخل ہوتے ایک گلاس باکس لا کر انکے سامنے رکھی۔۔۔

”یہ۔۔ یہ کیا ہیں؟“ آلف نے حیرت سے جھر جھری لیکر ان آدمیوں سے پوچھا۔  
آلف کی آواز پر اس بندھے آدمی نے بھی اس آنے والے باکس کو دیکھا۔

”یہ انسانی گوشت خور کیڑے ہیں!“ کسی اور کے بجائے عالم نے سگریٹ کا گہرا کش لیتے کہا۔

”اور اس کا کیا کرنا ہے؟“ انسانی فطرت طور وہ سوچ کر ایک جھر جھری لے اٹھا۔۔

”مجھے لگتا ہے یہ سوال فضول ہے۔“ اسنے جتایا اور آلف گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔  
اس گلاس باکس سے نمایا ہوتے وہ سیاہ خون بھرے کیڑے ایک دوسرے سے الجھ رہے تھے، جیسے ابھی پیتی سے باہر نکل کر سب کا گوشت نوچ کھونچ لیں گے۔۔

”نن۔۔ نہیں۔۔ ایسا مت کرو بب۔۔ بیسٹ ایسا مت کرو کاٹ دو مار دو۔۔ ایسا مت کرو۔۔“ دفعۃً اس آدمی کی چیخیں گونج اٹھی وہ جان گیا تھا کہ اسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔۔

اسکے گوشت کو یہ کیڑے نوچنے والے ہیں۔۔

”ابھی ایک منظر دیکھو لو پہلے پھر کچھ کہو ہو سکتا ہے میری سزا سے یہ پسند آئے۔ کیونکہ یہ جب جسم پر رینگ رینگ کر گوشت کو نچتے ہیں نا تب لطف کے ایک الگ جہان میں پہنچا



دیتے ہیں۔۔ ویسے ہی جیسے ایک نسوانی وجود کو نوچتے پیہنچتے ہو۔۔۔۔۔ ”اسکا لہجہ ایسا تھا جسے سنتے وجود میں خوف کی سرد لہریں اٹھ رہی تھیں۔۔

آنکھیں آگ اگلتی حقیقت ایک سعیر بن بیٹھی تھیں۔ وجود میں تو وہ اس پر چھایا ہوا تھا طاقتور دیو کی طرح۔۔

اسکے پیلی روشنی میں نمودار ہوتے گہرے نیلے کٹ کے نشان روح لرزہ دے رہے تھے۔۔۔

وہ جو اسے دیکھ رہا تھا معاً کٹی انگلی کے پاس گدگدانے والا لمس محسوس ہوا۔۔ جیسے کوئی رینگ رہا ہو۔۔۔ اور ابھی وہ سمجھ بھی نہیں پایا کہ دوسرے ہی لمحے سے ہاتھ پر چھن محسوس کرتے اسکے حلق سے چیخیں ابل اٹھیں۔۔۔

آلف کا دل خراب ہونے لگا جب سعیر نے اسپیشل گلووز میں مقید ہاتھ سے ایک سیاہ کیڑا نکالا۔۔۔ اور اسے اسکی کٹی انگلی کی جگہ پر رکھ دیا۔۔

یہ منظر بہت ہولناک تھا، پر وہ کافی حیرت سے اس کیڑے کو دیکھ رہا تھا جو کسی مشین کی طرح گوشت کو کھانے میں مصروف تھا۔۔۔

اسکی رفتاری اسکے وجود سے کافی تیز تھی۔۔ وہ شاید وجود میں اندر گھسنے کیلئے راستہ بنا رہا تھا۔

”کک۔۔ کیا چاہتے ہو کیا چاہتے ہو بیسٹ مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔“ وہ چیئر پٹختا حلق پھاڑ کر چیخیں مارنے لگا تھا۔۔۔

اس درد نوچنے کو وہ جھیل نہیں پارہا تھا اسکی برداشت سے باہر تھا وہ نوچنے گدگدانے والی  
افیت ناک سزا۔۔۔

آلف نے داد دیتے متاثر ہو کر ابرو اچکایا۔۔۔

سیکنڈ میں ہی ہار واہ۔۔۔

”اوکے جو پوچھتا جائوں اسکے جواب دیتے جائو یہ ایک نہیں پورے تمہارے جسم کو نوچ  
لیں گے۔۔۔“

اسکے اشارے پر ہی تہہ خانے میں تیز لائٹ روشن ہوئی، اور آلف نے الجھ کر دیکھا تو اسکے  
حلق جیسے خشک ہو گیا دوسرے ہی لمحے۔۔۔

کچھ الگ حال وہاں موجود لوگوں کا بھی نہیں تھا۔۔۔

”بی۔۔۔ یہ؟؟“ وہ بندھا آدمی چیخا۔۔۔

کیونکہ سامنے بڑے سے گلاس کے باکس میں اسکے آدمی تھے، پر ان پر چپکے کیڑے الگ  
الگ نسلوں کے گوشت خور تھے۔۔۔

”اوہ تو اسلئے اس تہہ خانے میں کوئی نہیں آتا۔“ آلف کو الٹی آنے لگی تھی سامنے منظر  
صاف تھا۔۔۔

ان گینگ کے آدمیوں کی آنکھوں منہ سے نکلتے کیڑے صاف اور واضح تھے ان شیشے کے  
باکس سے۔۔۔

آلف کا دماغ گھومنے لگا اسے جیسے یہ قبر کا منظر میں سے ایک لگا۔ وہ گھومتے سر بھاری اعصاب سے وہاں سے نظریں ہٹا گیا۔۔۔

پر چارو اطراف تو وہ شیشے کے بڑے باکس نصب کر لیے گئے تھے کہاں سے نظریں بچاتا۔۔۔  
”یہ تو ہمارے گینگ کے آدمی تھے نا؟“ وہ سامنے ایک شیشے میں ہولناک منظر دیکھتا  
ششدر ہو کر بولا۔۔۔

”تھا!“ عالم نے ہلکے پھلے انداز میں کہا اور اپنے آدمی کو اشارہ دیکر وہ کیڑا واپس اسکے  
گوشت سے نوچ کر باکس میں ڈالتے وہاں سے لے گئے اور اگلے ہی لمحے میں وہ باکس بھی  
دیوار میں اندر ہوتے وہاں ویسی ہی سمینٹ کی دیواریں بن گئی۔۔۔  
آلف تو اس سب پر ششدر ہکا بکا دیکھ رہا تھا۔۔۔  
”میرے پاس وقت کی قلت تھی اسلئے سب کو ساتھ ہی ختم کر لیا۔“ وہ مسکرا کر بولا جیسے  
کچھ تھا نہیں۔۔۔  
یہ کیسا بن گیا تھا۔۔۔ داد کا سوچ کر سر دکھنے لگا۔۔۔ جس طرح حیوانگی بدلتی بڑھ رہی تھی  
ویسے ہی وہ بھی افیت کے نئے اقسام دریافت کر رہا تھا۔۔۔

کتنا افیت ناک ہوگا انکا تڑپ تڑپ کر ان گوشت خور کیڑوں سے خود کو نوچوانہ۔۔۔۔  
”پر وہ لڑکیاں؟؟ کیا جب ان پر تیزاب ڈالے جاتے ہوں گے وہ بھی ایسے ہی تڑپتی ہوں  
گی؟ جب انکے وجود سے اسکن اتاری جاتی ہوگی وہ بھی ایسے ہی تڑپتی ہوں گی؟“  
”بیسٹ!“ اسنے مخاطب کرنا چاہا پر جی کے متلانے پر ایکسیوز کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

اب سامنے بیسٹ تھا اور اسکے سوالات۔۔۔۔

پر یہ کافی مختصر تھے کیونکہ جو ڈیٹا اسے چاہیے تھا وہ مل چکا تھا، بلکہ چند سوالات کے بعد اس آدمی نے اسکے ہاتھ میں ایک خنجر دیکھا۔۔

”تمہاری ڈیل مجھے پسند آئی،“ پر میں چھوٹے لوگوں سے ڈیل کرنے کا عادی نہیں۔ ”وہ  
پراسرار سا مسکرایا اور سامنے چمکتا خنجر کیا جس پر چمکتے نمایا حروف میں،“ سعیر عالم ”لکھا تھا  
اور اسکی نوک کے پاس سے گھومتی اسکی سرخ زبان۔۔۔۔

”میں چینسا سے نہیں سعیر سے مارتا ہوں۔“ اپنی بھوری چمکتی آنکھیں اس پر ٹکا کر خنجر کی  
نوک اسکی دونوں آنکھوں کے بیچ ناک کے تھوڑا اوپر رکھی۔۔۔  
اس آدمی کی وحشت سے پھیلی آنکھیں ایک سعیر عالم کے چمکتے حروف پر تو دوسری آنکھ اس  
حیوانی چہرے پر تھی جسکی آنکھ بھوری مسکرا رہی تھی۔۔۔

”میری سزا کیلئے تیار ہو؟“ اسنے کہتے بغیر وقت دیئے اسے منت سماجت کیلئے ایکدم ہی اسکی  
اپنے نشانات کو گھورتی آنکھ میں وہ نوک گھونپ دی۔۔۔۔

”آہسہ۔۔۔۔۔ بیسٹ تو مرے گا ضرور مرے گا۔۔۔۔“ ایک فلک شگاف قہقہے کے

ساتھ ایک دل دہلا دینے والی چیخ تھی اور اسکے خون آلودہ ہوتے ہاتھوں کے ساتھ  
کپڑے۔۔۔۔

”سارے باکس کو آگ لگا دو اندر! پر یاد رکھنا انکی بو اندر نہیں جانی چاہیے“! وہ اس  
چھوٹے سے باکس کے پاس بیٹھا اس میں وہ گوشت کے ٹکڑے ڈال رہا تھا جو ابھی اسنے  
کاٹے تھے۔۔۔



”اوکے سر ”! آدمی سر خم کرتا وہاں سے نکلا۔۔

یہ سب اسنے امریکہ کے حیوان کو مارتے وہاں سے لیئے تھے کچھ ہی اقسام باقیوں کو اسنے آگ لگا دی تھی پر اسے نہیں معلوم تھا وہ چھ ماہ کے عرصے میں اتنا جلدی گرو کریں گے۔۔

اس سے پہلے وہ مزید بڑھتے انہیں ختم کرنا ہی صحیح تھا، اور وہ کر رہا تھا، جن آدمیوں کو اسنے ان کیڑوں کے حوالے کیا تھا وہ وہی تھے جنہوں نے عارب پر مسلسل اٹیک اور اسکے پیچھے غداری کی تھی۔۔

حالاں کہ ایسی نفسیاتی سزائیں وہ نہیں دیتا تھا پر وقت کی قلت نے اسے یہ کروا دیا تھا۔  
”میں تو اپنی شہزادی کے ساتھ خوش رہنا چاہتا ہوں پر یہ لوگ خوش رہنے کہاں دیتے ہیں بیسٹ کو ”! وہ ان کیڑوں میں مسلے ہوئے دل کا خون ڈالتا ہوا ان سے مخاطب تھا۔۔  
”تم سب سے کبھی تفصیل میں ملاقات ہوگی، اس وقت مجھے جلدی جانا چاہیے کیونکہ۔۔۔۔۔  
بیوٹی اپنے بیسٹ کیلئے ڈش تیار کر رہی ہے اور میں نہیں چاہتا اس ڈش کو کوئی دیکھے بھی میرے علاوہ۔۔۔ ”وہ سامنے لگے سنک سے ہینڈ واش کرتا پاس آیا۔۔

اور ایک الوداعی نظر ان پر ڈالکر اپنے آدمیوں کے پاس آتے ہدایات دیں۔۔۔  
”ملتے ہیں دو سال بعد! تم سب کو وقت پر خوراک ملتی رہے گی وہ بھی مختلف ممالک کے کتوں کی۔ ”وہ ایک مسکراتی نظر ڈالتا کوٹ پہن کر ٹائی درست کرتا بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہاں سے نکلا۔۔

اسکے پیچھے ہی اسکے آدمی وہ باکسر اٹھا کر نکلے۔ دیواروں کی ہلکی سی تپش سے معلوم ہو رہا تھا اندر آگ بھڑک اٹھی ہے۔۔۔

اب تو اسکے آدمیوں کو جیسے خوف آرہا تھا۔

پر کس کو کس وقت بیسٹ سے خوف نہیں آتا؟

دائود آلف کا کام ہو چکا تھا اور وہ چلا گیا تھا۔ اسکے پیچھے ہی سعیر کی گاڑی جارہی تھی۔

ابھی تو راستے ایک تھے پر وہ جانتا تھا کل وہ سب وقتی طور جدا ہو جائیں گے۔۔۔

اس آدمی کی آخری چیخ کا اس پر ذرا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا کیونکہ وہ اب بے فکر تھا۔

اسکی بیوٹی کے پاس اسکا فاتح تھا۔

مہوش علی

\*-----\*

خوبصورت نیم اندھیرے میں ہلکی سنہری روشنی میں ڈائننگ روم میں رکھی اس بڑی سی

ڈائننگ ٹیبل کے گرد چاروں اطراف بڑی خوبصورت کرسیوں پر بیٹھا ہر کوئی اس سنہری

پر سکون ماحول میں مزیدار ڈنر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

کسی کو یہ کہنے سے کوئی عار نہیں تھی وہ سب تعریف بے جھجک کر رہے تھے اور انہوں

نے کرنے میں دیر بھی نہیں لگائی۔ ہر ڈش کو ٹیسٹ کرتے وہ تعریفی انداز میں ایک

دوسرے کو پیش کر کے سراہ رہے تھے۔

”جی بھر کر کھائو یہ ڈنر پھر دو سال بعد نصیب ہوگا“! یہ داد تھا جسے عالم کے دور جانے کا دکھ بھی تھا اور اپنی کزن کے نصیب پر خوشی بھی کہ وہ چار تاریک دیواروں میں رہنے والی ساری دنیا کی خوبصورت سے آگاہ ہوگی بلکہ کافی حد تک وہ ایک بہادر و مضبوط بنے گی اعصاب طور۔۔

بہر حال سعیر عالم کے ساتھ سفر کرنا آسان تو نہیں تھا، موت حیوان تو اس کے تعاقب میں ہوتے تھے پر انہیں یقین تھا جب ایک بڑے سے دیو کے سائے سے وہ اپنی بیوٹی کو بچا چکا تھا تو اب انہیں کوئی پریشانی فکر نہیں تھی۔۔۔

داد کی بات پر سب ہنس پڑے۔۔

ڈنر ایک خوبصورت پرسکون ماحول میں کیا گیا تھا، ڈنر کے بعد عارب کے سرپرائز بھری کامیابی کی خوش خبری سنانے پر سب کے چہرے دیکھنے لائق تھے سواء مسکان سہی کے کیونکہ وہ پہلے جانتی تھیں۔۔۔

”بھئی اس کامیابی پر ٹریٹ عارب صاحب کی طرف سے۔“ داد نے پرجوش سے اعلان کیا خواتین خوش ہوئیں۔۔۔

جبکہ عارب جانتا تھا وہ کمینہ اب اسکی جیب سے بدلہ لے گا شادی کے رات والا، پر اس سے پیسے اپنے پورے لیکر والٹ بھی دے چکا تھا تو اب یہ کیسا بدلہ؟

اور عالم برہان کی موجودگی میں وہ بیچارہ کچھ کہہ بھی نہیں پارہا تھا۔ اندر ہی اندر اپنے اکاؤنٹ کو سہی مسکان حور نور پر صدقہ وار کرتے داد کے حوالے کیا۔۔۔

”تم سب جاؤ ہم یہیں ہیں۔“ عالم کے کہنے پر سب کے چہرے اترے پر انہوں نے حورالعین کے چہرے کی تھکان سے اندازہ لگالیا کہ وہ کیوں ایسا کہہ رہا تھا۔۔۔

”میں تمہارے لئے آسکریم لائوں گیں۔“ مسکان نے اس کے گال چومنے کی جرات کی پر اس سے پہلے وہ عالم کے حصار میں تھی۔۔۔

”تم سب انجوائے کرنا میں اسے آسکریم کھانے کی اجازت نہیں دیتا۔“ وہ روکھے سرد لہجے میں گویا ہوتا مسکان کو تمللا کر رکھ گیا۔۔۔

”اچھا تم ہمیں کھلا دینا!“ برہان سے اسکا مایوس ہونا دیکھا نہیں گیا فوراً سے پاس آکر بولا۔۔۔

مسکان نے خشمگین نظروں سے انکی طرف دیکھا پر ان دونوں باپ بیٹی کی نظروں میں شرارت دیکھ کر خود قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

”آسکریم تو وہ میری کھا کر ہی جائے گی یہاں سے۔“ وہ گردن اکڑا کر کہتی فیری کے گال چوم کر آگے بڑھی۔۔۔

”آپ کے پاس کوئی عنوان ہے اس پر؟“ فیری نے اب کی صورت حال کی طرف اشارہ کرتے برہان سے طنزیہ پوچھا۔۔۔

”ہاہا۔۔۔ ہے نا سائیکو عورت!“ وہ قہقہہ لگا کر کہتا فیری کو کھلکھلانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

”خبردار بابا میری ماما کے بارے میں ایسا کہا؟“ وہ مصنوعی روعب سے بولی برہان قہقہہ لگا۔۔۔



”تمہاری ماں کو تو سمجھ گیا پر تمہیں سمجھنا ناممکن سا بن رہا ہے۔“ اسنے ہنستے ہوئے کہا فیری کھلکھلا اٹھی۔۔۔۔

”جس طرح دنیا شیور نہیں فیری ہے یا نہیں۔ اسی طرح کبھی میرے مزاج سے شیور نہیں ہو سکے گا مائی ڈیر بابا۔“

وہ سب قہقہہ لگاتے وہاں سے نکلے۔

انہیں افسوس بھی تھا کہ وہ ساتھ نہیں آرہے اور احساس بھی تھا کہ حورالعین نے سچ میں آج کام کیا تھا گھر کا شاید اسلئے ہی تھکی ہوئی ہوگی۔

اور وہ کام یہ تھا کہ اسنے عالم کے ساتھ کھانا ٹیسٹ کیا اور آخر میں پیاز لہسن ٹماٹر، اور آلو مٹر کیچ اپ کی عجیب وہ غریب بد ذائقہ ڈشز عالم سے نوش فرمائی اور اسکی تعریف نے اسے خوش سے سرشار کر دیا جیسے وہ ہوائوں میں جھولنے لگی۔۔۔

پر اسکے بعد عالم نے ڈاریکٹ برش کیا اور اس سے اپنے پیٹ کی زیادتی کا بدلہ کچھ شدت بھری جسارتوں سے لیا۔

بہر حال عین اس سے انجان تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ یہ پیار اسے آج پہلی بار اچھا کھانا بنانے کی عوض مل رہا ہے۔ اور وہ شرمائی شرمائی سی تھی۔۔۔

بے تحاشہ تعریفوں کو عین کے منہ سے اپنی ڈش کی سنتے سب نے متجسس ہو کر عین سے فرمائش کی ہمیں بھی چکھائو پر یہاں عالم کی پازیسو نے انہیں بچا لیا یا عین کو شرمندہ ہونے سے کہ ساری عالم نے ختم کر لی تھی اور عین کو خود چکھنے نہیں دی۔۔۔

سب دل مسوس کر رہ گئے، سہی خود کیونکہ وہ خود اپنی شہزادی کے ہاتھ کی پہلی رسوئی چکھنا اسے پیار کرنا چاہتی تھی پر بہر حال اسے بھائی کا جنونی حال اسے سامنے تھا کہ دو منٹ کسی کی محبت بھری نظر عین پر ٹھہرتی تو اس پر بھی ایک طیش برپا ہوتا تھا۔۔۔

جب ایک انسان اپنی بیوی کے قریب اپنے بچے کو زیادہ ٹھہرنے نہیں دیتا تو دنیا تو بعد میں آتی ہے۔۔۔

عالم فاتح کی جیلی سب سے چھپی نہیں تھی۔۔۔

فاتح جیسے بڑا ہو رہا تھا اسکی شرارتیں جیلی بھی عروج پر تھی۔۔۔

بس دونوں باپ بیٹے کو موقع چاہیے تھا کب، کون، کس کو نیچا دیکھا سکتا ہے۔۔۔

بہر حال یہاں فاتح ابھی کمزور تھا کہ وہ نا بول سکتا تھا کہ بول کر لاتعداد چیخیں مار کر اپنے باپ کا رات کو دوسرا روپ اپنی ماں کے سامنے لائے۔۔۔

نا ہی وہ چل کر اس آدمی سے لڑ سکتا تھا جو کہ اسے باپ کے روپ میں ایک برا سایہ تھا اسکی حسین ماں پر۔۔۔

یہ الگ قصہ تھا کہ ایک پہر ایسا آتا جب ان دونوں باپ بیٹے میں ایک دوسرے کو محبت دی جاتی۔

اور اسکا تذکرہ کسی دوسرے سے نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

گھر خالی تھا، سب چلے گئے تھے پر رات بھر انکا رت جگے کا ارادہ تھا جس میں عالم تو عین کو حصہ لینے سے باز ہی رکھ چکا تھا۔ اور وہ منہ بناتی روٹھی ہوئی تھی۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھی فاتح کو فیڈ کروا رہی تھی اور عالم ابھی تک روم میں نہیں آ رہا تھا بلکہ وہ آفس میں کوئی کام کر رہا تھا۔

وہ دیکھ رہی تھی کہ وہ آفس جیسے ایک پراسرار سی جگہ تھی جہاں کوئی ذی روح بھٹک کر نہیں جاتی تھی۔

ایک دن عین چلی بھی گئی تھی، اور آفس کی دیواروں میں نصب بڑی اسکرین اور اسکرین پر پتا نہیں کس جگہوں، کن لوگوں کے منظر چل رہے تھے۔۔۔

وہ سمجھ نہیں سکی، وہ آنکھوں پر گلاس چڑھائے اور الگ سے عارب کو دیکھنے لگی جو ایک بڑے سے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا ایک وقت میں کئی بٹن دباتا پتا نہیں کیا کیا کر رہا تھا کہ عین کا سر ہی چکرا گیا۔۔۔

وہ سہم گئی اسے لگا کسی اور ہی دنیا میں آگئی ہے، اسکا دل گھبراہٹ سے ڈوبنے لگا کہ وہ وہیں بیٹھ گئی۔

اسی وقت عالم آیا اور غصے سے وہاں لیکر آیا اور سخت جھاڑ پلائی کہ آئندہ خبردار وہاں گئی۔۔۔

اسکی آنکھوں نے ابھی ابھی تو اندھیرے کی دیواریں پھلانگی تھیں اور ایک وقت اتنا دباؤ برداشت نہیں کر سکیں۔۔۔

اور وہ کتنی دیر سر درد سے روتی رہی، پر اس وقت اسکے پاس ایک چوڑا وسیع مضبوط سینا میسر تھا جس میں وہ سکڑی سمٹی ہوئی تھی۔۔۔

جو اس کے لئے ایک گھنا سایہ تھا بیسٹ کا سایہ محبت کا سایہ۔۔۔

وہ بالکل عالم جیسا تھا انتہائی کا خوبصورت دل دھڑکا دینے والا۔  
اسکے اطراف میں ہاتھ بسترے پر ٹکائے وہ اسے مسلسل محبت کر رہی تھی اور فاتح سرشار  
مسرور سا پڑا تھا اس ممتا کی بارش پر۔۔۔

اب وہ بڑا ہو رہا تھا اور اس کی شرارتیں بھی صرف اپنی ماں سے ہو رہی تھیں۔ حور جب گال قریب کرتی تو وہ اپنے منہ کو اس پر رکھ دیتا اور حلق سے محبت بھری غوغا کی آوازیں نکالتا ہاتھ ہلاتا خوشی سے۔۔۔

”بولو ماما۔۔۔“ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی چوم کر بولی پر وہ پانچ ماہ کا تھا بارہ ماہ کا نہیں۔۔۔ جو سیدھا کہتا ماما۔۔۔

وہ کھلکھلا جاتا حور کی اس سوچ پر۔۔۔۔ اور ہاتھ اٹھا کر غوں غوں کرتے اسے جیسے اپنے قریب بلایا۔۔۔



”ہاہا بولو فاتح کہو ما۔۔۔ ما۔۔۔“ ہنس کر وہ اس پر اسرار کرنے لگی۔۔۔ وہ قلقاریاں مار رہا تھا کہ اسے اپنے طریقے سے خوش کر سکے۔۔۔ اور حور کے ساتھ جھکنے پر ہی اسنے اپنا منہ اسکی ناک پر رکھا۔۔۔

اسکے لبوں کے بھگے روئی سے لمس پر حورالعین کی کھلکھلاہٹ سرشاری سے گونج اٹھی روم میں۔۔۔

”ہائے میرا شہزادہ ماما کو پی دے رہا ہے ناک پر۔“ وہ ہنستی ہوئی فاتح کی ناک چومنے لگی۔۔۔

”میں تمہیں کھانے لگی ہوں بھائو۔۔۔“ وہ ہاتھ بلند کرتی اسے ڈرانے کیلئے جھک اور فاتح نے کھلکھلا کر اسکے پلان کو خاک کرتے اسے بھی قہقہہ لگانے پر مجبور کر دیا۔۔۔ تبھی اس کھلکھلاتے ماحول کو دیکھتے پی بھائو بھائو والی آواز نکالتا حور کے پاس بیڈ پر چڑھ آیا۔۔۔

”دیکھو فاتح بے بی آگیا۔۔۔ بولو بے۔۔۔ بی۔۔۔“ وہ پی کے بال سہلاتی فاتح کے قریب کرنے لگی تھی کہ وہ اسے چھوئے۔۔۔

اور فاتح حورالعین کی گود میں اس پی کو دیکھنے لگا جو اسے دیکھ کر بھائو بھائو کر رہا تھا پیار سے یا غصے سے۔۔۔

بہر حال ابھی تو دنیا نہیں سمجھ رہی تھی سواء اسکے باپ کے وہ کیسے اس کتے کو سمجھ لیتا۔۔۔ اسنے کھلکھلاتے ہوئے ایکدم ہی اپنی روئی سی سفید چھوٹی چھوٹی انگلیاں پی کے چہرے میں چھوئی کہ پی بلبل کر تیز آواز میں بھائو بھائو کرنے لگا۔۔۔

اور اس تیز آواز میں بھائو بھائو پر فاتح سہم کے رونے لگا۔۔

”فاتح“! پی کے اچانک بیہوش پر وہ اسے الگ کرتی فوراً سے فاتح کو سینے میں چھپائے  
سہلانے لگی۔۔

اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا کہیں پی نے اسے اپنے پاؤں تو نہیں مارے۔۔

”ہشش! روتے نہیں بس میرا شہزادہ ہم پی سے کٹی ہیں۔“ وہ بھرائی آواز میں فاتح کو سینے  
سے لگائے جھولا رہی تھی اور وہ اس جھولے کے مزے لیتا آرام دہ ہو کر سسکیاں بھر رہا  
تھا۔۔

جبکہ فاتح کے رونے پر پی شرمندہ سے حورالعین کے گٹھنے سے اپنا چہرا سہلاتا اسے منانے  
لگا تھا۔۔

پر فی الحال حورالعین کی ساری توجہ فاتح پر تھی جسکی مدھم سسکیاں اسے اپنے سینے میں  
محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔

سیکند میں منظر بدلہ تھا، اب پی بیڈ پر اور وہ اپنی ماں کے سینے میں تھا۔ ویسے ہی جیسے  
شام کو عالم کے ساتھ کیا تھا۔۔۔

ایک خوبصورت پرسکون مسکراہٹ سے اپنی ماں کے آغوش میں ممتا کو محسوس کر رہا تھا۔۔

بس فکر اتنی تھی وہ عجیب و غریب باپ نما کرپچر نا آجائے انکے بیچ۔۔۔

حورالعین کو جب فاتح کے چپ ہونے کا احساس ہوا تو اسنے دیکھا وہ میٹھی نیند کے مزے  
لے رہا تھا۔ اسکی پھولی گالوں میں ڈمپلز تھے مطلب وہ مسکرا رہا تھا سوتے ہوئے۔۔۔

پر تاثرات نہیں تھے ایسے کہ وہ مسکرا رہا ہو سواء ڈمپلز سے۔۔۔

”چلو تمہارے ڈیڈ کی تو میں مسکراہٹ نہیں دیکھ پاتی پر تمہاری بیوی ضرور تمہیں پکڑ لے گی ان ڈمپلز سے۔“ وہ کہہ کر خود ہی ہنسی اور اسکے گالوں کو چوما۔۔۔  
اور اٹھا کر بیلو چھوٹے سے کمبل میں لپیٹ کر پالنے میں ڈالا اور ہلکے سے جھولے دینے لگی۔۔۔

جب فاتح کا کمسانا رک گیا اور ماتھے سے بل بھی چلے گئے تو وہ چلتی ہوئی پی پی کے پاس آئی اور اسے اٹھا کر محبت کرنے لگی۔۔۔

کیونکہ وہ بھی اسے پیارا تھا اسکا پی پی جس نے اندھیرے میں اسکا ہاتھ تھاما تھا بلکہ اسکا اچھا دوست بنا تھا۔۔۔

پالنے پر جالیدار پردہ ڈالے وہ سوئے فاتح کو چھوڑ کر روم سے ننگے پاؤں نکلی اور کچن میں آکر پی پی کو کھانا دینے لگی۔۔۔

یہ اس پر تھا کہ اب عالم کو کیسے منایا جائے کہ وہ پی پی کا ساتھ لے جانے کی اجازت دے دے۔۔۔

تب کتنا مزا آئے گا جب اسکی پوری فیملی ساتھ پورا ترکی گھومنے کے ساتھ دنیا گھومے گی۔۔۔

دو سال کے اس ٹور دوران وہ کتنی بدلے گی اپنے عالم کے ساتھ۔۔۔

پر اسنے سوچ لیا تھا وہ نہیں بدلے گی ذرا سا بھی نہیں وہ جیسی ہے ویسی ہی رہے گی۔۔۔

پی کو کھانا کھلا کر وہ اسے سہلاتی اسکے چھوٹے مگر خوبصورت گھر میں سلا آئی اور آکر ہینڈ واش کیے۔۔

گھر سارا خالی تھا کوئی بھی ابھی نہیں لوٹا تھا، وہ آس پاس دیکھتی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔ آنکھوں میں روشنی آنے پر اسے اس گھر کے بارے میں بھی کتنی معلومات ملی تھی کہ کتنی ہی مختلف جگہوں سے نکلتی اسکی سرنگیں ہیں، خفیہ تہہ خانے بڑے اسٹور رومز ہیں۔۔

لا تعداد رومز تھے وہ اس گھر کے سحر میں جکڑ ہوئی تھی کہ اسے پیچھے آہٹ ہی محسوس نہیں ہوئی۔۔۔

”آہ۔۔۔“ معاً خاموش گھر میں اسکی چیخ بلند ہوئی جب پیچھے سے عالم نے اسے بانہوں میں اٹھا لیا تھا۔۔

”کن سوچوں میں ہو؟“ اسکے گال سے گال سہلا کر وہ بولا۔۔

حور نے دھک دھک پسلیاں توڑنے کو بے تاب دل پر ہاتھ رکھ کر مپچی آنکھیں کھولی تو اسے سامنے پایا بلکہ خود کو زمین سے بلند۔۔۔

معاً اسے یاد آیا کہ وہ اس سے ناراض ہے۔۔۔

”آپ سے مطلب؟“ وہ ناک سکیر کر بولتی دوسری طرف دیکھنے لگی۔۔ متبسم سا عالم اسکے ناک سکیرنے پر جھک کر اسکے ناک کو دانتوں میں بیچ رکھ کر دباؤ دیتا گستاخی کی سزا دیکر ہنسا۔۔۔

پر کیا کرتا شروع سے مجبور انسان چاہ کر اسے سخت سزا نہیں دے سکا، اور حور العین اسکی بے بسی پر مسکراہٹ چھپائے یہاں وہاں نگاہیں گھما رہی تھی۔۔۔



عالم اسکے تیور دیکھتا اسے لیکر روم میں آیا اور بیڈ پر ڈالتے خود ہاتھ لینے فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

ابھی دو منٹ ہی ہوئے تھے فاتح کو سوئے ہوئے قدموں کی آہٹ پر فوراً سے کسمانے لگا اور حورالعین نے ہڑبڑا کر اسے جھولایا۔۔

اگر وہ جاگ جاتا تو الٹا اس پر ہی شامت نازل ہو جاتی۔ اسکے وقت میں وہ کیا کر رہا ہے۔

ہاتھ روم کا ڈور کھلا اور وہ ہاتھ گائوں میں تولتے سے سر رگڑتا ہوا باہر نکلا۔

”کپڑے نکال دو!“ اسنے جان بوجھ کر اسے مخاطب کیا حالاں کہ اسے اپنا کام کرنا خود پسند تھا پر اسکی پھولی چھوٹی سی ناک بتا رہی تھی محترمہ غصے میں ہیں۔۔۔

حیرت تو بے تحاشہ عین کو بھی ہوئی پر وہ خاموش سی چلتی وارڈ روب کے پاس آئی اور اسکا نائیٹ ڈریس نکالنے لگی۔

”میں یہاں پہنچ ہی نہیں سکتی۔“ اوپر ہینگ شرٹ کو دیکھتے اسنے منہ بنایا۔۔۔

”ہممم!“ وہ تولیہ ڈرائر میں ڈالتا ہوا اسکے پاس آکھڑا ہوا۔

”اتنا تو اوپر بھی نہیں!“ اسنے جھک کر کان میں کہتے اسکی کمر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسے اونچا کیا۔۔

”آآ۔۔ آپ“ اس اچانک افتاد پر اسکی تو سانس ہی خشک ہو گئی پہلے تو سمجھ ہی نہیں آیا پر پہنچ جب اوپر پہنچی تو فوراً سے ایک شرٹ کو نکالا۔۔۔

اسکے اٹھانے پر تو وہ وارڈ روب سے اونچی ہو گئی تھی اور لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی جسے وہ بڑے ضبط کا مظاہرہ کرتے چھپانے لگی۔۔۔

”اتاریں اب“ اسنے خفگی بھری آواز میں احتجاج کیا پر وہ اسے ایسے ہی لیے وارڈ روب سے دور ہوا اور اسے اپنی طرف گھما لیا۔۔۔ حور کو لگا وہ گر جائے گی اسی وہم میں، دہلا دینے والی حرکت سے فوراً اسکے چوڑے کندھوں پر ہاتھ روب کو مٹھیوں میں جکڑا

”ناراض کیوں ہو؟“ وہ مسکراتا اسے دیکھ رہا تھا اور حورالین اس نزدیکی پھر قربت سے شرم کے بھوج تلے دبتی جا رہی تھی۔۔۔

”اتاریں عالم“ وہ روٹھنے لگی پر جب اسکی سخت سرزشی نظروں کا احساس ہوا تو منہ بنایا۔۔۔

”ہاں تو نا ہوں ناراض؟“ وہ دانت کچکچا کر بولی

”وجہ بتاؤ؟“ وہ سنجیدگی سے بولا اور اسے کھسکا کر اپنے برابر کیا۔

حالاں کہ ناراض ہونا تو اسکا بنتا تھا، وہ سب کے سامنے اسے چھوڑ کر اس فتنے کے پاس چلی گئی تھی۔۔۔

حور کا چہرہ اسکی حرکت سے دہکنے لگا تھا، وہ محض ہاتھ روب میں تھا اور اسکے اتنے قریب وہ سوچ نہیں سکتی تھی۔۔۔

حالاں کہ جب وہ بلائند تھی تب یہ بہت معمولی باتیں تھیں پر اب تو جیسے سانسیں بند ہو رہی تھیں۔۔۔

”آآ۔ آپکو معلوم ہ۔ ہونا چاہیے۔ ”وہ کپکپاتی آواز میں کہہ کر اسکی سانسیں سے فراری کیلئے چہرہ ذرا سا ترچھا کر گئی۔

پر اس سے اثر الٹا ہوا کہ اسکی شفاف میدے جیسی رنگ کی گردن کی ہری نسیں عالم کی نظریں کے سامنے واضح ہوتی اسکی آنکھوں میں محبت کے تاثرات ابھارنے لگیں۔۔۔

”مجھے نہیں معلوم بتاؤ تم ”!!! وہ خشمگین نظروں سے گھورتا سخت لہجے میں استفسار کرنے لگا جبکہ اسکے لئے مشکل پیدا کرنے کیلئے اپنی گرم سانسیں اسکی گردن کے نزدیک کر دیں۔۔۔ وہ اسکے بازوؤں میں کانپنے لگی۔

اب وہ کیا کہتی اسنے تو منانے کیلئے ناراضگی مول لی تھی کہ وہ اپنی ضد مناسکے پر یہاں تو الٹا ہی کیس اسکے گلے پڑ گیا۔ وہ بری طرح پھنسی تھی۔

”م۔۔۔ مجھے نہیں معلوم ”! اسنے لبوں پر زبان پھیرتے آنکھیں میچ کر بڑی مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے۔

”پھر یہ منہ کیوں بنا ہوا ہے؟ ”وہ ناک کی نوک کر آہستہ سے اسکی گردن سے ٹچ کرنے لگا۔۔۔

حور لرز اٹھی اسکے بازوؤں میں۔۔۔ ”ک۔۔۔ کب؟ م۔۔۔ مجھے سونا ہے اتاریں عالم۔ ”لبوں پر زبان پھیرتے اسنے ہکلاتے ہوئے کہا اور گردن دوسری سمیت موڑی پر وہاں بھی وہی جسارتیں جنہوں نے اسکے انگ انگ میں کرنٹ دوڑا دیا تھا بلکہ وہ سوکھے پتنے کی مانند لرزنے لگی۔

”ہم!“ عالم نے پراسرار سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے نیچے اتارہ پر حور کے تو دیکھ کر رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔

اسے لگا اسنے یہاں اسکے ساتھ رک کر جیسے غلطی سی کردی ہے۔ ناراضگی کے تو وہ ہتھیار ڈال چکی تھی اب کیا کرتی۔۔۔

اسکے اتارنے پر وہ جھٹکے سے دور ہوئی بلکہ بھاگ کر اپنے کمبل میں گھس گئی۔۔۔ اسکی اس پھرتی کے مظاہرے پر وہ کھل کر ہنسا اور اس ایک رنگ کے ٹرائوزر دوسرے کی شرٹ کو واپس رکھتے اپنا میچ نائیٹ ڈریس اٹھا کر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔

ڈریس چینج کر کے وہ بالوں میں برش پھیر کر جب بیڈ کے قریب آیا تو اسکی آہٹ پر نا صرف حور نے سانسیں روک کر سوتی بن گئی بلکہ اپنے کانپنے پر بھی ضبط کے پہاڑ بٹھا دیئے۔۔۔

کچھ دیر پہلے اسکی سانسوں کی گرمی اپنی گردن پر محسوس کرتی لبوں کے گوشوں میں شرمگین مسکراہٹ چھپانے لگی تھی۔۔۔

جب وہ بیڈ پر اسکے برابر لیٹا تب اسنے بالکل بھی سانس جیسے لینا چھوڑ دی حالاں کہ یہ بیوقوفی تھی سوتے ہوئے بھی سانس خارج کی جاسکتی ہے۔۔۔

اور اسکا اندازہ اسے جلدی ہی ہوا کہ وہ صرف اپنی موت کو دعوت دے رہی ہے اور کچھ نہیں۔۔۔

اپنی ہی بیوقوفی پر خفت سے سرخ ہوتے اسنے گہرا سانس بھرا کہ بات تو کرنی ہے اسے پھر اب اتنی دیر ہوئی پہل کیوں نہیں کر رہا۔۔۔



”کہیں میرے دور ہونے پر ناراض تو نہیں ہو گیا؟ ”سوچ کر اسکا دل دھڑکا۔“ پر وہ مجھ سے ناراض کیسے ہو سکتا ہے؟ میں تو اسکی اتنی دوریوں پر بھی ناراض نہیں ہوئی۔ ”اسے شک لگا۔۔۔ دل جیسے بھر آیا آنکھیں تو جیسے پہلے بہنے کیلئے تیرا رہتی تھیں اس وقت سوچتے ہی نم ہوئی۔۔۔

اسے احساس ہوتا تھا جیسے یہ آنکھوں جو اسے ملی ہیں وہ روتی ہی رہی ہیں کہ اسکے پاس آکر بھی ہر وقت بہنے کیلئے تیار ہوتی تھیں۔

پر یہ اسکی سوچ غلط تھی اب ان آنکھوں کو اس سے جوڑا گیا تھا انکی حرکت و سکنت اس سے جڑی تھیں۔۔۔

”آآ۔۔۔۔۔ اسکے لبوں سے ابھی سرگوشی نما آواز نکلنے ہی لگی تھی کہ اسکی مضبوط انگلیاں سرکتی ہوئی اسکی کمر سے ہوتی آگے رکیں۔۔۔

حورالعین کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں اٹھنے لگی، وہ ایک بار پھر سانس روکے حلق تر کرنے لگی۔۔۔

آنکھیں میچتے اسنے بیڈ شیٹ کو مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

”ہاں میں۔“ وہ سرگوشیانہ بولا۔

”آپ۔۔۔“ وہ سانس بھرتی ہوئی بولی۔۔۔۔

”میں؟“ وہ متبسم بولتا اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا چکا تھا اور آگے بازو دیکر اسے حصار میں لے لیا۔ اسنے دلچسپی سے پوچھا اور اسکے بالوں میں اپنا چہرا چھپایا۔۔۔

”آپ سے کہنا ہے کہ پلیز ہم اپنے بے بی کو ساتھ لے جائیں گے پلیز عالم پلیز۔“ وہ ایکدم ہمت کرتی اسکی طرف کروٹ بدلتی اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر کر بولی۔۔۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا جسکی آنکھیں التجائیہ اس پر پرامیدی سے ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کتے کے بچے کے بابت بات کر رہی ہے۔۔۔

”تم مجھے بتاؤ! ایک بیٹا ساتھ ہے اسے وقت دوگی مجھے دوگی گھوموگی یا کتے کی سنبھال لوگی؟“ وہ تاثرات سے عاری سپاٹ لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔۔۔

حورالعین کی بولتی بند ہوگئی اور وہ خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ دیر اسکے لبوں کو دیکھتے اسنے ایک فیصلہ کیا۔۔۔

”ٹھیک ہے پھر ہم یہیں ہیں۔ ویسے بھی میری دنیا تو آپ ہیں، آپکو دیکھا ہے تو سمجھیں پوری دنیا دیکھ لی ہے، باقی کچھ نہیں چاہیے مجھے میں یہیں رہنا چاہتی ہوں۔“ اسکے سینے پر سر رکھتے اسنے نم لہجے میں کہا۔۔۔

عالم نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اسکی کمر سہلا رہا تھا اور اس سے حورالعین کو لگا وہ سچ میں نہیں چل رہا۔ حالاں کہ وہ تو محض نالٹک کر رہی تھی۔۔۔ پر خیر وہ سچ میں بے بی کے بغیر کہیں نہیں جانا چاہتی تھی نا ہی اسے اس بار اکیلا کر سکتی تھی۔۔۔

”سو جائیں رات بہت ہوگئی ہے۔“ اپنی آنکھیں پونچھتے اسنے مسکرا کر کہا اور گرد بانہیں ڈال کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

”او کے لیکر چل رہے ہیں۔“ وہ اسے کب اس طرح دیکھ سکتا تھا فوراً سے مان کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا بائیں اسکی کمر گرد باندھ کر سینے پر کھینچ لیا۔۔۔۔

”کیا؟“ حور کو لگا اسنے غلط سنا ہے

”ہاں۔“ وہ اسکی آنکھوں کے تاثرات پڑھتے ہلکا سا ہنسا اور ناک دباتے کہا۔۔۔۔

”سچ۔ سچ۔“ وہ ایک دم چیخ کر خوشی کا اظہار کرتی کھلکھلا اٹھی۔۔۔۔

”ہا ہا سچی نا عالم؟ ہم سب ساتھ جائیں گے بی بی فاتح آپ میں۔۔۔“ وہ ہنستے ہوئی خوشی سے پھولے نہیں سما پار ہی تھی۔۔۔۔

اور وہ مبہوت سا اس کے موتیوں جیسے دانت دیکھ رہا تھا۔ یہ اسکی آنکھوں میں جذبات کے لو ہی تھی کہ وہ جھجھک کر شرماتی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔

”کیا ہوا میری شہزادی کو؟“ وہ مسکرا کر گویا ہوتا اسے مزید اوپر کھینچ کر دونوں کے چہرے برابر کر لیے۔۔۔۔

حور العین نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جبکہ وہ اس کے نقوش کو دیکھ رہا تھا۔

یہ اسکی خوبصورتی کا طلسم ہی تھا کہ وہ بہک کر اپنے لب اسکی گال پر نشانوں پر رکھے مسکرا دی۔۔۔۔

عالم اس کے نرم لبوں کے لمس پر مسکرایا۔۔۔۔

”آپ میرے علاوہ کسی کو نہیں دیکھیں گے وہاں اگر کسی چڑیل کو دیکھا تو میں اسکا منہ نوچ لوں گی۔“ جانے کہاں سے بہادری لا کر وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی عجیب سے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

”پر ابھی میں جسے دیکھ رہا ہوں اسکا کیا کرنا چاہیے؟“ جھٹکے سے اسے بیڈ پر الٹ کر خود اس پر جھک آیا۔۔۔ ایک لمحہ، محض لمحے کیلئے اسنے سہم کر سانسیں روکی دوسرے ہی لمحے مسکرائی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں اسے اپنا ہی تو عکس دکھ رہا تھا جو وہ چاہتی تھی۔۔۔“ وہ آپکی ہے کچھ بھی کریں۔“ اسنے ہنس کر لاڈ سے کہا اور دونوں بانہیں اسکی گردن میں ڈال دیں۔۔۔

”سوچ لو؟“ وہ اسکے انداز پر محظوظ ہوا، لبوں پر دلکش مسکراہٹ نے بسیرہ کرنا شروع کیا۔

”سوچنا کیسا؟“ وہ دوبارہ بولتی کچھ زیادہ ہی بہادری کا مظاہرہ کر رہی تھی حالاں کہ اسکی دھک دھک عالم کو اپنے کانوں میں سمائی دے رہی تھی۔۔۔

”جانتی ہو کیا کہہ رہی ہو؟“ اسنے جھک کر کان میں کہا اور ایک گہرا سانس اسکی خوشبو میں بھرا۔۔۔ وہ پور پور کانپ اٹھی۔۔۔

”جانتی ہوں۔“ وہ ہنسی۔۔۔

”پھر بھی؟“ اسنے اکسایا۔

”پھر بھی۔“ وہ بھی پیچھے ہٹنے کیلئے تیار نہیں تھی سر اونچا کر کے اسکے کان میں بولی۔ وہ اسکے چوڑے پھیلے مضبوط وجود تلے دبی ہوئی تھی۔۔۔



اسکا ابھی کہنا ہی تھا کہ خاموش فضا میں فاتح کی کسمانے مدھم سی رونے کی آوازیں گونجی۔۔۔ وہ اسے بلانے کی کوشش میں تھا۔۔۔

”وہ اٹھ گیا۔۔۔“! حورالعین نے بوکھلا کر اسکے نیچے سے نکلنا چاہا پر یہ کیا۔۔۔۔

”ہٹیں اٹھ جائے گا پھر آپ ہی ناراض ہوں گے۔“ وہ اسکے کندھوں کو پکڑ کر پیچھے کرنے لگی پر عالم نے مبہم مسکرا کر اسکے بازو پکڑتے تکیے سے لگا دیئے۔

”اپنی باتوں پر غور کرو۔“ وہ جھک کر محفوظ ہوتا بولا۔۔۔

”ک۔۔۔ کیا مطلب؟“ وہ بوکھلائی ہر اسان نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

”تمنے کہا تھا میری ہے میں کچھ بھی کر لوں میری مرضی۔“ اسکی گال سہلاتے وہ اسکے متغیر چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

”پ۔۔۔ پر وہ۔۔۔ تو۔۔۔۔۔ اسنے کچھ کہنے کی کوشش کی۔۔۔

”مجھے مکر نے والے لوگ پسند نہیں۔“ وہ آنکھوں میں دیکھتا باور کروانے لگا حورالعین اپنے ہی بچھائے جال میں پھنسی۔۔۔

”م۔۔۔ میں نے بولا تھا پر۔۔۔ پر وہ۔۔۔ وقت تو گذر گیا۔“ اسنے ایک کوشش کی۔۔۔

عالم کا دل کیا اسکی اڑی رنگت پر قہقہہ لگائے۔

”میں نے وقت کو تھاما ہوا ہے تم غور کرو تو۔“ وہ اسنے مسکراہٹ چھپاتے اسکی شہ رگ سہلائی۔۔۔

حورالعین کی اسکی جسارتوں پر سانسیں بکھرنے لگی۔۔۔

فاتح کی رونے کی آوازیں اب بلند ہونے لگی۔ ایک طرف اسکی قربت سے سانسیں بکھر رہی تھیں تو دوسری طرف اپنے بچے کو روتے دیکھ کر دل گھبرا رہا تھا۔۔

یہ کیا کر دیا تھا اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی چلا دی تھی کہ نا بچنے کی جگہ تھی نا ہی فرار کی۔۔۔

“اگر آپ مجھے فاتح کو یہاں لا کر دیں گے تو میں آپکو پھر سے وہی ڈش بنا کر کھلائوں گی۔” کچھ سوچنے کے بعد اسنے لالچ دی۔۔۔ فاتح کی چیخیں بدستور وہی تھیں جو اسکا دل دہلا دے رہی تھیں

دونوں باپ بیٹے کے بیچ وہ بری طرح پھنسی تھی۔۔۔

”ہاہاہاہا۔۔۔۔۔ اسکی توقع خلاف فضا میں جاندار قہقہہ لگا اور وہ شرمندہ سی ہو گئی۔۔۔

اور یہ خوشگوار قہقہہ جب فاتح کے کانوں میں پڑا وہ ایک دم خاموش ہوا ساکت سا۔۔۔

”وہ کرپچر اسکی ماں کے پاس تھا۔۔۔۔۔“

”اوہ تو اسیلے اسکی ماں اسکی آوازوں پر نہیں آرہی۔۔ مطلب یہی تھا وہ باپ نما کرچر کے قصبے میں تھی۔“

ایکدم وہ اپنی توانائی آزماتا پیٹ کے بل ہوا اور غوں غوں کی آوازوں سے سر اٹھا کر دیکھنے لگا تھا پر جو نہی کانپتا سر اٹھاتا پالنے کی دیواروں، اوپر پڑے پردے سے اسے کچھ خاک نظر آیا۔۔۔

”مجھے وہ بھی پر فی الحال یہاں یہ ڈش چاہیے۔“ اس کے بالوں کی لٹ کو کان میں اڑتے اس نے اس کے نچلے لب پر انگوٹھا پھیرا۔۔۔

وہ شرم حیا سے سرخ اندر جیسی ہو گئی، پلکیں بھی اس کی فرمائش پر جھک گئی۔۔۔

”پھر۔۔۔ پھر آپ اسے یہاں لائیں گے تاکہ ہم ساتھ باتیں کریں؟“ کچھ جھجھک کر دھک دھک کرتے دل کے ساتھ وہ مان گئی۔۔۔

”اگر تم راضی ہو تو مجھے کیا تکلیف ہو سکتی ہے!“ اس نے نیچے کمر میں بازو ڈالتے اسے جھٹکے سے اپنی سمیت کھینچ کر سینے سے لگایا۔

وہ اس کی بند آنکھیں دیکھتا اس کے لرزتے لب دیکھنے لگا۔۔۔

اس کی بھوری آنکھوں میں چمک سی پیدا ہو رہی تھی، وہ جان چکا تھا کہ وہ اس کے سحر میں پوری طرح قید ہو چکی ہے کہ اس کے“ پر ”اس نے خود اپنے ہاتھوں سے کاٹ دیئے تھے۔۔۔

ابھی وہ ذرا سا جھک کر اس کے لرزتے کانپتے گلابی ہونٹوں کو چھونے ہی لگا تھا دفعتاً فضا میں بلند ہوتی چیخ سے دونوں نے چونک کر پالنے سمیت دیکھا۔۔۔

”فاتح۔۔۔ ح!! حور کی دل دہلا دینے والی چیخ گونجی اور عالم کے پیچھے ہٹتے ہی وہ گرتی پڑتی بیڈ سے اتر کر پاس پالنے کے آئی تب تک عالم پریشان حیران نوچ کر پردہ ہٹا چکا تھا۔۔۔

اور اگلے ہی پل وہ اپنی پوری ہستی سمیت ہل کے رہ گئے جب سامنے ہی وہ انہیں دیکھتا ہاتھ ہلاتا کھلکھلا رہا تھا۔۔۔

Page 3300 | 3631



عالم نے اسکی طرف نظریں اٹھائیں لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ تھی۔۔

اسے اسکا یہ انداز بہت بھایا تھا۔۔۔

پر دونوں کو بروقت اس بچے کی سمیت متوجہ ہونا پڑا جسکا جیسے فیوژ اڑ چکا تھا۔۔

“فاتح” متغیر چہرے سے حور نے خاموش غصے سے پڑے فاتح کا گال سہلایا۔۔

”ہاہاہاہا۔۔۔“ ابکی بار قہقہہ لگانے کی باری عالم کی تھی اور گھورنے کی باری فاتح کی جسکا بس

نہیں تھا اس کرپچر پر چڑھ کر کچھ کر دیئے اسکا۔۔۔

”تمہاری ماں بعد میں پہلے میری بیوی محبوبہ ہے۔“!عالم نے جھک کر کہا اور فاتح کے گال

چوم کر اسے اپنے سینے پر لیٹا دیا۔۔

اس خوبصورت منظر پر مسکراتی عالم کا پھیلا بازو دیکھ کر وہ سرک آئی اور آکر سر اس کے

کنڈھے پر رکھ دیا۔۔۔

پر یہ تو رب ہی جانتا تھا کہ جسے حورالعین باپ بیٹے کی محبت سمجھ رہی ہے وہ اصل میں

رقیب کے روپ میں ایک دوسرے کو بھڑکا رہے تھے۔۔۔

اور ناجانے یہ جنگ کونسا موڑ لینے والی تھی،

شہزادی کے دو حقدار ہو گئے تھے

ایک سعیر عالم دوسرا فاتح عالم۔۔۔۔۔

♥-----چھ سال بعد-----♥

”خان بابا؟“ گھر میں داخل ہوتے لائونج میں آکر اسنے سب سے پہلے شیرخان کو بلایا۔۔  
گھر ویسے ہی سنائوں میں ڈوبا ہوا تھا اور جو ایک وجود تھا وہ آرام بھری نیند میں تھا۔ سو  
اسکے لئے یہ وقت بہت مناسبت تھا۔

بیگ اتار کر اسنے صوفے پر پھینکا اور پھر سے غصے سے چیخی ”خان بابا“ ابکی بار آواز  
کافی اونچی تھی کہ خوف و ہراس سے کچن میں دبکا ہوا شیرخان ہڑبڑا اٹھا۔۔

”جج۔۔ جی فیری“! مرے ہارے قدم اٹھاتے ہوئے وہ آکر سامنے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ البتہ  
چہرے کی ہوائیاں اب بھی اڑی ہوئی تھیں۔۔

اسے دیکھتے ہی اسکے گلابی لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھری۔۔ ”کہاں تھے؟“ دوسرے لمحے  
لبوں سے مسکراہٹ چھپا کر اسنے کھا جانے والی نظروں سے گھورا اور پوچھا۔

”وو۔۔ وہ فیری بہو صاحبہ کیلئے سوپ بنا رہا ہوں شام کا آپکو تو معلوم ہے انکی کنڈیشن!“  
اسنے ایک بونگا بہانہ بنایا۔۔

”کون سی بہو چھوٹا پیکٹ بڑا؟“ خوشمگس نگاہوں سے دیکھتے وہ آنکھیں سیڑ کر ذرا دو قدم  
اٹھاتی پاس آئی۔۔

شیرخان ہڑبڑا گیا۔۔ ”وو۔۔ وہ نور بیٹی تو ریسٹورنٹ گئی ہوگی، ام آپکی ماما کی بات کر  
رہا ہوں۔“ شیرخان کا دل کیا خود کہیں دفع ہو یا اس چھوٹی فتنی کا صاحب کو سب بتا  
دے۔۔

”ہم!“ وہ سر ہلا کر نچلا لب کچلتی یہاں وہاں چکر کاٹنے لگی۔۔ شیرخان کا دل دھک  
دھک کر رہا تھا کہ اب پتا نہیں کون سا فیصلہ سنایا جائے گا۔۔

وہ ایک فیری تھی جسکے بابت برہان کا کہنا تھا کہ وہ جہاں جاتی ہے خوشیاں بکھیر دیتی ہے۔۔  
پر یہ تو کوئی بیچارے شیرخان سے پوچھتا کہ اسنے اسکی زندگی میں اب تک کتنی خوشیاں  
بکھیری ہیں۔۔۔

”تو پھر ام جانوں؟“ وہ اپنے بوڑھے ہاتھوں کو مسلتا ہوا بچوں کی طرح چہک کر بولا۔۔۔

فیری نے گھور کر دیکھا۔۔۔ ”پر سوپ تو رات کو بنایا جاتا ہے دن والا رکھا ہوا وہ نہیں پی  
سکتی سمجھیں خان بابا؟“ ایک آخری امید بچائو کی بھی وہ اپنے مدھم مگر تلوار سے تیز  
الفاظوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر گئی۔۔۔

”پر فیری ام کو۔۔۔۔“ وہ سیڑھیوں کی سمیت دیکھتا منمنایا۔۔۔

”خان بابا!!! اسنے نام کو کھینچ کر سرزش کی شیرخان کا دل ڈوب گیا۔۔۔

”بیٹا رحم کھائو امارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔“ اسنے انگلیوں سے دیکھا کر بیچارگی سے کہا  
پر اسکے انداز پر فیری کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

”آپکے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تو امارے بھی چھوٹی چھوٹی خواہشیں ہیں ڈونٹ وری کسی کو  
کچھ معلوم نہیں ہوگا۔“ وہ کھلکھلاتی ہوئی رازداری سے بولی۔

پھلوں میں رکھے سرخ سیب کو اٹھا کر ایک نظر اوپر ڈالکر وہاں سے نکلی۔۔

اسے جیسے اپنی پشت پر دو آنکھوں کی تپش محسوس ہو رہی تھی اور اس تپش وہ اچھی طرح  
واقف تھی بلکہ اپنی کلائی میں گھڑی کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔۔۔

”اچھا خان بابا وہ کہاں ہے؟“ ایکدم پلٹ کر اسنے دریافت کیا اور سیڑھیوں کے اوپر کونوں میں ڈھونڈنے لگی۔

اسکول یونی فارم میں وہ بالوں کی دوچوٹیاں باندھے آتے ہی بیگ صوفے پر پھینک چکی تھی۔۔

اور اسکا کام بھی ہو گیا تھا بلکہ اسکے کام کیلئے یہ وقت کافی اچھا تھا۔۔ پر دل جس خدشے کے تحت دھڑکا تھا اس سے خوفزدہ تھا۔۔

”کاش اٹھ ہی جائے“! شیرخان کے دل سے آہ نکلی۔۔

”سورہا ہے آپ کہیں تو جگادوں؟“ وہ مسکرایا اور اسے محبت کی لالچ دی۔۔

”نہیں اتنی بیوقوف نہیں آکر میں خود جگا لوں گی۔“ وہ کہہ کر وہاں سے مڑ گئی پر جاتے ہوئے اسے جلدی پہنچنے کی ہدایت دینا نہیں بھولی۔۔

”خان بابا“!!!! شیرخان جو ابھی بیچارگی سے کبھی اوپر سیڑھیوں کی طرف دیکھتا کبھی گیٹ کو اس چیخ نما پکار پر بوکھلا گیا۔۔

”آ رہا ہوں“ وہ آیت الکرسی کا ورد شروع کرتا بھاگتا ہوا کچن میں گیا اور کانپتے ہاتھوں سے مطلوبہ چیز لیکر رومال میں پکڑتے ہوئے وہ اسکے پیچھے بھاگا۔۔

انکے جاتے ہی وہ رینگنے کے اوٹ میں چھپا بیٹھا مسکراتا ہوا سامنے آیا۔۔۔

اسے سارا کچھ سمجھ آ گیا تھا کہ گھر میں پھر سے کیا ہونے جا رہا ہے، اب وہ اتنا چھوٹا بھی نہیں تھا کہ اسے چوزہ ہی سمجھ لیا جائے۔۔



”اما؟؟؟“ اسنے غصے سے پکارتے پھر سے گلابی ہاتھوں کی چھوٹی ہتھیلیوں سے دروازہ پیٹا۔۔۔  
پر کچھ دیر پہلے کی طرح جواب ندارد۔۔۔ ابھی اتنا بڑا بھی نہیں ہوا تھا کہ کھڑکی سے کود کر  
اندر چلا جائے، اور اسکے بھرے ہوئے پیٹ پر پھیل کر سو سکے۔۔۔

اسے اکیلے نیند کہاں آتی تھی، اس سے وہ نام کی ماں بھی واقف تھی پھر بھی اسے بار بار  
اٹھا کر اس نام کی فیری کے روم میں پھینک آتی کہ وہ اس کے پیٹ پر لائیں مارتا ہے۔۔۔

”کیا میں لائیں مارتا ہوں؟“ اسنے اپنی چھوٹی ٹانگوں کو دیکھا۔ ”ہر گز نہیں! میرے جیسا  
شریف علوی خاندان میں نہیں۔۔۔“ اسکی گواہی تو اسکے ماموں گجر علی بھی دیتے ہیں۔ اسنے  
جھک کر اپنے چھوٹے گلابی ہاتھوں سے پاؤں کو چھوا۔۔۔

اسکے جھکنے پر اسکے سنہری سلکی بال پیشانی پر بکھر گئے اور وہ جھنجھلا کر سیدھا ہوتا پھر سے  
دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔۔۔

”مجھے نیند آرہی میں یہیں سو جائوں گا“ غصے سے دروازے پر لائیں مارنے لگا پر دوسری  
سمیت وجود گہری نیند میں تھا اسکی کمزور لاتوں کی آواز پر کہاں اٹھ سکتا تھا۔۔۔

اسنے اٹالین لینگویج کا بھی استعمال کر لیا تھا جس سے اسکی ماں جلد راضی ہو جاتی تھی۔ پر  
آج تو کوئی آثار ہی نہیں تھے۔۔۔

حقیقت یہی تھی کہ اسے وہی کرنا چاہیے جو وہ سوچ رہا تھا۔۔۔

اسکی آخری پکار پر بھی وہ نام کی ماں ہوش میں نہیں آئی۔ وہ غصے سے سرخ چہرے کے  
ساتھ چلتا ہوا سیڑھیوں کے پاس آیا پر سیڑھیاں بھی کافی تعداد میں زیادہ تھیں۔ اسے  
اترتے وقت لگ جاتا

انکا تو کچھ نہیں ہوتا اسکا ہی ٹائم ویسٹ ہوتا۔۔۔ اسے منت کر کے اٹھانے کا پلان کینسل تھا۔۔۔ وہ چھوٹے قدم بھر کر رینگنے کے پاس آیا اور اسے پکڑتے ہوئے گھوڑے کی طرح اس پر چڑھا۔۔۔

پیٹ اس سے ٹکا کر وہ کھلکھلاتا ہوا رینگتا ہوا سیدھا آخری سیڑھی تک اپنی منزل پر پہنچا۔۔۔ اس وقت اگر اس طرح اس پانچ سال کے بچے کو شیرخان دیکھتا تو اسے ضرور ہارٹ اٹیک آجانا تھا۔۔۔ آگے وہ بھاگتا ہوا جا رہا تھا انکے پیچھے ہی۔۔۔۔۔

\*-----\*

اسنے بڑا سا اسٹول سیٹ کیا اور شیرخان کے آتے ہی اسے اس پر کھڑا رہنے کا اشارہ دیا۔۔۔ “فیری سوچ لو ام کو کچھ ہوا تو آپ کو جیل ہو جائے گا بڑا والا ”! اسنے آخری کوشش کی اور کب سے آخری کوشش ہی تو کر رہا تھا بیچارہ۔۔۔۔۔ “شیرخان آپ وہاں جا کر کھڑے ہو رہے ہو یا میں کہوں بابا سے کہ اپنے انکی گن چوری کی ہے؟ ”وہ مصنوعی غصے سے چیخی۔۔۔

“پر فیری ام کو تو اپنے کہا تھا چوری کرنے کیلئے۔ ”وہ حیرتزدہ منمنایا۔۔۔

“کیا ثبوت ہے آپکے پاس کہ میں نے آپکو کہا؟ ”وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر ابرو اٹھاتی بولی شیرخان گڑبڑا گیا۔۔۔

ہاں یہ تو سچ تھا اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں تھے اور پولیس ثبوت مانگتی تھی۔۔۔ پھر تو ظاہری بات تھی وہ بھی ایک بڑا آفیسر تھا ثبوت تو مانگتا ہی نا۔۔۔

“جلدی کرو پکڑو اسے اور جائو چڑھو اوپر اسے مجھے دو۔” اسکے ہاتھ سے گن چھین کر سیب پکرایا۔۔۔

“دیکھ نا بس ایک بار جیت جائوں پھر اس فتنے کو کان میں حلق پھاڑ کر بتائوں گی کہ مجھے نشانہ لگانا آتا ہے۔” وہ اپنی رو میں دانت کچکچائے بولی۔۔۔

“تو فیری آپ اس سے کیوں بات کرتی ہیں آپ میکال بابا سے بات کیا کریں۔” اسنے سمجھانے کی ایک کوشش کی۔۔۔

“نہیں خان بابا اس فتنے کو دکھانا ضروری ہے کہ فیری سب کچھ کر سکتی ہے صرف اڑنا نہیں۔” اسنے پکے عزم سے کہا خان بابا نے حیریت سے اسکے پیچھے دیکھا کہ کہیں یہ سچ مچ میں تو فیری نہیں۔۔۔

“کیا دیکھ رہے ہیں؟” فیری نے گھور کر پوچھا اور ابرو اچکایا۔۔۔

“آپکے پر ڈھونڈ رہا ہوں۔” وہ معصومیت سے بولا۔ فیری کے پروں پر جیسے کسی نے تیزاب انڈیل دیا ہو۔۔۔

وہ فتنہ بھی تو یہی کہتا تھا کہ فیری کے روپ میں چلتی پھرتی چڑیل۔۔۔

“خان بابا جائیں!” وہ چیخنی شیرخان ہڑبڑا کر بھاگا۔۔۔ جبکہ اسکا دل اس سے بھی فل اسپیڈ کی رفتار سے بھاگ رہا تھا۔۔۔

”اس فتنے کو بتانا ہے میں کم نہیں ہوں۔ جانے چوزہ میرے ہاتھوں میں کھیلا ہوا چوہا خود کو سچ مچ کا فاتح سمجھ بیٹھا ہے۔“ وہ جل بھن کر بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

وہ سات سال کا تھا پر اس سے یوں بیہیور رکھتا جیسے وہ اسکا بڑا باپ ہو۔۔۔ اور فیری کو یہ سوچ سوچ کر غصہ آتا کہ کل کا رینگتا بچہ آج اسے آنکھیں دکھا رہا ہے۔۔۔

اور دوسرا بڑا مقصد اسے بیسٹ کی ٹیم میں کام بھی تو کرنا تھا مستقبل میں جیسے اسکی ماں کرتی تھی۔ اسے بھی تو ایک ”ڈینجرس فیری“ بننا ہے۔۔۔“ وحشی ”کو ختم کرنے کیلئے اسکے گلابی لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ سوچ کر۔۔۔ وہ نائنٹھ کلاس کی خوبصورت نازک سی لڑکی تھی، اور اسکی آنکھوں میں خواب صرف یہی تھا کہ وہ بیسٹ کی ٹیم کا حصہ بنے۔۔۔

پر وہ انجان تھی کہ اسکے پیچھے کتنے حیوانوں کی آنکھیں لگی ہوتی ہیں، اسے کتنے حیوان جھپٹنے کیلئے ہر وقت جھلتے رہتے راہ روکے کھڑے ہوتے ہیں۔۔۔

پر وہ دو مضبوط حصار میں تھی ایک لیڈی باس دوسرا پولیس آفیسر برہان علوی کی بیٹی۔۔۔ جس تک پہنچنا ممکن نہیں ناممکن میں سے تھا۔۔۔

پر قسمت کا لکھا کون جان سکتا ہے کہ اسکی زندگی میں کیا لکھا ہے۔۔۔ کیا وہ سچ میں بیسٹ کی ٹیم کا حصہ بنے گی؟ یا اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی جہنم کر دے گی۔۔۔

کہتے ہیں نا جنونیت جب حد سے گذر جائے تو شعلہ بھڑکا دیتی ہے تو کیا وہ اس آگ میں خود جلے گی یا۔۔۔۔



ہاں بیسٹ کی ٹیم میں جانا اسکا جنون ہی تو تھا، وہ صرف بیسٹ کا سایہ چاہتی تھی۔ پر وہ معصوم سی فیری اس حقیقت سے انجان تھی کہ جس نے بھی بیسٹ کو کھوجا وہ خود وحشت میں جل اٹھا تھا۔۔۔

اسکے چاچا چاچی بابا کی کہانی اسکے سامنے ہوتی تو جھر جھری لیکر توبہ کر جاتی پر یہ باب تو کب کا بند ہو چکا تھا۔۔

اور اب ایک نئے باب کے ساتھ نئی داستان لکھی جا رہی تھی، جسکا مہرہ شہزادی، حیوان، فاتح۔۔۔

شہزاد کون تھا یہ کسی کو نہیں معلوم تھا۔۔۔

اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی۔۔ کپکپتا ہوا شیر خان اسٹول پر چڑھ کر سر پر سرخ سیب رکھے پتی دھوپ میں کھڑا آنکھیں میچے آیت الکرسی پڑھ رہا تھا۔۔۔

دل تو فیری کا بھی دھڑک رہا تھا بلکہ اسکی رنگت میں خواہش پوری ہونے سے گلابیاں کھل رہی تھیں۔۔۔

وہ یہ سوچ ہی نہیں رکھتی تھی کہ اگر کامیابی کی جگہ ناکامی ہوئی تو کیا ہوگا۔۔۔

پر وہ کبھی ناکامی کے بارے میں نہیں سوچتی تھی اس نے ہمیشہ مثبت سوچا تھا، یہ بے جا لاڈ پیار اور پرسکون زندگی کا نتیجہ تھا یا اسکی سوچ بہر حال منفی سوچ بھی انسان کو رکھنی چاہیے۔۔۔۔

اس سے ہی انسان کامیابیاں حاصل کرتا ہے کئی بار، اور اسے چھوڑ کر صرف مثبت سوچنے والے کئی بار اپنی کھائی میں خود بھی گرتے ہیں اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی کھینچ لیتے ہیں اسی کھائی میں۔۔۔

”ایک بار پھر سوچ لو فیری ”! شیر خان نے میچی آنکھوں کے ساتھ کہا۔۔۔

”چپ کرو خان بابا ورنہ ام یہ گولی آپکے دماغ میں اتار دیں گے۔ ”وہ غرائی۔۔۔ شیر خان کا دل دہل گیا۔۔۔

وہ پکا عزم باندھ چکی تھی نشانے کا اور وہ سمجھ چکا تھا اسے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔۔۔ اسنے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا پسینے سے وہ نہایا جارہا تھا اور پائوں بھی لرزنے لگے تھے۔۔۔ ہول کو آنکھوں کے سامنے لگاتے اسنے نشانہ اس سرخ سیب کو لیا۔۔۔ وہ اپنی ماں کو کتنی مرتبہ فائرنگ کرتی دیکھ چکی تھی ناصر ف اٹلی بلکہ ایک سال پہلے فرانس میں بھی۔۔۔ وہاں تو اسنے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں کو فائرنگ کرتے دیکھا تھا جب اچانک ان پر ایک ہوا تھا پر وہ تو بچ گئے ان آدمیوں کو اسکی ماں سے کوئی نہیں بچا سکے۔۔۔

”بی ریڈی فار میشن سیب ”ایک گہرا سانس بھر کر اسنے انگلی واپس بُلبلی پر رکھی۔۔۔

”ون ٹو تھری۔۔۔ ”اسنے دل ہی دل میں گنتے انگلی کو دبایا ہی تھا کہ اچانک حملے پر اسکی چیخ نکل گئی۔۔۔

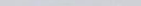
”آہسہ۔۔۔۔۔“ وہ ٹانگ میں کاٹنے کے درد سے چیخی جیسے ہی مڑی انگلی پر دباؤ خود آیا اور مڑتے ہی ٹھا کے ساتھ گولی گن سے سرسراتی ہوئی نکلتی اسکے آنکھوں کے سامنے جانے لگی۔۔۔۔۔

”نہیں۔۔۔۔۔“!!!! وہ حلق کے بل چیخی۔۔۔۔۔

زمین و آسمان اسکے سامنے گھوم گئے اسکی ٹانگ میں چپکا وہ ابھی کاٹ رہا تھا۔۔۔

اور فیری شیر خان کی خوفناک حد تک پھیلی آنکھیں سامنے کھڑی سے گھستی ہوئی گولی پر

“یا اللہ۔۔ب۔بڑی۔ب۔بہ۔۔۔۔”!!! شیر خان دھرام سے نیچے گرا پر ہوش کسے تھا۔۔۔  
گن لہرا کر نیچے گری اور وہ اسکی ٹانگ کو چھوڑ کر اب کھڑا ہوتا مسکراتا اس کھلی کھڑکی کو  
دیکھ رہا تھا۔۔۔



”مسکان؟؟“ گاڑی پورٹیکو میں روک کر وہ چھلانگ لگتا ہوا گاڑی سے نکلا اور تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا گھر کے اندر داخل ہوا۔۔۔

اسے کچھ دیر پہلے ہی روتے ہوئے زوہان نے کال پر ماما کہا تھا۔۔۔

وہ گھبرایا ہوا قریب ہونے کی وجہ سے اسی سینڈ گاڑی گھر کی سمیت موڑ چکا تھا بلکہ ہوائوں میں اڑتا ہوا گھر لایا تھا۔

”مسکان !! مسکان ! فیری؟ شیرخان؟؟“ وہ سب کو باری باری پکارتا ہوا سیڑھیاں بھاگنے کے انداز میں پھلانگتے ہوئے سامنے ہی موجود ڈور کو لات مار کر دھکیلا کہ اسی سے سرسراتی ہوئی کوئی چیز اسکے کان کے پاس سے گذرتی ہوئی سیدھا باہر نکل گئی۔۔۔۔

اور دوسرے پل جیسے پورا علوی پیلس ہل گیا در و دیوار چیخ اٹھے جب گولی سیدھی لائونج میں لٹکے ہوئے جھومر کو لگی اور وہ ٹھا کے ساتھ لائونج کے بچوں بیچ گرا۔۔۔۔

”آہ۔۔۔“ اس جھومر کے گرنے کی آواز پر سوئی ہوئی مسکان چیخ کر اٹھی اور ساکت وسامت بت بنا کھڑا برہان ہوش میں آیا۔۔۔۔

”مسو !! اسکی حد سے زیادہ پیلی رنگت دیکھتے برہان کا دل کانپ گیا۔۔۔ اسی پل ایک چیخ اسے کھلی کھڑکی کے اس پار سنائی دی۔۔۔

ایکدم آگے بڑھتے اسے اسکے پھیلے وجود کو بانہوں میں بھرا۔۔۔

”تت۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟ زز۔۔۔ زوہان فف۔۔۔ فیری؟“ وہ حواس باختہ خوفزدہ سی اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

ضرور کچھ ہوا تھا کسی نے اٹیک کیا تھا اسکے گھر پر وہ سخت خوفزدہ تھی، اسے جان سے مارنے کی کوشش کی گئی تھی اور اسکے بچے۔۔۔۔

وہ وحشرزدہ تھی اور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتی دیکھنے لگی۔۔۔ اس رنگت زردے کی مانند ہو رہی تھی۔۔۔

”کچھ نہیں ہوا میری جان کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے وہ بس جھومر گر گیا۔۔۔“ وہ اسکے وجود کو سہلاتا اسکا سر سینے سے لگائے سرخ لہو آنکھوں سے کھلی کھڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔



”نن۔ نہیں برہان میں نے ابھی گولی کی آواز سنی۔ فیری کہاں ہے زوہان کو بلاؤ انہیں بلاؤ کہاں ہیں وہ؟“ وہ حلق کے بل چیخ اٹھی۔۔۔

”اوکے اوکے بلاتا ہوں انہیں۔“ وہ ریلیکس کرتا اسکا گال سہلا کر اٹھا۔ اس وقت وہ فل یوفیفارم میں تھا۔ بھاری قدم اٹھاتا غصے سے دہکتے چہرے کے ساتھ کھڑکی میں آکر کھڑا ہوا۔۔۔

سامنے والا منظر تو مزید اسکی ہستی ہلا گیا۔۔۔

کچھ فاصلے پر شیرخان کو بیہوش پاس پڑے سب اسٹول کو دیکھ کر اسے دھچکے لگا۔

اور یقیناً جنہوں نے یہ کیا تھا وہ وہی سامنے تھے اسکی آنکھوں کے۔۔۔

”کیا تھا یہ؟؟؟“ وہ وہیں سے فیری کی پھیلی آنکھوں میں دیکھتا غرایا۔۔۔

اگر آج مسکان کھڑکی کے سامنے کھڑی ہوتی؟ یا وہ دروازے کے تھوڑا سا بائیں طرف ہوتا

یا ان دونوں کی جگہ کوئی اور ہوتا۔۔۔؟؟؟

فیری نے پہلے روشن سیاہ آنکھوں سے پاس کھڑے زوہان کو دیکھا۔ جو اپنے باپ کو دیکھتا

خوشی سے سرشار ہو رہا تھا۔۔۔

مطلب اسنے جو سوچا تھا وہ ہو گیا تھا، اسکی ماں بھی اٹھ گئی ہوگی۔۔۔

(یہ اعلیٰ سوچ مسکان کے بیٹے، برہان کے جگر گوشے کی تھی، ماں کو اٹھانے کیلئے اس پر فائر

کرنا۔)

پر افسوس اسے اسکے ٹانگ میں کاٹنا پڑا تاکہ فیری کے ہاتھ میں موجود ٹھا کرنے والی گن سے آواز اسکی ماں کی کھڑکی کے پاس نکلے اور وہ اٹھ جائے۔۔۔

”آئی کیو لیول ”وہ زوہان کو دیکھتی پھر سامنے کھڑکی میں کھڑے برہان سے بولی اور اگلے ہی لمحے سن اعصاب کے ساتھ چھوڑنے پر درخت سے ٹوٹے پتے کی مانند لہراتی ہوئی سرسبز گھاس پر ڈھیر ہو گئی۔۔۔

برہان کو سمجھ نہیں آیا اسنے کیا کہا پر اسکے بیہوش ہونے پر وہ اب پانچ سالہ اپنے بیٹے زوہان کو گھور رہا تھا جو نمونہ بالکل سائیکو اپنی ماں کے جیسا تھا۔۔۔

”ڈیڈی ”!! دوسرے ہی پل وہ صورتحال کی گڑبڑ کا اندازہ اپنے باپ کی تیوروں سے لگتا خود بھی لہراتا ہوا اپنے چھوٹے قد کے ساتھ فیری کے پاس ڈھیر ہو گیا۔۔۔

گھر کے پیچھے بیک سائیڈ کا اب منظر یوں تھا کہ اپنے ہی کارنامے پر وہ تینوں وہیں میدان میں پڑے تھے۔۔۔

اور پاس اپنی گن دیکھ کر برہان مٹھیاں بھیج گیا۔۔۔

”یہ پاگل اولاد خود سائیکو ہے یا مجھے بنا دے گی ”! اپنے بال نوچنے کی حد کو چھوتے وہ بھنا

گرجتا ہوا مسکان کے پاس آیا۔۔۔

”کیا ہوا؟ ”وہ اب سنبھل چکی تھی۔۔۔

”ہاں سنبھلتی کیوں نہیں، قصور جو اسکی سائیکو اولاد کا تھا۔ ”وہ جل کر سوچنے لگا۔۔۔

”سب ان دونوں کا کیا کرایا ہے۔ ”وہ چیخ اٹھا۔

بس نہیں چل رہا تھا ابھی انہیں اٹھا کر سخت سے سخت سزا دے۔۔۔

”اچھا! شکر زیادہ نقصان نہیں ہوا“ اسنے نارمل انداز میں سکون بھرا سانس بھرتے کہا۔

”واہ کیا علی بے نیازی ہے! میں مر ہی جاؤں اس پر۔۔

مطلب اس دو فٹ کے شیطان نے کال کر کے مجھے بلایا ماما کہہ کر، دوسری طرف وہ تمہارے قد کو آتی لڑکی بچوں جیسی حرکات کرتی گن چلاتی گھر کی کھڑکیوں کا نشانہ لے رہی تھی بیوقوف۔۔۔

تمہاری میری جان ہماری ہی اولاد نے لیتے لیتے چھوڑا ہے اور ابھی تم کہہ رہی ہو اچھا؟ ”وہ غصے سے بپھرا اس پر برس رہا تھا۔۔

”زوان نے تمہیں کال کی سوامی؟“ اسنے سنا تو بس اپنے بیٹے کی تیز تراری اور آنکھیں پٹیٹا کر حیرت سے پوچھا۔۔

”کون نا مر جائے اس معصومیت پر“

”ہاں اس دو فٹ کے چوزے نے روتے ہوئے کہا ماما، میں سمجھا کہ۔۔۔“ وہ کہتے کہتے رکا اور اسکے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔۔

اسکی سوچ آتے ہی اسکا موڈ بالکل بدل گیا۔۔

”دیکھنا یہ میری شہزادی بالکل معصوم ہوگی ناکہ ان دونوں جیسی۔“ اسکے پیٹ پر بوسہ دیتے وہ غصے سے بھڑکا ہوا ایک دم ٹھنڈا ہو کر برف کی طرح پگھل گیا۔۔

”خبردار سوامی میرے چیتے فیری کے خلاف کچھ کہا؟“ وہ بپھر کر اسے پیچھے کرتی غرائی۔۔

برہان کا دماغ ہل گیا۔۔۔

”کیا اسکے اپنے بچوں کیلئے خواب تھے اور کیا نمونے ملے تھے۔“

”ہاں چیتا چیتا کہہ کر اس جانور ہی بنا دو، اور اسے کتنا پیار سے نام دیا تھا فیری، پر وہ اتنے ہی پیار سے فیری کے الٹ ہو گئی۔“ اسے اپنے بچوں کا دکھ کھائے جا رہا تھا۔۔۔

وہ سوچتا تھا اسکے بچے معصوم بالکل گلاب کی طرح ہوں گے کھلتے کھلاتے۔۔۔ پر جب ماں ہی معصوم نہیں تھی اولاد کیسے ہوتی۔۔۔

وہ چھوٹا سا پانچ سال کا اسکا بیٹا، جسکے لئے اسنے ہزاروں خواب سجائے تھے، بے تحاشہ محبت دیتے آیا تھا۔ بلکہ وہ جب مسکان کے پیٹ میں تھا تب اسنے اس قدر مسکان کی کیئر کی تھی کہ اسے اپنے ہاتھ کا چھالا بنا دالا اور سینٹ سینٹ کر رکھتا کہیں سے اسکی متاع جان یا اسکے پیٹ میں پلتے اسکے خون پر خراش نا آجائے۔۔۔

اور پھر وہ پیدا بھی تو ہوا تھا کس قدر سنہرا معصوم تھا بالکل چمکتے سورج کی طرح۔۔۔ نورالعين داد اولاد کی نعمت سے محروم تھے تو انکا بھی بے حد بے تحاشہ پیار اس ایک پر تھا، سب کا لاڈلا تھا عارب کی تو جیسے جان تھی اس میں۔ اور اس سب کے لاڈ پیار نے ہی اسکا دماغ گھمایا ہوا تھا کہ وہ پانچ سال کا بچہ خود کو کوئی ٹوپ چیز سمجھتا تھا بلکہ خطرناک حد تک سائنکی آزماتا وہ چیزیں انجام دیتا جن سے جان جانے کا بھی خدشہ ہو سکتا تھا۔۔۔

اور اس سب سے، سب کے سب خوش تھے سواء برہان کے، وہ چاہتا تھا اسکا بیٹا ایک معصوم سلجھا ہوا پیارا بچہ بنے پر یہاں تو عجیب ہی مخلوق ملی تھی جسے سمجھنا تو دور یہ جان پانا بھی ایک ناممکن سا کام ہوتا کہ اسکا اگلا قدم کیا ہے۔۔۔



جیسے کوئی جن کا بچہ تھا، سنہرا خوبصورت سیاہ آنکھوں والا۔ پر وہ پیارا تھا بے تحاشہ پیارا کہ اسے دیکھ کر سامنے والا کا دل خود مچلے اسے محبت کرنے کیلئے۔۔۔

”تم جلتے ہیں رہنا اسکی ذہنیت سے“! وہ ناک بھنوں چڑھا کر اپنے بھرے جسم کے ساتھ بیڈ سے اتری۔۔

یہ وقت عموماً اسکے سونے کا ہوتا تھا، اور اس وقت وہ اسکے پاس ہوتا تھا آج اتفاقہ وہ زوہان کے روم میں سوئی تھی اسکے ساتھ پر بیڈ چھوٹا ہونے کی وجہ سے وہ بے سکون ہوئی اور اٹھ کر اپنے روم میں آگئی۔۔

زوہان وہیں سو رہا تھا اور اٹھانے سے وہ رہی کیونکہ اسکے باقی کچھ دن ہی تھے، اور اسکا سراپا مزید بھاری ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر کے مطابق اگلے ہفتے وہ ایک بیٹی کو جنم دینے والی تھی جس کیلئے برہان نے عہد باندھ لیا تھا کہ وہ اسے سینٹ سینٹ کر معصوم بنائے گا بلکہ فیری کو بھی سدھارے گا جسے زیادہ لاڈ پیار نے بگاڑ دیا تھا۔۔

اسکی بے تابیاں بے قراریاں وہی تھیں جو زوہان کے وقت ہوتی تھیں، فیری بھی بے تاب تھی ایک دوست بہن کیلئے۔ زوہان تو اس سے ٹھیک منہ بات نہیں کرتا تھا سواء اپنے مطلب پر اسے امید تھی اسکی آنے والی بہن اسکی گہری دوست بنے گی۔۔۔

اسکے اٹھنے پر برہان نے اسے سہارا دیا اور اپنے بازوؤں میں لے لیا۔۔ وہ مسکرائی اور اسے دیکھنے لگی جسکی آنکھوں میں وہی محبت تھی جو ہر روز بڑھتی گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

”خوبصورت لگ رہی ہو۔“ گلابی آتش شلوار قمیض میں سنہرے بکھرے بال، وہ رف حلیے میں بھی اسے پیاری اور خوبصورت لگتی تھی۔۔۔

مزید اسکا پھیلا پھیلا سراپا اور جان لیتا تھا۔۔

مسکان کو عادت سی ہو گئی تھی یہ سننے کی اسلئے محض مسکرا دی۔۔

”اب اسے نکال دو یار پرائیویسی ہے۔“ اسنے شرٹ میں لگی ڈیوائس کی طرف اشارہ کیا جو اس نے اپنی کنڈیشن تحت لگائی تھی تاکہ اس پر نظر رکھی جاسکے۔۔

اور برہان مجبور تھا اپنی سائیکو عورت کے سامنے کہ ذرا سی آں اوں بھی نہیں کر سکتا اگر کرتا تو خود ہی پھنس جاتا۔۔

اتنا وہ جانتا تھا اسے اسکے کردار پر پورا یقین ہے۔ اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ یہ اسکی ارد گرد گھومتی تتلیوں کیلئے لگاتی ہے کون اور کہاں اسکے گرد گھومتی ہیں۔۔  
اسے عجیب تو لگا پر وہ اس غنڈی کے چنگل میں پھنسا ہوا تھا دل سمیت تو کیسے مزاحمت کرتا۔۔

مسکان چلی ہوئی ونڈو کے پاس آئی اور نیچے کا منظر دیکھ کر کھلکھلا اٹھی۔۔

”بیچارے شیر خان“ اسے زیادہ افسوس انہیں پر ہوا۔۔

”دیکھ لو ابھی فخر سے گردن اکڑائے اپنے سائیکو بچوں کی تعریف کرتی ہو۔“ وہ طنزیہ بولتا اسکے پیچھے سے حصار میں لیکر گردن پر ٹھوڑی ٹکائے کھڑا تھا۔

”سوامی خبردار انہیں سائیکو کہا۔“ وہ غرائی اور برہان کا قہقہہ بلند تھا۔“ یار انہیں تو اچھا خاصا انسان دیکھ کر ڈر جائے جیسے انکے کارنامہ ہیں،، بھلا تم ہی بتاؤں کون گھر میں ایسے گولیاں چلاتا ہے؟ کون جھوٹ بول کر بلاتا ہے؟“

”ابھی وہ واقعہ ہی یاد کرلو ارمان جب ہم نے انوائٹ کیا تھا ڈنر پر تب وہ اپنے بچوں کے ساتھ آیا تھا اور ان میں اسکی چار ماہ کی بیٹی بھی تھی جسکے ساتھ یہ صاحب کھیلنے کے بجائے اسکا منہ کھول کر وہ چھوٹی سی زبان نکالنے کے چکر میں تھا۔ ”آج بھی یاد کر کے برہان کا دماغ گھوم گیا۔“

جب فیری کی چیخوں پر وہ لائونج میں پہنچے تھے تب وہ اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس چار ماہ کی بچی کے منہ میں ہاتھ ڈال کر اسکی زبان نکال رہا تھا۔۔۔

پوچھنے پر معلوم ہوا کہ نواب کو باہر نکلتی اندر جاتی سرخ زبان پسند آگئی تھی اور وہ نکال کر اس سے کھیلنا چاہتا تھا۔۔۔

”ہاہاہا وہ چھوٹا تھا سوامی!“ وہ قہقہہ لگاتی ہوئی بولی۔۔۔

برہان کے دل کو دھچکہ لگا کہ ابھی کچھ ماہ پہلے ہی کی تو بات تھی اور وہ اسے چھوٹا کہہ رہی تھی۔۔۔

”غلط بولی! حقیقت یہ تھی وہ تمہارا بیٹا تھا اسیلے۔“ وہ جل کر بھناتا ہوا بولا۔۔۔

کتنی شرمندگی ہوئی تھی اسے۔ ارمان کی بیوی تو اپنی سسکتی بچی کو سینے سے لگائے خوفزدہ کھڑی تھی باقی زوہان کی تو تلی زبان میں فرمائش سنتے قہقہہ لگا اٹھے تھے۔۔۔

”بس کرو غصہ کیوں ہو رہے ہو؟“ وہ پلٹ کر اسکی طرف رخ کرتی کالر ٹھیک کرتے پوچھنے لگی۔۔۔

”یار یہ پوچھنے والی بات ہے باہر گولی لگنے سے فانوس گر گیا ہے اور اس کے شیشے کے ٹکڑے سارے لائونج میں پھیلے ہوئے ہوں گے۔ دوسرا اگر خدا نخواستہ۔۔۔ اس کے مزید کچھ کہنے سے پہلے مسکان نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

”کچھ نہیں ہوتا، اور ہوا بھی کچھ نہیں۔ بس کرو ختم کریں اس بات کو۔“ وہ فرمائشی انداز میں بولتی اپنی آنکھیں اسکی آنکھوں میں ڈالکر بولتی سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

”تم کہہ رہی ہو اسلئے چھوڑ رہا ہوں ورنہ۔۔۔“ وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا۔  
مسکان نے سر جھٹکتے اسے دیکھا۔

”اب منہ نا بنائو کیا کہہ سکتا ہوں میں انہیں۔“ اس نے ہنس کر کہتے اسکا چہرہ تھاما اور بیچ میں پھولے پیٹ کو دیکھ کر کھل کر ہنستے آگے بڑھ کر اس کے لبوں پر بوسہ دیا۔

”کتنی پیاری اور پرسکون لگ رہی ہو جیسے میری ایک معصوم بیوی۔“ وہ اسکی بے بس حالت سے محظوظ ہو کر بولا اور قہقہہ لگا اٹھا۔

”شٹ اپ سوامی میں کوئی بے بس نہیں ہوں۔“ وہ غرا اٹھی آہستہ سے چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی۔

اس کے لمس پر لب گلابی ہو رہے تھے، جبکہ چہرہ کچھ دیر پہلے کے حادثے اثر سنہری ہو رہا تھا۔ بال بھی کھلے ہوئے تھے اور کچھ کندھے، پیٹ پر پڑے تھے۔

وہ ملازمین کو کال کر کے بلاتا ہوا اسے بھی دیکھ رہا تھا۔



”فکر مند نا ہو مجھے اس حال میں بھی پسند آرہی ہو۔“موبائل رکھتے اسے اپنے سراپے کو جانچتے دیکھ کر بولا اور اٹھا کر اسے بیڈ پر لے آیا۔۔۔

”میرا واک ٹائم ہو رہا ہے کیا کر رہے ہو۔“مسکان نے اٹھنے کی کوشش کرتے کہا پر برہان نے اس کے ہاتھ تکیے سے لگا دیئے۔۔۔

”جب تک گھر صاف ہوگا تب تک محبت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا تھا نا ہمارا مثبت رویہ بچہ پر اچھا اثر چھوڑے گا۔“اسے اپنے مطلب کی بات شروع دن سے یاد تھی اور اب بھی وہی دہرانے لگا کہ مسکان سن کر دانت کچکچا اٹھی۔۔۔

”ڈاکٹرز نے بہت کچھ مزید بھی کہا تھا پر تم شروع دن سے کے جی کے بچے کی طرح ایک ہی جملے کا رٹا لگائے آرہے ہو۔“وہ اپنے ہاتھوں کو چھڑوانے کی کوشش میں ناکام ہوتی پھولی سانسوں کے درمیان بولی۔۔۔

”ریلیکس رہو میری بے بس بھوتنی۔“وہ ہنستا ہوا کہتا اس کے ہاتھوں کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے اس کے نچلے لب پر انگوٹھا پھیرنے لگا۔۔۔

اس کے ساتھ ہی مسکان کی رنگت جو کہ سنہری تھی یکلخت گلابیوں میں بدلنے لگی۔۔۔

”کیا کر رہے ہو بد تمیز انسان مت بھولو کہ میں ماردوں گی جب۔۔۔۔۔“وہ غرائی۔۔۔

”ہاہا جب؟ برہان نے قہقہہ لگاتے معنی خیز نظروں سے دیکھتے پوچھا۔

مسکان نے بے بسی سے اپنا نچلے لب دانتوں میں دبا لیا۔ جتنی بھی بولڈ تھی پر اس قدر بے شرم نہیں کہ وہ جس پر اکسا رہا تھا وہ کہہ دے۔۔۔

اور وہ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی سخت خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔۔  
”ابھی تو ایسے بہت سے حادثات ہوں گے جن میں تم ایسے ہی بے بس پائی جاؤ گی۔“ وہ  
بے باکی سے بولا۔۔

”برہان۔۔۔۔“ وہ چیخ اٹھی۔۔۔۔

”برہان کی جان۔۔۔“ اسنے ہاتھ چھوڑ دیئے اور مسکان گہرے سانس بھرتی ویسی ہی بے بس  
پڑی تھی۔۔۔

”ویسے دیکھو کتنا خوبصورت ہے یہ سب کیوں نا تم اپنا یہ فضول والا لیڈی باس کا کام چھوڑ  
کر میرے لئے میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کو جنم دیتی جاؤ۔۔۔۔“ وہ اسکی آنکھوں میں  
دیکھ کر کہہ رہا تھا اور مسکان اپنے کام کو فضول سن کر اسکا منہ نوچ لینا چاہتی تھی پر وہ  
اس وقت حقیقتاً بے بس تھی۔۔۔۔

”ہا ہا ہا بڑا مزا آرہا ہے قسم سے جب تم آنکھوں میں کھا جانے والے تاثرات لیے گھورتی ہو  
اور کر کچھ نہیں پاتی۔۔۔“ وہ قہقہہ لگا چڑاتا اسے سخت زہر لگ رہا تھا۔۔۔

”اچھا!“ مسکان نے مسکراتے جان نثار تاثرات سے اسے گھورا۔ ہنستا ہوا برہان ایکدم

خاموش ہوا اور اسکی سنہری آنکھوں میں محبت کے جذبات دیکھے اپنے لئے۔۔

پھر کون نا مرتا اسکے ان تاثرات ان جذبات سے، ایسے دیکھتی تو گویا یوں لگتا کسی نے وائن  
پلا دی ہو۔ ایسا نشہ ہوتا اسکے صرف محبت سے دیکھنے پر۔ اور وہ تھا ہی پہلے سے اسکا اسیر  
گھائل سا ہو گیا اسکی ادا نثار پر۔۔۔۔

”کیا ارادے ہیں جانم؟“ وہ بھی پٹری سے اتر گیا۔۔۔ مسکان نے اسکی سیاہ روشن آنکھوں میں دیکھا۔۔

”قریب آؤ گے تو بتائوں گی نا۔“ لرزتی پلکوں سے وہ شرما کر بولی۔۔۔

برہان کا دل دھڑکا۔۔۔ ”ایسا کیا؟“ وہ سیکنڈ کی تاخیر کیے اس پر جھک آیا اور نظریں اسکے گلابی لبوں پر تھی جس پر اسکے دانتوں کی زیادتی کے سرخ نشان برہان کی آنکھوں کو مبہوت بے باک کر گئے۔۔۔

مسکان نے مسکراتے اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرا۔۔۔ اور برہان کو لگا وہ اتنے عرصے میں پہلی بار اسے کس خود کرنے جارہی ہے۔۔۔ سوچ کر ہی اسکا دل دھک دھک کرتا دھڑکا۔۔۔

اسکے لبوں کی مبہم شرمگین مسکان اسکا دل کھینچ رہی تھی، آنکھوں میں مسرت بھرے جذبات۔۔۔

وہ اس کے چہرے پر بالکل جھک آیا کہ اب دونوں کی سانسیں الجھنے لگی۔۔۔ برہان کو اسکی مدھم سانسیں بہت بھلی لگتی تھیں۔۔۔

اس وقت تو بے خود کر رہی تھیں۔۔

وہ جس طرح تڑپا کر آہستہ آہستہ قریب کر رہی تھی اسکا دل ڈوب کر ابھر رہا تھا، جذبات کے ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔

معاً اسنے اپنے گلابی لبوں کو نیم وا کر کے اسکے لبوں سے کترا کر کان کی طرف کر لئے۔۔۔

وہ سمجھ گیا کوئی خمار بھری سرگوشی کرنا چاہتی ہے اور وہ جی جان سے منتظر تھا مضطرب تھا اس سرگوشی کو سننے کیلئے۔۔۔۔

”سوامی۔۔۔۔“ وہ کان میں سرگوشی سے بولی۔۔۔

وہ تڑپ اٹھا۔۔۔۔ پر چاہتا تھا وہ مزید کچھ کہے حالاں کہ اسکے صرف سوامی کہنے پر وہ پاگل ہو اٹھا تھا۔۔۔۔

وہ اے آئی جی برہان علوی ایک ادارے کو اپنی انگلیوں پر نچانے والا واحد یہ وجود تھا جسکے سامنے خود کو بے بس پاتا تھا۔

”کچھ کہو؟“ اسے خاموش پا کر بے قراری سے بولا۔۔۔۔

”آنکھیں بند کرو۔“ اسنے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

برہان کی مسکراہٹ گہری ہوئی اسکی خمار میں ڈوبی سرگوشی پر۔۔۔۔

”اچھا یہ بھی کیا تمہارے لئے۔“ وہ اپنی ناک اسکی گردن پر سہلا کر بولا۔۔۔ مسکان نے پل کیلئے آنکھیں میچ کر اس جسارت پر سانس بھرا۔۔۔۔

اور برہان نے بے قراری بے تابی سے آنکھیں موند کر وجود کے پور پور سمیت اسکے اگلے قدم کیلئے دل سے منتظر تھا۔۔۔

”آہ۔۔۔۔“ ”دفعۃً روم میں مردانہ کراہ نما چیخ نکلی۔۔۔

اگلے ہی پل وہ کراہ کر مچلتا ہوا چیخ کر اس سے دور ہوا اور بری طرح اپنا کان مسلنے لگا۔۔۔۔



”ظالم چڑیل ڈائن سائیکو عورت تم نے میرا کان کاٹ لیا ہوتا آج۔۔۔“ اچانک وہ دھاڑتا ہوا اس سے دور ہوا۔۔۔۔

”ہاہاہا آجائو ابھی مجھے ایک اور سرگوشی کرنی ہے جانو۔ ”مسکان قہقہہ لگا کر بانہیں پھیلاتی ہوئی بولی۔۔۔۔

اور برہان خود کے بے وقوف بن جانے پر متغیر ہو گیا۔ مزید پیٹروں کا کام کرتا اسکا تمسخرہ اڑتا ہوا قہقہہ۔۔۔

اسکے ہاتھ پھیلانے پر بھی وہ پاس نہیں آیا بلکہ سامنے آئی جی کے یونیفارم میں کھڑا  
وہ سحر انگیز پرسنالٹی کا مالک اپنا کان سہلاتا اسے خشمگین نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔

”بے بس میں نہیں بے بس تم ہو مائنڈ اٹ۔“ وہ چٹکی بجا کر وارن کرتی اپنے بال کان کے پیچھے اڑنے لگی جنہیں وہ چھیڑ رہا تھا کچھ دیر پہلے اسکے سحر میں جکڑا ہوا۔۔۔

”یہ بھی کیا تمہارے لیے ”ہاہاہاہا۔۔۔“ وہ اسکی نقل اتارتی ہوئی یاد کر کے کھلکھلائی۔

”ارے ارے بڑا کھلکھلایا جا رہا ہے۔“ ایکدم ہی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے وہ مسکراتا اسکے پاس آیا۔۔۔

اسکے تیوروں کو دیکھتے مسکان کو اپنے گرد خطرے کی بو پھیلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

”ہاں تو تمہیں کیا“! وہ منہ بنا کر چہرہ دوسری جانب کر گئی کیونکہ اسکے ارادے ٹھیک نہیں تھے اور وہ ابھی اسکے سامنے مکمل بے بس تھی۔۔۔

”اے شرم سمجھو یا برہان علوی کی دہشت؟“ وہ استہزائیہ مسکرایا۔

”ہوں تم سے شرم اور دہشت ہاہا اچھی بوئگی تھی پر مجھے پسند نہیں آئی۔“ وہ اوپر ہی اوپر کھلکھلا کر جلانے لگی۔۔۔

”یہ بھی خوب کہا، اچھا تو یہ تمہاری رنگت سرخ اور ماتھے پر پسینے کیوں آرہے ہیں؟“ وہ اسکی پیشانی سے شبنم نما قطرے انگلی پر سمیٹ کر اسکی آنکھوں کے سامنے کرتا لب دبا گیا۔

”یہ۔۔۔ یہ تو گرمی کی وجہ سے۔۔۔ اف گھبراہٹ ہو رہی ہے بہت۔۔۔“ اسنے بوکھلا کر جلدی سے اپنے دوپٹے سے ہوا کرنا شروع کی۔۔۔

”اف ہاں یاد گرمی ہے بہت۔“ اسنے اے سی کی کولنگ دیکھی جو فل تھی اور کھڑکیاں بند کیں۔۔۔

کیپ ایک طرف رکھتے اسنے شرٹ کے اوپری بٹن کھولے۔۔۔ جس سے نمودار ہوتا اسکا چوڑا سفید سینہ مسکان کی دھڑکنیں اتھل پتھل کر گیا۔۔۔

”تمنے اپنے ساتھ بھوج بھی تو اتنا اٹھایا ہوا ہے اسیلے تو گرمی ہو رہی ہے۔“ وہ اسکے وجود سے دوپٹہ بہت آسانی سے جدا کرتا اسکے بالوں کو کندھو سے اٹھا کر تکیے پر پھیلا گیا۔۔۔ وہ بے ترتیب دھڑکنوں سے اسکی کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔۔

”اب یہ کیا کرنے والا ہے؟“ اسکا رواں رواں لرزہ وہ لب کچلتی ہاتھ مسلنے لگی۔۔۔

”مجھے تو اب ٹھنڈ لگ رہی ہے بہت۔“ سٹیٹا کر اسکی نظروں سے اسنے دوپٹہ جھپٹنا چاہا کہ برہان نے بڑی شرافت سے نفی میں سر ہلا کر دور کیا۔۔۔

”کوئی بات نہیں میں پھر گرمی کر دیتا ہوں۔“ معنی خیز لہجے میں کہتے اسنے اسکے ہاتھ پکڑ کر اپنی گرفت میں لیے اور تکیے سے لگا دیئے۔۔۔

پر یہ شکر تھا اسکا پیٹ بیچ میں فاصلہ بنائے ہوا تھا اور وہ کافی نرمی برت رہا تھا شاید اسکی کنڈیشن کے زیر اثر۔۔۔۔

”دیکھو یہ گھٹیا گیم مجھ سے مت کھیلو سوامی“! اسکی برداشت برہان جتنی نہیں تھی۔ تبھی بیچ میں ہی بھڑک اٹھی کیونکہ اسے امید تھی وہ کچھ خطرناک اسکے ساتھ مذاق کرنے والا ہے۔۔۔

اپنی شرمندگی کا سوچتے ہی پہلے ہی جان جا رہی تھی کیسے برداشت کرتی یہ سب۔۔۔

”گھٹیا تھوڑی ہے یار۔ اور کون سی گیم؟“ وہ اسکے گلابی گالوں پر ناک سہلاتا سرگوشی میں گویا ہوا۔۔۔

اپنے رخساروں پر اسکی دکھتی جھلساتی سانسیں۔ جان لے رہی تھیں مزید ستم اسکا لمس۔ وہ اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں سے اپنے ہاتھ چھڑوانے لگی۔“ دیکھو سوامی۔۔۔۔۔“

”تمہیں ہی تو دیکھ رہا ہوں سوامی کی جان۔“ وہ بوجھل لہجے میں بولا۔۔۔

مسکان نے لرزتی پلکوں سے بمشکل اسکی آنکھوں میں جذبات دیکھے اور ایکدم سے نظریں جھکا دیں۔۔

اور ان نظروں کے جھکتے ہی سامنے سیدھا اسکے مردانہ سینے پر گئیں۔ وہ پانی پانی ہو گئی۔۔

رواں رواں سلگ اٹھا تھا اسکے چھونے پر۔۔۔

”تم ضرور اپنی گھٹیا حرکت کر رہے ہو پر بتا رہی ہوں میں بیوقوف نہیں ہوں۔“ وہ اسے پگھلا رہا تھا پر وہ ہرگز اسکے جھانسنے میں آنے والی نہیں تھی۔ بلکہ پہلے سے مزید بھڑک کر بولی۔۔۔

”کس نے کہا تم بے وقوف ہو؟ اے آئی جی برہان علوی کی بیوی بھلا بیوقوف ہو سکتی ہے؟ علوی خاندان کی پہلی بہو ایک مضبوط خود مختیار، بااعتماد بزنس وومن مسز مسکان علوی بھلا بے وقوف ہو سکتی ہے؟ یہی سوچ لو! کیا دنیا کی مشہور معروف لیڈی باس جو پس پردہ ہو کر اپنے کام سر انجام دیتی ہے بلکہ بڑے سے بڑے مجرموں کو سیکنڈ کی مہلت نہیں دیتی سانس لینے کی، دنیا میں اپنی وحشت پھیلانے والی، ایک غنڈی، ایک شوشل پروٹیکٹر ڈینجرس گرل وہ بے وقوف ہو سکتی؟“ وہ آہستہ آہستہ اسکی گردن کو لبوں سے چھوتا اسکے گالوں آنکھوں گردن پر دہکتی سانسیں چھوڑتا سرگوشیانہ کہہ رہا تھا۔۔۔

اور وہ آنکھیں میچے اسکے ہاتھوں کی انگلیاں کو سختی سے جکڑے لمبے سانس لیتی اسکی تعریف پر مسکرا رہی تھی۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ یہ ایک نیچرلی عادت ہوتی ہے ہر عورت کا اپنے شوہر اپنے محرم کے منہ سے اپنے لیے تعریف کی خواہشمند ہونا اور اسے پسند کرنا۔

وہی ٹریک وہ اس پر آزما رہا تھا جس میں سو پرسنٹ کامیاب رہا تھا کیونکہ وہ بالکل اسکے حصار میں آچکی تھی بے بس سی۔۔۔

برہان نے اپنی محبت سے لبریز آنکھیں اسکے چہرے پر ڈالیں۔۔۔



وہ اسکا ساتھ پا کر نا صرف کامیاب رہا تھا زندگی کے ہر مشکل قدم میں بلکہ وہ یہ کہہ دیتا کہ  
اسکی زندگی کو بچانے والی ہر طرف سے وہ تھی۔۔

اسے ماننے میں کوئی عار نہیں تھی کہ اسنے ان چھ سالوں میں کئی مرتبہ کتنے ہی اٹیک سے  
اسکی جان بچائی تھی۔ وہ یہ بھی مانتا تھا کہ وہ اسکے لئے خدا کا ایک چھائوں دار سایہ تھی۔  
یا اسکی کسی نیکی کا انعام۔۔

صرف یہ نہیں تھا کہ وہ اسکی پروٹیکٹر تھی بلکہ کئی دفع برہان اسے کتنے ہی حادثات سے  
بحفاظت نکال لایا تھا۔

وہ دو مخالف شعبوں کے مخالفین، پر دو جسم ایک قلب تھے۔ ہزاروں اختلاف ہوتے ایک  
دوسرے سے پر کبھی ساتھ کھڑے ہونے سے کتراتے نہیں بلکہ ہمقدم ہو جاتے چاہے پھر  
تاریک سیاہ طوفان ہی کیوں نا ہو۔۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اسکے ساتھ وہ نہیں کر پایا جو وہ سوچ کر بیٹھا تھا۔ وہ تو خود اسکا اسیر تھا کیسے  
اسے شرمندہ کرتا یا اتنا حسین منظر جانے دیتا۔۔۔  
بہت مشکل سے تو وہ ہاتھ آتی تھی۔۔

اپنی دھڑکنیں مسکان کو تو صاف سنائی دے رہی تھیں پر انکے حد سے بڑھتا شور برہان کو  
بھی باخوبی سنائی دے رہا تھا۔

وہ اسکی گردن پر لب رکھ کر، ٹھوڑی کو چھوتا ہوا اسکے لبوں کے پاس آیا۔۔۔

کچھ دیر اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھتے آہستہ سے مدہوشی میں جھک گیا اور اسکے ہاتھ سر کا کر  
اسکے سر کے نیچے رکھتے سر اوپر کر لیا۔۔۔

وہ قطرہ قطرہ اسکی سانسوں کو محسوس کر رہا تھا، اور وہ پسلیاں توڑتی دھڑکنوں، اسکی شدت بھری گرفت سے تڑپ گئی۔۔۔

وہ نا پیچھے ہو سکتی تھی نا ہی کسمسا کر اسے پیچھے دھکا دے۔۔ اسکی حالت ہی ایسی تھی جس سے وہ فائدہ اٹھا رہا تھا۔

شاید اسے خود ہی رحم آگیا کہ ہنستا ہوا دور ہوا اور مسکان نے گہرے گہرے سانس بھرنا شروع کر دیئے۔۔۔

”مجھے لگا تمہیں اب عادت ہو گئی ہوگی۔“ شرارت بھری روشن چمکتی آنکھوں سے دیکھ کر بے باکی سے گویا ہوا اور نچلے لب دانتوں تلے دبایا۔۔۔

”تم!“ اسنے پھولی سانسوں سے کچھ برا خطرناک کہنا چاہا کہ اسنے کھل کر ہنستے ہوئے اسکے مچھلی کی طرح کھلے منہ پر انگلی رکھی۔۔۔

”ہمارے انتقام ایسے ہی ہوتے ہیں، اپنے مزاج کے مالک ہیں اسلئے بچ کر رہا کرو بچے کی ویسے ہی نیت بری ہے۔“ وہ جتا کر بولتا اسکے بھگے لبوں پر انگلی پھیر کر اپنے لبوں پر رکھتا ہوا اٹھا۔۔۔

مسکان کا شرم سے برا حال ہو گیا دل کیا اٹھ کر سر پھاڑ دے اس اکلوتے مزاج کے مالک کا۔۔۔

”اڑ لے ننھے بچے کچھ ہی وقت ہے۔“ وہ دانت کچکچا کر سوچتی ہوئی اسکی نظروں سے خفت زدہ ہو کر اپنا دوپٹہ جھٹ سے اٹھا کر پھیلا چکی تھی۔۔۔

”چلو میں ان سائیکو کیسز کو اٹھا کر آتا ہوں تب تک اپنا سانس بحال کر لو ہو سکتا ہے اگلے میں مزید وقفہ درپیش آئے۔۔۔“ بے باک ذومعنی کہتا اپنی شرٹ کے بٹن بند کر کے اسے آنکھ مارتا قہقہہ لگا کر نکلا۔۔۔

کیونکہ اسکی آنکھیں حد سے پھیل چکی تھیں اور وہ اسے بہت پسند آرہی تھی۔۔۔

”اپنے بیٹے کے کیے کا حساب تم دو گی۔ میری پیاس بجھا کر۔ سچ میں بہت پیاس لگی ہے۔“  
شریر نظروں سے دیکھتے وہ گردن مسلنے لگا۔۔۔

”دفع ہو جاؤ ورنہ سر پھاڑ دوں گی تھرڈ کلاس مووی کے تھرڈ کلاس ہیرو۔“ وہ غرائی اور ہاتھ بڑھا کر ٹائم پیس اٹھانے ہی لگی تھی کہ بوکھلا کر وہ وہاں سے بھاگا پر آگے ہی اسکا چھت پھاڑ قہقہہ گونجتا سنائی دے رہا تھا۔۔۔

مسکان نے ہنس کر سر جھٹکا اور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اٹھتی ہوئی کھڑکی کی طرف آئی۔۔۔

جہاں وہ گن بیلٹ میں لگتا ہوا فیری کے چہرے پر چھینٹیں پانی کی مار کر شیرخان بابا کو ہوش میں لایا اور انہیں ملازمہ کے ساتھ وہاں سے بھیجتے ہوئے بیہوشی کے بہانے سے

پڑے اس پانچ سالہ زوہان کو کندھے پر ڈالا۔۔۔

”چلو انجام دے دیا ہے کارنامہ۔“ اسنے چیخ کر پھیلی آنکھوں سے اپنے ماں باپ کو دیکھتی فیرے سے کہا۔۔۔

”اوہ شکر!“ اسنے ان دونوں کو صحیح سلامت دیکھتے کہا پر برہان اسکا الگ ہی مطلب لیے گھورا کہ وہ کھلکھلا اٹھی۔۔۔

”بابا میں نے نہیں اس چوہے نے کاٹا مجھے ٹانگ میں میں تو خان بابا۔۔۔۔۔“ وہ کہتی کہتی  
چپ رہ گئی۔۔۔

”آپ سکھائیں نا پلیر بابا۔“ وہ منت کرتی اسکے ساتھ لگی۔۔۔

”نہیں ہرگز نہیں پڑھائی پر دھیان دو اگر ایس پی بنے میں انٹرسٹ ہو تو ٹھیک ورنہ سڈی  
کے کمپیٹ ہوتے ہی کسی فیرے کو ڈھونڈ کر تمہاری شادی کروادوں گا۔“ وہ کہہ کر اسے  
ہونقوں کی طرح چھوڑتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔۔

”ہونہہ! شادی کرے گا کوئی مجھ سے مائی فٹ“ اسنے پیچھے تمسخرہ اڑاتے سر جھٹکا۔۔۔

جبکہ ساری باتیں سنتا، ذرا سی کھلی آنکھوں سے سارے منظر کو دیکھتا جب اسکی نظر کھڑکی  
میں کھڑی اپنی ماما پڑی ایکدم کھلکھلا اٹھا۔۔۔

”اما!“ اسکا کام ہو گیا تھا اسکی ماں جاگ گئی تھی اب وہ کھلکھلا رہا تھا۔۔۔

اسکی کھلکھلاہٹ پر فیری اور برہان کو چونکتے دیکھ کر ادھر مسکان بھی قہقہہ لگا اٹھی۔۔

اور اب برہان کیسے نا کہتا اس نفسیاتی گروہ کو سائیکو کیسز۔۔۔

وہ جب محض اپنی ماں کو جگانے کیلئے اسکی کھڑکی پر فائر کروا سکتا ہے، زبان پسند آنے پر  
معصوم بچی کے منہ سے زبان نکالنے کی کوشش کر سکتا ہے پھر آگے تو اللہ ہی مالک تھا۔۔

وہ تو اسے دیکھ کر جھرجھری لے اٹھا۔ اسے تو ابھی سے اس میں ایک نفسیاتی کی بو آرہی  
تھی۔۔

اللہ جانے آگے اسکا نام کیسے روشن کرے گا آتا تو اے فار اپیل نہیں تھا۔۔



کتنی بار ایک ہی لفظ پڑھنے سے وہ فیری کا سر پھاڑ چکا تھا۔ اور جب پوچھا جاتا تو یہی کہنا ہوتا صاحب کا کہ ”جب مجھے پتا ہے یہ اپیل ہے تو بار بار پڑھا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہے یہ بغیر پروں کی چڑیل؟“

جب برہان نے پنش دی تب وہ غصے سے چیختا بولا۔۔۔

”مجھے نہیں پڑھنے یہ کتاب میں اپنے کتاب خود لکھوں گا۔“ اسنے سب کو حیرت سے شاکڈ کیا کہ وہ ڈھائی فٹ اب اپنا کتاب لکھے گا۔۔۔

”تمہارا باپ بھی نیوٹن تھا نا؟“ برہان نے کان پکڑ کر مروڑتے پوچھا۔۔۔

اور وہ برہان کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بے خوف ہو کر بولا۔۔۔

”نہیں وہ تو میرا باپ تھا، میں بھی کوشش کروں گا آپکا باپ بننے کی۔“ اسنے انتہائی

معصومیت سے کہا تھا کیونکہ برہان کی بات کا پس مطلب یہی تھا کہ وہ اپنے باپ جیسا بنے۔۔۔

تب مسکان فیری کے قہقہے تھے گھر میں اور وہ حیران تھا کہ غلط تو نہیں کہہ دیا۔۔۔ اور اس بات کی تسلی کیلئے اسنے اپنے باپ کی صورت میں دیکھا جو سرخ ہو گئی تھی۔۔۔

”نہیں میں آپ تینوں کا باپ بنوں گا۔“ وہ جھٹ سے درستی کرتا بولا۔۔۔

اب وہ کیا کہتے انکا بیٹا انکا ہی باپ بننے کیلئے تیار بیٹھا تھا۔۔۔

”نہیں تم کتاب لکھنا اور اس میں اپنے جیسے نفسیاتی بچوں کی کہانیاں ایڈ کر دینا، لوگوں کو بھی تو پتا چلے میرے پاس کون سی مخلوق ایجاد ہوئی ہے۔“ وہ بھنا کر گرجتا وہاں سے نکلا تھا۔۔۔

تب پیچھے سے اسکا معصوم پریشان سوال اسکی سماعتوں میں گونجا جب وہ اپنی ماں سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

”اما کیا ڈیڈی کا سب کو معلوم ہے؟“ پیچھے جو قہقہے تھے وہ تو اسنے سنے تھے پر اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ وہ معصومیت کا چونا لگا رہا تھا سب کو۔۔۔

وہ عالم کے بیٹے پر ہنستا تھا کہ اسکے پاس عجیب و غریب مخلوق ایجاد ہوئی ہے۔۔۔

پر یہاں تو اسکے اپنے ہی کرم پھوٹے ہوئے تھے۔

کیسے بھول گیا تھا کہ وہ ایک لیڈی باس کو بیٹا تھا۔۔۔

پر برہان کا دعوہ تھا وہ کبھی اسے ایسے مجرموں کے شعبے میں جانے نہیں دے گا، وہ اسے پڑھائے گا لکھائے گا ایک اچھا شہری بنائے گا۔

پر یہ تو خدا ہی جانتا تھا کہ کون کیا بنے گا اور کون کیا نہیں۔۔۔

”تم چلو!“ برہان نے سخت تیوروں سے جھڑکا اسے اور اسکی کھلکھلاہٹ ایکدم بند ہوئی دوسرے ہی پل پھر سے گردن لڑکھ گئی اور ساتھ ہی وجود جیسے بے جان۔۔۔۔

وہ اس کے نائک سے واقف تھے،

”تمہیں بتاتا ہوں۔“ یہ کہتے ہی برہان نے اسکی ٹانگوں کو جکڑا اور کسی بڑی مچھلی کی طرح اسے الٹا کندھے ڈالا۔۔۔

جسکے ساتھ ہی مسکان اور فیری دہل گئے اور زوہان کی چیخیں۔۔۔

”ڈیڈی۔۔۔“ وہ الٹی زمین کو دیکھتا چیخیں مار رہا تھا کہ دفعتاً ہی نظریں بیلٹ میں لگی گن پر پڑی۔۔۔

”زی۔۔۔“ ”فیری اسکے ارادے بھانپ کر چیخی۔۔۔

”اتاریں مجھے۔“ ”اگلے ہی لمحے وہ جھپٹ کر گن نکالتا برہان سے بولا۔۔۔

”زی بابا؟؟؟“ ”فیری نے چیختے باز رکھا برہان ساکت تھا۔۔۔

جبکہ مسکان کھلکھلاتی ہوئی اس منظر سے منہ میں ببل رکھنے لگی۔۔۔

”شاباش میرے چیتے“ ”اسنے فلائنگ کس بھیجی جسے لبوں کو سکیر کر تھام گیا۔۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی فیری کو ہنسی آگئی اور اپنی نالائق فراڈی خود غرض اولاد پر برہان کو غصہ۔۔۔

”مطلب اب وہ اپنے باپ پر گن تانے گا؟“ ”اسنے سوچا۔۔۔

کیا وہ چوزہ اس سے طاقت ور تھا۔۔۔؟؟

ایک استہزائیہ مسکراہٹ اسکے لبوں پر آگئی۔۔۔

”تیری سرپھری ماں کو سیدھا کر دیا تو کیا چیز ہے سنپولے۔“ ”وہ جھٹکے سے اس سے گن

چھین کر اسے کندھے پر ٹھیک سے ڈالتے ہوئے وہاں سے لے جانے لگا۔۔۔

فیری اپنے بابا کی پھرتی پر سرشار سی کھلکھلاتی ہوئی پیچھے آئی۔

پر اسکے نکلتے دانت دیکھتا وہ عزم باندھ رہا تھا کہ چھوڑوں گا نہیں تمہیں چڑیل۔۔۔

فیری کا اسکی نظر میں قصور یہ تھا کہ اسکا معلوم نہیں ہوتا کس کی سائیڈ ہے۔۔۔

اسلئے وہ فیری نہیں اسکی نظر میں چڑیل ضرور تھی۔۔۔ پر یہ الگ بات تھی کہ فاتح اگر

اسکی فیری کو کچھ کہتا تو وہ بپھر جاتا تھا۔۔۔

ان تینوں کے قدم مسکان کے روم کی طرح تھے اور جانتے تھے ابھی بڑی بحث ہونے والی ہے ان چاروں کے بیچ۔۔۔

اور ووٹ باپ کی طرف سے لے گی انکی ماما کے پیٹ میں موجود ان سب کی آنکھوں کا تارا انکی آنے والی شہزادی

فیری اپنے کارنامے کے زیر اثر ہر بات میں برہان کی سائیڈ زور شور سے لے رہی تھی، اور اسکی اس میسنی حرکت پر زوہان دانت پیس رہا تھا۔۔۔

پر اب تک وہ یہ نہیں جان سکا تھا اسکی فیری کا اصلی نام کیا ہے۔۔۔

وہ یہ جانتا تھا وہ میسنی ہے، پر وہ یہ نہیں جانتا تھا وہ ”مسکان“ ہے۔۔۔

ایک نئی داستان، ایک نیا باب۔۔۔

\*\_\_\_\_\_♦♦♦\_\_\_\_\_\*



ساری کاروائی اور رضامندیوں کے دونوں بھائیوں نے ملکر دیں۔۔۔ انکی محنت اور لگن سے ہی علوی ولا کو اولڈ ہوم میں تبدیل کیا گیا تھا۔ جہاں، بے سہارا ماں باپ جو تپتی دھوپ میں چھائوں کیلئے کبھی درخت کے نیچے تو کبھی گاڑیوں کے نیچے آتے تھے۔

وہ اب اس بڑے سے سرسبز گھر میں رہتے تھے، علوی پیلس میں مزید کمروں کی تعمیرات کی گئی تھی اور ان گھروں میں نئے آنے والے بوڑھے باپ اور ضعیف ماں بس رہے تھے۔ جن سے اولاد کو اب کوئی غرض نہیں رہا تھا۔ کیونکہ وہ اب کما نہیں سکتے تھے نا ہی ماں غلامی کر سکتی تھی۔۔۔

انکی ہڈیوں میں اب طاقت نہیں رہی تھی جسم میں توانائی نہیں تھی اسی وجہ سے وہ اولاد کیلئے ایک گند رہ گئے۔۔۔

وہی گند۔۔۔ جس گند سے ماں باپ نے صاف صفایہ کر کے انہیں اپنے پائوں پر کھڑا کیا، خود کو گھیسٹ نوچ کر کمایا اور انکے پیٹ بھرا، پر آج اس اولاد کیلئے وہ ماں باپ گند کی صورت بن چکے تھے اور گند کو بھلا کون گھر میں رکھتا ہے۔

بس انہوں نے اپنی بیویوں کے سر سے بھوج ہلکا کرتے انکی حالت دیکھتے انہیں نکال باہر پھینکا۔۔۔

شام کا وقت تھا۔ کئی کیل یہاں وہاں کاریوں میں پھول پودے لگا رہے تھے، تو کئی مسکراتے واک کرتے باتیں کر رہے تھے جن میں زیادہ ذکر انکی اولاد کا تھا۔ کچھ معذور کے ساتھ نرسز تھیں، تو ملازمین اپنا اپنا کام سر انجام دے رہے تھے۔۔۔

اس اولڈ ہوم کیلئے پیسے مسکان دیتی تھی اس بزنس سے جسے کمال علوی کھڑا کر کے گیا تھا۔ اور آج کچھ دائود آلف اور زیادہ مسکان کی محنتوں لگن سے بلندیوں پر تھا۔۔۔

سچ کہتے ہیں کامیابیوں کیلئے ڈگریاں نہیں علم لگن چاہیے۔ اور اسکی جیتی جاگتی مثال مسکان علوی تھی۔۔۔

خیر اب تو برہان نے اسے ڈگریاں بھی دلوا دیں تھیں محض اسکے خاطر ورنہ تو وہ اسے ایسی ہی ڈینجرس لیڈی باس پسند تھی۔ جو شرماتے کی کوشش بھی کرتی تو بوئگی ثابت ہوتی۔۔۔

کمال علوی کے بزنس کا سارا بینفٹ یہیں آرہا تھا، اور یہ انکے لئے ہی تھا کہ وہاں سفر آخر میں انکے لئے آسانیاں ہوں۔۔۔

مسکان ایک بزنس وومن تھی اور نورالعیین اپنے ریسٹورنٹ کی اوپر۔۔۔

حور نے اپنا حصہ بھی اسے سونپ دیا تھا۔ کیونکہ اسے جو حاصل ہوا تھا اس ریسٹورنٹ کے تھرو وہی اسکی زندگی کی منزل تھا، ”بیسٹ“

ہاں یہ بات اور تھی کہ اسے اپنے باپ کے ریسٹورنٹ سے بہت محبت تھی اور ماہ میں ایک دن ایسا آتا تھا کہ سب فری ہو کر وہیں ڈنر کرتے تھے اور پرانی باتوں کو یاد کر کے ہنسی مذاق سیریس گفتگو سے لیکر چھیڑ چھاڑ تک ہوتی رہتی۔۔۔

برہان کا زیادہ تر نشانہ عالم ہوتا تھا، اور داد کا عارب تو عارب کا داد۔۔۔ لیڈیز انکے طنز جلن پر قہقہہ لگا رہی ہوتیں۔۔۔

عالم علوی ایک ہی خاندان بن گیا تھا جیسے۔۔۔ اور ان میں کبھی کبھار شہریار ملک کی بھی انٹری ہو جاتی تو مزہ خوشی دوبالا ہو جاتی۔۔۔

وقت کے ساتھ بہت کچھ بدل گیا تھا۔ نہیں بدلے تھے تو وہ سب۔۔ آج بھی ویسے کے ویسے ہی تھے۔

دائود نے اپنا الگ گھر لیا تھا اور برہان نے الگ پر اسکے باوجود وہ ایک تھے کیونکہ انکی محبت گہری تھی۔

ایک گھر بنا کر وہ نہیں چاہتے تھے کہ کل پھر انکی اولاد کو وہی کچھ دیکھنا پڑے جو وہ دیکھ چکے ہیں۔

اس سے یہ مطلب ہر گز نہیں تھا کہ انکے دلوں میں دوریاں آگئی تھیں۔۔

ایسا بالکل کچھ نہیں تھا، اگر برہان کو کہیں جانا ہوتا تو اسکی فیملی دائود ہائوس ہوتی۔

اور اگر دائود کو اپنے میٹن کیلئے کہیں شہر سے دور جانا ہوتا تو اسکی فیملی علوی ولا ہوتی جو کہ برہان کا گھر تھا۔۔

انہوں نے بی کیلئے بھی بہت کچھ کیا تھا، اسکے احسان تو نہیں چکا سکتے تھے پر اسکی بیٹی کو ایک خوبصورت گھرا تحفہ اور بیٹی کو ماہانہ تنخواہ دیتے آرہے تھے۔۔

پر ابھی اسکی بیٹی کی نفرت حورالین اور نورالین انکے کیلئے چھپی ہوئی تھی۔ اس سے صرف برہان ہی واقف تھا اور بہت احتیاط برتا تھا کہ کہیں باقی کسی سے مڈبھیڑ نا ہو جائے۔۔

اور وہ واپس سے پاسٹ میں دھکیلی جائیں۔۔۔

عالم سے بھی احتیاطاً تھے کہ کہیں اسے بھی معلوم پڑ گیا کہ کوئی ایسا وجود ہے جو اسکی بیوی سے سخت نفرت کرتا ہے بلکہ اس آگ میں جل رہا ہے تو ضرور وہ اس وجود کے ٹکڑے کر دیتا بغیر دیکھے وہ کون ہے۔۔۔

پر ان سب سے چھپ کر اس معصوم وجود کے کانوں میں ایک الگ ہی سور پھونکا جا رہا تھا جس سے اسکے وجود میں قہر کے بچھو کاٹ رہے تھے۔۔

جس سے نا برہان واقف تھا نا ہی کوئی۔۔۔

اور کوئی یہ بھی نہیں جانتا تھا بی کے ساتھ اس دن شادی میں اور بھی وجود تھے جو اس علوی ولا میں لہو لہو ہو کر ٹکڑے ہوئے تھے۔

اور وہ اس معصوم وجود کا ہی دل کا ٹکرا تھا۔۔

جسکا انتقام بچھو کی طرح اسے کاٹتا تھا اور بے چین رکھتا کہ کب وہ بڑا ہوگا۔۔۔

اور ان طاقت ور آدمیوں سے اپنا انتقام لے گا۔۔۔

اس معصوم دماغ میں کیا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا پر اسکی ہمہ وقت اب سے ہی سرخ رہنے والی آنکھیں۔۔ لہجہ میں پھنکار، الفاظ میں بھڑکتے شعلے کسی اور کو نہیں ایک ماں کے سینے پر

ٹھنڈک بن کر برستے تھے۔۔۔

اور وہ جو چاہتی تھی اسکی آنکھوں کے سامنے چلتا وہ بیس سالہ لڑکا تھا۔

وہ جانتی تھی اس پر جنون سوار ہے امیر آدمی بننے کا۔۔ پر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اسے یہ سب دیکھنا پڑے گا۔۔



اپنے روم میں بیٹھی وہ اپنے بیٹے کے روم سے نکلا وہ سفید پائوڈر کی پریا دیکھ رہی تھی اور سامنے ہی وہ پیسے جو اسے اسکا بیٹا رکھنے کیلئے دیکر گیا تھا۔

”کیا میں نے اپنا بیٹا کھو دیا ہے؟“ اسکا دل دھڑکا۔

اور وہ وحشت سے بھری آنکھوں سے ان نوٹوں کی گڈیوں کو دیکھ رہی تھی جو مسلسل اسکے بیٹے کی کمائی کے طور اسکی الماری میں جمع ہو رہے تھیں۔۔۔

”طالم!! اسنے تڑپ کر پکارا پر یہ پکار ویران لوٹ کر اسکے منہ پر پڑی کیونکہ گھر خالی تھا۔۔۔“

ویرانی اسکے اندر کی طرح۔۔

”نہیں وہ غلط نہیں جائے گا۔۔ مجھے یقین ہے میرا طالم ضرور بدلہ لے گا ان علوی سے۔“ وہ خود کو مضبوط کرتی ایک عزم سے بولی۔۔۔

اور مضبوط قدم اٹھائے وہ نوٹوں کی گڈی الماری میں سنبھال کر رکھی۔ سفید پائوڈر کی پُریاں اسکے روم میں جاکر واپس بیگ میں رکھیں۔۔

”اف ایک تو اس لڑکے کا غصہ!! وہ ماتھا پیٹ کر سارے تہس نہس روم کو سنوارنے لگی۔۔

جان گئی تھیں کہ یہ غصہ شاید اس سفید پریوں کی گمشدگی کی وجہ سے آیا ہوگا۔

”بات سن جعفر کیا مال وہیں اڈے پر رہ گیا ہے؟“ گھر سے باہر آکر وہ اپنے ساتھی کو کال ملاتا ہوا بولا۔۔۔

پر دوسری طرف جواباً وہ بولا کہ ”ابھی گھر ہے“ جسے سن کر طالم کو بے حد غصہ آیا پر وہ ضبط کر گیا۔

”جلدی جا اور مجھے دس منٹ میں خبر دے۔“ اسنے غصے سے کہہ کر اسکی ایک بھی سنے بغیر کال ڈسکنیکٹ کردی اور موبائل جیب میں رکھ کر لب بھینچتا ہوا اندر بڑھا۔ اسکی برائون آنکھوں میں غصے کی زیادتی سے ہمہ وقت رہنے والی سرخی مزید بڑھ گئی تھی۔ گندمی رنگ چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا۔

وہ دراز قامت کا مالک بیس سال کا نوجوان تھا، جہاں اس عمر میں لڑکے چلبے ہشاش بشاش ہوتے ہیں وہیں اسکے تاثرات الٹ تھے اور وہ اسلئے کیونکہ وہ اس دنیا میں اپنی ماں کے علاوہ تنہا سر تھا۔

اور اس یتیم کا دھبہ لگانے والے بے سہارا کرنے اور فاقہ کشی پر لانے والے بھی اس دنیا میں موجود عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

وہ روز ہی تو اسکی گاڑیاں دیکھتا تھا، بہت سی گاڑیوں میں چلتی اسکی گاڑی۔۔ سب میں نمایا ہوتی تھیں علوی کی گاڑی۔۔

”یہ سب کیا ہے طالم؟“ اسنے اسے دیکھتے روم کی سمیت اشارہ دیا۔

”آپ چھوڑ دیں میں خود آکر کرلوں گا۔“ وہ بولا تو محض سپاٹ لہجے میں یہی۔ اور چلتا ہوا صوفے پر بیٹھ کر لب بھینچتے سوچنے لگا آخر مال گیا تو گیا کہاں۔

“ماں، شوہر، بیٹی کے بعد میرا کل اثاثہ تم ہی ہو طالم۔ میں تمہاری ماں ہونے کے ساتھ تمہاری دوست بھی ہوں بتاؤ کیا بات ہے کیوں پریشان ہو؟ ” پاس بیٹھ کر اسکا ماتھا چومتے ہوئے وہ بولیں تو طالم نے انکی آنکھوں میں دیکھا۔

ہاں اسکا کیا قصور وہ بھی تو اسکی طرح کی زندگی گزار رہی ہے۔ اس سے زیادہ اذیتیں تو اسکے حصے میں آئی تھیں پھر وہ کیوں ایسا کر رہا ہے۔۔۔

“یہاں کچھ ڈرگز کے چھوٹے پیکٹ پڑے تھے کہاں گئے؟ ” اسنے سیدھا بغیر ہچکچائے پوچھا۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔ کتنا بدل گیا تھا اسکا طالم۔

“وہ بیگ میں رکھ دیئے ہیں۔ پر طالم تمہارے باپ نے بھی۔۔۔۔۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا کہ طالم نے انکا اتھا چوم کر الفاظ ختم کر دیئے۔۔۔

“میں وہ نہیں۔ آپ بے فکر رہیں آپکا بیٹا آپکے ساتھ ساری زندگی رہے گا بلکہ آپکے ساتھ ہوئی زیادتی کا بھی پورا پورا بدلہ لے گا۔”

“یہ گھر ان علویوں کا دیا ہوا ہے نا؟ ” اسنے گھر کو دیکھا۔

زہرہ نے خاموشی سے سر ہلادیا۔

“سامان باندھ لیں ہم جارہے ہیں لاہور۔ ” وہ بیگ میں پیکٹ چیک کرتا جعفر کی آئی کال پر اسے کہنے لگا مل گئی ہیں پریشان نا ہو بلکہ کام پر لگ جائے۔۔۔

“لاہور؟ پ۔۔۔ پر طالم کیوں؟ تمہارا بد۔۔۔۔۔”

”گھبرائیں نہیں اماں۔ یہ تو طالم مر کر بھی نہیں بھولے گا۔ بس کسی کو جینے کیلئے کچھ وقت دینا چاہتا ہوں۔ اگر میں یہاں سے نہیں گیا تو شاید آپکا بیٹا ابھی سے ہی دو چار مرڈر کیس میں سولی پر ہوگا۔“ وہ استہزائیہ ہنس کر بولا۔۔۔

”یہ کیا بکواس کر رہے ہو طالم؟ کیا سوچ رہے بتاؤ مجھے اور یہ سب کیا ہے تم اسمگلر ہو؟“ وہ غرا کر اٹھتی اسکا گلا پکڑ کر جھنجھورنے لگی۔۔

کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔ جو بس کل اثاثہ تھا اسکے پاس۔۔

”اسمگلر؟ ہا ہا ہا“ وہ حیریت سے پوچھتا قہقہہ لگا اٹھا۔ اسکے انداز پر اسکی ماں نے شاکی نظروں سے دیکھا۔۔

”ہم! بے فکر رہیں میں اپنی پڑھائی کر رہا ہوں۔ پر یہ بھی سچ ہے کہ آپکی بہو کو غنڈوں اور دہشتگردوں میں زیادہ دلچسپی ہے۔“ وہ لبوں پر تبسم آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں بھر کر بولا۔۔۔

”کک۔۔ کون سی بہو؟ کک۔۔ کیا تت۔۔ تم دہشت گرد؟“ انکا سانس پھول گیا۔۔ اور وہ

بے جان ہوتی صوفے پر بیٹھ کر لمبے سانس بھرنے لگی۔۔

ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہاتھوں سے انکا بیٹا چھینتا جا رہا تھا۔

”آپ پریشان نا ہو کچھ نہیں ہو رہا مذاق کر رہا تھا چلیں اٹھیں اور ریست کے بعد میں ایک ملازم بھیجتا ہوں مل کر ساری پیکنگ کر لیں۔ جارہے ہیں کراچی کو الوداع کہہ کر۔“ وہ اسکے سامنے گھٹنوں بل بیٹھتا ہوا مسکرایا۔۔



پر اسکی ماں کے دماغ میں ایک ہی بازگشت ہو رہی تھی ”دہشت گرد؟“  
 وہ انہیں پانی کا گلاس تھما کر ماتھا چوم کر اٹھا اور وہی سیاہ پیکیٹس سے بھرے بیگ کو کندھے  
 پر ڈال کر وہاں سے جانے لگا۔۔۔  
 ”طالم!“ وہ خوفزدہ ہو کر جب تک چینی تب تک وہ بیرونی دروازہ پھیلا نکلتا ہوا بائیک پر بیٹھ  
 گیا تھا۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی کھڑکی میں آئی تو سامنے صرف ایک جھلک کے تحت بیلو پیٹ وائیٹ شرٹ  
 میں اسکی چوڑی پشت سیکنڈ کیلئے آئی اور پھر ہوائوں میں اڑتی بائیک نظروں سے اوجھل  
 ہو گئی۔۔۔  
 نچلے طبقے میں چھوٹے چھوٹے گھروں کے بیچ انکا بنا گھر سب میں نمایا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ کافی  
 پر آسائش تھا۔  
 پر جیسے انسانوں سے دور دور۔۔۔

\*-----\*

”تین۔۔“ وہ اوپر ہو کر پھر نیچے ہوا۔۔  
 ”چار۔۔“ اسنے پھر وہی عمل دہرایا۔۔

”پانچ۔۔“ اور بار بار بازوؤں کا زور لگائے وہ دو دیواروں کے بیچ لگی آئین کی راڈ پر لٹکا  
اوپر نیچے ہو رہا تھا۔

سینے سے اسکا پورا جسم نہایا ہوا تھا۔

”اما بس؟“ اسنے نڈھال ہو کر پوچھا۔

”یار اتنی کس ملتی ہیں مجھے، اگر بڑا ہو گیا تو ان لڑکیوں نے میرا منہ نوچ لینا ہے۔“ وہ منہ  
بنا کر بول رہا تھا۔

یہ الگ بات تھی ان کی کسز اسکے اندر گدگدی سی بھر دیتی تھیں اور وہ کھلکھلا کر اپنے  
چھوٹے قد کا فائدہ اٹھا کر اسکے گلے میں بائیں بھی ڈال لیتا تھا تو کبھی انہیں بھی بدلے میں  
کس کر دیتا تھا۔

”کل تمنے تین کیئے آج سات کرنے ہیں“ وہ جھڑکی ہوئی بولیں۔ اور اٹھ کر پاس آئیں  
اس لٹکے ہوئے وجود میں نئے سرے توانائی آگئی تھی جب سامنے آرام دہ چیئر پر بیٹھی اسکی  
ماں موبائل ایک طرف رکھ کر پاس آئی اور اسے گلوکوز پلایا۔

”شباباش آج سات پورے کر کے اپنی اما کو خوش کر دو۔“ اسکے ماتھے پر بکھرے بال سنوار  
کر وہ ماتھا چومتی ہوئی واپس چیئر پر بیٹھی۔

”کیوں اما اچھا خاصا ہینڈسم تو ہوں، لڑکیاں دیکھیں کیسے مرتی ہیں۔“ وہ خود کو دیکھتا ہوا بولا  
نور نے شرم دلائی۔۔۔“ ہاں ہو ہینڈسم پر خبردار لڑکیوں کی سمیت نظریں بھی اٹھائیں۔“

اسنے سختی سے کہہ کر اسکے چہرے کو دیکھا جو انتہائی سرخ ہو رہا تھا بلکہ ننھا سا وجود پسینہ تھا۔ اسکا دل سکوڑ گیا۔۔

پر وہ اس پر لگے لیبل ”بونا“ مٹانا چاہتی تھی اسکے لئے چاہے اسے پھر کچھ بھی کرنا پڑے۔۔۔

اسکا ماتھا چوم کر وہ موبائل اٹھائے پھر سے وہاں قد بڑھانے کی ٹپس دیکھنے لگی جن میں سرفہرست پر وہی لٹکنے کا تھا۔  
دارم نے جھنجھلا کر اپنے لٹکے پاؤں مارے۔۔

کل جب داد نے کہا تھا کال پر کہ بونا کیسا ہے۔ تب سے اسنے صبح اٹھ کر ہی اسے یہ لٹکنے والی ایکسرسائز کروانی شروع کر دی تاکہ جب داد آئے تو وہ بونا نہیں بلکہ صرف خوبصورت سا دارم دائود ہو۔۔

کاش اسے پہلے معلوم ہوتا تو کب کا لٹک کر خود کو بڑھا کر لیتی۔۔۔  
پر ابھی دیر نہیں ہوئی تھی وہ اپنے بیٹے، دارم دائود ”کو کب بونا کہلوانا چاہتی تھی نا ہی بطخ کا بچہ۔۔۔۔

”ہو گیا ماما۔“ پھولی سانسوں کے درمیان اسنے مخاطب کیا۔۔۔

نور العین کھل کر مسکرائی۔۔

”شاباش۔“ اسنے مسرت سے کہا اور موبائل رکھ کر تولیہ اٹھاتی پاس آئی اور اسے بازوؤں میں بھر کر راڈ سے اتارہ۔۔۔

پانچ سال کا دارم اسکے بازوؤں میں چھوٹا سا بچہ لگ رہا تھا اور یہی تو غم نورالعین کو کھائے جا رہا تھا کہ اسکے بچے سچ مچ کے بونے تھے اور یہ سب اس کمینے کی دعاؤں کی وجہ سے ہوا تھا۔۔

وہ وسوسوں میں تھی کہ اسے ابھی تک بچے کیوں نہیں ہو رہے۔۔ پر جب اسکی سوچ کا اسکی بہن کو معلوم ہوا وہ کھلکھلائی بلکہ اسے بھی سمجھایا کہ اللہ پر یقین رکھے ہو جائیں گے۔۔

اور وہی تو کیا تھا اسنے بلکہ داد جس طرح اسے گود میں اٹھائے بچوں کی طرح لاڈ کرتا وہ سخت خفا ہوتی بلکہ چڑ جاتی تھی۔۔

اور وہ بطخ جو یہاں بھی پائی جاتی تھیں، ابھی بھی تو پول سے انکی ٹیٹیں کی آواز آرہی تھیں۔

اور یہ سب اسے چڑانے کیلئے تھا۔ اللہ ہی جانتا تھا اس معصوم کو تنگ کر کے اسے کیا ملتا تھا۔۔

داد سے عاجزانہ پوچھتے معلوم پڑا کہ اسے ”مجا آتا ہے“

بہر حال اسے انہی ماہ میں خوشخبری ملی کہ وہ پریگنٹ تھی اور یہ بات جہاں سب کیلئے خوشگواریت کا سما لائی تھی وہیں نورالعین کو شرمائے شرمائے رکھتی۔

پر اسکی دعائیں بونے نا ہونے پر اپنی جگہ تھیں وہیں داد کی اپنی جگہ۔۔

اور پھر وہ بھی وقت آیا جب اسنے اپنی پہلی اولاد کو جنم دیا اور ممتا کے احساس سے روشنا ہوئی۔۔ اسے اپنی ماں، تائی، بی کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔



پر حورالعین نے ایک پل بھی اپنی بہن کو تنہا نہیں چھوڑا بلکہ اسکی ڈلیوری پر اپنے ٹور سے وہیں اسکے پاس آگئی تھی۔۔ مسکان سمعیہ کا بھی ساتھ تھا۔۔

اور اس دوران ان پر آشکار ہوا کہ وہ بھی امید سے ہے۔ داد کی چھیڑ چھاڑ نے اسکی حالت ہی تو غیر کردی تھی کہ وہ اسے دیکھ کر بھاگنے ہی کی کوشش کرتی۔۔

وہیں باقی سب بہت خوش تھے۔۔

اور اس نورالعین اور داؤد کی زندگی میں انکا چھوٹا گڈے جتنا بیٹا بانہوں کے حصار میں ڈاکٹر نے دیتے ہوئے مبارک دی تھی کہ آپکا بیٹا ہوا ہے۔۔۔

بچے ہوتے ہی اتنے چھوٹے ہیں یا اسے اپنا بیٹا حد سے زیادہ ہی چھوٹا لگ رہا تھا کہ وہ اپنے سرخ سپید چھوٹے بونے کو بانہوں میں بھر کر قہقہہ لگا رہا تھا۔۔

اسکی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی۔ اسکا بونا اسکے بانہوں میں تھا۔ اور وہ اسے لیکر اپنی بیوی کے پاس آیا جو بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی کہ ”کچھ مت کہنا“

وہ شاید دیکھ چکی تھی اور اس پر مزید اسکے قہقہے پڑے اسے یقین ہو گیا تھا کہ اسکا بیٹا سچ کا بونا ہے۔

اسنے اسکے بازو میں دیکر نورالعین کو بے تحاشہ محبت کی وہیں کہ وہ بوکھلا سٹپٹا گئی۔۔

وہ اس کے نقوش چومتا پاگلوں کی طرح اسکے شکریہ کر رہا تھا جیسے اسنے اس پر بڑا کوئی پہاڑ نما احساس کر دیا تھا۔ اور یہ سچ ہی تو تھی اور اتنی تکلیف اٹھا کر اسکے بچے کو نو ماہ پیٹ میں رکھ کر ساری افیت تکلیف جھیل کر کس لیے پیدا کیا تھا؟

اسکے لئے داد جتنا حساس تھا یہ کسی سے چھپا نہیں رہ سکا تھا، ان دنوں جب تک وہ بیڈ پر پڑی تھی۔ اسکے بعد بھی وہ سایہ بنا رہتا اسکا۔۔

سارا دن جاب کے بعد رات کو تھک کر آتا اور سوتا نہیں بلکہ اسے محبت کرتا اسکی چھوٹے سے چھوٹا کام کر کے اسے خود کیلئے اہم ہونے کیلئے احساس دلاتا اور وہ شرما جاتی۔۔۔

وہ خوش تھی کہ وہ اسکی بونی تھی۔ اور اس پر شرمندہ نہیں اب وہ خوش تھی کہ وہ بونی ہے اور اسکے شوہر کی زندگی ہے۔۔۔

پر وہ اپنے بچوں کو بونا نہیں ہونے دینا چاہتی تھی پر۔۔۔

منظر وہی ہوا جو رب چاہتا تھا۔ اسکے نانا کے باوجود اسکی اولاد بونی ہی تھی۔۔۔ اور یہ ایک طرح کا صدمہ ہی تو تھا نورالعین کیلئے۔ وہ ہر ممکن کوشش کر کے انہیں بڑا کرنا چاہتی تھی۔ چاہے کھینچ کر ہی۔۔۔

بیٹا تو اسکے لیے جان دینے کیلئے تیار تھا، اپنی ماں پر جان چھڑکتا تھا بلکہ اسکے حکم پر کسی غلام کی طرح سر خم کر دیتا جو کبھی کھبار داد کو چڑچڑا کر کے رکھ دیتی کہ یہ بونا اسکی بونی پر جیسے حق جتا رہا ہو۔۔

اور تب اسکے سعیر کی فیلنگز کا احساس ہوتا۔ پر وہ جلدی خود کو سمجھا دیتا کہ وہ بھی اپنی ماں کیلئے اتنا ہی پازیسو تھا۔

پر اسکی وہ دونوں بونیاں۔ وہ پھر اپنے باپ کی لاڈلیاں تھی بلکہ وہ انہیں بطخ کی بچیاں کہتا تب بھی کھلکھلا جاتیں۔۔۔

ایک نمبر کی شیطان کی نانیاں تھیں۔

نورالعین کے مطابق بونی کے روپ میں بھوتنیاں۔۔

وہ ان دونوں کو یاد کر کے منہ بنا گئی۔ کیونکہ وہ اسکے کہے پر عمل نہیں کرتی بلکہ اسے ہی تنگ کیے رکھتی۔ اور یہ اسکے باپ کی پڑھائی پٹیاں تھیں جس کی وہ دونوں چچیاں تھیں۔۔

انکے برعکس اسکا بیٹا دارم ایک سلجھا معصوم سا فرمانبردار بچہ تھا۔ اور وہ دل سے چاہتی تھی کہ وہ بونا بنا ہو۔

”یہ لو پیو!“ اسنے اسے کو میپلین کے گلاس کی سمیت اشارہ دیا۔ وہ سفید روئی سا گڈا، پھولی گالوں، سرخ چھوٹے لپس جن سے یوں محسوس ہوتا خون ٹپکنے والا ہو، کھڑی چھوٹی سی مغرور ناک، ٹھوڑی پر موجود ڈمپل، سیاہ گھنے بال جو سلکی ہونے کی صورت میں اسکے ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھیں، وہ چھوٹا سا سفید روئی کا گڈا دیکھتے ہی سب کو اپنی سمیت کھینچتا تھا۔ وہ سب کا پسندیدہ بونا تھا۔

یوں کہا جائے کہ اگر وہ سامنے ہوتا تو کوئی بھی اسکے گال پکڑنے ان پر کاٹنے بو سے دینے سے خود کو روک نہیں پاتے تھے۔ وہ تھا ہی اتنا پیارا اگر کبھی نور کے ساتھ ریسٹورنٹ میں چلا جاتا تو کتنی ہی آنکھیں اس پر ٹکی ہوتی تھیں۔۔

ویٹرز کا اسے پیار دینا، لڑکیوں کا چومنا جیسے اسکے لئے عام سی بات تھی۔ وہ چھوٹا تھا بالکل بونا جیسا خاص کر کوئی بھی اسے چومنے سینے میں بھینچنے سے روک نہیں پاتا تھا۔

اور وہ اس قدر شریف خاموش طبعی تھا لڑکیوں کے سامنے کہ لڑکیاں اسے چومتی گالوں پر تو کبھی اسکے چھوٹے چھوٹے گلابی ہونٹوں کو انگلیوں سے چھو کر کھلکھلاتی ماتھا چومتی اور وہ خاموش انہیں دیکھتا رہتا۔۔۔

یہ الگ باپ تھی وہ دل میں گدگدے احساس سے بہت مشکل سے ان تنہلیوں سے نظریں چراتا تھا۔ وہ کبھی کبھی، یا اپنی ماں کی موجودگی باعث۔۔۔

وہ اسے ایک گڈا کہتی تھیں، کئی لڑکیاں اسکے حسن پر مبہوت تھیں تو کوئی اسکی عمر جان کر اسکا قد دیکھتی کھلکھلا جاتیں۔۔۔

اور یہاں آکر دارم کو بھی برا لگتا پر اس قد میں فوائد کتنے تھے۔ وہ پانچ سال کا ہو کر تین سالہ لگتا تھا۔ اور لڑکیاں اسے بانہوں میں بھینچ لیتی تھیں بچہ سمجھ کر۔۔۔

نورالعین کو معلوم تھا دارم کو کوئی ایشو نہیں بلکہ وہ تو اس سب پر توجہ ہی نہیں دیتا تھا اسکے لئے اسکی ماں کی ہی محبت کافی تھی بلکہ وہ لڑکیاں کبھی تو اسے اریٹ کرتی تھیں۔ پر وہ کچھ کہتا نہیں چپ رہتا تھا۔۔۔

نور نہال تھی اپنے بچے کی شرافت پر، وہ اپنے باپ پر بالکل نہیں گیا تھا۔ اور شریف النیک بچہ تھا فطرت سے ہی۔۔۔

اور اسکی فطرت کو دیکھتے ہی نورالعین کو یہ زیادہ دن اچھا نہیں لگا۔ اسے وسوسے آئے ایک ماں کی طرح کہ اسکے بچے کو نظر بد ہی نا لگ جائے۔ تبھی سے وہ اسے گھر ہی چھوڑ جاتی تھی۔۔۔

پیچھے وہ ہوتا اور اسکے باپ کی چچیاں۔۔۔



نور ریسٹورنٹ کو تین گھنٹے دیتی دن کے باقی کا وقت وہ اپنے بچوں کے ساتھ گذارتی تھی۔۔

انکے لئے مختلف لوازمات بناتی انہیں کھلاتی۔۔

اپنے شوہر کو وقت دیتی، اس وقت میں اسے یاد کرتی رہتی۔۔ زندگی ایک خوشگوار پرسکون سفر کی طرف رواں تھی۔ انکے ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔۔

نہیں بدلہ تھا تو ہفتے و ماہ میں رات کو خون میں رنگے اسکے کپڑے۔ جنہیں وہ کانپتے ہاتھوں سے ڈرتے ہوئے صاف کرتی تھی۔ اور یہ بھی اپنی ضد سے کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی اسکے شوہر کے خون میں رنگے کپڑے کوئی دھو کر اسے غلط سمجھنا شروع کرے۔۔

دارم آہستہ سے انکے مقابل چیئر پر چڑھ کر بیٹھا اور گلاس اٹھا کر دونوں ہاتھوں میں پکڑے پینے لگا۔ آنکھیں اپنی ماں پر ہی ٹکی تھیں۔۔

نور اسے دیکھتے مسکرائی اور موبائل اٹھا کر وہاں بچوں کے قد بڑھانے کی ٹپس دیکھنے لگی۔۔ یوٹیوب پر کلک کر کے اسنے اپنے پاس درام کو بلایا اور اسے گود میں بٹھالیا۔۔ اب انکے سامنے موبائل تھا جہاں ٹپس کچھ یوں تھیں۔۔

»تین سے دس سال کے بچے کیلئے بنائیں، اور اپنے بچے کو خوب رو نوجوان بنائیں۔

”استغفر اللہ میں اپنے معصوم بچے کو اتنی جلدی بڑا کر دوں منحوسوں وہ پہلے سے ہی خوب رو ہے۔“ اسنے دارم کو دیکھا اور فوراً سے جھرجھری لی۔۔

»وہ غذائیں جو بچوں کا قد تیزی سے بڑھائیں۔

”مکھن پراٹھا، دودھ، بادام، مووے، ہر چیز تو کھلاتی ہوں۔“ اسنے منہ بنایا۔ اور نیچے ویڈیو پر آئی۔

اسکے ساتھ ہی دارم بھی پڑھتا جا رہا تھا۔ کیونکہ وہ اسٹڈی میں کافی ہوشیار تھا۔ کچھ دنوں ماں باپ کی اپنے بیٹے پر توجہ تھی۔ وہ بونیاں تو ابھی چھوٹی تھیں۔۔

» صرف سوتے وقت بچوں کے جسم پر یہ چھوٹا سا کام کریں اور پھر انکا بڑھتا قد دیکھیں۔

نورالعیین نے حیرت سے دارم کے جسم کو دیکھا اور پھر ویڈیو والے کو۔۔ ”ایسا کون سا کام ہے جسکے کرنے سے بچہ خود بخود بڑھتا جائے گا۔“ بہر حال اس میں مزہ نہیں آیا اور اسکرول کر گئی۔۔

مہوش علی

» ایک گلاس دودھ میں تیل کے چند قطرے۔

”کون سا تیل؟ سر میں مساج کرنے والا یا بالوں کو بڑھانے والا؟“ اسنے دارم سے پوچھا اسنے کندھے اچکا دیئے۔۔

”ظاہر ہے بالوں کو بڑھانے والا ہی ہوگا۔ کیونکہ مجھے بھی تو بڑھانا ہے جیسے بالوں میں جویں بڑھتی ہیں۔“ وہ شریر پن سے بولا نور نے گھورا تو وہ ہنس دیا۔

» میں نے اپنے بچے پر اس اسم کا دم کیا آج میرا بچہ سب سے بڑا ہے۔

نورالعیین کا منہ کھل گیا۔۔ پر زیادہ لالچ میں وہ نیچے آئی۔۔

» بچوں کا قد بڑھاتی جائیں بڑھتا ہی جائے گا رکنے کا نام نہیں لے گا۔

اس الفاظ کو پڑھتے نور کی آنکھیں پھیلیں

”مجھے اپنے بچے کا قد بڑھا کرنا ہے پہاڑ کا نہیں۔۔۔“ اسنے دارم کے ماتھے پر لب رکھے

”کیا آپ بچوں کے قد سے پریشان ہیں؟

”اسے کیسے معلوم؟“ اسنے دارم سے پوچھا۔

”آپنے لکھا ہے نا اوپر شاید پڑھ لیا ہوگا۔“ اسنے معصومیت سے جواب دیا اور گلاس سے

گھونٹ بھرا۔

”ہاں یہ ہو سکتا ہے۔“ وہ سر ہلا گئی

”صرف یہ ایک چیز دن میں تین بار کھائو اور آسانی سے بلندیوں کو چھو لو۔

اسکو پڑھتے ہی دارم کھلکھلا اٹھا۔

”تو اب پائو چھوٹے قد سے نجات صرف ایک سیکنڈ میں، کیسے جلدی سے ویڈیو دیکھیں۔

نورالعین پڑھتے دارم کو دیکھا اور اسنے ہنستے دوسرے ویڈیو کو دیکھا۔

”اپنے بچے کے قد کو جتنا چاہیں لمبا کریں اب یہ آپکے ہاتھ میں۔

”ہاہا ماما تو آپ کب کر رہی ہیں مجھے لمبا؟“ اسنے ہنستے ہوئے پوچھا۔ نور نے خفگی سے

دیکھا۔

”چھوٹے قد کے پریشان لوگ ایک بار یہ مزیدار چیز آزما کر دیکھیں قد اتنا لمبا کہ لوگ منہ

اٹھا کر دیکھیں گے۔

”یہ منحوس کیا بول رہے ہیں؟ میرے بچے کیلئے اچھا سا ٹوٹکہ ہی نہیں۔“ اسنے ماتھا مسلتے

ان ویڈیوز کو دیکھا جن پر ہنسی زیادہ اور حقیقت کم لگ رہی تھی۔

”اما چلیں وہ اٹھ گئی ہوں گی۔“ وہ انکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر چومتا ہوا بولا۔  
نورالعین نے سب کچھ وہی چھوڑتے اسے اٹھایا اور بانہوں میں بھر کر گھر کی طرف  
چلی۔۔۔

داد جانے کب آئے تب تک ضرور وہ اسے بڑھا کر ہی لے گی۔۔۔۔

اسے بانہوں میں اٹھا کر وہ اسے لیے بیک یارڈ سے نکلی اور گھر کے اندورنی حصے میں داخل  
ہوئی۔۔۔

”تم بیٹھوں میں ان دونوں کو لاتی ہوں۔“ وہ اسکا ماتھا چوم کر اسے چیئر پر بیٹھائے وہاں  
سے جانے لگی کہ دارم نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

”ڈیڈ کب آئیں گے؟“ اسنے استفسار کیا پر اسکے لہجے کی اداسی نور نے باخوبی محسوس کی  
تھی۔۔۔

”وہ ہمارے ساتھ ہوتے نہیں۔ مہینوں ہفتوں بعد ایک دن ہوتے ہیں یا رات وہ بھی ویڈیو  
کال پر۔“ اسنے سر جھکائے شکوہ کیا۔۔۔

”بیٹا آپکے ڈیڈ آپکے لئے کما رہے ہیں تاکہ انکا بیٹا اچھی سے اچھی زندگی گزارے، اچھی  
تعلیم حاصل کرے اچھا کھانا کھائیں۔ وہ سب ہمارے لیے ہی تو کر رہے ہیں میرے  
جان۔“ وہ پیار سے سمجھانے لگی پر وہ الٹا جھنجھلا گیا۔

”پر اما ہمیں یہ سب نہیں ڈیڈ چاہیے وہ کتنا پیار کرتے ہیں ہنساتے ہیں، ہمیں بونا بونا بولتے  
ہیں کتنا اچھا لگتا ہے ماما۔۔۔ وہ کب آئیں گے نو ماہ ہو گئے ہیں ان سے ملے ہوئے صرف  
موبائل پر بات کرتے ہیں بس۔۔۔



انہیں کہیں واپس آجائیں ہم انہیں یاد کر رہے ہیں بہت۔ ”دارم کے لہجے کی افسردگی نمی میں بدل گئی اور نورالعین کی آنکھیں خود نم ہو گئی۔۔۔

”دارم! کیا اب اپنی ماما کو رلاؤ گے۔“ اسنے آنکھیں مسلیں اور دارم نے انہیں دیکھا۔ دوسروں کی مائوں کے نسبت وہ انہیں اپنی بڑی بہن جیسی لگتی تھی۔۔۔

گلابی گلابی رنگت والی انکے ڈیڈ کے مطابق بونی۔۔۔

”ہاہا ماما میں تو مذاق کر رہا تھا۔“ اسنے کھوکھلا قہقہہ لگاتے ٹیبل پر چڑھ کر نور کے گلے میں بازو ڈالے۔۔۔

”نہیں میں جانتی ہوں میرے بچے کہ آپکو وہ یاد آتے ہیں۔ مجھے بھی آتے ہیں پر انہیں کام بھی تو کرنا ہے نا اور دیکھو انکے ساتھ تمہارے انکل (سیر) بھی گئے ہیں نا۔“ وہ پیشانے سے بال سنوار کر بولی۔۔۔

”اور خوش خبری دوں کہ کچھ ہی دنوں میں وہ آرہے ہیں پھر خود شکایت لگانا ان سے۔ ابھی جلدی ناشتہ کریں پھر آئی کے پاس چلیں وہاں آپکے انکل بھی ہوں گے ان سے کریئے گا شکایت ڈیڈ کی اوکے۔“ اسکے بال بکھرتے کہا وہ خوش ہو گیا۔۔۔

”اوکے ڈن!“ اسنے ہنستے ہوئے کہا اور اپنے بال سنوارے۔ اسے اپنی خوبصورتی کا اتنی سی عمر بھی اندازہ ہو گیا تھا تبھی ہی تو خود کو ابھی سے کافی مینٹین رکھتا تھا۔۔۔

نور دیکھ کر ہنس پڑی۔۔۔ پر یہ بات اور تھی کہ اس میں آلف کے سنجیدگی کے کافی اثرات پائے جاتے تھے۔۔۔

وہ کبھی خاموش ہوتا تو اچانک ہی کبھی شریر۔۔۔

داد اور نور کی اس میں جان بسی ہوئی تھی۔ پیاری تو بیٹیاں بھی تھیں۔ بہت پیاری کہ وہ دونوں سوچتے وہ اپنی بیٹیوں کو خود سے جدا نہیں کریں گے بلکہ دو بھائیوں کو گھر داماد بنائیں گے تاکہ انکی اولاد تاحیات انکے سامنے ہو۔۔

ان دونوں میں تو دارم کی بھی جان بسی ہوئی تھی بس وہ ان کے نسبت کچھ کولڈ نیچر کا تھا اور وہ دونوں جناتی۔۔۔

”آپ جائیں انہیں لے آئیں۔“ وہ سمجھ گیا تھا اور اپنی ماں کو اداس نہیں کرسکا تبھی جلدی سے خود کو سنبھال گیا۔۔

وہ اپنی ماں کی ٹینشن دیکھتا تھا، کہ کیسے صبح سویر اٹھ کر اللہ کے شکرانے کے بعد یوٹیوب پر انکے لئے قد بڑھانے کے ویڈیوز دیکھتی، پراٹھے مکھن، بادام دودھ کیا کیا نہیں کرتی کہ ان میں کسی چیز کی کمی نا ہو جس سے انکا قد چھوٹا نا ہو جائے۔۔

بلکہ وہ تو کل سے دارم کو لٹکانے بھی شروع کر چکی تھی، اور اب ویڈیو دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ کھینچ کر کیسے بڑھا کیا جاسکتا ہے۔۔۔

دارم کو ان پر ہنسی آرہی تھی بے تحاشہ پر وہ اپنی ماں کی ہاں میں ہاں کر رہا تھا جانتا تھا اگر وہ بھی انکے خلاف ہو کر ہنستا تو وہ بیچاری اکیلی رہ جاتیں۔ پہلے ہی وہ انکی بیٹیاں اور شوہر انکے خلاف تھے۔۔۔۔

بیٹا تو ماں کی سائیڈ ہو سکتا تھا، حقیقت تو یہ تھی کہ دارم کو اپنی خالہ اور ماما دونوں بے تحاشہ پسند تھیں۔۔

اپنے ڈیڈ میں تو اسکی جان بستی تھی پر بس انکے کام سے تھوڑا بدگمان رہتا تھا، اور اسکا داد کو اندازہ بھی تھا کہ اگر اس کام میں اسے جانی نقصان پہنچتا تو وہ مکمل طور اپنا بیٹا کھو دیتا۔ وہ دارم شاید کہیں کھو جاتا جو سب کو دیکھ کر مسکرا دیتا تھا، ہر کسی کو اپنی پیاری صورت سے کھینچتا تھا۔

شاید ہی وہ اس دنیا کے لوگوں سے نفرت کرتا، اس پیشے سے نفرت کرتا، اور ہو سکتا تھا خدا نخواستہ کہ اسے معلوم پڑے اسکا باپ سعیر کے ساتھ کام کرتا ہے تو وہ سعیر سے اسکی فیملی سے ہی دشمنی باندھ لیتا۔

یہ بھی ممکن تھا کہ وہ غلط راہیں اختیار کر لیتا۔

ان سب سوچوں کو رکھتے وہ اپنے بیٹے سے جب جب باتیں کرتا تو وطن سے محبت کی مثالیں سناتا اسکے اندر ایسا جذبہ ابھی سے ہی پیدا کرنا شروع کر دیا تھا جو داد نے مجبوری تحت اپنوں کے قاتلوں کو ختم کرنے کیلئے قدم اٹھایا تھا پر آگے چلتے جب اس میں وطن کا جذبہ پیدا ہوا تو وہ اس پیشے کو چھوڑ نہیں سکا بلکہ اسے اپنا جنون بنا ڈالا۔۔۔

اپنی زندگی کی فکر تو اسنے کرنا چھوڑ دی تھی، اور جب سر پر کفن باندھے دوسرے ممالک

میں ایک عام انسان یا بہروپیا بن کر جاتا تو یہی سوچتا وہ اکیلا سر ہے۔۔۔

اور اسکے بچے اپنوں کے بچہ حفاظت سے ہیں۔ انہیں کچھ نہیں ہو سکتا۔۔

وہ تو شادی بھی نا کرتا اگر اسے اپنی بونی سے بچپن سے محبت نا ہوتی۔ اگر وہ اسکا عادی اسکا جھوٹا کھانے کا شوقین نا ہوتا۔۔۔

کبھی کبھی اسے بے تحاشہ دکھ ہوتا ہے کہ اسنے جیسے نورالعین کی زندگی خراب کی ہو۔

وہ اس سے ماہ و سال دور رہتا ہے، وہ سرد گرم ہوائیں خود جھیلیں اور ان سے بچتی ہے۔ ماہ بعد ملتے ہیں، کچھ دنوں کیلئے۔ تب اسے احساس ہوتا ہے کبھی تنہائی میں کہ اسنے کس طرح اسکی زندگی برباد کی ہے۔ اگر وہ کسی اور سے شادی کرتی تو اسکی زندگی کا پل پل حسین ہوتا ہر صبح خوبصورت ہوتی، ناکہ اسکی زندگی میں آکر ہر صبح اسکی یاد میں آنکھیں سوجی ہوئیں۔۔۔

پر یہاں اسے احساس ہوتا کہ اگر وہ اسے ناملتی تو شاید ہی وہ اس مقام پر آتا کیونکہ اگر وہ اسے ناملتی تو وہ کوئی ایک برباد زندگی گزار رہا ہوتا، اسکی کامیابیوں کے پیچھے اسکا ساتھ تو تھا۔۔۔

وہ اس میں ہمت بڑھاتی اسے سرائتی اسکا ہر مشکل میں ساتھ دیتی، کبھی ناکام ہونے پر اسے ہمت و حوصلہ دیتی اور اسکی لمبی زندگی کی دن رات دعائیں کر کے اس پر یہ جتاتی کہ وہ اسکے ساتھ بے تحاشہ خوش ہے۔ اور اسے اپنے شوہر پر فخر ہے۔۔۔

پر کیا اسکے بچے خوش ہیں۔ جنہیں وہ ماہ گزرنے کے بعد ایک بار دیکھتا تھا۔ کتنے ماہ بعد ملتا، باتیں کرتا۔۔۔

وہ یہ بھی سوچتا تھا کہ اب تو اسکے بچوں کو اسکے بغیر رہنے کی عادت ہوگئی ہوگی۔۔۔ وہ اگر نا بھی رہا تو اسکے بچے جی لیں گے اپنی ماں کے ساتھ اور اسکا دارم بھلے اس سے بدگمان ہوگا پر اسکی بونی کو ہمیشہ حوصلہ دے گا بلکہ خوش رکھے گا۔۔۔

سیڑھیاں چڑھتی نور نے مسکرا کر داد کو یاد کرتے آنکھوں کو دوپٹے سے صاف کیا۔ دائیں طرف دو روم چھوڑ کر پنک بیلو کلر کے دروازے کے سامنے آرکی تھی۔۔۔



اسنے مسکرا کر دروازے کے گلابی پٹ کو دیکھا جس پر ایک پنک فراک کی باربی ویلکم کر رہی تھی تو دوسری طرف ایک بیلو کلر کا فراک پہنے باربی دروازہ کھولے کھڑی تھی۔۔۔ وہ ہنس دی کیونکہ یہ داد نے اپنی بچیوں کے پیدائشی پر سجایا تھا روم۔ کہ اسکی دونوں جڑوا بونیاں یہیں رہیں گی ساتھ۔

انکے ساتھ ہی درام کا وائیٹ ڈور روم تھا۔ اسکے روم کی سجاوٹ بلیک وائیٹ میں خوبصورتی سے کی گئی تھی اور بے حد چمکتا روم انکی پسند کا تھا۔  
نور کو یاد تھا انہوں نے ملکر اپنا گھر سجایا تھا۔ اور جب اپنے روم کی باری آئی تو اسنے کتنا ستایا تھا اسے۔۔۔

اسنے ہنس کر ہاتھ بڑھائے۔۔۔

”اسلام علیکم“! مدھم لہجے میں کہتی وہ اندر داخل ہوئی۔۔۔

پر دوسری طرف وہی خاموشی چھائی تھی جیسے روم میں کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔

نور کو تشویش ہوئی۔ اور ہوتی بھی کیوں نہیں تھی ہی ایسی غصیلی تھیں کہ مار کھپا کر خود کو بیہوش تو نہیں کر بیٹھیں۔۔۔

”علیزے؟“ اسنے اپنی بڑی بیٹی کو پکارا۔۔۔ پر جواب ندارد۔۔۔

”علینہ“! اسنے پھر سے دوسری کو پکارا پر نتیجہ وہی پہلے والا۔۔۔

”دیکھو اگر تم دونوں مجھے تنگ کرنے کیلئے یہ سب کر رہی ہو تو بہت برا ہوگا۔“ اسنے سختی سے کہا۔

”علیزے؟ عینی میرا موڈ اس وقت سخت خراب ہے جلدی سے باہر آؤ۔“ وہ ہاتھ روم کو چیک کرنے لگی۔ پر وہ بھی خالی۔۔

اسنے پورے روم کی تلاشی لینا شروع کر دی۔۔

دونوں ڈھائی سال کی تھیں، رات کو اسکے ساتھ ہی تینوں بچے سوتے تھے صبح وہ انہیں انکے روم میں چھوڑ کر خود نماز پڑھ کر کام کرتی تھی۔۔

”کہاں گئیں دونوں؟“ اسنے سختی سے پوچھا پر مجال ہو کہ دونوں جواب دیں۔۔

”دیکھو اب مجھے غصہ آرہا ہے اگر ایک سیکنڈ سے پہلے مجھے جواب نہیں ملا تو میں چلی جائوں گی تمہاری خالہ کے پاس۔“ اسنے غصے میں سرخ چہرے سے وارن کیا۔۔

ابھی داد کی یاد میں وہ سخت اداس تھی اوپر سے یہ دونوں۔۔“ کہیں کچھ کر تو نہیں لیا؟“ اسکا دل کانپا۔۔

کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت مارتی تھیں۔۔

اسکا دل گھبرانے لگا، وسوسوں نے بھی برا حال کر دیا کہ صبح ہی تو وہ انہیں انکے بیڈ پر لیٹا کر گئی تھی اتنی صبح کہاں گئیں دروازہ بھی بند تھا پھر؟

دونوں ابھی دو سال کی تھیں، پر بالکل چھوٹی چھوٹی گول مٹول سی تھیں اور جھگڑنے کے علاوہ بیوقوفوں میں کوئی عقل نہیں تھا۔ ہر وقت ایک دوسرے کو مارتی نوچتی رہتیں۔۔

”کہیں اس بیوقوفی میں کوئی الٹا کام تو نہیں کر دیا؟“ وہ سوچ کر ہول اٹھی۔۔

اسکا دل کانپنے لگا کہاں گئی اسکی سیٹیاں۔۔ وہ لرزتی ٹانگوں، کانپتے پائوں کے ساتھ مڑی۔۔

اسے دارم کو بلانا تھا۔۔۔

پر اگلے ہی پل مڑتے ہی اسکے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ ”دارم !!!“

وہ چیخ کر پیچھے بھاگی۔۔۔

سامنے ہی بیڈ شیٹ کے اندر کچھ تھا جو اسکی سمیت بڑھ رہا تھا۔۔۔ نور کے حواس گم ہو گئے۔

ایک تو اسکی بیٹیاں دوسرا یہ گول تکیے کی طرح بڑھتی کچھ عجیب چیز۔۔۔

”دارم۔۔۔ آہ ہشش ہشش۔“ وہ خوفزدہ کانپتی ہاتھوں سے دور رہنے کیلئے کہتی پیچھے ہو رہی تھی۔۔۔

اعصاب جیسے کام کرنا چھوڑ رہے تھے وہ عجیب بیڈ شیٹ میں چیز انکی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔

”علینہ؟ علینہ؟؟“ کہیں اسکی بیٹیوں کو یہ بلا۔۔۔

سوچتے ہی وہ خوفزدہ چیخیں مارنے لگی وہیں باہر بیٹھے دارم کے ہاتھ پاؤں اپنی ماں کی چیخ پر پھول گئے۔۔۔

”ہشش دور رہو مجھے میں ماروں گی دور ہٹو۔۔۔ داد۔۔۔ دارم۔۔۔“ وہ روتی ہوئی چیخ رہی تھی

اسکی بیٹیوں کو یہ گم کر چکی تھی اور اب اسکی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔

اسکے حواس کام کرنا چھوڑ چکے تھے اور دل کی دھک دھک بڑھ رہی تھی۔۔۔

باہر بیٹھا دارم بھی اپنی ماں کی چیخوں سے گھبراتا ہوا چیخ سے اتر کر بھاگا۔۔۔

”ماما۔۔۔!! اسنے سیڑھیاں بمشکل چڑھتے ہوئے روم میں قدم رکھا تو بیڈ شیٹ اوپر اٹھ رہی تھی اور ویسے ویسے نور کی رنگت زرد پڑ رہی تھی۔۔۔

”دارم۔۔۔ درام علیزے علینہ کہاں ہے دور رہو ی۔۔۔ یہ۔۔۔“ وہ پہلے ہی ڈرپوک تھی اور اس سب نے اسکی جان نکال دی تھی جبکہ دارم بیڈ شیٹ کے آہستہ آہستہ خوفناک انداز میں اوپر ہونے پر پیچھے کا سین دیکھتا دانت پیس گیا۔۔۔

”اسٹاپ اٹ۔“ وہ چیخا اور اندر غصے میں آتا اپنی ماں سے کچھ فاصلے پر اس بیڈ شیٹ کا کھینچا دوسرے ہی نور کی چیخ گونجی۔۔۔

”دارم۔۔۔۔“ اسے لگا اسکا بیٹا۔۔۔۔

”ہاہاہا ہاہاہا۔۔۔“ پر اگلے پل سامنے بیڈ شیٹ کے اندر سے وہ دونوں نمودار ہوتی قالین پر پڑی کھلکھلا رہی تھیں۔۔۔

اور دارم انہیں غصے سے دیکھ رہا تھا جو انڈے جتنی گول مٹول سی چھوٹے ہاتھ پیٹ پر رکھتی نیچے بیٹھی تھیں۔۔۔

”تم دونوں؟“ نور نے اپنی بھگی آنکھوں سے دونوں کو دیکھا۔۔۔

وہ چادر میں اس قدر چھوٹی اور خوفناک لگ رہی تھیں کہ اسے لگا بھوت ہے۔۔۔

اور یہ چادریں تو میلی تھیں سائیڈ کونے میں رکھیں انکے دماغ میں یہ آئیڈیا کیسے آیا۔۔۔

”ماما۔۔۔“ دارم اپنی مسکراہٹ چھپاتا اپنی ماں کی بھگی آنکھیں دیکھتا اسکے پاس آیا اور نور نڈھال سی نیچے بیٹھتی ہوئی چلی گئی۔۔۔



”اما آپکو معلوم ہے ان بھوتنیوں کا پھر بھی۔۔ پلیز ریلیکس۔“ وہ پاس آکر اسکے ہاتھ سہلانے لگا اور اب علیزے علیہ بھی خاموش سی نیچے بیٹھی اپنی ماں کو آنکھیں پٹپٹا کر دیکھ رہی تھیں۔۔۔

”اما!“ علیزے کو جلدی ہے احساس ہوا وہ معصومیت سے بولی۔۔ ساتھ علیہ بھی انکے گٹھنے پر چھوٹا سا ہاتھ رکھا۔۔

”اما دیدی عینی نے تھا۔“ علیزے آنکھوں میں پانی بھر کر علیہ کا ہاتھ جھٹکتی ہوئی بولی اور گٹھنے پر اپنا سر ٹکا دیا۔۔

وہیں بھیگے ہوتے چہرے کے ساتھ علیہ نے اسے دیکھا۔۔ وہ تو اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ لائی تھی اور اب اس پر ہی الزام ڈال دیا۔۔

”دادو۔۔۔ زے نے تھا میں نہیں دادو۔“ علیہ نے روتے ہوئے دارم کو یقین دلایا کیونکہ انہیں احساس ہوا تھا انکے چھوٹے سے مذاق پر معاملہ کافی گھمبیر ہو چکا تھا۔۔ جسکا انہیں احساس بھی ہو رہا تھا۔۔

”میں نے تھا؟“ علیزے اپنے پر الزام سنتی تڑپ کر چیخی۔

”ہاں۔۔۔“ بڑی ہیزل آنکھوں والی علیہ ہراساں ہو گئی اسکی چیخ سے پر ہار نہیں مانی۔۔

”میں نے تھا۔“ وہ چیخ کر خونخوار بلی کی طرح اس پر جھپٹی اور اگلے ہی پل اپنی ماں اور بھائی کے سامنے کی علیہ کا سر پکڑ کر اسکے گھونگھریالے بالوں کو منہ میں ڈالتے کاٹنے کے انداز میں کھینچنے لگی وہیں علیہ چیختی اسکا منہ نوچ رہی تھی۔۔

”چھوڑو دور رہو دونوں۔“ دارم بوکھلاتا ہوا دونوں کو کھینچ کر دور کرنے لگا وہیں نور بھی خود کو سنبھالتے دور کر رہی تھی پر مجال ہے ایک دوسرے کے بال چھوڑتیں۔۔۔

”ماما لگتا ہے گردن ہی توڑ دے گیں۔۔“ صورتحال سے گھبراتے ہوئے دارم بولا اور علیزے کے ہاتھ علینہ کے بالوں سے نکالنے لگا۔۔

کیونکہ وہ غصیلی زیادہ تھی۔۔ اسکے نسبت اسکے خوف دبی ہوئی علینہ کم ہمت پر جھگڑے میں وہ بھی اسکی جیسی ہی بن جاتی تھی۔۔۔

”اگر تم دونوں نے ایک دوسرے کو نہیں چھوڑا تو میں اٹھا کر دونوں کو گھر کے باہر پھینک دوں گی چڑیلوں۔“ ایک دم ہی تنگ آکر نور غرائی۔۔۔

”ماما۔۔۔“ دونوں نے بیک وقت خود کو چھوڑتے ہوئے اپنی ماں کو تڑپ کر دیکھا۔۔ جسکے آنسوں بہہ رہے تھے۔۔

اور دارم افسوس سے دونوں کے ہاتھوں میں ایک دوسرے کے ڈھیر بال دیکھ رہا تھا جبکہ منہ میں الگ تھے۔۔۔

”یہ دونوں جلدی ہی گنجی ہو جائیں گی دیکھنا ماما۔“ وہ دونوں کے سر پر چپٹ مارتا ہوا بولا۔۔

”دادو۔۔۔“ علیزے غرائی دارم کھلکھلا اٹھا جیسے وہ خونخوار بونی تھی اللہ ہی پناہ مانگے اس سے۔۔۔

اسے بھی مارنے سے گریز نہیں برتنی تھی۔

”معافی مانگو ایک دوسرے سے ”!نور نے اپنا چہرہ صاف کرتے جھڑکا۔ اور خود کو تیار کیا کہ ایک بار انہیں پھر سے نیا انٹرٹینمنٹ مل گیا تھا۔

اور اب روز نیا مشغلہ ہونا تھا۔

ویسے بھی نیچے چلتے سارا گھر ہی تو تہس نہس کیے رکھتی تھیں جنہیں دارم اور نور سمیٹتے تھے۔

”ماما عینی۔۔۔“علیزے نے اپنی چھوٹی انگلی علیہ کی آنکھ میں مارتے کہا کہ اسکی ساری غلطی ہے

اور یہ اس قدر برقی رفتاری سے کیا کہ وہ دونوں بوکھلا گئے اگلے ہی لمحے علیہ کی چیخوں سے۔۔۔

”ماما۔۔۔“علیزہ چیخیں مارتی دوسرے ہی سیکنڈ میں دھکا دیکر علیزے کو گراتی اسکے چہرے پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔۔۔

”ماما۔۔۔“دارم نے خوف زدہ ہو کر اپنی ماں کو دیکھا جو ہکا بکا ان دونوں دیکھ رہی تھی اور شاید علیزے نے کاٹا تھا علیہ کو کہ وہ دوسری سمیت گرتی اب چیخیں مار رہی تھی۔۔۔

دونوں کا سفید چہرہ خون کی بوندوں کے ساتھ سرخ انار جیسا تھا اور آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں۔۔۔

”داد کہاں ہیں۔۔۔“ہولتے ہوئے روتے نور نے داد کو پکارا۔

دارم کو ان دونوں پر غصہ آگیا اپنی ماں کو روتے دیکھ کر۔۔۔

”شٹ اپ! تم دونوں کو شرم نہیں آتی ماما رو رہی ہیں اور تم دونوں جھگڑ رہی ہو۔“ اسنے  
بھڑک کر ٹوکا

ایک دم ہی وہ دونوں خاموش ہوئیں اور اپنے بھائی کی بات سمجھتی اپنی ماں کو دیکھنے  
لگیں۔۔۔

علیزے کی سیاہ بھور کالی بڑی آنکھیں خود پر ٹکا پا کر نور ہول اٹھی۔۔۔

علیزے علینہ دونوں کو ہی اپنے برے رویے کا احساس ہوتے اٹھ بیٹھیں اور اپنی ماما کی  
طرف کھسک آئیں۔۔۔

نور کو تو ان گڑیا جتنی رینگتی اپنی ہی بیٹیوں سے خوف آرہا تھا۔۔۔

انکے ہاتھ پاؤں گڑیا جتنے تھے، اور قد بھی بالکل چھوٹا اور اس چھوٹے قد کے ساتھ کبھی  
کبھی چلتی اسکا دل حلق میں لے آتی تھیں۔

اسنے کئی بار داد سے کہا تھا کہ اسے اپنی بیٹیوں سے ڈر لگتا ہے اور وہ سن کر بلند قہقہے لگاتا  
کہ اسکی بونی اپنی بونیوں سے ہی ڈر رہی ہے۔۔۔

وقتی طور نور کو شرم آگھیرتا کہ وہ اپنی اولاد سے ڈر رہی ہے۔ اور داد کے قہقہوں پر خفت  
بھی ہوتی تبھی دل مضبوط بنا کر ڈٹ جاتی کہ وہ تو مذاق کر رہی ہے۔۔۔

پر داد تو اپنی حساس بونی اور شیطان بیٹیوں کو جانتا تھا۔ اسے ڈھیر سارا پیار آتا نور پر، پر وہ  
دور ہوتا تھا اس وقت اس سے کہ کچھ کر نہیں پاتا سواء دل مسوس نے کے۔۔۔



وہ اپنے بیٹے سے بات کرتا تو اسے ہدایات دیتا اپنی ماں کا پورا پورا خیال رکھے وہ اسکے پاس میری امانت ہے اس پر خراش نہیں آنی چاہیے۔۔

اور دارم دل سے اس امانت کا خیال رکھتا اپنے بیٹے ہونے کا فرض نبھاتا اور ایک چھوٹا سا رکھوالا بن کر۔۔۔

”سولی ماما۔۔ وہ اٹھ کر آہستہ سے اسکی گود میں آگئی۔۔

نور نے سختی سے آنکھیں میچ لیں اور دارم اس سب سے انجان اپنی بہنوں کا بکھیرا سمیٹ رہا تھا۔۔

تاکہ اسکی ماں کیلئے آسانی ہو۔۔۔

”ماما۔۔ علیزے نے اپنا چھوٹا ہاتھ انکے سرخ بھگے گال پر رکھا تو دوسری طرف علی نے۔۔۔

انکا لمس روئی سے زیادہ نرم تھا۔ نور کا دل دھڑک اٹھا۔

دونوں ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی کہ ”دیکھ لوں گی تمہیں یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔“

”ماما۔۔“ نور کے آنکھیں ناکھولنے پر وہ بھرائی آواز میں پکارتی دونوں اپنے چھوٹے سرخ

لب انکی گال پر رکھتی اپنے چھوٹے بازو گردن میں حائل کر کے ان سے لپٹ گئیں۔۔۔

وہ منظر اس قدر پیارا تھا کہ وہ دونوں چھوٹی گڑیا جتنی بونیاں اسکی گردن میں لپٹی ہوئی

عجیب و غریب لگ رہی تھیں دارم بے ساختہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

نور بھی سب کچھ بھلا کر ممتا کے احساس سے دونوں کو سمیٹ چکی تھیں۔۔۔

”کچھ دیر پہلے کی حرکت کس کی تھی؟“ اسنے خفگی سے پوچھا۔۔

علیزے نے فوراً سے انگلی علیہ کی طرف اٹھائی اور علیہ گھبراہٹ سے نفی کرتی اپنی ماں کو پانیوں بھری آنکھوں سے دیکھنے لگی۔۔۔

”اما علیزے نے۔“ اسنے روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے نور کی گردن میں چہرا چھپالیا۔۔  
کہیں اس الزام کے انکار پر علیزے پھر سے اس پر جھپٹ کر مارنا نا شروع کر دے۔۔  
کم علیہ نہیں تھی پر شروعات علیزے کی طرف سے ہوتی تھی، اور وہ کافی غصیلی ہٹ دھرم ہونے کے ساتھ ضدی بھی تھی۔ اسکے برعکس علیہ کو غصہ دلایا جاتا تب ہی آتا ورنہ وہ زیادہ نہیں تو تھوڑی ہی کولڈ نیچر کی تھی۔  
اور کافی حد تک معصوم بھی تھی یہ تو علیزے کا ہاتھ تھا اسے بگاڑنے میں ورنہ وہ کافی معصوم بچی تھی۔

پر علیزے نا خود سکھ سے بیٹھتی تھی نا ہی اسے بیٹھنے دیتی، اپنی ہر شرارت میں اسے برابر کا حصہ دار بناتی اور آخر میں سارا الزام اس پر الٹ دیتی، اور اپنی بہن کی غداری پر علیہ کے آنسوؤں بری طرح بہتے تھے۔ ابھی بھی وہ رو رہی تھی تو کچھ اسکی آنکھ درد کر رہی تھی جس میں علیزے نے انگلی مار کر سرخ کر دیا تھا۔۔

”علیزے تم اس سے دور رہا کرو کتنا مارتی ہو اسے۔“ اسکی آنکھوں میں ڈراپ ڈالتی اپنی ماں کے فکر مند چہرے کو دیکھ کر دارم نے کہا۔ وہ منہ بنا گئی۔۔

”اسنے تہا ماما تو تنگ ترنے تیلے۔“ اسنے ناک سیکوڑتے علینہ کے پائوں میں چٹکی کاٹنی چاہی ہی تھی کہ بروقت دارم نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

”نن۔۔نی ماما دیدی نے تہا۔“ علیزہ کچھ زیادہ توتلا بولتی تھی اور علینہ کچھ ٹھیک اس بات پر علیزے اسے چڑتی بھی تھی۔

یوں کہا جائے کہ وہ ایک بونی کے روپ میں اصل بھوتنی تھی اور علینہ نام میں بدنام۔۔

اسکے گھبرا کر کہنے پر نور نے حیرت سے دیکھا۔۔

”کب؟“ وہ حیران ہوئی بھلا داد انہیں کیسے کہہ سکتا تھا۔۔

”اوہ شاید ماما رات ڈیڈی نے کال کی تھی اور آپ سو رہی تھیں میں نے باتیں کر کے ان دونوں کے حوالے کیا لپ ٹاپ پھر شاید ڈیڈی نے ان سے کہا ہوگا۔“ دارم سمجھتا ہوا بولا۔۔

اور علیزے اپنے باپ پر بات آنے سے سرخ پڑ گئی جبکہ علینہ سر ہلا رہی تھی۔ وہ سچ کی عادی تھی یہ الگ بات تھی کہ اسے بھی اپنے ڈیڈ سے محبت کی تھی علیزے جتنی ہی پر وہ اپنی ماما کے سامنے بری نہیں بن سکتی تھی۔۔

اور اسکی جتنی علیزے کو عقل کہاں تھی۔۔

”ہاہا سو ماما یہ ہماری بونیوں کا نہیں ڈیڈی کا پلان تھا آپکو ڈرانے کا۔“ دارم سمجھ کر ہنستا ہوا بولا۔

وہیں نور بھی مسکرائی اور اسے مسکراتے دیکھ کر وہ دونوں بھی مسکرا دیں۔۔۔

”چلو اب فریش ہو جائیں آج سنڈے ہے تو انکل کے گھر چلیں فاسٹ۔“ وہ دونوں کو ہاتھ دلوانے کیلئے بیڈ شیٹ سائیڈ رکھتی انکی طرف بڑھی ہی تھی تبھی

دونوں نے ایک شرارتی مسکراہٹ ایک دوسرے کو پاس کی اور نور کے پاس آتے ہی دونوں نے اپنے ہاتھ کے پنچے بنا کر نور کے سامنے کرتے چیخ مار کر اسے ڈرایا۔۔

”بھانوو۔۔“ وہ جیسے جھکی ان دونوں کی چیخ پر سٹپٹا گئی۔۔۔“ آہ ”نور آہ کر کے گھبرائی سی دور ہوئی

اسکے ڈرنے کے ساتھ ہی روم کی فضاؤں میں تینوں بچوں کی کھلکھلاہٹیں ساتھ گونج اٹھیں۔۔

وہ سامنے فریم میں رکھی تصویر میں داد کو دیکھتی مسکرا دی۔

”آجائو پھر سارے بدلے لوں گی ایک ساتھ۔“ اسکی آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔۔

”ماما۔۔“ وہ تینوں لاڈ سے اسے بیڈ پر بٹھا کر ساتھ لگ گئے۔

دارم نے اسکے گلے میں بازو ڈالا اور علیزے علیہ اسکی گود میں آگئیں۔۔

”ماما کی جان۔“ اسنے باری باری ان کے گال چومے۔۔

”چلو اب جلدی کرو کوئی شرارت نہیں۔ پھر شاپنگ پر بھی جانا ہے اٹھو۔“ اپنی آنکھیں

صاف کرتے وہ ان دونوں گڑیا جتنی گول مٹول اپنی سفید بیٹیوں کو اٹھاتی بولی

دارم نے آگے بڑھتے انکا گال چوم لیا۔۔

”آپ ہماری ورلڈ بیسٹ ماما ہیں کیوٹ سی“ اسنے دل سے کہا۔



نور ہنس پڑی۔۔ اور اسکی جلت رنگ کرتی ہنسی کے ساتھ اسکے بچوں کی آنکھیں روشن سی ہو گئی۔۔۔

انہیں انتظار تھا کہ انکا ڈیڈ جب آئے گا تو یہ خوشی دوبالا ہو جائے گی۔ اور وہ دن بھی جلدی آنے والا تھا۔۔

وہ دونوں کو نہلا کر جب ایک تولیے میں لپیٹ کر بیڈ پر بیٹھانے لگی اسی سمے ناک کر کے اندر داخل ہوتا دارم نے موبائل سامنے کیا۔۔۔

جہاں ان نائون نمبر جگمگا رہا تھا۔ اور وہ سمجھ گئی تھی داد ہی ہے جو صبح ہوتے ہی اسے کال کر رہا ہے کیونکہ رات جو اس سے بات نہیں ہو پائی تھی۔۔۔

پھر کیسے دونوں کا وقت گذرتا بغیر ایک دوسرے کی آواز سنتے۔۔۔

دارم مسکراتا ہوا وہاں سے نکلا۔۔۔ علینہ رو رہی تھی اور علینہ مسکرا کیونکہ ہر بار کی طرح وہی پہلے شروعات کر چکی تھی۔۔۔

نور دونوں کو آنکھیں دیکھاتی دوسری طرف داد کی بے تابوں پر سرخ متغیر سی کندھے سے موبائل لگائے انہیں چھڑوانے کی کوشش میں نڈھال کپڑے بھی پہنا رہی تھی۔۔۔

”یہ کیا ہے داد!؟“ اسنے چڑ کر پوچھا۔۔

داد بھی دوسری طرف کی صورت حال سے محظوظ ہو رہا تھا۔

”میں نا صحیح میرے بچے صحیح ہا ہا ہا۔“ اسنے قہقہہ مار کر کہا اور نور گھورتی رہ گئی۔۔۔

”داد!!! اسنے چیخ ماری۔۔۔

”داد کی جان۔“ جواباً داد نے جذبات سے بھاری آواز میں کہا۔

نور کی دھڑکنیں اتھل پھل ہوئیں وہ کن اکھیوں سے اپنی بیٹیوں کو دیکھ رہی تھی چونک اٹھیں۔

کیونکہ وہ دونوں ہونقوں کی طرح منہ بنائے اپنی ماں کو ہی تک رہی تھیں۔ ایک جیسی شکل والی یہ دونوں عجیب مخلوق کبھی کبھی اسے کسی ہارر مووی کی ہارر بونیاں ہی لگتی تھیں۔

نور کو بے ساختہ خوف سا آیا۔

”داد تم انہیں سمجھاتے کیوں نہیں۔“ وہ روہانسی ہوئی۔

حقیقتاً اسکی آنکھوں میں پانی آگیا۔

اگر وہ دونوں اسکے سامنے اپنی خوفناک لڑائی شروع کرتیں تو ضرور اسکا دل پھٹ جاتا۔

دونوں بے بی پنک چھوٹے سے فراک میں بیٹھیں اپنی ماں کے منہ کو گردن اٹھائے دیکھ رہی تھیں اور نور کی سہمی آنکھیں دونوں پر ہی تھیں۔

”کیا سمجھاؤں یار وہ دونوں ابھی بچیاں ہیں، تم غور سے دیکھو کتنی معصوم روئی جیسی ہیں۔“

داد اسے سمجھانے لگا اور نور غور سے دیکھنے پر کترانے لگی۔

اس بات سے انجان کہ وہ دونوں اپنی ماں کی حالت سے مزہ لے رہی تھیں۔

”کوئی بچیاں نہیں تم آکر دیکھو انہیں۔“ وہ دانت بھیچ گئی اور علیزے کی پونیاں بنانے لگی۔

”دیکھتا ہوں انہیں لیپ ٹاپ پر۔“ وہ سرد آہ بھر کر بولا۔

نور اسکے لہجے کی افسردگی کا احساس لگائے مسکرائی۔۔۔

”میں کیسے تیار ہوں؟“ وہ اسکے آنے کیلئے احتتام کا پوچھ رہی تھی جو داد کے دل پر برف کے پھوارے مانند برسے۔ وہ اس امید میں تھی کہ وہ ضرور کامیاب لوٹ آئے گا۔

”جیسے میں چاہتا ہوں۔“ اسکا لہجہ بدل کر گھمبیر ہو گیا۔۔۔ لہجے میں بے قراریوں کے ساتھ بے تابیاں عروج پر تھیں۔۔۔

”کیسے چاہتے ہیں؟“ نور انجان بن کر مسکراہٹ چھپاتی بولی۔۔۔

”اوہ تو تمہیں نہیں معلوم میں کیسے چاہتا ہوں؟“ داد نے مصنوعی حیرت کی اداکاری کی وہیں نور نے انجان پن کی۔۔۔“ بالکل نہیں اگر تم بتا دو تو اندازہ ہو جائے گا۔“

”چلو پھر یہ اندازہ آکر تمہیں بتا دوں گا ٹھیک ہے۔“ وہ ذو معنی بولا نور کا دل دھڑک اٹھا جیسے وہ ابھی پاس ہی ہو۔۔۔

”گھبراؤ نہیں میں ابھی جرمن میں ایک سوئپر ہوں بہت دور ہے تمہارا داد۔“ وہ اسکی حالت سمجھ گیا تھا تبھی ہنس کر بولا۔۔۔

”میں کیوں گھبرانے لگی۔“ وہ خفت سے بولی۔۔۔

”اچھا تم نہیں گھبراتی مجھ سے؟“ داد نے محظوظ ہو کر اپنی بڑھی ہوئی شیو پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

”بالکل نہیں۔۔۔“ نور ڈٹ گئی اور دوسری بیٹی کی پونیاں باندھنے لگی۔۔۔

”چلو پھر یہ تو میری لئے خوشخبری کی بات ہے۔ اس بار لگتا ہے محبت میں مقابلہ کرو گی۔“ وہ بے باکی سے بولا۔۔۔

وہ سرخ ہو کر شرم سے پانی پانی ہو گئی۔۔۔

”کوئی مقابلہ نہیں تم جانتے ہو میں تم سے زیادہ پیار کرتی ہوں۔“ اسنے جتنا ضروری سمجھا۔  
”پھر شرم کیوں جاتی ہو؟“ اسکے دوسرے برجستہ سوال نے نورالعین ڈھرکنیں زیروزبر  
کردیں۔۔۔

وہ خاموش ہو گئی اور داد اسکے شرم وحیا کو سمجھ گیا تھا۔۔۔

بونی ”!اسنے محبت سے پکارا۔۔۔

”ہوں۔۔۔“ وہ کچھ کہہ نہیں پائی۔۔۔

”میرے تینوں بچوں کو باری باری پیار کرنا۔ اور تمہیں پیار میں آکر کروں گا آفرآل تم  
خود کو پیار کرنے سے رہی ہاہا۔“ اپنی بات سے محظوظ ہو کر وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔  
”فضول ہی بولتے رہیں۔۔۔“ نور نے جھڑکا وہ ہنستا ہی گیا۔۔۔

”اچھا میری جان ڈرامت کرو وہ تمہاری ہی سیٹیاں ہیں بیوقوف۔ اور آج سنڈے ہے تو  
ضرور جانا علوی ہائوس۔“ وہ اسے ہدایت کرتا بولا۔۔۔

”اب ذرا اپنے لب قریب لانا مجھے ان پر کس کرنا ہے بڑے یاد آتے ہیں یار۔“ اسکی  
چھچھوری فرمائش نے نور کو کانوں تک سرخ کر دیا۔۔۔

”کچھ شرم کریں آپکی بچیاں بلیوں کی طرح آنکھیں پھاڑ کر مجھے دیکھ رہی ہیں۔“ نور کی  
شرم سے آواز لرز اٹھی۔۔۔



”کچھ نہیں کہیں گی وہ جانتی ہیں دیدی ماما کو پیار کر رہا ہے۔۔۔ اگر یہ بھی نہیں سمجھ رہی تو انکی طرف پیٹھ کر لو صرف دس سیکنڈ کیلئے پھر مجھے کام پر جانا ہے جلدی۔۔۔“ وہ اسے سمجھاتا بضد ہو گیا۔۔۔

نور کی تو حالت ہی عجیب ہو گئی۔۔۔

اسکے مسلسل اسرار پر وہ کانپتے ہاتھ سے شرمندہ سی وہ کرنے لگی جو وہ چاہتا تھا۔۔۔

”آنکھیں بند کر لو۔“ اسکا دوسرا حکم ملا اور نور نے آنکھیں موند لیں۔۔۔

دروازہ آہستہ بغیر آواز کے کھلا اور وہ دو قدم میں فاصلہ مٹائے اسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔

اسکی سیٹیاں اپنی ماں کی بیوقوفی پر مسکراہٹ چھپائے ہوئی تھیں۔۔۔

داد نے انہیں آنکھیں موندنے کا اشارہ دیا اور وہ مسکراتی ہوئی منہ کے بل بیڈ پر گر گئیں۔۔۔

اور پھر اسنے گہری مسکراہٹ کے ساتھ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے ہاتھ میں موجود موبائل کو دیکھا جو اپنی لبوں کی طرف لے جانے میں جھجک رہی تھی۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی نازک کمر میں ڈالتے جھٹکے سے اسے قریب کر کے سینے میں بھینچا اور دوسرے ہی لمحے اپنی گھنی مونچھوں تلے متبسم سے لب اسکے لرزتے لبوں پر رکھ دیئے۔۔۔

اپنے ہونٹوں پر اسکا دکھتا لمس پاتے ہی نورالعين اپنے پورے وجود سمیت سن ہو گئی۔۔۔

”بونى ”!گھمبیر بھارى لہجے ميں سرگوشى اسكے كان ميں كرتے اپنے لبوں سے اسكے كان كى لو كو چھوتے لب پھر سے سر ك كر اسكے لبوں پر آگئے۔۔۔

اسكى گھنى داڑھى كا لمس، چھبى مونچھيں گرم دھكتى سانسبيں، اور جان ليوا سانسبيں روكتى مضبوط تنگ گرفت۔۔۔

”مجھے ياد كيا؟ ”وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

يہ جانتے ہوئے بھى كہ وہ اسكے بغير رہ نہيں سكتى اور وہ سال و ماہ دور رہ كر يہ پوچھ رہا تھا كہ مجھے ياد كيا۔۔۔

نور نے كوئى جواب نہيں ديا۔ اور اسنے مسكراتے اسكى خفگى كو سمجھتے اسكى آنكھيں چوم لبيں۔۔۔ ”ميں نے بہت كيا لمحہ لمحہ۔۔ تم جانتى ہو انجان نہيں ہو جس طرح ميں نہيں تمھارى تڑپ سے۔ ”وہ اسكے گال چوم كر اسكے گردن پر لب ركھنے لگا ہى تھى كہ نور كو اپنے بچوں كو خيال آيا۔۔

وہ بوكھلا گئى اور اس سے خود كو آزاد كروانے لگى، پر داد نے الٹا اپنا دوسرا بازو بھى اسكى كمر ميں ڈالتے اس پر حصار تنگ سے تنگ تر كر ليا اور اسكى مزاحمت كو خاطر خواہ لائے بغير اسكے لبوں كو جكڑ ليا۔۔۔

”داد !! اسكى منمنناہٹ نكلی۔۔۔

”ماما۔۔۔ ”دارم نے حيرت سے اپنى ماما كے جھنجھلائے تاثرات سرخ دھكتے گال ديكتے ہاتھ پكڑا۔۔۔

”ہہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ ”نور بوكھلا كر ہوش ميں آئى اور خود كو ديكنے لگى۔۔

Page 3379 | 3631

اسکے پیچھے ہی نور اور اسکے حصار میں علیزے علینہ تھیں۔۔۔



”کیا ہوا ہے؟؟؟“ وہ روتے ہوئے اپنے بھائی کا منہ تھام کر غصے سے پوچھنے لگا۔

اسے غصہ تو زیادہ اس پر آرہا تھا جسے سمجھانے کے بعد بھی کہ رویا نا کرے پھر بھی بات بات پر لڑکیوں کی طرح آنسوؤں بہانے لگ جاتا تھا۔

”یہ خون کیوں نکل رہا ہے؟“ وہ اسکے گٹھنے پر پھٹی جینز اور ہونٹوں سے نکلتے خون کو انگوٹھے پر لیکر پوچھنے لگا۔۔

”تمہیں معلوم ہے نا ماما کی حالت؟ یہ حال انکے سامنے لیکر جاؤ گے تو کیا حالت ہوگی انکی اندازہ ہے تمہیں؟“ وہ چیخا اس پر میکال اچھل پڑا۔۔۔

”بب۔۔ بھائی فیضان نے گرایا سائیکلنگ کرتے وقت۔۔ جان بوجھ کر مجھے ٹکڑی ماری۔۔ میں تو غنی کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ فیضان کے ساتھ کھیلنے سے اپنے منع کیا تھا۔

میں نے اسے بتایا تو بولا کہ اب جا کر اپنے بھائی کو دیکھا دینا۔۔ ”میکال نے ہچکیاں بھرتے ہوئے بتایا۔۔



فیضان فاتح کا ہی کلاس فیلو تھا پر دونوں کی آپس میں بنتی نہیں تھی۔۔۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے تھا کسی کی فاتح سے بنتی نہیں تھی۔۔۔ اب اس میں فاتح کا قصور تھا یا ان سب کا یہ تو اللہ ہی جانتا تھا۔۔۔

”کہاں ہے وہ اس وقت؟“ اپنی جینز کے پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر رومال نکالتے ہوئے اسکا گھٹنا صاف کر کے پھر اسکے رومال سے ہونٹوں کا خون صاف کیا اور ساتھ ہی بال

سنوارے۔۔۔

”وہ وہاں۔۔۔“ فاتح نے انگلی کا اشارہ باہر روڈ کی سمیت دیا۔۔۔ وہ اپنے بھائی کے تیوروں سے سخت گھبرایا ہوا تھا۔۔۔

”چل اب تو میں آتا ہوں۔۔۔“ وہ اسے کہتا ہوا باہر گیٹ کی سمیت بڑھا۔ اسکا قد نا صرف تیزی سے بڑھ رہا تھا بلکہ وہ توانا جسامت کے لحاظ سے بھی کافی خوبصورت تھا۔ اسکی سرخ سپید رنگت، بھورے گھنے بال، بھوری ہی آنکھیں وہ سامنے والے کو ٹھٹھکانے کی حد تک پیارا تھا۔۔۔

اور ہوتا بھی کیوں نہیں وہ بالکل سعیر عالم جیسا تھا۔۔۔

میکال کی رنگت زرد پڑنے لگی، اسکے موٹا پھیلا فیضان یاد آیا۔۔۔ اور اپنے بھائی کے تیور۔۔۔

”ڈیڈ۔۔۔!!“ وہ گھبرا کر گھر کے اندورنی سمیت بھاگا معاً احساس ہوا کہ ڈیڈ تو گھر پر ہی نہیں۔۔۔ اور پھوپھا بھی اپنے گھر نہیں وہ کس کو بتائے۔۔۔

سامنے کھڑے گارڈ کو بھی نہیں بتا سکتا تھا کیونکہ پھر اسے فاتح پنیش دے گا۔ سائیکل وہیں چھوڑ کر وہ گھر کی طرف جانے کے بجائے باہر جانے لگا، گٹھنے میں درد ہو رہا تھا پر اس سے زیادہ خوف اپنا بھائی کے تیوروں سے ہو رہا تھا۔

”و مجھے!! عبدالغنی نے غصے سے فیضان سے اپنی سائیکل چھیننی چاہی پر وہ دینے کیلئے تیار نہیں تھا۔

”فاتح بھائی دیکھو فیضی میری سائیکل نہیں دے رہا اسنے میکال کو بھی مارا ہے۔۔۔“ فاتح کو دیکھتے ہی غنی کو حوصلہ ہوا اور اسنے کہتے فیضان کو دیکھا جسکی پل کیلئے رنگت بدلی تھی پر اگلے ہی لمحے قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”میں کون سا ڈرتا ہوں تیرے اس فاتح جہان سے جو تو اسے بلا رہا ہے؟ عزت سے بیٹری سائیکل دے ورنہ۔۔۔“ وہ تمسخرہ اڑاتے ہوئے ہنستا ہوا بولا آخری میں دھمکی دی۔۔۔ عبدالغنی نے بے بسی سے فاتح کو دیکھا جو اب بالکل پاس آچکا تھا، اور پھر اپنا نظر کا چشمہ درست کرنے لگا۔۔۔

”لگتا ہے موٹے تو ایسے نہیں سدھرے گا۔“ وہ اسکے ٹوٹے ہوئے دانت کو دیکھ کر بولا۔

جو کہ اسکول میں سیڑھیوں سے گرا کر فاتح نے ہی توڑا تھا۔۔۔ پر اس پر الزام نہیں آیا کیونکہ وہ جانتا تھا اسے کسی نے دیکھا بھی نہیں۔۔۔ نا ہی فیضان نے۔۔۔

”تم!! فیضان چیخا۔۔۔“ تمنے مجھے دھکا دیا تھا سیڑھیوں سے؟ ”اسنے حیرت سے کہا۔۔۔

”ہاں کوئی شک؟“ وہ نہایت سکون کے عالم میں کہتا اسکی سکتے والی حالت کو دیکھ کر سائیکل غنی کے حوالے کرنے لگا اور اب بالکل اسکے سامنے آگیا۔۔۔

”میکال کو کیوں گرایا؟“ جینز کے پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔

”ابھی تو کچھ نہیں اب تو دیکھ کہ میں کیسے اسے ماروں گا۔۔ تیرا بھائی ہے نا وہ؟ چیر دوں گا اسے دیکھنا تم کیسا حال کرتا ہوں میں اس کا۔۔۔“ وہ غصے سے چیخا۔۔۔

فاتح نے اسکے حلق کو دیکھتے ناگواری سے منہ موڑا اور یہی موقعہ دیکھ کر فیضان نے اپنا بھاری ہاتھ اٹھایا ہی تھا اسکے گال پر کہ اس سے پہلے ہی ٹانگ گھما کر اسکے پیچھے گٹھنے پر ہٹ کرتے اسے اپنے سامنے گٹھنوں کے بل گرا کر بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔۔۔

اسکی اس پھرتی پر سامنے غنی اور میکال گھبرا گئے تھے انہیں لگا اسکے بھائی کو لگے گا مکا۔۔۔

”کیا سمجھا تھا آسان ہے فاتح پر ہاتھ اٹھانے؟“ محض متبسم کے ساتھ اسنے اپنا ابرو اچکایا۔۔۔

”تیرا باپ بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا سمجھے فاتح عالم ہوں سعیر کا بیٹا“! بالوں پر پکڑ مضبوط کرتے ہی اسکے منہ پر تیزی سے مکوں سے وار کرنے لگا۔۔۔

”بھائی۔۔۔!!“ میکال گھبرا کر آگے بڑھا۔۔۔

پر بروقت غنی نے ہاتھ تھام لیا اسے معلوم تھا اگر میکال نیچ میں جاتا تو فاتح سے ضرور کھا بیٹھتا دو، کیونکہ فاتح دشمن کی فیور کرنے والے کو دشمن ہی تصور کرتا تھا۔۔۔

”سائیکل چاہیے تمہیں؟“ وہ لات اسکے منہ پر مار کر فیضان کی چیخوں سے انجان بنتا سائیکل اٹھا کر اسے مارنے لگا۔۔۔

وہ پھیلے وجود کا مالک اپنا توازن برقرار رکھ کر جب تک اٹھتا غنی کی سائیکل اسکے اوپر زور سے پڑی۔۔۔

”فاتح!! میکل کی چیخ نکل گئی۔۔۔ وہیں عبدالغنی بھی ہراساں اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

”میرے بھائی کو مارے گا؟ اسے چیرے گا؟“ وہ غرایا اس پر اور اسکی ہی بیٹ اٹھا کر اسکے گھٹنوں پر وار کرنے لگا۔۔۔

”نہیں بھائی وہ مرجائے گا۔“ اٹھڑٹھڑ کانپتا میکل روتا ہوا فیضان کی حالت پر جیسے زرد پتے جیسا ہو گیا تھا۔۔۔

”شٹ اپ!! وہ اس پر غرایا۔۔۔

”اسنے تمہیں مارا تھا نا؟“ وہ اسکا بازو جکڑ کر کھینچتا پاس لایا۔۔۔

راستہ قدرے سنسان تھا تبھی وہ اوجھل تھے سب کی نظروں سے۔۔۔ میکل اور غنی شام کے وقت سائیکلنگ کرتے تھے اور یہی دیکھ کر فیضان اپنی گیم چھوڑ کر انکے پیچھے آیا تھا تاکہ انہیں مار سکے۔۔۔

پر یہاں تو الٹا ہی ہو گیا تھا۔۔۔

”مار اسکے منہ پر مکا چل“ اسے فیضان کے پاس دھکا دیتے اسکے رونے کو نظر انداز کرتا وہ دھاڑا۔۔۔



غنی کی سانس حلق میں اٹک گئی اور یہی حال میکل کا بھی تھا۔ انہوں نے ایسی صورتحال کا تو سوچا تک نہیں تھا۔۔۔ پر غلطی تو انکی یہاں تھی کہ انہوں نے فاتح سے اچھے کی توقع رکھ لی تھی۔۔۔

اسنے کب اچھا برتاؤ کیا تھا کسی کے ساتھ جو فیضان کے ساتھ کرتا جسنے بلاوجہ ہی اسکے بھائی کو ہرٹ کیا تھا۔۔۔

”مارو اسے میکل ورنہ یہ سائیکل میں تمہارے سر پر ماروں گا۔“ وہ گرجتا ہوا بولا۔۔۔  
”بھائی۔۔۔“ سہا سا میکل آنکھیں بند کر کے فیضان کے چہرے پر مکے برسانے لگا تھا۔ جو آنکھیں ناک منہ پر پڑ رہی تھی جب اسکے سر پر کھڑا واپس سے جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا فاتح فتحمندی سے مسکرا رہا تھا۔۔۔

”یہاں آؤ غنی“ اسنے غنی کو پکارا۔۔۔ وہ گھبرا گیا اور اس گھبراہٹ میں چشمہ درست کرتے پیچھے ہوا۔۔۔

اسی لمحے سرخ دکھتے ہاتھ کے ساتھ میکل ہانپتا کانپتا دور ہوا۔۔۔ اور وحشت سے پھیلی آنکھوں سے کبھی اپنے بھائی کو دیکھتا تو کبھی کراہتے پڑے فیضان کو۔۔۔

”سنا نہیں یہاں آؤ“ وہ دفعتاً اس پر گرجا جس سے وہ بوکھلا کر جی جی کرتا پاس آیا۔۔۔  
”بتاؤ اسے کہ زبردستی کسی چیز کو چھیننے کا انجام کیا ہوتا ہے“ اسنے کھینچ کر فیضان کے سامنے کرتا کہاں جو ابھی درد سے نانا کر رہا تھا۔۔۔

”ب۔ بھائی ماما ناراض ہوں گی ا۔ اگر یہ مر گیا تو۔“ رونے جیسی صورت کے ساتھ اس نے کہا جس پر فاتح نے کھینچ کر اسے تھپہر رکھ دیا کان پر۔۔۔۔

”یہ تیرا سگا ہے جو اسکی موت کی تمہیں فکر ہو رہی ہے؟“ وہ اس پر چیخا۔۔

”بھائی!! میکال نے روتے فاتح کا ہاتھ تھاما جبکہ گال پر ہاتھ ٹکائے ششدر چشمے کے پیچھے سے اپنی موٹی آنکھوں میں ڈھیر پانی لیے غنی اپنے بڑے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔۔

”اگر یہ آنسوؤں زمین پر گرا تو وہیں سے چٹوانوں گا سو بی کیئر فل اسٹوپڈ!“ اسنے غصے سے اسکی آنکھوں سے آنسوؤں لڑکتے دیکھ کر وارن کیا وہ بوکھلا کر نفی کرنے لگا۔۔

”نن۔۔ نہیں گرتا۔“ نفی میں سر ہلاتے جلدی سے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کر کے چشمہ درست کیا اور کانپتے ہوئے فاتح کے اشارے پر فیضان کو دیکھنے لگا۔۔

جو کہ پہلے ہی ہراساں سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔  
اسنے پھر خود کو گھورتے فاتح کو دیکھا اور لڑتی ٹانگوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے فیضان کے منہ پر اپنے ہاتھ کا پنجا پھیلا کر مارنے لگا۔۔

اسکے مارنے کے اسٹائل پر فاتح قہقہہ لگا اٹھا اور فیضان اسکے ہاتھ پکڑ کر باز رکھ رہا تھا پر انکے سر پر تو فاتح کا پھونکا جنون سوار تھا کیسے پیچھے ہٹے۔۔

”بس بس میرے غنی شیر!“ ہنستے ہوئے فاتح نے اسکا سرخ پڑتا ننھا ہاتھ اور نیچے گرا چشمہ دیکھتے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور ایک سائیڈ کھڑا کیا جہاں وہ اپنا تنفس بحال کر رہا تھا۔۔

”میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں فاتح!“ روتا ہوا فیضان گرجا۔۔

”شوق سے! پر وجہ؟“ ”پنہوں کے بل اسکے سامنے بیٹھ کر اسنے حیرت سے اس غصے کی وجہ پوچھی

فیضان کو اسکے دماغی توازن پر شک ہوا۔ اور ہوتا بھی کیوں نہیں اسکے تاثرات ایسے تھے جیسے کچھ کیا نا ہو۔۔۔

”تمنے مجھے مارا تمہارے بھائیوں نے مجھے مارا۔۔“ ”وہ خپچتا ہوا بولا فاتح نے کافی ناگواری سے دیکھا۔۔۔

”یہ عورتوں کی طرح روتے مرد مجھے سخت اسیٹ کرتے ہیں۔“ ”اسنے اپنے بھائیوں کی طرح دیکھ کر کہا جو خوف میں ہونے کے باوجود مسکراہٹ چھپانے لگے۔۔۔“ ”تمنے مجھے سیڑھیوں سے دھکا دیا بغیر کسی قصور کے۔“ ”وہ اٹھ کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔ اور اب دونوں مقابل تھے۔۔

”میں نے تمہیں دھکا دیا؟“ ”اسنے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔

”ہاں تمنے ابھی اعتراف کیا۔“ ”وہ چیخا

”میں نے تمہارے دوست کی آنکھ پھوڑی؟“ ”وہ پھر بولا۔۔۔ سب نے حیرت سے فاتح کو دیکھ کہ نمیر کی آنکھ بھی اسنے پھوڑی تھی جس سے اسکی آنکھ ابھی سفیدی میں بدل گئی تھی۔۔۔

”غنی!“ ”میکال نے سختی سے پاس کھڑے غنی کا ہاتھ پکڑا وہ اس سے ایک سال ہی بڑا تھا اور دونوں آپس میں اچھے دوست تھے۔۔۔

”تت۔۔ تم کہہ رہے ہو۔۔۔“ وہ ہراساں ہوتا بولا۔۔۔

اور خوفزدہ ہو کر فاتح کو دیکھنے لگا ۔

”جواب دو؟“ وہ غصے سے چیخا۔۔ انکے دل دہل اٹھے۔۔۔

”ہہ۔۔ ہاں تمنے پھوڑی اسکی آنکھ۔۔۔“ وہ رو پڑا۔۔۔

”اوہ! تو تمہارا مطلب ہے فائیو کلاس میں میم کا سر بھی میں نے ہی پھوڑا ہوگا؟“ ابکی بار اسنے سر ہلاتے کہا جیسے سارے الزامات اس پر آرہے ہوں اور وہ نہایت معصوم ہو۔۔۔

”ہہ۔۔ ہاں۔۔ وہ تو میں نے دیکھا تھا۔۔۔“ فیضان کو یاد تھا فائیو کلاس میں انکی چغلی کرنے پر میم نے بنا سچ جانے ہی فاتح کو پنیش دی تھی بلکہ ڈانٹا بھی تھا۔۔۔

اور پھر چھٹی کے وقت فاتح نے کافی ہوشیاری سے میم کے سر پر پتھر مارا تھا جس سے وہ لہولہان ہو گئی تھی۔۔۔

فاتح کا تو فیضان کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم تھا پر میم کو فاتح پر شک تھا پر اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں تھے کیونکہ گارڈ کی اطلاع کے موجود فاتح جاچکا تھا اسکول سے، اور اتفاق سے فیضان کافی سوچ وچار کے بعد جو ٹھان چکا تھا میم کو بتانے کا پر اگلے ہی دن ایمر جنسی میں انہیں گرینڈ مدر کے پاس جانا پڑا اور پھر انکی ڈیبتھ کے بعد جب واپس آیا تو یہ قصہ ہی ختم ہوچکا تھا بلکہ ٹیچر بھی جاچکی تھی کیونکہ اس پر بچوں پر تشدد کا کیس تھا۔۔۔

یہ تو فاتح نے نہیں کیا تھا بلکہ اس پر سچ کا کیس تھا پر فاتح کیلئے کافی اچھا ثابت ہوا، ورنہ وہ اس سائیکو ٹیچر کو ضرور اوپر بنا ٹکٹ کے پہنچا دیتا۔۔۔



”ہم یہ بھی صحیح! تو کیا ابھی جو تمہیں یہ چوٹیں آئی ہیں وہ میں نے دی ہیں؟“ وہ اس کے ماتھے سے انگوٹھے پر خون سمیٹ کر سامنے دکھانے لگا۔۔۔

”ہاں۔۔ہاں تم نے مارا ہے سب کو میں سب کو بتائوں گا تم نے ہی مارا ہے! تم ایک سائیکو ہو سب کو مارتے ہو۔۔“ وہ ہڈیاتی ہو کر چلانے لگا ہی تھا کہ ایک دم پاس سے چھوٹی لکڑی کا ٹکڑا اٹھاتے اسنے اس کے منہ میں ڈال کر اسکی باقی کی آواز وہیں روک دی۔۔۔

”چلو ٹھیک ہے میں بھی مان لیتا ہوں میں نے ہی کیا ہے یہ سب! پر سوچو اگر یہ تم سب جا کر پرنسپل یا کسی بھی ایکس وائے زی کو سنائو گے چلو میرے باپ کو ہی سنا دو پر اینڈ کیا ہوگا؟ معلوم ہے نا وہ سین تیرا کیا ہوگا کالیا۔۔“ وہ ہنستے ہوئے بولا پر اس کے برعکس فیضان تو شکد خوفزدہ سا بیٹھا تھا اس کے سامنے منہ کھولے۔۔۔

”ابھی جائو اچھے بچے کی طرح نہائو تیار ہو جائو اور ٹیسٹ یاد کر کے کل اسکول آنا میں نہیں چاہتا کہ میری کلاس میں کوئی فیل ہو۔۔۔“ آہستہ سے اس کے منہ سے لکڑی کا ٹکڑا نکال کر اپنی بات مکمل کی اور اٹھا۔۔۔

”تم میرے باپ ہو جو میں تمہاری بات مانوں گا۔“ بل کھا کر اٹھتے دور ہو کر فیضان پھر سے چیخنے چلانے پر آگیا۔۔۔

غنی اور میکال نے فاتح کا سپاٹ چہرہ دیکھتے، پھر آنسو صاف کرتے فیضان کو دیکھا۔۔۔

”ویل! آفر اچھی ہے میں سوچوں گا تمہارے باپ بننے کے بارے میں۔ پر اس کے لئے کچھ وقت لگے گا ہوپ سو کہ تم انتظار کر لو گے۔“ اسکی بات اس پر اُلٹتے اسنے فیضان کا چہرہ توہین سے سرخ کر دیا۔۔۔

”میں نہیں چھوڑا گا تمہیں جا کر سب کو بتاتا ہوں تم نے کیا کیا کیا ہے چھوڑوں گا نہیں تمہیں فاتح عالم۔“ وہ غیظ و غضب میں بتا رہا تھا جبکہ فاتح محظوظ ہوتا مسکرا رہا تھا۔۔

اسنے ایکدم قدم اسکی طرف بڑھایا فیضان پیچھے بھاگا۔۔

اور تبھی ہی اسنے اپنی جیب سے کر سٹل جیسے دو بڑے پتھر نکال کر اسکے لڑکھڑاتے پاؤں کی طرف پھینک دیئے۔۔۔

”آہہ۔۔۔“ اگلے ہی پل دھرام سے وہ منہ کے بل گرا پر باقی کی چیخ اسکی حلق میں ہی دب گئی جب فاتح نے اپنا پاؤں اسکے منہ پر رکھا۔۔

”کیا کہا؟“۔۔۔ وہ غصے سے غرایا۔۔

”سوری سوری میں کسی کو نہیں بتاؤں گا کسی کو نہیں۔۔۔“ اسنے زمین پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔

”بھائی چھوڑ دیں۔۔۔“ میکال وہ دو پتھر اٹھا کر فاتح کی جیب میں ڈالتے اسکے ہاتھ کو تھام کر التجا کی۔۔

”جائے گا گھر پڑھنے؟“ اسنے سختی سے پوچھا۔

”ہاں ہاں جانوں گا۔۔“ فیضان جان بچانے کیلئے سسکتا ہوا بولا۔۔

”ٹیسٹ یاد کر کے آئے گا؟“ اسنے پھر سے پوچھا۔۔ اسنے بغیر تاخیر کے ہاں کہا

”اسکول آؤ گے اور بتاؤ یہ کسنے مارا تمہیں؟“ اب وہ پاس بیٹھ کر ہمدردی سے گویا ہوا۔

فیضان کو حقیقتاً آج اس سے بات کر کے خوف آرہا تھا۔

کیونکہ وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا اسکول میں اور آج جو اس سے کر رہا تھا وہ اسے بالکل ایک سائیکو کیس لگا۔۔

”ہا۔ ہاں آؤں گا بالکل آؤں گا۔ اور پپ۔ پتا نہیں کک۔۔ سکے مارا۔۔ مم۔۔ انہیں مم۔۔ میں نہیں جانتا۔“ اسنے روتے ہوئے ساری بات ہکلا کر کہیں تو فاتح مسکرا کر اسے اٹھانے لگا۔۔

”مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں! میں نے تمہیں بتایا جا کر بتانا ہے بتاؤ میں کسی کے باپ سے نہیں ڈرتا کیونکہ باپ سب کا ایک ہے وہ ہے فاتح! اور جو کہا ہے جا کر اس پر عمل کرو اگر کل مجھے کلاس میں نہیں دکھا تو، اگلے دن اسکول کا منہ تم نہیں دیکھو گے۔ اور جانتے ہوں فاتح کیلئے کچھ بھی مشکل نہیں امید نہیں یقین ہے کہ تم سمجھ گئے ہو گے فاتح عالم کی زبان کو کیونکہ وہ دنیا کی سب سے آسان زبان ہے جو چھوٹے سے لیکر بڑے بھیجے میں آسانی سے گھس جاتی ہے۔۔“

”مرو یا مارو!“ وہ کہہ کر بغیر رکے وہاں سے نکلا۔۔۔

فیضان حواس باختہ سا خاموش کھڑا اسکے ہاتھ میں گھومتے وہ بلیک وائٹ اسٹون دیکھ رہا تھا۔۔

جن سے وہ کسی کو کسی بھی وقت بے جھجک بے خوف گرا لیتا تھا۔ اور اسکی سوچ کا دار و مدار ہی جیسے ان اسٹون پر ہو۔۔۔

انکی آواز بھی تو ایسی تھی جیسے کانوں میں خوفناک مدھم ساز چل رہا ہو، پتا نہیں وہ کیسے ان پتھروں سے ساز چلاتا تھا۔ اور وہ ساز بھی یوں مدھم دل کو دہلانے والا۔۔۔

غنی نے اپنی سائیکل اٹھائی اور میکال کے ساتھ اسکے پیچھے چلے گئے جبکہ دونوں کے چہرے پر لب بھینچے کھڑے فیضان کیلئے ہمدردی تھی۔۔

”اما مجھے ڈانٹیں گی“! غنی اپنی ہتھیلی دیکھتا خوف افسوس سے بولا۔۔

”نہیں ڈانٹیں گے اگر تم چھپا کر ہاتھ دھولو۔“ میکال اپنے دوست کو مشورہ دینے لگا۔

”آنی ٹھیک ہے؟“ اسنے حورالعین کا پوچھا وہ اسے آنی ہی کہتا تھا۔

”ہاں وہ بھی ٹھیک ہیں اور ہماری بہن بھی۔“ وہ مسکرایا اسکے لبوں کی مسکراہٹ بھی گہری ہو گئی۔۔۔

”صبح ملتے ہیں اسکول میں۔“ اپنے گھر کی طرف سائیکل کا ٹرن موڑتے وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔

”اوکے“! میکال نے خوشی سے کہتے اپنے گھر کے گیٹ اندر داخل ہوا۔۔

”ہوم ورک کر کے آنا“! کچھ دور جا کر اپنا چشمہ درست کرتے غنی شرارت سے بولا۔۔

”ہاہا آج اما کے ساتھ کر لیا۔“ وہ قہقہہ لگا کر بولتا اندر داخل ہو گیا اور مسکراتے بیس فٹ کے فاصلے پر غنی عارب ہائوس کا گیٹ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔۔

دونوں گھر آمنے سامنے تھے۔ شادی کے تین سال بعد سہمی کی رضامندی سے عارب نے یہاں گھر تعمیر کروایا تھا۔ جو نہایت خوبصورت تھا۔

”جائو سیدھے روم میں اور فریش ہو جائو۔ خبردار بیچ میں اما کو تنگ کیا۔“ اسکے انتظار میں کھڑے فاتح نے سامنے پا کر اسے حکم دیا وہ جی بھائی کہتا وہاں سے آگے بڑھا۔۔



\*ماما؟؟؟ ”ہاتھوں میں سٹون گھماتے اسنے اپنی ماں کو بلایا۔ اور بیک سائیڈ کی طرف بڑھا کیونکہ اس وقت وہیں ہونے کے آثار تھے۔۔۔

”وہ ابھی نہیں مل سکتیں تم سے، باقی ایک گھنٹا ہے انکا وہاں رہنے کا، گھنٹے بعد آجانا ”! وہ جو بیک ڈور سے اندر گارڈن میں گھسنے لگا تھا مسکراتے مسکراتے ہوئے دفعتاً سامنے درقہ نے آکر اپنی بھاری آواز میں کہتے فاتح کو حلق تک کڑواہٹ پھیلا دی۔۔۔

وہ تیج و تاب کھا کر اسے دیکھنے لگا۔ جو پھیل کر دروازے کے سامنے کھڑی اسکا راستہ روکے ہوئی تھی۔۔۔

”تمہارے پاس ابھی آفر موجود ہے تم میرے اندر کام کر سکتی ہو۔ میں تمہیں باپ سے زیادہ سیلری دوں گا۔ ”اسے گھورتے وہ کچھ توفیق بعد بولا۔

درقہ محض اسے دیکھ کر رہ گئی جو اسکے سامنے ابھی بھی بالکل چھوٹا سا بچہ تھا جسے ہاتھوں میں پالا تھا۔

”مجھے فرض عزیز ہے پیسے نہیں! پہلے اپنے پیسہ لانا پھر ایسی آفر کرنا ”! وہ طنزیہ کہہ کر سامنے دیکھنے لگی۔

احساس توہین سے فاتح کا چہرا سرخ پڑ گیا۔۔۔

”تم بھول رہی ہو تمہارا سب سے بڑا فرض میں ہوں! اور باپ کا سب کچھ میرا ہی ہے اس میں اسکا یا میرا کرنے سے، کچھ نہیں ہوگا۔ ”وہ جتا کر بولا۔۔۔

درقہ نے کوئی جواب نہیں دیا وہ جانتی تھی صرف اسے یہاں سے ہٹا کر اپنی ماں کے پاس جانا چاہتا تھا۔

”دیکھو تمہیں ذرا احساس ہے وہ باپ تمہیں قید کر کے بیٹھا ہے۔ تم ایک آزاد ملک میں رہنے والی آزاد تھی۔ کہاں اب اسکے بچوں کی خدمت کرتی ایک معمولی سی ملازم چہ چہ میں جب سوچتا۔۔۔۔۔

”چھوٹا مشورہ ہے سوچا مت کرو ”!اسکی ساری بات پر مسکراہٹ چھپاتی ٹوک کر بیچ میں بولی۔۔۔

”مشوروں کی پیکٹ بند کرو! تمہیں کوئی احساس نہیں درقہ؟ ”ابکی بار وہ غصہ ہوا۔۔۔

”میں یہاں عزت سے رہ رہی ہوں، سر کے پاس کام کرنا میری زندگی کا ایک بڑا خواب ہے جسے تم تو بہر حال نہیں سمجھ سکتے اسلئے خاموش رہو۔ اگر سر حکم کریں گے تو میں اپنی جان دینے سے نہیں ہچکچائوں گی۔ ”وہ اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھتی سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

”تمہارا قصور نہیں بڑھتی عمر کے ساتھ سٹھپاتی ہوئی جارہی ہو۔ ”وہ مٹھیاں بھیجنے کر سوچتا رہ گیا۔۔۔

”اگر تم چاہو ایک بار پھر میری آفر پر سوچ سکتی ہو! بلکہ ٹکٹ میری طرف سے گفٹ ہوں گے تمہیں۔۔۔ ”وہ بھیجنے مٹھی میں سٹون دیکھتا اب گھمانے لگا تھا۔۔۔

”مجھے لگ رہا ہے تم نے پہلے کبھی ایسے فضول وقت ضائع نہیں کیا ہوگا۔ ”اسکے طنز میں انکار کا تیر چھپا ہوا تھا جو فاتح کے سینے میں جیسے چھ گیا۔۔۔

”باپ کی زبان مت بولو! آنکھیں کھولو اور حقیقت دیکھو درقہ میں تمہارا مسیحا ہوں۔۔۔ ”

وہ اپنی محبت جتانے لگا اسکے دل کو جکڑنے کی کوشش میں تھا۔

”حقیقت میرے سامنے ہے جو اپنے باپ کا نہیں ہو سکتا وہ میرا کیا ہوگا؟ ”درقہ نے الٹ کر وار کیا وہ محض اسے دیکھ کر دانت پیس گیا۔۔۔

”اچھا بول لیتی ہو۔۔۔۔۔ وہ ایمپریسو انداز میں بولا۔۔

”تم یہ بھی سوچ سکتی ہوں جو شخص اپنے بچے کا نا ہوا وہ تمہارا کیا ہوگا؟ کیوں اپنی جوانی برباد کر رہی ہو تم چاہو تو میری آفر قبول کر سکتی ہو۔۔۔۔۔ ”وہ درقہ کو سر سے پاؤں تک دیکھتا ابرو اچکا گیا۔۔۔

وہ نا سمجھی سے اس کے تاثرات دیکھنے لگی۔۔۔

”اگر میری فرسٹ آفر قبول نہیں تو سیکنڈ کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟؟ عمر کی فکر مت کرو۔ میں اتنا ہو گیا تم اتنی ہی ہو میں باپ جتنا ہو جاؤں گا تب بھی معلوم ہے تم ویسی ہی بھٹکتی رہو گی اسلئے ابھی جاؤ اچھے اچھے خواب دیکھو میں بڑا ہو کر بارات لیکر آؤں گا۔ ”وہ درقہ کی سوچ سے آگے کا تھا۔۔۔

وہ حیران ساکت سی فاتح کا چہرا جانچ رہی تھی جو نہایت سکون سے اب اس کے جواب کے منتظر تھا جیسے اس کی تفصیل سننے ہی وہ ہجر کے سفر کیلئے نکل پڑے گی۔۔۔

وہ بچہ جسے درقہ نے نہلا دھلا کر ہاتھوں میں بڑا کیا تھا، وہی آج اس کے سامنے کھڑا اس کے شادی کے جھوٹے خواب دکھا رہا تھا۔۔۔

پیچھے کچھ سمجھتا کچھ نا سمجھتا میکل بھی ہونقوں کی طرح اپنے بھائی کی پشت جانچ رہا تھا کہیں سٹھیا تو نہیں گیا۔۔۔ پر درقہ جانتی تھی وہ ایک فتنہ اپنے مطلب کیلئے کسی بھی حد تک جاسکتا تھا۔۔

”سر کو آنے تک کا ویٹ کرو جواب مل جائے گا“! کافی تاخیر بعد وہ اتنا ہی بول سکی۔۔

”کیا تم ڈر گئی ہو مجھ سے؟“ وہ تمسخرہ اڑاتا ہوا استفسار کرنے لگا۔

”لگتا ہے تم ابھی آئینے کے سامنے نہیں گئے۔“ وہ جتا کر بولی۔۔

”تم کافی گستاخی سے پیش آرہی ہو۔“ وہ سرخ ہوتا چبا کر بولا۔۔

”تم اب لائق ہی اسکے ہو۔“ وہ بھی جتا کر بولی دونوں کی نوک جوک شروع ہو گئی تھی اور میکال ماتھے پر ننھا سا سرخ ہاتھ مارتا رہ گیا۔۔

”ہوں! تو تمہاری بات کا مطلب ہے میں اب تمہارا ایسا رویہ برداشت کروں گا؟“ اسنے چبا چبا کر پوچھا۔۔“ لگتا ہے تمہیں ابھی اس بات میں شک ہے۔“ وہ مبہم مسکرائی۔۔

اپنے بھائی کی تلملاتی حالت سے محظوظ ہونے لگا۔۔

ڈیڈ کے بعد درقہ ہی تھی جو اسے سنبھال لیتے تھے اپنے الفاظ سے ورنہ تو وہ سب کو ہی لاجواب کر دیتا تھا۔۔

”تم باپ کو کیا بتاؤ گی؟ کہ اسکے بیٹے نے تمہیں شادی کی آفر کی ہے؟“ وہ ہنستا ہوا

بولا۔۔۔

”تمہیں سنبھالنے کیلئے میں ہی کافی ہوں۔ لازمی ہے اب میں تو تمہیں جواب دینے سے

رہی، جس کے گھر میں رہ رہی ہوں وہی جواب دے گا۔“ وہ بولی تو فاتح کو احساس ہوا

باپ تو اپنے گھر میں رہنے والی خواتین کی بہت ریسپیکٹ کرتا ہے۔۔

”انٹر سٹنگ“! وہ تمسخرے میں اڑانے لگا اسکی بات کو۔۔



”تم کافی مصیبت ثابت ہو رہی ہو میرے لئے! تمہیں کون سی موت پسند ہے؟“ ابکی بار وہ بولا تو درقہ قہقہہ لگا اٹھی۔۔۔

”بھائی!! میکال نے حیرت سے اپنے بھائی کو پکارا کہ کیا بول رہا ہے اس عورت نے جس نے اسے ہاتھوں میں پالا تھا ماں کی طرح۔۔۔

پر درقہ فاتح کی تیوروں سے محفوظ ہو رہی تھی۔۔۔“ تنے اب تک کتنے چوہے مارے ہیں؟ ”وہ مذاق اڑانے لگی۔۔۔

جو فاتح کو کافی ناگوار گذرا تبھی کافی سنجیدگی سے بولا۔۔۔ ”ڈاریک بھینس کو مارنے کا ارادہ کیا ہے۔“ اسنے چوٹ کی اس پر میکال کھلکھلا اٹھا۔۔۔

”شاید تم ابھی اس بھینس کو شادی کی آفر کر چکے ہو۔“ اسنے جتایا۔۔۔

”مجھے تمہاری نیت پر پہلے ہی شک تھا، یہ تو آج ثابت ہو گیا فاتح کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔“ اسنے اعلانیہ ہاتھ بلند کیے۔۔۔

درقہ کو اس پر ہنسی آگئی وہ تھا ہی ایسا۔۔۔

”ابھی تو تم مجھے اسکا جواب دو۔۔۔ بعد میں سر تمہیں خود ہی غلط ثابت کر لیں گے۔“ وہ

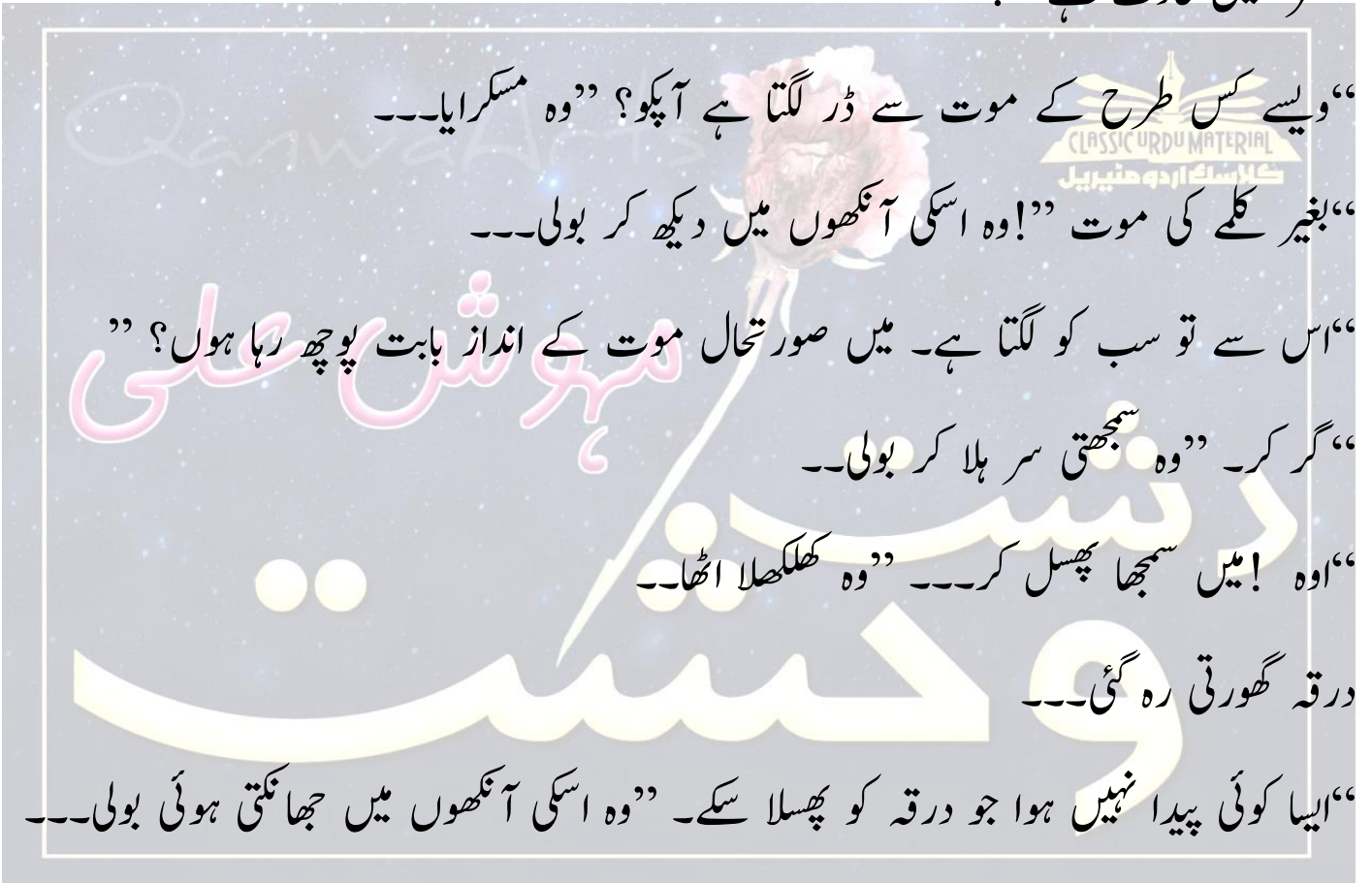
اسے جھٹکے سے کندھے پر ڈالکر روم کی طرف بڑھی کیونکہ اسکے ہاتھوں پر لہو وہ دیکھ چکی تھی۔۔۔

اور ایک کیئر ٹیکر کے لحاظ اور اسکا چہتا ہونے کی وجہ سے اسے کافی فکر تھی۔۔۔

”یہ تمنے اچھا نہیں کیا، میں دیکھ لوں گا باپ کے ساتھ تمہیں بھی۔۔۔“ وہ میکال کو کھلکھلاتے اندر گارڈن میں جاتے دیکھ کر گرج رہا تھا اور درقہ اسکی گرج برس سے انجان بنی اسے بیڈ پر بیٹھا کر ہاتھوں کا معائنہ کرنے لگی۔۔۔

”یہ تمہاری ابھی عمر نہیں فاتح عالم“!! اسنے جتایا۔۔۔

”عمر نہیں عادت ہے!“



فاتح نے تمسخرے سے سر جھٹکا۔۔۔

”فاتح عالم پیدا ہو چکا ہے“!! اسنے سرگوشی میں کہتے وہ پتھر رکھ کر چینیج کرنے چلا گیا۔۔۔

”ویسے باپ سے مل کر اچھا نہیں کر رہی ہو، میں سب سے حساب لوں گا وقت آنے دو فاتح کا۔۔۔“ وہ باتھ روم کے سامنے رکتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

”تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہو رہا غلط تمہاری سوچ ہے“!! وہ جتاتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔

”اوہ رینکی؟ مطلب وہ باپ جس نے مجھے بچپن سے ایک ٹائم کے ساتھ چلا یا ہے، ماں سے ملنے، خود سے ملنے، اپنوں کے احساس سے، کھانے پینے پہننے، چلنے ہر چیز حتیٰ کہ سونا بھی۔۔۔ پورے نو بجے وہ مجھے دیوار میں لگے گہوارے میں ڈال لیتا تھا بھول تو نہیں گئی ہوں گی؟“ کپڑے پٹخ کر وہ اسکے سامنے آتا طنزیہ برس رہا تھا۔۔۔

”ایک وقت آئے گا جب فاتح تمہیں سمجھ آئے گی سیر عالم نے تمہیں ہر احساس کو ایک لیمٹ میں رکھنے کا عادی کیوں بنایا۔۔۔“ وہ کافی گہری سوچ میں بولی۔۔۔

فاتح نے چونک کر دیکھا۔۔۔

”وہ وقت آئے نا آئے درقہ پر ایک وقت وہ آئے گا جب وقت پر فاتح حکمرانی کرے گا، اور خاص کر دونوں کو بتائے گا کہ بے بسی کیا ہوتی ہے۔۔۔“ اس نے بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ کر دوبدو کہا۔۔۔

”رب نے بہت سی کمزوریاں انسان کی بنائی ہیں، اور دونوں کی کمزوریاں ایک دن میرے ہاتھ ضرور آئے گی۔۔۔ پھر فاتح عالم بتائے گا۔۔۔“ اسکے ارادے مستقبل کیلئے اچھے نہیں تھے جس سے وہ واقف ہو رہی تھی۔۔۔

وہ خاموشی سی اسے دیکھنے لگی جو ہتھیلی میں وہ دونوں پتھر ایک دوسرے سے ٹکراتا ہوا کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا جہاں سامنے گارڈن میں حورالعین میکال کے ساتھ مسکرا رہی تھی اور پاس ہی پی اور اسکی وائف کیٹی دو بچوں کے ساتھ نرس بھی بیٹھی ہوئی تھی جو کہ سیر کے جانے کے بعد حورالعین کا خیال رکھ رہی تھی۔۔۔

”اسنے کہا ہے وہ میرے سولہ سال کے ہوتے ہی اپنا الگ گھر بنا لے گا۔۔۔“ اپنی ماں کو اپنے طرف مسکراتا ہوا دیکھ کر وہ مسکراہٹ پاس کرتا بولا۔۔۔

”پھر سمجھ جانا تمہاری زندگی کا مقصد شروع ہو گیا ہے جسے تمہیں فتح کرنا۔۔۔

صرف فاتح نام رکھنے سے فاتح نہیں بن سکتے۔۔۔ اصلی فاتح وہی ہوگا جو زندگی کو فتح کرے گا۔۔۔ سیر تو تمہیں سقر بنانا چاہتا تھا پر تمہارے نصیب میں فاتح لکھا تھا۔

یہ تمہیں ثابت کرنا ہے تم سچ میں ایک فاتح ہو یا سقر ”!!! درقہ کہہ رہی تھی اور فاتح ہاتھ میں موجود سیاہ اور سفید پتھروں کو دیکھ رہا تھا جو بیضوی شکل کے تھے۔۔۔

ان سے ایک مخصوص پراسرار سی ٹکرانے کی آواز آتی تھی جب جب وہ انہیں آپس میں ٹکراتا تھا جیسے کوئی ساز گونج اٹھا ہو جو نہایت پراسرار دہشت سے بھرا ہو۔۔۔

”کبھی جو اس کے ٹکرانے کی آواز سنی تو سمجھ جانا فاتح، سقر کی جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔۔۔“ وہ اس سے کہتا اسکے کان کے قریب دونوں پتھروں کو آخری بار ٹکراتا ہوا انہیں الماری کے دراز میں رکھے ایک باکس میں ہمیشہ کیلئے بند کر گیا۔۔۔

ان پتھروں سے اسکا ساتھ کافی پرانا تھا پر اس سے پرانا راز تھا وہ تھا، فاتح ”آخر فاتح! فاتح کیوں ہے۔۔۔“

یہ راز جاننا تھا اسے، جس کیلئے اب وہ مکمل تیار تھا۔۔۔

اس بات کو ماننے سے کوئی عار نہیں تھی کہ اسنے ایک ایسا بے حس احساس اس میں ڈالا تھا کہ عزیز سے عزیز ہستی بھی چھوڑ جائے تب بھی وہ مضبوط ہوگا ہارا ہوا نہیں۔۔۔



شاید اسنے اس میں ایسا کوئی جذبہ نہیں چھوڑا جو اسکی ہار کی وجہ بنے۔۔

”سقر؟“ درقہ نے حیرت سے پوچھا کہ سقر کہاں ہے۔۔۔

”جب فاتح ہے تو سقر بھی ہوگا!“

”سقر نہیں یہ سقر کا خطاب تمہارے لیے تھا، پر۔۔۔۔

”میں نہیں مانتا! ہر انسان کا زندگی میں کوئی ایک مقصد تو ضرور ہوتا ہے میرا بھی کوئی نا کوئی تو ہوگا نا جسکے لئے میرے باپ نے مجھ اس طرح سے جذبات سے عاری بنانا چاہا ہے۔۔۔۔ وہ وجود کوئی بھی ہو میں اسے سقر ہی تسلیم کرلوں گا اور خود فاتح ضرور اپنے نام کروں گا۔

پھر چاہے اسکے لئے مجھے کرل ہی کیوں نا بننا پڑے“! اسنے روم کی طرف نظریں دہرائیں۔۔۔

میکال کے روم کی نسبت اسکے روم فرینچر سے بھرا ہوا تھا اور سواء مصنوعی آرائشوں کے کچھ نہیں تھا۔۔ ایک محض فریم فیملی فوٹو نہیں۔۔۔

”پتا نہیں اسکا باپ اسے کس طوفان کیلئے تیار کر رہا تھا۔“

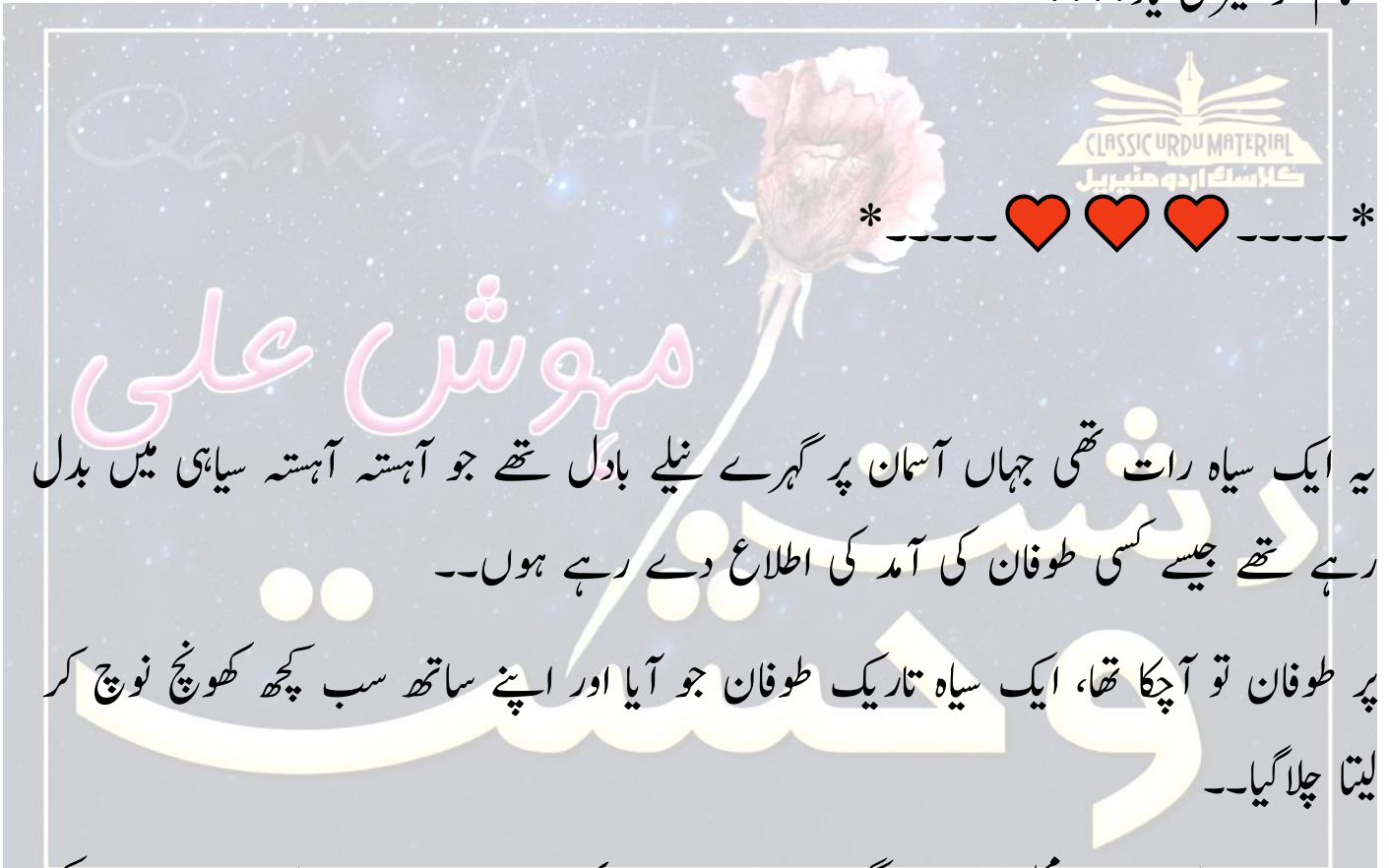
”کیا ایسا وقت آئے گا جب اسکا باپ اسے سب سے الگ کرلے گا مگر کیوں؟ اور وہ الگ

گھر کیوں لینا چاہتا ہے میکال اور مام کے ساتھ اسے چھوڑ کر۔۔۔۔۔؟؟؟“

”بہر حال وقت تمہیں بتائے گا فاتح! بیسٹ کے بیٹے کا مقصد بیسٹ ہے یا کچھ اور۔۔۔

رہی بات یہ گھر چھوڑنے کی تو ہو سکتا ہے میم (کو تمہارے یاد بہت ستائے اس  
 گھر میں اسلیے وہ الگ گھر لیکر انہیں خوش رکھ پائیں۔۔۔۔۔ ”دروازے پر کھڑی درقہ معنی  
 خیز مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھتی وہاں سے نکلی۔۔۔  
 فاتح حیرت سے انکی پشت دیکھتا وہیں کھڑا رہا۔۔۔

”مام کو میری یاد؟؟؟؟“



یہ ایک سیاہ رات تھی جہاں آسمان پر گہرے نیلے بادل تھے جو آہستہ آہستہ سیاہی میں بدل  
 رہے تھے جیسے کسی طوفان کی آمد کی اطلاع دے رہے ہوں۔۔  
 پر طوفان تو آچکا تھا، ایک سیاہ تاریک طوفان جو آیا اور اپنے ساتھ سب کچھ کھونچ نونچ کر  
 لیتا چلا گیا۔۔

سکاٹ لینڈ کے ایک محل نما اس گھر میں جہاں وہ ابھی موجود تھا رات کے اس پہر، اسکی  
 ذرا سی دیری پر سب کچھ ختم ہوچکا تھا۔۔

ہر طرف لہو ہی لہو تھا۔ وہاں کے گارڈز کو مارا گیا تھا۔ ہر کسی کے ٹکڑے کیے گئے تھے۔  
 اور یہ کچھ دیر پہلے گزرنے والے طوفان کی نشانیاں تھیں جو رہ گئی تھیں۔۔۔

وہ اندر بڑھا، اسکے ہاتھ کپڑے خون سے لال تھے، ہاتھ میں موجود خنجر ٹپک ٹپک لہو گرا رہا تھا۔ اور وہ سیاہ بڑے ہڈی میں موجود تھا۔

اسکے سیاہ بوٹوں تلے کچھ گوشت کے دور دور تک اڑے ہوئے ٹکڑے پڑے تھے جو اسکی طاقت تلے کچلے جا رہے تھے۔

وہ مختلف راہ داروں سے گذرتا ہوا اس کیسٹل نما گھر میں اندر بڑھتا جا رہا تھا۔

اسکی نظریں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں جن میں غصہ اپنی جائو جلال سے تھا۔ سرخ آنکھوں سے جیسے لہو ٹپکنے کو تیار تھا۔ وہ برداشت نہیں کر پارہا تھا۔ کہ اس سے پہلے یہاں کوئی آچکا ہے بلکہ اس سب کو تہس نہس کر چکا تھا۔ وہ آتے ہوئے کافی لوگوں کو اس غیظ و غضب میں کاٹتا آیا تھا جس سے اسکے کوٹ پاؤں پر خون کی چھینٹیں پڑی تھیں بلکہ چہرے پر بھی بوندیں لگی ہوئی تھیں۔ وہ وسیع و عریض لائونج میں آیا جہاں ایک بادشاہ کی رہائش کے ساری سہولتیں موجود تھیں۔

وہ کیسٹل نما گھر بتا رہا تھا کہ یہاں کوئی چھوٹی ہستی نہیں رہ رہی تھی۔

بھاری قدم اٹھاتا ہوا وہ آس پاس دیکھتا سیدھا سرخ قالین سے چھپی ان سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

آسمان پر بادل اور بجلی کی کڑک وحشتناک چیخ نما گونج اٹھیں۔۔۔ بادلوں کی اس سیاہ رات میں کڑک سے زمین و آسمان جیسے ہل کر رہ گئے۔

کان کے پردے پھٹنے تک آرہے تھے پر وہ مسلسل گرج رہے تھے۔۔۔ اچانک موسم بدلہ  
تھا۔۔۔ سرد ہونیں اس سمیت آتی گاڑیوں کے سامنے دھند بجھائے زوردار ایکسیڈنٹ سے تباہی  
مچا رہی تھیں۔۔۔

یہ کیسٹل نما گھر آبادی سے تقریباً دور ایک سرسبز پہاڑی زمین پر موجو تھا اور چارو  
اطراف پانی، نیچ میں یہ گھر تھا۔ اور ایک پٹری کی مانند راستے پانی کے نیچ سے جاتا تھا باہر  
کی طرف۔۔۔

یہاں انسان کوئی گاڑھی نہیں لاسکتا تھا بلکہ اسے پیدل اس پٹری نما راستے پر چل کر اس  
گھر تک آنا تھا۔۔۔

اور یہ پٹری نما راستہ ایک گہرے پانی کے نیچ تھا جو یوں لگتا تھا کبھی کبھی راستہ پانی کی  
گہرائی بڑھنے سے ڈوب بھی جاتا ہوگا۔۔۔

اس پر چل کر ایسا محسوس ہوتا جیسے ابھی انسان اس گہرے پانی میں ڈوب جائے گا۔۔۔  
شاید یہ ایک ایڈوینچر کیلئے گھر بنایا گیا تھا۔  
یا کبھی خوشگوار وقت گزارنے کیلئے۔۔۔

وہاں کا منظر رات سے گہرا تاریک ہو گیا تھا، سیاہ طوفان کے بعد اب بارش تیز تیز برسنے  
لگی تھی۔۔۔

جیسے آج سمندر یہاں بہا دے گی۔۔۔



یہ کسی کی آہوں کا نتیجہ تھا یا آج خدا کا قہر برس رہا تھا پر یہ بارش جسے رحمت کہا جاتا تھا آج خوفناک حد تک خطرناک ہو چکی تھی۔۔۔

بجلی کی کڑک بادلوں کی گرج، بارش کی بوچھاڑ، طوفان کی تیز رفتار سے ہر چیز تھس تھس ہو رہی تھی۔ اس گھر سے قدرے فاصلے پر اونچے قد آور درخت تیز تیز سراسرائی آواز کے ساتھ ہل رہے تھے۔ جیسے طوفان انہیں کھینچ کر اپنے ساتھ لے جائے گا۔۔۔

کئی کمزور جڑوں والے درخت دھرام سے گر رہے تھے جسکی آواز فضاؤں میں ایک خونخوار ہچکے کی مانند گونج اٹھی تھی۔۔۔

اگر یہاں اس وقت کوئی کمزور دل ہوتا تو یقیناً اسکا دل پھٹ جاتا، ایک خون میں اندر سے نہایا گھر اوپر سے آسمانی قہر۔۔۔

پر وہ کوئی عام تو نہیں تھا۔۔۔ سعیر عالم تھا۔۔۔

ایک وجود کی تلاش میں۔۔۔ پھرا ہوا ایک حیوان بنا۔۔۔

وہ سارے زینے طے کر کے اوپر آیا اور راہ داری میں چلتا ساتھ ساتھ رومز میں اسکو بھی تلاش کر رہا تھا۔۔۔

پر وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔

”رمشا!! اسکی بھاری آواز میں پکار پر وہ جگہ لرز اٹھی پر جس تک یہ پکار جانی تھی وہ محروم ہی رہی۔۔۔

اور اگر اسکے کانوں تک پہنچ جاتی تو ضرور وہ جی اٹھتی۔ پر وہ ساری زندگی جس آواز کی منتظر رہی تھی۔ جسکی چاہ میں اسنے روتے ہوئے سجدوں میں سر گرائے تھے پر وہ آیا بھی تو اس وقت جب اسکے پاس وقت نہیں بچا تھا۔۔

”رمشا!! وہ پھر سے پکارنے لگا اسے۔۔

اسے بہت مشکل سالوں کی محنت سے معلوم پڑا تھا کہ وہ سکاٹ لینڈ میں ہے۔۔

اور اسنے ایک سیکنڈ نہیں لگایا یہاں پہنچنے میں پر شاید وہ دیر کرچکا تھا۔ اور یہ دیر اسکے وجود کو بچھوں کی طرح کاٹ رہی تھی۔۔

کہ اس سے پہلے ہی اسکے دشمن اس تک پہنچ چکے تھے۔ ”کیا وہ زندہ ہے؟“ ”یہ سوچ بار بار اسکے دماغ میں آتی اسے بھرا خونخوار حیوان میں بدل رہی تھی کہ ایسی دھاڑ مارے ساری دنیا کو بہرا کر دے۔۔

ان دشمنوں کو نوچ کھوچ دے جسنے اس جگہ کو اس سے پہلے کھوج لیا تھا۔ وہ اسے کہیں نہیں ملی۔ اور اس ناکامی نے اسکے اعصاب چٹخ اٹھے تھے۔۔

دل چاہ رہا تھا کہ بلند دھاڑ مار کر اسے بتائے۔۔ وہ اسے چاہیے کسی بھی حال میں وہ چاہیے اسے۔۔۔

”رمشا!!! ابکی بار وہ غرایا۔۔

پر ایسے معلوم ہو رہا تھا اس پوری جگہ پر جہاں وہ موجود تھا مردوں اور اسکے علاوہ کوئی ذی روح موجود نہیں تھا۔۔

شاید وہ اسے لے گئے تھے، اس سے پہلے ہی وہ لے گئے تھے یا مار۔۔۔“ پر لاش تو یہیں کہیں ہونی چاہیے۔۔۔

اسنے سوچا اور پھر سے جنون کی حد سے پاگل ہوتا پورا گھر ڈھونڈنے لگا۔ جس میں ایسے لگ رہا تھا لہو کی بارش اندر ہوئی ہو۔۔۔ کتنی بے رحمی سے کیا گیا تھا یہ سب۔۔۔

کھڑکیوں روشن دان سے آتی جھٹکے سے کڑک اور بجلی پورا گھر روشن کر دیتی اور اسی روشنی میں گھر کی بیک سائیڈ پر جاتی سیڑھیوں کو اترتا سعیر بے ساختہ ٹھٹھک کر رکا۔۔۔

اسکے سامنے ہی سیڑھیوں پر ایک مردہ چھ سات سالہ بچے کا وجود پڑا تھا۔۔۔ جیسے اس معصوم کے سینے میں کئی خنجر کے وار کر کے بے دردی سے سیڑھیوں سے گھسیٹا ہو۔۔۔

سعیر آہستہ سے اسکے پاس بیٹھا اور انگلیوں سے اسکے چہرے کو سیدھا کیا اور سانسیں چیک کیں۔ پر وہ کب کا مر چکا تھا۔۔۔

بھلا جن کے دل میں ہزاروں کی تعداد میں دشمن خنجر اتارے وہ بھی زندہ رہ سکتے ہیں کیا۔۔۔

اسے افسوس ہوا اور لب بھینچ کر وہ اٹھا۔۔۔

گھر پر پڑی طوفانی بارش کی آوازوں کے علاوہ صرف فضا میں سوں سرٹ کرتے درختوں کی آواز تھی۔۔۔

“شاید وہ بھی ”!سعیر کو اب پورا یقین آگیا کہ وہ دیر کر چکا تھا، اور اس سے پہلے ہی وہ اسے مار چکے تھے۔ کیونکہ اتنی دیر وہ جس مردے کو تلاش کر رہا تھا کہیں نا کہیں ایک آس تھی دل میں کہ وہ ضرور زندہ ہوگی۔۔۔

پر جب ایک معصوم بچہ تک زندہ نہیں تھا وہ کہاں سے زندہ ہوتی۔۔ ان حیوانوں اس بچے کو نہیں چھوڑا۔ پہلے اسکے سینے میں خنجر اتارے پھر منہ کے بل ٹانگوں سے پکڑ کر اس لاتعداد سیڑھیوں سے گھسیٹا تھا۔

نیچے تیز بارش میں بھیگتی دھند میں ڈھکی سیڑھیوں اور اس سے نیچے پتھر، چٹانوں کو دیکھتے وہ جان گیا تھا کہ وہ یہاں نہیں ہوگی۔۔

کیونکہ وہ آدھا نیچے پانی میں ڈوب چکا تھا پتھر لی زمین کا وہ ٹکڑا۔۔۔  
اسنے لب سختی سے بھیج لیے، اور انگلیاں میں خنجر یوں بھیج لیا جیسے اسے آج توڑ دے گا۔ ہاں وہ آج اس طاقت کو توڑنا ہی چاہتا تھا جو اسے بچانے کے کام نہیں آئی تھی۔۔  
وہ اسکے ہاتھوں سے اتنی آسانی سے نکل گئی۔ وہ ماننے قبولنے کو تیار نہیں تھا پر یہ حقیقت تھی وہ اس سے دور جا چکی تھی۔۔ ایک آس جو تھی اسکے مردہ وجود دیکھ کر اسکے زندہ ہونے کی خواہش وہ ختم ہو چکی تھی۔۔۔  
بارش تیز برس رہی تھی سامنے نظر آتا آسمان نیلی سفید بجلی کی کڑک دار جھٹکو سے چمک جاتا پورا۔۔۔

بادلوں کی گرج چمک الگ تھی، طوفان پہلے سے زور پکڑ چکا تھا۔۔ اور شاید یہ سب اسکی سسکیوں کا نتیجہ تھا۔۔۔

اسکی حالت وہ تھی جو کسی کے سمجھنے سے بالاتر ہو، وہ چاہتا تھا گرجے سب کو آگ لگائے جنہوں نے یہ سب کیا تھا۔۔۔

پر وہ کچھ نہیں کر پارہا تھا۔۔۔



”رمشا!! ایک آخری آس کے ساتھ پکارتے ہوئے اسنے رخ موڑ لیا کیونکہ وہ سارا گھر  
ڈھونڈ چکا تھا۔۔۔

ہر جگہ صرف لاشیں تھیں، کیونکہ لوگ یہاں رہنے والے کم تعداد میں اور حلمہ آور طاقت  
ور اور زیادہ تعداد میں تھے۔۔۔

تو وہ نازک سی لڑکی جو اسکی ایک گھوری نہیں جھیل سکتی تھی کہاں اتنی ہمت رکھتی کہ  
اسنے سے لڑ سکے۔۔۔

جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا وہ وہی رمشا تھی جسنے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تھا کہ وہ اس  
سے پیار کرتی ہے۔۔۔

یہ وہی تھی جو اسکے پاس رہنے کیلئے اسکی بیوی کی خدمات کرنے لگی تھی، یہ وہی تھی جسنے  
اپنی آنکھوں سے اسکے نشان دیکھتے بے باک طریقے سے انہیں چھونے کی کوشش کی تھی۔۔۔  
یہ وہی رمشا تھی، جو آخر میں اسکی زندگی میں داخل ہو کر وحشت کی لپیٹ میں آچکی تھی۔  
ناصر ف خود، خود کو کھو چکی بلکہ اسکی زندگی بھی پوری بدل کر رکھ گئی تھی۔۔۔

وہ بے ساختہ ہی دو زینے طے کرتا خنجر کو تھامے ہوئے چھت کے سائے سے نکل کر کھلے  
میں آگیا۔۔۔ تیز بوچھاڑ نے اسے سیکنڈ میں ہی ہڈی سمیت بھیگا دیا۔۔۔

سیاہ برستے گرجتے آسمان تلے، تیز طوفانی رات میں وہ سیاہ پانی کے بڑے سے گہرے سمندر  
جیسے تالاب کے بیچ بنے گھر کی بیک سائیڈ پر سیڑھیوں پر کھڑا، جو قدرے اس زمین سے  
ابھی اوپر تھیں جو پانی کی سیاہ تہہ میں دھک رہی تھیں۔۔۔

سیر کو لگا کچھ ہی دیر میں جیسے یہ پورا سمندر جیسا گہرا پانی اس پورے گھر، مردوں کٹے ہوئے گوشت کے ٹکڑوں سمیت اندر لے جائے گا۔ اور خود ہی نگل لے گا۔۔۔

فضا میں اسکی اتنی دیر موجودگی کے باوجود کوئی ذی روح کی آواز نہیں آئی تھی البتہ اب اس سیاہ رات میں ہوتی تباہی پر جنگلوں سے جانوروں کی چیخ و دھاڑ گونج رہی تھیں۔ شاید ان پر ستم سا برپا ہو گیا تھا۔۔

اسنے ایک شکایتی نظر اوپر اٹھائی۔ برستی بارش کے دو قطرے اسکی بھوری جلتی آگ کی مانند آنکھوں میں ٹھنڈی ٹھار کی مانند آگریں اور اسکے ساتھ ہی جہاں بجلی کڑکی آسمان پر وہیں ایک نومولود بچی کی رونے کی آواز کے ساتھ ہی فضاؤں میں ایک درد بھری چیخ گونج اٹھی۔۔۔

”اللہ۔۔۔“ ”!! اللہ کے نام کی چیخ جو آسمانوں کو چیر کر اوپر جا پہنچی۔۔۔ اور یہ افیت ناک ہولانے والی چیخ نسوانی تھی۔۔۔۔

اسکے ساتھ ہی تیز تیز بچی کی رونے کی آوازیں گونجنے لگی۔۔ پر کوئی جیسے اپنی چیخ کو دبانے کے ساتھ اس بچی کی گھٹی گھٹی چیخیں دبا رہا تھا۔۔

”رمشا!! سیر کا دل تیزی سے دھڑکا۔۔۔

کیونکہ یہ آواز یہ چیخ کسی اور کی نہیں ڈاکٹر رمشا کی ہی تھی۔۔ جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا۔ اور وہ اتنا پاس ہو کر بھی اس سے چھپ رہی تھی۔۔۔ ”پر کیوں؟“

”شاید خوف میں۔۔۔“ ”ایک اعصاب سن کرنے والا جواب اسے موصول ہوا۔۔۔

”ہاں وہ ایسا ہی تو تھا کہ لوگ صرف اس سے ڈریں۔۔۔“ ایک تھکا دینے والی سوچ نے جنم لیا۔۔۔

”پر وہ تو نہیں ڈرتی تھی مجھ سے؟“ اسنے حیرت سے سوچا۔۔۔  
پر حالات کہاں کسی کو ایک سا رہنے دیتے ہیں۔۔۔

”رمشا میں عالم ہوں۔“ وہ تیزی سے نیچے کی طرف سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اتر رہا تھا۔۔۔

کیونکہ آواز نیچے سے ہی آئی تھی جو اب مکمل گھٹ چکی تھی۔۔۔

”رمشا۔۔۔!! دیکھو میں تمہیں لے جانے آیا ہوں مجھے جواب دو میں تمہیں نہیں مار رہا باہر آؤ۔“ وہ غصے سے بولا کیونکہ اسکی مسلسل پکاروں کو سنتی ہوئی بھی وہ جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔

وہیں سیڑھیوں کے نیچے چھوٹی سی چٹانوں کے اندر گھپا نما جگہ پر بیٹھی نڈھال سی رمشانے جب یہ حوصلہ دینے والی آواز سنی تو ایکدم اسکے جواب دیتے اعصاب بیدار ہوئے۔۔۔  
پر وہ اب بھاگتے گرتے یہاں تک جس مشکل سے پہنچی تھی اس میں بالکل سکت نہیں بچی تھی جواب دینے کی۔۔۔ اوپر سے اچانک پیٹ بل سیڑھیوں سے گرنے پر بچی کا جنم۔۔۔

وہ بالکل ٹوٹ کر ختم ہو رہی تھی اسکی آنکھیں بند ہونے کو بے تاب تھیں اور ممتا تڑپ رہی تھی۔۔۔

”ماما۔۔۔“ وہ اندر ہی اندر سسک اٹھی۔۔۔

کاش آج اسکے ماں باپ ہوتے تو وہ یوں بے سہارہ نہیں ہوتی نا ہی اس وحشت کا حصہ ہوتی۔۔۔

”سیر۔۔۔!! وہ خون میں رنگے ہاتھوں کو اٹھا کر اسنے بلانا چاہتی تھی پر اس سیاہی میں اسکی آنکھوں کو وہ کہیں نہیں دکھ رہا تھا جسے پہلی بار دیکھ کر اسنے دل ہارا تھا۔۔۔ پر اس محبت نے اسے برباد کر دیا۔

اسنے اپنی بچی کے منہ سے ہاتھ ہٹائے تاکہ وہ سن سکے اسکی پکاریں اور وہ یہاں آجائے۔۔۔ پر بد بختی یہ کہ وہ بھی شاید اس دہشت میں گہری نیند سو گئی تھی۔۔۔ اور سوتی ہی کیوں نہیں جب پہلی پکار ماں کی کرتے ہی اسکی ماں نے موت کے خوف سے اسکا حلق بند کر دیا تھا۔۔۔

اب اسکے پاس کوئی چارہ نہیں تھا اسے بلانے کا اور وہ نڈھال سی موت کے قریب پتھر پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔۔ جن کا انتظار تھا وہ اس وقت پہنچے جب انتظار ہی گہری نیند سو گیا تھا۔۔۔ اب کیوں آئے تھے جب وہ آخری سانسیں لے رہی تھی۔۔۔

اب وہ کیسے دیکھتی اپنے سیر کو جسے پانے کی چاہ میں نا صرف اسنے خود کو کھویا بلکہ اپنا نور اس پر لٹا دیا۔۔۔

کون کرے ایسی محبت جس میں محبت کی محبت پر خود کو قربان کر دیا جائے۔ اور جاگتے جیتے خود کو سیر میں پھینک دیا۔۔۔

دفعۃً اسے خیال آیا ہے کہ وہ تو مر جائے گی پر اسکی بیٹی۔۔۔



اسکا دل کانپ اٹھا کیونکہ اس بچی کی سانسیں رمشا کو محسوس ہو رہی تھیں کہ وہ مری نہیں زندہ ہے۔۔۔

وہ بے آواز رونے لگی ہے اور اپنی حالت کے زیر وہ نمکیں خونآلودہ پانی ہی بھر کر اپنی حلق میں اندیلنے لگتی ہے۔۔۔ کیونکہ یہ اسکی مجبوری تھی۔۔۔

جیسا بھی تھا، جتنی بھی نفرت تھی اسے اس بچی کے وجود میں دوڑتے خون سے پر وہ اسکی بھی بیٹی تھی۔۔۔

کچھ لمحات میں اسے احساس ہوا جیسے وہ کچھ بول سکتی ہے۔ اس کے حلق میں جو کانٹے چبھ رہے تھے وہ اب محسوس نہیں ہو رہے تھے بلکہ وہاں نمی تھی اور دماغ کچھ کام کرنے لگا۔۔۔ پر یہ بھی اسے احساس تھا کہ اس کے پاس وقت بہت کم ہے کیونکہ جب تک وہ یہاں سیف جگہ پہنچائی گئی تھی تب تک وہ کافی زیادہ زخمی ہو چکی تھی۔۔۔

”ع۔۔۔ عالم۔۔۔“

سعیر جو وہاں چٹانوں میں پانی میں کھڑا اسے ڈھونڈ رہا تھا اس سرگوشی نما مدھم سی آواز کافی مشکل سے اس طوفانی بوچھاڑ بارش میں اس کے کانوں تک پہنچی۔۔۔

”رمشا! وہ جان چکا تھا کہ وہ کافی زخمی ہوگی تبھی تو اسکی اتنی پکاروں پر جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔

وہ بھاگتا ہوا نیچے پانی میں پڑے چھوٹے بڑے پتھروں سے سنہلتا سیڑھیوں کے نیچے آیا۔۔۔

اور تب ہی منظر بدلہ جب بجلی اپنی پوری قوت کے ساتھ چمکی تھی۔ اور وہ جو منظر سعیر کے سامنے نمایا ہوا اگر کوئی دوسرا شخص ہوتا تو ضرور چیخ اٹھتا۔۔۔

سرخ پانی میں وہ نڈھال سی لہو لہان پڑی اپنی بانہوں میں بچی کو سنبھالے ہوئے اسکی سمیت بڑھا رہی تھی۔۔۔

”اسے لے جاؤ سعیر۔۔۔“ وہ بغیر سوال جواب کے بس اتنا ہی بول سکی۔۔۔ اور توانائی کا استعمال کرتے اس بچی کو اسکی طرف بڑھایا۔۔۔

سعیر سن وجود کے ساتھ، ساکت ہوتے اسے دیکھ رہا تھا، جو کپکپا رہی تھی پانی میں پتھروں کے سہارے پڑی اور اسکے سامنے ایک نومولود بچی بڑھا رہی تھی۔۔۔

”یہ میری بیٹی ہے سعیر اسے لے جاؤ یہاں سے ان حیوانوں سے انکی پہنچ سے دور۔۔۔“ میرے بیٹے کو بھی لے جاؤ سعیر وہ باہر گیا ہے کسی کو مدد کیلئے بلانے۔۔۔ اسے بھی اپنے ساتھ پاکستان لے جاؤ یہاں سے دور لے جاؤ۔۔۔“ وہ ان چند ٹوٹے پھوٹے فقرات کے ساتھ پھولی سانسوں سے جملہ ادا کرتی ہوئی خاموش ہو گئی۔۔۔

”رمشا تم۔۔۔“ سعیر سختی سے لب بھیج کر اسکے پاس آکر بیٹھا۔۔۔

”کچھ مت بولو۔۔۔“ وہ سسک اٹھی۔۔۔

”مجھے کچھ نہیں سننا بس! بس یہاں سے جاؤ۔۔۔ یہاں تمہاری جان کو خطرہ ہے۔۔۔ یہ حیوان تمہیں مار دیں گے سعیر چلے جاؤ۔۔۔“

پر اپنے ساتھ میری اس بچی کو اگر زندہ رہی تو لے جانا۔ اور باہر میرے بیٹے کو بھی ساتھ لے جانا۔ انہیں اپنا نام دینا سیر۔۔۔۔۔ ”اسنے روتے ہوئے بچی واپس اپنی گود میں گرا لی اور اپنی ہچکیاں دبانے لگی۔۔۔۔۔

”تمنے دیر کردی سیر۔۔۔۔۔ بہت دیر۔۔۔۔۔ ”وہ اسنے ایک اذیت ناک ہچکی بھری۔۔۔۔۔

”اسلئے ہی کہا تھا نا دور رہو۔۔۔۔۔ ”عالم نے اسکے ہاتھ تھامے ہوئے ہارے ہوئے لہجے میں مخاطب کیا۔۔۔۔۔

”آگئی نا تم اسی وحشت کی لپیٹ میں۔۔۔ ”وہ کچھ بھی آگے کہے بغیر ایکدم بڑھا اور بچی سمیت اسکے نڈھال زخمی وجود کو بانہوں میں بھر لیا۔۔۔۔۔

”میں سچ میں نہیں بچ سکتی اب۔۔۔۔۔ یہ کوششیں بیکار ہیں۔۔۔۔۔ ”ایک زخمی مسکراہٹ لبوں پر سجا کر اسنے کہا۔۔۔۔۔

وہ بغیر دھیان دیئے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔

”پانی۔۔۔۔۔ ”ایک کراہ کے ساتھ وہ ہکلا کر بولی۔۔۔۔۔

سیر چونک اٹھا۔۔۔۔۔

”میرا حلق خشک ہو رہا ہے اگر بچانا چاہتے ہو تو مجھے یہیں لیٹا کر پانی لے آؤ پلیز۔۔۔۔۔ ”وہ منت کرنے لگی سیر حیرت سے اپنی بانہوں میں اسکے وجود کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

”رمشا!! اسنے دھاڑ سے کہا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ کیا چاہتی۔۔۔۔۔

”پلیز۔۔۔۔۔ ”پر الٹا سہمنے کے وہ سسک اٹھی۔۔۔۔۔

اسکی سسکی سن کر سعیر نے اس اندھیرے میں پورے گھر کو دیکھا۔

کہاں اسے چھوڑے کہیں سے بھی تو آسکتا تھے اسکی غیر موجودگی میں اسے نوچنے۔۔۔

وہ لب بھیج کر راہ داری کے ایک کونے میں آیا اور آہستہ سے اسے نیچے ڈالا۔۔۔

”آواز نہیں نکالنا میں لے آتا ہوں۔۔“ اسکے گال تھپتھپا کر بالوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور وہ

اتنی سے الفت سے ہی جیسے ہجر کے ظلمات بھول کر مسکرائی۔۔۔

وہ آس پاس دیکھتا اٹھا اور ایک نظر بچی پر ڈالی جو رمشا کی گود میں ہی پڑی تھی اب تک۔۔۔

اسنے دیکھ کر لب بھیج لیئے۔۔۔

وجود تو اسکا بھی زخم تھا کیونکہ اندر آنے سے پہلے اسکے سامے کافی کتے بھونکے تھے جنہیں اسنے خنجر سے وار کر کے سامنے راستے سے ہٹایا تھا۔۔

وہ ابھی اٹھ ہی رہا تھا کہ بغیر دیکھے ہی وہ مسکرا کر اسکا ہاتھ تھام چکی تھی۔۔۔

”حورالین کیسی ہے؟ وہ اب دیکھ سکتی ہے نا؟“ اسنے ہاتھ پکڑتے ہی جیسے خنجر سے کاری

وار کیا سعیر کے سینے پر۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں کو دیکھنے لگا جہاں اسکی آنکھیں نہیں بلکہ اسکی بیوی کی آنکھیں تھیں جو نور

کے اجالے سے محروم تھیں۔۔۔

”تم یہاں کیسے؟“ وہ اسکا چہرا تھام کر پوچھنے لگا۔۔۔

اسکے لہجے میں محبت نہیں تھی۔۔ کیونکہ وہ محبت تو صرف اپنی عین سے کرتا تھا۔۔



ہاں بس وہ اسکے احسانوں تلے دبا ہوا تھا، اور اسے اسکی فکر ہونے لگی تھی۔۔ اسکی محبت کو وہ مان بیٹھا تھا۔۔ اور یہاں ہی اسکی ہار ہوئی تھی۔۔

رمشا اسکے ہاتھ تھام کر انکی پشت چومتی جہاں عالم کو ساکت کر گئی وہیں وہ سسک سسک کر رونے لگی۔۔۔

”اسے مجھ سے پہلے جدا کرلو۔ میری چلتی سانسوں کے دوران مجھے یقین دلاؤ سعیر کہ مجھے تو نہیں بچا سکے پر مجھ سے محبت نا صحیح۔۔۔۔“

میرے احسانوں کا بدلہ دینا اور میری بیٹی بیٹے کو انکی پہچان دلوا کر کہیں بھی رکھنا پر انہیں اپنے سائے میں باپ بن کر رکھنا۔۔۔ ”وہ التجائیں کرنے لگی۔۔۔“

اسکی سانسیں جیسے ٹوٹ رہی تھی۔۔ وہیں سینے سے لگی بچی جو اپنی ماں کی ممتا کو محسوس کرتی اپنا حلق نم کر رہی تھی۔۔

اسے نہیں معلوم تھا وہ صرف اسکے پاس چند لمحے کیلئے ہے۔۔ وہ ساری زندگی اس سے یہ ممتا بھرا احساس نہیں حاصل کر سکتی۔۔۔

سعیر کو ان دونوں پر افسوس ہو رہا تھا۔۔

وہ مضبوط اعصاب کا مالک ٹوٹ کر بکھر رہا تھا۔۔۔

”تم پریشان مت ہو کچھ نہیں ہوگا تمہیں۔۔۔ چلو۔۔“ وہ اسکا ہاتھ تھام کر وہاں سے لے جانے لگا۔۔۔۔

”نہیں۔۔۔۔“ ”رمشا نے ضد کرتے نفی میں سر ہلایا۔۔

”تم جاننا نہیں چاہو گے میں وہاں سے کیسے نکلی۔۔۔“ وہ ضد سے بولی۔۔۔ اس کے لہجے میں ہٹ دھرمی تھی وہ کچھ بھی کرتا پر شاید کامیاب نہیں ہو پاتا۔۔۔

”نہیں تم چلو۔۔۔“ وہ آگے بڑھ کر اسے اٹھانے لگا کہ غصے سے رمشا نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔۔۔

”پر میں بتانا چاہتی ہوں۔۔۔“ وہ غصے سے بولی۔۔۔ اور سعیر اسے غصے غم سے دیکھنے لگا جس کا چہرہ سو جن سے زرد ہوا پڑا تھا۔۔۔

وہ بالکل ایک کمزور سی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی تھی۔۔۔ اس کے بھرے گالوں کے گوشت کہیں نوچ چکا تھا وہاں صرف ہڈیاں نمودار تھیں۔۔۔

اس کے کانپتے ہاتھ ہڈیاں بن چکے تھے۔ وہ بالکل ختم ہو چکی تھی کہ اسے دیکھتے موت کا خوف سا ہوتا۔ وہ حسین رمشا تو بالکل نہیں رہی تھی کہیں سے بھی، جسے اپنے حسن پر اتنا غرور تھا کہ وہ اسے مخاطب کر کے اپنی محبت جتا چکی تھی کہ وہ ٹھکرائے گا نہیں۔۔۔

پر اسکی بد قسمتی محبت نے پہلے ہی اظہار پر اسے ٹھکرا دیا تھا بری طرح سے۔۔۔

”مجھے۔۔۔ مجھے مجبور کر کے تمہیں فون کروایا گیا تھا، وہ قہر زمان نے کروایا تھا زبردستی۔۔۔ اور

اس مجھ سے بہت کچھ چھین لیا۔۔۔ ایک کمزور سا سہارا تھا۔۔۔ وہ بھی چھین لیا مجھ سے۔۔۔

اسنے اپنا کام نکال کر مجھے زندہ چھوڑ دیا کہ اسکی بیوی کو لے جانے کے بعد سعیر خود مجھے دیکھ لے گا جب مجھ تک پہنچے گا۔۔۔

اور میں جس طرح تمہاری زندگی تباہ کر چکی تھی۔۔ نہایت خوفزدہ تھا میرا انجام جس سے میں واقف ہو چکی تھی کیونکہ روپوش ہونے کے باوجود میں پاکستان میں ہی تھی، اور نیوز پر میں سب کچھ دیکھ چکی تھی۔۔۔

اور مجھے میری موت میرے سامنے ہر وقت کھڑی نظر آتی تھی۔۔۔

اسی خوف میں میں نے بہت مشکل سے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے پاکستان چھوڑ کر جانا ہے۔۔ پولیس میرے پیچھے تھی۔۔ مارنے کیلئے نہیں اپنے بیان نے کیلئے۔۔۔

کیونکہ میرے گھروالوں کی موت کا ثبوت مل چکا تھا کہ یہ سب قہر زمان نے کیا ہے۔۔ دوسری طرف عارب مسکان تم سب میرے پیچھے تھے اور میں کہاں جاتی۔۔ میری تو سنی نہیں جاتی۔۔۔

کاش میں اس وقت موت قبول کر لیتی۔۔۔ خوش تو ہوتی کہ موتی آئی بھی تمہارے ہاتھوں۔۔۔ ”وہ کہتے کہتے حلق کے بل چلا کر رونا چاہتی تھی پر اس میں اتنی طاقت نہیں تھی اسلئے ہی محض آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔

”میں ایسے موقع میں تھی کہ کہیں سے یہاں سے نکل جاؤں۔۔ اور مجھے ایسا موقع ملا بھی میں غیر قانونی رستے جاسکتی تھی کیونکہ کچھ پیسوں پر ایک ٹیم راضی ہو چکی تھی مجھے وہاں سے نکالنے میں۔۔۔

اور میں تیار ہو کر دوسری صبح جلد از جلد وہاں سے نکلنے لگی تھی کہ اچانک سے مجھے کسی نے پیچھے آکر منہ پر رومال رکھ کر بیہوش کر دیا۔۔۔

مجھے سے میری گاڑی محض کچھ فاصلے پر تھی میں چلا کر مدد کیلئے انہیں بلانا چاہتی تھی پر تب تک میرے سارے حواس میرے ہاتھوں سے نکل چکے تھے اور میں بیہوش ہو گئی۔۔۔  
مجھے تقریباً بارہ گھنٹے بعد ہوش آیا، اور وہاں میرے لئے مجود ملازمہ سے معلوم پڑا کہ میں لاہور کے ایک چھوٹے گاؤں سے واپس کراچی آگئی ہو اور جانے کتنے دن وہاں رہنا ہے جب تک صاحب نہیں آجاتے۔۔۔

میں سخت خوفزدہ تھی۔۔۔ مجھے لگا شاید تم نے مجھے کڈنیپ کر لیا ہے اور اب مجھے مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا، ایک خوف ان حیوانوں کا بھی تھا۔۔۔  
پر میرا یہ خوف چند دن ہی رہا کیونکہ دن گزرتے گئے اور کوئی نہیں آیا تھا۔۔۔  
میں مسلسل بھاگنے کی کوشش میں تھی پر وہ گھر بالکل بند تھا کہ کہیں سے بھی انسان بھاگ ناسکے۔۔۔  
میں نے خود کو تیار کیا کہ اگر تم ہو تو میں تمہیں ساری حقیقت بتاؤں گی، اور آدھی تو تم جان ہی چکے ہو گے کہ میں مجبور کی گئی تھی کال کرنے پر۔۔۔  
میں نے یہی سوچ کر بھاگنے کا ارادہ ترک کر دیا، پر تمہارا خوف دماغ پر چھایا ہوا ہوتا ہر وقت۔۔۔

اس ملازمہ سے کافی پوچھنے پر مجھے کچھ نہیں بتایا۔۔۔ بالآخر ایک ماہ کے انتظار کے بعد وہ جب ایک شام سامنے آیا غصے سے بپھرا ہوا مجھے مارنے کیلئے۔۔۔  
تب میں نے دیکھا وہ تم نہیں عارب تھا۔۔۔ ”وہ ہچکی بھر کر رہ گئی۔۔۔



کاش وہ عارب نا ہوتا اور آج وہ یہاں نہیں یوتی کیونکہ اس کی رحمدلی نے اسے یہاں بھیجا تھا۔۔۔

اور عالم ہوتا تو وہ آسانی سے اپنی منزل تک پہنچ جاتی کم از کم ساری زندگی کا تو دکھ نہیں ہوتا۔۔۔

”عارب؟“ سعیر نے شاکڈ ہو کر سر اٹھاتے اسکی آنکھوں دیکھا کہیں اس سے غلطی تو نہیں ہوگئی نام لیتے۔۔۔

”ہاں عارب۔۔۔ وہ عارب تھا جو مجھے مارنے کیلئے میری طرح جنونی حالت میں بڑھا تھا کیونکہ میری وجہ سے یہ سب کچھ ہوا تھا۔۔۔“

وہ مجھ پر ہاتھ اٹھانے لگا پر میں نے روتے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔۔ اور وہ خاموشی سے مجھے دیکھتا رہا پھر لب بھینچ کر اسنے گن نکالی کہ ایک بار ہی قصہ ختم کر لے گا۔۔۔

موت میرے سر پر تھی میں ملازمہ کو چیخ کر بلانے لگی کیونکہ میں جانتی تھی میرے آس پاس کوئی نہیں ہے جو مجھے یہاں سے نکال سکے۔۔۔

اسنے میری سنے بغیر میرے سر پر گن رکھ دی اور ٹریگر دبایا ہی تھا کہ میں اسکے پاؤں پر جھک گئی اور نشانہ چوک گیا۔۔۔

وہ غصے سے مجھے ٹھوکر مار کر غراتا ہوا جھپٹنے لگا کہ میں اس سے التجا دی اللہ کا واسطہ دیکر کہ میری بات سن لے ایک دفع۔۔۔

اور شاید وہ ابھی انسان تھا یا وہ ڈر گیا تھا اللہ کے واسطے سے اور مجھے بولنے کیلئے کہا کیونکہ وہ جلد مجھے مارنا چاہتا تھا۔۔۔

میری حالت خراب ہو چکی تھی اور مجھ سے بولا نہیں گیا۔۔۔ ”وہ بتاتے ہوئے سانسیں لینے لگی۔۔۔“  
عالم نے ایک دم آگے بھرتے تھا۔۔۔

رمشانے روتے ہوئے اپنا سر اسکی گود میں رکھ لیا۔۔۔  
وہ منظر دیکھنے کیلئے ایک مضبوط دل چاہیے تھا۔ اور شاید اس وقت عالم میں بھی اتنا مضبوط دل نہیں تھا تبھی نظریں مسلسل چرا رہا تھا۔

”اللہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا وہ بچ جائے۔۔۔“ اس کے دل سے آہ نکلی اور وہ اس کے خون میں رنگے ہاتھ سہلانے لگا۔۔۔

”میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ ساری حقیقت بتائی۔ اور میری محبت کا بھی اظہار کیا پر یہ بھی بتایا کہ میں کبھی حورالعین سے حسد نہیں کیا۔ بلکہ مجھے تو اسکی خوش بختی نصیب پر رشک آتا تھا۔۔۔

پر میں کیا جانتی تھی کہ وہ سیر تک پہنچتے خود کتنی وحشتیں جھیل آئی ہے۔۔۔

یہ مجھے عارب نے بتایا اور وہ کشمش کا شکار ہو گیا کہ مجھے اب کیسے مارے۔۔۔

ایک رات مجھے دی جینے کی یہ کہہ کر وہ صبح مجھے مار دے گا۔ اور میں نے وہ ایک رات روتے سجدوں پر اپنی بے گناہی کی اللہ سے معافیاں مانگی پھر جانے کیسے اسنے مجھے دیکھ لیا اور مجھے وہ نہیں مار سکا۔۔۔

بلکہ جب میں صبح اٹھی تو باہر ٹیبل پر گاڑی کی چابیاں اور میری اسی جگہ تک پہنچانے کیلئے رہنمائی کی گئی۔۔۔

میں بہت خوش تھی کہ میں بتا نہیں سکتی تھی اس وقت۔۔۔ پر کاش میں ایسا نہ کرتی۔۔۔  
میں اس سے موت مانگ لیتی آزادی کے بدلے۔۔۔  
اسنے مجھے جانے دیا اور میں واپس اسی ریسٹورنٹ میں آئی اور پھر کافی مشکلات کے بعد مجھے وہی ٹیم پھر سے ملی شاید میری قسمت کی وجہ سے۔۔۔  
اور مجھے یونان کے شہر گریس میں پہنچا دیا گیا۔۔۔  
پھر وہاں میری زندگی نے ایک نیا موڑ لیا۔ میں اپنوں کو یاد کرتی سب کو یاد کرتی پر زندگی جینے موت سے بھاگنے کیلئے یہاں رہ رہی تھی۔۔۔  
وہاں میری الگ پہچان بن گئی اور وہیں میں نے شاید خود کو حورالعین تصور کرتے اپنی نئی پہچان حورالعین بنالی۔۔۔

یہ بس ایک بچکانہ حرکت تھی کہ حورالعین بننے سے مجھے سعیر عالم مل جائے گا۔۔۔۔۔ ”  
اسنے روتے ہوئے منہ چھپا لیا۔۔۔  
سعیر نے لب بھینچتے اسکا سر سہلایا۔۔۔

”تب اتفاق سے میں نے ایک دن مسکان کو ایک روز شاپ پر دیکھا۔۔۔ اور میں ڈر گئی مجھے لگا وہ مجھے ڈھونڈتے ہوئے آئی ہے پر میں غلط ثابت ہوئی۔۔

کیونکہ اسکے ساتھ۔۔۔۔۔ حورالعین بھی تھی۔۔ اور میں گھبرا گئی مجھے احساس ہوا جیسے اب وہاں تم بھی ہو گے۔۔۔ اور مجھے ڈھونڈتے یہاں پہنچے ہو اور اب مار دو گے۔۔۔ میں وہاں سے بھاگ گئی اور کئی دن چھپتی پھری کام پر بھی نہیں جاتی تھی۔۔ اتنی خوفزدہ تھی۔۔۔ مجھے یوں احساس ہوتا جیسے ابھی کہیں سے آکر مجھے مار دیں گے۔۔

اور میں روز روز انتظار کرنے لگی کہ اب مروں گی۔ آج مروں گی پر ایسا نہیں ہوتا ہر صبح میری آنکھ کھلتی اور میں خود کو سانس لیتی پارہی تھی۔۔۔ پھر مجھے تجسس نے گھیرا کہ اگر وہ مجھے مارنے نہیں آئے تو پھر یہاں کیوں ہیں۔۔ اور یہ بھی احساس جلدی ہو گیا کہ میں نے وہاں انکے پاس آپکو تو نہیں دیکھا تھا۔ کافی سوچ وچار کے بعد میں نے ایک فیصلہ کیا اور ان پر نظر رکھی دور سے کیونکہ پاس سے ایسا محسوس ہوتا جیسے انکی پروٹیکشن کیلئے کافی لوگ موجود تھے۔۔۔

اور اس دوران مجھے معلوم ہوا کہ تم سچ میں انکے ساتھ نہیں، وہ اور انکے پاس ایک بیٹا بھی ہے جو کہ آپ دونوں کا تھا۔۔ میں کافی خوش ہوئی تھی یہ دیکھ کر۔۔۔ پر کہیں میں واپس اندھیروں میں چلی گئی۔۔۔

اور میری حالت دن بدن خراب ہوتی گئی۔۔ اتنی خراب کہ مجھے لگا میں مرجائوں گی۔۔۔ پر میں نہیں مری۔۔۔



تبھی مجھے معلوم پڑا کچھ کوششوں کے بعد کہ حورالعین جارہی ہے اپنی آنکھوں کا آپریشن کروانے۔۔۔ ”وہ کہتی کہتی خاموش ہو گئی۔۔۔

کیونکہ یہاں سے ہی تو اسکی بد قسمتی شروع ہوئی تھی۔۔۔  
”پھر؟؟“ ”عالم نے اسکے گال کو چھوا جو بھیگا ہوا تھا۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں کو چھونے لگا۔ جنہیں وہ پہچانتا تھا کیونکہ وہ اسکی عین کی آنکھیں تھیں۔۔۔  
”پھر۔۔۔“ ”وہ کہہ کر گراہ سانس لینے لگی پر اس میں ہمت نہیں بچی۔۔۔“ ”تم چلو میرے ساتھ“ ”عالم تشویش زدہ ہوتا اسے اٹھانے لگا۔۔۔

”نہیں بیکار کوشش مت کرو کیونکہ مجھے معلوم ہے میری موت بہت قریب آچکی ہے۔۔۔  
اور میں مرنے سے پہلے بتانا چاہتی ہوں اگر کبھی کسی میرے بچے نے اپنی ماں کے بارے  
میں جاننا چاہا تو تمہارے پاس کچھ تو ہو جس سے انہیں بتا سکو اور وہ اپنے لیے کچھ جتن  
کر سکیں۔۔۔“ ”وہ اسکے ہاتھ تھام کر مسکرائی۔۔۔

عالم نے آہستہ سے اسکے آنسو صاف کیے۔۔۔ اور رمشا کو لگا اسکے دل سے بھاری پتھر جو  
اداسی کا تھا وہ ہٹا دیا گیا تھا۔۔۔

”میں نے انہیں آفر کردی کہ میں انہیں آنکھوں دوں گی پر شرط یہ کہ مجھے وہ آنکھیں  
دیں جو اس لڑکی کے پاس ہیں۔۔۔ اور دوسری شرط یہ رکھی کہ میں ان سے ملوں گی نہیں  
بس سب کام ڈاکٹر کے تھرو ہوگا۔۔۔

میرا یہ پیغام بھی اسی ڈاکٹر نے ان تک پہنچایا جن کے پاس حورالعین آنکھوں کا آپریشن  
کروانے والی تھی۔۔۔

یہ اتفاق تھا کہ مسکان نے میری آفر منظور کر لی کیونکہ وہ حورالعین کو بس کسی بھی طرح روشنی دینا چاہتی تھی اور اس نے میری آفر قبول کر لی یہ سوچتے کہ ہوگا اسکا ایڈوینچر بلائینڈ آنکھیں لینے کا۔۔۔

”پر وہ کیا جانے محبت نے محبت کو مجبور کیا کہ وہ خود اندھی ہو جائے اور اپنی محبت کی محبت کو اپنے اجالے دے دے۔۔۔ اور یہ میں نے ایسا اسلیے بھی کیا تھا کیونکہ مجھے ویسے بھی اپنے خواب سیاہ دکھتے تھے۔۔۔ اور مجھے تمہارے ہونے کی کمی کافی ستاتی تھی اسلیے مجھے سیاہی ہی قبول تھی۔۔۔“

آپریشن سے پہلے بس ایک خواہش تھی کہ کہیں سے آجائو اور تمہیں ایک بار دیکھ لوں۔۔۔ پر میری یہ خواہش۔۔۔ خواہش ہی رہ گئی۔۔۔ آپریشن کی ساری تیاریاں ہو گئیں۔۔۔ اور تبھی احساس ہوا کہ کیا ہوا اب نہیں دیکھ سکتی پھر میری آنکھیں سیراب ہوتی رہیں گی تمہارے دیدار سے۔۔۔

مجھے معاف کر دو عالم میں نے یہ جرات کرتے تم دونوں کے بیچ آگئی شاید ہمیشہ کیلئے۔۔۔ پر میں نے کبھی حورالعین کیلئے برا نہیں سوچا۔۔۔ کبھی جو رشک کی راہ میں بھٹکی تبھی بھی اسے نقصان نہیں دیا کوئی۔۔۔ میں سمجھ گئی تھی وہی تمہاری محبت ہے اور منزل۔۔۔

تم دونوں ایک دوسرے کیلئے بنے ہو۔۔۔ اور میں بیچ میں ایسے ہی گھس آئی۔۔۔

میں نے سوچا تھا آپریشن کے بعد کچھ عرصے میں ہی یہاں سے بھی دور ہو جائوں گی۔۔۔ بہت دور جہاں صرف اس احساس کے ساتھ رہوں گی جو آنکھیں اب میرے وجود کا حصہ بن چکی ہیں وہ کتنی بار تمہارے لمس سے سیراب ہوئی ہوں گی۔۔۔

یہ احساس مجھے سرشار کر دیتا، اور میں بے پناہ خوش تھی جیسے کوئی خزانہ ہاتھ لگنے والا تھا۔۔۔  
آپریشن ہو گیا تھا اور اسے میری ترستی آنکھیں ملیں، اور مجھے اسکی سیاہ ہو کر بھی روشن  
آنکھیں مل گئیں تھیں۔۔۔

ہمیں کچھ دن زیر علاج رکھا گیا، مجھے مبارک ملیں کہ اب وہ دیکھ سکتی ہے، اور مجھے کیا  
مبارک ملنی؟؟؟ پر میں نے خود کو خود مبارک باد دیں کہ ہاں واقعی میں تم سے محبت کرتی  
ہوں۔۔۔

تمنے کہا تھا اپنی آنکھیں نکال دو۔۔۔ اور دیکھو میں نے محبت میں وہ آنکھیں نکال دیں۔۔۔ اب  
واقعی میں ایک بلاسٹڈ ہوں کیا مجھے اجازت ہے بیسٹ انہیں چھونے کی۔۔۔ ”وہ روتی ہوئی  
سکی۔۔۔

سعیر کو لگا اسکی جان کسی نے مانگ لی ہے۔۔۔ کیونکہ ان نشانوں پر صرف اسکی عین کا لمس  
تھا۔۔۔ اور اسی کا حق۔۔۔

وہ آج بھی تو آنکھیں بند کر کے انہیں چھوتی تھی اور انہیں اپنے لبوں سے سیراب کرتی  
تھی۔۔۔

وہ آس بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

پر دوسری طرف کوئی جواب نہیں آیا تو وہ ہنس پڑی۔۔۔

”میں سمجھ گئی ہوں۔۔۔ آنکھیں نکالنے سے یا حورالعین نام رکھنے سے سب کو بیسٹ نہیں  
ملتا۔۔۔ یہ تو رب کا لکھا نصیب ہے جو کروڑوں میں کسی خوش نصیب کو ملتا ہے۔“ وہ ہنستے  
ہوئے بولی۔۔۔

اسکی ہنسی عجیب تھی یا سحیر کو ہی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

”مجھے ابھی وہاں سے ڈسچارج ہونے میں کچھ گھنٹے باقی تھی، نرسز مجھ پر افسوس کر رہی تھیں تو کوئی جاننے کیلئے متجسس تھیں پر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اور تب ایک رات ڈاکٹر نے بتایا کہ حورالعین عالم تم سے ملنا چاہتی ہے۔۔۔ میرا دل کیا اس سے ملوں۔۔۔ پر میں خود میں ہمت نہیں پاسکی۔۔۔ بس اب میں ایک بیسٹ کے انتظار میں خود کو ہی بلاسٹڈ بیوٹی تصور کرنے لگی۔۔۔

اور مجھے معلوم نہیں تھا بلاسٹڈ بیوٹی سے کونسی وحشتیں جڑیں ہیں، صرف بلاسٹڈ بیوٹی کہنے سے کوئی بلاسٹڈ بیوٹی نہیں بن جاتا، وہ تو صرف ایک ہی تھی۔۔۔

مجھ سے اسی رات اچانک کسی نے پوچھا کہ کون ہو تم۔۔۔

جانے کیسے میرے منہ سے نکل گیا کہ بلاسٹڈ بیوٹی۔۔۔ اور شاید اسنے میری آنکھوں کے سامنے ہاتھ بھی لہرایا۔۔۔

اور پوچھا تمہارا آپریشن ہونے والا ہے تو میں نے کہا ہاں۔۔۔ پھر اسنے مجھ سے اپنے شوہر کا پوچھا۔۔۔ مجھے لگا ڈاکٹر ہے بس ایسے ہی منہ سے نکل گیا بیسٹ۔۔۔

میں اگلے ہی لمحے ہنس کر کھلکھلا نا چاہتی تھی ہی کہ ایک دم ہی کسنے نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر مجھے انجکشن سے بیہوش کر دیا۔۔۔

اس میں ایک نرس بھی شامل تھی جو شاید وہ بھی مجھے غلطی سے وہی حورالعین سمجھ بیٹھی تھی۔۔۔



کیونکہ ہمارا وارڈ پاس ہی تھا۔۔۔

وہ رونے لگی ہچکیاں بھر کر عالم سے اسے کو چپ کروانا مشکل ہو گیا۔۔۔

پر وہ خود ہی چپ ہو گئی۔۔۔ اور مزید بولی حالاں کہ اسکی حالت کو دیکھتے وہ اب کچھ نہیں سننا چاہتا تھا پر اسکی ضد تھی۔۔۔

”پھر مجھے ہوش نہیں آیا۔۔۔ اور جانے کتنا سفر طے ہوا مجھے ہوش نہیں آیا اور جب میں نے ہوش کیا تب احساس لگا کہ میں ایک گہری تاریکی میں پھنس چکی ہوں۔۔۔ میں نے خود کو ایک نرم بڑے سے پلنگ پر پایا اور۔۔۔ اور کافی چیخی چلائی پر میری کسی نے نہیں سنی کوئی ہوتا تو سنتا۔۔۔

میں دیکھنا چاہتی تھی کیا ہے کیوں ہے۔۔۔ میں اس تاریکی میں وحشت زدہ تھی ایک کافی سہمی ہرنی کی طرح لگ رہی تھی۔۔۔

میں آنکھیں ملتی دیکھنے کی کوشش کرتی، پر مجھے سواء اندھیرے کے کچھ دکھائے نہیں دے رہا تھا۔

مجھے لگا میں پاگل ہو جاؤں گی۔۔۔ چیخی چلائی۔۔۔ دیواروں کو یقین دلانے لگی۔۔۔

ہر ایک بے جان چیز کو یقین دلانے لگی کہ میری مدد کریں میں بلائینڈ بیوٹی نہیں۔۔۔

پر کوئی نہیں آیا میری مدد کیلئے۔۔۔ بھوک پیاس سے میں تڑپنے لگی اور۔۔۔ اس قدر کہ مجھے لگا میں مرجائوں گی۔۔۔

اور شاید میں مر بھی جاتی۔۔ تبھی آخری سانسیں لیتے وقت کسی نے مجھے تھام کر چند پانی کے قطرے حلق میں اتارے۔۔۔

پہلا خیال مجھے تمہارا آیا۔۔ پر نا اس میں تمہاری خوشبو تھی، نا ہی وہ احساس جو تمہارے میلو کے فاصلے پر ہونے کے باوجود میری دھڑکنیں بے تربیت کرتا تھا۔

پانی کے بعد میں پھر سے بیہوش ہو گئی اور جب ہوش آیا مجھے لگا میں اسے دیکھ لوں گی کیونکہ میں اس خوفناک اندھیرے کو قبول نہیں کر پارہی تھی، میں پاگل ہو رہی تھی۔۔ میرے دماغ میں خوفناک تصورات بن رہے تھے، جو مجھے مارنے کیلئے میری طرف بڑھتے تھے۔۔

یوں معلوم ہوتا کوئی مجھے مار رہا ہے کوئی نوچ رہا ہے، میرے آنسوؤں خود ہی بہنے لگتے خود ہی رک جاتے۔۔ میری آنکھیں میرے ہی اختیار میں نہیں تھیں اور ہوتی بھی کیسے؟ اگر وہ میری ہوتیں تو میرے اختیار میں ہوتیں۔۔۔

وہ تو بلائینڈ بیوٹی کی آنکھیں تھیں۔ ایک حقیقی بلائینڈ بیوٹی کی جس کا میں نے صرف نام لیا تھا اور میں جانے کہاں پہنچ چکی تھی۔۔۔

دوسری دفع ہوش آنے بعد میری توقع مطابق آپکے دشمن ہی تھے، اور وہ کوئی چھوٹے دشمن نہیں اپنی ہار پر پاگل ہوتا قطر کا شہزادہ تھا۔۔۔

جسنے بدلے کیلئے بیسٹ کی بیوٹی کو ایک رکھیل کی طرح رکھنا تھا۔۔ پر میری بد قسمتی یا بیوٹی کی خوش قسمتی۔۔ اسکی جگہ میں آگئی۔۔۔

وہ ابھی میری ساتھ کچھ برا کرتا یا آگے بڑھتا، مجھے نوچنے کیلئے تبھی اسکے ملازم نے اسے کوئی پیغام دیا تھا، اور وہ خاموشی سے کچھ کہے بغیر نکل گیا پر اسکے بعد زبردستی مجھے جانے کتنے دن بھوکا رکھنے کے بعد کھانا دیا گیا اور میں اتنی بے بس تھی بھوک کے آگے بغیر اف کیے کھانے لگی۔۔۔

وہ رات یا دن میرا خوف میں ہی گذرا اور میں روتی انہیں یقین دلا رہی تھی کہ میں بلاسٹ بیوٹی نہیں۔۔۔ پھر اتفاق ہوا کہ جسے میں پہلے پاؤں میں گر کر یقین دلا رہی تھی کہ میں بلاسٹ بیوٹی نہیں۔۔۔

مجھے بخش دیں اور جانے دیں۔۔۔ میں ایک ڈاکٹر ہوں غلطی سے ایسا کہہ دیا۔۔۔ اور وہ جو سن کر قہقہے لگاتا اپنی خوشی میں سرشار تھا۔۔۔ پر جب وہ دوبارہ آیا تھا تو بدلہ ہوا تھا وجہ یہ تھی کہ اسے معلوم پڑ گیا تھا کہ وہ بیسٹ کی بلاسٹ بیوٹی کو نہیں ایک عام سی لڑکی کو اٹھا کر لایا ہے۔۔۔

اس ناکامی اور ہار نے اسے وحشی بنا دیا، اور اسکی وحشت کا میں ہی نشانہ بنی ہر بار کی طرح۔۔۔

اسکی مار نے میرا منہ کھلوا دیا کہ میں بیسٹ سے محبت کرتی تھی، اور وہ یہ جان کر ڈیول بن کر مجھے اذیتیں دیتا کہ میں ایک حد تک پاگل ہو چکی تھی اور اس سب کا قصور وار تمہیں ٹھہراتی کہ میری بربادی کے ذمہ دار تم سب ہو۔۔۔

اگر آپکے چہرے پر یہ نشان نا ہوتے، آپ نا ہوتے، نا ہی اس دنیا میں محبت ہوتی، اور نا مجھے آپ سے ہوتی۔۔۔

میں اس حد تک پاگل ہو گئی تھی کہ آپ دونوں کے خلاف ہو گئی، وہ آپکو مارنا چاہتا تھا اور میں اسے کہتی تھی ماردیں آپکو۔۔۔

وقت گزرنے لگا، اسنے مجھے ایک رکھیل کی طرح رکھا ہوا تھا، میں اسکے بچے کو بھی جنم دے چکی تھی پر اسنے ٹھوکر مار کر ہمیں ٹھکرا دیا کہ وہ ایک رکھیل کی اولاد کو کبھی قبول نہیں کرے گا۔۔۔

میں اپنے بچے کو خود پالنے لگی۔۔۔ اسے خود نام دیا اسے سینے سے لگائے رکھا کیونکہ وہی ایک تھا میرا جسے میں مار لیتی تھی، کاٹتی دانتوں سے بری طرح نوچتی اپنی وحشتیں اس پر اتارتی پر وہ کبھی اف بھی نہیں کرتا تھا۔۔۔

وہ مجھے سنبھالتا تھا میری وحشتوں کو بے آواز جھیلتا میرے آنسوؤں پونچھتا مجھے اکیلا نہیں چھوڑتا تھا کبھی۔۔۔

وہ بہت مضبوط ہے سعیر۔۔۔ شش۔۔۔ شاید آپ۔۔۔ آپکی طرح۔۔۔

ایک جشن میں مجھے اسکاٹ لینڈ کی کونین کے بیٹے نے دیکھ لیا تھا اور اسے معلوم پڑا کہ میں پاکستانی لڑکی ہوں۔۔۔ بلائینڈ ہوں۔۔۔ پھر اسنے اس شہزادے کے بھیس میں شیطان

سے مجھے مانگا۔۔۔ اس کا دل بھر گیا تھا اور ناہی میں بلائینڈ بیوٹی تھی جسے وہ چاہتا تھا۔۔۔ بغیر کسی تکرار کے وہ حامی بھر گیا اور جب یہ پیغام مجھ تک پہنچایا گیا میں ایک بار پھر ٹوٹ گئی سعیر۔۔۔

مجھے تمہاری بہت یاد آئی۔۔۔ مجھے لگا تم مجھے بچا لو گے پر ایسا نہیں ہوا۔۔۔ مجھے اور میرے بیٹے کو وہاں سے دوسرے جہنم میں بھیجا گیا۔۔۔ اور میں اور میرا بیٹا ہم یہاں آگئے۔۔۔



کوئین کا بیٹا بھی کافی عیاش پسند تھا پر اسکے باوجود اسنے مجھے کوئی ذہنی وجسمانی افیت نہیں دی۔۔۔

کچھ ہی عرصے بعد شہزادے نے اپنے بیٹے کی طلب کی کہ وہ اسے بھیجا جائے اور ولیم لیئر نے اس سے کہا کہ تم پہلے دھتکار چکے ہو، اسنے کہا کہ اگر اسکی ماں راضی ہوگی تو تمہیں بیٹا دیا جائے گا۔۔۔

پھر دوسرے دن اسنے مجھے سب بتاتے ہوئے میری رائے لی تو میں نے ایسا نہیں ہونے دیا اور چیخیں ماریں کہ میں اپنا بیٹا جدا نہیں کروں گی۔۔۔

ولیم لیئر جو کہ ایک کوئین کا بیٹا تھا اسنے مجھے یقین دلایا کہ وہ مجھ سے میرا بیٹا نہیں چھیننے دے گا بلکہ وہ مجھے پاکستان بھیج دے گا۔۔۔

پر اسی دوران میں پریگنٹ ہو گئی۔ شہزادہ اور ولیم لیئر جو دوست تھے اس تکرار کے بعد مخالف بن گئے۔ اور یہ کسی سے چھپا ہوا نہیں تھا۔۔۔ کوئین کو جب معلوم ہوا تو اسنے مجھے اور میرے بیٹے کو واپس قطر بھیجنا چاہا پر نہیں ہوسکا کیونکہ اسی دوران اچانک شہزادے کی موت ہو گئی۔۔۔

کوئی اسکے بھائی کو قاتل کہہ رہا تھا تو کوئی ولیم لیئر کو۔۔۔ کوئین نے ولیم لیئر کو غائب کر دیا۔۔۔ پر یہ کسی کو نہیں بتایا اور شہزادے کا بھائی جو اسکے قتل کے بعد خود قطر کا بادشاہ ہے اسنے ولیم اور شہزادے کے بیٹے سمیت ہمیں مارنا چاہا اور اسکے لئے اسنے ہمارا پتا معلوم کروایا۔۔۔

اور تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی وہ یہاں پہنچ گیا، یہاں ولیم لیئر کے سارے گارڈز اور دوسری لڑکیاں بھی موجود تھیں جنہیں اس نے مار دیا۔۔۔

میرا نواں مہینہ چل رہا تھا پر ایک لڑکی اور میرے بیٹے نے مجھے روم سے لاکر وہاں سیڑھیوں کے پیچھے چھپایا پر اس دوران میرا پاؤں پھسل گیا تھا اور پیٹ کے بل گرنے سے مجھے پیٹ پر چوٹ لگی۔۔۔ میری حالت کافی بری ہو گئی وہ لڑکی پکڑی جا چکی تھی اور میں منہ پر ہاتھ رکھے بیٹھی تھی میرے ساتھ میرا بیٹا تھا۔۔۔

اس سے میری بگڑی حالت زیادہ دیر برداشت نہیں ہوئی وہ کسی کو مدد کیلئے لینے گیا ہے پتا نہیں کہاں رہ گیا ہے۔۔۔ ”اسکی سانس ٹوٹنے لگی اور آنکھیں بند کر کے سانسیں کھینچ رہی تھی۔۔۔

سعیر کو اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا، یا وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا، وہ اسے لیے ساکت بیٹھا تھا بت بنا۔۔۔

جو جو بھی اسکی زندگی میں آئے تھے وہ اس قدر وحشت کا حصہ بنے تھے کہ آخر میں موت کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتے۔۔۔ اسے خود کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ برا سایہ ہے یا سچ کا ایک برا حیوان۔۔۔

جسکا سایہ جس پر پڑتا ہے وہ ایسے ہی وحشتوں میں نوچ لیا جاتا ہے۔۔۔ اسکی زندگی جہنم کی جیتی جاگتی مثال ہو جاتی ہے۔۔۔ جیسے زندہ جہنم میں پھینکا گیا ہو۔۔۔۔

”نام کیا ہے تمہارے بیٹے کا؟“ ”دفعۃً اسے خیال آیا کہ اس نے ابھی تک اپنے بیٹے کا نام نہیں بتایا اور وہ کہاں تھا۔۔۔

”س۔۔۔“ ابھی وہ نام مکمل کرتی کہ بچی تیز آواز سے رونے لگی۔۔۔

”اسے لے جائو۔۔۔“ ہڈی میں لپٹی ہوئی بچی کو اسکے حوالے کیا جسکی مسلسل مدھم رونے کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔ پر اس بار تو وہ تیز آواز میں رو رہی تھی عالم کو تشویش ہوئی کہیں اسے تکلیف تو نہیں ہو رہی اسکی ماں سے جو دور ٹوٹی تھی کہیں اسکا درد تو نہیں۔۔۔

”تم چلو۔۔۔ اٹھو بس کرو۔۔۔“ عالم کی برداشت اس ختم ہو چکی تھی وہ غصے سے بولتا ہوا اٹھا ہی تھا کہ اسے روکنے کیلئے بڑھتا ہوا ہاتھ سیدھا انجانے میں ہی اسکے رخسار پر چلا گیا۔۔۔

دونوں طرف وجود جیسے ساکت ہو گئے تھے، رمشا کی دھڑکنیں سست پڑ گئیں۔۔۔۔۔ اسنے کانپتے ہوئے وجود کے ساتھ ساتھ سرکا نیچے جو لہر کر نیچے گرا۔۔۔“ اسے تمنے ہی مارا تھا نا سعیر؟“ وہ مسکراتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔۔

”ہم۔۔۔“ وہ سر ہلا گیا پر شکر اسکا ہاتھ اوپر نہیں گیا۔۔۔

”مجھے پتا تھا اسکو صرف بیسٹ ہی مار سکتا ہے۔۔۔“

”مار دو سب کو مار دو کسی کو مت چھوڑنا سعیر۔۔۔“ وہ جوش میں چیختی۔۔۔

”رمشا۔۔۔۔۔“ سعیر نے اسے سنبھالا۔۔۔ پر وہ سنبھل نہیں پارہی تھی بلکہ اسکی طبیعت بگڑ رہی تھی۔۔۔

سعیر آس پاس کسی کو دیکھنے لگا کہ کوئی تو ہو اسکا بیٹا ہی تاکہ وہ اپنی بہن کو اٹھائے وہ رمشا کو اٹھا کر جائے پر وہ نہیں تھا کہیں بھی۔۔۔

”کہاں ہے تمہارا بیٹا نام کیا ہے؟“ وہ اسکی بکھرتی سانسوں سے گھبرایا اور ایک مٹھی میں ہڈی کو پکڑ کر وہ رمشا کو اٹھانے لگا۔۔۔۔

”مم۔۔ میرے۔۔ بیٹے کو بچا لو۔۔۔۔ وہ۔۔ وہ اسے۔۔ مارنے والے ہیں۔۔۔۔ س۔۔۔۔ سقر۔۔۔۔“  
سعیر کے ہاتھ جیسے بے جان ہو گئے۔۔۔

”سقر۔۔۔۔“ اسنے رمشا کو دیکھا جو بے جان سی اسکی بانہوں میں ایک سسکی لیکر خاموش ہو گئی تھی۔۔۔۔

تبھی ہی فضا میں ایک معصوم سی چیخ اس زیادتی پر گونجی جس میں صاف پکار تھی ”ماں“ کی۔۔۔

”رمشا۔۔۔۔“ سعیر ششدر سا اسکا گال تھپتھپانے لگا۔۔۔۔ ”آنکھیں کھولو رمشا دیکھو تمہیں جینا ہے۔۔۔ میں آیا ہوں نا تمہیں لے جانے چلو میرے ساتھ۔۔۔ تمہارے بچے ہیں جنہیں تمہاری ضرورت ہو سکتی ہے اٹھو۔۔۔۔

ایک اچھی زندگی گزارنے رمشا اٹھو۔۔۔۔ ”وہ اسے جھنجھورنے لگا۔۔۔۔

بوچھاڑ برستی بارش گرجتے بادل کڑکتی بجلی۔۔۔ اس طوفانی سیاہ رات میں اس معصوم بچی کی چیخیں وہیں گھومتی دم توڑ رہی تھیں۔

کیونکہ اسکی ماں اسکا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔۔۔

”رمشا“!!! سعیر نے دکھ سے اسے بلایا پر وہ نہیں اٹھی۔۔۔ وہ بے بسی سے سرخ لہو کی مانند آنکھوں سے اس روتی ہوئی بچی کو دیکھنے لگا۔۔۔



”ہشش“! اسنے آہستہ سے اٹھا کر اسے سینے سے لگایا۔۔۔

”سقر“!! دفعتاً اسے احساس ہوا کہ اسکا پیٹا جسے اسنے اسکے حوالے کیا تھا وہ آتے اور گھر کو ڈھونڈتے ہوئے کہیں بھی نہیں ملا تھا۔۔۔

یہاں کوئی بھی پہنچ سکتا تھا کسی بھی وقت اسلئے اسے جلد از جلد سقر کو ڈھونڈنا تھا۔۔۔

وہ بچی کو سینے سے لگا کر اٹھا کہ بعد میں آکر وہ رمشا کو لیکر جائے گا۔ اور وہ سقر کو ڈھونڈنے لگا۔۔۔

اس سقر کو جسکا نام اسنے اپنے بیٹے پر رکھنا چاہا تھا پر بروقت دونوں ہی دفع اسکی بہن نے ایسا نہیں کرنے دیا۔۔۔

اور وہ سقر اسے یہاں ملا تھا سکاٹ لینڈ کے ایک کیسٹل کے لہو میں نہائے گھر سے۔۔۔ اسکے وطن کے دشمن کا پیٹا، دشمن کا خون۔۔۔

پر اسکی رگوں میں اسکی ماں کا بھی تو لہو تھا۔۔۔

وہ ایک نظر وہاں اندھیرے میں پڑے رمشا کے بے جان وجود پر ڈال کر دوسری طرف بائیں راہ داری میں داخل ہو گیا تھا۔

”سقر جواب دو۔۔۔“ وہ اسے بلانے لگا۔۔۔

ایک ہاتھ میں خنجر واپس نکالتے دوسرے ہاتھ سے اسنے بچی کو تھاما ہوا تھا۔۔۔

دفعتاً ایک طرف اندھیرے میں چار آنکھیں اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھیں اسکی ایک ایک حرکت اور ساری بات بھی انہیں معلوم ہو گئی جو وہ دونوں کر رہے تھے۔۔۔

بلکہ انکے پاس ٹرانس میٹر کی دوسری جانب شخص بھی بہت آسانی سے اسکی یہ بات سن رہا تھا۔۔۔

شہزادہ کو حادثے میں مارنے والا کوئی اور نہیں بلکہ بیسٹ ہی تھا۔۔۔

دائیں طرف اندھیرے میں بنی اس سرنگ میں بیٹھے بیسٹ کے گم ہوتے ہی انہوں نے دوسری طرفین کی بات سنی اور کچھ دیر بعد وہ دونوں آہستہ سے دبے قدم باہر نکلے ساتھ اس چھوٹے سے وجود کو گھسیٹ کر نکال دیا۔۔۔ جسے وہ پہلے مارنے والے تھے پر اب انکا ارادہ بدل گیا تھا۔۔۔ کیونکہ دوسری طرف احکامات جو بدلے تھے۔۔۔

ایک اسے ہوش میں لانے لگا تو دوسرا کام سرانجام دینے کیلئے آگے بڑھا۔۔۔

”ماما۔۔۔“!!! مخصوص رگ کے دبانے پر ہی وہ کراہ کر ہوش میں آیا پر آواز کے گونجنے سے پہلے ہی اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیا گیا۔۔۔

”شش!! بیسٹ یہیں ہے۔“ اسکے لبوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش کروایا۔۔۔

سات سالہ سقر حیرت سے انہیں دیکھنے لگا، اور ساری صورتحال کو سمجھنے لگا۔۔۔ تب اسکے دماغ پر اسکی ماں کا تڑپتا ہوا وجود لہرایا۔۔۔

”مما۔۔۔“ وہ چیخنے مچلنے لگا۔۔۔

”خاموش ہو جاؤ ورنہ بیسٹ تمہیں بھی مار دیگا۔۔۔“ وہ اسے اٹھا کر اسکے مچلتے وجود کو لیکر رمشا کی ڈیڈ باڈی کے پاس آگئے۔۔۔

”یہ ہے تمہاری ماں۔۔۔۔“ اسنے جس وجود کے سامنے پٹخ کر مشعل روشن کیا اور اسکی پھیلی آنکھیں جیسے ہی اپنی ماں پر گئی اسکی خوفناک چیخ نکل جاتی اگر وہ اسکا منہ دبوچ کر بالکل بند نہیں کر دیتے۔۔۔

”بیسٹ نے مارا ہے تمہارے باپ کو بھی اور تمہاری ماں کو بھی۔۔۔ وہ تمہاری بہن کو لے گیا تمہاری ماں سے چھین کر اور جب انہوں نے مزاحمت کی تو یہ چھرا انکے پیٹ میں گھونپ دیا۔۔۔“ وہ آہستہ آہستہ اسکے نازک سے ذہن میں سور پھونک رہے تھے۔۔۔

وہ سامنے رمشا کے پیٹ لگے بڑے سے چھرے اور کٹی گردن کی طرف اشارہ دیتے بولا۔۔۔ سقر کا دیکھنا محال ہو گیا وہ نہایت بری حالت میں مری پڑی تھی۔۔۔ اور وہ کوئی اور نہیں ایک سات سال کے بچے کی ماں تھی۔۔۔

جب کوئی اپنا بھی مرتا ہے تو انسان پر کیا گذرتی ہے۔ پر یہاں تو اسکا واحد سہارا، اسکی ماں ہی اس سے چھین لی گئی تھی۔۔۔

اتفاق یہ کہ اسی بیسٹ نے اسکے ماں باپ کو مارا جسکے ڈر سے وہ پہلے ہی اسکی موت کی دعائیں مانگتے تھے۔۔۔ وہ چھوٹا تو اتنا بھی نہیں تھا کہ نا سمجھتا اسکی ماں کی باتیں جب وہ کہتی تھی، ”مار دیگا بیسٹ مجھے بھی مار دیگا۔۔۔“

یہ بھی تو چھپا ہوا نہیں تھا کہ اسکی ماں کے پاس جسکی آنکھیں ہیں وہ بلاسٹڈ بیوٹی کی ہیں اور بلاسٹڈ بیوٹی کے پاس جو آنکھیں وہ اسکی ماں کی۔۔۔

یہ بھی چھپا نہیں تھا اس سے کہ اس جہنم میں بھیجنے والے انہیں کوئی اور نہیں بیسٹ ہی تو تھا۔۔۔

وہ اسکے کان میں سور پھونک رہے تھے کہ ”اسکا باپ انہیں اپنانے والا تھا پر بیسٹ نے اسے مار دیا۔ اور تمہاری ماں کو محبت کی سزا موت دے دی۔ اب وہ تمہیں ڈھونڈنے رہا ہے سقر۔۔۔۔“

وہ سرگوشیاں کرتے اسے گھسیٹ لے گئے ایک طرف واپس، اور اسی اندھیر سرنگ میں جا بیٹھے، وہ اس طاقت ور آدمی کے بازوؤں میں خاموش ساکت بغیر اف ف کیے سامنے دیکھا رہا تھا۔۔۔

جہاں ایک بچی کی ہچکیاں سنائی دے رہی تھی، اور ایک اندھیرے میں بڑا پھیلا ہوا، چوڑے سینے، مضبوط کندھوں والا سیاہ سایہ۔۔۔

دونوں آدمیوں کا دل خوف سے دھڑکا انہیں خوف تھا سقر نے ذرا سی مزاحمت کی تو وہ دونوں بری موت مارے جائیں گے۔۔۔

”سقر!!“ سیر اب تھکے تھکے اعصاب سے اسے پکارنے لگا پر وہ کہیں نہیں تھا۔ اسکی پکار سے سقر کا بال بال کانپ جاتا۔ ابکی بار اسنے خوف سے آنکھیں میچ لی تھی۔۔۔

دفعۃً سیر کو سیڑھیوں کے پاس پڑے لڑکے کا خیال آیا، اور وہ ساکت خاموش رہ گیا کہ وہ اس سے پہلے ہی مارا گیا تھا۔۔

اسنے تھک کر رمشا کو دیکھا، اور نیچے چمکتے مادے کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ اسکی بلیڈنگ ہو رہی ہے۔۔



”مجھے معاف کرنا ستر میں تم دونوں کو نہیں بچا سکا پر تمہاری بہن کو ضرور دنیا کی خوشیاں  
دوں گا۔“ وہ سوچ کر رمشا کے سینے پر اسکی بیٹی کو ڈالکر اسکے مردہ وجود کو بانہوں میں  
اٹھاتا دونوں کو لیکر وہاں سے نکلا۔۔۔

”دیکھو وہ تمہارے ماں باپ بہن کا قاتل ستر!! بیسٹ نے تمہاری زندگی اجاڑ دی۔۔۔“ وہ  
چیتا اپنی بہن کیلئے مزاحمت کرنا چاہتا تھا پر انہوں کانوں میں کہتے آہستہ سے اسکی مخصوص  
رگ کو دبا کر اسکے سارے حواس درد سے سن کر دیئے اور وہ کمزور مزاحمت کے ساتھ ہی  
دشت تاریکی میں اترتا چلا گیا شاید ہمیشہ کیلئے۔۔۔

نا وہ بیسٹ کو مار کر اپنی بہن لے سکا، نا ہی بیسٹ سے اپنے ماں باپ کا بدلہ لے سکا۔۔۔  
اتنا کمزور تھا وہ کہ یہ دونوں وجود اسے سرنگ میں گھسیٹ کر لے جا رہے تھے وہ گھسیٹتا  
جا رہا تھا۔۔۔ بغیر اس بیسٹ سے اپنے ماں کا بدلہ لیے بغیر بہن کو دیکھنے سے بھی محروم۔۔۔  
وہ اپنی ماں کو آخری بار بات بھی نہیں کر سکا۔ وہ اپنے دوست کو موت سے بچا نہیں سکا جو  
اسے بچاتے خود موت کو گلے لگا بیٹھا تھا، یہ سب بیسٹ نے کیا تھا، اتنے لوگوں کو مار دیا،  
اتنا لہو بہایا اسکے اپنوں کا۔۔۔

کیوں؟؟

صرف اسکی ماں نے اس سے محبت کی تھی اس وجہ سے؟؟؟؟

کیا محبت خود کی جاتی ہیں؟ اگر کل اسکی بیٹی کو کسی سے محبت ہو جاتی تو کیا وہ ابھی اسکی بیٹی  
کی زندگی برباد کر دے؟؟

اسے مار دے؟ اسکے بھائیوں اسکے باپ۔۔۔ اور اسکی ماں کو مار دے؟؟

“ہاں مار ہی دینا چاہیے کیونکہ یہی تو بیسٹ کا قانون تھا۔ ”سرنگ سے نکل کر وہ ایک بوٹ میں آگئے۔

سیاہ بوچھاڑ برستے آسمان کے نیچے وہ سیاہی کا ایک حصہ لگ رہے تھے۔

ان چٹانوں کے پیچھے سے وہ انہیں دکھائی دے رہا تھا جاتے ہوئے۔۔۔ نا صرف انہیں بلکہ اس کو بھی جس سے اسکی زندگیاں چھین کر وہ حیوان جارہا تھا۔۔۔

ہاں سعیر سقر کو برباد کر کے جارہا تھا، صرف ایک اسکی ماں کی غلطی کی وجہ سے۔۔۔ وہ غلطی جو کسی سے بھی ہو سکتی ہے، وہ غلطی جو کسی کے اختیار میں نہیں۔۔۔

“حیوان ہے ایک برا حیوان جس نے برباد کر دیا اسے۔۔۔ شادی کے خواب دکھا کر اسے اپنے پاس رکھا، اور ہر طرح کا ظلم کرتا رہا۔ جب شادی کی بات کی اس نے تو بیسٹ نے تحفہ کی صورت میں اسے شہزادے کو بھیج دیا۔۔۔

اور شہزادے نے اسے اپنا نا چاہا پر وہ کبھی نہیں مانی کیونکہ وہ صرف بیسٹ سے ہی پیار کرتی تھی۔۔۔

اسی وجہ سے ہی شہزادہ اس پر غصہ کرتا، پر اس بیچارے نے آخری دم تک اسے چاہا جب

یہ بیسٹ پھر اسے مانگنے آیا تو شہزادے کے انکار پر اسے مار دیا۔۔۔ پھر معلوم پڑا کہ وہ

شہزادے کے پاس نہیں یہاں ہے سکاٹ لینڈ میں تو یہاں بھی سب کو لہولہان کر دیا۔۔۔

اسکی بیلٹ میں لگتا سفید چمکتا ہوا خنجر چمکا تھا جو اسکی ماں کے پیٹ میں گھونپا ہوا تھا۔۔۔

وہ ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔ کیسٹل نما گھر ویران پڑا تھا، بیسٹ کے قدم اس سے کہیں

دور ہوتے چلے گئے اور جاکر گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

اسکی گود میں وہ بچی تھی جسے بچا کر بارش سے لایا تھا، جبکہ پچھلی سیٹ پر رمشا۔۔۔  
اسنے عارب سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی تاکہ اسکی واپسی کا بندوبست کرے، اور رمشا  
کی ڈیڈ باڈی کو خاموشی سے دفنانے کی۔۔۔  
عارب یہ سن کر سن بیٹھا تھا، اسکے حواس جھنجھلا اٹھے کہ رمشا۔۔۔

”اسکا بیٹا بھی تھا اسے میں لا نہیں سکا کیونکہ کیسٹل ڈسٹروئیڈ ہونے والا ہے اور میں وہاں  
سے بروقت صرف اسکی بیٹی اور اسے ہی نکال کر لایا ہوں۔۔۔ تم آتے وقت ساتھ درقہ کو  
بھی لانا۔۔۔“ اسنے احکام دیکر رابطہ ڈسکنیکٹ کر دیا۔۔۔

اور گاڑی میں ہیٹر آن کرتے ہوئے اپنی ریسورس کو استعمال کرتے ہوئے بچی کی چیک اپ  
کی کسی لوکل ہسپتال کو ڈھونڈنے لگا۔۔۔  
ساتھ اپنے ساتھ آئے آدمیوں کو بھی الرٹ کر دیا کہ اسکی گاڑی کو کوئی پیچھا نا کرے۔۔۔  
گاڑی میں مکمل خاموشی تھی، اسکا دل دھڑک رہا تھا تو ساتھ اس ننھی بچی کا بھی۔۔۔  
سعیر نے ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے اپنی ہڈی کو تھوڑا سا اسکے ننھے چہرے سے  
ہٹایا۔۔۔

گول مٹول وہ سرخ گلاب، بند آنکھوں والی نومولود بچی کا چہرہ سامنے تھا۔۔۔  
”سقر!! اسکے دل میں جیسے خنجر گھونپ لیا گیا جب اس نام کو یاد کیا۔۔۔  
”کاش میں تمہیں بچا پاتا سقر!!“۔۔۔

دو الگ راہوں میں سفر کرتے مسافر، الگ ہی منزل کے خواب دیکھ رہے تھے۔۔۔

”میں ضرور بدلہ لوں گا ان سے سقر جنہوں نے تم لوگوں کو برباد کیا، میری دشمنی میں۔۔۔“ وہ ایک عزم باندھنے لگا۔۔۔

پر اس سے پہلے کوئی عزم باندھ چکا تھا جسکی آنکھوں میں ابھی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔۔۔  
پر وہ جانتا تھا جب یہ آنکھیں کھلیں گی تو سب کچھ بدلہ ہوا ہوگا۔ اسکی زندگی کا مقصد بھی اسے مل چکا ہوگا۔۔۔

ناصر ف اپنی بہن کو حاصل کرے گا بلکہ وہ انتقام بھی لے گا ہر ہر آنسوں کے قطرے،  
خون کے قطرے کا ناصر ف بیٹ سے بلکہ اسکے ہر دل عزیز رشتے سے۔۔۔  
یہ وہی عزم تھا جو آج سے پہلے کئی سال باندھا گیا تھا۔۔۔  
ایک نئی وحشت ایک نہیں تحریر، لہو سے لکھا گیا وہ انتقام کا سفر جاری تھا۔۔۔

دشمن  
\*-----❤️❤️❤️-----\*

”کیا ہوا جانو تم کھانا کیوں نہیں کھا رہے؟“ وہ اسکے لٹکے ہوئے چہرے پلیٹ میں گھومتے  
چچ کو دیکھ کر تشویش زدہ سی اسکے پاس اٹھ کر آئی۔۔۔

جبکہ منہ جھکائے بیٹھا میکال اپنی مام کے سامنے شرمندہ تھا کیونکہ اسنے بھی تو فاتح کے ساتھ  
ملکر فیضان کو مارا تھا۔۔۔



”نہیں ماما کچھ نہیں آپ ٹینشن فری رہیں پلینز ڈیڈ نے بہت تاکید کی ہے۔“ اسنے فوراً سے خود کو سنبھال کر اپنی ماں کو مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اپنے شوہر کے ذکر پر حورالعین مسکرا دی۔۔

”کچھ نہیں ہوا آپ خوا مخواہ پریشان نا ہوں ماما بس اسکے کچھ ٹیسٹس اچھے نہیں ہوئے اسلئے منہ بنایا ہوا ہے۔“ فاتح دونوں باپ بیٹے کے نرالے لاڈ مزید برداشت نہیں ہوئے تو غصہ دبا کر بولا۔۔

حور نے چونک کر اسے دیکھا۔ اور اسکے ساتھ ہی میکال نے بھی گھبراتے ہوئے بڑے بھائی کو دیکھا۔۔

”نہیں ماما میں اسکول میں اچھا ہوں۔“ اسکا بھیگا لہجہ اپنی ماما کو یقین دلانے والا تھا۔

”ارے رونا نہیں میرا ننھا شہزادہ میں جانتی ہوں میرا میکال بہت ٹیلنٹڈ ہے۔“ وہ اسکا ماتھا چومتی ہوئی بولی اور میکال کی آنکھیں چمک گئیں۔۔

”یس نا ماما؟“ اسے خوشی سے پوچھا۔۔ فاتح نے بری طرح نقل اتاری اسکی۔۔ اور اتفاق سے حور نے میکال کی نظروں کے تعاقب میں دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

”ماما ڈیڈ کو ایک منتھ ہو رہا ہے وہ کب آئیں گے آئی رینکی مس ہم!“ اسنے پھر اداسی سے کہا۔ یہ چھپا ہوا نہیں تھا کسی سے کہ یہ معصوم سا میکال سعیر عالم کا لاڈلا تھا۔

وہ تھا ہی اتنا پیارا اور معصوم سات سالہ فاتح عالم سے چھوٹا میکال عالم جو اپنی معصومیت کی وجہ سے سب میں نمایا ہوتا تھا۔

سعیر کو بھی اسلیے پسند تھا کہ وہ بہت گولو مولو جیسا پیارا تھا، اور سعیر سے بہت محبت کرتا بلکہ جتنا بھی تھا۔ جہاں سٹڈے کے دن فاتح حورالعین کے پاس سوتا تھا وہیں میکال سعیر کے سینے پر سر رکھ کر۔۔

پر اب ان چاروں کے بیچ ایک ماہ کے بعد ایک ننھی سی پری آنے والی تھی جسکے لئے نا صرف فاتح میکال ایکسائیٹڈ تھے بلکہ غنی کو بھی دل سے انتظار تھا۔۔

”آپ پریشان نا ہوں اس مینے کی عادت ہے جب تک چاٹپوسا نا کر لے تب تک اسکا کھانا ہضم نہیں ہوتا، چلیں آپ ناشتہ کریں اٹھیں۔۔“ ”فاتح اپنی ضبط کی حدیں پھلانگ کر چچ پٹختا حور کے پاس آیا اور اسے اٹھا کر اپنے پاس بیٹھالیا۔۔

میکال نے پانیوں بھری آنکھوں سے دیکھتے منہ بنایا۔۔“ بھائی اتنے روڈ کیوں ہیں؟ ”یہ سوال چھا اسے پر جواب نہیں تھا۔ اسکے ڈیڈ کے مطابق اسکا بڑا بھائی دماغ سے کھسکا ہوا فتنہ ہے جو چاہتا ہے بس کسی بھی طرح اسکی ماں ان دونوں سے الگ ہو جائے۔۔

اور رویہ تو میکال دیکھ ہی رہا تھا۔۔“ ڈیڈ سچ کہتے ہیں ”اسنے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں صاف کیں۔۔

”میکال مائی بے بی ”! حور نے ایسے روتے دیکھ کر تڑپ کر پکارا۔۔

”ماما کچھ نہیں ہوا ڈنر کریں آپکو آرام کی ضرورت ہے پلیز میں دیکھتا ہوں اس خرگوش کو۔“ وہ اسکے سامنے کھانا رکھتا ہوا خود میکال کے پاس آ بیٹھا۔۔

اور عین تو چاہتی تھی دونوں بھائیوں میں دوستی مضبوط ہو کیونکہ اسکے فاتح کا کوئی دوست جو نہیں تھا وہ چاہتی تھی میکال کو ہی اپنا دوست بنا لے تاکہ کوئی تو اسکا سیکریٹ شیئرنگ ہو۔۔۔ ورنہ تو جانے کہاں کن خیالوں باتوں میں گم ہوتا تھا اپنے روم میں۔

”کیا ہوا ہے؟“ اسکے آنسوؤں صاف کرتے فاتح نے محبت سے پوچھا۔۔

”بھائی مجھے ڈر لگ رہا ہے اگر مام کو معلوم پڑ گیا تو؟“ اسنے سرگوشی میں کہا اور حورالعین سرگوشی میں باتیں کرتی دیکھ کر مسکراہٹ دباتی اپنا ڈنر کر رہی تھی۔۔

وہ انہیں دیکھ دیکھ کر نہال ہو رہی تھی، وہ دونوں اسکے شہزادے تھے فاتح میکال، اور اب ایک ماہ بعد اسکے گھر میں ایک رحمت بھی آنے والی تھی۔  
اسنے ہاتھ رکھ کر محسوس کیا، عالم اسے ہاتھ کا چھالا بنا کر بیٹھا ہوتا تھا اس حالت میں تو اسے واک کروانا کھلانا پلانے کھانے کو ٹیسٹ کرنا یہاں تک کہ چپل بھی دیکھتا کہ کہیں اس میں کچھ ایسا تو نہیں جس سے اسکی بیوی کو تکلیف یا بے سکونی فیل ہو۔۔۔

ایک ماہ پہلے وہ اپنے کسی کام سے گیا تھا، تھوڑا وقت تو جیسے تیسے گذرہ پر اب حورالعین کا دل گھبرا رہا تھا، ”جانے کہاں رہ گیا تھا اتنا عرصہ دور تو اس سے پہلے کبھی نہیں رہا تھا۔“

پورا ایک منٹ وہ اس سے بغیر بات چیت کیے رہا تھا۔۔۔ کچھ خیر خبر نہیں۔۔۔ صرف عارب کے منہ ہی معلوم پڑتی اسکی خیر خیریت یا سہمی آکر اسے بتاتی اور ساتھ وقت گذارتی۔۔۔

یہاں اسکے اس سارے اپنے تھے، نور مسنی برہان داد سہمی عارب بلکہ درقہ بھی اسکی بہت کیئر کرتی تھی، ایک نرس تھی جو کہ اسکے لیے تھی، سعیر کی تمام ہدایات کے سننے کے

بعد کچھ ٹیسٹس دیکر حورالعین کے پاس آئی تھی کیونکہ سعیر ذرا سی بھی لاپرواہی برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔

جویرہ کو دیکھ کر حور کو اپنی دوست ڈاکٹر رمشا یاد آتی، کبھی تو اسکی یاد میں آنسوؤں گرجاتے وہ اسے دیکھنے کی شدید خواہش کرچکی تھی پر، ان سب کے بتانے کہ وہ اب پاکستان میں نہیں رہتی بلکہ یہاں سے چلی گئی ہے تو وہ دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔

”جانے کب وہ اس سے ملے گی، واحد دوست تھی اسکی رمشا۔۔۔“

سب کا اسکے لئے پیار ویسا ہی تھا بس کچھ زیادہ ہی بچوں کے بعد عالم تنگ دل ہو گیا تھا اسکے معاملے میں۔ اور ستم یہ تھا کہ اسے وہ سمجھا بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ کہتا تھا وہ ایک خود غرض انسان ہے صحیح الفاظ میں وہ مطلبی ہے اسے صرف اپنا مطلب ہوتا تھا، اسکی عین اسکے پاس ہی رہے کسی اور کو نا سوچے اسے ہی چاہے، اور اس چاہت میں اسکے بچے بھی شریک نا ہوں۔۔۔

اتنا تو شدت پسند ہو گیا تھا، کہ اپنے چھوٹے سے بیٹوں کو اپنے پاس بیڈ پر سلانے کے بجائے انہیں دیوار میں بلند لگے گہوارے میں ڈال لیتا تھا۔۔۔

فاتح تو احتجاج بہت کرتا تھا، روتا چیخا چلاتا پر میکال خاموش اپنے باپ کی رضا میں راضی تھا تبھی تو اسکا لاڈلا تھا۔۔۔

فاتح نے کیا کچھ نہیں کیا تھا اپنے باپ کے ساتھ جب وہ تھوڑنا بولنے لائق ہوا تو سب سے پہلے اسنے مام بولا اور اس سے ہی جوڑی ساری باتیں شروع کیں یہ کیا سعیر کو جلانے کیلئے کافی تھا؟ جو اوپر سے اسے ڈیڈ یا بابا پاپا کہنے کے بجائے وہ باپ کہنے لگا۔۔۔



یہ جس جس نے سنا بلند قہقہے لگائے بلکہ برہان نے تو کافی طنز بھی کیے دونوں باپ بیٹے کے رشتے پر، پر اس بیچارے کی حالت بھی سب کے سامنے تھی زوہان فیری نے اس فیرا بنا کر پر جو کاٹ دیئے تھے کہ وہ پھڑپھڑا کر گر جاتا۔۔۔

اور اسکی لیڈی باس یا سائیکو عورت اسے چٹکیوں میں اٹھا کر بیڈ پر پٹخ دینے والا حال تھا اسکا۔۔۔

اسکا کہنا تھا کہ اگر ایسی ہی اولاد رہی تو وہ جلد ہی اس دنیا سے پردہ کر جائے گا۔ مسکان نے تو کافی منایا اس قدر کہ برہان حیران ہو گیا اسکے الفاظ پر، ”پلیز سوامی ابھی مت مرو، ابھی تو میری عمر ہی کیا ہے سفید کپڑے پہننے کی“

اب یہ طنز تھا یا محبت۔۔۔

پر محبت اتنی خطرناک وہ کانوں کو ہاتھ لگا گیا۔۔۔

زوہان کی بنتی تو نہیں تھی فاتح سے، وہ کیوں اسکا معلوم کسی کو نہیں تھا یا یوں کہا جائے فاتح نے ان پر کبھی توجہ ہی نہیں دی تھی۔۔۔

اسکی تو دارم سے بھی نہیں بنتی تھی کیونکہ اسکے سامنے وہ چھوٹے بچے تھے کیا ان سے باتیں کرتا، اسکی سوچ کافی بڑی تھی بھلے وہ چھوٹا تھا پر سوچ بڑی رکھتا تھا۔۔۔

اپنے باپ کی طرح ہی محدود رہنا چاہتا تھا رشتوں میں۔۔۔

دارم زوہان کی دوستی گہری تھی میکال اور عبدالغنی کی، فیری تو سب کی پھڑپھڑاتی نانی تھی۔۔۔

رہا فاتح وہ بس پتھروں تک ہی محدود تھا، یا پڑھنا یا خاموش رہ کر پتھروں سے کھیلتا اپنی  
مام کو سوچنا، یہی کام تھے۔

پر یہ بھی سب ہی جانتے تھے عالم اور فاتح جتنے ایک دوسرے کے مخالف تھے، اتنے  
قریب۔۔۔

نا فاتح دوسرے کے منہ اپنے باپ کیلئے کچھ سن سکتا تھا نا ہی سیر عالم اپنے بیٹے کیلئے۔۔۔۔  
یہ الگ بات تھی انکا جھگڑا صرف حورالعین پر تھا دونوں ہی شدت پسند تھے۔۔ اور سیر کا  
کہنا تھا وہ پہلے اسکی زندگی میں آئی تو اسکی بیوی ہے۔۔۔ صرف اسکی ہی رہے گی۔۔  
فاتح کا کہنا تھا وہ اسکی کوکھ سے جنم لینے والا اسکی پہلی اولاد ہے اور وہ اسکی ماں ہے اسلئے  
انکا رشتہ کافی گہرا ہے اور اس لحاظ سے حورالعین پر صرف اسکا حق ہے۔۔۔  
اس بے معنی سی تکرار پر کافی جھگڑے ہو چکے تھے اس گھر میں اور چھپ چھپ کر وار کیجئے  
جاتے۔۔۔

جیسے فاتح کا چپکلی مار کر سیر کے شوز میں ڈالنے، یا اسکے پینے والے پانی میں سلیپنگ پلز  
بھی ڈال لیتا تھا پر نتیجہ وہ ہوتا کہ جو تھوڑا مام کے پاس سونا کا وقت ملتا وہ بھی چھین لیا  
جاتا اور وہ اپنے سخت گھیرے میں بیوی کو جکڑے سو جاتا۔۔۔۔

پر اگلے ہی پل جب فاتح کی باری آتی تو وہ اپنی ماں سے بے تحاشہ محبت کرتا، اس سے  
خوب پیار لیتا کہ سیر کے ضبط کی حدیں ہی چھوٹ جاتی اور وہ بپھر کر اسے ماں سے الگ  
کر کے حورالعین کی نظروں میں غلط ثابت ہو جاتا پھر کتنی دیر وہ ماں کی گود میں پڑا ہوتا اور  
سیر جتنوں میں مشغول اسے مناتا رہتا۔۔۔۔

”آر یو اوکے مام؟“ اسے بے وجہ ہی خیالوں میں کھویا ہنستے دیکھ کر فاتح میکال ہنستے ہوئے بولے۔۔

”تمہارے ڈیڈ کی یاد آگئی۔۔۔“ وہ ہنس کر بولی۔۔

میکال کی تو مسکراہٹ گہری ہو گئی البتہ فاتح کا خون جل بھن گیا۔۔

”آپنے کھانا کھالیا؟“ اسنے فوراً سے ایک ڈش اسکے سامنے پیش کی۔۔۔ حور اسکے سرخ چہرے کو دیکھتی کھلکھلا اٹھی۔۔

”یہی یاد کر رہی تھی۔“ وہ ہنستی ہوئی آنکھیں صاف کر کے ماتھا چومنے لگی۔۔

”آپکی آنکھیں کیوں بھیگ رہی ہیں؟“ وہ تشویش زدہ ہو کر بولا آنسو صاف کرتا بولا۔۔

”معلوم نہیں! خوشی میں بھی بھیگتی رہتی ہیں۔“ وہ ہنس کر بات ٹالنے لگی پر فاتح کو بیک وقت غصہ آیا۔

یہ بھلا کیا بات ہوئی وہ آنکھیں تو اسکی مام کی تھیں تو انکے مطابق کیوں نہیں چلتی۔۔

”لگتا ہے رونا کا بہت ہی شوق تھا ان آنکھوں کو۔“ وہ غصے سے بولا حورالین احساس میں گھڑی اپنی آنکھیں چھو کر رہ گئی۔۔۔

میکال کے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھ رہا تھا۔۔

”چل جلدی ناشتہ کرو اور سیدھا جاکر سو جائو ورنہ میں مام کو بتاؤں گا کہ تم آج انکے

معصوم خاکے کو تہس نہس کر کے آئے ہو بے بی۔۔۔“ وہ بے بی پر زور دیتا بولا۔۔

اسکے بدلے لہجے پر میکال ساکت ہو گیا۔۔۔ پر وہ کیا جانے اپنی مام کے پاس رہنے کیلئے فاتح اسکے باپ سے بھی شاید آگے جانے لگا تھا۔۔

”پر ب۔۔ بھائی۔۔ وہ آپ۔۔۔۔۔

”کیا میں نے تمہارے ہاتھ پکڑ کر مروایا تھا؟ نہیں نا تو چلو اب اچھے بچوں کی طرح ڈنر فٹش کرو اور جانو سو جانو کل اسکول جانا ہے۔۔۔“ اسکے بال سنوارتے ہوئے اسنے بڑی محبت جتائی جسے دیکھ کر حور خوش ہو گئی تھی۔۔۔

پر وہ یہ نہیں جانتی تھی فاتح اس معصوم کو کس طرح بلیک میل کر رہا ہے اس سے دور رکھنے کیلئے۔۔۔

”اوکے۔۔ بھائی۔۔۔۔۔“ وہ منمنا کر رہ گیا۔۔۔ پر اسکی لٹکی شکل سے حورالعين اندازہ لگا چکی تھی۔۔۔

”درقہ!! اسنے درقہ کو بلایا جو کچن میں اپنی نگرانی میں کھانا بناتی تھی جب تک وہ کھانا لیں۔۔۔

”یس میم؟“ اسکی آواز پر وہ تیزی سے نکل کر حورالعين کے پاس پہنچی۔۔۔

”میں آج اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ سوئوں گی اگر تمہیں کوئی پرابلم ہو تو یہیں بتاؤ؟“ اسکی بات پر درقہ پریشان ہو گئی اور فاتح کو دیکھنے لگی۔۔۔

جسکے تیور صاف تھے کہ ابھی اگر اسنے ہاں نا کیا تو وہ اسے اٹھا کر آسمان سے نیچے پہاڑوں میں پھینکے گا۔۔۔



”میم پر سر؟“ وہ ہچکچائی بھلا اسے کیا پر اہلم ہو سکتی تھی اور اس کنڈیشن میں تو سعیر نے اسے ذرا بھی مایوس نا رکھنے کیلئے تاکید کی تھی۔۔۔

”انکی فکر مت کرو اگر انہیں مجھے روکنا ہے تو وہ خود آئیں۔۔۔“ وہ ناک سیکوڑ گئی درقہ مسکرا کر سر ہلاتی فاتح کو دیکھنے لگی جسکا چہرا چمک رہا تھا۔

”چل نکل بھینس“! اسنے اشاروں سے چڑھایا۔۔۔ درقہ گھورتی لب بھیج گئی۔۔۔

کچھ بھی تھا وہ اسے جان سے زیادہ عزیز تھا، اپنے بچے کی طرح اسے پالا تھا پر ایک حد میں ہمیشہ رکھا ہوا تھا جس سے وہ سعیر اور درقہ کو دشمن ہی تصور کرتا تھا۔

پر یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا کہ دشمن کون اور خیر خواہ کون ہیں۔۔۔۔۔ کیونکہ آنے والا وقت ایک بڑی آزمائش لانے والا تھا فاتح کیلئے۔ فاتح کو دھڑکا تھا کہیں وہ اپنی مام بھائی سے ہی نا جدا ہو جائے۔۔۔۔۔

”چلیں؟؟“ ”حورالعین اپنا وجود سنبھال کر اٹھتی ان دونوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی۔۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر سامنے جہاں انکی خوبصورت ماں اپنی سرخ سپید ہاتھ پھیلائے منتظر تھی۔۔۔

”چلو جانِ فاتح“! وہ ہنس کر اسکا ہاتھ کسی شہزادے کی طرح چوم کر اسکے گرد اپنا بازو پھیلائے پیچھے سے سہارا دیکر بڑھا۔

”میں۔۔۔؟؟“ ”حور کا ہاتھ چومنے کیلئے تھامے میکال تذبذب کا شکار تھا چومے یا جھکے۔۔۔

اسکی آنکھیں پھیلا کر معصومیت سے پوچھنے پر حورالعین اور فاتح کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔  
”ہاہا میں ایسے ہی تو اسے خرگوش نہیں کہتا ”!فاتح نے اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لگاتے کہا  
اور حور اسکا ماتھا چومتی ہوئی روم کی طرف بڑھی۔۔۔

وہ روم میں داخل ہوئے تو پہلی ہی نظر دونوں کی دیوار میں فٹ گہوارے پر پڑی جہاں  
دونوں نے بچپن سے سو کر گذارا تھا اور دور سے ہی اپنی ماں کو ترستی نظروں سے دیکھا  
تھا۔۔۔

”اس باپ نے میرے ساتھ تو بہت ظلم کیے ہیں۔ ”وہ تیج و تاب کھا کر رہ گیا۔۔۔ کیونکہ یہ  
وقت وہ تھا جہاں اپنی ماں سے بہت محبت کرنی تھی اور پھر اسکے باپ کو جلانے کیلئے ایک  
نئی بات ہاتھ لگنے والی تھی۔۔۔

وہ سوچ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ جان کر کیسے اسکا چہرا سرخ ہوگا۔۔۔  
فاتح تم اپنے ڈیڈ کو باپ کیوں کہتے ہو جانی؟ ”وہ انہیں سلیپنگ ڈریس تھماتی ہوئی بولی۔۔۔  
یہ سوال کافی اہم تھا میکل نے بھی گھور کر دیکھا۔۔۔

”میں ابھی انہیں کیا کیا کہتا ہوں یہ تو معلوم ہی نہیں کسی کو ہاہاہا۔۔۔ ”بڑبڑا کر قہقہہ  
لگاتے وہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔۔۔

”مام بھائی تو ڈیڈ کو باپ نما کرپچر کہتے ہیں۔۔۔ ”میکال نے رازداری سے اپنی ماں کے کان  
میں سرگوشی کی حور پہلے حیران ہوئی پھر الجھی۔۔۔

”مام بتانا نہیں وہ مجھے پنش کریں گے۔“ حور کو منہ کھولتے دیکھ کر میکال نے اپنے لبوں پر چھوٹی سی انگلی رکھی۔۔۔

”ہیں پر باپ نما کرپچر کیا ہے؟“ اسکے اگلے سوال پر میکال ہونقوں کی طرح شکل بنا کر ماں کو دیکھنے لگا۔۔۔

”انگلش کا لفظ ہے نا؟ چلو میں عالم سے پوچھ لوں گی۔۔“ وہ خوش ہوئی اور میکال سٹیٹا گیا۔۔۔

اسکی تو عادت تھی سب کچھ بتا دینے کی پر جب یہ دونوں کو معلوم پڑے گا کتنا ہنگامہ ہوگا۔۔۔

”ارے ارے میں بتاتا ہوں نا مام۔۔ باپ نما کرپچر مطلب“ باپ کے روپ میں ایک اچھا انسان ”اب آپ بس ڈیڈ یا فاتح سے مت پوچھئیے گا۔۔۔“ وہ التجائیہ بولا۔۔۔

”ہیں! سچی یہ مطلب ہے؟ پھر تو میں عالم کو شوہر نما کرپچر بولوں گی۔۔۔ وہ اتنے اچھے شوہر جو ہیں۔۔۔“ وہ خوش سی سرخ ہو گئی۔۔۔

میکال کی حالت پتلی ہو گئی۔۔۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی قسمت کے تارے ناچتے ہوئے گھوم رہے تھے۔۔۔

”شوہر نما کرپچر!! ڈیڈ؟“ وہ سرگوشی میں بڑبڑاتا ہوا ڈریس اٹھاتا ہوا باتھ روم میں کی طرف جانے لگا۔۔۔

آنکھوں میں تو نمی اتر آئی تھی کہ یہ کیا اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی پائوں پر کھڑی۔۔۔

”تو کیا مام اب ڈیڈ کو شوہر نما کرپچر کہیں گی وہ بھی میری وجہ سے؟“ وہ کھلکھلانا چاہتا تھا پر رونا بھی ساتھ آ رہا تھا۔۔۔

ایک بار پھر وہ دو شارک کے بیچ گھس گیا تھا انجان میں ہی۔۔۔

”پتا نہیں کب چھوڑے گی مجھ سے یہ عادت۔۔۔“ وہ تھک کر بولا اور کوئی نئی بات سوچنے لگا جس سے بات بھی ختم ہو شوشہ بھی نا اٹھے ورنہ انگلش کی دیوانی اسکی ماں اسکے باپ کو کرپچر ہی بنا دے گی۔۔۔

اس معاملے میں اسکی ہیلپ صرف ایک ہی کر سکتا تھا وہ تھا عبدالغنی اسکا دوست غنی۔۔۔ وہ جب چیخ کر کے باہر نکلا نظریں سیدھی سامنے اٹھیں جہاں اپنی ماں کی پیشانی پر بوسہ دیتا فاتح انکے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔۔۔

”یہاں آؤ؟“ حور اسکا معصوم سرخ چہرہ دیکھتی بانہیں پھیلا کر بلانے لگی۔۔۔

وہ مسکرا دیا۔۔۔ اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا انکی طرف بڑھ رہا تھا اور وہ دونوں اسے دیکھ رہے تھے پر میکال کی نظریں اپنے باپ کی تصویر پر تھی جو اسکا آئیڈل مین تھا۔۔۔

”ایک پرفیکٹ اچھا انسان۔۔۔“

فاتح کے برعکس وہ دونوں سعیر کی معنی کیا نام سے ہی جیسے انجان تھے۔

پر جب کسی کے دماغ میں بنا ایک سفید خاکہ ٹوٹ کر بکھرتا سیاہ ریت میں تبدیل ہوتا ہے اس سے ایک قیامت برپا ہو جاتی ہے۔۔۔



کئی ہستیاں تو تہس نہس ہو جاتی ہیں۔۔۔ اور معصومیت سے جنونِ آتش سر پر سوار ہو جاتا ہے، سعیرِ عالم کی پوری کوشش تھی وہ اپنے بیٹے میکال کو اس سب سے دور رکھے اپنی ماں کیلئے ایک اچھا سایہ بنائے۔۔۔

پر کہتے ہیں کئی بار سوچا ہوا سچ نہیں ہوتا، اور ہوتا وہی ہے جہاں ہماری سوچ کی دور دور تک پہنچ نہیں ہوتی۔۔۔

عالم کا میکال ایک معصوم انسان کی زندگی گزار سکتا تھا یا نہیں یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

سواء اسکے کہ میکال ایک معصوم اچھا انسان بنے گا۔۔۔

”مام سسٹر کا کیا نام رکھے گیس؟“ میکال تجسس سے بولا۔۔۔

”یہ تو تمہارے ڈیڈ بتائیں گے۔۔۔“ وہ مسکراتی دونوں کی پیشانی چومتی بولی۔۔۔

”باپ نہیں میں رکھوں گا۔۔۔“ فاتح غصہ ہو کر بولا۔۔۔

دونوں چونک اٹھے اور اسکی سرخ رنگ ایک نیا موضوع بحث سوچتے کھلکھلا اٹھے۔۔۔

”فاتح سدھر جائو وہ تمہارے باپ ہیں۔۔۔“ حور سر پر چیٹ مارتی ہنستی ہوئی بولی وہ ناک

بھنوں چڑھا گیا۔۔۔

”باپ ہی تو بول رہا ہوں۔“ اسنے کہا اور میکال ہنسا۔۔۔

”باپ نہیں ڈیڈ بولتے ہیں۔۔۔“ اسنی تصحیح کی

”ہاں ہاں وہی ڈیڈ والی مخلوق۔۔۔“ اسنے جان چھڑوائی حور نے گھورا اپنے شوہر کیلئے اسکی

بیزاریت پر اور ابکی بار فاتح قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

\*-----❤❤❤-----\*

”کچھ نہیں ہوتا تم گھبرائو نہیں۔۔“ اسنے چشمہ درست کرتے میکال کو ہمت دی جو کریچر والی بات سے سخت گھبرایا ہوا تھا۔۔

”یار تم نہیں سمجھ رہے اگر ڈیڈ کو معلوم ہوا کہ میں نے کہا تھا کریچر میسنز اچھا انسان اور مام کو انگلش میں نے سکھائی تو وہ مجھ سے سخت ناراض ہوں گے۔۔۔

اگر فاتح کو معلوم ہوا کہ میں نے بتایا ہے مام کو کریچر کا تو وہ بھی غصے والا ناراض ہوگا۔۔۔ ادھر مام کو سچ معلوم ہوگا وہ بھی خفا ہوں گی۔۔۔

کیا تم اب میری کنڈیشن سمجھ سکتے ہو؟ مجھے ایسے فیل ہو رہا ہے جیسے میں انڈے میں موجود سفید ہوں جو یہاں پھسل کر جائے تب بھی دیوار سے ٹکرائے وہاں جائے تب بھی دیوار سے۔۔۔ اور اسے سیف رکھنا ہے ایک زرد ٹکی کو۔۔۔۔“ وہ کہہ رہا تھا اور وہ حیرت سے سن رہا تھا کہ وہ انڈے میں کیسے گیا۔۔۔

”تم پہلی فرصت سے انڈے سے نکل آؤ۔۔۔“ کافی سوچ وچار کے بعد غنی بولا۔۔۔

اور میکال جو غور سے سن رہا تھا گہرا سانس بھر کر رہا گیا اور موبائل کو سختی سے تھام لیا کہیں ہاتھ سے پھسل کر دیوار پر نا چلی جائے۔۔۔

”کیا ساری بات میں تمہیں یہی پوائنٹ ملا اٹھانے کیلئے غنی؟“ اسنے چہتے ہوئے لہجے میں پوچھا جس سے غنی کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

”کیا تمہارا انڈے میں گھنسا ضروری تھا میکال؟ کبھی فاتح کو ایسی بونگی مثال پیش کرتے سنا ہے؟“ اسنے باور کروایا اور میکال کو احساس ہوا ساتھ ہی وہ اپنا بے ساختہ قہقہہ دبانے لگا۔۔۔

”میں فاتح نہیں میکال ہوں مجھ سے کسی بات کی توقع مت رکھا کرو! نا ہی امید! میں ان دونوں پر کبھی پورا نہیں اتروں گا۔۔۔“ وہ بھی برجستہ بولا غنی قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”ہم شاید اپنی عمر سے بڑی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ ویسے تمہیں بتائوں ڈیڈ نے مجھے ایک میپ دیا ہے میکال کرنے کیلئے وہی بنا رہا ہوں۔۔۔“

اور اپنے پھیلے رائے کو سمیٹ کر کال کرنا میں منتظر رہوں گا تمہاری کال کے۔۔۔۔۔“ وہ چشمہ اتار کر رکھتا آنکھیں مسل کر لیپ ٹاپ کو دیکھنے لگا۔۔۔

”تمنے اگر بکواس کر لی ہو تو پھپھو کو موبائل دو! جانے کیسے لوگ مان لیتے ہیں غنی میکال کی مدد کرتا ہے۔۔۔“ وہ چہتے ہوئے لہجے میں کہتا اسے شرمندہ کرنے لگا پر وہ بغیر شرمندہ ہوئے ہنس رہا تھا۔۔۔

”لوگ وہی مانیں گے جو غنی دکھائے گا تو بھی مان لے غنی کے سواء میکال کچھ نہیں۔۔۔۔۔“ وہ بول رہا تھا میکال کھلکھلانے لگا۔۔۔۔۔

”میکال صرف عالم کے بغیر کچھ نہیں باقی کی بونگی اچھی مارلی۔۔۔ اور میکال صرف دوستی کے بغیر کچھ نہیں اور وہ دوستی غنی ہے میرا یار جسکے بغیر میکال واقعی کچھ نہیں۔۔۔۔۔“ وہ

پہلے اسے ستانے کیلئے انکاری ہوا پر پھر احساس ہوا یہی ٹھیک ہے یہی سچ جو وہ کہہ رہا تھا۔۔۔

ادھر سن کر غنی کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔۔۔ ”اور تم جانتے ہو میکال کے بغیر غنی کچھ نہیں۔۔۔“

”اللہ نظرِ بد سے بچائے یہاں تو بڑی محبتیں بانٹیں جارہیں ہیں۔۔۔“ سسی ڈور ناک کر کے دودھ کا گلاس تھام کر اندر داخل ہوتی مسکرا کر چھیڑنے لگی۔۔۔

دوسری طرف پھپھو ماں کی آواز سن کر میکال سرشار ہو گیا۔۔۔ ”جلدی پھپھو ماں کو موبائل دو مجھے ان سے بات کرنی ہے فاسٹ۔“ وہ آرڈر دیتا جلدی بازی دکھانے لگا۔۔۔ سسی ہنستی ہوئی غنی کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھتی ابرو اچکانے لگی۔ وہ کندھے اچکا گیا کہ آپ ہی سن لیں انڈے کی سفیدی کو۔۔۔

”یہ ابھی وہی انڈے میں پڑا ہے کہہ رہا ہے اب کیسے انڈے سے نکلوں مجھے مشورہ چاہیے۔۔۔“ اسنے ہنستے ہوئے بتایا اور لیپ ٹاپ سائیڈ رکھتے دودھ کا گلاس تھام لیا۔۔۔

”یہ کیا بات ہوئی میرا میکال کیوں انڈے میں جائے گا؟“ سسی نے اپنے بیٹے کو مصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے خفگی سے کہا میکال کے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی۔۔۔

”اماں آپ اس انڈے سے نکلے چوزے کو چھوڑیں میری بات سنیں مجھے ہیلپ چاہیے۔۔۔“ غنی کی بات دانت پیتے کہہ کر وہ منمنایا سسی نے ہنستے ہوئے محبت سے پوچھا تو وہ اسے ساری بات بتانے لگا جس پر سسی کی بے ساختہ ہنسی روم کی فضا میں گونج اٹھی تھی۔۔۔

”آپ ہنس رہی ہیں اماں؟“ وہ منہ بنا کر بھرائی آواز میں بولا۔۔۔



”ارے نہیں میری جان میں بس سوچ رہی تھی کہ اب اپنے جان کو کیسے بچاؤں۔۔۔۔۔“  
وہ بمشکل مسکراہٹ دبائے بولی۔۔۔

غنی جو ہنس رہا تھا اسے بھی آنکھیں دکھائیں وہ منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔۔۔

اور سمعیہ اسے بتانے لگی کہ عالم آئے تو وہ اسے سارا سچ بتادے۔ اس سے مزید جھوٹ بھی نہیں بولنا پڑے گا اور عالم تمہیں محبت بھی دے گا۔۔۔

”لو یو اماں۔۔۔“ ”میکال خوشی سے چہک اٹھا سمعیہ کے تھوڑا سا سمجھانے اور پیار دینے پر۔۔۔۔۔“

”لو یو ٹو اماں کی جان۔۔۔“ ”اسنے جواباً کس کرتے کہا وہ کھلکھلایا اور اللہ حافظ کہتے سونے کی اجازت لی۔۔۔“

سمعیہ نے اپنے بھائی کے بیٹے کو دعائوں سے نوازا۔۔۔ جس طرح اسکا بھائی اس پر جان چھڑکتا تھا اسی طرح ہی اسکے بیٹے اس سے بے تحاشہ محبت کرتے تھے، کہ اماں کے بغیر مخاطب بھی نہیں کرتے تھے۔۔۔

انکے لہجے میں مخاطب کرتے وقت مٹھاس محبت احترام کیا کچھ نہیں ہوتا تھا، اور دوسری جانب سہمی بھی تو اپنے بچوں پر جان چھڑکتی تھی۔۔۔

فاتح تو تھا ہی اسکا جگر گوشہ سانسیں بستی تھیں اس میں پر اب میکال جو کہ ایک معصوم سا بچہ تھا اس پر بھی بے تحاشہ محبت آتی تھی۔۔۔

یوں کہا جائے کہ دونوں ہی اسکے جان کے ٹکڑے تھے تو غلط نہیں ہوگا۔۔۔ حورالعین سے زیادہ وہ اسکے بے حد قریب رہے تھے، وہ تو انکے باپ کی بیوی بن کر رہتی تھی۔۔۔ جو کہ

ایک بہت ہی گھر میں نوک جھوک بھرا خوبصورت احساس پیدا کرتی تھی عالم کا اسکے بیٹوں کے نتج۔۔

اور وہ بار بار شکایت اسکے بھائی کی سہی سے ہی لگاتے تھے کہ سنبھال لیں اپنے بھائی کو اماں میں اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔۔۔

یہ فاتح ہوتا تھا جسکا جینا بھی سیر عالم مشکل کیے رکھتا تھا اسکے نسبتاً میکال صرف ایک ہی شکایت کرتا تھا کہ ڈیڈ صرف کام کرتے ہیں ہمیں وقت نہیں دیتے۔۔۔

جب تک سہی عالم ولا میں رہتی تھی فاتح درقہ سے کافی حد تک بچا ہی رہتا تھا پر جب سمعیہ پریگنینٹ ہوئی اور عبدالغنی کو جنم دیا تو عارب نے سمجیدگی سے عالم کے پاس جاکر اجازت چاہی کہ ابھی وقت ہمارا ہے اسلیے ہمیں اس وقت میں ہی اپنا اپنا بسیرہ کرنا چاہیے ایسا نا ہو کل مشکلات پیدا ہو جائیں۔۔۔

جمال اور کمال کی مثال انکے بیچ آج بھی زندہ تھی، حورالعین اور نورالعین کا وقت انہیں یاد تھا۔۔ وہ ایسا بالکل اپنی طرف سے نہیں چاہتے تھے باقی اللہ تھا مالک اسکی جس میں بھی رضا پر وہ اپنی طرف سے اپنے اولاد کے مستنقل کیلئے کوئی کمی نہیں چاہتے تھے۔۔۔

فاتح میکال غنی تینوں بیسٹ اسکولز میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، اور عارب ابھی سے ہی اپنے بیٹے کو ٹیکنکل ایجوکیشن خود بھی فراہم کر رہے تھے۔۔

عارب کوئی عام ہستی نہیں رہی تھی ایک گنام۔۔۔ بلکہ وہ ایک سائنٹس بن چکس تھا، اور یہ پہچان اسے عالم نے دلوائی تھی۔۔۔

دنیا اسے سائنٹس عارب کے نام سے جانتی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ اب عارب عالم کیلئے کام نہیں کرتا تھا۔ ایسا بالکل نہیں تھا وہ اپنے فرائض بہت اچھی طرح نبھا رہا تھا۔

اسکے پاس دو پہچانے تھیں۔ جن سے وہ کافی آزاد تھا، بلکہ اپنے انداز سے کام کر رہا تھا۔ وہ عالم کو اسکی ضروریات کی سارے ہتھیار پہلے کی طرح مہیا کرتا تھا بلکہ اپنے کئی تجربات انہیں ہی سے شروع ہوتے تھے۔۔۔

بیسٹ کا گینگ ایک عام گینگ نہیں ورلڈ گینگ بن چکا تھا انکے پاس پاورز تھیں، مضبوط تھے بلکہ دن بدن مزید طاقتور ہو رہے تھے۔۔۔

انڈر ورلڈ میں تو ویسے بھی بیسٹ کے سائے سے چھین نکل جاتی تھیں، پر اب اور وقت بدل گیا تھا، وہ ممالک کے بادشاہوں کو بھی چٹکیوں میں اڑا لیتا تھا بلکہ انہیں عبرت ناک سزائیں دیتا۔۔۔

ایک ملک ایسا تھا جہاں بیسٹ کا ایک زمینی خفیہ تہ خانہ ہے، جہاں اندر جیسے ایک وحشت کا شہر آباد ہے۔ اور وہاں کئی اسکی ایسے سزائوں کے طریقے ایجاد ہوتے ہیں کہ دنیا کو معلوم پڑے تو زلزلہ ہی آجائے وحشت سے۔۔۔

کئی اجینسی اس خفیہ تہ خانے کے پیچھے ہیں، پر وہ آج تک کسی کے ہاتھ نہیں لگا، بلکہ وہ صرف فاتح ہی فتح کر سکتا ہے۔ بیسٹ کے بعد۔۔۔

پر ایک اور وجود کا اضافہ ہو چکا تھا جس سے فاتح بیسٹ لاعلم ہی تھے۔۔۔ شاید ہمیشہ رہتے یا وہ اپنی دہشت سے سب کے سامنے آجائے گا ایک دن۔۔۔

یہ اب خدا ہی جانتا تھا آگے کیا ہوگا۔۔۔

کیونکہ انکی زندگی دشت وحشت تھی، جہاں سکون کی حیاتی صرف چند سیکنڈ ہی ہوتی ہے پھر وحشت ہی وحشت چھائی رہتی ہے۔۔۔

اور اب انکی زندگی میں سکون خوشحالی کی حیات جانے کتنی تھی۔۔ اور پھر کون سی قیامت ٹوٹنے والی تھی اس سے سب انجان تھے۔۔۔

ایک خدشات سب بڑوں کے دل میں پل رہے تھے کہ دشت وحشت دشت تباہی میں نا بدل جائے۔۔۔

اگر ایسا ہوا تو کیسی قیامتیں برپا ہوں گی اس کو وہ سب تصور نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

کچھ بھی ہو اختتام کا خوف جان سے بے جان چیز کو بھی ہولائے وحشتزدہ ہی رکھتا ہے۔۔۔  
”خیریت کیا ہوا؟“ اپنے لاڈلے کو سوچوں میں دیکھ کر وہ پاس بیٹھتی ہوئی پوچھنے لگی۔۔۔

”کچھ نہیں ماما۔۔۔“ وہ نفی میں سر ہلاتا سمعیہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔ سہی  
مسکراتی پیار سے اسکے گھنے شہد رنگ بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔۔۔

”کیا سوچ رہے ہو؟“ اسے خاموش دیکھ کر انہوں نے پوچھا غنی مسکرایا اور انکے ہاتھوں کو پکڑ کر بوسہ دینے لگا۔

”ماما فاتح کیوں اتنا روڈ رہتا ہے ہم سے؟“ کافی سوچنے کے بعد بھی عبدالغنی کو اسکا جواب نہیں ملا تو اپنی ماں سے پوچھنے لگا۔۔۔

”میرے شہزادے وہ روڈ نہیں میری جان فاتح کو غلط نظریے میں کبھی مت سوچنا وہ  
میرے جگر کو ٹکڑا ہے بس تھوڑا سنجیدہ ہے بچپن سے ہی اور کچھ جنونی ہے پر وہ دل کا



بہت اچھا ہے۔ اگر تم کوشش کر کے اسکے پاس جاؤ گے تو دیکھنا وہ دھتکارے گا نہیں تمہیں۔۔۔ ”اپنے فاتح کیلئے روڈ کا لفظ سن کر ہی جیسے سہمی تڑپ گئی۔۔۔

وہ کہاں روڈ تھا وہ تو اسکی آنکھوں کا تارا تھا معصوم سا، بس جانے کیوں عالم نے اسے اس نیچر میں ڈالا تھا ورنہ اگر وہ اسے محبت سے سینٹ کر رکھتا تو وہ ایک چلبلا سا شہزادہ ہوتا۔۔۔ جسکے قہقہے عالم ولا کو چہکاتے رہتے۔۔۔

غنی مسکرا کر اپنی ماں کا چہرہ دیکھنے لگا وہ جانتا تھا اسکی ماں جان سے زیادہ چاہتی ہے فاتح کو۔۔۔

اور صرف یہ نہیں ہر کسی کیلئے تو فاتح عزیز ہستی تھی، برہان علوی کیلئے اسلیے تھی کیونکہ وہ اکثر دونوں مل جاتے تھے۔۔۔

وہ خوشیوں کی پہلی لہر تھی جو انکے بیچ چھارتی فاتح کی روپ میں آئی تھی۔۔۔ اسکی آمد سے اسکا بھائی فاتح ٹھہرا تھا، فاتح کی وجہ سے سب ایک نئے خوبصورت احساس سے روشناس ہوئے تھے بلکہ سب کو نیا اور دلچسپ خطاب ملا تھا۔۔۔

نا صرف سمعیہ بلکہ مسکان نور کا بھی تو وہ لاڈلا تھا،

”جی ماما!“ وہ مزید کچھ کہہ نہیں سکا کیونکہ اسکی ماما تو ابھی فاتح کے شام والے روپ سے انجان ہی تھی بہر حال وہ انکا ایک خوبصورت خاکہ نہیں تھیں نہس کرنا چاہتا تھا۔۔۔

رشتوں کے معاملے میں غنی بھی اپنی ماں جیسا ہی حساس تھا، اور وہ سب کا خیال رکھتا تھا کافی سمجھدار بھی تھا محض فاتح کے سامنے میکال اور اسکی نہیں چلتی تھی ورنہ وہ کافی ہوشیار تھے دونوں۔۔۔

”اما آپکو معلوم ہے ابھی میکال نے بتایا کہ انہوں نے آنی کے پیٹ میں انکی بہن کو انکے ساتھ ہنستے ہوئے سنا۔۔۔“ غنی نے میکال کی بتائی بات سمعیہ کے گوش گذاری۔۔۔

”ہیں؟؟؟“ سہمی نے ہونق بن کر بیٹے کا چہرہ دکھا۔۔۔ کہیں سننے میں غلطی تو نہیں ہوگئی تھی۔۔۔

”ہاں اما وہ کہہ رہا تھا کہ وہ انکے ساتھ ہنس رہی تھی۔۔۔“ غنی اٹھ کر بیٹھتا ہوا یقین دلانے لگا۔۔۔

بات سمجھتے سمعیہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

”ہاہا بیٹا وہ تم سے مذاق کر کے گیا ہے۔۔۔ وہ ابھی بہت چھوٹی ہوگی اسے تو ہنستے قہقہہ لگانے کا معلوم نہیں ہوگا بالکل ایک ننھی حور جتنی ہوگی۔۔۔“ ہنستے ہوئے سہمی نے بتا کر اپنے معصوم بیٹے کو ماتھا چوما جو میکال کے بیوقوف بنانے پر اب منہ بنا گیا تھا۔۔۔

”اما مجھے ننھی حور کب ملے گی؟“ وہ اداسی سے بولا سمعیہ کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوچکی تھی۔۔۔

عبدالغنی کی پیدائشی کے بعد وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہوچکی تھی۔ اس حقیقت سے سب واقف ہوچکے تھے سواء چھوٹے غنی کے سمجھنے سے۔۔۔

وہ آج بھی ایک آس لگائے بیٹھا تھا اپنی ماں سے۔۔۔

سمعیہ یہ جان کر بکھری ضرور تھی اندر سے پر کوئی شکوہ شکایت نہیں تھی اسے۔۔ اس کے لئے تو یہی بڑی نعمت رحمت تھی کہ اللہ پاک نے اسے اولاد کی نعمت سے محروم تو نہیں رکھا۔۔۔

اس احساس اس خوش بختی سے روشناس کرایا عبدالغنی کی صورت میں۔۔۔

عرب کی سوچ سمعیہ سے الگ نہیں تھی وہ شکوہ کرنے کے بجائے اللہ کے شکرانے کرنے کے عادی تھے۔ اور آج تک سونے سے پہلے شکرانے کے نوافل ساتھ ہی پڑھتے تھے۔ یہ ایک پختہ عادت بن چکی تھی دونوں کی۔۔۔

عرب اس کے ساتھ سے مکمل ہو چکا تھا اور وہی سمعیہ بھی ایک مکمل خوشحال زندگی اسکی سنگت میں گزار رہی تھی۔ وہ اس سے جنون کی حد سے زیادہ چاہتا تھا۔ اسکی عزت کرتا۔ اس کے لبوں سے نکلنے والی خواہش کو پہلے ہی اس کے قدموں میں لا کر رکھتا۔۔۔

شوہر کے روپ میں اللہ نے اسے عظیم نعمت سے نوازا تھا۔ وہ جتنے اللہ کے شکرانے کرتی عرب کو دیکھ کر اتنے ہی کم لگتے۔۔۔

وہ آج بھی ویسا ہی شریر اسکا دیوانہ تھا، اسکی چوڑیوں کی کھنک اسے پاگل کرتی تھیں یہ اس پر روز ہی تو آشکار کرتا۔۔

”تم اداس مت ہو غنی ہم لیکر آئیں گے نا وہ ننھی حور تم بڑے ہو جائو بلکہ تم خود لانا اسے اپنے ساتھ لیکر یہاں۔۔“ وہ اسکا چہرہ تھام کر بولی۔۔۔۔

غنی حیران پریشان اپنی ماں کا چہرہ تک رہا تھا کہیں وہ کچھ غلط تو نہیں بول رہیں پر اسکی استفہامیہ نگاہوں کو دیکھتے محبت سے مسکرائی۔۔۔

”اما کیسے فاتح میکال دیں گے مجھے وہ حور ماموں آنی وہ ہی نہیں دیں گے۔۔۔“ وہ ششدر بول رہا تھا۔۔۔

”تمہاری آنی نے جب تم پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تب کہہ دیا تھا کہ میری ننھی حور بڑی ہو کر تمہیں ہی دوں گی۔۔۔“ وہ حور العین کی باتیں یاد کرتی مسکرائی۔۔۔

”اما سچ؟؟“ ”غنی خوشی سے چیخ اٹھا۔۔۔ سمعیہ اچانک اسکی چیخ پر گھبرائی گئی پر اسکی سپید رنگ میں سرخی خوشی کی اڈتی دیکھتے وہ ہنس پڑی۔۔۔

”ہاں سچ وہ ہمارے پاس ہی آئے گی تم صرف بڑے ہو جاؤ اور ننھی سی حور کو آنے دو ہمیں ہی ملے گی وہ بلکہ تم خود لے آنا اسے۔۔۔“ وہ اسے یقین دلاتے بولی۔۔۔

عبدالغنی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا، وہ خوشی سے جھوم اٹھا کہ ننھی سی حور اسکی ہوگی جسکے آنے سے پہلے ہی وہ بے چین تھا۔۔۔

”اما میں آپکو بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں۔۔۔ میں جلدی بڑا ہو کر اسے لے آؤں گا

بلکہ میں کل میکال کو بھی بتاؤں گا آنی نے ننھی سی حور مجھے دے دی ہے پہلے ہی۔۔۔

اما دیکھنا جب میں اسے لیکر آؤں گا تو یہاں اسکا چھوٹا سا بیڈ لگاؤں گا۔۔۔ اسے کھلاؤں گا ہم ساتھ کھیلیں گے۔۔۔ اوہ اما میں بہت خوش ہوں بہت بس اب وہ آجائے۔۔۔ وہ صرف عبدالغنی کی ہوگی۔۔۔۔۔“ وہ بیڈ پر اٹھ کر کھلکھلاتا ہوا جھوم رہا تھا۔۔۔

اور اسکی بچکانہ باتیں سنتی سمعیہ ہنس رہی تھی۔۔۔



”اچھا اچھا چھوٹے سے بیڈ پر سلانا اور چچ سے کھانا کھلانا، پر میری ایک بات سنو یہاں آؤ۔۔۔“ سمعیہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھاتے کہا وہ فرمانبرداری سی سر ہلاتا پھولی سانسوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

خوشی سے اسکی شہد رنگ آنکھیں جگمگا رہی تھیں چہرے سے لہو ٹپک رہا تھا جیسے۔۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے زندگی میں تیزی سے بڑھنے کا مقصد مل گیا ہو اسے۔۔۔۔

”اما میں بہت خوش ہوں آج بہت۔۔۔ وہ جب آئے گی تو ہم ملکر اسے پیار دیں گے تاکہ وہ آنی کیلئے روئے نہیں۔۔۔ ہم اسے آنی فاتح میکال ماموں سے ملنے دیں گے تاکہ وہ خوشی خوشی ہمارے ساتھ رہے۔۔۔۔“ وہ کافی دور کی سوچ رہا تھا سمعیہ سمجھتی مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔

”اچھا ٹھیک ہے سب سے ملنے دیں گے پر میری بات سنو یہ ایک سیکرٹ ہے ہم دونوں کے بیچ کسی کو نہیں بتاؤ گے ٹھیک ہے میکال کو بھی نہیں۔۔۔۔ بس وقت آئے گا تو وہ خود تمہیں مل جائے گی۔۔۔“ اسنے سمجھایا غنی پریشان ہو گیا کہ ایسے کیسے سیکرٹ کیوں وہ تو اسکی ہے پھر سیکرٹ کیوں اما کہہ رہی ہے۔۔۔۔

”اما سیکرٹ کیوں؟ سیکرٹ تو سیکرٹ ہی رہ جاتے ہیں انکا تو کسی کو نہیں معلوم پڑتا کہ کیا ہے۔۔۔ اگر میں کسی کو بتاؤں گا نہیں تو انہیں کیسے معلوم پڑے گا ننھی آنے والی حور ہماری ہے؟“ وہ واقعی سوچ اور دماغ اپنے باپ جیسا رکھتا تھا کافی تیز تھا۔۔۔ کہ سمعیہ کو لاجواب کر گیا اپنے الفاظ سے۔۔۔۔

”نہیں عبدالغنی! وہ چھوٹے ہیں اس لیے انہیں جب معلوم پڑے گا تو غصہ ہوں گے اور شاید لڑائی ہو تم بھائیوں میں۔۔۔ یہ صرف وقتی سیکریٹ ہے جب وقت ختم ہوگا تو سب کو بتا کر لے آئیں گے بلکہ فاتح میکال دونوں خوشی سے ہاں کریں گے۔“ انکے سمجھانے کے میٹھے انداز پر غنی کو اپنی ماں پر شدت سے پیار آیا اسنے آگے بڑھ کر اپنی ماں کی پیشانی چوم لی۔۔۔

“ایسے جیسے ڈیڈ کے ساتھ ماموں سے اجازت لیکر آپکو لیکر آئے اور ماموں نے اجازت دے دی تھی ایسے ہی؟” اسکا دماغ چلا اور کھینچ کر مثال بھی لے آیا۔۔۔

”ہا ہا ہا۔۔۔“ سہمی بے ساختہ ہی کھلکھلائی۔۔۔

”اچھا اب چلو سو جاؤ اور پرامس یاد رکھنا۔۔۔“ وہ اسکا سر تنکے پر ڈا لکر بولیں غنی مسکراتا ہوا سر ہلا گیا۔۔۔

”اگر آپ کہہ رہی ہیں کہ وہ ہمیں ہی ملے گی تو میں یہ پکا پراس کرتا ہوں ماما، پر وہ ہمیں ہی ملنی چاہیے ہاں۔۔۔“ وہ حامی بھرتا اسکے ہاتھ تھام کر التجائیہ بولا۔۔۔

”اگر زندگی رہی تو میں اپنے غنی کیلئے خود اسے ساتھ لاؤں گی اگر۔۔۔ اتنی مہلت نامی تو

میرا بھائی ضرور تمہیں ہی چنیں گا دیکھنا تم سے بیسٹ ساتھی کوئی ہو نہیں سکتا بس تم اسکی عزت کرنا اور اسے بہت پیار دینا کبھی سختی مت کرنا اس پر لاڈلی رکھنا، وہ۔خود تمہارا ساتھ چنے گی۔ ”وہ اسے سمجھا رہی تھی غنی جو غور سے سن رہا تھا زندگی کی مہلت پر تڑپ کر ماں کو دیکھا پر انکے نفی کرتے اشارے نے اسے خاموش کروا دیا۔۔۔۔

”اما ہم ساتھ لائیں گے اسے اور ساتھ کھیلیں گے۔۔۔“ اس کے گرد بازوؤں ڈالکر وہ گود میں چہرہ چھپا گیا۔۔۔۔

سمعیہ نے اپنے بیٹے کو خود میں سمیٹ لیا۔۔۔۔

وہ سوچ رہی تھی کہ وہ کچھ وقت بعد ایک اشارہ اپنے بھائی کو ضرور دے گی تاکہ کل اسکے بعد اسکا غنی اکیلا نارہ جائے۔۔۔ باپ تو ویسے ہی مصروف شخصیت تھی ایک سنڈے کا دن ہی انکے ساتھ پورا گذرتا تھا۔۔۔

”جی بالکل بس آپ اپنی اما کی بات پر عمل کیجئے گا اور کبھی مت ڈانیٹے گا آنے والی ہماری حور کو اسکی چھوٹی سی چھوٹی خواہش کا خیال رکھنا پھر وہ خود ہی تمہارے ساتھ بھی کھیلے گی۔۔۔“ سمعیہ کے الفاظ غنی نے اپنے سینے پر جیسے خنجر کے گہری نوک سے لکھنے لگا جیسے ساری عمر ان پر عمل کرنا ہوگا اور انہیں ہی یاد رکھنا ہے۔۔۔

وہ جو آنے والی تھی وہ بس اسکی ہی تھی، عبدالغنی جو کہ ایک معصوم بچہ تھا پر ان الفاظ کو ایسے سینے پر لکھ رہا تھا جیسے یہ سبق اسے پوری زندگی یاد رکھنا ہے کبھی نا بھولنے کیلئے۔۔۔ یا ان الفاظ میں اسکی زندگی اسکا مقصد ہو وہ ایسے غور سے سن اور سمجھ کر دماغ میں ہمیشہ کیلئے حفظ کر رہا تھا۔۔۔

”نماز پڑھی؟“ اس کے ماتھے سے بال سنوارتے ہوئے اسنے پوچھا۔۔۔

”جی اما۔۔۔“ اسنے سر ہلایا۔۔۔۔

”چلو شاباش اب سو جائو اور ایک ضروری بات یاد رکھنا جو روز کہتی ہوں۔۔۔ تاکہ کوئی کمزور لمحہ تمہیں یہ بھلا نا دے۔۔۔

نماز کی ڈور کبھی ہاتھ سے چھوٹنے مت دینا غنی یہ تمہیں ہر وقت میں کام آئے گی چاہے اچھا ہو یا برا، نماز ہر وقت تمہارے ساتھ ایک دوست کی طرح رہے گی جو دکھ سمیٹ کر تمہاری بے سکونی کو ختم کر کے قلب و دنیا میں سکون بھر دے گی۔ ”وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔۔ غنی سکون کے عالم میں پڑا سر ہلانے لگا۔۔۔

”یس ماما میں اللہ کی پکڑائی ہوئی ڈوری کبھی ہاتھ سے نہیں چھوٹے دوں گا۔“ نیند سے

بو جھل آواز میں کہتے اسنے کروٹ بدلی۔۔۔

سمعیہ کے دل میں سکون اتر گیا۔۔۔ وہ اللہ کے کتنے شکر ادا کرے اسے سمجھ ہی نہیں آتی تھی۔۔۔ کتنا کچھ نواز دیا تھا اس رحمن رحیم نے۔۔۔

نیک باکردار چاہنے والا شوہر، فرمانبردار اولاد خوبصورتی مکمل فیملی، بھائی کی خوشحال مکمل زندگی۔۔۔

بے شک اللہ کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں۔۔۔

وہی ہے جس پر امید مان بھرم رکھنا چاہیے۔۔۔ اسکے بنائے وجود پر نہیں جو کہ خود اسکا محتاج ہوتا ہے۔۔۔

انسان کو صبر اپنی زندگی کا مین حصہ بنانا چاہیے، صبر کرنا سیکھنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ سے مانگ کر صبر رکھنے سے ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے یقین کامل۔۔۔

وہ دیتا ہے اور جب دیتا ہے تو اس بندی، بندے کی توقع سے بڑھ کر دیتا ہے۔۔۔ پر وقت آنے پر دیتا ہے جو وقت اچھا ہوتا ہے۔ جو اس بندے بندی کیلئے وقت ٹھیک ہوتا کیونکہ وہ



ہمارا رب ہے ہمارا مالک ہمیں خلق نے والا وہ جانتا ہے اسکے بندے کیلئے کیا صحیح ہے کیا غلط۔۔

کیا اور کچھ اسے کس وقت پر دینا ہے وہ ستر ماؤں سے بڑھ کر چاہنے والا سب جانتا۔  
دعا مانگ کر جلد از جلد قبول نا ہونے کے شکوہ مت کیا کریں۔ ہمارا رب کسی کو نہیں  
ٹھکراتا بس بات وہی ہے کہ وہ اپنے بندے کیلئے اچھا دیکھتا ہے۔۔ اسکی نادانی نہیں۔۔۔

شکوہ کر کے اپنا ایمان مت کمزور کریں، شکوہ کفر ہے اور کفر جہنم۔ اسلیے توبہ کریں اور اللہ  
پر یقین کامل رکھ کر صبر کا دامن مضبوطی سے تھاما کریں۔ بروقت توبہ کرنے والے کو ہمارا  
رب پسند فرماتا ہے۔۔

اور کیا ہم یہ نہیں چاہتے ہم اپنے رب کی پسندیدہ ترین ہستیوں میں شامل ہوں؟؟؟  
ضرور چاہتے ہیں اور دل سے توبہ کریں گے اپنی نادانیوں پر۔۔۔۔  
وہ غنی کی پیشانی چوم کر اس پر بلیںکٹ درست کرتی لائٹ آف کر کے لیمپ کی مدھم روشنی  
روم میں پھیلائی۔۔۔

ایک محبت بھری نظر اپنے بیٹے پر ڈالتی لیپ ٹاپ اٹھا کر سائیڈ رکھنے لگی۔۔۔

”اللہ نیک صفت لوگوں کو پسند کرتا ہے اور ان شاء اللہ میرے فاتح غنی میکال ایک نیک  
سچے پر خلوص شخص بنے گیں۔۔“ وہ دل میں آمین کہتی روم سے نکلی۔۔۔

اب نا صرف فاتح میکال بلکہ عبدالغنی کو بھی اس حور کا انتظار تھا، جسکے ساتھ کا وہ ابھی سے  
ہی معصوم خواب سجا رہا تھا۔۔۔

اسکے خوبصورت شگرفی لبوں پر ایک میٹھی معصوم مسکراہٹ تھی جو شاید ہمیشہ قائم رہنے والی تھی یا نہیں۔۔۔۔

اس سب کو وہی جاننے والا تھا جو سب کا مالک بے نیاز رحمن رحیم ہے۔۔۔۔

\*-----❤-----\*

”شکر تمہیں گھر آنے کا ہوش تو آیا۔۔۔“ وہ روم میں جیسے داخل ہوئی سامنے صوفے پر بیٹھے عارب کو دیکھتی طنزیہ بولی۔۔۔

اور اسکا طنز بھی اس قدر پیارا لگا عارب کو کہ سخت ٹینشن میں ہونے کے باوجود قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”تو کیا میں اس سمجھ لوں؟ سہی جی نے آج سارا دن اپنے المعصوم النیک المضبوط۔۔۔۔۔“

”بس بس سمجھ گئی پلینز۔۔۔۔۔“ اس سے پہلے وہ جعلی عربی کی لمبی تقریر شروع کرتا سہی نے مسکراہٹ چھپاتے اسے نیچ میں ہی ٹوک دیا۔۔۔

”ارے کیوں ہماری البیوی نے اپنے والمعصوم شوہر کو یاد کیا سارا دن کیا ہمارا پوچھنا نہیں بنتا؟“ وہ سارے دن کی پریشان سر سے جھٹک کر خوشگوار احساس میں گھرا اسکی طرف اٹھ کر بڑھا۔۔۔

”ہاں جانتی ہوں، یاد کیا میں نے پر تم سے یہ بھی نہیں ہو پایا کہ ایک کال ہی کر دو۔۔۔۔۔“ وہ خفگی سے کہتی وارڈ روب سے اسکے لئے نائٹ ڈریس نکالنے لگی۔۔۔

”آپ تو جانتی ہیں اسی جی کہ آپکا شوہر دماغ سے عاری ہے۔۔۔ پھر بھی خفا ہو رہی ہیں۔۔۔“ ہرے لباس میں اسکے خوبصورت سراپے کو دیکھتا کلائیوں میں سرخ ہری کانچ کی چوڑیاں دیکھتے وہ محبت سے کہتا اسکی کمر میں دونوں بازو باندھ کر کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے بولا۔۔۔

اسکے اچانک حصار پر سسی سٹپٹا کر رہ گئی۔۔۔ چہرہ سارا لال پڑ گیا حیا سے۔۔۔

”کیا پریشانی تھی۔۔۔؟؟“ اسنے ہاتھ بڑھا کر ہینگ ڈریس نکالنے چاہا کہ اسنے موقع پاتے حصار مزید تنگ کر دیا اور اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپایا۔۔۔

”عالم کی کال آئی تھی وہ آرہے ہیں۔۔۔“ اسنے اسکی گردن کو جا بجا لبوں سے چھوتے گھمبیر آواز میں کہا کہ گھبرائی سی سسی چونک گئی۔۔۔

”تو اس میں پریشانی والی کیا بات ہے عاری؟؟ میرا بھائی ایک ماہ بعد آرہا ہے کام سے تم خوش ہونے کے بجائے پریشان ہو رہے ہو؟؟“ وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔۔

”خوش ہوں میں جاناں کون کہہ رہا خوش نہیں میں؟“ وہ مسکراتے بولا اور اسکے بالوں کے بل کھولنے لگا۔۔۔

”کیا رہے ہو نوافل ادا کرنے ہیں۔۔۔ اگر ایسی بات نہیں پھر پریشانی کیا ہے؟“ اسنے خفت سے اسکے ہاتھ باز رکھنے چاہے پر وہ کہاں ماننے والا تھا۔۔۔

”دراصل کل درقہ کو بلایا ہے۔۔۔ اور مجھے لگتا ہے درقہ چلی جائے گی۔۔۔ اگر وہ گئی تو فاتح کا کیا ری ایکشن ہوگا؟ کیا وہ درقہ کو خود سے دور ہونے دے گا؟ آپ جانتی ہیں وہ کتنا

اُٹچ ہے اس سے دونوں کی نوک جوک میں ایک رشتہ آباد ہے یہ سب جانتے ہیں، کیا فاتح جان کر درقہ کو چھوڑ دے گا۔۔۔

اور اگر چھوڑ دیا تو کیا وہ اپنے باپ کے بارے میں سوچے گا۔۔ کہ عالم صرف اس سے رشتے چھینتا ہے؟؟ مجھے یہ سوچ سوچ کر پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔ ”وہ اسے گھما کر اپنی طرف کرتا اسکے ہاتھ تھام کر ساری بات بتانے لگا۔۔۔

جسے سن کر سمعیہ خود ہول اٹھی۔۔۔

”فاتح تو واقعی بدگمان ہو جائے گا کچھ بھی ہو وہ تو چھوٹا ہی ہے ابھی بچہ ہے اتنی سمجھ کہاں اس میں۔۔۔“ ”سمعی پریشانی سے بولی عارب نے گہرا سانس بھرتے سر ہلایا اور جا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

”جب سے عالم کی کال آئی ہے تب سے یہی تو سوچ رہا ہوں۔۔۔“ ”ہاتھوں میں سر گرا کر اسنے کہا۔۔۔

سمی اسے دیکھ کر مسکرائی اور جا کر پاس بیٹھی۔۔۔

”جانا کیوں ہے اسنے۔۔۔“ ”وہ اسکے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی تاکہ اسے سکون آئے۔۔ اور

یہی ہوا عارب کو بے تحاشہ سکون محسوس ہوا اسکی نرم ملائم انگلیوں کی سرسراہٹ سے۔۔۔

اسنے گہرا سانس خارج کرتے اسکے گود میں سر رکھ دیا۔۔۔

”آپ پریشان مت ہوں میں کرتا ہوں کچھ۔۔۔“ ”اسکے ہاتھوں کو چوم کر وہ بولا۔۔

سمی کو اس پر یقین تھا، وہ سنبھال لیتا تھا بہت خوبصورتی سے سب کچھ اسلیے سر ہلا گئی۔۔۔



”پر جانا کیوں ہے درقہ کو؟ عالم نے کیوں بلایا ہے اسے؟“ وہ الجھ کر پوچھنے لگی۔۔۔ سات سال تھے درقہ کو یہاں رہتے اب تو وہ انکی فیملی کا ایک حصہ تھی۔۔ اور انکے کافی اسرار کے بعد اسکے منہ سے اسکے بارے میں جانا کہ وہ پہلے ایک گھریلو عورت ہوا کرتی تھی، چار دیواروں میں رہتی ایک عام بال بچوں والی تھی۔۔ پر ایک دن اس کے اس چہکتے مہکتے گھر جس میں اسکا شوہر تین سال بیٹا اور سولہ سال بیٹی رہتی تھی کہ اچانک ایک دن

قیامت ٹوٹی تھی۔۔۔

دن ڈھارے کچھ ٹڑکے گھر میں گھس آئے تھے، اور اس غنڈا گردی میں انہیں سہا کر اسکے گھر کا سارا سامان تو لیکر گئے پر ساتھ ساتھ اس درقہ کو بھی مار گئے۔۔۔

ان غنڈوں نے دن کے وقت اسکے گھر میں اسکی آنکھوں کے سامنے نا صرف اسکی بیٹی کو بے آبرو کیا تھا بلکہ ہاتھ پائی میں اسکے شوہر کو بھی مار دیا۔۔۔

اور اسے باندھ کر رکھا گھر میں کہ وہ ذرا سی مزاحمت بھی نہیں کر سکی تھی۔۔ ایک عام سی عورت تھی خوشی خوشی اپنے گھر کو سنبھالنے والی پر ان بھیڑیوں نے سب کچھ نوچ لیا ساری خوشیاں اپنے۔۔۔۔

وہ سارا دن ساری رات اس گھر میں تھے اور اس دوران نا صرف درقہ بلکہ اسکی بیٹی کے ساتھ بہت برا ہوا۔۔ اسکے شوہر کو بری طرح مار کر ایک روم میں پھینک دیا۔۔۔ جو کہ پہلے ہی جسمانی لحاظ سے کمزور تھا پتا نہیں کب اسنے آخری سانسیں چھوڑیں اس قیامت سے منہ موڑتے درقہ اسکی بیٹی کو اکیلا چھوڑ کر۔۔۔۔

اور پھر ذرا سی مزاحمت پر درقہ کے گڑگڑانے بھینک مانگنے کے باوجود اسکے سامنے اسکے ایک معصوم بیٹے کو ماتھے پر نشانہ لیکر اسکی گود میں پھینک دیا۔۔۔

جسنے درقہ کی گود میں گر کر اپنی بہن کی آبرو کو بچانے کی کوشش میں جان دے دی اور بس ایک ہچکی بھری اس ماں کی گود میں۔۔۔۔۔

وہ بھیڑیے درقہ کے دونوں سہاروں کو نوچ کھونچ کر چلے گئے۔۔ مسلمانوں سے نفرت کی صورت انہوں نے نا صرف درقہ کے شوہر بلکہ اسکے بیٹے کو مارا اور اسکی بیٹی کی موت کے ذمہ دار بھی وہی تھے۔۔۔

جسنے اپنے بھائی باپ کو منوں مٹی کے حوالے کرتے خود اسنے اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے پھانسی کا پھندا رات کو چھپ کر تیار کیا اور جانے کب ماں سے بچ بچا کر وہ پھندا اپنے گلے میں ڈالکر ہمیشہ کیلئے درقہ کو اکیلا کر دیا۔۔۔

وہ بھری دنیا میں اکیلی رہ گئی۔۔ ایک معصوم بیٹی کا سہارہ تھا وہ بھی چھین گئی تھی۔۔ اور پھر ایسا کتنا ہی وقت آیا جس میں اسنے خود کی کمزوری کو محسوس کیا۔۔۔

وہ نوچ لی جاتی،، مار پیٹ لی جاتی پر کوئی قانون نہیں تھا اسکے لئے۔۔۔ اور پھر بہت سوچ سمجھ کر وہ ایک نئی درقہ کو وجود میں لائی۔۔۔

ایسی درقہ کو جسنے چن چن کر ان حیوانوں سے بدلہ لیا۔ اور مسلہ بھی وہ جس سے روح کانپ اٹھے۔ وہ اس مسلمان عورت کو دیکھنے لگے جسنے ان کے ہی ملک میں ان کے پیٹ میں چھرے مارے تھے بلکہ انکے ٹکڑے کیے اور کتوں کو کھلا دیئے۔۔۔

وہ گرفتار ہوئی۔۔ اس پر پھانسی کا حکم ہوا۔ وہ لیڈی سیریل کلر سے جانی گئی، ایک کرائمئل بنی جانے کیا کیا اسکے بارے میں اسکے دین کے بارے میں کہا گیا پر اسنے کانوں پر پردے ڈال لیے۔۔۔

کیونکہ وہ جان گئی تھی جہاں قانون سے انصاف ناملے وہاں۔۔ انصاف خود کرنا پڑتا ہے۔ اور اسنے کیا۔ اب اسے پھانسی آتی یا اسکے ٹکڑے کرتے اسے کوئی پروا نہیں تھی کیونکہ جسے پرواہ تھی وہ درقہ تو کب کی مرچکی تھی۔۔

اب تو ایک اور بے حس درقہ تھی۔۔ جس پر کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔۔ وہ پھانسی سے بالکل بے پرواہ تیار تھی پر اتفاق سے ایک گینگ اسے اسے بچا کر گیا۔

اور لیڈی سیریل کلر سے پہچان وحشت ہر جگہ چھائی ہوئی تھی۔ پولیس کو وہ ہاتھ نہیں آتی تھی، اور جسکا جو بھی اسے حکم ملتا اسے بغیر جھجھکے مارتی جاتی۔۔

وہ اپنے بچوں اپنے شوہر کی لاش دیکھ کر بے حس ہو گئی تھی۔ مزید کچھ نہیں بتایا انہیں صرف اس کے کہ وہ عالم کو جانتی تھی، اور اتفاق سے اسے ملی ایک حادثے میں اسے مل گئی تھی زخمی حالت میں عالم اسے ساتھ لیکر آیا تھا۔۔

پر وہ کیا جانیں کہ عالم کون ہے ان کیلئے، وہ ایک بیسٹ تھا اور یہ اسکے پاس کام کرنے کو اپنی سعادت سمجھتی تھیں۔۔

کتنے لوگ خواہش مند تھے کتنی لڑکیاں اسکے گینگ میں خواہش مند تھیں بیسٹ کو دیکھنے اسکے پاس کام کرنے سے۔۔ کیونکہ یہ انڈر ورلڈ میں بادشاہت تھی بیسٹ کا ساتھ اگر مل جاتا یا صرف پر چھائی ہی اسکی پر جاتی رحم والی۔۔۔

”کہاں کھو گئیں؟“ عارب نے اس کے سامنے ہاتھ ہلایا سہمی چونکی۔۔۔ ”آپنے بتایا نہیں کیوں جانا ہے درقہ کو چھوڑ کر۔۔۔“ وہ تو کہتی تھی فاتح کی صورت میں اسے اپنا بیٹا مل گیا تھا۔۔۔۔

وہ سوچنے لگی۔۔۔ ”یہ معلوم نہیں جاناں اسنے بس یہی کہا ہے درقہ کو ساتھ لانا شاید وہ اسے کہیں سیف جگہ پر بھیجنا چاہتا ہے کیونکہ اس کے پیچھے بھی تو کافی لوگ پڑے ہیں۔۔۔“ اسنے اصل بات نہیں بتائی کہ رمشا کیلئے بلا رہا ہے اسے۔۔۔۔

”اچھا! یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ عالم نے اپنا مفاد نہیں بلکہ درقہ کی زندگی کو اہمیت دی۔۔۔ اگر اس سے درقہ کی زندگی سیف رہ سکتی ہے تو عالم بالکل ٹھیک کر رہا ہے۔۔۔ ان شاء اللہ میں اور شہزادی سمجھا لیں گے فاتح کو آپ پریشان نا ہوں۔۔۔

چلیں اٹھیں اب فریش ہو جائیں کھانا بھی کھایا ہے کہ نہیں۔۔۔ سارا دن بس کام کام۔۔۔ صحت کا تو اب بالکل خیال نہیں رکھتے تم۔۔۔“ وہ اب شروع ہو چکی تھی اور عارب اسکی بات سے متفق ہوتا اب اسکی خفگی بھری باتیں سن کر مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

”جب آپ ہیں الپاس تو میں کیوں رکھوں اپنا الخیال؟“ وہ اسے جھٹکے سے اپنے سینے پر گرا کر اس کے گرد حصار تنگ کر گیا۔۔۔ سہمی کے تو حواس ہی اڑ جاتے تھے ہمیشہ سے اس کے اچانک حملے سے۔۔۔۔

”کیا کر رہے ہیں عاری۔۔۔۔“ ”!!! وہ کسمائی۔۔۔“ ”میں کیوں رکھوں تمہارا خیال؟؟“ اسنے غصے سے گھورا۔۔۔۔



”کیونکہ میں تو آپکی نظر میں ابھی اچھوٹا شوہر ہوں نا۔۔۔“ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر گھمبیرتا سے بولا۔۔۔

سمی کا چہرہ کانوں کی لو تک دہک اٹھا۔۔۔“ کیا بد تمیزی ہے کب کہا اب چھوٹا۔۔۔“!! وہ شرم سے سرخ ہوتی اسکے سینے پر مکا مار کر منہ چھپا گئی۔۔۔

کیونکہ وہ شریر بے باک اسکے اس بات کو کچھ اور ہی رنگ پہنا کر اسکے لیے مشکلات پیدا کر دیتا تھا۔۔۔

”اوہ مطلب اب مان گئی ہیں میں چھوٹا نہیں؟“ وہ اسے بیڈ پر گرا کر اس پر خود جھکتا اسکے بال سمیٹ کر بولا۔۔۔

سمی گڑبڑا گئی۔۔۔“ تم ہو مجھ سے چھوٹے تمیز کرو اب۔۔۔“ وہ جتا کر بولی۔۔۔ بہر حال یہ دونوں کی تکرار ہوتی تھی کھٹی میٹھی سی۔۔۔

”تمیز ہی تو کر رہا ہوں آپ ہی الناراض ہو رہی ہیں۔۔۔“ وہ آنکھ دبا کر بولتا اسکے گالوں لبوں سے چھو گیا۔۔۔

اور یہ اس قدر اچانک حملہ تھا کہ سمی اپنا بچاؤ بھی نہیں کر پائی۔۔۔

اسکی سرخ اناری رنگت پر عارب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

”چلو یہ ساتھ شکرانے کے نوافل ادا کرنے کے بعد میں تمہارے شکرانے ادا کروں گا۔۔۔“ وہ اسکی ناک کو چھو کر بولا۔۔۔

بوکھلائی ہوئی سہی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جو آج بھی جذبات سے چوڑ سکیڑی اسکی  
آنکھوں کو تک رہی تھیں۔۔ اسکی پلکیں ہی لرز گئیں۔۔۔“ ک۔ کون سے شکرانے؟ ”وہ  
اسکی سانسیں محسوس کرتی بمشکل بولی

“چھوٹے شوہر کو قبولنے کیلئے ہاہاہا۔۔۔ ”اسنے کہنے کے ساتھ ہی قہقہہ لگایا سہی کا چہرہ مزید  
سرخ پڑ گیا۔۔۔

“کہاں سے چھوٹے ہو تم؟؟ یہ میں بیوقوف تھی۔۔۔ ”وہ کہہ کر کب بھیج گئی۔۔۔ اور  
عرب کا قہقہہ چھت پھاڑ تھا۔۔۔

“چلو شکر دیر آئے درست تمہیں احساس تو ہوا کہ میں چھوٹا کہیں سے نہیں۔۔۔ ”اسنے  
ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

سمعیہ خفگی سے منہ بسورنے لگی ہی تھی کہ اسکی اس ادا پر نثار ہوتے عرب نے اسکے لبوں  
پر جھک کر ایک پیاری سی جسارت کی وہ جھینپ کر اسکے سینے میں چھپ گئی۔۔۔  
“ہاہاہا بس۔۔۔ اتنی سی اناراض گی؟ ”وہ چڑانے لگا۔۔۔

“میں ناراض تھی ہی نہیں۔۔۔ ”سہی نے مسکراہٹ چھپا کر کہا ۔

“ہاں میں جانتا ہوں ہم ناراض نہیں ہو سکتے ایک دوسرے کے ساتھ۔۔۔ دل سے کبھی کوئی  
ناراض ہوا ہے بھلا؟ ”وہ محبت پاش نظروں سے اپنی شریک حیات کو دیکھنے لگا تھا جو اسے  
فریش ہونے کیلئے بھیجتی خود اسکے لئے کھانا نکالنے چلی گئی تھی۔۔۔

تاکہ کھانا کھانے کے بعد وہ نوافل ادا کر کے سکون بھری نیند لیں۔۔۔ اور پھر تہجد کیلئے  
اٹھیں۔۔۔

یہ انکی روز کی روٹین تھی جو شادی کے شروع دن سے سیٹ ہوتے آج تک قائم تھی۔۔۔  
عرب کی نظروں کے پیغام سے آج اسکے گال دہک رہے تھے، وہ اپنے ہاتھ مسلتی اسکے لئے  
کھانا گرم کر رہی تھی اور جانتی تھی وہ دونوں دو جان ایک قلب ہیں۔۔۔

کھانا ٹرے میں لیکر وہ اوپر جارہی تھی۔ پاس ہی اسکے بیڈ کا روم تھا اور سامنے دروازے  
کے پٹ سے کندھا ٹکائے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

سمعیہ اسکی نظروں سے جھینپ گئی۔۔۔ ”کیا ہے عاری؟“ اسنے منمناتے ہوئے پوچھا۔۔۔  
”ہاہا بتا دیتا ہوں کہا تو ہے آپکے بھی شکرانے ادا کرنے ہیں۔۔۔“ وہ معنی خیزی سے کہتا  
اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بیٹھانے لگا۔

کیونکہ جانتا تھا اسکے انتظار میں بیٹھی اسکی شریک حیات خود بھی بھوکی تھی۔۔۔  
وہ بھلے کہتی کچھ نا پر عرب کے بارہاں منع کرنے کے بعد بھی وہ اسکے بنا کھانا نہیں کھاتی  
تھی۔۔۔

اور عرب اپنی محبت کے بدلے اسکی بے تحاشہ محبت کو دیکھتا سرشار تھا وہ وفا باز ساتھی تھی  
دکھ سکھ کی ہم قدم۔۔۔

خدا کا شکر گزار بھی تھا کہ اسنے اسے سمعیہ عالم کے روپ میں جیون ساتھی سے نوازا۔۔۔  
بے شک محبت ہوس نہیں پاک جذبہ ہے جو آج بھی عرب کے دل میں جگنو کی مانند  
روشن اور زندہ تھا۔۔۔

جسکا نام ”سمعیہ عالم“ تھا۔

محبت جسم کی نہیں روح کے ساتھی کی طلب ہے۔۔

جو عارب کیلئے ”سمعیہ“ ہے

\*-----❤️❤️❤️-----\*

”تم آج کچھ زیادہ ہی تیزی دکھا رہے ہو۔۔۔“ وہ اس کے بیگ کو چیک کرتی سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔

”کیوں تمہیں نہیں معلوم زندگی اسی طرح تیز ہی تو بھاگتی ہے۔۔“ وہ آئینے میں دیکھتا ہوا بولا۔۔۔

”تم اپنی عمر سے زیادہ ہی بڑی باتیں کرتے ہو محض ایٹیٹیوڈ میں، بعض اوقات تمہیں خود انکا مطلب نہیں معلوم ہوتا۔۔۔“ وہ طنزیہ بولی۔۔۔

”ہاہاہا اچھا مذاق کر لیتی ہو آئی ایم ایمپیریس۔۔“ وہ قہقہہ لگا کر بولا اور بالوں میں برش کرنے لگا درقہ نے گھورا تو وہ پھر سے ہنس پڑا۔۔۔

”تم ہر وقت تو ہر کسی سے ایمپیریس ہوتے رہتے ہو۔۔۔ کوئی نئی بات کرو۔۔“ اس نے مبہم مسکراہٹ کے ساتھ کہا فاتح اندر سے جل ہی تو گیا تھا۔۔



”بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن سے فاتح ایمپریس ہوتا اور غرور کرو خود پر فاتح تم سے ایمپریس ہو رہا ہے کیا پتا مستقبل میں یہ ایمپریس کچھ اور میں بدل جائے۔۔“ اسنے مسکراہٹ چھپاتے شرارت سے کہا۔۔ اور ٹائی بادھنے لگا۔۔

”تمہاری یہی باتیں تمہیں زیرو کر دیتی ہیں۔۔“ وہ جل کر بولی۔۔

”کھڑی ہو کر پاس آؤ گی تو دس بن جائیں گے۔۔“ وہ لب دبا کر بولا۔۔ درقہ نے

حیرت سے چونک کر دیکھا جسکا چہرہ قہقہہ دبانے کی کوشش میں سرخ تھا۔۔

”تمہارے چہرے کی بدلی رنگت سے لگ رہا ہے کافی نیگٹیو سوچ کی مالک ہیں۔۔ مجھے پازیٹیو بھی لیں سکتی تھیں۔ مثلاً میں نے آپکو نمبر ون کا خطاب دیا آپکی زیادتی زیرو کو بھلا کر بھی۔ اور آپکو اپنے ساتھ کھڑے رہنے کی آفر کی جس میں کافی دوسرے رشتے بھی آسکتے ہیں۔۔ پر نہیں تم جیسے لوگوں کو اپنے سوچ دکھانی ہوتی ہے بہر حال۔۔۔“ وہ بات بنا کر کافی تیزی سے لپیٹا اس پر سارا کیچڑ پھینک چکا تھا۔۔

”واہ کافی فضول بول لیتے ہو میرے پاس ایوارڈ نہیں اس بکو اس پر دینے کیلئے۔۔“ ساری بات سننے کے بعد درقہ کی برداشت جواب دے گی طیش میں اسنے طنز کا تیر پھینکا۔۔

”ایوارڈ کو بھاڑ میں بھیجو تمہیں یہ جان کر خوشی ہوگی کہ یہ کامیاب بکو اس تمہاری ہی صحبت کا اثر ہے۔۔“ وہ سرگوشیانہ بولا درقہ کا دل کیا ایک تھپڑ جڑ دے اس نمونے کو۔۔

تاثر تو کتنے سنجیدہ تھے کتنا عجیب بچہ تھا بالکل سمجھ سے باہر ایک بڑا۔۔

بچپن میں وہ بڑی عمر کا تھا اب تو کوئی شاطر ہی لگ رہا تھا۔۔ جسکے پاس جیسے جوابات کا اسٹاک موجود ہو۔۔

پر اب اسے کون سمجھائے وہ فتنہ تھا فاتح فتنہ۔۔۔ آسان الفاظ میں کہا جائے تو بیسٹ کا فتنہ۔۔۔

واقعی بیسٹ سچ کہتا تھا ایک چالاک فتنہ تھا۔ اور سلام تو اس بیسٹ کو تھا جو اسے ماں کے پیٹ میں ہی جان گیا کہ وہ فتنہ ہے۔۔۔ کتنی چالاک سے آتے ہی فتح مندی کا جھنڈا باپ سے چھین کر اب خود فاتح بلوارہا ہے خود کو۔۔۔

”تم سے ایک سوال ہے۔“ کچھ تاخیر بعد وہ بولی اسکے بالوں میں برش کر رہی ہیں۔۔۔ وہ خود کرتا تھا برش پر یہ درقہ کی عادت تھی یا وہ بے حد اٹیچ ہو چکی تھی اس سے کہ اسکا چھوٹے سے چھوٹا کام بھی خود کرتی تھی۔۔۔

فاتح کا معاملہ کچھ الگ ہی تھی وہ محبت جتانے والوں میں سے نہیں تھا، نا ہی رویوں الفاظوں سے جتنا تھا بلکہ ایک احساس اسکی آنکھوں سے نمایا ہوتا تھا جب وہ بات کرتا تھا، ایک جذبہ ہوتا تھا، پسند ناپسند غصے نفرت سب آنکھوں سے بیان کرتا تھا اور وہ کافی مشکل امر تھا کوئی جان پائے۔۔۔

ایک واحد ہستی حورالعین تھی جسکے لئے وہ محبت بھرے الفاظ کو ادا کرتا تھا، ورنہ باقی سب باپ سے لیکر بھائی کیلئے بھی کبھی الفاظ استعمال نہیں کیے۔۔۔

”مجھ پر یہ احسان مت کرنا۔۔۔“ وہ ہنس کر بولا۔۔۔

”فاتح میں سیریس ہوں ”درقہ نے الفاظ پر زور دیکر کہا فاتح نے بوٹ سے نظریں ہٹا کر انکے چہرے کو دیکھا۔۔“ تو میں کب لگا تمہیں مذاق کے موڈ میں ہوں؟ ”اسنے الٹا ابرو اٹھائی وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

بار بار بھول جاتی تھی کہ وہ کس سے بات کر رہی ہے، سیدھے عالم سے نہیں ٹیڑھے فاتح سے۔۔۔۔

”اگر میں کبھی چلی گئی یہاں سے ہمیشہ کیلئے تو تمہارا کیا ری ایکشن ہوگا؟ ”کافی سوچ وچار کے بعد وہ اس سے سوال پوچھ رہی تھی۔۔۔

پر نتیجہ اسکی توقع کے الٹ نکلا۔۔۔

”کہاں جانا ہے؟ ”وہ ریلیکس ہو کر پوچھ رہا تھا البتہ نظریں اس پر نہیں تھیں جس سے کچھ معلوم کر سکے۔۔۔

”کہیں بھی اپنے بچوں کے پاس بھی۔ ”وہ بھی خود کو نارمل ظاہر کرنے لگی۔۔۔

”تمہارے شوہر سمیت بچے تو مر گئے، کس کے پاس جارہی ہے پھر؟ یا کوئی پلان تیار کیا ہوا ہے؟؟ یہ مت بھولیں فاتح سے بات کر رہی ہیں میکال سے نہیں۔۔۔ ”وہ جانتا تھا

اسکے بارے میں درقہ کیلئے یہ شاکڈ سے کم نہیں تھا۔۔۔

پر کتنا بے رحم تھے کتنی آسانی سے کہہ دیا مر گئے۔۔۔

”ہاں کوئی پلان ہی سمجھ لو۔۔۔ ”وہ کچھ تاخیر بعد بولی۔۔ فاتح خاموش رہ کر اسکا چہرہ تنکے لگا۔۔۔

”چلو پھر ایک پلان میں نے بھی رات تیار کیا ہے۔ اس کے مکمل ہونے کے بعد چلی جانا۔“  
اس نے سپاٹ لہجے میں درقہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

وہ یہ بات چھپا رہی تھی خود سے بھی، کہ فاتح تم نہیں جانتے تمہارے سواء رہنا کتنا مشکل ہے تم میرے مالک کے بیٹے نہیں بلکہ میرے بیٹے ہو۔۔۔

وہ بیٹا جو ایک بیٹے کے کھونے کے احساس جاگتے ہی دوسرا بیٹا آنکھوں میں اذیت پڑھ کر  
رات کو سینے پر سر رکھ کر سو جائے۔۔۔

کیا وہ سمجھ سکتا تھا کہ درقہ بھی اس سے بے تحاشہ محبت کرتی جان سے زیادہ، پر پہلے اس کا  
فرض۔۔۔

مہوش علی

”کون سا؟“ درقہ نے چونک کر پوچھا۔

”تمہیں بتانا تو ضروری نہیں پھر بھی بتا دیتا ہوں زندگی میں یہ احسان یاد رکھنا، شام تک  
تمہیں سیڑھیوں سے گرا کر مارنے کا ابھی پلان بنا چکا ہوں، اور قبر تمہاری پسندیدہ ترین  
جگہ یعنی کہ میرے روم میں ہی بنا رہا ہوں پھر کیا خیال ہے ابھی مرنا چاہو گی یا بعد  
میں؟“ وہ لفظ چبا چبا کر بول رہا تھا درقہ کا بے ساختہ قہقہہ اٹھا۔۔۔

”تم فضول گوئی کب تک چھوڑو گے؟“ وہ ہنستی ہوئی بولی۔

”جب تک فضولیت پاس ہے تب تک کوئی امید مت رکھنا۔“ اس نے اسکول کا ڈارک بیلو  
کوٹ پہنا اور اسے دیکھا۔

”تمہارے جملے سے مراد میں فضولیت ہوں؟“ وہ بھڑک اٹھی دفعتاً پر اس پر اثر پڑ سکتا  
تھا۔۔۔



وہ تو اپنے باپ کو نہیں بخشنا ہی ڈرتا تھا۔۔۔

”تمہیں سمجھداری کا ایوارڈ دینے کو دل کرتا ہے پر ابھی چھٹے نہیں میرے پاس۔۔۔“ وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا اور جھک کر اسکے گال پیشانی پر بوسے دیتا درقہ کی آنکھیں یکخت نم کر گیا۔۔۔

یہ روز ہی تو دیتا تھا عام سی بات تھی اسکول جانے سے پہلے اسے یونہی کس کرتا تھا، اور ساتھ کئی طرح کے جملے بھی کستا کہ تمہیں کس کرنے سے گرل فرینڈز کی فیلنگز آتی ہیں پھر کیا خیال ہے اس نیکی پر؟

ایسے بہت سے کمٹس پاس کرتا کبھی تو درقہ کا دل کرتا تھپڑ جڑ دے اور کبھی دل کرتا سینے میں بھیج دے۔۔۔

وہ بالکل اسکے بیٹے عبدالرحمن کی طرح تھا جسکے دل اسکی گود میں پھٹا تھا۔ اللہ نے ایک لیا تو دوسرے دے دیا پر شاید اب وقت آگیا تھا کہ اسے بھی چھوڑ کر جانا تھا۔۔۔

رات ہی عارب کی کال آئی تھی کہ سیر اسے بلا رہا ہے، صبح نکلنا ہے جلدی۔۔۔ درقہ سمجھ گئی اسکے لئے کوئی کام ہوگا جو وہ سر کو خم دیکر قبولے گی پر کیا وہ حورالعین جیسی بیٹی فاتح میکال جیسے بیٹے سے دور رہ پائے گی۔۔۔

انہوں نے اسکے اندر سالوں بعد جو احساس جگائے تھے کیا وہ پھر سے ویسی ہو پائے گی۔۔۔

”کچھ ڈیپ لے لی کیا کس؟“ اسکی آنکھوں میں نمی کو گھور کر دیکھتے فاتح نے طنز کیا۔۔۔

درقہ ہوش میں آتی نا سمجھی سے دیکھنے لگی اور پھر جب سمجھ آیا تو غصے سے گھورا۔۔۔

”فاتح!!!“

”فاتح کی جان۔۔۔“ وہ نثار ہوتے لہجے میں بولا۔۔۔ درقہ قہقہہ لگا کر اسے بازوؤں میں اٹھا گئی اور اسکا بیگ کاندھے پر ڈال لیا۔۔۔

”شرم کرو اپنے مستقبل کو گود میں اٹھا رہی ہو۔۔۔“ وہ خود شرمندہ ہوتا بولا۔۔۔  
پر درقہ کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا وہ اسے اٹھائے روم سے نکلی۔۔۔ فاتح نے غور سے اسکے سرد آنکھیں اور سپاٹ چہرے کو دیکھا۔۔۔

”بات سنو میری“ اسنے ٹھوڑی سے پکڑ کر درقہ کا چہرہ اپنی طرف کیا پر وہ اسکی آنکھوں میں نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔  
فاتح کچھ ٹھٹھک اٹھا۔۔۔

”بولو؟“ وہ بولی تو لہجہ وہی پہلے جیسا تھا عام سا سپاٹ۔  
”چھوڑ کر جانے کا مت سوچنا، اور اگر سوچا تو سمجھ جانا کبھی جو فاتح ملا اچھے کی امید مت رکھنا۔۔۔“ اسکی آنکھوں میں غصے نمی سے سرخی لہرنے لگی۔۔۔  
درقہ حیرت سے یکنخت اسکے بدلے روپ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سے یہ بھی جھوٹ نہیں بول سکتی تھی کہ اپنے بچوں کے پاس جارہی ہے۔۔۔

”تمنے کہا تھا شادی کرلو! پھر کافی سوچ وچار کے بعد خیال آیا ہے اور پرنپوزل بھی اچھا ہے تو حامی بھرلی۔۔۔“ اسنے اسے چیئر پر بیٹھاتے کہا۔۔۔

”درقہ میں کوئی دودھ پیتا ننھا بچہ نہیں جسے تم جھوٹے الفاظ کا چونا لگا رہی ہو، سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا ورنہ میں من مٹھی بھر بھی قبر پر مٹی نہیں ڈالوں گا۔“ وہ غصے سے چیخنے لگا تھا کہ درقہ کی آنکھوں نے اسے ریلیکس کر دیا۔۔۔

”کچھ نہیں ہو رہا ایک مذاق تھا۔۔۔“ دفعۃً وہ ہنس پڑی۔۔۔

اور جھک کر بے ساختہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیا جو روم سے نکلتے میkal حورالعين نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔

“مما میں بتا رہا تھا نا بھائی درقہ کو شادی کا کہہ رہا تھا۔۔۔” میکال نے جلدی سے پھسر کی۔۔۔

“ہاہاہا۔۔۔۔ ایسا کچھ نہیں جانو۔۔۔ ” وہ کھلکھلاتی ہوئی جھک کر اسے چومتی بولی۔۔۔

انکی آواز پر دونوں نے انہیں دیکھا اور ساتھ مسکرا دیئے۔

”خیر تو ہے آج درقہ محبت کی بارش برسا رہی ہیں۔۔۔“ درقہ کے پاس آکر اسے سہارا دینے پر حور نے شرارت سے پوچھا۔۔۔

وہ محض مسکرائی، “نہیں بس اسکا دماغ ٹھکانے لگا رہی تھی مجھے دھمکیاں دے رہا تھا۔۔۔”

درقہ کی بات سن کر جہاں اپنے معصوم بیٹے کی دھمکیوں سے حور چونکی وہیں فاتح دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔

”اما کیا یہ دھمکیاں ہیں؟ میں نے انہیں کہا اپنا خیال رکھنا آکر ساتھ کھیتے ہیں اگر نہیں تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔“ وہ معصومیت سے آنکھیں پٹیٹا کر یکسر ایک فاتح سے مختلف فتنہ بن گیا تھا جو اپنی ماں کے سامنے دنیا کا معصوم ترین بچہ تھا۔۔۔

حور کو ٹوٹ کر اپنے شہزادے پر پیار آیا، وہ سب کا خیال رکھتا تھا۔

اور درقہ اسے دیکھ رہی تھی، بیچاری دنیا کی معصوم مائیں۔۔۔ ”اسنے مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

”میں ناشتہ لگاتی ہوں خدیجہ ناشتہ تیار ہے؟“ وہ کہتی کچن میں کلک سے پوچھتی چلی گئی۔۔۔

فاتح اپنی چیئر سے اٹھ کر حورالعین کے پاس آیا اور اسکے گلے میں بانہیں ڈال کر اسکے گال

ماتھا چوم رہا تھا۔۔۔

تو دوسری طرف میکال وہ دونوں اپنی ماں کو روز کی طرح کس کر رہے تھے، پہلے عالم کے صبح واک پر جانے پر کرتے تھے پر جب سے عالم گیا تھا کام سے آٹوٹ آف کنڑی اس کے بعد انہیں کھلی چھوٹ تھی۔۔۔

مہوش علی

وہ جب چاہیں اپنی ماں کو محبت کر سکتے تھے۔۔۔

”چلو جلدی ناشتہ کرو۔۔۔“ درقہ ناشتہ ٹیبل پر لگا کر بولی۔۔۔

”آج تو آہی جائو درقہ۔۔۔“ حورالعین نے روز کی طرح اسے اسرار کرتی تھی پر آج خلاف توقعہ وہ سپاٹ لہجے میں انکار کے بجائے حورالعین کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

یہ بات کافی چونکانے والی تھی صبح فاتح کو محبت اب حورالعین کی بات ماننا۔۔۔ میکال نے

حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔

کیونکہ ان دونوں کے مزاج سیم تھے، وہ دونوں ایک دوسرے سے ہی زیادہ کھسر پھسر کیے پائے جاتے تھے۔۔۔



فاتح کے سے الٹ وہ ڈبل گیسر تھا، کیونکہ فاتح نے عالم سے بگاڑ کر رکھا تھا پر میکال نے اپنے ڈیڈ کو بے تحاشہ محبت دی تھی نتیجہ اس پر زیادہ ٹوک نہیں ہوتی تھی۔۔

مختصراً کہا جائے کہ میسنی کا کاپی میکال نہیں مینسا تھا۔۔

میکال کیلئے یہی کافی تھا کہ وہ دونوں سے بنائے رکھتا تھا، پر اسکے ابھی اس راز سے کوئی واقف نہیں تھا کہ اصل میں میکال کیا ہے۔ وہ کیا سوچتا ہے، وہ کتنا معصوم ہے اور کتنا نا سمجھ۔۔۔

ایک بات طے شدہ تھی سب کی ذہن میں کہ میکال بہت معصوم ہے بالکل حورالعین کی طرح۔۔۔

پھر تھا بھی تو ایسا بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والا۔۔۔

آنکھیں ایسی گہری سیاہ جیسے سیاہ طوفانی رات ہو۔۔۔ کوئی غور سے چند سیکنڈ بھی دیکھے ان آنکھوں میں تو حقیقت اسے سیاہ رنگ کی گہرائی خوبصورتی معلوم ہوتی۔۔۔

”مجھ سے غداری میں معاف نہیں کرتا درقہ میں سعیر نہیں فاتح ہوں اسکے جیسا دکھتا ضرور ہوں پر اس جیسا سمجھنے کا دھوکہ مت کھانا۔۔۔“ اپنی ماں سے بائے کا کس کرتے وہ درقہ کے پاس آیا جو حورالعین کے ساتھ کھڑی تھی اس سے آہستہ آواز میں کہہ کر وہ رکا نہیں آگے بڑھ گیا۔۔۔

اور یہاں تک کے گیٹ سے نکل کر اسکی نظروں سے او جھل ہو گیا۔۔۔

”فاتح تمہیں چھوڑنا تو میں بھی نہیں چاہتی اگر ہمارا پھر سے ملنا لکھا ہوگا تو میں اپنے فاتح سے ضرور ملوں گی۔۔۔“ ایک بار پھر وہ اپنے بیٹے سے جدا ہو رہی تھی۔۔۔

پر اس بار درقہ کچھ اور تھی کیونکہ ایک بھی آنسوؤں وہ پیاسی زمین کو نہیں دے رہی تھی۔۔

”چلیں میم پھر آپکو سمعیہ جی کے ساتھ چیک اپ کیلئے جانا ہے۔۔“ اسنے حور کو سہارا دیا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

”ہاں چلو!“ وہ اسکے ساتھ اندر واپس بڑھی۔۔“کیا ہوا درقہ تم ٹھیک تو ہو؟“ اسنے اسکا چہرہ جانچتے ہوئے پوچھا۔۔

درقہ کو حیرت نہیں ہوئی کہ کیسے وہ ایک ملازمہ کا بھی خیال رکھتے ہیں۔۔ اپنے پھر بھی اپنے ہی ہوتے ہیں اسے احساس ہوا تھا۔۔

”کچھ نہیں میم صاحب نے کسی کام سے بلوایا ہے اور کچھ دن کیلئے یہاں سے جانا ہے اسلیے فاتح ناراض ہو رہا تھا۔۔“ گہرا سانس بھرتے اسنے بات گھول کر گھماتے بتائی۔۔

”عالم نے؟؟ وہ آرہے ہیں؟؟“ حورالعیین شاکڈ ہوئی اور حیرت سے پوچھنے لگی۔۔

”جی جی بالکل! سر آرہے ہیں اور مجھے وہی کام کیلئے بلایا ہے۔۔“ اسنے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔۔

”اچھا!! کیا جانا ضروری ہے؟ تم یہاں بھی تو وہ کام کر سکتی ہوں جو وہاں جاکر کرنا ہے۔۔۔“

”ہاں ضروری ہے اور ہر کام اپنی جگہ ٹھیک لگتا ہے،“ جگہ بدلانا کام کی نوعیت دیکھ کیا جاتا ہے۔۔ بعض اوقات جگہ بدلانا ضروری ہوتا ہے کہیں رشتوں میں درار نا پڑ جائیں۔۔۔“ وہ اسے سمجھانے لگی پر اسکی باتیں جہاز کی طرح حور کے دماغ سے اڑی وہ محض سر ہلا گئی۔۔

”ٹھیک آپ اپنا کام کر کے جلدی آئیے گا میں فاتح کو سنبھال لوں گی وہ بہت معصوم ہے سمجھ جائے گا۔“ حورالعین نے اس کے ہاتھوں کو تھام کر حوصلہ دیا تو لفظ معصوم پر درقہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

”کک۔۔ کیا ہوا؟؟“ وہ سرخ ہوتی شرمندہ ہو گئی۔۔ اسے لگا کچھ غلط کہہ دیا ہے۔۔۔

”کچھ نہیں۔۔ تم بالکل میری بیٹی جیسی ہو! مجھے تم سے اسکی خوشبو آتی ہے۔۔ اسکا لمس محسوس ہوتا ہے۔۔“ ”دفعاً وہ سنجیدہ ہوتی بے ساختہ حورالعین کا ماتھا چوم کر بولی۔۔۔

حور کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔“ اور مجھے آپ سے بی کی خوشبو آتی ہے وہ بھی ہمارا ایسے ہی خیال رکھتی تھی۔۔ اگر آج وہ ہمارے بچے ہوتی اور ہماری اولاد دیکھتی تو کتنی خوش ہوتیں وہ درقہ۔۔۔“ حورالعین پھوٹ پھوٹ کر روتی درقہ کے سینے سے لگ گئی۔۔۔

”نہیں روتے نہیں! تم ایک مضبوط لڑکی ہو دنیا کی تمہارا رونا بنتا ہی نہیں ہے بیوٹی۔

دنیا کی لڑکیاں تمہیں دیکھنے کیلئے بے قرار ہیں کہ بیوٹی کتنی مضبوط ہوگی۔۔ انکی نظر میں تم دنیا جہاں کی مضبوط ترین لڑکی ہو اور میں چاہتی ہوں تم انکے خاکے پر پورا اترو۔۔۔“ درقہ کی بات پر حور نے حیرت سے دیکھا۔۔

کیا دنیا بیوٹی کو مضبوط لڑکی سمجھتی ہے حالاں کہ وہ تو دنیا کی کمزور ترین لڑکیوں میں سے ایک ہے۔۔۔۔

”اگر اب بھی تمہیں اپنی مضبوطی پر شک ہے تو تم دشت وحشت پڑھنا وہاں تمہیں معلوم ہوگا عورت کسی بھی روپ میں کمزور نہیں۔۔۔

چاہے پھر سمعیہ ہو، مسکان ہو، نورالعین ہو، یا بلا سنڈ بیوٹی حورالعین ہو۔۔۔۔“

”دشت وحشت؟“ حورالعین نے چونک کر سوالیہ دیکھا

”ہاں دشت وحشت! جب تم پڑھو گی خود کو آس پاس کو، تب جو روح لرزے گی اسے دشت وحشت ہی کہتے ہیں۔۔۔“

یقین مانوں کبھی وقت ملے تو ضرور پڑھنا اس دشت وحشت کو جہاں تمہیں عورت کا کوئی بھی پہلو فریب یا کمزور نہیں لگے گا۔۔

وہ تمہیں پہلو بہ پہلو مضبوط ترین ہستی لگے گی۔۔ ”وہ اسکے ہاتھ چوم کر اٹھی۔۔۔“  
حورالعین بس اسے دیکھتی رہی کہ وہ پڑھے دشت وحشت یا نا، کیا وہ خود کا ابھی بھی جاننا چاہتی ہے۔۔۔

”ہاں میں بلائینڈ بیوٹی کو ضرور جاننا چاہوں گی۔۔“ اسکے اندر سے آواز اٹھی۔۔۔ اور روح جیسے لرز اٹھی۔۔۔

جو سوچ کر لرزے کیا وہ دشت وحشت ہے؟  
”میری بیٹی کی پیدائش پر ضرور آنا درقہ“ اسے دہلیز پر کھڑا دیکھ کر وہ سسکی دبا کر بولی۔۔۔۔

”زندگی نے مہلت دی تو ضرور آؤں گی بیوٹی تمہارے اور فاتح کیلئے۔۔ اور آنے والی بیوٹی کو انگلش ضرور سیکھانا۔۔“ ہنس کر بولتی وہ رکی نہیں حورالعین نے بیڈ تھام کر اٹھ کر اسکے پیچھے بھاگنا چاہا پر اسکی کنڈیشن نے اسے اتنی ہمت کہاں دی۔۔۔۔



”درقہ ایسا کون سا کام ہے جو ہم سے زیادہ اہم ہو گیا ہے۔“ اسنے شکوہ کیا پر وہ شکوہ سننے کیلئے رکی کہاں تھی۔۔۔

جس طرح اچانک سے آئی تھی اسی طرح اچانک سے غائب بھی ہو رہی تھی۔۔۔ حورالعین کے آنسوں نہیں رک رہے تھے فاتح کا کیا حال ہوگا۔۔۔

کیا درقہ اپنے فاتح کے بغیر جی لے گی۔۔۔ جسکے لمحے لمحے کو اپنوں ہاتھوں میں محسوس کیا آج وہ درقہ کس کیلئے اپنے فاتح کو چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔

”شہزادی۔۔۔!!! روم میں داخل ہوتی سمعیہ اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر گھبراتی اسکے پاس بھاگ آئی۔۔۔

”آپی درقہ چلی گئی۔۔۔۔“!! حورالعین خالی دہلیز کو دیکھتی سسک کر سمعیہ کے سینے میں چھپی۔۔۔

آنکھیں تو سہمی کی بھی نم تھی جب گاڑی میں بیٹھتی درقہ کو آنکھیں پونچھتے دیکھا تھا۔۔۔ وہ مضبوط عورت رو پڑی تھی، اسکے اندر احساس جاگے تھے۔۔۔

”میرا فاتح کیسے سنبھلے گا آپی وہ تو درقہ کے بغیر ایک پل نہیں گذارتا۔۔۔۔“ اسنے روتے ہوئے کہا۔۔۔

”تمہاری حالت دیکھو شہزادی فاتح سمجھدار ہے سمجھ جائے گا، تم خاموش ہو جاؤ عالم آئے گا تو ہم اس سے کہہ کر بلا لیں گے درقہ کو۔۔۔“ وہ اسے بہلانے لگی اور واقعی اسکا دلاسہ کارآمد ثابت ہوا حورالعین روتے روتے مسکرائی۔۔۔

“ہاں عالم ضرور بلا لے گا اسے میرے لیے۔۔۔” اسنے یقین سے کہا۔۔۔ سمعیہ نے اسکے معصوم چہرے کو دیکھ کر اسکا سر سینے سے لگایا۔۔۔

\*-----❤️-----\*

“یہ کیا ہے؟؟” ششدر سی درقہ اپنے بانہوں میں دیکھنے لگی۔۔۔

عرب لب بھیجے سرخ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہیں سعیر کی آنکھیں لال انگارہ تھیں۔۔۔

“میری امانت ”! وہ بے تاثر چہرے سے بولا۔۔۔

“امانت؟؟” درقہ الجھ گئی۔۔۔

وہ کچھ دیر پہلے یہاں پہنچے تھے عرب کے ساتھ اس عالیشان جگہ پر۔۔۔

جہاں بیسٹ موجود تھا، وہ اس بنگلے میں داخل ہوئے عرب کو اندر بلایا گیا اور درقہ باہر لائونج میں ہی بیٹھی تھی۔۔۔

چند گھنٹوں بعد جب اسے بھی ملازم اندر جانے کا پیغام دیا تو حیرت سے پریشان وہ اندر روم میں گئی تو روم کے بچوں بچ عالم اور عرب دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے دونوں کی آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔

وہ ابھی کچھ سمجھتی یا کچھ کہتی تھی ہی ڈاکٹر ایکسیوز کرتے اندر داخل ہوئی، درقہ نے دیکھا اسکے گود میں گلابی کمبل میں لیٹی ہوئی کوئی بچی تھی جو مسلسل چھوٹی مدھم سسکیاں بھر رہی تھی۔۔۔

جانے کتنی دیر وہ وہیں کھڑی رہی ڈاکٹر عالم کو کچھ کہہ رہی تھی، عارب لب بھینچے زخمی نظروں سے اس بچی کے سرخ گلابی چہرے کو دیکھ رہا تھا جو عالم کے بازوؤں میں تھی۔۔۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد درقہ کو اندر بلایا گیا اور وہ خاموشی سے اندر آئی تب اسکی سوچ وگمان میں نہیں تھا کہ یہ اب کیا ہونے والا ہے۔۔۔

ہوش تو تب آیا جب اچانک سے اسکی بانہوں کے حصار میں وہ ننھی غنودگی میں جاتی بچی  
ڈال دی گئی تھی۔۔۔

“ہاں یہ میری امانت ہے جو میں تمہارے حوالے کر رہا ہوں، امانت کے ساتھ تم نے اسے پروان چڑھانا ہے۔۔۔ ” وہ اس بچی کا گال چھو کر کہا۔۔۔

جسنے مانوس لمس پر مسکراتے ہوئے لرزتی پلکیں واکیں۔۔۔

دورقہ کے ساتھ عارب نے بھی چونک کر اسکی سلور گرے آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

عرب تو آنکھیں درد سے میچ لیں۔۔۔

اسکے سارے زخم وہ تڑپتی باتیں، وہ روتی سسکتی لڑکی۔۔۔ اسکی ویران تڑپتی محبت کیلئے آنکھیں۔۔۔۔

وه رمشنا

”میں آتا ہوں۔۔۔“ وہ ایک مضبوط ہو کر بھی خود کو مضبوط نہ رکھ سکا۔۔۔ اسکا دل بھر آیا تھا، اس لڑکی کو محبت نے مار دیا۔۔۔

کس نے اس بدنصیب کا کہا کرے محبت ایک حیوان سے۔۔۔۔

”کیا تمہیں اختلاف ہے اس فیصلے سے؟؟“ سعیر نے اس بچی کا گال سہلاتے درقہ سے پوچھا جسکی آنکھوں کے سامنے فاتح کا چہرا گھوم رہا تھا۔

”نہیں سر!! وہ چاہ کر لبوں پر فاتح کو نہیں لاسکی۔۔

یہ نہیں بول سکی کہ میں فاتح کے بغیر کیسے رہوں گی اور فاتح میرے بغیر۔۔۔

”گڈ! مجھے تم سے یہی امید تھی درقہ۔ میں نے سب کو چھوڑ کر تمہیں چنا ہے تو اسلیے کیونکہ تمہاری محبت میں اپنے بچے کیلئے دیکھ چکا ہوں اور یہی بلکہ اس سے بڑھ کر تم سے امید کرتا ہوں اسے دوگی۔۔“ وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر جیسے محبت مانگ رہا تھا۔۔

درقہ کا سر جھک گیا اور خود بخود اثبات میں ہل گیا۔

”آپ بے فکر رہیں سر!! وہ چھوٹی بچی کو دیکھتی بولی۔۔

”یہ میری زندگی کا حصہ ہے درقہ میں بے فکر نہیں رہ سکتا! تم یہ مت سوچنا کہ تم اکیلی ہوگی بالکل نہیں میرا سایہ ہر وقت تم لوگوں پر ہوگا اور جب وقت آئے گا تو میں اپنی امانت لے جاؤں گا۔“ وہ اسکے حوالے ٹکٹ اور کچھ کارڈ پیپرز کرنے لگا۔۔

درقہ نے خاموشی سے لیے اور دیکھ کر بیگ میں ڈال دیئے۔

”فاتح کی فکر مت کرنا وہ تم سے مل لے گا۔“ سعیر نے اسکی آنکھیں پڑھتے ہوئے کہا۔۔۔



وہ نفی میں سر کو جنبش دیتی گویا ہوئی،“ نہیں سر وہ جتنا اچھا ہے وہ میں دل سے قبولتی ہوں پر میں اپنا فرض ادا کر رہی تھی بے شک یاد آئیں گے مجھے پر فرض میرا فرض ہی رہے گا اسکی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔“ اس کے کہے الفاظ پر سعیر خاموش رہ گیا۔۔

اس کے پاس دوسری کوئی راہ نہیں تھی ورنہ وہ ایسا نہیں کرتا۔۔۔

“ہم گڈ! میری چوائس غلط نہیں مجھے معلوم تھا۔“ وہ بولا تو درقہ محض مسکرا دی۔۔۔“ میں پوری کوشش کروں گی آپکی امید پر پورا اترنے کی جان کی بازی لگا دوں گی پر اس پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔۔۔۔

“نہیں جان کی بازی نہیں دینی درقہ بے فکر رہو، اب زندگی تمہیں ملنے والی ہے وہ ایک بالکل پرسکون اور نئی پہچان سے خوشحال ہوگی جہاں تمہیں ایک بچی کی تربیت کرنی ہے میری امانت کی۔۔۔“ وہ اس کے گال انگلی کے پور سے سہلانے رہا تھا۔۔۔

اور وہ سوئی ہونے کے باوجود ہلکا سا مسکرائی۔۔۔ اس کے چھوٹی گلاب کی پتیوں جیسے سرخ گلابی لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی جو عالم کے لبوں پر بھی چھا گئی تھی۔۔۔۔

پاک پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے رمشا کو منوں مٹی کے حوالے کیا جسکی وہ امانت تھی۔۔

رشتدار میں کوئی نہیں آیا تھا سواء چند اس کے دوستوں کو جو اس کے چہرے کا آخری دیدار کرتے لرز اٹھے تھے۔۔۔

اور عالم کی آنکھوں کے سامنے وہ مٹی کے حوالے ہو گئی۔۔۔ ہمیشہ کیلئے اس کا قصہ ختم ہو گیا تھا۔۔

جس سے شروع ہوا تھا اسی پر اختتام ہو گیا تھا۔۔۔ وہ محبت کی اندھی نگری میں چل پڑی تھی ٹھوکر تو کھانی ہی تھی تاریکی میں۔۔

“عرب تمہارے ساتھ چل رہا ہے وہاں پہنچتے سب سے پہلے اپنا اکاؤنٹ اوپن کرنا کسی نزدیک بینک میں، گھر، ملازمین، ضروریات کی ہر چیز کا انتظام اب تک ہو گیا ہوگا، تمہیں بس اسکی تربیت کرنی ہے ایک معصوم پھول کی طرح۔۔۔” وہ اسے سمجھا رہا تھا اور درقہ سمجھ رہی تھی بلکہ اس بچی کو دیکھتی۔۔۔

“فلائٹ کا وقت ہونے والا ہے چلیں۔۔۔”! کچھ ہی دیر میں عرب ناک کرتا روم میں آیا تب تک سیر اسے تمام باریکیوں سے سمجھا چکا تھا کہ اس کو کتنے وقت تک کیسی پروٹیکشن دینی ہے۔۔۔

“ہم!” اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سیر آگے بڑھ کر اس سے بچی کو لیا اور آخری بار اسے دیکھا۔۔۔

اسکی گود میں آکر وہ پھر مسکرائی تھی، اتنی معصوم تھی یہ نہیں سمجھ پارہی تھی وہ اس انسان کی گود میں ہے جسکی محبت میں اسکی ماں برباد ہو گئی تھی۔۔۔

اسنے جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اور وہ اس نرم گرم بوسے پر آنکھیں وا کر کے سیر آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔۔ یہ سین اس قدر جان لیوا تھا کہ درقہ عرب نظریں پھیر گئے۔۔۔

“میں تمہیں دور نہیں کرتا پر یہ سیر عالم کی مجبوری اور تمہاری زندگی کی لیے بھی ضروری ہے” وہ اسکے دونوں گال چھو کر دکھ سے بولا تو وہ اور گہرا مسکرائی۔۔۔

”لگتا ہے آپ سے کافی زیادہ مانوس ہو گئی ہے۔۔۔“ اسے خاموش صرف مسکراتے دیکھ کر عارب نے کہا تو عالم سر ہلا گیا۔۔۔

”ہاں آنکھیں جو میری گود میں کھولی تھیں، سب سے پہلے چہرا بھی تو میرا دیکھا تھا۔۔۔“ سپاٹ لہجے میں بولتا ایک بار جی بھر کر اس ننھے گلابی پھول کو دیکھ کر درقہ کے حوالے کیا درقہ نے آہستہ سے اسے سینے سے لگایا۔۔۔

”چلیں۔۔۔“ عارب نے کہا تو عالم اس بچی کو دیکھ کر پشت موڑ گیا، دل تو نہیں کر رہا تھا پر یہ ضروری تھا بہت وہ بھی رمشا کیلئے۔۔۔

آج اسکا بھائی ہوتا تو شاید دونوں آسانی سے پروان چڑھتے پر اب سے اس کٹھن راہ کو اس ننھی پری نے خود ہی طے کرنا تھا۔ جہاں کوئی نہیں تھا نا اپنا نا اپنی۔۔۔

درقہ ایک گہرا سانس بھر کر خود کو سنبھال گئی کیونکہ وہ پاکستان سے ہمیشہ کیلئے دور جارہی تھی، اور فاتح سے بھی۔۔۔

اب تو جانے پھر سے زندگی میں ملنا لکھا تھا یا نہیں، اسکی زندگی ایک الگ راہ کی مسافر بن گئی جہاں فاتح نہیں کوئی ہی مسافر تھی۔

”کیا فاتح یہ جان کر قبول کر پائے گا کہ درقہ اسے چھوڑ کر ایک الگ وجود کو پالنے سنبھالنے کیلئے چلی گئی؟؟“

عارب نے جھک کر بیگ اٹھایا اور عالم کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو مسکرا کر پلٹا تو چہرے پر کوئی تاثرات نہیں تھے بلکہ وہ کسمپاتی رونے کی تیاری پکڑتی اس بچی کی آواز سن رہا تھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ وہیں کھڑا تھا اور درقہ اسے سینے سے لگائے آگے بڑھی، یہ شاید وہ بچی بھی جان گئی تھی کہ کس سے جدا ہو رہی ہے۔۔ اسکی مدھم سسکیاں پھر گونجنے لگی۔۔

وہ پھر اپنے سائے سے دور ہو گئی۔۔

کیا ایسے ہی اپنوں سے دور رہے گی؟؟

وہ رو رہی تھی اب تیز آواز میں کہ سعیر کا سینا تڑپ اٹھا اسکے لیے پر وہ ضبط کے پہاڑ بٹھائے لہو آنکھوں سے کھڑا تھا۔۔۔

”تم نے کہا تھا اسکا بیٹا بھی ہے وہ کہاں ہے؟“ عارب نے کچھ یاد آنے پر رک کر پوچھا اسکے رکنے پر درقہ بھی رک گئی۔۔

اسکے سوال پر سعیر نے ایک تھکی ہوئی سانس خارج کی اور خود کو بولنے کے لیے تیار کیا کہ یہ الفاظ اس بچی کے کان میں بھی جانے چاہیے تاکہ کل کلاں امید نا لگائے دنیا سے۔۔۔ اسکا صرف بیٹ تھا اور بیٹ کیلئے ہی زندہ ہوگی اسکی ننھی پری بنکر۔۔۔

”وہ نہیں رہا! شہید ہو گیا۔۔ سقر“!! وہ بولا پر یہ الفاظ کسی پہاڑ کی مانند زیرہ زیرہ اسکے سر پر ہو کر برسے تھے اور دونوں سعیر کے چہرے کو دیکھنے لگے۔۔۔

”اگر فاتح ہے تو سقر بھی ہوگا“ درقہ کے کانوں میں الفاظ گونجنے۔۔۔

”نہیں رہا سقر؟“ عارب نے ششدر ہو کر سقر پر زور دیا کہ آپ نام یہی لے رہے ہیں تھوڑا غور کریں کہیں غلط تو نہیں لے لیا۔۔۔

”ہاں سقر رمشا کا سقر! ایک بے گناہ معصوم سا سقر۔۔۔ پھر سے ایک سعیر نہیں سقر!!“



اچھا ہوا کہ وہ نہیں رہا ورنہ اسکا نام اسے جہنم میں بھیج دیتا۔ ”وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔۔۔  
عرب نے گہرا سانس بھرا تو مطلب ستر آیا تھا دنیا میں پر وقت پر ہی اسے حیوانوں نے مار  
دیا تھا۔

”اسکا نام؟؟؟“ ”جاتے ہوئے درقہ نے پوچھا۔۔۔

عرب نے بھی چونک کر عالم کو دیکھا اہم سوال۔ تو وہ پوچھنے ہی بھول گئے۔۔۔

”کسوا۔۔۔“ وہ مسکرا کر بولا کیونکہ اسے دیکھ کر سب سے پہلا نام یہی آیا تھا عالم کو جو  
اسنے اپنی بیٹی کیلئے سوچا تھا۔۔۔

”ماشاء اللہ“ ”عرب کو بھی پسند آیا کسوا۔۔۔  
”اگر اسنے کبھی پوچھا کہ اسکے ماں باپ؟؟“ ”یہ سوال مستقبل کیلئے کافی خوفناک ثابت ہونے  
والا تھا درقہ نے سوچ سمجھ کر سوال اٹھایا تھا۔۔۔

”ہاں عالم ہر بچہ اپنے ماں باپ کو تو ضرور جاننا چاہتا ہے یہ بھی تو پوچھے گی ایک دن کہ  
اسکے ماں باپ کون ہیں پھر؟“ ”عرب نے تاکید کی عالم گہرا سانس بھر کر درقہ کی گود میں  
روتی ہوئی کسوا کو دیکھنے لگا۔۔۔

”کہہ دینا تمہارا باپ ایک“ بیسٹ ”اور ماں“ بلاسٹڈ بیوٹی ”ہیں۔“ ”دونوں اسکے جواب پر  
ششدر شاکڈ ہو کر اسے دیکھنے لگے۔۔۔

”بیسٹ بلاسٹڈ بیوٹی؟؟؟ کون سی بیوٹی عالم؟؟“ ”عرب کے وجود پر بچھو ریگنے لگے کہ کہیں  
وہ حورالعین کے ساتھ۔۔۔۔۔

”میری بیوٹی جو حقیقت میں بلائند بیوٹی تھی ”!اسکے جواب پر وہ اسکی محبت پر ساکت ہو گئے۔۔۔

تو یہ ثابت ہوا تھا کہ بیسٹ کو بڑے سے بڑا طوفان بھی اپنی بیوٹی سے وفا محبت کرنے سے نہیں روک سکتا۔۔۔

”ہمیں سقر کیلئے افسوس ہوا کاش ہم اسے وقت پر بچا لیتے۔۔۔ پر جو ہوتا ہے اس میں رب کی رضا ہوتی ہے۔۔۔

ہو سکتا ہے سقر کا اذیت بھرا سفر رب چاہتا ہی نہیں تھا۔۔۔ ”عارب سوچ کر کہتے خاموشی سے قدم بڑھا لیے اسکے پیچھے ہی روتی ہوئی کسوا کو گلابی کمبل میں لپیٹتے ہوئے سینے سے لگائے درقہ روانہ ہو گئی اور اب پیچھے صرف سعیر رہ گیا اور اسکے ہاتھوں میں محسوس ہوتا رمشا کے خون کا لمس۔۔۔

وہ جو اپنے بیٹے کے نام سقر رکھنے سے انکار کر چکا تھا دل کو، رمشا کے بیٹے کا نام سقر سن کر وہ ششدر تھا پر پھر معلوم ہوا کہ سقر تھا ہی نہیں۔۔۔

اسکا کوئی سفر یا وہ مسافر نہیں تھا وحشت کی راہوں کا، جیسے ایک سعیر عالم ہوا تھا ان

راہوں کا صرف سعیر نام کی وجہ سے۔۔۔

پر وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے چلا گیا، کاش وہ سقر نا ہوتا تو آج انکے بیچ ہوتا۔۔۔

“عین ”! سب کے جانے کے بعد وہ خاموش سا بیڈ پر بیٹھ گیا تبھی دل کی جو پکار تھی اس حالت میں وہی اسکی بے سکونی دور کر سکتی تھی ورنہ ان آنکھوں کو مٹی کے حوالے کرتے اسکی حالت کافی عجیب ہو گئی تھی۔۔۔

وہ بلا سنڈ آنکھیں کیا زمین میں گئیں ہر طرف جیسے موت سا سکوت سیر کو محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

شاید یہ سفر اختتام کو پہنچا تھا۔۔۔

نارہا تھا کنگ نا قہر۔۔۔

نارمشا نا ہی اسکا مجرم۔۔۔

پھر سفر کیسے ہوتا وحشت میں؟

پر بیسٹ کی تو وحشت ابھی چھائی ہوئی تھی جو ان روشن آنکھوں کے سامنے ہونے کے باوجود اس سے خفیہ تھی۔۔۔

آخر وہ بلا سنڈ بیوٹی تھی حقیقی بلا سنڈ بیوٹی جو بیسٹ کو دیکھ کر بھی بیسٹ کو پہچان نا سکی۔۔۔

وہی تو ہوئی بیسٹ کی بلا سنڈ بیوٹی۔۔۔۔۔

لبوں پر عین نام کا تبسم سجائے وہ اٹھا، اور سگار ہاتھ میں پکڑے شانے پر کوٹ ڈالتے ہوئے وہ اس گھر سے باہر نکلا۔۔

”سر آپکی فلائٹ کا وقت ہو چکا ہے ”!اسکے آدمی نے آکر مودب سے بتایا سیر سر ہلاتا  
ہوا ہاتھ میں پکڑے سگار سے اسے جانے کا اشارہ دیکر خود چلتا ہوا اپنی بڑی سی سیاہ گاڑی  
کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔۔۔

”یہ سفر اب تمہارا ہے فاتح! نام سے نہیں، تمہیں اب ثابت کرنا ہوگا کسوا ہی اسکاٹ لینڈ  
کی پہچان ہوگی۔۔۔ اور وہی تمہاری فتح۔۔۔ تب ٹھہرو گے تم“ سیر عالم ”کے“ فاتح

عالم ”۔۔۔

سفر کے دوران وہ سوچتا ہوا مبہم سا مسکرا کر گاڑی کو ٹرن کرنا لگا۔ اپنی عین کی طرف جو  
کہ بیٹ کیلئے تحفہ، سیر کی فتح تھی۔۔۔

\*-----❤️-----\*

دشمن

”درقہ کے جانے کا سن کر مجھے افسوس ہوا واقعی تم اکیلے رہ گئے۔۔۔“ دوسری طرف  
موبائل پر اسکی آواز گونجی۔۔۔

فاتح نے خاموشی سے موبائل کو دیکھا اور دوسری طرف وجود کا سوچا۔۔۔

”مجھے بھی خوشی ہوئی جب سنا فائر کرنے کے ساتھ ہی فیری پھڑپھڑا کر زمین بوس ہوئی  
تھی۔“ وہ عام سے لہجے میں الٹا اس پر وار کرتا بولا۔۔۔

فیری سٹپٹا گئی۔۔۔ ”یہ کس نے بکواس کی ہے ایسا کچھ نہیں۔“ وہ چلا اٹھی کیونکہ اسنے سوچا  
تھا وہ کافی سیڈ ہوگا تو اس بہانے وہ باتیں کر کے اسکا دکھ بانٹ کر انکا ریلیشن اچھے ہو جائیں  
گے۔۔۔



پر دوسری طرف والا تو جیسے ڈھیٹ نہیں ماہ ڈھیٹ تھا سب پریشان تھے اسکے لیے اور وہ اسے عام لہجے میں بات کر رہا تھا جیسے کوئی غم نہیں تھا اسے۔۔۔

پر وہ کیا جانے فاتح کی سوچ۔۔۔

”ایسا تب ہوتا جب تمہاری ماں نا بچتی خیر وہ بچ گئی میں اس خوشی میں تمہیں مبارک کہتا ہوں۔۔۔“ اسکے الفاظ کافی چبھتے ہوئے تھے۔۔۔

فیری کی روح کانپ گئی اپنی ماں کے بارے میں ایسے الفاظ پر، وہ اسکی بھی تو کچھ لگتی تھی۔۔۔

”تم ایک نہایت ہی کوئی گھٹیا ترین بچے ہو۔۔۔ تم میں میمنرز تمیز بڑوں کا ادب کچھ بھی نہیں شرم تو دور تک نہیں جس عورت نے تمہیں گود میں پالا اسی عورت کے مرنے کی بات کر رہے ہو۔۔۔“ وہ چیخ رہی تھی فاتح نے آہستہ سے موبائل بیڈ پر رکھا کہ جتنا اسکا ولیم ہے ضرور یہاں تک آسانی سے آواز پہنچ جائے گی بغیر سنگلز کی روک ٹوک کے۔۔۔

”پہلی بات وہ تمہاری جیسی یا تم اسکے جیسی ہو کچھ بھی برے لوگ جلدی نہیں مرتے۔ میرے باپ کی میری مثال بھی لے لو۔۔۔

ویسے عام سوال ہے اتنی انفارمیشن میرے بارے میں رکھ کر تمہارے خیالات کیا ہیں؟“ اسکا لہجہ نہایت سلجھا ہوا عام سا تھا۔۔۔

پر اسکے الفاظ فیری کا دماغ گھوم گیا۔۔۔

”فتنے“!!!! وہ چیخی۔۔۔ وہ چھوٹا سا بچہ اس سے کس طرح بات کر رہا تھا۔۔۔

”تم اتنا چیختی کیوں ہو؟“ اسنے بے مطلب عام مگر اہم سوال کیا۔۔ جسکا جواب دوسرے کوئی نہیں پر فاتح کیلئے کافی فضول تھا۔۔

”دفع ہو!! وہ زچ ہو کر بولی مطلب اب وہ اسکے بولنے پر بھی نقص نکالے گا۔۔  
اسے تو بچہ کہنا بچے کی توہین تھی جانے کیسے آپی اسے معصوم کہتی تھی۔۔

”کافی اچھی وجہ ہے جاری رکھو شاید کبھی ہو جائو، نیک تمنائیں۔۔“ وہ کہہ کر رکھنے لگا ہی تھا کہ فیری نے ہڑبڑا کر ٹوکا۔۔

”رکو بات سنو۔۔“ اسکی روک پر فاتح گہرا سانس بھر کر آنکھیں میچ گیا ورنہ دل تھا موبائل کا قصہ ہی دنیا سے ختم کر دے۔۔

کال ڈسکنیکٹ نہیں ہوئی اور فیری ہنس پڑی۔۔

اسکی جلت رنگ کرتی مسکراہٹ فاتح کو موبائل کو گھورنے کیلئے مجبور کر گئی۔۔

”تمہیں کس نے بتایا میں فائر نہیں کر سکی؟“ کافی سوچ کر وہ سوال اٹھلائی۔۔

”بیوقوفوں سے کوئی امید نہیں رکھی جاتی اہم بات کرو!“

”تم تو اکیلے ہو گئے فتنے درقہ جو چلی گئی ہا ہا ہا اب تو تمہارا ایک بھی دوست نہیں اس دنیا میں۔۔“ وہ محظوظ ہو کر کھلکھلاتی ہوئی بولی۔۔

”بہت جلد آنے والی ہے میری دوست!“ وہ جتا کر بولا۔۔

فیری کو لگا حورالعین کے پیٹ میں موجود اپنی بہن کے بارے میں کہہ رہا تھا۔۔

”کون ہوگی وہ بیوقوف جو تم سے دوستی کرے گی؟؟“ وہ اسے زچ کرنے کیلئے پوچھنے لگی۔۔۔

بھلا فاتح کو بتانے میں کیا پرالیم ہو سکتی تھی۔۔۔

”تمہاری بہن کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟“ اسے پوچھتے کال ڈسکنیکٹ کرنے کے ساتھ موبائل سائلنٹ کر دیا۔۔۔

اپنے جواب کے بعد وہ فیری کی شاکی حالت پھر چیخ چلاہٹ غصہ وہ سب سمجھ رہا تھا۔۔۔  
پر اسکی نظریں سامنے موجود درقہ کی تصویر اور اپنے سٹون پر تھیں جنکے بارے میں اسنے کہا تھا درقہ میں تمہیں انکا ساز سنائوں گا۔۔۔

اسکی بھوری آنکھ سے آنسو پھسل کر درقہ کی تصویر پر گرے جس میں وہ چھوٹے سے فاتح کو سینے سے لگائے کھڑی تھی۔۔۔

فاتح نے سختی سے لب آپس میں پیوسٹ کر لیے کہیں ایک پکار نا نکل لے جسکے بارے میں اسنے قسم اٹھائی تھی پکارے گا نہیں اسے اتنا بزدل نہیں فاتح۔۔۔

”درقہ اتنی اپنائیت اور احساس دیکر جو افیت دی ہے اسکا حساب تمہیں دینے ہوگا، تمہیں احساس دلوؤں گا کہ کسی کو محبت دیکر پھر چھین لینے سے کتنی افیت ہوتی ہے۔ کسی اپنے کے اچانک جانے سے کتنا دکھ ہوتا ہے۔۔ تم جس فرق کیلئے مجھے رلایا ہے وہ فرض ایک دن تمہیں رلائے گا۔۔۔

جس بھی وجود نے تمہیں مجھ سے الگ کیا ہے فاتح اسے کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔۔“  
کھڑکی کے باہر فریم پھینکتے ہی اسنے سرگوشیوں میں کہا۔۔۔

روم میں جگہ جگہ اسکا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ وہ جب اسکول سے آیا تھا اسے اسکی ماں نے بتایا کہ درقہ چلی گئی ہے۔۔۔

سمعیہ حورالعیین اسکے رویے کو لیکر کافی فکر مند تھیں پر انکے برخلاف فاتح نے کہہ دیا، ”اچھا ہے چلی گئی مصیبت“! پر یہ تو کوئی فاتح سے پوچھتا جسکی گود میں پروان چڑھا اسکے اچانک دھتکار کر جانے سے کتنی افیت ملتی ہے۔۔۔

وہ خاموشی سے چلتا ہوا بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔ دل سارے روم کو تہس نہس کرنے کو اکسا رہا تھا پر وہ جذبات سے نہیں عقل سے کام لینے والا بندہ تھا۔۔۔

اسکی سوچ مختلف تھی وہ رشتوں کے سامنے نہیں، اپنی سوچ کو دیکھتا تھا۔۔۔

اور انہی رشتوں کیلئے رکتا تھا جو اس سے مخلص ہوں۔۔۔

اسکے لبوں پر یلخت گہری مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔ اور وہ مسکراہٹ ایسی جسکا ساتھ اسکا ٹھہرا جنون دے رہا تھا۔۔۔

دوسری طرف فیری سامنے بیٹھی مسنی کے پیٹ کو دیکھتی مٹھیاں بھیج گئی۔۔۔

”میں اپنی لٹل فیری پر تمہارا برا سایہ بھی پڑنے نہیں دوں گی فاتح۔۔۔“ اسنے غصے سے بڑبڑا کر سوچا۔۔۔

”لگتا ہے پھر پھڑا رہی ہے اسکے اندر کی فیری“! سامنے بیٹھا اسکی سرخ حالت دیکھتا زوہان طنزیہ بولا۔۔۔



جس پر مسکان کا کھلکھلاتا ہوا اپنے بیٹے کی بات پر قہقہہ گونجا۔۔۔

”تم تو چپ ہی رہو ہر وقت بوئگیاں مارتے رہتے ہو۔۔۔“ اسنے جھڑکا۔۔۔

”بونگے لوگوں کو دیکھ کر بوئگیاں ہی منہ سے نکلتی ہیں۔۔۔“ وہ ہنستے اپنی ماں کو شرارت سے آنکھ مار کر بولا۔۔۔

فیری غصے سے بپھر گئی۔۔۔ وہ تو فاتح کو جلانے کیلئے بیٹھی تھی پر کلہاڑی الٹا اسکے ہاتھ سے اسکے پاؤں پر ہی گری تھی۔۔۔ وہ اپنے لہو وجود سمیت جل بھن گئی اور اب یہ بھڑاس زوہان پر ہی نکلنے لگی۔۔۔

وہیں صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھی انار کے دانے منہ میں ڈالتی مسکان محفوظ ہوتی دونوں کی نوک جھونک سے ہنس رہی تھی۔۔۔

\*-----❤️-----\*

”فیری!! زوہان آنکھیں پوری وا کیے بولا۔۔۔

”کچھ نہیں ہوتا گھبراؤ نہیں“! فیری نے گردن گھما کر کہا۔۔۔ جبکہ پیچھے اسکے موبائل تھی جس میں اسے بار بار منتیں کی جارہی تھیں کہ ”بے بی پلیز سٹاپ کار“!

”ہیں؟؟“ وہ اپنے پر گھبراہٹ کا سنتا ہوا ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگا۔۔۔ ”بھلا وہ کیوں گھبرانے لگا؟“

”مجھے کچھ ہوا تو تمہاری خیر نہیں“! اسنے غصے سے کہا۔۔ فیری کیلئے شکڈ تھا۔  
وہ اسکا بھائی اسکے ساتھ چلتا اسے کہہ رہا تھا کہ اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے باقی وہ جائے اسکی  
بھلا سے بھاڑ میں۔۔۔

”زی؟؟؟؟“ وہ صدمے سے چیخی کیونکہ دونوں پلان بنا کر ساتھ گھر سے نکلے تھے۔ انکی  
ماں ہاسپٹل میں تھی ایمر جنسی میں اسکا باپ لیکر گیا تھا، کیونکہ آج کی اس سنہری شام میں  
انکی شہزادی بہن اس دنیا میں آنے والی تھی۔۔۔ فیری نے طے کیا تھا وہ اس پر فاتح کی  
پرچھائی بھی برداشت نہیں کرے گی۔۔۔

اسلیے اپنی ماں کا روم اپنی نگرانی میں“ ویکم لٹل فیری ”کیلئے سجائے، زوہان کے مدرسے  
سے آتے ہی جب اسے معلوم پڑا بڑا ہنگامہ مچانے لگا کہ اسے بھی جانا ہے، اور یہی بے چینی  
فیری کو تھی پر گیٹ پر پولیس سکیورٹی دیکھ کر وہ بوکھلا گئے تھے کیونکہ اسکے باپ کے ذرا  
سی غیر موجودگی میں فوراً سے سکیورٹی فورس آجاتی تھی۔۔۔

اور کافی سوچ کے بعد کے اس چھوٹے سے زوہان کا دماغ چلا اور اسنے ایسا گمراہ کیا انہیں  
کہ دونوں ہی وہاں سے بھاگ نکلے۔۔۔

ڈرائیونگ تو فیری کو آتی تھی پر اسے کرنے ابھی نہیں دیتے تھے پر آج یہ ڈرائیونگ اسے  
کام آگئی۔۔۔

دونوں سٹی ہاسپٹل کی طرف تیزی رفتاری سے رواں دواں تھے۔۔۔ گاڑی ہوائوں سے ریس  
لگا رہی تھی۔۔۔

پیچھے بوکھلائے پولیس والے ہراساں تھے اور انہیں متیں کر رہے تھے کہ رک جائیں ورنہ انکی جاب گئی تیل میں۔۔

کیونکہ انکی موجودگی میں کوئی حادثہ پیش آنا سراسر انکی کوتاہی تھی۔۔

“نازی نازو! تم تو فیری ہو پھڑپھڑا کر نکل جاؤ گی میرا کیا ہوگا؟ میں تو نا فیرا ہوں نا ہی پراا اگر گیا تو چھوٹے پائوں بھی نہیں مار سکتا۔۔۔ مستقبل گیا تیل بھیجے۔۔۔” وہ سختی سے اسکا بازو پکڑتے بولا۔۔۔

اپنے ننھے بھائی کی سوچ پر فیری کو جھٹکا لگا اور اسنے گردن گھما کر اسے دیکھا ہی تھا کہ دفعتاً وہ چیخا۔۔۔

“فیری!!! اسکی چیخ پر فیری نے بوکھلا کر سامنے دیکھا اور اگلے ہی لمحے اسکی چیخ فلک شکاف تھی۔۔۔

“آہہ۔۔۔”!!! سامنے موجود وجود کو دیکھتے فیری نے چیخ ماری ایکدم اسٹیرنگ گھماتے بریک پر زور سے پائوں رکھا گاڑی سرسراہٹ کے ساتھ سامنے موجود وجود سے ٹکراتی سیدھا روٹ پاس درخت سے ٹکرائی۔۔۔

“اماں۔۔۔”!! جہاں یہ دھاڑ نما چیخ گونجی تھی وہیں زوہان کے ساتھ فیری کے بھی اوسان خطا ہو گئے۔۔

وہ دونوں دھواں نکالتی گاڑی میں بیٹھے شاکڈ سامنے دیکھ رہے تھے۔۔

“تم زندہ ہو؟” اسنے سرگوشی نما پوچھا۔۔

”نہیں مجھے سامنے میرے اچھے اعمال کا گھنا درخت دکھ رہا ہے پر دھواں ہے شاید جہنم بھی پاس ہے۔۔۔“ پاس بیٹھے وجود کی سرگوشی آئی۔۔۔

”اور تم؟“ اسنے فیری سے پوچھا۔۔۔

”مجھے درخت کے ساتھ گاڑی دکھ رہی ہے شاید میں گاڑی سمیت جارہی ہوں۔۔۔“

وہ دونوں حواس میں نہیں تھے تبھی آنکھیں پھاڑے ساکت سے سامنے دیکھتے ایک دوسرے کو اپنی صورت حال بتا رہے تھے۔۔۔

”ہماری روح کب اڑے گی؟“ زوہان نے بغیر ٹس مس ہوتے پوچھا۔۔۔

”ملک الموت راستے میں ہے۔۔۔“ فیری نے سہمی آواز میں جواب دیا۔۔۔

”میرا حلق کیوں خشک ہو رہا ہے؟“ وہ خوفزدہ ہو کر زوہان سے پوچھنے لگی جسکا دماغ پہلے ہی بڑا فاسٹ تھا۔۔۔

”تمہارے اعمال برے ہیں۔“ وہ بولا۔۔۔

”بے بی آپ ٹھیک ہے؟؟“ دفعتاً گاڑیوں کے پاس بھیڑ کو ہٹائے پولیس والے انکے قریب پہنچ گئے تھے جو اسٹپچو بنے بیٹھے اب ملک الموت کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

”مجھے لوگوں کی آوازیں آرہی ہیں۔۔۔“ وہ ہراساں بولی۔۔۔

”ہاں کیونکہ تمہارے اعمال کی وجہ سے تمہاری روح تڑپ رہی ہے۔۔۔“ آوازیں تو اسے بھی سنائی دے رہی تھیں پر اسے دماغ بھی تو استعمال کرنا تھا۔۔۔



”تمہیں کچھ نہیں ہو رہا؟“ وہ بولی پولیس والے انکے شیشے پر ہاتھ مار رہے تھے جلدی دروازہ کھولیں ورنہ میڈیا کے نمائندے پہنچ جائیں گے۔ اور اے آئی جی کی بیٹی کو ایکسیڈنٹ کرتے دیکھ کر بدنام کر دے گی۔۔۔

”معصوم جنت میں جاتے ہیں، تمہاری طرح خود کو پرا فیرا بول کر میں نے گناہ نہیں کمائے۔۔۔ کہا تھا باز آجا اب بھگت مجھ سے وہاں بوند کی بھی امید مت کرنا۔۔۔“ وہ چہختے

لہجے میں بولا۔۔۔

فیری نے ششدر ہو کر گردن گمائی۔۔۔

”بے بی!!“ تبھی نظریں سیدھا ونڈوں پر پڑیں وہ حیرت سے منہ کھولے دائیں بائیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

”ڈور کھولو بے بی! جلدی نکلو یہاں سے۔۔۔“ اسکی گاڑی کو گھیرے میں لیے پولیس والے خوفزدہ ہو کر منت التجا کر رہے تھے۔۔۔

”زوہان میں زندہ ہوں!!“ دفعتاً فیری ونڈوں سے لوگوں کو دیکھ کر زور سے خوشی میں چیخی۔۔۔

”برے لوگ جلدی نہیں مرتے“ وہ سنجیدگی سے بولا فیری نے آس پاس سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔۔۔

”بیوقوف تم بھی زندہ ہو۔۔۔!!“ وہ کھلکھلا کر بولی۔۔۔

”یہ میری آتما ہے اور تم دماغی توازن کھو چکی ہو نتیجتاً تمہیں میرا وجود بالکل ٹھیک لگے گا۔ درحقیقت میں آسمان پر ہوں اور تم سے وہیں سے بات کر رہا ہوں۔۔۔“

”کیا بکے جارہے ہو نکلے۔ اٹھو ہم سچ میں زندہ ہیں بیوقوف۔“ وہ جھنجھوڑ کر بولی پر وہ ٹس سے مس نہیں ہوا فیری ہول اٹھی۔۔۔

”زوہان تم زندہ ہو؟؟“ وہ غصے سے جھڑکتی اسکی سیٹ بیلٹ کھول کر کھینچتی ہوئی باہر آئی۔۔۔

”اتنے تو آتے ہوئے زمین پر ڈاکٹرز نے بھی سوال نہیں کیے تھے جتنا تم ابھی کر چکی ہو۔۔۔“

”آپ دونوں ٹھیک ہیں؟“ پولیس والے زوہان اور فیری کو دیکھتے گہرائے ہوئے پوچھنے لگے۔۔۔

”جی جی ہم بالکل ٹھیک ہیں یہ سامنے بھڑکیوں ہے؟“ وہ انہیں یقین دلاتی اس بھڑکی سمیت بڑھی کہ ایکدم سے سامنے اسکے پولیس والے اگئے۔۔۔

”میم ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے آپ جلدی نکلنے یہاں سے بے بی کو لیکر سر ناراض ہوں گے جلدی چلیں۔۔۔“ انسپکٹر نے اس سے التجا کی۔۔۔

پر فیری تو جیسے حواس کھو بیٹھی تھی۔۔۔

”ایکسیڈنٹ“ وہ بڑبڑائی۔۔۔ اسکے دماغ پر جیسے آسمانوں کا بھوج اتر آیا۔۔۔

زوہان بھی صورتحال کو سمجھ چکا تھا اور وہ حیرت سے اپنی بہن کو دیکھنے لگا۔۔۔

”گہرائیں نہیں میم بڑا ایکسیڈنٹ نہیں ہمارے آفیسرز دیکھ رہے ہیں آپ پلیز چلیں یہاں سے میڈیا پہنچ گئی تو پھر سر کیلئے مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔۔۔“

صرف چھوٹی سی چوٹ ہے انکے پاؤں پر آپ چلیں یہاں سے۔۔۔ ”فیری خوفزدہ سی اسکی باتیں سننے لگی۔۔۔

”بابا!! اگر بابا کو معلوم پڑا تو؟؟“ وہ وحشت زدہ سی بولی۔۔۔

”کچھ نہیں ہوگا آپ بس یہاں سے چلیں، ہم سنبھال لیں گے یہ۔۔۔ بس انہیں ہاسپٹل پہنچانا اور کچھ پیسے دینے ہیں سارا معاملہ ہی ختم ہوگا۔۔۔“

وہ عاجزانہ اسے سمجھا رہے تھے۔۔۔

”پیسے!! اگر ایسی بات ہے تو پلیز انہیں یہ سارے پیسے دے دیں۔۔۔“ وہ بوکھلائی جلدی سے دھواں چھوڑتی گاڑی کا ایک جھٹکے سے ڈور کھول کر وہاں سے اپنا پرس ہڈیانی انداز میں ڈھونڈتی ہوئی رونے لگی۔۔۔

اسنے تو آج تک ایک چیونٹی نہیں ماری کہاں یہ ایکسیڈنٹ۔۔۔ وہ جتنا بہادر بننے کی کوشش کرتی پر وہ ایک فیری ہی تھی معصوم۔۔۔

اسے نیچے گرا پرس مل گیا تھا اور اسنے کانپتے ہاتھوں سے پولیس کے گھیرے میں جلدی آنکھیں پونچھ کر سارے پیسے نکالتے اس پولیس والے کے حوالے کیے۔۔۔

”جی جی میم دے دیتے ہیں آپ بس چلیں یہاں سے۔۔۔“ وہ پیسے لیتا انہیں جلدی سے وہاں سے نکال لے گیا۔۔۔

زوہان پریشان فیری گھبرائی ڈری ہوئی دونوں پولیس سکیورٹی کی سنگت میں جا کر دوسری گاڑی میں بیٹھے اور کچھ ہی سیکنڈ میں وہاں سے نکل گئے ہاسپٹل کی طرف۔۔۔

”نکلو یہاں کوئی بڑا ایکسیڈنٹ نہیں ہر بات کا جلوس نکال دیتے ہیں چلو یہاں سے۔۔۔“  
فیری زوہان کو وہاں سے نکالتے ہوئے وہ انسپکٹر اس سڑک پر بیٹھے لڑکے کے پاس آئے اور  
وہاں جمع بھیڑ کو ہٹانے لگے۔۔۔

پولیس کی سختی پر لوگ بڑبڑاتا برا بھلا کہتے اپنی راہ لینے لگے۔۔۔

”ہو گیا تماشہ؟ مل گیا سکون؟؟؟ اگر آج میڈم کو کچھ ہوتا تو تمہاری چٹری اڈھیر دیتے  
بھکاری دوسرے راستے مر گئے بھیک مانگنے کے اب یہ بہانا بنا لیا ہے اٹھائو بوڑھیا کو نکلو  
یہاں سے۔۔۔“ انسپکٹر کانسیبل کو سامان سنپٹنے کا اشارہ دیتا فیری کی دیئے ہوئے پیسے طالم  
کے منہ پر مارے جو کہ اپنی ماں کا سر گود میں لیے بیٹھا تھا۔۔۔

”گھور کیا رہے ہو؟؟؟ لڑو گے ہم سے غنڈے ہو کہیں کے؟ ایک رات جیل میں رکھا  
ساری خون کی گرمی نکل جائے گی نکلو اٹھو“!! وہ دھاڑے اس پر۔۔۔

طالم نے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔ جو کہ اسکے ہاتھ پکڑتی نفی میں سر ہلاتی کافی انخرڈ ہونے کے  
باوجود اسے روک رہی تھی۔۔۔

”چلو یہاں سے میں ٹھیک ہوں غلطی میری ہی تھی۔۔۔“ وہ اپنی غلطی نا ہونے کے باوجود  
صرف اپنے بیٹے کو بچانے کیلئے بولی۔۔۔

طالم نے انسپکٹر کے دیئے ہوئے پیسے اٹھا کر جیب میں ڈالے، اور اپنی ماں کو سہارا دیا۔۔۔  
اسکے پیسے رکھ لینے چند لوگ اسے غلیظ گالیوں سے نوازنے لگے۔۔۔ پر وہ جیسے بہرا خاموش  
اندھا ہو کر اپنا سامان اٹھائے ماں کو سہارہ دینے لگا۔۔۔



شاکڈ تو اسکی ماں بھی تھی اپنے بیٹے پر جسنے پیسے پھینکنے کے بجائے جیب میں رکھ دیئے تھے۔۔

”طالم؟؟“ انہوں نے دکھ سے اسے پکاڑا جو کہ اسٹیشن تک جانے کیلئے کسی آٹو کی تلاش میں نظریں گھما رہا تھا۔۔

آنکھوں کے تاثرات سرد بریلے تھے، جیسے سارے احساسات سارا وجود جم گیا ہو۔۔

”ہوں؟؟“ وہ اپنی ماں کی زخمی ٹانگ پر لپٹی ہوئی پٹی دیکھ رہا تھا جو اسنے بروقت باندھی تھی۔۔

”کیا سوچ رہے ہو؟ جانے دو امیر باپ کی اولادیں ایسے ہی غریبوں کو کیڑے مکوڑے سمجھتی ہیں۔۔ اپنے شہر کو مسکرا کر الوداع کرو شاباش وہاں پہنچتے ہی علاج کروالیں گے۔۔“ وہ سارا درد افیت اندر سمیٹتی لبوں پر بمشکل مسکراہٹ سجائے بولی۔۔

”کیسا الوداع؟؟ الوداعی تو ان سے کی جاتی ہے جنہیں ہمیشہ کیلئے چھوڑا جائے۔۔ یہاں تو طالم کو پھر آنا ہے کیونکہ سب کچھ تو یہیں سے اسٹارٹ ہوگا پھر کیسی الوداعی۔۔؟“

امیر باپ کی اولاد تو خیر پر وہ برہان علوی کی بیٹی ہے۔۔ ایسے کیسے جانیں دیں آپکا طالم؟“

”جس طرح سر سے آسمان نہیں جاتا ٹھیک ویسے ہی طالم کا سایہ بھی تب تک یہی رہے گا جب تک اسکا مقصد نہیں پورا ہوتا۔۔“ آٹو کے پاس آتے ہی اسنے آٹو والے کو اشارہ اور اپنی ماں کو سہارہ دیکر گاڑی میں بٹھایا۔۔

”علوی۔۔“ وہ ششدر سی بڑبڑائی اور ایکدم پیچھے پلٹ کر دیکھا جہاں اسکی ٹانگ سے نکلے خون سے کئی گاڑیوں کے ٹائر رنگتے جارہے تھے۔۔

انکی ہی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے طالم نے لب بھیج کر اپنی ماں کو گاڑی میں بٹھایا۔۔۔

“ہاں آنا تو ہے یہاں تمہیں واپس۔۔۔۔”!! وہ اپنے درد پر لب بھیجے سوچ کر رہ گئی کہ اگر تم نے کبھی بھولنا بھی چاہ تو میں تمہیں کبھی بھولنے نہیں دوں گی۔۔۔

علوی سے طالم ضرور ٹکرائے گا۔۔۔ یہ اسکی زندگی کا پہلا اور آخری مقصد تھا۔ اور جانتی تھی جیت طالم کی ہونے ہے کیونکہ اسے اپنے بیٹے پر پورا بھروسہ تھا۔۔۔

اور طالم کی نظروں کے سامنے وہ منظر وہ سپید ہاتھ گھوم رہے تھے جنہوں نے مٹھی بھر کر پرس سے پیسوں کی نکالی اور اسے پولیس والے کے حوالے کی۔۔۔

جو کہ سیدھا چلتی، طالم بن سلطان ”کے منہ پر پڑی تھی۔۔۔

”کیا ہوا؟“ اسے اپنے منہ کو چھوتے دیکھ کر اسکی ماں نے پریشانی سے پوچھا۔۔

”ابھی تو کچھ نہیں!“ معنی خیزی سے بولتے اسنے پاکٹ میں پڑے پیسوں کو چھوا۔۔۔

یہ تو طے تھا یہ پیسے کسی خاص مقصد کیلئے ہی خاموشی سے اٹھائے گئے تھے۔۔۔

”جس خلوص دل تضحیک انداز میں دی ہے علوی یہ بھیک۔۔۔

اس طرح لوٹائوں گا بلکہ اس انداز سے جس سے علوی کی ہستیاں ہل جائیں گی اور انکی

موت طالم کے ہاتھوں سے ہی ہوگی۔۔۔۔“

”فیری تمہارے پر طالم کاٹے گا بس تھوڑا سا ویٹ کرو اپنے“ طالم ”کیلئے۔۔۔“ اسکی سوچوں

میں حیوانیت کے ساتھ حقارتِ نفرت تھی جو کسی وجود میں انڈیلی جائے تو اسکے لیے جینا

مشکل ہو جائے۔۔۔۔

وہ اس زہریلی سوچ کا مالک تھا جس سوچ سے انسان کا جینا مشکل ترین تھا۔۔۔ تبھی تو وہ جن راہوں کو اختیار کرنے جا رہا تھا وہاں پل پل موت تھی اور تباہیاں۔۔۔۔

کیونکہ وہ ”سلطان“ بننے جا رہا تھا۔



ہر طرف خوشی کا سماں تھا، وہ سب خوش تھے جب انہیں معلوم ہوا اب وقت آچکا تھا لٹل فیری کی آمد کا۔۔ ہر کسی کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

برہان کی حالت کچھ اچھی نہیں تھی اسنے جس طرح مسکان کی زرد رنگت دیکھی تھی وہ پریشانی کے عالم میں یہاں سے وہاں راہ داری میں چکر کاٹ رہا تھا۔۔

”بھائی بیٹھ جائیں اللہ سب ٹھیک کرے گا۔“ نور اسکی حالت دیکھ کر فکر مندی سے بولی۔۔ نور العین کو بھی جب معلوم پڑا تو وہ ریستورنٹ سے سیدھا گھر جانے کے بجائے یہیں ہاسپٹل آئی تھی جہاں مسکان کو اندر لے جایا جا رہا تھا۔

”آمین آمین! نور بس اسے کچھ ہونا نہیں چاہیے۔۔۔“ وہ کہہ کر لب بھینچ گیا۔۔

وہ میٹنگ میں تھا جب اچانک اسے کال آئی تھی کہ مسکان کی حالت ٹھیک نہیں۔۔

اسکے ڈلیوری کے دن قریب تھے اور یہ سوچتا برہان گھبراتا ایکسیوز کر کے وہاں سے گاڑی لیکر بھاگ آیا۔۔

فیری کالج اور زوہان اسکول گئے ہوئے تھے، گھر میں شیرخان اور ملازمہ کے ساتھ مسکان تھی۔۔

برہان جب گھر میں داخل ہوا اور لائونج میں چکر کاٹتی مسکان کو دیکھا تو ہول اٹھا۔۔  
اسنے بغیر آس پاس کی پروا کیئے اسے بانہوں میں سمیٹ لیا۔۔ اور مسکان نے اسے ہاسپٹل  
چلنے کا کہا۔۔

تب سے وہ اس قدر پریشان تھا کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، زوہان کے وقت بھی کچھ  
یہی حالت تھی بوکھلاہٹ گھبراہٹ کی۔ اور اس بار تو اسکی ننھی فیری آنے والی تھی اوپر سے  
وہ کافی حساس ہو گیا تھا مسکان کے معاملے میں۔۔۔

اسنے نور کو بوکھلاہٹ میں کال کی اور اسے بتایا ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی مسکان کے  
ہاتھ کو بھی ایک ہاتھ سے سہلا رہا تھا۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی ڈاکٹر اسے دیکھتے الرٹ ہو گئے تھے۔ مسکان اب ریلیکس ہو چکی تھی، اور  
اسکی ہمت کو دیکھتے برہان کے پسینے پھوٹ رہے تھے۔ وہ بوکھلایا ہوا گھبراہٹا تھا، ماتھے پر پسینے  
کے ننھے ننھے قطرے ڈاکٹر دیکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپاتے اسے ریلیکس رہنے کی تاکید کرنے

لگے پر انہیں کیا پتا وہ اپنی سائیکو عورت سے کس جنون کی حد تک محبت کرتا ہے۔۔۔

اسکی تکلیف کا اندازہ لگاتے وہ بے چین و بے قرار تھا کافی۔ اور اسی کو دیکھتے مسکان نے اسے  
مشورہ دیا تھا کہ ”میری جگہ تم چلے جاؤ“۔۔۔

اسکی بات سے جہاں ڈاکٹر مسکرائے تھے، برہان سٹیٹا کر گھورنے لگا۔۔ وہ ہنسنے لگی ساتھ اسکی  
آنکھوں میں حقیقی فکر مندی مسکان کی روح میں سکون اتار گئی۔۔۔



اسنے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے حوصلہ لینے کے بجائے اپنے شوہر کو حوصلہ دیا۔ اور  
برہان نے تڑپ کر اسکا ہاتھ چوما اور پھر ڈاکٹر اسے لیکر آپریشن وارڈ گئے۔ تب تک عارب  
سمعیہ نورالعین تینوں پہنچ چکے تھے۔

”کیا ہوا مسو ٹھیک ہے؟؟“ عارب نے پاس آتے برہان کے کندھے کو تھام کر حوصلہ دیتے  
پوچھا۔

”ہاں اسے ابھی لے گئے ہیں اندر۔۔۔“ وہ تھکے ہوئے اعصاب کے ساتھ بولا۔۔۔  
”فکر مت کرو پریشان نا ہوں سب ٹھیک ہوگا دیکھنا۔“ عارب نے اسے حوصلہ دیا وہ محض  
مسکرا دیا۔۔۔

”ہاں عارب بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں بھائی سب ٹھیک ہوگا ان شاء اللہ اللہ پاک ایک  
معصوم سے پھول کے ساتھ نوازیں گے آپ دونوں کو۔“ نور نے بھی دعائیں دیں ساتھ  
سمعیہ بھی اللہ سے دعا مانگنے لگی۔

برہان کی دھڑکنے دھک دھک کر رہی تھیں وہ منہ پر ہاتھ رکھے دروازے کے سامنے  
کوریڈور میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا۔ سمعیہ نورالعین بیٹھیں دعائیں مانگ رہی  
تھیں عارب دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

سب بے چینی سے کھڑے تھے، دعائیں کرتے اور کو بھی ان نئی آنے والی خوشیوں میں  
ساتھ رکھ رہے تھے جنکا سب سے زیادہ حق تھا۔

وقت گذرتا رہا برہان کو ہول اٹھنے لگے اسکا دل گھبرانے لگا مسکان کے معاملے میں۔۔ اسکی  
زرد ہوتی رنگت اسکے سامنے تھی۔۔

”یہ کیا ہو رہا ہے اب تک ڈور کیوں نہیں کھول رہے۔۔۔“ اچانک اس نے ٹہلنا بند کر کے دیوار پر ہاتھ مار کر غصے سے کہا۔۔۔

اور بند دروازے کو دیکھا۔۔۔ کتنے گھنٹے گزر گئے تھے اسے ایسے ہی ٹہلتے ہوئے۔۔۔ اب تو انہیں گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔

نور العین سمعیہ اللہ سے دعائیں مانگ رہی تھیں خیریت کی، عارب چلتا ہوا برہان کے پاس آیا۔۔۔

”اللہ پر بھروسہ رکھو سب ٹھیک ہوگا۔۔۔“ اس نے دلاسا دیا۔۔۔

”یار وہی کر رہا ہوں۔۔۔ پر یہ اتنی دیر کیوں لگا رہے ہیں زوہان کے وقت تو ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔ پر اب۔۔۔۔۔“ وہ غصے سے لب بھیج گیا۔۔۔ اسکی سپید رنگ متغیر ہو رہی تھی جیسے اب تھوڑی مزید دیر ہوئی ہنگامہ مچا دے گا ہاسپٹل میں۔۔۔

”ایک سیکنڈ میں ایگر ڈور۔۔۔۔۔“

وہ بپھر کر ابھی دھمکی دینے ہی والا تھا تھا کہ اسکی انگلی فضا میں اٹھی ہی رہ گئی دفعتاً ڈور کھلا۔۔۔ اور ایک ڈاکٹر سنجیدہ چہرہ لیے باہر آتی بے صبری سے اپنی طرف لپکتے ہوئے برہان کو دیکھا۔۔۔

برہان کا دل دھڑکا۔۔۔ سارے لپک کر پاس آئے۔۔۔ نور سمعی کا دل دھک دھک کر رہا تھا کہ ڈاکٹر اتنی سنجیدہ کیوں ہے۔۔۔

”اگر میری بیوی کو۔۔۔

”مبارک ہو آپکی بیٹی ہوئی ہے۔۔۔“ اسکی بات ایک بار پھر بیچ میں رہ گئی جب سرسراہتی ہوئی ایک آواز اسکے کانوں میں اتری۔۔۔

”یا اللہ پاک تیرے لاکھ لاکھ شکریہ۔۔۔“ ”نور سعمیہ نے فوراً سے اللہ پاک کے شکرانے ادا کیے جبکہ برہان تو ساکت سا ہو کر رہ گیا۔۔۔ پر ایکدم اسے ہوش آیا کہ“ اسکی مسو؟؟؟ ”

”مسو میری وائف کیسی ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟ دیکھو ڈاکٹر اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے ورنہ اچھا نہیں ہوگا وہ میری زندگی ہے وہ کیسی ہے اسکے بارے میں نہیں بتایا ٹھیک تو ہے وہ؟؟؟“ ”ڈاکٹر کو ایک طرف جاتے دیکھ کر وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آتا ایک ہی سانس میں غصے سے کتنے ہی سوال کر اٹھا کہ حقیقتاً ڈاکٹر بھی بوکھلا گئی لمحے کیلئے۔۔۔

”ڈونٹ وری سر اللہ پاک کا شکر ہے آپکی بیوی بالکل ٹھیک ہیں، آپ لوگ کچھ دیر بعد مل سکتے ہیں حوصلہ رکھیں تھوڑا سا، ہم سمجھ سکتے ہیں آپکی کنڈیشن! شئی از ویری بریو لیڈی۔۔۔“ ”ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔

”کاز شئی از لیڈی باس“ ”برہان کے دل نے ایک شریر سی سرگوشی کی کہ وہ کس کیلئے اتنا پریشان ہو رہا تھا بلکہ بوکھلا بھی رہا جو جاتے ہوئے کہہ کر گئی تھی“ ”میری طرف سے تم آجاؤ۔۔۔“

اور پھر ڈاکٹر کا بریو لیڈی کہنا۔۔۔؟؟

ایک گہری آسودہ مسکراہٹ نے برہان کے لبوں کو چھوا۔ پر وہ مسکراہٹ چھپانے لگا۔۔۔

”ہنس لے یار!“ عارب نے کندھا پکڑ کر جھنجھورا تو وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”ہاہا میرے پاس دوسری رحمت بھی آگئی۔۔۔“ وہ روم سے بچی کی رونے کی آواز پر سرشار سا ونڈو کے پاس آیا۔ دل وروح خوشی سے جھوم رہی تھے۔۔۔

وہ انگ انگ سرشاری کی چال چلتا ونڈو سے پردہ ہٹنے پر مسکراتا اندر دیکھ کر پھر سے ٹہلنے لگا کہ کب یہ ڈور اوپن ہوگا۔۔۔

”بھائی بیٹھ جائیں آپ تو گھنٹوں سے بے چینی کی مسافت طے کر رہے ہیں۔۔۔“ نور نے ہنستے ہوئے کہا برہان کیپ ہاتھ میں پکڑے دوسرے ہاتھ سے سر کھجانے لگا۔۔۔

”بیٹھا نہیں جائے گا بھابھی! بس ڈور کھل جائے ایک بار اسکے پاس ہی بیٹھوں گا۔“ وہ شرارت میں پہلی بار بھابھی بولا نور کھلکھلا اٹھی۔۔۔

پاس گذرتے کتنے لوگوں نے اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا تھا، اور وہ تھی اس قدر پیاری کے نظریں مبہوت سی ہو جا رہی تھیں پر ساتھ اے آئی جی پولیس کی موجودگی میں وہ نظریں چرا رہے تھے۔۔۔

”بہت بہت مبارک ہو!“ سمعیہ مسکراتی ہوئی بولی اسنے سر کو خم دیکر اس سے مبارک باد وصولی۔۔۔ اور انہیں بھی مبارک دی۔۔۔ عارب سائیڈ ہو کر سب کو اس خوشخبری سے آگاہ کرنے لگا تھا۔۔۔

آج خوشیوں بھرا دن تھا، انکی مسی کے تین بچے ہو گئے تھے، وہ اپنے گھر والی اپنی پہچان والی ہو گئی تھی۔۔۔

عارب آسودگی سے سوچتا ایک گہری سانس کے ساتھ اللہ کا شکر یہ ادا کرنے لگا۔۔۔



”اب بس اسے سمندر پسند نا ہو تاکہ آنے والی لیڈی باس۔ کی زندگی اتنی گہری نا ہو۔۔“  
وہ سوچتا ہوا مسکرایا۔۔

نور سمعیہ سے حورالین کے بابت پوچھ رہی تھی جبکہ عارب سائیڈ کھڑا ہو کر کال پر سب کو یہ گڈ نیوز پہنچا رہا تھا کہ مسنی کی ہاں رحمت آئی ہے۔۔

”اب آپ مل سکتے ہیں پیشٹ سے۔“ تقریباً شام کا کوئی پہر وقت تھا نرس باہر آتی ہوئی مسکرا کر بولی۔۔

”تھینکس“! یہ سنتے ہی برہان کی اٹکی ہوئی سانسیں جیسے بحال ہوئیں اور وہ ایکدم سے ڈور دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ اسکی اس پھرتی پر نرس ہکا بکا تھی، اور اسکی صورت دیکھتے عارب برہان کی حالت پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔

یہی حالت بلکہ اس سے بری تو عارب کی تھی غنی کی پیدائش پر۔۔ اسنے تو سہی کو جانے نہیں دیا تھا اندر بلکہ کہہ رہا تھا وہ خود جائے گا ساتھ۔۔

پھر داد برہان سب نے اسے سنبھالا۔۔ اور وہ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ زیر ہوتے اپنی بیوی کی خیریت سے ڈلیوی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔۔

”چلیں“! نورالین برہان کے اندھر چلے جانے پر سمعیہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ہوش کی دنیا میں لائی۔۔

عارب نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا۔۔

”یار شکر اللہ کا کہ تمہیں اب یہ تکلیف کبھی نہیں اٹھانی پڑے گی۔۔“ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگاتا ہوا بولا۔۔

“عاری ”!سب کے سامنے کوریڈور میں اسکی اس بے باکی پر وہ گھبراتی سرخ پڑ گئی۔۔

“تم تو بس ”!وہ منہ بسورتی اپنی مسکراہٹ چھپا کر اسے اندر چلنے کا اشارہ کرتی خود چلی گئی وہ بھی ہنستا بالوں میں ہاتھ پھیر کر انکے پیچھے گیا۔۔

“کیسی ہو؟؟ ”سب کے مبارک باد دینے کے بعد جب برہان کو موقع ملا ڈرپ لگے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں رکھتے پوچھا۔۔

وہ پہلے ہی کافی سمارٹ لڑکی تھی اور اب تو اسکی حالت برہان سے دیکھی نہیں گئی۔۔ اسکی گلابیاں رنگت میں زردیاں گھل گئی تھیں۔۔

سمعیہ نور عارب بے بی کاٹ میں سوئی ہوئی اس ننھی سی مہمان کو گھیرے ہوئے یہ طے کر رہے تھے کہ اسکا ناک کس کے جیسا ہے کان اس پر اور آنکھ۔۔۔

“تمہیں کیسی لگ رہی ہوں؟ ”مسکان نے الٹا اس سے پوچھا برہان نے اسکے ہاتھوں کو تھام کر لبوں سے لگایا۔۔۔“ ویسی !!میری ڈینجرس چڑیل ”!وہ شرارتاً اسکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔۔۔

“ویسی کا مطلب؟؟ ”مسکان نے تیکھے چتون سے گھورا وہ ہنس پڑا۔۔۔“ بتا دوں کیا؟ ”وہ

سرگوشی میں پوچھنے لگا۔۔

یہ دونوں کا شاطر انداز تھا کہ پہلے لہجے جذبات کی آنچ سے گھائل کرتے تھے اور پھر ایکدم ہی اٹیک۔۔۔

برہان تو ایسے وار کم کرتا تھا اور جب کرتا تو خود ہی پھنس جاتا کیونکہ پھر اسے خود سے دور کرنا کافی مشکل ہوتا تھا ہاں وہ کافی ایسے وار کر جاتی تھی۔۔

پر کم وہ نہیں تھا جیسے ابھی لہجہ بھوجل کر کے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔  
مسکان کا دل کیا سیدھا اس آنکھوں میں پنچ رسید کرے پر اس وقت اپنی کنڈیشن کو دیکھتی  
خاموش ہو گئی ورنہ تو ایسی بوگزر حرکات سے کئی بار اس سے آنکھیں ناک ہونٹ سو جھا کر  
بیٹھا ہوتا تھا۔۔۔

وہیں وہ بھی کبھی ہاتھ پکڑے تو کبھی ناک منہ پکڑے بیٹھی ہوتی۔۔۔ دونوں مارنے مرنے  
پر آجاتے اور انکے پنچ فیری گن نکال کر رکھ دیتی کہ ایک کام کر کیوں نہیں لیتے دونوں  
کس کو بیوقوف بنا رہے ہو۔۔۔

پر وہ دونوں بھی چالاک تھے، ایک دوسرے کو کھونے سے وہ الرٹ ہی رہتے تھے اگر زیادہ  
غصہ دماغ پر چڑھ بھی گیا تو گولی ایسی جگہ لگتی جہاں صرف ماہ ہی بیڈ پر پڑا رہنا پڑے۔۔۔  
برہان کی دہائیں ہوتی کہ وہ پریس کانفرنس کرے گا وہاں دنیا کو بتائے گا کہ اس پر ظلم  
ہو رہا ہے اسکی بیوی اس سے زیادتی کر رہی ہے کوئی ایسی لڑکی جو اسے سمیٹ کر اس ڈائن  
سائیکو سے بچا سکے۔۔۔

اور ان دہائیوں میں ہمیشہ اسکی نئی بیوی کی آہ ہوتی جس کے بعد وہ آفیسر سے فقیر بنا بیٹھا  
ہوتا تھا۔ اور فیری کی مرہم پٹی ساتھ بڑی اماں کی طرح طنزیہ نصیحتیں شامل ہوتی۔۔۔

پاس ہی صوفے پر چھوٹی سی ٹانگیں ایک دوسرے کے اوپر چڑھائے سارا سین مزے سے  
چپس کھاتا ملاحظہ کر رہا ہوتا تھا۔

مجال ہے جو اپنی ماں یا باپ کے فیور میں کچھ بول دے۔ نہیں وہ تو صرف اپنا چھوٹا دماغ چلانے کیلئے پیدا ہوا تھا، بس جو سوچتا وہ کر دکھانا ہوتا تھا اسے پھر چاہے وہ اگلے بندے کیلئے کتنا ہی نقصان دہ کیوں نا ہو۔۔۔۔۔

برہان کی نظر میں وہ ساری فیملی ہی ایک سائیکو کیس تھی، سواء اسکے اب تو فیری پر بھی انکے بیسکٹریا جراثیم اثر کر گئے تھے وہ بھی آئے دن کسی نا کسی ایسی سائیکو سوچ میں گھری ہوتی۔۔۔

اور وہ بیچارہ ایک کس کو سنبھالتا۔ ایک غریب یتیم سا بچہ۔۔۔

”ہوں بتاؤ؟“ وہ ابرو سکڑ کر بولی برہان گلا کھنکارنے لگا۔۔۔  
اور قدرے اسکے چہرے پر جھکا۔ مسکان حیرت سے پیچھے بے بی کاٹ پر جھکے ان سب کو دیکھنے لگی۔۔۔

وہ بالکل اسکے چہرے پر جھک کر ہونٹوں سے کچھ فاصلے پر ہی رکتے بولا جب اسنے آنکھیں حیرت کی زیادتی سی میچیں۔۔۔

”بھوتنی ہاہا“ کہنے کے ساتھ ایک جاندار قہقہہ اسنے مارا اور مسکان کا چہرا غصے سے سرخ کر دیا۔۔

”کچھ ہی دن ہیں آزاد ہو، میں پھر پوچھوں گی تم سے۔“ اسنے دانت کچکچاتے ہوئے دھمکی دی۔۔

”اچھا؟ یہ تو کافی اچھا کام ہوگا پھر۔“ وہ معنی خیزی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔۔



وہ سمجھتی کانوں کی لو تک سرخ پڑ گئی۔۔۔

”بیٹی کیلئے اتنے اتاولے ہو رہے تھے اب کہاں گئے چھوڑو میری بہن کو تنگ کرنا۔“ عارب نے پیچھے سے کہا برہان نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا۔

”ہاں تو پوچھتا کون ہے اس سائیکو عورت کو؟ میں تو اپنی بیٹی کیلئے پریشان ہو رہا تھا کہ چڑیل کی کوکھ سے آرہی ہے معصوم سی پتا نہیں۔۔۔۔

خیر اب بس ٹھیک ہو جائے میری بچی کی خدمت کرے وہی کافی ہے۔۔ یہی کہہ رہا تھا میں۔۔“ وہ کچھ کہتا کہتا مسکان کا حد سے سرخ چہرا دیکھ کر بات گول کرتے سر کھجانے لگا۔۔۔

عارب نے سوئی ہوئی بچی کو دیکھتے بمشکل اپنا قہقہہ دبایا اسکی کھسیاہٹ پر ورنہ دل کر رہا تھا جیسے وہ بات گھما گیا تھا قہقہہ لگائے۔۔۔

”ویسے تم کیوں آزاد کہہ رہی ہو خود کو؟ میری بیٹی کو کون سنبھالے گا؟“ اسنے کچھ سوچتے مسکان کو گھورا۔

”کیوں ہماری ڈیل بھول گئے؟ تمنے کہا تھا اگر بچے میں پیدا کروں گی تو انکو سنبھالو گے تم،

زی کی باری بھی تمنے سنبھالا تھا اسے اب یہ نخرے کیوں کر رہے ہو؟ یہ تو تمہاری پسندیدہ بھوتنی آئی ہے پھر کیوں؟“ اسنے بغیر لحاظ کیے جھڑکا برہان کی بوکھلاہٹ سٹپٹاہٹ عروج پر تھی جبکہ انکی ڈیل کا سنتے وہاں سب ایسے انجان بن رہے تھے جیسے کچھ سنا ہی نا ہو۔۔۔

”شرم بھیج دی ہے کیا؟“ وہ دانت کچکچا کر اس پر نیچی آواز میں برسا۔۔

”آئندہ اپن سے پنگا مت لینا سمجھے کیا سوامی؟“ ایک ہاتھ سے اسکا کالر پکڑ کر تقریباً اپنی طرف کھینچتے ہوئے وہ ایک ادا سے بولی۔۔۔

برہان عارب کے قہقہے ساتھ نورالعین سمعیہ بھی کھلکھلا اٹھیں۔ مسکان انہیں ہنستی دیکھ کر محض مسکرا دی۔۔

کیونکہ یہ سچ تھا زوہان سے پہلے انکے بیچ ڈیل ہوئی تھی کہ اگر مسکان نے بچے پیدا کیے تو وہ انہیں سنبھالے گا اگر یہ شرط منظور ہو تو ٹھیک ہے ورنہ خود پیدا کر لے۔۔۔

اور یہ کیسے ممکن تھا؟؟ برہان تو اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کی کسی سے شکوہ شکایت بھی نہیں کر سکتا تھا، تبھی زہر بھرا گھونٹ پی گیا اور ہوا بھی وہی زوہان کی ساری پرورش وہی کر رہا تھا، بلکہ اب تو اسکی بیٹی کی بھی وہ ہی کرنے والا تھا کیونکہ اب وہ تو بچہ پیدا کرنے سے رہا۔۔۔

دونوں سوچ کر ساتھ ہنسے تھے۔۔۔“ جاکر دیکھو ”! مسکان نے اسے کہا کیونکہ وہ بچی کے پاس جانے کے بجائے سیدھا اسکے پاس آکر محبت سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔“ ساتھ دیکھیں گے۔۔۔“! وہ لبوں سے ہاتھ کو لگاتے ہوئے بولا۔۔

”پھر لے آؤ پاس میں دیکھو چھوٹی چڑیل کو“! وہ شرارت سے بولی۔۔۔ برہان نے غصے سے گھورا۔۔۔

”خبردار مسو اسے چڑیل بولا وہ تو اینجل ہے معصوم سی۔۔“ اسکے لہجے میں وہی محبت تھی جو فیری کیلئے ہوا کرتی ہے۔۔۔

”نہیں یہاں ایک فیری دوسری اینجل ایک میں ہی چڑیل ہوں واہ! پر تمہیں بتائوں اگر میں چڑیل ہوں تو میری سیٹیاں بھی بھوتیاں ہی ہوں گی سمجھے ”! وہ پھر گئی عارب سمعیہ نور نے حیرت سے دیکھا اور برہان اسکی جیلسی پر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”ویل! میں کچھ نہیں کہہ سکتا بس اسکے علاوہ کیونکہ وہ ایک برہان معصوم فرشتے کی سیٹیاں بھی تو ہیں۔ ”اسنے یونیفارم کے پہنے کوٹ کا کالر درست کیا۔۔۔

”شرم تو آتی نہیں فرشتوں کی توہین کرتے ہوئے۔۔۔ ”! وہ شرم دلاتی ہوئی گویا ہوئی۔۔۔

برہان چونکا ”ہیں؟؟ مطلب؟؟“ ”بھلا اسنے کہاں توہین کردی نعوذ باللہ۔۔۔

”ہاہاہا آپکی سمجھ سے باہر یہ بات چھوڑیں اسے اپنی بیٹی کو دیکھ لیں ایک پیارا سا پھول ہے۔۔۔ ہم تینوں کی گھمبیر میٹنگ کے بعد یہ طے پایا ہے کہ یہ چھوٹی سی اینجل۔۔۔“

عارب کے روکنے پر دونوں کے کان کھڑے ہو گئے کہ اب یہ کس پر جاتی ہے۔۔۔

”کس پر؟؟“ ”وہ دونوں چونک کر ساتھ بولے۔۔۔

”مجھ پر ”!! دفعتاً ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوتے وجود نے کہا۔۔۔

سب کی حیرت بھری نظریں اس شناسا آواز پر گئی چونک اٹھے۔۔۔

”فتنہ؟؟“ ”مسکان برہان کی چیخ ساتھ گونجی۔۔۔

”ہاہاہاہا بالکل کوئی شک؟“ ”فاتح قہقہہ لگا کر اندر داخل ہوا اسکے پیچھے ہی اسکے ساتھ آئے

میکال عبدالغنی بھی ساتھ داخل ہوئے۔۔۔

برہان نے اسے دیکھا اور مسکان بھی ہکا بکا اسے دیکھ رہی تھی جو اندر آتا سجمیہ سے وہ اینجل لیکر دیکھ رہا تھا۔

”آپ سب نے غلطی کردی اسے دیکھنے کا حق پہلے میرا تھا۔“ وہ ان تینوں کو دیکھتا ہوا بولا  
پر یہ اچھا تھا اسکے ماں باپ کے دیکھنے سے پہلے اسنے دیکھ لیا تھا اسے اور اب غور سے دیکھ  
رہا تھا۔۔۔

”اینجل! کیوں نا نام یہ رکھ لیں اینجلین؟“ وہ اب سب کو شکاڈ کرتا اپنی رائے دے رہا  
تھا۔۔۔

”بابا ہرگز اس فتنے کو ہماری بہن دیکھنے نا دینا۔۔۔“ جیسے تیسے کر کے ہاسپٹل پہنچ کر پیشنت  
کا معلوم کرواتے وہ مطلوبہ وارڈ نمبر پر روم کے سامنے پہنچتی پھولی سانسوں کے ساتھ  
دروازہ دھکیل کر روم میں داخل ہوتے ہی چیخ کر بولی۔

کیونکہ وہ آتے ہوئے پہلے ہی ایکسیڈنٹ سے خوفزدہ تھی اوپر سے فتنے کے آنے کا میسج!  
”ایز یو وش فیری!“ وہ سامنے کھڑا متبسم کہتے نظریں اس پر ٹکاتے ہوئے چھوٹی سی بچی کے  
گال پر لب رکھے۔۔۔

”ہائو کیوٹ۔۔۔“ اس لمس پر فاتح کی بانہوں میں موجود اس چھوٹی سی بچی نے لرزتی ہوئی  
پلکیں اٹھائیں اور سامنے دیکھا جسنے اسکے گال پر پہلا لمس چھوڑا تھا۔۔۔

اسکی سنہری آنکھیں سیدھا اسکی بھوری آنکھوں سے ٹکرائیں وہ خوشی سے قہقہہ لگا اٹھا ادھر  
زوہان کی رنگت غصے سے لال ہوگئی تو فیری کی بھی حالت اس سے کم نہیں تھی۔۔۔



”اللہ خیر کرے میں سمجھی پتا نہیں ”! سب سے پہلے سمعیہ نے لب کشائی کی اور سب ہوش میں آتے قہقہہ لگا اٹھے۔۔۔

”بابا دور کریں ہماری بہن کو اس سے۔“! فیری زوہان چلا کر بولے۔۔۔

”کرلو! میرا کام ہو گیا۔“ وہ ہنستے ہوئے بولتا اس چھوٹی سی بے بی کو نورالعین کو دیتے میکال کو اشارہ دیتے وہاں سے نکلا۔۔۔

وہ سب انکے بچپن سے محفوظ ہو رہے تھے۔۔۔

جبکہ فاتح فیری کے پاس سے گذرتا آنکھ مار کر وہاں سے نکلا۔۔۔

پر جاتے ہوئے اسکے الفاظ جو صرف فیری کی کان میں گونج رہے تھے۔۔۔

”اگر ہمت ہے تو ایزال نام رکھ دینا۔۔۔۔“

”نہیں اس چوزے کے تیور تو دیکھو۔۔۔“! وہ کھول اٹھی۔۔ مسکان عارب کھلکھلا اٹھے کہ

اسے بھی لڑنے کیلئے یہی فتنہ ملا تھا۔۔۔

”میں اپنی بہن پر تم دونوں بھائیوں کے برے سائے بھی پڑنے نہیں دوں گا۔“ میکال

کے ہم عمر زوہان اسکے مقابلے آتا ہوا بولا۔۔۔

میکال جو کہ بے بی کو دیکھنے کی آس دل میں دبائے وہاں سے جا رہا تھا زوہان کے سامنے

آنے وہ حیرت سے دیکھنے لگا۔۔

”تمہاری بہن ہے ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔۔ میری بہن بھی آنے والی ہے۔۔ پر بھائی نے کہا

ہے کہ یہ اللہ کا گفٹ ہے۔۔

جو صرف ہمارا ہے۔۔۔ ”وہ معصومیت سے کہتے کہتے آخر میں جتا کر بولتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔

”وہ زوہان کی بہن ہے! فاتح عالم۔۔۔“ ”تمسخرے سے ہنستے ہوئے زوہان نے سر جھٹکا۔ یہ تو طے تھا کہ دونوں بہن بھائی اپنی چھوٹی بہن کو ان دونوں سے دور ہی رکھنے والے تھے۔۔۔

”ہاہا حد ہے یہ دونوں بھائی تو دیکھو۔۔۔“ ”نور اپنی بہن کے بچوں کی حرکات پر کھلکھلا اٹھی۔۔۔

وہ دونوں عالم ولا سے محض فیری زوہان سے شرط جیتنے آئے تھے۔۔۔

”میرا فاتح معصوم ہے وہ تو بس اسے دیکھنے آیا ہوگا۔“ ”سمعیہ نے مسکراتے کہا اور غنی کو بہن دکھانے لگی۔ وہ خوش ہو رہا تھا کیونکہ انکی بھی تو پرنس جلدی آرہی تھی۔۔۔

”فاتح کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ تم دونوں کی ہی بہن ہے۔۔۔“ ”!برہان نے بے بی کو لیکر اسکے گال چومتے زوہان فیری کے سامنے کی۔۔۔

زوہان نے تو یقین کرتے آگے بڑھ کر اپنی بہن کے گال چوم لیے جبکہ فیری ہارنے پر مٹھیاں بھینچے کھڑی کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔

”فیری“! عارب اسکی متغیر رنگت دیکھ کر ریلیکس کرنے لگا۔ کیونکہ یہ جو جنون کی سرخیاں اسکے چہرے پر دیکھ رہا تھا یہ رشتوں کیلئے تو اچھی نہیں تھیں۔۔۔

”میں اسکا نام“ ایزال ”ہی رکھوں گی فاتح! اور تمہیں یہ بھی دکھائوں گی کہ یہ اللہ کا گفٹ فاتح کیلئے نہیں۔۔۔ فیری کیلئے ہے۔۔۔“

وہ گہرا سانس بھر کر مسکرائی۔ اور آگے بڑھ کر برہان سے اپنی بہن کو لیا۔۔۔“ ہم اسکا نام ایزال رکھیں گے مسکان کی بہن ایزال۔۔ اللہ کا تحفہ۔۔ ”وہ اپنی سنہری آنکھوں والی اس معصوم سی بہن کو دیکھ کر سرگوشی میں بولی پر یہ نام سب کے کانوں میں گونجا اور سب چونک کر دیکھنے لگے۔۔۔

“ایزال ماشاء اللہ بہت پیارا نام ہے فیری ”! سمعیہ نے فوراً سے تاکید کی۔۔ نور عارب کو بھی

پسند آیا اور مسکان برہان کو کیوں پسند نہیں آتا اپنی فیری کا منتخب کردہ نام۔۔

“وائے ناٹ مائی ڈارلنگ یہی ہوگا اسکا نام! یہ تمہاری ہی ہے۔۔ ”مسکان نے محبت پاش نظروں سے اپنی بڑی بیٹی کو دیکھا وہ کھل اٹھی۔۔۔

اور اپنی ماں کو دیکھ کر باپ کو دیکھنے لگی جس نے آنکھیں جھپک کر نام کیلئے رضا مندی دی۔۔۔

“آپ دونوں کے پیار پر میری آنکھیں بھر آئی ہیں۔۔ اسلیے آج تک جو راز آپ سے چھپا کر رکھا تھا وہ اب بتانے لگی ہوں مجھے معاف کر دیجئے گا دونوں ہی۔۔۔ ”وہ کچھ دیر بعد ایزال کو سینے سے لگاتی اپنی ماما اور بابا کو دیکھ کر بولی۔۔۔

نا صرف وہ دونوں بلکہ سب وہاں موجود وجود چونک اٹھے۔۔ زوہان نے بھی کچھ حیرت سے

اس نمونی کو دیکھا کہ ایسا بھی کیا ہے جو آج تک اسکے پیٹ میں دفنا ہوا ہے۔۔

باتیں سنا سنا کر تو اسکے کان کے پردے شہید کر دیئے تھے کیا اب بھی ایسا کچھ ہے جس سے اب انکے۔۔۔۔۔

“کیا ہوا میری جان؟؟ ”برہان کو پریشانی ہونے لگی۔۔۔

”مما بابا ہم جب سوئزرلینڈ تھے تب یاد ہے آپکو ایک لڑکی روزی ملی تھی ہمیں وہاں؟۔۔۔“

”دراصل وہ بابا کو لائیک کرتی تھی بلکہ بابا سے نمبر بھی مانگا تھا انہوں نے اور انہیں ریسٹورنٹ میں ملی تھیں ان سے منٹیں کی تھیں بلکہ ڈھیر ساری باتیں بھی کی تھیں بابا سے۔۔۔ آئی ایم رائیٹ ڈیڈ؟“ دفعتاً برہان کے سر پر دھماکہ کرتے وہ ہاتھ ہلاتی ہوئی وہاں سے نکلی۔۔۔

”اپنا خیال رکھنا جب تک سب سے ٹریٹ کا بندوبست کرتا ہوں نیکٹ سنڈے کا ڈنر تمہارے گھر اور تیاری ساری عالم کی ”!عرب ہنستا ہوا بہانہ بنا کر آنکھ مارتا سہمی کو لیکر نکلا۔۔۔ نور نے خونخوار مسی کی نظروں کو دیکھتے لبوں پر زبان پھیر کر کھسکنے کا بہانہ سوچ رہی تھی کیونکہ برہان کی التجائیں کرتی نگاہیں اب صرف اس پر ہی تھیں۔۔۔“

”اچھا پھر میں بھی کال کر کے علینہ علیزے کا پوچھ لوں اٹھ گئی ہوں گی تو جھگڑا کرتی ہیں آپ تو جانتے ہیں آپکے بھائی پر گئیں ہیں۔۔۔ دارم بھی آگیا ہوگا اسے اینجل کی آمد کا بتاتی ہوں بہت خوش ہوگا دیکھیے گا۔۔۔“ وہ خوشی سے ہنستی بات بناتی آہستہ آہستہ وہاں سے کھسک گئی۔۔۔

باہر سے انکے قہقہے برہان کو سنائیں دے رہے تھے اور وہ نظریں چراتا روم کی سجاوٹ کو ترجیح دے رہا تھا۔۔۔



”پینٹ کافی اچھا ہے؟ کس کمپنی کا ہوگا؟؟ مہنگا ہے کیا خیال ہے ایزال کے روم کے وال پینٹ اسی کمپنی سے کروائیں؟“ وہ آہستہ سے اس سے دور ہوتا ترچھی نظروں سے دیکھتا دیواریں ٹٹول رہا تھا جیسے اللہ اسکے بچاؤ کیلئے یہی سے راستہ بنا دے گا۔۔۔

”صرف لڑکیوں کے لیے رونا ہوتا ہے! ہم معصوموں کو جو ایسی ڈانٹیں ملتی ہیں ہماری تو کوئی داد فریاد نہیں۔۔۔“ اسکا دل کر رہا تھا دنیا کو بتائے کہ اس چڑیل نے پہلے اپنے سیاہ جادو سے اسکے معصوم دل کو سیاہ جال میں پھنسایا اور اب جب وہ بالکل اسکے عشق میں سیاہ اندھا بہرا گونگا ہو گیا تو وہ اپنے اصلی روپ میں آکر بچے کو چوبیس گھنٹے ہراساں رکھتی تھی۔۔۔

ستم تو یہ اسکی اولاد کی اس سے وفا نہیں تھی بلکہ سب اس بھوتنی کے جادو میں پھنس رہے تھے۔۔۔

”فیری“!! اسنے دانت کچکچاتے ہوئے مٹھی بنا کر دیوار کو مارے۔۔۔“ پھڑپھڑ فیری تم سے ایک راز نہیں رکھا گیا اپنے معصوم باپ کا چڑیل کی اولاد۔۔۔“

”اگر تمہارا دیواروں سے رومینس ہو گیا ہو تو اپنا“ شریف ”چہرہ مجھے دکھائو گے؟“ اسے دیوار سے چپکے دیکھ کر وہ طنزیہ بولی برہان اسکی بات سن کر بجلی کے جھٹکے کی طرح دور ہوا۔۔۔

”استغفر اللہ کیا اناپ شناپ بول رہی ہو“! کھسایا ہوا برہان خود کو درست کرتا دیوار کو دیکھنے کہ یہ بھی رومینس کرنے والی چیز ہے۔۔۔

”میرے پاس تو اتنی حسین بیوی ہے اسکے ساتھ کروں گا نارومینس۔۔“ جذبات سے چور نظروں سے دیکھتے وہ مسکان کی سمیت بڑھا۔۔

”میری طرف ایک بھی قدم اٹھایا تو زبان کے ساتھ ٹانگیں آنکھیں فری میں نوچ کر ہاتھ میں دوں گی۔۔“ وہ غراٹھی برہان بوکھلا گیا۔۔

”ریلیکس ریلیکس ہنی) استغفر اللہ۔۔“ اسے ہنی کہتے اسے ہنی لفظ کی توہین لگی تبھی وقت پر ہی استغفار پڑھ لیا۔۔

”بھاڑ میں بھیجو ریلیکس کو!“ وہ چلائی ہی تھی کہ ایکدم اسکے منہ پر برہان نے ہاتھ رکھتے اسکے پاس ترچھا ہو کر لیٹ گیا۔۔

”کیا تمہیں لگتا ہے اس دل کو تمہارے علاوہ کسی کی ضرورت ہے؟“ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا اسکا ہاتھ دل پر رکھتے بولا۔۔

مسکان نے غور سے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔ وہاں صرف اسکا عکس تھا، پر اسنے بات کیوں کی اس روزی موزی سے۔۔

”تم۔۔“!! وہ ابھی کچھ مزید غصے سے بپھر کر کہتی برہان نے ایکدم اسکے چہرے پر جھکتے اسکے لبوں کو قید میں لے لیا۔۔۔

”اب کرو غصہ۔۔“ وہ اسکی کمر میں بازو ڈالتے نرمی سے اسے چھو کر شرم سے سرخ کر رہا تھا۔۔

”ہٹو پیچھے۔۔“ مسکان نے متغیر چہرے کے ساتھ اسے پیچھے دھکیلنا چاہا پر اس وقت اس میں اتنی ہمت نہیں رہی تھی جو وہ آزما پاتی۔۔ اسلیے تو وہ اس پر حاوی تھا۔۔

”تمنے بات کیوں کی اس سے؟؟“ وہ غضب لہجے میں بولی۔۔۔

”بات کہاں یار! بس یہی کہا تھا میں اپنی چڑیل سے بہت محبت کرتا ہوں اور اس غنڈی نے مجھے روح قلب جان وجود سمیت کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔ اگر میں نے کسی اور طرف نگاہ کی نا صرف میں خود خود کو ماروں گا بلکہ اس سے پہلے وہ غنڈی ہی میری لاش نالے میں پھینک۔۔۔

”گھڑ والے۔۔۔“ وہ بول رہا تھا غور سے سنتی مسکان نے بیچ میں سنجیدگی سے کرکیشن کی وہ سر ہلا گیا۔۔۔

”ہاں وہی کہوں گا آئندہ۔۔۔ میری بیوی مجھے نالے والی گھڑ میں پھینک دے گی زندہ نہیں بلکہ شاید کاٹ کر۔۔۔“

”شاید نہیں حقیقت میں۔۔۔“ مسکان نے بیچ میں پھر سے ٹوکا وہ مسکرا کر سر ہلاتا ہوا اسکے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے لگاتے انگلی سے کان کی لو کو چھونے لگا۔۔۔

”بس اتنی سی تو بات کی تھی کہ میں کس کی طرف دیکھوں؟ کیوں دیکھوں جب مجھے اسکے علاوہ کچھ دکھائی دیتا ہی نہیں ہے۔۔۔ صبح شام رات، سوچتے ہنستے مسکراتے باتیں کریں، دکھ

پریشانی خوشی ہر احساس میں تو وہ شامل ہے پھر کیوں میں دیکھوں اور کس طرح میں دیکھوں کسی کو؟ جب وہ انا کی ماری لڑکی مجھ سے محبت کا کھلا اظہار کر کے بھی انجان بنی رہتی ہے۔۔۔

میرے دل میں اپنی جنونی محبت کے پنچے گاڑھ کر بے خبر بن جاتی ہے، وہ جھکنے کیلئے تیار نہیں ہوتی، وہ کمزور نہیں پڑتی، وہ ہارنا نہیں جانتی، وہ دل دیکر بتانا نہیں جانتی، وہ ساتھ

ہو کر جتنا نہیں جانتی، وہ ہنسا کر رلانا نہیں جانتی۔۔ وہ احساسات میں ڈال کر زنجیریں نہیں ڈالتی۔۔۔ وہ منفرد ہو کر عام سی ہے۔۔ صرف اپنے سوامی کیلئے۔۔ تو کیا اس سے غداری کرنا بنتا ہے ایک سوامی کا جسکے پاس ہیرا موجود ہو اور وہ پیتل کے پاس بھاگے۔۔؟؟ ”وہ اسکے کان پر لب رکھے کہہ رہا تھا

وہ مسکان لبوں پر مسکراہٹ چھپائے سن رہی تھی۔۔۔

”ہٹو پیچھے اب زیادہ ایکٹنگ مت کرو فلاسفر بنتے جارہے ہو۔۔“ وہ ایکدم جھڑک اٹھی اسے برہان کا دل جل کر خاک ہو گیا۔۔۔

”ارے ابھی سنو تو میں یہ بھی کہا کہ جب بھوتنی ڈائن چڑیل سائیکو عورت گھر میں موجود ہے تو کیسے میں تم جیسے نازک سے گلاب کو گھر میں لاسکتا ہوں۔۔“ وہ جل کر بولتا اب اسے جلا کر خاکسار کرنا چاہتا تھا جسنے دو منٹ میں اسے فرش پر پھینکا تھا۔۔۔

”مجھے سرخ سیب کاٹتے ہوئے بڑا اچھا لگتا ہے۔۔۔“ وہ ٹیبل پر رکھے باسکٹ میں ریڈ اپیل میں لگی چھری کو دیکھتی جتا کر بولی۔۔۔

”خبردار اس معصوم کے بارے میں سوچا بھی۔۔ وہ تو بات کرتے شرماتی ہے مجھ سے

تمہاری طرح نہیں اینا کونڈا کی طرح منہ پھاڑ کر نکلنے کو تیار ہوتی ہو۔۔۔“ وہ جھلا کر وارن کرتا بولا۔۔۔

مسکان کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔۔۔ ”اینا کونڈا؟؟ میں اینا کونڈا؟“ اسنے شکڈ کیفیت میں پوچھا۔۔۔

برہان اسکے پاس لیٹا چھت کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ ہاسپٹل کا روم نہیں اسکا بیڈ روم ہو۔۔۔



”آؤٹ پہلی فرصت میں آؤٹ ”!! چٹکی بجا کر وہ بولی۔۔۔ کتنی خبیث روح تھی۔۔ ایک منٹ کیلئے خوش کرتا دوسرے ہی لمحے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیتا۔۔۔

”ہاسپٹل کا بل میں نے بھرا ہے یہ آرڈر جا کر کسی اور کو دو۔۔۔ ”وہ اسکی انگلی اپنی انگلی میں لپیٹ کر جتاتے بولا۔۔

دونوں کو بس لڑنے کا موقعہ چاہیے تھا، پھر وہ جگہ نہیں دیکھتے تھے۔۔ وہ تو ایسے موقعہ پر لڑ جاتے تھے جہاں انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

”تم میں شرم ہے باقی کچھ تم اپنی بیوی کے سامنے اس غیر لڑکی کا تذکرہ ایسے کر رہے ہو جیسے وہ تمہارے ابا کی بیٹی ہو۔۔۔“

”تمہارے منہ میں خاک، بیوی کی موجودگی میں شوہر کا شرم اور شرفات سے کوئی تعلق نہیں باقی تم چاچا کی بیٹی بھی بول سکتی تھی، ساری سوچیں حرام کر دیں منحوس عورت۔۔۔“ وہ تڑپ کر بولا۔۔۔

”کیا مطلب؟ تم میرے پاس لیٹ کر اسکے بابت سوچ رہے تھے؟؟؟“ وہ صدمے سے گویا ہوئی۔ برہان نے اپنی ٹائی کی ناٹ لاپرواہی دکھاتے ٹھیک کی۔۔۔

”اوکے! ویل فائن۔۔ بہت خوب! تم اتنے آزاد خیال ہو مجھے معلوم نہیں تھا۔ تمہاری بیوہ آئی مین کہ بیوی بن کر مجھے کافی خوشی ہوئی۔۔ ”وہ اسے سراہنے لگی۔۔ برہان کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں محسوس ہوئی۔۔۔

وہ آنکھیں سکیر کر اسے دیکھنے لگا جسکے چہرے پر پھول بکھرنے لگے تھے۔۔ اسکا دل خطرناک حد سے دھڑکا۔۔

”اسکی بھوتنی کس کو سوچ رہی ہے۔۔۔؟؟“ ”یہ احساس روح کو بے چین کر گیا۔۔۔ اسکا دل کیا یہی آپریشن کر کے اسکا دماغ نکال کر باہر پھینک دے۔۔۔

اور باقی دل رہتا تو سمجھو برہان ہی رہتا۔۔۔

”اف! رومیو آئی رینکی مس ہم! یو نو اسنے اسپین میں میرے نام یعنی مجھے جولیٹ سمجھ کر میرے نام سے ریسٹورنٹ بنایا تھا وہ آج بھی مس کرتا ہے بلکہ وہ آفر بھی کر رہا ہے میں اسکے پاس چلی آؤں وہ مجھے قبول کر لے گا کسی بھی حال میں، کسی بھی وقت، کسی بھی لمحے۔۔۔

”وہ کھوئی کھوئی سی بولی برہان کی پوری ہستی ہل گئی۔۔۔۔۔“ ”وہ چلغوزہ؟؟؟“ وہ تقریباً چیخا۔۔۔

”آہستہ چیخو! چلغوزے اسے پسند ہیں وہ چلغوزہ نہیں ایک کڈنیپر ہے۔۔۔ جاگتے ہی اٹھا جائے گا معلوم بھی نہیں پڑے گا۔۔۔“ ”وہ اس طرح اسکی تعریف کرنے لگی جیسے بہت اچھی طرح سے جانتی ہو۔۔۔۔۔

”خبردار اس نمونے کو یاد بھی کیا تم صرف میری ہو۔۔۔ کڈنیپر کی ایسی کی تیسری منہ ہی توڑ دوں گا اسکا اگر میری بیوی کے بارے میں سوچا بھی ہے کہاں وہ مکینہ۔۔۔۔۔“ ”وہ چیخ کر اسکا جبراً پکڑے بولا۔۔۔

”مسکان ہنس پڑی“ ”کیا ہوا خود پر پڑی تو بلبلا اٹھے؟“ ”وہ طنزیہ بولی برہان نے اپنا بازو اسکے سر کے نیچے رکھتے اسے دیکھا۔۔۔

”جان پر بات آجائے سہن لوں گا، پر تم پر نا آئے ورنہ اس برہان ہے انسان ہونے کی توقع مت رکھنا۔“ ”محبت پاش لہجے میں کہتے اسنے آہستہ سے اسکے نازک لبوں کو چھوا۔۔۔ اسکے چہرے پر مہکتے گلاب نچھاور ہو گئے۔۔۔

جب ایک دوسرے سے جنون کی حد تک محبت کرتے تھے تو لڑتے جلاتے کیوں تھے؟ حالاں کہ اختتام ہمیشہ محبت سے ہی ہوتا تھا پھر چاہے اس لڑائی میں لہو ہی کیوں نا بہہ رہا ہو۔۔۔

”مجھے خوشی ہوئی کہ فیری نے اپنی بہن کو ایکسیپٹ کر لیا۔“ ”کچھ تاخیر بعد مسکان نے اسکے سینے پر سر رکھتے کہا۔۔۔

”کیوں کا ایکسیپٹ کرتی تمہاری بیٹی تھی۔“ ”برہان دل سے بولا۔۔۔

”کہیں تم غلطی سے تو نہیں بول گئے؟ حالاں کہ میں نے تمہاری بیٹیوں کو سائیکو بنا دیا ہے؟ کیا کوئی باپ چاہے گا اسکی سیٹیاں مجھ جیسی ماں سے تربیت حاصل کریں؟“ ”وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔۔۔

برہان ہنس پڑا اسکی نادانی پر۔۔۔۔

”کچھ غلط نہیں کہہ رہا بالکل سچ بول رہا ہوں۔۔۔ سب باپ کا نہیں معلوم میں خود کی بات کرتا ہوں کہ چاہتا ہوں میری سیٹیاں تم سے تربیت حاصل کریں کہ کبھی کسی محل وقوعہ پر خود کو کمزور نا سمجھیں! کبھی اکیلی نا فیل کریں خود کو، اپنا سیلف ڈفینس کر سکیں۔ مضبوط ہوں عقل مند ہوں۔۔۔ اپنے اچھے فیصلے خود کریں کسی کی محتاج نا ہوں۔۔۔

سب سے ضروری بات کبھی کوئی بھیڑیا مقابلے میں آئے تو خود کو عورت سمجھ کر کمزور نا پڑیں بلکہ خود کو پہاڑ سا مضبوط سمجھ کر اس بھیڑیے کو چیر پھاڑ دیں ایسی سیٹیاں میں چاہتا ہوں اور یہ صرف تم ہی دے سکتی ہو۔۔۔۔۔ ”وہ اسکا چہرا تھام کر بولا۔۔۔۔۔

مسکان اسکی آنکھوں میں خود کو معتبر پاکر سرشار سی ہو گئی۔۔ وہ کم نہیں، نا ہی کم ترین بری عورت ہے۔۔ اسکا شوہر اسے بتا رہا تھا وہ مضبوط باکردار خاص سے خاص ترین عورت

ہے جو ڈر کا مقابلہ بہادری سے کرتی ہے بلکہ خوف سے سہمے دلوں میں بھی نور کا اجالہ ڈال دیتی ہے۔۔۔۔۔

بکھرے دلوں کو نا صرف ہمت دیتی ہے، بلکہ اسکی بیوی ایک لیڈی باس عورت کے ساتھ زیادتی کرنے والے حیوانوں کو چیر پھاڑ دیتی ہے۔۔۔۔۔

کیا وہ نہیں چاہے گا اسکی سیٹیاں ایسی ہوں کہ اگر اسکے ماں باپ نا رہیں تو کونے میں چھپ کر بیٹھی نا ہوں بلکہ سب کا مقابلہ کر کے زندگی کی خوبصورت سانسیں جی لیں، اور غم کی ماری نہیں خوشیاں بکھیرتے پھول ہوں۔۔۔۔۔

”کیا میں ٹھیک ہوں؟“ وہ اسکی آنکھوں میں عکس جانچنے لگی۔۔۔۔۔ برہان نے اپنی ناک کو اسکی ناک سے ملایا۔۔۔۔۔

”ہاں تم ٹھیک راہ پر ہو! ہزاروں لڑکیوں کی آبرو کو محفوظ رکھنے والی، وہاں تک پہنچ رکھتی جہاں ہماری پہنچ نہیں ہوتی۔۔ تم کسی قانون کی پابند نہیں ہو۔۔ نا ہی کسی قانون کی زنجیریں تمہاری کلاںیاں باندھ سکتی ہیں۔۔ اور نا ہی یہ برہان علوی ایسا ہونے دیگا۔۔۔۔۔



تم مسکان ہو زخمی لبوں پر آنے والی وہ صبح کی پر نور نکھرتی مسکان ہو جسے ہر دل کو پھولوں کی طرح مہکا دیتی ہے۔۔۔

تم برہان کی مسکان ہو۔۔

اور میں چاہتا ہوں تم میری بیٹیوں کو بھی ایسی مسکان بنا ڈالو جن کے بارے میں حیوان سوچیں تو انکی روح لرزہ اٹھے۔۔۔

”تم مسکان! ایزال کو ایسا پھول بناؤ جسکے گرد گھنی جھاڑیوں کے کانٹیں ہوں جو اس پھول کے اپنے ہوں۔۔۔“

آج برہان علوی، اسکے شریک حیات کے الفاظ نے اسے سرخرو کر دیا تھا، وہ اسکے حوالے اپنی سیٹیاں کر رہا تھا کیونکہ آج وہ سرخرو ہو گئی تھی اسکی بھی نظروں میں۔۔۔

وہ اسے بتا رہا تھا کہ تمہیں دیکھ کر مجھے احساس ہوتا ہے عورت کمزور نہیں۔۔ اور میں یہ احساس ہر دل میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ عورت کو کمزور نا سمجھو۔۔۔

مسکان نے اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھ دیئے۔۔ اور یہ ایسا بوسہ تھا جس نے اسکی آنکھوں کو نم اور برہان علوی کو ششدر کر دیا تھا۔۔۔

”آج میرا دل ایکسپٹ کر رہا ہے کہ میں ایک“ لیڈی باس ”ہوں“ وہ اسکی ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھیں صاف کرتی بولی۔۔۔

”وہ تو تم ہو ہی! ویسے وہ ڈاکٹر کیوں کہہ رہی تھی تمہیں بریو لیڈی؟“ اس نے آنکھیں گھماتے پوچھا۔۔۔

مسکان کا چہرا سرخ پڑ گیا۔۔۔ ”کچھ نہیں۔۔۔“ ”وہ ناک بھنوں چڑھا کر چہرہ موڑ گئی۔۔۔“

برہان نے چونکتے ہوئے اسکے گالوں کی گلابیاں دیکھیں۔۔۔۔۔ ”کچھ تو ضرور ہے ہاہا ایسے تو تم تب بھی نہیں شرمائی۔۔۔“ ”وہ معنی خیزی سے بولا مسکان کا بے ساختہ قہقہہ لگا۔۔۔  
باہر سے فیری اور زوہان کی بھی کھلکھلاہٹیں اندر آرہی تھیں۔۔۔“

”داد کب آئے گا؟“ ”اسے نور کی جلت رنگ کرتی ہنسی سنائی دی۔۔۔“

”بہت جلد۔۔۔“ ”!برہان کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔۔۔ وہ بھی سمجھ رہا تھا۔۔۔“

اسنے اسکا ہاتھ تھاما مسکان نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور برہان نے اسکی دونوں ہنستے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ کی پشت پر لب رکھے آنکھوں میں دیکھنے لگے۔۔۔  
دونوں کی آنکھوں کا پیغام شکر یہ کا تھا زندگی میں آنے کیلئے۔۔۔

البتہ اب برہان کی نظروں کا پیام بدل گیا اور وہ اسے بچ سے ہاتھ ہٹانے کا اشارہ دینے لگا۔۔۔

”ہاہا نہیں! جاؤ ایک اچھے جیجا کی طرح میرے یونان میں موجود بھائیوں کو مبارک دو کال کر کے۔۔۔“ ”اسنے قہقہہ لگاتے کہا باخرہان چونکا۔۔۔“

”کون سے؟ وہ دو نمونے؟“ ”وہ استفسار کرتے بولا۔۔۔“

”خبردار انہیں نمونہ بولا بھائی ہیں میرے“ ”!مسکان غرا اٹھی برہان کا زوردار قہقہہ پڑا۔۔۔“

”چلو اب تم اتنا فورس کر رہی ہو تو نہیں بولتا پر اسکے بدلے ہٹاؤ اس دیوار کو۔۔۔“ اسکی سوئی واپس وہیں اٹک گئی اور مسکان میں زیادہ طاقت ہی نہیں تھی ہنسنے کی۔۔۔

”دور رہو سوامی۔۔۔“ وہ اس پیچھے کرتی بولی۔۔۔

”کیسے سوامی کی جان ممکن ہی نہیں تم سے دوری اختیار کرنا“!! وہ جان لٹائی نظروں سے دیکھتا بولا مسکان ہنستی اسکے پینے پر ہلکا سا مکا مارنے لگی۔۔۔

”ہاہا مار لو تمہارا ہی معصوم بیچارہ یتیم شوہر ہے۔۔۔“ اسکی دہائی نما اظہار پر مسکان برہان ساتھ کھلکھلائے۔۔۔

انکی کھلکھلاہٹ باہر سنائی دینے لگی اور سب نے چونک کر روم کو دیکھا۔۔۔

غنی جو عزیزے علینہ سے انکی تو تلی زبان میں بات کر رہا تھا وہ بھی چونکا۔۔۔ پر اگلے ہی لمحے اسکا قہقہہ گونج اٹھا کیونکہ نورالعین کی پریشان ہراساں صورت اور موبائل سے آتی علینہ کی چیخیں کون نہیں سمجھ سکتا تھا کہ عزیزے نے اس معصوم کا اب برا حال کر دینا تھا۔۔۔

”مما عزیزے بہت مارتی ہے اس دن میرے گلاس بھی توڑ دیئے اسنے آنی کے گھر۔۔۔“ غنی نے ہنستے ہوئے کہا جبکہ اسکی بات سن کر عزیزے نے اپنے ناخون علینہ کے منہ پر گاڑھ دیئے۔ بدلے میں علینہ نے اپنے دانت اسکی ٹانگ میں گاڑھے۔۔۔

موبائل سے ناصرف بلکہ پورے روم میں اسکی بیٹیوں کی چیخیں گونج رہی تھی اور یہاں نورالعین کی رنگت زرد پڑ رہی تھی۔۔۔

زوہان نے دیکھا اور علیزے کو سوچا واقعی وہ کافی جھگڑالو تھی اور اسے پسند بھی نہیں تھی  
۔۔۔۔۔

اسے تو علینہ پسند تھی کیوٹ سی۔۔

”یہ علیزے تو چڑیل ہے ہم اپنی بہن کو اس سے دور ہی رکھیں گے۔۔۔“ ”زوہان کے کہنے پر سمعی نے آنکھیں دکھائیں۔۔۔

”ایسے نہیں کہتے وہ بہن ہے آپکی زوہان۔۔۔“ ”اسنے محبت سے سمجھایا۔۔۔

”نہیں ماما جان وہ میری بہن نہیں وہ مجھے نہیں پسند۔۔۔ میری بہن تو علینہ ایزال اور فیری ہیں بس۔۔۔“ ”وہ ناگواریت سے ناک سکیرٹا بولا اور اپنی بہن کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔ سمعی نے نور کو دیکھا جو جانے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔ اسنے شکر کیا اسنے زوہان کی بات نہیں سنی۔۔۔

”ماما وہ میری بہن ہے۔۔۔“ ”غنی کو اچھی بات نہیں لگتی تبھی مسکرا کر اپنی ماں کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا سمعی اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر مسکرائی۔۔۔

”ہاہا اسے بہن بنانے سے بہتر بندہ خودکشی کر لے۔۔۔“ ”کھلکھلاتا ہوا زوہان بولا۔۔۔

سمی دیکھ کر رہ گئی البتہ کچھ کہہ نہیں سکی پر سمجھا ضرور سکتی تھی اور اسنے گھر جاکر سمجھانا ضروری سمجھا۔۔۔ علیزے جیسی بھی تھی وہ اپنی مزاج کے حساب سے تھی۔۔۔ کچھ جذباتی تھی پر پیاری وہ بھی تھی شاید اس جذباتی پن کی وجہ سے زوہان کو وہ پسند نہیں آرہی تھی۔۔۔ پر آگے وقت کو کون جانتا تھا کیا۔۔۔



اسکی زندگی کے بدلے رخ بھی تو وہ دیکھ چکی تھی، اور جانتی تھی جو بھی ہوتا ہے انسان کے بھلے کیلئے ہوتا ہے اور چاہتی تھی کہ انکی اولاد بھی اس بات کو سمجھ جائیں۔۔۔۔

”مما بابا نے ریسٹورنٹ میں موجود ویٹر لڑکی کا دیا ہوا کارڈ بھی دیکھا تھا۔۔۔ ”اندر سے خاموشی پا کر کر فیری نے دوسرا دھماکہ کیا۔۔۔

عرب سمعیہ بوکھلا گئے۔۔ زوہان کو تو اول سے پرواہ نہیں تھی۔۔ وہ اپنے مطلب کا بندہ تھا۔ نورالعیین بعد میں بچوں کے ساتھ آنے کا کہتی وہاں سے چلی گئی تھی کیونکہ اسکی نمونیاں ملازمین سے بھی نہیں سنبھلنے والی تھیں دارم بھی گھر تھا بیچارہ اکیلا۔ اسلیے اسکو ہی جلدی میں جانا پڑا۔۔۔

البتہ اندر موجود برہان کی آنکھیں پھیل گئی دوسرے دھماکے پر۔۔۔

”کون سا کارڈ تھا؟؟“ گہرا سانس لیتی وہ سب ٹھیک ہونے تک دل کی کتاب میں لکھتی جا رہی تھی تاکہ آگے چن چن کر بدلہ لے سکے۔۔۔

اسکی آنکھیں برہان پر تھیں اور وہ آنکھیں پھلا کر کبھی دروازے کو دیکھتا کبھی مسکان کو۔۔۔

”لگتا ہے میری اولاد مجھے شہید کروا کر ہی چھوڑے گی۔۔۔ ”اسنے بیچارگی میں سرگوشی

کی۔۔۔

”ہاہاہا۔۔۔۔ سچ کہا۔۔۔ ”مسکان نے قہقہہ لگا کر کہا برہان ششدر رہ گیا۔ اور پھر اسکا موڈ بحال دیکھتے اسکے ماتھے پر بوسہ دینے کیلئے جھکا۔۔۔

”آہہ۔۔۔۔ ”وہ ابھی جھک ہی رہا تھا کہ ڈرپ ہاتھ سے نکالتے ہی ایکدم مکہ اسکے منہ پر پڑا برہان کرہا کر دور ہوا نا صرف اندر بلکہ باہر سے بھی فلک شگاف قہقہے تھے۔۔۔

”وہ سوتیلی ناگن ہے کسی کی نہیں ہو سکتی سواء چند گھنٹوں کے۔۔۔ شاید تمہیں تو وہ بھی میسر نہیں چند منٹس کے علاوہ۔۔۔۔“ ”روم کے باہر سے عارب کی آواز پر برہان نے شکایتی نظروں سے مسکان کو دیکھا اور اس نے ہنستے ہوئے لاڈ سے ہانہیں پھیلائیں جنہیں دیکھتے ہیں برہان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔۔“

”اگر ایک مکا پر ایسا لاڈ ملے گا تو میں ہزار مکے کھانے کیلئے تیار ہوں۔۔۔“ وہ بے باکی سے

آنکھ دبا کر بولا۔۔۔۔

اور ساتھ ہی روم میں دونوں کے قہقہے گونج اٹھے اور پھر ایک دوسرے کو دیکھتے آسودگی سے مسکرا دیئے۔۔۔۔❤

”ان شاء اللہ آگے بھی ایسی ہی کھلکھلاہٹیں ہوں گی وحشت کی گلیاں پیچھے چھوڑ آئے ہم۔۔۔“ ”اسکے ہاتھ میں ہاتھ دیتے وہ بولی۔۔۔“

”ان شاء اللہ۔۔۔۔“ ”برہان نے صدق دل سے کہا۔۔۔“

ہاں وہ اب پرسکون سی زندگی گزار رہے تھے وحشتِ دل سے دور۔۔۔

آبادِ دل کی بستی میں ہم قدم تھے بلکہ انکے ساتھ ایک چھوٹی سی انکی فیملی تھی جو

فیری زوہان علوی اور ان دونوں کی لاڈلی سنہری آنکھوں والی پرنسس ایزال علوی۔۔۔۔

برہان مسکان علوی کی زندگی۔۔۔۔

-----❤-----

”ماما یہ بونی زیادہ لڑتی ہے اسے پول میں پھینک دیں تاکہ بطخ کے پیچھے ٹپیں ٹپیں کرتی رہے۔“ سسکتی علیہ کے سرخ چہرے کو دیکھتے دارم نے غصے سے کہا۔

”تم تیں تیں۔۔۔“ ”خونخوار نظروں سے گھورتی علیزے چیخ اٹھی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا پاس پڑی ٹیبل اٹھا کر اپنے بھائی کے سر پر دے مارے جو اسے ٹپیں ٹپیں کہہ رہا تھا۔۔

”تماری ماما بجک“ ”وہ اپنی ماں سے بھی باز نہیں آئی۔۔ دارم کی حیرت سے آنکھیں پھیل گئی جبکہ نور نے سن کر دانت پیسے۔۔

”باپ کی چچی تم بطخ تیرا باپ بطخ“!! وہ غصے سے بولی۔

اور ہوتی بھی کیوں نا اسکا باپ بھی تو اسے بطخ بولتا تھا، اور آج اس چوزے جتنی لڑکی بھی اسے بطخ بول رہی تھی جو خود ایک بطخ کے بچے جیسی تھی۔۔

”آئی“ حور (بطخ) ”وہ سوچ سوچ کر اسکا رشتہ یاد کرتی حور کے بارے میں بولنے لگی۔

”خبردار میری بہن کے بارے میں کچھ کہا! میں تمہاری طرح کی ڈائن بہن نہیں ہوں۔

میری بہن کے بارے میں ایک لفظ مت کہنا۔۔“ ”وہ اس سے لڑھ پڑی دارم اور علیہ

ہو نقوں کی طرح اب اپنی ماں کا سرخ چہرہ تک رہے تھے کہ انہیں اچانک کیا ہوا۔۔؟

بطخ کہنے سے کیا ہوتا ہے انسان سچ میں بطخ تھوڑی بن جاتا ہے۔۔

”میں تہوں گی!! آئی بطک“ ”علیزے اپنی ماں کی ضد پر خود بھی ضد میں آتی چیختی

بولی۔۔

وہ تھی ہی ضدی کسی حد تک ایک بد تمیز بچی نورالعین کے مطابق۔۔۔ اور معصوم سی علینہ سے تو ذرا بھی نہیں ملتی تھی پتا نہیں کیسے جڑواں بچے تھے یہ۔۔۔۔

”میں کہہ رہی ہوں علیزے خبردار میری بہن کے بارے میں کہا چڑیل بونی! یہ تم ہو جو اپنی بہن کو لہو کر دیتی ہو منہ سو جا دیتی ہو۔۔ ہم جب تمہاری اتج کے تو ایک دوسرے پر جان دیتے تھے۔۔ بے تحاشہ محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے۔۔۔“ اسنے شرم دلائی بلکہ

اپنے بچپن کو یاد کر کے مسکرائی بھی۔۔۔

”ہاں تو آنی کی آنکھیں نی تی۔“ وہ علینہ کی سالم آنکھوں کو دیکھتی بولی۔۔ جسکے قریب ہی اسکے ناخون کی خراشیں پڑی تھیں۔۔۔

اسکی خطرناک بونی کی نظروں کے تعاقب میں اپنی معصوم سی علینہ کی خوبصورت آنکھیں دیکھتے نورالعین ہول کر اسے سینے میں چھپا گئی۔۔۔

”شرم تو آتی نہیں نا تمہیں ایسی سوچ رکھتے۔ کس نے کہا تمہیں میری بہن کی آنکھیں نہیں تھیں؟؟“ اسکے غصے بھرے سوال پر علیزے نے لا پرواہی سے دارم کی سمیت اشارہ دیا۔۔۔

اپنی بک پر جھکا دارم جو چور نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا اس چٹکی بھر بونی کا اشارہ اپنی سمیت دیکھ کر گڑبڑا گیا۔

”دارم۔۔۔؟؟؟“ نور کو یقین نہیں تھا اس دارم یہ کہے گا۔

”نوام! میں نے کہا آئیز تھیں بٹ۔۔ بٹ وہ۔۔۔ بلاسٹڈ تھیں“ وہ سر جھکا کر اپنی غلطی کا اعتراف کرنے لگا۔۔۔“ میں جسٹ انہیں احساس دلا رہا تھا کہ مام آنی میں کتنی محبت تھی نو تھنگ مور مام۔۔۔“



”دیکھا بیوقوف بونی بھائی کا کیا مطلب تھا ”!نور نے علیزے کو شرم دلائی جو غور سے نور کے چہرے کو دیکھ رہی۔۔ اسکی آنکھوں میں غصہ ضد ہٹ دھرمی۔۔ کیا کچھ نہیں تھا۔۔۔ کتنی جذباتی لڑکی تھی نا داد پر گئی تھی نا اس پر، ناہی اپنی خالہ یا تایا پر۔۔۔

اتنی ضدی غصیلی تو ان چاروں کزنز میں کوئی نہیں تھا، برہان تھا بھی تو روڈ تھا۔۔ پر دل کا کافی سافٹ تھا پر اسے تو اپنی بیٹی میں کہیں سے بھی سافٹنس کی جھلک نہیں دکھائی دیتی تھی۔۔۔

بلکہ گھمنڈی غصیلی بے رحم ہی تو تھی کافی حد تک۔۔۔

اسے تو یہ ڈر تھا کہ آگے چل کر یہ نرم مزاج ہوگی یا اکھڑ مزاج۔۔ اگر غصیلی ہوئی تو بھی اسے یقین تھا وہ ہینڈل نہیں کر سکے گی اور داد سے سواء بیٹیوں کو محبت دینے سے کوئی توقع نہیں رکھی جاسکتی تھی۔۔

ہاں اپنی بیوی کو اپنی بیٹیوں سے اچھی طرح ہراساں کروا سکتا تھا۔

بلکہ اس بونی جی نے اسکی معصوم سی بچی کو بھی خرگوش کی مانند سہا دیا تھا۔ اور اب اسکے منہ پر جگہ جگہ تیز ناخون کی خراشیں ڈالکر ایسے بیٹھ کر سب کو گھور کے دیکھ رہی تھی جیسے ان سب کی غلطی ہو اور وہ سب اس سے زیادتی کر رہے ہیں۔۔

”تو عینی اندی اوجائے۔۔ ”وہ غصے سے علینہ کے منہ پر پھر سے پنجا مارنے کیلئے مچلتی ہوئی بولی۔۔۔

”خبردار جو ہاتھ لگایا شرم نہیں آتی بہن کے بارے میں یہ سب کہتے علیزے؟ ”نور نے شرم دلاتے غصے سے جھڑکا۔۔

دارم خود افسوس سے اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا ساتھ ساتھ ہوم ورک بھی کر رہا تھا۔۔  
”دیدنی تہتے ہیں شلم نی ہوتی۔۔“ وہ کندھے جھٹک کر انہیں بتانے لگی کہ شرم کسی میں  
نہیں ہوتی۔۔۔

نور سٹیٹا گئی کیا تھی وہ سب کی ماں جیسے بن رہی تھی۔۔۔

”ہاں تمہارے ڈیڈ ٹھیک کہتے ہیں ان میں واقعی شرم نہیں۔۔ تم سے صبح پوچھوں گی چلو  
سو جاؤ اب بڑی ہی دادی بن رہی ہو۔۔ شلم نہیں ہوتی۔۔ تمہارا باپ ہی بے شرم ہے  
تمہارا قصور نہیں۔۔“ وہ جھڑکتی اسکی نقل اتار کر بولی جسے دیکھتے تینوں اسکے بچے کھلکھلا  
اٹھے۔۔۔

”علیزے ایسے نہیں بولتے ڈیڈ“! کچھ دیر بعد دارم اپنا بیگ رکھ کر آیا تو علیزے کے گال  
پر ہاتھ رکھتے اپنی بہن کو سمجھایا۔۔۔

”نو میں دیدنی بے شلم۔۔“ وہ ہٹ دھرمی سے بولتی دارم کے ہاتھ جھٹک گئی۔۔۔  
”چھوڑو دارم کس سے دماغ لڑا رہے اس میں عقل ہوتی تو سمجھتی لڑکیوں خود کو بے شرم  
نہیں کہتی۔۔“ نور علینہ کے چہرے پر مرہم لگانے کے بعد اسے اپنی سائیڈ دوسری طرف  
سلاتی ہوئی بولی۔۔۔

”اگر تم نے آئندہ خود کو بے شرم کہا تو میں عینی اور ایزال کا بھائی بنوں گا تمہارا نہیں۔۔“ وہ  
کسی بھی طرح اسے سمجھانا چاہتا تھا کیونکہ پھر زوہان کی طنزیہ باتیں کہ اسکی بہن ضدی ہے  
کیا کیا بولتی ہے وہ نہیں سن سکتا تھا اپنی بہنوں کے خلاف۔۔۔

جبکہ اب اگر زوہان کو علیزے کا خود کو بے شرم کہنا معلوم پڑا تو وہ زیادہ ہی بدگمان ہو کر اس سے ناراض رہے گا بلکہ مس بیہوش بھی کرے گا۔ اور دارم چاہتا تھا وہ سب بھائی بہن بن کر کھیلیں کوئی لڑے جھگڑا نا کرے ایک دوسرے سے۔۔۔

”میں توئی بائی نی۔۔ میں دیدی تی بائی ہوں۔۔“ وہ ناک سکیڑ گئی جیسے میری طرف سے سب بھاڑ میں جاؤ۔۔۔

بھلا اس پر اثر پڑنا تھا، وہ تو ایک اپنی ہی کرنے والی بونی پیدا ہوئی تھی نور کے پاس، جسے دیکھ کر اسے خود ہول اٹھتے تھے کہ جانے کیوں بہن کو رلانے کی عادت ڈال رہی خود میں۔۔۔

کہیں اس بیوقوفی میں یہ بھی ایک نور نا بن جائے جس نے حورالعین کو خود اپنے ہاتھوں سے جہنم کی طرف دھکیلا تھا۔ وہ اس خوفناک خدشات میں گھڑی چوبیس گھنٹے رب سے دعائیں مانگتی تھی کہ ایسا کچھ نا ہو۔۔

”علیزے کے دل میں علیینہ کیلئے ہم دونوں بہنوں سے زیادہ محبت ڈالنا رب۔۔۔“ وہ کافی پریشان تھی اور جان بوجھ کر ماہ میں آنے والی داد کی کال پر اسے نہیں بتاتی تھی تاکہ وہ پریشان نا ہو اور اچھی طرح اپنا فرض ادا کر سکے۔۔۔

اور یہاں نور دعاؤں کے ساتھ سب اپنے رب کے حوالے کر چکی تھی کہ ”بے شک وہ جو کرتا ہے اسی میں ہی انسان ذات کی بہتری ہوتی ہے۔“

”چلو اب سو جاؤ بارش تیز ہوتی جا رہی ڈر جاؤ گے۔۔“ وہ اپنے تینوں بچوں کو سونے کا اشارہ دیتی خود اٹھ کر کھڑکیاں بند کرنے لگی۔۔

باہر تیز بوچھاڑ بارش برس رہی تھی۔۔ ہوائوں کا تیز رخ تھا جیسے خدا نخواستہ کچھ ہونے والا ہو۔۔۔

ایک نظر اس سیاہ رات میں برستی بوچھاڑ بوندوں پر ڈال کر نورالعین نے کانپتے دل کے ساتھ کھڑکیاں بند کر دیں۔۔

”یا اللہ میرے شریک حیات کو اپنے حفظ امان میں رکھنا آمین۔۔“ بچوں کے پاس آتے وہ بس یہی دعا کر رہی تھی۔ پر پاس آتے ہی ٹھٹھک کر رک گئی۔۔

جہاں سامنے ہی علیزے اپنی چھوٹی سی کہنی تکیے پر ٹکا کر علینہ کے چہرے پر پڑی خراشوں پر اپنی چھوٹی سی سرخ انگلیاں پھیر کر جیسے اسکے درد کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ نور دارم دونوں دیکھ کر مسکرائے اور نور کے دل میں ٹھنڈک سی اتر گئی۔۔ اس سے پہلے وہ پھر سے مزید کوئی کارستانی سرانجام دیتی اسنے آگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھایا اور جھٹ سے دونوں پھولی گالوں کو چوم لیا۔۔

”عینی بی بے شلم۔۔“ وہ اب اپنی بہن کو بھی ساتھ کر گئی اپنی ٹیم میں دارم کھلکھلا اٹھا۔

”مام انہیں منع کریں یہ باہر نا کہیں۔۔“ دارم نے ہنستے ہوئے کہا۔۔ نورالعین اسکی سوچ جان گئی تھی اور اسے اپنے بیٹے پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔

وہ چھوٹا سا تھا پر کتنا سمجھدار سلجھا ہوا بچہ تھا، داد سے مختلف تھا اسکا دارم۔۔ ٹھنڈے مزاج کا پیارا سا۔۔



اسکے مسکرانے کا انداز کافی جان لیوا تھا۔ وہ نظریں نیچے کر کے جب ہلکا سا سائیڈ مسکراتا تھا جان لینے کے در پر آجاتا تھا، ابھی تو وہ چھوٹا تھا ایسے پیارے انداز تھے جب بڑا ہوگا تو وہ کیسا ہوگا۔ نور کو بہت پیاری خوبصورت فیلنگز آتی تھیں جب جب اپنے بیٹے کو دیکھتی۔۔

پتلی کھڑی ناک، سرخ رنگ لپ، سیاہ بڑی سی پلکوں والی مسکراتی آنکھیں، سپید سرخ رنگت۔۔ کتنا پیارا تھا اسکا بیٹا جسے دیکھ کر وہ داد کو دیکھتی تھی۔۔

اسنے داد کا بچپن تو نہیں دیکھا تھا نا ہی کسی نے اسے دکھایا پر دارم کو دیکھ کر اسے یقین تھا کہ داد بھی بالکل اسکے جیسا ہی ہوتا ہوگا بچپن میں۔۔

تبھی تو لڑکیوں کے دلوں میں دھڑکتا تھا، وہ اسے کسی مووی کا ہیرو لگتا تھا۔ شاندار سا اسکا ہیرو۔۔ اسے اپنی زندگی ایک خوبصورت سی کہانی لگتی تھی جہاں اسکی زندگی میں ایک شاندار ہنستے کھلکھلاتے ہیرو تو کبھی سہا دینے والے غنڈے نے انٹری دی۔ اور وہ خود ایک بونی سی لڑکی جسکے چہرے رنگت کے علاوہ کوئی اسے دیکھے نا۔ اگر اس قد کے ساتھ وہ عام سی شکل کی مالک ہوتی تو کوئی پلٹ کر نا دیکھتا۔ پر اسے لگتا تھا بلکہ پورا یقین تھا اسکے داد ضرور اسکا ہاتھ تھامتا۔۔

اپنی زندگی کی شروعاتی دن جو اچانک سے اسنے شروع کیے تھے اسنے اپنی منمانی سے انہیں یاد کر کے اسکی آنکھوں میں نمی تیر گئی۔ جانے کیوں دونوں کی زندگی میں اتنے ہجر کے دن و رات لکھے تھے۔۔

جہاں وہ سرد بھیگی سیاہ گہری راتیں اسکے آغوش اسکی مضبوط پناہوں میں گزارنا چاہتی تھی وہیں وہ شروع سے ہی آج بھی تنہائی جھیل رہی تھی۔۔ وہ اسے شدت سے یاد آنے لگا،

دل جیسے تڑپنے لگا تھا، آنکھوں کا دریا بہنے کیلئے مچلنے لگا۔ آج جیسے ضبط کے بندھے بندھن ٹوٹنے لگے تھے۔ اس بے درد کو کوئی خبر جیسے نا ہو یا بالکل انجان ہو کر جی رہا تھا۔ دو دلوں میں جانے کس شدت سے تڑپ تھی کہ روح بے چین ہو اٹھے تھے آج۔۔

نورالعیین کے اندر یہ برستی بوچھاڑ بارش، تیز سیاہ طوفان گھٹن پیدا کرنے لگا۔ اسکے بس میں نہیں تھا کہ کب کا ضبط آج ٹوٹ رہا تھا اور آنسوؤں کا گولہ اسکے حلق میں اڑکا تبھی بہت مشکل سے جان پر کھیل کر جیسے اسے سوچیں جھٹکی اور بانہیں پھیلا کر اپنے پھولوں کو

سمیٹا۔۔۔  
CLASSIC URDU MATERIAL  
سنگ اردو منیریل

”آجائو یہاں۔۔۔“ اپنی ماں کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے دارم انکی اندرونی کیفیت سے واقف ہو گیا تھا۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا اسکی ماں ڈیڈ کو مس کر رہی ہے۔۔۔

کاش اسکے ہاتھ میں ہوتا اور وہ اپنے ڈیڈ کو لیکر آجاتے جو ماہ سال غائب تھے ان سے۔۔۔ باپ کی محبت، باپ کا احساس موجودگی باپ کی خوشی کیلئے وہ اب تڑپنے لگے تھے۔۔

ٹھیک ہی تو وہ کہتا تھا اسنے رشتے جوڑ کر غلط کر دیا ہے۔۔ اسکی تو اگلی سانس بھی دھوکے باز تھی کب ساتھ چھوڑ دے۔۔ وہ تو بس ایک وطن سے سچا تھا۔ اسکے لیے دشمن کے بیچ

کھڑا تھا، حیثیت پر اپریٹی وقار دولت سب ٹھکرائے یہاں تک کہ لہو میں دوڑتے رشتوں کو بھی وطن کیلئے پس پشت ڈال کر وہ تنہا سر دشمنوں کے ٹولے میں کھڑا تھا۔۔

اب تو جیسے امید ہی ٹوٹنے لگی تھیں اسکی۔۔ دل کی دنیا جانے کس خدشات کے تحت زیر و بم تھی۔۔

”ماما یو آر سو کیوٹ ”دارم اپنی ماں کو دیکھتا ہوا بولا ہاں یہ سچ تھا کہ اسے اپنی چھوٹی سی خوبصورت ماں دل سے پسند تھی۔۔۔

سب سے الگ منفرد تھی، ڈرپوک ہونے کے باوجود بھی ناکمزور تھی نا ہی بزدل۔۔۔ دنیا کے سامنے سر اٹھا کر جی رہی تھی نا صرف اپنے بچوں کو بھی سنبھال رہی تھی۔۔

رشتوں کے تو نام ساتھ تھے، اصل حقیقت تو یہ تھی کہ وہ ایک تنہا سر پر شوہر کی عزت کی چادر اوڑھے اپنے بچوں کی نا صرف مضبوط انداز میں پرورش کر رہی تھی بلکہ یہ جان پائی تھی کہ وہ کمزور نہیں۔۔۔

وہ عورت ہے پر وہ کمزور نہیں۔۔ اس دشت وحشت میں وہ یہ جان گئی تھی کہ عورت کہیں سے بھی کمزور نہیں۔۔۔ وہ سب کچھ کر سکتی ہے جو ایک مرد کر سکتا ہے۔۔۔

وہ عورت ہے، مرد کی غیرت، وہ عورت ہے اسکی چار دیواریوں کی عزت، وہ عورت ہے اسکے گھر کی رونق، وہ عورت ہے اسکے کردار کی مالک۔۔۔

وہ اس پہیلی کو سلجھا چکی تھی کہ عورت چاہے تو آباد رہے چاہے برباد۔۔۔ چاہے اپنے شوہر کی عزت ناموس کی رکھوالی کرے چاہے تو تباہی۔۔۔۔

وہ آج مان چکی تھی کہ وہ ایک مضبوط لڑکی تھی ناکہ ڈرپوک اگر ڈرپوک ہوتی تو بغیر مرد کے سہارے جی ہی نا پاتی، پر وہ مضبوط تھی اور اسکے داد نے اسے دکھایا تھا کہ وہ مضبوط ہے بزدل نہیں۔۔۔

”کیونکہ میرا بیٹا اور میری دونوں بونیاں اتنی کیوٹ ہیں۔۔۔“ وہ ہنس کر ان تینوں کو بانہوں میں سمیٹ کر سلانے لگی۔۔۔

علیزے اسکے سینے پر سوئی ہوئی تھی، علینہ اپنی ماں کو معصومیت سے آنکھیں پٹیٹاتی ہوئی دیکھتی دائیں بازو پر تو دارم بائیں بازو پر تھا۔۔۔

”ماما میلے بال بی ایشے ہوں گے؟“ علینہ اپنی ننھی انگلیاں نورالین کے بالوں میں الجھائے انہیں دیکھتی مسکراتی بولی۔۔۔

سینے پر پڑی علیزے نے فوراً سے خونخوار نظروں سے گھورا۔ ”میلے ہوں گے!“ وہ غصے سے بالوں سے ہاتھ نکلوا کر غرائی۔۔۔

علینہ ہراساں ہوتی فوراً سے اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔ دارم نور ان دونوں کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔ علیزے کی ساری توجہ علینہ کی طرف تھی جسکی آنکھوں میں نمی تیر گئی تھی۔۔۔

”ہمالے ہوں گے ایشی بال“ وہ فوراً سے تڑپ کر اپنی بہن کی آنکھوں سے نمی صاف کرتی مسکرا کر اسکی پونیوں کو چھو کر کھلکھلائی۔۔۔

”ہمالے۔۔۔“ علینہ بھی اپنے بہن کے پیارے پر تاکید کرتی کھلکھلا اٹھی اور ان دونوں کو دیکھتے نور دارم بھی ہنس پڑے۔۔۔

”ماما کتنی عجیب ہیں ہاہاہا۔۔۔“ دارم کھلکھلاتا ہوا بولا۔۔۔ وہ دونوں بھی اپنے بھائی کو ہنستے دیکھ کر بغیر سمجھے کھلکھلا اٹھیں۔۔۔

”عجیب نہیں پیاری ہیں ہماری بونیاں۔۔۔“ نور نے کہتے ہوئے انہیں بانہوں میں سمیٹ لیا۔۔۔ ہر ماں کی طرح وہ بھی اپنے بچوں کی خوشیوں دائمی مسکراہٹ امن کی دائیں مانگنے لگی اور تھپکتے ہوئے انہیں سلانے لگی۔۔۔



یہ علیزے کی عادت تھی کہ نورالعین کے سوتے ہی وہ چڑھ کر اسکے سینے پر لیٹ جاتی تھی اور پھر گال اسکے گال پر رکھ کر سکون سے سوتی تھی۔ اسکے نسبت علیہ سہمتی تھی وہ اپنی ماں سے بھی اتنی فری نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ نورالعین اسے خود اپنے قریب کرتی تب جا کر اس میں ذرا سی ہمت پیدا ہوتی اور وہ کوئی لاڈ پن دکھاتی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس سے لپٹے ہوئے ہی گہری نیند کی وادیوں میں اتر گئے۔ بارش کی بوچھاڑ پر کبھی کبھی سوئی ہوئی علیہ سہم رہی تھی۔۔۔

وہ اسکے لیے فکر مند ہو گئی۔ جانتی تھی وہ کافی احساس طبیعت کی مالک ہے اگر ایک بار ڈر کر جاگ گئی تو پھر ساری رات جاگتے ہی گزارنی تھی اسنے۔۔۔

اسنے سب کو ٹھیک سے بیڈ پر لیٹایا اور انکے اوپر کمبل ڈال کر، مسکان کے ہاں کال کر کے حال احوال پوچھنے کا سوچا۔۔۔

وہ کل شام ہی ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آئی تھی، اور پرسوں گھر پر ایک شاندار پارٹی بھی رکھی جا رہی تھی۔ ایزال کی آمد کی خوشی میں۔۔۔

”یا وحشت“! دفعتاً روم میں موبائل کے رنگ کی آواز گونجی۔ نور جو گلاس وال کے پردے برابر کر کے ٹیرس ڈور بھی بند کر رہی تھی بادلوں کی گرج کے ساتھ روم میں آواز سے خوفزدہ ہو گئی۔۔۔

”اما تیا ہوا؟“ وہ ابھی موبائل کی سمیت بڑھ ہی رہی تھی کہ علیہ نیند میں ڈوبی آنکھوں سے اپنی ماں کو خوفزدہ ہو کر دیکھتے بولی۔۔۔

”نہیں جانو کچھ نہیں ہوا۔ تمہارے بڑے ڈیڈ کی کال ہے شاباش سو جائو میرا بہادر  
بچہ۔۔۔“ اسنے موبائل پر برہان کی کال دیکھتے پاس آکر اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اور کمبل  
درست کرتے تھپتھپایا۔۔۔

علیزے نے ذرا سی آنکھیں وا کر کے علینہ کی گردن میں بازو حائل کیا اور اسے اپنے ساتھ  
لگا لیا۔۔۔

نور ان دونوں کا اب پیار بھرا منظر دیکھ کر مسکراتی ہوئی موبائل کی سمیت متوجہ ہوئی۔۔۔  
”میں ابھی آپ کو ہی کال کرنے والی تھی مسنی کی طبیعت کے بارے میں پوچھنے کیلئے۔۔۔“  
سلام دعا کے بعد اسنے کہا۔۔۔

”اور میں تمہیں کال کرنے والا تھا میرے شہزادے شہزادیوں کے بارے میں پوچھنے  
کیلئے۔۔۔“ برہان نے سجدگی سے دوہو کہا وہ ہنس پڑی۔۔۔

”مسکان کیسی ہیں؟ اور ایزال؟“ اسنے مسکراتے دوبارہ سوال کیا۔۔۔

”اسے کیا ہونا ہے ابھی صرف موقع چاہیے اگر میں کھانا بنا تو اٹھ کر مارنے کیلئے کھڑی  
ہو جاتی۔۔۔ رہی ایزال تو وہ آکر دیکھ لو ایسا کرو میں گاڑی بھیج رہا ہوں آجائو یہاں۔۔۔

موسم کے تیور سنبھلنے کے بجائے مزید بگڑ رہے ہیں۔۔۔“ اسنے کہا اور ساتھ نصیحت بھی  
کردی۔۔۔

”نہیں بھائی اب تو سب سو گئے ہیں ان شاء اللہ صبح آجائوں گی اگر موسم سنبھلا نہیں تو،  
اگر اس وقت جگایا تو پھر ساری رات نہیں سوئیں گے اور دن کو بھی چڑچڑے رہیں گے  
اسلیے صبح آجائوں گی بریک فاسٹ وہیں کروں گی۔“ اسنے اپنے سوئے ہوئے بچوں کو دیکھتے

کہا۔۔ اب کہاں انہیں اس برستی بارش میں نیند خراب کر کے لے جاتی پھر تو ساری رات بیٹھے رہتے۔۔۔

”اچھا پھر ایسا کریں میں آجاتا ہوں وہاں تم کوئی روم ٹھیک کروا دو ملازمین سے میں آج وہیں اسٹے کروں گا صبح ساتھ آئیں گے یہاں ٹھیک ہے اب انکار مت کرنا میں نکل رہا ہوں۔۔۔“ وہ کافی فکر مند تھا۔۔ اسلیے دوسرا آئیڈیا سوچتے کہا۔۔۔

”نہیں بھائی کچھ بھی ہو آپکی اس وقت مسکان بھابھی کو ضرورت ہے۔ آپ انکے ساتھ رہیں آدھی رات تو گذر چکی ہے باقی آدھی بھی گذر جائے گی۔۔ مجھے کوئی خوف نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے ہم بالکل ٹھیک ہیں۔۔“ وہ کسی طور راضی نہیں تھی برہان خاموش رہ گیا۔۔

مسکان نے بھی اسے مزید اسرار کر کے ڈسٹرب کرنے سے منع کر دیا۔۔۔ ویسے بھی کوئی حادثہ درپیش ہوتا تو ضرور الرٹ سسٹم انہیں آگاہ کر دیتے۔۔

”اسکی کوئی کال خیر خیریت؟؟“ کچھ توفیق بعد وہ بولا۔۔۔

نور کے اندر جیسے کسی نے خنجر گھونپ دیا۔۔ اسکے آنسوؤں یلکھت گالوں پر بارش کی بوچھاڑ کی مانند برسنے لگے۔۔

دل کیا چیخ چیخ کر روئے پر وہ نہیں رو سکتی تھی کیسے روتی وہ اسکی طاقت تھی کیسے کمزور پڑتی۔۔۔

پر آج تو جیسے ضبط سارے جان لینے کے در پہ آگئے تھے۔۔

”کس کی میرے داد کی یا وطن کے عاشق داؤد آلف کی؟“ وہ خود کو سنبھال کر لہجے سے  
نمی کو نوچ کر نکالتی سپاٹ انداز میں بولی۔۔۔

پر اسکے لہجے کی کرچیاں برہان کو لب بھینچنے پر مجبور کر گئیں۔۔۔ ”دونوں کی۔۔۔“ مسکان  
پاس اسکے کندھے پر سر رکھے سب کچھ سنتی لب بھینچے بیٹھی تھی اسکی گود میں ایزال تھی۔۔  
جسکی سنہری سورج کی مانند بڑی سی آنکھیں برہان پر ٹکی تھیں۔۔

”میری چلتی سانسوں سے اندازہ لگا لیں۔۔۔“ اسنے کہتے بغیر کچھ بھی سنے موبائل آف کر کے  
ٹیبیل پر رکھ دی۔۔۔

وہ اپنے بچوں کو دیکھتی آنسو صاف کر کے لائف آف کرتی لیپ روشن کرنے لگی۔۔۔  
روم میں لمحے کیلئے اندھیرا پھر مدھم سی سنہری روشنی پھیل گئی۔۔۔ وہ باہر نکلی کہ در  
کھڑکیاں بند کر سکے۔۔۔ اسنے شال اٹھا کر اپنے کندھوں کے گرد لپیٹی۔۔

اور روم سے باہر نکل کر پہلے سارے روم کی کھڑکیاں ڈور بند کیے اور پھر باہر کے گیٹ  
کو اچھی طرح بند کرنے کی گارڈ کو ہدایت دیکر وہ سونے کیلئے قدم اٹھانے لگی پر نیند  
آنکھوں سے کوسو دور تھی۔۔۔ اسنے تھک کر پشت دیوار سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔

”داد!! اسکی دھڑکنیں اسے بلانے لگی تھیں پر وہ ہوتا تو اسے جواب ملتا۔۔۔

کھلے سیاہ بال، سفید فراک چوریدار پاجامہ میں، کندھوں کے گرد سیاہ شال لپیٹے ہوئے وہ  
چمکتا ہوا روشن مگر اداس چاند لگ رہا تھا۔۔



سیاہ بکھرے بال اسکے چاند سے مکھڑے کے گرد ہالا بنائے سیاہ رات کے بادل کی مانند لگ رہے تھے۔ وہ اپنے اس بے تحاشہ سحرانگیز حسن سے لاپرواہی کچن کے سمیت بڑھ گئی چائے کا کپ بنانے۔

رونے کی وجہ سے اسکے سر میں درد ہونے لگا تھا۔ وہ لب بھیچے چائے کیلئے برتن نکالنے لگی دفعتاً اسکا دل زور سے دھڑکا اس قدر کہ ہاتھ میں موجود کپ چھانک کی آواز کے ساتھ زمین بوس ہوتا کئی ٹکڑوں میں بٹ چکا تھا۔

”کک۔۔ کون ہے؟“ وہ گھبرا کر بولی کیونکہ اسے واضح خود پر کسی کی گہری نگاہیں محسوس ہوئی تھیں۔

”کہیں چور؟“ اس سوچ نے اسے خوفزدہ کر دیا۔ تبھی کانچ سے سائیڈ کر کے احتیاط سے قدم رکھتی وہ کچن سے باہر آئی۔

مدھم سی فانوس کی لائیٹ میں سارا لائونج سکتے کی مانند خاموش تھا، اسکے علاوہ کوئی ذی روح نہیں تھی۔

”لگتا ہے اب وہموں کی بیماری ہونے لگی ہے۔“ اسنے زخمی سا ہنس کر خود کو مخاطب کیا اور واپس کچن میں آکر کانچ سمیٹتے ڈسٹن میں ڈال دیئے۔

”اگر سچ میں کوئی چور گھس آیا تو گھر میں؟“ اندر سے وسوسے سر اٹھانے لگے۔

”کچھ نہیں ہوتا کوئی نہیں ہے گارڈز گیٹ پر موجود ہے کیسے کوئی اندر آسکتا ہے۔“ اسنے سر جھٹکا اور واپس سے چائے کی طرف متوجہ ہو گئی کیونکہ اب سر درد برداشت سے باہر تھا۔

چائے کا مگ اٹھا کر اسنے قدم لائونج میں رکھے۔ صوفے پر بیٹھ کر اسنے ایل ای ڈی آن کی اور اس برستی بارش کی صورتحال دیکھنے کیلئے نیوز چینل کی سرچنگ کرنے لگی۔ ولیم اسنے قدرے مدہم کر دیا، کہیں اسکے بچے جاگ نا جائیں۔۔

اس قدر تیز بارش تو آج پہلی بار ہوئی تھی جیسے شہر ہی غرق کرنے پر آگئی تھی۔۔

”یا اللہ خیر کیجئے گا۔۔“ وقت دیکھتے اسنے دعا مانگی۔ اور لبوں سے کپ لگایا۔۔ دفعتاً اسکی

نگاہیں واپس کچن کی سمیت اٹھیں۔۔ چائے پینے کے باوجود اسکا حلق خشک ہونے لگا تھا۔ اسے پیاس کی شدید طلب ہوئی تبھی مگ وہیں رکھ کر وہ پانی پینے کچن کی سمیت بڑھ گئی، اسے عادت تو نہیں تھی چائے کے اوپر پانی کی۔۔

پر صورتحال ہی ایسی تھی دل بھی تو سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا، جب تک اسنے لبوں سے گلاس لگایا تب تک سانس حلق میں ہی اٹکی رہی۔۔ پانی پیتے ہی سانس میں جیسے سانس آئی اور مسکراتی سر نفی میں ہلا کر ہنسی۔۔

”میں بھی عجیب ہوں۔۔“ اسے خود پر ہنسی آئی۔۔ لب دبا کر وہ واپس لائونج میں آکر بیٹھی اور چینل میوٹ سے ہٹا کر واپس نیوز سننے اپنی مطلوبہ جگہ پر لب رکھ کر ایک سپ

بھرا۔۔

چائے کا مگ ختم کر کے اسنے میز پر رکھا اور ایل ای ڈی آف کر دی۔۔

اسنے جا کر اب اپنے بچوں کے پاس لیٹنا ضروری سمجھا، کیونکہ اگر انکی آنکھ کھل جاتی اور اپنی ماں کو پاس نا دیکھتے تو اس موسم میں خوفزدہ ہو جاتے۔۔

اور ایسے موسم میں تو چوری ڈاکے بھی زیادہ ہوتے تھے شہر میں، چوروں فوروں کیلئے تو یہ رات جیسے عید کی راتوں میں ہوتی تھی۔۔

کچن کا ڈور لاک کرنے کے بعد اسنے ایک بار پھر ساری کھڑکیاں دروازوں کا چیک کرنا ضروری سمجھا کہیں اسکا جو وہم تھا وہ سچ ہی نا ہو اور سچ میں کوئی چور گھس آئے۔۔

جب تک وہ برہان یا گارڈ کو اطلاع کرتی تب تک تو اللہ ہی مالک ہوتا۔۔

اسنے جھر جھری لیکر شال اپنے گرد اچھے سے لپیٹتے ہوئے قدم سیڑھیوں کی جانب اٹھائے۔۔  
تبھی اسے معاً احساس ہوا جیسے کوئی قدم چھت کی طرف بڑھے ہوں۔۔ نورالعین کا دل گھبراہٹ سے دھڑک اٹھا۔۔

”کون ہے؟“ اسنے ہڑبڑا کر پوچھا اور پہلے زینے سے قدم اتار کر واپس نیچے رکھے۔۔  
کچھ تو گر بڑ تھی ضرور جس سے اسکی سانسیں الجھ رہی تھی دھڑکنوں سے۔۔“ کہیں چور سچ میں؟“ اسنے خوف سے سوچا۔۔

”کیسے آسکتا ہے میں نے سب بند کیے ہیں دروازے کھڑکیاں؟“ خود سے ہمکلام ہوئی۔۔  
”ہوسکتا ہے پہلے ہی گھس آیا ہو؟“ دل نے اپنے خدشات بیان کیے وہ مزید گھبرائی۔۔

قدموں کی آہٹ مسلسل آرہی تھی جیسے کوئی چھت پر چہل پہل کر رہا ہو اس تیز برستی بارش میں۔۔

”کیا مجھے ڈرا کر اندر بھیجنا چاہتا ہے؟“ اسنے سوچا اور سیڑھیوں کے پاس رکھے کر سٹل کے گلدان کو ہاتھوں میں مضبوطی سے اٹھالیا۔۔

”دیکھو جو کوئی بھی ہو سامنے آؤ؟“ وہ آہستہ سے قدم اٹھا کر چھت کی طرف جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔۔۔

”بیوقوفی کر رہی ہوں! مجھے اس پر اٹیک کرنا چاہیے اور آواز کر کے اسے الٹ کر رہی ہوں۔۔۔“ اسنے خود کو سرزش کی۔۔

”نور تو سدا کی بیوقوف ہی رہے گی۔۔۔ مجھے پہلے برہان یا گارڈ کو بلا لینا چاہیے۔۔۔“ دماغ نے اسکے قدموں کو جکڑنا چاہا۔

”اور اگر وہ بھاگ گیا تب تک تو؟“

”مجھے ہی پہلے اس پر اٹیک کر کے گرانا چاہیے اور پھر سب کو بلا کر دکھائوں گی۔۔۔“ وہ خود سے کہہ کر حوصلہ بلند کرتی دل و دماغ کو تھپک کر سلاتی ہوئی چھت کی سمیت جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

وہ کافی احتیاط سے بے آواز قدم اٹھاتی اوپر جا رہی تھی، دفعتاً ابھی چند اسٹیپس پر ہی تھی چھت سے دور کہ آواز بند ہو گئی۔۔۔

نور کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔۔ اسے احساس ہوا جیسے وہ جان گیا ہو اسکی آمد سے۔۔۔

اسنے پھر بھی ہمت کی اور رکی نہیں۔۔۔ حالانکہ تیز بوچھاڑ بارش کی بوندوں نے اسکا دل سہا کر رکھ دیا۔۔۔

چھت پر قدم رکھتے وہ کانپ گئی۔۔۔ کیونکہ اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔



چاند ہوتا تو اسکی روشنی میں کچھ دکھائی دیتا۔۔۔ سوا سیاہ گہرے بادلوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔۔ اور وہ بھی اپنے پورے جنون کے ساتھ برستے جارہے تھے جیسے ساری تشنگی آج ہی مٹائیں گے۔۔۔

چند سیکنڈ میں ہی وہ پور پور بھیگ چکی تھی ناصر ف اسکا وجود بھی لرزنے لگا تھا۔۔۔

آنکھیں کچھ مانوس ہوئی اندھیرے سے اسے احساس ہوا کہ وہاں تو اسکے علاوہ کوئی نہیں ہے۔۔۔

”یا اللہ۔۔۔“ وہ سخت وحشرہ ہو کر گھبرائی۔۔۔ ساتھ ہی گلدان پر پکڑ بھی مضبوط کر لی جسے ابھی کوئی بھوت آکر اس سے چھین لے گا۔۔۔

”کون ہے سامنے آئے بزدل ہو کر چھپنے سے کچھ نہیں ہوگا سامنے آؤ۔۔۔“ غصے سے چیخنے کے ساتھ وہ قدم آگے بڑھا کر چھت کی پتھوں نیچ طوفانی بارش میں آگئی۔۔۔

ٹھنڈی ٹھنڈی بارش سے اسکا دل کانپنے لگا۔۔۔ وہ لرزتے لب۔۔۔ بھیگی آنکھوں سے گھوم کر چھت کو دیکھنے لگی پر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

”یہیں سے تو آواز آرہی تھی۔۔۔“ وہ خود سے سرگوشی میں بولی۔۔۔ اسے لگا ساری دنیا سو

رہی ہے اور وہ تنہا جاگ کر اب بھوتوں کے نیچ پھنس چکی ہے۔۔۔

اسے اس سیاہ رات کے ماحول، بارش، تنہائی، اندھیرے سے خوف آنے لگا۔۔۔ پر وہ کافی حد تک مضبوط ہو چکی تھی تبھی رونے سے باز ہی رکھ رہی تھی خود کو۔۔۔

اگر اس وقت وہ پہلے والی نور ہوتی تو چیخ چیخ کر ابھی تک اپنا ہی دل پھاڑ چکی ہوتی۔۔۔ پر وقت ماضی نے اسے کافی مضبوط کر لیا تھا کہ وہ ایک آنسوں بھی خوف سے نہیں بہا سکتی تھی۔۔۔

”برہان بھائی کو کال کرتی ہوں وہ آجائیں۔“ اپنی ہمتیں مضبوط کرتے اسنے گہرا سانس لیا اور ایک ہاتھ سے چہرے سے پانی سمیٹنا چاہا۔۔۔

وہ مڑی اور اندھیرے میں غور سے دیکھتی واپس نیچے جانی سیڑھیوں کیلئے بڑھی۔۔۔ ابھی اسنے ایک قدم ہی اٹھایا ہوگا یا ہوا میں ہی تھا کہ دفعتاً کوئی جیسے واپس سے چھت پر کوڑا۔۔۔

دھرام سے کوئی بھاری وجود دیوار سے اس پار کوڑا آیا۔۔۔ ساتھ ہی نورالعین کا دل اچھل کر سینے جیسے باہر نکلنے کیلئے مچلا۔۔۔ وہ چکرا گئی۔۔۔

ایک کلابازی کے ساتھ ہی اسکے بھاگنے سے پہلے اس وجود نے ہاتھ میں خنجر تھام کر اسکی پشت پر آتے ہی گردن کا نشانہ لیا۔ اور دوسرا ہاتھ مضبوطی سے اسکے منہ پر رکھتی اسے جکڑ لیا۔۔۔

نور کے حواس ساتھ چھوڑ گئے وہ ہوا میں لہرا گئی۔۔۔

”خبردار ذرا سی بھی مزاحمت کی!! جو کچھ بھی ہے خاموشی سے میرے حوالے کرو۔۔۔“ وہ پھرے شیر کی مانند غرایا۔۔۔

جیسے آج اسے مطلوبہ چیز نامی تو اسکی گردن کاٹ کر ہاتھ میں دے دیگا۔۔۔

نور پور پور کانپنے لگی تھی، دل کی دھڑکنیں ساکت تھیں، جان ہاتھوں میں آچکی تھی۔۔۔  
جانے کیسے کیوں آنسوؤں لڑکھ کر بارش کی ڈھار میں گالوں پر پھسلنے لگے تھے۔۔۔ وہ سسکیاں  
دبانے لگی پر جیسے حلق چیر کر باہر نکلنے کیلئے مچلنے لگی۔۔۔

”خاموش کیوں ہوگئی دو جو کچھ بھی ہے۔۔۔“ وہ پھر سے جھک کر اسکے کان میں نیچی آواز  
سے غرایا اور خنجر کو سختی سے گلے پر لگایا۔۔۔ نور کو لگا وہ ذرا سا بھی ہلی اسکی گردن کٹ  
جائے گی۔۔۔

”لے لو جو کچھ بھی ہے۔۔۔“ گلدان کو پھینک کر اسکے ہتھیار ڈال دیئے اور خود کو سونپ  
کر بھیکے لہجے میں گویا ہوتی دوسری طرف کے وجود کو ساکت کر دیا تھا۔۔۔  
فضا میں ٹھاکی آواز کے ساتھ اسکی گھٹی ہوئی سسکی گونج اٹھی تھی۔۔۔ وہ جیسے کسی ٹرانس  
میں ہوش کی دنیا میں پٹخا گیا۔۔۔

”لے لو؟“ ”نہایت وحشی آواز میں پوچھا گیا وہ لرز اٹھی۔۔۔ کوئی جواب نہیں دیا اسے۔۔۔  
جبکہ اسکی وحشیانہ دہکتی سانسیں اسکی گردن پر محسوس ہوتی ایک خوفناک سحر اسکے گرد لپیٹ  
رہی تھیں جس سے نا وہ بھاگ پارہی تھی ناہی جان چھڑوا۔۔۔

وہ کچھ سوچ کر مسکرایا اور خنجر کی نوک آہستہ سے اسکے گردن سے گھوماتے ہوئے اسکے  
کندھے پر لایا ساتھ ہی اسکی مدد سے کھینچ کر شال کو سرکا دیا نیچے۔۔۔

نور نے سختی سے لب بھینچ کر اپنی آنکھیں بھی میچ لیں۔۔۔ جبکہ اب اسنے آہستہ سے اسکے  
کھلے بھیکتے بالوں میں مضبوط انگلیاں الجھا کر اسکا سر پیچھے کی جانب کھینچ لیا۔۔۔

اور ساتھ ہی اپنے بھگے پیاسے لبوں کو اسکی گردن پر رکھ کر خنجر پھینکتے ایک طرف اسکی نازک کمر کے گرد مضبوط حصار قائم کرتے اسے جکڑ لیا۔۔۔

”چھوڑو!! نور اسکے لمس پر تڑپ کر چیخی۔۔ اسکی چھتی داڑھی مونچھیں، دہکتے لبوں کا لمس۔۔ وہ کسی بپھرے غصے میں شیر کی مانند اس پر جھپٹا تھا۔۔ اور اب اسے خود کے حوالے سمجھ کر غصے میں آپے سے باہر ہو رہا تھا۔۔۔

”دا۔۔ داد پلیر۔۔۔۔“ وہ سسکا اٹھی اسکا لمس کافی وحشیانہ ہوتا گیا کہ نور کو ہی سسکا کر التجا کرنی پڑی۔۔۔

اسکی سسکی جو فضا میں گونجی کہ ایکدم ہی اسنے جھٹکے سے اسے خود سے دور کر دیا اور گھور سے اسے دیکھا۔۔۔

”تمہیں؟“ وہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

نور نے سسکتے ہوئے آنکھیں صاف کیں اور سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

”آپکی بونی کپ پر آپکے لمس کو پہچان گئی تھی۔۔۔“ اسنے سسکتے ہوئے بتایا۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ داد کی موجودگی میں اسکی جھوٹی چیز رکھی ہو اور وہ اسے کھانے سے باز رہے۔۔۔

”تو میں خوا مخواہ ہی فضولیت سرانجام دے رہا تھا۔۔۔“ وہ تمسخرے سے بولا۔۔۔

نور بے ساختہ روتے روتے ہوئے ہنسی۔۔

”آپ چاہیں ساری دنیا کو گمراہ کر لیں داد۔۔۔ پر اپنی بونی کو کبھی نہیں کر سکتے۔۔۔



وہ آپکی میلوں دور خوشبو کو بھی پہچان لیتی ہے کہ آپ کتنے پاس آگئے ہیں۔۔ ”اسنے مزید کہا۔۔ داد جو اسے ڈرانے کی فل پلاننگ سے آیا تھا خود ششدر رہ گیا تھا۔۔

”تو تم جان گئی تھی کہ تمہارا داد تمہاری سرزمین پر پہنچ گیا ہے؟“ وہ اپنے بڑے ہوئے بالوں میں دلکشی سے ہاتھ الجھائے ہنستے ہوئے بولا۔۔

مطلب کوئی گلہ کوئی شکوہ نہیں سواء محبوب کے پاس محبت دیوانگی کے۔۔۔

”ہاں ان فضاؤں کی خوشبو نے ہی بتایا تھا۔۔۔“ وہ بھی ہنستی ہوئی بولی۔۔۔

”ڈر نہیں لگا وحشت سے؟“ وہ پینٹ میں ہاتھ پھنسا کر اسکی سمیت بڑھا۔

”نہیں شاید آج تم نا ہوتے تو ضرور لگتا۔۔“ وہ قدم پیچھے اٹھاتی سہمے دل کے ساتھ

بولی۔۔۔

اسکے تیور اسکے انداز اسکی شخصیت کتنی بدلی ہوئی تھی۔۔ وہ پہلے سے کافی سحرانگیز شخصیت کا

حائل ہو گیا تھا۔۔ اسکی ایک سائیڈڈ مسکرانے کا انداز آج جانے لینے کے در پر تھا۔۔

وہ خواب تھا یا حقیقت وہ نہیں جانتی تھی پر اسکی موجودگی کو وہ پوری طرح سے جی لینا

چاہتی تھی کیونکہ دھڑکنوں کی دھن بتا رہی تھی وہ بہت قریب ہے بہت ہی۔۔۔

اور پھر اسکی موجودگی گھر میں۔۔ اسکی پھیلی خوشبو، اسکے پر اسکے چھونے کا احساس۔۔

اسکے کپ پر پینے کی جگہ اسکے لبوں کا لمس اور پھر جب اسنے دوبارہ سے لب رکھے تو جس

طرح روح میں حرارت دوڑی اس سے روح بھی گواہی دینے لگی وہ پاس آچکا ہے۔۔۔

پھر اب تو آنکھوں کے سامنے موجود تھا۔۔

”اور اب جب میں آگیا ہوں تب تو تمہیں واقعی ڈر لگنا چاہیے۔“ اسنے گردن کو ذرا سا ترچھا خم دیکر اسکے اسکے بھگے سراپے کو دیکھا۔۔

ایسی ادائیں تو پہلے کبھی نہیں ہوا کرتی تھی کہ وہ صرف اسکی نظروں سے یوں خود میں سمٹ جائے۔۔

”کک۔۔ کیا تم حقیقت میں ہو؟“ وہ پھولی سانسوں کے ساتھ بولی۔۔ اسکے سرگوشیانہ لہجے سوال پر اسکا فلک شگاف قہقہہ گونج اٹھا بارش میں۔۔

”ہمارا تو یار بھی کمال ہے مرشد۔۔۔  
نہیں تھے تو آہیں بھرتا تھا۔۔

پاس آئیں ہیں تو سوال کرتا ہے۔۔“

وہ اس کال پر اسکا کھو جانے والے واقعہ کو یاد کرتا بے باکی سے آسمان کو دیکھ کر شکوہ کرنے لگا۔۔

نور جو اب بھگ کر سردی سے کانپ رہی تھی کانوں کی لو تک سرخ انار بن گئی۔ اور آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔۔ آسمان بھی اسکا ساتھ دینے لگا جب مدھم سی بجلی چمکی۔۔

برائون شرٹ، وائٹ پینٹ میں چوڑے سینے دراز قامت اسکے سامنے جان لیوا بنا کھڑا تھا۔۔  
”تمہیں تمہارے بچے یاد کر رہے ہیں۔۔“ وہ آہستہ آہستہ قدم لیے سیڑھیوں کی طرف اٹھا رہی تھی۔۔

وہ اچانک سے آگیا تھا۔۔۔ اسے تو کچھ گلا شکوہ کا موقعہ نہیں ملا۔۔۔۔

”پہلے انکی بونی ماں سے تو ملنے دو جس کا حق ہے پہلا۔۔۔“ وہ ہنس کر بولا۔۔۔ اسکا ہر انداز نورالعین کا دل دھڑکا رہا تھا۔۔

وہ شرمائے روئے گھبرائے یا اس بارش میں چیخ کر سب کو بتائے اسکا داد بھی اسکے پاس آگیا۔۔

اب تو وہ اور مضبوط ہو گئی تھی، دل کر رہا تھا بھاگ جائے اور برہان کو بتائے کہ اب آپ پریشان نا ہوں آپکا ستانے والا بھائی آگیا ہے اسکا خیال رکھنے۔۔۔

وہ حور کو بتائے کہ پریشان نا ہو اپنی بہن کیلئے اسکا داد واپس آگیا ہے۔۔ وہ اپنے بچوں کو چوم کر اٹھائے کہ اٹھو دیکھو تم لوگوں کا باپ آگیا ہے جسے روز یاد کر کے سوتے تھے آج وہ تم تینوں کے سامنے ہے۔۔۔

”میں آئی ہا ہا ہا۔۔۔۔“ ”دفعاً وہ کھلکھلا کر پلٹی۔۔۔

”میں جانے دوں گا تب ہی تو آؤ گی۔۔۔“ ”وہ دلکشی سے ہنس کر کہتا اسکی شال کے کونے کو ہاتھ میں جکڑ گیا۔۔

نور کی دھڑکنیں سینے میں اٹک گئی۔۔ وہ مدھم سی سانسیں لیتی آسمان کو دیکھنے لگی۔۔۔

اسے کیا معلوم یہ خوفناک انداز میں برستی بارش اس پر نعمت کی بوند بن کر برسے گی۔۔۔

اسنے آنکھیں موند کر اللہ کا شکریہ ادا کیا جب پیچھے سے اسنے کونے کو کھینچا۔۔۔

وہ سمٹ گئی۔۔۔“ میں آتی ہوں دو منٹ میں۔۔۔“ ”وہ منمنائی۔۔۔۔

داد بھیگی شال کو ہاتھ پر لپیٹا ہوا فاصلے آہستہ سے مٹا رہا تھا ویسے ہی نور کی دھڑکنیں زیر زبر ہو رہی تھیں۔۔۔

اسکے چہرے پر گلابیاں سمٹ آئیں وہ کانپنے کے ساتھ شرم سے لال ہو رہی تھی۔۔ گہری مسکراہٹ نے جب لرزتے سرخ لبوں کو چھوا۔۔ وہ حیا سے گلنار ہوتی دانتوں میں دبا گئی۔۔۔

”میں تمہیں سیکنڈ کی مہلت دوں تب جائو گی نا؟“ اسکی گھمبیر بھاری آواز اسکے کانوں میں گونجی۔۔۔ نور نے آنکھیں ہی میچلیں۔۔۔

”کچھ یاد آرہا ہے۔۔۔“ وہ اسکے پیچھے آکر اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتا جھک کر کان میں سرگوشی سے بولا۔۔۔

نور کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب پہلی بار چھت پر اسے داد ملا تھا اور۔۔۔۔۔ اسکے آگے وہ سوچ نہیں سکی۔۔۔

اسنے شال چھوڑ کر اسکے گرد آہستہ سے محبت کا حصار باندھنا شروع کیا۔۔۔ نور اسکے سینے سے لگی اپنی پشت محسوس کرتی لب کاٹنے لگی۔۔۔

دفعۃً وہ کوئی جسارت کرتا کہ ایکدم سے ٹھاکی آواز کے ساتھ ہی تیز دھاڑ کی مانند بجلی کڑکی۔۔۔

”داد۔۔۔“! نور کی بلند چیخ گونجی ایکدم سے پلٹ کر اسکے چوڑے سینے میں منہ چھپا گئی خود ہی فاصلے مٹاتی۔۔۔



”داد کی بونی۔۔۔“!! وہ سکون بھرے لہجے میں کہتا اپنا حصار اسکے گرد باندھے اسنے اپنی دھڑکنوں میں محسوس کرنے لگا۔۔۔

کتنی تشنگی تھی۔۔ کتنی پیاس کتنی تڑپ تھی اسکی۔۔ اور بالآخر آج وہ سینے سے لگی کھڑی تھی اسکے۔۔۔

داد نے سختی سے حصار میں اسے جکڑا۔۔۔ وہ کھلکھلا کر کراہی۔۔۔

”تمہیں اندازہ نہیں میری شدت کا، شاید اسلیے اتنی بہادری کا مظاہرہ کر رہی ہو بونی۔۔۔“ اسکا چہرہ تھوڑی سے جکڑ کر اونچا کیا۔۔۔

وہ اس پر سایہ بن کر کھڑا تھا کہ اسکی پناہوں میں آکر وہ بارش کی بوچھاڑ سے محفوظ ہوگئی تھی۔۔۔

”میرے علاوہ کس کو ہوگا یاد؟“ وہ زبان چڑھا کر بولی۔۔۔ داد نے اسکی زبان کو دیکھتے اسکی آنکھوں کی بھیگی پلکوں کو دیکھا۔۔۔

”تم ہی تو بھول گئی ہو۔۔۔“ وہ منہ بناتا ہوا بولا۔۔۔ کہاں وہ اسکے پاس آکر اتنی جرات کا مظاہرہ کرتی تھی جو اتنے ماہ بعد سامنے آنے کے وہ کر رہی تھی۔۔۔

”نہیں بھولی۔۔۔“ اسنے ہلکا سا مکہ اسکے سینے پر مارتے بھرائی آواز میں کہا۔۔۔

”آہ میری بونی ایمو شنل ہوگئی۔۔۔“ وہ جھک کر اسکے گالوں کو لبوں سے چھوتا ہوا لاڈ سے بولا۔۔۔

نور کو لگا اچانک اسکے گال پر کسی نے دہکتے انگارے رکھ دیئے ہوں۔۔ کتنا اچانک ہوا تھا یہ جان لیوا حادثہ کہ وہ سنبھل بھی نا سکی۔۔۔

”جس طرح تم مجھے پہچانتی ہو اسی کا ہی تو دشمن فائدہ اٹھا کر دنیا میں واحد تمہیں میرے مقابلے لاتے ہیں۔۔۔“ وہ اسکے گالوں سے لٹون کو ہٹا کر پیچھے کرتا ہوا بولا۔۔۔

”دشمن بھی تو ہماری محبت سے واقف ہیں۔۔۔“ وہ اسکے قدموں پر اپنے ننگے پاؤں رکھتی اسکے شانوں کو تھام کر اسکے بالکل قریب آگئی۔۔۔

آلف کافی دلچسپی سے دیکھتا اسکے اگلے قدم کے منتظر تھا کہ نور نے بارش میں بھگتے اسکی گردن میں بانہوں کا ہار ڈال کر کھڑی مسکرانے لگی۔۔۔

”بچوں کے بعد تم کافی بد تمیز ہو گئی ہو میری بونی۔۔۔“ وہ جھک کر اسکی ناک کو دانتوں میں جکڑتا نور کے کراہنے پر قہقہہ لگا کر بولا۔۔۔

”مجھ پر الزام مت دیں آپ بد تمیز ہیں میں تو اپنے شوہر کے پاس آئی ہوں میں کون سی بد تمیزی کی ہے۔۔۔“ نور خود پر الزام سے تڑپ کر غصے سے بولی۔۔۔

داد محفوظ ہوتا اپنے اسکی کمر سے نکال کر شال کو اسے وجود سے الگ کرنے لگا۔۔۔ ”بی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔“ حلق تر کرتے نور نے سہمے پن سے کہا۔۔۔

”محبت کی شروعات۔۔۔“ وہ معنی خیزی سے کہتا اس بھیگی شال کو دونوں کے اوپر ڈال کر اپنی بانہیں واپس سے اسکی کمر میں باندھ لیں۔۔۔۔

نور ہکا بکا ہونقوں کی طرح دونوں پر پڑے گھونگٹ کی مانند شال کو دیکھنے لگی۔۔۔

”یہ کیا ہے؟“ وہ حیرت سے سر اٹھا کر شال کو دیکھتی بولی۔۔۔

”لگتا ہے تمہیں عمل کر کے یقین دلانا پڑے گا۔“ وہ کہتا اچانک اس اندھیرے میں اس کے چہرے پر جھک گیا اور کمر میں موجود بازوؤں کو اوپر کیا جسکے ساتھ ہی وہ اوپر اٹھ گئی۔۔۔۔۔  
نور کی پوری آنکھیں پھیل گئی۔۔۔

”یہی تصور کیا تھا نا؟ اس سے خوبصورت حقیقت بنا رہا ہوں۔۔۔“ وہ سرگوشی میں کہتا واپس سے گالوں سے سرک کر ماتھے تک آگیا۔۔۔

نور نے اس کے شدت بھرے لمس کو محسوس کرتے اسکی گردن کو مضبوطی سے تھام لیا۔۔۔  
”تمہارا ڈر مجھے سینے میں محسوس ہوتا ہے بونی تم کیا سمجھتی ہو میں انجان ہوتا ہوں اپنی بونی سے؟ بس یہ جان لو داؤد علوی کچھ بھی کر لے گا پر تمہارے داد کو کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔۔ اسے اسکی بونی سے کبھی دور نہیں کر سکتا بس یہ بات دماغ میں بیٹھالو۔۔۔“ وہ اسکی پشت سہلاتا ہوا بولنے لگا پر اس کے لمس سے جو وہ بے جان ہو رہی تھی اسکا بھی اندازہ تھا اسے۔۔۔

وہ مسکرایا کیونکہ اسکی پھڑپھڑ بولتی بونی کی بولتی بالکل بند ہو چکی تھی۔۔۔“ کیا ہوا بولو کچھ؟“ وہ ہنس کر بولا۔۔۔

”ہمیشہ ساتھ رہیں گے؟“ وہ کچھ تاخیر بعد اپنا تنفس بحال کرتی بولی۔۔۔“ ہمیشہ تمہارے دل میں رہوں گا۔۔۔“ وہ جذبات سے بو جھل لہجے میں گویا ہوا۔۔۔  
”یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے ہا ہا ہا۔۔۔“ وہ کھلکھلائی۔۔۔

”سوچا تمہیں بتا دوں۔۔۔“ وہ اسے کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھاتا ہوا شمال اتار کر پھینکتے گول گھمانے لگا۔۔۔

”یہاں جان بوجھ کر لائیں ہیں نا؟“ وہ اسکی پیشانی پیشانی ملا کر بولی۔۔۔  
”ہاں خود کو سزا دینے کیلئے۔۔۔“ وہ کچھ کہتا ہوا رک گیا۔۔۔

نور نے چونک کر دیکھا۔۔۔ ”کیسی سزا؟“

”کیا تم سوسائٹیڈ کرنے والے تھے داد؟“ اسنے دھچکے سے پوچھا۔۔۔

”ہاہا ابھی اتنا بھی بیوقوف نہیں ہوا!“ اسنے قہقہہ لگا کر کہا۔۔۔ نور نے شکر بھرا سانس لیا۔ ”تو پھر؟“

”روم میں آرہا تھا تمہیں سرپرائز کرنے کہ تمہیں روتے دیکھ لیا تھا۔۔۔“ وہ اداسی سے بولا۔۔۔

”تو سزا کون سی دی خود کو؟“ نور اشتیاق سے پوچھا۔۔۔

”پہلے سوچا واپس چلا جاؤں۔۔۔“ اسکی بات سن کر نور تڑپ گئی۔۔۔ ”پھر؟“

”پھر سوچا تمہیں تکلیف دینا خود کو سزا دینے کے برابر تو یہی سوچتے تمہیں اوپر لایا تاکہ تمہیں ڈرا کر تمہیں تکلیف دیکر خود کو بے اتہا تکلیف دے سکوں۔۔۔“ وہ معصومیت سے بولا۔۔۔

نور کی حیرت سے شدید بھاری پہاڑوں تلے گھری ہونقوں کی طرح آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔



”ہائیں؟؟ یہ بھلا کیا بات ہوئی مجھے تکلیف دیکر خود کو افیت دے رہے تھے؟؟“ وہ تقریباً  
اس زیادتی پر چیخی۔۔۔

”تم نہیں سمجھو گی ہم ٹرینڈل عاشق ہیں۔۔۔ محبوب کو تکلیف دیکر خود کو افیت دیتے  
ہیں۔۔۔“ وہ فخریہ مگر طنزیہ بیان کرنے لگا۔۔۔

نور کو سمجھ نہیں آیا وہ سماج میں بڑھتی کڑوی مگر مکروہ حقیقت کو سمانے رکھ رہا تھا جو آجکل  
کے سستے عاشقوں نے اس ٹرینڈ کو اختیار کیا ہوا تھا۔۔۔ یا سچ میں خود کی سرانجام دینے والی  
حقیقت بیان کر رہا تھا۔۔۔

پر اسکا داد کہاں اسے تکلیف دے سکتا ہے۔۔۔ ضرور اسے تنگ کر رہا ہے۔۔۔ وہ سوچ کر  
کھلکھلائی۔۔۔

”تمہارے بچے اٹھ جائیں گے چلو سستے عاشق۔۔۔“ وہ شرما کر ہنستی بولی۔۔۔

”میرے بچے یا بونے ہاہا۔۔۔“ وہ قہقہہ لگا کر لطف اندوز ہوتے بولا۔۔۔ نور نے خفگی سے  
گھورتے اسکے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑا۔۔۔

”کچھ بھی وہ بونے نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے ہیں اپنی اتج سے زیادہ بڑے بڑے آپ پر  
گئے ہیں۔۔۔“ وہ نیچے اترتی ہوئی بولی۔۔۔

داد نے مصنوعی حیرت کا اظہار کر آنکھیں پھلائی کہ کیا سچ وہ میرے جتنے بڑے ہیں۔۔۔  
”بالکل کوئی شک؟“ اسنے ناک سیکڑتے ہوئے کہا۔۔۔

اسکو اپنی معصوم سی بونی پر ٹوٹ کر پیار آیا کہ وہ کس دیدہ دلیری سے سامنے کھڑی جھوٹ بول رہی تھی کہ اسکے بچے بڑے بڑے ہیں ناکہ اسکے جیسے بونے۔۔۔

”نا جی ہمیں بھلا ہماری بونی پر شک ہو سکتا ہے؟“ وہ آنکھیں گھما کر بولا نور نے ترچھا ہنس کر سر جھٹکا۔۔۔ ”وہی تو۔۔۔۔۔

”اما؟؟؟“ ”ابھی اسکی بات بھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اچانک اس پکار پر اسنے سکتے میں مڑتے ہوئے دیکھا۔۔۔

”آہ۔۔۔۔۔“ ”!! ایک فلک شگاف چیخ اسکے حلق سے درآمد ہوئی غضب خدا کا یہ کہ اسی پل بجلی کڑکی اور نورالین کے جو رہے سہے اوسان تھے انہیں بھی چھین کر لے گئی جب اسکی نظر چھاتے تلے قطار میں کھڑے دارم علیزے علینہ پر گئی جو گھور گھور کر انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

”کیا ہوا؟؟؟“ ”بہت ضبط سے کام لیتے داد نے اپنا قہقہہ دبایا اور سینے میں چھپی نورالین کے گرد حصار بناتے محبت سے پوچھا۔۔۔

”ہمارے بچے“ وہ روتی ہوئی پھنسی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

”ہاہاہاہا ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے۔۔۔“ ”داد نے قہقہہ لگاتے اسکے جملے کی تصحیح کی۔۔۔

”داد یہ اتنی چھوٹی کیوں ہیں۔۔۔“ وہ سسکتی ہوئی بولی کیونکہ دارم تو پھر بھی صحیح پیچھے دونوں کھڑی گڑیا جتنی جن پر نور کی نظر پڑتے ہی چیخ نکلی تھی کسی ہارر مووی کی گڑیا لگ رہی تھیں۔۔۔

”ہاہاہا جانِ داد تم بھی تو ایسی ہوا کرتی تھی۔۔۔“ وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

”ڈیڈ ماما ایسے ہی عزیزے عینی سے ڈری ہیں۔۔“ دارم کو جب اپنے باپ کی موجودگی کا یقین ہوا تو ہنستے سرشاری سے بولا۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ دونوں اپنی دہشت پر کھلکھلا اٹھیں۔۔۔

حیرت کی بات تھی کوئی ماں اپنے بچوں سے ڈر سکتی تھی؟ پر یہاں تو الٹ ہی کیس تھا۔۔ ایک تو سیاہ برستی رات تھی اوپر سے بارش میں وہ چھوٹی ہونے کی وجہ اچانک سے آکر قطار میں کھڑے ہو جائیں تو کس کا دل نہیں پھٹ سکتا تھا یہاں تو پھر نور تھی جو ابھی تک حوصلے سے کھڑی تھی۔۔

”کسی کا قصور نہیں! میری بونی ہی اس قدر معصوم ہے۔۔“ وہ اسکی کمر میں بازو ڈال کر اسے سخت گرفت میں لیکر سینے میں بھینچتا سرگوشی میں بولتا ساتھ ہی بھیکے کان کی لو کو دانتوں میں جکڑا کہ وہ تڑپ اٹھی۔۔۔ ”داد“

اسکے وجود کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا، دل کی دنیا زیر زبر ہوتی ادھم مچانے لگی۔۔۔

سینے میں دبکا محبت کا پرندہ سرشاری میں چاہت کی بارش میں بھینگتا آج اڑان بھرنے کی تیاری میں سینے کی پسلیاں توڑنے کوششوں میں تھا۔۔

”اس جھوٹ کی سزا دینا اور ان دوریوں کی تشنگی کو مٹانا آج کی اس برستی بارش کی بھگی رات میں ہوگا۔۔ اسلیے ذرا فرصت سے خود کو سنوارنا۔۔“ وہ سرگوشی میں کہتا مزید کوئی بے باک سی جسارت کرتا وہ تڑپ کر ننگ حصار کو توڑتی ہوئی اس سے دور ہو کر اپنی شال اوڑھنے لگی۔۔۔

“دیدی!! علیزے علینہ نے روتے ہوئے اپنے چھوٹے سے گلاب جیسے ہاتھ اسکی ٹانگوں کے گرد پلٹے۔۔۔

“دیدی کی جان تم تینوں کی جگہ یہاں نہیں، یہاں ہے۔۔۔۔” اسنے نیچے بیٹھ کر باری باری دونوں کی پیشانیاں چومتے اپنی ہانہیں پھیلائیں۔۔۔۔

“ہاہا میری بھی؟” دارم ہنستا ہوا چھاتا اوپر کر کے داد کی ہانہوں میں سمٹ آیا۔۔۔

“تم تینوں کی میرے بونیاں بونے۔۔۔” وہ مسکرا کر اسنے سینے میں محسوس کرنے لگا نور نے دارم سے چھاتا لیکر خود ان پر پکڑ لیا۔۔۔

“چلیں روم میں بچوں کو سردی لگ جائے گی۔” نورالعین نے کانتی آواز میں کہا۔۔۔  
اپنے بچوں کو چومتا ہوا داد اسے دیکھنے لگا۔۔۔“ہاں یہ تو ٹھیک کہا۔۔۔” وہ کچھ معنی خیزی سے بولا کہ نور سمجھ کر سٹپٹا گئی۔۔۔

“میرا ایسا کوئی مطلب نہیں تہ جائیں اس بارش میں کل جب بخار ہوگا تو مجھے مت کہیے گا۔۔۔” وہ ناک سکیر کر اپنی بوکھلاہٹ دور کرنے لگی۔۔۔

“اچھا اگر مجھے بخار ہوا تو تم۔۔۔۔

“داد کوئی فضول گوئی مت کیجئے گا آپکے بچے ننھے نہیں آپ سح بڑا دماغ رکھتے ہیں۔۔۔” وہ گڑبڑاہٹ میں وارن کرنے لگی جسکو سنتے ہی تینوں بچوں نے کھلکھلا کر فضا کو مہکا دیا۔۔۔

“ہوتے کیوں نہیں آخر کا داؤد آلف علوی کی اولاد ہیں۔” علیزے علینہ کو بازوؤں میں دائیں بائیں اٹھاتے اسنے دارم کو پشت پر کندھے پہ بٹھایا اور کھڑا ہو گیا۔۔۔



”اب میں چھاتا کیسے پکڑوں؟؟“ ”نور نے اس کے قد کو دیکھتے روہانسی ہو کر کہا۔۔۔

”ہاہا کیا تم بھی آنا چاہتی ہو؟“ ”وہ اسے دیکھ کر بولا۔۔۔ نور سٹپٹا گئی۔۔۔

”مام آپ مجھے دیں چھاتا۔۔۔“ ”دارم نے ایک ہاتھ داد کی گردن میں حائل کیا دوسرے سے نورالعین سے چھاتا لے لیا۔۔۔ اور داد نے علینہ کے گال چوم کر اسے نورالعین کے حوالے کرتے اپنا وہ بازو نور کی کمر میں ڈال کر اسے پاس کر لیا چھاتے میں۔۔۔

”واؤ بیوٹیفیل کمپلیٹ فیملی۔۔۔“ ”دارم نے دیکھتے خوشی سے چہکتے کہا۔۔۔

”دیدنی صلف میلے ہیں۔۔۔“ ”علیزے کا غصیدہ موڈ اپنے باپ کو دیکھ کر آن ہو گیا تھا اور اسکی اس دیدہ دلیری پر علینہ روہانسی اپنی ماں کو دیکھنے لگی۔۔۔

”مام میلے بھی ہیں نا دیدی۔۔۔“ ”!وہ شاید کچھ شائے تھی تبھی اپنے باپ میں دیکھنے سے گریز کرتی اپنی ماں کے کان میں پھس پھسائی۔۔۔

اسکی سرگوشی پر داد نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔ ایک خوبصورت سا احساس اس کے وجود میں جاگا۔۔۔

”کیا اسکی یہ بیٹی ایک خرگوش جیسی سہمی بونی تھی۔۔۔“ ”وہ سوچ کر قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”ہنسا بند کریں اور جلدی چلیں صبح برہان بھائی کے ہاں بھی چلنا ہے ناشتہ وہیں ملے گا۔۔۔“

نور اسے گھورتی ہوئی بولی، دونوں نے قدم ساتھ بڑھائے

”وہ کیوں بھلا؟ میں تو آج لمبی تان کر سوئوں گا بڑی تھکان ہے۔۔۔

شادی سے پہلے کا ایگریمنٹ تو یاد ہوگا۔۔۔“ ”وہ کچھ معنی خیز سے بول رہا تھا۔۔۔

نور کیلئے تو ہمیشہ سے اس سے بات کرنا مشکل ہوتا تھا کچھ بھی ہو بات۔۔

پر یہ فوراً اپنی مطلب کی طرف چلا جاتا تھا۔۔ نا ماحول کا لحاظ نا وقت کا۔۔

”کچھ نہیں یاد مجھے۔۔ بھائی کے ہاتھ میں فریکچر ہو گیا ہے۔۔ مجھے جا کر صبح ناشتہ بنانا پڑے گا ورنہ انہیں بیچارے کو ہی بنانا پڑے گا۔۔“ وہ سوچ کر ہول اٹھی۔۔

”ایک منٹ! فریکچر؟ بھائی کے ہاتھ میں؟ کیوں کیسے؟ کیا ہوا بھائی کو؟ وہ ٹھیک ہیں؟“ سیرھیاں اترتے داد نے سن کر ہی اپنے بھائی کے بارے میں سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔۔

”ریلیکس! ایزال کی پیدائش کے بعد فیری نے بتایا مسکان کہ بھائی نے سونر لینڈ میں کسی انگریزن کو ہاتھ دیا تھا بلکہ انکے ساتھ ناشتہ بھی کیا تو۔۔۔۔“ وہ بتا کر خاموش ہو گئی۔۔

”تو مسی نے اسکا ہاتھ توڑ دیا؟“ داد نے آگے کا جملہ پوچھا۔۔

”بس تھوڑا سا فریکچر ہے۔۔ ڈاکٹر نے کہا جلدی ٹھیک ہو جائے گا زیادہ ٹینشن کی بات نہیں کافی دن ہوئے ہیں۔۔“ وہ یاد کر کے خود دہل رہی تھی پر اسے سمجھانے لگی۔۔۔

”ہاہاہا۔۔ اب بھائی کو اندازہ ہو گیا ہو گا کس سے دل الجھایا ہے۔۔“ داد کا قہقہہ پورے گھر میں گونج اٹھا۔۔

نور کے ساتھ اسکے بچے بھی کھلکھلائے اپنے باپ کو دیکھ کر۔۔

”اب تو چلنا پڑے گا صبح۔۔ پر کچھ لیٹ شیٹ ہو جائے گا۔۔“ روم میں آکر وہ اسکے بھیکے سراپے کو دیکھتا بولا۔۔

”جلدی سے چینچ کر لیں سب، سردی لگ جائے گی۔“ اسکی نظروں سے متغیر ہوتی وہ نگاہیں پھیر کر کپڑے نکالنے لگی۔۔۔

”مام چھوڑیں یہاں آجائیں نا۔۔۔“ داد کو ہیٹر آن کرتے دیکھ کر دارم بھاگتا ہوا اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ کی طرف کھینچنے لگا جہاں تکیے سمیٹ کر علینہ علیزے ان پر چڑھ کر بیٹھی تھیں۔۔۔

”تم لوگ نا کرو چینچ میں تو کر رہی ہوں مجھے سردی لگ جائے گی۔۔۔“ وہ انہیں گھورتی ہوئی واپس سے الماری کی طرف مڑی کہ اسی وقت ہی آچھو کی آواز روم کی فضا میں گونجی۔۔۔

چاروں نے چونک کر اسکی سمیت دیکھا جو آنکھیں پھیلا کر انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

”ہاہاہا۔۔۔ اب ہوگئی آجائیں۔۔۔“ دارم قہقہہ لگاتا ہوا انہیں بیڈ کی طرف کھینچنے لگا۔ نور نے شکایتیں نظروں سے داد کو دیکھا جو اپنی بیٹیوں کی پھولی گالوں کا بوسہ لیتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

”ڈیڈ آپ کہیں نا۔۔۔“ دارم نے روٹھے انداز میں اپنے باپ کو مخاطب کیا۔۔۔

”ڈیڈ کی جان تمہاری مام کو میرے پاس ہی آنا ہے کرنے دو اسے منمائی۔۔۔“ وہ معنی خیز لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

نور کی پلکیں بھاری ہو کر جھک گئی اس کا چہرہ شرم سے تپ اٹھا۔۔۔

”سچی ماما آپ ہمارے پاس نہیں ڈیڈ کے پاس جائیں گی؟“ دارم نے روٹھے انداز میں کہا کہ اتنی جلدی پارٹی بدل دی اپنے شوہر کو دیکھ کر۔۔۔

نور اسکی آنکھیں پڑھ کر سٹپٹا گئی۔۔۔

”میں تمہارے پاس آرہی ہوں باقی کسی کے پاس نہیں جانا۔۔۔“ وہ ناک بھنوں سکیر کر کہتی دارم کو بانہوں میں بھر کر بیڈ کی طرف بڑھی۔۔۔

دارم نے یاہو کا نعرہ لگایا جبکہ اسے دیکھتے داد نے نا محسوس انداز میں اسکے لیے پہلو میں جگہ بناتے نظروں کا اشارہ کیا اور انجان بن گیا۔۔۔۔

نور کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں۔۔۔

پر اسکی پکار کو وہ ٹھکرا بھی تو نہیں سکتی تھی جیسے آج وہ دل کی پکار پر آگیا تھا تو وہ کیسے اسکی پکار کو ٹھکرا دے۔۔۔

”اب ہم پارٹی کریں۔۔۔“ دارم باری باری اپنے ماں باپ کے گال چومتا گویا ہوا۔۔۔

انکی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔۔۔ اپنی ماں کو ڈھونڈنے نکلے تھے برستی رات میں۔۔۔ آنکھیں کھلتے باپ کو پایا۔۔۔

انہیں جیسے دو جہان کی خوشیاں سمیٹ کر رب نے جھولی میں بھر دی تھی۔۔۔

کیونکہ ”ماں باپ ہیں ہی ایسا خزانہ“

جو رب کی طرف سے دیا ہوا ایک انمول تحفہ ہیں۔۔۔

اولاد کو صحیح راہ پر چلانے والے اندھیرے میں چمکتے جگنو۔۔۔ وہ دونوں اپنے بچوں کو دیکھتے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔ اسکی آنکھوں کی سرشاری بتا رہی تھی کہ وہ کامیاب ہو کر لوٹا

ہے۔۔۔



نور دائمی خوشیوں کی دعا مانگ کر آمین کہتی آسودگی سے مسکرا کر اسکے چوڑے شانے پر سر رکھتی اپنے بچوں کی معصوم سی خواہشات سننے لگی جو اپنے باپ کے گوش گزار رہے تھے کہ اب انہیں یہ یہ سب کرنا ہے۔۔۔

اب انہیں یہاں یہاں لیکر جانا ہے انکے باپ کو کیونکہ اب انہیں بتانا ہے انکی فیملی مکمل ہوگئی ہے رب نے انکا باپ انہیں لوٹایا ہے۔۔۔

”بونی۔۔۔“!! وہ سرگوشی میں گویا ہوا۔

”ہوں۔۔۔“!! وہ بھی اسکے انداز میں بولی۔۔۔

”پہلے نوافل ادا کریں گے۔۔۔“ وہ شکرانے ادا کرنا چاہتا تھا جو نورالین بھی چاہتی تھی۔۔۔

”پھر۔۔۔“

”خاموش ہو کر سو جائیں گے کیونکہ صبح کی بہت لمبی چوڑی لسٹ دماغ میں آرہی ہے۔۔۔“ وہ کترا کر اسکی بات گول کر گئی۔۔۔

”ہاہا ایسے کیسے۔۔۔“ داد قہقہہ لگا کر بولا۔

نورالین کا چہرا تمنا اٹھا خوشیوں سے۔۔۔ اسکے قہقہے کے ساتھ تین معصوم جلت رنگ ہنسی تو اسکی کھلکھلاہٹ بھی شامل تھی۔۔۔

بارش بوند بوند بن کر برس رہی تھی آسمان نیلا ہو کر اندھیرے سمیٹا اجالوں کی طرف محو سفر رہا۔۔۔

خوشیاں انکے گرد تتلیوں کی مانند رقصاں تھیں۔۔

اور یہ سب اس رب کی نعمت تھیں جو رحمن رحیم ہے۔۔۔

”اب تو سو جائیں۔۔۔۔“

”نہیں ابھی تو رات باقی ہے ابھی تو محبوب کی سننا باقی ہے۔۔“ اسے وہاں سے بھاگنے کیلئے

پرتولتے دیکھ کر داد نے جھپٹ کر اسکے بازو میں گرفت ڈالی۔۔

”داد۔۔۔۔۔“

”شش! اٹھ جائیں گے ہمارے بونے۔۔۔“ وہ اسے پاس کرتا اسکے لبوں پر انگلی رکھ کر

سرگوشی میں بولا۔۔۔

”داد۔۔“ ”منمنا کر نور نے شرماتے اسکے کندھے میں چہرہ چھپا لیا وہ ہنس کر اسے سمیٹ

گیا۔۔۔❤

۔۔۔۔❤❤❤۔۔۔

وہ ایک خوبصورت سیاہ رات کا جانے کونسا پہر تھا جب وہ آنسوؤں صاف کرتی آنکھیں موند

کر سونے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔

سارے لوگ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے وہیں اسے وہ شدت سے یاد آرہا

تھا۔۔

داد بھی لوٹ آیا تھا، درقہ بھی چلی گئی۔۔ عارب گیا اور واپس آگیا پر نا آیا تو وہ۔۔۔

جانے کس غلطی کی سزا دے رہا تھا اس وقت میں۔۔ جہاں اسے اسکی سخت ضرورت تھی۔۔ اسکے انتظار میں وہ ایک ماہ بھی گذر گیا تھا چپکے سے نظروں کے چھپتے ہوئے۔۔ تاکہ وہ اسکی شہزادی نا روئے۔۔۔ پر وہ کیسے نا روتی۔۔ اسکے بغیر تو لمحہ بھی صدی لگتا۔۔ پھر وہ کیونکر ان دن و ماہ کا احساس نہیں کر پاتی۔۔

آج وہ اپنے بیٹوں کے سونے کے بعد اسکی یاد میں خوب روئی تھی۔۔ بے آواز کہ اسکے سواء کوئی جان نا سکے کہ وہ اسکا عشق اسے سزا دے رہا ہے۔۔۔ اسکے پاس نہیں۔۔ اسے رلا رہا ہے عالم۔۔۔

جو ایک آنسوں بھی اپنی عین کی نینوں میں برداشت نہیں کرتا تھا آج اسکی عین رو رہی تھی۔۔۔

اسکے گلاب جیسے گالوں پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے، بکھرے بال، سرخ ناک، گلاب پتیوں جیسے لب جنہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا وہ دانتوں کے بیچ رکھ کر ان پر ستم ڈھاتی رہی رہے۔۔۔

وہ سحر انگیز حسن کے ساتھ بے خبر سوئی ہوئی تھی۔ پر اسکا چہرہ کچھ وقت پہلے کی ساری تحریر واضح بتا رہا تھا کہ اس پر کیا گذری ہے کچھ لمحے پہلے۔۔۔

وہ عادی نہیں تھی اسکے بغیر یوں ماہ تنہا گزارنے کی پر سعیر اسے مجبور کر رہا تھا۔ اس معصوم سی جان پر جو اسکے سائے تلے سانس لینے کی عادی تھی۔۔

بلکہ وہ تو اسکی عادی تھی۔۔۔ اسکے لمس، اسکے احساس، اسکی محبت، چاہت جنون کی۔۔ وہ اسے خود کا عادی بنا چکا تھا۔۔ جیسے کوئی انسان نشے کا عادی ہو جائے اور اسے نشے کے بغیر اسکا لمحہ گزارنا مشکل ترین ہو جائے ویسے ہی عین کا حال تھا۔۔ ایسے انسان سے اسکا نشہ دور رکھنا اسکی جان لینے کے برابر تھا۔۔۔

یہی تو اسکا حال تھا ذرا ذرا سی بات پر آنکھیں چھلکنے کیلئے بے تاب ہو جاتیں۔۔۔ اب کو سمعیہ کو بھی سخت غصہ تھا اس پر۔۔۔ کچھ ہی دن تو رہ گئے تھے اسکی ڈلیوری میں اور ایسے حال میں اسکا دور رہنا عین سے کیا یہ ٹھیک تھا۔۔۔۔

”شہزادی“! ایک گہری مسکراہٹ نے اسکے عنابی لبوں کو چھوا۔۔ وہ سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس، بلیک ہی شوز پہنے متبسم نگاہوں سے اسکے توبہ شکن سراپے پر نظریں ڈالتا انگلی اٹھا کر اسکے گالوں پر بکھری ان زلفوں کو اس سے دور کرنے لگا جنکا چھونا بھی اسے گوارہ نہ تھا۔۔۔

اسکے نزدیک اسکی زلفیں اسکی گردن گالوں پر آکر بہک جاتی تھیں اور انکی یہ گستاخی کسی طور سعیر عالم کو منظور نہیں تھی۔۔۔۔

وہ جھک کر اس پر اپنا لمس چھوڑتا کہ یکلخت نظروں میں تبسم کی جگہ سرد تاثرات نے لے لی۔۔۔

وہ اسکے دائیں بائیں لیٹے ہوئے تھے۔۔۔ جرات یہ کہ انکے رخسار اسکی شہزادی کے ہتھیلی تلے تھے۔۔۔۔



وہ کافی گہری پرسکون نیند میں تھے۔ مختصراً ماحول یوں تھا کہ وہ اپنی ماں کو حصار میں لیے سوئے ہوئے تھے۔ یا یوں کہا جائے کہ وہ سعیر عالم کی بیوی کو اپنے قبضے میں لیے سو رہے تھے تو غلط نا تھا۔۔۔

اسنے ایک گہرا سانس بھر کر روم میں ایک نگاہ دوڑا ہی۔۔ پھر سے واپس آکر دونوں پر رک گئی۔۔

”بہت خوب“! دانت پیس کر وہ غصہ دبانے کی کوشش میں بولا۔۔ مطلب اسکی غیر موجودگی میں اسکی بیوی کو اپنے قبضے میں لیے ہوئے تھے ذرا سا بھی اپنے باپ کا ڈر نہیں تھا انکے سینے میں۔۔۔

”دنیا ڈرتی ہے سعیر عالم سے۔۔ اسکے گھر کے لوگ اسکی بیوی کو ہڑپ رہے ہیں واہ“! وہ اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا کس ضبط سے کھڑا تھا وہ تو اس سے ہی کوئی پوچھتا۔۔۔

”یہ آئے کیسے زمین پر؟؟ لائے کیوں گئے؟“ وہ لب بھینچے سوچ رہا تھا۔۔ صرف دو منٹ لگے اسے ماحول کو ترتیب دیتے ہوئے ہوئے۔۔۔

سب سے پہلے تو اسنے دروازہ کھولا۔۔ دوسرے پل دونوں کو بازوؤں سے پکڑے ہوئے وہ دروازے کے باہر چھوڑ کر ڈور لاک کرتا ہاتھ صاف کرنے لگا جیسے روم کی صفائی کر کے گند کیچڑ باہر اچھالا ہو۔۔۔

”صبح جب آنکھ کھلے گی دونوں کی تو سمجھ جائیں گے، شہزادی کا شوہر، انکا باپ پہنچ گیا ہے۔۔“ وہ لاک ڈور کو دیکھتا تمسخرہ اڑاتی مسکراہٹ کے ساتھ سوچ کر کوٹ ہینگ کرتا واچ نکال کر ٹیبل پر رکھنے لگا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں ایک بار پھر متبسم آگیا وہ مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ گلابی آتشیں ڈریس میں سوئی ہوئی اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسکی جھکی پلکیں، مدھم اٹھی گرتی مدہوش کرتی سانسیں، دھڑکنوں کے جلتنگ ساز، ماتھے پر ننھے پسینے کے قطرے اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ وہ جان گئی ہے اسکا شہزادہ پہنچ چکا ہے۔۔۔

مضبوط بھاری قدم جنکی دھمک حور کو سینے میں محسوس ہو رہی تھی وہ اسکی طرف اٹھ رہے تھے۔۔۔

اسکی پلکیں ناچاتے ہوئے بھی تیزی سے لرزنے لگیں۔۔۔ وہ آنکھیں میچ چکی تھی۔۔۔ خشک لبوں پر ابھی زبان پھیری ہی تھی کہ پاس سے اٹھتی کلون کی خوشبو کے ساتھ انگلی کے لمس نے اسکے لبوں کو چھوا۔۔۔

”بیوٹی“! وہ سرگوشی میں بولا۔۔۔

ہوائوں کے رخ۔۔۔ آسمان کے چاند نے بھی گواہی دی کہ وہی بیوٹی تھی اسکی۔۔۔

وہی تھی بیسٹ کی بلائینڈ بیوٹی۔۔۔ تبھی تو بیسٹ کے پاس تھی۔۔۔

”یاد کیا ہے مجھے؟“ اسکے مٹے آنسوؤں پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ وہ بولا۔۔۔ اور اسکی گردن میں جھک کر گہرا سانس بھرنے لگا۔۔۔

حور نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ ”مع۔۔۔ عالم۔۔۔“ اسنے اپنے بیٹوں کو یاد کرتے مزاحمت کی پر وہ اسکے ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

”وہ باہر ہیں۔۔“ اسکی گردن میں گہرے سانس بھرتے وہ سرگوشی میں بولا اور حور کی تو جیسے بولتی بند ہوگئی تھی اسکی دہکتی سانسوں کو محسوس کرتے۔۔

”کیسی ہو؟“ اسکے گال کو سہلا کر وہ بولا۔۔

حور نے پلکیں اٹھا کر سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا، ”آپ سے مطلب؟“ وہ خفگی سے بولتی ڈبڈباتی آنکھیں گھما گئی۔۔

وہ اسکا شکوہ سمجھتا تھا اور جانتا تھا وہ حق پر ہے، پر وہ اسے کیسے بتائے وہ سقر کی لاش کو ڈھونڈنے گیا تھا۔۔

اس سقر کو جو اندھیرے میں آیا اور اسکی طوفانی سیاہ رات میں خاموشی سے چلا گیا۔۔

”عین؟“ وہ اسکے چہرے کو اپنی طرف کرتے وہ انگلیوں کے پوروں کو سہلانے لگا۔۔

”کہاں تھے آپ؟“ وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔

”تمہارے دل میں۔۔“ اسنے مسکرا کر جواب دیا جس میں سیکنڈ لگا اسکے لبوں کو مسکراہٹ کے چھونے سے۔۔

”وہ تو مجھے معلوم ہے! اصل میں کہاں تھے آپ؟“ اسکے پاس آنے پر حور نے انگلی اٹھا کر بغیر ہچکاتے ہوئے اسکے نشان پر لکیر بنائی جو کہ اسکا حق تھا۔۔

”کیا پھر نقل میں دل میں بسائے بیٹھی ہو؟“ وہ مصنوعی گھوری سے نوازتے ہوئے گویا ہوا۔۔ حور نے حیرت سے دیکھا اور پھر اپنے سوال پر غور کیا۔۔

”ہاہا ایسا تو نہیں! میرا مطلب آپکا کام تو ختم ہو گیا تو پھر کہاں تھے؟“ وہ کھلکھلا کر ہنستی  
تصحیح کرنے لگی۔۔۔

”کیا کام ختم ہو جاتا تو میں اپنی بیوٹی سے دور رہ پاتا؟؟“ اسنے سنجیدگی سے سوال کرتے اسکی  
کمر میں بازو حائل کیا اور بہت آہستگی سے اسے سینے سے لگایا۔۔۔

”وہ تو آپ خود سے پوچھ لیں۔۔۔“ وہ شرما کر کہتی اسکے سینے میں چہرہ چھپانے لگی۔۔۔

اسکی ادا پر وہ کھل کر ہنسا۔۔۔ ”بہت خوب ہاں!“ اسنے اسکے سیاہ بالوں پر بوسہ دیا  
”ویسے آپکے لیے تعریف کرنی ہے انگلش میں۔۔۔“ وہ شرمائی شرمائی سے جانے کیسے یہ الفاظ  
ادا کرنے لگی۔۔۔

عالم فوراً سے سنجیدہ ہوا۔۔۔ ایسا تو کوئی الفاظ نہیں سیکھایا جس سے وہ اسکی تعریف کر سکے پھر  
یہ کیسی انگلش تھی جس میں اسکی تعریف کی جارہی تھی؟

اسکی آنکھوں میں اس انجان سے وجود کیلئے یکدم ہی غصہ ناگواریت پھیل گئی۔۔۔

”بولوں؟“ اسے خاموش دیکھ کر حور نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔۔

”ہوں!“ جواباً عالم نے اثبات میں سر ہلاتے اسکی ٹھوڑی پر انگلی پھیری۔۔۔

”میرے شوہر نما کریچر!“ وہ کہہ کر کھلکھلاتی ہوئی اسکے سینے میں واپس منہ چھپا گئی۔۔۔

کتنی بے تاب تھی وہ اسے یہ سنانے کیلئے۔۔۔ اب جانے اسکا ری ایکشن کیا ہوگا۔۔۔ پر اسنے تو  
دل کے تہہ سے تعریف کی تھی۔۔۔

مگر عالم کے کانوں میں فقط ایک ہی آواز گونج رہی تھی۔۔۔ creature ”کریچر“



”کسے سیکھائی تمہیں یہ تعریف؟“ کافی تحمل سے سوال پوچھا گیا۔ اسکے اندر کے حیوان کی دھاڑ مچنے لگی تھی پر وہ اپنی عین کے سامنے ضبط سے موجود تھا۔

”ہی ہی ہی آپکو نہیں سمجھ آئی ناں؟“ وہ کھلکھلائی۔۔

”آئے گی بھی کیسے؟ اپنے کبھی بولا ہی نہیں نا ہی آپکو ایسی تعریف آتی ہے۔۔

یہ فاتح کی انگلش ہے۔۔ میرے فاتح کی۔ آپکو تو ایسی انگلش آتی نہیں نا ہی آپ بولتے ہیں۔۔ کیونکہ یہ صرف فاتح بولتا ہے اور میکال نے بتایا کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ”شوہر نما اچھے انسان“۔ جیسے میرا فاتح آپکو بولتا ہے ”باپ نما کریچر“ مطلب اچھے انسان۔۔ ”وہ معصومیت کی حدیں پھلانگتی ہوئی فخریہ اپنے بیٹے کی قابلیت اسکے جتا رہی تھی۔۔ اور وہ دونوں دروازے پر ہی تو موجود تھے۔۔

عالم نے ایک خاموش نظر اپنی بیوی کے مسکراتے چہرے پر ڈالی اور دروازے کو دیکھا۔۔ ”یہ اسکی اولاد تھی؟ اسکا اپنا خون۔۔ جو اپنے باپ کو کریچر بول رہی تھی اسکی اولاد!!“ وہ اسکے معصوم چہرے کو دیکھتا خود سے سوال کر رہا تھا۔۔

باہر روم کے سامنے ہاتھ سر کے نیچے رکھے لیٹے فاتح کا قہقہہ روم میں گونجنے لگا تھا۔

”یہاں کوئی دارالمان نہیں ہے؟؟“ وہ غصے سے بولا حور حیرت سے اسے گرجتے دیکھنے لگی۔۔ دونوں کی ہمت کیسے ہوئی اسکی بیوی کو انگلش پڑھانے کی۔۔

وہ جھٹکے سے بیڈ سے اتر۔۔ ”عالم“ حورالعین کا دل دھڑکا۔۔

”اگر ہوتا تو اس وقت آپ میرے ماں کے روم میں نا ہوتے۔۔“ وہ بے نیازی سے کہتا  
خود اٹھ کر میکال کے پائوں کو پکڑے گھسیٹتا ہوا وہاں سے لے جانے لگا۔۔۔  
”آہ۔۔۔“ ابھی سیر دروازے تک ہی پہنچا تھا معاً روم کی فضا میں ایک مدھم سی کراہ  
گو نچی، پر عالم کا دل دھڑکا گئی۔۔۔

وہ چونکا اور بغیر تاخیر مڑتے ہوئے بیڈ کو دیکھنے لگا جہاں اسکا چہرا سرخ متمنا اٹھا تھا۔۔۔

”عالم۔۔۔“!! ابھی وہ اس تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ ایک بار پھر وہ چیخ سے تڑپ کر اٹھ  
بیٹھی۔۔۔

”عالم۔۔۔۔۔“ وہ ہچکیاں بھر کر چیختی اسے بلانے لگی۔۔۔  
”عین۔۔۔“!! وہ ایک جست میں سارا فاصلہ سمیٹ کر اس تک پہنچا اور بازوؤں سے پکڑ کر  
اسے سینے میں بھینچا۔۔۔

”ع۔۔۔ع۔۔۔عالم چ۔۔۔چلیں۔۔۔“ وہ سسکتی ہچکیاں بھرتی اچانک سے پسینے میں نہا گئی تھی۔۔  
”او کے او کے چل رہے ہیں ریلیکس ریلیکس“!! وہ گھبرا کر اسے بانہوں میں بھر کر اٹھا۔۔۔

”مام؟؟؟“ فاتح گھبرا کر اپنی ماں کی چیخ سنتا روم کی طرف اٹھا۔۔۔ لات جیسے ہی زور سے  
زمین پر گری میکال بھی کراہ کے ساتھ گھبرایا ہوا اٹھ بیٹھا اور اب رونے کی تیاری پکڑنے  
ہی والا تھا کہ خود کو روم سے باہر راہ داری میں دیکھتے حیرت سے آس پاس کو دیکھ رہا  
تھا۔۔۔

”مام۔۔۔مام۔۔۔“ اسنے گھبراتے ہوئے ہڑبڑا کر ماں کو پکارا اور سیدھا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا پر سیڑھیاں اترتے ننگے پیر ڈیڈ اور اسکے آگے بھاگتے فاتح کو دیکھ کر وہ خود بوکھلا گیا۔۔۔

”ڈیڈ؟؟؟“ ماما کو کہاں لیکر جارہے ہیں؟ ”وہ حیرت سے بولتا انکے پیچھے بھاگنے ہی والا تھا دفعتاً باپ کے ننگے پاؤں کا خیال آیا۔۔۔

وہ سیدھا روم میں بھاگا اور وہاں سے عالم کے شوز، موبائل، کوٹ، واچ کے ساتھ حورالعین کا دوپٹہ اٹھا کر واپس سے باہر بھاگا۔۔۔

”ماما کو کیا ہوا فاتح؟“ وہ ہانپتا کانپتا جب پورٹیکو میں آیا تو وہاں فاتح گاڑی ڈرائیور سے نکلوائے ڈور اوپن کیے کھڑا تھا۔۔۔

”معلوم نہیں جلدی بیٹھو اندر“ ”اسنے دوسری طرف پچھلی سیٹ کی جانب اشارہ دیا میکال سر ہلا کر ساری چیزیں گود میں لیے پیچھے بیٹھا اور فاتح فرنٹ سیٹ پر۔۔۔

”گاڑی چلائو جلدی ہاسپٹل چلو۔۔۔“ حورالعین کو گود میں لیے وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھتا دھاڑ نما گرج کے ساتھ ڈرائیور سے بولا۔۔۔

”بی۔۔۔یس سر“ ”ڈرائیور بوکھلا کر سیٹ پر بیٹھا اور اگلے ہی لمحے جہاز کی سپیڈ سے گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔۔

”آپنے ڈاکٹرز گھر پر کیوں نہیں بلائے باپ؟“ فاتح غصہ دبائے اپنے باپ کو مخاطب کیا۔

”باپ کے بچے شٹ اپ! یہ وہ معاملہ نہیں۔۔۔“ عالم نے سنتے ہی غصے سے گرج کر کہا وہ مٹھیاں بھیجنے لگا۔۔۔

”پھر کیسا معاملہ ہے؟ ہر بار تو مام کو کچھ ہوتا ڈاکٹرز کا میلا لگا دیتے ہیں، اس بار وہ چیخ رہی ہیں اور آپ بغیر ڈاکٹرز کو اٹھوانے کے انکی طرف بھاگتے جارہے ہیں۔۔“ اسکا بس نہیں چل رہا تھا خود ہی اڑ کر سارے شہر کے ڈاکٹرز کو اٹھوا کر لائے۔۔۔۔۔

عالم نے کافی ضبط سے اس فتنے کو دیکھا جو اسکے گرم دماغ کو مزید تیل ڈالکر بھڑکا رہا تھا۔۔۔

”شش! چپ بس پہنچ رہے ہیں“! وہ اسکے ماتھے کا پسینہ صاف کر کے محبت سے بولا۔۔۔۔۔

حورالعین نے غصے بھری سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

”کیسے چپ ہو جائوں؟ آپ کی وجہ سے ہوتا ہے سب۔۔“ وہ بھیگی آواز میں غرائی۔۔۔

اس خطرناک صورتحال میں بھی اسکی معنی خیز بات پر عالم کا قہقہہ گونجا۔۔۔

”بابا بابا۔۔۔۔۔ بس یہ آخری بار تھا اب کچھ ایسا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔

میکال حیرت سے کبھی اپنی ماں کو دیکھتا تو کبھی بھائی باپ کو۔۔۔

یہ تو سمجھ آتا تھا بھائی کی باپ سے نہیں بنتی اسلیے غصہ ہو رہے پر مام؟

وہ تو ڈیڈ کے خلاف ایک لفظ برداشت نہیں پھر آج؟

”اپنی پھپھو کو کال کرو۔۔۔“! عالم نے میکال کو کہا وہ سر ہلاتا ہوا جلدی سے موبائل نکالنے لگا۔۔۔

حورالعین عالم کے چہرے کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔



اور عالم نے ہاتھ بڑھا کر اسکے گال کو چھوا وہ سسکی بھر کر لب دانتوں میں دباتی آنکھیں  
میچ گئی۔۔۔۔

لان میں بھائو بھائو کرتا پی پی اپنے بیوی کیٹی اور بچوں کے ساتھ نکلتا پریشانی سے یہاں وہاں  
ٹہلنے لگا تھا۔۔

سب ہی بے تاب ہو اٹھے تھے اسکی تکلیف پر۔۔ یہ جانور جو اسکا اپنا دوست تھا وہ بھی تڑپ  
سے یہاں وہاں بھائو بھائو کر کے پریشان حال میں ٹہل رہا تھا۔۔

\*-----❤-----\*

“عین ”! یہ صبح کا خوبصورت پہر تھا جب اسکے کان میں گھمبیر سرگوشی گونجی تھی۔۔۔  
حورالعین نے اپنی موندیں موندیں بھاری پلکوں والی آنکھوں کو وا کیا تو سب سے پہلے نظر  
آنے والا چہرا اسکے ہم سفر شریک حیات کا تھا۔۔۔  
وہ مسکرا دی گہری مسکراہٹ۔۔۔“ عالم۔۔۔ ”اسکے لہجے میں غنودگی کے عنصر شامل تھے۔۔  
وہ ابھی غنودگی کے حصار میں قید تھی جس سے اسکی سرگوشی کھینچ لائی تھی۔۔۔

“صبح بخیر زندگی ”! وہ اسکے کان میں بولا۔۔

حورالعین نے آسودگی سے مسکراتے اسکے ہلتے ہوئے گھنی مونچھوں تلے لبوں کو دیکھا۔۔۔  
“ہماری زندگی؟ ”وہ لہجے کے بھاری پن سے بولی۔۔۔

جبکہ کانوں میں عالم کی رات والی ڈاکٹرز پر دھاڑی یاد آئیں تو مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

”میری زندگی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔۔“ وہ اسے آنکھوں میں جذب کرتے گویا ہوا۔۔

حور ہنسی۔۔“ یہ بھی کوئی بتانے والی بات تھی؟ بھلا سیر عالم کی زندگی وہ خود ہی تو تھی اس میں کون سا شک تھا۔۔“

ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑی وہ اسکے گود میں سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔۔ جبکہ سامنے کھڑی تین نرس اسکے ہاتھوں میں لگی ڈرپس وقفے وقفے سے چیک کر رہی تھیں۔۔

”ویٹ آ منٹ شہزادیِ عالم“! اسی لمحے دروازہ کھلا اور کھلکھلاتا ہوا داد روم میں داخل ہوتے گویا ہوا۔۔

حور کے ساتھ عالم نے بھی چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔

”یہ رہی ہم سب کی زندگی۔۔“ حور یا عالم کچھ کہتے تبھی اسنے نور مسکان سمعیہ عارب برہان کے دائرے کی سمیت اشارہ کیا۔۔

عالم مسکرا دیا البتہ حور نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔۔

”یہ کیا عالم؟“ وہ نا سمجھی سے عالم سے استفسار کرنے لگی۔۔

”یہ نہیں“ عین الحور۔۔۔ وہ اسکا گال سہلا کر بولا۔

حور چونک اٹھی اور پھر سے گردن گھما کر سامنے دیکھا جب عالم نے اسکے پیچھے سے ذرا سا سہارہ دیا۔۔

اور وہ سامنے دائرہ توڑ کر سائیڈ ہوئے تب سامنے ہی نمودار ہوا منظر اسکا دل دھڑکا گیا۔۔۔

”بی۔۔۔ یہ عین الحور؟“ وہ سامنے دیکھتی سرگوشی میں بولی۔۔۔

”ہاں ہماری عین الحور!“ وہ جھک کر اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا تاکید کرنے لگا

جبکہ حور کی نظریں سامنے ساکت تھیں۔۔۔

ٹوٹے ہوئے دائرہ سے نمودار ہوتے فاتح کی بانہوں میں سفید کمبل میں لپیٹی ہوئی وہ گلابی ہی گڑیا اسکی بانہوں میں گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔۔۔

حور کی دھڑکنیں بے ساختہ تیز ہوئیں اسکی رنگت زرد پڑنے لگی۔۔۔

”کیا ہوا عین؟“ وہ اسکی حالت دیکھتا پریشان اسکے ہاتھ سہلانے لگا۔

”حوری۔۔۔!“ بریان مسکان، نور داد، سمعیہ عارب سب لپک کر اسکے بیڈ کے پاس

آئے۔۔۔

”مام آر یو اوکے؟“ فاتح اسکے حصار میں عین الحور کو ڈالتا ہوا گھبراہٹ سے بولا۔۔۔

”بی۔۔۔ یہ۔۔۔ عین۔۔۔ کیوں؟۔۔۔ اسکی آنکھیں؟؟“ وہ کہتی خوفزدہ ہو کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

”کہیں اسکی بیٹی کا نصیب تو ایک اور بلاسٹڈ بیوٹی کا نہیں؟“ وحشت کے بچھو سانپ اسکے وجود کو کاٹنے لگے۔۔۔

وہ اپنے پاس پڑی اپنی بیٹی کو آنکھیں پھیلا کر دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور وہ سب اسے۔۔۔

کسی نے کچھ کہنا چاہ بھی تو عالم نے خاموش کروا دیا۔۔۔ اور نا ہی خود جواب دیا۔۔۔  
جانے کیسے ایک آنسو عین کی آنکھوں سے لڑکھ کر پاس پڑی اسکی بیٹی کے آنکھوں میں  
جا کر گرا۔۔۔

اسکی ہلکی لرزتی پلکوں کو دیکھ کر حور نے وحشر زدہ ہوتے عالم کو دیکھا۔ اور سب نے  
حورالعین کو۔۔۔

اپنی ماں کے پاس کھڑے عبدالغنی نے سختی سے انکا ہاتھ تھام لیا۔۔۔ اسکی معصوم سی دھڑکنیں  
جانے کیوں ادھم مچانے لگی تھی۔۔۔ وہ یہ جانتا تھا کہ یہ اب آنکھیں کھولنے والی سب کی  
دلوں کو تھام کر ساکت کرنے والی ننھی سی حور اسکے پاس ہی آنے والے تھی۔۔۔  
”ع۔۔۔ عالم۔۔۔؟؟“ اسکا دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔۔ جیسے سمندر کے اٹھا گہرائیوں میں ڈوبنے لگا  
ہے۔۔۔

”خود دیکھ لو“! وہ محبت سے بولا

اسنے انگلی اٹھا کر ان لرزتی پلکوں کے سامنے گھمائی۔۔۔ حورالعین کے ساتھ سب کا دل دھک  
دھک کر رہا تھا۔۔۔ نور نے تو خوف سے اس لمحے آنکھ ہی میچ کر داد کا ہاتھ مضبوطی سے  
تھام لیا تھا۔۔۔

مسکان نے برہان کا بازو پکڑا جانے کیوں اسکا بھی دل دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ اور وجہ بہت واضح  
تھی کہ اگر وہ بلا سنڈ ہوئی تو حورالعین ٹوٹ کر بکھر جائے گی اور کیا مسکان اپنے بچے کو  
ٹوٹ کر بکھرتے دیکھ سکتی تھی۔



دھک سے اسکا دل جیسے ڈوبا۔۔۔۔ جب ان ساکت جھیل آنکھوں میں کوئی ہلچل نہیں  
مچی۔۔

عین کے آنسوؤں بکھرنے لگے اسکی گالوں پر وہ رونے لگی تھی بے آواز پر کسی نے اسے  
دلاسہ نہیں دیا۔۔ اسنے ششدر ہو کر عالم کو دیکھا جو متبسم نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا  
تھا۔۔

حورالعین کا دل دھڑکا۔۔“ کچھ تو تھا۔۔۔ ”وہ لب بھینچ کر سب کو دیکھنے لگی۔۔ اور سب  
ہی تو اسے دیکھ رہے تھے یہاں تک کے چھوٹے فاتح میکال سمیت۔۔۔  
انکی نگاہوں، مسکراہٹوں نے اسکے اندر پھر سے توانائی بھردی۔ وہ مسکرا اٹھی اور پھر سے اپنی  
بیٹی کی جانب متوجہ ہوئی ہی تھی کہ کانپ سی گئی کیونکہ وہ جھیل سی آنکھیں اسکے چہرے  
پر ہی ٹکی تھیں۔۔۔  
“ع۔ع۔ع۔ عالم۔۔۔ یہ۔۔۔ مم۔ مجھے دیکھ رہی ہے؟“ اسکی لرزتی آواز ہاسپٹل کے روم کی ساکت  
فضا میں گونجی۔۔۔  
سب کی نگاہوں میں مزید دلچسپی اٹھ آئی وہ زچ ہو گئی۔۔

انگلی واپس سے اٹھا کر اسنے اپنی بیٹی کے آنکھوں کے سامنے کی۔۔ اسکی انگلی کی حرکت کے  
ساتھ ہی وہ جھیل میں ستاروں سی آنکھیں بھی اسکی انگلی کے ساتھ حرکت کرنے لگی۔۔  
حور کا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔۔“ مسنی ”وہ ششدر سی سرگوشی میں بولی اور انگلی کو  
اسکی چھوٹی سی ناک پر رکھا تب بھی آنکھیں گھومتی ہوئی اسکی انگلی کی جگہ آئیں اور پھر  
وہاں سے ناکام ہوتی حورالعین کے چہری پر ٹک گئیں۔۔۔۔

”ہاہا عالم یہ تو دیکھ سکتی ہے۔۔۔ ہاہا ہا یہ بلا سنڈ نہیں یہ دیکھ سکتی ہے۔۔ مسنی دیکھو یہ مجھے دیکھ رہی ہے میری انگلی کو دیکھ رہی ہے۔۔ نور تم بھی دیکھو نا میری بیٹی دیکھ سکتی ہے ہاہا۔۔۔“ اس کے جلت رنگ کرتے کھلکھلاتے قہقہے ہاسپٹل کے روم میں چہکار بن کر گونجنے لگی۔۔۔

”ہمیں معلوم ہے۔۔“ اس کے سرخ تہمتاتے ہوئے چہرے کو دیکھتے سب یک زبان ہو کر بولے اور کھلکھلا اٹھے۔۔

حور نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔“ برہان بھائی آپ بھی۔۔“ اس نے منہ بسورہ۔۔

”جب تم مجھے تنگ کر سکتی ہو پھر میں تو ایک بیچارہ سا بندہ ہوں۔۔“ وہ ہنس کر بولا۔۔۔ اس کے بیچارہ کہتے پر مسکان نے“ ہونہہ ”کہہ کر سر جھٹکا۔۔

”ویسے حور! فاتح کے ڈمپلز کو چھوڑ کر تمہارے سارے بچے عالم پر گئے ہیں کیا سارا دن بس عالم کو ہی دیکھتی سوچتی رہتی ہو؟“ داد اس چھوٹی سی عین الحور کے بالوں کا بھورا رنگ دیکھ کر مصنوعی معصومیت سے آنکھیں گھما کر بولا۔۔۔

عالم نے محبت پاش نظروں سے عین کو دیکھا، جبکہ وہ تو اچانک داد کے حملے سے سٹیٹا گئی تھی۔۔۔

اور اس کے سٹیٹانے پر پاس کھڑے سب نے پھر سے محظوظ ہوتے قہقہے لگائے۔۔

”تنگ نا کرو میری شہزادی کو آرام کرنے دو۔۔“ سمعیہ نے رونی صورت عین کی دیکھتے داد کو جھڑکا وہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔

”اب ہم کیا کر سکتے ہیں کہ تمہاری بیوی تمہیں سوچنے کے بجائے خود کو سوچتی ہے۔۔“  
عرب کہاں پیچھے رہنے والا تھا طنزیہ بولا داد بوکھلا گیا۔۔

”اللہ کا شکر ہے میرے تو ملٹی ہیں ماں باپ کس ”!برہان نے فخریہ کالر جھٹکا۔۔  
جانے کس احساس سے مسکان کے بھی گال سرخ ہو اٹھے۔۔“ ہیں میں تو بلا سنڈ نہیں  
ہو گیا؟ ”اسکے گال دیکھتے برہان نے آنکھیں مسل کر حیرت کا اظہار کیا۔۔

”ہاہا لگتا ہے بھائی ابھی اس نعمت سے محروم تھے۔۔“ ایک بار پھر داد نے بچ میں چھٹکارہ  
چھوڑا۔۔

”مت پوچھ تمہارا بھائی کس کس نعمت سے محروم ہے۔۔“ ”برہان نے گہری سانس کھینچتے  
کہا۔۔

مسکان نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔۔ دفعتاً وہ ہنس پڑا۔۔

”گھر چل رہے ہیں اس نعمت کا راز ضرور بتانا تاکہ وہ مجھے کچھ کام آسکے۔۔“ اسنے آہستہ  
سے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

مسکان ضبط سے کھڑی تھی ورنہ دل کیا یہیں سے کہنی ٹھوک دے پیٹ میں پر نہیں وہ  
معصوم سا اسکا سوامی تھا۔۔

یہاں نہیں تو گھر جا کر ہی صحیح! اسکی رضا میں راضی ہی تو تھی۔۔۔

”شکریہ۔۔“ ”!ان سب کو خود میں مصروف دیکھتے عالم نے حور کے ہاتھ تھام کر لبوں سے  
لگایا۔۔ وہ شرما کر اسکے گود میں چہرہ چھپا گئی۔ وہ خوش نصیب تھی کہ وہ انسان جسنے کبھی

نگاہ الفت کسی کی طرف نہیں دیکھا تھا کسی کے خوام خیال میں نہیں تھا اسنے آج بہت ہی خوبصورت طریقے سے اسکے کانوں میں شہد گھولتے اسے، ”شکریہ“ کہہ کر معتبر کر دیا۔۔۔۔۔  
 شکریہ تو اسے کہنا چاہیے تھا جسنے حیوانوں کی بھاری خنجروں تلے مسلی ہوئی ایک بلا سنڈ بیوٹی کو نا صرف نکال کر زندگی دی تھی بلکہ ایک پاگل کہا جائے یا مینٹل سی لڑکی کو واپس سے ہوش و حواس کی دنیا میں لایا۔۔۔۔۔

بھلا کون اس وقت میں ایسا کر سکتا تھا کہ ایک معمولی بلا سنڈ لڑکی کیلئے جو وقت پر اپنی پہچان سے انکاری ہو جاتی ہے، جو کہ اپنے دماغ کی محتاج ہے کب کس وقت وہ ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔۔۔۔۔

وہ ڈاکٹروں کے رحم و کرم پر پلنے والی لڑکی کو ایک خوبصورت سی زندگی بخش گیا تھا بلکہ آج وہ ایک مکمل خوشحال فیملی کی مین فرد تھی۔۔۔۔۔

اگر بیسٹ نہیں ہوتا تو شاید وہ کسی نالے یا کسی ڈھیر گند کے نیچے دبکی اب تک تو اللہ کو پیاری ہو گئی ہوتی۔۔۔۔۔

اگر سعیر عالم نہیں ہوتا تو کب کی وہ پھر سے حیوانوں کے پنہوں میں گھری نوچی جارہی ہوتی۔۔۔۔۔

پر نہیں ہر بیوٹی کے پاس جس طرح بیسٹ کی ضرور ہوتی ہے، اسی طرح رب نے اسے اپنی خوبصورتی کا شاہکار بنا کر تو بھیجا تھا، پر شیطانوں سے بچانے کیلئے ایک بیسٹ بھی بھیج دیا۔۔۔۔۔



جو اسکے گرد آج بھی ایک مضبوط حصار باندھے بیٹھا اسے مبہم سی مسکراتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

اسکی یہیں مسکراہٹیں تو اسکی دھڑکوں میں تلاطم برپا کرتی تھیں۔۔ وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ لبوں کا دانتوں میں دبانے لگی تھی کہ بیچ میں ہی اسکی انگلی نے آکر اسے روک دیا۔۔

حورالعین سب کی موجودگی میں اس جسارت پر سرخ انار کی مانند ہو گئی۔۔

”ایزال کہاں ہے؟“ اسنے ایسے ہی نظریں گھماتے سب کی معنی خیز نگاہوں سے بچنے کیلئے مسکان کو مخاطب کیا۔۔

”وہ فیری کے پاس ہے میرا بچہ مجھے خود دیکھنا نصیب نہیں ہوتی سواء رات کے۔۔۔“ اسنے منہ بتانے کہا سب ہنسنے لگے۔۔

یہ سچ تھا کہ ایزال کو دیوانگی کی حد تک اپنی طرف متوجہ کرتی فیری مسکان کو اچھا خاصا نچا چکی تھی۔۔

برہان تو اس میں ہی خوش تھا، کیونکہ جو اسے سنبھالنی تھی وہ اسکی بیٹی سنبھال رہی تھی۔ پر یہ بات تھی کہ دونوں کا صدمہ ایک تھا ان دونوں کو پیار کرنا اپنی ایزال سے نصیب ہی نہیں ہوتا تھا۔ جب تک وہ میم صاحبہ نا چاہیے۔۔۔

”کچھ بھی کرلو! آنا تو اسے میرے پاس ہی ہے۔۔“ وہ ہنس کر سوچتا سر جھٹک کر رہ گیا۔۔

جان گیا تھا، اس سے دور رکھنے کیلئے فیری ایزال کے گرد اپنا حصار قائم کر رہی تھی، پر وہ کیا جانتی تھی وقت ایسا آئے گا کہ فاتح کا سحر خود اس حصار کو توڑے گا اور وہ صرف دیکھتی رہے گی۔۔۔

یا کچھ الگ ہی تحریر لکھی جائے گی وقت کی جس میں کسی کا معلوم نہیں کون فاتح کون بیٹ۔۔۔

”آپنے اس کا نام عین الحور کیوں رکھا؟“ حور نے سیر کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔

نام کے الفاظ ہی تو آگے پیچھے تھے ورنہ نام تو معنی ایک تھی۔۔۔  
”کیونکہ یہ میری حور العین کی پرچھائی ہے۔۔۔“ وہ اسکے گال پر انگلی پھیر کر عین الحور کو دیکھنے لگا۔۔۔

”پر یہ تو بلا سنڈ نہیں؟“ حور الجھ گئی۔۔۔ یہ پوچھتے اسکا دل بھی دھڑک اٹھا۔۔۔  
”پر بیوٹی تو ہے نا؟ حور العین کی بیوٹی عین الحور“! وہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا پہلی بار تھا کہ وہ کھل کر سب کے سامنے مسکرا رہا تھا۔۔۔

”ہماری بیوٹی؟“ وہ آسودگی سے مسکرا کر عین الحور کو دیکھنے لگی جس نے جمائی لیکر آنکھیں موند لیں تھیں۔۔۔ شاید ان سب کے بیچ بور ہو گئی تھی۔۔۔

”یہ تو سلیپنگ بیوٹی ہے۔۔۔“ میکال اسے سوتے دیکھ کر کھلکھلایا اور اسکے ساتھ ہی سب مسکرا دیئے۔۔۔

دفعۃً دور پر دستک ہوئی۔۔ سب نے بیک وقت گردنیں گھما کر دروازے کی سمت دیکھا۔۔  
اندر موجود نرس نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر دور کھولا جس سے نمودار ہوتے سحیر  
کے آدمیوں کو دیکھتے ہوئے سب چونک کر سوالیہ نگاہوں سے سحیر کو دیکھنے لگے۔۔  
”آجائو“ بغیر کسی کو جواب دیتے اسنے ان آدمیوں سے کہا جنہوں نے مؤدب ہو کر سر خم  
کرتے اندر قدم رکھا۔۔۔

حورالعین کا سرتیلی پر رکھتے عالم اپنا کوٹ درست کر کے بیڈ سے اتر۔۔۔ حور جانے کیوں  
گھبرا گئی اسنے اسی گھبراہٹ میں عالم کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔  
”ویٹ“ اسکے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیتے وہ محبت سے گویا ہوا ساتھ ہی اسکا ہاتھ عین  
الخور کے اوپر رکھ کر خود ان آدمیوں کے پاس آگیا۔۔۔  
سب استفہامیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔  
جب وہ ان آدمیوں سے کچھ لیکر واپس بیڈ کی سمت بڑھا، حورالعین نے نا سمجھی سے  
دیکھا۔۔۔

سفید ڈریس میں وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔ اور بلیک رات کے ڈریس میں  
ملبوس اپنے چوڑے کندھوں وسیع پھیلے سینے کے ساتھ اسکے سامنے سایہ بن کر کھڑا  
ہو گیا۔۔۔

”یہ ہے میری شہزادی کیلئے۔۔“

”ایک بیسٹ کی طرف سے۔“ سرخ ململ کے کپڑے کو ہٹا کر اسنے ایک بڑے سے کیس سے رنگ برنگی پتھروں سے تراشے پھولوں کے تاج کو ہاتھ سے نکال کر حورالعین کے سر پر رکھا۔۔۔

سب حیرت سے ششدر سامنے دیکھ رہے تھے، یہ پاکستان کا صرف ایک پتھر نہیں۔۔۔ اس میں تو کئی پتھر تراشے ہوئے تھے جن سے اس تاج کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیئے تھے۔۔۔

سیاہ بالوں پر رکھا وہ رنگین پھولوں والے سفید تاج کو انگلیوں سے محسوس کرتی حورالعین پھیلی آنکھوں سے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

”یہ حقیقت تھا یا خواب۔۔؟“

بیسٹ بیوٹی کا تاج پہنا رہا تھا سب کی موجودگی میں۔۔۔

”اور یہ ہے ایک باپ کا اپنی پرنس کیلئے۔“ اسی کے جیسا ایک ننھا سا تاج واپس سے باکس سے نکال کر عین الحور کے گلابی ٹوپی پہنے سر پر رکھا۔۔۔

”اب لگ رہی ہے ناشہزادی“! نور خوشی سے ڈبڈباتی اپنی خوبصورت بہن کے سر پر کئی ممالک کے پتھروں سے تراشا ہوا تاج دیکھ کر داد کے کندھے پر سر رکھا۔۔۔

”کتنے انمول رشتے ہیں۔“ وہ مسکرا کر بولی۔۔۔

”ہم سب کے۔۔“ مسکان نے ہنستے ہوئے سب کو دیکھا۔۔



”تم تو چپ ہی رہو پھر سے بھاگنے کا سوچ رہی ہو۔“ ”برہان منہ بنا کر بولا جس پر سب قہقہہ لگا اٹھے۔

”صحیح ہے نا پہلے تم بھاگے اب میں۔“ ”اسنے زبان چڑھا کر کہا۔

”تم گھر سے نکل کر دکھائو ٹانگیں توڑ دوں گا۔“ ”وہ مصنوعی غصے سے بولا۔

”دونوں پھر سے شروع ہو گئے۔“ ”سمعیہ نے آنکھیں دکھاتے باز رکھا کہ یہاں تو چپ کریں ہاسپٹل ہے۔“ ان سے توقع نہیں تھی ابھی ہے خود کو زخمی کر دیں۔۔۔

”دراصل یہ لڑ کر ہمیں پیار دکھانا چاہتے ہیں ایک آپ ہی ہیں جو بھاگی بھاگی سی رررر۔۔۔۔۔ باقی کے الفاظ سعیر کی سنجیدہ آنکھوں کو دیکھتے رر کرتے رہ گئے۔۔۔

”ہاہاہا بس کر تو! تجھے یہ آزادی اپنے گھر ہی مہیا ہوگی۔“ ”داد قہقہہ لگا کر بولا۔۔۔

”بس کرو سب! میرے لیے آج بڑا خوشی کا دن ہے میری شہزادی نے تاج پہنا ہے۔“ ”سمعیہ اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرتی مسکرائی۔۔۔۔

جب خود کا ہوش نہیں تھا تب ایک خواب سجایا تھا۔

آج وہ حقیقت کا روپ سنوار کر کھڑا تھا۔

اور اسکی شہزادی سچ میں اسکے شہزادے کے پاس تھی۔۔۔

حورالعین اسے دیکھ کر شرماتی ہاتھوں میں چہرا چھپا گئی۔۔۔

”ہاہاہا دیکھا بچی کو ڈرا دیا۔“ ”داد کہاں باز آنے والا تھا۔

”ویسے اب تو شہزادی انکی گود میں ہے یہ دونوں تو بادشاہ کو نین ہو گئے ہیں۔۔۔“ مسکان ہنستے ہوئے تصحیح کرنے لگی جس پر سب ہی متفق ہوئے۔۔۔

عالم انکی باتوں سے لاپرواہ، بلیک پینٹ کے پاکٹ میں ہاتھ پھنسائے بغیر کسی اور پہ توجہ دیئے اپنے آدمیوں کو جانے کا اشارہ کرتا چاہت بھری نظروں سے حورالعین کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

”ویسے اب بادشاہ کو کون تاج پہنائے گا؟“ ”نورالعین نے شرارت بھری نظروں سے عالم کو دیکھتے کہا۔۔۔“

وہ خفیف سا چونکا اور پھر متبسم سی نظروں سے عین کو دیکھا۔۔۔ اسی لمحے دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں۔۔۔

”ظاہر ہے ایسے چھوڑنے والا تو ہوگا نہیں گھر جا کر اپنی کو نین سے بانہوں کا تاج ہی پہنائے گا۔“ ”برہان نے جلے کٹے انداز میں طنز کیا۔۔۔

سب کی کھلکھلاہٹیں روم کی فضا میں گونج اٹھیں۔۔۔

حور نے شکایتی نظروں سے دیکھا، عالم نے پرشوق نظروں سے دیکھا کہ ”غلط تو نہیں کہہ رہا“

”ویسے میں نے ایک اور تاج دیکھا۔“ ”داد نے حیرت سے اچانک سوال چھوڑا سب نے سوالیہ نظروں سے عالم کو دیکھا۔۔۔

میکال فاتح کی سوالیہ نظریں بھی اپنے باپ پر تھیں۔۔۔

”تمہاری نظروں کا دھوکہ ہے۔“ اسنے سرد سپاٹ لہجے میں کہتے عین الحور کی پیشانی پر لب رکھے۔۔۔

”پر میری نہیں۔۔۔“!! اسے پاس سے ہی سپاٹ آواز سنائی دی۔۔۔  
عالم نے ترچھی نظروں سے دیکھا وہ کوئی اور نہیں فاتح تھا جو اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔  
”تمہارے لیے آسانی ہوگی۔۔۔“ وہ معنی خیز بولتا اسکے باقی کے سوالات سے یکسر انجان ہو گیا۔۔۔

اور فاتح خاموشی سے اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔

”یہ تو وقت ہی بتائے گا آسانی کون پیدا کرے گا۔“ سب کے قہقہوں کے بیچ سے یہ سرگوشی سعیر کے کانوں میں گونجتی ہوئی دم توڑ گئی۔۔۔  
پر وہ سمجھ کر متبسم ہوا۔۔۔

”وقت کچھ نہیں بتائے گا جو کرنا ہوگا تمہیں خود کرنا ہوگا۔۔۔“

”چلو پھر فاتح خود گھڑی کی سوئی کو سلجھائے گا۔۔۔“

”سعیر عالم منتظر رہے گا۔“ وہ خوش دلی سے جتا کر بولا۔۔۔

سب کے جاتے ہی بیسٹ نے ایک مضبوط حصار ہمیشہ کیلئے بیوٹی کے گرد باندھا۔۔۔

\* \_\_\_\_\_❤️❤️❤️\_\_\_\_\_ \*

”پاگل ہو گئے ہو تم لوگ! مت کرو ایسا میں وارن کر رہا ہوں تم سب کو اگر اپنی زندگیاں پیاری ہیں تو مت جگاؤ اسے نا ہی اپنی طرف متوجہ کرو۔“ ”دفعاً میٹنگ ہال میں چلا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور فائلز کے ٹکڑے کرتا فرش پر پھینک دیا۔“

اسکی آنکھوں وحشت سے لال ہو گئیں، موت کے خوف سے زبان تک کانپ گئی، سکے نام لینے سے۔۔

”اسے چھوڑ دو بزدل کو ڈر گیا ہے۔“ ”ایک شدید ناگوار آواز انکے پیچ گوئی۔۔ اس کھڑے ہوئے وجود نے چونک کر دیکھا۔“

”ہاہا بزدل نہیں میں! نیپالی ڈان ہوں پر زندگی مجھے اپنی پیاری ہے! تم لوگ بھول رہے ہو۔ بلیک کنگ کا حال! بھول گئے قہر زمان جسکے ٹکڑوں کے جلنے کی بو آج بھی بیسٹ کی وحشت کو زندہ رکھے ہوئی ہے افغانستان میں۔۔“

”میں صرف تین وجود کا نام لوں گا جنہوں نے ایسی ہی میٹنگز کی تھیں۔۔“

بھول گئے اس جمیس کو؟ جسے غرور تھا دنیا کا طاقتور حیوان ہونے کا۔ ٹکر لیا تھا نا اسنے بھی ایسے بیسٹ سے؟ کیا ہوا اسکا معلوم ہے؟ ”وہ تمسخرہ اڑاتے ہنسا۔“

”آج بھی اسکی مسلی ہوئی دل اسکے مالک کے پاس رکھی ہے صرف بیسٹ سے ٹکر لینے کی غلطی کے نتیجے۔۔“

آج بھی اس حیوان کا مسلہ ہوا دل زندہ رکھا ہوا ہے۔۔ خون خون ٹکتا ہے۔۔ ٹپک ٹپک کر لہو بہاتے وحشت کی داستان سناتا ہے۔۔“



”تم لوگ پاگل ہو گئے ہو بھول گئے ہو۔۔

موت کا رخ خود اپنی طرف کر رہے ہو۔۔ پھر بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔۔ وہ حیوان سے بھی خطرناک بن چکا ہے مت چھیڑو اسے مت متوجہ کرو اسے۔۔

آج سے پہلے ایسی ہزار میٹنگز ہوئی ہیں اور سب کا اختتام قہر زمان بلیک کنگ جیسا ہوا ہے۔۔ ”وہ چیخ چیخ کر انکے سامنے حقیقت کو رکھ رہا تھا۔۔

بتا رہا تھا یہ سب غلط ہے مت کرو ایسا۔۔۔

”بس کرو ایک انسان کی ایک کمزوری ہوتی ہے۔۔ اسکی بھی ہے ایک نہیں بہت کمزوریاں آگئی ہیں اسکی زندگی میں۔۔ کمزور پڑ چکا ہے بیسٹ ٹوٹنے والا ہے اب۔۔۔“ وہ غرائے۔۔

”ہا ہا۔۔ بیوٹی اسکی کمزوری تھی آج نہیں پہلے بھی۔۔ شروع سے ہی بیوٹی بیسٹ کی کمزوری تھی کیا کر لیا تم لوگوں نے؟ کیا کر سکا کنگ؟ کیا کر لیا زمان نے؟ کیا کر سکا شہزادہ قطر۔۔۔

”ٹھا۔۔۔!!! ابھی اسکا جملہ ہی مکمل نہیں ہوا تھا کہ غرا کر ان میں سے ایک کھڑا ہوا اور

اپنے آدمی سے ہتھیار چھین کر اسکے کھلے منہ کا نشانہ لے لیا۔۔۔

ایکدم سے چہ میگوئیاں ساکت ہوئی اور خون کی چھینٹیں اڑتی ہوئی پیچھے گلاس وال پر لگیں۔۔۔۔

”یہ کیا کیا آپنے؟“ ان میں ایک نے ششدر ہو کر کہا۔۔

”اسکا اختتام یہی تھا ویسے بھی موت اس کے سر پر پہلے سے سوار تھی۔۔۔“ گن اپنی سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسنے ناگواریت سے کہا۔۔۔

”رشتن مافیا ڈان ”! اسنے پکارا۔۔۔

سامنے سرد آنکھوں والا پھیلا ہوا چوڑا وجود اس پکار میں مخاطب تھا جو کہ کب سے سب سے انجان بنا بیٹھا سن بھی رہا تھا یا نہیں۔۔۔

”کیا تم سب اس سے پیچھے ہٹ رہے ہو؟“ اسنے گہرا سانس بھر کر پوچھا۔۔۔  
”اس بار پلان کچھ ایسا ہے کہ پیچھے ہونے کی وجہ نہیں رہی ”! ان میں ایک نے مکروہ ہنسی کے ساتھ کہا۔۔۔

مہوش علی

”گڈ! مجھے ایسے جواب کی توقع تھی۔“

”پر حیوان سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیے ”! پہلی بار اس سرد آنکھوں والے نے مدھم سی سرگوشی کی۔۔۔

”ہاہا! یہی تو چاہتے ہیں ہم۔۔۔

حیوان! ایسا حیوان جس سے کوئی توقع نہیں رکھی جاسکے نارحم کی ناترس کی۔۔۔ ”دفعۃً ٹیبل پر ہاتھ مارتے وہ غرایا۔۔۔

”اندر لاؤ اسے۔۔۔“ اسنے حکم دیا۔۔۔

کچھ لمحے کی تاخیر کے بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی ایک وجود کو گھسیٹتے ہوئے اندر دھکیل کر آئے۔۔۔

اندر لاتے ہی سامنے بڑے سے اسٹیج پر دھکیل دیا سٹورٹ لائٹس کے بیچ میں وہ جا کر گرا۔۔۔

مینٹگ ہال میں سکوت چھا گیا۔۔۔۔

”کون ہے یہ؟“ اسے دیکھتے سب حیرت سے متوجہ ہوئے۔۔۔

”cursed beast“

”بیسٹ کا دشمن!“ سامنے بیٹھے وجود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔

سب ششدر ہو کر اسے دیکھا کہیں وہ مذاق تو نہیں کر رہے۔۔۔

”بیسٹ کی کہانی کیا ہے کوئی نہیں جانتا! پر اس بار تم سب اپنی آنکھوں سے ایک cursed beast کو وجود میں آتے ضرور دیکھو گے۔۔“

”ہاہا یہ کرے گا مقابلہ؟ بیسٹ سے؟“ ایک جاندار تمسخرہ اڑاتا ہوا قہقہہ فضا میں گونجا۔۔

کسی نے کوئی جواب نہیں دیا حتیٰ کے سامنے موجود مین چیئر پر بیٹھے شخص نے بھی نہیں سوا ایک تلخ مسکراہٹ کے۔۔۔

”تمہیں cursed beast چاہیے اور مجھے رشین مافیا ڈان ”cruel“ پہلی بار ان میں بیٹھے

ایک وجود نے لب کشائی کی۔۔۔

اس بار مین چیئر پر بیٹھے شخص نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور قدرے اسکی سمیت جھکا۔۔۔

”مجھے صرف بیسٹ نہیں ایسا وجود چاہیے جو بیسٹ کی طاقتوں کو مسل کر میری قدموں

میں لائے۔۔۔

یہ جو سامنے آیا وجود دیکھ رہے ہو؟ ”اسنے سامنے سپورٹ لائیٹ کی سمیت اشارہ کیا جہاں وہ وجود خاموش بیٹھا تھا۔۔۔

”اسے بیسٹ کا دل چاہے! اور مجھے بیسٹ بیوٹی کی لاشیں اپنے قدموں میں۔۔۔“ وہ ایک ایک بات پر زور دیکر گرجا۔۔۔

”منظور ہے مجھے یہ ڈیل! شرط یہ کہ اسکے اندر موجود دل اب انسان کا نہیں رہے گا۔“ وہ مافیا ڈان تھا۔ وحشی نظروں والا۔۔۔

اور یہی نظروں سینکڑ میں ہی سامنے بیٹھے وجود کو پہچان گئی تھیں۔۔۔

”تم اسے لوہا سمجھ لو! آگ میں پگھلا کر جو وجود لائو گے وہ لے گا، مرضی ہوگی تمہاری۔۔۔“

(کیونکہ یہ پہلے ہی آگ میں بھڑکا ”سٹر“ ہے۔۔۔)

پر تمہاری مرضی بھی یہ ہوگی کہ اسکا حقیقی وجود صرف cursed beast کا ہونا چاہیے، جسے کوئی نا پگھلا سکے۔۔۔ ”وہ جیسے انسان کیلئے نہیں کسی پتلے کی بات کر رہے تھے۔۔۔

جانے کیسے حیوان ساتھ جمع ہوئے تھے، اور اب شیطان کا روپ لیے وہ ایک وجود کو چیر پھاڑنے کی پلاننگ میں محو تھے۔۔۔

جبکہ سامنے بیٹھا وجود سیدھا دیکھتا ہوا بھی خاموش تھا ایک پتلے کی طرح۔۔۔

سانسیں لیتے ہوئے بھی ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس میں کوئی دھڑکا ہوا دل نہیں، کوئی سانس لینے کا نشہ نہیں۔۔۔



وہ انسان نہیں یا اسے خوف نہیں۔۔۔۔

”تم سب نے صرف بیسٹ کو سوچا ہے اور دنیا میں آئے ہوئی اسکی کمزوری کو! کیا معلوم وہ بھی اسکی طاقت ہو؟

اگر تم سب اسے cursed beast کا وجود دے رہے ہو، تو اسکا سوچا ہے جو خود بیسٹ کے سائے میں پلتا ہے۔ اسکا سوچا ہے جو پہلے سے ایک بیسٹ سے جو کچھ سیکھ رہا ہے وہی سوچ رہا ہے۔۔۔

اسکا سوچ ہے کہ وہ انسان ہے یا حیوان؟ ”دفعاً سب کچھ دیکھتے ایک وجود کی آواز گونجی۔۔۔ سب نے گردنیں گھما کر اسے دیکھا۔۔۔

”کون؟“ وہ سرخ آنکھوں سے غرایا۔۔۔

”فاتح“! فاتح عالم ”دنیا کو فتح کرنے والے“ بیسٹ ”کا“ فاتح عالم ”جسکی سوچ تک سب سے مختلف ہے حتیٰ کہ اپنے باپ سے بھی مختلف۔۔۔ سوچو جب وہ مقابلے آئے گا تو کیا ہوگا؟“ وہ جتا جتا کر بول رہا تھا۔۔۔

سامنے بیٹھے وجود کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔

”جانتے ہو وہ سامنے بیٹھا وجود کون ہے؟“ اسنے اشارہ سپورٹ لائٹ کی روشنی میں بیٹھے وجود کی طرف کیا۔۔۔

جو اتنی تیز روشنی میں بغیر آنکھیں جھپکے بیٹھا تھا۔۔۔

”وہ سن نہیں رہا ہم کس بابت بات کر رہے ہیں! وہ سوچ نہیں سکتا کہ وہ اس وقت کیا چاہتا ہے۔۔

وہ دیکھ نہیں سکتا کہ جہاں وہ ہے وہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔  
جانتے ہو کیوں؟ ”اسنے استہزائیہ پوچھا۔۔

”کیونکہ اسے انجکشن لگا کر اندھا بہرا سن دماغ کر دیا گیا ہے۔۔ اور یہ سب کرتے وقت اسنے اف بھی نہیں نکالی تھی پتا ہے کیوں؟

کیونکہ وہ اس سب کو محسوس ہی نہیں کر سکا کہ یہ کس لیے ہیں۔۔۔۔

اور جب اسے وجود میں لایا جائے گا جب اسے بنایا جائے گا تب وہ ہوگا اصلی ”cursed beast“

مزید حیرت کی بات تمہارے لیے یہ ہوگی کہ اس سب میں اسکی رضا بھی شامل ہے۔۔۔  
وہ عادی ہو چکا ہے اتنی سی عمر میں اذیت کا۔۔ صاف اور مختصراً وہ ”وحشی“ بن چکا ہے ابھی سے ہی۔۔۔

اور اسے وحشی بنانے والی بہت ہی خاص ہستی تھی اسکی زندگی میں۔۔۔۔

اندھیروں کا عادی ہے! معلوم ہے نا جب کسی اندھیرہ پسند جانور کو روشنی میں لایا جائے تو کیسی دہشت پھیلاتا ہے۔۔۔۔ یہ وہی حیوان ہے۔۔۔

اندھیروں کا عادی ہے ابھی روشنی سے اسکا واسطہ نہیں پڑا۔۔ اور جب روشنی میں لایا جائے گا تب لانا اسکے سامنے اپنے فاتح عالم کو۔۔۔۔ ”مکروہ قہقہے لگاتا ہوا وہ بولا۔۔۔

”کون ہے یہ؟“ سب کے دماغ میں یہی سوال گردش کرنے لگے اتنا سا وجود اتنی افیت جھیل کر بھی خاموش تھا آخر تھا کون یہ۔۔۔۔

پورے ہال میں سکتا تھا چھا گیا۔۔۔

”یہ تو تب معلوم ہوگا جب فاتح عالم مقابلے میں آئے گا۔“ ”استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہتے وہ سیٹ پر بیٹھا۔۔۔

سامنے کھڑا وجود اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔

”آں ہاں مجھے مارنے کی غلطی مت کرنا! میں جمیس نہیں ہوں۔۔۔ حقیقت کا آئینہ دکھانا میرا فرض تھا کیونکہ میں بھی اسی ہی میٹنگ کا اہم فرد ہوں۔۔۔“ اسنے پاس پڑے مردہ وجود کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔

دفعۃً ماحول میں قدموں کی دھمک گونجی۔۔۔

سب نے چونک کر دیکھا جہاں سامنے ہی رشین مافیا ڈان چلتا ہوا اس وجود کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔

چند منٹ کے بعد اسنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔۔

اور اسکا اشارہ سمجھتے فوراً عمل ہوا۔۔۔ وہاں ڈاکٹر کو لایا گیا جسنے بغیر چوں چراں کے انکے اشارے مطابق ایک انجکشن نکال کر مخصوص جگہ پر لا گیا۔۔۔

وہ سب حیرت سے سن رہ گئے کہ اسنے افف بھی نہیں کی۔ ایک چھوٹا سا وجود کیسے یہ سب برداشت کر سکتا تھا۔۔۔

یہ تو وحشت برداشت سے باہر تھی۔۔۔

”اب سن سکتا ہے“! ٹائمر کے ٹائم اینڈ ہوتے ہی ڈاکٹر نے اطلاع دی۔۔ اور ساتھ ہی جیسے آیا تھا ویسے ہی پیچھے ہو گیا۔۔۔

”کون ہو؟“ ہال میں سرد سپاٹ آواز گونجی۔۔۔

دل جانے کیوں دھڑکے سب اسکے نام کے بے صبری سے منتظر تھے۔۔۔

”سفر!!“

اور پھر وہ لب بھی ہلے جن سے سسکی بھی نا گونجی گئی اپنوں کیلئے۔۔۔

شاید یہ ضروری تھا۔۔۔

”مطلب جانتے ہو؟“

وہ دلچسپی سے پوچھنے لگا۔۔۔

”تمہیں وقت بتائے گا۔“ ایک بار پھر لب ہلے اور توقع خلاف جواب موصول ہوا۔۔۔

وہ چونک اٹھا۔۔۔

”اگر وقت نا بتا سکا تو؟“

”مقصد کیا ہے زندگی کا؟“

”سفر خود بتائے گا، سفر کون ہے؟ اور کیوں ہے؟“



اسکے جواب کے حرفِ آخر ہوتے ہی اسنے سامنے کھڑے آدمیوں کو اس کی طرف ایک اشارہ دیا۔۔۔۔

”تمہیں تمہارا “cursed beast” مل جائے۔“

”مجھے میرا “cruel” مل چکا ہے۔۔۔۔“ اسنے آگے بڑھتے ہوئے سامنے کھڑے وجود سے ہاتھ ملاتے سرد لہجے میں کہا اور وہی بھاری دھمک دار قدم اٹھاتے ہوئے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے ایک نئی تحریر لکھی جارہی تھی۔۔۔۔

ایک اور حیوان وجود میں لایا جارہا تھا، سعیر کے بعد سقر آرہا تھا وجود میں۔۔۔۔ پر اس بار مقابلہ سعیر عالم کا نہیں۔۔۔۔

مقابلہ ”فاتح عالم“ کا تھا آنے والے وقت کے ”سقر“ سے۔۔۔۔

کہانی کبھی ختم نہیں ہوتی ایک کہانی کے بعد دوسری شروع ہوتی ہے۔۔۔۔ جیسے اب۔۔۔۔

کوڑے کاغذ پر لہو سے ایک نئی تحریر سبھی جارہی تھی۔۔۔۔

ایک تتلی کی پیچھے کھلکھلاتی ہوئی بھاگ رہی تھی۔۔۔۔

دوسری پھولوں کے کانٹے سمیٹ کر ایک وحشتوں بھری سنسان سی راہ کو تک رہی تھی۔۔۔۔

اور ان دونوں کے ساتھ ایک اور تحریر رقم ہوتی جارہی تھی۔۔۔۔

وہ تھی اس سنہری آنکھوں والی کی۔۔۔۔

جسکو فاتح کا جنون لکھا جارہا تھا۔۔۔۔

وہ ضد تھی یا کچھ اور؟

دشتِ گمراہی؟ یا دشتِ جنون؟

”سر! وہ نہیں ملی بیسٹ اسے غائب کر چکا ہے۔“ اس کے آدمی نے جھکتے اس کے کان میں کہا۔۔۔

”پوری دنیا پر آدمی پھیلا دو!“ اس کے وجود میں آنے سے پہلے زیر زمین سے ”اسے“ مٹا دو۔“



